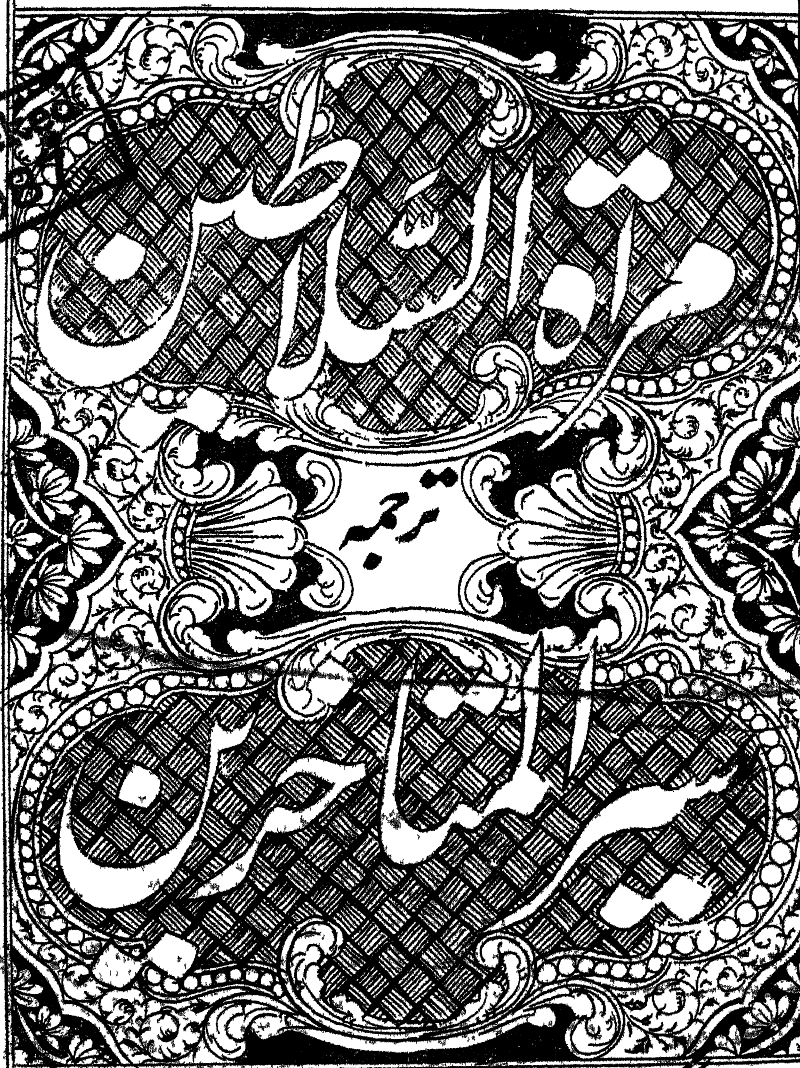
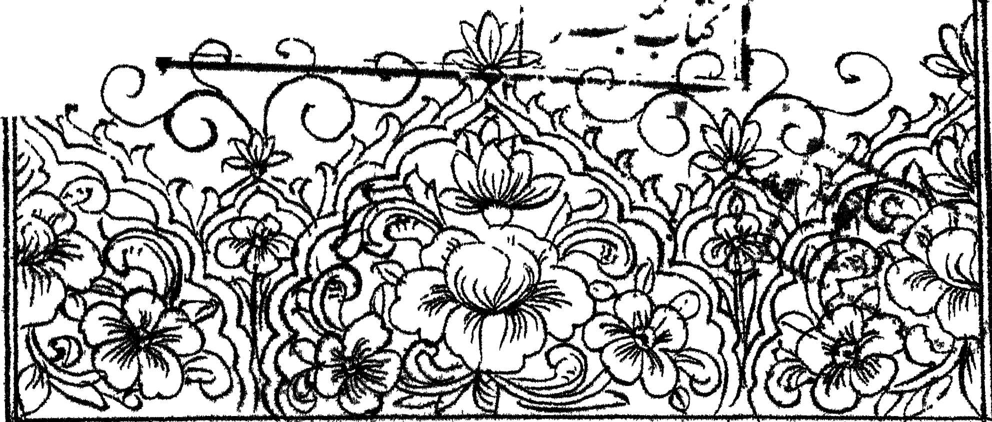
بعون خلاق کون و مکان و فضل خالق زمین و زمان جل شانہ



مطبع نامی گرامی منشی نولکشور زینت بخش طبع میں مطبوع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر ہی ایسے پاک پروردگار کا جسنے مجھسے ذرۂ بیمقدار کو یہ عزت عطا فرمائی کہ باوجود ہیچمدانی کے مورد عنایات
صاحب فضل و کرم سرچشمۂ لطف و نعم جناب فیضمآب خداوند نعمت ابر نیسان مکرمت خورشید اشتہار فلک اقتدار
حاتم سخاوت رستم شجاعت ملجائی دردمندان روزگار مرجع دانشمندان ہر دیار خدیو دل آگاہ ہمدم دوران جناب منشی نولکشور صاحب
ثریا جاہ مالک مطبع اودھ اخبار نور اللہ شموس اقبالہ کا ہوا تفصیل اسکی یون ہی کہ سنہ ۱۸۷۱ عیسوی کو یہ عاصی گوکل پرشاد
ولد گوردیال قوم سری باستب کہرہ بتلاش معاش دلخستہ شہر فیض بہر لکہنؤ مین وارد ہوا اول جناب معلی خطاب قدردان
نوع بشر مروج علم و ہنر پنڈت شیو نراین صاحب ڈپٹی انسپکٹر سرشتہ تعلیم مدارس ضلع لکہنؤ کے دامن دولت مین الجہا
چندے آسایش کی صورت ہوئی ناگاہ گردون دون نے رشک کہایا تفرقہ ڈالا جناب ممدوح بتقریب سیر وطن کشمیر کو
نہضت فرما ہوئے راقم بہی طالع برگشتہ کی ناسازگاری سے وطن لوٹ جانے کو طیار ہوا کہ جناب منشی صاحب
مقدم الذکر نے مسافر پروری فرمائی سیر المتاخرین کے ترجمے کا ارشاد صادر ہوا قید تردد آزاد کیا ترجمے کا نام لینا
چہوٹا منہ بڑی بات ہی حق تو یون ہی کہ مسافر نوازی منظور ہوئی ورنہ اپنی لیاقت جسقدر ہی ظاہر ہی حال الامر فوق الادب
اگر قلم اوٹھایا سرسری جو معلوم ہوا نامۂ اعمال کے مانند کاغذ سیاہ کیا یارب اپنے فضل و کرم سے اس تحفۂ مختصر کو منظور
خداوند نعمت فرما کر مترجم کو سرخروئی دے قطعۂ تاریخ آغاز ترجمے میرا یہ دل کو ہوا خیال تو تاریخ ایسی کہی

کہ جسے اختصاص ہو ؛ فوراً مسیح بن لے کر لکھے بیدھڑک رسا ؛ منشی نولکشور کے ۱۸ مطبوع خاص ہو

تعریف کشور ہندوستان

یہ ولایت نہایت فراخ اور وسیع ہی جدھر نظر کیجیے آبادی بدیع ہی شہر — قصبہ — موضع — قلعہ — مسجد — عبادتگاہ — مندر — خانقاہ — عمدہ عمدہ اینٹ اینٹ محل اور موقع پر معمور ہین باغہای دلکشا اور سبزہ زار طراوت افزا کا ہر جانب جلوہ ہی درخت پھول پھل سے لدے ڈالین کثرت برگ و بار سے سر ڈالے پتی پتی سرسبزی سے نہال ہی شاہراہون مین نہرین ندیان جاری آبشارون کی آبداری جسمین کشتیان آتی جاتی ہین راستے مین مسافرون کے آرامگاہ سرائین تعمیر خورد و نوش کے سامان ہر جگہ موجود غم و تردد دل سے مفقود ہی یہ ملک پورب دکھن ٹھنڈ کی طرف سے دریای شور مین ملتا اور اوتر کو ایک بڑے پہاڑ سے ملحق ہی جسکا آغاز و انجام ظاہر نہین یہان تین فصلین گرمی سردی برسات ہوتی ہین آغاز برشکال ابتدای جوزا میزان سے ہوتا ہی یہ فصل نہایت عمدہ اسکی کثرت حاصلات زمین کی افزایش کرتی ہی اگرچہ اکثر مقامات پر چاہی کھیتی ہوتی اور اکثر بدھوائی سے بھی کارروائی ہوجاتی ہی مگر بارش کی خواہش زیادہ مدار کشتکاری کا برسات پر ہی اکثر عمدہ زمین پر ہر سال مین دو تین مرتبہ تخم ریزی ہوتی ہی دھاتی اشیا مین — الماس — طلا — نقرہ — جست — لوہا — نمک وغیرہ ہوتا ہی اور انکا حاصلات حاکم وقت کے خزانے مین جاتا ہی مگر زمین کے حاصلات پر مدار زیادہ ہی ہزارہا قسم کی جنس ہوتی ہی جسکا بیان کرنا فضول پچھم کے بہ نسبت بنگالہ اور اوڈیسہ کا غلہ زیادہ لذیذ ہی خصوص چاولون مین سکھداس

سوی مخصوص ہندوستانی بلکہ بنگالہ کے کٹھل — انناس — کیلا — شریفہ — کولا ہی کولا لیمو کی قسم بنگالہ کے شمالی پہاڑون مین نہایت پر حلاوت خودرو ہوتا ہی مخصوص جہانگیر ڈھاکہ کے برابر دوسری جگہ لذیذ نہین ہوتا

علی ہذا القیاس انناس کا بھی یہی حال ہی

شاہجہان آبادی اور لاہوری کنار خوش مزہ کی برابر شاید دوسری ولایت مین ہو آنب تو اس ملک کے مخصوص میوجات مین مشہور اور مرغوب عام ہی دکھن مین بنگالہ سے عظیم آباد تک نہایت تحفہ اور شاہجہان آباد مین مخصوص قصبہ کیرانہ اور جھنجھان کا آنب مشہور و معروف ہی تخم اسکا دکن سے لاتے ہین — نیشکر یعنی اونکھ اسم بامسمی مولد قند و نبات ہی بلکہ ہمشیرۂ آبحیات ہی دوسری ولایتون مین تحفہ جاتی ہی — ہند کی نباتات بیشمار ہی — یہان کی زبان مین اسے ساگ کہتے ہین مصالح اور روغن سے بھون کر کھاتے ہین اسکی خورش بھی اپنی کیفیت سے خالی نہین عمدہ نباتات مین برگ پان ہی جو سینچنے کا دماغ ہوتا سرخروی دارین بناتا ہی ہندوستانی پھولون مین چنپا چنبیلی مولسری ہارسنگار جوہی سورج مکھی کیول مین کیوڑہ اور کیتکی نہایت خوشبودار جسکے ایک پھول سے سارے محلے مین لخلخہ روح افزا ساری ہو کیا عجب کہ دوسرے

حصے مین اسکی خوشبو تک نہو — اس ملک کے جانورون مین فیل عجب کوہ پیکر مثال ہی تیئس برس کے بعد جوان اکیسویں
برس کی عمر طبعی پاتا ہی اسکی مادہ اٹھارہ مہینے کے بعد جنتی ہی یہ جانور جنگل کے سوا شہر و بستی مین جفتی نہین کھاتا
مگر شاذ و نادر — اگر ایسا ہو تو منحوس جانتے ہین — اگر جنگل ہی سے حاملہ آئے تو البتہ بستی مین وضع حمل کرتی ہی —
گرگدن بھی عجب قوی تن جانور ہی اسکے چاون پیر ہاتھی کیطرح اور گردن شیر کی سی اور آنکھہ موہنہ کان بیل کے رنگ پر
ہوتے ہین بہ نسبت دوسرے جانورون کے اسکا بدن نہایت سخت اور درشت ہوتا ہی اس جانور کو ہاتھی کے
ساتھہ سخت عداوت ہی ایک سینگ پیشانی پر بطور آلہ جنگ کے رکھتا ہی جسکے وسیلے سے ہاتھی کا پیٹ چاک کر ڈالتا ہی
اکثر دوسرے جنگلی جانورون پر غالب ہی — اسکا بھی تولد و تناسل جنگل ہی مین ہوا کرتا ہی گرفتاری دقت سے
ہوتی ہی شاذ و نادر پادشاہ اور امرا کے قید مین پھنستا ہی — گاومیش صحرائی نہایت جراتی اور تنومند ہوتا ہی
اگر شیر سے بھڑ جائے جان سے سیر کرے کبھی کبھی امرا لوگ اس جانور کی لڑائی کا تماشا کرتے ہین باہم جنس
یا شیر سے لڑاتے ہین — گجراتی بیل نہایت جسیم اور صبا تگ ہوتا ہی کہتے ہین کہ گجرات احمد آباد کی رہنے والے
اکثر راہزن لوگ انہین بیلون کو ارابہ مین جوت کر مسافرون کی لوٹ مار کیا کرتے ہین یہ جانور اوس ڈپٹ سے تیز رو ہوتا ہی
کہ گھوڑے کا سوار پاس نہین جا سکتا — ارابہ جسے بہل اور رتھہ کہتے ہین مخصوص اسے ہندوستان کے
عقلا نے ایجاد کیا ہی بڑی عیش و آرام کی سواری ہی سایہ دار نشیمن کے ڈول کا بناتے ہین دو تین آدمی سوار ہو کر قطع منزل کر سکتے ہین
دو تین آدمی باہم سوار ہو سکتے ہین

ذکر بعض مقالات و علوم مردم ہند

شیخ ابوالفضل محرر اکبر نامہ نے تیسرے دفتر مین جسکا نام آئین اکبری ہی یہان کے باشندون کے علم اور رسوم کا ذکر کمال تحقیق
سے تحریر کیا ہی جسکی منشا اوسکی دریافت کی ہو اوس کتاب کو ملاحظہ کرے — اس مقام پر کسیقدر مشافون کے
واسطے خلاصہ اظہار ہوتا ہی حقیقت آفرینش کی اٹھارہ ہزار قسم اور اس سے بھی زیادہ شمار کیا ہی اور تعجب انگیز حکایتین مرقوم
ہوتی ہین اور ہر بار انگ نئے رنگ سے ہستی کے غنچے کھلے ہین یہان پر وہ ایک قسم بیان ہوتی ہی جسپر اعاظم ہنود
قائل ہین — و ہو ہذا — اول جس تعین پر کہ حضرت وجود نے تعلق پکڑا اور خاص جلوہ دکھلایا — اوسکا نام برہما ہی
شاید کہ عقل اول سے مراد ہو — القصہ اوس سے چار شخص نے وجود قبول کیا — سنک — سننددن — سناتن
— سنتکمار — ہر ایک کو پیدائش خلقت کا اشارا ہوا — مگر چونکہ ہر ایک کو ذات قدسی سے بکثرت توجہ تھی اس
کام کی طرف توجہ نکی — اوسوقت دوبارہ اپنی پیشانی سے مہادیو کو ظاہر کیا ازبسکہ اسکے وجود مین جلال کی
کثرت دیکھی پیدائش کی صورت اسمین بنائی پس دس نفر دیگر ظاہر کیے غالب کہ عقول عشرہ سے مدعا ہو پس ازین
اپنے پیکر سے ایک جوڑا عورت و مرد کا پیدا کیا — من وست روپا کا نام — من نام مرد اور ست روپا عورت

بجای آدم اور حوا کی نام مقرر کیے پس پیدایش کی آغاز ہونی شروع ہوئی — بعض اسپر قائل ہین کہ اول تعین عورت کی ہیکل پر ہوا جسکا نام مہا لچھمی ہی ظاہرا قوت اور مشیت سے مراد رکھی ہو — بعضون نے آفتاب کو وسیلۂ آفرینش سمجھا ہی — اسکا سبب یہی ہی کہ ایسے بڑے ستارے کو موالید ثلاثہ مین قوی التاثیر جانتے ہین — کم عقلون نے سمجھا ہی کہ عالم علوی مین بھی اسکی رسائی ہوگی اور ایک عالم اوسکا آثار ہی — حکمای ہند کے نزدیک پانچ عنصر ہین چار عنصر مشہورہ پر ایک عنصر — آکاس — نامے کو بڑھاے اور اس عنصر کو ہر جگہ اور ہر شخص پر محیط سمجھتے ہین آسمان کے قائل نہین دایرون پر شمار ہی — منطقہ کو بارہ حصہ کرکے ہر حصہ کا نام بطور معتقدان عربی سے علاحدہ علاحدہ مقرر کیا ہی اور حصہ کو راس کہتے ہین — ستارون کو اجسام سفلی اور آفتاب سے نور پانے والے جانتے ہین — ہر ہفت ستارون کے نام مقرر کر دیے ایام ہفتہ سے نسبت دیتے ہین اور سورج کو نور بخت اور پیوند نفس قدسی کو ہر ایک کے ساتھہ سمجھتے ہین — بعضے ستارون کو نفوس بشری سمجھتے اور کہتے ہین — کہ عنصری حال کے تیرین گلانی اور ہوای نفسانی کے فرو کرنے سے اس مرتبۂ عالی کو پہونچے — زمین کو گول تصور کرتے ہین لیکن یہ بھی اعتقاد ہی کہ کرۂ زمین مین سات بڑے جزیرے ہین اور ہر جزیرے کا محیط ایک ایک دریا ہی ان سبھون کے نام بھی مقرر ہین — اونہین جزیرون مین سے یہ ایک جزیرہ ہی جسمین ہند اور چین — عرب — عجم — فرنگ ترکستان آباد ہی یہ قول معتقدینون کا ہی — تمام عالم کے تین حصہ کیے ہین حصۂ بالا سرگ لوگ نام کو نیکنامون کا محل پاداش سمجھتے ہین اور حصہ درمیانہ اکثر انکے مقالات یونانیون کے طور پر ہین — اور کیا عجب کہ زمانۂ آخرین کے نئے عقل لوگ اپنی تفکری یا برہمنان نے عقل نہ پیروی سے اسطرح پر تعبیر کرتے ہین اور عالم کو سہ گونہ حصہ کا ہو بھولوک نام کو اور نیز دیگر جانداران بنی آدم کا جای قیام اور حصۂ پائین کو پاتال ایسے بدکارون کی سزا کا محل جانتے ہین — درصورت تسلیم ممکن ہی کہ مبدع حقیقی نے ہر بار نئے طور پر آفرینش کائنات کی فرمائی ہو اسی سے چگونگی احوال حقیقت مین مختلف قول بیان کیا ہی — خلاصہ یہ ہی کہ سلسلۂ پیدایش مین ایک مرد ایک عورت سے قائل ہین — بعد پیدا ہونے آدمی زاد کے جسوقت کسیقدر کثرت انمین ظاہر ہوئی برہمانے انکو چار قسم کرکے ہر چہار طرف نامزد کیا — ان سب کے سردار کو جو صاحب علم و فضل اور زاہد اور باطاعت تھے برہمن نام رکھا اور صاحبان تہور اور شجاعت کو چھتری — اور صاحبان تجارت اور زراعت اور صناعت شریفہ کو بیس — اور اہل حرفہ رذیلہ کو شودر کا لقب دیا برہمنون کا نام تحصیل علم اور عبادت اور علم سے فیض پہو چانا اور تپسیا کرنا اور دوسرون کو خدا کی راہ دکھلانا اور چھتری کا مشغلہ خراج ستانی اور سروری اور رعیت پروری اور ملک داری اور برہمنون کی حفاظت اور خدمت کرنا اور بیس کا پیشہ کشتکاری اور سوداگری اور دیگر صنائع شریفہ مین مشغول ہونا اور شودر کا کاروبار کمینہ صنعتین اور ہر سہ فرقۂ بالا کی خدمتگذاری مین مشغول ہونا مقرر ہوا

اوتار

جو فرقۂ ہنود مین خدا کرکے مشہور ہی فی الحقیقت ہندؤون کا اعتقاد یہی ہی شاذ و نادر کوئی بد اعتقاد ہو در حقیقت ذات اصل فقط ایک شبہہ ہی جو کلام قدما کی باریکیون کے دریافت کرنے مین متاخرین کو عائد ہوا حقیقت حال اسکا یہ ہی کہ ہر دور مین جیسے یہ لوگ ست جگ — تریتا — دواپر — کلجگ کہتے ہین دس گیارہ وجود مختلف صورتون پر خاص اپنی اپنی قدرت دکھلانے کو ظاہر ہوئے اور کارہاے دشوار کو انجام دیا — ہر ایک اونمین سے اپنے عہد مین ایک نام سے موسوم ہو کر فرمان روا ہوا اور دیگر خلائق فرمان پذیر رہے ہین — محققان ہند کا یہ قول ہی کہ خداوند بیچون اوس امر کے واسطے جسکا فائدہ آفریدہ کو ملے پیکر عنصری کو اپنے نور سے شرف بخشتا اور اوسکے حال پر توجہات کما ینبغی روا رکہتا ہی اوسکے وسیلے سے ایسے امور کو ظہور دیتا ہی جو انسان کی آنکھون مین ایک عجائبات سا معلوم ہوتا ہے کسیطرح کا غبار اوسکے دامن حال پر نہین بیٹھتا اگرنہ عقلاے ہند اوسکی طرف رجوع لاتے ہین — اور جو کہ کسیقدر موجودات مین اپنی فروغ قدرت سے کچھہ جھلک چھوڑتا ہی اور اوس جھلک سے شگرفکاری کی قدرت اونمین آجاتی ہی اوسے انش اوتار کہتے ہین — اور کسی موجود کو نور فروغ الٰہی سے محروم نہین سمجھتے انس اوتار شمار مین اور پورن اوتار ہر چار جگ مین ذی مرتبہ ہوا ہی اور آج تک اسی دور مین نو اوتار ہوئے ہین — اول **مچھہ اوتار** جو پیکر ماہی مین عجائبات آثار اور انوار کردگار کا مظہر ہوا کہتے ہین کہ پایان دکن ملک دراوین واقع شہر بہدروا تی زمانۂ ست جگ مین پھاگن شوکل پچھہ اکادشی کو واقع ہوا راجہ من جسنے دو لک برس دنیا سے ہاتھہ جہاڑ کر ریاضت گیری کی تھی ایک مرتبہ دریاے کرت مالا مین اشنان کرتا تھا ناگاہ ایک مچھلی آ اوسکے ہاتھہ لگی اوسنے کہا کہ مجھے نگاہ رکھہ ایک رات دن ہاتھہ مین تھی آخر رونا شروع کیا تب راجہ نے گھڑے مین چھوڑا جب وہان بھی سمائی نہوئی کنوئین کی چاہ ہوئی جب کنوے مین بھی کوئی صورت آسایش کی نہوئی تالاب بزرگ مین پہونچایا وہان بھی وہی شور کہایا تب بحر گنگ مین پہونچائی جسوقت وہان بھی ندرائی دریاے شور مین لا ڈالا یہان بھی اوسنے بڑے زور و شور سے ہاتھہ پیر نکالا تمام دریا پر محیط ہوئی تب تو راجا کے دل مین یہ لہر اوٹھی کہ یہ موج کسی دوسرے ہی قلزم سے ہی پس ثنا و صفت مین تر زبان ہو کر جویاے اسرار ہوا — جواب پایا کہ دریاے خدائی کا ناخدا ہون اس جانور کو اپنے بعض آثار کا مظہر بنایا تاکہ تیری اور چند دیگر برگزیدگان درگاہ کی رستگاری ہو آگاہ ہو کہ بعد ایک ہفتہ کے دریاے جلال موج زن ہو تمام جہان عالم آب ہو جاویگا پس تو فلانی کشتی پر مع دیگر دیوتاؤن اور اودیہ کے بیٹھنا اور اوس کشتی کو اس شاخ سے جو کہ مجھہ سے نمودار ہی متعلق کر — سترہ للکھہ ۲۸ ہزار برس پانی کا طوفان تھا بعدہ پوشیدہ ہو گیا — **گورم اوتار** یہ اوتار دور ست جگ مین واقع ماہ کاتک سکل پچھہ دوادشی کو کچھوے کے قالب مین ہوا — سبب اس اوتار کا یہ ہی کہ دیوتاؤن

نے یہ ارادہ کیا کہ دریاے شیر سے روغن کے مانند آبحیات نکالین متھانی کے جگہ مین مند کو جو کل پہاڑون
سے بزرگ ہی دیوتا لوگ مستعمل کرتے تھے لیکن یہ پہاڑ بسبب گرانی کے دریا مین جھک جاتا اسی سبب سے کچھ
ہو چکا تھا — پس ایزد بیچون نے اوس صورت کو جلوہ گر فرمایا اوسنے اوس پہاڑ کو اپنے کندھے پر اوٹھا لیا
دیوتاؤن نے اپنا کام دل حاصل کیا — اس کار شگرف سے چودہ رتن برآمد ہوئے — لچھمین — یہ عروس
کی شکل سے ظاہر ہوئی — کوستبہ من — گوہر روشن بے بہا — پارجاتک برچھہ — عجب طرح کا درخت
جسکے پھول کبھی پژمردہ نہون اوسکی بو نے تمام دنیا کو معطر کیا بعض کا یہ عقیدہ ہی کہ جو خواہش ہو اس سے
برآمد ہو اوسیکا نام کلپ برچھہ بھی ہی — سراپا دہ دہنتر — حکیم جسکے داہنے ہاتھہ مین جونک اور بائین
مین برتھی اور بیمار کو تندرست اور مردہ کو زندہ کرتا تھا — چندرمان — جو تمام عالم کو روشن کرتا —
کام دھین — مادہ گاو جو تمنا ہو اوسکی پستان سے برآمد ہو — ایراپت ہاتھی جسکے چار دانت تھے —
سنکھہ — سفید مہرہ خاصیت اسکی یہ کہ جسکے پاس ہو وہ ہمیشہ فتح مند رہے — بکھہ — یعنے زہر جانگزا
امرت — یعنی آبحیات — رنبہا — یعنی زن خوشخو — اس — گھوڑا ہفت سر کا — سارنگ دہنک
یعنی کمان جسکا تیر بعید و قریب پر جاوے اور ہرگز خطا نکرے — جسوقت اسقدر گرانمایہ اشیا ظاہر ہوگئی
وہ صورت زیر زمین ناپدید ہوئی مگر ابھی تک زندہ سمجھتے ہین **باراہ اوتار** ست جگ مین کاتک
مہینے کی پورنماشی کو مہا درت شہر مین اودھ اور مصرکھہ کے نزدیک ظاہر ہوا — کیفیت یہ ہی کہ کسی ڈھب سے
دیتون کے گروہ مین سے بڑی مدت تک حق تعالی کی عبادت اور بدن کے گلانے مین بسر کی ایکروز ذات
مقدس نے کسی طرز پر اوسپر جلوہ گر ہوکر فرمایا کہ تیری خواہش کیا ہی — وہ دیت اس گفتار دل آویز سے
پگھل گیا — لکو کہا جانوران جانستان کا نام لیکر کہا کہ انکے گزند سے رہائی پاؤن اور تمام آفاق کی سرداری
میرے ہاتھہ ہو — خواستۂ خدا تھوڑے ہی زمانہ مین کامرانی حاصل ہوئی حکومت عالم علوی کی
کسی اپنے خویش کو دی — دیوتا برہما کے ساتھہ بشن کے حضور مین دوڑے اور چارۂ کار کے ملتجی ہوئے
چونکہ بروقت خواہش حفاظت گزند جانداران سے نام باراہ کا اس بیراہ دیت نے نہ لیا تھا — جواب ہوا
کہ عنقریب ہم بصورت باراہ ظاہر ہوکر اوسکے بیخ ہستی کو جڑ سے اوکھاڑ دینگے پس ازان تھوڑی مدت کے
بعد اوس صورت نے جلوہ فرمایا اور پاتال مین اوسکے تخت پر جا دوڑا اور اوسے نہانخانۂ عدم کو روانہ کیا —
اسکے ظہور کی مدت ایک ہزار سال کی کہتے ہین — **نرسنگھہ اوتار** یہ ایک ایسا پیکر تھا جسکا آدھا دھڑ
کمر سے اوپر شیر کے ہمسر تھا اور نیچے کے طرف انسانی تھا ست جگ مہینے بیساکھہ شکل پچھہ چتردسی کو ہرن پور
مین جسکا نام ہندوں مشہور ہی نزدیک آگرہ کے ظاہر ہوا وجہ اسکی یہ ہوئی کہ ایک شخص ہرن کشپ نام دیت نے

مدت تک نفس و تن کی گدازش کی تا آنکہ ایزد بیہمال نے اوس پر جلوہ فرماکر تمناے دلی دریافت کی اسسے اول عرض کیا کہ آرزو یہ ہی کہ میری موت نہ دن مین ہو نہ رات مین اور ہر ایک جانستان سے محفوظ رہون بعد ازان عالم بالا اور پائین کا مستدعی ہوا — بارے عرض قبول ہوئی اب کیا پوچھنا تھا دیوتاؤن کو اطاعت کرنی پڑی — بد نہادون سے زمین پر بار ہوا — اوسوقت بزرگ لوگون نے برہما کے وسیلہ سے بشن کے حضور مین چارہ جوئی کی — خواہش مستغیثون کی برلانے کا وعدہ ہوا لکھا ہی کہ اوس دیت کے ایک لڑکا تھا پرلادہ نام مانند خداشناسون کے حق پسند کیا اور باپ کے برخلاف پاپ پن کی تمیز کرکے راہ تنگ مین قدم رکھتا اوسکا باپ ہر چند ہر طرح کے آزار پہوچاتا اور اوسے اس چال چلن سے تخویف کرتا مگر ثابت قدمون کا پیر ہٹانا ہرنے سر دبانا کام نہین ہر گز اوس نیک روش نے اپنے گمراہ پدر کے طریقے مین قدم نہ رکھا تب اوس راہ فراموش نے کہا کہ اپنے پروردگار کا پتا دے اوسنے کہا ہر مقام پر جلوہ گر ہی زمین و آسمان اوسیکے جلوۂ تجلی سے پُر ہی — اور مزید سمجھانے کے لیے کہہ اوٹھا کہ اس ستون مین بھی اوسکا ظہور ہی — اس پتے کے سنتے ہی اوس گردن زدنی نے ایک ہاتھ شمشیر کا اوس ستون پر مارا سر دست قدرت آلہی سے صورت مذکورۂ بالا پیدا ہوئی اور اوس بیدسے اوسکا سینہ و جگر پھاڑ ڈالا — اوسوقت نہ دن تھا نہ رات دونو وقت ملتے تھے — پس اوس دستگیر بیچارگان نے پرلادسے خواہش دلی استفسار فرمائی اوس سربلند عالی فطرت نے کسی فراز و نشیب کی طرف سر نکیا اپنی زندہ دلی سے جیون مکت کی خواہش ظاہر کی ظہور اس صورت کا سو سال تک رہا

باون اوتار تریتا کے زمانہ مین واقع ماہ بہادون سکل پچھ دوادشی شہر ہون بھدرا مین ساحل نربدا پر کشپ بن بریچ بن برہما کے مکان مین ادت کے پیٹ سے پیدا ہوا اس اوتار نے ایکہزار برس فرمان روائی کی — کیفیت اسکی یہ ہوئی کہ ایک شخص بل نام قوم دیت نے تینون لوک کی سلطنت حاصل کرنیکے واسطے ریاضت کی خداوند تعالی نے اوسکی آرزو پوری کی بڑی عظمت کی خلافت حاصل ہوئی — دیوتاؤن کو صاف کرکے اوسیطرح فرمان روائی پر معاف کیا اور ہر قسم کی جگ کین — لیکن جو کچھہ اس طریقہ مین دیوتاؤنکو صدقہ دینے مین اوسے نہ بجالایا — دیوتاؤن نے اوسکے انہدام بنیان خلافت کے لیے حضرت بشن جی سے التماس کیا اونہون نے انجام کام سے آگہی دیکر تولا کے تسکین دلی عطا فرمائی — اور اوسی سال اور مہینے مین چہرہ ہستی روشن فرمایا جسوقت وہ نور حقیقت حسب رسم بشریت کے تابع ہوا حکیم بردواج کی خدمت مین استفادہ لینے لگا اور اپنے استاد کے ہمراہ راجہ کے جگ مین جو بمقام کرکہت مقرر ہوئی تھی گیا راجہ نے بموجب شان شہریاری کے اسکی خواہش دریافت کی اسنے کہا کہ اے راجہ اپنے تین پیر کی چوڑائی کے برابر زمین کا طلبگار ہون اسپر راجہ سراپا غضبناک ہوکر بولا کہ مجھہ ایسے سرفراز سزاوار راجگان والا اعتبار سے تنے سہ پیر کی ایسی

حقیر خواہش چاہنا نا سزاوار ہی خیر چار ناچار راجہ نے قبول کیا اوس شخص نے اول مرتبہ اپنا قدم بڑھایا کہ طبقۂ زمین اور پاتال پامال ہوا دوسرے پیر نے ایسی فراخی دکھلائی کہ طبقۂ بالا مین تنگی نظر آئی اب تیسرے قدم رکھنے کو راجہ نے اپنے تئین دست بستہ حوالہ کیا ازبسکہ راجہ نکوکاری مین برگزیدہ تھا اوسنے سرکوبی سے معاف کرکے حکومت پاتال کی نامزد کردی پرسرام اوتار یہ اوتار بیکل انسانی مین ہوا جمدگن برہمن کے گھر مین اور رینکا عورت کے شکم سے تریتا جگ جینے بسیا کھہ سکل پچھہ تردسی موضع رنگتا متصل آگرہ کے ظہور ہوا — کارت وبرج نام ایک لنگڑا بولا دیت فرمانروائی مین بیٹھا اور اپنے ہاتھ نہونے سے بیدست وپا ہوکر دست بستہ کوہ کیلاش پر پہونچا عبادت کرنے لگا — مہادیو نے دست شفقت سے اوسے سرفراز فرمایا اور ہاتھون ہاتھ اوسے ہزار ہاتھ عطا فرمائے اوسوقت تینون لوک کی راجگی پر اسکی دسترس ہوئی اب دیوتاؤن پر دراز دستی کرنے لگا جور وبدعت کیطرف ہاتھ پانون پھیلانے لگا آخر اوسکے ہاتھ سے تنگ ہوکر ہر ایک دست بدعا ہوکہ الٰہی اس شریر موذی کے سرپنجہ سے بچالو خدا کی درگاہ مین یہ ملتمس مقرون باجابت ہوئی — کہتے ہین کہ جمدگن سری مہادیو کا مظہر اور رینکا ادت سے جو تمام دیوتاؤن کی مان ہی اس سے پانچ لڑکے پیدا ہوئے - پانچوان پرسرام کیلاس پہاڑ پر مہادیو جی کی خدمت مین ادب آموزی کرتا تھا اور باپ اوسکا جمدگن جنگل مین عبادت سے دلشاد تھا ایکروز کارت وبرج سرکار کے عیش مین پھنسا تھا قضا را راجہ اوسکے گوشۂ عبادت کے جانب جا گذرا اور بھوکھ اور پیاس کے بجھانے کے واسطے لڑکھڑانے لگا اوسنے جیسی خورش بادشاہون کی ہوتی ہی خوردنی اور نوشیدنی اور گوناگون جواہرات وغیرہ حضور مین حاضر کیے راجہ کو تعجب ہوا فرمایا جب تک حقیقت حال سے آگاہ نہونگا واللہ اس سامان مین ہاتھ نڈالونگا اوسوقت اوسنے کہا کہ اندر راجہ نے جو عالم علوی کا فرمانروا ہی مجھکو گاو کامدھین عطا فرمائی ہی — اس شگفت ماجرا سے راجہ کے دلمین حرص پیدا ہوئی اسکی خواہش مین جیسے کلبلایا آخر نزکا کہہ بیٹھا — اوسنے جواب دیا کہ نے اجازت اندر کے میری خواہش عدیم الحصول ہی دنیا کے شکوہ ودبدبہ سے ایسی چیز نہین حاصل ہوسکتی راجہ کو اس کلام سے بیکار غصہ آیا آمادۂ پیکار ہوا یہانتک کہ لڑائی مین پیش قدمی کی فیمابین سے جنگ درپیش ہوئی مگر کچھہ پیش نہ گئی — آخر رات کو چھپ کر آیا اور جمدگن کا کام تمام کیا مگر گاؤ سے کہین نشان نملا — رینکا نے پرسرام اپنے لڑکے کو بلاکر رسم کریا کرم بجالائی اور خود حسب آئین مروجہ آتش محبت مین جلکر خاک ہوگئی اور پرسرام کو گوشمالی پر آمادہ کرگئی یہ شخص اپنی قدرت ابداعی سے راجہ کی لڑائی کو گیا اکیس مرتبہ چڑھائی ہوئی آخرکار راجہ کے دلمین ایسا رعب ہوا کہ اپنا قالب نقد روح سے خالی کیا دیوتاؤن کو فرمانروائی حاصل ہوئی — دنیا کے خزانہ جو اکٹھے ہوئے تھے کار نیک جگون مین صرف کیے بعدہ ہر طرف سے اپنا ہاتھ ہٹا کر تنہائی اختیار کی معتقدان ہند کے نزدیک ابھی تک سری پرسرام مہندرا پہاڑ پر زمین کوکن مین زندہ ہین رام اوتار کیفیت اسکی یونہہ کہ ایک شخص راون نام راکس جسکا سلسلہ

دو پشت سے برہما تک پہونچتا ہی تھا اسکے دس سر اور بیس ہاتھ تھے جسوقت اوسکی فرمان بری سے دیوتا
عاجز ہوئے حسب رسم ماضی اوسکی سرزنش کے مستدعی ہوئے انجام کار تیتا جگ مین مہینے چیت سوکل پچھہ
نومی کو اودہ مین راجہ جسرت کی کوسلیا رانی سے رام نام آثار مقدس کا ظہور ہوا۔ اور مدت تک دشت نوردی
اور پاکیزہ مقامات کی زیارت مین بسر کیا آخرکار راون کو روانۂ عدم کرکے گیارہ ہزار برس حکمران رہے
اور اچھے اچھے آئین جاری فرمائے **کشن اوتار** — چار ہزار کسیقدر زیادہ گذرا ہوگا کہ اوگرسین نامے
جادون مرزبانی کرتا تھا اوسکا تختگاہ متھرا تھا اوسکا لڑکا کنس بڑا چیرہ دست ہوا اپنے باپ کو حکومت سے
برطرف کرکے خود خلافت کرنے اور ظلم و جفا کی راہ مین قدم دھرنے لگا اور نیز جراسندہ اور سس پال دیتون نے
ظلم رانی اختیار کی زمین گناہون اور جفایون کے بار سے گھبرا گئی گاؤ کے قالب مین جاکر بشن کے حضور مین فریادخواں
ہوئی وہان سے کشن کے حوالہ ہوا ادھر نجومیون نے کنس کو خبر دی کہ اسی نزدیکی مین ایک شخص پیدا ہوگا اور تیرا
جان و مال نابود کرے اوس بیر نابالغ نے اس صدا کے سنتے ہی نئی بدعت پیدا کی کہ جو نیا لڑکا پیدا ہوتا اوسے
مروا ڈالتا ہر سال صدہا خون کر ڈالے تا آنکہ اوسکی بہن دیوکی کا عقد بسدیو جادون کے ساتھ ہوا اس درمیان مین
آواز ہوئی کہ اسکا آٹھوان لڑکا تیرے جام حیات کو چھلکا دیگا۔ کنس نے اس راز کے کھلنے سے اون دونون
عورت و مرد کو بندیخانہ مین قید کیا جو لڑکا اونسے پیدا ہوتا اوسے نہانخانۂ عدم کو بھیجتا تا آنکہ نوبت ظہور ایزدی
نور سری کشن کی ہوئی اوسوقت بیدار بختی نے چوکیدارون کو خواب غفلت مین بے خبر کیا اور محبس کی زنجیرین
اور دروازے کھل گئے وہ نور خدا سخن سرا ہوا کہ جمن پار اسیوقت نند اہیر کے مکان مین لڑکی ہوئی ہے اور اہل خانہ
خواب مین سرشار ہین مجھے وہان پر پہونچا دو اور لڑکی کو لے آؤ جسوقت بسدیو اوس کام مین متوجہ ہوا دریائے
جمن پایاب ہوگیا آخر بموجب فرمانے کے تعمیل ہوئی — نوین برس مین کنس کی گردن توڑی اوگرسین کو قید سے
رہائی دی خود تخت حکومت پر بیٹھا ایکسو پانچ برس عالم افروز رہا سولہ ہزار ایکسو آٹھ رانیان اسکے تھین ہر ایک
سے دس لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی اور باوجود کثرت زنان کے ہر ایک عورت یہ جانتی تھی کہ آج کی رات
بھی کشن مجھی سے ہم بستر رہا **بودھ اوتار** — دور کلجگ مین واقع مہینے بیساکھ سکل پچھہ ستمین کو شہر گیا
مین راجہ سدہودہن کے گھر مین مایا کے برج حمل سے طلوع ہوا چونکہ لڑائیان بہت ہوئین سری بشن نے چاہا
کہ انسانی پیکر ہوکر پیدا ہو اور جنگ کی نکوہش کرے اس سبب سے یہ ظہور ہوا اور سو سال تک دنیا مین جلوہ افروز رہا
کلنکی اوتار — آخر زمانہ کلجگ مہینے اگہن سکل پچھہ دسمی کو شہر سنبھل مین بشن جس برہمن کے جورو جسوتی سے
برآمد ہوگی اور سو سال پایدار رہے — کہتے ہین ایسا زمانہ آویگا کہ صاحب انصاف راجہ نہوگا اور بدکاری کثرت سے
شروع ہوگی غلہ کی گرانی ہو عمر کوتاہ در بیس ہو تیس برس سے زیادہ زندگانی وفا نکرے موت کی گرم بازاری رہے

اوسوقت ایزد بیہال چارۂ کار کیواسطے شکل انسانی مین متوجہ ہوکر جہان کو انصاف سے آباد کرے — بعضون نے
اس دس اوتار پر چودہ اور بڑھا کر چوبیس لکھے ہین اور ہر ایک کا کارنامہ تحریر کیا ہی اور قسم قسم کی صورتین چاندی
اور سونے سے بنا کر پرستش کرتے ہین — مگر جین — بودہ — پورن اوتار مین نہین — المختصر اس ملک کے
رہنے والون کا اعتقاد یہ ہی کہ ایجاد خلقت کا وسیلہ برہما ہی اور بوسیلۂ الہام کے ایک کتاب جسکا نام بید شریف ہی
زبان برہما سے مرتب ہوئی بعد ازان پیروان برہمانے اوسکی تفسیرین لکھین اور چھہ کتابین بنائین اونکو کھٹ درسن
یعنی چھہ قسم کا علم کہتے ہین انکو شاستر اور کتاب کو بید کہتے ہین بعض کا کلام ہی کہ حکیم بیاس نے چار جزو کرکے
ہر ایک کا ایک خاص نام تعین کیا یعنی رگ بید — ججر بید — شام بید — اتھربن بید — بعض کا یہ مقال ہی
کہ برہما کے چار جہینے تھے یہ کتابین مذکورۂ بالا ترتیب ہوئین — جز اول تفسیر — نیاے شاستر ہی مؤلف
اسکا گوتم رکھہ — دوم اپشکہاک شاستر اسکا مؤلف کنادنامے دانشمند ہی — تیسرا سانکہ شاستر
موجد اسکا کپل ہی — چوتھا پاتنجال شاستر مصنف اسکا پتنجال ہی — پانچوان بیدانت شاستر جسکو بیاس جی
نے تالیف کیا چھٹا میمان شاستر جسکی ایجاد حکیم چھمن نے فرمائی — علاوہ ان شاستروں کے اور بھی شاستر
ہین مثلاً دھرم شاستر جوکہ اہل ہنود مین بمرتبۂ علم فقہ کے ہی اسکے ذریعہ سے اعمال اور افعال اور عبادت اور ریاضت
اور برت اور خیرات اور گناہون کی چارہ سوزی اور توبہ مع دیگر معاملات چارون برن کے دریافت ہوتے ہین
— کرم بپاک شاستر اسمین وہ علم ہی جسکے دریافت ہونے سے انسان آلام بدنی اور عارضون کی کیفیت معلوم
کرسکتا ہی کہ یہ مرض فلانی گناہ کے مکافات مین ہوا جو اگلے جنم مین سرزد ہوا تھا اور اگر یہ عمل کرے تو شفا پاوے
اور اٹھارہ پران یعنی تواریخ مشتمل ہی بیان حال نفوس قدسیہ اور عالم ملکوت اور شرح پیدایش جہان اور وقوع قیامت
اور نیز دیگر زنگارنگ کردار نیک اور سخاوت اور عدالت اور عابدون کی حکایات اور فرمانروایان والاشکوہ کی روایات سے
— بیاکرن وہ علم ہی کہ کلمہ اور کلام اور ترکیب حروف اور حسن بیان اور ترکیب نظم و نثر اور عبارت کی استخوان بندی
وغیرہ کو درست کرے — بیدک بدیا یعنی طبابت جس سے بدن کی صحت اور مرض کا حال دریافت ہو اور تدبیر
ازالۂ مرض کی اوسکے ذریعہ سے کیجاوے — جوتک بدیا یعنی علم نجوم استخراج ہونا اس علم کا آفتاب سے
جانتے ہین — سامدرک بدیا یعنی علم قیافہ کہ نفس بشر کا حال خال اور خطوط پیشانی اور کف دست
کی لکیرون سے واضح ہو — لیلاوتی ایک کتاب ہی علم حساب کی تشریح مین اسے بیاکرن جوتک کہتے ہین —
شگن بدیا وحش وطیور کی آوازون سے فال لینا — اس علم کا رواج اکثر میوات اور بیانیت کے اطراف مین ہی
— سر بدیا اس علم کے عالم بذریعہ تنفس احوال خیر و شر کا دریافت کرسکتے ہین — اگم بدیا ہزارون قسم کے
جادوگرون کے بیان مین مثلاً جن وآسیب زدون کا معالجہ کرنا — اندرجال بدیا یعنی طلسمات اور کیمیا

اور سیمیا اور خلع بدن کا علم — دس بدیا یعنی دھاتون کا مارنا اور نیز کیمیاگری وغیرہ — کامرو بدیا اس علم
سے سانپ اور بچھو وغیرہ نیش زن جانورونکا زہر دور کرنا بوسیلۂ افسون ہوتا ہی اور نیز جاننا اصل ہر سانپ کی
— سر بدیا انواع تیراندازی کا دریافت کرنا — ترین پرچھا لعل مروارید وغیرہ جواہرات کا شناخت کرنا
اس سے متعلق ہی — مانک بدیا کارخانۂ عمارات کی شناخت اور خاصیت تعمیرات کا واقف ہونا —
گج شاستر یا ہاتھیون کی عمر طبعی اور اوسکی بیماری کا علاج کرنا اور حفظ صحت وغیرہ کا جاننا — گج ساسان تر
یعنی گھوڑے کے عیب و ہنر اور معالجات اور امراض اور عمر اور رنگ وغیرہ مین بلکہ بہم پہونچانا — گاندھرب بدیا
جو کہ تیسرے بید سے ظاہر ہوئی یعنی موسیقی اس علم مین سازون کا بجانا اور تال سم سے واقف ہونا اور روش رقص سے
آگاہی پانا جسے سنگیت کہتے ہین نٹ بدیا یعنی بازیگری جو کہ ایک تعجبات کے تماشے دکھلائے مانند رسی پر چڑھنا
اور غلطک کھانا معلق لٹکنا — رسک بدیا جس سے زن و مرد کے اقسام کی کیفیت روشن ہو — کام شاستر
یعنی کوک عورت و مرد کی نزدیکی کے چوراسی قاعدون کو جاننا اور اوسکے سود و نفع کو پانا اور عورت کو عاشق اور فریفتہ اپنا کرنا

ذکر احوال درویشان ہند اور اونکے اقسام کا

اول قسم سنیاسیون کی ہی اس گروہ مین بعض حالت خاموشی مین اسیر ہین بعض دونو ہاتھ آسمان کیطرف اوٹھائے
ہین کوئی درخت سے معکوس لٹک کے عشق حقیقی کی آنچ سے بدن کو پگھلاتے ہین کوئی آسمان کی [illegible]
آنکھ ملاتے ہین کوئی رات دن پہرون سے کھڑے ہی پر پلاتے ہین اس قسم مین بہت طرح کے ہین مگر طول داستان
قلم کا جی چھوٹا ہوا جاتا ہی — دوم قسم جوگیان اہل ہند کا اعتقاد ہی کہ بعض ان ریاضت کیشون سے بزور
ریاضت ہوا پر اوڑتے ہین — خشک دامن دریا کے پاٹ سے گذرتے ہین حبس نفس کے سبب سے عمر دراز پاتے
ہین خلع روح کرکے دوسرے بدن مین اپنی روح کو پہونچاتے ہین علم کیمیا اور سیمیا سے واقف کار ہین اور
تسخیر قلوب مین نادرۂ روزگار — سوم بیراگیان انکی بہت قسمین ہین ہر ایک اپنے گروون کے نام سے
معروف ہی اکثر راگ وغیرہ زبان ہند مین خدا اور اپنے مرشد کی تعریف و ثنا مین گانے کو عبادت جانتے ہین
بعض کو وجد آتا اور بعض چلہ نشینی اور بعض کتب بینی مین بسر کرتے ہین — چوتھے اوداسی بابا نانک کے
معتقدین سے ہین اونکے رسم کے بموجب آفریدگار تعالی کی ستایش کرتے ہین اپنے مرشد کے اشعار کو پڑھنا
اور گانا خلاصۂ عبادت ہی — پانچوین جتی اور سرپورہ — یہ سخت ریاضت کرتے ہین — جتی کہ چالیس روز
تک روزہ رکھنے اور کھانے پینے سے جو موجب قوام بدن ہی کلی احتراز رکھتے ہین — برسات کے چار مہینے
ایک جگہ پر مقیم رہتے ہین اور کہین حرکت نہین کرتے ہین کہ ایسا نہو کسی جاندار کو ایذا پہونچے خلاصہ انکی عبادت کا
ہر ایک جاندار کے جان کی حفاظت ہی جوتا بھی اس ڈر سے نہین پہنتے اور اس خوف سے کنوان تالاب کا

تعمیر کرنا بھی بے محل جانتے ہین — اور چراغ بھی رات کو نہین روشن کرتے اور آگ بھی نہین جلاتے اور کھانا
بھی اپنے لیے نہین پکاتے اور کنوئین سے پانی نہین نکالتے اور آب و نان مریدون کے مکان سے لاکر خورش
کرتے ہین — رات کے وقت ہرگز نہین کھاتے اور قسم شیرینی سے کچھہ بھی نہین تناول فرماتے کیونکہ انکے
اعتقاد مین یہ بھی جانداروں مین داخل ہی اور سوای پارچۂ ضروری زیادہ ملبوسات کو بار عظیم سمجھتے ہین —
اہل برہمن مع اپنے مریدون کے اس فرقہ کو دہریے اور ملحد سمجھتے ہین — اور کہتے ہین کہ صانع کے قایل نہین
— مگر یہ کلام محض بے اصل ہی اگر ایسا ہوتا تو ریاضت شاقہ کی سختیان کیون جھیلتے چونکہ برہمنون کے
معتقد نہین شاید کہ یہ اقوار مخالفانہ مقام تعصب سے ہو برہمنون کو اسقدر اس فرقہ سے نفرت ہی کہ کہتے
ہین اگر کسی طرف سے کوئی متوالا ہاتھی مردم کش آتا ہو اور دوسری جانب سرپورہ آئے اوسوقت ہاتھی
کے روبرو رخ کرنا بہتر ہی نہ سرپورہ کے جانب — اور نیز برہمن ہر ایک دوسرے فرقہ والے کو جسنے اپنی
راے سے کوئی مذہب اختراع کیا ہو قبول نہین کرتے صرف اوسی قدیمی مذہبون پر جو از روی بید کے مخترع
ہوئے ہین معتقد ہین — اگر کوئی دوسرا مخالف مذہب چاہے کہ اس مذہب سے مشرف ہو ہرگز قبول
نہین کرتے — اس مذہب مین چار آسرم ہین — اول برہم چرج یعنی کتخدا ہو اور علوم صوری اور معنوی کی
تکمیل کرے — دوم گرہست یعنی کتخدا ہوکر متعلقات دنیوی مین مصروف ہو — سوم بان پرست یعنی جب
شب شباب گذرے اور بڑھاپے کا تڑکا نمودار ہو اور کوئی گل امید چمنستان مراد مین نہ کھلا ہو یعنی اولاد
نہو — ترک تعلقات فرماکر مع اپنے سوے کے گوشۂ صحرا مین خدا کی یاد کرے اور میوہای صحرائی کے سوائے
دوسری غذا نہ کھائے — چہارم سنیاسی یعنی اپنے تئین کل امور سے معذور کرکے حق تعالی کے دھیان مین
دل لگائے — رہنے والے اس ولایت کے وہی چار برن ہین جنکا ذکر مفصل پیشتر ہوچکا یعنی برہمن بیش چھتری
سودر — الغرض یہان کے آدمی سپہ گری مین بڑی جہالت رکھتے ہین جانبازی کا موقع نہین پہچانتے
اور دشمنون کے مغلوب کرنیکا قاعدہ بھی نہین جانتے — لیکن قوم چھتری جو کہ اسوقت مین راجپوت کے
نام سے معروف ہین اور اکثر کھتری یہ البتہ نہایت بیخوف اور جان سپاری مین چست و چالاک ہین —
اہل ہنود کی عورتین اوسے بھی زیادہ سرگرم وفاداری ہین جو کہ اپنے شوہر کے مرتی ہی اپنے تئین جیتے جی
اوسکے لاش کے ہمراہ جلا دیتی ہین اور تمام عمر غم کے جلنے بھننے سے باز رہکر ٹھنڈے ٹھنڈے
راہ رفاقت مین قدم بقدم چل دیتے ہین — دوسری ولایت والی مردون کے داغ لگاتی ہین —
کاشکے اگر بعد مرجانے شوہر کے کوئی عورات محبت کی آگ سے سلامت رہین تو تا بہ حیات کھانے پینے پہننے
اوڑھنے عیش و عشرت اوڑانے سے محروم رہتے ہین کسی سنگار سے غرض نہین گویا جیتے جی مرجاتی

دوبارہ شادی کا نام نہین لیتین گو کیسی ہی جوان ہون حتی کہ اگر شب عروسی مین کسیکا شوہر آغوش قضا سے ہمکنار ہو تمام عمر بیاہ کر شادی سے برکنار رہین — اس امر کا مرتکب ہونا برخلاف رسم و آئین کے گویا عقبے کی روسیاہی خریدنا ہی — تمام ہندوستان مع صوبہ بانگانہ دکھن کے جسکی تفصیل اس کتاب مین نہین ہی مشتمل ہی بائیس صوبون اور بانوے سرکار اور چار ہزار ایکسو باون محال پر اور آمدنی اسکی آٹھ ارب ستھ کرور چھبیس لاکھ اسّی ہزار پانسو پچہتر دام ہین — بموجب آئین اکبری کے پندرہ صوبہ ہین جنکا حال بھی ازروی کتاب مذکور کے مسطور ہوا — بعد اکبر کے بعض صوبون سے کسیقدر محالات علحدہ ہوا بنام مرد صوبہ مقرر ہوئے مانند ٹھٹھہ اور کشمیر اور اوڈیسہ کے اور عالمگیر اورنگ زیب کے عہد سے جسنے اکثر دکن کو فتح کیا چار صوبہ حیدرآباد — بیجاپور — اورنگ آباد — ارکاٹ — زیادہ ہوئے اسطرح پر بائیس صوبہ کا شمار ہی — صوبجات دکن کا حال جیسا ہی معلوم — لہذا تحریر ہوا اور احمدنگر کا حال آئین اکبری مین نہین ہی بھی اس کتاب سے مرفوع القلم ہوا — جسے ان صوبجات کی کیفیت سے اطلاع ہو وہ حال مذکور درج صحیفۂ ہذا فرما کر راقم کو مشکور کرے

ممالک محروسۂ ہندوستان کا بیان بموجب تحریر شیخ ابوالفضل کے آئین اکبری سے

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے چالیسوین جلوس تک دو ہزار سات سو سینتیس قصبات ایکسو پانچ سرکار زیر نگین تھے بادشاہ نے ان سبکو بارہ حصہ کر کے ہر حصہ کا نام صوبہ مقرر کیا اور ہر صوبہ کہ آباد اور خوش مقام پایا اسی آبادی کے ہی کو صوبہ مقرر فرمایا جب برار — خاندیس — احمدنگر فتح ہوا پندرہ صوبہ ہو گئے — کسیقدر ہر ایک کی کیفیت لکھتا ہی اسامی صوبجات یہ ہی — بنگالہ — بہار — اودہ — الہ آباد — مالوہ — احمدآباد — برار — خاندیس — احمدنگر — اکبرآباد — شاہجہان آباد — دہلی — اجمیر — لاہور — ملتان — کابل —

صوبۂ بنگالہ — اقلیم دوم سے ہی طول مین بندر چاٹ گانون سے تلیا گڈھی تک — اور عرض مین چار سو کوس شمالی پہاڑ سے سرکار مدارن کے آخر تک اسکے پورب طرف سو کوس پر دریاے شور اور اوتر دکھن مین باختر پہاڑ ہی — صوبۂ بہار ایک ولایت بہاٹی نام ہی اسی سے ملک کا شمار کیا جاتا ہی یہان پر آنب کا درخت کسیقدر آدمی کے قد سے چھوٹا یا برابر ہوتا اور عمدہ طرح سے پھیلتا ہی اسی سے ملا ہوا ہی ایک وسیع ملک آڈنوس تبرہ ہی یہان کے راجہ کا راجی نایک خطاب ہوتا ہی اور ارکین دولت کے نام پر لفظ نراین کا ضرور اضافہ ہو دو لاکھ پیادے اور ہزار ہاتھی اسکے یہان ہین گھوڑا یہان کمیاب ہی اسکے اوتر طرف گوچ ہی اسکا سردار لاکھ پیادہ ہزار سوار رکھتا ہی کامروپ کا جسکو کامرو بھی کہتے ہین حسن اور جادو مشہور ہی وہان کی جادوگریان ایک تعجب انگیز حکایات ہین — لیکن تحقیقات کرنے سے وہان کے حکام کے زبانی معلوم ہوا کہ اسکی کچھ اصل نہین اگلے زمانہ مین

شاید کسیقدر سمجھہ ہو اسیلیے ہم پیلو آشاہ کی ولایت ہی وہان کا راجہ بڑا شکوہ لکھتے ہین جسوقت راجہ عازم
ملک بقا ہو ضرور ہی کہ اوسکے خواص اور رانیان زندہ درگور اوسکے ساتھہ ہون — اسی سے
ملا ہوا تبت اور بائین طرف ختا جو عوام مین ماچین کے نام سے معروف ہی — خان بالغ سے جو ایک مقام دار الملک
ہی دریاے شور تک چالیس منزل برابر ایک نہر تراشی ہی اور اوسکے دونون کنارون کو پتھر اور چونہ سے مستحکم
کیا ہی کہتے ہین کہ سکندر رومی انہین حدود سے اوس ملک کو گیا اور یہ بھی مشہور کرتے ہین کہ ایک راہ ہی جو
چار راتدن مین طی ہو اس صوبہ کے پورب اور دکھن کے درمیان مین ایک وسیع ملک ہی بندر چاٹ گانون جو
اسلام آباد مشہور ہی اوسکی سرحد پر ہاتھی بہت ہوتے ہین اور گھوڑے — اونٹ کم اور گران قیمت —
گاے اور بھینس بھی نہین ہوتی — یہان ایک جانور ہوتا ہی ابلق چہرہ اوسکا گاے اور بھینس سے مشابہ
اوسیکا دودھ مصرف مین آتا ہی — مذہب یہان کا برخلاف ہندو اور مسلمان بلکہ تمام مذہبون کے ہی
لکھا ہی کہ جوڑیا بہن تک بھائی کے عقد مین آتی ہی صرف حقیقی مان سے پرہیز ہی — دانش اندوز اور ریاضت
کیش کو ولی کہتے ہین اور اونکے احکام کی تعمیل کرتے ہین — رسم یہ ہی کہ کچہری مین سیاہ عورتین حاضر ہوتی ہین
مرد اوسی کورنش کو نہین آتے بیشتر سیاہ رنگ ہوتا ہی — اس گروہ سے نزدیک پیگو ہی جسے چین کہتے ہین
اور اکثر گذشتہ تواریخ مین دار الملک چین لکھا ہی اور فیل اور پیادہ اور فیل سفید یہان ہوتا ہی اس ولایت کے
ایک طرف خنگ سی ہی اسمین یاقوت اور الماس اور طلا اور نقرہ اور تانبا اور بارود اور گوگرد کی کانین ہین —
خنگ کو قوم مگھہ سے کانون پر لڑائی ہوتی ہی اور الوس پترہ سے بھی اودرس ہو جاتی ہی — بنگالہ کا اصلی نام
بنگ ہی گذشتہ فرمانروایون نے بیس گز چوڑا اور دس گز لنبا ایک خیابان بنایا تھا جسے آل کہتے ہین پس آل کے
ملنے سے بنگال ہوا اور آخر مین ہا ملا کر بنگالہ کر دیا گرمی یہان کی معتدل اور جاڑا کم ہی — برکھہ یعنی ثور کے درمیان مین
بارش شروع اور آخر تلا یعنی میزان تک ہوتی ہی — اکثر مقامات پر پانی سے زمین ڈوب جاتی ہی — باد برآمد درخت
ہونے لگتی ہی بیشتر آخر بارش مین خرابی ہوا سے خلق اللہ کو عظیم ضرر پہونچتا تھا — بنگالی اسطرف کے آمد و رفت
سے ڈرتے تھے — اب پچاس ساٹھہ برس سے وہ شورش موقوف ہی ندی نالے اس ملک مین شمار سے افزون
لکھتے رہے ہین — اسوقت کہ سرکار انگلشیہ نے ہندوستان کے شہرونکا نقشہ دکھن اور دہلی وغیرہ کل معمورہ کا
لکھا دریافت ہوا کہ اس سرزمین مین سب چھوٹی بڑی ندیان ساڑھے چارسو اور دو بڑے چشمے ہین — سب سے
افضل دریا اس ملک مین گنگاجی ہی جسکا منبع ناپید ہی ہندؤن کا اعتقاد ہی کہ مہادیو جی کے جٹا سے جاری ہی
اور شمالی پہاڑون سے گرتی صوبۂ دہلی — آگرہ — الہ آباد — بہار مین گذر کر اس صوبہ مین آتی ہی — کہتے ہین
کہ ایک شخص بھاگیرتھہ نام نے سری مہادیو کو اپنی عبادت سے خوشنود کرکے بزرگون کی رستگاری کے واسطے

گنگا جی کی درخواست کی اور کیلاش سے جو سری مہادیو جی کا استھان ہی گنگا کو اپنے ساتھ لیا لیکن مراد نملی
کیونکہ اونکے بزرگون کے ہڈیون تک گنگا جل کا پہونچنا سو برس سے کسیقدر زیادہ مدت پر معین ہی — سوا اسکے
بہت سی عجائبات روایتین سری گنگا کے اوصاف مین منقول ہین جو کہ پرانون سے ظاہر ہی — گو کسی مخالف
مذہب کو فسانہ معلوم ہو القصہ یہ دریا قصبہ سوتی کے نیچے جہان پیر شاہ مرتضی اندی کی مزار ہی دو حصہ ہوکر
ایک جنوب کے جانب بہ نکلا ہی جسکا نام بھاگیرتھی ہوا اور دوسرا بڑا شعبہ مشرق کو چلکر تیس چالیس کوس کے
بعد اوسمین سے ایک شاخ جنوب کی طرف کلبکلی نام ہوکر بہی اور وہان سے چلکر پورب رخ بندر چاٹگانون کے
قریب دو شعبہ ہوکر دریاے شور مین ملتا ہی اور وہ دونو شعبہ دکھن رخ موضع ندیا کے قریب باہم گر ملکر ہوگلی
کلکتہ سے ہوکر دریاے شور مین جا گرتا ہی — دوسرے دریاے برہم پتر جو خطا سر کوچ سے نکلکر سرکار باروہا
ہوکر وہان کل زمین اور کھیتون کو سیراب کرتا ہوا دریای شور مین ملجاتا ہی — اکثر وہان کی کشتکاری ہوتی
ہی اسقدر اقسام شالی ہوتا ہی کہ اگر ہر قسم سے ایک ایک دانہ لیوین ایک گھڑا بھر جاوے — سال مین تین
مرتبہ تک تخم ریزی ہوتی ہی — یہان کی کھیتون کو کمتر نقصان پہونچتا ہی — جسقدر بارش کی کثرت ہو جب بڑھتی
ہی کہ خوشہ پانی سے اوپر ہی رہتا ہی — اکثر تجربہ والون نے تیس گز تک نشو ونما پایا ہی — رعیت وہان کی
فرمان پذیر ہی اور مالگذار یہان کے لوگون کی خورش چاول اور مچھلی اور ترکاریان اور گیہون اور جو ہین اسکے سوا
اور کوئی غلہ گوارا نہین — عورت و مرد برہنہ رہتے ہین سواے لنگ کے نہین چھپاتے — عمارت کا دستور یہی
کہ نرکل اور بانس سے بناتے ہین اور اکثر پانچہزار روپیہ سے زیادہ خرچ مین طیار کرتے ہین اس خرچ کی عمارت
مدت تک پایدار رہتی ہی اور بوسیلہ کسبی کے مخصوص ایام برسات مین ہوتی ہی لڑائی اور باربرداری اور سواری
اور تیز روی کیواسطے رنگارنگ کی کشتیان بناتے ہین خشکی کے واسطے سنگھاسن جسے پالکی کہتے ہین رکھتے ہین
اس سواری مین لیٹنے بیٹھنے سونے کی آرام ہی بعض فیل سوار بھی ہین — پیشتر گھوڑے کا رواج نتھا جنت
مغفور کے عہد مین اس سواری کی کثرت ہوگی — چٹائی یہان کی نے نظیر خصوص سیتل پاٹی ابریشمی بافتہ کو
پایمال کرتی ہی — دریا کی مجاورت سے نمک حاصل ہوتا ہی — دوسرے ملکون کی اشیا اس صوبہ کے بندر ون مین
بکثرت آتی ہین مرچ اکثر پیدا ہوتی ہی لاہور تک آتی ہی **سرکار جنت آباد** پرانا شہر ہی اس صوبہ کے
بادشاہون کا دار الملک لکھنوتی کورہ کے نام سے مشہور تھا جب ہمایون بادشاہ نے اسکو فتح کیا اسی نام سے
نامزد کیا — گرن قلعہ نہایت طویل اور عریض جسکی ایک دیوار کے نیون کی اینٹون سے شہر مرشدآباد اور مالدہ
اور پورنیا کی عمارات طیار ہوئین — ابتک اکثر عمارتین مانند مسجد اور مقبرون کے گذشتہ زمانہ سے یادگار ہین
سرکار محمود آباد جب کہ شیرشاہ نے یہان کے مرزبان پر چیرہ دستی کی تھی اوسنے اکثر اپنے ہاتھیون کو

اسی جنگل مین چھوڑ دیا تھا تب سے ہاتھیون کی کثرت ہو گئی اور سرکار حنیف آباد مین بھی ہاتھی کی کثرت اور جنگل کا ہجوم ہی **سرکار ہوگلا** ہوگلا ایک قسم کی گھاس ہی عرض مین دو تین انگل اور طول مین دو گز قطعی سے زیادہ ــ اس سے چھتری بناتے ہین برسات مین اوسکے نیچے بڑی آسایش سے گذرانتے ہین ــ یہ سرکار اوسی کے نام سے مشہور دریاے بھاگیرتھی کے کنارے پر ہی شہر کے گرداگرد درختون کی قطار ہی ــ اس دریا مین دو تین مرتبہ بھاٹا رات دن مین آتا ہی اور مہینے کے دو تین روز کے اطراف مین بڑی شدت سے بھاٹا آتا ہی جسکی تموج کا شور چند گھڑی تک نادیدہ کانون مین سماتا ہی اور ایک سلسلہ وار موج اسطرح پر لہراتی ہی کہ تمام دریا کی چوڑائی مین ایک گز کی بلند معلوم ہوتی ہی اوسوقت کنارے ناوون کو کھول کر دریا کے درمیان مین رکھتے ہین تا کہ کہین تموج کی لہر سے کنارے کی زمین پہ ہوکر نہ ٹوٹ جاوین ــ اکبر بادشاہ کے عہد سے شجاع الدولہ مغفور کی صوبہ داری تک سلطنت محمد شاہ بابری کے اوسط مین ایک بڑا بڈھوا آیا اکثر اراضی کو جو ہوگلی اور ہجلی کے گرد نواح مین تمکسار ہین خراب کر ڈالا ــ ابو الفضل لکھتا ہی کہ اکبر کے اٹھائیسوین سال جلوس مین عجیب سیلاب کا جوش ہوا تمام سرکار مین پانی دوڑ گیا وہان کا مرزبان کشتی پر سوار ہوا اور اوسکا لڑکا پر مانندرای چند متنفسون کے ہمراہ بتخانہ پر چلا گیا اور ایک سوداگر تالارے پر گیا ڈیڑھ پہر تک وہ زور شور رہا کہ ہوا اور ابر کی ہواداری سے مکانات اور کشتیان ڈانواں ڈول گرنے اور پھرنے لگین مگر بتخانہ اور تالارا موجۂ قیامت سے کنار عافیت مین رہا دو لاکھ جانداروں کا حرف زندگانی اس صحیفۂ طوفانی مین نقش بر آب ہوا اور سوا اسکے اور بھی ایک مرتبہ محمد شاہ بابری کے عہد مین اس طغیانی سے ابر و باران کی شدت ہوئی کہ ایک جہاز مرمت کے واسطے خشکی میں تھا وہ بہکر کوسون پر جا لگا اور وہ بھی بہتے بہتے ایک پیپل کے درخت مین تین کوس پر اٹکا تھا اب خیال کرنا چاہیے کہ کسقدر اس بارش سے حضرت ارواح کے لیے ابر دئی ہوئی ہوگی **سرکار گھوڑا گھاٹ** اس سرکار مین ٹانگن گھوڑا اور ابریشمی کپڑا کثرت سے ہوتا ہی ہندی میوہ بہت خصوص لٹکو جو اخروٹ کے برابر انار کے مزے کا ہوتا ہی کسیقدر چاشنی لیے ہوے اور تین دانہ تخم کے اوسمین ہوتے ہین ــ **سرکار باربک آباد** گنگا جل کپڑا وہان پر اچھا بنا جاتا ہی اور میوہ کولا بکثرت **سرکار بارو ہا** بیان درخت سطبر بہت ہوتے ہین جنکی کشتیان اور جہاز بناتے ہین لوہے کی کھان بھی ہی ــ **سرکار سنار گانون** خاصہ کپڑا اور پگڑیان معروف ہین ــ **سرکار سلہٹ** میوہ کولا ــ دہلی کے سنگترون کی صورت اور نارنگی سے ہمرنگ مگر اوس سے بڑا نہایت لذیذ اور خوش مزہ ہوتا ہی اسکے روز ہی توت کے روبرو انگور بیسہ تاک نہین شمالی پہاڑون کے نیچے سلہٹ سے برہٹ تک جسکے اوس پار گنگا کے آٹھ سرکار ہین ہین اوس میوہ خود رو کے ہزار درخت مین **چاٹ گانون** دریاے شور کے کنارے ایک بڑا شہر ہی درخت

عمدہ عمدہ ہوتے ہین وہان کے بنگالی اکثر حج کو جاتے ہین — شریف آباد یہ بھی سرکار ہی یہان ایک قسم کا
بیل سفید رنگ اونٹ کے قرینے کا ہوتا ہی جسپر پندرہ من بوجھا بار کرتے ہین — سرکار ساٹگانون
یہ بندرون مین سے ہی انار یہان کا عمدہ ہوتا ہی — سرکار مداران اس سرکار مین ایک موضع ہیرہ ہی پیشتر
الماس کی کھان اسمین تھی مگر اب نہین سنتے ہین صوبۂ اوڈریسہ ایک جدا ملک آئین ہوا یہان کی ساز کار اور اسمین
پانچ سرکار ہی — سرکار جالیسر — سرکار بھدرک — سرکار کٹک — سرکار کلنگ
ودنڈپات — سرکار راج مہندرا — بعدازان صوبہ بنگالہ کے تابع ہوا لیکن ناظم حضور سے مقرر
ہوتا تھا ظاہرا اکیسو تیئیس[۲۲] قلعہ پختہ وہان ہین اوسکے مرزبان کو کبھی پہنچی نہ تھے برسات کا موسم جاڑے
سے زیادہ اور گرمی جاڑے سے کم ہوتی ہی — اکثر زراعت شالی کی ہی باشندون کی خوراک چاول اور مچھلی
اور بیگن ہین بعضے کہتے ہین کہ چاول پکاکر ٹھنڈے پانی مین رکھتے اور دوسرے روز کھاتے ہین مرد بھی
عورتون کے مانند بدن مین صندل لگاتے اور زیور پہنتے ہین اور عورتین بجز پردہ پوشی مقام مخصوص کے کچھ نہین
پہنتین اکثر درختون کے پتے سے پوشش بناتے ہین — دیوار اور احاطہ اکثر بانس کے ہوتے ہین بعض مکانات
سنگین اور بلند بھی ہین بنگالی لوگ بھی اس سرزمین کی زبان نہین سمجھتے ایک عورت تھوڑے دنون مین کئی
شوہر کرتی ہی اور تاڑ کے پتے پر فولادی قلم سے تحریر کی کارروائی ہوتی ہی اور قلم کی گرفت مٹھی سے ہی — کاغذ
اور سیاہی شاذ و نادر صرف کرین باہمی لین دین کوڑی پیسے سے ہوتا ہی دریاے شور سے گڈھے کھود کر نکالتے ہین
— چار کوڑی کو گنڈہ کہتے ہین اور پانچ گنڈے کو بوڑی اور چار بوڑی کو پن اور سولہ پن کھاون اور دس کھاون
کا ایک روپیہ ہوتا ہی کٹک ایک سنگین قلعہ ہی درمیان دو ندیون جھاندا کے جسکی پرستش ہندو لوگ کرتے ہین
بعد کٹہ جوڑی کی نام سے مشہور ہی اور قلعہ بارہ بھاٹی مین دارالحکومت ہی اوس قلعہ مین جب بارش ہو ہر طرف
پانچ پانچ چھہ چھہ کوس تک پانی ہو جاتا ہی راجہ مکند دیو نے ایک عمارت نو منزلہ بنائی ہی اول فیلخانہ اور اصطبل دوم
توپخانہ اور شاگرد پیشہ کے رہنے کو تیسرا پیتاقدار اور دربانون کے لیے چوتھا کارخانہ کو پانچوان مطبخ چھٹا دولتخانہ
بزرگ ساتوان خلوتخانہ آٹھوین حرم سرا نوین آرامگاہ — اوسکے دکھن طرف بتخانہ ہی باستان سے پوربنج
شہر پرسوتم مین دریاے شور کے کنارے ہی جگن ناتھ جیکا مندر جہان سری کشن اور بلبھدر اور اونکی بہن کی
تصویرین صندل سے بنائی ہین — علماے ہند کہتے ہین کہ اس سے پیشتر چار ہزار برس کچھہ زیادہ ہوتا ہی
کہ تیلنگ پربت کے اندر من راجہ نے کسی دانا برہمن کو اس مراد سے بھیجا کہ کوئی عمدہ سرزمین شہر آباد کرنے کو
پسند کرے اوسنے تلاش اور تردد کی راہ لی سمندر کے کنارے عمدہ زمین پائی اوسے اور زمینون سے
تولنے لگا ناگاہ کیا دیکھتا ہی کہ ایک کوا دریا سے اشنان کرکے خدا کی تعریف مین مصروف ہوا برہمن اوسکی

کارسازی سے متعجب ہوا چونکہ جانورون کی زبان جانتا تھا فوراً اوسمین سائل ہوا اوسنے جوابدیا کہ مین دیوتاؤن مین سے ہون ایک عابد کی بددعانے مجھے اس قالب مین پہنچایا اور ایک رہنمانے ایسی ہدایت کی کہ خداوند عالم اس جگہ پر اپنی نظر خاص رکھتا ہی جو کوئی کسیقدر عرصہ اس سرزمین مین بسر کرے اور پرستش ایزدی پر کمر باندھے جلد مراد دلی کو فایز ہو اوسوقت سے کتنے برس گذرے کہ اسیطور سے رہائی کا جویان ہون کبھی تو گوہر آرزو ہاتھ لگیگا چونکہ تیرا گوہر عقل تمیز کی روشنی سے منور ہی چندے نظر غور فرما اور اس عرصہ پر قضا کا انوکھاپن دریافت کر۔ سب برہمن کو بھی تھوڑے زمانہ مین جو کانون سے سُنا تھا آنکھون مین نظر آیا راجہ کو آگاہ کیا ایک بڑا شہر عظیم الشان آباد ہوا اور خاص عبادت کی جگہ مقرر ہوئی ایک رات کو راجہ عدل و انصاف کرکے خواب راحت مین مصروف تھا کہ بشارت ہوئی کہ فلانے روز دریا کنارے جاکر انتظار کر ایک لکڑی لنبائی مین ۵۲ انگشت اور چوڑائی مین ڈیڑھ ہاتھ کی تھراے آوے گی اوسے اوٹھاکر کسی کوٹھری مین دروازہ بند کرکے سات روز تک محفوظ رکھ آٹھوین روز نکال کر معبد مین رکھ اور محراب عبادت بناے راجہ نے بیداری مین وہی تماشا دیکھا اوسکا نام جگناتھ رکھا اور اوس صورت کو زر و جواہر سے مرصع کرایا خاص و عام کی پرستش گاہ ہوئی کثرت سے اوسکی کرامات بیان کرتے ہین — سلیمان کررانی کے نوکر کالا پہار نامے جب اس ملک پر فتح پائی اس لکڑی کو آگ مین جلاکر دریاے شور مین ڈالدیا — عہد اکبری مین معاش طلبون نے شہرت دی کہ دوبارہ اوس لکڑی کو نکالا ہی اسطرح سے بہت سے فسانے بیان کیے المختصر ان تینون مورتون کو دنمین چھہ ۶ مرتبہ اشنان کراتے اور ہر مرتبہ نئی پوشاک پہناتے ہین پچاس ساٹھہ برہمن کھڑے ہو کر خدمتگذاری کرتے ہین اور ہر مرتبہ بڑی شان و شوکت سے نوبید لگاتے ہین جسکے الوش مین بیس ہزار آدمی کا مطلب ہوجاوے اور سولہ پہیہ کا رتھہ بناتے اور اوسپر سوار کرتے ہین جو کوئی اوسکو کھینچے گناہ سے پاک ہو سختی روزگار سے محفوظ رہے اور جگناتھ جی کے نزدیک ایک اور مندر آفتاب سے منسوب ہی اس ملک کے بارہ برس کا خراج اوسکی تعمیر مین خرچ ہوا بلندی دیوار کی ڈیڑھ سو ہاتھ اور چوڑائی ۱۹ ہاتھ ہی تین دروازہ ہین پورب کی طرف دو ہاتھیون کی صورت دلپذیر اچھی بنائی ہے کہ گویا ہر ایک اپنے خرطوم مین ایک ایک آدمی پھانسے ہی اور پچھم رخ دو سوارون کی تصویر ہی مع ساز و سامان اور اوتر طرف دو شیر جنکی ہیئت سے یہ ظاہر ہی کہ ہر ایک نے ایک ایک ہاتھی شکار کیا اور اوسپر چڑھے بیٹھے ہین — اور روبرو ایک ستون سیاہ پتھر کا آٹھہ پہلو پچاس گز کا لنبا ہی جب اوسکے زینون سے چڑھکر ادھر ہوکر چلین ایک عمدہ صحن ملتا ہی اور ایک طاق سنگین معمور ہی اوسی مین خورشید کو مع دیگر ستارون کے نقش کیا ہی اور اوسکے گرد ہر قسم کے بیشمار عجب قسم سے زیر زمین استادہ و نشستہ ہین خندان اور گریان اور حیران نظر آتے ہین بعدہ خنیاگر اور عمدہ نادر جانور جنکی ہستی بجز خواب کے خیال مین نہین آتی بنائے ہین — کہتے ہین کہ ایکہزار ایکسو کئی برس گذرے کہ راجہ نرسنگہ دیو نے اس بنیاد کو سرانجام کیا اور ایک طرفہ اپنی یادگاری چھوڑی اسکے گرد و پیش اٹھائیس اور بھی

تبخانے ہین اوسکے قریب دروازے کے اوپر چھہ اور گرد و نواح مین ۲۶ ہین انکی بھی اکثر روایتین ہین چند لوگون کا یہ قول ہی کہ کبیر موحد کا اسی جگہ پر دیہانت ہوا اوسنے بہت سے خداشناسی کے حقائق غرائب ابھی تک اوسکا پنتھہ دنیا مین جاری ہی بلند نظری اسقدر رکھتی کہ ہندو و مسلمان اپنا دوست جانتے تھے جسوقت روح مبارک نے عالم قدس کا عزم کیا برہمنون کو کریا کرم کی دھن ہوئی اور مسلمان دفن کرنے کو آمادہ ہوے — القصہ صوبہ بنگالہ مع اوڈیسہ کے ۴۲ سرکار اور سات سو ستاسی محال اور مالگذاری ۵۹ کرور ۸۴ لاکہہ ۵۹ ہزار ۱۹ دام رکھتا ہی یہ سب نقدی ہی بیشتر قوم کایتھہ کی زمینداری ہی سلاطین بابری کے عہد مین تا انجام سلطنت ہر صوبہ مین فوج مقرر تھی اور عملہ سلطانی خبرگیری اور انتظام پر مامور تھا اور ۲۳ ہزار ۳ سو ۳۰ سوار اور ۸ لاکھہ ایک ہزار ڈیڑھ سو پیادہ اور ا سو ۷ ہاتھی اور ۴ ہزار ۲ سو ۶۰ توپ اور ۴ ہزار چار سو کشتی رہتی تھی — حالا نام ہر ایک فرمانروا کا مع شمار اور تعداد سلطنت کے جدول مین لکھی جاتی ہین تا کہ کسی طور کی غلطی باقی نرہے

		جدول راجگان قوم کہتری					
نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۱ راجہ سکھدت	۲۱۸	۷ ر بردہ سنگہ	۹۷	۱۳ ر شدھرکہ	۹۱	۱۹ ر گھوبلیہ	۷۹
۲ اننگ بھیم	۱۷۵	۸ ر موہن دت	۱۰۲	۱۴ ر جیدھرکہ	۲۱۰	۲۰ ر جگ جیون	۱۰۸
۳ رن بھیم	۱۰۸	۹ ر بنود سنگہ	۹۷	۱۵ ر اودی سنگھہ	۸۵	۲۱ ر کالودبہ	۸۵
۴ کنج بھیم	۸۲	۱۰ ر شنکر سین	۹۴	۱۶ ر بشو سنگھہ	۸۸	۲۲ ر کالودیو	۹۰
۵ دیودت	۹۵	۱۱ ر سترجیت	۱۰۱	۱۷ ر نیہ ناتھہ	۷۱	۲۳ ر بجی کرن	۷۱
۶ جگت سنگہ	۱۰۶	۱۲ ر بھوجیت	۶۰	۱۸ ر رکھدیو	۸۳	۲۴ ر شب سنگہ	۸۹

چوبیس تن قوم کہتری نسلا بعد نسل یعنی بیٹے اور پوتے دو ہزار چار سو برس شمع فرمانروائی سے تخت و تاج کو روشن رکھا

		جدول فرمانروایان قوم کایتھہ					
نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۱ راجہ بھوج کوریا	۷۱	۴ سمند بھوج	۴۸	۷ ر راجہ کرر	۴۹		
۲ ر لال سین	۷۰	۵ ر راجہ جی پت	۵۴	۸ ر راجہ لکھن	۴۳		
۳ ر راجہ مادھو	۶۷	۶ ر راجہ پربھو	۴۶	۹ ر راجہ بھوج	۴۹		

انھون نے نیشت در پشت ۴۰۰ برس کارفرمائی کی بعدہ دوسری قسم کے کایتھون کا تسلط ہوا

نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۱ ر راجہ آدسور	۹۰۸	۲ ر جابہنی بھان	۶۶	۳ ر راجہ انرودھ	۷۱	۴ ر پرتاب رودر	۵۸

نام	سال	نام	سال	نام	سال	نام	سال
۵ - راجہ بھودت	۶۱	۶ - راجہ رکھدیو	۵۲	۷ - راجہ گردھر	۷۱	۸ - راجہ پرتھی دھر	۶۰
۹ - راجہ شششٹ دھر	۵۱	۱۰ - راجہ پربھاکر	۵۸	۱۱ - راجہ جیدھر	۲۰		

یہ گیارہ نفر نے ۶۳۷ برس بطناً بعد بطن تخت آرا رہے بعد کالنا بوس کے خاندان مین اقبال نے پیش قدمی فرمائی

۱ - راجہ بھوپال	۵۵	۲ - راجہ وترپال	۹۵	۳ - راجہ دیوپال	۸۳	۴ - راجہ بھونپال	۷۰
۵ - راجہ دہنپت پال	۴۵	۶ - راجہ نگس پال	۷۵	۷ - راجہ بیجپال	۹۸	۸ - راجہ راجپال	۹۸
۹ - راجہ بھوگپال برادر راجپال	۵	۱۰ - راجہ جگپال ولد بھوگپال	۷۴ -				

اس خاندان مین ۶۹۸ برس دس نفر کی کارپردازی رہی پھر دوسری قوم کایتھہ نے دسترس پیدا کیا

۱ - راجہ سکھہ سین	۳	۲ - راجہ بلال سین	۵۰	۳ - راجہ لکھمن	۷	۴ - راجہ مادھو سین	۵۶
۵ - راجہ کیشو سین	۱۵	۶ - راجہ سدا سین	۱۸	۷ - راجہ نوجھہ	۳ -		

۱۰۶ برس تک سات راجاؤن نے شش جہت دنیا مین عروس سلطنت کو ہر ہفت بنایا

اکسٹھہ ۶۱ نفر ابتدای جلوس سکھدت کھتری اول راجہ سے ظہور اسلام تک بنگالہ مین اور ہنوز بادشاہان دہلی کے زیر حکومت مین ۳۰ ۲۳۴ برس فرمان روائی رہی اور ۵۹۸ھ ہجری سلطان قطب الدین کے عہد سے اب تک بنگالہ مین اسلام کا ظہور ہوا اوسوقت سے تغلق شاہ تک ۱۷ نفر ایکسو ۵۶ برس سلاطین دہلی کے زیر حکومت فرمان روا رہے بعد ازان ابتدای ۷۴۱ھ ہجری سے ملک فخر الدین سلاحدار کے تسلط سے داؤد خان تک ۲۲۴ حاکم خود سر ہوکر بادشاہ رہے اور پھر ابتداے ۹۹۵ھ ہجری مین امرای اکبری نے داود خان کو موم کے مانند آتش شمشیر سے نابود کردیا اور ابتداے ۹۹۵ھ ایکسو ۷۹ برس دہلی کے فرمان بردار رہے پھر ابتداے ۱۱۷۴ھ ہجری سے آج تک کہ ۱۱۹۷ھ ہجری اور ۲۳ برس گذرے ہین ملک مذکور کمپنی انگلسیہ کے قبضے مین ہے

جدول فرمان روای اہل اسلام

نام	سال وماہ	نام	سال وماہ	نام	سال وماہ
۱ - ملک فخر الدین سلاحدار	۲ برس چند ماہ	۲ - سلطان علاء الدین	ایک برس چند مہینے	۳ - شمس الدین بنگرہ	۱۶ برس چند مہینے
۴ - سکندر ولد شمس الدین	۹ برس چند ماہ	۵ - غیاث الدین ولد سکندر	۷ برس چند مہینے	۶ - سلطان السلاطین ولد غیاث الدین	۱۰ برس
۷ - شمس الدین ولد سلطان السلاطین	۳ برس چند ماہ	۸ - کانسی لومی	۷ برس	۹ - سلطان جلال الدین	۱۷ برس
۱۰ - سلطان احمد ولد جلال الدین	۱۶ برس	۱۱ - ناصر غلام	۷ روز اور بقولے نیم روز	۱۲ - ناصر جو کہ شمس الدین بنگرہ کے اخفاد مین تھا	۳۲ برس
۱۳ - باربک شاہ	۱۷ برس	۱۴ - سلطان یوسف	۷ برس چھہ مہینے	۱۵ - سکندر شاہ	نیم روز
۱۶ - فتح شاہ	۷ برس چند مہینے	۱۷ - باربک شاہ	۲ روز	۱۸ - فیروز شاہ	۳ برس

نام	سال و ماہ	نام	سال و ماہ	نام	سال و ماہ
۱۹ محمود شاہ ولد فیروز شاہ	ایک برس	۲۰ مظفر حبشی	۳ برس ۵ ماہ	۲۱ سلطان علاء الدین	۲۷ برس چند ماہ
۲۲ نصیب شاہ ولد علاء الدین	۱۱ برس	۲۳ شیر شاہ		۲۴ ہمایون بادشاہ	
۲۵ شیر شاہ دوسری مرتبہ		۲۶ محمد خان		۲۷ بہادر شاہ ولد محمد خان	
۲۸ جلال الدین خان لڑکا محمد خان کا		۲۹ غیاث الدین		۳۰ تاج شاہ	
۳۱ سلیمان		۳۲ بایزید		۳۳ داؤد	

سلطان قطب الدین ایبک سے لیکر داؤد شاہ تک پچاس نفر نے ۳۸۹ تین سو اسی برس بنگالہ کی فرمان روائی کی اوسمین سے سلطان قطب الدین ایبک کے زمانے سے محمد تغلق شاہ تک ۱۷ انفر نے ایکسو ۵۶ برس دہلی کی اطاعت مین بسر کی اور ۳۳ نفر نے فخر الدین سلاحدار کے وقت سے داؤد افغان تک ۲۲۴ برس خود سری کی اور بعد داؤد کے عالمگیر ثانی تک ۱۷۹ برس حکام بنگالہ نے سلاطین دہلی کی اطاعت کی آج کہ سنہ ۱۱۹۷ ہجری ہین ابتدای سلطنت شاہ عالم بابری ولد عالمگیر ثانی سے ۲۴ سال گذرتے ہین کہ بنگالہ سلطان دہلی کی حکومت سے باہر ہو قبضہ انگریزی مین آگیا پہلا راجہ جراجودھن دہلی مین آیا اور چار ہزار نوسو چھتیس برس گذرے کہ مہابھارت کی لڑائی مین فوت ہوا۔ اور آخرین راجہ توجہ کا جسوقت پیمانہ زیست لبریز ہوا رای لکھی کے لڑکے کو بادشاہی ہوئی اوسوقت مین بنگالہ کا دار الملک شہر ندیا تھا نہایت عقل خیز سرزمین تھی ابھی تک اوس خرابہ مین دانش اور تمیز کے آثار پائے جاتے ہین نجومیون نے اوسی زمانہ مین ادبار کی آمد سے اطلاع دی تھی اور محمد بختیار خلجی سے اس امر کا ظہور بیان کیا راجہ نے اونکے باتون کو خواب خیال سمجھا یہ دوربین لوگ اپنی راہ لگے دور دراز نکل گئے اوسوقت قطب الدین ایبک ہندوستان مین شہاب الدین غوری کی طرف سے مامور تھا اوسنے اپنے نیروی خلجی سے ملک بہار کو فتح کیا جب بنگالہ مین آیا راجہ کشتی پر سوار ہوکر بھاگ گیا اسنے شہر مین قبضہ پاکر خوب لوٹ کی اور اوس شہر کو ویران کرکے لکھنوتی آباد کی جوکہ اب قلعہ گوڑہ کے نام سے مشہور ہے اور اوسوقت سے بادشاہان دہلی کے زیر حکومت ہوا راجہ توجہ کے مرنے کو اسوقت مین کہ آخر شوال اور سنہ ۱۱۹۷ ہجری مین چار سو چھہتر برس گذرتے ہین سلطان تغلق کے عہد مین قدر خان حاکم بنگالہ تھا ملک فخر الدین سلاحدار نے دنیوی لالچ سے اپنے ولی نعمت کو مار ڈالا اور اپنے نام بزرگی حاصل کی دہلی کی اطاعت سے روگردان ہو گیا ملک علی مبارک جو قدر خان کے منظور نظر تھا سلطان علاء الدین کے اتفاق سے فخر الدین کی لڑائی کو اوٹھہ کھڑا ہوا اور اوس نعمت فراموش کو عین کارزار مین زندہ گرفتار کرکے نیست کردیا حاجی الیاس علائی بنگالہ کے امرا سے تھا اسنے چند آدمیون کو متفق کرکے علاء الدین کو ہلاک کیا اور اپنا لقب شمس الدین مقرر کیا اسکو بھنگرہ بھی کہتے ہین سلطان فیروز اسکی گوشمالی کو عازم ہوا اور سخت آویزش درپیش ہوئی چونکہ برسات کی فصل نزدیک تھی صلح کرکے معاودت کی جب شمس الدین کا زمانہ آخر ہوا لشکر کے سردارون نے اوسکے بڑے بیٹے کو اسکندر شاہ کا خطاب دیکر

جانشین کیا سلطان فیروز تکرر بنگالہ جاکر صلح ہو جانے سے واپس آیا جب سلطان غیاث الدین بنگالہ کا تخت دہلی
بیٹھا خواجہ حافظ شیرازی نے ایک غزل حضور مین بھیجی جسکا ایک شعر یہ ہی ؎ شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند
زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود شمس الدین کے زمانہ مین اوسکے پوتہ کانسی نام نے چیرہ دستی کی دولت و اقبال
اوسکی طرف ہوگیا جب اوسکی عمر کا دن شام ہوا اوسکے لڑکے نے مسلمان ہوکر سلطان جلال نام پایا اس ملک
کی یہ رسم تھی کہ کئی ہزار پیادہ پایک دولتخانہ کے گرد پہرہ دیتا تھا ایک رات کو کسی خواجہ سرا نے پیادون کی
شہ سے بادشاہ کی بساط زندگانی پلٹ دی اپنا خطاب باربک شاہ مقرر کیا اور فرمان ہی پر اپنا رخ کیا ایک سال
کے بعد مظفر نام حبشی غلام نے پایکون کی مدد سے اسکی جان لی اور خود سریر آرا ہوا — علاء الدین مظفر کے نوکرون
مین تھا اسنے بھی پیادون سے ملکر اوسکو ہلاک کر کے تخت آرا ہو بیٹھا زمانہ کی کجبازی سے چند روز تک اس سرزمین
مین سرہنگون کی بن آئی تھی اسنے تخت پر بیٹھتے ہی عدل و معدلت کی راہ پکڑی سرہنگون کے سزا کی بعدہ نصیب شاہ
اوسکا لڑکا باپ کے مانند داد و دہش مین مصروف ہوا بھائیون کی پرورش زیادہ تر ملحوظ تھی جب بابر بادشاہ کی
آویزش مین ابراہیم لودی کا زمانہ آخر ہوا اوسکے لشکر کے سردار نصیب شاہ کے پاس پناہ جو ہوئے — ہمایون بادشاہ
نے شیر شاہ جہانگیر کے ہاتھ سے حکومت بنگالہ کی چھینکر قلی بیگ کی حوالہ کی جب شیر شاہ نے دوبارہ حکومت ہمایون سے
لیلی قلی بیگ کو قول دیکر بلایا اور عہد شکنی کر کے اوسکی جان لیلی سلیم شاہ کے عہد مین محمد خان اوسکا خویش
پرستاری کو دادگری ہمدوش رکھتا تھا جب ممریز خان کشمکش مین مرگیا خضر خان باپ کی جگہ پر کار پرداز ہوا اور بہادر شاہ
خطاب مقرر کیا اسکی جنگ پچنگل اجل مین ممریز خان نے جان دی — بہادر شاہ کے بعد اوسکا بھائی جلال الدین ریاست کا
مالک ہوا تاج خان سلیم شاہ کے امیر نے اسکی جان ماری اور سلیم شاہ کے بعد خود تخت نشین ہوا بعدہ اوسکا چھوٹا
بھائی سلیمان کرزانی اگرچہ خیال بادشاہی کا رکھتا تھا مگر مصلحتاً اکبر بادشاہ کے نام کا خطبہ سکہ جاری کیا بعدہ اوسکے
لڑکون بایزید اور داؤد نے اپنے نام کا سکہ و خطبہ مروج کیا آخر امرای اکبری نے اونکو مغلوب اور مقتول کر کے
بنگالہ کو فتح کر لیا یہ حال اکبرنامہ وغیرہ کتب سیر مین مفصل مندرج ہی

صوبۂ بہار

دوم اقلیم سے دراز ہی تلیا گڈھی سے لیکر دریاچہ کرم ناسہ تک جو سرکار رہتاس کے تابع ہی ایکسو بیس کوس —
اور چوڑائی مین ترہت سے اوتر کے پہاڑون تک ایکسو دس کوس تک ہی اسکے پورب بنگالا اور پچھم الہ آباد اور شمالا
اودہ اور جنوباً کوہ بزرگ واقع ہی اس صوبہ کے عمدہ دریاؤن مین گنگا اور سون اور گنڈک ہی کہتے ہین کہ گڈھ کے
نزدیک ایکھی پوتہ نی سے دریاے سون اور نربدا اور جھیلا جوش مارتے ہین گنگا اور سون کا پانی نہایت خوشگوار
اور گوارا ہی — گنگا تو اوتر کے پہاڑون سے اور سون جنوبی پہاڑون سے نکلکر منیر کے پاس گنگا مین ملتا ہی اور گنڈک

اوترسے نکلکر حاجی پور کے قریب گنگا سے ملحق ہوتا ہی — حاجی پور کی آب ہوا مین ایک خاصیت ہی کہ وہان کے باشندے
اکثر آماس گلو مین گرفتار رہتے ہین اور بعض کثر اس علت سے انسان کی صورت بگڑ جاتی ہی ایسا ہی کوئی محفوظ
رہجاتا ہی سالگرام سیاہ رنگ پتھر ہوتا ہی جسے فارسی مین کسوٹی کہتے ہین ہندو لوگ اوسکو آثار ایزدی جانتے
اور اوسکی پرستش کرتے ہین اگر مدور اور خرد اور روغنی ہو بہت مقبول سمجھتے ہین اور مختلف رنگون مین ہر قسم کے نام
اور خاصیت علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہین چونکہ سونے کا الحاق اوسپر ہوتا ہی اس لالچ سے اوسکو نکالتے ہین اکثر
ایک سوراخ رکھتے ہین اور بعض زیادہ اور چونکہ طلا سے خالی اور نئے سوراخ ہو برہمنون کا مذہب ہی کہ جو بت ٹوٹا ہو
اوسے پھر نہین پوجتے مگر اس پتھر کو باوجود کہ شکستہ ہو پوجتے ہین ان دونو دریا کے درمیان مین شمالاً اور جنوباً چالیس
کوس تک یہ پتھر پیدا ہوتے ہین — کرمناسا جنوبی پہاڑون سے نکلکر گذر چوسا کے مقام پر دریاے گنگ مین گرتا ہی
اوسکا پانی نہایت ناپاک سمجھتے ہین — پُن پُن بھی دکھن سے کوہستان پلاؤن کے دہانے مین جوش کرتا ہی اور عظیم آباد
پٹنہ کی آبادی سے گذر کر دریاے گنگ مین ملحق ہوتا ہی اوسی جگہ ایک پل ہی اکبر کے عہد کا بنا ہوا اور آج تک کہ سنہ ۱۱۹ ہجری
گذرتے ہین برپا اور قائم ہی — چھوٹی ندیان اس صوبہ مین بیشمار ہین — تابستان مین گرمی ہوتی اور زمستان معتدل
کبھی کبھی دو مہینے پشمینی کپڑون کی ضرورت ہوتی ہی برسات چار مہینے ہوتی تھی مگر اب دو سال سے بمشکل ڈیڑھ مہینے
برسنے کے بھی لالے ہین پس شدت قحط سے نوع بشر کی خواری اور جانفشانی صاف ظاہر ہی اللہ تعالی اپنے
بندون پر رحم فرماوے کشتکاری خوب ہوتی ہی خاصکر شالی کہ مانند و مثل اوسکے کہین نہین کساری نام غلہ بنارس سے
مرشدآباد تک پیدا ہوتا ہی پان کے لیے مخصوص مگھی ہی یہان کا پان بہت نازک اور خوشرنگ اور پتلا اور خوشبو
اور مزہ دار ہی دہلی اور لاہور اور جہانگیر نگر اور مرشدآباد تک بطور تحفہ کے لیجاتے ہین اکثر اسقدر مسافت طی کرنے مین
سالم رہتے اور کسیقدر ضائع ہو جاتے ہین — امرت بھیلا اور کجلا نام طوطی نہایت عمدہ اور کثرت سے ملتی ہین اگر
پالین اور کوشش کرین جلد شیرین آواز گویا ہو جاتا ہی شیشے کے برتن اور حقہ جو کہ فرنگ سے آتا ہی طیار کرتے ہین
کہ تمام ہندوستان مین اوسکے برابر نہین ہو سکتے — بہار کی سرکار مین موضع راج گرگان کے پاس ایک پتھر مانند
بلور کے ہی چھوٹے ٹکڑے اسقدر ہین کہ دانہ تسبیح اور حقہ اوس سے بناتے ہین اور موضع ارول اور بہار مین کاغذ بہت
عمدہ ملتا ہی اگر کوئی روپیہ خرچ کرے شاید کہ اوس سے بھی افضل بہم پہونچے — یہان پر ایک معبد گیا نام ہی
برہمن لوگ اوسکو برم گیا کہتے ہین اسقدر معظم سمجھتے ہین کہ اپنے گذشتہ بزرگون کی رستگاری اوس مقام پر پرستش
کرنے سے سمجھتے ہین اور اس بہانہ سے وہان کے برہمنون کو جو مجاور ہین نقد و جنس ملتا ہی اس صوبہ اور نیز صوبہ
بنگالہ مین ایک میوہ کٹھل نام نہایت کلان اور مزہ دار پیدا ہوتا ہی — بعض اسقدر گران اور بڑے ہوتے ہین
کہ ایک آدمی سے نہین اوٹھہ سکتے ترہت بہت دنون سے جاے دانش خیز ہی ہنوز باوجود ہزارون خرابی کے

اکثر علوم وہان پر شائع ہین — رہتاس ایک درہ ہی پہاڑ کی بلندی پر بہت اونچا جہان پر نہایت سختی سے گذارہ ہوا اوسکا گھیرہ دس بارہ کوس کا ہی بعض جگہ اس پہاڑ پر کھیتی ہی پیشتر یہان پر ایک باغ تھا انگور انار میوہ شریفہ نیشکر عمدہ عمدہ قسم کا پیدا ہوتا تھا مگر اب خراب ہوگیا ہی جابجا ندیان جاری ہین پانی اسقدر نزدیک ہی جس مقام تین چار گز کھودین پانی نکل آئے بہت سے پرگنہ اس سرکار سے متعلق ہین جمع اس صوبہ کی جو کہ عہد اکبری مین تجویز ہوئی اور ہنوز دفترون مین لکھی جاتی ہی ۲۴ کرور ۲ ۹ لاکھ ۱۹ ہزار ۴ سو ساڑھے چار دام اسمین سے ضبطی ایکسو ۸ ۳ بیگہ زمین پیمایش ہوئی اور چار لاکھ چوالیس ہزار اور ایکسو بیس بیگہ اوسکا روپیہ ۱ کرور ۶۲ لاکھ ۸۱ ہزار ۷ سو چوہتر دام نقدی اور ایک کرور ۹۲ لاکھ ۳۷ ہزار ۶ سو ساڑھے بیس دام اونمین سے ۲۳ لاکھ ۲۷ ہزار ایکسو سینتالیس دام سیورغال کے یومیہ ۱۱ ہزار چار سو پندرہ ہزار ۴ لاکھ ۴۹ ہزار ساڑھے تین سو پیادہ اور سو کشتی — اس کلام مین کہ جمع صوبون کی تنقیح کی ہی بڑی شک ہی اور عبارت مین عجیب طرح کا خبط ہی

صوبہ الہ آباد

دوم اقلیم سے لنبا ہی جونپور کی سجھولی سے جنوبی پہاڑ تک ایکسو ساٹھہ کوس اور چوڑا ہی چونسا کے گھاٹ سے گھاٹم پور تک ایکسو بائیس کوس اسکے چوحدہ ہین شرق رویہ بہار اور شمالی اودہ اور جنوبی باندہو اور غربی آگرہ ہی — اس صوبہ کے بڑے دریاؤن مین گنگا اور جمنا اور نیز دیگر دریا مانند رند — گین — سرجو — برنہ وغیرہ کے ہین اور ہوا سازگار اور رنگارنگ کے گل وغنچہ اور میوہ نے شمار اکبر کے وقت سے خربزہ اور انگور کثرت سے ہونے لگا سابق مین اسکا نام پیاگ تھا اکبر نے الہ آباس رکھا آخر کو الہ آباد معروف ہوا یہان کا قلعہ سنگین مع محل اور مکانات وغیرہ کے اکبر کی تعمیر ہی اس جگہ کو تمام عبادتگاہون کا بادشاہ سمجھتے ہین یہ قلعہ اوس جگہ پر ہی جہان گنگا اور جمنا باہم ملحق ہوئے ہین اور اہل ہند کے اعتقاد مین تین دریا کا مجموعہ ہی اور وہ تیسرا سرستی ہی لیکن ظاہر نہین — بنارس بڑا شہر ہی دو ندیون برنہ اور آنسی کے درمیان مین گذشتہ زمانے مین اسکا نام کاشی تھا کہتے ہین کہ اگلے وقت یہان پر ایک مندر تھا جسکا طواف کعبہ کیطرح پر کرتے تھے اور مانند حج کے وہان پر تعمیل ہوتی یہ بہت دنون سے ہندوستان کا دار العلم ہی گروہا گروہ بنی نوع دور دراز ملکون سے آکر یہان پر علم حاصل کرتے ہین اور جان وتن کو گداز کرتے ہین — ۴۱۰ ہجری مین سلطان محمود غزنوی کے آنے سے کسیقدر مذہب مین مخالفت ہوئی جب ۴۱۳ مین دوبارہ بادشاہ آیا اول گوالیار کا قلعہ فتح کیا اور صلح کر لی پھر قلعہ کالنجر کا عزم کیا وہان کے حاکم نندا نے دو تین سو ہاتھی بھیجکر عجز ونیاز ظاہر کیا بلکہ ایک شعر بھی ہندی مین کہکر ارسال کی جب اوسکا مضمون ترجمہ ہوا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور اوس قلعہ کی حکومت مع دیگر چودہ مقامون کے اوسکو مرحمت کی — جونپور عظیم الشان شہر ہی اس شہر کو سلطان فیروز مرزبان دہلی نے اپنے چچا بیٹے فخر الدین کے

نام جونہ آباد کیا طول مین ایکسو ۹ درجہ اور ۶ دقیقہ اور عرض مین ۲۶ درجہ ۱۱ دقیقہ ہی چنارہ قلعہ سنگین ہی پہاڑ پر نہایت بلند اور مضبوط دریاے گنگ اوسکے نیچے سے جاری ہی — کالنجر یہ بھی قلعہ سنگین پہاڑ کی بلندی پر تعمیر ہی اسکے آغاز کو کوئی نہین جانتا اسکے اندر بہت سے مندر ہین ایک مندر مین کال بھیرون کی مورت ہی اٹھارہ ہاتھہ کی لانبی — اس قلعہ مین جابجا چشمے جوش مارتے ہین اور اکثر تالاب ہین درختان آبنوس اور خودرو میوہ بہت ہین اور لوہے کی کان بھی ہی وہان سے بیس ۲۰ کوس پر الماس کی کھان ہی — راجہ گنپت سنگہ وہان کا حاکم وہانکے چند قطعہ زمین مین جواہرات رکھتا تھا — دو برہمن دانا نیک خصلت خوش خلق اور طوطے ایسے کہ جو کچھہ سوال کرین فوراً جواب دین — و جنیاگری مین بخشو نام نہایت بے مثل اور دو پرستار حسن افروز نغمہ سرا — سلطان بہادر گجراتی نے دوستی کرکے ان دونون سے ایک درخواست راجہ کے پاس بھیجی راجہ نے اپنی مردمی سے بخشو کو روانہ دربار کیا اور بشیر شاہ نے اوس جادو نفس کو طلب کیا جب قاصد محروم لوٹا قلعہ کو جاکر گھیر لیا اور محصورین پر زندگی وبال کی راجہ نے بپاس ناموس جو بید و شاسترون مین مروج ہی شعلہ رویان کو آتش غیرت سے جلاکر خاک کا ڈھیر کردیا اور خفتہ عقلی سے ناپایدار زندگی پر دل باندھکر غبار آلود نیستی ہوا — شیرشاہ کو تو یہ جلدی تھی کہ قلعہ مفتوح ہو آتشباری کے وقت ایک چنگاری باروت مین پڑگئی وہ لی اوڑی اور شیرشاہ کے خرمن ہستی کو جلادیا — کہتے ہین قصبۂ مودھا مین ہر ایک چھوٹا بڑا نہایت حسین ہی — دس سرکار اور ایکسو ستتر پرگنہ اور ۲۱ کرور ۴ لاکھہ ۷۲ ہزار آٹھہ سو ۱۹ دام اور ۱۲ لاکھہ پان — اوسمین سے ایکسو اکتیس زمین کی ضبطی تھی ۳۹ لاکھہ ۶۸ ہزار ۱۸ بیگہ ۳ بسوہ اسکا روپیہ بیس کرور ۲۹ لاکھہ ۱۷ ہزار ۲ سو ۴۲ دام اور ۴۶ پرگنہ نقدی محصول اوسکا ۴۹ لاکھہ اور مبلغ ۶ ہزار ۴ سو ۱۸ دام سیورغال مومی ۱۱ ہزار ۳ سو ۷۵ سوار دو لاکھہ ۳۷ ہزار ۸ سو ستر پیادہ اور ۳۲۳ ہاتھی — سرکار الہ آباد پندرہ محال — سرکار غازیپور شرقی اونیس محال — سرکار بنارس شرقی — آٹھہ محال — سرکار جونپور شمالی اکتالیس محال — سرکار مانکپور چودہ محال سرکار چنارہ جنوبی ۱۳ محال — سرکار ٹھٹہ کور جنوبی — سرکار کالنجر جنوبی سرکار کوڑہ غربی — سرکار کڑہ غربی — جونپور کے فرمانروایون کی تفصیل اس جدول سے ظاہر ہی لقب اسکا سلطان الشرق مشہور ہی

۱ سلطان الشرق	۱۶ برس	۲ مبارک شاہ	۴۰ برس کچھہ زیادہ	۳ سلطان ابراہیم	۵ مہینے
۴ سلطان محمود	ایک برس کچھہ زیادہ	۵ محمود شاہ	۲۱ برس چند مہینے	۶ حسین شاہ	۱۹ برس

ان چھہ آدمیون نے ۹۷ برس چند مہینے فرمان روائی کی بیشتر یہ ملک بادشاہان دہلی کے تصرف مین آیا جب سلطان محمود بن سلطان محمد بن فیروزشاہ کے تاج وتخت زیر حکومت ہوا ملک سرور خواجہ سرا کو جسے اسکے بزرگون نے خانجہانی کا خطاب دیا تھا سلطان الشرق کا لقب مرحمت فرماکر جونپور کا حاکم بنایا یہ شخص جونپور مین

جاکر بردباری اور بردلی اور انصاف مین روزگار گذارتا ہا اور اسی مشغلہ مین سفر اخیر پیش آیا اوسکا لڑکا متبنی امبارک نام بزرگان زمانہ کی اعانت سے وارث حکومت ہوا اور سکہ خطبہ مین تجدید کی بہلول خان سلطان محمود کے امراے عظام مین تھا خبر پاتے ہی اوٹھہ دوڑا دریاے گنگا کے کنارے دو لشکرون سے آویزش ہوئی انجام کو دونو نامراد اپنی اپنی طرف کو واپس ہوگئے جب سلطان مبارک شاہ گذر گیا اوسکا چھوٹا بھائی ابراہیم گدی پر بیٹھا اسنے داد و دہش اختیار کی اور زمانے کے سرکشون کی پایمالی کرکے آبادانی کی آتش کا جویان ہوا ہر پیشہ کا رواج دیا اسکے عہد مین قاضی شہاب الدین ملک العلما بڑا نامور ہوا اوسکا زاد و بوم دہلی ہی وہان پر صاحبان علوم نقلی و عقلی کو جمع کیا اور بروقت پہونچنے صاحبقران امیر تیمور گورکان کے اپنے اوستاد مولانا خواجگی کے ہمراہ جو کہ خلیفہ نصیر الدین چراغ دہلی کا ہی جونپور آیا اور وہان پہ نشو و نما پاکر محسود زمانہ ہوا شاہ مدار جو کہ اولیاے ہند کا سردار ہی اوسکا ہمعصر تھا جیسا کہ رسم ہی کہ ظاہری عقلا کو صاف باطنون سے سرگرانی ہوا کرتی ہی قاضی کو بھی بشرب خیر اندیشی تیرہ تھا جب ابراہیم کا عہد منقضی ہوا بھیکھن خان اوسکا بڑا لڑکا سلطان محمود کے نام سے تخت نشین ہوا چونکہ بدکار تھا سلطنت سے خارج کیا گیا اوسکے بعد حسین خان اوسکا بھائی تاج و تخت کا مالک ہوا اسنے اپنے سلوک سے زمانہ کو سازگار کیا زمانہ اوسکی ثنا و صفت مین مصروف ہوا اس دولت دنیا کا نشا چڑھ گیا سلطان بہلول سے مقابلہ کیا آخر کو شکست کھا کر پریشان ہوا سلطان بہلول کا لڑکا باربک جونپور مین قایم مقام ہوا جب بہلول نے جام فنا کھینچا سلطان سکندر لودی نے تخت خلافت کی زینت بڑھائی سلطان حسین باربک سے متفق ہوکر چند بار لشکر فراہم کرکے دہلی کو آیا اور اسی کی ذات سے شرقیون کی حکومت کا خاتمہ ہوا

صوبہ اودہ

دوسری اقلیم سے ہی سرکار گورکھپور سے قنوج تک ایکسو پینتیس ۱۳۵ کوس لنبا اور شمالی کوہ سے سدہ پور صوبہ الہ آباد تک ایکسو پندرہ کوس چوڑا ہی اسکے پورب طرف بہاڑ اور اوتر پہاڑ اور دکھن مانکپور اور پچھم قنوج ہی ــ آب و ہوا عمدہ جاڑا اور گرمی معتدل ــ دریاے کلان سرجو گھاگھرا ــ گومتی ــ رودی ہی گوناگون آبی جانور رہتے ہین ــ کشتکاری بھی اچھی ہوتی ہی خاص کر سکھداس چاول کہتے ہین کہ تمام ہندوستان سے بیشتر اس صوبہ مین تخم ریزی ہوتی ہی قدیم نام اسکا اجودھیا ہی شہرہاے ہندوستان سے عظیم الشان طولاً ۱۱۸ درجہ اور ۶ دقیقہ اور عرضاً ۲۷ درجہ ۲۲ دقیقہ کہتے ہین کہ زمانہ گذشتہ مین ۱۴۸ کوس لنبا اور ۳۶ کوس چوڑا آباد تھا اور اسکو ایک پاک مقام سمجھتے ہین ــ اکثر شہر کی خاک بیزی کرکے سونا نکالتے ہین راجہ رام چند خلف راجہ جسرتھ کا زاد بوم ہی جسے ہندو مظہر آثار خدا جانتے ہین اور مانند داستان حمزہ کے بلکہ اوس سے بھی زیادہ عجائب بیان اوسکے نسبت بیان کرتے ہین ترینا کے زمانہ مین جسے ہندو لوگ بعد ست جگ کے جانتے ہین اور اوس ایام کی تعداد ۱۲ لاکھ ۹۶ ہزار برس ہی کیا عجب کہ راجہ موصوف ظاہر و باطن کی ریاست رکھتا ہو جسقدر اوسکی کیفیت ہندون کی کتابون سے دریافت ہوئی کیفیت سے خالی نہین خدا جوئی اور اخلاق شایستہ اور حق طلبی کا مرتبہ اتم کو تھا

شہر ایک کوس پر دریاے گھاگھرا قلعہ کے نزدیک سرجو سے ملتا ہی اس شہر مین دو قبر چھہ یا سات گز کی لنبی ہین عوام لوگ شیث اور ایوب پیغمبر کی مزار جانتے ہین بعض کا قول ہی کہ کبیر موحد کی تربت سکندر لودی کے زمانہ مین واقع رتن پور ہی تھی یہ شخص اکثر خداشناسی اور تصوف کی حقیقت اشعار ہندی مین نظم کرتا رہا۔ بہرایچ دریاے سرجو کے کنارے معمور ہی نہایت عمدہ سبزہ زار سالار مسعود غازی اور رجب سالار اس جگہ مدفون ہین ــ اکبر بادشاہ کے وقت مین محمد حسین خان نے جو کہ بادشاہ کا روشناس تھا مخدوم الہدیہ خیرابادی سے سوال کیا کہ سالار مسعود غازی کیسا آدمی تھا اوسنے جواب دیا کہ ایک پٹھان تھا جسنے شہادت پائی باقی اور ہندوستانی مسلمان اوسکے بڑے معتقد ہین اور دور دراز سے اوسکے مزار کی زیارت کو آتے اور محفلین کرتے ہین قول معتبر یہ ہی کہ محمود غزنوی کے اقربا مین سے زندگانی کو مردانگی سے تمام کیا اور ہمیشہ کیواسطے نام نیک حاصل کیا ــ دوسرے سلطان فیروز حاکم دہلی کے باپ نے ظاہر و باطن کی آراستگی حاصل کی اس شہر کے نزدیک ڈیوکن نام موضع مدت سے پیسون کی ٹکسال ہی ــ اوتر کے پہاڑون سے اکثر چیزین مانند کونٹ گھوڑون اور سونا اور تانبا اور شب اور مشک اور چونرا اور شہد اور چوک وغیرہ کے آدمیون کی پیٹھہ یا گھوڑے اور بکرون پر لاد کر لاتے ہین ــ اور خشک سونٹھہ اور سرخ مرچ اور مجیٹھہ اور سہاگا اور نرکچورا اور موم اور پشمینہ اور باز اور جرہ وغیرہ بہت آتے ہین ــ نیم کھار مصر کھہ ایک نامور مقام ہی بزرگ تیرتھہ دریاے گومتی وہان سے نکلی ہی اور اکثر عبادت خانہ معمور ہین برہماورت کنڈ نام حوض ہی اوسکے درمیان سے پانی جوش کھاتا ہی اور ایسا زور شور ہی کہ آدمی نہین ٹھہر سکتا جو کچھہ اوسمین چھوڑو باہر اوبل آتا ہی کہتے ہین کہ اوسی قرب مین ایک نہایت تنگ دہانہ کا چشمہ ہی ایک گز چوڑا اور چار انگل گہرا برہمن لوگ وہان پر منتر پڑھہ کر پوجا کرتے ہین ہر چند چاول وغیرہ اوسمین چھوڑین مگر نشان نہین رہتا ــ لکھنو بڑا بھاری شہر ہی دریاے گومتی کے کنارے پر نہایت خوش سواد شیخ مینا جسکی ولایت کا گمان اکثرون کو ہی اسی سرزمین مین مدفون ہی ــ بلگرام قصبہ خوش ہوا ہی یہان کے باشندے خوش فہم اور علم موسیقی کے شایق اور نیک منظر ہین ــ پانچ سرکار ۱۳۷ پرگنہ اس صوبہ مین ہین زمین پیمایشی ایک کرور ایک لاکھہ اکہتر ہزار ایکصد اسی بیگہ جسکی جمع ۲۰ کرور ۱۷ لاکھہ ۵۸ ہزار ۱۷۲ دام ہین اسمین سے ۸۵ لاکھہ ۲۱ ہزار ۶۵۸ دام سیورغال یومی ۷ ہزار ۶۴ سوار اور ۱۶۸۲۵ پیادہ اور ۵۹ ہاتھی ہین

صوبہ اکبراباد

دوم اقلیم سے ہی گھاٹم پور الہ اباد سے پلول دہلی تک ۱۷۵ کوس لنبا اور قنوج سے چندیری مالوا تک شرقی گھاٹم پور شمالی دریاے گنگ جنوبی چندیری غربی پلول ہی بہت سے دریا ہین اور سب مین عمدہ دریا جمنا اور چنبل ہی جمنا شمالی پہاڑ اور چنبل حاصل پور مالوہ سے نکلتے ہین اور کالپی مین آکر جمنا سے ملجاتی ہین جابجا جنوبی پہاڑ آب وہوا کی خوبی مین ضرب المثل ہین کھیتی اچھی میوہ اور گلاب

کے پھول اور خوشبو کے روغن اور برگ پان عمدہ میسر آتے ہین خربزہ اور انگور اور جگہہ کی نسبت یہان اچھا ہوتا ہے
آگرہ خوش ہوا شہر جمنا کے کنارے معمور ہے دریاے جمنا شہر کے درمیان سے پانچ کوس وان ہے دونو طرف عمدہ عمدہ
عمارتین اور رنگ برنگ کے باغ آباد ہین اکبر بادشاہ نے سنگ سرخ سے ایک قلعہ بنایا ہے اوسمین عمدہ مکانات
نقش و نگار سے بنے ہوئے ہین اول مین یہ ایک گانون تھا بیانہ سکندر لودی نے اوسکو پاے تخت مقرر کیا اور اکبر نے
تمام و کمال آرایش کی شیخ ابو الفضل اکبرنامہ کے مصنف کا زادبوم ہے اوسکے بڑے بھائی فیضی اور ابو الفیض
وغیرہ بزرگون کا مانند شیخ علاء الدین مجذوب اور میر رفیع الدین صفوی اور سید اجل علامہ قاضی وغیرہ کا مرقد ہے
کے شہر سے نزدیک جمنا کنارے رنگتا نام موضع ہے ہنود کی پرستش گاہ — فتح پور ایک گانون تھا بیانہ سکری
نام سے ۱۲ کوس دار الخلافت سے دور سا اکبر بادشاہ نے اسے شہر بنا کر ایک قلعہ بھی پتھر کا تعمیر کرایا اگرچہ دولتخانہ
شاہی اور نیز مکانات اکثر امرا کے پہاڑ پر تعمیر ہین مگر جنگل اور صحرا مین بھی اکثر مکانات کے آثار ہین بموجب حکم بادشاہی
مسجد اور مدرسہ اور خانقاہ بھی بنائے گئے تھے — آبادی سے ملا ہوا ایک تالاب بارہ کوس کا ہے اوسکے کنارے پر
اکبر بادشاہ نے صفہ اور منارہ بنوا کر چوگان بازی کا میدان مقرر کیا تھا ہاتھیون کی لڑائی بھی وہین پر دیکھا کرتا تھا
اوسکے قریب لال پتھر کی کھان ہے جسقدر چاہیے ستون اور تختہ جدا کر کے نکال لیوین — اگلے زمانہ مین بیانہ ایک
عظیم الشان شہر تھا اسمین قلعہ بھی بنا ہوا تھا اکثر آثار تہخانہ اور محلات کے پائے جاتے ہین اکثر لوگ وہان پر لڑائی
کے ہتھیار اور تانبے کے برتن پاتے ہین اور منارہ بھی نہایت اونچا ہے آب یہان عمدہ ہوتا ہے جسکا وزن ایک سیر
سے زیادہ ہوا اور شکر نہایت سفید نیل عمدہ یہان پر بھی عمدہ عمدہ لوگ مدفون ہین — تین کوس پر جھیم نام غار ہے
پانی سے بھرا ہوا اوسکی گہرائی کوئی نہین جانتا ہے فیروزہ اور تانبے کے کان وہان پر بتلاتے ہین ظاہرا اوسکے
نکلنے مین دخل سے زیادہ خرچ ہوا اس سبب سے آج تک کسی نے ہاتھ نہین ڈالا — متھرا جمنا کنارے معمور ہے
سری کشن کا جنم بھوم اسے بھی راجہ رامچندر کے مانند ہندو لوگ مظہر اتم جانتے ہین بلکہ رام سے بھی زیادہ اور اوسکے
بھائی بلبھدر کو رام کا قایم مقام سمجھتے ہین — کالپی جمنا کنارے معمور یہان کی مصری مشہور — شرقیون کے عہد مین
دہلی کی خراج گذاری تھی جب قادر خان کے دلمین ولولہ اوٹھا بادشاہ سے منحرف ہو گیا سلطان ہوشنگ نے
مالوہ سے آ کر گوشمالی دی اور سلطان محمود شرقی نے قادر خان کے لڑکے نصیر خان سے لے لیا قنوج گذشتہ
زمانے مین ہندوستان کا دار الملک تھا — گوالیار نامور قلعون مین ہے اسکے دروازے پر ایک پتھر کا ہاتھی
اور اندر عمدہ عمدہ عمارتین ہین آب و ہوا یہان کی موافق اکثر کلاونت خوش گلو اپنے کمال کے کامل یہان پیدا
ہوئے اونمین سے تانسین مشہور ہے لوہے کی کھان بھی ہے بیراٹھہ مین تانبے کی کھان نہایت سودمند ہے
ایکمن مٹی سے ۳۵ سیر حاصل ہوتا ہے چاندی کی بھی کھان بتلاتے ہین مگر کسیکو فائدہ نہین ملا — نارنول کے

مقام پر ایک کنوان ہی اکثر لوگ پرستش کرتے ہین جب جمعہ کے روز اماوس ہوتی ہی آفتاب نکلتے ہی وہ کنوان اسقدر لبریز ہوتا ہی کہ بدون رسی کے سلسلہ کے پانی پانا آسان ہی ــ سنگھانہ اور اودیپورا اور کوٹ پوتلی مین تانبے کی کھان اور قصبہ کانوری مین ندیان سرد اور گرم اکثر ہین ۱۳ سرکار اور ۲۰۳ پرگنہ زمین پیمودہ دو کرور اٹھتر لاکھ ۶۲ ہزار ۹۱۹ بیگہ ۸ بسوہ جمعی ۴۵ کرور ۲۶ لاکھ پچاس ہزار تین سو چار دام اسمین سے ایک کرور بیس لاکھ پانچ ہزار ساتسو ساڑھے تین دام سیورغال یومی پچاس ہزار چھہ سو اکاسی سوار اور پانچ لاکھ چھتر ہزار پانسو ستتر پیادہ اور دو سو ہاتھی

صوبۂ مالوہ

دوم اقلیم سے ہی گڑھ سے بانسوارہ تک دراز دو سو پینتالیس کوس اور چوڑا چندیری سے ندربار تک دو سو تیس کوس شرقی باندھون شمالی نرور جنوبی بگلانہ غربی گجرات اور اجمیر جنوبی پہاڑ ــ دریاے نربدا سپرا ــ کالی سندہ پتیہ گودی ان دونو مین تین کوس پر ہی صاف و سبک او سکے کنارون پر خودرو بید اور رنگین پھول اور خوشبو اور سیاوشان اور سایہ دار درخت اور گلاب و سبزہ زار اور عمارتین بلند ــ آب و ہوا معتدل جاڑے مین لباس پنبہ اور گرمی مین آب شورہ کی کم ضرورت ہوتی ہی چار مہینے برسات مین گلابی جاڑے کی کیفیت ہوتی ہی کہ رات کو بالاپوش کی حاجت ہو اس صوبہ کی زمین بہ نسبت اور سرزمین کے کسیقدر اونچی اور سب مین کھیتی ہوتی دونو فصل عمدہ ہوتی ہین خاصکر گیہون اور پوستا اور اونکھ اور آنب اور خربزہ اور انگور مقام حاصل پور مین ایک سال مین دو مرتبہ انگور ہوتا ہی ــ پان عمدہ کپڑے اچھی بناوٹ کے موجود ہین ــ یہان کے کسان اور بنیے بھی ہتیار باندھتے ہین اس ملک کا دار الملک اوجین ہی سپرا کے کنارے پر معمور اوسکے عجائبات مین کہتے ہین کہ کبھی کبھی دودھ جوش کرتا ہی لوگ لیجاتے ہین اور اپنے مصرف مین لاتے جب کبھی ایسا اتفاق ہو راجہ کے حق مین عمدہ شگون ہوتا ہی اسکے نزدیک برہمنون کے تین سو ساٹھہ مندر عبادتگاہ ہین شیخ ابو الفضل نے اکبرنامہ مین ایسا لکھا ہی کہ پینتالیسوین سال الٰہی کو بموجب حکم مجھے دکھن کے سفر کا اتفاق ہوا جب وہان پہنچا ماقبل اوسکے ۱۶ ــ فروردین کے ہفتہ کو چار گھڑی رات گذرنے پر دودھ کا جوش ہوا ہندو مسلمان چھوٹے بڑے گھڑون مین بھر لائے اوسی قرب مین ۳۶۰ عبادتگاہ برہمنون کے ہین اور اوسی شہر کے نزدیک کالیادہ نام ایک مقام ہی اوسکا احاطہ نہایت دلکشا حوض لبریز گرد مکانات گذشتہ زمانے کا یادگار ہی ــ گڈھ ایک علحدہ ملک ہی درخت زار جنگلی ہاتھی بہت ــ وہان کے کاشتکار محصول جگہہ پر ہاتھی دانت دیتے ہین اور وہین کے زراعت سے دکن اور گجرات کو آسودگی ہی ــ چندیری گذشتہ بڑے شہرون مین سے ہی یہان پر قلعہ سنگین اور چودہ ہزار پتھر کے محل کلان اور ایکسو چوراسی بازار اور ایکسو ساٹھہ سرای اور بارہ ہزار مسجد ہین ــ نومین نام قصبہ ہی دریاے سیتھہ کے کنارے جل مانس اوسمین سے ظاہر ہوتے ہین اور ایک ایسا بڑا مندر ہی کہ اگر اوسمین نقارہ بجاوین آواز باہر نجائے ــ سرکار بیجاگڈہ کے جنگل مین جنگلی ہاتھی کثرت سے ہین ــ مندو ایک شہر بارہ کوس کی

گہرائی کاہی اوسکے قلعہ مین ایک منارہ ہی ہشت منظری جہندگاہ حاکم کی نشستگاہ رہا پرانی عمارتین ہین سلاطین خلج کی قبرین اکثر بنی ہین — ایک تعجب کی یہ بات ہی کہ موسم گرما مین سلطان محمود ولد ہوشنگ کی قبر کی گنبدیگی سے عرق نکلتا ہی سادہ لوح فریفتہ ہوتے ہین — تمر ہندی مانند آمکل کے اور اوسکا مغز سفید ہوتاہی ہندی نژادون کا قول ہی کہ پارس پتھر یہان پر پیدا ہوتاہی جسکے چھونے سے لوہا سونا ہوجاتاہی کہتے ہین کہ قبل راجہ بکرماجیت کے راجہ جگدیو نہایت نیکو کار تھا اسکی تلاش مین بہت سی پونجی صرف ہوئی ایک کھرپہ سونے کا ہوگیا مگر پتھر نملا آخر ماندن آہنگر سے چارہ جوئی کی اوسنے پتھر کو حاصل کیا اور اوسکے ذریعہ سے بیشمار سونا طیار کرکے بادشاہ کے حضور مین نذر کیا اوسی سونے سے بارہ برس مین قلعہ طیار ہوا اور حسب تمنائے آہنگر کی قلعہ کی دیوار مین اکثر سندان کی تصویر بنائی گئین ایکروز نربدا کنارے راجہ نے جشن کیا اور برہمنون کے دان مین اوس پتھر کو دیدیا برہمن نے حقیر سمجھکر نہایت رنج سے دریا مین پھیکدیا اور جب اوسکی خاصیت معلوم ہوئی حسرت اور افسوس کرنے لگا — اوس مقام پر اس قدر عمق ہی کہ ہنوز اوسکا اندازہ کوئی نہین پایاہی — قصبہ دھار راجہ بھوج کا دارالحکومۃ تھا — یہان پر تاک دو مرتبہ پھیلتاہی اول مرتبہ شیرین تر — سرکار ہنڈیہ مین جنگلی ہاتھی بکثرت اور ورندہ مار مین خربزہ اور انگور نہایت عمدہ ہوتاہی — ۱۲ سرکارین اور تین سو ایک پرگنہ ہین پیمودہ زمین ۲ ۴۲ لاکھہ ۶۶ ہزار دو سو اکیس ہزار بیگہ اور ۶ بسوہ جمع ۲۴ کروڑ ۶ لاکھہ ۹۵ ہزار ۲۵ دام اونمین سے ۱۱ لاکھہ پچاس ہزار ۴ سو تین دام سیورغال یومی ۲۹ ہزار ۶ سوار سٹھہ سوار اور چار لاکھہ ستر ہزار تین سو اکسٹھہ پیادہ اور نوے ہاتھی ہین

جدول فرمانروایان

نام	سال وماہ	نام	سال وماہ	نام	سال وماہ
۱ دھشٹرجی	سو برس	۲ چندر جیت	۸ برس ۷ ماہ ۳ روز	۳ سالباہن	۷۹ برس
۴ نرباہن	سو برس	۵ ست راج	سو برس		

فرمانروایان قوم پنوار

۱۔ اودت پنوار	۸۶ برس	۲۔ برہمراج	۳۰ برس ۷ مہینے	۳۔ ات برمھہ	۹۰ برس
۴۔ وشنگ سیدھر	۸۰ برس	۵۔ جی چند	۱۰ برس	۶۔ بھیرتھہ	سو برس
۷۔ گندھرپ	۳۵ برس	۸۔ بکرماجیت	۱۰۲ برس	۹۔ چندرسین	۸۶ برس
۱۰۔ کھرگ سین	۸۵ برس	۱۱۔ چترکوت	۸ برس	۱۲۔ کرم چند	ایک برس
۱۳۔ کنک سین	۸۳ برس	۱۴۔ چندرپال	سو برس	۱۵۔ مہندرپال	۷ برس
۱۶۔ بیجے نند	۹۰ برس	۱۷۔ بھوج	برس	جملہ سترہ آدمی قوم پنوار کے ایک ہزار ستاون برس حاکم رہے	

قوم الوس تونور

نام	سال وماہ	نام	سال وماہ	نام	سال وماہ
۱- جیت پال	۵ برس	۲- رانا راجو	۵ برس	۳ رانا باجو	ایک سال ۳ روز
۴- رانا رجاجو	۲۰ برس	۵- راناجیدھر	۳۰ برس	۶- رانا بہادر	۵ برس
۷- رای بگنپل	۵ برس	۸- رای سکن پال	۵ برس	۹ رای کرت پال	۵ برس
۱۰- رای نکپال	۶۰ برس	۱۱- کنور پال	ایک سال	جملہ گیارہ نفر ایکسو ۲۴ برس ۳ روز حکومت کی	

الوس چوہان

۱- راجہ جگدیو	۱۰ برس	۲- جگناتھ برادر جگدیو	۱۰ برس	۳ ہردیو	۱۵ برس
۴- باسدیو	۱۶ برس	۵- سری دیو	۱۵ برس	۶- دھرم دیو	۱۴ برس
۷- پہل دیو	۱۰ برس	۸- نانک دیو	۹ برس	۹- اکرت دیو	۱۱ برس
۱۰- پھتور	۱۲ برس	۱۱ باسدیو	۹ برس	گیارہ نفر چوہان کے ایکسو چالیس برس شمع افروز حکومت رہے	

مسلمان وہنود کی حکومت

۱- شیخ شاہ	۷ برس	۲- دھرم راج	۲۰ برس	۳- علاء الدین ولد شیخ شاہ	۲۰ برس
۴- کمال الدین	۳ برس	۵- چیت پال	۲۰ برس	۶- پیتم چند	۲۰ برس
۷- ہرچند	۲۰ برس	۸- کیرت چند	۲۰ برس	۹- اودگرسین	۱۳ برس
۱۰ سورج نند	۱۲ برس	۱۱ بیرسین	ایک برس	گیارہ آدمی ایکسونیس برس گلستان سلطنت کی باغبانی کرتے رہے	

۱- جلال الدین	۲۲ برس	۲- عالم شاہ	۴۲ برس	۳- سکٹ سنگھ	۶ برس
۴- بہادر شاہ	چند مہینے	۵- دلاور خان غوری	۲۰ برس	۶- ہوشنگ شاہ	۳۰ برس
۷- محمد شاہ	ایک برس	۸- سلطان محمود	۴۳ برس	۹- قادر شاہ	۶ برس
۱۰- شجاع دل خان	۱۲ برس	۱۱- باز بہادر	غیر معلوم جلال الدین سے لیکر شجاع دل خان تک دس نفر نے ۱۵۶ برس سلطنت کی		

کہتے ہین کہ اسوقت سے کہ آدھا ذی قعدہ گذرا اور سنہ ۹۷۱ ہجری مین ۴۵۲۵ برس اور پانچ مہینے ۲۷ روز پیشتر ایک شخص مہاباہ نام آگ جلاکر اپنے مذہب کے موافق معبود کی عبادت کرتا پژوہندہ لوگون کو اعتقاد آتا اوسکے گرد جمع ہوکر پروانہ کے مانند جان کی پروا نکر کے نور حقیقی کی لو مین جل جاتے تھے اسی عرصہ مین گروہ لودہ جسے سودا کہتے ہین جل اوٹھی دلمین ہاسنا کی آگ بھڑک اوٹھی حاکم کے پاس جاکر فریاد کی کہ اس آتش مزاج نے لاکھون جانون کو مانند سپند کے جلا ڈالا بہتر ہی کہ اس آتشکدۂ جانسوز کی چنگاریان بجھائی جاوین اور یہ رسم موقوف ہو ـ

وہان سنے خاطر خواہ حکم ہوا لوگون کو اس سوختن سے ممانعت ہوئی بیچارے دل جلے آتش حسرت پر سوزان دست بدعا
ہوئے کہ کوئی ایسا زبردست آتش مزاج ظاہر ہو کہ بودھیون کے فساد کی آگ بجھائے آخرکار جلال ایزدی نے اپنا جلوہ
دکھلایا اوسی آتشکدہ سے ایک نورانی طلعت نمود ہوئی جسکی پیشانی رخشانی سے لمعۂ حقیقی پیدا تھی ہاتھہ مین تلوار
لیے ہوئے تھوڑے دنون مین فرمان روا ہوا اوس مذہب کی اشتعالک کی اسکا ہٹن جی نام ہوا دکھن سے آکر مالوہ مین
تخت آرا ہوا اور عمر دراز نصیب ہوئی جب اوسکے پانچون لڑکے سے راج کی کوئی اولاد نرہی بزرگون نے ادت نام پنواری
کو جانشین کیا اور سردار اور مرزبان الوس کا ہوا جب ہیم تکھر نے کسی لڑائی مین جان نثار کی گندھرب نام کے حصہ مین تاج
و تخت آیا اسکی نسبت ایسا اعتقاد ہی کہ یہ وہی ہیم تکھر ہی جو کہ گندھرب کے پیکر مین آیا تھا اپنی داد و دہش سے خلائق کو آباد کیا
اوسکے لڑکے بکرماجیت نے تمامی اطراف ہندوستان کے زیر حکومت کیے ہندی دفترون مین اسکے سال جلوس
ابتک لکھے جاتے ہین اس راجہ کے واقعات عمری مین عجیب عجیب نادر حکایات ہین جسکے مضامین پر سحر کا خیال ہوتا ہی
چندرپال نے کل ہندوستان کے راج حاصل کیے بجے نند شکار دوست تھا ایک روز شکار کھیلنے مین بوتہ کے نزدیک
ایک طفل نوزادہ پایا اوسکو فرزندی مین قبول کیا اور بسیج نام رکھا جب وہ مرگیا حقیقی لڑکا بھوج نام خردسال
تھا بیج نشین ہوا آخر دکھن کی لڑائی مین مارا گیا اور ۵۴۱ سنہ بکرمی مین بھوج نے اورنگ اقبال پر قدم رنجہ فرمایا اکثر
اطراف فتح کر لیے داد و دہش مین روزگار بسر کیا اسکے عہد مین والا فطرتون اور دانشمندون کی گرم بازاری ہوئی
پانسو آدمی منتخب ہر علم و فن مین لاجواب حاضر درگاہ رہتے تھے اس جماعہ کی سرداری برزرچ اور دھن پال تھے
جسوقت بھوج کے مشکوے دولت مین لڑکا پیدا ہوا ایک بڑی خطا ہوئی کہ نجومیون نے اوسکا زایچہ دیکھکر تاثیر
نحس بیان کی اور اس نحوست کے اندیشہ سے وہ زندہ درگور کیا گیا اوسوقت حکیم برزرچ نے جو اوسوقت گمنام
تھا اوسکا زایچہ بناکر ژرف نگاہی سے یہ امر معلوم کیا کہ یہ شخص عمر دراز اور فرمان روائے عالم صاحب جاہ و حشم ہوگا
پس اوس زایچہ کو راجہ کے رہگذر مین چھوڑ دیا راجہ کی نظر پڑتے ہی جوش پدری نے سر اوٹھایا اور حق اور باطل کو
دریافت کرکے اوس گنج نہفتہ کو مرقد سے نکالا بعض کہتے ہین کہ آٹھہ برس کی عمر مین بھوج نے اوسکا قتل کرنا چاہا
رازدارون کو سپرد کیا کہ در پردہ اس کے پردۂ حیات کو پارہ پارہ کر ڈالو جلادون نے رحم کھایا در پردہ سازگاری کی
رخصت کے وقت اوسنے ایک خط راجہ کے نام لکھنا کیا کہ راجہ کو دیدینا اوسکا خلاصہ مضمون یون تھا کہ کیونکر آدمی
کی طبیعت یہ قبول کرتی ہی کہ اپنے شبستان امید کے نور چراغ کو کشتہ کرے اور خونریزی بیگناہان مین ساعی ہو تو نے
ہمارے قتل کا ارادہ اس سبب سے کیا کہ تیرا تاج و تخت سلامت رہے خیال کر کہ تجھسے بیشتر بڑے بڑے صاحب سلطنت
ہوئے مگر جب چل بسے خالی ہاتھہ حسرت و حرمان کے سوا کیا لیگئے فقط جب راجہ نے یہ مضمون عبرت خیز مطالعہ کیا
نہایت رنج و افسوس پیدا ہوا جب معلوم ہوا کہ راجہ راہ راست مین آیا جان بخشی کا ماجرا کہہ سنایا راجہ نے

شکر ادا کیا اوسے اپنا جانشین بنایا جب اوسکے لڑکے جی چند کی زندگی آخر ہوئی اسکی قوم مین کوئی صاحب لیاقت نرہا تب جیت پال قوم تونور نے قدم بڑھایا جب کنور پال کی نوبت مین آخر وقت آیا فرقۂ چوہان کے نصیب جاگے بالدیو چوہان کی حکومت مین غزنی سے شیخ شاہ نے آکر مالوہ فتح کیا جب اسکی شیخی کرکری ہوئی اوسوقت علاء الدین بچہ تھا آخر وہیر مراج سود جو اسکا وزیر تھا بادشاہ بنا جب علاء الدین نے بلوغ کی حد پر قدم رکھا میراث پر جھگڑے ہوئے وہیر مراج مارا گیا جیت پال خاندان بالکدیو چوہان مین کمال الدین کا نوکر تھا اسنے آقاکشی کی ہر سین کے عہد مین کسی بدنژاد شیبان نے چند بد اصلون سے صحبت کرکے شکارگاہ مین گھات لگا کر جان کا شکار کھیلا اور اپنا نام جلال الدین رکھا راجہ ہیر سین نے اپنے لڑکے کو راجہ کامروکے یہان بیاہا تھا راجہ نے اوسے اپنا ولیعہد بنایا اوسکے مرنے کے بعد کھرگ سین جانشین ہوا اور مالوہ پر چڑھا عالمشاہ کا سر اوتارا سکت سنگھ کے وقت مین دکھن سے بہادر شاہ تاجی نے انکو دیار عدم کی راہ بتلائی اور دہلی پر چڑھائی کی وہان پر سلطان شہاب الدین نے گرفتار کیا سلطان غیاث الدین بلبن کے وقت سے سلطان محمد ولد فیروز شاہ تک کچھہ فتور نہوا جب یہ بھی ملک بقا کو متوجہ ہوا دہلی کی بادشاہی مین بڑا فتور صادر ہوا دلاور خان غوری کہ حاکم مالوہ کا تھا خودسر ہوگیا بادشاہ نے اس سبب سے کہ عین ناکامی مین وفاداری کی تھی چار آدمیون کو چار ملک عطا فرمائے ظفر خان کو گجرات اور خضر خان کو ملتان اور خواجہ سرور کو جونپور اور دلاور خان کو مالوہ اوسکے بعد ہر ایک نے سروری اختیار کی بعدہ اوسکے لڑکے الپ خان کو ہوشنگ کے خطاب سے تخت نشین کیا کہتے ہین کہ اسکے فرمانے سے باپ کی زہر سے زندگانی تلخ ہوئی اور لڑکے کی حق مین نفرین ابد رہی سلطان مظفر گجراتی اوسکی آویزش کو اوٹھہ کھڑا ہوا اور اسے قید کرکے اپنے بھائی نصیر خان کو سرداری عطا کی اس شخص نے رعیت کی رعایت کچھہ نہ کی رعایا بردنی کرنے لگی لہذا اوسی کو جو ہوشنگ کا چچازاد بھائی تھا سر اونچا کیا سلطان مظفر نے ہوشنگ کو قید سے نکالکر اپنے لڑکے کے ہمراہ اوس ملک کو روانہ کیا تھوڑے زمانہ مین چیرہ دست ہوگیا جب مظفر نے اس دنیاے دون سے کوچ کیا ناشکری سے گجرات پر چڑھائی کی اور جیسا کا تیسا واپس آیا چند مرتبہ سلطان احمد گجراتی سے لڑا اور شرمندۂ شکست کھاتا رہا فریب کی جو سوجھی کاروانیون کے لباس مین جاجنگر کو روانہ ہوا وہانکے کارفرمانے چند کارپردازون کے ساتھہ آکر اس ناکارہ کو قید کرکے پیادہ پائی شروع کی اثناے راہ مین کہا کہ ہاتھیون کے شکار نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا اگر لوگ آویزش پر آتے ہین اول تیرا کام تمام ہوتا ہی پس شایستہ ہاتھیون کو منگوا کر اسکے روبرو چھوڑ دیے اوسنے رہائی پائی اور مبارک شاہ ولد خضر خان حاکم دہلی اور سلطان ابراہیم شرقی اور سلطان احمد دکھنی سے اکثر جنگ آزمائیان رہین جب ملک ہستی سے قدم اوٹھایا امرانے بموجب وصیت کے اوسکے لڑکے غزنیخان کو محمد شاہ کے لقب سے جانشین کیا محمود خان ولد ہوشنگ نے ساقی کو بلایا اور اوس زرطلبگار نے روپیہ کے لالچ سے

بادشاہ کو شراب مین زہر پلایا امرانے یہ صلاح کی کہ مسعود خان اوسکے بیٹے کو وارث کرین کسیکو محمود خان کے بلانے
کے واسطے بھیجا اسنے جواب دیا کہ دنیا سے میرا دل سرد ہوگیا اگر مصلحت ہو میرے پاس اسی جگہہ پر چلے آؤ یہ لوگ خام طبعی سے
اوسکے گھر چلے گئے اوسنے قید کرلیا اور اپنے دوستون کی مصالحت سے مالوہ پر قابض ہوگیا اور سلطان محمود لقب
مشہور ہوا سلطان محمد ولد مبارک شاہ فرمانرواے دہلی اور سلطان احمد مرزبان گجرات اور سلطان حسین شرقی اور رانا
کونبہا سے لڑائیان کین خواجہ جمال الدین استرآبادی سلطان ابوسعید مرزا کیطرف سے مع عمدہ تحفجات کے اوسکے روبرو آکر
اوسکے افزایش مراتب ہوئی سلطان محمود دوسری مرتبہ اپنے قریبون سے ناکام ہوا مگر سلطان مظفر کی دستگیری سے
کل آئی آخر بے پروائی اور خودرائی سے راناکے پنجہ مین گرفتار ہوا اوسنے مردمی کے راہ سے مالوہ کو رخصت دی آخر
سلطان بہادر گجراتی کے قید مین جانبانیر جاتے ہوئے فوت ہوا اور مالوہ مین گجراتیون کا دخل ہوا شیرشاہ کے وقت مین
اگر بادشاہ کو دیکھا اور اوس ملک کی حفاظت شجاعت خان کے نام مقرر ہوئی — آخر سلیم شاہ کے عہد مین شجاعت خان
کی شجاعت نے پر نکالے اور مبارز خان کے وقت مین مستقل ہوگیا اوسکے بعد بایزید باز بہادر خطاب سے جانشین ہوا تا آنکہ تیغ اکبری نے مالوہ بھی سر کیا

صوبۂ خاندیس

یہ نام پرانا ہی جب اکبر بادشاہ کے عہد مین شیخ ابوالفضل ولد مبارک کی کوشش سے قلعہ اسیر فتح ہوا اور بادشاہ نے اس ملک کو دانیال شاہزادے کے
حکومت مین عطا فرمایا اسکا نام دواندیس ہوا دوم اقلیم سے ہی درازی اسکی پورگانو سے جو کہ ہڑنہ مین ملا ہی ملک تک ہی
جو احمد نگر سے ملحق ہی اور چوڑائی جاموود سے کہ برار سے ملا ہوا ہی تال تک ہی جو مالوہ سے متعلق ہی پچاس کوس اور بعض جگہ
پچیس ہی پورب برار اوتر مالوہ دکھن جانبا پچھم مالوہ کے جنوبی کوہستان دریا بکثرت — تالے برار اور گوندوانہ سے
نکلتا ہی اور دریاے تپتی بھی اوسی طرف بہا ہی اسی پورنے بھی کہتے ہین اور چوپرہ کے پاس گرنے روان ہی ہواے
معتدل ہی — زمستان کی فصل متوسط ہی اکثر جوار کے کھیتیان ہوتی ہین بعض مقامات پر شالی تین مرتبہ کاٹا جاتا ہی
چاول عمدہ میسر آتا ہی میوہ ہندی اور پان کی بہت افراط ہی — ایرچ نام ایک قلعہ دار الحکومۃ کا ہی ایک بڑے
اونچے پہاڑ پر اوسکے گرد مین قلعہ مضبوط معمور ہین اوسی کے نیچے برہان پور ایک عظیم شہر آباد ہی اس سے تین کوس
دریاے تپتی کے کنارے پر چوڑائی مین ۲۱ درجہ اور چالیس دقیقہ بہت سے باغ ہین وہان صندل بھی ہوتا ہی ہر قسم
کے آدمی آباد ہر پیشہ کا گرم بازار ہی موسم گرما مین گرد و غبار اور برسات مین کیچڑ دلدل کا انبار ہوتا ہی عادل آباد
ایک عمدہ قصبہ ہی اوسکے قریب تالاب ہی پرستش گاہ ہنود کہتے ہین راجہ جسرت پدر راجہ رامچندر جی والی اودھ نے
اسی مقام پر عالم آخرت کو کوچ فرمایا تمام سال لبالب رہتا ہی سیکڑون بگیہ زمین اوس سے سیراب ہو جس جگہہ کہ دریاے
تپتی سے پورنا ملتی ہی اوسکو متبرک معبد جانتے ہین اور جنگل تیرتھ اوسکا نام رکھا ہی وہین پر ایک تصویر مہادیو جی کی ہی
کہتے ہین کہ ایک اندھا مہادیو کی صورت اپنے پاس رکھتا تھا اور ہر روز اوسکو پوجتا اس مقام پر وہ مورت گم ہوئی

سراسیمگی مین ڈھونڈھنے لگا آخر کار مایوس ہوکر اوس مورت کی صورت بالو سے بنائی اور بلند جگہہ پر رکھکر نیازمندی کرنے لگا
تقدیر سے وہ پتھر ہو گئی اور ہنوز موجود ہی اوسکے پاس ایک چشمہ جوش کھاتا ہی اوسے گنگا جانتے ہین کہتے ہین کہ ایک
مرتاض قوم ہند و قدرت خدا سے ہر روز دریاے گنگ جو مشہور ہی اوسکے اشنان کو جاتا اور پھر لوٹ آتا ایک رات کو
اوس دریا نے خواب مین بشارت دی کہ عبث قطع مسافرت کی محنت نکرنا چاہیے اب مین خود تیرے ویرانہ مین
آراتی ہون الغرض جب کہ چشمۂ خورشید لہرایا دریاے گنگ کو متموج مین پایا کہ ہنوز وہی جوش و خروش ہی
جاموو پرگنہ پلیل ڈول کے نزدیک پہاڑ پر ایک قلعہ ہی نہایت بلند آمدنی قصبہ بہت آباد اوسکے قریب ایک حوض ہی
اوسمین سے گرم پانی نکلتا اور لوگ پرستش کرتے ہین — چوپڑہ قصبۂ کلان ہی اوسکے اطراف مین رامیسر نام
معبد ہی دریاے کرنی اور تپتی اوسی مقام پر باہم گرتی ہین لوگ دور دراز سے اوسکی پرستش کو آتے ہین اور پھانیسر کے
قریب قلعہ ملکاند کبھی فاروقیون کا بنگاہ تھا ہر چند یہ قلعہ زمین پر ہی مگر بغایت مضبوط بتیس ۳۲ پرگنہ متعلق ہین
تمام زمین کشتکاری سے بھری ہی — اکثر دیہات اوسکے مانند شہر کے ہین کسان لوگ مطیع اور کارگذار اور بوم گولی
اور بھیل اور گوند جمع اوسکی ایک کرور چھبیس ۲۶ لاکھہ سینتالیس ۴۷ ہزار ۲۰۶ ٹنگہ ہی جب اسیر فتح ہوا اوسیر دس پندرہ
زیادہ ہوئے پر ٹنگہ کے چوبیس دام مقرر ہوئے اب اس حساب سے ۵۴ کرور ۲۵ لاکھہ ۴۹ ہزار دو دام اکبری ہوئے
پچھلے وقتون مین یہ سرزمین اکثر خراب تھی اکثر باشندے قلعہ اسیر مین رہتے اور اس جگہہ کو استھامان کہتے
اور نمایش گری کرتے کہتے ہین کہ ملک راجی تہمتن بیباک بہادر ناکامی کی گردش سے بندر چھوڑکر یہان آیا اور موضع
کرویدائی تھانیسر مین چھاونی بنائی اور بومیون سے آزردہ ہوکر دہلی چلا گیا اور فیروز شاہ کی خدمت مین مشرف ہوا
شکار افگنی مین بڑا قدر انداز تھا بادشاہ نے پسند فرمایا جب اوسکی خواہش پر انعام کا وعدہ ہوا اوسنے اوسی
گانون کو طلب کیا اور اپنی تدبیر سے اور بھی دیہات حاصل کیے اور اکثر خرابہ اور ویرانون کو آباد کیا سنہ ۷۸۴ ہجری کو
تھانیسر کے مقام مین سرکشی کی عادل شاہ خطاب کرکے خودسر حکمرانی کرنے لگا سترہ برس اسی برخلافی مین بسر کی
بعدہ اوسکا لڑکا غزنی خان نے وارث ہوکر نصیر شاہ لقب مقرر کیا اوسوقت سے اس سرزمین کا نام خاندیس
مقرر ہوا چالیس ۴۰ برس چھہ ۶ مہینے چھبیس ۲۶ روز فرمانروی کرتا رہا بعدازان اوسکا بیٹا میران شاہ کارپرداز ہوا اکثر
اسکا نام عادل شاہ کہتے ہین تین سال آٹھہ مہینے ۲۳ روز زندگی کی بعدہ اسکا بیٹا مبارک شاہ چرکھندی سلطان نے
سترہ برس چھہ مہینے اونیس روز حکمرانی کی اوسکے بعد عادل شاہ عیسی نام حسن خان نے باپ کی ریاست مین
چھیالس برس آٹھہ مہینے دو روز کارپردازی کی اور برہانپور آباد قلعہ اسیر کو فتح کیا اور سلطان احمد گجراتی کا
جسکا تعمیر کیا ہوا احمدآباد ہی داماد بنا جب اسنے دنیاے دون سے مفارقت کی اوسکا بھائی داؤد شاہ سات برس
ایک مہینے سترہ روز کارفرما رہا عادل شاہ بن حسن خان گجرات مین پناہ لیگیا سلطان محمود نے مسماۃ بشکرہ

راجی رقیہ دختر سلطان مظفر کے لڑکے کو اسنے پناہ دی اور مدد کر کے ملک بھی واپس دلایا ۱۳ سال دادگری کی میران محمد شاہ حسنی دو لڑکے تھے اوسکو مبارک شاہ سلطان بہادر سے دوستی ہوئی اپنا ولیعہد کر لیا محمود نے اپنے بھتیجے اور لڑکے کو اوسکے سپرد کیا اوسنے مرتبہ کا پاس کر کے بلا تکلیف رسانی حکومت خاندیس کی اوسکے سپرد کی محمود کو گئی تاکہ گجرات کی سلطنت حاصل ہوئی سولہ برس دو مہینے تین روز سربراہی کرتا رہا جب اوسکی حیات کا جام لبریز ہوا ملک کے سرداروں نے اوسکے لڑکے ملک راجی احمد کو سردار بنایا میران شاہ نے اوس سے چھینکر خود سروری اختیار کی ۱۳ برس ۶ مہینے ۵ روز ملکداری کی پس ازان اوسکے لڑکے میران محمد نے سر اوٹھایا نو برس نو مہینے پندرہ روز بسر کیے جب اسکا وعدہ پورا ہوا اوسکا چھوٹا بھائی راجی علیخان سلطنت کے بڑے مرتبے پر پہونچا اور عادل شاہ خطاب ہوا دکھن کی لڑائی مین شہنشاہ اکبر کی فوج کے ہاتھوں مارا گیا اور برہان پور مین دفن ہوا اکیس برس تین مہینے بیس روز کی حکومت کا مزہ چکھہ لیا پھر اوسکا لڑکا خضر خان بہادر شاہ کے لقب سے جانشین ہوا ادبار کے دن نزدیک آ گئے تھے پینتالیسوین سن جلوس اکبری مین ملک چھین گیا جسکا حال مفصل اکبر نامہ مین تحریر ہی۔

صوبۂ برار

اصلی نام اسکا دروانٹ ہی ورد اندی ہی اور وانٹ کنارے کو کہتے ہین دوم اقلیم سے ہی درازی مین سالہ سے بیراگڈھ تک دو سو کوس اور چوڑائی مین بدر سے ہنڈیہ تک ایکسو اسّی کوس تک ہی پچھم بیراگڈھ ملا ہوا شہر سے شمالی ہنڈیہ جنوبی تلنگانہ پچھم حسنگرآباد ہی دو جنوبی پہاڑون کے درمیان مین واقع ہی ایک کا نام سندہ اور کاویل اور نرنالہ اور میل گڈھ برار کہتے ہین دوسرے کو گھیا ماہور اور رام گڈھ اوسکی بلندی پر آب و ہوا اچھی ہی عمدہ اور اکثر ندیان ہین عمدہ دریاؤن مین گنگا - گوتمی جسے گوداوری بھی کہتے ہین ہندوستانی گنگا کو مہادیو سے منسوب کرتے اور اوسکے عجائبات بیان کرتے ہین - سیہا پہاڑ کے نزدیک سے جوش کھا کر احمدآباد سے ہوتے ہوئے برار مین پہونچتی ہی یہان سے تلنگانہ کو رجوع ہوتی جب برسپت برج سنگھہ مین آتی ہی دور دراز سے آدمی عبادت کو آتے ہین دیگر دریا تاپے اور پتھنی مین اسکی بھی پرستش کرتے ہین دیگر دیول گانون سے پورنا ندی اور اوس سے دس کوس پر دریاے تاپی اور اوسی گانون مین ایک ندی ہی جسکا نام جوش مارتی ہی اس ملک مین چودھری کو دیس مکھہ اور قانونگو کو دیس پاندیہ اور مقدم کو پٹیل اور پٹواری کو کلکرنی کہتے ہین یہان کا پایۂ تخت ایلچ پور نام شہر ہی یہان ایک قسم کا بنفش گل خوشبودار ایک طرحکا پھول ہی جسکا نام بھوٹین چنبیہ ہی بنگالہ مین بھی ہوتا ہی ہند کی فصل تابستان مین جو ایران کا شروع بہار ہی اول زمین سے پھول اوگتا ہی اور ایک جگہہ سے چند مرتبہ نکلتا ہی جب پھول تمام ہو چکے نکلین سونٹھہ کی پتیون کے طور پر شروع برسات تک سرسبز رہے اور جاڑے مین خشک ہو بلکہ نشان تک روی زمین پر ناپدید ہو - پھر وہی بہار کے موسم مین یعنی شروع بیساکھہ سے اوگنا شروع اوسکے سات کوس پر ایک بڑا اعظیم قلعہ کاویل نام ہی اوسمین ایک چشمہ ہی جسمین ہتھیار کو باڑھہ دیتے ہین نیلگی بھی

سنگین قلعہ ہی اوسکے پشت پر تین طرف سے دو ندیون نے گھیرا ہی — کھیرلہ پتھر کا حصار ہی زمین پر یہ ایک چھوٹی پہاڑی ہی اسکی بھی پرستش ہوتی ہی اوسکے چار کوس پر کوان ہی جس جاندار کی ہڈی اوسمین چھوڑو پتھر ہوجاوے اور وہ مانند کوڑی کے ہی اور اوسکے پورب طرف زمیندار ہی دو ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ اور اکیسو سے زیادہ ہاتھی کا مالک ہی اور اوسکے ایسان کے کونے مین ایک زمیندار ہی دو سو سوار پانچہزار پیادہ کا مالک ہی اور شمال مین ایک زمیندار دو سو سوار اور پانچہزار پیادہ رکھتا ہی اکثر انمین کونڈکی قوم ہی انکی زمین مین جنگلی ہاتھی کثرت سے ہین ہمیشہ مالوہ کے حاکم کے فرمان بردار رہتے ہین — نرنالہ ایک بڑا قلعہ ہی پہاڑ پر بنا ہوا بہت سے عمارتین اوسمین معمور ہین اوسمین ایک زمیندار ہی دو سو سوار اور پانچہزار پیادہ اور دوسرا زمیندار پچاس سوار اور تین ہزار پیادہ رکھتا ہی دونو اولوس گونڈ سے بالا نور کے نزدیک ہی اوسکے گرد گرد و قسم قسم کے خوشرنگ پتھر نکلتے ہین اوس سے چھہ کوس پر اکبر کے لڑکے سلطان مراد نے بنگاہ قایم کیا شاہپور نام — سیل گڈھ کے قریب ایک چشمہ ہی لکڑی وغیرہ جو کچھہ اوسمین گرے پتھر ہوجاتا ہی کام نام پرانا پتھر ہی اوسکے قریب مین ایک زمیندار ہی الوس گونڈی ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادہ اوسکی خدمت مین ہین — بیراگڈھ مین الماس کی کان ہی عمدہ پارچہ وہان پر مصور بنتے ہین اور جنگلی ہاتھی بہت ہین ایک اور زمیندار ہی جسے بنجارہ کہتے ہین اکیسو سوار اور ہزار پیادہ اوسکے پاس ہین — ماہور نام قلعہ پہاڑ پر ہی اوسکے نزدیک درگا کا مندر ہی اور اوس ملک مین تجکند ہیا کہتے ہین وہان بھینس بہت عمدہ ہوتی ہی بعض بعض ایک من دودھ سے بھی زیادہ دیتی ہین ایک زمیندار جسکو رانا کہتے ہین سو سوار اور ہزار پیادہ پر حکمران ہی — مانک درک نام پہاڑ پر قلعہ ہی اوسکے گرد جنگل ہی ملنگانہ نزدیک آگے قطب الملک کے قبضے مین تھا کچھہ دنون سے برار کی زیر حکومت ہوگیا اوسکے گرد فولاد کی کھان ہی اور نیز ایک کھان عمدہ پتھر کی ہی اوسکے برتن بناتے ہین — رام گر قلعہ ہی پہاڑ پر جسکے گرد جنگل اور ہاتھی بہت ہین لنار اپنہ مہاکر ہی بڑا ہی جیسے برہمن گیا کہتے ہین تین جگہہ مین کہ جہان پرداں ہین کرنا ہندو لوگ اپنے بزرگون کی رستگاری کا سبب سمجھتے ہین — بہار کی گیا برہما سے تعلق ہی اور ہند وجس گیا کو زمانۂ حال سے متعلق کرتے ہین وہ بیجاپور مین ہی وہان پر ایک حوض چشمہ کے طور پر ہی نہایت گہرا چوڑائی اور لنبائی مین ایک کوس اوسکے گرد اونچا پہاڑ آب شور رکھتا ہی — کہتے ہین کہ اگر اوسکے درمیان اور کنارون سے لیوین تو آب شیرین میسر آتا ہی اور آبگینہ اور صابون اور شورہ اوس سے ظاہر ہو بہت کچھہ اوس سے حاصلات ہوتا ہی اور پہاڑ پر ایک چشمہ ہی اوسکا دہانہ گاو کے موہنہ کے مانند ہی اوسمین سے پانی اسمین نہین پہونچتا جب دوشنبہ کے دن اماوس ہوتی ہی اس بڑے حوض مین پانی جمع ہوتا ہی بندر اوس زمین مین نہایت ہین اوسی نزدیکی مین ایک ایسی زمین ہی جسے دالیہ کہتے ہین گروہ راجپوت سے اکیسو سوار اور ہزار پیادہ اوسکے ساتھہ ہی اور سرگتھہ لوہی اوسکا صاحب سو سوار اور ہزار پیادہ رکھتا ہی — پرنالہ ایک مضبوط قلعہ ہی پہاڑ پر ٹپال نگری اوسکے مضافات سے ہی جو بیس تنجانے پہاڑ کی گھاٹی مین بنائے ہین

دوسرے اکثر بہت سے زمیندار ہین — تیرہ سرکار ایکسو بیالیس پرگنہ ہین چونکہ اس ملک کا بیگھہ دہلی کے آٹھ بیگھہ کے برابر تھا دراصل جمع ساڑھے تین کرور بیگھہ تھے جسکے پچاس اور چھہ کرور دام ہوتے ہین بعض ملکیون نے اضافہ کرکے ۳ کرور ۵۰ لاکھہ ۲۵ ہزار ۳ سو پچاس بیگھہ کیے سلطان مراد کے زمانے مین ۲۶ لاکھہ ۷۴ ہزار چار سو چونسٹھ بیگھہ تھے کل ۶۴ کرور ۲۶ لاکھہ ۳ ہزار دو سو ۲۷ دام دہلی کے تھے —

سرکار کاویل — سرکار نیاز — سرکار کھولہ — سرکار پرنالہ — سرکار کلم — سرکار باسم — سرکار باہور —

سرکار مانک درک — سرکار ماتھری — سرکار تلنگانہ — سرکار رام گر — سرکار مھکر — سرکار پٹیالہ

یہ ولایت دکھن کے مرزبان کی تھی سلطان محمود کے زمانے مین پانچ سردارون نے سرکشی کرکے اوسکو تسخیر کیا فتح اللہ خان عماد الملک کا ڈنکا بجا زمانے نے چار ہی برس کی مہلت دی آخر کار جب کوچ کی نوبت آئی اوسکا لڑکا علاء الدین کارفرما ہوا چالیس برس تک کاربار کرتا رہا بعد ازان اوسکا بیٹا دریا خان تخت آرا ہوا پندرہ برس کے بعد وفات پائی برہان نام اوسکے لڑکے نے خردسالی مین یہ عظمت حاصل کی اکثرون نے بداندیشی اختیار کی آخر کار مرتضی نظام الملک نے چیرہ دستی کی اور احمد نگر پر افزایش ہوئی —

صوبۂ گجرات

اقلیم دوم سے درازی برہان پور سے جگت تک تین سو دو کوس اور چوڑائی جالور سے دمن بندرگاہ تک دو سو ساٹھ کوس اور ایدر سے دمن و کھنبائت تک ستر کوس — اسکے پورب خاندیس اور اتر جالور اور ایدر دکھن بندرگاہ دمن اور کھنبائت پچھم جگت جو کہ دریاے شور پر واقع ہی اسکا جنوبی پہاڑ عمدہ دریایون مین دریاے شور یا سابرمتی — باترک — مہندری — نربدا — تپتی — سرستی — دو چشمے ہین کہ اونکے تئین گنگا جمنا کہتے ہین ہوا معتدل ریگستان کے سبب سے برسات مین کیچڑ نہین ہوتی اکثر تخم ریزی جوار اور باجرے کی ہوتی ہی اور خورش کا مدار اسی پر ہی ربیع کی فصل شاذ و نادر گندم اور کسیقدر جو مالوہ اور اجمیر سے آتا ہی اور دکھن سے چاول کہیت اور باغ کی چارون طرف تھوہڑ لگاتے ہین جسکا عمدہ حصار ہو جاتا ہی اور اسی سبب سے یہ سرزمین سخت گذار ہی آنب وغیرہ کے درخت اس کثرت سے ہین کہ کل سرزمین گویا ایک باغ ہی — پٹن سے بڑودہ تک سو کوس سے کی درخت لگے ہوئے ہین اکثر اونمین کچی ہی شیرین ہوتے ہین انجیر اور خربزہ شیرین بہت لذیذ ہوتا ہی — ان دونون موسم مین دو مہینے میوہ اور پھولون کی کثرت ہوتی ہی درختون کے گنجان ہونے سے جانورون کا شکار کھیلنا دشوار ہی جنگلی چیتے بکثرت ہین اکثر کھپریل اور دیوارین چونہ کی پختہ اور بعض نادر دیوارین ایسی کہ درمیان سے خالی پوشیدہ راہ بنا رکھتے ہین اکثر بہل کی سواری ہی — نقاش اور خاتم بند وغیرہ اہل پیشہ

کثرت سے ہین صدف مین ایسا نقش بناتے ہین کہ عمدہ عمدہ خطوط ظاہر ہون اور قلمدان اور صندوقچہ وغیرہ
بنتے ہین — چیرہ — فوطہ — جامہ وار مخمل — زربفت — خارا وغیرہ اور رومی فرنگی اور ایرانی وغیرہ کپڑون
کی تقلید کرتے ہین ہر طرح کے ہتھیار خصوص تیر وکمان عمدہ بنتے ہین جواہرات کی خرید وفروخت بکثرت ہی
ولایت روم اور عراق اور فرنگ سے نقرہ آتا ہی اول دار الخلافت مقام پٹن تھا اور چند جا نپانیر اور
آج کل احمد آباد ہی عمدہ طرح کی آبادی سابرمتی کے کنارے پر آباد ہی جسکی چوڑائی ۲۳ درجہ ہی آب وہوا بہت اچھی
اکثر ملکون کا اسباب یہان پر بہم پہونچتا ہی جو کہ دوسرے ملکون مین شاید کہ نہ میسر ہو — قلعہ یہانکا عمدہ
اوسکے گرد ۳۶۰ معمورہ ہین جسے پورہ کہتے ہین اور ہر ایک بجاے خود ایک شہر کا نمونہ ہی ہنوز چوراسی
پورہ آباد ہین اونمین ایک ہزار سنگین مسجد اور ہر ایک مین عمدہ منارے اور کتابہ ہین پورہ رسول آباد مین
شاہ عالم بخاری کا مزار ہی بٹوہ نام قصبہ احمد آباد سے تین کوس پر ہی قطب عالم پدر شاہ عالم کا مقبرہ ہی
اور نیز دیگر بزرگ بھی وہان پر مدفون ہین باغون کی کثرت ہی قطب عالم کی درگاہ پر تخمینًا ایک ہاتھ ٹکڑا
پڑا ہوا ہی کوئی لکڑی کوئی پتھر لوہا کہتا ہی اور تین کوس پر موضع سرکھیج مین شیخ احمد کھتو اور سلطان احمد
مدفون ہین — نیل ایسا عمدہ ہوتا ہی کہ اکثر جگہ جاتا ہی اوس سے بارہ کوس پر محمود آباد سلطان محمود کا تعمیر
کرایا ہوا عمدہ عمدہ عمارتون سے معمور ہی اوسکے پاس دیوار بنائی گئی ہی آدہ آدہ کوس پر باغ اور سیرگاہ ہین
ہین اوسی مین آہو وغیرہ عمدہ عمدہ شکار رکھے گئے ہین مرزبان اندلوی کا بڑا بیٹا اسن نام عہد اکبری مین تھا
بس ریاضت کر اول غلہ گو کو دیتا تھا اور اونکے سرگین سے دانہ چنتا تب اپنی غذا کرتا برہمنون کے ملت مین
یہ عمل نہایت عمدہ اور برگزیدہ ہی اور اوسکو اوس راٹھور مین بہت بڑا شخص جانتے تھے — پانسو سوار
اور دس ہزار پیادہ اوسکی خدمت مین تھے — کھوکہ کا بندرگاہ اور کنبایت اسی سرکار مین ہی ہر قسم کے
سوداگر کا فرودگاہ عمدہ عمارتین کھوکہ سے جہاز لاتا ہی اور وہین لنگر ہوتا کشتیان جنکو ناوری کہتے ہین
کنبایت کو جاتی ہین گرمی مین اچھی نرگاو ہوتے ہین تین سو روپیہ سے زیادہ کو جوڑی ملتی ہی اسکی نیک رفتاری
اور تنومندی باربرکشی عمدہ قسم کی ہوتی ہی — جالواڑہ اگلے وقت مین علیحدہ ملک تھا اوسمین ایک ہزار
دو سو موضع متعلق تھے لنبائی ستر کوس چوڑائی مین چالیس کوس دس ہزار سوار اور اسیقدر پیادہ تھے آج بھی
دو ہزار سوار اور تین ہزار پیادہ اوسکے زیر حکومت اور وہ حاکم گجرات کا نیازمند ہی قبل اسکے اوس جھالہ
اور اب سرکار احمد آباد کا ایک پرگنہ ہی پٹن مین دو قلعہ ہین اینٹ اور پتھر کے طولًا اکیسو سترہ درجہ اور دس دقیقہ
اور عرضًا ۲۳ درجہ اور ۳۰ دقیقہ وہان بیل عمدہ ہوتا ہی کہتے ہین کہ دو پہر مین پچاس کوس طی کر جاتا ہی —
یہان کے قطنی مشہور ہی — سدہ پور دریاے سرستی کے کنارے پر قصبہ ہی اوسے معبد سمجھتے ہین

ہر گز گذشتہ شہرون سے ہی تین سو مندر اور ہر ایک بتکدہ کے پاس ایک تالاب اور برہمنون کی آبادی ہی۔ چانپانیر پہاڑی قلعہ ہی بہت اونچا ڈھائی کوس تو نہایت دشواری سے طی ہوتا ہی چند جگہ پر دروازہ اور ایک جگہ ساٹھ گز کے قریب کاٹ کر تختہ بند کیا ہی بروقت ضرورت کھول لیتے ہین یہان میوہ عمدہ ہوتا ہی۔ سورت مشہور بندرگاہ جسکے پاس سے دریاے تپتی نکلتا ہی اور سات کوس پر دریاے شور سے ملحق ہوتا۔ رامیسر اوس کنارے پر بندرگاہ ہی اگلے وقت بڑا شہر تھا جسکے تابع کہدیوی اور بیپار تھی میوہ بہت مخصوص اناناس بکثرت اور روغن خوشبو ہر قسم کا پیدا ہوتا زردشتی مذہب والے فارس سے آکر یہان آباد ہوئے انکی کتاب ژند پاژند ہی اور دفن ہوتے ہین۔ بہروچ مین ایک عمدہ قلعہ ہی دریاے نربدا اسی مقام پر ہوتے ہوئے دریاے شور مین جا گرتا ہی یہ مقام عمدہ بنادرگاہ مین ہی اسکے توابع مین گاوی اور گندھار اور بھابھوت اور بھکور بندرگاہ ہین۔ قصبۂ ہانسوت کے نزدیک ایک شکارگاہ بیس کوس کی لانبی اور چودہ کوس کی چوڑی آہو وغیرہ جانورون سے بھری ہی نہایت سبز و شاداب دریاے نربدا کا کنارہ ہموار زمین ہے۔ سورتھہ جدا ملک اور اوسکی حکومت کہلوت مین پچاس ہزار سوار اور ایک لاکھہ پیادہ کی سرداری تھی کھوکھہ سے آرام رائے تک سوا سو کوس لنبا اور سردار سے دیوتک تہتر کوس چوڑا ہی اسکے شرق رویہ احمدآباد اور شمالی ولایت کچھہ اور جنوب و غروب مین دریاے شور واقع ہی دریاے ہوا عمدہ میوہ فراوان انگور اور خربزہ کی پیداوار ہی اس سرزمین کے نو ٹکڑے ہین اول جسکا نام سورتھہ ہی جسکی راہ بسبب کثرت درختان اور کوہسار کے کسیکو نہ معلوم ہوئی ناگاہ کسی مرد محجرد کا گذر ہوا اور اوسی سے راز کھلا۔ سگنین ایک قلعہ ہی جونہ گڈھ کے نام سے مشہور سلطان محمود نے اپنے زور بازو سے دسترسی پیدا کی اور اوسکے پایان مین ایک پتھر کا قلعہ بنایا وہ بھی آٹھہ کوس کا گھیرا ہی آج کل خراب ہوا مگر آبادی کے لایق ہی اور اوسی قرب جوار مین قلعہ کرنال ہی اوسمین مذہب جین کا عبادتگاہ اور اکثر چشمہاے روان ہین اور بندر کوندی گولیات یہی ہی اوسی نواح مین دو موضع ہین اوسیکے نام سے یہ بندرگاہ مشہور ہین اور جونہ گڈھ کے عرض مین ایک جزیرہ ہی سیال کوٹ نام چار کوس کا لنبا چوڑا اوسی سے ملا ہوا ایک جنگل ہی تیس کوس اکثر میوجات خودرو اور ندیان جاری کسیقدر گوبی لوگ رہتے ہین اس سرزمین کو اگر کہتے ہین۔ موضع ٹونگا گوشا کے پاس پہنا ور ندی دریاے شور مین ملتی ہی یہان مچھلی ایسی نازک ہوتی ہی کہ اگر تھوڑی دیر دھوپ مین رکھین گل جاے۔ عمدہ اونٹ کوٹ سے زیادہ اور اونچے راس کا گھوڑا یہان ہوتا ہی اور دوسرے مین بھی اسیطور پر۔ دریاے شور کے کنارے پر پٹن شہر مین قلعہ سنگین ہی جسے پٹن سومنات کہتے ہین یہ بھی ایک بندرگاہ ہی۔ اوسکے قصبہ مین ۹ قلعہ سنگین زمین پر معمور ہین دریاے شور کے تین کوس مین تلوار عمدہ بنتی ہی اوسی قرب مین ایک کنوان ہی جسکے پانی سے تلوار کی آبداری بڑھتی ہی۔ منگلور اور دیوپور اور گوری تار اور احمدپور اور مظفرآباد مین دریاے سرستی سومنات سے

نکلکر آئی اور معبود ہوئی اسنین سی سومنات اور براسیجی اور گوری کو نہایت متبرک سمجھتے ہین — چار ہزار برس سے کسیقدر زیادہ عرصہ ہوتا ہی کہ چھپن کروڑ جادوان نے ہنستے ہنستے دریاے ہرن اور سرستی مین اپنے گوہر حیات کو رائگان کیا **واقعہ** لاچار سری کشن جیبن سومنات سے آدہ کوس پر بہالکا تیر تہہ آیا اور پیپل کے درخت کے نیچے دریاے سرستی کے کنارے ڈوب گیا برہمن لوگ دونو جگہون کو پاک عبادتگاہ فرض کرتے ہین — اس سرزمین میں چار [illegible] ہوتی ہی اسی کے پاس دو حوض ہین ایک کو گنگا اور دوسرے کو جمنا کہتے ہین [illegible] سے پانی جوش [illegible] نکلتا ہی ان دونو چشمون کی مچھلیان تیر آنکھی کی ہوتی ہین [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] زمین [illegible] [illegible] ہین گرلنہ [illegible] کی بنیاد ہوئی [illegible] اشارہ کیا اشارے کے ہوتے آب شیرین بلبلاتا نظر آیا تب سے اوسے روز پیٹھے پانی کا جوش ہوتا ہی — دونوان مین راجپوت ہین انہین کی حکومت ہی ایک جماعہ امیر ہی جسکو بابریہ کہتے ہین — تیسرے مین اونچہ قلعہ پہاڑ کے نزدیک واقع ہی اور اوسی پہاڑ پر دوسرا قلعہ اگرچہ آباد نہین لیکن لائق آبادی کے ہی اس زمین پر جین والون کا معبد اور کچھ بُت واقع ہی جزیرہ بیرم کسی زمانہ مین بیت [illegible] سکے درمیان مین ایک پہاڑ ہی جسکی لنبان اور چوڑائی نو کوس کی ہی دریاے سیدار کے درمیان قوم کول اس جگہ رہتے ہین جو تھے بندر مہوہ اور طلاجا مین والی لوگ رہتے ہین — پانچوین جگت مین جسے دوارکا کہتے ہین کرشن نے متھرا سے آکر دار السلطنت بنایا اور اوسی جگہ دنیا سے چل بسا برہمنون کی بزرگ عبادتگاہ ہی — جزیرہ سنکو دھار چار کوس کا عرض وطول ہی — آرام را [illegible] کے نزدیک ایک جزیرہ ہی ستر کوس لنبا چوڑا آدھ کوس تخمیناً ایسی سنگین زمین ہی کہ اگر اوسکو کھودین اوسکے چارو طرف دریاے شور کا شور ہو ملک ایاز سردار محمود گجراتی نے چوتھائی حصہ اوسکا کھودا تھا کہ بندر آرام راے نے اکثر بنادر کی سرکوبی کی — بادل قوم وہان مقیم ہین — چھٹے مین راستہ پر بڑا پہاڑ ہی اور درختون کا انبوہ اور درہ شمار ساقین مین پائکھاہ رہتے ہین اس ولایت مین کاٹھی بکثرت ذات کے اہیر سائیسی کا پیشہ کرتے ہین مہمان دوست اور عیار ہوتے ہین ہر مذہب کا پکایا کھانا کھاتے ہین اور کثرت سے حسین ہوتے ہین جاگیردار سے اول روز اسطرح سے پیمان لیتے ہین کہ عورت ومرد کی بدکاری سے خبر نہو — کاٹھی مین دوندھی کنارے ایک فرقہ ہی اہیر جسکو پورنجہ کہتے ہین — آٹھوان جہانجیر بندرگاہ ہی دریاے شور کے ساحل پر وہان قوم واجی کی سکونت ہی — نوین مین جارن اور بھاٹ کی اقامت ہی قوم جارن کی موجودگی ہندو لوگ یون بیان کرتے ہین کہ مہادیو نے اپنے عرق پیشانی سے ایک شخص جارن نام پیدا کیا اور اوسکو اپنی سواری کے نرگاو کی تیارداری پر مقرر کیا کہتے ہین کہ یہ شخص شعر کہتا اور تعریف کرتا اور ماضی اور استقبال کے حال سے امر و نہی کرتا تھا پس اوسکی نسل کو اوسیکے نام پر کہتے ہین اور بہیس کرن

وقت جنگ وجدل کے دلاوری کے قصے بیان کرتے ہین کسیقدر غیب گوئی سے نصیب ہی۔ ہندوستان مین کوئی
ایسا ہی بزرگ شخص ہوگا جسکے ہمراہ اس فرقہ کے دوچار شخص نہون اور بھاٹ بھی آفرین خوانی اور معرکہ آرائی وغیرہ
مین بے مثل اگرچہ بہ نسبت چارن کے بھاٹ لوگ زیادہ معتبر ہین لیکن معرکہ شمشیر مین چارن کی تیز دستی مشہور ہی
بعض ایسا کہتے ہین کہ چارن بموجب خواہش خداوند تعالے کے تیزا وجود پکڑا اور بھاٹ مہادیو کی پیشانی سے
ظاہر ہوا سرکار احمدآباد ... سورٹھ ... درمیان چار نواره مین ایک نشستگاه ہی ... کوس لمبی اور ساٹھ
بیس کوس چوڑی ... کہتے ہین ... اکثر باشندے ... سے دریا کا ... کو گھیر لے اور بعد ...
... بھی ... نمک ... نکلتا ہی ... جھالاواره مین ... جمع ہو۔ اسکے پورب رخ
احمدآباد ... طرف ولایت کچھ ہی ڈھائی سو کوس لمبا اور ... کوس چوڑا اور کچھ ہی مین سندہی جہان
اکثر جنگل اور ریگستان گھوڑا عمده ہوتا ہی تازی جانتے ہین اور اونٹ بھی اچھا میسر آتا ہی اوس سرزمین کا سردار
جادوان کے خاندان سے ہی۔ اس اوس کی سپاه دس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیاده ہی مردم نیک رو بلند قد
دراز ریش شہر بھج دار الحکومت ہی یہان دو مضبوط قلعه ہین اسکے جنوب کے طرف ایک بڑا زمیندار جام نام ہی
اوسکی زمینداری مین اوسکے ... بکثرت ہین عہد اکبر سے پیشتر دو مہینے کی لڑائی کے بعد ولایت سے جام کو نکالا
اور وه درمیان ولایت جیتوه اور بادھل اور چارن اور تونبیل کے سورٹھ مین اقامت گزین ہوا اسکے علاوه اور بھی
عمده زمین حاصل کی شہر نوانگر آباد کیا جسے چھوٹا کچھ کہتے ہین قابل زراعت بہت سی زمین رکھتا ہی نوانگر مین
حاکم رہتا اور سات ہزار سوار آٹھ ہزار پیاده کا سردار ہی اونٹ اور بکری بہتر ہوتی ہی۔ میکرنج جسے پاک
کہتے ہین اسکے درمیان ہوکر دریا سے سمندر کی نکلتا ہی یہان کا جدا حاکم ہی ڈونگرپور اور بالوه اور سوبا النسواله بھی
علیحده حکومت مین ہی سرکار سرہی جدا ملک دار الحکومت قصبہ سروہی ہی ایک قلعه ہی الوگڈھ نام باره گانون
اوسمین آباد اور چراگاه عمده اور نیز ایک ولایت ہی جسکی شرقی دریا اور شمالی سنده اور جنوبی دوب تک اور غربی
چاپانیر ساٹھ کوس لنبا اور چالیس کوس چوڑا وہان چوہان کی زمینداری ہی اور جاے حکومت قصبه موہان۔
فیل صحرائی بکثرت ہی۔ سرکار سورت اور ندربار کے درمیان کوہستان ہی آباد بگلانه نام راٹھور کی زمینداری
شفتالو سیب انگور اناناس انار لیمو کی پیداواری ہی اور سات مشہور قلعه ہین اونمین سے مولیر اور سالیر
بہت خوش قطع۔ ندرا اور نادوت کے درمیان کوہستان ہی ساٹھ کوس لنبا اور چالیس کوس چوڑا قوم راجپوت
اولوس کوہل رہتے ہین۔ اس سرزمین کا پانی نہایت ناقص چاول اور شہد عمده ہوتا ہی تو سرکار اور انکیسو
اٹھانوے پرگنه اس صوبه مین ہین انمین سے تیره بندرگاه جمع تینتالیس کرور اسٹھه لاکھه دو ہزار تین سو
اکسٹھ دام اور ایک لاکھه باسٹھه ہزار چھه سو اٹھائیس محمودی اور سه ربع بندرگاہون کے حاصلات پیمایش ہوئے ہی

سوائے سورت کے جسمین نقد اکیس کرور اونہتر لاکھ چھبیس ہزار تین سو ستر بگیھہ تین بسوہ اونمین سے چار لاکھ بیس ہزار دو سو چوہتر دام سیورغال اور زمیندار کے سرسٹھہ ہزار تین سو چھتر سوار اٹھاسی ہزار نو سو پیادہ ہین

جدول فرمانروایان قوم سلنکھی

نام	سال ومہ	نام	سال ومہ	نام	سال ومہ
۱- بنسراج	۶۰ برس	۲- جوگراج	۳۵	۳- بھیم راج	۲۵
۴- بھوردیو	۲۹	۵- بجی سنگھ	۲۵	۶- رتنادت	۱۵
۷- سامنت	۴	کل سات نفر نے ایکسو ترانوے برس گلزار حکومت کی باغبانی کی			

جدول دیگر

۱- سولراج	۵۶	۲- جیانند	۱۳	۳- درگھہ	۱۱-۶
۴- بھیم	۴۲	۵- سدھراج	۵۰	۶- کمارپال	۲۹-
۷- بل مول	۲۰	انھون نے دو سو اکیس برس جانداری کی مزے لوٹے			

جدول دیگر

۱- بسیا	۶	۲- کرن	۳۱	۳- ججی پال	۳۰
۴- ہرمول	۳۲	۵- ارجن دیو	۱۰	۶- مکند دیو	۱۹

ایکسو اٹھائیس سال دولت واقبال نے یاوری دی اور قوم بھگیلہ کی کامرانی رہی

جدول دیگر

۱- سارنگدیو	۲۱	۲- بلدیو	۳۴	۳- سلطان مظفر نایک	۴
۴- سلطان احمد	۳۲	۵- محمد شاہ	۲۰	۶- قطب الدین	۷-۶
۷- داود شاہ	- ۶ ماہ	۸- محمد	۵۵	۹ سلطان مظفر	۱۵
۱۰- محمد شاہ	۱-۶	۱۱ سلطان محمود	۱۸	۱۲ نصیر خان	- ۴ ماہ
۱۳ اسلطان بہادر	۱۱	۱۴ اسلطان احمد		۱۵ اسلطان مظفر	۱۲

پندرہ نفر نے دو سو ستائیس برس گیارہ مہینے تخت آرائی کی

ہندی کتابون مین ایسا لکھا ہی کہ ۱۲ سنہ بکرمی مطابق ۵۴ سنہ ہجری کو اول اول بنسراج نے شمع حکومت روشن کی گجرات بطور خود جدا سلطنت ہوگئی راجہ سری تھوردیو قنوج والے نے سامنت سنگھ ماتحت کو اوسکے اعمال کے پاداش مین مارڈالا اور گھربار تاراج کردیا اسکی بی بی حاملہ تھی جارناچار جسطرح ہوسکا

یہانسے پیر اوٹھائے گجرات جا پہونچے یہ مصیبت کے مارے بیابان بیکسی اور خواری مین بحالت بیقراری خیز
ناگاہ تقدیر کے راستے سے ایک راستباز سیل دیو نام وہان پر آگذرا اوسکی تنہائی پر دل کو درد آیا کسی ہمراہی سے اوسکی
ساتھہ دینے کو فرمایا اوسنے رادھن پور لیجاکر پرورش کی جب وہ بیابان زاد بڑا ہوا کمینون کی ہم نشینی سے
رہزنی اور دل آزاری اختیار کی بدمعاشون کا ہجوم ہوا گجرات کا خزانہ قنوج جاتا تھا انکے ہاتھہ لگا — تقدیر
مین کچھہ نیکی بدی تھی چانپا بقال موافق ہوا تلوار پر رجوع ہوا پچاس برس کی عمر مین فرماندہی ملی پٹن اوسکا
بسایا ہوا ہی — کہتے ہین کہ راجہ کو دار السلطنت کے لیے بڑا تردد اور جستجو تھی انہل نام چرواہے نے کہا کہ مینے
بہت عمدہ زمین پائی ہی اگر میرے نام سے معمور ہو تو نشان ملادون اقرار ایفای عہد ہوا اوسنے ایک ایسا درخت
زار بتلایا جس مقام پر ایک خرگوش کتے سے لڑکر جیتا تھا راجہ نے اوس سرزمین کو آباد کرکے انہل پور نام رکھا
نجومیون نے التماس کیا کہ دو ہزار پانسو برس اور سات مہینے نو روز کے بعد یہ آبادی ویران ہو — خراب ہونے
پر نہروالہ نام ہوا چونکہ اوس ملک کی زبان مین عمدہ کو پٹن کہتے ہین لہذا اسی نام سے مشہور ہوا — راجہ سولنگی
کی لڑکی دہلی کے راجہ ذنک کے لڑکے سے منعقد ہوئی حاملہ ہوتے ہی وضع حمل کے نزدیک بیمار ہوکر مرگئی پیٹ
پھاڑکر بچا نکالا گیا اوس وقت چندرمان سولوین منزل مین تھا جسے اہل ہند مول کہتے ہین پس اوسکا نام
مولراج رکھا گیا سامت سنگہ نے اپنی فرزندی مین قبول کیا اور پرورش پر نظر کی جب بزرگ ہوا بیراہون
کی سازش سے قدم قدم پر ناہنجاری کرنے لگا راجہ کی لغزشین دیکھیے مستی مین سلطنت اسکے نام کرتا
جب ہوش آتا واپس کرلیتا اس اولٹ پھیر نے اس شوریدہ سر کو عاجز کردیا بدسرشتی سے ولینعمت کی
بدخواہی مین سر اوٹھایا آخر کو مار ڈالا خود سر برآرا ہوا — جامند کے عہد مین واقعہ سنہ ۴۱۶ ہجری مطابق سمت ۱۰۸۲
بکرمی کو سلطان محمود غزنوی نے یہان چڑھائی کی لیکن اپنی طرف سے حاکم مقرر کرنے مین اچھا نہ سمجھا
کسی راجہ کی اولاد مین تصرف کرادیا سالانہ پیشکش مقرر ہوگیا سند کی راہ سے واپسی کی سبیل ہوئی تعجب کی
بات سنیے بادشاہ نے اپنی بیاہی ہوئی راجہ کی چاہ مین اوسکی نسل سے کسیکو قید کر لایا جب کسیقدر عرصہ گذرا
راجہ نے اوس قیدی کو کسی دوراندیشی سے طلب کیا جب وہ نزدیک پہونچا راجہ خود پیشتر روانہ ہوا تاکہ بدسرشتون کی
پہونچ نہونے پاوے جس روز کہ ملاقی ہونگے راجہ تھوڑی دیر کسی درخت کے نیچے سوگیا بخت خفتہ نے ایسا
چشم زخم پہونچایا کہ نظر نہ اسکا یعنی کسی شکاری مرغ نے راجہ کی آنکھین شکار کین اندھا ہوگیا اوسوقت
روشندلون کے یہ مدنظر تھا کہ اندھے کو حاکم نہین بناتے تھے فوج نے اوسی قیدی کو آزاد کرکے جویبار سلطنت کا
سرو آزاد بنایا اور اوس فاختائی اندھے کو طوق پہنا کر قید کیا کمارپال سولنگھی نے جان کے خوف سے جی چرا
بجرا کی راہ پکڑی جب جی سنگھہ نے قالب عنصری سے انتقال کیا کمارپال نے صحرانوردی سے آکر گلزار حکومت کی گلگشت کی

راجہ جی پال نے محسن کشی کرکے دنیا اور عقبی کی نفرین پائی — لکتمول لاولد تھا لاجرم قوم باگھلہ سے کسکو تبنی کیا
جسوقت کرن نے عروس سلطنت کو ہم آغوش کیا کہ سلطان علاء الدین کی فوج گجرات مین فتحمند آئی ہو جی کرن شکست
پاکر دکھن کو بھاگا — اگرچہ قبل ازین معز الدین سام اور قطب الدین ایبک بھی اس طرف آئے تھے لیکن سلطان
علاء الدین کے زمانے مین سلطنت دہلی سے شامل ہوا اور محمد بن فیروز شاہ کے عہد مین نظام ستخرج جسے راستی خوان
کہتے تھے نیابت کرتا تھا جب اوسکے ظلم وجفا دلنشین ہوئے اوسکی برخاستگی عمل مین آئی وجیہ الملک نانک کا بیٹا
ظفرخان مقرر ہوا وہ اول ہی کسی لڑائی مین جان بحق ہوا یہان تک دہلی کی ماتحتی خیال کرنا چاہیے ظفرخان کا لڑکا
تاتارخان نام نہایت بدبخت اور تباہ سرشت تھا جسوقت کہ سلطان محمد مرا اور سلطان محمود نے تخت دہلی پر
قدم رکھا روزگار نے نیا رنگ دکھلایا ظفرخان کنارے بیٹھا تاتارخان نے ساز وسامان جمع کرکے دہلی کی راہ لی اور
تحقیقاً باپ کے اشارے سے مسموم ہوکر مرا — اوسوقت ظفرخان نے گوشۂ امن سے نکلکر پایۂ تخت پر پانون رکھا
اور سلطان مظفر کے خطاب سے مشہور ہوا حکومت اوس ملک کی نوس نایک کو ملی — وجیہ الملک کے باپ کو قوم برہمن سے
نکالا تھا تاتارخان کے لڑکے احمد نام نے دادا کا نام مٹاکر حکومت حاصل کی اسیکا بسایا ہوا احمدآباد ہی دوستون کی
ابلہ فریبی سے آزادانہ زندگی کرتا تھا جشن کے روز اپنے بارہ نفر چچاؤن کو ہلاک کیا بعدہ دادا کو جان سے آزادی بخشی
اور ہمیشگی کی پشیمانی ہاتھ لگی آخری وقت تک نیک کرداری اور معدلت پروری مین گذرانی جب داؤد کو اوسکی
نالائقی کے سبب سے کنج خمول دکھلایا گیا فتح خان کی سرداری ہوئی سلطان محمود کا لقب مقرر ہوا یہ شخص سخاوت
اور دادگری مین نامور ہوا ملک شعبان عماد الملک نے نادر مددگاریان کین آغاز دولت مین حاسدون نے
خداوند نعمت اور اس خیرخواہ دولت کو مارنا خیال کیا اول نسبت ایسے خیراندیش کے حضور مین بدبینین ظاہر کین
دنیادارون کو تو اتنا خیال بڑا ہوتا تھا اوس یکتائے عصر کو زندانی کیا نزدیک تھا کہ اوسکا کام تمام ہوجائے عبداللہ خان
داروغہ فیلخانہ نے جسکی رسائی بادشاہ تک تھی عرض کیا کہ وہ شخص بالکل عیوب سے پاک ہی بلکہ بداندیشون کے
بسبب جھگڑے اوٹھائے ہوئے ہین آخر سلطان نے اوسکو رہائی دی اسکے چھوٹتے کمینون کے دلمین یہ ارادہ
بندھا کھلے بندون پر لڑنے کو آمادہ ہوئے آخر داروغۂ فیلخانہ نے چند خواص اور فیلان پرشکوہ کی جماعت سے
بدسرون کے خرمن حیات کو پامال کیا اور کج اندیشی کا نتیجہ ہاتھون ہاتھ ملگیا بعد ازین امرا کی دستگیری سے مظفرخان
متوفی کا بیٹا جانشین ہوا سلطان مظفر خطاب ملا بادشاہ سلیمان جاہ شاہ اسمعیل جعفری سے عراقی تحفے بھیجے اسنے بھی نیازمندی
ظاہر کی جب فوت ہوگیا اوسکا بیٹا سلطان سکندر مسند آرا ہوا عماد الملک نافرجام نے اوسکا کام تمام کیا
اور اوسکے بھائی نصیر الدین خان کو تخت نشین کیا امرا گھات مین لگے اوسنے بادشاہ کو لکھا کہ اگر فوج سرکار مددگار ہو
رونپ کا بندرگاہ مع اوسکے مضافات اور چند کرور تنکہ کے نذر ہوجون کہ ناشکرا تھا عرض قبول ہوئی اسوقت مین
سلطان

سلطان مظفر کا لڑکا بہادر بابریون کے استدعا سے وہان پہوچا امرا اس سے متفق ہوگئے باپ کے وقت مین بھائی کے رشک سے نہ سکا سلطان لودی ابراہیم کے پاس دہلی آیا یہان صحبت ناچاق ہوئی جونپور کے امرا نے اپنا سردار بنایا اسوقت مین گجرات سے ہواخواہون نے عرضداشت ارسال کی وہ بھی ولی خواہش سے آنکر کامیاب ہوا اور آبیاری جود وعطا سے گلزار جانداری کی رونق بڑھائی — ہمایون بادشاہ بعض سبب سے لڑکھڑا ہوا مگر شکست کھاکر دبک بیٹھا جب اوسکی ہستی تمام ہوئی خاندیس کا حاکم میران محمد جسے اپنی زندگی مین بادشاہ نے جانشین کیا تھا امرا نے اوسکے نام کا خطبہ غیبت مین پڑھا لیکن وہ گجرات بھی نہ پہونچا کہ پیغام اجل آپہنچا سلطان مظفر کا نبیرہ محمود جو نیا دل مین قید تھا دادا کے جگہہ پر مسندآرا ہوا برہان نام نے اوسکے نزدیکیون سے متفق ہوکر مار ڈالا اور بادشاہی طلب کے حیلہ سے بارہ [12] امیرون کی جان لی اعتماد خان نے پیش بینی کی حاضر نہوا صبح رشتہ دارون کو جمع کرکے چڑھا اور اوس کشتنی کو بداندیشی کا ثمرہ چکھایا رضی الملک نام سلطان احمد کے نسل سے تھا سلطان احمد خطاب دیکر سروری دی جب سلطان کلان ہوا اعتماد کو دوسرا اندیشہ ہوا کبھی اپنے ہمدم کے خانۂ قریب مین لیجاکر مار ڈالا دوسرے کسی جھوٹ لڑکے کو لیکر قسمیہ ظاہر کیا کہ سلطان احمد کا لڑکا ہے اور اوسے بادشاہ بنایا سلطان مظفر خطاب دیا تا آنکہ قبضۂ اکبری مین آکر یہ ملک بھی دہلی کے زیر حکومت ہوگیا

صوبۂ اجمیر

۱۶۸

دوم اقلیم سے ہے موضع بھکرا اور مضافات انبیر سے بیکانیر جیسلمیر تک لنبائی مین اکیسوا سٹھہ کوس اور سرکار اجمیر کی آخری سے بانسوارہ تک ڈیڑھ سو کوس چوڑاہی پورب اکبراباد او تر دہلی کے قصبات جنوبی گجرات پچھم دنیال پور ملتان ہی ریگستان کے سبب سے پانی دور ہی کھیتی کا مدار بارش پر ہی جاڑے کی فصل معتدل اور گرمی کثرت سے ربیع کم ہو اور جوار — لہذا رہ — موٹھہ کثرت سے ساتوان یا آٹھوان حصہ غلہ کا دیوان کو دیتے ہین اور نقد کم عام لوگ جھوپڑون مین گذر اوقات کرتے ہین دکھنی پہاڑ اور دیگر مقام دشوار گذارون مین کل سرکارون مین سرکار چیتور برا تابیس کوس چوڑا اور چالیس لانبا ہی تین قلعہ ارنش نامور ہین — کونبھہ ماندل دار الحکومۃ ہی مضافات کوکنڈہ سے موضع چاور مین جسد کے کھدان اور ماندل کے توابع ہین دافعہ جبتن پور تانبہ کے کھدان ہین اگلے وقت مین سردار بومی کو راول کہتے تھے اب کچھہ دنون سے رانا کہتے ہین کہلوب کے قوم سے اپنے تئین نوشیروان عادل کی نسل مین جانتے ہین انکے بزرگون کا بزرگ نیرنگی روزگار سے ولایت برار کو گیا برنالہ کی مرزبانی پائی چھہ سو برس پیشتر برنالہ کو غنیم نے گھیر لیا اکثر جان سے گئے باپا نام ایک خردسال کو اوسکی مان اس آشوب سے بچاکر مندلیک بھل راجہ کے پاس پناہ لی یہ لڑکا جب جوان ہوا بیل چرانا اور شکار کھیلنا پیشہ کیا آخر کو جوانمردی کے نام سے مشہور ہوا راجہ کے معتمدون مین ہوا جب راجہ نے سفر آخرت طی کیا اوسکے چار بھتیجے جانشینی کے واسطے گفتگو کرنے لگے آخر یہ مصلحت ہوئی کہ باپا ہمسے کلان ہی اوسکی صلاح پر پابند ہونا چاہیے اور باپا اسی مصلحت کو

قبول کرتا تھا ایکروز اون چارون مین سے ایک کی انگلی سے خون نکلا اوسنے باناکی پیشانی پر قشقہ کھینچا باقیماندہ
تینون بھائیون نے بھی تلک کردیا باناکے حصہ مین سلطنت آئی وہی رسم ابتک ہی جو راجہ ہوتا ہی خون کا قشقہ
اوسکے کھینچتے ہین الغرض بانانے ان چاروبیچارون کو اس ششدرگاہ کے چھکے پنجے سے رہائی دی ایکروز صحرانوردی
مین برہنج نام ریاضت گر کو جانور سمجھکر چاہا کہ گوشۂ کمان سے تیر چلاوے مرتاض نے صفائے دل سے اوسے منع کیا
تب تو شرمندہ ہوکر خدمت مین دوڑا اور کبھی کبھی اوسکی پرستاری کو جاتا اوس مرتاض نے کسی اندر یوند جہانبانی
سے مسرور کیا اسی بارہ مین تعجب انگیز داستان بیان کرتے ہین جب موضع سیسودامین چارہا اس سبب سے
سیسودہ نام مشہور ہوا چونکہ شروع مین کوئی برہمن انکا تیمار کرتا تھا بعضے لوگ اسکو اوسی گروہ سے سمجھتے ہین
جب رتن سین کا زمانہ آخر ہوا ارسین مسند حکومت پر زینت افزا ہوکر راناکے خطاب سے مشہور ہوا اسے دسوین
پشت رانائی حاصل ہوئی اکبر بادشاہ کا ہمعصر ہی گذشتہ حالات جاننے والے یون بیان کرتے ہین کہ سلطان
علاءالدین بادشاہ دہلی نے سنا کہ راول رتن سین حاکم میوار کے پاس پدمنی تھی اسے خواہش ہوئی اوسنے انکار کیا
رتن سین چتور مین محصور ہوا سلطان نے مدت تک رنج اوٹھایا مگر اس سودائے خام مین کچھہ سود ہاتھہ نہ لگا
آخر راجہ سے صلح کی اور مہمانی مین جاکر سلطان نے یہ حق ادا کیا کہ راجہ کو قید کرکے روانہ ہوا کہتے ہین کہ اوسوقت
سوسوار ہمرکاب تھے اور تین سو خدمتگار وغیرہ جب تک راجہ کے خدم حشم جمع ہون حضرت راجہ کو اوڑالاے اور ایک تنگ
جگہ پر قید کرکے طلب مقصود مین کوشش کی راجہ کے کارپردازون نے عرض کیا کہ سلطان ہمارے راجہ کو تکلیف نہ دے
ہم لوگ عروس مدعا کو مع دیگر اہل حرم کے حاضر کرتے ہین اور نیز قطعۂ عرضی پدمنی کیطرف سے مشعر نیازمندی و اظہار
اشتیاق تحریر کی بادشاہ تو اسکے منتظر تھا دل پگھل گیا کہتے ہین کہ سات سو جرار زنانہ کے طور سے ڈولون مین
سوار ہوکر راہی درگاہ ہوئے ظاہر کیا کہ رانی مع چند پرستار کے آتی ہی جب نزدیک گئے عرض کیا کہ خواہش رانی کی
یہ ہی کہ اب اخیر ملاقات راجہ سے کرلے سلطان نے بدمستی سے اجازت دیدی اوسیوقت لباس زنانہ سے نکل کر راجہ کو
سوار کرایا اور چلدی چند راجپوت لوگون نے خوب جانفشانیان کین اس مرتبہ گورا اور بادل نے نقد روح نثار کیا
راجہ سلامت چتور مین آیا سلطان لاچار ہوکر دہلی واپس گیا اور از سرنو اوسی اندیشہ مین آکر چتور کو گھیرا اور
عدم حصول مدعا سے اوکتاکر چلا گیا راجہ بار بار کے رگڑے جھگڑے سے دق ہوگیا تھا خیال کیا کہ اس مرتبہ
سلطان سے ملاقات کرے یقین ہی کہ برسر رحم ہو آخر ایک مرتبہ کسی کمینے کے ساتھہ سات کوس پر جاکر سلطان سے
ملاقی ہوا اوس نامرد نے کام تمام کرایا اور اوسکی جگہ ہزارسین کو حکومت ملی اور سلطان نے پہونچکر قلعہ کو گھیرا
جنکے لیے یہ فساد اوٹھا تھا اونھون نے پروانہ وار شمع حیات کو حیا کی تجلی سے جلاکر خاکستر کردیا رتن سین کا
لڑکا جسمیر اوس کوہستان مین رہتا تھا جالور کے حاکم سلطان مالدیو چوہان کو چتور کی ایالت عطا ہوئی اوس سے

ملک کی آبادی ہوسکی لہذا جو کچھ بلاکر اپنا داماد بنایا اور اوسکے وسیلہ وہ ولایت تصرف رہی جب مراد وسکے لڑکے راناہوا اس سرزمین کی جمعیت سولہ ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادہ ہین لیکن اکثر ورثے اور زمین لی ہی جیسا کسی وقت مین ایک لاکھ اسی ہزار سوار ملازم تھے

مارواڑ

سوکوس لنبا اور ساٹھ کوس چوڑا ہی سرکار اجمیر اور جودھپور اور سروہی اور ناگور بیکانیر مین داخل ہی کسیقدر مدت سے یہ الوس راٹھور کا بنگاہ ہی جسوقت معز الدین سام نے راے پتھورا کی لڑائی سے فراغت پاکر راجہ جیچند والی قنوج پر چڑھائی کی راجہ بھاگتے وقت پامال فنا ہوا اور اوسکی نسل بھی لگدکوب پریشانی ہوئی اوسکا بھتیجا سیہا شمس آباد مین رہتا تھا وہ بھی مع اکثر متعلقون کے ملک جاودانی کو سدھارا اوسکے تینون لڑکے سوتیک اسوتھاما آج گجرات کو لیے ہوے سوجت کے نزدیک دریا کنارے مقیم ہوئے یہان برہمن کی بستی تھی قوم مینہ سے آزردہ اسوقت مین بھی غارت کو آئے ان مسافرون نے باہر نکلکر مردانگی کی داد دی غنیم نے شکست پائی اوسوقت برہمنون نے انکو غنیمت سمجھا اور خاطرداری کی بارے کسیقدر ناکامی کی گرد انکے دامان حال سے دور ہوئی جب دنیاوی اسباب قبضے مین آیا تیز دستی کرکے ولایت کھیر کو قوم گوہل سے لے لی اوسوقت سے انکی نسل اس مقام پر پایدار ہوئی سوتیک نے جدا ہوکر بھیلون سے ایدر پر قبضہ کرلیا اور آج سکلانہ کو قطرہ زن ہوکر کولیون سے ملک حاصل کرلیا ــ اسوتھاما مارواڑ چلا گیا اسکا کام روزبروز ترقی پر ہوا اسکی ستوین پشت مین نالدیو بھی نزدیک تھا کہ شیرخان اسکی لڑائی مین جان سے سیر ہوا اس ولایت مین آٹھ قلعہ ہین اجمیر اور جودھپور اور بیکانیر اور جیسلمیر اور امرکوٹ اور ابوگڈھ اور جالور بستی ماڈولی سرکار ناگور کہتے جہان قوم ماڈہ ہیون سگ سات سرکارین اور ایکسو ستانوے پرگنہ اس صوبہ مین ہین زمین دو کروڑ چودہ لاکھ پینتیس ہزار اکتالیس بیگہ ساڑھے تین ۲۸ کرور ۴۰ لاکھ ۵۷ ۵ ادام ہین جس مین سے ۲۳ لاکھ ۲۶ ہزار ۳ سو ۴ دام سیورغال یومی ۹۶ ہزار پانسو سوار اور تین لاکھ سیتالیس ہزار پیادہ راجپوت

صوبہ دہلی

تیسرے اقلیم سے ہی طول سے اودیانہ تک دریاے ستلج کے ساحل پر ہی ایکسو پینسٹھ کوس لنبا اور سرکار ریواری سے کمان پہاڑ تک اور ایکسو چالیس کوس چوڑا اور نیز حصار خضرآباد تک ایکسو تیس کوس تک ہی پورب رخ اسکے دارالخلافہ آگرہ مشرق اور شمال جنوب سے ملا ہوا ہی آباد مین صوبہ اودھ شمالی کوہستان جنوبی صوبہ آگرہ اور اجمیر غربی یہان کے عمدہ دریا گنگ اور جمن ہی ان دونون دریا کا نشان بتین اور دریا بہت کثرت سے ہین ــ شمالی پہاڑون سے نکلے آب و ہوا معتدل زمین ار بعض جگہ مین تین فصل کھیتون کی ہوتی ہین میوجات اور رنگارنگ کے پھول اور بلند عمارت سنگین اور چونہ اینٹ کی بنی ہوئی ہین جنکے دیکھنے سے قصور آرام کے آثار نمودار ہین دہلی بہت پرانے شہرون مین ہی اول اسکا نام اندرپت تھا طول مین ایکسو چودہ درجہ اور

اٹھتیس دقیقہ اور عرض مین اٹھائیس درجہ پندرہ دقیقہ بعض نے اقلیم دوم سے خیال کیا ہی مگر لغزش کھائی ہی اسکا
سر آغاز جنوبی پہاڑ ہی سلطان شمس الدین اور قطب الدین قلعہ پتھورا مین بسر کرتے تھے سلطان غیاث الدین بلبن نے
دوسرا قلعہ بنایا اور عمارات دلکشا اچھے محل پر تعمیر کرائی ـ معز الدین کیقباد نے دریاے جمن کے کنارے پر کیلوکھری
نام شہر آباد کیا امیر خسرو نے اپنی مثنوی قران السعدین مین بہت کچھہ اسکی تعریف کی ہی الحال اوسی مقام پر ہمایون کا
مقبرہ ہی اوسی جگہ پر سلطان علاء الدین نے سری نام شہر مع قلعہ کے آباد کیا تغلق شاہ کا یادگار تغلق آباد ہی
جیسے اوسکے لڑکے سلطان محمد نے ایک شہر بنا دیا اور ایک بڑی عالیشان عمارت تعمیر کی جسمین ہزار ستون
سنگ رخام سے بنا کر لگائے گئے اور سلطان فیروز نے ایک شہر اپنے نام کا آباد کیا اور دریاے جمن سے نہر کاٹ کر اسکے
قرب مین لایا فیروز آباد سے اور تین کوس پر دو ہزار مکان جہان نما نام آباد کیا تین چوڑے تہ خانہ بنائے تھے کہ بیبیوں کے
ساتھہ سوار ہو کر گشت کرتا دریا کی طرف پانچ جریب اور جہان نما سے دو کوس اور پرانی دہلی سے پانچ کوس
ہمایون نے اندرپت قلعہ بنایا جسکا نام دین پناہ ہوا شیر خان نے علاے دہلی کو اوجاڑ کر جداگانہ دوسرا شہر بسایا
اور سلیم شاہ اوسکے بیٹے نے سنہ ۹۵۳ ہجری مین سلیم گڈھ کی بنا ڈالی جو کہ ہنوز دریاے جمنا کے درمیان قلعہ شاہجہان
کے مقابل کھڑا ہی اگرچہ اکثر بادشاہون نے اپنی اپنی یادگار کے لیے نئی نئی صورتون پر شہر آباد کیے مگر ہندوستان کا
تختگاہ دہلی ہی مشہور ہوا تا آنکہ سنہ ۱۰۴۷ ہجری مین صاحب قران ثانی شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے اپنے
سنہ ۱۲ جلوس مین شیر شاہ کی آبادی کے نزدیک شاہجہان آباد معمور فرمایا اوسوقت سے کل پرانے نامون کا نشان ہا
ایک قلعہ بھی سنگ سرخ سے تعمیر ہوا ہی اقسام عمارت زنگار رنگ اور مکانات خانۂ ہفت رنگ سے غیرت نگار خانۂ چین و فرنگ
دریاے جمنا دکھن طرف قلعہ کے نیچے سے جاری ہی اسکے لہرانے مین دونی آبداری ہی اور شاہ نہر جو علیمردانخان کوہ سے معمور
لایا تھا ہر گلی کوچہ مین روان ہی رونق شہر کی جسکی سیراب کاری سے دو چندان ہی اور غسلخانہ شاہی کی نہر اور حوض کو
پانی پہونچاتا ہی باغ کی سرسبزی کا چوبن چمک جاتا ہی شہر پناہ سنگ و ساروج سے بنی ہوئی ہی روم و شام و زنگ و فرنگ
و پارس و عراق و عرب و عجم وغیرہ ولایات کے آدمی اس شہر مین موجود اور اپنے پیشہ و فن مین مصروف ہین ہر قسم کا
اسباب اکدن مین یہان مل سکتا ہی اگرچہ ہر کوچہ و بازار مین مسجد و معبد و خانقاہ و مدارس ہزار در ہزار ہین لیکن وسط
شہر مین جامع مسجد جو کہ سنہ ۱۰۶۰ ہجری مین ۲۴ سال جلوس کو شاہجہان نے سنگ سرخ سے بنوائی اوسکے برج سیاہ اور سفید
پتھر سے لیل و نہار کو اپنے رشک مین سر بسنگ خجالت کرتے ہین رفعت اور استحکام اسدرجہ کی کہ روے زمین پر جسکا
جواب محال ہی مسجد اقصے کہنا روا ہی اور ندرت اور زیبائی مین بیہمتا ہی القصہ یہ شہر نہایت وسعت اور فسحت مین
معمور ہی رشک معمورۂ چرخ پر نور ہی بادشاہان گذشتہ اور اولیاء اللہ کے مقابر بکثرت ہین لیکن زیادہ مشہور نصیر الدین
ہمایون بادشاہ کا مقبرہ ہی جو کیلوکھری مین واقع ہوا اور امرا و وزرا اور علما و فضلا کے مزارات کا بیان بیپایان ہی

درویشان حقیقت رس کی خوابگاہون مین شاہجہان آباد سے سات کوس پر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بن خواجہ کمال الدین احمد اوشیکی قبر ہی — آج کل پرانی دہلی بالکل خراب اور مقابر آباد ہین خواجہ قطب الدین اوشی اور شیخ نظام الدین معروف اولیا اور شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی اور ملک یار پران اور شیخ صلاح اور ملک کبیر اولیا اور مولانا محمد حاجی عبد الوہاب و شیخ عبد اللہ قریشی و شیخ شمس ترک بیابانی اور شیخ شمس اوتاد اور امیر خسرو وغیرہ اسی سرزمین مین مدفون ہین سلطان شہاب الدین غوری اور سلطان شمس الدین اور سلطان تغلق اور سلطان محمد عادل اور سلطان محمد فیروز اور سلطان بہلول اور سلطان سکندر لودی کے مقبرہ اسی مقام مین ہین اکثر زندہ دلون نے اپنی زندگی مین خواتین و الیسین کے لیے عمدہ مقبرے اور باغات تعمیر کرائے اسلام آباد پہاڑ پر ایک چشمہ ہی نہایت ژرف ہمیشہ گرم پانی جوش کھاتا ہی اوسے پربھاس کنڈ کہتے ہین اور عمدہ عبادتگاہ جانتے تبسوامتر رکھیشر نے تین بیگہ زمین پہاڑی گہری کھود کر عبادتگاہ بنائی تھی آج اوسکی کہنگی کی شہادت دے رہی ہی — بداؤن گذشتہ عمدہ شہرون مین ہی اکثر اولیاے اللہ وہان دفن ہین کسیقدر اس صوبہ کے شمالی پہاڑ کو کماون کہتے ہین سونے اور چاندی اور جست اور لوہا اور تانبے اور ہرتال اور تنکار کی کان ہے آہوے مشکین اور ٹسر گاو اور ریشم کا کیڑا اور باز اور شاہین وغیرہ دیگر جانور شکاری اور شہد اور کوت گھوڑا وغیرہ بکثرت ہین سرکار سنبل مین شکار کی کثرت اور کرگدن یعنی گینڈا بھی ہوتا ہی یہ جانور پست قد ہاتھی کی صورت بے خرطوم پیشانی پر ایک شاخ ہوتی ہی اوسی سے دوسرے مخالف کو پھاڑ ڈالتا ہی اوسکی شاخ کا زہ گیر اور پوست کا دستہ واسطے تلوار اور پیش قبض وغیرہ کے بناتے ہین شہر سنبھل مین ہرمندل نام برہمن کی جگہ پرستش کی ہی کہتے ہین کہ کلنکی اوتار یہین پر ہوگا — ہانسی گذشتہ شہر و نمین ہی شیخ جمال خلیفہ شیخ فرید شکر گنج کی مزار ہی قصبہ بہنہ کے نزدیک تالاب ہی پہاڑ کی بلندی پر ہمیشہ گرم پانی نکلتا ہی اکثرون کو خیال ہوتا ہی کہ کان گوگرد کی نیرنگی ہی — حصار فیروز آباد مین دریاے جمن کی نہر کاٹ کر لائی گئی ہی ایک مرتاض کی استدعا سے یہ حرکت دریائی ہوئی ہی زیادہ تعجب یہ ہی کہ قصبہ بہرسا کے نزدیک ایک تالاب مین گم ہوجاتی ہی اوس حوض کا نام بندرا کہتے ہین اس دیار مین رودبار کم اور کنوئین مین پانی بہت دور — سہرند نامور شہر و نمین ہی اور باغ حافظ رخنہ اوسکی سیر سے فرح تازہ حاصل ہوتی ہی — تھانیسر کو بزرگ مقام عبادتگاہ کا شمار کرتے ہین دریاے سرستی اوسکے قرب مین گذرتا ہی اوسیکے پاس کرکھیت نام تالاب ہی جسکے غسل کے واسطے دور دراز سے آتے اور وہان پر خیرات اور پرستش کرتے ہین مہابھارت کی لڑائی اسی جگہ ہوئی ہی دواپر کے نصف آخری حصہ مین واقع قصبہ بستناپور راجہ دسرت سریر آرا تھا نہایت دادگستر معدلت کیش تھا اوسکی خیرسگالی نے دیر تک اوسکے خاندان مین شکوہ جہانداری قایم رکھا اسکی آٹھوین پشت مین راجہ کر ظاہر ہوا اوسیکی یادگاری مین کرکھیت ہی اور بعد چھہ پشتون کے جتر برج نام لڑکا ہوا اور اوسکے دو لڑکے اول دہرتراشت جسکے اکیسو ایک لڑکے ہوئے جسمین بڑا جرجودھن گوروان تھا

دہرا ینڈ اگرچہ دھرتراشت بڑا تھا مگر اندھے پن سے پنڈ کو سلطنت ملی اسکے لڑکون کو پانڈوان کہتے ہین
پانچ فرزند تھے جدھشٹر بہیم سین ارجن نکل سہدیو — جب راجہ پانڈ دنیا سے دولت سے سدھارا
دھرتراشت کو وراثت ملی مگر یہ نام کو راجہ تھا باقی کل کام حکومت کے جرجودھن کرتا تھا — از انجا کہ دھرتراشت
گذاری آئین سلطنت ہی جرجودھن ہمیشہ پانڈوان سے مخوف تھا اور انکی جانستانی کی تدبیر کیا کرتا جب دھرتراشت
کے فیما بین مین لڑائی اور رنج وکدورت ہوتی دیکھی شہر برناوہ مین بھتیجون کا رہنا قرین مصلحت سمجھکر لوگون کو حکم دیا کہ اونکے
لیے مکان سکونت طیار کردین کارپردازون نے بموجب تلقین اور تعلیم جرجودھن کے مکان مذکور لاکھ اور رال
در پردہ بنا کر طیار کیا جب پانڈو وہان پہونچے مکر وفریب سے آگاہی پائی قضارا کوئی عورت مع پانچ لڑکون کے
ہمسایہ مین رہتی تھی پانڈون نے اوسی مکان مین آگ لگا کر مع مادر عزیز کے راہ جنگل کی لی ہمسایون کے
سر پر آگ بجھی جرجودھن نے پانڈون کا جلنا سمجھکر ٹھنڈک پائی خوشی کا جشن کیا اور یہ لوگ بعد گشتی سر گذشتون
خرابہ سے آبادی مین آئے اور شہر کمپلا مین سکونت گزین ہوئے تھوڑے عرصہ مین انکی مردانگی اور بخشش اور کارگاہی
آوازہ عالم مین پہونچا مگر کوئی انکی نسل اور خاندان سے ماہر نتھا تا آنکہ جرجودھن خواب غفلت سے بیدار ہوا اور اونکے نہ جلنے
سے اوسکا دل آتش حسرت پر جل اوٹھا آخر فنون فریب سے نئے رنگ کی چال سوجھی دوستی کے منصوبہ سے روبرو بلاکر
دہلی مع نصف دیگر ولایت کے اونکو عطا کی اور ہستنا پور مع نیم دیگر حصہ کے خود لیا — نیک سگالی اور خیر اندیشی
جدھشٹر کی مدد پر فضل باری ہوا اقبال و دولت سرگرم خدمتگذاری ہوا تھوڑے عرصے مین ہفت اقلیم مطیع ہوگیا
دوسرے بھائیون اور حاکمان زمانہ کو خدمت مین لایا جرجودھن انکا اقبال اور فر وشکوہ دیکھکر بیتاب ہوا حسد کی
بیماری سے ہاتھ ململ پچھتاتا تھا آخر کو حیلہ سے محفل آراستہ کی اور پانڈون کو اپنا مہمان بنایا اور اوس بخت کار خام طمع
نے چوپڑ کی بازی بچھائی اور فریب کے پانسے پھینکنے لگا ایسی گھات کی کہ چند داؤ مین جسقدر پانڈون کے پاس
مال واسباب تھا جیت لیا آخر کو اس شرط پر بازی ہوئی کہ اگر پانڈون کی جیت ہو جسقدر ہارے ہون الٹین پاوین
وگرنہ بارہ برس جنگل مین گام فرسائی کرین بعدہ تیرھوین برس آبادی مین آوین مگر ایک سال تک اس صورت سے
رہین کہ کوئی نہ پہچانے اگر کوئی شناسا ہو تو نئے سر سے بارہ برس صحرا نورد ہون — یہ بیچارے قسمت کا الٹ پھیر
ذرا نہ سمجھے اور یہ قول بھی ہار بیٹھے آخر کو جرجودھن نے بازی پاکر دنیاے مفسد کے چھکے پنجے سے بے ہوش خواب غرور
مین سرجوش ہوا اور فضل خداوند مطلق سے پانڈوان نے ایفاے عہد کیا تب جرجودھن نے بے حیائی شروع کی
فراوان گفت وشنود رہی پانڈوان پانچ موضع پر خوشی تھے کہ اس خرخشہ سے دور رہین جرجودھن پانچ موضع
کے دینے مین بھی لاچار ہوا آخر کو کرکھیت کے مقام پر لڑائی شروع ہوئی جرجودھن مع اپنے یارون کے رہگرای
جادۂ ہستی ہوا اور جدھشٹر اٹھارہ روز کی لڑائی کے بعد فتح یاب ہوا — دواپر کے اخیر ہونے مین اکتیس برس

باقی رہے تھے کہ یہ جنگ عظیم درپیش ہوئی اُسوقت کہ سنہ ۱۹۸ ہجری مین پانچہزار اونتیس برسین ہوتی ہین کہتے ہین کہ اس لڑائی مین گیارہ کوہنی لشکر کوروان کا تھا اور پانڈوان کی طرف سات کوہنی — ہر ایک کوہنی کی تعداد اکیس ہزار آٹھہ سو ستر ہاتھی تھے اور اسی رنگ پر گردون سوار اور ساٹھہ ہزار تین سو دس سوار ایک لاکھہ نوہزار ساڑھے تین سو پیادہ اسی لڑائی مین طرفین سے گیارہ آدمی زندہ رہے جرجودھن کیطرف سے چار آدمی ہیان سے سلامت جودھسٹر کی پناہ مین آئے کرپاچارج برہمن جودہ نوطرف کا اوستاد تھا دانش اور یکتائی مین منتخب تھا اسوتھامان بہمہ صفت موصوف کیرت برمان جادو حرفا مور اور دھرتراشت کی بہلبانی مین تھا اور پانڈوان کے آٹھہ آدمی اور پانچو بھائی سانک یادو اور جنجش سوتیلا بھائی اور کشن خیر بعد ازین ۳۶ برس بدہشتر نے دادگری کی آخر کو عقل دوربین دنیاے دون کے محبت سے آشفتہ ہوکر خواہان حقیقت ہوئے ترک تعلق پیش نہاد ہوا پس اس عجوزۂ عروس ہزار داماد کو چھوڑ کر اپنے بھائیون کے ہمراہ تجرد کی راہ طی کرنا شروع کی — یہ کارنامہ مردی آزما مہابھارت مین تحریر ہے جسکا ترجمہ رام ناجہ کے نام سے زبان فارسی مین بموجب حکم اکبر بادشاہ کے ہوا اور فصل و باب کی جگہ پربھ کا لفظ ہے —

اول کوروان اور پانڈوان کے احوال مین

۲ دوم جدھشتر کے حکم سے بھائیون کا ملک گیری پر جانا اور اجبیر جگ کا اہتمام اور کوروں کا قمار

۳ سوم پانڈوون کی بیابان پیمائی حوادثات غربت کی مردی آزمائی

۴ چہارم جنگل سے پنڈون کا شہر برا تھہ مین آنا اور ظاہر مین چھپا رہنا

۵ پنجم ظاہر ہونا پانڈوان کا اور باوجود کسیکے توسل کے اصلاح نہونا اور مقام کورکھیت مین لشکر کا جماؤ

۶ ششم شروع جنگ زخمی ہونا بھیکھم کا اور مارا جانا اگر دھرتراشت کے لڑکون کا اسمین دس روز کی جنگ و جدال کا قصہ ہے

۷ ہفتم مشورت ہونا اور درونہ اچارج کو سرداری ملنا اور اوسکا روز سیاہ دیکھنا اور عشرہ کی جنگ

۸ ہشتم دوسرے روز کی کیفیت اور جرجودھن کا کرن کو سرداری بخشنا اور جدھشٹر کا فرار ہونا اور دوسرے روز ارجن کے ہاتھہ سے مارا جانا

نہم ۹ سیل پھلتوانی کا سردار ہوکر دار البقا کو جانا اور جرجودھن کا حوض مین چھپانا اور دریاے فنا کا سر سے گذرنا

۱۰ دہم کارزار کا خاتمہ بالخیر کرت برمان کرپاچارج اسوتھاما کا جرجودھن کے پاس میدان رزم مین آنا اور اوسکی نیم جانی مین شبخون کا صلاح کرنا

۱۱ طرفین کی عورتون کا واویلا کرنا اور جرجودھن کی ماں گندھاری کا نفرین بھیجنا سری کشن پر

۱۲ بعد فتح جدھشٹر کے کیفیت اور ترک دنیا کرنا اور بھیکھم اور بیاس اور کشن کی نصیحت گوئی سے تسلی ہونا

۱۳ بھیکھم کا صبر کرنا — دلمین آتا ہے کہ ۱۲ — اور ۱۳ — ایکہی پرب ہونا چاہیے کیونکہ دونومین نصائح مندرج ہین اور نوین پرب کے دو حصے ہونا چاہیے ایک سیل کی کیفیت مین دوسرا جرجودھن کی فنا

۱۴ جگ اسمید مین

۱۵۔ دھرتراشٹر اور گندھاری اور کنتا والدۂ جدشٹر کی وارستگی اور پانڈون کا جانا اونکے دیکھنے کو

شانزدہم جادوان اور کشن کی پریشانی اور واقعات وفات کے اظہار مین

ہفتدہم راجہ جدشٹر کا مع بھائیون کے ترک سلطنت کرکے پہاڑون کو چلے جانا

ہیجدہم کوہ ہمنچل مین جان نثار ہونا پانڈون کا اور راجہ جدشٹر کا مع قالب عنصری کے عالم بالا کو جانا

خاتمہ جادوان کے حالات مین

جدول

اسامی	سال وماہ	آسامی	سال وماہ	آسامی	سال وماہ
۱۔ انگلپال	۱۸	۲۔ باسدیو	۱۹-۱	۳۔ رکھن سنگہ	۲۱-۳
۴۔ پرتھی پال	۱۹-۶	۵۔ جی دیو	۱۸-۱	۶۔ نرپال سنگہ	۱۴-۴
۷۔ اودہ	۲۶-۷	۸۔ بچھراج	۲۱-۲	۹۔ اننگ پال	۲۲-۳
۱۰۔ رگھپال	۲۱-۶	۱۱۔ بنک پال	۲۴-	۱۲۔ گوپال	۱۸-۳
۱۳۔ سنگھن	۲۵-۲	۱۴۔ اجی پال	۱۶-۴	۱۵۔ گھوسن پال	۲۹-
۱۶۔ اننگ پال	۲۹-۶	۱۷۔ تیج پال	۲۴-۱	۱۸۔ جیسن پال	۲۵-۲
۱۹۔ اکرسن پال	۲۱-۲	۲۰۔ پرتھی راج	۲۲-۳	ان بیس آدمیون نے ۴۳۶ برس آٹھ مہینے کسیقدر زیادہ جہانبانی کی	

جدول دیگر

۱۔ بل دیو چوہان	۶-۱	۲۔ امرکہ	۵-۲	۳۔ کھرگ پال	۲۰-۱
۴۔ سومیسر	۷-۴	۵۔ جی ہر	۴-۴	۶۔ ناگدیو	۳-۱
۷۔ پتھورا	۴۹-۵	سات نفر نے پچانوے برس چھ مہینے مزارع حکومت کی سرسبزی مین عرقریزی کرتے رہے			

جدول دیگر

۱۔ معزالدین سام	۱۴-	۲۔ قطب الدین ایبک	۴-	۳۔ آرام شاہ	ایک برس
۴۔ شمس الدین	۲۶	۵۔ رکن الدین فیروزشاہ	۲۰-۶	۶۔ رضیہ	۳-۶
۷۔ معزالدین بہرام شاہ	۲-۱	۸۔ سلطان الدین مسعود شاہ	۴-۱	۹۔ ناصرالدین	۱۹-
۱۰۔ غیاث الدین بلبن	۲۰۔ چند مہینے	۱۱۔ معزالدین کیقباد	۳۔ چند مہینے	گیارہ نفر نے قوم غوری سے ایکسوتیرہ برس چند مہینے حکمرانی کی	

جدول

۱۔ جلال الدین خلجی	۷۔ چند مہینے	۲۔ غیاث الدین تغلق شاہ	۴۔ چند مہینے	۳۔ شہاب الدین	۳ مہینے چند روز

اسامی	سال و ماہ	اسامی	سال و ماہ	اسامی	سال و ماہ
۴۔ سلطان قطب الدین	۴۔۱	۵۔ ناصر الدین	۶ مہینے	۶۔ محمد تغلق شاہ	۲۸۔
۷۔ فیروز شاہ	۳۸ چند مہینے	۸۔ تغلق شاہ	۵ مہینے ۔ ۲ روز	۹۔ ابوبکر شاہ	ایک برس چھ مہینے
۱۰۔ محمود شاہ	۶۔۷	۱۱۔ نصرت شاہ	ایک مہینے پندرہ روز	۱۲۔ سلطان محمود بار دوم	۶ برس دو مہینے
۱۳۔ سلطان محمود دفعہ سوم	۱۵۔۷	خاندان خلجی مین ۲۶ ابرس عنان حکومت قبضۂ اختیار مین رہی			

جدول دیگر

۱۔ رایات اعلیٰ خضر خان	۷۔۳	۲۔ مبارک شاہ	۱۳۔۳۔۱۶	۳۔ محمد شاہ	۱۰۔
۴۔ علاء الدین	۷۔	۵۔ بہلول لودی	۳۸۔	۶۔ سکندر لودی	۲۸۔
۷۔ ابراہیم لودی	۷۔	۸۔ بابر	۵۔	۹۔ ہمایون	۳۔۸
۱۰۔ شیر شاہ	۵۔	۱۱۔ اسلام شاہ	۸۔	۱۲۔ فیروز شاہ ولد اسلام شاہ	تین روز
۱۳۔ عدلی	۔ ۶ مہینے	۱۴۔ ابراہیم	۔ ۵ مہینے	۱۵۔ سکندر	۔ ۴ مہینے
۱۶۔ ہمایون کی دوسری مرتبہ	۱۔۳				

واقعہ سمت ۴۲۹ بکرمی قوم تونور سے اننگ پال نامے نے راج پاے دہلی کو آباد کیا ۸۴۸ سنہ بکرمی مین اوسی شہر کے قریب درمیان پرتھی راج تونور اور بلدیو چوہان کے جنگ ہوئی اور سلسلۂ سلطنت اس گروہ کے ہاتھ لگا۔ راجہ پتھورا کے عہد مین چند مرتبہ معز الدین سام غزنین سے ہندوستان مین آیا اور بے حصول مدعا واپس گیا ہندی کتابون مین لکھا ہے کہ سات مرتبہ سلطان نے چڑھائی کی اور ہر مرتبہ اپنے موہنہ کی کھائی آٹھوین مرتبہ ۵۸۸ سنہ ہجری مین تھانیسر کے قریب سخت محاربہ ہوکر قید ہوگیا راجہ راچند نامور ملازم تھا ہر ایک کو سامنت کہتا تھا اس لڑائی مین ایسے شخص کوئی نتھے ــ راجہ دولت کے غرور مین مست سپاہ کے کاروبار سے غافل ملک سے بے خبر تھا لکھا ہے کہ راجہ جی چندر ہندوستان کا فرمان روا قنوج مین رہتا تھا دوسرے راجہ لوگ اسکی نیایش کرتے اسنے جگ راجسو شروع کی چونکہ اس جگ مین جمیع راجاؤن کا حاضر ہونا اور دیگ شوئی آتش افروزی وغیرہ خدمت کرنا فرض ہے اور اس مجلس مین لڑکی بھی کسی عمدہ راجہ کو بیاہ دیتے ہین ہر ایک شمول مین راجہ پتھورا کو بھی طلب کیا اور یہ آمادہ تھا مگر کسی ارکین دولت کے حمیت دلانے سے نہ گیا راجہ جی چند نے چڑھائی کرنا چاہی مگر کارپردازون نے بعد فراغ جشن ملتوی کرکے جگ مین لانے راے پتھورا کی تصویر طلائی بناکر دربان کی جگہ پر نصب کی اس خبر سے راے جی پانسو سوار لیکر چڑھے اور ناگہان پہونچکر اپنی تصویر اوٹھوالی اور اکثرون کو رہگراے عدم کرکے کام دل حاصل کیا راجہ جی چند کی کنیان راے پتھورا کی جرأت اور شجاعت پر فریفتہ ہو گئی راجہ نے اس خبر سے آشفتہ ہوکر اوسے نکال دیا پتھورا یہ حال سنکر اوسکا مشتاق ہوا اور چانڈا باد فروش کو راجہ کے پاس بھیجا کہ کسی تقریب سے لڑکی کو لاوے اوسنے اپنی چالاکی سے مراد حاصل کرکے

مراجعت کی اور اون انکیسو سامنت کو بوقلمون ملبوسات مین ہمراہ رکھتا تھا ایک نے دورے کے بعد ایسی لڑائی کی
جسکے مشاہدہ مین نگاہ پلٹے کھاتی تھی اول رای کھلوت نے میدان جنگ مین جوہر رنگ دکھایا سات ہزار آدمی
کو اپنے زور سرپنجہ سے دوچار عدم کیا بعدازان نرسنگہ دیو اور چانڈ و اور سندر اور سارد ہول سنگھی اور
بالمن دیو کچھوا ہہ مع دونو بھائیون کے اول روز ایک نے دوڑ کی بعد تعجب انگیز کارنامہ دکھلا کر جان نثاری
کی راجہ مع چانڈا بادفروش اور دو بھائیون محبوبہ خوش ادا کے دہلی آیا نفسیہ نے بشدت فریفتہ کر یا کہ ہنوز کسی
کے کسی امر کی خبر نہ رہی جب ایکسال اسی حال مین منقضی ہوا سلطان نے راجہ جی چند سے دوستی کی بعد لشکر
فراہم کرکے آمادۂ پیکار ہوا اکثر مقامات فتح کرلیے یہان کسی کو یہ مجال نتھی کہ راجہ سے یہ خبر کہے آخر چند اکو
سات ڈیوڑھی سے پار گیا وہ حرم سرا مین پہونچا اور راجہ کو خواب غفلت سے بیدار کیا ہر مرتبہ کی فتح و نصرت
سے مغرور تو تھا ہی کسیقدر لشکر جمع کرکے سہل انگاری سے نکل آیا چون اس مرتبہ کہ دلاوران جانفشان ہمراہ تھے
اور راجہ جی چند جو ہمیشہ مددگار تھا مخالف بنا راجہ گرفتار ہوگیا بادشاہ نے قید کرکے غزنین کی راہ لی چند ابادفروش کو
وفاداری نے تعاقب مین روانہ کیا دربار سلطانی مین حاضر ہوکر مورد عنایت ہوا اور کسی طریقہ پر راجہ سے ملاقات
کرکے یہ رائے دی کہ مین تیری تیراندازی کی تعریف دربار مین کرونگا جسوقت وہ تجھے بلاکر تیر و کمان حوالہ کرے اوسیکا نشانہ کیجیو
آخر اسی عہد کے بموجب سلطان کو نشانہ کیا سلطانی نمکخوارون نے راجہ اور چند اکو بھی مار ڈالا — فارسی کتب مین
اسکے برخلاف راجہ کا مرنا موقع رزم مین تحریر ہے — جب چوہان کی حکومت تمام ہوئی ہندوستان کا خلاصہ
سلطان معزالدین غوری کے قبضے مین آیا ملک قطب الدین غلام کو موضع کہرام مین مقرر کیا اور خود بدولت شمالی
پہاڑ غزنین چلا گیا اوسنے اسی سال مین دہلی وغیرہ اکثر محال فتح کرلیے جب سلطان معز اغیاث الدین محمود
ولد غیاث الدین سلطان محمد نے فیروزہ کوہ سے واسطے ملک قطب الدین کے چتر وغیرہ سامان بادشاہی بھیجا وہ
لاہور مین اورنگ آرا ہوا اور داد دہش مین ناموری پیدا کی آخر کو چوگان بازی مین جانبازی ہوئی امرانے اوسکے
بیٹے آرام شاہ کو تخت نشین کیا بعضے ملک قطب کے داماد اور پسر خواندہ ملک التمش کو چاہتی تھی آخر نتیجہ آزمائی
ہوئی آرام شاہ نے آرام بلخ کو تلخ کام بھاگا اسنے سلطان شمس الدین نام رکھا اسکا باپ ایلم خان ترکستان کے
قبیلہ مین ممتاز تھا بھائی اور بھتیجون کو ناتوانی سے ستایا جب کچھہ نہ بھائی اوس کارنامہ آگہی کو ...
فروخت کیا نیرنگی روزگار دیکھیے کسی کاروان کے ہاتھہ لگا اوسنے غزنین کا بازار دکھلایا سلطان معزالدین سام
خریدنے مین رجوع ہوا سوداگر نے اس عزیز کی قیمت بڑھائی مشتاقون کی ہوس طبیعت گھٹائی سلطان نے حکم دیا
کہ کوئی نخریدے قطب الدین جب گجرات فتح کرکے غزنین گیا اجازت لیکر گران قیمت سے خریدا اور بار لا ولدی
سے تنگ ہوکر اسے اپنی فرزندی مین لیا جب خواجہ قطب الدین بہشت نصیب ہوا اوسکا لڑکا جانشینی مین وارث ہوا

دولتمندی کو طبیعت پرستی اور تالیف قلوب آسان سمجھے شاہ ترکان جو اسکی ماتھی امور ریاست کی منتظم ہوئی [illegible]
نے اس سرگذشت سے ناموافق ہوکر سلطان شمس الدین کی لڑکی رضیہ کو بادشاہ بنایا سلطان نے بھی اسکو ولیعہد
کیا تھا یہ بھی روایت ہی کہ لوگون نے سلطان سے سوال کیا تھا کہ لڑکے کے ہوتے ہوئے لڑکی ولیعہد ہی پر شاہ نے
جواب دیا کہ لڑکے میخواری مین ایسے سرشار ہین کہ اس مرتبہ کی لیاقت نہین رکھتے — معز الدین بہرام شاہ کے
عہد مین چنگیز خانی سپاہ نے لاہور کو خراب کیا بداندیشون نے معز الدین مذکور کو قید کر کے جان سے مارا اور سلطان
علاء الدین مسعود شاہ کے زمانے مین مغلون کا لشکر بنگالہ مین آیا شاید کہ ولایت ختا یا تبت سے آیا ہوگا اوسنے فوج
بھیجکر شکست دی ترکستان سے بھی لشکر آیا سلطان نے اوس طرف نہضت کی بیاہ کے کنارے مغلون کے لوٹ
جانے کی خبر ملی یہ بھی دہلی کو معاودت ہوا آخر کمینون کی خوشامد مین ایسا پھنسا کہ قید ہوکر محبس عنصری سے آزادی حاصل کی
ناصر الدین محمود آگاہ دل داد و دہش کرتا تھا اسکے عہد مین بھی پنجاب مین مغل آئے جب اسکے کوچ کا آوازہ آویزہ گوش ہوا
آویزش کی تاب نہ آئی اولٹے پیرون واپس گئے طبقات ناصری اسکے نام پر لکھی گئی غیاث الدین بلبن کو وزارت کا مرتبہ
عطا فرمایا جو کہ باپ کا غلام تھا اور الغ خانی خطاب ملا اوسنے بھی اچھے طریقہ سے اس منصب کے اہتمام مین سعی کی
جب ناصر الدین کا وعدہ برابر آیا کوئی وارث نتھا اس وزیر نیک تدبیر کو شاہی ملی اسنے قدردانی اور رعایا پروری اور آدم شناسی
کے وسیلے سے چارچمن گیتی کو سرسبز و شاداب فرمایا بدگوہرون کی بے آبروئی ہوئی نالایق دربار مین بار نہ پاتے تھے نیک خصلتون
کی گرم بازاری تھی — پنجاب اپنے بڑے لڑکے محمد کو تفویض کیا اسکو خان شہید کہتے ہین اسکی مردانگی اور بیدار مغزی سے
پنجاب مین امن و امان ہوا امیر خسرو اور امیر حسن اسکی ہمرکابی مین تھے — بے ساز و سامان جنگ کے چلا جاتا تھا ناگاہ
مغلون کا لشکر آپہونچا دیبالپور اور لاہور کے درمیان مین لڑائی کی سبیل ہوئی اسی راہ مین جان نثار ہوئے امیر خسرو قید ہوئے
آخر مکر و فریب کی بندش سے رہائی ملی چھوٹے لڑکے بغرا خان کو بنگالہ کی حکومت دی تھی آسمان نے نیرنگ دکھایا امیر خسرو
ولد خان شہید کو جسے ولیعہد کیا تھا ملتان روانہ کیا اور بغرا خان کے فرزند کو معز الدین کیقباد کا خطاب ملا سلطنت
دہلی کی اسکے قبضے مین آئی اوسکے باپ نے ناصر الدین اپنا لقب مقرر کر کے دہلی کی راہ لی اسطرف سے کیقباد نے
چڑھائی کی دونو لشکر اودہ کے قریب دریاے سرجو کے کنارے جا اوترے آخر کو فیمابین سے ملاقات ہوئی لڑکے کو بادشاہی
پر رکھکر باپ بنگالہ کو چلا گیا تعجب ہی کہ امیر خسرو نے اپنی کتاب قران السعدین مین اس ملاقات کی تعریف لکھی ہی
آخر کار اوس پدر آزار کا حال میخواری سے تباہ ہوا چند آدمیون نے اوسکے لڑکے کو شمس الدین کے خطاب سے سریر سلطنت
جانشین کیا اور اوس مخمور غرور کو دریاے جمن مین ڈبویا اور شمس الدین کو بھی گوشۂ خمول مین جگہ دی گروہ خلجیہ مین
حکمرانی پہونچی جلال الدین حکمران ہوا اپنی سادہ دلی سے نیرنگ سازون کا رنگ نہ پہچانا ملک علاء الدین جو اوسکا بھتیجا
اور پرورش کردہ تھا مقام کڑہ سے دکھن جا کر خوب دولت حاصل کی روپیہ کے پاتے ہی سرکشی کی سوجھی اور منافقون کی

دراندازی سے سلطان کڑہ کو روانہ ہوا اوسنے اسکا کام تمام کیا اور اپنا لقب سلطان علاء الدین مقرر فرمایا تقدیر کی یاوری سے ایسی بڑی سلطنت حاصل کی عمدہ عمدہ رسم ورواج آغاز کیے چند بار مغل سے آکر فتحیاب ہوا امیر خسرو نے اپنے خمسہ کو اسی کے نام سے منتظم کیا اور اوسکے لڑکے خضر خان کے نامزد دیول رانی ہوئی بخت ناسازگار کی یاری سے کسی خواجہ سرا پر عاشق ہوا اوسیکی راے پر کاروبار کا مدار ہوا اور اوسیکے سلسلہ سے خضر خان اور شادی خان اور مبارک صاحبزادگان قید ہوگئے جب بادشاہ مرا اسیکی سعی سے چھوٹے لڑکے کا سلطان شہاب الدین خطاب ہوا سلطنت ملی اوسنے اور بھائیون کے آنکھونمین سلائی پھروادی خدا کی حمایت سے مبارک خان اس چشم زخم سے بچ گیا چند روز نگذرے تھے کہ اوس کور باطن کو نہانخانۂ عدم کی راہ دکھلائی مبارک خان کو تخت وتاج نصیب ہوا سلطان قطب الدین اپنا خطاب کیا گجرات اور دکھن فتح کیا حسن پرستی کا حسن دیکھیے کہ حسن نام کمین ذاتی کو معشوق بنایا خرد خانی خطاب عطا ہوا ہر چند خیر اندیشون نے اوسکی بدکاریان ذہن نشین کین مگر اوسنے اپنا برا بھلا نسوجھا وہ تو اپنی گھات مین لگا تھا جب داؤ پایا اوج زندگانی سے غار نیستی مین گرادیا اور ناصر الدین کے خطاب سے خود تخت آرا ہوا غازی الملک نے جو امراے علاے کے بھائیون مین تھا اسکے حرف حیات کو صفحۂ وجود سے حک کیا اور بزرگان وقت کی مدد سے بادشاہی حاصل کی سلطان غیاث الدین تغلق لقب ہوا بنگالہ کی مہم کا انتظام کرکے دہلی آتا تھا محمد خان اوسکے لڑکے نے دہلی سے تین کوس پر ایک عمارت بنوائی اور پدر بزرگوار کو کمال اشتیاق سے اوس مکان مین لیگیا ناگاہ چھت گرنے سے پیمانہ حیات چھلک پڑا اگرچہ اسکی بیگناہی صاف معلوم ہوتی ہی مگر اسقدر خلجان ہی کہ ایسی عجلت مین اسطرح کا مکان بنوانا اور بڑے تپاک سے بادشاہ کو وہین پر لیجانا خالی علت سے نہو۔ جب سلطان محمد نے عقبیٰ کی راہ لی فیروز ولد رجب اسکا چچازاد بھائی بموجب وصیت کے مسند نشین ہوا عمدہ شایستگی سے کارپردازی کی اسکے مرنے سے ولایت ہند مین آشفتگی ظاہر ہوئی تھوڑے دنون تک تغلق شاہ اوسکا فرزندزادہ جاگزین رہا تھا کہ نالایقون کے ہاتھہ سے سرگرم خواب آخرت ہوا دوسرے نبیرہ ابوبکر کو سلطنت ملی سلطان محمود کے عہد مین جلو خان پر مدار کار تھا اقبال خان کے نام سے یہ شخص ملقب تھا آخر بخت خفتہ کی مدد سے کچھہ انتظام نکرسکا شورش اودھم کھڑی ہوئی بعضون نے سلطان فیروز کو نصرت شاہی کے خطاب سے بادشاہ بناکر فتنہ کو جگایا ہموارہ دہلی کے قرب وجوار ہنگامۂ کارزار گرم رہا تا آنکہ سنہ ۸۰۱ مین امیر تیمور صاحبقران کا ورود ہوا سلطان محمود گجرات کو سدھارا اور ہر ایک جسکے جہان سینگ سماے دبک بیٹھا جب صاحبقران لوٹا خضر خان جس سے بروقت آنے کے سلطان صاحبقران نے ملاقات کی تھی ملتان اور دیبالپور مین مقرر کیا دو مہینے تک دہلی ویران رہی نصرت شاہ جو دوانہ مین بھاگ گیا تھا دہلی مین حاکم ہوا اوسکے بعد اقبال خان کا اقبال چمکا نصرت شاہ میوات کو گیا بعد ازین سلطان محمود گجرات سے آیا اقبال خان نے خدمتگذاری مین کوتاہی کی سلطان ایکرات کو تنہا سلطان ابراہیم شرقی

کے پاس گیا اوسے بھی مددگاری کی توفیق نہوئی ناچار وہان سے بھی محروم چلا اقبال خان لڑنے کو اوٹھ کھڑا ہوا مگر کچھہ نکرسکا خضر خان کی لڑائی مین گرفتار ہوگیا سزا کو پہونچا سلطان محمود نے دہلی فتح کی چند دنون تک دفع شورش مین مصروف رہا تا آنکہ حالت بیماری مین درگذرا خلجیون کی حکومت اسیکے ساتھہ نابود ہوئی چند روز تک عوام لوگ دولتخان کے گرد جمع رہے آخر خضر خان نے ملتان سے آکر دہلی فتح کی یہ خضر خان بیٹا ملک سلیمان کا ہی اور ملک سلیمان کو ملک مردان دولت نے جو سلطان فیروز کے امرا مین ہی متبنے کیا تھا اوسوقت سے عروج پاتے پاتے سلطنت کو پہونچا اس شخص نے اپنا نام رایات اعلے مقرر کیا تھا اور خطبہ صاحب قران کے نام پر جاری رکھا تھا بعد ازان میرزا شاہرخ کے نام پڑھا جاتا اور آخر وقت مین اسکے نام پر دعا پڑھتے تھے اور بموجب وصیت کے اسکا لڑکا مبارک شاہ تخت آرا ہوا۔ جسوقت سلطان ابراہیم شرقی اور ہوشنگ کے باہم کرآویزش ہو رہی تھی کالپی کی طرف عزیمت کی دہلی کے قریب چند قریبیون نے نیمہ راہ سے عقبے کی راہ دکھلائی محمد شاہ کو جسے بعضے ولد فرید بن خضر خان کہتے ہین یا کہ مبارک شاہ کے لڑکے کو سرداری نصیب ہوئی سلطان علاءالدین صاحب رشد تھا مگر ناشایستگی اختیار کی آخر سلطان بہلول لودی نے سر اوٹھایا سلطان شہ لودی کا برادرزادہ ہی شاہو خیل کے فرقہ مین اسکا باپ بہرام مع پانچ لڑکون کے سلطان محمود کے عہد مین ملوت سے ملتان آیا تھا اور سوداگری کرتا اونمین سے سلطان شہ نے خضر خان کی نوکری اختیار کی اور اسلام خان کے نام سے ملقب ہوا سہرند اسکی تنخواہ مین مقرر ہوا بہلول اوسکے بھتیجے کا لڑکا سہرند مین آیا اوسکی فرزندی مین اعتبار پایا اسکا مولد ملتان ہی جبھی مہینے کہ وضع حمل کے دن نزدیک تھے چھت کی کڑی اسکی مان کے سر پر آن گری زندگی سے گذر گئی شکم چیر کے بچہ نکالا گیا قدرت خدا نے مرنے سے بچایا تھا جب جوان ہوا بزرگون کی جگہ پر مسند آرا ہوا ہان اسقدر شایستگی کی کہ وہ غنیمت کی جان ہماری اسّی برس کی عمر مین بیماری سے مرگیا کہتے ہین کہ ایک خدا رسیدہ ولی اللہ کی نظر اسپر پڑی کہا کہ کوئی شخص اس کم قدر روپیہ سے سلطنت دہلی کی مول لیویگا ہمراہیون نے طنز وطعنہ کی راہ سے استہزا کیا اور اسنے بکشادہ پیشانی مبلغ موجودہ اوس درویش کے حوالہ کیے آخر کو کامیاب ہوا شرقیون کے ساتھہ چند مرتبہ لڑائیان ہوئین اکثر ماجرے گذرے چندان کہ جونپور بھی زیر حکومت ہوا اور شرقیون کی سلطنت آخر ہوئی اسنے اپنے لڑکے باربک کو جونپور مین مقرر کرکے دہلی کی راہ لی جسوقت کہ گوالیار کی لڑائی سے دہلی کو جاتا تھا قصبۂ سکیٹ کے نزدیک بیماری مین مبتلا ہو کر گذر گیا اوسکے لڑکے نظام خان کے نام سکہ وخطبہ کا رواج ہوا سلطان سکندر لقب کیا شہر آگرہ دار الحکومۃ کو تجویز ہوا ۱۱۹ھ مین عجب طرح کا نمونۂ محشر آگرہ پر زلزلہ آیا بڑی بڑی عمارتین منہدم ہوگئین یہ شخص صورت وسیرت سے آراستہ تھا داد ودہش مین مصروف رہتا جب آفتاب حیات متوجہ مغرب ہوا اوسکے بیٹے سلطان ابراہیم نے اریکہ آرائی کی جونپور تک اسکے تصرف مین آیا جلال خان دوسرے لڑکے کو جونپور کی خلافت ملی آخر کو بر خلافی ہوئی لڑائی مین جلال خان آوارہ ہوا گوالیار کے قلعہ دار کی پناہ مین گیا وہان سے بسبب نااتفاقی کے مالوہ

ہوتے گوندوانہ آیا ہواخواہان درگاہ نے گرفتار کرکے سر دربار اوسکا کام تمام کیا اسکے زمانہ مین اکثر امرا منحرف ہوگئے جیساکہ حاکم بہار دریاخان نوحانی اور اوسکے لڑکے بہادر خان نے اپنا سکہ خطبہ جاری کیا دولت خان لودی کابل مین جاکر بابر بادشاہ کے پناہ مین گیا اور اوسے ہندوستان مین لاکر حسب دلخواہ مدعا حاصل کیا

صوبہ لاہور

سوم اقلیم سے ہی دریاے ستلج سے سندھ تک ایکسو اسی کوس لنبا اور بھنبیر سے چوکھنڈی تک چوڑا ۸۶ کوس ہی پورب رخ سرہند اور شمال کشمیر و جنوبی بیکانیر و اجمیر باختر پچھم ملتان — چھہ دریا کوہ شمالی سے نکلتے ہین — ستلج کا سرچشمہ کوہ کہلور ہی اور اسکے کنارے پر باچھوارہ اور لودھیانہ اور اسی مقام پر شاہ راہ اور چند کوس اس سے پیشتر چلا گیا ہی اور بیاہ سے ملتا ہی بیشتر اسکا نام بیاسا ہی اوسکے سرآغاز کو بیاہ کنڈ کہتے ہین کوہ کلور کے پاس سلطانپور اسی دریا کے پاس ہی پھر اسکا نام راوی اور پھر ایراوتی ہوکر بھدرال سے جوش کھاتا ہی لاہور کا دارالملک اسیکے کنارے پر چناب نام ہی چندر بھاگا — کوہ کھتوار کی بلندی سے دو چشمہ کوار اوبلتے ہین ایک کو چندر دوسرے کو بھاگا کہتے ہین کھتوار کے قریب ملکر چندر بھاگا نام ہوجاتا ہی — پھول پور اور سودہرہ اور ہزارہ سے گذرتی ہی بہٹ سے یہ حوض نکلا ہی پرگنہ سے اور کشمیر مین سری نگر دارالملک کے درمیان سے گذرکر ہندوستان مین آتی ہی بھیرہ اوسیکے ساحل پر ہی سندھ سے نکلا ہی اسکا منبع کاشغر اور کشمیر بتلاتے ہین کسیقدر اٹک بنارس اور چوپارہ اور بلوچستان کے اطراف سے گذرتا ہی ساگر اور ستلج اور بیاہ کے درمیان مین سدنیا ہے جسکا نام جالندھر ہی اور بیاہ اور راوی کے مابین کو باری اور راوی اور چناب کے واسطہ کو رچنا و چناب اور بہٹ کو راچھت اور بہٹ اور سندھ کے درمیان کو سندھ ساگر — ستلج سے بیاہ تک پچاس اور بیاہ سے راوی تک سترہ اور راوی سے چناب تک تیس او چناب سے بہٹ تک بیس اور بہٹ سے سندھ تک اڑسٹھ آباد ملک ہی ملساز گار کہتے ہین زمین لاجواب — اکثر چاہی — موسم سرما مین سبز اگرچہ ایران اور توران کے برابر نہین لیکن ہندوستان کے دوسری جگہون کے بہ نسبت افزون — تورانی اور ایرانی اور ہندوستانی تحفجات فراہم خربزہ تمام سال ہوتا ہی اول ثور و جوزا ثانیاً سرطان مین خوش مزہ ہو جب بیان کم ہو کشمیر سے آتا ہی بعدہ کابل اور بدخشان اور توران زمین سے اور کوہ شمالی سے تمام سال برف لاتے ہین اور گھوڑا عراقی کی صورت کا پیدا ہوتا ہی الحال سکھون کے تسلط کی وجہ سے ایسے نفایس کمتر رہگئے ہین بعض جگہ ریگ شوئی کرنے سے سونا چاندی تانبا جست پیتل سیسہ نکلتا ہی ہر قسم کے ہنرمند رہتے ہین لاہور عمدہ شہر ہی راوی اور بیاہ کے دوآبہ مین معمور آدمیون کی کثرت نہایت گذشتہ وقت مین لہاور کہتے تھے طول مین ایکسو نو درجہ بائیس دقیقہ اور عرض مین ۳۱ درجہ پچاس دقیقہ سلاطین بابریہ کے عہد مین وارک قلعہ خشت پختہ سے تعمیر کیا چونکہ چندروز دار الحکومت رہا عمدہ عمدہ باغ و عمارات سے پر بہار ہی ہر قسم کے آدمی ہر شہر کے رہتے ہین. پہاڑ پر ایک قلعہ کوٹ کانگڑہ نام ہی بلندی کوہ پر شہر کے نزدیک

ایک بھوانی کا مندر ہی دور دراز سے زیارت کو آتے ہین کہتے ہین کہ روانی کی آرزو مین اس جگہ زبان کاٹ کر چڑھاتے ہین
کسیکو تھوڑے وقت مین اور کسیکو ایک یا دو روز کے عرصہ مین زبان درست ہو جاتی ہی اگرچہ حکیم لوگ زبان کو روئیدہ
جانتے ہین لیکن یہ حکمت تعجب انگیز ہی اس بھوانی کو مہادیو جی کی جورو کہتے ہین اور فرقۂ ہنود حق تعالی کی قدرت کو
اسی نام سے نامزد کرتے ہین کہتے ہین کہ اس بھوانی نے نادیدنی کے دیکھنے سے اپنے تئین ہلاک کیا اوسکا پیکر چار جگہ
گرا سر اور بعض اعضا کشمیر کے شمالی پہاڑ مین کامراج کی طرف جسکا نام سارد ھا ہوا اور کسیقدر بیجاپور
دکھن مین اونکا نام تلجا بھوانی ہوا اور جسقدر پورب کیطرف نزدیک کانور کے گیا کامچھا نام پایا اور جسقدر
اپنی جگہ پر رہا اوسکا نام جالندھری ہوا اور وہ سرزمین اسی مقام کو سمجھتے ہین نزدیک چند جگہ سے مشعل کی
طرح پر شعلۂ نور نکلتے ہین بعض چراغ کیطرح جلتے ہین لوگ اوسکی زیارت کو جاتے ہین اور ہر قسم کی جنس اوس
شعلہ مین چھوڑتے ہین — اوسکی بلندی پر ایک بڑا اونچا گنبد بنایا ہی — شاید کہ گوگرد کی کان ہی جسے لوگ
کرامات خیال کرتے ہین شمس آباد کے نزدیک سندساگر کے درمیان مین بالناتھ جوگی کا عبادتکدہ ہی جسے بالناتھ کہتے ہین ہندو تبرکی
اس مقام کو متبرک جانتے ہین جا صکر جوگی نمک سنگ یہان ہوتا ہی بیس کوس لنبا ایک پہاڑ ہی جس سے نمک کاٹ کر نکالتے ہین جسقدر حاصل ہو اوس سے
تین حصہ نکلوانے والون کا ہوا اور ایک حصہ مزدورون کا — آدھے دام سے دو دام تک فی من خرید کرکے دور دراز روانہ کرتے ہین حق زمینداری فی مد
دس دام لیتا ہی اور راو سوداگر لوگ سترہ من پر ایک روپیہ داخل کچہری کرتے ہین اکثر ہنرمند طبق اور سرپوش اور رکابی اور چراغدان بناتے ہین
پانچ دوابہ اور دو سو چوبیس پرگنہ اس صوبہ مین ہین بنی ہوئی زمین ایک کرور اور اکسٹھہ لاکھہ اور پچپن ہزار تین سو تینتالیس بیگہ
اور تین بسوہ جمع پچپن کرور چورانوے لاکھہ پچپن ہزار چارسو تین دام ہی جسمین سے اٹھانوے لاکھہ پانچہزار پانسو چورانوے
دام سیورغال یومی چوالیس ہزار چارسو اسی سوار اور چار لاکھہ چھبیس ہزار چھہ پیادہ ہین

صوبۂ ملتان

اول و دوم سوم اقلیم سے فراخ بلکہ زیادہ کیونکہ ٹھٹھہ اس صوبہ پر زیادہ ہوا ہی — فیروزپور سے سیوستان تک چارسو تین کوس لنبا
اور چتوڑ سے جیسلمیر تک ایکسو آٹھہ کوس چوڑا ہی — دوسری طرف سے طول کیچ اور مکران تک چھہ سو ساٹھہ کوس ہی
اسکے خاور رویہ سرکار سرہند سے ملا ہوا اور شمالی دریاے شور مین اور جنوبی صوبۂ اجمیر مین اور باختر اور کیچ اور مکران ہی
لیکن آبادانی کیواسطے دونو علحدہ لکھتے ہین گزین دریا وہی جھیہ ہین دریاے بہٹ پرگنہ شور مین چناب سے ملتا ہی
دو سو سات کوس نکلکر ظفرپور کے قریب راوی مین تینون ایک ہو جاتے ہین اور ساٹھہ کوس چلکر اوچ کے قریب چو اور
مین سندہ سے ملحق ہون اور بارہ کوس پر فیروزپور کے پاس بیاہ اور ستلج سے متفق ہون وہانسے پے نام ہوتے ہین
ہر ہاری اور مدپوری دونو ملتان کے پاس اون چارو سے ملجاتین ہین جو دریا سندہ مین گرے سندہ نام ہو جاتا ہی
اور ٹھٹھہ مین مہران کوہ شمالی آب و ہوا صوبۂ لاہور کے مانند مع دیگر اکثر چیزون کے متفق مگر ملتان مین بارش کم

ہوتی ہی اور گرمی بہت یہ ہندوستان کے پرانے شہرون مین ہی طول اکتیس سات درجہ پانچ دقیقہ اور عرض اونتیس درجہ
باون دقیقہ ہی خشتین قلعہ اور بلند منارے حسن لطافت زیادہ کردیا۔ شیخ بہاء الدین زکریا وغیرہ اولیا یہان
مدفون ہین۔ بھکر عمدہ قلعہ ہی پرانی کتابون مین اسکا نام منصورہ لکھا ہی یہ سبب چھہ دریا اسکے نیچے سے
ایک ہوکر نکلتے ہین دو حصہ تو قلعہ کے دکھن طرف اور ایک حصہ ادھر برج سے نکلتا ہی میوے اچھے ہوتے
ہین سیوی اور بھکر کے درمیان مین بڑا جنگل ہی تین مہینے موسم گرما مین لوہ چلتی ہی دریاے سندہ چند سال
کے بعد دکھن سے اوتر کو بہنے لگتی ہی آبادی بھی اوسکی تعاقب کرتی ہی اسی سبب سے وہان ہر مکان لکڑی
اور پھوس سے بناتے ہین۔ اس صوبہ مین تین سرکار اور اٹھاسی پرگنہ ہین زمین پیمودہ بتیس لاکھہ تہتر ہزار
نوسو بتیس بیگہ ۴ بسوہ جمع پندرہ کرور چودہ لاکھہ تین ہزار چھہ سو انیس دام اوسمین سے ایک لاکھہ اونسٹھہ ہزار
نوسو اڑتالیس دام سیورغال بومی اٹھارہ ہزار سات سو پچاسی سوار اور ایک لاکھہ پینسٹھہ ہزار ساڑھے چھہ سو پیادہ

جدول

اسامی	سال	اسامی	سال
۱۔ شیخ یوسف	۲	۲۔ سلطان محمود	معہ عث
۳۔ سلطان قطب الدین پور سلطان محمود	عـــ	۴۔ سلطان حسین ولد سلطان قطب الدین	ـــ
۵ سلطان فیروز	ایک سال	۶۔ سلطان محمود ولد فیروز	معہ عـــ
۷۔ سلطان حسین ولد محمود	ایک سال	۸۔ شاہ حق	نا معلوم
۹۔ کامران مرزا	نا معلوم	۱۰ اشیر شاہ	”
۱۱۔ سلیم شاہ	”	۱۲۔ سکندر	”

کسیقدر فرمانداہان دہلی کی زیر حکومت اور کسیقدر بزرگان سندہ کی زبردستی اور کچھہ غزنویون کے قبضے مین تھا
جسوقت سلطان معز الدین سام کے قبضے مین ہوا ہمیشہ دہلی کی خراج گزاری مین رہا ۸۴۷ہجری مین جبکہ
سلطان علاء الدین کی نوبت ہوئی بادشاہی کی شان وشوکت گھٹ گئی ہر طرف لوگ اپنی اپنی آرزو کے
حصول مین ساعی ہوئے چند مفسدون نے شیخ یوسف قریشی کو جو شیخ بہاء الدین زکریا کا مجاور تھا سردار
بنایا کہ بعد ازان اوسکا عزل ہوا اوسنے سخت دوڑ دھوپ کرکے حضور سلطان بہلول مین راہ پائی بیانی مرزبانی
قوم لنگاہان مین قائم ہوئی اوسنے اپنا لقب سلطان محمود شاہ رکھا کہتے ہین کہ اس بومی نے اول اپنی لڑکی اوسکو
عطا کی اور کبھی کبھی تنہا دیکھنے کو جایا کرتا تا آنکہ قابو پاکر کام تمام کیا سلطان قطب الدین کے عہد مین سلطان محمود
خلیجی مالوہ سے ملتان فتح کرنے آیا اور نے حصول مراد واپس گیا بعض کہتے ہین کہ قطب الدین نے اول اول قوم لنگاہان

سے تخت وتاج حاصل کیا۔ سلطان حسین کے عہد مین سلطان بہلول نے باربک شاہ کو شیخ یوسف کی مدد مین بھیجا مگر نامراد واپس ہوا جب ضعیفی نے زور دکھلایا بڑے لڑکے فیروز خان کو سلطان فیروز کے لقب سے جانشین فرمایا اعتماد الملک وزیر نے اپنے لخت جگر کی عداوت سے بوسیلہ زہر اوسکا کلیجہ پھاڑا سلطان حسین نے دوبارہ حکومت چمکائی اور محمود خان بن سلطان فیروز کو ولیعہد کیا جب سلطان حسین چونتیس ۳۴ برس کے بعد تختہ گور کا محتاج ہوا سلطان نے کلانی پائی اسکے عہد مین چند مرتبہ مغلون نے سر اوٹھایا اور جیسے کے تیسے واپس ہوئے دراندازان نے بادشاہ اور جام بایزید وزیر کے درمیان مین غبار اوٹھایا اور ایسی خاک اوڑائی کہ گرز وشمشیر کی نوبت آئی۔ وزیر نے ملتان سے نکل کر دریاے شور کا راستہ پکڑا اور سلطان سکندر لودی کا خطبہ پڑھا جب وہ مرا اوسکے چھوٹے بیٹے کو سلطان حسین کے لقب سے تخت نشین کیا اور مرزا شاہ حسین نے ٹھٹھہ سے نکل کر ملتان لے لیا اور لشکر خان کو دیا مرزا کامران نے اس سے چھین کر تصرف کیا بعدہ شیر خان اور سلیم خان اور سکندر نے باری باری چیرہ دستی کی آخر نور عدالت ہمایون شاہ سے ہندوستان کی تاریکی دور ہوئی اوسوقت سے خراج گذاری کرنے لگے تا آنکہ نادر شاہ نے ہندوستان سے نکال کر ایران مین شامل کیا بعدازان ابدالی نے لوٹ مار مچائی آج کل کبھی سکھون کے ہاتھہ مین اور کبھی احمد شاہ ابدالی کے بیٹے تیمور شاہ کے قبضے مین آتا ہی اسکا دار الملک کابل ہی

سرکار ٹھٹھہ

بہت دنون سے علیحدہ صوبہ ہوگیا ہی بھکر سے کچ اور مکران تک دوسو ستاون کوس لنبا اور مین سے لاہری بندرگاہ تک ایکسو کوس چوڑا اور دیگر قصبۂ چاندہ توابع بھکر سے بیکانیر تک ساٹھہ کوس ہی اسکے پورب رخ گجرات اوتر بھکر دکھن دریاے شور پچھم مکران اقلیم دوم سے ہی طول مین ایکسو دو درجہ اور تیس دقیقہ اور عرض چوبیس درجہ دس دقیقہ ہی اول برہمن آباد شہر پایہ تخت تھا جسکے قلعہ مین ایکہزار چار سو برج ہین جنکا درمیان ایک ایک جریب ہنوز اوسکے برج وبارہ کے اکثر نشانات پدیدار ہین آج کل اوسکو ٹھٹھہ اور دیبل کہتے ہین۔ شمالی پہاڑ چند شاخ ہوکر ایک قندھار تک چلے گئے اور دوسرے دریاے شور سے قصبۂ کوہبار تک اور اسے رام گڈہ کہتے ہین آخر کو سیوستان مین ملحق ہوتا ہی اوسے لکھی کہتے ہین اوسکا بڑا الوس بلوچ ہی انکا نام کلمانی ہی کوئی بیس ہزار گھر ہون اور تین ہزار سوار جرار ہین اونٹ وہان پیدا ہوتا ہی دوسرا سہسوان ہی سنوئی گرہ تک نوے کوس نو شخص کے مسکن تین سو سوار اور سات ہزار پیادہ اور اسی پہاڑ کے نیچے ایک گروہ بلوچون کا ہی طہری کے نام سے مشہور ہین ہزار مرد سواری مین فرد یہان مل سکتا ہی اور ایک پہاڑ ہی جسکا ایک سرا کچ اور مکران سے ملا ہی کلمانی لوگ اوسکو گار کہتے ہین چار ہزار بلوچ کا سکونت گاہ ہی جاڑے کی پوشاک پوستین ہی اور گرمی سیستان کے رنگ پر معتدل میوہ ہر قسم کا عمدہ خصوص آنب اور جنگلی خربزہ خودرو ہوتا ہی پھول بکثرت اونٹ عمدہ کشتی پر کار وبار کا مدار ہی چھوٹے بڑے چالیس ہزار ہونگے شکاری جانور وغیرہ گورخر۔ خرگوش

کوتھہ یا چہ۔ خوک۔ ماہی وغیرہ بکثرت یہ ولایت غلہ ہی کسان سے سوم حصہ محصول کا لیتے ہین نمک اور لوہی کی کھان ہی۔ شالی عمدہ اور بہت ہی ٹھٹھہ سے چھہ کوس پر سنگ زرد کی کھان ہی بس دراز اور کوتاہ اور مدور عمارتین بناتے ہین۔ خورش کا مدار چاول مچھلی پر ہی کشتیان لیکر دوسرے شہرون مین جاکر فایدہ اوٹھاتے ہین اور اوس سے روغن نکالتے ہین وہ کشتی کے کام مین آتا ہی بلوہ مچھلی خوش گوار ہی مین الاجواب دریاے شور سے سندھ مین آتی ہی وہی بہت عمدہ ہوتا ہی چار مہینے تک بدمزہ نہین ہوتا۔ اوس شہر کے نزدیک بزرگ تالاب ہی بارہ راہین ہین اوسے منچور کہتے ہین اور پانی پر مکان بناکر اکثر ماہی گر رہتے ہین نادر واقعات سے جگرخوار کا احوال ہی اور یہ آدمی زاد ہوتے ہین کہ جادو اور نظر سے جگر نکال لیتے ہین بعضے کہتے ہین کہ کبھی ایسی حالت ہوتی ہی کہ جسپر نظر ڈالے طرفۃ العین مین اوسے چشم زخم پہونچائے اوسوقت انار دانہ کی طور پر آدمی زاد سے نکالتا ہی کسیقدر اپنی پنڈلیون مین چھپا رکھتا ہی اسوقت مین جگر ربودہ بیہوش رہتا ہی جب چارۂ کار سے ناامید ہون آگ پر چھوڑتا ہی مانند طبق کے چوڑا ہوتا ہی اسوقت باہم ہم جنسون مین تقسیم کرکے کھاتے ہین اور اوس بیخود کی زندگانی کا پیالہ لبریز ہو جب جانین کہ دوسرے کو یہ سحر بتلادین اوسی گوشت کا ٹکڑا کھلادین پس جادو سکھلادین اگر کہین یہ شخص گرفتار ہو اسکی پنڈلیان چیر کر وہ انار دانہ نکالکر بیمار کو کھلادین فوراً شفا پاوے اکثر عورتین ہوتی ہین ذرسی دیر مین دور دراز کی خبر لادین پتھر دریا مین تیراتی ہین جو شخص یہ چاہے کہ اس فرقہ کو ایسی روش سے محروم کرے اوسکی دونون کنپٹی اور بندون پر داغ دیتے ہین اور آنکھونمین نمک چھڑک کر تہ خانہ مین چالیس روز تک لٹکا رکھتے اور بے نمک کا کھانا دیتے اور کچھہ افسون پڑھتے ہین اس زمانہ مین اوسکا نام ڈھیچرہ ہوتا ہی اگرچہ اگلی قوت نہین رہتی لیکن جگرخوار کی پہچان رہجاتی ہی اوسکی دیدہ دری سے وہ بدنظر نگاہ پڑتی اور گرفتار ہوتی ہی اور جھاڑ پھونک یا کسی دوا کے استعمال سے صحت کرتی ہی۔ بیشتر یہ ملک سرکار صوبہ ملتان کا چہارم حصہ تھا حدود ملتان اور اوچ سے ٹھٹھہ تک شمال رویہ بڑے بڑے خارا کے پہاڑ اور اوسکے اندر بلوچ کے گروہ رہتے ہین اور جنوب کی جانب اوچ سے گجرات تک بالون کے پہاڑ بہتی کے مسکن ہین بھکر سے نصیرپور اور امرت کوٹ تک فرقہ سوڈ اور جاریجہ وغیرہ کی بود و باش ہی اس صوبہ مین پانچ سرکار تین پرگنہ ہین جمع چھہ کرور آٹھہ لاکھہ باون ہزار تین سو نوے دام

جدول فرمانروایان

اسامی	سال وماہ	اسامی	سال وماہ	اسامی	سال وماہ
۱۔ ۶۴ نفر سومکان یعنی اولوس سومرہ	پانسو برس	۲۔ جام ازار	۳۔۶	۳۔ جام خرما	۴
۴۔ جام باہنہ	۹ع	۵۔ جام سماجی	۱۱ع چندماہ	۶ جام صلاح الدین	۵ع چندماہ
۷۔ جام نظام الدین ولد صلاح الدین	دو سال سے کسیقدر زیادہ	۸۔ جام علی شیر سماجی	۶۔ چندماہ	۹۔ جام کرن بن کاجی	۱۰ دن

اسامی	سال وماہ	اسامی	سال وماہ
۱۰۔ فتح خان اسکندر	۷ع چند ماہ	۱۱۔ تغلق برادر فتح خان	۸ع
۱۲۔ مبارک پردہ دار	۳ یوم		

اگلے زمانہ مین سہیرس نام راجہ تھا دار الخلافہ مقام اودپور۔ پورب رخ کشمیر تک رکھتا تھا اور پچھم مکران تک اور جنوب دریای شور اور شمال پہاڑ تک۔ فارس سے بیوزنا ولی مین جب لشکر آیا اوسی جھگڑے مین اس راجہ کو دغا کی جھگڑے سے خلاصی ہوئی کسیقدر عرصہ تک فارسیون نے لوٹ کرکے واپس اپنی راہ لی راجہ کا کنور گدی نشین بیٹھا اور دل رام نام وزیر کی روشنی عقل سے شبستان جہانداری کا اندھیارا دور ہوا ایک برہمن چیچ نام جمرستان کا رہنے والا اس وزیر سے متفق ہوا اور اپنی چرب زبانی اور حرف سرائی سے قلیل عرصے مین بلندی پائی جب وزیر نے ملک بقا کی راہ لی چیچ نے اسکی جگہ پر قیام کیا اس رہزن عقل نے راجہ کی بی بی سے طریقہ موافقت پیدا کیا شبستان عفت کی رہزنی کی ہر چند اولیاے دولت نے حقیقت حال عرض کیا مگر راجہ کو کچھ بھی منظنہ نہوا آخر کار جب راجہ بیمار ہوا اس تبہ کار عفت شکن نے رانی سے متفق ہوکر لشکر کے سردارون کو واسطے صلاح ومشورت کے ایک ایک کر بلایا اور ہر ایک کے دشمنون کو وعدۂ انعام سے رضامند فرماکر اونکی جان لی جب سارے سردار سرائے فنا سے سرابستان بقا کو سدھارے اور راجہ نے بھی اپنے ہمگوزاران قدیم کی رفاقت کی چیچ نے تخت حکومت پر قدم رکھا اور رانی کے ساتھ کامرانی کرنے لگا آبادی ملک اور افزائش وغیرہ مین کوشش کامل کی کیچ اور مکران پر چیرہ دستی کی عمرؓ کے زمانے مین مغیرہ ابوالعاص نے بحرین کی راہ سے ہندوستان پر چڑھائی کی دہلی مین لڑائی ہوئی آخر کو مغیرہ مارا گیا۔ عثمانؓ کے عہد خلافت مین کسی عقلمند کو ہند کے دریافت حقیقت کے واسطے بھیجا اور لشکر کا جماو ہوا فرستادہ نے اسطرح آگہی دی اگر لشکر گران روان ہو قوت کے کم ہم پہونچنے سے کچھ بر آمد مدعا نہوگا حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے لشکر روانہ فرمایا کسیقدر سرحد بیل کی تصرف مین آئی تھی کہ حضرت کی شہادت کی خبر سنکر لشکر مکران کو چلا گیا معاویہؓ نے دو مرتبہ سندہ تک چڑھائی کی اور ہر مرتبہ اکثرون نے آب شمشیر پیکر ٹھنڈھے ٹھنڈھے مرکز اصلی کی راہ پکڑی چیچ نے چالیس برس حکمرانی کرکے عدم کی راہ لی اور اسکا چھوٹا لڑکا سپس داہر وارث ہوا۔ ولید بن عبدالملک کے عہد مین حجاج امارت عراق کا حاکم تھا اسنے محمد قاسم کو جو چچازاد بھائی اور نیز داماد تھا سندہ کو بھیجا چند مرتبہ داہر سے آویزشین ہوئین آخر کو سنہ ۹۹ ہجری ماہ رمضان روز پنجشنبہ کو عین لڑائی مین دنیا کے چشم زخم سے آنکھہ بند کرلی اور ٹھٹھہ طرفتانی کے قبضہ مین گیا اور راے داہر کی لڑکی کو جو قید مین تھی مع دیگر تحفجات کے خلیفہ کے پاس روانہ کیا۔ انھون نے حیلہ اندوزی سے عرض کیا کہ محمد قاسم نے اول غنچۂ عفت کی بو لے لی ہے خلیفہ نے اس بے ادبی سے غصہ ہوکر حکم فرمایا کہ چمڑے مین بھر کر درگاہ

درگاہ مین روانہ کرین — جسوقت قاسم نے چاہا تھا کہ راے ہرچند والی قنوج پر چڑھائی کرے یہ فرمان قضا عنوان پہوچا اور اوسی ہیئت سے حضوری خلیفہ مین آیا خلیفہ نے اوسی حالت مین اون لڑکیون کو دکھلایا انھون نے کہا شکر ہے اپنے باپ کے قاتل کو اس حال مین دیکھا خلیفہ کی راے پر تعجب آتا ہے کہ خفیف سی بات مین بمجرد گوشزد ہونے کے ایسے معزز کی قدر ومنزلت خاک مین ملائی — بادشاہ عادل کی یہ صفت نہین کہ دوربینی نکرین اور دشمنون کے اغوا سے دوستون کی جان ومال کی نقصانی کرین القصہ محمد قاسم کے بعد چندونون بنی تمیم انصاری کی اولاد اور بعد ازان الوس سومرہ کی فرمان روائی رہی بعدہ قوم سیمہ کی حکومت ہوئی جو اپنے تئین نسل جمشید سے جانتے اور اپنے نام پر جام کا اضافہ کرتے ہین — جام بانبتہ کے عہد مین سلطان فیروز شاہ نے تین مرتبہ دہلی سے چڑھائی کی تیسری مرتبہ اوسے گرفتار کر پایا دہلی مین لاکر ملازمون کے تفویض کیا چونکہ اوسکی پیشانی سے خطوط کاردانی پڑھے اوس دیار کی ایالت پر از سر نو نامزد کیا گیا جب جام تغلق نے اس دہر فنا سے کوچ کیا مبارک نام پردہ دار نے شور اوٹھا کر تخت آرائی کی اوسکے بعد سکندر ولد فتح خان مسند آرا ہوا اور نندا شاہ کے وقت مین شاہ بیگ ارغون نے قندھار سے آگر سیوی فتح کی اور سلطان محمد اپنے بھائی کو وہان پر چھوڑ کر قندھار کو مراجعت کی جام مذکور نے اسکے سر پر لشکر کشی کی وہ اس لڑائی مین مارا گیا شاہ بیگ دوسری مرتبہ اس ولایت مین آیا سہسوان مع سندکے فتح کرکے اپنے آدمیون کو سپرد کیا جام فیروز کے عہد مین صلاح الدین نام آویزش مین اوٹھہ کھڑا ہوا جب کچھہ نہ بن سکا سلطان محمود گجراتی کی پناہ لی سلطان موصوف نے مہربانی کرکے کمک ساتھہ کردی ادھر دریا خان جو جام فیروز کا وزیر تھا اوس سے ملگیا پس ملک سندہ بے جھگڑے جام صلاح الدین کے ہاتھہ آیا تھوڑے عرصے کے بعد دریا خان مذکور نے جام فیروز کی مدد سے بہت مضبوطی کی اور پھر حکومت اوسکی حاصل کی صلاح الدین نے دوبارہ گجرات پہوچکر بادشاہ سے مدد حاصل کی اور ملک کا استرداد کیا فیروز قندھار کیطرف لشاہ شاہ بیگ کے ہمراہ کمک دی سہسوان مین جنگ درپیش ہوئی صلاح الدین مع فرزند کے فداے موت ہوا ریاست جام فیروز کو ملی سنہ ۹۲۹ ہجری مین شاہ بیگ نے تمام سندہ پر قبضہ کرلیا جام فیروز نے گجرات پہونچکر اپنے لڑکے سلطان بہادر کو دی اور اوسکے امرا مین داخل ہوا شاہ بیگ کو سندہ کی سند ملی یہ شخص امیر ذوالنون بیگ سلطان حسین کے سپہ سالار کا بیٹا ہی قندھار اوسکی ماتحتی مین تھا جب شیبک خان اوزبک نے سلطان حسین مرزا کے بیٹون سے لڑائی کی یہ شخص عین معرکہ مین مردانہ جان فشان ہوا قندھار کی حکومت اسکے فرزند رشید کو ملی اسکے بعد سلطان شاہ حسن باپ کی جگہ قائم مقام ہوا اور سلطان محمد سے ملتان کو چھین لیا اسکے بعد عبد العلی ترخان کا بیٹا میرزا عیسی لیکن چونکہ اسکے مزاج مین ربودگی تھی امور ملکی مین نہ خیال کرتا مرزا جانی بیگ اسکا بیٹا منتظم تھا تا آنکہ تیغ اکبری نے وہان یہ جلوہ دکھلایا اور مرزا جانی زمرۂ ملازمان دربار مین آیا

صوبۂ کابل

سوم اور چہارم اقلیم سے ہی پکلی بنیر سواد بجنور قندھار زابلستان وغیرہ سے ملکہ ہی پیشتر زابلستان غزنویان کا پایۂ تخت
تھا بالفعل کابل ہی اس صوبہ سے کشمیر سوم و چہارم اقلیم سے ہی درازی اسکی فرو یر سے دریاے کشن گنگ تک ایکسو بیس
کوس اور چوڑائی دس کوس سے پچیس کوس تک ہی پورب رویہ پیرستان اور دریاے چناب شرقی اور جنوبی بالہال اور
کوہ جمو شرقی شمالی تبت کلان مغربی پکلی اور دریاے کشن گنگ مغربی اور جنوبی ولایت گکھر مغربی شمالی تبت خرد
چاروطرف سے شمالی پہاڑ ہندوستان سے ۲۶ راستہ ہو کر گذر ہوتا ہی لیکن پکلی اور بنیر کی عمدہ راہ ہی بنیر کی راہ
نزدیک تر اور چند شاخین رکھتی ہی تین عمدہ اکثر لشکر کی آمد و رفت مین پیتی اور بنیر — اکبر بادشاہ کشمیر کی سیر کو اسی
راہ بنیر پنچال سے آیا اگر اس پہاڑ پر گھوڑا یا بیل ذبح کرین فوراً پانی اور بادل امڈ آئے اور برف باران ہوا ایسا دلکشا ملک ہی
کہ اگر ایک باغ دلکشا یا کہ ایک قلعۂ گردون سا کہین سزاوار ہی سبکروحون کی عشرت گاہ ہی اور گوشہ گزینون کی آرامگاہ
پانی خوشگوار ہوا سازگار آبشارون کی لطافت برف و باران کی کثرت دیکھنے کے قابل ہی زمین آبی اور للمی صحرا بیابان روح افزا
بنفشہ گلاب نرگس خود رو سے تختہ ساخزان مین بہار آشکار کثرت مین وحدت کا گرم بازار مکانات چوبی کی تعمیر چار چار
منزل سے زیادہ حیرت کے محل دیوار کی جگہ پر چھتو نین لالہ بوتے ہین نظارگیون کے ہوش کھوتے ہین زلزلے کی وہ
کثرت کہ کاخ عنصری مین سہ منزلۂ دماغ ہل اوٹھے اسی لغزش سے مکانات چوبی بناتے ہین خشت و سنگ پر جا کڑ ڈالتے ہین
البتہ پرانے وقتون کے مکانات سنگین خراب پڑے ہین ہر قسم کے پشمینے بنتے ہین خاصکر شال کہ ہفت اقلیم مین تحفہ
جاتی ہی اس مرز بوم مین شومی کے آثار یہان کے باشندے تبہ کار ہین تعجب یہ کہ باوجود انبوہ مردم اور قلت سرمایہ کے
چوری اور گداگری کم ہی شاہ آلو اور شاہتوت کثرت سے ہوتا ہی خربزہ — سیب شفتالو زرد آلو بہت عمدہ انگور اگرچہ بکثرت
مگر بمیزہ درختان توت پر پھیلتے ہین توت کا خرچ خورش کرم پیلہ کے واسطے رکھتے ہین اور تخم کلکٹ اور چھوٹی تبت
سے لاتے ہین — اکثر برنج اور شراب اور مچھلی کی خورش ہی ترکاریان خشک کر کے رکھ چھوڑتے رات کے پکائے چاول
صبح کو تناول کرتے ہین — باوجود کثرت کے عمدہ شالی نہین میسر آتا گندم سیاہ رنگ اور چھوٹا کم ہوتا ہی مونگ
نہین کھاتے چنا اور جو بالکل ناپدید پہاڑی بکری گوسفند کے مانند نہایت خوش مزہ اور ملائم ہوتی ہین اوسکا نام
ہندو ہی پشمینہ پوشش ایک سال کے بنی ہوئی چند برس تک استعمال رکھتے ہین ٹانگن زور اور پہاڑ کے چلنے والے
کثرت سے ہین ہاتھی اور اونٹ کا نشان نہین — گاو سیاہ رنگ بدشجی کا شیر و روغن عمدہ ہوتا ہی ہر قسم کے
پیشہ ور موجود بازار نشینی کی رسم نہین اکثر مکانو نمین خرید و فروخت رہتا ہی سانپ بچھو وغیرہ پہاڑ کے سوا بستی
مین نہین ایک پہاڑ مہادیو نام ہی جہانتک اوسکی نظر آئے سانپ ظاہر نہین ہوتا — کھٹمل مچھر مکھی پسو کے
جھنڈ جھنڈ نمودار ہین عقلیل کی کثرت سے کنجشک معدوم ہی اس کمان کو ایکزہ بناتے ہین اور مینوی مین چار
ہو کر تالابونمین شکاری جانورون کو مانند مرغابی وغیرہ کے ہوا سے کشتی مین لاتے ہین اور کبھی اپنے سرون کے

نیچے رکھہ لیتے ہین کبک وگوزن کا بھی شکار ہوتا ہی اور چیتے کو بھی صید کرتے ہین باربرداری کشتی یا آدمیون کے
پیٹھہ پر ہوتی ہی ملاح بڑھی نہایت گرم مزاج ہین برہمنون کی کثرت اگرچہ خاص زبان اس ملک کی دوسری طرز کی ہی
لیکن علم وعقل کی کتابین سنسکرت زبان مین دوسرے خط سے لکھی اور پڑھی جاتی ہین اکثر توز یعنی کسی
درخت کا پوست ہی لکھتے ہین اور نہایت پایدار ہوتا ہی سیاہی ایسی بناتے ہین کہ دھونے سے بھی نہ مٹے اگرچہ اگلے
زمانہ مین ہندی دانشمندی کا رواج تھا لیکن آج کل تمام زمانہ کی عقلین وہان پر مجموع ہین مانند حکمت اور نجوم وغیرہ
کے ہندیون کے مانند تقلید کرتے ہین اکثر سنی اور کسیقدر امامی اور نوربخشی — ایمان کے جھگڑے اکثر ہوتے ہین
تورانی اور ایرانی گانے والیان بکثرت لیکن ایک ہی آہنگ سے گاتے ہین ہر ایک کا ایسا نالہ ہی کہ جگر مین نشتر مارتا ہی
شایستہ کار اس سرزمین کا ایزدی نیایش ہی اور مخالف مذہب پر طعنہ نہین کرتے میوہ دار درخت لگاتے ہین
جس سے سرمایہ حاصل ہو گوشت نہین کھاتے نکاح نہین کرتے اسطرح کے لوگ قریب دو ہزار کے ہون گے —
اس ملک مین تولہ کے سولہ ماشہ اور ہر ماشہ کے چھہ سرخ جانتے سونے کی مہر سولہ دانق کی اور ہر دانق چھہ سرخ کا ہوتا ہی
دہلی کی مروج مہر سے چار سرخ زیادہ وزن ہین آب ساسنو چاندی کی قسم ہی نو ماشہ اور پنچہزار تانبہ چار حصہ دام کے
اوسکو کسیرہ کہتے ہین بارہ کالی اس سکری کا آدھا چار حصہ اوسکے چار کسیرہ کو سامنوا اور ڈیڑہ ساستر کو ٹنکہ
اور سو ساسنو کو ایک لاکھہ فرض کرتے ہین اور اکبری حساب سے ہزار دام ہوتے ہین — کل اس ولایت کو ہندی
حکیم معبد سمجھا ہی منجملہ اسکے پینتالیس مقام کو مہادیو سے اور چونسٹھہ کو بشن سے اور اونتیس ۲۹ کو برہما سے اور دو ۲۰ کو
درگا سے اور سات سو کو دیگر معبد سے منسوب کرتے ہین

سری نگر

دار الملک ہی چار کوس لمبا دریاے بھٹ اور ماز اور لچمہ کل اسکے درمیان سے روان ہی آخر کی ندی خشک
ہو جاتی ہی اور دوسری کسیقدر کم کہ ناو نہین چل سکتی مدت سے یہ شہر آباد اور ہزارون قسم کے صناعون کا
جاے قیام عمدہ شال بنی جاتی اور سقلابی پشم سے بناتے ہین نہایت ملائم پٹو وغیرہ طیار ہوتا ہی عمدہ تبت سے
اون آتی ہی میر سید علی ہمدانی چند روز اس شہر مین رہا ہی انکی خانقاہ یادگار ہی پورب رویہ ایک اونچا پہاڑ
کوہ سلیمان کے نام سے مشہور اور شہر سے ملے ہوے دو بڑے ڈبرے تمام سال پانی سے لبریز ہین تعجب یہ ہی کہ اوسکا
پانی مدتون تک گندہ نہو — قصبہ بریک کے پاس ایک لمبا درہ ہی اور اسمین حوض جسکا عرض اور طول سات گز کا
ہوگا قد آدم کے برابر بھرا اسے پرستشگاہ جانتے ہین — تماشا یہ کہ گیارہ مہینے نئے حیوانون کے جسم کیطرح پانی ڈھلا
رہتا ہی اردے بہشت ماہ الٰہی مین دو جگہ سے جوش کرتا ہی اول اوسکے ایک گوشہ مین مادن کی صورت پر
پہاڑ سندباری نام ہی جب یہ لبریز ہو دوسرے گوشہ سے ریزش ہو اوسکا نام سنہر بستی ہی — کہتے ہین کہ وہ

حوض انمین دونون دوچشمون سے لبریز ہو کبھی ایک پہر کبھی لحظہ بھر جوش رہتا ہی پس کمی شروع ہوتی ہی جتے کہ ایک قطرہ تک نرہے دن مین تین مرتبہ یہ آب نگی دکھلاتا ہی صبح دوپہر شام کو لہراتا ہی لوگ دونو چشمون کے نام پر طرح طرح کے پھول چھوڑتے ہین جب پانی فرو ہو پھول ہر ایک کے وہین جا قایم ہوا وسکے قریب ایک دوسرا چشمہ ہی چھہ مہینے بند رہے روز مقررہ کاشتکار لوگ وہان ہو جاکر پرستش کرتے اور گوسفند کو ذبح کرتے ہین تب پانی کا جوش ہوا ور کھیتیان سیراب ہوتے وہین پر چشمہ گوکرناگ ہی جسکا پانی نہایت سرد و رسبک اور ہاضم اگر گرسنہ استنبان کرے فوراً سیر ہوا ور سیری مین اشتہا ہوا ور کچھہ دور پر سات چشمہ راحت افزا ہین درمیان مین ایک بتخانہ ہے وہان کشمیری لوگ گرمی کے موسم مین اپنے چارو طرف آگ جلاکر بیٹھتے ہین اور اوسمین جل جانا دنیا و عقبی کی آبرو جانتے ہین اور ایک چشمہ سے پتھر نکلتے ہین اسکے اوس طرف ایک پہاڑ مین لوہے کی کھان ہی اوسمین پانچ موضع برارہ اسکے مضافات مین ہین اگلے زمانہ مین یہ بڑا شہر تھا اور بہت سے مندر معمور تھے زمین نہایت ہموار سبزہ دریا مین سے دونی بہار آب و ہوا کی جانفزائی فصل بہاری کی لخلخہ سائی کیا کیا لکھے موضع بن پور دہی کے مضافات مین دس بارہ بیگہ زمین زعفران زار ہی آخر ماہ فروردی اور کل اردے بہشت مین کاشتکار لوگ بذریعۂ ہل کے زمین نرم کرتے اور بذریعہ پھاوڑہ کے علحدہ علحدہ چمن بناکر تخم زعفران چھڑکاتے ہین ایک مہینے مین نسو ہوتا ہی آخر ماہ آلہی مین کامل ہو ایک بالشت سے زیادہ دراز نہین ہوتا جڑ سفید رنگ ایک انگل کی ہوتی ہی پھول ظاہر ہو آٹھہ پھول تک ہوتے ہین اور ہر ایک پھول مین چھہ پتیان سوسنی ہوتی ہین اور اکثرون کے درمیان مین چہ بار تین زرد تین سرخ نکلتے ہین زعفران اسی سرخ بار سے مراد ہی جب تک آخر ہون جڑ پر سیدھی آتی ہی اور ایک مرتبہ بونے سے چھہ سال تک تخم ریزی کی حاجت نہین ہوتی پھول کھلا کرتے ہین اول سال مین کم دوم مین دہ سے اور سوم مین کامل ہوتا ہی اور درخت بوڑھے ہوتے ہین بڑے طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ اوکھیڑ اوکھیڑ کر لگایا کرتے ہین تا کمی نہو اور موضع ریون مین ایک چشمہ اور حوض ہی اوسے معبد خیال کرتے ہین اور سمجھتے مین کہ تخم زعفران اسی چشمہ سے نکلتا ہی تخم ریزی کے شروع مین اوس چشمہ کی پرستش کرتے ہین مادہ گاو کا دودہ اوسمین چھوڑتے ہین اگر یہ اوس حوض مین تہ نشین ہوا اچھا شگون سمجھتے ہین ورنہ بالعکس موضع کھیر پور مین تین سو ساٹھہ چشمہ راحت افزا مین جنھین پرستش گاہ جانتے ہین اور اوسکے قریب مین لوگ اکثر آئی

مرادون

تبت کلان سے ملحق اس جگہ پر سیند و عمدہ بارکش ہوتا ہی اسکی قریب جبرکوٹ نامے پہاڑ ہی وہان سانپ کی کثرت ہی اوسکی بلندی پر کوئی نہین پہونچا ایک دوسرا پہاڑ ایسا ہی بلند اور سیرا ایک حوض ہی کوئی اوسکی راہ نہین پاتا بلکہ بعض اوقات نظر نہین آتا اور کبھی کبھی اوسکے رستے اور بھاری گلہائے مین بلور کی طرح جمادیو ملتے ہین اور کھٹار کی مضافات اچہ دل کے قریب ایک چشمہ ایک ہاتھہ اونچا جوش مارتا اوسکے گرد پتھر کے مندر ہین جب پانی کم ہو جمادیو کی صورت پیدا ہوتی ہی اور اسیکے پاس ایک بڑا پہاڑ ہی اکثر بار اسنگھار ہتے ہین اور ایک چشمہ کھاری پانی کا ہی

متن

پر تلنی بابا واایک بڑا اتیخانہ تھا اوسپر ایک چھوٹا حوض جسکو اکثر لوگ چاہ بابل خیال کرتے ہین آج کل بجز پہاڑ کے کوئی علامت نہین اوسکے آگے ایک چشمہ اور اوسپر حوض ہی مچھلیان بہت کوئی شخص بزرگ سمجھکر تکلیف نہین دیتا اسیکے پہلو مین ایک غار ہی جسکا عمق نامعلوم

کھاور مارہ

اس جگہ ایک چشمہ ہی حیرت افزا اسکے کسی موضع مین واقع کمر کوہ بابا زین العابدین ریشی کا خوابگاہ ہی کہتے ہین کہ اگلے زمانے مین اس پہاڑ پر پانی نہتھا جب بابا کا مقام ہوا پانی کی تراوش ہوئی بارہ برس اس خلوتکدہ مین رہے آخر کو پتھر سے دہانہ غار کا بند کرلیا پھر کسیکو خبر نہی

قصبہ دچھن پارہ

دامن کوہ مین تبت کلان سے ملا ہوا ہی وہی اگلا چشمہ مترشح ہی تبت کلان اور پرگنہ مذکور کے درمیان ایک غار ہی اسمین برف کی مورت امرناتھ جی کی ہی جسکو بزرگ معبد جانتے ہین — جب چاند تحت الشعاع سے طلوع ہو اوس غار مین حباب کے مانند بلبلا اوٹھتا ہی اور تار بخوار پندرہ روز تک چاند کیصورت پر ٹھہرتا بڑھتا ہی اوسی طرح گھٹتا اوچھلتا ہی بعدہ کاہش ہوتی ہی جب چاند کی بالکل صورت ناپدید ہو اسکا بھی اثر نہین رہتا اسی غار کے نزدیک امراوتی نام ندی ہی جسکی مٹی نہایت سفید بدن مین لگاتے ہین اس کوہستان کی برف کبھی کم نہین ہوتی اس سبب سے جاڑے کی کثرت اور راہ روی کی دقت ہوتی ہی

واگھساموں کے دیہات مین ایک چشمہ ہی جوش کھاتے تیرہ ہوجاتا اور خس و خاشاک نکالتا ہی اوسوقت اوس ملک مین برخلافی ہو — سنگ سلیمانی کے دو کھان ہین جسکے برتن بناتے ہین

پرگنہ بھاگ مین قسم قسم کی روئید گی ہی اس سے ملا ہوا ایک تالاب ہی جسکا ایک کنارہ شہر سے ملا ہوا اور اوس طرف مین بکثرت کشتکاری ہوتی ہی اکثر لوگ اوسے کاٹ کر اور طرف لیجاتے ہین — سلطان زین العابدین نے شہر سے پرگنہ تک اس تال کے سد پتھر سے بنوائی تھی تخمیناً ایک کوس طول — اسی کے قریب ایک چشمہ ہی مریضون کا جاے غسل صحت **موضع ٹھنڈ** سات چشمہ ملکر عمدہ طرب افزائی دکھلاتے ہین سنگین مکانات گذشتہ لوگون کے یادگار ہین

ایک ایسا چشمہ ہی کہ جاڑے مین گرم اور گرمی مین سرد رہتا ہی — موضع بازدال پور مین ایک جھیل ہی کوتل شاہکوٹ سے نکلی ہوئی اسکا نام شالہ مار ہی مچھلی کا شکار بکثرت اسمین موجود — دونون کنارون پر پنجرہ رکھدیتے ہین جب پانی نہین رہتا مچھلی صید ہوجاتی ہی

زالشیمہ بلاری جسکا نام سوزبسر ہی اہل ہند کی عبادتگاہ کا چشمہ ہی اسکے اطراف مین پتھر کے معابد ہین — **صکدیال** نام چشمہ تمام سال خشک رہتا ہی جب کہ آذر مہینے کی نوین تاریخ جمعہ کے روز ہو جوش کرتا اور صبح سے

شام تک لہراتا ہی تبرکاً اکثر عوام کا جماؤ ہوتا ہی — موضع دتیل مین ایک چشمہ مع حوض کے ہی حاجتمند لوگ اسمین اخروٹ چھوڑتے مین اگر تیر تا رہی فال حسب مدعا ہو ورنہ مایوس یہان پر درگا کا بتخانہ ہی جو شخص اپنے حال اور دشمن کی کیفیت سے اطلاع کا خواستگار ہو وہ چاول پکاکر دو رکونڈے بھرے اور مُنہ بند کر کے وہان رکھدے — دوسرے روز عجز اور انکسار کرتے ہوئے اونھین کھولے جسکی طرف عمدگی ہوتی ہی اوسکے نام کا کونڈا گل و زعفران سے بسا ہوا ہوگا اور سرزنش کے لیے دشمن کا کونڈہ خس و خاشاک سے لبریز ہو — دوسرا عجب حال یہ ہی کہ جس مقدمہ مین راستی کی تحقیقات دشوار ہو دونو فریق دو مرغ اس معبد مین بھیجتے ہین اور اونھین زہر کھلاکر رڈالتے ہین وہ دونو فریق انکو نوش کرین جو زندہ بچے وہ سچا ہو دروغگو جہنم کی راہ لے

	دیرہ	

سرچشمہ دریاے بھٹ کی سرزمین پر ایک جریب کا حوض ہی تعجب انگیز آواز سے شور کرتا ہی اسکی گہرائی معلوم نہین نام اسکا دیرناک ہی پتھر کی چاروطرف دیوارین ہین اور پورب رویہ بتخانے —

موضع قلیسر اس مقام مین نون سندہ نام چشمہ ہی موسم بہار چاندنی مین جوش کرتا گھڑی گھڑی مین بھرتا ہی

بالو مین بہلو نام حوض ہی بیس گز کا ایک شگاف ہی جسکے اندر سے پانی امڈتا ہی گرد سبزہ زار درختان سایہ دار — جو کوئی اپنے حال کی نیکی اور بدی یا سال کی مآل کی کیفیت دریافت کرنا چاہے ایک رکابی چاولون سے بھرکر اوسکے کنارے پر اپنا نام لکھکر چشمہ کے اندر ڈالے تھوڑے دنون کے بعد خود بخود وہ نکلتی ہی اوسوقت اوسے کھولے اگر چاولون مین خوشبو ہو خجستگی ہوگی اگر کیچڑ مٹی ہی وہ سال منحوس ہو —

پہاڑ کے دہانہ سے ایک ندی بکرومتی نام نکلتی ہی وہین پر ایک دوسو گز کی بلندی سے پانی گرتا ہی ہندی تپشیری لوگ اوس ٹیلے سے اپنے تئین گرا کر بلندنامی حاصل کرتے ہین کہتے ہین کہ اسطرح کی جانفشانی سے مدعاے دلی حاصل ہو — کوٹھار مین ایک ایسا چشمہ ہی کہ گیارہ برس خشک رہتا ہی جب برسیت سنگھہ مین آئے پنجشنبہ کے روز جوش کرے باقی سات روز خشک رہکر دوسرے پنجشنبہ کو پھر لبالب ہو سال بھر تک ایسی ہی حرکت رہتی ہی —

موضع مہلہامہ مین درختون کا ہجوم ہی عقار کی نشستگاہ کلگی یہان ملتی ہی — انہین جانورون کی خورش ہی — موضع شکورہ کے قریب پہاڑ پر چشمہ سار خدارسیدون کا زیارت گاہ ہی اس کوہ پر برف کبھی نہین برستی — واقع ناکامر ایک چشمہ ہی نیلہ ناگ نام جسکا حوض چالیس بیگہ کا ہی پانی نہایت صاف کبود رنگ اسے معبد سمجھتے ہین گرد اسکے ہمنے کے درخت جلانے اور اسے شگون سمجھتے ہین — اخروٹ کے چار ٹکڑے کر کے چھوڑتے ہین اگر طاق اوپر رہے نیک ہی ورنہ بد اسطرح دودھ اگر نیچے بیٹھ جاوے برا ہی — اگلے زمانہ مین اسی حوض سے ایک کتاب برامد ہوئی جسکا نام نیل متہ ہی کشمیر اور معابد کے خواص اور کیفیت ہر ایک کی اوسمین مندرج ہی — کہتے ہین کہ اس دریا کے نیچے شہر معمور ہی — بدوشاہ کے عہد مین کوئی برہمن وہان جاتا اور دو تین روز کے بعد واپس آتا اور

تحفجات لاتا اور عوام کو دیتا تھا ــــ

موضع پاروا مین ایسا چشمہ ہی کہ اگر اتوار کے دن اشنان کرین کوڑھی تندرست ہوجائے ــ اسی کے قریب چراگاہ ہی جسکی گھاس جانور کو فربہ کرتی ہی انچھہ کے پرگنہ مین واقع موضع ہل تھل ایکدرخت لرزان ہی جسکی اگر ایک ڈالی بھی ہلادیو سارا درخت ہلنے لگے لار ہبت کلان سے ملحق پہاڑ ہی نہایت اونچا جسپر چڑھنا آسان نہین اسکے دامن مین دو چشمے ہین ایک بجدے سرد اور دوسرا گرم انہین پرستش کدہ جانتے اور استخوانی کالبد کو یہان جلاتے ہین ــ پہاڑ کر درمیان مین ایک تالاب ہی بڑی بڑی ہڈیان اور مردون کی راکھہ وہان پر چھوڑتے ہین اگر اس چشمہ مین کسی جانور کا گوشت گرے فوراً برف وباران شروع ہو اور نیز ایک ندی ہی نہایت خوشگوار جسکا نام سندہ ہی تبت سے نکلی ہوئی پانی اسقدر صاف کہ مچھلی دکھلائی دے اور لوہے کی سیخون سے شکار کرلین ــــ

دریاے بہٹ کے کنارے موضع شہاب الدین پورہ ہی نہایت عمدہ مقام چنار کے درخت عمدہ لگے ہین وہ دریا اسجگہ دریاے بہٹ مین ملتا ہی ٹپلہ مولہ مین ایک قطعۂ زمین ہی قریب سو بیگہ کے برشکال مین کسیقدر سیلانی ہوتی اور خشکی مین کسیقدر تری رہجاتی ہی اکثر لوگ تخمیناً گز گز بھر کی لکڑیان اوسی تری مین گاڑتے ہین جب سوراخ ہوجائے ہاتھہ ڈالکر مچھلیان نکالتے ہین اکثر تو چھوٹی مچھلیان نکلتی ہین اور بعض بعض دو دو سیر کی بھی ــــ

موضع شیب تو زمین ایسا عمیق حوض ہی جسکی گہرائی کا پتا نہین اسکی پرستش ہوتی ہی قریب اسکے بھومیسر نام مہادیو سے منسوب ہی جو شخص پرستش کو جاتا ہی اوسکے کان مین آلات پرستش کی آواز آتی ہی مگر نہ معلوم کہان سے سرزد ہوتی ہی اور کموہ ہالو مین جو تبت خرد سے ملا ہی بڑا تالاب اولیسر نام ہی ۲۸ کوس کا گھیرا ہوا دریاے بہٹ اوسمین گرتا ہی اوسکے درمیان مین سلطان زین العابدین کا نشیمن ہی جسکا نام زین لنگ مشہور ہی ــ کہتے ہین کہ بیتھر اور درختون کے ڈالون سے ناوین بھر کر اوسی پانی مین ڈبوتے ہین اور تین چار مہینے کے بعد جب رسی کھینچکر نکالین مچھلیان کثرت سے شکار ہون مرغابیون کا بھی عمدہ شکار ہوتا ہی ــ موضع اچسن مین گوزن کی کثرت ہی اور جہانگیر کے قریب خربزہ درخت پر ہو اور درختون کے ساتھہ خربزہ بھی ہوا کے زور سے ہلتے ہین ــ موضع پر پیور مین بھی زعفران ہوتا ہی یہان پر ایک بڑا بتخانہ تھا سلطان زین العابدین کے باپ سکندر نے ویران کیا اوسمین ایک تانبے کی تختی برآمد ہوئی تھی ہندی مین لکھا ہی کہ گیارہ سو برس کے بعد سکندر نامے اسکو گرا کر وبال حاصل کرے ــ پرگنہ گھراج مین قوم چکان کی بستی راہ کالو نامے ہی وہان ایک چشمہ خرباک نام نہایت گوارا جسکے درمیان مین ایک سنگین سکان ہی یہان پر بھاری مچھلیان ہوتی ہین جو کوئی تکلیف دے وہ بقصد یعہ سے تنبیہ ہوتا ہی کرگانوہ کے قریب سوم نام درہ ہی وہان پر دس جریب ایسی زمین ہی کہ جب مشتری برج اسد مین آئے ایک مہینہ تک وہ گرمی ہو کہ درخت تک سوخت ہو دیگ مین غلہ رکھکر زمین پر رکھتے اور پک جاتے ہین وہین پر ایک چھوٹا سا قصبہ آبادی جسکا

انکیدرہ کا شعر مین پیوستہ ہوتا اور پورب رخ پکلی سے ملحق ہوتا ہی وہان پر سونا ملے اس طریق سے کہ بکرے کا پوستین پشم دار گذر آب مین پتھر و نسے دبا کر بچھا دیتے ہین اور دو تین روز کے بعد دھوپ مین سکھلاتے او سوقت سونا پاتے ہین اور جو دورہ راہ کہ ولایت واردی سے براہ دریا آئی ہی وہان بھی کسیقدر سونا حاصل ہو اوسکے کنارے ایک سنگین مندر ہی جسکو سارد ا کہتے ہین درگا سے منسوب بڑا متبرک جانتے ہین اشٹمین سو کل پکچھ کی ہنرنہ کو جنبش ہوتی ہی کل مرزمین غلہ کا حصہ اور زمین کی ضبطی اور داد ستد کی راہ رسم نہین کل اطراف سے قاضی علی نے چند برس وہان کا نرخ دریافت کر کے فراہم کیا بعد ازان اوسیکے موافق عہد اکبر مین درستی ہوئی اسطرح پر جمع سات کرور چھیالیس لاکھ ستر ہزار چار سو گیارہ دام اوا و کھد سے لیکر ابھمن تک پندرہ سولہ نفر ایکہزار دو سو چھیاسٹھ برس ۱۲۶۶ راجہ رہے بعد ازان من ابتدا راج کھنڈ اغایت جد شتر بائیس نفر پندرہ سوا نتیس برس ۱۵۲۹ فرمان روا رہے اسکے بعد پرماوت سے اودیراج تک چھہ آدمی ایکسو بانوے برس حکومت کرتے رہے پھر پیکر سے بالادت تک دس راجہ پانسو بانوے برس دس مہینے حکمران رہے پھر پرتادت سے انبلانند تک بارہ نفر دو سو ستاون برس پانچ مہینے بیس روز اور اونت سے اونت تک سترہ ذیحیات نے نواسی برس ایک مہینے سات روز اور جس کر دیو سے دیورانی تک نو نفر نے چونسٹھ برس تین مہینے چودہ روز اور سنکرام سے کونا رانی تک ستائیس نفر نے نو سے اکاون برس چھہ مہینے سترہ دن حکومت کی اس رانی کی حکمرانی سے سلطنت ہنود کی نشانی کشمیر سے فانی ہوئی مسلمانی شکوہ جہانبانی کی نون پانی ہوئی — سلطان شمس الدین سلطان جمشید سلطان علاء الدین سلطان شہاب الدین سلطان قطب الدین سلطان سکندر علیشاہ اوسکا لڑکا سلطان زین العابدین سلطان حیدر شاہ سلطان حسن خان سلطان محمد شاہ اوسکا لڑکا فتح شاہ سلطان محمد شاہ دوسرے مرتبہ سلطان فتح شاہ سلطان ایرا سلطان باربک شاہ اسمعیل شاہ میرزا حیدر غازیخان حسن چک علی چک یوسف شاہ سید مبارک لو مہ چک یعقوب شاہ یہ بچیس نفر دو سو بیاسی برس پانچ مہینے ایکدن کامران رہے جب اول مرتبہ رایات اکبری نے اس سرزمین پر گردن کشی کی راج ترنگنی نام ایک کتاب ہندی حضور مین لائے جسمین چار ہزار برس سے کسیقدر زیادہ کا حال مسند نشینی کا لکھا ہی — اس ملک مین رسم تھی کہ ملکران لوگ چند کمینون کو تاریخ نویسی پر مقرر کرتے تھے اس بادشاہ آگاہ دل نے زباندان ہشیار مغز اوسکے ترجمہ کو مقرر فرمائے کہ تھوڑے عرصہ مین شاہد مقصود نے منصۂ شہود پر جلوہ افروزی کی — کہتے ہین کہ اس پہاڑ کے چارو طرف پانی نے گھیر لیا تھا اور اسے ستی سر کہتے تھے ستی مہادیو کی بی بی کا نام ہی اور سر حوض کو کہتے ہین — معتقد ہین کہ ہر روز بر ہما چودہ منونتر کا بانی حکومت اکبری کے چالیسوین برس ساتوین منونتر سے جو آغاز کشمیر کا عہد ہی ستائیس مرتبہ چار دورہ مذکور ہوئے تیسرے دور سے ۲۸ اور چوتھے سے چار ہزار سات سو ایک برس منتہی ہوئے غرض جسطرح سے کہ لکھا ہی اس کتاب کے لکھنے تک دورۂ چہارم سے چار ہزار آٹھہ سو پینسٹھہ برس ۶۵ گذرے جسوقت کسیقدر

پانی سے برآمد ہوا اول گشنب بیشتری نے یہان پر برہمنون کو بسایا جب کثرت سے آبادی کی صورت ہوئی اکثر فرمان روایون کو لالچ نے گھیرا اوسوقت کارآگاہون نے ایک شخص کو مشورہ کر کے سردار بنایا اوسوقت سے راج کا سلسلہ قائم ہوا ہوتے ہوتے راجہ اوکصد کی نوبت ہوئی جو کہ جراسند راجہ بہادر کی لڑائی مین جو مقام متھرا کشن سے ہوئی تھی بلبھدر کے ہاتھ سے مارا گیا تھوڑے خویش کشن کے بزم عروسی کی ہوس مین قندھار کو سدھارے اوسوقت دامودر نے باپ کے انتقام پر لشکر کھینچا اور دریاے سندھ کے کنارے خوب زور شور دکھلا کر دریاے عدم کے کنارے لگا اوسکی عورت حاملہ تھی نجومیون نے تولد فرزند کی بشارت دی کشن نے اوس سرزمین کی مرزبانی اوسیکے نام عطا فرمائی بعدہ پینتیس[۳۵] آدمی فرمان روا رہے کہتے ہین کامراج اسقدر آباد تھا کہ جس مین چار کرور مکان معمور تھے ابتک علامات پدیدار ہین راست دروغ برگردن راوی — جب سررشتہ فرماندہی راجہ جنک کے چچازاد اسوک کے ہاتھ لگا اسنے برہمنون کا مذہب مختل کر کے آئین جین کی اختیار کیے اسکا بیٹا راجہ جلوک نہایت عادل ہوا دریاے شور کے کنارے تک اسکا ڈنکا بجا بیٹھتے وقت فتوح سے دانشمندون کو لایا اور سات نفر کو منتخب کر کے ایک ایک رتبہ بخشا ایک کو دادگری دوسرے کو دیوان تیسرے کو خزانچی چوتھے کو افسر فوج پانچوین کو منشی چھٹے کو میر سامان ساتوین کو ملکی حال کی اطلاع دہی پر مقرر فرمایا — کہتے ہین کیمیاگری جانتا ایک بڑا سانپ اسکا تابع تھا جب چاہتا اوسپر سوار ہو کر دریا کے اندر جاتا کبھی جوان کبھی بڈھا بنکر نکلتا اسطرح اکثر شعبدا اسکے منقول ہین — اسکے وقت مین بودہ مذہب کو رواج ہوا اس شخص کو بعض لوگ اسوگ کی نسل مین جانتے ہین اور اکثر برخلاف ہین — یہ شخص کسی تپیشری کے سراپ سے سانپ کے قالب مین آیا راجہ کے وقت مین بھی برہمن لوگ قوم بودہ پر چیرہ دستی کرتے تھے انکے پرستش کدے تودۂ خاک ہوگئے راجہ مہرکل نہایت بیدرد ظالم تھا نیرنگی تقدیر سے اکثر اطراف عالم فتح کیے جسوقت ہستی ذفر کو لوٹا ایک ہاتھی پھسلکر لوٹ گیا راجہ کو یہ ادا اچھی بھائی فوراً ایکسو ہاتھی ڈھکیلوا کر نیست نابود کر دیے اوسوقت سے اس مقام کا نام ہستی دھر ہوا — اسکے عہد مین گذر آب پر ایک پتھر سد راہ ہوا جسقدر سنگ تراش دن مین تراشتے رات کو برابر ہو جاتا کارپرداز تھک گئے اوسوقت آواز آئی کہ اگر کوئی پارسا عورت اس پتھر پر ہاتھ پہونچاے فوراً ہٹ جاے پس اوس سنگدل راجہ نے اکثر عورات کو بلایا ہر ایک نے سر دست ہاتھ بڑھایا قوت تو پہنچے جھاڑ کر پیچھے پڑی تھی کسیکی تقدیر نے دستگیری نکی کہ وہ لخت کوہ سرکا نے راجہ اس واقعہ سے سخت برہم ہوا عقل پر پتھر پڑے کہ عورتون کو زنا کی تہمت اور بچون کو حرامکاری کے حیلہ اور مردون کو رداداری کے بہانہ سے قتل کیا کہتے ہین کہ تین کرور ذیحیات جان سے مارے گئے ایک کمھار کی عورت نے اوس سل کو ہٹایا آخرالامر راجہ ایک ایسے مرض جانکاہ مین گھلنے لگا کہ صورت افسانہ کی نظر نہ آئی لاچار اپنے تئین زندہ آگ مین جلا دیا

راجہ گوپادت نہایت آگاہ دل اور دادگر تھا اسکے قلمرو مین ذبح ذیحیات نہین ہوتا تھا کوہ سلیمان کا مندر جو آج تک پدیدار ہی اوسکے وزیر کا معمور کرایا ہی راجہ جدہشٹر چندروز تک فرماندہی کے اوائل مین دادگری کرتا رہا تھوڑے دنون مین طبیعت کا رنگ بدلا ہندوستان اور تبت کے راجون نے اسکے ملک کا عزم کیا آخر سرداران کشمیر نے اوسکو محبس دکھلایا راجہ کے عہد مین پانچ روز تک نہایت سختی سے برف گری کشتکاری ڈوب گیی قحط نے پیر نکالے راجہ کا ایک وزیر تھا چندر نام دانشمند اخلاص نہاد — بدسرشتون نے رشک کھایا بداندیشی سے سر اوٹھایا سخن چینی کرنے لگے ادھر اودھر کی باتین بنانے لگے راجہ کو بھی اگلا عہد و قرار بھولا اوس نیکمرد کو مرتبہ سے گرایا چون کہ یہ شخص تقدیر کا پابند تھا نے اندیشۂ غم رہنے لگا اسپر بھی حاسدون کو چین نہ آئی دونی آگ بھڑکائی راجہ سے کہا کہ اسے کوئی اور خیال ہی راجہ اس خبر سے سراپا نادان ہوا ایسے سردار کو سر دار پر کھینچا مدت کے بعد اوسطرف گذر ہوا اوسکی استخوان پیشانی پر لکھا پایا کہ اول قید ہو بعدہ جان سے جاے پھر قالب پایے سلطنت ہاتھ آے راجہ اس سرنوشت سے متعجب ہوا اوسے اوٹھا کر کسی گوشہ مین رکھا آخر کسی رات کو روحانی پیکرون نے آکر اوسی قالب مین جان ڈالی اور تخت خلافت پر رونق بخش ہوا کار آگہی سے اپنے تئین کشیدہ رکھتا تھا سنگروردھن نے بلند نامی حاصل کی ہندوستان کو دریاے شور کے کنارے تک خس و خاشاک فتنہ و فساد سے پاک کیا جب راجہ ہرن کا پیمانۂ زیست لبریز ہوا کوئی لڑکا نتھا اس سبب سے کشمیری سردارون نے راجہ بکرماجیت کی طرف رجوع کیا — راجہ ماترگپت کشمیری برہمن تھا راجہ بکرماجیت نے اوسے مول لیا تھا اور وہ کار دنیوی مین مصروف رہتا بروقت رخصت کسیقدر خرچ دیکر مع فرمان سربمہر روانۂ کشمیر کیا وہ دل شکستہ روانہ ہو کر جب کشمیر آیا لوگون نے خط پڑھا لکھا تھا کہ نامہ بر نے بڑی خدمتگذاری کی اور فراخور عزت سے محروم رہا لہذا بمجرد ورود فرمان ہذا وہان کی فرمانروائی اسکے حوالہ کرو بموجب حکم بیان تعمیل کی گئی راجہ پرورسین نے پنڈدت کی طرف غربت اختیار کی گوشہ گزینی کرتا تھا کسی خدارس نے مژدۂ سلطنت سنایا اس خوشخبری سے نگرکوٹ آکر فتح کیا چون کہ راجہ بکرماجیت نے نقد جان متقاضی اجل کو واپس دیا تھا ماترگپت نے بھی ترک سلطنت کرکے بنارس مین گوشۂ قناعت اختیار کیا سری نگر جو آج وہان کا دارالملک ہی اسی کا نشانہ ہوا ہی اوسوقت مین چھتیس لاکھ مکانات اوسمین آباد تھے راجہ پرورسین بلند ہمتی سے گیارہ برس کا محصول سری نگر کے بابت ماترگپت کو پاس بنارس بھیجتا رہا اور اوسنے اپنی استغناے ذاتی سے اوس روپیہ کو لٹا دیا — راجہ رامادت نے اپنی عدل کیشی سے اکثر اطراف عالم مین سکہ چلایا اور کشوار کی نواح دریاے چناب مین کسی غار کے اندر جا کر ناپدید ہوا — راجہ بالادت ہندوستان پر چیرہ دست ہو کر دریاے شور تک حکمران ہوا راجہ چندرانند کے عہد مین ایک برہمنی دادخواہ ہوئی کہ میرے شوہر کو مار ڈالا اور قاتل کا پتا نہین راجہ نے حکم دیا کہ کسی پر دعوی ہی عورت نے جواب دیا کہ میرا شوہر

نیک خو فرخندہ اطوار تھا کسی سے عداوت نتھی جسکی طرف گمان ہو لیکن ایک پر اشارہ ہوا جب وہ حاضر آیا اوسنے
اپنی بیگناہی کے واسطے آگ اور پانی کی سوگند کرنے کو طیار ہوا مگر مدعی نے بدین تصور نہ قبول کیا کہ ایسا نہو جادو کے
زور سے فریب کرے راجہ نے اس تفتیش اور تنقیح مین کھانا پینا چھوڑا کسی دانشمند نے یہ افسون بنایا کہ خود بیٹھ
مین دم کرکے پھیلاوے جسکا گمان ہوا ہے اوسپر چلا وین بروقت گذرنے کے جسکے دو کف پا کے نقش نمودار ہون
وہی مجرم ہے الغرض اس نقشے سے نقش عمل درست ہوا چون کہ برہمن کا نقش حیات لوحۂ ہستی سے مٹانا جایز
نہین لاجرم بیکرنے سر لوہے کا بنا کر قاتل کی پیشانی کو اوس سے نشانہ کیا۔ راجہ للتادت نے نیروے
ایزدی سے اچھا شکوہ حاصل کیا ایران و توران و ہندوستان و خطا وغیرہ فتح کرلیا دادگری مین یکتا تھا شمالی
کوہ سے گذرا۔ کہتے ہین کسیکے سراپ سے پتھر ہوگیا اور بعض کچھ اور۔ راجہ جیانند نے بزرگی حاصل کی
اکثر اقلیم فتح کیئے واقع بنارس ننانوے ہزار نوسو ننانوے ۹۹۹۹۹ گھوڑے خیرات کیے اسی طرح اور بھی خواہشین
اہل سوال کی عطا فرمائین سالخوردون سے دریافت کیا کہ آیا راجہ للتادت کا لشکر مرا تھا یا مرا۔ جواب دیا کہ ہیر
لشکر مین آتشی ہزار سکھپال ہے اور اوس معرکہ مین ایک لاکھ چھبیس ہزار تھا۔ پس اس حساب سے اندازۂ جاہ و
حشم تصور کرنا چاہیے۔ جب راجہ دور نکل گیا اسکے سالے جیج نامے نے کشمیر مین خودسری شروع کی امراے
راجہ نے بھی عیال و اطفال کے پیوند سے بیوفائی کی راجہ تنہا بنگالہ کو سدھارا اور وہان کے شاہ سے اپنی بنگاہ فتح کی
جیج نے عین معرکہ مین جان دی راجہ للتانند نے کمینون کی پرورش شروع کی مسخرون کی قدر و منزلت شروع ہوئی
عقلمندون نے کنارہ پکڑا وزیر جب کوئی تدبیر نکرسکا اپنا ساتھ لیکر گوشہ گیر ہو راجہ سنکرور نے گجرات اور سندھ تک قبضہ
کرلیا دکھن پر مصروف ہوکر اوسیکے مرزبان کو برقرار رکھا اگرچہ ابتدای سلطنت مین نیکراہی مین قدم زن رہا لیکن
نشۂ دولت نے بیہوش کردیا آخر کو مخمور غرور ہوکر شیفتہ ہوگیا عہد راجہ مین جس گردیو برہمن کی سو اشرفی گم ہوگئی
برہمن نے غصہ مین آکر خودکشی کا عزم کیا چور نے اس راز سے ماہر ہوکر ظاہر کیا کہ اگر تیرا مال پیدا کردون کسقدر
تو لیگا برہمن نے جواب دیا جسقدر تیری مرضی ہو چور نے اشرفیان لا دکھلائین برہمن نے دربار مین آکر داد خواہی
کی حقیقت حال عرض کیا راجہ نے اوس چور کو طلب کرکے حکم دیا کہ نوے اشرفی دیوے مقصود اس کلام سے یہ ہے
کہ جسقدر تیری خواہش ہو حصہ اوسکا ہے سہدیو شاہ کے عہد مین میرزا مے احمدی مذہب جو اپنے تئین
ارجن پانڈو کے نژاد مین کہتا تھا نوکر ہوا اسیوقت مین مرزبانی قندھار کی بخشی دولچو نام نے دستبردی کی غارتگری
کرنے لگا راجہ پہاڑون کی کھوہ مین پناہ لیگیا اور رعایا سے بزور زر حاصل کیا اور اوس روپیہ کو اوسسے دیکر حیلہ و فریب
کیجا ڑے کے ڈر سے مراجعت کی اکثر برف کے تلے دبکر ٹھنڈے ٹھنڈے عدم کو سدھارے۔ اوسی زمانہ
مین رنچن دیو مرزبان تبت کے صاحبزادے نے لوٹ شروع کی جب راجہ کے ایام حیات پورے ہوئے رنچن دیو نے

سرزمین پر اپنا سکہ بٹھایا داد و دہش سے ناموری حاصل کی شاہ میر مذکور کو اپنا وزیر بنایا اوسکی ہمنشینی سے بیمذہب ہوگیا جب راجہ تختۂ تابوت پر رونق بخش ہوا شاہمیر نے پانون نکالے راجہ کی بی بی کو مکر و فریب سے اپنے نکاح مین لایا۔ ۷۴۲ھ ہجری مین اپنے نام کا خطبہ و سکہ مروج کیا اور شمس الدین لقب مقرر کیا کشمیر کے آنے سے پیشتر یہ بات عالم مین علم تھی کہ کشمیر کی سلطنت اسکے نام ہوگی جب اس عالم سے رحلت ہوئی۔ سلطان علاء الدین نے حکم دیا کہ ناپارسا عورت شوہر کی میراث نہین پا سکتی۔ سلطان شہاب الدین نے چیرہ دستی کرکے تبت اور نگرکوٹ وغیرہ شہر فتح کیئے سلطان قطب الدین کے عہد مین میر سید علی ہمدانی کشمیر کو آیا سلطان نے باعزت ملاقات کی۔ سلطان سکندر متعصب تقلید دوست تھا اکثر عمدہ بتخانے گرادیے اور مخالفون کو نہایت پریشانی ہوچائی صاحبقران کے عہد مین جب ہندوستان کی کشایش ہوئی تھی دو زنجیر فیل اوسکو بھیجے اوسنے ملازمت کا حوصلہ کیا شاہراہ آگہی مین قدم رکھا محفل ہمایون مین ذکر ہوا کہ مرزبان کشمیر تیس ۳۰ ہزار گھوڑے پیشکش کو لاویگا آخر کو پوزش خواہ ہوا علی شاہ نے زین العابدین کو اپنی جگہ پر بٹھلا کر حجاز کی راہ لی ہرزہ گویون کی ہمزبانی سے پھر کشمیر کو متوجہ ہوا اور مرزبان جمو کی مدد سے اوس ملک پر دسترسی پائی زین العابدین پنجاب آیا اور جسرت کھوکھر سے موافقت پیدا کی علیشاہ نے لشکر بیشمار فراہم کرکے پنجاب کی راہ لی سخت معرکہ ہوا آخر کو غبار ہزیمت آئینۂ حال پر چھا گیا زین العابدین نے کشمیر کی حکومت پائی جسرتھ کشمیر سے مرخص ہوکر دہلی کو عازم ہوا یہان بہلول لودی سے شکست پاکر کشمیر آیا اور زین العابدین کی مدد سے پنجاب پر دست بردی کی سلطان تبت اور سندھ پر متصرف ہوا یہ شخص دانشمند آگاہ دل تھا اسکے مزاج مین صلح کل بکثرت تھی اکثر اوسکو بندگان خداشناس سے جانتے اور اوسکے خلع بدن وغیرہ خوارق کے قائل تھے اکثر کہا کرتا تھا کہ قوم چکان کے عہد مین کشمیر حکومت ہندوستان کی بادشاہ کے قبضہ مین چلی جاویگی آخر چند سال کے بعد ایسا ہی ہوا افزونی رحم اور رعایا پروری کی رعایت سے گاؤکشی موقوف کی جرمانہ اور ٹکس وغیرہ کی رسم موقوف فرمائی طول جریب کسیقدر زیادہ کیا خرچ خود بدولت کا تانبے کی کھان سے تھا اکثر انصاف اپنے ہاتھ سے کرتا مشکلات کو حل فرماتا چورون کو پا بزنجیر کار عمارت مین بھیجتا اور قصابان دہلی سے مردم کو بازرکھتا گوشت نکھاتا عربی فارسی کشمیری ہندی کے کتب کو ترجمہ کیا اسکے عہد مین ایران و توران کے سازندے کشمیر مین آئے منجملہ اونکے میان ملا مو عودی شاگرد خواجہ عبد الغفار خراسان سے آیا اور ملا جمیل کو جو اس فن مین نے ہمتا تھا سلطان ابو سعید مرزا نے مع تازی گھوڑون اور بختی اونٹون کے خراسان سے بطور تحفہ کے بھیجا تھا۔ سلطان بہلول لودی حاکم دہلی اور سلطان محمود گجراتی نے اوس سے اتحاد پیدا کیا اور سلطان حسن لشکر کا جماو کرکے پنجاب آیا تاتار خان سے آویزش ہوئی لوٹ مار سے اوس ملک کی خرابی ہوئی۔ فتح شاہ کے

عہد مین میر شمس الدین جو شاہ قاسم انوار کے مریدون مین تھا عراق سے وارد ہوا نور بخشی نے تجلی پائی اوسکے بعد سنی شیعہ کی کچی سنی شروع ہوئی — محمد شاہ کے ایام مین تیسری مرتبہ ملک سے سلطان سکندر کے فیروزی ہوئی بابر بادشاہ نے ہندوستان فتح کیا — سلطان ابراہیم ابدال ماگری کے عہد مین بابر بادشاہ نے سنا کہ خفیف سے تردد مین کشمیر ہاتھہ آجائیگا — شیخ محمد و علی بیگ و محمد خان و محمود خان کو اوس ملک کیطرف روانہ کیا اونھون نے چیرہ دستی کی لیکن وہان کے حاکم نے فریب دیا عمل نکر سکے پیشکش لیکر واپس آئے سلطنت نازک شاہ کے نام پر مقرر ہوئی — جو تھی مرتبہ محمد شاہ جنت آرامگاہ سریر آرا تھا جسوقت کامران مرزا لاہور مین تھا پیشتر جو لوگ گئے تھے اونھون نے دل نشین کیا کہ کشمیر تھوڑی سی محنت مین ہاتھہ آئیگا اوسنے میرزا محرم کوکہ کو اوس گروہ کے ہمرکاب کر دیا انھون نے کشمیر فتح کیا خوب پیشکش حاصل کی کثرت ستم سے رعایا نے تاؤ کھایا چغتائیون نے جان بچا کر معاودت کی — سنہ ۹۳۰ ہجری مین بموجب حکم سلطان سعید خان کاشغری کے اوسکا لڑکا سکندر خان اور مرزا حیدر دس ہزار جوانان جرار لیکر تبت ہوتے ہوئے کشمیر مین آئے اور بیشمار لوٹ پاکر بعد صلح واپس ہوئے سنہ ۹۴۸ ہجری مین مرزا حیدر حسب الایمای ہمایون بادشاہ کے چند زمیندار کی رہنمائی سے کشمیر آیا کسیقدر تبت کلان کو فتح کیا — کاجی چک ہندوستان آیا اور شیر خان سے کمک پائی مرزا حیدر سے آویزش کی مگر حصہ مین شکست آئی — مرزا نے کشمیریون کو سختی اور ملایمی سے جیسے موقع ملا موافق کر لیا جیسا کہ کشمیری اوس روز نازک شاہ کا خطبہ پڑھتے ہین — مرزا حیدر نے ہمایون بادشاہ کے نام پر سکہ او رمہر کو زینت بخشی اوسوقت سے یہ ملک بابری قبضے مین رہا تاآنکہ احمد شاہ ابدالی نے لیا اور اب اوسکے قبضے سے نکلکر کشمیریون کے زیر اطاعت ہی کشمیری بطور خود حاکم ہین احوال اونکا مفصل معلوم نہین —

سرکار پکلی

۳۵ کوس لنبا ۲۵ کوس چوڑا ہی خاور رویہ کشمیر شمالی کتنور جنوبی بنکا ولوس کہکر پچھم اٹک بنارس امیر تیمور صاحبقران نے چند شخص وہان پر محافظ مقرر کیے تھے برف کثرت سے برستی ہی کبھی بہ نسبت موسم گرمی کے جاڑا زیادہ ہوتا ہی زمین اکثر ہندوستانی طور کی ہین دریا سے سیرابی ہوتی ہی کش گنگ — سندہ بہٹ زمین اور دریا کشمیر اور ہندوستان اور زابلستان مین نونوہین اکثر چیا اور جو ہوتا ہی — زردآلو — اور چارمغز خودرو ہی اور میوہ کشمش اور ریشم نہین ہوتا جانور شکاری اور اونٹ اور بیل اور بھینس اور میانہ بز اور ریچھہ وغیرہ بکثرت یہان کے مرزبان کشمیر کے نیازمند تھے اوسمین تین ولایت ہین بنیر سواد — بجور اول سولہ کوس لنبا اور بارہ کوس چوڑا ہی اسکے پورب پکلی اوتر کتنور اور کاشغر دکھن اٹک بنارس پچھم سواد ہندوستان ہی دو راہ ہین کریوہ سرخابی — کوتل ہندو — اگرچہ دونو سخت گذار ہین لیکن پہلی راہ نہایت

دشوار

دشوار — دوسرا ولایت چالیس کوس دراز اور پانچ سے پندرہ تک چوڑا پورب رویہ نیرا وتر کنورا ور کاشغر —
دکھن بکرام پچھم بجور درہ بہت ہین اور انکے نزدیک کاشغر سے ملتا ہی قصبہ منگلور مین حاکم کی نشستگاہ
ہی ہندوستان سے یہان کے جانے کی دو راہ ہین گریوہ ملکنہ پنج اکثر جگہ موسم گرمی کم اور جاڑا اکثرت سے
ہوتا ہی برف جنگل مین زیادہ برستی ہی مگر فقط دو ہی تین روز اور باقی تمام سال پہاڑون پر برف برستی ہی
موسم زمستان اور بہار اور بارش بموجب فصل ہند کے ہو بہار نہایت طرح دار ایرانی تورانی ہندوستانی
پھول موجود بنفشہ نرگس خودرو جنگلون مین بھرا ہوا میوہای خودرستہ مین شفتالو ناشپاتی بہت عمدہ
ہوتی ہی باز اور جرہ اور شاہین عمدہ لوہے کی کھان ۲۵ کوس لنبی اور پانچ سے دس کوس تک چوڑی
اسکے چارون طرف سواد اور شمال کو کنورا اور کاشغر جنوب مین بکرام — باختر مین کز و نوز یہ نسبت کابل کے
یہان گل زیادہ ہی زرد آلو ناشپاتی نہایت لذیذ قلعہ استوار جای نشستگاہ حاکم ہی امیر سید علی ہمدانی
اسی مقام پر فوت ہوا اور بموجب وصیت کے جنازہ بختلان کو بھیجا گیا اسکی ہوا سواد کی رنگ پر ہی
لیکن گرمی سردی کسیقدر کثرت رکھتی ہی تین راہ سے زیادہ راہ نہین ایک ہندوستان سے نکلی ہی جسے
دالبش کول کہتے ہین اور دو شہر کابل سے ایک پسنج دوسرے کز و نور کل سب سے آسان اور سہل گذار دالبش کول
ہی اسی سے یہ ملحق جنگل ہی دریاے کابل اور سندہ اور بہار سے ملا ہوا تیس گز لنبا اور بیس سے پچیس تک
چوڑا — تمام یہ سرکار کھوہ اور جنگلون مین ہی کوہ یوسف زئی کے درمیان مین بنگاہ میرزا الغ بیگ کابلی
کے عہد مین کابل سے یہان آیا داؤد سلطان سے جو کہ اپنے تئین سلطان سکندر ذو القرنین کا دختر زادہ
کہتا تھا حاصل کیا کہتے ہین کہ بادشاہ نے کسیقدر اپنے خویشاوندون کو اسی سرزمین مین چھوڑا تھا —
ابتک کسیقدر وہی لوگ باقی ہین اور نسب نامہ سکندری ہاتھہ مین رکھتے ہین عہد اکبری مین اکثر
بدنہادون کو نیستی کی راہ نمائی ہوئی بعضون کو محبس دکھلایا گیا چندے شرف ملازمت سے کامیاب ہوئے

سرکار قندھار

تیسری اقلیم سے ہی فلات بخارا سے غور اور غرجستان تک تین سو کوس لنبا اور سندہ سے قرہ تاب دو سو
ساٹھہ کوس چوڑا ہی پورب کو سندہ شمال کو غور و غرجستان اور جنوب کو سوی اور پچھم قرہ اور شرق و
شمال کے درمیان مین کابل اور غزنین ہی اگرچہ شہر مین برف کم برستی ہی لیکن کوہسار مین لیل و نہار —
اٹھارہ دینار کو تومان کہتے ہین اور فی تومان آٹھہ سو دام اور تومان خراسان کے تیس روپیہ اور تومان عراق کے
چالیس — اکثر غلہ کی تول خرو ار سے ہوا اور وہ قندھار کا چالیس من اور ہندوستان کا دس من ہی قندھار
دار الملک جسکا طول ایک سو ساٹھہ درجہ چالیس دقیقہ اور عرض تینتیس ۳۳ درجہ دو قلعہ مین گرما بکثرت اور سرما

کی قلت ہی دی اور بہمن مین تخم دانے بھر جاتے ہین تین چار برس کے بعد برف گرنے سے خوشیان ہوتی ہین
گل اور میوہ بکثرت گندم اور جو سفید رنگ بطور تحفہ کے اکثر دور و دراز ملکون کو جاتا ہی پانچ کوس پر ایک پہاڑ ہی
جسکا نام اژدر کوہ ہی اور ایک حیرت افزا غار مسمی بہ غار جمشید اسی پہاڑ پر ہی اوسمین چراغ جلا کرتے ہین مگر گرفتگی ہوا کے
باعث سے اندازہ نہین ملتا اس سے آٹھہ کوس پر فلات پہاڑ اور اوسکی گھاٹی مین غار ساہ نامی ایک غار ہی
اوسمین دو ستون خدا آفرین ہین ایک غار کے چھت سے ملا ہوا بیس گز اونچا پانی اوسپر سے گرتا ہی اور اوس حوض
مین کہ اوسکے نزدیک واقع ہی تراوش کرتا ہی دوسرا غار گیارہ گز اگلے زمانے مین کاریز کی کثرت تھی خربزہ بہت لذیذ
چشمہ شاداب لوہے کی کھان ہی اسی پہاڑ کے دامنہ مین ایک لوہے کا تنور اگلے لوگون کا بنایا ہوا ہنوز موجود ہی
غزنین اور قندہار گرم سیر ملک ہی دریاے ہند کی طولانی درمیان سے گذرتی ہی ایک طرف زمین داور سے ملا ہوا
اور دوسری طرف سیستان سے ملحق ہی دونو طرف پانی کثرت سے بھرا ہی کشتکاری ہر قسم کی فراوان ہیشتر یہان
ایک شہر تھا سلاطین غور کا آرامگاہ عمارات سابقہ سے اکثر آثار پدیدار ہین ہیرمند اور قندھار کے درمیان مین
میمند پرانے مشہور شہرون سے یادگار گندم اور جو کو سفید پری کہتے ہین داور کی زمین اقلیم سوم اور چہارم سے
الگھی ہے اٹک بنارس سے ہند و کوہ تک ڈیڑہ سو کوس دراز اور قندھار کے قراباغ سے چغان سرا تک سو کوس
چوڑا ہی اسکے پورب ہند اور پچھم اور اوتر ہندوکوہ اور غور درمیان شمالی پانی کے اندر بدخشان اور ہندوکوہ
اور جنوبی کے درمیانہ فرمل ہی۔ یہان کی آب و ہوا کی تعریف بیان قلم سے اشکال ہی باوجودیکہ زمستان اعتدال
سے زیادہ مگر کچھہ نقصان نہین پہونچاتا گرم سیر اور سرد سیر اسطور پر کہ ایکدن مین ایک عالم سے دوسرے عالم
مین گذر ہو اسکے قریب ایلاق و قشلاق دو شہر واقع ہین جنگل اور پہاڑ مین برف کی بارش ہوتی ہی
اول مین دھنک سے اور آخر مین تلا سے زراعت عمدہ اوگتی ہی چارو طرف بڑے بڑے پہاڑ ہین غنیم کا
گذر مشکل ہی کابل و بدخشان و ہندو بلخ و کوہ واسطہ کے درمیان مین سات راہون سے تورانی آمد و رفت
رکھتے ہین لیکن سب سخت گذار ہین قندھار اور زمین داور اغلب ہی کہ سلاطین صفوی کے اختیار مین تھی
گاہ گاہ بسبب حوادثات کے بابری قبضہ مین بھی آیا بعدہ سلاطین ایرانی کا غلبہ ہوا جو راہ کہ خراسان سے ہوتی
ہوئی قندھار مین پہونچتی ہی نہایت درست ہی ہندوستان مین پانچ راہ ہین دو کوتل کے بعد آباد پہاڑون مین
گذر ہوتا ہی بابر بادشاہ نے اس راہ کو نہین لکھا شاید اوس ایام مین یہ راستہ کھلا نہوگا راہ خیبر کی سابق مین نہایت
دشوار تھی آخر جلال الدین اکبر کے حکم سے ایسی آراستہ ہوئی کہ گاڑی بخوبی نکلجاے آجکے دن ایران و توران کی
شاہراہ ہی نادر شاہ کے بموجب حکم کابل وغیرہ کی فتحیابی کے بعد پٹھانون نے راہ خیبر کو اسقدر واشگاف کیا کہ
چالیس سوار پہلو بہ پہلو برابر چلے جاوین اسکے عہد مین اس رستہ کو جاروب سے اسقدر صاف رکھتے تھے کہ کنکری تک

مسافر کے پیر مین نہ گڑے اس اطراف مین گیارہ زبان کا رواج ہی ہر فرقہ اپنی زبان بولتا ہی ترکی مغلی فارسی
ہندی — افغانی — بیراجی — گبری — ترسائی — لمغانی — عربی — ایماقی — بڑا اولوس یہان کا ہزارہ
اور افغان ہی چراگاہ یہانکی انہین دونون گروہ کے تصرف مین ہی — ہزارہ چغتائی لشکر ہی — منکوقانے ہلاکو خان
کی مدد پر بھیجا تھا اوسنے اس گروہ کو اپنے لڑکے نکو کردار کے ہمراہ اوغلان سے اسطرف نامزد کیا غزنین سے
قندھار اور ہمدان سے بلخ تک انکا بود باش ہی سو ہزار سے زیادہ مکان انکا تیسر حصہ گھوڑے اور بکرے رکھتے
ہین اور ہر ایک مغرور ہوکر گروہ گروہ ہوگیے ہین باہم ترک آشتی ہی — پٹھانون نے اپنے تئین بنی اسرائیل
سمجھکر افغان نام نیاک کو بزرگ جانتے ہین کہتے ہین اوسکے تین لڑکے تھے ایک سربن الوس سربنی اوس سے
منسوب دوم غرغشت جسکی نسل مین غرغشتی ہین سوم بیٹن گروہ بیٹنی اسی کی تسلسل مین ہی انہین تین
شاخون سے فرقہ ظاہر ہوئے سب سے بزرگ فرقہ بڑیچ اور متوسط خرشبین شیرانے اور مرگا سے محمد خویشکی
کلانی خلیل مہمند زئی داؤد زئی یوسف زئی کلیانی ترکلیانی یہ سب سربن سے ملحق ہین سورانی چلیم
ورگ زئی آفریدی حلیانی چٹیلی گرانی اور مرمنسوب کاکڑ ناغر متوالی بمعی بارن یہ سلسلہ غرغشتی ہی غلزی لودی
نیازی لوحانی سور بروانی کلیور یہ بیٹنی منسوب ہین — مست علی غوری افغانان بیٹنی سے ہی کہتے ہین کہ نسل
بیٹنی کوئی شخص آلودۂ عصیان ہوا جسوقت یہ نوبت پہونچی کہ راز سربستہ کا افشا ہوا اوسکا پیوند دیکر دربردہ
پردہ ناموس کی پردہ داری کی اوس سے تین لڑکے پیدا ہوئے غلزئی — لودی — سروانی بعض افغان کو
قبطی کہتے ہین — جسوقت بنی اسرائیل بیت المقدس سے مصر مین آیا اس گروہ کا ہند مین گذر ہوا یہ داستان
تحریر سے افزون ہی لیکن شادابی گلزار سخن کے لیے کسیقدر سحاب قلم کی بارش کی گئی — خواجہ خضری —
قاقشال میدالی اورنگ کلتکی الیسرایچی بل بورچی نگدری بیہودی سیدی بامی الغنک انداز عرب
کلہ بان فوق بامی وغیرہ جنگلی بہت ہین لیکن نہ اوس انبوہ سے عہد اکبری مین اکثر ملازمی مین مشرف ہوئے

شہر کابل

چوتھے اقلیم سے ہی طول مین ایکسو چار درجہ چالیس دقیقہ اور عرض مین ۳۴ درجہ ۳۰ دقیقہ اگلے عمدہ شہرون
مین ہی کہتے ہین کہ ہوشنگ کے عہد مین بنیاد پڑی دو برجی قلعہ — رکھتا ہی مغرب طرف اسکے قلعہ کوہچہ ہی
فیض بخش شاید کسی اگلے زمانے والے نے تعمیر کیا ہو اسی نسبت سے اوس کوہچہ کو شاہ کابل کہتے ہین —
ارک اس بستی کا اسی پر معمور ہی اور بیٹی کبھی اونسے جدا ہوکر اوسکا نام عقابین رکھتے ہین — کسیقدر قلعہ مین
مشرف ہوکے اور جزوی فرمایش کرتے ہین اسکے دامن مین مکانات دلفریب اور چمنہای نازک روش
اور باغات دل آویز ہین — دو ندیان اس شہر مین ہین ایک لغندر سے شہر مین ہوتے ہوئے گذرتی ہی

دریاے خطیان نام ہی دوسری موضع یعقوب دہلی دروازہ سے نکلکر معمورہ مین پہونچتی ہی — اسے
پل مستان کہتے ہین بہ نسبت اول کے یہ ندی زیادہ صاف اور گوارا ہی اور اوسی قرب مین ماہم الکاندی
نکلی ہی یہ محلہ ہی کلکتہ نام پہاڑ سے ایک جھیل شہر کے رُخ لہراتی ہی عقلا سے سابق سے
کابل اور قندھار کو ہند کے دو دروازے مقرر کیے ہین ایک سے توران کی راہ ہی اور
دوسری ایران کو اسکی حفاظت موجب امن ہند ہی اور انہین دونو راہ سے سفر بہتر اس اطراف
مین بھی مانند سمرقند اور بخارا کے پرگنہ کو لومان کہتے ہین اور اسکے ماسوا کوترسا اور انکی بہار طرب افزائی مین
نادر ہی یہان پر ایک معبد ہی کوراکھری نام جوگی لوگ مخصوص دور دراز سے زیارت کو آتے ہین
لومان نیک نہال لمعانات داروغہ نشین سے اگلے زمانے مین ادینہ پور تھا آج جلال آباد ہی برف نہین برستی
اور نہ اوس شدت سے جاڑا ہوتا کھیتی سرسبز ہو انار نے دانہ ہوتا ہی جلال آباد کے پاس بابر بادشاہ سے یادگار
باغ صفا ہی اور آدینہ پور کے قرب مین بھی اسی بادشاہ کا بنایا ہوا باغ وفا ہی دکھن طرف کوہ سفید عجب اتفاق ہی
برف کبھی کم نہین ہوتی اس حدود مین کوبچہ ہی جب کابل مین برف برسے اسپر بھی ضرور تراوش ہو لومان مندر
مین بندر بکثرت دریاے علی سنگ اور النگار یکجا ہوکر آب باران سے ملتا ہی اور دریاے چغان سراے پورب
اوتر ہوکر کنور مین آتا ہی بڑے پہاڑون مین برف بھری رہتی ہی اور دریاے علی سنگ مین لومی اوسکو کافر کہتے
ہین — اوسی مقام پر قبر ہی اعتقاد لوگون کا یہ ہی کہ نوح کے باپ لام کی ہی جسکو اولمک بھی کہتے ہین اکثر ہندیان
کے لوگ کاف کی جگہ پر غین کا خرچ کرتے ہین وجہ تسمیہ لمغان کی یہی ہی — کوہستان بھی کافرون سے معمور ہی
یہان کے لوگ بجاے چراغ کے چلغوزہ جلاتے ہین اوسی کی روشنی ہوتی ہی — ایک جانور روبہ پران نام ہوتا ہی
زمین سے ایک گز اونچی پرواز کرتی ہی اور نیز ایک قسم کا چوہا ہوتا ہی جسمین مشک کی خوشبو نکلتی ہی — لومان لوگھر سے
ایک موضع چرخ نام ہے ہی مولانا یعقوب چرخی وہین سے منسوب ہی اوسکے مواضع مشہورہ مین سجاوند کافرون
کی نشستگاہ ہی لومان بنگش سات ہزار سوار ستتر ہزار پیادہ مہمند ہزار نفر اونمین سے پانسو سوار خلیل اور پانسو
سوار اور چھہ ہزار پانسو پیادہ داودزی تین ہزار سوار سینتیس ہزار پیادہ کلیانی پانسو سوار اور چار ہزار پانسو پیادہ
محمد زئی چارسو سوار اور چار ہزار پیادہ مہمندی تیس سوار ساڑھے نوسو پیادہ صافی ایکسو سوار اور ایکہزار چارسو پیادہ
خیل پچاس سوار ساڑھے آٹھہ سو پیادہ غلزئی ایکسو سوار دو ہزار نوسو پیادہ — خضر خیل تیس سوار ساڑھے نوسو
پیادہ شیرزاد بیس سوار چودہ سو پیادہ خوستینی دس سوار دوسو پیادہ ختگی دوسو سوار چار ہزار پیادہ — عبدالرحمانی
سو سوار دس ہزار پانسو پیادہ — آفریدی پانسو سوار ڈھائی ہزار پیادہ — درک زئی پانسو سوار ساڑھے
پانسو پیادہ — لومان کرویز مین قلعہ مضبوط اور اکثر عمارات چومنزلہ —

غزنین

تیسری اقلیم سے ہی سلطان محمود اور سلطان شہاب الدین کا پایۂ تخت رہا ہی اکثرون نے اسے زابلستان کہا اور
بعض قندھار کو اسی مین داخل کرتے ہین حکیم سنائی وغیرہ اولیا کا خوابگاہ ہی سمرقند اور تبریز کے مانند یہان بھی
جاڑا ہوتا ہی ایک دریا شمال سے جنوب کو روان ہی جسکی آبپاشی سے کشتکاری سرسبز و شاداب کاشتکاران کو بڑا
تردد کرنا ہوتا ہی ہر سال نئی مٹی لاتے اور کھیتون مین ڈالتے ہین بشیتر کابل سے اراضی نیچی ہی روئین کثرت
سے ہوتا ہی یہین سے ہندوستان کو آتا ہی عہد بابری مین ایک قبر تھی کہ جسوقت درود پڑھتے اوسکو جنبش ہوتی
عقل دور اندیش سے دریافت ہوا کہ دکانداروں کی فسونسازی ہی اور ایک چشمہ ہی کہ اگر اوسمین قسم قاذورات سے
چھوڑین فوراً ابر و باران پدید ہو بہار و خزان یہان کی عمدہ ریاحین کی رنگ آمیزی نہایت مصفا تینتیس قسم کا
لالہ ہوتا ہی انمین سے ایک قسم ایسی ہی جسمین گلاب کی بو آتی ہی اوسکا نام بھی لالۂ گلبو ہی اور سونے چاندی لاجورد
کی کھانین ہین اور پہاڑ کے نزدیک ریگستان ہی اوسکو خواجہ ریگ روان کہتے ہین موسم تابستانمین یہان نقارہ و ڈھول کی آواز معلوم ہوتی ہی

لومان ضحاک و بامیان

قلعۂ ضحاک پرانے وقتون کی یادگاری ہی اور حصار بامیان خراب یہان پر بارہ برار سمج جنگل کے درمیان مین کھودین
کھودی ہین جنکا نام برزہ کج اور نقاشی ہی اگلے وقت یہان پر موسم زمستان آخر لیجاتے تھے — یہان پر تین بت
ہین ایک مرد کی تصویر اسّی گز دراز قد دوسرے عورت کی تصویر پچاس گز لانبی اور ایک بچہ کی تصویر پندرہ گز کی طول
مین ہی تعجب یہ کہ سمجی مین ایک قبر ہی اوسکے درمیان مین تابوت رکھا ہی اوسکی ابتدا کا حال معلوم نہین لیکن بزرگ
خیال کرتے ہین — گذشتہ زمانے مین کوئی دوا ملکر سخت زمین مین دفن کردیتے تھے سادہ لوح فریفتہ ہو جاتے
اور اعتقاد ظاہر کرتے — بنیس[2] لومان اس سے متعلق ہین اسکی جمع بابر بادشاہ نے اپنے واقعات مین باوجود کمی کے
آٹھہ لاکھ شہرخی لکھے جسکے تین لاکھ بیس ہزار روپیہ اکبرشاہی ہوتے ہین روپیہ کا نرخ چالیس دام — ایک کروڑ
۲۸ لاکھ دام ہوئے عہد اکبری مین جمع چھہ کرور تہتر[3] لاکھ چھہ ہزار نوسو تراسی دام مقرر ہوئے شاید یہ اوسکے
قلت آبادی سے ہوئے اور نیز پشاور وغیرہ کو چھوڑ دیا ہی — اور نیز منتظمون کی ناکردہ کاری باعث ہوئی ہو

تذکرہ

سنہ ۷۷ ہجری مین عبدالملک بن مروان نے امیہ بن عبداللہ کو حکومت خراسان سے خارج رکھکر حجاج بن یوسف
ثقفی کو حوالہ کی اور عبداللہ بن ابی بکر کو سیستان روانہ کردیا وہان سے لشکر جمع کرکے رن بھیل مرزبان کابل کے
لڑنے کو چلا چونکہ مقابلہ کی طاقت نتھی پہاڑون کی اوٹ سے راہ بندکی لشکر عرب پر سختی نازل ہوئی خورش کے نملنے
سے عاجز ہوئے لاچار سات سو ہزار دام یعنی تین لاکھ روپیہ دیکر عبداللہ چل نکلا اور شریح بن ہانی آشفتہ ہوکر

باوجود کمسن سالگی کے اوٹھہ دوڑا حجاج نے اس خبر سے سرزنش کی اور سرداری سے معزول کیا ۸۰ سنہ ہجری مین عبدالرحمن بن محمد اشعث کو رن بھیل کے آویزش کو روانہ کیا اور سیستان مع اوسکے اطراف کے اوسکو عطا کیا۔ عبدالرحمن جب حدود کابل مین پہونچا بطرز اول اثنائے مین کسیقدر آدمی چھوڑکر بڑی دستبردی کی اور اچھی لوٹ ہاتھہ لگی۔ دشواری کے سبب سے وہ ملک نگاہ نرکھہ سکا حجاج نے عدم معاودت کو سرزنش تحریر کی کہ ہرچند امسال تردد قرار واقعی ہوا لیکن اس معاودت کا جرمانہ یہ ہی کہ بمجرد پہونچنے تحریر ہذا معاودت کرے اور اوس ملک کو تصرف مین لائے اگر اوسی سہل انکاری سے دوسرے سال کی لڑائی کا خیال ہو تو اپنے تئین معزول سمجھے لشکر اپنا سردار اسحق بن محمد کو سمجھکر اوسکے فرمان بردار ہون۔ عبدالرحمن دولت کے غرور مین آکر اپنی لشکر سے ملگیا اور حاکم کابل سے متفق ہوکر حجاج سے سامنا کیا اور یہ بات قرار پائی کہ اگر فتح پائے کابل پر ہاتھہ نہ بڑھائے اگر ناکام ہو پناہ پائے حجاج اس شورش سے سخت برہم ہوا ظاہر و پوشیدہ مقام جنگ آراستہ ہوا عبدالرحمن نے فتح پائی حجاج بصرہ کو آیا دوبارہ لڑائی ہوئی اوس ناسپاس کی آبروریزی ہوئی قلعہ بست مین جہان اوسکا گماشتہ تھا پناہ گیر ہوا اوسنے حجاج کے خیال سے عبدالرحمان کو قید کیا چاہا کہ حجاج کے پاس روانہ کرے مرزبان کابل اس خبر سے مطلع ہوا اور چالاکی کرکے عبدالرحمن کو چھڑاکر اپنے ملک مین لایا چند مرتبہ اسکی مدد سے آویزش کی مگر کچھہ حاصل نہوا ۸۴ سنہ ہلالی مین رن بھیل نے چکنی چکنی باتون مین اسے قید کرکے اوسکے حضور مین بھیجدیا اس بیچارے غربت کے مارے نے اثنائے راہ مین بلندی سے کودکر عدم کی راہ لی ۱۰۷ سنہ ہجری مین ہشام بن عبدالملک کی حکومت مین امیہ عبداللہ قشیری حاکم خراسان اور غور اور غرجستان اور ملک نیمروز نے کابل فتح کیا اور اپنا دار الحکومۃ مقرر کیا اوس وقت سے ہمیشہ بنی امیہ اور بنی عباس حاکم خراسان کے عہد مین رہا تا آنکہ سامانیون کے عہد مین البتگین غلام اس خاندان کا جدا ہوکر غزنین اور کابل کو قبضہ مین لایا جب وہ فوت ہوا سبکتگین والد سلطان محمود کو سرداری ملی اسیطرح غزنویون کے تصرف مین آیا بعدہ غوریون کے ہاتھہ لگا اسکے بعد انکے غلامون اور اونسے خوارزمیون کو بعدہ چنگیزخانی رہی وہان سے امیر تیمور صاحبقران اور اوسکے آل و اولاد مین حکومت آئی کچھہ دنون نادری حکم بھی رہا اب تیمور شاہ بن ابدالی احمد شاہ کا دار الملک ہی چون کہ کسیقدر ہندوستان کے صوبجات کی کیفیت تحریر ہو چکی ہی اب کسیقدر فرمان روایون کا حال ابتدائے پانڈوان سے تحریر ہوتا ہی

ذکر احوال فرمان روایان ہندوستان کا ابتدای راجہ جدشٹر پانڈوان سے

کتب تواریخ خصوص مہابھارتھہ سے جو جملہ کتابون سے معتبر ہی ایسا واضح ہوا کہ آخر زمانہ دواپر سے ہندوستان کی سلطنت پانڈون اور کورون کے خاندان مین تھی جب راج کی نوبت راجہ بچتربیرج پانڈون کے دادا کے ہاتھہ آئی حسب قاعدہ اپنے گذشتہ بزرگون کے عدل و انصاف کرکے عالم عقبے کی راہ لی اسکے کوئی وارث نتھا کارپردازون نے

باہم مشورہ کیا اور سری بیاس جی سے جسکے طول بقا اور نشو نما مین قدرت الٰہی پائی جاتی ہی رجوع کرکے اوسکے
ذریعہ سے مرحوم راجہ کی رانیون کے تین لڑکے پیدا کرائے روایت ہی کہ پہلی رانی نے اوس سراپا جلال کی تاب مشاہدہ
نلا کر اپنی آنکھہ بند کر لی تھی اس سبب سے اوسکے نابینا لڑکا جسکا نام دھرتراشٹ رکھا گیا پیدا ہوا دوسری
رانی اوس خورشید طلعت کی شعاع سے زرد ہوئی اوسکا لڑکا زرد رنگ پانڈ نام ہوا تیسرا بعد مین لونڈی سے
بدر علیم کا ظہور ہوا چونکہ بڑے لڑکے دھرتراشٹ نے نور نظر سے چشم پوشی کی تھی اور بدر لونڈی کے پیٹ سے
نکلا لہذا پانڈو نے فرمانروائی مین سرخروئی حاصل کی اپنے خاندان کے بجھے چراغ کو از سر نو روشن کیا پسر راجہ نے
زور سرپنجہ سے سرکشان اطراف کا پنجہ پھیر از بردستی سے سارا ملک زیر کیا — طبیعت اسکی شکار دوست تھی
اکثر اوقات صید افگنی مین مصروف رہتا تھا ایکروز حسب معہود برسم شکار سوار ہوا ناگاہ دو آہو نر و مادہ
باہم قربت کرتے نظر آئے راجہ نے تیر دلدوز کو بقصد نشانہ روانہ کیا کمان چلائی کہ وہ مارا عین وصل مین جدائی
ہوئی نر و مادہ سے مفارقت نے تفرقہ ڈالا — درحقیقت یہ آہو نہ تھے کوئی تپیشری آہو کے قالب مین اپنی
عورت سے خوش فعلیان کرتا تھا — نزع کی حالت مین اوس حسرت زدہ کے زبان پر یہ چند الفاظ روان ہوئے
کہ اے خداوند جس رنگ سے اس نیرنگ ساز نے ہماری صحبت کے رنگ مین تفرقہ کی خاک اوڑائی اسی
حالت مین یہ بھی زمانہ کی دورنگی دیکھے اس بددعا کے سنتے ہی بیدرنگ راجہ کے چہرے کا رنگ اوڑ گیا
بدحواسی کا دھوان نظرون مین چھا گیا — مگر کیا ہونا تھا تیر از شست جستہ و کار از دست رفتہ کا معاملہ تھا —
لاچار اپنی موت عورت کی نزدیکی سے سمجھکر تخت خلافت سے دوری اختیار کی جنگل مین جاکر عبادت کرنے لگا
ایکروز اپنی عورت کنتی نام سے کہا کہ جو شخص بے اولاد مرتا ہی وہی دوزخ جاتا ہی — اور ہمارے مذہب مین جائز ہی
کہ اگر بے اولاد یا خود رجولیت پر قادر نہو برہمن کے وسیلہ سے کشت مراد مین تخمریزی کرائے جسطرح کہ بسبب لاولدی
کے ہم تینون بھائیون کی ولادت بیاس جی کی بدولت ہوئی — اوس عورت نے جوابدیا کہ آب شمشیر کا حلق سے
اوترنا مجھے گوارا ہی مگر غیر مرد کے زلال وصال سے سیراب ہونا ممکن نہین مگر چون کہ میرے تئین ایک ایسا افسون
یاد ہی کہ جسے چاہون عالم ملکوت سے بلا لون اور اوسکی مصاحبت سے اولاد حاصل کرون اگر تیری رضا ہو اس
ڈھب سے البتہ ممکن ہی — راجہ نے اس نوید سے دلشاد ہوکر اجازت دی — وہ خلوت مین گئی یہ جلوت مین پاسبانی
کو بیٹھا — قدرت الٰہی سے وہ عورت باراور ہوکر باہر آئی راجہ کو خوشخبری سنائی — نو مہینے کے بعد لڑکا جنی جسکا نام
جدشٹر ہوا — اور دوسری بار بھی پہلی ترکیب سے باردار ہوگئی — بھیم سین نام قوی ہیکل لڑکا پیدا کیا — منقول ہی
کہ ایک مرتبہ اوس جنگل مین ایک شیر دلیر نمودار ہوا اوسکا خوف سارے بنی نوع کے دلون مین ساری ہوا ہر ایک کے
لبون پر فریاد آئی — کنتی بھی گھبرا کر بھاگی اس سراسیمگی مین یہ بھی اوسکی بغل سے جدا ہوکر بڑے بھاری پتھر پر جا گرا

اسکے صدمہ سے پتھر ریزے ریزے ٹکڑے ہوگیا۔ دیکھنے والون کی آنکھین پتھرا گئین۔ راجہ پانڈو نے سمجھا کہ یہ لڑکا
بڑا کوہ وقار زبردست شیر شکار ہوگا۔ تیسری مرتبہ ارجن کی ولادت بھی گذشتہ طریقہ سے ہوئی آسمان سے
آواز آئی کہ فرمانروائے عالم علوی کی طرح اسکا علم فرماندہی عالم سفلی مین علم ہوگا۔ اسکے ہاتھون سے بکثرت دشمنون کا
سر قلم ہوگا۔ راجہ پانڈو کے دوسری زوجہ سے دو لڑکے نکل اور سہدیو توام پیدا ہوئے یہ پانچون بھائی حسن سیرت
اور صورت اور شجاعت اور دلیری مین یکتائے روزگار تھے راجہ کے خمسۂ حواس ان پنج برادر کے ساتھ نہایت دلجمعی
سے جنگل مین مگن تھے۔ ہستناپور مین جہانداری کا کاروبار دھرتراشٹ جسنے بصری کے میدان کا سور تھا کرتا تھا
۔ جسوقت دھرتراشٹ کی بی بی حاملہ ہوئی وضع حمل کے وقت ایک لتھڑا گوشت کا پیٹ سے باہر نکلا۔ لوہے
سے زیادہ سخت تھا۔ دھرتراشٹ کی بی بی سخت حیران ہوئی۔ چاہتی تھی کہ اوس پارہ گوشت کو دور پھکوادے
اوسوقت بیاسدیو نے آکر فرمایا کہ ہرگز اس پارۂ گوشت کو نظر سے دور نکر اس سے لخت جگر پیدا ہونگے بعد ازان بیاسدیو
کے کہنے کے بموجب ٹھنڈھا پانی اوسپر چھڑکا فوراً سو ٹکڑے ہوگیا۔ پس ہر ایک ٹکڑے کو روغن کی ٹھلیا مین چھوڑکر
علحدہ علحدہ بحفاظت تمام نگاہ رکھا۔ بعد دو سال کے جب اون کو کھولا ہر ایک سے ایک لڑکا برآمد ہوا سب سے بڑا
درجودھن تھا کہتے ہین درجودھن نے نکلتے ہی زمین کو پھاڑکر گدھے کی طرح رینکنا شروع کیا اوسی آواز سے شغال
اور کرگس اور خر اور زاغ شہر مین آسمان مین فریاد رسان ہوئے اور ہوا مین غبار اوٹھا اس حالت سے دانایان کو حیرت
ہوئی۔ ان سو لڑکون کے سوا دوسری بی بی سے ایک لڑکا ججھہ نامے پیدا ہوا جملہ اولاد ایکسو ایک ہوئی
ان سب مین بڑا راجہ جودھن روئین تن تھا کوئی حربہ اوسپر کارگر نتھا اوسکی شجاعت اور تہوری کا جواب ممکن نہین
درحقیقت فرد تھا جسوقت بموجب دعائے بد کے راجہ پانڈو عورت کی نزدیکی کرنے سے عروس زیست کی ہمکناری
سے دور ہوا چھوٹی بی بی اوسکی نعش کے ہمراہ سوختہ ہوئی تپسری اور عبادت گذار لوگ جو اوس جنگل مین تھے انہون نے
پانچون لڑکون کو مع کنتی کے ہستناپور پہونچا دیا۔ اکثرون نے اون لڑکون کو قبول کیا اور بعضون کو انکار رہا
خصوص راجہ دھرتراشٹ کا بڑا لڑکا درجودھن دون کی لیتا تھا کہ جب راجہ پانڈو بسبب عابد کی بد دعا کی
عورت کی نزدیکی سے دور رہا کیونکر ان کو اوسکا نتیجہ سمجھنا چاہیے۔ اوسی وقت آکاس بانی ہوئی کہ یہ نورسیدہ
نہال پانڈو کے ثمر ہین فرشتون کے ذریعہ سے عالم وجود مین آئے ہین۔ اس آواز کے ساتھ ہی آسمان سے انکے سر پر
پھولون کی بارش ہوئی اور عالم بالا سے نوبت اور نقارہ کے آواز بڑے غوغا سے عالمگیر ہوئے۔ تمامی سکان
ہستناپور کے اس آواز سے حیران ہوکر ایمان لائے کہ بیشک یہ لوگ پانڈوان ہین بھیکھم پتامہ نے جو انکے باپ کا
چچا تھا تعلیم اور ترتیب کرنا شروع کی اچھے اچھے اوستاد تربیت کو مقرر کیے۔ انھون نے بمقتضاے استعداد
خداداد کے تھوڑی سی فرصت مین ہر طرح کے علم و فن حاصل کیئے اور فن سپہ گری کے کل جوڑ توڑ تیر تلوار کے داؤ گھات

حاصل کی خلاصہ یہ کہ ہنر مین اپنی ناموری کمال کو پہونچائی ۔ جدشٹر نے محاسن اخلاق کی خوبیان حاصل کین ۔ خوشخوئی نیکمردی کی عادتین کامل کین **اشعار** تھی عقل محتاج تدبیر غیر + بھرے دلین تھے اوسکے افعال خیر کسیکو نہ رنج اوس سے پہونچا کہین + تھا اوسکو مطلق غم و رنج و کین ۔ بھیم پر نسبت جدشٹر کے خوبرو اور تنومند تھا جس درخت پر ہاتھہ لگایا اوسکی جڑ کھود ڈالی ۔ زور سر پنجہ سے ہاتھی کا مونہہ پھیر دیا ۔ گرز افگنی اور کشتی گیری مین نے نظیر تھا عجب ہیچ کا انسان تھا **اشعار** عجب شان و شوکت کا تھا یہ جوان + جسے دیکھہ جنگ مین تھا آسمان + نتھا آدمی بلکہ تھا شیر نر تھے تیغ و گرز اوسکے کچھ بکار + ارجن کی کمانداری اور تیراندازی سے تیر و کمان تک تعجب سے انگشت بدندان تھے ۔ اسکی شست دیکھکر قضا و قدر کا دل چٹکیون مین پسا جاتا تھا ۔ کئی فن سے تیراندازی کرتا جسوقت ایک تیر گوشہ کمان سے کڑکڑاتا ۔ وہ ہزار تیر ہوکر دشمن کی جانستانی کرتا ۔ کبھی تیرون سے باد و باران کا سد راہ ہوتا ۔ کبھی باد و خاک و آتش و ہوا تیر سے پیدا کرتا ۔ قوت سحر اسقدر تھی کہ کبھی بلندی کبھی پستی کبھی لاغری اور فربہی دکھلاتا ۔ کبھی ظاہر کبھی نظر سے پوشیدہ ہوجاتا ۔ نکل اور سہدیو بھی جو دوسری ماں سے تھے نیزہ بازی اور تیغ زنی وغیرہ فنون سپہ گری مین یکتا تھے ۔ آپس مین ایکا ایسا تھا کہ پانچون بھائی اربعہ عناصر کی طرح ایک جگہ اوٹھتے بیٹھتے ۔ بڑے بھائی جدشٹر کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے ۔ اور اپنا خداوند مجازی سمجھکر اوسکے حکم سے سر موانحراف نکرتے تھے ۔ دنیا مین مشہور ہے کہ یوسف سا عزیز بڑے بھائیون کے ہاتھہ سے کنوین جھانکا ۔ حسد کا مرتبہ ایسا ہی ہے کہ برادران توام کو دوسرےکا شکوہ و جلال نہین بھاتا ۔ مطابق اسکے یہ حال ہے کہ جرجودھن انکی شان و شوکت پر حسد کھانے لگا ۔ بھیم سین کی قوت و طاقت سے خوفناک ہوا ۔ کانون سینہ مین خشم و عناد کی آگ بھڑک اوٹھی ۔ بمقتضاے آئین بادشاہی کے پانڈون کی گرمی بازار سرد کرنا چاہا ۔ بارہا خیال کیا کہ بھیم سین کی شمع حیات کو گل کرے ۔ اکثر سیر و شکار مین زہر دیا ۔ چند مرتبہ سوتا پاکر ہاتھہ پیر باندہ گنگا مین ڈالدیا ۔ لیکن چونکہ ناخداے حقیقی کی حفاظت کا بادبان کھچا تھا ۔ اوسکی باد مخالف کا کچھہ صدمہ نہ پہونچا ۔ اور ہر مرتبہ بھیم سین ساحل عافیت پر جا لگا ۔ چونکہ دھرتراشٹ نے جدشٹر کی حسن لیاقت دیکھکر ولیعہدی سے سرفراز فرمایا ۔ اور سررشتہ کار ریاست اسکے دست مین دیا ۔ جرجودھن کی نایرہ حسد اور بھی دہک اوٹھی ۔ باپ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپنے مجھے سلطنت سے محروم کیا ۔ مگر مجھسے جدشٹر کی فرمان برداری ہوتی نہین ۔ خیر اپنی جان سے درگذر کرتا ہون ۔ دھرتراشٹ نے اس کلام سے پاسخاطر فرماکر نصف ملک کی حکومت جرجودھن کو دی ۔ اور جدشٹر کو حکم دیا کہ مع اپنے بھائیون کے شہر برناوہ مین جاکر مقیم ہو ۔ اب یہان پر یہ بیان کرنا ضرور ہوا کہ جرجودھن نے قبل پہونچنے پانڈون کے بلدہ ماموره مین اپنے ہواخواہون کو حکم دیا تھا کہ گوند اور رال سے مکانات تعمیر کرین جب پانڈو وہان مقیم ہون بروقت موقع آگ لگا دینا تاکہ جلکر راکھہ کے ڈھیر ہوجاوین ۔ القصہ جب پانڈو

وہان پہونچے اعدا کی عداوت اور فریب سازی سے ماہر ہوکر پوشیدہ نقب طیار کی اور خود اپنے ہاتھ سے اوس مکان مین آگ لگا کر نقب کی راہ سے نکل گئے - ایک بھیل نام عورت مع اپنے پانچ لڑکون کے قضا کار آکر جل گئی - جاسوسون نے اون پانچون لاش کو پانڈون کے قالب سمجھکر درجودھن کو نوید سنایا - وہ حاسد جامہ مین پھولا نہ سمایا - پانڈون نے اوس مکان سے نکلتے ہی جنگل مین رکھون کے مانند تیر تھون اور ملک ملک کی سیر اختیار کی دیو بھوت کو مار ڈالتے تھے - کرگدن اور شیر کا شکار کھیلتے ہوئے کمپلہ شہر مین پہونچے وہان کا راجہ دروپد تھا اوسکی لڑکی نہایت حسین صاحب جمال تھی - اوس زمانہ مین اوس لڑکی کا سوئمبر تھا تمام زمانہ کے راجہ بابو بتقریب اس جشن شادی کے تشریف لائے تھے - راجہ دروپد نے ایک شہتیر میدان مین کھڑا کر کے ایک طلائی مچھلی اوسپر آویزان کی تھی اور شہتیر کے نیچے ایک دیگ کلان مین روغن بھر کر تابدان پر رکھا تھا اور ایک کمان نہایت بزرگی اور سختی مین رکھی تھی - شرط یہ تھی کہ جو شخص اس کمان کا چلا چڑھا کر اس ماہی کو بالائے چوب سے دیگ مین گرائے اوسکا خدنگ مراد نشانہ تمنا مین پہونچیگا یعنی عقد دختر عمل مین آئیگا - دوسرے روز ہر شخص جمع ہوکر وفای عہد مین زور آزما ہوا مگر طالع ضعیف کی ناتوانی سے کچھ زور نچلا - پانڈو بھی کسی گوشہ مین تماشا کنان تھے - پس ارجن نے کمان کو اوٹھا کر شست مشت کی صفائی دکھلائی تیر کے چھوٹتے ہی مچھلی تڑپ کر دیگدان مین آئی اور دروپدی کو جو راجہ دروپد کی کنیا تھی اپنے عقد مین لایا - دیکھنے والون کے آنکھ مین سرسون پھولی مگر کسیکی یہ جرات نہوئی کہ ارجن سے آنکھ ملائے - عین معرکہ مین پلک جھپک گئی اوس لڑکی کے تقدیر مین یہ لکھا تھا کہ پانچ شوہرون سے دوچار ہو - الغرض بموجب ارشاد اپنی مان کے پانچو بھائی نے اوسے اپنی زوجیت مین قبول کیا اور ہر ایک نے ستر ستر روز کی نوبت مصاحبت کی مقرر کی - رفتہ رفتہ یہ خبر ہستناپور مین پہونچی کہ ہنوز پانڈوان زندہ ہین اور دروپدی سے شادی کی ہے راجہ دھرتراشت نے انہین بلا کر مشمول عاطفت فرمایا اور دوبارہ سلطنت کے دو حصہ کر کے آدھون آدہ کورون اور پانڈون کو عطا فرمائی اور باہم محبت واخلاص رکھنے کا عہد لیکر پانڈون کو اجازت دی کہ دریائے جمن کے کنارے شہر اندرپت مین مقیم ہون جسے اب دہلی کے نام سے مشہور کرتے ہین - راجہ جدہشٹر اوس شہر مین پہونچتے ہی احکام حکومت مین مصروف ہوا تیغ کشور کشا سے اکثر نئی ولایات تسخیر فرمائین جنھین فرمان روائی کی بو سمائی تھی اونسے فرمان پذیری کرائی جسوقت دولت وحشمت گران حاصل ہوئی راجسو جگ کا انصرام کیا - راجسو جگ کے یہ قاعدے ہین کہ قسم قسم کے کھانے ہزارہا برہمنون کو کھلائے اور سونے چاندی کے برتن خیرات دیتے ہین - اور اقسام اغذیہ اور عطریات وغیرہ سے ہوم کرتے ہین - عمدہ جگ یہ ہوتی ہی کہ روے زمین کے راجہ لوگ شریک ہوکر آبکشی اور طعام پزی وغیرہ اسطرح کی خدمتون مین مصروف ہوین - یہ عبادت اوسے نصیب ہوتی ہی جسکے زیر حکومت سارے

جہان کے حاکم ہون جسوقت راجہ جدشٹر نے جگ کا انصرام کیا راجہ جرجودھن بھی شریک ہوا اور اوسکی دولت خداداد کو دیکھکر ناسور کہن پھر بہ نکلا۔ تیغ عداوت نے پرانے زخمون کو اور بھی چرکا دیا۔ جسوقت رخصت ہوکر اپنی دار الخلافت ہستنا پور مین پہونچا ہمنشینون مین بیٹھکر اور سارے قصہ کو سنا کر یون ولولہ اوٹھایا کہ راجہ جدشٹر کے زوال کی کوئی کامل تدبیر کرنا چاہیے۔ اون کجبازون نے کہا کہ جوئے کا نقشہ جماؤ۔ اور اونکو دغا اور فریب سے ایسی بازی دو کہ سارا کھیل بگڑ جائے۔ جب اسکے دل مین یہ چھکے پنجے کی ٹھہری۔ راجہ جدشٹر کو ہستنا پور مین بلاکر لطف و مدارا سے پیش آیا رفتہ رفتہ مجلس قمار آراستہ ہوئی۔ دغا کے پانسے اپنا اولٹ پھیر دکھلانے کو کجی پر رجوع ہوئے۔ تقدیر مین تو یہ تھا کہ ملک و مال ہار کر دشت ادبار کو سدھارے لاجرم باوجود عقل و تمیز کے آسمان کی پلٹی اسے نسوجھی سارے خزاین اور دفائن ملک و دولت ہار بیٹھا۔ کوئی چیز پاس نرہی۔ اس گھبراہٹ مین اسطرح عقل نے کجی کھائی کہ چارو بھائیون اور درو پدی کو اور پھر خود بدولت بھی اپنے تئین ہار بیٹھے۔ اوسوقت دوساسن جو درجودھن کا بھائی تھا درو پدی کو موکشان محفل مین لایا اور چاہا کہ حسب الحکم درجودھن کے نے نام و ننگ ہوکر درو پدی کو ننگا کرے اوسوقت یہ بیچاری ایام حیض مین تھی درو پدی نے اس ہفت نیرنگ کی پردہ دری دیکھکر در پردہ پردہ پوش خلق اللہ کے حضور مین اپنی عزت و ناموس کی پردہ سازی کو دعا کی۔ پردہ دار جہان نے اپنے فضل و کرم سے اسکا پردہ رکھا۔ جسوقت دوساسن ایک لباس اوتارتا۔ جامہ خانۂ غیب سے دوسرا تن زیب ہو جاتا۔ یہ ہاتھ ململا کچھتا تھا اسکی پارسائی بڑی گاڑھی کی تھی آخر وہ پردہ در منہ گریبان مین ڈال کر رہگیا۔ نامحرم کو تن بدن کا راز نملا۔ حاضرین محفل نے اس نادیدنی کے دیکھتے ہی آنکھہ بند کرلی۔ درجودھن اور دوساسن پر طعنہ کی زبان کھولی۔ مگر درجودھن کا دل تو کسی اور ہی طرف بڑھا تھا کسیکے کہنے سننے سے حوصلہ نہ گھٹا۔ دوبارہ اس شرط سے بازی لگائی کہ اگر جدشٹر کی جیت ہو جسقدر مال و اسباب ہارا ہے واپس لیوے۔ درصورت ہار کے بارہ برس جنگل مین مع اپنے بھائیون کے پوشیدہ رہے۔ اگر آخر اس معہودہ مین کہین سراغ کھلے۔ دوبارہ اوسقدر مدت تک پریشان ہو یہان تو عقل و قسمت نے پیشتر ہی ہار مانی تھی۔ زمانہ گھات مین تھا۔ آخر بازی نپائی۔ مع چارو بھائی اور درو پدی کے جنگل کی راہ لی۔ اوسوقت کرن نے اسطرح ٹھٹھا مارا کہ اے درو پدی پانڈون کی ہمراہی مین عبث جاتی ہے درجودھن کے حضور مین کیون نہین مقیم ہوتی۔ یہ راجہ تجھکو ایسے مرد کے حوالہ کرے۔ جو تیرے ساتھہ ہار جیت کا حیلہ نکریگا پانڈو خواجہ سرا ہین انکی مصاحبت مین کیا ہاتھہ آتا ہے۔ عبث انکے ساتھہ خاک اوڑاوگی بہت سا پچھتاوگی پانڈو انکے استہزا سے شرمندہ تھے۔ بھیم سین نے چاہا کہ زبان درازون کی گوشمالی کرے مگر راجہ جدشٹر نے اجازت ندی۔ لاچار ایفائے شرط کو شہر سے جنگل سدھارے۔ کہتے ہین کہ اونکے قدم اوٹھاتے ہی زمین

کلنپ اوٹھی برق چمکی - جنگلی جانور آبادی مین آئے - سر بازار شغالون نے فریاد مچائی - گدہ دروازون پر نعرہ زن ہوئے - جنگلی درختون مین گل نیلوفر پھولے - دریا نے جوش کھایا - بے موسم درختون پر پھل نمود ہوئے - غرض کہ جتنے شگون بد تھے نظر آئے - المختصر پانڈو جنگل مین جا کر رہنے لگے - تھوڑے دنون بعد ارجن نے بزور عبادت عالم ملکوت مین جا کر سیر کی - اور پانچ برس تک اوس مقام پر تیر اندازی کی ہنر سیکھتا رہا - ادھر پانڈون نے ہندوستان کی تیرتھ جاترا کی - بعدہ ارجن بھی آ کر متفق ہوا - اس بیابان گردی مین عجیب عجیب طرح کی ایذا اور مشقتین پائین - تیرھوین سال شہر بیراٹھ مین پھونچے - اور تبدیل نام کر کے راجہ بیراٹھ کے ملازم ہوئے - جرجودھن کے آدمی ہر چند تلاش مین سرگرم رہے مگر انکا پتا نپایا - جب تیرہ سال گذر گئے - کھلے خزانے جرجودھن کو پیغام دیا کہ ہمارا نصف حصہ ملک واپس کرے - جرجودھن نے رعونت کی راہ سے قبول نکیا - انہون نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ اگر حصہ نہ دیوے تو رفع ضروریات کی مدد فرماوے پانچ موضع یعنی کیتھل - کرنال - اندری - بناوہ - اندرپت عنایت ہو - ورنہ لڑائی موجود ہی - درجودھن نے جب اپنی موت تو پیچھے پڑی تھی کچھ نسنا - لڑنے پر کمر باندھی - اپنے دوستون کو جمع کیا - اسقدر لشکر فراہم ہوا کہ اوسکے برابر کسی معرکہ مین نہین لکھتے - مقام کورکھیت مین معرکۂ رزم ٹھہرا - اڑتالیس کوس تک صف کارزار آراستہ ہوئی - کورکھیت اب تھانیسر کے نام سے مشہور ہی - کہتے ہین کہ اس مقام پر فانی ہونے سے انسان آواگون سے رہائی پاتا ہی سیدھا بہشت کو چلا جاتا ہی برہما نے اسی مقام پر ظہور پایا - اور خلقت کو پیدا کیا - غرضکہ طرفین سے مار دھاڑ کا ہنگامہ گرم ہوا زمین و آسمان مین ایک تہلکہ سا پڑا تھا

ذکر آغاز جنگ پانڈوان

پانڈون نے اپنے لشکر کے سات حصہ کیے - اول بھیم سین نے میدان مین جلوہ دکھلایا - صداے مہیب سے میدان جنگ مین طرفہ خوف سمایا - ہاتھی گھوڑے ایک دوسرے پر گرنے لگے - دشمنون کا کلیجہ کانپا - بھیم سین نے گرز اوٹھایا - سوارون کو مع ارابہ خاک مین ملایا - ہاتھیون کو پٹکا اسکے روبرو کوئی نہ اٹکا - کسیکو مشت سے زیر کیا - کسیکو جان سے سیر کیا - ارجن شیر ژیان کے مانند میدان مین پھرتا تھا - دشمنون کی جمعیت مین پریشانی لاتا تھا - جدھر تیر خارا شگاف برسایا خون کا طوفان اوٹھایا - اسطرح جرجودھن نے بھی فوج آراستہ کی - ہاتھیون کے حلقہ برگستوان سے آراستہ اونکے پیچھے پچاس سوار خود و بکتر سے پیراستہ اونکے عقب سات پیادہ لڑائی کے آمادہ مقرر فرمائے - تاکہ جب ہاتھی مخالفون کے روبرو جنگ آور ہون پیچھے سے یہ لوگ پیشدستی دکھلاوین - اپنے لشکر مین بھیکھم پتامہ - درونہ اچارج - کرن - دوساسن - شکنی کو سردار بنایا - انہون نے میدان وغا مین آ کر پانڈون کی صف برہم کی بھیکھم پتامہ نے وہ لڑائی زور آمائی کی کہ

کسیکے پیر نہ جمے - لکھا ہی کہ اسکے ہاتھون سے روزمرہ دس ہزار جاندار مارے جاتے تھے دس روز مین ایک لاکھ سے زیادہ آدمی اسکے ہاتھ سے مارے گیے - ایسے معرکہ مین آشنا و بیگانہ کا کب خیال تھا - جو تھا خون سے لال تھا - آسمان یہ گردش دیکھکر لرزان ہوا ماہ و خورشید بچشم عبرت نگران ہوا - ازانجا کہ فتح و نصرت راجہ جدشٹر کے قسمت مین تھی درجودھن مغلوب ہوا - اٹھارھوین روز بھیم سین کے گرز نے سرکوبی کی اسنے قالب تہی کرکے نقد جان نذر کیا اپنے خرابی اعمال کو پہونچا اور پھر اوسکے مددگار بھائیون نے بھی اس اخیر وقت مین اوسکا ساتھ دیا ہر ایک نے ملک بقا کی راہ لی - کہتے ہین کہ اس کشت و خون مین اٹھارہ چھونی لشکر اٹھارہ روز کے عرصہ مین کام آیا - چھونی اکیس ہزار تین سو ستر فیل سوار اور اسیقدر رارابہ سوار اور ایک لاکھ چھیانوے ہزار تین سو تیس اسپ سوار اور تین لاکھ اٹھہ ہزار پچاس پیادہ اور ایک چھونی کے عدد پانچ لاکھ سینتالیس ہزار ایکسو بیس نفر ہوتے ہین - اس حساب سے لشکر طرفین اکانوے لاکھ اٹھائیس ہزار ایکسو ساٹھہ نفر سوائے فیل اور اسپ وغیرہ حیوانات کے فانی ہوئے - سوائے گیارہ نفر کے کوئی نہ بچا - اسمین ایک کشن - اور پانچو بھائی پانڈوان اور سانگ جادو اور سات آدمی پانڈوان کے - کرور اوستاد کرپا چارج برہمن اور درونہ چارج کا لڑکا اسوتھامان اور کیرت برما جادو اور جحش اور چار آدمی کورون کے بچے - غرضکہ اوس وقت سے اب تک کہ ۴ ہزار ۸ سو ۶۵ برس گذرتے ہین - کوئی دوسرا ایسا معرکہ نہین ہوا - ہرچند راجہ جدشٹر نے فتح پائی مگر اسقدر ذی حیات کے خون ہونے سے متاسف اور بے ثباتی دنیا سے مغموم ہوکر عروس جہانبانی کی دلفریبی سے کنارے ہوا چاہا کہ ترک تعلق کرے لیکن بھیکھم پتامہ نے جو ہنوز مجروح نیم جان میدان رزم مین پڑا تھا سمجھا کر اس ارادہ سے باز رکھا - آخر خیرات و صدقہ بیشمار کرکے جہانداری مین مصروف ہوا اور ہستناپور سے اپنے چچا دھرتراشٹر کی خدمت مین اس لڑائی کی عذرخواہی کو حاضر ہوا اور بعد اجازت دار الخلافت کو معاودت کرکے امور سلطنت مین مصروف ہوا - کسیوقت بیاس دیو نے راجہ جدشٹر سے فرمایا تھا کہ اگر اسومیدہ جگ کیجاوے تیری تشویش جو خویش و اقارب کے قتل و خون سے ہوئی ہی دور ہوگی - ہندوستانی کے اعتقاد مین یہ جگ اسطرح پر ہوتی ہی کہ ایک راس گھوڑا بہمہ صفت موصوف جسطرح لکھتے ہین مطلق العنان رہا کرین اور اوسکے عقب سے بہادران تیغ زن رواں ہون چار سوے عالم مین گھوڑے کو پھراوین - جس سرزمین پر وہ گھوڑا پہونچے وہانکا حاکم اوسکے استقبال کو نکلے - اگر کوئی منحرف ہوکر گھوڑے کو باندھے اوس سے لڑائی کرین جب تمام دنیا مین کوئی روکنے والا نظر نہ آئے تب جگ کا سرانجام ہوتا ہی - غرض راجہ جدشٹر نے گھوڑا چھوڑا تمام ممالک مین اوسکے قدم پہونچے کسی نے سرکشی کے راہ سے سر نہ اوٹھایا جہان پہونچا عزت و وقار پایا آخر کار جگ کا سرانجام ہوا - راجہ نے بیشمار نقد و جنس خیرات کیا - اسکے وقت مین ہر وقت ہر بات ہولی جاتی تھی

پانی برسا۔ قحط و وبا عنقا تھے۔ زمین سرسبز خزانہ معمور۔ ہر طرف جنگل اور آبادی باغ تا باغ تھا۔
چوری کے نام سے ذرہ خنا کا چور بھی پتھر سے پیسا جاتا ہر طرح عدل وداد تھا۔ اسّی ہزار برہمن روزمرہ اوسکی
سرکار سے فیض یاب تھے یہ راجہ نہایت راست گفتار تھا تمام عمر جھوٹھوں دروغ نہین بولا۔ اپنے چچا
دھرتراشٹ کی خدمتگزاری اور رضاجوئی کو سعادت عظیم جانتا اوسکے لڑکون سے زیادہ آرام دیتا تھا جب
اسطرح پر سولہ برس گذرے ایکروز بھیم نے جو دھرتراشٹ کو ہرگز پیار نکرتا تھا بڑے زور سے تال مار کر کہا کہ
انھین بازو کا دسترس تھا کہ دھرتراشٹ کے سو لڑکے مارے گئے۔ دھرتراشٹ اس کلمہ سے غمگین ہوا۔
اور انکے ساتھہ رہنا ناپسند کیا۔ فوراً مع اپنی بی بی گندھاری اور پدر و مادر کے جنگل مین جاکر عبادت خدا مین
مصروف ہوا۔ تین برس کے بعد تھانیسر کے تالاب پر اس شورزار نیستی سے پار لگا۔ بعض کہتے ہین کہ ہردوار
مین عالم بقا کو کوچ کر گیا۔ بیاسدیو نے کورون اور پانڈون کا مفصل حال تحریر فرمایا جسکا نام مہابھارت ہی
ایک لاکھہ اشلوک لکھا ہی اوسمین سے ۷۶ ہزار اشلوک آئین خداطلبی اور پرستش اور نصائح وغیرہ مین اور ۲۴ ہزار
لڑائی کے بیان مین ہین۔ بیاس دیو نے اس کتاب مین اپنے اور اپنے والدہ کی ولادت کا حال عجیب طرز سے
بیان کیا ہی مختصر سا ہم بھی لکھتے ہین وہ یہ ہی کہ چندیری مین ایک راجہ تھا ایکروز بعزم شکار جنگل مین سیر کرتا تھا
یکایک جس رانی سے بمرتبۂ کمال اخلاص تھا اوسکی یاد آئی شہوت کے غالب ہوتے ہی انزال ہو گیا راجہ نے اوس
منی کو کسی درخت کے پتے مین رکھکر شاہین کے حوالہ کیا کہ حرمسرا مین جاکر میری محبوبہ کے حوالہ کر۔ شاہین
وہ پتا اوٹھا کر محل کے پتے پر روانہ ہوا۔ راستے مین کسی شاہین کی نظر اسپر پڑی سمجھا کہ قسم اغذیہ سے لیئے
اوڑا جاتا ہی وہ بھی جھپٹا باہم آویزش ہوئی نیچے دریائے جمن جاری تھا ہمدیگر کے دو دو چونچ ہونے سے وہ قطرات
منی مچھلی کے مُنہ مین ٹپکے وہ مچھلی حاملہ ہوئی دو مہینے کے بعد کسی صیاد کے دام مین پھنسی جب شکار پیٹ چاک صاف
کیا اوسکے اندر سے ایک نر ایک مادہ دو لڑکے توام نکلے۔ ماہی گیر نے انکو راجہ کے حضور مین پہونچایا راجہ نے
لڑکے کو اپنے پاس رکھا۔ اور مین نام زد کیا جب جوان ہوا دریائے ستلج کے کنارے کی جاگیر اوسکو عطا فرمائی اُسکے
نام کی مناسبت مین اوس ولایت کا نام ماچھی وار مشہور ہوا۔ رہی لڑکی اوس ماہی گیر نے پرورش کی
اوسکے بدن سے مچھلی کی بو آتی تھی لہذا نام اوسکا مچھودری مشہور کیا۔ بعض دوجن گندھا بھی کہتے ہین
یہ ایک چھوٹی سی ڈونگی لیکر ہر ایک صادر و وارد کا بیڑا پار لگاتی اور کچھہ مزد کی خواہشمند نہوتی جب وہ لڑکی بالغ
ہوئی ایکروز پاراسر بن سکیت بن بشست بن برمہا جو کہ منجملہ خدارسیدگان مین سے تھا دریا کنارے آ گذرا
لڑکی کو دیکھا اوسکے دل مین مباشرت کی لہر آئی۔ لڑکی نے عرض کیا کہ تیرے ارشاد سے مجھے انکار نہین مگر ان لوگون
سے جو یہان کھڑے ہین حجاب آتا ہی۔ پاراسر نے اپنی قوت باطنی سے ایسا ابر سیاہ ظاہر کیا کہ مردم چشم کو نظر کا

جہان کے حاکم ہوں جسوقت راجہ جدشٹر نے جگ کا انصرام کیا راجہ جرجودھن بھی شریک ہوا اور اوسکی دولت خداداد کو دیکھکر ناسور کہن پھر بہ نکلا۔ تیغ عداوت نے پرانے زخمون کو اور بھی چرکا دیا۔ جسوقت رخصت ہوکر اپنی دار الخلافت ہستناپور مین پہونچا ہم نشینون مین بیٹھکر اور سارے قصہ کو سناکر یون ولولہ اوٹھایا کہ راجہ جدشٹر کے زوال کی کوئی کامل تدبیر کرنا چاہیے۔ اون کجبازون نے کہا کہ جوئے کا نقشہ جماؤ۔ اور اونکو دغا اور فریب سے ایسی بازی دو کہ سارا کھیل بگڑ جائے۔ جب اسکے دل مین یہ چھکے پنجے کی ٹھہری۔ راجہ جدشٹر کو ہستناپور مین بلاکر لطف و مدارا سے پیش آیا رفتہ رفتہ مجلس قمار آراستہ ہوئی۔ دغا کے پانسے اپنا اولٹ پھیر دکھلانے کو کجی پر رجوع ہوئے۔ تقدیر مین تو یہ تھا کہ ملک و مال ہار کر دشت ادبار کو سدھارے لاجرم باوجود عقل و تمیز کے آسمان کی پلٹی اسے نسوجھی سارے خزاین اور دفائن ملک و دولت ہار بیٹھا۔ کوئی چیز پاس نرہی۔ اس گھبراہٹ مین اسطرح عقل نے کجی کھائی کہ چارو بھائیون اور درو پدی کو اور پھر خود بدولت بھی اپنے تئین ہار بیٹھے۔ اوسوقت دوساسن جو درجودھن کا بھائی تھا دروپدی کو پوشان محفل مین لایا اور چاہا کہ حسب الحکم درجودھن کے ننگ و ناموس ہوکر دروپدی کو ننگا کرے اوسوقت یہ بیچاری ایام حیض مین تھی دروپدی نے اس ہفت نیرنگ کی پردہ دری دیکھکر پردہ پوش خلق اللہ کے حضور مین اپنی عزت و ناموس کی پردہ سازی کو دعا کی۔ پردہ دار جہان نے اپنے فضل و کرم سے اسکا پردہ رکھا۔ جسوقت دوساسن ایک لباس اوتارتا۔ جامہ خانۂ غیب سے دوسرا تن زیب ہوجاتا۔ یہ ہاتھہ ململ کچھا تھا اسکی پارسائی بڑی گاڑھی کی تھی آخر وہ پردہ در منہہ گریبان مین ڈال کر رہگیا۔ نامحرم کو تن بدن کا راز نملا۔ حاضرین محفل نے اس بادیدنی کے دیکھتے ہی آنکھہ بند کرلی۔ درجودھن اور دوساسن پر طعنہ کی زبان کھولی۔ مگر درجودھن کا دل تو کسی اور ہی طرف بڑھا تھا کسیکے کہنے سننے سے حوصلہ نہ گھٹا۔ دوبارہ اس شرط سے بازی لگائی کہ اگر جدشٹر کی جیت ہو جسقدر مال و اسباب ہارا ہی واپس لیوی۔ درصورت ہار کے بارہ برس جنگل مین مع اپنے بھائیون کے پوشیدہ رہے۔ اگر آخر اس معہودہ مین کہین سراغ کھلے۔ دوبارہ اوسقدر مدت تک پریشان ہو بیابان نورد عقل و قسمت نے پیشتر ہی ہار مانی تھی۔ زمانہ گھات مین تھا۔ آخر بازی نپائی۔ مع چارو بھائی اور دروپدی کے جنگل کی راہ لی۔ اوسوقت کرن نے اسطرح ٹھٹھا مارا کہ اے دروپدی پانڈون کی ہمراہی مین عبث جاتی ہی درجودھن کے حضور مین کیون نہین مقیم ہوتی۔ یہ راجہ تجھکو ایسے مرد کے حوالہ کرے۔ جو تیرے ساتھہ ہار جیت کا حیلہ نکرے پانڈو خواجہ سرا ہین انکی مصاحبت مین کیا ہاتھہ آتا ہی۔ عبث انکے ساتھہ خاک اوڑاوگی بہت سا پچھتاوگی پانڈو انکے استہزا سے شرمندہ تھے۔ بھیم سین نے چاہا کہ زبان درازون کی گوشمالی کرے مگر راجہ جدشٹر نے اجازت ندی۔ لاچار ایفائے شرط کو شہر سے جنگل سدھارے۔ کہتے ہین کہ اونکے قدم اوٹھاتے ہی

کنپ اوٹھی برق چمکی - جنگلی جانور آبادی مین آئے - سر بازار شغالون نے فریاد مچائی - گدہ دروازون پر نعرہ زن ہوئے - جنگلی درختون مین گل نیلوفر پھولے - دریانے جوش کھایا - بے موسم درختون پر پھل نمود ہوئے - غرض کہ جتنے شگون بد تھے نظر آئے - المختصر پانڈو جنگل مین جاکر رہنے لگے - تھوڑے دنون بعد ارجن نے بزور عبادت عالم ملکوت مین جاکر سیر کی - اور پانچ برس تک اوس مقام پر تیراندازی کی ہنر سیکھتا رہا - ادھر پانڈون نے ہندوستان کی تیرتھہ جاترا کی - بعدہ ارجن بھی آکر متفق ہوا - اس بیابان گردی مین عجیب عجیب طرحکی ایذا اور مشقتین پائین - تیرھوین سال شہر بیراٹھہ مین پھونچے - اور تبدیل نام کرکے راجہ بیراٹھہ کے ملازم ہوئے - جرجودھن کے آدمی ہر چند تلاش مین سرگرم رہے مگر انکا پتا نپایا - جب تیرہ سال گذر گئے - کھلے خزانے جرجودھن کو پیغام دیا کہ ہمارا نصف حصہ ملک واپس کرے - جرجودھن نے رعونت کی راہ سے قبول نکیا - انہون نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ اگر حصہ نہ دیوے تو رفع ضروریات کی مدد فرماوے پانچ موضع یعنی کیتھل - کرنال - اندری - بزناوہ - اندرپت عنایت ہو - ورنہ لڑائی موجود ہی - درجودھن نے جماعت کی موت تو پیچھے پڑی تھی کچھہ نسنا - لڑنے پر کمر باندھی - اپنے دوستون کو جمع کیا - اسقدر لشکر فراہم ہوا کہ اوسکے برابر کسی معرکہ مین نہین لکھتے - مقام کورکھیت مین معرکۂ رزم ٹھہرا - اڑتالیس کوس تک صف کارزار آراستہ ہوئی - کورکھیت اب تھانیسر کے نام سے مشہور ہی - کہتے ہین کہ اس مقام پر فانی ہونے سے انسان آواگون سے رہائی پاتا ہی سیدھا بہشت کو چلا جاتا ہی برہما نے اسی مقام پر ظہور پایا - اور خلقت کو پیدا کیا - غرضکہ طرفین سے مار دھاڑ کا ہنگامہ گرم ہوا زمین و آسمان مین ایک تہلکہ سا پڑا تھا

ذکر آغاز جنگ پانڈوان

پانڈون نے اپنے لشکر کے سات حصہ کیے - اول بھیم سین نے میدان مین جلوہ دکھلایا - صداے مہیب سے میدان جنگ مین طرفہ خوف سمایا - ہاتھی گھوڑے ایک دوسرے پر گرنے لگے - دشمنون کا کلیجہ کانپا - بھیم نے گرز اوٹھایا - سوارون کو مع ارابہ خاک مین ملایا - ہاتھیون کو ٹیکا اسکے روبرو کوئی نہ اٹکا - کسیکو مشت سے زیر کیا - کسیکو جان سے سیر کیا - ارجن شیر ژیان کے مانند میدان مین پھرتا تھا - دشمنون کی جمعیت مین پریشانی لاتا تھا - جدھر تیر خارا شگاف برسایا خون کا طوفان اوٹھایا - اسطرح جرجودھن نے بھی فوج آراستہ کی - ہاتھیون کے حلقہ برگستوان سے آراستہ اونکے پیچھے پچاس سوار خود و بکتر سے پیراستہ اونکے عقب سات پیادہ لڑائی کے آمادہ مقرر فرمائے - تاکہ جب ہاتھی مخالفون کے روبرو جنگ آور ہون پیچھے سے یہ لوگ پیشدستی دکھلاوین - اپنے لشکر مین بھیکھم پتامہ - درونہ اچارج - کرن - دوساسن شکنی کو سرفراز بنایا - انہون نے میدان و غاٰمین آکر پانڈون کی صف برہم کی بھیکھم پتامہ نے دہ لڑائی زورآمائی کی کہ

کسیکے بیر نہ جچے - لکھا ہی کہ اسکے ہاتھون سے روزمرہ دس ہزار جاندار مارے جاتے تھے دس روز مین ایک لاکھ سے زیادہ آدمی اسکے ہاتھ سے مارے گئے - ایسے معرکہ مین آشنا و بیگانہ کا کب خیال تھا - جو تھا خون سے لال تھا - آسمان یہ گردش دیکھکر لرزان ہوا ماہ و خورشید بچشم عبرت نگران ہوا - ازانجا کہ فتح و نصرت راجہ جدشٹر کے قسمت مین تھی درجودھن مغلوب ہوا - اٹھارھوین روز بھیم سین کے گرز نے سرکوبی کی اسنے قالب تہی کرکے نقد جان نذر کیا اپنے خرابی اعمال کو پہونچا اور پھر اوسکے مددگار بھائیون نے بھی اس اخیر وقت مین اوسکا ساتھ دیا ہر ایک نے ملک بقا کی راہ لی - کہتے ہین کہ اس کشت و خون مین اٹھارہ چھونی لشکر اٹھارہ روز کے عرصہ مین کام آیا - چھونی اکیس ہزار تین سو ستر فیل سوار اور اسیقدر ارابہ سوار اور ایک لاکھ چھانوے ہزار تین سو تیس اسپ سوار اور تین لاکھ آٹھہ ہزار پچاس پیادہ اور ایک چھونی کے عدد پانچ لاکھ سینتالیس ہزار اکیسو بیس نفر ہوتے ہین - اس حساب سے لشکر طرفین اکانوے لاکھ اٹھائیس ہزار اکیسو ساٹھہ نفر سوا ے فیل اور اسپ وغیرہ حیوانات کے فانی ہوئے - سوا ے گیارہ نفر کے کوئی نہ بچا - انمین ایک کشن - اور پانچو بھائی پانڈوان اور ساتک جادو اور سات آدمی پانڈوان کے - کرور اوستاد کرپاچارج برہمن اور درونہ چارج کا لڑکا اسوتھامان اور کیرت برما جادو اور جحش اور چار آدمی کورون کے بچے - غرضکہ اوس وقت سے ابتک کہ ۴ ہزار ۸ سو ۶۵ برس گذرنے ہین - کوئی دوسرا ایسا معرکہ نہین ہوا - ہر چند راجہ جدشٹر نے فتح پائی مگر اسقدر ذی حیات کے خون ہونے سے متاسف اور بے ثباتی دنیا سے مغموم ہوکر عروس جہانبانی کی دلفریبی سے کنارے ہوا چاہا کہ ترک تعلق کرے لیکن بھیکھم پتامہ نے جو ہنوز مجروح نیم جان میدان رزم مین پڑا تھا سمجھا کر اس ارادہ سے باز رکھا - آخر خیرات و صدقہ بیشمار کرکے جہانداری مین مصروف ہوا اور ہستناپور سے اپنے چچا دھرتراشٹر کی خدمت مین اس لڑائی کی عذرخواہی کو حاضر ہوا اور بعد اجازت دارالخلافت کو معاودت کرکے امور سلطنت مین مصروف ہوا - کسیوقت بیاس دیو نے راجہ جدشٹر سے فرمایا تھا کہ اگر اسومیدہ جگ کیجاوے تیری تشویش جو خویش واقارب کے قتل و خون سے ہوئی ہی دور ہوگی - ہندوستانی کے اعتقاد مین یہ جگ اسطرح پر ہوتی ہی کہ ایک راس گھوڑا بہمہ صفت موصوف جسطرح لکھتے ہین مطلق العنان رہا کرین اور اوسکے عقب سے بہادران تیغ زن روان ہون چارسوے عالم مین گھوڑے کو پھراوین - جس سرزمین پر وہ گھوڑا پہونچے وہانکا حاکم اوسکے استقبال کو نکلے - اگر کوئی منحرف ہوکر گھوڑے کو باندھے اوس سے لڑائی کرین جب تمام دنیا مین کوئی روکنے والا نظر نہ آئے تب جگ کا سر انجام ہوتا ہی - غرض راجہ جدشٹر نے گھوڑا چھوڑا تمام ممالک مین اوسکے قدم پہونچے کسی نے سرکشی کے راہ سے سر نہ اوٹھایا جہان پہونچا عزت و وقار پایا آخر کار جگ کا سر انجام ہوا - راجہ نے بیشمار نقد و جنس خیرات کیا - اسکے وقت مین بروقت ہر بات ہوتی جلی

پانی برسا۔ قحط و وبا عنقا تھے۔ زمین سرسبز خزانہ معمور۔ ہر طرف جنگل اور آبادی باغ باغ تھا۔
چوری کے نام سے دزد حنا کا چور بھی پتھر سے پیسا جاتا ہر طرح عدل و داد تھا۔ اسی ہزار برہمن روزمرہ اوسکی
سرکار سے فیض یاب تھے یہ راجہ نہایت راست گفتار تھا تمام عمر جھوٹھون دروغ نہین بولا۔ اپنے چچا
دھرتراشٹ کی خدمتگذاری اور رضاجوئی کو سعادت عظیم جانتا اوسکے لڑکون سے زیادہ آرام دیتا تھا جب
اسطرح پر سولہ برس گذرے ایکروز بھیم نے جو دھرتراشٹ کو ہرگز پیار نکرتا تھا بڑے زور سے تال مارکر کہا کہ
انھین بازو کا دسترس تھا کہ دھرتراشٹ کے سو لڑکے مارے گئے۔ دھرتراشٹ اس کلمہ سے غمگین ہوا۔
اور انکے ساتھ رہنا ناپسند کیا۔ فوراً مع اپنی بی بی گندھاری اور پدر و مادر کے جنگل مین جاکر عبادت خدا مین
مصروف ہوا۔ تین برس کے بعد تھانیسر کے تالاب پر اس شور زار نیستی سے پار لگا۔ بعض کہتے ہین کہ ہردوار
مین عالم بقا کو کوچ کر گیا۔ بیاسدیو نے کورون اور پانڈون کا مفصل حال تحریر فرمایا جسکا نام مہابھارت ہی
ایک لاکھ اشلوک لکھا ہی اوسمین سے ۶۰ ہزار اشلوک آئین خدا طلبی اور پرستش اور نصائح وغیرہ مین اور ۴۰ ہزار
لڑائی کے بیان مین ہین۔ بیاس دیو نے اس کتاب مین اپنے اور اپنے والدہ کی ولادت کا حال عجیب طرز سے
بیان کیا ہی مختصر سا ہم بھی لکھتے ہین وہ یہ ہی کہ چندیری مین ایک راجہ تھا ایکروز بعزم شکار جنگل مین سیر کرتا تھا
یکایک جس رانی سے بمرتبہ کمال اخلاص تھا اوسکی یاد آئی شہوت کے غالب ہوتے ہی انزال ہوگیا راجہ نے اوس
منی کو کسی درخت کے پتے مین رکھکر شاہین کے حوالہ کیا کہ حرم سرا مین جاکر میری محبوبہ کے حوالہ کر۔ شاہین
وہ پتا اوٹھاکر محل کے پتے پر روانہ ہوا۔ راستے مین کسی شاہین کی نظر اسپر پڑی سمجھا کہ قسم اغذیہ سے لیئے
اوڑا جاتا ہی وہ بھی جھپٹا باہم آویزش ہوئی نیچے دریاے جمن جاری تھا ہمدیگر کے دو دو چونچ ہونے سے وہ قطرات
منی مچھلی کے مونہہ مین ٹپکے وہ مچھلی حاملہ ہوئی دو مہینے کے بعد کسی صیاد کے دام مین پھنسی جب شکاری نے پاک صاف
کیا اوسکے اندر سے ایک نر ایک مادہ دو لڑکے توام نکلے۔ ماہی گیر نے انکو راجہ کے حضور مین پہونچایا راجہ نے
لڑکے کو اپنے پاس رکھا۔ اور مین نام زد کیا جب جوان ہوا دریاے ستلج کے کنارے کی جاگیر اوسکو عطا فرمائی اسکے
نام کی مناسبت مین اوس ولایت کا نام ماچھی وار مشہور ہوا۔ رہگئی لڑکی اوس ماہی گیر نے پرورش کی
اوسکے بدن سے مچھلی کی بو آتی تھی لہذا نام اوسکا مچھودری مشہور کیا۔ بعض دجوجن گندھا بھی کہتے ہین
یہ ایک چھوٹی سی ڈونگی لیکر ہر ایک صادر و وارد کا بیڑا پار لگاتی اور کچھہ مزد کی خواہشمند نہوتی جب وہ لڑکی بالغ
ہوئی ایک روز پاراسر بن سکیت بن بشست بن برہما جو کہ منجملہ خدا رسیدگان مین سے تھا دریا کنارے آگذرا
لڑکی کو دیکھا اوسکے دلمین مباشرت کی لہر آئی۔ لڑکی نے عرض کیا کہ تیرے ارشاد سے مجھے انکار نہین مگر لوگ
جو یہان کھڑے ہین حجاب آتا ہی۔ پاراسر نے اپنی قوت باطنی سے ایسا ابر سیاہ ظاہر کیا کہ مردم چشم کو نظر کا

دیکھنا دشوار ہوا اور اوس عورت سے صحبت کی جب فارغ ہوا۔ اوسیوقت لڑکا پیدا ہوا۔ اور فوراً چودہ برس والون
کے مانند ہوکر بعد تعظیم والدین کے رخصت ہوا۔ بیابان مین بیاد خداوند حقیقی مصروف ہوا۔ باپ نے اوسکا
نام بیاسدیو رکھا۔ تصرفات باطنی کے وسیلہ سے کسیکو اس واقعہ کی خبر نہوئی۔ اور مچھودری کا غنچہ بکارت
بھی ناشگفتہ رہا۔ بوے بد کافور ہو گئی۔ یہ جملہ باتین ایک پہر مین ہوگئین۔ ثانی الحال مچھودری راجہ
سنتن کے عقد مین آئی۔ علماے ہند کا قول ہے کہ بیاسدیو جنگل مین عبادت کرکے متوسلان درگاہ ایزدی
سے ہوا۔ اور نور حقیقی کے پرتو سے انکا شبستان دماغ ایسا روشن ہوا کہ کل علوم ظاہری اور باطنی مانند طبعی
۔ ریاضی۔ منطق۔ مناظرہ وغیرہ حاصل ہوگئے اور بید کو جو برہما نے بموجب الہام کے کہا تھا اسنے چار حصہ
کیئے۔ رگ بید۔ سیام بید۔ ججر بید۔ اتھربن بید۔ اور جسقدر کتابین کہ برہما کے لڑکون نے بنائی اور وہ
زمانہ کی گردشون سے ابتر ہوگئین تھین۔ اس شخص نے ازسر نو ترتیب کین کتاب مہابھارتہ اور بیدانت شاستر
جسمین علم الٰہی۔ مناظرہ۔ منطق۔ ریاضی۔ کا بیان نہایت شرح کے ساتھہ ہے اسیکے تصنیف ہین۔
وحدانیت کی بہت عمدہ دلیلین اسنے بیان کین۔ فقہ اور حکمت اور نجوم وغیرہ اور تواریخ کی کتابین اسی نے ایجاد
کین خلاصہ جسقدر اس شخص نے رسالہ اور مسئلہ لکھے قابل اعتبار ہین۔ بیاسدیو خلعت حیات جاودانی سے
مشرف ہوکر بعوالم علوی اور سفلی مین سیرکنان ہے اور ماضی حال اور استقبال سے آگاہ۔ علماے ہند کا قول ہے
کہ زمانہ کی گردش کا مدار چار دور پر ہے۔ اول ست جگ ۱۷ لاکھہ ۲۸ ہزار برس اسکی گردش مین امیر و فقیر چھوٹے
بڑے راست باز اور نیک خصلت پرہیزگار پر زور ہوتے ہین۔ اور اونکی زندگانی کی تعداد ایک لاکھہ برس ہے
دوم تریتا ۱۲ لاکھہ ۹۶ ہزار برس۔ اس عہد مین بہ نسبت اول کے ہر امر کا دسوان حصہ رہتا ہے جیسے کہ عمر کل
دس ہزار برس رہجاتی ہے۔ سوم دواپر ۸ لاکھہ ۶۴ ہزار برس بہ نسبت تریتا کے نو حصہ زائل ہوتے ہین عمر
ہزار برس کی ہوتی ہے۔ چہارم کلجگ ۴ لاکھہ ۳۲ ہزار برس اس عہد مین عمر و قوت اور نکوکاری سے دسوان حصہ
رہجاتا ہے۔ عمر طبعی سو برس کی ہوتی ہے۔ یہ زمانہ گذشتہ تینون دور سے نہایت زبون ہے اس زمانہ کے لوگ
نیک خصلتون سے دور ہوتے ہین۔ اور بھلائیون کو بھلا جانتے ہین۔ پس معلوم کرنا چاہیئے کہ ہر دور کے لوگ اپنے
عہد کے مزاج سے کارفرما ہوتے ہین۔ پانڈو آخر زمانہ دواپر مین تھے۔ جب کسیقدر شروع کلجگ ہوا اہل عالم
کی وضع اور طور مین خلل ہونے لگا۔ فساد کے علامات نمودار ہوئے دیکھیے اوسی زمانہ کا قصہ بیان ہے۔ شروع
کلجگ مین کسی شخص نے ہستناپور مین ایک پتھر کا مکان کسی دوسرے شخص سے خریدا۔ جب اوسکی تعمیر ازسر نو
کرانے لگا بیشمار نقد دفینہ برآمد ہوا۔ مشتری نے اپنی حسن نیت سے فروشندہ کو اطلاع دے کر کہا کہ مینے صرف
مکان مول لیا ہے تیرے نقد سے مجھے کیا غرض چل اپنا روپیہ اوٹھالا۔ اوسنے کہا کہ مینے مکان کو مع حق مرافق فروخت

کیا تھا جو کچھ اوسمین نکلا ہی تو اپنے تصرف مین لا۔ میری کیا نیت ڈالوان ڈول ہی جو دوسرے کے مال مین دست درازی کرون۔ آخر اسی جھگڑے مین راجہ جدہشٹر کے پاس آئے۔ راجہ نے دانائی سے دریافت کیا کہ عنقریب کلجگ آنے والا ہی اسکی یہ بدعت درست نہیگی۔ اون لوگون کو حکم دیا کہ ابھی یہ زر بطریق امانت مین جمع ہو آیندہ اسکا فیصلا کیا جائیگا۔ جس وقت حضرت کلجگ کی گرم بازاری اور نیکی اور نیوش نیتی نے بھاگنا شروع کیا وہ دونو شخص جو اسمین بر خلاف اول لڑتے بھرتے آئے۔ فروشندہ کی یہ بات تھی کہ میینے مکان بیچا ہی نہ دفینہ تو جب کھودنے چاہتا ہی وہ بالکل ہی مال با ہر گفت گو کرتا ہی۔ مشتری ڈینگ مارتا تھا کہ اے قلب ساز تیرے مونہہ زردی کا سکہ بیٹھے والا ہی جب مینے مکان خرید اتیرا اوسمین کیا دخل ہی تیرا کلام سارا نے محال ہی۔ آخر راجہ نے زمانہ کے پلٹ کھانے کا ماجرا دریافت کرلیا۔ اوسی زمانہ مین تمام جادوان اور سری کشن و بلبھدر کے ارتحال کی خبر گوش زد ہوئی پس زندگانی ناگوار معلوم ہوئی اور اقرار کیا کہ اب فکر زاد راہ عقبی کیا چاہیے

ذکر سلطنت پریچھت بن ابھمن بن ارجن

پس پریچھت بن ابھمن بن ارجن کو راج گدی عطا کرکے جچھہ بن دہرتراشٹ کو وزیر مقرر کیا اور خود ترک سلطنت کرکے مع اپنے بھائیون کے درختون کی چھال بدن پر اوڑھکر جنگل کو سدھارے شہر کے عورت مرد گریان اور پریشان ہمراہ چلے راجہ نے ہرایک کا دلاسا کر کے رخصت کیا اور مع دروپدی اور پانچون بھائیون کے مشرق رخ سیر بنگالہ کرتے ہوئے دکھن مین آیا وہانسے گجرات اور وہان سے دوارکا مین آکر سری کشن اور بلبھدر کی یاد مین بہت رویا بعد ازان ٹھٹھہ اور ملتان اور پنجاب کی سیر کرتے ہوئے بدری پہاڑ پر جا عبادت کرنے لگا آخر کو ہمانچل پہاڑ مین سما گیا۔ ہرایک نے اپنے بدن کو برف مین گلادیا مگر راجہ جدہشٹر برف مین نہ گلا اور عنصری قالب مین بہشت جا پہونچا۔ نیکنامی جاوید اپنے حصہ مین لیگیا۔ کوروان اور پانڈوان کے ہمد گر ایام سلطنت ۷۶ برس رہی۔ اور متفرق کرکے درجودھن نے ۱۳ برس اور راجہ جدہشٹر نے بعد مہابھارت کے ۳۶ برس حکمرانی کی جملہ ۱۲۵ برس ہوئے۔ جسوقت پانڈون اور کورون کے باہمد گر رزم گاہ آراستہ تھی پانچون بھائی کی اولاد کام آچکی تھی پانڈون کو لاوارثی سے نہایت رنج و غم تھا۔ مگر خدا کے فضل سے مایوس تھے۔ چونکہ مشیت ایزدی تھی کہ تھوڑے زمانہ تک اس خاندان مین بادشاہی رہے۔ ابھمن کی بعض عورتین حاملہ تھین۔ بعد انقضاے ایام معہود کے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام پریچھت رکھا گیا القصہ پریچھت تخت پر بیٹھکر داد و دہش مین مصروف ہوکر اپنے خاندان کا نام روشن کیا یہ بھی اپنے بزرگون کی طرح شکار دوست تھا۔ اکثر سیر و شکار مین بسر کرتا تھا۔ ایکمرتبہ عین شکار مین کسی آہو پر تیر مارا۔ اوس مجروح نے جراحت اوٹھاکر بیرا اوٹھانے جو کرٹی بھری۔ ادھر راجہ بھی پیچھا اسکا نہ چھوڑا دھوپ مین لشکر سے دور ہو گیا

راہ کی گرمی سے پیاسا ہر طرف پانی کی تلاش مین دوڑا قضارا ایک فقیر عبادت کیش سے دوچار ہوا وہ اپنے بوریاے بے ریا پر بیٹھا خدا کی یاد مین تھا پیشانی نورانی سے فر خدادادی چمکتا تھا راجہ اوسکو دیکھتے ہی گھوڑے سے اوترا پانی کا خواستگار ہوا وہ خضر خصلت اپنے سرچشمۂ مقصود کے غوطہ مین ایسا تہ نشین تھا کہ اسکی آشنائی سے مطلق خبر نہوا راجہ نے اس بے اعتنائی سے تاؤ کھایا غصہ کی آگ بھڑکی کسی گوشہ مین ایک مردہ سانپ پڑا تھا گوشۂ کمان سے اوٹھا کر اوسکی گردن مین ڈال دیا اور اپنے گھر کی راہ لی - فقیر کو اس واردات سے کچھہ آگاہی نہوئی اوسی حالت وجد مین بیٹھا رہا اس فقیر کا لڑکا سرنگی کسی اپنی عبادتگاہ کے دوسرے مقام سے باپ کے دیدار کو آتا تھا راستہ مین کسی نے گوش زد کردیا کہ پریچھت راجہ نے تمھارے باپ کی گردن مین موا سانپ پہنایا اسنے سنتے ہی پیچ و تاب کھایا دریا کنارے جاکر غسل کیا اور درگاہ باریتعالی مین مناجات کی کہ جسنے میرے والد کے گردنمین سانپ ڈالا ہو وہ ایک ہفتہ مین تچھک کے کال سے نیست و نابود ہو - ادھر یہ دعا قبول ہوئی ادھر وہ باپ کی خدمت مین سدھارا جاتے ہی جو دیکھا فی الواقع مخبر کا کلام تصدیق پایا دیکھتے ہی نہایت زار زار رویا - سرنگی نے اس شور سے آنکھہ کھولی - اسنے عرض کی کہ اے پدر جسنے تیری گردن مین سانپ کو اولجھایا اوسے مینے بددعا دی ہی کہ تچھک مار اسکا بدلا لیوے - سرنگی اس حال سے آزردہ ہوکر بولا کہ تو نے برا کیا ایسے نیک راجہ رعیت پرور کو سراپ دیا - کسی چیلہ کو بھیجا کہ راجہ کو خبر کردے - راجہ نے اس کیفیت سے گھبرا کر ارکان دولت سے صلاح لی کہ عابد کی دعا ضرور اثر کریگی - سامان زندگانی ہی آخر دریاے گنگ مین ایک ستون بنوا کر اوسپر عمارت بنائی - اور مع مصاحبون کے وہان جا ٹھہرا کہ تچھک سانپ سے پناہ ملے - اور گرد اگرد افسون گر اور جادو سازون کو مقرر کیا کہ بدون اجازت کے کوئی شخص آنے پائے - اور دافع زہر مار جسقدر دوا تھین اپنے پاس موجود رکھین - اور یاد خدا مین مصروف ہوا - جب چھہ روز گذرے - تچھک مار انسان کی صورت نمودار ہوکر چلا - اثناے راہ مین دھنتر نام حکیم سے جسکے معجزۂ عیسوی کے اہل ہنود قائل ہین ملاقی ہوا سانپ نے اوس سے پوچھا کہ کون ہی کہان جاتا ہی حکیم نے جواب دیا کہ سنا ہی کہ کسی مرتاض نے راجہ پریچھت کو یہ بددعا دی ہی کہ تچھک مار سات روز اوسکو ڈسے گا - تو مین جاتا ہون کچھ چارہ کرون - اور ایسے راجہ رعایا پرور کو بچا لون - تچھک نے جواب دیا کہ وہ سانپ مین ہون اگر تجھہ مین خدا داد کی قدرت ہی تو اس درخت کو مین اپنے زہر سے خشک کرتا ہون تو ہرا کر دے - پھر ایک عظیم الشان درخت کو ایکدم مین خشک کردیا - حکیم دھنتر نے فی الفور اپنی دارو سے اوسے سبز کردیا بلکہ اسطرح کہ جسقدر جو لوگ اوسپر لکڑی کاٹتے تھے وہ بھی اوسی کام مین مصروف نظر آئے - تچھک کو اس جادو سے حیرت ہوئی - من مین سوچا کہ یہ بڑی بلا در پیش ہوئی اگر یہ گیا راجہ بچ جائیگا اور بد دعا کا اثر نہونے پائیگا یہی بہتر ہی کہ اسے کسی حیلہ سے وہان تک نہ پہونچنے دیجیے یہ خیال کرتے ہی دھنتر کی تعریف کی اور کہا کہ تو اسواسطے جاتا ہی کہ اپنی خدمت سے

عوض مین دولت حاصل کرے بس جسقدر تمنا ہو مجھہ سے لے اور اپنے گھر کی راہ پکڑ حکیم نے دلمین دہیان کیا کہ کیا معلوم میرا جادو وہان پر کارگر ہو کہ نہو۔ اور اگر اثر کر جاوے کیا جانیے جسقدر تمنا ہی راجہ دیوے یا نہین دوسرے نقد حاضر کو امید پر چھوڑنا حمقا کا کام ہی پس تچھک سے کہا کہ تو کسقدر دیتا ہی۔ تچھک نے خوش ہوکر ایک عدد جواہر دیکر کہا کہ جو اس جوہر سے جو پائی کریگا وہ پاویگا علاوہ اسکے جسوقت میری یاد ہو فوراً حاضر ہون اور مہم کو انجام کرون۔ حکیم اوس جوہر کو لیکر اپنے گھر سدھارا تچھک ہستناپور آیا۔ اور سب سامان حفاظت دیکھا کوئی سواے برہمنون کے نہین جانے پاتا۔ تچھک نے اپنی اولاد کو برہمنون کی صورت بناکر ہر ایک کے ہاتھہ مین ایک ایک پھل رکھدیا اور خود ایک چھوٹا سا کیڑا بنکر ایک میوہ کے اندر جا چھپا۔ یہ لوگ دربانون سے اجازت لیکر راجہ کی سبھا مین داخل ہوئے اور اونھین پھلون کو نذر گذرانا۔ راجہ نے سب میوہ امرا و مصاحبون کو تقسیم کیا اور جسمین تچھک پوشیدہ تھا وہ اپنے واسطے رکھا تچھک اوس میوے سے چھوٹے کیڑے کی ہیئت مین نکلا راجہ نے اوسکو دیکھکر کہا کہ جس سات روز کا وعدہ تھا وہ گذر گئے اب شام قریب ہی یقین کہ عابد کا کہنا غلط ہو۔ کیا عجب ہی کہ یہ کیڑا تچھک ہی ہو۔ پس اوسکو اوٹھاکر اپنی گردن پر رکھا اوسوقت تچھک نے نہایت عظمت اور مہابت ظاہر کی اور راجہ کی گردن مین لپٹ کر اپنے تئین سربلند کیا اور گرد زمین کا جلکر اڑ گیا۔ اور زہر کی تاثیر سے وہ مکان جل اوٹھا سب برہمن بھاگ نکلے۔ آخر مکان مع مکین کے جلکر خاک ہو گیا۔ اوس رات کو ہستناپور مین عجب کھلبھلی مچی رہی صبح کو راجہ کی چتا دریاے گنگ مین ڈالدی چندروز اس ہنگامہ مین راجہ بھاگوت کی پوتھی جو ہندوون کے نزدیک نجات اور رستگاری کا وسیلہ ہی سنتا رہا تھا اس پوتھی کا جامع سکھدیو بن باسدیو ہی

اس راجہ نے ساٹھہ برس حکومت کی

ذکر سلطنت راجہ جنمی ولد راجہ پریچھت

بعد وفات راجہ پریچھت کے راجہ جنمی سریر آرا ہوا اس راجہ نے چھوٹے سن مین ایسا ضبط و ربط فرمایا کہ کسیکو طاقت انحراف کی نہ تھی۔ کہتے ہین کہ تھوڑے دنون بعد اوتر کو چڑھائی کی اور بعد فتح و نصرت کے اپنی دار الخلافت ہستناپور کو لوٹ گیا۔ انھین دنون مین ایک عابد جنکا نام [illegible] راجہ کے دربار مین آکر کہنے لگا کہ جن راجاؤن نے تیرے ساتھہ کسیطرح کی بدی نہین کی اونھین رنج پہونچانا اور اونکی املاک چھین لینا اور بیگناہ رکر جھگڑے مین بندہاے خدا کا مفت مین خون کرنا اور سردارون کو پامال کرنا بجز مظلمۂ روز جزا کے اور کیا فائدہ دیویگا۔ جس امر کی تجھے ضرورت اور فرض ہی اوسکی کچھہ فکر نہین کہ دنیا و آخرت مین موجب سعادت ہو۔ راجہ نے کہا کہ اوس مہم ضروری سے آگاہ کر عابد بولا تچھک نے تیرے باپ کو جو نہایت نیک اور بندہ نواز دستگیر فقیر تھا مارا تجھے اوسکی پاداش مین پیروی کرنا چاہیے۔ اگر خون پدر کا انتقام لیا تا قیامت نام نیک کا سرانجام کیا

راجہ کا اس کلام کے سنتے ہی خون غیرت نے جوش کھایا عزم مصمم ہوا کہ سانپون کو روز سیاہ دکھلاوے پس برہمن
بید خوان اور افسون گران نے نظیر کو اکٹھا کیا مراد دلی کا جویان ہوا۔ اونکی جادوگریون سے عجب تہلکہ پڑگیا جدھر
دیکھو سانپ چلے آتے ہین نے مارے موئے جاتے ہین۔ آتش سوزان پر پروانہ کی طرح کود کود کر جلتے ہین اول مرتبہ
۲۰ ہزار آکر جلے۔ پھر ایک لاکھ۔ اسکے بعد ۱۸ لاکھ بعد ازین ایک کرور۔ پھر نوبت بنوبت دس کرور آ آکر جل بجھے۔
ان سانپون مین اکثر گھوڑے کے ہم چہرہ۔ بعض ہاتھی کی سی سونڈ رکھتے۔ بعض مانند آدمیون کے ناک کان منھ
رکھتے۔ بعض کے دو دو تین تین مونھ تھے۔ بعض ایک سے لیکر تین تین کوس تک کے طویل تھے۔ خلاصہ یہ ہی کہ اسقدر
سانپون کی مری پڑی کہ اونکی چربی سے ندیان بہ گئین۔ آگ کے شعلہ سے آسمان دہک اوٹھا۔ انجام کو یہ حال ہوا کہ
کہ سیکہ ناگ جسپر دنیا کا بار ہی کنپ اوٹھا۔ اوسنے چاہا کہ دنیا کا بوجھہ اپنے دوش سے اوتار کر اوس آگ مین جا جلے۔
لیکن چونکہ خواہش ایزدی نہ تھی کہ یکبارگی تختۂ زمین اولٹ جائے اور سانپون کا تخم نیست و نابود ہو جائے۔ استیک
نام برہمن صاحب کمال راجہ کی محفل مین صادر ہوکر شفاعت خواہ ہوا۔ راجہ نے بموجب اوسکے التماس کے خون معاف
کیا۔ بقیہ موذیون نے جان گزائی سے نجات پائی۔ بعض کا کلام ہی کہ تنچھک نے بھی اس گلزار خلیل کے گل کھائے
۔ اس مہم کے بعد جشن عظیم برپا کیا ہزارون برہمنون کو دان پن سے امیر بنا دیا **القصہ** بعد فراغت امور جہانبانی مین
مصروف ہوا۔ کچھہ زمانہ گذرتے ہی بیاسدیو آئے راجہ نے سوال کیا کہ اے حقیقت پژوہ ہمارے بزرگون سنے باوجود
دریافت ہونے بے ثباتی دہر کے کسلیے اپنے اقارب اور بھائیون سے لڑائی کی۔ بیاسدیو نے جواب دیا کہ شدنی
نہین ٹلتی۔ راجہ نے کہا افسوس باوجود حاصل ہونے اسقدر مقدرت اور اختیار کے چارۂ تدبیر نکر سکے بیاسدیو نے
کہا کہ خدا سے زیادہ کون ہی کہ کاتب تقدیر کے لکھے کو مٹائے بالفعل ایک ایسا امر تیرے ہاتھہ سے سرزد ہونے والا ہی کہ
تیرے کلنک کا ٹیکا لگائے اگر تجھسے ممکن ہو اوسکی مدافعت کی تدبیر کر۔ راجہ متحیر ہوکر بولا کہ وہ کونسا امر ہی خدا کے واسطے
جلد آگاہ کر بیاسدیو نے کہا فلانی تاریخ کوئی سوداگر ایک خوش وضع گھوڑا درگاہ شاہی مین لائیگا تجھے لازم ہی کہ اوس
گھوڑے پر نگاہ نکر بر تقدیر دیکھنے کے خرید نکر۔ اگر مول بھی لے سواری سے دور رہنا۔ ورنہ وہ گھوڑا تجھے ایسے جنگل مین
لیجائیگا جہان ایک صاحب حسن عورت کا نظارہ ہو۔ تجھے لازم ہی کہ اوسکا فریفتہ نہو اگر اوسکے ساتھہ عقد بھی کرے اور
گھر لائے اوسکے حکم کا محکوم نہو۔ اگر حکم پذیر ہوا ایک بڑا گناہ تجھسے سرزد ہوگا۔ یہ کہکر بیاسدیو تو نظر سے غائب ہوگئے
اور روز معہود کو سوداگر مع اسپ پری پیکر جسکے قدم قدم پر مردم دیدہ لوٹ پوٹ ہوا جاتا تھا حاضر ہوا۔ خلق اللہ تماشا کو
ہجوم ہوا شدہ شدہ راجہ کو خبر ہوئی بے اختیار گھوڑے کے دیکھنے کو سوار ہوا۔ قضا تو اپنا چھلاوا دکھلا رہی تھی۔
راجہ نے دیکھتے ہی پسند کیا۔ جھٹ روے زمین سے اوچک کر خانۂ زین مین آیا۔ وہ عین جادو پلک مارنے مین
نظرون سے غایب ہوا۔ جنگل سنسان مین جا پہونچا۔ راجہ متحیر لرزان تھا۔ ہر سو بدیدۂ تعجب نگران تھا۔ ناگاہ

ایک لعبت چاردہ سالہ سے دوچار ہوا۔ بمجرد نگاہ شرگین آنکھوں کا بیمار ہوا۔ اوسکی زلف مسلسل مین ایسا پھنسا کہ پھر نہ سلجھا دہین پر عقد کیا۔ اور اپنے مکان پر لاکر ساری رانیون پر سردار کیا۔ حضرت عشق نے ایسا مغلوب کیا کہ اوسکی اطاعت سے باہر دم نہ مارتا۔ اتفاقاً ایک روز راجہ برہمنون کو طعام لذیذ بحلاوت کھلا رہا تھا۔ ناگاہ وہی پردہ در زہد واسیان شلے پردہ سراپردہ سے باہر آئی۔ برہمنون کی جو نگاہ جا پڑی اوسکے عشق سے پیٹ بھر گیا۔ کھانے پینے سے آسودہ ہو گئے۔ راجہ کو غیرت نے آگھیرا بے اختیار ہو گیا۔ طرفۃ العین مین اوس گروہ کو آب شمشیر سے نہلا کر ٹھنڈے ٹھنڈے عقبے کو روانہ کیا۔ تقدیر کی کارسازی دیکھیے کیا اپنے منھہ کی کھائی۔ دیدہ و دانستہ عقل جلیل کی شکست فاش اوٹھائی۔ اب راجہ نہایت متاسف ہوا۔ چشم غمناک نے چشمہ چشمہ دریاے ندامت جاری کیے بیاسدیو بھی آن پہونچے فرمایا حضور کو تو بندہ نے اطلاع بھی دے دی تھی۔ کیون ایسے فعل کے آپ مرتکب ہوئے راجہ نہایت نادم تھا کیا کہتا۔ بکمال عجز و انکسار یہ چند کلمہ عرض کیے کہ اب بخشش کا امیدوار ہون۔ بیاسدیو نے فرمایا کہ کتاب مہابھارت سنا چاہیے اور خیرات کرنا۔ آخر راجہ نے کتاب مذکور ستاتن سے جو بیاسدیو کا شاگرد رشید تھا سنی اور دفینے کے دفینے خیرات اور تصدق فرمائے۔ اوسوقت سے مہابھارت دنیا مین مشہور ہوئی راجہ نے بعد چند روز کے دہر ناپایدار سے عالم باقی کو رحلت فرمائی سلطنت اسکی ۸۴ برس رہی

ذکر سلطنت راجہ اسمند وغیرہ اولاد پانڈوان

چونکہ راجہ اسمند بن راجہ جنمی جند کے وقت سے احوال نسل پانڈوان کا بذریعہ کتب ہنود کے مفصل معلوم نہین ہوتا لہذا نام ہر ایک کا مع تعداد ایام سلطنت کے جو بعض کتابون سے معلوم ہوا درج ہوتا ہی۔ القصہ بعد رحلت کرنے راجہ جنمی جند کے راجہ اسمند جانشین ہوکر عدل و داد مین مصروف ہوا ۸۲ برس اور دو مہینے بادشاہی کی۔ اسکا لڑکا راجہ آدھن ۸۸ برس دو مہینے حکمران رہا۔ اسکا بیٹا مہاجی ۸۱ برس گیارہ مہینے فرمانروا کرتا رہا۔ اسکا لڑکا جسرتھ ۷۵ برس دو مہینے عروس حکومت سے ہمکنار رہا۔ بعد ازان راجہ ڈشت ۷۱ برس تین مہینے۔ اور راجہ اوگرسین ۷۸ برس آٹھہ مہینے۔ اور راجہ سورسین ۷۸ برس۔ اور راجہ ٹڈشت سین ۷۵ برس دو مہینے۔ اور راجہ برسمی ۶۹ برس پانچ مہینے۔ اور راجہ پرچھل ۶۴ برس سات مہینے اور راجہ سوبہپال ۶۲ برس ایک مہینے۔ اور راجہ نرہردیو ۵۱ برس گیارہ مہینے۔ اور راجہ سوجرتھ ۴۲ برس گیارہ مہینے۔ اور راجہ بھوپ ۵۸ برس تین مہینے۔ اور راجہ سوبن ۵۵ برس آٹھہ مہینے۔ اور راجہ میدھاوی ۵۲ برس۔ اور راجہ سروان ۵۰ برس آٹھہ مہینے۔ اور راجہ بھیکھم ۴۷ برس نو مہینے اور راجہ بدارتھ ۴۵ برس گیارہ مہینے اور راجہ دسوان ۴۴ برس نو مہینے۔ اور راجہ آوتی ۴۴ برس دو مہینے۔ اور راجہ امنی برن ۵۱ برس اور راجہ دنڈپال ۴۳ برس نو مہینے۔ اور راجہ دربال ۴۴ برس تین مہینے۔ اور راجہ شباک ۳۶ برس۔ اور راجہ تکھیم

۸۵ برس پانچ مہینے حکومت کرتے رہے۔ جب راجہ کھیم کی خلافت ہوئی امور سلطنت میں سستی کرنے لگا۔ ایک قسم کا لاابالی پنا اختیار کیا یہ نہ سمجھا کہ غفلت ایک بڑی دشمن بادشاہی کی ہے۔ بادشاہ کو انصرام جہانبانی سے غافل ہونا اپنی کامرانی کی جڑ کھودنا ہے۔ الغرض اسکی غفلت اور کاہلی دیکھہ دیکھہ ارکین دولت بجا آوری احکام سے روگردان ہوئے اور اوسکے وزیر سے ملگئے۔ وزیر چندروزہ دولت دنیا کی حرص میں بیوفا نمکحرام بنا راجہ کو ٹھکانے لگا کر خود سریر آرا ہوا۔ اس اخیر نسل پانڈون کے راجہ کی سلطنت ۴۴ برس گیارہ مہینے رہی۔ من ابتدای راجہ جدشٹر لغایت راجہ کھیمن انکیرا ۸ سو ۴۶ برس مین ۳۰ دیون نے بطناً بعد بطن فرمان روائی کی

ایام سلطنت بسروا وزیرا اور اوسکے خاندان کا

اس بسروا وزیر کے بھی وارثون کا حال بجز نام اور تعداد ایام حکمرانی کی معلوم نہین لہذا اوسی قدر لکھا جاتا ہے بعد مار ڈالنے اپنے ولی نعمت راجا کھیمن کے بسروا وزیر فرمان روائی کرنے لگا ۱۷ برس چار مہینے حاکم رہا اسکے بعد راجہ سورسین ۴۲ برس آٹھہ مہینے۔ اور راجہ بیرساہ ۵۲ برس دو مہینے۔ اور راجہ انبک ساہ ۴۷ برس نو مہینے۔ اور راجہ برجیت نن ۳۵ برس گیارہ مہینے۔ اور راجہ درپچھہ ۴۴ برس تین مہینے اور راجہ مودہ پال ۵۰ برس نو مہینے۔ اور راجہ پورہت ۴۲ برس دو مہینے۔ اور راجہ سنجی ۳۲ برس تین مہینے۔ اور راجہ امرجودہ ۲۷ برس چار مہینے۔ اور راجہ نین پال ۲۲ برس گیارہ مہینے۔ اور راجہ سروسی ۴۷ برس سات مہینے۔ اور راجہ بیدار تھہ ۱۵ برس پانچ مہینے رہے۔ آخر جب راجہ بدہمال نے تخت حکومت پر جلوس کیا عیش و عشرت مین مصروف ہوگیا۔ بنگ کے نشہ مین مقدمات راج کی سرسبزی کا کچھہ دھیان نرہا۔ اپنی نکوہیدہ کاری سے وزیرون اور امیرون کو ناراض کردیا۔ انجام کار برباہ نامے اوسکے وزیر نے وہی کام کیا جو اسکے اول بزرگ بسروا نے اپنے آقاے نامدار سے کیا تھا۔ اور خود فرمان دہی پر مشغول ہوا۔ بدہمل کی حکومت ایک برس آٹھہ مہینے رہی۔ ابتداے راجہ بسروا سے بدہمل تک چودہ راجہ پانسو ایک برس تک حاکم رہے یہان سے دوسری قوم کی قسمت جگی

شعر
دلے نادانی بوقت مرگ یہ ثابت ہوا + خواب تھا جو کچھہ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

ذکر سلسلہ برباہ وزیر

راجہ برباہ نے وزارت سے تخت پاکر ۳۵ برس۔ اور راجہ جنجاب نے ۴۷ برس ۷ مہینے۔ اور راجہ ترکھن نے ۱۲ برس اور راجہ مہیپت نے ۱۵ برس چار مہینے۔ اور راجہ بھارمل نے ۳۴ برس آٹھہ مہینے۔ اور راجہ سروپ دت نے ۲۸ برس تین مہینے۔ اور راجہ مترسین نے ۳۴ برس تین مہینے۔ اور راجہ سکھدان نے ۲۷ برس دو مہینے۔ اور راجہ جیپال نے ۲۸ برس دو مہینے۔ اور راجہ کلنک نے ۳۹ سال چار مہینے۔ اور راجہ کلمن نے ۴۶ برس اور راجہ شرسرون نے ۸ برس گیارہ مہینے۔ اور راجہ جیون نے ۲۹ برس نو مہینے۔ اور راجہ ہری جاتے ۱۲ برس دو مہینے

اور راجہ بیرسین نے ۲۹ برس دو مہینے راج کیا۔ جب راجہ ادھت کی نوبت آئی زمانہ نے ناسازگاری پر کمر باندھی جوانی کا غرور فسق و فجور کا زور ہوا۔ عیش و عشرت مین حکمرانی بھولی۔ رات دن پری رخون مین بسر کرتا تھا جب اسکی بے پروائی اور سست رائی کا شہرہ ہوا۔ وزیر پُرتدبیر نے راجہ کو تخت سے اوتار کر تختۂ تابوت پر بٹھایا اور خود سریر جہانداری پر اجلاس فرمایا۔ اس راجہ نے ۲۹ برس گیارہ مہینے راج کیا۔ بریاہ کے وقت سے راجہ ادھت تک ۱۶ راجاؤن نے ۴ سو ۴۴ برس حکومت کے مزے لوٹے بعد ازان آخر کار اس سلسلہ کا بالکل رشتہ ٹوٹا حیف ہے کہ [illegible]

ذکر خاندان دھندہ وزیر کی راجگی کا

راجہ دھندھر بعد قتل راجہ کے تخت آرا ہوا۔ ۴۱ برس چھ مہینے کے بعد عالم باقی کو راہی ہوا۔ اسکے بعد راجہ سین دھج ۴۵ برس تین مہینے اور راجہ مگینگ ۴۱ برس ۲ مہینے۔ اور راجہ مہاجودہ ۳۳ برس۔ اور راجہ ناتھہ ۲۹ برس۔ اور راجہ جیون ناتھہ ۴۵ برس ۷ مہینے۔ اور راجہ اودے سین ۳۷ برس ۵ مہینے۔ اور راجہ انند جل ۱۵ برس حکمران رہے۔ بعد ازان راجہ راجپال نے تخت پر بیٹھتے ہی ملک ستانی پر کمر باندھی۔ بزور سرپنجہ اکثر ولایت پر دسترس ہوا۔ اب تو حضرت غرور نے کاخ دماغ مین قدم رنجہ فرمایا۔ لشکر کی کثرت اور حکمرانی کی حشمت سے ست ہا مستی شروع کی فرعونی سوار ہوئی۔ ارکان دولت کو بیقدری سے رنجیدہ کیا۔ آخرکار سکونت نامے نے جو کوہ کمایون کے قلیل حصہ پر حکمران تھا اسکے وزیر اور مشیرون کے ملنے سے سر اوٹھایا باہم گر لڑائی ہوئی۔ راجہ راجپال نے عین لڑائی مین معرکۂ عقبے کی راہ لی۔ اس راجہ کی حکومت ۲۶ برس رہی اور اسکے خاندان مین راجہ دھندھر سے راجپال تک نو آدمیون نے ۳۴ برس راج کیے

ذکر عہد راجہ سکونت

اس راجہ نے جو تھوڑی سی سرزنش مین ایسی بڑی حکومت پائی۔ نشاء نخوت سے مخمور ہوا۔ اپنے اگلے زمانے یاد نہ رہے۔ پچھلے کارخانے بھول گئے۔ اسکی ظلم رانی اور بدمزاجی سے امراے سلطنت بگڑ گئے۔ حکام بیرونجات کے یہ اخبار گوش زد ہوا۔ راجہ بکرماجیت والی اوجین مع لشکر ظفر پیکر اندرپت کو روانہ ہوا راجہ سکونت نے جب یہ خبر پائی سکونت کی تاب نہ آئی فوراً سوار و پیادہ لیکر لڑائی کو آمادہ ہوا آخر کو جان دی چودہ برس کی بادشاہی مین ہمیشہ کی بدنامی اوٹھائی راجہ بکرماجیت نے فتح پائی

کیفیت ولادت بکرماجیت

اسکے حالات مین بہت سے اختلاف سنے گئے ہین۔ اکبرنامہ اور نیز دیگر تواریخ مین لکھا ہی کہ اسکا باپ دادا اوجین کا فرمانروا تھا۔ اسکے باپ کا نام اوگرسین تھا۔ اور سنگھاسن بتیسی کے ترجمہ مین لکھا ہی کہ کسیوقت راجہ اندر نے عیش و عشرت کی محفل ترتیب دی تھی قضارا اوسی محفل مین اوسکا لڑکا گندھرب سین

ایک حور پر شیدا ہوگیا + جو کہ اوس محفل مین شعلۂ جوالہ کیطرح ناچ رہی تھی ۔ چونکہ وہ پری رو خود راجہ اندر کے منظور نظر تھی لڑکے کی نئے ادبی نبھائی + نہایت غصہ سے بددعا دی کہ اوسکے اثر نے عالم علوی سے سفلی کا نشیب دکھلایا ۔ یہان آکر دن کو گدھے کی شکل اور رات کو آدمی ہوجاتا تھا ۔ آخر دھارانگری کے نزدیک کسی تالاب مین رہنے لگا ۔ دلمین کہا کہ اس شہر کے راجہ کی لڑکی کو عقد مین لایا چاہیے تاکہ اس بلا سے نجات پاؤن ۔ یہ اسی فکر مین تھا کہ کوئی برہمن اشنان کے واسطے تالاب پر آیا ۔ گندھرپ سین نے آواز دی کہ اے برہمن مین راجہ اندر کا لڑکا اس تالاب مین ہون یہ میرا پیغام اپنے راجہ سے کہو کہ اپنی لڑکی مجھے بیاہ دے ۔ اوسکے عوض مین جو مدعا ہو اوسکا انصرام کرون گا ۔ اگر برخلاف سوال کے کچھہ انکار کیا ۔ اس شہر کو تہ و بالا کردونگا ۔ اوسدن برہمن نے اوس آواز پر کچھہ اعتماد نکیا ۔ سنی انسنی کرگیا ۔ جب دو تین روز اسیطرح آوازین سنائی پڑین ۔ ناچار راجہ کو خبر کی ۔ راجہ متحیر ہوکر تالاب پر آیا ۔ اور اپنے کانون سے بیواسطۂ غیر سنا ۔ راجہ نے کہا کہ اگر فی الحقیقت تو گندھرپ راجہ اندر کا لڑکا ہے ۔ تو بہت جلد شہر کے گرد حصار آہنی طیار کر تاکہ تیری دست قدرت دریافت ہو ۔ اور اپنی دختر نیک اختر کا عقد تیرے ساتھہ کردون ۔ گندھرپ سین نے فوراً بے وساطت مزدور اور معمار کے شہر کے گرداگرد آہنی حصار طیار کردیا ۔ تمام خلق اللہ کو تعجب ہوا ۔ راجہ ایفاے وعدہ کو تالاب کے کنارے جاکر پکارا کہ اے گندھرپ سین ہمنے تجھے مانا اب اس تالاب سے باہر نکل تاکہ شرط پوری کیجاوے ۔ گندھرپ سین اس صداے پر نوید سے گدھے کی شکل باہر نکلا ۔ راجہ اس ہیئت مین دیکھکر نہایت شرمندہ ہوا ۔ دلمین خیال کیا اگر لڑکی بیاہتا ہون شہر والے مجھے گدھا بناوینگے ۔ اگر انکار کرتا ہون یہ اپنی قدرت سے مجھے نابود کریگا ۔ دوگونہ رنج و عذاب مین گرفتار ہوا ۔ اقرار مین ذلت اور رسوائی کا خیال ۔ انکار مین اپنی خواری اور نئے آبروئی سے ملال ۔ گندھرپ سین نے کہا کہ اے راجہ کچھہ خیال نکر یہ بھی مشیت ایزدی ہے دن کو گدھا رات کو آدمی ہوجاتا ہون ۔ غرض کہ راجہ نے طوعاً کرہاً لڑکی سے شادی کردی ۔ اب یہ معمول ہوا کہ تمام دن گندھرپ سین طویلہ مین گھاس کھایا کرتا رات کو آدمی بنکر اپنی پری پیکر کو عیش و عشرت کے سبز باغ دکھلاتا ۔ راجہ دھارا دشمنون کی طعنہ سے ہمیشہ اسی فکر مین رہتا تھا کہ کسیطرح یہ گدہ پن دور ہو ۔ ایکروز حسب معمول گندھرپ سین رات کے وقت محل مین گیا تھا ۔ راجہ نے قابو پاکر اوسکے خلعت خری کو جلادیا ۔ گندھرپ سین نے فی الفور مکان سے نکلکر راجہ سے کہا مصرع اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی ۔ راجہ اندر نے مجھے جب بددعا دی تھی یہ بھی کہا تھا کہ جب تیرا جامہ خری کوئی نابود کریگا تب اس جگہ آنے کی راہ پاویگا ۔ قبل اسکے میرا ایک لڑکا بھرتری نام لونڈی سے ہوا تھا اب بھی تیری لڑکی حاملہ ہے ۔ اس مرتبہ وہ نرہ شیر پیدا ہو جسے ہزار ہاتھی کی قوت حاصل ہو ۔ قیامت تک ان دونو لڑکون کا نام یادگار رہیگا یہ کہکر بموجب وعدہ آسمان کو اوڑگیا ۔ راجہ کو یہ خوف ہوا کہ اگر ایسا

لڑکا پیدا ہوا تو ہماری راج کا ہیکو رہنی ہی پس نگاہبان مقرر کیے کہ جسوقت وضع حمل ہو فوراً حاضر کرین تاکہ اوسکا کام تمام کیا جاوے - بیچاری لڑکی نے جب اس مرگ مفاجات کی خبر سنی دوطرح کی آگ بھڑک اوٹھی اول تو شوہر کی مفارقت دوسرے نابود ہونے کی خبر لڑکے کے پیدا ہونے سے برشتہ جگر ہوئی تھی سنکر سراپا جل اوٹھی - کلیجے مین چھوری مارلی - ٹھنڈے ٹھنڈے عدم کی راہ لی - یہان خدا کو تو ایسا منظور تھا کہ راجہ بکرماجیت بڑا ازبردست کشورکشا فرمان روا ہو - وضع حمل کے دن قریب تھے کچھہ آسیب نہ پہونچا زندہ نکل آیا - مجافظون نے رونے کی آواز سنکر اوس لڑکے کو راجہ کے حضور مین پہونچایا - اور اوسکی ولادت اور مان کی ہلاکت کا قصہ مفصل بیان کیا راجہ کو اوسکی بے مادری پر رحم آیا - تربیت کی توجہ فرمائی دایہ کے سپرد کیا - بکرماجیت نام رکھا - اور بھرتری کی بھی پرورش کرنا شروع کی - جسوقت یہ دونون جوان ہوئے بکرماجیت کے ناصیۂ حال سے فیروز بختی کا ستارۂ روشن نظر آیا اور راجہ کا نواسہ بھی تھا لہذا راجہ نے ولایت مالوہ اوسکو عطا فرمائی بکرماجیت نے عرض کیا کہ مجھسے بڑا میرا بھائی بھرتری ہی اوسکے ہوتے میرے تئین فرمان روائی منظور کرنا شایان نہین امیدوار ہون کہ ایالت اوس جگہ کی اوسکے نام ہو - بندہ اوسکی وزارت مین سرفراز فرمایا جاوے - راجہ نے اوسکا التماس قبول کیا - اور دونو کو رخصت کیا - بھرتری نے وہان پہونچکر اوجین کو دارالامارۃ مقرر فرمایا - بکرماجیت وزارت کے کاروبار کرنے لگا - دونون بھائیون نے اپنی زور جوانمردی سے اچھی حکومت چمکائی - اسکے عہد مین شہر اوجین تیرہ کوس طویل اور نو کوس عریض آباد ہوا راجہ بھرتری اپنی بی بی اننگ سینا سے جسے پنگلا بھی کہتے تھے نہایت محبت رکھتا تھا - اکثر محل ہی مین رہا کرتا اور رانی کے ساتھہ عشرتین کیا کرتا - ملکرانی کے کامون مین کم خیال دوڑاتا کل کامون کا بوجھہ بکرماجیت کے سر تھا یہ شخص خیرخواہی کی راہ سے ہمیشہ مشفقانہ نصیحتین کیا کرتا کہ بالکل امور جہانداری سے غافل ہونا اچھا نہین رانی نے بکرماجیت کی خلل اندازی سے متنبہ ہوکر بکرماجیت کو نکلوا دیا - حقوق جانفشانی کی کچھہ یاد نہ آئی عورت کے حکم سے ایسے مرد بھائی کو اخراج کا حکم سنایا ؎ عزیزان را کند کید زنان خوار ٭ بکید زن شود دانا گرفتار ٭ بکرماجیت کے نکلجانے کے بڑی مدت کے بعد ایک برہمن نے بزور عبادت کہین سے امرت پھل حاصل کیا - اور راجہ کی نذر کو لایا - راجہ نے اوسے انعام سے سرفراز کرکے اوس پھل کو لے لیا - چونکہ رانی پر فریفتہ بشدت تھا وہ پھل اوسکو دیا - وہ زنانے کی آخور میر آخور سے پھنسی تھی - اوسنے وہ پھل اوسے عطا فرمایا - وہ نمکحرام ایک لاکھا بیسوا بازاری قحبہ پر دلدادہ تھا اوسنے اوس ثمرۂ حیات بخش کو اوسکی خدمت مین پہونچایا - اوس رنڈی نے دلمین خیال کیا کہ حیات ابدی مجھسی بدکار کو موجب وبال ہی اس تھوڑی سی عمر مین کیا تھوڑے گناہ کیے ہین کہ اور طول حیات کی آرزو ہو پس بہتر یہی ہی کہ اس پھل کو راجہ کے حضور مین پہونچاؤن تاکہ دو تو مطلب ہون - اول انعام کثیر سے نہال ہون دوسرے اسکا نتیجہ نہایت نیک ہوگا کہ ایسے راجہ نیک مزاج کی طول زندگانی سے جمع کثیر خلق اللہ کو

منفعت پہونچیگی - پس اوس بسوا نے اوسی پھل کو دربار شاہی مین حاضر کیا راجہ نے دیکھتے ہی اول نظر مین پہچان لیا کہ یہ وہی پھل ہی - جسوقت اوسکی تحقیقات کی رانی خوف جان سے تھر تھرائی کوٹھے سے کود کر جہنم واصل ہوئی - راجہ کو اوسکی بدکاری پر کمال تاسف ہوا - اور بکرماجیت کے خارج کرنے سے نہایت متردد رہا - بعض کتابون مین اسکے برخلاف لکھا ہی - اور رانی کو صاحب عصمت تحریر کیا ہی ذکر ہی کہ ایکروز راجہ بھرتری نے شکار کو جاتے ہوئے کسی عورت کو اپنے شوہر کے ساتھہ ستی ہوتے دیکھا مراجعت کر کے رانی سے اوسکا جلنا بیان کیا - رانی نے جوابدیا کہ محبت کے وہ معنی ہین کہ شوہر کے مرتے ہی بلا کسی وسیلہ کے روح قالب سے پرواز کرے - راجہ نے اس کلام کو سنا آزمایش کا موقع ڈھونڈتا رہا ایکروز شکارگاہ سے چند آدمیون کو بھیجا انھون نے رونی شکل بنائے ہوئے شہر مین آکر رانی کو خبر بد سنائی اور تصدیق کے لیے جامہ خاصہ راجہ کا خون آلودہ دکھا کر عرض کیا کہ ایک دیو نے راجہ کو مار ڈالا ازبسکہ رانی عشق و محبت مین ثابت قدم تھی بمجرد سننے کے قالب خالی کر گئی اور اپنے دعوے کو نباہ لیگئی بعض نے لکھا ہی کہ راجہ بھرتری کی دو رانیان تھین یہ شخص دونو کی محبت مین گرفتار تھا - جو رانی کہ میر آخور کی محبت سے کوٹھے سے کود کر مر گئی اوسکا نام انگ سینا تھا یہ نہایت بدکار تھی اور جسنے کہ راجہ کی خبر مرگ سنتے ہی جان سے نئے اعتنائی کی اوسکا نام پنگلا تھا - خیر جسطرح ہو راجہ بھرتری نے اس واردات سے ترک سلطنت کیا اور منزل تجرد کی راہ لی - اور اوس امرت پھل سے زندگانی جاودانی حاصل ہوئی - ابتک زندہ عرصہ جہان مین سیار ہی - الغرض جب راجہ بھرتری نے راج چھوڑا - اطراف عالم مین جن و عفریت کی کارروائی ہونے لگی اوجین مین سرنبال نامے دیو تخت نشین ہوا اکثر باشندون کو خورد برد کر گیا جو بچے اونھون نے شہر سے بھاگ کر جان بچائی جسقدر یہ شہر آباد تھا اوتنا ہی ویران ہوا - سچ ہی بے بادشاہ کے ملک بے سر ہو جاتا ہی - جسوقت اکثر اوجین کی رعایا اس دیو مردم خوار کی خورش ہوئی چند دانشمندون نے یون عرض کیا کہ روزانہ ایک نفر حضرت کے پیٹ بھرنے کو حاضر ہوا کریگا - اس اقرار کو اوس عفریت نے بھی قبول کیا حکم دیا کہ اپنی باری پر ایک شخص اوس روز تمام دن درباری کرے شب کو میری خوراک ہو - خیر اب یہ معمول بندھا جسکی باری آتی وہ باریتعالی سے آہ وزاری کرتا کہ جلد اس بار گران سے خلق اللہ کو بچا کر دن تو درباری احکامات مین برابر ہو تا رات کو تختہ گور مین جا بیٹھتے لقمہ دیو ہوتے - جب ایک مدت اسی خرابی مین گذری ایک روز گجرات سے کسی بنجارے کا گذر ہوا اوجین کے قریب تالاب تھا وہان فروکش ہوئے بکرماجیت بھی انکے ہمراہ تھا - جسوقت عروس شب نے غالیہ سائی شروع کی حسب معمول شغالون نے ہاے ہاے اوٹھائی - اسمین ایک شغال نے کہا دو گھڑی کے بعد اس دریا مین ایک لاش آوے گی اوسکے پاس چار لعل گران قیمت اور ایک قیمتی فیروزہ ہی جو کوئی اوس لاش کو میری خورش کیواسطے باہر نکالے وہ سلطنت پائے راجہ بکرماجیت جانورون کی زبان سمجھتا تھا فوراً لب دریا آبیٹھا جیونہین وہ لاش روبرو آئی تیر کے باہر لایا لال و فیروزہ کے پانے سے تصدیق تو یہ ہوئی لاش وہین چھوڑ کے

اپنے بستر پر آپڑا۔ دوسرے روز دم سحر اوجین کی سیر کو سدھارا گلی کوچہ کی سیر کرتے ہوئے ایک کمھار کے دروازے پر پہونچا کیا دیکھتا ہی کہ اوسکے ایکطرف دروازے پر تجملات شاہی موجود ہین۔ ارکان دولت حاضر خاص وعام کا ہجوم ہی چاہتے ہین کہ کمھار کے لڑکے کو حسب دستور تخت خلافت پر بٹھائین۔ اور ایک طرف اوسکے والدین خاک اوڑاتے ہین یہ نیارنگ دیکھکر بکرماجیت حیرت مین ہوا کہ لڑکے کے راج ہونے سے مان باپ کیون گریبان چاک کرتے ہین جب حال مفصل معلوم ہوا اسکے دلمین رحم آیا۔ کمھار سے کہا کہ تسکین رکھہ تیرے لڑکے کی جگہ مین جاتا ہون دیکھیے چرخ کسطرح گھومتا ہی اگر اسی مٹی کا خمیر ہونا لکھا ہی تو مجبور ہون ورنہ اوسکے جام حیات کو چھلکاتا ہون ہر چند لوگون نے مسافر کشی سے انکار کیا مگر آخر کار اسکی ہٹ سے لاچار ہوکر سوار کرالیا اور تخت پر بٹھلا کر حسب معمول فرمانروائی شروع ہوئی اسنے حکم دیا کہ ہر قسم کے کھانے شیرین ولذیذ طیار کراکر قلعہ کے دروازون پر رکھوادو اعیان سلطنت اسکی پیشانی لمعانی سے سرنوشت جہانبانی پڑھکر دعاے درازی دولت مین مصروف تھے ناگاہ شام نے اپنا کالا مُنہ دکھلایا۔ عفریت جو اپنے وقت پر آیا عمدہ عمدہ خورش کھائی نیئے ذایقہ کی چاٹ پائی جب اندرون قدم رکھا بکرماجیت کو دیکھا اسنے اوٹھکر لڑائی زور آزمائی شروع کی کشتی کے فن مین مغلوب کرکے چاہا کہ اوسکی کشتی کا بار سر اوتارے دیو نے عاجزی سے کہا جان کی امان دیجئے مہمان کشی نکیجیے تمھاری ضیافت سے طبیعت شاد ہوئی اسکے عوض مین تمام شہر کو آزار رسانی سے آزاد کیا مجھے تجھسے اقرار اتحاد ہی یہان کی سلطنت تجھے مبارک ہو بندہ دوسری طرف جاتا ہی۔ جسوقت کوئی مہم در پیش ہو مجھے یاد کیجیو خیال کے ساتھہ پہونچا جانیوالا بکرماجیت نے جوابدیا کہ اس شہر کے خون کے عوض تیرا کام تمام کرنا چاہتا تھا مگر تونے اول ہی سے محبت کے کلام آغاز کیے خیر ہمنے معاف کیا۔ اس ولایت سے تشریف لیجائیے بروقت ضرورت طلب کیا جاویگا۔ عفریت اس تقریب سے جان بچا گیا صبح کو ارکان دولت جو قلعہ مین گئے بکرماجیت کو زندہ پاکر مسرور ہوئے سمجھہ گئے کہ اس شان وشوکت سے معلوم ہوتا ہی بکرماجیت راجہ بھرتری کا بھائی ہی جب یہ کیفیت تحقیق ہوئی تو بہت خوشنود ہوے مبارک سلامت کی دہوم مچی ہر طرف راگ رنگ ہونے لگا۔ ہر شخص غم دیرینہ کھونے لگا سے زمانے مین آغاز عشرت ہوئی نئے سر سے موجود ہجت ہوئی القصہ بکرماجیت نے تخت پر بیٹھتے ہی ہر ایک کی آرزو پوری کی۔ محتاجون کا دامان حال گوہر خواہش سے لبریز فرمایا اسکی حسن نیت دیکھیے جسوقت پانی نہ برسا قحط کی مجال نہوئی کہ اپنا منہہ دکھلاوے ہر طرح عیش وآرام تھا۔ فکر و تردد سے آزاد ہر خاص و عام یہ راجہ بہت سے علم وفن اور اکثر زبانون مین دخل معقول اور مہارت کامل رکھتا تھا۔ مردانگی اور شجاعت مین یکتاے روزگار تھا اپنی فرزانگی اور دلیری سے تمامی ملک دکھن۔ اوڑیسہ۔ بنگ۔ بہار۔ گجرات۔ سومنات فتح کرلیا۔ آخرمین ولایت اندرپت یعنی دہلی فتح کی۔ اور عین معرکہ کارزار مین راجہ سکونت کو مارا۔ اور کابل تک اپنے زیر حکومت کیا۔ تائیدات آسمانی اسکی مددگار تھین ہمت خیر وسعادت کی طرف رجوع تھی کسی صاحب منصب کو

محروم نہین کیا۔ ایسی ایسی مشکلات کو حل فرمایا کہ موجب حیرت بلکہ اوسکی کرامات کے قائل ہین۔ اکثر روایتین جو انکا بیان کرتے ہین خصوص نسخہ سنگھاسن بتیسی مین خاص اسی راجہ کی نیک خوئی اور فیاضی اور رحیمی اور بلند ہمتی وغیرہ متعدد خصلتون کا ذکر ہی۔ ہندؤن نے اس نسخہ کی تالیف کا سبب یون لکھا ہی کہ جب راجہ بکرماجیت نے اس جہان گذران سے کوچ فرمایا۔ کتنی مدت گذرنے پر واقعہ سمت ۱۰۴۲ بکرمی مین راجہ بھوج مالوہ کا فرمان روا ہوا اسکا وزیر نہایت ذکی اور خردمند دانش شعار برنج پنڈت نام تھا۔ ایک مرتبہ راجہ بھوج شکار کو چلا۔ شہر کے باہر دیکھا کہ چند لڑکے باہم ایک قسم کا کھیل کھیل رہے ہین۔ ایک بادشاہ ایک کوتوال اور بعض بعض عملہ بنائے ہین بادشاہانہ شوکت سے جو لڑکا ٹیلہ پر تخت نشین ہی احکام جاری کرتا ہی۔ قبل اسکے بھی ایک مرتبہ ایسا ہی ایک مقدمہ راجہ بھوج کے دربار مین رجوع ہوا جو فیصلہ نہوا تھا اور اس ٹیلہ کے لڑکون نے انفصال اوسکا نہایت عمدہ طور سے کیا تھا۔ اب جو راجہ نے انکا تماشا دیکھا گذشتہ سانحہ بھی یاد آیا۔ جب تک وہ جعلی بادشاہ اپنے ٹیلے پر بیٹھا رہا مطلق راجہ بھوج کا خوف نکھایا جیونہین راجہ نے اپنے پاس بلایا اور وہ ٹیکرے سے اوترا خوف کے مارے بیر اوٹھنا بھاری ہوا رونے لگا تب بموجب حکم اوسی ٹیکرے پر پہونچا دیا۔ وہان جاتے ہی بادشاہ بن بیٹھا تب تو راجہ نے خیال کیا کہ کچھ اس ٹیلہ مین تاثیر ہی پس اوسکو کھودوایا ایک تخت مرصع نہایت عمدگی مین نکلا یقین ہوا کہ اسیکی نشست سے یہ پایہ اطفال کم مایہ کو ہوجاتا تھا پس در دولت پر لا کر چاہا کہ خود اجلاس کرے کہتے ہین کہ اوس تخت مین بتیس پتلیان طلسم کی نصب تھین۔ خیر ایک پتلی نے کہا کہ اے راجہ جو بکرماجیت کے برابر ہو وہ اس تخت پر قدم رکھے راجہ بھوج نے اوسکا ماجرا پوچھا۔ اوس پتلی نے بیان کیا اسیطرح سے ہر ایک پتلی نے ایک ایک داستان راجہ بکرماجیت کے اوصاف کی بیان کی۔ اونھین کہانیون کو برنج پنڈت وزیر نے زبان سنسکرت مین تحریر کیا۔ بہرحال راجہ بکرماجیت ایک بڑا عظیم الشان راجہ گذرا ہی کہ جسکا ثانی آج تک کوئی نہوا۔ اسکے سمت بھی تقویم یعنی پترہ مین درج کرتے ہین۔ اسکی آغاز تاریخ مین اختلاف ہی۔ کوئی کہتا ہی کہ آغاز تخت نشینی سے مقرر ہین کوئی کہتا ہی کہ جس دن سے دہلی فتح کی سنہ شروع ہوئے اوسوقت مین راجہ جدشٹر کے سنہ جلوس ۳۰۴۴ تھے۔ اس کتاب کے لکھنے کے وقت مین سمت ۱۸۴۰ گذرے ہین۔

راجہ بکرماجیت کے انتقال فرمانے کا حال

اکبرنامہ مین لکھا ہی کہ آخر عمر مین سالباہن نامی سے واقعہ ملک دکھن محاربہ ہوا مگر قید ہوگیا سالباہن نے کہا کہ اس انجام زندگانی مین جو آرزو ہو بخشون راجہ نے کہا کہ میرے سال جلوس کا رواج رہے سالباہن نے ویسا ہی کیا ابتک اوسکے سمت جاری ہین۔ اور سالباہن کے بھی سنہ ہندی دفتر مین لکھے جاتے ہین۔ راجاولی اور براج ترنگنی مین یون لکھا ہی کہ جب نحافت بدنی سے راجہ بکرماجیت کا قد قامت کمان کی صورت سر بگریبان ہوا

۱۲۹۵۹

سمندرپال جوگی نے جو نہایت جادوگر اور علم خلع روح جانتا تھا راجہ کی مصاحبت کی۔ اور ایسی دلفریبی کھلائی کہ اپنا مفتون اور فریفتہ کرلیا۔ راجہ اوسکے حلقۂ اطاعت سے باہر نہوتا تھا۔ اوسوقت اوس جوگی نے راجہ سے کہا کہ اس پیکر ضعیف کو دور کرنا اور نئے شباب کا جامہ پہننا چاہیئے مجھے علم خلع معلوم ہی سیکھہ لیجیے۔ پھر جس قالب مین دل چاہے رخ کیجیے۔ راجہ نے باوجود عقل و خرد کے اوسکے فرمانے سے تجاوز نکیا۔ اور اس ترکیب مین مہارت کرکے ایک جوان قالب مین در آیا۔ جوگی نے بلاتوقف اپنی روح راجہ کے قالب مین دوڑائی اور راجہ کی روح کو جو قالب جوان مین گئی تھی قتل کرڈالا خود سرآرای خلافت ہوا۔ بہرحال چونکہ سمندرپال جوگی نہایت درجہ کا قرب و اقتدار رکھتا تھا۔ جب راجہ مرگ طبیعی سے گذرا۔ یا کہ سالباہن کے ہاتھہ سے مارا گیا یہ شخص تخت آرا ہوا راجہ کی عمر ایکہزار ایکسو برس کی لکھی ہے۔ اور دہلی مین ترانوے برس حکمران رہا۔ سمندرپال جب بادشاہ ہوا۔ اول اول نہایت عبادت اور ریاضت کرتا تھا۔ مگر یہ سب ظاہری کا ڈھکوسلا تھا باطن مین تو کچھہ بھی صفائی نہ تھی۔ غبار نفسانی سے آئینۂ خاطر بھرا تھا آخرکار اقلیم عدم کو راہی ہوا۔ ۲۴ برس دو مہینے کے راج مین ہوس مٹائی بعدازان اسکا بیٹا چندرپال چالیس برس پانچ مہینے اور راجہ نین پال ۱۵ برس پانچ مہینے۔ اور راجہ دیسپال ۴۷ برس دو مہینے۔ اور راجہ نرسنگھہ پال ۴۸ برس تین مہینے۔ اور راجہ سوبہ پال ۳۷ برس گیارہ مہینے۔ اور راجہ سکھہ پال ۳۸ برس ۳ مہینے اور راجہ انبرت پال ۲۷ برس چھہ مہینے۔ اور راجہ مہی پال ۵ برس پانچ مہینے اور راجہ بھیم پال ۴۸ برس آٹھہ مہینے۔ اور راجہ گوبند پال ۳۷ برس ۹ مہینے۔ اور راجہ بینی پال ۳۹ برس دو مہینے اور راجہ ہرپال ۴۴ برس ۹ مہینے۔ اور راجہ مدن پال ۳۱ برس دو مہینے۔ اور راجہ کرم پال ۴۵ برس ۵ مہینے۔ اور راجہ بکرم پال ۴۴ برس ۳ مہینے حکمران رہے۔ جب اس اخیر راجہ بکرم پال کی نوبت آئی۔ اوائل مین ملک ستانی پر ہمت چست کی اکثرون کو مغلوب کیا۔ تھوڑے دنون کے بعد غرور نے گردن اوٹھائی دعوی یکتائی مدنظر ہوا رعونت مین یہ نشہ آیا کہ راجہ تلوک چند پر لشکر کشی کی مگر سب اسکا خوار ہوا معرکہ رزم مین جان سے گیا۔ جوگی کے خاندان مین سمندرپال سے بکرم پال تک ۱۶ آدمیون نے ۴۲۳ برس حکومت کی۔

راجہ تلوک چند والی بہرایچ کے زمانہ کے حال

یہ راجہ ایک چھوٹی سی ولایت بہرایچ کا فرمان روا تھا قضیہ کی یاوری سے بکرم پال کو مار کر بڑی سلطنت کا مالک ہوا لیکن اجل نے خاطرخواہ مہلت ندی تھوڑے ہی عرصہ مین پیغام قضا آیا۔ دو سال کے بعد ملک عدم کو سدھارا اسکے بعد راجہ کرم چند ۲۲ برس ۷ مہینے اور راجہ کان چند ۴ برس ۳ مہینے۔ اور راجہ رامچند ۱۴ برس ۱۱ مہینے اور راجہ کلیان چند ۱۸ برس دو مہینے۔ اور راجہ گیانچند ۱۵ برس ۷ مہینے اور راجہ بھیم چند ۱۸ برس ۳ مہینے۔ اور راجہ گوبند چند ۲۲ برس دو مہینے فرمان روا رہے۔ اسکے بعد بسبب لاوارثی کے اسکی بی بی مسماۃ پیم رانی

تخت حکومت پر بیٹھی وزیرون نے بھی حق نمک حلال کیا فرمان بردار رہے ایک سال کے بعد یہ بھی حجرۂ عدم کو سدھاری۔ اس خاندان مین راجہ تلوکچند سے پیم دیوی رانی تک دس نفر نے ۱۴۵ برس حکومت کی

ذکر راجہ ہر پریم جو درویشی سے حکمرانی پر فایز ہوا

جونکہ رانی پیم دیوی کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی ارکان دولت نے مشورہ کرکے ہر پریم نامے فقیر کو بادشاہی کی تکلیف دی اس شخص کے کمالات صوری اکثر خلائق مین مشہور تھے سچ ہے دم مین جاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشین کچھ اچنبھا نہین اسکا کہ خدا قادر ہے ۔ اسنے سات برس پانچ مہینے تخت آرائی کی ۔ بعدہ گوبند پریم ۱۰ برس تین مہینے اور راجہ گوپال پریم ۱۵ برس تین مہینے زینت بخش تاج و تخت رہے جب راجہ مہا پریم مسند حکومت پر بیٹھا اسکی طبیعت دولت دنیا مین نہ جمتی تھی ہمیشہ درویشون اور گوشہ نشینون سے مصاحبت رکھتا تھا آخر کار عروس سلطنت کے غنج و دلال خواب و خیال سمجھکر شاہد حقیقی کے عشق مین ایسا پھنسا کہ ترک جہانداری کرکے گوشۂ قناعت مین جا بیٹھا اسنے ۱۴ برس دو مہینے بادشاہی کی ۔ ابتدا سے راجہ ہر پریم سے مہا پریم تک چار آدمیونے ۴۳ برس حکومت کی

ذکر راجہ دیبی سین جو بنگالہ سے آیا تھا

جسوقت اطراف عالم مین یہ خبر پہونچی کہ اندرپت کے راجہ نے ترک تعلقات کرکے فقیری اختیار کی ہر ایک راجہ نے اسکی فتح کی نیت کرکے لشکر جمع کرنا شروع کیا سب سے بیشتر راجہ دیبی سین والی بنگالہ نے پیشقدمی کی اور ایلغار کرکے آپہونچا اور نئے درد سر پر سروری پر زینت افزا ہوا امراے سلطنت نے اطاعت کی اسکے بعد راجہ بلاول سین ۱۲ برس چار مہینے ۔ اور راجہ کیشو سین ۱۵ برس دو مہینے اور راجہ مادھو سین ۱۱ برس ۴ مہینے اور راجہ سور سین ۱۲ برس دو مہینے ۔ اور راجہ بھیم سین ۵ برس دو مہینے اور راجہ کانگ سین ۴ برس نو مہینے ۔ اور راجہ ہری سین ۱۲ برس دو مہینے ۔ اور راجہ لکھمن سین ۱۲ برس ۱۱ مہینے اور راجہ نراین سین دو برس ۳ مہینے اور راجہ لکھمن سین ۲۶ برس گیارہ مہینے تخت نشین رہے راجہ دھور سین گدی نشین ہوا ۔ شراب خواری سے بدمست ہوکر شاہراہ خرد سے گم ہوا ۔ عدل و انصاف کے طریقے سے پھر کر ظلم و جفا کی راہ مین قدم رکھا ۔ اسکی محفل مین نالایقون نے راہ پائی خانہ براندازون کا دربار ہونے لگا دولت خواہون کو قید بند کرنے لگا ۔ زیر دستون کو ستانے اور ضعیفون پر زبردستی کرنے لگا ۔ ملک کی ویرانی رعایا کی پریشانی ہوئی حاصلات مین کمی ظاہر ہوئی ۔ آخر کوہستان سوالک کے راجہ نے ظلم رانی کی مکافات مین جان سے مارا ۔ اسنے ۱۱ برس تین مہینے راج کیا ابتدا راجہ دیبی سین سے راجہ دھور سین تک ۱۲ راجہ ڈیڑھ سو برس تک گدی ...

راجہ دیپ سنگھ کوہی کا بیان

یہ شخص کوہستان سوالک کا راجہ نہایت عادل تھا ۔ راجہ دھور سین کے ظلم و ستم سے فرمان بردار اوکتا کر اس شخص کو یہان لائے اور اسنے ساعت سعید مین تخت خلافت پر جلوس کیا ۔ کشت زار جہان کو اپنی بارش

سحاب کرم سے سرسبز و شاداب فرمایا۔ ۲۷ برس دو مہینے کی نیکنامی لیکر ملک بقا کو سدھارا بعدہ راجہ ران سنگھ ۲۲ برس دو مہینے۔ اور راجہ راج سنگھ ۹ برس آٹھ مہینے۔ اور راجہ نر سنگھ ۴۶ برس ایک مہینے اور راجہ نر سنگھ ۲۵ برس تین مہینے حکومت کرتے رہے۔ اور راجہ جیون سنگھ نے تخت نشین ہوکر خود پرستی اختیار کی برخلاف باپ دادے کے۔ جوانی کی بدمستیان دکھلانے لگا۔ انجام کار غفلت کی کثرت سے آوارۂ دشت ادبار ہوا۔ آٹھہ برس ۵ مہینے کی سلطنت مین بزرگون کے نام کو مٹا گیا۔ ابتدا راجہ دیپ سنگھ سے جیون سنگھ تک چھہ راجہ ۱۳۹ برس مین گذرے

پرتھی راج کا بیان جو رائے پتھورا کے نام سے مشہور ہی

چونکہ مشیت الہی یہ چاہتی تھی کہ رائے پتھورا راجہ جیون سنگھ کی ریاست کا مالک ہو۔ راجہ جیون سنگھ نے اپنی بے عقلی یا کسی ضرورت سے کل ارکان دولت کو مع لشکر جرار کوہستان کو روانہ کیا جو اوسکے بزرگون کا مسکن تھا اور خود بدولت تھوڑے سے ارکینون کے ساتھہ دار الخلافت مین غافل بیٹھا رہا۔ رائے پتھورا نے راجہ کی تنہائی سنکر فوج کشی کی اس خبر سے راجہ جیون سنگھ بیدست و پا ہوکر بھاگ نکلا۔ اور اوسی طرف پہاڑون مین جان بحق تسلیم ہوا۔ رائے پتھورا نے فتحیاب ہوکر راج کرنا شروع کیا۔ جب پندرہ برس گذرے سلطان شہاب الدین غوری نے غزنین سے کئی مرتبہ چڑھائی کی۔ آخر کار بضیبہ نے پیٹھہ دکھلائی۔ موضع ترائن عرف تلاوری مین راجہ نے ملک بقا کو نہضت فرمائی اور ہندوستان مین مسلمانی جھگی یہ احوال بموجب تحریر راجاولی اور راج ترنگینی کے لکھا گیا لیکن دفتر سوم اکبرنامہ مین یون بیان کیا ہی کہ سمت ۴۲۹ بکرمی مین راجہ انیگ پال قوم تونور نے رایت خلافت بلند کیا اور اندرپت کے نزدیک دہلی نام شہر آباد کیا وہ اور اوسکی ۱۹ اولاد نے ۴۱۹ برس اور ایک مہینے ۲۷ روز راج کیا آخر کار اوسکی اخیر اولاد راجہ پرتھی رام کو بلدیو چوہان سے لڑنے کا اتفاق ہوا۔ اور اوس لڑائی مین مارا گیا۔ سنہ ۸۴۸ بکرمی مین سررشتۂ ریاست قوم تونور سے قوم چوہان کے ہاتھہ لگا۔ اس قوم مین سات راجہ نے ۳۸۵ برس سات مہینے حکومت کی جب رائے پتھورا کو جو رائے بلدیو چوہان کی ساتوین اولاد مین ہی سلطنت ملی سلطان شہاب الدین غوری نے سات مرتبہ یورش کیا۔ ہر مرتبہ شکست کھاکر باہر نکل جاتا رہا لیکن ہندوستان کی فتح کو دل سے چاہتا تھا۔ اسی عرصہ مین راجہ جی چند راٹھور والی قنوج نے راجسو جگ کرنا چاہا۔ اور یہ ارادہ کیا کہ اوسی جگ مین اپنی لڑکی کا سوئمبر کرے۔ اس تقریب سے بشمول دیگر راجاؤن کے رائے پتھورا کو بھی نوید دیا۔ پتھورا نے شریک ہونا چاہا تھا کہ اوسکے کسی نوکر کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ آپکے ہوتے ہوئے راجہ جی چند کا کیا رتبہ کہ جگ کرے اور آپکو بلاوے۔ اس غیرت انگیز کلمہ کے سننے سے رائے پتھورا کا دل پھر گیا۔ اور فسخ عزیمت فرمائی۔ راجہ جی چند اس خبر کے سننے سے آشفتہ ہوا چاہتا تھا کہ صف آرائی پر متوجہ ہو مگر حاضرین نے روکا۔ آخر رائے پتھورا کی تصویر سونے سے بنواکر دربان کی جگہ پر رکھوائی اور خود بندوبست جگ مین مصروف ہوا۔ لڑانے والے تو بڑی بلا کے ہوتے ہین کسینے اس خبر کو

راے پتھورا کے کان مین پھونکا۔ سنتے ہی آگ لگ اوٹھی فوراً پانسو سوار جرار ہمراہ لیکر برسم یلغار جا پہونچا اپنی تصویر
کو اوٹھوا کر آتش کارزار گرم کی۔ کتنون کو شعلۂ تیغ شررفشان نے جلا کر کلیجہ ٹھنڈا کر واپس چلا آیا۔ بہرصورت
راجہ جی چند نے جگ انجام کو پہونچائی اتفاقاً اوسکی لڑکی راے پتھورا کی جگرداری پر ہزار دل سے عاشق ہوئی۔ کسی دوسرے
راجہ حاضرین جلسہ کو نہ پسند کیا جی چند نے نہایت خفا ہو کر اپنے گھر سے نکال دیا۔ راے پتھورا نے جب یہ خبر سنی نادیدہ
فریفتہ ہوا چاندا بھاٹ کو روانہ کیا کہ اپنی بادفروشی سے اوس گلدستۂ خوبی کو ہاتھ مین لاوے اور خود مع چند آدمیون
کے نوکرون کیطرح ہمراہ چلا جب قنوج مین آیا اوسکے لڑکی کو نہایت چالاکی سے اپنے زیر تصرف مین لایا اور فوراً دہلی
چلا گیا۔ جی چند نے اس واویدے سے فوج کشی کی بڑی لڑائی ہوئی سات ہزار آدمی کام آئے مگر کچھ کام نہ نکلا۔ راے
پتھورا نے اوس غیرت حور کے پاتے ہی خوشیان منانا شروع کین۔ اسکا عشق ایسا غالب ہوا کہ اکثر اوقات حرم سرا سے
باہر نہ نکلتا زندگانی کو اوس یار جانی کی جان نثاری مین بسر کرتا تھا ملک کے انتظام فوج کے اہتمام کی طرف
رغبت کم ہوئی ساری عقل ودانش عشق کی بدولت گم ہوئی۔ جب ایک برس اسی حال مین گذرا۔ اور یہ حال
شہاب الدین غوری کو معلوم ہوا۔ راجہ جی چند سے محبت بڑھائی۔ اور آٹھوین مرتبہ سنہ ۱۲۳۳ بکرمی مطابق سنہ ۵۸۸
ہجری مین جسوقت کہ پتھورا کی حکمرانی کو ۴۹ برس گذر چکے تھے ہندوستان مین آیا اکثر اطراف کو تسخیر کیا۔ یہان
راے پتھورا کا یہ حکم تھا کہ جسوقت رانی صاحبہ کے پاس ہون پرندہ بھی ہمارے کسی متنفس کی یہ دم نہ تھی کہ وہان پر دم مارتا۔
اسوقت مین مسلمانون کی سرکشی کا اخبار سنکر وزراے ریاست گھبرائے مگر حیرت مین تھے کہ کیونکر راجہ کے کان
تک اسکی بھنک پہونچ جاوے آخرکار ہر ایک نے متفق الراے ہو کر چاندا کو بھیجا کہ محل مین جا کر راجہ کو خواب غفلت سے
بیدار کرے۔ راجہ اس غرور مین تھا کہ بارہا شکست دی ہی کچھ متردد نہوا۔ اور تھوڑی سی فوج لیکر صف آرا ہوا
۔ اس مرتبہ راجہ جی چند نے بسبب عناد سابقہ کے برخلاف عادت سلطان شہاب الدین کی مدد دی آخر راے پتھورا
قید ہوا۔ بادشاہ غزنین کو لیگیا۔ اس حال کے سننے سے چاندا بادفروش نے وفاداری پر کمر باندھی۔ فوراً غزنین کو
روانہ ہوا۔ اور بادشاہ سے ملاقات کر کے سرفراز ہوا ۔ اور محبس مین راے پتھورا سے ملاقی ہوا اور بموجب تعلیم کے
اوسکے تیراندازی کی تعریف بادشاہ کے روبرو کی۔ بادشاہ کو تماشا دیکھنے کا شوق ہوا فوراً قیدخانہ سے طلب کر کے
تیر وکمان حوالہ کی راے پتھورا نے بادشاہ ہی کو نشانہ کیا۔ ایک ہی تیر سے گوشۂ بقا کو روانہ کیا مگر اوسکے خادمان
درگاہ نے انہین بھی نچھوڑا دونو کو ملک عدم کی راہ دکھلائی تو تاریخ فارسی مین تو راے پتھورا کا مرنا تلادڑی کے
مقام مین لکھا ہی اور سلطان شہاب الدین کا شربت حیات چکھنا بعد مدت فدائی کھوکھر کے ہاتھ سے تحریر ہی واللہ عالم
بحقیقۃ الحال القصہ بعد راے پتھورا کے مسلمانون کی حکومت ہندوستان مین ظاہر ہوئی ۔
ابتداے راجہ جدشٹر پانڈو سے راے پتھورا تک بموجب تحریر راج ترنگنی کے ۴۱۰۰ برس ہندوون کا راج رہا

شاہان اہل اسلام کا بیان

جسوقت گردش ایام اس امر کی مقتضی ہوئی کہ ہندوستانیونکا راج جائے اور انکے ملک آباؤ مین بیگانہ کا قدم آوے اول سلاطین غور وغزنی نے حملے برپا کیئے۔ اور رفتہ رفتہ یہانکے سررشتۂ حکومت کو اپنے دست قدرت مین کرلیا اگرچہ سلطان شہاب الدین نے رائے پتھورا کو مارا اور اوسکی بادشاہی پر قابض ہوا مگر اسلام کا ظہور ناصرالدین سے ہوا ہی لہذا اوسکا بیان کیا جاتا ہی سلطان ناصرالدین سبکتگین حاکم خراسان نصیر دقیقی کے غلامون سے ہی۔ نصیر کے بعد منصور بن نوح سامانی کے حضور سے امیرالامرائی اور سپہ سالاری کا مرتبہ پایا اپنی کاردانی سے بڑے بڑے کام انجام دیئے۔ آخر زمانہ مین ابواسحق والی بخارا کیطرف سے غزنین کی حکومت پائی جب کہ ابواسحق کی زندگانی فانی ہوئی ناصرالدین کا نصیبہ چمکا۔ اسکی تفصیل یون ہی۔ ابواسحق اسکے سوا کوئی وارث نرکھتا تھا اور اوسکے امرا مین بجز اسکے کوئی صاحب شکوہ نظر نہ آیا لاچار اسے تخت حکومت پر بٹھایا اسکی تخت نشینی سنہ ۳۶۶ ہجری مین ہوئی۔ اس شخص نے اپنی دانش وعقل سے اچھا انتظام کیا۔ اور عدل وداد مین متوجہ رہا اکثر زور بازو سے ملک بھی تسخیر کیے۔ چونکہ اس کتاب سے فقط سوانحات ہندوستان کا دریافت ہونا اصلی غرض ہی لہذا اس شخص کی دوسری مہمون کے قصہ مثل توران اور ایران کے کیفیت کو نہین لکھتے۔ غرض یہ شخص مکرر ہندوستان مین آیا۔ سنہ ۳۷۰ ہجری مین اکثر شہرون کو فتح کرلیا۔ اسینے اول اول ہند مین مسجد بنوائی۔ چونکہ یہ شخص ترک کے نسل مین تھا اس سبب سے ہندو لوگ سارے مسلمانون کو ترک کہتے ہین۔ اس ترک کی ترکتازی سے ہندوون کے دم نابتن آگئے۔ جب حملہ کیا بیچارون کے مال واسباب عزت وآبرو پر حرف آیا۔ اوسوقت مین راجہ جی پال ہندوستان کا حاکم تھا۔ ہرچند مورخان ہندی نے اس راجہ کو فرمانرواں دہلی مین نہین لکھا مگر چونکہ اوسکا دارالایالت قلعۂ بلدہ فارسی مین تحریر کیا ہی کیا تعجب کہ سوائے دہلی کے پنجاب اور ساماد کے گردنواح مین متسلط ہو ظاہرا اوسوقت ہندوستان میں طوائف الملوکی تھی۔ القصہ راجہ جی پال مخالفت کے دفعہ کرنیکو غزنین پر چڑھ گیا اودھر سے سلطان بھی مع لشکر باہر نکلا۔ دلیران کینہ جو نے مردانگی کی داد دی۔ تیر وشمشیر کی نوک چھاتی پر لی ہندوستانیون کی چیرہ دستی آشکار ہوئی۔ بادشاہ نے تازہ حیلہ کیا اوس اطراف مین بعض ایسے چشمہ تھے کہ اگر اتفاقا قاذورات مین سے کسیقدر اونمین گرجاے فورًا برف برسنا شروع ہو پس بموجب ایماے سلطان لوگون نے اون چشمون کو لہرایا سخت برف برسنا شروع ہوگئی راجہ کے صدہا سپاہی اس بلاے ناگہانی سے ٹھنڈھے ٹھنڈھے ملک جاودانی کو سدھارے جو زندہ رہے وہ اپنی جان بچاکر واپس ہوئے بادشاہ نے اس فریب سے ہندوون کی گرم بازاری سرد کی راجہ نے اپنے لشکریون کو مضطرب پاکر اس عہد سے مصالحت کی کہ پچاس زنجیر فیل پیشکش کرے اور چند معتبرون کو بطور اول بادشاہ کے حضور مین بھیجدیئے اور معتبران سلطان کو واسطے دینے ہاتھیون کے اپنے ساتھ ہندوستان مین لایا مکان پہنچ

پہونچتے ہی سارا قول وقرار بھول گیا - نخوت کی ہوا دماغ مین سما گئی اور بادشاہی معتبرون کو بعوض اپنے نوکرون کے قید کیا
بادشاہ نے اس خبر سے بقصد خواہی پرلشکر کھینچا جے پال لاکھہ سوار اور پیادہ بیشمار لیکر لڑائی کو آیا مگر شکست کھاکر
اوسنے بیرون بھاگا بادشاہ کا لمغانات تک خطبہ سکہ جاری ہوا

ذکر سلطان محمود ناصر الدین سبکتگین

جب سلطان ناصر الدین سبکتگین اجل کے پنجے مین گرفتار ہوا - امیر اسمعیل بڑا لڑکا تخت پر بیٹھا دوسرا لڑکا سلطان محمود
اس نامحمود محرومی کا متحمل نہوا - آخر تائید غیبی نے یاوری کی بڑے بھائی سے مقابلہ کرکے فتحیاب ہوا تخت کامرانی
میسر آیا - نام مبارک کا سکہ خطبہ جاری ہوا - تیغ عالمگیری اپنے نور جلال سے بلخ وبخارا و دوارو گنج وخوارزم وترکستان
وعراق وخراسان کو تحت تصرف مین لائی جب اسکی جہانگیری کا طنطنہ بغداد مین پہونچا - خلیفہ نے خلعت فاخرہ مع خطاب
امین الملۃ ویمین الدولہ کے عنایت فرمایا - اسنے بپاس رضامندی اور نیز اپنی ناموری کے جہاد پر کمر باندھی ہندوستان
کی طرف رجوع ہوا اول مرتبہ سنہ ۳۹۱ ہجری مین بمقام پشاور راجہ جیپال سے لڑائی ہوئی - دونو طرف سے بیشمار جاندارون
کی صفائی ہوئی - انجام کار مسلمانون کے ہاتھہ کھیت رہا پانچہزار ہندو غریق لجۂ فنا ہوئے - اور راجہ نے بھی مع پندرہ نفر
خویش وبرادر کے قید ہوکر بند عنصری سے آزادی پائی - کہتے ہین کہ راجہ کے گلے مین ایک مالا تھا جسکی قیمت جواہر شناسون نے
۱۰۰ دینار تجویز کیے تھے - اور اسی بموجب ہر ایک راجہ کے یگانون کے گردن مین ایک ایک مالا تھا یہ سب خزانہ شاہی مین
جمع ہوا یہان سے فتح پاکر بادشاہ نے آگے بڑھکر راجہ جیپال کا دار الحکومۃ فتح کیا اور اکثر مسجدین بنائین مذہب اسلام کا
رواج دیا - اور اوائل بہار مین قلعہ بھٹنڈہ سے غزنین کو چلا گیا جب موسم خزان نے ترکتاز شروع کی دوبارہ بادشاہ نے
بعزم ہند ملتان کی راہ سے بھٹیر پر توجہ کی راجہ بیجے راے باوجود کثرت فیل وسپاہ کے اپنی نے ہمتی اور نے تدبیری سے
لشکر کو بادشاہ کے مقابلہ مین چھوڑکر خود سندہ کو چلدیا - بادشاہی فوج نے خبر پاتے ہی تعاقب کیا اور قید کرتے ہی خنجر آبدار
سے دوپارہ کیا اور سر نے بہا بادشاہ کے روبرو لائے یہ خوش ہوا اکثرون پر تیغ رانی ہوئی بہت سی لوٹ کرکے غزنین کو چلدیا
جملہ تحفون سے دوسو اسی ۲۸۰ فیل مست تھے - چون کہ ملتان مین داؤد بن نصیر فرمان روا تھا - بادشاہ کو دین کی حمیت
ہوئی پس بہ نیت اخراج بھٹنیر سے سیدھی راہ چھوڑکر سوار ہوا - راجہ انند پال جو راہ مین سد راہ ہوا طرفین سے معرکہ
پڑا آخر راجہ کے پیر نہ جمے کوہستان کشمیر مین جا چھپا - اور بادشاہ نے ملتان پہونچکر وہان کے حاکم کو اپنا محکوم کیا اور
بطور خراج تیس ہزار درم سالیانہ قبول کراکر اور رواج مذہب کرکے عین شدت آفتاب مین بموجب عرض ہمراہیان کے
غزنین کو لوٹ گیا - تیسری مرتبہ سنہ ۳۹۰ ہجری موسم زمستان مین ہندوستان کو آیا - اور راجہ انند پال سے لڑکر
تیس زنجیر فیل لوٹ پاکر قلعہ بھیم نگر کو چلا اور اوس قلعہ کو فتح کرکے چند تخت طلا ونقرہ اور دیگر نفائس عمدہ لوٹ لیا
اور اپنے لشکریون کو ایسے گرانمایہ جنس کی سیر کرائی اور اوسی قلعہ مین بتقریب جشن رسمی اور رسمی کی تیاری بھی ہوئی

اور غزنین کو واپس گیا۔ چوتھی مرتبہ سنہ ۳۹۶ ہجری مین ملتان کا قاصد ہوا۔ اس مرتبہ اکثر مخالفین مذہب جو اس ولایت مین تھے قید ہوئے اور بعض دست بستہ ہاتھیون کے پایمال ہوئے بعض کے ناک کان کاٹ ڈالے۔ اور وہان کے حاکم داؤد بن نصیر کو قلعہ غورک مین محبوس کیا کہ وہ اوسی قید مین مرگیا۔ پانچوین مرتبہ سنہ ۴۰۲ ہجری مین بادشاہ کو یہ خبر ملی کہ ہندوستان مین ایک مقام تھانیسر ہی اوسکے قریب تالاب ہی ہندو اوسے آغاز آفرینش جانتے ہین اور اوس جگہ جان چھوڑنا رستگاری کا نتیجہ سمجھتے ہین۔ اور اوسی مقام پر چکرسوم کا بتکدہ ہی۔ یہ سنتے ہی جہاد کے ارادہ پر تھانیسر کو روانہ ہوا۔ راجہ نروجس وہانکے حاکم نے اس راز سے آگاہی پاکر پیغام دیا کہ اگر اس ارادہ سے باز رہے پچاس ہاتھی نذر کرون۔ بادشاہ کچھہ بھی ملتفت نہوا۔ اور وہان پہونچکر بتخانہ کو اپنے تیشہ بیداد سے گرادیا۔ اور سوم چکر کی مورت اپنے ہمراہ غزنین کو لیگیا۔ چھٹی مرتبہ قلعہ تندنہ پر جو بالناتھہ پہاڑ پر ہی لشکر کشی کی۔ راجہ نروجس پال مردان کار آزمودہ کو اوس قلعہ مین محافظ چھوڑکر خود کشمیر کے پہاڑون کو چلا گیا۔ بادشاہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا آخر اہل قلعہ نے مجبور ہوکر قلعہ خالی کردیا بعدہ بادشاہ نے راجہ کا تعاقب کیا مگر بسبب دشوار گذار گھاٹیون کے گھات نہ لگی ہان لوٹ مین بہت کچھہ ہاتھہ لگا اور اکثر ہنود کو اپنے مذہب مین لایا۔ ساتوین مرتبہ سنہ ۴۰۹ ہجری مین قنوج آیا وہان کا حاکم مع پیشکش حاضر ہوا تب وہانسے برن پہونچا وہان کے حاکم ہردت نے قلعہ کو عزیزون کے سپرد کرکے اپنی راہ لی اہل قلعہ مقابلہ مین نہ ٹھہر سکے ہزار درم جسکا ڈیڑھ لاکھہ روپیہ ہوا مع چند زنجیر فیل دیکر جان بچائی بادشاہ قلعہ مہابن کو روانہ ہوا وہان کا حکمران گلچند چاہتا تھا کہ ہاتھی پر سوار ہوکر دریاے جمن کے پار چلا جاوے مگر قید ہوگیا اوسوقت اپنی تلوار سے پیٹ چاک کرڈالا بعد ازین بادشاہ متھرا پہونچا وہان کے اکثر بتخانون کو خاک مین ملایا لوٹ مچادی کہتے ہین ایک طلائی مورت جسکا وزن ۹۸۳۰۰ مثقال تھا توڑ ڈالی اوسکے اندر یاقوت کا ٹکڑا ملا جسکا وزن ساڑھے چارسو مثقال تھا لکھے ہین کہ راجہ چندر راے کے پاس ایک ایسا قوی الاعضا عربدہ جو تندخو ہاتھی تھا کہ جسکا جواب فیل گردون بھی نہوسکتا تھا۔ بادشاہ بڑی قیمت سے اوسکا خریدار ہوا مگر راجہ نے ندیا آخر ایک رات کو وہ ہاتھی فیلخانہ سے چھوٹکر سراپردہ سلطانی کے قریب آیا بادشاہ اسکی سیر آنے سے بہت خوش ہوا۔ آٹھوین مرتبہ سنہ ۴۱۲ ہجری مین بادشاہ کو خبر ملی کہ راجہ نندا حاکم کالنجر نے حاکم قنوج کو میری اطاعت کرنے کی وجہ سے مارڈالا۔ بادشاہ کو یہ امر ناگوار ہوا فوراً بعزم تنبیہ سوار ہوا جب دریاے جمن کے کنارے پہونچا راجہ نروجس پال جسنے کئی مرتبہ شکست پائی تھی راجہ نندا کی اعانت پر آکر سد راہ ہوا چونکہ دریاے جمن درمیان مین حایل تھا بے اجازت بادشاہ کے کوئی عبور نکرسکا اتفاقاً بیس نفر غلامون نے دریا سے گذرکر راجہ کے لشکر کو درہم برہم کردیا راجہ فراری ہوا۔ جس شہر مین غلامان شاہی پہونچتے اوسے لوٹ لیتے اور بتخانون کا انہدام تو انکے سنت ہی تھی۔ آخر بادشاہ نندا کی ولایت مین آیا اوسوقت نندا کے پاس ۳۶ ہزار سوار ایک سو پنتالیس ہزار پیادے اور تین سو چالیس فیل مست تھا۔ بادشاہ نے اوسکو پیغام صلح دیا کہ اطاعت مین بہتری ہی مگر راجہ نے نمانا توپ گزر

دشمنون پیر پہونچی بادشاہ کثرت غنیم کی دیکھکر نہایت ہراسان ہوا درگاہ الہی سے فتح ونصرت کا خواہان ہوا جو اوسکی مرضی تہا وہی تھی اتفاقاً اوسی شب راجہ کو خود بخود خوف آیا تمام ساز وسامان چھوڑکر کسیطرف کو چلا گیا صبح جب بادشاہ کو یہ خبر ملی دلجمعی سے شہر لوٹنا شروع کیا۔ ایک رقم ۵۸۰ ہاتھیون کی ہاتھہ مین آئی۔ دسوین مرتبہ دوبارہ راجہ بندا پر چڑھائی کی جب گوالیار پہونچا یہان کے قلعہ کو تسخیر کرنا چاہا۔ یہ قلعہ متانت اور استواری اور بلندی مین عدیم المثال ہے۔ ضرورتاً اوسکے حاکم سے صلاح کر نا پڑی وہان سے کالنجر کو چلا۔ جو راجہ بندا کا مسکن تھا وہان پہونچتے ہی قلعہ کو گھیر لیا اس قلعہ کے استحکام کو کوئی دوسرا قلعہ ہندوستان کا نہین پہونچتا۔ جب زمانۂ محاصرہ بہت گذرا۔ راجہ بندا نے عاجز ہوکر ۳سو فیل پیشکش دینا قبول کیا۔ اور اندرون قلعہ سے نے فیلبانون کے روانہ کردئے۔ بموجب ارشاد بادشاہ کے ترکان شہامت نشان نے ہر ایک پر سواری کی۔ راجہ بندا شعرگوئی مین نہایت ملکہ رکھتا تھا۔ آخر چند اشعار مدح سلطان مین تصنیف کرکے بھیجے اوسکا مضمون ہندی والون نے عرض کیا۔ بادشاہ بہت خوشنود ہوا۔ اوسکے عوض مین فرمان حکومت پندرہ قلعہ کا مع دیگر تحفجات کے عطا فرمایا۔ الغرض باہم صلح ہوگئی۔ گیارھوین مرتبہ سومنات کے فتح کرنے کو آیا یہ شہر دریاے شور پر ہندؤن کا معبد ہے یہان پر ایک بت سومنات نام ہے کتب ہنود مین لکھا ہے کہ چار ہزار برس سے یہ مورت برہمنون کی مقبول ہے غرض غزنین سے روانہ ہوکر منزل طے کرتے ہوئے سومنات مین خیمہ زن ہوئے اہل شہر نے اس خبر کے سنتے ہی دروازہ بند کرلیا اور آمادۂ جنگ ہوئے۔ آخر کو لڑتے لڑتے بادشاہ نے فتح کی۔ کثیر خلائق کو قتل اور بتخانہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اور سومنات کو غزنین لیگیا۔ اور تعصب کی راہ سے اوسے مسجد ومدرسہ کے زینون مین نصب کرایا۔ معاودت کے وقت اثناے راہ مین راجہ برج دیو سد راہ ہوا اور عمدہ دستبرد دکھلائی۔ اکثرون کو خاک مین ملایا۔ اور جو مال واسباب سومنات سے لوٹ لائے تھے چھین لیا۔ چونکہ کثرت تردد سے جی بیٹھا ہوا تھا بادشاہ نے دم نمارا۔ براہ ریگستان ملتان کو متوجہ ہوا۔ راہ جو کھوئی ہوئی تھی ایسے جنگل مین قدم جا پڑے جہان آب ودانہ کی شکل نظر آنا دشوار ہوئی۔ بہت اذیت پہونچی۔ اکثرون نے بھوکہ پیاس سے بے بس ہوکر عدم کی راہ لی۔ اس مرتبہ نہایت تکلیف سے غزنین پہونچے۔ بارہوین مرتبہ ۴۱۸ ہجری مین ملتان وسندکی راہ سے دوبارہ روانہ ہوا اور ہزار کشتیان اس رنگ کی بنائی گئین کہ ہر کشتی مین تین تین سیخ آہنی نصب کئین ایک روبرو اور دو دو توبازؤن پر بیس ہر ایک کشتی مین سپاہیون کو مع آلات حرب بٹھلاکر روان کیا تاکہ دریا کے راستہ سے دشمنون کی انہدام بنیاد ہستی کرین۔ دشمنون نے یہ خبر پاکر اپنے عیال واطفال کو جزیرون مین بھیجدیا اور خود مقابلہ مین آئے جنھون نے سر اوٹھایا اونھون نے منہہ کی کھائی۔ بعد گوشمال واجبی کے غزنین کو معاودت کرگیا۔ القصہ یہ بادشاہ نہایت خلیق اور انصاف دوست شجاع اور دلیر تھا اسکے مزاج مین تعصب اور دنیوی لالچ بھی تھا۔ شعرفہمی اور سخن مین بے نظیر تھا۔ شاعرون کی قدردانی کرتا تھا۔ اسیکے وقت مین مولانا حسن غزنوی جنکا تخلص تھا

اس تخلص کی وجہ یہ ہی کہ حاکم طوس نے ایک باغ فردوس نام تعمیر کیا تھا۔ اور انکا باپ وہان پر باغبانی کرتا تھا اسی سبب مولانا نے فردوسی تخلص کیا۔ جسوقت یہ شخص غزنین گیا۔ اور بادشاہ نے اسکی قدر کی۔ اس شخص نے بموجب حکم شاہنامہ تصنیف کیا جسمین بیس برس مین ساٹھہ ہزار بیت لکھین۔ بادشاہ ایاز نامے غلام پر فریفتہ تھا۔ یہ غلام والی کشمیر کا لڑکا ہی۔ عہد طفلی مین اپنے باپ کے ساتھہ شکار کو گیا تھا۔ عیارون نے فرصت پاکر ایاز کو اپنے قابو مین لا فرار ہوئے۔ اور بدخشان مین پہونچکر اس لعل گران بہا کو کسی سوداگر کے ہاتھہ فروخت کیا۔ اوس سوداگر نے اسکے حال پر نہایت توجہ فرماکر تعلیم و تربیت کی۔ حسب اتفاق غزنین مین گیا۔ بادشاہ نے آوازۂ حسن و جمال سنکر خرید کیا۔ اور اسکے حسن خوبی کا دلدادہ ہوگیا۔ بعض نے لکھا ہی کہ جمال صورت سے زیادہ نیکو سیرتی مین بے مثل تھا القصہ سلطان علت دق اور ضیق النفس مین گرفتار ہوکر سنہ ۴۲۱ ہجری مین چار ناچار ہوکر ملک عدم کو سدھارا کہتے ہین کہ ازبسکہ اس بادشاہ کو تعلقات دنیا سے دلبستگی تھی نہایت تکلیف سے جانکنی ہوئی ۳۵ برس حکمران رہا۔

ذکر امیر مسعود

امیر مسعود اپنے چھہ بھائیون مین بڑا تھا بعد محمود کے تخت نشین ہوا دو مرتبہ ہندوستان مین بھی آیا مگر دل کا حوصلہ دل ہی مین رہا جہان سینگ سماے وہان کے بتخانہ ڈھاکر دار الحکومت کو لوٹ آیا پھر بہرام شاہ تخت آرا ہوا انھین بھی ہندوستان کی رغبت ہوئی۔ اکثر شہر جوانکے باپ اور بھائی نے فتح نکر پائے تھے تسخیر کر لیے اور مروج دین اسلام ہوکر امرا کو وہان پر چھوڑا مگر چندان حکومت ہند نے قیام نپایا۔ ایران و توران ہی کے ضبط و ربط مین اوقات بسری ہوئی اسکے عہد مین مولانا نظام الدین گنجوی نے کتاب مخزن اسرار اور ملا نصیر ایستوفی نے کتاب کلیلہ دمنہ تصنیف کی القصہ سنہ ۵۴۷ ہجری مین اس جہان گذران سے اقلیم جاودان کو راہی ہوا۔ اسکا لڑکا خسرو شاہ جب تخت پر بیٹھا سلطان علاء الدین حسین غوری نے مغلوب کرکے غزنین کو اپنے تحت مین لایا۔ اور اس بیچارے نے ہندوستان مین آکر لاہور کو فتح کرکے تمام عمر حکومت پنجاب مین بسر کی۔ اور سنہ ۵۵۵ ہجری مین بمقام لاہور اسکی زندگانی کا چراغ ٹھنڈھا ہوا اسنے آٹھہ برس حکومت کی بعد ازین اسکا بیٹا سلطان خسرو پنجاب کی حکومت کرنے لگا۔ چونکہ سلطان شہاب الدین برادر غیاث الدین بن سلطان علاء الدین حسین غوری اپنے بڑے بھائی کیطرف سے نیابتاً غزنین مین امور سلطنت کرتا تھا بمقتضاے شجاعت تسخیر ہندوستان پر متوجہ ہوا اور پے ہم لاہور پر حملہ کیے۔ آخر الامر خسرو شاہ جھیلنے کی تاب نہ لایا سنہ ۵۸۲ ہجری مین سلطان شہاب الدین کے پاس غزنین کو چلا گیا۔ اور وہین پر ودیعت حیات متقاضی اجل کے سپرد کی۔ ۲۰ برس اسنے پنجاب کی حکومت کی سلطان ناصر الدین سے خسرو ملک تک ۷ بادشاہ ۲۱۷ برس غزنین و اکثر بلاد ہند پر حکومت کرتے رہے

ذکر سلطان شہاب الدین غوری

سلطان شہاب الدین عرف معز الدین محمد سام نے اپنے بھائی سلطان شمس الدین ولد سلطان علاء الدین حسین کی طرف سے جو غور کا حاکم تھا غزنین پر فوج چڑھا لایا اور ۵۶۹ھ ہجری مین فتح کی اور خود بطور نائب مقیم رہا چونکہ نہایت شجاع اور جنگ جو تھا اور تقدیر بھی یاری پر تھی قصد جہانگیری دلمین پیدا ہوا۔ اول مرتبہ ملتان کو مع قرامطہ اور اوچھہ کو قوم بھاٹ سے لیکر اپنے قبضہ مین لایا اور اپنا نائب چھوڑ کر لوٹ گیا۔ دوسری مرتبہ ۵۷۴ھ ہجری مین دوبارہ ملتان اور اوچھہ مین آیا۔ اور ریگستان کی راہ سے گجرات کا راستہ لیا وہان کے راجہ بھیم دیو نے مقابلہ کیا چونکہ بادشاہ کا لشکر تھکا درماندہ اور ریگستان کی تکلیف کشیدہ تھا مغلوب ہوا۔ راجہ کی فوج نے اکثر غازیان لشکر کو آب شمشیر پلاکر بوسیلۂ تیر خاراشگاف ملک عدم کی سیدھی راہ دکھلائی۔ اس مرتبہ بادشاہ نے بڑی تکلیف سے غزنین کی صورت دیکھی۔ تیسری مرتبہ ۵۷۵ھ ہجری مین لاہور آیا۔ سلطان خسرو ملک جسکا حال لکھہ آئے ہین یہان کی حکومت رکھتا تھا شہاب الدین نے آتے ہی محاصرہ کیا خسرو ملک نے عاجز ہوکر اپنے لڑکے کو مع ایک زنجیر فیل کے نذر بھیجکر صلح کر لی۔ چوتھی مرتبہ ۵۷۸ھ ہجری مین دیول یعنی ٹھٹھہ پر لشکر چڑھا لایا اور تمامی اوس ولایت کو دریائے سند تک فتح کرکے واپس چلا گیا۔ پانچوین مرتبہ ۵۸۰ھ ہجری مین لاہور کو آکے خسرو ملک کو خوب گھیرا اور اوسکے اطراف ونواحی کو من مانا لوٹا درمیان دریائے راوی اور چناب کے سیالکوٹ کے قلعہ کی مرمت کرائی۔ اور اپنا نائب چھوڑ کر واپس چلا گیا خسرو ملک نے کھوکھروں سے متفق ہوکر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ مگر نیل مرام لاہور کو واپس ہوا۔ چھٹی مرتبہ ۵۸۳ھ ہجری مین پھر لاہور آیا اس مرتبہ خسرو ملک کو ایسا عاجز کیا کہ اوسے دربار شاہی مین حاضر ہونا پڑا۔ بادشاہ نے ہمراہی مین رکھا اور وہان پر دوسرا نائب مقرر کرکے غزنین کو آیا۔ خسرو ملک نے اسی جگہ پر رحلت کی۔ ساتوین مرتبہ ہندوستان میں آکر قلعہ سہرند کو جو دار الایالت راجہ ہائے ہند تھا فتح کیا اور دو سو سوار وہان چھوڑکر موضع نراین پور یعنی تلاوڑی مین آیا وہان پر رائے پتھورا سے لڑائی ہوئی۔ اگرچہ ہمراہیان شاہی نے بہت سا ہاتھہ پیر مارا۔ مگر فتح رائے پتھورا کے ہاتھہ لگی انھون نے شکست کھائی کھانڈے رائے جو رائے پتھورا کا بھائی تھا ہاتھی پر سوار ہوکر بادشاہ پر حملہ آور ہوا اور بازوے سلطانی کو نیزہ کی ضرب سے زخمی کیا۔ قریب تھا کہ اسکے صدمہ سے بادشاہ کا ہوش جاتا رہے مگر جلد غزنین کو لوٹ پڑا۔ رائے پتھورا نے فتح پاکر قلعہ سہرند کے محافظان شاہی کو مغلوب کرکے اپنے آدمیوں کو وہان پر مقرر کیا۔ آٹھوین مرتبہ ۵۸۸ھ ہجری مین بادشاہ ہند مین آیا۔ اور اوسی موضع نراین مین صفوف جنگ آراستہ ہوئین بڑی مدت تک یہ حال رہا کہ کبھی ہندوستانی پریشانی اوٹھاتے کبھی مسلمان تیغ ہندی کا لوہا مان جاتے تھے۔

ذکر فتحیابی سلطان شہاب الدین

چونکہ حکم خدا یہ تھا کہ ہندؤن کی عملداری تمام ہو اور مسلمان اپنا دخل کرین نصیبہ نے بھی پیٹھہ دکھلائی رائے پتھورا قید ہوکر زیر شمشیر ہوا اکثر فوج بھی نے سراسیمہ ہوکر ماری گئی کھانڈے رائے نے بڑی بے چینی سے بھاگنے کی راہ پائی

قلعہ سرستی یعنی تلاوری اور ہانسی اور اجمیر جو راے پتھورا کا دار الملک تھا بادشاہ کے قبضہ مین آیا بعد فتح بادشاہ نے رعایا کے تالیف قلوب کے لیے چندے قیام کیا۔ جب سب طرف سے اطمینان حاصل ہو گیا ملک قطب الدین ایبک غلام کو قصبہ کھرام مین جو دہلی سے ستر کوس ہے نیابت پر چھوڑ کر خود بدولت سوالک کے راہ سے روان ہوا اثنا ے راہ مین محال کوہستانی لوٹتے ہوئے غزنین کو چلا گیا یہان ملک قطب الدین نائب کو دا عیۂ شورستانی پیدا ہوا تھوڑی فرصت مین دہلی اور میرٹھ کے قلعہ تسخیر کرکے اپنے نزدیکون کو حاکم کیا دوسرے سال قلعہ کول اور گوالیار اور بداؤن وغیرہ فتح کرتے ہوئے گجرات مین آیا اور بھیم دیو گجراتی سے اگلی شکست کا بدلا لیا اور اوسی ولایت کو لوٹ کھسوٹ کر دہلی مین آیا اور بادشاہ کے نام سے خطبہ و سکہ جاری کیا تب سے دہلی اسلام کی دار الخلافت ہوئی نوین مرتبہ بادشاہ نے غزنین سے ہندوستان مین آکر قنوج فتح کیا اور تین سو زنجیر فیل مع دیگر اسباب کے لوٹ کر لوٹ گیا جسوقت سلطان غیاث الدین برادر کلان نے انتقال کیا اس عہد امر د بادشاہ نے ولایت غور و ترکستان و خوارزم وغیرہ دیگر وارثان کو دیکر آپ فقط غزنین قانع

معز الدین سام کا رحلت کرنا

دسوین مرتبہ جب بادشاہ نے سنہ لاہور کے گردنواح مین کھوکھر لوگون نے بغاوت کا چراغ روشن کیا ہی فوراً اطفاے نائرۂ فساد کے واسطے قطرہ نزن ہوا اور ملک قطب الدین نے بھی دہلی سے آکر شرف حضوری دریافت کی پس باتفاق ہمدیگر باغیان کی گوشمالی دیکر غزنین کو چلا نزدیک شہر کے کسی گانون مین خداے کھوکھر کے ہاتھ سے جو ہمراہ رکاب تھا زخم کھا کر عالم باقی کو روانہ ہوا اسکے خزانون مین روپیہ اشرفی وغیرہ کے علاوہ ایک رقم بانسو من ہیرے کی برآمد ہوئی اس بادشاہ نے ۳۲ برس بادشاہی کی اور خاص ہندوستان مین ۱۵ برس حکمران رہا

ذکر سلطان قطب الدین

یہ شخص غلام زرخریدۂ سلطان شہاب الدین کا تھا جب کہ بادشاہ نے زخم کھائے اس شخص نے لاہور مین آکر گیارھوین ربیع الاول سنہ ۶۰۳ ہجری مین اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا چونکہ اسکی چھنگلیا ٹوٹی تھی اسے ایبک کہتے تھے سلطان غیاث الدین محمود نے چتر وغیرہ تجملات بادشاہی قطب الدین کے حضور مین بھیجکر خطاب سلطانی سے سرفرازی بخشی یہ بادشاہ سخاوت اور شجاعت مین بے نظیر تھا مغرورون کی گردن کشی ناپسند کرتا تھا انعام و بخشش کا یہ حال تھا کہ لکھوکھا روپیہ دے ڈالتا تھا۔ اسی سبب سے اسکو لک بخش کہتے تھے ایک مرتبہ سلطان اور تاج الدین سے ناموافقت ہوئی اور انجام کار تاج الدین تاب مقابلہ نہ لاکر کرمان کو بھاگ گیا یہ شخص خاص سلطان شہاب الدین کا بندہ اور بعد سلطان کے غزنین کا بادشاہ بن بیٹھا الغرض سلطان قطب الدین ایبک نے فتح و فیروزی سے حکمرانی کی سنہ ۶۰۷ ہجری مین چوگان بازی مین مصروف تھا ناگاہ قضا نے اپنی بازی کھیلی

گھوڑے سے گرا گوے زندگانی کو چوگان فنا نے اپنی طرف کھینچ لیا

ذکر آرام شاہ

چونکہ قطب الدین ایبک کی خاص اولاد مین کوئی شہزادہ شاہی نتھا لاچار امراے سلطنت نے سنہ ۶۰۷ ہجری مین آرام شاہ کو
جسے بادشاہ نے متبنی کیا تھا تخت پر بٹھایا اسنے اپنا خطاب سلطان شاہ مقرر کیا۔ اور ہر طرف خلق اللہ کی امن و امان
کے واسطے فرامین تسلی آمیز جاری فرمائے۔ اسی وقت مین امیر علی اسمعیل حاکم دہلی نے بعض بعض امرا کے اتفاق سے
ملک التمش کو بدایون سے طلب کیا اوسنے دہلی مین آتے ہی قلعہ کو اپنے قبضہ مین کر لیا سلطان آرام شاہ
اس خبر سے صف آرا ہوئے مگر بخت ناسازگار کے ہاتھون سے بھاگنا پڑا کل ایک برس سلطنت کے مزے اوڑائے

ذکر سلطان شمس الدین التمش

اسے بادشاہ قطب الدین ایبک نے مول لیکر اپنی فرزندی مین قبول اور اپنی لڑکی سے منعقد فرماکر بعد فتح گوالیار
وہان کی امارت پر مقرر فرمایا تھا۔ اور رفتہ رفتہ بدائون کی حکومت بھی اوسے عطا ہوئی یہ شخص اپنی فراست
اور فرزانگی سے بارہا حضور مین ترددات مردانہ بجا لاکر مورد تحسین ہوا۔ اور خط آزادی حاصل کیا۔ چونکہ سلطان
آرام شاہ سے بندوبست سلطنت نہوسکا باتفاق امیر علی اسمعیل اور نیز دیگر ارکین دولت کے بداین سے آکر
سنہ ۶۰۷ ہجری مین تخت نشین ہوا۔ اور بزور شمشیر دیگر ولایات بھی فتح کین۔ شمس الدین اپنا خطاب کیا۔ التمش اوسے
کہتے ہین جو چندر گہن مین پیدا ہوا ہو۔ خیر اوسی زمانہ مین سلطان جلال الدین خلف محمد خوارزم شاہ نے
چنگیز خان سے شکست پاکر ملتان مین قیام کیا اور چند روز کے بعد قلعہ لاہور کا محاصرہ کیا بادشاہ لشکر جرار لیکر
مقابلہ مین پہونچ گیا۔ جلال الدین کے پیر اوکھڑ گئے سندھ اور سیستان کیطرف نکل گیا۔ سنہ ۶۲۶ ہجری مین بغداد کے
خلیفہ عباسیہ کے حضور سے ایلچی مع خلعت کے سلطان شمس الدین کے پاس آیا بادشاہ نے قواعد اطاعت ظاہر
فرمائے اور عیش وعشرت منائے چند روز تک شہر کی آرایش رہی سنہ ۶۳۱ ہجری مین مالوہ کو مسخر فرمایا۔ اور مہاکال کے
مندر کو جو چھہ سو برس کا بنا ہوا نہایت مستحکم اور پایدار تھا کھدوایا۔ اور راجہ بکرماجیت کی مورت اور نیز دیگر
بتون کو دہلی کی جامع مسجد کے زمین مین نصب کرایا تاکہ بندگان خدا کے پامال ہون القصہ یہ شخص بڑا عابد
تھا ہر جمعہ کو جامع مسجد مین جاکر فرائض ادا کرتا اور وہان پر قیام کرکے وعظ سنا کرتا ایکروز ملحدان دہلی کے
باتفاق یکدیگر جمعہ کے روز شمشیر برہنہ مسجد مین چڑھ آئے اور بادشاہ پر ہاتھ صاف کرنا چاہا مگر سلطان صاف
بچ کر نکل گیا فتنہ پردازون کی یہ جرات نہوئی کہ تعاقب کرین لوگون نے دروازون اور کوٹھون سے اون
بدمعاشون کو تیغ و تفنگ کی بارش سے سرد کردیا اور بادشاہ نے بھی دولتخانہ پہونچکر اکثرون کو گوشمالی
دی الغرض بادشاہ نے ۲۶ برس سلطنت کرکے نیکنامی کے ساتھ آخرت کی راہ لی

ذکر سلطنت سلطان رکن الدین فیروز

بعد انتقال پدر سلطان رکن الدین فیروز نے شبستان حکومت کو اپنے نور جلوس سے منور فرمایا اس نفس پرست پادشاہ مین کچھ عقل نتھی ہر وقت جسمانی لذتون مین دلدادہ تھا مسخرون کی صحبت تھی انہین کو انعام ہوتا تھا۔ سپاہ و رعیت کی کبھی رعایت نہوئی۔ رات دن شراب کا دور چلتا تھا اپنی خبر نتھی نام کو بادشاہ بنا تھا اوسکی ماں بی بی شاہ ترکان جو کنیز ترکیہ تھی انتظام مالی ملکی کرتی تھی مگر اصل حقیقت سے وہ بھی مجبور تھی حسد نے زنکالے سلطان شمس الدین کی دوسری حرم والیون کو آزار رسانی شروع کی اور قطب الدین کے عیال و اطفال کو بیقصور قتل کیا بعض اور بھی ایسی ہی حرکتین جو برخلاف خاندان شاہی تھین اس بیگم سے سرزد ہوئین۔ آخر امراے دولت نے بادشاہ کو بے عقل اور اوسکی والدہ کی خود فروشی دیکھکر برخلافی شروع کی ملک اعزالدین ایاز حاکم ملتان کو تکلیف دی کہ دہلی کا تخت حاضر ہے دنوں تہ شش ہو جیسے یہ سنتے ہی مع لشکر گران روانہ ہوا۔ اس خبر سے سلطان رکن الدین نے بھی لشکر لیکر عزم پیکار کیا۔ لیکن قبل اسکے کہ اعزالدین ایاز آئے۔ اراکین سلطنت روگردان ہوگئے اور دہلی مین جا بی بی رضیہ سلطان شمس الدین کی بیٹی کو تخت پر بیٹھا دیا اور بی بی شاہ ترکان کو محبس مین تکلیف دی۔ بادشاہ رکن الدین اس خبر سے کیلوکھری مین آکر آمادۂ رزم ہوا بی بی رضیہ کی جوانمرد فوج نے تھوڑی دیر مین بادشاہ کو قید کرلیا کہ چند عرصہ کے بعد ماں بیٹے دونو ایک ہی حالت قید مین تہا نخانۂ عدم کو روانہ ہوئے اس خود فراموش کی حکومت صرف ڈیڑہ برس آٹھ روز رہی

بی بی رضیہ کی حکمرانی کا حال

سنہ ۶۳۴ ہجری مین باتفاق امراے سلطنت کے تخت پر بیٹھی اور عقل و کیاست اور فہم و فراست کے زور سے انتظام ملکداری بخوبی کیا۔ مردانہ لباس پہنکر دربار کرتی اور لشکر و رعایا کی خاطر داری مین مشغول رہتی بہرحال یہ ملکہ حسن اخلاق مین بڑا ملکہ رکھتی تھی۔ بادشاہ نے عین حیات مین جب اسے ولیعہد کیا تھا وزیرون نے التماس کیا کہ لڑکے کے ہوتے لڑکی کو ولیعہدی زیبا نہین حضرت نے فرمایا کہ پسر ناخلف سے لڑکی بہتر ہوتی ہے۔ اگرچہ بظاہر عورت ہے مگر باطن اسکا مردانہ ہے۔ غرض جون کہ حاکم ملتان اعزالدین ایاز نے حلقۂ فرمان بری سے گردن باہر نکالی اور لاہور کو ملکہ کی ملکیت سے باہر کرکے اپنی املاک مین شامل کیا ملکہ نے مردانہ لڑائی شروع کی دہلی سے نکلکر سہرند پر پہنچا جانے لیکن امراے ہمراہی نے نمک حرامی کا پیشہ اختیار کیا ملکہ کو قید کرکے دہلی بھیجدیا اور معزالدین بہرام شاہ کو قید سے نکال کر پادشاہ بنایا۔ رضیہ بی بی نے قابو پاکر ملک اختیار الدین سے نکاح کیا اور جاٹ اور کھوکھرونکا لشکر جمع کرکے دو مرتبہ بہرام شاہ پر چڑھ گئی مگر آخر کار شکست پاکر مع شوہر گرفتار ہوگئی اور دوسرے روز قتل ہوئی اسکی سلطنت ۳ برس ۶ مہینے ۶ روز رہی

ذکر مقتول ہونا سلطان رضیہ کا اور معزالدین بہرام شاہ کی سلطنت

سلطان معزالدین بہرام شاہ بن سلطان شمس الدین التمش نے حسب اتفاق کاربردازان سلطنت کے تخت حاصل کرکے اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا نظام الملک مہذب الدین جسکی بہن بادشاہ کے عقد مین تھی کل امور ملکی و مالی کا مدار المہام ہوا اور اسنے اپنا اختیار حاصل کیا۔ اکثر کام بدون اجازت شاہی کے کرلانا تھا

اور نہین رسم تھی کہ بادشاہ کے سوا کسیکے دروازے پر ہاتھی نذر کھا جاوے لیکن انکے دروازے پر ایک زنجیر فیل رہا کرتا تھا۔ جب کہ فوج مغلیہ چنگیز خانی نے آنکر لاہور کا محاصرہ کیا اور خلق خدا کی آزار رسانی مین کچھہ اوٹھا رکھا جیونہین بادشاہ کو یہ ماجرا ظاہر ہوا نظام الملک کو مع دیگر بڑے بڑے سرداروں کے واسطے دفع لشکر چنگیز خانی کے روانہ کیا۔ آپ مہذب الدین کو کیا پوچھنا تھا مفت خوروں کی خوشامدین سنکر مغرور ہو گیا سب تہذیب جاتی رہی حقوق نمک فراموش ہوئے خرابی کی فکر دلمین سمائی۔ دریاے بیاہ پر پہونچکر یہ فریب کیا کہ بادشاہ کے حضور مین اس مضمون سے ایک عرضداشت لکھی کہ جسقدر میری ہمراہی مین امیر و امرا آئے تھے مخالف ہو گئے ہین کچھ بھی ملکداری نہین لہذا انکے اعتبار پر اعدا سے کارزار کرنا عقل کے برخلاف ہے اگر حضور پنجاب کے طرف متوجہ ہون نہایت آسانی سے فتنہ و فساد کے دفع ہونے کی صورت ہو جاتی بادشاہ تو اسکی مکاری اور روباہ بازی سے غافل تھا عرضداشت کے جواب مین لکھہ بھیجا کہ بالفعل تالیف قلوب کرکے کارروائی کرو آیندہ اس فرقۂ کشتنی گردن زدنی کی پاداش ضرور ہو گی۔ نظام الملک نے اس فرمان کو ساری فوج مین دکھلایا اور اونکے دلمین بادشاہ کی طرف سے مخالفت پیدا کرا دی۔ جب دیکھا کہ ساری سپاہ مجھسے موافق ہے کھل کھیلا صاف باغی ہو گیا بادشاہ نے اس معرکہ سے آگاہ ہو کر خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کو دفع فساد کے واسطے روانہ کیا جب اسکے سمجھانے سے کچھہ نہوا واپس آکر حضور مین مفصل حال عرض کر دیا ادھر نظام الملک نے امرا کے ساتھہ دہلی مین آکر محاصرہ کیا۔ شہر والے تو پہلے ہی سے متفق تھے نے لڑے بھڑے شہر مین دخل ہو گیا اور بادشاہ نے مقید ہو کر زندان زندگانی سے خلاصی پائی اسکی سلطنت صرف دو سال ایک مہینے رہی۔ جسوقت بہرام شاہ کو نظام الملک نے مار ڈالا ملک معز الدین اسمعیل امیر الامرا بزور اپنے تسلط کے تخت پر بیٹھہ گیا مگر ارکان دولت نے ناراض ہو کر سلطان علاء الدین کو جو قید مین تھا سنہ ۶۴۳ ہجری مین بادشاہ بنایا اور سلطان شمس الدین کے دو نو لڑکون ناصر الدین اور جلال الدین کو قید سے نکال کر ناصر الدین کو بہرایچ اور جلال الدین کو قنوج کا حاکم بنایا اور نظام الملک کو قتل کرکے جزاے اعمال سے متنبہ کیا۔

ذکر رجوع سلطنت بسلطان ناصر الدین کی طرف

چند دنون بعد بادشاہ نے آئین عدالت سے انحراف کیا ظلم و بدعت آغاز ہوئی زوال کے دن دیکھنے لگے امرا ے دولت نے اسکی بے انصافی صاف لغاوت کرنا شروع کی ناصر الدین کو بہرایچ سے بلا کر تخت حوالہ کیا اور اس ظالم کو قید ہی مین ملک بقا کی راہ دکھلائی چار برس ایک مہینے ایک روز اسکی بد مزاجی اور سخت گیری کا گرم بازار رہی

سلطان ناصر الدین

سلطان ناصر الدین بن سلطان شمس الدین التمش نے سنہ ۶۴۴ ہجری مین اپنا خطبہ اور سکہ جاری فرمایا ملک غیاث الدین بلبن کو جو غلام اور داماد شمس الدین کا تھا منصب وزارت پر سرفراز کیا اور الغ خانی کا خطاب اور چتر دور باش عطا فرمایا انتظام جہانداری اوسکی رائے پر ہونے لگا اور بطور نصائح مشفقانہ فرمایا کہ ملک داری کی عنان تیرے ہاتھہ مین دیگئی ہے خبردار ایسا

کام نکرتا کہ روز قیامت مین نیچے اور شرمندہ خدا کے روبرو شرما کر سر جھکانا پڑے۔ ملک بلبن نے عقل خداداد اور فراست خلقی سے اسطرح انتظام کیا کہ رعایا آسودہ حال ہوکر ہمیشہ دعاے دولت مین مصروف ہوئی از بسکہ بادشاہ کے مزاج مین حق شناسی اور خداترسی کثرت سے تھی حاصلات ملک کا درویشون اور فاضلون اور ارباب استحقاق کی پرورش مین خرچ کرتا تھا۔ اور عمارات مین چاہ۔ مسجد۔ خانقاہ۔ سرائین۔ نہرین وغیرہ طیار کرائین خلاصہ یہ ہے کہ کل روپیہ آمدنی ملک کا کار خیر مین صرف کرتا تھا اپنی ذات خاص کے مصارف کو سال مین دو مصحف لکھکر فروخت کرتا اور اوسکی وجہ سے گذارہ ہوتا ایک مرتبہ کسی نوکر نے بادشاہ کے ہاتھہ کا لکھا ہوا قران خوشامد کی راہ سے گران قیمت کو مول لیا جب حضرت نے سنا ممانعت کردی کہ آیندہ کسی کو افشا نہو کہ میرے خط سے یہ صحیفہ لکھا گیا ہے تاکہ میری وجہ حلال مین فرق نہ آئے سواے بی بی کے کسی لونڈی وغیرہ نہ تھی اوسی سے نان پزی کی خدمت لیا کرتا ایکمرتبہ ملکہ نے کہا کہ اگر نان پزی کو ایک لونڈی خرید کردیجیے مجھے آرام ہوگی بادشاہ نے فرمایا کہ خزانے محتاجون کے لیے ہین اپنی آسائش کو نہین صبر کرو کہ آخرت مین اسکا نتیجہ نیک حاصل ہوگا الغرض ۱۹ برس تین مہینے روز بڑی نیکنامی سے بادشاہی کرکے بہشت برین کی گلگشت کو متوجہ ہوا

ذکر غیاث الدین بلبن

چونکہ سلطان ناصر الدین کے کوئی اولاد نہ تھی وزراے خیر اندیش نے ۶۶۶ سنہ ہجری مین غیاث الدین بلبن کو تخت پر رونق بخش کیا یہ شخص اول ہی سے پختہ کار ہو رہا تھا جو کام کرتا عقل دور اندیش سے مصلحت کرلیتا جب تک تقوی اور پرہیزگاری اور حسن سیرت کی تحقیقات نکرتا کسی کو کسی عہدہ پر مامور نفرماتا اوسکا یہ قول تھا کہ ہر شخص کو ایک نظر سے ندیکھنا چاہیے بلکہ فرق پیدا کرنا مناسب ہے۔ کمینون کو کار فرما کرنا اسطرح ہے جیسے جوتے کو سر پر چڑھانا۔ آخر وقت زندگانی تک کبھی رذیلون سے بات نکی اور نہ خوشامدیون کو اپنے دربار مین بار دیا۔ کہتے ہین کہ فخر نامی رئیس بازار نے مقربان حضور سے التماس کیا کہ اگر ایکبار حضور والا مجھسے ہمکلام ہون نقد و جنس گران بار پیشکش کرون جب باریافتگان بارگاہ نے حضور والا تبار مین اس مدعا کا ادعا کیا قبول نہوا اور فرمایا کہ میر بازار کی ہمزبانی سے رعب سلطانی زائل ہوگا **القصہ** ہمہ صفت موصوف تھا امرا کی تقصیرات کے عوض مین تازیانہ کی سزا تجویز کی تھی ارکان دولت اور ادنی رعیت اوسکے محکمہ عدالت مین برابر تھی۔ ہر کام مین عدل تھا کسیکی یہ جرأت نہ تھی کہ اوسکے امر و نہی سے باہر ہو اکثر وعظ کی مجلس مین حاضر ہوتا اور ہر وقت حکم الہی مین پابند ہوتا جسوقت کبھی کسی دریا پر پہونچتا اول ضعیفون اور عورتون اور بچون اور چارپایون کو پار بھجواتا اور وہان چند سے توقف کرتا کہ ہر ایک کا آسایش کے ساتھہ بیڑا پار ہو۔ اگرچہ ایام شباب مین شراب اور اہل طرب کی صحبت مین رہتا تھا مگر جب سے سر آراے سروری ہوا ہر ایک مناہی اور ملاہی سے تائب ہو گیا ہر وقت نماز و روزہ اور وضو مین رہتا اور جمعہ کی نماز پڑھکر اہل قبور کی زیارت کرتا اور اہل مصیبت کی تعزیت مین شریک ہوتا تھا باوجود اسقدر رحیمی اور کریم خصلتی کی گردنکشی اور نمک حرامون کی قہاری اور جباری کرتا ایک آدمی کے لیے ملک کو

خراب کردیا تھا بادشاہی انتظام کو ہر امر پر مقدم سمجھتا تھا۔ اگرچہ رنگین جانور نغمہ سرا اور شکاری اور چیتا اور سیاہ گوش وغیرہ سے رغبت تھی بلکہ اس قسم کے جانور بہت سے فراہم کیے تھے قوشچی اور بازدار اور قراول اور میر شکار مقرر تھے چونکہ دوست شکار تھا اس وجہ سے اس فرقہ کو حضرت کی نظر مین عزت تھی۔ بیس کوس دہلی کے اطراف مین شکار کی محافظت کرتے تھے اور اوس جنگل مین نخچیر بھی جمع کرتے ہزار سوار تیرانداز شکار کھیلنے کو ہمرکاب رہتا تھا جاڑے کے موسم مین صبح کے وقت بادشاہ سوار ہوتا۔ اور قصبہ ریواری تک شکار کھیلکر شام کو دار الخلافت لوٹ آتا تھا جسوقت آپکے شکار کھیلنے کی خبر ہلاکو خان کو پہونچی کہنے لگا کہ سلطان بلبن بڑا پختہ کار رسیدہ مغز ہی ظاہر مین شکار کا بہانہ ہی مگر باطن مین سواری اور رعایا کے احوال کی جاسوسی ہی۔ بادشاہ نے یہ سوال جواب سنکر ہلاکو خان کی دقیقہ رسی پر آفرین فرمائی اور کہا ملک گیری کے قواعد وہی خوب جانتا ہی جسنے کشورستانی اور جہانبانی کی ہو۔ جب بادشاہ کو سارا سامان ملک گیری کا مہیا ہوا امرانے عرض کی کہ اس قدرت واقتدار مین ولایت گجرات اور مالوہ تسخیر کرنا ضرور ہی۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ مغول ہمیشہ ولایت پنجاب پر چڑھائی کیا کرتے ہین پس دہلی سے دور دراز ملکون کو نجانا چاہیئے۔ قبل اسکے شمس الدین کی اولاد کی غفلت اور کاہلی سے امور سلطنت مین نہایت بے ترتیبی ہوگئی تھی۔ یہان تک کہ میواتی لوگ شہر کے اطراف جنگلون مین بکر رہزنی کرتے تھے سوداگرون کی مجال نہ تھی کہ راہ کاٹ سکین یہان نماز عصر کے وقت سے دروازے بند ہوجاتے تھے کسیکی تاب نہ تھی کہ باہر نکلے۔ بارہا میواتیون نے شاہی حوض پر بہشتیون کو پانی کھینچنے سے مزاحمت کی تھی۔ اب اس بادشاہ نے خوب انتظام کیا گھاٹیان کھدوائین جنگل صاف کرایا شہر مین جابجا تھانہ مقرر کیئے۔ حفاظت کی تاکید ہوئی۔ قوم کاٹھر نے بداؤن اور امروہہ کی طرف سر اوٹھایا تھا۔ خود بدولت نے جاکر گوشمالی دی حکم دیا کہ آٹھ برس عمر والے کو چھوڑکر باقیون کی گردن ماری جاوے بجز عورتون اور ننھے بچون کے کوئی نہ بچا۔ ایک مرتبہ دفترخانہ کے کارپردازون نے عرض کیا کہ جاگیر سپاہ کے مواضع مین بڑا اختلاف ہی حکم ہوا کہ جو لوگ ضعیف اور کار خدمت سے معذور ہین اونکی جاگیر ضبط ہوکر اونکے معاوضہ مین مدد معاش مقرر کیجاوے۔ اس خبر سے یہ بیچارے امیر الامرا فخر الدین سے رجوع ہوئے اور کچھ تحفجات نذر گذرانکر امیدوار ہوئے کہ جاگیر بحال رہے امیر الامرا نے تحفہ قبول نکیا اور کہا کہ اگر رشوت لون میرے التماس مین برکت نرہیگی پس متالم سر بگریبان حضور مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے ملال کا باعث دریافت فرمایا اسنے عرض کی کہ حضور نے پیران سالخوردہ کو جاگیر سے محروم فرمایا مجھے یہ فکر ہوئی کہ اگر روز قیامت مین بھی بوڑھون کو نامنظور کرین ہمارا حال کیا ہوگا بادشاہ نے اس کلام سے رحم کیا فرمایا کہ بموجب استدعا کے جاگیر بحال ہو۔ شاہزادہ محمد سلطان کو جو کہ ولیعہد تھا۔ سندھ کی مملکت مع اوسکے ملحقات کے جاگیر مین ملی اور واسطے انتظام ملتان کے معین ہوا۔ یہ شاہزادہ بہ نسبت دوسرے شاہزادون کے بسبب عقل وخرد کے بادشاہ کو بہت پیارا تھا۔ امیر خسرو دہلوی اور امیر حسن اس شاہزادہ کے رفاقت مین

بروقت قیام ملتان کے تھے جسوقت آوازۂ فضیلت حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی کا شاہزادہ کے کان
مین پہونچا - ملتان سے دو مرتبہ اپنے آدمیون کے ہاتھہ زاد راہ معقول اوسکے پاس بھیجی اور اوسکے آنے کا ملتجی ہوا
اور یہ بھی چاہا کہ شیخ موصوف کے خانقاہ بنوا کر چند موضع اوسکی جاگیر مین حوالہ ہون - شیخ نے عذر پیری پیش کیا
اور ایک مرتبہ ایک بیاض اپنے کلام دلپذیر کی اور دوسری مرتبہ گلستان اور بوستان اپنے ہاتھہ سے لکھکر
شاہزادہ کو بھیجین - اور اوس ضمیمہ مین امیر خسرو کی سفارش بھی کی - اوسی وقت سے ہندوستان مین یہ دونون کتابین
معروف ہوئین - کہتے ہین کہ سلطان شمس الدین کی ایک لڑکی اس شاہزادہ کے نکاح مین تھی - اتفاقاً مستی کے
وقت مین شاہزادہ کی زبان سے لفظ طلاق نکل گیا - اب بپاس حکم شرع ضرور ہوا کہ اوس سے احتراز کیا جاوے
پس اوس عفیفہ کو شیخ صدر الدین بن شیخ بہاؤ الدین زکریا قدس اللہ روحہما سے منعقد کیا اس شرط پر کہ بعد چندے
شیخ موصوف اوسکو طلاق دی تاکہ شاہزادہ دوبارہ اپنے مناکحت مین لائے - غرضکہ شیخ اوس ملکہ کو اپنے گھر
مین لے گیا چند روز گذرتے شہزادہ متقاضی ہوا کہ بموجب اقرار طلاق دیجیے خاتون عفت سرشت نے کہا کہ اے خداوند تعالے
اوس نے حمیت بیوفا کے پہلو سے نکلکر ایسے مرد باخدا سے ہم آغوش ہوئی ہون اب دوبارہ اوسکے ہاتھہ گرفتار کرنا
شیخ نے یہ کلمہ سنکر دل مین خیال کیا اور کہا - افسوس کہ مرد عورت سے وفا مین کمتر ہو - پس ہرچند شاہزادہ نے تقاضا کیا
مگر شیخ نے کچھہ نمانا - اس خلاف عہدی سے شہزادہ درہم برہم ہوا - انتقام کا جویان تھا مگر شیخ کی عداوت
شاہزادہ کو نہ پھلی - اونھین دنونمین لشکر مغل ملتان پر چڑہ آیا - لوٹ مار شروع کی - شاہزادہ چار ناچار
اونکی مدافعت کو سوار ہوا - اور عین جنگ مین اجل کے شہباز نے چنگ مارا - مرغ روح پھڑپھڑاتا ہوا
آشیانۂ طوبی مین جا بیٹھا - اور امیر خسرو کو مغلون نے قید کر لیا - آخر بنجارا سے ہندوستان مین پہونچا - جب
شاہزادہ کی شہادت کا حال بادشاہ کے گوش گذار ہوا الفت پدری نے جوش کھایا رنج و غم نے چارون طرف سے نرغہ
آزمایا - ایک تو یونہین اسی برس کی عمر مین ضعف پیری نے ضعف دکھلایا تھا دوسرے لخت جگر کی
وفات نے اور کمر توڑی - اگرچہ مہمات خسروی کے انصرام مین زور و قوت ظاہر کرتا مگر رنج و غم کے آثار چہرے سے
پدیدار تھے - الغرض روز بروز حال ردی ہونے لگا - شاہزادہ کے سالے کو چتر اور دورباش مرحمت فرما کر ملتان کے
انتظام کو رخصت کیا - اور ناصر الدین بغراخان چھوٹے لڑکے کو لکھوتی عرف بنگالہ سے بلا کر کہا کہ تیرے بڑے بھائی
کی جدائی نے مجھے جان بلب کر دیا رحلت کا وقت نزدیک آیا ہی پس ایسے وقت مین تیری جدائی بہتر نہین - تیرا
لڑکا کیقباد اور شاہزادہ مرحوم کا بیٹا کیخسرو دونو خرد سال ہین انسے سرانجام سلطنت کا ناممکن ہی - دنیا کے
تجربون سے ابھی آگاہ نہین دوسرے اگر کسینے تخت آرائی کی تو تجھے اوسکی فرمان برداری کرنا ہوگی -
اور جو تو تخت پر بیٹھا تو سب تیرے محکوم رہینگے - اس عرصہ مین بادشاہ کی کچھہ صورت افاقہ کی ظاہر ہوئی تھی

کہ ناصر الدین بغرا خان نے نادانی سے باپ کی نصیحت نسمانی اور شکار کے بہانہ سے لکھوتی کو روانہ ہوا ابھی ہنوز لکھوتی نہ پہونچا ہوگا کہ بادشاہ نے فردوس برین کو کوچ کیا مرتے وقت کیخسرو کی سرآرائی کو وصیت کر گیا۔ اس نیکنام عادل بادشاہ نے بیس برس نو مہینے گلستان جہان کو اپنے رشحات فضل و کرم سے شگفتہ و خندان رکھا

ذکر معز الدین کیقباد

امراے دربار نے بموجب وصیت بادشاہ کے کیخسرو ولد شاہزادہ محمد کو جو ملتان مین تھا تخت نشین کیا چونکہ امیر الامرا فخر الدین کسیقدر اس شاہزادہ سے سوء المزاجی رکھتا تھا کسی حیلہ سے اوس کو پھر ملتان واپس کر دیا اور ناصر الدین بغرا خان لکھوتی مین اپنی عیش و عشرت مین پھنسا ہوا بیٹھا تھا ادھر امیر الامرا نے دوسرے کارپردازون کی صلاح لیکر معز الدین کیقباد ولد ناصر الدین بغرا خان کو ۶۸۶ھ ہجری مین جب کہ اوسکی عمر ۱۸ برس کی تھی تخت پر بیٹھا دیا۔ اور کل انتظام سلطنت کا سر رشتہ اپنے اختیار مین لیا حتی کہ عزل و نصب اور تقسیم تنخواہ سپاہیان وغیرہ اوسیکے ہاتھ مین تھا۔ بادشاہ بھی کل امور سلطنت اوسکے اختیار مین چھوڑ کر عیش و راحت مین مصروف ہوا دہلی سے نکلکر مقام کیلوکھری مین دریاے جمن کے کنارے دلکشا عمارتین تعمیر کرائین باغ آراستہ ہوئے اوسیکو دار الخلافہ مقرر کیا جوانی دیوانی مشہور ہی خصوص جب نے فکری ہو وزیر کے اعتماد پر ملک کی خبرداری چھوڑ کر حضرت ایسے بیخبر ہوئے کہ رات دن بجز عیاشی کے کوئی کام نتھا۔ کھیل کود مین اوقات بسر ہوتی تھی۔ کوئی ایسا کھیل نتھا جو حضور مین اپنا رنگ نہ دکھلاتا۔ اسطرح خرافات مین اپنی عزیز اوقات کو بسر کرتا تھوڑے دنون مین تمام خزانہ نالایقون کو انعام دے ڈالا امیر الامرا کے اغوا سے کیخسرو اپنے چچازاد بھائی کو ملتان سے بلایا وہ بیچارہ فرمان برداری کی راہ سے عازم درگاہ ہوا اس ظالم نے مقام قصبۂ رہتک مین اوس بیقصور کو ناحق قتل کر ڈالا کسیقدر مدت گذرنے پر مغلون کی ایک فوج کثیر لاہور پر چڑھ آئی اور لوٹ کرنا شروع کی جب بادشاہ نے اس شورش کی خبر پائی باربک خان کو اس فساد کے دفعیہ کے واسطے روانہ کیا لشکر منصور نے لاہور پہونچکر مغلون سے لڑائی برپا کی اور مغلون کو شکست دی بعض قید مین آئے فوج ظفر موج نے دہلی کو مراجعت کی امیر الامرا کی اشتعال سے فرقہ مغول کو جو قید ہوئے تھے سزا دی گئی۔ بعد ازین امیر الامرا نے التماس کیا کہ اکثر امراے سرکاری قوم مغل ہین ظاہرا مغلون کا آنا انہین کے اغوا سے معلوم ہوتا ہی پس احتیاط شرط ہی ایسا نہو کہ نصیب دشمنان کوئی بد اندیشی ظاہر کرین جسکا تدارک مشکل ہو جائے۔ بادشاہ اس گیدڑ بھبکی سے ڈر گیا فوراً امیر الامرا کو اجازت دی کہ اوس فرقہ کو قتل کرے۔ امیر الامرا نے اوسی روز چند مغلون کو آب شمشیر سے نہلایا اور بعض ملوک بلبن کو جو مغل سے ساتھ رشتۂ قرابت رکھتے تھے قلعہ بند کیا۔ اور خواجہ خضر کو جو وزیرون مین سے تھا جھوٹھی تہمت لگا کر گدھے پر سوار تشہیر کیا اب امیر الامرا کا اور بھی زیادہ تسلط ہوا جسوقت سلطان ناصر الدین بغرا خان نے مقام لکھوتی مین

خبر پائی کہ سلطان معزالدین کیقباد ہوا پرستی مین مصروف اور امیر الامرا کا تسلط ہی - ایک شوقیہ خط حسرت ملاقات کے مضمون مین اپنے بیٹے کے نام روانہ کیا جب یہ خط بادشاہ کو کیلوکھری مین پہونچا اسے بھی آرزوے ملاقات ہوئی جواب مین وعدۂ دیدار تحریر کرکے روانہ کیا جب وہ وقت قریب آیا کیلوکھری سے کیقباد اور لکھوتی سے سلطان ناصرالدین روانہ ہوئے دریاے سرجو کے کنارے پر دونو طرف لشکر اوترے تین روز تک قاعدہ ملاقات کی تجویز مین بسر ہوئے آخرالامر یہ راے قرار پائی کہ لڑکا تخت پر بیٹھے اور باپ تعظیماً ملاقات کرے - چنانچہ سلطان ناصرالدین بغراخان دریا سے پار اوترجلوہ گاہ سے پیادہ ہوا - اور بموجب قواعد شہریاری کے آداب تسلیمات بجالایا - سلطان معزالدین کیقباد باپ کے آداب بجالانے سے شرمایا جیونہین اور بھی قریب آیا کیقباد بیتاب ہوکر تعظیم کو اوٹھہ کھڑا ہوا اور استقبال کرکے قدمون سے جالگا - باپ نے جلد سر اوٹھا کر آغوش عاطفت مین کھینچ لیا - اور ہم آغوش ہوکر بے اختیار زار زار ابر نوبہار کی طرح اشکبار ہوئے - حاضرین دربار نے بھی آنسو بہائے **القصہ** باپ نے لڑکے کو تخت پر بیٹھا کر چاہا کہ خود دست بستہ روبرو استادہ ہو مگر لڑکے نے بمقتضاے سعادت نہادی کے باپ کو تخت پر بیٹھا لیا اور خود بھی مؤدب بیٹھا تکلفات رسمی کی گفتگو ہونے لگی ناز و نیاز کا گرم بازار ہوا - چند دنون دونو باپ بیٹے کی صحبتین ہی عیش و عشرت مین گذرا وقات تھی دن عید رات شب برات تھی - جب مفارقت کا دن نزدیک آیا - پدر مہربان یہ چند کلمہ زبان پر لایا کہ ای فرزند دلبند جس بادشاہ کو یوم مصیبت کی یاد نہ ہے یا کہ اعانت غربا اور دشمن کے مقابلہ کو روسیہ نرکھتا ہو وہ ناوان ہے شہریارون کو چاہیے کہ آشنا بیگانہ کا لحاظ کرین نیک و بد کی شناخت رکھین خیرخواہ اور نمک حرام کی قدر جانین ہر ایک کے حال سے خبردار رہین مخلصان وفادار کی قدردانی کرین خردمندون کی مصاحبت مین میل رکھین اور وقت رخصت کے آہستہ سے امیرالامرا کی مدافعت کو کہکر رخصت ہوا - اور کتاب قران السعدین مین امیر خسرو دہلوی نے لکھا ہی کہ باپ بقصد تسخیر دہلی لکھوتی سے چلا تھا اور لڑکا اوسکے دفعیہ کو دہلی سے عازم ہوا جب دریا کنارے پہونچے باہم صلح ہوئی اپنے اپنے مرکز کو واپس ہوگئے - الغرض بموجب سمجھانے باپ کے جواو نے لکھا گیا چند روز تک لہو و لعب سے باز رہا - ایکروز بعزم شکار سوار ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک گویا صاحب جمال شیرین مقال ملاقی ہوا اور بعد دعا و سلام کے اس بیت کو گایا ؎ - وسیمینا بصبر امیروی تو سخت بیمہری کہ بےما میروی - بادشاہ اوسکے لہجۂ دلکش اور صورت خوش پر فریفتہ ہوا باپ کی نصیحتین بھول گئین صبر و شکیب جاتا رہا فوراً اوسے ہمراہ لیا صحراے طرب افزا مین خیمہ استادہ کیے - اور شرب شراب اور گانے بجانے مین ایسا مصروف ہوا کہ امور سلطنت کی کچھہ یاد نہ آئی ہر وقت رقص و سرود کا خیال رہا - اب بادشاہ کی عمر کا ستارہ قریب زوال آنے لگا ساری وضع بدل گئی امرا کی ہتک اور مردم آزاری مین کوشش کرنے لگا

القصہ فخر الدین امیر الامرا کو زہر پلا کر مار ڈالا۔ اور ملک جلال الدین فیروز کو سامانہ سے بلا کر مدار علیہ سلطنت بنایا اسی عرصہ مین بادشاہ کو کثرت شراب سے لقوہ اور فالج عارض ہوا اور اسکی کثرت سے بیکار ہوگیا لاجرم امرا نے متفق ہوکر کیومرث کو جو خردسال تھا محل سے لاکر تخت نشین کیا اور سلطان شمس الدین خطاب مقرر کیا۔ ملک جلال الدین نے بمقتضاے وقت چندروز تک اوس خردسال کی اطاعت کی آخر کار ارکان دولت سے ملکر اوسے قید کرلیا اور جس شخص کے باپ کو بادشاہ نے سابق قتل کیا تھا اوسکے لڑکے کو یہ اغوا کیا کہ کیلوکھری مین جاکر اپنا انتقام لیوے ہنوز چندرمق بادشاہ کے مرنے مین باقی تھے کہ اوسنے جاکر لات مار دریاے جمن مین ڈھکیل دیا تین برس تین مہینے اسکی بادشاہت رہی ابتداے سلطان شہاب الدین غوری سے سلطان فخر الدین کیقباد تک گیارہ بادشاہون نے ایکسو ایک برس گیارہ مہینے سات روز سرآرائی کی

سلطان جلال الدین فیروز خلجی کا حال

لکھا ہے کہ سلطان جلال الدین خلجی خالج خان چنگیز خان کے داماد کی نسل سے ہے لیکن عقل اس حکایت کو قبول نہین کرتی کیونکہ اوس وقت مین چنگیز خان کے گھرانے مین ایسی شوکت نہ تھی اولاد اوسکی بادشاہان ہند کی نوکری کرتے بہرحال بخشی تھا اور شایستہ خانی کے خطاب سے سرفراز تھا ازبسکہ اوسکی پیشانی مین خط کامرانی تحریر تھا روز بروز مرتبہ اوسکا ترقی پر تھا۔ آخر کار تمام کارپردازون کے اتفاق سے معز الدین کیقباد کو تخت سے اوٹھا کر سنہ ۶۹۰ ہجری مین رتبۂ سلطنت پر فائز ہوا آخر کار ہر ایک مخالف اور موافق نے طوعاً کرہاً اطاعت قبول کی لیکن یہ شخص اوس تخت پر جو پیشتر کے بادشاہ اوسپر رونق افروز ہوئے تھے نہ بیٹھا اور کیلوکھری مین رہنا اختیار کیا ایک شہر اور قلعۂ سنگین بنا تعمیر کرایا۔ جس وقت اسکی نیک ذاتی اور خداشناسی کا آوازہ تمام جہان مین فائز ہوا شہر کے چھوٹے بڑے متفق اللفظ عرض کنان ہوئے کہ حضور شہر دہلی مین رونق بخش ہون پس عازم ہوا کارپردازون نے تمام شہر مین آئینہ بندی کی نگارخانہ چین کی صورت بنادی سلطان بڑے جاہ و حشم سے ہاتھی پر سوار ہمراہی مین امراے نامدار جلو مین لشکر جرار زرپاشی کرتے روپیا لٹاتے کوچہ و بازار سے ہوتے ہوئے دولتخانہ مین داخل ہوا اور دو رکعت نماز شکرانہ کی ادا کرکے تخت پر بیٹھا۔ اور فرمایا کہ ایک روز وہ تھا کہ مدتون اس تخت کے روبرو دست بستہ کھڑا رہتا تھا آج فضل خدا سے اوسی پر جلوس فرما ہون اسکا شکر ادا نہین ہوسکتا ؎

کیا کیا کرون مین شکر خداے قدیر کا ✤ بخشا ہے مجھہ فقیر کو رتبہ امیر کا ✤

تمام بزرگان و سرحاضرین درگاہ نے نذرین گذرانین مبارک سلامت کی دھوم مچی شادیانے بجنے لگے تمام دن یہ جلسہ ہوا رات کو آتشبازی اور چراغون کی روشنی وغیرہ بڑے تکلف سے کی گئی بالجملہ بعد فراغت جشن اور مبارکبادی کے انتظام ملکداری مین متوجہ ہوا اور عدالت گستری اور رعایاپروری سے جملہ خلق اللہ کو خوشنود و راضی کیا چھوٹے بڑے اوسکے انصاف

سے راضی وشاکر تھے جسکی جاگیر مقرر کی باوجود ہوجانے کسی قصور کے اوسکی جاگیر ضبط نہکی امیر خسرو دہلوی اسکی مصحف داری کی خدمت مین تھا ہر روز پارۂ قرآن ملاحظہ کراکر انعام پاتا جو کہ ملک چھجو کو ولایت کڑہ کی بدستور سابق ملی تھی اور وہ اوسی ولایت مین مقیم تھا دوسرے سال باغی ہوکر اپنے نام کا سکہ و خطبہ رائج کیا اور گران فوج سے دہلی پر چڑھائی کی بادشاہ نے جب اس مخالف کی ناسازی کی سن گن پائی اپنے لڑکے خانخاناں کو مع لشکر بیشمار اور امرائے نامدار کے روانہ کیا۔ مقابلہ ہوتے ہی چھجو نے شکست پائی مع امرائے ہمراہی کے گرفتار ہوا جسوقت اسیرون کو حضور مین حاضر کیا بموجب حکم حمام مین لیجاکر سر و ریش کی شست و شو کی۔ اور خلعت خاص پہنا کر دربار مین لائے بادشاہ نے چھجو کو ملتان روانہ کیا اور فرمایا کہ مکان صاف مین باعزت نظربند کیا جاوے اور عیش و عشرت کا سامان مہیا رہے وزیرون نے اس گردن زدنی کے حق مین برخلاف توقع نوازش سلطانی دیکھکر سبب استفسار کیا حکم ہوا کہ ستر برس گذرتے ہین کسی مسلمان کا خون نہین ہوا اب بڑھاپے کے وقت مین کیون خون لگا کر شہیدون مین داخل ہون خصوص اس حالت مین کہ دست بستہ روبرو کھڑا ہے۔ غرضکہ یہ شخص نہایت خداترس اور نرم دل اور مہربان تھا۔ مور کو بھی نہین مارتا تھا۔ اس کا قول تھا کہ صف رزم مین سیکڑون کے قتل سے دل نہ ہٹیگا مگر قیدی پر کبھی ہاتھ نہ چلیگا۔ اس شخص نے اپنے تمام ایام شاہی مین ایک خون کیا تھا اوسکی روایت یہ ہے کہ دہلی مین ایک فقیر مولا نام رہتا تھا اوسنے ایک عظیم الشان خانقاہ زر کثیر صرف کرکے طیار کرایا تھا ہر روز ہزار من میدہ اور پانسو من لحوم اور تین سو من شکر اور دو سو من روغن اور اسی حساب سے مصالح وغیرہ خرچ ہوتا تھا دن مین دو مرتبہ دسترخوان چنا جاتا اور خاص و عام کھلایا جاتا تھا اور آپ بجز نان خشک کے کچھہ نکھاتا۔ اور نہ کسی سے کچھہ سوال کرتا۔ لوگ اوسکے اسقدر خرچ کو دیکھکر اور آمد کی صورت کچھہ نپاکر کیمیاگری کا خیال کرتے اکثر مرید ہوگیے یہان تک کہ شاہزادہ خانخانان بھی مرید ہوگیا۔ بادشاہ نے جو دیکھا کہ اس شخص کے درگاہ مین عام و خاص کا گذر ہے دلمین خیال کیا کہ ایسا نہو یہ شخص بیٹھے بیٹھے کوئی فساد اوٹھائے اول اوسکے مریدون کو کسی حیلہ سے دور دراز روانہ کیا بعدہ شاہ جی کو ہاتھی کے پیر سے کچلوا ڈالا۔ اوس روز بحکم جہان افروز بڑے زور و شور کی آندھی آئی گرد و غبار کا طوفان اوٹھا تمام عالم تیرہ و تار ہوگیا۔ اور اوس سال مین برشکال بھی بڑی بے آبروئی سے گذر گئی دو آنسو بھی چشم گردون سے نہ ٹپکے۔ تمام دنیا کا معاملہ ابتر ہوگیا۔ دہلی مین بڑا قحط ہوا غلہ نے عنقا سے آشنائی کی۔ بھوکھ کے مارے خالی پیٹ زندگی کے دن بھرتے تھے۔ اکثرون نے دریائے جمن مین ڈوب ڈوب کر پیٹ کی آگ بجھائی۔ بعض فلک ستایون نے کتا بلی کا گوشت حلال سمجھا۔ حرام کھانے کو طیار ہوئے مگر قسم کھانے تک کو نملی دوسرے کا گوشت درکنار۔ دانتون کا اونٹھہ چبا جانے پر دانت تھا جدھر دیکھیے فاقہ زدون کی لاشین کوچہ گلی مین پڑی تھین۔ سنہ ۶۹۳ ہجری مین خاندان چنگیزی کے

مغل مع لشکر گران کے عازم پنجاب ہوئے بادشاہ اس ماجرا کے آگاہ ہونے سے اوسکے دفعیہ کو متوجہ ہوا جب دونو
لشکر مقابل ہوئے قوم مغل نے بادشاہی لشکر کا غلبہ دیکھکر صلح اختیار کی - انکا سردار جو ہلاکو خان کا قرابت دار تھا
بادشاہ کی ملاقات کو آیا - اور مع چند دیگر امرا کے مسلمان ہوا بادشاہ نے اوسکو فرزندی مین قبول کر کے داماد بنایا
اور غیاث پور مین اوسکو مقیم کیا تب سے اوس بستی کا نام مغلپورہ اور مغلون کا لقب نومسلم مشہور ہوا تھوڑے سے
عرصے کے بعد اپنے بھتیجے ملک علاء الدین کو کڑہ کی طرف روانہ کیا اسنے یہان آکر اطراف مین تاخت تاراج کرتے ہوئے
دیوگڈہ کو فتح کیا اور اوس فتح سے چالیس ہاتھی اور ہزار گھوڑے اور بہت سا سونا چاندی موتی وغیرہ بیش قیمتی
اسباب ہاتھہ لگا جسکا اندازہ نا ممکن ہے آخر کار زور و قوت کے بڑھتے ہی شقاوت پر کمر باندھی وزرا دولتخواہ نے
بادشاہ کے حضور مین عرض حال کر کے التماس کیا کہ اسکا علاج کرنا ضرور ہے - بادشاہ از بسکہ علاء الدین کو پیار کرتا تھا
اوسکے حق مین تدبیر دولت کی گفتگو نامنظور فرمائی - یہی کہتا رہا کہ علاء الدین میرا لڑکا اور مجھسے پرورش پایا ہوا ہے ہرگز اوس سے
ایسا انحراف اور بدخواہی کی نہین جب بادشاہ کی موت نزدیک آگئی چند خاص خاص لوگون اور ایکہزار سوار کے ہمراہ
بسواری کشتی کڑہ کیطرف عازم ہوا ملک علاء الدین نے جب یہ خبر سنی مابین کڑہ اور مانکپور کے آٹھرا اور اپنے بھائی کو
استقبال کے واسطے روانہ کیا اوسنے سعادت حضوری سے مشرف ہو کر عرض کیا کہ علاء الدین خوف شاہی سے ایسا
سراسیمہ ہوا تھا کہ کسیطرف کو فرار کرے مگر فدوی نے اوسے اس ارادہ سے باز رکھا الحال کہ حضور نے اس سرزمین پر
سایۂ عاطفت ڈالا اگر مردان ہمراہی سلح اوسکی نظر مین آئینگے یقین ہے کہ خوف کھا کر کہین چلدے - بادشاہ نے ہمراہیون
کے ہتیار علحدہ رکھوا دیے اور کشتی مین سوار ہو کر تلاوت قران مین مصروف ہوا جب کنارے پہونچکا او ترا ملک علاء الدین
آکر قدمبوس ہوا بادشاہ نے پیار سے طمانچہ مار کر کہا کہ اے فرزند مینے اسیدن کو تیری تعلیم و تربیت کی تھی کہ تو میری
طرف سے اندیشۂ باطل اپنے دلمین پیدا کرے - یہ کہکر علاء الدین کا ہاتھہ پکڑ کر کشتی کی طرف کھینچا اسیوقت محمود سالم
نے علاء الدین کے اشارہ سے بادشاہ کو زخمی کیا یہ زخم کھا کر کشتی کی طرف چلا - اختیار الدین نے جو کہ نمک پروردہ
شاہی تھا عقب سے آکر بادشاہ کو زمین پر دے پٹکا اور سر کاٹ کر علاء الدین کے حضور مین پہونچایا اوسنے اوس
سر کو نیزہ پر رکھوا تمام مانکپور مین گھومایا - اور جو لوگ بادشاہ کے ہمراہ کشتی مین تھے اونھین بھی دریاے فنا مین
غوطہ کھلائے - چونکہ حق تعالی کے حضور مین حق اور ناحق کا انصاف ضرور ہے قاتلون نے بہت جلد اپنا بدلا پایا -
محمود سالم تھوڑے دنون مین جذام کے عارضہ مین گلنے لگا جامۂ ہستی کی دھجیان اوڑ گئین - اختیار الدین
دیوانہ ہوا - علاء الدین محسن کش نے اگرچہ تخت پر بیٹھہ کر دلکا ولولہ نکالا لیکن ایسا مٹا کہ اوسکی نسل اور اولاد کا
نام و نشان باقی نہ رہا صرف سات برس ایک مہینے بیس روز بادشاہ مرحوم نے بادشاہی کی تھی -

ذکر سلطان علاء الدین

جب سلطان جلال الدین قتل ہوا۔ سلطان علاء الدین ساٹھہ ہزار سوار کے ہمراہ دہلی مین آیا ہر ایک خرد و کلان نے اطاعت پر کمر باندھی ۶۹۵ ہجری مین کوشک لال کو اپنا دار السلطنت مقرر کیا۔ اپنی سخاوت اور مکرمت سے امرا لوگون کو نہال کر دیا۔ اسکے عہد مین شراب کشی کی بڑی کثرت تھی تھوڑے دنون کے بعد الف خان اور ظفر خان کو چالیس ہزار سوار جرار دیکر حکم فرمایا کہ رکن الدین اور ابراہیم سلطان جلال الدین کے دونون لڑکون کو جو دہلی سے بھاگ کر ملتان گئے ہین دفع کرین۔ آخر کار دونو سردارون نے پہونچکر ملتان کا محاصرہ کیا بیچارے یتیمون کو مقابلہ کی کہان تاب تھی شیخ رکن الدین درویش کے وسیلہ سے ملاقات کی الف خان نے آدمیت کی راہ سے تعظیم و تکریم کی اور انکو اپنے ہمراہ دہلی لایا اس بادشاہ حق فراموش کور نمک نے ذرا بھی چشم مروت نہ دکھلائی۔ دونو اپنے فرزندزادون کی آنکھہ نکلوا لی اور اونکے ہمراہیون کے بھی دیدے نکالکر قید کیا۔ بعد ازان گجرات پر چڑہ کر بڑے جد و جہد سے فتح کر لیا اور سومنات کی مورت کو دہلی مین لاکر زمین مین دفن کیا تاکہ خلق اللہ کی پایمالی مین آئے۔ دوسرے برس مغلون کا لشکر ماورالنہر سے دہلی کے اطراف مین آیا شہر کو محاصرہ کیا تمام قصبہ اور دیہات کی رعایا شہر مین بھاگ آئی۔ کثرت خلق خدا سے دوکان اور مسجد اور محلہ و کوچہ مین کہین جگہ خالی نہی ہر چیز کی گرانی ہوئی۔ بادشاہ مغلون پر اوٹھہ دوڑا اور انکے فساد کی آگ کو بجھایا جب بادشاہ کو کسی مخالف کا خوف نرہا۔ اور اکثر ملک بھی فتح کیے۔ دماغ مین اور ہی ہوا سمائی دلمین یہ منصوبہ کیا کہ تازہ دین اور نئی شریعت اختراع کرے۔ اور بعض امرا کو منتخب کر کے چار یار بنا دے۔ کبھی چاہتا تھا کہ کسی معتمد اور معتبر شخص کو تختگاہ سپرد کر کے خود مانند سکندر ہفت اقلیم کی سیر کو روانہ ہوے تاکہ اوسے سکندر ثانی کہین۔ پس خطبہ مین یہی لفظ داخل کی کسی مصاحب کو یہ مجال نہ تھی کہ ابیکے برخلاف دم مار سکے ہر ایک موافق مرضی کے بلند ہمتی اور عالی دماغی کی تعریف کرتا تھا آخر ملک علاء الدین نے جو کہ امرائے عظام مین تھا۔ اور اسکی راست گفتاری اور درست کرداری کا بادشاہ کو اعتبار تھا حکمت آمیز گفتگو سے بادشاہ کو سمجھایا کہ اس حرکت سے دنیا اور آخرت مین رسوائی ہوگی خلق خدا برا بھلا کہیگی۔ بادشاہ کے دلمین یہ رائے پسند ہوئی سمجھا کہ یہ قدر و منزلت بے حکم خدا نہین حاصل ہو سکتی پس اس فاسد ارادہ سے باز آیا اور نیز علاء الدین نے درباب سیر دنیا کے گذارش کی کہ اگر بادشاہ دہلی چھوڑکر غیر ولایتون کو عازم ہو اور خدا نخواستہ نامراد واپس آئے واللہ عالم نایبون کے مزاج مین اطاعت اور فرمان برداری باقی رہے یا سرکشی اختیار کرین سکندر کا زمانہ جاتا رہا اوسکی وزارت مین ارسطاطالیس تھا اولی ویسا ہی وزیر تلاش ہونا ضرور ہی تب دوسرے کام مین توجہ کرنا چاہیے لے بادشاہ بالفعل خاص ہندوستان ہی کو صاف کرے تھنبور۔ چتور۔ چندیری اور پورب رخ دریاے سرجو کناری تک اور سوالک سے ملتان تک گردن کشون اور راہزنون کا اقامت گاہ ہو رہا ہی اسے تسخیر کرنا لازم ہی سامانہ۔ دیپالپور۔ ملتان مین بندوبست ضرور ہی تاکہ فوج مغل کی آمد و رفت مسدود ہو شراب و شکار سے پرہیز رکھنا مناسب ہی۔ بادشاہ نے اس روشن ضمیر نیکدل کی

نصیحت مانی خاص ہندوستان کے خس و خاشاک صاف کرنے مین توجہ کی۔ اسوقت مین ہمیر دیو کو رنتنبور مین
غرور کی سوجھی تھی یہ شخص راے پتھورا کے خاندان مین تھا۔ سلطان نے اوس مغرور کی گوشمالی کا عزم کیا ایکروز
اثناے راہ مین بادشاہ شکار کھیلتا تھا کہ اکتائی خان برادرزادہ سلطان نے یہ دست درازی کی کہ بادشاہ کو تیر سے
مجروح کیا سلطان گھوڑے سے گر پڑا اسنے سمجھا کہ زاغ حیات نے گوشۂ کالبد سے پرواز کیا فوراً لشکر مین آکر
تخت نشین ہوا اور سلطان کا قتل کرنا اظہار کیا بادشاہ کثرت زخم سے بیہوش ہوگیا تھا جب کچھ حواس درست
ہوئے اوٹھکر خیمہ مین آیا امرا کو اشارہ کیا اونہون نے اکتائی خان کا سر کاٹ ڈالا اسی درمیان مین دو بھتیجے
جو بدایون مین تھے اور نیز حاجی مولا نامی تینون آدمیون نے دہلی مین بغاوت کی بادشاہ نے کچھ فوج اونکی سرکوبی کو
روانہ کی آخر بے لڑے بھڑے دستگیر ہوئے دونو بھتیجون کی آنکھ مین سلائی پھروائی۔ اور حاجی مولا کو قتل
کیا القصہ سلطان نے کوچ بکوچ رنتنبور پہونچکر بہت دنون بعد قلعہ فتح کیا اور ہمیر دیو کو مع اوسکے قبائل کے
قتل فرمایا۔ بعد ازان قلعۂ چتور کا عازم ہوا کسینے حضور مین عرض کیا کہ راے رتن سین والی چتور کے محل مین
ایک عورت پدماوت نام پدمنی کر کے مشہور ہی نہایت حسین غیرت حور ہی بادشاہ سنتے ہی نادیدہ عاشق ہوگیا
چند آدمیون کو پدماوت کی خواستگاری مین رتن سین کے پاس بھیجا راجہ مذکور اوسپر بشدت فریفتہ تھا جسکے
ناز و نیاز کا افسانہ ابتک مشہور و معروف ہی۔ راجہ اس پیغام کے سنتے ہی افروختہ ہوا پیغامبرون کو سخت و سست
کہا جب یہ بیچارے حسرت کے مارے دربار شاہی مین حاضر ہوئے سلطان نے رتن سین کی عدول حکمی کرنے سے
لشکر کشی کی قلعہ چتور کا مضبوطی اور استحکام مین نادرۂ روزگار تھا رتن سین اوسکے اندر جا بیٹھا سلطان نے
محاصرہ کیا قلعہ کشائی کی تدبیرین کین مگر کوئی کارگر نہوئی۔ بہت سی لڑائی طرفین سے زور آزمائی رہی مگر کوئی
مغلوب نہوا آخر لاچار ہوکر صلح کی ٹھہری یکدیگر کی ملاقات کی تمنا ہوئی اول سلطان قلعہ مین مہمان ہوا اور اپنی جرأت
اور چالاکی سے راجہ کو اپنے لشکر مین لایا جسطرح کہ پیشتر ذکر ہوچکا ہی اور دوسری طور پر یہ ہی کہ بعد رخصت سلطان
خود راے رتن سین شاہی لشکر مین آیا مجلس مین تنہا تھا کہ سلطان اپنے قول و قرار سے برخلاف ہوگیا اور راے
رتن سین کو تا آنے پدماوت کے قید کیا۔ پدماوت رتن سین سے زیادہ عقیل اور دور اندیش تھی شوہر کی
گرفتاری سنکر رہائی کی فکر مین اسیر ہوئی بادشاہ کو اپنے وصال کا نوید کہلا بھیجا اور ایکہزار ڈولہ مین دو ہزار
مرد جرار ہتھیار بند سوار کرا کر روانہ کیے اور دو دو خدمتگار فی ڈولہ جلو مین اور دو ہزار سوار اردلی مین تعین کیے
اور ایک ڈولہ نہایت پرتکلف روانہ کیا جسکی شان و شوکت سے پدماوت کی سواری معلوم ہوتی تھی یہ سب باغ
روانہ کرکے پدماوت اپنے مکان مین تائید غیبی کی منتظر بیٹھی۔ جب بادشاہ کو معشوق کی آمد معلوم ہوئی گھڑیان
گننے لگا ہر منزل و مقام سے خبرین منگواتا تھا آخر وہ فتنہ و فساد کا مجموعہ منزلین طی کرتا ہوا لشکر کے قریب پہونچا۔

سرداران ہمراہی نے پدماوت کے طرف سے حضور مین عرض کیا کہ چونکہ زمانہ دراز تک رتن سین کے عقد مین زندگانی بسر ہوئی ہی اور اب بادشاہ اپنی نزدیکی سے عزت بخشنا چاہتا ہی امیدوار ہون کہ آخری وقت مین دو گھڑی کے واسطے رائے ژولیدہ اختر سے مل لون بادشاہ نے فوراً رتن سین کو قید سے رہا کر کے بھجوا دیا۔ عشق کی نیرنگیان دیکھیے ایسا عقیل دھوکھا کھا گیا جب رتن سین اپنے لشکر مین پہونچا ہمراہیون نے محافظون کے سر پر تیر و تلوار برسانا شروع کی کسیقدر مارے گئے کچھ زخمی ہوئے بادشاہ کو خبر ملی خود چڑھ دوڑا طرفین سے تیغ رانی ہوئی رتن سین میدان جنگ سے نکلکر قلعۂ چتور مین داخل ہوا **القصہ** سلطان نے اس واقعہ کے بعد یہ قدرت نپائی کہ چتور پر چڑھائی کرنے یا کسی مصلحت سے دم بخود ہو رہا تھوڑے عرصہ کے بعد پھر اوسطرف دوڑا مگر ویساہی لوٹ آیا جب مکرر عازم ہوا رتن سین برابر لڑائیان ہونے سے عاجز ہو رہا تھا صلح کے ارادے پر قلعہ سے سات کوس باہر بادشاہ کو دیکھنے آیا یہان بادشاہ نے اوسکا کام تمام کیا۔ اول ارسین جو رتن سین کے رشتہ دارون مین تھا تخت پر بیٹھا مگر بادشاہ نے قلعہ کا محاصرہ کر کے اسی جنگ مین اوسکو مار ڈالا۔ اور قلعہ فتح ہوا۔ پدماوت مع دوسری عورتون کے حسب قاعدۂ محبت کی آتش مین جلکر اپنی آبرو صاف بچا لیگئی۔ سلطان نے ایکروز فارغ البالی مین ہمنشینون سے پوچھا کہ ملک مین وقوع حادثات کا کیا سبب ہوتا ہی اونھون نے عرض کیا کہ چار چیز اول بادشاہ وقت کی نیک و بد سے بیخبری دوم ہر وقت نشاء شراب کے بیہوشی تیسرے امراکا یکدل ہو جانا چوتھے کمینون کا دربار مین بار پانا۔ بادشاہ کے دلمین اس نصیحت کا اثر پیدا ہوا شرب شراب سے توبہ کی ممالک محروسہ مین ممانعت کی بلکہ اکثر عدول کرنے والونکو بادۂ فنا سے سرشار کیا امراکو باہمی اختلاط سے ممانعت فرمائی آپ بذات خود امور جہانبانی مین مصروف ہوا ہر کام کی خبرداری کرنے لگا چند قاعدے حاصلات کے وصول کرنے کی تجویز کیے اور کاغذات پٹواری اور اہل قلم کی چوریان وغیرہ مسدود کین چودھری اور مقدمون کو ایسا ضبط کیا کہ رعایا کو نقصان نہ پہونچا سکین یہ لوگ ایسے مفلس ہوگئے کہ انکی عورتین مزدوری کرنے لگین غلہ کا نرخ بیش خود ایسا تجویز کیا کہ اوسکے عہد مین ایک ہی نرخ بنا رہا کبھی کم و بیش نہوا کپڑے اور گھوڑے کا نرخنامہ طیار کیا تاکہ مشتری اور بایع کسیکا خسارہ نہو۔ گھوڑے کا داغ اور ڈاک چوکی اور اخبار نویسی اسی کی ایجاد ہی۔ دو چار مرتبہ جب لشکر چنگیزخانی ماوراء النہر سے دہلی مین آکر شکست پا کر لوٹ جاتا تھا اکثر رعایا کے نقصان ہوتے تھے اسکے عہد مین بھی دو ایک مرتبہ ایسا ہی واقعہ گذرا آخر سلطان نے فوج مغل کی گذرگاہون پر اس استحکام سے تھانجات مقرر کیے کہ پھر اہل مغل کے دخل کا ہاتھہ ہندوستان پر نہ پہونچا شیخ نظام الدین اولیا اسکے زمانہ مین تھا۔ اگرچہ بادشاہ نے ظاہری ملاقات نکی مگر خط کتابت تحفہ تحائف ہمیشہ آتے رہتے اس بادشاہ نے جسقدر اطراف دکھن کو فتح کیا اور عمارات بنوائی خزانے جمع کیے کسی دوسرے ہندی بادشاہ کو میسر نہین ہوا۔ اسکے دربار مین وزیر روشن ضمیر امرائے عقلمند مصاحب ذی شعور شاعر ماہر موسیقی دان باکمال غرضکہ ہر فن کے اوستاد جمع

رہتے تھے شیخ قطب الدین اور شیخ نظام الدین اولیا اور شیخ صدر الدین عارف اور شیخ رکن الدین ملتانی اسکے عہد مین تھے امیر خسرو ہزار تنگہ تنخواہ پاتا اور ملک الشعرا لکھا جاتا تھا اس نے پادشاہ کے نام سے خمسہ نظم کیا تھا القصہ ملک نائب وزیر وکیل سلطنت اور منظور نظر پادشاہی تھا کہتے ہین اسی نے پادشاہ کو زہر پلایا اور بعض کا کلام ہے استسقا کے مرض مین چشمۂ کوثر کی سیر کو روح نے کوچ کیا غرضکہ ۲۱ برس ۶ مہینے حکمران رہا

ذکر سلطنت شہاب الدین

جسوقت ملک نائب مسلط ہوا شہاب الدین کو ۷۱۶ ہجری مین تخت نشین کیا یہ بہت چھوٹا سلطان مرحوم کا لڑکا تھا ملک نائب نے اس نابالغ کو بزور حرم سرا سے باہر لاکر ہزار ستون پر جلوس کرایا تھا اور انتظام خاص و عام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتا تھا جب دربارداری سے فراغت ہوتی لڑکے کو مان کے پاس بھیجدیتا ملک نائب نے اپنی بدسرشتی سے چاہا کہ خاندان پادشاہی کو نیست و نابود کرے ہمرازون سے مصلحت کرنے لگا خضر خان اور شادیخان کی آنکھون مین سلائی پھروادی اور خضر خان کی والدہ کو قید کرکے اوسکا نقد و جنس اپنے تصرف مین لایا اور مبارک خان پادشاہ کے حقیقی بھائی کو قید کیا چاہتا تھا کہ قتل کرے یا اوسکے دیدے نکلوائے مگر حکم خدا تو یہ تھا کہ تھوڑے دنون تخت نشین ہو کچھ اوسکی تدبیر کارگر نہوئی۔ ازبسکہ سرکار دربار مین محیط تھا نخوت نے کان بھردیے تھے کہتا کوئی نہین سنتے لیکے بدکاری مین مصروف ہوا شراب [illegible] عقل و تمیز رم کر گئی۔ اگرچہ میخواران ہوا پرست نے اپنی دستاویز نجات کو اسکے اکثر فوائد بیان کیے ہین لیکن حقیقت مین یہ مایۂ شر و فساد ہے پانی مین آگ لگاتا ادنی بیدا ہے بدگوئی اور ہرزہ جادی ادنی بات ہے بے شرمی بیحیائی کا ساتھ ہے [illegible] جسکے زعم کو ہی انگور نہین جان کے ہمراہ ہے دین و دنیا مین روسیاہ ہے اگر نیک ہے تو کیون در پردہ پیالہ اوڑاتے ہین اگر بد سمجھے ہین تو شاید حرام مین اپنی حلت گنواتے ہین۔ اسیطرح شطرنج مین مصروف رہتا تھا جسوقت کھیلنے بیٹھتا اپنے زعم مین پادشاہ بنجاتا خصوص سولہی جو نہایت رذیل کھیل ہے خواجہ سراؤن کے ساتھ ہزار ستون پر اوڑا کرتی چونکہ امرائے شاہی ملک نائب کے کھوٹے چلن سے کچی کھائے ہوئے تھے باہم متفق ہوکر داؤن پاتے ہی قتل کرڈالا اور خورد سال سلطان کو گوالیار مین محبوس کیا نام کیواسطے تین مہینے چند روز اسکی بھی باجوری ہی

ذکر سلطان قطب الدین مبارک شاہ

یہ شخص حقیقی بھائی شہاب الدین کا ہے ملک نائب نے اسے قید کیا تھا اب امرائے دربار نے بعد قتل ملک نائب کے اسے پادشاہ بنایا اسنے قید سے رہائی پاتے ہی دہلی وغیرہ دور و نزدیک کے قیدیون کو اپنے آزادی کے شکرانہ پر رہائی کا حکم روانہ کیا ازبسکہ نوجوان اور ناتجربہ کار تھا سلطنت کے پاتے ہی آنکھین کھل گئین دولت کی مستی اور خوشامد پسندی کی ہوا نے عقل و تمیز کے چراغ کو ٹھنڈا کیا۔ آنکھون کے روبرو اندھیرا چھا گیا حسن نامے

خدمتگار پر جو حسن و جمال مین بے مثال تھا بشدت شیفتہ ہوا۔ ایکدم کی مفارقت گوارا نہ تھی ہر دم ہمدمی مین رکھتا
خردخان کا لقب اور وزارت کا منصب عطا ہوا مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ یہ بڑا مرتبہ ایسے
پست فطرتون کو حاصل ہوا۔ ناسزاوار کو امور خلافت مین سازگاری ملی۔ اس نابکار کے اقتدار نے سلطنت
کی بنیاد گرانا آغاز کیا بلکہ جڑ سے کھود زمین دوز کر دیا۔ بادشاہ نے اس غلام کے کہنے سے خضرخان اور شادی خان
اپنے علاتی بھائیون کو جو گوالیار مین قید تھے قتل کروایا۔ اور اس نظر سے کہ خضرخان شیخ نظام الدین اولیا کا
مرید تھا شیخ سے بھی کسیقدر نظر بدلی۔ لوگون کو شیخ کی خدمت مین جانے سے ممانعت کی۔ جام کے شیخ زادہ کو
جو شیخ موصوف سے مخالفت رکھتا تھا اپنی مصاحبت مین مقرر کیا۔ اور شیخ رکن الدین ملتانی کو اپنے پاس
طلب کیا۔ جوانی کے غرور سے کسیکی بات نہ سنتا تھا۔ جو شخص خیرخواہی کی راہ سے نصیحت کرتا اوسے بدزبانی
سے متنبہ کرتا۔ خفیف قصور سے امرا کو قتل کرواتا۔ زنانہ لباس سے رغبت تھی اکثر پہنکر مجلس مین رونق افروز
ہوتا۔ اور کمینون مسخرون کو بلاکر بڑے بڑے عمدہ امیرون سے مضحکہ مسخراپن کراتا۔ نشہ کا ایسا غلبہ تھا
کہ کچھہ آگے پیچھے کی خبر نہ تھی۔ ظفرخان گجراتی حاکم کو طلب کر کے خردخان کے اشارہ سے قتل کر ڈالا اوسکی جگہ
خردخان کو رخصت ہوئی اسنے وہان پہونچتے ہی استقلال بہم پہونچایا۔ اور بموجب اپنی نسل کے بغاوت کا
خیال کیا۔ سچ ہی مصرع ہوتی وفا نہین ہی سرشت غلام مین۔ امیرون نے اس مصلحت مین اتفاق نکیا
تب تو بیجا ڈرے کہ ایسا نہو راز فاش ہو جائے فوراً گجرات سے سوار ہو کر دہلی آیا۔ اور امرا کی شکایت پیش کی
اس احمق نے اوسکی رضامندی کے لیے اکثر امرا کو برخاست کر دیا۔ بادشاہ اسقدر اوسکی محبت مین خود رفتہ تھا
کہ اگر کوئی شخص اوسکی شکایت کرتا اولٹے جھڑک دیتا۔ بلکہ اوس کیفیت کو خردخان سے کہکر باہمدگر عداوت
بڑھاتا۔ اسوجہ سے خردخان ہر ایک امیر وزیر پر غالب تھا ایکروز فریب کی راہ سے عرض کیا کہ چونکہ یہ فدوی
ہر وقت حضور مین رہتا اور رات کو آتشخانہ مین بسر کرتا ہی۔ بعض میرے قرابتی جو گجرات سے ہمراہ آئے ہین رات
کے وقت اگر میرے پاس آنا چاہتے ہین تو دربانون سے نجات نہین ملتی کہ میری ملاقات کرین بادشاہ نے فوراً
حکم دیا کہ دولتخانہ کی کنجیان خردخان کے حوالہ ہون۔ اور فرمایا کہ تجھسے اور تیرے بھائیون سے زیادہ معتمد کوئی نہین
بہتر ہی کہ دولتخانہ کا اہتمام تیرے ہاتھہ مین رہے۔ اب وہ دن آئے کہ اس پرورش کا نتیجہ بادشاہ کو ملے۔
القصہ جب خردخان کو اندر باہر کا اقتدار حاصل ہوا اوسکے بھائی کھلے خزانے ہتیار باندھے راتدن دولتخانہ مین
گھوسنے اور قابو ڈھونڈھنے لگے۔ اکثر لوگون کو انکا فاسد ارادہ معلوم ہوگیا۔ مگر بجز سکوت کے کیا مجال تھی کہ زبان
ہلا سکین۔ بڑا خوف تو یہ تھا کہ اگر بادشاہ سے اطلاع کرین تو اولٹی سزا پائین۔ آخر ایک روز قاضی خان نے
جو نسخ خط مین بادشاہ کا اوستاد تھا اپنی جان سے ہاتھہ دھو کر سارا حال بادشاہ سے بیان کیا لیکن چونکہ

ہوا بلکہ نادان بادشاہ نے یہ حال خرد خان سے کہدیا - یہ مکار اس ماجرے کو سنکر زار زار رونے لگا اور عرض کی
کہ حضور کی پرورش غلام کے حال پر کوئی نہین دیکھہ سکتا یقین ہی کہ آج ہی کل مین کسی تہمت سے مجھے مروا ڈالیں
بادشاہ کے دلمین اوسکے رونے نے اثر کیا نے اختیار فرمایا کہ اگر سارا زمانہ تیری غیبت کرے ہرگز مجھے یقین نہین آتا
سچ ہی مصرع پیش آتی ہی وہی جو کچھہ کہ پیشانی مین ہی ؛ چند روز کے بعد ایکدن جب پہر رات گذری قاضی خان
جو کہ درگاہ کا محافظ تھا ہزار ستون سے نیچے آکر دروازون کی بند و کشاد دیکھنے لگا - خرد خان بادشاہ کے
پاس سے اوٹھکر قاضی خان سے باتین کرنے لگا یہ تو باتون کے بھلاوے مین تھا ایک طرف سے جانبر نام خرد خان
کے بھائی نے پہونچکر قاضی خان کو بضرب شمشیر قضا کا مُنہ دکھلایا - اس واردات سے لوگون نے شور و
غو غا مچایا - بادشاہ کے کان مین بھنک گئی ماجرا دریافت کیا خرد خان نے عرض کیا کہ اصطبل مین گھوڑے
چھوٹ کر باہمدگر لڑتے ہین - اس حالت مین جانبر خان مع جمعیت کثیر کے ہزار ستون پر متوجہ ہوا - اور
دربانون کو خانۂ عدم مین روانہ کردیا - بادشاہ نے اس معرکہ سے واقف ہوکر حرم سرا کو قدم اوٹھایا خرد خان نے
پیچھے سے دوڑ کر بال پکڑ لیے باہم آویزش ہوتی تھی کہ جابر خان نے پہونچکر خنجر سے بادشاہ کا پہلو چاک کیا اور سر
کاٹ کر ہزار ستون پر آویزان کردیا - پھر محل سرا مین در آئے شاہزادگان فرید خان اور منگو خان کو جو ہنوز ننھے
ننھے تھے زبردستی اونکی والداؤن سے چھین چھین کر قتل کیا اور لوٹ مچادی اکثر اپنے مخالف امرا کو اوسیوقت
مار ڈالا اور بعضون کو طلب کرکے ہزار ستون پر نظر بند رکھا - اوسوقت کسی عالم نے کہا کہ سلطان علاء الدین نے
اپنے چچا جلال الدین کا خاندان برباد کیا تھا اوسکے مکافات مین اسکا بھی نیست و نابود ہونا تعجب نہین ؎
از مکافاتِ عمل غافل مشو ؛ گندم از گندم بروید جو ز جو ؛ اس بادشاہ نے چوبیس برس چار مہینے کی
بادشاہی کی ابتداے سلطان جلال الدین سے سلطان قطب الدین تک چار شخصون نے ۳۴ برس ۱۱ مہینے جہانبانی کی

خرد خان نمکحرام کا ذکر

اس شخص نے بعد قتل کرنے سلطان قطب الدین کے اپنا لقب سلطان ناصر الدین مقرر اور سکہ و خطبہ رایج کیا
اور حرم سراے شاہی کو ہر ایک اپنے بھائیون مین تقسیم کردیا اور خاص منکوحۂ سلطان کو اپنے نکاح مین لایا
چونکہ اکثر اوسکے بھائی قوم ہنود سے تھے مذہب ہنود نے رونق پکڑی اور مشرقستان اسلام مین اندھیرا چھا گیا
غازی الملک جو سلطان علاء الدین کے عہد سے صاحب ثروت تھا ؛ دیالپور مین حکومت کرتا تھا -
اور اسکا لڑکا فخر الدین حضور مین رہتا تھا - اسوقت اس نمکحرام کے پنجہ سے نکلکر باپ پاس گیا اور اس محسن کش
کو نمک کے غدر کا حال سنایا - غازی الملک نے یہ خبر پاتے ہی مع ملک بہرام ملتان کے حاکم کے عزم جنگ کیا
القصہ آتش فساد و شعلہ زن ہوئی - اور بعد فتح ہزار ستون مین قطب الدین اور اوسکے بھائیون کی تعزیت کو گیا

اور بعد فاتحہ ماتم کی مجلس انجام کو پہونچائی - امیر خسرو نے پنجابی زبان مین ملک غازی الملک اور ناصرالدین کی لڑائی کا فسانہ بیان کیا ہی اوسے ہندی زبان مین وار کہتے ہین ناصرالدین خسرو خان نے ۴ مہینے اور چند روز حکومت کے واسطے کلنک کا ٹیکا اپنے ماتھے پر لگایا

ذکر سلطان غیاث الدین غازی الملک

یہ شخص سلطان ترک نژاد نامرد ملک تغلق سلطان غیاث الدین کا غلام ہی ہان اسکی قوم پنجابی سے ہی - جسوقت اسکے نصیبہ نے یاری کی امراؤن مین بھرتی ہوگیا - اسوقت مین کہ اس بہادر جان نثار نے اپنے ولی نعمت کے خون کا انتقام اس غلام نافرجام سے حاصل کیا کل اراکین خلافت سے کہا کہ یہ عاجز سلطان علاءالدین اور قطب الملک کے نمک سے پلا تھا اور اوسی نمک کے ادا کرنے کو اس نمک فراموش کا خون کیا - اب جو کوئی اولاد پادشاہان موصوف کی ہو اوسے تخت نشین کرنا مناسب ہی - ورنہ جس شخص مین لیاقت پائی جاوے اوسکی فرمان برداری مین کچھ عذر نہین حضار دربار نے عرض کیا کہ خاندان شاہی بالکل تیرہ و تار پڑا ہی سوائے حضور کے کوئی نظر نہین آتا کہ اس شمع مردہ کو اپنے نور جمال سے روشن فرماوے الغرض اسے تخت پر بٹھا کر نذرین گذرانین سکہ و خطبہ نے نام نامی سے عزت پائی زمانہ کا طالع خفتہ بیدار ہوا - عدل و انصاف کا گرم بازار ہوا - بادشاہی اقربا مین جسکی خبر پایا اوسکا وظیفہ مقرر کرتا - امرا کو ہر ایک کے موافق گرد و نواح کی حکومت عطا فرمائی بعضون کو حضور مین رکھا خسرو خان نے جسقدر روپیہ بیہوشی کے عالم مین انعام مین لوٹا یا تھا ہر ایک سے واپس لیکر داخل خزانہ کیا اور جسقدر خسرو خان نے سپاہ مین تقسیم کیا تھا ایکسالہ تنخواہ وضع کرکے جو باقی بچا وہ اونکے نام دفترخانہ مین بمد فاضلات درج کرایا اور جنکی تنخواہ عہد سلطان قطب الدین مین کم و بیش ہوگئی تھی معدلت کی راہ سے برابر کردی اسیطرح داغ اور جاگیر حلہ کار مین اعتدال ملحوظ رہا - انتظام ملک ایسا سخت کیا کہ اسکے عہد مین مغل کا پیر ہندوستان مین نہ آسکا عمارت کا شوق بہت تھا دہلی کے نزدیک قلعۂ تغلق آباد تعمیر کرایا یہ شخص پہلے سر کا نیک اور پرہیزگار تھا ہر وقت رعایا کی رفاہ اور ملک کی آبادی اور شاہراہون کی صفائی اور غلات کی ارزانی بیوپاریون کی آمد و رفت مین کوشش کرتا چورون سینہ زورون اور متمردون اور راہزنون کی بخوبی گوشمالی کرتا تھا - تھوڑے عرصہ مین بنگالہ کا عازم ہوا وہان پر ناصرالدین ولد سلطان غیاث الدین بلبن جو معزالدین کیقباد کا باپ تھا حکومت کرتا تھا اسنے حقوق نمک کا پاس ملحوظ رکھا اوسکی ولایت مین کچھ دخل نہ دیا وہان سے بہادر شاہ حاکم سنارگام کے مقابلہ کو گیا اور اوسے گرفتار کرکے ترہت آیا اسے بھی تسخیر کرلیا یہان سے دہلی کو معاودت فرمائی - شاہزادہ الغ خان عرف فخرالدین جونا نے بادشاہ کی مہمانی کیواسطے تغلق آباد سے تین کوس پر نیا مکان بنوایا اور بادشاہ کو وہان لیجا کر دسترخوان بچھایا رنگارنگ کے کھانے طرح طرح کی خورش چنے گئے جب کھانے سے فراغت ہوئی ہر شخص جلدی سے جلدی ہاتھ دھونے کے واسطے باہر نکل آیا بادشاہ اوس مکان مین بیٹھا ہاتھ دھوتا تھا کہ چھت

پھٹ پڑی اور بادشاہ نے اوسکے صدمہ سے مع اور پانچ آدمیون کے زندگانی سے ہاتھ دھویا۔ بعض
ارباب سیر نے لکھا ہی کہ الغ خان نے عمدًا بادشاہ کی ہلاکت کو اس طرح کی بنیاد ڈالی تھی اور صدر جہان گجراتی
لکھتا ہی کہ الغ خان نے یہ عمارت طلسم سے بنائی تھی جسوقت بادشاہ آیا وہ طلسم لوٹا چھت نے آدبایا حاجی قندھاری
کا قول ہی کہ ہاتھ دھوتے وقت بجلی کی تڑپ سے مکان گرا بعض کہتے ہین کہ بادشاہ دکھن سے جو ہاتھی لایا تھا
اوسکو شاہزادے کے دکھلانے کیواسطے دوڑایا اوسکے صدمہ سے مکان گر پڑا بعض کا مذہب ہی کہ زلزلہ کے
صدمہ سے یہ افتاد پڑی بہرحال شیخ رکن الدین ملتانی بادشاہ کی ملاقات کو اوس مکان مین گیا تھا اور بادشاہ
کو اشارہ سے باہر نکلنیکی ہدایت کی مگر ہونہار ہوا چاہیے بادشاہ کی سمجھہ مین کچھہ نہ آیا پس شیخ کا اوٹھنا
تھا کہ مکان بیٹھہ گیا اور یہ بھی کہتے ہین کہ ازبسکہ بادشاہ شیخ نظام الدین اولیا سے آزردہ تھا جب وہان پہونچا
شیخ کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ جسوقت مابدولت دہلی مین پہونچین آپ اس شہر سے نکل جائیگا شیخ نے درجواب
کہلا کہ ہنوز دہلی دور است۔ یہ مثل ہندوستان مین ابھی تک مشہور ہی الغرض اسی حالت مین شیخ نظام الدین
اولیا اور امیر خسرو دہلوی نے اس عالم فانی سے رحلت فرمائی قصہ مختصر اسکی حکومت چار برس دو مہینے رہی۔

ذکر سلطان محمود شاہ الغ خان عرف فخر الدین جونا کا

بعد رحلت پدر ۷۲۵ ہجری مین افسر سروری زیب سر کیا یہ شخص جامع اضداد تھا کبھی سکندر رومی کیطرح ہفت اقلیم
کی سیر کا طبیعت مین سناٹا آتا۔ کبھی حضرت سلیمان کے مانند جن و انس پر حکومت کرنا چاہتا کبھی بادشاہی
نبوت کی آرزو کرتا تھا شرع کے احکام کا اختراع کرنا چاہتا تھا کبھی نماز و روزہ مین قیام پذیر ہوتا۔ ملاہی اور مسکرات
اور مناہی کے پرہیز مین اسقدر کوشش کرتا کہ انجام کار تعصب آجاتا۔ اکثر علوم خصوص تاریخ اور معقولات
اور نظم و نثر مین استعداد رکھتا تھا تسخیر ملک مین نہایت ساعی تھا حتی کہ ولایت گجرات مالوہ۔ دیوگر۔
کنپلا دھور سمندر۔ ترہت۔ لکھونی سنارگام کو تھوڑے عرصہ مین فتح کرلیا۔ حکم کا ایسا تیز تھا کہ کسیکو بیجا کی
دخل نتھا۔ داد و دہش مین بھی عدیم المثال تھا جسکو چاہتا خزانے کے خزانے انعام کرتا۔ حاتم طائی کی
سخاوت اسکی گھر باشی کے روبرو فقط ایک کہانی تھی۔ سنارگام کے حاکم کو بہرام خان کا خطاب فرمایا یہ ادنی
بخشش تھی کہ ایکروز مین سو ہاتھی اور ہزار گھوڑے اور کرور تنکہ زر سرخ ایثار کردیا اور ملک سنجر بدخشی کو اسی لاکھہ
تنکہ اور ملک الملوک کو ستر لاکھہ تنکہ اور ملک عز صدر الدین کو چالیس لاکھہ تنکہ اور ملک غزنوی کو ہر سال کرور تنکہ
دیتا تھا ایکروز کسی امیر کو کسی طرف بھیجتا تھا فرمایا جو کچھہ خزانہ مین ہو واسطے زادراہ کے دیا جاوے آخر ایسا ہی
تعمیل کیا گیا ایکروز مولانا جلال الدین جام نے بادشاہ کی مدح مین قصیدہ تصنیف کیا۔ جسوقت اوسکا مطلع پڑھا
کئی ہزار توڑے عطا فرماکر حکم دیا کہ بس اب نہ پڑھے۔ کیونکہ اوسکے صلہ دینے مین میری عمر بلا ہین چک سکی

القصہ جسطرح یہ بادشاہ عدل و سخاوت مین نے نظیر تھا ویسا ہی ظلم وستم مین ثانی نرکھتا تھا ایسے ایسے
جور وبیداد کرتا جو کبھی کسینے کانون سے بھی نہ سنے تھے جسوقت نائرۂ غضب افروختہ ہوتا بدن مین چنگاریان
اوڑنے لگتین بجز قتل وسوخت کے کوئی کام نرہتا جسوقت دربار عام مین بیٹھتا ہزارون قسم کے جور وتعدی برپا کرتا
مانند ہاتھہ ناک کان کٹانا آنکھون مین سلائی پھرانا استخوان کو میخ سے آزار پہونچانا ذوی حیات کا زندہ جلادینا۔
پوست کھچانا انسان کو دو پارہ کرنا ہاتھی کے پیر سے کچلوانا دار پر کھینچنا ہر قسم کے آدمی صوفی۔ قلندر۔
لشکری۔ نویسندہ۔ رعایا سوداگر۔ وغیرہ تھوڑے قصور سے بڑی سیاست پاتے تھے۔ شیخ زادہ جام
نے صرف ایک کلمہ اوسکی ظلمرانی کے مقدمہ مین کہا تھا جسکی گردن کٹوا ڈالی۔ علاوہ برین صدہا متنفس کو
بلا قصور جان سے آزاد کیا ہمیشہ چاہتا تھا کہ قانون گذشتہ پادشاہون کے رد کرکے نئے ضابطہ جاری کرے
اور اسی منشار سے ہر روز نئے حکم جاری کرتا اور وہ احکام آئین عدل سے مبرا تھے رعایا کو نفرت ہوتی اور عاملون
کے سر پر عدم اجرا سے عقوبت آتی۔ ایک جور یہ تھا کہ تمام ولایت کا خراج دو ایہ مین ایک کا دس مقرر کیا اور اس
اضافہ سے رعایا اودھل گئی زراعت مین نقصان آیا ایک روز اپنے وزیرون سے دریافت کیا کہ دار الخلافت
ممالک محروسہ کے درمیان مین ہونا چاہیے پس کوئی جگہ تجویز کرکے عرض کرو انھون نے التماس کیا کہ بکرماجیت
تمام ہندوستان کا مالک تھا اوسنے شہر اوجین مین دار الحکومت مقرر کیا تھا بعض عرض پیرا ہوئے کہ دیوگیر
مین بہتر ہے چونکہ بادشاہ کے مزاج مین دکھن کی آب وہوا خوشگوار تھی دیوگیر کا دولت آباد نام رکھکر اپنا دار السلطنت
کیا اور اس شہر کا نام راجہ بھوج کے عہد مین دھارانگری تھا۔ العرض دہلی سے دولت آباد تک مسافرون کے
آرام کو سرا اور قیام گاہ تعمیر کرائے اور ہندو مسافرون کو خام غلہ اور مسلمانون کو پکا پکایا اپنی سرکار سے مقرر کیا
اور دونو طرف راستہ مین سایہ دار درخت لگائے تاکہ مسافر ٹھنڈے ٹھنڈے قطع مسافت کرے اور حکم دیا
کہ دہلی کے رہنے والے مع اپنے عیال واطفال کے دولت آباد کو چلے آوین آخر کو دہلی اوجڑ کے دولت آباد مین
جا بسے خرچ راہ سرکار سے مرحمت ہوا اس آمد ورفت مین حضرت انسان کے احوال مین بڑا تفرقہ پیدا ہوا۔
حکم دیا کہ مانند سونے چاندی کے تانبہ کو مسلوک کرین اور پیسے کو تنگۂ زر کی جگہ پر رائج کرین سوداگرون نے
تانبے کے پیسے بنوا کر ہتیار وغیرہ ہر طرح کا اسباب خریدنا شروع کیا اور دوسری ولایت مین جا کر روپیہ اور
اشرفی سے بیچا نفع کثیر حاصل کیے البتہ دار الخلافتہ والے خاک سیاہ ہوگئے۔ ایک اندیشۂ باطل یہ ہوا
کہ خراسان عراق۔ ترکستان۔ خوارزم بلکہ تمام ربع مسکون کو فتح کرے اس تقریب سے تین لاکھ ستر ہزار
نوکر رکھے اول سال تو ہر ایک کی تنخواہ تقسیم ہوئی دوسرے برس خزانہ نے جواب دیا وہ ساری تمنا دل ہی مین
رہگئی دیگر یہ ارادہ ہوا کہ ہماچل پہاڑ سے چین تک اپنی ضبط مین لائے امرا کو حکم ہوا کہ مع فوج جا کر کوشش

کما ینبغی کرین یہ بیچارہ بموجب حکم کے رزم آور ہوئی مگر ایک توراہ کی سختیان دوسرے مخالف کی کثرت قلعہ کی متانت سے
کچھہ پیش نہ گئی پہاڑی لوگون نے انہین عاجز کردیا آخر کار لاچار ہوکر باقی ماندہ بھاگ آئے بادشاہ نے اونہین اوسکے لئے
بیرون عدم کو روانہ کیا۔ ایسے ایسے خوارق اور عادات سے انتظام سلطنت مین فتور پیدا ہونے لگا اکثر مضبوط
ولایتین قبضے سے نکل گئین بلکہ عین دہلی مین جو تختگاہ تھا سرکشی شروع ہوئی محاصلات کا وصول ہونا مسدود
ہوگیا۔ ملتان مین بہرام نام تغلق شاہ کا برادر خواندہ تھا اوسنے بغاوت پر کمر باندھی بادشاہ نے خبر پائی بعزم رزم
سوار ہوئی طرفین سی لڑائی ہوئی آخر کو بہرام قید ہوا بادشاہ دہلی کو واپس آیا اسی عرصہ مین تمام دوابہ کی رعایا سخت ظلمی خراج سے
جو دس حصہ بڑھا دیا تھا خستہ و خراب ہوئی غلہ کے انبارون مین آگ لگا دی مال مویشی جو کچھہ لے سکے لیکر
چل بسے بادشاہ نے حکم دیا جسکو جہان پاؤ سر کاٹ لاؤ فرمان بردارون نے تعمیل حکم کی مگر بادشاہ اسقدر ندبت پر
بھی راضی نہوکر شکار کے بہانے سے نکلا۔ اور تمام گرد و نواح کو لوٹ مار کر ویران کردیا ہزارون سر قلعہ برن کے کنگورہ پر
لٹکا دیئے وہانسے قنوج آیا اسے بھی غارت کردیا وہان سے رعیت کو پامال کرتے ہوئے دہلی مین آیا اثنائے راہ مین
بسبب قحط سالی اور شمال کی ظلمرانی کے بنی نوع کا حال پریشان پایا بلکہ ڈاک چوکی تک کا نشان نپایا آثار آبادی
کہین نظر نہ آیا جب دہلی کے قریب پہونچا یہان والون کا حال سب سے زیادہ بدتر پایا سلطان کو کچھہ شرم سی آئی
افزونی زراعت اور رعایا کی رعایت فرمائی خزانے سے کسیقدر تقاوی عطا فرمائی لیکن اسکی نیت نے اپنا اثر دکھلایا
پانی کی جگہہ پر خاک تک نہ برسی کسانون کی محنت اور تردد نقش بر آب ہوئی کوئی فائدہ ظاہر نہوا جنہون نے خزانہ سے
تقاوی لی تھی اوسکے ادا کرنے مین ہر ایک نے جان دی اس بدسرشت کی نیت زشت سے حضرت قحط نے جلوہ دکھلایا
بڑا مہنگا پڑا گندم نے حضرت آدم کی قیمت پیدا کی نخود خود بھن گیا تھا دوسرون کی کیا بھونکھہ سمجھا تا غلہ کیمیا سے
زیادہ نایاب ہوگیا تہیدست لوگون نے پیٹ کے آزار سے جان دی بھونکھون سے حضرت روح کا بار نہ اوٹھہ سکا
اسوقت مین بھی اس ظالم سیہ دل نے پیچھا نچھوڑا شہر کے دروازے بند کرائے تاکہ کوئی باہر نجانے پائے اس سبب سے
اور بھی مری آئی بیشمار خلق اللہ نے جان گنوائی جب تھوڑی جان بلب باقی رہی دروازے کھلا دیئے کہ جسکا جدھر
جی چاہے چلا جائے جن لوگون مین کسیقدر جان تھی وہ بنگالہ اور ارزان مقامات کو روان ہوگئے اور اس مردم آزار
کے جور و ستم کا قصہ دور دور تک پہونچا پا بادشاہ کی حماقت دیکھئے باوجود اسقدر کم بختی اور اپنی شامت اعمال کے
یہ سوچا کہ بدون اجازت آل عباس کے بادشاہی کرنا اچھا نہین اوسوقت مصر مین ہلاکو خان کا فتنہ و فساد نہ پہونچا
تھا الغرض بادشاہ نے خلیفہ مصر کے حضور مین چند مرتبہ عرائض مشعر اطاعت ارسال کین آخر ۷۴۴ہجری مین
پیشگاہ حاکم مصر سے فرمان حکومت اس احمق کے نام صادر ہوا اسنے خود مع جمیع امرا کے استقبال کو پیشہ پا برآمد ہوا
اور منشور مصری کو سر پر رکھکر حاجی سرمری قاصد کے بیرون کو چوما اور نہایت تواضع کے ساتھہ پیادہ رسول کے ہمراہ

شہر کو روانہ ہوا۔ یہان آنکر منشور پر بہت سا زر نقد نچھاور کیا اور خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھکر فرمایا کہ زرباف کپڑون اور عمدہ عمارتون مین خلیفہ کا نام تحریر کرین۔ دو سال کے بعد پھر فرمان خلیفہ کا مشتمل خلعت نیابت اور خاص نیزہ کے صادر ہوا بادشاہ پیادہ پا استقبال کو چلا اور فرمان کو سر پر اور علم زیب دوش کر کے شہر مین آیا ہمیشہ مصحف اور کتاب حدیث اور خلیفہ کا منشور پیش نظر رکھتا۔ اور جو حکم صادر کرتا خلیفہ سے منسوب کرتا کہتا کہ امیر المومنین ایسا حکم دیتا ہی۔ چند مرتبہ جواہر گران بہا مع دیگر اسباب نفیسہ کے بطور پیشکش خلیفہ کی درگاہ کو روانہ فرمایا تیسری مرتبہ بھی خلیفہ کا فرمان صادر ہوا۔ اور بادشاہ نے بدستور تعظیم و تکریم کی۔ ایک مرتبہ بغداد کے پیرزادون مین سے ایک شخص ہندوستان مین آیا بادشاہ اوسکی پیشوائی کو قصبہ پالم تک گیا جو دہلی سے پانچ کوس پر تھا اور شہر مین لاکر دو لاکھہ تنگہ اور ایک پرگنہ اور ایک مکان سبزہ زار انعام دیا۔ اور یہ معمول تھا کہ جب پیرزادہ دربار مین آتا بادشاہ چند قدم تخت سے اوترلیجاتا اور اپنے برابر تخت پر بٹھالیتا۔ غرضکہ جب سے فرمان سلطنت کا خلیفہ کے حضور سے حاصل کیا اپنی خلافت کو حلال سمجھکر دفع فساد کو ضروری سمجھا۔ ولایت گجرات اور دیو گیر اور بھروچ اور سنبال مین جاکر دو سال تک وہان بسر کی اور وہان کی شورش و فساد کو دفع کیا۔ ایک روز اس بادشاہ نے وزرا سے دریافت کیا کہ جس بادشاہ کے عہد مین اسقدر فتنہ و فساد ہوا ہو اوسکا تدارک کرنا کیونکر کتب سیر مین لکھا ہی اونھون نے عرض کیا کہ تدارک ایسے امور کا دو صورتون پر ہوسکتا ہی یا کہ بادشاہ خود سلطنت سے دست بردار ہوکر کسی اپنے عزیز اقارب وارث سلطنت کو تاج و تخت حوالہ کرے یا کہ اطوار ناپسندیدہ سے پرہیز کرے بادشاہ نے کہا کہ اول میرے کوئی وارث نہین دوسرے ترک عادت بھی نہین کر سکتا ہون الغرض بعد فتح گجرات کے ٹھٹھہ کو روانہ ہوا چار کوس ٹھٹھہ باقی رہا تھا کہ کثرت بیماری سے جان بحق تسلیم ہوا اور ۲۶ برس آزار رسانی مین مصروف رہکر عقبی کو سدھارا

ذکر سلطان فیروز شاہ

سلطان فیروز شاہ عرف ملک فیروز باربک محمد شاہ تغلق کے چچازادون مین ہی۔ جب محمد شاہ نے انتقال کیا اس سبب سے کہ کوئی وارث نرکھتا تھا ارکان دولت نے سلطان فیروز شاہ کو پچاس برس کی عمر مین ۷۵۲ھ ہجری مین تخت نشین کیا اس بادشاہ کا باپ رجب سالار بڑا کامل درویش گذرا ہی جسکا نام ابتک ہندوستان مین مشہور اور اکثر اوسکے معتقد ہین۔ الغرض سلطان فیروز شاہ نے دریاے سندھ کے کنارے جلوس فرمایا اور وہان کے گردن کشون سے مصالحہ کر کے دہلی کو عازم ہوا اثناے راہ مین لوگون نے عرض کیا کہ احمد ایاز عرف خواجہ جہان نے جو محمد شاہ کے مقربین مین تھا بادشاہ کے مرنے کی خبر سنکر سلطان غیاث الدین محمود اپنا خطاب مقرر کیا ہی فیروز شاہ نے اوسکی حماقت پر خیال کر کے عفو تقصیر کا فرمان اوسکے نام لکھکر روانہ کیا اول تو اوسنے سرکشی کی جب کسیقدر سانحہ دنیا شرمندہ ہوکر عذر اور عاجزی کی عرضی روانہ کی جب بادشاہ بانسی کے قریب پہونچا احمد ایاز

مع اپنے توابع کے سر برہنہ اور ہاتھ گردن مین باندھے ہوئے درگاہ شاہی مین حاضر ہوا بادشاہ نے بمقتضاے رحیمی اوسکے گناہ معاف فرما کر جاگیر مقرر کی اور خود فیروزی اور فتحمندی کے ساتھ دہلی مین داخل ہوا ہر ایک امیر امرا کو خطاب اور منصب سے سرفراز فرمایا شیخ صدرالدین اولاد بہاءالدین ذکریا کو خطاب شیخ الاسلامی کا عطا ہوا اور قربت بادشاہی حاصل ہوئی اسی عرصہ مین خلیفۂ مصر کا فرمان صادر ہوا بادشاہ نے موجب فخر سمجھا خوشی منائی اب انتظام ملک کیطرف رجوع ہوا سہرند کو سامانہ سے علحدہ کرکے جدا پرگنہ مقرر کیا - اور جہان پر بیاہ اور ستلج ایک ہوکر بہی ہے فیروز آباد آباد کیا اور بانسی کے اطراف مین ایک قلعہ حصار فیروز نام بنوایا اور ایک نہر واقع سرمور دریاے جمنا سے نکالکر اوس حصار مین پہونچائی اور بہت سی نہرین دوسرے دریاؤن سے جاری کین تاکہ موجب منافع اہل رعایا ہو جسوقت نہر سلمہ جاری ہوئی بادشاہ اوسکے دیکھنے کو سوار ہوا پچاس ہزار بیلدار اوسکے کھودنے مین مصروف تھے ناگاہ ایک ٹیلہ آدمی اور ہاتھی کی ہڈیون کا برآمد ہوا اگرچہ فرسودہ ہوگئین تھین مگر نہایت سطبر بیس گز لنبی - اور آدمی کے ہاتھہ کی ہڈی تین گز لنبی تھی - ظاہرا ایسا شبہ ہوتا ہے کہ کوروان اور پانڈوان کی لڑائی مین جو ہاتھی اور آدمی کام آئے تھے اونھین کی ہڈیان ہون گی - بالجملہ بادشاہ کو کشورستانی کا دعوی تھا اکثر ملک فتح کیے اور نگرکوٹ کو عازم ہوا راہ دشوار گذار طی کرتے ہوئے قلعۂ کانگڑہ کے نیچے پہونچا وہان کا راجہ قلعہ بند ہوکر لڑنے لگا مدت تک یہ معرکہ رہا مگر فتح کی صورت نہوئی تب مصالحہ ہوا راجہ نے حضور مین آکر نذر گذرانی بیان سے بھی مورد عنایت ہوا نگرکوٹ کا نام محمد آباد رکھا گیا کہتے ہین کانگڑہ کی سرزمین بہت خوش ہوا اور نشاط بخش طرب افزا ہی اوسکے پہاڑ اور جنگل مین ہر قسم کے پھول رنگین خوش وضع شگفتہ ہوتے ہین - اور اوسی قلعہ کے مابین مین ایک مکان بھوانی کا استھان کرکے مشہور ہی اہل ہنود سال مین دو مرتبہ وہان پر جاتے اور زیارت کرتے ہین - بعد صلح بادشاہ نے معاودت کے وقت لوگون کی زبانی سنا کہ جب اسکندر رومی اس مقام پر آیا نوشابہ کی تصویر یہان رکھہ گیا تھا اوسی تصویر کو ہنود لوگ دیبی کے نام سے پوجتے ہین - بادشاہ نے اس امر کو برہمنون سے دریافت کیا انہون نے کہا یہ گفتگو مقام صداقت سے دور رہی ہماری گذشتہ کتب سے جنکی تصنیف کا سن و سال معلوم نہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ آغاز آفرینش سے یہ مکان ہندوون کا معبد اور زیارت گاہ ہی پس بادشاہ نے کانگڑہ سے بارہ کوس پر جوالامکھی مین پہونچکر دیکھا کہ ایک پتھر کا حجرہ وہان پر بنا ہی اور ہر در و دیوار سے شعلہ نور خیزان ہی علاوہ اسکے بہت سی پرانی کتابین اوس بتخانہ مین پائین جسکا مضمون برہمنون سے پڑھوا کر پسند کیا بلکہ بعض کتب کا زبان فارسی مین ترجمہ کرایا چنانچہ مولانا عزالدین نے چند کتابون کو منتخب کرکے علم طبیعی کا بیان نظم کیا اور اوسکا نام فیروز شاہی رکھا بادشاہ نے نہایت پسند کیا اور اوسکے صلہ مین جاگیر

اور نقد و جنس عطا فرمایا القصہ بادشاہ بعد فتح کرنے نگرکوٹ کے ٹھٹھہ کو عازم ہوا وہان کے حاکم جام نام نے
دریاے سندہ کی پناہ اختیار کر کے لڑائی شروع کی مدت تک آتش کارزار شعلہ خیز ہوئی۔ چونکہ فتح ہونے مین
توقف ہوا بادشاہ نے اس مہم کو ملتوی کر کے گجرات کا قصد کیا اور بارش کے ایام اسی سرزمین مین گذارے
بعدہ ٹھٹھہ کو آیا اس مرتبہ جام کو نہایت تنگ کیا آخر اوسنے پناہ چاہی اور سالیانہ پیشکش دینا قبول کیا تب
بادشاہ نے وہان کا نظم و نسق کر کے دہلی کی راہ لی اور یہان پہونچکر نیکذاتی اور حسن فطرت سے ایسے قانون اور
ضابطے جاری کیے جسکے طفیل سے خلق اللہ کو امن و امان ملی خراج اسقدر مقرر کیا جسکے ادا مین رعایا کو دقت نہو
کسیکی بات رعایا کے حق مین نہ سنتا تھا معموری ملک اور شادابی زمین مین کوشش کرتا تھا کسیکو آسیب نہ دیتا
اور ادنی پیشہ والون سے مانند گلفروش اور ماہی گیر اور نداف اور قصاب وغیرہ کے محصول نہ لیتا تھا امور حکومت
مین کمینون کو دخل نہ دیتا متدین خداترس آدمی کو نوکر رکھتا تھا چونکہ خود نیک نیت تھا اوسکے اہلکار بھی عدل
و انصاف کرتے تھے سیاست مطلقاً نکرتا تھا کسی مسلمان کو آزار نہ پہونچاتا اوسکے فیض تربیت اور تعلیم سے خود
کوئی شخص امور قبیح کا مرتکب نہوتا جسے سیاست کیجاتی۔ جن شخصون نے کہ سلطان محمد شاہ تغلق کو بیگناہ مارا تھا
اونکے وارثون اور اولاد کے قطع اعضا کروائے مگر اونکے کھانے پینے کی فکر کردی اور اونکی طرف سے خط برائت اپنے
واسطے علما اور اکابر کی شہادت سے حاصل کیا تاکہ عاقبت کے مواخذہ سے رستگاری رہے دنیا و آخرت کی
سعادت حاصل کرنے کے واسطے پل اور مسجد اور مہمان سرا اور دار الشفا وغیرہ اسقدر عمارتین طیار کرائین کہ
سلطان بلبن نے بھی نکرائین تھین۔ تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ فیروزآباد وغیرہ تیس شہر اور چالیس جامع مسجد
اور تیس مدرسہ اور بیس خانقاہ اور دوسو سرائین اور ایکسو نہر اور ایک سو کوشک اور ایکسو باون حمام اور پانچ
دار الشفا اور ایکسو مقبرہ اور دس منارۂ کلان اور دیگر بیشمار باغات اس بادشاہ نے تعمیر کرائے انمین سے
ایک جونپور ہے جو اپنے بنی عم سلطان محمد شاہ الغ خان معروف محی الدین جونا کے نام سے آباد کیا باوجودیکہ تین سو
برس سے زیادہ گذرتے ہین ابھی تک کسیقدر آثار اوسکے اپنے محل پر موجود ہین۔ اور دہلی سے متصل ایک
پہاڑی پر جہان سنما عمود کا نشان ظاہر ہے جسے عوام الناس لاٹھہ فیروز شاہ کہتے ہین اسکا ارتفاع قریب
ساٹھہ گز اور قطر تین گز کی ہے گویا ایک پتھر سے بنا ہے استحکام اوسکا اسقدر کہ ابتک قائم اور آیندہ مدت مدید
تک قائم رہنے کی امید ہے۔ جسوقت بادشاہ ضعف پیری سے مغلوب اور عاجز ہوا ۷۸۹؁ ہجری مین شاہزادہ
محمد خان کو سلطان ناصر الدین والدنیا محمد شاہ خطاب دیکر وکیل سلطنت اور مؤتمن الخلافت کیا اور خزانے
اور فیل اور حشم وغیرہ بادشاہی توزک کا سامان اسکے حوالہ کر کے خود یاد خدا مین مشغول ہوا۔ جمعہ کے دن دونو
بادشاہ کے نام سے خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ تھوڑے دنون بعد ملک مفرح نے جسکا خطاب رستی خان اور گجرات

حاکم تھا اوس ملک کی فوج اور عملہ سے سازش کرکے سکندر خان کو قتل کر ڈالا یہ شخص نیا بتاً وہان مقرر ہوکر گیا تھا۔ ادھر محمد شاہ نے اوسکی سزادہی کا کچھہ خیال نہ کیا اس سبب سے سلطنت کے کاروبار مین بڑا خلل پڑ گیا لشکریون نے آزردہ ہوکر بادشاہ کی بزدلی پر خیال کیا جھٹ مخالف ہو گئے سلطان محمد شاہ اونسے لڑنے کو طیار ہوا اب دہلی مین لڑائی درپیش ہوئی جونہین سلطان فیروز شاہ میدان جنگ مین تشریف لایا سلطان محمد شاہ کے پیر نہ جمے بھاگ نکلا کوہ سرمور کو چلا گیا القصہ فیروز شاہ اپنے لڑکے محمد شاہ سے رنجیدہ ہوا اوسے اپنی ولایت محروسہ سے نکال دیا۔ اور شاہزادہ تغلق شاہ بن شاہزادہ فتح خان کو جسکا باپ مر چکا تھا ولیعہدی پر سرفراز کیا اور خود بعد تھوڑی مدت کے نوے برس کا ہوکر مرگ طبیعی مین عازم بہشت برین ہوا۔ وفات فیروز شاہ سے تاریخ انتقال نکلتی ہے۔ امیر تیمور گورکان کا ہمعصر تھا اس بادشاہ نے اڑتیس برس عدل و داد مین بسر کی

۱۱۹۶

ذکر غیاث الدین تغلق

سلطان غیاث الدین تغلق شاہ بن شاہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ ۷۹۰ھ ہجری کو فیروز آباد مین تخت پر بیٹھا۔ شاہزادہ محمد شاہ کے پیچھے لشکر کوہ سرمور کو روانہ کیا اوسنے ٹھہرنے کی تاب نپائی سرمور سے نگر کوٹ کو چلا گیا لشکر بادشاہی نے پیچھا کرنے سے باز رہکر مراجعت کی بادشاہ ازبسکہ نوجوان اور ناآزمودہ کار تھا بعض امرا کے بھڑکانے سے اپنے حقیقی بھائی شاہزادہ ابوبکر کو محبوس کیا۔ اور خود عیش و عشرت مین پھنسا سلطنت کے کاروبار سے غرض نہ تھی۔ ملک رکن الدین اور دیگر امرا نے ابوبکر شاہزادہ کے ورغلانے سے برخلافی کی۔ ملک مبارک وزیر اور مدار السلطنت کو دولتخانہ کے دروازے پر ٹھکانے لگایا۔ بادشاہ اس سانحہ سے خبر پاکر دوسرے دروازے سے باہر نکلا امرا نے پیچھا کیا اور بادشاہ کو مع خانجہان مصاحب کے گرفتار کرکے قتل کیا اور اسکا سر کاٹ کر اوسی دروازے پر آویزان کیا اور ابوبکر کو قیدخانہ سے نکالکر تاج و تخت کا مالک بنایا۔ اس فتنہ و فساد کو جو دہلی مین سرزد ہوا ایک ہی روز مین بٹھا دیا اور امن امان ہو گیا اسکی سلطنت پانچ مہینے اور تین روز رہی۔

ذکر ابوبکر سلطان

سلطان ابوبکر وزیرون کی راے کے بموجب ۷۹۱ھ ہجری کو تخت سلطنت پر بیٹھا چند روز کے بعد بادشاہ کو ظاہر ہوا کہ رکن الدین وزیر سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے قتل کرنے سے اپنے جامہ مین پھولا نہین سماتا ہے پادشاہی کا خیال رکھتا ہے فوراً گرفتار کرکے دار پر کھینچا اور اوسکے رفیقون پر تلوار کے ہاتھہ صاف ہوئے اسی عرصہ مین سامانہ میر صدہا سے باغی ہو گئے ملک شہ خوشدل کو جو وہان کا حاکم تھا حوض سنام کے کنارے مار ڈالا اور اوسکے سر کو شاہزادہ محمد شاہ عم سلطان ابوبکر کے حضور مین نگر کوٹ کو بھیجا اور اوسے ادھر آنے کی تحریص کی شاہزادہ بھی انکے دم مین آگیا جلندھر کی راہ ہوکر سامانہ پہونچا اور سکہ و خطبہ اپنے نام کا رایج کیا میر صدہا اور اوس طرف کے

زمینداران اوسکی اطاعت مین حاضر ہوئے بیس ہزار سوار جمع کرکے دہلی کو چلا پہونچتے پہونچتے پچاس ہزار کی جمعیت فراہم ہوگئی۔ لیکن شاہزادہ کا لشکر اور زمینداروں کی سپاہ ناآزمودہ کار تھی تلوار کی چمک دیکھتے ہی آنکھہ بند ہونے لگی شکست کھاکر دو ہزار سوار کے ہمراہ دوابہ کو چلا گیا وہان سے دوبارہ پچاس ہزار سوار فراہم کرکے قنوج اور پٹیالہ کے حاکم کی مدد لیکر آن لڑا اور ملتان اور لاہور کے حکام کو لکھہ بھیجا کہ جس جگہ فیروز شاہی لوگ جاکر ملین اونھین جانکی امان نہ دو فوراً سر کاٹ لو اکثر جگہ قتل عام اور لوٹ کھسوٹ مچگئی راہ بند ہوگئی۔ رعایا نے یہ خرابی دیکھکر خراج کے دینے سے انکار کیا فتنہ وفساد نے خوب رونق پکڑی بالضرور بادشاہ نے دفع شاہزادہ کے لیے جالندھر کا عزم کیا اور شاہزادہ وہان سے دوسری راہ ہوکر دہلی مین آیا۔ اور شاہزادہ ہمایون خان بن شاہزادہ محمد شاہ بھی سامانہ اور سنام سے لشکر اکٹھا کرکے دہلی کے ارادہ سے عازم ہوا۔ اسیوقت مین بادشاہ جالندھر سے دہلی آیا شاہزادہ محمد شاہ کے چھکے چھوٹ گئے دہلی سے نکلکر جالندھر جا رہا تھوڑے دنون کے بعد فیروز شاہی غلامون کی تحریک سے شاہزادہ نے جالندھر سے دہلی کا عزم کیا اس مرتبہ بادشاہ کا جی ہار گیا بے دست و پا ہوکر دہلی سے کوٹلہ میوات کو چلا گیا اور ایک برس چھہ مہینے کے بعد اسکی فرمان روائی کا سلسلہ منقطع ہوگیا

ذکر سلطان محمد شاہ بن فیروز شاہ

سلطان محمد شاہ بن فیروز شاہ جسوقت فیروز شاہی غلامون کی طلب کے بموجب جالندھر سے روانہ ہوا ہنوز یہ شخص دہلی تک نہ پہونچا تھا کہ ایک روز امراے دولت نے شاہزادہ خانجہان فیروز شاہ کے منجھلے لڑکے کو فیل سوار کرکے اوسکے سر پر چتر رکھا چند روز کے بعد جب وہ دہلی پہونچا ۷۹۵ھ ہجری مین تخت پر بیٹھکر اپنا سکہ خطبہ تیئے سر سے جاری کیا۔ تھوڑے دنون مین اس بادشاہ سے بھی غلامان فیروز شاہی منحرف ہوکر سلطان ابوبکر کے پاس کوٹلہ میوات کو چلے گئے بادشاہ انکی بیوفائی سے چڑہ گیا حکم دیا کہ فیروز شاہی غلام جو کہ دہلی مین ہین اور وہین نکل جاوین ورنہ قتل ہونگے جو نکل گئے جان بچاگئے جنکے پیر نہ اوٹھے اونکا خاتمہ بالخیر ہوا کہتے ہین کہ بعض نے عرض کیا ہم اصیل غلام ہین بادشاہ نے کہا جو شخص کوکھری بول سکے وہ اصیل ہی جو کہ یہ زبان نہ بول سکے جان سے مارے گئے اور اس شرط کے سبب اکثر ناحق بھی مارے گئے۔ شاہزادہ ہمایون خان سامانہ سے مع لشکر جرار ابوبکر سلطان کے سر پر چڑہ گیا کوٹلہ میوات کے قرب مین لڑائی ہوئی اور سلطان ابوبکر شاہ قید ہوکر میرٹھہ قلعہ مین محبوس ہوا اور اوسی قید مین مرگیا کسیقدر عرصہ گذرنے پر بادشاہ نے دہلی سے قنوج اور دلمئو کا ارادہ کیا اور وہان کے سرکشون کی سرکوبی کرتے ہوئے جالنہ پہونچا اور وہان پر ایک قلعہ محمد آباد کے نام سے تعمیر کراکے دہلی کو لوٹ آیا ۷۹۹ھ ہجری مین شاہزادہ ہمایون خان کو شیخا کھوکھر پر چڑھائی کا حکم دیا کیونکہ اس شخص نے لاہور کو اپنے قبضہ مین کرلیا تھا مگر راستے ہی مین خبر ملی کہ بادشاہ نے اس جہان سے کوچ کیا سلطنت اسکی ۶ برس ۷ مہینے رہی

ذکر سلطان علاء الدین سکندر شاہ عرف ہمایون خان

جسوقت بادشاہ کے انتقال کی خبر پائی سلطان علاء الدین سکندر شاہ عرف ہمایون خان بن محمد شاہ لاہور کی عزیمت سے بازرہکر دہلی کو لوٹ آیا اور تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوکر ایک مہینے سولہ روز کے بعد مرگ طبیعی مین اس جہان سے بقا کو چل بسا

ذکر سلطان ناصر الدین محمود شاہ برادر سلطان علاء الدین سکندر

بعد انتقال سلطان علاء الدین سکندر شاہ کے اسکا چھوٹا بھائی سلطان ناصر الدین محمود شاہ تخت آرا ہوا اور سنہ ۷۹۵ ہجری مین اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری فرمایا سپاہ کی تنخواہ اور جاگیر بدستور قایم رکھی اور خواجہ سرور مخاطب خواجہ جہان کو۔ سلطان الشرق کا خطاب دیکر جونپور کی ولایت اوسکے جاگیر مین دی اور قنوج سے بہار تک اوسکی جاگیر کا ضمیمہ کردیا۔ اوسنے اوسطرف کے زمینداروں کو اپنا مطیع کیا اور بردباری اور انصاف اور بیردلی سے روزگار کو چمکایا جسوقت سلطان ناصر الدین کی سلطنت مین خلل ہوا اور امراے حضوری چیرہ دستی کرنے لگے اسنے خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا پورب کے فرمان روا خود اسکے مطیع تھے اسی سال مین بڑا بھاری لشکر شیخا کھوکھر کے مدافعت کو لاہور کو روانہ کیا بارہ کوس لاہور سے رہکر بڑی لڑائی ہوئی آخر کو شکست کھا کر جمون کے پہاڑ کو چلا گیا نواحی لاہور سے فساد دور ہوگیا اندنون مین بادشاہ نے گوالیار کا عزم کیا مقرب خان اور ملوخان امرا نے دہلی مین مخالفت شروع کی بادشاہ نے اس غدر کے سننے سے مراجعت کی اور شہر مین پہونچکر محاصرہ کیا تین مہینے تک تلوار چمکتی رہی آخر کو حصار دہلی بادشاہ نے تسخیر کیا باغیون نے نصرت شاہ بن فتح خان بن فیروز شاہ کو میوات سے بلاکر فیروز آباد مین تخت پر بٹھا دیا فضل اللہ بلخی عرف ملوخان نے جو باغیون کا سردار تھا اقبال خان کا خطاب پایا۔ اکثر دہلی اور فیروز آباد مین لڑائی ہوتی رہی دوابہ پرگنہ اور پانی پت اور جھجھر اور رہتک بیس کوس تک نصرت خان کے قبضے مین آگئے بجز خزانہ اور حصار دہلی کے کوئی چیز بادشاہ کے پاس نرہی۔ دونو بادشاہون کے امرا لوگ بطور خود ایک ایک ولایت پر متصرف ہوکر دم داعیہ کرنے لگے ملک کی پراگندگی اور ابتری ہوتی جاتی تھی اقبال خان نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار پر نصرت شاہ کے حضور مین قرآن اوٹھایا کہ مجھے حضور سے اخلاص دلی ہے اور تیسرے روز اقبال خان نے چاہا کہ نصرت شاہ کو بداقبالی کے دن دکھا کر قید کرے نصرت شاہ چار ناچار حصار سے نکلکر تاتار خان وزیر کے پاس پانی پت مین چلا آیا فیروز آباد اقبال خان کے قبضے مین آگیا مقرب خان اسکا ہمچشم بادشاہ کے پاس پانی پت مین آیا اور بادشاہ کا حیلہ کرکے خود سلطنت کرنے لگا اقبال خان نے تاتار خان پر چڑھکر اسکو شکست دی وہ اپنے باپ اعظم ہمایون ظفر خان کے پاس گجرات چلا گیا۔ اسکا بھی جاہ و حشم اسباب ریاست اقبال خان کے ہاتھ لگا وہان سے دہلی مین بھی آکر تسلط کرلیا جب ہندوستان مین اوسکی بدطینتی سے امور سلطنت مین ہرج مرج قرار واقعی جلوہ گر ہوا۔ مرزا پیر محمد نبیرہ صاحبقران امیر تیمور گورکان خراسان سے سندھ کے پار ہوکر اوچ اور ملتان کے حصار کو اپنے تصرف مین لایا اور چندے ملتان مین

متوقف رہا تاآنکہ امیر تیمور نے بھی کابل سے ہندوستان کو نہضت کی سنہ ۸۰۱ ہجری مین ٹھٹھہ پر دوڑ کرکے ملتان مین آیا اور مرزا امیر محمد کے قیدیون کو قتل کر ڈالا۔ جب یہ خبر دہلی پہونچی اقبال خان خوفناک ہوکر سامان اور سپاہ کے جمع کرنے مین مصروف ہوا ادھر صاحبقران نے ملتان سے نہضت کی ریگستان کی راہ ٹھٹھہ پہونچا قلعہ کو لڑکر فتح کیا وہان کے حاکم کو مع اوسکے ہمراہیان کے اسیر کرکے سزا کو پہونچایا بعد ازان ٹھٹھہ سے قصبہ سامانہ مین پہونچا اوسوقت سپاہ کا جائزہ لیا۔ نوکرون کی ٹھہرنے کی جگہ طولاً چھ کوس تھی اور تجربہ سے یہ ظاہر ہوا ہی کہ ایک کوس مین بارہ ہزار سوار ٹھہر سکتے ہین اس حساب سے نوکرون کی تعداد ۷۲ ہزار ہوئی اسی حساب سے افزونی لشکر کا خیال کرلینا چاہیے القصہ دہلی کو روانہ ہوا راستے مین جو ملا اوسے عدم کی راہ دکھلائی یا قید مین اولجھایا۔ دہلی پہونچتے پہونچتے پچاس ہزار آدمی گرفتار ہوئے۔ جسوقت اقبال خان شہر سے نکلکر مقابلہ کو آمادہ ہوا جو لوگ قید مین تھے مونچھون پر تاؤ دینے لگے چہرے پر بشاشت سی چھا گئی لوگون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اقبال خان کی چڑھائی سنکر محصورین نہایت بشاش نظر آتے ہین۔ عین لڑائی مین حفاظت پچاس ہزار کی کیونکر ہوسکتی ہی یہ خبر سنکر بادشاہ لال ہوگیا قتل کا حکم دیا۔ ایکدم مین ہر ایک متنفس نے شربت مرگ نوش کیا کوئی زندہ نرہا القصہ اقبال خان نے رزمگاہ کیطرف حرکت مذبوحی کی مگر ایک ہی ہلہ مین جی ہار گیا پیر نہ جمے۔ شہر مین بھاگ کر دروازے بند کرلیے بہادران شہامت کیش نے پیچھا کرنے سے رخ نہ پھیرا اکثر خلق اللہ کی جانین پایمال ہوگئین بہت سا اسباب اوس بداقبال کا انکے ہاتھ لگا۔ اقبال خان نے اقبال کی کج ادائی دیکھکر رات کے وقت عیال و اطفال کو چھوڑکر اپنا منہ کالا کیا صبح ہوتے بادشاہ داخل شہر ہوا۔ شہر والون کو امان دی۔ اور کسیقدر فوج کو واسطے لینے چندہ کے اوس شہر کے روسا سے مقرر کیا تحصیلدارون کے سخت تقاضا سے باشندے لوگ انکار کرنے لگے بلکہ بعض ہندوستانی نے چند مغلون کو رہگرائے عدم کیا اس خبر سے بادشاہ نے نہایت برہم ہوکر حکم قتل عام صادر فرمایا اس حکم کے ہوتے تلوارون نے خوب خون چاٹا تمام دہلی کی آبادی خراب ہوگئی۔ اور قیدیون کا حال خدا جانے کہ کسقدر عورت مرد گرفتار ہوگئے بعد اس قتل عام کے بادشاہ نے شاہی عمارتون مین آکر بار عام فرمایا اور بموجب حکم خطیب نے انکے نام سے خطبہ پڑھا اور سونے چاندی پر صاحبقرانی سکہ نے زینت بخشی۔ اسکے بعد میرٹھ مین اور وہان سے دواب مین قتل عام کرتا ہوا ہردوار مین آیا ہردوار اوس مقام کا نام ہی جہان دریاے گنگ کوہ سوالک سے گرتا ہی اور اہل ہند کا معبد ہی۔ ایام مقررہ مین اشنان اور زیارت کی تقریب سے اس مقام پر اہل ہنود کا بڑا ہجوم ہوتا ہی۔ اتفاقاً جب دائرۂ دولت وہان پر رونق بخش ہوا کسی پربھ کی تقریب سے معتقدون کا ہجوم تھا حضور سے قتل عام کا حکم نافذ ہوا سیکڑون نے شربت شہادت نوش کیا۔ باقیماندہ پہاڑ مین بھاگ چھپے۔ وہان سے جب لشکر کا کوچ ہوا کوہ سوالک کی ترائی سے جمون آکر یہان کے راجہ کو مسلمان کیا ہردوار سے جمون تک دو جگہ پر لڑائیان ہوئین اور ہر ایک

لڑائی مین حضرت کی جیت رہی۔ اسی اطراف مین خضر خان اور نیز دیگر امرا نے شرف ملازمت حاصل کی مگر خضر خان سیادت کے سبب سے بچ گیا باقی قید ہوئے اور خضر خان کو لاہور اور ملتان اور دیبالپور کی ایالت بخشی اور فرمایا کہ حضور نے اس شخص کو پادشاہی مرحمت فرمائی۔ اب موسم تابستان نے اپنی گرمی دکھلائی آفتاب ہند کی حرارت خصوص ملتان کی حدت بہ نسبت اور مقامون کے زیادہ تر سخت ہی فوج شاہی کے مخالف ہوئی یہ لوگ تو ولایت کی سردی کے خوگر تھے انھین گرمی نہ بھائی بالضرور امیر تیمور صاحبقران کو کوچ کرنا پڑا آخر ملتان کی راہ سے اپنی دار السلطنت سمرقند کو چلا گیا بعد چلے جانے صاحبقران کے دو مہینے تک دہلی اوسیطرح خراب ویران رہی بعدہ رفتہ رفتہ آبادی کی صورت ہونے لگی۔ جسوقت ہندوستان کے حدود سے پادشاہ باہر نکلا سلطان نصرت شاہ جو میوات بھاگ گیا تھا فوج فراہم کرکے دہلی مین آیا اور امور سلطنت انجام دینے لگا۔ اور ایک فوج اقبال خان پر برن کو روانہ کی۔ اقبال خان نے چھپ کر رات کو چھاپہ مارا فوج کو شکست دیکر دلیرانہ دہلی کو آیا پادشاہ اوسکی دلیری سے بیتاب ہوکر فیروزآباد کو بھی نکیا میوات کا راستہ پکڑا جب دہلی سے فیروزآباد تک اقبال خان کے قبضے مین آیا۔ ملک دواب اور دیگر اطراف کے شہر تلوارون کے زور سے اپنے تابع کرلیے باقی کل ہندوستان دیگر امرا کے متعلق رہا چنانچہ گجرات کی ولایت اعظم ہمایون خان اور تاتار خان دو نو باپ بیٹون کی قبضے مین تھی اور لاہور اور ملتان اور دیبالپور سے سند کے اطراف تک خضر خان کی حکومت تھی۔ اور صوبہ و کالپی مین محمود خان ولد ملکزادہ فیروز کی سبز بختی لہرا رہی تھی + اور قنوج اوده اور دلمؤ وسندیلہ و ڈہلپیچ و بہار و جونپور مین سلطان الشرق عرف خواجہ جہان کا آفتاب اقبال روشن تھا اور مالوہ مین دلاور خان اور سامانہ مین علیخان اور بیانہ مین شمس الدین اوحدی متصرف تھے ہر ایک اپنا ڈنکا بجاتا دوسرے کی نہین سنتا تھا ۸۰۳ھ ہجری مین سلطان ناصر الدین محمود شاہ جو صاحبقران کے خوف سے گجرات چلا گیا تھا دلجمعی اور اطمینان سے دہلی کو آیا۔ اقبال خان نے استقبال کرکے ہمایون جہان شاہ کے محل مین لا اوتارا۔ چونکہ حکومت کی باگ اقبال خان کے ہاتھ مین تھی جسوقت سلطان ابراہیم کے واسطے جو سلطان الشرق کا متبنی تھا اودہ پر چڑھائی کی سلطان ناصر الدین محمود شاہ کو بھی ہمراہ لیا جب یہان تسلط نکرسکا اوسوقت سلطان ناصر الدین جو کہ اقبال خان کے قید مین تھا شکار کے بہانہ سے ابراہیم کے پاس اس مراد سے گیا کہ شاید کچھہ دستگیری کرے طرفہ یہ کہ مہمانداری کے مراسم بھی ندا ہوئے مدد دہی کا کون ذکر تھا آخر سلطان ناصر الدین وہان سے مایوس ہوکر قنوج آیا یہان سلطان ابراہیم کے نائب کو شکست دیکر قلعہ مین متصرف ہوا اقبال خان کو جب یہ راز معلوم ہوا فوراً سلطان پر چڑھائی کی چونکہ قلعہ نہایت مضبوط تھا کچھہ تدبیر نکرسکا دہان سے لوٹ کر بہرام خان حاکم سامانہ سے سازش کی یہ شخص فیروز شاہی غلامون مین تھا اسکے پاس بیس ہزار سوار کی جمعیت تھی۔ آخر باہم متفق ہوکر خضر خان حاکم دیبالپور اور ملتان پر چڑھ گیا جب تلاوندی مین پہنچا وہان کے زمیندارکو جو ملاقات کو آئے قید کرلیے اور بطائف الحیل

بہرام خان کو بھی محبوس کیا خضر خان کے مقابلہ پر گیا وہ بھی رو برو آیا لڑائی ہونا شروع ہوئی اقبال خان سے بخت و اقبال
نے تو رخ پھیر ہی لیا تھا سامنا ہوتے ہی قید ہو کر قتل ہوا۔ اور حرام نمکی اور عہد شکنی کا نتیجہ پایا جسوقت اس عہد فراموش
کے قتل کی خبر دہلی آئی دولت خان اور اختیار خان وغیرہ امرا نے جو کہ دہلی میں تھے سلطان ناصر الدین محمود شاہ کو قنوج سے
بلا کر ماہ جمادی الاولے ۸۰۹ ہجری میں نئے سر سے تخت نشین کیا۔ دولت خان لشکر فراوان ہمراہ لیکر بہرام خان کی
سرزنش کو روانہ ہوا جو کہ بہرام خان کے بعد مقام سامانہ میں غرور کی سانسیں بھر رہا تھا اور اسیوقت میں خضر خان
ملتان سے مع لشکر بیکران سامانہ اور سرہند میں وارد ہوا دولت خان انکے مقابلہ سے کچھ کھا کر حضور میں چلا آیا پادشاہ
نے خضر خان کی کچھ فکر نہ کی سنبھل کو عازم ہوا تاتار خان نے لڑنا شروع کیا اور اسد خان لودی کو وہان پر چھوڑ کر حصار
فیروز میں داخل ہوا۔ اور ظفر خان کا گماشتہ قوام خان پر فتحیاب ہو کر دہلی آیا خضر خان نے تین مرتبہ دہلی پر چڑھائی کی۔
اور لڑا بھڑ کر واپس چلا گیا چون کہ اسوقت طوایف ملوکی تھی ہر طرف امیر لوگ اپنی اپنی خود پسندی میں تھے۔
بجز رہتک اور دوابہ بعض محالون کے پادشاہ کے تصرف میں کچھ نہ تھا۔ ایک روز کیتھل کی طرف شکار کو گیا تھا وہان سے
لوٹتے وقت اثنائے راہ میں ایسی بیماری دوڑی کہ اوسکے جھگڑے میں دنیا کے بکھیڑے سے خلاصی ملی اس شخص کے
نام کی پادشاہی ۲۰ برس دو مہینے رہی سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کی ابتدا سے سلطان ناصر الدین محمود تک آٹھ
پادشاہ ۹۶ برس دو مہینے ۱۱ روز حکمران رہے انکے بعد سلطان شہاب الدین غوری کے لڑکے اور غلام ۲۴ نفر نے

دو سو تین برس تک جہانداری کی

ذکر سلطنت رایات اعلی خضر خان بن ملک سلیمان

جسوقت سلطان ناصر الدین محمود شاہ نے دار ناپایدار سے ملک بقا کی راہ لی امرائے وقت نے باوجود رایات اعلی خضر خان
بن ملک سلیمان کے جو ملک مروان کا متبنی تھا دولت خان کو پادشاہ بنایا خضر خان اسکی خبر پاتی ہی اپنی دار الخلافت فتح پور
ملتان سے روانہ ہو کر دہلی آپہونچا چار مہینے تک طرفین سے جنگ و جدل برپا رہی۔ دولت خان نے بضرورت قلعہ سے نکلکر
خضر خان کی بازدید کی مگر خضر خان نے فوراً قید کرکے فیروز آباد کے حصار میں بھیجدیا اور اوسی قید میں اوسکے مرغ روح نے
حصار بدن سے پرواز کیا۔ المختصر خضر خان فتح پاکر دہلی میں داخل ہوا ۸۲۱ ہجری میں انتظام جہانداری اپنے ہاتھ میں کیا
چونکہ بروقت آنے ہندوستان کے صاحبقران نے پادشاہی کی خوشخبری خضر خان کو سنائی تھی خضر خان نے اس دولت
غیر مترقبہ کا حاصل ہونا اوسکی توجہات کی برکت سے سمجھا اول خطبہ اور سکہ صاحبقران کے نام سے اور بعدہ اوسکے لڑکے
شاہرخ مرزا اور آخر کو اپنے نام سے رایج فرمایا اور نہایت استقلال سے ہر ایک کو اپنا مطیع کر لیا جو لوگ صاحبقران کے
آنے سے دہلی خالی کر گئے تھے انکے عہد میں آکر نئے سر سے آباد ہوئے اور مرفہ الحال رہکر دعای دولت میں مصروف
اور اپنے پیشہ اور کسب میں مشغول تھے یہ شخص راست قرار پاکیزہ طینت عالی ہمت فراخ حوصلہ شجاع اور سخی تھا

ایک دلیل اوسکی اصالت اور پاکی نسب کی یہ ہی کہ باوجود حاصل ہونے رتبۂ جہانداری کے بادشاہ کا لفظ اپنے خطاب مین نہ لایا رایات اعلی کا خطاب پسند فرمایا الغرض ۷ برس ۲ مہینے عدل و معدلت مین بسر کرکے ملک جنان کو روانہ ہوا بعد ازین اسکا لڑکا سلطان مبارک ۸۲۴ھ ہجری مین وارث تخت ہوا خطبہ اور سکہ نے نئے سر سے زینت پکڑی امرائے سلطنت نے رسم مبارکباد ادا کی۔ ہر ایک کی جاگیر اور منصب قدیمی بحال رہا جسکی لیاقت بڑھی پائی اوسکا اضافہ بھی کیا۔ چونکہ شیخا کھوکھر نے سلطان شاہ علی مردان مرزبان کشمیر کا مال و اسباب لوٹا تھا جو کہ اس شخص نے بہتہ مین فتح پاکر حاصل کیا تھا روپیہ پیسا کے ہاتھہ آتے ہی غرور نے آگھیرا دہلی کا ارادہ ہوا پس دریائے ستلج سے گذر کر رودپڑ فتح کیا۔ اور وہان سے سہرند آکر سلطان شہ لودی وہان کے حاکم سے لڑ پڑا۔ سلطان مبارک اس نواے مخالف کے سنتے ہی مقام لوانہ مین پہونچا شیخا کھوکھر کو شیخی کی سوجھی بادشاہ کے مقابلہ مین دریا کنارے خیمہ گاہ کیا چالیس روز تک ہنگامہ رزم گرم رہا آخر کو شیخا کھوکھر کی شیخی کرکری ہوئی بیدم فرار ہوا بادشاہ نے دریاے چناب تک تعاقب کیا۔ اکثرون کو دریاے عدم کے کنارے لگایا وہین پر راجہ بھیم جمون کا زمیندار حاضر در دولت ہوکر مشرف قدمبوس ہوا اور شیخا کے مکانات لشکر لیجاکر منہدم کردیا اور بادشاہ نے وہان سے لوٹ کر لاہور مین قیام کیا اور وہان کے اوارون کی تسلی کرکے آباد کرایا شہر کی تعمیر اور قلعہ کی مرمت لرائی وہان سے دہلی کو عازم ہوا۔ شیخا نے جو فرصت پائی پھر لاہور کو آگھیرا جب کچھہ کیا نہوا کلانور مین جاکر قبضہ کرلیا اور وہان سے جمون پہونچکر راجہ بھیم وہان کے زمیندار سے جا بھڑا اس عداوت سے کہ پیشتر حاکم لاہور کی مدد کی تھی **القصہ** اس مرتبہ غالب ہوا راجہ بھیم مارا گیا اس وست برد سے شیخا کے ہاتھہ بہت سا مال و اسباب لگا اور لاہور اور دیبالپور سر کرتے ہوئے میوات اور بیانہ وغیرہ پر لشکر کشی کی اور بعد فتح دہلی کو چلا اور ایک عظیم لشکر جسرتھہ کے مقابلہ کو مقرر کیا جالندھر کے اطراف مین لڑائی ہوئی جسرتھہ کے حصہ مین ہار آئی بھگوڑا اپنے وطن کو چلا گیا۔ چونکہ بادشاہ بر خلاف خضر خان اپنے والد کے شاہرخ مرزا خلف امیر تیمور سے منحرف تھا اس سبب سے شیخ علی بموجب حکم کے ہندوستان مین تاخت تاراج کرتا تھا یہ شخص شاہرخ مرزا کیطرف سے کابل کا حاکم تھا۔ ۸۳۴ھ ہجری مین شیخ علی نے بموجب طلب کرنے فولاد کے جو بادشاہ کے امیر وشنین تھا اور بادشاہ سے منحرف ہوا تھا ہندوستان مین آکر لوٹ گھسوٹ شروع کی اور جالندھر کے اطراف مین پہونچکر قتل اور غارت اور قید وبند کرنے لگا۔ اکثرون کو قید کر لایا بعدہ چتور مین جاکر دریاے راوی سے پار ہوا اور دریاے جہلم کے پرگنات کو خراب کرکے ملتان کو چلا ملک شاہ لودی سلطان بہلول لودی کا چچا جو دیبالپور کا حاکم تھا شیخ علی سے لڑ پڑا مگر مارا گیا سلطان مبارک کے کان مین جب یہ بھنک پہونچی لشکر سنگین سرتابی کو روانہ کیا باہم کر لڑائی ہوئی شیخ علی نے پیٹھہ دکھلائے دوبارہ لڑائی مین بھی شکست ہی حاصل ہوئی اسباب و مال خوب لوٹا گیا آخر کو چند آدمیون سے کابل کو متوجہ ہوا۔ اور سلطان مبارک کو سلطان ہوشنگ مالوہ والے سے کئی لڑائیان لڑنا پڑین مگر

اور منصور ہوا ۔ اسی جیس بیچ مین جسرتھہ کھوکھر نے قوت حاصل کی دریاے چناب اور راوی اور جھیلم سے پار اوترکے جالندھر پہونچا پادشاہ کی طرف سے ملک سکندر تحفہ متعلق ہوا کہ اوسکا انسداد کرے مگر خفیف سی لڑائی مین قید ہوگیا ۔ اور جسرتھہ کھوکھر نے فتح پائی پھر لاہور مین آکر محاصرہ کیا اسی مابین مین شیخ علی نے پھر کابل سے پیر نکالے لاہور اور ملتان سے سہرند تک تاخت تاراج مچادی باشندون کی اچھی طرح سے بُری حالت بناکر لوٹ گیا ۔ ایسے حادثون کو سنکر پادشاہ نے لاہور و ملتان کا عزم کیا اور اپنے وزیر ملک سرور کو لشکر کا مقدم بنایا جسوقت ملک سرور سامانہ مین پہونچا جسرتھہ کھوکھر نے لاہور کا محاصرہ چھوڑکر گھر کی راہ لی اور ملک سکندر کو جو جالندھر کی لڑائی مین قید ہوا تھا ہمراہ لیتا گیا اور پھر پہاڑ سے نکلکر جالندھر اور بجوارہ مین فتنہ و فساد برپا کیا اب روز بروز قوت زیادہ ہوتی گئی اس وقت مین پھر شیخ علی نے کابل سے نہضت کی کنار دریاے بیاہ کے حدود تک کو لوٹ لیا اور بہت سے خلایق کو اسیر کرکے لاہور کے قلعہ مین قابض ہوگیا اور دس بارہ ہزار ایلچانے سوار محافظت کو چھوڑکر خود دیپالپور کی تسخیر کو چلا اور جاتے ہی فتح حاصل کی پادشاہ اس حال سے واقف ہوکر جلدی سے پہونچ گیا شیخ علی گھبراکر کابل سدھارا پادشاہ نے تین جگہ راوی سے پار ہوکر قلعہ پشاور کو گھیر لیا یہان پر شیخ علی کا بھتیجا مالک تھا مقابلہ کی طاقت اپنے مین نہ پائی شاہزادہ کو اپنی لڑکی دیکر صلح کرلی پادشاہ نے لاہور اور پشاور کے گرد و نواح سے خاطر جمع کرکے دار الحکومۃ کی راہ لی ۔ چونکہ ملک سرور وزیر سے شیخ علی کی لڑائی مین کچھہ اخلاص اور جانفشانی مشاہدہ نہوئی تھی پادشاہ نے کمال الدین کو بھی امور وزارت مین ملک سرور کا شریک کیا اب روز بروز ملک کمال الدین کا مرتبہ بڑھتا تھا اور ملک سرور کی منزلت گھٹتی جاتی تھی یہ اوتار چڑھاو دیکھکر ملک سرور کا حوصلہ گھٹ گیا جب آزردگی درجۂ کمال کو بڑھی بعض امرا سے متفق ہوگیا جوکہ پادشاہ سے خلاف اور اسکی طرف رجوع تھی آخر اپنی گھات مین لگا ایکوقت پادشاہ جامع مسجد واقع مبارکباد مین نماز کیواسطے آیا تھا قابو جو ملگیا شہید کیا اس پادشاہ کی حکمرانی ۱۳ برس ۳ روز رہی ۔ جب یہ حادثہ گذرا سلطان محمد شاہ بن سلطان مبارک شاہ بن رایات اعلی خضر خان ۸۳۷ھ ہجری مین تخت نشین ہوا در اصل یہ شخص شاہزادہ فرید الدین بن رایات اعلی خضر خان کا لڑکا ہی چونکہ مبارک شاہ کی اولاد نتھی بھتیجے کو گود لیا تھا ۔ خیر اب گو سکہ انکے نام سے جاری ہوا ملک سرور اگرچہ ظاہر مین مطیع رہا مگر خزانہ اور سلاح خانہ اور توپخانہ و فیلخانہ وغیرہ اسباب شاہی مین اپنا ہی تصرف رکھا اور خطاب خانجہانی مقرر کیا سخت تسلط پیدا کرکے بعض مبارک شاہی امیرون کو قتل اور بعض کو قید کیا ۔ اکثر پرگنون کو اپنے تصرف مین لاکر اپنے آدمی واجبی جمع تحصیلنے کو تعینات کیے رعایا اسکے ظلمون سے عاجز ہوکر کمال الدین کمال الملک کے پاس جو وزارت مین شریک تھا فریاد کی اوسنے امرا سے متفق ہوکر ملک سرور سے آویزش کی ملک سرور دہلی کے قلعہ مین محصور ہوا تین مہینے تک لڑتا بھڑتا محفوظ رہا ۔ ایکروز تلوارین علم کرکے پادشاہی سراپردہ پر جاکر اودھم مچانا چاہا وقت تو آخر ہوچکا تھا اس معرکہ سے ناکامی نہوئی قتل ہوا

اور رفیق بھی قید اور قتل ہوئے۔ بادشاہ اپنے والد کا انتقام لیکر ۸۴۵ھ ہجری مین ملتان گیا بزرگون کے مزارون کی زیارت کی اور کچھہ فوج جسرتھہ کھوکھر کے سزا کو روانہ کرکے خود دہلی کو واپس آیا۔ اس وقت مین گروہ لنگاہ نے واقع ملتان غدر برپا کیا اور نیز مالوہ کا حاکم سلطان محمود میواتیون کے بھڑکانے سے دہلی کو چلا بادشاہ نے اپنے لڑکے کو مع بہلول لودی کے لڑائی پر روانہ کیا اور بموجب بادشاہی حکم کے شاہزادہ نے سلطان محمود سے صلح کرلی اور محمود نے اپنی ریاست کو معاودت کی یہ امر بادشاہ کی زبونی کا باعث ہوا ملک بہلول کی شجاعت ذاتی نے نہ پسند کیا تعاقب مین اوٹھہ دوڑا اور اوسکے مال واسباب کو غارت کردیا۔ بادشاہ ملک بہلول کی یہ جرائت اور تہوری دیکھکر بہت خوش ہوا اور اپنا لڑکا بناکر خانخانان کا خطاب دیا اور لاہور اور دیالپور کی ولایت عطا فرمائی۔ بعد ازین جسرتھہ کھوکھر کے رفع فساد کے واسطے حکم دیا۔ جسرتھہ نے ملک بہلول سے صلح کرلی اور سلطنت کی خوشخبری سنائی اوسی دن سے ملک بہلول بادشاہ کا براچھینے لگا دماغ مین بادشاہی کا خیال بھر گیا پٹھانون کو گردنواح سے بلاکر نوکر کیا جب کہ فوج جمع ہوگئی سوائے اپنی جاگیر کے اور بھی چند پرگنون پر متصرف ہوا۔ بادشاہ نے کسیقدر اوسکے نام تخویف کا فرمان جاری کیا۔ اوس تحریر سے یہ شخص کھلے خزانہ باغی ہوگیا۔ اور بڑی شان وشوکت سے آکر دہلی دبالی مدتون لڑا کیا مگر انجام کار نے حصول مقصد واپس ہوا مگر بادشاہ کے کاروبار روز بروز ایسے سست اور برے ہوتے جاتے تھے کہ دار الخلافت سے جو لوگ بیس بیس کوس کے بھی فاصلہ پر تھے خودفروشی کرتے تھے تمام ملک مین ایک غدر برپا تھا آخرش گیارہ برس ایک مہینے چند روز کی سلطنت کے بعد ملک بقا کو روانہ ہوگیا۔

ذکر سلطان علاء الدین بن سلطان محمد شاہ بن سلطان مبارک بن رایات اعلی خضر خان

یہ شخص ۸۴۹ھ ہجری مین تخت آرا ہوا کچھہ دنون ملک بہلول خانخانان اور نیز دیگر امراے دولت کی اطاعت کی آخر کو جب یہ دریافت کرلیا کہ باپ سے بھی زیادہ یہ شخص سست عقل ہے تمام نزدیک ودور کے گردنکش منحرف ہوکر واجبی مال کے ادا کرنے مین ہان ہون کرنے لگے اور ہر صوبہ کے امرا اور فوجدار بدل گئے طوائف الملوکی شروع ہوئی دکھن اور مالوہ اور گجرات اور جونپور اور بنگالہ کے بادشاہ دہلی فتح کرنے کو مستعد ہوئے اور لاہور اور دیبالپور اور سرہند سے پانی پت تک ملک بہلول اپنا ڈھنگ جمائے تھا اور سرائے لاڈو تک احمد خان میواتی کی دہائی دیتے تھے اور سنبل مع توابع گنگ گذر خواجہ خضر کے جو دہلی سے نزدیک ہے بہادر خان لودی کے قبضے مین تھا اور کول اور جالیسر اور دیگر قصبات مین علی خان کا حکم بیٹھا ہوا تھا اور قطب خان لودی چندوار مین اور بھوین گانون اور کنپلہ مین راے پرتاب اور بیانہ مین داؤد خان قابض تھے اسطرح جو جہان تھا وہان کا بادشاہ تھا بادشاہ کے قبضے مین صرف دہلی اور بدایون تھی۔ چند عرصہ کے بعد بادشاہ بیانہ کیطرف سوار ہوا راستہ مین خبر ملی کہ جونپور کا حاکم دہلی کو آتا ہے بادشاہ اس امر کے سنتے ہی نہ دریافت راست وکذب کے دہلی کو لوٹ پڑا حسام خان عرف حاجی شرقی وزیر نے عرض کیا کہ جھوٹھی خبر سنکر واپس آنا مناسب نتھا بادشاہ کو یہ کلام ناگوار ہوا بعد ازان بدایون کا عزم فرمایا آخر بدایون مین جاکر عرصہ تک مقیم رہا اور بدایون کی آب وہوا پسند ہوئی دہلی کو لوٹ کر ارادہ کیا کہ بدایون کو دار السلطنت مقرر کرے

حسام خان نے دولت خواہی سے التماس کیا کہ دہلی خالی کر دینا اور بداؤن میں دارالسلطنت مقرر کرنا صلاح دولت سے بعید ہے اس فعل معقول سے بادشاہ منغض ہوا ایک تو اول سے آزردہ تھا اب اور زیادہ آزردگی ہوئی اوسکو حضور سے جدا کر دیا دہلی میں چھوڑا اور اپنے دونو بھائیوں میں سے ایک کو شحنہ اور دوسرے کو امیر محلہ مقرر کر کے دہلی میں تعینات کیا اور خود ۸۵۲ھ ہجری میں بداؤن جا پہونچا اور وہی چھوٹی ولایت میں بڑی عیش و عشرت سے زندگانی کاٹنے لگا۔ یہان چند عرصہ میں دونو بھائی کے باہم لڑائی ہوئی ایک نے راہ عدم لی دوسرے روز شہر کے باشندون نے جام خان کے بھڑکانے سے دوسرے کو قصاص کے حیلہ میں وہی شربت ناگوار چکھایا اسوقت میں بداندیش فسادیون نے کسیطرح کی تہمت حمید خان کے ذمہ جو وزیر الممالک تھا لگا دی بادشاہ نے اسکے ساتھ بدی کا خیال کیا یہ بداؤن سے بھاگ کر دہلی میں آیا اور حسام خان سے متفق ہو کر شہر پر متصرف ہو گیا اور حرم سرائے سلطانی میں جا کر بادشاہ کی عورتون اور لڑکیون کو بڑی بیحرمتی کے ساتھ برہنہ ہو کستان شہر بدر کیا خزانے اور دفینے اپنے قبضے میں کر لئے باوجودیکہ بادشاہ نے یہ سب ماجرا سنا مگر اسے غیرت تو عجب چیز ہے کڑی میں اڑی آتی ہے اس نامرد بادشاہ نے برسات کا حیلہ کر کے انتقام کشی سے چشم پوشی کی حمید خان نے بادشاہ کا توقف غنیمت سمجھا بہلول خان کو سلطنت کے واسطے بلایا یہ فوراً دیپالپور سے آکر دہلی پر قابض ہو گیا اور کچھ فوج یہان چھوڑ کر دیپالپور کو چلا گیا اور فوج جمع کرنے لگا اور بادشاہ کو عرضی لکھی کہ پیر و مرشد چونکہ حمید خان نے نئے اعتدالی کی لہذا اوسکی سرکوبی کو جاتا ہون تاکہ دولتخواہی ظاہر ہو بادشاہ نے جواب لکھا کہ ہمارے باپ نے تمھین لڑکا بنایا تھا پس تم بجائے میرے بھائی کے ہو مجھے تردد اور کوشش کا یارا نہین فقط بداؤن پر قناعت ہے سلطنت تمھین مبارک رہے آخر ملک بہلول نے قوت پکڑی اور کسوت شہریاری اپنے قامت پر آراستہ کیا دیپالپور سے آکر دہلی میں تخت پر بیٹھا تھوڑی مدت میں بادشاہ نے بمقام بداؤن اس دنیا سے کوچ کیا کل فرمان روائی اسکی ۹ برس ۳ مہینے نام کو بھی رایات اعلےٰ خضر خان سے علاءالدین تک

چار بادشاہون نے اونتالیس برس سات مہینے سولہ روز سلطنت کی

ذکر سلطان بہلول افغان لودی

اس کا دادا ملک بہرام لغات میں سے تھا زمانہ فیروز شاہی میں اپنے بھائیون سے ناراض ہو کر آیا تھا اور ملتان میں ملک مردان کی خدمت میں نوکر ہوا اوسکے پانچ لڑکے تھے ملک شہ د ملک کالا و ملک محمد و ملک خواجہ و ملک فیروز بعد مرنے باپ کے یہ پانچو بھائی ملتان مین رہے اور بڑا بھائی ملک شہ خضر خان کے پاس نوکر ہوا اور اون لڑائیون میں جو خضر خان اور اقبال خان کے باہم ہوئین نہایت تردد اور جانفشانیاں کین جسکے عوض مین اسلام خانی کا خطاب پایا روز بروز ترقیان ہوتے ہوتے بڑے رتبہ کو پہونچا۔ آخر کو سہرند کی حکومت ملی اور بھائی ہمراہ تھے ملک کالا اسی سلطان بہلول کا والد اسلام خان چھوٹے بھائی کی طرف سے حاکم دورالہ تابع سہرند کا تھا کہ افغان نیازی کی لڑائی میں کسی تقریب سے مارا گیا اوسوقت سلطان بہلول ماں کے پیٹ میں تھا مشیت تقدیر دیکھئے جب زمان

مین کہ وضع حمل کے دن نزدیک آگئے تھے اسکی مان پرچھت پھٹ پڑی اور وہ بیچاری فوراً جان بحق تسلیم ہوئی چونکہ
آٹھ مہینے سے زیادہ دنون کا حمل تھا پیٹ پھاڑکر سلطان بہلول کو جو کسیقدر سانس رکھتا تھا نکالا جب یکا یک ہوا
سہرند مین اسلام خان کے پاس پہونچایا - ہندوستان کی بادشاہی تو روز ازل سے اسکے نام لکھی تھی قضا و قدر
خود اسکی تعلیم و تربیت مین مصروف رہی اسلام خان نے بہلول نام رکھا اور کمال عنایت سے پرورش کی پٹھان
لوگ حقارت کی راہ سے اسے بلو کہتے تھے ؏ خاکساران جہان را بحقارت منگر ✤ تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد
جب بالغ ہوا عقل و کاردانی کا ستارہ اسکی پیشانی سے چمکتا تھا اسلام خان نے اپنا داماد بنایا روز بروز مرتبہ زیادہ
کرتا تھا - کہتے ہین کہ ایک روز ملک بہلول رفیقون کے ہمراہ سامانہ کو گیا وہان ایک فقیر صاحب کمال سید نام رہتا
تھا اوس فقیر نے بہلول کیطرف دیکھکر مبارکباد دی اور کہا کہ تمسے کسیکو توفیق ہے کہ دو ہزار تنگہ کو دہلی کی بادشاہی
مول لیوے - بہلول نے فوراً زر نذر کو پیشکش کیا فقیر نے کہا سلطنت ہندوستان کی مبارک ہو - ہمراہی مسخرا پن اور
ٹھٹھہ کرنے لگے بہلول نے جواب دیا اگر یہ امر وقوعی ہے مفت مین مول لیا ورنہ فقیر کی خدمت کرنی بھی کچھ بُری نہ تھی -
القصہ بہلول کو ایک تو اوس فقیر کی بشارت پر نظر تھی دوسرے جسرتھ کھوکھر کے اشارہ سے اور بھی بادشاہی
کا خیال جی مین سماگیا جب کہ مبارک شاہ کے وقت مین اسلام خان عرف ملک شہ شیخ علی کی لڑائی مین کام آیا
ملک بہلول اپنے چچا کی جگہ پر مقرر ہوا اور بڑھتے بڑھتے امیر الامرا کا مرتبہ حاصل ہوا جب محمد شاہ تخت پر بیٹھا
اسنے اپنی شجاعت سے خانخانان کا خطاب حاصل کیا اور رتبہ فرزندی پایا تھوڑے دنون مین کسی وجہ سے
آزردہ ہوکر منحرف ہوا قطب خان ولد اسلام خان جو اپنے تئین بہلول کا ہمچشم جانتا اور چچازاد دشمن تھا ملک بہلول
کی اطاعت سے برخلاف ہوکر سلطان محمد شاہ کے پاس گیا اور حسام خان عرف حاجی شرقی کی سرداری مین لشکر
گران بہلول پر چڑھالایا کسی گانون مین جو بوڑیہ اور شاہ دہوڑہ کے متعلقات مین تھا باہم جنگ واقع ہوئی -
خدا کی مدد سے ملک بہلول فتحمند ہوا حسام خان اپنا سا منہ لیکر دہلی چلا آیا اب ملک بہلول کا ستارہ چمکا محمد شاہ
کی خدمت مین لکھا کہ اگر حسام خان قتل کیا جاوے اور حمید خان وزارت کا منصب پاوے فرمان برداری مین
حاضر ہون بادشاہ نے کچھ تامل نکیا فوراً حسام خان کو برطرف کرکے حمید خان کو وزارت پر سرفراز فرمایا اس امر کے
ہونے سے اور بھی ملک بہلول کو دن دونی سوجھی طاقت پکڑتے پکڑتے سہرند اور سنام اور لاہور اور دیپالپور اور حصار
فیروز آباد وغیرہ پر متصرف ہوگیا اور اپنے تئین پرزور دیکھکر تسخیر دہلی کو عازم ہوا جب ہاتھہ نہ لگا سہرند کو واپس گیا
اپنا خطاب سلطان بہلول مقرر کیا لیکن خطبہ و سکہ دہلی کی فتحیابی پر موقوف رکھا فقیر کی خوشخبری کی یاد مین مصروف
رہتا تھا جب سلطان محمد شاہ نے ملک بقا کی عزیمت کی اور سلطان علاء الدین تخت پر بیٹھا اسکی نادانی اور
سست کاری سے طوائف الملوکی ہوگئی خود بدولت صرف بداؤن پر قانع ہوکر بیٹھ رہے اور جہانکہ اور کچھ

جب حمید خان وزیر کو بداندیشون کے اغوا سے رنجیدہ کر کے اوسکی فکر مین ہوا وزیر مذکور بدایون سے نکلکر دہلی آیا اور عیال و اطفال بادشاہی کو سر برہنہ بڑی بے حرمتی سے حصار دہلی کے باہر نکالا اور خزانے وغیرہ اسباب شاہی پر متصرف ہوا۔ اور بادشاہ بے حمیتی سے دم بخود رہگیا حمید خان نے دہلی پہونچکر سلطان بہلول کو بادشاہی کے واسطے سرہند سے طلب کیا اور جب دہلی مین آیا عہد و پیمان کے بعد قلعہ کی کنجیان اوسکے حوالہ کردین چونکہ حمید خان بھی شان وشوکت رکھتا تھا سلطان بہلول نے تقاضائے وقت سے اوسکے رفق و مدارا مین کوتاہی نکی ہر روز سلام کو جاتا تھا اکثر دفعہ حمید خان بادشاہ کے گھر مین مہمان ہوا۔ پٹھانون نے بموجب بادشاہی اشارے کے بعض ایسی حرکتین کین جو کہ عقل سے دور اور دیوانگی سے نزدیک تھین اور یہ حرکات اس ارادہ سے کی گئین تا کہ لوگ اونکو محض بے عقل سمجھکر اونکے کید و فراست سے مطمئن ہون

ع دیوانہ بکار خویش عاقل

چنانچہ بعضون نے جوتیان اوٹھا کر کمر مین رکھہ لین اور بعضون نے سر پر۔ حمید خان نے کہا یہ کیا حرکت ہے۔ جواب دیا کہ چور کے ڈر سے اپنے مال کی حفاظت کرتے ہین اور کہا کہ ایکا فرش بہت عمدہ رنگین ہے اگر آپ کلیم عنایت ہو اپنی اولاد کے واسطے ٹوپیان بنا کر تحفہ کیطور سے مکان کو بھیجین حمید خان کھلکھلا کر بول اوٹھا کہ عمدہ عمدہ کپڑے تمھارے بال بچون کو عنایت ہونگے جسوقت خوشبو کے خوان محفل مین آئے بعضے افغان نے ارگجہ اور چووہ کو بیکھ چاٹ لیا اور پھول کھائے بعضون نے بیدوان دور کرنے برگ موز کے بیڑہ پان کھالیا بعضون نے بیڑہ کھول کر تنہا اوسکا چونہ زبان پر رکھہ لیا جب منہ جلنے لگا پان کو ہاتھہ سے پھینک دیا۔ حمید خان نے اس حرکت کا موجب استفسار کیا سلطان بہلول نے کہا کہ یہ لوگ جنگلی وحشی آدمیت سے دور سوائے کہانے پینے کے کوئی کام نہین جانتے

خیر دوسرے روز بادشاہ بہلول حمید خان کا مہمان ہوا اقرار ایسا ہو گیا تھا کہ جب بادشاہ حمید خان کے مکان مین جاوے چند آدمیون کے سوا کوئی ہمراہ نہو اور چند رفیق دروازے پر رہین۔ اس مرتبہ بموجب اشارۂ ملک بہلول کے پٹھانون نے دربانون سے سختی کرنا شروع کی زور و غلبہ سے اندر جا گھسے اور کہا کہ ہم بھی بہلول کے مانند خانصاحب کے نوکر ہین سلام سے کیون محروم رہین۔ جب شور و غوغا بلند ہوا حمید خان نے سبب پوچھا لوگون نے عرض کی کہ پٹھان لوگ بادشاہ کو گالی دیتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم بھی خانصاحب کے نوکر ہین ضرور سلام کو اندر جاوینگے حمید خان نے اجازت دی کہ آنے دو اجازت پاتے ہی گروہ کا گروہ اندر دھس گیا اور حمید خان کے ایک ایک خدمتگار کے برابر دو دو پٹھان کھڑے ہوگئے جب بادشاہ نے دیکھا کہ اب عمدہ برائی ہو جاویگی فورا اشارہ کیا اوسی وقت قطب الدین سلطان کے چچازاد بھائی نے زنجیر بغل سے نکالکر حمید خان کو قید کیا اور اپنے آدمیون کے سپردگی مین دیا اوسوقت سلطان بہلول خزانے اور دفینے اور کل کارخانے بادشاہی مین بدون شور و فساد کے متصرف ہو گیا اور ۸۵۶ ہجری مین اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری فرمایا اور سلطان علاء الدین کے نام جو بدایون مین تھا اس مضمون سے عرضی لکھی کہ فدوی نے اپنا ملک بٹھا لیا ہی مگر نام حضور خطبہ سے دور نکیگا بادشاہ نے جواب مین لکھا کہ ہمارے والد نے تمکو فرزندی مین لیا تھا

تم میرے بھائی ہو سلطنت تمھین مبارک ہو ہم فقط بداؤن مین قانع ہین غرض سلطان بہلول ہر طرف سے دلجمعی کرکے انتظام ریاست مین مصروف ہوا چونکہ بعض امرا اسکی جہانداری سے راضی نہ تھے سلطان محمود والی جونپور کو دہلی کے تسخیر کرنے کو تحریص دی وہ سنتے ہی مع لشکر آ پہونچا اوسوقت سلطان بہلول ملتان کو جاتا تھا خبر پاتے ہی دیپالپور سے واپس آیا اور لڑ بھڑ کر محمود کو شکست دی یہ اولٹے پاؤن جونپور بھاگ آیا۔ اور دوسری بار پھر دہلی پر چڑھائی کی اور جنگ وجدل ہوکر یہ بات قرار پائی کہ جسقدر محالات سلطان مبارک شاہ پادشاہ دہلی کے قبضہ مین تھے ۔ سلطان بہلول کے زیر حکومت رہین اور اوسکے سوا مع ریاست سلطان ابراہیم جونپور والے کے محمود شاہ کے قبضے مین ہون ۔ اس قرارداد سے دونو پادشاہ اپنی اپنی ولایت مین فرمان روائی کرنے لگے ۔ اور کچھ دنون کو تیغ خون فشان نے کنج غلاف مین خواب استراحت فرمایا جب سلطان محمود نے اس جہان فانی سے کوچ کیا اور اوسکا لڑکا سلطان حسین تخت پر بیٹھا ۔ سلطان بہلول سے پھر لڑائیان ہونے لگین مگر کسیکی پیش نجاتی تھی برابر ہوکر رہجاتے تھے ایک مرتبہ ملکۂ جہان سلطان علاء الدین کی لڑکی نے جو سلطان حسین کے عقد مین تھی سلطان حسین کو ورغلایا جسکے بموجب ایک لاکھ سوار اور چالیس ہزار پیادہ اور چار سو ہاتھی اور توپخانہ لے کر دہلی پر چڑھائی کی ۔ سلطان بہلول نے حق نمک کا لحاظ کرکے ملکہ جہان سے براہ عجز وانکسار اظہار کیا کہ تمھارے والد کیطرف سے مجھے نیابت ملی ہی اور فدوی بندگی سے باہر نہین مجھپر چڑھائی کرنا مناسب نہین ۔ ملکہ جہان نے ایک نمانی آخر سلطان حسین طوعاً وکرہاً لڑائی کو آمادہ ہوا سلطان بہلول بھی پندرہ ہزار سوار لیکر صف آرا ہوا اقبال اوسکا مددگاری مین دست بستہ حاضر تھا باوجود قلت فوج کے بہلول کی فتح ہوئی اور سلطان حسین شکست کھاکر بھاگا ملکہ جہان قید مین آئی پادشاہ بہلول نے مردمی اور مروت سے باعزاز تمام سلطان حسین کے پاس روانہ کردیا اسکے بعد سات مرتبہ تک سلطان حسین سے لڑائیان رہین چند مرتبہ صلح بھی ہوئی اکثر سلطان حسین شکست کھا کھا کر آخرکار شکست فاش ملی کہ دور دراز ملکون مین چلا گیا اور سلطان بہلول نے جونپور مین بھی اپنا سکہ جاری فرمایا اور اوس ولایت کو مبارک خان لوہانی کے سپرد کرکے دہلی چلا آیا اس وقت بداؤن مین سلطان علاء الدین نے بیس برس تک بداؤن مین رہکر رحلت کی سلطان بہلول مقام اٹاوہ مین سلطان حسین سے لڑ رہا تھا وہان سے برسم تعزیت بداؤن گیا اور بعد ماتم پرسی کے بداؤن پادشاہ کے لڑکون کے قبضے سے نکال کر اپنے آدمیون کے سپرد کیا یہ پھیر و پھیری کرکے وہان سے دہلی چلا آیا روز بروز قوت اور حشمت حاصل کی اور خاطر خواہ پادشاہی کی اس شخص کا ظاہر وباطن آراستہ اور شرع کا پابند اور عدل وداد مین مبالغہ کرتا تھا اکثر اوقات عالم اور فقیرون کی صحبت مین رہتا اور انکے حالات کی جستجو کرتا تھا آخرکار ۳۸ برس ۸ مہینے ۸ روز پادشاہی کرکے موضع ملاوری مین اس جہان سے کوچ کرگیا سنہ ۸۹۸ آٹھ سو اٹھانوے ہجری مین آہ جانب عقبیٰ گیا بہلول شاہ

ذکر سلطان سکندر لودی پسر سلطان بہلول

بعض امرا چاہتے تھے کہ شاہزادہ باربک بڑے لڑکے کو تخت نشین کرین اور کچھ لوگ نبیرہ سلطان اعظم ہمایون کی پادشاہی سے راضی تھے۔ سلطان سکندر کی والدہ جو سنار کی لڑکی تھی پادشاہ مغفور کے حضور مین نسبت دیگر محلات کے بہت معزز تھی۔ اکثر امرا اسکی حکم واطاعت مین تھے اسنے اپنے لڑکے کے واسطے پیغام دیا عیسے خان لودی سلطان بہلول کا چچازاد بھائی جو برخلاف ظاہر کے باطن مین مخالف تھا۔ اس پیام سے گالیان دیکر بولا کہ سنار کے بیٹے کو جہانداری نہین مل سکتی۔ کیونکر باربک شاہ کو جو اصیل ونجیب ہے محروم کرون۔ خانخانان فرملی جو ایک عمدہ امیرون مین تھا بولا کہ ابھی دو روز پادشاہ کو موئے ہوئے ہین اوسکی بیگم سے سخت زبانی نکرنا چاہیے۔ عیسے خان نے گھوڑک کر کہا تو نوکر ہو کر رشتہ داروں کی ہمسری زیبا نہین تجھسے کیا مدعا جو دخل نامعقول کرتا ہے۔ خانخانان کو یہ بات زہر معلوم ہوئی۔ اور یہ کہکر اوٹھہ کھڑا ہوا کہ مین سلطان نظام خان کا نوکر ہون اور کل امرا کو متفق کرکے شاہزادہ نظام خان کو سلطان سکندر کے خطاب سے ۸۹۴ہجری مین واقع قصبہ جلالی مسند نشین کیا۔ پادشاہ وہان سے باربک شاہ والی جونپور اپنے بھائی کے مطیع کرنے کو روانہ ہوا اور بعد فتح ملک پھر بدستور بھائی کو حوالہ کردیا فقط خطبہ اور سکہ اپنے نام سے مروج فرمایا اور سلطان حسین والی جونپور سے بھی متواتر لڑ بھڑ کر فتح پائی یہ سلطان حسین جو سلطان بہلول لودی سے شکست کھا کر دور اونکل گیا تھا اور اکثر اوقات باربک شاہ سے مقابلہ کیا کرتا تھا۔ لکھا ہے کہ جب دہلی کی پادشاہی سلطان محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ کے حصہ مین آئی ملک سرور خواجہ سرا کو جو خواجہ جہانی کا خطاب رکھتا تھا نئے سر سے سلطان الشرق کا لقب عنایت فرماکر جونپور اور اوسکے گرد نواح کی جاگیر دیکر رخصت کیا

ذکر سلاطین شرقیہ

جب سلطان محمد شاہ کی شوکت وصلابت مین ضعف آیا اور مقدمہ ابتر ہوا سلطان الشرق نے استیلا کرکے پرگنہ کول اور اٹاوا اور کنپلہ اور بہرایچ اور قنوج اور بہار اور ترہت وغیرہ دہلی کیطرف سے اپنے تصرف مین کھینچ لیا اور بالاستقلال حکومت کرنے لگا اور ۷۹۶ ہجری مین خطبہ وسکہ اپنے نام کا پڑھایا اور ملک کا رونق بڑھائی ۱۶ برس تک حکمرانی کی

ذکر سلطان مبارک سلطان الشرق کے متبنے کا

سلطان مبارک متبنہ بولا لڑکا سلطان الشرق کا تھا سلطان کے بعد وفات ایک برس چند مہینے فرمان روا ہوا

ذکر سلطان ابراہیم شرقی بن مبارک شاہ

سلطان ابراہیم نے چالیس برس چند مہینے اور سلطان محمود نے اکیس برس اور اسکے لڑکے سلطان محمد شاہ نے تین برس پانچ مہینے اور اسکے بیٹے سلطان حسین خان نے گیارہ برس حکومت کی اور اس پادشاہ سے انکے خاندان مین سلطنت حکومت منقطع ہوا اگرچہ اس سے پیشتر سلطان بہلول نے شرقیون کو زیر کرکے ولایت جونپور اپنے آدمیون کے سپرد کی تھی مگر قرار واقعی ضبط ربط نہوا تھا۔ اس وقت مین سلطان سکندر نے بخوبی بندوبست کرلیا

اور شرقی ولایت کو جو دہلی کے بادشاہون کے قبضے سے نکل گئی تھی ایکسو دو برس کے بعد نئے سر سے شامل کر لیا۔
القصہ سلطان سکندر نے بڑی مضبوطی سے بادشاہی کی اور عدل و انصاف کے ساتھہ انتظام رہا اسکے عہد مین
غلہ ارزان رہا اور رعایا دلجمعی سے اپنے کاروبار مین مصروف رہی۔ شرع محمدی کا بڑا پابند تھا۔ مذہبی تعصب بھی
رکھتا تھا اکثر بتکدے کھود ڈالے مسجدین اور مدرسے بنوائے۔ متھرا وغیرہ تیرتھون مین نہانے اور کریا کرم کرنے
سے اہل ہنود کو ممانعت کی۔ تھانیسر کے مندر کو بھی نابود کرنا چاہتا تھا۔ مگر بعض الہی عالمون نے کہا کہ پرانے
مندرون کو کھودنا جائز نہین اگر ایسا ہی تو پوجا پاٹ وغیرہ کی ممانعت کیجاوے بادشاہ اس طرفداری کے
جواب سے نہایت بیزار ہوا۔ الغرض یہ بادشاہ متعصب مزاج اہل ہنود کی ذلت و رسوائی مین مصروف
رہتا تھا ہندؤن کو حکم تھا کہ نیلگون کپڑے کی چیٹ انگرکھے کے مونڈھے پر سلا یا کرین تاکہ ہندو سے مسلمانی
کی اطاعت ظاہر ہو ہندؤن کی کتابین جہان پائین جلا دین۔ پگڑی کے باندھنے کی نہایت ممانعت تھی اگر کوئی باندھتا
اوس سے قرار واقعی جرمانہ لیا جاتا۔ اکثر ہندو لوگ انگوچھہ سر پر باندھتے تھے اور نہایت خفت اور خواری
مین گذر اوقات کرتے۔ ایک مرتبہ ایک برہمن کو اس قصور سے کہ اسکی زبان سے کلمۂ اسلام نکلا تھا قید کر لیا
بادشاہ نے ممالک محروسہ کے تمام فاضل اور عالم جمع کرکے اپنا دعوی اوسپر ثابت کیا جب اوسنے مسلمان
ہونا قبول نکیا اور تو بس جلا قتل کروا ڈالا۔ اول اول اسی متعصب نے ہندؤن کی بے حرمتی کی اور ایک برہمن کو
مارا اسکے مزاج مین مسلمانون کی بڑی رعایت تھی عاشورہ کے روز بہت سے خیرات اور تصدق کرتا
مسجد اور مدارس مین امام۔ موذن۔ خطیب مدرس مقرر کیے اونکی معاش سرکار سے مقرر کی رعایا
اور سپاہ کی اسقدر خبرگیری کرتا کہ لوگون کے گھرون کا خاص خاص حال تک دریافت ہوجاتا۔ بعض اوقات
رات کو تبدیل ہیئت سے کوچہ و بازار مین گشت کرتا اور خلق اللہ اور اپنے امرا کے حال سے بخوبی آگاہی پاتا
لوگون کو خیال ہوتا تھا کہ کوئی جن بادشاہ کو سارا حال سنا جاتا ہے۔ بعض کا اعتقاد تھا کہ ایک طلسم کا چراغ
بادشاہ کے ہاتھہ لگا ہے جسوقت اوسے روشن کرتا ہے جنات حاضر ہوکر تمام روئے زمین اور دوسرے
ملکون کے فرمان رواؤنکا حال اور نیز پوشیدہ امور بیان کرتے ہین۔ اور خزانے اور دفینے دور و نزدیک سے لاکر
بادشاہ کو دیتے ہین بالجملہ یہ بادشاہ بڑا عقیل و ہوشیار تھا جس طرف لشکر بھیجتا روز مرہ لڑنے اور دشمنون
کے مقابلہ کرنے کی تدابیر اور جنگ کے قواعد اور مورچون کی طیاری وغیرہ کے اہتمام کا بارہ مین لکھکر سردار فوج
کو بھیجتا نوکرون کی کیا مجال تھی کہ اوسکے حکم کے برخلاف قدم رکھین ڈاک چوکی کا اسباب ہر وقت
طیار رہتا تھا جس امیر کو فرمان بھیجتا وہ شخص دو تین کوس فرمان کی پیشوائی کرتا اور نامہ بر اوسکے موقع پر پانچ
وغیرہ کے کھڑا ہو کر مکتوب الیہ کو حوالہ کرتا اور مکتوب الیہ دونون ہاتھہ سے لیکر سر پر رکھتا بعد ازان اوسی جگہ

یا منبر پر جبان کا حکم ہوتا پڑھا جاتا تھا ہر ملک کی اخبار روز مرہ گوش گذار ہوا کرتی تھی آخر کار مرض خناق بڑی شدت سے عارض ہوا کہ پانی تک حلق مین نہین اوترتا تھا اسی بیہوشی مین سانس نکل گئی چھبیس برس پانچ مہینے کی حکومت مین بہت کچھہ لطف خلق اللہ کے ساتھہ فرمایا گیا

ذکر سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودی

سلطان ابراہیم ۹۲۵ ہجری مین تخت نشین ہوا اسکے جلوس کا تخت قسم قسم کے جواہرات سے مرصع بنایا گیا تھا باپ سے زیادہ اپنے امرا کے دلمین اپنا سکہ بیٹھایا ارکان دولت کی جرأت نہ تھی کہ بال برابر بھی اوسکے حکم مین دخل دین چونکہ بدباطن لوگ اپنی گرم بازاری کے واسطے نہین چاہتے کہ ایک بادشاہ رہے لہذا سلطان ابراہیم کا جی اسطرح پھیرا کہ اوسنے اپنے چھوٹے بھائی جلال الدین کو جونپور کی حکومت پر رخصت کیا جب وہ روانہ ہوگیا وزیرون کی رائے مین یہ امر خلاف مصلحت ہوا تب بادشاہ نے اوسے پیغام دیا کہ چند امور مشورہ طلب ہین لہذا ایک ہی روز کے واسطے لوٹ کر شریک مصلحت ہوجیے شاہزادہ نے درجواب کہلا بھیجا کہ چونکہ اچھی ساعت مین گھر سے نکلا ہون بالفعل منزل مقصود کو سدھارتا ہون بعد چندے حاضر ہونگا اور راہی ہوکر جونپور جا مسند آرا ہوا۔ بادشاہ نے وہان کے امرا کو امیدوار لطف وکرم فرماکر شاہزادہ سے ناموافق کردیا۔ شاہزادہ جلال الدین کو جو یہ حال ظاہر ہوا علانیہ مخالف ہوکر اپنے نام کا سکہ وخطبہ جاری کیا اور اعظم ہمایون سروانی سے متفق ہوکر آمادہ پیکار ہوا جب بادشاہ نے چڑھائی کی اعظم ہمایون نے بے طاقت ہوکر خدمت بادشاہی قبول کی شاہزادہ نے بھی شرمندہ ہوکر قدمبوس ہونا چاہا مگر قبول نہوا آخر شاہزادہ راجہ بکرماجیت ولد راجہ مان حاکم گوالیار کی پناہ مین گیا اعظم ہمایون ۳۰ ہزار سوار اور ۳۰۰ سو ہاتھی اور بہت توپخانہ ہمراہ لیکر گوالیار پر چڑھا شاہزادہ بیتاب ہوکر مالوہ اور وہان سے گوندوانہ مین آیا حاکم گوندوانہ نے بے رحمی سے شہزادہ کو مقتول کیا چونکہ بادشاہ شراب شباب سے جکنا چور تھا بادشاہی کے شان کے برخلاف اسکے کام ہوتے وزیرون سے کبھی صلاح نہین لیتا تھا اعیان دولت کی تھوڑی سی تقصیر کی عوض مین بڑی سزا فرماتا اس سبب سے اکثر لوگ جان سے عاجز ہوکر بادشاہ کی بدخواہی کرنے لگے اور امور شاہی مین بڑا خلل واقع ہوا میان بھوا کو جو سید اور وزیر اعظم تھا بلاتقصیر قید کیا اور بعد از چند روز کے بھوکا رکھنے سے قتل کروا ڈالا۔ ایکروز سلطان سکندر نے ایکدانہ موٹھہ کا جامع مسجد مین دیکھا اوسے اوٹھا کر میان بھوا کو عنایت کیا اوسنے آداب عرض کیا دلمین جو دھیان کیا سمجھا کہ اس دانہ سعادت نشانہ کو ایسی دانائی سے کھیت تاکہ حیات ابدی حاصل کرے پس اوس مرد دانا نے اپنے باغچہ مین بویا اور نہایت ہوشیاری سے حافظت کی جب بالیان پکنے ہوئین تو سو دانہ سے زیادہ پیدا ہوئے اسیطرح سے کئی برس تک بویا کاٹا کیا اوسکے حاصلات سے اسقدر روپیہ پیدا کیا کہ ملک دہلی مین کمال استواری سے ایک مسجد تعمیر کراکر حضور مین اطلاع دی

بادشاہ نے اوسکی عقل و دانش پر آفرین فرماکر مرتبہ کی افزائش کی اور اوسکا نام موٹھہ مسجد رکھا چنانچہ ہنوز دہلی مین قائم
اور اوسی نام سے مشہور ہے۔ بالجملہ بادشاہ نے وزیر کو ناحق قتل کیا اور اعظم ہمایون کو بھی گوالیار کے محاصرہ سے طلب کرکے
آگرہ مین قید کیا۔ اوسوقت اسکا لڑکا اسلام خان مانکپور کے حاکم نے بغاوت اختیار کی چالیس ہزار سوار اور پانسو ہاتھی
آگے کرکے لڑائی کو مستعد ہوا۔ اول یہ پیغام دیا کہ اگر اعظم ہمایون کو خلاص کیا جاوے آتش فساد بجھتی ہے بادشاہ نے
اپنی گرم مزاجی سے کچھہ نہ سُنا اور اوسکی سرکوبی مین فوج مقرر کی مقابلہ ہوا ادھر لڑائی مین اسلام خان کی جان پر بنی ادھر
محبس مین اعظم ہمایون نے بھی اپنے وجود سے قیدخانۂ دنیا کو خالی کیا۔ بہادر خان ولد دریا خان نے بہار مین سرکشی کی۔
ایک لاکھہ سوار فراہم کرکے ولایت سنبھل تک فتح کرلی اور اپنے خطاب سلطان محمد کے نام سے سکہ و خطبہ کو رواج دیا اسیطرح
پٹھانون نے ہر طرف شورش برپا کی۔ دولت خان لودی باغی ہوکر لاہور سے بھاگا۔ اور ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کے
حضور مین واقع کابل پناہ لیگیا اور عزیمت ہند کی درخواست کی۔ بابر بادشاہ ہندوستان کو چلا پانی پت مین دریائے
خنگ نے لہرانا شروع کیا اور اسی ورطۂ سلامت خیز مین سلطان ابراہیم زندگانی سے ہاتھہ دھوکر دریاے فنا کے پار جا
اوترا اسکی حکمرانی سات برس رہی۔ ابتدا بہلول سے ابراہیم تک تین بادشاہ ۷۵ برس پانچ مہینے آٹھہ روز حکومت کرتے رہے
آخر کو ابراہیم سے سلطنت کا سلسلہ ٹوٹ گیا

ذکر سلطنت ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ سر چشمۂ سلاطین چغتائی ہندوستان و مجملی از آبا و اجداد

ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ بن عمر شیخ مرزا بن سلطان ابوسعید مرزا بن سلطان محمد مرزا بن جلال الدین میران شاہ مرزا
بن صاحبقران امیر تیمور گورکان ہے پوشیدہ نرہے کہ چونکہ کارپردازان قضا و قدر نے اکثر ملکون کی فرمان روائی کا
فرمان صاحبقران امیر تیمور گورکان کے نام پر تحریر فرمایا تھا شیرخواری مین سروری اور سرداری کے آثار اسکے کاسۂ
سے سر بسر واضح تھے اور چھوٹے سن مین بزرگی اور بلندہمتی اور عالی دماغی کے سامان وجود سراپا جود سے لائح تھے
جب سن تمیز کو پہونچا اسکی ہر حرکت اور چال وچلن سے پادشاہی کی شان برستی تھی اور گفتار و کردار و دستار
و رفتار سے شکوہ کیانی جلوہ گر تھا کھیل و کود مین جانبازی ملک تازی کے تذکرے ہوتے تھے لشکرکشی کشورستانی
کے کھیل جمتے تھے مثل مشہور ہے ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات القصہ شیرین خان والی توران کے خدمت مین رہتا تھا
یہ شخص چنگیز خان کے نسل سے تھا۔ آخر شجاعت ذاتی اور دلیری فطرتی سے روز بروز ترقیان پاتا ہوا کل امرا سے بلند مرتبہ
ہوا جب اوسکا باپ امیر محراب خان دولت دنیوی سے ہاتھہ اوٹھاکر یاد خدا مین مصروف ہوا اور بعد چندے متوجہ
بہشت ہوا صاحبقران پچیس برس کا تھا باپ کے مرنے پر گیارہ سال گذرے تھے کہ ۷۷۱ ہجری مین شیرین خان گور
فوت ہوا اور طالع بیدار کی یاوری سے صاحبقران بلخ کے مقام مین تخت شاہی پر پرونق افروز ہوا اسکے خطبہ کو اپنے
نام نامی سے نامور کیا۔ سمرقند مین دار الخلافہ مقرر ہوا عالمگیری کا ارادہ ہوا۔ تھوڑی مدت مین ماوراء النہر خوارزم

ہو ترکستان و خراسان و عراقین و آذربائیجان و فارس و مازندران و گرجان و دیاربکر و خوزستان و مصر و شام و روم و کابلستان
و زابلستان و گرجستان و ہندوستان وغیرہ ولایتین فتح کرلین ہر مقام پر انکے نام پر سکہ بکتا تھا ہر طرف رعب ملک گیری چمکتا
تھا۔ قاف سے قاف تک زیر حکومت ہوا ہر ایک گرم اطاعت ہوا۔ تاجداروں نے قدمبوسی مین شرف پایا سرکشون
نے راہ ادب مین سر جھکایا آخرہ ۳۶ برس بادشاہی کرکے ۸۰۷ ہجری مین بہشت برین کو سدھارا جب کہ بتسخیر خطا کے ارادہ مین
عازم تھا۔ سمرقند سے ستر کوس مقام اترار مین زندگی نے خطا کی اکہتر برس کی عمر پائی **نظم** سلطان تیمر کہ مثل اوشاہ نبود
در ہفتصد و سی و شش آمد بوجود ٭ در ہفتصد و ہفتاد و دوم کرد جلوس ٭ در ہشتصد و ہفت کرد عالم بدرود ٭ جلال الدین
میران شاہ میرزا جو تیسرا لڑکا صاحبقران کا تھا عراق اور آذربائیجان اور دیار بکر کی حکومت کرتا تھا ۸۱۰ ہجری مین قرا یوسف
ترکمان سے تبریز کے اطراف مین لڑائی ہوئی اور اوسی میدان مین کام آیا سلطان محمد مرزا ابن جلال الدین میران شاہ مرزا اپنے
بڑے بھائی سلطان مرزا کی خدمت مین سرداری کے مرتبہ پر مقرر تھا۔ اجل طبیعی مین گذر گیا۔ سلطان ابوسعید مرزا ولد
سلطان محمد مرزا پچیس برس کی عمر مین تخت آرا ہوا اور ۱۸ برس تک ترکستان اور ماوراء النہر اور بدخشان اور کابل اور غزنین
اور قندھار اور بعض حدود ہندوستان پر فرمان روا رہا اور اخیر عمر مین عراق فتح کیا ۸۷۳ ہجری مین جس طور سے اتفاق
ہوا ہو آخر اون حسن ولد قرا یوسف خان آذربائیجان کے حاکم کے قید مین تھا۔ یادگار میرزا شاہرخ مرزا کے پوتے نے جو اوسکا نوکر
تھا بادشاہ کو قتل کیا۔ عمر شیخ مرزا جو تھا لڑکا ابوسعید مرزا کا فرغانہ اور ولایت اوس کے کند و نخشب کے حکومت کرتا تھا تختگاہ
فرغانہ مین خطہ اندجان ہے اور وہان ایک پل پر عمارات شاہی تھی ۸۹۹ ہجری مین جب کہ اوسکی عمر ۳۹ برس کی تھی پل
ٹوٹنے کے باعث سے دبکر مرگیا۔ الغ بیگ مرزا برادر عمر شیخ مرزا جو ابوسعید مرزا کا لڑکا ہے علم نجوم مین مہارت کامل رکھتا
تھا رصد بنانے پر ہمت باندھی اور آخر کار انجام کو پہونچایا چنانچہ آج تک اہل تقویم اوسی کے رو سے پترہ بناتے ہین
مگر بعضے شخص جنہون نے راجہ جے سنگہ سوائی کے رصد سے واقفیت حاصل کی ہے جو میرزا خیر اللہ بیگ نے بنایا تھا
اور محمد شاہی کے نام سے مشہور ہے اوسکو الغ بیگ کی رصد سے کچھہ غرض نہین ہے بعد انتقال عمر شیخ مرزا کے سلطان
احمد مرزا اوسکا بڑا بھائی جو سمرقند کا حاکم تھا اندجان کی فتح کو عازم ہوا۔ مدت تک گھیرے پڑا رہا۔ مرضی خدا
دیکھئے جاڑے کی ایسی شدت ہوئی کہ اسکے لشکر کے اکثر انسان اور چارپایوں کی زندگانی کا بازار ٹھنڈا ہوگیا۔
اس سبب سے واپس چلا آیا۔ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ بن عمر شیخ مرزا نے ۱۲ برس کی عمر مین ۸۹۹ ہجری کو دارالسلطنت
اندجان مین سریر خلافت پر جلوس فرمایا گیارہ برس ماوراء النہر مین اوزبک اور چغتا بادشاہون سے گرم جنگ رہا اور تین
مرتبہ اپنے چچا احمد مرزا پر غالب آکر سمرقند فتح کیا چونکہ مشیت الہی یون تھی کہ اس بلند ہمت کے پیر ہندوستان مین
رونق افروز ہون ملک توران مین اسکا بندوبست بخوبی نہو سکا۔ لاچار سمرقند سے بدخشان آیا اور خسرو شاہ سے
لڑکر فتح پائی وہان سے کابل آکر محمد مقیم ولد ذوالنون ارغون سے لڑا اس شخص نے عبد الرزاق مرزا ابن الغ مرزا

ابن سلطان ابو سعید مرزا کو جو کہ بابر بادشاہ کے چچازاد اولاد مین تھے مغلوب کرکے کابل اپنے قبضے مین کر لیا تھا
خیر اس رگڑ جھگڑ مین محمد مقیم شکست کھا کر قابل سے قندھار کو بھاگا جہان اوسکا بھائی شاہ بیگ حاکم تھا۔
بابر نے کابل اور بدخشان کی حکومت قرار واقعی اپنے قبضے مین کی۔ صاحبقران امیر تیمور گورگان کے اولاد کو سابق مین مرزا
کہتے تھے اور بابر کیوقت سے بادشاہی کا لقب حاصل ہوا الغرض بابر نے ایام بہار کابل مین گذارے یہان کی آب و ہوا حضور
کے مزاج مین سازگار ہوئی۔ کابل ایک بڑا شہر ہی ایران کے طریق پر یہان کی بازار ہی باوجودیکہ جاڑے کی شدت ہوتی ہی
مگر برف سے کچھ نقصان نہین پہونچتا۔ یہان میوہ بہت۔ بہار نہایت پسندیدہ ہی۔ جن دنون مین بابر بادشاہ
کابل مین مقیم تھا ۹۱۱ سنہ ہجری مین ایسا عظیم زلزلہ آیا کہ قلعہ کی فصیل اور اکثر شاہی عمارت اور باشندون کے مکانات
اوسکی شدت سے گر گئے۔ اور تمام دن مین ۳۹ مرتبہ زمین نے جنبش کھائی۔ اکثر انسان و حیوان کے نہال حیات جڑ سے
اوکھڑ گئے۔ اور ایک مہینے تک برابرا دن مین ایک مرتبہ ضرور زلزلہ آتا تھا بعض جگہ زمین ساٹھہ گز لمبی اور گز بھر چوڑی
پھٹ گئی تھی۔ اور ایک تیر کے اندازے سے نیچے کو دھس گئی اور وہان سے پانی روان ہوا ایک مقام پر چھہ کوس تک
ایسا شگاف ہو گیا تھا جسمین بڑا اونچا ہاتھی آرام سے کھڑا رہے۔ زلزلہ سے پہلے پہاڑون سے ہوا کا طوفان بڑی شدت
سے اوٹھا۔ گویا کہ آثار قیامت پیدا ہوئے۔ اور اس سال ہندوستان مین بھی زلزلہ عظیم آیا تھا۔ بالجملہ ہنوز بابر کابل
مین تھا کہ خاقان سلیمان شان شاہ اسمعیل صفوی خراسان مین محمد خان شیبانی کی گوشمالی کے واسطے آیا جو کہ شاہی خان
کے نام سے مشہور تھا اور اوسکی ساری بلند پروازیان خاک مین ملادین بخت بد کی شومی سے مع فوج مارا گیا۔ اور خراسان
اوسکے ملک محروسہ مین شامل ہوا۔ بابر مرزا نے بادشاہ موصوف سے توسل پیدا کرکے کچھ مدد فوج کی بھی حاصل کر لی
اور بلخ و بخارا کو جا کر فتح کر لیا اور سلطان مرتضوی کے رعب سے بخارا مین خطبہ امامیہ پڑھا گیا۔ لیکن بسبب نا اتفاقی
کے کہ فوج قزلباش کے سردار نجم نامے اور شاہ بابر سے اتفاقی ہو گئی جب کہ تورانیون سے لڑائی آن پڑی امیر نجم نے کسیقدر
عین لڑائی مین بیدلی کی بابر نے شکست کھائی اور امیر نجم میدان رزم مین مارا گیا۔ اب بابر کے پیر نہ جم سکے
لاچار بدخشان اور کابل اور کسیقدر متعلقات بلخ سے راضی ہو کر فوج جمع کرنے لگا جسوقت لشکر کی جمعیت سے
دلجمعی ہوئی اور ہندوستان کے اوڈھا ڈھند سے اسطرف کو روانہ ہوا پس بادشاہ مرتضوی نسب سے رخصت لیکر
ہندوستان پر چڑھا۔ اول مرتبہ ۹۱۲ سنہ ہجری مین نزلہ مضافات ملتان تک اور دوسری دفعہ ۹۱۳ سنہ ہجری مین
کابل کی راہ سے اطراف اول عرف لمغان تک اور تیسری بار ۹۲۵ سنہ مین بھیرہ پنجاب تک اور چوتھی دفعہ ۹۳۰ سنہ ہجری مین
لاہور اور دیبالپور تک اور پانچوین مرتبہ ۹۳۳ سنہ مین جب کہ سلطان ابراہیم کے بیداد سے اکثر امرا نے باغی ہو کر غدر مچا دیا
اور دولت خان لودی نے کابل مین جا کر ہندوستان آنے کی استدعا کی بابر بادشاہ نے ہندوستان کو عزیمت فرمائی
اور پیشتر سے بعض امرا کو لاہور وغیرہ کیطرف رخصت دی اور خود بدولت اقبال و نصرت کی رہنمائی سے دریائے سندھ کے

کنارے آپہونچا اور بروقت جایزہ کے سوار و پیادہ کیا سپاہی کیا سوداگر اور اکابر او ر مسافر سب ملا کر دس ہزار شمار مین آئے اس وقت مین خبر لگی کہ دولت خان اور غازی خان نے عہد توڑ کر چالیس ہزار سوار و پیادہ سے قلعہ کلانور کو فتح کر لیا اور لاہور اور سیالکوٹ کے مردان متعینہ شاہی سے ارادہ جنگ کا رکھتے ہین پس بادشاہ فوراً لوٹ گیا دریاے چناب سے عبور کرکے قصبۂ بہلول پور مین ٹھہرا حکم دیا کہ سیالکوٹ اوجاڑ کر وہان کے باشندون کو بہلول پور مین آباد کرین اسقدر حکم دے کر پیشتر کو عازم ہوا۔ محض تائید آسمانی سے چندروز پیشتر عالم خان وغیرہ امرا نے بادشاہ سے مخالفت کی اور چالیس ہزار سوار بعزم پیکار اکٹھے کرکے دہلی کو چلے جسوقت بادشاہ ابراہیم نے مقابلہ مین پرا جمایا۔ انھون کی ہمت نہ پڑی کہ مبارز طلب کرین لاچار رات کو چھاپہ مارا اور دوسرے روز سخت لڑائی ہوئی آخر کو پھیر اوکھڑے بھاگ کر سرہند پہونچے۔ بابر شاہی لشکر کے پہونچنے کی خبر پائی نہایت خوش ہوکر اوسکے حضور مین حاضر ہوئے اور شامل لشکر ظفر اثر ہو گئے۔ بابر بادشاہ نے سیالکوٹ سے پرسرور کی راہ سے کلانور اور وہانسے چلکر قلعہ ملوت کو فتح کیا۔ دولت خان جسنے اپنا عہد توڑ ڈالا اور اوس شرم سے حضور مین نہین آتا تھا حاضر ہوا۔ خیر خواہون کے صلاح سے بادشاہ کو قلعہ ملوت مین محصور کیا کہ اوسی قید مین وہ مر گیا اور بابر بادشاہ انبالہ پہونچا۔ شاہزادہ ہمایون مرزا کو حصار فیروزہ کے تسخیر کرنے کو حکم دیا شاہزادہ اوس اطراف کو زیر کرکے واپس حضوری مین آیا اسکے عوض مین حصار فیروزہ اور ایک کرور نقد تنگہ مرحمت ہوا انبالہ مین خبر آئی کہ سلطان ابراہیم ایک لاکھ سوار اور ہزار ہاتھی اور توپخانہ بیشمار ہمراہ لیے ہوئے لڑائی کے ارادہ سے منزل بمنزل چلا آتا ہی اس خبر سے بابر نے انبالہ مین رہنا قبول نکیا اور پانی پت مین آپڑا۔ سلطان ابراہیم بھی وہان پہونچکر معرکہ آرائی مین مصروف ہوا۔ ہر روز جنگ قراولی شروع ہوئی فوج بابری توفیقات الہی سے غالب آئی ہر طرف سے تحسین و آفرین پائی۔ سلطان ابراہیم بڑی شان و شوکت سے ہاتھی پر سوار ہو کر معرکہ مین آیا اور پٹھانون نے اوس لڑائی مین ہاتھیون کو بابری لشکر پر ڈپٹایا۔ ان کالے دیوون نے فوج بابری کو روز سیاہ دکھلایا جدھر رخ کیا بساط کی بساط اولٹ دی ولایتی فوج ششدر مین پڑی تھی۔ مغلون کے گھوڑون نے کبھی فیلان کوہ تمثال کی صورت نہ دیکھی تھی سامنے آنے سے منہ پھرتے تھے اگر کسی سوار نے دلیری کی ترنگ مین آکر ادہر لگائی ہاتھیون کی خرطوم سے سر پیٹ عدم کی راہ پائی فوج بابری مین ایسی بدانتظامی ہوئی کہ ہر ایک سوار و پیادہ بیدلی سے جی ہار گیا چھکے چھوٹ گئے بادشاہ بابر نے جب دیکھا کہ بری حال ہوئی ننگ و ناموس کے واسطے کوئی منصوبہ کرنا چاہیے۔ آخر تھوڑی اور شیر مردی کی باتون سے فوج کو لڑنے پہ شہ دی کہ اسی دن کی آرزو مین جوانمرد لوگ مرتے ہین نامرد البتہ جی چراتے ہین فوج نے ایسے کلمات سے پھر ہاتھ پیر نکالے چونکہ حکم خداوندی یہ تھا کہ ہندوستان کی بادشاہی قبضۂ بابری مین آئے سلطان ابراہیم کو

کارزار مین مقتول ہوا فوج مخالف مین بھگدر پڑی۔ پانچ چھہ ہزار سوار نعش سلطانی کے برابر فانی پڑے تھے بالجملہ اس فتح عظیم سے تمام ہندوستان مین رعب بابری چھا گیا۔ بعد فتح سلطان بابر نے سجدۂ شکر خداوند حقیقی ادا کیا۔ اور دہلی مین آکر اپنے نام کا خطبہ وسکہ مروج کیا۔ خزانے کھول کر ستر لاکھہ تنگہ سکندری اور ایک تیاہی مکان بے اسکے کہ اوسکے مکین کا نشان پاوین شاہزادہ ہمایون مرزا کو حوالہ فرمایا۔ اور دس لاکھہ تنگہ امرا کو مرحمت ہوا۔ اور ہر متنفس جو لشکر مین تھا انعام سے سرفراز ہوا۔ اور جو شاہزادے کابل مین تھے اونھین اور محلات کو ہر ایک کے مناسب حال نقد وجنس روانہ فرمایا القصہ دہلی کے انتظام سے فرصت پاکر آگرہ کو متوجہ ہوا یہان بھی دار السلطنۃ تھا۔ پس انتظام ملکی اور مالی کیواسطے چندے یہان پر متوقف ہوا۔ دہلی اور آگرہ کے سوا اور ممالک قبضۂ بابری سے باہر پٹھانون کی کشاکشی مین تھے القصہ تھوڑی مدت مین بادشاہ نے اپنی تدبیرون سے اکثر سرکشون کو مطیع کرلیا۔ اور ہر شخص اپنی لیاقت کے موافق مشمول عنایت ہوا۔ اور نئے پرانے امرا کو بھی حسب لیاقت جاگیرات مقرر ہوئی۔ سلطان ابراہیم کی اولاد اور متعلقون سے براہ عنایت پیش آیا اونکا خزانہ اونھین پر حلال کیا۔ بلکہ سات لاکھہ تنگہ والدۂ سلطان کے واسطے مقرر کیا وہ نہایت خوش ہوئی۔ اور ایک قطعۂ الماس گران بہا جو آٹھہ مثقال وزن مین تھا اور راجہ بکرماجیت کی اولاد سے ہاتھہ لگا تھا علاء الدین کے خزانے سے نکالکر بابر بادشاہ کے نذر گذرانا القصہ بابر بادشاہ نے انتظام جہانداری کے واسطے تمام موسم برسات آگرہ مین بسر کیا اور بعد انقضاے برسات اور دسہرہ کے جو اہل ہنود کے کسی عید کا دن ہے مخالفون کی سرکوبی کو عازم ہوا۔ اسی عرصہ مین رانا سانگا عظیم راجہ ہندوستانکا حسن خان میواتی کے بھڑکانے سے نہایت جرأت اور بیخوفی سے مع لشکر مقام بیانہ مین آگرہ کے متصل آپہونچا اور نیز ایک گروہ پٹھانون کا جو سلطان ابراہیم سے مخالف تھے پچاس ہزار سوار اور ہاتھی جمع کرکے اطراف قنوج مین خروج شروع کیا۔ اور بہادر خان ولد دریا خان کو بادشاہ بناکر سلطان محمد لقب دیا ہر طرف سے عجب طرح کی شورش اوٹھہ کھڑی ہوئی۔ کابلی امرا جو کہ سردی کے خوگر تھے عاجز آئے بعض گرما کی لڑائیون اور بعض رانا سانگا کے خوف سے بادشاہ کے حضور مین رجعت کے مستدعی ہوئے کہ ہنوز یہ ملک بخوبی ضبط نہین ہوا۔ اور باغیون نے ہر طرف غدر مچا رکھا ہے مناسب ہے کہ یہان پر چند قلعہ تعمیر ہون اور خود بدولت پنجاب مین مقیم ہون۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ایسے وسیع ملک کو جو بڑی مشقت سے ہاتھہ مین آیا۔ اور ایک خلق کثیر کا خون بہایا گیا چھوڑنا اور ایک ہندو کے روبرو اپنی ترکی تمام کرنا بہتر نہین۔ زمانے مین نام بد ہوگا نظر خلائق مین میرا رتبہ رد ہوگا ہیہات ہیہات یہ وہ وقت ہے کہ لوٹ جانا چاہیے بلکہ مردانہ جانین لڑاکر ہمیشہ کو نام نیک حاصل کرنا چاہیے

مردی آزمانے کا یہی ہنگام ہے ۔ جوانمردان نہ پیچند از کسے رو ۔ ہمین چوگان ہمین میدان ہمین گو
اسطرح فوج کی دلجمعی کرکے آگرہ سے برآمد ہوا۔ باہمدگر صف آرائی ہوئی طرفین سے بخت آزمائی ہوئی۔
بہادران قوی دل شیر کے مانند میدان مین آئے جنکے تہور سے چرخ پیر تھرایا مریخ سا خنجر گذار الامان پکارا
رستم و افراسیاب کی روح گور مین تھرائی۔ زمین کی حرب و ضرب نے آسمان کی پیٹھ جھکائی۔ تائید غیبی
لشکر بابری کے پشت پناہی مین تھی۔ رانا سانکا نہایت مضطرب ہوکر بھاگ نکلا۔ اور بڑی خرابی سے اپنے
گھر تک پہونچا۔ فوج ہمراہی نے نیزون کے پھل سے پیٹ بھرا۔ بابر شاہ نے جو ایسی فتح پائی خدا کی درگاہ
مین شکر بجا لاکر آگرہ کو مراجعت فرمائی۔ تدبیرات مناسب سے بانیان شر و فساد کے خار وجود منحوس سے
گلستان جہان کو صاف کیا۔ تمام دہلی اور آگرہ کے اطراف مین بندوبست بخوبی ہوگیا۔ قنوج کے
پٹھانون کی بھی سرکوبی ہوئی امرائے کابلی کا فتح یابی سے دلشاد ہوا۔ کابل کے جانے سے باز رہکر ہندوستان
مین رہنا قبول کیا۔ جتنی برہمی امور جہانداری مین تھی سبکا انتظام ہوگیا۔ شاہزادہ ہمایون مرزا واسطے
انتظام ملتان کے جو بادشاہ دہلی کے تصرف سے نکل گیا تھا رخصت ہوا اور اپنی حسن تدبیر اور اقبال بابری سے
جاتے جاتے تسخیر کرلیا۔ پوشیدہ نرہے کہ بعض تاریخون مین یون لکھا ہے کہ ملتان مین اسلام کا ظہور سنہ ۹۹
ہجری مین محمد قاسم کی سعی سے حجاج یوسف کے وقت مین ہوا۔ بعد ازان سلطان محمود غزنوی نے اوس
ولایت کو ملاحدہ قرامطہ کے تصرف سے نکالکر اسلام کو رایج کیا اوسکے بعد سلطان شہاب الدین غوری
ہندوستان مین فتحیاب ہوکر ولایت ملتان پر بھی متصرف ہوگیا۔ اور ابتدائے سنہ [illegible] ہجری سے لغایت
سنہ [illegible] ہجری تک وہ ولایت بادشاہان دہلی کے زیر حکومت رہی۔ بعدہ سلطان محمد شاہ کی سست
انتظامی سے ہندوستان مین طوائف الملوکی کا گرم بازار ہوا۔ اکثر امرا نے اطاعت سے روگردانی کی
اسطور پر حاکم ملتان بھی منحرف ہوگیا۔ جب اوسکا لڑکا سلطان علاء الدین تخت نشین ہوا یہ نہایت
زیادہ سست تدبیر اور کاہل تھا۔ ملک مین زیادہ خلل ہوگیا اور جو امیر کہ محمد شاہ اور اوسکے لڑکے
علاء الدین کی طرف سے وہان پر حاکم تھا بطور خود مستحکم اور مستقل ہوکر متمرد ہوا اور بیخوف ہوا

ذکر سلاطین ملتان و شیخ یوسف کا کہ اپنی خوبی قسمت سے سلطنت پر پہونچا

اعیان ملتان نے باہم مشورہ کیا کہ واسطے انتظام جہانداری کے کوئی قاہر حاکم ضرور ہے ورنہ اس ملک کا
ننگ و ناموس بالکل رہنا نہایت مشکل ہے۔ آخر سبھون نے اس پر اتفاق کیا کہ شیخ یوسف قریشی اس [illegible]
مین متقدم اور ظاہر و باطن کی دیانت رکھتا ہے اسکو تخت پر بٹھانا چاہیے [illegible] انکے نام
و خطبہ رایج کیا امور [illegible] کوئی [illegible] حاصل ہوئی تھوڑے دنون بعد راے سہرہ نے

جو کہ گروہ لنگاہان کا سردار تھا اور قصبہ سیوی پر متصرف تھا شیخ یوسف کو یہ پیغام دیا کہ سلطان بہلول لودی نے دہلی اور دیگر اطراف مین تسلط پیدا کر لیا ہی مبادا ولایت ملتان کا بھی قصد کرے پس اسوقت مین ہوشیاری اور ملک کی حفاظت ضرور ہی اگر بندے کو اپنے دولتخواہون مین تصور کیجیے اور گروہ لنگاہان کو جو کہ سپاہی اور خدمت طلب ہین نوکر رکھیے انشاء اللہ جان نثاری مین دریغ نہوگا شیخ نے یہ التماس قبول کیا اور اوسکو امور جہانبانی مین رفیق بنایا۔ راے سنتھرہ نے بھی کمر خدمت کی اور واسطے مزید استحکام نیک اندیشی کے اپنی لڑکی شیخ کے ساتھ منعقد کی اور ہمیشہ عمدہ عمدہ تحفے لڑکی کو بھیجتا اور کبھی کبھی خود بھی لڑکی کے دیکھنے کو شیخ کے محل مین جاتا ایک مرتبہ کل آدمیون کو ہمراہ لیکر ملتان مین آیا اور شیخ سے عرض کی کہ فدوی کی جماعت ملاحظہ فرماکر ہر ایک کے رتبہ کے لائق رعایت فرماوین شیخ نے اوسکے مکر و فریب سے غافل ہوکر بہت سی رعایت اور نوازش فرمائی۔ جب راے سنتھرہ نے اپنی جماعت کا ملاحظہ کرادیا اوٹھکر مع ایک خدمتگار کے لڑکی کے پاس جا پہونچا خدمتگار نے اوسکی تعلیم کے بموجب ایک بکری کو گوشہ مین ذبح کیا اور اوسکا خون گرم پیالہ مین پوشیدہ لا کر دیا۔ اوس مکار نے اوس خون کو زہر مار کیا تھوڑی دیر کے بعد از روے فریب چلا چلا کر درد شکم کا بہانہ لایا اور گھڑی بہ گھڑی مین رونا اور تلملانا شروع کیا آدھی رات کو بارادۂ وصیت شیخ یوسف کو حاضر لائے انکے روبرو خون کی قے کی اور اس فریب سے خویش اور بھائی کو واسطے آخری ملاقات کے بیرون شہر سے قلعہ مین بولایا شیخ نے بھی ظاہری حالت ردی دیکھکر کچھ ممانعت نہ کی القصہ اس تقریب سے اکثر ہوا خواہ اوسکے قلعہ مین آگئے اوسوقت اون لوگون کو ہر چہار دروازہ پر معین کیا تاکہ شیخ کے لازم نوکر کے قلعہ سے اگر باہر ہین نہ آسکین اوسوقت شیخ کے خلوتکدہ مین گیا اور شیخ کو قید کرکے خود تخت پر بیٹھ گیا سلطان قطب الدین خطاب کرکے اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا شیخ یوسف نے کل دو سال حکومت کی

ذکر سلطان قطب الدین لنگاہ کا

سلطان قطب الدین ۸۴۹ ہجری مین فرمان روا ہوا اور شیخ یوسف قابو پاکر سلطان بہلول کے پاس دہلی بھاگ گیا بہلول اوسکے پہونچنے سے بہت خوش ہوا اور بہت احترام سے پیش آیا اور اپنی لڑکی کے ساتھ شیخ عبد اللہ شیخ مذکور کے لڑکے کو بیاہا القصہ سلطان قطب الدین حسب مدعا سولہ برس حکمرانی کرکے اجل طبیعی سے مر گیا

ذکر سلطان حسین بن سلطان قطب الدین لنگاہ

۸۶۵ ہجری مین سلطان حسین باپ کی جگہ پر قائم مقام ہوا چونکہ یہ شخص بڑا دلیر تھا قلعہ

غازی خان سے اور چھوٹ کو ملک مانجھی کھوکھر سند خان کے گماشتہ سے چھین کر اپنے تصرف مین لایا۔ اور قلیل فرصت مین ماکرورکوٹ اور دھنکوٹ پر متصرف ہو گیا۔ سلطان لودی نے شیخ یوسف کی تحریک سے سر اوٹھایا۔ شاہزادہ باربک کو مع تاتار خان حاکم پنجاب کے سلطان حسین کے مقابلہ کو روانہ کیا اسی عرصہ مین سلطان حسین کا حقیقی بھائی باغی ہو گیا۔ سلطان شہاب الدین اپنا خطاب مقرر کر کے شورش اوٹھائی سلطان حسین اوسکی سزا کو گیا اور اوسے قید کر کے لایا تھا کہ باربک شاہ اور تاتار خان ملتان کے نزدیک پہنچکر صف آرا ہوئے سلطان حسین بھی دس ہزار سوار و پیادہ لڑائی کا آمادہ ہمراہ لیکر نکل آیا۔ اسکے لشکریون کے ہر ایک جوان نے تین تین تیر مارے یکبارگی تیس ہزار تیر نے جو گوشہ کمان سے سرگوشی کر کے فتح کا وعدہ سنایا لشکر باربک نے لڑنے سے اپنے کان پکڑے چلا کر بھاگ اوٹھا قصبہ جسوت تک باگ کا ہوش نہ تھا۔ سلطان حسین پیچھا کیے چلا گیا۔ اور جسوک کے حاکم کو جو سلطان حسین کا گماشتہ تھا لڑ بھڑ کر مار ڈالا اسی وقت مین ملک سہراب دائود زئی۔ اسمعیل خان۔ اور فتح خان والد مع اپنے قوم و قبیلہ کے نواح کیچ مکران سے سلطان حسین کی خدمت مین آئے سلطان نے اوسکا آنا مغتنم سمجھا کرورکوٹ سے ہنکوٹ تک ملک سہراب کی جاگیر مین عطا کر دیا اس خبر سے اکثر بلوچ کیچ مکران سے اس درگاہ مین آئے اور دریاے سندہ کی باقی ولایت بلوچون کے نام مقرر ہوئی رفتہ رفتہ ست پور سے ہنکوٹ تک بلوچون کے تصرف مین آیا چنانچہ اوسیوقت سے وہ ولایت سہراب کی اولاد مین ہے جسوقت سلطان حسین کی نیکنامی اور حقوق ذاتی تمام دنیا مین مشہور ہوئے جام بایزید اور جام ابراہیم حاکم ٹھٹھہ جام نندا سے ناراض ہو کر سلطان حسین کی خدمت مین حاضر ہوئے سلطان نے اونکے ساتھ رعایت اور تفضلات کی اور ہر ایک کے موافق جاگیر مقرر کی تاکہ باہم مخالفت نکرین۔ از بسکہ ضعف پیری نے غلبہ دکھلایا اپنے شاہزادے کو فیروز شاہ کا خطاب دیکر اوسکے نام کا خطبہ پڑھایا چونکہ یہ شخص دل آزار و ستمگار تھا عماد الملک وزیر نے زہر دیکر مار ڈالا اس صورت مین دوبارہ اپنے نام کا خطبہ پڑھایا اور سلطان فیروز شاہ کے لڑکے سلطان محمود کو ولیعہدی پر مقرر کیا۔ اور جام بایزید کے اتفاق سے عماد الملک کو شاہزادہ کے عوض مین وہی شربت ناگوار پلایا۔ بعد چند روز کے بائیس برس پادشاہی کر کے سلطان حسین اجل طبیعی مین ملک باقی کو چل بسا۔

ذکر سلطان محمود

سلطان محمود بن فیروز شاہ بن سلطان حسین ۹۹ ھ ہجری مین دادا کی جگہ تخت نشین ہوا از بسکہ خردسال تھا لشکریوں کا ہجوم ہوا اکثر اوقات کھیل کود مین مصروف رہتا اس سبب سے اشرافون نے اوسکی مصاحبت سے دوری کی ۔۔۔ جسوقت ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ نے ملتان کے ارادہ مین کابل سے

پنجاب مین پہونچکر میرزا شاہ حسین ارغون حاکم ٹھٹھہ کے نام فرمان صادر کیا کہ ملتان جاگیر مین عنایت ہوا ہی
چاہیے کہ رفاہ خلائق مین ساعی ہو میرزا شاہ حسین ارغون ٹھٹھہ سے نکلکر سلطان محمود سے لڑا اور طرفین مین
جنگ و جدل ہوتی رہی اسی وقت مین ۲ برس کے بعد سلطان محمود دنیا سے چل بسا

ذکر سلطان حسین بن سلطان محمود

باپ کے مرنے پر یہ شخص تین برس کا تھا۔ امراے دولتخواہ نے سنہ ۹۲۵ ہجری مین مسند آرا کیا اور فرمان برداری مین
مستعد ہوئے چند دنون کے بعد قوام خان اور لشکر خان لنگاہ جو کہ سردار قوم اور صاحب جمعیت تھے بدل گئے
اکثر ملتان کے محال پر قبضہ کر لیا۔ اور مرزا شاہ حسین ارغون سے متفق ہو کر سلطان حسین کے مقابلہ مین آئے
اور فتح حاصل کی ملتان کو تسخیر کر کے غارت کر دیا اور شہر کے باشندے ۷ برس سے ستر برس والے تک قید ہوئے
اور سلطان حسین کی قدمبوسی کو بھی زنجیر نے پیشقدمی کی اور تھوڑی مدت مین نہانخانۂ عدم کو سدھارا۔
ملتان اسقدر خراب ہوا کہ آبادی کی امید نہ رہی سلطان حسین کی پادشاہی نام لیوا نسطے آٹھہ برس ہو گئی۔
میرزا شاہ حسین ارغون نے سنہ ۹۳۲ ہجری مین فتح کر کے شمس الدین نام اپنے نوکر کو ملتان کی حفاظت پر مقرر کیا
اور لشکر خان کو اوسکی ہیشدستی مین معین کیا لشکر خان ملکی اور مالی کامون مین شمس الدین سے پیش لیگیا
اور تھوڑے عرصہ مین شمس الدین کو درمیان سے دفع کر کے بجاے خود حاکم بن بیٹھا اسوقت مین کہ لاہور و
ملتان شاہزادہ کامران مرزا کے جاگیر مین مقرر ہوا شاہزادہ نے لاہور پہونچکر لشکر خان کو ملتان سے طلب کیا
اور جاگیر عنایت فرمائی۔ اور ملتان کو اپنے آدمیون کے سپرد کر دیا۔ چار سال میرزا شاہ حسین ارغون کی حکومت
رہی۔ بالجملہ ابتداے سنہ ۸۴۷ ہجری لغایت سنہ ۹۳۲ ہجری تک جملہ اسی برس ملتان تحت
تصرف دہلی سے باہر تھا جو اسوقت مین شامل ہو گیا اور شاہزادہ کامران مرزا
نے بخوبی تسلط پایا اسوقت مین بابر کے حضور مین عرض کیا گیا کہ شاہزادہ
ہمایون مرزا ناظم سنبھل کو سخت بیماری لاحق ہوئی ہی حکم ہوا کہ دریا کی راہ سے
جا خر حضور ہو۔ شاہزادہ حسب الحکم آگرہ آیا ایسے مرض لاحق تھے کہ ایک دوا سے دوسرا زیادہ ہوتا تھا ہر چند حکیمان
حاذق چارہ گر ہوتے کوئی سود نہوتا دوا سے کام گذر گیا مرض نے طول پکڑا جب ناامیدی چھا گئی خیر اندیشون نے
عرض کیا کہ ایسے موقع پر جہان دوا کارگر نہو صدقہ اور دعا سے چارہ جوئی کرنا چاہیے ایسے شہزادہ کے تصدق مین وہ
چیز خیرات کرنا ضرور ہی جو خزانہ شاہی مین عدیم الجواب ہی بالفعل وہ ہیرا جو کہ والدہ سلطان ابراہیم نے نذر کیا تھا
تصدق کرنا چاہیے تاکہ خداوند تعالی شفا کرامت کرے بابر نے جواب دیا کہ جان ہمایون کی اسقدر عزیز ہو کہ کوئی چیز
دنیا کی اوسکے مساوی نہین ہوسکتی پس مین اپنی جان کو فدا کرتا ہون الغرض مصمم سمجھا کر تا نہر ھی

اور دعا مانگی کہ اے حلیم مطلق ہمایون کی جان کے واسطے مین اپنی جان کا فدیہ کرتا ہون امیدوار ہون کہ قبول ہو۔
اور وہ جان عزیز شفا پائے اوسی وقت شاہزادہ ہمایون کے مرض مین خفت اور سبکی اور بابر کے وجود مین گرانی اور بیماری
ظاہر ہونی شروع ہوئی تماشائیون کو حیرت نے آدبایا آخر پانچ چھہ روز کے عرصہ مین ہمایون نے شفا پائی اور بابر
اونچاس برس کا ہوکر عالم آخرت کو تشریف لیگیا اوسکی لاش کابل پہونچا کر کسی ندی کے کنارے مدفون کی۔
اس پادشاہ نے ۳۸ برس سلطنت کی اوسمین سے پانچ برس پانچ روز ہندوستان پر حاکم رہا

ذکر احوال نصیر الدین محمد ہمایون پادشاہ بن بابر

میر نظام الدین میر خلیفہ ناظم اور مدار علیہ پادشاہزادہ محمد ہمایون مرزا سے مخوف تھا نہین چاہتا تھا کہ یہ شخص
تخت نشین ہو بلکہ یہ مدعا تھا کہ خواجہ مہدی بابر پادشاہ کا داماد جوکہ دریا دل اور ہمت بلند اور اکثر امرا سے
متفق تھا تاجور ہو۔ اور خواجہ مہدی نے سلطنت کی امید مین بڑا طمطراق ظاہر کیا۔ حکم تقدیر سے ہر شخص
لاچار ہی جسکو لائق دیکھتے ہین اوسکے حصہ مین عنان حکومت دیتے ہین پس امیر خلیفہ کی رفاقت اور تدبیر نے
خواجہ مہدی کا کچھہ بھلا نکیا۔ امراے عظام نے متفق ہوکر سنہ ۹۳۷ ہجری مین ہمایون پادشاہ کو جو بیس برس
کی عمر مین حکمران بنایا اس پادشاہ نے سپاہ کی تنخواہ بدستور سابق بحال رکھی بلکہ اکثرون کا اضافہ کیا اور
ولایت کابل اور بدخشان اور ملتان بھائیون کو بخشی اس انتظام کے بعد کالنجر کو عازم ہوا وہان کی راجہ نے
اطاعت کی راہ سے دس من سونا نذر کیا چون کہ سلطان محمود بن سلطان سکندر لودی جونپور مین خودسری
کر رہا تھا اوسکی سرکوبی کو لشکر مقرر کرکے خود بدولت آگرہ تشریف لائے سلطان محمود لشکر ظفر پیکر کے پہونچتے ایسا بیتاب ہوا
کہ پٹنہ اور بنگالہ کیطرف چلا گیا اور وہین پر جان بحق ہوا چون کہ محمد زمان مرزا پادشاہ بابر کا داماد بغاوت کا
ارادہ رکھتا تھا اوسے قید کرکے قلعۂ بیانہ مین محبوس کیا اور حکم دیا کہ اسکی آنکھون مین سلائی پھیرے۔
چونکہ تقدیر مین اندھا ہونا نہ تھا فرمان کی جعلی تحریر ثابت ہوئی اور یہ اوس بلا سے صاف بچ گیا اور قابو پاکر
قید سے نکل سلطان بہادر گجرات والے کے پاس چلا گیا ہمایون نے اس ماجرے کے سنتے حاکم مذکور کے نام
محبت آمیز فرمان روانہ کیا اور لکھا کہ محمد زمان کو حضور مین روانہ کرے یا اپنے ملک کے حدود سے نکالدے
سلطان بہادر گجراتی نے بیوقوفی سے نالائق جواب لکھہ بھیجا اور خود سلطان علاء الدین ولد سلطان بہلول لودی
اور اوسکے لڑکے تاتار خان کے بھڑکانے سے قلعہ چتور پر چڑھ دوڑا اور ملک پادشاہی پر تاتار خان کو روانہ فرمایا اسنے
قلعہ بیانہ فتح کرکے آگرہ پر چڑھائی کی ہمایون نے اس آگ بجھانے کو اپنے چھوٹے بھائی ہندال مرزا کو مع
جانباز ان تیغزن کے روانہ فرمایا طرفین سے زد و کشت ہوئی اقبال ہمایونی مددگار تھا تاتار خان مع اکثر رفیقون
کے قتل ہوا چون کہ سلطان بہادر نے فرمان کے جواب مین بے ادبی کی تھی ہمایون کو پادشاہی غیرت نے

گوشمالی پر آمادہ کیا۔ آگرہ سے کوچ ہوا ادھر سے سلطان بہادر بھی قلعہ چیتور کے محاصرہ سے اوٹھکر بقصد پیکار عازم ہوا
مندسور کے میدان میں دونو لشکر سے تواتر لڑائیان واقع ہوئین آخر سلطان بہادر کے پیر نہ جمے اور اوس روز اکثر
گجراتی خستہ اور کشتہ ہوئے ہمایون نے اوسکے نابود کرنے کا مضبوط ارادہ دلمین کرلیا تھا پیچھا نچھوڑا کسی جگہ سلطان
کو دم لینے کی مہلت نملی آخر دریاے شور کے کسی جزیرہ مین پوشیدہ ہوا اور ہمایون نے کہساٹ تک ساری ولایت
کو فتح کرکے ہر جگہ اپنے معتمدون کے سپرد کی اسکے بعد قلعہ چانپانیر کو جاگھیرا اس جگہ سلطان بہادر کے سپاہی رہتے
تھے اور یہ قلعہ متانت اور استحکام مین مشہور ہے پس ایک مدت تک محاصرہ کیا ایکروز ہمایون شکار کے حیلے سے چند آدمیون کے
ہمراہ برآمد ہوا اور اوس قلعہ کو خوب ملاحظہ فرمایا یکایک کسیطرف سے قلعہ کے نزدیک پہونچکر فولادی میخین دیوار مین گڑوا دین
اور خود بدولت مع چند دیگر سپاہیون کے چڑھکر اندر کود پڑے اور دروازہ کو کھول دیا کہ اوسی راہ سے لشکر
ظفر پیکر نے اندر گھسکر اہل قلعہ کو خاک مین ملا دیا۔ اس قلعہ سے اسقدر نقد وجنس لوٹ مین ہاتھہ لگا کہ ایک
سال تک حاصلات جاگیر کے محتاج نہ تھے الغرض اس فتح کے بعد مندسور گیا اور ولایت گجرات کو عسکری مرزا برادر
حقیقی کے جاگیر مین عطا فرمایا عسکری مرزا وہان پہونچکر عیش وعشرت مین ایسا پھنسا کہ مہمات ملکی کے رتق و
فتق کی کچھہ خبر نرہی۔ سلطان بہادر نے اس غفلت کو اپنے بخت خفتہ کا جاگنا سمجھا۔ اور دوبارہ گجرات مین
آپہونچا مرزا عسکری باوجود ہونے لشکر اور سامان کے ایسی بڑی سلطنت کو جو کہ بڑے تردد سے ہاتھہ لگی تھی
مفت مین ہاتھہ سے کھو کر بے لڑے بھڑے آگرہ کو روانہ ہوا سخن سازون نے حضور مین عرض کیا کہ مرزا
پادشاہی کا خیال کرتا ہی اسواسطے ہمایون نے مندسور سے آگرہ کو کوچ کیا مرزا عسکری جو کہ گجرات سے آتا تھا
قبل پہونچنے خبر کے دفعتاً راستے مین پادشاہی ملازمت سے سرفراز ہوا۔ ہمایون نے بمقتضاے اہلیت کے
شنیدہ خبر اوس سے کچھہ بیان نکی محمد مرزا نے سلطان بہادر کے اغوا سے براہ ریگستان لاہور آکر شور اوٹھایا
لہذا فوج ظفر موج اوسکے انہدام ہستی کو مقرر ہوئی مرزا نے ٹھہرنے کی مجال نپائی گجرات کو واپس گیا ہمایون نے
دوبارہ سلطان بہادر کے نابود کرنے کا عزم جزم فرمایا لشکر ظفر پیکر بیشتر روانہ ہوا مکرر لڑائیان ہوئین۔
سلطان بہادر فاش شکست پاکر فرنگیون کے ٹاپو مین گیا جسوقت اون لوگون کے ناصیۂ احوال سے بیوفائی
اور مکاری کا مضمون پڑھا چاہتا تھا کہ مفرور ہو بروقت چڑھنے کے جہاز سے دریاے شور مین گرا اور سیدھا
دریاے فنا مین جا لگا ولایت گجرات ہمایون کے قبضے مین آئی اوس ولایت سے دلجمعی کرکے عملہ معتبر مقرر
فرماکر آگرہ کو نہضت کی۔ اسوقت مین شیر خان نے فرصت پائی کیونکہ رایات ہمایون گجرات مین تھے
فوراً ملک جونپور اور بہار اور رہتاس اور چنارہ کو اپنے قبضہ مین دبا بیٹھا اور کسیقدر قوت پاکر ملک پادشاہی پر دست درازی کرنے
لگا روز بروز لشکر جمع ہوتا تھا۔ پادشاہ نے یہ خبر پاکر اسکے رفع فساد کا عزم کیا۔ اور قلعہ چنارہ کو ضعف سے

خفیف سے محاصرہ مین شیرخان کے محافظون سے تسخیر کرکے آگے کو چلا شیرخان نے قبل نہضت پادشاہی
کے بنگالہ جاکر وہان کے حاکم کو شکست دی تھی اور وہان مقیم رہا نصیب شاہ وہانکا حاکم زخمی ہوکر درگاہ شاہی
مین حاضر آیا اور مستغیث ہوا ہمایون پادشاہ بنگالہ بہار کی فتح کا مصمم ارادہ کرکے کوچ بکوچ بنگالہ مین وارد ہوئے
شیرخان نے لشکر شاہی کے مقابلہ کی تاب نپائی اپنے لڑکے جلال خان کو بنگالہ مین چھوڑکر خود جھارکھنڈ چلا گیا
لڑکا بھی رعب شاہی سے گھبراکر جھارکھنڈ کو روانہ ہوا ہمایون نے بنگالہ مین تصرف پاکر اوسکی آب وہوا سے
سرور حاصل کیا لاجرم متوقف ہوا اور عیش ونشاط مین ایسا دل بندھا کہ کچھہ کسیطرح کی پروانہ تھی بلکہ
حکم دیا کہ کوئی شخص ناخوش خبر حضور مین نہ سناوے اسکی کم بختی کے عمدہ اسباب یہی ہوئے شیرخان کو
جب اس قیل وقال کی خبر ملی فرصت غنیمت جانکر اکثر ملک گرد نواح کے اپنے قبضہ مین لایا اور عجب طرح کا
فساد برپا کیا پادشاہ کی غفلت سے بعض امرا آزردہ دل ہوکر آگرہ چلے آئے اور اونکے بھڑکانے سے ہندال مرزا
نے باغی ہوکر اپنے نام کا خطبہ وسکہ جاری کردیا جسوقت کہ یہ خبرین لشکر مین پہونچین کسیکی طاقت نہ تھی کہ
پادشاہ کے گوش گذار کرے آخر خیرخواہون سے دم بخود نرہا گیا شیرخان اور مرزا ہندال کی بغاوت اور خرابی
مملکت اور نہ پہونچنے غلات کا حال حضور مین عرض کیا۔ اس خبر سے پادشاہ نے عین برسات مین بنگالہ سے
نہضت کی دریاؤن کی طغیانی اور پانی کی کثرت اور کیچڑ کی شدت سے فوج اور چارپایون کو بڑی تکلیف عائد حال
ہوئی۔ بلکہ اکثر حیوانات تلف ہوگئی جسوقت واقع بھوجپور مقام بہٹہ مین پہونچا شیرخان مع لشکر اور سامان
شایستہ کے پادشاہی لشکر کے پاس پہونچا اور ازروے فریب کے پیغام اطاعت اور فدویت کا دیا چند روز اسی
قیل وقال مین گذرے چونکہ بسبب نہ پہونچنے سامان غلہ اور نیز ضائع ہونے چارپایون کے پادشاہی سپاہی بے
سامان ہوکر قابل جنگ آزمائی کے نرہے تھے اور باوجود اس واقعہ کے بدستور غفلت مین بسر ہوتی تھی شیرخان نے
یہ بات دریافت کرلی کہ ہمارا رعب پادشاہی لشکر کے دلمین سما گیا ہی نے خبر ایک روز صبح کے وقت ہمایون کے
لشکر پر دوڑ پڑا۔ پادشاہی فوج کو اسقدر فرصت نہ ملی کہ گھوڑون پر زین رکھین اور لڑائی کرنا تلوار کھینچنا
تو ایک امر دشوار تھا اکثرون کی جانین پھڑ پھڑا کر قفص تن سے نکل گئین کتنے آبرو کے واسطے دریا مین ڈوب مرے
باقیماندہ جسطرح بنا دریا سے گذر کر جنگل کو سدھارے اور جان بچا گئے ہمایون نے یہ ناگہانی طوفان دیکھکر
گھوڑے کو دریاے گنگ مین ڈالدیا چونکہ دریا بڑے زور وشور پر چڑھا ہوا تھا کنارے ہی پر گھوڑے کی پیٹھہ سے
گرا کنارے کی اونچائی اور دریا کی گہرائی سے ساحل سے ہمکنار ہونا دشوار ہوا کبھی غوطہ کھاتا تھا کبھی ادبھر آتا تھا
اسطرح سے اوس بحر زخار مین بلبلاتا تھا اوسیوقت ایک سقا نے پہونچکر دستگیری کی باہر نکال لایا پادشاہ
نے کہا تو کون ہی اور کیا نام بہشتی نے عرض کیا کہ نظام نام سرکار کا نوکر ہون پادشاہ نے اس جواب سے شگون لیا

کہ بفضل ناخداے حقیقی جلد فتنہ و فساد کے دریاے پر شور سے نکلکر ساحل مراد کو پہونچا ہون القصہ دریا
سلامت نکلکر اوس سقہ سے دریافت کیا کہ تیری کیا آرزو ہے اوسنے التماس کیا کہ جب بدولت و اقبال آگرہ مین
نزول ہو دو پہر کے واسطے تخت شاہی کا جلوس چاہتا ہون بادشاہ نے قبول کیا ہزار رنج و غم آگرہ پہونچا
حاجی بیگم ہمایون کی خاص حرم شیرخان کے قید مین پھنس گئی تھی شیرخان نے اہلیت اور مردمی کا کام کیا بعد اسکے
کہ جب عراق سے کابل کو لوٹا بیگم صاحبہ کو ہمایون کے حضور مین پہونچا دیا یہ واقعہ سنہ ۹۴۶ ہجری مین گنگا کے
بھوجپور کے متصل مقام پٹنہ مین واقع ہوا ۔ دیکھنا چاہیے کہ اوس ذرا سی غفلت کا نتیجہ جو بنگالہ کے مقام مین
ہمایون بادشاہ نے اختیار کیا تھا کہان سے کہان تک حاصل ہوا المختصر ہمایون آگرہ پہونچکر لشکر جمع کرنے اور
دل آزردون کے تالیف قلوب مین مصروف ہوا اوسی زمانے مین وہ بہشتی وفا سرشت جسنے دریا مین جان بچائی تھی
حاضر حضور ہوا اور بادشاہ نے دو پہر کیواسطے تخت پر جلوس کرایا اور بموجب حکم ہمایون کے کل امراے حاضر ہوکر فرمانبردار
ہوئے اور بروقت جلوس حسب دلخواہ احکام جاری کیے کہتے ہین کہ اپنے مشک کے چمڑے سے روپیہ اور اشرفی کٹواکر سونے
چاندی کے پانی سے اپنا نام اوسپر لکھکر رائج کیا ۔ اور یہ بات ہنوز عوام مین زبان زد ہے ۔ ہندال مرزا جو بعض امرا
و نملانے سے باغی ہوا تھا خرشد سر جھکائے حضور مین حاضر ہوا اور عسکری مرزا بھی بیانہ سے دردولت پر پہونچا اور کامران
بھی لاہور سے آیا جسوقت صلاح لینے کو مجلس درست ہوئی کامران مرزا جوکہ پیدایشی حسد اور عداوت رکھتا تھا سقا
اجلاس کرنے کی شکایت کرنے لگا ۔ اور آخرکار بیس ہزار سوار ہمراہی سے تین ہزار بادشاہ کے حضور مین چھوڑکر لاہور
ایسے وقت مین کہ شیرخان ایسا دشمن چیرہ دستی کر رہا تھا لازم تھا کہ باہم متفق ہوتے مگر کامران کو توفیق
آخر ہمایون سنہ ۹۴۷ ہجری مین لشکر ظفر پیکر بڑے حشم و خدم سے آراستہ کرکے آگرہ سے شیر شاہی فساد رفع کرنے کو
یہ بھی پچاس ہزار سوار اور دیگر سامان پیکار ہمراہ لیکر جا پہونچا قنوج کے گردنواح مین دونون لشکر کا مقابلہ ہوا درمیان
مین دریاے گنگ حایل تھا ایک دوسرے کی مجال نتھی کہ باہم بھڑ جاوین آخر شیرشاہ نے ہمایون کو یہ پیغام
کہ طرفین کی فوجین کنارون پر بیٹھی ہوئی فیصلہ کے انتظار مین دلتنگ ہین پس یا حضرت راہ دیوین میرا لشکر
عبور کرے یا اگر حکم ہو میری فوج کنارے سے ہٹ جائے اور آپکا لشکر پار اوتر آئے جو کچھ تقدیر مین ہونا ہو ہو جائے
ہمایون نے اس پیغام سے متنبہ ہوکر اپنا ہٹنا بادشاہی کی عزت سے ناپسند کیا شیرخان کو کہلا بھیجا کہ گھاٹ
چھوڑ دیوے اسنے قبول کیا کنارے سے بہت دور جا کر ٹھہرا ۔ ہمایون کی فوج نے عبور کیا ۔ سخت لڑائی درپیش
ہر ایک نے خوب جی کھول کھول کر تلوار کی تقدیر مین تو کچھ اور ہی لکھا تھا ہمایون کے لشکر نے شکست کھائی
سارا انتظام اولٹ گیا ہمایون بذات خود چند مرتبہ نیزہ لیکر دشمن کی صف پر دوڑا اگر نصیب نے یاوری نکی ناچار
فیل سوار دریاے گنگ سے عبور کیا کنارے پہونچکر میر شمس الدین محمد غزنوی کے سہارنے سے پار لگا یہ شخص کا

کی ہمراہیون مین تھا اسی خدمت کے عوض مین پسر مذکور کو شاہزادہ محمد اکبر کی اتالیقی ملی اور شاہزادہ موصوف کے عہد مین مع اپنے
تمام قبیلہ کے دولت عظمی پر فائز ہوا انشا اللہ ذکر اسکا اپنے موقع پر آویگا - بالجملہ ہمایون پادشاہ نہایت
مشقت سے آگرہ پہونچا اور وہان پر توقف مناسب نجانکر راہی ہوا بعد طی کرنے مسافت کے لاہور مین پہونچکر
بھائیون سے شورہ کرنے لگا ہر ایک نے برخلاف مرضی ہمایون کے اپنی اپنی رائے ظاہر کی ہمایون نے کہا
سمجھا چاہیے کہ فردوس مکانی بابر بادشاہ نے کس کس مشقت سے ہندوستان فتح کیا تھا اگر ہماری بے اتفاقی
باہمدگر سے ایسا ملک نکل جاویگا تو دوسرے زمین کے بادشاہ تحسین کیا کہینگے اگر ہم اکیلے غنیم پر جاکر فتح و نصرت
حاصل کرینگے تو تم لوگ مجھے کیونکر دیکھوگے اور اگر خدانخواستہ معاملہ دگرگون ہوا پھر تو تم لوگون کو ہندوستان مین رہنا
مشکل ہوجائیگا - چونکہ کامران مرزا کو شیرخان نے فریب کی راہ سے ولایت لاہور کی حکومت کا امیدوار
کیا تھا - اس بے وقوف نے ہمایون کی مددہی سے پرہیز کیا اور جنگ کرنے کا شورہ ندیا بلکہ مرزا عسکری کے
اتفاق سے کابل چلا گیا کابل پہونچنے پر غزنین اور قندھار اور بدخشان کو قبضہ مین لاکر اپنے نام کا خطبہ و سکہ
جاری کیا عیش و کامرانی کی مجلس آراستہ کرنے لگے اور مرزا حیدر کاشغری ہمایون کا خالہ زادہ جو کہ عہد بابری
مین کاشغر سے آیا تھا اور بمقام آگرہ مستفیض ملازمت ہوا تھا رخصت ہو کر کشمیر کو روانہ ہوا اور اوس ولایت کو
تلوار کے زور سے مسخر کیا اول کشمیریون کی صلاح سے چپغازک شاہ وہان کے والی کی نام سکہ و خطبہ جاری رکھا
اور چند سال کے بعد جب کہ ہمایون نے عراق سے معاودت کی تب سکہ ہمایون نے ہر جگہ اپنا ظہور دکھلایا الغرض
جب ہمایون نے دیکھا کہ بھائیون کو میری ہمراہی نہ بھائی اور نوکرون نے بیوفائی سے پیٹھ دکھلائی لاہور مین
توقف کرنا نامناسب سمجھا دریاے چناب کے کنارے پہونچا وہان پر ہندال مرزا مع ناصر مرزا چچازاد بھائی کے
حاضر ہو کر مشرف قدمبوس ہوا - ہمایون انکی اتفاق سے براہ ملتان مقام بھکر مین آیا خواص خان شیرخان کا
غلام مع لشکر ملتان اور آوچ تک ہمایون کا پیچھا کر کے لوٹ پڑا - جب ہمایون بھکر مین ٹھہرا ہندال مرزا بدون
رخصت پانے کے چلا گیا ہمایون ایک مدت تک بھکر مین ٹھہرا رہا اور وہان کے حاکم سلطان محمود کے نام فرمان
عنایت صادر فرمایا مگر تقدیر نے اوسکو رفاقت کی فرصت نہ دی حیلہ حوالہ مین رکھا لاچار ٹھٹھہ کو متوجہ ہوا
جب ٹھٹھہ کے نزدیک پہونچا بادشاہ حسین مرزا ارغون وہان کے حاکم سے ایک مدت تک لڑائی رہی
ارغونیون نے غلہ پہونچنے کی راہ لشکر بادشاہی مین بند کر دی مردم شاہی پر ایسا کام تنگ کیا کہ اکثر چوپایون کے
گوشت پر گذران ہوتی تھی اسوقت ٹھٹھہ کے حاکم نے ازروی فریب کے ناصر مرزا کو لکھا کہ چونکہ ضعف پیری اپنا
زور دکھلا رہا ہے اور قیام بنیان ہستی کی امید مبدل بیاس ہوئی ہے اور بجز ایک لڑکی کے کوئی
وارث نہین کیا عمدہ بات ہو کہ میری دختر تیری مناکحت مین آوے اور تو اسوقت

یعنی عصا سے پیری کا ہو مرزا نے اس پیام کو اپنی خیالی بلا وسے خوش ہو کر ہمایون سے جدائی
اختیار کی - ہمایون نے یہان بھی کوئی صورت مراد حاصل ہونے کی نپائی لاچار ٹھٹھہ سے یہ ارادہ کیا کہ
راے مالدیو کے پاس جو ہندوستان کے راجاؤن مین ممتاز اور صاحب جمعیت ہی چلا جاے الغرض اوچ اور بیکانیر
کی راہ سے جودہ پور کو چلا جب اس گروہ جودھپور باقی رہا خبر پائی کہ راے مالدیو شیرخان کے خوف سے بدنیتی کا
خیال رکھتا ہی لہذا برابر چلے جانا مناسب نہ جانا چند معتبرون کو دربردہ دریافت کیفیت کو بھیجا اونھون نے
لوٹ کر عرض کیا کہ درحقیقت راجہ مذکور بدخواہی پر کمر باندھے ہی لاجرم معاودت فرمائی چونکہ ریگستان واقع تھا
اونٹ کی سواری مین جلیسر کی راہ سے روانہ ہوا راستہ مین تین راتدن پانی نملا اکثر آدمی اس صدمہ سے
جان بحق تسلیم ہوئے ہزارون تعب اور تکلیف سے امرکوٹ کے حصار مین پہونچا اوس جگہ کے حاکم رانا پرشاد
نے بادشاہ کا پہونچنا یاوری بخت سمجھا خدمتگاری مین حاضر ہوا بعد پہونچنے اوس حصار کے پانچوین رجب
سنہ ۹۴۹ ہجری مین شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر حمیدہ بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہوا نسب اس بیگم کا حضرت
ژندہ فیل احمد جام سے ملتا ہی اور ہمایون بادشاہ نے ٹھٹھہ پہونچکر اپنے نکاح مین مشرف کیا تھا الغرض ستارہ
شناسون نے زائچہ مولود ملاحظہ کرکے کہا کہ بخت بلندی اور بیداری طالع اور فیروزمندی اور عالی رتبگی وغیرہ
مین لاجواب عمر و دولت سے کامیاب ہوگا ہمایون بادشاہ نے اس دولت غیرمترقبہ کے حاصل ہونے سے
سجدۂ شکر خداوند حقیقی ادا کیا اور چندے وہان پر مقیم رہا بعدازان وہان سے دل اوچاٹ ہوکر یہ منصوبہ کیا
کہ بیگمات کو قندھار مین چھوڑکر مکہ معظمہ کو روانہ ہو لہذا ٹھٹھہ کے حاکم سے صلاح کرکے روانہ ہوا جب قندھار
کے اطراف مین پہونچا مرزا عسکری جو کامران مرزا کیطرف سے وہان پر تھا بادشاہ کے پہونچنے سے قلعہ داری
دکھلائی آمادۂ جنگ ہوا چاہا کہ اوسے قید کرلے ہمایون نے وقت کو برخلاف پاکر پیشتر کو عزم کیا جب قندھار
سے ایک منزل نکل گیا مرزا عسکری نے قلعہ سے نکل کر ہمایون کا قصد کیا ہمایون اس خبر سے بہت جلد
مع چند متعلقان حرم سرا کے نکل گیا مرزا عسکری نے خود خیمہ گاہ شاہی مین پہونچکر اردوے معلے کو غارت کیا
شاہزادہ محمد اکبر اس بدسرشت کے ہاتھہ لگا قندھار مین لیگیا اور تھوڑے زمانہ کے بعد کامران مرزا کے پاس
کابل مین بھیجدیا - چونکہ پردۂ تقدیر مین رنگارنگ کی بازیان ہین صانع حقیقی کی عجب عجب کارسازیان
ہین اس انقلاب مین ہر ایک قرابتی اور ہمنشین اور دوست اور بھائی وغیرہ کا امتحان ہوگیا آخر ہمایون نے
دلتنگ ہوکر ارادہ کیا کہ بیابان تجرد مین قدم زن ہو اور مقصد حقیقی کے دامن تلک ہاتھہ پہونچائے یا گوشۂ
قناعت مین اپنے جنس کی نظرون سے پوشیدہ ہوجائے لیکن ہمراہیون نے نہایت آرزومنتی سے
اس ارادہ کو فسخ کرایا خراسان اور عراق کی طرف متوجہ ہوا جب خراسان کی حد پر پہونچا ہرات کے امیرالامرا

اپنے آنے سے اطلاع دی اوسنے درجواب لکھا کہ اسی اطراف مین چند سے آرام فرمایے اور بنام پادشاہ سلیمان جاہ شاہ طہماسپ صفوی کے خط روانہ کیجیے بروقت ورود جواب اوسکے مرضی کے موجب تعمیل کیجاوے گی پس ہمایون نے اپنے خاص قلم سے اوس پادشاہ سلاطین پناہ کے نام سارا گذشتہ حال لکھکر یہ بیت بھی درج کی ؎ بگذشت از سر ما انچہ گذشت ۞ چہ بکوہ و چہ بصحرا چہ بدشت ۞ اور بموجب شعر محتشمی اکبر نامہ ؎ لیے پھرے میری تقدیر جا بجا مجکو ۞ چمن مین کوہ مین صحرا مین دشت و دریا مین ۞ جسوقت یہ خط اوسکے ملاحظہ مین گذرا اپنی جوانمردی جبلی کے بموجب امیر الامرا اور حکام اوس اطراف کے نام فرمان جاری کیا کہ پادشاہ ہمایون کی ضیافت اور مہمانداری کمال عزت اور احترام سے کی جاوے اور اپنی خدمتگذاری سے راضی اور خوشنود کرکے حضور مین پہونچاوین اور ایسی کوئی حرکت نہو کہ اوسکے دلمین غبار کدورت آنے اور ہمایون پادشاہ کے نام لکھا کہ تمنای ملاقات حیطۂ تحریر سے افزون ہی نامہ کے عنوان پر یہ شعر حافظ شیرازی کا تحریر کیا ؎ ہمای اوج سعادت بدام ما افتد ۞ اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد ۞ شاہزادے کے اتالیق کو جو حاکم اور جانشین خراسان کا تھا تحریر کیا کہ جسوقت ہمایون دار السلطنت ہرات مین پہونچے شاہزادے کو واسطے استقبال کے لیجاوے۔ اور جسطرح باپ بیٹون مین ادب ہوتا ہی اوسی ادب سے شاہزادہ ہمایون کی ملاقات کرے اور جب شہر مین داخل ہو شاہزادہ لڑکون کیطرح ہمرکاب رہے اگر پادشاہ نظر بحال وقت کرکے راہ روی مین تواضع کرے تو بخوبی عرض کرکے اوس قسم سلوک سے باز رکھے الغرض جب ہمایون کو جواب باصواب حاصل ہوا۔ غرہ ذیقعدہ ۹۵۰ھ ہجری کو ہرات مین پہونچا۔ محمد خان حاکم ہرات بموجب حکم بادشاہ ایران کی مہمانداری کی خدمت مین مصروف ہوا اور شاہزادہ مراد مرزا کو استقبال مین لے گیا اور نہایت ادب شناسی سے ملاقات کی اور اسباب وغیرہ جو سامان سفر اور شان جہانداری کے لیے ضرور تھا طیار کیا۔ تاکہ پادشاہ والاجاہ کے ملاقات کیوقت کسی امر کی احتیاج نہو ہمایون چند روز ہرات مین رکہا اور خواجہ عبد اللہ انصاری کے مرقد کی زیارت کرکے کوچ کیا جام مین پہونچکر حضرت زندہ فیل احمد جام کی زیارت حاصل کی وہان سے طوس کے مشہد مقدس مین روضہ رضویہ علی مشرفہا السلام و التحیۃ کے قدمبوسی سے مشرف ہوا وہان کے حاکم شاہ قلی خان نے بھی مہمانداری اور خدمتگذاری مین کچھ کوتاہی نکی اسیطرح جدھر سے گذر ہوتا وہان کا حاکم خدمت اور بندگی مین حاضر ہوتا۔ نیشاپور مین کان فیروزہ کی سیر فرمائی وہان ایک عجیب چشمہ ہی۔ اگر کوئی پلید چیز اوسمین چھوڑین ہوا مین طوفان پیدا ہو۔ اور باد و خاک کی شورش سے ہوا تاریک ہو جائے۔ اس تماشے کو بھی ہمایون نے اپنی آنکھ سے ملاحظہ کیا جسوقت دار السلطنت کے نزدیک پہونچا لشکری اور ارکین دولت اور امراے نامدار اور وزیران صاحب اختیار وغیرہ حسب الحکم شاہی استقبال کو آئے جب ہمایون اور بھی نزدیک پہنچا خود پادشاہ سلیمان جاہ نے شہر سے برآمد ہو کر اوس دار السلطنت

درمیان فریقین ملاقات کی اور اپنی مردمی سے کوئی دقیقہ تعظیم اور تکریم کا اوٹھا نہ رکھا جشن شادی مرتب [illegible] جیسا
قاعدہ شاہ و شہریار کا ہوتا ہے مہمانداری کی ہر روز نئے رنگ سے مجلس آراستہ ہوئی عیش و عشرت مین بسر ہوتی تھی
مہمان کی خاطرداری مین رات دن گذرتی تھی ہزارون قسم کے تحفجات مانند عراقی گھوڑے جنکے منہ نیلے زین اور پایہ
مرصع اور ورکد کی فاخرہ اور استر طیار اور سانڈنیان صبا رفتار بدیع پیکر بادہ ور اور بہت سے تیغ و خنجر اور نقد کے
توڑے اور قاقم و سنجاب اور سمور وغیرہ اور زربفت اور مخمل اور اطلس اور مشجر [illegible] وریزدی و کاشی ہزارون طشت
و آفتابہ و شمع اور ہزارون طبق وغیرہ نقرہ اور طلائی اور فرش وغیرہ نہایت عریض اور طویل نادرہ روزگار ہر ایک کو
جدا جدا عنایت کیا — ہمایون نے بھی اسی جشن مین ڈھائی سو لال گران بہاے بدخشانی تحفہ کے طریق بادشاہ
میزبان کو اسطور پر نذر دکھلائی کہ اوسکی دلخوشی کا موجب ہوا اثناے کلام مین بادشاہ نے ہندوستان سے نکلنے
اور شکست پانے کا سبب دریافت کیا ہمایون نے ہمراہیون کی بیوفائی اور بھائیون کی کج ادائی بیان کی بہرام مرزا
حقیقی بھائی بادشاہ طہماسپ کا اس کلام سے دل آزردہ ہوا چاہا کہ ہمایون کے مقدمہ مین برہمزن ہو مگر شاہ [illegible]
اپنے خلق و مروت سے بعید سمجھکر اسکے کہنے کا کچھ اعتبار نکیا اور چند مرتبہ عیش و نشاط کے جشن برابر ہوتے رہے تین برس
تک ہمایون نے اس بادشاہ کی مہمانی مین ہر طرح کی عیش و عشرت مین بسر اوقات کی جب ایک مدت منقضی ہوئی
شاہ والاجاہ نے بعد اداے رسم مہمانداری کے کہا کہ مجھے اپنا چھوٹا بھائی تصور فرما کر اپنی مدد و اعانت مین مستعد خیال
فرمائے جسقدر کمک درکار ہو ارشاد کیجیے اگر میری بھی ہمراہی کی ضرورت ہو حاضر ہوون ہمایون بادشاہ اس عطوفت کا
شکر بجا لایا اور کمک کی خواہش ظاہر کی بادشاہ نے فوراً جملہ اسباب سلطنت مہیا کیا اور شاہزادہ مراد مرزا کو بارہ ہزار
سوار جرار کے ساتھ ہمرکابی مین ارشاد کیا اور بعد گرم وداع ہونے ہمایون وہان سے کوچ کرکے اردبیل آیا سیر و زیارت
مزارات بزرگان اوسطرف کی کرکے بعد قطع منازل مع لشکر کمک کے قندھار
کے اطراف مین پہونچا مرزا عسکری نے قلعہ داری کے قاعدے خرچ کیے تین مہینے کے بعد عاجز ہوکر خانزادہ بیگم
اپنی بادشاہ کی بہن کے توسل سے حاضر حضور ہوکر قلعہ حوالہ کیا اس بیگم کو کامران مرزا [illegible] کے لیے کابل سے
قندھار مین لایا تھا — الغرض ہمایون نے قلعہ پر متصرف ہوکر مرزا عسکری کو محبوس فرمایا چونکہ شاہ طہماسب سے
قرار تھا کہ قندھار فتح کرکے شاہ موصوف کی نذر کرینگا لہذا ایفاے عہد کرکے قلعہ کو داغ خان کے حوالہ کیا جو کہ فوج [illegible]
کا بڑا سردار تھا بحسب تقدیر سلطان مراد مرزا خلف بادشاہ اس جہان سے گذر گیا ہمایون نے داغ خان کو ستمگار
اور مردم آزاری کی تہمت لگا کر کسی فریب سے قلعہ قندھار اوس سے چھین کر اپنے آدمیون کو حوالہ کیا اور شاہ طہماسپ کو
معذرت نامہ بھیجی اور اوس والاہمت نے یہ کیفیت قبول کرلی ہمایون نے جب قندھار کے مہمات سے فراغت پائی کابل پر
آیا مرزا کامران میدان جنگ مین برآمد ہوا مگر عدم کامرانی سے بھاگ نکلا غزنین کو چلا اور وہان سے حاکم ٹھٹھہ

شاہ حسین مرزا کے پاس گیا۔ ہمایون نے فتح پاکر قلعۂ کابل مین شاہزادہ محمد اکبر کا دیدار حاصل کیا مرزا نے بھاگتے وقت اکبر کو قلعہ مین چھوڑ دیا تھا بادشاہ نے اوسکے سلامت حال سے جشن کیا اور اوسکے امتحان شعور کے واسطے اوسکی مان کو دوسری بیگمات کے درمیان مین کھڑا کرکہا کہ اپنی مان کی شناخت کرے باوجودیکہ اوسوقت اکبر کی عمر سے چار برس گذر رہی تھی اور اوس مدت مین اپنی مان سے جدا رہا تھا مگر شعور خداداد سے جو خلقی اوسکو حاصل تھا اپنی مان کی آغوش مین جا پہونچا اس عجائب تماشا سے ہر ایک محلات کو حیرت ہوئی اور ہمایون نے الطاف ایزدی اوسکے شامل حال پاکر اقبال کا درخت تصور کیا بالجملہ چند روز عیش و عشرت مین کاٹے بعد ازان شاہزادہ کو وہین چھوڑکر خود بدولت بدخشان کو متوجہ ہوا اور مرزا سلیمان وہان کے حاکم سے لڑکر فتحیاب ہوا اتفاقاً اوسی اطراف مین ہمایون کی طبیعت بدمزہ ہوگئی چند روز تک غشی کی حالت رہی لوگون نے متوحش خبرین اوڑانے شروع کین بعد چند روز کے افاقہ ہوا اور رعیتون کا انتظام کیا کامران مرزا جو ہمایون کا بھائی تھا عالم بیماری کی خبرین سنکر حاکم ٹھٹھہ سے کمک لیکر بےخبر کابل مین جا پہونچا اور قلعہ کو مسخر کرکے ہر قسم کا ظلم و جفا کیا اکثرون کو ناحق مار ڈالا ہمایون یہ حال دریافت کرکے بدخشان سے کابل کو روانہ ہوا اور قلعہ کو گھیر کر محصورین کو تنگ کردیا کامران مرزا نے امراے بادشاہی کے عیال و اطفال کے ساتھ نہایت ظلم و ستم کیا عورتون کی چھاتیان باندھکر قلعہ سے لٹکا دیا اور چھوٹے چھوٹے بچون کا سر تن سے علحدہ کرکر بادشاہی مورچون مین پھینکے اور یہہ حرکت اس زعم غلط سے کی تھی کہ شاید سب امرا اس حال کی وادید سے ہمایون کی رفاقت ترک کرینگے مگر وفادارون نے اوسکی بیحیائی کا کچھہ خیال نکیا اور قلعہ کے محاصرہ سے منہ نہ پھیرا جب کامران مرزا نے دیکھا کہ اس فریب سے بھی کامرانی نہوئی شاہزادہ محمد اکبر کو بادشاہی توپخانہ کے نشانہ پر لٹکا دیا ازانجا کہ کارساز حقیقی کی سپر عنایت آنحضرت پر اوسکی حفاظت مین تھی بال بیکا بھی نہوا۔ آخر کامران مرزا اپنی بداعمالی کے وبال سے لاچار ہوکر بعیتار قلعہ سے بھاگا ہمایون فتح و فیروزی پاکر داخل قلعہ ہوا اور شاہزادہ محمد اکبر کے سلامت حال پر شکر ادا فرمایا کامران مرزا یہان سے بھاگ کر بلخ مین گیا اور پیر محمد خان والی توران سے مددخواہ ہوا پیر محمد خان نے بدخشان کو مرزا سلیمان سے نکالکر اسکے حوالہ کردیا بعض امرا جو وقت کے منتظر تھے کامران کا تسلط بدخشان مین سنکر ہمایون کی خدمت سے دور ہوئے قریب تین ہزار سوار کے کابل سے بدخشان بھاگ گیا۔ ہمایون اس واقعہ کے بعد کامران مرزا کی گوشمالی کو کابل سے روانہ ہوا اور بوقت روانگی کے یادگار ناصر مرزا کو جو سرکشون کا سردار تھا قتل کرایا آخر منزلین طی کرتا طالیقان مین پہونچکر کامران مرزا پر فتحیاب ہوا مرزا فرار ہوکر قلعۂ طالیقان مین اسیر ہوا ہمایون نے محاصرہ کیا مرزا نے عاجز ہوکر اطاعت قبول کی اور مکہ کی رخصت چاہی اور قلعہ سے نکل کر حج کو راہی ہوا اور جو امرا کابل سے بھاگ آئے تھے اونھین قید کرکے ہر ایک کے گردن مین شمشیر اور ترکش ڈالکر حضور مین لائے بادشاہ نے حقوق خدمت یاد کرکے ہر ایک کو انعام و خلعت سے سرفراز فرمایا اور کامران مرزا

جو مکہ کو چلا تھا پانچ دن کے بعد راستہ سے لوٹ کر حضور میں پہونچا اور مورد تفضلات ہوا ہمایون اول قاعدہ شاہی سے پیش آیا بعدہ برادرانہ ملاقات کے آغوش میں کھینچکر باہمہ گزنالان ہوئے چونکہ اوسوقت سے کہ لاہور کے نواح مین جدائی ہوئی تھی نو برس مفارقت رہی مجلس عیش منتظم کی جب مجلس آخر ہوئی کولاب اور نیز بعض ولایتین متعلق بدخشان کی کامران مرزا کو مرحمت ہوئین اور عسکری مرزا کو جو آج تک قندھار مین قید تھا مرزا کامران کے حوالہ کیا اور اوسکو بھی اوسطرف جاگیر دیگر فتحمندی سے کابل کو لوٹا اور بعد انتظام کرنے کابل کے سنہ ۹۵۶ھ مین بلخ پر یورش کیا اور بروقت اوسطرف چڑھنے کے فرمان طلب کامران مرزا وغیرہ کا جو اوس نواح مین تھے صادر فرمایا بموجب اوسکے مرزا لوگ مع امرا کے حاضر خدمت ہوئے الا مرزا کامران نے حیلہ و حوالہ نین رکھا ہمایون کوچ بکوچ روانہ ہوا اور اوس ملک مین پہونچکر خفیف سی لڑائی مین قلعہ تسخیر کرلیا بعد اون بلخ مین گیا پیر محمد خان وہان کا والی نے صفوف آراستہ کرکے آمادہ لڑائی ہوا سخت معرکہ درپیش آیا آخرکو پیر محمد خان نے شکست پائی ہمایون کی خواہش تھی کہ دشمن کا پیچھا کرے اور بلخ کو تسخیر ــ مگر امرا کی نا اتفاقی اور کامران مرزا کی بغاوت کے اشتہار سے یہ ارادہ دل ہی دل مین رہا اور کاردی نے انجام نپایا اور اس ضرورت سے لاچار ہوکر کابل کو چلا اور قلعہ کابل مین پہونچکر عیش و کامرانی مین مصروف ہوا ــ کامران مرزا کولاپ سے بدخشان آکر مرزا سلیمان اور مرزا ہندال سے لڑکر نامراد کابل کو آیا ہمایون اس حقیقت سے خبردار ہوکر رفع فساد کو برآمد ہوا ــ غور کے نزدیک مقام قبچاق مین دونو لشکر صف آرا ہوئے آتش کارزار نے بھڑکنا شروع کیا ہمایون قول کے ہمراہ پشتہ مین کھڑا ہے لشکریون کا حال دیکھہ رہا تھا کہ اکثر امرا کامران مرزا کے حضور مین چلے گیے اور اکثر ارادہ اسی خاک اوڑانے کا رکھتے مین اس حال کے دیکھنے سے ہمایون جل اوٹھا اور خود بدولت نیزہ ہاتھہ مین لیکر دشمن کی فوج مین جا پہونچا ناگہان کہین سے گھوڑے کے تیر لگا لشکر غنیم غالب ہوا ہمایون مغلوب ہوکر بھاگا بالضرور عنان تاب ہوکر ضحاک کیطرف فراری ہوا چونکہ کثرت تردد سے ضعف آگیا تھا جبہ مبارک سر سے اوتار کر کسی خدمتگار کے سپرد فرمایا اوس سادہ دل نے راہ مین ڈالدیا جب کھمرد کے قریب پہونچا وہان کے مقیم نے جو کسی شخص نے آواز دی کہ اے قافلہ والو کچھ بادشاہ کی خبر جانتے ہو ہمایون نے جواب دیا کہ کیا بکتا ہے اوسنے کہا کہ بادشاہ زخمی معرکہ سے بھاگا ہے ــ ہمایون نے اپنا دیدار دکھلایا جب اوسکی تسلی ہوئی ــ ادھر کامران مرزا کے آدمیون نے جبہ پایا مرزا کے حضور مین پہونچایا اوسنے ہمایون کا مرنا خیال کرکے خوشیان منائین اور کابل مین آکر قلعہ فتح کرلیا اور شاہزادہ محمد اکبر کو محبوس کیا ــ تھوڑے دنون کے بعد ہمایون سامان و سامان درست کرکے کابل کو آیا کامران مرزا اس خبر سے اپنے آدمیون کو قلعہ مین چھوڑ اور شاہزادہ اکبر کو مقید ہمراہ نہین لیکر لڑائی کے واسطے باہر نکلا ہمایون نے اول فرمان نصیحت روانہ کیا مرزا نے درجواب لکھا کہ اگر کابل میرے متعلق رہے تو البتہ صلح ممکن ہے دوبارہ ہمایون نے لکھا کہ اگر اپنی لڑکی کو شاہزادہ محمد اکبر کے ازدواج مین

نقد کرے تو البتہ کابل سے درگذر ہو مرزا نے قبول کرنا چاہا مگر ناموافق امرا نے نہ کرنے دیا لاچار لڑائی چاریکاران کے قریب مین واقع ہوئی اور مرزا کامران ناکام ہوکر بھاگا اور ملک افغان کو چلا گیا اور دوبارہ مرزا عسکری ہمایون کے ملازمت مین مستفیض ہوا ہزارون خوشی ہوئین مقرر ہوا کہ اب شاہزادہ اکبر رکاب سے دور نرہے بعدہ کابل کو روانہ ہوئے اور مرزا عسکری کو مسلسل مرزا سلیمان کے پاس بدخشان کو روانہ کیا کہ بلخ کی راہ سے مکہ کو روانہ کرے مرزا عسکری نہایت خجالت مین روانہ مکہ ہوا اور سنہ ۹۶۱ ہجری کو مکہ اور شام کے درمیان مین صبح زندگانی شام ہوئی —
کامران مرزا ہزیمت پاکر تجردانہ قلندری لباس کر کے فرہ سیر سے جلال آباد کو چلا اور خلیل اور مہمند کی مدد سے چند مرتبہ فوج جمع کر کے شاہی لشکر سے جو اوسکے تعاقب مین تھا لڑائی کی مگر شکست کھائی — ہمایون نے بھی اوسکی شورش دفع کرنے کو عزم کیا سبب مقام گندھک مین پہونچا کامران مرزا نے افاغنہ حشمت کی مدد سے چھاپہ مارا لیکن ناکام واپس گیا البتہ مرزا ہندال اوس چھاپہ مین کسی پٹھان کے ہاتھہ سے نادانستہ مارا گیا ہمایون کو نہایت رنج ہوا آخر کو بابر بادشاہ کے مزار کے نزدیک گذرگاہ کابل مین دفن کیا — بالجملہ ہمایون موضع بسود مین جو ملک بہار کے توابع سے ہی جاڑے کی فصل تک ٹھہرا رہا جب کسیقدر جاڑے کی کمی ہوئی پٹھانون پر یورش کی جنھون نے مرزا کامران کو پناہ دی تھی سیہ رات گذرنے پر بلاغ کے روبرو لڑائی ہوئی اکثر پٹھان عدم کو سدھارے اور کامران مرزا وہان سے مفرور ہوا ہمایون نے مرزا کامران کے فتنہ و فساد سے دلجمعی کر کے کابل کو عزیمت کی اور کامران عاجز ہوکر ہندوستان کو چلا اور سلیم شاہ ولد شیر شاہ کے پاس جو باپ کے بعد ہندوستان پر تخت آرا ہوا تھا اور اوس زمانے مین واقعہ پنجاب جمون کی مہم مین مقیم تھا گیا جب قصبہ بن مین پہونچا سلیم شاہ نے اپنے لڑکے آواز خان اور مولانا عبداللہ سلطانپوری کو مع دیگر امرا کے استقبال کو بھیجکر شاہزادہ کامران کو اپنے پاس بلا لیا اور جمون کی مہم سے فراغت کر کے مرزا کامران کو ہمراہ لیکر دہلی کا عازم ہوا چاہتا تھا کہ اوسکو قید کرے جب مرزا کو یہ بداندیشی معلوم ہوئی ماچھی واڑہ کے منزل مین یوسف آفتابچی کو اپنے خوابگاہ مین چھوڑکر خود فراری ہوا اور راجہ بگھاٹ کے پناہ مین گیا جو سرہند سے بیس کوس پر ہے — اور وہان سے راجہ کہلور کے خدمت مین گیا جو کوہستانی راجاؤن مین سرکش اور معزز تھا جب اسے بھی موت نے ستایا مرزا کامران وہانسے نگرکوٹ ہوتے ہوئے جمون آیا وہان بھی نہ ٹھہر سکا مشقت کر کے سلطان آدم گکھڑ کے پاس جا پہونچا جو کہ بطور خود حکومت کرتا تھا کسی بادشاہ سے کچھہ غرض نرکھتا سلطان آدم نے مرزا کامران کو ٹھہرایا اور بادشاہ کو آرزوی تشریف آوری مین عرضداشت کی ہمایون مع شاہزادہ محمد اکبر کے بنگشات کی راہ سے دریاے سندھ عبور کر کے آ پہونچا سلطان آدم نے دولتخواہی کے آداب بجا لاکر کامران مرزا کو ہمراہ لیا اور مقام پرہالہ مین شرف یاب حضوری ہوا چونکہ مرزا کی تقصیرات عظیمہ اور بے اعتدالی سے لشکری تنگ جان سے آگئے تھے اور نیز محمد بابر بادشاہ نے نزع کے وقت ہمایون سے وصیت کی تھی کہ ہر چند تیرے بھائی تجھسے بد سلوکی

کرین تو ہرگز اونکی جان کا قصد نکرنا۔ ہمایون نے حکم پدر کا بجالانا سعادت دارین سمجھا جان کے قصد سے درگذرا اگر چشم نمائی کے واسطے دونو آنکھہ مین سلائی پھروادی اور نور بینش سے معذور کرکے مکہ معظمہ کو روانہ کیا۔ مرزا نے وہان پہونچکر تین مرتبہ حج کی اور آخرکار سنہ ۹۶۴ ہجری مین فوت ہوا۔ ہمایون بعد روانہ کرنے مرزا کامران کے خود کابل مین آکر عیش و سرور مین مصروف ہوا۔ اور غبار کلفت عنایت و افضال الٰہی سے صاف ہوا اب تھوڑا سا حال شیر شاہ کا لکھنا ضرور ہوا تاکہ مشتاقون کو انتظار باقی نرہے

ذکر شیر شاہ جسکا نام فرید خان سور تھا

جسوقت سلطان بہلول لودہی کے زیر فرمان ہندوستان کا ملک تھا شیر شاہ کا دادا ابراہیم خان جو گھوڑون کی سوداگری کرتا تھا ولایت روہ سے آکر موضع بماہ توابع نارنول مین مقیم ہوا اور سلطان سکندر لودہی کے عہد مین جمال خان حاکم جونپور کے حضور مین نوکر ہوا اور اوسکے مرنے کے بعد اوسکا لڑکا فرید خان خدمت مین جمال خانکے سرفراز ہوا اور ایسی کاروائی ظاہر کی کہ ترقی پاکر پرگنہ سہسرام اور ٹانڈہ کا جو رہتاس کے مقامات مین تھا مع پانسو سوار کے جاگیر مین ملا حسن خان کسی لونڈی پر عاشق ہوکر اوسکی اولاد کو پیار کرتا تھا اور فرید خان اور اوسکے بھائی کو نظر سے گرادیا فرید خان شروع جوانی مین غیرت کھاکر ترک مصاحبت پدر کرکے جونپور گیا اور جمال خان کے حضور مین بسر کرتا تھا علم عربی کی طرف رغبت کرکے صرف و نحو حاصل کی باپ نے ہرچند طلب کیا مگر یہ شخص پرگنہ سہسرام کو نگیا اور باپ کی بے التفاتی اور لونڈی پر عاشق ہوکر اوسکی اولاد کا پیار کرنا اہل جمال خان سے ظاہر کیا تا آنکہ باپ اندیشہ مند ہوکر جونپور گیا اور بعد قیل و قال اور نصیحت اور موعظت کے فرید خان کو اپنی جاگیر کا مدار علیہ مقرر کرکے سہسرام کو رخصت کیا فرید خان اصابت فکر اور تدبیر سے بہرہ ور تھا ولی کا بندوبست قرار واقعی کیا۔ اور گردن کشون کے نابود کرنے اور متمردون کی سرکوبی مین اچھی کوشش کی رعایا کو اپنی طرف سے راضی رکھا اور ایسے تردد نمایان کیے کہ تھوڑی مدت مین جاگیر کی آبادی اور محصول کی زیادتی ہوئی سرکشون نے لجی کھاکر مالگذاری مین کمر باندھی جب حسن خان جونپور سے واپس گیا لونڈی نے ایسا فریب دیا کہ پھر فرید خان سے جاگیر کا کام نکل گیا اور اوس لونڈی نے بڑے لڑکے کو یہ خدمت ملی فرید خان آزردہ ہوکر جونپور گیا جب حسن خان مر گیا باوجودیکہ لونڈی بچون کا تسلط تھا مگر ریاست فرید خان کے ہاتھ لگی لیکن اسکے علاتی بھائی منافق ہوکر قابو ڈھونڈھتے تھے اوسوقت مین بھی فرید خان سے ایسی دلیریان ظاہر ہوئین کہ آشنا و بیگانہ مین آفرین ہونے لگی تا آنکہ محمد ظہیر الدین بابر ہندوستان کا فرمان روا ہوا اور سلطان ابراہیم لودہی معرکہ مین کام آیا فرید خان وہان سے سلطان محمد کے پاس نوکر ہوا یہ شخص قوم لودہی سے بہار کا حاکم تھا اور اوسوقت مین بطور خود بادشاہ بن بیٹھا تھا الغرض فرید خان نے اسکے حضور مین عمدہ عمدہ خدمتین کین ایک مرتبہ

سلطان محمد کے روبرو شکارگاہ مین نہایت دلیری سے ایک شیر کو تہ شمشیر کیا اوسنے شیر خان کا خطاب پایا اور روز بروز اسکے مرتبہ کی ترقی مین رہا چند دنون بعد اپنے لڑکے کی وکالت پر مقرر کیا بعد چند روز کے جب شیر خان کو اوسکی طرف سے بدظنی ہوئی آخرش سلطان حسین برلاس کے حضور مین مانک پور چلا گیا یہ شخص امراے بابری مین معزز تھا اور بادشاہ کی خالہ اسکی منکوحہ تھی۔ اتفاقاً سلطان جنید برلاس مانکپور سے بادشاہ کی ملازمت کو آیا شیر خان بھی ہمراہ تھا مغلون کی وضع اور طور دیکھکر اپنے یارون سے کہتا تھا کہ ہندوستان سے انکو نکال دینا کچھہ بات نہین ہی۔ کیونکہ مغل کو بجز عیش و عشرت کے کسی کام مین رسائی نہین اور ہر کام کا مدار وزیرون پر چھوڑتا ہی اور عیب اسقدر ہی کہ باہم متفق نہین اگر مجھے اپنی قوم سے اتفاق ہو جاے بات کہتے مین مغل کو ہندوستان سے نکال دون اسکے یار لوگ ایسے کلمات سُن کر اوسکو خوف دلاتے تھے۔ اُون دنون مین بابر بادشاہ نوکرون کے طعام اور انعام مین لحاظ کرتا تھا باری باری ہر امیر کو مع اوسکے رفیقون کے دسترخوان خاص پر بولاتا تھا آخر اپنی باری پر سلطان جنید بھی مائدۂ شاہی پر حاضر ہوا شیر خان ہمراہی مین تھا لوگون نے شیر خان کے روبرو آش ماہیچہ کا پیالہ رکھدیا چونکہ اس شخص نے کبھی نہ دیکھا اور نہ کھایا تھا۔ اوسکے کھانے سے عاجز ہوکر چھوری نکالی اور کاٹ کاٹ کر کھانا شروع کیا جب بادشاہ کی نظر پڑی اس حرکت سے تعجب ہوکر دریافت کیا کہ کسکے ہمراہ ہی سلطان جنید نے عرض کیا کہ فدوی کے ساتھہ ہی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اسکی آنکھہ سے فتنہ برستا ہی ضرور ہی کہ قید کرو۔ جنید برلاس نے عرض کی کہ پھر پٹھان لوگ در دولت پر نہ آوینگے اس سبب سے یہ حکم موقوف ہوا اور شیر خان قیافہ سے صدور حکم کا اشارہ سمجھکر باہر نکل گیا۔ اور پھر حاکم بہار کی ملازمت مین جاکر صاحب اعتبار ہوا۔ جب کہ وہ مرا اور اوسکا لڑکا مسند نشین ہوا اسکی کم لیاقتی کے سبب سے شیر خان مدار علیہ ہوا اور بکمال استقلال بہم پہونچاکر تسخیر اطراف کو عازم ہوا۔ اوسی زمانہ مین تاج خان افغان جسکے تصرف مین چنار گڈہ کا قلعہ تھا مر گیا اور سواے عورت کے دوسرا وارث نرکھتا تھا پانچ بھائی پٹھان اوسکے کاربرداز تھے منجملہ اونکے ایک شیر خان کا دوست تھا۔ شیر خان نے بمقدمہ قلعہ اوسکے نام تحریر کیا اوسنے جواب بھیجا کہ ابھی اختیار میرے ہاتھہ ہی یقین کہ بشرط ہونچنے کے مدعا حاصل ہو بس شیر خان نے پہونچکر قلعہ مین قبضہ کر لیا اور اوس عورت سے نکاح پڑھایا اور اسی عرصہ مین محمد بابر بادشاہ نے گلگشت بہشت کا عزم کیا اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ ہوا اور سلطان محمود بن سلطان سکندر لودہی پٹنہ مین پہونچکر مسند حکومت پر رونق افزا ہوا شیر خان اسکی اطاعت کرکے باتفاق ہمدیگر جونپور کو گیا۔ اور اوسکے گرد نواح کو ملازمان شاہی سے چھڑا لیا۔ چند مدت کے بعد بادشاہی لشکر نے پٹھانون سے جونپور لے لیا جب سلطان محمود ۹۴۵ھ ہجری مین مر گیا شیر خان نے

بلا شرکت غیرے پٹنہ اور بنگالہ مین تسلط کرلیا اور طاقت پیدا کرکے ہمایون کے ملک پر دوڑنا شروع کیا ۔ جسوقت ہمایون گجرات تسخیر کرنے کو چلا شیر شاہ کا لڑکا وہان سے بھاگ کر باپ کے پاس آیا ہمایون کو گجرات کی مہم مین کچھ دیر لگی ۔ شیر خان نے فرصت جو پائی سرکشی شروع کی ۔ جب گجرات سے معاودت ہوئی اول شاہی فوج شیر خان کی سرکوبی پر مقرر ہوئی اور عقب سے خود بدولت بھی متوجہ ہوئے اوسوقت مین شیر شاہ قلعہ رہتاس کی تسخیر مین کوشش کررہا تھا ۔ اور کبھی کبھی اوسکی گردنواح مین لوٹ مار بھی کرتا تھا القصہ شیر خان نے راجہ چنتامن قلعدار رہتاس کو کسی برہمن کی معرفت یہ پیام دیا کہ مغل میرے پیچھے پڑے ہین خدا کیواسطے مردمی کرکے میرے عیال و اطفال کو اپنے قلعہ مین جگہ دیجیے اسکا احسان تا قیامت میرے سر پر رہیگا ۔ اور برہمن کو روپیہ دیکر اپنا فریفتہ کرلیا ۔ برہمن نے راجہ کے پاس جاکر نہایت سماجت کی اور آخر کو کہا کہ اگر میرا کہنا نمانیگا تو تیری گردن پر میرا خون ہوگا راجہ مذہب کے پاس سے لاچار ہوا باوجودیکہ راضی نہ تھا قہر درویش بجان درویش سمجھکر قبول کیا کہ اچھا لڑکے بالے چلے آوین اوسوقت شیر خان نے کئی سو ڈولیان طیار کین اور ہر ڈولی کے ہمراہ دو دو پٹھان کردیئے راجہ کا تو ستارۂ اقبال عنقریب ڈوبنے والا تھا ہرگز مزاحمت نہ کی جب ڈولیان قلعہ مین آگئین راجہ چند آدمیون کے ساتھ براہ مہمان نوازی جس دروازے پر مقرر تھا آکر حرم سرائے شیر شاہی مین مبارکباد کہلا بھیجی اور پٹھانون نے دفعتاً تلوارین کھینچکر راجہ کو مع ہمراہیون کے زیر تیغ کیا قلعہ مین بڑا غلغلہ پڑ گیا شیر خان بھی مسلح دروازہ پر پہونچا پٹھانون نے اندر سے کھول دیا پھر کیا پوچھنا تھا راجہ کا تمام سامان غارت ہوا ۔ اور ایسا مضبوط قلعہ نہایت آسانی سے شیر خان کے ہاتھ آیا اسی عرصہ مین خبر آئی کہ قلعہ چنارہ کو ہمایون نے فتح کرلیا شیر خان اگرچہ ملول ہوا مگر کہنے لگا الحمد للہ خدا نے رہتاس سا ایسا قلعہ میرے تئین لطف فرمایا جب ہمایون اور آگے کو آنکلا شیر شاہ بنگالہ کو سدھارا جب بادشاہی مقابلہ کی تاب نہ آئی جھارکھنڈ کو بھاگا اور کوہستان جھارکھنڈ کے نکلنے اور ہمایون پر غالب آنے کا حال واقعات ہمایونی مین تحریر ہوچکا ہے مکرر حاجت نہین ۔ القصہ شیر شاہ نے دوبارہ ہمایون پر فتح پاکر لاہور تک تعاقب کیا اور وہان سے خواص خان اپنے غلام کو مع لشکر گران کے بادشاہ کے پیچھے روانہ کیا اوسنے اوچ اور ملتان تک پاشنہ کوبی کرکے معاودت کی اور شیر شاہ خود بھی اوسکے تعاقب مین تعلقہ گکھران تک گیا ۔ اور بال پہاڑ کے متصل ایک قلعہ بنواکر رہتاس نام رکھا اور وہین [illegible] ہمایون کے راہ روکنے اور گکھرون کی گوشمالی کو وہان پر چھوڑا اوس قلعہ کی عمارت اسلام شاہ نے تمام کی ۔ القصہ شیر شاہ نے اوس ملک کا بندوبست کرکے آگرہ کو مراجعت کی سنہ ۹۴۷ ہجری مین اپنے نام کا سکہ و خطبہ مروج کیا اور شیر شاہ اپنا لقب مقرر کیا بعد ازان راجہ پورن مل کے سر پر چڑھائی کی اس راجہ نے سرکشی کی تھی اور دو ہزار مسلمانیان اور ہندنیان عورتین ناچنے والیون کے فرقہ مین تھین انکو اپنے حرم مین رکھتا تھا اسنے قلعہ کا محاصرہ کیا

پورن مل عاجز ہوکر صلاح کا مستدعی ہوا اور بعد ہوجانے اقرار اور پیمان کے قلعہ سے برآمد ہوا اوسوقت علماے افغانی غول بیابانی نے بے ایمانی کا فتوی اسطور پر دیا کہ ہر چند طرفین سے عہد و پیمان ہوچکا ہی مگر چونکہ اسنے مسلمانیون کو اپنے مکان مین رکھا اسکا مار ڈالنا جہاد کی برابر ہی لاچار شیرشاہ نے ان بدعہدون کے اغوا سے لڑنا اختیار کیا راجہ کے ہمراہیون نے بھی دل کھول کر مردانگی کی داد دی اور اپنی عورتون اور لڑکون کو جوہر تیغ خون فشان کرکے خود بھی اونکی رفاقت مین روانۂ عدم ہوئے اور ہمیشہ کی بلند نامی اپنے حصہ مین لیکر دنیا مین یادگاری چھوڑ گئے بعد اس ماجرے کے شیرشاہ آگرہ مین پہونچکر بیمار ہوا اور سخت عارضہ عارض ہوا بعد افاقہ میرٹھ اور جودھپور اور اجمیر کے راجہ راے مالدیو پر جو پچاس ہزار فوج رکھتا تھا چڑھ گیا اور بکرر لڑائیان ہوئین جب دیکھا کہ تلوار سے کام نہین نکلتا فریب کی سوجھی راے مالدیو کے راجپوتون کے نام چند خط جوابی اس مضمون سے لکھے کہ ہزار آفرین تم پر جو تمنے اطاعت پادشاہی کا حوصلہ کیا اور راے مالدیو سے منحرف ہو گئے زیادہ تر عنایت اوسوقت ہوگی جب راے مالدیو کو مقید کر لوگے فقط اس جعلی مضمون کو لکھکر خطوط مذکور اسطرح سے روانہ کیے کہ مالدیو کے ہاتھ پڑ گئے اور وہ اس مضمون کے دریافت کرنے سے بددل ہوگیا امرا اور راکین کیطرف سے بدگمانی آگئی لشکر مین تخلل پڑ گیا ادھر اسنے علی التواتر لڑائی کرکے فتح حاصل کی اور اجمیر کو فتح کرکے دہلی آیا چونکہ ہمایون کی خاص محل حاجی بیگم موج پور بہتہ کی لڑائی مین شیرشاہ کے ہاتھ لگی تھی اور شیرشاہ نے نیکذاتی سے اوس عفت سرشت کی عصمت قایم رکھی تھی اب کہ خبر لوٹنے ہمایون کی عراق سے کابل کیطرف سنی اوس عفیفہ کو بڑے احترام سے ہمایون کے پاس بھیجدیا حق تو یہ ہے کہ یہ شخص نیکذاتی اور عقل اور تدبیر جہانداری مین بے نظیر تھا خصوص اپنی قوم مین اپنا ہمسر و سرافراز رکھتا تھا رعایا کی رفاہ اور خلایق کی آسودگی مین فکر کرتا اور محکمۂ عدالت مین خویش و بیگانہ کو بنظر واحد دیکھتا کہتے ہین کہ ایکروز شاہزادہ عاقل خان فیل سوار آگرہ مین کسی کوچہ سے گذرا قضا کار ایک بقال کی عورت اپنے مکان مین برہنہ نہاتی تھی دیوارین مکان کی ایسی چھوٹی تھین کہ شاہزادہ کی نظر اوسپر جا پڑی اور شاہزادہ نے نگاہ کرکے اوسپر ایک گلوری پھینکدی اور چلا گیا اوس صاحب عصمت نے غیر مرد کے برہنہ دیکھنے کی ننگ سے چاہا کہ پیراہن زیست اپنے قامت وجود سے دور کرے مگر شوہر نے گریبان ہستی کے چاک کرنے سے باز رکھا اور اوس بیڑۂ پان کو اوٹھا کر فریادیون کے گروہ مین جا بیٹھا اور پادشاہ کے حضور مین احوال بیان کرکے دادخواہ ہوا شیرشاہ نے شاہزادہ کے حال پر تاسف کیا اور بموجب عدالت کے حکم دیا کہ اس بقال کو فیل سوار کرین اور عادل خان کی منکوحہ کو اوسکے روبرو حاضر کرین تاکہ یہ بھی اوسی بیڑۂ پان کو اوسکے روبرو پھینکے وزراے درگاہ نے ہر چند رعایت چاہی مگر قبول نکی فرمایا میری نگاہ مین لڑکا اور رعایا دونو برابر ہین آخرالامر بقال نے راضی ہوکر عرض کیا کہ فدوی اپنے حق کو پہونچا اور تظلم سے دست بردار ہوا —

اس پادشاہ نے اپنے عہد مین اکثر عمدہ اختراعات فرمائے اور کچھہ کچھہ علاء الدین خلجی کے قانون پر جسکا نام فیروز شاہی ہے کارروائی کرتا تھا داغ اسپ جسکو سلطان علاء الدین نے مقرر کیا مگر رایج نہوا تھا اسنے رواج دیا اور ایک ہزار پانسو کوس بنگالہ سے پنجاب کی رہتاس تک دو دو کوس پر مہمان سرا آباد فرمائی اور ہر سرا مین دو گھوڑے اور ایک نقارہ مقرر کرکے اوسکا نام ڈاک چوکی رکھا۔ تین روز مین بنگالہ کی خبر رہتاس پہونچتی تھی اور مقرر کیا کہ جس وقت اوسکے واسطے دسترخوان آراستہ کرین نقارہ بجاوین اور اوسکی آواز سنکر جو ڈاک چوکی قریب تھین وہان نقارہ بجایا جاتا اور اسیطرح ایک دوسرے کی آواز سنتے سناتے بجاتے تھے کہ کل عملہ کو خبر ہوجاتی اور دفعہ واحد مین تمام ممالک مین خبر پہونچتی اور اوسیوقت سرکار پادشاہی سے مسلمانون کو طعام پختہ اور ہندوون کو آٹا گھی وغیرہ ملتا ہر ایک مسافر اوسکے خوان سخا سے آسودہ تھا اور تہیدست لوگ منزل کو پہونچتے تھے۔ امنیت اسقدر تھی کہ سوتے جاگتے سونا اوچھالتے چلے جاتے چور لوگ پاسبانی کو طیار تھے کہتے ہین کہ جسوقت یہ بادشاہ آئینہ دیکھتا تاسف کرتا جسوقت اسکی موت نزدیک آئی۔ کالنجر فتح کرنے کو ولولہ اوٹھا پس چڑھ دوڑا قلعہ گھیر لیا اور قلعہ کی گرد منجنیق شاک سے ٹیلے اونچے اونچے بنائے اور باروت کے حقون مین آگ لگا لگا کر قلعہ مین پھینکنے لگا اتفاقاً ایک حقہ قلعہ کی دیوار سے ٹکر کھا کر اوٹھا دوسرے حقون پر آگرا آگ لگ گئی اکثر لشکر جلکر نابود ہوگیا چونکہ شیرشاہ بھی اوسی قرب مین تھا اوسی آگ مین جلا جب تک کہ سانس جاری رہی قلعہ کی فتح کو کہتا رہا آخر اوسی روز قلعہ فتح ہوا اور شیرشاہ کی روح نے بھی حصار تن سے عالم بالا کو پرواز کیا تاریخ اس قطعہ سے ظاہر ہوتی ہے ؎ شیرشاہ آنکہ از صلابت او شیر و بز آب را بہم میخوردے چونکہ رفت از جہان بدار بقا یافت تاریخ او ز آتش مرد ۹۵۲ بیس برس اوسنے کسیقدر زیادہ حکومت کی منجملہ اسکے پندرہ برس پادشاہون کی ایالت اور ملازمت مین اور پانچ برس خاص اپنی پادشاہی مین

ذکر اسلام شاہ پسر شیرشاہ معروف سلیم شاہ

قبل سلطنت اسکا نام جلال خان تھا جب شیرشاہ نے کوچ کیا ارکان دولت نے شورہ کیا کہ شاہزادہ کلان عادل خان بہت دور رنتھنبور مین ہے اور کاروبار ملک کا بدون پادشاہ کے انجام نہین ہوسکتا لہذا بہر تقدیر شاہزادہ جلال خان چھوٹے بیٹے کو بیٹھہ سے طلب کیا اور وہ فوراً قلعۂ کالنجر مین پہونچا او واقعہ ۹۵۲ ہجری کو تخت آرا ہوا اسکے خطبہ جاری ہوا اسلام شاہ خطاب ہوا اور بڑے بھائی کو لکھا کہ فتنہ وفساد کے دور کرنے اور سپاہ کی محافظت کو بندہ نے یہ جرأت کی ہے حقیقت مین بجز اطاعت کے دوسری بات منظور نہین شاہزادہ عادل خان نے جواب مین تحریر کیا کہ اگر یہ کلام فروغ راستی سے مجلی ہے تو خواص خان وغیرہ چار امیر کبیر کو روانہ حضور کرو تاکہ اطمینان خاطر ہو اسلام شاہ نے فوراً چارون امرا کو روانہ کیا تاکہ دلجمعی کرکے شاہزادہ کو لاوین بعد ازان جب کالنجر سے آگرہ پہونچا

شاہزادہ عادل خان بھی رنتھنبور سے آیا اور ملاقات کا طرفین سے قرار ہوا اب اسلام شاہ کے دل مین فی پیدا ہوئی
مقرر کیا کہ دو تین آدمی سے زیادہ شاہزادہ کے ہمراہ قلعہ مین نہ آوین لیکن تقدیر مین اسکا ظہور اس جلدی سے
لکھا تھا بوقت آنے شاہزادہ کے قلعہ مین ایک گروہ کثیر گھس گیا اسلام شاہ نے بالضرور ایفاے عہد کرنے کو کہا کہ اب تک
تخت وتاج کو پٹھانون کے ہاتھ سے بچائے رہا حالا امانت تفویض کرتا ہون بڑے بھائی نے انکار کرکے اسلام شاہ
کا ہاتھ پکڑکے تخت پر بٹھالیا اور اول خود مبارکباد کا سلام بجالایا بعد ازان امرا و لوگ کورنش اور مبارکباد بجالائے اور
شاہزادہ عادل خان اوسیوقت رخصت ہوکر بیانہ چلا گیا اسلام شاہ باوجود اس قدر اطاعت کے مطمین نہوا بعض امرا کی
بے اتفاقی سے اندیشہ مند رہتا تھا لہذا غازی خان محلی کے ہاتھ زنجیر طلائی بھیجی کہ شاہزادہ عادل خان کو مقید کرلائے
شاہزادہ اس راز سے ماہر ہوکر میوات مین خواص خان کے پاس گیا اور اسلام شاہ کی بدعہدی بیان کی خواص خان اس
بات سے منغص ہوا اور شاہزادہ کی رفاقت مین کمر باندھکر مع لشکر آگرہ کو چلا اور قطب الدین وغیرہ امرا نے جو کہ عہد مین
رفیق تھے اسلام شاہ سے رنجیدہ ہوکر عادل خان کو سلطنت کی ترغیب دی اسلام شاہ اس شورش کے تدارک مین
مصروف ہوا قطب الدین وغیرہ کو اپنا رفیق کرلیا شاہزادہ عادل خان مع خواص خان وغیرہ امرا کے آگرہ کے
گردنواح مین آکر صف آرا ہوا مشیت ایزدی سے شاہزادہ عادل خان شکست کھاکر کسی طرف چلا گیا اسکے بعد پھر
کسیکو اوسکا حال نہین معلوم ہوا اور خواص خان اور عیسی خان ہزیمت کھاکر کوہ کمایون کو چلے گئے اکثر اوقات
پہاڑ سے نکلکر ترائی کو لوٹ لیا کرتے تھے چند دنون بعد قطب خان کو مع لشکر اونکے گوشمالی کو حکم ہوا چونکہ پیشتر
قطب خان بھی شاہزادہ عادل خان کے اغوا مین شریک ہوا تھا اس سبب سے ہمیشہ اسلام خان کا خوف کھاتا تھا
خیروہان سے لاہور کی راہ پکڑی اور اعظم ہمایون کے پاس پہونچا اوسنے بموجب حکم بھائی کے قطب خان کو
قید کرکے حضور مین بھیجا اسلام شاہ نے اوسکو مع چار اور بداندیشون کے گوالیار کے قلعہ مین قید کیا اگرچہ یہ شخص
رعیت پروری اور عدالت گستری کرتا اور نیز دیگر صفات مین بھی باپ کی راہ پر چلتا تھا لیکن سپاہی پیشہ امرا ان
کو نہایت دلتنگ اور آزردہ رکھتا تھا ایک ظلم اوسکا یہ تھا کہ جس سے آزردہ ہوتا اوسکا وظیفہ بند کردیتا اور جاگیر
بدل کر حکم دیتا کہ مع اپنی جمعیت کے حاضر حضور رہکر بدستور اپنی خدمت مین مصروف رہے ور صورت خلاف بلکہ ذرہ سی
تامل ہونے مین بے حساب عتاب کرتا مع بال بچون کے سزا دیتا انھین ایسی حرکتون سے بعض امرا منحرف ہوگئے
اور [illegible] اعظم ہمایون عرف ہیبت خان بھی سرکش ہو بیٹھا اور خواص خان اور عیسی خان نے کمایون سے
[illegible] مین [illegible] کے متصل مشورہ کیا کہ شاہزادہ عادل خان کو بلاکر بادشاہ بنانا چاہیے اعظم ہمایون خود سلطنت کا
ارادہ رکھتا تھا [illegible] خواص خان رنجیدہ ہوکر [illegible] چلدیا اور عیسی خان اسلام شاہ کے حضور مین
حاضر ہوا اعظم ہمایون نے مع [illegible] کے قصبہ انبالہ صف آرائی کی اور تھوڑی سی لڑائی مین ہیچ میان کو

آوارہ دشت ادبار ہوا سعید خان برادر اعظم ہمایون نے چاہا کہ جو اشخاص فتح کی مبارکباد عرض کر رہے ہین۔ اونکے گردہ مین گھسکر اسلام شاہ پر قصد کرے مگر قبل ازان واقف ہوگیا اور سعید خان سے کچھہ بنائے نہ بنی القصہ بھاگ کر دہنکوٹ مین روہ کے قریب ٹہرے اسلام شاہ رہتاس تک تعاقب کرکے واپس آگر گوالیار مین پہونچا ایکدن کسی شخص نے یکایک شجاعت خان کو زخمی کیا تھا وہ واقعہ ہونا اس امر کا اسلام شاہ کے اشارہ سے سمجھکر مالوہ چلا گیا عیسی خان بیس ہزار سوار سے اوسکی سرکوبی کو تعینات ہوا اور متواتر حملہ کرکے شجاعت خان کو عاجز کیا بالضرور شجاعت خان نے اطاعت قبول کی حاضر حضور ہوا چند روز کے بعد مورد عنایت ہوکر مالوے کی حکومت پر سرفراز ہوا جب ظاہر ہوا کہ اعظم ہمایون دہنکوٹ مین فساد برپا کر رہا ہے خواجہ ویس کو مع بیس ہزار سوار کے اجازت ہوئی کہ اسکی سزا کرے مگر خواجہ نے شکست کھائی اور اعظم ہمایون نے فتح پاکر سہرند تک تعاقب کیا اور اوسکے لشکریون نے پنجاب کے قصبات اور دیہات پر لوٹ مار شروع کردی وہانکے باشندون پر عجیب طرحکی حالت گذری لہذا اسلام شاہ لشکر بیکران اور توپخانہ فراوان ہمراہ لیکر عازم ہوا اعظم ہمایون نے مقابلہ کی تاب نہ پائی دہنکوٹ مین قید ہوا اسلام شاہی لشکر نے قلعہ کو گھیر لیا آخر کو منجانب افغان شکست کھائی اعظم ہمایون بھاگ کر کوہستان کھکران مین جا چھپا اور سلطان آدم والی کھکر کی پناہ لی اوسکی والدہ اور عیال اطفال پادشاہی قید مین آگئے بعد ازان اسلام شاہ نے کھکرون پر لشکر کھینچا سلطان آدم لڑنے کو مستعد ہوا بارہا تیغ آزمائی رہی آخر کار سلطان آدم تنگدامنت مین دبکر عذرخواہ ہوا اور اعظم ہمایون کو اپنے ہان سے نکال دیا وہ کشمیر کو چلا گیا اسلام شاہ تھوڑی دور پیچھا کرکے واپس ہوا اوس سفر مین ایسی ایک تنگ راہ سے عبور ہوا کہ کسی نے اسلام شاہ پر تلوار چلائی مگر وار خالی گیا پادشاہ نے چستی سے اپنے تئین بچاکر اوسکو اپنے ہاتھہ سے قتل کر ڈالا۔ بالجملہ اسلام شاہ اوس طرف سے دلجمعی کرکے پہاڑ کی ترائی سے دہلی کو روانہ ہوا جب جمون کے نزدیک قصبہ بن مین پہونچا خبر لگی کہ ہمایون پادشاہ کا چھوٹا بھائی میرزا کامران کابل مین اپنے بھائی سے شکست کھاکر کمک کی آرزو مین خیمہ گاہ پادشاہی کے نزدیک آیا ہے اسلام شاہ نے اپنے لڑکے شاہ آواز خان کو مع مولانا عبد اللہ سلطانپوری کے استقبال کو بھیجا وہ جاکر مرزا کو لے آئے جسوقت مرزا حضور مین پہونچکر کھڑا ہوا اسلام شاہ کو رعونت سے اوسکا خفیف کرنا منظور ہوا عمدا تغافل کرگیا تب موجب اشارہ کے میر تورک نے آواز بلند سے کہا کہ قبلہ عالم کابل کا مرشد زادہ مجرا مین حاضر ہی اور یہ لفظ تین مرتبہ کہکر مرزا کی آبروریزی کی۔ اوسوقت اسلام شاہ نیم قد اوٹھکر مرزا سے ملاقی ہوا اس حرکت سے مرزا کی اور بھی خفت ہوئی جب وہان سے شخصت کی مرزا کو نظربند ہمراہ لیا وہ فرار ہوکر راستہ سے کوہ سوالک کی راہ سے سلطان آدم کھکر کے پاس گیا اور اوسنے گرفتار کرکے ہمایون پادشاہ کے پاس روانہ کردیا القصہ جسوقت اسلام شاہ دہلی مین آیا تو شہرت ہوئی کہ ہمایون

بادشاہ کامران مرزا کے قید کرنے کو دریاے سندھ سے پار اوترا آیا ہی اس خبر سے اسلام شاہ لاہور کو عازم ہوا تو ہاتھی
کے بیل دور دراز چرائی پر گئے تھے جلدی کے سبب سے اونٹون کو حکم ہوا ایک ایک توپ ایسی بڑی تھی کہ دو دو ہزار
آدمی کھینچتے تھے لاہور مین پہونچکر خبر ملی کہ بادشاہ کامران مرزا کو قید کرکے دریاے سندھ سے پھر کابل چلا گیا۔
اسلام شاہ نے وہان سے لوٹ کر یہ چاہا کہ لاہور بڑا شہر اور اسی راہ کابل سے مغل کے آنے کا وسوسہ رہتا ہی
اور نیز تھوڑی فرصت مین سارا سامان بادشاہی کا یہان پر ملنا ممکن ہی لہذا مصلحت ہی کہ اسے خراب اور
ویران کرکے مانکوٹ بسایا جاوے جو کہ عین راہ مین واقع اور قلعہ استوار رکھتا ہی اور اوسی جگہ دار السلطنت مقرر ہو
یہ قلعہ چار قلعہ مستحکم ایسے محل اور موقع سے پہاڑ پر رکھتا ہی کہ دیکھنے والون کو ایسی معلوم ہوتا ہی سیکڑون فوجون
کو وہان پہونچنا مشکل ہی اور بر طبق پہونچنے کے اوسکے باشندون پر ہاتھ پہونچنا دشوار چشمہ خوشگوار بہتے ہین
اور معاش جسقدر درکار ہو میسر فقط لیکن یہ ارادہ انجام کو نہ پونہچا جب گوالیار پونہچا چند مقام کر نا پڑے
تاریخ شیر شاہی کا مولف جو کہ قوم افاغنہ سے ہی لکھتا ہی کہ اسلام شاہ کے زمانہ مین ایک فقیر ظاہر ہوا لا ابالانہ زندگی
کرتا تھا اور منکرات سے چندان پرہیز نکرتا تھا اسلام شاہ نے چونکہ شرع کا پابند تھا بارے اوسکو ممانعت کی کہ
اسطرح کی مجلس اور اژدحام مین نہ بیٹھا کرے جب اوسنے نہ سنا اپنے روبرو بلاکر گھڑک کر کہا کہ اگر پھر ایسی حرکت کی
تجھے جلوا دونگا فقیر نے جلکر جواب دیا کہ اول تو اپنے تئین جلنے سے بچا بعد ازان مجھکو جلانا یہ کہکر چلا گیا قضارا
اوسی روز یا دوسرے روز اسلام شاہ کے مبرز پر دانہ نمود ہوا اور ایسا گرم تھا کہ اسلام شاہ کہتا تھا جلا جلا اس حدت مین
دو تین روز کے بعد گذر گیا یہ شخص بھی باپ کے مانند جہانداری مین پابند تھا اوسکے عہد مین کوئی کسی پر زبردستی
نہین کرسکتا تھا نیلاب سے بنگالہ تک جو شیر شاہ نے سرائین تعمیر کردی تھین اس شخص نے اونکے درمیان مین ایک
ایک سراے اپنی طرف سے اور اضافہ کی اور بدستور باپ کے مسافرون کو اپنے سرکار سے کھانا مقرر کیا قانونگو
تقرر پرگنہ دار واسطے طیاری کاغذات اور دریافت حال رعایا اور تدبیر آبادی اور افزونی زراعت اور تحصیل
محصول اور گذارش نیک و بد کیواسطے ایسکے عہد مین ہوا جسقدر ملک گیری اور جہانداری اور عدل و انصاف
کی رواج اور انتظام جہانداری ان باپ بیٹے کے عہد مین ہوئے دوسرے فرمانروایان ہند مین کمتر
دیکھنے مین آئی مدت جہانداری کی آٹھ برس دس مہینے آٹھ روز ہی

ذکر فیروز شاہ بن اسلام شاہ

اسلام شاہ کی رحلت کے بعد ارکان دولت نے فیروز خان کو دس برس کی عمر مین تخت نشین کیا اسلام شاہ
اپنی عین حیات مین اپنی بی بی بائی سے کہا کرتا تھا کہ تیرے اس لڑکے کی موت تیرے بھائی مبارز خان کے
ہاتھ سے ہوگی اگر لڑکے کی سلامتی درکار ہی بھائی سے ہاتھ اوٹھا اور مجھے اپنی مرضی پر چھوڑ کہ مین اوسکو

درمیان سے دفع کرون وہ جواب دیتی کہ میرا بھائی تیری بدولت عیش و عشرت کرتا ہی اوسکو بادشاہی سے کیا غرض میرے ایک ہی بھائی ہی اگر وہ بھی نرہے تیری بادشاہی سے مجھے کیا مزہ ملیگا آخر جو کچھہ اسلام شاہ نے دوراندیشی کی تھی اوسکی عورت نے ملاحظہ کیا فیروز خان کے جلوس سے دو تین روز گذرے تھے کہ مبارز خان کو بادشاہی کا خیال ہوا بھانجے کی فکر مین گھر آ آخر حسب دستور محل سرا مین گیا بی بی بائی نے اسکے تیور سے شرارت پائی کمال عجز وزاری سے کہنے لگی کہ میرے لڑکے کے خون سے درگذر اور اگلے احسان کو کہ مکرر تجھکو اسلام شاہ کے قتل کرنے سے بچایا یاد کر بہرحال میرے بیٹے کو بخش دے اور جدھر حکم کرین اوسکو لیکر چلی جاؤن ہرچند بہت سا عجز الحاح کیا مگر اس بیحیا کو کچھہ خیال نہ آیا فیروز شاہ کو بری طرح سے ذبح کر ڈالا اور دنیا و آخرت کی بدنامی حاصل کی اس

اس طفل مظلوم کی پادشاہی اس سے بچی سرا مین تین روز رہی

ذکر سلطان محمد عادل شاہ معروف مبارز خان

سلطان محمد عادل شاہ عرف مبارز خان عدلی بن نظام خان برادر شیر شاہ سنہ ۹۶۰ ہجری مین تخت آرا ہوا اسکے خطبہ و سکہ مین نام نامی نے رواج پکڑا سلطان محمد عادل لقب ہوا مگر پٹھان لوگ صرف عدلی کا لفظ کہتے تھے۔ الغرض سلطان تغلق کے مانند خزانے کھولکر جود و سخا مین مصروف ہوا اور خواص خانکی چھوٹے بھائی شمشیر خان کو جو شیر شاہ کے غلام کا بچہ تھا وزیر اعظم اور ملک کا مدار علیہ بنایا اسکے روبرو ہیمون بقال ریواڑی والے نے اعتبار حاصل کیا۔ یہ ہیمون پیشتر بڑھی نے سکی سے گلی گلی نمک بیچتا تھا جسوقت شور بختی دور ہوئی اور نصیبہ خواب شیرین سے بیدار ہوا معتبر ہوگیا اور اکثر ملکی اور مالی مقدمات مین دخیل ہوا جب محمد عادل کو پادشاہی ہوئی معتمد علیہ ہوکر سرفراز ہوا اور رفتہ رفتہ کل مہمات ملکی اور مالی اوسکے پاس رجوع ہونے لگے چند روز تک بسنت رای اور بعد ازان راجہ بکرماجیت کا خطاب ملا۔ کل امور مین بیشدست ہوا ایک نام کے واسطے تو عدلی بادشاہ تھا باقی کل کاروبار بادشاہی کا ہیمون کے متعلق تھا حکام کی موقوفی بحالی اور جاگیر کی تجویز اور لشکر کا انتظام اور ملک کا بندوبست سب اسکے اختیار مین تھا اور شیر شاہ اور اسلام شاہ کے خزانے و فیلخانے اسکے قبضے مین تھے۔ کہتے ہین کہ یہ شخص بدصورت اور کوتاہ قد اور زدور اندیش تھا گھوڑے کی سواری نہین جانتا تھا تلوار کمر مین نہین رکھتا تھا ہمیشہ ہاتھی پر سوار ہوتا لیکن شجاع اسقدر تھا کہ سلطان عدلی کیطرف سے جو پٹھان سلطنت کے مدعی تھے اونسے بائیس لڑائیان لڑکر مظفر اور منصور ہوا اور عقل و تمیز سے بھی ایسا بہرہ رکھتا تھا کہ جو کچھہ فرمان روائی اور کشور کشائی کی تدبیر اوس سے نکلین افاغنہ کے رؤسا مین کسی سے نہوئی تمام پٹھانون کو اپنا مطیع کر لیا تھا کسیکو انحراف کی مجال نہ تھی القصہ چند دنون کے گذرنے پر سلطان عدلی سے پٹھان لوگ برخلاف ہوگئے اور ہر طرف بغاوت شروع ہوگئی بیٹھے بٹھائے فتنہ اوٹھہ کھڑا ہوا شاہ محمد قرملی اور سکندر خان اوسکے لڑکے نے بادشاہ کے روبرو سخت گفتگوئی اور اکثر دن پر ہاتھہ صاف کرکے خود بھی

تمام ہوگئے تاج خان سلیمان کلانی کا بھائی دیوانخانہ مین اطاعت سے منحرف ہوا گوالیار سے گنگا کنارے جاکر لشکر جمع کیا۔ آخر ہیمون نے جاکر اوسکا حوصلہ پست کردیا ابراہیم خان سور جسکی بہن بادشاہ کے عقد مین تھی۔ اور شیر شاہ کے چچازادون مین تھا مخالف ہوگیا اکثر امرا کو متفق کرکے چند پرگنہ دہلی کے اطراف مین زیر تصرف لایا عدلی بیتاب ہوکر قلعہ چنارہ کو چلا گیا۔ احمد خان سور جو شیر شاہ کا بھتیجا اور داماد تھا اور عدلی کی دوسری بہن بھی اسکے عقد مین تھی بگڑ گیا اپنا خطاب سلطان سکندر مقرر کرکے ابراہیم خان پر چڑھا ابراہیم خان کا لشکر ستر ہزار تھا اور سکندر خان کے پاس دو ہزار سوار تھے مگر تائیدات غیبی سے سکندر خان نے فتح پائی دہلی پر متصرف ہوا اور سند سے دریاے گنگ تک قبضے مین آیا چاہتا تھا کہ پورب رخ جاکر سلطنت چاہنے والون کو سزا دے مگر بادشاہ کی کابل سے ہندوستان کو عزیمت کی خبر سنکر آگرہ مین متوقف رہا ہیمون اپنے بادشاہ عدلی کے جانب سے لشکر بیشمار اور فیلان نامدار اور توپخانۂ آتشبار لیکر ابراہیم خان سے لڑا اور فتح حاصل کی اور اسکی طرف سے مطمئن ہوکر چنارہ مین اپنے ولی نعمت عدلی شاہ سے جاملا اور وہان سے محمد خان سور حاکم بنگالہ کے مقابلہ کو گیا جو کہ باغی ہوکر جونپور اور کالپی اور آگرہ کو عازم ہوا تھا الغرض ہیمون جب موضع چیرکٹھہ مین کالپی سے بارہ کوس پر پہونچا باہم لڑائی کی ٹھہری آخر مخالف کو شکست ہوئی اور محمد خان مارا گیا ہیمون کی بلندنامی ہوئی چونکہ آگرہ وغیرہ پر سلطان سکندر کا تسلط تھا ارادہ اسطرف کا مصلحت نہ دیکھکر بہار اور بنگالہ کو چلا گیا۔ باقی حال ہیمون کا اکبر بادشاہ کے ضمن مین بیان ہوگا اب ہمایون بادشاہ کے ہندوستان مین آنیکا حال اور اوسکی فتح یابی کی کیفیت اور خاتمہ ہونا خاندان افاغنہ کا ہندوستان مین بیان ہوتا ہی عدلی نے قریب دو سال کے بادشاہی کی اور ابتداے شیر شاہ سے عدلی تک سولہ برس حکومت کے گذرے

آنا ہمایون بادشاہ کا ہندوستان مین اور فتح یابی پٹھانون پر

جب ہمایون نے کابل کے مقام مین یہ خبر پائی کہ ہندوستان مین ہر طرف پٹھانون نے تیغ کھینچی بلند کر رکھی ہی جسکے قبضے مین جو شہر یا ولایت ہی وہ اوسکا پادشاہ بنا بیٹھا ہی ہندوستان کے تسخیر کی نیت ہوئی اور ٩٦٢ھ ہجری مین منعم خان کو کابل کی حراست مین چھوڑکر خود بدولت نے ہندوستان کی نہضت فرمائی جس روز روانہ ہونا چاہتا تھا خواجہ حافظ شیرازی کے دیوان مین فال دیکھی اور اسی شعر سے مژدہ پایا ؎ دولت از مرغ ہمایون طلب و سایۂ او + زانکہ با زاغ و زغن شہپر ہمت نبود ۔ شاہزادہ محمد اکبر کو ہمراہ لیکر مع تین ہزار سوار کے براہ کھوپہ روانہ ہوا اور منزل بمنزل کوچ کرتے لاہور پونہچا وہان کے پٹھانون نے ہمایون کے دبدبۂ آمدآمد سے پراگندگی اختیار کی لاہور بے لڑے بھڑے ملازمان ہمایون کے قبضے مین آگیا۔ لاہور پہونچکر ہمایون نے افواج قاہرہ کو بیرام خان خانخانان کی سرداری مین جالندھر وغیرہ پر روانہ کیا اور خانخانان نے دریاے ستلج سے اوترکر ماچھی وارہ کے اطراف مین پٹھانون پر

چھاپہ مارا بڑی جنگ ہوئی آخر پٹھانون کو شکست دی ہاتھی گھوڑے بہت سا اسباب لوٹ مین ہاتھ لگا بعد ازان سہرند مین پہونچا اسوقت سلطان سکندر نے جب یہ خبر پائی کہ ہمایون بادشاہ کے لشکر نے میرے نوکرون کو شکست دی فوراً اسّی ہزار سوار اور فیل اور توپخانہ ہمراہ لیکر آگرہ سے نکلا اور جب سہرند کے قریب پہونچا لشکر کے گرد خندق کھود کر مستعد لڑائی کا ٹھہرا خانخانان نے شہر کا استحکام کرکے بادشاہ کی خدمت مین عرضیان روانہ کین اور سارا حال لکھکر درخواست عزیمت تحریر کی بادشاہ نے باوجود عارضہ قولنج کے لاہور سے نہضت فرمائی اور قطع مسافت کرکے سہرند مین آپہونچا اور صف آرائی کرکے غنیم کے مقابلہ مین ٹھہرا ہر روز بندوق اور توپ کی لڑائی رہتی تھی چالیس دن کے بعد یورش کا ارادہ مصمم کرکے مخالف کی فوج پر کود پڑا اور فضل الٰہی سے ہمایون کے لشکر نے فتح و نصرت پائی پٹھانون کے دل شکستہ ہوگئے سکندر معرکہ سے نکلکر کوہ سوالک کی طرف بھاگا اور وہان سے قلعۂ مانکوٹ مین جا ٹھہرا ہمایون بادشاہ نے شاہ ابو المعالی کو مع لشکر گران کے لاہور کیطرف مقرر فرمایا اور ارشاد کیا کہ سکندر کو پہاڑون سے نکال کر دفع اور ولایت پنجاب کی مہم سر کرے اور خود بدولت نے سہرند سے روانہ ہوکر دہلی مین جلوس فرمایا اور اکثر ہندوستان کے اطراف کو قبضۂ تصرف مین لایا جن جن امیرون نے اس معرکہ مین تردد کیے تھے اونکو جاگیرین لایق ملین اب ہمایون کے نام سے سکہ و خطبہ مروج ہوا بخت خفتہ بیدار ہوا اختر فیروز مددگار ہوا باقی یہ سال مقام دہلی مین بڑے عیش و آرام سے بسر ہوا اسوقت مین بحضور شاہی یہ عرض کیا گیا کہ سلطان سکندر نے کوہستان سے نکلکر اکثر پرگنات پنجاب پر دست درازی کی ہے اور پرگنہ جیاری اور پٹیالہ تک مال تحصیل کرلیا اور شاہ ابو المعالی ہمراہیون کی بدسلوکی سے غنیم کا مدافعہ نکرسکا اور نہ اوس سے یہ مہم سرانجام ہوسکتی ہے ہمایون نے اس خبر کو فراست سے دریافت کرکے شاہزادہ محمد اکبر کو مع بیرام خان خانخانان کے روانہ کیا اور بوقت رخصت کے شاہزادے سے نہایت محبت پدری کی اور یہ قطعہ زبان پر لایا ؎ چراغی چو تو اندر دودمانم چرا روشن نباشد چشم جانم بہر کاری ز یزدان یار بادت ز عمر و ملک برخوردار بادت القصہ شاہزادۂ بلند اقبال رخصت ہوکر قصبہ کلانور مین آیا سکندر لشکر منصور کی عزیمت سنکر قلعہ مانکوٹ مین جا بیٹھا یہ قلعہ اوسکا مامن تھا

ذکر رحلت ہمایون بادشاہ

یہ امر ظاہر ہے کہ ہمیشگی سوائے ذات خدا کے کسیکو نہین ممکنات کو چند روز کے لیے بھیجتے ہین جب اوسکا وعدہ پورا ہوا طلب کرلیتے ہین اسیکے بموجب ہمایون بادشاہ کا بھی وعدہ برابر آیا یہ بادشاہ علوم نجوم اور معرفت کواکب سے شوق رکھتا تھا جس روز کہ زہرہ کے طلوع کا شبہہ تھا شام کیوقت اوس ستارہ کے دیکھنے کو کتب خانہ کی چھت پر گیا اور تھوڑی دیر کے بعد اوترنا چاہتا تھا کہ موذن نے نماز کی بانگ دی اوسنے نماز کی تعظیم کو دوسرے زینہ پر بیٹھنا چاہا چونکہ زینہ کے درجون کی صفائی سے نظر پھسلتی تھی بادشاہ کی چوب دستی نے لغزش کھائی

ہمایون سیڑھی کے تھل لڑھکتے ہوئے زمین پر گرا سارے اعضا اور جوڑ پسلگئے اور داہنی طرف سر مین نہایت صدمہ پہونچا کہ بیہوش ہوگیا ہر چند طبیب اور حکیمون نے معالجہ کیا مگر کچھہ سود نہوا بالآخر بہشت برین کو روانہ ہوا نعش اوسکی معزالدین کیقباد کے کیلوکھری مین مدفون ہوئی اور اوسپر بڑی شان وشوکت کی عمارت تعمیر ہوئی ابتک موجود ہی دیکھنے والون کو عبرت ہوتی ہی ہر چند شعراے عصر نے وفات کی تاریخین بہت سی کہین مگر اونمین یہ قطعہ بہت عمدہ تصنیف ہوا قطعہ ہمایون پادشاہ آن شاہ عادل ٭ کہ فیض خاص او بر عام افتاد بناے دولتش چون یافت رفعت ٭ اساس عمرش از انجام افتاد ٭ چو خورشید جہانتاب از بلندی ٭ بپایان در نماز شام افتاد جہان تاریک شد در چشم مردم ٭ خلل در کار خاص و عام افتاد ٭ قضا از بہر تاریخش رقم کرد ٭ ہمایون پادشاہ از بام افتاد

اس شخص نے پہلے مرتبہ دس برس اور دوسری بار دس مہینے حکمرانی کی

ذکر ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر پادشاہ بن ہمایون پادشاہ

اگرچہ اس پادشاہ قوی بال کے احوال اکثر مورخون نے مانند خواجہ عطاے فروشی نے تاریخ اکبر شاہی مین اور خواجہ نظام الدین احمد نے طبقات اکبری مین اور شیخ عبدالقادر بدایونی اور شیخ الہداد اور شیخ فرید مخاطب بمرتضی خان اور شیخ ابوالفضل بن مبارک اور محمد شریف معتمد خان نے اقبال نامہ جہانگیری مین لکھا ہی خصوص مجموعہ فضایل صوری ومعنوی شیخ ابوالفضل بن شیخ مبارک یمنی الاصل ہندی نژاد نے اس پادشاہ کا واقعات عمری کمال تفصیل اور شرح سے تحریر کیا اور اوسی کا نام اکبر نامہ رکھا اس کتاب مین تین دفتر ہین جسکے تیسرے دفتر کا نام آئین اکبری ہی اول دفتر کا نصف حصہ اکبر کے بزرگون کے بیان مین ہی اور نصف حصہ دیگر مین جلوس اکبری اور سترہ برس کے واقعات مندرج ہین دوسرے دفتر مین ولایت مالوہ اور گجرات وپٹنہ وبنگالہ اور اوڑیسہ وکسمند وسکر وٹھٹہ اور قندھار اور برہان پور وخاندیس وغیرہ کی فتح کا حال ہی گیارہوین سال سے پیالیسوین ۴۲ برس تک کا حال درج ہی تیسرے دفتر آئین اکبری مین مخصوص پادشاہ کے اوضاع اور اطوار کا بیان ہی لیکن چند سطرین یہان بھی واسطے پیرائیہ بیان کے تحریر ہوتی ہین القصہ جسوقت ہمایون پادشاہ نے اس دار ناپایدار سے رحلت فرمائی شاہزادہ محمد اکبر سکندر کی مدافعت کے واسطے جسنے قلعہ مانکوٹ سے نکلکر لاہور مین غدر برپا کر رکہا تھا نواح پنجاب قصبہ کلانور مین رونق افروز تھا جب اس واقعہ ناگزیر کی خبر پائی بعد رسم تعزیت کے جمعہ کے روز دوپہر کے وقت تاریخ سوم ربیع الثانی سنہ ۹۶۳ ہجری کو اورنگ نشین خلافت ہوا اسوقت مین اکبر کی عمر تیرہ ۱۳ برس آٹھہ مہینے اٹھائیس روز کی تھی بیرام خان خانخانان نے عمدۃ مدار الملکی اور وکالت پر سرفرازی پائی اور مہمات عقد وحل اور مقدمات کا قبض وبسط اسکے اختیار مین ہوا جب جشن جلوس سے فرصت ملی سکندر کی سرکوبی کو عازم ہوا اور نیچے قلعہ مانکوٹ کے پہونچا مگر برسات کے سبب سے سپاہ کے حال پر رعایت کرکے اس مہم کو چند روز

ہیوا اسواسطے موقوف کیا اور وہان سے مراجعت کرکے جالندھر مین مقام کیا ۞

آنا ہیمون بقال کا اکبر کے مقابلہ مین اور قید ہوکر جان دینا

چونکہ ہیمون جو کہ سپہ سالار اور سلطان محمد عدلی کا مدار علیہ تھا اور ابراہیم خان سوز اور سلطان محمد حاکم بنگالہ او نیز دیگر پٹھانون سے جنکو اپنی شکوہ و شوکت پر غرا تھا لڑکر فتحیاب ہوا۔ اب کیا پوچھنا تھا شیطان نے کان مین پھونک دیا کوئی شے بہتر نہین ہیمون کو نخوت اور خود فروشی نے گھیر لیا جب ہمایون بادشاہ کی وفات کی خبر سنی شاہزادہ اکبر سے ملک چھین لینا نہایت سہل سمجھا عدلی کو پٹنہ مین چھوڑکر آگرہ اور دہلی کا عازم ہوا اور ہیمو پہنچتے پہنچتے امراے پاشاہی کو سہل سی لڑائی مین خارج کرکے آگرہ کو دا بیٹھا اور وہان سے دلیرانہ دہلی کو آیا اور یزدی بیگخان کو مع دیگر امراے پادشاہی کے خفیف سی لڑائی مین بھگا کر دہلی مین متصرف ہوگیا پچاس ہزار سوار اور ڈیڑہ ہزار فیل کوہ وقار اور اکاون بڑی توپ اور پانسو ضرب زن وغیرہ توپین ہمراہی مین رکھین۔ یہ خبر جالندھر مین اکبر کو ملی چونکہ اس چھوٹے سے سن مین بڑی عقل تھی سکندری مہم ملتوی کرکے ہیمون کی گوشمالی کو عازم ہوا اطراف و جوانب کے امرا بموجب حکم حاضر ہوئے یزدی بیگ خان جسنے ہیمون سے شکست پائی تھی سرہند کے مقام پر مستفیض ملازمت ہوا بیرام خان خانخانان بسبب ہم چشمی کے یزدی بیگ خان کو نہین دیکھہ سکتا تھا اس سانحہ سے اوسکو اپنے خیمہ گاہ مین لیجاکر اس قصور سے کہ ایک بقال نے شکست فاش دی بیچارے کو مار ڈالا اور اکبر کے حضور مین عرض کیا کہ ہیمون کی فتح اور منتسبان دولت کی شکست فقط یزدی بیگ خان کی کم ہمتی سے ظاہر ہوئی لہذا اوسکا قتل کرنا دوسرے کی عبرت کو کافی ہوا اکبر نے وقت پر نظر کرکے طرح دی کچھہ برا بھلا زبان پر نہ لایا وہان سے پیشتر روانہ ہوا بعض لشکر کی سرداری سکندر خان اوزبک کو ملی اور حکم ہوا کہ بطور منقلا چند کوس آگے آگے روان ہو۔ ہیمون امرا کے شکست دینے اور دہلی آگرہ کے تسخیر کرنے سے زیادہ تر دلیر ہوگیا تھا عزیمت کی خبر سنکر خود بھی دہلی سے روانہ ہوا اور غرور مین آکر توپخانہ کو پانی پت بھیجا تاکہ وہان مورچہ درست ہورہے فوج اکبری جو کہ پیشتر پیشتر روان چلی جاتی تھی جسارت کرکے توپخانہ کو اپنے قبضے مین لائی اور اس دست برد سے دلاوران شاہی کی طبیعت بڑہ گئی اور اوس بقال کی ہمت گھٹی اسیوقت مین ہیمون نے دل مضبوط کرکے پانی پت آیا اور فوج منقلا سے گرم جنگ ہوا اقبال پادشاہی نے اپنا کام کیا فوج منقلا نے میدان رزم مین لنگر جماکر خوب تلوار کی مگر فوج ہیمون کا غلبہ اور پادشاہی لشکر کی شکست ہوئی اکثرون کے پیر اوکھڑ گئے اوسوقت ہیمون نے اپنا سر ہودج سے نکالا تاکہ لشکر کو جمع کرکے تعاقب کرے قسمت مین تو یہ لکھا تھا کہ اقبال اکبری چلے ناگاہ کسی مغل کے تیر نے گوشۂ کمان سے نکلکر ہیمون کی آنکھہ مین جگہ لی اور فوراً کاسۂ سر سے نکل گیا درد سر کی سرزنش سے اوس بدبسر نے اپنا سر ہودج کے اندر تکیہ پر رکھا فوج کو گمان ہوا کہ لڑنے والی وافسر ہوگئی سراسیمہ ہوکر بسبر فراری ہوئی کیا خ

کیسی فتح مین شکست نصیب ہوئی بادشاہی لشکر نے جو غنیم کی بدحواسی دیکھی مخالف کے اسباب اسلحہ وغیرہ پر لوٹ شروع کردی ناگاہ شاہ قلیخان اوس ہاتھی کے نزدیک جا پہونچا جسمین ہیمون مخفی تھا چاہا کہ فیلبان کو قتل کرکے فیل کو مع ساز نقرہ کے اپنے قبضے مین لاوے فیلبان نے اپنی جان بخشی چاہی ہیمون کو بتلا دیا۔ شاہ قلی اس مژدہ سے مسرور ہوا فیلبان سے لطف و مدارا کرکے مع دیگر فیل کے ہمراہ لیا ہنوز محمد اکبر سواے کردونده سے کوچ کرکے لشکر منصور منقلا تک نہ پہونچا تھا کہ فتح و نصرت کی خبر پہونچی اور تھوڑے عرصہ مین شاہ قلیخان نے ہیمون کو دست بستہ حاضر کیا ہیمون اکثر پٹھانون پر فتح پاکر اسقدر مغرور ہوا تھا کہ اکبر کو خورد سال سمجھکر کہا کرتا تھا کہ اس شیرخوارہ کی مجال نہین کہ روبرو آئے اوس غرور نے آخر گردن جھکائی ؎ تکبر مکن زینہار اے پسر ٭ کہ روزے زدستش درآئی بسر ٭ جسوقت یہ مغرور حضور مین آیا ہرچند بعضون نے اوس مقہور سے گفتگو کی مگر کسیکو جواب نہ دے سکا بعض امرا نے عرض کیا کہ اس بداندیش کو ملازمان شاہی خاص دست مبارک سے ہلاک کرین اکبر نے جواب دیا کہ قیدی کے مارنے مین تلوار خون آلود کرنا آئین مردمی سے دور ہے بیرام خان نے مرضی پاکر اپنی تلوار سے اوسکا سر کاٹ ڈالا اور سر اوسکا کابل اور باقی دھڑ دہلی کو بھیجا بعد قتل کرنے ہیمون کے بادشاہ نہایت جلدی سے دہلی مین تشریف لایا اور نئے سر سے جلوس کیا جو جو بدانتظامیان بادشاہی مین واقع تھین اونھین دور کیا ہندوستان کی وسیع خلافت نے رونق تازہ حاصل کی امراے دولت کو خطاب اور جاگیر مناسب حال عطا فرمائی اور ہر ایک طرف انتظام کے واسطے رخصت دی مولانا ناصر الملک عرف پیر خان نے تسخیر میوات کو اجازت پائی ہیمون کے باپ کو جسکی عمر اسّی برس کی تھی ریواڑی سے حاضر لاکر کہا کہ مسلمان ہو اوسنے کہا کہ اسی برس تک اپنے مذہب مین گنوایا اب اخیر وقت مین کیونکر قدیمی دین کی رفاقت ترک کرکے نئے دین سے موافقت کرون ناصر الملک نے اسکا جواب زبان شمشیر سے ایسا دلدوز دیا کہ کلیجا دو ٹکڑے ہو گیا

مانکوٹ پر فتح پانا اور سلطان سکندر کا اخراج

جسوقت اکبر نے یہ خبر پائی کہ سلطان سکندر نے پہاڑون سے نکلکر پنجاب مین غدر برپا کیا ہی فوراً حضور والا پنجاب کے عزیمت کی منزلین طی کرکے قصبۂ دھمیری مین جسے اب نور پور کہتے ہین رونق افروز ہوئے اوسوقت راجہ رامچند نگرکوٹ کا حاکم اور دیگر کوہستانی راجہ حاضر ہوکر شرفیاب ہوئے اوسوقت سلطان اکبر نے دیوان حافظ سے فال خوبکالی یہ شعر برآمد ہوا ؎ سکندر را نمی بخشند آبے ٭ بزور و زر میسر نیست اینکار ٭ اس مضمون سے خوشوقت ہوکر پیشتر کوروانہ اور قلعۂ مانکوٹ کے نیچے جہان سکندر محصور تھا ٹھہرا لڑائی شروع ہوئی بندوق نے دل و دماغ خالی کرنا شروع کیا سلطان سکندر کو یہ خبرین گذر گئین تھین کہ ہیمون بقال کی پایمالی اقبال شاہی نے فرمائی اور خضر خان ولد سلطان محمد خان سور نے نواحی چنار گڑھ مین اپنا سکہ و خطبہ جاری اور اپنا لقب سلطان بہادر مقرر کیا اور اپنے

باپ کے انتقام کو جو ہیمون کی لڑائی مین مارا گیا تھا عدلی سے لڑا اور عین جنگ مین عدلی مارا گیا ایسی ایسی خبر دان سے سکندر کے کان کھڑے ہوئے سمجھا کہ اقبال کسکی یاری پر ہے پس عجز و نیاز سے استدعا کی کہ حضور والا کی درگاہ کوئی ملازم شاہی آکر مجھے لیجاوے اسکے بموجب میر شمس الدین محمد اتکہ خان اور مولانا ناصر الملک نے اوسکے لانے کو رخصت پائی سکندر نے ان لوگون کی حرمت اور عزت کر کے عرض کیا کہ مجھسے بڑی بڑی خطائین واقع ہوئی ہین منھہ دکھلانے کی کوئی صورت نہین کہتا بالفعل میرے لڑکے کو دربار مین لیجائیے بعد ازان فدوی بھی حاضر ہوگا یہ التماس درگاہ پادشاہی مین منظور ہوا فرمایا کہ سکندر طرف پٹنہ جاکر اوس ولایت کو پٹھانون سے چھڑا کر اپنے قبضے مین لائے اور اپنے لڑکے کو حضور مین خدمتگذاری کے لیے روانہ کرے آخر سلطان سکندر نے لڑکے کو دربار شاہی مین روانہ کیا اور خود پٹنہ گیا اور دو برس کے بعد اوسی طرف سے ملک عدم کو چلا گیا جلوس کے دوسرے سال مین یہ سب امور واقع ہوئے

بہرام خان کی بے اعتدالی اور اقبال کی بدسر انجامی کا بیان

ازانجا کہ دلون کے تقاضا سے اکبر پادشاہ امور خلافت مین بہت کم متوجہ ہوتا ملکی اور مالی کارخانے عہد ہمایون سے بیرام خان خانخانان کے سپرد تھے اس شخص کا اقتدار نوکری اور وکالت اور امیر الامرائی کے مرتبہ سے زیادہ ہوا اور اسقدر کل پادشاہی معاملات مین اوسکا تسلط ہوگیا کہ اوس سے زیادہ خواب خیال ہر دولت و اقتدار کا جو نشا چہ ہا بیرام ہمان ایسے آدمی کو مسلوب العقل کر دیا اسی مستی مین بعض بعض نالایق حرکتین سرزد ہوئین اونمین سے ایک یہ کہ عمدہ عمدہ جاگیر اور منصب اپنے رفیقون کو دیتا اور دیگر بندہاے پادشاہی سے بدسلوکی کرتا تھا اکبر کو بچہ سمجھ لیا تھا اپنی دانست مین کل انتظام اور مخالفون پر فتح پانا دشمنون کو زیر کرنا اپنی عقل و دانائی سے جانتا تھا ایک بڑی گستاخی یہ کی کہ یردی بیگ خان امیر کبیر کو اکبر کی بے اجازت مار ڈالا اور مصاحب بیگ خاص پادشاہی ملازم پر بھی ہاتھہ صاف کیا مولانا ناصر الملک اپنی خدمات سے پادشاہی عنایات سے سرفراز ہوا تھا اوسے درگاہ سے دور کرا کے کعبہ کو روانہ کیا اسیطرح اکثر اوقات اکبری ہوا خواہون سے برا پیش آتا تھا ایکروز فیل پادشاہی فیلبان سے سرکشی کر کے بیرام خان کے ہاتھی پر ڈپٹا اور اوسکے فیلبان کو مار ڈالا بیرام خان نے کچھہ رعایت پادشاہی آداب کی نہ کی فوراً اوس فیلبان کو مروا ڈالا اور ایکروز بیرام خان کشتی پر سوار دریاے جمن کی سیر کرتا تھا ایک پادشاہی ہاتھی مستی سے جوش خروش کرتا ہوا جمنا مین آکر سرکشی کرنے لگا اور جب بیرام خان کی کشتی نزدیک پہونچی یہ بدمست ہاتھی اوسکی طرف جھکا ہرچند فیلبان نے بہت سا روکا مگر نہ رکا آخر بیرام خان اس عربدہ خیزی سے اکبر پادشاہ کی جانب بدظن ہوکر آزردہ ہوا پادشاہ نے جب یہ حال سنا فیلبان کو دست بستہ خانخانان کے پاس بھیجدیا چونکہ اوسکے ادبار کے دن قریب آگئے تھے مطلقاً پاس ادب نہ کیا

سر دست فیلبان کی گردن علحدہ کی اسیطور سے اکثر شاد بیان کین اوران حرکات غیر مستحسن کو سن سنکر بادشاہ کا
امزاج برہم ہوا آخر مدارات سے درگذر کر دفعیہ فساد کی فکر ہوئی بادشاہ تھوڑے دنون کے بعد مع چند امرا کے
شکار کے بہانہ سے نکلکر دہلی چلا گیا اور شہاب الدین احمد صوبہ دار دہلی کو اپنے ارادہ سے متنبہ کر کے اطراف دہلی
کے امرا کے نام اس مضمون سے فرمان جاری فرمائے کہ خاطر اقدس بیرام خان سے متغیر ہے امور سلطنت خاص
اپنے ذمہ لیئے گئے جسے ہماری اطاعت منظور ہے درگاہ والا مین حاضر آئے جسقدر امرا کہ بیرام خان کے
پاس تھے وہ بھی آزردہ ہوکر حضور مین چلے آئے میر شمس الدین محمد خان اتکہ حسب الطلب سہرند سے حاضر حضور ہوا
اور علم ونقارہ اور تمن اور منصب بیرامی سے سرفرازی پائی اور اکثر اطراف ونواح کے امرا حاضر حضور ہوئے
بیرام خان نے جب یہ خبر پائی عجز وانکسار سے عرضداشت کی اکبر نے درجواب تحریر فرمایا کہ اوسکا حضور مین آنا
مناسب نہین بہتر ہی کہ مکہ کو جاوے وہان سے جب لوٹے گا مورد عنایت ہوگا جب بیرام خان نے حجاز کی رخصت
پائی آگرہ سے نکلکر میوات مین سلطان سکندر افغان اور غازی خان سور کو مرخص کیا کہتے ہین
کہ بیرام خان نے رخصت کیوقت مشار الیہم سے اشارہ کر دیا تھا کہ ممالک محروسہ مین خلل انداز ہون اور
خود پنجاب کو چلا اکبر نے اس خبر سے باخبر ہوکر بیرام خان کے نام فرمان نصیحت عنوان صادر کیا مگر اسنے
فتنہ پردازون کے اغوا اور بادشاہی شان وشوکت کے لالچ سے کچھ نہ سُنا اقتدار کے غرور مین
بیکانیر چلا اور چند روز رائے کلیان مل زمیندار بیکانیر کے پاس آرام سے رہکر پنجاب کو عازم ہوا اور کھلے بندون
باغی ہوکر سندا و تھارہ کے راستی سے پنجاب پہونچا اکبر نے میر شمس الدین محمد خان اتکہ کو مع دیگر امرا کے اوسکے مدافعہ کو مقرر فرمایا
اور خود بدولت بھی عقب سے عازم ہوا اتکہ خان نہایت چالاکی کر کے جلد پہونچ گیا اور ستلج اور بیاہ کے
درمیان مین موضع کو جوجور متعلقہ پرگنہ داروک مین دونون لشکر کا مقابلہ ہوا بڑا معرکہ درپیش آیا بیرام خان
غالب ہوکر فوج بادشاہی پر حملہ آور ہوا چونکہ زمین اکثر دھانون کے کھیت کی اور دلدلی تھی بیرام خان
کے لشکریون کا بیرنہ اوٹھ سکا جسقدر یورش کرتے زمین پاؤن پکڑتی تھی اتکہ خان کی فوج نے جو یہ حال دیکھا
اکثرون کو تیر سے دلفگار کیا بعضون کو تلوار کے گھاٹ اوتارا کتنے قید ہوئے بیرام خان اس آفت ارضی سے
گھبرا کر بھاگا اور راجہ گنیش داماور کے زمیندار کے پاس جو کوہ سوالک پر واقع ہے تلوارہ مین مقیم ہوا اس فتح
کی خوشخبری سہرند کے مقام پر بادشاہ کے گوش گذار ہوئی اس نوید کو سُنکر لاہور مین تشریف ارزانی ہوئی وہان یہ
چند روز مقیم رہکر تلوارہ کے اطراف مین شرف نزول ہوا یہان پر پہاڑیون نے پیر نکالے اور آخر کار لڑائی سے
بھاگ نکلے بیرام خان نے جب نصیبے کی بدسازی سے کہین بچاو نہ دیکھا درگاہ والا مین عذر خواہی کی اور اس امر کا
مستدعی ہوا کہ کوئی معتمد آکر میرا ہاتھ پکڑ کر حضور مین پہونچا وے لہذا اول مولانا عبد اللہ سلطانپوری معروف

مخدوم الملک اور بعد ازان منعم خان نے رخصت پائی ان لوگون نے دم دلاسا دیکر بیرام خان کو امن ہیئت سے دربار مین حاضر کیا کہ رومال گردن مین بندھا تھا بیرام خان حضور مین پہونچتے رونے لگا اکبر نے عنایت کرکے رومال گردن سے دور فرمایا اور حسب دستور بیٹھنے کو حکم دیا اور اخیر مجلس مین بخوشی تمام سفر حجاز کی رخصت دی اس مہم کے بعد بیرام خان مکہ کو گیا اور بادشاہ دہلی آیا یہ معرکہ جلوس کے چھٹوین سال مین گذرا القصہ بیرام خان قطع مسافت کرتے ہوئے مضافات احمد آباد گجرات سے شہر پٹن مین پہونچا چند روز ماندگی سفر کے دور کرنیکو مقیم ہوا مبارک خان نامے ایک پٹھان لوحانی جسکا باپ ماچھی وارہ کی اوس لڑائی مین مارا گیا تھا جو کہ پٹھانون کو بیرام خان سے ہمایون بادشاہ کی رفاقت مین واقع ہوا اوس جگہ موسی خان حاکم کے پاس قیام رکھتا تھا اسنے باپ کے بدلے مین بیرام خان کی ہلاکت کا قصد کیا اتفاقاً ایکروز بیرام خان کسی تالاب عظیم الشان کے سیر کو کشتی پر سوار جاتا تھا بروقت مراجعت کے جب کشتی سے باہر آیا مبارک مذکور مع چالیس نفر پٹھانون کے اس ڈھب سے ظاہر ہوا کہ گویا ملاقات کو آتا ہے اور اوسنے نزدیک پہونچتے ایسا ایک جمدھر بیرام خان کی پیٹھ پر مارا کہ چھاتی سے پار ہوا دوسرے نے تلوار ماری کام تمام ہوگیا چند فقرا نے اوسکے قالب خونی کو جسنے درجۂ شہادت پایا تھا اوٹھا کر مقبرۂ شیخ نظام الدین مین مدفون کیا بعد ازان اوسکی ہڈیان مشہد مقدس مین پہونچین کسی شاعر نے اوسکی شہادت مین یہ رباعی لکھی ہے رباعی بیرام بطوف کعبہ چون بست احرام ۔ نرسیدہ بکعبہ کار او گشت تمام ۔ تاریخ وفات او بجستم از عقل ۔ گفتا کہ شہید شد محمد بیرام ۔ میرزا عبد الرحیم ولد بیرام خان جو تین برس کا تھا حضور اقدس مین حاضر ہوکر مورد الطاف ہوا اکبر نے شفقت کا ہاتھ پھیرا مرزا خانی کا خطاب عطا فرمایا جب سن تمیز کو پہونچا اور اچھی اچھی خدمات بجا لایا فرزند برخوردار خانخانان سپہ سالار کا خطاب اور پنجہزاری منصب عطا ہوا اس شخص نے اچھی اچھی خدمت اور تدبیرین کین گجرات اور ٹھٹھہ اور دکن اسنے فتح کیے اور راجہ ٹوڈرمل کی وفات کے بعد وزارت کا نظم ونسق اسکے سپرد ہوا جو خانخانان کہ موزونی طبیعت اور بلند ہمتی اور شجاعت فطری اور بذل و سخا مین مشہور ہے وہ یہی خانخانان ہے القصہ جب بیرام خان دنیا سے اوٹھ گیا اکبر بادشاہ بذات خود امور جہانداری کے انصرام مین مصروف ہوا ۔

تسخیر مالوہ کی کیفیت

چونکہ باز بہادر ولد شجاعت خان مشہور شجاع دل خان جو کہ امرائے شیر شاہی سے تھا مالوہ کا حاکم تھا شراب جوانی سے مست اور لذات نفسانی کا اسقدر پابند تھا کہ ہمیشہ عورات کی مصاحبت اور نازنینون کی معاشقت مین رہتا اکثر عورتین صاحب جمال کاہش بدر غیرت ہلال جمع کی تھین اکثر اوقات اونکے بوس و کنار مین لیل و نہار بسر کرتا منجملہ انکے روپ متی معشوقہ ایسی حسین مہ جبین تھی کہ مصرع سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے

ایساہے مثل طرحدار نہ دیکھا نہ سنا۔ بازبہادر اسکے دام عشق مین ایسا گرفتار تھا کہ لیلی مجنون کی کہانی فقط قصہ کہانی تھی یہ عورت سرود سرائی مین بے نظیر تھی اکثر ہندی زبان مین مضمون باندھتی اور اپنا نام روپ متی اس خوبی سے تضمین کرتی کہ بے اختیار دل لوٹ پوٹ ہوجاتا بازبہادر رات دن اوسکی صحبت مین اپنا عزیز وقت رائگان کرتا اور مدام شراب کشی کے نشہ مین دن اور رات کی تمیز نہین کرسکتا تھا - جسوقت اسکی بیہوشی اور بدانتظامی کی سُن گُن اکبر نے پائی ادھم خان کو اسکی گوشمالی اور تسخیر مالوہ کو مقرر فرمایا - ادھم خان راہ طی کرکے سارنگپور مین جو اوسکا دارالامارت تھا پہونچا بازبہادر اپنے نشہ مین ایسا مخمور تھا کہ جب لشکر شاہی نے شہر گھیر لیا تب خبر ہوئی چار ناچار لڑنیکو آمادہ ہوا اور تھوڑی دیر مین لڑنے سے سیر ہوکر بھاگا ادھم خان فتح پاکر شہر مین آیا اور خزانے وغیرہ اکھٹے کرنے مین مصروف ہوا خصوص معشوقان زہرہ نوا کے فراہم کرنے مین مستعد ہوا جب نقد اور جنس اور اکثر گانے والیون کو قبضہ مین لایا - معشوقہ روپ متی کی تلاش کرائی - بازبہادر نے بروقت اپنے شکست پانے کے نوکرون کو حکم دیا تھا کہ موجب رسم ہندوستان کے معشوقان یکرنگ کو قتل کرین اور اونہون نے اکثر پری جمالون کو حنائے خون سے لال کردیا تھا اور روپ متی ایسی معشوقۂ نازک اندام پر بھی دو چار ہاتھہ صاف کیئے تھے ہنوز کام تمام ہوا تھا کہ لشکر منصور آپہونچا اور اونھین فرصت نملی کہ اوس ناکام کا کام انجام کرین آخرکار روپ متی کو بھی ادھم خان کے حضور مین حاضر کیا اوس بخیتہ کار بیدار مغز نے عرض کی کہ زخم کاری سے حالت غیر ہی بالفعل مجھکو کسی مکان مین رکھیئے بعد صحت صحبت شریف مین حاضر ہونگی ادھم خان نے اوسکو شیخ عمر نام فقیر کے مکان مین رکھا روپ متی اوس فقیر کے مکان مین رہکر اور اوسکے عیال و اطفال مین بسر کر اپنا معالجہ کرنی لگی تا آنکہ زخم بیرونی تو بہتر ہوگیا مگر اندرونی جراحت جو بازبہادر کے فراق سے تھے کب اچھے ہوتے تھے۔ مسیحا کیا کرے تدبیر بیمار محبت کی ؎ کہ دارو ہی نہین جز وصل آزار محبت کی ؎ ادھم خان کثرت اشتیاق سے ہروقت خبرگیران رہتا تھا تاآنکہ غسل صحت کا دن آیا اب کچھ عذر باقی نرہا اوسوقت روپ متی نے عرض کیا کہ مشک و عنبر اور کافور وغیرہ خوشبو عنایت ہوتا کہ اپنا سنگار کرکے حاضر ہون ادھم خان بشدت فریفتہ تو تھا ہی فوراً جملہ فرمایشات مع کافور کے بھیجدین روپ متی نے بازبہادر کی وفاداری مین کافور پھانک لیا اور چادر اوڑھکر ایسا سوئی کہ پھر نہ جاگی وفادارون مین اپنا نام کرگئی -

ذکر احوال سلاطین مالوہ

پوشیدہ نرہے کہ مالوہ نہایت وسیع ولایت ہی فراخ اور آباد ہمیشہ اوس ملک مین ذی شان حاکم ہوتے رہے ہین اور مانند راجہ بکرماجیت اور راجہ بھوج وغیرہ نے اسی ولایت کی حکومت مین نام و نشان پیدا کیا ہی جنکے عجائب حکایات آجتک زبان زد خلائق ہین سلطان محمود غزنوی کے زمانہ مین ظہور اسلام ہوا اور سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد سے یہ ولایت بادشاہان دہلی کے ماتحت ہوئی سلطان محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ نے اوس گروہ کو

جسنے اوسکے زمانۂ ادبار مین رفاقت کی تھی بعد تسلط ہونے کے رعایت کرکے چار آدمیون کو چار ولایتین مرحمت کین اعظم ہمایون ظفر خان کو گجرات اور خضر خان کو ملتان اور دیبالپور اور خواجہ سرور خواجۂ جہان سلطان الشرق کو جونپور اور دلاور خان کو مالوہ ملا یہ انتظام ۷۹۶ ہجری مین ہوا تھا جب محمد شاہ نے رحلت کی اور ہندوستان مین ہرج مرج واقع ہوا ہر ایک امرا نے بغاوت کی دلاور خان بھی والی دہلی سے منحرف ہوکر بطور خود حاکم ہوا اسکی حکومت ۲۵ برس رہی بعدازان سلطان ہوشنگ ۳۱ برس اور سلطان محمود ایک برس چند ماہ سلطان محمود خلجی سلطان ہوشنگ کا امیر الامرا تھا اور سلطان ہوشنگ کی بہن اسے بیاہی ہوئی تھی اس شخص نے پادشاہ کو ساقی سے زہر پلواکر مروا ڈالا اور خود تخت نشین ہوا اور تمام ولایت بوندھی اور مارواڑ فتح کرکے ۳۲ برس کے بعد فوت ہوا بعدازان سلطان غیاث الدین ۳۲ برس اور سلطان ناصر الدین ۴ برس ۴ مہینے ۳ روز اور سلطان محمود ۲۲ برس دو مہینے حکمران رہے سلطان بہادر شاہ والی گجرات نے سلطان محمود کو عین معرکہ مین قتل کیا اور اوسکی ولایت مالوہ اپنے تصرف مین لایا چھ برس حکومت کی بعد ملو قادر شاہ امیر کبیر نے اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا جب کہ نصیر الدین ہمایون پادشاہ نے مالوہ کا عزم کیا شیر شاہ نے اوسوقت مین کہ اوسکے خروج کے ایام تھے ملو قادر شاہ کو لکھا کہ آگرہ مین خلل انداز ہو اور سرنامہ پر مہر کردی اسنے بھی جواب لکھکر مہر لگادی شیر شاہ اس حرکت سے آشفتہ ہوا اور غلبہ کرکے اوس سے لڑنے کو اوٹھکھڑا ہوا قادر شاہ نے گھبراکر ملاقات کی مالوہ کے عوض مین لکھوتی مقرر ہوئی ایکروز بعزم ملاقات اپنے مکان سے چلا تھا راستہ مین مغلون کے گروہ کو دیکھا جو کہ اکثر معرکون مین قید ہوگئے تھے اور آپ گوالیار کی تعمیر مین بیلداری کا کام کرتے تھے قادر شاہ ڈرا کہ مبادا شیر شاہ مجھسے بھی یہی سلوک کرے اس خیال سے بھاگ نکلا کل چھ برس پانچ مہینے حکومت کی شجاعت خان عرف شجاول خان افغان شیر شاہ کے نائب نے ۱۲ برس ایک مہینے حکمرانی کی باز بہادر عرف بایزید خان کی حکومت دو برس دو مہینے ۲۳ روز رہی ابتداے ۷۹۶ ہجری سے بغایت ۹۶۷ ہجری تک ایکسو اکہتر برس مالوہ کی ولایت دہلی کی اطاعت سے باہر رہی لیکن اس عرصہ مین اکثر لوگ اصالۃً اور کتنے بعض وقت مین وکالۃً حکومت کرتے رہے جب ادہم خان نے فتح پائی اور ہزارون خزانے مع اس ولایت کے اوسکے ہاتھ لگے مغرور ہوکر منحرف ہوگیا اور جسقدر اسباب فیل خانہ اور توپخانہ اور عورتین وغیرہ باز بہادر کی ملکیت کی تصرف مین آئین اونمین سے کچھ بھی درگاہ شاہی کو نہ بھیجا اور کم نمکی سے بغاوت پر آمادہ ہوا لاجرم پادشاہ خود مالوہ کو عازم ہوا اور کاکرون کے قلعہ کے نزدیک جو ہنوز تسخیر نہوا تھا پہونچکر طرفۃ العین مین قلعۂ مذکور کو تسخیر کیا اور پیشتر کو متوجہ ہوا ادہم خان کو آمد پادشاہی سے آگاہی نہ تھی کاکرون فتح کرنیکو سارنگ پور سے بیخبر نکلا تھا کہ رایات پادشاہی کی پرچم لہلہاتے نظر آئے جلدی سے پیادہ دوڑکر پابوس شہریاری سے معزز ہوا پادشاہ سارنگ پور مین جا ٹھہرا ادہم خان نے

پیشکش گذرانی چند روز تک بادشاہ اوسی مقام پر مقیم رہا اور وہان کے انتظام سے دلجمعی کرکے اور ادہم خان کو بدستور مامور کرکے دار الخلافہ آگرہ کو واپس آیا چند روز کے بعد عبد اللہ خان وہان کی حکومت پر بھیجا گیا اور ادہم خان حضوری مین آیا نشہ جہالت اور غرور جوانی اوسکے دماغ مین بدستور چڑھا ہوا تھا اسی بدمستی مین آکر دیوان عام مین شمس الدین محمد خان اتکہ سے گفتگو کی اور اوسکو قتل کر ڈالا اور بادشاہ کے قصد مین حرم سرا کو چلا بادشاہ خواب استراحت مین تھا شور و غوغا سنکر باہر کو چلا راہ مین ادہم خان سے دوچار ہوگیا تیغ برہنہ خون آلودہ دیکھکر دانائی سے دریافت کر گیا آواز دی کہ اے نے حیا میرے اتکہ کو کیون ذبح کیا یہ کہکر ایسا ایک گھونسا سر پر مارا کہ ادہم خان بیہوش ہوکر گر پڑا اور حاضرین نے بموجب حکم اوسکو باندہ کر قلعہ کے کنگورہ سے نیچے گرا دیا کہ ایک گھڑی مین اوسکا دم نکل گیا

ولایت کہکران کی فتحیابی کا بیان

یہ ولایت سند اور بہٹ کے درمیان مین واقع ہے وہان کے حاکم ہمیشہ اوسی قوم کے رہے اور بادشاہ کی اطاعت نہین کرتے رہے ہین بعضون نے لکھا ہی کہ قدیم سے یہ ولایت کشمیر مین داخل تھی سلطان محمود غزنوی نے فتح کرکے کہکر نام اپنے ایک امیر کو سپرد کیا اوسوقت سے اوسکی نسل کہکر کے نام سے مشہور ہوئی اور وہی قوم باستقلال وہانکے حاکم رہے شیرشاہ اور اسلام شاہ مدت دراز تک اوسکے تسخیر کرنے مین ساعی رہے اور ایک قلعہ رہتاس نام اوسکے سرحد پر بنایا تاکہ کہکر لوگ عاجز ہوکر مطیع ہون لیکن کچہہ حاصل ہنوا اور صلح ہوگئی سلطان سارنگ وہانکا حاکم مع اپنے لڑکے کمال خان کے اسلام شاہ کی ملاقات کے ارادہ سے حاضر ہوا اوسنے اوسے قید کرکے گوالیار کے قلعہ کو بھیجدیا مگر اوسکا بھائی سلطان آدم تخت پر بیٹھکر ایسا منتظم ہوا کہ اپنی ہمت مردانہ سے مخالف کو دخل ندیا اور اسلام شاہ نامراد واپس ہوا ایک مرتبہ اسلام شاہ نے حکم دیا کہ گوالیار کے قیدخانہ مین سرنگ لگاکر اوڑادین لوگون نے ویساہی کیا سلطان سارنگ وغیرہ جملہ قیدی باروت کے اثر سے اوڑکر عالم نیستی کو چلے گئے حفظ الٰہی دیکھیے کمال خان ایسی آفت جانسوز سے بچکر قیدخانہ کے کسی گوشہ مین سلامت رہا۔ جب پٹھانون کا رشتۂ اقبال ٹوٹا قلعۂ گوالیار سے خلاص ہوکر اکبری نوکرون مین شامل ہوا اور ہیمون وغیرہ کے معرکون مین ایسی جانفشانیان کین کہ مورد تحسین ہوا جب بادشاہ کو زیادہ تر مہربان پایا اپنی ولایت موروثی کی مرحمت ہونے کی استدعا کی لہذا فرمان والا سلطان آدم کے نام صادر ہوا کہ چونکہ اس شخص نے کامران مرزا کے قید کرنے مین ہمایون بادشاہ جنت آرامگاہ کے روبرو اچھی خدمتین کین اور ہنوز اس خاندان کی فرمانبرداری مین دم بھرتا ہی لہذا حکم ہوتا ہی کہ نصف ولایت اسے دیجاوے ۔ سلطان آدم نے برگشتگی طالع سے مجبور ہوکر عدول حکمی کی اور بموجب حکم کچہہ تعمیل نکی لہذا امیر محمد خان بڑے بھائی اتکہ خان کو مع دیگر امرا کے حکم ہوا کہ سلطان آدم کو گوشمالی دیکر کمال خان کو مامور کرین سلطان آدم نے اپنے حوصلہ سے زیادہ پیر نکالے

قصبۂ ہیلان مین اوسطرف دریاے بہت کے آگے لشکر بادشاہی سے مقابل ہوا مگر مُنہہ کی کہا کر پیٹھہ دکھائی — امیر محمد خان نے پہنچا کیا اور کل وہ ولایت ضبطی مین لاکر ممالک محروسہ مین شامل کی اکبر نے قدردانی کی راہ سے تمام وہ ولایت کمال خان کو مرحمت فرمائی اور سلطان آدم بپاداش عدول حکمی کے خارج ہوا

اکبر بادشاہ کا تیر کا زخم کھانا

ایکروز بادشاہ روضۂ شاہ نظام الدین اولیا کے زیارت کو گیا تھا جب وہان سے مراجعت فرمائی چوک مین آیا کوئی خونخوار کمین گاہ مین لگا ہوا تھا بادشاہ کے پہونچتے ہی اوسنے تیر مارا کتف راست پر لگا ایک بالشت تک زخم آگیا ہمراہیون نے شور اوٹھایا اوس گردن زدنی کو گرفتار کرکے حاضر حضور کیا اور چاہا کہ مجرم سے اس مبادرت کی کیفیت پوچھین مگر بادشاہ نے فرمایا کہ جلدتر اس ناہنجار نابکار کو بار زندگی سے سبکدوش کرین تاکہ اپنی تقریر سے کسی دوسرے کو بھی نہ لے مرے چنانچہ حسب الحکم اوسکی گردن ماری گئی اور بادشاہ باوجود ایسے زخم سنگین کے بکمال استقلال اوسی طور گھوڑے پر سوار دردولت تک چلا آیا معالجہ شروع ہوا ایک ہفتہ مین غسل صحت فرمایا اور تب یہ بات ظاہر ہوئی کہ قاتل ملعون کا نام قتلق اور شرف الدین حسین مرزا کا غلام تھا اور یہ حرکت اوسکی بموجب اشارۂ مرزاے مذکور کے ظاہر ہوئی تھی

شاہ ابوالمعالی کا مارا جانا

یہ شخص ہمایون بادشاہ کے عہد مین جمال ظاہری کے وسیلہ سے مقرب درگاہ ہوا اپنے تئین فرزندان بادشاہی مین شمار کرتا تھا اگرچہ حُسن ظاہر رکھتا تھا مگر حسن باطن سے محروم تھا جس وقت قصبہ کلانور مین اکبر بادشاہ نے جلوس فرمایا جمیع امرا حاضر ہوئے مگر یہ شخص نہ آیا اور اپنے بیہودہ خیالات مین پھنسا رہا آخر کو بیرام خان خانخانان نے دم دلاسے سے حاضر کیا اور وہین پر قید ہوکر لاہور بھیجا گیا آخر کو کوتوال کی غفلت سے نکل بھاگا مگر پھر قید ہوگیا اور اس مرتبہ بیانہ کے قلعہ مین قید کیا گیا جسوقت بیرام خان کے دلمین بغاوت کی ہوا سمائی بیانہ کے قیدیون کو رہا کردیا اونھین کے ضمن مین اسنے بھی رہائی پاکر مکہ کی راہ لی بعد چند سال کے دوبارہ ہندوستان مین آکر شورش اوٹھائی مگر کچھہ ہو نہ سکا آخر کابل چلا گیا وہان پر ماہ جوجک بیگم محمد حکیم مرزا کی مان کو سحر وجادو سے متفق کرلیا اوسکی لڑکی اپنے عقد مین لاکر کابل کا مدار علیہ ہوا اور باشندون کی تالیف قلوب کرکے جب قابو پایا بیگم کو قتل کر ڈالا اور خود مستقل ہو بیٹھا تھوڑے عرصہ مین بیگم کے لواحقین کو بھی عدم کی راہ بتلائی جب مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے اس حقیقت سے آگہی پائی بموجب درخواست محمد حکیم مرزا کے کابل پر لشکرکشی کی ادھر سے شاہ ابوالمعالی بھی بعزم پیکار برآمد ہوا دریاے غوربند کے کنارے دونو لشکر سے جنگ ہوئی محمد حکیم مرزا جو کہ اوس سے نہایت تنگ تھا عین جنگ مین جلوریز سلیمان مرزا کے پاس آپہونچا اس حال کے دیکھنے سے ابوالمعالی کا جی چھوٹا ہوگیا یکبارگی بھاگا بدخشانیون

بھیجا کہ موضع جاریکاران مین قید کیا - مرزا سلیمان نے بعد فتح کے کابل مین پہونچکر بعض محالات امرا کی جاگیر
مین عطا فرمائے اور اپنی لڑکی کو محمد مرزا کے عقد مین دے کر بدخشان کو معاودت کی شاہ ابوالمعالی کو پابزنجیر مرزا کے
پاس بھیجا مرزا نے اپنی والدہ کے قصاص مین گردن ماری اور کفران نعمت کا مزہ چکھا دیا

ولایت گڑہ جسکو گونڈوارہ کہتے ہین فتح ہونا

قبل اسکے کسی مسلمان بادشاہ نے اس ولایت پر فتح نہین پائی تھی اسوقت مین جو راجہ دلیپ وہان کا حاکم فوت
ہوا اوسکا لڑکا بیر نراین پانچ برس کی عمر مین قایم مقام ہوا اور رانی درگاوتی اپنے لڑکے کی خوردسالی کے سبب سے
خود حکومت کرتی تھی یہ رانی شجاعت اور دانائی مین یگانہ تھی لڑائی مین رستم دستان کی یاد دلاتی اور سیر و شکار
مین شیرونکا منہ پھیر دیتی جب اکبر کے حضور مین بہر حال گزارش ہوا آصف خان اور عبدالمجید وزیر خان اوسکا
بھائی جوکہ شیخ زین الدین خوافی کے اولاد مین تھا - اور ہمایون اوسکا معتقد تھا اوس ملک کی تسخیر پر مامور ہوئے
الغرض وے لوگ اوس طرف پہونچکر صف آرا ہوئے رانی درگاوتی بھی مسلح ہوکر فیل سوار معرکہ کارزار مین آئی
اور رستمانہ اپنے ہاتھہ سے تیر و تفنگ سر کرتی تھی اوسکی تدبیر مردانہ قابل ستایش ہوئی آخر کو آصف خان نے
فتح پائی اکثر رانی کے لشکری کشتہ اور خستہ ہوئے اور باقیماندون نے پیٹھہ دکھلائی رانی نے اپنا حال برا دیکھہ کر
ایک برہمن سے جوکہ فیل سوار اسکے ہاتھی کے برابر تھا کہا کہ شمشیر خونفشان سے میرا کام تمام کرا وسنے جواب دیا کہ اپنے
ولی نعمت پر میرا ہاتھہ نہین اوٹھہ سکتا یہ سنکر وہ مردانہ عورت بولی کہ نیکنامی سے مرنا بہتر ہے نہ کہ بیحیائی مین زندگی
کرنا یہ کہکر اپنے ہاتھہ سے اپنا کام تمام کیا - وہ ولایت آصفخان کے ہاتھہ لگی ایکسو ایک اشرفی طلائی سوا
نقرہ وغیرہ ساز و سامان طلائی اور نقرہ کے ہاتھہ لگے آصف خان نے اوس کل مال سے کچھہ تھوڑا سا اکبر کی درگاہ
مین روانہ کر دیا اور اسقدر ملک وسیع کی فتحیابی سے اور دولت کے حاصل ہونے سے مغرور ہوکر بغاوت
اختیار کی مگر آخر کو لاچار ہوکر در دولت پر حاضر ہوا اور چیتور وغیرہ کی مہم مین کار نمایان بجا لاکر مورد تحسین ہوا

قلعہ اکبرآباد کی تعمیر کا بیان

دسوین سال جلوس مین ۹۷۳ ہجری کے مطابق بنا ڈالی گئی ہر روز چار ہزار اوستاد سنگتراش اور معمار اور آہنگر اور نجار
اور مزدور کام کرتے تھے ۳۰ گز چوڑائی اور گہرائی بنیاد کی پانی تک پہونچی اور بلندی ۶۰ گز کنگرہ تک پتھر سے
تراش کر بنا رکھی اور اسی طرح عمارتین دلکشا اور منزلین فرح افزا دولتخانہ والا مین طیار کین اور نقاشان
نادرکار اور مصوران سحرپرداز نے اچھی اچھی تصویرین بنائین جسکے دیکھنے سے مانی اور بہزاد کے نگارخانہ کی
قدر نرہی آٹھہ برس کے عرصہ مین ایسی عمارت کا قلعہ اور شہر تعمیر ہوا اکبرآباد نام رکھا گیا یہ شہر
ہندوستان کے وسط مین معمور و آباد ہوا اوسکی بہت خوش آب و ہوا اور دریا کی سیر دلکش ہے

بیان قتل علی قلی خان و بہادر خان کا

جسوقت ہمایون بادشاہ غفران پناہ عراق سے لوٹا تھا منجملہ عراقی لشکر کے جو شاہ طہماسپ نے اوسکی کمک کے واسطے دیا تھا حیدر خان مع اپنے دونون بیٹون علی قلی خان اور بہادر خان کے ہمراہ تھا حیدر خان اوسیوقت مرگیا تھا جب قندھار فتح ہوکر کامران مرزا سے ہمایون نے شکست کھائی تھی دونو لڑکے ہمرکابی مین تھے انھون نے اپنی خدمات شایستہ سے خانی کا خطاب حاصل کیا جب ہمایون گلگشت جنان کو سدھارا اور اکبر کے جلوس سے تخت خلافت نے زینت پائی اور ہیمون بقال وغیرہ سرکشون نے بخوبی گوشمالی پائی علی قلی خان نے خانی کا خطاب پایا جوکہ شجاعت رکھتا تھا سنبھل سے اودہ تک اپنے قبضہ مین لایا اور دوسرا بھائی بہادر خان بھی خدمتین کرکے مدار المہام اور ولیعہد سلطنت ہوا خانزمان کمینون کی مصاحبت سے اپنی شجاعت پر مغرور ہوا برخلاف ہوکر بغاوت کرنے لگا بعض امور جو برخلاف مرضی حضور کے تھے بجالایا اونمین سے ایک یہ ہوا کہ شاہم بیگ نام ایک ساربان کا لڑکا تھا نہایت حسین بادشاہی توپچیون مین بھرتی تھا خانزمان کو اوسکا لگاو ہوا بادشاہ ہمایون کے گذرتے تسلی اور دلاسا کرکے اوسکا رجحان اپنی طرف کیا اور اپنی لگاوٹ ظاہر کرکے اسدرجہ کو پہونچائی کہ اوسکے روبرو کورنش بجالاتا اور بادشاہ کہتا جسوقت یہ خبر شاہ اکبر کو ملی نصیحت آمیز فرمان صادر فرمایا اور مکرر لکھا کہ ساربان پسر کو روانہ درگاہ کرے یہان غرور نے گردن دبائی تھی کچھہ حکم نہ بجالایا بلکہ اور زیادہ بدمستیان کرنے لگا بادشاہ کا مزاج زیادہ برہم ہوا جب بیحد مبالغہ ہوا ظاہر میں اوسے اپنے پاس سے دور کردیا خانزمان کے حرم مین ایک رنڈی آرام جان نامے تھی جسے شاہم بیگ کے مستدعی ہونے سے اوس منکوحہ کو اوسے دیدیا تھا اور شاہم بیگ نے تھوڑے عرصہ کے بعد عبدالرحمن کو جو اسکا دوست اور اوس رنڈی پر فریفتہ تھا دیدی - اسوقت مین کہ خانزمان کے پاس سے شاہم بیگ جدا ہوکر عبدالرحمن کے پاس پرگنہ سرہرپور مین چلا آیا تھا ایکروز عین مستی مین عبدالرحمان سے اپنی رنڈی طلب کی اوسنے عذر کیا اسے برا معلوم ہوا بری طرح سے پیش آیا عبدالرحمن کو قید کرلیا اور رنڈی کو اوس گھر سے نکال کر خود متصرف ہوا عبدالرحمن کے بھائی حمیت کے تقاضا سے لڑ کھڑے ہوئے - اور شاہم بیگ کو قتل کرڈالا جب یہ خبر خانزمان کو پہونچی آشفتہ ہوا چونکہ اودہ تک حکومت حاصل تھی اور شاہ کو شکست دیکا تھا زیادہ تر مغرور ہوکر شاہم بیگ کا قتل ہونا بادشاہ کے اشارہ سے سمجھا صاف باغی ہوگیا بہادر خان بھی اس بغاوت مین شامل ہوگیا اب دیکھیے دونو بھائیون نے ممالک محروسہ مین خوب خلل اندازیان کین چند مرتبہ جب بادشاہ اونکی سرزنش کو عازم ہوا امرا کے عذر و معذرت سے انکی تقصیرات معاف ہوتی رہین جب اکبر نے دیکھا کہ چند مرتبہ انکی تقصیر معاف ہوئین اور انہین کچھہ ہوش نہوا عزم کیا کہ انکی جڑ کھود ڈالیے پس اکبرآباد سے یلغار کرکے چند روز در شب مین پرگنہ سکرور آپہونچا اور دفعتاً مخالفون کی سرزنش کرنے لگا -

دونو بھائیون نے خوب داد مردانگی دی اوسوقت پادشاہ کے ہمرکاب کل پانسو سوار اور کسیقدر ہاتھی تھے مگر تائید الٰہی کے لشکر ہزار ہا ہزار ہمراہ تھے قضارا عین لڑائی مین بہادر خان کا گھوڑا چراغ پا ہوا ساری بہادری بھولی زمین پر گرا۔ بہادران اکبری نے جھٹ قدم بڑھایا قید کرلیا اور اوسکے ہاتھہ گردن پر باندہ کر حضور مین لائے اکبر نے سوال کیا کہ اے بہادر ہماری طرف سے تیرے حق مین کیا برائی ہوئی کہ تو نے فساد برپا کیا اوسنے کچھہ جواب ندیا جب زیادہ اصرار ہوا کہا الحمد للہ علی کل حال اسی درمیان مین شہباز خان نے بموجب حکم والا کے سر کاٹ ڈالا تھوڑی دیر کے بعد کسی شاہی مغل کے ملازم نے خانزمان کے ہمراہی کو حاضر کیا اور کہا کہ سرکار پادشاہی کے ایک دنتے ہاتھی نے خانزمان کو مارا کہ عین معرکہ مین پڑا ہی حکم ہوا کہ جو کوئی بدبردن کا سر لائے گا فی سر ایک اشرفی پاویگا اور ہندوستانی سر کا ایک روپیہ۔ اس حکم کے ہوتے ہی اکثرون نے سر اوٹھایا اور تھوڑے عرصہ مین سر لا لا کر اشرفی روپیہ پانے لگے تا آنکہ خانزمان بدبرکا سر آیا پادشاہ نے گھوڑے سے اوتر کر سجدۂ شکر خداوندی مین سر جھکایا اور دونو نمک حرام کے سر اکبرآباد کو بھیجدیے تیسرے سال جلوس سے گیارہوین سال تک ان دونون مفتریون کے جھگڑے بکھیڑے مین چار دانگ ممالک محروسہ شش شدر رہا اور شروع بارہوین سال مین سزاے اعمال کو پہونچکر سب تین پانچ بھول گئے

بیان شورش مرزایان و تادیب و تخریب و تسخیر ولایت گجرات کا

ابراہیم حسین مرزا اور محمد حسین مرزا اور مسعود حسین مرزا اور عاقل حسین مرزا ولد محمد سلطان مرزا جنکا سلسلہ امیر تیمور گورکان سے ملتا ہی اپنی بدسرشتی سے شورشین اوٹھانے لگے خانزمان اور خان بہادر سے یکدل ہوکر ممالک محروسہ مین خلل انداز ہوئے باپ انکا محمد سلطان نہایت ضعیف واقعہ پرگنۂ اعظم پور سرکار سنبھل اپنی جاگیر مین گذر اوقات کرتا تھا جب کہ خانزمان اور بہادر خان اپنی سزاے اعمال کو پہونچے مرزایون کے حصہ مین فتنہ و فساد آیا جسوقت رایات پادشاہی پنجاب کیطرف عازم ہوئے مرزایون نے سنبھل سے نکلکر لوٹ مار شروع کردی اور بعض جاگیردارون کو قتل کر کے لوٹ لیا اور اونکی جاگیرین اپنے تصرف مین لائے اور دہلی پہونچکر قلعہ کو گھیرا اس اندھا دھند سے عظیم شورش برپا ہوئی اکبر نے اس واردات کے سنتے پنجاب سے مراجعت کی مرزایون کو جو نہضت اکبری کی خبر ملی دہلی سے ہاتھہ اوٹھا کر مالوہ کو چلے پادشاہ نے دہلی مین پہونچکر اونکی سرزنش کو لشکر مقرر فرمایا مرزایون نے مالوہ پہونچکر محمد قلی برلاس سے اوس ولایت کو فتح کرلیا ہنڈیہ تک انکا قبضہ ہوگیا تھا جب لشکر پادشاہی سزا کو معین ہوا اوسوقت گجرات کا حاکم سلطان محمود مرگیا تھا اور اوسکا غلام چنگیز خان اوس ولایت مین حاکم تھا مرزا لوگ پادشاہی فوج کا مقابلہ نکرسکے جب کسی طرح بچاو کی صورت ندیکھی چنگیز خان کی پناہ مین گئے یون کہ اعتماد خان گجراتی جو سلطان محمود کے امرا مین تھا احمد آباد مین چنگیز خان سے لڑ رہا تھا چنگیز خان نے انکا پہونچنا غنیمت سمجھا انکی جاگیر مین بھروچ مقرر کردیا چون کہ انکی سرشت مین نیکی کا نام نہ تھا وہان بھی روبراہ نرہی چنگیز خان سے لڑ پڑے

خاندیس کو چلا اور وہان سے مالوہ آئے جب کہ جہاز خان حبشی نے چنگیز خان کو مارا اور ولایت گجرات مین بڑا خلل پیدا ہوا مرزا لوگ مالوہ سے گجرات آپہونچے اور نے خرخشہ چانپانیر اور سورٹھہ کے قلعہ اپنے قبضہ مین کر لیے بعد ازان قلعہ بھڑوچ بھی تصرف مین لائے اور کسیقدر طاقت بہم پہونچائی جب یہ مقدمہ دربار مین ظاہر ہوا بادشاہ خود انکی سرکوبی اور گجرات کی فتح کو عازم ہوا جب گجرات کے اطراف مین پہونچا سلطان مظفر عرف نہنو کو جو اوسی ولایت کا حاکم اور سلطان بہادر کی اولاد سے چھوٹی عمر کا لڑکا تھا بسبب خلل اندازی مرزایون کے سراسیمہ مارا مارا پھرتا تھا لوگون نے قید کر کے حضور مین پہونچایا اکبر نے اوسے محبوس کیا بعد چند دنون کے جب قابو ملا وہ بچہ قید سے نکل کر رو بفرار ہوا ۔ اعتماد خان خواجہ سرا مدار علیہ گجرات مع دیگر امرا کے حاضر حضور ہوا اور نے جنگ و جدل کے گجرات فتح ہو گیا احمد آباد مین خیمہ گاہ شاہی ہوا مرزا عزیز کوکلتاش ولد خان اعظم شمس الدین محمد اتکہ نے اپنا موروثی خطاب خان اعظم کا حاصل کیا اور گجرات کی صوبیداری پر مقرر ہوا بعد ازین حضرت بادشاہ نے احمد آباد سے تیس کوس پر بندر کھنبایت مین جا کر دریاے شور کی سیر فرمائی وہان سے مرزایون کی گوشمالی کو متوجہ ہوا قصبہ سرنال مین لڑائی درپیش ہوئی مرزاؤن کو تاب نہوئی ہر ایک نے اپنی اپنی راہ لی اکبر بعد فتح و ظفر سورٹھہ کو آیا اسوقت مین راجہ علیخان حاکم خاندیس کے بھائی نے ملازمت حاصل کی مورد عنایات ہوا ایکروز سور سے مقام مین راجپوتون کی مردانگی اور دلیری کا ذکر ہوا ان لوگون کے روبرو جان کی کچھہ قدر نہین ہے جیسا کہ بعض راجپوت لوگ جس نیزہ مین دونو طرف سنان لگے ہون ایک شخص کے ہاتھہ مین دیکر یہ حرکت کرتے ہین کہ دو آدمی برابر والے دونو طرف برچھی کے پھل مین اپنی چھاتی رکھکر ایک دوسرے کی طرف زور کرتے ہین اوسوقت سنان دونو کی پیٹھہ سے نکل جاتی ہے اور باہمدگر ملکر مردانگی کرتے ہین اکبر نے اس کلام کے سنتے ہی فورًا اپنی تلوار غلاف سے نکالی اور قبضہ دیوار مین رکھکر تلوار کی نوک اپنے سینہ پر رکھکر کہا کہ میرا کوئی ہمسر نہین کہ مانند راجپوتون کے حرکت کرون لہذا اسی سیف کی نوک سے دیوار پر حملہ کرتا ہون حاضران دربار کی عجب حالت ہوئی کسیکی یہ دم نہوئی کہ سانس لے راجہ مان سنگہ نے اخلاص کی راہ سے ایسا ہاتھہ تلوار پر مارا کہ اکبر کے ہاتھہ سے گر پڑی جسقدر انگوٹھا اور کلمہ کی انگلی کے درمیان مین میدان ہوتا ہے بادشاہ مجروح ہوا اکبر کو جو غصہ آیا راجہ مان سنگہ کے سر پر ٹپک کر چڑھ بیٹھا مظفر سلطان نے گستاخی کی دست مجروح کو اینٹھہ کر راجہ کو خلاص کیا اس کشاکش مین زخم زیادہ ہو گیا مگر جلد حکما کی علاج سے مندمل ہوا الغرض قلعہ سورٹھہ کی فتح سے دلجمعی کر کے احمد آباد مین تشریف لائے اس شہر کی آب و ہوا ناگوار ہوئی فرمایا کہ مجھے بڑی حیرت ہے کہ کسنے اس شہر نے فیض کو اس محل پر آباد کیا اس مرز و بوم مین کون سی لطافت اور خوبی ملاحظہ کی اور اوسکے بعد دوسرون کو کیا فائدہ ملا کہ عمر عزیز اس خاکدان مین بسر کی معاذ اللہ اوسکی ہوا کل طبیعتون کو ناسازگار اور پانی ہر ذائقہ مین ناگوار زمین ریگستان سے زیادہ نے آب گرد و غبار کی وہ شدت کہ جب ہوا نے سناٹا باندھا

انکھون کی پتلی نظر نہین آتی تھی شہر کے متصل کی ندیان ایام بارش کے سوا خشک رہتی تھین کنوون مین حضرت یوسف کے گریہ تلخ کا شور اپنا نمک دکھلا رہا ہی شہر کے تالاب کا پانی دھوبیون کے صابون سے دہی کا پانی ہی دولتمند لوگ اپنے تہ خانون مین حوض بنواتے ہین اور گچ اور چونہ سے اسقدر مصفا کہ بارش کا منہہ چھن چھنکر وہان جمع ہو جاتا ہی وہی پانی سال بھر زندگانی کے پودھے کو ہرا رکھتا ہی جس پانی نے ہوا نہ پائی اور اوسکے بخارات رفع نہوئے اوسکی مضرت ظاہر ہی جنگل مین لالہ وگل کے عوض تمام تھوہڑ لگا ہی جسکی ہوا سے انسان کے بدن مین جو فائدہ پہونچتا ہی معلوم خلاصہ یہ کہ قلعہ گویا زمین پر دوزخ ہی تعجب تو یہ ہی کہ باوجود ایسی سرزمین نحوست آگین کے وہان کے باشندے حسن و صورت مین حور و غلمان کو شرماتے ہین دولتمندی اور خوش معاشی کثرت سے ہی

القصہ جب کہ اکبر شاہ احمد آباد مین ٹھیرا تھا ابراہیم حسین مرزا اور مسعود حسین مرزا نے قابو پاکر دہلی کا عزم کیا اور دہلی مین آکر سنبھل کو چلے گئے۔ جب اکبر نے خبر پائی احمد آباد سے آگرہ کو عزیمت فرمائی ابراہیم حسین مرزا اور مسعود حسین مرزا عزیمت شاہی کی خبر پاکر سنبھل سے دیبالپور ہوتے ہوئے پنجاب کو روانہ ہوئے۔ حاکم پنجاب نگرکوٹ کی مہم مین پھنسا تھا اور کام تمام ہونے کو نزدیک تھا بضرورت وہانکے راجہ سے صلح کرکے مرزاوون کی مدافعت کو عازم ہوا اور مقام ٹھٹھہ حوالی ملتان مین جنگ ہوئی اور خفیف سی لڑائی مین مرزا مسعود حسین گرفتار ہوگیا۔ اور مرزا ابراہیم حسین بھاگ کر ملتان کیطرف کسی بلوچ کے گھر مین جا چھپا بلوچون نے اوسے قید کرکے سعید خان حاکم ملتان کے حوالہ کیا اور وہ ٹھٹھہ کی لڑائی مین زخمی ہوا کہ اوسی جراحت مین جان سے درگذرا۔ مرزا مسعود حسین کو خان جہان نے حضور اکبری مین روانہ کیا یہان جان سے تو مارا گیا صرف قید مین رکھا مگر خود چند عرصہ مین مرگیا اور محمد حسین مرزا جو قصبہ سرنال کی لڑائی سے بھاگ کر دکھن طرف دولت آباد گیا تھا دوبارہ گجرات مین آکر شورش کرنے لگا اور اختیار الملک گجراتی کے اتفاق سے احمد آباد کے قلعہ کا محاصرہ کیا خان اعظم کوکلتاش بیتاب ہوکر محصور ہوا اکبر نے خبر پاکر یلغار کرنا مناسب سمجھا چند جان نثارون کے ساتھ فتح پور کی راہ سے سریع السیر ہوا اس قدر مسافت دراز کو نو روز مین طی کیا اور ہنوز مقدم بادشاہی کی خبر تک نہ پہونچی تھی کہ خود داخل احمد آباد ہوا مخالف قلعہ کے محاصرہ مین ایسا بیخبر تھا کہ آہٹ تک کان مین نہ پہونچی یکایک نقارہ اقبال اکبری نے اوس پنبہ بگوش کے کان پھاڑے قلعہ کا محاصرہ چھوڑکر مقابلہ کو آیا آتش کارزار شعلہ فشان ہوئی بادشاہ غیرت شجاعت اور فرط دلیری سے خود معرکہ مین جا ٹلا اور اس طرح دشمن سے بھڑا کہ تماشائیون کو حیرت ہوئی کسی مخالف قوی جنگ نے عین جنگ مین نزدیک پہونچکر اسپ خاصہ پر ایک تلوار ماری کہ گھوڑا چراغ پا ہوا اکبر نے اپنی پھرتی اور چالاکی سے گھوڑے کو ہموار کرکے اوس منہ زور کے ایسا نیزہ مارا کہ چھاتی سے پار ہوا اوسکے پیچھے سے دوسرے بدبین نے نیزہ کا جواب دیا حاضرین نے اوسکا کام تمام کیا۔ دشمن کا لشکر بیس ہزار اور بادشاہی فوج آٹھ ہزار تھی مخالف جریدہ دستی سے

فوج پھیر کر چلا آتا تھا قضارا دشمنون نے فوج شاہی پر بان اراسی مانو وہ انکی آن مین تھوہڑون کے درختون سے صدمہ کھاتا
اور لٹے اپنے لشکر پر جا پڑا اور بہت سے مخالفون کے خرمن ہستی کو جلا کر خاک کر دیا اوسی عرصہ مین ایک ہاتھی دشمنون
کا فوج اکبری پر حملہ کرتے ہوئے آتا تھا کہ اوسی بان کی آن بان سے اولٹا بھاگا اور اعدا کے لشکر کا انتظام برہم ہوا
خدا کے فضل سے یہ دونو امر مخالف کی پست ہمتی کے باعث ہوئے اور اولیاے دولت کے حصہ مین فتح و نصرت
آئی مرزا محمد حسین زخمی معرکہ سے نکل بھاگا کسی بادشاہی سپاہی نے قید کر لیا اوسنے ہاتھ باندہ کر حضور مین پہونچایا
زخم کے درد اور خجالت سے بات کرنے کا ہوش نہ تھا اور پیاس کے سبب سے نزدیک تھا کہ جان اونہون کی اونکے
سینہ سے نکل جائے شاہ اکبر نے رحم فرما کر آب خاصہ عنایت کیا اور چاہتا تھا کہ قلعہ مین قید کرے مگر راجہ بھگوان داس کی
سعی سے مکافات کو پہونچا اور اختیار الملک بھی جو خاص اس فساد کا بانی تھا بھاگتے مین گھوڑے سے گر کر قید
ہو گیا اوسکا سر کاٹ کر حضور مین آیا۔ اور عاقل حسین مرزا وغیرہ پراگندہ ہوئے اکبر فتح و فیروزی سے احمد آباد
مین داخل ہوا اور نئے سر سے بد انتظامیون کا بندوبست فرما کر گیارہ روز کے بعد معاودت فرمائی چالیس روز مین
یہ آنا جانا اور انتظام مہم اور پھر بخفت فتح و ظفر مراجعت فرما کر فتح پور پہونچنا ظہور مین آیا۔ چند سال کے بعد گلرخ بیگم کامران مرزا کی
لڑکی اور مرزا ابراہیم حسین کی بی بی جو بروقت تفرقہ مرزایون کے مرزا مظفر حسین اپنے لڑکے کو ہمراہ لیکر دکھن چلی گئی تھی
اب گجرات مین آئی اور شر و فساد شروع کر دیا راجہ ٹوڈرمل جو واسطے تشخیص جمع کے گجرات گیا ہوا تھا بمقابلہ
پیش آیا اور فتح حاصل کی مخالف کھنبایت کی راہ نکل گیا۔ اس لڑائی مین اکثر مرد اور عورات جو لباس مردانہ پہنکر
لڑتی تھین قید ہو گئین مظفر حسین مرزا جو دکھن کو چلا جاتا تھا راجہ علیخان نے گرفتار کر کے درگاہ اکبری کو بھیجدیا
مدت تک مقید رہا آخرش تین برس کے بعد چھوٹکر اپنی لڑکی بادشاہ کو بیاہ دی ابتداے گیارہوین سال
جلوس سے لغایت ۲۳ سال جلوس مرزایون سے لڑائی بنی رہی بعد قید ہونے مظفر حسین مرزا کے بالکل فساد
رفع ہو گیا۔ چند سال کے بعد خان اعظم کے عوض مین اعتماد خان گجراتی نے اوس ولایت پر شرف تقرر پایا
سلطان مظفر عرف نتھو جو سلطان بہادر کی اولاد مین تھا اور سابق مین اکبری قید سے بھاگا تھا اوسوقت مین
قابو پا کر برسر شورش ہوا اور تھوڑی سی جمعیت بہم پہونچائی فتنہ سازی کے واسطے دستاویز بغاوت طیار کی
اعتماد خان سے لڑ کر غالب ہوا اور شہر احمد آباد کو غارت کر کے اپنا تسلط بخوبی کر لیا سکہ و خطبہ بھی جاری ہوا۔
جب یہ حال بادشاہ کو معلوم ہوا مرزا خان ولد بیرام خان خانخانان کو اوس ولایت کی حکومت پر مقرر کیا۔
قبل اسکے پہونچنے کے سلطان مظفر استیلا پا کر تمام اوس ملک پر متصرف ہوا اور قطب الدین محمد خان جو بھروچ مین
تھا حاجز ہوا آخر قول کا تسہار لیکر بادشاہ پاس حاضر ہوا مگر اسنے بدعہدی کی قطب الدین محمد خان اور اوسکے
مسعود اوسکے خواہر زادون کو مار ڈالا اور اوسکو بھی ملک نیستی کا مسافر کیا اور اسباب امارت کا [illegible]

مغرور ہوگیا مرزاخان نے اوسپر چڑھکر فتح حاصل کی سلطان شکست کھاکر بھاگا کھنبایت مین پہونچکر دوبارہ
لشکر فراہم کیا مرزاخان وہان بھی پہونچا بعد ایک سخت لڑائی کے فتح پائی سلطان مظفر دکھن کو بھاگ نکلا اس
فتح کے عوض مین مرزاخان کو باپ کا خطاب خانخانان اور پنجہزاری منصب کہ اس سے زیادہ اور کوئی مرتبہ
اوسوقت مین نہ تھا عطا فرمایا اور آٹھہ برس کے بعد سلطان مظفر جام زمیندار کی مدد اور دولت خان
زمیندار سورٹھہ اور راجہ کھنگار کی اعانت سے تیس ہزار سوار اکٹھے کرکے احمدآباد کو آیا اور شورش برپا کی
اوسوقت مین اعظم کوکلتاش خان بجاے خانخانان کے احمدآباد کا دوبارہ صوبہ دار ہوا تھا اس مرتبہ اسنے
کمر لڑائی پر باندھی سخت جنگ درپیش ہوئی دشمنون کے ہزار آدمی اور خان اعظم کے دوسو نفر مارے گیے
اور پانسو زخمی ہوئے اور سات سو گھوڑے گرگئے آخرکار سلطان مظفر کو تاب نہ آئی مع جام کے ناکام گردش
ایام دیکھکر بادل مستہام بھاگ نکلا دوسرے سال مین خان اعظم کی شمشیر جرات سے قلعہ جوناگڈہ اور سومنات
اور دوارکا اور دیگر بندرگاہ اوس ولایت کے فتح ہوگئے وہان سے کچھہ کو متوجہ ہوا وہان کے مرزبان نے
کمال عجز والحاح سے بادشاہی اطاعت قبول کی اور جس جگہ سلطان مظفر قید تھا وہ بتلا دیا اور سلطان مظفر
وہان سے قید ہوآیا خان اعظم کوکلتاش نے چاہا کہ اوسکو روانہ حضور کرے صبح کو سلطان مظفر نے وضو کے
بہانہ سے درخت تلے جاکر استرہ سے جسے اپنے جامہ مین پوشیدہ رکھا تھا اپنے نہال زندگانی کو کاٹ ڈالا
پانچ چھہ برس کے بعد بہادر نام مظفر سلطان کا لڑکا آمادہ شور وفساد ہوا اور بہت جلد گوشہ عدم مین جا بیٹھا

ذکر سلاطین گجرات

مخفی نرہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے عہد مین ایک مرتبہ اوسکا بھتیجا سلطان فیروزشاہ بطریق
شکار دہلی سے برآمد ہوا کسی شکار کے تعاقب مین اپنے لشکر سے جدا ہوکر اسپ سوار تھانیسر کے نزدیک کسی گانون
مواضع ٹھودرہے پہونچا چونکہ اسکے ناصیۂ حال سے سرداری کے آثار پدیدار تھے وہانکے مقدم نندانے اسکا
آنا غنیمت جانکر مہمانداری کی خدمت بجالایا اور فیروزشاہ کی رات بڑی آسایش سے کٹی اوس مقدم سے
بہت راضی ہوا نندا کو نور اسلام سے قرین کیا اور وجیہ الملک کا خطاب دیا رفتہ رفتہ وجیہ الملک بڑے
امیرون کیطرح ہوگیا بعد سلطان فیروزشاہ کے جب اسکا لڑکا سلطان محمد شاہ تخت نشین ہوا وجیہ الملک
کے بیٹے ظفرخان کو اعظم ہمایون کا خطاب دیکر گجرات کی حکومت پر سرفراز فرمایا اور چتر اور بارگاہ سرخ رنگ
کے جو خاص بادشاہون سے خصوصیت رکھتی ہی اوسکو مرحمت فرمایا ظفرخان نے اس ولایت مین
پہونچکر نظام مفرح راستی خان حاکم گجرات سے جسکے جور وتعدی نے رعایا کو پریشان کر رکھا تھا لڑکر فتح
حاصل کی نظام کو مار ڈالا ظفرخان بعد فتح کرنے تمام گجرات کے رعایا اور باشندون کی تالیف قلوب

سنہ ۹۹ ہجری مین جب محمد شاہ نے رحلت کی امور سلطنت مین تخلل ہوا۔ تاتارخان بن ظفرخان جو سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان محمد شاہ کا وزیر تھا اقبال خان کے غلبہ سے دہلی چھوڑکر بھاگا اور گجرات مین باپ کے پاس پہونچا ظفرخان اور تاتارخان دونو باپ بیٹے لشکر جمع کرنے مین مصروف ہوئے اور اقبال خان سے بدلا لینے کی فکر مین تھے کہ خبر پہونچی کہ صاحبقران امیر تیمور گورکان نے دہلی کے اطراف مین نزول فرمایا اور سخت فتور برپا ہوا اور خلق اللہ بھاگی ہوئی گجرات کو چلی آتی ہی اسی حال مین سلطان ناصر الدین محمود بھی دہلی سے فراری ہوکر گجرات پہونچا اور وہان سے مایوس ہوکر مالوہ اور یہان سے قنوج آیا جب صاحبقران ہندوستان کو قتل وغارت کرکے سمرقند سدھارا۔ اور اقبال خان پھر دہلی پر قابض ہوگیا۔ تاتارخان نے اپنے باپ سے کہا کہ خدا کے فضل سے کثیر لشکر ہمارے پاس ہی پس ضرور ہی کہ اقبال خان سے بدلا لیوین اور دہلی اوس سے چھوڑا کر اپنے تصرف مین لاوین سلطنت کسیکی میراث نہین ظفرخان نے یہ التماس قبول کرکے گوشہ گزینی کی اور جملہ خدم اور حشم اسباب شاہی لڑکے کو عطا کیا سلطان محمد عرف تاتارخان خلف اعظم ہمایون ظفرخان سنہ ۸۱۰ ہجری مین سکہ اور خطبہ کا مالک ہوا اور شمس الدین اعظم ہمایون کے بھائی کو وزیر بنایا دو مہینے چند روز گذرے تھے کہ اعظم ہمایون نے بادشاہ کو زہر پلاکر اس جہان سے راہی کیا۔ بعد وفات سلطان محمد کے دوبارہ اعظم ہمایون سلطان مظفر شاہ نے ۳۲ برس ۸ مہینے ۲۰ روز اپنا خطبہ اور سکہ جاری کیا بعدہ سلطان احمد شاہ کا لڑکا سلطان محمد شاہ ۷ برس چار مہینے اور سلطان قطب الدین احمد شاہ ۷ برس ۶ مہینے ۱۳ روز اور سلطان داؤد شاہ ۷ روز اور سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد شاہ ۵۵ برس ۱۱ روز اور سلطان مظفر شاہ اوسکا لڑکا ۱۴ برس ۹ مہینے اور اسکا لڑکا سلطان سکندر شاہ دو مہینے ۱۶ روز اور سلطان محمود شاہ بن سلطان مظفر شاہ ۱۴ مہینے کارفرما رہے جب سلطان بہادر شاہ بن سلطان مظفر شاہ بادشاہ ہوا نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ سے شکست کھاکر دریاے شور کے جزیرہ مین فرنگیون کے پاس گیا۔ فرنگیون نے چاہا کہ اوسے قید فرنگ مین ڈالین تب وہان سے بھاگا غراب مین بیٹھکر چاہتا تھا کہ جہاز پر سوار ہو مگر موت تو آنکھون مین لہرا رہی تھی دریاے شور پر آیا گرداب نے جال پھینکا غراب ڈوبا سلطان نے جزیرۂ عدم کی راہ لی ۱۱ برس ۱۱ روز پادشاہی کی بعد ازان سلطان میران محمد شاہ بھانجا سلطان بہادر شاہ کا جو کہ بادشاہ کیطرف سے اسیر اور برہان پور کا حاکم تھا جب اوسنے دیکھا کہ سلطان بہادر شاہ کی اولاد مین کوئی نرینہ غالب ہوکر تخت نشین ہوا اور ایک مہینے ۱۱ روز حکومت کرتا رہا بعدہ سلطان محمود شاہ بن لطیف خان بن مظفر شاہ ۱۸ برس چندروز کارفرما رہا بعد ازان سلطان احمد شاہ عرف رضی الملک جو سلطان احمد شاہ کی

اولاد مین تھا یا احمد شاہ وہی ہے جسنے احمد آباد معمور کیا امرا کے اتفاق سے مسند نشین ہوا اور ۳ برس اور چند مہینے
اور بقولے آٹھہ برس سکہ اور خطبہ رایج کیا جب کہ سلاطین مذکور کی اولاد مین کوئی شخص قابل تاجداری
نرہا۔ اعتماد خان خواجہ سرا مدار علیہ سلطنت نے نتھو نام خرد سال لڑکے کو مجلس مین لاکر قسم کھائی کہ یہ سلطان محمود
کا لڑکا ہے اسکی مان لونڈی تھی حمل کے ہوتے ہی اسقاط کے واسطے مجھے حوالہ کیا پانچ مہینے اوسکے حمل کو گذرے
تھے لہذا اسقاط نہوا اور یہ لڑکا جنی مینے اسے پوشیدہ پرورش کیا الحال بجز اسکے کوئی وارث نہین
اسکی اطاعت ضرور ہے الغرض ہر ایک نے اوسکا کہنا قبول کیا سلطان مظفر خطاب دیکر وراثت پر قایم مقام
کیا عاقبت الامر یہی لڑکا خان اعظم کوکلتاش کی قید مین جاکر اپنے ہاتھہ سے استرہ مارکر مرگیا ۱۶ برس
چند مہینے حاکم رہا ابتداء سے سنہ ۷۹۹ لغایت سنہ ۹۷۳ ہجری تک ایکسو چوہتر برس گجرات کی ولایت
دہلی کے تصرف سے باہر رہی تھی کہ محمد جلال الدین اکبر نے اپنے قبضہ مین کی

روانہ ہونا خان اعظم کا مکۂ معظمہ کو

خان اعظم کوکلتاش باوجود عنایات خسروانہ کے بموجب اکبر سے دل آزردہ رہتا تھا خصوص شیخ ابو الفضل
سے نہایت خصومت تھی جو کوئی کام خلاف اوسکی تمنا کے دربار مین ہوتا ابو الفضل کی دراندازی جانتا۔
آخر اندنون مین زیادہ تر آزردہ ہوکر بیت اللہ کے ارادہ پر گجرات سے روانہ ہوا اور جام اور بہارے جو عمدہ
زمیندار صاحب اقتدار اوس دیار کے تھے اظہار کیا کہ ارادہ یہ ہے کہ سند کے راستے سے درگاہ بادشاہی مین
حاضر ہون جب سومنات مین پہونچا دیوان اور بخشی بادشاہی کو جو اوس صوبہ مین تھے قید کیا اور دریا ے
شور کے کنارے پہونچکر مع عیال و اطفال اور نقد و جنس کے جہاز پر سوار ہوا یہ خبر حضور مین آئی اور
دل آزردگی کا سبب ہوئی فرمان عاطفت عنوان صادر ہوا ازبسکہ کوکلتاش کو کعبہ کے اشتیاق مین جان
و دل لگا تھا کچھہ نسنا خانۂ خدا کو روانہ ہوا بعد زیارت کے دوسرے سال معاود ہوکر گجرات آیا اور بموجب
حکم آستانۂ دولت پر حاضر ہوکر عنایت خسروانی سے سرفراز ہوا اکبر نے نہایت محبت سے ہم آغوش کیا
اور مرتبۂ وکالت پر سرفراز فرماکر اپنی مہر حوالہ فرمائی اور آخر مین ہفت ہزاری منصب حاصل ہوا اسوقت
مین امرا کا مرتبہ پنجہزاری سے زیادہ مقرر نہ تھا اول اول ہفت ہزاری کا مرتبہ اسی شخص کو ملا اسقدر
عنایات اسکے حال پر اسوجہ سے مبذول تھی کہ اسکی والدہ جیجی انگہ نے حضرت کو دودہ پلایا تھا بس اکبر اوس
عفیفہ کی پاس خاطر سے اسکے ساتھہ رعایت کرتا اور نیز اس شخص نے بھی عمدہ عمدہ خدمات بادشاہی کا
انصرام کیا دانش اور فرزانگی اور شجاعت و مردانگی سے خوب واقفکار تھا۔

قلعۂ چیتور کی تسخیر کا بیان

جس زمانہ مین مرزا لوگ مالوا مین شر و فساد کر رہے تھے اور اکبر بادشاہ اونکے دفع فساد مین متوجہ تھا دیپالپور کے مقام مین زبان مبارک پر جاری ہوا کہ سوائے رانا کے کل زمیندار ہندوستان کے حضور مین شرفیاب ہوئے دل مین آتا ہی کہ اول رانا کی گوشمالی کیجیے بعدہ مالوا کا قصد کرین سکت سنگہ رانا کا لڑکا اوسوقت دربار مین حاضر تھا اوسنے خیال کیا کہ اگر لشکر بادشاہی اسطرف روانہ ہو میرا باپ ضرور اس یورش کو میری سعی سے سمجھیگا اس خیال کے آتے ہی لشکر سے بھاگا جسوقت اوسکا فرار کر جانا بادشاہ کو معلوم ہوا تادیب اور تخریب رانا کی ضرور ہوئی دہولپور سے اوسکے ملک کی طرف متوجہ ہوا قلعہ چتور کے پاس پہونچکر محاصرہ کر لیا یہ قلعہ متانت اور استحکام مین شہرۂ آفاق ہی غرض کہ چند مہینے تک توپ و تفنگ کی لڑائی رہی۔ ایکروز شہنشاہ اکبر مورچال کے دیکھنے کو سوار ہوا کسی نے عرض کیا کہ اس جھروکھہ سے چند مرتبہ کسی شخص نے بندوق سر کی اور ہر مرتبہ اہل مورچہ کو آسیب پہونچایا بادشاہ نے بندوق خاصہ ہاتھہ مین لیکر اوسی روزن کے مقابل مین سر کی اور فرمایا کہ جسطرح شکار کا نشانہ ہوتا ہی میرا ہاتھہ پہچان جاتا ہی کہ وہ مارا اسیطور سے اسوقت بھی مجھے امید ہی کہ گولی نشانہ پر پہونچے بعد چندے خبر لگی کہ رانا کا بھتیجا جیمل اوس گولی سے مارا گیا اور بندوق کی گولی نشانہ پر پہونچی ہے

در معرکہ این تفنگ فریادرس ست ٭ خصم افگن و گرم خوی و آتش نفس ست ٭ موقوف اشارہ الیست در کشتن خصم ٭ سوفیش نگہے ز گوشۂ چشم بس ست ٭

جب محاصرہ کو مدت گذر گئی اور کوئی صورت مدعا کی ظہور مین نہ آئی بموجب حکم والا کے دو سرنگین قلعہ کے اندر پہونچائین۔ اور دونون کو باروت سے بھر کر ایک کو آگ بتلا دی دوسری کو تا صدور حکم ملتوی رکھا چونکہ قلعہ کے نیچے پہونچکر دونو سرنگون کا دہانہ باہم ملحق ہو گیا تھا قضارا ہر دو نقب مین آگ لگ اوٹھی اور دوسری سرنگ کی طرف لشکر بادشاہی قلعہ کے نزدیک غافل پڑا تھا اوسکے صدمۂ عظیم سے بہت آدمی ضائع ہوئے مگر اقبال اکبری نے قلعہ کو فتح کر لیا بعد بہت آویزش اور جنگ و جدل کے رانا جی مل مع پتا کے جو ایک امیر کبیر تھا مارا گیا اکبر بعد فتح اور تقرر قلعدار کے وہان سے معاود ہو کر خطہ دلکشائے اجمیر مین آٹھرا ابتدائے نصف ماہ پوہ سے لغایت اسفندیار ماہ الٰہی تک چھہ مہینے مین یہ مہم تمام ہوئی

معاف ہونا جزیہ کا اور تمام ہندوستان مین صلح کل کا طریقہ ظاہر کرنا اور دین الٰہی کا ایجاد ہونا

شیخ عبد اللہ بن شیخ شمس الدین سلطانپوری شیرشاہ کے عہد مین صدر الاسلام اور ہمایون کے زمانے مین شیخ الاسلام اور اکبر کے وقت مین مخدوم الملک کے خطاب سے سرفراز ہوا یہ شخص نہایت جاہ طلب متعصب دنیا کا دوست تھا جیسا کہ شیخ عبد القادر بداونی باوجود اتحاد مذہب اور کلی مناسبت کے اپنی کتاب مین لکھتا ہی کہ جب مخدوم الملک بادشاہ کے غصہ مین پھسکر مر گیا خزانہ اور دفینے بہت سے اوسکے ملکیت مین پائے گئے اونمین کئی صندوق

تھین جنین سونے کی اینٹین رکھکر مُردون کے حیلہ سے دفن کردی تھین اوسکے مکان کے گورستان سے برآمد ہوئین
اور جملہ مال و اسباب مع کتاب وغیرہ کے داخل خزانہ شاہی ہوا- اور شیخ عبد النبی صدر کہ ایک بھی مرد متعصب
جاہ طلب ابوحنیفہ کوفی کی اولاد سے تھا اوائل عہد اکبری مین اسکی قدر شاہ اکبر کے حضور مین اسقدر تھی
کہ ایک دو مرتبہ بادشاہ نے اوسکی جوتی سیدھی کی پٹھان لوگ خود ملا پرست اور ظاہر اسلام مین نہایت
سخت صاحب تعصب ہوتے ہین اور دوسری مرتبہ ہمایون نے جب ہندوستان پر تسلط پایا تھوڑی ہی
مدت مین چھت سے گر کر بہشت نصیب ہوا- اکبر نے ابتداے جوانی اور عین طفلی مین بادشاہی پائی بڑے بڑے
وعدے کا انفصال کیا بلکہ اکثر امور سلطانی انھین دونون کی راے سے اور انکے لواحقین کے سپرد کرکے
خود بدولت عیش و عشرت اور کھیل کود مین بسر کرتے تھے یہ لوگ بنابر حب جاہ اور نفس پرستی اور شدت
تعصب جسکو کچھ بھی مورد الطاف بادشاہی دیکھتے یا اپنے مذہب سے بیگانہ پاتے جس حیلہ اور بہانہ سے
ممکن ہوتا حمایت اسلام اور شرع کے نام سے اوسکے قتل مین کمر باندھتے بیچاری شرع کو بدنام کرتے تھے
کسیکو کچھ کہہ نہین سکتے تھے کہ رسوخ بیجا اکبر کے خصوص اون لوگون کے ساتھہ کہ ظاہر مین ہم پیشہ اور باطن مین
کوئی نسبت اون سے نہین رکھتے تھے نہایت درجہ کی عداوت کرتے تھے چنانچہ شیخ ابوالفضل اور
شیخ فیضی اور انکا والد شیخ مبارک یہ تینون شخص بھی انکے جعل و فریب کے جال مین پھنسے تھے بارے
تائید خدا سے ہزار رقت اوس بلاے ناگہانی سے رہائی پائی اور اوج عزت اور اختصاص مین جگہ پائی
شیخ ابوالفضل کے حالات سے یہ کیفیت بتفصیل واضح ہوگی- ایسا ہو گیا تھا کہ بہت سے بندہاے خدا
ان دونون کی کوشش سے ناحق مارے گئے جو کچھ اوس زمانہ کے حکایات اور تقریرات اور نقل اخبار سے
معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ دونو مرشد نہایت متعصب تھے اور اونکے تقلب کا اظہار صرف ظاہر کی
دینداری اور حب جاہ اور نفس پرستی کے واسطے تھا باطن مین ایمان کی بو نہ انکے دماغ مین پہونچی تھی
نہ انکے لواحقین مانند عبد القادر بدایونی وغیرہ کے تعصب اور خود پرستی کی وجہ سے عجب عجب فتوی دیتے تھے
جیسا کہ شیخ عبد القادر بدایونی لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ مخدوم الملک نے یہ فتوی دیا کہ ان دنون مین حج کا جانا
فرض نہین ہے جب سبب پوچھا فرمانے لگے مکہ کی راہ مین عراق واقع ہے یا دریا پس عراق کے رستہ مین قزلباشون
کی نالایق گفتگو سننا پڑے گی اور دریا کی راہ مین فرنگیون سے عہد و قول کرکے زبونی دیکھنا پڑے گی اور
اوس عہد نامہ مین حضرت مریم اور عیسی کی صورت بنائی ہے اور یہ بت پرستی مین داخل ہے پس دو نو صورتون مین
سفر ممنوع ہوا- آپ ذہن و فہم کا اس مقولہ سے ان فقاہت اور دینداری کے مدعیون کا مرتبہ اجتہاد خوب
سمجھین- عبد القادر بدایونی اپنے حال مین لکھتا ہے کہ ہر چند شیخ مبارک کی اوستادی کا حق مجھپر عظیم ہے لیکن چونکہ وہ

اور اوسکے لڑکے مذہب حنفی کے انحراف مین نہایت غلو رکھتے تھے مجھے اول کی نسبت نرہی اور نیز اپنے قول کی گواہی کیواسطے مخدوم الملک کی نقل کرتا ہی کہ وہ اوایل وقت مین جسوقت ابوالفضل کو دیکھتا کہتا تھا کہ اس شخص سے کیا کیا تخلل دین مین نہ پیدا ہونگے سبب اسکا بجز اسکے اور کچھہ نہ تھا کہ شیخ ابوالفضل اور نیز اوسکا باپ شیخ مبارک بسبب عقل اور دینداری کے انکے مانند بندگان آلہی کے قتل مین ساعی بلکہ قتل مردم مین بمحض گمان تشیع یا پیروی مسائل مختلفہ کے مجوزنہ تھے اور ان دونون دنیا پرستون کے طفیل سے مرتبہ تعصب اسقدر بہم پہونچا تھا کہ تینتیسوین ۳۳ سال جلوس کے شروع مین فولادبرلاس نام منصبدار التعصبی نے ملا احمد ٹھٹہی کو جو شیعہ تھا اوس سے مذہب کی عداوت سے ناراض ہوکر ایکرات ملا کو کسی بہانہ سے گھر سے باہر بلاکر زخم شمشیر سے مجروح کیا اور اکبر نے اوس زمانہ مین قید تعصب سے نکل کر دین آلہی اختراع کیا تھا اور قید عصبیت سے آزاد ہوا تھا برلاس مذکور کو ہاتھی کے پیر مین بندھوا کر تمام شہر لاہور مین تشہیر کیا کہ اس صدمہ مین مرگیا اور اوسکے مرنے کے بعد تین روز کے قاتل بھی عدم کو سدھارا جب ملا احمد دفن ہوگیا شیخ فیضی اور ابوالفضل نے اوسکی قبر پر نگہبان مقرر کیے باوصف اس تمام بندوبست کے جب بادشاہ اکبر کشمیر کو عازم ہوا مردم لاہور نے اوسکی لاش کو نکالکر تعصب سے آگ مین جلایا اور اپنے واسطے ذخیرہ جمع کیا

القصہ جب موتمن الدولہ شیخ ابوالفضل نہایت درجہ اکبر بادشاہ کے تقرب مین مخصوص ہوا اور علامۂ زمان حکیم فتح اللہ شیرازی اور دیگر امرا و علماے شیراز و عراق کے دربار شاہی مین وارد ہوئے شیخ ابوالفضل نے علامہ موصوف اور نیز دیگر اوسکے ہمراہی عقلا سے مشورت کی کہ ستمگاری اور خونریزی اون دونون متعصبون کی بند کرنا ضرور ہی جسوقت چارہ گری کرنے لگا سمجھا کہ بادشاہ عالیجاہ اور خودپرست ہی اپنے مذہب سے برخلاف دوسرے کی دنبالہ روی قبول نہ کریگا اور اس مذہب سے اپنے جو رکھتا ہی دنیا کی بنیاد جو ایک مدت سے مستحکم ہورہی ہی کھود جائگی لاچار اکبر کی تعریف و توصیف کرکے یہ اشتعالک دیا کہ مذہب جدید مسمی بہ دین آلہی اختیار اور اختراع کرے پس اس ترکیب سے اوسکا تعصب چھڑایا اور ظل آلہی کی حقیقت سے جسکا نتیجہ صلح کل ہی آگہی دی اور بندگان خدا کو سفاکون کے ہاتھہ سے نجات دلوائی اور بنیاد اسکی یون پڑی کہ بادشاہ کو اول اول اونکی خباثت اور طلب جاہ اور نیت جمع مال سے آگہی دے کر اسطرح بیان کیا کہ یہ نسبت ان خودپرستون کے بادشاہ و ریاست اسلام کے واسطے بہمہ وجوہ لایق اور مستحق ہی جب بادشاہ کو یہ بات پسند ہوئی ۲۴ چوبیسوین سال کے آغاز جلوس مین ایک روز حضور اکبری مین علما اور قاضیون سے اون مسئلون مین جو مختلف فیہ مجتہدون کے ہوتے ہین گفتگو شروع کی اور انتہا کلام کی یہانتک پہونچائی کہ بادشاہ کو بھی مجتہد کہنا چاہیے یا نہین اور شیخ مبارک ابوالفضل کے باپ نے جو اپنے عہد کے علما مین سرفرازی رکھتا تھا

بموجب حکم کے تذکرہ لکھکر اپنی مہر سے مستند کیا اور جو جو علما لشکر مین حاضر تھے اونکے سپرد کر کے فتوے طلب کیا علمانے پادشاہ کی مرضی سوال کے منشا سے پاکر بعد تامل اور نیز نظر کرنے آیہ کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور دیگر حدیث اور قول کی حقیقت پر جو اس مقدمہ مین اوترے تھے ہر ایک نے حکم لکھدیا کہ پادشاہ عادل کا مرتبہ عند اللہ مجتہد سے زیادہ ہی کیونکہ نص اولی الامر تائید کرنے والا وجوب اطاعت سلاطین کا ہی اوپر راے اونھون کے نہ معاضد مجتہدین بنی آدم کے اور صلاح حال اہل علم کی اختیار کر کے اوسطرف حکم فرمائے اوسکی اطاعت تمام انام کو لازم ہی **ایضاً** اگر اپنے اجتہاد سے کوئی حکم جو نص کا مخالف ہو بنا بر مصلحت عام کے قرار دے اوس حکم سے مخالفت کرنا موجب غضب الٰہی اور عدالت اخروی اور خسران دین اور دنیوی کا ہی اور ہر ایک نے اس تذکرہ پر اپنی مہرین کردین بعد ازان مخدوم الملک اور عبد النبی صدر کو حاضر کر کے مہر و دستخط کا حکم دیا انھون نے بھی طوعاً و کرہاً مہر و دستخط اپنے ثبت کر دیے جب محضر درست ہوا اور پادشاہی احکامات جو موافق صلاح خیر خواہان نیک اندیش کے تھے ہونے لگے مخدوم الملک اور شیخ عبد النبی حج گذاری کے حکم سے خارج ہوئے اور دیگر علماے تعصب پیشہ بھی قضا کے دور دست حضور سے دور ہو کر دار السلطنت سے مہجور ہوئے اور خیر طلبان خلق خدا نے اصلاح حال عالم اور ابقاے جان و مال اور عرض ناموس ابناے آدم کا بیج افساد عقیدہ سلطان زمان کے سمجھکر اکبر کو واضع دین الٰہی بنایا دین الٰہی کے معنی صلح کل ہین کہ سایر بندگان خدا کو اپنے ظل عاطفت مین رکھے کسیکو نظر تعصب سے نہ دیکھے اور ہر ایک اوسکے سایۂ رافت مین آسودہ ہو اس حیلہ سے اہل دنیا نے مکارون اور شریرون کے حیلہ اور فساد سے نجات پائی اور فارغ البال ہو کر زندگی کرنے لگے مخدوم الملک جب مکہ پہونچا شیخ ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقہ زندہ اور وہان پر مقیم تھا باعتبار تعصب مخدوم الملک کے استقبال کو نکلا اعزاز بڑھایا اور گوشۂ دروازہ خلاف موسم اوسکے واسطے کھولا اور زیارت کرائی اور وہ جو خود گندم نما جو فروش آدمی کی صورت مین طالب دنیا تھا از بسکہ پادشاہ اور امرا سے نہایت کشیدہ تھا محافل اور مجالس مین نسبت پادشاہ اور امرا کے سخنان دور از کار زبان پر لاتا اکثر کہتا کہ دین سے ہاتھ دھو کفر کی جانب طبع مقدس راغب ہوئی ہی یہ اخبار گوش زد شہریار والا اعتبار ہوئی زیادہ ترنج اشکار ہوا اور شیخ عبد النبی صدر بھی بعد تھوڑے زمانہ کے جسوقت حکیم مرزا پادشاہ کے بھائی کی بغاوت کی خبر پہونچی اور یہ بھی سنا کہ حکیم مرزا نے لاہور فتح کر لیا بطمع ریاست اور جاہ دنیوی کے بیتاب ہو کر دونو ہند کو متوجہ ہوئے احمد آباد گجرات مین آگئے اس عرصہ مین بعض بیگمات محل اکبر پادشاہ کی بھی جو حج کو گئین تھین وہ بھی اوسی شہر مین وارد ہوئین ان دونون نے بعد پہنچنے ہند کے جب اکبر کا اقتدار دیکھا ہوش و حواس

لھو کے اپنی جان کو ڈرے لاچار بیگمات کے توسل سے معذرت خواہ ہوئے اور عورات مذکور نے بعد پہونچنے کے سفارش کی چون کہ اکبر اونسے نہایت آزردہ اور ایسا مقام آلہی پر آپہونچا تھا ظاہر مین تو پاس خاطر عورات فرمایا اپنے لوگون کو بھیجا کہ اون عورات سے پوشیدہ اون لوگون کو قید کر لاوین مخدوم الملک اسقدر خوف ہوا کہ راستے ہی مین دار آخرت کو سدھارا اور اوسکے یارون نے اوسکی لاش کو مخفی جالندھر مین لاکر دفن کیا اوسکے گھر سے بہت سا مال و اسباب نکلکر داخل خزانۂ پادشاہ ہوا اور بعد پہونچنے عبد النبی کے با خود محاسبہ کرکے ابو الفضل کے حوالہ کر دیا کہ وہ اوسیکے قید مین زندانخانۂ عدم کو سدھارا چون کہ اوسکو شیخ ابو الفضل سے عداوت سابقہ تھی شیخ ابو الفضل متہم ہوئے کہ عمداً اوسکو مار ڈالا اور یہ مذہب آلہی جسمین خلق خدا کے لیے انتہاے آسایش تھی عہد جہانگیر تک مروج رہا پھر شاہجہان کے زمانہ سے تعصب مذہبی کی گرم بازاری ہوئی آخر کار عہد اورنگ زیب عالمگیر مین حد درجہ کو پہونچا۔ شیخ ابو الفضل نے جو اپنے وقائع مین قبر ملا احمد کی حفاظت کے واسطے نگہبانون کا تعینات کرنا اور اوسکے کشتہ ہونے کا ذکر فولاد برلاس کے ہاتھون سے لکھا ہی اوسکے اور اوسکے باپ کے تشیع ہونے پر دلالت کرتا ہی والعلم عند اللہ اور احوال ملا احمد ٹھٹھی کا ملا عبد القادر بدایونی نے اپنی تاریخ مین اسطرح لکھا ہی کہ فاروقی نسب تھا اوسکے بزرگ ملک سندھ مین حنفی مذہب تھے اور وہ شاہ طہماسب صفوی کے عہد مین ولایت عراق مین گیا اور مذہب تشیع اختیار کیا اس مذہب مین غلو رکھتا تھا چون کہ شاہ اسمٰعیل خلف شاہ طہماسب سستی فیون سے رومی اور تورانی کی سازش چاہتا تھا اور برخلاف پدر کسیقدر پاسداری مذہب تسنن کی کرنے لگا دلتنگ ہوکر مکہ کو سدھارا وہان سے دکھن پہونچے ہوئے ستائیسوین سال جلوس کو ہند مین آکے ملازمت درگاہ اکبری سے سرفراز ہوا ایکروز اوسکو مینے بازار مین دیکھا بعض عراقی میری تعریف کرتے تھے اوسنے کہا کہ نور رفض اسکی پیشانی سے نورانی ہی مینے کہا کہ جسطرح نور تسنن چہرۂ مبارک سے ملاے مذکور حسب الحکم اکبر کے تحریر تاریخ ہزار سالہ ابتداے ہجرت سے تا زمان اکبر مصروف ہوا اور زمانۂ چنگیز خان تک تمام احوال دو جلد مین تحریر کیا اور بتیسوین سال جلوس کو بتقریب مذکورہ مقتول ہوا باقیماندہ احوال کو آصف خان نے سنہ ۹۹۷ ہجری تک لکھا اور اوسکا نام تاریخ آصفی رکھا اور نیز اسی مذہب آلہی کے اختیار کرنے کی وجہ سے زر خطیر جزیہ خود وصول ہوا کرتا تھا بادشاہ نے چاہا کہ تحصیل زر مذکور کی موقوف کرے فرمایا کہ تحصیل جزیہ واسطے اجتماع خزانہ کے تھی تا کہ نسب اسلام قوی رہے اب کہ بطفیل اقبال روز افزون ہزارہا گنجینہ زر سرخ و سفید کے سرکار مین موجود ہین اور تمام راے و راجہ ہنوز مطیع کیا ضرور کہ غریب آزاری سے روپیہ جمع کیا جاوے ملا شیری نے جسوقت کہ راجہ مانسنگہ ولایت پنجاب کی تسخیر پر مامور تھا یہ قطعہ نظم کرکے گذرانا اور اسی قطعہ سے بادشاہ کو رعایت ہنود کی منظور ہوئی قطعہ شہا فرمان فرستادی براجہ

کہ سازد بند وان کوہ را رام ٭ جہان رونق گرفت از عدل تو دین ٭ کہ ہندو میزند شمشیر اسلام ٭ پادشاہان گذشتہ علماے متعصب آئین کے فتوا سے ایذا رسانی مخالفان مذہب کی موجب ثواب اور ہزار ہا اجر کا جانتے ہیں اور غیر مذہبون کے مال اور عیال واطفال قبضہ مین آنا کہ فی الحقیقت نفس اور ہوا پرستی کی اطاعت ہی ایسے ہی جہالت کیشون کے فتوے سے خداوند تعالی کی اعلی درجہ کی عبادت سمجھتے ہین اکبر جو کہ عقل خداداد طریقہ معاش ومعاد مین رکھتا تھا صلح کل کی بساط بچھائی تمام خلق اللہ کو یکسان جانتا تھا اور کہتا تھا کہ خداوند تعالی نے انواع مختلف المذہب مخلوقات پر دروازہ رزق درعایت مفتوح رکھا ہی پس پادشاہون کو بھی جو کہ ظل اللہ ہین واجب اور لازم ہی کہ تخالف اور تنازع دینی روا رکھین بندہاے خدا کو نظر واحد سے ملاحظہ فرماوین اور اپنی عنایت کے سایہ کو مانند پرتو آفتاب کے جو نیک وبد پر یکسان پڑتا ہی ہر ایک کو زیر سایہ رکھین اسکے بعد حکم دیا کہ آج کی تاریخ سے کوئی شخص جزیہ کے واسطے ستایا نہ جاوے ہندو ومسلمان گبرو ترسا سے صلح کرین ہر ایک اپنے موافق رسم ومذہب کے پرستش خدا کرے جیسا کہ یہ شعر محشی اکبر نامہ کا اس جگہ پر زیب دیتا ہی ؎ دشمنی کفر اور ایمان سے حیرت ہی دلا ٭ کعبہ اور بتخانہ کا آتش سے جلتا ہی چراغ ٭ اوائل جلوس سال تیسوین ۲۳ مین واقع ۱۲ ربیع الاول کو مطابق استمرار کے مجلس مولود شریف حضرت ختمی پناہ صلعم کی منعقد ہوئی اور ہر ایک سادات وعلما اور مشایخ وامرا کو طعام دیا۔ اور کل اہل شہر کے خوان شاہی سے بہرہ یاب ہوئے چونکہ یہ امر ظاہر ہوا تھا کہ جناب سید المرسلین اور خلفاے راشدین وامویہ وعباسی خطبہ پڑھتے تھے اور بعض سلاطین مانند امیر تیمور صاحبقران اور الغ بیک مرزا نے بھی پڑھا ہی اکبر کے دلمین آیا کہ کسی جمعہ کو خود بدولت بھی اسکی تعمیل کرین لہذا جمعہ کے روز فتحپور کی مسجد جامعہ مین بعض زینہ منبر پر چڑہکر خطبہ پڑھنے کو قاصد ہوا یکایک لرزہ چڑھا ہزاران تشویش یہ چند اشعار منظومہ شیخ فیضی پڑہسکے پایان ؎ خداوندیکہ مارا خسروی داد ٭ دل دانا وبازوے قوی داد ٭ بعدل وداد مارا رہنمون کرد ٭ بجز عدل از خیال ما برون کرد ٭ بود وصفش زحد فہم برتر ٭ تعالی شانہ اللہ اکبر ٭ منبر سے اوترکر نماز جمعہ ادا کی اور اس صلح کل کا نام مذہب الہی رکھکر مقرر کیا کہ جمعہ کی شب کو ہر ایک مذہب کے عقلا سنی شیعہ یہودی نصارا گبر وہنود ارمنی ملحد دہریہ براہمہ جہورہ وغیرہ چار ایوان مین جو قلعہ تعمیر ہوا تھا حاضر ہوا کرین اور بادشاہ ہر ایک کی تفسیر وتاویل سنکر بلا تعصب منصفانہ عقل وخرد کی ترازو مین تولتا۔ اور جس جگہ شک ہوتی بیان فی الخواہ سے رفع کرتا بموجب شعر حافظ شیرازی جنگ ہفتاد ودو ملت ہمہ را عذر بنہ ٭ چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند ٭ اور حقیقت ہنود کے دریافت کو کتاب مہابھارتہ جو متضمن اکثر مقالات اور اعتقادات اور حالات اور مواعظ اس جماعت کا ہی اور اس ملت کے کتب تواریخ مین معتبر اور بزرگ تر ہی باہتمام غیاث الدین علی نقیب خان اور ملا محمد

اور ملا محمد سلطان تھانیسری اور شیخ عبد القادر بداونی نے فارسی مین ترجمہ کے رزم نامہ نام رکھا شیخ ابو الفیض فیضی نے اوسکا دیباچہ کمال لفاظی
اور الفاظ مختصرہ اور معنی مفصلہ سے لکھا ہی اسطور پر اور بھی ہندی پوتھیان بموجب حکم کے ترجمہ ہوئین بار بار زبان شاہ
سے صادر ہوا کہ تقاکے جھونکے سے چراغ دانش بسر دہو گیا مقرر فرمایا کہ ہر سال دو مرتبہ اول پانچوین رجب
روز ولادت خود بدولت کو اور دوسرے دوم ماہ امرداد کو تلادان عنصر لطیف کا ہو اور نیز مقرر ہوا کہ روز ولادت
سے بحساب عدد روز اوسی ماہ شمسی کے مرتکب غذاے گوشت حیوانی کا نہو اور ہر سال بعد اوسکے جسقدر روز
مطابق اوسکے سال عمر کے ہون گوشت نکھاوے بلکہ کل ملک مین اوس روز جان تلف نہ کیجاوے اور اس تقریب
سے تمام ملک محروسہ مین گاوکشی بھی بند ہو گئی اکثر کہا کرتا کہ ترک گوشت بہتر ہی کسیکا گوشت درخت سے نہین
پیدا ہوتا اور نہ مانند نباتات کے ظاہر ہوتا ہی بلکہ ایک جاندار کے بدن سے ملتا ہی ہزارون قسم کی اور بھی نعمتین خدا نے
پیدا کی ہین پس زبان کی لذت کو جان آزاری کرنا سخت سنگ دلی ہی اور نیز فرماتا تھا کہ شکار بیکارون کا کام ہی
ناخدا ترسون نے شکار جان کو تماشا مقرر کیا ہی ــ یہ نہین جانتے کہ یہ بھی اوسی صناع حقیقی کی بنائی ہوئی صورتین
ہین اور انکی بیخ کنی مین کمال نادانی اور بدبختی ہی ۵ میازار مورے کہ دانہ کش ست ؛ کہ جان دارد و
جان شیرین خوش ست ؛ ایسے ایسے احکام سے بعض مسلمان متعصب نے اکبر کو برخلاف مذہب سمجھا اور
کفر کی تہمت لگائی غایبانہ ملامت کرتے تھے خصوصًا ملا عبد اللہ سلطانپوری جو کہ عہد اسلام شاہ افغان مین
شیخ الاسلامی کا خطاب رکھتا تھا اور اکبر کے وقت مین مخدوم الملک کہلایا اور شیخ عبد النبی صدر کل نسبت
دوسرون کے زیادہ تر سخنان دراز کار کہا کرتا تھا اور اوسکا حال ہم مفصل لکھہ چکے ہین ــ

ہندوستانی راجون کی لڑکیون کا محلسرای شاہی مین داخل ہونا

بادشاہ اکبر نے واسطے امتحان تسلط اور اقتدار کے جلوس کے چند مدت گذرنے اور دشمنون پر غلبہ پانے اور قلعہ چتور
کے فتح کرنے کے بعد چاہا کہ ہندوستانی راجاؤن کی لڑکیان اپنے عقد مین لاوے اور اپنی اولاد کے ساتھہ بھی
تزویج کی تجویز کرے اول جو کہ حسن خان میواتی عمدہ زمینداران جوار بیت السلطنہ سے تھا اوسکی بھتیجی کی درخواست
کی اوسنے مناسبت اسلام کے سبب سے بلاعذر عقیقہ مذکور کو داخل محلسرا کیا بعد ازان راجہ بہارا مل کچھواہے سے
کہ راجگان ہند مین معزز و ممتاز تھا درخواست کی اوسنے اول مخالفت مذہب کی وجہ سے انکار کیا آخر الامر ناچار
ہو کر راضی ہوا اور اپنی لڑکی کو پادشاہی عقد مین حاضر کیا **ابیات** ہر وزیکہ طالع برومند بود ؛
نظر ہا سزاوار پیوند بود ؛ جہاندار بر رسم آبای خویش ؛ بر یحیرہ ہا کرد ہمتاے خویش ؛

ذکر شاہزادہ سلیم یعنی جہانگیر بادشاہ کا پیدا ہونا اور اجمیر کو بادشاہ اکبر کا جانا ایفاء نذر کے لیے ؛؛

شاہنشاہ اکبر کو فرزند کی آرزو نہایت تھی اور وہ حاصل نہین ہوئی تھی عورتون کو حمل ہوتا اکثر گرجاتا تھا برتقدیر کہ ایام معہود مین وضع حمل بھی ہوا تو زندہ نرہتے تھے آخر دولتخواہون کے آگاہ کرنے سے بامید حصول مراد خدمت مین شیخ سلیم کے اونکو نوبین جو کہ برگزیدگان خدا اور مستجاب الدعوا تو نمین مشہور تھا اور قصبۂ سیکری مین مقیم تھا گیا اور اپنی تمنائے دلی اظہار کی اور بموجب فرمایش شیخ موصوف کے اوسی قصبہ کے پاس عمارت شاہانہ بناکر اوسکا نام فتحپور کیا اور عمارات دیگر شاہانہ بنواکر دارالسلطنت بنایا الغرض شیخ صاحب کی دعا سے درخت تمنا بار آور ہوا چودھوین سال جلوس مین مطابق ۹۷۷ ہجری کو راجہ بہارامل کی لڑکی سے ایک وارث بلند اختر پیدا ہوا اور درویش موصوف کے نام پر اسکا نام سلطان سلیم رکھا آخر جب باپ کے بعد بادشاہ ہوا جہانگیر لقب رکھا گیا چونکہ شہنشاہ اکبر کو خواجہ معین الدین چشتی سے اعتقاد راسخ تھا اور انکا مزار پر انوار شہر اجمیر کے متصل ہی اکبر نے عہد کیا تھا کہ جسوقت حق تعالے مجھے لڑکا عنایت فرمائے پیادہ پا خواجہ کی مزار پر جاؤنگا۔ خیر اب کہ شاہزادہ سلیم کی ولادت ہوئی ایفاے عہد کے واسطے فتحپور سیکری سے اجمیر تک سات منزل کا فاصلہ اور ہر منزل بارہ کوس کی ہی پیادہ پا گیا اور زیارت حاصل کی اصل یہ ہی کہ دل کی مضبوطی کے سوا قوت بدنی بھی اکبر کو حاصل تھی اسکی جرات جسقدر لکھتے ہین اکثر حد شجاعت سے خارج اور مرتبہ تہور کے قریب ہین اور عقل کے قانون سے دور ہین شیخ ابوالفضل اپنے اکبرنامہ مین لکھتا ہی کہ ایکروز اکبر شکار کے قصد مین زور آزمائی کیواسطے متھرا سے پیادہ پا روانہ ہوا غروب کے وقت اٹھارہ کوس کا فاصلہ طی کرکے آگرہ پہونچا۔ ہمراہیون مین بجز دو تین آدمی کے کوئی نہ پہونچا اور نیز لکھا ہی کہ ہاتھی کی سواری مین اسقدر ماہر اور بیباک تھا کہ کارآزمودہ فیلبان بھی اوسقدر نجانتے ہونگے۔ جسوقت مست ہاتھی شوخی کرکے فیلبان کو ہلاک کرتا شہر مین باعث آشوب ہوتا تھا بادشاہ بے اندیشہ روبرو جاکر اور دانتون پر پاے مبارک رکھکر سوار ہوجاتا اور اوس ہاتھی کو دوسرے ہاتھی سے لڑاتا تھا بارہا ہاتھیون کی لڑائی مین ایسا دیکھا گیا کہ اس فیل سے اوس فیل پر اسطرح چلا جاتا تھا کہ دیکھنے والون کو حیرت ہوتی تھی

شاہزادہ سلیم کا نکاح ہونا راجہ مونہ کی لڑکی سے اور پیدا ہونا شاہزادہ خرم بخت یعنی شاہجہان بادشاہ کا

جب شاہ اکبر نے راجاؤن کی لڑکیون سے رسم مناکحت پیدا کی باوجود تخالف مذہب کے یہ لوگ اپنا فخر سمجھے اگر جب شاہزادہ سلیم نے گلزار بلوغ مین قدم رکھا اگرچہ اول راجہ بھگونت ولد بہارامل کچھواہہ کی لڑکی سے منعقد ہوا دوسرے راجہ مونہہ ولد راجہ مالدیو کی لڑکی جو جودہ پور میرٹھہ کا حاکم تھا جبالۂ نکاح مین آئی اس کتخدائی مین راجہ نے اپنی ازدیاد آبرو کے واسطے بادشاہ کے تشریف لانے کا مستدعی ہوا اکبر نے اوسکی آبرو کا پاس کرکے

التماس قبول کیا اور اوسکی مجلس مین رونق افروز ہوا - راجہ نے عجز و نیاز کے بعد ہمراہیان بادشاہ کی فہرست لشکری سے لیکر شاگرد پیشہ تک کو فاخرہ خلعتین عنایت فرمائین اور امرا کے واسطے ضیافت اور تحفجات پیش کیے اور جہیز مین ہاتھی اور گھوڑے اور غلام اور ہر قسم کا نقد و جنس ظروف اور جواہرات وغیرہ نذر کیا اور عمدہ طریقہ سے بادشاہ اور داماد کو مع عروس کے رخصت کیا قبل اسکے شاہزادہ سلیم کو راجہ بھگونت کی لڑکی سے ایک لڑکا خسرو شاہ ہوا تھا اب چھتیسوین ۳۶ سال جلوس اکبری مین راجہ موٹہ کی بیٹی سے شاہزادہ سلطان خرم پیدا ہوا جسکا لقب بادشاہ ہونے پر شاہجہان مقرر ہوا اور اس ولادت باسعادت کے ذریعہ سے بزم عیش و طرب اور انجمن انبساط و مسرت کی مقرر ہوئی

زمانۂ اکبری کے عجایب سوانحات کا بیان

موضع بکسر مین ایک شخص راوت ٹیکا نام مقدم تھا اوسکے دشمن نے قابو پاکر ایک زخم پشت پر اور ایک بناگوش پر مارا اور اونھین کے صدمۂ زخمون مین راوت مذکور مرگیا - بعد چند روز کے اوسکے داماد کے گھر اس کے لڑکا پیدا ہوا جسکی پشت اور بناگوش پر اوسی طور کے زخم نمایان تھے مشہور ہوا کہ راوت ٹیکا نے اپنے داماد کے گھر مین اوتار لیا اور وہ لڑکا بھی بالغ ہوکر کہتا تھا کہ مین راوت ٹیکا ہون اور سچ سچ علامت بتلاتا تھا جب یہ خبر حضور اکبر مین پہونچی اوسکو طلب فرمایا اور اوسکے حال پر اطلاع پائی گئی اور اوسکے اظہار کی صداقت کی - دوسرے ایک اندھے کو لائے جو کچھ کوئی شخص زبان سے کہتا وہ شخص اپنا ہاتھ بغل مین رکھکر دست و بغل سے جواب دیتا تھا اور اسی طور سے شعر بھی پڑھتا - لوگ احتمال کرتے تھے لیکن کثرت آواز کی ورزش کی مداومت سے یہ معجزہ حاصل تھا - دوسرے ایسے آدمی کو حاضر کیا کہ نہ کان رکھتا تھا نہ سوراخ گوش لیکن جو کچھ کوئی کہتا نے کم و بیش سنتا تھا دوسرا ایک آدمی کو لائے کہ ایک بی بی سے اکیس لڑکے رکھتا تھا اور ہر ایک زندہ تھے - دوسرے اون دنون مین ایک ستارۂ دُم دار پدیدار ہوتا تھا اوسکی نحوست سے عراق اور خراسان مین شورش عظیم ہوئی دوسرا ایک عجیب سانحہ یہ ہوا کہ نواحی اکبر آباد کے سرکشون کی گوشمالی کو فوج سرکاری مقرر ہوئی تھی اور گردن کشون سے لڑائی ہوئی اوس فوج مین دو بھائی قوم کھتری تھے اونمین سے ایک بھائی لڑائی مین مارا گیا اوسکی لاش اکبر آباد مین اوسکے مکان مین آئی اور اوسکا دوسرا بھائی لڑائی مین رہا چون کہ دونو بھائی توام اور باہمدگر مشابہ تھے اونکی بی بیون مین جھگڑا اوٹھا ہر ایک کہتی تھی کہ میرا شوہر ہے مجھے اسکے ساتھ ستی ہونا چاہیے آخر یہ قصہ کوتوال شہر کے پاس پہونچکر بادشاہ کے حضور مین آیا بادشاہ نے تصدیق دعوی طلب کیا بڑے بھائی کی بی بی نے کہا کہ یہ میرا شوہر ہے اور تصدیق اسکی یہ ہے کہ ایک سال گذرتا ہے میرا لڑکا دس برس کا ہوکر مرا ہے میرے شوہر کو لڑکے کا بہت رنج تھا

پس اسکی چھاتی کو چاک کرو اگر اسکے جگر مین فرزند کا داغ ہو ضرور میرے شوہر کی لاش ہی آخر بموجب حکم جب اوسکی چھاتی چاک کی ایک زخم تیر کے زخم کے مانند اوسکے جگر پر نمودار ہوا دیکھنے والون کو حیرت ہوئی اکبر نے حکم دیا کہ درحقیقت یہ تیرا شوہر ہی جلنا اور نہ جلنا تیرے اختیار مین ہی پس وہ عورت مرد صفت اپنے شوہر کے پیکر بیجان کے ساتھہ پروانہ وار جل کر خاکستر ہو گئی —

ولایت پٹنہ اور بنگالہ کی فتح پانے کا بیان

اوسوقت مین سلیمان کلبانی جو شیرشاہ اور اسلام شاہ کے امرا مین تھا اوس ولایت کی حکومت رکھتا تھا اور عہد اکبری تک متسلط رہا جب منعم خان خانخانان اوس ملک کی حکومت پر معین ہوا چندبار سلیمان مذکور سے لڑائیان ہوئین آخر کو سلیمان نے عاجز ہو کر بادشاہی اطاعت قبول کی اور خانخانان سے ملاقات کی اور اپنی تمام عمر تک اطاعت بادشاہی سے منحرف نہوا جب وہ مرگیا اوسکا بڑا لڑکا بایزید جانشین ہوا اور تھوڑے دنون مین بقا کی خدمت کو سدھارا اسکے بعد دوسرا لڑکا سلیمان کا داؤد حاکم ہوا اسنے استقلال کا دعوی کرکے بغاوت کی بادشاہ کا دوسرا ابنا منعم خان لڑنے کو آمادہ ہوا اور قلعہ پٹنہ کو گھیر لیا اور اکبر کو عرضی کی کہ حضور بھی تکلیف کرین بادشاہ عین برسات مین باوجودیکہ ندی نالہ کی کثرت سے راہ چلنا دشوار تھا عازم ہو کر پٹنہ مین آپہونچا۔ مخالف نے دریاے قہر سلطانی کے تموج مین لنگر جمانا دشوار سمجھکر صلح کا پیام دیا جسوقت ایلچی درگاہ سلطانی مین حاضر ہوا حکم سنایا گیا کہ داؤد دو باتون سے ایک اختیار کرے یا کہ خود تنہا رزم گاہ مین آکر مجھسے نبرد آزما ہو جو فتحیاب ہو اوسکے حصہ مین شاہی آئے اگر اسپر دل راضی نہو تو جو کوئی اوسکے رفیقون مین بڑا شجاع ہو اوسے روانہ کرے اور یہ ان سے بھی ایک جری منتخب ہو کر روبرو ہو جسکے حصہ مین ظفر ہو اوسکے مالک کے ملک مین ملک آجاے اگر یہ بھی نامنظور ہو تو دونو طرف سے ایک ایک فیل نامی قوی الجثہ جنگ آزما ہو اونکے فتح فیما بین کی جیت تصور کیجاے — شرایط مذکورہ مین کوئی شرط داؤد نے منظور نہ کی اسی نزدیکی مین حاجی پور جو گنگا کے اوس کنارے پر پٹنہ کے مقابل آباد ہی غازیان دولت نے فتح کرلیا اور قلعہ پٹنہ کا محاصرہ بھی نہایت سختی سے ہوا پٹھانون نے اپنی زورق احوال کو ادبار کے گرداب مین ڈوبتے دیکھکر داؤد کو جسطرح سے بنا کشتی پر سوار کرکے رات کے وقت بنگالہ کو قطرہ زن ہوئے قلعہ مین عجب طرحکی شورش برپا ہوئی بعضے پٹھان سیہ بختی سے رات کے وقت دریا اور کشتی کا تمیز نکرسکے دریا مین در آکر لجہ فنا سے جان بر نہوئے جو کشتی پر چڑھگئے اونکا کثرت سواریون کے سبب سے بیڑا پار نہوا مع کشتی تحت دریا کو سدھارے ایک گروہ کثرت انبوہ سے نکلنے کی تلاش مین پامال ہوا جنہون نے قلعہ کے دروازہ سے نکلنے کی راہ نپائی دیوار اور کنگورون سے کود کود کر خندق کے راستے سے غار عدم کی راہ لی صبح کو اکبر نے اس واردات سے آگاہ ہو کر ملازمان دولت کو قلعہ تفویض کیا

اور خود بدولت اسپ سوار دریاے پن پن سے گذر کر تیس کوس تک پاشنہ کوب ہوا اس دوڑ دھوپ مین
حسین خان ولد سلطان محمد عدلی گرفتار ہوکر قتل ہوا اور اکثر مخالف اسیر ہوکر قید ہستی سے آزاد ہوئے
اکثر جان بچا کر بھاگ نکلے ع مخالف گریزان براہ گریز ۔ سپہ در عقب راندہ با تیغ تیز ۔
جسوقت پٹھانون نے شکست فاش پائی لشکر بادشاہ کو لوٹ کا مال اسقدر ملا کہ بے نیاز ہو گیا وہان سے
منعم خان خانخانان کو داؤد کے استیصال اور تسخیر بنگالہ پر مقرر کر کے خود پٹنہ کو معاودت فرما ہوا ۔ راجہ ٹودرمل
نے اس مہم مین اچھے اچھے کارنمایان کیے تھے نقارہ اور علم عنایت کیا اور منعم خان کی رفاقت مین بھیجا گیا
بادشاہ نے اوس ملک کا انتظام کر کے اجمیر کے راستے سے خواجہ معین الدین کی زیارت کرتے ہوئے دار السلطنت
فتحپور مین رونق افروز ہوکر حکم دیا کہ اجمیر سے فتحپور تک پختہ کنوین اور اونچے اونچے منارے تعمیر ہون تھوڑے
عرصہ مین اس حکم کی تعمیل ہوگئی **القصہ** منعم خان بنگالہ مین پہونچا اور داؤد سے لڑائی کر کے زخمی ہوا
اکثر امرا نے خوب جانفشانیان کین آخر کو داؤد مغلوب ہوا اور بادشاہی فرمان بری قبول کر کے اپنی لڑکے کے
ہمراہ لایق پیشکش مع ہاتھیون کے روانہ حضور کیا راجہ ٹوڈرمل بنگالہ کی مہم سے دلجمع ہوکر حضور مین آیا ۔
اور دیوانی کے منصب پر سرفراز ہوا ۔ تھوڑے دنون مین جب منعم خان خانخانان مرگ طبعی مین فوت ہوا ۔
داؤد نے قابو پاکر عہد شکنی کی اور سر بشورش اوٹھایا لہذا خانخانان اور دوبارہ ٹوڈرمل کی تعیناتی ہوئی ۔
انھون نے بنگالہ پہونچکر سرکوبی کی اور چند لڑائیان کر کے فتحیاب ہوئے اس مرتبہ داؤد کو قید کر کے زندان ہستی
سے رہائی دی اور اوسکا سر درگاہ اکبری مین آیا مورد عنایات ہوئے اوسوقت سے بنگالہ مین فتنہ و شر کی
گرم بازاری سرد ہوئی پوشیدہ نرہے کہ سلطان ایبک کے ایک امیر کبیر ملک محمد بختیار کیوقت سے بنگالہ مین
اسلام کا ظہور ہوا اور اوسی وقت سے یہ ولایت دہلی کے زیر حکومت ہوئی سنہ ۷۴ ہجری مین سلطان محمد شاہ
فخر الدین جونا بن سلطان غیاث الدین تغلق کی طرف سے قدر خان حاکم تھا جسے اوسکے سلاحدار فخر الدین نے
کسی قابو پانے سے مار ڈالا اور خود مسند نشین ہوا اور سلطان فخر الدین کے خطاب سے بارہ برس حکمران
رہا بعد ازان سلطان علاء الدین عرف ملک علی جو قدر خان کے لشکر کا بخشی تھا سلطان فخر الدین سے
لڑکر غالب ہوا اور فخر الدین کو قتل کر کے ۴ برس چند مہینے حاکم رہا من بعد سلطان شمس الدین عرف حاجی الیاس
نے جو سلطان علاء الدین کا نوکر تھا لشکر کا سردار ہوا لکھنوتی مین آکر کل سپاہ کو حسن تدبیر سے باخود متفق کر لیا اور
راستے سے معاود ہوکر اپنے آقا علاء الدین کو لڑ بھڑ کر مار ڈالا اور خود مسند نشین ہوا اوسوقت دہلی کا تخت
سلطان فیروز شاہ کے قبضہ مین تھا اسی بادشاہ نے بکر بنگالہ پر لشکر کشی کی مگر مدعا بر آری نہوئی ۔ ۱۲ برس
حکومت رہی سلطان سکندر بن شمس الدین ۱۲ برس اور سلطان غیاث الدین بن سلطان سکندر ۱۵ برس

اور چند مہینے حاکم رہا سلطان السلاطین بن غیاث الدین ۱۱ برس اور سلطان شمس الدین بن سلطان السلاطین پانچ برس مسند نشین رہے جب شمس الدین نے لاولد رحلت کی راجہ کانس جو وہان کے زمینداروں مین تھا چیرہ دستی کرکے مسند نشین ہوا پانچ برس چند مہینے دل کا ولولہ نکالا سلطان جلال الدین بن راجہ کانس حکومت کے واسطے اپنا مذہب ترک کرکے مسلمان ہوا اونیس برس چند مہینے سکہ وخطبہ جاری رہا سلطان احمد شاہ بن سلطان جلال الدین ۱۶ برس اور سلطان ناصر الدین بن سلطان احمد شاہ ۷ روز اور سلطان ناصر شاہ جو سلطان شمس الدین کے احفاد مین تھا دو برس رہا اور سلطان باربک شاہ عرف ناصر اوسکا غلام تھا قابو پاکر سلطان ناصر کو قتل کیا اور خود مسند حکومت پر جا بیٹھا مگر اون لوگون نے متفق ہوکر اسے بھی ذبح کیا۔ اونیس برس تخت آرا رہا۔ پھر یوسف شاہ باربک شاہ کا بھتیجا آٹھ برس کو حاکم بنا سلطان سکندر چند روز مین امرا کے اتفاق سے معزول ہوا فتح شاہ ۹ برس اور چند مہینے حکمران رہا آخر باربک شاہ کو خواجہ سرائے قتل کیا خود مالک بنا اس خواجہ سرا نے خواجہ سراؤن کا خوب جماو کیا جو جہان تھے وہان سے اپنے دربار مین بلائے دو مہینے پندرہ روز کی حکومت مین خوش بسر کی گذر گیا فیروز شاہ تین برس چند مہینے اور محمود شاہ اسکا لڑکا ایک برس چند روز رہا آخر کار حبشی خواجہ سرائے محمود شاہ کا فیصلہ کرکے خود تخت چھین لیا ایک برس پانچ مہینے فرمان روا رہا بعد ازان سلطان علاء الدین نے جو مظفر شاہ کے نوکرون مین تھا قابو پاکر آقا کشی کی اور بیس برس فرمان روائی کی پھر اسکا لڑکا نصیب شاہ چودہ برس حکومت کرتا رہا۔ جسوقت ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ نے ہندوستان فتح کیا سلطان محمود سلطان ابراہیم لودی کا بھائی نصیب شاہ کے پاس پناہ گیر ہوا مدت کے بعد شیر شاہ نے غالب ہوکر بنگالہ کو نصیب شاہ کے قبضہ سے باہر کیا ہمایون بادشاہ کے امرا مین ایک شخص جہانگیر قلی خان تھا بادشاہ نے اوس ولایت کو شیر شاہ کے قبضہ سے نکالکر اسکے حوالے کیا شیر شاہ نے ہمایون پر فتح پاکر جہانگیر قلیخان کو قول دیکر اپنے پاس بلایا اور عہد شکنی کرکے مارڈالا اور محمد خان ملقب بہادر خان نے جو شیر شاہ اور اسلام شاہ کے امرا مین سے تھا بنگالہ کی حکومت پائی جب تمر یزخان کی آویزش مین مرگیا اوسکا لڑکا خضر خان بہادر شاہ کے لقب سے جانشین ہوا اسکی لڑائی مین تمر یزخان مارا گیا خضر خان کے بعد تاج خان حاکم ہوا بعد ازان اوسکے چھوٹے بھائی سلیمان کلیانی نے جو اسلام شاہ کے امرائے مشہورہ مین تھا باستقلال حکومت کی اگرچہ سکہ وخطبہ اپنے نام کا جاری نکیا مگر اعلیحضرت کا خطاب اپنے واسطے مقرر کیا تھا اسکے بعد بایزید اسکا لڑکا جانشین ہوکر تیرہ روز حاکم رہا بعدہ داؤد دوسرا لڑکا سلیمان کا دو برس حاکم رہا ۹۸۳ہجری مین خانجہان اور راجہ ٹوڈرمل نے داؤد کو قتل کیا اور بنگالہ ممالک محروسہ اکبری مین داخل ہوا ابتداے ۷۴۲ہجری سے نہایت سنہ مذکورہ تک دوسو چالیس برس

ولایت بنگالہ بادشاہان دہلی کے قبضہ سے باہر رہی القصہ راجہ ٹوڈرمل یہان کے انتظام سے دلجمعی کرکے
حضور مین آیا راجہ کے آنے پر تھوڑے دنون کے بعد خانجہان ملک بقا کو سدھارا مظفر خان دیوان اعلی وہان کی
صوبہ داری پر رخصت ہوا یہ شخص وہی ہے جو خواجہ مظفر کے نام سے مشہور تھا ابتدا مین بیرام خان کا نوکر تھا -
جب بیرام خان کا تفرقہ ہوا پرگنہ پرسرور تابع پنجاب کا کروری ہوا جب اسکی قابلیت اکبر کو دریافت ہوئی
حضور مین بلاکر دیوان بیوتات کیا اور وہ اپنی کاردانی سے بہت جلد دیوان اعلی ہوگیا الغرض بنگالہ مین پہنچکر
وہانکا بندوبست کیا چند عرصہ کے بعد معصوم خان کابلی بہار کے جاگیردار - داغ اسپ کے مقدمہ مین جو
اندنون مقرر ہوا تھا عدول کیا اور سینہ زوری سے دیوان اور بخشی سرکار کے روبرو بھلا برا بکر سوار ہوگیا
اور دونو کے گھر لوٹ کر مار ڈالا بغاوت اختیار کی اسیطرح بعض چھوٹے چھوٹے جاگیردارون نے بھی اس سبب
سے کہ جاگیر کے اضافے واپس دینے پڑے روگردان اور باغی ہوئے اور باہم مخالفون سے متفق ہوگئے اور معصوم خان
کابلی سے ہمداستان ہوکر جماو کرنے لگے اور بعض امرا بھی مظفر خان سے آزردہ ہوکر دشمنون مین مل گئے اور
مرزا شرف الدین حسین اکبر بادشاہ کا ریزہ جو بادشاہ سے مخالف تھا مکہ معظمہ کو جاتا تھا اس شورش کی خبر پاکر
بیت الحرام کا جانا بھول گیا اور حرامیون سے ملحق ہوا باغیون نے قلعہ کا محاصرہ کرکے محصورون کو جان بلب
کردیا اور مظفر خان کو پیغام دیا کہ یا تو آنکر ملازمت کرے ورنہ مکہ کو چلا جاے مظفر خان نے مکہ کی نیت ظاہر
کی جب مخالفون نے دیکھا کہ وہ ڈر گیا دوبارہ پیغام دیا کہ اپنے مال سے تیسرے حصہ کو لے باقی اسی جگہ پر
چھوڑے مظفر خان نے پوشیدہ آٹھ ہزار اشرفی معصوم خان کے پاس بدین آرزو بھیجی کہ اوسکے
ننگ وناموس مین رخنہ اندازیان نکرے دشمنون پر اس حرکت سے اسکی بزدلی کا پردہ کھل گیا جی کھولکر
قلعہ کے محاصرہ مین سرگرم ہوئے آخر قلعہ ٹانڈہ مفتوح ہوا اور مظفر خان کو پکڑ کر مار ڈالا اور اوسکے مال
ومتاع پر ہر ایک مخالف نے قبضہ کرلیا اور تمام ملک پر قبضہ پاکر ہر ایک نے اپنے واسطے خطاب اور منصب
تجویز کرکے ایک محفل ترتیب دی جاتا کہ خطبہ وسکہ محمد حکیم مرزا اکبر کے چچا اور بھائی کے نام کہ کابل مین تھا رائج
ونفاذ ہو اوسوقت باد وباران بڑے زور شور سے نمودار ہوا عیش وانبساط کی بساط اولٹ گئی سارا منصوبہ
نقش برآب ہوا اسیطرح بہار مین بہادر نامے ولد سعید بدخشی نے بغاوت کرکے خطبہ اور سکہ اپنے نام سے
جاری کیا جب یہ حال حضور مین ظاہر ہوا راجہ ٹوڈرمل کو مع دیگر امرا کے روانگی کا حکم ہوا اور راجہ فورًا
روانہ ہوکر مونگیر پہونچا اور وہین پر ایک گڑھی طیار کرکے مقیم ہوا اور حقیقت حال حضور مین لکھی خان اعظم
کوکلتاش مع لشکر گران کے روانہ ہوا اوسکے تعاقب کے بعد شہباز کو بھی اجازت ملی خان اعظم اور
شہباز خان کی آمد آمد سے مخالفون کے جماؤ مین پریشانی ہوئی اور حصار گلین کے محاصرہ سے جو ٹوڈرمل نے

بنایا تھا دست بردار ہو کر برطرف ہوئے معصوم خان مع دیگر باغیون کے بہار کیطرف چلا افواج قاہرہ نے بہار مین پہونچکر باغیون کے نابود کرنے مین کمر باندھی اسی اثنا مین معصوم خان فرنخودی اور ثابت خان عرف بہادر سے جو اودہ اور جونپور کے اطراف مین سرکشی کر رہے تھے شہباز خان نے شکست پاکر فرار اختیار کیا کر ناخدا کا اسوقت یہ افواہ اوڑی کہ معصوم خان فرنخودی معرکہ مین مارا گیا اور اوسکا لاش اس افواہ سے پریشان ہوا شہباز خانکو اس خبر سے حواس جمع ہوئے لشکر اکٹھا کر کے اودہ مین آیا معصوم خان فرنخودی سے لڑکر غالب ہوا اور ویسی شکست کے بعد اسطرح کی فتح نصیب ہوئی ایسی رفع شورش کی او معصوم خان شکست پاکر سو آدمیون کے ساتھہ نکل بھاگا۔ اور چند روز کے بعد شاہزادہ کی سفارش سے معصوم خان کی تقصیر معاف ہوئی اور جاگیر بھی پائی — راجہ ٹوڈرمل ونکے بند و بست سے فراغت پاکر حضور مین آیا اور مورد عنایات ہوا اور بعد چند سے اعظم خان بھی بنگالہ سے دربار شاہی مین حاضر ہوا صرف تنہا شہباز خان معصوم خان کابلی وغیرہ باغیون کی مدافعت مین مصروف رہا جب حضور مین خبر آئی کہ مخالفون نے چند مرتبہ یورش کر کے شہباز خان کو مغلوب کیا اور ہنوز رفع شورش نہین ہوئی بلکہ روز افزون ہے لہذا خود بدولت دیار شرقیہ کیطرف شکار کنان عازم ہوا اسی سفر مین راجہ بیربل نے جشن عالی کا سامان کیا۔ اور بادشاہ کی دعوت کی اکبر وہان مجلس مین آکر عزت افزا ہوا اور راجہ ٹوڈرمل وزیر کے بھی خیمہ گاہ مین تشریف لاکر سرفراز فرمایا جسوقت اوس مقام پر پہونچا کہ جہان دریاے گنگ و جمن باہم ملحق ہوئے ہین اور اہل ہنود کے اعتقاد مین وہ پاک مقام شمار ہوتا ہے کہ دونو دریا کے الحاق کی جگہ پر قلعہ بنایا جاوے اور وہین پر ایک شہر الہ آباد نام تعمیر ہوا اور ایک دیوار مستحکم طولاً ایک کوس اور عرض مین چالیس گز اور بلندی مین ۲۰ گز مقرر ہوئی یہ عمارت جلوس کے اٹھائیسوین سال تعمیر ہوئی اسی مکان مین لوگون نے عرض کیا کہ شہباز خان نے حضور کی آمد کی تقویت سے مخالفون پر فتح حاصل کی معصوم خان کابلی اور بہادر وغیرہ مفسد ملک پادشاہی سے خارج ہوئے لہذا پادشاہ نے معاودت فرمائی اور محمد حکیم مرزا کے فساد دفع کرنے کو پنجاب کا قصد کیا

محمد حکیم مرزا اکبر کے چچازاد بھائی کا بغاوت کرنا

یہ شخص کابل مین باغی ہوا مارہا سندپار آکر اہل پنجاب کو ضرر پہونچاتا تھا ہر چند لشکر شاہی سے شکست کھاتا مگر کابل کا پیچھا نچھوڑتا ضرور اوٹھہ دوڑتا اور موہنہ کی کھاکر اولٹے پانون لوٹ جاتا ایک مرتبہ لاہور آیا ۲۲ روز ایک قلعہ کو گھیرے رہا راجہ بھگونت داس صوبہ دار لاہور قلعہ کو بچاے رہا اوسکا لڑکا کنور مانسنگہ سیالکوٹ کا فوجدار تھا اوسنے پہاڑیون کا جماو کر کے ناگہان مرزا پر دوڑ لایا مرزا مغلوب ہو کر بیدست و پا قلعہ کے محاصرہ سے اوٹھکر اپنی راہ لگا جلال پور معمولہ حافظ آباد کے راستے سے دریاے چناب کے پار ہو کر ہمزہ مین پہونچا اور اوس شہر کو لوٹ کر ویران کر دیا پھر کسیپ کے راستے دریاے سندھ عبور کر کے کابل چلا گیا اور کنور مانسنگہ نے

دریاے سندہ کے کنارے تک پہنچایا گیا جسوقت کنور مانسنگہ کی جرأت اور تہور کی حقیقت دربار شاہی مین ظاہر ہوئی۔ یکبارگی پنجہزاری منصب پر سرفراز ہوا۔ ان دنون مین جب میرزا نے شورش بنگالہ کی خبر پاکر یہ سنا کہ وہان کے امرا میرے نام کا خطبہ و سکہ پڑھا چاہتے تھے دون کی لینے لگا اور لشکر آراستہ کر کے کابل ہوتے ہوئے پنجاب آکر فتنہ و فساد برپا کیا اوسی سرزمین کے سردارون کی آزاررسانی مین دست درازی کی۔ اکبر نے الہ آباد سے بدین ارادہ کوچ کیا کہ اس مرتبہ کابل پہونچکر مرزا کی اسطرح گوشمالی کرے کہ اچھی طرح پر اوسکا سر جھک جاے پس ایک فوج منقلا کی طور پر پیشتر روانہ کی مرزا نے فوج منقلا کے طنطنہ سے اپنا رہنا محال جانکر گھبراکر پنجاب سے کابل کی راہ لی اور لشکر بادشاہی جو اوسکے تعاقب مین دوڑا تھا شادمان خان نامے مخالف کی سرداری سے جنگ آزما ہوا اور شادمان خان شکست کھاکر بھاگا اوسکے لشکر کا مال و اسباب اکبری فوج کے سپاہیون کے ہاتھہ لگا اور نیز چند نوشتہ مرزا کے منشی کے ہاتھہ کے لکھے ہوئے شادمان کے پرتل سے سردار فوج اکبری کے ہاتھہ آئے اون خطوط کو بجنسہ روانۂ حضور کیا اونمین سے ایک نوشتہ خواجہ شاہ منصور وزیر کے نام تھا جو کہ ازخود لکھا گیا تھا اکبر نے فراخ حوصلگی و نیکذاتی سے کچھہ نکہا اور دلمین سمجھا کہ ایسے وقت مین مخالف لوگ معتمدون کی ساقط الاعتباری کے واسطے ایسی حرکات کیا کرتے ہین۔ دوبارہ عرض ہوا کہ جو لوگ شاہ منصور کیطرف سے پرگنہ فیروزپور کی جاگیر مین رہتے ہین اونکا ارادہ ہی کہ محمد حکیم مرزا سے متفق ہون جب یہ بات خواجہ سے استفسار ہوئی اوسنے انکار کیا اوسوقت ضمانت طلب ہوئی اوسنے عذر کیا تب تو جو شک تھے یقین ہوگئے کہ فی الواقع خواجہ کی نیت ڈانواں ڈول ہی لہذا بموجب صلاح کے متصل کوٹ اور کچھواہہ کے جو شاہ آباد اور انبالہ کے درمیان مین ہی خواجہ کی گردن ماری گئی خواجہ شاہ منصور شیراز کے امراسے تھا خوشبوی خانہ کے عہدہ پر سرفراز تھا اور اکبر بمقتضاے آدم شناسی کے اوسکی قابلیت پر نظر فرماکر بہت دوست رکھتا تھا اور مظفر خان دیوان اعلی اوسکی کاردانی اور عقلمندی کا حسد کھایا کرتا اسی سبب سے ترک نوکری کر کے منعم خان خانخانان کے پاس جاکر نوکر ہوا اکمرتبہ منعم خان نے بنگالہ کے عرض مطالب کو دربار مین بھیجا تھا اوسکی تقریر متانت سے بادشاہ کے دلمین اور زیادہ تر اوسکی کاردانی کا نقش ہوا جب منعم خان مرگیا حضور مین بلاکر وزارت کے عہدے پر سرفراز فرمایا تھوڑی ہی مدت مین اس مرتبہ کو پہونچا چونکہ اہل معاملہ کو نہایت دق کرتا تھا اس سبب سے چندروز مقید بھی ہوگیا تھا اور پھر اوسی مرتبہ پر فائز ہوا اندنون تقدیر کی برخلافی سے یہ گت ہوئی

اوسکے مرنے کے دس روز بعد اوسکی بے تقصیری معلوم ہوئی اور ایک گونہ باعث تاسف خاطر ہوا۔
لیکن خلق اللہ نے اوسکی سخت گیری سے نجات پاکر خورسندی کی ابیات بناشی بکار جہان سخت گیر
کہ ہر سخت گیری بود سخت میر ٭ بآسان گذاری دمی میگذار ٭ کہ آسان زید مرد آسان گذار القصہ
منزلیں طی کرتے ہوئے دریائے سند کے کنارے نزول ہوا جس مقام پر کہ دریائے سندہ اور نیلاب دریائے
کابل باہم ملے ہیں تعمیر قلعہ کا حکم ہوا اور دریا کنارے ایک پہاڑی کے اوپر قلعہ کی بنیاد ڈالی برج اور حصار
پتھر کے بنائے گئے خاراتراشان چابکدست نے چھبیسویں (۲۶) سال جلوس میں اس عمارت کو شروع کرکے شمس الدین
خوافی کے اہتمام سے دو سال میں انجام کو پہونچایا اور اٹک بنارس نام رکھا گیا۔ اسکی خندق دریائے
سند اور اوسکی درازی دشمنوں پر بند ہیں گویا برزخ ہے ہند اور خراسان کے درمیان میں اور اوسی قلعہ کے
نیچے پایاب اترنے کا گھاٹ ہے بدون اوس قلعہ میں پہونچنے کے عبور مشکل ہے جب اسکی بنیاد پڑگئی آگے کو روانہ ہوا
اور اسی مقام سے ایک فرمان نصیحت عنوان مرزا محمد حکیم کے نام اس مضمون سے صادر فرمایا کہ جس ہندوستان
کی وسعت میں کئے ایک صاحب سکہ تھے وہ اولیائے دولت کے قبضہ میں آگیا اور زمانہ کے سرکشوں نے
اس درگاہ میں سر جھکایا اس خاندان کے امرا اگلے بادشاہوں کی جگہ پر حکومت کرتے ہیں ۔ افسوس ہے کہ آپ
اس دولت سے کیوں بے نصیب ہوئے اگرچہ گذشتہ بزرگوں نے چھوٹے بھائی کو فرزند کی جگہ پر
سمجھا ہے مگر حق تو یہ ہے کہ لڑکوں کا وجود تو ممکن ہے مگر بھائی کا ملنا دشوار بس سزاوار عقل یہ ہے کہ خواب غفلت
سے بیدار ہو کر اپنی ملاقات سے مسرور کرو اور اس سے زیادہ مایہ دولت کو اپنی دولت دیدار سے محروم نہ رکھو
محمد حکیم مرزا نے خوشامدیوں اور خانہ براندازوں کے اغوا سے کچھ نہ سنا اور ارادہ کیا کہ قصبہ سے کابل تک راستہ
نشیب و فراز مضبوط کرکے آمادہ پیکار ہو۔ یا کہ بنگش کے راستے سے ہندوستان میں جا کر فساد برپا
کرے اسی اندیشۂ باطل کا خیالی پلاؤ پکا رہا تھا کہ شاہزادہ سلطان مراد منقلا کے طور سے کابل میں
پہونچ گیا اور مرزا سے لڑا مرزا نے شکست کھائی غوربند کو چلا یہ ارادہ کیا کہ والی توران کے پاس پہونچکر
مدد طلب کرے اس حال میں اکبر بھی کابل میں آگیا اور باغ شہرآرا اور قلعہ کی سیر کرکے خوش ہوا اور
باوجودیکہ محمد حکیم مرزا نے اسقدر تقصیرات کیں پھر بھی عنایت فرماکر کابل مرزا کو مرحمت فرمایا
اور خود ہندوستان کو لوٹا مرزا کابل میں آکر حاکم ہوا چونکہ دایم الخمر تھا شراب نوشی کی افراط سے
سخت سخت بیماریوں میں مبتلا ہوکر خمکدۂ فنا کو سدھارا اوسکے لڑکوں کا ارادہ ہوا کہ عبد اللہ خان
اوزبک والی توران کے پاس جاویں اکبر نے پاس صلہ ارحام کرکے فرمان دلجوئی تحریر کیا اور راجہ مانسنگہ کو
واسطے ادائے رسم تعزیت اور تسلی پس ماندگان کے روانہ کیا اور خود بھی کابل کا عازم ہوا جب

راول پنڈی مین پہونچا راجہ مانسنگہ جو کہ پیشتر کابل چلا گیا تھا کیقباد مرزا جو گیارہ سال کا تھا - اور افراسیاب مرزا جو چار برس کا تھا محمد حکیم مرزا کے لڑکون کو ہمراہ لیکر حضور مین آیا - بادشاہ نے بدرجہ کمال لطف و مدارا فرمایا اور بدیدہ پرورش کی نظر سے مورد عنایات کیا امراے کابل نے بھی بساط بوسی حاصل کی راجہ مانسنگہ کابل کی صوبہ داری پہ سرفراز ہوا

راجہ بیربر کا مارا جانا

جسوقت دریاے سندھ کے مقام پر قیام ہوا زین خان کوکہ مع لشکر گران کے الوس یوسف زئی کے سرکوبی اور تسخیر ولایت بجور پر مامور ہوا اور شیخ فرید بخاری بخشی نے پٹھانون کی سرزنش کو جو جنگل مین تھے رخصت پائی اور شیخ مذکور اونکی تادیب و تخریب کرکے واپس آیا اور زین خان پٹھانون کی سرزنش کو پہاڑون مین جا گھسا لوگون نے عرض کیا کہ جب تک کسیقدر اور فوج زین خان کی مدد کو مقرر ہوگی پٹھانون کی بیخ کنی مشکل ہے - راجہ بیربر اور شیخ ابو الفضل نے اس خدمت کی درخواست کی اکبر نے دونون کے نام قرعہ پھینکا قضارا راجہ بیربر کے نام قرعہ پڑا المختصر راجہ مذکور اور حکیم ابو الفتح نے زین خان کی مدد پر رخصت پائی آخر زین خان راجہ کے استصواب پر بجور کی تسخیر کو روانہ ہوا وہان کے سردارون نے زیر اطاعت ہوکر رعایا گری اختیار کی بعدہ سواد پر لشکر کشی کی پٹھان لوگ پہاڑ پر اکٹھے ہوکر تیر اور پتھر برسانے لگے زین خان نے بزور شمشیر سے عبور کرکے قلعہ بنایا اور اونکے جڑ کاٹنے مین مصروف ہوا اسی عرصہ مین راجہ بیربر اور زین خان کے ناچاقی ہوئی منازعت کی گفتگو ہونے لگی ہرچند زین خان نے چاہا کہ کسیقدر فوج قلعہ مین چھوڑ کر پیشتر کو روانہ ہو مگر راجہ راضی نہوا اسپر قرار ہوا کہ جس راہ سے آئے ہین اوسی طرف سے معاودت کیجاوے آخر بالضرور معاودت ہوئی راجہ پیشتر سے چلدیا اور جس جگہ کہ قیام گاہ وعدہ ہوچکا تھا وہان نٹھرا پیشتر کو راہی ہوا جن لوگون نے اول پہونچکر خیمہ استادہ کیے تھے لاچار خیمہ اوکھاڑنے اور لادنے مین مصروف ہوئے زین خان نے پیچھے سے آکر یہ ماجرا دیکھا لاچار خود بھی آگے کو روانہ ہوا پٹھانون نے لشکر کی ابتری دیکھی چارو طرف سے ہجوم کر دوڑے طرفہ شورش اوٹھی راہ تنگ اسقدر تھی کہ دو سوار برابر نہین جا سکتے تھے ہاتھی گھوڑے آدمی تلے اوپر گرتے تھے گھبراہٹ تو مچی ہی تھی کسیکو کسیکی خبر نہ تھی قیامت کے آثار پیدا تھے پٹھان ہر طرف سے گرم پیگار تھے مخالفون کا غلبہ دیکھکر زین خان کی جرأت نے یہ حوصلہ کیا کہ مردانہ جان دیجیے آج رستمانہ کام کیجیے مگر خیر خواہون نے باگ موڑی اور اس آشوبگاہ صاف بچا لیگئے اوس تنگ راستے مین چند ہاتھی گھوڑے اونٹ آدمی کی لاشین پشتہ ہوگئے تھے گھوڑے کا نکلنا مشکل تھا لاچار زین خان پیادہ ہوا اور ایک ڈنڈی کا راستہ لیا بہزار مشکل منزل پر جا پہونچا - پٹھانون نے اکثر فوج کو قید کر لیا اور اسقدر دولت و مال لوٹا جسکو اوٹھانے سے کندھے چھٹے جاتے تھے

اوس روز کئی ہزار آدمی مارا گیا اور اوسی زد و کشت مین راجہ بیربر بلندی سے گر کر روانۂ خلد برین ہوا۔ علاوہ اسکے اکثر راجہ لوگ اور بندگان روشناس شاہی کام آئے۔ راجہ بیربر ہندی کی شاعری اور تیز فہمی اور جولانی طبیعت اور مزاج دانی اور خوش بیانی اور سخن سنجی اور لطیفہ گوئی مین بے نظیر تھا اوسکی نادرات تقریرین ابتک خاص و عام مین مذکور ہین عالی ہمتی اسقدر تھی کہ ادنی بخشش اوسکی پانسو اور ہزار اشرفی تھی عمدہ مصاحب بادشاہی تھا سہ ہزاری منصب پر سرفراز تھا جسقدر اس شخص کو اکبر کے حضور مین قرب حاصل تھا کسیکو میسر نہ تھا۔ اوسکے مرجانے سے اکبر کی محفل عیش منغص ہوگئی۔ اور بادشاہ کے دل مین یہ سانحہ نہایت گران گذرا بمجرد خبر پہونچنے کے بے اختیار آنکھین بھر آئین آہ دردناک بلند آواز سے بھری دو رات دن تک ضروریات کی طرف توجہ نہ کی اور فرمایا کہ ابتداے جلوس سے اسوقت تک کہ تیسوان سال ہے کبھی ایسا رنج نہین ہوا تیسرے روز شاہزادہ سلطان مراد اور راجہ توڈرمل وغیرہ بہادرون کو اوس گروہ بدکیش کی سزا پر مقرر فرمایا چونکہ یہ خدمت لایق شاہزادہ رفیع الشان کی نہ تھی دوسری منزل سے شاہزادہ نے بموجب حکم کے معاودت کی اور راجہ توڈرمل اوس جماعت کی تخریب پر مامور ہوا راجہ مانسنگہ پٹھانون کی سرکوبی کرتا ہوا درۂ خیبر تک پہنچا تھا۔ وہان پر جاکر رفیق ہوا اور زین خان اور حکیم ابوالفتح حضور مین آئے چند روز تک مورد عتاب رہے سلام کی اجازت نہ ہوئی آخرکار شاہزادہ کی شفاعت سے عفو تقصیر ہوکر باریاب ہوئے ہرچند حسب الحکم راجہ بیربر کی لاش تلاش کی پتا نملا چونکہ بادشاہ نہایت دوست رکھتا تھا بہت متاسف ہوا اسی درمیان مین میر قریش ایلچی عبداللہ خان بادشاہ توران کا حاضر ہوا چون کہ اکبر کا دل راجہ بیربر کے واقعہ سے مکدر تھا دو تین روز تک باریاب نہوا بعد چندے مشرف ہوکر عبداللہ خان کا نامہ نظر انور سے گذرانا اور انعام لایق سے سرفراز ہوکر لوٹنے کی اجازت پائی۔ حکیم ابوالفتح کا بھائی حکیم ہمام کو سفیری مین اور خواجہ محمد کو تحفہ اور ہدایا کی تحویلداری مین اور میر صدر جہان کو اسکندر خان ولد عبداللہ خان کی تعزیت کو میر قریش کے ہمراہ کردیا بعد انتظام کرنے اور سرکوبی بدمعاشون کے دریاے سندہ سے ہندوستان کی معاودت فرمائی اور راجہ توڈرمل کو حضور مین طلب فرماکر راجہ مانسنگہ کو کابل مین مقرر فرمایا اور پٹھانون کی کھوج مٹانے کو یوسف زئی اسمعیل قلیخان کی تقرری عمل مین آئی اور اوسنے قرار واقعی اوس گروہ ناعاقبت اندیش کی پامالی کی

مرزا سلیمان والی بدخشان کا حضور مین آنا اور بدخشان مین تفرقہ ہونا

اسکا سلسلہ امیر تیمور گورکان سے ملتا ہے حکومت بدخشان کی بالاستقلال اسے حاصل تھی بارہا بدخشان سے کابل پر لشکر کشی کی لیکن ہر مرتبہ شکست کھاکر لوٹ گیا اسکا لڑکا ابراہیم مرزا شجاعت اور دلاوری اور فراست اور دانشوری مین یکتا تھا قضاے الہی سے گذر گیا چونکہ سلیمان مرزا اسکو بہت پیار کرتا تھا نہایت رنج ہوا اور اوسکے غم مین جان بحق ہوا یہ رباعی کسقدر مناسب حال ہے رباعی اے لعل بدخشان ز بدخشان رفتی در سایۂ خورشید درخشان رفتی ہم درد ہم

چو خاتم سلیمان بودی ؎ افسوس کہ از دست سلیمان رفتی ؎ ابراہیم مرزا کی قضا کی بعد جب شاہرخ مرزا و سکا
لڑکا بڑا ہوا۔ مرزا سلیمان کو شاہرخ مرزا اپنے پوتے سے ناچاقی ہوئی نوبت لڑائی کی پونہچی آخر الامر سلیمان مرزا
شکست کھاکر کابل پونہچا چندے محمد حکیم مرزا کے پاس جو اوسوقت زندہ تھا چلا گیا اور درگاہ اکبری مین التجا
لایا اوسوقت پچاس ہزار روپیہ نقد اور سفر کا سامان حضور سے مرحمت ہوا اور فرمان بھی طلبی کے واسطے
صادر ہوا مرزا کابل سے روانہ ہوا جب دار السلطنۃ فتحپور کے پاس آ پونہچا حکم ہوا کہ بڑے بڑے امیر استقبال کو
جاوین اور بموجب حکم فتحپور سے تین کوس تک فیلان کوہ نشان سونہلے روپہلے سلاسل اور دیبا اور
زربفت کی جھولون سے آراستہ کھڑے کیے اور دو دو ہاتھیون کے درمیان مین چیتون کے ارابہ
جنپر مخمل اور زربفت کی جھولین پڑین گنگا جمنی زنجیرون سے مرصع کاری کی نمود تھی ہاتھیون کے عقب مین
دورویہ سوارون کی آن بان گھوڑون پر بڑے طیاری کے ساز و یراق صف باندھے کھڑے تھے اہتمام
کی وہ صورت تھی کہ کوئی حد سے باہر قدم نکالے شہر کے کوچے صاف پانی چھڑکا ہوا دوکانین آراستہ
بازار مین آئینہ بندی تھی خلقت چار و طرف سے تماشا دیکھنے کو دھائی پادشاہ خود بھی مع شاہزادون
کے بعزم ملاقات شہر سے برآمد ہوا جب نزدیک پونہچا اول سلیمان مرزا گھوڑے سے اوترکر کورنش بجالایا
بعد ازان اکبر بھی گھوڑے سے اوترا مرزا کو بغل مین لیا اور مکان مین لاکر ضیافت اور مہمانداری لایق کی تنبیہ
بدخشان مین اور کمک دینے کے وعدہ سے دل شاد فرمایا اور بعد چند روز بنگالہ کی صوبہ داری تجویز کی تھی مگر
مرزا نے قبول نکی اور مکہ کے ارادہ مین رخصت حاصل کی ستر ہزار روپیہ زاد راہ ملا بعد زیارت مکہ کے
پھر اوسی راہ سے بدخشان آیا اور شاہرخ مرزا سے شکست پاکر عبد اللہ خان والی توران کے پاس
پناہ لے گیا اوس لالچی نے ان کے باہمدگر نفاق دیکھکر اپنا بھلا چیتا اور اپنا لشکر بھیجکر بدخشان کو شاہرخ مرزا سے
فتح کر کے اپنے آدمیون کے سپرد کیا سلیمان مرزا اور شاہرخ دونو اپنا سا مُنہ لیکر رہگئے محروحی کے
مارے کابل چلے آئے ؎ دولت ہمہ ز اتفاق خیزد ؎ بے دولتی از نفاق خیزد ؎ اوسوقت
محمد حکیم مرزا زندہ تھا چند موضع تومان لمغان سے مرزا کی سیورغال مین مقرر کیے اور شاہرخ نے
کابل کا رہنا ناپسند کر کے درگاہ اکبری کی راہ لی اکبر نہایت عطوفت سے پیش آیا اور بعد چندے
سلیمان مرزا بھی راجہ مانسنگہ کے توسل سے اکبر کے حضور مین آیا اور تین برس کے بعد اقلیم جاودانی کا
مسافر ہوا اگرچہ سلیمان مرزا نے بروقت قیام کابل کے محمد حکیم مرزا کی مدد سے چند مرتبہ بدخشان کا
قصد کیا لیکن کچھ حاصل نہوا چونتیسوین سال جلوس مین محمد زمان نامے نے اپنے تئین شاہرخ مرزا
کا لڑکا ظاہر کیا اور بدخشان مین فساد اوٹھایا بابا عبد المومن ولد عبد اللہ خان والی توران سے

چند دفعہ لڑائی ہوئی ہر دفعہ محمد زمان نے فتح پائی اور ایک مدت تک بدخشان مین حکومت کرتا رہا آخر الامر عبداللہ خان نے بڑے بھاری لشکر کو بھیجا اور اوس لشکر نے محمد زمان کو دور کرکے اپنا تصرف بدخشان مین کرلیا محمد زمان بدخشان سے نکلکر کابل پہونچا ظاہر مین چاہتا تھا کہ حضور مین جاوے مگر دل مین فساد کی نیت تھی اوسوقت کابل کا صوبہ دار قاسم خان حضور شاہی مین تھا۔ محمد ہاشم خان اوسکا لڑکا نیابت مین کارکن تھا اوسنے اسکا دلی منصوبہ دریافت کرکے خفیف سی لڑائی مین قید کرلیا اسی مابین مین قاسم خان کابل آگیا محمد زمان سے چاپلوسی بہت کرتا مگر نظر بند رکھنا چاہتا تھا کہ روانہ حضور کرے ناگاہ محمد زمان نے قابو پاکر قاسم خان کو مار ڈالا اور محمد ہاشم کے فکر مین ہوا اسنے قتل پدر سے ماہر ہوکر اپنے آدمیون کو فراہم کیا اور باپ کے عوض مین محمد زمان کو قتل کیا اور جسقدر بدخشانی کابل مین تھے ہر ایک کو آب شمشیر سے نہلا کر لال کیا اوس ولایت سے محمد زمانی فتنہ فانی ہوا۔ بدخشان مین عبدالمومن خان ولد عبداللہ خان والی توران مستقل حاکم تھا جب بدخشان پر تسلط پایا شہنشاہ اکبر کی لڑکی کی درخواست مین ایلچی مع خط کے روانہ کیا جب ایلچی دریاے بہٹ کے اوترنے مین مصروف تھا ناگاہ صدمۂ تموج سے ناو ڈوب گئی اور وہ خط بھی اکبر تک نہ پہونچا عوام مین مشہور ہوا کہ اکبر کے اشارہ سے یہ حرکت ہوئی ۔ کیا عجب کہ شاید ایسا ہی ہوا ہو عبداللہ خان نے اس خبر سے ایک قطعہ خط معذرت کا مصحوب مولانا حسینی کے اکبر کی درگاہ مین روانہ کیا اگرچہ مولانا مذکور حضور مین پہونچکر استلا کے عارضہ مین مبتلا ہوکر مرگیا مگر خط کا جواب جیسا مناسب سمجھا بھیجا گیا اور دوستی کی بنیاد مضبوط ہوئی ۔

ولایت کشمیر کا فتح ہونا

یہان کا حاکم یوسف خان ہمیشہ اظہار اطاعت کرتا اور ہرسال تحفجات عمدہ ارسال کرتا تھا تیسرے سال جلوس مین اپنے لڑکے یعقوب کو مع پیشکش کے دربار مین بھیجا وہ چند دنون تک آستانۂ دولت پر حاضر رہا آخر کسی وحشت کی سبب سے جو اوسکے دل مین تھی نے حصول اجازت کشمیر چلا گیا جب بادشاہ کو یہ ماجرا دریافت ہوا یوسف خان کے نام فرمان جاری ہوا کہ تیری اور ولایت توران کی خیریت نہی مین ہے کہ خود یا اپنے لڑکے کو حاضر دربار کرے اوسنے زمیندارانہ عذرات پیش کیے لہذا تسخیر کشمیر کا عزم مصمم ہوا۔ شاہرخ مرزا اور راجہ بھگوانداس اور شاہ قلی خان محرم وغیرہ امرا نے اس خدمت پر تقرری پائی اور راہ نماؤن کے وسیلہ سے سخت و سست راستے قطع کرکے کشمیر کے نزدیک جا پہونچے یوسف خان نے گھبرا کر قصد کیا کہ امراے بادشاہی کی ملاقات کرے مگر کشمیریون کے خوف سے معذور تھا۔ لیکن دل کو تسلی نہوئی مورچہ دیکھنے کے بہانہ سے نکلکر امراے شاہی سے ملاقی ہوا

کشمیریون نے یہ خبر پاتے ہی حسین چک کو حاکم بنا لیا اور آمادہ جنگ ہوگئے اسی عرصہ مین یعقوب اپنے باپ یوسف خان سے علحدہ ہوکر کشمیر چلا گیا کشمیریون نے حسین چک کو چھوڑ کر اسکے گرد ہجوم کیا اور اسکا خطاب شاہ اسمعیل مقرر کرکے پہاڑون کے سرے مضبوط کیے اور لشکر پادشاہی سے لڑنے کو صف آرا ہوئے جب خبر اکبر کو پہونچی شاہرخ مرزا اور راجہ بھگونت داس کے نام فرمان صادر فرمایا کہ اگرچہ یوسف خان نے ملاقات کی مگر تسخیر کشمیر سے ہاتھ نہ اوٹھانا آخر کار بہت لڑائیان ہوئین کشمیریون نے مغلوب ہوکر ملاقات کی اور سکۂ اکبری کا رواج ہوا زعفران اور ابریشم اور دیگر جانوران شکاری جو خاص اوس ملک کے محصولی اشیا ہین سرکار مین ضبط ہوئے

ذکر سلاطین کشمیر

شاہرخ مرزا اور راجہ بھگونت داس کی وساطت سے یوسف نے آستانہ بوسی حاصل کی اور ادراک ملازمت کرکے مورد عنایت ہوا ناظرین اخبار پر پوشیدہ نرہے کہ سنہ ۷۱۵ ہجری مین ایک شخص ساہو نامی تھا جو اپنے تئین کرشاسب بن نیکر وز کے اولاد مین بتلاتا تھا یہ شخص راجہ سہدیو کا نوکر ہوا اور یہ راجہ خاندان پانڈوان سے ارجن کے نسل مین تھا غرض کہ مدت تک ایسی خدمتین کین کہ راجہ کی نظر وسنین اوسکا اعتبار رہا جب راجہ سہدیو مر گیا اوسکا لڑکا راجہ دمین گدی نشین ہوا اسنے ساہو کے لڑکے شاہمیر کو وکیل سلطنت اور مدار المہام کیا اور اوسکے دونو لڑکون جمشید اور علی شیر کو پیشہ سنتی کے کام مین مامور کیا اور شاہمیر کے دو اور لڑکے تھے ایک اشتراک دوسرا ہندال یہ دونو بڑے دعوے کے شخص تھے جب شاہمیر اور اوسکے لڑکون نے ہر طرح کا اعتبار پایا غلبہ کرکے سپاہ اور رعایا کو متفق کرلیا اور بدون کسی تقریب کے راجہ سے رنجیدہ ہوئے راجہ نے ممانعت کردی کہ اب میرے مکان مین نہ آنے پاوین شاہمیر اور اوسکے لڑکون نے تسلط کے زور سے تمام کشمیر کے پرگنہ اپنے قبضہ مین کرلیے اور اکثر راجہ کے نوکرون کو بھی متفق کرلیا اور روز بروز انکی طاقت بڑھتی اور راجہ کی حشمت گھٹتی گئی سر انجام کار راجہ دمین سنہ ۷۴۲ ہجری مین فوت ہوا اوسکی رانی کوکنا دیوی نے قایم مقام ہوکر چاہا کہ بالاستقلال حکومت کرے شاہمیر کو پیغام دیا کہ میرے لڑکے چندر نام کو حاکم بنالے مگر شاہمیر نے قبول نکیا رانی نے اوسکی سرگردانی سے منغص ہوکر لشکر کشی کی خدا کی مرضی تو یہ تھی کہ ہندؤن کے راج مین خلل ہو اور مسلمانون کے قدم آوین قضا کار رانی کوکنا دیوی نے شکست پائی اور شاہمیر کے آدمیون کے ہاتھہ مین اسیر ہوئی اور بضرورت مسلمان ہوکر اوسکے عقد مین آئی شاہمیر نے مظفر ہوکر اپنا سکہ اور خطبہ جاری کیا اور سلطان شمس الدین اسکا خطاب معروف ہوا ابتداے سنہ ۷۴۲ سے اس خطہ مین مسلمانی نے رنگ جمایا اسکی سلطنت تین برس چند مہینے رہی

بعدازان اسکا بیٹا سلطان جمشید ۱ برس دو مہینے اور سلطان شہاب الدین عرف میراشانگ بن شمس الدین ۸ برس
اور سلطان قطب الدین عرف ہندال بن سلطان شمس الدین ۱۱ برس ۵ مہینے حکمران رہے بعدازان سلطان سکندر
بت شکن عرف شیر شکار بن قطب الدین ۸۰۰ ہجری مین فرمان روا ہوا بت توڑنے اور بتخانہ کے گرانے مین
بڑا شغل رکھتا تھا ایک مرتبہ مہادیو کے مندر کو جو کشمیر کے نزدیک تھا گرادیا اوسمین سے ایک تختہ نکلا جسپر خط
ہندی سے یہ لکھا ہوا تھا کہ ایک ہزار ایک برس کے بعد سکندر نامے اس بتخانہ کو گرادیگا جب بادشاہ نے
یہ مضمون سنا بڑا افسوس کرکے کہا کہ ہیہات اگر یہ تختہ دروازے پر نصب ہوتا ہرگز بتخانہ نگراتا اور محرر کا
قول جھوٹا کرتا **القصہ** یہ شخص بڑا متعصب تھا۔ اکثر برہمنون کو بتخانے ڈھاکر زبردستی سے مسلمان
کردیا بت شکنی کے سبب اسکا نام سکندر بت شکن مشہور ہوا جسوقت صاحبقران امیر تیمور گورکان ہندوستان
مین آیا اسکے واسطے ایک ہاتھی بھیجا تھا اسنے اپنی عزت سمجھی اور اطاعت کی راہ سے نذر ارسال کی ۲۲ برس
۳ مہینے کامران رہا بعدازان سلطان علیشاہ عرف مرزا خان بن سلطان سکندر بت شکن بعد باپ کے
مسند نشین ہوا اور اپنے بھائی شاہین خان کو مدارعلیہ کرکے منصب وزارت پر سرفرازی بخشی چند دنون کے
بعد شاہین خان کو ولیعہد کرکے کشمیر مین چھوڑا اور خود اپنے سسر راجہ جمون پر لشکر لیکر چڑھا جب روانہ ہو چکا
بعض بعض کے ورغلانے سے نہایت پچھتایا کہ ناحق بھائی کو ولیعہد کیا پس لوٹ آیا اور راجہ راجوری کی
مدد سے کشمیر پر متصرف ہوا اور اوسکا بھائی شاہین خان کشمیر سے سیالکوٹ پہونچا اوسوقت مین جسرتھ کھوکر
صاحبقران کے خوف سے مفرور ہوکر پنجاب مین آیا تھا ایک مرتبہ جب علیشاہ ٹھٹھہ فتح کرکے کشمیر لوٹا جاتا تھا
جسرتھ راہ روک کر لڑا اور اوسے قید کرکے مال و اسباب بیشمار حاصل کیا تھا۔ الغرض شاہین خان سیالکوٹ
مین پہونچکر جسرتھ سے ملحق ہو گیا اور باتفاق علیشاہ پر چڑھائی کی علیشاہ بھی بڑا انبوہ ساتھ لیکر آمادۂ رزم
ہوا طرفین سے بڑا کشت و خون ہوا آخر کو علیشاہ نے شکست پائی اور روبفرار ہوا ۶ برس چند مہینے حکومت
کرکے گذرا سلطان زین العابدین عرف شاہین خان مظفر و منصور ہوکر مسند آرا ہوا اپنے بھائی محمد خان
کو وزیر بنایا اس شخص نے اپنے عدل و انصاف سے سپاہ و رعیت کو دلشاد کیا اور اپنا خیرخواہ بنالیا برہمن لوگ
جو اوسکے باپ سکندر شاہ کے عہد مین بھاگ گئے تھے اسکے عمل مین نئے سر سے آکر آباد ہوئے بادشاہ نے برہمنون کو
حکم دیا کہ اپنے رسم و رواج کو بخوبی ادا کیا کرین اور جو برہمن لوگ کہ سکندر شاہ کی زبردستی سے مسلمان ہوگئے
تھے اپنے مذہب مین رجوع ہوئے الغرض اڑتالیس برس کے بعد مرگ طبعی مین جہان سے گذرا بعدہ سلطان حیدر عرف
حاجی خان بن زین العابدین چار برس دو مہینے اور سلطان حسین بن سلطان حیدر دو برس چند مہینے حکمران
رہے جب سلطان محمد شاہ بن سلطان حسین باپ کے بعد مسند آرا ہوا بعد چندے بعضے امرانے پرسرام

جمون کے راجہ سے متفق ہو کر سلطان کے وزیر کو قتل کر ڈالا یہ راجہ سلطان بہلول کے نایب تاتار خان کے خوف مین آکر
پنجاب سے کشمیر چلا گیا تھا **القصہ** بادشاہ نے تاتار خان سے کمک طلب کر کے مخالفون کی گوشمالی کی —
جب اسکی حکومت کو دس برس سات مہینے گذرے سلطان فتح شاہ بن آدم خان بن زین العابدین نے تاتار خان
سے مدد لیکر محمد شاہ سے لڑائی کی اور فتح پا کر کشمیر کو اپنے تصرف مین لایا اپنے نام کا سکہ وخطبہ مروج کیا اور سلطان
محمد شاہ ہزیمت پا کر ہندوستان آیا اور نو برس کے بعد محمد شاہ نے پھر کشمیر پہونچکر نئے سر سے فتح شاہ پر فتح حاصل
کی فتح شاہ نے بھی شکست کھا کر ہندوستان کی راہ لی اور بارہ برس کے بعد دوبارہ کشمیر جا کر محمد شاہ پر فتح
پائی تین برس ایک مہینا گذرا تھا کہ سلطان محمد شاہ نے پھر لشکر جمع کر کے کشمیر فتح کیا اور سلطان فتح شاہ
لاہور مین آکر مر گیا سنہ ۸۹۴ ہجری مین سلطان بہلول لودہی نے رحلت کی اور سلطان سکندر اوسکا لڑکا تاج
وتخت کا مالک ہوا سلطان فتح شاہ کے نوکرون نے فتح شاہ کے لڑکے سکندر خان کو کشمیر مین لا کر سلطنت کے
مدعی ہوئے آخر الامر اوسنے شکست پا کر باہر کی راہ لی بعد ازان سنہ ۹۳۲ ہجری مین ظہیر الدین محمد بابر پادشاہ سے مدد
لیکر پھر کشمیر جا پہونچا اور تھوڑے زمانہ مین قید ہوا سلطان محمد شاہ نے اوسکے آنکھون مین سلائی پھروا کر قید
مین ڈالکھا محمد شاہ کے حکومت اول مرتبہ دس برس ۷ مہینے اور دوسرے بار ۱۲ برس ایک مہینے اور تیسرے مرتبہ
۱۱ مہینے ۲۲ روز کل چونتیس برس ۷ مہینے رہی اور سلطان فتح شاہ کی حکومت اول دفعہ نو برس اور دوسرے
۳ برس ایک مہینے کل بارہ برس ایکمہینے رہی اور دونو کی حکومت ملا کر ۴۶ برس ۷ مہینے رہی — پس ازان
سلطان ابراہیم خان بن سلطان محمد شاہ وارث ہوا تھوڑے عرصہ مین ابدال ماکری جو وہان کے بزرگ
امیرون مین تھا سلطان ابراہیم خان سے آزردہ ہو کر ہندوستان مین بابر شاہ کے پاس آکر ظاہر کیا کہ تسخیر
کشمیر بہت آسانی سے ہوسکتی ہی آخر الامر بابر بادشاہ نے بموجب اوسکی درخواست کے کمک ساتھ کردی وہ مدد
لیکر جب کشمیر کے نزدیک آیا بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ بادشاہی شان وشوکت اسقدر ہی کہ سلطان ابراہیم لودہی
ہندوستان کے پادشاہ کو مع سو ہزار سوار کے خاک مین ملا دیا پس تیری کیا حقیقت ہی بہتر کہ اطاعت شاہی
اختیار کر اوسنے کچھہ اس پند ونصیحت کو خیال نکیا لڑائی ہوئی اور سلطان کا معرکہ مین آتے ہی کام تمام ہوا
ابدال ماکری نے فتح پا کر اوسکے بھائی نازک شاہ کو مسند حکومت پر بیٹھایا سلطان ابراہیم کی حکومت آٹھہ مہینے
پانچ روز رہی سلطان نازک شاہ باتفاق ابدال ماکری کے حکومت کرنے لگا جب بابر شاہ نے اس جہان گذران سے
رحلت فرمائی ہمایون بادشاہ نے تاج وتخت کی رونق بڑھائی کامران مرزا ہمایون کے بھائی نے پنجاب سے
کشمیر پر چڑھائی کی اس لڑائی مین اکثر کشمیری زیر تیغ ہوئے اور کامران مرزا کے لشکریون نے خوب ہی کشمیریون
کے مال واسباب لوٹے اور لوٹ گئے سنہ ۹۳۹ ہجری مین سلطان ابو سعید والی کاشغر نے اپنے لڑکے سکندر خان

مع حیدر مرزا کاشغری کے بارہ ہزار سوار جرار ہمراہ کرکے کشمیر پر روانہ کیا تین مہینے کشمیر اور اوسکے گردنواح
مین خوب لوٹ مچائی پرانین عمارتین کھود ڈالین اوس ولایت مین بڑا ہرج مرج واقع ہوا اکثر بہی نوع
جان سے ہاتھ دہوکر کنارے لگے عاقبت الامر سکندر خان نے صلح کی بعد چندی سلطان نازک شاہ کی
زندگی کا دن تمام ہوا اسنے برس بادشاہی کی - بعد ازان اسکا لڑکا سلطان شمس الدین حاکم ہوا اسکی
حکومت کی تعداد معلوم نہین ہوئی اسکا لڑکا نازک شاہ چھ مہینے حاکم رہا میرزا حیدر کاشغری بابر بادشاہ
کا خالوزادہ کاشغر سے ہمایون بادشاہ کی ملازمت کو آگرہ پہونچا تھا جب کہ ہمایون نے شیر شاہ سے
شکست کھائی اور لاہور مین آیا حیدر مرزا نے ابدال ماکری اور حاجی چک اور رگی چک وغیرہ امراے
کشمیر کے اغوا سے ہمایون کی خدمت سے مرخص ہوکر سنہ ۹۴۷ ہجری کو کشمیر آیا اور کشمیر کو تسخیر کیا اولاً
کشمیریون کی صلاح سے سکہ و خطبہ نازک شاہ کے نام کا بحال رکھا بعد ازان جب کہ ہمایون نے عراق سے
لوٹ کر قندھار اور کابل کو فتح کیا - حیدر مرزا نے اپنے اخلاص سے جو ہمایون کے ساتھہ رکھتا تھا اوسکے
نام کا سکہ و خطبہ کشمیر مین مروج فرمایا ایک مرتبہ شیر شاہ نے اپنا لشکر کشمیر کو بھیجا تھا مگر بعد لڑائی کے
لشکر حیدر مرزا سے شکست کھا کر واپس گیا چونکہ مرزا حیدر اوس ولایت مین غالب ہوکر باستقلال
حکومت کرتا تھا کسی کشمیری کو خاطر مین نہ لاتا تھا بعضے اہل کشمیر نے کہ بد اندیشی مکر و فریب کا خمیر ہی براہ مکر
و دغابازی کے ظاہر مین دوستی کرکے مرزا کے لشکر کو تبت اور رگلی اور راجور کی طرف روانہ کرا دیا اور باہم متفق
ہوکر مرزا پر شبخون کیا اوس مارو دھاڑ مین تیر کی ضرب سے مرزا کا پیمانۂ حیات چھلکا کل دس برس تاج و تخت کے
کی آرایش مین مصروف رہا - بعد ازین سلطان نازک شاہ نے دوبارہ تخت پر قدم رکھا اور تھوڑے
عرصہ مین عوارض بدنی نے عیش کرنے کی مہلت نہ دی دو مہینے مین کام تمام ہوا پھر سلطان ابراہیم شاہ بن
محمد شاہ نازک شاہ کا بھائی پانچ مہینے تخت نشین رہا پھر اسکا بھائی سلطان اسمعیل نے سنہ ۹۵۹ ہجری
مین تاج شاہی زیب سر کیا لیکن غازی خان چک کا غلبہ تھا فقط نام کے واسطے دو برس بادشاہت کی
اسکے بعد اسکا لڑکا سلطان حبیب شاہ باپ کی ریاست کا مالک ہوا مگر غازی خان چک جسکا غلبہ تھا اسکو گوشۂ صبر مین
بٹھلا کر خود خلافت کرنے لگا حبیب شاہ بھی جھونٹہ سچ کے واسطے دو برس چند مہینے تاجور رہا بعدہ سلطان
غازی شاہ عرف غازی خان چک سنہ ۹۶۴ ہجری مین سکہ اور خطبہ کا مالک ہوا اور چار برس چند مہینے
اپنا ڈنکا بجا گیا جب غازی خان جذام کے عارضہ مین گلنے لگا اسکے بھائی سلطان حسین نے غالب ہوکر
تخت و تاج چھین لیا اور اوسکے لڑکون کی آنکھین پھوڑ ڈالین اور غازی خان اسی درد سے جو اوسکے
آزار بدنی کا ضمیمہ ہوا چھ مہینے سے عاری ہوا آخر قالب تہی کر گیا سلطان حسین نے اپنے لڑکے کو مع تحفجات اور ہدایا کے

اکبر کے حضور مین روانہ کیا اور مولانا کمال الدین جو اوس زمانہ مین فاضل اور درویش مشہور تھا اسی کے عہد مین کشمیر سے
نکلکر سیالکوٹ مین پڑھنے پڑھانے لگا ـ سلطان حسین خان کی حکومت دس برس چند مہینے رہی ـ بعد ازان
سلطان حسین کا بھائی سلطان علی شاہ اوس ولایت کا مرزبان ہوا اور چند دنون کے بعد اکبر شاہ کے نام
سکہ اور خطبہ جاری کیا اور ازدیاد اتحاد کی امید پر اپنے لڑکے کو مع تحفجات کے شاہزادہ سلیم کے واسطے بھیجے
اور بعد چند عرصہ کے چوگان بازی مین زندگانی کا گیند عدم کے گڈھے مین غلطان ہوا نو برس کی مدار
شش جہت مین چھوڑ گیا پھر اسکا فرزند سلطان یوسف شاہ باپ کی میراث پر قابض ہوا تھوڑے زمانہ مین
سید مبارک خان جو اوس ولایت کے امیرون مین تھا غالب ہو کر مسند نشین ہوا اور یوسف شاہ نے
اوسکے روبرو سے فرار کر کے جمون کی راہ سے میرزا یوسف خان حاکم پنجاب کے پاس آیا اور مرزا اور راجہ مانسنگہ
دونو باتفاق فتح پور سکری مین آکر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوے اور سنہ ۹۸۶ ہجری مین مرزا یوسف خان
اور راجہ مانسنگہ اوسکی کمک کو مقرر ہوئے اور اوسنے ان لوگون کے ساتھ کشمیر پہونچکر تھوڑی لڑائی
مین فتح کر لیا اور بالاستقلال حکومت پاکر امراے بادشاہی کو رخصت کر دیا سنہ ۹۸۹ ہجری مین اکبر بادشاہ
نے جب کابل سے لوٹا تھا مقام جلال آباد سے ایک فرمان یوسف شاہ کے نام ایلچی کے ہاتھ صادر فرمایا
اوسنے فرمان معلے کا استقبال کر کے اپنے لڑکے حیدر خان عرف یعقوب کو مع تحفجات کے روانہ دربار کیا
وہ ایک سال تک حضور مین رہکر بدون رخصت کشمیر کو بھاگ گیا جب بادشاہ کو معلوم ہوا مرزا شاہرخ
اور شاہ قلیخان محرم اور راجہ بھگونت داس جسطرح کہ اوپر ذکر ہو چکا ہی تسخیر کشمیر پر مرخص ہوئے
اور یوسف خان عاجز ہو کر امراے بادشاہی کے ہمراہ حضور پر نور مین حاضر ہوا سنہ ۹۹۳ ہجری مین ولایت کشمیر
ممالک محروسۂ اکبری مین داخل ہوئی یوسف خان کی حکومت آٹھ برس رہی ـ جب یوسف خان حضور
مین آیا اوسکا لڑکا یعقوب جیسا کہ چاہیے اطاعت اور فرمان برداری نہین کرتا تھا اسلیے اوسکی تادیب کو
قاسم خان مع دیگر امرا کے متعین ہو کر کابل کی راہ سے چلا اوس نواح مین ایک تالاب ہی کہ جسوقت اوسکو گندہ
کرنا یا نقارہ کی آواز ہو برف و باران شروع ہو جاے جسوقت وہان پر لشکر اوترا اور نقارہ کی آواز
بلند ہوئی برف او باران اور پتھر نہایت کثرت سے برسے اور جاڑے کی شدت سے بڑی تکلیف لشکر کو پہنچی
اکثر جاندار ضایع ہو گئے اس ناگہانی واقعہ سے کشمیری لوگ جو اول سے آمادہ پیکار تھے غالب ہوئے اور
لشکر بادشاہی مین تفرقہ ہوا اوسوقت قاسم خان نے اپنے ہوش سنبھالکر آگے آگے راہ لی یعقوب نے قاسم خان
کی دلیری سے دہشت کھائی گھبرا کر کشتوار کو بھاگا اور شمس چک کو اپنی قید سے رہا کر دیا جب یعقوب چلا گیا
کشمیریون نے شمس چک مذکور کو حاکم بنا کر آمادہ رزم ہوئے اور کوتل کے مقام پر لڑائی ہوئی اقبال بادشاہی سے

قاسم خان فتحیاب ہوکر شہر سری نگر مین جو کشمیر کا دارالامارہ ہی آیا اور نئے سر سے اکبر کے نام کا سکہ اور خطبہ جاری کیا چند دنون کے بعد کشمیری لوگ یعقوب کو کشتوار کی راہ سے لائے اور قاسم خان پر شبخون کیا بہادران لشکر نے خوب مردانگی کی کہ آخرکار مخالف بیتاب ہوکر اولٹے پیر لوٹ گیا دوسرے مرتبہ یعقوب نے کشمیریون کے اتفاق سے کبھی گھاٹیون پہاڑون سے نکلکر شورش شروع کی اور شبخون کے ارادہ پر آکر اول دفعہ کے مانند محروم لوٹ گیا چونکہ یعقوب کے دلمین خوف سما گیا اور اوس سے کوئی برآمد کار ہوا اکثر امراے کشمیر نے آنکر قاسم خان کی ملاقات کی اور قاسم خان نے اونکی دلجوئی کرکے دربار شاہی کو روانہ کیا وہان پہونچکر پادشاہانہ عنایت سے سرفراز ہوئے یعقوب نے چندبار شمس چک سے متفق ہوکر شورش کی قاسم خان نے زاندن کے جھگڑے بکھیڑے سے عاجز ہوکر دربار عالیہ اکبریہ سے مدد کی درخواست کی اوسوقت حکم ہوا کہ مرزا یوسف خان کشمیر کی ایالت پر جاوے اور جیب یوسف خان وہانکے بند وبست سے دلجمعی کرلیوے اور رخصت دے قاسم خان حاضر حضور ہو حسب الحکم مرزا یوسف خان بہت جلد کشمیر پہونچا اور شجاعت جبلی سے وہانکا بند وبست قرار واقعی کرلیا آخرکو شمس چک نادم ہوکر مرزا کی خدمت مین حاضر ہوا اور مرزا نے اوسکی تسلی کرکے درگاہ والا کو روانہ کیا اور اوس ولایت سے رفع شورش ہوگئی اور قاسم خان مرزا کے رخصت دینے پر حاضر حضور ہوا اور کابل کی صوبہ داری پر سرفراز کیا گیا اور جسطرح کہ لکھا گیا آخرکار کو محمد زمان کے ہاتھ سے مرزا یوسف خان مقام کشمیر مین قتل ہوا

اکبر بادشاہ کا کشمیر کی سیر کو جانا

جلوس کے چونتیسوین سال ۳۴ اکبر بادشاہ کشمیر کی سیر کو متوجہ ہوا کشمیر کی راہ نہایت دشوار گذار ہی پہاڑون کی بلندی اور گھاٹیون کی پستی عجب طرحکا اونچا نیچا دکھلاتی ہی جنگل کا انبوہ درختون کا جھنڈ نہایت ہی اثناے راہ مین رتن پنجال اور پیری بل دو پہاڑ ہین انکی بلندی آسمان سے برابری کرتی ہی بلکہ اوج آسمان سے گذرتی ہی چنبر چڑھکر عالم بالا کی سیر کیجیے فرشتون کی گفتگو کانون سے سُن لیجیے الغرض بموجب حکم والا کے کئی ہزار سنگتراش فرہاد نسب پتھرون کی ہر پدمین ید بیضا کی کرامات دکھلاتے تھے آخرکار جس راہ پر چلنے سے مسافر وہم کا دم بند ہوتا تھا جگہ کی تنگی سے آسایش نہین نکل سکتے تھے اوسے ایسا آراستہ کیا کہ لشکر ظفر پیکر بطیب فراغت سے قطع منازل کر گیا لاہور سے کشمیر تک ستانوے کوس ناپ مین آیا الغرض منزلین طی کرتا ہوا اکبر بادشاہ کشمیر مین فروکش ہوا اور یہان کی سیر وگلگشت سے نہایت خوش ہوا فی التحقیق کشمیر تعریف اور توصیف سے مستغنی ہی ہر طرح کے اوصاف سے معمور ہی اگر عیب ہی تو کشمیر کے رہنے والون مین ہی ابیات چہ کشمیر انتخاب ہفت کشور قسم خوردہ بخاکش آب کوثر چہ کشمیر آب و رنگ باغ دبستان ہ اسیر بہر نہالش صد گلستان شہر کے درمیان مین دریاے بہت جاری ہی طرفہ آبداری ہی زمین کثرت سبزہ سے

سیراب ہی تر و تازگی مین انتخاب ہی دریا کے کنارے عمارات دلکشا کی تعمیرات ہین ڈل مین مزارع کے عجب کیفیت ہی جسکی دیدسے دماغ تر و تازہ ہو جاوے غرضکہ بہمہ وجوہ یہ خطہ عیبون سے پاک ہی لیکن کشمیری زبونی سے زندگانی بسر کرتے ہین سب سے جدا خورش انکی لاشاک ہی خشکہ نرم بے نمک ہی گرم چاول کھانا رسم نہین رات کے پکائے چاول صبح کو کھاتے ہین پوشش پشمینہ پوستین کی ہی یعنی پٹو جو کپڑے دھویا ہوا ہو جولاہے کے مکان سے لاتے ہین اوراوسکو دوخت کرکے پہنتے ہین اور پھٹ جانے تک نہین دھولاتے نفاق فطری شان ہی جو نیش یا گزدم نزاع خلقی شان ہی جو زہر لازم مار القصہ اکبر کشمیر کی سیر سے نہایت خوش ہوا رمضان المبارک کی عید وہین پر ہوئی اور اوسی روز مرزا یوسف خان حاکم کی شفاعت سے یعقوب خان کا قصور معاف ہوا اور اپنا جوتا عنایت فرمایا اوسنے اپنا شرف سمجھکر اوس کفش کو سر پر باندھا اور حضور مین پہونچکر مورد عنایت ہوا بعد سیر و گلگشت کے اکبر نے پکلی اور دہنتور کی راہ سے جو نہایت سخت گذار تھی مع خدم و حشم کی مراجعت فرمائی حسن ابدال مین خیمہ گاہ ہوا اوس روز امیر فتح اللہ شیرازی اور بعد ازان حکیم ابو الفتح گیلانی جو کہ بادشاہ کے مقرب تھے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرما ہوئے اور حسن ابدال مین مدفون ہوئے اوس مقام پر چند گاہ رایات سلطانی رونق بخش رہے اور اوسی مابین مین باغ دلکش کی طرح ڈالی گئی بعد ازان کوچ فرمایا ۔ کابل مین آکر خیمہ گاہ ہوا وہانکے قاسم خان صوبہ دار کو جو اوسوقت مین کارندہ تھا حکم ہوا کہ جس جگہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ اور ہندال مرزا اور محمد حکیم مرزا مدفون ہین وہان پر باغ اور عمارات تعمیر ہو لاجرم بموجب شہر کے گذرگاہ کے متصل خوب موقع و محل پر عمارت کے آثار پیدا کیے ۔ رعایاے کابل کی پریشانی سنکر حکم ہوا کہ آٹھہ برس تک آٹھوان حصہ خراج مقررہ سے معاف ہو باقی لیا جاوے اور بعد سیر و شکار کے ہندوستان کو نہضت فرمائی قضا کار مقام کوہ پکہ مین بادشاہ گھوڑے سے گرا اور رخسارہ مبارک پر خراش آیا چند روز تک صاحب فراش رہا بعد حصول صحت روانگی پیشتر کی ہوئی وہان سے مقام رہتاس مین پہونچکر اکبر فیل خاصہ پر جو مست تھا چڑھنے لگا ہنوز رسی کے حلقہ مین قدم مضبوط نرکھا تھا کہ ہاتھی کسی ہتھنی پر اوسکے دوڑا حضرت زمین پر آگرے بڑی دیر تک بیہوشی طاری رہی جب ہوش آیا ظاہرا کسیقدر آسیب باطنی پہونچا تھا احتیاطًا حکما کی صلاح سے داہنے ہاتھہ کی ہفت اندام فصد لیگئی ۔ اور تھوڑی فرصت مین صحت حاصل ہوئی اس سانحہ کے دن سے تمام ملک مین عجب عجب طرح کی شورشین برپا ہوئین رعایا نے مالگذاری مین کوتاہی کی معاملات ملکی مین خلل واقع ہوا جب لاہور مین خیمہ پہونچے یہ شورش دفع ہوئی راستے کی بے بند و بستی کا فتور ہوئی اکبر اس ایام مین چاندنی رات کو لڑائی دیکھہ رہا تھا قضا کا آہو اپنے حریف کو چھوڑکر دوڑا اور اکبر کے دونو زانو کے درمیان مین سینگ مارے جسکی ضرب سے زخم شدید پہونچا حتی کہ سختی نمود ہوئی آخر بموجب صلاح شیخ ابو الفضل اور مقرب خان معروف شیخ بھنیا کی صلاح سے جراح کا

معالجہ ہوا اور ایک مہینے سات روز کے بعد صحت ہوئی شیخ ابو الفضل اور مقرب خان اوسی بانکی خدمتون کے عوض مین مورد عنایات ہوے

راجہ تو ڈرمل کی رحلت کا بیان

جسوقت بادشاہ نے کشمیر سے نہضت فرمائی تھی راجہ تو ڈرمل رخصت لیکر لاہور مین رہگیا تھا آخر بدنی عارضون مین اس جہان گذران سے اوٹھ گیا۔ اور کابل سے کوچ کے وقت راستے مین اوسکے وفات کی خبر گوش گذار ملازمان شاہی ہوئی چونکہ راجہ موصوف مزاج شناس اور وزیر اعظم اور سپہ سالار تھا بادشاہ کو اوسکی وفات سے بہت تاسف ہوا۔ تو ڈرمل کی صغر سنی مین باپ مرگیا تھا اور مان بیوہ بڑے افلاس اور تہیدستی مین پرورش کرتی رہی قسمت مین تو کاتب تقدیر نے ایسے مراتب تحریر فرمائے تھے تقدیر نے بادشاہی نویسندون مین نوکر کرادیا اور اپنی دانشمندی اور کارگزاری اور بخت بلندی سے روز بروز ترقیان پایا کیا جسطرح کہ صاحب تدبیر اور اہل قلم تھا کوس اور علم کا بھی مالک ہوا۔ اکثر معرکون مین مردانہ کوشش اور ایسی دلیریان کین کہ بادشاہ کے دلمین جگہ ہوئی گجرات اور بنگالہ مین سخت سخت لڑائیان لڑ کر فتح مند واپس آیا رفتہ رفتہ وزارت کا مرتبہ حاصل کیا۔ جلوس کے پچیسوین سال مین وزیر اعظم ہوگیا یہ شخص نہایت متدین اور سیر چشم اور بیدار دل اور متقی اور نیک محض تھا فکر صایب اور ہمت بلند تھی خویش و بیگانہ سے ایکہی طور پر سلوک کرتا اور دوست دشمن پر یکسان نظر ڈالتا آداب شناسی اور رازداری سلطنت مین نے نظیر فن حساب مین بے مثل تھا اسکے پیشتر بطور ہند دفتر مین تحریر کا ضابطہ تھا اس راجہ نے بطور اہل ایران کے سیاق نکالا جسکے بموجب ہنوز رائج ہے تمام ممالک محروسہ کے پیمایش کی جمع مقرر فرمائی صوبجات کی حدود بندی ہوئی روپیہ کے چالیس دام قرار پائے کرور دام پر ایک عامل مقرر ہوا جو کروری کے لقب سے معروف ہے اور داغ اسپ شاہی درمیان امرا اور منصبدار اور احدیون کے مقرر کیا تاکہ نوکر شاہی دوسری جگہ نوکر نہوسکے ہر سال گھوڑون کا داغ تصحیحہ مقرر ہوا۔ اگلے وقت سلطان علاء الدین خلجی اور اسکے بعد شیر شاہ نے داغ اسپ مقرر کیا تھا مگر رواج نہوا عہد اکبری مین جیسا کہ چاہیے مروج ہوا اور نیز بادشاہ نے اپنے نوکرون کی سات حصہ کی چوکی مقرر کی اوسکا نام ہفت چوکی رکھا اور ہر چوکی ایک ایک دن کی نوبت معین ہوا کہ نوبت نوبت نگران رہین تاکہ مجال غیر حاضری کی نرہے اور ہر ہفتہ کے دنون کو ہفتہ نویس مقرر ہوئے تاکہ احکام حضور کو جداگانہ دفتر مین منضبط کرین کہ وقت پر کام آوے کہ فلانے وقت فلانی روز ایسا حکم ہوا۔ اور کئی ہزار غلام زر خرید اور غیر زر خرید کو جو کہ لڑائیون مین اسیر ہوئے تھے اس شخص نے آزاد کیا اور اونکا خطاب چیلہ مقرر کیا اسکا قول تھا کہ بندہ ہاے خدا کو اپنا بندہ کہنا روا نہین راجہ تو ڈرمل کے بعد وفات عبد الرحیم خان خانخانان منصب وکالت پر سرفراز ہوا اور بمقتضاے فراست اور کاردانی کے موجب تحسین و آفرین ہوا

دوسری مرتبہ سیر کشمیر کو تشریف لیجانا

جلوس کے سینتیسوین سال دوبارہ بادشاہ اکبر نے گلگشت کشمیر کو گلگون صبا تگ گرم جولان کیا عین برسات مین
ناگہان لاہور سے نہضت فرمائی دریاے راوی کے پار ہوتے ہوئے بادشاہ کی زبان پر یہ شعر جاری ہوا فرمایا کہ
کس کنجہ کے حق مین سرزد ہوا ہی ؎ کلاہ خسروی و تاج شاہی * بہر کل کی رسد حاشا و کلا * قضارا اسی روز یادگار
مرزا بنی عم مرزا یوسف خان کا کشمیر مین مصدر فساد ہوا تھا حضور مین اسکی اصلا خبر بھی نہ تھی سبب
فساد کا یہ ہوا کہ قاضی نور اللہ کو کشمیر کی جمع تشخیص کرنے کو حضور سے بھیجا تھا جب کشمیریون نے جانا کہ تغلب
ظاہر ہوتا ہی اور جمع زیادہ ہوئی جاتی ہی تبس خلل اندازی کے ارادہ سے یادگار کو جسے مرزا یوسف خان نے بروقت
مراجعت کے نیابت پر چھوڑا تھا بھڑکایا اوسکے کانون مین بھر دیا کہ کشمیر کے راستے ایسے صاف نہین کہ فوج بادشاہی
جلد ہی سے راہ پا جائے یہ گمراہ ان کج نہادون کی رہنمائی سے راہ سلامت فراموش ہوکر بیراہہ ہوگیا سکہ و خطبہ
اپنے نام کا پڑھایا۔ جسوقت لشکر اکبری دریاے چناب پر پہونچا اس شورش کی خبر حضور مین پہونچی بادشاہ کی
زبان پر یہ شعر جاری ہوا ؎ ولد الزنا ست حاسد منم آنکہ طالع من * ولد الزنا کش آمد چو ستارہ یمانی * چونکہ
یادگار بازاری رنڈی کا لڑکا تھا فرمایا کہ یہ لولی بچہ بمجرد طلوع سہیل کے مارا جائیگا اندنون مین مرزا یوسف خان حضور
مین تھا احتیاطاً شیخ ابو الفضل کے قید مین سپرد ہوا بعد چند روز کے نے تقصیری پاکر رہائی ہوئی شیخ ابو الفضل نے
اندنون مین دیوان حافظ کی جو فال اوٹھائی یہ شعر بر آمد ہوا ؎ آن خوش خبر کجاست کزین فتح مژدہ داد * تا جان
فشانمش چو زر و سیم در قدم * حیرت کا مقام یہ ہی کہ جب یادگار نے اپنے نام کا خطبہ و سکہ مروج فرمایا تب لرزہ نے
لرزش دکھلائی مہرکن اوسکی انگوٹھی بناتے مین اندھا ہوا خیر جب یادگار نے بغاوت کی لشکر آراستہ کرکے کوہ کرتل
کے مقام مین نوکران شاہی کے مقابلہ مین آیا۔ اور ذرہی سے آویزش مین آوارہ ہوا حقیقت یہ ہی کہ بیرون مرزا یوسف خان
کے آدمی کسی ضرورت سے اوسکے رفیق ہوگئے تھے آدہی رات کو قابو پاکر اوسپر دوڑ اوٹھے وہ خیمہ سے نکل بھاگا آخرکار
تقدیر کے پھندے سے نہ بچا پھنس گیا سر تن سے جدا ہوا بدسری کا مزہ پایا مقام بھمبر مین اوسکا سر حضور اکبری
مین پہونچایا جیسا کہ بیشتر بادشاہ نے فرمایا تھا کہ سہیل نکلتے وقت سر کٹیگا ویسا ہی ہوا کشمیریون نے دغابازی
کی سزا پائی اور اوس ملک کی شورش دفع ہوئی الغرض قطع منازل کرتے ہوئے شہنشاہ اکبر کشمیر آیا زعفران زار
وغیرہ اماکن پر بہار کی گلگشت ہوئی دریاے ڈل مین چراغون کی سیر کشتی کی سواری مین ملاحظہ ہوئی بعدہ ہندوستان
کو مراجعت فرمائی اور شاہزادہ کے بموجب فرمایش کے کشمیر کی ایالت بدستور سابق مرزا یوسف خان کے نام بحال رکی گئی اور صوبہ کشمیر کی ملک الا خراج مقرر ہوا

تیسری مرتبہ شہر کشمیر کی عزیمت

بیالیسوین سال کشمیر کی نہضت ہوئی عزیزون مین سے ایک شخص نے کشمیر مین ظاہر ہوکر اپنا نام عمر شیخ مرزا ولد سلیمان مرزا
قرار دیکر شورش اوٹھائی تھی محمد قلی کی آدمیون نے اوسکو گرفتار کرکے منزل آباد مین حضور مین پہونچایا اور اوسنے وہان

اوسنے وہین پر اپنے مکانات پائے دریاے چناب اوترنے کے بعد رعایاے تواںع سیالکوٹ نے محمد بیگ کروری کے بدعنوانی سے فریاد خواہی کی آخر کو واسطے عبرت دیگر عمال کے اوسکو پھانسی ہوئی جب وہان سے کوچ ہوا اور خطہ کشمیر مین نزول ہوا تمام ایام قیام عیش وآرام مین بسر ہوئے دریاے ڈل کے چراغون سے عجب کیفیت ہوئی پانی مین آگ لگا دی تھی دو ہزار کشتیان پانی پر خانہاے روان بہتی تھین آخر آغاز زمستان مین نہضت فرما ہوکر لاہور مین مقام ہوا۔

ولایت اوڈیسہ مین فتحیابی کا بیان

یہ ولایت قتلو کے تصرف مین تھی جب یہ مرا پٹھانون نے باہم کر مشورہ کرکے اوسکے لڑکے عین خان کو جانشین کیا اوسکی اطاعت کرنے لگے آب بموجب حکم راجہ مانسنگہ اوس ولایت کی فتح کو رخصت ہوا پٹھانون نے چند مرتبہ جنگ وجدل کی آخر کو عاجز ہوکر بعد مرنے قتلو اور اوسکے لڑکے کی گدی نشینی کے راجہ مانسنگہ سے صلح ہوئی اکبری خطبہ وسکہ کا رواج ہوا جگناتھ ممالک محروسہ مین داخل ہوا ڈیڑہ سو ہاتھی مع دیگر نفائس اوسی دیار کے راجہ مانسنگہ کے حوالہ کیے کہ درگاہ اکبری کو روانہ ہوئے سینتیسوین سال جلوس مطابق ۹۹۸ہجری کو ملک اڑیسہ جو دریاے شور پر واقع ہے تمام داخل ممالک محروسہ ہوا

تسخیر قندہار

عرض کیا گیا کہ مظفر حسین مرزا اور رستم مرزا ولد بہرام مرزا برادر شاہ طہماسپ جو قندہار مین مقیم تھا اور حوادثات سن کبر جو عہد سلطان محمد پدر شاہ عباس اول اول مین واقع ہوئے اور ازبکون کی طرف سے بھی مطمئن نہ تہا سلطنت کی بساط سمیٹی اور جب شاہ عباس کا تسلط ہوا گھبرائے کہ کیا کرنا چاہیے۔ اکبر نے یہ خبر پاتے ہی خوشیان منائین مرزا خانخانان کو مع لشکر بیکران قندہار کے فتح کرنے کو روانہ کیا حکم ہوا کہ بلوچستان کے راستہ سے جاوے اور اگر سردار بلوچ اطاعت ظاہر کرے اوسے بھی اپنے ہمراہ لیتا جاوے درصورت سرکشی کے سزا دیوے اور اسیوقت واسطے مزید دلجوئی کے حضور والا خانخانان کے خیمہ گاہ پر رونق افروز ہوکر نصائح فرمائے الغرض خانخانان قطع مسافت کرتا ہوا ملتان اور بھکر اپنی جاگیر مین پہونچا اور چند روز واسطے فراہم کرنے سامان جنگ کے بھٹہ مین مقیم رہا اسی عرصہ مین رستم مرزا نے قندہار مین مظفر حسین مرزا سے شکست کھاکر پیر نکالے اور درگاہ اکبری مین نیازمندی ظاہر کی فرمان اکبری بھی اثنای راہ مین امرا کے نام صادر ہوئے کہ اوسکی مہمانی اور خاطرداری مین کوتاہی نکرین اسکے بموجب امرا نے تعمیل کی جب مرزا لاہور سے ایک منزل مین آیا اکبر بادشاہ بھی وہان تھا حسب الحکم امرا نے استقبال کرکے مرزا کو حضور مین پہونچایا اکبر نے بعزت تمام ملاقات کی مرزا مع چار لڑکون کے مشرف خدمت ہوکر منصب پنجہزاری سے زیر بار منت نوکری ہوا ولایت ملتان اور بلوچستان اوسکی جاگیر مین مقرر ہوئی ابوسعید مرزا برادر رستم مرزا کے بعد بہرام مرزا اور انکے بعد مظفر حسین مرزا بھی پہونچا اور سرابک حسن لیاقت کامیاب ہوا اور اس تاریخ سے قندہار ملک محروسہ مین داخل ہوا اور خان دوران عرف شاہ بیگ خان

جسے صوبۂ کابل کی ایالت تھی قندھار کی صوبہ داری پر مقرر ہوا

ولایت ٹھٹھہ کا فتح ہونا مرزا جانی بیگ کا آنا

جسوقت خانخانان نے قندھار کی تسخیر کو اجازت پائی ملتان کی نواحی مین پہونچا ہوگا کہ فرمان والا اس مضمون سے
صادر ہوا کہ اول ولایت ٹھٹھہ فتح کرنا بہتر ہی بعدہ قندھار فتح کرنا چاہیے خانخانان بموجب حکم روانہ ٹھٹھہ ہوا
مرزبان جیسلمیر اور دلیپ ولد رای سنگہ بیکانیر والا رفیق ہوکر خدمت کو کمر ہمت باندھی ٹھٹھوان کو فتح کرتے ہوئے
آگے کو چلے میرزا جانی بیگ والی ٹھٹھہ بھی بڑے جماو سے چلا اور نصیرپور مین جسکے ایک طرف دریاے سندہ اور
دوسری طرف رود خانہ رکھتا ہی قلعہ گلین یعنی گڑھی بناکر متحصن ہوا اور خانخانان نے پہونچتے ہی محاصرہ کیا مدت دراز
گذر گئی غلہ کی نایابی سے لشکر شاہی عاجز ہوا آخر کو عرضی مشعر کیفیت روانہ درگاہ کی حضور سے بموجب حکم کے
غلہ کی کشتیان لاہور سے ملتان کو لشکر درماندہ مین پہونچائی گئین اور رای سنگہ بیکانیری مع دیگر امرا کے
مدد کو مقرر ہوئے خانخانان غلہ کے پہونچتے ہی فی الجملہ آسودہ ہوکر نئے سر سے جنگ کے لیے ہوئے فوراً خانخانان نے ٹھٹھہ اور اوسکے اطراف پر
لشکر تعینات کرکے خود قصبہ جام مین قیام پذیر ہوا روزانہ لڑائی ہوا کرتی تھی راجہ ٹوڈرمل کا لڑکا مسمے دہارو
تہور اور مردانگی مین بے مثل تھا اس لڑائی مین بڑے بڑے ترددات کرکے زخم نیزہ کھاکر جانفشانی کی اور عزت
کی آن ہمراہ لیگیا بہت سی لڑائی کے بعد مرزا جانی بیگ شکست کھاکر بھاگا خانخانان نے قلعہ کو منہدم کردیا
اوسی ہنگامہ مین ہنگامہ وبا گرم ہوا کہتے ہین کہ بعض لوگون کو یہ خواب ہوا کہ فسق نیت اور اعمال عمال
اور احکام حکام کی بدولت یہ بلا سب بلا نازل ہوئی — جب سکۂ اکبری مروج ہوا یہ بلاے ناگہانی عالم بالا کو روانہ
ہوگئی اس خبر کے مشہور ہونے سے خورد و بزرگ فتح اکبر کے خواہان ہوئے اور باہمدگر نذر و نیاز پر اقرار کیا کہ بعد فتح
بادشاہی کے بموجب اپنے مقدور کے ایفاے نذر کرینگے خانخانان نے مع امراے مددگار کے گرم پیکار ہوکر مرزا
جانی بیگ کو جان سے عاجز کیا جب اوسے تاب مقاومت نآئی اور ہمت ہاری ہمت نے جواب دیا صلح کی
اور ولایت تتہ سیوان کو ممالک محروسۂ اکبری مین داخل کیا اور اپنی لڑکی خانخانان کے فرزند میرزا ایرج کو بیاہ دی
بعد ازان خود حاضر ہوکر ملازمت کی اور بندگی بادشاہی اختیار کی ریاست کے بعد وعدہ حاضری دربار اکبری کا کیا اور
اوسی بموجب سنہ ہجری مین ۳۸ سال جلوس کو خانخانان کے ہمراہ دربار اکبری مین معزز باحضار ہوا عنایت خسروانہ سے
سہ ہزاری منصب اور ٹھٹھہ کی جاگیر سے سرفراز کیا والا رای بندر کے جو ٹھٹھہ کی طرف واقع ہی جاگیر مین آیا خانخانان نے
اس جانفشانی کے عوض مین بڑی عزت حاصل کی باقی اس صوبہ کے سلاطین گذشتہ کا حال مختصر حالات مین لکھا گیا ہی حاجت ذکر انہین کی

ذکر تسخیر بھکر

قبل اسکے کہ ٹھٹھہ فتح ہوا اوتیسوین سال جلوس کو محب علیخان اور مجاہدخان بھکر کے فتح کرنیکے مقرر ہوئے

بادشاہ کو اس کج آہنگی چرخ سے تاسف نے اندازہ ہوا چھبیسوین[۲۶] سال جلوس کو مولانا عرفی شیرازی نے چند روز عطر آمیزی مشام اہل دانش کرکے نہانخانۂ عدم کی راہ لی بتیس[۳۲] برس اس سہ پنجی سرا کے قیام مین موجب یادگار رہگیا - چالیسوین سال جلوس کو شیخ ابو الفیض فیضی نے بھی سیر ارم کو نہضت کی اس شخص نے جلوس کے بارھوین سال کو دربار اکبری مین دخل پایا تھا - بروقت اول اول دربار مین پہونچنے کے نقرۂ پنجرے کے باہر کھڑا کیا گیا تھا اوسوقت یہ قطعہ بدیہہ زبان پر لایا **قطعہ** پادشاہا درون پنجرہ ام از سر لطف خود مرا جاده ؛ زانکہ من طوطی شکرخایم ؛ جاے طوطی درون پنجرہ بہ ؛ پادشاہ کو پسند ہوا اوسی روز قرب حاصل کیا اپنے اخلاق حمیدہ سے روز بروز ترقیان پاتا گیا تینتیسوین[۳۳] برس ملک الشعرائی کا خطاب پایا - اونتالیسوین[۳۹] برس قران کی تفسیر بے نقط اور نلدمن اور مرکز ادوار مخزن اسرار کی بحر مین تصنیف کیا جو نظر شاہی مین مقبول ہوئین ان کتابون سے اوسکی لیاقت ظاہر ہی اسیطرح سلیمان بلقیس بوزن شیرین خسرو اور ہفت کشور ہفت پیکر کی برابر اور اکبر نامہ سکندر نامہ کے مقابلہ مین بنایا چاہتا تھا ہنوز یہ ارادہ تمام ہوا تھا کہ خود آپکا کام تمام ہوگیا از بسکہ حسن اخلاق اسکا دامنگیر تھا اور شاہزادے بھی اوس سے استفادہ کرتے تھے رحلت سے دو روز قبل شاہ اکبر مع شاہزادون کے شیخ کے دیکھنے کو گیا اور اوسنے یہ رباعی اوسوقت پڑھی **رباعی** دیدی کہ فلک بمن چہ نیرنگی کرد ؛ مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد ؛ آن سینہ کہ عالمی درو میگنجید ؛ تا نیم نفس برآورم تنگی کرد

برہان الملک کا حضور مین آنا اور مہم دکن کو مدد کا ملنا

یہ شخص اپنے چچا اسمعیل نظام الملک حاکم احمد نگر سے آزردہ ہوکر قطب الدین خان غزنوی کی وساطت سے درگاہ اکبری مین حاضر ہوا اور ششصدی منصب پر سرفرازی پائی اور تھوڑی ہی مدت مین الفہزاری منصب پر پہونچکر محالات بنگش پر مقرر ہوا جب چند سال کے بعد حضور مین آیا تسخیر احمد نگر کے واسطے کمک کی درخواست کی - لہذا امراے متعینۂ صوبۂ مالوہ اور راجہ علیخان خاندیس کا حاکم اوسکی مدد پر مقرر ہوا اور اوسکی مدد سے احمد نگر جاکر اپنے چچا پر فتحیاب ہوا اور ملک موروثی پر مسلط ہوا کمینہ تو تھا ہی حکومت کے پاتے ہی حقوق پرورش فراموش کردیے اور اکبری نمک کا حق یاد نرہا بادشاہ نے فیضی کو راجہ علیخان کے پاس بھیجا کہ برہان کو پند و موعظت سے راہ پر لائے ہر چند راجہ علیخان نے بہت سا سر دھنا مگر اوس خودسر کا نشہ نہ اوترا آخر کو گرفتار ہوا اور کسی شخص کی ترغیب سے پارہ کا کشتہ کھاکر امراض صعب مین گرفتار ہوکر عدم کو گیا ہلاک اوسکی بمن چاند بی بی نے امرا کے اتفاق سے اپنے بھائی ابراہیم خان کو جو برہان الملک کا تھا سردار بنایا اور حرشتۂ انتظام اپنے اختیار مین رکھا جب یہ حال دربار شاہی مین پہونچا شاہزادہ مراد

مع لشکر کے معین ہوا شاہزادہ مراد مالوہ پہونچکر سپاہ کا سامان طیار کر کے بیشتر کورہ نوردہ ہوا اور نربدا سے اوتر کر ولایت برار کو میر مرتضیٰ دکھنی سے چھین کر افواج قاہرہ کو احمد نگر کی طرف روانہ کیا لشکر ظفر پیکر راجہ علیخان حاکم خاندیس نے شاہزادہ کی رکاب مین جانفشانی کی اور عادل شاہ حاکم بیجاپور اور قطب شاہ حاکم گولکنڈہ سے برابر جنگ وجدل ہوئین ہر بار فوج اکبری نے فیروزی پائی جب شاہزادہ نے دکن پہونچکر مے کشی کا ایسا شغل بڑھایا کہ نہایت نزار ہوکر بند وبست نکرسکا شیخ ابو الفضل نے مہم دکن پر رخصت پائی اور حکم ہوا کہ شاہزادہ کو پند ونصیحت کرکے حضور مین لائے اور وہان کے امرائے متعینہ کو سرگرم خدمت کرے اور اگر اونکا رہنا کسی ضرورت سے ضرور سمجھے ٹھہر جائے شاہزادہ کو روانہ کرے شیخ موصوف حضور سے مرخص ہوکر شاہزادہ کی خدمت مین پہونچا مشیت ایزدی دیکھیے اوسیوقت شاہزادہ نے امراض مزمنہ سابقہ کی بدولت سفر آخرت اختیار کیا اس حادثہ سے عجب زور شور کی شورش لشکر مین پڑگئی شیخ ابو الفضل نے زرپاشی اور تقریر دلپذیر سے ہر ایک کا اطمینان دلی فرمایا دشمن لوگ شاہزادہ کی رحلت سے نہایت خوش ہوئے تھے مگر شیخ کی بڑی سخت انتظامی نے اونکا بھی جی چھوٹا کردیا جب بادشاہ کو یہ خبر ملال انگیز پہونچی سبب رنج ہوا انجام کو شاہزادہ دانیال نے اوسکی قایم مقامی پر رخصت پائی اور خود بھی جازم ہوا

لاہور سے دکھن کیطرف لشکر اکبر کا کوچ کرنا

جب بادشاہ نے دکھن کو کوچ فرمایا پٹیالہ کے قریب خبر آئی کہ مکان جال مین مسلمانی فقیر اور سناسیان ہندی کے باہم ہاتھا پائی ہوگئی اور مسلمانون نے غالب ہوکر اونکے بتخانہ کو منہدم کردیا اکبر نے خلاف اپنے مذہب کے صلح حاصل کی یہ خبر پاکر اکثر فقرائے مسلمانون کو قید کیا اور حکم دیا کہ نئے سر سے اوس کھودے ہوئے مندر کی ترمیم وتعمیر کرین وہان سے دریائے بیاسا گذر کر گوروارجن کے مکان مین پہونچا جو نانک شاہ کی گدی پر تھا اور اوسکے اشعار ہندی کے مضامین سے جو توحید مذہب مین اشعار موجدون اسلام سے ترجمہ ہوئے ہین نہایت خوشوقت ہوا گوروارجن نے اپنے مسکن مین بادشاہ کا آنا موجب فخر سمجھا پیشکش لایق پیش کیا اور عرض کیا کہ لشکر فیروزی اثر کے ورود سے پنجاب مین غلہ گران ہوا تھا اس سبب سے پرگنات کی جمع زیادہ ہوئی الحال لشکر کے کوچ کرنے سے ارزانی ہوئی رعایا ادس جمع کے ادا کرنے سے متعذر ہوگئی بموجب اس التماس کے حکم ہوا کہ دس بارہ کے حساب سے تخفیف جمع کیجاوے عمال کو حکم ہوا کہ زیادہ دست درازی نکرین جب تھانیسر پہونچا چند مدت قیام کی صورت ہوئی رعایا سلطان نام کروری کی بیداد سے دادخواہ ہوئی اور بروقت ثبوت ظلم کے عامل مذکور پھانسی دی گئی یہان سے اکبر آباد پہونچکر جب تک قیام ہوا اور جب پہنچنے عرضداشت شیخ ابو الفضل کے برہانپور کو مراجعت فرمائی دریائے نربدا کے پار ہونے تک

ہاتھی کی زنجیر آہنی جو پیر مین تھی طلائی ہوگئی فیلبان نے داروغہ فیلخانہ سے عرض کیا اوسنے حضور مین خبر پہونچائی اکبر نے زنجیر منگا کر ملاحظہ کی قدرت خدا کی مشاہدہ کر کے فرمایا کہ شاید اس دریا مین وہ پتھر جسکو ہندوستانی سنگ پارس کہتے ہین ہی بعدہ بموجب حکم اکثر ہاتھیون کو زنجیر آہنی سے دریا مین ڈالا اور ملاحون نے بھی خوب خاک چھانی مگر نہ تو زنجیر طلائی ہوئی نہ وہ پتھر ہاتھہ لگا القصہ قطع مراحل کرتے ہوئے خطۂ پرسرور برہانپور مین نزول ہوا اکبرآباد سے برہانپور تک دوسو ستائیس کوس نانیا گیا اس خطہ مین جشن فرمایا مطربان خوش الحان اور رقاصان شیرین نوانے تال و سُر درست کیا تازہ تازہ خیال سے عشاق دلون کو آہنگ سنایا اوس محفل مین بموجب حکم شیخ ابو الفضل جو برگنات دکن کے انتظام مین تھا حاضر ہوا شب ماہ چاندنی کی کیفیت بیکل کر رہی تھی کہ مشرف بقدمبوس ہوا۔ بادشاہ نے فوراً یہ شعر پڑھا ؎ فرخندہ شبی باید و خوش مہتابے ؛ تا با تو حکایت کنم از ہر بابے ؛ شیخ نے اس تفضلات سے گورنش ادا کی ایالت برہانپور کی عطا ہوئی حکم ہوا چونکہ امرا نے اذیت سفر بہت کچھہ پائی لہذا جب تک رایات عالی یہان پر جلوہ طراز ہون بحسب مناسب ہر ایک کا انعام مقرر رہے شیخ کو چار ہزاری منصب عطا ہو کر قلعہ اسیر کی تسخیر کو حکم ہوا جہان کہ راجے علیخان کا نبیرہ حاکم سرکش ہو گیا تھا۔

بیان تسخیر ملک اسیر اور ولایت احمد نگر کا

شیخ ابو الفضل نے رخصت پا کر قلعہ اسیر کو گھیر لیا متواتر سخت آزمائیان ہوئین ایک مدت محاصرہ مین گذری شیخ نے بمقتضائے شجاعت فطری کے قلعہ کے کنگرہ پر رسہ ڈالکر اپنے تئین قلعہ کے اوپر پہونچایا اور قلعہ کے اندر داخل ہوا اور اسی طریقہ سے اکثر لوگ رسن بازی کرکے چڑھ گئے اور اندر پہونچکر داد مردانگی دی۔ اور شیخ ابو الفضل کے بزور بازو مردانگی ایسا قلعۂ آسمان فرسا دشوار عبور مفتوح ہو گیا بہادر وہان کا حاکم نا مردی سے عاجز ہو کر ملاقات کو حاضر ہوا اور شیخ کے توسل سے حضور اکبری مین آکر مورد عنایت ہوا قلعہ اسیر اولیائے دولت کے تفویض ہوا شیخ نے اس جرأت نمایان کے عوض مین علم نقارہ اسپ اور خلعت خاصہ سے سرفرازی پائی اور فتح ناسک کرنے کو شیخ کے نام حکم ہوا اور تھوڑے زمانہ مین منصب پنجہزاری پاکر خدمات شائستہ بجا لایا اور عنایات بادشاہی کے موافق یہ شخص بھی خدمتگذاری اور جانفشانی مین مشغول تھا حکم ہوا کہ احمد نگر کی فتح اور راجوری وغیرہ مفسدون کی گوشمالی شیخ کے حوالہ ہو اور ولایت برار و غیرہ مین عبد الرحیم خانخانان کی شجاعت کا امتحان ہو جس وقت قلعہ اسیر اور احمد نگر مع دیگر ولایات نظام الملک کے شیخ ابو الفضل نے فتح کیا اور ولایت تلنگانہ کو شیخ عبد الرحمن ولد ابو الفضل نے مسخر کیا اور بہادر نظام الملک نبیرۂ برہان نظام الملک حضور مین آیا اور عادل شاہ حاکم بیجاپور اور قطب شاہ فرمانروائے گولکنڈہ

پیشکش بھیجکر درگاہ اکبری مین نیازمندی ظاہر کی اور بہمہ وجوہ وہان کے انتظام سے دلجمعی حاصل ہوئی اور اوس اوضاع دکن مین کوئی امر موجب تردد نہ رہا اوسوقت اکبر نے شاہزادہ دانیال کو وہان پر تعین فرمایا اور خاندیس کا نام داندیس رکھکر شاہزادہ کو عطا کیا اور خانخانان کو شاہزادہ کی خدمت مین اور ابوالفضل کو احمد نگر پر مقرر فرما کر برہان پور سے معاودت کی قطع راہ کر کے اکبر آباد آیا جن امرا نے اس سفر مین جانفشانی کی تھی اونھین ترقی مناصب سے سرفراز فرمایا۔

دکھن کے پرانے سلاطین کا بیان

بعض کتب تواریخ سے ایسا معلوم ہوا کہ اگلے زمانہ مین تمام دکھن سلاطین دہلی کے زیر فرمان تھا خصوص محمد شاہ فخر الدین جونا بن غیاث الدین تغلق شاہ نے اوس ملک پر قرار واقعی تسلط کیا اور دیوگڈہ کا نام دولت آباد رکھکر اپنا دار الحکومۃ مقرر کیا جب اوسکا آفتاب دولت قریب زوال ہوا ظلم کی کثرت سے رعایا منحرف ہوئی ہر طرف خلل پیدا ہوا سلطان محمد گجرات کے دفع فساد کو روانہ ہوا اور دولت آباد سے ملک لاجین کو بھی اپنی مدد پر طلب فرمایا باغیان بدکار نے ملک لاجین کو مار کر زیادہ تر سرکشی کی علاء الدین حسن جو حسن کانگو کے نام سے مشہور اور ملک لاجین کے جملہ سپاہیون مین تھا سرکشون کو متفق کر کے دولت آباد مین حاکم بن بیٹھا محمد علاء الدین لقب مقرر کیا جب یہ خبر سلطان محمد نے پائی اوسوقت خود مہم گجرات مین پھنسا تھا اوسکے مدافعت کی نوبت نہ آئی کہ عنقریب ٹھٹھہ کے اطراف مین دنیا سے چل بسا یہ حسن کانگو بہمن بن اسفندیار بن گشتاسپ کے نسل مین تھا اس سبب سے اسکو بہمنی کہتے تھے ششصد ہجری مین دکھن پر متصرف ہوا اور گیارہ برس گیارہ مہینے سات روز اورنگ آرا ہو کر تختہ تابوت کا محتاج ہوا بعدہ سلطان محمد شاہ بن سلطان محمد علاء الدین اٹھارہ برس ایک مہینے سات روز اور سلطان مجاہد شاہ بن سلطان محمد شاہ ایک برس ایک مہینے نو روز اور سلطان داؤد شاہ سلطان مجاہد کا چچا زاد ایک مہینے تین روز اور سلطان محمد شاہ بن محمود شاہ بن سلطان علاء الدین اونیس برس نو مہینے آٹھ روز اور سلطان غیاث الدین بن محمد شاہ ایکمہینے بیس روز اور سلطان شمس الدین بن سلطان محمد شاہ ایک مہینے ستائیس روز اور سلطان فیروز شاہ بن سلطان محمد شاہ پچیس برس سات مہینے گیارہ روز اور سلطان احمد شاہ بن سلطان محمد شاہ بارہ برس نو مہینے چوبیس روز اور سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ ۲۹ برس نو مہینے ۲ روز اور سلطان ہمایون شاہ بن سلطان علاء الدین ۳ برس ۶ مہینے ۵ روز اور سلطان نظام شاہ بن ہمایون شاہ ہفت سالگی مین تخت آرا ہو کر ایک برس گیارہ روز اور سلطان محمد لشکری بن سلطان ہمایون شاہ دس برس کی عمر مین تاجور ہو کر ۱۰ برس چار مہینے ۱۱ روز

اور سلطان شہاب الدین محمود شاہ بن سلطان محمد شاہ لشکری ۲۳ برس ۲ مہینے ۳ روز اور سلطان احمد شاہ بن سلطان شہاب الدین بن محمود شاہ دو برس ایک مہینے اور سلطان علاء الدین بن شہاب الدین محمود شاہ ایک سال گیارہ مہینے اور سلطان ولی اللہ بن سلطان شہاب الدین محمود شاہ تین برس ایک مہینے ۲ روز جملہ بادشاہی حسن کانگو کے خاندان مین سترہ نفر نے ایکسو اٹھتر برس کی سلطان نظام شاہ گیارہوین پیڑھی کے وقت مین جو کہ سات برس کی عمر مین تخت آرا ہوا تھا یزید نامے جو امراے عمدہ مین سے تھا بادشاہ کی خورد سالی دیکھکر کار جہانداری مین متسلط ہوا جب یزید نے تسلط پیدا کیا بعد سلطان نظام شاہ کے بھی وہ اور اوسکی اولاد نے استیلا پایا لہذا ۱۰۴ برس اوسکی اولاد حکمران رہی ہر چند نام کو خاندان حسن کانگو کی سلطنت رہی مگر یزید اور اوسکے اولاد کی حکمرانی تھی سنہ ۹۳۵ ہجری مین عماد الملک کابلی نے سلطان بہادر شاہ والی گجرات کی اطاعت قبول کرکے دکھن مین اوسکے نام کا خطبہ وسکہ رایج کیا اوسوقت مین سلطان ولی اللہ کو محبوس کرکے خود یزید سلطنت کرتا تھا القصہ سنہ ۹۳۵ مین امراے بہمنی نے جو رکن الدولہ سلاطین بہمنیہ کے تھے ملک دکھن کو باہم حصہ لگا کر تصرف مین لائے جسنے جدھر جگہ پائی دبا بیٹھا سکہ اور خطبہ اپنے اپنے نام کا پڑھایا عادل شاہیان حاکم بیجاپور یوسف عادل شاہ جو انکے سلسلہ کا مبدء ہے غلام گرجی تھا خواجہ محمود گرجستانی نے سلطان شہاب الدین محمود بہمنی کے ہاتھ فروخت کیا تھا اور سلطان نے ولایت شولاپور اسے تفویض کی تھی اوسنے بزور شمشیر بیجاپور کو تسخیر کیا اور دریاے کشنا تک متصرف ہوکر بالاستقلال حاکم بن بیٹھا سات برس فرمان روا ہوا اسمعیل عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ اسکے بھتیجا علی عادل شاہ اسیطرح اورنگ زیب عالمگیر تک عادل شاہون کی سلطنت رہی سلطان سکندر عادل شاہ سے عالمگیر کی لڑائی ہوئی اوسکا ملک سلطنت بابریہ مین داخل ہوا قطب شاہون کا دار الملک گولکنڈہ تھا اس سلسلہ کا موجد سلطان قلی قطب الملک وزیر بہمنی ہوا چونکہ سلطان محمود بہمنی غلام دوست بہت تھا سلطان قلی نے خود اپنے تئین فروخت کرکے غلامی قبول کی روز بروز اسکا مرتبہ ترقی پکڑتا گیا اور اپنے ہم جنسون مین سرفراز ہوکر ولایت گولکنڈہ کی حکومت پائی قضارا اوسی سال قضا نے اوسکو جمشید قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ ۷ برس اور ابراہیم قطب شاہ اسکا بھائی ۳۲ برس اور محمد قلی قطب شاہ بن ابراہیم قطب شاہ بن سلطان قلی قطب الملک نے ہزار فاحشہ رنڈیان ناچنے والیان نوکر رکھین ہر وقت ہمرکاب رکھتا اور استلذاذ جسمانی مین مصروف رہتا اونمین سے بھاگنیا نام ایک رقاصہ کا عشق ہوا حضرت عشق کی کارسازیان روشن ہین تابع ہوگیا اوسکے نام پر بھاگ نگر نام شہر آباد کیا لغایت سنہ ۱۰۲۰ ہجری گیارہ برس تک اسکی سلطنت رہی تاآنکہ سلطان عبداللہ قطب شاہ ساٹھہ برس حکمرانی کرکے عالم جاودانی کو

سندھارا چون کہ لاولد تھا اوسکا داماد سلطان ابوالحسن وارث نہ ہوا اور اورنگ زیب نے لڑ بھڑ کر اوسکا ملک چھین لیا۔ احمد نگر کے نظام الملکون کا سر رشتہ احمد بحری نظام الملک سے ہی اسکا باپ غلام برہمن کی نسل مین تھا شہر احمد نگر اوسیکے نام سے آباد چار برس حاکم رہا بعدہ برہان نظام الملک بن احمد بحری ۴۰ برس اور حسین نظام الملک بن برہان نظام الملک ۱۳ برس اور مرتضیٰ نظام الملک بن حسین ۸ برس اور حسین نظام الملک بن مرتضیٰ دس برس اور اسمعیل نظام الملک بن برہان برادر مرتضیٰ نظام الملک دو برس رہا اور برہان نظام الملک اپنے چچا اسمعیل نظام الملک سے دل آزردہ ہوکر دربار اکبری مین حاضر ہوا۔ سنہ ۹۹۹ ہجری مین کمک لیکر چچا پر فتح پائی۔ دولت کے پاتے اکبر سے بھی انحراف کی سوجھی جب وہ مرگیا اوسکی بہن چاند بی بی نے ابراہیم نظام الملک کو جو برہان نظام الملک کا خردسال لڑکا تھا حاکم بنایا اور خود منتظم ہی افواج اکبری نے شیخ ابوالفضل کی شمشیر تدبیر سے اوسی ملک کو داخل محروسہ کیا۔ ابتداے سنہ ۹۳۵ ہجری سے سنہ ۱۰۰۲ تک ۶۷ برس یہ ولایت نظام الملکیون کے تحت تصرف مین رہی

شیخ ابوالفضل کے مارے جانے سے اکبر کی دل آزردگی ہونا

اکبر آگرہ مین تھا کسی ضرورت سے حاضری ابوالفضل کی ضرور ہوئی لہذا فرمان جاری ہوا کہ اپنے لڑکے عبدالرحمن کو وہان پر چھوڑکے جریدہ روانہ حضور ہو شیخ نے بموجب حکم عبدالرحمن کو مع خدم و حشم احمد آباد مین چھوڑکر چھٹہ نفر سے درگاہ والا کی راہ لی اونھین دنون مین شاہزادہ سلیم یعنی جہانگیر مقام الہ آباد مین دل آزردہ منحرف بادشاہ سے مقیم تھا شیخ کی طرف سے بھی بہت کچھ دل آزردہ تھا اسکو دل یقین تھا کہ اگر ابوالفضل دربار اکبری مین پہونچا تو زیادہ تر میری جانب سے بادشاہ کو بھڑکاویگا لہذا اس خبر کے سنتے ہی کہ شیخ تنہا روانہ حضور ہوا قابو پاکر راجہ نرسنگہ دیو ولد مدھکر کو جسکا مسکن اثناے راہ دکن مین واقع تھا اور شاہزادہ کے انحراف مین شریک تھا بلاکر راز دل ظاہر کیا اور کہا کہ سر راہ پہونچکر شیخ کو راہ عدم کا مسافر کرے نرسنگہ دیو اس مہم پر مستعد آمادہ ہوکر اپنے ملک کو روانہ ہوا جب شیخ ابوالفضل اوجین آیا تعض خیرخواہون نے راجہ نرسنگہ دیو کے ارادہ فاسد سے اطلاع دے کر عرض کی کہ خیر شرط ہی چونکہ ابوالفضل کی قضا آپہونچی تھی کسیکا کہنا کچھ نسنا پیشتر کو روانہ ہوا۔ سچ ہے قضا سے چارہ نہین عقل و تدبیر کچھ کام نہین کرتی ہی الغرض سنہ ۱۰۱۱ ہجری مین غرہ ربیع الاول کو قصبہ انتری اور سراے کے درمیان مین راجہ نرسنگہ دیو مع راجپوتون کے کمینگاہ سے برآمد ہوا اور اسکا قصد ظاہر ہوا اوسوقت ہمراہیون نے شیخ ابوالفضل سے التماس کیا کہ لشکر غنیم کی کثرت اور ہماری قلت ہے بہتر ہوگا قصبہ انتری مین پناہ لیجاوے جب کسیقدر جمعیت ہوجاوے آگے کو قدم رکھیے شیخ نے جواب دیا مجھسے فقیرزادے کو بادشاہ

سرفراز فرمایا اگر آج اسکے روبرو سے رخ پھیرون کیا آبرو پاؤن — اور آپنے تئین نامرد بناؤن اور ہم چشمون کو کیا آنکھہ دکھلاؤن — اس جوہر کی کیا بساط کہ اسکے مات کے ڈر سے کسیکی شہ ڈھونڈھون اور اپنے فیلبند منصوبہ کو توڑون تقدیر کے آگے تدبیر ہیچ ہے یہ کہکر گھوڑا آگے بڑھایا دشمنون نے بھی گرد اوڑائی بڑی لڑائی ہوئی ایک کی دو اور دو کی چار ہی وہان انبوہ بیشمار ادھر چند سوار شیخ نے روز آخری سمجھا روبہ مزاجی نکی شیرانہ تیوری بیجا رہی — آخر زخم نیزہ کھایا — طایر روح نے قفس عنصری سے پرواز کیا ہمراہیون نے بھی شرط رفاقت ادا کی ساتھہ مین عدم کی راہ لی — راجہ نرسنگہ دیو نے شیخ کا سر کاٹ کر شاہزادہ کے پاس آلہ آباد کو روانہ کیا — شہزادہ نے خوش ہوکر ایسے افسر کے سر کو برے مقام مین پھکوایا کہ جہان ایک مدت تک پڑا رہا — چونکہ اکبر کو شیخ سے بدرجہ غایت محبت تھی جب یہ خبر پہونچی بیہوش ہوگیا چھاتی پر ہاتھہ دے مارا — بیقراری اور بیتابی کے وہ آثار ظاہر کیے جو خلاف شان تھے ع شہنشاہ جہان را در وفاتش دیدہ پرنم شد ہا سکندر را اشک حسرت ریخت کافلاطون زعالم شد ع راے رایان پتر داس جسکو سہ ہزاری منصب اور وہان کا فوجدار تھا مع شیخ عبد الرحمن ولد شیخ ابو الفضل وغیرہ امرا کے راجہ نرسنگہ دیو کے مکافات پر مقرر ہوا حکم ہوا کہ جب تک اوس بدسر کا سر حضور مین نہ لائین جنگ و جدل سے ہاتھہ نہ اوٹھائین مکرر ارشاد ہوا کہ شیخ کے سر کی ہمسری مین اوسکا سر کیا حقیقت ہے اوسکے زن بچہ کو بھی سر دار کرنا چاہیے — حق تو یہ ہے کہ شیخ ابو الفضل اپنے زمانے مین لاجواب تھا حضرت کا حال خود اونکی عبارت سے جو کسی جگہ ذیل مین مندرج ہوگی معلوم ہوجایگا جسوقت شیخ مبارک اور اوسکی اولاد کی دانشمندی شہنشاہ اکبر کو معلوم ہوئی تھی حکم ہوا تھا کہ حاضر ہون — بارھوین سال جلوس کو شیخ ابو الفیض فیضی بڑا لڑکا مبارک کا حاضر ہوکر منظور نظر شہریار اکبر ہوا تھا اونیسوین (19) سال جلوس کو ابو الفضل نے ملازمت کی اسنے اکبر کے نام پر آیۃ الکرسی کی تفسیر لکھی اور بادشاہ کو منظور ہوئی — یہ شخص اکثر علوم مین بہرہ یاب تھا روز بروز مورد الطاف ہوا — اسقدر مرتبہ بڑھا کہ حاسدون کا دل گھٹا — شاہزادون کو رشک تھا امراؤن سے صلاح کرتے تھے کہ اسکو کیونکر گرا دین تا آنکہ اسطرح کا اتفاق واقع ہوا کہ شیخ مبارک اسکے باپ نے اپنے حین حیات قران مجید کی تفسیر نصف درست کی تھی اور نام بادشاہ کا اوسمین مندرج نکیا تھا شیخ نے بعد مرگ پدر چند نقلین اوسکی جا بجا مشہور کردین اور اس امر کا خیال نرہا کہ موافق رسم دنیا کے عنوان کتاب مین نام بادشاہ کا درج کرے حاسدون نے یہ بے ادبی بادشاہ سے عرض کی سنتے ہی پیشگاہ سطوت سے ایسا عتاب ہوا کہ شاہزادہ سلیم وغیرہ امرا کے کان بھرنے سے ابو الفضل کو حکم ہوا کہ سلام کو بھی نہ حاضر ہو — چونکہ شیخ تقرب کے وقت مین مکرر عرض کرتا تھا کہ مجھے سواے حضرت بادشاہ کے شہزادون وغیرہ کسیکی نیاز نہین اسی وجہ سے ہر ایک بر سر پرخاش ہے اور یہ امر اکبر کے دل نشین تھا

علاوہ اسکے اسکی مصاحبت سے اسقدر محظوظ تھا جسکی تفسیر دفترون مین گنجائش نہین کر سکتی بالآخر قصور معاف ہوا۔ ایکدم جدائی منظور نہ تھی جب قضا در پے ہوئی ضرورت مہاجرت استقبال کو آئی ۔ دکن کو مامور ہوا ظاہر انے سبب شاہزادہ سلیم کی عداوت مین مارا گیا ۔ سچ تو یہ ہی کہ موت کے

حیلہ ہزارون ہین پنجۂ مرگ سے کسیکی نجات نہین ہوئی ہے

شاہزادہ سلیم بڑے لڑکے کا بغاوت کرنا

جس زمانہ مین خود بدولت اکبر شاہ نے دکن کو عزیمت کی شاہزادہ سلیم نے رانا کے استیصال پر رخصت پائی اور یہ شاہزادہ اجمیر مین مقیم ہو کر رانا کی خرابی مین ساعی تھا اور راجہ مانسنگہ سپہ سالاری مین ہمرکاب تھا امراے بنگالہ کی تحریر سے واضح ہوا کہ پٹھانون نے قابو پا کر شورش برپا کی ہے اور کنور مہاسنگہ ولد راجہ مانسنگہ جو اپنے باپ کی نیابت پر وہان تھا خفیف سی لڑائی مین شکست کھائی راجہ مانسنگہ نے اس واقعہ سے حضور شاہزادہ سلیم مین عرض کیا کہ بادشاہ متوجہ دکن ہی اسوقت مین اگر حضور الہ آباس مین تشریف لاوین رفع شورش ہو گی ۔ شاہزادہ نے بموجب التماس اور صوابدید ملکی کے اجمیر سے کوچ کر کے الہ آباس مین مقام کیا اور اپنی جاگیرات آگرہ کو بدستور رکھکر صوبہ الہ آباد کے محال کو بھی جو آصفخان جعفر کے جاگیر سے متعلق تھا اپنی سرکار مین داخل کیا اور تیس لاکھ روپیہ جو خزانہ مین بابت صوبۂ بہار اور اون اطراف کے تھا اور کشور داس دیوان نے جمع کیا تھا اوسکو سپاہ بھیجکر اوٹھوا منگوایا ایسی ایسی حرکات سے کہ بدون حکم حضور بادشاہ کے سرزد ہوئے شاہزادہ کی نسبت بغاوت کے آثار پیدا ہوئے اور دراندازون کو بھی موقع ملا کسیقدر اپنی طرف سے جھوٹ سچ جوڑ کر حضور مین عرض کی حضور سے فرمان نصیحت عنوان محمد شریف ولد عبد الصمد شیرین قلم کی مصاحبت مین صادر ہوا لیکن اوسکا کچھ نتیجہ ظاہر نہوا جب کہ اکبر دکن سے معاودت کر کے اکبر آباد آیا اور ابو الفضل پر وہ واردات گذری شاہزادہ تیس ہزار سوار سے الہ آباد سے آگرہ کو متوجہ ہوا دولتخواہون نے عرض کیا کہ آنا شاہزادہ کا کثرت سپاہ کے ساتھ حضور میں قرین مصلحت نہین لہذا فرمان صادر ہوا کہ آنا تمھارا اس شان سے منظور نہین اگر غرض اظہار جمعیت سپاہ سے ہی دریافت ہو گیا لازم ہی کہ مردم ہمراہی کو جاگیر پر رخصت کر کے جریدہ حاضر حضور ہو اور اگر کسی طرح کا اسطرف سے واہمہ ہو الہ آباد کو روانہ ہو جاؤ جب اطمینان دلی حاصل ہو ملازمت مین حاضر آئے شاہزادہ نے درجواب عرضی عجز وانکسار کی روانہ کر الہ آباد کو معاودت کی بعدہ فرمان صادر ہوا کہ صوبۂ بنگالہ اور اوڑیسہ تمھاری جاگیر مین عطا ہوا چاہیے کہ مقام مذکور کو روانہ ہو شاہزادہ نے وہان کا جانا نامنظور کیا ۔ اس عدول حکمی سے بھی لوگون نے بادشاہ کو بھڑکایا سلیمہ سلطان بیگم کو دلجوئی کے واسطے روانہ کیا الہ آباد مین پہونچکر ہر طرح سے دلجمعی کر کے شاہزادہ کو اپنے

ہمراہ حضور مین لائی جب ایکمنزل اکبرآباد رہگیا حسب استدعا کے مریم مکانی والدہ اکبرشاہ جاکر شہزادہ کو اپنے مکان مین لائین اور اکبر بادشاہ بھی وہان پر تشریف لیگیا شاہزادہ نے مریم مکانی کے توسل سے قدمبوس حاصل کرکے ایکہزار طلائی مہر اور نوسو ستتر زنجیر فیل نذر دکھلائی۔ بادشاہ نے عنایت کرکے شاہزادہ کو بغل مین لیا اور اپنے سر سے پگڑی اوتار کر کے شاہزادہ کے سر پر رکھی اور حکم دیا کہ شادیانہ بجایا جاوے اڑتالیسوین سال جلوس مین یہ واقعات ہوئے بعد چند دنون کے پھر شاہزادہ کو رانا کی سرکوبی کو روانہ فرمایا۔ شاہزادہ نے کسی موقع سے رانا کی سرکوبی ملتوی کرکے یا بطور شرمانے کے بدون اجازت پدر الہ آباد کی راہ لی۔ اور اس بات سے دل آزردگی اکبرشاہ کی زیادہ ہوئی اونچاسوین برس اکبر کی مان مریم مکانی کا انتقال ہوا اکبر نے بموجب رسم بزرگان داڑھی اور سر کے بال منڈوا کر ماتم کیا اور اپنی مان کی لاش کو چند قدم کندھا دیکر دہلی کو روانہ کی شاہزادہ سلیم اس خبر کے سنتے ہی سعادت اندوز حضوری ہوا

شاہزادہ دانیال کی رحلت کا بیان

سلطان دانیال اپنے بھائی مراد کے طور پر رات دن میخواری مین بسر کرتا تھا ہر چند اکبر نے فرامین نصیحت صادر فرمائے اور چند معتمد نصیحت کے لیے مقرر بھی ہوئے مگر کچھہ نہوا چند مدت تک خانخانان عبدالرحیم اور خواجہ ابوالحسن نے بموجب حکم شاہی سب کچھہ حفاظت کی اور خلوت اور جلوت مین دربان اور محافظ مقرر کیے۔ تب یہ شاہزادہ شکارگاہ کے حیلہ سے جنگل کی راہ پکڑتا قراول لوگ بموجب ایما کے بندوق کی نعل مین شراب بھر کر پہونچاتے اور کسی بکری کے روده مین چھپا کر دستارخوان مین پہونچاتے آخر کثرت میکشی نے زندگانی مین خلل کیا قوائے باطنی نے ضعف پکڑا انجام کو چالیس روز تک ایسا بیمار رہا کہ کروٹ بدلنا دشوار ہوا دوا معالجہ سے کچھہ سود نہوا۔ آخر کار ۱۰۱۳ سنہ ہجری مین مطابق سال پچاس جلوس کو ساڑھے بتیس برس کی عمر مین سپنجائے تقا کی راہ لی

رحلت بادشاہ اکبر کا بیان

اکبر سلطان مراد کی وفات سے غمزدہ تو تھا ہی دوسرا یہ واقعہ ہوا داغ پر داغ بیٹھا۔ ناتوانی نے زور دکھایا مرکز اعتدال سے مزاج مبارک منحرف ہوا آخر بستر ناکامی پر صاحب فراش ہوا خیرخواہون نے خیرخیرات دوا معالجہ صدقہ وغیرہ سب کچھہ کیا حکیم علی جو حکماے دربار مین سردار تھا معالجہ کو حاضر ہوا۔ آٹھہ روز تک بطور خود چھوڑ دیا کہ شاید قوت خاص سے عارضہ کی مدافعت ہو جب بیماری نے اور بھی سختی پکڑی نوین روز علاج شروع ہوئی دس روز تدبیر و معالجہ مین گذرے لا کچھہ سود نہوا۔ اسہال شروع ہو گیا اسکی بھی علاج کی کچھہ افاقہ نظر نہ آیا اور ایسے امراض متضادہ نے گھیر لیا کہ ایک کی دوا سے دوسرے کی ترقی ہونے لگی باوجود ایسے ضعف اور ہنگامہ کے استقلال سے شہنشاہ اکبر نے کیا استقلال ظاہر کیا کہ کسیکو بار عام سے ممانعت نفرمائی۔ جب نزع کا عالم روبرو ہوا حکیم علی نے معالجہ سے ہاتھ کھینچکر فرار اختیار کیا بدہ کی رات ۱۲ جمادی الآخرے

سنہ ۱۰۱۴ ہجری کو مطابق باون برس جلوس کے ۶۵ برس قمری کے عمر مین واقعہ اکبرآباد عالم بقا کی راہ لی تجہیز و تکفین کے بعد باغ سکندرہ مضاف اکبرآباد مین مدفون ہوا اکثر لوگون نے تاریخ وفات نظم و نثر مین لکہی منجملہ اونکے یہ تاریخ آصف خان جعفر کی ہے ع فوت شد اکبر از قضاے الٰہ ✤ گشت تاریخ فوت اکبر شاہ ✤ اکیاون برس دو مہینے نوروز حکمرانی کی ✤ ✤ ✤

ذکر احوال موتمن الدولہ شیخ ابو الفضل کا جو کہ شیخ موصوف نے آئین اکبری کے اخیر مین درج کیا ہی

راقم شکرنامہ کے دلمین ایسا تھا کہ کچھ تھوڑا سا حال اپنے بزرگون کا اور کچھ اپنی کیفیت لکھکر ایک خود رسالہ طیار کرے تاکہ دور اندیشون کے واسطے عبرت ہوئی لیکن اشغال گوناگون خصوص تحریر اس کتاب آگاہی نے مجھے باز رکھا اسی اثنا مین پیام آراے غیبی نے ایسا اشارہ کیا کہ ناہنجاری روزگار سے یہ بات نہین کہ علحدہ گزارش ہو کسیقدر اسی اقبالنامہ مین لکھنا سزاوار ہی لہذا اس جگہ تحریر کیا ۔ از آنجا کہ نسب سرا ہونا تہیدستی سے بزرگون کی ہڈیون کا بیچنا اور اسباب نادانی کو بازار مین لانا ہی اور شوریدہ مغزی سے دوسرون کے ہنر پر ناز کرنا اور اپنے عیب کو نہ دیکھنا ہی نہین جانتا تھا کہ وہ افسانہ گزاری کرے ۔ اور اس بادیہ سنگلاخ مین سلسلۂ کار کسی طرف نہ پہونچا سکے ۔ اہل روزگار نسب کو تخمہ و نژاد و نژاد سے تعبیر فرماتے ہین اور اوسکو اعلی و اسفل قرار دیتے ہین ہوشیار آگاہ دل خوب جانتا ہی کہ یہ وہ ہی کہ اوسکی کسے بزرگ نے ثروت ظاہری یا شناسائی باطنی مین چہرہ دستی پاکر لقب یا خرقہ مسکن کے نام سے مشہور ہوا اگرچہ عام جوہر دم زاد کو فرزندان آدم صفی سے سمجھتے ہین اور بیچ گفتگوے داستان کہنے والون کے دل نہاد کرکے دوسرا شبہہ نہین فرماتے ظاہر ہی کہ اس معاملہ مین ابھی ہین راستہ سے بھٹکاتے ہین اور اون گوہر گرامی کا اعتماد نہین کرتے پس کسواسطے سعادت گزین بیدار دل ایسے فسانہ کو سنکر خواب غفلت پسند کرے اور اوسپر تکیہ کرکے حقیقت پژوہی سے دور رہے ۔ نوح کے فرزند کو باپ کی ایزد شناسی سے کیا فایدہ اور ابراہیم خلیل کو پشتہا پشت کی بت پرستی سے کیا نقصان ع بندۂ عشق شو و ترک نسب کن جامی ✤ کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزی نیست ✤ لیکن بمقتضاے سرنوشت اسماعی صورت پرستون مین ایک مجھے بھی صورت پرستی ضرور ہی ع

ذکر ہی کہ

باپ داوے کا شمار کرنا داستان دراز ہی کیونکہ انفاس گرامی کو واہیات مین ضایع کرے چند بزرگ لباس ولایت مین اور چند علوم رسمی مین اور بعض امارت مین اور بعض معاملہ گذاری مین اور بعض تجرد اور تنہائی مین بسر کرتے رہتے ہین ۔ چند دنون سے سرزمین یمن وطن رہا ہی شیخ موسے پانچوین پشت اول حال مین دنیا سے رمیدگی ہوئی ترک خانمان کرکے غربت اختیار کی اور علم و عمل کی ہمرہی مین معمورۂ جہان

سنہ ۹۰۹ مین قصبہ ریل جو سوستان کے متعلق ایک نزہتگاہ ہے عزلت قبول کی اور خدا آگہان حقیقت پژوہ
کے پیوند دوستی سے کتخدا ہوا اگرچہ جنگل سے شہر مین آیا۔ لیکن تجرد سے ساتھ تعلق کے نمونہ لایا اوسی انداز
آگہی پر بکر انفاس گرامی کو اپنی آویزش مین آخر کرتا اور نئے بدل زندگی کو نقش بو قلمون کی پیراستگی مین
مصروف رکھتا اور لڑکے پوتے اوسکے گرداگرد مشغول خورسندی تھے اور دانش عیانی اور بیانی سیکھتے
آغاز سنہ ہجری مین شیخ خضر کو بعض اولیاے ہند کے دیکھنے کی آرزو ہوئی ۔ اور چند خویش اور دوستون
کے ساتھ ہندوستان مین آکر شہر ناگور کو پہونچا ۔ سید یحیی بخاری اچی جو مخدوم جہانیان کا جانشین
اور ولایت معنوی سے بہرۂ وافی رکھتا تھا۔ اور شیخ عبد الرزاق قادری بغدادی اولاد گرامی اولیاے
بزرگ سید عبد القادر جیلی اور شیخ یوسف خورسندی کہ صورت و معنی کی سیر سے ہوئے تھے اور بہت سے کمالات
حقیقی فراہم کرکے گذرگاہ اور رہنمائی خلق مین بسر کرتے تھے اور جہان کو اوسکی رہ آورد سے ذخیرہ ملتا ان بزرگون
کی گرمجوئی اور دلجوئی اور غربت سے توطن قبول کیا سنہ ۹۱۱ ہجری مین شیخ مبارک کی ولادت ہوئی چار ہی
سال مین لوامع آگہی سے تجلی ہوئی اور ۹ برس کی عمر مین سرمایۂ بزرگ حاصل ہوا۔ چودھوین سال علوم
متداولہ سیکھے اگرچہ اکثر قافلہ سالاران راہ خدا کی عنایت اس بزرگ پر تھی مگر شیخ عطن کی ملازمت مین اکثر
بسر اوقات ہوتی تھی شیخ ترک نژاد کی ایکسو بیس برس کی عمر ہوئی سکندر لودی کے وقت مین اوس شہر مین
وطن گاہ مقرر کیا اور شیخ سالار ناگوری کے خدمت مین پایۂ والا کو پہونچا اور توران و ایران مین دانائی سیکھی
القصہ شیخ خضر خورسند کی طرف پھرا یہ حال تھا کہ بعضے نزدیکون کو اسطرف بلاوے مگر حیات مستعار
راہ ہی مین منقطع ہوئی ۔ حدود ناگور مین بڑا قحط نمود ہوا و باے عام ظاہر ہوئی سواے ابو الفضل کے دادی
کے باقی جملہ نقش فانی ہوئے پدر بزرگوار کو ہمیشہ غربت کی سوجھی تھی اور ہر سرزمین کے بزرگان وقت
کے دیکھنے کی آرزو تھی لیکن وہ کدبانوی خاندان عفت اجازت نہ دیتی اور آپ کے دل مین سرکشی تھی
اسی کشاکش مین شیخ فیاضی بخاری قدس سرہ کی ملازمت مین پہونچے ۔ اور شورش دل نے
افزایش پکڑی انھون نے سوال کیا جواب ہوا کہ عنقریب ایک شخص کو قرار ہدایت پر لاتے ہین اور
جو نیدگان آگہی کی رہنمائی پر مقرر کرتے ہین عبد اللہ نام رکھا ہے گرامی لقب اوسکا خواجہ احرار ہوگا
انتظار اوسوقت کا کرے اور آئین اوسکی قبول کرے خواجہ اوسوقت مین اہلیہ پایۂ عرصۂ تکاپو تھے ۔ اور
خاندان اوسے حقیقت کی جستجو مین دوا دوش رکھتے تھے جب وقت پہونچا اور اوس پایۂ والا مین سرافراز
پائی تلقین خدا پژوہی کی اوس سے حاصل ہوئی گمنامی کو اوسکی خلوت فرمائی اور نئے تعینی اوسکا منشیہ
مقرر ہوا سخنان خواجہ مین جس جگہ کہ درویش سے تعبیر ہوتی تھی اوس یگانۂ آفاق کو چاہتے تھے قریب

چالیس برس کے دیار خطا میں بسر کیا - اور جنگل و پہاڑ میں عشرت تنہائی رکھتا تھا - اکیسویں برس کی عمر یابی
اور گروہی درویشی کے آثار اوسی طرح پر افزایش رکھتے تھے - ایک رات کو پدر بزرگوار اوس ملک زاد بوم میں چند خدا جویان سعادت
منش سے داستان حقیقت کہتا رہا اور بہت سے نکات دل افروز ظہور میں آتے رہے ناگاہ ایک آہ کی آواز کان میں
پہونچی اور تجلی الٰہی چمکی ہر چند خیال دوڑایا مگر نشان نپایا دوسرے روز بڑے تکاپو اور تجسس سے روشن ہوا کہ کسی
کمہار کے مکان میں وہ بزرگ معنوی عزلت گزین ہے اوسکے نور ارادت سے ایک زمانہ آسودہ ہوا اور خاطر ہرزہ گرا
سے باز آیا ہمیشہ چار ماہ تک سعادت زیادہ کرتے تھے اور اوسکی نظر کیمیا اثر سے عیاری کی افزایش کرتے تھے
اوسی نزدیکی میں سفر اقدس ظاہر ہوا دل کو گوناگون حقایق سے امر فرمایا اور جویندگان حقیقت کی رہنمونی میں اشارہ
ہوا اور خوشدلی اور فارغ البالی سے رخت ہستی اوٹھایا اوسی نزدیکی میں نقادۂ دودمان عصمت جو تعلیم پدر بزرگوار
کی فرماتی تھی اس خاکدان فانی سے روپوش ہوئین پدر بزرگوار نے بآئین تجرد دریاے شور کی طرف قدم اوٹھایا
ارادہ یہ تھا کہ راہ چار دیوار معمورہ کی پیمایش کی جاوے اور گروہا گروہ مردم سے فیض لیا جاوے احمد آباد گجرات میں فائز
مرتبۂ والا ہوئے اور دانش تازہ حاصل ہوئی اور ہر ایک فن کی سند حاصل کی اور آئین امام مالک و شافعی اور ابو حنیفہ و حنبل کی ہر ایک بزرگ وائمہ میں
طرح طرح کی دریافت فرمائی اصول و فروع سب یکجا کیے اور تکاپوے سخت سے پایۂ اجتہاد ظاہر ہوا اگرچہ بموجب
اجداد بزرگان مانند ابو حنیفہ کے روش اختیار کی تھی لیکن ہمیشہ کردار کو احوط سے آرایش دیتے اور تقلید سے برکنار رہنے
کی دلیل کرتے اور جو کچھ نفس کو دشوار معلوم ہوتا اوسے اختیار کرتے اور سعادت منشی اور روشن ستارگی سے علم
ظاہری سے حقایق معنوی میں پہونچ ہوئی - اور نزہتگاہ صوری ملک حقیقت کی رہنما ہوئی تصوف اور اشراق کے
اسالیب حاصل کیے اکثر کتابیں نظر و تامل سے دیکھی گئیں خاصکر حقایق شیخ عربی اور شیخ ابن فارض اور شیخ صدر الدین
قونوی وغیرہ اصحاب عیانی و بیانی پر نظر عاطفت ڈالی او نظر تماشے نے اندازہ حاصل ہوئین اور روشنہاے
بوالعجب روشن ہوئین اور بزرگترین عطایاے الٰہی سے خطیب ابوالفضل کی ملازمت حاصل ہوئی اوسنے براہ
قدر دانی اور آدم شناسی کے فرزندی میں قبول کیا اور واسطے تعلیم علوم طرح طرح کے مصروف ہوا - اور
گوناگون دانش کے سیکھنے کی ہمت کی تجرید کے مراتب اور غوامض شفا اور اشارات اور دقایق تذکرہ اور مجسطی کے
سیکھے سرابستان حکمت کو طراوت پدید ہوئی عمر و خرد پژوہ فرمان روایان گجرات کی سعی سے شیراز سے
اس ملک میں آیا - اور بستان شناسائی میں روشنی تازہ ہوئی لیکن درحقیقت علوم حقیقی عقلی مولانا
جلال الدین دوانی کی شاگردی میں حاصل ہوئے - جناب مولوی نے اول اپنے والد سے اور اوائل کے مقدمات
سیکھے - بعدہ شیراز میں مولانا محی الدین اشکبار اور خواجہ حسن شاہ بقال سے دانش آموزی کی
یہ دونو بزرگ شاگردان سید شریف جرجانی کے ہیں اور کسیقدر مولانا ہمام الدین گلباری کے مدرسہ میں بھی

آنا جانا کرتے رہے - غرض کہ بخت کی رسائی سے عجب کشایش ظاہر ہوئی - اور کتب حکمت کے مغز کو پہونچے
اونکے مطالب کو ذہن نشین کیا - جیسا کہ اوسکی تصانیف گواہ ہین اوسی شہر فیض بہر مین پدر بزرگوار
کو شیخ عمر ثتوی کے جو اکابر اولیاے زمانہ مین سے تھا ملازمت حاصل ہوئی وہان اور ہی رنگ سے
تعلیم ہوئی اور اکثر شطاریہ اور طیفوریہ اور چشتیہ اور سہروردیہ دریافت ہوئے اور بھی اوسی شہر مین
شیخ یوسف سرمست کی خدمت ملی - اور سرمایہ آگہی حاصل ہوا ہمیشہ آداب عبودیت ملحوظ رہتے
آخر اوس گرامی صحبت کی برکت سے یہ حوصلہ ہوا کہ نقوش علمی ساحت ضمیر سے حک کیے جاوین - اور ہمیات
سے نفرت کرکے جمال مطلق کے محو ہون مگر اوس ہادی حقیقت نے اس عزم سے باز رکھا اور فرمایا کہ انھون
سفر دریا مسدود ہے آگرہ کو جایا چاہیے اگر وہان مدعا نکلے تب توران و ایران کو جائیو - اور علم رسمی
طیلسان احوال اپنے کی بنائیے اسی اشارے کے بموجب غرۂ اردی بہشت سنہ ۴۶۵ جلالی مطابق
چہارشنبہ چھٹوین محرم سنہ ۹۵۰ ہجری کو آگرہ پہونچے میان شیخ علاء الدین مجذوب کی مصاحبت ہوئی
اور اوس مستی سے ہوشیار ہو کر فرمایا حکم خداوند ہے کہ اس شہر مین مقیم ہو کر ترک گردش کیجاوے آخر کو
مقام ہوا دریاے جون کے کنارے میر رفیع الدین صفوی ایجی کے مزار کے جوار مین قیام فرمایا - اور خاندان
قریش سے جو علم و عمل مین درست تھے نسبت تاہل کے ظاہر ہوئے اور اسی شہر مین دوستی پیدا کی
اور وہ دانا دل اس نوبادہ شناسائی کو مغتنم سمجھکر کشادہ پیشانی سے دلجوئی مین حاضر ہوا - چونکہ
اسباب ثروت بکثرت رکھتا تھا ایسی خواہش کی کہ یہ بھی اوسے اختیار کرین مگر انھون نے
قبول نفرمایا میر صاحب ممدوح سادات بزرگ حسنی الحسینی مین ہین کسیقدر انکے لڑکون کا
حال شیخ سخاوی کے تذکرون مین مذکور ہے اگرچہ انکا وطنگاہ موضع ایک شیراز ہے اور دیر باز سے
حجاز کی سیر کرتے ہین اور ہمیشہ اسی دو جگہ پر بسر کیا - اگرچہ معقول و منقول اپنے بزرگون سے
سیکھتا لیکن مولانا جلال الدین دوانی کی شاگردی سے کچھ اور ہی جلا حاصل کی اور حریرہ عزت مین
انواع علوم نقلی شیخ سخاوی مصری قاہری شاگرد ابن حجر عسقلانی سے حاصل کیے اور رجب سنہ ۹۵۴ ہجری
مین داعی حق سے لبیک کہی والد بزرگوار کو اپنا جانشین بنایا - والد بزرگوار نے ہمیشہ شست و شوے
باطن اور گوہر ظاہر کی صفائی پر میل رکھا اور کارساز حقیقی کی نیاز مین رہکر درس گوناگون اختیار کیا
اور گفتگوے پاستانی کو چہرۂ حال کا روپوش فرمایا اور زبان خواہش قطع کی اگر اہل ارادت
کچھ نذر نیاز لاتے تو کسیقدر لیکر اور لوگون سے عذر کر دیتا اور دست ہمت کو آلودہ نفرماتا - تھوڑے
دنون مین دانشوران کا جاے رجوع ہوا - بزرگ و کوچک کا مقام زیارت ہوا - یاران زمانہ کو

حسد نے آدبایا دوستی سے انجمن افروزی شروع ہوئی مگر انکا یہ حال تھا کہ نہ اول حال سے خوش تھا
نہ دوم سے ملال شیر خان اور سلیم خان وغیرہ بزرگوار اس خیال پر ہوئے کہ وجوہ سلطانی سے کچھ قبول کرین
ازانجا کہ ہمت بلند اور نظر عالی تھی انکار محض کردیا۔ چونکہ انکی ذات مین لوگون کی رہنمائی و ودیعت نہادۂ
دست قدرت تھی۔ اور درگاہ سے فرمان راست گذاری رکھتا تھا۔ اور اشارۂ اولیاے زمان مددہر
اور مہربانی ہواداروں کی روز افزون تھی ہمیشہ آیندگان مجلس اور جویندگان آگاہی کی ہدایت فرماتا۔ اور ترہات بونون
کی سرزنش بیان کرتا ظاہر پرست رنج کھینچے اور نالایق تو ہمات کرتے چونکہ بیان تو ہنگامہ آرائی کا ارادہ ہی تھا
معرکہ آرائی کی کبھی عزیمت ہوتی نہ حق گوئی اور نکوہش بدکاری مین دریغ ہوتا۔ اور آزردہ دلون کی پرخاش
جوئی مین توجہ ہوتی اسی حال مین خداوند تعالی نے اولاد سعادت نہاد عطا فرمائی۔ اگرچہ ہمیشہ گفتگوے
علمی کا مشغلہ تھا۔ مگر دانشہاے حقیقی کا اظہار کم کرتا تھا۔ جسوقت حضرت جنت آشیانی کے قدم مبارک
شہر مین آئے چند تورانی اور ایرانی بھی بد بزرگوار کے حضور مین پہونچے اور انجمن دانائی کو رونق تازہ ظاہر ہوئی
ہنوز اس ہنگامہ نے بخوبی گرم بازاری ظاہر نہ کی تھی کہ سخت حادثہ ہوا۔ ہیمون نے خیرگی شروع کی۔ نیکان زمانہ
کنج نشین ہوئے سفر ناکامی پیش آیا مگر بد بزرگوار اوسی گوشۂ عزلت مین مقیم رہا اور بتائید الٰہی ہیمون نے
کاردیدہ لوگون کو بھیجکر معذرت کی اور اونکی سفارش سے اکثر لوگ تنگناے غم سے رہا ہوکر بزمگاہ شادی
مین گرم خرام ہوئے اول سال جلوس شاہی مین قحط سال عظیم ہوا۔ وہ معمورہ بالکل خراب ہوا بجز چند گھرون
کے اثر آبادی مفقود ہوا آگرہ بلاد ہندستان مین یہ بلا ظاہر ہوئی مگر بد پیر وہین پر ثابت قدم رہا۔ راقم
شکر فنامہ اوسوقت پانچ برس کا تھا اور آگہی اسقدر پیش طاق بینش چکی تھی کہ گفتگو مین نہین آسکتا۔
یہ سب سانحہ بہت عمدہ طور پر یاد ہی غرضکہ اس انقلاب مین ستر آدمی مرد اور عورت اوس کاشانہ مین باقی
رہے۔ برادران زمانہ کو فراخی حال اور نشاط درویشان سے حسرت تھی کیمیاگری اور سحر طرازی کا گمان کرتے
تھے کبھی سیر بھر غلہ ملجاتا اوسکو مٹی کی دیگون مین اوبال کر اوسکا آبجوش اس جماعت مین تقسیم ہوتا تھا
تعجب یہ کہ غم روزی نہ تھا۔ اور سواے اندیشۂ پرستش ایزدی کے کوئی بات دلمین نہ آتی تھی۔ آخر رحمت
ایزدی ظاہر ہوئی اور نیزۂ اقبال شاہی آیا۔ جہان نے معدلت روز افزون سے روشنی پائی بارگاہ خرد
کی آرایش ہوئی اسباب آگاہی کی گران قیمت ہوئی گوناگون لوگون نے خزینۂ عقل سے فوائد گران
حاصل کیے اور اوس نورانی سرشت کا خلوتکدہ مجمع دانایان ہفت کشور ہوا اور سخن بلندی گرا ہوا حسود
افسردہ ہوئے اور بدگوہرون کی ناتوان بینی نے افزایش پکڑی سگر والد بزرگوار اوسی اپنے آئین پر
سرگرم رہکر راہ و رسم مین مصروف تھے اب لوگون نے یہ اختیار کیا کوئی عہدہ بتلاتا اور اپنے گفتار

گفتگوے پریشان سے قصہ بناتے اور سادہ لوحان روزگار کو مغالطہ دہی کرتے۔ اور حال تباہ سے دل آزاری
مین تگاپو کرتے۔ اور انکی نباہ بیچی کی دست آویز شیخ علائی ہی۔ ہندوستان مین ایک گروہ ہی جو میر سید محمد
جونپوری کو مہدی موعود جانتے ہین اور اسی بحث مین مبالغہ کرتے ہین۔ علم و عمل اور تہذیب اخلاق انکے
نصوص کو فراموش کرکے اس مذہب مین غور کرتے ہین اور سلیم خان کے زمانہ مین ایک شخص شیخ علائی
نام ظاہر و باطن آراستہ اس طرح مین تھا اور اس شہر مین براہ تذویر بیر بزرگوار کے دیکھنے کو آیا۔ اور پیوند عنصری کے
توڑنے مین ہنگامہ آرائی ہوئی۔ اور سجل درست کی۔ بیر بزرگوار نے ان سے موافقت کی۔ اور عقل و
نقل کو انکا معاضد بنایا۔ مرزبان ہندوستان کے حضور مین ہنگامہ آرائیان ہوئین۔ اور اندیشہ تباہ
سے کوشش کرنا شروع کین۔ مسند آرای حکومت نے دانشمندان زمانہ کو فراہم کیا۔ اور حکم شرع
کی جستجو مین تگاپو اختیار فرمایا۔ اور بیر بزرگوار کو بھی اوس انجمن مین طلب فرمایا جسوقت ان سے
دریافت کیا برخلاف اور لوگون کے جواب پایا۔ اوسوقت سے اون لوگون نے دشمنی پر کمر مضبوط باندھی
اور اس معاملہ مین کہ وجود مہدی علیہ السلام کا خبر احاد سے ہی بمحض عناد چندان کوشش کی کہ اوسکا نام بنام ہذا
اور چند بدگوہرون نے آئین شیعہ کا وہم کرکے راہ نکوہش ظاہر کرنا شروع کی اور یہ نجانا کہ پہچاننا اور بات
ہی اور قبول کرنا اور امر ہی۔ اسی زمانہ مین ایک شخص کو جو سادات عراق سے یگانۂ روزگار تھا۔ اور علم با عمل
رکھتا تھا تہمت لگائی۔ اور توجہ شاہنشاہی سے اوسکے دامن حال تک انکا ہاتھ نہ پہونچ سکتا تھا۔ انکے گروہ نے
محفل بادشاہی مین ظاہر کیا کہ میر کی پیش نمازی روا نہین ہی کیونکہ اوسکی گواہی مردود ہوتی ہی۔ پس
اوسکا اقتدار کیونکر لازم ہی اور چند روایات حنفیہ گذشتہ زمانے کی بطور شہادت بیان ہوئین کہ اشراف
عراق کو شاہد نہ سمجھنا چاہیے۔ آخر میر مذکور کار دشوار چونکہ رابطۂ اخوت رکھتا تھا حقیقت حال کو ظاہر کیا
بیر بزرگوار نے تسلی کی۔ اور بدسگالون کی گفتگو پر دلیر کیا اور اوس نقل کے جواب مین فرمایا کہ وہ لوگ
اوسکے معانی نہین سمجھتے ہین جو کچھہ کہ کتب حنفی سے بیان کیا ہی عراق کی مراد عرب سے ہی نہ عراق عجم
سے کتنی جگہ اس معانی پر تصریح ہوئی ہی اور اشراف اور اشراف و اشراف کے معانی مین تمیز نہین کیا
جو کہ مراد امرا اور کشتکار وغیرہ سے ہی تیسرے اوساط جنکو محترفہ اور اہل بازار پر منحصر کیا ہی۔ چہارم ادنے
لوگ جنکا مرتبہ انہون تک نہین پہونچتا ہی مانند پاجی اور ہرزہ گرد لکھا ہی تاکہ بروقت نکوئی کے کیونکر
سلوک کیا جاوے اور ہر ایک کی بدکرداری کا بدلہ کیونکر دیا جاوے اور سچ ہی اگر ہر ایک بدکنندہ کو یکسان
سزا دیجاوے تو شاہراہ معدلت سے دور ہی میر اس آگہی سے خوش ہوا۔ اور گوناگون نشاط کرکے
اوس نوشتہ شیخ کو اپنی پاکدامنی اور لوگون کی ناشناسائی کی شہادت پر یارون کی نظر مین پیش کیا

وہ لوگ حیران ہوئے جب اونھین پدر بزرگوار کی دانائی معلوم ہوئی حسد سے برافروختہ ہوئے اور اسطور پر چند
مرتبہ پدر بزرگوار کی یاوری ظاہر ہوئی سبحان اللہ باوجودیکہ گروہا گروہ مردم یقین رکھتے ہین کہ کوئی ایسا امر
نہین ہی کہ کوئی امر خلاف اوسمین واقع نہوا اور نہ اسقدر بطلان آمود اور باوجود اس بات کے اگر کسی
ایک شناسا سے کسی مسئلہ مین برخلاف آئین اپنے کے تحسین کرے اوسکے سرکو نہین پہونچتے اور اوسکی عداوت پر
کمر باندھتے ہین اور بعد درازی سخن کے اوس نکوہش سے باز رہکر تشنیع سے مضرت کرتے ہین لیکن حمایت
الہی سے ہمیشہ شرمساری اور خجالت ہی کو ہمیشہ اونکو غم اور کدورت پہونچتا مگر حسد و بدسگالی سے باز نہین آتے
تا آنکہ نیرنگی زمانہ اور بوالعجبی روزگار نے نقش تازہ دکھلایا۔ اور تفرقۂ عظیم برپا ہوا چودھوین ۱۴ سال ۱۱ الٰہی
مطابق سنہ ۹ ہلالی پدر بزرگوار گوشۂ عزلت سے برآمد ہوئے اور عجب عجب سختیان نازل ہوئین تھوڑا سا
حال یہ ہی اگر ہمیشہ زنبور خانۂ حسد سے سوزش اوٹھتی اور مار سوراخ دشمنی کا جوش مین تھا۔ اور شب چراغ
دوستی بے فروغ ہوا تھا نیکان روزگار نے بدی پر دل باندھا اور دروازہ بیگانگی کا کھولا تھا جیسا کہ کسیقدر
آگاہ ہستی ہوا لیکن اندنون مین کہ مایۂ دانش نے بلندی پکڑی اور بزرگان روزگار نے شاگردی قبول کی
وہ ہنگامہ مردم [illegible] گرم بازاری کی اور پدر بزرگوار جب اپنے آئین کے نمونے نکومیدہ ظاہر کرتا اور دوستون
[illegible] ابھرتا ہوا [illegible] سے باز رکھتا [illegible] زمانہ اور مشایخ روزگار حوادث شجستہ کو اپنے عیوب کا آئینہ
جانتے تھے تباہ سگالی اور چارہ اندوزی مین بیٹھے اور اپنے کو بیمار تباہ اندیشون کا بنایا اور باخود یہ بات
کیا اگر کچھ بھی ذہن نشین بادشاہ وقت ہو تو ہمارے پرانے اعتبار کا کیا حال ہوگا اور انجام کار کیا ہوتا ہے
پس اس خیال سے کینہ وری اختیار کی بہتان اور افترا پردازی اختیار بہتان بیانی اور حیلہ اندوزی کی
باتین کرکے اکثر نزدیکان درگاہ ہمایون کو اپنی طرف رجوع کر لیا بعض بدگوہرون کو پیرایہ تعصب دینی سے
برافروختہ کیا اگرچہ مدت سے یہی حال تھا لیکن بروقت مین حق گذاران سعادت آمود کی یاوری سے انکی
بازار سرد ہوجاتی تھی اسوقت مین کہ وہ گروہ راستی پیشہ مہجور ہوے اور خوشامدی سر دفتر باریابان بزم
ہمایونی مقرر ہوئے تباہ پرستون نے موقع پایا ایک مرتبہ والد بزرگوار ایک دوست خدا کے مکان پر
گیا تھا اور راقم بھی ہمراہ تھا کہ وہ رعونت فروش غرور افزا بھی اوس انجمن مین حاضر ہوا اور باتین
شروع کین۔ مجھے دانش اور شباب کی مستی سر مین تھی اور پدر سے جاے معاملہ مین ایک قدم بھی جانے
کا اتفاق نہوا تھا اوسکی بیہودہ گوئی سے میری زبان کھل گئی اور یہان تک گفتگو نے طول پکڑا کہ وہ نادم ہوا
اور دیکھنے والون کو حسرت ہوئی۔ اوسدن سے نادانی کے انتقام سے کو ہمت مضبوط کی اور اوس گروہ
شکستہ امید کو بھی تیز تر کیا پدر بزرگوار ان کے کید سے بیخبر اور مین بھی اپنی مستی مین سرشار رہا۔

اول اون بیدینان دنیا پرست نے مانند سالوسیان حق گذار کے حق گذاری اور دین آرائی مین متوجہ ہوکر مجلسین
گرم کرنا شروع کین جسوقت خدیو عالم نے خیر سگالی اور نیک اندیشی معاملہ کیش اور دانش اور داد ایسے گروہ نیک نظام کیا
کھلی ہو۔ اور خود ہمیو جب نے چادر پہنے ہو حق گویان راستی منش کے بازار کاسد ہو گئی اور دروغ سازان
نادان اور مرزبان دولت اون سے موافق ہو کر یکرو ہونگے۔ اور بعض کی گرم بازاری ہو یہ وہ محل ہی
کہ خاندان کے خاندان برباد ہو جائین اور ہر ایک کی عزت خاک مین ملجاے غرض کہ اسی تعصب مین ان
بیدینون نے باہم شریک مشورہ ہوکر محفلین کین ایک شخص کو جو دورویہ دہ دل اور افسون نیرنگ کا
ہاروت جو اپنی مکاری سے پدر بزرگوار کے دانش گاہ درس مین پرورش پائی ہوئے تھا اور اوس
گروہ ناراست سے یکتا دلی رکھتا تھا اونھون نے پیدا کیا اور ضد آزاری کا افسون اور بیہوشی کا جادو اوسپر
دم کر دیا اور نصف شب کو اوسے بھیجا۔ وہ شعبدہ ساز نیرنگ کار اوس شب تار مین لرزان و گریان
صورت بنائے بڑے بھائی کے خلوتکدہ مین پہونچا اور اوس سادہ لوح کو نے آرام کیا خلاصہ اسکی باتون کا یہ ہی
کہ بزرگان زمانہ مدت سے دشمنی رکھتے ہین چنانچہ آج انھون نے ہجوم برپا کیا اکثر ارباب علم کو شاہد اور اکثرون
کو مدعی قرار دیا ہی ان باتون کو عمدہ طور سے بیان کیا کہ سب جانتے ہین کہ ان لوگون کو بارگاہ مقدس مین
جست کچھہ اعتبار ہی اور اپنی گرم بازاری مین بہت کچھہ سرفراز ہین لوگون کو درمیان سے اوٹھا دیا۔ اپنی
زہد دستیان ظاہر کین اسوقت میرا ایک ہمراز اوسی مجلس صلاح مین حاضر تھا جیونہین اوسنے خبر دی۔
بیتاب ہو کر آپکی خدمت مین دوڑا آیا ہون مبادا صبح ظاہر ہوجاے۔ اور کار چارۂ تدبیر سے بیکار رہیے اسوقت
راے ہی کہ اسیوقت بلا اطلاع احدے شیخ کو کسی گوشہ مین لیجائیے اور چند روز ترک آزار کھیئے تاکہ دو
بر سر کار ہون اور پادشاہ تک حقیقت حال پہونچے۔ اس کیفیت کے سنتے ہی اوس نیکذات کو واہمہ نے
آدبایا اور بصد بیتابی خلوتگاہ شیخ مین حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا۔ فرمایا ہر چند دشمن چیرہ دستی کرین
مگر خدا آگاہ اور شہریار دانا حاضر ہی اگر چند بیدین و دیانت گروہ کو حسد نے نے آرام کیا ہو درست ہی کس لئے
اور دروازہ پرسش کا بند نہین ہی۔ اور نیز اگر سرنوشت ازدی ہمارے آزار پر نہین اگر تمام دنیا ہجوم کرے
تو بھی کچھہ آزار ہمکو نہ پہونچے گا۔ اور اگر اوسی جہان آفرین کی یہ خواہش ہی تو ہم کشادہ پیشانی
جانفشانی کو تیار ہین۔ چونکہ عقل تو دور ہوئی تھی اور غم زیادہ تھا حقیقت طرازی کو افسانہ سرائی اور
شور انگیزی کو سوگواری سمجھکر منہ پھیر اور اوٹھکر چلدیا اور کہا کہ معاملہ کی بات اور ہی اور داستان تصرف اور اگر آپ نہین چلتے
تو ہم اسی وقت قاصد ہین آپ کو اپنا اختیار ہی مین خود روز ناکامی نہ دیکھونگا۔ بیوندیری اور عدم طاقت
ابوت سے اوسکی خواہش کو قبول فرمایا اور بموجب حکم اوس پر نورانی کے راقم بھی بیدار رہا۔

ناگزیر اوس تاریک شب مین ہم ہر سہ تن پاپیادہ چل کھڑے ہوئے نہ کوئی راہبر نہ چلنے مین پیر مضبوط
پدر بزرگوار نیرنگی تقدیر سے خاموش تھے مگر ہم دونو بھائی جو اوسوقت مین ملکداری اور معاملہ کاری مین اپنے
سے بڑھکر دوسرے کو نسمجھتے تھے مقام پناہ کے جویا ہوئے جو وہ کہتا ہم ناپسند کرتے اور جو ہم کہتے وہ منظور نفرماتا
ابیات دشمنان دست کین برآورند * دوستے میزبان نمی یابیم * یک جہان آدمی ہمی بینیم – مردے
درمیان نمی یابیم * ہم بدشمن درون گریزیم زانکہ * یاری از دوستان نمی یابیم لاچار ہزاران تگاپو ایک ایسے
شخص کے مکان پر پہونچے جسکی حقیقت منشی بھائی کی نگاہ مین جچتی تھی اوسنے جیون ان بزرگوارون
کو دیکھا بیدل ہوگیا اور اپنے باہر نکلنے سے پشیمان ہوا اور ششدر ہوکر چار ناچار ایک مقام آرام تجویز کردیا
جسوقت اوس شوریدہ مکان مین پہونچے وہ مکان اوسکے دل سے زیادہ پریشان تھا طرفہ اندوہ و عجب
حال ہوا بڑے بھائی نے مجھپر غصہ کیا فرمایا کہ باوجود فزون شناسائی کے غلطی کی اور تونے اول سے اسے
سمجھا تھا – خیر اب چارہٗ تدبیر کیا ہی کہان پر آسایش ملنا ممکن ہوگی اسکے جواب مین مینے عرض کیا کہ
ابھی کچھہ نہین ہوا لوٹ کر اپنے خلوتکدہ کو چلیے اور مجھے نایب بنایئے یقین ہی کہ زمانہ کی چادر اوٹھہ جاے
اور گرہ سررشتہ کی کشودہ ہو پدر بزرگوار نے آفرین فرمائی اور میرے کہنے پر معاودت کو آمادہ ہوا مگر
بھائی کو یہ راے نہ بھائی فرمایا کہ تجھے اس سرگذشت مین ذرا خبر نہین اور اس گروہ کی مکاری سے
کچھہ بھی آگاہ نہین ہی پس اس ذکر سے درگذر اور بیابین راہ کی کھوسا باوجودیکہ بادیہ آزمایش مین کبھی کام
فرسائی ہوئی نہ تھی – لوگون کے سود و زیان کا امتحان نکیا تھا مگر بالقاے الٰہی ایک شخص کا خیال گذرا
اوسی کو ظاہر کیا کہ اب اوپر پیشگاہ باطن کے آیا ہی کہ اگر کام دشوار ہو تو یہ شخص ضرور یاوری کریگا –
لیکن بروقت سختی کے دشوار ہی کہ مدد کرے چونکہ زمانہ تنگ تھا دل پریشان اوسیکے طرف چلے غرض کہ
یہ ساری نیرنگیان افتاد وقت کی دیکھتے ہوئے صبح صادق کے قریب اوسکے مکان پہونچے اوسنے آگاہ ہوکر
بڑے تپاک سے عمدہ مکان خلوتخانہ آراستہ تیار کردیا آخر وہان پر آرام کیا گیا دو روز کے بعد خبر ملی کہ حاسدون
نے اپنے دلی ارادہ ظاہر کردیے یعنی اوسی پہلی شب کے صبح کو اول بادشاہ سے ایسا عرض کیا کہ خاطر عالی کو
مشوش کردیا بارگاہ خسروی سے حکم ہوا کہ مہمات ملکی اور مالی بلا صلاح انھون کے صورت استصواب
نہین رکھتے یہ کام ملت اور مذہب کا ہی سرانجام اسکا انہین سے مخصوص کیا جاوے اور محکمہٗ عدالت
مین طلب کیے جاوین اور جو کچھہ شریعت غرا کا حکم ہو اور جو کچھہ اکابر زمانہ قرار دین تعمیل کرین –
سرہنگان بادشاہی کو اوبھار کر طلب مین روانہ کیا چونکہ حقیقت حال سے آگاہ نہ تھے سراغ لگانے مین
بڑی کوشش ظاہر کی بدکاران شریر کو ہمراہ کیا جب گھر مین نپایا گفتار بیفروغ کو باندھکر گھر کو گھیر لیا

اور شیخ ابو الخیر راقم کے بھائی کو جو اوس مکان مین تھا حاضر دربار کیا - اور ہم لوگون کے اخفا کی داستان
بڑی اثبات سے بیان کی - اور ہمارے چھپنے کو اس بیان پر حجت پیدا کیا بدائع تائیدات آلہی دیکھے
بادشاہ نے اونکے ہجوم اور طرز تقریر سے جوابدیا کہ یہ تمام سخت گیری ایک درویش گوشہ نشین اور قناعت مند
ریاضت کیش کے حق مین عبث ہے تمہارا کلام بیہودہ ہے شیخ مدت سے سیر کو جایا کرتا ہے آب بھی کہین تماشا
کو گیا ہوگا اس بچہ کو کیون پکڑ لائے ہو - اور اوسکی حویلی کیون قرق کی ہے فوراً اس خردسال کو رہا کیا
اور گھر سے بھی پہرہ اوٹھہ گیا لیکن چونکہ کسیقدر ناکامی باقی تھی وہ لوگ چیرہ دستی کرتے تھے اور
مختلف خبرین پہونچایا کرتے تھے - مگر اونکا اعتبار نکرکے وہ لوگ اوسکی چھپانے مین ساعی تھے
اور اس خیال مین ہوئے کہ آج یہ لوگ پشیمان ہوئے ہین انکا چارہ کار ضرور ہے اور سیہ درونان
تیرہ عقل کو آمادہ کرنا چاہیے کہ جہان سراغ پاوین انکا نشان بتاوین تاکہ مبادا اس ماجرا سے آگاہ ہوکر
در دولت تک آوین اور اپنی بازار گرم کرین اسی بنا پر بادشاہ کا جواب مخفی کرکے کلام وحشت افزا کا
اشتہار دیا آشنایان سادہ لوح جسکے سننے سے بیمناک ہوئے ایسی ایسی نئی نئی افواہ اوڑائی کہ لوگون کو
اندیشہاے دور دراز ہوئے اور یاری سے ہاتھہ اوٹھایا جب ایک ہفتہ گذرا جہان ہم لوگ تھے
اوس گھر کے مالک نے بھی مددگاری سے پہلوتہی کی اور اوسکے عذر مین طرز آشنائی سے روگردانی
کی اندیشۂ عظیم نے دلمین جگہہ پائی مینے کہا کہ مین ماجراے دربار سے خود اسقدر جانتا ہون کہ داستان
اولین سچی ہے ورنہ بھائی کو کبھی رہائی نہوتی - اور نہ لوگ محاصرۂ خلوتخانہ سے اوٹھتے یہ خیالات
سخت جو دلمین پیدا ہوتے ہین ظاہر کچھہ نہین ہین جسوقت کہ مقام امن مین ہرزہ درائی سنتے تھے
عمدہ عمدہ لوگ فریب کھاکر عداوت پر نہ اوٹھتے تھے آج اگر مانند صاحب خانہ کے دہشتناک ہو تو
کیا تعجب ہے اور اگر وہ دلگرفتہ دگر ہوتا تو کچھہ بھی تغیر ظاہرداری مین پیدا نہوتا اور ذرا بھی توقف نکرتا
تحقیقاً بدکارون کی افواہ نے اسے اندیشہ مند کیا ہے آخر ہمنے چارہ گری سے ہمدلی آخر ایکرات پہلی شب سے
زیادہ سیاہ تر پیدا ہوئی اور میری شناسائی اولین اور داستان حال پر تحسین فرمائی اور مجھے موتمن
مصلحت کار سمجھا میری خردسالگی سے آنکھہ چھپائی اور عہد کیا کہ برخلاف تمہارے رات کی گنتی
نکرینگے جسوقت شام ہوئی تزار دل سے اوس گھر سے نکلکر رہ سپر ہوئے نہ کوئی یاور تھا نہ کوئی جاے پناہ
دکھائی دیتی تھی ناگاہ اوسی دیو سار ظلمت مین ایک چراغ سی ظاہر ہوئی ایک شاگرد کا مکان ظاہر ہوا
کسیقدر آسایش ملی ہرچند اوسکا مکان تنگ تر اوسکے دل سے تھا اور اوسکا دل سیاہ تر
شب اولین سے تھا لیکن کسیقدر آسودگی ملی اور نے سرما کی سرگردانی سے آرام ملا آخر چند دن وہان بسر کی

مگر جب آسایش کا ٹھکانا نہ لگا جواب دیا کہ بہترین دوستان اور دیرین ترین شاگردان اور محکم ترین
مریدان نے اس چند روز مین پر توڑ ڈالا اکنون مصلحت وقت یہ ہی کہ اس شہر نفاق بہر سے باہر چلیئن
اور ایسے ناشناسا لوگون سے علیحدہ ہون شاید کہ کنج خلوت پدید ہو اور گرمی ہنگامہ ہماری یگانگت
مین آمادہ ہو اور اوسی پاس رہکر قہر و لطف کا اندازہ کیا جاے اگر گنجایش ہوگی چند خیر اندیشون
کے توسل درمیان مین لائے جاوینگے اور فراخی زمانہ سے اہتمام کیا جاوے اگر وقت یاری اور زمانہ
مددگاری کرے پھر رجوع خیر سے ہو جایگا ورنہ وسعت گاہ دنیا تنگ نہین ہی ہر ایک مرغ کو ہر شاخ
اور گوشہ آشیانہ موجود ہی ہمیشہ کے واسطے رزق اسی شہر مین مقرر نہین فلان امیر کے شہر مین ہو چکیہ
خیرے آسایش پذیر ہونا چاہیئے اوس شخص کا روزنامچۂ احوال دیکھا اور بوے محبت اوسکے مشام عقل
دور اندیش سے معلوم ہوتی ہی حالا ہر ایک سے امید منقطع کرکے اوسکے پاس لیچلنا چاہیے تاکہ
کسیقدر وہان پر آرام ملے اگرچہ دنیا دارون کی آشنائی کا مدار اور آشنائی نہین ہی الا اسقدر ہی کہ
اوسکو پرانزش اسی آدمیون سے نہین ہوئی برادر گرامی نے تغیر لباس کرکے قدم راہ مین رکھا اور اسی طرف
رغبت کی وہ شخص اس آگاہی سے خوش ہوا اور بکشادہ پیشانی مقدم کو مغتنم سمجھا چونکہ روز خوف
تھا چند بزرگ ہمراہ لایا کہ راستہ مین کسیطرح کا گزند نہ پہونچے اور بدگوہران ناعاقبت اندیش کے
قید نہو جاوین آدھی رات کو اوس سرد دست آگاہ دل کی خوشخبری ملی۔ آسودگی کا نوید سنا اور وہی
لباس بدل کر رہ سپر ہوئے اور مختلف طور سے اوسکے خیمون تک پہونچے اوسنے بڑی خوشی ظاہر کی
اور بہت خدمتین بجا لایا چندے استراحت ہوئی ناگاہ اول سے زیادہ شورش پیدا ہوئی یعنی اوس
مرد کو درگاہ مین طلبی ہوئی وہ اس خبر سے زیادہ تر بیہوش ہوگیا اور ورق آشنائی بالکل پلٹ
دیے آخر ایک شب اوس مکان سے نکلکر ایک دوست سے جا ملے اوسنے پہونچنا غنیمت جانا
مگر اوسکی ہمسایگی مین ایک بدسرشت رہتا تھا اس بات سے ہمکو بڑی حیرت ہوئی غرض کہ جب
لوگ گرم خواب ہوئے ہمنے مطلب اصلی کیطرف قدم اوٹھایا ہر چند خیال دوڑایا کوئی مقام آسایش
نظر نہ پڑا ناچار دل پر آشوب اور خاطر غم آمود دوبارہ اوسی منزل پر پہونچے تعجب زیادہ تر یہ ہی کہ
لوگ ہمارے اوس منزل مین پہونچنے سے آگاہ ہوئے جسوقت انھون نے آسایش قبول کی
مگر اوس پراگندگی سے آسایش پائی بھائی کی یہ راے ٹھہری کہ یہان سے نکلنا بحکم توہمات ہوا
یہی راے بموجب جو کچھ گزارش ہوا کہ بوقلمونی احوال کی رہنمونی ہی روش اور وضع پرستارون
دلیل ظاہر ہی ہر چند علامات گرانی کی افزایش تھی کوئی اور چارہ کار ظاہر نہوتا تھا جسوقت

اوس سنگ سیر دراز سودا کو تاہ عقل نے دیکھا کہ یہ قباحت متنبہ نہین ہوئی اور اوسکے خیمہ کو خالی نہین کرتی
روز روشن ہوتے بغیر اسکے کہ کچھہ کہے کوچ کر دیا ہم تین آدمی اوس جنگل مین افتادہ پریشان رہے
اوسوقت عجب حال ہوا نہ جاے ماندن نہ پاے رفتن — آشنایون سے دور دشمنون مین
محصور سخت پریشانی ہوئی بہر حال کسیطرف چلنا ضرور تھا آخر اوسی طور پر وہان
از درمین گام فرسائی ہوئی حراست الٰہی نے دشمنون کی آنکھہ مین خاک ڈالی کہ اسی تہلکہ سے نکلکر ایک
باغیچہ مین جا پہونچے اوسوقت گھبراہٹ سے تسکین ہوئی دفعتاً یہ ظاہر ہوا کہ چند مخبرون مین سے
ادھر گذر کرتے ہین وہان سے دوا دوا اختیار کی یکایک کسی باغبان نے ہمین پہچانا اور حال دگرگون
نزدیک تھا کہ قالب تہی ہوا اور نقد زندگانی رایگان ہو اوس سعادت منش نے گوناگون مہربانی سے ہماری
گھبراہٹ کو رفع کیا اور وہ سادہ سرشت اپنے گھر لیگیا اور غمخواری کی — اگرچہ بڑا بھائی اوس نکوہیدہ حال
سے باہر نہ آیا اور دم دم مین اوسکا رنگ بدلتا تھا لیکن مجھے برخلاف اوسکے مسرت تھی اور آثار
درست اوس لابہ کرکے ناصیہ سے درخشان تھے پدر بزرگوار خود تطلع آگاہی پر سرگرم خرام تھا اور نیرنگی
تقدیر کا تماشا کہ تا کسیقدر رات گذری تھی کہ مالک خانہ دلدہی پر تشریف لایا اور کہا کہ باوجود اس دوستی
کہ مجھسے رکھتے تھے اس شورشگاہ مین کہان بسر کی اور مجھسے کیون کنارہ فرمایا — مینے جواب دیا کہ اس آشوب
مین کل دوستون سے دوری کی گئی کہ مبادا ہماری وجہ سے اونکو آزار نہ پہونچے یہ سنکر اوسکو بڑی
شگفتگی ہوئی اور کہا اگر میرے غریبخانہ کو سرفراز نہین فرماتے تو مجھے بڑے خیالات ہوتے اور پھر
نہانخانہ مجھے بتلائیے اور اوسکی باتون سے آثار صداقت ظاہر ہوئے آخر بموجب اوسکی خواہش کے
اوسکے گوشہ مین ہم لوگ اقامت گزین ہوئے اور جیسا کہ دل چاہتا تھا صفوت کہ ہاتھہ آیا اوسی مقام
حقیقت نامجات اکثر سعادت منشان انصاف گزین اور آشنایان راستی اندوز کے نام بھیجے گئے
ہر ایک شخص شناسائے حال ہوا اور چارہ گری شروع ہوئی ایک مہینے اور کسیقدر زیادہ وہان
آرام گزین رہے اور وہ بڑا بھائی آگرہ سے فتحپور چلا تا کہ وہان پہونچکر چارہ جوئی کرے اوسکے صبح کو
وہ تمام مہر دور اندیش ہزارون درد و غم کے ساتھہ آیا اور پیام روزگار سخت تر سنایا تحقیق کر
کسی ایک بزرگان دولت نے حاسدان بدگوہر کی مکاری سے آگاہ ہوکر شورش اوٹھائی اور بغیر
اسکے کہ اپنی نیازمندی اختیار کرے اور آداب بندگی بجالائے شہنشاہ عالم کی خدمت مین سخت پیش آیا
اور تندی سے کہا کہ مگر دور سپہر آخر ہوتا ہی اور روز قیامت نزدیک ہی کہ اس دردولت پر بیکار
شوریدہ مغز کو فراغت ہی اور مردم نیک سرگردان مین یہ کون آئین ہی کہ مروج ہی کیا ناشکری ہی [illegible]

پڑھی ہی بادشاہ بردبار آرام دوست نے اوسکے نکوئی پزیر کیا استفسار فرما کر حکم کیا کہ یہ کسکا ذکر ہی اور کسکو جاتا ہی کیا خواب دیکھا ہی یا مالیخولیا ہوا ہی جسوقت اوسنے نام لیا بادشاہ نے نہایت آشفتہ ہوکر فرمایا کہ کل اکابران دولت اوسکے درپی ہوئے فتنا اوسکی آزار رسانی پر تیار کرائے ناحق اوسکے درپی مین باوجودیکہ تجھے معلوم ہی کہ شیخ فلانی مقام پر ہی مگر دیدہ و دانستہ تغافل کرتا ہون اور ہر ایک کو جواب باصواب پہونچا کر خاموش کرتا ہون تو نادانی سے خروش کرتا۔ اور اندازہ سے باہر پانون رکھتا ہی صبح ہوتے لوگ جاوین اور شیخ کو حاضر کرین۔ اور ہنگامۂ علما فراہم کیا جاوے۔ برادر گرامی اوسیوقت یہ شورش دیکھکر شبا شب یلغار کرکے آیا اور ہم لوگون کو آگاہ کیا اور بموجب قاعدۂ اول کے تغیر لباس کرکے ہم لوگ روانہ ہوئے اور بہ نسبت دیگر ناکامی اس مرتبہ زیادہ تر شورش باطنی افزون ہوئی۔ اگرچہ کسیقدر روشن ہوا کہ لوگ کہان تک ہمراہ ہین اور بادشاہ دولت شاہ سے کہان تک گزارش کی ہی اور غیب دان کو کیونکر آگاہی ہی لیکن پریشانی خاطر بہت سخت تر کی۔ اور بلا آگاہی اون لوگون کے صبح کو آوارگی اختیار کی۔ نورستان آفتاب اور بدگوہرون کی تاریکی اور مسالک شہر کے ہجوم اور پرسندگان نافرجام کی دھوم نے یاری کی لاچاری کی کیفیت قلم چوبین کی طاقت نہین کہ قدرے لکھے ناچار ہزار سراسیمگی کے ساتھہ ایک خزانہ مین متوجہ ہوئے کسیقدر شورش شر اور آشوب دشمن سے آسودہ ہوئے آزانجا کہ بادشاہ کی نوازش تازہ معلوم ہوئی لہذا یہ راے قرار پائی کہ چند گھوڑے فراہم کیجے اور اس ویرانہ سے اوسی شہر کو چلیے۔ اور فلان راست باز کا توسل ڈھونڈئے کیا عجب کہ اوسکے ذریعہ سے یہ غوغا کم ہو اور بادشاہ دست غالب دراز فرماوے ناچار سامان سفر کرکے تیرہ و تاریک رات کو گام فرسا ہوئے اور قریب طلوع سحر کے اوس مقام پر پہونچے اوس ناشناسا نے ہرگز اپنی جگہہ سے لغزش نہ کی مگر اسقدر داستان امید و بیم کی بیان کی کہ کہنے سے باہر ہی اور براہ مہربانی بیان کیا کہ اب وقت ہاتھہ سے جاتا رہا خاطر بادشاہ آزردہ ہی اگر اول سے آنا ہوتا تو کچھہ کارروائی ہوجاتی خیر اسوقت چند دنون کے واسطے ایک گانون مین گوشہ گزین ہونا چاہیے تاکہ دل بادشاہ کا نوازش گری کی طرف مایل ہو پس ایک گاڑی مین سوار کراکر اوس گانون کیطرف روانہ کر دیا خیر طرح طرح کی مایوسی ہم آغوش ہوئے جب وہان پہونچے جس کسان کے اعتبار پر ہمکو اوسنے بھیجا تھا وہ غیر حاضر تھا بہرحال اوس خرابہ مین اوترے اور داروغہ کو خط پڑھایا تھوڑے ہی زمانہ مین معلوم ہوا کہ یہ موضع بھی اونھین کم بخت حسودون مین سے ہی فرستندہ نے اپنی سادہ لوحی سے ہمین ایسے خطرناک مقام مین پہونچایا ہی آخر بیزار بیتابی وہان سے باہر نکلے اور ایک اجنبی کو راہبر لیکر دار الخلافت اکبری کے کسی گانو کو راہ لی جہان سے آشنائی کی بو آتی تھی۔ اور اوس روز تیس کوس کی منزل طی کرکے اوس موضع مین پہونچے

اوس نیکو خصال نے مردمی کی لیکن یہ ظاہر ہوا کہ وہان بھی ایک تیرہ درون کشتکاری رکھتا ہے اِس
خوف سے وہان بھی آسودگی کی نوبت نہ ہوئی آدھی رات کو بھاگ نکلے اور صبح کو آگرہ پہونچکر ایک
دوست کے مکان مین گوشہ گیر ہوئے لیکن کچھہ تھوڑا ابھی زمانہ نہ گذرا تھا کہ اون خیرہ رویان خدا آزار
مین سے ایک کا نام ظاہر ہوا جو کہ ہمسایہ تھا اِس خبر سے سخت تردد درپیش ہوا اور صاحب خانہ بھی مقام
محفوظ کی جستجو مین ہمت ظاہر کی ہر گھڑی آخری گھڑی کا سامنا تھا تاآنکہ ایک سعادت نہاد کا خیال
پیسر کے دلمین آیا اور سعی اور تکاپو سے اوسکا پتا ظاہر کیا۔ اور فوراً اوسکے گھر اوٹھہ گئے اور
شگفتگی دل گوناگون حاصل ہوئی اگرچہ وہ شخص ارباب یقین سے نہ تھا مگر سعادت سے بہرۂ وافی رکھتا
تھا اور گمنامی مین نہایت نیکنامی سے بسر کرتا تھا اور کم مایگی مین تونگری کرتا تھا غرض کہ دو مہینے
اس جگہہ مقام ہوا اور اب یہ ہوا کہ ہر طرف سے یاوری شروع ہوئی اول سخنان مہرافزا اور گفتار دلآویز
فتنہ سازان حیلہ جو کو راہ پر لائے بعدہ شیخ کی نکوئی کے حکایات درگاہ والا مین ظاہر کیے اور بادشاہ
بمقتضاے دوربینی اور قدرشناسی کے جواب مہرآمود دیکر طلب فرمایا چونکہ راقم کو تعلق سے آزادی
تھی مینے ہمراہی سے انکار کیا بڑے بھائی بیدر بزرگوار کے ہمرکاب درگاہ خسروی کو روانہ ہوئے اور
نوازش بادشاہانہ سے سرفراز ہوکر ہنگامہ درس و خلوتگاہ تقدس کے آئین منضبط ہوئے اور زمانے
نیکون کا رسم و رواج قبول کیا ؎ رباعی اے شب مکنی آن ہمہ پرخاش کہ دوش ؞ تا ہمراز دل من مکن
چنان فاش کہ دوش ؞ دیدی چہ دراز بود دوشینہ شبم ؞ ہان اے شب وصل آنچنان باش کہ دوش ؞
اور اسی عرصہ مین بیدر بزرگوار اوس مقام سے دہلی کے طواف کو متوجہ ہوئے اور مجھے بھی
مع چند مستفیدان محفل تقدسی کے ہمراہ لیا اوسی سال مین کہ آگرہ مین مقام کیا تماشاے
عالم علوی مین اسقدر مصروف تھا کہ بدایع سفلی کے دیکھنے کی نوبت نہ آتی تھی یکبارگی یہ خواہش ہوئی
کہ پیوندہاے معنوی حاصل ہون ناگاہ ایک روز خواب و بیداری کے درمیان مین خواجہ قطب الدین اوشی
اور شیخ نظام الدین اولیا نمودار ہوئے اور اکثر بزرگون کی انجمن ہوئی بیدر بزرگوار برسم بزرگان حفظ
ظاہری کا پابند تھا۔ اور نیرنگی ابریشم کی جانب متوجہ ہوتا تھا اور صوفیہ کا حال و قال جو مروج ہے
اسکو ناپسند کرتا تھا اور ایسے خوگرون پر طعنہ دیتا تھا ایسی لغزشگاہ سے سخت پرہیز کرتا اور کنارہ
پکڑتا اور کبھی دوستون کو باز رکھتا تحقیقاً اسی سبب کو ان غنودگان شبستان الہی نے جنھون نے اس کو وادار
سفر دلپسند قبول کیا بدرستی نیت اور راستی کردار سے ایسی پژوہش کی اور اس پیر روشن ضمیر کے
دل کو بھا لیا اس سفر سعادت مین اکثر خفتگان اوس سرزمین کے مزارات پر گذر ہوا اور [illegible]

دلمین چھپے اور اکثر فیضیاب ہوئے اگر سرگذشت کو مفصل تحریر کرے لوگون کی نزدیک افسانہ طرازی ہوگی
تا آنکہ مجھے زاویۂ تجرد سے بارگاہ تعلق مین منسوب کیا۔ اور دروازہ دولت کا کھولا اور بلند مرتبہ اعتبار کا
پایا۔ حال مدہوشان حرص دیکھا میرے دل کو درد آیا اور انکی پراگندہ دلی پر بخشایش سوجھی۔ باوجود
قرار دیا کہ زیانکاری ان اندھون کی کہ چراغ نے نور اور فشان نے نشان ہین رستہ خاطر سے درست کار
اوٹھہ سکتا ہی اور اوسکی برابر بجز نکوئی کے اور کچھہ نہین ہی بیاوری توفیق ایزدی اس اندیشہ مین چہرہ دست
ہوا۔ اور مجھے دوسری خوشی ظاہر ہوئی۔ پدر بزرگوار وعظ و نصیحت مین مصروف ہوا۔ اور سرا پے
بدکاران مین اہتمام فرمایا کسیقدر افشاے راز سربستہ سے عنان کشیدہ تھا اور اوسکے جواب سے
ولی نعمت شرمندگی رکھتا تھا آخر الامر لاچار ہوکر اپنی سرگذشت بیان کی اور ناہموار کمین منفعل ہوا
القصہ جب رایات ہمایون لاہور مین مقیم ہوئے خاطر شاہی پدر پیر کی جدائی سے غمگین تھی۔
بتیسوین ۳۲ سال الٰہی سنہ ۹۹۵ ہلالی کو طلب کیا اور اوس بموجب شیخ بتاریخ تیئسوین ۲۳ خورداد ماہ الٰہی
سال ۳۲ موافق سنہ چھٹی ۶ رجب کو وہان پہونچا اور گوناگون نوازش سے سربلندی بخشی۔
ہموارہ گوشۂ خلوت مین خورسندی زیادہ کرتا اور ہر اناپ سے ہاتھہ کھینچکر اپنے روزگار کی آوازہ نویسی مین
بسر کرتا اگرچہ علوم ظاہر کی جانب سے کمتر توجہ تھی لیکن ہموارہ ذات اور صفات ایزدی مین کلام رہا کرتا
آزادی پسند رہی تا آنکہ مزاج قدسی نے اعتدال سے انحراف کیا ہر چند اس قسم کی علالت اکثر ہوا
کرتی تھی مگر اس مرتبہ سفر آخرت ناگزیر اوسوقت مجھے طلب کرکے سخنان ہوش افزا بیان فرمائے
اور لوازم وداع ظاہر ہوئے چونکہ بالکل پردہ مین سخن ہوا کرتا تھا اور مجھے صاحبدل سمجھکر رازدار رکھتا تھا
پس خون دل کھایا اور اپنے تئین باوجود بیتابی کے نگاہ رکھا۔ اور سات روز کے بعد بکمال بیداری
اور آگاہی کے ۲۴ امرداد ماہ الٰہی مطابق ہفتدہم ذیقعدہ سنہ ۱۰۰۱ ہجری کو رحلت فرماے ملک بقا ہوئے
؎ رفت آنکہ فیلسوف جہان بود در جہان ؛ در ہاے آسمان معانی کشودہ بود ؛ نے او یتیم مردہ و لندہ
اقربا ہے اونہ کو آدم قبا گل و عیسی دودہ بود ؛ چونکہ کسیقدر حال بزرگان تحریر ہوا اب اپنا حال بیان کرتا ہے

ذکر قائل

میری ولادت سنہ ۹۵۸ جلالی مطابق سنہ ۹۵۸ ہلالی کو ہوئی ایکسال کچھہ زیادہ گذرنے پر شیوہ زبانی
حاصل ہوئی۔ پانچوین برس آگاہی غیر معارف ملی پندرھوین ۱۵ برس حصۂ دانش پدر کا گنجور ہوا
اور بے مزاو گنجینۂ آمیز و پر پہونچا شگفت تر یہ کہ ہمیشہ دل علوم مکتسبی اور رسوم زبانی سے شرمندہ
تھا اور اکثر اوقات بہت کم سمجھتا تھا پدر بزرگوار اپنے طور پر افسون انکی دم کرتا اور ہر فن مین

مختصر تالیف کرکے یاد کرایا اور مجھے اگرچہ ہوش زیادہ ہوتا مگر دبستان علم سے کچھہ بھی دلنشین نہوتا۔
کبھی مطلق نہ سمجھتا اور کبھی مکتب شبہات مین پڑجاتا۔ اور زبان یاوری نکرتی کہ اوسکو زبان سے
اداکرتا۔ حجاب لکنت کرتا تھا اوس محفل مین رونے لگتا اور اپنی نکوہش کرتا اسی اثنا مین مجھے ایک
مظاہر کونی سے علاقۂ خاطر ظاہر ہوا اور دل نے پہچانا چندروز اس بات کو نہ گذرے تھے کہ اوسکی ہمزبانی
اور ہمنشینی سے جو پائی مدرسہ کی ظاہر ہوئی اور خاطر رمیدہ کو اوسطرف آرامش ہوئی اور حیرنگی
تقدیر یکبارگی میرے تئین لیگئی رباعی دردیر شدم ماحضرے آوردند؛ یعنی زشراب باغرے
آوردند؛ کیفیت او مرا ز خود بیرون کرد؛ بردند مرا و دیگرے آوردند؛ — حقایق حکمی اور دقایق دلبستانی
نے پرتو ظہور ڈالا اور جو کتاب کہ بنظر نہ درآئی تھی روشن تر پڑھی ہوئی سے ظاہر ہوئی۔ اگرچہ موہبت
خاص تھی کہ عرش تقدس سے نازل ہوئی لیکن انفاس گرامی پدر بزرگوار نے یاوری سترگ کی۔ اور عمدہ
اسباب کشایش کئیے ہوئے دس برس اور شب و روز پہچانا۔ اور گرسنگی کو سیری سے علیحدہ نجانا
اور صفوت کو صحبت سے تمیز نہ کرسکا۔ بجز نسبت شہودی اور رابطۂ علمی دوسری کوئی چیز نجانتا تھا۔
آشنایان طبیعت دو دو تین تین روز کے گرسنہ رہنے سے متعجب تھے۔ ابتدائے حال مین حاشیۂ
خواجہ ابوالقاسم کو مطول پر لائے۔ اور جو کچھہ ملا اور میر نہ کہتی تھے۔ اور بعضے دوست مسودہ کرکے
اوس جگہ پایا۔ نظارگیون کو حیرانی ہوئی۔ اور اول تدریس مین ایک حاشیہ اصفہانی پر دیکھا گیا۔
جو نصف سے زیادہ کرم خوردہ ہوا تھا اور لوگ اوسکے فائدہ سے ناامید تھے مینے کاغذ سفید لگایا۔
اور اوسکو درست کردیا اسی اثنا مین وہ اصل کتاب ہاتھہ آئی جب مقابلہ کیا دو جگہ تغیر بالمرادف اور
تین چار جگہ ایراد بالمتقارب ہوگیا تھا لوگون کو اس تماشا سے بڑی حیرت ہوئی بیسوین برس نوید اطلاق
پہونچا اور نخستین سراسیگی ظاہر ہوئی۔ اور آراستگی فنون نوبادۂ جوانی شورش افزا ہوئی اوسی وقت
بادشاہ نے یاد فرمایا اور یہان ہمارا امتحان ہوا اور بڑی عزت ملی آج کہ آخر سال بیالیسوین الٰہی ہے
دوبارہ پیوند تعلق گسستہ ہوتا ہے ؎ مرغ دل من نغمۂ داؤد نداند؛ آزاد کنیدش کہ نہ مرغ قفس
این؛ نہین جانتا ہون کہ کار تا بکجا رسد۔ لیکن مدد ہستی سے اسوقت تک حمایت ایزدی مین ہو
اور امید ہے کہ آخری نفس بھی اوسکی رضامندی مین صرف ہو۔ ازانجا کہ نعم الٰہی کا شمار کرنا بھی ایک
طرح کی سپاس گذاری ہے کسیقدر لکھا ہے کہ اول یہ نعمت ہے کہ زاد بزرگ سے ہون دوم سعادت روزگار
اور یمنی زمان ہر گاہ بزرگان گذشتہ دوسرون کی معدلت پر تفاخر کرتے ہین۔ اگر راقم بادشاہ صورت
و معنی کی خوبت پر نازش کرے کیا تعجب ہے تیسرے طالع محمود نے مجھے ایسے عہد مین ظاہر کیا جو

شریف الطرفین ہون۔ باپ کا حال تو لکھ چکا ہون والدہ کا حال کیا تحریر کرون کہ ہر وقت ستودگی اعمال
سے نہایت قول و فعل کا اتفاق رکھتی تھی پانچوین سلامت اعضا اور اعتدال قوی چھٹے امداد ملازمت
ساتوین تندرستی و صحت۔ آٹھوین منزلت شایستہ۔ نوین روزی سے بیفکری۔ دسوین رضا جوئی
والدین کا شوق۔ گیارہوین عطوفت پدری جو ہمیشہ مبذول رہی۔ بارہوین نیازمندی درگاہ الٰہی
تیرھوین دریوزہ گری خداشناسان چودھوین توفیق مدام پندرھوین فراہم آنا کتب کا اقسام
علوم مین بلا تردد سولھوین پدر عالی منزل کا ہمیشہ تحریص کرنا خیالات پریشان کے چھوڑنے پر
سترھوین ہم نشینان سعادت افزا اٹھارھوین عشق صوری رہبر منزل گاہ کمال ہوا۔ انیسوین
بادشاہ کی ملازمت بیسوین رعونت سے باہر رہنا۔ اکیسوین صلح کل کا اختیار ہونا بمیامن تفضلات
خداوندی۔ بائیسوین ارادت بادشاہی تئیسوین نے سفارش محرم راز بادشاہی ہونا۔ چوبیسوین
برادران سعادت گزین دانشمند بڑے بھائی کا کیا ذکر کرے کہ باوجود اوسقدر دانش اور کمالات
صوری و معنوی کے میری خلاف رضا قدم نرکھنا۔ اور اپنے تئین میری دلجوئی مین وقف گردانا تھا
اور اپنی تصانیف مین میرے حق مین ایسا لکھا کہ اوسکی شکرگذاری نہین ہوسکتی ہی جیسا کہ
قصیدۂ فخریہ مین کہتا ہی ؎ جائیکہ از بلندی و پستی رود سخن ٭ از آسمان سر آمد و از خاک کمترم ٭
با اینچنین پدر کہ نوشتم نگارش ٭ در فضل مفتخر زگرامی برادرم ٭ برہان عقل و فضل ابو الفضل گردمش ٭
دارو زمانہ مغز معانی معطرم ٭ صد سالہ رہ میان من و اوست در کمال ٭ در عمر گر از دو سہ سالی فزونترم ٭
در چشم باغبان نشود قدر او بلند ٭ گر از درخت گل گذرد شاخ عرعرم ۔ انکی ولادت سنہ ۴۶۹ جلالی
مطابق سنہ ۹۵۴ ہجری مین ہوئی۔ انکی تعریف کس زبان سے لکھون اونکی تصانیف خود اوسکی لیاقت
اور محامد کی گواہ ہی دوسرے شیخ ابو البرکات اسکی ولادت شب تاریخ ہفتم ماہ جلالی سنہ ۴۷۵
جلالی موافق شب ہفتدہم شوال سنہ ۹۶۰ قمری مین ہوئی اگرچہ پایۂ والاے آگہی سے محروم تھا لیکن
بہرۂ فراوان ہی معاملہ دانی اور شمشیر آزمائی اور کارشناسی مین پیش قدمان کی برابر ہی اور نیکذاتی
اور درویش پرستی اور خیر سگالی مین امتیاز وافر رکھتا ہی تیسرے شیخ ابو الخیر جنکی ولادت
روز ابان دہم اسفند ارمذ معاضد دوشنبہ بست و دوم جمادی الاولے سنہ ۹۶۷ ہلالی کو واقع ہوئی
مکارم اخلاق اور شرایف اوصاف اور اونکی خوبی ستودہ مین بھرے ہین مزاج زمانہ شناس عمدہ طور پہچانا
اور زبان کا سچا ہی دیگر شیخ المکارم انکی پیدایش شب آذر خرد غرہ ازدی بہشت سال چہارم
الٰہی مطابق دوشنبہ تیسوین شوال سنہ ۹۷۶ ہلالی کو ہوئی اگرچہ اوائل اوائل شورش ہوئی مگر فیض الٰہی

پدر بزرگوار نے اوسکو جادۂ درستی کی راہ دکھلائی اور پدر عالی منزل سے اکثر معقول و منقول حاصل کیا اور
کسیقدر امیر فتح اللہ شیرازی سے استفادہ پایا امید کہ ساحل مقصود سے ہمکنار ہو دیگر شیخ ابوتراب جنکی ولادت
روز رشن ہیجدہم بہمن ماہ سال بست و پنجم آلہی موافق جمعہ بست و سوم ذی الحجہ ٩٨٨ سنہ قمری کو ہوئی اگرچہ
اوسکی والدہ دوسری تھی لیکن سعادت نہادی اور کسب کمالات مین مصروف رہے۔ دیگر شیخ ابو الحامد انکی
ولادت روز خورداد ششم دی ماہ و سال سی و ہشت آلہی مطابق دوشنبہ سوم ربیع الآخر سنہ ١٠٠١ دیگر
شیخ ابو راشد انکی ولادت روز اسفندارمذ پنجم بہمن ماہ آلہی سال سی و ہشت مطابق دوشنبہ جمادی الاول
سال مذکور کو واقع ہوئی یہ دونو باوجود خاندان سعادت اگرچہ ارقم ہین مگر آثار اصالت کے اونکی پیشانی سے نورانی
ہین پدر بزرگوار نے انکے مقدم آگاہی سے نام مقرر کیا تھا اور قبل تولدان عزیزون کے رہگرائے جنان ہوا۔
خدا الطفیل انفاس اوس بزرگوار کے انکو سعادت نصیب کرے بڑے بھائی نے اول ہی وفات پائی خدا بخشے
٢٥ پچیسوین پیوند کتخدائی ہندی و ایرانی و کشمیری سے رونق پذیر ہوا ٢٦ چھبیسوین فرزند سعادت نہاد نصیب ہوا۔
ولادت اسکی شب رشن ہیجدہم دی ماہ سال شانزدہم آلہی موافق شب دوشنبہ دوازدہم شعبان سنہ ٩٧٩ کو واقع
ہوئی پدر بزرگوار نے اسکا نام عبد الرحمن کیا تھا اگرچہ ہندوستان نژاد ہی الامشرب یونانی رکھتا ہی اور دانش آموزی
کرتا ہی سود و زیان زمانہ سے بہت کچھ آگاہ ہی۔ اور آثار نیکبختی اوسکے ناصیہ حال سے تابان ہی اور خدیو کیہان نے
اوسکو اپنے لوگون مین داخل فرمایا ہی ٢٧ ستائیسوین دیدار نبیرہ شب ایران ٣٠ سی ام امرداد آلہی سال سی و شش
مطابق جمعہ سوم ذیقعدہ سنہ ٩٩٩ ہجری کو فرزند دلبند ظاہر ہوا بادشاہ نے اوسکا نام پشوتن رکھا۔ ٢٨ اٹھائیسوین دوستی
مطالعۂ کتب اخلاق ٢٩ انتیسوین آگاہی پایا نفس ناطقہ کا مقدمات مالی اور عیانی سے ٣٠ سی ام یہ کہ پاک گوہری سے
بزرگان صوری کی شکوہ نے مجھے گفتار حق سے باز رکھا اور دانش و بینش اندوزی کی رہبری نہین کی۔ اکتیسوین
اور جانی اور ناموس کا گزند ناپسند رہا ٣١ سی و یکم نے جہل دل باعتبارات دنیا ٣٢ سی و دوم توفیق لکھنے اس گرامی نامہ
کی اگرچہ آغاز اس کتاب کا محمدت ایزدی ہی کہ زبان نیرنگی اقبال روز افزون سے گاتا ہون لیکن ہر گونہ
آگہی سے حصہ مند ہی اور انشاء دانش کی معدن ہی پیشکاران کارگزاری رہنمون اور ہادی کرے
جوانون کو اثبات دعوی اور بوڑھون کو تجارت ہی ناموس آرایان سعادت نہاد انکی روش قبول کرتے ہین
اور دیدہ ازنامۂ اعمال سمجھتے ہین بازارگان لوگ متاع سود ہستی ہین اور جان نثار ہمت کی تختی سمجھتے ہین
یکی نامہ ساختم پر شگفت ہو کہ ہر دانشی زو توان برگرفت چنان گفتم این نامہ نغز را کہ ہر دوستان
کنند جا لنشین مغز را ان تعریفون سے مژدہ و سمجھتا ہی کہ خامہ کار نیکو لی ہر وہ اور ہمیشہ کی نیکبختی
حاصل ہو اگرچہ پیوستہ مبارک آج سود و اضداد ہی الحمد للہ کہ ان مراتب سے روزگار کے تماشے سے باز نہین ہوتا

اونکو بندہ اور بدحت سر الوگون کی خیر سگالی سے باہر نہین ہوتا ہی اور نفرین و آفرین سے کام نہین رکھتا ہی۔

اولیاے ہند

ازانجاکہ دریوزہ گر بندگان الہی ہی۔ اور اوس گروہ کی دوستی میری سرشت مین ہی۔ انکے حالات کے گزارش مین متوجہ ہوتا ہی لغت مین اولیا ولی کی جمع ہی اوسکو ولی نے نزدیکی کے معنی لگائے ہین۔ تحقیقا معنوی قربت چاہتے ہین۔ اور ایک طایفہ ولایت کو بکسر واو تلوین مین اور فتح کے ساتھہ تمکین مین اور ایک جماعت اول کو پایہ عاشقی اور ثانی کو معشوقی خداوند جانتے ہین اولین ولی اور دوم والی اور بعض فتح کے ساتھہ قرب اپنا کہتے ہین اور کسر کے ساتھہ اولیا اور پرانی کتابون مین بہت سے معانی لکھے ہین گزیدہ یہہ ہی کہ شناساے خدا ہو اور بزرگ ہمت اوسکی بجز خدا کے اور طرف نہ مایل ہو مجھے حیرت نے لیا ہی کہ خاک ذرہ امکان کو آفتاب کے ساتھہ اور وجوب کے کیا نسبت۔ اور نہایت بدتر کو غیر متناہی سے کیا پیوند۔ ولی میرے نزدیک وہ ہی کہ چار خوے بزرگ رکھتا ہو اور البتہ بدخوئی سے پرہیزگار ہو اور ہمیشہ کار آگہی سے نفس کے ساتھہ ہزار فتنہ فتح یابی کرے دوسرے اوسکی مکاری سے نہ غافل ہو یہہ مرتبہ والا خدا کی تائید اور بخت کی رہنمائی سے ملتا ہی لیکن کبھی دم گیرائی مین میانجی ہو اور کبھی اسکے بغیر۔ کریسی کو اوکریسی کہتے ہین اور اول کو قرن اور برخ بر کہتے ہین اور نخستین کو صاحب کشف المحجوب بارہ سلسلہ ہین اونمین سے دو کو ناسرہ سمجھتے ہین ۱ محاسبیان ۲ قصاریان ۳ طیفوریان ۴ جنیدیان ۵ نوریان ۶ سہیلیان ۷ حکیمیان ۸ خرازیان ۹ خفیفیان ۱۰ سیاریان ۱۱ حلولیان ۱۲ حلاجیان۔ اول گروہ کا چشمہ فیض ابی عبداللہ حارث بن اسد محاسبی بصری ہی ظاہر و باطن اندوختہ تھا اور نشیب و فراز راستہ۔ اچھی طرح جانتا تھا اوستاد وقت تھا اور خداوند تصانیف ۲۴۳ ہجری کو بغداد مین انتقال ہوا اور اسوجہ سے کہ ہمیشہ اپنی روزگار ا بارہ کو درست کرتا تھا اپنی نام سے وہ مشہور ہوا۔ دوسرے فرقہ کو حمدون ابو احمد بن عمارہ پر قصار کیا اسکی کنیت ابو صالح حضور بہت سے دانش پائی اور سلم بن حسین باردسے اور ابو تراب نخشبی و علی نصر آبادی سے فیض پایا اور ابو حفص حداد کے ساتھہ رہا کرتا تھا پایہ کمال پایا اہل جہان نے زبان بنیادہ در اوس کی ۲۷۱ ہجری کو نیشاپور مین سفر و السنی اختیار کیا۔ تیسرے طیفور بن عیسی بسطامی سے نیایش گری کرتے کنیت بایزید ہی انکے بزرگ گبر دو شان نام محمد حسن تھا اس شخص نے عنفوان تعلیم مین دو کون فنون علم سیکھے اور پایہ اجتہاد حاصل کیا بجز دو سی دانش سے درگذرا اور والا مرتبہ کا کی امام جعفر صادق اور ابو حفص نخشبی معاذ کا ہمسر تھا اور شقیق بلخی کی ملاقات حاصل ہوئی تھی ۲۶۱ کو عالم علوی مین

چوتھے پیر جنید بغدادی کنیت ابوالقاسم لقب قواریری اور زجاجی اور خزاز ہی اسکا باپ آبگینہ فروش
تھا اور خز یعنی پارچہ ابریشمی بنا کرتا اسکے بزرگ نہاوند کے نژاد مین سے ہین۔ بغداد مین سری سقطی اور حارث
محاسبی اور محمد قصاب سے کسیقدر حقیقت سیکھی اور خزاز اور رویم اور نوری اور شبلی
وغیرہ بزرگان حق اسکی طرف نسبت کرتے ہین شیخ ابو جعفر حداد کہتا ہی اگر عقل مرد ہوتی جنید کی
صورت پر ظاہر ہوتی سنہ ۲۹۷ یا سنہ ۲۹۸ یا سنہ ۲۹۹ کو رخت عالم ہستی سے اوٹھایا پانچوین آبشخور توحید
سے سیراب دل نام اوسکا احمد بن محمد اور کہتے ہین محمد بن محمد مشہور با بن لغوی اسکا باپ خراسانی ہی
اور جنم بوم بغداد وہ بزرگان والا ستایش اور بلند کردار مین ہی اور سری سقطی اور محمد قصاب
اور احمد ابو الحواری سے صحبت گیری ہی اور ذو النون مصری کو دیکھا تھا اور ہمسران جنید سے سمجھتے
ہین لیکن کسیقدر بتیز تر سنہ ۲۹۶ مین اس سہ پنجی سرا سے درگذرا۔ چھٹے سہل ولد عبد اللہ تستری
کے طرف پہرتے ہین یہ شخص شاگرد ذو النون مصری کا ہی۔ والا پایگاہان اس شگرف راہ سے ہی
اور اقران جنید سے اسی سال کی عمر پائی ماہ محرم سال ۲۸۳ مین زندگی آخر ہوئی ساتوین محمد بن علی حکیم
ترمذی کو بتاتے ہین کنیت ابو عبد اللہ ہمنشین صاحب ابو تراب نخشبی اور احمد خضرویہ اور ابن جلا سے
صحبت رکھتے تھے اور عالم ظاہر و باطن مین چیرہ دست تھے فراوان تصانیف اور خوارق عادات
اوسکے لوگ بیان کرتے ہین۔ آٹھوین ابو سعید خراز کو جانتے ہین اسکا نام احمد بن عیسے بغدادی
ہی صوفیون کی دوستی مین مصر گیا اور مکہ مین مجاور رہا اور موزہ دوزی کرتا تھا۔ اور شاگرد محمد بن منصور
طرسی کا ہی اور ذو النون مصری اور سری سقطی اور ابو عبید بسری اور بشر حافی سے صحبت رکھتا تھا
اور سعادت جمع کے سو تصنیف لکھین نادان لوگ اوسکو کافر سمجھتے تھے سنہ ۲۷۹ مین دنیا سے گیا
عبد اللہ انصاری کہتا ہی کہ مشایخ مین اوس سے بہتر کوئی دوسرا توحید مین نہین سمجھتا ہون نوین
ابو عبد اللہ محمد بن خفیف سے درپوزہ کرتے ہین اسکا باپ شیرازی ہی شاگرد شیخ ابو طالب اور علم
صورت و معنی کا تھا جریری بغدادی اور رویم کو دیکھا اور کتانی اور یوسف بن حسین رازی اور ابو حسین
مالکی اور ابو حسین مزین اور ابو حسین دراج وغیرہ بزرگون کو دیکھا تھا اور فراوان تصانیف لکھیا ہی
سنہ ۳۷۱ کو خواب لیسین مین مصروف ہوا۔ دسوین ابو العباس سیاری ہی قاسم نام احمد بن سیار
مروزی کا نواسہ ابو بکر واسطی کا شاگرد علوم ظاہر و باطن مین سیکھے اور بزرگوار مین والا پایگاہی حاصل
کی سنہ ۳۴۲ مین غبار غم عیان سے ریزہ ہوا گیا ہوین سر گروہ انکا ملتان و منشعی ہی گیارھوین سرچشمہ اہل طامات
مجاذیب کا ہی اور اصحاب حسین بن منصور حلاج بغدادی ابو مغیث حسین منصور مشہور ہی حضرت ہی اور

دو زبان پر طنز کرتا ہی — ہندوستان مین چودہ سلسلہ بتلاتے ہین اور اوسنے چودہ خاندان ٹھہرائے
ہین اور اون دوازدہ مین سے سواے طیفوریان اور جنیدیان کے ۱ حبیبیان ۲ طیفوریان ۳
کرخیان ۴ سقطیان ۵ جنیدیان ۶ گازرونیان ۷ طوسیان ۸ فردوسیان ۹ سہروردیان
۱۰ زیدیان ۱۱ عیاضیان ۱۲ ادہمیان ۱۳ ہبیریان ۱۴ چشتیان کہتے ہین امیر المومنین علی کے خلیفہ
تھے حسن حسین کمیل حسن بصری سرچشمہ سلاسل حسن بصری کو جانتے ہین اور وہ دو خلیفہ رکھتا تھا۔
حبیب عجمی چشمے کو فرقہ اول نے جوش معرفت مارا دوسرا عبدالواحد بن زید جسینے پانچ اخرے باقیہ نے
سیرابی دل حاصل کی حسن بصری کی والدہ کنیزان ام سلمہ سے ہی نام اوسکا عمر خطاب رکھا یتیم رہا تھا
اول حال مین گوہر فروشی کرتا روش ستارگی سے راہ تجرید قبول کی اور اپنے تئین ریاضت گری مین
گلایا اور فرہی معنوی حاصل کی ہر ہفتہ کو وعظ کہا کرتا اور مجلس آراستہ کرتا جب رابعہ حاضر
نہوتی اوس سے موافقت نکرتا جب کہتے نہ آتے ایک پیرزن سے کسواسطے ہاتھہ اوس سے باز کھینچا ہی
کہا جو غذا کہ ہاتھیون کے واسطے آمادہ ہو چیونٹیون کے کام مین نہین آسکتی اول حبیب عجمی سے
نسبت درست کرتے ہین پیر مالدارون مین تھا اور روزگار مکاری مین بسر کرتا تھا بہروزی سے
کچھہ چشم دانش وا ہوگئی تھی — اور حسن بصری سے راہ پائی اور بہت سے لوگون نے اوس سے
سعادت اندوزی حاصل کی ایکروز حسن بصری جاوشان حجاج سے بھاگا اور حبیب کے صومعہ مین جا گھسا
سرہنگون نے اوس سے پوچھا حسن کہان ہی اوسنے کہا صومعہ کے اندر جب تلاش کیا تو اوسکو
نپایا حبیب کی سرزنش کی اور کہا جو کچھہ حجاج تمھارے ساتھہ سلوک کرے لائق ہی جواب دیا کہ مینے
بجز سچ کے اور کچھہ نہین کہا اگر تمنے ندیکھا تو میرا کیا قصور ہی یہ سنکر پھر وہ لوگ اندر جاکر ژرف
نگاہی سے جویان ہوئے اور نپاکر خشمگین واپس ہوئے اور طنز گویان چلے گئے حسن باہر نکلا اور کہا
اے حبیب عجب حق اوستادی آپ نے ادا کیا ای اوستاد راست گوئی سے رہائی پائی اگر آپ
جھوٹھہ کہتے تو دو تو ہلاک ہوتے ایکروز رات کو اندھیلی کوٹھیاری مین اوس سے سوزن گر پڑی
غیب سے روشنی چمکی ہاتھہ آنکھون پر رکھکر کہا نہین نہین ہم سوزن کو بجز چراغ کے نہین ڈھونڈھنا
جانتے ہین — تیرے فیض معروف کرخی سے لیتے ہین اسکا باپ ترسا تھا روبروے امام رضا علیہ السلام
کے مذہب بدلا اور دربانی مین سربلندی پائی — اور داؤد طائی کے صحبت مین پہونچا اور ریاضت گری
بجالایا اور درست بینی اور راست کرداری کی طاقت سے پیشوا ہوا — سری سقطی وغیرہ بہت لوگون نے
اوس سے فیض پایا سنہ ہجری کو عالم بقا کی راہ پکڑی ماسی خانہ مین گبر و ترسا اور یہود اسکی جاگہ

اور ہر ایک نے چاہا کہ اپنے آئین کے بموجب اوس سے موافقت کرین مگر ہو اوہانا صلح کل رکھتا تھا ــ چوتھے سری
سقطی اسکی کنیت ابو الحسن ہے شخص بزرگ آگھان عمدہ افعال مین سے ہے ــ اور اگر بر سرہ لوگون کا اوستاد
اقران حارث محاسبی اور بشر حافی اور شاگرد معروف کرخی اسکی تعریف میری طاقت سے باہر ہے سنہ
مین رہگرا ے عالم بقا ہوا چھٹوین ابو اسحق بن شہریار ہے اسکا باپ آئین زردشتی سے نکلکر اسلام
شیخ ابو علی فیروز آبادی سے فیضیاب ہوا ــ اور اکثر بزرگون سے ملاقی ہوا اور ظاہر و باطن کی ذات
جمع کی سنہ ۴۲٦ ہجری مین رحلت فرمائی ہوا ساتوین علاء الدین طوسی کو آغاز کرتے ہین یہ شخص شیخ نجم الدین کبرے
سے حق برادری رکھتا تھا آٹھوین شیخ نجم الدین کبرے کی نیایش گری کرتے ہین کنیت ابو الجناب اور
ابو القاسم اور نام احمد بن عمر خیوقی اور لقب کبرے ہے شیخ اسمعیل قیصری اور عمار یاسر اور روز
بہان سے فیض حاصل کیا ــ اور صورت و معنی کی شناسائی سے مرتبہ عالی پایا شیخ مجد الدین بغدادی
شیخ سعد الدین حمویہ شیخ رضی الدین علی لالا بابا کمال خجندی شیخ سیف الدین باخرزی وغیرہ
اکثر اولیا نے اوس سے سعادت جاوید حاصل کی سنہ ٦١٠ مین بزخم شمشیر ودیعت حیات سپرد
متقاضی اجل فرمائی نوین شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر سہروردی علم ظاہر و باطن مین بہرہ ور تھا
بارہ واسطون مین ابو بکر صدیق رضی تک پہونچتا ہے اور طریقت مین شیخ احمد غزالی سے نسبت درست رکھتا ہے
فراوان تصانیف اوسکی یادگار ہین ــ اور آداب المریدین کی تصنیف ہے سنہ ۵٦۳ ہجری مین رہگرا ے ملک بقا ہوا
دسوین شیخ واجد بن زید کو کہتے ہین گیارہوین فضیل بن عیاض کو مانتے ہین کنیت ابو علی کوفی ہے
بعض کے نزدیک بخاری ہے تابعین درویشان بسر کرتا تھا اور رہزن تھا آخر نیک سرشتی سے بیدار
ہوا اور عمدہ کام کرنے مین سعادت حاصل کی سنہ ۱۸۷ کو فوت ہوا بارہوین ابراہیم ادہم بلخی کو پیشرو
جانتے ہین کنیت ابو اسحق اسکے بزرگ حوالی مین کچھ خیال رکھتے تھے ستارہ بخت منیری درخشان
ہوا سب کی طرف سے ہاتھ روک لیا ــ سفیان ثوری اور فضیل عیاض اور ابو یوسف غسولی کے
ہم صحبت اور علی بکار اور حذیفہ مرعشی اور سلم خواص کے یار تھا سنہ ۱٦۱ یا سنہ ۱٦۲ کو واقع شام رحلت فرما
ہوا تیرہوین شیخ ہبیرہ بصری کو کہتے ہین چودہوین ابو اسحق شامی سے پیوند کرتے ہین اور وہ مرید
دینوری کا ہے جب شیخ قصبہ چشت مین پہونچا خواجہ ابو احمد ابدال جو مقدم مشایخ چشت کا ہے
اوس سے تربیت پائی اور بعد ازان اوسکے لڑکے محمد نے چراغ ولایت روشن کیا اسکے بعد خواجہ
سمعانی اوسکے بھتیجے جواہر زادہ نے آگہی لی اوسکے بعد اونکا بیٹا خواجہ مودود چشتی سنے والا پایگی پائی

اسکے بعد اسکا فرزند خواجہ احمد بھی بزرگ ہوا تحقیقا ہر دو شمار کو مقبول دست آویز ظاہر بین ہے جس گزیدہ نے کاہش نفس ذوفنون اور پرستش ایزد بیچون مین کسیقدر تازگی ظاہر کی اور اوسکے معنوی لڑکون نے بعد دیگرے چراغ آگاہی روشن کیا اوسکا سلسلہ جداگانہ لوگون نے قرار دیا ورنہ سوائے ان بارہ اور چودہ کے فراوان سلسلہ زبان زد روزگار ہی —

قادری

شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی کی پیروی مین نسید حسنی ہے بغداد مین موضع جیل ہے اور بعض گیلانی کہتے ہین علوم رسمی اور حقیقی مین یگانۂ زمان تھا ابوسعید ابوالخیر مبارک سے خرقہ پہنا تھا چار واسطہ سے شبلی تک پہونچتا ہی بزرگی جلال اور شگرفی کرامات اوسکی مشہور جہان ہی بس مبارک موئی اور پیران پیر انہین کو کہتے ہین خاندان قادریہ انہین سے مشہور ہی ۴۷۱ھ ہجری مین پیدا ہوا اور ۵۶۱ھ ہجری مین جنت کو سدھارا

یسوی

نیازمندان خواجہ احمد یسوی خردسالی مین باب ارسلان سے جوکہ کار آگہان ترک سے ہی نظر یاب ہوئے جب وہ درگذرا خواجۂ یوسف ہمدانی سے کمال سیکھا ترک لوگ اوسکو اتا یسوی کہتے ہین ترکی مین آتا بابا کو کہتے ہین اور اولیا کا بھی لقب ہوتا ہی خواجۂ ترکستان کے کہنے سے پھرا اور رہنمائی خلق الدین مین زندگانی گنوائی اکثر کرامات لوگ بیان کرتے ہین اور انکے چار خلیفہ نامور ہوئے منصور اتا سعید اتا سلیمان حکیم اتا و یسے ایک معمورہ ہی ترکستان مین شیخ کا مولد وہی ہی —

نقشبندی

خواجہ بہاء الدین نقشبند سے دولت جاوید حاصل کی اوسکا نام محمد بن محمد بخاری ہی خواجہ باباے سماسی سے تعلیم پائی - اور آداب طریقت آمیر کلال خلیفہ سے اوسکا خلیفہ خواجہ سماسی خواجہ علی کو قصر ہندوان کے نزدیک بارہا فرماتے تھے کہ اس خاک سے بوی مردی آتی ہی جلد قصر عارفان ہوگی تاکہ ایکدن امیر کلال کے گھر سے نکلکے اوس قصر کے پاس فرمایا کہ اب وہ خوشبو زیادہ ہی شاید کہ وہ مرد پیدا ہو ولادت خواجہ سے تین روز گذرے تھے پدر بزرگوار بابا کے لیگیا اوسنے فرمایا کہ مینے اپنی فرزندی مین لیا اور یارون کی طرف دیکھکر فرمایا کہ یہ وہی ہی جسکی خوشبو مینے پائی تھی یہ پیشواے جہان ہوگا اور امیر کلال سے فرمایا کہ میرے فرزند بہاء الدین کی پرورش مین کوتاہی نکرنا جب کسیقدر نوجوان ہوا فرمایا تمھارا لڑکا بلند ہمت ہی بدبن نظر اور دروازون سے بھی دریوزہ گری کی اجازت دیتا ہون لہذا اس سبب سے فتح شیخ کے پاس جاکر فیض لیا اور خلیل اتا سے بھی بہرہ یاب ہوئے —

اور خواجہ عبد الخالق عجدوانی کی یاری سے روحانیت کے کمال کو پہونچے — اور فیض حقیقی خضر سے نصیب ہوا
اور محمد یوسف ہمدانی کی صحبت — خواجہ کے چار خلیفہ تھے خواجہ عبد اللہ برقی خواجہ حسن اندقی —
خواجہ احمد یسوی خواجہ عبد الخالق عجدوانی خواجہ یوسف نے شیخ ابو علی قاری سے فیض لیا اور
اونے شیخ ابو القاسم کرکانی سے اور یہ دو آدمیون سے کامیاب ہوا جنید اور شیخ ابو الحسن
خرقانی اور یہ بایزید بسطامی سے اور یہ امام جعفر صادق سے اور وہ دو جگہہ سے سعادت اندوز
ہوے اول اپنے باپ امام باقر اور انہون نے اپنے باپ امام زین العابدین اور انھون نے اپنے باپ امام حسین
علیہما السلام سے دوسرے اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر اور قاسم نے سلمان فارسی سے اور انہون نے
ابا بکر سے کہتے ہین خواجہ بہاء الدین نقشبند کے لونڈی غلام نتھے بروقت استفسار فرمایا بندگی
اور خواجگی مین بڑا فرق ہی کسی نے دریافت کیا کہ حضرت کا سلسلہ کس سے ملتا ہی کوئی شخص سلسلہ سے
کامیاب نہین ہوتا شب دوشنبہ تیسری ربیع الاول ۷۹۱ء کو بار عنصری سے سبکدوش ہوا تحقیق
دریافت ہوتا ہی داستان سلاسل مذہب چہارگانہ رکھتا ہی جسنے مرتبۂ اجتہاد کا پایا زیادہ اوسکے لائق
ہوتا ہی اور چارگونہ رہنا اوسکا سخت نہین ہوتا پھر دیکھا ہی کہ اس بیان سے معذور ہوکر اکثر اولیا
کرے اور ہزارون سے اڑتالیس اولیا کا ذکر کرتا ہی

بابا رتن

نصیر تبرندی کا بیٹا ہی کنیت ابو الرضا ایام جہالت مین واقعہ تبرندہ پیدا ہوا اور حجاز گیا پیغمبر
صلعم سے دوچار ہوا آخر جہان گردی کرتے ہوئے ہندوستان آیا بڑی مدت تک اسکے قال قیل کا
اعتبار رہا ۶۰۸ ہجری مین واقع تبرندہ فوت ہوا وہین پر مدفون ہی — اور شیخ ابن حجر عقلانی
اور مجد الدین فیروزآبادی اور شیخ علاء الدولہ سمنانی اور خواجہ محمد پارسا وغیرہ اسکے مداح ہین

خواجہ معین الدین حسن

غیاث حسن کا لڑکا سادات حسینی حسنی مین ہی ۵۳۷ ہجری کو واقعہ قصبۂ سجز مین دار سجستان سے
پیدا ہوا پندرہ برس کے سن مین اسکا باپ درگذرا اور ابراہیم قندزی خدارسیدہ کی نظر اسپر پڑی
تجلی چھاگئی رہنمائی فرمائی نیشاپور کے موضع ہرون مین خواجہ عثمان چشتی کی صحبت مین بیٹھا
اور ریاضت کرنے لگا خرقۂ خلافت حاصل ہوا بعدہ شیخ عبد القادر جیلی وغیرہ سے فیضیاب ہوا
جس سال کہ معز الدین سام نے دہلی فتح کی یہان آیا اور غزلت گزینی سے اجمیر چلا گیا اور بکثرت چراغ روشن کیے
اور اسکی روشن دلی سے اکثر محروم فیضیاب نور حقیقت ہوئے روز شنبہ چھٹوین ماہ رجب ۶۳۳ ہجری

رہگرا ے ملک بقا ہوا اور کوہ مین مدفون ہی ہنوز اوسکی زیارت ہوتی ہی

شیخ علی غزنوی ہجویری

اسکا نام ابو الحسن باپ کا نام عثمان بن ابو علی جلالی ہی رسوم دنیوی سے برکنار انتہاے آگاہی مین زبدہ تھا کتاب کشف المحجوب اسکی یادگار ہی اور اسی کتاب مین لکھا ہی کہ شیخ ابو الفضل بن حسن ختلی کا پیرو ہون خوابگاہ اسکا لاہور مین واقع ہی —

شیخ حسین زنجانی

فراوان آگہی رکھتا تھا خواجہ معین الدین چشتی سے لاہور مین صحبت ہوئی لاہور ہی مین مدفون اور زیارتگاہ عالم ہی

شیخ بہاء الدین ذکریا

وجیہ الدین محمد کمال الدین علی شاہ قریشی کا بیٹا ہی ۵۶۵ سنہ ہجری مین کوٹ کرور ملتان مین پیدا ہوا انکے لڑکپن مین باپ مرگیا آپ دانش مین ایران و توران کے سیّار ہوئے بغداد مین شیخ شہاب الدین سہروردی سے ارادت کی خلافت پائی شیخ فرید شکرگنج سے دوستی تھی زمانۂ دراز تک ہم صحبت رہے شیخ عراقی اور میر حسینی الحسینی سے فیضیاب ہوئے ساتوین ماہ صفر ۶۶۵ سنہ ہلالی کو ایک نورانی طلعت نے نامۂ سربمہر شیخ صدر الدین اوسکے لڑکے کے ہاتھ اندر بھیجا وہ پڑھتے ہی جان بحق ہوا اور چار کنج سے یہ آواز بلند ہوئی کہ دوست دوست سے واصل ہوا خوابگاہ انکا ملتان مین ہی —

خواجہ قطب الدین بختیار

بن کمال الدین احمد موسی ہی روس فرغانہ سے نظر خضر سے پائی جو یاے رہنمونی رہا کہ خواجہ معین الدین نے اوش پر گذارہ کیا ۱۸ برس مین خلافت پائی سفر اختیار کیا بغداد وغیرہ مین آگرا ولیا سے چہرہ افروز مدعا ہوا پیر کے دیکھنے کو ہندوستان آیا چندے شیخ بہاء الدین ذکریا سے ہم آستان رہا شمس الدین التمش کے عہد مین دہلی مین آکر خواجہ سے ملا بعدہ وہان سے پھرا چارشنبہ کی صبح کو ماہ ربیع الاول ۶۳۳ سنہ کو رہگرا ے بقا ہوا دہلی مین خوابگاہ مزار عالمیان ہے —

شیخ فرید الدین شکر گنج

جمال الدین سلیمان کا بیٹا فرخ شاہ کابلی کی نسل سے ہی اسکی پیدایش قصبۂ کہتوال ملتان کے نزدیک ہی آغاز برنائی مین رسمی دانش سیکھی — اور ملتان مین خواجہ قطب الدین سے ملکر دہلی کو ہمراہ آیا ارادت دلی سے مدعا حاصل ہوا بعض کہتے ہین کہ ساتھ نہین آیا زاد سے رخصت ہوکر قندھار و سیستان کو سدھارا اور بعد دانش آموزی کے دہلی آیا اسنے سخت آویزش نفس کے ساتھ کین ۔ آخر کو فتح یا ادی

خواجہ قطب الدین نے بروقت رحلت جب کہ قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی وغیرہ بزرگ جمع تھے فرمایا کہ خرقہ وغیرہ جو اوسکے مرشد سے ہون شیخ کے سپرد کرین۔ اس آگہی کو پاکر قصبۂ ہانسی سے دہلی مین آیا اور امانت لیکر واپس گیا اکثر لوگ اوس سے بہرہ یاب ہوئے پانچوین محرم ۶۶۹ ہجری روز شنبہ پٹن پنجاب مین جو اوسوقت اجودھن کے نام سے مشہور تھا جان بحق ہو کر مدفون ہوا

شیخ صدر الدین عارف

بہاء الدین ذکریا کا لڑکا ہی باپ کے روبرو کامل ہوا اور فخر الدین عراقی اور میر حسینی سادات نے اس سے فیض پایا ۷۰۹ھ مین واقع ملتان جان بحق ہوا اور وہین اسکا مزار ہی

شیخ نظام الدین اولیا

نام محمد احمد دانیال کا لڑکا ہی غزنین سے بداؤن آیا ۶۳۲ھ مین شیخ نظام الدین اولیا کی ولادت ہوئی کسیقدر رسوم علمی سیکھے اسکا لقب نظام بحاث اور محفل شکن تھا بیس برس کی عمر مین اجودھن جاکر شیخ فرید شکر گنج سے ارادت ظاہر کی اوسنے خزینۂ دانش کی کلید عطا فرمائی آخر کو رہنمائی خلق اللہ کے واسطے دہلی پہونچا اکثر لوگ فیضیاب ہوئے شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی اور میر خسرو اور شیخ علاء الحق اور شیخ اخی سراج بنگالہ مین اور شیخ وجیہ الدین یوسف چندیری اور شیخ کمال مالوہ مین اور مولانا غیاث دھار مین اور مولانا مغیث اوجین مین اور شیخ یعقوب اور شیخ حسام گجرات مین اور اور شیخ برہان الدین غریب اور شیخ منتخب اور خواجہ حسن دکن مین ہر سہ مرید اوسکے ۱۸ ربیع الاول ۷۲۵ھ ہجری کو جہان گذران سے کوچ فرمایا دہلی مین خوابگاہ ہے ـــ

شیخ رکن الدین

شیخ صدر الدین عارف کا بیٹا ہی چونکہ سلطان قطب الدین شیخ نظام الدین اولیا سے سرگران تھا شیخ کو ملتان سے طلب فرمایا کہ اوسکے ہنگامے کو شکست ہو جب دہلی کے نزدیک آیا شیخ نظام الدین نے استقبال کیا قطب الدین نے شیخ سے ملاقی ہو کر پوچھا کہ مردم شہر سے کسنے پیشوائی مین سبقت کی اوسنے جواب دیا کہ ہمارے شہر مین ایسا صاحب تقریر دل آویز نہین ہی اس گفتگو سے بادشاہ کی سرگرانی دور ہوگئی ملتان مین جان بحق ہو کر دفن ہوا ہے

شیخ جلال الدین تبریزی

شیخ سعید تبریزی کا مرید ہی بعد سفر شہاب الدین سہروردی سے ملا خلافت ملی خواجہ قطب الدین اور شیخ بہاء الدین زکریا مین بڑی دوستی تھی ـ شیخ نجم الدین صغری جو دہلی کا شیخ الاسلام تھا اسکا عدو ہوا

ناقوان بیٹی سے تہمت لگائی آخر کو شیخ بہاء الدین زکریا کے توسل سے راست و دروغ کی نمود ہوئی وہاں سے بنگالہ گیا اسکا خوابگاہ بندر دیو محل ہی

شیخ صوفی بدھنی

زاد بوم اسکا اودہ خدا کے سوا کسی سے غرض نتھی کہتے ہین کہ خواجہ قطب الدین مع دیگر بندگان خدا کے ایک مغل بھونکھہ اور پیاس کی شدت سے ہر ایک بیتاب ہوگیا اوسوقت نیروے ایزدی سے حضرت ہر ایک کو ایک گرم کاک سونٹھہ کی دیتا اور صوفی اپنے کوزہ شکستہ سے ہر شخص کو سیراب کرتا تھا اوسوقت سے خواجہ کو کاکن اور صوفی کو بدھنی کہنے لگے خوابگاہ انکا کیتھل ہی

خواجہ کرک

بزرگ وارستگان مین سے ہی رسمیات سے برکران زندگی بسر کرتا تھا اور ہمیشہ خرابات مین نشست و برخاست کرتا قطب الدین نے اسکے واسطے خرقہ بھیجا اور اسنے لیکر آگ مین ڈالدیا لیجانے والے نے خواجہ قطب الدین کے روبرو زبان بیچارہ درازکی اوسنے کہا جاؤ اور واپس لاؤ تاکہ حقیقت کار تجھے معلوم ہو جب اوسنے جاکر درخواست کی خواجہ کرک نے کہا جاؤ اوس آگ سے لے لو لیکن اپنی ملکیت کو جو دیکھا اوس خرقہ کو مع کئی اور دلق کے پایا اور شرمسار ہوا انکا خوابگاہ کڑہ مانکپور ہی

شیخ نظام الدین ابو المؤید

اپنے خالو شیخ عبد الواحد بن شیخ شہاب الدین احمد غزنوی سے ارادت رکھتا تھا سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین تھا خواجہ قطب الدین اوشی اور شیخ نظام اوسکا دیدار بہت مبارک جانتے تھے

شیخ نجیب الدین

شیخ بدر الدین سمرقندی کا مرید ہی جو کہ شیخ سیف الدین باخرزی کا خلیفہ اور وہ شیخ نجم الدین کبری کا خلیفہ ہی وہ بخارا سے دہلی آیا رہنمائی اختیار کی مین فوت ہوا بعض کہتے ہین کہ وہ مع عماد الدین طوسی کے مرید اور خلیفہ شیخ رکن الدین فردوسی کے ہین

قاضی حمید الدین ناگوری

عطاء اللہ بخاری کا لڑکا ہی بخارا مین تولد ہوا معز الدین سام کے عہد مین باپ کے ہمراہ دہلی آیا تین برس تک ناگور کا قاضی رہا یکبارگی بار تعلق سے گھبراکر بغداد گیا شیخ شہاب الدین سہروردی کی ارادت سے خلافت پائی اور خواجہ قطب الدین سے دوستی ہوئی اور سیر حجاز کرکے دہلی آیا پانچوین رمضان ۶۷۳ ہجری کی شب کو عازم فردوس ہوا دہلی مین خوابگاہ ہی

شیخ حمید الدین سوالی ناگوری

شیخ احمد کا فرزند آغاز مین نکورو اور خواستہ دار تھا پژوہش حق مین ہر طرف سے ہاتھ کھینچ لیا اور ریاضت گری مین پائے ہمت مضبوط کیا اور خواجہ معین الدین کی خدمت مین طیلسان ارادت کندھے لی اور بزرگ مرتبہ کو پہونچا اور سلطان التارکین لوگ کہتے ہین بست و نہم ربیع الاول ۶۷۳ھ ہجری کو ناگور مین رحلت فرمائی اور وہین پر مدفون ہوا

شیخ نجیب الدین متوکل

شیخ فرید شکر گنج کا برادر اور مرید ہی شیخ نظام الدین اولیا کہتے تھے کہ جب مین بداون سے دہلی مین شیخ کی ملازمت کو آیا شیخ نجیب الدین سے ملاقی ہو کر فیضیاب ہوا۔ نہم رمضان ۶۷۱ھ ہجری مین بمقام دہلی مدفون ہوئے

شیخ بدر الدین

زاد بوم غزنہ ہی ہنگام خواب مین خواجہ قطب الدین اوشی سے ارادت کی جویائی مرشد مین آزادنہ روانہ ہوا دہلی مین مراد کو ہونچا خلافت حاصل ہوئی قاضی حمید الدین شیخ فرید شکر گنج اور سید مبارک غزنوی اور مولانا مجد الدین جرجانی ضیاء الدین دہلوی وغیرہ بزرگ اس سے بہرہ یاب ہوئے کہن سالی مین جب جنبش نہین کر سکتا تھا سننے نغمہ سے جوانون کے مانند رقص کرتا کسینے کہا کہ اس ضعف مین کیونکر شیخ ناچتا ہی جواب دیا کہ شیخ کہان حضرت عشق کا زور ہی اپنے مرشد کے پایان مین دفن ہی

مولانا بدر الدین اسحاق

منہاج الدین بخاری کا بیٹا ہی بعض کا اعتقاد یہ کہ علی بن اسحاق کا فرزند ہی اور اوسکی زاد بوم دہلی ہی رسمی دانش آموزی کرکے بخارا گیا اور اجودہن مین بستگی خاطر نے کشادیائی ارادت لایا شیخ نے خلافت اور دامادی سے سرفراز کیا خوابگاہ اوسی مقام پر ہی

شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی

محمود نام زادگاہ اودہ شیخ نظام الدین اولیا کا مرید اور خلیفہ ہی ۱۸ رمضان ۷۵۷ھ کو جہان گذران سے ہاتھ اوٹھایا

شیخ شرف الدین پانی پتی

کنیت ابو علی قلندر وارستگی مین بسر کرتا تھا خود لکھتا ہی کہ چالیس برس کی عمر مین دہلی آیا خواجہ قطب الدین کی زیارت سے کامیاب ہوا۔ اور مولانا وجیہ الدین پائلی اور مولانا صدر الدین و مولانا فخر الدین ناقلہ و مولانا ناصر الدین و مولانا معین الدین دولت آبادی و مولانا نجیب الدین سمرقندی و مولانا قطب الدین مکی اور مولانا احمد خوانساری وغیرہ بزرگان سے درس اور فتوی کی اجازت ملی بیس برس یہ مشغلہ رہا ناگاہ کشش حقیقی نے اپنی جانب کھینچا سب دانش جاتی رہی سفر ہوا روم مین شمس تبریزی اور

مولانا جلال الدین سے جاملا۔ جبہ و دستار اور اکثر کتاب عطا فرمائین انہین کے روبرو ہر ایک کو
غرق آب کیا بعدہ پانی پت مین آنکر فارغ ہو کر یہین پر مدفون ہوا ۔

شیخ احمد نہر والہ

زادبوم نہروالہ جسکا نام ہن مشہور ہی قاضی حمید الدین ناگوری سے ارادت ہوئی خلافت
ہاتھہ لگی شیخ بہاء الدین ذکریا باوجود اپنی دشوار پسندی کے اسکا مداح تھا بداؤن خوابگاہ ہی

سید جلال

نبائر سید محمود بن سید جلال بخاری مخدوم جہانیان کے لقب سے مشہور ۷۰۷ شب برات
کو تولد ہوا اپنے باپ کا مرید ہی اور شیخ رکن الدین ابو الفتح سے خلافت پائی جہان نوردی مین امام یافعی
وغیرہ سے ملاقی ہوا دہلی مین شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کو دیکھکر خاندان چشتی مین خلیفہ ہوا چارشنبہ
عید قربان ۷۸۵ ہجری کو خدا سے واصل ہوا اوچہ ملتان مین آرام کیا

شیخ شرف الدین منیری

یحیی بن اسرائیل سرآمد چشتیان کا لڑکا ہی گنج شکر سے فیضیاب ہوا یہ لڑکائی سے پہاڑون مین
ریاضت کرتا شیخ نظام الدین اولیا کی تمنائے دید مین مع اپنے بڑے بھائی شیخ جلال الدین محمد
کے دہلی آیا شیخ نے انتقال فرمایا تھا بعضو کا قول ہی کہ ملاقات ہوئی اور بموجب اوسکے فرمانے
کے شیخ نجیب الدین فردوسی کے روبرو گیا اور مرید ہو کر خلیفہ ہوا شیخ شمس الدین مظفر بلخی
اور شیخ بدال الدین اودہی نے جسکا نام جمال قتال بھی ہی اس سے خلافت پائی اکثر اسکے
ملفوظات اور تصانیف یادگار ہین اوسمین سے اوسکے مکتوب نفس شکنی مین آزمودہ ہی بہار مین خوابگاہ ہی

شیخ جمال ہانسوی

ابو حنیفہ کوفی کے نسل مین ہی خطابت اور فتوی سے ہاتھہ اوٹھایا شیخ فرید گنج شکر سے ارادت
لایا بلند پایگی پائی شیخ جسکو خلافت دیتا جمال عزیز کی منظوری لیتا درصورت عدم منظوری
کہا کرتا فرزند جمال کا چاک سینا ناممکن ہی واقعہ ہانسی خوابگاہ ہی ۔

شاہ مدار

لقب بدیع الدین کہ دمہ ہندوستانی اوسکی بزرگی بیان کرتے ہین شیخ محمد طیفوری بسطامی کا مرید ہی
خلق خدا سے گریزان تھا اکثر اوسکا چہرہ شہو خلق نہوتا اور دنیا سے نکلتا ہر دوشنبہ کو بار عام
حاجتمندون کا ہوتا مقرر تھا کہ جب مردم آنے سے باز رہتے کوئی داستان چھیڑتا ۔

اوسی چھیڑ چھاڑ مین ہر ایک کا جواب دیتا جواب پا کر نیایش کنان راہ لیتے — ایسی ہی بہت سی عجایب داستان بیان کرتے ہین سلسلہ مداریہ کا بھی موجد ہوا — مکن پور مین خوابگاہ ہی ہر سال بڑے ہجوم کا میلہ ہوتا ہی ہر شخص رنگارنگ علم لیکر آتا اور نیایش کرتا — سلطان ابراہیم شرقی کے عہد مین اکثر اوقات قاضی شہاب الدین اس سے پھر کر شرمسار ہوا —

شیخ نور قطب عالم

شیخ علاء الحق کا بیٹا اصلی نام شیخ نور الدین احمد بن شیخ عمر اسعد ہی زادگاہ لاہور اپنے باپ کا مرید اور خلیفہ ہی وہ شیخ اخی سراج کا خلیفہ تھا کسیقدر سوختگی مین والا رتبہ رکھتا تھا جیسا کہ اکثر مکتوب اور رسایل اوسکے شاہد ہین شیخ حسام الدین مانکپوری اوسکا خلیفہ ہی ۸۱۸ ہجری مین رہگراے عالم بقا ہوا پنڈوہ مین خوابگاہ ہے

بابا اسحق مغربی

الا ولد دہلی ہی حاجی شیخ محمد کیمی کا مرید ہی چند واسطہ سے جنید کو پہونچتا ہی شیخ احمد کھتو کی تحریر ہی کہ اوسکے ہمراہی مین دہلی آیا اپنی پرانی نگاہ دکھلائی اور کہا بارہ برس ولیون کی دریوزہ گری کی ہی اکثر بزرگون سے فیضیابی ہوئی اوپچھم کے شہر کیم مین شیخ محمد حاجی کی صحبت سے خلافت ملی اور سلطان محمد کے زمانہ مین پھر دہلی آیا خواجہ معین الدین نے خواب مین فرمایا کہ کھتو مین [illegible]

شیخ احمد کھتو

لقب جمال الدین واقع دہلی ۷۳۸ ہجری مین پیدا ہوا یہ شخص وہانکے بزرگ زادون مین ہی بابا اسحق مغربی کا مرید و خلیفہ ہی نام اوسکا نصیر الدین شیر نگی فلکی نے نگاہ اصلی چھوڑ آیا بعد چند بابا اسحق مغربی کی خدمت مین سعادت اندوز ہوا اور سلطان احمد کے عہد مین گجرات گیا اور خورد و بزرگ نے قبول کرکے اوسکی نیایش گری کی بعدہ سفر عرب و عجم کرکے اکثر بزرگون سے ملا سرکھیج احمد آباد خوابگاہ ہی

شیخ صدر الدین

ولد سید احمد کبیر بن سید جلال بخاری جو راجو قتال کے نام سے زبان زد روزگار ہی اپنے باپ سے مرید ہوا خلافت پائی اور اپنے بھائی مخدوم جہانیان او شیخ رکن الدین الفتح سے بھی خلافت ملی سلطان فیروز اسکو نہایت دوست رکھتا تھا ۸۲۷ [illegible]

شیخ علاء الدین محمد

نبیرہ شیخ فرید گنج شکر بن شیخ بدر الدین سلیمان از بس گزیدہ ایزد شناسی والا رتبہ تھا بعد وفات سلطان محمد نے گنبد تعمیر کرایا

سید محمد گیسو دراز

شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کا مرید و خلیفہ ہی صوری معنوی سے آگاہی رکھتا تھا موجب ارشاد پیر کے دہلی سے دکھن آیا اور خورد و بزرگ نے قبول کیا ۸۲۵ھ مین واقعہ گلبرگہ آسودۂ خواب فنا ہوا

قطب عالم

نام اسکا ابو محمد لقب برہان الدین ولد شاہ محمود بن سید جلال مخدوم جہانیان ہی ۷۹۰ھ مین تولد ہوا - اپنے باپ کا خلیفہ و مرید ہوا - اور شیخ احمد کھتو سے بھی خلافت پائی سلطان محمد کے عہد مین حسب فرمودۂ پدر گجرات آیا معنی و صورت کی بزرگی پائی - ۸۵۵ھ مین عالم بقا کو سدھارا ہتوہ احمد آباد مین مقام ہی اسکے گیارہ لڑکے تھے

شاہ عالم

نام سید محمد ولد قطب عالم شب نہم ذیقعدہ ۸۱۷ھ کو پیدا ہوا اپنے باپ سے ارادت پائی درجۂ خلافت ملا ولایت پر چڑھا اسکے اکثر کرامات بیان کرتے ہین ۲۰ جمادی الثانی ۸۸۰ھ کو رسول آباد احمد آباد مین مدفون ہوا

شیخ قطب الدین

شیخ برہان الدین بن شیخ جمال ہانسوی کا بیٹا اور مرید و خلیفہ شیخ نظام اولیا کا ہی دنیا مین آتا اور نہ بادشاہون سے کچھ لیتا تھا - سلطان محمود خود جاکر ہانسی سے دہلی لایا خوابگاہ اسکا ہانسی مین ہی

شیخ علی پیرو

مولانا احمد جہایمی کا بیٹا ہی صورت و معنی کی شناسائی حاصل کی اور حقائق کو مانند شیخ محی الدین کے گزارش کرتا تھا بہت سے آگاہی نامہ اوسکے یادگار ہین اور اکثر گم ہو گئے تھے -

سید محمد جونپوری

سید بڈہ اویسی کا لڑکا ہی فیضیاب روحانیہ ہوا صوری معنوی پر چیرہ دست تھا شوریدگی سے دعوی مہدویہ کیا اکثر لوگ رجوع ہوئے اکثر خوارق اوسکے مشہور ہین آخر جونپور سے گجرات تک سرچشمہ مہدویہ جاری ہوا سلطان محمود اوسکی نیاز لشکری مین آیا تھا زمانہ کی تنگ چشمی سے ہند مین نہ رہ سکا ایران مین گیا اور فرہ مین خوابگاہ ہی

قاضی خان

یوسف نام زاد و بوم ظفر آباد ہی شیخ حسن طاہر جسکا لقب کمال الحق ہی اوسکا مرید و خلیفہ ہوا - اور وہ مرید راجا کا ہوا جو شیخ حسام مانکپوری کا خلیفہ ہی علوم ظاہر و باطن سے آراستہ ہوا مرشد نے اپنی زندگی مین اپنے خلفا کو اوسکے حوالہ کیا اور ہنگام وفات اپنی کے اپنے فرزند عبد العزیز کو بھی اوسے سپرد کیا پانزدہم صفر کو آشوبگاہ دنیا سے سدھارا -

امیر سید علی قوام

زادبوم سوانہ مرید اور خلیفہ شیخ بہاؤالدین جونپوری شطاری کا ہے بعض کہتے ہین شیخ قاضی شطاری سے فیض یاب ہوا اور بعض پیر کو نہین کہتے ایک خاندان سے نسبت ہے سنہ ۹۲۵ مین جونپور مین ... ہوا

قاضی محمود

پور شیخ جاہلدیہ بن محمد گجراتی بیرپور مین پیدا ہوا اپنے پدر بزرگوار کا مرید ہے شاہ عالم سے خرقہ خلافت رکھتا ہے عشق اوسکو گوارا ہوا تھا اور اکثر سخنان دلسوز کہتا گیارہ برس کی عمر مین فروغ حقیقی چمکا اکثر عجایب داستان اوسکی مشہور ہین جس سال کہ ہمایون بادشاہ بہادر گجراتی پر حملہ آور ہوا ۱۳ ربیع الاخر کو جہان بھا کو سدھارا

شیخ محمد مودود لاری

بابا نظام ابدال کا مرید ہے مولانا عبدالغفور لاری کے پاس کسیقدر رسمی دانش اندوز ہوا۔ اور اکثر دریوزہ دکھا اور غرایب علوم سے آگاہ ہوا عیانی اور بیانی فراست خوب جانتا تھا اور عجایب علوم پر آگاہ تھا۔ اور شاہ نعمت اللہ اور شاہ قاسم انوار سے دوچار ہوا واقعہ رمضان سنہ ۹۳۰ مین فانی ہوا پانی پت مین مزار ہے

شیخ حاجی عبدالوہاب بخاری

شیخ جلال بخاری کے دو لڑکے تھے مخدوم جہانیان سید محمود سے ہے اور وہ نژاد سید احمد سے اور شاگرد سید صدر الدین بخاری ہے ظاہری باطنی سے آگاہ تھا سنہ ۹۳۲ مین واقعہ دہلی مین آسودہ ہوا

شیخ عبدالرزاق

زادگاہ جھنجھانہ شیخ شاہ محمد حسن کا خلیفہ اور مرید ہے شیخ حسن طاہر کا فرزند ہے اول رسمی دانش حاصل کی اوسکے بعد منزل مقصود کو پہنچا سنہ ۹۴۹ مین واقعہ جھنجھانہ مین مدفون ہوا

شیخ عبدالقدوس

نژاد حنفیہ سے اپنے تئین کہلاتا تھا۔ شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق کا فرزند ہے صوری معنوی دانش سے آگاہ ہوا کہتے ہین جنت آشیانی اکثر لوگون کے ہمراہ اوسکے مکان پر جاتے تھے اور اوسکی کارآگہی سے راضی ہوتے سنہ ۹۵۰ مین فوت ہوا واقع گنگوہ نزدیک دہلی خوابگاہ ہے۔

سید ابراہیم

معین بن عبدالقادر حسین کا بیٹا اور زادبوم ایرج اور شیخ بہاؤالدین قادری شطاری کا مرید ہے ہر قسم کی دانش سے بہرہ یاب ہوا اور عمدہ کام مین بے مثال تھا سکندر لودھی کے وقت مین دہلی آیا۔ شیخ عبداللہ دہلوی اور میان لادن اور مولانا عبدالقادر صالون وغیرہ اوسکی بزرگی کے معترف ہوئے سنہ ۹۵۳ مین واقع دہلی جان بحق ہوا

شیخ امان

نام عبد الملک ولد عبد الغفور مرید شیخ محمد حسین ہی اور مرید کے اشارے سے شیخ محمد دولا رے سے انش آموزی کی ۲۱ ربیع الآخر کو سنہ ۹۵۹ مین وفات پائی قنوج مین خوابگاہ میسر آیا

شیخ جمال

شیخ حمزہ کا بیٹا زاد بوم ہرسو مرید پیر ہی اکثر بزرگون سے فیضیاب ہوا واقعہ دہر سو خوابگاہ ہی اب انجام داستان خضر و الیاس کے بیان مین ہی

خضر

اسکا نام بلیان ہی بن کلیان بن قانع بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح اور بعضی اوسکا نام کلیان بن ملکان کہتے ہین اور ملکان بن بلیان بن کلیان بن سمعان بن سام بن نوح بتلاتے ہین اور کنیت ابو العباس اور خضر اسوجہ سے کہتے ہین کہ پوستین سفید بیٹھا اسکی قدم کی برکت سے وہ سبز ہو گئی عہد موسی مین شیراز سے دو کوس کے فاصلہ پر پیدا ہوا اور بعضی کے نزدیک ابراہیم کے زمانہ مین اور چند لوگون کے گزارش کے بموجب بعد مدت مدید کے اور شیخ علاء الدولہ نے عروہ مین ایسا لکھا ہی کہ فرزند اون پیوند زناشوی کرے اور اوس سے لڑکے پیدا ہوں اور اونکے نام رکھے اور کوئی اوسکا کھوج نپاوے سو برس سات مہینے ہو گئے ہر ایک کا نام ترک کیا اور کوئی لڑکا اوس سے نرہا اور بعنوان دلالی خرید فروخت کرے اور سودا جمع کرے دام اور گرو کرے اور کیمیا گری سے آگاہ اور عالم کے خزانون سے شناسا اور بموجب فرمایش ایزدی بیرون کے کام مین خرچ کرے اور ہرگز اپنے واسطے نہ باندھے نغمہ سے خوشوقت ہو اور ناچنے لگے۔ اور اکثر وقت روز و شب بیہوش رہے اور اس سے بیشتر پانچ ہزار سال کے نئے سرے سے بزبانی بکرتا اور قطب و ابدال سے صحبت کرے اور نیایش کرے کہتے ہین کہ مدینے مین ایکروز کہ عشق بازان لوگ آپسمین لڑ رہے تھے ایک پتھر خضر کے سر مین لگا اور ٹوٹ گیا اور سر بار الیکن سنگ تین مہینے تک بیماری اوٹھائی اسکی پیغمبری مین اختلاف ہی اکثر اسکی طرف رجوع ہوئے اوسے ہمراہ ذوالقرنین مین آبحیات تک پہونچا اور لمبی چوڑی زندگانی پائی بعضے کہتے ہین کہ خضر و الیاس دونون نے آبحیات نوش کیا اور ایک گروہ اسکو روحانی کہتا ہی کہ جس صورت مین چاہے حاضر ہو اور اللہ ان نہین جانتے ہین

الیاس

بن سام بن نوح عم جد خضر اور چند لوگ اوسکے باپ کا نام یاسین بتلاتے ہین بعضے پیسے اور بعض اور کچھ کہتے ہین بعض لوگ کہتے ہین کہ ولد قبیحی بن عزار بن ہارون بن موسی اسکی بھی پیغمبری مین اختلاف ہی قطب اور سادہ ابدال اور خضر اسکے روبرو شاگردانہ نیایش گری کرتے ہین دراز قامت بزرگ سر گرم گو بسیار اندیشہ صاحب وقار و ہیبت اور انبیا کی حقیقت سے آگاہ کہتے ہین کہ یادری دین موسوی لیے آیا اور ہمنونی باشندگان بعلبک مین نابود ہوا جب کسی موعظت سے سود مند ہوا اپنے رہائی کی خدا سے طلب کی وہ قبول ہو گئی ایکروز الیسع بن خطوب کے ہمراہ کسی پہاڑ پر گیا تھا آتشین گھوڑا مع ساز کے نمودار ہوا۔ الیسع کو اپنا قایم مقام چھوڑ کر خود اوسپر سوار ہو کر نظر سے اخفا کیا۔ اکثر نمک نکاری ان دونون کی بیان کرتے ہین۔ پس الیاس اکثر خشک زمین پر روان ہوا اور آخرین دریا کنارے پر۔ اور بعض اسکے خلاف کہتے ہین۔ اور ہر ایک کے ہمراہ درس مین نغز گزیدہ ہین اور باہم صحبت رکھتے ہین اکثر فرزانگی کے قایل ہین اور بعض موشیار انکی ہستی پر نہین میل کرتے الیاس سے فیض اور خضر سے بسط طلب کرتے ہین

ذکر احوال موتمن الدوله شیخ ابو الفضل بعبارت او که خود در پایان کتاب آئین اکبری نوشته

راقم شگرفنامه را چنان در سر بود که با نموذجی از حال آبای قدسی و لختی از نیرنگی اطوار خود نوشته رسالهٔ جداگانه سرانجام دهد و مایهٔ عبرت دیده وران و دریاب گرداند لیکن شغل گوناگون خاصه نوشتن این کتاب آگهی مرا از همه بازداشت درین اثنا پیام آرای غیبی چنان گزارش نمود که هنجار روزگار تا این زمان ارزنگی بست چه ایزد شگرف اطوار بر فراز تحریر نشستن سزاوار و وقت آنست که لختی ازان درین اقبال نامه برگوید و در چند جا نیز بندگی گزارده گردیده بندی نگارد و بدین نوید قدسی برخی ازان نیز نوشت و دلی خالی کرد ازانجا که نسب را شدن از تمهید سستی با استخوان نیاکان بازرگانی نمودن و کالای نادانی ببازار آوردنست و از شوریده مغزی هنر دیگران بارش نمودن و آهوی خویش نادیدن میخواست ازان سطری برطرازد و افسانه گزاری کند درین بادیهٔ دیولاخ پای بند سلسله بجائی برسد و آبیاری انتساب صوری در نزهت گاه معنی بکار نیاید مثنوی نه چون نادان در بند پدر باش ٭ پدر بگذار و فرزند هنر باش ٭ چه دود از روشنی بود نشانمند ٭ چه حاصل زانکه آتش راست فرزند ٭ در محاورات روزگار نسب را بتجمه و نژاد و ذات و امثال آن تعبیر نمایند و از اعالی و اسافل پیوند گردانند هشیار آگاه دل داند که این همان بازگردد که از آبای جسمانی او یکی بفزونی ثروت ظاهر یا بشناسائی حقیقت چهره دستی یافته و بنام لقب یا حرفه یا مسکن شهرت گرفته و گرنه عامه که مردم زاد را از فرزندان آدم صفی شمرند و بگفتگوی داستان گزاران دل نهاده احتمالی دیگر راه نه بینند ظاهر که درین معامله از دوری راه خود را از پا اندازند و بدان گوهر گرامی اعتبار نگیرند پس چرا سعادت گزین بیدار دل بدین افسانه بخواب رود و بران تکیه زده از حقیقت پژوهی دست باز گیرد و پسر نوح را از ایزدشناسی بیدرجه سود و ابراهیم خلیل الله را از بت پرستی اصل کدام زیان بیت بندهٔ عشق شو و ترک نسب کن جامی ٭ که درین راه فلان ابن فلان چیزی نیست ٭ لیکن بسر نوشت آسمانی در رسمیان صورت پرست افتاده با طائفهٔ آمیخته که نسب را بر حسب گزینند ناگزیر لختی ازان برگوید و مایده برای آن گروه گسترد ٭ ٭ ٭

ذکر نسبت

شمارهٔ آبای کرام داستان درازست بگوهر گرامی الفاس بنا یابیست وقت بغره شده برخی در لباس ولایت وگروهی در علوم رسمی و طائفه در زی امارت و جمعی در معامله گزاری و طبقه در تجرد و تنهائی بسر برده اند از دیرگاه زمین یمن وطنگاه این والانژادان بیداردل بود شیخ موسی پنجمین جد از مبادی حال رمیدگی از خلق

روی داد ترک خانمان کرده غربت گزید و بهمرهی علم و عمل معموره جهان را بپای غربت درنوشت و درباقی
سنه ۹ در قصبه ریل که نزهتگاه بهشت از بیوستان ابسر نوشت آسمانی عزلت گزید و از پیوند دوستی کدخدایان
حقیقت پژوه کدخدا شد اگرچه از صحرا بمدینه آمد لیکن از تجرد به تعلق نشتافت بر همان نمط آگهی بود انفاس گرامی
در آویزش خویش بکار بردی و زندگی بی بدل را در پیراستن نقش بوقلمون مصروف گردانیدی و فرزندان
و نبایر سعادت پیرایه و آئین او بوده خرسندی داشتند و دانش عیانی و بیانی می اندوختند در عنفوان
مایه حاشر شیخ حصیر را آرزوی دیدن برخی اولیای هند و رفتن بدیار و دیدن الوش خود بسفر درآورد و با
چندی از خویشان و دوستان بهند آمد بشهر ناگور میرسید سید یحیی بخاری اچی که جانشین مخدوم جهانیان بودند
و از ولایت معنوی بهره وافر داشتند و شیخ عبدالرزاق قادری بغدادی از اولاد گرامی اسوه اولیای بزرگ
سید عبدالقادر جیلی و شیخ یوسف سندی که سیر صورت و معنوی فرموده بودند و بسا کملات حقیقی فراهم آورده
در گذرگاه و راهنمائی خلق بسر بردی و جهانیان از راه آورد او ذخیره ها برگرفتی از گرم خوئی و دلجوئی این بزرگان
بکار آگاه و از خاک دامنگیر بنگاه روزگار خورده ریگای غربت توطن گزید در سال نهصد و یازدهم ۹۱۱ هجری شیخ مبارک
از نزهتگاه علم یقین آمد و طیلسان هستی بر دوش گرفت به نیروی دم گیرا در چهار سالگی لوامع آگهی پرتو انداخت
انوار آگهی روز افزون چهره افروخت و در نه سالگی سرمایه سترگ پیدا کرد و در چهارده سالگی علوم متداوله اندوخت
و همه علمی نقلی یاد گرفت اگرچه عنایت ایزد قافله سالار آن بیدار بخت بود و نکوئی بسیاری بزرگان در یوزه
فرمودی لیکن در ملازمت شیخ عطن بیشتر بسر بردی تشنگی باطن از آموزش او فرو مودی شیخ ترک نژاد بیست
صد و بیست ساله عمر یافت در زمان سکندر لودی و در آن شهر وطنگاه ساخت و در خدمت شیخ سالار ناگوری
پایه والای شناخت بدست آورد و شیخ در توران و ایران دانش اکتساب فرموده بود و القصه شیخ خضر بصوب
سنیا نگر دید همگی اندیشه آن بود که برخی نزدیکان را از آن بلاد رخت باین دیار آورد روزگار در سفر سپری شد
و در صداد ناگور قحطی سترگ افتاد و بای عام نفرت انگیخت غیر از مادر والد همه را روزگار سپری شد پدر بزرگوار را
همواره عزیمت جهان گردی از خاطر نور آگین سر بر زدی و دیدن بزرگان هر سرزمین و در یوزه فیض ایزدی بودن
بر جوشیدی لیکن آن کدبانوی خاندان عفت رخصت نداد و سرگشتگی در خاطر سعادت منش نبود در این کشاکش باطن
بملازمت شیخ فیاضی بخاری قدس سره پیوستند و شورش دل افزایش گرفت آن پیر نورانی را آغاز آگهی
نظر بیگانه بخدا ایزدی افتاد و روشنی دل و سعادت جاوید روزی بخشید در یوزه ارادت و گزیدن روشنی معین بود
پاسخ یافت درین نزدیکی را ببخرا ز هدایت بر می آرند و براهنمائی جویندگان آگهی نام زد میگشند عبیدالله نام دارد
گرامی لقب او خواجه احرار خواهد بود انتظار آن هنگام باید و آئین او برگزیند خواجه در آن هنگام آبله پای عرصه

تگاپوی ... و دوستی ... جهان را روی ... وقت ... و ... داشته ... وقت ... رسید و بدان پایه
والا سرفرازی یافت تلقین خدا پژوهی از وی برگرفت گمنامی را جلوت او فرمودندی بعضی بیشهٔ او مقرر شد
در سخنان خواجه هر جا که بدرویشی تعبیر میرود این یگانهٔ آفاق را میخواهند قریب چهل سال در دیار خطا و ترکستان
و در دشت و کوه عشرت تنهائی اندوخت صد و بیست سال عمر گرامی رسیده بود و آثار گرمی در وی هم چنان
افزایش داشت شبی پدر بزرگوار با چندی دران مصر ولادت بچندی از خدابینان سعادت پذیر داستان حقیقت
میگفت و بساتکات دل افروز بر فراز ظهور می آمد ناگاه آوازهٔ آهی بگوش رسید و بارقهٔ آلهی بدرخشید هر چند اندیشه
رفت نشان نیافتند روز دیگر بتگاپوی سخت و جستجوی بسیار روشن شد که در خانهٔ کلالی آن بزرگ معنوی
عزلت گزین است از نور ارادت او زبانی برآسود و خاطر از هرزه گرائی باز آمد پیوسته چهار ماه سعادت می افزودند
و بنظر اکسیر او روز افزون عیاری میگرفتند دران نزدیکی سفر تقدس پدید آمد و دل را بگوناگون حقائق برآمود و پژوهندگان
جویندگان حقیقت اشارت رفت و بخوشدلی و فارغبالی رخت هستی بربستند و دران نزدیکی نقاوهٔ دودمان عصمت
که تربیت پدر بزرگوار فرمودندی ازین خاکیان فنائی رو در پوشید و حادثه مادر قدرت انداخت پدر بزرگوار با کمال
تجرد بصوب دریای شور گام همت برداشت همگی بسیج آن بود که راه چار دیوار معمورهٔ عالم پیموده آید و از گروه
گروه مردم بخشی فیض برگرفته شود در احمدآباد گجرات بوالاپایه نحاریر پیوستند و دانش های تازه آگهی آوردند و در
هر فن بزرگ سند عالی بدست آمد در آئین مالک و شافعی و ابوحنیفه و حنبل و امامی گوناگون دریافت اصولاً
و فروعاً هم آوردند و تگاپوی سخت بپایهٔ اجتهاد رو نمود اگرچه باقتضای نیاکان بزرگ بروش ابوحنیفه انتساب
داشتند لیکن همواره کردار را باحوطه آرایش دادی و از تقلید برکناره بندگی دلیل کردی و بدانچه نفس را دشوار آید
برگرفتی و از سعادت منشی و روشن ستارگی از علم ظاهر بحقائق معنوی گذاره شد و نزهتگاه صورت رهنمای ملک
حقیقت گشت اسالیب تصوف و اشراق برخواندند و فراوان کتاب نظر و تالیف دیده گشادند خاصه حقائق شیخ عربی
و شیخ ابن فارض و شیخ صدرالدین قونوی و بسیاری اصحاب عیانی و بیانی نظر ملاطفت انداختند و نقد تنهائی
بی اندازه روی داد و بر دانشهای بوالعجب روشنی افزود و از جلایل نعم آلهی آن که بملازمت خطیب ابوالفضل
کازرونی شرف اختصاص یافتند آوازهٔ قدردانی و آدم شناسی بفرزندی برداشت و بآموزگاری گوناگون
دانش همت گماشت مراتب تجرید و بسیاری غوامض شفا و اشارات و دقائق تذکره و مجسطی را نغز کار
فرسود سرالبستان حکمت را طراوتی دیگر پدید آمد و زهاب بینش را روان پایهٔ دیگر افزود و آن فرخ پیوده مرد خرد
بسعی فرمان روایان گجرات از شیراز بدین دیار آمد و بستان شناسائی را فروغی تازه آورد گر زنگ و باگروه دانشوران
روزگار دریوزهٔ آگهی کرده بود لیکن در علوم عقلی شاگرد مولانا جلال الدین دوانی است جناب مولوی نخست

نزد والد خود اوایل مقدمات را اندوخت و پس ازان در شیراز بدرس مولانا محی الدین اشکبار و خواجه حسن شاه بقال بدانش
آموزی نشست و این دو بزرگ از سرآمد تلامذه سید شریف جرجانی اند و لختی در دبستان مولانا همام الدین گلناری
که بر طوالع حاشیه مفید دارد آمد و رفت نمود و چراغ دریافت افروخت و از بخت رهنمونی او راکشاکش های غریب
روی داد و کتب حکمت را بمغز رسیده مطالب آنرا بشیوا زبانی آرایش داد چنانچه تصانیف او بران دلالت
کند و محمدت گوید و همدران مدینهٔ فیض پدر بزرگوار از شیخ عمر تقوی که از اکابر اولیای زمانه بود سعادت ملازمت
روی داد آن گوهر شب افروز دستگاه عیارسندی تمام یافته آئین بزرگ منشی و سترگ دانائی را بطرز کرد به تلقین
فرمود و لبسیاری پاسبانی سلاسل را از سطاریه و طیفوریه و چشتیه و سهروردیه دریافته فیض پذیر آمدند و همدران
شهر مبارک بصحبت و همنشینی شیخ یوسف که از هشیاران سرمست و ربودگان آگاه دل بود رسیدند و سرمایه
ونگی آگهی اندوختند همواره مستهلک دریای شهود بودی و هرگز ادبی از آداب عبودیت از دست نرفتی از برکات
گرامی صحبت در آرزوی آن شدند که نقوش علمی از ساحت ضمیر سترده آید و دست از رسمیات باز داشته
محو جمال مطلق گردند آن خوانای رموز صفوتکده دل شناسا شده ازان عزیمت باز داشت و بزبان گوهربار
گزارش نمود سفر دریا را دربسته اند بصوب دارالخلافه آگره گام طلب باید زد و اگر در انجا کار بکشاید قدم بصوب
توران و ایران برداشت و هرجا که اشارت رود فرمان در رسله رحل اقامت انداخت و علم رسمی طیلسان
احوال خود گردانید بدین اشارت همایون غره اردی بهشت سال چهارصد شصت و پنج جلالی مطابق چهارشنبه
ششم محرم نهصد و پنجاه ۹۵۰ در مصر سعادت دارالخلافت آگره حرسها الله تعالی عما یکره نزول صوری فرمودند ان
معمورهٔ دولت بشیخ علاء الدین مجذوب که بر صفایح قلوب و خفایای قبور آگاهی داشت اتفاق صحبت افتاد ایشان
ازان مستی بهشیاری آمده فرمودند فرمان ایزدی چنانست که درین شهر اقبال توقف افتد و ترک گردش نماید و
گزین پوید ها رسانیدند و خاطر سفرگوار آرامش بخشیدند بر ساحل دریای جون در حویلی میر رفیع الدین صفوی ایجی
فرود آمدند و از دودمان قریش که با علم و عمل آراستگی داشت نسبت تاهل روی داد و بدان مرزبان محله آشنایی پدید گی
کشید و آن دانای حقیقت آمود مقدم این نوبادهٔ شناسائی را مغتنم شمرده بگرم خوئی و کشاده پیشانی پیش آمد
چون اسباب ثروت فراوان داشت چنان خواهش فرمود که بدان لباس درآیند از رهنمونی ستاره و یاوری
توفیق نپذیرفتند و آستانهٔ توکل و خدائیگان همت بی نیاز برگزیده بمراقبهٔ درونی و مباحثهٔ بیرونی پای سعادت
افشردند میر از سادات بزرگ حسنی الحسینی اند لختی حال نیاکان او در مصنفات شیخ سخاوی مذکور اگرچه وطنگاه
ایشان قریه ایک شیراز است و از دیر باز سیر حجاز نمایند و همواره یکچندی درین دو جای بسر بردند هنگامهٔ افاضت و مستفاد
گرم داشتند اگرچه معقول و منقول را در پیش نیاکان قدسی نهاد اندوخت لیکن بتلمذ مولانا جلال الدین دوانی

حلاے دیگر یافت و در جزیرهٔ عرب انواع علوم نقلی از شیخ سخاوی مصری قاهری تلمیذ شیخ ابن حجر عسقلانی برگرفت
و چون در نهصد و پنجاه و چهار رخت بمنزل قدسی کشید والد بزرگوار نگارنده زاویهٔ خود شد همواره بشست و شوی باطن
و پاکیزه داشتن لوح ظاهر همت گماشت و بکارساز حقیقی روی نیاز آورد و بتدریس گوناگون علوم اشتغال فرمود و گفتگوی
پاس انفاس ورد ایشان حال گردانید و خواهش را زبان اژدها وش بر از اهل ارادت گروهی احتیاط گزین سعادت
آمود اگر معلومی برسم اخلاص آوردی لختی بپذیرفتی و قدر دربایست برگرفتی و دیگر مردم را معذرت گفتی و دست همت
بدان نیالودی یکچند مدتی نشستگاه او پناه دانشوران و جای بازگشت بزرگ و کوچک آمد از حسد انجمنها برساختند
و از دوستی خلوتها آراستند نه از نخستین اندوه راه یافتی و نه از پسین شادی شیرخان و سلیم خان و دیگر بزرگان در مقام
آن شدند که وجه سلطانی چیزی برگیرند و تولی در خور قرار یابد از انجا که همت بلند بود و نظر عالی سر باز زد و پیرایهٔ اقبال بیش
منزلت گشت چون رهنمائی مردم در نهاد سرشته بودند از درگاه قهرمان راست گزاری داشت و اشارهٔ اولیای زمان
یاور و مهربانی هواداران روزافزون همواره پایندگان مجلس و جویندگان آگهی هدی گوی فرمودی و برخوهای تباه مردم
سرزنش کردی ظاهرپرستان خویشتن دوست رنج زده گشتی و اندیشهای ناسزا نمودی چون لختی هنگامه آرائی در سویدای
ضمیر نمود عزیمت معرکه گیری و دکان داری پیرامون خاطر نگشتی نه در حق سرای و نکوهش بدکاران تخفیف رفتی
و نه بیچاره سگالی رسیدگان بپرخاش جویی توجه برگماشتی و باین معنی ایزد بیهمال در دست ... حقیقت منش و فرزندان
سعادت گزین کرامت فرمود اگرچه همواره در گفتگوی علمی گرامی اوقات گذارش یافتی لیکن در زمان افغانان دانشهای
حقیقی کمتر به بیان آمدی و چون ماهچهٔ رایات جهانبانی جنت آشیانی بتازگی هندوستان را فروغ بخشید چندی تورانی
و ایرانی بدبستان آن شناسای رموز انفسی و آفاقی پیوستند و انجمن دانائی را رونقی دیگر پدید آمد و تشنگان
خشک سال تمیز را سیراب هالبریز شد و رهسپاران اندیشه گرا در نزهتگاه آرامش جا گرفتند هنوز هنگامهٔ گرمی نپذیرفته
بود که چشم زخمی رسید و همایون دست چیرگی برگشاد و نیکان روزگار بگوشهٔ خمول در شدند و سفر ناکامی پیش گرفتند
پدر بزرگوار از نیروی دل در همان زاویهٔ عزلت ثبات پای فرمود از تائید ایزدی همون کاردیدگان را فرستاده
معذرت خواست و از سفارش آن حق سگال بسیاری از تنگنای غم به نزهتگاه شادی درآمدند نخستین در سال
جلوس شاهنشاهی بر اورنگ خلافت چنانچه سپند بر دولت افروزند و دفع عین الکمال انگارند قحط سالی عجیب
پدید آمد و گرد تفرقه بلندی گرفت آن معموره خراب شد و غیر از خانهٔ چند اثری نماند و بای تمام ان و شورشی
بی اندازه بر جهانیان آسیب رسانید در اکثر بلاد هندوستان این تنگدستی و جان گرائی بود و آن پیر روشن ضمیر در همان
زاویهٔ قدسی پای همت افشرد و گرد فتوری بران صفوتکده نشست راقم شگرفنامه دران هنگام در سال پنجم بود
و نیز آگهی چنان پیش طاق بینش می یافت که شرح آن بکالبد گفت درنگنجد و اگر در آید به تنگنای شنوائی زمانیان

درنشود و این سانحه نیک بخاطر دارد و آگهی دیده وران دیگر معاصیان سختی روزگار خاندانها برافگند و گردها گروه مردم فروشدند دران کاشانه هفتاد کس از ذکور و اناث وخرد و بزرگ مانده باشد - اخوان روزگار را از فراخی حال و نشاط درویشان چیزها افزودی و کیمیاگری و سحرطرازی گمان بردی گاه یک سیر غله بهم رسیدی آنرا به یک تا سفالین جوشاندی و آب تفسیده بدین مردم قسمت یافتی و شگفت تر آنکه غم روزی دران منزل نبود و چیز اندیشه پرستش ایزدی چیزی بخاطر راه نیافتی و جز محاسبهٔ نفسانی و محاسبهٔ اسفار حقیقت شغل دیگر نبود تا آنکه رحمت ایزدی بر همگنان تافت و رخسار سترگ چهرهٔ شادمانی برافروخت ما هیچه رایت شاهنشاهی پرتو انداخت و جهان را بمعدلت روزافزون روشنائی بخشید بارگاه خرد در تابش آمد کالای آگهی راهبای بزرگ نهادند فنون حکمت و انواع دانش در میان شد و بیانهای تازه رو در راست و دیدهای بلند و دریافتهای گزیده پیدائی گرفت و گوناگون مردم ... بدین برداشتند و خلوتکدهٔ آن نورانی سرشت مجمع دانایان هفت کشور آمد و سخن ... شد حسد ... افروخت و ناتوان بینی بدگوهران افزایش یافت و او بر آئین خویش سرگرم بوده راه رسم سپردی ... است نشسته راه در یاسیت لشتافتی و مردم کم گداز کوتاه بین بیتاب خنده راه افزا سپردند بیشتری بگروه مهدویه پیوند دادی و از گفتار پریشان داستانها پرداختی و ساده لوحان روزگار را براغالیدی و بخیال تباه ... آزاری نگاه و نمودی همگی دست آویز تباه بسیچی اینان شیخ علائی ست گروهی در سند باشند میر سید محمود جونپوری را مهدی موعود شمرند و دران مبالغه نمایند با علم و عمل و تهذیب اخلاق چندین نصوص را فراموش کرده درین مذهب غور نمایند و در زمان سلیم خان شیخ علائی نام جوانی بآراستگی ظاهر و باطن بدین ورطه افتاد و دران مصر سعادت نخستین بمناسبت انزوا و اختیار تجرد و بدیدن پدر بزرگوار آمد فتنه اندوزان بهانه جو را زبان هرزه سرائی وا شد و سرمایهٔ گفتگو پدید آمد علمای زمان که نادان دانش فروش و زهر گیا فروش نماند بکین او برخاستند و در گسیختن پیوند عنصری هنگامها آراستند و سجلها درست کردند پدر بزرگوار بدیشان موافقت نمود و عقل و نقل را معاضد اینان نیافت در پیشگاه مرزبان هندوستان معرکه آراستند و باندیشهٔ تباه خویش را کوششها بر دند مسندآرای حکومت دانش منشان روزگار را فراهم آورد و در جستجوی حکم شرعی تکاپو نمودند پدر بزرگوار را نیز دران انجمن طلبداشتند چون سخن از ایشان پرسید خلاف حرف سرایان جاه طلب پاسخ دادند ازان روز کمر کین بسته بدین آئین متهم گردانیدند و در چنین معامله که وجود مهدی از جبرا جاد ... ست بمحض عناد چندان کوشش نمودند که کار او سپری شد و برخی بدگوهران آئین شیعه را اکنون ضمیر ... شته راه نکوهش سپردند و ندانستند که شناسائی دیگر ست و پذیرائی دیگر درین هنگام یکی را از سادات عراق که ... زمانه بود و علم را با عمل مقرون را ستی و گفتار را باکردار یکتائی بخشیدی دامن آلود تهمت گردانیدند و از توجه شاهنشاهی دست بدامن او میر سید روزی در محفل

همایون گزارش یافت که بینش نمازی پیر روانیست چه هرگاه گواهی او مردود باشد اقتدا را چگونه سزاوار بود
در روایتی چند از حنفی نامهای باستانی باستشهاد آورد که اشراف عراق را شهادت نتوان شنود و کار
بر پیر دشوار شد چون رابطهٔ اخوت داشت حقیقت را باز نمود پدر بزرگوار بسا سخنان هوش افزا
فرموده تسلی دادند و بر گفتگوی بدسگالان دلیر گردانیدند و پاسخ آن نقل چنان بر زبان گوهر آمود
گذشت که معنی آن روایت نفهمیده اند آنچه در کتب حنفی ازین باب در نقل آورده اند عراق عرب مراد است
نه عراق عجم چندین جا بدین معنی تصریح رفته و نیز تمیز نکرده اند در میان اشراف و اشراف و اشراف و آن
عبارت از امرا و کشاورزان و امثال آن باشد سود اوساط و آن را در محترفه و اهل بازار منحصر دانند
چهارم اوانی که بپایهٔ اینان نرسند ماجیان و هرزه گردان و هر یک را با وافراه جداگانه نگاشته اند یا هنگام
نیکوئی چسان سلوک رود و بیفر بدکرداری هر کدام چگونه بود والحق اگر هر بدکننده را یکسان مالش نمایند از
شاهراه معدلت یکسو کرده باشند پیر ازین آگاهی بنالید و گوناگون نشاط اندوخت و از برای پاکدامنی خود
و ناشناسائی حال بدگوهران نگاشتهٔ شیخ بنظر در آورد و آن خیره رویان هرزه سرا در گو حیرانی افتادند
و چون معلوم شد که از کجا برگرفته افروزینهٔ حسد ساختند و مثل این یاوه ها چند بار بر ملا افتاد و سرمایهٔ شورش
ناشناسندگان شد سبحان الله با آنکه گروه ها گروه مردم یقین دارند درین که هیچ کیشی نه اینچنانست که یک امر
خلاف واقع ندارد و نه این چنین بطلان آمود و باین معنی اگر یکی از شناسائی در مسئله برخلاف آیین خویشتن تحسین
نماید بسر آن نرسند و بکین آن سخن بدبس از ورای سخن ازان نکوهش بار بتشیع منسوب گردانیدند لیکن از
حمایت الهی بدگوهر پیوسته گرد شرمساری بر نشستی و تشویر زده پایمال تحیم گشتی و از بدگوهری و نابینائی
عبرت نگرفتی و بر همان بدسگالی حیله اندوختی تا آنکه نیرنگی زمانه و بوالعجبی روزگار نقشی شگرف در میان آورد
و تفرقهٔ سترگ چهرهٔ عبرت افروخت سال چهاردهم الهی مطابق نهصد و هفتاد و هفت ٩٧٧ هلالی پدر بزرگوار از
گوشهٔ انزوا بر آمد سختیهای غریب روی آورد لختی ازان بر نویسد و عبرتنامه برگوید اگر چه همواره از زنبورخانهٔ
حسد شورش داشت و مار سوراخ دشمنی در جوش و شب چراغ دوستی بی فروغ و نیکان روزگار دل در بدی
بسته و در بیگانگی باز کرده بودند چنانچه ایمای گزارش یافت لیکن درین هنگام که پایهٔ دانش بلندی پذیرفت
و بزرگان روزگار در تلمذ پا افشردند و هنگامهٔ مردم گرمی پذیرفت و پدر بزرگوار بر آئین خویش خوابهای نکوهیده
بشمردی و دوستان و نیکو خواهان را ازان باز داشتن علمای زمانه و مشایخ روزگار که ذات خجسته را
مرآت عیوب خود دانستی به تباه سگالی و چاره اندوزی نشستند و خود را بیچاره اندیشهای تباه یافتند
و با خود در میان آوردند اگر امروز چه دلنشین شهریار عدالت پژوه گرد کهن اعتبارهای ما را چه آبرو

خواهد ماند و انجام کار بر کدام حال نکوهیده قرار یابد اجمال مجمل دانسته شده بکلی [illegible] ستند و به بهانهٔ بهری
گام فراخ برداشتند و بدستان گدازی و حیله اندوزی بسیاری نزدیکان [illegible] ن را گفتارهای هریه آلود
از راه بردند بعضی بدگوهر را پیرایهٔ تعصب وهمی افروخته بشورش درآوردند اگرچه از دیرباز طور ناستوده
همین بود لیکن در هر زمانه بهادری حق گذاران سعادت آمود بازار جوش بدگوهران پراگنده شدی درین هنگام
آن گروه راستی پیشه درست پیوند دور رشد شد و سرآمد حرف سرایان بزم هایونی یکین آرای [illegible]
تباه سرشتان بی آزرم و دیو نژادان تا پارسا گوهر قابو یافتند پدر بزرگوار منزل دوستی الٰهی تشریف برده
و من سعادت همراهی داشتم آن رعونت فروش غرور افزا نیز دران انجمن حاضر شد و حرف سرائی پیش گرفت
مرا مستی دانش و شباب در سر بود از مدرسه بمعامله گامی بر نداشته در پی صرفه گوئی او مرا زبان کشود و سخن را
بجائی رسانید که او بخجالت رفت و نظارگیان بحیرت فرو شدند از آن روز بانتقام بی دانشی همت گماشت
و آن گروه گسسته امید را نیز تر گردانید و پدر بزرگوار از کید انیان فارغ و من در مستی آگهی بی خبر نخستین آن بد دینان
دنیا پرست بآئین سالوسیان بحق گذاری و دین آرائی نشسته انجمن ها ساختند درون ازرم مندان
شب خور گروه بسیاری را به بیغوله جای نیستی فرستادند هرگاه خدیو عالم در خیرسگالی و نیک اندیشی معامله
بینش و دانش و داد در راه یکروهی نیکو ظاهر گذاشته باشد و خود طیلسان بیتوجهی بر دوش گرفته حق گویان
راستی منش را بازار کاسد باشد و دلو گیتیان را دانش نا راست رود بزرگان دولت بان مشت حیله دربار
باشد و تعصب را روز بازار جای آن ست که خاندانها بر او فتند و ناموس ها تمام تباه گردد درچنین نا هنگام بدگهران
تباه کار و نکویی نام برداشته سماعد عربدی که بدوشیزگی فروشند و غرزن برآید و دنیا داران نے عزام
درچیره دستی و تنگ چشمان دل کور یک روبین و دوستداران هواخواه دور دست راست گذران کنج نشین
و هنگامه گشتش سبک دینان گرم وزن بایکدیگر انجمن زار کوی ساختند و پیمان دل آزاری تازه گردانیدند
از دورویان ده دله و هاروت سیه حال افسون نیرنگ را که از رویاه بازی در اتشگاه پدر بزرگوار به نیکوئی خریده
بودند با آن گروه ناراست یکدلی و یکتائی داشت پیدا کردند و افسون خدا آزاری و افسانهٔ بیهوشی برخوانده
نیم شبی فرستادند آن شعبده کار نیرنگ ساز دران تاریک شب بادلی لرزان و چشمی گریان و رنگی شکسته و
رویی دژم بخلوت کدهٔ مهین برادر شتافت و بطلسمات آن ساده لوح را بی آرام ساخت و آن ناشناس
مکر و فن را از جا برده خلاصه سخن آنکه بزرگان زمانه از دیرگاه دشمنی دارند و کم عیاران ناسپاس بی آزرمی امروز
قابو یافته هجوم نموده اند دستیاری ارباب علم را شهود و برخی را مدعی قرار داده برای تشخیص مفتریات بیانهای
شایسته برانگیخته همه دانشند این مردم را درگاه مقدس هیچگونه محل اعتبار است و بهر اگرم بازاری خود چه سر فرازم دم را از میان برداشتند

مبادا فزون شود و کار از علاج بگذرد اکنون رای آنست که بهمین زمان شیخ را نیک انگه سی الهی باید بگوشه برند
و روزی چند بر کناره باشند تا دوستان فراهم آیند و حقیقت حال بعرض همایون رسد آن نیک ذات را
اندیشه فرو گرفت و بصد بیتابی بخلوتگاه شیخ رفت و ماجرا گذارش نمود فرمودند هر چند دشمنان
چیره دستی دارند ایزد بیهمال آگاه و بادشاه عادل بر سر دانایان هفت کشور حاضر اگر گشتی کرده و بیدینی
و دیانت را بدمستی حسد نه آرام داشته باشند درست پیمائی بر جای خود است و پیشش را در نه بسته اند
و نیز اگر سرنوشت ایزدی بر آزار ما رفته است اگر همه بر آینه آسیبی توانند رسانید و شاه کاری نیارند باخت
و بهیچ گونه گزندی بما نرسد و اگر خواهش آن جهان آفرین برین است ما نیز بگشاده پیشانی و تازه روئی
نقد زندگی را می سپاریم و دست از جان سختی باز میداریم چون عقل ربوده بودند و غم افزوده حقیقت طرازی
را افسانه سرائی و شور انگیزی را سوگواری دانسته حرف برکشاد که کار مقابله دیگر است و داستان تصرف
دیگر اگر بمیرند من خویشتن را بهمین زمان قصد میکنم دیگر شما دانید من خود باری روزگار ناکامی را نه بینم
از پیوند پدری و عاطفت ابوت پذیرای خواهش شدند نفرمودهٔ آن پیر نورانی من نیز بیدار شدم و ناگزیر
دران تاریک شب این سه تن پیاده برآمدند نه راهبری معین و نه رفتار را پای استوار پدر بزرگوار در نیرنگی تقدیر
بوده خموشی داشت و میان من و برادر که در کار سلک و شغل معامله دران هنگام نادان تری از خود گمان
نداشت گفتگو شد در پناه جا سخن رفت هر کرا او پیدا میساخت من ناخن میزدم و هر کرا من بر می شمردم او سست
میفشاند **ابیات** دشمنان دست کین برآورده اند ؛ دوستی مهربان نمی یابم ؛ یک جهان آدمی می بینم
مردمی در میان نمی یابم ؛ هم بدشمن درون گریزم ناگه ؛ یاری از دوستان نمی یابم ؛ ناگزیر بهر آن کار
بخانهٔ یکی از مردم که حقیقت منشی او یقین برادرم بود و من ناشناسای هیچ وجود زیان کار عنصری باز آمدیم
را گمانی هم نه در رسیده شد او را از دیدن این بزرگان آسوده روزگار دل از جا رفت و از بر آمدن پشیمان
شد و بر رد در ماند ناگزیر جائی برای بودن اختیار کرد چون دران شوریده مکان رفته شد پریشانی تر
از خاطر او بود شگرف حالی پیش آمد و طرفه اندوهی سراپای دل گرفت مهین برادر در من آویخت
که با وجود فزون شناسائی غلط رفت و تو بدان کم اختلاطی درست اندیشیدی اکنون چاره کار چیست
و راه اندیشه کدام و دم آسایش کجا توان برگرفت چنان پاسخ دادم هنوز هیچ نرفته است برگشته بزادهٔ
خود باید رفت و مرا تا یب سخن گردانید امید که طیلسان ربانیان برداشته آید و کار سربسته گشوده گردد
پدرم آفرین نموده بدین سخن گرویده و برادر بهمان آئین سر باز زد و گفت ازین گذشت تراخیری نیست
و از مکاندوزی و بهره منشی این گروه آگهی نداری ازین وادی بگذر و سخن در راه مگو [illegible]

نه بیهوده بود و سود و زیان مردم برنگرفته با بقاے الٰهی تکی را بخاطر آورده گزارش نمود چنان بر پیشگاه باطن می افتد که اگر کار دشوار نشود هما نا یاوری تواند نمود لیکن هنگام سخت گیری بس دشوار که همپایی نماید چون زمانه تنگی داشت و خاطر پریشان بصوب او گام برداشته آمد آبله پایی در گلزار تا کنج حرامش میشد و از شگرف نگاری روزگار عبرت می اندوخت عروهٔ وثقاے توکل از دست رفته راه بیدلی پیش گرفته عالم را جویاے خود انگاشته گامی بدشواری برداشته میشد و نفسی بسخت جانی میزد غریب دانگرا سے و نزدیکی روز رستاخیز بدگوهران روبرو صبح صادق بردر او رسیده شد ازین آگهی گرم خوئی پیش گرفت و شایسته خلوتکده معین گردانید غمهاے گوناگون لختی برکناره شد دران آرامکده پس از دو روز آگهی آمد که تفسیده دلان حسد برده آزرم برداشته مکنون خاطر خبث آگین خود را بر بلا انداختند و بآئین بحثه کاران صباح آنشب بعرض همایون رسانیدند و خاطر اقدس را مشوش گردانیدند از بارگاه خلافت فرمان شد که مهمات ملک و مال بی استصواب ایشان صورت نمی یابد این خود کار مذهب و ملت ست انجام آن خاص بدیشان بازمیگردد در محکمهٔ عدالت باز طلبند و آنچه شریعت غرا فرماید و اکابر روزگار قرار دهند بعمل آورند چاؤشان شاهنشاهی را برا غالیده بطلب فرستادند و چون حقیقت کار آگهی داشتند در پیدا ساختن کوششها نمودند بدکاران شرارت اندیش را همراه ساختند چون بخانه نیافتند گفتار بیفروغ را درست اندیشیده خانه گرد گرفتند شیخ ابوالخیر برادر را دران منزل یافته بعتبهٔ اقبال بردند و بصد آب و تاب داستان پنهان شدن را باز نمودند و آنرا حجت سخنان بی آزرم اندیشیدند و از بدائع تائیدات آسمانی آنکه ازان هجوم بدگویان و طرز هرزه سرائی شهریار دیده در شناسائی پذیرفته پاسخ داد که اینهمه سخت گیری در کار درویشی گوشه نشین و دانش منشی ریاضت کیش چراست و چندین آویزش بیهوده برای چه میکنند شیخ همواره بسیر میرود و اکنون بتماشا رفته باشد آن خرد را برای چه آورده اند و منزل را چرا قورق کرده در ساعت آن خردسال را رها کردند و از گرد خانه برخاستند نسیم عافیتے بدان سر منزل آمد از انجا که قدری ناکامی در راه بود و اهمه چیره دستی داشت و خبرهای مختلف نقیض آن میرسید با ورنداشته در اختفا کوشیدند و بدگوهران فرومایه خجلت زده درین خیال افتادند امروز که بی خانمان شده اند چارهٔ این کار باید ساخت و سیه درونان تیره رای را باید گماشت تا هرجا که نشان یابند از هم گذرانند مبادا ازین حال آگهی یافته خود را بعتبهٔ همایون رسانند و هنگامهٔ داد را بفروغ دانش خویش بیارایند یا شیخ هنگامه پنهان کرده سخنان وحشت افزای دهشت انگیز از زبان مقدس در میان انداختند آشنایان ساده لوح و دوستان روزگار را با بیم می افزودند و دست آویزهای رنگین برمی بافتند و مردم در اندیشهٔ دراز می افتادند

دوست از یاوری تخیل باز میداشتند هفته چون سپری شد صاحب خانه نیز از دست رفته راه بی آزرمی پیش
گرفت و ملازمان او آئین آشنائی برگردانیدند عقل زیردست واهمه آمد و خاطر سراسیمه را یقین شد که این حکایت
نخستین اصلی ندارد و پادشاه در پژوهش عالم در تکاپوی و جست و جوست همانا صاحب خانه گرفته می سپارد
و اندوهی بوالعجب سراپای خاطر گرفت و اندیشهٔ سترگ در دل راه یافت گفتم که از ماجرای دربار خود اینقدر دانم
که حکایت نخست راستی دارد و گرنه برادر را رها نمی کردند و مردم از گرد خانه برنمیخاستند اینهمه سختی که بخاطر میرسید
ظاهر نباشد هرگاه در زمان ایمنی هرزه سرائی بگوش میرسید گزیده مردم فریب زده یکبین برنمیخاستند امروز
اگر مثل خدیو جانها در بیم زار افتد چه دور باشد و اگر در مقام گرفت و گیر میشد تغیری در سلوک ظاهر میرفت و
توقفی درین کار رنمی نمود همانا افسانه سازی تیره سگالان بدگوهران او را کالیوه ساخته است و مردم را برین داشته
تا از دیدخوی نکوهیده منزل او را ابلهیم و آواره از آن بار خاطر بر آوریم لختی بحال آمده بچاره گری رو آوردیم و دشوار
شب اول سیاه روزی پدید آمد و درشم روزگاری رو نمود بر آن شناسای نخستین و داستان حال من تحسین نمودند و
دم از استشاره و موتمن اندیشیدند و از خردسالگی چشم پوشیده عهد بستند که دیگر خلاف رای نشود چون سخن مردم را از
بادی نیز انجمن و مغزی شوریده و سینهٔ زخم اندوز و خاطری گرانبار غم از آن غمکده وحشت افزا بیرون نهادیم
نه یاوری در نظر و نه پایی استوار و نه پناه جائی پیدا نه زمانه آرمیده ناگاه در آن دیولاخ ظلمت آمود برقی بدرخشید
یکی از تلامذه را منزل پدیدار شد و لختی دم آسایش گرفته آمد هر چند خانهٔ او نیز تنگ تر از دل و بود و دل او سیاه تر از
شب نخستین لیکن قدری برآسودیم و از سرگردانی بی سر و بن باز آمدیم و در انجام کار و در زاویهٔ خمول فکر دور و دراز و دشت
در ایها ابسگالش گام فراخ برداشت چون آسایش جاوید پدید نیامد و اطمینانی رو ننمود و پاسخ آراست حال بهترین
دوستان و دیرین ترین شاگردان و محکم ترین مریدان در همین چند روز بر تو انداخت اکنون صلاح دید وقت آنست
که از این شهر نفاق که وبال خانهٔ دانش و گزندگاه کمال است رخت بیرون کشیم و از این آشنایان دورو و
دوستان نایابرجا که پایهٔ وفاداری شان بر باد بهار است و رخت پایداری بر سیل نهاده روی بر کنارهٔ شویم باشد که
کنج خلوتی پدید آید و هنگامهٔ سعادت آمود بر نهار خود گیرد در انجا بر حال خدیو روزگار شناسائی هست او فند و
اندازهٔ لطف و قهر گرفته آید اگر گنجائی داشته باشد با برخی از خیراندیشان انصاف طراز در میان آورده شود
و استشمامی از مزاج زمانه نموده آید اگر وقت یاوری نماید و زمانه بختیاری دهد باز رجوع بخیر میشود و گرنه فراخنای
عالم را تنگ نساخته اند هر مرغ را شاخی و کنج آشیانی هست و برات اقامت دائمی بدین مصر نکال ننهاده در حوالی شهر
فلان میر رخصت اقطاع یافته فرود آمده لختی نور راستی از روزنامچهٔ احوال او خوانده میشود و لوی محبتی از و بمشام عقل
و دور اندیشی میرسد اکنون دست از همه باز داشته رو بپناه بریم باشد که لختی در آن جای بی نشان آسایشی یافته شود و

اگرچه آشنایی دنیاداران پایداری و ثباتی نباشد اینقدر هست که او را آمیزشی دیگر بدان مردم نمیشود برادر گرامی
تغییر لباس نموده قدم در راه نهاد و بدانصوب سرعت نمود و از این آگهی شادمانی اندوخت و بگشاده پیشانی
مقدم او را مغتنم شمرد از انجاکه روز بازار بیم بود ترکی چند را همراه آورد که در راه گزندی نرسد و پای بند بندگان
بدگوهر نگردیم در نیم شب ناامیدی آن تیزدست آگاه دل رسید و نوید آسودگی رسانید و پیام آرامش آورد
و همان لباس گردانیده قدم در راه نهاده آمد و بطریق مختلف باتاق او رسیده شد بشاشتی سترگ و خدمتی گزین
بجا آورد و آرامشی بزرگ مژدهٔ سعادت درداد روز بدان سر منزل آرامیدگی بود و از عربده ناکی روزگار درپناه که بجای
پریشانی سخت تر از انچه روی داده بود از آسمان تقدیر فرو باریدی همانا این مرد را آمدن بار طلبید اشتند و از ان
باده که دو بین مرد بیهوش شد در کار این ساده لوح نیز کردند و بدهوش تر از نخستین گشت و ورق آشنایی
یکبارگی در نوردید شبی از انجا برآمده بدوستی پیوسته شد او مقدم گرامی را بس غنیمت شمرد از انجا که در همسایگی
بدگوهری شورش منشی جا داشت سراسیمگی سترگ روآورد و حیرتی بی اندازه کالیوه ساخت چون آن مردم بخواب
در شدند بمقصدگاه نامعین قدم جسارت برداشته آمد هرچند اندیشه بکار رفت و تامل بجا آمد آرامگاهی پدید نیامد
ناچار با دلی پرآشوب و خاطری غم آمود باز بدان سرمنزل رفته شد و شگرف تر آنکه مردم آن زاویه از رفتن آگهی نداشتند
زمانیکه این گسسته رشتهٔ توکل آسایش گرفتند و از ان پراگندگی برکناره شدند راهی برادران که برآمدن از انجا
بحکم واهمه بود بفرمان خود هرچند گزارش رفت که بوقلمونی احوال رهنمونی ست روشن و اختلاف اوضاع پرستاران
دلیلی ست پیدا سودمند نیامد هرچند علامات گرانی افزایش داشت چاره دیگر بدست نمی آمد چون آن سبکسر کوتاه
عقل دراز سودا دید که ازین قباحت نافهمان متنبه نمیشوند و خیمهٔ او را خالی نمیسازند روز روشن بی آنکه اصلا گونه زد
و حرف آشنایی بر زبان راند کوچ نمود از بندگان خیمه بار کرده روانه شدند تا آنکه کسی دران صحرا که نزدیک او نخاس
گذاشته بودند نشسته ماندیم و شگرف حالتی پدید آمد نه جای بودن و نه پای رفتن و نه پرده در میان از سر ظرف
آشنایان دور و رو دشمنان صدرنگ و نادیدگان سخت پیشانی و عهدگذاران ناپایدار روزگار بود و ما در دشت بی پناهی
بخاک بیچارگی نشسته با روزگاری درهم و روی کار پراگنده بدرازی اندوه درشدیم بهرحال برخاستن و بجایی گام
برداشتن ناگزیر نمود دران هنگامهٔ بدسگالان راه سپردیم حراست الهی پرده بر چشم مردم فرو هشت بیاوری
پاسبانی ایزدی ازان بیمگاه برآمده وحشت خانه همراهی و دمسازی همگنان بر سیلگاه نهاده و از نکوهش
بیگانگان و خیرباد آشنایان رستگار بیا بجه اتفاق افتاد و پناهی روی نمود نیروی رفته باز آمد و دل را قوتی
سترگ روی داد ناگاه پدید گشت که چندی از نژند بندگان نافرجام گذاره دارند از تگاپوی بستوه آمده زمانی آسایش
گزیده آمد با دلی شرحه شرحه و خاطری پراگنده بیرون شدیم و هر جا که رفته میشد بلای ناگهانی سیاهی میکرد و ناگزیر

تا کرده جای گزینی بابد بخطرناک گشتیم با آنکه زبان ضع او دو بیش ورو وار و کورانه با غیابی شناخت و حال دگرگون گشت نزدیک بود که قالب تهی کرده و نقد زندگانی سپرده آید آن سعادت سرشت
بگوناگون بیهمانی دل رفته را باز آورد و از راه نیکوی بیگانه خود برده بغمخوارگی بر نشست اگرچه گرامی اوراق از نگه هیبت حال بیرون نشست و زمان زمان نازه گرگون شده لیکن مرا از جلادت آن سرشت
افزود و فتح آثار درستی از ناصیه احوال آن لایه گری برخواند و پدر بزرگوار خود را بدیدن سیهال آورده بر نطع آگهی خرامش فرمود و نیرنگی تقدیر را تماشا کرده لختی از سرگذشته بود که
خداوند خانه بدل آگهی آموزبان بیچاره دراز کرد که با وجود مثل من دوستی در شبستان گاه کجا بپرده میشد این همه چراگ برگرفته بود دل خاطر نیز بخاطر بنجیده که طراحی نگزیده مرده بود
پاسخ گزاردم که درین فلان شهر کامی از آن همه آشنایان یکی تنگ حوصله آرام خواهان بگیل در حیرت آمد که مباد از این هنگام آزار بیشتر سد لختی بشگفتگی در آمد و گفت اگر گوشه مرا خوش
نمکینه اندیشه بکار میرود و نهانخانهای من از نشان و آثار دوستی از گفتار او پدید آمد خواهش او را پذیرفته بجول جاگزیده فرود آمدیم چنانچه دل بیجای ست صفوت گاهی پدید افتاد
از آن منزل تا به جای حقیقت پیرا ز سعادت منشان اخلاص گزین و آشنایان را امروز در سال بیافت و هر پایه شناسا حال شد و بیچاره گری آمد و اعراق را اطمینانی
داد دیگاه و کسی در آن ادمنش جا بسر برده شد و آن ادرکامی از آنکه بفتح پورستی تا در آن دو بزرگ چاره گرایان لسوز را گرم گرداند صبح آن کام مهر دوداد ایشان یاران
در دوم آمد و پیام روزگار سخت آورد و همانا یکی از بزرگان دولت واق سقالوبانی گاه خلافت از آگهی دستان جا سد این گوهر شورش در شد و بی آنکه آیین نیاز مندی
بیش گیرد و آداب بندگی بسپرد بخدیو عالم بدرستی بیش آمد و تند خو و که گرد دوره سپهر خرمیشود و روز رستخیز نزدیک که درین دولت بدکاران شوخ دیده بغز فراخ نهاد انند و مردم
سرگردانی این چه آیین است که بجا می آید چه ناسپاسی است که روی سید آن برد بار آزرم دوست بزنیکوی او بخشوده گزارش فرمود که اسکوبی و از بن چه کس بیخ اخلی پدیده‌ها
بغز بیهمند شیوایی که راه یافته چون نام بر حضرت برگنج گرائی و آشفتند و بر زبان آورد نه همگی کار وقت بدانگری جهان گشایی دهسته اند و فتوا ها درست کرده نام مرا
آسایش نمیدهند و با آنکه سلیم گشتیم در فلان جا دستان این خلعت داده اند دیده و دانسته تغافل میرود و هرکی را بپایه فرو میشناسم تو نادانسته میخروشی و با ز اندازه بیرون
میروی صباح کش و دو شیخ را حاضر گرداند و هنگامه علما فراهم آید بر اور گرامی جهان ما آن شیخ رشن شنیده شبا شب ایلغار خود را رسانید و آگهی مردم باز بائین پیش برابا
دیگر برآمده راهی شدیم و آشفتگی دشوار تر از بیم ایام ناکامی شورش در باطن افزود اگرچه لختی ترددی شد که مردم با کجا همراه اند و با شهر یاره دیگرتا چها گزارش نموده اند و عنبا دال را
چگونه بر حال آگهی ست لیکن بیشانی سخت تر شورش آورد بی آگاهی یافتن آن دم نگاه بسر آوارگی گرفته آمد نورستان آفتاب تاریکیها بر گوهر ان هجوم مسالک شهر و شکار
شوریده گان نافرجام و پیاده و ناپدید بار انداز نا یافت قلم چوبین را چه یارا که قدری از آن حال گذارد و هر زبان فصیح را اللکنی رو دهد آنچنان گفته زبان کلام نیز درنا گذیر باید
گوناگون سخن ابر رو آورده شد لختی از شورش شهر و دیده دشمنان آسوده ایم از انجا که نوازش کیهان خدیو تباز گی معلوم شده بود و همایون قرار یافت که بسیج چندسالان
نموده آید و ازین خرابه بدان مصر اقبال شتافته میشود و بر خست گاه فلانی که راست بازی بیرون میان ست رفته آید باشد که این غم غافر و نشیند و پادشاه دست بخشایش
برکشاید ناگزیر بآیین بیچگان سامان نموده شبی تیره تر از درون حسد سگالان و تار از طرار افسانها بیهوده سرایان براه در آمدیم با انجام کار بیابی فلان و کچرو بیاد
در نورگاه سحری بدان تیره جا رسیده آن ناشناسا اگرچه از جا نفرسید اما چندان دستان بیم برخواند که گفت درنیاید از راه مهر با برزبان آورد اکنون وقت کرگشته
و خاطر اقدس می آزرده اگر بیش از ین آمدن میشد گنه نمی پذیرفت و آسیاسانی کار دشوار ساخته میشد درین نزدیکی بی نشانی از مر روز چند در آن خجول گاه باید بسر برد تا خاطر مقدس
شاهنشاهی بنوازش گراید در گرد و نی نشانده روانه الصوب گردانید بگوناگون اندوه هم آغوشی دست داد چون بانجا شدیم همانا کشاورزی که بامید او فرستاده بود
غیبت داشت در آن ابر معمور بیجا فرو شدیم داروغه را بخواندن بد احتیاج افتاد و آن مرد اینکی در نواحی یافته طلب داشت از انجا که تنگی دستی بود براه افکار
شتافته شد و کمتر زمانی پدید آمد که این قریه منسوب بیکی از سنگین دلان شوریده غرست آوارساده لوحی بد بیچاره فرستاده به صبح خود و اندوه ناکی خود از این جا

بیرون انداختم و راه بسیری ناشنا سا گرفته بدیهی دار الخلافه آگره که آیتی شناسائی از انجا می آمده نوردیم تا روزی که گروه بیراهه شتافته بدان بیغوله پیوستیم از آن خصال هر دو بها بظهور آمده و لیکن پیدا شد و در انجا نیز یکی از باطل ستیزان گشت و کار دارد و در چندگاه بعضی گفتار نماید سست از ان باز داشته در پیش بادلی ترنده ره نوردی گشتیم و بسحری بدار الخلافه آگره در آمده زاویهٔ دوستی بدست آورده شد و لختی درین خاکدان مردمی خوابگاه فراموشی و دیو سار نااهلی و سنگبار کم بینی دم آسایش گرفته آمد لیکن مانی نگذشته بود که از ان خیره رویان خشم آزار و کام گذاران آزرم نام بر زبان رفت بهانا که در بستان چنین نارسته آشفته رائی و شوریده کاری پریشان مغز شید ساخته ضمیر راغمی تازه گرفت و سرگردانی شگرف روی آورد و از انجا که قدم از نگاپو و سر از آهنگ تسکیه و گوش از بانگ درا و چشم از نشان نخچیر فرسوده بود العجب که دل را فرو گرفت و گرانبار غمی بیشکار دل آمد تا گزیده فکرهای دیگر اندیشه بر آمد و خدیو خانه نشیبی چاکام همت بر دارد دو روز بدین کشاکش بسر بردیم و هر زمان الیقین والتعابین دانسته روزگار بسر میشد تا آنکه سعادت منشی بخاطر آن پیر نورانی گذشت بکوشش صاحب خانه و حسب حجی بسخت او سپید او هزلوان مژدهٔ عافیت آورد در سایه ان سعادت گاه رفته شد و از شگفتگی دل و کشادگی پیشانی خدیو خانه گوناگون مسرت دست داد و نسیم کامیابی بگلبن آمال وزید و آب دیگر بروی کار آمد اگر چه از ارباب یقین بود و از سعادت بهره داشت درگفتار نیکی تا بسیر لیست و در رکم یا بگی تونگری مینمود و تنگدستی کشادگی و با پیر رایزنی از ناصیه حال او می تابید خلوتی دلگزین بدست افتاد و باز از سر نامه نویسی بنیاد شد و چاره گری پیش آمد و ماه درین آسایش جا اقامت شد و در مقصود کشایش یافت خیر سگالان هیچ بسیج بیادی در خواستند و کار دانان را تحسین بسیار بجهد نشستن تحسین سخنان مهر افزا و دوستی و گفتار دلاویز آشنائی فتنه سازان حیله اندوز و کم عیاران تا سنجیده کار را چاره فرمودند پس از ان داستان نیکی ذی سلیح بر پیشگاه خلافت بلند نبود بخط زر رنگ آوردن جا طفلی اعراض داشتند و رنگ نشین اقبال آمد و بمقتضای دو دبینی و قدرشناسی با سخنها مهر آمود گزارش نمود و از راه مردی طلب داشت چون منشور سعادت فرو رسید سپهر مهر مرتبه بیدم آن پیر نورانی با چنین ارمغانی روی نیاز بدرگاه همایون آورد و بگونا گون نوازش با دشاهانه پایهٔ والا یافت دیگر بار گنیور خانه ناسپاس خورشید و عالم سپهر خورد آرام گرفت و بگاه در پیش خلوتگاه تقدس آئین بسته زمانه آئین جلوان پیش آمدن ربا شب نگینی آن همه خاشک دوش همه راز دل من مکنون نیان فاش کردوش همه دید پی در از بود و در پیشینه شبم همانه آن شب وصل آنچنان باش که دوش و هم درین سال بر زرگوار مطاف حضرت توجه فرمود مرا بارمی مستعدان محفل قدسی رهنمون گرفت از ان سال که بدار الخلافه آگره رحل اقامت انداخت در ان زاویه نورانی چندان تماشای عالم علوی بود که نوبت نگاه کردن بسیر عالم سفلی نرسیده این خواهش گستیان دل را فرا گرفت و همت بر کشاد و مرا که بجز نسبت ظاهری الوت پیوندها معنوی و بیگانه نوازش اختصاص داده بارکت از گشتن و تفصیل این احمال آنست در لوامع سحر که دل با سمان پیوسته بود و بر لطع نیایش گری نیاز مندی رفت در میان حجاب بیدار خواجه قطب الدین اوشی و شیخ نظام الدین اولیا نمود از گشتند و بسیاری بزرگان را انجمن شد و بزم صفا آراسته آمد اکنون بخدا که بر تربت ایشان رفته میشود و در ان سر زمین لختی با ایشان بسر داخته آید بزرگوار بزرگ نیاکان سعادت فرجام حفظ ظاهر سفر نمود و بالملاع اعانی نیز کی باریشم بنظر در آمد جد و سماع که در میان صوفیه شیوع دارد و می پسندید ضرا و نداران طعن زده و همواره بزبان بیزاری آمود گذشته بر تقدیر برای غنی و فقیر رسایش و نکوهش و خاک و طلا که از شرائط روائی این کار است سکسری تلوین ها خود دار دلغزشگاه آگاهدلان شمرد و بی بهره سخت همی بود و کناره گرفته و دوستان را باز داشتی همانا درین شب بی غنودگان شبستان آگهی بدین کیش از سفر و اجتهاد نموده ازدرستی نیت و دیانت کردار چنین پژوهش فرمودند دل این پیرانه دیر ست را ربودند و در ان سفر سعادت پرلیا بیاری از خفتگان آن گل زمین عبور افتاد و نورها در دل تابید و فیض ها رسید که اگر بتفصیل نوشته جهانیان افسانه پندارند و به بیگانی دامن آلای عصیان آمیزند تا آنکه مرا از زاویه تجرد بیارگاه تعلق بردند و هدد لبیک کشودند و پایه والا اعتبار یافت حال برخود عرضه بود گان جسمانی شد جسم را دل بر ساعد بیرنگ لیناخاطر بخشند یا ایزد بیهال پیمان در دست پرست و با خود قرار داد که زبان کابی

این نابینایان کج چراغ نور و نشان لمع نشانند از رشتهٔ خاطر درست کار برخیزد و در برابر آن بحر نیکوئی پیدا ره نیابد بیاور توفیق ایزدی برین اندیشه چیره دستی یافت
و ملازمان دیگر پدید آمد و همت را نیروی تازه هر دم از تباه کاری عبرت گزیدند و دم آسایش گرفتند پدر بزرگوار با غرز نوی نرسشت ... ستیزه ... نوبه گرانی و ناحق
و ناروائی مردم گزارش نمود و در سرانجام کاران اهتمام فرمودی و در افشای رازهای سربسته کشیده عنان بود و از پاسخ آن ولی نعمت شرمندگی داشت آخر الامر ناگزیر سرگذشت خویش
بموقف عرض رسانید و چون رضا و اجازت نگرفت صد گره خاطر گشوده ناسور کهن فراهم آمد القصه بطوی اهمال این پایه بعلاوه دارالسلطنه لاهور شب جمعه بصلاح ملکی توقف فرمود
و خاطر از صدمهٔ آن پیر حقیقت بس پراگندگی داشت سال سی و دوم الهی مطابق نهصد و نود و پنج هلالی التماس مقدم گرامی نمود آن شناسای نفس و آفاق آرزو پذیرفته بیست و یکم خرداد الهی
سال سی و دوم موافق شنبه ششم رجب سال مذکور سایهٔ عاطفت بر بنگشت آرای وحدت گزین انداخت و بگوناگون نوازش سربلندی بخشید همواره در گوشهٔ انزوا خرسندی
فرو دوده دست از همه باز داشته تا باوارهٔ نفیسی روزگار خود و پیرایهٔ نفس العوالبدائع روزگار گذرانیده اگرچه بعلوم ظاهر کمتر پرداختی لیکن همواره در ذات و صفات ایزدی سخن فرمودی
و عبرت را مایه گرفتی و برکنار آزادی نشستی و دامن ز نگاری گرفتی تا آنکه مزاج قدسی لختی از اعتدال آخشیجی دگرگونگی پذیرفت هر چند ازین قسم رنجوری بسیار شدی
این بار از سفر واپسین آگهی پذیرفتند و این شوریده را طلبیده سخنان هوش افزا بر زبان رفت و لوازم وداع بظهور آمد چون همه در پردهٔ سخن بسر رفت و در زمان گمان بردی
راز دار گردانیده بودند بس غم دل فرو خورده خویشتن را بصد بیتابی قدری نگاهداشت و نفس گرامی آن پیشوای ملک تقدس لختی آرمید و الیس هفتم روز در کمالی
در عین حضور بیست و چهارم امرداد ماه الهی هفتم ذیقعده هزار و یک هجرت بریاض قدس خرامید سپهر شناسائی در حجاب شد و دیدهٔ عقل ایزد شناس تاریک گشت پشت دانش
دوتائی گرفت دانای روزگار سپری آمد مشتری رداء از سر نهاد عطارد قلم شکست **قطعه** رفت آنکه فیلسوف جهان بود در جهانی که آسمان معانی ستوده
بی‌یتیم مرد ... ال اندرا دب آدم قبائل و عیسی بود چنانچه لختی در جای خود گذارده آمد و خالی میکند و سخن را آن میسزد که فرمان اینجا کشید — **ذکر فاضل**
نفس قدسی ابا عبد فیضی در سال چهار صد هفتاد و دوم جلالی مطابق نهصد و پنجاه و هفت هلالی از شیمهٔ بشری بنزهتگاه دنیا خرامش شد و در یکسال و کسری
کرامت سخن ... و در پنج سالگی آگاهی های غیر متعارف روی آورد و در ... سود و در پانزده سالگی خزائن دانش پدر بزرگوار را گنجور آمده هر معانی را پاسبان امین شد و پاره سر گنج ناگشته
و شگفت آنکه از گردش سپهر قلمون همواره خاطر از علوم مکتسبی و رسوم زمانه دل زده خواهش رسیده طبع در گریز بود و بیشتر اوقات کمتر فهمیدی پدر بر خط خویش افسون آگهی
دمیده و در سخنی مختصری تالیف فرموده بیاد داد و مرا اگرچه هوش افزود از دبستان علم چیزی نیاموختی و ... گاه مطلقا در نیافتی و در اشتباه ماندی گاه پی بردی و گرفتی در یاد
یاوری نمودی که آن را برگوید حجاب الکنی می آورد یا تنومندی سخن گنج از او ... در آن انجمن بگریه افتادی و بنکوهش خود در شد درین اثنا مرا ابلهی از مظاهر کونی علاقهٔ خاطر آمد
و دل از آن کم بینی و کوتهی خرد شتابان باز ماند و چندی برین بگذشته بود که بهم زبانی و همنشینی او جویای مدرسه گردانید و خاطر سر تابی بیشه با اینجا فرود آوردند از نیرنگی تقدیر
یکبارگی مرا ربودند و دیگری آوردند **رباعی** در دیدهٔ مرا حضر آوردند یعنی ز شراب ساغری آوردند کیفیت مرا از خود بیخود کرد + بردند مرا و دیگر آوردند + و حقائق حکمی و دقائق
دلبستانی پیوند ظهور انداخت و کتابی که بنظر نیامده بود روشن تر از خوانده ها گشت دل اگرچه فیض خاص بود که از عرش تقدس نزول کرده بود فرمود لیکن انفاس گرامی پدر بزرگوار و یاد داد دل
نقاوه های علم و نگسسته شدن این سلسله یاوری بزرگ نمود و گزین سبب کشایش گشت و ده سال دیگر روا گویه خویش و افادهٔ مردم شبانروز نشناخت و گرسنگی و تشنگی انسی
جدا نیارست کرد و خلوت را از صحبت تمیز نتوانست گرفت و نیاید و بار را جا گردن ... از شاد نداشت غیر از ... بود در رابطهٔ علمی دیگری نفهمید آشنایان طبیعت از بیگانه و در و دیوار
سپرده میشد غذا دادن آمد و نفس دانش اندوز را بید و نمی شد بحیرت در افتادند و اعتقاد افزودند چنانچه میل ذکر استعداد ارباب الف و عادت بر جا ... طبیعت
او بمعارضهٔ مرض چگونه از خوردن دست باز میدارد ... مجلس شگفت آمد اگر توجه معنوی ... چه عجب بالاکثر مدت اولادش بسیار گفتی می شنود ...

از کهن اوراق بتازه صفحهٔ دل آورده بیشتر از آنکه گشایش یابد از حقیقت اشنی برآمد و آسمانی برآسمان خان پیشینیان میافت و مردم خردسال از دریا بیرون آمده سر باز می زدند و خاطر

بشوریدو دل از آن روز هیچ بخشید یکبارگی زمانه و حال حاشیه خواجه ابوالقاسم بر طول آوردند و آنچه بر بالا و میر گفت و نیز دوستان مسوده گرد در اینجا یافته شد حرزی افزای نظام ملک

آمد و دست از آن انکار بازداشته منتظر دیگر دیدن گفتند و در زبان یافت بر آوردند و در سال گشادند در نخستین هنگام تدریس حاشیهٔ اصفهانی بنظر در آمد که از نصف بیشتر آن مخدوش بود

و مردم از استفاده نومید کرم زده و سیاه ساختیم و کاغذ سفید پیوند دادم در نورستان سحر یا اندک تاملی سبد و منتهای هر کدام دریافته باندازهٔ آن مسوده بر او نگاشته به بیاض بردن

انشای آن کتاب در بیت آمد چون مقابله شده و جا تغییر بالمرادف و جا جا ازدیاد بالمتقارب شده بود همگنان شگفت زار افتادند هر چند آن نسبت خوادی وی فروغ دیگر طرح یافت

افروختی در بیت سالگی نوید طلاق به پیشه دل برآرا و لیکن پیوند برگرفت و سرا سیمگی نخستین آورد و آراستگی فنون بر باده هر جا شور شی افزود و دامن داعیهٔ فراخ و جهان نمای دانش

و درستی طبیعت جنون تازه گوش سیدگرفت و دل از همه باز داشتن آویزش نمود در آن هنگام شهنشاه فرهنگ از امرا یاد فرمود و آوازه گوشه نشینی خمول برگرفت چنانچه در رخ تقاضای

آدر دهٔ نمالیش گرمی دانشجا نقد مرا عیار برگرفتند و گران سنجی را بار دید آمد و زمانه هنجار دیگر نگریستند و چه گفتگو که رو داد و چه نظر تماشا چهره و خت امروز که او آخر سال چهل و دوم

بی آنست یاندول بیگ سیلاند و شور شی نغ در طبع یا افسرده بیت مرغ دل من نغمه داود ندانندتا آزاد کند نش که مرغ قفس است این شد ملامکم که کار یکجا خواهد انجامید و در کدام راه انداز سفر

خواهد شد لیکن از آغاز هستی تا حال تواتر آلاء آلهی مرا در کنف حمایت گرفته است که را بنا بر آمیه که اخر این نفس در رضا شد مصروف گردد و سبکدوش در آرامگاه جاوید رخت بندد از بخایه

شمارهٔ نعم ایزدی بیگونه بپاس گزار بیست نخستی از ان میز پیشدر لاریز دمی بخشید نخست نعمتی که در خود یافت آن از دبیر بزرگ بود که تردامنی انگیش را بپایی نهاکان چاره شود و گزین مادرا

علاج شش ز روشی چنانکه در در ابدار وز و آتش را با آب و گرم را با سرد و عاشق را بدلدار دوم سعادت در روزگار رومینی هر گاه بزرگان بپاس تا هی بمعنه تبیا نکاه خرمتا یند من گیتی بیرون با بد

صور معنی فارش کنم چرا شگفتیه نماید سوم طالع مسعود که مرا در خجسته روزگار از مشیمه تقدیر بر آورد و در ظلال قدسی سلطنت بر من افگند چهارم شرافت الطرفین بد بختی گزارش نمود و از ان دو دانش

عفت چند نویسندگان دم رجال الله فراهم داشت و همواره وقت را گرامی ستودگی اعمال آرایش داد ای آرزم مرا یا نیز و دل یکجا کرده بود و کردار را با گفتار یکجهتی داده پنجم سلامتی اعضا و اعتدال قوی

که تناسب آن ششم استعداد لازمیت دوم ادراک قدسی حصار بود از امهات در و نی و بیرونی پناهی نی جواد ث نفسی و آفاقی هفتم بسیار صحبت نوپیشرو ارو تند بینی هشتم منزلت

نهم معنی از نزدیک و جز ان ند بجانب خشمی مشتمل و افزون جوی که الدیا زدهم عاطفت پدر است هی چو صله گذار تاب بسا گونا گون نواخی بیانو الا آباد و دمان و الا امهات خاصیا دوازدهم ساز مندی درگاه

سیزدهم دریوزه از پیشینیان جهت گزین خرد و پژوهان در عیب خود چهاردهم توفیق بدر دوام پانزدهم بهم آمدن کتب در اقسام علوم بی مشقت خواهش از ان گست آمد و دل بسیار دوستی شانزدهم تحریص و ترغیب

پدر بزرگوار دانش و مرا اینجا ابو برپا نگه داشتن هفدهم همنشینی سعادت افزا هیجدهم شور عشق که شورش خانمانها و من بابستها مرا و از هر منزل گامی آمده از تیزگی بر عجب لحظه بلحظه شگفتگی افزود

در زمان این تحریر فروز شود و نوزدهم ملازمت کیهان خدیو که روادی دیگر بود و سعادتی تازه بیستم بر آمدن آن خواسته بیایان ملازمت گیتی خداوند بیست و یکم رسیدن بصلح کل به برکات التفات قدسی

گفت بجوشی آمد و سنجکی طائفه آشتی نمود و بران عذر پذیرفته طرح مصاحبت اندخت الحمد لله تعالی از لوامع آگهی نقش بتری رسانید بیست و دوم آزاد خدیو خدا آگاه بیست و سیوم گرفتن و اعتبار بخشش

اوسنگ نشین فی بنگ آمادی سفارش دیگران گاوچی بیست و چهارم برادران آن بود دست گزین صاحبهکا را جهانگیر بیدیکه با آنکه الات صور و معنی طبعی رضا طراز من خان

برمید اشت و در وقت بجوی من که دگر دگی را با مرد بود و نیک اندیشی ادست در انصاف و جانسیر که مرد و نا توانایی سپاس بیست و پنجم در قصیده جمع میان اسباب جا بیکار بلندی سخن

از آسمان و آنچه از نزار گستره بالیش تجتین که نوشتم مکارش بتفصیل بخوشی فتح از گذری یاد م خرد با تخلق فیض البالفضل بهش دار در زمانه معز معانی معظم صد لفه و یار میان من بوده در مکان ادریم گرانه و دو سال

فروزان در حضیم باغبان شعم رعد او ای ز فر از درخت گل نورس گذرانم عزم شد عرم نم ولادت و رسال چهار صد و شصت جلای سلطان نصرشم سخاوه چهار بخیر هجه سبدا از ام زبان نو خطی در نیخ نامهٔ اما در رود

و آتشکده بیابانی و نشاندهٔ سیلاز آشکسته و نا شکیب آرا یابی شد تصانیف که ترا گویائی و بینائی سخت و درد و درویش پرستی و خیر سگالی

فکرهای دیگر اندیشه برآمد و خدیوخانه نیز به پیدایی جاگام همت برداشت و در وزیدن گشاکش دروفی بسر بردم
و بر زبان و الهیین انفاس در الفته روزگار سپری میشد تا آنکه سعادت منشی بخاطر آن پیر نورانی گذشت
نکوهش صاحبخانه و صحبت وجه سخت او بیاد گشت و نیز ازان شدهٔ عافیت آورد و ساعتی بدان
صفوت گاه رفته شد و از شگفتگی دل و کشادگی پیشانی خدیوخانه گوناگون مسرت روی داد و نسیم کامیابی
بر گلبن حال وزیدن و آبی دیگر بر روی کار آمد اگرچه از ارباب یقین نبود از سعادت بهره داشت و به نامی بهنگامی
می زیست و در کم مایگی توانگری مینمود و در تنگدستی گشادگی و با پیرزالی بنامی از ناصیهٔ حال او می تابید خلوتی
و انگشتری بدست افتاد و بازار سرمایه نویسی بنیاد شد و چاره گرانی پیش آمد دو ماه درین آسایش جا اقامت شد
و در مقصود گشایش یافت خیرسگالان حق پسیج یاوری برخاستند و کاروانان بخت بیدار بمددگاری نشستند
تخمین سخنان مهرافزای دوستی و بگفتار دل آویز آشنایی فتنه سازان حیله اندوز و کم عیاران ناسنجیده کار
را چاره فرمودند و پس ازان داستان نکوی شیخ را به پیشگاه خلافت رسانیدند و بطرز دلکشا و آیین عاطفت
فرا عرضه داشتند و زنگ نشین اقبال آرای بمقتضای دوربینی و قدرشناسی پاسخهای مهرآمود گزارش نمود و ازان
هردمی و بزرگی طلب داشت چون مرا تعلق فرونیامدی همی نگزیدم با پیر نورانی با جبین بلاد در روی نیاز بدرگاه
همایون آورد و بگوناگون نوازش بادشاهانه پایهٔ والا یافت و یکبارگی زنبورخانهٔ ناسپاسان خموشید و عالم برهم خورده
آرام گرفت و هنگامهٔ درس و خلوتگاه تقدس را آیین بستند و زمانه اس نیکوان پیش آورد رباعی ای شب نکنی
آن همه پرخاش که دوش ؛ راز دل من مکن چنان فاش که دوش ؛ دیدی چه دراز بود دوشینه شبم ؛ هان ای
شب وصل آنچنان باش که دوش ؛ و هم درین نزدیکی پدر بزرگوار بمطاف حضرت دهلی توجه فرمود و مرا با برخی
مستفیدان محفل قدسی همراه گرفت ازان سال که بدار الخلافت آگره رحل اقامت انداخت دران زاویهٔ نورانی چندان
بتماشای عالم علوی بود که نوبت نگاه کردن ببدایع سفلی نمیرسید یکبارگی این خواهش گریبان دل را برگرفت و دامن
همت برگشاد و مرا که بجز نسب طبنی ابوت پیوندهای معنوی بود بیگانه نوازش اختصاص داده بارکشای راز گشتند و تفصیل
این اجمال آنست در لوامع سحری که دل با سمان پیوسته بود بر قطع نیایش گری نیازمندی میرفت در میان خواب
و بیداری خواجه قطب الدین اوشی و شیخ نظام الدین اولیا نمودار گشتند و بسیاری بزرگان را انجمن شد و بزم مصاحبت
آراسته آمد اکنون بعذرخواهی بر سر تربت اینان رفته میشود و دران سرزمین لختی با آیین ایشان پرداخته آید
پدر بزرگوار بطرز نیاکان سعادت فرجام حفظ ظاهر پیغمبر موده با استماع اغانی و نیرنگی ابریشم نمی پرداخت و وجد و
سماعی که در میان صوفیه شیوع دارد نمی پسندید و خداوندان آن طرز را طعنه زدی و همواره بر زبان گوهر آمود گذشتی
بر تقدیر برابری غنی و فقیر و ستایش و نکوهش و خاک و طلا که از شرایط روائی انکار است سبکسری تلون با خود دا

استیاز تمام دارد دیگر شیخ ابوالخیر ولادت او روز آبان دهم اسفندارمذ سال چهارم الهی معاضد دوشنبه
بست و دوم جمادی الاولی سال نهصد و شصت و هفتم هلالی مکارم اخلاق و شرایف اوصاف خوی ستوده او
مزاج زمانه را نیک شناسد و زبان را بسان سایر اعضا بفرمان خود دارد دیگر شیخ ابوالمکارم ولادت او در شب
آذر مرد غرهٔ اردی بهشت سال چهارم آلهی مطابق دوشنبه بست و سوم شوال نهصد و هفتاد و شش اگرچه
در مبادی حال لختی بشورش در نفس گرایی پدر بزرگوار او را بر جادهٔ درستی و هنجار آورد و بسیاری از معقول
و منقول پیش آن دانای رموز انفسی و آفاقی تعلیم یافت و لختی پیش تذکرهٔ حکمای پیشین امیر فتح الله شیرازی تلمذ
نمود بدل راه دارد امید که بساحل مقصود کامیاب گردد دیگر شیخ ابوتراب ولادت او روز رشن هیجدهم بهمن ماه
سال بست و پنجم آلهی موافق جمعه بست و سوم ذی الحجه نهصد و هشتاد قمری اگرچه والدهٔ او دیگرست لاکن
سعادت در بار دارد و به کسب کمالات مشغول دیگر شیخ ابوالحامد ولادت او روز خورداد ششم دی ماه سال
سی و هشت الهی موافق دوشنبه سوم ربیع الآخر هزار و دوم دیگر شیخ ابوراشد ولادت آدر دا اسفندارمذ پنجم
بهمن ماه الهی سال سی و هشت مطابق دوشنبه غرهٔ جمادی الاولی سال مذکور این دو نوباوهٔ خاندان سعادت
اگرچه از قمر اند لیکن آثار اصالت از جبین ایشان پیداست و آن پیر نورانی از مقدم ایشان خبر داده نام مقرر
گردانیده بود و پیشتر از ظهور آنها رخت هستی بربست امید که بانفاس گرامی او همنشین دولت نیک روزی
گردند تا نکوئیهای گوناگون فراهم آید برادر نخستین رخت هستی بربست و عالمی را در غم انداخت امید که دیگر
نونهالان برومند را در نشاط کامرانی و سعادت دو جهانی دراز عمر گرداناد و بخیرات صوری و معنوی سربلندی بخشاد
بست و پنجم پیوند کتخدای نجانندان آزرم شد دودمان دانش و خاندان اعتبار پذیرفت کاشانهٔ ظاهر را رونقی
دیگر نفس کنج گزار را لمعهای پدید آمد و هندی و ایرانی و کشمیری نشاط خاطر گشتند بست و ششم گرامی فرزند سعادت
افزا روزی گشت ولادت او در شب رشن هیجدهم دی ماه سال شانزدهم آلهی موافق شب دوشنبه دوازدهم
شعبان نهصد و هفتاد و نهم پدر بزرگوار او را بنام عبدالرحمن موسوم گردانید اگرچه هندوستان نژادست
اما مشرب یونانی دارد و دانش می اندوزد از سود و زیان روزگار فراوان آگهی اندوخته و آثار نیکبختی از ناصیهٔ او
پیداست و خدیو والاقدر او را بکوکه های خود منتسب گردانید بست و هفتم دیدار نبیره شب ایران سی ام امرداد
ماه آلهی سال سی و شش مطابق جمعه سوم ذیقعده نهصد و نود و نه هلالی در ساعت سعادت افزا فرزندی نیک اختر
پدید آمد عنایت ایزدی روی آورد گیتی خداوندان نونهال سرابستان سعادت را پشوتن نام نهاد امید که بجلایل
کمالات دینی و دنیاوی فایز گردد و بسعادت جاوید نشاط اندوزد بست و هشتم دوستی مطالعهٔ کتب اخلاق
بست و نهم آگهی یافتن از نفس ناطقه سالهای دراز بمقدمات بیانی و عیانی طلبگار بود و با صاحبان این دوروش

روزگاری سپری آمد مشتری ردا از سر نهاد عطارد قلم در شکست قطعه رفت آنکه فیلسوف جهان بود و جهان * در پای آسمان معانی گشوده بود * بی او یتیم مرده دل اند اقربای او کو آدم قبائل و عیسی دوده بود * چنانچه یحیی در جای خود گزارده آمد چون برخی از حال گرامی نیاکان خود را نگاشت لیکن از خود میگوید دلی خالی در سخن را آبی میدهد و زبان را بندی میگشاید

ذکر قایل

نفس قدسی مرا با بدن عنصری در سال چهارصد و هفتاد و دوم جلالی مطابق نهصد و پنجاه و هفت هلالی از مشیمهٔ بشری به هنگامهٔ دنیا خرامش شد در یک سالگی شیوا زبانی کرامت فرمودند و در پنج سالگی آگاهی های غیر متعارف رو آورد و دریچهٔ سواد گشودند در پانزده سالگی خزاین دانش پدر بزرگوار را گنجور آمد جوهر معانی را پاسدار امین شد و پا بر سر گنج نشست و شگفت تر آنکه گردش سپهر بوقلمون همواره خاطر از علوم مکتسبی و رسوم زمانی دل زده و خواهش رمیده و طبع در گریز بود و بیشتری اوقات کمتر می فهمید پدر بر نمط خویش افسون آگهی دمیدی و در هر فنی مختصری تالیف فرموده بیاد دادی و مرا اگرچه هوش افزودی از دبستان علم چیزی دلنشین نیامدی گاه مطلقا در نیافتی و زمانی اشتباه ها پیش راه گرفتی و زبان یاوری نکردی که آن را برگوید حجاب الکنی می آورد با تنومندی سخن گذاری نداشت و در آن انجمن بگریه در افتادمی و بنکوهش خود در شدمی درین اثنا با یکی از مظاهر کونی علاقهٔ خاطری پدید آمد و دل از آن کم بینی و کوتهی شناخت باز ماند روزی چند برین نگذشته بود که مهربانی و همنشینی او جویای مدرسه گردانید و خاطر سر تابیده را بدانجا فرود آوردند و از نیرنگی تقدیر یکبارگی غرار بودند و دیگری آوردند رباعی در دیر شدم با حضری آوردندم * یعنی ز شراب ساغری آوردندم * کیفیت او مرا ز خود بیخود کرد * بردند مرا و دیگری آوردندم * و حقایق حکمی و دقایق دبستانی پرتو ظهور انداخت و کتابی که بنظر نه در آمده بود روشن تر از خوانده نمایش داد اگرچه موهبتی خاص بود که از عرش تقدس نزول صعودی فرمود لیکن انفاس گرامی پدر بزرگوار و بیاد دادن نقاوه های هر علم و نافته شدن این سلسله یاوری سترگ نمود و گزین اسباب گشایش گشت ده سال دیگر بر همگونه خویش و افادهٔ مردم شب از روز نشناخت و گرسنگی از سیری جدا نیارست کرد و خلوت را از صحبت متمیز نتوانست گردانید و یارای جدا کردن غم از شادی نداشت بغیر از نسبت شهودی و رابطهٔ علمی دیگر نمی فهمید آشنایان طبیعت از آنکه دو روز و سه روز سیری میشد و غذا او را درنمی آمد و نفس دانش اندوز را بدو میلی نمیشد بحیرت در می افتادند و اعتقاد می افزودند چنان پاسخ می داد که استبعاد از الف و عادت برخاسته بیمار را طبیعت او بمعارضه مرض چگونه از خوردن دست باز میدارد و هیچکس را شگفت نمی آید اگر توجه معنوی بفراموشی ببرد چرا عجب نماید اکثر متداولات از بسیار گفتن و شنودن از برگشت و مطالب والا از کهن اوراق بتازه صفحهٔ دل آورد بیشتر از آنکه گشایش یابد و از حضیض مبتدی بی بذروهٔ شناسائی بر آید سخنان بر پیشینیان می یافت و مردم خردسالی را در یافت

شنیده شبا شب بایلغار خود را رسانید بی آگهی مردم باز بآیین پیش بر لباس دیگر برآمده راهی شدیم و آشفتگی دشوار تر از همه ایام ناکامی شورش در باطن افزود اگرچه لختی روشن شد که مردم تا کجا همراه اند و با شهریار داد گر تا چه گزارش نموده و غیب دان را چگونه بحال آگهی ست لیکن پریشانی سخت تر شورش آورد بی آگاهی یافتن این مردم پگاه سر آوارگی گرفته نورستان آفتاب و تاریکی ... بیدا ... گمراهان و هجوم ... شهر و هنگامه ... نگان ... جام ... ناپدید ... قلم چه بین را چه یارا که قدری ازان حال گذارد بر زبان فصیح آلکنی رو رو هد این شگفته زبان را کدام نیرو تا گزیر با سراسیمگی گوناگون بخرابه رو آورده شد لختی از شورش شهر و دیده دشمنان برآسودیم از آنجا که نوازش گیهان خدیو تبار زکی معلوم بشده بود راهبا بران قرار یافت که اسپی چند سامان نموده آید و ازین خرابه بدان مصر قبال شتافته شود و برخت نگا فدائی که راست بازی دیرین در میانست رفته آید باشد که این غوغا فرونشیند و پادشاه دست بخشایش برگشاید ناگزیر بآئین بیچگان سامان راه نموده شبی تیره تر از درون حسد سگالان و دراز تر از افسانهای بیهده سرایان براه در آمدیم با خاسکاریهای غلاوز و کجرو بیهای او در نورگاه سحری بدان تیره جا رسیده باشد آن ناشناسا اگرچه از جا نلغزید اما چندان داستان هم برخواند که بگفت در نیاید و از راه مهربانی بر زبان آورد اکنون وقت گذشته است و خاطر اقدس قدری آزرده اگر بیشتر ازین آمدن میشد گزندی نمیرسید و باسانی کار دشوار ساخته میشد درین نزدیکی دهی نشان دارم روزی چند دران خمول گاه باید بسر برد تا خاطر مقدس شاهنشاهی بنوازش گراید در گردونی نشانده روانهٔ آن طرف گردانید بگوناگون اندوه هم آغوشی دست داد چون بدانجا شدیم همانا کشاورزی که بامید او فرستاده بود غیبت داشت دران خرابه بمعموریجا فرو شدیم دارو غه را بخواندن نامه احتیاج افتاد و آثار دانائی در نواصی نایافته طلب داشت از آنجا تنگی وقت بود براه انگار شتافته شد و در کمتر زمانی بدیدار آمد که این قریه منسوب یکی از سنگین دلان شوریده مغز است او از ساده لوحی بدینجا فرستاده بصد بیتابی و اندوهناکی خود را ازان مرحله بیرون انداختم و راهبری ناشناسا اگر گرفته بدهی از دار الخلافه آگره که بوی آشنائی از انجا می آمد ره نوردیم آن روز سی کروه بیراهه شتافته بدان عزیمتگاه پیوستم آن نیکو خصال عرد میهمانی بظهور آورد و لیکن پیدا شد در انجا نیز یکی از باطل ستیزان گشت و کار دارد و در چندگاه بدین صوب گذاره نماید دست ازان باز داشته در نیم شبی با دلی ترشنده ره نورد گشتیم و سحری بدار الخلافت آگره در آمده زاویهٔ دوستی بدست آورده شد و لختی درین خاکدان نامردمی و خوابگاه فراموشی در دیوار نا اهلی دم تنگ بارکم بهینی دم آسایش گرفته آمد لیکن زمانی نگذشته بود که ازان خیره رویان خدا آزار دگام گزاران نی آزرم نام بر زبان رفت همانا که در همسایگی چنین نا راستی آشفته رائی و شوریده کاری پریشان مغز میباشد ساحت ضمیر را غمی تازه گرفت و سرگردانی شگرف روی آورد و از انجا که قدم از تنگنای و سر از آهنگ شبگیر و گوش از بانگ درا و چشم از نشان بیخوابی فرسوده شده بود بوالعجب دیوی دل را فرو گرفت و گرانباری غمی بیشیار دل آمد ناگزیر در

آمیزش بسیار شد و دلایل دقیق و شهودی و اکتسابی بنظر در آمد راه شبهه بستگی یافت و خاطر آرام
گرفت بمیامن عقیدت این گره گشوده و دلنشین آمد که نفس ناطقه لطیفه‌ایست ربانی سوای بدن او را است
تعلق خاص باین پیکر عنصری تشنه‌ام آنکه از پارسا گوهری شکوه بندگان حضرت مرا از گفتار حق باز نداشت
دانش و بینش اندوز را رهزن نیامدیم گزند مالی و حالی و ناموس تفرقه درین عزیمت نینداخت و بهنجار آب کردار
جویباری کردستی و بیم بی مهل دل با عتبارات دنیاستی عدوم توفیق نگاهداشتن این گرامی نامه اگرچه عنوان
این کتاب آلهی محمدت ایزدیست که بزبان نیرنگی اقبال روز افزون می سراید و سپاس نعمت رسیدگی بزبان
قلم می گزارد لیکن هر گونه آگهی را چشمه سار بیست و گروها گروه دانش را معدن حدیثگان کارگزار را همونی
و هر گل سرایان خنده فروش را راز و نصیبهٔ خردان را سرمایهٔ نشاط و جوانان را اسباب رعونت و پیران بجا
روزگاران یکجا یابند و بخشندگان سیم و زر عالم آمین هوم از و شناسند گوهر بینائی از روزنگاه خرم گشتان
آزادی را زمین پرورده صبح سعادت را روزن بهر کارگاه هنر ژرف دریای گوهر آفرینش ناموس آرایان
سعادت نهاد روش از و آموزند و دینداران حق پژوه بدید آئی نامهٔ اعمال عشرت اندوزند بازرگانان
هر متاع آئین سود برگیرند و جان نثاران عرصه کند آوری بوجه همت آموزی از و بر خوانند تن گزاران نفس آرا
آئین نکوکاری از و بردارند اخلاص طرازان بخت آور از و ذخایر آئی منتها فراهم آورند آرامش گزینان نیرنگ
حقیقت پیاور هی آن کامیاب خواهش گردند ابیات یکی نامه ساختم پر شگفت * که هر دانشی زو توان
برگرفت * چنان گفتم این نامهٔ نغز را * که روشن کند خواندنش مغز را * ازین نعمتهای گوناگون مژده آن رسید
و دل سامعه افروز میشود که خاتمهٔ کار بنکوئی شود و ابدی سعادت یاوری نماید اگرچه پور مبارک امروز
مورد اضداد و عبرت نامه جهانیان است و هنگامهای مهر آگین در شورش ایزد پرستان حقیقت پژوه
ابوالوحدت گویند و یگانه بنده داد ار بیهمال شمارند کمند آوران عرصهٔ دلاوران ابوالهمت نام نهند و از یکتائی
هستی دشمن اندیشه خرد همواره با بوالفطرتی بسر آید و از گزیده مردم این دمان چالی شناسند و در دفاتر عوام کاشوب خانه بی تمیزیست بر
به پرستاری مهینی نسبت دهند و از فرو رفتگان این گرداب پندارند و طایفهٔ از منهمکان کفر و الحاد انگارند و از نکوهش و سرزنش انجمن
بر سازند بیت صد داستان بوالعجب آمد بروی کاز حیران شوند گرد و سه حرفی رقم کنم و الله الحمد که ازین اتهامات تماشائی نیرنگ کاری
روزگار بیرون نمیشود و بنکو سیدگان مدحت سرایان خیرسگالی بیرون نمیشود و زبان و دل را بنفرین و آفرین نمی آلاید ابیات
شناسنده گر نیست شوریده مغز * بنه روشناسد زدیبای نغز * هنر تا بد از مردم گوهری * چو خورشید از مه و تابش از مشتری *

ذکر اولیای هند

از آنجا که دریوزه گر بندگان است و دوستی این گروه در سرشت بگزارش برخی از ایشان

که زاد بوم یا خوابگاه درین آباد بوم دارند این نامه بانجام میرساند تو که سرمایه پذیرای دلها گردد و دست آویز
جاوید سعادت فراهم آید از گلشن سرای حقیقت بوی برستود و دست مرد فراوان رنج برگیرد لغت اولیا
جمع ولی ست بمعنی نزدیکی از ولی برگرفته اند همانا معنوی قربت میخواهند و گروهی ولایت بکسر واو در تلوین برگزارند
و بفتح در تمکین و جمعی نخستین را پایهٔ عاشقی اندیشند و پسین حال معشوقی خداوند اولین ولی باشد خدیو
دومین والی و برخی بفتح از قرب انبیا برگویند و بکسر از اولیا و در گزین نامها فراوان معنی برنگاشته اند و گزیده آنکه
شناسای دادار بیهمال باشد و بزرگ همت بجز او نگراید فرا حیرت فرو گرفته که خاک ذرهٔ امکان را با آفتاب
وجوب چه نسبت و نهایت پذیر را با غیر منتهی چه پیوند و ولی نزد من آنست که چهار خوی گرامی اندوزد و از هشت
نکوهیده بپرهیزد و همواره از کار آگهی با نفس هراز [illegible] آویزش فیروزی کند و دمی از دستان سرائی او نغنود
این پایهٔ والا ایزدی تائید و همونی بخت بدست افتد لیکن گاه بدم گیرائی میانجی شود گاه بی او پسین را اویسی خوانند
از آن حال اویس قرن [illegible] برگویند نخستین را صاحب کشف المحجوب دوازده سلسله برگزارد و از آن دو را
نه سره پندارد ۱ محاسبیان ۲ قصاریان ۳ طیفوریان ۴ جنیدیان ۵ نوریان ۶ سهلیان ۷ حکیمیان ۸ خرازیان
۹ خفیفیان ۱۰ سیاریان ۱۱ حلولیان ۱۲ حلاجیان نخستین گروه را سرچشمهٔ فیض ابی عبدالله حارث بن اسد
محاسبی بصری ست علم ظاهر و باطن اندوخته بود و نشیب و فراز راه نیک میدانست اوستاد وقت بود
خداوند تصانیف سال دویست و چهل و سه هجری در بغداد رخت هستی بربست و از آن رو که همواره
اماره روزگار خویش درست میگرفت بدین نام برخواندند دومین به حمدون ابواحمد بن عماره قصار گروند
کنیت ابوصالح پیش نوری دانش آموخت و از سلم بن حسین باروسی و ابوتراب نخشبی و علی نصرآبادی
فیضها اندوخت و با ابوحفص [illegible] بود و پایهٔ کمال یافت جانیان بان بغیاره برکشوده میشستند سال دویست و هفتاد و یک در
نیشاپور پسین سفر نمود سومین به طیفور بن عیسی بسطامی نیایشگری نمایند کنیت ابایزید بزرگ نیاک او سروشان نام مجوس بود و از بزرگان
در عنفوان شناسای فنون علم اندوخت و بپایهٔ اجتهاد برآمد سپس از رسمی دانش برگذشت و بوالا مرتبهٔ آگهی رسید با احمد خضرویه و ابوحفص
و یحیی معاذ همسر بود و شقیق بلخی را دریافته سال دویست و شصت و یک بگزارشی دویست و سی و چهار بعلوی عالم شتافت
چهارمین پیرو جنید بغدادی کنیت او ابوالقاسم لقب قواریری زجاجی و خراز ست پدر او آبگینه فروختی و خود بافتی نیاکان او از نهاوند
و زاد و بالش او در بغداد و از سری سقطی و حارث محاسبی و محمد قصاب بلخی حقیقت اندوخت و خراز و رویم و نوری و شبلی و بسیاری
برگزیدگان حق بوی نسبت درست کنند شیخ ابوجعفر حداد گوید اگر عقل مرد بودی بصورت جنید برآمدی سال دویست و نود و هفت یا هشت
رخت هستی بربست پنجمین از انتشور نوری سیر ابوالحسن نام او احمد بن محمد و گویند محمد بن محمد مشهور بابن
بغوی پدر او خراسانی ست و مولد و منشا بغداد او از بزرگان والا شناخت

گردارست با سری سقطی و محمد قصاب و احمد ابوالحواری صحبت داشته و ذوالنون مصری را دیده بود و از
جنید پندارند لیکن لختی تیزتر در سال دویست و هشتاد و شش ازین سپنجی سرا درگذشت تستریان بسهل
بن عبدالله تستری بازگردند شاگرد ذوالنون مصریست از والاپایگاهان این شگرف راه ست و از اقران
جنید هشتاد سال عمر یافت و در محرم دویست و هشتاد و سه زندگانی بسر آمد هفتمین به محمد بن علی حکیم
ترمذی بازگشت نمایند کنیت ابوعبدالله با ابوتراب نخشبی و احمد خضرویه و ابن جلا صحبت داشت و
در علم ظاهر و باطن چیره دست بود فراوان تصنیف و خارق عادات ازو برگزارند هشتمین رو با بوسعید خراز
دارند و ابو نام او احمد بن عیسی بغدادی ست بدوستی صوفیان بمصر رفت و در مکه مجاور شد و موزه دوزی
میکرد و شاگرد محمد بن منصور طوسی ست و با ذوالنون مصری و سری سقطی و ابوجنید بسری و بشر حافی
صحبت داشت و سعادت اندوخت چهار صد تصانیف برنوشت و ناشناسندگان او را کافر پنداشتی
در سال دویست و هشتاد و شش از عالم بشد خواجه عبدالله انصاری گوید که بمجلس از مشایخ به ازوی نشنام
در علم توحید بهمین در پایه از ابوعبدالله محمد بن حنیف کنند پدر او شیرازیست شاگرد شیخ ابوطالب خداوند
علم صورت و معنی بود خرتج بغدادی و رویم را دیده و مالتالی و یوسف بن حسین رازی و ابوحسین مالکی
و ابوحسین مزین و ابوحسین دراج و بسیاری بزرگان را دریافته بود و فراوان تصنیف دارد و در سال سیصد و بیست
و سی و یک خواب پسین نمود و بهمین بابوالعباس سیاری بازگردند نام قاسم دخترزاده احمد بن سیار مروزی
شاگرد ابوبکر واسطی علوم ظاهر و باطن اندوخت و والاپایگی در کردار بدست آورد سال سیصد و چهل و دو ساغر
زندگی او لبریز گشت یازدهمین سرگروه اینان حلمانی دمشقی ست دوازدهمین سرچشمهٔ این طایفه فارس است
از اصحاب حسین بن منصور حلاج بغدادی و او خود حسین منصور مشهور و برین دو زبان طنز برگشاید در هندوستان
چارده سلسله برگزارند و آنرا چارده خانواده نامند و ازان دوازده جز طیفوریان و جنیدیان مذکور شد
حبیبیان طیفوریان کرخیان سقطیان جنیدیان گازرونیان طوسیان فردوسیان
سهروردیان زیدیان عیاضیان ادهمیان هبیریان چشتیان گویند امیرالمومنین علی را چهار خلیفه
بود حسن حسین کمیل حسن بصری سرچشمهٔ سلاسل حسن بصری را دانند و او دو خلیفه داشت حبیب
عجمی به نخست ازو جوش معرفت زدند دیگر عبدالواحد بن زید پنج پسین ازو سیراب دل شدند
مادر حسن بصری از کنیزان ام سلمه ست نام او عمر خطاب برنهاد یتیم مانده بود در سرآغاز لگهی گوهر فروختی
از روشن ستارگی راه تجرید برگزید و خویشتن را در ریاضت گری برگداخت و فربهی معنوی اندوخت
هر هفته وعظ برگفتی و مجلس آراستی چون رابعه حاضر نشدی بدان نپرداختی گفتند از نیامدن او چه رنجی

چاودست ازان باز کشتی گفت غذائے کہ بسمعیلان آماده باشد بکار موران بنیاد اول بحبیب عجمی نشست
درست کنند او از مالداران بود و روزگار بر بایگذاردی از بیداری لختی چشم بینش کشوده شد از حسن بصری
راه یافت و فراوان مردم از و سعادت اندوختند روزی حسن بصری از چاوشان حجاج بگریخت و بصومعه
حبیب درشد سرهنگان از و پرسیدند حسن کجاست گفت درون صومعه چون پژوهش رفت
او را نیافتند حبیب را سرزنش کردند و گفتند هر چه حجاج بشما میکند درخورست گفت من جز راست
نگفته ام اگر شما ندیدید جرم من چیست باز درشده ژرف نگهی بکار بردند و نیافتند خشمناک باز گشتند
وطنز گویان رفتند حسن بیرون آمد و گفت ای حبیب عجب حق اوستاد نگاهداشتی گفت ای اوستاد
اندراست گوئی رهائی یافتی اگر دروغ گفتمی هر دو هلاک شدمی شبی او را در تاریک خانه سوزن از دست
افتاد از غیب روشنی بدرخشید دست بر چشم نهاد و گفت فی لی ما سوزن جز بچراغ ندانیم جست سوم
فیض از معروف کرخی برگیرند پدر او ترسا بود و پیش امام رضا علیه السلام کیش برگردانیدند و پدر بانی
سربلندی یافت و بصحبت داؤد طائی رسید و در ریاضت گری بجا آورد و به نیروئی درست نیتی و راست
کرداری پیشوا گشت سری سقطی و بسیاری از و فیض برگرفتند سال دو بیست هجری بیغلوی عالم
شتافت و درین هنگام گبر و ترسا و یهود بر و گرویدند و هر یکی خواست بآئین خویش بیدو پرداز د صورت
نه بست همانا در نزهتگاه صلح کل جا داشت چهارم سری سقطی را در پی روند کنیت ابوالحسن از بزرگ
کار آگهان گزین کردارست و بسیاری رسیدگان را استاد از اقران حارث محاسبی و بشر حافی و شاگرد
معروف کرخی و ستایش او از نیروی من ناشناسا بیرون سال دو بیست و پنجاه و سه از خاکدان دامن
بر چید ششم به ابواسحاق بن شهریار گروند پدرش از آئین زردشتی بیرون و طرز اسلام پیش
گرفت از شیخ ابو علی فیروزآبادی فیض اندوخت و بسیاری بزرگان را دریافت و دانش ظاهر و باطن
بدست آورد سال چهار صد و بیست و شش از آشوبگاه دنیا رهائی یافت هفتم را آغاز علاء الدین طوسی
ست او بشیخ نجم الدین کبری عقد برادری داشت هشتم بشیخ نجم الدین کبری نیایش نمایند کنیت
ابوالجناب و ابوالقاسم و نام احمد بن عمر خیوقی و لقب کبری از شیخ اسمعیل قصری و عمار یاسر و روزبهان
فیضها برگرفت و در شناسائی صورت و معنی پایهٔ والا یافت شیخ مجدالدین بغدادی شیخ سعدالدین
حمویه شیخ رضی الدین علی لالا بابا کمال خجندی شیخ سیف الدین باخرزی و بسیاری اولیاء از دم گرامی
او جاوید سعادت اندوختند سال ششصد و هیجده بشمشیر درگذشت نهم از شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب
عبدالقاهر سهروردی بهره ور در علم ظاهر و باطن والا پایگی داشت بدوازده واسطه بابوبکر صدیق

و در طریقت بشیخ احمد غزالی نسبت درست کند فراوان تصنیف ازو یادگار و آداب المریدین از دست سال پانصد وشصت وسه ہجری بعلوی سرای شتافت وہم بشیخ واجد بن زید اقتدا کنند ۱۱ و ہم تفصیل بن عیاض گرایند کنیت ابو علی از کوفی ست و نزد برخی بخاری و جز آن میان مرد و با دردو با این درویشان بسر بردی وراہ زدی از نیک سرشتی بیدار شد و بگزین کار کرد و سعادت اندوخت سال صد و ہشتاد و ہفت رو از جہان در کشید ۱۲ و از وہم ابراہیم ادہم بلخی را پیشرو دانند کنیت ابو اسحق نیاکان او سری داشتند در جوانی ستارہ بخت مندی درخشید دست از ہمہ باز داشت با سفیان ثوری و فضیل عیاض و ابو یوسف غسولی ہم صحبت و با علی نکار و حنیفہ مرعشی و مسلم خواص یار بود سال صد و شصت و یک یا دو بشام درگذشت ۱۳ و ہم بشیخ ہبیرہ بصری رسند ۱۴ چہار دہم با بو اسحق شامی پیوندند او مرید شیخ علو دنیوری ست چون شیخ بقصبہ چشت رسید خواجہ ابو احمد ابدال کہ مقدم مشایخ چشت ست ازوی تربیت یافت و سپس پسر او محمد چراغ ولایت برافروخت و بعد از و خواجہ سمعانی خواہرزادہ او آگہی پیش گرفت پس ازان پور او خواجہ مودود چشتی والا پایگی یافت و پسر او خواجہ احمد نیز بسن بزرگ شد ہمانا ہر دو شمارہ را گزین دست آویزی پیدا نیست و برگزیدہ کہ در کاہش نفس ذو فنون و پرستش ایزدی ہمال لختی تازگی پدید آورد و معنوی فرزندان یکی پس از دیگری چراغ آگہی افروخت او را سلسلہ جداگانہ بر گرفتند ورنہ جز آن ۱۲ دوازدہ و ۱۴ چہاردہ فراوان سلسلہ زبان زد روزگار

ذکر ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ

شاہزادہ سلیم بن جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سینتیس ۳۷ برس کی عمر مین روز پنجشنبہ چودھوین جمادی الثانی ۱۰۱۴ ہجری کو ساعت مقررہ پر واقع اکبر آباد تخت نشین ہوا اس جشن مین محمد شریف ولد خواجہ عبد الصمد شیرین قلم کو امیر الامرائی کا خطاب اور وکالت کا منصب ملا اور مہر خاص جواہر زواہر سے آراستہ اپنے ہاتھ سے اوسکی گردن مین پہنائی اور مرزا غیاث بیگ کو اعتماد الدولہ کا خطاب اور مرزا جان بیگ کو جو شاہزادگی کے عہد مین دیوان تھا وزیر الممالک کا لقب ملا دونو کو کار دیوانی مین شریک کیا زمانہ بیگ کو جسنے ایام شاہزادگی مین خدمات شائستہ کیے تھے مہابت خانی اور پیر خان لودی کو صلابت خانی کے القاب سے سرفراز کیا اور چند سال کے بعد صلابت خان نے خانجہان کا خطاب پایا شیخ فرید بخاری جو سادات موسوی سے اکبری تربیت یافتہ تھا اور حضور مین بخشگری کی خدمت پر تھا منصب پنجہزاری ذات اور میر بخشگری کے عہدے سے ممتاز ہوا اور راجہ باسنگہ کو

خلعت چارقب اور شمشیر مرصع اور اسپ خاصہ مرحمت کیا۔ اور بنگالہ کی صوبہ داری پر رخصت کیا خان اعظم مرزا عزیز کو کلتاش اور آصف خان جعفر کو جو صوبہ بہار سے حاضر دربار ہوئے تھے مشمول انواع عطوفت فرما کر حضور مین رکھا اسیطرح بڑا امرا نے عنایات شاہی سے اعزاز پایا

بڑے شاہزادہ سلطان خسرو کا باغی ہونا اور جنگ جدل کے بعد قید آنا

سلطان خسرو بڑا بیٹا بادشاہ جہانگیر کا خوشامدگویون کی چکنی چکنی باتون پر پھسلا جاتا تھا سلطنت کی ہوا دماغ مین چہائی تھی سبب اسکا یہ تھا کہ اکبر بادشاہ نے رحلت کے وقت فرمایا تھا کہ شاہزادہ سلیم ایسا عیش مین مبتلا ہے کہ جہانداری کی لیاقت نہین رکھتا۔ لڑکا اسکا سلطان خسرو بہمہ صفت موصوف قابل تاجداری ہے اسطرح پر مرض مالیخولیا نے اسکے دماغ مین جگہہ پکڑی اور ہمیشہ باپ کی خدمت سے نفور تھا آخر جلوس کے چہہ مہینے بعد روز اتوار کے رات کو مطابق آٹھوین ذی حجہ چند محرمان راز و معتبران خانہ برانداز کے ہمراہ اکبرآباد سے نکلکر بھاگا۔ امیر الامرا نے خبر پاتے ہی بلا توقف حضور مین عرض کیا۔ اوسوقت بخشی الممالک شیخ فرید بخاری نے مع دیگر امرا کے بطور منقلا رخصت پائی اور اخیر شب کو خود بادشاہ بھی عازم ہوا۔ جب صبح ہوئی مرزا حسن پسر شاہرخ مرزا کو جو شاہزادہ کی بغاوت مین رفیق طریق تھا۔ اور رات کی تاریکی مین راہ مقصود گم کرکے سرگشتہ بادیۂ ادبار پھرتا تھا اولیاے دولت گرفتار کرکے لائے اور بموجب حکم والا کے اہتمام خان کوتوال کے حوالہ ہوا کہ زندان مکافات مین گرفتار رہے القصہ جب شاہزادہ متھرا مین پہونچا حسن بیگ بدخشی جو کابل سے آتا تھا شاہزادہ سے ملاقی ہوکر رفیق ادبار ہوا راستہ مین جیسے یاغی نے سروپا کرتے سرایون مین آگ لگاتے مسافر اور سوداگرون کے گھوڑے اور سرکار شاہی کے جو اکثر راستون مین تھے لیکر اپنے پیادگان ہمراہی کو دیتے تھے تا آنکہ لاہور مین داخل ہوا۔ دیوان عبدالرحیم نے برگشتہ طالعی سے آکر ملازمت کی دلاور خان صوبہ دار لاہور کے نصیبہ نے راہ سلامت دکھلا دی ملاقات کو نہ آیا۔ اور استحکام قلعہ مین مصروف رہا شاہزادہ نے بہت سے کوشش کی مگر قلعۂ لاہور قبضہ مین نہ آیا اسی عرصہ مین جب شیخ فرید بخاری کے پہونچنے کی خبر مع نوکران کے نواحی سلطان پور مین گرم ہوئی شاہزادہ نے قلعۂ لاہور سے ہاتھ اوٹھا۔ شیخ فرید کی طرف رخ کیا اور نواح گوندوال مین دونو لشکرون کا سامنا ہوا اور اکثرون کی سر و تن کی جدائی ہوئی یہانتک کہ ناگاہ خبر ورود خاصۂ فوج شاہی گوش زد ہوئی اور شیخ فرید لڑائی مین زیادہ تر سرگرم ہوا شاہزادہ تاب جنگ نہ لاکر مع حسن بیگ بدخشی وغیرہ رفیقون کے بھاگ نکلا اسی وقت مین بادشاہ رونق افروز

سعرکۂ بخت فیروز ہوا۔ اور غایت عنایت سے شیخ فرید کو آغوش عاطفت مین کھینچا رات اوسی کے خیمہ مین سحر کی صبح ہوتے لاہور کو متوجہ ہوا۔ شاہزادہ چاہتا تھا کہ اکبر اباد کو جاوے حسن بیگ بدخشی نے صلاح دی کہ میری جاگیر اثنائے راہ مین واقع ہی بہتر ہی کہ وہان سامان فراہم کرکے اول کابل جاوین بعدہ وہان سے جمعیت فوج کرکے ہندوستان آوین کیونکہ بابر اور ہمایون نے کابل ہی کی تقویت سے فتح ہندوستان کی پائی تھی اسیطور پر اور بہت سی باتین دوراز کار بیان کین۔ شاہزادہ اسکے دم مین آگیا کابل کو روانہ ہوئے دریاے جناب پر پہونچکر چاہا کہ شاہپور کے گذر سے پار ہو مگر ناو نملی وہان سے سودہرہ کے گھاٹ پر آیا۔ رات کا وقت تھا بڑی ڈانوان ڈولی سے ایک کشتی ملی چاہتا تھا کہ دریاے حایل سے بیڑا پار لگاوے سودہرہ کا چودہری انکے شور و غوغا سے آشنا ہوکر ملاح کو مانع ہوا کہ عبور کرانے سے کنارہ پکڑے جسوقت یکہ تاز خورشید نے چشمہ نور مین غوطہ لگاکر سر اوبھارا روشن ہوا کہ یہ شاہزادہ ہی۔ میر ابوالقاسم اور بلال خان خواجہ سرا جو گجرات کے حدود مین شاہ دولہ تھے اس خبر سے باخبر ہوکر آپہونچے اور شاہزادہ کو مع حسن بیگ بدخشی اور عبدالرحیم کے گرفتار کرکے گجرات لیگئے۔ حقیقت حال کی حضور شاہی مین عرضداشت کی روز دوشنبہ سلخ محرم ۱۰۱۵ھ ہجری کو مقام لاہور باغ کامران مرزا مین پادشاہ کے پاس وہ عرضی پہونچی بموجب حکم امیر الامرا جانب گجرات روانہ ہوا اور شاہزادہ کو مع حسن بیگ بدخشی وغیرہ کے قید کرلایا شاہزادہ کو دست بستہ پا بزنجیر چنگیزخانی قاعدہ سے بائین طرف سے حاضر کیا اور حسن بیگ بدخشی کو دست راست اور عبدالرحیم کو دست چپ استادہ کیا حکم ہوا کہ خسرو خسران زدہ کو پا بجولان قید کرین اور حسن بیگ بدخشی پوست گاو مین اور عبدالرحیم کو گدھے کے چرسے مین کرکے دراز گوش پر معکوس سوار کراکر تشہیر کیا جاوے بموجب حکم تعمیل ہوئی لسبب خشک ہونے پوست گاو کے حسن بیگ بدخشی چار پہر سے زیادہ زندہ نرہا۔ اور عبدالرحیم کو جو گدھے کے پوست مین بھرا تھا گرمی کے غلبہ سے جو اوسپر مستولی تھی خیار و ترب وغیرہ جو پاتا کھاتا تھا اور روز و شب زندہ رہا دوسرے روز بموجب سفارش حکم رہائی صادر ہوا ہر چند جلد مین کیڑے پڑگئے تھے مگر بیحیائی کا بھلا ہو جسنے زندہ رکھا اور بموجب حکم دیگر رفقاے شاہزادہ کو باغ کامران سے در دولت تک دورویہ دار پر کھینچا اور شاہزادہ کو فیل سوار وہان سے نکالا تاکہ اپنے دوستدارونکا ہمارکار ملاحظہ کرے بعدہ زندان مین زندہ محبوس رکھا چند سال کے بعد چندروپ سنیاسی نے بروقت ملاقات بادشاہ کے شاہزادہ کی رہائی مین سفارش کی۔ مگر بجز

باریاب مجرا ہوجانے کے خلاصی نپائی جب پادشاہ نے بعدازان جشن نوروزی فرمایا بموجب سفارش
اوسکے چھوٹے بھائی سلطان پرویز کو رہائی کابل کی ملی اور پھر مقید ہوا آخرکار جب شاہزادہ خرم
مخاطب بہ شاہجہان مہم دکھن کو مرخص ہوا شاہزادہ خسرو کو مسلسل اوسکے ہمراہ کردیا چنانچہ سنہ پندرھوین
سال جلوس کو اوسی طرف زندانخانہ سے روانۂ اقلیم بقا ہوا یہ افواہ ہوئی کہ شاہجہان کی سختگیری
سے اوسکی جان گئی **القصہ** شیخ فرید بخاری نخشبی نے جسنے لڑائی مین سلطان خسرو پر فتح
پائی تھی اس جنگ کے صلہ مین مرتضی خانی خطاب پایا اور بموجب شیخ مذکور کی استدعا کے
پرگنہ سروال مین جہان فتح پائی تھی ایک شہر فتح آباد نام معمور ہوکر اوسکی جاگیر مین عطا ہوا ـ

سیر کابل کی عزیمت اور یہان کی کیفیت

دوسرے سال کے شروع مین پادشاہ لاہور سے کابل کی سیر کو متوجہ ہوا بعد قطع منازل علی مسجد کے
مقام مین ایک عنکبوت پادشاہ کے ملاحظہ مین آئی کہ کلائی مین خرچنگ کے برابر تھی اور دو گز کا
ایک سانپ تھا اوسکا گلا گھونٹ رہی تھی آخرکار سانپ کو مار ڈالا پادشاہ نے اوسکا تماشا دیکھا
وہان سے منزل بمنزل کابل آیا اور یہان کے سیر سے محظوظ ہوکر فرمایا کہ باغ شہر آرا کے متصل
جو بابر پادشاہ نے بنایا تھا دوسرا باغ جہان آرا تعمیر ہوا اور جو نہر گذرگاہ جاری تھی اوسکو
اوس باغ کے درمیان سے جاری کیا دونون باغ شالالان کے نام سے مشہور ہین ـ ہنگام قیام
کابل عرض ہوا کہ ضحاک اور بامیان کے درمیان مین جو کہ بلخ کیطرف کابل کی حد پر واقع ہی ایک
شعبہ ہی خواجہ سراتابوت کے نام سے مشہور چارسو برس اوسکی قضا کے بتلاتے ہین ـ
ہنوز اعضا درست اکثر نے زیارت کی ہی اوسکے گردن مین ایک ایسا زخم ہی کہ اگر اوسپر سے
پھاہا علحدہ کرتے ہین خون جاری ہوتا ہی اور جب تک وہ روی وہان پر نرکھدین خون جاری
جریان سے بند نہین ہوتا ہی پس اسکے تحقیق کو حکم ہوا کہ معتمد خان مصنف جہانگیر نامہ جاوے
اور ایک جراح بھی اوسکے ہمراہ کیا گیا کہ زخم دیکھکر حضور مین آوے اور عرض حال کرے معتمد خان
وہان گیا اور وہان کے لوگون کی رہنمائی سے ایک راہ پائی جو پہاڑ کہ متصل بامیان کے واقع ہی
وہان گیا ایک شگاف نمودار ہوا ڈہائی گز زمین سے اونچا ایک شخص کو اوسپر چڑھا کر اوسکی
دستگیری سے اوپر پہونچا اور مع چند نفر کے اندر گیا ایک مکان دیکھا تین گز طول ایک گز عرض
اور اوسکے اندر ایک مکان بعرض مربع چار گز کا مکان تھا اوسمین تابوت رکھا تھا مشعل روشن
کرکے میت کو دیکھا کہ اہل اسلام کے طور پر رو بقبلہ رکھا ہی پایان ہاتھ مقام پردہ پر رکھے ہوئے

ڈیڑھ گز کپڑا پردہ داری مین رکھا تھا جسقدر اعضا زمین مین پہونچے بوسیدہ ہو گئے تھے اور ریزہ ریختہ تھے باقی درست آنکھین بند دو دانت ایک اوپر دوسرا نیچے کا اونٹھون سے ظاہر اور کان زمین پر جو لٹکے ہوئے تھے گردن سے کسیقدر بوسیدہ ہاتھہ پیر کے ناخن درست لیکن زخم معلوم نہوا - پرانے لوگون سے دریافت ہوا کہ جب چنگیز خان اور سلطان جلال الدین سے ۶۱۸ ہجری مین لڑائی ہوئے یہ شخص شہید ہوا تھا - اور تب سے اس صورت پر یہان پڑا ہی بعد تحقیق اس مقدمہ کے معتمد خان نے یہ کیفیت حضور مین بیان کی القصہ بعد سیر و انتظام کامل کے ہندوستان کو معاودت ہوئی

آنا نور جہان بیگم زوجۂ شیر افگن خان کا حرم سرای سلطانی مین

شیر افگن خان کا نام علی قلی تھا قوم کا استجلو اور اسمعیل مرزا خلف شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران کا سفیر تھا جب کہ اسمعیل مرزا نے ملک بقا کی راہ لی یہ شخص قندھار ہوتے ہوئے عہد اکبری مین ہندوستان آیا جب ملتان پہونچا اول عبدالرحیم خان خانخانان سے جو مہم ٹھٹھہ پر متوجہ تھا ملاقی ہوا اور خانخانان نے اوسکا حال بادشاہ کو لکھا اور غائبانہ ملازمان شاہی مین مقرر کر کے اپنی رفاقت مین رکھا اوسنے مہم ٹھٹھہ مین اچھی خدمت کی جب ٹھٹھہ فتح ہوا بموجب ایماے خانخانان کے حضور مین پہونچکر منصب شایستہ پر سرفراز ہوا اور اوسی زمانے مین شیر افگن خان کا لقب پایا اور صوبہ بنگالہ مین جاگیر ملی اوسی زمانے مین اوسنے نور جہان بیگم سے نکاح کیا چونکہ طبیعت اسکی نہایت غیور تھی اور جہانگیر نے عہد جوانی مین نور جہان کو حرم سراے اکبری مین جو کسی تقریب سے مسمے اپنی والدہ کے کی تھی دیکھا تھا اوسوقت سے انکو تعشق تھا جب تخت پر بیٹھا اور انتظام مہام سے آرام ملا قطب الدین کوکلتاش خان کو جو شیخ سلیم چشتی کا پوتہ تھا بنگالہ کا صوبہ دار کیا اور در پردہ ارشاد کیا کہ جسطرح ممکن ہو شیر افگن خان سے نور جہان بیگم کو طلاق دلادے اور اگر یہ صورت نہو تو شیر افگن خان کو مار ڈالے اور نور جہان کو روانۂ حضور کرے - قطب الدین خان بنگالہ پہونچکر چند دنون کے بعد بردوان گیا شیر افگن خان وہان کا جاگیر دار تھا جھٹ استقبال کو گیا بعد ملاقات کوکلتاش خان نے اسکے جرات اور عبرت کے خوف سے اول راز دلی کنایتاً کہا جب شیر افگن خان کے سمجھ مین نہ آیا تصریح کی اوسوقت شیر افگن خان نے سمجھا کہ وقت ہاتھہ سے جاتا رہا غیرت نے جوش ملا فوراً شمشیر خون ریز سے قطب الدین خان کا کام تمام کیا - مردمان قطب الدین نے اوسپر ہجوم کیا اوسنے شجاعت ذاتی سے دو چار کو تہ تیغ کیا اور خود بھی

مجروح ہوکر گہر کی راہ لی تاکہ مکان مین پہونچکر نورجہان کے شبستان حیات کو تیرہ و تار کریے — یہ عورت نور بڑی علامہ تھی جان کی عداوت جان کہی دروازہ بند کرایا اور دہر سے قطب الدین کے لوگوں نے آنکے دربعدم کی راہ دکھلائی — نورجہان غیاث بیگ اعتماد الدولہ کی بیٹی ہی اور اعتماد الدولہ خواجہ محمد شریف طہرانی کا لڑکا شروع حال مین محمد خان تکلو حاکم ہرات کا دیوان تھا جب ہمایون بادشاہ شیرشاہ کے صدمہ سے عراق گیا تھا اس شخص نے بموجب حکم شاہ طہماسپ کے خدمات نمایان کیے جو فرمان شاہ طہماسپ کا درباب ضیافت اور تواضع اور مہمانداری ہمایون کے اکبرنامہ مین مندرج ہی وہ اسیکے نام تھا محمد خان کے بعد وفات خواجہ محمد شریف شاہ طہماسپ کی وزارت پر سرفراز ہوا جب یہ مرگیا اسکے دو لڑکے یعنے غیاث بیگ اور محمد طاہر بیگ ہندوستان آئے غیاث بیگ کے ہمراہ دو لڑکے ایک لڑکی تھی جب قندھار آئے دوسری لڑکی نورجہان سے تولد ہوئی وہان سے فتح پور سکری مین اکر شاہ اکبر کی ملازمت حاصل کی اور بموجب استعداد خوشنویسی اور شاعری کے تھوڑے عرصہ مین دیوان بیوتات ہوا۔ چونکہ جامع ہرگونہ علوم تھا روز بروز مرتبہ اوسکا زیادہ ہوتا گیا اسی زمانہ مین نورجہان کا عقد شیر افگن خان سے ہوا تھا القصہ عملہ حضور نے کہ بنگالہ مین تھا بموجب حضور کے نورجہان کو روانہ دربار کیا — چونکہ جہانگیر اکثر نشۂ شراب مین لایعقل رہتا باوجود اسقدر تعشق کے اپنے معشوق سے بیخبر رہا تاآنکہ اوسکی مان مع نورجہان بیگم کے زوجہ اکبر کے حضور مین جسنے جہانگیر کو پالا تھا گئی اور جہانگیر نے وہان دیکھکر بیچارا ازسرنو عشق پیدا ہوا چھٹوین سال جلوس کو حرم سرای شاہی مین داخل کیا اول نور محل خطاب ہوا بعد ازان نورجہان پہر تو وہ رنگ ہوا کہ اس نیرنگ ساز نے بیدرنگ بادشاہ کا دل اپنے چنگ اختیار مین کرلیا سلطنت کا کاروبار بیگم کے دست اقتدار مین آرہا عشق کے نشہ نے ایسا بیخود کیا کہ معشوق کے سوا دنیا اور مافیہا کی خبر نرہی

ہوا جام الفت سے سرشار ایسا ✽ دئے چھوڑ شاہی کے سب کاربس ✽
نہ تھی فکر کشور نہ پروای تاج ✽ رہی جام و معشوق کی احتیاج ✽

نورجہان فرقۂ نسوان مین ممتاز سرمایۂ ناز و نیاز تھی فرط شعور سے مردون کو خجل کرتی طبیعت تھی موزون اکثر شعر کہا کرتی رفتہ رفتہ یہ حال ہوا کہ بادشاہ کا فقط نام رہگیا باقی کل کام نورجہان کرنے لگی اکثر بادشاہ کا کلام تھا کہ سلطنت نورجہان کو مبارک ہو مجھے شراب اور کسیقدر سدرمق سے کام ہی اور کچھ نچاہیے نورجہان جہروکہ مین بیٹھتی تھی اور امرا حاضر ہوکر مجرا کرتے تھے امرا کے نام جو فرمان صادر ہوتے تھے اوسپر یہ توقیع لکھا جاتا — حکم علیہ عالیہ مہد علیا

نور جہان بادشاہ اور اور اوسکی مہر کا سجع یہ تھا ؎ نور جہان گشت بحکم الٰہ شد بہ ہند و ہمراز جہانگیر شاہ
اگرچہ خطبہ بیگم کے نام نتھا مگر سکہ مین اوسکا نام یون تھا ؎ بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور
بنام نور جہان بادشاہ بیگم زر اسکا باپ اعتماد الدولہ کل کی وکالت پر سرفراز تھا اور ابو الحسن جو
بیگم کا بڑا بھائی اعتقاد خان کے لقب سے میر سامانی پر مقرر ہو کر دوبارہ آصفخان کے عہدہ پر ممتاز ہوا
اسکے علاقہ دار جیسے کہ غلام اور خواجہ سرا خانی اور ترخانی خطاب سے مفتخر ہوئے

خان عالم کا واپس آنا ایران کی ایلچی گری سے

جلوس بادشاہی کے دسوین سال خان عالم ایران سے لوٹ کر مشرف ملازمت سلطانی ہوا
اور زنبیل بیگ ایلچی فرستادہ شاہ عباس فرمان روائے ایران بھی خان عالم کے ہمراہ باریاب
ملازمت ہوا جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بادشاہ ایران نے خان عالم سے بہت کچھ التفات کیا ہے
اور اوسکے مصاحبت سے خوشنود رہا ہے یہان تک کہ اوسکے قیام گاہ مین بھی تشریف لایا اور بعد رخصت
معاودت جب کہ خانعالم نے متصل شہر مقام کیا شاہ عباس نے وہان آکر مراسم وداع ظاہر کیے
کہتے ہین کہ کسی ہندوستانی ایلچی نے ابتدا سے آج تک ایسی خوبی سے سفیری نہین کی ہے اسوجہ سے
جہانگیر بادشاہ اور نور جہان بیگم نے خان عالم کو فراوان عنایت اور الطاف سے سرفرازی بخشی
اور اضافہ منصب اور نیز دیگر عنایات شایستہ سے خوشنود کیا

ذکر کوچ کرنا بادشاہ کا احمد آباد گجرات کی سیر و شکار پر

بارہوین سال جلوس کو شہریار والاجاہ گجرات کی سیر کو برآمد ہوا جب یہان جا پہونچا شہر کی آب و ہوا
مخالف طبع اقدس ہوئی اور وہان کے رہنے سے مکدر ہوا آخر دریاے شور کے تموج کو دل لہرایا
جو احمد آباد سے تیس کوس تک شور افگن تھی اور اسکی کیفیت نے غنچہ افسردہ طبیعت کو کھلایا
خیر النسا بیگم بنت خانخانان نے التماس کیا کہ جو خانخانان کا باغ گجرات مین بہار آرا ہے وہان ضیافت
شاہی کرے اور یہ التماس مقرون بقبول ہوا چونکہ موسم خزان کی دست بردی تھی درخت زار
جامہ ننگ و نام سے ننگے کھڑے تھے سرو کے مانند ہر شاخ برگ و بار سے آزاد تھی اس ضعیفہ کے
بموجب حکم صناعان چابکدست نے یہ سبز باغ دکھلایا کہ کاغذ نگار رنگ سے ہر تختہ چمن رونق بہشت
بنایا کاغذی پھول پھل ایسے بنائے جنکی شناخت سے بیساختہ دست قدرت شرمائی عجب تختہ کاری
کی کچا پکا گلاستہ ہر رنگ کے میوے کا جلوہ دکھایا بلبل ہزار تلاش کرے مصنوعی پھولون پر
عنادل کا غنچہ بیٹھا تھا جب بادشاہ نے اس بہار نما خزان فریب مین سیر رکھا گلہاے

زنگار رنگ کے سیر و تماشے سے محو حیرت ہوا پہلے چاہا کہ کوئی پھول توڑے جب صناعی سے خبر ملی نہایت تحسین و آفرین فرمائی وہان سے دار الخلافت کو معاودت ہوئی

بیان کیفیت ولادت شاہزادہ محمد اورنگ زیب ولد شاہزادۂ خورم مشہور بشاہجہان

پیشتر ازین اونیسوین ۱۹ ماہ صفر دسوین سال جلوس کو ممتاز محل آصف خان کی لڑکی سے سلطان دارا شکوہ اور گیارہوین سال سلطان شجاع تولد ہوئے تھے جب بادشاہ گجرات سے معاود ہوکر موضع دوحد کے اطراف مین آیا گیارہوین شہر ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۷ ہجری مطابق تیرہوین سال جلوس کے محمد اورنگ زیب ولادت آفتاب عالمتاب تاریخ ولادت کا مادہ ہی ۱۰۲۸

چاہ اور منارہ وغیرہ کا نصب ہونا جہانگیرآباد اور لاہور مین

چودہوین سال جلوس کو حکم ہوا کہ اکبرآباد سے لاہور تک فی کوس منارہ اور دو دو کوس کے بعد پختہ کنوین اور راستہ مین دورویہ درختان سایہ دار بار آور کی قطار ہو تاکہ مسافرون کو جاے آسایش اور اونکے پھل خورش ہو اگرچہ درختون کے اختراع شیرشاہ کے عہد مین ہوئے لیکن اس بادشاہ نے تجدید کی۔ فرمان بردارون نے جلد تعمیل کی شاہزادگی عہد مین بادشاہ نے ایک موضع شیخوپور نام پنجاب مین ساسوپلے کے متصل اپنے نام پر آباد کیا تھا شیخوپور کی وجہ تسمیہ یہ ہی کہ عہد طفلی مین جہانگیر کو شیخو کہتے تھے بدین وجہ کہ شیخ سلیم چشتی کی دعا سے انکی پیدایش ہوئی تھی اور وہان پر مختصر سی عمارت بھی تعمیر کرائی تھی غرضکہ اوسکے اطراف مین شکارگاہ مقرر کیا تھا اب کہ تاج و تخت نصیب ہوا اوسکا نام جہانگیرآباد رکھا اور چند دیہات شامل کرکے پرگنہ مقرر کیا اور سکندر قراول کے جاگیر مین عطا فرمایا اور اوسنے بموجب حکم عمارات عظیم اور تالاب و منارہ کی تعمیر کرائی سکندر کے بعد ارادت خان کے نصیب چھلے کار عمارت اوسکے تفویض ہوا بہرحال ڈیڑھ لاکھ روپیہ صرف ہوا اوسی زمانہ مین آٹھ لاکھ کے خرچ سے دار السلطنت لاہور مین اقسام مکانات دولتخانہ کی تعمیر ہوئی

بیان ممانعت حقہ کشی

اگرچہ اول اول جزایر فرنگ سے تماکو برآمد ہوئی ہی اور اطبا نے تجویز اور تشخیص کرکے اوسکی دود کشی بطور معہود بعض امراض کے مفید سمجھا ہی رفتہ رفتہ یہ حال ہوا کہ ہر شخص اسکا ہمدم ہوا لیکن بیشتر ملک فرنگ سے کمتر لاتے تھے آخر اسکا تخم لاکر ہندوستان مین کاشتکاری ہوئی اور کسان کو فائدہ ہوا اور اوسکے حاصلات اور اجناس پر فوقیت لی گئی عہد جہانگیری مین نہایت کثرت ہوئی جسے پایا تماکو سے خوشدل تھا۔ یہان تک کہ ہمدمون کے واسطے کل اکل و شرب پر تحفہ مقرر ہوا تلخی اوسکی شکر لبون کو پسند ہوئی اور خاطر

اس مرارت مین چور سند - خیر جب اسکا رواج درجۂ غایت کو پہونچا - پادشاہ نے اوسکے انسداد کی کوشش کی اور اپنے حکم کے اجرا مین بنا بر دفع ایسی رائین کین کہ اکثرون کے اونٹھہ کٹا ڈالے - مگر وہ ترا قا بند ہا ہوا تھا کہ کسیکا مدار یا خیال حکم شاہی پر نتھا

بعض عجیب سانحات کا اظہار

لوگون نے عرض کیا کہ اکبرآباد مین ایک مرتبہ کسی عورت کے تین لڑکیان متولد ہوئین تھین - اور اب بھی اوسی عورت کے ایک لڑکا اور دو لڑکیان تولد ہوئین ہین اونکا سر رشتۂ حیات ہنوز منقطع نہین ہوا - دوسرے یہ کہ ایک سونارن اول مرتبہ حاملہ ہوکر بارہ مہینے مین جنی اور دوسری بار اٹھارہ مہینے - اور تیسری باری مین بعد دو برس کے وضع حمل ہوا - اس ما بین مین کاروبار خانہ داری مین کچھہ گرانباری تھی اور لئی طرح پر اوسکو مشکل تھا - ایک مرتبہ کسی مالی کی لڑکی بادشاہ کے ملاحظہ مین آئی جسکی داڑھی موچھہ پدیدار ایک مالن کے داڑھی سینہ پر بھی بال اور پستان ندارد وضع مردانہ آشکار - حکم ہوا کہ کوئی عورت اسے گوشہ مین لیجا کر پردہ کا حال دریافت کرے اوسنے عرض کیا کہ مخصوص عورت ہی ہے - اسی عرصہ مین کسی قلندر نے ایک شیر دلبر لعلخان نام رکھکر پالا - اور حضور مین نذر گذرانا پادشاہ نے حکم دیا کہ اوسکے ساتھہ کشتی کرین تماشائیون مین جوگیون کا گروہ بھی اکٹھا ہوا - اوسمین ایک جوگی برہنہ نظر آیا شیر نے اوسکے ساتھہ جسطرح مادہ سے جفتی کھاتے ہین ملاعبت کی جب انزال ہوا علاحدہ ہوگیا حکم ہوا کہ اوس شیر کو زنجیر و قلادہ سے آزاد کرکے زیر جھروکہ چھوڑ دین اسطرح قریب پندرہ شیر کے نر و مادہ چھوڑ دیئے گئے آخر کار ان سے بچے ہوئے کسیکو مطلق آزار ندیتے تھے - چند روزون کے بعد چیتے بھی چھوڑے گئے - اور اونکا بھی تولد تناسل ہوا - کسی نے عرض کیا کہ حکیم علی نے اپنے مکان مین ایک حوض بنایا ہے جسکے کئی گوشون مین مکانات روشن پانی کی نیچے بنائے گئے ہین اور اوس مکان مین کپڑے اور کتب رکھے ہوئے ہین ایسی ترکیب ہے کہ پانی وہان نہین جا سکتا جو شخص وہان کی سیر چاہے برہنہ ایک لنگی باندہ کر اوس حوض مین غوطہ لگائے اور اوس گھر مین پہونچتے ہی وہان پر خشک لباس جو اول سے رکھدیا ہے پہنے بارہ آدمی کے بیٹھنے کی وہان جگہ ہے - آخر جہانگیر شاہ نے اسی قاعدہ سے وہان کی سیر کی - اور حکیم علی کو دو ہزاری منصب عطا ہوا - ایک مرتبہ تعلقہ پنجاب کے دیہات جالندہر مین بجلی گری بارہ گز عرض و طول مین ایسا شعلہ خیز ہوا کہ رستنی کے آثار تک نرہے محمد سعید جالندہر کے حاکم نے وہان پر جاکر زمین کھودانا شروع کی جسقدر کھودتے حرارت زیادہ ہوتی آخر پانچ چھہ گز کے بعد آہن گرم کے طور پر ایک ٹکڑا پایا اسقدر گرم تھا کہ گویا

اسیوقت آتشکدہ سے نکلا ہی - اور ہوا پاتے سرد ہوا اور بجنسہ دربار شاہی مین آیا بادشاہ نے داؤد آہنگر کے حوالہ کیا اوسنے ایک حصہ اور لوہا ملاکر ایک خنجر ایک کارد دو شمشیر بنالایا اور مقبول بندگان درگاہ ہوا خدا جانے لوہار نے اوسی ٹکڑے سے یہ چیزین بنائین یا کسی دوسرے لوہے سے غرض بادشاہ کو راضی کردیا ایک مرتبہ جہانگیر کسی فقیر کے دیدکو متہرا آیا جسکی خدارسیدگی بہت کچھہ سنتے تھے چونکہ وقت نماز شام تھا جب نماز سے فارغ ہوا پانچ فقیر اور جو اوسکے مرید تھے اوس فقیر کے برابر کھڑے ہوکر دست بدعا ہوئے ناگاہ ہوا سے سات سو اشرفی طلائی برسی درویش نے نصف بادشاہ کے نذر کی اور کہا کہ خزانہ مین رکھہ بیجیے خدا چاہے تو کبھی کمی نہو اور نصف اپنے ملازمین کو عطا فرمادین بادشاہ کو تعجب ہوا جب رخصت ہوکر چلا اثناے راہ مین خیال کیا کہ حیف درویش سے مینے ہاتھہ نہین ملایا اوسوقت اوس فقیر کا غلام آکر کہہ گیا کہ تمھارا دست بوس فقیر کو پہونچ گیا بادشاہ کو زیادہ تعجب ہوا کہ آیا یہ حرکات منجملہ کرامات ہین یا سحر و جادو و شعبدہ گری آخر کو دریافت سے معلوم ہوا کہ اوسکے اعمال کا نتیجہ ہی ع کاملے از خاک گیر زر شود ناقصے را سیم خاکستر شود

ذکر بازیگران بنگالہ کی شعبدہ گری کا

اول بازیگرون نے چند قسم باردار درختون کی تخم ریزی کی - اور سوبار اوسکے گرد گھومکر چادر ڈھا دفعتاً اوگنا شروع ہوا چشم زدن مین توت سیب نارنگی آنب اناناس انجیر چھوہارا وغیرہ کے جو یہان پیدا نہین درخت ٹھکر نہال ہوئے اور آہستہ آہستہ بلند ہوکر حد کمال کو پہونچے اور پھول پتا نکلا اور پھل پختہ ہوئے بازیگرون نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو ان درختون کے پھل کھلائے جاوین بعدہ بموجب ایما چند بار کچھہ پڑھکر پھونکا ہر ایک درخت مین پھل آشکار ہوا اور حاضران دربار نے کھایا بعد ازان مرغان خوش الحان نے ڈالیون پر نمود ہوکر نغمہ سرائی شروع کی واہ کیا سبز باغ تھا کہ تھوڑی دیر مین پلک جھپکاتے خزان نے چشم زخم دکھلایا اس روش سے جیسا کہ پتی کا پتا نرہا - اوس رات کو جو نہایت تاریکی تھی ایک نے یہ کیا کہ فقط ایک لنگوٹا باندھکر پھر کہا کہ چادر اوٹھالی اور چادر کے اندر آئینہ حلبی رکھا اوسکے شعاع نے وہ نور دکھلایا کہ خورشید محشر شرمایا دس کوس تک کے مسافرون سے دریافت ہوا کہ اوس رات کی روشنی اونھین بھی معلوم ہوئی بلکہ یہ کلام ہوا کہ اوس روشنی کے برابر کسی دنمین ایسا لمعہ نہین دیکھا دیگر سات نفر نے ایک ساتھہ ایک ہی سرمین ایسا گایا کہ تمیز انکی نہوسکتی تھی دیگر سو تیر تک سر کرتے تھے اور متواتر معلق رکھکر کہتے تھے کہ جسوقت حکم ہو ان مین سے ایک تیر کو آگ لگادین اور جسے حکم ہوتا شمع لیکر جسکے جانب جو اشارہ کرتے اوسی تیر مین

آگ لگ جاتی باوجودیکہ سوگز اونچائی مین تھے بلکہ یہ تماشا تھا کہ جسقدر حکم ہوتا اوسقدر آگ پہونچتی
دیگر پچاس تیر پیکان دار مع کمان نکالے۔ انمین سے ایک نے تیر چلایا وہان ہوا پر جاکر ٹھیرا۔
بعدہ یکے بعد دیگرے باہمدگر چھدنا شروع ہوئے تاآنکہ اونچاس تیر پیہم باہمدگر ملحق ہوتے گئے
اور پچاسوین نے ہرایک کے بند ڈھیلے کردیے دیگر بیس من گوشت مع مصالح اور برنج
اور پانی کے چولھے پر چڑھا اوسنے بدون آتش زنی کے جوش کیا اور بعدہ نکال کر سونفر کی خورش
کی دیگر ایک فوارہ خشک زمین پر نصب کیا۔ تین مرتبہ اوسکے گرد چکر کیا دس گز بلند فوارہ
نکلنے لگے اور ہر گھڑی تازہ رنگ پانی نکلتا تھا اور گل افشان ہوتا اور فوارہ کے پانی سے زمین نہین
تر ہوتی تھی تخمیناً یکساعت نجومی تک یہ تماشا رہا۔ جب فوارہ اوٹھایا پھر کہین نشان نپایا پھر دوبارہ
فوارہ نصب کیا ایکطرف سے فوارہ اب دوسرے کنارے سے شرر افشانی تھی یہ تماشا بھی دو گھڑی
رہا دیگر ایک شخص نے کھڑے ہوکر دوسرے کو اپنے کندھے پر چڑھالیا اسیطرح ساٹھ نفر
باہمدگر سوار ہوئے تب ایک نے آکر اسکا تیر مع ادن پہلوان کے اوٹھاکر آویزش کی۔ اور
اول مردنے قوت کرکے اپنے تئین اوس سے چھوڑایا اور آدمیون کو لیے ہوئے میدان مین پھرتا تھا۔
دیگر ایک نفر کے جملہ اعضا فرداً فرداً کاٹ کر زمین پر چھوڑ دیا اور ایک بازیگر چادر کے پردہ مین بیٹھکر
تھوڑی دیر کے بعد جو برآمد ہوا وہ شخص صحیح ایسا تھا کہ زخم کے آثار کہین نہ تھے دیگر ایک شخص نے
سوت کی انٹی کا سرا پکڑکر باقی انٹے کو ہوا پر پھینکدیا۔ انہم آنکھون سے ناپدید ہوئے اوسوقت
ایک شخص آمادہ بسفر ہوکر آیا اور یارون سے بولا کہ میرے دشمن ہوا پر کھڑے ہین یہ کہکر وہی سرا سوت کا
پکڑکر آسمان کو چڑھنا شروع کیا چند انکی نظر سے پنہان ہوا۔ چند ساعت کے بعد اوس ریسمان سے
قطرات خون اور بعض اعضاے بدن اور سر اور سامان وغیرہ سب زمین پر آپڑا اوسوقت اوسکی
بی بی نے اعضا فراہم کرکے بعد اجازت بعد گریہ وزاری ستی ہوگئی۔ کچھ عرصہ گذرا تھا کہ وہی شخص
اوسی طمطراق سے آسمان سے اوترا عرض کی کہ بادشاہ کے اقبال سے دشمن پر فتح پائی جو اعضا وغیرہ
کٹ کر گرے تھے وہ میرے دشمنون کے ہین۔ جب بی بی کا حال معلوم ہوا نالہ وفریاد شروع کیا
یارون سے کہا یا تو میری بی بی پیدا کرو ورنہ مین اپنے تئین آگ مین جلاتا ہون۔ جب وہ جلنے کو
آمادہ ہوا ناگاہ عورت نے موجود ہوکر عرض کی کہ اے شوہر کیون عبث جلتا ہے مین زندہ ہون اور ایک
ہتیلی دکھلادی جسمین کچھ نتھا بعدہ اوسکے اندر سے دو خروس خوش بانگ نکالے دونو باہم جنگ پر
مائل ہوئے جب یہ دونو بازو پھٹکارتے اوسکا شور ہوتا تھا ایک ساعت نجومی کے بعد جب اونپر پردہ ڈالا

جب اونھین ہٹایا کبک رنگین نے پر و بال نکالے - دامن کہسار کی نغمہ زنی آشکار ہوئی بعدہ دُو
کالے سیاہ کفچہ ظاہر ہوئے دہن باز کفچہ برداشتہ پشت اونکی قر نیری آپسمین پیچان ہوکر مستانہ
گرے اور غایب ہوئے دیگر ایک حوض زمین پر کھود کر سقہ سے پانی بھرایا اور چادر ڈالکر ایسا
یخ بستہ کیا کہ ہاتھیون کے گذر سے بھی شکستہ نہوا دیگر دو خیمہ بمقابلہ ایک تیر کے فاصلہ پر کھڑے
کیے بعدہ ایک شخص اوسمین اور دوسرا دوسرے مین جاکر عرض کرنے لگے جس جانور کو حکم ہو نکلواکر
لڑاوین حکم ہوا شتر مرغ فوراً لڑائی دکھلائی اسطرح جس جانور کو حکم ہوا فی الفور روبرو آیا - دیگر
پانی سے بھر طشت زمین پر رکھا ایک نے پھول ہاتھہ مین لیکر کہا جس رنگ کا حکم ہو پانی مین ڈالکر
مشاہدہ کراوین پھول زرد تھا پانی مین ڈالکر نارنجی ہوا اسی طرح اوسکو سومرتبہ پانی مین دھوکر ہر بار
نئے رنگ سے ظاہر کیا اسیطرح سوت کو بھی پانی مین ڈبوکر چند رنگ کا دکھلایا اور چند قسم پر رنگسازی کی
دیگر چار پہلو قفص مین ہر طرف سے نیا جانور دکھلایا ایک طرف سے بلبل اور ایک طرف سے طوطی کا
جوڑا ایک طرف سے کبک کا جوڑا ایک طرف سے جانور سرخ رنگ دکھلایا دیگر ایک قالین بیس گز کا نکالا
جسکے ہر بار پلٹنے مین تازہ رنگ اور رو پشت مین اولٹ ہوتا تھا دیگر آفتابہ کلان مین پانی بھر کر جو اولٹیا
پانی کے بعد آگ بھی نکلی - جوال دُورخہ کلان مین اس سرے سے تربوز ڈالا اور دوسری طرف سے
کشمش اور انگور نکالا اسطرح ڈالتے کچھہ نکالتے کچھہ دیگر ایک شخص سے کہ منہ سے تخمیناً چار گز
کا لمبا سانپ دوسرے نے نکالا اسیطور سے بیس سانپ تک اوسکے مُنہ سے نکالے اور اون
سانپون کو زمین پر چھوڑ دیا - دیگر آئینہ لیکر ایک پھول کو کئی رنگ سے اوسمین دکھلایا - دیگر
اول خالی امرتیان دکھلائین بعدہ کسی مین شہد کسی مین شکر وغیرہ شیرینی لبریز پائی اہل محفل
کی خورش ہوئی بعدہ صاف ستھرا دکھلادیا دیگر کلیات سعدی شیرازی دکھلاکر جو کیسہ مین
دیوان حافظ نکالا اور اس کیسہ مین رکھکر دیوان سلمان ساوجی اوسکے بعد دیوان انوری وغیرہ
برآمد کیے - پچاس گز کی زنجیر اوپر کو پھینکدی ناپدید ہوئی بعدہ شیر و پلنگ وغیرہ اوس زنجیر کو
پکڑ کر اوپر چڑھہ گئے تھوڑی دیر مین وہ زنجیر کھنچگئی مگر جانورون کا پتا نملا دیگر لنگری مین کو
وکمیو دکھلاکر جب بند کیا تو لنگری پر قبولی کشمش اور بادام اور قیمہ کی تھی پھر سرپوش رکھکر دوبارہ
کھولنے مین کلہ اور پاچہ تھا اسطرح چند مرتبہ چند طور پر دکھلایا دیگر انگشتری یاقوتی چھنگلیا سے
نکالکر جب دوسری انگلی مین پہنی الماس کی ہوگئی اوسکے بعد تیسری مین فیروزہ کی دیگر بیاض
سفید بادشاہ کے ہاتھہ مین دی اول بجز سفید کے کچھہ نظر نہ آیا تھوڑے عرصہ مین اول ورق

سرخ افشان اور لوح پرکار سے آراستہ تھے دوسرا آسمانی افشان دو عورت و مرد کی باگرہ برابر تصویر بنی ہوئی تیسری مین زرد رنگ شیر و گاو کی ہیئت دوسری مین رنگ سبز افشان کیا ہوا نمونہ باغ اور درختان سرو اور گلہاے بسیار شگفتہ اور درمیان مین عمارت تھی یہ دوسرے مین کاغذ اور میدان رزم کی نمایش اسطرح پر کہ دو سردار باہم گرم پیکار تھے خلاصہ یہ کہ ہر ورق مین تازہ رنگ و عجب تھا۔ خلاصہ دو شبانہ روز یہ مجلس بیرنگ کا رنگ جما رہا درگاہ شاہی سے پچاس ہزار روپیہ نقد اور خلعت فاخرہ عطا ہوا اور شاہزادہ خرم شاہجہان وغیرہ شاہزادون اور امرا نے انعام فرمایا کُل دو لاکھ روپیہ اونکو ملا جہانگیر نامہ مین بادشاہ نے یہ حال اپنے خاص قلم سے مفصل تحریر فرمایا ہی اور راقم نے جس کتاب سے لکھا اوسمین اسیقدر تحریر تھا اگرچہ معقول نہین ہی

تسخیر کانگڑہ کا بیان

تیرہوین سال جلوس کو شیخ فرید مرتضی خان میر بخشی نے تسخیر قلعہ کانگڑہ کو رخصت پائی اور راجہ سورجمل ولد راجہ باسو جو کہ اپنے باپ کے بعد دو ہزاری منصب پر سرفراز تھا اوسکے ہمراہ گیا راجہ سورج مل شیخ سے اچھا ساتھ نباہا کہ باہم مخالفت پیدا ہوئی شیخ نے یہ اختلاف حضور مین لکھا اور راجہ نے شیخ کی بدگزارشی شاہزادہ خرم کے خدمت مین لکھی اسی ما بین مین مرتضی خان نے دنیا کے جھگڑے سے نجات پائی اور راجہ سورج مل حضور مین طلب ہوکر شاہزادہ کے ہمراہ مہم دکھن کو رخصت ہوا کانگڑہ کی فتح ملتوی رہی بعد ازان کہ ملک دکھن فتح ہوا اور شاہزادہ نے معاودت کی راجہ سورجمل امرا کے توسل سے شاہزادہ کی خدمت مین قلعہ کانگڑہ کے فتح کو مقرر ہوا اور شاہزادہ نے حضور سے اجازت حاصل کرکے لشکر ہمراہ کردیا اور محمد تقی اپنے بخشی کو ہمراہی مین روانہ کیا جب کوہستان پہونچے محمد تقی بھی راجہ سے مخالف ہوا جب شاہزادہ کو نا اتفاقی کی خبر ملی محمد تقی کو بلا کر اوسکے عوض مین راجہ بکرماجیت برہمن کو جو عمدہ دلاوران شہزادہ سے تھا روانہ کیا اس اولٹ پھیر مین راجہ سورجمل نے فرصت غنیمت جانی بغاوت کرکے شاہزادہ کے لشکر سے لڑ پڑا اور سید صفی بارہہ کو مع اوسکے برادران وغیرہ کے مار ڈالا اکثر پرگنات اور محالات خالصہ جو پرگنہ پٹیالہ اور کلانور مین تھے غارت کیا اس وقت مین چونکہ راجہ بکرماجیت نزدیک پہونچا راجہ سورجمل اسکی تاب نہ لاکر محصور ہوا اور تھوڑی سے لڑائی مین قلعہ بھی مفتوح ہوا راجہ سورج مل نے راہ فرار اختیار کی پہاڑون کے گھاٹیون مین جا چھپا جگت سنگہ چھوٹا بھائی راجہ سورج مل کا چار صدی منصب مین بنگالہ پر تعینات تھا جب راجہ سورجمل نے اسطرح سر اوٹھایا مطابق تجویز راجہ بکرماجیت کے شاہزادہ نے میاد شاہزادہ کے حضور مین عرض کرکے جگت سنگہ کو بنگالہ

سے بلایا اور بعد حاضری نامبردہ کو ہزاری ذات اور پانسو سوار اور خطاب راجگی عطا فرماکر ملک موروثی کو رخصت دی بموجب حکم بادشاہ کے واقع متھرا جو راجہ سورج مل کا مسکن تھا۔ نورپور نام ایک شہر نورجہان کے نام سے تعمیر ہوا اور راجہ جگت سنگہ کانگڑہ فتح کرنیکو راجہ بکرماجیت کی ہمراہی مین متعین ہوا۔ کانگڑہ ایک بڑا قلعہ ہی لاہور کے اوتر طرف کوہستان مین ۲۳ برج اور سات دروازہ ہین اندر میدان اوسکا ایک کوس پندرہ جریب طول اور دو کوس دو جریب ارتفاع اور ایک سو چار گز عرض ہی اور دو حوض یعنی بڑے تالاب ہین اسکے بنیاد کی کسیکو تاریخ معلوم نہین اور نہ کسی کتاب مین لکھا اور نہ کسی فرمان روای دہلی نے عہد اکبری تک فتح پائی القصہ راجہ بکرماجیت نے محاصرہ کرکے رسد وغیرہ پہونچنے کی راہ بند کی اور اوداہرا مید مین بھی ایسے قلعہ کا تسخیر ہونا لکھا تھا۔ قلعہ کے ذخیرہ جسقدر تھے خرچ ہوگئے اور جو بچا تھا اوسمین کیڑے پڑگئے اسپر بھی چار مہینے تک محصورین نے سبز ترکاریان جوش کرکے روح کو سبز رکھا جب جان پر نوبت آئی اور کوئی تدبیر نہ چلی ناچار راجہ تلوک چند نے پناہ چاہی اور قلعہ کی کنجیان راجہ بکرماجیت کو حوالہ کردین اور راجہ جگت سنگہ کی بانہہ پکڑکے حضور شاہی مین حاضر ہوا غرہ محرم سنہ ۱۰۳۱ سنیچر کے روز کو یہ قلعہ فتح ہوا راجہ بکرماجیت نے عنایات خسروانہ سے سرفرازی حاصل کی

سیر کانگڑہ کے بعد کشمیر کی طرف رایات عالیات کا کوچ کرنا

جب جہانگیر بادشاہ نہضت فرماکر روانہ ہوا تلواسہ کے مقام پر اعتماد الدولہ نے قضا کی اور موضع مذکور مین ساحل دریاے بیاہ پر مدفون ہوا اور بلند عمارت اوسکے مزار پر تعمیر ہوئی اوسکا مال واسباب جاگیر وغیرہ نورجہان بیگم اوسکی لڑکی کو ملا اسکا مقبرہ اوس موضع دریاے بیاہ کے کنارے بڑی تورک کا طیار ہوا جب بادشاہ وہان سے صحرا نورد ہوکر مقام سیبہ مین آیا بیان سے راہ تنگ تھی بندالشکر چھوڑکر چند صاحبان خدمت کے ہمراہ سرکار کانگڑہ کو متوجہ ہوا۔ اور سیبہ سے چلکر چار منزل پر گنگا کنارے خیمہ گاہ ہوا راجہ جسینہ نے جو کانگڑہ سے پچیس کوس پر واقع ہی اور کبھی مطیع دہلی نہوا تھا اپنے بھائی کو مع پیشکش لائق روانہ حضور جہانگیر شاہ کیا۔ الغرض بادشاہ نے قلعہ کانگڑہ کی خوب سیر فرمائی اور بانگ نماز وغیرہ شرائط اسلام ادا کرکے حکم دیا کہ مسجد بنے بعدہ بھون مین جو قلعے کے نیچے ہی آیا ایک چتر کلان جسکا نشان آغاز بانڈوان کے عہد کا دیتے ہین اور نہین معلوم ہوتا کس دھات کا بنا ہوا ہی پڑا جسکی حرکت خود بخود بت کے گرد چرخ کرتی ہی بادشاہ نے وہان پر اپنی طرف سے ایک طلائی چتر آویزان کرایا وہان چند روز سیر کرکے جوالا مکھی کو سدھارا۔

کانگڑہ سے بارہ کوس پر کوہ کلان ملک پوند کے نیچے واقع ہے اس مکان مین شبانہ روز آگ روشن ہوا کرتی ہے بعض نے کان گوگرد کا خیال کیا اور شعلۂ آتش اوسکے بیچ مین بادشاہ کوتہ فہم نے شعلہ خیزی دیکھکر زمین کھودائی پانی چھڑکایا جب گوگرد کا نشان نپایا۔ اور آگ کی تب و تاب نہ بجھی کرامات کا معتقد ہوا اپنے سر سے اوسکی درستی کرائی بلکہ اول سے زیادہ استوار بنایا۔ کہتے ہین کہ سلطان فیروز نے بھی اپنے عہد خلافت مین جوالا مکھی جاکر خاک اوڑائی تھی مکان کھودا مگر تجلی مدعاے حقیقی کے دیکھنے سے آنکھہ بند رہی شاید معادن نفت کا قصہ ان احمقون نے نہین سنا تاکہ یہہ سمجھین یہ شعلہ حری اونکے روبرو چنگاری کے برابر ہے لہذا محل تعجب اور خیال کرامت ارباب عقل کے نزدیک نہین ہوتا ہے بلکہ اگر شعلہ خیزی نہو تو تعجب ہے الغرض بادشاہ وہان کی سیر سے دل سیر ہوکر کشمیر کو سدھارا اگرچہ راہ کی نشیب و فراز سے اونچا نیچا بہت کچھ دیکھنا پڑا مگر کشمیر پہونچتے تلافی مافات ہوا بہار عنبر شمیم نے ساری گرد صعوبت دور کی ہواے روح افزا نے طبیعت مسرور کی مقام کشمیر مین ایک روز سلطان شجاع شاہزادہ خرم کا لڑکا دولت خانہ مین کھیل رہا تھا اتفاقاً کھیلتے کھیلتے دریا کے طرف جو دریچہ تھا وہان پہونچکر اوندھا گر پڑا قضاراً ٹاٹ تہ کرکے وہان پر رکھا اور ایک فراش بیٹھا تھا سلطان اوس پلاس پر پہوچ اور فراش کی پشت سے بہکر سات گز کی بلندی سے نیچے جا گرا مگر حافظ حقیقی کی حفاظت تھی کچھہ صدمہ نہوا پیش ازین چار مہینے گذرے تھے کہ چوبک راے نجومی نے عرض کیا تھا کہ سلطان جاے بلند سے گریگا مگر صدمہ نہوگا اس واقعہ سے اس منجم کی آبرو بڑھی اور بہت سا صدقہ اور خیرات عمل مین آیا بعدہ بادشاہ نے ہندوستان کی عزیمت فرمائی چونکہ ضیق النفس کے عارضہ سے بادشاہ کو آب و ہواے ہندوستان کی ناموافق معلوم ہوئی لہذا ہر سال اول بہار مین کشمیر جاتا اور فصل زمستان مین ہندوستان آتا

شاہزادۂ شاہجہان کا بغاوت اختیار کرنا

اس شاہزادہ کا ماجرا یہ ہے کہ دوسرے سال کے جلوس مین منصب ہشت ہزاری ذات اور چار ہزار سوار سے معزز ہوا بعد ازان جب آٹھوین سال مرزا ابو الحسن آصف خان ولد اعتماد الدولہ کی لڑکی اسکے نکاح مین آئی اور ممتاز محل سے مخاطب ہوئی منصب دہ ہزاری اور چھہ ہزار سوار کا پایا اور بعد چندگاہ کے منصب پندرہ ہزاری اور آٹھہ ہزار سوار کا ملا جب ولایت رانا کی فتح کرکے اوسکے لڑکے کو حضور مین لایا منصب بست ہزاری ذات اور بیس ہزار سوار سے مفتخر ہوا بادشاہ ہمیشہ رعایت کرتا تھا اور نور جہان بھی بادشاہ کی پاس خاطر اور نیز اپنے بھائی آصف خان کی جسکا یہ داماد

تھا شاہزادہ کی خاطرداری ملحوظ رہتی تھی جب کہ نورجہان بیگم کی لڑکی جو شیر افگن خان سے حاصل ہوئی تھی سلطان شہریار درزادۂ جہانگیر کے نکاح مین آئی۔ اور نیز نورجہان کا اقتدار کلی ملک و مال مین ہوا اپنے داماد سلطان شہریار کی زیادہ تر خاطرداری کرنے لگی شاہزادہ شاہجہان جب دکن سے فراغ کرکے ماندون آیا باعتماد سابق پرگنہ دھول پور اپنی جاگیر مین لکھکر گماشتہ مقرر کردیا اور اطلاع کی اتفاقاً قبل پہونچنے اسکی عرضداشت کے نورجہان بیگم اوس پرگنہ کو شہریار کی تنخواہ مین مقرر کرچکی تھی اور سلطان شہریار نے بھی شریف الملک کو اپنا گماشتہ معین کردیا تھا دونون گماشتون مین بگڑ بیٹھے اوٹھے اور اسی چشم زخم مین شریف الملک زخم تیر سے آنکھ کھو بیٹھا۔ طرفۃ العین مین حرم سرائے سلطانی مین عجیب طرحکی پریشانی ہوئی شاہزادہ نے عجز و انکسار کی عرضداشت روانہ کی اور اپنے دیوان افضل خان کو بھیجا کہ بہرصورت غبار شورش دور کرے مگر بدنگاہون نے دیدہ و دانستہ ایسے تیور بدلے کہ صلاح ہونی بلکہ اون شوخ دیدون کی عین کوتہ بینی سے نورجہان بیگم نے آنکھہ بھون سکوڑی یہ مدنظر ہوا کہ اپنا بھائی آصف خان سلطان شاہجہان سے موافق ہوگیا یہ امر بیگم کو نہ بھایا لوگون کی دلگرمی سے دل مین یہ اومنگ اوٹھی کہ مہابت خان کو کابل سے بلاکر شاہزادہ اور آصف خان کو ذلیل کرانا واجبات سے ہے آخر اوسکے نام فرمان جاری ہوئے اوسنے ہربار عذر لکھا۔ آخر مرتبہ یہی صاف عرض کردیا کہ جب تک آصف خان حضور مین ہے حاضری فدوی کی نہین ہوسکتی اگر فی الحقیقت شاہجہان کا ذلیل کرنا منظور ہے آصف خان بنگالہ بھیجا جاوے بادشاہ نے اسی بموجب آصف خان کو خزانہ لانے کے بہانے سے بنگالے بھیجا اور امانت الدولہ ولد مہابت خان کو سہ ہزاری ذات اور دو ہزار سوار سے سرفراز فرماکر کابل کی نیابت پر مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ خود حاضر ہو۔ حسب الحکم مہابت خان حضور مین آیا۔ شاہجہان کی جاگیر جو دو آبہ مین تھی سلطان شہریار کی تنخواہ مین معین ہوئی جب شاہجہان کو اسکی سُن گُن ملی متوجہ حضور پرنور ہوا۔ بادشاہ نے بھی یہ بھنک پاکر لاہور سے اکبر آباد کا عزم کیا بداندیشون کے اغوا اور نورجہان کے فریب سے اس بڑھاپے مین بادشاہ کی عقل مین فتور آیا کہ ایسے سعادتمند فرزند سے لڑنے کو نکلا۔ سپید داڑھی مین بڑھاپے کا دھبا لگایا۔ اکثر امرا کی بھی بسبب قیاسی سازش کے عزل و تہدید سے تخویف ہوئی اس مہم مین مہابت خان مدار المہام تھا لاہور سے نہضت کرنے کے بعد افواج قاہرہ شاہجہان کے واسطے مقرر ہوئی اور شاہجہان نے اکبر آباد پہونچکر آمد آمد رایات بادشاہی سنکر کوتلہ میوات کی راہ لی اور وہان سے خانخانان کے لڑکے اور راجہ بکرماجیت وغیرہ کو فوج معینہ کے لڑنے کو بھیجا اور خود بھی کمر ہمت چست کرکے لڑنے کو آمادہ ہوا باہمدگر جنگ شروع ہوی نوبت باینجا رسید

شاہزادہ کا لشکر غالب آیا اتفاق کی بات دیکھیے کسی طرف میدان لڑائی مین ایک بندوقچی پڑا تھا جسکی بندوق بھری ہوئی اور فتیلہ روشن تھا جیونہین مکرماجیت اوسکے قریب گیا قضارا بندوق چل گئی چھاتی کے پار ہوئی جان نے جدائی کی اس واردات سے لشکر گھبرایا فوج بے سر ہوئی شاہزادہ نے فرار کی ٹھہرائی اور سبھی پیر اوٹھلائے ماندوں کو روانہ ہوا پادشاہ اس فتح سے اجمیر کو متوجہ ہوا اونہین دنون سلطان پرویز کو پٹنہ سے جو حضور مین آیا تھا مہابتخان اور راجہ نرسنگہ دیو بوندیلہ اور راجہ گج سنگہ راٹھور اور راجہ جی سنگہ کچھواہہ وغیرہ کے ہمراہ شاہجہان کے تعاقب پر معین کیا اور مہابتخان مدار المہام اور شاہزادہ کا اتالیق مقرر ہوا جب فوج پادشاہی قلعہ ماندون کے قریب پہونچی شاہجہان نے رستم خان کو مقابلے کے واسطے بھیجا رستم خان نے رستمی کا نام ڈبویا بیوفا بنکر مہابت خان سے جاملا۔ اس نااتفاقی سے شاہزادہ کی جمعیت مین بڑا فرق ہوا آخر ماندون سے نربدا پار قدم بڑھایا۔ آسیر مین پہونچا اوسوقت معلوم ہوا کہ خانخانان شاہزادہ کا ہمراہی مہابت خان مخالف سے متفق سررشتہ مکاتیب رکھتا ہے اور اوسکے پاس جانے کا ارادہ کرتا ہے اس جرم سے مع اپنے فرزند داراب خان کے قید کیا گیا اور وہان بہ زیادہ اسباب اور حرم وغیرہ چھوڑکر خود برہانپور آیا خانخانان جو قید تھا صلح وآشتی کرانے کے حیلے سے نکل کر مہابت خان سے جاملا اسیطرح اکثرون نے جدائی قبول کی شاہزادہ ضرورت وقت دیکھکر عین بارش مین برہانپور سے قطرہ زن ہوا اور گولکنڈہ اور مچھلی پٹن ہوتے ہوئے اوڑیسہ اور بنگالہ کو چلا چند منزل گولکنڈہ کے حدود مین چلا تھا کہ قطب الملک وہان کے حاکم نے براہ مردمی نقد وجنس غلہ وغیرہ پیشکش بھیجا سلطان پرویز چند منزل تعاقب کرکے برہانپور کو لوٹا جب شاہجہان کے بنگالہ جانیکی خبر پادشاہ کو ملی سلطان پرویز اور مہابت خان کو حکم ہوا کہ مع اپنی جمعیت کے پٹنہ مین جاکر شاہجہان کے سد راہ ہون اور خانخانان کو اکبرآباد پر تعینات کرکے خود بدولت کشمیر کو سدھارا۔ شاہجہان نے اوڑیسہ مین پہونچکر تہوڑی لڑائی سے قلعہ بردوان پر قبضہ کیا اوسکے بعد قلعہ اکبرنگر کو بڑے شدومد سے مسخر کرکے ڈھاکہ گیا ابراہیم خان صوبہ دار اور عابد خان دیوان وغیرہ بندہاے پادشاہی مارے گئے شاہجہان اوسی قلعہ کو لیکر ڈہاکہ کو چلا ابراہیم خان کی املاک سے چالیس لاکھ روپیہ نقد سواے فیل وغیرہ دیگر اجناس کے ہاتھہ لگا اور احمد بیگ خان جو ابراہیم خان کا بھتیجا تھا بیچارہ ہوکر لاچاری کو چارہ جوئی کی راہ لی شاہجہان کے حضور مین آیا اسوقت تک خانخانان کا لڑکا داراب خان قید تھا اسوقت شاہجہان نے اسکو سوگند دیکر رہا کیا اور بنگالہ کی صوبہ داری بھی عطا کی خود پٹنہ پہونچا۔ اور یہان سے عبداللہ خان کو الہ آباد اور دریا خان کو ہمراہی مین رخصت کیا عبداللہ خان نے

زور شمشیر سے قلعہ آلہ آباد مسخر کیا - جو زمینداران بنگالہ کہ نوارہ شاہجہان کے ہمراہ لائے تھے
پٹنہ مین پہونچکر مع نوارہ کے ہمراہی سے فرار ہوئے - شاہجہان نے جنگل مین ایک گڑھی
بنائی اسوقت مین مع لشکران کے مہابت خان اور سلطان پرویز آپہونچے چند بار لڑائی اور
پیکار ہوئی راجہ بھیم ولد راناکرن جو سردار لشکر شاہجہانی تھا مارا گیا سردار کے مراوتارتے فوج بے
ہو گئی سراسیمگی سے تیر اُو کھڑ گئے بجز قورچیون اور عبد اللہ خان کے کوئی ہمراہ نرہا شاہزادہ نے
بمقتضائے شجاعت گھوڑا اڑہایا اگرچہ گھوڑے کے زخم آئے حوصلہ تو کم نہوا تھا مگر عبد اللہ خان
نے باگ موڑی اور معرکہ سے باہر لا اپنے گھوڑے پر سوار کراکر پٹنہ لیگیا جب فوج شاہی پٹنہ کی
قریب آئی شاہزادہ اکبر نگر مین آیا اسی سال کہ جلوس شاہی کا اونیسوان برس تھا سلطان مراد بخش
تولد ہوا لہذا اسکو مع بیگم کے قلعہ رہتاس مین چھوڑکر آگے کو قدم بڑہایا داراب خان جسے عہد لیکے
بنگالہ کا صوبہ دار بنایا تھا باوجود کہ طلبی کے حیلہ و حوالہ کرتا رہا حضور مین نہ آیا اوسکے زن و بچہ بطور
اول کے حضور مین تھے اوسوقت اوسکی عورت کو قلعۂ رہتاس مین بھیجا اور جوان لڑکے کو دارفنا سے
رہائی دیکر بنگالہ سے دکن کو روانہ ہوا - اسی صحرا نوردی مین سلطان مراد بخش مع اپنی ماں کے
شاہجہان کے پاس آیا جب بادشاہ کو اسکا آنا بنگالہ مین معلوم ہوا بموجب حکم شاہزادہ پرویز اور مہابت خان
روانہ بنگالہ ہوئے اور داراب خان ولد خانخانان جو شاہجہان سے جدا ہو کر فوج شاہی سے جا ملا تھا
بموجب حکم قتل ہوا اور خانخانان جو قید ہوا جسوقت شاہزادہ پرویز اور مہابت خان مالوہ آئے
شاہزادہ نے تاب مقاومت نپاکر اجمیر کی راہ سے جیسلمیر ہوتے ہوئے بلا توقف ٹھٹہ آنکر ایران کا
قصد کیا اور اپنے تینون لڑکون سلطان داراشکوہ اور سلطان شجاع اور سلطان اورنگ زیب کو روانۂ
حضور پدر کیا واقع ٹھٹہ شاہزادہ شہریار کا نوکر شریف الملک مقیم تھا اسنے شاہجہان کی آمد سنکر قلعہ مین
جا بیٹھا شاہزادہ نے پہونچکر قلعہ گھیر لیا لڑائی ہونی شروع ہوئی چند روز تک خوب زد و کشت رہی -
طرفین سے مردان کاری کام آئے جب یہ پیکار سراپا بیکار نظر آئی شاہزادہ کے دل مین آیا کہ مفت کی
بیگار ہوئی اسی کارروائی مین خبر پہونچی کہ شاہزادہ پرویز نے انجام کار دکھن مین
زخم فنا کاری کھایا ناکام مہابت خان حضور مین حاضر آیا فقط خانجہان لودہی وہان پر
یہ سن خبر سے جی کلبلایا کہ جب تک مہابت خان مجھپر معین ہو بہارا اور گجرات وغیرہ کی
راہ سے دکھن کو چلے یہ ارادہ کرکے ناسک ترنبک مضافات احمد آباد مین آپہونچا
جہانسے قیام کرکے خانجہان لودہی کے اخراج کو متوجہ ہوا

مہابت خان کا حضور مین پہونچنا اور گستاخی کرنا اور آصف خان کا قید ہونا

تقدیر مین تو یہ لکھا تھا کہ بادشاہ کو صدمہ پہونچے لاجرم جس امر کا کوسون خیال دور تھا قریب ظہور ہوا یعنی مہابت خان ایسا جانفشان صد مشکلات ہو جب التماس نور جہان بیگم اور آصف خان کے بلا سبب معتوب ہوکر فدائی خان کو حکم ہوا کہ مہابت خان کو شاہزادہ پرویز سے جدا کرکے روانہ بنگالہ کرے ۔ اگر مہابت خان وہان کے جانے پر راضی ہو جریدہ حضور مین آوے اور خانجہان لودی گجرات سے آکر شاہزادہ کا اتالیق ہو اور یہ بھی حکم ہوا کہ نسبت مہابت خان کے بابت زر خطیر سرکار کا مطالبہ ہے لہذا وہ روپیہ مع حاصلات امروزہ جو بزور و تعدی حاصل کیے ہین اور جنکے ورثا کے وکلا مستغیث عدالت ہین اور نیز بنگالہ کے ہاتھی وغیرہ اوس سے طلب کرو اگر کچھ معذرت رکھتا ہو حضور مین پہونچکر دیوانیون کو نشاندہی کرے ۔ جب فدائی خان رخصت ہوکر مالوہ پہونچا احکام شاہی مہابت خان کو سنائے مہابتخان شاہزادہ پرویز سے جدا ہوکر عازم حضور ہوا اور خانجہان [illegible] گجرات سے اتالیقی پر جا پہونچا

اوس زمانے مین بادشاہ دریاے بہت کے کنارے سیر و شکار مین مصروف تھا مہابت خان قرب لشکر شاہی مین جا پہونچا مہابت خان کے دل مین نقش تھا کہ آصف خان نے میرے ذلیل کرنے کو طلب کرایا ہے اور قبل اسکے پہونچنے کے برخوردار خواجہ عمر ولد نقشبندی کو جو مہابت خان کا داماد تھا ننگے سر درے لگوائے ہی تھی نہ عزت کی کوئی بات اٹھا رکھی تھی اور جو کچھ مہابت خان نے اوسکو دیا تھا سب حضور سے چھینا گیا ۔ اور محمد حسن اسکی بی بی کا بھائی جو پرگنہ بٹیالہ کا کروری تھا روپیہ کے بازیافت مین مقید ہوکر خولر کیا گیا تھا مہابت خان اپنے حفظ آبرو کو پانچہزار سوار راجپوت ہمراہ لایا تھا کہ اگر بے آبروئی مشاہدہ ہو جان پر کھیل جاوے الغرض اسکے اس صورت کے آنے سے لوگون نے ساختہ گفتگو اوڑانا شروع کین از خود بیخبر بادشاہ نے بلا تامل حکم دیا کہ جب تک مطالبات شاہی کا پتا دیوان اعلی کو نہ دے اور فیلان بنگالہ حاضر نکرے باریاب مجرا نہوگا آصف خان باوجود عداوت جو صریح ظاہر تھی کثرت غرور سے بیہوش ہوا کہ بادشاہ کو اسی پار چھوڑکر خود مع خدم و حشم وغیرہ امرا کے کشتی کے پل سے اودھر اوتر گیا اور نیز اور امرا بھی اوس سے متفق ہوکر اوسکے ساتھ پار ہوئے خیمہ بادشاہی کے اور گرد بجز خیمہ بادشاہی شاگرد پیشہ کے کوئی نہ تھا جب یہ خبر مہابت خان کو ملی مع چار ہزار سوار کے دوڑا اوٹھا اور دو ہزار سوار پل پر چھوڑکر آگ لگادی اور حکم دیا کہ کوئی ملازمان شاہی سے ادہر کو اوترنے نپاوے جب دروازہ دولتخانہ پر پہونچا پیادہ ہوکر مع دو راجپوت کے تختہ توڑکر غسلخانہ مین جا پہونچا پرستاران حرم نے یہ معرکہ حضور مین عرض کیا بادشاہ اندر ہی اندر پالکی پر سوار ہوا مہابت خان نے جھٹ پہونچکر پالکی پر قربان ہوکر عرض کی کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ آصف خان کے ہاتھ سے بچاؤ نہین لہذا حضور مین حاضر ہوا تاکہ اگر گنہگار ہون دست مبارک سے مکافات ملے ادہر یہ گفتگو تھی اودھر راجپوتون نے سراپردہ بادشاہی گھیر لیا چند خدمتگارون کے سوا کوئی حضور مین نہ تھا بادشاہ نے مہابت خان کی بے [illegible]

سے دو مرتبہ دست بقبضہ کیا لیکن لوگون نے عرض کیا کہ یہ وقت حوصلہ آزمائی کا ہے آخر کو بادشاہ نے
غصہ سنبھالا - مہابت خان نے جب اپنے ہمراہیون کو اندر باہر متسلط پایا پادشاہ سے عرض کیا کہ
حضور سوار ہون فدوی رکاب مین رہیگا اور اپنا گھوڑا پیش کیا پادشاہ کو غیرت آئی اسپ خاصہ پر
سواری فرمائی دولتخانہ سے دو تیر کے برابر راہ قطع ہوئی ہوگی کہ مہابت خان نے حوضۂ فیل پیش کرکے کہا
کہ اس ہنگامۂ شر و فساد مین فیل پر سوار ہونا عمدہ ہے اوسوقت بادشاہ ناگزیر فیل پر سوار ہوا اوسوقت
مہابت خان نے دو راجپوتون کو بھی خواصی مین بٹھلا دیا جو کوئی بادشاہی خواصون سے نزدیک ہوتا
زندگی سے دور ہوتا تاآنکہ مہابت خان کے خیمہ مین جا اوترا وہان پر مہابت خان نے اپنے لڑکون کو
تصدق کرکے خود دست بستہ حاضر ہوا کہ جو حکم ہو بجا لاوے بادشاہ اس حال مین بھی نورجہان کی یاد مین
سرشار تھا خیال وصال مین گرفتار تھا مہابت خان نے نورجہان کا بھی قید کرنا چاہا اس ولولہ مین
بادشاہ کو سراپردۂ شاہی مین پہونچایا اودہر نورجہان بیگم جب بادشاہ مہابت خان کے ساتھ چلا تھا
فرصت پاکر پار اوتر گئی تھی مہابت خان کو بجز افسوس کے کچھ ہاتھ نہ لگا خیر وہ دن رات شہزادہ
شہریار کے خیمہ مین گذرا نورجہان پار جاکر لڑائی کی تدبیر مین ہوئی یہان سے بادشاہ نے مقرب خان
کی وساطت سے آصف خان کو پیغام دیا کہ جنگ آزمائی بہتر نہین اور واسطے مزید احتیاط کے
اپنی انگوٹھی بھیجی دوسرے دن آصف خان اور خواجہ ابو الحسن نے لڑائی کی عزیمت کی چونکہ پل مین
مہابت خانیون نے آگ لگادی تھی پایاب کی تلاش تھی آصف خان کا لڑکا ابو طالب مع چند نفر کے
دریا سے اس کنارے جانکلا اکثر ہمراہی غرقاب ہوئے ہنوز آصف خان کے گھٹنون تک دریا نہ پہونچا
تھا کہ ابو طالب کے سر سے دریاے شکست در گذرا آصف خان کے پیر بھی اس تلاطم سے اوکھڑ گئے
اور نورجہان بیگم فیل سوار دریا سے گذری مردم ہمراہی کو جنگ و جدل پر تحریص کرتی ہوئی اسی درمیان
مین کسی پرستار کے جو فیل سوار قریب بیگم تھی تیر لگا اور نورجہان نے اپنے ہاتھ سے اوسے نکالا
آخرکار فیل بیگم بھی زخمی ہوا جو دریا سے تیر کر پار لگا بیگم دریا سے نکلکر خیمہ مین جا ٹھری اور آصف خان
مع ابو طالب وغیرہ دو سو نفر کے راہی ہوگیا اور اپنے جاگیر قلعہ اٹک بنارس مین جاکر دبک بیٹھا
مہابت خان کی مہابت ہر ایک کے دلمین سمائی تھی اکثر امرا مانند خواجہ ابو الحسن وغیرہ کے عہد و پیمان لیکر
مہابت خان سے جا ملے تین روز کے بعد نورجہان بیگم بھی بادشاہ کی ملاقات کو آئی یہ بہت خوش
ہوا اور مہابت خان کے ہمراہ لب دریاے بہت سے کابل کو کوچ فرمایا مہابت خان کی بحد سے دست اختیاری
تھی قلعہ اٹک بنارس مین پہونچتے ہی آصف خان اور ابو طالب اور میر خلیل اللہ ولد میر میران کو مع بارہ نفر

دیگر کے قید کرلیا اور آصف خان کے کسی مصاحب کو پکڑ کر قتل کر ڈالا اور پادشاہ سے کچھ نہوسکا
الغرض کوچ درکوچ ملک کابل پہونچے راجپوت لوگ جو پشت پناہ فتنہ سازی مہابت خان کے تھے دلیر ہوکر
باغی ہوئے ایکروز جماعۂ احدیان شاہی سے گفتگوے مخالفانہ شروع ہوگئی حتی کہ بات کی بات
مین تلوار چل گئی آٹھہ سو راجپوت مارا گیا اس امر سے مہابت خان کو رعونت سوار ہوئی حضور مین عرض کیا
کہ یہ کشت وخون خواجہ قاسم برادر خواجہ ابو الحسن اور بدیع الزمان اوسکے داماد کے انگلی اوٹھانے سے
ہوا ہی مہابت خان کی رعایت تو بادشاہ کو منظور ہی تھی بادشاہ نے اونکو قید کرکے حوالہ کیا مہابت خان
نے اونھین سر برہنہ کابل کے بازار مین تشہیر کرکے قید مین کیا جسوقت سے کہ مہابت خان نے
بادشاہ سے یہ گستاخی کی ہر ایک پر چیرہ دست ہوا بادشاہ مہابت خان کی یہان تک رعایت فرماتا
تھا کہ نور جہان بیگم جو کچھ خلوت مین کہتی تھی مہابت خان سے جلوت مین کہدیتا حتی کہ یہان تک
کہتا تھا کہ بیگم اور شاہنواز خان کے لڑکے منکوحۂ ابو طالب تیری فکر مین ہین نور جہان بیگم لشکر کے جماؤ مین مصروف
تھی جب کابل سے ہندوستان کی معاودت ہوئی اور رہتاس مین اتفاق نزول واقع ہوا اور وہان ملازمان
بادشاہی کا جماؤ ہوا بادشاہ نے زبانی خواجہ ابو الحسن کے مہابت خان کو کہلا بھیجا کہ پیشتر کو روانہ ہو جائے
ورنہ لڑائی مین قصور نہوگا۔ بالضرور مہابت خان پیشتر کو رہ نورد ہوا جب دریا پار ہوگیا افضل خان کی
زبانی یہ چار حکم صادر ہوئے اول یہ کہ آصف خان کو مع ہمراہیون کے آزاد کرکے حضور مین بھیجے دوم آن
کہ شاہزادۂ شاہجہان جو ٹھٹھہ کو گیا ہی اوسکا تعاقب کرے سوم یہ کہ طہمورث اور ہوشنگ ولد شاہزادۂ دانیال
کو حوالہ حامل پیغام کرکے روانۂ دربار کرے چہارم یہ کہ لشکری ولد مخلص خان کو جو اوسکا ضامن اور ہنوز نہین آیا
بھیجے۔ درصورتیکہ احکامات کے بجالانے مین معذرت کی سزا کو پہونچیگا۔ مہابت خان نے یہ پیغام
پاتے ہی سلطان دانیال کے لڑکون کو فوراً حوالہ کیا اور عرض کیا کہ مین بھی ٹھٹھہ کو روانہ ہوتا ہون وہان
مین پہونچکر خلاصی پاویگا کیونکہ اسوقت کی خلاصی مین مجھے یہ ڈر ہی کہ مبادا رہائی پاکر میری ذلت کا
خواستگار ہو بس اسقدر مہلت کا امیدوار ہون کہ جسوقت لاہور سے گذر جاؤن آصف خان کو خلاص کرکے
روانہ حضور کرون آخر افضل خان نے واپس حاضر حضور ہوکر جملہ کیفیت عرض کی اور برہان دانیال کو بھی
حاضر کیا اسیر دوبارہ حکم ہوا کہ خیریت اسمین ہی کہ جلد آصف خان کو رہا کرے ورنہ ندامت اوٹھانا
پڑیگی آخرکار ناچار مہابت خان نے آصف خان سے قول وقرار لیکر رہائی دی مگر ابو طالب اوسکے
فرزند کو بسبب مصلحت چند روز رکھکر روانہ ٹھٹھہ ہوا اتفاق دیکھیے مہابت خان کی شورش دریا سے
بہت بیہودہ تھی اور آصف کی خلاصی بھی اوسی مقام پر عمل مین آئی۔ چند دنون کے بعد ابو طالب

اور خواجہ ابو الحسن اور بدیع الزمان اوسکے داماد کو معذرت کر کے مع خواستہ کے روانہ حضور کیا اور خود کوچ درکوچ ٹھٹھہ کو عازم ہوا۔ قبل اسکے پہونچنے کے شاہزادہ شاہجہان جیسا کہ لکھا گیا ہی دکن کو معاود ہوا تھا اور مہابت خان ٹھٹھہ مین پہونچکر بلا اجازت شاہی ہندوستان آیا اور بغاوت ظاہر کی اوسوقت بادشاہ نے فوج جرار اوسکی گوشمالی پر مقرر کی خانخانان عبد الرحیم نے جو مہابت خان کیطرف سے زخم جگر رکھتا تھا اپنے ذمے لیکر رخصت ہوا مہابت خان کی جاگیر اور اجمیر کی صوبہ داری خانخانان کو مرحمت ہوئی خانخانان قطع راہ کرتا ہوا اجمیر مین آیا مہابت خان نے جو ٹھٹھہ سے اجمیر کی طرف آیا تھا بیتاب ہوکر ملک رانا کے پہاڑون مین جا بیٹھا اکیسوین سال جلوس مین بہتر برس کی عمر پاکر خانخانان اوسی اطراف مین رہگرا ے عدم ہوا اوسوقت مہابت خان نے عرائض عذر خواہی ارسال کیے اور آخر کو بموجب حکم درگاہ کو راہی ہوا تھا مگر جونیر مین پہونچکر شاہجہان کی ملازمت مین کامیاب ہوا جب یہ خبر بادشاہ کو ملی۔ خانجہان کو سپہ سالاری کا خطاب اور دکن کی صوبداری ملی اس شخص کو شاہزادہ شاہجہان سے مدت تک لڑائی رہی

۲۲ جہانگیر بادشاہ کا دار بقائی راہ لینا

بائیسوین سال جلوس کو حسب عادت معہودہ بادشاہ کشمیر کو گیا وہان پہونچکر عارضۂ ضیق نے زیادہ زور کیا روز بروز ضعف نے طاقت دکھلائی اوایل زمستان مین ہندوستان کی معاودت ہوئی۔ جب مقام بیرم کلہ مین آیا اوس سرزمین مین پہاڑ کے نیچے ایک نشیمن بندوق اندازی کے واسطے مقرر تھا اور یہ بھی مقرر تھا کہ زمیندار لوگ آہوون کو ہکال کر پہاڑ کی چوٹی پر لاوین اور بادشاہ نشانہ مارتا اور آہو زخمی ہوکر معلق زنان زمین پر آگرتا تھا اوسوقت مین بھی کسی پیادہ نے آہو کو ہکا لکر کھڑا کیا مگر اچھی طرح سے نظر نہ آتا تھا پیادہ نے چاہا کہ آگے بڑہکر [illegible] بھی تھوڑے فاصلہ پر آہو کو لا دیوے قضارا تیر اوسکا اوکھڑ گیا وہ پیادہ اجل گرفتہ اوس پہاڑ سے لڑھکتا ہوا زمین پر آ پڑا اور [illegible] جان بحق ہوئی بادشاہ اس حال سے نہایت ملول ہوا عیش شکار ہیچ ہوئے ترک شکار کرکے دولتخانہ مین آیا۔ اور بیرم کلہ سے کوچ کر کے ٹھٹھہ ہوتے ہوئے اجوری مین آیا وہان سے حسب دستور سہ پہر کو روانہ ہوا اثناے راہ مین شراب پیتے بدمزگی حاضر ہوئی آخر رات کو دگرگون حال ہوا صبح کے وقت چند مرتبہ نہایت سختی سے سانس چلی اور چاشت کے وقت اتوار کے دن ۲۸ صفر سنہ ۱۰۳۶ ہجری کو ۶۲ برس کی عمر مین روضۂ رضوان کی راہ لی نور جہان بیگم نہایت رنج و بکا مین ہوئی ناخن غم سے چہرہ پر خراش کیے رنج و غم سے آہ جانسوز نے بلندی فرمائی درد دل نے سینۂ پر حرج مین آگ لگائی [illegible] طبا نچہ برخ گلرنگ میزد اسوقت مین [illegible] آصف خان اپنے بھائی کو بلایا مگر وہ نہ آیا آخر کو مقصود خان

کے ہمراہ جہانگیر کا جنازہ لاہور مین پہونچایا گیا دریاے راوی کے کنارے شاہ درہ کے پاس قاسم خان کے باغ مین جہان نورجہان بیگم بھی تھی دفن ہوا اور عمارات عالیہ اوسپر تعمیر ہوئی تاریخ رحلت جو ملا کشفی نے کہی ہے اوسکی آخر بیت ہے سے ٭ چو تاریخ وفاتش جست کشفی ٭ خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت سنہ ۱۰۳۷

ذکر سلطنت ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ صاحبقران ثانی

جہانگیر کی رحلت کے بعد آصف خان اور ارادت خان باہم متفق ہوکر داور بخش ولد خسرو کو نوید شاہی سے خوشنود کرکے پیشتر کو چلے اور بنارسی نام ہندو کو جو نہایت تیز رفتار بدرجہ صبا تک تھا شاہجہان کے حضور مین پہونچ کر رحلت جہانگیر سے آگاہ کیا اور جسد جہانگیر کو مقصود خان کے ساتھ روانہ کیا — چونکہ امراے عظام جانتے تھے کہ آصف خان نے بنابر استحکام محبت شاہجہان سے یہ تمہید کی ہے ہر ایک آصف خان سے ملگیا اور آصف خان نے بسبب عدم اطمینان نورجہان بیگم اپنی بہن کو نظربند کیا اس نظر سے کہ کوئی اوسکے پاس آمد و رفت نکر سکے — نورجہان بیگم چاہتی تھی کہ اوسکا داماد سلطان شہریار بادشاہ ہو اور شہریار مرقوم اپنی بی بی کے اغوا سے جملہ خزاین شاہی اور کارخانجات بیوتات پر جو لاہور مین تھا دست دراز ہو بیٹھا — ایک ہفتہ مین ستر لاکھ روپیہ منصبداران قدیم و جدید کو دیا جب شاہجہان کی حکومت ہوئی پینتالیس لاکھ واپس ہوکر داخل خزانہ ہوا — شہریار نے بایسنقر ولد سلطان دانیال کو جو بعد رحلت بادشاہ کے مفرور ہوکر لاہور مین آیا تھا بجاے خود سردار بناکر دریا کے پار اوترا شہر سے تین کوس پر طرفین کا مقابلہ ہوا پہلے ہی حملہ مین فوج شہریار کی برہم ہوئی شہریار جو شہر کے باہر کھڑا تھا مع دو ہزار سوار کے قلعہ لاہور مین آیا رات کو ارادت خان قلعہ مین جاکر اوسے قابو مین لایا اور صبح کو امرا نے داور بخش کو تخت نشین کیا اور شہریار کو دست بستہ واسطے اداے کورنش کے لائے اور بعد دو روز کے آنکھین نکلوا دین اور چند روز کے بعد طہمورث اور ہوشنگ ولد سلطان دانیال بھی مقید ہوئے شاہجہان نے جب بنارسی کی زبان سے یہ خبر پائی گجرات کی راہ سے اکبرآباد کو عازم ہوا — اور جان نثار خان کو مع فرمان عطوفت عنوان کے خانجہان لودہی کے پاس جو دکن کا صوبہ دار اور بموجب حکم جہانگیر اور نورجہان بیگم کے شاہجہان کے استیصال پر معین تھا روانہ کیا اوسنے راہ سلامتی سے دور ہوکر سلطان دکن نظام الملک سے موافق ہوکر ولایت بالاگھاٹ کی اوسے دی اور خود برہانپور آیا اسی نزدیکی مین دریا خان روہیلہ بھی جو قبل وفات جہانگیر کے شاہجہان سے جدا ہوکر نظام الملک کی ولایت مین رہتا تھا خانجہان سے ملحق ہوکر مصدر فساد ہوا اور جان نثار خان کو بدون لکھنے جواب کے مرخص کیا شاہجہان نے احمدآباد پہونچکر ناہر خان کو جو شیرخانی کا خطاب رکھتا تھا بیتخیری منصب اعز گجرات کی صوبہ داری سے سرفراز فرمایا

اور میرزا عیسی ترخان کو منصب چار ہزاری ذات اور دو ہزار سوار اور ایالت ملک ٹھٹہ دیکر رخصت کیا
اور خدمت پرست خان کو آصف خان کے پاس لاہور بھیجا اور دستخط خاص سے یہ فرمان تحریر فرمایا کہ اسوقت
مین شر و فساد کا احتمال ہی اگر داور بخش ولد خسرو اور شہریار اور طیومرث اور ہوشنگ شاہزادگان دانیال کو
روانۂ صحرائے عدم کرین صلاح دولت ہی اس حکم کے پہونچنے کے بعد بائیسوین جمادی الاول ۱۰۳۷ سنہ ہجری
اتوار کی روز دیوان خاص و عام مین امرا کے اتفاق سے شاہجہان کے نام سکہ اور خطبہ پڑہا گیا اور داور بخش کو
جو چند روز فرمان روا رہا تھا محبوس کیا اور چھبیسوین ۲۶ جمادی الاول بدہ کے دن اوسکو مع گرشاسب اور
شہریار اور طیومرث اور ہوشنگ پسران دانیال کے زاویہ نشین عدم کیا اسوقت مین لشکر شاہجہان
ملک رانا کے حدود سے کوچ در کوچ مع مہابت خان سپہ سالار کے اجمیر کے راستہ سے باغ نور طاہر واقع
اکبرآباد مین پہونچا اور صبح کو فیل سوار جس حویلی مین شاہزادگی گذری تھی بانتظار ساعت جلوس داخل ہوا
اور آٹھوین تاریخ جمادی الثانی ۱۰۳۷ سنہ ہجری دوشنبہ کے روز اکبرآباد مین جلوس فرمایا اسوقت مین
عمر شاہجہان کی ۳۶ برس شمسی اور ۳۷ برس دو مہینے آٹھ روز قمری کی تھی - حکیم رکنائی مسیح تخلص نے
تاریخ جلوس کی یہ کہی ہی ؎ بہر سال جلوس اوگفتم ؛ در جہان باد تا جہان باشد اور شیخ عبد الحمید
اوسکے شاہنامہ نویس نے روز دوشنبہ پچیسوین بہمن پائی ہی بعد جلوس آصف خان برادر نور جہان بیگم
کے نام فرمان صادر ہوا کہ مع شاہزادہائے والاتبار کے حاضر ہو اور اوسکے القاب مین یہ فقرہ لکھا گیا -
عضد الخلافہ یمین الدولہ عموی دانا آصف خان اور اوس فرمان مین یہ بھی تحریر ہوا کہ جو خلعت روز جلوس
کے مابدولت نے تن زیب کیا تھا تمھارے واسطے ارسال ہوتا ہی اور جسقدر رحم عمو سے عنایت ہوا اوس سے
زیادہ گنجایش ہی مگر قلیل البضاعت فی الحال منصب ہشت ہزاری ذات اور سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ
عنایت ہوا اور بندرگاہ لاہری بھی بقدر انعام عطا ہوتا ہی - مہابت خان کو خطاب خانخانان سپہ سالار
اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور اجمیر کی صوبہ داری اور خلعت خاصہ مع چارقب طلائی اور خنجر و
و شمشیر مرصع اور علم و نقارہ اور اتومان طوغ کے عنایت ہوا - خانجہان لودی باوجود سرکشی اور تمرد کے
منصب ہفت ہزاری سے مشرف ہو کر صوبہ داری دکن پر مستقل رہا - اسیطور ہر ایک امرا نے
بمقتضائے وقت ترقی پائی اول جو حکم صادر ہوا سجدہ کی ممانعت تھی کہ یہ آداب صرف ذات خدا کو شایان ہی
مہابت خان نے عرض کیا کہ اگر بجائے سجدہ کے زمین بوس کا حکم ہو تو ہر خادم مخدوم کی امتیاز مین مناسب ہی
یہ عرض قبول ہوئی مقرر ہوا کہ بجائے تحیہ زمین پر ہاتھ رکھ کر پشت دست کو بوسہ دین اور سادات و علما و مشائخ
اور درویشان آداب سے معاف رکھے گئے اور ہر وقت آنے کے سلام اور رخصتی فاتحہ مقرر ہوا اور چند سال کے

بعد زمین بوسی بھی منع ہوا۔ چار مرتبہ سلام کرنا مقرر رہوا۔ پیشتر صبح سے بیدار ہوکر ادائے صلوٰۃ
اور نوافل کرتا تھا۔ اکثر اوقات اوراد و وظیفہ مین مصروف رہتا فن موسیقی مین مہارت تمام تھی۔
علم موسیقی کی طرف طبیعت عالی زیادہ متوجہ تھی بختاور خان خواجہ سرا مورخ مراۃ العالم لکھتا ہی کہ بعض
صوفیون کو اسکے بجال وجد مین جانفشانی ہوئی اول جلوس کے اسی سال مین نذر محمد خان برادر خرد امام قلیخان
والی توران نے جہانگیر کی خبر رحلت سنکر کابل پر لشکر کشی کی مہابت خان اوسکی مدافعت پر مقرر ہوا
۔ کی تاریخ طالب کلیم نے (لشکر فتح مین) پائی۔ خانزمان ولد مہابت خان منصب پنجہزاری پر سرفراز ہوا
نذر محمد خان نے قلعۂ کابل کو دو تین مہینے تک گھیرا آخر کو بے حصول مدعا واپس ہوا مہابت خان سلے
اوسکی بازگشت سنکر سرہند مین قیام کیا اور لشکر خان صوبہ دار کابل جو مہابت خان سے پیشتر رخصت ہوا تھا
بلا انتظار مہابت خان کے کابل مین داخل ہوا دونو کی تحریر سے حقیقت حال حضور مین واضح ہوئی چونکہ رعایائے
کابل نے تورانیون کی آمد سے خسارہ پایا تھا بموجب تجویز خاص میر محمد زاہد کے ایک لاکھ روپیہ خزانۂ کابل
سے بیچارہ ستمزدون کو عطا ہوا اور اسے سال کے غرہ رجب کو شاہزادگان والاشان محمد دارا شکوہ اور
شجاع الملک اور اورنگ زیب یمین الدولہ کے ہمراہ لاہور سے اکبرآباد آکر آغوش پدری مین سرفراز ہوئے
اور یمین الدولہ کا سر جو اوسی بادشاہ کے سپر مین رکھا تھا بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اوٹھا کر خلعت خاصہ
چار قب مرصع اور خنجر و شمشیر مرصع مع جواہرین مزید اور علم و نقارہ و تومان طوغ اور دو راس اسپ خاصہ جنکا
زین مینا کار طلائی اور مرصع تھا مع فیل خاصہ زرین ساز مرحمت فرمایا اور وکالت کے عہدہ پر سرفراز ہوا
اور مہر اوزک جو ممتاز محل والدۂ شاہزادگان کے پاس تھی بموجب عرض ممتاز محل کے اوسکے سپرد ہوئی اور بلفظ عمو
سے مخاطب ہوا اسکا بڑا لڑکا شائستہ خان خلعت فاخرہ اور خنجر و شمشیر مرصع اور اضافہ منصب پنجہزاری ذات
چار ہزار سوار سے اور علم و نقارہ و اسپ بازین مطلا اور فیل سے ممتاز ہوا بارہوین رجب سنہ ۱۰۳۷ ہجری کو جشن نوروز
ترتیب ہوا دریا خان روہیلہ کا جو کورنمکی سے خانجہان لودہی کو ملا تھا قصور معاف ہوکر منصب چار ہزاری پر
سرفراز ہوا اور مرزا رستم صفوی بھی بہار سے آکر شرف ملازمت ہوا چونکہ یہ شخص ضعیف سن ہوا تھا۔
ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر ہوگئی ماہ رمضان کی پندرہوین کو مہابت خان بجائے
خانجہان کے دکن اور خاندیس کی صوبہ داری پائی اور اوسکا لڑکا خانزمان صوبہ دار مالوہ دکن کے انتظام پر
تعینات ہوا۔ اس برس مین جھجار سنکہ ولد راجہ نرسنگہ دیو بندیلہ جسنے ابوالفضل کو قتل کیا تھا کسی وہم
سے مفرور ہوا جسکی تادیب کو مہابت خان نکلا اور شاہجہان نے شکار اور ملاحظہ حصار گوالیار کو توجہ کی
جھجار سنکہ نے جب طاقت گریز اور ستیز کی نہ دیکھی لاچار ہوکر مہابت خان کو لکھا کہ اگر قصور معاف ہو

تلافی مافات کرون مہابت خان نے ہزار اشرفی اور پندرہ لاکھ روپیہ اور چالیس ہاتھی جرمانہ لیکر حضور شاہجہان
مین کورنش ادا کرائی اور اسی سال مین نظام الملک نے محالات بالاگھاٹ سے جسے خانجہان لودی نے
دیا تھا داخل محروسہ کیا اس جشن مین ایک کرور اسی لاکھ روپیہ نقد و جنس اور چار لاکھ بیگہ
زمین اور اکیسو بیس موضع تصدق اور انعام ہوئے

سال دوم مطابق ۱۰۳۸ ہجری

جشن وزن قمری روز دوشنبہ سلخ ربیع الاول کو جو بادشاہ کی عمر کا اونتیسوان سال تھا مقرر ہوا ایکبار طلا اور نقرہ اور چھ بار اجناس سے یکے بعد دیگرے ہمایون وزن ہو کر صدقہ کیا گیا اور تین مہینے سات روز کے بعد گوالیار مین سیر و شکار کر کے اکبر آباد کو معاودت ہوئی خانجہان لودی کہ مالوہ کی روانگی کے وقت مشرف مجرا ہوا تھا اور جہجار سنگھ کی تنبیہ پر مامور ہوا تھا مشرف قدمبوس شاہی ہوا اس سال کی تیسری رجب کو مہابت خان دہلی کی صوبہ داری پر معزز ہوا اور ۲۴ رجب کو جشن نوروزی ہوا اور جشن نے بدستور آراستگی پائی اور ممتاز محل کا سالیانہ دس لاکھ روپیہ مقرر ہوا اور بحری بیگ ایلچی شاہ عباس کا جو جلوس جہانبانی شاہ موصوف کے روانہ ہو کر تہنیت کو آیا تھا دربار مین آکر بیس ہزار روپیہ انعام پایا اور ارادت خان نے مہابت خان کی جگہہ پر جملہ دکن کی صوبداری پر امتیاز پائی خلعت چارقب طلا دوز اور شمشیر مرصع اور دو اسپ اور فیل جسکا ساز و سامان مطلا تھا عنایت ہوا اور اسکے بدلے مین کل کی دیوانی افضل خان شیرازی کو جو شاہزادگی کے ایام مین دیوان تھا ملی اوسکے وزارت کی تاریخ یہ ہے ســـہ شد فلاطون وزیر اسکندر ثانی کہتے ہین کہ انہین دنون مین یمین الدولہ آصف خان نے دو برہمن حاضر حضور کیے جنمین یہ استعداد تھی کہ دس اشلوک ایک مرتبہ کے سننے سے یاد کر لیتے اور دس اپنی طرف سے اوسی مضمون و وزن مین منظوم کر کے سنا دیتے تھے خانجہان لودی جو ہمیشہ افعال ناشایستہ سے توہمات مین رہتا گوشہ گزین ہوا بادشاہ نے اسلام خان کو بھیجکر دریافت حال فرمایا اوسنے درخواست کی کہ مجھے توہمات نے گھیر لیا ہے اگر حضور سے امان کی تحریر ملے رفع توہم ممکن ہے بادشاہ نے بموجب درخواست امن نامہ لکھدیا۔ اسپر بھی وہ افغان نامعقول بدگمان کسی رات کو نے خبر اکبر آباد سے بھاگا جب خبر لگی خواجہ ابو الحسن مع خانزمان کے متعاقب روانہ ہوئے اور نیز سید مظفر خان اور خدمت پرست خان اور بہلداس وغیرہ بھی بسبیل استعجال قطرہ زن ہوئے دھول پور کے گرد نواح مین جا بھڑے لڑائی واقع ہوئی خدمت پرست خان نے زخم کاری کھایا عالم رستگاری کو قدم بڑھایا اور حسین اور عظمت داماد و فرزند خانجہان مع دیگر عہا کے قتل ہوئے خانجہان باقیماندہ رفقا مع دو باقیماندہ فرزندون کے جنگل ہوتے ہوئے گوندوانہ مین آیا

وہان سے براہ کے راستہ نظام الملک کی ولایت ہوپنچا جو کہ خانجہان سے مقام مدارا اور مماسات مین تھا۔
اور بہلول و سکندر افغان کو بھی تو ہم تقصیرات نے جو گھیرا خانجہان سے آملے اقرار ہوا کہ نظام الملک کی تنبیہ کو
فوج ظفر موج شاہی دکھن کو عزیمت کرے لاجرم اسلام خان کو اکبر آباد مین چھوڑ کر روز دوشنبہ ہشتم جمادی الاول
کو اعلام نصرت طراز دکھن کو متوجہ ہوئے اور بابت تعزیت شاہ عباس اور تہنیت جلوس شاہ صفی اوسکے
نبیرہ کے نامۂ مصادقت عنوان معرفت میر برکا بخری بیگ ایلچی شاہ عباس کے روانہ ہوا اور آخر سال ہذا کا
جشن اور نیز آغاز سال نو کا ترتیب ہوا

تیسرے سال کا احوال ۱۰۳۹ ہجری

چھٹوین شعبان کو کہ روز جشن نوروز تھا ممتاز محل صبیۂ آصف خان اور زوجۂ بادشاہ کی اصل تنخواہ
مع اضافہ بارہ لاکھ روپیہ مع اضافہ مقرر ہوا اور دیگر امرا کی بھی ترقیان ہوئین۔ نظام الملک اور خانجہان
لودی کی گوشمالی کو خاندیس عازم ہوئے اوس ملک مین ہونچکر فوج کے تین حصون پر تین شخص سردار
بنائے گئے ایک ناظم صوبہ دکن مسمی ارادتخان دوسرا راجہ گج سنگہ تیسرا شایستہ خان جھین پسر
آصف خان۔ ارادت خان کو اعظم خانی خطاب عطا ہوا شایستہ خان اور راجہ گج سنگہ وغیرہ امرا ے
بادشاہی کو حکم ہوا کہ اعظم خان کی صوابدید سے تخالف نکرین ۲۶ رجب کو برہان پور مضرب خیام شاہی ہوا
دریا روہیلہ نے وہ عنایات خسروی فراموش کر اس مقام سے فرار اختیار کیا خانجہان لودی سے جاملا
ارادت خان اور شایستہ خان کی ناشایستگی صحبت سے بادشاہ نے شایستہ خان کو حضور مین طلب کرکے
اوسکی جگہ عبداللہ خان بہادر کو مع فوج روانہ فرمایا اسوقت اعظم خان اور خانجہان سے سخت لڑائی درپیش
ہوئی اور خانجہان جنگ سے سراسیمہ ہوکر بھاگا اس اودہا دند مین بکثرت اسکے ہمراہی تباہی مین پڑے
اسی معرکہ مین ملتفت خان ولد اعظم خان مع فوج چنداول کے قول سے دور ہوگیا تھا خانجہان اور بہلول
اور مقرب خان نے انکے نزدیک ہونچکر غفلت مین آپھڑے کتنے پٹھان اور راجپوت جان سے گذر گئے
اسوقت مین جادو راے کو نسک جو مع اپنے لڑکون کے چوبیس ہزاری ذات اور پانزدہ ہزار سوار سے
ممتاز تھا مع اپنے خویش دو فرزند کے روگردان ہوکر نظام الملک سے جا متفق ہوا اور نظام الملک نے
اسے قید کرنا چاہا تب نالایق نے ہاتھہ پیر نکالے آخر کو مع دو فرزند اور نبیرہ کے جان سے گیا باقیماندہ اوکا
فرزند درگاہ شاہی مین پناہ جو ہوکر بوسیلۂ اعظم خان منصب لایق پر سرفراز ہوئے اور ہا یک لاکھہ
چھتیس ۳۶ ہزار روپیہ مدد خرچ سے مرحمت فرمایا گیا اسی عرصہ مین کمال الدین روہیلہ جو جہانگیر کے عہد مین
شیر خانی کا خطاب رکھتا تھا بموجب تحریر خانجہان کے پیشاور مین بغاوت اختیار کی لیکن کچھہ مزہ سرکشی کا

سعید خان کے ہاتھہ سے مع ہمراہیون کے سزاے اعمال کو پہونچا برسات کے بعد یمین الدولہ آصف خان نے جسکی ریاست ہر ایک طور پر کل لوگون پر مسلم تھی کل فوج موجودہ بالاگھاٹ کی سرکردگی مین امتیاز سرداری پائی نوین ربیع الثانی کو جشن وزن قمری بابت انجام سال چہلم اور شروع اکتالیسوین کے منتظم ہوا جب مقرب خان اور بہلول نے جالنا پور سے پاتھری کی راہ لی اعظم خان نے اس قرار سے مطلع ہوکر تعاقب کیا خانجہان واقع مہاگانون اون دونون کا انتظار کھینچ رہا تھا کہ ناگاہ لشکر شاہی نمودار ہوا جب راہ نہ پائی لڑنے کو آمادہ ہوا جب معرکہ رزم گرم ہوا بہادر خان روہیلہ داد شجاعت دیکر تیر کے دو زخم سے مجروح ہوا۔ ہر داس جھالا بنے عمدہ چپقلش کی آخر کو جان نثار ہوا۔ اسیوقت اعظم خان نے بہو چکر لگی ہوئی آگ زیادہ بھڑکا دی خانجہان نے بیتاب ہوکر فرار کی راہ لی اسوقت مین بہادر برادرزادہ خانجہان کے گولی لگی میدان مین بیٹھہ گیا اسدم پرسرام نامی راجہ بہار سنگہ کا سپاہی آپہونچا اور اوس سے ٹہرا بہادر نے بہادری کی جمدھر اوٹھا مارا پرسرام نے بھی اوسکے حلقوم پر جمدھر مارا بیچارہ عدم کو سدھارا خانجہان پہاڑون مین جا چھپا۔ اولیاے دولت پادشاہی نے چندے تعاقب کرکے معاودت کی اعظم خان نے آسودگی سپاہ کو کسی جا مقام کرکے کیفیت گذشتہ حضور مین لکھی اوسکے عوض مین اسپ و فیل و خلعت و شمشیر عطا ہوا جو خانجہان نے دولت آباد کا ارادہ کیا اعظم خان نے بھی کوچ کیا مگر چونکہ دولت آباد مین قحط کی خبر سنکر وہان کا جانا ملتوی رکھکر بہلول و مقرب خان کے پیچھا لینے کو دہارور کی راہ پکڑی اسی قریب مین ساہوجی بھوسلہ جو نظام الملک کی فوج ہنود کا سرخیل تھا حاضر حضور شاہی ہوکر پنجہزاری منصب حاصل کیا اور اوسکے اقارب کو بھی زر و عزت سے قربت ہوئی اور سید مظفر خان ہزاری ذات اور پنجہزاری منصب سے ممتاز ہوا اور میر جملہ چارہزاری ہوا باقر خان صوبہ دار اوڑیسہ کی سعی سے قلعۂ منصور گڈہ فتح ہوا۔

چوتھے سال ۱۰۴۳ ہجری

جب خانجہان کی شومی تقدیر نے نظام الملک کی ولایت کو بھی پامال کیا اور نظام الملک سے کچھ اپنے دعوے کا انتظام نہو سکا خانجہان کو نظام الملک کی دوستی پر اعتماد نرہا ڈر گیا کہ ایسا نہو ایسے سود مین مجھے ضرر ہو جاے لہذا مالوہ کو سدھارا ادہر سے عبد اللہ خان بہادر نے جو بالاگھاٹ مین تھا تعاقب کیا اور سید مظفر خان بارہہ حضور سے مع دیگر فوج کے لودی کی مہم کو رخصت ہوا دونو باہم ملحق ہوکر سرونج مین آئے خبر پائی کہ باغی لوگ پچاس ہاتھی سرکاری شہر سے لوٹ لیگئے اور خواجہ عبد الہادی ولد صفدر خان نے باپ کی نیابت مین شہر کی حفاظت بخوبی کی سکناے شہر کو

اونکے شر و فساد سے بچا پایا۔ خانجہان سیدھے سرونج کالپی سے بوندیلہ کے ملک مین آکر بیچ میجا بالراو تھا اور بکرماجیت ولد جہجار سنگہ اونکے تعاقب مین ملک رہیلہ مین جہان خانجہان کے چنڈاول تھے پہونچا اور دریا نے میجا باو سیر دوڑا اور جنگ رستمانہ شروع ہوئی اثنائے جنگ مین بندوق قضا سے عدم کی راہ لی بوندیلہ کی سپاہ نے دریا کو خانجہان سمجھکر اوسپر ہجوم کیا خانجہان فرصت پاکر جان سلامت بچا لیگیا۔ بکرماجیت بوندیلہ نے جگراج کا خطاب پایا اور ہزاری ذات اور ہزار سوار دو ہزاری دو ہزار کا اضافہ ہوا۔ اسسال اعظم خان کی سعی سے قلعہ دہارو فتح ہوا اور قلعہ دار اور عیال و اطفال سمیت محم ملک بدن نظام الملک کی جدہ مادری جو قلعہ مین تھی قید ہوئی اسکے عوض مین اعظم خان اضافہ ہزاری ذات اور شش ہزاری سوار کا ہوا دیگر ملازمان نے بھی حسب لیاقت ترقی پائی اور قلعہ دہارو کا نام فتح آباد مقرر ہوا۔ جو خانجہان نے دریا کے مارے جانے سے فرار کیا اولیاے دولت قاہرہ اوسکے پاشنہ کوب ہوئے ایکروز نہایت سخت بہاگا بہاگ میجا ئی دوسرے روز سستی سد راہ ہوئی زخمیون اور سست قدمون کو پیشتر روانہ کردیا سید مظفر بارہہ فوج ہراول سے پیشتر خانجہان لودی سے جاکر بھڑ گیا لودی بھی چہ سو سوار جرار سے مقابلہ مین آیا ایسی کوشش کی کہ رستم و افراسیاب کا نام روشن کیا اکثرے ہمراہی زخمی اکثری شہید ہوئے سرداران شاہی مین سے ایک خانعالم کا خویش اور دوجی درگا نبیرہ رائسیال ترددات مردانہ مین کام آئے اور صدر خان روہیلہ لودی کا جو پشت پناہ تھا مع دو پسر خانجہان کے سیدھا عدم کو سدھارا خانجہان اس وادی سے پھر رو براہ ہوا اکثر اوسکے ہاتھی مع اسباب زائد کے راستہ مین چھٹ گئے ایسی رواروی مین اوسکا اتفاق کالنجر مین پہونچا اودہان کا حاکم نیار خان خبر پاکر سزا کے واسطے برآمد ہوا یہان کی لڑائی مین اسکا لڑکا حسن خان اسیر ہوا اور بالضرور طبل و علم وغیرہ اسباب حشمت چھوڑکر بیس کوس تک یک جہت یکدم چلا گیا شام کو تالاب کے کنارے پہونچا اپنے رفقا سے کہا کہ اب پیشتر جانے کی طاقت نہین ہے قضا در پی عداوت ہے صبح زیست کی شام قریب ہے اب تمہاری مدد بیفائدہ ہے عبث اپنے تئین رنج ندو میری رفاقت سے منہ پھیرو سپاہ شاہی عقب سے آیا چاہتی ہے کشتی حیات بحر فنا مین ڈوبتی ہے تمکو رخصت دیتا ہون اپنی راہ لو۔ آخر کو تلوار گہاٹ اوترنا ہے بہتر کہ اول ہی بیڑا پار ہو ایسے کلام سے جنھین زندگی پیاری تھی جدا ہوئے جنکی سرشت مین وفا تھی فنا ہوئے جب سید مظفر پہونچا اور سپاہ نمود ہوئی خانجہان لودہی نے مع عزیز خان اپنے فرزند کے اعدا کے مقابلہ پر آیا اور جی کھول کر لڑا جب دیکھا اقبال برگشتہ ہے گھوڑے سے اوترپڑا مخالفون نے چار طرف سے احاطہ کرلیا۔ جبتک ہاتھ پانو چلے تیر و کمان سے فوج شاہی کو کشاکشی مین رکھا ہر گوشہ سے چلانے کی صدا آتی رہی۔ تاآنکہ بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور عزیز خان اور رائے مل کا سر اوتارا گیا جسوقت خانجہان کی خانی تمام ہوئی تھی

عبد اللہ خان فیروز جنگ جو کہ قلب لشکر اور رئیس تباہی تھا پہونچ گیا میمون جو دسرون کے سر حضور مین روانہ کیے اس خدمت کے جلدو مین عبد اللہ خان اضافہ ہزاری سوار اور خطاب فیروز جنگ سے سرفراز ہوا اور سید مظفر خان منصب پنجہزاری ذات اور پانچ ہزار سوار اور خطاب خانی سے مفتخر طالبائے کلیم نے خانجہان لودی کے مارے جانے اور دریا ڈوبنے اوسکے رفیق عمدہ کی یہ رباعی کہکر صلہ حاصل کیا رباعی این مژدۂ فتح از پی ہم زیبا بود * این کیف دوبالا چہ نشاط افزا بود * در رفتن دریا سر بیراہہ رفت * گویا سر او حباب این دریا بود * اسی سال ملک دکن اور گجرات وغیرہ اوسکے اطراف وجوانب مین پانی کے نام خاک تک آسمان سے نہ برسی حضرت قحط نے چہرۂ شوم دکھلایا پادشاہ نے ستر لاکھ روپیہ ستمزدون کو عنایت فرمایا اور گیارہوان حصہ حاصلات کا ملک محروسہ مین معاف کردیا ۱۰ شعبان کو محمد علی بیگ سفیر ایران کا مع تہنیت نامہ کے مقام برہان پور مین مشرف بمجرا ہوا اور نیز ایرانی تحفجات نظر انور سے گذرانے جو بادشاہ کی جانب سے تھے تین لاکھ روپیہ کے قیمت کے تھے اور جو اپنی جانب سے گذرانے وہ پچاس ہزار کے تھے سفیر مذکور ابتداے ورود سے رخصت تک تین لاکھ سولہ ہزار نقد اور قریب ایک لاکھ روپیہ کے جنس اوسکو مرحمت ہوا۔ اعظم خان نے نظام الملکیہ اور عادل خانیہ فوج کے تعاقب اور قلعہ پرینڈہ کی تسخیر مین اچھی کوشش کی اور بموجب اسکے التماس کے مقرب خان غلام ترک نظام الملک کہ رئیس اور معتمد لشکر نظام کا تھا منصب پنجہزاری پنجہزار سوار پر معزز کرکے اس درگاہ مین موجب عزت وافتخار کا ہوا اور فتح خان بڑا لڑکا ملک عنبر سپہ سالار نظام الملک کا جو قید تھا نظام الملک نے رہائی دی جب اوسنے جانا کہ بروقت اطمینان دلی کے پھر یہ حضرت مجھے محبوس کریگا پس پیش دستی کرکے بدستور پدر کے کہ اوسکا باپ نظام الملک کو قید رکھتا تھا قید کرکے حقیقت حضور شاہجہانی مین لکھی شاہجہان نے نوکر سے یہ حرکت برخلاف سمجھکر حکم دیا کہ فوراً رہائی دے فتح خان نے اس حکم سے آگاہی پاکر قبل ورود فرمان کے اوسکو گلا گھوٹ کر مار ڈالا اور شہرت دی کہ مرگ طبیعی سے گذر گیا اور حسین نام اوسکے دہ سالہ لڑکے کو اوسکی جگہہ پر گدی نشین کیا۔ اور نصیری خان کی سعی سے قلعۂ قندہار واقع تلنگانہ مفتوح ہوا اور نواب ممتاز محل نے جسکا نام ارجمند بانو بیگم تھا اور صبیہ مرضیہ یمین الدولہ آصف خان کی تھی اور زوجۂ پادشاہ رحلت کی برہان پور مین واقع باغ زین آباد امانتاً مدفون ہوئی اور چند دنون کے بعد شاہ شجاع نے مع وزیر خان اور ستی خانم کے نعش کو اکبر آباد مین لاکر حسب الحکم دریاے جمن کے کنارے مدفون کیا اور مقبرۂ عالیشان طیار ہوا بیدل خان نے اوسکی تاریخ رحلت یون کہی ہے تاریخ جای ممتاز محل جنت باد * پادشاہ نے دو برس تک تحصیل اقسام مستلذات سے مانند سماع وغیرہ کے اجتناب کیا ۳۸ برس دو مہینے کی عمر مین ۱۹ برس ایک مہینے شبستان افروز اقبال رہی آٹھہ ۸ لڑکے چھہ ۶ لڑکیاں اس سے پیدا ہوئین اگرچہ میرزا مظفر حسین

صفوی کی لڑکی جسکا نام قندہاری محل تھا اور دختر شاہنواز خان پسر خانخانان عبد الرحیم کی دونو بادشاہ کے ازدواج مین تھین لیکن اسکے برابر کسیکو اختصاص نہ تھا متروکہ اس مرحومہ کا قریب ایک کرور کے تھا جو اوسکی دختر کلان جہان آرا بیگم کو ملا۔ اور نصف دیگر اولاد کے حصہ مین آیا اور چار لاکھ روپیہ جہان آرا بیگم کی تنخواہ پر اضافہ ہوا۔ اور جشن وزن قمری انتہاے سال ۱۰۴۱ھ اور ابتداے ۱۰۴۲ھ کا عمل مین آیا

پانچوان سال سنہ ۱۰۴۱ ہجری

جشن وزن شمسی مرتب ہوا۔ اور عمر شاہ سے بحساب شمس کے چالیس برس گذرے اکتالیسوان سال شروع ہوا چونکہ فتح خان ولد ملک عنبر نے ارسال پیشکش مین دیری کی لہذا بادشاہ نے وزیر خان کو مع دس ہزار سوار کے قلعہ دولت آباد کے تسخیر کو حکم فرمایا بعد روانگی فوج کے اوسکے وکیل نے عرض کی کہ فتح خان نے اپنے لڑکے کے ساتھہ پیشکش روانہ کیا ہی عنقریب شرف ملازمت حاصل کرتا ہی لہذا فرمان وزیر خان کے نام جاری ہوا کہ جس مقام پر ملاحظہ کرے واپس ہوا ادھر عبد الرسول ولد فتح خان مع بیس لاکھہ روپیہ کے حاضر دربار ہوا اور اسی سال مین یمین الدولہ آصف خان مامور ہوا محمد عادل شاہ والی بیجاپور کو خواب غفلت سے بیدار کرے اگر ہوش مین آکر قلعہ پرندہ مع خراج مقرری نذر کرے بہتر ورنہ گوشمالی واجبی دیجاوے اور اسقدر پر اکتفا کرکے واپس ہوا اور اوسکی سزاوے اعظم خان و سید مظفر خان جہان اور گجسنگہ اور خانزمان اور عبد اللہ خان بہادر ظفر جنگ اور خواجہ ابو الحسن وغیرہ امراے عمدہ اوسکی ہمراہی مین نامزد ہوئے اسی تاریخ سے مہر اوزک جو یمین الدولہ کے پاس تھی بیگم صاحب بادشاہ کی بڑی لڑکی کو سپرد ہوئی آصف خان نے بیجاپور کی راہ پکڑی اول قلعہ بالکی کا محاصرہ کرکے قرار دیا کہ پردۂ شب مین محصورون کی پردہ دری کیجیے اہل حصار نے درپردہ اس پردازسے آگاہ ہوکر جان کے خوف سے اول رات کے وقت جسقدر رکھتے تاریکی شب سے پردہ سازی کرکے کسی طرف کو چلدیے رعایا بیچارہ رہگئی سید خانجہان آصف خان ہر ایک ہمراہی سے پیشقدمی کرکے قلعہ مین جا گھسا قلعہ کے اندر ایک مقام پر تخت چوبی دیکھکر اوسپر جا بیٹھا قضارا اوسکے نیچے باروت کے پیپے رکھے تھے لڑائی کی آگ جو بھڑکی وہان بھی جالگی اور باروت کے زور سے وہ تخت ہوا پر جا اوڑا گرتے وقت حفاظت ایزدی نے تخت کو کسی خرمن مین لا اوتارا اگرچہ دست و موے سید کے جل گیے لیکن خوشہ حیات سلامت رہا۔ بعد ازان جب قلعہ بیجاپور مین آیا عادل شاہیون نے رزم میدان سے بیتاب ہوکر متحصن ہوئے کبھی قلعہ سے نکلکر ہاتھہ پیر کرتے تھے کبھی دبک جا بیٹھتے آخر الامر قحط کی بلا نے بالا بلندی کی قلعہ سے زیادہ لشکر مین تباہی نے منہ دکھلایا لاجرم مصالحت ہوئی مصطفے خان مع خیریت خان حبشی کے

قلعہ سے آصف خان کے پاس آیا اور یہ قرار پایا کہ عادل شاہ چالیس لاکھہ روپیہ مع جواہر و فیل کے درگاہ والا
مین روانہ کرے اور جادۂ فرمان برداری سے باہر نہو حسب عہد نامہ تحریر ہوکر عادل شاہ کی مہر کیواسطے
کسی بادشاہی لشکری کے ہاتھہ قلعہ مین پہونچا احوال وبائے لشکر سے اطلاع دیکر عذر کیا وہ شخص محروم واپس
ہوکر منظر ہوا آصف خان نے انسان وحیوان کی تنگی معیشت فراخی رنج دیکھکر محاصرہ سے ہاتھہ اوٹھایا
بیجاپور کو لوٹنا شروع کیا اوسوقت جیسا کہ چاہیے فراغبالی میسر ہوئی ہر ایک قصبہ و موضع سے خوب سا
زر و مال ہاتھہ لگا شروع برسات تک یہی حال رہا جب موسم برشکال نزدیک آیا یمین الدولہ مع فیلان
و اسپان و شتران وغیرہ محمولہ زر و زیور اسباب غنیمت کے خاندیس کو رجوع ہوا دوسری رمضان کو
موکب بادشاہی برہان پور سے اکبرآباد کو معاود ہوا ملتفت خان ولد اعظم خان صوبہ دار دکن کو
باپ کی جگہہ پر برہان پور کا نایب کیا اور اعظم خان صوبۂ دکن سے تبدیل ہوا اوسکے عوض مین مہابت خان
کی تقرری عمل مین آئی یمین الدولہ آصف خان نے مع آصف خان وغیرہ امرا کے بموجب حکم شاہی دکن سے
مراجعت کرکے حضور مین شرف مجرا حاصل کیا اور حاجی خان دکن سے آکر مشرف ملازمت ہوا حاجی وقاص
ایلچی نذر محمد خان والی بلخ کا حضور مین آیا پندرہ ہزار روپیہ کے قیمتی بلخ کے اونٹ و گھوڑے نذر اشرف
مین گذرانے ممتاز محل کے ایکسال گذرنے پر عرس ہوا اس مین ایک لاکھہ روپیہ تصدق ہوا اسی سال مین قاسم خان
صوبہ دار بنگالہ نے بندرگاہ ہوگلی پرتگیسون کے ہاتھہ سے چھین لیا چار ہزار چار سو مخالف کے زن و مرد قید ہوئے۔
جشن وزن قمری بابت اتمام سال ۴۲ و شروع ۴۳ ترتیب ہوا۔ اور دکھن کا قلعہ کالنہ مفتوح ہوا بعد انتقال
قاسم خان کے اعظم خان بنگالہ مین اوسکی صوبداری پر قایم مقام ہوا حاجی محمد جان قدسی تخلص نے اپنے وطن مشہد
مقدس سے حاضر حضور ہوکر قصیدۂ مدحیہ سنایا دو ہزار روپیہ اور خلعت سے کامیاب ہوا اسی سال ایکروز
محفل ہمایون مین سکندر کا مذکور ہوا۔ یمین الدولہ نے کہا آج تک کسینے قول سکندر پر انگشت اعتراض نہین
اوٹھائی بادشاہ نے کہا کہ اگر اوسکی نبوت کا ثبوت پہونچا ہو کچھہ اعتراض نہین ورنہ مجھے دو اعتراض ہین
اول یہ کہ ایسا عقیل بادشاہ سفیر بنکر نوشابہ کے حضور مین گیا دوم دارا کے جواب مین اپنے باپ کو مرغ کہنا
کیا لایق شان کے بات ہے درحقیقت آواز خروس نے محل ہے جیسا کہ نظامی نے کہا ہے ؎ شدآن مرغ
کو خایہ زرین نہاد ؛ ایسی بات لایق شان سلطان نہین ہوسکتی

احوال چھٹوین سال کا مطابق ۴۲ سنہ ہجری

قلعہ گھانا کیری من مضافات صوبہ مالوہ نصیری خان کے حسن تدبیر سے مفتوح ہوا جشن شمسی انتہائے سال
الکتالیس اور شروع بیالیس کے منتظم ہوا۔ شاہزادہ داراشکوہ کی رسم ازدواج نادرہ بانو بیگم بنت جان بانو بیگم

جو سلطان مراد کی لڑکی تھی اور سلطان پرویز کی بی بی تھی عمل مین آئی میرزا ابو طالب نے تاریخ کہی تھی ع قران کردہ سعد
برج جلال ۔ اس تقریب مین دو لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ سرکار شریفہ خالصہ سے چھ لاکھ اور سرکار بیگم صاحبہ دختر کلان
بادشاہ سے ۱۶ لاکھ اور شاہزادہ دارا شکوہ کی سرکار سے دس لاکھ اور والدہ عروس نے دو لاکھ کی ساچق بھیجی
اور پانچ لاکھ کابین مقرر ہوا۔ اسکے بائیس روز کے بعد شاہزادہ شجاع کا نکاح مرزا رستم صفوی کی لڑکی
سے ہوا اسکی تاریخ یہ ہے ع مہد بلقیس بسر منزل جمشید آمد ۔ ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ رسم ساچق مین بھیجے
گئے اور دس لاکھ روپیہ کا جواہرات اور ظروف مرصع وغیرہ امیر بیگم صاحب کو اور سرکار ستی خانم نے شاہزادہ
کو دیا چار لاکھ روپیہ کابین مقرر ہوا۔ اسی سال مین چہتر بتخانہ مقام بنارس مین منہدم ہوئے جب نذر محمد خان
والی بلخ کا ایلچی مع تحفجات کے آیا اوہر سے تربیت خان ایک لاکھ کے قیمتی ہندوستانی تحفہ لیکر بلخ
کو روانہ ہوا اور مہابت خان اوسکا لڑکا اور خانزمان اور نصیری خان کی تدابیر سے فتح خان ولد ملک عنبر
حبشی سپہ سالار دکن نے عاجز ہوکر امان چاہی اور قلعۂ دولت کی کنجیان اولیاے دولت کے تفویض کین
خانخانان نے ایک گروہ کو ملک نظام الملک اور فتح خان کی حفاظت مین چھوڑا جو لڑکپن سے نیک و بد
کی امتیاز نکر سکے تھے جسوقت دونو کو حضور مین لائے نظام الملک قلعۂ گوالیار مین محبوس ہوا اور فتح خان
نے دو لاکھ کا سالیانہ حاصل کیا قلعۂ دولت آباد متانت اور استحکام مین زبان زد روزگار اور سلاطین
والا تبار کے مد نظر ہے ۲۶ ذی حجہ کو جب قلعۂ مذکور کی فتح کی خبر ملازمان شاہی کو ملی خانخانان اور اوسکے
لڑکے کو مشمول عنایت فرماکر سرفراز کیا نصیری خان خان دوران کے خطاب سے مخاطب ہوا اضافہ ہوکر منصب
پنجہزاری پایا اور ظفر خان احسن تخلص ولد خواجہ ابو الحسن اپنے باپ کی نیابت سے مستقل صوبہ دار کشمیر ہوگیا اور
صفدر خان چار لاکھ کے تحفجات سے ایران کی سفیری مین چلا اسی سال مین اخبار کابل سے اخبار ہوا کہ کسی عورت
نے ایسی لڑکی جنی جسکے دو سر تھے ایک بجای معینہ دومی بالاے ناف اور اسمین بھی آنکھ ابرو کان ناک منہ تھا
پیدا ہوتے چند نفس کے بعد گذر گئی اس سال مین شاہزادہ اورنگ زیب نے پندرہ برس کی عمر مین ہاتھی سے دستبرد
کی تفصیل اسکی یہ ہے کہ ہاتھیوں کی لڑائی ہوتی تھی ہر سہ شاہزادہ مامور ہوئے کہ گھوڑوں پر سوار ہوکر زیر جھروکہ
فارغ البال تماشا کرین ناگاہ عین تماشا مین ایک ہاتھی اپنے حریف سے فراری ہوکر جاو کیطرف بڑہا ہاتھی کے پہنچ کر
ہر ایک کی جمعیت حواس کی فرزین بندی ٹوٹی شاہزادوں نے بھی خانۂ امن کی راہ لی کسیکی یہ بساط نہوئی کہ نظر ملائے
مگر اورنگ زیب قایم رہا جب ہاتھی نے اوسکی طرف سر اوٹھایا اورنگ زیب کو شجاعت نے شہ دی جھپٹ کر
نیزۂ خارا دوز پیشانی فیل پر مارا فیل نے گھوڑے کو سونڈ مین لپیٹ کر زمین پر دے پٹکا اورنگ زیب نے [illegible]
کود کر ایک تلوار لگائی اسی درمیان مین اوسکا حریف آکر بھڑ گیا شاہجہان یہ دستبرد دور سے دیکھ رہا تھا۔

بمعائنہ شجاعت رستمانہ بہادری کا خطاب عطا فرمایا۔ اور طلاے خالص سے تول کر مستحقین کو خیرات ہوا
اس طلا کی پانچہزار اشرفی ہوتین تھین میرزا ابوطالب کلیم نے اس حکایت کو بڑے رتبات سے منظوم کیا ہے
۲۲ صفر کو بموجب التماس خانخانان کے شاہزادہ شجاع کو منصب دہ ہزاری ذات اور پانچہزار سوار اور
چھہ لاکھہ روپیہ عنایت ہوا انھین دنون مین صادق خان برنہ آصف خان نے رحلت کی تاریخ یہ ہے
ع دیگر نشود سفید صبح صادق ؛ شاہجہان نے بنابر پاس مراتب مخصوص جعفر خان جو کہ یمین الدولہ کا
داماد تھا اور بادشاہ کا ہمزلف اورنگ زیب کو جنازہ کے ہمراہ روانہ کیا اور جعفر خان کو خلعت خاصہ
اور چار ہزاری ذات اور دو ہزار سوار کا لطف ہوا اور دیگر اولاد کو بھی رعایت ہوئی جشن وزن قمری بابت
اختتام اور آغاز سال نو کے منتظم ہوا چونکہ یہ قاعدہ تھا کہ جب تک شاہزادے کسی خدمت پر سرفراز
نہون منصب نپاوین لہذا شاہزادہ شجاع نے جب مہم دکن کی اجازت پائی منصب پایا اور شاہزادہ
دارا شکوہ ہنوز ہزار روپیہ یومیہ پاتا تھا بادشاہ تو نہایت چاہتا تھا دُوری گوارا نہ تھی اور نہ یہ کہ بے منصب
رہے لہذا بارہوین ربیع الثانی کو منصب دوازدہ ہزاری ذات اور شش ہزاری سوار پر کامرانی دی
اور سرکار حصار بموجب قاعدہ مستمرہ بری تھی کو جاگیر ہوتی ہے اسکے تیول مین مقرر کی اور اسی سال اسلام خان
میر بخشیگری کے عہدہ پر مقرر ہوا تاریخ اسکی بخشی ممالک ہے

ساتوان سال ۱۰۴۳ھ

تیسری شعبان کو اکبر آباد سے جانب پنجاب نہضت ہوئی ۲۔ شوال کو دولتخانہ لاہور مین نزول ہوا سعید خان
صوبدار کابل جو ہنوز محروم ملازمت تھا اور فتح خان صاحب صوبہ ملتان دونو مشرف کورنش ہوئے
بادشاہ کی طبیعت درویشون سے زیادہ متوجہ تھی ۱۷۔ شوال کو میان میر کے کنج خلوت مین بجز تسبیح
اور دستار کے کوئی چیز نگذرانی اور ۱۹ کو شیخ بلاول کے خدمتین دو ہزار روپیہ نذر گذرانی اور حسب التماس
یمین الدولہ آصف خان کے مکان پر تشریف لاکر آبرو بڑھائی ۲۴ کو سیر کشمیر کو نہضت فرمائی مرحلے
سے قطع راہ ہوکر ۸ ذی حجہ کو دولت خانہ کشمیر مین قدم رونق بخش ہوئے اسی سال مین شاہزادہ
شجاع نے قلعہ پرینڈہ پر بہت کچھہ زور مارا مگر پیش نگیا آخر کار مہابت کی بموجب صلاح برہانپور کو واپس ہوا
جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی مہابت خان کو معاتب کیا اس قصور پر کہ بندگان شاہی سے متفق نہ تھا
اور شاہزادہ کو فتح قلعہ سے مجبور کیا اور شاہزادہ کو مع بندگان شاہی کے حضور مین طلب فرمایا اور حسب دستور
انجام سال و آغاز سال نو کا جشن ۲۳۔ ربیع الاول کو ویرناک جاکر دار السلطنتہ لاہور کو متوجہ ہوا اسی
قرب مین مہابت خان نے قضا کی مہابت سے جان دی اسکا نام زمانہ بیگ تھا معتمد خان نے مادہ تاریخ

یون لکھا ہی زمانہ آرام گرفت ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ اور سہ اسپہ منصب اور خانجہانی کا
خطاب تھا اسکی لاش دکن سے دہلی مین آکر دفن ہوئی

آٹھوان سال

پنجم جمادی الثانی کو لاہور منزل ہوا بالا گہاٹ کی صوبہ داری جوکہ سرکار دولت آباد و احمد نگر و پٹن و مرد
و خالیاپور و جیر و سنگمیر و فتح آباد مع توابع برار اور تمامی تلنگانہ وغیرہ سے مراد ہی اور جسکی جمع اوسوقت مین
یک ارب بیس کرور دام تھی خانزمان ولد خانخانان کو سپرد ہوئی اور پایان گہاٹ کی صوبہ داری خاندوران
کو ملی اوسکے عوض مین الہ وردی خان قراول بیگی مالوہ کا صوبہ دار ہوا ۷ - جمادی الثانی کو شاہزادہ
شجاع دکن سے آکر مشرف ملازمت ہوا اور ۳۰ - رجب کو شاہزادہ اورنگ زیب منصب دہ ہزاری
ذات اور چار ہزار سوار سے سربلند ہوا اور چوتھی رجب کو تربیت خان جسکا جانا پدر محمد خان والی
بلخ کے پاس پیشتر لکھا گیا ہی واپس آیا منجملہ تحایف کے جو ہمراہ لایا تھا ایک مصحف تھی ملک شاد خانم
کی لکھی ہوی یہ عورت بنت محمد سلطان میرزا ابن جہانگیر مرزا ابن صاحبقران امیر تیمور گورکان کی تھی وہ
مصحف کمال عمدگی مین بخط ریحان تحریر اور خاتمہ پر حسب ونسب واضح مرقوم تھا شاہجہان اس تحفہ
سے نہایت خوش ہوا ۷ - شعبان اکبر آباد کو عزیمت ہوئی ۲۶ ماہ رمضان کو واقعہ موضع ملول - دختر
سلطان پرویز کے شکم سے شہزادہ داراشکوہ کے لڑکا پیدا ہوا جسکا نام سلیمان شکوہ رکھا گیا اسکے اکیہ تیہ
تضاعف کرنے سے تاریخ نکلتی ہی ۱۳ - شوال کو اکبر آباد مین نزول ہوا بتقریب جشن نوروزی کے
اوس تخت مرصع پر جلوس جسکا طول کچھہ زیادہ تین گز اور عرض ڈھائی گز اور ارتفاع پانچ گز تھا
سات برس مین ایک کرور روپیہ کی لاگت سے بنا تھا جس پنجہ پر کہ پشت پناہ کرتے ہین دس لاکھہ تومہ
صرف ہوا تھا جملہ جواہرات سے جو اس تخت مین تعبیہ تھا ایک لعل قیمتی لاکھہ روپیہ کا تھا جوکہ شاہ عباس
ماضی نے رسل سگ کی معرفت جہانگیر کو تحفہ بھیجا تھا اور جہانگیر نے فتوح دکن کے جلدو مین شاہجہان
کو عطا فرمایا تھا اول وہ امیر تیمور کے ہاتھہ لگا اوسپر مرزا شاہرخ اور مرزا الغ بیگ اوسکے لڑکے نانی
کا نام کندہ تھا جب شاہ عباس کے پلے چڑھا اپنا نام کندہ کرایا جب شاہ جہانگیر کے حضور مین آیا
انکا نام مع والد رضوان مقام کے مزین ہوا آخر نام شاہجہان کا لکھا گیا اور اس تخت پر نصب ہوا
تخت مذکور کی تاریخ محمد جان قدسی نے یون ترتیب دی ہی ؎ چو تاریخش زبان پرسید از دل ؛
بگفت اورنگ شاہنشاہ عادل ؛ دیگر ؎ سریر ہمایون صاحب قرانی ۱۰۴۴ اس سال یمین الدولہ
آصف خان کو خانخانانی اور سپہ سالاری ملی اور اسکے مکان پر بندگان شاہی کا نزول ہوا اب

اس جشن مین یمین الدولہ کیطرف سے پانچ لاکھ روپیہ اور دیگر امرا اور شاہزادون کیطرف سے نذر ہوا۔ بادشاہانہ الطاف سے بھی ہر ایک مشمول ہوا نجابت خان نے قلعہ شیر گڈھ کو جو ولایت سری نگر کی سرحد پر ہی فتح کیا اور حصار کالپی قبضہ مین لاکر قلعہ سانیور پر بھی متصرف ہو گیا جب گنگا اور ہردوار سے پار اوترا خبر پائی کہ کسی گروہ نے رہگذار اوس ملک کی مسدود کی ہے مستعد پیکار ہین لہذا اونکے سر پر پہونچکر نے محابا جنگ شروع کی اکثرون کو قید کرلیا۔ تب تو سردار کو دور کی سوجھی مارے ڈر کے پیغام دیا اور دس لاکھ روپیہ بادشاہ کو اور ایک لاکھ روپیہ مہابت خان کو دینے کہا آخر شرط یہ ہوئی کہ جب تک شرط ادا ہو قیام اسی مقام پر رہے اس گفتگو سے فریب کہا یا کہ بسبب اقامت دراز کے لشکر کو غلہ وجی کی تنگی ہوگی اور برسات جو شروع ہوئی گہبراکر ٹھہر نہ سکین گے آخر یہی حال ہوا کہ خانصاحب کی بے تدبیری سے ناکامی نے مُنہ دکھلایا لاکہ کا گہر لیکے مین ملایا جمع کثیر ماری پڑی جب بادشاہ کو اس نادانی کی خبر ملی منصب چہین گیا میرزا خان نبیرہ خانخانان عبد الرحیم کو فوجداری عطا ہوئی اسی سال ججہار سنگہ بندیلہ مع اپنے لڑکے بکرماجیت کے باغی ہوا عبد اللہ خان بہادر اور سید خانجہان اور خان دوران بہادر اوسکے استیصال کو معین ہوئے اور اس خیال سے کہ باہم نفسانیت کرکے کار سرکار مین خلل انداز ہون شاہزادہ اورنگ زیب کو اس فوج کا سردار بنایا اور حسب قاعدہ جشن وزن انجام سال چہل وپنجم و آغاز چہل وششم ہوا اور دریافت کیفیت ملک کو مخصوص تازہ مفتوح کے انکشاف حال کو واقع ۱۰ ربیع الثانی کو سواری برتہ عازم دولت آباد ہوا اس عزیمت کی تاریخ ۹ بادشاہ جہان ابن مظفر مبارکباد ہے سرداران فوج نے جو بندیلہ کے گوشمال پر مقرر ہوئے تھے ججہار سنگہ اور بکرماجیت کو کسی جنگل مین پاکر قتل کیا اور دونو سرکشون کے سر بمقام سہور حضور شاہی مین آئے ایک کرور روپیہ نقد اور بیس لاکہہ کا ملک ضبط ہوا عرایض اورنگ زیب سے اودھر کی کیفیت سرو شکار کی کثرت نشاء بہشت شاہی ۵ اجمادی الاولے کو موضع باڑی سے اودہر کو مصمم ہوئی

سال نہم ۱۰۴۵ ہجری

۲۵ جمادی الاولے کو نواحی اندوجہ مین داخل ہوئے نرسنگہ دیو جد بکرماجیت پدر ججہار سنگہ کا بنایا ہوا مندر کہود اگیا ۳ رجب کو شاہزادہ اورنگ زیب دہامونی سے معاود ہوکر مشرف ملازمت ہوا ۵ شعبان کو لشکر شاہی دریاے نربدا سے پار ہوا دوسری شعبان کو برہانپور کے شکار گاہ سے بالا گہاٹ کو متوجہ ہوئے دولت آباد کے قریب خانزمان ولد مہابت خان صوبدار نے ادراک کورنش کی حاصل شاہ

ادائے پیشکش مقررہ مین تہاون کیا تھا اور قطب شاہ بھی کچھ سازش رکھتا تھا۔ لہذا مکرمت خان کو جسکا نام ملازم شد
اور مدت مدید تک مہابت خان کے ہمراہ رہا تھا مع فرامین امید وبیم کے بیجاپور اور شیخ عبد اللطیف دیوان تن کو گلکنڈہ
کی رخصت دی۔ اور ساہو بھوسلہ باوجود اسکے کہ اوسکا نظام شاہ آقا قلعہ گوالیار مین قید تھا۔ کسی لڑکے کو اوسکے
خاندان سے لا کر نظام شاہ کے لقب سے بوجہ حصہ ملک پر متصرف ہوا تھا لہذا عساکر منصورہ اوسکی تنبیہ پر مامور ہوا اور قلعہ جنیر
اور سنگمیر اور باسک اور ترمک کی تسخیر پر شایستہ خان کو حکم ہوا۔ معروض ہوا کہ چھ قلعہ مین ساہو اور دو مین بھوجل
اور چھ دیگر قلعہ مین اور فتنہ پرداز لوگ متصرف ہین اور وہانکے زبردستون پر زبردستیان کرتے ہین لہذا الہ وردیخان کو
حکم ہوا کہ انکے تسخیر کی فکر کرے نیز ظاہر ہوا کہ عادل خان ساہو کی دلجوئی مین موافق ہے۔ لہذا سید خانجہان کو مع
مع دس ہزار سوار کے رخصت پائی کہ رندولہ کو جو عادل خان کیطرف سے ساہو کی مدد پر آئین ہین متفرق کر دے
اور لوٹ مار کے ملک بیجاپور کو ویران کر دے۔ الہ وردیخان اور شایستہ خان نے بعض بعض قلعہ فتح کر لیے اور جیسا حال دیکھا
درگاہ شاہی مین عرض کیا۔ اور وہ قلعہ بندگان بادشاہی ہوتا رہا اور قلعجات اولیاے دولت قاہرہ کے ہاتھ آتی ہی
شایستہ خان سنگمیر کو چلا اوسکے پرگنات کو فرزندان ساہو وغیرہ کے قبضہ سے نکالا شیخ فرید ولد قطب الدین خان کو ناسک
کی تہانہ داری پر اور احمد خان کو ڈنڈوری اور احمد حضد کو انگولہ اور باقی سرگروہ تابینان یمین الدولہ کو جنیر بھیجا اور خان زمان کو
حکم ہوا کہ احمد نگر مین چلا آوے جسوقت وہ قاصد حضور تھا اثناے راہ مین معلوم ہوا کہ ساہو کا لڑکا جنیر گیا ہے پانسو آدمی کو
بھیجا اور ان لوگون نے وہان پہونچکر شہر کو اوسسے حاصل کیا چونکہ ساہو کے عیال حصار مین تھے باپ مدد کو جنیر کو
آئے اور ہنگامہ رزم گرم ہوا۔ شایستہ خان نے نہایت جلد پہونچکر مقہورون کو مغلوب کر دیا اور سنگمیر اور جنیر مع ستر
پرگنے کے داخل ممالک محروسہ ہوا۔ اور شایستہ خان روانۂ حضور ہوا خاندوران جب قریب اودگیر کے پہونچا یہ حکم ہوا
کہ بیدر کیطرف سے عادل خان کے ملک مین جاکر غارت کرے اور سید خانجہان کو بھی حکم ہوا کہ شولاپور سے جاکر وہان بھی
خاندوران بموجب حکم لوٹ کھسوٹ کر فیروز آباد کو جو بیجاپور سے ۱۲ کوس ہے چلا گیا اسی ضمن مین مکرمت خان کا نوشتہ آیا
کہ عادل خان نے اطاعت قبول کی لہذا حسب الحکم اوس ملک کی خرابی سے ہاتھ اوٹھایا حکم ہوا کہ اوسکے قلعہ اودگیر قلعہ
کی کشایش کرین۔ سید خانجہان نے قلعہ شولاپور تسخیر کرکے لوٹتے وقت اندولہ سے مقابلہ کیا اور وہ اس لڑائی مین
زخمی ہوا اور خانزمان احمد نگر سے جنیر کو روانہ ہوا اور قلعہ جنیگ خان کہ چاکر کونڈہ کی تسخیر پر روانہ فرمایا وہانکے لوگون نے امان
چاہی قلعہ حوالہ کر دیا خانجہان کو حکم پہونچا کہ عادل شاہ کی ولایت خراب اور ساہو کی تادیب کرے حسب الحکم تعمیل ہوئی
قلعہ اودگیر اور اوسا پر قبضہ ہوا اور ساہو کو شکست دی جسوقت دریاے بھیمرہ پر نزول ہوا خانزمان کے نام فرمان صادر ہوا
کہ عادل خان کو روانۂ حضور کرے تاکہ بالمشافہ تسخیر جنیر وغیرہ کے باب مین ارشاد ہوا اور حسب التماس عادل خان کے عہدنامہ مزین
بپنجۂ شاہی مصحوب محمد حسین سلدوز کے بھیجا گیا اسی زمانہ مین شیخ عبد اللطیف سفیر نے گولکنڈہ سے مراجعت کرکے نقد و جنس

قیمتی چار لاکھ کا مع شیخ طاہر ملازم قطب الملک کے حاضر درگاہ کیا۔ اور جو کچھ ہنگام مقام خود پایا تھا وہ بھی نظر گذرا
خطبۂ شاہجہانی گولکنڈہ میں پڑہا گیا۔ ۱۰ صفر کو مانڈو کا عزم ہوا۔ اور مکرمت خان نے بھی بیجاپور سے آکر شرف قدمبوس حاصل کیا
اور پیشکش عادلخانی گذرانا شاہزادہ اورنگ زیب کو ملک دکن کی ایالت مرحمت ہوئی اور وہ دولتآباد سے رخصت ہوا جشن وزن قمری انقضا اور آغاز سال کا
حسب دستور ہوا۔ جب بارش کا موسم منقضی ہوا ۱۶ جمادی الاولی کو جیل گھاٹی چانده کے راستے دار الخلافت کی عزیمت ہوئی اور وسط اور دو دیگر چانده دران فتح کیے

نقل عنوان فرمان موسومۂ قطب الملک

ایالت و امارت پناہ ارادت و عقیدت دستگاہ عمدۃ الامجاد کرام سلالۃ الاکارم عظام نقاوۂ خاندان عز و علا عضادۂ دودمان مجد و اعتلا زبدۂ مخلصان صلاح اندیش خلاصۂ مستحقان سعادت کیش مورد الطاف شاہنشاہی مصدر ارباب خیر خواہی جوہر مرآت صفا و صفوت فروغ ناصیۂ دولت و رفعت سزاوار عاطفت بیکران المخصوص بعنایت الملک المنان قطب الملک بشمول عنایت پادشاہانہ مستظہر بودہ بداند۔

نقل عنوان عہدنامۂ موسومۂ عادلخان

ایالت و شوکت پناہ عدالت و نصفت دستگاہ زبدۂ ارباب دول عمدۂ اصحاب ملل خلاصۂ مریدان عادلخان بوفور عنایات پادشاہانہ مکرم و مستظہر بودہ بداند

سال دہم سنہ ۱۰۴۶ ہجری

۷ رجب کو بادشاہ نے اجمیر کو نہضت فرماکر تالاب اناساگر کے کنارے پر مخیم اجلال ہوا اور دولتخانہ سے پیادہ پا جاکر خواجہ معین الدین
کے مزار کی زیارت فرمائی۔ دس ہزار روپیہ خدمۂ مزار کو عطا ہوا بعدہ اوس مسجد میں تشریف لایا جو بروقت لوٹنے خیبر سے رونق کے
عقب میں بنیاد ڈالی گئی اور چالیس ہزار روپیہ کے خرچ سے طیار ہوئی تھی مصرع قبلۂ اہل جہان شد مسجد شاہجہانی تاریخ
بنای مسجد ہے۔ اس سال میں خاندوران اور سید خانجہان دونو کا اضافۂ منصب ہوا پنجہزاری منصب اور پنجہزار سوار اضافہ ہوئے
اور ۱۸ شعبان کو رایات عالی آگرہ میں منور ہوئے اوسی مہینے کی ۲۹ تاریخ کو ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کی ساچق شاہنواز خان
صفوی کے گھر بھیجی گئی جسکی لڑکی اورنگ زیب کے واسطے منگی تھی اور سلخ ذی قعدہ کو اورنگ زیب شادی کے لیے دولت آباد سے
روانہ ہوکر باغ نور منزل میں آیا شاہجہان نے کمال عاطفت سے طالب املی کی رباعی لکھکر اسکے پاس بھیجی **رباعی** بازم زدہ
اگر زود روائی چہ شود یا تاختہ پیش از خبر آئی چہ شود زود آمدنت نظر بشوقم دیرست ؛ از زود اگر زودتر آئی چہ شود ۷ بکم
ذی حجہ کو شاہزادہ مراد بخش اور یمین الدولہ آصف خان اور خاندوران بہادر اور علامی افضل خان وغیرہ دیرینیان نے
حسب الحکم استقبال کو پیشقدمی کی اور اورنگ زیب نے ملازمت پدر حاصل کی۔ اور حسینی ایران کی سفیری پر مرخص ہوا
اور شمشیر مرصع اور متکائے مرصع قیمتی پچاس ہزار روپیہ کا مع دیگر تحایف کے شاہ صفی کے واسطے روانہ کیے حسب
ساعت اختیار فرمودہ آئی برخلاف شادی دیگر شاہزادون کے دس لاکھ روپیہ نقد عنایت فرمایا تاکہ لوازم شادی کا
سرانجام کرے ۲۳ کو شاہنواز خان کے مکان سے حنبدی لائے۔ بعد حنابندی خلوتخانۂ خاص میں منعقد ہوئی ۳ تاریخ
شنگل کی رات کو عقد کی ساعت تھی حسب الحکم شاہزادہ مراد بخش اور یمین الدولہ وغیرہ جمیع امرا شاہزادہ کی خدمت میں

شاہ نواز خان کے گھر تشریف لیگئے اور اخیر شب کو بادشاہ خود بدولت بھی شاہ نواز خان کے مکان پر قدم رنجہ فرما کر شاہ نوازی عمل مین لائے اور یہ احترام اس سبب سے تھا اول یہ کہ نسب شاہ نواز خان کا سید البشر سے اور باعتبار دنیا سلطان سلیمان شان شاہ اسمعیل صفوی قہرمان ایران سے ملتا تھا دوم اپنے فرزند رشید کی دلجوئی بھی منظور تھی القصہ بادشاہ کے روبرو نکاح ہوا چار لاکھ روپیہ کابین مقرر ہوا مرزا ابوطالب کلیم نے تاریخ اس جشن کی یون کہی ہے ؎ دو گوہر بیک عقد در ان کشیدہ ۔ ۲۹ کو حضرت شاہجہان اورنگ زیب کی حویلی مین تشریف لائے۔ یہ وہی حویلی ہے جہان بادشاہ ایام شاہزادگی مین رہتے تھے اور بعد جلوس اورنگ زیب کو عطا فرمائی تھی۔ اسی زمانہ مین پرتھوپت زمیندار جمو کا پردہ کھل گیا ظاہر ہوا کہ یہ شخص شاہ قلیخان فوجدار کو مکر و فریب سے زک دیا چاہتا تھا بالآخر شاہ قلیخان کے آدمیون کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور شاہ قلی مورد عنایت خسروانہ ہوا۔ انھین دنون مین عبداللہ خان کو حکم ہوا کہ پرتاب اوجین والے کو سزا دے پرتاب قلعہ بھوجپور مین محصور ہوا تھوڑے عرصہ مین وہ قلعہ مع دیگر قلعجات کے مسخر ہوا پرتاب بیتاب ہو کر بھاگا جب کسیطرح تاب مقاومت نپائی مقابلہ مین آکر تب و تاب کرنے لگا آخر کو جان دی ۔ دہم ربیع الثانی کو اورنگ زیب دولت آباد کو مرخص ہوا ظفر خان احسن کی حسن تدبیر سے چند قلعہ تبت کے کشود ہوئے

سال یازدہم سنہ ۱۰۴۷ ہجری

لال خان کلاونت جو بلاس خان ولد تانسین کا داماد اور اپنے فن کا یگانہ تھا عطاے خلعت اور خطاب گن سمندر سے سرفراز ہوا اسکے چار فرزند دلبند تھے سب سے افضل خوشحال خان اور بسرام خان تھے چونکہ قندھار بسبب اضطرار مرزا مظفر حسین صفوی برادرزادہ شاہ طہماسپ والی ایران کے جلال الدین محمد اکبر کے قبضہ مین آگیا تھا اور شاہ عباس کو چندروز تک کسی تفرقہ عظیم سے جو ایران مین واقع ہوا تھا نوبت اسکے بازگشت ہاتھ ہندوستانیون سے نہ پہونچی ان لوگون نے قندھار کو اپنا ملک محروسہ سمجھکر بڑی کوشش کی مگر شاہ عباس نے پینتالیس روز کے محاصرہ مین فتح کر لیا اور گنج علیخان کے سپرد کر کے قندھار کی سرداری عطا فرمائی اور خود اپنے دولت کدہ کو واپس گیا۔ ہمیشہ یہان کے بادشاہون کو قلعہ مذکورہ کے تسخیر کی تمنا رہی مگر میسر نہوا۔ اب شاہجہان نے اپنے گیارہوین سال جلوس مین کابل کے صوبدار سعید خان کو تحریر فرمایا کہ اوسکے فتح کرنے مین کوشش کرے اوسنے اوسکا فتح کرنا اپنی تاب طاقت سے باہر دیکھکر لابہ گری اختیار کی ذوالقدر خان کو علیمردان خان کے پاس جو بعد گنج علیخان اپنے باپ کے وہانکا حاکم تھا بھیجا اور چاہا کہ لالچ دکھلا کے پھانسے علیمردان خان نے شاہجہان کے ارادہ سے اپنے بادشاہ شاہ صفوی کو اطلاع دی شاہ ایران نے علیمردان خان کی عرض پر خیال کیا کہ اپنی گرمی بازار کو یہ شرر پاشیان کرتا ہے پس اوسپر خفگی فرمائی بلکہ اپنی مجلس مین کہا کہ ایسے دراندازکو مع عیال و اطفال کے سزا کرنا چاہیے اور اسی قصد سے سیاوش قوللر آقاسی کو قندھار پر متعین فرمایا علیمردان خان نے اپنے ہوادارون کی تحریر سے بیام پرستش شاہجہان کی عرضی کی کہ فدوی قلعہ قندھار کو تفویض ملازمان شاہی کر کے حاضر حضور ہوا چاہتا ہے اور سعید خان صوبدار کابل کو لکھ بھیجا کہ مدد

انتظار ورود جواب کے اسطرف کو قدم زن ہوا اسنے اس مژدۂ جانبخش کو تائید غیبی سمجھکر جلد عرضی تو حضور مین روانہ کی
اور عوض خان اور محمد شیخ اپنے لڑکون کو جلدتر روانہ کرکے عقب سے خود بھی مع لشکر بیکران روانہ ہوا بادشاہ نے اس جری
قلیچ خان کو اضافہ کرکے بعہدہ پنج ہزاری پنجہزار سوار کے قندہار کی صوبہ داری پر روانہ فرمایا اور اس خیال سے کہ ایرانی فوجین
ضرور چڑھینگی شاہزادہ شجاع کو مع فوج کثیر مدد پر روانہ کیا سعید خان نے قندہار پہونچتے قلعہ مین دخل کر لیا اور علی مردانخان کے
کہنے سے سوچا کہ جبتک سیاوش قوللراقاسی کا فتنہ و فساد رفع نہوگا ہرگز رعایا یہان کی مطیع نہوگی اسواسطے علی مردانخان
کی اعانت مین سیاوش قوللراقاسی سے عزم جنگ رکھتا تھا آخر آٹھ ہزار سوار لیکر موضع بحری مین جہان سے اوسکا
لشکرگاہ نزدیک قندہار کے تھا روانہ ہوا سیاوش بھی بہمراہی قلیل فوج سے مقابل ہوا مگر شکست کھائی لیکن بنابر حفاظت
قلعہ داری کے روشن سلطان کو مع چند بندوقچیون کے حصار زمینداور مین چھوڑا سعید خان نے اسکے جلدو مین
منصب ششہزاری ششہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ اور خطاب بہادر ظفر جنگ کا حاصل کیا اور فرمان صادر ہوا کہ قندہار
مین توقف کرکے اوس قلعہ کی تسخیر پر ہمت چست کرے جسوقت قلیچ خان پہونچے قلعہ قندہار اوسکو سپرد کرکے علیمردانخان کو
اپنے لڑکے محمد شیخ [illegible] کے ہمراہ روانہ حضور کرے پس بعد آنے قلیچ خان کے علیمردانخان روانہ کابل ہوا اور قبل پہونچنے
شاہزادہ شجاع کے کابل پہونچا شاہزادہ شجاع نے پہونچکر بہت سی عنایات فرمائی بعد چندے درگاہ شاہی کو روانہ ہوا
اور قلیچ خان نے جلدتر پہونچکر حصار زمینداور کو مسخر کیا اور بعد ضبط مداخل و مخارج کے قلعہ بُست کے فتح کا عزم کیا
جب محرابخان قلعدار پر عرصہ تنگ ہوا بعد لینے امان نامہ کے عراق کو چلا گیا تمام ولایت اور قلعجات قندہار کے فتح ہوگئے
اس سال مین آشامیون نے حصون معسکر پر شبخون کیا اور دو قلعہ پر متصرف ہوگئے سرداران لشکر اس ماجرے سے آگاہی فرماکر
متوجہ ہوئے اور دو پہر کے عرصہ مین پندرہ حصار اونکے مسخر فرمائے اور چار ہزار آشامی سے زیادہ قتل اور مرزبان آشام کا
داماد مع ہمراہیون کے قید ہوا اور بعد فتح پانسو جنگی کشتیان ہاتھہ لگین اور تمام محال کوچ کے زیر قبضہ ہوئے اور [illegible]
راجہ بلدیو جو شورش گذار گہاٹیون مین جا چھپا تھا مع لڑکے کے اوسطرف بیمار ہوکر جان بحق ہوا اور اسلام خان صوبہ دار
بنگالہ منصب و خلعت سے معزز فرمایا گیا سلخ ذی قعدہ کو نوروز ہوا امرا لوگون کی عزت اور توقیر بڑہائی گئی علاوہ افضل خان کے
ہفت ہزاری اور علیمردان خان جو زمرۂ دولتخواہون مین ہوکر کابل پہونچا تھا ہفتہزاری اور علم و نقارہ سے سرفراز ہوا
اسی زمانہ مین راجہ گجسنگہ راٹہور جو جمیع ہندی راجاؤن مین بسبب خیرخواہی اور جانفشانی کے ممتاز تھا [illegible]
اور اوسکا بیٹا جسونت سنگہ بموجب التماس پدر کے منصب چار ہزاری [illegible] اور راجگی کے خطاب سے سربلند اور اسکا بڑا بھائی
امرسنگہ جسے [illegible] ہزاری منصب اور راؤ کے خطاب سے سرفراز کیا گیا [illegible] کے سبب [illegible] ہوا
جو گجسنگہ کو جسونت سنگہ [illegible] ظفرخان حسن کی سعی سے تبت [illegible] مملکت محروسہ مین داخل ہوئے [illegible] اسی
سال مین یادگار بیگ جعفر [illegible]

انھیں دنون مین شاہزادہ اورنگزیب کی سعی سے ولایت بگلانہ وغیرہ قلعجات مفتوح ہوئے ۷ ربیع الثانی کو اکبرآباد سے لاہور کی عزیمت ہوئی

سال دوازدہم سنہ ۱۰۴۹ ہجری

پندرہویں رجب کو دولتخانہ لاہور مین نزول اقبال ہوا اوسی روز بموجب ارشاد اعالی کے معتمد خان میر بخشی اور تربیت خان بخشی دوم نے بیرون در دیوان عام تک استقبال کرکے علی مردانخان کو حضور مین لائے اور بعنایت خلعت خاصہ اور چار قب طلا اور جیغہ اور خنجر مرصع اور منصب شش ہزاری ذات وسوار اور دو اسپ اور چار زنجیر فیل خاصہ سرفراز ہوکر کشمیر کی ایالت پر مقرر ہوا۔ اسی سال مین صفدرخان ایران کی سفارت سے واپس آکر مشرف ملازمت ہوا۔ اور صفدرخانی پیشکش پانسو عراقی گھوڑے مع دیگر نفایس لایق نظر سے گذرانے اونمین چارسو گھوڑے قبول ہوئے۔ اور دیگر نفایس جو قبول ہوئے پانچ لاکھہ روپیہ کے قیمتی تھے۔ اسنے ایسی خدمتگذاری کی کہ شاہ ایران اسکی مقامگاہ مین تشریف لایا نوہزار تومان نقد اور اسی گھوڑے بدفعات عنایت فرمائے۔ اس سال مین داراشکوہ کا اضافہ ہوکر بست ہزاری اور دہ ہزار سوار سے مفتخر ہوا۔ اور شاہزادہ شجاع پانزدہ ہزاری اور نیز محمد اورنگ زیب کا بھی اسیقدر اضافہ عمل مین آیا۔ اور شاہزادہ مرادبخش نے جو اوسوقت تک پانسو روپیہ یومیہ پاتا تھا دہ ہزاری اور چار ہزار سوار کا منصب پایا۔ سیف خان محافظ اکبرآباد کو حکم ہوا کہ شاہزادہ شجاع کی طرف سے بنگالہ جاوے کیونکہ اوسکی تیول مین بنگالہ مقرر ہوا اور راجہ جسونت سنگہ منصب پنجہزاری پر سرفراز ہوا۔ اور یادگار بیگ سفیر ایران مرخص ہوکر ساز وسامان سفر کیواسطے لاہور مین مقیم ہوا اور دوبارہ ملازمت شاہی حاصل کی۔ روز ملازمت سے رخصت کے دن تک ڈھائی لاکھہ روپیہ کی نقد وجنس عطا ہوئی۔ اور واسطے دارائے ایران کے صراحی اور پیالہ اور رکابی مرصع جسکی قیمت پچاس ہزار روپیہ تھی بھیجی گئی انھیں دنون مین شایستہ خان پٹنہ کی صوبداری پر اور عبداللہ خان بوندیلہ کے گوشمال پر مقرر ہوئے۔ اور علامہ افضل خان جو دیوان اعلی وزیر الممالک کا تھا بیمار ہوا۔ اور خود بدولت نے اوسکی عیادت کی۔ آخر ۱۲ ماہ رمضان کو مقام لاہور مین جان بحق تسلیم ہوا۔ یہ شخص جامع فضایل شیرازی الاصل تھا۔ خواص شاہی کہتے ہین کہ اکبر بادشاہ فرماتا تھا کہ افضل خان نے کبھی کسیکی بدی نہ کہی اسکی عمر ستر برس اور اٹھائیس برس ملازم شاہی رہا لاولد مرگیا۔ اسنے اپنے بھتیجے عنایت اللہ خان کو جسکا خطاب عاقل خان آخر زمانہ مین ہوا متبنی کیا تھا اسکی رحلت کی تاریخ یہ ہے ؎ زخوبی بردگوئے نیکنامی ؛ اسکا مقبرہ دریائے جمن کے مقابل مین ہے۔ اس واقعہ کے بعد اسلام خان کو حکم ہوا کہ بعد پہونچنے سیف خان کے حاضر حضور ہو ۹ صفر کو شاہ شجاع کابل سے حاضر دربار ہوا۔ چونکہ اسکی عورت میرزا رستم صفوی کی لڑکی فوت ہوگئی تھی اعظم خان کی لڑکی کی درخواست کی گئی اور آخر تاریخ اس ماہ کو شاہزادہ نے انتظام بنگالہ پر رخصت پائی اوسی مقام پر ازدواج بھی ہوا اسی سال مین لاہور سے کابل کو عزیمت شاہی عمل مین آئی ۲۰ محرم کو کابل پہونچکر وہان کے صوبدار کو ہزارجات کی گوشمالی پر معین فرمایا اور ۲۰ ربیع الثانی کو لاہور کیواسطے کابل کو معاودت ہوئی

تیرہواں سال سنہ ۱۰۴۹ ہجری

۱۲ جمادی الثانی کو دار السلطنۃ لاہور میں دخول ہوا۔ علیمردان خان نے کشمیر سے آکر ملازمت حاصل کی اور اصل
و اضافہ ملاکر ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب ملا اور صوبہ داری لاہور کی بھی کشمیر کے ضمیمہ میں عطا ہوئی ممتاز محل
کی والدہ نے رحلت کی۔ بادشاہ بتقریب تعزیت آصف خان کے مکان میں رونق افروز ہوا۔ ۶ رجب کو اسلام خان
بنگالہ سے آکر دیوانی کل پر معزز ہوا۔ اول بخشی گری تھا۔ پہلی شعبان کو شاہ شجاع کے فرزند ارجمند بمقام اکبر نگر تولد ہوا
جسکا نام سلطان زین الدین رکھا گیا اسی سال میں کملوجی نوکر نظام الملک جو درگاہ عالی میں رجوع ہوا تھا نئے سر سے مخالف
بنکر عادل خان کے پاس چلا گیا لیکن وہاں ٹھہرنے نپایا۔ بلکہ شاہزادہ اورنگ زیب کی دستگیری سے سیدھا اقلیم عدم کو
سدھارا۔ طرفہ ماجرا یہ ہے کہ عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ صوبہ دار بہار کے سخت زبانی سے درمیان عبد الرحیم اوزبک کے
ناسازگاری ہوئی عبد الرحیم نے اوسکی مصاحبت موجب مضرت سمجھی چند روز بشر مردہ دل رہکر گونگا بنگیا ایک سال تک
خلوت اور جلوت میں زبان بند کر لی حتی کہ اوسکی بی بیان بھی سچ مچ گونگا سمجھنے لگیں آخر ایکسال کے بعد بذریعۂ اخبار
حضور والا تبار میں اظہار ہوا فرمان حضار کا اصدار ہوا اوسوقت عبد الرحیم نے خاکبوسی آستانۂ دولت کے بعد ساری
حقیقت زبان بندی کی عرض کی اور لوگون کو اپنے گنگ ہونے سے حیران کیا نوین شعبان کو اورنگ زیب کی عرضی
اثنائے راہ سے جب دولت آباد جاتے تھے مدین نوید شرف ملاحظہ میں گذری کہ ایزد دادار نے فرزند ارجمند عطا فرمایا۔
حضرت نے اوسکا نام سلطان محمد رکھا اسی سال حمزہ نے جو کہ حکام خراسان کی طرف سے سیستان کا حاکم تھا اپنے
آدمی بھیجکر قلعہ بست کو مفتوح کیا دوبارہ ہندیون نے ہجوم کرکے مردمان حمزہ سے قلعۂ مذکور چھینکر اپنے تصرف میں
کر لیا عیدل نامی جو کسیقدر قندھار کی ریاست رکھتا تھا اور ہندیون کے نزدیک حمزہ سے محبت بموجب حکم بادشاہی
سزایاب ہوا ۱۵ ماہ رمضان کو محمد اورنگ زیب فخر اندوز ملازمت ہوا اسی سال میں واقع ارک اکبر نگر آتش لگ اوٹھی
شاہزادہ شجاع کے جملہ کارخانے اور پچھتر آدمی خدمۂ محل جلکر انبار خاکستر ہوگئے ۲۵ شوال کو بادشاہ روانۂ کشمیر ہوا ۸ ذیقعدہ
کو شاہزادہ اورنگ زیب نے دولت آباد کی رخصت پائی۔ ۹ ذیحجہ کو مخیم شاہی عرصۂ کشمیر میں ہوا اور طرائف واپس آکر
باریاب حضور ہوا یہ شخص عربستان اور روم ہوتے ہوئے قیصر روم کو خط اور کمر مرصع پہونچا کر مع ارسلان آقا روم کے
سفیر کے واپس ہوا تھا پچاس راس گھوڑے بابت خرید اور دو گھوڑے اپنی طرف سے اور نو گھوڑے محمد بادشاہ
حاکم الجبا کی جانب سے نذر گذرانے اور فدائی خان کا خطاب ملا اور ارسلان آقا نے قیصر روم کا خط مع گھوڑے
سب نام کے پیش کیا بادشاہ کشمیر کی سیر سے دلخوش ہوکر سنگ سفید کی سیر کو نہضت فرما ہوا بوقت معاودت
غیر موسم کے نہایت شدت سے بارش ہوئی راہو مین اسقدر کیچڑ و دلدل ہوا کہ مسافر ہم کے پیر پھسلائے جاتے تھے۔
غیرون کا کیا ذکر خود بادشاہ نے چھ پہر میں چار کوس طی کیے رات کو قیام ہوا تین اتھون اس شرذمے منہ کا زور رہا

کہ دریاے بہٹ اور ول کے کنارے کے مکانات تخمیناً چار ہزار نقش برآب ہوے۔ جانسپار خان فوجدار بہیرہ کی عرضداشت سے واضح ہوا کہ اوسکے پرگنہ کے چار سو اڑتس دیہات مین سے ۲۰۴ سلامت رہے باقی بارش کے ہمراہی مین اوسکے دوڑ سے خاک تک نشان نہ ملا اور پرگنہ خوشاب مین بجز دو موضع کے کہ دامن کوہ پر تھے علامت تک باقی نرہی۔

چودھوان سال سنہ ۱۰۵۰ ہجری

۷۔ جمادی الثانی کو کشمیر کی شرقی سیر کرکے لاہور کو عزم فرمایا۔ ارسلان آقا نصیر روم نے ابتداے ورود سے روز رخصت تک تیس ہزار روپیہ اور ایک مہر وزنی سو تولہ اور ایک روپیہ بھی اسی وزن کا مع دیگر عنایات سے سرفرازی پائی۔ اعظم خان صوبہ دار گجرات کا پیشکش جواہر وغیرہ مع تیس راس گھوڑے کے نظر انور سے گذرا۔ اس شخص نے بایدو شاید انتظام کیا۔ جام اور بہارا زمینداروں کی اچھی تادیب کی جام کی دار الضرب جسمین محمودی کا سکہ تھا موقوف کیا اور پیشکش قبول کرکے اسکی ملاقات کو حاضر آیا۔ ظفر خان جو دو برس سے معطل تھا اسسال اپنے پرانے عہدہ پر مستقل فرمایا گیا۔ ملکہ بانو بیگم جو کہ آصف خان کی بڑی لڑکی اور ممتاز محل کی بہن اور سیف خان کی بی بی تھی بہشت نصیب ہوئی۔ شاہجہان نے رسم تعزیت آصف خان کے گھر مین قدم رنجہ فرمایا تیسری لڑکی آصف خان کی بزرگ خانم نام ظفر خان کے مکان مین تھی۔ شاہزادہ مراد بخش کو حکم ہوا کہ جگت سنگہ ولد راجہ باسو کی گوشمالی کرے۔ وہ شخص اول ہی شاہزادہ کی خدمت مین حاضر آیا اور مدعاے دلی التماس کیا۔ چونکہ حوصلہ سے زیادہ خواہش کی منظور نہوئی رخصت ہوکر مکان کو چلا گیا پہونچتے نزاع اوٹھایا لشکر شاہی نے ایسی سرکوبی کی کہ عاجز ہوکر عذرخواہ ہوا۔ جو شاہزادہ کی سفارش سے معاف کیا گیا۔ اور حکم صادر ہوا کہ بازالہ کہ جو اسکے شور و فساد کا مقام ہے حوالہ ملازمان حضور کرے جگت سنگہ نے منظور کرکے سعید خان کو قلعہ سپرد کیا اور خود حاضر حضور شاہزادہ ہوا۔ اس شخص نے پہونچتے ہی قلعہ کو بیخ و بن سے منہدم کر دیا بموجب حکم وہان کے پہاڑون کی ضبطی نجابت خان کے متعلق ہوئی اسی سال مین ملا سعد اللہ لاہوری جسکا وطن چنیوٹ تھا موسوی خان کے وسیلہ سے حضور مین پہونچکر خلعت خاصہ و اسپ سے فایز المرام ہوا ایک ہی سال مین ہزاری منصب بعد خانی خطاب اور داروغگی خاص سے سرفراز ہوا۔ اور علیمردان خان ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور کابل کی صوبداری پر بعوض سعید خان بہادر ظفر جنگ کے معزز ہوا اور صوبہ کشمیر جو علیمردان خان کے پاس تھا شاہ قلی خان کے سپرد ہوا مگر ہنوز راستہ مین تھا کہ قزاق اجل نے رہزنی کی اور اوسکی جگہ تربیت خان بھیجا گیا۔

پندرھوان سال سنہ ۱۰۵۱ ہجری

شایستہ خان ولد یمین الدولہ آصف خان صوبہ دار بہار نے مرزبان پلاموں کی گوشمالی کرکے اسی ہزار روپیہ سالانہ پیشکش کا اقرار کرا لیا۔ ۷ شعبان کو یمین الدولہ آصف خان خانخانان سپہ سالار استسقا کے مرض مین رگراے ملک بقا ہوا بادشاہ اوسکے مکان مین رونق بخش ہوکر عزت افزا ہوا یہ شخص نہ ہزاری نہ ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ کا منصب رکھتا تھا

اسکا مقبرہ دریاے راوی کے کنارے شہر لاہور کے مقابل تعمیر ہی بادشاہ نے شایستہ خان اوسکے بڑے لڑکے کو خلعت ماتمی بھیجا اور دوسرے لڑکون کے ہمراہ بھی رعایت فرمائی اس شخص کی برابر کوئی شخص سلاطین ہند کے روبرو مفخر نہین ہوا اسکے مرنے کے بعد علاوہ ایک حویلی کے جو بیس لاکھ روپیہ کے خرچ سے مقام لاہور مین تعمیر مکانات ہوئی تھی جملہ املاک اوسکی نقد و جنس سے ساڑھے دس کرور کی محسوب ہوئی باوجودیکہ مرتے وقت وصیت کی تھی کہ میری جمع پونجی خزانۂ شاہی مین داخل ہو۔ بادشاہ نے بیس لاکھ روپیہ کی نقد و جنس اوسکے تینون لڑکون اور پانچون لڑکیون کو عطا فرمایا۔ اور باقیماندہ شاہزادہ داراشکوہ کو جو آصف خان کا بھی نواسہ ہوتا تھا عنایت کیا۔ میرزا رستم صفوی قندھاری جو شش ہزاری اور پنجہزار سوار کا منصب رکھتا تھا اور دوسرے سال جلوس سے ضعف پیری نے گوشہ نشین کرایا۔ اور دو لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر ہوا تھا جہان گذران سے گوشۂ عاقبت کو روانہ ہوا۔ بیاسی [82] برس کی عمر تھی طبیعت شاعری دوست تھی۔ فدائی تخلص کرتا تھا۔ چار فرزند تھے اول میرزا مراد اسکی طبع شگفتہ بھی شعر پر مایل تھی دوسرے میرزا مسیح جو حین حیات اپنے پدر کے دریاے بہت مین غرق ہوا تیسرے میرزا حسن چوتھے میرزا بدیع الزمان مخاطب بشاہ نواز خان۔ اسی سال جگت سے متعلق جو قلعجات تھے اور شاہزادہ مراد بخش اوسکی گوشمالی کو تعینات تھا سید خانجہان اور راجہ جی سنگھ اور بہادر خان اور الہ وردیخان کی سعی سے فتح ہو کر منہدم کر دیا گیا اور شاہزادہ نے اوسکے قصور معاف کر کے مع اوسکے فرزند کے حضور مین لایا۔ شاہزادہ اورنگ زیب نے سعادت پابوسی سے امتیاز حاصل کیا چونکہ کشمیر مین جیسا کہ لکھا گیا کثرت بارش سے اکثر مزارع خراب ہوئے قحط نے زور پکڑا رعایاے کشمیر نے بے برگ و بار ہو کر لاہور مین آ زیر جھروکۂ درشن استغاثہ پیش کیا بادشاہ دادگر نے ایک لاکھ روپیہ خیرات فرمایا اور نیز حکم ہوا کہ جب تک یہ گروہ لاہور مین رہے چند مقامات سرکاری پر دو سو روپیہ کا طعام تقسیم ہوا کرے اور تیس ہزار روپیہ تربیت خان کے پاس بھیجا کہ مردم کشمیر کو تقسیم کرے اور سو روپیہ کا اطعمہ فاقہ زدون کو روزانہ دیا کرے چونکہ خان مذکور نے وہان کے لوگون کی پرداخت بخوبی نکی صوبہ داری کشمیر سے بدلا گیا اور ظفر خان وہان مامور ہوا اور خیرات کے لیے نقد بیس ہزار روپیہ ارسال ہوا میرزا عیسے ترخان جو سرکار سورٹھ کا منتظم تھا۔ اعظم خان کے مبادلہ مین صوبہ داری گجرات پر سرفراز ہوا۔ اور اضافہ ہو کر منصب پنجہزاری ذات اور پنجہزار سوار دو اسپہ سے سہ اسپہ کو پہونچا اور اوسکے لڑکے عنایت اللہ کو سورٹھ کے ضبط مہم کو حکم دیا۔ اور داراے ایران کی آمد جانب قندہار سنکر محمد داراشکوہ کو پچاس ہزار سوار کے ہمراہ ۱۲ لاکھ روپیہ انعام عطا فرما کر رخصت کیا اور شاہزادہ مراد بخش بھی ہمراہ ہوا کہ اسی طرف نیلاب مین مقیم رہے اور بوقت حاجت بھائی کی مدد کو پہونچے جسوقت نیلاب سے لشکر چلا اور شاہ صفی کے رحلت کی خبر شاہجہان بادشاہ کے گوش گذار ہوئی شاہزادہ کو غزنین مین متوقف ہونے کا حکم پہونچا اور یہ بھی لکھا گیا کہ اس افواہ کی صداقت کرکے در صورت راستی واپسی عمل مین آئے

خدانخواستہ اگر جھوجھہ ہو فکر مدافعت غنیم کرے اوسکے مرنے کی حقیقت تو سچی تھی - داراشکوہ حضور مین آ پہونچا
چونکہ بوجہ رحلت شاہ صفی کے محض حرکت شاہزادہ سے بدون جنگ و جدال قلعہ فتح ہو گیا - شاہزادہ داراشکوہ کو
بلند اقبالی کا خطاب عطا فرمایا اور جشن قیصری منتظم ہوا انھین دنون مین شاہزادہ مراد بخش بھی حسب ایما ال سے
لوٹ کر درگاہ شاہی مین آیا اور شاہنواز خان صفوی کے لڑکے سے اسکا نکاح ہوا - پانچ لاکھ روپیہ اس جشن مین
شاہزادہ کو انعام ہوا اور ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ کا نقد و جنس بطور ساچق کے طرف ثانی کے
مکان مین بھیجا گیا چار لاکھ کا کابین مقرر ہوا

سولھوان سال سنہ ۱۰۵۲ ہجری

چونکہ حضور مین عرض ہوا کہ اس سفر قندہار مین الہ وردی خان سے بعض حرکات خلاف نمکخواری کے سرزد ہوئے
اور اوسکی زبان اپنے اختیار مین نہین لہذا منصب اور جاگیر اوسکی تبدیل ہوئی اسکی جاگیر جو متھرا مین تھی اعظم خان کو گجرات
کے بدلے مین عنایت ہوئی - اور ملا محمد حکیم سیالکوٹی کو بادشاہ نے ساڑھے چھ ہزار روپیہ سے وزن کراکے وہ روپیہ اوسکو
عطا فرمایا اور شاہزادہ مراد بخش نے اپنے تیول صوبہ ملتان کو رخصت پائی خلعت خاصہ مع چند آلات مرصع اور دو
گھوڑے خاصہ جنکا ساز مینا کار اور طلائی تھا عنایت ہوا - عرض کیا گیا کہ باغ لاہور جو جلوس کے چودھوین سال کو
علی مردان خان کے اہتمام سے آغاز بنا ہوا تھا اب خلیل اللہ خان وہان کے صوبہ دار کے سپردگی مین انجام ہوا ہے
اس خبر سے بادشاہ کو اشتیاق سیر پیدا ہوا آخر قدم رنجہ فرما کر اوس باغ کو نہال فرمایا - آٹھ لاکھ روپیہ اس
باغ اور نہر کی طیاری مین صرف ہوئے جب مہمات صوبہ پنجاب و کابل و قندہار کے رو بصحت خاطر والا شاہی مطمین
ہوئی اسیے سال کی ۹ شعبان کو اکبر آباد کی طرف نہضت فرمائی - اور علی مردان خان حسب الحکم کابل سے
حضور مین آیا - اور امیر الامرائی کا خطاب پاکر کابل کو معاودت ہوا - اور مقبرہ ممتاز محل کا جو کہ قریب بارہ برس کے
مکرمت خان اور میر عبد الکریم کے اہتمام سے تعمیر ہوتا تھا - پچاس لاکھ روپیہ کے صرف سے تمام طیار ہو چکا اور بادشاہ
نے سیر فرما کر منظور فرمایا تیس موضع اکبر آباد کے متعلقات مین سے اور نیز نگر چند کے جسکی حاصلات ایک لاکھ
روپیہ کی تھی مع محصول دوکانات اور مکانات کے دو لاکھ روپیہ لینا حاصلات اوس مقبرہ کا خرچ مقرر ہوا

سترھوان سال سنہ ۱۰۵۳ ہجری

شروع سال مین اورنگ زیب کی عرضی اس نوید سے گذری کہ سلخ رجب مین لڑکا پیدا ہوا بادشاہ نے اوسکا نام محمد معظم رکھا
اور شاہنواز خان کی لڑکی سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جسکا زیب النسا بیگم نام رکھا گیا اکبر آباد مین ہوا کا وبال جو ہوا بادشاہ
فتح پور مین آکر مقیم ہوئے چند دنون تک سرکے اطراف مین سیر و شکار کھیلتا رہا اسی زمانہ مین داراشکوہ بھی عارضہ
مین مبتلا ہوا بادشاہ عنایت سے آٹھ مرتبہ عیادت کو تشریف فرما ہوا - اور انجام کو صحت ہوئی انھین دنون مین

صفدر خان سے صوبہ قندھار بدلکر سعید خان بہادر کو دیگیا اور صوبہ پنجاب اوسکے تغیر مین قلیچ خان کو ملا۔ جب ہوا معتدل ہوئی پندرھوین شوال کو اکبرآباد کی عزیمت فرمائی اور سعد اللہ خان کا اضافہ فرمایا۔ منصب دو ہزاری اور پانصد سوار سے ممتاز ہوا۔ دسوین محرم کو بموجب سال ۱۰۵۳ ہجری کے جشن نوروز ہوا۔ اور شیخ عبد الصمد سفیر مکہ کو پاندان طلائی اور ارکجہ مع پیالہ اور سرپوش طلائی کے اور چار ہزار نقد روپیہ عنایت ہوا اور تھوڑے زمانہ مین شیخ مذکور کو اجازت روانگی کعبہ عنایت ہوئی۔ یوم ورود سے رخصت کے دن تک سرکار سے بیس ہزار روپیہ اور اسیقدر شاہزادون اور امرا سے بھی بموجب حکم وصول ہوا۔ اسی سال مین اکبرات کو بیگم صاحبہ بڑی لڑکی شاہجہان کی باپ کی خدمت سے مرخص ہو کر اپنے خوابگاہ کو جاتی تھی ناگاہ اوسکا دامن شمع سے اولجھا اور تمام لباس مین آگ لگ اوٹھی اور دونو ہاتھہ اور پہلو اور پشت جھلس گئے پادشاہ اس ناگہانی شرر ریزی سے محزون وملول ہوا برخلاف ضابطہ مقررہ کے اوس رات کو محل سے برآمد نہوا دوسرے روز چونکہ شرف آفتاب کا دن تھا ضرورتاً دوپہر کے بعد دربار عام فرمایا۔ لیکن ایک گھڑی سے زیادہ جلوس نفرمایا اول روز سے تین روز تک پانچہزار روپیہ محتاجون کو خیرات فرمایا اور بارہوین ماہ صفر کو جو روز ولادت نور چشمی مذکور کا تھا اسیقدر روپیہ خیرات فرمایا قبل وقوع اس سانحہ کے شروع مہینے مین چند دفعہ کرکے ساٹھہ ہزار روپیہ تقسیم ہوا تھا دوسرے مہینے کے شروع سے یہ بات مقرر ہوئی کہ ہزار روپیہ روزمرہ خیرات ہوا کرین۔ قیدیون کو رہائی بخشی اور قصور معاف ہوا سات لاکھہ روپیہ جاین المال سے بخشا گیا انھین دنون مین حکیم داؤد کو جو ایران سے آیا تھا باتفاق مسیح الزمانی کے معالجہ مقرر فرمایا بہن کے دیدار کو شاہزادہ اورنگ زیب دکن سے اور مراد بخش ملتان سے حاضر حضور ہوئے اور اورنگ زیب بعض رنجشون کی وجہ سے بیدون اجازت پادشاہ کے گوشہ نشین ہوا کاروبار دنیوی سے ہاتھہ اوٹھالیا لہذا انتظام دکن کیواسطے خاندوران نصرت جنگ کی مالوہ سے بدلی ہوئی اور منصب ہفت ہزاری ذات اور ہفتہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ عطا فرمایا گیا اور ایک کرور دام نقد انعام ہوا اور صاحبہ زمان کی بیماری سے پادشاہ رنجیدہ ہوا انھین دنون مین راو امر سنگہ ولد راجہ گج سنگہ راٹھور جو کہ چند روز مجراے شاہی سے محروم کیا گیا تھا آخر روز پنجشنبہ سلخ جمادی الاولے کو درگاہ جہانبانی مین حاضر ہوا اور صلابت خان میر بخشی نے شاہزادہ داراشکوہ کے خلوتخانہ مین جہان پادشاہ تشریف فرما تھا پہونچاکر مشرف بقدمبوس کرایا راو مذکور بموجب اپنے آئین کے دست چپ جاکر کھڑا ہوا۔ اور صلابت خان دست راست جاکر استادہ ہوئے جب پادشاہ نماز شام کے بعد کسی امیر کے نام بخط خاص فرمان تحریر فرمارہا تھا صلابت خان کسی کام کے لیے ایوان کے نیچے شمعدان چار شاخہ کے پاس کسی بندگان حضور سے کلام کررہا تھا ناگاہ امر سنگہ نے بطور دیوانون کے جمدہر کھینچکر جیب کی طرف خان کے سینہ پر مارا ایک ہی ہاتھہ مین کام تمام ہوگیا۔ خلیل اللہ خان اور ارجن ولد راجہ بٹھلداس گور اور سید سالار بارہہ اور چند نفر دیگر چیلہ داران جو حاضر تھے چار طرف سے ہجوم کرکے بضرب شمشیر قاتل بے پیر کو سزایاب کیا اور بموجب حکم پادشاہ کے میر خان میر توزک اور ملوکچند

مشرف ھلنی نے اوسکی لاش وغیرہ بہائی تاکہ اوسکے آدمیون کو سپرد کرین ہے کہ آدمیون نے جان بچا کے ہاتھ دہ حملہ کان دونون کو مار ڈالا خود بھی مارا گیا

اٹھارہوان سال سنہ ۱۰۵۴ ہجری

اسی سال مین اصالت خان میر بخشی اور خلیل اللہ خان اوسکا بھائی بخشی دوم مقرر ہوا۔ علیمردان خان نے فرہاد اور فریدون اپنے غلامون کو مع تامینان کابلی کے علی قطغان اتالیق پسر سبحان قلی ولد نذر محمد خان کے تنبیہ کو جو بلوچوں کو دوڑا یا تھا روانہ کیا اور وہ لوگ بعد بڑی زد و خورد کے دشمن پر ظفریاب ہوئے اکثر مخالفون نے منہ کی کھائی بیشمار ہاتھی گھوڑے لوٹ اور گوسفند فریدون اور فرہاد کے ہاتھ لگے اسی سال بادشاہ والاجاہ آگرہ سے لاہور ہو کر کشمیر آئے۔ بیست گیارہوین شعبان پنجشنبہ کی رات کو داراشکوہ کے گھر مین۔ سلطان پرویز کی بیٹی سے لڑکا تولد ہوا جسکا نام سپہر شکوہ رکھا گیا۔ خاندوران ناظم دکن بموجب طلب کے دربار مین آیا اور راجہ جی سنگھ جو اوسکا مددگار تھا دکھن کی محافظت پر تعینات کیا گیا۔ اسی سال بیگم صاحب کی صحت کا جشن ہوا۔ دربار عام کی زیب و زینت کی گئی۔ اقسام جواہرات اور نقد روپیہ عقیدہ نثار کیا گیا۔ شاہزادہ اور امراء وغیرہ ہر ایک نے حسب لیاقت انعام اور اضافہ منصب سے سرفرازی پائی۔ بیگم صاحب کے بموجب التماس کے بادشاہ نے شاہزادہ اورنگ زیب کو گوشہ گزینی سے نکال کر مورد الطاف فرمایا۔ حکیم محمد داؤد کو خلعت خاصہ اور منصب دو ہزاری اور دو سو سوار اور خاصے گھوڑے اصطبل سے مع زین طلائی کے اور فیل اور ایک اشرفی پانسو تولہ کی اور ایک روپیہ بھی اسی وزن کا عطا ہوا۔ اور عارف خدمتگار جسنے اس ایام علالت مین جو بدن جلا تھا بڑی خدمتگذاری کی تھی نقرہ سے تولا گیا اور اوسکا ہموزن سات ہزار روپیہ مع خلعت ہاتھی گھوڑے کے اوسی کو مرحمت ہوا اور پانچ لاکھ روپیہ جو اوسکی صحت کے واسطے بادشاہ نے نذر کیا تھا وفا فرمایا گیا کسیقدر خیرات اور کچھ مکہ معظمہ اور کسیقدر مع قندیل مرصع کے جو بموجب حکم ملکہ کے بنائی گئی تھی مدینہ منورہ کو بھیجی گئی۔ آمون نام ہیجڑا کو جسکی مرہم سے بھی بعض جراحت مندمل ہوئے تھے نقرہ سے ہموزن کیا اور وہ روپیہ مع خلعت اسپ و فیل اور موضع جاگیر کے اوسکو مرحمت ہوا اور بیگم اور شاہزادون سے بھی انعام کافی انجام پایا اور چونکہ محمد علی فوجدار حصار اس فقیر کو لایا تھا مورد عنایت ہو کر خطاب خانی سے سرفراز ہوا۔ جو حسن و خوبی اس جشن مین ہوئی کسی جشن مین نہوئی تھی ملکہ نے اپنے باپ کی عنایات کے شکریہ مین اسی سال کا جشن وزن شمسی اپنے اہتمام سے فرمایا نذر گذرانی اور سو نفر امرائے دولت کو مخلع فرمایا۔ اور اسی سال مین شاہزادہ اورنگ زیب کو خلعت بانادری اور دو گھوڑے طلائی زین مینا کار اور سادہ اور فیل وغیرہ پاکر اور صوبہ گجرات کے انتظام پر رخصت پائی۔ اسی سال مین کشمیر کے ورود سے دریافت ہوا کہ اس تبدر عایائے کشمیر ظفر خان سے راضی اور خوشنود ہین۔ خان مذکور کو ایک لاکھ روپیہ اس خوشنودی مین عطا ہوا۔ طالبائے کلیم نے ورود کشمیر کی تہنیت مین قصیدہ پڑھا خلعت اور نواشرفی عطا فرمائی گئی۔ خاندوران نصرت جنگ جو حضور سے دکن جاتا تھا لاہور کے دو کوس پر سنیچر کی آخر شب شنبہ مطابق چھبیسوین جمادی الاولے کو کسی خدمتگار کے ہاتھ سے زخم جدھر کاری

کھایا ایکروز گذرنے پر دنیائے فانی سے گذر گیا اوسکے لڑکون نے بموجب وصیت کے حصۂ متروکہ پایا باقی مبلغ ساٹھ لاکھ روپیہ نقد داخل خزانۂ شاہی ہوا آسکے اور اوسکے باپ دادے کا مدفن گوالیار ہے ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصب رکھتا تھا اور مورد عنایات بادشاہی تھا

اونیسوان سال ۱۰۵۵ ہجری

غرۂ جمادی الثانی کو اسلام خان کو خلعت خاصہ اور شمشیر اور جمدہر مرصع اور دو گھوڑے طویلہ خاصہ کے مع زین طلا اور زنجیر فیل مع یراق نقرہ عطا ہوا منصب شش ہزاری شش ہزار سوار پنجہزار دو اسپہ و سہ اسپہ وغیرہ انعامات ... زرنقد ملی اور چارون صوبۂ دکن کے انتظام کا منتظم ہوا اور سعد اللہ خان عنایت خلعت خاصہ سے مخلع ہوکر خدمت دیوانی خالصہ پر اسلام خان کے بدلے مین مقرر ہوا اور منصب چار ہزاری اور ہزار سوار سے معزز ہوا قلمدان مرصع بھی ہاتھ لگا۔ اور اپنی کاردانی سے روز بروز ترقی پاتا ہوا آٹھوین رجب کو وزارت اعظم حاصل کی منصب پنجہزاری ذات اور ڈیڑہ ہزار سوار کا ملا۔ اس سال مین امیر الامرا علی مردانخان کی سعی سے قلعہ کہمرد مفتوح ہوا اور خود بدولت کابل سے نکلکر بدخشان کو متوجہ ہوا اسی فرصت مین شہر دہی علی کہمرد گیا اور قبل محصوری کے وہان کے باشندون نے امان طلب کی۔ امیر الامرا نے اوسطرف جانا مناسب نہ پایا لوٹ آیا بادشاہ نے اس مراجعت کو اسوقت مین کہ نذر محمد خان مع لڑکون اور نوکرون کے مقید تھا ناپسند فرمایا اسی سال میں جان نثار خان ولد زبردست خان کو شاہ صفی کی تعزیت اور شاہ عباس کے جلوس کی تہنیت کو روانۂ ایران کیا۔ اوس خط مین ایک فقرہ یہ بھی تھا بمبارکباد جلوس میمنت مانوس آن فرزند زادہ برخوردار کامگار نامدار بلند مقدار کہ تعین گوہر درج دولت و عظمت تعین اختر برج شوکت و سلطنت۔ نقاوۂ اصلاب طیبین سلالۂ اسلاف طاہرین پرداختہ میشود ہندوستانی تحفجات قیمتی ساڑھے تین لاکھ کے ارسال ہوئے ۲۴ شعبان کو کشمیر سے لاہور کیطرف مراجعت ہوئی ۱۵ رمضان کو لاہور مین خیمہ ہوئے شاہزادہ مرادبخش نے ملتان سے آکر شرف کورنش حاصل کیا۔ ۲۹ کو نورجہان بیگم نے رحلت فرمائی واقع لاہور برابر مرقد اپنے بھائی آصف خان کے مدفون ہوئی۔ علی مردانخان پیشاور سے مستفیض ملازمت ہوا۔ سعد اللہ خان نے اصل سے اضافہ پایا۔ منصب شش ہزاری اور دو ہزار سوار پر سرفرازی پائی اسی سال مین شاہ شجاع کے گھر مین زین العابدین نام لڑکا پیدا ہوا بادشاہ کو بلخ و بدخشان سمرقند کی فتح کا بڑا حوصلہ تھا خصوص جسوقت سے کہ نذر محمد خان کابل کے ارادے لشکر چڑہا کر واپس آیا اور چند مدت کے بعد اوسکی لوٹ مار سے بلخ مین بڑا ہرج مرج واقعہ ہوا آخر بادشاہ نے خود کابل کو نہضت فرمائی شاہزادہ مرادبخش کو علیمردان کی اعانت پر بموجب طلب نذر محمد خان کے مع جمعیت پچاس ہزار سوار کے جسمین سلاح بیشتر روانہ فرمایا نذر محمد خان کا دوسرا لڑکا خسرو چونکہ قوم افغانان کی کمینگی سے سوائے درگاہ شاہی کے مامن نرکھتا تھا حاضر ہوکر شاہزادہ مرادبخش سے ملاقی ہوا شاہزادہ نے بروقت ملاقات کے فرش تک جاکر معانقہ فرمایا

اور اپنے مسند کے پہلو مین بٹھایا اور بعد دلجوئی باب کے حضور مین روانہ کیا۔ اور اوسنے حضور مین حاضر ہوکر دو
لاکھہ روپیہ نقد و جنس حاصل کیا جب شاہزادہ مراد بخش بلخ کے اطراف مین جا پہونچا۔ نذر محمد خان بہرام
اور سبحان قلی نے اپنے لڑکون کو استقبال کے لیے روانہ کیا۔ مراد بخش نے اونکی عزت کی اور اطمینان دلی کے
واسطے فرمایا کہ اب جا کر خان سے کہو کہ اب لشکر بیکران ہند سے آگیا جسقدر مدد چاہیگا فوراً تعمیل ہوگی۔ دوسرے
روز حصار کے نزدیک پہونچکر حکم دیا کہ ضبطی حصار ہو نذر محمد خان اس مشاہدہ سے گھبرا کر ایران کو بھاگا اور شاہ عباس
کی پناہ مین گیا شاہزادہ مراد بخش نے ایک جماعت اوسکے تعاقب مین روانہ فرمائی آدمیون کے جلدی تک
ہاتھہ پہونچے پیچھا کرکے واپس آئے اور خلیل اللہ خان کو مع ملتفت خان وغیرہ کے اوسکے اموال کے جمع کرانے کو
بھیجا بارہ لاکھہ روپیہ کے آلات طلائی وغیرہ اور قریب ڈھائی ہزار گھوڑے اور تین سو شتر نر و مادہ کے ضبط ہوا۔ اور
تحویلدار ون سے ظاہر ہوا کہ جملہ اندوختہ اسکا قریب ستر لاکھہ کے تھا جسمین سے بارہ لاکھہ شاہزادہ کی سرکار مین پہونچا۔
اور بخارا مین پندرہ لاکھہ کے قریب اوسکے بھاگنے کے وقت جب کہ قرشی بلخ کو سد ہلا ہاتھہ آیا۔ اور کسیقدر عبد الرحمان
بھی متصرف ہوا اور اکثر لشکریون الجمانیون وغیرہ نے ہتھے مارے اور جو کچھہ باقی رہا خود اوسنے گھبراہٹ کے
وقت مین کسیقدر اپنے سپاہ کو دیا اور اکثر اوزبکیہ اور المانیہ اور قلماقان اور روسان نے غارت فرمایا۔ نذر محمد خان نے
شبرغان سے شکست کھاکر مع قتلق محمد اور اپنے لڑکے براہ چول مشہد مقدس سے گذر کر صفاہان شاہ عباس کی
راہ لی اوسکے متعلق اور تین لڑکیان شاہجہان کی درگاہ مین پہونچائی گئین بہرام خلعت خاصہ چارقب زردوز اور جنیغہ
مرصع اور منصب پنجہزاری ہزار سوار اور ایک لاکھہ نقد سے سرفراز ہوا۔ عبد الرحمن تربیت کیواسطے دارا شکوہ کے سپرد ہوا
اوسکا وظیفہ سو روپیہ روزانہ مقرر کیا گیا۔ مستورات کو بیگم صاحبہ نے اپنے پاس بلا کر مورد تفضلات فرمایا۔ شاہزادہ
مراد بخش اوزبکیہ اور وہان کے فوج کی ناموافقی اور آب ہوا اور اوضاع کی مخالفت سے چند مرتبہ عرض پیرا ہوا۔ اور آخر
بدون صدور اجازت حضور مین چلا آیا۔ اور یہ حرکت باعث ناراضگی طبع اقدس ہوئی۔ شاہزادہ کا منصب اور
تیول ملتان برطرف ہوا جب کابل کے قریب آیا کورنش سے منع فرمایا گیا بلکہ حکم ہوا کہ شہر مین نہ آئے پشاور مین جاکر
مقیم ہو۔ سعد اللہ خان نے فوج کی دلدہی اور انتظام بلخ پر رخصت پائی اور گیارہ روز عرصہ مین بلخ پہونچا

بیسوان سال ۱۰۵۶ ہجری

اس سال مین میر عزیز کو مع نامۂ عطوفت عنوان مشتمل اوس مضمون کے کہ بہتیں نہاد خاطر کیا تھا نذر محمد خان کے پاس ایران کو
روانہ فرمایا اسی اثنا مین نذر محمد خان اصفہان آکر خراسان کو لوٹا تھا جب میر عزیز صفاہان پہونچا اوسکی رجعت
کی خبر پا کر چاہا کہ جہان وہ ہو وہان جاکر خط پہونچادے مگر شاہ ایران نے نامنظور کیا مشار الیہ نے متوقف ہوکر
بہرحال حضور شاہجہانی مین عرض کیا حکم ہوا کہ اوسکے پیچھے نجاے اور شاہ ایران سے مرخص ہوکر روانۂ حضور ہو

سعد اللہ خان نے بلخ سے معاودت کرکے اسی سال مین سعادت قدمبوس حاصل کی اور اسی سال فتح نامۂ بلخ اور بدخشان کا ارسلان بیگ کے معرفت دارائے ایران کو ارسال ہوا اور رایات ظفر طراز کابل سے دار السلطنۃ لاہور کو عازم ہوئے اس سال کے جشن وزن مین قصورات مراد بخش کے معاف ہوئے سابق منصب پر سرفرازی ملی ۔ شاہزادہ اورنگ زیب حسب الطلب حاضر دربار ہوا حکم ہوا کہ بدخشان اور بلخ کی تسخیر پر عازم ہو اور رخصت فرمایا سعید خان بہادر جو ملتان سے آیا تھا اورنگ زیب کی استعانت پر معین فرمایا گیا اصالت خان کے مرنے کی خبر سے بادشاہ بہت متاسف ہوا میرزا نور وصفوی نے بلخ سے حاضر ہوکر نذر محمد خان کے طیور شکار مین پانچ باز خویغون نذر گذرانی اور اصل واضافہ سہ ہزاری دو ہزار سوار سے معزز ہوا ۔ بادشاہ خود بھی عازم کابل ہوا تاکہ شاہزادہ کی پشت پناہی ہو ۔ اسی سال مین ستی خانم نے رحلت فرمائی بادشاہ کو اس خبر سے تاسف ہوا یہ بیگم طالبائے املی کی بہن تھی حکیم مسیح الزمان سے قرابت رکھتی اور ممتاز محل کے وقت سے خدمت مین مُہردار خاص تھی ۔ رسوم خانہ داری اور آداب نہ کی بخوبی جانتی تھی علم طب اور قرأت سے آگاہ تھی ملکہ جہان آرا بیگم اسی کے پاس تلمذ کرتی تھی بسبب لاولدی کے طالبا کی دو لڑکیون کو گود مین لیا تھا ۔ بڑی لڑکی عاقل خان کے ازدواج مین اور چھوٹی مرحمت خان کے نکاح مین تھی ۔ شاہزادہ اورنگ زیب غرہ جمادی الاولے کو بلخ پہونچا شہر مین نہ آیا ایک کوس باہر جس جگہ بہادر خان کا خیمہ گاہ تھا مخیم فرمایا دوسرے روز حصار مین گیا ۔ اور اندر باہر ملاحظہ فرماکر بعد بند وبست شہر کے اکابر اور اعاظم کو بحسب مرتبت تسلی اور اطمینان سے دلجمعی فرماکر انعام دیا ۔ اور راجہ ہو سنگہ ہاڈا کو قلعہ کی حراست اور شمشیر خان ترین کو کسیقدر عہدہ داران اور احدیان اور بندوقچیان کے ہمراہ شہر کی حفاظت پر تعینات فرمایا اور بموجب خیر اندیشان ارادت کیش کی مشورت کے لشکر کی ترتیب یون کی گئی کہ قول مین شاہزادہ رہے اور بہادر خان مع اوس تمام فوج کے جو اوسکے ہمراہ بلخ مین ہے ہراول ہو اور امیر الامرا علیمردان خان برانغار اور سعید خان بہادر ظفر جنگ جرنغار مقرر کیے گئے جب موضع تیمور آباد مین پہونچے اوزبکیون نے ہجوم کیا ہر شخص ہر طرف آجمے تھے فوج عدو سے گرم بازاری جنگ ہوئی اورنگ زیب نے اوزبکیون کا ہجوم علیمردان خان پر کمک بھیجی مگر قبل پہونچنے کمک کے امیر الامرا نے اپنی پامردی سے دشمنون کے پیر اوکھیڑ دیے ۔ سعید خان بہادر ظفر جنگ نے جو کہ ہنوز ضعف بیماری مین پڑا تھا خود اپنے مقام پر ایک فوج کو بموجب ترتیب کے شاہزادہ کے بائین طرف مقرر کیا ۔ جب مخالفون نے اسکی طرف رخ اور انہین نہایت زچ کیا خان مذکور اوسی حالت مین جسقدر لوگ ہمراہ تھے باوجود ضعف کے گھوڑے پر سوار ہوکر برق وباد کی طرح دشمنون پر دوڑ پڑا ۔ اور وہ ہاتھہ بڑہائے کہ چند آدمیون کو اپنے ہاتھہ سے مجروح کیا ۔ اور نو زخم انکے بھی بدن پر آئے آخر کو گھوڑے سے زمین پر آیا اور اسکے لڑکے لطف اللہ خان اور خانزاد خان مجروح ہوکر جان نثار ہوئے شاہزادہ نے قصد پیکار فرمایا لشکر ظفر پیکر کو ہر چہار طرف سے درمیان مین لیکر روانہ ہوا اور اوزبکیون نے نیمین ولیار درست کرکے باقی فوج ہراول پر دوڑائی چونکہ مردم توپخانہ اور بہادر خان نے

ایسی کوشش کی کہ اوزبکیون کے رخ پھر گئے اپنی بنگاہ کو لوٹے اسی درمیان مین بیگ اوغلی پیش قدمی کرکے اوزبکیون کو فرار گاہ مین لایا اور چند آدمیون کو ہراول کے مقابلہ مین چھوڑکر خود مع کل فوج کے امیر الامرا کے لشکر پر آگرا علیمردانخان نے اچھی پامردی کی شاہزادہ مدد پر جا پہونچا اوسوقت بخوبی پیر اوزبکیون کے اوکھڑ گئے کل اسباب اونکا خیمہ شتر وغیرہ غازیان دولت کے ہاتھ لگا

اکیسوان سال سنہ ۱۰۵۷ ہجری

جسوقت معلوم ہوا کہ اوزبکیون کا یہ ارادہ ہے کہ بدخشان جاکر مصدر فساد ہون شاہزادہ مرادبخش نے اونکی مدافعت کی جانب بدخشان رخصت پائی اور مقام پر پہونچگیا اسی عرصہ مین اونکی فسخ عزیمت دریافت ہوئی فرمان معاودت مرادبخش کے نام پر صادر ہو اور وہ حسب الحکم لوٹ کر کشمیر کے انتظام کو چلا گیا اسی سال کی ۱۴ شوال کو اسلام خان ناظم چار صوبہ دکن سے جو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ تھا رحلت فرمائی اور نگ آباد مین مدفون ہوا اوسکے لڑکون نے اضافہ و منصب سے سرفرازی پائی اسی سال مین نذر محمد خان نے نامہ عقیدت عنوان شاہزادہ اورنگ زیب کے نام ارسال کیا اور درخواست کی کہ اوسکے وسیلہ سے تدارک مافات کرے۔ شاہزادہ نے وہ خط اپنی عرضداشت مین ملفوف کرکے دربار کو بھیجا۔ یہان سے حکم گیا کہ بعد ملاقات نذر محمد خان کو بلخ دیکر حاضر درگاہ ہو اور شاہزادہ شجاع کو کابل کی اجازت دیکر مقرر فرمایا کہ جب اورنگ زیب ہندوکوہ سے گذر جاوے وہ بھی کابل سے متوجہ آستانہ دولت ہو چونکہ فوج ہندی بلخ مین نہین رہ سکتی تھی اور لشکر الوش علیمردانخان کا مع چند آدمیون کے کب تک مقاومت کرسکتا تھا شاہزادہ اورنگ زیب نے صلح مین مصلحت دیکھکر جو علاقہ بلخ کا جسقدر قبضہ مین تھا نذر محمد خان کے حوالہ کردیا۔ نذر محمد خان حیلہ کرکے نہ آیا قاسم ولد خسرو اپنے نبیرہ کو اورنگ زیب کے حضور مین بھیجا۔ شاہزادہ نے اسکو غنیمت سمجھا حصار شہر بلخ اوسکے حوالہ کردیا اور غلہ و جنس جسقدر شہر و لشکر اور قلعہ مین تھا۔ اور جو وہان کے نرخ بموجب پانچ لاکھ روپیہ کا تھا نذر محمد خان کو دیا۔ اور بقدر ضرورت ہمراہ لیکر معاودت ہوا۔ اور سعید خان بلخ سے پیشتر حاضر درگاہ ہوا۔ اور اعظم خان کے تغیر مین صاحب صوبگی بہار کی پائی اور اعظم خان سرکار جونپور کی حفاظت مین مامور ہوا اس سفر مین چار کرور روپیہ خرچ ہوا جو بیس کرور خانی اور چودہ لاکھ تومان عراقی اور حاصل بلخ و بدخشان کا ہوا بشرط موافقت سال و ماہ کے چھبیس لاکھ روپیہ جو قریب چالیس لاکھ [illegible] خانی کے ہے حساب مین بڑا تفاوت ہے خدا جانے کہان خطا ہوئی چونکہ حساب امر مقدار نقود ولایت غیر معلوم ہے صحت نہین کی

الغرض بادشاہ لاہور آیا بعدہ اکبرآباد اور شاہزادہ شجاع کابل سے اکبرآباد آیا نئے سر سے ولایت بنگالہ عنایت ہوئی اور اوسی وقت جانے کی رخصت پائی۔ شاہزادہ اورنگ زیب کو روانگی ملتان کا حکم ہوا۔ اس سال عمارت شاہجہان آباد کی اتمام کو پہونچی لہذا شاہجہان آباد کو عزیمت ہوئی۔ پانچوین ذی حجہ سنہ ۱۰۴۸ ہجری کو اس قلعہ کی بنیاد کھودی گئی تھی اور شب جمعہ ۹ محرم کو پانچ گھڑی بارہ دقیقہ نجومی کے بعد اوسکا بنا کیا گیا تھا۔ ساٹھ لاکھ روپیہ خرچ پڑا اور عمارت

سنہ ۱۰۵۱ ہجری کو تمام ہوئی بادشاہ ۲۴ ربیع الاول کو دریا دروازہ سے جو شاہ محل کے راستہ مین رکھا گیا تھا داخل قلعہ ہو کر دولتخانہ مین آیا دولت خانہ مین بار عام تخت مرصع پر جلوس فرمایا پیشکشہاے لایق نذر سے گذرے جملہ پیشکش سے مبلغ بارہ لاکھ کی جنس قبول ہوئی چار لاکھ روپیہ بیگم صاحبہ کو انعام ہوا اور شاہزادہ دارا شکوہ دہ ہزاری سے بیست ہزاری ہوا اور نو آدمی اور بھی مخلع کیے گئے اور چونکہ اوس روز سے جشن وزن قمری تک نو روز درمیان مین تھے حکم ہوا کہ جشن نو روزہ کر کے ہر روز سو آدمی کو خلعت ملا کرے میر یحیی کاشی نے اس عمارت کی تاریخ یون لکھی ہے سنہ شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد ۵ ہزار روپیہ صلہ پایا اور ایک قندیل قیمتی ڈہائی لاکھ روپیہ کی روضۂ مطہرۂ سرور کائنات کو ارسال ہوئی حکم ہوا کہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کی مال متاع خرید کر کے احمد سعید رونده کے ہاتھ دین تاکہ وہ پچاس ہزار روپیہ شریف مکہ کو دیوے اور ساٹھ ہزار کی جنس بھیجکر مع اوسکے منافع کے اہل استحقاق مکہ کو عطا کرے اور زر جنس پچاس ہزار روپیہ مدینہ کے اہل استحقاق کو دیوے —

بائیسوان سال سنہ ۱۰۵۸ ہجری

چونکہ شایستہ خان سے حسب مرضی بادشاہ کے صوبۂ گجرات کا بندوبست نہوسکا صوبۂ مذکور شاہزادہ دارا شکوہ کو مرحمت ہوا اور باقی بیگ جو شاہزادہ کی طرف سے صوبۂ الہ آباد رکھتا تھا حضور مین آکر منصب ذات اور پانصد سوار اور خطاب عزت خان سے مخاطب ہو کر گجرات چلا اور صوبۂ اوڑیسہ معتقد خان سے بدل کر قبل شاہزادہ شجاع کے جان بیگ یزدی اونکے نوکر کو تفویض ہوا اور شیخ عبد المجید لاہوری شاگرد ابو الفضل نے چونکہ دہ سالہ سوانح تحریر کیے دس ہزار روپیہ انعام پایا اسی سال بادشاہ پھر لاہور گیا سعد اللہ خان ہفت ہزاری دو اسپہ سہ اسپہ سوار اور منصب ہزاری سے سرفراز ہوا اور زبدۂ نوئینان اعظم خان نے اس جہان گذران سے کوچ کیا اور اپنے باغ مین جو دریاے جونپور کے کنارے لگایا تھا مدفون ہوا یہ شخص بلدہ سادہ کے سادات مین ہے میر محمد باقر نام اچھے اچھے کام خدمت بجا لایا جسکا ذکر جہانگیری اور بادشاہنامۂ شاہجہانی اور کسیقدر ان اوراق مین بھی مندرج ہے اچھے اچھے عہدون پر مانند میر بخشی اور دیوانی اعلے اور نظم صوبہ دکن و بنگالہ و احمد آباد و الہ آباد و اکبر آباد و کشمیر و اسلام آباد عرف متہرا و بہار وغیرہ مین رہا اور آخر عمر مین جونپور کی خدمت پائی شش ہزاری منصب سے سرفراز تھا اور چہتر برس کی عمر مین بلدۂ مسطور مین جان بحق ہوا القصہ بادشاہ اس واقعہ سے نہایت متاسف ہوا اور اوسکی اولاد جنکا نام ملتفت خان — میر خلیل اللہ میر اسحق تھا اضافہ منصب اور دلجوئی اور عنایت سے سرفراز فرمایا شاہزادہ مراد بخش جو حسب الطلب کشمیر سے آیا تھا صوبۂ دکن کے انتظام کو اسلام خان کے انتقال کے سبب سے رخصت ملی اور شاہنواز خان جو ملک دکن کی صیانت مین مامور تھا اوسکی اتالیقی پر سرفراز ہوا اسی سال مین دولت خان قلعدار قندہار کی اس مضمون سے عرضی آئی کہ شاہ عباس ثانی والی ایران نے قلعۂ قندہار کا محاصرہ کیا لہذا سعد اللہ خان مع دیگر

امرا کے اس سفر پر مقرر ہوئے اور اورنگ زیب کو بھی حکم لیا کہ ملتان سے اودہر کو عزیمت کرے اور مع لشکر اوس سے ملجاوے اور خود بدولت نے بھی کابل کی عزیمت فرمائی جب دو مہینے محاصرہ کے گذرے اور افواج ایران نے اپنے بادشاہ کے ارشاد بموجب بروج دیارہ پر عروج کیا دولت خان قلعہ دار نے آنا چاہا مع شاد خان اور قبچاق خان اور نور الحسن اور عبد اللطیف دیوان اور دیگر ہمراہیون کے باہر نکلکر بادشاہ سے ملاقات کی اور مرخص ہو کر ہندوستان کو چلا محراب خان جو قلعہ بست کی تسخیر کو گیا تھا ۵ روز گھیرے پڑا رہا وہانکے قلعہ دار پُردل خان نے بھی امان چاہی اور محراب خان کے روبرو حاضر ہوا اوسنے اوسے ہمراہ لیکر حضور شاہی مین پہونچایا اور سید اسد خان اور سید باقی زمین داور کے حافظون نے مارد خان کو جو وہانکا محاصرہ کیا ہوئے تھا پیغام دیا کہ ناہرطرف ہونے معاملۂ قندہار کے عبث خونریزی نہو اور بعد پہونچنے خبر فتح قندہار اور بست کے دونو آدمی اگر دولت خان قلعہ دار قندہار سے موافق ہوئے پُردل خان اپنے شوق سے ایران کو چلا گیا اور دولت خان جسوقت شاہجہان کے حضور مین آیا نبابر قدم خدمت کے اوسکی جان سے درگذر کے فقط معطل کر دیا ایران کے پادشاہ نے یہ بات خود سمجھی تھی کہ میری معاودت کے بعد فوج ہند ضرور عود کریگی لہذا محراب خان کو دس ہزار تفنگچی کے ساتھ قندہار مین اور دولت اوغلی زنگنہ کو قلعہ بست مین چھوڑکر ہرات کو معاودت کی اور وہین مقیم رہا اصفہان کو نگیا

تیئسوان[23] سال ۱۰۵۹ سنہ ہجری

اسی سال مین شاہزادہ اورنگ زیب مع سعد اللہ خان وزیر کے قندہار پہونچکر قلعہ مذکور کو محاصرہ کیا اور تین شنبہ ... ساڑھے تین مہینے اسکے محاصرہ مین جد اور کوشش رہی مگر کچھ ثمرہ حاصل نہوا شاہنامہ لکھنے والون نے بموجب ... بادشاہی کے واپس ہونا فوج کا گرد حصار سے بوجہ فقدان غلہ اور موسم سرما وغیرہ کے بموجب حکم شاہجہان تحریر کیا ہے لیکن یہ حقیقت ایسا نہین بلکہ چونکہ شاہ عباس نے یہ بات جانی تھی کہ شاہجہان اس قلعہ کی تسخیر مین نہایت کوشش کریگا لہذا بعد فتح قلعہ مذکور اور اپنے نوکرون کے سپردگی کے بعد اصفہان گیا کہ جسقدر مدد درکار ہو جارسان ہوکے کمک بھیجے اور اسی نیت سے ہرات مین جو خراسان کا دار الملک ہے قیام پذیر ہوا ـ جب محراب خان قلعدار قندہار کی عرضی مشعر احوال ورود شاہجہان کے کابل مین آور شاہزادہ اورنگ زیب مع سعد اللہ خان وزیر وغیرہ جمع کثیر اور ہجوم غفیر کے شاہ عباس کے حضور مین پہونچے ـ فرمان جاری ہوا کہ نظر علی خان سوکلن حاکم اردبیل اور نجف قلی بیگ زنگنہ میر آخور باشی سالار سپہ سے پیشتر برسم منقلا روانہ ہوکر قلیج خان اور قباد خان اور خنجر خان اور اللہ قلی خان جنہین قلعہ بست کی کشاد کو بھیجا ہے مما نعت کرین اور مرتضی قلی خان سپہ سالار اور سیاوش خان قوللر اقاسی اور مرتضی قلی خان قورچی باشی سرداری فوج مین روانہ ہوکر ایکدل سپاہ کی سرداری مین مقیم ہون اور حاجی منوچہر برادر محراب خان نے جو کہ شجاعان زمانہ سے تھا درخواست کی کہ مع چند دلاوران کے پیشتر سے روانہ ہوا اور حسب منظوری مع غلامان خاصہ کے روانہ ہوا اور اقران سے مشابعت کرکے پچاس آدمیون کے ساتھ لشکر سے پیشتر کو روانہ ہوا اتفاقاً جسوقت کہ قلیج خان اور خنجر خان اوسکے پیچھے کو ہمراہ قباد خان

اور آقا قلیخان اور تین ہزار سوار کے کرشک اور زمین داور کے تاخت کو بھیجا تھا دو چار جماعہ مذکور ہوکر آمادہ جنگ و جدل
ہوئے تھے حاجی منوچہر نے مع رفقا حصار کرشک کو پشت دیکر داد جوانمردی اچھی طرح سے مع ہمراہیون کے دی خنجر خان
کی یہ رائے ہوئی کہ زمین داور کو جا اور تاخت تاراج کرکے جب لوٹے سپاہ قزلباشیون سے مقاومت کرے زمین داور سے
لوٹ کر جب کرشک کو جانے لگے نجف قلی بیگ میر آخور باشی پانسو سوار سے کرشک مین آیا اور رفقا اور حاجی خان کے
اتفاق سے خنجر خان کا استقبال کرکے آتش محاربہ کو بھڑکا دیا امیر آخور باشی کی شرر ریزیون سے اکثر مخالفین آتش فشانی
خنجر سے جھلس گئے اکثر اس آگ سے تاو کھاکر دریاے ہیرمند مین ڈوب کر ٹھنڈے ہوئے قلیچ خان اس آوارہ سے کانپ اوٹھا
قندہار کی راہ لی نظر علیخان نے پہونچتے ہی حسب الحکم فوج قزلباشی کا انتظار کیا اور بموجب فرمان پادشاہ ایران کے صفی قلی بیگ
قورچی باشی اور روشن سلطان لرکے کو کسیقدر فوج سے لشکر اورنگ زیب کے تاخت پر مقرر کیا مردم مذکور نے بابا ولی تک کے
کنار لشکر جنابیہ کا تھا علم جرأت بلند کیا جب یہ اخبار پہونچے بنام امراے ایران حکم شاہی نزول ہوا کہ سیاوش خان کے
ہمراہ لشکر فیروزی اثر کو روانہ کرین اور سپہ سالار اور قورچی باشی تا ورود فوج کنار ہیرمند یا بجاے مناسب قیام کرین
شاہزادہ اورنگ زیب نے ایرانیون کی جوانمردی ملاحظہ فرماکر رستم خان دکھنی کو سردار بنایا قلیچ خان کو مع دیگر امراے
فیلان کوہ تمثال اور توپخانہ وغیرہ ہمراہ دیکر جنگ ایرانیون کو روانہ کیا اور عملہ فوج ایران نے بموجب حکم سیاوش خان کو
مع فوج گران پیشتر روانہ کیا مرتضی قلیخان سپہ سالار و قورچی باشی کے جو کسیقدر فوج سے جو قبل سیاوش خان کے فوج سے
پیشتر روانہ ہوا تھا دل مین ایسا گذرا کہ عنقریب لشکر گران پہونچا چاہتا ہی اور لشکر جغتایہ کا ہوش و حواس کھوتا ہی
بہتر یہی ہی کہ بلا توقف اپنے تئین لشکر فیروزی اثر مین پہونچاوے تاکہ یہ فتح دوسرے کے نامزد ہو بالآخر تقسیم عزیمت کی
نظر علیخان سے ملحق ہوکر صف آرا ہوا امیر الامرا مع قورچی باشی کی قلب لشکر مین استادہ ہوا نظر علیخان کو جو چرچی گری
مین مامور تھا پیشتر کو روانہ کیا اور میر آخور باشی کو اوسکی مدد کو بھیجا اور سرداق خان ترناک بیگلربیگی آذربایجان کو جماعہ
اور قورچیان عظام کو دست راست اور غلامان خاصہ شریفہ کو مع چند امرا کے جانب چپ معین کیا اتفاقاً اوسی روز غروب
کے وقت فریقین سے ملاقات ہوئی آتش محاربہ شعلہ زن ہوئی میر آخور باشی باتفاق شاہین آقا اور قراحسن بیگ
اور جانی بیگ یوزباشی غلامان خاصہ اور نجف قلی بیگ اور ذراق خان اور تمام جماعت سپاہ حملہ آور ہوئے اور مردانگی دکھلانے
لگے اثناے گیرودار مین سرداق خان کا گھوڑا مخالفین کے تیغ و تبر سے مارا گیا سوار نے زمین دیکھی مخالفین کے شہسوار کاٹنے
پیر اوٹھانے سرداق خان نے جرأت کرکے پیرنگار ٹھے اور دوسرے گھوڑے پر جو کوتل تھا چڑھ بیٹھا اسی اثنا مین
اوسکا بھائی خان طالش مع گروہ طالشون کے مدد کو آ پہونچا اور اپنے حملہ دلاورانہ سے جمعیت غنیم کی پراگندہ کی
آخر کو زاست کے درمیان پڑنے سے شب کی شب نجات ملی آرامگاہ مین قرار ہوا جماعہ جغتایہ عنان تافتہ ہوکر شاہزادہ
اورنگ زیب سے ملحق ہوئے جماعہ مذکور کے آتے شاہزادہ نے نقارہ کوچ بجوایا بعد طلوع خورشید امراے ایران نے یہ حال سنا

سیاوش خان کو مع دیگر مردان کار آزما کے تعاقب پر روان کیا اور حقیقت حال اپنے بادشاہ کو عرض کی اور بموجب حکم
کے سر بنگ وغیرہ سے قلعجات اور حدود کو استحکام کر کے عازم حضور ہوئے اور شاہ عباس مشہد مقدس کی زیارت کر کے اصفہان
کو عازم ہوا اس خدمت کے عوض میں جسکا ذکر ہوا شاہجہان بادشاہ نے اپنے متوسلون کی حسب لیاقت سرفرازی فرمائی
اور سمین سے اورنگ زیب کے اضافہ ہوکر پانزدہ ہزاری اور دوازدہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفرازی پائی اور سعد اللہ خان
وزیر کو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور رستم خان کو پنجہزاری اور پانجہزار ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور
خطاب فرزندی فیروز جنگ اور قلیچ خان کو پنجہزاری چار ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور نظم صوبۂ کابل کا اختصاص عطا ہوا
اور دار السلطنۃ لاہور ہوتے ہوئے اکبر آباد کو نہضت فرمائی چونکہ شاہزادہ مراد بخش اور شاہ نواز خان اتالیق کی صحبت نا چاق
تھی اور اس سبب سے صوبہائے دکن کے انتظام جیسا کہ چاہیے نہین ہوتے تھے فرمان طلب شاہزادہ کے نام صادر ہوا۔ اور
شائستہ خان ہر چہار صوبۂ دکن کے انتظام کو مامور ہوا۔ اور شاہ نواز خان نے صوبہ داری صوبۂ مالوہ کی پائی اسی سال مین
نذر محمد خان نے حضور مین عرض کیا کہ تنگدستی سے خرچ کا خواستگار اور اہل وعیال کا طلبگار ہون۔ شاہجہان نے
علیمردانخان امیر الامرا کو حکم دیا کہ ایک لاکھ روپیہ کسی کملی کے ہاتھ منجملۂ معتمدان صوبۂ بندر کے بلخ کو بھیجے۔
اور تین لڑکون مین سے کہ ملازم رکاب تھے خسرو جو بلخ سے فتح ہونے کے پیشتر باپ سے آزردہ اور جدا ہوکر آیا تھا۔
نہ تو باپ نے بلایا اور نہ وہ وہان جانے کو راضی ہوا اور بہرام مستلذات ہندی مین ایسا دلگرفتہ تھا کہ نہ گیا عبد الرحمن
دو سال دو مہینے بادشاہ کی خدمت مین تھا بوقت رخصت بیس ہزار روپیہ مرحمت ہوا اور متعلقان نذر محمد خان نے جو ہمراہ
نسوان مین سے آنے کے وقت سے چلنے تک تین لاکھ روپیہ زر وجنس سے پایا اور شاہزادہ دارا شکوہ نے جو عبد الرحمن کی
تربیت کو مامور تھا حسب الامر پدر کے جواہر اور مرصع آلات وغیرہ قیمتی بیس ہزار روپیہ کے دیئے اور یادگار چولاق سفیر
نذر محمد خان نے عنایت خلعت اور خنجر مرصع اور پانچہزار روپیہ نقد سے سربلندی پائی اور ایک لاکھ روپیہ نذر محمد خان
کے واسطے مرسل ہوا اور ایک قبضۂ شمشیر مرصع اور پچاس ہزار روپیہ سبحان قلی خان کو بھیجا گیا اور ملا علاء الملک میر سامان نے
فاضل خانی کا خطاب پایا سعد اللہ خان آٹھ روز مین کابل سے حضور مین آیا شاہزادہ دارا شکوہ اور اورنگ زیب بھی
کابل سے آکر مشرف سلام ہوئے شاہزادہ اورنگ زیب جو صوبہ دار ملتان کا تھا صوبۂ ٹھٹھہ بھی اونکو سپرد ہوا
اور سرکار بھکر اور سیوستان اونکے تیول مین مقرر ہوئی اور وہاں کی رخصت ملی شاہزادہ مراد بخش کابل کا صوبہ دار ہوا
خلیل اللہ خان میر بخشی ہوا امیر الامرا علیمردانخان کابل سے آکر صوبۂ کشمیر کا جاگیردار ہوا اور حکم ہوا کہ عبد النبی بیگ کو نیابت
پر بھیجکر خود لاہور مین سیقدر شہر حضور مین آئے دارا شکوہ نے جشن وزن مین خلعت جواہر اور چار لاکھ روپیہ
انعام پایا اور سعد اللہ خان نے جو نوازشہائے شاہی سے ایسے منصب پر رسائی کی تھی کہ کوئی مرتبہ اضافہ کا باقی نہ رہا
لہذا دو کرور دام کہ سالیانہ تیس لاکھ روپیہ ہوتا ہے تنخواہ مقرر ہوئی اور علیمردانخان عنایت خورۂ شاہی سے مخصوص ہوکر صوبۂ کشمیر کو رخصت ہوا

چوبیسوان سال سنہ ۱۰۶۰ ہجری

اسی سال مین مسجد اکبر آبادی محل کی بنکر تمام ہوئی آوسکے بپاس خاطر گھوڑے پر سوار ہوکر مسجد مذکورہ مین گئے اور دوگانہ تحیت ادا فرمایا بانی مسجد نے جواہر مرصع وغیرہ سے اٹھارہ خوان زر وسیم سے لبریز نثار کے طور پر نذر سے گذرانا۔ ڈیڑھ لاکھ کے خرچ سے دو برس مین یہ مسجد تعمیر ہوئی۔ اس سال مین نامہ نذر محمد خان متضمن شکرگذاری واستدعا فرزند عنایت کے صادر ہوا اسطرف سے ایک لاکھ روپیہ کی نقد وجنس اور دو ہزار روپیہ مصحوب خواجہ خاوند محمود اور بقیہ جو کچھ فتح بلخ کے بعد نذر محمد خان کے اموال سے ضبط ہوا تھا اور دس ہزار روپیہ نقد عبد الرحمن کو بہیجا گیا چونکہ سن بادشاہ کا ساٹھ سے گذر گیا تھا مفتیان ایمان کیش کے فتوے سے ماہ رمضان کے روزے افطار ہوئے مبلغ ساٹھ ہزار روپیہ فدیہ عطا کیا گیا ماہ رمضان کی ہر شب کو نیازمندان درگاہ خوان انعام سے شکم سیر ہوتے تھے مقرر ہوا کہ ہر رمضان کو اسیطرح ہوا کرے اس سال مین عبد الرحمان نے جو بابر کی طرف سے ولایت غور کی حکومت کرتا تھا سبحان قلیخان قلما خان کو مقرر کیا تا کہ اوسکو اثنائے راہ نخچیر وشکار مین کمین کر قید کرلے چنانچہ ہی ہوا اور سبحان علی کے حضور مین آکر محبوس ہوا اوسنے قلما خان سے کہا کہ اگر مجھے بادشاہ ہند کے پاس پہونچادو عطایائے شاہی سے سرفراز ہوگے جماعۂ مذکور نے اوسیطرح بعجیل کی درگاہ حضور مین لائے اور اختیار ملازمت کرکے چار ہزاری منصب اور پانسو سوار کا ملا

پچیسوان سال سنہ ۱۰۶۱ ہجری

اس سال مین محی الدین سفیر سلطان روم جو عبد القادر جیلانی کی اولاد مین تھا پہنچا اور حاجی احمد سعید اسطرف سے روم کی سفیری پر مقرر فرمایا گیا جیغہ مرصع اور شمشیر مع پرتلہ مرصع جسکی قیمت ایک لاکھ روپیہ کی تھی بطریق ارمغان کے مع نامہ کے جسے سعد اللہ خان نے لکھا تھا قیصر کو ارسال ہوا اور بندر سورت کے متصدیون کو حکم گیا کہ ایک لاکھ روپیہ کے اسباب عرب خرید کرکے حوالہ کرین تا کہ مکہ معظمہ مین مستحقون کو تقسیم ہو آغاز جلوس سے اس تاریخ تک دس لاکھ روپیہ کا مال سوائے نقد کے جسکی قیمت وہان پر دوچند ہوتی تھی مکہ اور مدینہ کو روانہ ہوئے اور سفیر قیصر کو پندرہ ہزار روپیہ انعام دیکر حاجی احمد سعید کے ہمراہ رخصت معاودت عطا ہوئی ابتدائے ورود سے روز رخصت تک ساٹھ ہزار روپیہ نقد سوائے جنس کے عطا فرمایا گیا چون سعید خان بہادر ظفر جنگ جو کہ اسی خاندان کا پشت در پشت نمکخوار اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار پر سرفراز تھا اس جہان گذران سے گذرا بادشاہ کو ملال ہوا۔ لہراسپ خان ولد مہابت خان نے پنجہزاری پنجہزار کا اضافہ پایا اور مہابت خان کا خطاب ملکر صوبہ کابل کا بندوبست عطا ہوا لطف اللہ خان اور عنایت اللہ خان ولد سعد اللہ خان وزیر شرف یاب ملازمت ہوئے اول کو تسبیح مروارید دوم کو سرپیچ مرصع عنایت ہوا دوشنبہ کی رات شانزدہم ربیع الاول کو لاہور سے کابل کو بعزم استرداد قندہار کے کوچ کیا اور شاہزادہ اورنگ زیب کو حکم ہوا کہ ملتان سے روانہ ہوکر قندہار جاوے اور سعد اللہ خان نے

پچاس ہزار سوار سے اجازت پائی کہ کابل اور غزنین ہوتے ہوئے قندہار کو جاوے اور شاہزادۂ اورنگ زیب کے اتفاق سے قندہار کا محاصرہ اور تسخیر کی تدبیر کرے اور تین ہزار اونٹ اس لشکر میں ہمراہ دیئے او تین سے پانسو اونٹ خزانہ اور پانسو میں ہتھیار رکھے اور قریب دو ہزار شتر کے توپخانہ کے سامان سے بابت گولہ باروت جستہ وغیرہ کے معمور تھے الغرض ۴ جمادی الاولی کو بادشاہ گلگون تگ پر سوار داخل کابل ہوا شاہزادہ اورنگ زیب نے بیس (۲۰) ہزاری منصب سے اضافہ پایا اور شاہزادۂ شجاع حسب الطلب بنگالہ سے وارد کابل خدمت پدر میں حاضر ہوا

چھبیسواں (۲۶) سال ۱۰۶۲ ہجری

اندنوں میں جان بیگ شاہزادۂ شجاع کے ملازم نے مع ہزار سوار سرکار اور ہزار سوار ملازم شاہی حکم پایا کہ بیس لاکھہ روپیہ واسطے خرچ لشکر معینہ کے قندہار لیجاوے ۔ اور شاہزادۂ اورنگ زیب قندہار پہونچکر دو مہینے اٹھ روز تامقدور تسخیر قلعہ میں گرم تدبیر رہا جسوقت شاہزادۂ اورنگ زیب کے قندہار پہونچے کا حال اوتار خان بگلر بیگی قندہار کے عریضہ سے شاہ عباس بادشاہ ایران کو معلوم ہو فوج کے جانکو حکم دیا اور دار السلطنۃ اصفہان سے باغ میںو نظام عباس آباد میں نقل مکان فرمایا اور تھوڑی سی فوج بطور منقلا کے پیشتر سے روانہ فرمائی شاہزادہ اورنگ زیب اور ہندی فوج نے جب ورود لشکر ایرانی کی خبر پائی رعب و ہراس اسقدر مستولی ہوا کہ نقارۂ کوچ پر چوب چلی ۔ چونکہ شاہزادۂ داراشکوہ نے صوبۂ کابل کے انتظام کا قرار کیا اصل سے اضافہ ہوکر منصب سی ہزاری اور بیس ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور پانچ کرور دام انعام پائے اور صوبۂ ملتان بھی تفویض ہوا ۔ اور سلطان سلیمان شکوہ بڑے لڑکے داراشکوہ کو منصب ہشت ہزاری چار ہزار سوار اور عنایت فیل خاصہ اور علم و نقارہ سے سرفرازی ملی اور کابل کی صاحب صوبگی پائی اور خیمۂ سرخ جو شاہزادوں سے مخصوص ہے اوسے عنایت ہوا اور داراشکوہ کو حکم ہوا کہ بعد بند و بست کابل سے درگاہ والا کو معاودت ہوا ۔ اور خود بدولت اسی سال میں کابل سے سبقت فرماکر لاہور ہوتے ہوئے اکبر آباد آئے شاہزادۂ اورنگ زیب کو ولایت بنگالہ کے انعام سے سرفراز فرمایا اور ملتان کے عوض میں ہر چہار صوبۂ دکن کی عطا فرمائی اور احمد آباد گجرات کی صوبہداری شایستہ خان کو تجویز ہوئی اور شاہزادۂ شجاع صوبۂ بنگالہ کو رخصت کیا گیا جب داراشکوہ صوبۂ کابل سے حضور میں آیا تسخیر قندہار کی آرزو عرض کی لہذا بیس (۲۰) لاکھہ کا ساز و سامان عطا ہوکر رخصت دی گئی اور راجہ جسونت سنگھ ہزاری ذات کے اضافہ سے شش ہزاری پنج ہزار سوار سے کامیاب ہوا

ستائیسواں سال ۱۰۶۳ ہجری

راجہ جے سنگھ ولد راجہ جگت سنگھ منصب پنجہزاری پنج ہزار سوار اور خطاب راجہ سے سرفراز ہوا شاہزادۂ داراشکوہ بموجب وعدہ کے سامان جنگ طیار کرکے مع فوج بیشمار اور توپخانہ اژدر آثار اور فیلان کوہ تمثال کے قندہار پہونچا تسخیر قلعہ کی نہایت تدبیر کی دولت خان افغان نے جو قدیم نوکر بادشاہ ایران اور دہکے اور جو شانے کا حاکم تھا افواج ہندی میں ملکر داراشکوہ کی

رفاقت قبول کی اس سبب سے اور بھی داراشکوہ کی ہمت بندھی تسخیر قلعہ کو زیادہ تر عزم کیا اور دارائے ایران کو جب اوتارخان بگلربیگی قندہار کی عرضداشت سے یہ احوال معلوم ہوا تدارک کی فکر ہوئی سبحان بیگ غلام خاصہ شریفہ کے نام فرمان صادر ہوا کہ اوس گروہ کے اتفاق سے جسکی سرداری مومی الیہ کے ہرات مین کی تھی اور نیز دیگر امرائے خراسانی کے ساتھہ روانہ منزل مقصد ہوکر رعایائے اطراف کو مخالفین کے تعرض سے محافظت کرے اور منوچہر خان بگلربیگی استرآباد کو بھی حکم ہوا کہ قبل علی قلیخان سپہ سالار کے روانہ ہو اور سپہ سالار بھی مور فرمایا گیا ہر طرف بنام جماوت لشکر ممالک محروسہ مین فرمان صادر ہوئے اور بادشاہ مازندران سے فیروزکوہ کو متوجہ ہوکر بسطام کو چلا جب اوتارخان نے مکرر مہدی قلی خان حاکم بست کی بدسلوکی اور بدسرانجامی کی حقیقت حضور مین عرض کی۔ امام قلی سلطان حاکم اسفراین کو مہدی قلیخان مذکور کی جگہ پر بست کی ایالت عطا فرما کر حکم دیا کہ بہت جلد جا کر قلعۂ مذکور کی محافظت کرے سردار اشکوہ جب اس اخبار سے باخبر ہوا رستم خان دکھنی کو جو مع افواج اور فیلان قہر مواج روانۂ بست ہوا تھا تحریر کیا کہ طرق اور توابع سے خبردار رہے۔ اور جب ایرانی سپاہ پہونچے اوسکی مدافعت مین ساعی ہو اور اگر ممکن ہو قلعۂ بست بھی تسخیر کرے۔ رستم خان نے قبل ورود امام قلی سلطان کے قلعۂ بست کا محاصرہ کیا۔ اور مہدی قلیخان نے جو کہ ناہنجاری کی راہ مین قدم زن تھا اور باز پرس شاہی کا خوب یقین کیا تھا داخل لشکر چغتایہ ہوکر قلعۂ بست کو رستم خان کے حوالہ کیا۔ داراشکوہ اس مدد غیبی سے زیادہ تر سرگرم تدبیر ہوا اوتارخان بموجب ضابطۂ نمک حلالی کے مستقل مزاج ہوکر شجاعت ذاتی دکھلانے لگا اور مرادبخش توپچی باشی نے آتشبازی مین کرۂ نار کو شرمایا فوج ہندی چند مقام سے یورش کرکے ہر دفعہ ناکام پھری نہم شوال کو ہندوستانی اپنے حد امکان سے زیادہ جانفشانیاں کین۔ بعض روشناسان فوج ہند بہزار جان کندنی شیر حاجی تک پہونچکر اندر گئے مگر وہان سے پردہ پردہ کوے عدم کو سدھارے دلکے باہر حوصلے نہ نکلے باقی ناکام واپس ہوئے۔ سبحان بیگ مع دو تین ہزار سوار کے جو اوسکی سرداری مین تھے برسم استعجال جلد تر پہونچا چونکہ مقابلہ کی لڑائی مین عہدہ برائی نتیائی ہر روز لشکر شاہزادہ پر تاخت تاراج کرنے لگا رسد کے پہونچنے کی راہین لوٹ مار کرتا تھا اوسکے ہمراہی جسے پاتے پر کاٹ ڈالتے۔ رستم خان نے سبحان بیگ کی قلت فوج سے باخبر ہوکر مع اپنی فوج کثیر کے سبحان بیگ کے لشکر کو توجہ کی اوسنے جنگ کی مصلحت نہ دیکھکر فولاد کی راہ لی رستم خان نے اسیقدر کام سے ہیچ من دیگرے نیست سمجھکر بازگشت کی اسی اثنا مین موصد خان حاکم استرآباد مع دو تین ہزار سوار ہمراہی کے آپہونچا اور سبحان بیگ سے ملحق ہوکر روانۂ مقصد ہوا۔ اور علی قلیخان بھی وارد ہوا فوجین یکے بعد دیگر برابر چلی آتی تہین رستم خان روانۂ مقصود ہوا اور علی قلیخان بھی آپہونچا فوجین برابر موج مارتے ہوئے پہونچنے لگین رستم خان اس مشاہدہ سے چند روز خوف و امید مین رہا آخر داراشکوہ کو سارا حال تحریر کیا اور منوچہر نے کثرت اعدا کی کچھہ خیال نہ کی روانہ ہوکر رستم خان کے لشکر سے نیم کوس کے

فاصلہ پر خیمہ گاہ کیا۔ دارا شکوہ اس تاخت و تاراج ہر روزہ سے جو رستم خان پر ہوتی تھی خبر پاکر ہراسان ہوا اور اوسکو اپنے پاس طلب کیا مشار الیہ قلعۂ بست مین آگ لگاکر دارا شکوہ کے لشکر کو روانہ ہوا فوج ایران نے پیچھا کیا۔ شاہزادہ دارا شکوہ نے بعد پہونچنے رستم خان اور سننے خبر پہونچنے منوچہر خان وغیرہ کے کوچ کیا ہندوستان کو راہی ہوا اور علی قلیخان نے ایک گروہ تعاقب پر مقرر کیا۔ دو زنجیر فیل اور کسیقدر اسباب اونکے ہاتھ لگا۔ اورنگ زیب کی عرضی سے دریافت ہوا کہ دختر شاہ نواز خان صفوی سے بارہوین شعبان کو لڑکا پیدا ہوا جسکا نام محمد اعظم رکھا گیا اور اسی سال مین ایک مسجد سنگ رخام سے تین لاکھ روپیہ کے خرچ سے سات برس مین تعمیر ہوئی۔ اور بادشاہ اکبر آباد سے شاہجہان آباد مین آیا۔ دارا شکوہ نے قندہار سے مراجعت کرکے ملازمت حاصل کی اور اسی سال شاہزادہ مراد بخش کو گجرات کی صوبہ داری اور شایستہ خان کو مالوہ کی عطا ہوئی اور جشن نوروز کو ذوالفقار آقا سفیر روم آیا اعتقاد خان وغیرہ بعض امرا استقبال کرکے حضور مین لائے سفیر مذکور اثنائے راہ مین جسکے حدود صوبہ سے گذرتا تھا حسب الحکم کسیقدر روپیہ پاتا تھا۔ روز ورود تک پچاس ہزار روپیہ پایا۔ اور محمد ابراہیم نے اسد خان کا خطاب پایا۔ اور ارادت خان کے بدلے مین آختہ بیگی مقرر ہوا۔ ارادت خان نے عہدۂ بخشیگری پایا اور محمد اشرف اور مصطفی صفی ولد اسلام خان کو اعتماد خان اور صفی خان کا خطاب ملا۔

اٹھائیسوان ۲۸ سال سنہ ۱۰۶۴ ہجری

اس سال مین خطۂ فیض آباد اجمیر کو نہضت شاہی ہوئی چونکہ عہد جہانگیری مین جسوقت کہ کرن ولد امر سنگہ درگاہ والا مین آیا اور ایسا مقرر ہوا تھا کہ رانا یا جو شخص رانا کے خطاب سے سرفراز ہوتا تھا وہ قلعۂ چتور کو استحکام نہ دے اور اسوقت مین معلوم ہوا کہ قلعۂ مذکور کی نہایت متانت ہو چکی اور ہوتی جاتی ہے جمدۃ الملک سعد اللہ خان وزیر مع تیس ہزار سوار کے انہدام قلعۂ مذکور کو چلا اور چودہ پندرہ روز مین اوسکو منہدم کرکے برابر کردیا جب رانا متنبہ ہوکر دارا شکوہ سے رجوع ہوا۔ شاہزادہ کے توسط سے عفو تقصیرات ہوئین ذوالفقار آقا سفیر روم نے دارا شکوہ کے دیکھنے کی اجازت چاہی اور بعد ملاقات دارا شکوہ سے بیس ہزار اور سلیمان شکوہ اونکے لڑکے سے انعام لیکر بیسوین رجب کو بموجب حکم پندرہ ہزار روپیہ تواضع ہوا اور تیسری ۳ شعبان کو ایک اشرفی چار سو تولہ کی اور اسی وزن کا ایک روپیہ بھی انعام ہوا اور مصحوب قاسم بیگ کے جو روم کی سفیری مین مقرر ہوا تھا خط جو کہ سعد اللہ خان سے لکھوایا گیا تھا مع ایک قبضۂ خنجر مرصع قیمتی لاکھ روپیہ اور کمر مرصع الماس و یاقوت قیمتی چالیس ہزار اور ایک شیشہ بلوری عطر اگر سے لبریز اور دو ہزار تھان گجرات اور کشمیری قیمتی ایک لاکھ روپیہ کے قیصر کے لیے دئے اور آٹھ قطعہ یاقوت اور چار زمرد اور تین دانہ مروارید کے بھی حوالہ ذوالفقار آقا کے قیصر کے واسطے ہوئے اور ذوالفقار کو تیس ہزار روپیہ دیکر رخصت کیا روز ورود سے یوم رخصت تک پونے تین لاکھ روپیہ کا نقد و جنس سفیر کے ہاتھ لگا اسی سال کے جشن قمری مین شاہزادہ دارا شکوہ کو خلعت خاصۂ اساوری اطلسی زرنگار ملا جسکے پھولون پر مرصع الماس گران بہا کے تعبیہ تھے اور گریبان و آستین و دامن عمدہ عمدہ بیش قیمت موتیون سے گوہر بار قیمت اوسکی ڈہائی لاکھ روپیہ تھی

اور ایک سرپنیدلعل ایک قطعہ لال اور دو دانہ مروارید قیمتی ایک لاکہ ستر ہزار روپیہ کے اور ایک لاکہ روپیہ نقد اور شاہ بلند اقبال کا خطاب پایا اور تخت کے قریب کرسی مطلا پر بیٹھنا ملا۔ حکم ہوا کہ امرا اسلام مبارکباد اوسکے مکان پر جاکر بجالاوین۔ اور جشن نوروز مین الہوردی خان کی بیقصوری ظاہر ہوکر عہدۂ سابقہ پر بحالی فرمائی گئی یہہ شخص غلام رضا کے اہتمام سے سورت مین معزول ہوا تھا اتہام یہہ تھا کہ اسنے ایک خط معظم خان کی طرف سے بقلا آقا سے پادشاہ ایران کو لکھایا ہی اسی سال شیخ عبدالمجید شاہنامہ نویس نے رحلت کی

اونتیسوان ۲۹ سال سنہ ۱۰۶۵ ہجری

سید محمد اردستانی مخاطب بمیر جملہ رتق و فتق مہمات عبداللہ قطب شاہ والی گولکنڈہ کا کرتا تھا اور کتنے ملک اور قلعجات سیر حاصل کرناٹک سے تسخیر کرکے اپنے آقا کے نذر کیے روز بروز افزایش ہوتے ہوتے پانچہزار سوار نوکر رکھے آخر کو دراندازون نے اسکی طرف سے قطب شاہ کو برہم کردیا آخر محمد سعید نے اورنگ زیب کے توسل سے درگاہ شاہی کی آرزوی ملازمی ظاہر کی اور جب التماس شاہزادے کے فرمان شاہی مع خلعت اور نوید عطاے منصب پنجہزاری پنجہزار سوار سید مذکور کے نام صادر ہوا اور دو ہزاری دو ہزار کے منصب کا وعدہ اوسکے لڑکے محمد امین کے نام کیا گیا اور نیز قطب شاہ کے نام حکم صادر ہوا کہ درگاہ والا کی حاضری سے مانع نہو

تیسوان سال سنہ ۶۶ ہجری

اس سال مین ۲۲ جمادی الثانی کو سعد اللہ خان وزیر قولنج کے عارضہ مین جو مدت سے تھا سینتالیس برس کا ہوکر جان بحق تسلیم ہوا نصرت خان اسکا معالج تھا بادشاہ مع شاہزادہ داراشکوہ کے ایکمرتبہ عیادت کو گیا تھا اور اوسکا لڑکا لطف اللہ منصب ہفت صدی صد سوار سے سرفراز ہوا چونکہ پیشتر پہونچنے قاضی عارف کے قطب شاہ نے محمد امین ولد میر جملہ کو مقید کرکے اوسکے مال و اسباب پر متصرف ہوگیا تھا دوسرا فرمان تاکید در باب رہائی محمد امین کے اوسکے نام صادر ہوا اور نیز اورنگ زیب کو حکم ہوا کہ اگر قطب شاہ عدول حکمی کرے اوسکی تادیب مناسب عمل مین لائے اور شایستہ خان وغیرہ امراے معینہ دکن کے نام بھی حکم بھیجا گیا کہ اورنگ زیب کی خدمتمین حاضر ہون۔ شاہزادہ اورنگ زیب نے اپنے بڑے لڑکے سلطان محمد کو اوسطرف روانہ کیا اور متعاقب خود بھی ہمقدم ہوا قطب شاہ نے متنبہ ہوکر محمد امین کو مع توابع کے بھیجدیا محمد امین سلطان محمد کے حضور مین آیا چونکہ محمد امین کا اسباب ضبطی شدہ نہ دیا تھا لہذا سلطان محمد حیدرآباد کو عازم ہوا قطب شاہ کو دہشت نے گھیرا قلعہ مین محصور ہوا اور محمد ناصر کو مع صندوق جواہرات کے بھیجا کہتے ہین جب محمد ناصر ملازمت کو حاضر ہوا اوسکے ہمراہیون سے کسیقدر شوخی ظاہر ہوئی لہذا قید ہوگیا اور ہمراہیان سلطان اوسکے آدمیون کو بھگا کر حیدرآباد مین جا داخل ہوے اور بہت سا مال و اسباب لوٹ کر جمع کیا شاہزادہ اورنگ زیب عازم قلعۂ گولکنڈہ ہوا سعید آباد سے جو آٹھ کوس حیدرآباد سے ہے کوچ کرکے قلعہ سے ایک کوس ادھر جا پہونچا اور محمد سلطان کو حکم دیا کہ مع اپنی فوج کے بائین طرف متوقف ہوا اسوقت مین پانچ چھہ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادہ دشمنون کے برابر آئے لڑائی شروع ہوئی اکثر دکھنی قتل ہوئے قطب شاہ نے اپنے رہائی اسی مین دیکھی کہ سنوات سابق اور حال کی پیشکش ادا کرے لاجرم سلطان محمد سے اپنے لڑکے کا ازدواج کرنا اظہار کیا اور مقبول ہو کر

اس سال نکاح عمل مین آیا محمد سلطان منصب ہفت ہزاری اور دو ہزار سوار سے سرفراز ہوا اور شاہزادہ اورنگ زیب کا
حاجب میر عبد اللطیف جو واسطے لانے میر جملہ کے گیا تھا اوسنے اوسکے آنے کی خبر گولکنڈہ کے اطراف مین پہونچائی قاضی عارف
نے بموجب ایماے اورنگ زیب کے فرمان شاہی اور خلعت مرسلہ اوسے پہونچائے اور اوسنے مراسم تسلیم تقدیم کیئے اور ساعت معین کے
بعد ملازمت شاہزادہ مع اپنے لڑکے کے روانہ درگاہ پادشاہ ہوا اس جگہ فرمان عطوفت عنوان متضمن خطاب معظم خان کے مع
خلعت خاصہ اور جمدہر مرصع اور پھولکٹارہ اور علم اور نقارہ کے پہونچا جب بفتح وفیروزی شاہزادہ اورنگ زیب اورنگ آباد آیا
منصب بست ہزاری پانزدہ ہزار دو اسپہ سہ اسپہ سے سربلند ہوا اور شایستہ خان منصب شش ہزاری شش ہزار سوار
دو اسپہ اور خطاب خانجہانی سے معزز ہوا معظم خان درگاہ مین پہونچکر عنایت خلعت خاصہ اور شمشیر مرصع اور اضافہ منصب
یعنے شش ہزاری شش ہزار سوار اور وزارت اعظم اور مرحمت قلمدان مرصع اور دو سو گھوڑے اور دو فیل مادہ اور پانچ لاکھ روپیہ
نقد سے مفتخر اور مباہی ہوا اور جملۃ الملک معظم خان نے جواہر ثمینہ جسمین ایک الماس تھا نو ٹانک یعنی دو سو سولہ سرخ
وزنی قیمتی دو لاکھ سولہ ہزار اور ساٹھہ زنجیر ہاتھی نر اور چار مادہ مع ساز طلا اور چودہ ساز نقرہ پیشکش گذرانے
کل کی قیمت مع جواہر کے پندرہ لاکھ ہوئی۔ جشن وزن شمسی مین شاہ بلند اقبال دارا شکوہ کو پانچ کرور دام بطور انعام کے
مرحمت ہوا اور کل تنخواہ اوسکی مع سابق اور حال اور طلب مشقت کے ساٹھہ کرور دام کہ سال کا ایک کرور پچاس لاکھ روپیہ ہوتا ہے
مقرر ہوئی دارا شکوہ نے دہ لاکھ روپیہ کا پیشکش کیا اوسمین سے ایک پلنگ خوشرنگ تھا اٹھہ ہزار کا قیمتی جسکے پائے
اور سر تکیہ اوسکا سنگ یشم سے مرصع بالماس و زمرد و یاقوت تھا اس سال مین مسجد جامع شاہجہان آباد کی جسکی سنہ چوبیس
جلوس مین بنا ہوئی تھی تمام طیار ہو گئی اس عمارت کا اہتمام پانچ مہینے تک جعفر خان اور دو سال تک خلیل اللہ خان اور
تین برس پانچ مہینے تک سعد اللہ خان چشتی کا تہا اور اوسکے انتقال کے بعد روح اللہ خان داروغہ عمارت کو حکم ہوا
کہ اوسکی ترمیم کرے غرضکہ چھہ برس مین انجام ہوئی تاریخ یہ ہے مصرع مسجد شاہجہان قبلۂ حاجات آمد اگرچہ ایک الف
کا تفاوت ہے مگر عمدگی کے سبب سے پادشاہ کو پسند ہوئی مبلغ دس لاکھ روپیہ کی لاگت اس عمارت مین صرف ہوئی ہے اور گنبد
اوسکے اوپر کے سنگ مرمر اور سنگ موسی کے ہین اور صحن بھی سنگ مرمر کا اور صورت مصلی کی بطور محراب سنگ موسی کے ہے
اور صحن مسجد کا فرش سنگ سرخ سے ہے۔ اور خاص مسجد کی طول عمارت نوے گز اور عرض تیس گز وسط صحن مین حوض ہے
پندرہ گز اور بارہ گز حوض کے کنارے سنگ مرمر اور موسے سے بنے ہین۔ میر محمد امین ولد معظم خان جو کثرت بارش کی سبب سے
برہان پور مین رہگیا تھا دربار شاہی مین حاضر ہو کر خطاب خانی اور خلعت خاقانی سے سرفراز و دو چندانی ہوا۔ اورنگ زیب کی
عرضی سے واضح ہوا کہ ۱۶ محرم کو عادل شاہ والی بیجاپور جہان گذران سے گذر گیا اوسکے غلامون نے کسی مجہول النسب کو
جسکو اوسنے لے پالک لیا تھا اوسکے جانشین کیا تھا تخت نشین کیا ہے حکم ہوا کہ شاہزادہ مع لشکر متعینہ دکن کے وہان جاکر
تسخیر کرے اور خانجہان شایستہ خان کو حکم ہوا کہ بہت جلدی سے دولت آباد آئے اور ہنگام معاودت اورنگ زیب کے وہان مقیم ہے

اور معظم خان اور شاہنواز خان اور مہابت خان اور نجابت خان وغیرہ مع لشکر شش ہزار سوار کے حضور سے رخصت ہوئے کہ شاہزادے کے ہمراہ بیجاپور کی فتح مین مصروف ہون اور محمد امین خان ولد معظم خان واسطے تمشیت معاملات دیوانی کے باپ کی نیابت پر مقرر ہوا اور سہ ہزاری ذات ہزار سوار کے انعام سے مشرف ہوا ۱۳ ربیع الاول کو بسبب شیوع طاعون کے شاہجہان آباد مین بنا بر شکار گڈھ مکتیسر کنار دریاے گنگا پر توجہ فرمائی جب وبا کم ہوئی ۲۵ ماہ مذکور کو شہر پور کو معاودت ہوا اور رستم خان بہادر فیروز جنگ بعوض بہادر خان صوبہ کابل کے انتظام کو رخصت ہوا اور اضافہ ہو کر شش ہزاری شش ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کے منصب کو پہونچا اور امیر الامرا علیمردانخان حسب الطلب کشمیر سے آکر مشرف ملازمت ہوا

اکتیسوان سال سنہ ۱۰۶۷ ہجری

اس سال مین رایات عالی جانب فیض آباد متوجہ ہوئے جہان کی عمارت حسین بیگ خان اور غضنفر خان کے اہتمام سے پانچ لاکھ روپیہ کے خرچ مین تعمیر ہوئی تھی سید مظفر حسین پسر سید شجاعت خان بارہہ اوس جگہ کی حراست پر معین اور ہمت خان کے خطاب سے معزز ہوا یہ شخص اول سری نگر کا زمیندار تھا اور کسیقدر زمانہ سے خلیل اللہ خان کی سعی سے داخل ملک محروسہ ہوا تھا زمیندار نے طنطنہ شاہی سے ڈر کر پیشکش اور عرایض نیاز حفظ ناموس کے ارسال کیے اور راجہ جمو آستانہ بوسی شاہی مین سرفراز ہوا پادشاہ ایک مہینے تک وہان مقیم رہا تیسری رجب کو شاہجہان آباد کو معاودت فرمائی ۲۲ کو داخل شہر ہوا اور ایک اسپ عربی گھوڑا جو شاہزادہ اورنگ زیب نے بھیجا تھا نظر سے گذرا دس ہزار روپیہ اوسکی قیمت جانچی گئی انھین دنون مین معلوم ہوا کہ علی مردانخان امیر الامرا جو بسبب موافقت آب و ہواے کشمیر کے بسبب عارضہ مرض سہال کے مریض ہو کر وہان کو جاتا تھا اثناے راہ مین سہال کی شدت سے واقع مقام ماچھی وارہ رہگراے ملک عقبی ہوا لاش اوسکی لاہور مین اوسکی والدہ کے قبر کے پاس دفن کی گئی چونکہ یہ شخص عمدہ دولتخواہون مین تھا پادشاہ نہایت متاسف ہوا اوسکے بڑے لڑکے ابراہیم خان کو مع چند اوسکے رفقا کے لاہور سے طلب فرما کر منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار پر سرفراز فرمایا اور نیز دیگر برادران و رفقا کو بھی فراخور لیاقت اضافہ منصب کیا گیا منجملہ جنس وغیرہ ایک کرور روپیہ متروکہ کے نصف ورثا کو دیکر نصف ضبط سرکار کیا گیا لشکر خان نے اصل سے اضافہ ہو کر منصب دو ہزاری پانصدی دو ہزار سوار کا پایا اور صوبہ کشمیر کے انتظام پر مامور ہوا انھین دنون مین قلعہ کلیان اور مندیرو اور حبشیون کی تادیب و تسخیر ہوئی تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب شاہزادہ اورنگ زیب قلعہ بیجاپور کی تسخیر پر جیساکہ تحریر ہوا مامور ہوا مع امیر جملہ معظم خان اور دیگر افواج متعینہ کے اوسی طرف کو سدھارا ۱۲ ربیع الثانی کو قلعہ بیدر کے قریب منزل ہوئے محاصرہ کا ڈول ہوا ۲۳ جمادی الثانی کو جو برج کہ معظم خان کے مورچہ کے برابر تھا صدمات توپ سے منہدم ہوگیا مرجان نام حبشی نے جو کہ عادل شاہیون کا غلام خاصہ اور اونکا معتمد علیہ اور زمانہ دراز سے قلعہ مذکور کی حفاظت مین مامور اور قریب ہزار سوار اور چار ہزار پیادہ کے ہمراہ رکھتا تھا اوس برج شکستگی کو تدارک سمجھ کر برج کی عقب مین سرنگ لگائی تاکہ بوقت غلبہ مخالفین کے آگ بتلا دین جس وقت اوس برج سے راستہ ظاہر ہوا

شاہزادہ اورنگ زیب اور معظم خان کے لوگ اوس برج پر چڑھ دوڑے مرجان مع ہشت پسر اور اکثر ملازمین نزدیک برج آکر
مستعد مدافعہ ہوا۔ قضارا ایک بان جو مخالفون نے پھینکا اوسکی چنگاریان حقہ باروت مین جا پڑین پس آگ لگ اوٹھی
اوسکے بعض رفقا جلکر خاک ہوئے اور خود بھی مع دو فرزند کے آتش سوزان مین جھنکگیا فوج اوسی راہ سے جا پہونچی
ہر ایک قلعہ کے ارک قبضہ مین آگئے اسوقت شاہزادہ بھی نوبت بجاتے ہوئے قلعہ مین آ پہونچا قلعہ دارون نے پناہ چاہی
الغرض قلعہ مفتوح ہوگیا۔ شاہزادہ مہابت خان کو مع چند دیگر بندگان درگاہ کے قلعہ مین چھوڑکر جائے اقامت کو
معاود ہوا اوسکی صبح کو مرجان نذر فی النار والسقر ہوگیا دوسرے روز شاہزادہ نے حصار مین جاکر جس مسجد مین کہ سابق
سلاطین بہمنیہ نے بنوائی تھی صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ کا خطبہ پڑھایا نقد وجنس بہت سے ضبط ہوئے یہ قلعہ دکن کے
قلعجات مشہورہ مین سے ہے بیدر شہر نہایت وسیع اور فسیح اور سرحد صوبہ تلنگانہ ہے سابقا جائے حکم رایان دکن کی تھی
ہمیشہ راجہ کرناٹک اور مرہٹہ اور ملنگانہ اسکے مطیع رہے ہین دمن راجہ نل کی معشوقہ جسکا قصہ شیخ فیضی نے
منظوم کیا ہے اسی شہر کے مرزبان راجہ بھیم سین کی لڑکی ہے۔ اول سلطان محمد ولد تغلق نے یہان پر دسترسی پائی بعد ازان
سلاطین بہمنیہ کے نصیبے چمکے پس ازین حکام بیجاپوریون نے دہوم کی رفتہ رفتہ اسوقت مین بابری شوکت کے زیر حکومت آیا
اسوقت مین ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ برہمنان کوکن اولاد بالاجی راو کے قبضہ مین ہے جسکا لقب نانا جی مشہور تھا چون قلعہ
کلیان اور کلبرگہ کی تسخیر اور ملک بیجاپور کی کشایش اور تخریب پر شاہزادہ کی عزیمت مصمم تھی اور سیواجی برادر مانوجی اور
سیوا بہوسلا وغیرہ فتنہ سازون نے شوخیان کرکے پرگنات رستگی اور چار کونڈہ مع دیگر نواحی احمدآباد کے تاخت وتاراج
کیے لہذا نصیری خان مع تین ہزار سوار کے اونکی تادیب پر مقرر فرمایا گیا اور سلطان محمد معظم اور افتخار خان کو قلعہ بیدر مین
چھوڑکر ۳۲ رجب کو خود بدولت قلعہ کلیان کی طرف متوجہ ہوا اور ۲۹ ماہ مذکور کو وہان پہونچکر قلعہ کو گھیر لیا بڑی جنگ
ونیرنگ کے بعد جبکہ مددگاران اوس قلعہ سے ہوے اور جنس غلات وغیرہ کا پہونچنا متعذر ہوا دلاور حبشی جو کہ عادل شاہ کی طرف
سے مع ڈہائی ہزار بندوقچی اور توپچی وتفنگ وغیرہ سامان حرب کے محافظ قلعہ تھا ملتجی امان ہوا اور بموجب منشور کے عفو تقصیر
ہوکر شاہزادہ کے حضور مین شرفیاب ہوا اور مرخص ہوکر بیجاپور چلا گیا یہ قلعہ مضبوطی اور استحکام مین اول قلعہ سے زیادہ ہے
جب اورنگ زیب کے عرایض سے یہ فتح اور نیز دیگر فتوحات کا نوید حضور شاہی مین پہونچا تمام ولایت بیدر کی مع اوسکے مضافات
اور قلعہ رام گڈہ کے بطریق انعام شاہزادہ اورنگ زیب کو عطا فرمایا گیا اور تنخواہ بھی مع سابق وحال کے ۱۲ کرور دام مقرر
ہوکر عنایت دیگر بھی مبذول ہوئین اور بیدر کا نام ظفرآباد رکھا گیا اور معظم خان اور شاہ نواز خان اور مہابت خان
وغیرہ امرا متعینہ نے جنہون کی عرقریزیان اور کوششین بھی معرکہ مین ہوئین تھین عطاے خلعت اور اضافہ منصب سے
سرفرازی پائی۔ چونکہ عادل شاہ وغیرہ سرکشون کو یقین ہوا کہ عنقریب اپنے اعمال زشت کا ثمرہ ملا چاہتا ہے بغیر اطاعت
اور فرمانبرداری کے کوئی تدبیر نہ معلوم ہوئی ابراہیم بیگ خان کو جو معتمدان اوس دولت مین تھا شاہزادہ اورنگ زیب کی

خدمت مین بحالی کے طلبگار ہوئے اور مقرر ہوا کہ ڈیڑھ کرور روپیہ مع نقد و جنس اور فیلان پر شوکت و شان کے بطریق پیشکش ارسال کرین
اور قلعہ بربندہ کو مع اوسکے لواحق اور دیگر قلعجات ملک دکن اور دیگر محالات سے گماشتگان شاہی کے قبضۂ قدرت مین
چھوڑین اورنگ زیب نے جب بیانات دیکھا یہ خبر حضور شاہجہان مین معروض کی بادشاہ نے اونکی عاجزی پر رحم فرماکر منجملہ پیشکش کے
پچاس لاکھ روپیہ معاف فرمایا اور شاہزادہ کو فرمان لکھا کہ قاضی نظاما کو واسطے وصول پیشکش کے روانہ کرکے خود مع لشکر
فیروزی اثر کے معاودت کرے اور معظم خان قلعجات کی ضبطی سے دلجمعی کرکے بعد واپس آئے اور وصول کرانے پیشکش کے
مع پیشکش روانۂ حضور ہو ہفتم ذی حجہ کو بادشاہ عارضۂ حبس البول مین اسیر ہوا حکما نے تشخیص کیا کہ مواد بواسیری ہے
رزق اللہ ولد مقرب خان نے فصد لی مگر کچھ بر آمد مدعا نہوا آخر چند اشخاص کی رائے کے اتفاق سے جونک لگا کر خون نکالا اس سبب سے بھی حبس
اور حرقت بول کی مدافعت نہوئی لاچار دیگر تدبیرات بلائی گئین چند روز تک ضعف کا زور رہا آخر کار مقرب خان کی تجویز سے
شیر خشت نے کسیقدر فائدہ دکھلایا مبلغ ساڑھے سات لاکھ روپیہ زکات شاہجہان آباد کی معاف کرکے فرمان لکھا کہ
تمام ممالک محروسہ مین رسم زکات کی معاف ہو مبلغ پانچہزار روپیہ مع ایک زنجیر فیل اور ایکراس عراقی گھوڑے کے اہل
استحقاق کو تصدق ہوا قیدیون کو رہائی ملی اور پادشاہزادہ داراشکوہ کا دہ ہزاری دہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ
اضافہ ہوکر پنجاہ ہزاری سی ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصب طلا اور ایک کرور دام جو سابق و لاحق سے اکیس کرور دام
ہوئے تھے نوازش ہوا اور اورنگ زیب کی عرضداشت سے محمد اکبر کی ولادت واقع ۱۲ ذی حجہ دریافت حضور ہوئی انہین دنون مین
معظم خان نے داراشکوہ کی تحریک سے وزارت سے معزولی پائی اسکا سبب یہ تھا کہ یہ شخص اورنگ زیب کا متوسل تھا
اور معظم خان اور مہابت خان وغیرہ امرا کو طلب حضور کیا اور محمد امین خان باپ کی نیابت سے ممنوع اور اوسکے رایان تا مقرر ہونے
وزیر کے کار دیوانی پر مامور ہوا جب کہ بادشاہ مغلوب مرض اور شاہزادہ داراشکوہ ولیعہدی سے مدار علیہ سلطنت ہوا اور بہائیون سے
اندیشہ مند رہتا تھا اکبر آباد کو اوسط ممالک محروسہ سمجھکر وہان اوٹھ چلنے کی خدمت پدر مین اشتعالکی بادشاہ بپاس افراط
محبت جو کہ اوسکے ساتھ تھی جسمین اوسکی تقویت سمجھی بموجب التماس ۸ محرم کو بسواری کشتی متوجہ اکبر آباد ہوا اور دانشمند خان
بخشیگری سے مستعفی ہوا تھا اوسکی جگہہ محمد امین خان ولد معظم خان عہدہ میر بخشیگری پر سرفراز ہوا ۸ صفر کو گھاٹ سامی
پہونچکر نوروز مقیم ہوا اسی مقام مین بیماری نے تنزل پکڑا بعد دو مہینے اور کسیقدر زیادہ کے بے مدد دوا طبیعت خود بخود درست
ہوگئی روز بروز اثر صحت زیادہ ہوتا تھا چونکہ یہ امر مقرر ہوچکا تھا کہ غرۂ ربیع الثانی تک جو کہ قلعہ مین داخل ہونے کی ساعت ٹہر
داراشکوہ کی منزلگاہ مین رہے ۱۹ کو اوس مکان مین تشریف لایا حکیم مقرب خان کو دس ہزار روپیہ کے جواہر و طلا و نقرہ
عنایت فرمایا اور اس مہینے کے آخر مین اخبار دکن سے اشتہار ہوا کہ بعد سرانجام مہمات دکن کے شاہزادہ اورنگ زیب معاودت کرکے
اورنگ آباد مین آپہونچا اور دلرس بانو بیگم شاہنواز خان کی لڑکی جو شاہزادہ کو منسوب تھی عالم بقا کو متوجہ ہوئی مہابت خان
وغیرہ امرائے متعینۂ دکن کے حضور مین پہونچکر مورد عنایات ہوئے شاہزادہ داراشکوہ اول خدمات کے عوض مین جو ہنگام بیماری

ظاہر ہوئین تھیلین جواہر آلات قیمتی ۱۳ لاکھ نوے ہزار روپیہ کے عنایت ہوئے اور اضافہ ہوکر منصب شصت ہزاری سے ہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ سے سرفراز اور سابق و لاحق سے ۳۲ کرور دام جسکا مجموعہ سالیانہ دو کرور سات لاکھ پچاس ہزار روپیہ ہوا اور علاوہ اسکے ایک کرور روپیہ نقد اور سو راس گھوڑے عطا ہوئے اور صوبہ بہار بھی تفویض ہوا اور جعفر خان خدمت وزارت اعظم پر سرفراز ہوا ۱۵ جمادی الاولے کو مہابت خان کابل کی صوبہ داری پر سرفراز ہوکر رخصت ہوا عرض ہوا کہ ۱۲ ربیع الاول کو عبدالحکیم سیالکوٹی رہگرای آخرت ہوا جسوقت التماس ہوا کہ ہر چند وکیل شاہزادہ شجاع مزاج والا کی صحت وری لکھتا ہے اوسے محمول بہ سازش سمجھکر اپنے بڑے بھائی کو لکھا اور اوسکو واقعی نہین سمجھا۔ اور بنگالہ سے مع لشکر گران کے بعزم اکبرآباد روانہ ہوا ہے۔ سلطان سلیمان شکوہ کو مع راجہ جی سنگہ اور بہادر خان اور دیگر لشکر کے جو بیس ہزار سوار تھے دفع شورش کے لیے اوس طرفکو متعین فرمایا اور بروقت رخصت کے سلطان کو اضافہ سہ ہزاری اور راجہ جی سنگہ کو ہزاری ذات اور ہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ اضافہ کرکے منصب ششہزاری پنجہزار سوار عطا فرماکر ایک لاکھ روپیہ انعام دیکر رخصت کیا۔ حکم ہوا کہ اگر شجاع اپنی نافہمی سے اپنی جگہ کو نہ پلٹ جائے تو اوس سے لڑائی کرکے تادیب قرار واقعی کی جاوے اور مہاراجہ جسونت سنگہ راٹھور کو ہزاری ذات کے اضافہ سے ہفت ہزاری اور ہفت ہزار سوار اور ایک لاکھ روپیہ انعام عطا ہوا۔ اور ظاہر مین مالوہ کی صوبہ داری پر اور باطن مین اورنگزیب کی ممانعت کو مقرر فرمایا اور نیز دیگر امرا اور منصبداران کو بھی کمک پر تعین فرمایا اور سید قاسم ملازم داراشکوہ اوسکی طرف سے قلعہ الہ آباد اور نیز وہانکی صوبہ داری پر مرخص ہوا غرہ ربیع الثانی کو بادشاہ نے اپنے دولتخانہ قلعہ اکبرآباد مین نزول فرمایا جب دریافت ہوا کہ شاہزادہ مرادبخش نے مزاج مبارک شاہنشاہی کی بیماری سنکر سکہ وخطبہ اپنے نام کا جاری کیا ہے اور سید علی نقی خان دیوان بادشاہی گجرات کو جو وہان کے مفسدون کی سرکوبی پر مامور تھا بدون تحقیق جرم اپنے ہاتھ سے مارڈالا اور خزانہ شاہی اور بیگم صاحبہ کے مال ومتاع مین دست درازی کی اور رعایا اور سوداگرون کے مال ومتاع مین طمع کی ہے اوسکے تغیر مین قاسم خان میر آتش کو احمد آباد کی صوبہ داری پر رخصت کیا باقی احوال اس سال کا اور ایام زندگانی شاہجہان بادشاہ کا شاہزادہ اورنگزیب عالمگیر کے وقایع مین آگہی دیا جاوے گا۔

تفصیل اولاد شاہجہان بادشاہ

چار لڑکے تین لڑکیان نواب ممتاز محل دختر یمین الدولہ آصف خان کے بطن سے تھین اور یہ تینون آغاز شاہزادگی سے انجام سلطنت پدر تک زندہ رہین۔ اول شاہزادہ داراشکوہ اسکی ولادت ۱۰۲۴ سنہ ہجری مین واقع ہوئی اسکے چار لڑکے بطن صبیہ سلطان پرویز سے سلیمان شکوہ سپہر شکوہ جانی بیگم اور دوسری لڑکی کا نام نامعلوم ہے دوم شاہزادہ شجاع اسکی پیدایش ۱۰۲۵ سنہ ہجری مین اسکے پانچ لڑکے زین الدین بلند اختر زین العابدین دل پسند بانو بیگم گلرخ بانو بیگم خردمند بانو بیگم خیر النسا بیگم جنید بیگم پیدا ہوئے سوم شاہزادہ اورنگزیب اسکی پندرہوین ذیقعدہ ۱۰۲۷ سنہ یکشنبہ کی رات کو ولادت ہوئی آفتاب عالمتاب ولادت کی تاریخ اسکی اولاد کے نام آخر احوال مین درج ہون گے چہارم مرادبخش اسکی ولادت ۱۰۳۳ سنہ مین واقع ہوئی فرزند اسکے ایزدبخش و …

بانو بیگم آسایش بانو بیگم ہمراز بانو بیگم شاہجہان کی لڑکیاں اول نواب علیۃ العالیہ جہان آرا بیگم مشہور بیگم صاحب اسکا
تولد ماہ صفر ۱۰۲۲ سنہ مین ہوا نہایت عزیز پدر تھی اور کل لڑکون سے معزز اور مکرم اور ساٹھ لاکھ روپیہ سالیانہ اوسکے مصارف
کے واسطے مقرر تھا یہ عورت نہایت جواد اور فیاض تھی دوم نواب روشن آرا بیگم جسکی ولادت ۱۰۲۶ سنہ ہجری مین ہوئی۔
سوم نواب گوہر آرا بیگم جسکی ولادت ۱۰۴۰ سنہ ہجری مین ہوئی نواب پرہیز بانو بیگم قندھاری محل صبیہ مرزا مظفر حسین صفوی کے
بطن سے ۱۰۲۰ سنہ ہجری مین پیدا ہوئی اور محل نو سے جو شاہنواز خان کی لڑکی اور شاہنواز خان ولد خانخانان تھا کوئی لڑکا زندہ نرہا

بعض عجائبات عہد عالمگیری اور شاہجہان کا بیان

ملا خواجہ مرید میان مہر مرشد ملا شاہ بدخشی کا تھا اوسکا مولد بہار اور لاہور مین نشو و نما ہوا تھا نہایت وارستہ مزاجی
سے گذرانتا تھا۔ اور کمال بے نصیبی اور بے تعیینی مین زندگی کرتا تھا خواجہ بختاور خان عالمگیری مولف تاریخ مرآۃ العالم کا
جو خواجہ سرایان پادشاہی مین جملہ مقربین سے مشہور تھا اپنی کتاب مین لکھتا ہے کہ خواجہ دربار خان ناظر جو شاہجہان کے عہد مین
نظارت کی خدمت رکھتا تھا مجھسے نقل کرتا تھا کہ لاہور مین ایک مرتبہ شاہجہان دارا شکوہ کے مکان مین گیا وہان سے
مجھسے ارشاد فرمایا کہ واپسی کے وقت ملا کو دیکھکر دولتخانہ پادینگے پس تو پیشتر جاکے خبر لے **الغرض** بندہ گوشہ شکستہ
ملا مین جا پہونچا کیا سنتا ہون کہ وہ کبھی کہین باہر قدم رنجہ کر گیا ہی چند گھڑی توقف کیا کہ بادشاہ کی سواری نمودار ہوئی
مینے عرض حال کیا بادشاہ نے فرمایا کہ تو یہان حاضر رہ جب ملا آوے ہمارا سلام کہکر یہ مصرعہ پڑھنا ؎ طاقت مہمان نداشت
خانہ بمہمان گذاشت ٭ جب ملا نے آکر یہ مصرعہ سنا در جواب کہا کہ حضرت نے غریب نوازی فرمائی لیکن مینے عمداً بنظر تکلیف
حضرت کے کنارہ پکڑا تھا اور عام کے ہاتھہ سے میری داڑھی سلامت رہی باقی کل جواب دونگا دوسرے روز ملا نے تنہا پیادہ پا
جاکر زیر حرف کہ اوس زمانے مین واقع دربار عام لقب کیا تھا جا ٹھہرا اوسوقت بندہ نے پہچانا بادشاہ سے جا عرض کیا۔
پادشاہ خوشنود ہوکر جلد دربار عام سے اوٹھکر ملا کے پاس آیا خلوت مین باہم صحبت ہمدیگر ہوئی۔ اور نیز لکھتا ہی کہ سعد اللہ خان
افلاس و پریشانی کے وقت ملا کی خدمت مین کسب علوم کو آمد و رفت رکھتا تھا ایک روز ملا کی زبان پر گذرا کہ بادشاہ ہند
کے وزیر کو طلب کرو حاضرین متعجب ہوئے کہ کیسے کہتا ہی ملا نے کہا سعد اللہ کو کہتا ہون آخرکار شاہجہان کا وزیر ہوا اور نیز
لکھتا ہی کہ ثقات سے سنا گیا کہ ایک روز فقراء حقیقت کیش کا ہجوم بیٹھا ہوا تھا مسئلہ وحدت وجود کا ذکر ہوا ہر ایک نے حسب لیاقت
بیان کیا درمیان مین ملا خواجہ خاموش تھا ناگہان اوٹھکر والائی مین کہ وہان پر سنگ ہی تھی جا بیٹھا اور تھوڑے توقف کے بعد باہر آکر کہا
کہ اوسکا جواب یہ ہی جب لوگون نے خوب غور کیا کپڑے تک نہ جلے تھی عالمگیر کے اوایل جلوس مین ۱۰۷۰ سنہ ہجری مطابق
اول جلوس کے ملا سے مرقوم ایک روز باغ فیض بخش کی سیر کو لاہور گیا تھا وہان پر دو تین مرتبہ کہا مجھے طلب کرتے ہین
اور اوسی وقت جان بحق ہوا اور بموجب اوسکی اجازت کے اوسکے مرشد کی قبر کے پاس مدفون کیا۔
ملا شاہ بدخشی بھی میان شاہ میر کے مریدون مین ہی بموجب ارادت گویا ملا خواجہ کا بھائی ہی ہر دو تو ایک ہی مرشد کے مرید ہین

رباعی انکی خالی کیفیت سے نہین یہ عزیز بھی مرجع مردم تھا کہتے ہین دارا شکوہ کا پیر و مرشد تھا رباعی اے بند بپائے
قفل بر دل ہشدار ۞ وے دوختہ چشم پاے در گل ہشدار ۞ عزم سفر مشرق و رُو در مغرب ۞ اے راہ رو پشت بمنزل ہشدار ۞
حکایت قاضی ابراہیم تتی جو اپنے عہد کے فاضلون مین تھا - بختاور خان نقل کرتا ہی کہ ایکروز قاضی مجھسے حکایت کرتا تھا
کہ بندہ شیخ میرک کے مکان مین گیا جب وہ اواخر عمر مین عہد عالمگیری مین کل کی صدارت رکھتا تھا - مجلس علما سے لبریز تھی
ناگاہ ایک شخص لباس حقیر خفیف در بر و عمامہ ابتر بر سر وارد ہوا شیخ میرک نے بڑا سا احترام و اکرام کیا جب وہ گھڑی بھر کے بعد
مرخص ہوا - تب بھی عزت و تکریم کی - حضار محفل نے میرک کا مبالغہ اوسکے احترام مین دیکھکر اوس سے استفسار کیا جواب
پایا کہ یہ عزیز غرایب علوم مین دستگاہ رکھتا ہی اور جنات اسکے مسخر ہین - بندہ اس کلام سے جلد اوٹھا اور اوسکے
اشتیاق مین روانہ ہوکر راستہ مین ملاقات کی اور بامید مشاہدۂ عجایبات کے بہت سی عجز اور عاجزی کی اوسنے اپنا
قیامگاہ بتلا کر کہا کہ اگر قدم رنجہ ہو فیض حال سے صحبت ہوگی خیر مین چار روز کے بعد اوسکے گھر گیا میری خبر پاکر کوٹھے سے
اوترکر نہایت دلگرمی سے ملاقات کی اور کہا کہ کوئی کار ضروری ہی آپ کوٹھے مین بیٹھیے ابھی حاضر ہوتا ہون بندہ جبتک چند
زینہ چڑہا دیکھا کہ ایک گروہ عمایم کا بیٹھا ہی اور صحبت مذاکرہ ہی خیر میری تعظیم کو استقبال کرکے صدر مجلس مین لیجا کر بٹھایا
اونمین سے دو تین آدمی ہاتھون مین کتاب لیے تھے ایک نے اونمین سے کتاب مطول کھولی اتفاقاً اوس تین روز کے عرصہ مین
جو طالب علم مجھسے سبق لیتے تھے ملا سعد الدین سے بحث و اعتراض قوی کرتے تھے اوس شخص نے وہی مقام نکال کر وہی بحث
کرنا شروع کی دوسرے نے جواب دیا آخر مقدمہ طول کو پہونچا بندہ حسب موقع کلام کرتا تھا اور ہر علم سے نکات اور تحقیقات نادر
اوس گروہ سے ظاہر ہوئے قریب پہر کے گذرا کہ صاحب خانہ ظاہر ہوا اور کل لوگ تعظیماً اوٹھے اور بندہ کمال انکسار سے سب سے
زیادہ استقبال کو دوڑا اوسنے عذر خواہی کرکے کہا کہ بہت تصدیعہ ہوا میرا انتظار کیا بندہ نے کہا کہ بزرگان جلسہ کی صحبت
سے فیضیاب ہوا اوسنے کہا کون بزرگ تھے فدوی نے لوٹ کر دکھلانا چاہا کسیکو نپایا واہمہ اسقدر مستولی ہوا کہ میرا بدن
تھرا اوٹھا تب ہنسکر مجھے آغوش مین کھینچ لیا اور تھوڑا پانی منگایا اور کچھ پڑھکر میرے سر اور منہ پر چھڑکا اور وسوسون
سے نجات ملی حکایت وہی قاضی بختاور خان حکایت کرتا تھا کہ جس زمانے مین سلطان سلیمان شکوہ نبیرۂ شاہجہان کے تعلیم مین
مامور تھا ایکروز شیخ ناظر جو اعجوبۂ زمان تھا کتب مین آیا بندہ نے سلطان کو اشارہ کیا کہ شیخ سے کچھ چیز طلب کرو سلطان نے
نیازمندی سے تبرک طلب فرمایا شیخ نے متبسم ہوکر فرش کے نیچے ہاتھ لیجا چند کنکریان نکالین اور اپنے دونو ہاتھ پر رکھکر چند مرتبہ
گھومایا جب ہاتھ کھولا بعض دانۂ عقیق خوش رنگ اور بعض لعل گران بہا بعضے لالے گران قیمت بعض مرجان تھے اور اپنی داڑھی
کے بالون سے اون دانون کو چھید کر سلطان کو حوالہ کیا اور باب حیرت تماشائیون پر کھولا حکایت شاہجہان کے نوین جلوس مین
کو جب کہ بادشاہ دولت آباد سے اکبر آباد کو عازم ہوا تھا معتمد خان محرر تاریخ اقبالنامہ جہانگیری نے جو اس عہد مین بخشی تھا اوسنے
ایک نو برس کی لڑکی مع ایک لڑکے کے بادشاہ کی نذر سے گذرانکر عرض کیا کہ یہ عورت اعجوبہ ہے ڈھائی برس کے سن مین چھاتیان نکلین

اور سات برس کی عمر مین بلا مقاربت مرد کے حاملہ ہوئی اور آٹھوین برس یہ لڑکا پیدا ہوا۔ حاضرین مستغرق دریاے
حیرت ہوکر قدرت الٰہی کے بدائع آفرینش کے مُقر ہوئے **حکایت** دوسرے سن جلوس شاہجہان مین عرض کیا گیا۔
کہ موضع املایون عملہ پرگنہ گوالیار مین کسی مزرعہ مین ایک شخص طویل القامت کشتہ پڑا ہی اور سر اوسکا کاٹ کر لیگئے ہین
بادشاہ نے کسی معتمد کو بھیجا بعد معاینہ اوسنے لوٹ کر عرض کیا کہ قد کا طول ساڑھے تین گز بادشاہی اور عرض ڈیڑہ گز کا
ہی کھیت مین پڑا ہی اور تین سر ہین جس مزرعہ مین وہ لاشہ پڑا ہی ایک بیگہ تک زمین ایسی پست و بلند ہوئی ہی کہ گویا دو
ہاتھی برابر لڑے ہین **حکایت** ایک سید پریشان حال کثیر العیال پانی پت کے بسنے والے نے کسی موضع مین گوشہ گزینی کی تھی
کنج قناعت مین بسر کرتا تھا مع عیال و اطفال کے نہایت عسرت مین تھا اتفاقاً اول ہفتۂ محرم مین ایسا اتفاق
ہوا کہ چار روز تک بجز غم کھانے کے کچھہ میسر نہ آیا عاشور کے روز جد بزرگوار کے ماتم اور تلاوت قران مین مشغول تھا
لڑکے اوسکے فرط بیتابی سے روبرو آئے اور رونے لگے اور مانند نور نظر کے بخود پیچیدہ ہوکر اوسکے پہلو مین غلطان ہوئے
ناگاہ دیکھا کہ باپ کی زیر چادر سے دہوان اوٹھا اور کھانے کی خوشبو آتی ہی باپ کو آگاہ کرکے پوچھا سید نے بعد آگہی
جب دیکھا کہ چار طبق پلاو گرم کے کہ مطبخ ایزدی سے آئے ہین پائے شکر نعمت خداوندی بجا لا کر سب کے حصہ لگائے
اور خود بھی کھایا اوس روز سے یہ دستور ہوا کہ ساڑھے پانچ سیر چاول اور پانچ سیر گندم عالم بالا سے اوسکی مکان مین
برستے تھے اب اوقات فراغ بالی سے گذرنے لگی جملۃ الملک جعفر خان وزیر نے یہ ماجرا اورنگ زیب کے حضور مین عرض کیا
حکم ہوا کہ محمد اسحق چیلہ وہان جاکر اور اپنی آنکھون سے یہ ماجرا دیکھکر عرض کرے بموجب حکم اوسنے احوال دیکھکر عرض کیا
عالمگیر نے کسیقدر وظیفہ سید کا مقرر کردیا معاً اس وظیفہ مقرر ہونے کے قوت غیبی کی آمد جاتی رہی ؎
سبحانک اللهم تحکم ما تشاء و تفعل ما ترید

عالمگیر اورنگ زیب کا دکھن سے کوچ کرنا

جب شاہجہان کی شدت کوفت اور بیماری کی حالت مین بے اختیاری اور دارا شکوہ کی امور سلطنت مین سربراہکاری
کی خبر اورنگ زیب کو دریافت ہوئی اپنے ٹھہرنے مین مصلحت نہ دیکھی عزم ملازمت پدر کا اشتہار دیکر خطۂ اورنگ آباد
سے جو اوسکا آباد کیا ہوا اور اوسکا مرکز دولت تھا روانہ ہوا اور اپنے چھوٹے بھائی مراد بخش کو ہمراہ لیجانے اور
باپ کی خدمت مین عفو تقصیر کرانے کے بہانہ سے طلب کرکے با خود متفق اور ہر طرح سے اوسکو مطمین کرکے اپنا
رفیق بنایا چونکہ یہ امر معلوم تھا کہ بڑی فوجین بادشاہی مہاراجہ جسونت اور قاسم خان کی سپہ سالاری مین
واقع اوجین جدہر سے اپنا عبور ہوگا سد راہ ہین حرم بادشاہانہ یون مقتضی ہوا کہ ایک لشکر لائق اسی غرض کے
ملازم رکاب رہے ہین۔ اور دارا شکوہ نے بمقتضاے اوس غرض کے جو اورنگ زیب کے طرف سے رکھتا تھا امراے کمکی دکن کو
واسطے مہم بیجاپور کے معین اور اوسکی رکاب کے ملازم تھے احکام بادشاہی ہر ایک کے نام بھیجکر جیسا کہ مذکور ہوا ہر ایک کو

اپنے روبرو بلایا اور امرا نے عین یورش مین کہ فتح بیجاپور کی نزدیک آ پہونچی تھی برخاست ہو کر حضور کو چلے آئے اور عظماے
امراے ملکی مین سے سواے معظم خان اور شاہنواز خان اور نجابت خان کے کوئی دکن مین نرہا بضرورت اجتماع لشکر مین متوجہ ہو کر
تھوڑی مدت مین سرداران شجاعت پیشہ خرد اندیشہ اور سپاہ جرار عزت شعار جسقدر چاہیے تھا اور ممکن تھا فراہم کیا
اور لشکر نمایان اور توپخانۂ شایان ترتیب دیا۔ اور سرداران سپاہ ظفر طراز اور سپہ سالاران جان نثار کو مناصب عالی اور
خطاب شایستہ اور انواع مراحم سے سرفراز فرمایا اور ملازمان بادشاہی سے جسنے ساتھ دیا وہ بھی عنایات خسروانہ سے معزز کیا گیا
اور اپنے بڑے لڑکے سلطان محمد کو مع نجابت خان اور فوج منصورہ کے اپنے لشکر کا مقدمۃ الجیش بنایا غرہ جمادی الاول
سنہ ۶۸ ہجری کو برسم منقلا پیشتر سے برہان پور کو روانہ کیا اور اوسکے ہمراہیون کو بعنایت طوغ و علم و نقارہ وغیرہ عنایات کے
سرفراز فرمایا اور سلطان معظم کو دکن کی صوبداری پر مقرر کیا اور سلطان اکبر برادر خورد سلطان اعظم کو جو ابھی تازہ پیدا ہوا تھا مع
اکثر پردگیان دولت کے قلعہ دولت آباد مین چھوڑا اور ایک تحریر بنام مراد بخش بمضمون لکھی کہ گجرات سے مالوہ کو توجہ کر کے وہان چلے
اور محمد اعظم شاہزادہ کو ہمراہ لیا روز جمعہ بارہوین جمادی الاول کو اورنگ آباد سے برہانپور کی نہضت کی اور پچیسوین ماہ مذکور کو
وہان پہونچا۔ اور محمد طاہر صوبدار خاندیس نے مع ایک گروہ ملازمان بادشاہی کے جو برہانپور مین تھا ہمراہ سلطان محمد ہو کر
ادراک سعادت پابوس کیا ایک مہینے وہان بسر گذران کیا اسی حال مین عیسے بیگ وکیل جو قید سے رہا ہو کر مرخص ہوا تھا
دولت پابوس سے مشرف ہو کر احوال دربار اظہار کیا کہ روز بروز داراشکوہ کا افزایش پر ہے اور بادشاہ کی بے اختیاری
ہے اور مہاراجہ جسونت سنگھ بھی بمقتضاے عقاید ہنود کے داراشکوہ کا بہبود چاہتا ہے اور بیباکی اور بدخواہی مین اصرار
رکھتا ہے اس حال سے اورنگ زیب اور بھی دونا عازم ہوا دوشنبہ کے روز ۲ جمادی الآخر کو برہانپور سے اکبرآباد کو نہضت فرمائی
اس کوچ مین بھی ہر ایک ملازم کے حال پر لطف و مدارا فرمایا گیا چونکہ شاہنواز خان صفوی باقتضاے تدبیر یا بدتدبیری کے
ہمراہی سے حیلہ حوالہ کر کے برہانپور مین دفع الوقتی کرتا تھا شاہزادہ سلطان محمد کو شیخ میر کی ہمراہی مین برہانپور بھیجا اور
انھون نے اوسے قید کر کے بلدہ مذکور کے قلعہ مین محبوس فرمایا۔ اور خود کوچ کر کے دریاے نربدا کے کنارے آ پہونچا دسوین
ماہ مذکور کو اکبرپور کے گذرے سے دریاے نربدا پایاب اوتر کر منزل کی اور بعدہ پے در پے کوچ کر کے دیالپور مین پہونچا۔ ۲۱ کو دیالپور
سے کوچ کیا تھا کہ شاہزادہ مراد بخش گجرات سے روانہ ہو کر آملا وہان سے موضع دہرمات پور مین جو کہ اوجین سے سات کوس پر
واقع ہے اور جہان پر راجہ جسونت اور قاسم خان وغیرہ لشکر شاہی اوجین سے نکلکر بقصد جنگ و جدال مقیم تھے اور نہضت مراد بخش کی
خبر لگا رہے تھے عالمگیر نے ایسی دانائی سے تدبیر کی تھی کہ انکے پہونچنے کی خبر اون لوگون کو نہ پہونچی اور مراد بخش کے لوٹنے کی کہ جو
راہ سے لوٹا تھا مُنکر اسکا سبب کچھ نسمجھا اور نہ عالمگیر سے آملنے کی کچھ کیفیت پائی اسی وقت مین بذریعہ خط راجہ شیورام کے
جو ماندو مین تھا اونہین معلوم ہوا کہ لشکر عالمگیری نربدا سے پار اوتر آیا اور ایک گروہ ملازمان داراشکوہ کا جو قلعۂ دہار مین تھا
عالمگیری فوج سے گھبرا کر مہاراجہ سے جا ملا جب قرب لشکر عالمگیر کی خبر پہونچی اونسنے ادھر کو کوچ کیا اور دہرمات پور کے متصل

ایک کوس کے فاصلہ پر آٹھرا چونکہ عالمگیر نہایت عقلمند تھا بنا بر اتمام حجت اور توقف گذرنے کے پانچ چھ روز یہان کے آنے سے پیشتر کبرای برہمن کو راجہ جسونت کے پاس بھیجا اور نصیحت کی کہ لڑائی سے درگذر کرے کیونکہ مجھے کچھ ارادہ جنگ کا نہین ہی فقط باپ کی عیادت کو آیا ہون بہتر یہ ہی کہ حاضر ملازمت ہو یا کہ راہ چتور سے جودہ پور اپنے وطن کو چلا جائے ورنہ اس خودسری کا مزا مصیبت کے دن دکھلائیگا وہان تو دماغ مین غرور کی ہوا چھا رہی تھی راجپوتونکے گھمنڈ پر لڑنے کو آمادہ ہوا کب رائے نے واپس آکر اظہار حال کیا عالمگیر نے لڑائی کا بندوبست فرمایا اور وہ دن حزم و احتیاط مین گذرا

ذکر محاربۂ اورنگ زیب کا راجہ جسونت سے اور فتح پانا

روز بست و دوم رجب ۱۰۶۸ ہجری کو بوقت صبح بقصد مدافعت جیش عناد اور جہاد کے فوج کی آراستگی اور فیلان کوہ پیکر خصم افگن کی طیاری اور توپخانہ دشمن سوز کے پیشتر لیجانے کو حکم دیا اور دل عنایت خدا پر رکھکر کوس جنگ کے بجانے اور لڑائی رزم کی بڑھانے کو ارشاد فرمایا اور خود بدولت نے فیل کوہ پیکر پر سوار ہوکر بساط کارزار کی طرف رخ فرمایا فوج ہراول شاہزادہ کامگار محمد سلطان اور نجابت خان کے زیر حکم ہوئی شجاعت خان ولد خان مذکور اور سید مظفر خان بارہہ وغیرہ سرداران انکے ساتھ معین ہوئے۔ ذوالفقار خان جو جان نثاران قدیمی مین تھا مع چند ارباب توپخانہ اور بہادران دیگر کے شاہزادہ کی ہراولی پر نیزہ بلند کیا توپخانہ کا اہتمام مرشد قلیخان کی شجاعت اور کاردانی اور کوشش اور جانفشانی پر مقرر ہوا۔ اور مراد بخش مع اپنی سپاہ اور حشم کے برانغار پر رہا اور جرانغار کی سرداری شاہزادہ محمد اعظم کو ملی ملتفت خان اور رہمت خان اور کارطلب خان اور سپہدار خان وغیرہ امرا اور بہادران جانفشان کو مبارزت مین اودہر تعینات فرمایا۔ اور التمش کی سرداری مرتضی خان کو تفویض ہوئی اور سید بہار اور حمید الدین اور ملازمان چوکی خاص کے اوس سے متعلق ہوئے اور زبدۂ فدویان اخلاص منش شیخ میر جسکا جوہر تدبیر سے آراستگی رکھتا تھا مع سید میر اوسکے برادر اور دیگر دلاوران شجاعت کے جانب یمین لشکر ٹھرا اور صف شکن خان مع ایک گروہ توپخانہ اور دیگر فدویان کے جانب چپ مقرر ہوا اور لشکر کی قراولی خواجہ عبد اللہ اور دوست بیگ اوسکے بھائی اور دیگر کار آزمودہ اور قراولان سرکار کے ذمہ ہوئی اور خود بدولت قلب لشکر مین مع بندہاے خاص باستاصالت خان و مخلص خان و تہور خان و قلیچ خان وغیرہ مخلصان کے جاگزین ہوئے جب راجہ جسونت نے خبر اہتزاز لشکر منصور کی پائی اور صدمہ سطوت عالمگیری نے اوسکی صبر و ثبات کی بنا مین تزلزل ڈالنا چاہا کہ زلیو و رنگ کی دستگیری سے وقع الوقتی کر کے اور جنگ مین تعویق کرے اس خیال خام سے اپنا دل بکمال عجز و نیاز کی بھیکر پیغام دیا کہ مجھے رزم و پیکار کا دعوی اور سرکار سے یارائے رزم و مقابلہ نہین ہی اور اس بندۂ عقیدت آئین پر بخشایش ہوکر فسخ عزیمت فرمائی جاوے بشرف آستانبوسی جائے عالمگیر اورنگ زیب نے اوسکی حیلہ گری کو پہونچکر جواب دیا کہ چونکہ حالا سوار ہوئے ہین توقف کی صورت نہین ہی اگر اوسکی گفتار فروغ صداقت رکھتی ہو چاہیے کہ اپنے لشکر سے جدا ہوکر تنہا نجابت خان کے روبرو آوے اور خان مذکور اوسکو سلطان محمد کی خدمت مین لاوے اور شاہزادہ حضور مین لائے اور استعفاے جرایم کرائے چونکہ محض حیلہ تھا کچھ اثر اس التماس کا ظاہر نہوا

اور آمادۂ جنگ اور طالب نبرد ہوا ہیراولی قاسم خان کو سردار ہراول بنایا۔ اور چندرو ساکے راجپوتیہ کو مانند مکند سنگہ ہاڈا و
سجان سنگہ بندیلہ و امر سنگہ چندراوت و رتن سنگہ راٹھور و ارجن گور و دیال داس جہالا وغیرہ راجپوتان عمدہ جلادت شعار
اور خوشحال بیگ کاشغری اور سلطان بیگ اصالت خان وغیرہ ملازمان معتبر بادشاہی کو اوس فوج مین تعین کر کے بہادر بیگ
بخشی لشکر کو جو توپخانہ کا بھی داروغہ تھا توپخانہ بادشاہی کے اہتمام مین اور جانی بیگ داماد قاسم خان وغیرہ گروہ کو صف
لشکر کشی پر عیوہ رکھا۔ اور مخلص خان اور محمد بیگ اور یادگار بیگ کو جو بہادران نامی تورانی تھے قراولی پر مقرر کیا اور مہیس داس
اور گوردہن راٹھور کو مع دیگر جماعت کاردیدہ اور راجپوتان جلادت شعار کے التمش مین مقرر کیا۔ اور خود مع راجپوتان
تہور کیش اپنے کے جو دو ہزار سے زیادہ تھے اور چند راجپوتان بادشاہی سے مانند بہیم اور راجہ بہٹہل داس گور وغیرہ کے قول مین
ٹھہرا اور راجہ رائے سنگہ سیسودیہ مع دیگر گروہ راجپوتیہ مقوم کے قول کے میمنہ مین اور افتخار خان مع سید شمشیر خان
بارہہ اور سید سالار بارہہ اور یادگار ہود اور محمد مقیم وغیرہ ایک گروہ منصبداران کے میسرہ مین جاگزین ہوا اور راجہ سبرتی سنگہ
بندیلہ اور بابوجی اور ہرسوجی کو محافظت اردو مین جو رزمگاہ سے نزدیک تھا چھوڑا۔ اور آغاز جنگ بان توپ اور بندوق
سے عمل مین آیا رفتہ رفتہ آتش کارزار نے اشتعال پکڑا کشش اور کوشش نے بالا پکڑی محمد اورنگزیب لشکر
اقبال کو آراستہ اور حلقہ باندہے ہوئے موافق قانون رزم آزمائی کے آہستہ آہستہ آگے کو آتا تھا اور تیر و بندوق
و بان کی ضرب سے عمر مخالفان مین رخنہ اندازی کرتا تھا اسی اثنا مین لشکر کے ہراول سے مہاراجہ
جسونت سنگہ راجہ مکند سنگہ ہاڈا اور رتن سنگہ راٹھور اور دیالداس جہالا اور ارجن سنگہ وغیرہ سردار مع سپاہ
نہایت شجاعت سے جان سے ہاتھ اوٹھا کر حلہ ریز ہوئے اور ہراول اورنگزیب کے توپخانہ پر آگرے مرشد قلیخان اور
ذوالفقار خان باوجودیکہ کثرت راجپوتیہ کی برابر تھی مگر غیرت کے دامن مین ہاتھ مارکر ثابت قدم رہے بعد
گیرودار بسیار اور سعی و تلاش بیشمار کے کہ اعلی مرتبہ سپاہگری کا ہے مرشد قلیخان نے مردانہ جان نچھاور کی اور ذوالفقار خان
بموجب ناموس طلبان ہند کے بروقت تنگی پیادہ ہوکر موت کو آمادہ ہوتے ہین گھوڑے سے اوتر کر چند نفر کے ساتھ
میدان وغا مین قدم جمایا اور شجاعت اور دلیری کی داد دیکر اوس معرکہ مرد آزما مین گوے شجاعت اور استقلال کا
اقران و امثال سے لیگیا اگرچہ گلہلے جراحت شاخسار شجاعت سے حاصل ہوئے لیکن حفظ الہی سے کار بہلاکت نہ پہنچا
راجپوتون کو معاینہ اس غلبہ اور خیرگی کے نخوت اور خیرگی زیادہ ہوئی اوس ہیئت مجموعی سے توپخانہ اورنگزیب سے گذر کر
ہراول پر دوڑے اور دوسرا گروہ اوس گروہ جہالت منش کے ہراول سے اور ایک گروہ قول دانش سے اپنے پیشرو وغیرہ کی
کمک اور امداد پر حملہ لایا اور سخت لڑائی ظاہر ہوئی سلطان محمد و نجابت خان اور تمام بہادران ہراول مانند کوہ کے
گروہ کے سیلاب کی جگہ سے نہ ہلکر مستحکم برقرار رہے اور بازوے ہمت کی وسیعتاری اور نیروے جرات سے دشمن کے
مقابلہ پر موافقت کی اگرچہ غنیم کثرت اور انبوہ مین چار چند تھا مگر ادھر کی افواج کو فرط استقلال اور تائید اقبال سے اوس

دل مضبوط تھا کہ یہ تمام ازدحام بہادرون کی نظر مین ہیچ تھا اور ناوک جانستان ان لوگون کے ہاتھ سے مانند تیر قضا کے بیخطا شست سے روان ہوتا تھا اور گرز گران دشمنون کے کاسۂ سر کو توڑتا تھا ؎ شدے تیر چون سوے ہند روان

ہمہ صندل جبہہ کردے نشان وگر در کفی تیغ دیکا بود خورد بر ہمان جا کہ زنار بود

اس کشمکش مین کہ نائرۂ جنگ اشتعال مین تھا شیخ میر مع جملہ دلاوران فوج دست راست کے اوسی گروہ پر حملہ کیا آور مرتضی خان بھی مع دلیران التمش کے پہونچکر مصدر ترددات نمایان ہوا اور اسیطرح صف شکنخان مع بہادران طرف دست چپ کے مخالفین پر حملہ آور ہوا - اور مردانہ کوششین کین اسوقت مین محمد اورنگ زیب نے جب احوال جنگ اور ہجوم دشمن اور اونکی چیرہ دستی ملاحظہ فرمائی عرق حشمت بادشاہی متحرک ہوا جوہر شجاعت ذاتی کو کار فرما کر مع ملازمان رکاب نصرت قدم کے متوجہ کمک اور امداد بہادران جانباز کے ہوا - مبارزان دلاور اور گرز آوران بہادر کو جو عرصۂ کارزار مین دشمنون سے سرگرم گیر و دار تھے اپنی اعانت اور امداد سے قوت بخشی آور ایسا نزدیک پہونچا کہ قول خاص ہراول سے ملگیا - آثار اقبال کے مشاہدہ سے ملازمین کا دل قوی ہوا اور اعدا کی پشت ہمت ٹوٹی آور دست جرأت بیکار ہوا - ملازمان جانباز نے بازوے دلیری دراز کیا دشمنون پر ٹوٹ پڑے اور دشمنون کے خون کو خاک مین برابر کر دیا بقیۃ السیف نے ٹھہرنے کی تاب نہ لاکر فرار اختیار کیا اسی میدان رستخیز اور معرکہ ستیز مین لاشون کے انبار ہوئے جو انکے تلوار کے گھاٹ اوترے اور اونکی مٹی اوسی سرزمین کی خمیر ہوئی آسی لڑائی مین مکند سنگہ ہاڈا اور سجان سیسودہہ آور رتن سنگہ راٹھور اور ارجن گور اور دیال داس جہالا اور موہن سنگہ ہاڈا وغیرہ جو سرداران عمدۂ مخالفین سے تھے کام آئے اور راجہ راے سنگہ سیسودہیہ قول مخالف سے اور راجہ سجان سنگہ بندیلہ اور امر سنگہ چندراوت ہراول غنیم سے مع فیل و طبل اور اپنے حشم و خدم کے عین معرکہ سے عالمگیری غلبہ دیکھکر اپنی راہ سدہارے مراد بخش نے برانغار سے راجہ جسونت سنگہ کے بائین طرف دوڑکر راجہ کے قول سے بھڑا جیسا کہ چاہیے داد شجاعت دی افتخار خان وغیرہ ملازمان بادشاہی جو راجہ کے میسرہ مین تھے مراد بخش سے مقابل ہوئے ادہر کی زد و خورد سے ایسی سرکوبی ہوئی کہ سیدھی دو اسپہ صحراے عدم کی راہ ناکی اسکی اس جرأت سے راجہ نہایت مضطرب ہوا - برخلاف ذات راجہاے بزرگ اور راجپوتون کے بھاگ نکلا او شرم و عار چھوڑکر زخم خوردہ مجروحون کے ساتھہ وطن کی راہ لی قاسم خان وغیرہ امراے بادشاہی جو اوسکی لڑائی مین تھے تباہی مین پھنسے اور ناکام تھکے آور مراد بخش راجہ جسونت کے داہنے طرف سے پیشتر جاکر راجہ کی بنگاہ پر پہونچا اور افواج راجہ جو بنگاہ حفاظت پر مامور تھی وہ نوجی اور ہر سوجی کا دل چھوٹا ہوگیا بھاگنے کی عزمیت کی راجہ بیبی سنگہ نے دور بینی کرکے اپنی ناک رکھلی مراد بخش کے حضور مین عفو خواہ ہوا کل توپخانہ اور فیلخانہ اور خزانہ مخالف کا اورنگ زیب کے ہاتھہ لگا اور بنگاہ دشمن کی لوٹ لیگئے اور مہاراجہ جسونت شکست فاش اوٹھاکر اپنے کیے کی سزا کو پہونچا اور عالمگیر نے فوج کو تعاقب سے باز رکھا حکم دیا کہ مقتولون کا شمار ہو معلوم ہوا کہ مخالفون کے چہ ہزار آدمی مارے گئے اور سرداران نامی اوس گروہ کے کام آئے اور ادھر سے سواے مرشد قلیخان کے خیر ہوئی اور ہوا ایسے ذو الفقار خان اور سکندر روہیلہ اور شیخ عبد العزیز اور رگناتہہ سنگہ راٹھور کے کسیکے زخم تک نہین لگا البتہ شیخ عبد العزیز نے

کثرت تردد مین اکثر زخم کھائے آخرکار زخم کو اندمال ہوا نفس فراموش نوشانوش کا جوش ہوا القصہ بعد فتح سجدہ شکر ادا کیا
شادیانے بجے خوشیان منائی گئین اوسی جگہ خیمہ استادہ کرکے نماز ظہر ادا کی اور دوگانہ شکر ادا فرمایا اسکے بعد مرادبخش نے
تسلیمات مبارکباد عرض کی اور راجہ جی سنگہ بوندیلہ کا جسکو اپنے ساتھہ لیگیا تھا قصور معاف کرایا اور ملازمت مین حاضر کیا
عالمگیر شام تک وہان پر ٹھہرا بعد نماز مغرب جب وردو دارو او نصب خیمہ کی خبر پائی مع لشکر سوار ہوکر دولتخانہ کو جو کوس بھر کے
فاصلہ پر تھا آکر رونق افروز ہوا ۔ اور بعوض اس جسارت اور ترددات کے مرادبخش کو ہیژدہ ہزار اشرفی اور چار زنجیر فیل
لوہ تمثال وغیرہ عطا فرمایا اور سلطان محمد خلف کلان کو ہجہزاری پنجہزار سوار کے اضافہ سے منصب پانزدہ ہزاری اور دہ ہزار
سوار لطف فرمایا دوسکر روز تیسوین ماہ مذکور ظاہر بلدہ آگرہ مین خیمہ گاہ ہوا بندگان رکاب جنہون نے جانفشانیان
کین تحسین نوازش خسروانہ سے سرفراز ہوئے اونمین سے نجابت خان کو خلعت خاصہ اور دو زنجیر فیل اور ایک لاکھ روپیہ
دیکر خانخانان بہادر سپہ سالار کا لقب عنایت کیا اور ملتفت خان کو اعظم خانی لقب اور خدمت دیوانی اور خلعت خاصہ
اور گھوڑا اور طوغ و نقارہ چہار ہزاری دو ہزار سوار عطا ہوا اسیطرح ہر ایک نے اضافہ پایا تین مقام کے بعد ۲۷ کو اوجین سے
کوچ ہوا ۹ ۲ کوچ اور تین مقام کے بعد دوسری شعبان کو حدود گوالیار مین نزول ہوا یہان پر نصرت خان ولد خاندوران
بہادر جو قلعہ رائے سین کا محافظ تھا بموجب حکم حاضر خدمت ہوا اور عنایت خلعت اور اسپ خاصہ اور فیل اور خطاب
خاندورانی سے مشمول عواطف خسروانی ہوا چونکہ داراشکوہ مع لشکر بیشمار دہولپور مین آکر لشکر عالمگیری کی گذرگاہ
راستہ مین ساعی تھا کہ دریاے چنبل سے اوترنے نپائے اور اکثر گذرگاہین جو کہ مشہور تھین ضبط و بند کرکے مورچون کی
درستی مین مصروف تھا عالمگیر نے جب یہ خبر پائی لہذا یہ تلاش ہوئی کہ کس گھاٹ سے گذر کیجیے ۔ آخرکار اوس طرف کے زمینداروں
سے دریافت ہوا کہ گذرگاہ بھنڈ پایاب اور قابل گذر لشکر ہے یہ گھاٹ سمت گوالیار سے دہولپور کے داہنے بیس کوس پر واقع ہے
چونکہ لشکر عالمگیری سے یہ گذر دور اور غیر مشہور تھا داراشکوہ نے اپنی کوتاہ بینی سے اسکی ضبطی نفرمائی تھی ۔ لہذا دوسکر روز
جب قیام تھا عالمگیر نے حکم دیا کہ خانخانان سپہ سالار اور ذوالفقار خان اور صف شکن خان مع توپخانہ وغیرہ کے جاکر اوس گھاٹ سے
عبور کرکے ہمارے پہونچنے تک محافظت کرین حسب الحکم بندگان جانثار نے سلخ شعبان کو دریاے چنبل کے کنارے پہونچکر بلا توقف
پار اوترکے اور اوسی روز اورنگزیب گوالیار سے کوچ کرکے دو روز مین وہان جا پہونچا دوسکر روز غرہ ماہ رمضان کو پار اوترا اور
چنبل کے ادہر مقیم ہوا اب کسیقدر حال شاہجہان اور داراشکوہ کا بنابر انتظام اخبار ضرور اور ناچار ہے

ذکر احوال شاہجہان و داراشکوہ

شاہجہان کو اگرچہ مستقر الخلافت آگرہ مین کسیقدر صحت ہوئی لیکن ضعف و ناتوانی بدستور تھی اور گرما کی فصل نزدیک آگئی تھی
حکیمون نے گرمی کے سبب سے بخوف عود مرض کے رہنا اکبر آباد کا پسند نکیا کیونکہ آگرہ کی گرمی بہ نسبت دہلی کے زیادہ ہے اور یہان مکانات
بھی سنگین ہین پس یہ راے دی کہ شاہجہان آباد کو عزیمت فرمائی جاوے کہ جو فرحت روح اور ہوا اور تسلسل نہر اور خوشگواری

بہ نسبت دیگر شہرون کے منتخب ہی بادشاہ نے صحت کیواسطے شاہجہان آباد کا ارادہ مصمم کیا داراشکوہ نے ہرچند غرض
شاہی بر خلاف اپنی غرض اور مصلحت کے سمجھے لیکن اعتماد کے واسطے کچھہ عرض نکی اور اس خیال سے کہ مہاراجہ جسونت
مہم اورنگ زیب کی تعہد کرتا ہی مغرور ہوکر جانتا تھا کہ فی الواقع راجہ مذکور مع ادس فوج اور سامان معترکے ارادہ سے اورنگ زیب
کا تدارک کریگا گو تسین باپ کی ہمضت مین انکار کرنا موجب الغاع آلام سمجھکر راضی رہا۔ ۲۸ رجب کو کہ جسکی بائیسوین کو اورنگ زیب
کی لڑائی جسونت سنگھ سے اوجین کے اطراف مین تمام ہوئی تھی مع داراشکوہ کے شاہجہان آباد کو روانہ ہوا۔ دوم شعبان
جب کہ موضع بلوچ پور مین خیمہ ہوئے رستم بیگ گرز دار اور ساقی بیگ یساول نے بروقت اقامت جو اکبر آباد سے راجہ جسونت کے
پاس گئے تھے معاودہ ہوکر راجہ مذکور کے شکست کی خبر پہونچائی کسیقدر اور عزیمت اورنگ زیب کی سُنائی۔ داراشکوہ اس سانحہ سے
گھبرا گیا تن بتقدیر اکبر آباد کی عزیمت کا ارادہ کیا۔ بادشاہ اصلا اس امر سے راضی نہ تھا۔ اور کمال درجہ کا انکار اس امر خاص مین
کرتا تھا مگر داراشکوہ نے عجز و انکسار سے باپ کو مضطر بکرکے اکبر آباد کی راہ لی اور فوج شاہی نے بلوچ پور سے قصد کوچ کیا ۹ شعبان کو
داخل مرکز سلطنت ہوئے داراشکوہ نے فراہمی لشکر اور سرانجام اسباب نبرد مین تردد کیا جسقدر ممکن تھا جمیع امرا کے بادشاہی فرمان
لکھہ لکھکر بلایا۔ اور تالیف قلوب کرکے اپنا موافق اور یار و ربنالیا اور تھوڑی سی فرصت مین سپاہ قدیم و جدید سے قریب سا ٹھہ ہزار
سوار کے فراہم کیے ہتھیار و غیرہ جسنے جو خواہش کی توشخانہ شاہی سے دلوادیا۔ چونکہ شاہجہان کو تیزی اور دور اندیشی عالمگیر کی
اور نا زپروری داراشکوہ کی جیسا کہ چاہیے معلوم تھی خوب جانتا تھا کہ داراشکوہ اوسکے مقابلہ مین نہین ٹھہر سکتا آخر کار خائف
و ہراسان ہوگا۔ اسی سبب سے نہین چاہتا تھا کہ فیما بین جنگ و جدل ہو اور بمقتضائے شفقت داراشکوہ کے مصالحہ کی تدبیر
کرتا تھا اور داراشکوہ کو جو شیطان نے کان بھردیے تھے کچھہ نہ سنائی دیتا تھا غرور کی سمائی تھی اور شاہجہان ضعف و ناتوانی
کے باعث زجر تو کر نسکتا تھا ناچار مدارت مین مالوف ہوتا تھا جب داراشکوہ نے لڑنے کا عزم جزم کیا۔ ۱۶ شعبان کو خلیل اللہ خان
کو مع دیگر امرا اور کسیقدر سپاہ کے برسم منقلا روانہ پیشتر کیا۔ اور حکم دیا کہ جب تک اردو پہونچے دہولپور مین مقابل رہکر چنبل کی
ضبطی معابر مین کوشش کرے اور خود مع سپہر شکوہ چھوٹے بیٹے اور کل فوج اور توپخانہ وغیرہ کے ۲۵ ماہ مذکور کو اکبر آباد سے
نکلکر دہولپور سے پانچ منزل ادہر جا پہونچا۔ اور چند روز وہان پہونچکر جیسا کہ چاہیے ضبطی معابر مین ساعی رہا۔ اور اپنے بڑے
لڑکے سلیمان شکوہ کا انتظار جسکے ساتھہ جم غفیر کا تھا کرتا رہا اور یہی چاہتا تھا کہ اوسکے پہونچنے تک خدا کرے لشکر عالمگیر عبور نکرے
القصہ جب عبور لشکر اورنگ زیب کی بدستور مذکورۃ الصدر خبر پہونچی نہایت سراسیمہ ہوا اور مع لشکر فراہم کردہ کے آخر کو
دہولپور سے عازم مقابلہ ہوا۔ اور موضع راجپورہ مین جو اکبر آباد سے دس کوس پر جمنا کنارے معمور ہے لشکرگاہ کیا اور ترتیب فوج
مین مصروف ہوا۔ اسوقت مین بھی شاہجہان نے فرامین نصیحت آگین دربارۂ امتناع جنگ داراشکوہ کے نام صادر فرمائے
لیکن کچھہ مفید نہوا آخر کو شاہجہان نے باوجود تمازت آفتاب اور لحوق ضعف بیماری کے بنظر رفاہ داراشکوہ چاہا کہ براہ دریا لشکر
مین پہونچکر انسداد جنگ کرے آخر اسی ارادہ سے پیش خیمہ باہر نکالا اور حکم دیا کہ دو نو لشکر کے درمیان مین خیمہ شاہی برپا ہو

اور عنقریب خود بھی عزم ہنضت رکھتا تھا داراشکوہ بادشاہ کا پہونچنا اپنے مطلب مین موجب تخلل سمجھا ہر طرح کے حیلہ وحوالہ کرکے تاخیر کرائی اور خود جنگ کو بہ تعجیل آمادہ ہوا

اورنگ زیب اور داراشکوہ کی جنگ اور گردون ستمکار کے نیرنگ کا بیان ۔

جب غرۂ رمضان کو عالمگیر نے مع فوج دریاے چنبل سے عبور کیا چون کہ لشکر کو بڑی دوڑ دھوپ ہوئی تھی دو روز قیام کیا جب داراشکوہ کے پیشروی کی خبر دہولپور سے بعزم مقابلہ گوش زد ہوئی متواتر کوچ درکوچ تین دن کے بعد ۶ ۔ رمضان کو لشکر داراشکوہ کے ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر متوقف ہوا تاکہ لشکر ظفر نشانی کی کیفیت دریافت کرے ۔ داراشکوہ نے اوسی روز جب اورنگ زیب کے لشکر کے پہونچنے کی خبر سُنی ترتیب فوج کرکے سواری کی اور مقام گاہ سے کسیقدر پیشتر آکر کھڑا ہوا اور اپنی ناتجربہ کاری اور بدتدبیری سے تمام دن مع افواج مسلح کے ہواے گرم مین جلتا رہا اس سوز مین اکثر سپاہی شدت عطش سے دریاے فنا کے کنارے لگے اور بوقت غروب آفتاب منزلگاہ کو لوٹا عقلمندون نے یہ سرگذشت شکست کا شگون سمجھا اور اوسکے فرار اور ادبار کے آثار پائے اورنگ زیب نے باقتضاے مصلحت ہوشیاران دولتخواہ کے جسوقت پانچ کوس صحراے کم آب مین سفر کیا تھا حرکت مناسب نہ سمجھی توقف بجاے خود مناسب جانا جب فوج مخالف کا پتا نملا اور اوس روز لڑائی موقوف رہی بموجب حکم دہان پر خیمہ برپا ہوئے اور محافظت لشکر کے پہرے تقسیم ہوئے رات تو خیریت سے گذری صبح ہوتے اورنگ زیب نے ترتیب لشکر کی توپخانہ کو مقدم کیا ہاتھیون نے برگستوان وغیرہ لوازم جنگ سے آراستگی پائی شاہزادہ محمد سلطان مع خانخانان سپہ سالار کے ہراول مین آیا ۔ ذوالفقار خان اور صف شکنخان ہردو توپخانہ کے مہتمم ہوئے برانغار کی سرداری شاہزادۂ محمد اعظم کے نام زد ہوئی ۔ اور اسلام خان اور اعظم خان اور خانزمان اور مختار خان وغیرہ مددپر مقرر ہوئے آور جرانغار پر مرادبخش مع فوج تعین ہوا اور التمش کی سرداری شیخ میر اور سید میر اور شرزہ خان وغیرہ کے سپرد ہوئی اور بہادر خان مع چندولاوران دست راست اور خاندوران دست چپ پر مقرر ہوئے خواجہ عبد اللہ قراول بیگی مع دولت بیگ اور عبد اللہ خان تبراہی اور بہرام خان و لد قزلباش خان وغیرہ گروہ بندگان کار طلب سے قراولون کی قراولی پر تعینات ہوئے اور خود بدولت فیل سوار مع محمد اعظم کے قول خاص مین جلوہ افروز ہوا داراشکوہ نے بھی اسی صبح کو کہ ہفتم ماہ رمضان تھی جب طنطنۂ عالمگیری سنا بدستور روز گذشتہ کے لشکر آراستہ کرکے بجاے اول استادہ ہوا ترتیب فوج کی یہ صورت ہوئی کہ اپنا توپخانہ جو باہتمام میر آتش تھا دست راست کو اور توپخانہ شاہی جو زیر اہتمام حسین بیگ خان کے تھا دست چپ پیش لشکر مقرر کیا اور امراے پادشاہی سے راو ستر سال ہاڈا کو جو راجپوتان عمدۂ ہندوستان مین بمزید شجاعت اور دلاوری اور سپاہگری کے موصوف اور معزز تھا مع راجہ روپ سنگہ راٹھور عمزادہ راجہ جسونت سنگہ جسے اپنا عزیز سمجھتا تھا اور سیر بدو سسودیہ اور راجہ گردہر برادرزادہ راجہ بیٹھلداس اور گوبہیم پسر راجہ مذکور اور راجہ سیورام گور وغیرہ راجپوتان نامی کے ہراول بنایا اور اپنے ملازمون مین سے داود خان قریشی کو مع چارہزار سوار سے زیادہ اور عسکر خان میر بخشی کو تین ہزار آدمیون سے اوس فوج کا ضمیمہ بنایا اور برانغار خلیل اللہ خان کو جو عمدہ اور میر بخشی لشکر بادشاہی کا تھا

اور ابراہیم خان کو مع اوسکے بھائیون اسمعیل بیگ اور اسحق بیگ اور طاہر خان اور قباد خان وغیرہ تورانیون اور رام سنگہ راٹھور
اور غضنفر خان اور سلطان حسین ولد اصالت خان مرحوم اور سیر خان ولد خلیل اللہ خان اور راجہ کشن سنگہ تونور اور تربھی راج
وغیرہ امرا اور منصبداران بادشاہی کو اوس فوج مین تعین کیا اور سپہر شکوہ اپنے لڑکے کو مع رستم خان بہادر فیروز جنگ کے
جرانغار مین قاسم خان اور سر بلند خان اور سید شیر خان بارہہ اور مانوجی اور سرجی دکھنی اور سید بہادر بہکری اور چھتر سنگہ
بھدوریہ اور عبد النبی خان اور سید نجابت خان اور سید منور بارہہ اور سید نور العیان اور سید مقبول عالم وغیرہ کو معین کیا
اور خود تین ہزار سوار جرار کے ہمراہ مانند فیض اللہ خان اور خوشحال بیگ کاشغری کے قول مین اور کنور رام سنگہ ولد راجہ جی سنگہ
کو مع کیرت سنگہ اوسکے بھائی اور شیخ معظم فتحپوری وغیرہ راجپوتون کے اور سید ناہر خان کو دو ہزار سوار سے التمش مین
جگہ دی اور دو فوج یمین و یسار قراول پر معین کین ظفر خان و فیروز میواتی کو فوج میمنہ کی سرداری عطا ہوئی اور میسرہ فاخر خان
نجم ثانی کی حفاظت مین ہوئی القصہ پہر دن گذرنے پر داراشکوہ نے بعزم رزم فوج اورنگ زیب کا استقبال کیا جسوقت
لشکر عالمگیر ظاہر ہوا اول تیر و تفنگ کی شرر افشانی ہوئی گولون کی بوچھاڑ سے آسمان گویا سراپا نیلی ہوا داراشکوہ کی فوج نے
نزدیک پہونچکے تیغ و تلوار کی نوبت پہونچائی سپہر شکوہ اور رستم خان نے جرانغار سے یہ جرات کی کہ عالمگیری توپخانہ پر دھاوا مارا
ادہر سے تفنگچیان مورچہ کی پامردی ہوئی اور یہ بھی ہوا کہ رستم خان کا ہاتھی گلۂ توپخانہ کا نشانہ ہوا اور اس زد و خورد کے صدمہ سے
گھبراہٹ سما گئی جب آگے ہر گہنا میسر نہوا نا چار میمنہ پر متوجہ ہوا بہادر خان کی فوج نے نہایت چستی و چالاکی مین اوسکی مدافعت کی
خان مذکور نے سرگرمی بہادری سے زخم اوٹھائے اور سید دلاور خان اور ہادی داد خان نے چہرۂ شجاعت کو گلگونۂ رفاقت سے مزین کیا
اور گلزار عقبی کی راہ لی ہرچند عالمگیری فوج نے بہت کچھ ہاتھ پیر مارے مگر داراشکوہی انبوہ کی مدافعت نہو سکی اور نزدیک تھا کہ
گھبراکر قدم اوکھڑ جائین کہ یمین کی طرف سے اسلام خان مع بہادران برانغار کے اوٹھکر جا بھڑا اور شیخ میر بھی مع فوج التمش
کے برابر جا پہونچا وہ آویزش ہوئی کہ آسمان کو چکر آیا اس آویزش مین رستم خان نشانۂ تیر فنا ہوا سپہر شکوہ کو مع باقیماندہ کے
بھاگنے کی سوجھی سرداران فوج برانغار سے جو اسلام خان کے ہمراہ تھے سیف خان اور غیرت خان اور محمد صادق اور میر بزرگ زخمی
ہوئے۔ داراشکوہ نازپروری مین گرمی جنگ محض ناتجربہ کار تھا رستم خان کی تیزروی اور اپنے بیٹے سپہر شکوہ کی دلیری دیکھکر
فوراً قول اور التمش کی فوج لیکر اورنگ زیب کی فوج ہراول اور توپخانہ کی طرف چلا اور اپنے ہراول کو زیر کرکے اپنے توپخانہ سے بھی
جا نکلا جب مخالف کے توپخانہ کے قریب پہونچا گذر کی راہ نپائی لاچار اپنے دست راست کو مایل ہوا اس باعث سے طرفین کے
ہراول مین آویزش پہونچی اور داراشکوہ مراد بخش سے جو مع فوج عالمگیری فوج کے جرانغار کا سردار تھا روبرو ہوا خلیل اللہ خان
بھی مع فوج برانغار کے داراشکوہ اپنے آقا کی مدد پر پہونچکر حملہ آور ہوا گروہ اوزبکیہ جو اوسکے ہمراہ تھے گرم جرات ہوئے مراد بخش نے
بہت کچھ کوشش کی آخر کو جب زخمی ہوا پیچھے ہٹ گیا اس ملاحظہ سے عالمگیر نے اپنے فیل کا داراشکوہ کی طرف سے رخ کیا
اور اسوقت اوسکی فوج اور قول خاص نے بھی اودہر توجہ کی اسوقت مین ان راجپوتون نے جنہون نے مراد بخش کو شکست دی تھی سنگ

اورنگ زیب پر حملہ کیا۔ اور بہت بہادری دلاوران نے حق نمک ادا کرکے بیڑہ کمر باندھی اس سخت حملہ مین مرتضی خان اور ذوالفقار خان اور غیرت خان اور نیاز بیگ میر توزک زخمی ہوئے اگرچہ ہمراہیان اورنگ زیب نے شجاعت اور مردانگی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھا چپوتون نے قیامت برپا کی تھی چنانچہ راو ستر سال ہاڈا اور رام سنگہ راٹھور اور بھیم ولد راجہ بیٹھلداس اور راجہ شیورام برادرزادہ راجہ مذکور نے مع دیگر ہمجنسون کے کوشش سے خاص قول عالمگیری تک پہونچکر داد جوانمردی دی آخرکو راہ عدم کی لی۔ راجہ روپ سنگہ راٹھور نے فیل خاص تک پیادہ پہونچکر بند ہودج کاٹ دیے اور عالمگیر اس شجاعت سے چاہتا تھا کہ زندہ قید ہوکر زمرہ ملازمان مین شامل ہو لیکن ممکن نہوا کسیکے ہاتھ سے مارا گیا الغرض جب داراشکوہ نے دیکھا کہ رستم خان اور ستر سال وغیرہ عمدہ راجپوت جنکی پشت پناہی پر باپ کا کہا نمانتا تھا وہ لڑائی مین مارے گئے تھوڑی دیر ٹھہرا۔ اسوقت مین محمد صالح اوسکا دیوان جسے وزیر خان خطاب دیا تھا اور بہادر خان بارہہ اور یوسف خان برادر دلیر خان وغیرہ شجاعون نے جان دی اور اسی وقت مین چند عدد تیر بان عالمگیر کی طرف سے قول خاص تک آگرے اور اسوجہ سے پاے ثبات متزلزل ہوا باوجودیکہ ایک جماعت ہمراہ تھی اور ہنوز لڑائی تمام نہوئی تھی خدا جانے کیا وجہ تھی کہ ہاتھی سے اوتر گھوڑے پر سوار ہوا لشکر نے جو یہ اضطراب نا صواب و حرکت بیوقت دیکھی اپنی اپنی ہر ایک نے راہ پکڑی اس درمیان مین ترکش دار داراشکوہ کا تیر اجل کا نشانہ ہوا۔ اس گرما گرمی سے داراشکوہ کے پیر اوکھڑ گئے سپہر شکوہ بھی بھاگ کر اسی رفتار روی مین باپ سے جا ملا نصرت و فتحمندی خوب عالمگیر کو حاصل ہوئی بعد اس سانحہ کے لشکر عالمگیری اور داراشکوہی فوج کے اکثر عمدہ روشناس کام آئے اورنگ زیب نے تعاقب کو ممانعت کی۔ فراریون کا یہ حال تھا کہ ہر قدم پر کوئی زخمیون کی کثرت کوئی تشنگی اور گرمی کی شدت سے جان بحق ہوتے جاتے تھے بعضے شہر مین پہونچکر فنا ہوئے داراشکوہ کے سرداران باقی مین ایسا شخص کم تھا کہ زخمی نہوا ہو تب کل فوج پر کیا ذکر کیا جاوے عنایات الہی دیکھو کہ لشکر عالمگیری سے بجز اعظم خان کے کہ بعد فتح جو شدت گرما اور حرارت ہوا سے درگذرا اور سرفراز خان اور ہادی داد خان اور سید دلاور خان کے کوئی ضایع نہین ہوا اور بہادر خان اور ذوالفقار خان اور مرتضی خان اور دیندار خان اور عزت بیگ اور محمد صادق اور میر بعض کے سوا کوئی زخمی بھی نہوا اور دو تین ہاتھیون نے فوج مرادبخش مین جان دی اور خود مرادبخش مجروح ہوا اور داراشکوہ مع اپنے فرزند اور بعض نوکرون کے ناکام وقت شام اکبرآباد پہونچا خجالت سے کسیکی ملاقات نکی باپ کی ملازمت مین بھی نگیا تین پہر رات تشویش مین بسر کی اور آخر شب کو اپنی بی بی کو مع پرستاران اور پردہ نشین اور کسیقدر جواہرات اور اشرفی طلا وغیرہ کے جو اوسوقت اضطراب مین ہاتھ آیا سپہر شکوہ اور لوگون کے ہمراہ دہلی کو روانہ کیا اوسکے صبح کو اور لوگ جا ملے اور دو تین روز تک آمد و رفت مین قریب پانچہزار سوار کے اوسکے پاس ہوگیا اور بعض اوسکے کارخانجات بھی پہونچ گئے اور اکثر اوسکے نوکران اوسکی نوکری سے مستعفی ہوکر اورنگ زیب سے آملے یہان بر اضافہ منصب اور دلجوئی سے سرفراز ہوئے اسیطرح اکثر خزانہ اور جواہرات اور کارخانہ فیلان وغیرہ اکبرآباد مین رہگیا کچھہ لڑائی مین کچھہ شہر مین لٹا۔ القصہ اورنگ زیب سجدہ شکر ادا کرکے درپے مخالفان ذاتہ ہوا

اوبا مقام نگاہ اعدا کے پہونچا مخالف تو پراگندہ ہوئے تھے مگر خیمہ دارا شکوہ ہی ہنوز بپا تھا عالمگیر نے اپنے اردو کے پہونچنے تک
اوسی خیمہ مین آرام فرمایا۔ امرا نے تسلیم مبارکباد عرض کی۔ ہر ایک عنایت شاہی سے سرفراز کیا گیا خصوصا مراد بخش
مجروح کے زخم کو روغن چرب بیانی سے مندمل کیا۔ اور جراحان ماہر اور اطبائے حاذق دوا کو مقرر ہوئے بعد پہونچنے اردو
اپنے خاص خیمہ مین رونق افروز ہوا دوسرے روز شکارگاہ سموگر مین پہونچکر اپنے باپ شاہجہان کو عرضی لکھی جسمین حال جنگ
اور اپنی عجز و معذرت اور دارا شکوہ کی مبادرت تحریر تھی روانہ کی۔ اسی روز محمد امین خان ولد معظم خان جسکے باپ کو اورنگزیب
نے بمقتضائے مصلحت اورنگ آباد مین قید کیا تھا آستان بوس دولت ہوا اور مورد عنایت ہوکر مرحمت خلعت خاصہ
اور اضافہ ہزاری ہزار سوار سے منصب چار ہزاری سہ ہزاری سوار سے سربلند ہوا دوسرے روز جب مقام ہوا اعتقاد خان ولد
یمین الدولہ آصف خان مع چند دیگر امرایان دولت کے حضور مین پہونچکر مورد عنایت ہوئے دہم ماہ رمضان باغ نور منزل
واقع ظاہر اکبر آباد مین منزل ہوئی اور شاہجہان نے عالمگیری غلبہ دیکھکر مدارات کی اور در جواب بخط خاص تحریر فرماکر مصحوب
فاضل خان میر سامان کے روانہ فرمایا اور سید ہدایت اللہ صدر کو بھی ہمراہ کیا وہ لوگ خدمت مین پہونچکر بعد ادراک ملازمت
اور اداکرنے خط اور پیغام زبانی کے خلعت سے سرفراز ہوئے اور نیز بادشاہ نے جو ایک قبضۂ شمشیر موسوم عالمگیر بھی بھیجی تھی
نذر سے گذرانی گئی۔ اورنگزیب نے فال نیک اور خوش سرانجامی پائی اور اپنا لقب بھی مقرر کیا۔ اسی تاریخ کو طاہر خان
اور قباد خان اور فیض اللہ خان اور سربلند خان اور نوازش خان وغیرہ نے پہونچکر دست توسل دامن اورنگزیب مین
مستحکم کیا۔ ہر ایک کو خلعت فاخرہ عطا ہوا چونکہ اسوقت مین انتظام سلطنت مختل پذیرا اور دو مدعیان سلطنت کا لشکر
نزدیک شہر کے فراہم تھا اور بندوبست ملکی مین کل بد انتظامیان تھین رعایائے دہلی بڑے مخمصہ مین گرفتار تھی۔
مراد بخش کے مردم ہمراہی اپنے مالک کی بیخبری دیکھکر جور و تعدی کرتے تھے اورنگزیب دیدہ و دانستہ تقاضائے وقت سے
چشم پوشی کرتا تھا۔ اسی چشم پوشی سے اور بھی اون نے حیاؤن کے آنکھہ کا پانی ڈھل گیا شہر مین جاکر نے اعتدالی کرنا شروع کی
اورنگزیب شہر و قلعہ مین اپنا تسلط چاہتا تھا القصہ مصلحت اسمین دیکھی کہ شاہزادہ محمد سلطان کو مع خانخانان سالار کے
شہر کو روانہ کرے تا مرکز سلطنت کے ضبط و ربط مین ساعی ہو لہذا ۱۲ ماہ مذکور کو بموجب حکم شاہزادہ اور سپہ سالار مع فوج کے
داخل شہر ہوئے اسی تاریخ کو ایک گروہ امرائے بادشاہی نے شرف ملازمت حاصل کرکے خلاع مہربانی سے سرفرازی پائی
ہمارے کو خانجہان شائستہ بیٹا یمین الدولہ آصف خان کا جسے شاہجہان نے بعد پہونچنے خبر شکست دارا شکوہ کے بموجب کہنے شاہزادہ مذکور
اور نیز دیگر مغولیون کے قید کیا تھا اور دو روز کے بعد بسبب ظہور بیجرمی یا واسطے رضامندی اورنگزیب عالمگیر کے رہا کیا حاضر ہوکر
شرفیاب ہوا۔ عمدۃ الملک خلیل اللہ خان جسکو بادشاہ نے فاضل خان کے ہمراہ کسی پیغام کو بھیجا تھا یہان سے جواب فاضل خان کے
ہمراہ روانہ کیا گیا اور عمدۃ الملک کو بنظر مصلحت سلطنت کے اپنے حضور مین ٹھہرا رکھا اور میر میران اوسکے لڑکے وغیرہ امرائے
عظام کو حاضر ہوکر خلعت مہربانی حاصل کیے اور اسی طور پر روزانہ گروہ در گروہ پہونچکر مورد مہربانی ہوا کرتا چونکہ متھرا کے

مہمات جسکا تعلق داراشکوہ سے تھا اسوقت مین خلل پذیر ہوئے عالمگیر نے ایک فوجدار روانہ کیا کہ اوسنے جا کر انتظام کیا - ۱۸ کو
بمقتضی امور مسطورہ کے سلطان محمد کو باپ کے حضور مین روانہ کیا اور وہ حسب الامر داخل قلعہ ہوکر از روے تورہ و آداب کے جیساکہ
عالمگیر اپنے باپ کے حضور سے مشرف ہوتا تھا کامیاب ملازمت جد بزرگوار ہوا - ۱۹ کو عالمگیر کی بہن جو سن و سال مین بڑی تھی
بموجب ارشاد پدر کے نور باغ مین آکر نصیحت و پند کرنے لگی اور باپ کی اطاعت کو منظور کرانا چاہا عالمگیر نے برخلاف اپنی صلاح کے
باکر حسن تقریر سے عذر کر دیے اور ہر حیلہ سے پہلو تہی کیا - اور اسی دن جعفر خان وزیر اعظم اور نصرت خان شرف اندوز
ملازمت ہوکر خلعت خاص سے مخلع ہوئے جب چھوٹے بڑے ہر ایک حاضر دربار ہوئے عالمگیر نے حزم اور احتیاط سے تخت نشینی
نامناسب جانکر مسند تکیہ پر جلوس کیا - ہر ایک خاص و عام کو مورد لطف و کرم فرمایا راے رایان جو سر دفتر اہل دیوان تھا
مع جملہ متصدیون کے جو زمرۂ اہل قلم اور حساب مین نوکر تھے جبہہ ساے فدویت ہوا اور واسطے انتظام انواع اختلال کے جو ملک و
دولت مین واقع ہوا تھا مامور ہوا ۲۰ ماہ مبارک کو اس نیت سے کہ قلعہ مین داخل ہو باغ نور منزل سے اکبرآباد کا قصد کیا اور مراد بخش کو
صحت کلی کے بہانہ سے وہین پر چھوڑا خود فیل صرصر خرام پر سوار ہوکر داراشکوہ کی حویلی مین جو اوسکے بموجب حکم کے آراستہ کی گئی تھی
جا ٹھہرا وہان پر مقیم ہوکر ہر ایک کی دلجمعی اور اضافہ مناصب اور تالیف قلوب امراے بادشاہی کی تربیت خان کو چار ہزاری
چار ہزار سوار کا منصب عطا ہوا اور اجمیر کی صوبہ داری حوالہ کی -

ذکر احوال داراشکوہ

داراشکوہ بعد فرار اکبرآباد سے پانچ ہزار سوار سے دہلی آیا ۱۴ ماہ رمضان کو شہر کہنہ کے قلعہ مین ورود کیا عالمگیر جو اکبرآباد مین
مقیم ہوا اسنے اس اقامت کو مغتنم سمجھا فوج آرائی اور زر و سپاہ کی فراہمی مین مصروف ہوا روپیہ کی طمع سے اقبال اور اسباب
پادشاہی اور امرا کے مال و دولت مین دست درازی کی جہان جو پایا اپنے تصرف مین لایا چونکہ اپنے لڑکے سلیمان شکوہ کو مع
اوسکے ہمراہیون کے لکھ چکا تھا کہ مع ہمراہیون کے حاضر حضور ہو لہذا منتظر تھا کہ بعد اونکے پہونچنے کے آمادۂ جنگ ہو اور پوشیدہ
پیچھے خطوط اقسام وغیرہ بعد ترغیب اپنی رفاقت اور انحراف کرنے عالمگیر سے امراے اسطرف کو میلان کر رہا تھا اور عالمگیر نے
بعض آدمیون کی وضع سے دریافت کیا کہ داراشکوہ کے اقتدار کے منتظر ہین اور شاہجہان داراشکوہ سے زیادہ محبت رکھتا تھا
اور اوسنے اکثر عرایض از راہ دلی کے ارسال کیے ناچار برخلاف مقصد عالمگیر کے داراشکوہ کی رفاہ پادشاہ چاہتا تھا اگرچہ ظاہر
مدارات کرتا تھا مگر عالمگیر چاہتا تھا کہ بدفع تشنیع مردم کے واسطے حضور پدر مین حاضر ہوا اور کاروبار سلطنت اپنے قبضۂ اختیار
مین لیوے اور رفع کدورت کرے لیکن شاہجہان نے اپنی نے اختیاری جتا کر ملاقات منظور نکی عالمگیر نے بھی اسطرح کی ملاقات
کو ازبر خلاف مدعا سمجھا اور بھگا دینا داراشکوہ کا دہلی سے مصلحت جانکر شاہجہان آباد کو روانہ ہوا ؎؎

عالمگیر کا شاہجہان آباد کو کوچ کرنا

جسوقت عالمگیر داراشکوہ کے استیصال کے ارادہ پر دہلی کو عازم ہوا شاہزادہ محمد سلطان کو اکبرآباد کے لشکر مین چھوڑ کر

خود مع فوج ہمراہی دہلی کو چلا ۔ اسلام خان شاہزادہ کی اتالیقی پر مقرر ہوا اور فاضل خان میر سامان پادشاہ کو اپنے ہمراہ
باپ کی خدمت اور فرمایشات کے اہتمام پر مقرر کیا اور ذو الفقار خان کو قلعہ اکبر آباد اور شاہجہان کی حفاظت کو چھوڑا ۔ اور
تقرب خان جسکی دوا سے پادشاہ کچھہ صحت پا چلا تھا بقیہ معالجہ پر تعینات ہوا ۔ اور تین ہزار اشرفی اور خلعت خاص اور جیغہ
مرصع اور مالا ے مروارید انعام ہوا ۲۲ رمضان کو شاہجہان آباد کو کوچ کرکے موضع بہادر پور مین جا ٹھہرا اسی روز شاہزادہ
محمد اعظم حسب الحکم پدر کے جد بزرگوار کی خدمت مین پہنچکر واپس آیا ہوا ۲۴ کو کہاٹ ساجی مین پہونچے اس مقام پر یہ خبر آئی کہ
داراشکوہ شاہجہان آباد سے لاہور کو بہاگا وجہ اوسکی یہ ہوئی کہ وہ اپنے فرزند سلیمان شکوہ اور بقیہ لشکر کا منتظر تھا ہنوز
سلیمان شکوہ نہ آیا تھا کہ اکبر آباد سے عالمگیر کی نہضت کی خبر آ لگی ادہر تو انکا خوف جی مین سمایا دوسرے برسات کے آجانے سے
طغیانی اور کیچڑ کا ڈر ہوا جہٹ کوچ کر لاہور کو سدھارا اور لاہور کا ٹہرنا اسوجہ سے اچھا جانتا تھا کہ وہان سے راستہ ایران کا
مناسب تھا اور سلیمان شکوہ اور بہادر خان اوسکے اتالیق کو بذریعہ تحریر اطلاع دی کہ اگر ممکن ہو فوراً اوسطرف دریاے جمن سے
سہارنپور کو رتیہ کی راہ ہو کر لاہور مین حاضر ہون باقی احوال پہر لکھا جائیگا چونکہ الہ آباد داراشکوہ کے قبضہ مین اور اوسکی طرف سے
سید قاسم بارہہ صوبہ دار تھا اور باوجود شکست داراشکوہ کے ہنوز اطاعت نہین کرتا تھا لہذا عالمگیر نے خان دوران کو واسطے
فتح قلعہ اور صوبہ مذکور کے تعینات کیا اور ارادت خان صوبہ داری اودہ اور قاسم خان کو مراد آباد کی فوجداری پر مقرر کیا
اسیطرح اور لوگون کو بہی خدمتین ملین ۔ بڑا نون کی معزولی ہوئی انہین دنون مین مرادبخش کو بنا بر دلجوئی دو سو
تیس راس گہوڑے انعام ہوئے آخر تاریخ رمضان کو جبکہ سلیم پور مین خیمہ گاہ تھا ۔ بہادر خان نے داراشکوہ کے تعاقب
مین رخصت پائی شاہزادہ معظم ناظم دکہن اور مہابت خان صوبہ دار کابل و وزیر خان صوبہدار خاندیس و سیادت خان
ناظم شاہجہان آباد و سعادت خان قلعہ دار کابل کو خلاع فاخرہ عنایت ہوئے اور رانا راج سنگہ کا لڑکا حاضر حضور ہو کر
خلعت فاخرہ مع ایک عقد مروارید سے سرفراز ہوا اور اوسکے باپ کو سرپیچ مرصع بہیجا گیا عید کے دن جو سلیم پور سے کوچ کا
اول روز مراسم تہنیت و مبارکباد کے ادا ہو کر نہضت واقع ہوئی اور اسی دن دلاور خان پٹہان سلیمان شکوہ سے بگڑ کر
درگاہ عالمگیری مین حاضر ہوا اور اسیطور پر عطاے خلعت و جیغہ مرصع مع علاقہ مروارید کے سرفراز فرمایا گیا اور ہزاری ہزار کے
اضافہ سے پنجہزاری پنجہزار سوار کا مرتبہ حاصل کیا اور اسیطرح اکثر ہمراہی سلیمان شکوہ کے اس درگاہ مین حاضر ہو کر
سرفراز ہوئے اور خان جہان شایستہ خان جسکو شاہجہان نے داراشکوہ کے بہڑکانے سے موقوف کر دیا تھا یہان آنکر
منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور خلعت چارقب و جیغہ مرصع اور شمشیر خاصہ سے سرفراز ہوا
امیر الامرائی کا خطاب اور ساٹھہ ہزار روپیہ نقد انعام ملا

شاہزادہ مرادبخش کا قید ہونا عالمگیر کی تدبیر سے

چونکہ مرادبخش محض بے عقل اور مغرور تھا ہمیشہ یہی خیال رکھتا تھا کہ شاہجہان کے بعد پادشاہی مجہی کو ہوگی

جب بادشاہ کی بیماری کی خبر سنی مین اپنا لقب مروج الدین مقرر کرکے تخت نشین ہوا سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا
اور قلعہ بندر سورت کو جو اوسکی بڑی بہن جہان آرا بیگم کے تحت مین تھا اپنے آدمی بھیجکر فتح کرلیا اور محمد شریف ولد
اسلام خان کو مع دیگر متصدیان خالصہ شریفہ کے قید کیا اور علی نقی اپنے دیوان کو جو مخلص عمدہ اوسکا تھا دراندازون کے
بھڑکانے سے قتل کرڈالا اور بہت تعجب یہ کہ عالمگیر سے عفو تقصیر کرانے کی امید پر ملگیا چاہتا تھا کہ اسکے وسیلہ سے باپ کے
حضور مین پہنچکر عذر خواہ ہو اور باوجودیکہ یہ دیکھتا تھا کہ بڑا بھائی اوسکا عالمگیر ان امور سے کچھ بھی اپنے پاس نہین رکھتا
غایت حماقت سے ترک اوضاع انکو بہیدہ نکیا تخت اور چتر وغیرہ لوازم سلطنت بدستور اپنے ساتھ رکھے تاآنکہ جب داراشکوہ کی
شوکت گھٹی اور دیکھا کہ چتر و تخت بدستور رواج پاگیا۔ عالمگیر بھی وقت تاک رہا تھا تاآنکہ جب داراشکوہ کی شوکت گھٹی اور دیکھا
کہ عالمگیر کا اقتدار بڑھتا جاتا ہے اور سلطنت کا کاروبار اوسکے قبضہ مین آیا جاتا ہے خوشامد گویون کی تحریک سے حسد اور حماقت
سر پر سوار ہوئی اور بادشاہی کی خواہش نئے سر سے پیدا ہوئی باوجود قلت سپاہ اور خزانہ کے توفیر لشکر مین کوشش کی
اور کسیقدر امرا کی دلجوئی کرکے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا جب عالمگیر نے اکبرآباد کو نہضت کی اول تو ہمراہی سے معذرت کرتا رہا
آخر جب ساتھ ہوا چندروز کے بعد عقب عقب آتا تھا۔ اور لشکر عالمگیری سے چند کوس کے فاصلہ پر ٹھہرتا تھا اپنے دل
مین گویا وقت فرصت کا جویان تھا یہ قصہ جو اوٹھا اسکا سبب یہ ہے کہ فتح کے بعد عالمگیر کو پیغام دیا کہ ملک و دولت
باہم تقسیم ہونے کا وعدہ تھا حالا ایفاے وعدہ کرنا ضرور ہے عالمگیر نے جواب مین کہلا بھیجا کہ ہنوز جنگ باقی ہے اور بادشاہ
زندہ اور اوسکی توجہ جانب داراشکوہ ہے پس یہ موقع ایسی گفتگو کا نہین ہے بعد دلجمعی وعدہ وفا کیا جاویگا۔ آخر روز مین
اسکے قید کرنے کو منصوبہ کیا ۴ ماہ شوال کو موضع میرامین دریا کے اوس پار مقیم تھا اور دوسرے بعد فتح سے مرادبخش
حضور عالمگیری مین نہ آیا تھا باہم ملاقات نہوئی تھی۔ ہمیشہ عالمگیر بلاتا مگر وہ نہ آتا تھا یہ حمق دیکھیے اول تو ایسے پیغام دیے
بعدہ اوسے مبارکباد کو آیا عالمگیر نے حسن تقریر سے دلجوئی کرکے غافل پاکر نہایت آسانی سے قید کرلیا اور دو پہر رات
گذرنے پر شیخ میر کے تفویض کیا اور دلیر خان کو ہمراہ کرکے قلعہ شاہجہان آباد مین بھیجا اسکے دوسرے روز راجہ جی سنگہ کچھواہہ
سلیمان شکوہ کی ہمراہی سے مخالف ہوکر حضور عالمگیری مین آیا خلعت خاصہ مع دہ ہاتھی اور شمشیر مرصع کے ملا اور کیرت سنگہ
ولد راجہ امر سنگہ راٹھور اور ابراہیم خان ولد علیمردان خان وغیرہ جو مرادبخش سے ناموافق تھے بھی آستانہ بوس ہوکے اور نیز دیگر
راجہاے اور رفقاے مرادبخش کے حاضر حضور ہوئے اور خلاع سے سرفراز اور پھر متھرا سے ۶ ماہ مذکور کو پانچ کوچ برابر ہوئے
اندنون مین امیرالامرا کے لڑکے شایستہ خان ابوطالب اور ابوالفتح اور بزرگ امید وغیرہ امرا مناصب شایستہ پر سرفراز ہوئے
۱۴ کو حضور آباد متصل شاہجہان آباد مین پہونچکر سنا کہ داراشکوہ اسباب ثروت کی افزایش مین مشغول ہے جب سہرند مین مقیم تھا
راجہ ٹوڈرمل جو اوس چکلہ کے انتظام کا متصدی تھا اور بروقت سننے خبر وصول اوس برگشتہ بخت کے براہ پیش بینی سر راہ چھوڑکر
لکھی جنگل مین چلا گیا تھا ضبط کیا اور اوسکے مکان سے قریب بیس لاکھ روپیہ کے نکالکر متصرف ہوکر عازم لاہور ہوا

جب ستلج کے کنارے پہونچا کشتیون کو بعد گذرنے کے ڈبوا دین اور توڑوا دین داؤد خان اپنے سردار عمدہ کو مع کسیقدر لشکر کے گذرگاہ تلون پر چھوڑا جو رامپور گھاٹ ہی اس خیال سے کہ شاید یہ حیلہ برسات مین سد راہ عبور لشکر عالمگیر کا ہوگا اور خود برسات تک مقیم لاہور رہکر فراہمی اسباب حرب و پیگار مین بسر کرے یہان ایک کرور روپیہ نقد اور توپخانہ وغیرہ جمع تھا اس خبر سے عالمگیر نے عزم کیا کہ دارا شکوہ کی بیخ و بن کہود ڈالی جاوے اور خود بھی چاہا کہ روانہ ہو ہر چند بسبب کیچڑ اور طغیانی راہ کے فدویان اخلاص کیش نے معذرت بھی کی لیکن عالمگیر نے کسیکی راے نمانی چونکہ ساعت جلوس بموجب راے نجومیون کے غرہ ذیقعدہ کو مقرر تھی۔ اور کم فرصتی کے سبب سے یہ ممکن نتہا کہ حسب قانون و معمول خاندان گورکانی طیاری ہوسکے لہذا مقرر کیا کہ قلعہ شاہجہان آباد مین نہ جاے چند روز اعز آباد مین رہکر تاریخ مذکور کو جیسا کچھ ممکن ہو جلوس فرمائے اور بعد حصول مدعا جشن ثانی بہ تکلف خاندانی منعقد ہو لہذا ۱۶ شوال کو باغ خضر آباد سے کوچ کرکے باغ سر لرباڑی مین جو شاہجہان آباد سے ایک کوس لاہور کی طرف واقع ہی منزل کی اور ۱۹ کو باغ سند رباڑی سے کوچ کرکے باغ اعز آباد مین مقیم ہوا اور چاہا کہ قبل اپنی حرکت سے جسمے دس روز کا عرصہ چاہیے کچھ فوج اور بھی آگے فوج کے پیچھے روانہ کرے تاکہ کنارہ ستلج پر پہونچکر باہم اتفاق سے ٹہرین اور بادشاہ کے پہونچنے تک عبور کرنے کی تدبیر کر رکھین لہذا عمدۃ الملک خلیل اللہ خان میر بخشی کو خلعت خاص و فیل و شمشیر نوازش فرماکر رخصت کیا اور اوسکے فرزند میر خان اور روح اللہ خان خلعت و اسپ باساز طلا اور علم و نقارہ سرفراز فرماکر ہمراہی پدر مرخص کیے گئے اسوقت مین معلوم ہوا کہ سلیمان شکوہ اوسطرف دریاے گنگ سے باپ پاس جانیکو عزیمت کرنے والا ہی لہذا اوسکے سد عبور کے لیے شایستہ خان امیر الامرا کو جانب ہردوار رخصت ملی اور خود بانتظار ساعت جلوس مقیم رہا اس عرصہ مین اکثر امرا خلعت فاخرہ سے فراز ہوئے

پہلا جلوس عالمگیر کا رعایت ساعت کے لیے۔

غرہ ذی قعدہ سنہ ۱۰۶۸ ہجری روز جمعہ کو اعز آباد کی عمارت مین جشن کی طیاریان شروع ہوئین پندرہ گھڑی ۲۲ پل روز مطابق ۶ گھڑی ۹ دقیقہ و ۵ ثانیہ نجومی کے سریر فرماندہی کی رونق بڑھائی نقارۂ شادمانی بلند آوازہ ہوئے حضار مجلس نے تسلیم مبارکباد ادا کی دولتخواہون کی امیدین برآئین درخور لیاقت انعام و خلعت نصیب ہوا شاعرون نے بہت تاریخین جلوس کی کہی ہین مگر سید عبد الرشید تتوی نے ایک آیت مین تاریخ نکالی ہی (اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم) بسبب وجوہات مذکورۂ بالا کے اکثر رسومات جلوس کے اور نیز خطبہ و سکہ دوسرے جلوس پر موقوف رہا شاہزادہ محمد اعظم کو جو کہ تھوڑے منصب پر تھا منصب دہ ہزاری چار ہزار سوار اور علم و نقارہ اور تومان و طوغ اور چتر اور دو لکھ کی اور دس راس گھوڑے عطا فرمائے گئے اور امرا نے بھی حسب لیاقت انعام و منصب حاصل کیا دوسرے روز بموجب حکم پنجاب کیطرف پیش خیمہ نکالا گیا اور دوسری فوج شیخ میر کی رسالداری مین مع دلیر خان و صف شکنخان وغیرہ کے سلیمان شکوہ کی مزاحمت کے واسطے چوتھی ذیقعدہ کو روانہ ہوئے ۷ ذیقعدہ کو خود بدولت روانۂ پنجاب ہوئے چونکہ لوگون کے بیان سے ظاہر ہوا کہ داہنے طرف کی راہ کیچڑ وغیرہ سے

صاف ہو گیا گیارہوین کو جو نواح کرنال سے کوچ ہوا اندری کو منحرف ہوتے ہوئے روپڑ کو متوجہ ہوا۔ اور تین منزل کے بعد بہادر خان کی عرضی بدین مضمون پہونچی کہ دریائے ستلج سے قبل پہونچنے خلیل اللہ خان اور لشکر ہمراہی کے آنے کے پار اتر گیا اور فراریان باہم مجتمع ہو کر سلطان پور مین مقیم ہوئے اور حقیقت حال داراشکوہ کی لکھی اور خلیل اللہ خان یہ خبر پاکر ایلغار کرکے بہادر خان سے ملحق ہوا اور سلیمان شکوہ اسوقت مین گرفتار بلا ہو کر آخر الامر کمال ناکامی سے دوسری مرتبہ سری نگر چلا گیا وہان کے زمینداروں کی پناہ مین آرام پذیر ہوا باقی حال عقب سے گزارش ہوگا۔ داراشکوہ ۱۲ شوال کو لاہور پہونچا ۱۳ کو داخل شہر ہو کر ۱۷ کو قلعہ مین در آیا اور جسوقت کہ اکبر آباد سے بھاگا تھا سید عزت خان کو جو لاہور کا صوبہ دار تھا لکھا تھا کہ جسقدر ممکن ہو لشکر اور سامان حرب کے فراہم کرنے مین ساعی ہو اور نیز اطراف مین فرمان عطوفت عنوان جاری فرمائے ہر قوم کو ترغیب سپاہگری کی دیتا تھا اور امرا سے مع اور زمینداروں کے التماس اور دلجوئی کرتا تھا۔ اس سبب سے تھوڑے عرصہ مین بیس ہزار سوار فراہم ہوگئے راجہ راجروپ جمو کا زمیندار بموجب حکم شاہجہان کے کمک کو اوٹھا اور خنجر خان فوجدار بھیرہ اور جو شاک بھی آنکر راجہ سے متفق ہوا داراشکوہ لاہور مین رہکر مخفی خط و کتابت سے امرائے شاہی اور راجپوتان اجمیر کی دلجوئی کرتا رہا بعد اسکے لاہور کے پانچہزار سوار واسطے کمک نگہبانان سابق اور دریائے ستلج کے گذر گاہون پر تعینات کیے جب یہ سنا کہ عالمگیر پنجاب کو متوجہ ہوا نئے سر سے سید عزت خان اور مصاحب بیگ وغیرہ اپنے نوکرون کو روپڑ کے گھاٹ پر بھیجا اور جابجا دریا کے کنارے لشکر تعینات کر دیا لیکن جیسا کہ مذکور ہوا بہادر خان نے معابر بلون سے گذر کر فوج داراشکوہ کی بھگا دیا اونھون نے سلطان پور مین آکر عرض حال کیا داراشکوہ نے داؤد خان کو جو واسطے لینے فوج کے پیشتر روانہ ہوا تھا کچھ فوج دیکر دریائے ساہ کی حفاظت کے واسطے مقرر کیا انہون نے پہونچکر گذر مذکورہ کی حفاظت کی اور ابتدائے فرار سے شجاع کو جو شکست کھا کر بھاگ گیا تھا صلحنامہ لکھا اور بمقتضائے وقت یہ تکلیف دی کہ بنگالہ سے آکر عالمگیر پر لشکر کشی کرے اور باہمدگر یہ اقرار ہوگیا کہ بعد حصول مقصد ملک و مال بحصہ مساوی تقسیم ہو ادھر عالمگیر نے بھی فتحیابی کے بعد شجاع کی تالیف قلوب فرمائی تھی اور صوبہ بہار و پٹنہ شاہجہان کی مہر سے مزین کرکے اوسکے نام بھجوا دیا تھا اور شجاع بھی ظاہری دوستی اختیار کرکے مراسم اتحاد ادا کرتا تھا لیکن جب خبر عالمگیر کے کوچ کی داراشکوہ کے تعاقب مین جانب پنجاب گوش زد ہوئی از سر نو داعیہ سلطنت پیش نہاد خاطر ہوا داراشکوہ اگرچہ ظاہری مین اسباب پیکار جمع کر رہا تھا لیکن عالمگیر کے ڈر سے جو باوجود کمال اقتدار اور اجتماع امرائے کبار اور فوج اور توپخانہ بیشمار کے عالمگیر کے ہاتھ سے صدمہ اوٹھا چکا تھا ملتان اور قندہار بھاگ جانا چاہتا تھا اور اسی ارادہ سے کشتیان اور باربردار جمع کرتا تھا اوسکے رفیقون نے جب بشرہ سے یہ حال دریافت کیا کہ اسکے عزم کو استقلال نہین ہے ترک رفاقت کا پہلو سوچنے لگے چنانچہ راجہ راجروپ فراہمی اسباب کے بہانہ سے وطن کو چلا گیا چند دنون کے بعد اوسکا لڑکا بھی نکل بھاگا پچیسوین ذیقعدہ کو لشکر عالمگیر کا دریائے ستلج کے کنارے جا پہونچا۔ راجہ جسونت جو نربدا سے شکست کھا کر بھاگا تھا اس منزل مین مشرف ملازمت ہوا اور خلعت خاص مع ایک زنجیر فیل اور شمشیر مرصع عنایت ہوا

اسی مقام مین خلیل اللہ خان کی عرضی سے معلوم ہوا کہ داراشکوہ کی جو فوجین دریاے بیاہ کے گذر اودن پر جمع تھین
اونمین داؤد خان مع دیگر سرداران کے لاہور سے اور سپہر شکوہ بھی مع لشکر و توپخانہ وغیرہ کے آنکر ملگئے اور عنقریب داراشکوہ
بھی آنکر ملا چاہتا ہی اس حال کے دریافت ہوتے ہی عالمگیر نے راجہ جی سنگہ اور دلیر خان کو خلیل اللہ خان کی کمک پر رخصت فرمایا
اور دوسرے روز صف شکنخان میر آتش کو مع توپخانہ اوسکا ضمیمہ بنایا ۲۹ ذیقعدہ کو راجہ جی سنگہ اور دلیر خان خلیل اللہ خان
سے جا ملے - چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ داراشکوہ کا وہ دعوی باطل ہوا اور سپہر شکوہ کو بھی جلدی سے بلا کر اونتیسوین ماہ
مذکور کو لاہور سے جانب ملتان چلدیا آور داؤد خان کو مامور کیا کہ ناوین چلوا لے جاے اور جب قریب پہونچنے لشکر عالمگیری
کی خبر ملے فوراً اوس سے آملے اس مقدمہ کو حضور مین لکھا طاہر خان چھٹوین ذیحجہ کو لاہور پہونچا اور شہر کی ضبطی کی
راجہ راجروپ زمیندار جموجی سنگہ سے پاس دریاے بیاہ کے کنارے پہونچکر خلیل اللہ خان سے ملا - اور اوسکے وسیلہ سے
حضور مین پہونچا آور عالمگیر نے مامور کیا کہ تا معاودت خود بدولت شاہ جہان آباد مین مقیم رہے اور شاہزادہ معظم کو آگاہ کیا
کہ اب معظم خان کو قید سے رہا کرکے مشمول عنایت کرے پانچوین ذیحجہ کو دریاے ستی سے گذر کے یہ مصلحت ہوئی کہ خود بدولت
ہلکا ہلکا اسباب ہمراہ لیکر داراشکوہ کا تعاقب کرے آور بعد معاودت انتظام سلطنت مین مصروف ہو - لہذا ہیبت پور پٹی
کے مقام مین شاہزادہ محمد اعظم کو زوائد لشکر اور اردوے بزرگ وغیرہ کارخانہ دیگر لاہور کو رخصت کیا اور خود بدولت
نے کسیقدر خفیف ضروری سامان اور لشکر ہمراہ لیکر چھبیسوین ماہ مذکور یلغار کیا اور راجہ جی سنگہ نے چونکہ مدت سے اپنے
مہجور الوطن تھا وطن کی رخصت پائی اسی درمیان مین سنا کہ داراشکوہ ملتان مین بھی مقیم نرہکر بھکر کو گیا اب اوسکے ہمراہ
کچھ جمعیت نہین ہی بجز اسکے کہ کسی جگہ چھپ رہے اور کچھ نہین کرسکتا ہی لاجرم قطع منزل مین جلد بازی موقوف کرکے
چھوٹے چھوٹے کوچ مقرر کیے آور حکم دیا کہ صف شکنخان اوسکے آوارہ کرنیکو جاے اور ممالک محروسہ سے باہر کردے چوتھی
تاریخ محرم کو صف شکنخان نے تعاقب مین قدم اوٹھایا اور عالمگیر آہستہ آہستہ منزلین طی کرتا ہوا ظاہر ملتان تک جا پہونچا
محمد باقر میر سامان کو بھکر کی فوجداری آور باقر خان کا خطاب اور ہزاری ہزار سوار کا منصب نوازش فرمایا ساتوین محرم کو
دریاے راوی سے دو تین کوس پر خلیل اللہ خان اور بہادر خان وغیرہ مشرف بسلام ہوئے اور سید عزت خان اور
شیخ موسے گیلانی جو داراشکوہ کی طرف سے ملتان مین مقیم تھے بہرہ یاب حضوری ہوئے اور نیز سید مسعود باریاب آستانہ
شاہی ہوا ہر ایک نے خلعت اور منصب سے سرفرازی پائی ہرچند صف شکنخان داراشکوہ کے تعاقب پر مامور تھا لیکن احتیاطاً
شیخ میر کو بھی جانے کی رخصت ہوئی تا بوقت ضرورت جنگ مدد دے اور چھٹی محرم کو ایک لاکھ روپیہ اور خنجر مع علاقہ
مروارید خلعت انعام ہوا یہ رخصت ہوکر دوسرے روز شہر ملتان مین وارد ہوا وہان پر شیخ بہاء الدین کے مزار کی زیارت کی
ایک ہزار روپیہ سجادہ نشین اور ہزار روپیہ مجاوروں کو دیا انھین دنون مین شاہ نواز خان صفوی کو جو کہ اورنگ زیب
اور مراد بخش کا سسر تھا اور عالمگیر نے بمقتضاے وقت اور بے اعتباری کے قلعہ برہان پور مین محبوس کرکے عازم اکبر آباد

مورد الطاف اور صبح کے رہا فرمایا اور خلعت خاص مع اضافہ بہ شش ہزاری شش ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کے
سرفراز فرما کر صوبہ داری گجرات پر مامور فرمایا

عالمگیر کا لوٹنا ملتان سے شاہجہان آباد کو۔

باوجودیکہ عالمگیر نے بمقتضائے تدبیر شجاع سے دوستی کر کے صوبۂ بہار تسکین خاطر کو دے دیا تھا اور شجاع نے بھی ظاہری دوستی اختیار کر لی تھی لیکن بتجربہ باپ دارا شکوہ اور بطمع سلطنت کل ہندوستان کے عالمگیر کو دارا شکوہ کے تعاقب کے مرکز خلافت سے دور اور شاہجہان کو محبوس دیکھکر باپ اور بھائی کی مدد کو متوجہ ہوا اس خبر کے سنتے ہی عالمگیر نے بارہوین محرم کو ملتان سے کوچ کر کے چوبیسوین محرم کو ظاہر لاہور مین پہونچا اور حکم کیا کہ شہر کے باہر فیض بخش باغ مین جو دہلی کی طرف واقع ہے منزلگاہ ہوئے اور شہر مین کوئی نجائے دوسرے اور پچیسوین کو شاہزادہ محمد اعظم مشرف بپابوس ہوا عالمگیر فیل سوار شہر کے سیر کرتے ہوئے بعد ملاحظۂ قلعۂ وزیر خان کے مسجد مین نماز ظہر ادا کی پنجاب کی صوبہ داری خلیل اللہ خان کو دیکر اخیر محرم کو شاہجہان کیطرف نہضت فرمائی قباد خان ٹھٹہ کی صوبہ داری پر مقرر ہوا دریائے ستلج پر پہونچکر معظم خان کو جو قید سے رہا ہو کر دولت آباد مین گذارہ کرتا تھا برہان پور خاندیس کی صوبہ داری پر سرفراز فرمایا تیسوین صفر کو باغ اعز آباد واقع ظاہر شاہجہان آباد مین خیمہ گاہ ہوا راجہ جسونت سنگھ اور سیادت خان صوبہ دار شاہجہان آباد مع کل ملازمان کے حاضر آستانہ ہوگئے اور داود خان جو بھکر مین دارا شکوہ سے جدا ہو کر براہ جیسلمیر حصار فیروزہ اپنے وطن کو گیا تھا یہان سے خلعت کے بھیجنے سے وہ سرفراز ہوا جب سلطان شجاع اکبر نگر اپنے دار الملک سے پٹنہ کو آیا بدین خیال کہ ابھی عالمگیر مع اپنی فوج کے دور ہے شاید اپنی چستی و چالاکی سے کچھ کارروائی ہو جائے کسیقدر پٹنہ مین مع توپخانہ اور گذارہ وغیرہ اواسط صفر مین جبکہ عالمگیر پنجاب کیطرف تھا الہ آباد کیطرف نہضت کی جب رہتاس پہونچا رام سنگھ دارا شکوہ کیطرف سے اوس قلعہ کا اہتمام رکھتا تھا اسنے بموجب حکم اپنے آقا کے جو کہ دارا شکوہ نے بعد فرار اکبر آباد کے اسے اور نیز دیگر قلعداران کو تحریر کیا تھا کہ اودہر کے قلعجات شجاع کے حوالہ کرین قلعۂ مذکور شاہ شجاع کے سپرد کر دیا اسیطرح سید عبد الجلیل بارہا نے بھی جو دارا شکوہ کی طرف سے نوکر تھا قلعہ چنارگڈہ حوالہ کر دیا اسی حالت مین سید قاسم قلعہ دار الہ آباد نے بھی عرض کیا کہ اگر ادہر تشریف لائیے قلعہ حوالہ کیا جاوے ان مقدمات سے شاہ شجاع نے اور بھی پانو پھیلائے عالمگیر نے جب یہ احوال سنا چاہا کہ حسن تقریر سے اس مہم کا سرانجام کرے چند خطوط بھی متضمن محبت لکھے لیکن فرط ہوشیاری سے یہ دیکھا کہ خان دوران اوسکے مقابلہ کی طاقت نہین رکھتا ہے چند امرا اور کسیقدر فوج سلطان محمد شاہزادہ کے پاس بھیجنا چاہیے تاکہ سد راہ شجاع کا ہو کر عرض حال کرے بنا بران فرمان صادر ہوا کہ شاہزادہ اکبر آباد کا بندوبست امیر الامرا شایستہ خان کے سپرد کر کے مع توپخانہ اور لشکر اکبر آباد کے ساتوین ربیع الاول کو روانہ الہ آباد ہوین یہ بھی حکم تھا کہ جب شجاع الہ آباد کے قریب آ گئے خان دوران قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر شاہزادہ سے ملحق ہو چوتھی ربیع الاول کو حضرت

عالمگیر باغ اعزآباد سے جانب شہر متوجہ ہوئے اور دو گھڑی دن رہے داخل قلعہ ہوئے داود خان قریشی -
صاحب داودنگر کو جو اپنے وطن حصار مین آیا تھا اور خلعت بھیجا گیا تھا حاضر ہوکر مشرف ملازمت ہوا عطائے
خلعت اور شمشیر مینا کار اور منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار سے کامیاب ہوا او سیوقت معظم خان کو لکھا گیا
کہ جسکو مناسب سمجھے بھی خاندیس مین اپنی نیابت پر چھوڑکر جلد حاضر حضور ہو

شاہ شجاع کے فتنہ دفع کرنیکے واسطے عالمگیر کا کوچ کرنا

جسوقت تحقیق ہوا کہ سلطان شجاع باوجود اس خبر کے کہ عالمگیر نے ملتان سے معاودت کی اور شاہ جہان آباد مین
آگیا خیال سلطنت سے باز نہین رہا بلکہ حدود بنارس مین آگیا اور قصد الہ آباد کا رکھتا ہے لہذا یہ تدبیر ہوئی کہ عالمگیر
شکارگاہ سورون مایل ہو او بعد تحقیق حالات شجاع کے اگر بنارس سے پٹنہ کو لوٹ جاے شاہزادہ محمد کو مع
لشکر منقلا کے مراجعت کرکے خود بھی معاودت کرے ورنہ اگر تدارک عمل مین لائے سترہوین ربیع الاول کو اپنے
ارادہ سے داخل خیمہ ہوا اور خبرداری مرادبخش کی جو شاہجہان آباد مین محبوس تھا دستور امیر خان کے سپرد رہی
تیسری ربیع الثانی کو قصبہ سورون مین پہونچکر یکقطعہ نصیحت نامہ شاہ شجاع کو تحریر فرمایا جب متواتر اخبارات سے
معلوم ہوا کہ شجاع اپنے ارادہ سے باز نہین رہتا پانچوین ماہ مذکور کو سورون سے عازم ہوا او شاہزادہ محمد سلطان کو
حکم بھیجا کہ تاورود لشکر شاہی لڑائی مین توقف کرین دو تین منزل کے بعد معلوم ہوا کہ شاہ شجاع الہ آباد مین
وارد ہوا اور سید قاسم نے قلعہ حوالہ کردیا اور شجاع نے سکنائے بنارس سے تین لاکھ روپیہ جبر تحصیل کرلیا او خدا
جانے اوسکے نوکرون نے کسقدر حاصل کیا ہو کسیقدر فوج جونپور فتح کرنیکو روانہ کی مکرم خان صفوی جو کوٹ جونپور
کے بعد بیتاب ہوکر شاہ شجاع کے حضور مین جاملا اور شجاع ساتوین ربیع الثانی کو الہ آباد پہونچکر سید قاسم بارہہ
کے ملجانے سے قلعہ پر متصرف ہوگیا سید قاسم نے تاج الدین نام اپنے ہم قوم کو اپنی نیابت مین مقرر کیا اور خود ضمیمہ لشکر
شجاع ہوا - اور نوروز کے بعد سترھوین تاریخ کو شجاع قصبہ کھجوہ مین پہونچا اور شاہزادہ محمد سلطان کے لشکر سے
چار کوس کے فاصلہ پر ٹھہرا توپخانہ روبرو لگاکر آمادہ رزم ہوا عالمگیر بھی کوچ درکوچ قصبہ کورہ مین وارد ہوا معظم خان
جو بموجب حکم خاندیس سے عازم ہوا تھا اسی تاریخ کو اس مقام مین لشکر عالمگیری کو آملا خلعت پائے دوسرے روز
اوسی منزل مین مقام ہوا فوج ترتیب ہونے لگی اس روز شاہزادہ محمد سلطان کو خنجر خاصہ مع علاقہ مروارید اور ایکسو
گھوڑے کہ جسمین دس راس عراقی اور عربی تھے پائے اور معظم خان نے جمدھر مرصع مع علاقہ مروارید اور ایکسو گھوڑے
جسمین پانچ راس عربی اور عراقی تھے پائے اونیسوین ربیع الثانی روز یکشنبہ کو حکم ہوا کہ فوج غنیم کے برابر توپخانہ کی
آتش فشانی شروع ہو بعد صدور حکم لشکر آراستہ ہوا ہراول مین شاہزادہ سلطان محمد اور توپخانہ پر ذوالفقار خان
او راجہ جسونت سنگہ راٹھور جرانغار پر اور مہیش داس راٹھور اور محمد حسین او میر عزیز بدخشی اور بلدیو چوہان بہادر رام

اور ہر رام راٹھور اوسکے ضمیمۂ فوج ہوئے اور اسلام خان وغیرہ امرا ہراولی مین مقرر ہوئے شاہزادہ محمد اعظم جرانغار پر
قائم ہوا اس طرف کی سپاہ مین خان دوران اور راجہ رائے سنگہ سیسودہیا اور مرزا خان اور ہرم دیو اور سبہل سنگہ
سیسودہیا اور راجہ جیرمن جادون اور سید شمس الدین بارہا وغیرہ منصبدار مقرر ہوئے اور کنور رام سنگہ کچھواہہ ولد راجہ
جی سنگہ مع راو امر او سنگہ چندراوت اور جگت سنگہ ہاڑا و علی قلی خان وغیرہ اور منصبداران کے ہراول ہوئے اور بہادر خان
کو التمش کی سرداری ملی قول خاص کی دست راست مین داؤد خان مع راجہ اندرمن اور راجہ دیبی سنگہ بوندیلہ
اور یکہ تاز خان و سادات خان اور سید شجاعت خان وغیرہ کے متعین ہوا اور راجہ سجان سنگہ مع سید فیروز خان
اور ہزبر خان وغیرہ سادات کے دست چپ مین تعینات ہوا درمیان مین خود بدولت جلوہ افروز ہوئے اور شاہزادہ
محمد اعظم حسب دستور ہمراہ فیل خاصہ پر سوار ہوا عابد خان و اسد خان بخشی دوم اور نیز دوسرے بندگان جانفشان ہمراہ
رکاب رہے اور معظم خان کو فیل خاص پر سوار کرا کر حکم دیا کہ ہمراہ فیل حضور رہے محمد امیر خان میر بخشی میمنہ کا سردار اور مرتضی خان
میسرہ کا مقرر ہوا اور عبد اللہ خان وغیرہ قراولی پر اور خواص خان اور اخلاص چنداولی پر مقرر ہوئے القصہ نوے ہزار سوار
مسلح مقرر ہوا لڑائی کی طیاریان ہونے لگین اردوے معلے جس جگہ پر تھا حسب الحکم وہین پر رہا اودہر شجاع نے بھی ترتیب فوج
کرنا شروع کی اور خود مع الہوردی خان اور عبد الرحمان بن نظر محمد خان کے قول مین مقیم ہوا اور بلند اختر اپنے چھوٹے
لڑکے کو مع سید قاسم بارہہ اور سید عالم اور سنجر اور سیف اللہ پسران الہوردی خان کو ہراول کیا اور شیخ ولی فرملی کو
اونکی ہراولی پر تعینات کیا اور زین العابدین بڑے لڑکے کو برانغار مین رکھا اور حسن جنگی کو اوسکی ہراولی پر سرفرازی دی
اور مکرم خان صفوی کو مع سید راجے وغیرہ کے جرانغار حوالہ کیا اور شیخ ظریف کو التمش مین مقرر کیا توپخانہ کا اہتمام
ابو المعالی میر آتش کو دیکر میر علاء الدولہ دیوان کو مع کسیقدر جماعہ کے چنداولی پر اور سید قلی اوزبک کو قراولی پر
مقرر کیا چار گھڑی دن چڑھے عالمگیر بعد درستی صفوف محاربہ کے شجاع کی طرف متوجہ ہوا اور کمال آہستگی سے لشکر
شاہی جب تہائی روز باقی رہے لشکر شجاع کے برابر جہان توپخانہ نصب تھا جا پہونچا اور صف آرائی ہوئی شجاع نے اوس روز
اوس جگہ سے حرکت نکی کسیقدر توپخانہ کو سید عالم بارہہ اور سید مرتضی اور شیخ ظریف و قزلباش اور سید راجی کے ہاتھہ بھیجکر
حکم دیا کہ عالمگیری لشکر کے روبرو آتشبازی کرین ادہر سے بھی عالمگیر کے ارشاد بموجب توپخانہ سے شرر ریزی شروع ہوئی جب
رات ہوئی شجاع نے اپنے توپخانہ کو واپس بلا کر فوج جمع کی چونکہ سرزمین توپخانہ شجاع کی بلند تھی لہذا معظم خان نے دو دمامہ اور بیسی
سے چالیس توپ لیجاکر شجاع کے لشکر مین نصب کر دی عالمگیر نے حکم دیا کہ جسطرح ترتیب لشکر ہوئی تھی ویسی ہی آراستہ
گھوڑون سے اوتر کر آرام و حفظ لشکر کرین اور خود بدولت نے بھی دولتخانہ مختصر مین ورود فرمایا اور نماز مغرب و عشا مین اداے
شکر خداوند قدیر فرما کر خواب بیداری مین مصروف ہوا آخر شب کو عجیب سانحہ ہوا بڑا خلل فوج مین ہوا بہاگنے کے پہلو سوچنے
لگے فقط اخلاص بنیاد ولی زمین پکڑ لی حقیقت یہ ہوئی کہ راجہ جسونت سنگہ باوجودکہ حضرت عالمگیر نے اوسکی تقصیرات

معاف فرمانا معتمد علیہ کیا تھا مگر وہ دراصل خود غلط بخیال فاسد پریشانی فوج سے نکلکر بھاگا رات کو شجاع کے پاس چند اشخاص نے بھیجے اور اپنے داعیۂ فاسد سے آگاہ کردیا اور مع اپنے تمام لشکر اور راجپوت وغیرہ مانند مہیس داس اور رام سنگھ اور ہیرام راٹھور اور بلدی چوہان وغیرہ کے چل نکلا اول شاہزادہ محمد سلطان کے لشکر سے گذرا وہان پراوسکے آدمیون نے تاراج کرنا شروع کی جب عالمگیر فوج کے برابر جا پہونچا ہاتھہ بڑہایا جہان جو پایا قبضہ مین لایا راجپوتون کی دست درازی سے لشکریون کے چھکے چھوٹ گئے نہایت انقلاب پیدا ہوگیا ہاسے ہوے پیدا ہوئی مفسدون نے سینہ زوریان دکھلائین صبح ہوتے یہ خبر لشکر ظفر پیکر مین پہونچی کسیکو یہ خبر ہوئی کہ مخالف کا زور ہوا شاب لشکر شجاع کی راہ لی اس اضطراب سے ہر کسیکی ہمراہی سے یہ ٹھہرا کہ گوشۂ عافیت کی تلاش کیجے جب یہ خبر عالمگیر کو پہونچی فرط شجاعت سے استقلال ذاتی ظاہر فرمایا ہرگز دم نمارا سرا پردۂ اقبال سے باہر نکلکر تخت روان پر سوار ہوا اور خواص امرا اور حاضرین کو حکم دیا کہ نتیجہ اس شورش کا ہم فتح و نصرت جانتے ہین کیونکہ جب اوس مفسد کا ارادہ بدخواہی پر تھا پس مفسد کا نکل جانا عمدہ ہے پس بہ ہم خوردگی صفوف کے واسطے اسلام خان کو جو ہراول کا ہراول تھا اوسکی جگہ پر مقرر کیا اور سیف خان و اکرام خان کو اوسکی ہراول مین تعینات کیا ہے مرتبہ دیگر دوبارہ صف رزم آراستہ ہوئی صبح ہوتے لڑائی درپیش ہوئی اگرچہ بنسبت روز گذشتہ کے بسبب شورش راجہ جسونت سنگہ کے آدھی فوج رہگئی تھی لیکن جوش شجاعت سے ضبط نکیا اور امیدوار مدد غیبی فرما کر میدان رزم کو متوجہ ہوا اور شجاع نے صف آرائی کی اور اس اور کل لشکر کی ایک صف مقرر کرکے توپخانہ کے عقب مین سیر آئے اور خود مع بلند اختر اپنے چھوٹے لڑکے کے وسط فوج مین رونق افروز ہوا۔ اور زین الدین بڑے فرزند اور سید عالم اور شیخ ظریف قرملی اور حسن خویشگی کو دست راست اور سید قاسم اور بکرم خان اور عبدالرحمان اور اللہ داد ومحمد خان کو جانب چپ تعینات فرمایا جب چار گھڑی دن رہا اول بان چھوڑنا شروع ہوے اسی عرصہ مین عالمگیر کے توپخانہ سے ایک گولہ جس ہاتھی پر زین الدین ولد شجاع سوار تھا آلگا ایک پیر فیلبان اور ایک خواص کا اوڑگیا لیکن شاہزادہ کو کچھ آسیب نہ پہونچا توپ اور بندوق کے بعد تیر و سنان کی سناسن ہونے لگی اس زد و خورد مین سید عالم بارہہ سردار لشکر شجاع مع فوج عظیم کے دست راست سے عالمگیر کے ہراول پر حملہ آور ہوا فیلان کوہ شکن کے صدمہ سے دست چپ کے فوج کی برہمی ہوئی اکثر دونکے پیر اوکھڑ گئے کوئی تدبیر نہ چلی بھاگ نکلے اس بھگدڑ مین فوج ظفر موج کے ہوش فرار ہوے بعضے نے ننگ و نام چھوڑ نکلے قول خاص کی جمعیت مین بھی پریشانی ہوئی بجز دو ہزار سوار کے رکاب عالی مین کوئی نرہا محافظون نے اس بدحواسی کو دیکھکر زیادہ جرأت کی مع فیلان کے اوس حال نے بساط قلب تک رخ کیا اس معرکہ مین بادشاہ مرتضی خان قول کے میسرہ سے اور بہادر خان کو نقشہ سے اور حسن علیخان دست چپ سے نکلکر دشمنون کے سد راہ ہوگئے اور اسی وقت مین عالمگیر نے ہاتھی دشمنون کی طرف ہاتھی کا رخ فرمایا اس طرح سے کہ پشت قول خاص جانب ہراول ہوئی اور ملازمان رکاب دشمنون کی حملہ کرکے اور جرأت بادشاہ کی تقویت اور آقا کی پشت گرمی سے مخالفین کو روبرو سے ہٹا دیا اور تیر و تلوار سے خونریز بسیار ہوا

برگشتہ بختون کو خاک ہلاک پر ڈالا لوائے غلبہ بلند کیا سید عالم کا اس شہامت و دلاوری کے دیکھنے سے جو بہادران
بادشاہی نے کیئے بازوی ہمت سست ہوئے اراہ فرار ڈھونڈھی جس راہ سے کہ آیا تھا واپس ہوا - لیکن وہ تینون مست ہاتھی
جو اوسکے فوج کے روبرو تھے بہادران دلیر کی ممانعت اور مدافعت سے روگردان نہوکر بدستور خیرہ چلے آتے تھے بلکہ
بارش قطرہای پیکان اور صدمۂ بندوق اور بان سے مانند سیل وبان کے ریزش ابر سے تندتر ہوکر روے قہر جانب
قول خاص عالمگیری کے لائے اور اون تینون کوہ پیکر مین سے ایک نے آگے بڑھکر فیل خاصۂ سواری بادشاہ سے ٹکر کی
مگر بادشاہ کوہ وقار اوسکے حملہ سے مستحکم رہا ٥ بمردی رجا یک سر موئے نشد ٭ زراہ جنیان سیل یکسو نشد ٭ بہ تمکین بستہ
زبس جوہرش ٭ نجنبد جز نبض از پیکرش ٭ ایک قراول کو جو کسی ہمراہی کے ہاتھی پر نزدیک بیٹھا ہوا تھا
اشارہ فرمایا کہ اوس ہاتھی کے فیلبان کو جو اشارہ کجاک سے محرک فیل ہے گولی سے مارے اور اوسنے چالاکی اور تیز دستی سے
بندوق سرکی اور مساعدت اقبال سے نٹ نہ پورا بیٹھا فیلبان گرا اور فیلبان بادشاہی نے بجاے اوسکے پہونچکر
ہاتھی کو زیر کیا - باقیماندہ دو فیل قول خاص سے گذر کر دست راست قول عالمگیری کے جانب حملہ آور ہوئے اسی عرصہ
مین بلند اختر میر شجاع نے مع چند دیگر اپنے سرداران کے مانند شیخ دلی قرملی اور شیخ ظریف و حسن خویشگی اور خواجہ
خسرو مع فوج کے روے جسارت جانب برانغار عالمگیر کے لائے اس سبب سے کہ اسوقت عالمگیر نے مخالفین کو برانغار سے
دفع کیا تھا قول خاص کے پیچھے جو برنغار کی طرف تھے برہمی کے آثار ظاہر ہوئے اور معلوم ہوا کہ دشمن ادہر حملہ آور ہوا
بادشاہ نے چاہا کہ روے توجہ اودھر فرماکر دفع دشمن مین متوجہ ہو لیکن چونکہ شمشیر اوسکی جوہر تدبیر سے ملی ہوئی تھی ۔
عین ایسے مہالک مین حرکات مضطربانہ نہین کرتا تھا - دلمین سوچا کہ چونکہ روے فیل سواری نسبت رجوع جنگ اور
کارزار کے جانب برانغار ہوا اور مخالفین کہ ہجوم ادہر ہے اور اس سبب سے ہراول فوج منصور تھے اسطرف میل کیا ہو
مبادا انحراف قول خاص سے شاہزادہ محمد سلطان اور ذو الفقار خان کہ مقدمۃ الجیش فتحیابی تھے کوئی خیال دلمین لاکر
قول خاص کی حرکت کو دوسری طرف خیال کرین اور عظیم فتور تزلزل فوج ہراول مین ظاہر ہوا اور موجب زیادہ تر
خیرگی دشمنون کا ہو لہذا بمقتضاے دور اندیشی اور پیش بینی کے شاہزادۂ محمد سلطان اور ذو الفقار خان کے پاس کسیکو
بھیجا اور حقیقت حال کہکر پیغام دیا کہ تم دلجمعی اور دل قوی سے غنیم کے مقابل رہکر سر رشتہ کوشش اور پایداری کا
ہاتھ سے ندو ایدولت مخالفین برانغار کو دفع کرکے تمھاری کومک کو پہونچتے ہین بعد رعایت اسی دقیقۂ حزم کے
شجاعت دلی کے نیرو سے روے فیل جانب دست راست کیا اور مدافعت مخالفین مین توجہ فرمائی اسی حال مین
جس ہاتھی پر کہ اسلام خان سردار برانغار سوار تھا وہ بان کے لگنے سے بھاگا اور اوسطرف کی فوجین برہم ہوئین
اور اکثر لوگ اوسطرف کے جگہ سے ہٹ گئے توفیق ثبات اور برقرار رہنے کی نپائی لیکن سیف خان اور اکرام خان جو
اسلام خان کے ہراول تھے چند لوگون کے ہمراہ قدم ہمت گاڑے رہے اور کوشش مردانہ کی اور سبحان بیگ زور زبانی

جو توپخانہ پر انبار کا فرمان روا تھا اور سیف خان اور اکرام خان کا بیٹا میر و تھا اسی لڑائی مین جان نثار ہوکر سرخرو ہوے
عرصۂ کارزار ہوا اور اسی حال مین بادشاہ نے فدویان اخلاص منش کی پشت گرمی فرمائی ملازمان رکاب اور جان نثاران
سابق نے حوالہ دے گئے ہاتھ آستین ارادت سے باہر نکالا اور کوششہاے مردانہ سے جمعیت مخالفین کی پراگندگی
اسی گیرودار مین شیخ ولی فرملی ہراول بلند اختر تیغ مبارزان لشکر ظفر پیکر کی آب سے غریق بحر فنا ہوا اور حسن خویشگی
زخمی ہوکر عرصۂ رزمگاہ مین غلطان ہوا اور کسیقدر اوسکی فوج سعی دلاوران شاہی کی آگ سے جل بھن کر ٹھکانے لگی
اور بلند اختر مع چند لوگون کے والپس باپ کے پاس پہونچا عالمگیر نے بغیر غلبہ ہمت واسطے مدافعت شجاع کے
قوی کی چند قدم آگے کو بڑھا تھا کہ مکرم خان صفوی فوجدار جتون پور جو بذریعۂ لاچاری شجاع کی ہمراہی مین تھا
بداعیہ حضور عالمگیری کے اسطرف کو آتا تھا دور سے مانند پناہ جویون کے ظاہر ہوا اور امان پاکر ملحق موکب نصرت اثر
اور بموجب حکم ہاتھی پر جاکر محفوظ رہا اسکے بعد عبد الرحمن بن نذر محمد خان جو شاہجہان کے زمانہ مین ملکیان بنگالہ
مین سے تھا اور سنجر پسر الہ وردی خان نے باپ کی جدائی کرکے روے ارادت اس درگاہ مین کیا اور ملازمت مین
آئے اسی اثنا مین قراولون مین سے کسی ایک نے شجاع کے فرار کی خبر پہونچائی — اور نقارہ شادیانہ گھڑے اور
ہاتھیون کی پشت پر سے بلند آوازہ ہوئے اور فی الحقیقت باوجود تفرقہ و انتشار لشکر اور برہمزدگی فوج اور ظہور ہونے
طرح طرح نفاق اور شقاق منافقین اور تقابو طلبیون کے جو اس لڑائی مین لشکر شاہی کے عائد حال ہوا عجب فتح نمایان
عالمگیر کو حاصل ہوئی اور شجاع نے ہزارون اندوہ و ناکامی کے ساتھہ مع لڑکون اور الہ وردی خان اور بقیہ لشکر
راہ فرار اختیار کی اور اوسکا اردو اور بیگاہ اور اکثر اسباب تجمل فوج منصورہ کی لوٹ مین آیا اور ایکسو چودہ توپ اور
ایکسو گیارہ ہاتھی بقید ضبط در آئے اور عالمگیر نے بعد فتح یابی شکر و سپاس الہی ادا کیا اور لشکر گاہ شجاع سے جو موضع
کھجوہ کے تالاب کے نزدیک تھا گذر کر منزل کی اور بنا بر مآل اندیشی تاکہ شجاع اسباب منازعت کے جمع کرنے کی فرصت نپاوے
ایک فوج شاہزادہ محمد سلطان کی سرداری مین اوسکے تعاقب پر مامور کی اور اوسی روز جو جماعت کہ شاہزادہ کے رکاب
مین حاضر تھی اوسی مہم پر روانہ ہوکر بیشتر منزل کی اور اوس جگہ پر انتظار پہونچنے امراے لشکر اور جمعیت فوج کا کیا
اور شاہزادہ کو عجالۃً ایک عقد مروارید گران قیمت جو گردن اور دو پٹہ مین کندھے پر پڑا تھا نوازش کرکے رخصت کیا
اور ایک مہینہ دو روز اوس منزل مین مقام کرکے امرا کو مشمول عواطف فرمایا ازان جملہ معظم خان کو جو بعد رہائی
قید کے اسوقت تک بحالی منصب پر سرفراز ہوا تھا بڑے منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور دس لاکھ
روپیہ انعام اور عطاے خلعت خاص مع پوستین سمور اور فیل خاصہ مع ساز نقرہ اور جل زربفت اور شمشیر و
مرصع کے مورد مراحم گوناگون کیا اور راجہ جسنگہ اسی روز وطن سے پہونچکر جبہہ ساے عقیدت ہوا ۲ روز کے بعد از
کھجوہ سے کوچ ہوکر دریاے گنگ کے کنارے مقام ہوا اور سلخ تک مقام رہا اور بعد نزول اسی مقام کے معظم خان

مع ذوالفقار خان اور اسلام خان اور کنور رام سنگھ اور داؤد خان اور فدائی خان اور رائو بھاؤ سنگھ اور اخلاص خان خویشگی اور اعتشام خان اور فتح جنگ خان اور رشید خان اور لودیخان اور رائو بھاؤ سنگھ ہاڈا وغیرہ مردم کارآمدنی تعین ہوئے کہ شاہزادہ محمد سلطان سے ملحق ہوکر شجاع کا تعاقب کریں

شیخ میر اور صف شکن خان کے لشکر کا بیان جو دارا شکوہ کے تعاقب پر معین تھے

پوشیدہ نرہے کہ صف شکنخان جو تھی محرم کو جسکے دس روز قبل دارا شکوہ ملتان سے رہگرائے فرار ہوا تھا بلدۂ لاہور سے اوسکے تعاقب پر چلا جب بھکر پہونچا ظاہر ہوا کہ دارا شکوہ اجمال و اثقال اور بعض پردگیان کو مع کسیقدر خزانہ اور ظروف طلائی و نقرئی اور سنگین کے قلعہ بھکر مین چھوڑ کر بسنت خواجہ سرا اور سید عبدالرزاق نامی ایک شخص کو جو اوسکے معتمدین مین تھا قلعہ کی حراست مین تعینات کیا اور چند توپ کلان جو اپنے پاس رکھتا تھا مع دیگر لوازم توپخانہ اور ایک گروہ قدر انداز اور بندوقچیون معتمد کو اوس حصار مین چھوڑ کر سلخ محرم کو بھکر سے تلحکام یا کوس پیشتر کو چلا گیا اور نقد خزانہ اور اسباب کشتیون مین اور خود براہ بیشہ اور جنگل درختون کو صاف کرتے ہوئے جاتا ہی اور اکثر نوکران عمدہ اوسکے مانند داؤد خان اور شیخ نظام اور میر عزیز اور میر رستم مع چار ہزار سوار کے نواحی بھکر مین اوس سے جدا ہوگئے قریب تین ہزار سوار کے اوسکے ہمراہی مین رہگئے ہین شیخ میر نے ایک روز کی اقامت کے بعد بھکر مین معلوم کیا کہ اس جگہ سے پچیس ۲۵ کوس آگے ایک راہ قندہار کی جانب کو جدا ہوتی ہی دارا شکوہ وہان پہونچکر چاہتا تھا کہ قندہار کو جاوے جب دیکھا کہ نوکر ہمراہی نکرینگے اور اہل حرم بھی اودہر کو راضی نتھے ناچار ٹھٹھہ کی طرف بازگشت کی اس اخبار کے سننے سے جماعت برق اندازون کی بھکر مین متعین کی کہ قلعہ مداخل و مخارج سے خبردار رہکر تا وقتیکہ لشکر منصور توپ و تفنگ سے قلعہ کے ساتھہ جنگ کرین اور محصنون پر کام تنگ کرین اور خود کوچ کرکے درپے دارا شکوہ چلا اور صف شکنخان کو مع محمد معصوم اپنے داماد کے بہمراہی ہزار سوار برقنداز اور چودہ شتر نال کے پیشتر بھیجا کہ بہر صورت دارا شکوہ کی کشتیون کی راہ عبور مسدود کرین اور خود بھی پیچھے سے دوڑ کر پہونچا اور کوششین کین لیکن بسبب پاٹ دریا کے کچھ منفعت نہوئی بجز دو کشتیون کے کہ ایک گولہ سے شکست ہوئی اور دوسری مٹی مین جا لگی اور کچھ نقصان نہ پہونچا اور مجموعۂ کشتی سلامتی سے نکل گئین اور شیخ میر اور صف شکنخان نے سنا کہ دارا شکوہ اونتیسوین ۲۹ صفر کو دریا سے مجبور کرکے گجرات کو چلا گیا اسی اثنا مین اونکے نام فرمان صادر ہوا کہ ترک تعاقب کرکے حضور مین آوین چونکہ اس فوج نے اس تعاقب مین سخت مصیبت کھینچی تھی اس حکم کا پہونچنا نہایت غنیمت سمجھکر معاودت کی

عالمگیر کی معاودت ساحل گنگ سے دار الخلافۂ اکبر آباد کو

جب دارا شکوہ کے گجرات جانے کی خبر عالمگیر کو ملی اور شجاع کی طرف سے اطمینان ہوا تنبیہ اور تادیب راجہ جسونت سنگھ کی کہ ویسا نفاق نمایان اوس سے ظاہر ہوا اور نیز تدبیر استیصال دارا شکوہ کی پیشنہاد خاطر عاطر کرکے علم معاودت

دریاے گنگ کے کنارے سے اکبرآباد کی طرف بلند فرایا اور قصبہ کوڑہ مین الہ آباد اور پٹنہ کے تسخیر کی خبر فایسیدہ
حضور مین عرضداشت شاہزادہ محمد سلطان سے معلوم کرکے فرمان سند صوبہ داری الہ آباد کا خانہ دوران کو
جو قبل جنگ شجاع کے الہ آباد کے محاصرہ پر مامور تھا اور فرمان صوبداری پٹنہ کا داؤد خان کے نام جو معظم خان کے
ہمراہ گیا تھا صادر ہوا کہ بعد پہونچنے پٹنہ کے وہان کی صوبہ داری پر منصوب ہوا اور مکرم خان بدستور سابق فوجداری
چون پور پر مامور ہو اور فتح پور سے گذرکر محمد امین میر بخشی کو مع ایک فوج امرا اور منصبداران کے بنابر استیصال راجہ جسونت
کے مقرر کیا راے سنگہ راٹھور کو جو راجہ جسونت کا بھتیجا تھا خطاب راجگی سے سرفراز کرکے خلعت و فیل مع مادہ فیل
اور شمشیر مرصع اور نقارہ اور انعام ایک لاکھ روپیہ اور اصل و اضافہ سے چارہزاری چار ہزار سوار کے مرتبہ پر مرتبہ
بڑھاکر اوسی فوج کے ہمراہ کردیا تاکہ بعد مستاصل ہونے جسونت کے راجگی الوس راٹھور اور مرزبانی جودھپور کی
اسکے متعلق ہو اور حکم ہوا کہ امیر خان حارس قلعہ شاہجہان آباد مراد بخش کو جو وہان مقید ہے ہمراہ شیخ میر کے
جو داراشکوہ سے بموجب حکم لوٹا آتا ہے لاکر قلعۂ گوالیار مین محبوس کرے اور خود حضور بادشاہ مین رہے چونکہ تنبیہ
راجہ جسونت اور داراشکوہ پیشنہاد خاطر عالمگیر تھی داخل اکبرآباد ہوکر عزم اجمیر کا جزم کیا امیرالامرا شایستہ خان
اور دیگر امرا اور ارکان وہان کے ظاہر شہر مین دو تین منزل آگے اکثر شرفیاب ملازمت ہوئے اور شیخ میر اور دلیر خان
بھی ملحق لشکر ہوئے اب واسطے انتظام اخبار کے احوال داراشکوہ کا لکھنا ضرور ہے مخفی نرہے کہ داراشکوہ نے اپنے
تعاقب کی فوج کا لوٹنا غنیمت سمجھکر ولایت گجرات کو جو اغیار سے خالی تھی واسطے اپنی اقامت اور آراستگی فوج اور
افواج کے مناسب سمجھکر بعض زمینداروں کی رہنمائی بموجب دریاے شور کے کنارے سے جو غیر مشہور اور دشوار گذار تھے
رہ سپر ہوکر جب ولایت کچھ مین پہونچا وہان کا مرزبان استقبال کو آیا اور مردمی و مروت اختیار کی اور اپنی لڑکی داراشکوہ
کے لڑکے سپہر شکوہ سے منسوب کی وہان سے مع تین ہزار سوار اور دیگر مردمان ہمراہی کے گجرات کی عزیمت کی شاہنواز خان
صفوی ہرچند داراشکوہ سے بیگانہ اور عالمگیر سے رشتہ رکھتا تھا کیونکہ عالمگیر کی بی بی کا باپ تھا لیکن بسبب اوسی
بدسلوکی کے جو عالمگیر نے بروقت نہضت برہان پور کے اوسکو مقید کرکے بعد غلبہ پانے ہر سہ برادران مع علی سلطنت کے
قید سے رہائی دیکر صوبداری گجرات پر مقرر کیا تھا یہ شخص بادشاہ سے کبیدہ خاطر تھا پس مزاحمت اور ممانعت
نکرکے داعیہ اتفاق داراشکوہ کیا اور رحمت خان وہانکے دیوان اور جملہ ملکیون کے ساتھ اوسکے استقبال کو گیا
اور موضع شیر کنج مین جو شہر سے دو کوس پر ہے اوسکی ملاقات کی اور از روے ہوا خواہی اور خیر اندیشی کے پیش آیا
داراشکوہ داخل احمدآباد گجرات ہوکر اموال و اسباب اور جملہ کارخانہ مراد بخش پر جو وہان رہگیا تھا متصرف ہوا
چونکہ اوس سبب سے کسیقدر مکنت بہم پہونچی لشکر و سپاہ کی فراہمی کا دہیان آیا اور اوس صوبہ کے ملکیون کو داد و دہش
اور استمالت سے اپنا بنالیا اور ایک مہینہ سات روز کے عرصہ مین فوج آراستہ اور لشکر شایستہ جسمین بائیس ہزار سوار تھے

آراستہ کرکے کبھی عزم کرتا تھا کہ وہان کے سلاطین سے استمداد کرکے اپنا کام حاصل کرے اور کبھی اجمیر کا ارادہ کرتا تھا
تا آنکہ جنگ الہ آباد کی خبر بطریق غیر واقع اوسکے گوش گذار ہوئی اور بنابر نفاق راجہ جسونت چند سختیان جو لشکر عالمگیری کو
عاید ہوئین اور فراریون کے زبانی جو کچھہ اخبار مشتہر ہوئے برخلاف واقعہ کے داراشکوہ کو معلوم ہوئے بمجرد سننے کے بدون
تحقیقات عزم اجمیر کا مصمم کرکے غرہ جمادی الاخرے کو گجرات سے نکلا اور شاہ نواز خان کو مع جمیع اجماع اور اوسکے
پسران وخویشان اور کوچ مراد بخش کے جو اوسی جگہ پر تھا اور اکثر ملکیان اوس صوبہ کے مانند رحمت خان دیوان
وغیرہ کو ہمراہ لیا اور سید احمد نامے کو صوبہ دار گجرات کا کرکے کسی کو اپنے نوکرون مین سے وہان چھوڑ کر جب گجرات سے
تین منزل چلا آیا برخلاف اوسکے جو سنا تھا محقق ہوا اور اسوجہ سے اپنے کام مین متردد ہوا اسی ضمن مین راجہ جسونت کا
نوشتہ مشعر اپنے حقیقت حال کے اور نیز اس امر کے کہ اجمیر کی عزیمت فرمائی پہونچا اور اس وجہ سے عزم مزید اور
جمعیت اوس راٹھور اور دیگر راجپوتون کی پشت گرمی سے جنکے مکانات نواحی اجمیر مین تھے دلیر تر ہوا اور ہر منزل مین
نوشتجات راجہ جسونت مشعر مزید ترغیب اور تاکید کے پہونچا کرتے تھے تا آنکہ جودھپور سے تین منزل پر آ پہونچا باقی
احوال اسکا بعد ازین لکھا جاویگا فی الحال بنابر انتظام اخبار کے احوال عالمگیر کا لکھا جاتا ہے ۲۷ جمادی الاول کو عالمگیر
نے شکارگاہ باڑی مین مقام فرمایا اس منزل مین شاہزادہ محمد اکبر مع جمیع پردگیان حرم سرائے شاہی کے جو دولت آباد
سے ہوئی تھین پہونچکر شرف اندوز ملازمت ہوا اور پردگیان حرم سرا کو اکبر آباد مین چھوڑ کر خود عازم پیشتر ہوا
۱۳ جمادی الاخرے کو تربیت خان صوبہ دار اجمیر نے پہونچکر داراشکوہ کی مفصل خبر پہونچائی جب معلوم ہوا کہ داراشکوہ
اجمیر مین پہونچکر آمادہ رزم وپیکار ہے ۱۶ جمادی الاخرے کو طاہر خان کو عنایت ترکش سے نوازش فرمائی اور مع
ایک جماعت کے قراولی پر رخصت کیا تاکہ متواتر اخبار طرف مخالف کی پہونچاتا رہے چوبیسوین ۲۴ کو چہ کوس تالاب رامسیر پر
نزول لشکر ہوا اسی منزل مین عالمگیر نے ترتیب لشکر اور تقسیم افواج فرمائی ہراول کی سرداری راجہ جیسنگہ کو مقرر ہوئی
اور صف شکنخان میر آتش مع توپخانہ اور گروہ برن آبداران کے ہراول کے آگے مقرر ہوا۔ اور شیخ میر کو التمش کی
سرداری ملی برانغار پر امیر الامرا شایستہ خان مقرر ہوا اور شاہزادہ محمد معظم جرانغار کی سرداری پر سرفراز ہوا اور حکم ہوا
کہ رنگی سپاہ بہادر خان وغیرہ کے ہمراہ رہے اور محمد امین خان میر بخشی مع گروہ بہادران کے لشکر کے دست راست پر
بطور طرح کے تعین ہوا اور ہشدار خان مع فدویان جان نثار کے دست چپ پر محافظ رہے اور قول خاص مین بندگان
مخلص مقرر ہوئے قول خاص کے میمنہ کی محافظت اصالت خان کو ملی اور میسرہ کی نگہبانی تربیت خان نے پائی اور ہراول
کے ساتھہ لشکر بھی کیا گیا اور حکم ہوا کہ بعد ازین اسی ترتیب سے فوج رہ سپر ہو۔ فی الحال باقی حال راجہ جسونت اور داراشکوہ کا
لکھنا ضرور ہے مخفی نہ رہے کہ راجہ جسونت تقصیر ثانی سے کہ علانیہ کوس مخالفت کا بجاتا اور اپنا نفاق پنہان آشکارا کرکے
گیا تھا یقین جانتا تھا کہ عالمگیر اوسکے استیصال مین تقصیر نکریگا ناچار اپنا چارۂ کار داراشکوہ کی رفاقت مین دیکھا

ترغیب و تحریص سے اوسنے اپنی طرف مائل کیا اور اپنے الوس اور دیگر راجپوتان کا لشکر فراہم کرکے بعد پہونچنے جودہپور
سرانجام لشکر اور وسیلہ مین کوشش بیشتر کی بانتظار پہونچنے داراشکوہ کے بیٹھا اور عالمگیر نے واسطے انتشار پانے اور شکست کار
داراشکوہ کے چاہا کہ دونون کے درمیان مین تفرقہ پڑے اور راجہ جیسنگہ جو منظور نظر اور عمدہ راجہاے دوالاقتدار
مین سے تھا فراست سے اس بات کو پاکر استعفاے جرایم اچھی طور پر پیش کیا جسکے بموجب ایک فرمان متضمن
بشارت عفو تقصیر اور ممانعت موافقت داراشکوہ کے اوسکے نام صادر ہوا۔ اور راجہ جیسنگہ نے ایک مفصل تحریر
متضمن ترک رفاقت داراشکوہ کے تحریر کی اوسنے یہ حال دیکھکر جرم سابق فراموش کیا جودہپور سے جو بیس کوس
بعزم اجمیر نکل گیا تھا مراجعت کرکے گوشہ عافیت کو سدھارا داراشکوہ اسکے فریب مین آکر دوسرے ارادون سے
معطل ہوگیا میرٹھہ کو جو جودہپور سے تین منزل ہے گیا وہان بھی اسکا نشان نپایا متردد ہوکر مقیم ہوا۔ مسمی دہنچند اپنے
معتمد کو بھیجکر ایفاے عہد کا خواستگار ہوا اوسنے حیلہ و فریب کے لیے جوابدیا کہ انتظار فراہمی لشکر مین مقیم ہون مناسب یہ ہے
کہ داراشکوہ اجمیر مین جاکر مقیم ہو تاکہ راجپوت اوسکے حضور مین جمع ہو جاوین اور بندہ بھی عنقریب فراہمی لشکر کرکے حاضر ہوتا ہے
داراشکوہ ناچار اجمیر آیا اور مکرر دہنچند کو بھیجا مگر سراسر فریب کی باتین سمجھا قطع امید کرکے مراجعت کی اور راجہ
جودہپور کو روان ہوگیا داراشکوہ نے ناچار اپنے لڑکے سپہر شکوہ کو مع پانسو سوار کے راجہ کے پاس بھیجا شاہزادہ
جلد پہونچکر ہرچند لجاجت کی مگر پذیرا نہوئی لاچار مایوس ہوکر واپس ہوا

دوبارہ عالمگیر کے داراشکوہ سے لڑائی ہونا اور فتح پانا۔

جب داراشکوہ اوس حیلہ سرشت نامرد سے مایوس رہا اور عالمگیری فوج اجمیر کے قریب جا پہونچی ہرچند فوج کم تھی
لیکن لڑنے کو آمادہ ہوا مگر بدرجہ لاچاری یہ مصلحت ٹھہری کہ درۂ کوہستان اجمیر کو کہ دونو جانب سے محدود بکوہ
ہے مورچال بناوے۔ اور عمدہ کارخانہ لڑائی کا ترتیب دیکر چند روز کے واسطے مامن بناوے
آخر ہر ایک کو ایک ایک مورچہ پر معین فرمایا اول مورچہ جو گڈہ بیٹھلی کے نزدیک تھا سید ابراہیم مصطفے خان کے
سپرد کیا اور اوسکے لڑکے عسکر خان اور جان بیگ کو اسی طرف تعین کیا اونکے پہلو کے مورچہ فیروز میواتی کو اور
اوسکے پہلو مین چند بڑی توپین نصب کین اور اوسی مقام پر اپنا ٹھہرنا مقرر کیا اور اپنے چپ کی طرف دوسرا مورچہ
باندھ کر شاہنواز خان کو اور اوسکے بعد کے مورچون پر جو کوکلہ پہاڑی کے متصل بندھا تھا سپہر شکوہ کے سپرد ہوا
اور اوسکے لوگون کو مع مغول خان پسر کمادہ خان کے وہین پر چھوڑا ۲۶ جمادی الآخرے کو عالمگیر موضع ریواری کے
نزدیک جہانسے اجمیر تین کوس پر تھا پہونچا آتشبازی شروع ہوئی میر آتش ایک توپ کے فاصلہ پر لشکر بادشاہی سے
جاکر ٹھہرا دوسرے روز لشکر عالمگیری آدہ کوس پر جا لگا۔ اور توپخانہ بھی بیشتر کو بڑہاکر ایک توپ سے کم فاصلہ پر
جا لگایا جب توپخانہ نہایت نزدیک ہوا عالمگیر نے دوربینی سے شیخ میر کو مع لشکر التمش کے جو کہ وہ سردار تھا مع دلیر خان

وغیرہ کے پیشتر سے اوس توپخانہ کے نزدیک مقرر کیا تاکہ کید مخالفین سے ہوشیار رہین اور حکم ہوا کہ امیر الامرا مع لشکر برانغار
اور راجہ جیسنگہ مع فوج ہراول کے دست راست لشکر کو کوکلہ پہاڑی کے مقابلہ مین آور لشکر جرانغار دست چپ مین
گدہ بیٹلی کے برابر خیمہ زن ہوا اور تمام فوج مع لشکر قول کے حواشی دولتخانہ مین نزول کرے حسب الحکم تعمیل ہوئی ۔
اب علی الاتصال گولہ برسنے لگے چونکہ کما ینبغی بند و بست ہو گیا تھا فوج عالمگیری کی جرأت نتھی کہ اونکے مورچون پر جا سکے
بلکہ مخالفت کبھی کبھی نکلکر دست بردی دکھلاتے تھے اور ہر طرح سے متانت اور مضبوطی مین بدلجمعی تمام راتدن گذرانتے
تھے شیخ میر اور دلیر خان دہاوا کرنے مین بہتری نہ سمجھتے تھے کہ مبادا کوئی اولٹی بلا نازل ہو ۔ تین روز تک یہی رنگ رہا
کوئی تدبیر مورچال فتح کرنے کی نسوجھی ناگہان راجہ راجروپ زمیندار کوہستان جمونے جسکے پیادہ کوہ گردی مین چالاک
تھے عرض کیا کہ میرے آدمی کوکلہ پہاڑی پر چڑھنے کی راہ عقب سے دیکھے ہوئے ہین عالمگیر نے فرمایا انتظار فرصت
رکھ جب قابو ہو اپنے پیادون کو مع بندوقچیان بادشاہی کے بھیجکر مردم داراشکوہ سے کوہ کو خالی کرائے ۔
اور اول روز عالمگیر نے سرداران لشکر کو بلا کر دہاوے کے بارے مین تاکید فرمائی بہادران فوج نے بیتاب ہوکر
جانبازی دکھلائی اور آخر روز کو راجہ نے اپنے پیادے کوکلہ پہاڑی پر چڑھائے اور خود اوس پہاڑ کے روبرو سے مدد کو جا
کھڑا ہوا ملازمان توپخانۂ شاہی آرام کے لیے تھوڑی دیر لڑائی سے باز رہے مخالفون کو فرصت جو ملی قریب ہزار سوار کے
لشکر داراشکوہ سے بقصد مدافعت راجہ راجروپ کے مورچال سے نکلکر بچھر گئے اس حال کے دیکھنے سے ملازمان عالمگیر
نے حرکت کی اول دلیر خان نے توپخانہ کے دست راست سے نکلکر دلیری دکھلائی اوسکے بعد شیخ میر نے دست
چپ سے آور راجہ جیسنگہ اور امیر الامرا مع لشکر برانغار اور اسد خان اور ہوشدار خان مع جرانغار کے صف آرائی
کی لیکن دلیر خان اور شیخ میر کی دلیری سب سے اول درجہ کی ہوئی بعد اہتمام جنگ جبکہ نہین آثار فتح نمودار ہوئے اقدام
ثبات اہل مورچال کے متزلزل ہوے تھے کہ راجہ جیسنگہ عقب سے پہونچکر مل گیا بالجملہ شیخ میر اور دلیر خان نے شاہنواز خان
کے مورچہ پر جو کوکلہ پہاڑی پر تھا حملہ کیا ۔ اور توپخانۂ شاہی سے بھی آگ برسانی شروع ہوئی وہ دہوان دہار کر دیا
کہ مخالفون کی آنکھہ مین اندھیارا چھا گیا یہان تک کہ جو کوئی دوسرے مورچہ سے چاہتا کہ شاہنواز کے مورچال مین
آئے برق اندازی شاہی سے تاب نتھی اسوقت مین فوج عالی قریب مورچہ جا پہونچی آثار نصرت وفتح بھی نمودار ہونے ۔
مردم راجہ راجروپ نے دلیر ہوکر کوکلہ پہاڑی پر علم نصب کیا اس نیزہ کے دیکھتے ہی داراشکوہی فوج مین تزلزل واقع ہوا
اسیکے قریب شیخ میر اور دلیر خان مع اپنی فوج کے شاہنواز کے مورچہ پر جا دوڑے اگرچہ اودہر سے خوب روک ہوئی
اور اودہر سے بھی کوئی مددگاری کو نہ پہونچا مگر ان دونون سرداروں نے خوب ہی حملے اچھی مردانگی ظاہر کی اہل مورچال
نے بھی خوب بخت آزمائی کی مگر یہ لوگ مورچون مین دہس پڑے داراشکوہ ہر وقت مدد بھیجتا تھا چنانچہ شاہنواز خان
کو بھی اپنے پاس سے اودہر کو بھیجا خان مذکور نے پہونچکر عین جنگ مین چشم زخم عظیم برپا کیے اسی اثنا مین دن

تمام ہوا ۔ اس رستخیز مین شاہ نواز خان نے تیر کھا کر گوشۂ عدم کی راہ لی اور سیادت خان اسکا لڑکا بھی زخمی ہو کر بابِ خدمت کو سدھارا اور محمد شریف بخشی داراشکوہ نے دلیر خان کے تیر سے نقد روان نذر دیا اور ابابکر خویشگی بھی مارا گیا اور سرداران عالمگیری مین سے شیخ میر ایک بندوق کی گولی کھا کر فنا ہے ہمدوش ہوا اسوقت مین سید ہاشم نام جو اسکے برابر ہودج فیل مین بیٹھا تھا ایسی تدبیر کی کہ جسطرح سے شیخ بیٹھا تھا ویساہی رہا جب لڑائی فتح ہوئی اور دلیر خان کی کوشش مردانہ مین زخم تیر سے ہاتھ مین کھائے اکثر لوگ طرفین سے جان نثار ہوئے اسی وقت مین راجہ جے سنگہ نے پہونچکر مدد کی اور مردم مورچال کو شکست دی چونکہ داراشکوہ اول سے جانتا تھا کہ ادبار نے گھیرا ہی عالمگیر سے عہدہ برائی ممکن نہین اول سے پردگیان حرم سرا کو مع خزانہ وغیرہ ضروری کارخانہ کے طیار کر رکھا تا کہ بروقت نکلنے مین دقت نہو اور خود مع اپنے بیٹے سپہر شکوہ کے بلندی کوہ پر ملاحظۂ جنگ کر رہا تھا جب یہ زد و خورد ملاحظہ کی اقامت کی تاب نیائی ہرچند ہنوز دوسرے مورچے قائم تھے اور قریب تین چار ہزار سوار کے ہمراہ بھی تھے لیکن ناامید ہو کر بھاگنے کی سوچا جب رات ہوئی اور شیخ میر کی سپاہ بھی اپنے سردار کے مارے جانے سے مطلق العنان ہو کر لوٹ کھسوٹ مین مصروف تھے داراشکوہ نے فرصت پاکر مع سپہر شکوہ کے اور فیروز میواتی اور کسیقدر سپاہ کے رہ سپار ہوا ۔ اور اموال و عیال و اطفال مع اکثر عماید ہمراہی کے قلعۂ اجمیر مین رہگئے منجملہ سرداران کے فیروز میواتی نے ساتھ دیا اوسکا مال و اسباب راجپوتان ہمراہی نے تاراج کیا ۔ اور سواے جواہر پوشیدنی اور کسیقدر اشرفی کے جو حرم سرا کی عماریون مین تھین کچھ مال و اسباب ہمراہ نہ لیجا سکا نہایت ناکامی اور بے سرانجامی مین عازم گجرات ہوا ۔ اور کوہ بیٹھلی کے طرف بعض سپاہ مورچہ کی اتبک بے خبر مشغول مدافعت تھی آخر شب کو بعد اطلاع کے سرداران نامی صف شکنخان سے رجوع ہوئے اور محمد شریف میر بخشی جو کہ سخت زخمی تھا اوسی رات کو اوسکی صبح زندگی شام ہوئی دیگر امرا صبح کو مستفیض ملازمت ہوئے عالمگیر شکر خدا بجالایا شیخ میر کے گشتہ ہونے سے نہایت دلگیر ہوا حسب الحکم اسکے شاہنواز خان مرحوم کی لاش باعزاز تمام خواجہ معین الدین چشتی کے مزار مین مدفون کی سلخ جمادی الاخرے کو طواف فرار ہوا پانچ ہزار روپیہ مجاوردن کو انعام ہوا اور واقعہ تالاب اناساگر مکانات شاہی مین ورود ہوا راجہ جے سنگہ اور بہادر خان مع فوج مناسب کے داراشکوہ کے تعاقب مین تعینات کیا گیا راجہ جسونت سنگہ کو منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور گجرات کی صوبہ داری مع خلعت و فرمان سند بھیجکر حکم کیا کہ اپنے صوبہ کو جا کر انتظام کیسے اور کنور پرتھی سنگہ اپنے لڑکے کو روانہ حضور کرے اور اولاد شاہ نواز خان کی جو اوسکے سالے تھے اور امیر خان برادر شیخ میر کو خلاع ماتمی وغیرہ تفضلات پادشاہی سے سرفراز فرمایا ۔ ۴ رجب کو شاہجہان آباد کو معاودت ہوئی اثناے راہ مین معظم خان خانخانان کی عرضی سے واضح ہوا کہ سجاع مونگیر اوس دیوار مورچال کے بھروسے جو شیر شاہ کے وقت مین بنائی گئی تھی چاہتا تھا کہ اوسے استحکام دیکر چندے پاے ہمت مضبوط کرے لیکن سطوت

فوج شاہی سے گھبرا کر ۱۲ جمادی الاولی کو مونگیر سے جہانگیر نگر کی طرف چلا گیا اور اوسی مہینے کی ۲۴ کو خانخانان اور شاہزادہ محمد سلطان داخل قلعۂ مونگیر ہوگئے پنجم شعبان کو فتحپور سگری مین مقام ہوئے انتظام سلطنت مین مصروف ہوا انھین دنون مین عادل شاہ بیجاپور کا پیشکش از قسم جواہرات وغیرہ کے پہونچا۔ ۸ شعبان کو فتحپور سے کوچ کرکے بعزم شاہجہان آباد نہضت ہوئی موضع چینداولی مین خیمہ گاہ ہوا انھین دنون مین محمد سلطان اور خانخانان کی عرضی سے معلوم ہوا کہ شجاع واقعہ اکبر نگر راجمحل مین ارادۂ اقامت رکھتا تھا مگر قرب لشکر سے ڈر کر عبور گنگا کر گیا اور اکبر نگر بھی تصرف اولیاے دولت مین آیا ۱۹ شعبان کو نزدیک شاہجہان آباد کے پہونچکر خضر آباد مخیم ہوا اور سلخ ماہ شعبان کو کمال تزک اور شان سے لاہوری دروازہ ہوتے ہوئے قلعہ مین داخل ہوا اور دیوان خاص و عام اور بعد ازان غسل خانہ مین سر آراے حشمت و کامرانی ہوا امرانے رسم تصدق پیشکش کیے انھین دنون مین عرض ہوا کہ قلعہ چیناڈہ جو بعد داراشکوہ کی برہمی کے شجاع کے تصرف مین آیا تھا اور اوسکا نوکر سید ابو محمد اوسکا حارس تھا۔ اوایل ماہ رمضان کو بے جنگ و جدل مسخر ہوا۔ اور سید مذکور نے اطاعت شاہی قبول کی اور عازم درگاہ آسمان جاہ ہو

ذکر تمہید جلوس ثانی

پہلا جلوس تو فقط بطور اداے رسم کے ہوا تھا جیسا کہ چاہیے توزک و احتشام شاہی بسبب تقاضاے وقت کے نہو سکا تھا خطبہ و سکہ و لقب بھی آیندہ پر موقوف رہا تھا اب کہ فتح و فیروزی سے داخل شہر شاہجہان آباد ہوا۔ حکم دیا کہ منجمان دقیقہ رس اس جشن فرحت اثر کی کوئی ساعت مقرر کرین اور ۲۴ ماہ رمضان مقرر ہوئی بعد ازان ارشاد ہوا کہ منتظم لوگ اس ساعت کے اشاعت تک سرانجام سامان کرین بارگاہ شاہی شان و شوکت سے آراستہ لہذا کارپردازون نے تعمیل ارشاد کی اور سقف و ستون ایوان چہل ستون دیوان عام کے در و دیوار نقش بوقلمون سے نگارخانۂ حیرت افزا بنائے گئے زردوزی زربفت مخمل طاش گجراتی وغیرہ کے فرش و فروش سے مکانات نادرات پیراستہ ہوئے وسط دیوان مین تخت مربع بنایا جسکے اطراف مین محجر طلائی تعبیہ ہوئے اوسپر تخت مرصع طاوسی لقب کا اوسکے روبرو شامیانہ لولو نگار اور چتر سورج مکھی آراستہ کیا عقب تخت صندلی طلائی رکھی گئی تور خانہ جو کہ مشتمل ہی شمشیر مرصع ساز اور پرتلہ جواہر آگین اور سپر اور برچھی مرصع وغیرہ صندلیون پر رکھی گئین۔ اور شامیانۂ سرخ چار ستون سیمین پر بلند کیا اوسکے دور پر مخمل زربفت اور زردوزی کے شامیانے نقرہ چوبین نصب کیے گئے اسیطرح غسل خانہ کی عمارت بھی انواع آرایش سے مزین ہوئی اسپک مخمل زربفتی اور زردوزی چوبین نقرہ در پیش ایوان بلند کی گئین اور دامن کے اسپک کی اطراف مین محجر نقرہ زمین پر نصب ہوئین اوسکے اندر نفیس نفیس قالین اور بادشاہانہ فرش نہایت صنعت اور کاریگری سے بچھائے اور تخت کو جگہ

میناکار در پیش ایوان رکھکر زرین تخت کلان اوٹھہ پہلو مسقف بنگلہ دار وسط ایوان مین رکھا اور اطراف غسل خانہ کے
مکانات کو زربفتہاے نفیس سے مزین کر کے اونکے روبرو شامیانے لگائے جب یہ ساری آرائش روضۂ رضوان کا نمونہ
ہوچکی اتوار کے دن ۲۴ رمضان ۱۰۶۹ہجری کو جبکہ عمر عالمگیر کی شمسی حساب سے چالیس برس سات مہینے
پندرہ روز کی تھی اور قمری کے رو سے اکتالیس برس دو مہینے دس روز گذرے تھے بعد گذرنے آٹھہ گھڑی سات پل
کے جبکہ تین گھڑی اور پندرہ دقیقہ نجومی ہوئے تخت شاہی پر جلوس ہوا امراے حسب منصب آداب تہنیت بجالائے منصب
وخلعت وانعام سے سرفراز ہوئے - امیر الامرا شایستہ خان کو بعد نواخت نوبت بادشاہی کے حکم ہوا کہ موجب اپنے
باپ کی جو کہ عہد جہانگیری مین اس مرتبہ پر سرفراز تھا اور بجز اوسکے کسی دوسرے کو یہ سعادت نملی تھی نوبت نوازی کرے
خطیب نے بموجب حکم خطبہ پڑہنا شروع کیا جب حمد و نعت کے بعد آبا ے شاہی کے نام لیے ہر ایک کے نام پر خلعت
فاخرہ ملتا گیا - جب حضرت کا نام زبان پر آیا دعا کر کے مداح ہوا او سوقت خلعت گرانبہا عنایت ہوا اسقدر طلا
اور چاندی بادشاہ پر نثار ہوا کہ اوسکی لوٹ مین حریصون کے دل بھر گئے - عالمگیر لقب مقرر ہوا چونکہ شاہجہان
کے وقت مین اشرفی اور روپیہ کے ایکطرف کلمہ اور چار یار کے نام اور دوسری طرف بادشاہ کا نام مسکوک ہوتا تھا
عالمگیر نے اس نقش کو خلاف ادب جانا لفظ مہر و بدر کے تفاوت سے یہ بیت مقرر کی ع سکہ زد در جہان چو مہر منیر
شاہ اورنگ زیب عالمگیر اور روپیہ مین (چو بدر منیر) اور دوسری طرف سال جلوس اور نام دار الضرب اور پیشانی
مین ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر (عالمگیر بادشاہ غازی مزین ہوا سات گھڑی تک جلوس رہا بعد پیشگاہ
دولت مین رونق افروز ہوا بیگمات کو بھی کثرت سے انعام عطا ہوا وہان سے غسلخانہ مین آکر جلوس کیا اور بدستور
انجمن آرائی اور کامروائی فرمائی بادشاہزادی وغیرہ وصول انعام شاہی سے شادمان ہوئین صلحا اور مستحقین
اور شعرا ارباب طرب وغیرہ کوئی نتہا جسکا دامن آرزو نقد مراد سے مملو نہوا دو مہینے سولہ روز تک یہ جشن رہا سید علی
عادل شاہ کا ایلچی اور محمد ناصر صاحب قطب شاہ سلاطین ادا ے تہنیت کو مع پیشکش حاضر آستانہ دولت
ہوئے تھے اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمائے گئے عادل شاہی پیشکش آٹھہ لاکھہ روپیہ کا اور قطب شاہی
دو لاکھہ کا قیمتی تھا علما وغیرہ نے بہت سی تاریخین کہین لیکن سب سے عمدہ ملا عزیز اللہ خلف ملا محمد تقی مجلسی اصفہانی نے
کلام خدا مین حروف ملفوظی سے مادۂ تاریخ نکالا ہے ان الملک لله یوتیه من یشاء - عید نوروز کو جسکی تعریف بہت
مین واقع اور مولوی معنوی نے اپنی مثنوی مین فرمایا اور کلام ... سومین سے بھی بزرگی ظاہر اور فی الحقیقت عید عالم ہے
کیونکہ پھلے پھولے جمیع نباتات اور معادن اور حیوانات اور ابرار ظاہر و باطن روح نباتی و معدنی و حیوانی کا ہوتا ہے
جیسا کہ حدیث مین ہے اغتنموا برد الربیع الآخرۃ اس بادشاہ نے نہایت تعصب سے برطرف کیے اپنے روز جلوس کو نوروز
مقرر کیا اور عوض غرہ فروردین کے غرۂ رمضان کو مبدء جشن نوروزی معین کیا اور اس جشن کو عید فطر سے اتصال

اور اس قسم کے اعمال کو دین پروری سمجھکر اپنے تئین صحیح دین جانتا تھا یہ نہین جانتا تھا کہ جشن و عیش کو
ماہ رمضان سے کچھہ نسبت نہین ماہ رمضان یا ضد عبادت اور جوع و عطش او صیام روزا اور قیام شب تجلی یا ضد باقیہ کے واسطے ہی نہ واسطے
زیب و زینت و رقص و سرور کے اگرچہ منع منہیات سابق مین بھی سنا مگر محتسب کا ہندوستان مین رواج اسکی رفتہ رفتہ سے

قید ہو کر مارا جانا دارا شکوہ سر اسر اندوہ کا

اس دوسری شکست کے پانے سے دارا شکوہ نے بڑی پریشانی اور خرابی مشاہدہ کی اپنے عیال کے پاس کے بھروسے
گجرات چلا اس حال مین بجز فیروز میواتی اور دس بارہ ہزار سوار کے کوئی ہمراہ نہ تھا اگرچہ جس رات کو شکست پائی
اوسکے دن مین اپنے عیال کو فیل سوار مع خزانہ وغیرہ جواہرات کے کنار تالاب اناساگر مین کھڑا کرا دیا اور کسیقدر
جماو بھی حفاظت کو ساتھہ کیا تھا کہ اگر شکست ہو خود پہونچکر اونکے ہمراہ فرار کرے لیکن اوسوقت بارِیک اندھیری شب
تاریک مین نہایت خوف سے کسیطرف کو چل نکلا معول خواجہ سرا ے معتمد قدیمی نے جو حرم سرا کا ناظم تھا یہ سمجھ
کر جانا کہ اپنے خاوند کی شکست ہوئی بخوف گرفتاری حرم سرا کے مع حرم سرائیون کے پہاڑ و لیتا کی راہ لی
اور پہاڑ اور درہ کے درمیان سے راہ طی کی نہایت مشکل اور بہت لگا پوسے بارہ زنجیر فیل جسمین اوسکی عورات
اور لڑکیان سوار تھین گذرے جو لوگ حراست کو ہمراہ تھے ہمراہی سے متفرق ہو گئے بلکہ اوسنے موقع جو پایا لیکے
بے حیائی سے لوٹ شروع کی راجپوتون نے جو محافظت پر مقرر کیے تھے اونٹون کی قطار جنپر اشرفیان بار تھین
لے گئے اپنے مکانات کو جو اجمیر کے اطراف مین تھے روانہ ہوئے حاصل یہ ہے کہ خزانہ اور اسباب اور جواہرات مین
سے کچھہ بھی اوسکو نملا اور اہل حرم آہستہ سیر کے بعد اوسکو ملے اور کسیقدر درست کر کے پھر روانہ ہوئے اور آٹھہ روز
کے عرصہ مین گجرات آیا چونکہ وہان کے امرا اور کمکیون اسکی شکست کا حال سنکر نا امید ہو گئے تھے اور عالمگیر سے
متوجہ ہوئے تھے لہذا سردار خان لمکی نے ایک گروہ سے سازش کر کے سید احمد بخاری کو جو دارا شکوہ کی طرف سے
گجرات کا صوبہ دار تھا قید کیا اور بند و بست قلعہ کر کے آمادہ مزاحمت ہوا - دارا شکوہ اس خبر کے سنتے راہ گجرات سے
لوٹکر پرگنہ کہری کو آٹھہ کوس پر گیا اور کانہہ جی کوکولی کے ردبرد لیگئے کانہہ جی نے جوانمردی سے ساتھہ دیا حدود
ولایت کچھہ مین پہونچا کر واپس آیا اسوقت بیکسی مین گل محمد نام جسے اوسنے بندر سورت کا فوجدار کیا تھا -
پچاس سوار اور دو سو پیادہ بندوقچی سے ہمراہ ہوا جب کچھہ پہونچا وہانکے راجہ نے برخلاف بات کے کہ استقبال وغیرہ
کے بعد اپنی لڑکی سپہر شکوہ کو بیاہ دی تھی بیگانہ ہوگیا لاچار دو روز مقیم رہکر حدود بھکر کو روانہ ہوا جب دریاے سندھ کے
کنارے پہونچا فیروز میواتی نے بھی کنارہ پکڑا جب دریاے سندھ کے پار جاکر ملک جاندیان مین پہونچا اونھون نے غارتگری کا
ارادہ کیا مگر ہمراہیون اور گل محمد کے تردد ات جانفشان سے رہائی پاکر حدود بکسان کو سدھارا مرزا ے بکسی نے جوانمردی کے
استقبال کیا اور وہان سے قندہار تک بارہ منزل لیگیا اور چاہا کہ کچھہ زاد راہ کر کے قندہار تک پہونچاوے چونکہ پیمانہ عمر تو لبریز

ہو چکا تھا اسکا کہا نمانا بنا بر سابقۂ احسان کے جو ملک جیون زمیندار دہادہر کے حال پر کیا تھا اور اوسکو شاہجہان
کے عہد مین زیر پاے فیل سے رہائی دلوائی تھی دہادہر کو روانہ ہوا امید تو یہ تھی کہ اوسکی مردمی سے ذرا چین ملیگی
اور اوسکے ہمراہ ہوکر قندہار جاویگا اوسنے ایک کوس پر آکر ملاقی ہوکر دام فریب بچھایا عجب اتفاق یہ جب اجمیر سے
بھاگا تھا اوسکی بی بی کو عارضہ سل ہوا تھا اسقدر کوفت بڑھی کہ دہادہر نہ پہونچنے پایا تھا کہ وہ عفیفہ روضۂ رضوان کو
عازم ہوئی داراشکوہ کو ازبسکہ نہایت محبت تھی کدورت عظیم حاصل ہوئی اوسکی لاش لاہور کو بھیجی اور حکم دیا کہ بابا ملا میر حسینی کے
مقبرہ مین جس سے ارادت بھی رکھتی تھی دفن کیجاوے اور خواجہ معقول ناظر اور گل محمد کو اپنی نادانی سے ایسے
وقت بیکسی مین مع ستر نفر سوار کے باوجود عذر آوری ہمراہ نعش رخصت کیا اسکے بعد کوئی ساتھی نہ تھا صرف
چند خدمتگار اور خواجہ سرا تھے کہ دہادہر مین پہونچا ملک جیون ملعون نے دغابازی سے عجب جال کیا افسون و افسانہ
سے رام کرکے ۲۹ ماہ مبارک کو جب کہ داراشکوہ عازم قندہار ہوا چاہا سے رخصت ریکر مع نوکرون کے بر سر راہ آیا
اور اوس فلک زدہ کو مع سپہر شکوہ اوسکے فرزند کے دستگیر کیا اور حقیقت حال راجہ جیسنگہ اور بہادر خان کو
جو مع فوج اوسکے تعاقب مین آمادہ تھے اور نیز باقر خان فوجدار بہکر کو تحریر کی باقر خان نے فوراً بادشاہ کو عرضداشت
کی اور نوشتہ ملک جیون نے بھی روانہ کیا ۱۲ شوال کو یہ خبر عالمگیر نے سنکر شادیانہ شادمانی بجوا دیا چند روز کے
بعد سنا کہ داراشکوہ بہادر خان کے ہاتھہ قید ہوکر دہادہر آیا شادیانہ بجوانے کے بعد راجہ راوسرپ زمیندار جمون کو
کوہستان سری نگر کی طرف بھیجا کہ داراشکوہ کے بڑے بیٹے سلیمان شکوہ جسطرح ممکن ہو قید کرے ملک جیون کو
اس عمل زشت کے عوض مین جسے کوئی پسند نکریگا عنایت خلعت اور منصب ہزاری دو صد سوار اور خطاب
بختیار خانی سے سرفراز فرمایا انھین دنون مین بہادر خان جو کہ داراشکوہ کو مع سپہر شکوہ کے بختیار خان سے
لیکر تا بئین ناواجب بموجب حکم لاتا تھا دار الخلافت مین آیا نظر بیگ چیلہ نہایت خوشی سے مقرر ہوا کہ جس
صورت سے خود بدولت کو منظور ہے داراشکوہ کو دیکھہ آئے ۱۲ ذی الحجہ اوس چیلہ نے آکر بوابسی اظہار حال کیا۔
اور پھر مرخص ہوا سہ شنبہ ہفتدہم کو حکم ہوا کہ داراشکوہ کو مع اوسکے لڑکے کے مسلسل فیل سوار بلا عماری مین جانفرین
اور نظر بیگ چیلہ عقب مین بیٹھا ہو اور بہادر خان مع افواج کے ہمراہ درمیان شہر سے کہنہ بازار دہلی ہوتے ہوئے
خضر آباد لاوین اور عمارات خواص پورہ مین محفوظ کرین ۔ بموجب حکم کے تعمیل ہوئی دوسرے روز بختیار خان داخل
شہر ہوا بعض نوکران شاہجہانی نے مع بازاریون کے چاہا کہ شورش کرین بلکہ اکثر ونیز اینٹ پتھر برسانے
جس سے کسیقدر اوسکے لوگ زخمی اور شکستہ بھی ہوگئے نزدیک تھا کہ فتنۂ عظیم برپا ہو مگر کوتوال شہر نے موقع
پہونچکر انتظام کرلیا اور بختیار مذکور کو مع ہمراہیون کے قلعہ مین پہونچایا بادشاہ حق پرست نے علما سے فتوی دریافت کیا
اور قصد اپنے رضاے حالی سمجھکر فتوی دیا کہ ایسے ملحد کا خون مذہب حنفی مین درست ہے بعد ازان بادشاہ دین پناہ نے

اپنی سلطنت اوسکے ضائع کرنے مین دیکھا اوسکے اور اوسکے ہمراہیون کے قتل کا حکم دیا کہ آخر روز چہارشنبہ تاریخ ۲۱ ذی الحجہ کو داراشکوہ مارا گیا اور بعد تشہیر کے اوسکی لاش مقبرۂ ہمایون مین دفن ہوئی اور سپہر شکوہ کو قلعہ گوالیار مین محبوس کیا اور بعض احدیان شاہی کو جنہون نے مختار خان کے ساتھ شورش کی تھی جان سے مروا ڈالا

محمد سلطان کا شاہ شجاع کے پاس جانا

چون کہ اس مدت مین شجاع ارسال خط خطوط اور نیز وعدہ سے کہ اپنی لڑکی بیاہ دونگا سلطان محمد کو اپنی طرف کھینچتا تھا اور نیز بعض احمقون نے درمیان شاہزادہ اور معظم خان سپہ سالار کے بوجہ اقتدار کے جو کہ عالمگیر نے عطا فرمایا تھا غبار نفاق اوٹھا تھا ہموارہ رنج افزا کی تھی لہذا محمد سلطان اندیشہاے دوراز کار مین پڑکر ۷ رمضان کو مع امیر قلی داروغہ توپخانہ اور قاسم علی میر توزک محرم راز اور دو تین خدمتگارون کے ہمراہ کشتی پر سوار ہوکر دریا سے گذرا شجاع نے اس خبر سے خوش ہوکر بلند اختر اپنے چھوٹے بیٹے کو مع جان بیگ کے استقبال کو بھیجا اور بکمال عزت سے جا دی اس سانحہ سے لشکر عالمگیر مین فتور پڑا ملازمان بادشاہی گھبرا گئے ہر ایک کے چھکے چھوٹ گئے شجاع نے کسیقدر لشکر مع چند نواڑہ کے دو کیچھی بھیجا کہ اموال شاہزادہ سے جو کچھ پاوین اوٹھا لیجاوین اور معظم خان اوس رات کو اس حال سے ماہر ہوکر مستقل ہو بیٹھا ذرا بھی ہراسان نہوا اوسکے صبح کو تدارک فساد کمر باندہی اور بکمال ہوشیاری جریدہ سوتی سے دو کیچھی پہونچا لشکریان کو دلجمعی سے تسلی کی اور مخالفین کو جو واسطے اسباب لیجانے کے نوارہ کا آئے تھے دفع کیا بعد اس مقدمہ کے چونکہ ایام طغیانی تھے طرفین کے مورچے اوکھڑے خانخانان معظم خان موضع معصومہ بازار مین جسکی زمین مزارع اور اکبر نگر سے تیس کوس تھی ٹھہرا اور کچھ فوج اکبر نگر مین چھوڑی اور عالمگیر شجاع کی تدبیر یہ سوچا کہ دونو طرف گنگا کے فوج بھیجکر تنگ کرے لہذا فرمان والا داؤد خان قریشی صوبہ دار بہار کے نام صادر ہوا کہ اپنے تابینان اور کمکیون کے ساتھ جہان جگہ پاوے اوترکر ٹانڈہ جاوے خان مذکور بعد ورود اس حکم کے اپنے بھتیجے شیخ محمد حیات کو ڈیڑھ ہزار سوار اور دو ہزار پیادہ سے نایب بناکر مسند مین چھوڑکر خود غرۂ رمضان کو مع سایر کمکیان کے بلدۂ پٹنہ مین گنگا کے پار ہوا۔ موسم برسات پہونچ گیا تھا۔ طغیانی گنگ مانع عبور تھی۔ اور شجاع کے مردم بسبب کثرت نواڑہ کے ہر جگہ مورچے باندہ کر گرم جنگ ہوتے تھے اور اس وجہ سے موضع بھاگل پور پہونچنے تک طول کھیچا اور اس درمیان مین اکثر لڑائیان ہوئین اور عالمگیری غلبہ رہا جب موضع قاضی کریہ متصل بھاگل پور کے پہونچا بنابر طغیانی آب دریا کے اوترنے تک وہان مقیم رہا۔ جب شجاع دوبارہ اکبر نگر کو متصرف ہوکر دریا کے اس پار آیا اسکا حال عنقریب لکھا جاویگا۔ داؤد خان بھی جرأت ذاتی سے استصواب کرکے پار اوترا حدود بھاگل پور اور کہل گانون مین پہونچا جب پانی کم ہوا۔ اور خانخانان معظم خان اور شجاع سے لڑائی ہوئی دوبارہ داؤد خان بھی پار اوترکر شمالی طرف گنگا کے روانہ مقصود ہوا۔

سلطان محمد شاہ کا معظم خان کے لشکر مین لٹنے کا بیان

القصہ شجاع نے بنظر گذرنے موسم برشکال کے ٹانڈہ مین اقامت کی اور اپنا لشکر وہان جمع کیا حسب الحکم رشید خان
ولد امجد خان جسکو شجاع نے جہانگیر نگر کا حاکم کیا تھا وہان کے زمینداروں سے متفق ہوکر عالمگیر کی دولتخواہی پر
اور مجموع زمینداران اوس سے موافق اور شجاع سے ناموافق تھے اور منور خان ولد معصوم خان زمیندار جہانگیر نگر
اوسکے اشارے سے اکثر نوارہ اپنی ضبطی مین لاکر عنقریب معظم خان سے ملا چاہتا ہی اس خبر سے زین الدین بڑے
بیٹے کو مع خواجہ خسرو و نوکران معتمد کے جہانگیر نگر بھیجا کہ تالیف قلوب رعایا کرین بلکہ اگر قابو ملے رشید خان کو عدم سمید
کرین زین الدین نے جہانگیر نگر پہونچکر رشید خان کو دربار عام مین بلاکر حاضرین سے مروا ڈالا شجاع کے اکبر نگر پر متصرف
ہو جانے کا یہ سبب ہی چونکہ اوسکی ایک طرف کوہستان اور ایک طرف دریاے گنگا ہی اور اوسکے اطراف کی
زمین موسم برسات مین غرق آب ہوتی ہی اور شجاع کے پاس نوارہ بکثرت تھی مردم عالمگیر کو جو اکبر نگر مین آئے تھے
قلت کشتی کے باعث سے غلہ نہین پہونچتا تھا اور نیز لوگون نے جابجا ٹیلون پر اقامت کی تھی ہر طرح کی بد انتظامی
عدم رسی آذوقہ سے تھی شجاع نے اس ماجرا سے باخبر ہوکر قصد کیا کہ اکبر نگر کو فتح کرے اول اپنے میر بحر کو چارسو
سوار اور برق اندازون سے روانہ کیا کہ گنگا کے اودہر اونچے مقام پر مقیم ہوا اونھون نے نوامردن پر چڑھ چڑھ کر
غارتگری مچائی چونکہ اکبر نگر وہان سے آٹھہ کوس تھا لوٹ مار کر لوٹ جاتے تھے اور شجاع نے اپنے بیٹی کے نکاح کا
سامان سلطان محمد کے ہمراہ مقام ٹانڈہ مین کیا اور سراج الدین اپنے نوکر کو مع فوج مناسب اور میر علاء الدولہ
دیوان اور محمد باقر میر سامان کو ٹانڈہ مین اہل حرم اور بنگاہ کی حفاظت کو چھوڑ کر حکم دیا کہ شادی کا انصرام کرین
تاکہ بعد نکاح شہزادہ کے دلجمعی سے اوسکا دل نہاد ہوا اور خود جس جگہ کہ میر بحر ٹھہرا تھا آیا اور شاہزادہ محمد کو
ٹانڈہ بھیجا تاکہ کتخدا ہو ۱۳ رمضان کو قصد اکبر نگر کرکے وہان آیا ذوالفقار خان میر آتش عالمگیر اکثر لشکر کے ہمراہ
اونچی سرزمین پر جو مابین شہر قدیم اور بارہ کے واقع ہی ٹھہرا ہوا تھا اور راجہ اندرمن بوندیلہ شجاع کی عمارات مین
اور ذوالفقار خان بیماری کی شدت سے سوار نہو سکتا تھا اسلام خان اور فدائی خان مع لشکر شاہی کے سوار
ہوکر بقصد مدافعت دامن کوہ ہوکر جہان سے شہر نو کو راہ گئی ہی جانب اعدا روان ہوئے اس گروہ کے قبل
راجہ اندرمن نے بہت سا ہاتھہ پیر مارا تھا مگر بسبب قلت جماعت کے کچھہ نکیا ہوا بلکہ ٹھہرنے کی تاب نہوئی
اور اسلام خان اور فدائی خان بھی اغراض نفسانی مین پھنسے انکی جرات کہو گئی اور نے کسیقدر لڑے بھڑے
اعدا کے پاؤن نہ گڑے لنگر اوکھڑ گیا معرکہ سے موہنہ پھیرا اور مقام قیامگاہ مین بھی بسبب ناموافقت کے مستقل
نرہے ذوالفقار خان نے یہ حال دیکھکر مع کل فوج ہمراہی کے آخر شب کو کوچ کرکے براہ کوہ معصومہ بازار کو
گام فرسا ہوا اور خانخانان سے ملحق ہوگیا بعض ناحق شناسون نے ترک رفاقت شاہی کرکے شاہ شجاع کی

خدمت اختیار کی اور اکثر محمد سلطان کے نوکرون سے اوسطرف جاکر بعض اسباب خیمہ و فیلان وغیرہ پر متصرف
ہوئے اس قضیۂ اتفاقی سے شاہ شجاع کو دون کی آسمائی اکبرنگر مین مستقل ہوکر ٹھہرا جب برسات گذر گئی
معظم خان نے اسلام خان کو میمنہ اور فدائی خان کو مع راجہ سوجان سنگہ وغیرہ بندیلون کے میسرہ پر
اور فتح جنگ کو مع لودی خان اور زبردست خان وغیرہ دو ہزار سوار کو ہراولی پر تعینات فرمایا اور اخلاص خان
خویشگی کو فوج مین طرح کیا اور اس اعتماد سے کہ اقبال عالمگیر اپنا کام کریگا جو توزک لایق کہنا تھا اور بادشاہزادہ
محمد سلطان اوسیقدر جرات اور دلاوری اور تربیت عالمگیری سے عقب مخالفین پر کہ تین سردار تورہ
رکھتے تھے روانہ ہوا دریاے بہاگیرتی کے کنارے پہونچا جنڈاول شجاع جسکا سردار اسفندیار تھا اوسطرف سے
نمود ہوا باشارہ خان سپہ سالار کے توپخانہ شاہی سے آتشبازی ہونے لگی کسیقدر ہراول کے پٹھان اور معظم خان
مع دیگر ہمراہیان کے دریا سے گذر کر دشمنون سے جا بھڑا پہلے ہی حملہ مین دشمنون کے دم بند ہوئے اکثرون نے عروس
فنا سے ہمدمی کی اسفندیار زخمی ہوکر میدان مین گرا اور نور الحسن عمدہ لشکر شجاع نے چار زخم کھائے جان
کی خیر رہی میدان سے موہنہ موڑ گیا گردہر راٹھور جو راجہ جسونت سے خویشی رکھتا تھا صحرانورد فنا ہوا
شجاع نے اس خبر سے کسیقدر فوج معبر پر چھوڑکر معظم خان کے مقابلہ کو رخ کیا تین پہر کے بعد معظم خان سے
مقابلہ ہوا معظم نے چاہا کہ ہیئت مجموعی سے حملہ کرے امراے ہمراہی نے نفاق کیا خان معظم نے اس ملاحظہ
نے اتفاقی سے توپ و تفنگ سے کام لینے مین شام کر دی ہمراہیون کی تعجیل و بیدلی کے سبب سے تلوار کی
لڑائی مین جلدی نکی جانتا تھا کہ داؤد خان مونگیر سے عبور گنگا کر کے عازم ٹانڈہ ہی اور بنگاہ شجاع اوسجگہ پر ہے
جب اوسکے قرب کی خبر قصبہ ٹانڈہ کی طرف شجاع سنیگا اور نیز یہ سنا تھا کہ دلیر خان حضور سے اپنی مدد کو
اوسکے آنیکا انتظار بھی کر رہا تھا اور بمقتضاے عقل مصلحت شناس شجاع نے ایسے رفقا کے ہمراہ لڑنا صلاح نہ دیکھی
مخصوص آباد کو جسکا نام جعفر خان کے وقت سے مرشد آباد ہوا عازم ہوا شجاع نے اس چال سے جانا کہ کسیقدر
بے لطفی اور نامردی کا ثمرہ ہے اس خیال سے آپ بھی بھاگیرتی سے دوسری طرف ہوتے ہوئے مرشد آباد کا
عازم ہوا نصیرپور کے گذر مین پایاب پایا چاہا کہ عبور کرے اور خانخانان سے صف آرائی کرے اور اس ارادہ سے
وہان پر مقیم ہوا خان سپہ سالار سے دس روز تک وہان دہائین مچی رہی پار اوترنے کی مجال نپائی ناخن جسنے
زیادہ تیر پڑہائے دریاے عدم کے کنارے لگا تاآنکہ شب دوشنبہ ۱۲ ربیع الثانی مین شجاع کو خبر ملی
کہ داؤد خان نے دریاے کوسی کا مورچہ توڑ ڈالا اور پار آگیا اس خبر کے سنتے ہمت کا کمربند شکستہ ہوا
آخر کو وہان کا قصد فراموش کیا حفظ مال و عیال کیواسطے معاودت کی اوسی رات کو دریاے بہاگیرتی
سے پایاب اوترکر راہ لی چونکہ دو تین دریا اور بھی درمیان مین لشکر شجاع تک حایل اور نیز مال و متاع

دیرے مین دیری ہوئی اوس روز ڈیرہ کوس پر منزل کرنا پڑی اور شجاع ایک نالہ پر جسکے مین طرف دلدل تھا
توپخانہ لگا کر خود مع فوج سوار اوسکے پیچھے کھڑا ہوا۔ اور اسی روز معظم خان بھی صبح کو سوار ہوکر توپخانہ کیچڑ سے
نکال کر معقب ہوا اور اسی شب کو دوسری فوج مع توپخانہ کے معظم خان کی مدد کو پہونچی شجاع نے تین پہر رات جانے پر
کوچ کیا اور سلطان محمد کو چنداول پر تعینات کیا اور معظم خان بھی صبح کو سوار ہوا اور توپخانہ کو باحتیاط دلدل سے
نکالکر تعاقب پر سرگرم جولان ہوا تونے سے کسیقدر گذرا تھا کہ دونو لشکر نزدیک آگئے تین روز تک توپ و بندوق
کی لڑائی رہی شام کو بیساختہ پھر گئے کچھ مارے کچھ زخمی جان بچا گئے ۲۷ ربیع الثانی کے آخر شب مین شجاع نے
دونابور کو کوچ کیا اور معظم خان بھی پیچھے ہولیا اثنائے راہ مین سنا کہ شجاع چلا جاتا ہی اور لشکر کا انتظام بگڑ گیا ہی
فتح جنگ خان فوج ہراول سے اور اسلام خان فوج جرانغار سے گرم عنان ہوکر مشیر کو چلدیا چندانکہ معظم خان نے
آدمی بھیجکر منع کیا مگر کسینے نسنا دریاے دوکبھی کے قریب جا پہونچے نالہ کے اوسطرف شجاع کا توپخانہ
معین تھا فتح جنگ خان اور اسلام خان نے آگے جانے کی تاب نپائی وہین پر ٹھہرے معظم خان بھی ناچار انکے
پیچھے پہونچا پیشقدمون کو کہلا بھیجا کہ جلیسے وہ پیشروی کر آئے ہو اب بہتر ہی کہ جان کا کچھ حساب نکر کے مورچال پر
حملہ بردار ہون اور شجاع کو قید کرین اور اوسکو گنگ کے پار کے جانے کی فرصت ندین ہرچند اسیطرح بہت سا
پڑھایا مگر کسی رفیق سے رفاقت نکی شجاع چونکہ یہ جانتا تھا کہ دریاے گنگ سے عبور کرنا کام رکھتا ہی لہذا
گرد حصار ایک خندق طیار کرانا ضرور سمجھا جب خندق اور مورچہ دلخواہ تعمیر ہوگے شروع عزم کیا اول سلطان محمد کو
دریا سے عبور کرا کر اوسے سورنگ سے ٹانڈہ بھیجا اور تا عبور لشکر دشمنون سے چھیڑ چھاڑ کرتا رہا جب کل لشکر عبور کر چکا
آخر شب فجر کو خود بھی عبور کر گیا چونکہ بنلیا گڈھی کی راہ شجاع کے ادبر ہونے سے مسدود تھی دلیر خان جو سیالار کی
مدد پر آیا تھا مونگیر عبور کر کے داؤد خان سے جاملا معظم خان نے فرہاد خان کو اکبرنگر کیطرف مع فوج و توپخانہ کے کشائش
راہ مذکور کے واسطے روانہ کیا جب نوارہ مصحوب شیخ حمید پسر داؤد خان کے پہونچے حسب الحکم پادشاہی اسلام خان کو
دس ہزار سوار سے گنگا کے اسطرف کے بند و بست کو چھوڑ کر خود پار اوترا چونکہ دریاے گنگ تین دہارا ہوگیا تھا
دو دہارے پار اوتر کر تیسرے کے کنارے خیمہ گاہ کیا داؤد خان اور دلیر خان اوس طرف گنگا سے جریدہ معظم خان کی
کے لگے آکر مصلحت کی اور پہر رات کو اپنے لشکر گئے آور بعد قیل و قال بسیار کے لودی خان اور فدائی خان مع ذوالفقار خان کی
حفاظت پر چھوڑ کر خود مع مخلص خان اور ایک گروہ جانفشان کے تیسری دہارے سے گذر گیا اور اودہر سے
داؤد خان اور دلیر خان سے اور کل مددگاران سے متفرق ہوکر روانہ مقصد ہوا غرہ جمادی الاول کو خبر آئی
کہ فوج مخالف کہ جسنے وہان دائرہ مورچہ باندہا تھا اور مقام مزاحمت مین تھے کسی سبب سے اوٹھکر شجاع کے پاس
چلے گئے داؤد خان اور دلیر خان نے اوس مقام پر جاکر فرودگاہ کیا خبر لگی کہ سید عالم ڈیڑہ ہزار سوار سے اور

اور ڈہائی سو فرستادہ زین الدین ولد شجاع کے جو مع دو سو توپ کے آئے تھے متفق شجاع ہوا ۵ رماہ مذکور کو معظم خان
مہانندا سے عبور کرکے کنار نالہ پر جسکا عبور دشوار تھا پہونچا اور بذریعۂ پل عبور کرکے کوس بھر تک سرزمین
کی سیر کرکے واپس آیا اور فوج بہیجکر مالدہ سے بھی شجاع کو نکال دیا

لوٹنا سلطان محمد شاہ کا معظم خان کے لشکر کو

جب محمد سلطان اپنی لغو حرکت سے آگاہ ہوا کہ شجاع کی رفاقت مین میری خرابی ہے بدلی کی عیادت کے حیلہ سے ٹانڈہ آیا اسلام خان کو جو مع فوج اکبر نگر مین پڑا تھا پلندہ خطوط بہیجکر آگاہ کیا کہ مقام دو گہچی مین میرے پہونچنے کا منتظر رہے اور ۱۷ رجمادی الاخرے کو شکار کے بہانہ سے سوار ہوکر دریا کنارے پہونچا اور خود کشتی پر سوار ہوکر مع گیارہ ملازمین شاہی اور چند خواجہ سرا اور خدمتگار اور ایک گہوڑی اور کئی اشرفیون پر سوار ہوکر ٹانڈہ کے گذر سے عبور کیا اور گہچی کو جہان اسلام خان اوسکا منتظر تھا روانہ ہوا۔ اسی وقت مین مردمان شجاع متعینہ ٹانڈہ نے خبر پاکر تعاقب سواری کا کشتی کے نزدیک پہنچے مقاران اسکے اسلام خان نے بھی خبردار ہوکر اپنے تئین مع ہمراہیون کے جہٹ پٹ کنارے پہونچایا اور ہمراہ اپنے شاہزادہ کو لے آیا معظم خان خانخانان نے خبر پاکر شاہزادہ کو اپنے پاس بلایا دسوین تاریخ کو شاہزادے نے گذر سعدہ سے عبور کرکے خانخانان سپہ سالار کے لشکر کو توجہ کی معظم خان نے مع دیگر امراے شاہی کے استقبال کیا ذوالفقار خان بیماری سے طاقت سواری اور جنگ کی نرکھتا تھا حسب الحکم جدا ہوکر عازم حضور ہوا اور ٹانڈہ سے پانچ کوس پر بکلہ گہاٹ کے نزدیک پایاب بنا گیا تھا کہ لائق عبور لشکر ہو معظم خان نے ایک گروہ کو بہیجا کہ اوسکے کنارے مورچہ باندہکر حفاظت کرین شجاع نے اس معرکہ سے آگاہ ہوکر بلند اختر کو بہیجا کہ جس جگہ کا پایاب پاوین مورچہ باندہ کر مانع عبور ہوں اور خود کسیقدر فوج سے باعتماد نوارہ لشکر داؤد خان کے برابر ٹہیرا معظم خان نے فوج دشمن کی کثرت جانب مالدہ دیکہکر دوسری فوج دلیر خان کی سرداری مین روانہ کی اور شاہزادہ محمد سلطان کو حسب الحکم شاہی فدائی خان کے ہمراہ مع فوج اور ارادت خان کے جو کہ سابق خدمت شاہزادہ مین رہا تھا مع چند نوکران قدیمی کے بنابر حفاظت روانہ حضور کیا اور ذوالفقار خان کو بھی جو پیشتر گیا تھا لکھا کہ جس جگہ پہونچ گیا ہو متوقف ہو اور سلطان محمد کی خدمت مین ہوشیار ہوکر لوازم حفاظت عمل مین لاوے شاہزادہ دوسرے سال جلوس کو کہ غرہ رجب تھا روانہ حضور ہوکر جب شاہجہان آباد کے قریب پہونچا موجب حکم اللہ یار خان داروغہ گرزداران لشکر نے ۲۵ شعبان کو جاکر سلطان محمد کو دریا کی راہ سے جو اوسکے رہنے کو تجویز ہوا تھا سلیم گڈہ پہونچایا اور اوسکی حراست معتمد خان خواجہ سرا کے تفویض ہوئی تیسرے سال کے آغاز جلوس مین مجلس جشن مہیا و آمادہ تھی خبر پہونچی کہ شجاع ۶ رمضان کو جہانگیر نگر سے ولایت رخنگ کو رہ سپر ہوا اور ولایت بنگالہ سرا سر فتح ہوگئی تو نین ماہ مذکور کو خانخانان سپہ سالار جہانگیر نگر آیا جنگ شجاع کی تفصیل عالمگیر نامہ مین

بہ تشریح تمام مرقوم ہوئی اس مقام پر کسیقدر تحریر کیا جب کہ گذر پایاب جیسا کہ لکھا گیا تھا آیا معظم خان نے
چند روز تک پھر مجھے چاہا کہ ایسی کوشش کرے کہ آیندہ برسات مین تخلل نہو اور شجاع کو اپنے ارادہ سے آگاہ کیا۔
سوم شعبان کو پھر رات رہے اسی ارادہ سے مع مخلص خان اور اخلاص خان خویشگی وغیرہ جنگیون کے ہمراہ سوار ہوا
اور اثنائے راہ مین دلیر خان بھی پہونچا اور مظفر خان وغیرہ سردار جو راستہ مین متعین تھے مع اپنے لشکر جرار کے
رفیق ہوئے اور بہیئت مجموعی اول روز گذر مذکور پر کہ جو دو کوس بنگلہ گھاٹ کے قریب تھا پہونچے اور شجاع نے
بیشتر سے اپنے لڑکے کو اوسکی محافظت پر بھیجا تھا بمجرد ورود لشکر صف آرائی ہوئی توپ چلنے لگی معظم خان نے
بلاتوقف عبور دریا کو تحریص کی اور بہادران جانفشان نے بھی توقف نکیا اول دلیر خان اور مخلص خان اور اخلاص خان
خویشگی نے ہاتھی ڈالے بعدہ سید مظفر خان وغیرہ بہادرون نے چپ و راست سے اوس نالہ مین جا دھنسے۔
مخالفون نے بھی بڑی کوشش کی مگر فوج عالمگیر نے خوب پیر جمائے کوئی مجروح کوئی کشتہ ہوا نامداروں نے
جانفشانیان کین چونکہ ہر طرف گذر آب عمیق تھا اس سبب سے پایاب مقامون پر نیزہ قلم کے علم تھے تا کہ علامت
نمودار رہے اسوقت تلاطم فوج سے وہ شور اوٹھا کہ ریگ دریا آسمان پر ستارہ ہونے کو موج مارتی تھی سارے نشان
نقش برآب ہوئے ہزار سوار و پیادہ کے قریب بحر فنا مین غرقاب ہوا آدمیون سے فتح خان ولد دلیر خان دریا سے
نکل کر فوراً اعدا سے جا بھڑا اور معظم خان نے پیچھے سے آکر مدد کی اونھون نے پھر خوب پیر جمائے اسی حال مین بلند اختر
اور سید عالم کومک کو آئے ہنوز دور تھے کہ انکے پیر اوٹھ گئے اور بلند اختر سید قلی کے ساتھ سراسیمہ ہو کر بھاگ نکلا
اور سید عالم دیگر لشکر کے ہمراہ شجاع برگشتہ بخت سے ملگیا خان معظم نے خود دیکھا کہ کشتیان بہت سی ہاتھ لگین
پس پل باندھا اور بقیہ فوج کو فراہم کر کے اوس روز وہین پر مقام کیا شجاع اس خبر سے مایوس بنگالہ کو چھوڑ کر بیرداکہ
سے اپنی بنگاہ ٹانڈہ کو بدین خیال چل دیا کہ وہان پہونچکر جہانگیر نگر کو جاوے دوسرے روز معظم خان نے بھی کوچ کیا
تھوڑی مسافت طی کرنے کے بعد خبر پہونچی کہ تمام نواڑہ نزدیک گذر ردی کے جو کہ گذر بھکر سے آٹھ کوس پر ہے
جمع ہوا اور خود شجاع بھی اوسی راہ پر آیا لہذا سپہ سالار مع کسیقدر جماعت کے لشکر سے جدا ہو کر جلد اوسطرف
سدھارا اور باقی لشکر بھی پیچھے اوسطرف سے روان ہوا ایک پہر دن باقی رہے خانخانان بردی پور آیا اور چار سو نواڑہ
جنمین مال و اسباب شجاع کا بار تھا ہاتھ لگے معظم خان نے میر عزیز دیوان لشکر کو مع واقعہ نویس اور تین سو پیادہ
بندوقچی وغیرہ وہان اوسکی ضبطی کو چھوڑ کر برسم یلغار روانہ ہوا اور مع چار سو سوار کے قریب دو پہر کے ٹانڈہ پہونچا
شجاع پانچوین شعبان کی شب کو جیسا کہ مذکور ہوا چوکی میرداد پور سے ٹانڈہ کو راہی ہوا تھا صبح وہان پہونچکر ٹانڈہ
یالوہ پار کنارے بھاگنے کی تدبیر مین اوترا اور باعتماد تمام دو غراب پر مال و اسباب مانند طلا و اشرفی و جواہرات مع
اسباب کے لاد رکھا تھا اور دیگر مال و اسباب دوسرے دو غراب پر بار کر کے روانہ کر دیا بعد فراغ ان امور کے ٹانڈہ سے

جلدی کسی درخت زار مین جا ٹھہرا چند گھڑی گذری تھین کہ کسی قراول نے اوسکو خبر پہونچائی کہ افواج قاہرہ نزدیک آگئین
اس خبر سے شجاع دو گھڑی دن رہے نہایت بیتاب ہوکر دریا کنارے سے چلدیا اور اپنے دونو لڑکون یعنی بلند اختر و زین العابدین
کو ہمراہ مع دیگر امرا کے مانند رجان بیگ اور سید عالم اور سید قلی بیگ اور ترکب اور مرزا بیگ وغیرہ کے جو جملہ
تین سو آدمی ہونگے کشتی پر سوار ہوکر پانچوین شعبان کو جانب جہانگیر نگر چلا دیگر نوکران عمدہ نے بمقتضاے
وقت کنارہ کشی کی اور اوسکے لشکریون نے اپنے ولی نعمت کے مال و دولت پر دست درازی کرنی شروع کی
معظم خان دوسرے روز ٹانڈہ پہونچا ضبط مال باقی ماندہ مین مصروف ہوا اور عورات اور پردگیان سرادقات
دولت کو بحرمت تمام زیر حفاظت کیا کوئی دقیقہ خدمت سابق دستور سے معطل نکیا داؤد خان بمجرد خبر فرار شجاع
کے دریاے مہاندا سے جہان کہ پل باندہ کر بیٹھا تھا اوترا اور اسی روز معظم خان سے جا ملا جب غرابہاے محمولہ نقود
و نفائس کے بردی پور کے برابر پہونچے بعض بندگان بادشاہی جنہین معظم خان نے وہان پر مقرر کیا تھا اور وہ اپنی
کشتیون پر موجود تھے ان دونو غراب کو مع مال اپنے قبضہ مین لاکر کنارے لائے اور مجموع اشرفی و طلا جو کچھ اونمین تھا
تصرف اولیاے دولت مین آیا معظم خان نے مخلص خان کو مع کسیقدر فوج کے اکبر نگر و ٹانڈہ وغیرہ مین بنابر انتظام چھوڑا
اور خود مع دلیر خان اور داؤد خان قریشی اور اعز خان وغیرہ لشکر کے بارہ روز کے بعد ۹ شعبان کو شجاع کے تعاقب کو
سدہارا تا کہ وہ جہانگیر نگر مین نہ ٹھہر سکے ۱۷ شعبان کو شجاع جہانگیر نگر پہونچا اس مدت مین زین الدین جہانگیر نگر مین تھا بموجب
حکم پدر اور نیز اپنی خستہ جانی سے راجہ رخنگ کی خدمت مین سلسلۂ رسل و رسائل کرکے اپنا رفیق بنالیا اور ایک مرتبہ
واسطے دفع شورش مورخان زمیندار جہانگیر نگر کی کومک طلب کی اور اوسنے مدد دیکر مورخان کو باتفاق شکست دی تھی
اور اوسکے جلدو مین جنگیون کو نقد و جنس عنایت کیا تھا اور مقرر ہوا کہ جسوقت اوسکا باپ مدد خواہی ظاہر کرے دوبارہ
وہ لوگ اعانت کرین اور راجہ نے حاکم چاٹگام کو تاکید کی تھی کہ بروقت طلب شجاع کی مدد ہی کرے شجاع نے بمجرد ورود جہانگیر نگر
کے راجہ رخنگ کو لکھا کہ رفیق ہو ہنوز رسولان مرسلہ کی معاودت ہوئی تھی کہ شجاع قلت انصار کے سبب سے اتوار کے روز
۶ رمضان کو آغاز سن ثالث عالمگیری مین مضطربانہ بھاگ نکلا مع تینون لڑکون زین الدین اور زین العابدین اور
بلند اختر اور چند دیگر عمایدے کے جہانگیر نگر سے نکلکر چار کوس پر جہان تہانہ مقرر تھا منزل کی وہان سے بعض ملاح اور سپاہی
شہر مین واپس آئے اور بعض کشتیان ملاحون کے نہونے سے دہین پر رہین اوسکے صبح کو روانہ ہوکر سری پور جو تہانہ
عمدہ ہے بارہ کوس شہر سے تھا منزل کی اس جگہ جان بیگ وغیرہ عملہ نوارہ نے ترک رفاقت کی دوسرے روز عین سفر
مین زین الدین اور شجاع کے پاس مع اتکاوات منزل جنگی رخنگی اور فرنگی کے اور دیگر حالات حرب وغیرہ کے جیسے حاکم چاٹگام نے
بہیجا تھا آپہونچے روساے رخنگی جو آئے تھے اونہون نے بیان کیا کہ اگرچہ راجہ نے ہمین مدد کیواسطے بہیجا ہے لیکن خود بھی

جاٹ گام آتا اور متعاقب ایک بڑا نوارہ بہیجا ہی اور کسیقدر خشکی کی راہ سے تعیناتی فوج کریگا لیکن یہ مراتب اوسوقت ہونگے کہ تم جہانگیرنگر مین اقامت کرو چونکہ ہمنے اضطراب سے راہ فرار لی لہذا ہمین حکم ہی کہ تمہین راجۂ خنگ کے پاس لیجاوین شجاع نے کہا کہ ہم بدین ارادہ جہانگیرنگر سے برآمد ہوئے ہین کہ موضع بہلوہ مین جو سرحد ملک بادشاہی ہی مقیم رہکر اوسکے قلعہ وغیرہ کو استحکام دین اور تمہاری مدد سے خواہش دلی حاصل کرین ان باتون سے اونہین راضی کرکے موافق کرلیا دوسرے روز مع نوارۂ رخنگی کے اوس مکان کو جہان وہ قلعہ چار کوس تھا مقام ہوا وہان پر امام قلی خویش حسین بیگ حارس قلعہ بہلوہ باشارہ اپنے خسر حسین بیگ کے حاضر ہوکر ملاقی ہوا شجاع نے اوسکی دلجوئی کی دوسرے روز حسین بیگ بھی حاضر آیا شجاع نے دونوکو اپنے پاس رکھکر قلعہ دینے کی تکلیف دی اور مرزا بیگ کو بارہ آدمیون کے ساتھہ بہیجا کہ جاکر قلعہ کو تصرف مین لاوین مرزا بیگ نے حسین بیگ کا نوشتہ اوسکے گماشتہ کے پاس بہیجا اسنے بھی شجاع کی بدحالی دیکھکر معظم خان کی طرفداری عمدہ سمجھی ظاہر مین پیغام دینے قلعہ کا دیکر غافل کردیا اور تھوڑی دیر مین مظفر نام دیوان مع اسی سوار اور چارسو برقنداز اور دو ہاتھی کے دریا کنارے آکر لڑپڑے اور ہاتھیون کو پانی مین ڈالکر پاون پر آگرے مرزا بیگ کو دس آدمیون کے ساتھہ قید کرلیا دو آدمی بھاگکر شجاع کے پاس گئے اور اس سانحہ سے آگہی دی شجاع نے چاہا کہ خنگیون کی مدد سے اونکی سرتابی کرے لہذا اونکو تکلیف دی۔ اسی روز اور بھی رخنگی تین کشتیون پر چاٹگام سے پہونچکر ملحق ہوئے اونھون نے اپنی مدد سے اسکا کام با دیکھکر کہا کہ ہمارا قاعدہ نہین ہی کہ کشتی سے نکلکر لڑائی کرین اور حسین بیگ قلعہ دار بہلوہ کو اوسکے بیٹے لیکر مع ۱۱ قلعی اپنے روبرو کہا اور شجاع سے کہا کہ اگر بہلوہ پر تصرف ہوجاتا تمکو وہان ٹہراکر آپکے کسی صاحبزادہ کو خنگ کے پاس لیجاتے اور جو امر راجہ نے تجویز کیا ہی اوسکی تعمیل ہوتی اب کہ ناکامی رہی خیر ہی کہ روانۂ خنگ ہو جیسے شجاع نے قبول کیا جن لوگون نے اس عزیمت کی خبر پائی اکثر لوگ متفرق ہوگئے صبح کو جب روانہ ہوا سید قاسم دس آدمیون سے اور سید قلی اوزبک بارہ مغل سے جملہ قریب چالیس نفر اوسکے ہمراہ رہگئے ناچار خنگ کو روانہ ہوا انہین دنون مین راجہ سری نگر نے اپنے ڈر سے سلیمان شکوہ کی حمایت سے ہاتھہ اوٹھایا اور راجہ جی سنگھ کی وساطت سے درخواست بادشاہ نے عفو تقصیر کرکے کنور رام سنگہ ولد جی سنگہ کو سلیمان شکوہ کے لانے کے واسطے مامور کیا ۱۹ ربیع الثانی کو کنور مذکور روانۂ سری نگر ہوا جب یہ خبر زمیندار سری نگر کو ملی کسی گروہ کو بہیجا کہ جس جگہ سلیمان شکوہ ہی قید کرین سلیمان شکوہ اونسے لڑنے کو طیار ہوا بعد زد و خورد کے مقید ہوگیا پنجم جمادی الاولی کو ہمراہ میدنی سنگہ ولد پرتھی سنگہ کے کوہ سے اوترکر کنور رام سنگہ اور تربیت خان اور رعد انداز خان کے ہاتھون مقید ہوا ۲۷ ماہ مذکور کو بادشاہ کے گوش گزار ہوا شادیانۂ اقبال بجایا گیا اور ۱۱ ماہ کو شاہجہان آباد پہونچکر قلعۂ سلیم گڈہ مین مع شاہزادہ سلطان محمد کے مقید ہوا ۱۳ ماہ کو حسب الحکم حضور مین کورنش بجالایا اور تفضلات سے سرفراز ہوا۔ اور چند روز کے بعد شاہزادہ

سلطان محمد اور سلیمان شکوہ کو مرتضی خان نے حسب الحکم قلعۂ گوالیار مین جہان مراد بخش مع اپنے فرزند کے قید تھا
ہر چہار شاہزادون کو یکجا قید کیا اور معتمد خان خواجہ سرا کو جو بادشاہی معتمد تھا عبد اللہ خان کی تغییر کے
قلعۂ گوالیار بھیجا اور ۴ جمادی الاولی کو روانہ ہوا

اجرائے لنگر کا ذکر ممالک محروسہ مین

چونکہ شاہجہان کی بیماری مین لشکاری وغیرہ کی ضبطی بخوبی نہوئی تھی اور اکثر محالات کی زراعت پامال ہو غارت ہوگئی
اور اس مدت مین بھی شاہزادون کے اختلاف سے وہی رنگ رہا اور نیت بد حکام کے نتیجہ سے بارش بھی نہوئی اکثر قحط ہوا
اور پانی بروقت کمی کرجاتا تھا غلہ کی گرانی فقرا کی پریشانی نمود ہوئی خصوص شاہجہان آباد مین بُرا حال تھا ہر قسم کے
بندگان خدا پریشان حال اور مضطرب تھے لہذا حکم ہوا کہ سوائے لنگرہائے مقررہ کے سرکار خاصہ سے دس لنگر اور قصبات
مین بارہ لنگر اور اسی طور سے لاہور و اکبر آباد مین ترتیب ہو لہذا جابجا داروغہ وغیرہ متدین مقرر ہوئے کہ بقدر مراتب
اور ہمت کے اپنی طرف سے لنگر وغیرہ جاری کرین اور امرائے عظام اور منصب داران و صوبہ دار وغیرہ کو بھی حکم ہوا
کہ حسب لیاقت کسیقدر وظیفہ مقرر کرین چونکہ لشکر کی کثرت سے شاہجہان آباد مین قحط کا زور تھا حکم ہوا کہ شاہزادہ
وغیرہ آدھا لشکر ہمراہ رکھین باقی کو جاگیرات پر رخصت کرین اس تدبیر سے قحط کی سرد بازاری ہوئی امن و امان چہرہ دکھلایا

شاہ عباس ثانی کے سفیر بوداق بیگ کا آنا

سال ہوم جلوس کے آخر مین سلخ ماہ شعبان کو بادشاہ ایران کی طرف سے بوداق بیگ سفیر ایران ملتان مین پہونچا تربیت خان صوبہ دار ملتان نے حسب مقدور ضیافت کی
جب لاہور آیا خلیل اللہ خان بہادر صوبہ دار لاہور نے بھی مہمانداری عمدہ کی چونکہ ایرانی تھا ہر قسم کے طعام پکائے گئے چارسو قاب طعام اور سات سو خوان
اور بیس ہزار روپیہ اور ایک قبضہ خنجر اور شمشیر مرصع و مینا کار اور ہفت کشتی پارچہ ہندوستانی تواضع کیے بوداق بیگ
کی عرضی لاہور سے چلنے کی مع جانوران شکاری مانند باز جرہ و شاہین و چرغ وغیرہ کے اوسی کے آدمیون کی معرفت حضور مین
آئی حاملان عرضی خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئے ۲۸ ماہ رمضان کو بوداق بیگ سرائے بادلی مین پہونچکر اور جوش خاصہ سے
سرفراز ہوا حکم ہوا کہ تیسری شوال کو شرف حضوری حاصل کرے اور حسب الحکم امیر خان اور صفی خان اور ملتفت خان
میر توزک نے استقبال کرکے ایلچی مذکور کو حضور مین پہونچایا بوداق بیگ نے بموجب رسم دربار عام مین پہونچکر نامہ گذرانا
خلعت فاخرہ و جیغہ و خنجر عنایت ہوا اور ارگچہ جشن مع پیالہ اور خوانچہ طلا اور پاندان اور خوان طلا کے مرحمت ہوا جدید خانہ
رستم خان کی گھر مین جو لب دریائے جمن فرش و فروش بادشاہی سے آراستہ تھا فرودگاہ ٹھہری میر عزیز بدخشی مہمانداری
مقرر ہوا دوسرے روز پھر بوداق بیگ مطلوب درگاہ ہو کر عنایت قبضۂ شمشیر مرصع سے سرفراز کیا گیا اوسکے ہمراہی مانند
نظر قلی میر آخور اسپان سوغات اور محمد حسین تحویلدار امتعۂ متنوعات اور احمد بیگ خوشنویس ایلچی اور میرزا زین العابدین فاضل
عنایت خلعت سے معزز ہوئے رات کے وقت روشنی ہوئی بوداق بیگ نے مع ہمراہیون کے تماشا دیکھا ۔ شوال کو دوبارہ

فیضیاب ملازمت ہوا اور سوغات ایرانی نظر سے گذرانی اونمین سے چہار سمہ گھوڑے
جسکا وزن ۳۷ قیراط جسکی قیمت جوہریان ہند نے ساٹھہ ہزار روپیہ قرار دیا اور کل قیمت اون تحفجات کی چار لاکھہ
۲۲ ہزار ٹھہرے اور بوداق بیگ نے بھی اپنی طرف سے بھی گھوڑے اونٹ وغیرہ پیشکش کیے اسکو ساٹھہ ہزار روپیہ
اور بادہ فیل مع حوضہ نقرہ اور جل زربفت کی عطا ہوا محمد حسین تحویلدار کو پانچہزار روپیہ اور نظر قلی بیگ میر آخور اور
زین العابدین ہر ایک کو تین ہزار اور احمد بیگ خویشگی کو دو ہزار روپیہ انعام ہوا شروع سال چہارم جلوس سے پانچوین
سال تک خانخانان معظم خان کی سعی سے کوچ بہار مفتوح ہوا اور ملک آشام بھی تسخیر ہو گیا لیکن بوادید خانخانان کی بیماری سے
صلح ظاہر ہوئی اور آخر کو کف اقتدار بابریہ سے باہر نکل گیا لیکن حق تو یہ ہے کہ اس مہم مین خانخانان معظم نے اچھی شجاعت
ذاتی دکھلائی اور جمیع دلیران عالمگیری پر تفوق لیگیا جب مہم سیوا مرہٹہ کی امیر الامرا سے بادشاہ کے خاطر خواہ نہ سرانجام
اور مہاراجہ جسونت سنگہ سے جو اسکا کمکی تھا بھی کچھہ نہو سکا اور حادثہ شبخون مین کہ بسبب غفلت کے ہوا ابو الفتح خان
ولد امیر الامرا مارا گیا بادشاہ نے امیر الامرا کو دکن کے صوبداری سے بلا کر اپنے بڑے بیٹے سلطان معظم کو وہانکا صوبہ دار بنایا
اور راجہ جیسنگہ کو مع دلیر خان اور داؤد خان کے شروع سال ہفتم مین سیوا مرہٹہ کی سرکوبی پر مقرر فرمایا
جیسنگہ نے اس مہم مین اپنے چارہ و تدبیر اور مددگارون کے ذریعہ سے اوسکو مع اوسکے فرزند سیواجی کے مطیع
کرکے درگاہ شاہی مین بھیجا یہان آکر صحبت ناچاق ہوئی سیواجی کو غرور تو تھا ہی قید ہو گیا مگر پاسبانون کی غفلت سے
نکل بھاگا اور سلاطین دکن سے کسیقدر اعانت لیکر وہ دبدبہ بڑھایا کہ عالمگیر مع شاہزادون کے تمام عمر دکن مین بسر کر گیا
درحقیقت اس مدت گذاری کی یہ وجہ ہے کہ بادشاہ کی تنگ گیری اور امرا کی بددلی سے یہ حال ہوا اگر کچھہ کبھی امرا کی دلجوئی کرتا
فتح کر لیتا آخر کو حضرت کی شومی طبع سے وہی حال ہوا کہ مرہٹون کے ہاتھہ سے تمام ہندوستان اور سلطنت بابریہ ویران ہوگئی
اور نیز اسی ساتوین سال مین زمیندار تبت نے مطیع ہوکر مسلمانی دین قبول کیا اور اسی سال شاہجہان نے اکبر آباد کے قید مین
دار فنا سے رہائی پائی اسی سال قلعہ چاٹگام فتح ہوا جسکا نام اسلام آباد رکھا گیا یہ مقام راجہ رخنگ کے توابع مین سے ہے
اور عموماً گہہ کے نام سے معروف ہے محمد ہاشم خافی لکھتا ہے کہ عالمگیر نے دس برس کے بعد منع کیا کہ کوئی شخص متوجہ ضبط احوال
بادشاہ نہو اسکا سبب یہی ہوگا کہ چونکہ شجاعت اور فطنت و عناد کا مجموعہ تھا اور ایسے امور مین جو شان خلافت کے
بعید ہے غضب اور عناد کو دخل دیتا تھا اور بعد ازان دانائی سے سمجھتا تھا کہ ایسے حالات قابل ذکار رہنین ہین مخصوص انکا
فعل سلاطین عالیقدر سے نہایت نازیبا ہے لہذا مانع تھا کہ اوسکے احوال اور افعال کا ماجرا کتابت نکیا جاوے اور یادگار
زمانہ نرہے ورنہ ایسا بادشاہ جاہ طلب صاحب اقتدار کیون اپنی تواریخ لکھنے سے مانع ہوا بہر حال وہ کچھہ حال چھپا نرہا
ہاشم خافی وغیرہ کی تحریر سے نہایت شہرہ جو کچھہ معلوم ہو گیا اور کتابین بن گئین اسی طور پر ہمارے بادشاہ وقت کا حال
ہر چند قابل گذارش نہ تھا مگر بضرورت اخبار نویسی لازم ہوا کہ اسکے بزرگون کے اوضاع اور اطوار کا بھی ذکر کیا جاوے

ہرچند اورنگ زیب کو کوئی نسبت اس عالی گہر اور باپ دادے کے نام نیک روشن کرنے والے سے نہین دے سکتے کیونکہ
مہرہ کو ہار اور گل کو خار سے نہین تول سکتے لیکن بمقتضاے آنکہ کل شی یرجع الی اصلہ شاہ عالم بہ نسبت عالمگیر کے کچہہ کم
نہین دونون کا حال یکسان ہی ہان اورنگ زیب شجاع و ہشیار اور مرد کربزۂ عیار تھا اکثر اوضاع سنجیدہ بھی رکھتا تھا
اور باوجود اس کش و فش کے اکثر امر ایسے اوسی شریف سے سرزد ہوئے کہ ہنوز شاہ عالم کو وہان تک رسائی نہین
یہ فرق دونون کی لیاقت کے بموجب ہی لیکن بوالعجبی مین برابر چنانچہ اکثر ان اوراق سے ظاہر ہوگا اور وقائع حیدرآباد
جسے نعمت خان عالی نے نہایت شوخی سے بکمال اثبات تحریر کیا ہی کسیقدر اوس سے معلوم ہو سکتا ہی۔ خلاصہ یہ
کہ جسے اس دار ناپائدار مین بار دیا ہی ایکبار وہ ضرور یہان سے سفر کریگا جو رہجائیگا نام اور اعمال ہی نیک و بد کا تذکرہ دنیا مین
رہجاتا ہی یہ نیکون کی علامت ہی نہ بدون کی آفت اگر نیکوکار رہا اوسکا اجر اس عاریت سرا مین نام نیک رہیگا اور
اسطور پر نہ غالب رہتا ہی نہ مغلوب معدود دو قسم کے لوگ ہوئے ہین جنکا ذکر اس کتاب مین ہوا ہی۔ نہ نیکون سے اثر باقی ہی
نہ بدون کی خبر نام ان دونون فریق کا جیسا کہ جسکا استحقاق زبان زد عوام ہی ہر ایک اپنی حقیت اعمال پر معاقب
یا مغفور لازم ہی کہ بازماندہ یا آیندہ لوگ ان حالات کے تتبع پر اپنے اعمال اور افعال کا خیال کرین اور تجربہ حاصل کرین
راقم اسی نظر سے حضرت عالمگیر کا احوال کتاب محمد ہاشم خافی سے ترجمہ کرکے اہل ہوش کی ضیافت کرتا ہی۔ اور نہین
چاہتا ہی کہ محامد اور مناقب نیکوکارون اور قساوت بدکارون کی سرمایۂ عبرت دنیا داران ہو یہ شخص یعنے عالمگیر
نہایت پر تزویر اور شدید الغرض تھا محمد ہاشم خافی اور اوسکا باپ مراد بخش برادر عالمگیر کے نوکرون مین تھا اور بعد
اوسکے ادبار کے عالمگیری درگاہ مین آیا جو کچہہ لکھا جاتا ہی چشم دیدہ ہی نہ شنیدہ کہ جہوٹہہ سچ کا احتمال رکھتا ہو ہرچند
احوال معاملات فیمابین عالمگیر و مراد بخش برادران حقیقی اور روئداد داراشکوہ اور والد ماجد کے ساتھہ جو کچہہ ہوئے
اوراق سابق مین مفصل تحریر ہو چکا ہی مگر اسوقت بھی مزید احتیاط سے تحریر ہوتا ہی کہ عالمگیر نے جب داراشکوہ پر فتح پائی
صاحبقران ثانی شاہجہان کو زندانی کیا آٹھہ برس تک قید رکھا بیچارہ اوسی گڑہے مین عدم کو سدہارا مرنے کے وقت
ہرچند اورنگ زیب کی بہن نے بھائی کی شفاعت قصور کی نامنظور کیا۔ داراشکوہ کی ظفر یابی کے بعد چندروز مراد بخش کو
جو حسب الطلب گجرات سے آکر مہاراجہ جسونت سنگہ کی لڑائی مین بعد عبور نربدا کے حوالی اوجین مین اور نیز داراشکوہ
کی لڑائیون مین جانفشانی کین تحسین آور عالمگیر اپنے تزویر و کید سے نوید سلطنت دیتا تھا اور اوسکو اپنی طرف سے
اسقدر بے ہراس کر دیا کہ اوسکے دل سے گمان بدی جاتا رہا آخر کو سارا قول و قرار توڑکر قلعۂ گوالیار مین محبوس کیا۔
بعد ازان جب یہ معلوم ہوا کہ دستگیری مخلصان سے ارادۂ رہائی رکہتا ہی اوسکے قتل کا عزم کیا کسی نوکر کو اسی دعوی
سے اوبھارا کہ اپنے باپ کے خون کا دعوی کرے جسے مراد بخش نے ہنگام اقتدار قتل کیا تھا اور اس دعوی مین شرع شریف
کی پابندی سے اوس نامراد کو مروا ڈالا اور داراشکوہ کو بھی بعد قید شہر مین تشہیر کرکے جان سے مارا دوسرے روز اوسکی لاش بھی پہر تشہیر کی

ذکر قید ہونے دارا شکوہ کا موجب تفصیل مسبوق الذکر کے

دارا شکوہ ادبار کے آتے ہی دوسری لڑائی کے بعد جو اجمیر مین ہوئی اور راجہ جسونت سنگہ کی بیوفائی سے شکست کہا کر مع زن و بچہ احمد آباد گجرات کو گیا سید احمد وہان کے صوبہ دار نے ملازمت کرنا چاہا مگر دیگر عملہ سلطانی نے عالمگیر کی تخویف سے قید کر لیا اور دارا شکوہ کے داخلا کو شہر مین مانع ہوئے لاچار کانہ جی رئیس گولیان کی طرف جو اوس نواح مین قطاع الطریق مشہور تہا متوجہ ہوا۔ اوسنے خدمتگذاری پر کمر باندہی اور کسیقدر رکولی ہمراہ دیکر ولایت کچہ کی سرحد پر پہونچا دیا۔ اسوقت مین گل محمد نام خیراندیش نے جسے دارا شکوہ نے بندر سورت کا حاکم کیا تہا کسیقدر زاد راہ اور پچاس سوار دو سو پیادہ سے رفاقت کی زمیندار کچہ جسنے اول سفر مین تو بعد ملازمت کے اپنی لڑکی سپہر شکوہ شاہزادہ کے نکاح مین دی تہی اس سفر مین نہایت نے لطفی سے پیش آیا دارا شکوہ نے وہان سے بہکر کی راہ لی جب دریاے سند کے کنارے پہونچا چاندیون کے ملک مین آتے ہی صحرانشینون نے غارتگری کا عزم کیا مگر گل محمد کی تدبیر سے رہائی پائی۔ تعلقہ نکسیان کے سرحد پر آیا مرزا ملکسی سردار نے بعد استقبال ایران جانے کو التماس کیا اور قندہار تک ہمرکابی کرنا چاہی دارا شکوہ بموجب اسکے ؎ چو تیرہ شود مرد را روزگار ٭ ہمہ آن کند کش نیاید بکار خیراندیشون کی صلاح بموجب ملک جیون افغان زمیندار دہاندہر کی امید پر اسطرف کو قاصد ہوا توقع یہ تہی کہ چونکہ اوسکی جان شاہجہان کے عہد مین بچائی تہی وہ بہی جانفشانی سے معذور نہوگا اور نیز اوسکے عرایض متضمن بسوخ اور بندگی اور استدعاے قدم رنجہ فرمائی مکرر دارا شکوہ کے پاس آئے تہے پس اودہر کو قاصد ہوا وہ ملعون بدسیر اس فکر مین ہوا کہ اسے قید کر کے عالمگیر کے حضور مین بہیجے اور اوس محسن فراموش نے اپنی سرخروئی کے لیے قید کرنا چاہا ابلیس کی طرح سے تلبیس کرنے پر کمر باندہی استقبال کر کے گہر لیگیا اور دعوت کے بدلے عداوت کی تدبیر کی دارا شکوہ کی بی بی اس عرصہ مین بعوارض جسمانی جان بحق ہوئی چونکہ زن و شوہر مین محبت کی شدت تہی دارا شکوہ کو نہایت رنج ہوا اور اپنے خیال مین ملک جیون کو اپنا مخلص سمجہا گل محمد کو مع معتمدان ہمراہی کے ہمراہ تابوت روانہ لاہور کیا اس بیکسی مین ایسے رفیق جان نثار کو خدمت سے جدا کیا تاکہ اوسکی لاش کو ملا شاہ میر بدخشی کے مقبرہ مین دفن کرین اور خود چند آدمیون کے ساتھہ دشمن کے مکان مین ٹہرا رہا بمجرد کسیقدر بُعد ہونے کے جو گل محمد سے ہوا افغان کے داوگہات دارا شکوہ کو معلوم ہونے لگے اور ساری امید مبدل بہ یاس ہوئی وہان کے آنے سے پشیمان ہوا قندہار کو عزم کیا اور اوس کور نمک کو اپنے ارادہ سے آگاہی دی اوسنے ظاہرا اقبال کر کے ہمراہ ہوا اور منزل پر پہونچکر اسباب ضروری کے بہانہ سے رخصت چندروز کی لیکر بجاے خود واپس ہوا اور کسی اپنے بہائی کو ہمراہی مین دیکر کہدیا کہ اوسے قید کر لاوے وہ ناپاک وو تین کوس پر جا کر دست دراز ہوا دارا شکوہ کو مع اوسکے بیٹے اور دیگر خدمۂ محل کے قید کر لیا اور منزل بان محسن کش کے حضور مین پہونچایا اوس بدبخت نے مہمان کو مکان محفوظ مین مقید رکہا اور حقیقت حال راجہ جی سنگہ

اور بہادر خان کو تحریر کیا اور باقر خان فوجدار بھکر کو بھی آگاہی دی بہادر اوسنے اوسیوقت عالمگیر کو عرضی لکھی اور ملک جیون
کا خط بھی بنا بر ملاحظہ ارسال کیا اور عرضداشت جی سنگہ اور بہادر خان کی نیز مع عرضی ملک جیون کے پہونچی عالمگیر نے
اس عرضی کے پہونچنے سے شادیانے بجوائے بعض صوبون نے ملک جیون پر نفرین و لعنت کرنا شروع کی - بادشاہ دین پناہ
نے فرمان اور خلعت عنایت فرمایا منصب ہزاری دو سو سوار خطاب بختیار خان کا عطا فرمایا اور دوسرا فرمان
متضمن لانے دارا شکوہ کے حضور مین بنام بہادر خان تحریر ہوا - جب بہادر خان دارا شکوہ کو لایا اور عالمگیر کو خبر ملی
حسب الحکم گردن مین طوق و زنجیر اور ہاتھہ پیر مین سلاسل لاہوری دروازہ سے شاہجہان آباد مین لائے اور چاندنی چوک کی
راہ سے دونو دروازون قلعہ سے گذر کر اور چوک اور بازار سعد اللہ خان مین لاکر پرانی دہلی سے ہوتے ہوئے خواص پورہ
خضر آباد مین مقید کیا بہادر خان ملازمت مین آکر مورد الطاف ہوا - دوسرے روز بختیار خان بدبخت عرف
ملک جیون داخل شہر ہوا جبکہ چاندنی چوک کے نزدیک آیا ہوا خواہان دلسوختہ دارا شکوہ مع اہل حرفہ بازاری کے فراہم ہوکر
ملک جیون پر ٹوٹ پڑے اسقدر سنگ و خشت نجاست آلودہ اوسکے اوپر برسائے کہ اکثر ہمراہیان جان سے سیر ہوئے
تماشائی کے زبانون پر نفرین تھی غلغلہ عظیم ہوا بلوائے عام کی صورت ہوئی نزدیک تھا کہ فساد اوٹھہ کھڑا ہو
مگر کوتوال نے پہونچکر قصہ مٹایا ملک جیون کو سلامت درگاہ شاہی مین پہونچایا دوسرے روز بموجب حکم تحقیقات ہوئی
معلوم ہوا کہ ایک احدی اور چند نفر چیلون نے یہ فساد اوٹھایا تھا بادشاہ دین دار نے علما سے استفسار کیا کہ ایسے
مفتریون کے حق مین کیا ارشاد ہے چونکہ شر قلیل خیر کثیر کے لیے جائز ہے خصوص اون لوگون کے حق مین جو برخلاف
راے شاہی ہون لہذا اوسے لوگ قتل ہوئے چند روز کے بعد علما کو جمع کر کے رسایل مولفۂ دارا شکوہ دکھلائے جو کہ متضمن
مقالات صوفیہ اور کلمات محققین ہند کے تھے اور یہ شعر سنا کر کہا ؎ کفر و اسلام در رہش پویان ٭ وحدہ
لا شریک لہ گویان - الغرض ثابت کیا کہ اسنے احاطۂ شرع شریف سے پیر باہر نکالا لہذا اسکا قتل ہونا عین فرض ہے
جب دین دارون نے اس کاغذ پر مہر کر دی دارا شکوہ بیچارہ سنہ ۱۰۶۹ ہجری مین اول سال جلوس کو آخر ذی الحجہ مین
مذبوح ہوا اور سرمایۂ راحت جاہ طلبان ناپدیدار ہوا ہاتھی پر رکھکر دوبارہ تشہیر کی اور مقبرۂ ہمایون مین دفن کیا -
درویش مسمی سرمد بھی دارا شکوہ کی موافقت کے جرم سے محسوب ہوکر علماے جاہ طلب کے فتوے سے مقتول
اور مسجد جامع کی نواحی مین مدفون ہوا لیکن عملہ اور حکام دست نشان عالمگیر اور زمیندارون نے باوجود منافی
اور مخالفت بعض وجوہ کے تحمل سے جیسے مکرر بادشاہ نے تاکیدات سے ظاہر کیا وجوہ مذکورہ کے لینے سے باز رہکر اہل
عالم کو رنجیدہ کر کے دنیا سے محروم کیا اور تمام خلق اللہ کو ایذا رسانی کی مگر بادشاہ دیندار نے اونکے لیے کچھہ بھی
کوتاہی نہ طلب کیا چنانچہ ہاشم علیخان بن خواجہ میر محرر تاریخ نے جو سفر و حضر مین ساتھی عالمگیر کا [illegible] اوقات اصالۃً و نیابۃً
صاحب بعض خدمات اور جمیع حالات پر ناظر باوجود احتیاط کے یہ معاملات مفصل مسودہ کیئے فقیر بقدر ضرورت

منتخب کرتا ہی اور بعض فقرات کو بنابر گواہی بجنسہ لکہتا ہی اوسمین سے ایک یہ عبارت ہی ہر چند از طرف بادشاہ
اکثر ابواب معاف و مرفوع القلم گشت لیکن حکام بد انجام بدستور سابق علانیہ و فاشی تا حال میگیرند سبب عمدہ
این جبارت آنکہ بعد ظہور چنین نافرمانیہا مکرر رعایا از تعدی فوجداران و حکام غافل از بازپرس روز جزا جوق جوق
بحضور آمدہ فریاد و داویلا مینمودند سوای حکم تحقیقات و ابلاغ احکام تہدید آمیز از راہ متابعت شریعت غرا سیاست
ظالمان کہ باعث عبرت دیگران گردد بعمل نمی آید مگر بعد ثبوت بعضے بکمی کیفیت و عزل خدمت مغضوب گشتہ بعد چند روز
بوسیلہ مربیان باز بحال میشدند و ظلم راہداری کہ زمینداران بتقلید حکام زیادہ از انچہ باحاطۂ بیان توان آورد با مسافرین
و مترددین و تجار مینمایند بجائی رسیدہ کہ باعث قتل جمعے کثیر از مردم قافلہ و تاراج تمام مال و عرض ناموس آنہا گردیدہ خصوص
کسانیکہ از سفر بیت اللہ برگشتہ می آیند زن و مرد در کمال غیرت راہ سپارند و گماشتہای حکام نزدیک بندر سورت
تا دار الخلافت دو روز و سہ روز آن بیچارہ ہا را نگاہ داشتہ ہر گاہ چیزے نیابند بزجر و خواری رخصت بدن آنہا را کشیدہ
میگیرند محرر اوراق مکرر مشاہدہ کرد کہ بر سر گذرہای راہداری مردم عزیز را کہ طرف مدینہ و حج و بیت اللہ برگشتہ عازم
اوطان خود اند مابین راہ بندر سورت و بد بار گشتہ و زخمیان راہداری از لباس ساختہ در خارہای سر راہ می انداختند و بغیر
از حق تعالی کسی بغور و فریاد آن مسافران مظلوم نرسید۔ تمام ہوئی وہ عبارت معلوم ہوتا ہی کہ شاید مظلومون کا مارا جانا
اور ناموس و عزت کا کہونا اونکے مفتیون کی نزدیک مشروع ہو گی جسکے واسطے کچہ بہی شر قابیل نفع کثیر نکیا بعض حکام کے
قصاص مین بہی سزا انکی ہان باپ بہائی عزیزون ہی کا قصاص فرایض دنیا مین تہا اونکے قتل مین کچہ دیر نہوئی اور مفتیون
نے بہی حفظ ظاہر و اشتہار دین پروری کے واسطے اسقدر مبالغہ کیا کہ سرود کے سننے سے توبہ کی کلاونت اور قوال جو
قدیمی ملازم تہے اضافۂ منصب سے سرفراز ہوئے مگر گانے بجانے کی ممانعت رہی اور شعرا اور نجومیون کو برطرف کر دیا۔
سر رشتۂ حساب اور وصول تنخواہ جاگیرداران سے جو تقویم پر منحصر تہے دفتر دیوانی مین در آیا اس نیت پر چہوڑ کر دیکہنے تقویم سے
ممانعت کی شعر یہ ہی ع لاولالب لاولا اشش مست ہ لل کط و کطلل شہور گوتہ ہست ۴ سفر کیواسطے دو شنبہ
اور پنجشنبہ مقرر ہوئے ترک لباس زردوزی رنگین جواہر ہوا اور امرا کو بہی حکم ہوا کہ زنگ خام اور بادلا اور زرتاری پہن کر
حضور مین نہ آوین۔ ایکروز سرود یوانے متفق ہوکر جنازہ کمال زینت سے آرایش کرکے بادشاہی نشیمن کے نیچے سے نکالا
عالمگیر کو دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نغمہ و سرود کا مردہ ہی کلاونت دفن کرنیکو لیئے جاتے ہین جواب دیا کہ ایسا
دفن کرین کہ خلاف عبادت الہی کے مردہ سے کوئی آواز نکلنے نپائے اور جہروکہ درشن کا بیٹہنا جیساکہ سلاطین سابق
دہلی سے دستور تہا یعنے بہر صورت جسطرح ممکن ہو بلا ناغہ اوسی غرفہ مین بیٹہکر درشنیون کو دیدار دیتے تہے ہزارہا
ہنود و مسلمان مشاہدۂ جمال سے شاد کام ہوتا تہا اور نیز قوم ہنود ایک گروہ درسنی ملقب ہی جنکا عقیدہ یہ ہی کہ
بغیر دیکہے دیدار شہریار کے کہانا نہین کہاتے اور اسے اپنی اطاعت جانتے تہے اس بادشاہ نے موقوف کر دیا اور

ناحق کو دل آزردگی کی کو کہ یہ عقیدہ دیدار طلبون کا باطل ہو قضات عصات کو محض خودرائی سے ایسا مستقل کیا تھا کہ موجب یہی بانتظام صوبہ داران اور عمال وحکام وفوجدار وچکلہ دار کا ہو کل عملہ فعلہ دل آزردہ ہو گئے مہام سلطنت مین تخلل ہوا۔ ہاشم علی خافی اپنی تاریخ مین لکھتا ہی کہ عبد الوہاب نام ساکن احمد آباد کو قاضی القضاۃ کیا کل معاملات مالی اور ملکی مین اوسکا تابع ہوا اوسکا اسقدر تسلط ہوا کہ ارکان سلطنت مین اوسکا اعتبار کم ہو گیا ہر ایک اوس حیلہ کی فکر مین ہوا کہ کسیطرح اوسے خفت پہونچاوین اور اوسکا مرتشی ہونا اور رشوت سے روپیہ جمع کرنا ثابت کرین مگر کچھہ فائدہ نہوا۔ مختار خان بنی مختار جو کہ بادشاہ ایران وہند سے سررشتۂ قرابت اور برہان پور کی صوبداری پر سرفراز تھا اور محمد صالح نام پوربی وہانکا قاضی نہایت مرتشی تھا بنابر رضائے خاطر بادشاہ کے ایسا استقلال خدمت قضایا مین پایا ایکروز دعوی حویلی مین جہان کہ مدعی کی دروغگوئی اور دعوی اسکے مقدمہ سے صوبہ دار اور تمام عالم آگاہ تھا دو گواہ جعلی کے گذرانے پر صوبدار مع اکثر کبار کے اسطرف ہو گئے اور مدعی کا مقدمہ ثابت کر دیا اور مختار خان نے قاضی سے ملنا نپایا آزردہ دل ہو کر چند روز کے بعد اوسی تمہید سے اونہین دو گواہون کو قاضی کے پاس لایا قاضی نے اونکی گواہی سے اثبات دعوی مدعی کیا شاہدین مذکور نے بلا جبر اقرار کیا کہ ہمنے جھوٹی گواہی دی چون کہ یہ کام مختار خان کے اشارہ سے ہوا تھا خان مرقوم نے قاضی کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ دونو وہی گواہ ہین کہ دعوی حویلی مین باوجودیکہ اوسکے کذب سے ایک دنیا آگاہ تھی ہمنے اثبات دعوی کر دیا نہین جانتے ہو کہ از روے شرع قابل تعذیر ہوے قاضی نے مقصد مختار خان کا سمجھکر آشفتہ ہو کر درشتی سے کہا کہ تم کو یہ خیال آیا کہ میری اہانت کی اور خبر نہین کہ صاحب شرع کی اہانت سے قابل سزا ہوئے اگر یہی دونو گواہ تمہاری بخواری کی گواہی دین تمہاری تعزیر کرتا ہون اور جب وہ شہادت سے بری ہون اونکو تشہیر کرون اور اوسیوقت دونو گواہون کو سر و ریش منڈا کر بڑی درشتی سے خر سوار تشہیر کرایا اور قید مین بھیجا ایک آدمی اوسمین سے زہر کھا کر مرگیا اور قاضی نے استعفائے خدمت کر کے گوشۂ قناعت اختیار کیا۔ مختار خان بپاس خاطر بادشاہ اوسکے دلجوئی مین مصروف ہوا اور نئے سرے سے اوسکو عہدہ پر سرفراز فرمایا بجز ندامت کے کچھہ حاصل نہوا۔ اپنے کلام یہ کہ باوجودیکہ سیوا اور سنبھا قزاقون سے عہدہ برائی نہوئی اور بیرون رجوع متصدیان ہندو کے جو اجہا مقتدر سے دفتر کا کام کچھہ نہوتا تھا شدت تعصب سے فرقہ مذکور کے ساتھہ جو مطعون سے تھے جزیہ اور محصول وغیرہ لینے مین اور نیز دیگر احکام جنگ مین کاوش اور کد کرتا تھا۔ مگر آخر کو ندامت ہوتی تھی کیونکہ اسطرح کے احکام کو مضبوطی چاہیے تاکہ اعالی اور ادانی پر جاری ہو نہ یہ کہ خاطر کو رنجہ کر کے اور قوی سے پیٹھہ دکھلائے حال آنکہ بادشاہ ظل اللہ ہین کسی قوم سے بد نہین ہوتے ہر ایک آشنا بیگانہ کو ایک جانتے ہین تاکہ خلق خدا یگانہ و بیگانہ بیچ پناہ شاہانہ کے خوشدل اور مطمئن رہے ؎ ادیمے کہ از خزانۂ غیب گبر و ترسا وظیفہ خور داری تو اگر ہدایت خلق منظور ہو تے اوسکے قاعدے ہین اشفاق والطاف مین عناد و نفاق کے بہ نسبت زیادہ مانع نظر آتا ہے

داخل ہوئے ہین دیکھیے کہ حضرت محمد مصطفے صلعم راہ راست لانے کو لیا مطابقہ کرتے تھے - اور یہ کہ ای تنبیہ کہ
جاوہ ہمارا حضرت کے برابر ہے کار پاکان را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر -
سلطان محمد اپنے چھوٹے لڑکے کو جسنے جوش نوجوانی سے کسیقدر انحراف کیا تھا اور دادا کی ... بھی اپنے
چچا سلطان شجاع سے واقع بنگالہ گرم جنگ رہا سالہا مقید رہا تا آنکہ راہ آخرت کو سدھارا اسیطرح بہادر شاہ
دوسرے بیٹے کو اس تہمت سے کہ سلطان ابوالحسن تاناشاہ پادشاہ حیدرآباد سے سازش رکھتا ہے مع اوسکے لڑکے
اور اوسکی بی بی عاقلہ فاضلہ محبوبہ نور النساء بیگم اور بعض خواجہ سرایوں وغیرہ کے نہایت ذلت مین قید کیا
اور خواجہ سرایوں پر اس تفتیش و تفحص کے بارہ مین خوب تعذیب تہدید کھلائی جب اوس تاہمہ کا کچھ ثبوت نہوا -
اونکی ایذا سے کسیقدر باہر آیا چاہتا تھا مگر بنابر شرم کہ عاید حال ہوئی آشفتہ ہوکر بہادر شاہ کو لکھا کہ اپنی عذر تقصیرات
کرے تاکہ وسیلہ رستگاری دین و دنیا ہو بہادر شاہ نے درجواب کہلا بھیجا کہ ہرچند انسان خدا اور باپ کا سراسر
قصور مند ہے مگر ظاہرا مجھسے ایسا کوئی قصور سرزد نہین ہوا جسکی شفاعت کا خواستگار رہون اس جواب ناصواب
کے آتے شعلۂ غضب شرر ریز ہوا لڑکے کو نہایت سختی مین قید کیا اور سر تراشی اور قصر ریش اور اخذ شارب
اور ناخن تراشی اور کپڑے بدلنے اور طعام موافق پہنچنے وغیرہ کو ممانعت فرمائی بیچارے مدت تک تکلیف کھینچتے
رہے - بحسب اتفاق بنابر تربیت اور پرورش شاہجہان پادشاہ کے اور بھی واسطے تفحص حکم اوسکے کے
جو کہ لایق کار زیادہ حد شمار سے تھے ہر ایک ناکام ہوا اور نا قدردانی سے اکثر مورد طعن و ملامت ہونے اسی
سبب سے اوسکے کام حسب خواہش نہوئے بلکہ بعض وقتون مین ملازمون کے اغماض سے فاش خجالتین
کھینچنی پڑتین خلاصہ یہ کہ جو کچھ ہوا اپنے ہاتھون سے کر بیٹھا تاریخ نوشتۂ ہاشم علیخان خافی بعض ... کے
سفاہت کی مفصل تفصیل لکھی ہے من شاء فلیرجع الیہ سلاطین صفویہ انار اللہ برہانہم الجلیلہ اگرچہ شیوۂ مروت
اور مہمانداری ایسے طاق بلند پر چھوڑا ہے کہ اونکی اولاد کا ہاتھ وہان تک نہین پہونچ سکتا اور غایت اشتہار سے
محتاج اظہار نہین جیسے امورات کہ بابر اور ہمایون کے فرمائے کتب تواریخ مین لکھے ہین شاہ سلیمان صفوی پدر شاہ سلطان حسین با وجودیکہ
مستی شراب اور غفلت و بے باکی اور سفاکی مین شہرت رکھتا ہے اور مردی و مروت کے اخبار مین جو کہ دربارۂ
اکبر ولد عالمگیر کے تعمیل ہوئی اور شقاوت اور دنائت جو اوسکے باپ سے ظاہر ہوئی اور ہاشم علیخان خافی
کے بموجب بھی تحریر ہوتے ہین - مہاراجہ جسونت راٹھور کو جو ہمیشہ عالمگیر کا دشمن رہا اور پادشاہ بھی بہ نسبت
دیگر ہنود کے اوسکو زیادہ عدو جانتا تھا لیکن بروقت آنے دارا شکوہ کے گجرات سے اجمیر کو مہاراجہ مذکور کے
اشتعال سے اور دوسری بار لڑنے کے عالمگیر سے بوساطت راجہ جیسنگہ کے عالمگیر نے یہ ترغیب دی کہ دارا شکوہ
کی رفاقت چھوڑ دے اور معذرت نامہ تقصیرات اور منصب ہفت ہزاری اور صوبہ داری گجرات کی بھی ... ہوئی

ف ترجمہ مراد یہی ہے حال شفاعت دیکھنا چاہیے ... کہنا اونکی ... کی طرف ۱۲

اور تکلیف حضوری سے بھی معاف رکھا- مہاراجہ جسونت سنگہ بعد تعیناتی دکن اور وہان کی معزولی سے صوبہ کابل
مقرر تھا اور وہین بہ مرگ یاس مرگیا سرداران راجپوتیہ جو بہ علت کیش جہالت پیشہ تھے اوسکے اور دو نون لڑکونکو جنکا نام جیت سنگہ اور لچھمن سنگہ تھا کابل سے لیکر
بدون اذن دستک عازم وطن ہوئے دریاے اٹک کے گذربان بحر مزاحم عبور ہوا جہالت سے تلوار چل گئی اپنے زور سے پار اوترے
چونکہ دار الخلافت شاہجہان آباد راہ میں ناچار وہان وارد ہو کر مقیم ہوئے عالمگیر انکی کیفیت سے مطلع ہو کر آشفتہ ہوا-
حکم توقیف صادر فرمایا انکے گرد لشکر کوتوال کی حفاظت ہوئی- چند دنون کے بعد اوسکے روسا لشکر نے بہانہ رخصت وطن کے
وہانسے رخصت چاہی عالمگیر نے جھٹ رخصت دی اس ارادہ سے کہ اگر یہ چلے جاوین عیال و اطفال راجہ مرحوم کے قید ہو جاوینگے
وہان پر راجپوتون نے یہ چال کی کہ لڑکونکو غلامانہ اور عورتونکو مردانہ لباس مین بناکر اور اونکے جگہ پر لونڈیون کو رانیون کے
شکل پر اور دو غلام مجہول الاحوال کو اطفال مہاراج کی جگہ پر بٹھلاکر سفارش کی کہ اگر کشف راز ہو جاے ان اطفال اور
رانیونکی پاسداری کیجیو کچھ حراست مین اچھی طرح استقامت کرین کہ پانچ چھ گھڑی کا فاصلہ ہماری نہضت کو ہو کچھ عجب نہین کہ
استماع ہر دو پسر راجہ اون دو غلامی خدمت راجہ کے لڑکون سے لینے کا دعوی کیا ہو اور اسی طور افواہ خلق مین ہے غرض کہ جب
وہ سب راجپوت لوگ نکل گئے بادشاہ کو خبر پہونچی اس دریافت و تنقیہ مین چند گھڑی اور بھی گذرین جب تحقیق ہوا فوج واسطے
لانے اطفال مجعول اور اسباب باقیماندہ کے معین ہوئے راجپوتان متعینہ خیمہ نے حوصلہ سے زیادہ شجاعت کی اونکے
قتل کے بعد اطفال و زنان داخل حرم سراے سلطانی ہوئے لڑکے پرستاران حرم کے سپرد ہوئے تاکہ پرورش ہون اور شرف
اسلام سے جبراً قہراً مشرف کئے جاوین اور عورتین بھی پرستاری حرم مین مقرر کی گئین مدت تک یہی امر قرین تصور تھا
کہ مہاراجہ جسونت سنگہ کے یہی اولاد ہین پھر آخر کو جب معلوم ہوا کہ راجپوتون نے اطفال مجعول کو واسطے ابقاے نام مہاراجہ
مغفور کے قرار دیا ہے- بادشاہ مجاہد نہایت غیظ و غضب سے ہمہ جہت بہ ہدم وطن دیرینۂ آبای جسونت سنگہ کے راہی ہو کر
لاجرم تسخیر کو عازم ہوا رانا راجہ اودیپور نے راجہ مغفور کے نام و ناموس کی حفاظت اپنے ذمہ لی اور حضرت سے
مقابلہ کرنا چاہا بادشاہ دین کچھ خیال ہی نکیا اور حلم بیجا کر کے آخر کار اوسکو اوسکا مال بروانہ حضور کرے اول رانا ڈر گیا وکلا بھیجکر بادشاہ کو اطاعت
و فرمان برداری سے خوشنود کیا اور خانجہان بہادر وصول زر معہود اور بند و بست قلعہ اودیپور کو مرخص ہوا بادشاہ
دہلی کو واپس ہوا بعد چندے دوبارہ رانا کی سرکشی گوش زد ہوئی عنان توجہ جانب اجمیر منعطف ہوئی اور شاہزادہ معظم
بہادر شاہ دکن سے اور اعظم شاہ بنگالہ سے ایلغار کر کے حسب الحکم روانہ حضور ہوئے شاہزادہ محمد اکبر کہ حاضر اور عین شباب مین تھا
تادیب رانا کو مقرر ہوا اشاہ قلیخان اوسکے اتالیق نے خلعت اور خطاب تہور خان سے سرفرازی پائی اور شاہزادہ کی فوج کا
ہراول اور سپہ سالار مقرر ہوا اور راجپوتون کی لڑائی مین اچھی بہادری کھلائی اور اس گروہ پر عرصہ کارزار تنگ کیا اور
بہادر شاہ دکن سے اوجین پہونچا اور وہان سے بموجب حکم رانا ساگر تالاب پر اسنی کوس اجمیر سے متوقف ہوا اور شاہزادہ
اعظم شاہ بھی ایک طرف سے ملک رانا کی تخریب کو مامور ہوا رانا وغیرہ راجپوتون نے تہور خان اور شاہزادہ محمد اکبر سے

ملکر یہ تحریص دی کہ باپ سے بغاوت اختیار کرے تیس ہزار سوار راٹھور شریک اوسکی فوج مین ہوئے محمد اکبر نے باپ کا
خروج جو باپ سے سیکھا تھا سہل سمجھا بہادر شاہ نے اس مشورہ سے آگاہ ہوکر محمد اکبر کو بمقتضاے محبت دو کلمہ نصیحت آمیز
تحریر کیے اور باپ کو عرضی لکھی کہ راجپوتون کے مکر سے شاہزادہ ناتجربہ کار کے اغوا ہونے کا خیال رکھنا ضرور ہے عالمگیر تو
اکبر کی طرف سے مطمین تھا جواب مین لکھا کہ خدا تم لوگون کو اغواے بداندیشان سے محفوظ رکھے جب خبر پہونچی کہ محمد اکبر نے
اپنے نام کا خطبہ و سکہ پڑھایا اور تہور خان ہفت ہزاری منصب پر اور نیز دیگر امرا کے ترقیان ہونے کی شورش سنی اور ادہر
لشکر مین سواے اسد خان اور بہرہ مند خان کے آٹھ سو سوار سے زیادہ نہ تھے عجب طرح کی گھبراہٹ پیدا ہو گئی۔
اور بہادر شاہ کو بنہایت اضطراب سے ایلغار کرکے بُلایا جب وہ بیچارہ اہل و عیال کو حفظ الٰہی مین سپرد کرکے کمال
استعجال مین جریدہ مع دس ہزار سوار کے جا پہونچا۔ بادشاہ دین پناہ نے اپنا قیاس کیا کہ جو باپ کی خدمت کی تھی
اور اس تصور سے نہایت ڈرا اور توپخانہ کا مُنہہ اوسکے لشکر کو پہیر کر حکم بھیجا کہ اپنے تئین تنہا مع دونو لڑکونکے حاضر حضور
کرے بہادر شاہ حسب الحکم حاضر حضور ہوا عالمگیر اسکی حاضری سے کسیقدر مطمین ہوا اور رفقاے اکبر سے وعدہ وعید کرکے
اپنی طرف کہینچا تقدیر کی یاوری سے اکثر لوگ علیحدہ ہوکر آملے اکبر کے استقلال مین تزلزل پیدا ہوا ناچار راہ فرار اختیار
کی جب اوسکا حال اس رنگ کو پہونچا حکام اطراف کو فرمان ہوا کہ جہان پائین قید کرین اکبر دشمنون کے خوف سے
بہاگتے بہاگتے سنبہا مرہٹہ ولد سیوا کے پاس تک جا پہونچا سنبہا نے ہرچند کسیقدر مدد خرچ مہیا کر دیا لیکن بسبب
تنگ ظرفی کے اکثر حرکات برخلاف آداب شاہزادون کے عمل مین لایا تھا اکبر کشیدہ خاطر گذرانتا تھا جب عالمگیر نے
سنبہا کے پاس ورود اکبر کی خبر سنی اور اوسکے تعدی کی بھی گوش گذار شاہی ہوا کرتی تھین آخر بداعیہ گرفتاری اکبر
اور تادیب سنبہا کے پچیسوین برس جلوس کو مطابق سنہ ۱۰۹۲ ہجری کے بنام جہاد قاصد ملک دکھن ہوا اور وہان پہونچکر
بعد انتظام کے اعتقاد خان ولد اسد خان کو مع فوج بسیار اور سامان پیکار کے تنبیہ سنبہا اور گرفتاری اکبر کو روانہ کیا
اکبر اس خبر سے ششدر ہوا اور کمال اخفا سے تاکہ لشکری اوسکی خبر پاکر مزاحم نہون جہاز مین مع دو سو آدمیون کے سوار ہوکر
عازم ایران ہوا اور ہزارہا صدمات دریا سہتے سہتے مقام مسقط مین پہونچا امام سقط نے اول تو خاطر داری کی بعدہ
گرفتار کرکے عالمگیر کو لکھا کہ اگر پانچ لاکھ روپیہ نقد اور فرمان سند معافی محصولات جہاز جو ہماری آمد و رفت کرین اور نیز
دیگر مواعید کا اقرار ہو تو کوئی معتمد روانہ فرمائی اکبر کو لیجاے بادشاہ دین پناہ نے فرط دینداری یا شدت عداوت
بیٹے پر ایک التماس اوسکا قبول فرمایا بندر سورت کے متصدی کے نام حکم گیا کہ کسی ملازم مزاج دان دریا نورد کو مع فرمان
عطوفت عنوان کے جو امام مسقط کے نام صادر ہوا ہے جلد روانہ کرے متصدی نے حسب الامر مرشد معنوی کے حاجی فاضل کو
جو ناخدایان موروثی بادشاہی اور اکثر لغت سے واقف تھا روانہ کیا ناخدا نے اول منزل مین خبر پائی کہ سلطان سلیمان شاہ ان
شاہ سلیمان صفوی نے دربارہ مہمانداری شاہزادۂ اکبر کے رعایت کی ہے اس خبر کے پاتے ہی راستہ سے واپس ہوا تفصیل اسکی

یہ ہی کہ جب امام خارجی کی بدافعالی کا حال شاہ سلیمان صفوی کو معلوم ہو کہ عالمگیر کا لڑکا محمد اکبر باپ سے خوف کھاکر ہندوستان سے درگاہ والا کی پناہ مین آیا تھا جب جہاز مسقط مین پہنچا امام مسقط نے پانچ لاکھ روپیہ اور معافی محصول جہاز کے لالچ سے اوسے قید کرکے عالمگیر کے حضور مین بھیجنا چاہا ہی بمجرد اس سننے کے پادشاہ کو نہایت غصہ آیا اور والی مسقط کے نام فرمان صادر ہوا کہ اگر ہمارے مہمان کو باعزت و احترام روانہ حضور نہین کرتا تو غازیان درگاہ اینٹ سے اینٹ بجا دینگے اس حکم سے مسقط نے گھبراکر شاہزادہ محمد اکبر شاہ کو باعزو شان روانہ دربار بادشاہ کیا جب اکبر نے بندر گاہ عباسی مین پہنچکر اپنے ملازم معتمد ہوشیار محمد ابراہیم کو واسطے عرض گذاری کے روانہ اصفہان کیا بادشاہ نے محمد ہاشم تبریزی کو مہمانداری کے واسطے محمد ابراہیم کے ہمراہ کردیا اور حکم دیا کہ مراسم تواضع اور مہمانداری مین سر مو فرق نہو اور نیز اشعار فرمایا کہ بعض تحایف ہندوستانی مانند نبات اور انبہ اور پان اور اناس وغیرہ جو بندرگاہ عباسی کے قرب و جوار مین ممکن ہو شاہزادہ محمد اکبر کو متواتر پہونچاوے اور بہر صورت خوشنود رکھے اور مصور جادو قلم کو پوشیدہ ہمراہ کردیا کہ قبل ملاقات کے شاہزادہ کے شبیہ حاصل کرکے حضور مین بھیجے تاکہ اوکی لیاقت قیافہ سے دریافت کیجاوے حسب الحکم اس امر کی تعمیل ہوئی محمد ہاشم نے شاہزادہ کو راستہ مین نہایت خوشنود کیا جب اصفہان سے تین کوس پر جا پہونچے کسی باغ بادشاہی مین فرودگاہ ہوا اور شاہ مسلمان نواز براہ نوازش باغ مذکور تک استقبال کو گیا اور شاہزادہ بھی بادشاہ کے استقبال در باغ تک جاکر باہم ملاقی ہوئے دو تین قطعہ جواہرات کے جنمین ایک الماس اور زمرد اور یاقوت تھے بطور ارمغان کے گذرانے بادشاہ نے براہ آبرو بخشی تینون جواہر لیکر اپنے سر پر رکھے اور بڑے تپاک سے معانقہ کیا اور پرسش مزاج فرمائی باغ سے اوس مکان تک جو اکبر کے واسطے آراستہ ہوا تھا پا انداز مخملی اور دارائی کاشانی اور چھینٹ بندری کے بچھائے ہوئے تھے شاہ ایران اور شاہزادہ محمد اکبر کے گھوڑے اوسپر قدم زن ہوئے بادشاہ کا گھوڑا اسید ہاہموار سے گام زن تھا اور شاہزادہ کا گھوڑا چابکی اور تندی سے مضطرب ہوتا تھا جلودار نے دوسرا گھوڑا حاضر کیا شاہزادہ اوس پھرتی سے کود چڑھا کہ بادشاہ مع حاضرین آفرین فرمانے لگا جب دوراہہ پر پہونچا شاہ سلیمان نے عطف عنان کرکے شاہزادہ کو بجانب مقرر رخصت فرمایا اور مایحتاج شاہزادہ اور نیز ضروریات مکان جو کچھ مناسب تہین مہیا کیا دوسرے روز بادشاہ نے قدم رنجہ فرماکر اکبر کو ہمراہ دولتخانہ لایا اور سند علیحدہ اوسکے واسطے مقرر کی اور باعزاز تمام بٹھالا لوازمہ مہمانداری اور غریب نوازی کے بدرجۂ غایت بجالایا وظیفۂ لایقہ مقرر کردیا جب چند روز گذرے اکبر نے درخواست امداد کی ہند کی رخصت چاہی بادشاہ نے جواب دیا کہ جب تک تمہارا باپ زندہ ہی تم ہمارے مہمان عزیز ہو اوسکی حین حیات ہم مدد نہین کرسکتے بعد اوسکے انتقال کے جب بھائیون سے کام پڑیگا البتہ تقدیم خدمت مین کوتاہی نہوگی ارباب تمیز اس حکایت سے سمجھینگے اور نیز جو آیندہ لکھے گئے اوس سے بھی احوال عالمگیر اور والی مسقط اور شاہ ایران وغیرہ کی شرافت اور خساست کا سمجھینگے اور ہر ایک کی

نیکی اور بدی کو ذہن نشین کرکے اختیار کرینگے جسوقت کہ مہاراجہ جسونت سنگہ کی عورتین مع دونون لڑکون کے راجپوتون
کی شجاعت سے اپنے ملک مین پہونچین اور رانا نے اونکی حمایت مین بغاوت اختیار کی عالمگیر اوسکے استیصال پر
متوجہ ہوکر اجمیر کو عازم ہوا جس عداوت سے کہ مہاراجہ جسونت سنگہ اور راناے اودیپور کی ساتھہ تھی حکم دیا کہ ہنود سے
جزیہ لیا جاوے اسی منشا مین ہر ایک صوبہ کو حکم پہونچا اور حضور مین سے جزیہ لینا شروع ہوا چونکہ شاہجہان آباد مین
قوم ہنود لاکہون سے زیادہ شمار مین آئے ہزارون ایسے تھے کہ جنہین ادائے جزیہ کی تاب نتہی لہذا چند لاکہہ مفلسون نے
جہروکہ کے نیچے آہ و نالہ شروع کین عالمگیر نے کچھہ بھی التفات نکیا تا آنکہ روز جمعہ جب بادشاہ نماز کو جاتا تھا قوم ہنود نے
درقلعہ سے مسجد تک ایسا ہجوم کیا کہ راہ بند ہوگئی چارطرف سے ہاے ہوے شروع ہوئی یہان تک کثرت ہوئی کہ تخت روان
شاہی دو دو قدم پر ٹھہر ٹھہر جاتا تھا آخر حکم دیا کہ ہاتھیون کو لاکر مستغیثون کو پامال کرین تعمیل حکم ہوئی اکثر پامال ہوے
باقیماندہ محروم گہرون کو سدہارے چارناچار جزیہ دینے کو جبراً اختیار کیا بسبب تعصب کے اس نوبت کو معاملہ آیا کہ بعد
ورود دکن کے جو کام کہ خانجہان بہادر کوکلتاش اور معظم خان خانان اور سید عبد الرحمان معروف سید میان اور
دلیرخان افغان اور راعزخان اور داؤد خان قریشی وغیرہ امراے دولت نے بلاد دکن اور بنگالہ اور آشام اور ختنگ وغیرہ مقامات مین
سرانجام کیے تھے اسکے عوض مین عالمگیر نے خفت ہاے عظیم اسطرح کی دین کہ لایق تحریر نہین اور اسی کے واسطے دس
برس کے بعد محرران تاریخ کو اپنے وقایع لکھنے سے ممانعت فرمائی ہان بعض فقرات ہاشم علیخان خافی کے خبر دیتے ہین
جسکو فقیر گواہی کے واسطے بعینہ نقل کرتا ہے فقرہ بعد انقضاے دہ سال مورخان از تسطیر احوال آن بادشاہ عدالت گستر
دین پرور ممنوع گشتند مگر بعض مستعدان خصوص مستعدخان بطریق خفیہ برخے از احوال مہمات دکن مجملاً بلا ذکر
مکروہات فقط فتوحات بلاد و قلاع را بزبان قلم دادہ تاریخیکہ احوال چہل سال دران درج باشد دیدہ و یافت نشدہ
کاتب حروف تجسس و سعی تمام در فراہم آوردن باقی احوال کردہ وانچہ برای العین مشاہدہ کردہ مسودہ نمودہ اوراق نگاشتہ
متفرق خود را جمع ساخت امید کہ انشاء اللہ توفیق اتمام آن یابد چون تعداد سال از جلوس ہمایون حضرت عالمگیر غازی
خلد مکان بر احوال حکمرانی عشر ثانی آن خسرو عدیم المثال بضبط ماہ و سال اطلاع نیافتہ سوانح ہر سال بقید تاریخ بگزارش نمتوان
آوردا اما از بعض وقایع حضور و صوبجات انچہ راقم برای العین مشاہدہ کرد واز راویان ثقہ شنیدہ بغرض مسموع لغایت سنہ نوزدہ
از بسیار کمی بزبان خامہ دادہ باز آغاز سال بستم بر ہر سوانحی کہ علم حاصل نمود بقید سال انشاء اللہ بتہ کار خواہد آورد۔
خانجہان بہادر بعد مہم حیدرآباد کہ انشاء اللہ تعالی بگزارش می آید مدتے مغضوب و بے جاگیر ماند تا وفات یافت اما
قبل از ان کہ رایات ظفر آیات بادشاہ در ممالک دکن سایہ افگن گردد ہندو بستی کہ از خانجہان بہادر در تنبیہ مرہٹہ بظہور
آمدہ بود بعد تشریف آوردن بادشاہ خلد مکان عالمگیر غازی بہ دکہن باوجود بست و شش سال در استیصال مقہوران
کوشیدن و چندین کرور روپیہ صرف نمودن و قلعجات غنیم بسعی و تردد تمام مسخر فرمودن از نفاق امرا و تقاضاے ایام

میسر نشد بلکه روز بروز لشوخی غنیم و در آمدن او بممالک قدیم بطریق توطن زیاده گردید و سد باب چنین با امرای رکاب
و اطراف رسید که از اندازهٔ تحریر بیرون است و نجابتخان بهادر هرگز صدمهٔ بی‌آبروئی نرسید سوای جنگهای مستعد او
که با امرای سلاطین بیجاپوری و حیدرآبادی نمود و شجاعت و جانفشانیها که خارج از حد قیاس بظهور آورد با وجود اتمام
سازش با غنیم تاختهای رستمانه بر فوج اشقیای مذکور آورد و از انجمله دو جنگ و حروب او بزبان قلم میدهد
خانجهان بهادر بقصد تادیب مرهته شتافته از خجسته بنیاد مسافت چهل و پنجاه کروه دورتر تاخته بود سه چهار
سنبهای نابکار با سی هزار سوار باراده غارت خجسته بنیاد بطریق یلغار نزدیک اورنگ آباد رسیده تاماهی پوره
دست اندازی نمودند و تزلزل تمام در خجسته بنیاد رو داد خانجهان بهادر بمجرد استماع این خبر خود را بیلغار رسانید و وقت
مقابله زیاده از دو هزار سوار با او نبود در میدان هرسول قتال عظیم و محاربهٔ صعب روی داد تا رسیدن باقی فوج کارزار
رستمانه نموده قیامتی بر پا ساخت هر طرف میتاخت از کشته پشته‌ها می افراشت هر چند مرهته بسیار هلاک شد
اما نظر بقلت فوج خانجهان بهادر نموده چنان حمله‌ها آورد که منجمله دو هزار سوار زیاده از پنجاه شصت سوار همراه آن شیر سوار
عرصهٔ جلادت نماند از انجمله بوداغ خان با دو سه برادر و پسر خود و آن بهادر شیر دل داد مردی داده میجوشید و میخروشید
و گریختگان را دلدهی نموده و سخنان عبرت افزا فرموده بسوی خود دعوت مینمود و چندان پایداری ورزید که فوج بتعاقب
رسید و هزیمت خوردگان هم برگشته بار خود را باو رسانیدند و آن جنگ الی الآن بجنگ هرسول شهرت دارد در آن روز آنقدر
در میدان هرسول سه کروهی خجسته بنیاد سر مرهته‌ها از بدن جدا کرد که چندین هزار سر زینت افزای کله منار اطراف
خجسته بنیاد گردید و چندین ارابه پر از نیزه و چتری و آفتاب گیر مع مادیان بیشمار روانه قلعه خجسته بنیاد ساخت
مجمل جنگ دوم آنکه بفاصلهٔ سی کروه از خجسته بنیاد با سرداران مرهته جنگ و مقابله داشت خبر رسید که فوجی
بسیار گران باراده تاراج خجسته بنیاد نزدیک بلدهٔ مذکور رسیده قریب بیست هزار سوار لب داری یکی از پسران خود
مقابل دشمن گذاشته یکی از راجهای کمکی را با خود گرفته سی کروه راه را در یک شب یلغار نمود یا سی از شب مانده بفاصلهٔ
دو کروه از فوج مرهته رسید چون زیاده از هفت صد سوار باو نرسیده بود راجه را فرمود که اگر صبح دمد و مرهته قلت فوج ما را
برای العین ببیند دلیر گشته جبارتها خواهد نمود مصلحت آنکه نشانها و نقارخانه مرا نزد خود داشته همین جا با چندی از یاران
که همراه شما رسیده توقف نمایند و فوجی را که از عقب برسد توقف نموده آسایش دهند و من همینوقت در آنها تاخته
شبخون میزنم و تا دسترس باشد مخالفان را میکشم و بعد طلوع صبح اگر آنها سرشتی نموده زور آرند من آنها را طرف خود
کشیده این طرف می آرم باید که شما در آنوقت اعلام برافراشته نقاره و کرنا بلند آواز ساخته هر طرف که هجوم آن قوم شوم باشد
یورش نمایند بعد ازین تمهید خود را بلشکر مخالف زد تا آنها خبردار گشته جمع آیند مردم بی‌شمار بقتل آورد و از جا بجا
آواز تکبیر و بکش بلند گردید چون صبح دمید و کمیت فوج با نشانهای راجه بر مرهته ظاهر گردید شانزده هزار سوار که در شب

نیاز بت خود را تنگ کنار محفوظ داشته بود بر خانجهان بهادر یورش آورد آن بهادر دلیر موافق مشوره عنان گرداند
فوج مذکور را بسوی خود کشیده بمیدان آورد با آنکه آنوقت نزد راجه مذکور زیاده از هزار سوار جمع نشده بود اما راجه
حسب الامر نہانے خانجہان بہادر کشاده و صدا ے نقاره و کرنا بلند ساخته بیکبارگی حمله آورد همینکه علامت لشکر
خانجهان بهادر ظاهر گشت مرہٹہ ها دست و پا گم کرده بفرار در آمدند که خانجهان بهادر رسید و نے اختیار رو بفرار نهادند در وقت
سه چهار هزار سوار دیگر از افواج عقب مانده خانجهان بهادر مقابل مرہٹہ های فراری و همین وقت آنها رسیده صدای بگیر و بزن
بلند گردانید مسوده اوراق دران روزها برای تشخیص زر جاگیرداران پرگنه رسیده محصور غنیم گردیده امید جان بدر بردن
نداشت قابو یافته خود را بفوج ظفر موج پادشاهی انداخت تا هر طرف نظر کار سکیر دار گشته لیتها بنظر می آمد کار بجای رسید
که مرہٹہ ها خود را از مادیان انداخته باظهار عجز و زبونی بنجانهای مزارعان و رعایا پناه می بردند و آنها بسنگ و چوب ایشانها
نرم مینمودند و غنیمت بسیار که از اطراف غارت نموده آورده بودند بدست غازیان افتاد و بعد فتح تا دو سه روز حسب الحکم
خاکروبها برافتادگان میدان را بریده چهل پنجاه ارابه از سر بریده آنجماعه ونیزه و آفتابگیر یا اسباب دیگر بر دو بنجه بنیاد
روضه مهیا ساختند بهمین دستور در اکثر محاربات که سر رشته تدبیر از دست میداد باقبال عالمگیر فتح و ظفر نصیب او میگردید

ترجمہ فقرات ہاشم علیخان خافی

بعد انقضاے دس برس کے مورخ لوگ لکھنے حالات اس بادشاہ عدالت گستر دین پرور سے ممنوع ہوئے مگر بعض مدن
مخصوص مستعد خان نے بطریق خفیہ بعضے حالات مہم دکن کے مجملاً بلا ذکر وقایات کے فقط فتوحات کو لکھا جس
تاریخ مین کہ احوال باقی چالیس سال کا درج ہے دیکھنے اور سننے مین نہین آئے کاتب حروف نے بہت کچھ تجسس کیا جو کچھ
آنکھوں سے دیکھا لکھا ہے امید ہے کہ انشاءاللہ تمام ہو جاوے چونکہ بعد دس برس کے جلوس عالمگیری سے احوال عشر ثانی پر
اطلاع نہین ہوئی سوانح سالوار نہین بیان کر سکتا لیکن بعض وقائع حضور اور صوبجات کے جو راقم نے بچشم خود مشاہدہ
کیے گذارش کرتا ہے یا جو راویان معتبر سے سنا اور لغایت ۱۹ سنہ نہایت خلاصہ لکھا آغاز سال بستم سے جو باتیں معلوم ہوئی
تقید سال لکھونگا خانجہان خان بہادر بعد فتح حیدرآباد کے کہ انشاءاللہ بیان کی جاتی ہے ایک مدت تک مغضوب اور نہ جاگیر
رہا تا آنکہ فوت ہوگیا لیکن پیشتر ازین کہ بادشاہ مالک دکن مین تھا جو بند و بست کہ خانجہان بہادر سے تھیہ مرہٹہ مین ظاہر ہوا
بعد تشریف آوری بادشاہ کے دکن مین ۲۶ برس مین اور کئی کرور روپیہ صرف ہوئے اور بسبب نفاق امرا اور تقاضاے
ایام کے فتح قلعات غنیم کی میسر نہ آئی اور چند صدمات امراے رکاب اور اطراف کو پہونچے کہ اندازہ تحریر سے بیرون ہین
اور خانجہان بہادر کو ہرگز کوئی صدمہ نے ابروئی کا نہین پہونچا ... اے مشہور لڑائیون کے جو امراے سلاطین بیجاپوری
اور حیدرآبادی سے واقعہ ہوئین اور شجاعت و جانفشانی کہ خارج حد قیاس سے ظاہر کین اور باوجود اہتمام سازش غنیم
حملہاے رستمانہ سے کار غنیم تنگ کیا ان مین سے دو لڑائیون کا بیان یون ہے کہ خانجہان بہادر بقصد تادیب مرہٹہ کے

خجستہ بنیاد سے پچیس کوس دور چلا آیا اور تین چار سردار سنبہا کے تیس ہزار سوار سے بارادہ غارت خجستہ بنیاد
بطریق یلغار اورنگ آباد کے قریب پہونچکر ایک مہینے تک دست اندازی کی اور زلزال تمام خجستہ بنیاد مین ظاہر ہوا
خانجہان بہادر بمجرد سننے اس خبر کے بہ یلغار تمام پہونچا بروقت مقابلہ اسکے ہمراہ دو ہزار سوار سے زیادہ نتھے میدان مین
ہر طرف سخت معرکہ ہوا باقی فوج کے پہونچنے تک قیامت برپا کردی جدہر رخ کرتا تھا کشتون کا پشتہ ہوتا تھا چند
مرہٹہ بکثرت مارے گئے مگر خانجہان بہادر کی قلت فوج پر نظر کرکے ایسے حملے کیے کہ دو ہزار سوار ہمراہی مین سے بجز پچاس
ساٹھہ سوار کے کوئی اس بہادر کے ہمراہ باقی نرہا اونمین سے اعز خان مع دو تین بھائیون اور لڑکون کے اوس بہادر کی
دلدہی کرتا تھا اور مفروریون کی دلدہی کرکے اپنی طرف بلاتا تھا اور اسقدر استقلال کیا کہ فوج پس ماندہ بھی آپہونچی
اوسی روز میدان ہرسول مین جو تین کوس خجستہ بنیاد پر تھا ہزارون مرہٹون کے سر جدا ہوئے اور کتنے جھنڈے نیزہ
اور چتری اور آفتاب گیر وغیرہ مع مادیان شمار کے روانہ قلعہ خجستہ بنیاد کیا اور جنگ دوم کی مجمل کیفیت یہ ہے کہ خجستہ بنیاد سے
تیس کوس پر سرداران مرہٹہ سے جنگ و مقابلہ کرتا تھا خبر پہونچی کہ ایک فوج عظیم بعزم تاراج خجستہ بنیاد کے نہایت قریب
آگئی ہے اوسوقت اپنے لڑکے کی سرداری مین قریب بیس ہزار فوج کے چھوڑکر ایک کو راجہ کے کمکی مین سے اپنے ساتھہ لیکے
تیس کوس راہ کو پانچ پہر مین طی کرکے پہر رات باقی رہے مرہٹہ کی فوج سے دو کوس ادہر آپہونچا چونکہ زیادہ ساتھ سے
سوار سے اسکے ہمراہ نہ پہونچے تھے راجہ کو فرمایا کہ اگر صبح ہوا در مرہٹہ ہماری فوج کی قلت کو دیکھ لے دلیر ہوکر جسارت کریگا
مصلحت یہ ہے کہ میر نشان اور نقارخانہ اسی جگہ اپنے پاس رکھکر مع چند راجپوتون کے جو تمہارے ہمراہ پہونچے ہین متوقف
رہو اور جو فوج کہ عقب سے پہونچے اوسکو بھی بنابر آسایش ٹھہرا رکھو اور ہم اسوقت مخالفین پر دوڑ کرکے شبخون کرتے ہین
اور حتے الامکان اونکو مار گراتے ہین بعد طلوع صبح اگر وہ لوگ زور کرین اور ہمکو اپنی طرف کھینچکر اسی طرف لائینگا لازم ہے کہ تم
اوسوقت میر نیزہ کو کھولکر اور نقارہ اور قرنا کو بلند آواز کرکے جدہر اونکا ہجوم ہو ادہر کو یورش کرو بعد اس تمہید کے
اپنے لشکر کو مخالفین پر جا پہونچایا جب تک کہ مخالف خبردار ہوکر جماو کرین مردم بسیار قتل ہوئے اور چاروطرف سے قرن
اور تکبیر کے آوازین بلند ہوئین جب صبح ظاہر ہوئی اور کمی فوج لشکر نادار راجہ کی مرہٹہ پر ظاہر ہوئی سولہ ہزار سوار سے جدا جمع
طیار ہوکر اپنے تیئین کنارے مین رکھتا تھا آمادہ ہوکر خانجہان بہادر پر یورش لایا اور اوسوقت اوس بہادر دلیر نے بموجب
مشورت اعز خان منعطف کی اور فوج مذکور کو اپنی طرف کھینچکر میدان مین لایا باوجودیکہ اوسوقت راجہ کے پاس ہزار سوار سے
زیادہ نتھے مگر بموجب ایما کے نشان خانجہان بہادر کھولکر اور نقارہ پر چوب دیکر یکبارگی حملہ آور ہوا جیسے ہی کہ خانجہان بہادر کے
لشکر کی علامت ظاہر ہوئی مرہٹہ ہاتھہ پیر گم کرکے فریاد زن ہوئے کہ خانجہان بہادر آپہونچا اور بے اختیار بھاگ چلے
اسوقت مین تین چار ہزار اور سوار بھی عقب سے بمقابلہ فراریان مرہٹہ مین دلیارے سے آپہونچے مار دہاڑ کی آواز بلند ہوئی
راقم کتاب ان دنون مین واسطے تشخیص جاگیر والد کے اوس پرگنہ مین پہونچکر محصور غنیم ہوا امید جان بری کی نتھی مگر خداوند کر

فوج شاہی مین آ پہونچا جہان تک نظر کام کرتی تھی بجز لاشون کے اور کچھ نہ تھا یہان تک کہ مرہٹہ ما دیان سے زمین پر گر کر عجز و عاجزی سے کسانون کے مکان مین گھسنے لگے اور وہ لوگ لکڑی پتھر سے انکو خوب آزار دیتے تھے اور جوان لوگون نے اطراف کو لوٹ مار کر روپیہ پیسا جمع کیا تھا وہ غازیان لشکر کے ہاتھہ لگا اور بعد فتح دو تین روز تک حسب الحکم فاکروبون نے مقتولون کے سرون کو میدان جنگ سے اوٹھا کر پچپن۵۵ چھکڑون مین مع نیزہ اور آفتاب گیر وغیرہ اسباب کے لاد کر خجستہ بنیاد کو روانہ کیا۔ اسیطرح پر اکثر محاربات مین سر رشتہ تدبیر ہاتھہ سے ندیتا تھا اور باقبال عالمگیر فتح و ظفر پاتا تھا فقط کلام ہاشم خان خافی تمام ہوا۔ خلاصہ یہ کہ اس قسم امیر کبیر اور شجاع دلیر اور ایسے ملازم جان نثار کارگذار کو محض تنگ نظرفان بداندیش کی تہمت سے معزول المنصب کرنے سے یہ نتیجہ ملا کہ سالہا کی اوقات گذاری مفت رائگان ہوئی انتظام دکن ہرگز نہوا بلکہ اور زیادہ مرہٹون کو مسلمانون سے عناد پیدا ہوا آخر کار تک ہندوستان مین مرہٹون کی شورش اور مسلمانون کے زن بچون پر سکھون اور مرہٹون اور دیگر بیقدر قوم ہنود کے ہاتھہ سے خرابی نمود ہوئی اور راجہ اسکا بدحالی عالمگیر ہوا اپنے اغراض اور ہواے نفسانی مین امر و نہی آلہی کی تعمیل کرتا تھا جسکا نمونہ کسیقدر بابت اور بھائیون کے نسبت مین بیان ہوا ہی تبعیت شرع کی جو اوسکے نسبت مشہور ہی برخلاف خواہشون مین تھی اس قسم کی جیسا کہ محرر تواریخ لکھتا ہی صورت خطہ ازان کہ بادشاہ عالم ستان کمر ہمت بہ تسخیر بیجاپور و حیدرآباد بستہ بود روزی از قاضی شیخ الاسلام در خلوت فتوای جواز آن مہم خواست قاضی برخلاف مرضی و ارادۂ خلد مکان جواب دادہ بعد چند روز بعد دیگر ہوا خواہان رخصت بیت اللہ خواستہ و بجد گشتہ حاصل نمود و روانہ کعبۂ مقصود گردید فقط یہ عبارت دلالت اسپر کرتی ہی کہ قاضی سے نہایت رنجیدہ ہوا اور قاضی جان کے خوف سے حج بیت اللہ کو سدھارا اور قاضی عبد اللہ حیدرآباد کی لڑائی مین حاضر حضور تھا طرفین سے مسلمانون کا ضائع ہونا دیکھکر تنگ آیا اور ایک روز عرض کیا کہ ابو الحسن اور اوسکے ہمراہی سب مرد مسلمان ہین اور ادہر بھی اکثر مسلمان ہین اہل اسلام کا خون ہونا خلاف شرع اگر صلح کیجاوے ہر آئینہ موجب بہبود ہی اس التماس سے ایسا معتوب ہوا کہ نزدیک تھا کہ قاضی کی قضا متوجہ ہو مگر بسفارش سے جان بچائی لیکن مجری سے محروم کیا گیا مدت دراز تک دربار شاہی مین بار نپایا چند قباحتین ایسی بادشاہ سے سرزد ہوئین کہ ہر ہوشیار اوس سے پرہیز کرتا ہی کسیقدر اوسکا بیان وقائع حیدرآباد مین مولفہ نعمت خان عالی مین درج ہی اکنون کسیقدر جنگ حیدرآباد کا بیان ہوتا ہی

جنگ عالمگیری کا بیان جو تسخیر حیدرآباد مین واقع ہوئی۔

عالمگیر کثرت حرص اور شرہ مین بےنظیر تھا سلطنت بیجاپور کی فتح سکندر عادل شاہ سے اور تسخیر حیدرآباد کی قطب شاہیہ سلطان ابو الحسن تاناشاہ بادشاہ سے منظور ہوئی لاجرم حیلہ جوئی کرتا تھا کہ کسی فریب سے یہ عزیمت کرے اول ایک قطعہ غزل یا شعر بطرف کنایہ دین پر جو اوسکا وزیر تھا بھیجا سلطان ابو الحسن نے وجواب معذرت تحریر فرمائی

اسی ضمن مین دریافت ہوا کہ ابو الحسن کے پاس ایک ایسا الماس ہی جسکا جواب انہ روے زمین مین نہین اس خبر سے طمع نے
آدبایا میرزا محمد مشرف دیوان خاص کو جو کہ خانزادان اور اوسکے تربیت کردون مین تھا اوس الماس کی طلب مین روانہ کیا
اور خلوت مین سمجھا دیا کہ میرا مطلب فقط اوس جواہر کے طلب سے نہین بلکہ مقصود یہ ہی کہ دونو صورتون انکار و اقرار مین گستاخانہ
کلمات سے پیش آنا یقین ہی کہ وہ تجھسے بدسلوکی کرے اوسوقت دستاویز منازعت کی ملجائیگی جب مرزا محمد مشرف حیدرآباد کے
نزدیک پہونچا سید ابو الحسن نے کسی عمدہ مصاحبین کو استقبال پر بھیجا اور باعزاز تمام روبرو بلایا مراسم ضیافت ادا کیے جب طلب جواہر
معلوم ہوئی جسقدر جواہرات جواہر خانہ مین تھا مع کاغذ سیاہہ کے متصدی کرشتہ دار نے مرزا محمد مشرف کے روبرو حاضر کیے اور
قسم کھائی کہ کوئی جواہر پوشیدہ نہین رکھا گیا اور اون جواہرات مین جو کہ سب سے عمدہ اور گران بہا و گران وزن تھا بطور تحفہ
کے دیکر رخصت معاودت عطا فرمائی ہاشم علیخان خافی لکھتا ہی کہ صورت خطبہ محرر اوراق بعد عود از زبان او شنیدہ نقل مینمود
کہ در ہر مقدمہ در مجلس ابو الحسن ذکری کہ می آمد موافق حکم و مرضی پادشاہ گستاخانہ و بے باکانہ سوال و جواب نمودہ اورا ملزم میکردم
اما در یک سخن بازم گشتہ نتوانستم کہ جوابی بگویم و آن اینکہ بتقریبی ابو الحسن گفت اگرچہ ما ہم پادشاہیم اما خود را در جرگہ نوکران عالمگیر
میدانیم من ازین سخن برآشفتہ گفتم کہ در مقابل عالمگیر بادشاہ غازی شمارا نرسد کہ نام پادشاہی بر خود اطلاق نمائید ابو الحسن ملیح
در جواب گفت مرزا محمد غلط میگوئی اگر نام پادشاہی بر ما اطلاق نشود پادشاہ شمارا شاہ شاہان چہ قسم خواہند گفت بعد ورود
برہانپور کے جو گویا دکن کی سرحد ہی پچیسوین ۲۵ سال جلوس کو شہاب الدین خان ولد قلیچ خان کو کہ آخر کو مخاطب بغازی الدینخان فیروز جنگ
ہوا تھا اور اوس زمانے مین تربیت یافتہ شہریار ہو کر متواتر اضافہ پاتا جاتا تھا تسخیر قلعجات سنبھا مرہٹہ کیواسطے مع
اسباب فوج شایستہ رخصت کرکے حکم دیا کہ قلعہ رامسیج کو جو نامی قلعجات مین نہین ہی اور شاہجہان پادشاہ نے بھی بروقت ارادہ
تسخیر بلاد دکن کے اوسی قلعہ سے ابتدا کی تھی اور آسانی سے فتح کیا تھا خانمذکور بھی اوسی سے ابتدا کرے اور نیکنام خان کو قلعدار
بلہر اور فوجدار سرکار بگلانا گر کا کیا مخفی تاکید کی کہ قلعۂ سالیر کو جو قلاع مستحکمہ مشہورہ سے ہی سعی موفورہ سے اپنی سیر کرے کہ بدون
جنگ قبضہ مین آجاے ۲۶ سنہ مین بعد انقضای برسات کے خجستہ بنیاد سے گردیا احمدنگر کو متوجہ ہوا شاہزادہ محمد اعظم کو
تسخیر قلعۂ سالیر وغیرہ نواحی ہگس آباد کے واسطے تعینات کیا اور شاہزادۂ معظم کو حکم ہوا کہ مفسدان رام درہ متصل کوکن
عادل شاہیہ کی سرکوبی کرے جسوقت اعظم شاہ متوجہ قلعجات ہوا نیکنام خان جو کہ سابق سے بموجب حکم براہ سازش
قلعدار سالیر سے خط خطوط جاری کر رہا تھا اسوقت زیادہ تر سرگرم کار مذکور ہوا — اور قلعدار سالیر کو تحریر کیا کہ آخرکار
یہ قلعہ قبضۂ عالمگیری مین آئیگا اگر محنت ضائع نکرے تو تیری خیرخواہی حضور مین عرض کرکے پنجہزاری کرادونگا اس نصیحت سے
اوسنے بھی اپنا امن و رفاہ سمجھا اطاعت قبول کرے اور قبل ورود اعظم شاہ کے قلعہ مذکور تسخیر ہوگیا کلید طلا مرسلہ قلعدار
حضور مین پہونچے نیکنام خان مورد عنایت اور قلعدار حضور مین پہونچکر پنجہزاری سہ ہزار سوار سے سرفراز ہوا — ہاشم علیخان
لکھتا ہی کہ ابتداے سلطنت عالمگیر سے بعد تحقیق نام و نشان کے ہر ایک کے حسب لیاقت منصب اور اضافہ سے سرفرازی ہوتی تھی

اور احمد نگر و دکہن کے روز و حال تک آبرو منصب دارون کی بحال تھی اور جاگیرات اور نقدی سے زندگانی بخوبی تمام بسر ہوتی تھی
اور جہونذ بادشاہ افغان و راجپوت سے احتیاط کرتا اور قوم کشمیری خصوص فرقہ چیلہ کو کمتر ملازم رکھتا تھا بعد ازان
کہ تالیف قلوب دکہنیون کی خصوص ملازمان سیواجی مرہٹہ کی اور نیز سلاطین بیجاپور اور حیدرآباد بغرض استیصال منظور تھی
لہذا جو شخص حاضر ہوتا مشمول نوازش ہوتا حوصلہ سے زیادہ خلعت فاخرہ ہاتھی گھوڑا مرحمت فرمایا اسقدر نوبت پہونچی
کہ نئے لوگون کی عزت افزائی مین پُرانون کی قدر و منزلت کھو گئی ایسی تنگی ہوئی کہ بعض خانزادان روشناس راہ قدردانی
سے پرورش پاتے تھے لیکن جمع کثیر منصبداران کم رتبہ جو مربی او سرپرست اور روپیہ وغیرہ بہم کیواسطے اپنے پاس نرکھتے تھے محض
نئے جاگیر ہوگئے دام پاے باقی معدوم الوجود ہوگئے مگر بادشاہ نے ارباب طلب کے طومار پر دستخط کیئے کہ ایک انار و صد بیمار
تعین فوج اور عزل و نصب اور منصب خدمات کے وقت مین نظر بر قلت پاے باقی کے جاگیر مردم کم مایہ کی تغیر کرکے تنخواہ
اونکی کرتا تھا اور ایک خلق اللہ کو زیر تیغ کرتا بہ عمدہ نوازی بیچارگان نے بضاعت کی خرابیان کرتے تھے فقط شہاب الدینخان
جو قلعہ راہیری کی تسخیر پر مامور تھا اوسکی سرداری اور رہنمائی سے یقین تھا کہ قلعہ مفتوح ہو لیکن قلعدار اسکی حفظ
و ہوشیاری سے کام دشوار ہوا ہر چند اوس قلعہ مین دو تین توپ شکستہ کہنہ تھین مگر قلعہ دار نے کیا ہوشیاری کی کہ
لکڑی کی توپین چرم سے پیچیدہ کرکے طیار کین اور جب تک ضرورت نہین ہوتی تھی اور مردم شاہی اوسکے پلہ پر نہین آتے
تھے ہرگز توپ سر نکرتا تھا کیونکہ اون توپون سے بجز ایک فیر کے کام نہین ہوتا تھا اور اسطرح پر حراست اور پایداری کی
کہ شہاب الدینخان اور فوج بادشاہی نے قلعہ مذکور تسخیر نکر پایا ایام محاصرہ کو درازی ہوئی بعد ازان قاسم خان قلعہ مذکور کی
تسخیر پر مامور ہوا اسکی بھی شجاعت نے کچھ دال نہ گلائی بعد ازان خانجہان بہادر کوکلتاش کو حکم ہوا انہون نے جو حق شجاعت
تھا ظاہر کیا مگر کچھ سود نہوا آخر کو ایکروز یہ منصوبہ کیا کہ عوام سپاہ اور بازاریون کو ایک طرف مقرر کرکے حکم دیا کہ شور و شورش
حد سے زیادہ برپا کرین تاکہ مردم قلعہ اوس طرف متوجہ ہون اور مقابل کی طرف سے جہان کمند اور رسہ کارگر تھا تین
چار سو معتمد جرار کو مقرر کیا کہ جب حارسان قلعہ شورش کی طرف حملہ کنان ہون بہادران مذکور نہایت اخفا سے چڑھ جاوین
اتفاقاً یہ خبر بعینہ جاسوسون سے قلعہ دارون کو جا پہونچی اونسے بھی اسیطور سے تدارک کیا عوام قلعہ کو شورش کیطرف
مقرر کرکے مردان تنگ طلب کو کمند افگنون کے سر پر تعینات کیا اور وہ لوگ سیخہاے آہنی لیکر جو کہ دکہن مین رایج اور جسے
ہندی زبان مین بگہ نوہ کہتے ہین مستعد مدافعت قلعہ کے فصیل پر استادہ ہوئے لیکن اسقدر خاموش کہ کسیکا اوسطرف
جما ہونے کی خبر نہوئی جسوقت غازیان لشکر شاہی نے بوسیلہ کمند معراج شجاعت پر چڑہائی کی حارسان قلعہ نے
کمینگاہون سے نکلکر پگڑیان اوڑادین بعد ازان سیخہاے آہنین سے سر اور چہرہ کو ایسا زخمی کیا کہ منہہ بگڑ گیا اپنے منہہ کی
کہا کر بالاے کوہ سے سرنگون نیچے آگرے پیچھے جو چلے آتے تھے گرنے والون کے تصادم سے اونکے بھی ہاتھ پیر ڈھیلے
ہوئے چند روز کے بعد ایک مکار جو علم تسخیر مین مشہور تھا خانجہان بہادر سے اپنے مزخرفات بیان کرکے سو تولہ طلا کا

سانپ بنایا اور لباس چرم بودار ملواکر پنبہ بھنا کر مار طلائی کو ہاتھ میں لے لشکر چوبی میں بالاے دمدمہ جا بیٹھے اور ایسا کیا کہ
فوج حملہ کرے اور خود بیٹھے بیٹھے جلائے رنگ رنگ کے حرکات سے افسون پڑھنے لگا خانجہان بہادر نے وعدہ کیا تھا کہ اسطرح
قلعہ مفتوح ہوجائیگا ناگہان کسی پتھر یا گولہ کے صدمے سے اوس بلندی سے زمین پر آگرا سب مکر و فریب فراموش ہاتھ پیر بھی
ٹوٹے وہ وعدہ کچھ بھی ظہور مین نہ آیا آخرالامر سرداران متعینہ مثل خانجہان بہادر و قاسم خان وغیرہ عدم حصول مدعا سے حیرت
کھا کر مایوس ہوئے جس روز کہ قلعہ کے محاصرہ سے ارادہ بازگشت تھا فرمایا کہ کٹہگرہ وغیرہ آلات چوبی جو تسخیر قلعہ کو بنائے گئے
تھے جلا دئے اور وقت مراجعت تغیر لباس کیا تاکہ مخالف سردار کو پہچان نہ سکین حارسان قلعہ فریاد کرتے تھے کہ تا سرد ہونے
آتش لشکر کے توقف کر دتا کہ اوسکی راکھ بھی چہرہ پر ملوالو اور سنبھا نے اس نوید سے خوشوقت ہوکر قلعہ دار کیواسطے خلعت فاخرہ
اور کھڑوہ طلائی وزنی نیم آثار کے دونو ہاتھ کے واسطے طیار کراکر بھیجے اور یہان سے بدلکر دوسرے قلعہ مستحکم کی حفاظت
تعینات کیا۔ اور صوبہ بیجاپور کو لکھا ہی کہ زیادہ تین چار مہینے کی راہ سے طول اور عرض کمتر دو سو کوس سے واقع ہین
حاصل صوبہ مذکور کا سلطان محمد عادل شاہ کے عہد مین جسکے ہاتھ سے عالمگیر نے انتزاع کیے دو کرور ہون یعنی سات کرور روپیہ
تھا سکندر عادل شاہ کی سستی سے جو اکثر ملک اوسکے قبضہ سے باہر ہوگئے تھے صرف بیس لاکھ ہون کے حاصلات کا
تک دیکھا تھا کہ عالمگیر بادشاہ نے ایک ہزار چھانوے ۱۰۹۶ ہجری مین مطابق اونتیسوین سال جلوس کے احمد آباد سے تسخیر بیجاپور
کی نہضت کی اور وہان کی مہم اپنے فرزند محمد اعظم شاہ کے نامزد کرکے روح اللہ خان مع دیگر امراے جانفشان اور بیس ہزار
سوار کے اور سید عبد اللہ خان بارہہ کو جو قدیم الخدمت محمد معظم بہادر شاہ کا ولیعہدی سے تھا مع دو ہزار سوار وغیرہ کے
اعظم شاہ کی ہراولی پر مقرر فرماکر پیشتر سے روانہ کیا اور خانجہان بہادر کو مع فوج و سامان کے حدود حیدرآباد کے قلعجات کے
فتح کو روانہ کیا اور حیدرآباد کا دار الجہاد نام رکھا سید عبد اللہ خان سے بعد لڑائیون اثناے راہ کے ہنگام محاصرہ ناک تھانہ
تعلقہ بیجاپور کے تا پہونچنے شاہزادہ اعظم شاہ کے ترددات عمدہ ظہور مین آئے چونکہ فیمابین اعظم اور بہادر شاہ کے نفاق تھا
اعظم شاہ نہین چاہتا تھا کہ بہادر شاہ کے رفقا کا تردد واضح ہو اور سید عبد اللہ خان کو جانبازان کے اعداد سے جانتا تھا
لہذا اول بوساطت مصطفے خان کاشی کے جو اوسکا معتمد علیہ تھا اپنے رفاقت کی ترغیب دی اور فرمایا کہ بہادر شاہ کے مورچال
کا نام درمیان سے اوٹھانا چاہا چونکہ روح اللہ خان کی دلبری سے سید عبد اللہ خان نے اس سفر مین رفاقت کی تھی
اعظم شاہ نے روح اللہ خان کو بھی امر مذکور کی تکلیف دی سید عبد اللہ خان نے ہرگز اقبال نکیا اعظم شاہ نے افواج
بیجاپوری کے ساتھ یہ حکم کر دیا کہ ہنگام زد و خورد مین مورچون پر دھاوا کرین اور لڑنے کے وقت مین اوسکی کمک اور اعانت
سے تغافل کرین لیکن جو سود اس تمہید سے نہوا اور کسی نے ساتھ نہ دیا مگر عبد اللہ خان کی پیشقدمی ظاہر ہوئی قلعہ سے اسکی طرف آتشبازی کی جاتی
تھی اس حملہ مین ڈھائی سو نفر مع دو زنجیر فیل کے کشتہ اور خستہ ہوئے اور سید عبد اللہ خان نے وہ شجاعت کی کہ قلعہ گیری
کے ہوش اوڑے نزدیک تھا کہ محصورین امان خواہ ہون اور قلعہ کے بروج و بارہ مین رخنہ نمودار ہوا اعظم شاہ نے ظاہرا

روح اللہ خان کو اعانت پر اور باطنا ممانعت کیلیے بہیجا اور روح اللہ خان نے بہونچکر شہزادہ کے پاس خاطر اور پاس قضائے وقت اپنی طرف سے بھی چند کلمہ جا سنائے عبداللہ خان کو باز رکھا اور خان مذکور نے طوعا و کرہا قبول کر کے اپنے تئین کنارے کہینچا اور بجائے خود جا کر فرود آیا چونکہ اول شجاعت سید کی گوش گذار پادشاہ ہوئی تھی پس تحسین و آفرین فرماکر شاہ عالم بہادر شاہ کو مبارکباد دی دوسرے روز جب سید کی معاودت سنی نہایت آزردہ خاطر سید مذکور اور نیز بہادر شاہ سے ہوا۔ اور اعتراض نے محل فرمایا بعد ازان جب کہ اصل حال سے مطلع ہوا بمقتضاے مصلحت روح اللہ خان کے سید عبداللہ خان کو حضور مین طلب کیا اور ناحق کو بدرجہ کمال مغضوب فرمایا اور یون کہا کہ اگر روح اللہ خان اوسکے ناکردہ جرم کا شفیع نہوتا سید بیچارہ کی لیئے آبروئی ہوجاتی۔ خلاصہ تحریر ہاشمی یہ ہے جو لکھا گیا کیا خوب قدردانی اور سلیقہ سلطانی کو لیا کہنا ہے۔ اعظم شاہ قلعہ مذکور کے محاصرہ مین ملازمان سکندر بیجاپوری سے ایسا محصور ہوا کہ اگر شہاب الدین مع ولد عابد خان اور مجاہد خان اوسکا بھائی مع دیگر امراے متعینہ کے رسد وغیرہ فوج سنبہا اور سکندر بیجاپوری سے محفوظ کرکے لشکر کو نہ پہونچاتے اعظم شاہ اور نیز سپاہ کا اثر تک باقی نرہتا۔ ہاشم علیخان خافی لکھتا ہے کہ لشکر اعظم شاہی کا یہ حال ہوا تھا کہ حیوانات اور جانور فاقہ پہ فاقہ کرتے تھے اور آدم زاد پوست درخت اور تخم املی کو جانوران مردہ کے استخوان سائیدہ مین ملاکر کہاتے تھے اور یہ بھی میسر نہوتا تھا ایک خلق کثیر اس خورش ناگوار سے جان بحق ہوئے اور جانی بیگم دارا شکوہ کی بیٹی اعظم شاہ کی جورو جو کہ لشکر سے دور رہتی تھی جسوقت غلبۂ دکہنیان محاصرہ دیکھتی فیل سوار ہوتی اور محفہ و عماری سے تیراندازی کرتی اور امرا اور رجال میدان کو لڑنے اور جان دینے کی تحریص و ترغیب کرتی تھی اور اوسوقت کمک لشکر اعظم شاہ سے بھی پہونچ جاتی تھی جس وقت شہاب الدین خان رسد واسطے اعظم شاہ اور اوسکے لشکر کو لیجاتا تھا راستہ مین افواج بیجاپوری نے مزاحم ہوکر ایسا تنگ کیا تھا کہ قریب تھا فوج شاہی مین آفت عظیم برپا ہوا اوسوقت شہاب الدین خان نے مع اپنے بھائی اور فوج کے فاتحہ خیر پڑھا سختہ خان سے اوٹھایا اور اوس سپاہ سے لڑ بھڑکر بنجارہ اور غلہ کو صحیح سلامت لشکر کو پہونچایا تا شاہزادہ نے عنایات فرماکر آفرین گویان شہاب الدین خان کو بغل مین اوٹھالیا اور ملبوس خاص جو پہنے ہوئے تھا خلعت دیکر مورد تفضلات فرمایا جب یہ خبر عالمگیر کو ملی اوسکی زبان پر بے اختیار صادر ہوا کہ جسطرح شہاب الدین کے ذریعہ سے آبروے خانہ برقرار رہی حافظ حقیقی اوسکے عیال و اطفال کی عزت بچائی اور اوسکے اصلی منصب ہزاری منصب ہزار سوار اضافہ فرماکر غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ خطاب عطا کیا اور فرمان عطوفت مضمون اوسکے نام مع انعام ہمراہیان صادر کیا جب مہم بیجاپور کو مدت دراز گذری حضرت عالمگیر چہارم ماہ شعبان ۲۹ سال جلوس کو اوسطرف عازم ہوا جب قریب بیجاپور مین پہونچا شاہ عالم بہادر شاہ اور روح اللہ خان اور غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ وغیرہ امراے کار آزما کو محمد اعظم شاہ کے مدد اور تسخیر بیجاپور کو روانہ کیا ہر ایک نے اظہار شجاعت کے ارادہ سے کمر ہمت چست کرکے جانفشانی کو آمادہ ہوا۔ بہادر شاہ دست راست سے مقابل دروازے شاہپور کے مورچال رکھکر

چاہتا تھا کہ دلجوئی یا جرأت نمائی یا جسطرح سے ممکن ہو قلعہ فتح کرلے - محمد اعظم شاہزادہ نے اس راز سے ماہر ہوکر حضور مین خبر دی کہ بہادر شاہ اور سکندر بادشاہ بیجاپور کے باہم سازش ہو گئی اور اسی گفتگو کی صداقت دیگر بدخواہون نے بھی بخوبی ادا کی روح اللہ خان اور سردار خان کوتوال نے بھی گواہی دی شاہ قلی نام جو ہمراز بہادر شاہی مین تھا اور قلعہ مین آتا جاتا تھا بموجب حکم عالمگیر قلعہ کے باہر جاسوسون مین قید ہو کر حضوری مین آیا بادشاہ نے اول ملایمت سے استفسار کیا وہ انکار کرتا گیا جب شکنجہ کا حکم صادر ہوا اور کسیقدر لکڑی سے ہاتھ پیر نرم ہوئے پردہ دری کی آیا اصل ماجرا کہہ سنایا اور چند دیگر آدمیون کو بھی اپنی بدنامی مین شریک بنایا منجملہ اونکے مومن خان نجم ثانی اور محمد صادق اور ہندراین دیوان بہادر شاہ اور سید عبد اللہ بارہہ کا نام لیا عالمگیر نے بہادر شاہ کو بلا کر اس ناہنجاری کا گلہ کیا اگرچہ بہادر شاہ نے انکار کیا مگر بحث ہے سند ہوا اور سید عبد اللہ خان کو باوجود اونکی جانفشانیون کے قید کیا اور دوسرون کے نسبت حکم اخراج صادر کیا گیا اگرچہ ظاہر امراتب بہادر شاہی مین بحال و بیعنہ وغیرہ کے فرق نہوا مگر بے التفاتی روزانہ بڑھنے لگی روح اللہ خان نے جب بکر رسید عبد اللہ خان کی شفاعت کی بطریق نظربند اوسکے حوالہ کیا گیا تیس ۳۰ سال کے شروع مین مطابق ۱۰۹۷ سنہ ہجری کو بیجاپوریون پر نہایت تنگی ہوئی نایابی غلہ اور کاہ سے گھوڑے اور آدم زاد کا تلف ہونا شروع ہوا - شرزہ خان جو کہ عمدہ سرداران سکندر شاہ سے تھا بجانب بادشاہ سکندر شاہ اپنی زبان سے امان خواہ ہوا اول ذیقعدہ کو قلعہ کی کنجی عالمگیر کے حضور مین لایا اور سکندر مقید ہوا - تاریخ تسخیر بیجاپور (رسد سکندر گرفت) ہے عالمگیر سے کہا گیا شیخ ہدایت کیش واقعہ نگار کل کو داخلہ قلعہ کے وقایع مین لکھنے کو یہ فقرہ عنایت ہوا - بدستیاری فرزند ارجمند بے ریو و زنگ غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ مفتوح گردید - اور یہی مضمون فرمان امیر خان صوبہ دار کابل کے نام بھی درج ہوا -

وقایع حیدر آباد کا بیان اور سلطان ابو الحسن پر لشکر کشی کرنا

بیجاپور کی بعد فتح کے عالمگیر بنفس نفیس حیدر آباد کو عازم ہوا اگرچہ اول سے فوج حیدر آباد کی تسخیر اور خرابی پر مقرر تھی مگر بمقتضائے وقت و رضائے طبیعت خود تغیر و تبدل افواج و سرداران سپاہ کا کرتا تھا اور حیدر آباد کا نام دار الجہاد مع مسلمانون کے بادشاہ و بنیاد اودھر کو سد مارا - احوال قبل نہضت بطور اجمال یہ ہے جسوقت کہ اعظم شاہ کو تسخیر بیجاپور مین مامور کیا خانجہان بہادر کو مع ایرج خان اور صفدر خان ولد فدائی خان برادرزادہ خانجہان بہادر اور محکم سنگھ وغیرہ کے قلاع دکہن کی فتح کو روانہ کیا سلطان ابو الحسن نے خانجہان بہادر کے تعین ہونے کی خبر کے سننے سے محمد ابراہیم خان اپنے سپہ سالار کو مع دیگر سرداران کے اوسکے مقابلہ پر بھیجا جب خانجہان بہادر ملکہ کے نزدیک پہونچا جان نثار خان اور پرویز خان کے ساتھ جو سابق مین افواج حیدر آباد سے ستیزہ رکھتے تھے متفق ہوا - محمد ابراہیم خان سپہ سالار حیدر آباد کی مع چند سردار اور تیس ۳۰ ہزار سوار کے استقبال کو نکلا گرم جنگ ہوا ہر روز مقابلہ اور مقاتلہ ہونے لگا چونکہ محمد ابراہیم خان کی مدد برابر چلی آتی تھی لہذا فوج بڑہتی چلی گئی تا آنکہ پچاس ہزار سوار کا جماؤ ہو گیا اور اطراف خانجہان کے گھیر لیے الیسی

یورش کی کہ خانجہان کی فوج قریب مغلوبی پہونچی اور خانجہان بہادر نے براہ احتیاط لشکر کے گرد خندق کھودکر مورچہ درست کیے ایک مہینے تک لڑائی کی گرم و سرد ہو ہوتی رہی ایک مہینے کے بعد محمد ابراہیم خان نے دو روز طفرہ دیکر تیسرے روز جب خانجہان کی فوج غافل اور سرداران فوج جوسر کہیلنے پر مصروف تھے انبوہ لیکر پیدا ہوئے جاسوسون نے خانجہان بہادر کو خبر پہونچائی کہ فوج دکن نے مورچال کا محاصرہ کرلیا خانجہان بہادر نے ہمت خان اور سعید اللہ خان ولد خانجہان اور ایرج خان کو وہ بھی اوسکے عزیزون مین تھا مع جگت سنگہ ہارہ کے دست راست سے تعین فرمایا دیگر افاغنہ اور سرداران راجپوتیہ کو جانب چپ تعینات کیا اور خود نیز آمادہ سواری ہوا جب تک یہ سوار ہوا افواج دکن مورچہ توڑکر خندق سے نکل فوج عالمگیر پر آگری جو مقابلہ پر آیا مجروح ہوا پادشاہی توپخانہ کے زنجیرہ کو توڑکر قیامت برپا کی شیخ منہاج مقابل سعید خان ولد خانجہان بہادر اور جگت سنگہ ہاڑہ اور شرزہ خان لودہی اور رستم خان برابر ہمت خان ولد دوم خانجہان بہادر اور محمد ابراہیم خان سپہ سالار مع بڑے خان ہاٹ بہیلہ در فوج در برو روبرو خانجہان بہادر اور ایرج خان سے پہونچکر دلاوری عجیب پیدا کیا راجپوتون کے مقابلہ مین دوسرے گروہ نے پہونچکر فوج راجپوتون کو بیدست و پا کیا شیخ نظام نے بہیر پر حملہ کر گیر و دار کا غلغلہ آسمان پر پہونچایا افواج عالمگیری نے پامردی کی ہمت خان ولد خانجہان بہادر و صفدر خان برادر زادہ خانجہان بہادر و ولد فدائی خان و جسونت بوندیلہ سخت زخمی ہوئے ہمت خان وغیرہ سردارون کی عماری کثرت تیر سے گنبد تر تیغ ہوا تھا لیکن ہمت خان باوجود زخم شدید کے ہمت نہ ہارا۔ اور باپ سے طلب مدد کرتا تھا خانجہان بہادر جو خود حلقۂ اعدا مین نکتہ کے مانند اسیر تھا مدد خدا سے تسلی دیتا تھا۔ اسی ضمن مین بڑے ہاٹ خان بہادر مع فوج جرار خانجہان بہادر سردار پر یورش کی اور ایک تیر خانجہان پر مارا کیا خانجہان بہادر نے بھی تیر کمان سنبھالا اور ایسا ہاتھ کہولا کہ سر دست اوسکا ایک ہاتھ کٹ گیا لیکن عرصہ کارزار فوج عالمگیری پر اسقدر تنگ ہوا کہ کسیکو امید زیست باقی نہ رہی اسی ضمن مین کسی کمکی راجہ کا ہاتھی جو نہایت مست اور زنجیرون مین جکڑا ہوا تھا عربدہ جو ہوا فیلبان نے بھی اپنی صلاح دیکھی مطلق العنان کردیا اور تین چار من کی آہنی زنجیر اوسکے خرطوم مین دی وہ بلائے سیاہ بسبب اتفاق مقابل بڑے خان کے پہونچا خان مذکور نے فرط شجاعت سے خودداری نکرکے فیل مذکور پر حملہ کیا ہاتھی نے جو زنجیر اوسکے خرطوم مین تھی اوسکے سوارون پر ایسا مارا کہ گھوڑے سے چراغ پا ہو گئے سوارون نے زمین دیکھی اور بڑے خان کا کام تمام ہوا اور چند کس دیگر دلاوران دکن کو بھی مسمار و نابود کیا از قضائے خانجہان بہادر نے فرصت پاکر باقیماندون سے برسے طور پیش آنے بھگا دیا اور دوسرے لوگ بھی ہاتھی کی پامالی سے مضطربانہ برکنار ہوئے اور افواج عالمگیری نے قابو پاکر متواتر حملہ کیے بحسب تقدیر دکھنیوں کی شکست ہوئی خانجہان نے فتح پائی اس فتح اور غلبہ کی کیفیت حضور میں لکھی مدد طلب کی عالمگیر نے محمد معظم شاہ کو مع فوج شائستہ اور اعتقاد خان و جملۃ الملک اسد خان اور رحمت خان ولد نامدار خان وغیرہ سرداران مردی آزما کو مدد پر روانہ کیا جب دونو فوج یکجا ہو چکین خانجہان بہادر کی صلاح سے دوسرے روز قبل طلوع آفتاب

جب دو تین کوس مورچہ سے باہر پہونچے افواج دکھن نہایت دبدبہ سے نمایان ہوئی اور بعد قریب کے شاہزادہ معز الدین اور خانجہان بہادر
ہراول پر ایسا حملہ کیا کہ تین ہاتھی اور چار پانسو سوار و پیادہ کام آئے اور توپخانہ آتشبار بادشاہی سے گذر کر بڑا آشوب برپا کیا
سید عبد اللہ خان بارہہ اور خواجہ ابو المکارم باتفاق راجہ مانسنگھ کے مدد کو پہونچا مبارزت بہادرانہ دکھلائی تین روز تک
نایرۂ فساد ملتہب رہی طرفین سے سوار و پیادہ زخمی ہوئے آخر مدافعت فوج عالمگیری سے افواج دکھن کو پایداری کی مجال نہ رہی اپنے
بنگاہ کو عطف عنان کیا سید عبد اللہ خان وغیرہ شجاعان بہادر شاہی نے داعیۂ تعاقب کر کے عزم کیا کہ جو کچھ ہونا ہو آج ہو جائے
خانجہان نے یہ رائے ناپسند کی اپنے لشکر کو معاودہ ہوا اور پہر رات گذرنے پر اپنے لشکر میں پہونچکر آرام گزین ہوا اور احوال اس فتح کا
حضور میں لکھ بھیجا شاہزادہ اور خانجہان بہادر متوقع آفرین و تحسین کے تھے اور فی الواقع اونکی امید درست تھی جب یہ معلوم ہوا
کہ تعاقب سے انکار کیا خطاب کے عوض فرمان عتاب صادر ہوا اس غضبناکی سے دونو کے دل رنجیدہ ہوئے اگرچہ ان دنون میں افواج ابو الحسن
بقصد مقابلہ سوار ہوتی تھی مگر گاہ گاہ کبھی کبھی رات کو دور سے چند بان بندوق مار کے بجائے خود چلے جاتے تھے خانجہان بہادر
اور شاہزادہ دونو اپنے رنج و ملال میں متوجہ جنگ ہوتے تھے اور چار مہینے تک بعزم رزم سواری نکلی پڑے رہے اس امر سے
اور بھی مغضوب شاہی ہوئے فرمان شاہی مشعر سرزنش دستخط خاص سے لکھکر صادر فرمایا اور یہ بخط خاص بادشاہ نے خانجہان کو
لکھا مصرع اے باد صبا اینہمہ آوردۂ تست شاہزادہ نے بعد مطالعہ صبح کو دوسرے روز محفل ترتیب دی اور خانجہان
وغیرہ کو فراہم کر کے استشارہ میں تدبیر کی چونکہ خانجہان وغیرہ مع راجپوتون کے کبیدہ خاطر تھے جنگ کی ضا ظاہر کرتے تھے
اور سید عبد اللہ خان مع دو تین راجاؤن کے ترغیب جنگ دیتا تھا اس اختلاف رائے میں وہ دن تمام ہوا دوسرے روز عبد اللہ خان نے
در خلوت میں عرض کیا کہ خانجہان خان بہادر سرداران معظم کار آزمودہ و خیرخواہ بادشاہ سے ہیں الاصلاح یہی ہے کہ اس سے زیادہ
برخلاف مرضی بادشاہ کے نہ کیجیے گوشمال مخالفین کو سوار ہوجیے اگر خانجہان بہادر ہراولی کرے فدوی چنداول پر تعینات ہو
ورنہ بندہ ہراولی میں جانفشانی کریگا اور جو کوئی شاہزادہ ہراولی پر تشریف لیجائے فدوی ہمرکابی میں جوہر تہوری دکھلائیگا
اس گفتگو کے بعد بہادر شاہ نے سپہ سالار حیدرآباد کو پیغام دیا کہ ہم لوگ ہر چند تمہارے مقابلہ سے اغماض کر کے مورد عتابات
شاہی ہوئے لیکن بنظر اصلاح طرفین اور بحال رہنے آبروے ابو الحسن کے یہ صلاح ہے کہ اگر تم قصبہ اور گڈھی سرم اور دیگر محالات
سرحدی سے جو بندہاے درگاہ کے تصرف میں آئے ہاتھ اوٹھا کر لوٹ جاؤ ہم بھی حال حضور میں عرض کر کے ابو الحسن کی تقصیر عفو
کرائی جائیگی محمد ابراہیم توخواہان مصالحہ تھا اپنے سرداران ہمراہی سے مشورہ کرنے لگا شیخ منہاج اور رستم راو برہمن وغیرہ
جلادت کیشون نے باتفاق جواب دیا کہ قلعہ سرم اور ملک سرحد ہمارے نوک سنان پر وابستہ ہے اور اوس روز بخلاف ماضی
اسقدر بان مارنے میں شوخی کی کہ بروقت لانے خوانہاے خاصہ کے ایک بان سراچۂ حرم سرا میں پہونچا خوان طعام کا شعلۂ بان
سے گر پڑا چونکہ تازہ توپخانہ حیدرآباد سے آیا تھا اوسکا غلغلہ حرم سرا تک پہونچا بہادر شاہ کا عرق حمیت حرکت میں آیا
آراستگی صفوف میں مصروف ہوا بدستور سابق شاہزادہ معز الدین اور خانجہان بہادر کو ہراول اور سید عبد اللہ خان کو

جنداول اور دیگر امرا کو جرانغار اور برانغار پر مقرر کرکے اور خواجہ ابوالمکارم وغیرہ کو قول مین اپنے ہمراہ لیکر میدان کارزار
جا کھڑا ہوا سرداران ابوالحسن نے بہیر کو چار حصہ کرکے دست راست کو بھیجے اور کلان توپون کو گودال پڑالکر بعض کو مٹی کے
نیچے پوشیدہ کیا اور فوج کے تین حصہ کرکے ایک کو ہراول کے مقابل اور دوسرے کو التمش کے روبرو اور تیسرے کو سید عبداللہ خان
کی لڑائی پر معین فرمایا دریاے جوشان کی طرح بہادر شاہ کی فوج پر حملہ آور ہوئے ہنگامۂ دار و گیر بلند ہوا سرداران دکھن نے جرأت کی
کہ افواج شاہی کے دل تنگ ہوگئے آخر شاہزادہ معز الدین اور ہمت خان ولد خانجہان بہادر اور اعتقاد خان ولد جملة الملک اسد خان نے
اچھے تردداتظاہر کیے اور سید عبداللہ خان نے بعد جراتہاے بے پایان کے فوج مقابل کو ہٹا کر سرداران یمین و یسار کی
مدد کی دو پہر تک جنگ و جدال رہی زوال کے بعد دکھنی فرار ہوئے بہادر شاہ نے بنگاہ تک تعاقب کیا اور غلغلۂ عظیم لشکر دکن مین برپا ہوا
شیخ منہاج نے دو سوار زبان دراز شاہزادہ کے پاس بھیجے پیغام دیا کہ سلاطین گذشتہ کو آبرو طرفین کا حفظ و پاس تہا جو لڑنے کو تو مرد دن سے
لڑتے ہین مگر حفظ ناموس کا پاس رکھتے ہین لہذا اسقدر توقف کرنا ضرور ہے کہ یہان سے ناموس اپنا کرین معز الدین نے بعد اجازت والا کے لشکر کو غارتگری
سے باز رکھا دکھنیون نے اپنا ناموس جا محفوظ مین پہونچایا بعد دوجہی بطور اول گرم بازاری جنگ کی حق یہ ہے کہ دو نو طرف
سے مردانگی کا حال ظاہر ہوئی ایک گروہ کثیر مع دو فیل فوج شاہزادۂ معظم سے نیست و نابود ہوے اور فوج ابوالحسن شیخ منہاج
اور رستم راؤ بہمن زخمی ہوئے اور چار پانچ سرداران دیگر نے زخم کاری کہائے ادہر مندراین دیوان بہادر شاہ نے مجروح ہوکر گلہا
تازہ کہلائے اور اوسکا ہاتھی آگے کرکے روانہ ہوئے سید عبداللہ خان باوجودیکہ اوسی وقت اوسکے مُنہ پر دست بان لگا
تہا کسی راجہ کو ہمراہ لیکر فوج مذکور کے تعاقب مین دوڑا اور مندراین کو اونکے ہاتھون سے رہا کیا اور غیرت خان میر بخشی کی
عورت جو مع ایک خادمہ کے فیل سوار تھی کشتہ ہوئی باقی تنے نام و نشان آدمی اکثر مارے گئے افواج دکن شام تک گرم کار
رہی جب شام کی سیاہی ہوئی حیدرآباد کو بھاگ نکلی شام کیوقت سرداران دکن نے بہادر شاہ کو پیغام دیا کہ اس لڑائی مین
خلق کثیر تلف ہوئی بس چاہیے کہ سرداران ہر دو لشکر باہم گرز و زور آزما ہون جسے بخت یاری کرے فتح پائے شاہزادہ نے
قبول نکیا صبح کو جب فوج دکن کے چلے جانے کی خبر ملی شاہزادہ نے شادیانۂ فتح بجوایا اور تعاقب مین حیدرآباد کی راہ لی
جب حیدرآباد کے نزدیک پہونچا بادشاہ نے جو وزیر دکن تہا خلیل اللہ خان معروف محمد ابراہیم سپہ سالار کی طرف سے
اپنے بادشاہ کو بدگمان کیا کہ محمد ابراہیم شاہزادہ بہادر شاہ سے سازش رکہتا ہے بادشاہ اسکی ترغیب سے درپے قتل ابراہیم
ہوا خلیل اللہ خان اس کیفیت کو سنکر بہادر شاہ کے حضور مین سے مورد عنایات ہوا جب یہ خبر ابوالحسن کو ملی نا اختیار
ہوکر بدون مصلحت و صلاح امرا کے اور ہمراہ لینے عیال و اطفال کے بیک ناگاہ مع بعض خدمۂ محل و رضا دیوج جواہرات
کے بہر رات گذرے قلعہ گلکنڈہ کی راہ لی جو شہر حیدرآباد کے نزدیک تہا وہان پہونچکر جا بیٹہا مردم شہر کیا رعایا
کیا سپاہی نہایت عاجز ہوئے بہادر شاہ مع فوج پہونچکر ہنگامہ آراے محشر ہوا ۔ ہزارہا شرفا مع عورات کے بدون فرش
اور چادر کے سراسیمہ قلعہ کو فرار ہوئے دیگر کارخانجات ابوالحسن اور مال تجارت سوداگران کا اوسی طور پر تاراج ہوگئے

پرگاہ او بٹھانے کی مجال نہی - صاحب تاریخ لکھتا ہی کہ پانچ چھہ کرور کی مالیت غارت ہوگئی قبل اسکے کہ لشکر شاہزادہ مین خبر پہونچے شہر کے لوگون نے
دست درازی کی ارباب ناموس نے تمام شیئال و عیال سے جسقدر ممکن ہو سکا ہمراہ لیکر قلعہ مین جا پہونچے صبح نہو ئی تھی کہ شہر پر دوڑ او ٹھے لوٹ گہسوٹ
کے سوا شرفا کی عزت اور ہندو و مسلام کے ننگ و ناموس مین اسقدر فرق ہوا جسکا بیان نہین ہو سکتا ہی چونکہ ہر محلہ و بازار مین لکھو کہا نقد اور مال سرکا
بادشاہی و امرا اور تجار کا پڑا تھا اور فراشخانہ اور چینی خانہ اور صطبل و فیلخانہ شاہی بجا ے خود موجود تھا بروقت غارت قیامت کے آثار ظاہر تھے -
بعد ازان جبکہ فرستادہ ابو الحسن عجز و نیاز کرکے بہادر شاہ کے حضور مین پہونچے اور بہادر شاہ نے غارت گری کو ممانعت فرمائی کسیقدر فتنہ و فساد رفع ہوا
لیکن خلق خدا پر جو کچہ گذرا گذرا عالمگیر بادشاہ اور مادنا وزیر ابو الحسن کی گردن پر وبال باقی رہا اور دفترون اعمال مین ثبت رہا بہادر شاہ نے ابو الحسن پر ترس کہایا ایک کرور بیس لاکہہ
روپیہ سواے سالیانہ کے پیشکش مقرر کیا اور نیز اقرار ہوا کہ مادنا وزیر اور اوسکا بھائی اکنا جو سرمایہ فساد ہین برطرف ہون
اور قلعہ سرم و کہر وغیرہ محالات جو قبضہ عالمگیری مین آئے تھے ممالک محروسہ عالمگیری کو واپس ہوئے چونکہ ابو الحسن بنا بر اقتدار
مادنا برہمن کے جو اس وقت سفر مین رکہتا تھا اوسکے قید کرنے مین تامل رکہتا تھا بعض سرداران عمدہ نے نظر مین کہ یہ دونو برہمن مصدر
فساد ہین ماہ جانی صاحبہ زن ابو الحسن کے پاس رجوع کیا اوسکے اتفاق سے بدون اطلاع ابو الحسن کے اون برہمنون کے نوکرون کو اطلاع
دی کہ تمہارے مارنے کی اجازت ہوی ہی اور اون دونون بھائیون کا سر کاٹ کر شاہزادہ کے پاس معتمدون کے ہاتھ روانہ کیا چونکہ عمدہ
حکم عالمگیر کا تعمیل ہوا بہادر شاہ نے قطعہ عرضی متضمن صلح کے مع دونو سر کے حضور عالمگیر مین بہیجی اوس شدید الغرض نے گو ظاہر مین
قبول کیا مگر باطن مین صاف نہوا سعادت خان کو جو خانجہان بہادر کی دیوانی پر تہا واسطے وصول زر پیشکش کے مقرر کرکے تاکیدی اور حکم
لکھا کہ جلد وصول کرے اور خفیہ بہادر شاہ اور خانجہان کو مطعون و مغضوب فرمایا اسقدر خفا ہوا کہ خانجہان بہادر کو حضور مین طلب فرمایا
باوجود اوسکی اگلی جانفشانیون کے اس ترحم کے عوض مین ہزارون ملامتین کین - چونکہ اعتقاد خان ولد جملۃ الملک اسد خان
وغیرہ دو تین امیرزادگان نوجوان جانفشانیان اور مبالغہ کرتے تھے اور عالمگیر اونکی تربیت کرتا تھا مکرر فرمان عنایتی مین عالمگیر
نے خانجہان بہادر کو لکھا کہ خانہزادان نوعمر شیرخوارہ بہ نسبت ہم سالخوردون کے زیادہ تر شرط جانفشانی ادا کرتے ہین خانجہان
ایسی قدردانیون سے نہایت آزردہ رہتا تھا چاہتا تھا کہ امیرزادگان مذکور کو کسی لڑائی مین اہانت دیوین اور دشمنون کے
مقابلہ مین توقف کرتا تھا - اسی درمیان مین امراے نمکحرام ابو الحسن سے جیب کر عالمگیر کے پاس آنے فتح حیدرآباد کی
طمع دلائی عالمگیر نے اونکے ہمراہ کسیقدر فوج بہادر شاہ کی اعانت کو روانہ کی - اودہر جب تک صلح و جنگ کی تنقیح ہو
فوج ابو الحسن عبد الرزاق خان کی سرداری مین تعینات ہوئی کہ فوج تازہ وارد پر اوٹھہ دوڑی آدہر تو غفلت تھی اور بعد مسافت
کے سبب سے بہادر شاہی فوج بھی مدد کو نہ پہونچ سکی دو تین سردار فوج عالمگیری کے زخمی اور قید ہوئے اور بہادر شاہ نے تا انفصال
جنگ و صلح کے گرانی کا اشتہار دیکر کنار حیدرآباد سے کوچ کرکے پکہر مین آ قیام کیا وہ ساری کارسازیان اور جانفشانیان
جو فوج بیجاپور کے ساتھہ مع تسخیر ملکہاے تازہ کے اس لڑائیون مین ظاہر ہوئین اور جانفشانیہاے سابق جو خانجہان اور سید
عبد اللہ خان سے قبل فتح بیجاپور کے ظاہر ہوئین ہر دو امیر مذکور اور بہادر شاہ بیچارہ باوجود جرأت اور جانفشانی کے محض

اندک ترحم سے جو ابو الحسن اور حیدر آباد یون کے حال پر ہوا اور نیز اونکے شفاعت کی مورد عتاب ہوئے اعاذنا اللہ و جمیع المومنین من الحرص الشدید جب بیجاپور کے محاصرہ کو عرصہ ہوا اور بہادر شاہ اور خانجہان سے ترحم برخلاف مرضی ظاہر ہوا اوسوقت خانجہان بہادر کے عوض مین عابد خان ولد غازی الدین فیروز جنگ کو تحصیل زر پیشکش کے واسطے بہادر شاہ کے پاس روانہ کیا اول خانجہان کو طلب حضور کیا بعد ازان بہادر شاہ کو اپنی رفاقت مین بلایا جب خانجہان حضور مین آیا معظم خان پدر زن شاہزادہ کام بخش کے آدمیون اور خانجہان بہادر کے آدمیون سے جلوخانۂ بادشاہی مین بروقت گذرنے پالکی سواری کے خانہ جنگی عظیم برپا ہوئی بادشاہ نے خانجہان بہادر کو واسطے فہمائید اونکے مردم کے اور حیلہائے حضور کو مردم معظم خان کے فہمائش کو بھیجا خانجہان تو بادشاہ کی ناقدردانی سے نہایت آزردہ تھا در بار سے نکلتے ہی چونکہ معظم خان کو اپنی بہادری اور جانفشانی کے روبرو ہیچ سمجھتا تھا حکم دیا کہ معظم خان کی بازار لوٹ لو بادشاہ اس حرکت سے منغص ہوا خانجہان کو قلعہ سنستی متعلقہ جاٹ کی مہم کو دکن سے اکبر آباد کیطرف بھیجا جب بعد مہم حضور مین واپس آیا دوبارہ حیلہ کرکے منصب سے معزول اور تغیر جاگیر فرمائی بیچارہ اسی قدردانی کی شکر گذاری مین گذر اوقات کرنے لگا اس عبارت سے حضرت کی قدردانی اور سلیقۂ جہانبانی اور دینداری اور پاس عہد صاف ظاہر ہے

نہضت کرنا عالمگیر کا تسخیر حیدر آباد پر

فتح بیجاپور کے بعد پیش خانۂ عالمگیری زیارت مزار سید محمد گیسو دراز کی شہرت سے نکالا گیا آخر محرم مین سعادت خان ہو سزاول تحصیل پیشکش کو لکھ بھیجا کہ ما بدولت فتح حیدر آباد کا ارادہ رکھتے ہین جلد عازم ہونا ہے پس لازم ہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو زر پیشکش وصول کرے قبل ہمارے پہونچنے کے روپیہ وصول کر لیوے اگرچہ دو تین مہینا اس سے پیشتر بموجب التماس بہادر شاہ کے حسب مذکورۂ بالا فریب کے لیے خلعت و جواہر بھیجا گیا تھا مگر خاص و عام جانتے تھے کہ اس پیشکش سے بادشاہ کی آتش حرص تو بجھیگی محض ابلہ فریبی ہے جب سعادت خان حسب الحکم اخذ زر مین تاکید کرنے لگا اور سلطان ابو الحسن کو درصورت اطاعت او استرضائے عالمگیر کے امیدوار محافظت غضب بادشاہی سے کیا تھا بیچارہ نے کہا کہ بالفعل نقد روپیہ موجود نہین زر کے عوض مین جواہرات حوالہ کرتا ہون اور نو عدد خوان جواہرات کے سربمہر مع فرد تعداد بلا تعین قیمت اور تحریر جبرہ کے بطور امانت بھیجا پیغام دیا کہ دو تین روز مقیم رہے اگر کچھ نقد بھی میسر ہوا مقیم جواہر کو سررشتہ دار جواہر خانہ کے ہاتھ بھیجا جاگا اور بعد تعین قیمت کے سعادت خان نقد و جنس عالمگیر کے حضور مین مع عرضی مشعر اطاعت ابو الحسن کے روانہ کرے اور سلطان ابو الحسن کو قبض الوصول لکھدے خیر دوسرے روز ابو الحسن نے چند بہنگی میوہ کی عالمگیر کو روانہ کین سیادت خان جو تعلیم یافتہ حضرت عالمگیر اور نہایت پر مکر و تدبیر تھا جواہرات مرسلہ ابو الحسن کو جو امانت تھے میوہ اسکی بہنگیون مین رکھکر روانہ حضور کردیا دو تین روز نگذرے تھے کہ کوچ شاہی کی خبر بارادۂ تسخیر گولکنڈہ کے ابو الحسن کو ملی اور مشہور ہوئی اوسوقت ابو الحسن نے سعادت خان کو کہلا بھیجا کہ ہمنے جواہرات فقط حفظ ناموس اور امید الطاف مین بھیجے تھے جب حضرت کو ہماری بیخ کنی منظور ہے تو ہمارے خوان جواہرات واپس دیجیے سعادت خان نے درجواب کہلا بھیجا کہ وہ جواہرات تو سربمہر

میوہ اسبہ کے روانہ حضور کر دیے آب ہماری جان فدائے ولی نعمی کے واسطے حاضر ہی اس گفتگو مین بڑا طول ہوا بعض آدمی
تعینات ہوگے کہ جسطرح ممکن ہو سعادت خان سے جواہرات حاصل کرین دو ایکروز یہ شورش رہی بعد ازین سعادت خان نے
پیغام دیا کہ درحقیقت یہ امر حق بجانب تمھارے ہی مگر مینے بموجب حکم اپنے مالک کے یہ فریب کیا ہان میری جان مل سکتی ہی
لیکن اوسمین یہ ہی کہ اگر تمنے مجھے مارڈالا تو عالمگیر کو تمھاری سرزنش کے واسطے میرے خون کی دستاویز ہوجائیگی ورنہ جب
تک بندہ زندہ ہی بادشاہ کو اس عزم سے باز رکھکر آپ کی خدمتگذاری مین کوتاہی نکریگا۔ ابو الحسن نے اس لجاجت سے پیچھا
چھوڑا بلکہ طلب کرکے اور بھی مشمول عاطفت فرمایا اور خلعت و جمدہر مرصع الماس وغیرہ اشیا لطف کیا انہین دنون مین
ایکروز حیدر آباد کے فضلا دربار ابو الحسن مین حاضر تھے عالمگیر کی دین پروری کا مذکور ہوتا تھا علماے مجلس نے کہا
کہ عالمگیر نے جو گھوڑے بادشاہ ایران نے بھیجے تھے براہ تعصب ذبح کراکر فقرا کو تقسیم کر ڈالے یہ کون شرعی امر تھا۔
ہان حظ نفس کا پابند ہی اگر زندہ گھوڑے فقرا کو دے ڈالتا البتہ فیض رسانی خلق خدا تھی سعادت خان متصدی
نے اپنے بادشاہ کیطرفون سے اسکے جواب مین تاویل کی وہ یہ کہ جب گھوڑے ملاحظہ ہوئے اوسوقت کلام اللہ
پڑھتا تھا گھوڑون کے اشتیاق مین چاہا کہ معتاد معینہ سے کلام مجید آج کم پڑھے دوسرے روز اوسکا معاوضہ ہوجائیگا
ناگاہ آیۂ کریمہ جو کہ سلیمان نبی علی نبینا و علیہ السلام کے حق مین درباب تماشاے گھوڑون کے اور مشغول ہونا نماز سنتی سے
اور بر وا اپنے نماز واجبی سے نسبت انہماک اونکے ملاحظہ کے اور بعد تنبیہ امر مذکور کے ذبح فرمایا گھوڑون کا لکھا ہی نظر پڑے
لہذا حسب حال اپنے سمجھکر بموجب اوسکے عمل فرمایا باقی مردم دنیوی جو کچھہ جانین کہین علماے حاضرین نے کہا کہ اگر ایسا ہوتا
امراے ایران کے دروازون پر گھوڑے ذبح کرانا کیا ضرور تھا سعادت خان نے اسے بھی جھوٹ بیان کرکے کہا کہ اصل یہ ہی
کہ شاہجہان آباد کی نئی تعمیر ہوئی ہی اور ہر امیر نے ہر محلہ مین اپنے واسطے جدا مکان بنایا ہی دوسرے اگر ایک جگہ سب گھوڑے
ذبح ہوتے ہجوم ہوجاتا اکثر ضعیف ناتوان محلات کے جنکو وہان پہونچنا مشکل تھا محروم رہجاتے اور بڑے تردد سے اوس
گوشت کو حاصل کرسکتے لہذا حکم ہوا کہ محلہ وار دو ایک ایک گھوڑا ذبح ہو اخبار نویس حیدر آباد کے لکھنے سے جب یہ تقریر
سعادت خان کی عالمگیر نے سنی نہایت راضی ہوکر تحسین فرمائی گلبرگہ سے حیدر آباد کو پیش خیمہ روانہ کیا سلطان ابو الحسن نے
اس خبر سے وحشت کھائی عرضی شفاعت اور عذر تقصیر اور اظہار فرمان برداری کی روانہ کرکے نہایت درجہ مسکینی اور لجاجت
ظاہر کی مگر اس سنگدل نے کچھہ نہ سنا لڑائی کو مستعد ہوا اس بد افعال کے نتایج راے کہان تک تحریر ہون جیسا کہ باپ کا
قید کرنا اور پسران فرمان بردار کا حبس فرمانا بھائیون کا قتل کرنا اور درویش سرمد کو دل ریش کرنا غرض کہ اس حرص دنیا کو
دینداری ظاہر کرتا تھا اور بموجب آیہ اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم کے بیرون از شمار ہین کسقدر تحریر ہوتے ہین۔
حضرت نے ایک فرمان اس مضمون کا ابو الحسن کے نام صادر فرمایا کہ تقصیرات تمھاری بے پایان ہین اول یہ کہ کافر کو اقتدار دیا
فضلا کو مغلوب بنایا علانیہ بادہ خواری سے بدمستی کفر و اسلام ظلم و عدل سے بیخبری فسق و عبادت سے بیہوشی کرتا

اونکا فرجی کی اعانت پر مصروف ہی باوجود نصایح سلطانی کے ایک لاکہ ہون سبہا کو بہیجین باوجود ایسی تقصیرات کے
اسید والطاف و کرم زیبان کیا عقلی مین سنگاری ممکن ہے غرضکہ قصور معدود نابت ہے ع زہی تصور باطل زہی خیال محال + — القصہ ابو الحسن نے
مایوس ہوکر عزم پیکار کیا فوج کی درستی کی شیخ منہاج ورشزہ خان اور مصطفے خان معروف عبد الرزاق لاری وغیرہ سرداران
باقی کو رخصت کیا جب عالمگیر حیدرآباد کے دو منزل ادہر پہونچا سرداران حیدرآباد دور سے نمودار ہوئے چونکہ فوج عالمگیری
حیدرآبادیون سے دس گونہ زیادہ اور سامان جنگ بہی علی ہذا القیاس تہا اونکی سعی سے کچہہ نہو سکا- غازی الدینخان فیروز جنگ
نے جوکہ بعد فتح بیجاپور کے قلعۂ ابراہیم گولکنڈہ کی تسخیر پر مامور تہا کلید طلائے مژدہ فتح قلعۂ مذکور کے بہیجی اور یہ بہی معلوم ہوا
کہ حسب الطلب خان محمد کو روانۂ حضور ہوا عالمگیر نے قلعۂ گلکنڈہ سے ایک کوس ادہر پہونچکر خیمہ برپا کیا افواج دکن نے جمع ہوکر
شورش برپا کی بعض امراے رکاب اونکی تادیب کو مامور ہوئے اپنی طاقت بہر لڑکر فرار کرکے جس جگہ مناسب تہا منزل کی
جب فیروز جنگ آپہونچا مورچون پر ایک امرا نامزد ہوا نقب کہودنے اور مورچہ باندہنے اور تقسیم فوج کو حکم ہوا اس روز عابد خان
پدر خان فیروز جنگ نے اوبی کے عوض مین جو کسی مسجد حیدرآباد مین نام پاک اسد اللہ غالب کو چاہتا تہا اوک خنجر سے محو کرے
گولہ کے ضرب سے اوسکا دست راست اوڑگیا اور دو روز کے بعد عدم کو چل بسا سلطان ابو الحسن چونکہ بہادر شاہ کو اپنے
حال پر رحیم جانتا تہا اوسکی طرف رجوع کرکے پیغام محبت مع تحفہ و ہدایا کے بہیجکر عرض کیا کہ میرے قصورات معاف ہوکر جان کی
امان ملی بہادر شاہ بہی چاہتا تہا کہ ہر دو صورت فتح و جنگ مین علی الرغم اعظم شاہ اور فیروز جنگ کے ابو الحسن کے ساتھہ
مصالحہ یا فتح قلعہ انجام کرے لہذا باب گفتگو سلطان ابو الحسن سے مفتوح رکہتا تہا اعظم خان وغیرہ غمازون نے یہ احوال حضور شاہی
مین بڑے چرب و اثبات سے ظاہر کیا اور بہادر شاہ اور اوسکی بی بی نور النسا بیگم وغیرہ رفقا کیطرف سے بادشاہ کو بدگمان
کردیا تہا اسی وقت مین داروغہ پالکی خانہ وغیرہ کارخانجات بہادر شاہ نے عرض کی کہ سواری ہاے حرم کی فیل خانہ سے
دور اور مردم قلعہ گاہ گاہ مورچون پہ دوڑ پڑتے ہین مبادا کسی طرح کا چشم زخم ناموس سلطانی مین پہونچے بہادر شاہ نے
فرمایا کہ سواری زنانہ کو دولتخانہ کے نزدیک لاوین محمد اعظم شاہ اور فیروز جنگ وغیرہ مخلصان اعظم شاہ نے عالمگیر کو خبر لگائی
کہ شاہزادہ بہادر شاہ ابو الحسن سے ملا چاہتا ہی عالمگیر کی عقل ماری پڑی نہ سمجہا کہ اگر سازش بہی ہوگی کیا ضرور ہی کہ اپنے
تئین محصور کرے بلکہ اوسکی افواج طلب کرکے اوسکے سر پر نہ دوڑے پس غضبناک ہوکر حیات خان داروغہ غسل خانہ بہادر شاہ
اور خواجہ ابو المکارم رفیق شاہزادہ کو بلاکر جنہین اپنا مرید صادق سمجہتا تہا استفسار حال کیا دونون نے یہی عرض کیا کہ
بہادر شاہ بجز اوسکی شفاعت تقصیر کے دوسرا ارادہ نہین رکہتا تاکہ قلعہ کی تسخیر ہوجاے باقی اندیشۂ فاسد کوئی نہین پس
ہم لوگ کیونکر مرشدزادہ کے حق مین کوئی اتہام کرین ہرچند دلائل موجہ بہی بے جرمی شاہزادہ کے ذہن نشین کیے مگر
اس باطن کے دل سے شبہہ نمٹا آخر بہادر شاہ کو جیسا کہ سابق مین مذکور ہو چکا ہی طلب کرکے ناحق قید کیا اور نور النسا بیگم
اور اوسکے فرزندان ارجمند اور خواجہ سرا وغیرہ رفقا کو نہایت ذلت و خفت مین مدتون محبوس رکہا اور کل کارخانہ

شاہزادہ مذکور کے ضبط کرکے اپنے سرکار مین داخل کرلے اور منصب چہل ہزاری چہل ہزار سوار جسمین ہفت ہزار دو اسپہ سہ اسپہ
سوار تھے اور دس کرور روپیہ انعام تھا برطرف کرکے دوسرے ارباب تنخواہ کو عطا فرمایا گیا اول روز نور النسا بیگم زوجہ بہادر شاہ کو
فرمایا کہ بیرون ضبطی اموال کے مقید ہو تیسرے روز خواجہ سرا یاقوت نام جسنے آخرکار محرم خان کا خطاب پایا تھا مامور ہوا کہ نور النسا بیگم
کو جسطرح جو لباس پہنے ہو جس مکان مین کہ خیمہ فرش قیدیون کے لایق ہو زندانی کرے اور اوسکا کارخانہ مع زیورکان و گردن کے
ضبط سرکار کرے خواجہ سرا نے جاتے ہی سخت کلامی کی بیگم نے درشتی سے کہا کہ بادشاہ میرا باپ ہے عزت اوسیکی بخشی ہوئی ہے اوسے
کچھ عذر نہین مگر تجھے کچھ خوف نہین کہ اسطرح کلام کرتا ہے بادشاہ اس خبر سے نہایت غضبناک ہوکر بہادر شاہ کی بہن نے شفاعت کی
کچھ سود نہوا حکم دیا کہ خورد و نوش سے بھی ایذا پہنچاوین بہادر شاہ پر روزمرہ سختی ہوتی تھی مدت کے بعد پیغام دیا کہ اقرار تقصیر کرکے
عذرخواہ ہو بہادر شاہ نے عرض کیا کہ اگرچہ درگاہ الٰہی اور نیز پدر کے حضور مین ہر طرح پر گنہگار ہون لیکن ظاہر کوئی قصور اپنے ذمہ نہین پاتا
جسکا اقرار کرکے عذرخواہ ہون اس جواب تاسر صواب سے بادشاہ کے اور بھی نمک مرچ لگ گیا تبدیل پوشاک اور حجامت و آب سرد
و نان گرم وغیرہ سے بھی ممانعت کی اور نور النسا کو بھی مقید کیا اور اس نیت سے کہ خواجہ سرا مذکور نور النسا کی تہمت بیان کرے
حکم شکنجہ صادر ہوا ہر چند بہت سی تکلیف و اذیت دی گئی مگر اوسنے بجز حرف راست حقیقت شاہزادہ اور نیز جرمی نور النسا کے
کچھ نکہا جب اوسکے ہلاکت کا وقت قریب آیا تب ہاتھ اوٹھایا اور میرزا شکر اللہ نور النسا بیگم کے چچا کو بھی تہمت لگا کر قید کیا اور
تین چار خواجہ سرایون کو انواع انواع شکنجہ وغیرہ کی سزا ملی لیکن شاہزادہ اور نور النسا بیگم کا جرم کچھ ثابت نہوا اور وہ رہا ہوئے
محمد ابراہیم سپہ سالار سلطان ابو الحسن جسکی طرف سے بدگمان ہوکر ابو الحسن کا قاصد قتل ہوا تھا اور وہ شخص بدرجہ لاچاری بہادر شاہ
سے رجوع ہوکر ملازم عالمگیر ہوا تھا منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور خطاب مہابت خانی سے سرفراز ہوا اور مورچہ خان
فیروز جنگ وغیرہ بہادرون کے اہتمام سے آہستہ آہستہ آگے بڑہتا تھا ایکروز غازی الدین خان مورچہ بڑہانے کی فکر مین تھا شیخ نظام
اور مصطفے خان معروف عبد الرزاق لاری وغیرہ نے مقابل فوج بادشاہی کے حرکت کی دار و گیر عظیم برپا ہوئی کشور سنگہ ہاڑہ زخمی
ہوکر گھوڑے سے گرا جب تک راجپوت اوسکو دکھنیون کے ہاتھ سے بچاوین مقتول ہوگیا چند نفر دکھنی بھی مجروح اور مقتول ہوئے
دکھنیون کا اسقدر ہجوم تھا کہ باوجود غلبہ بادشاہی کے کچھ کام نبن سکا اوتھون نے اپنی لاشین میدان سے مع چند لاش
مردم بادشاہی کے حاصل کرلین آخرکار بہادران ایران و توران و افغان کی لجاجت سے راجپوتیہ وغیرہ فوج ابو الحسن کے قلعہ کو دا
ہوگئے اکثر اوقات اس مابین مین محصورون سے عمدہ دلیری اور جوانمردی ظاہر ہوئی لیکن بخت بدی پر تھا کچھ کام نہ آتا تھا
عالمگیر نے یہ چال کی کہ رفقاے ابو الحسن کو تالیف قلوب اور وعدہ ترقی منصب سے اپنی طرف رجوع کرلیا اور اون لالچیون نے بھی طمع
دنیوی مین اوس بیچارہ کی رفاقت ترک کی کسیقدر شریک تھے کہ آخرکار ہر ایک اوٹھ آئے چنانچہ شیخ نظام نے بعد ملازمت عالمگیر
مقرب خان کے خطاب اور شش ہزاری پنجہزار سوار سے سرفرازی پائی اور اسیطرح شیخ منہاج وغیرہ نے مستفیض درگاہ شاہی ہوکر مناصب
ارجمند حاصل کیے منجملہ نوکران ابو الحسن کے عبد اللہ خان افغان اور عبد الرزاق لاری نے آخر وقت تک ساتھ دیا اگرچہ آخرکو

عبداللہ خان بھی برگشتہ ہوا لیکن حق تو یہ ہے کہ روز تسخیر قلعہ تک یہ شخص شفیق رہا اور مدد کو بھی وہ شجاعت دکھلائی
کہ باید وشاید انشاءاللہ بیان ہوگا نامہائے مردمان ابوالحسن جو کہ باوجود محصوری کے ظاہر ہوئے اور جو سفاہت اوسکی عالمگیر سے
وقوع میں آئی وقائع نعمتخان عالی اور نیز ہاشم علیخان خافی کی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے بالجملہ محاصرہ کو طول ہوا بارش تیر و تفنگ سے
مورچال عالمگیری کے آدمیون کی زندگی دشوار تھی باروت کے دہوئین سے رات دن مین فرق نہین ہوتا تھا کوئی دن نہ تھا کہ
کہ ملازمان عالمگیری مجروح اور تلف نہون ایک مہینے چند روز کے بعد بڑی کوشش سے مورچہ خندق کے کنارے پہونچا عالمگیر
عجیب الافعال نے خندق پر کرنے کو ارشاد فرمایا اول خود وضو کر کے اپنے ہاتھ سے کیسہ دوخت کیا تاکہ اوسمین خاک بھری جاوے
اونہین تھیلیون سے دمدمے طیار ہوئے اور نیز توپین لگائی گئین گرانی غلہ اور کاہ سے وہ نوبت ہوئی کہ مقدور والون سے
چھکے چھوٹ گئے غریبون کا کیا حساب بیان مین آوے بنی نوع کی جان گئی بلاے وبا کی بھی دوچار ہوئی اکثر آدمی بھوک پیاس
سے بے بس ہو کر ابوالحسن کے پاس گئے اور بعض پوشیدہ منافق ہو کر غرض نفسانی کو محصورین کی اعانت پر متوجہ ہوئے آخر
اور انجام کو رسوائی نصیب ہوئی اور سزا کو پہونچے چونکہ کوئی کام پیش نجاتا تھا آخر کار اعظم شاہ کو جسے بسبب نفاق بہادر شاہ
عالمگیر نے اوجین اور اکبرآباد کے بندوبست کو رخصت کیا اور شاہزادہ برہانپور تک پہونچا تھا پھر طلب فرمایا اور روح اللہ خان
بھی جو عہدہائے کار طلب مین سے بیجاپور کے بندوبست کو چھوڑا گیا تھا مطلوب حضور ہوا تین مہینے کے بعد خان بہادر فیروز جنگ
رات کیوقت کمندون کے وسیلہ سے حد تک فصیل قلعہ پر پہونچا حارسان قلعہ نے خبردار ہو کر سر رشتہ حیات اونکا کاٹ دیا
جسوقت مردان کارگذار متوجہ عروج قلعہ تھے حاجی محراب نامے جو مقرب عالمگیر تھا خان فیروز جنگ کی جانفشانی دیکھکر بلا لحاظ
انجام کار دوان دوان حضور مین آیا بادشاہ سجدہ مین تھا کہ اسنے مبارکباد عرض کی فیروز جنگ کی طرف سے بھی پیغام فتح
قلعہ پہونچا اور بادشاہ سراسر وقار نے بھی بمجرد استماع شادیانہ بجانے کو حکم دیا اور حکم سواری واسطے تماشا کے صادر ہوا۔
اسی وقت مین اصل خبر پہونچی کہ غازیان دولت کو چشم زخم عظیم عاید ہوا خان فیروز جنگ کی ناکامی ہوئی اس لطیفہ سے بادشاہ
اور حاجی محراب خجل ہوئے۔ جاسوس خبر لائے کہ چونکہ قلعگیان خفتہ بخت کی بیداری سگ بیدار کے وسیلہ سے ہوئی تھی
ابوالحسن نے اوس سگ وفاپرست کو قلادہ مرصع اور جل زربافت عطا فرمائی اور دیگر نوکران نمک حرام پر تفوق دیا۔ ماہ شعبان
کے وسط مین بشدت تمام پانی برسا مورچال والون کی بلاے جان نازل ہوئی دمدمہ وغیرہ ساختۂ فیروز جنگ نقش برآب ہوئے
عین طغیانی نہر اور شدت باران مین متحصنان خصوص عبدالرزاق لاری نے باہر آ کر خوب آب تیغ زنی کی باڑہ دکھلائی سلیم خان حبشی
جو جملہ شجاع مین سمجھا جاتا تھا ہاتھ پیر ملا کر کسی گڈہے مین جا چھپا اور صف شکنخان جو بہ نسبت دوسرون کے کسیقدر تسخیر
قلعہ مین زیادہ تر تدبیر کرتا تھا قبل پہونچنے مصطفی خان عبدالرزاق لاری نے دو زخم کاری کھا کر اپنی جان سے ہاتھ دہو
مجروح ہو کے خیمہ مین کیچڑ سے لت پت پڑا تھا جمشید خان کوچۂ سلامت کی راہ جاتا تھا کہ گرفتار ہو گیا جلال چیلہ جو جملہ
مہربان قدیم الخدمت عالمگیر سے تھا اور جسکا خطاب سربراہ خان ہوا تھا مع دیگر بارہ منصبداران کے ابوالحسن کے قید مین گیا

اس خبر سے حکم ہوا کہ حیات خان داروغہ فیلخانہ ستر اسی ہاتھی لیکر راہ نالہ اہل ہورجال کے مدد کو جاوے ہر چند موجب حکم
ہاتھیون کو نالہ کے کنارے لیگئے لیکن طغیانی کے سبب سے کسیکے پیر نہ جمے کہ پار ہو تین پہر رات گذرنے تک حیات خان اسی
گرداب حیرت مین پہنسا رہا آدہی رات کو خیمہ مین لوٹ آیا بہادران قلعہ نے قیدیون کو ابوالحسن کا دربار دکھلایا سلطان نے اونکو
تین چار روز ہر ایک کی مہمانی و جاگیر غیرت خان اور سربراہ خان کو خلعت مع گھوڑون کے دیکر مرخص کیا مگر اول سربراہ خان
کو قلعہ کی سیر کرادی تھی کہ دیکھے اسقدر غلہ اور جنس اور توپخانہ اور باروت وغیرہ ضروریات جنگ و جدال موجود ہین اور عرضی
مع پیغام زبانی جسکا مضمون ایک ہی تھا حوالہ کیا اور جلال کو بادشاہ کے سر مبارک کا پابند کرکے سوگند کا پابند کرکے کہدیا کہ
ابلاغ پیام مین قصور نکرے جب یہ لوگ واپس آئے غیرت خان کو جو ہزاری منصب دو سو سوار تھا پانصدی منصب بلا اخطاب
بحال رکھکر بنگالہ پر تعینات کیا اور سربراہ خان کے نسبت حکم ہوا کہ غلامونکا کام بھاگنا ہے عزل خطاب سے معتوب کرکے فرمایا
کہ منصب ذات اس بدذات کا جو چار صدی ہے بحال رہے۔ ابوالحسن کی عرضی نہایت غرور سے خان فیروزجنگ کے پاس
پہونچی تاکہ انتخاب کرکے جو کچھ لایق عرض ہو التماس کرے جلال نے جب ادائے پیام کو عرض کیا حکم دیا کہ پہر رات گذرنے پر
بوقت خلوت عرض کرے خلاصۂ عرضی اور پیغام کا یہ تھا کہ بندہ اپنے تئین جملہ بندگان درگاہ سے جانتا ہے اگر کوئی خطا ہوئی ہے تو
امیدوار ہون کہ عفو فرمائی درصورتیکہ قلعہ مفتوح بھی ہوا حضرت شاہجہان آباد کو معاودت فرماکر اس ملک کو کسی بندۂ درگاہ
کے تفویض فرماوینگے پس مجکو وہی بندہ خیال فرمائیے دوسرے جسکو یہان پر مقرر فرمائیے گا یہان کے حاصلات سے زیادہ
اپنے منصب اور ہمراہیون کے لیے طلب کریگا اور علاوہ اوسکے اور روپیہ سرکار والا سے طلب کریگا تب یہ ملک آباد ہوگا شاید کہ
سات آٹھ برس مین معموری کی نوبت ہو۔ بندہ جو کچھ کہ پیشتر درگاہ مین پہونچایا کرتا تھا اب بھی پہونچاویگا علاوہ اسکے
جب معاودت ہو ہر منزل مین جسقدر کوچ ہو تعداد کروہ سفر فی کوس لاکھ روپیہ تسلیم سرکار کرون اور نیز فی یورش کہ قدم
مبارک زیر حصار آیا ہے کسیقدر نثار اور تصدق ادا کرون اور یہ کل خدمات بنظر خون ناحق مسلمانون کے ہے اور نیز یہ کہ بادشاہی
ملازم اس سے زیادہ اپنے بال بچون سے جدا رہین لہذا اگر التماس بندہ کا مقبول ہو اور یہ ارادہ ہو کہ اور بھی ملازمان درگاہ
تضیع اوقات کرین نظر بر رفاہ خلایق پانچ چھ سو ہزار من غلہ جسکو جلال چیلہ انبار خانہ مین دیکھ گیا ہے حضور مین ارسال کرون
جب یہی مضمون جلال کی زبانی بھی گوش گذار ہوا در جواب مین چند لغویات شاہی بعض ازین سے یہ تھین کہ اگر ابوالحسن میرے حکم سے برخلاف نہین تو
دست بستہ حاضر ہو بعدہ جو مقتضائے وقت ہوگا تعمیل کی جاویگی اوسکے صبح کو علی الرغم ابوالحسن متصدیان ہرا سکے
نام حکم جاری ہوا کہ پچاس ہزار کیسہ کرپاس جسکا طول دو درعہ اور عرض ایک درعہ ہو مع مصالح قلعہ گیری کے روانہ حضور کرین کہ
پہر نئے سر سے خندق بھر جاوے اس خبر کے سننے سے عاجزون کی زبان پر صادر ہوا کہ یہ کیا عقل و دانائی اور مسلمان کشی
اور رسوائی ہے کہ کیسا آوین اور خندق بہرا جاوے کیون ابوالحسن کے بموجب التماس غلہ کی درخواست نہین کرتا کہ اوسکے سلسلے
سے ہماری زیست ہو اور غلہ کے تھیلون سے خندق بہرا جاوے ۱۹ شعبان کو عرض ہوا کہ نقب طیار ہے باروت وغیرہ

کچھہ گئی آگ بتلانے کی دیر ہی حکم ہوا کہ اول بہادران مورچال یورش کرین تاکہ محاصرین فصیل قلعہ پر مدافعت کے واسطے جمع ہون
تب آگ لگائی جاوے ادہر عبد الرزاق لاری نے جب ادہر کے سرنگون کی خبر پائی ہر سہ نقب کے مقابلہ مین سنگ تراشون سے زمین کہود کر
ایک سرنگ کی باروت و فتیلہ اندر ہی اندر نکال لیگیا اور دوسرے نقبون سے کسیقدر باروت نکال کر باقیماندہ کو پانی سے کیچڑ
کر دیا کچھہ جو بچے اسطرف تھے جب آگ دی ادہر تو زور بچلا پانی کی نمی تھی ادہر کے رخ شعلہ اور نکلا مردم مورچال اور نیز
تماشائیان فوج عالمگیری جو کھڑے تھے جل گئے اور بقدر دو زمین سنگلاخ نے اوڑکر اکثر آدمیون کے سر پر خاک ڈالی ادہر کے
آدمی مطابق سنہ عدد ہجری کے آوارۂ صحرائے ادبار ہوئے آو سوقت سنہ ۱۰۹۸ ہجری تھے ادسمین سے ایک گروہ نامیون کا
مارا گیا جب دہوان بیٹھا کمین رخنہ نظر نہ آیا کہ ارادہ بالا روی کرین بلکہ بسبب ہلاکت اسقدر فوج کے عجب طرح کی سراسیمگی
عاید ہوئی اور دکہنی باروت کا دہوان تو پیار وطرف سے گھرا ہوا تھا کسیکو سجہائی تو دیتا نتھا محصورین نے فرصت غنیمت جانکے
قلعہ سے نکل مورچہ پر آ باقیماندون کی جان پر آفت ڈہائی جب بادشاہ نے یہ معرکہ سنا حکم سزا صادر فرمایا بڑی سعی سے لوگون کے
پیر باوجودیکہ بہت سے نے سر ہوگئے مورچے پر گڑے رہتے ہنوز مردم شاہی نے جا گرم نکی تھی شہیدون کے حساب مین مصروف
تھے کہ قلعہ والون نے دوسری نقب مین آگ دی ہزار کنگرہ بہتر فوج غازی کے سر پر آن ٹوٹے زخمیون کی ہائے ہوے
چرخ برین تک پہونچی کر وبیون کے کان کر ہوئے غوغا کے اعداد کے مطابق مقتولون کا شمار ہوا اور پہر بھی محصورین نے چاہا ۲۰۰۰
کہ قلعہ سے نکل کر طرف حصار کے مورچون کو جو چہ مہینے مین طیار ہوئے اور محل اقامت شاہی تہا چہین لیوین مگر خان فیروز جنگ
جا پہونچا تادیب پر کمر باندہی اس رزم مین بھی تعداد کشتون کی خرگاہ سے برابر ہوئی ہر چند فیروز جنگ نے رستمانہ چپقلش
دکھلائین مگر شوخی اعدا کا تدارک قرار واقعی ہو سکا عالمگیر یہ خبر سنتے ہی خشمناک ہوا سواری خاص طلب کر کے مع فوج ظفر موج
تخت روان پر زینت افزائے میدان وغا ہو کر حکم یورش صادر فرمایا باوجودیکہ ایک خواص کا ہاتھہ جو قریب تخت کھڑا تھا گولی کی
ضرب سے اوڑ گیا کچھہ خوف نکہایا حملہ سے نہ ہٹا مردانگی کو ہاتھہ بڑہایا ناگاہ باران رحمت نے حضرت بادشاہ کی رحمت دیکھکر برسنا
شروع کیا شناوران بحر وغا کی غوطہ خوری نے سود ہوئی ہوائے پندار جو حباب وار سر مین بھری تھی پانی کے طمانچہ نے نکالدی
کسیکی جرات نہوئی کہ قدم بڑہا کر آبرو حاصل کرے سیلاب کے امڈاو سے دمدمون کے دل بیٹھہ گئے حتی کہ سواری بادشاہی مع دعائے
ہمراہی کے لوٹی محصورین نے چیرہ دستی کی مورچون پر پہونچکر جسقدر ہو سکا توپین عمدہ گران قیمت اوٹھا لیگئے جنہین نہ لیجا سکے
میخ مار کر خراب کر دیا اور ہزارہا کیسہ خاک کو جسمین اکثر دست مبارک بادشاہ کے دوختہ سے اوٹھا لیگئے سارا کارخانہ لڑائی کا
باطل کر دیا ہر چند خان فیروز جنگ نے بہت کچھہ ہاتھہ پیر ہلائے مگر لا حاصل ہوا فیل خاصہ قیمتی چالیس ہزار کا کثرت بارش اور
ضرب گولہ سے گر گیا شام کے ہنگام ناکام خیمون مین آئے وہ دن بھی ناکامی مین تمام ہوا دوسرے روز پادشاہ عالیجاہ خود سوار ہوا
تیسری نقب مین آگ لگانے کو حکم دیا ہر چند آگ فتیلہ مین دی مگر شعلہ خیز نہوئی کوئی سبب معلوم نہوتا تہا تا آنکہ جاسوسون نے
خبر لگائی کہ محصورون نے قلعہ سے پسینہ زوری کی فتیلہ باروت کی چوری کی بادشاہ کو نہایت خجالت ہوئی ارادہ حملہ

دوسرے وقت پر موقوف رکھا دولتخانہ کو مراجعت فرمائی اس معرکہ مین خان فیروز جنگ نے دو زخم تیر کے کھائے تھے اور نیز دیگر روسانے بھی جراحت پائی تھی فیروز جنگ چندروز سے سرداری سے ممنوع ہوا اخبار جنگ و جدل شاہزادہ محمد اعظم کو ملات سلطان ابوالحسن کا عدم اور وجود یکسان سمجھکر دیوانیان کفایت شعار اور حکام آبادان کار کو ہر جگہ منصوب کیا اور حکم دیا کہ حیدرآباد کو دفترون مین دارالجہاد لکھا کرین عبدالرحیم خان بیوتات کو واسطے احتساب شہر کے مامور کیا اور حکم دیا کہ بعض بیمیات نگار اور بدمذہبیان ابوالحسن کے شہر سے دور کرے اور بتخانون کو منہدم کراکر مسجدین بنوادے ۔ عجب حکایت ہی کہ صف شکنخان و لید قوام الدینخان برخلاف دیگر امراے ایرانی کے قلعہ گیری مین تردد کثیر کرتا تھا ایکروز کسی ایرانی فاضل نے کہا کہ ایک گروہ علما اور مومنین اور سادات کا اس قلعہ مین محصور ہی یہ تیری سعی اور کوشش اونکے اتلاف او خرابی کا سبب ہی اوس بدبخت نے جوابدیا کہ اگر امام حسین بھی اس قلعہ مین ہو تسخیر کرنے سے باز نہونگا یہ کلمہ یہان تک مشہور ہوا کہ خیمہ خیمہ مین چرچا ہونے لگا۔ اس مقولہ سے یہ اتہام کیا گیا کہ محصورین سے متفق ہی پس نظر عالمگیر سے گرکر ساقط الاعتبار ہوا اور اوسکا مال و اسباب ضبطی مین آیا اور بعد چندے معاف ہوکر پھر آتشی کے عہدے پر اس سبب سے کہ صلابت خان وغیرہ نامردی سے معذرت خواہ تھے مقرر کیا گیا ۔ چونکہ عالمگیر ہمیشہ تالیف قلوب دشمنون کی کرتا تھا اور نیز روز بد کا کوئی ساتھی نہین ہوتا اکثر نوکر سید ابوالحسن کے عالمگیر سے رجوع ہوکر منصب لائق سرفراز ہوئے شیخ منہاج اس خبر سے کہ عالمگیری رفاقت کرنا چاہتا ہی قید ہوا غیر عبدالرزاق لاری اور عبداللہ خان ترین افغان کے کوئی شخص سلطان ابوالحسن کے پاس نرہا آٹھ مہینے محاصرہ مین گذرے یہ دونو ایام محاصرہ مین جیسا کہ چاہیے جانفشانیان کرتے رہے مکرر فرمان عالمگیری موعود منصب شش ہزاری شش ہزار سوار مع دیگر عنایات کے عبدالرزاق لاری کے نام صادر ہوئے مگر اوس فانزاد نے راہ رست نچھوڑی بلکہ فرمان والا کو قلعہ کی برج اور فصیل پر کہ مردمان عالمگیری کو دکھلا دکھلا پہاڑ کے نیچے چھوڑ دیا اور حامل خط کے زبانی کہلا بھیجا کہ یہ جنگ نمونہ کربلا ہی عبدالرزاق امیدوار ہی کہ نفس واپسین تک اون بائیس ہزار نامرد کے زمرہ مین کہ امام حسین سے بیعت کرکے آخر کو تلوار مارے نہ آوے بلکہ منجملہ بہتر شہدا کے دنیا و عقبے کی سرخروئی حاصل کرے عالمگیر نے اس جواب سے آزردہ ہوکر ظاہر کیا کہ زہے بدبخت لاری بازاری اور باطن مین اوسکی وفاداری پر تحسین فرمائی ۔ اگرچہ بمقتضاے تقدیر قلعہ گلکنڈہ مسخر ہوا لیکن دونو طرف کے دین و ایمان شجاعت و حیا مروت کا امتحان ہوگیا اور ترددات بیہودہ عالمگیری اور بادشاہ کی کیسہ وزری و ضبوط ہائے خرچ کثیرا اور چاندی ہزارہا حیوان اور انسان تلف ہوئی تھی قلعہ مذکور فتح ہوا مگر طمع اور ترغیب نوکرون ابوالحسن او راونکے ایماداون کی نمک حرامی سے متبضہ ہوگیا

ذکر فتح قلعہ گلکنڈہ اور بقیہ حال ابوالحسن تانا شاہ کا

آخر ماہ ذیقعدہ سنہ ہجری کو روح اللہ خان کی سعی اور رستم خان افغان بیجی کے وساطت سے اور مدد اسمٰعیل جو عبداللہ ترین جو ابوالحسن کا معتمد نوکر اور صاحب اختیار دروازہ معروف کھرکی کا تھا بطمع جاہ مع نوکرون اور فوج کے عالمگیر کے نوکرون سے ملگیا اور بیدولت ہونے پر روح اللہ خان اور مختار خان اور رستم خان اور صف شکنخان نے ایمان اور خواجہ مکارم جیسے جان نثار خان

کا خطاب پایا تھا کہ روبرو دروازہ کھول دیا اور لوگ دروازے اور فصیل سے جوجابجا شکست و ریخت ہوگئے تھے داخل حصار ہوگئے اور شاہزادہ محمد اعظم مع فوج کے دروازہ پر آکر منتظر کشادگی دروازہ استادہ ہوا مردم پادشاہی سیلاب کی طرح سے قلعہ مین داخل ہوئے ہر جگہ پر پہرہ لگ گیا حرم سرا وغیرہ مقام سے غلغلۂ فتح بلند ہوا مصطفےٰ خان عبد الرزاق لاری نے مطلع ہوکر بدون مسلح ہونے کے بمقتضاے شجاعت ڈہال تلوار لیکر اسپ جار جامہ پر سوار ہوکر مع بارہ آدمیون کے مقابلہ کو دردولت ابو الحسن پر حاضر ہوا اوسوقت دروازہ کھلا اور مردم عالمگیری کا ہجوم ہوگیا تھا اوس شیر آہنگ نے بلاخوف اوس جمع کثیر کا مقابلہ کیا رفقا نے بھی کنارہ کشی کی مگر یہ تن تنہا آگے کو بڑہتا اور کہتا تھا کہ جب تک جان ہے رفاقت خداوند نعمت کا ارمان ہے اپنے خون سے بازی کہیلتا تھا چارو طرف سے تیر برستے تھے سر سے پیر تک نخل شگوفہ ہوگیا وہ شجاعت ظاہر کی کہ جسکے سننے سے رستم اور سہراب کے کان کہڑے ہون جنگ کنان اپنے آقا کے دردولت پر جا پہونچا وہان پہ بارہ زخم منکرین سے ایسا زخم کھایا کہ پیشانی کا گوشت لٹک کر آنکھون کا پردہ ہوا آخر دیکھنے سے مجبور ہوا عین اسی حالت مین دوسرا زخم آنکھ پر لگا اور کثرت جراحت سے آنکھ بند ہوگئی کھڑے ہوکر خود داری کرتا تھا اور گھوڑے کی باگ چھوڑدی اپنی احتیاط مین رہا اسپ وفادار نے اوسکے مکان پر پہونچایا اور اوسکے آدمیون نے گھوڑے سے اوتار بستر پر ڈالا ہاشم علیخان خافی محرر تاریخ خود اوس وقت عالمگیر کے لشکر مین حاضر اور اس ماجرے کو دیکھتا تھا لکھتا ہو کہ یہ ایک شمہ ہے اوسکی شجاعت سے مردان کار زار اوسکو سرمشق حسن کارگذاری اور اولیاے نعمت کی خدمتگذاری کا کرکے اپنے کو محبوب قلوب و مورد الطاف خفی و جلی خالق کا کرین بالجملہ سلطان ابو الحسن نے جب اس بایان رنج سے آگاہی پائی اور نالۂ جانکاہ پردگیان حرم سے بلند ہوا ہر ایک کی تسلی کرکے وداع ہوا اور کمال استقلال سے دیوان خاص مین مسند آرا ہوا اور انتظار مہمانان ناخواندہ کرنے لگا کہانے کا وقت نزدیک تھا تاکید خوان آرائی کی کرتا تھا جسوقت کہ روح اللہ خان اور مختار خان مع دیگر امرا کے پہونچے سلام علیک مین سبقت کی مگر دست بر سر نہ لایا داب سلطنت سے باہر ہوا اور غایت استقلال اور خودداری سے ہر ایک کو خوشوقت کیا جب بعد روشن ہونے صبح کے بکاول نے خبر طیاری خوان کی لگائی حاضرین سے اجازت طلب کی اور اونہین بھی تکلیف خورش دی بعض نے انکار کیا اور بعض شریک طعام ہوئے روح اللہ نے ازروے تعجب کے دریافت کیا کہ یہ کون وقت طعام کا ہی ابو الحسن نے فرمایا کہ میرے کہانے کا وقت ہی روح اللہ خان نے کہا مین جانتا ہون لیکن اس حال میں کیونکر رغبت ہوگی جوابدیا جو تم کہتے ہو کہ یہ بات حسب قاعدہ جمہور ہی مگر میرا اعتقاد یہ ہی کہ کسی وقت مین خداے تعالیٰ نظر لطف سے دریغ نہین رکہتا ہو اگرچہ سلسلۂ خاندان داد اور نانا دونو طرف سے باآبرو ہے لیکن چندگاہ خدا کی مصلحت سے حق مین یہ ہوئی کہ اس درویشی مین بسر کیا بعدہ کہ از نظر تفضلات ہوئی دفعۂ واحد مین سلطنت نصیب ہوئی الحمد للہ کہ کوئی آرزو دلمین نہین ہی کہ ورون حاصل کیے اور اب کہ اونھون عطا کرکے لیا اسوقت مین بھی کہ بعض اعمال ناشایستہ کے عوض مین جو ایام سلطنت مین میرے ہاتھ سے ہوئے بنابر تنبیہ و تادیب عنان پادشاہی میرے ہاتھ سے لے لی اوسپر بھی شکر ہی کہ جسقدر ایام حیات میرے باقی ہین پادشاہ

دینداری کے اختیار مین ہین بعد فراغ طعام سواری طلب فرمائی اور بادشاہی شان و تزک سے مالاے مروارید گردن مین
ڈالکر امراے عالمگیر کے ہمراہ روانہ ہوا چونکہ اعظم شاہ نے دروازۂ قلعہ پر خیمۂ مختصر کھڑا کیا تھا اور منتظر تھا اوسکے پاس
لیگئے بروقت ملاقات مالاے مروارید اپنے گلے سے اوتار کر شاہزادہ کے نذر کیا اور شاہزادہ نے اوسکی دلجوئی کرکے عالمگیر کا
حضور دکھلایا اوس طامع نے بھی عزت کی اور یومیہ بقدر معاش ضروری از قسم پوشاک و خوراک و خوشبو کے مقرر کیا بعد چند روز کے
روانۂ دولت آباد کرکے وہان قید رکھا بعد ازان روح اللہ خان وغیرہ متصدی اوسکے جستجوے مال مین مصروف ہوئے اور عبدالرزاق
لاری کی کیفیت سے مطلع ہوکر اوسے طلب کیا اوسے حالت نزع مین چارپایہ پر ڈالکر روح اللہ خان کے پاس لائے —
صف شکنخان شمرخو بے ننگ نے چلایا کہ یہ وہی لاری ناری ہی اسکا سر کاٹکر بادشاہ کے حضور مین لیجانا چاہیے اور دروازہ پر
آویزان کرنا چاہیے روح اللہ خان نے جواب دیا کہ نیم جان کا سر کاٹنا بے اجازت مروت سے دور ہی اور احوال اوسکا حضور
مین لکھا جب عالمگیر نے اوسکی جانفشانی سنی حکم دیا کہ دو جراح ہندی و فرنگی اوسکے علاج پر مقرر ہون اور ہر روزہ
اوسکے حیات کی کیفیت تحریر کرین اور روح اللہ خان کو بلاکر کہا کہ اگر ابوالحسن کا ایک اور بھی ایسا نوکر وفادار ہوتا تو فتح قلعہ
ناممکن تھی جراحون نے بعد معاینہ جراحت عرض کی کہ نشتر زخم بخیہ اور علاج طلب شمار مین آئے ہین سوا اسکے بہت سے ایسے
زخم ہین کہ جسکا شمار نہین ہوسکتا اور اگرچہ ایک آنکھہ چشم زخم سے بچی ہی مگر معلوم نہین کہ دوسرے جراحتون کے تصادم سے
اوسمین نور دیدہ باقی رہی یا نہو اسیر بکر رتاکید علاج صادر ہوئی بعد تیرہ روز کے عرض کیا کہ عبدالرزاق نے آنکھہ کھولی زبان الکن ہے
کسیقدر حرف زن ہوتا ہی امید حیات عنقریب ہی حکم ہوا کہ ہمارا یہ پیغام پہونچاؤ کہ تیری تقصیرات معاف ہوئین اپنے لڑکے
عبدالقادر کو مع دیگر فرزندان لائق کے روانۂ حضور کرے تاکہ منصب سے سرفراز ہون اس پیغام سے اوس بیمار نے کسی حال
نے کہا کہ اول تو امید حیات نہین پر بتقدیر اگر زندگی وفا کرے ان دست و پا باختہ سے کب نوکری کرسکتا ہون بالفرض اگر نوکری
کے قابل بھی ہون تو مجھسے کہ نمک پروردۂ ابوالحسن ہون کب نوکری عالمگیر کی ہوسکتی ہی اگرچہ اس جواب سے بادشاہ کو رنج آیا
مگر انصاف سے آفرین فرمائی اور حکم دیا کہ بعد صحت اوسکی حقیقت عرض کرین اور اوسکا جو اسباب کہ لوٹ سے باقی رہا تھا
اوسے بخشدیا اور اموال ابوالحسن سے اوسٹھ لاکھہ اور اکاون ہزار ہون اور دو کرور تریپن ہزار روپیہ جا بجا چہ کرورانسٹی لاکھہ
اور دس ہزار روپیہ سوا اسکے جواہر اور ظروف مرصع طلا و نقرہ کے ضبطی مین آکر عرض ہوا۔ اس تشخیص ہاشم علیخان سے
معلوم ہوتا ہی کہ نرخ ہون کی اوسوقت مین سات روپیہ تھا اور وزن اوسکا مضاعف اور سونا اوسکا بے غش نسبت
اس زمانہ حال کے ہوگا ورنہ جو نرخ اور وزن ہون کا اسوقت ہی اسقدر روپیہ کا تخمینہ نہین ہوسکتا اور جمع داہی ایکعرب
پندرہ کرور تیرہ لاکہ کسیقدر زیادہ دفتر مین لکھے گئے ملتفت خان جو آخر کو بخطاب امیرخان نامزد ہوا اوسکا نام اصلی میر عبدالکریم
ہی حسنقدران مین سے تھا اسنے قلعہ کے فتح کی تاریخ فتح قلعہ گلکنڈہ مبارکباد کہی — اس قلعہ گلکنڈہ کا استحکام
اور شہر حیدرآباد کی خوبی اور اوس سرزمین کی آب و ہوا کی لطافت اور وہان کے حسن نمکین اور سیر حاصلی کی کیفیت اوس سے

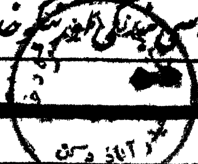
زیادہ ہی کہ اس ذخیرہ مین لکھا جاوے۔ قلعہ خام گلکنڈہ اول بنایا ہوا راجہ دیورائے کا ہی سلاطین بہمنیہ نے اہل اسلام کے
تصرف مین پہونچایا بروقت اختتام زمانہ بہمنیہ کے سلطان قلی نام مخاطب بہ قطب الملک کے جو امراے سلطان محمود
بہمنی سے تھا حاکم گلکنڈہ تھا جب طوایف الملوکی ہوئی مستقل وہان کا حاکم بن بیٹھا اور اوس قلعۂ خام کو پختہ طیار کیا
بعد ازان جب اسکی اولاد نے سالہا سال تسلط پایا اور وہان کے فرمان روا رہے ہر ایک کا خطاب قطب الملک ہوتا آیا۔
اور اوسکے استحکام مین ساعی ہوکر نہایت متانت سے پایدار کیا جب نوبت سلطنت محمد قلی قطب الملک کی پہونچی یہ شخص
بھاگ متی نام ایک پاتر پر عاشق ہوا اور تعشق لبسیار ہو گیا اور بموجب اوسکی خواہش کے قلعہ سے دو کوس کے فاصلے پر ایک شہر
اوسکے نام پر بھاگ نگر نام آباد کرایا چونکہ وہ عورت فاحشہ تھی اوس شہر مین رواج خرابات اور مسکرات کا بکثرت ہو گیا اور
وہان کے سلاطین برملا عیاشی کرنے لگے انواع فسق و فجور مین اوس شہر کے باشندہ بدنام ہوئے کوئی بادشاہون مین سے
اس قباحت اشتہار پر جو اوس عورت کے نام سے متطلع ہوا اور اوسکا نام حیدرآباد رکھا چونکہ ابو الحسن زیادہ تر لسنیت اوروں
کے لہو و لعب اور عیش و طرب مین رغبت رکھتا تھا فسق و فجور کے اسباب کی کثرت نے رواج پایا اور عالمگیر نے جو ظاہر مین آپنے
تئین کسوت اہل صلاح سے آراستہ کرتا تھا اور تارک الدنیا کی تشبیہ ڈھونڈھتا تھا شہر مذکور دار الجہاد کے نام سے موسوم کرکے
وہان کے باشندون کی قتل و غارت اور شہر کی خرابی مین مصروف ہوا اور غرض اصلی یہ تھی کہ تحصیل خزاین نقود و جواہرات
سرکار ابو الحسن کے جو مشہور تھے کرے اور اکابر علماے شیعہ اور اتقیا اور عموماً مومنین کے جو اوس شہر مین بکثرت تھے انکا
استیصال منظور اور مقصود تھا اور زمانۂ بہادر شاہ مین شہر مذکور کا فرخندہ آباد نام رکھا گیا لیکن اشتہار اوس شہر کا حیدرآباد
ہی کے نام سے جیسا کہ اب بھی ہی بدستور رہا اور اوسکی کوشش نے کچھ نہ سود بخشا بعد فتح قلعہ گلکنڈہ کے عالمگیر بیجا پور کو
چلا جب خبر صحت پائی عبد الرزاق لاری کی اس زمانہ دل آزاری کو پہونچے صوبہ دار حیدرآباد کو لکھا کہ عبد الرزاق کو مستمال کرکے
روانہ حضور کرے عبد الرزاق نے معذرت کرکے التماس کیا کہ امیدوار ہون مجھے مع اطفال کے روانہ بیت اللہ فرمایئے تاکہ بعد
حصول طواف حرمین شریفین کے وطن پہونچکر دعاے ازدیاد عمر و دولت بادشاہ مین مشغول رہے بعد عرض اس خبر کے آشفتہ ہوکر فرمایا
کہ مقید کرکے روانہ حضور کرے فیروز جنگ نے شفاعت کرکے اپنے پاس دلاسا کرکے بلالیا اور چند دنون تک رکھکر بڑی دلیری سے
منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار قبول کرا کر جرگۂ ملازمان شاہی مین لایا یہ بیموقع آشفتہ ہونا محض عناد تھا ورنہ لازم تھا کہ اوس نگانہ
اور وحید دہر کی خوبیون پر نظر کرکے مبلغ خطیر انعام دیتا اور جیسا کہ چاہتا تھا اوسکو وطن مالوفہ کی رخصت دیتا اور اگر نگاہ رکھنا
اور اوسکا دل رکھنا واجب تھا تو مقتضاے قدردانی یہ تھا کہ پاے ضعفا پر وہی خود اوسکے مکان پر آتا یا کسی شہزادہ کو یا مثل شیخ نظام
وغیرہ عمدہاے ملازمین سے کسیکو بھیجکر بہر حال اوسکی دلجوئی اور تالیف کرتا اور زیادہ تر اون مرتبون سے جو دیگر نوکران سرکار
ابو الحسن مانند محمد ابراہیم و شیخ نظام وغیرہ کو دیا تھا اوسکے واسطے مقرر کرکے اوسکی عزت و احترام مین زیادہ ساعی ہوتا تاکہ حق
قدردانی کا پہونچتا اور نیز نوکران پر صفائی و وفاداری کی دلالت ہوتی نہ یہ کہ نمک حرامون کو ہفت ہزاری کیا اور عبد الرزاق کو

حکم قید بھیجنا ظاہر ہوا اور بعد ازان کہ بیچارہ بضرورت نوکری کرکے چار ہزاری منصب ملے اور اسطرح بمقتضائے دنیا طلبی
اور تحصیل کار خود کے ملک جیون خان معون کو جو ممنون احسان جان بخشی داراشکوہ تھا جہ بانی کرنا اور منصب بخشنا اگر تالیف قلب
اور اوسکو لالچ دنیا ضرور تھا چاہیے تھا کہ بعد پہنچانے داراشکوہ کے اوس ولد الحرام کو مقید و ناکام رکھتا بلکہ ہمراہ داراشکوہ
کے اوسکی گردن مارتا تا دیگر لوگون کی عبرت ہوتی اور اسطرح کے امور سے محترز رہتے نہ یہ کہ مراعات کرکے زیادہ تر دلالت
اور ترغیب ایسے امور کی کی گئی آور جملہ عجایب اعمال اوسکے سے ایک یہ ہے کہ سعادت خان کو جو ابو الحسن کا دربان تھا
اور جسنے جانبازی کرکے اوس قسم کے سوال و جواب سلطان ابو الحسن سے کیے اور نو خوان جواہرات قیمتی بیالیس لاکھ روپیہ کے
حسب الحکم اپنے حسن تدبیر سے جان سے ہاتھ دہوکر حاصل کرکے بھیجے اسقدر قصور پر کہ آتش افروزی اور لڑائی مین
توقف کیا اور بعض حالات جسکی خبر شاہد اوسے نہو حضور مین نہ لکھا بعد فتح مورد عنایت ہوکر دوصدی منصب ذات
اور سو سوار اوسکے کم ہوئے اور خطاب سے برطرف ہوا اور اسّی ہزار روپیہ جو ابو الحسن نے اوسے دیا تھا اور اوسنے التماس
کرکے ظاہر کیا تھا بازیافت کرکے ایکسال تک عتاب مین رکھا آوسکا احوال ایسا تھا کہ ہاشم علیخان خافی لکھتا ہے کہ مین
سعادت خان کے ہمراہ تھا اور خوانچہ ہاے جواہر مرسلہ ابو الحسن مع عرضی عفو تقصیرات کی اوسکی تحویل مین تھے ہر چند
اوسکے دوستون نے کہا کہ فرد دستخطی ابو الحسن ان جواہرات کی چہرہ اور قیمت کی نہین ہے پس شمار کو برابر رکھکر بعضے جواہرات
جو بیش قیمت ہین لیکر اونکی جگہ کم قیمت جواہرات رکھہ دیجیے مگر اوس عزیز نے بپاس امانت داری کے اس عمل پر توجہ نکی
اور اصلا تصرف نکیا غرض راقم کی لکھنے سے جو بعض فقرات کتاب ہاشم علیخان خافی سے منتخب ہوئے ہین یہ ہے کہ مدارج
رضا و تسلیم و ثبات و استقلال ابو الحسن کا تا بقاے روزگار رہے جیساکہ اوسنے اپنا استقلال ایسے وقت مین کہ
درویشون سے بھی دشوار ہے قائم رکھا فی الحقیقت لباس سلطنت مین ایک درویش تھا حقیقت کیش اور مراتب
شجاعت و وفا اور اخلاص کے جو مصطفے خان عبد الرزاق کو حق تعالے نے دیئے تھے اوسکی خلقت مین محض عنایت
اور ودیعت نہادہ دست قدرت تھی قیاس کرنا چاہیے کہ محض عالم یاس مین کہ مطلقا امید ظفر اور رستگاری کی نہو
اس حد پر پاس ننگ اور وفا اور اخلاص مین کوشش کرنا اور بکمال خواہش سے شربت تلخ جراحت اور اجل کا نوش کرنا
مقدرات مین سے ہے اور ظاہر ہونا عناد اور لجاجت اور مکاری عالمگیر کا اور شہرت مکر و تدویر اور سوخ کینہ اور تعصب
اور تبعیت نفس اور ہواے تغلب جو ابناے جنس پر ہوئی اور کھوٹا پن اور زیادتی حرص ان حق پرستون پر آور احوال ابو الحسن
اور عبد الرزاق کو کب اخلاق حمیدہ مین جو انکا مذکور ہے اپنا سرمشق بناوین اور خصایل رزیلہ سے جو عالمگیر مین جمع تھین
اوس سے محترز ہونا واجب سمجھین کیونکہ دنیا ہر طرح پر گذران ہے آور جزا اور پاداش اعمال کی دنیا و عقبی مین باقی اور
پایدار ہے ابو الحسن اور عبد الرزاق بھی نرہے اور عالمگیر بھی گذرا مگر دونو کا کردار صفحہ روزگار پر یادگار ہے اور تا قیامت رہینگے
اور چند براہ مکر و حیلہ کے منع کرکے اپنی عیب پوشی کی تاریخ کو چھپایا اور کوشش کی کہ لوگون پر ظاہر نہو مگر کچھ فایدہ نہوا

بلکہ اور زیادہ ظاہر ہوا اور اگر بفرض محال بعض لوگون یا کل مردم سے مخفی رہتا عالم الغیب سے جو اپنے بندون کے ضمائر سے واقف ہی کیونکر مخفی اور محجوب ہتا الحال بر سبیل اختصار احوال عروج ابو الحسن کا کہ حق تعالی نے گوشہ خمول سے نکالکر اوج کامرانی پر پہونچایا اور آخر کو تخت سلطنت حیدرآباد پر متمکن ہوا لکھنا مناسب ہی تا کہ طالبان اخبار کو سرمایہ حسرت اور انتظار نہ ہے کہ ابوالحسن نے جیسا کہ خود روح اللہ خان سے اظہار کیا کیونکر آن واحد مین فلاکت سے نکلکر ریاست پر پہونچا

مخفی نرہے کہ عبد اللہ قطب شاہ جسنے قریب ساٹھہ برس کے فرمانروائی کی چونکہ لاولد تھا منجملہ تین لڑکیون کے جو حق تعالی نے اوسے عطا فرمائین تھین ایک کو سید نظام الدین احمد الحسینی سے جو سادات صحیح النسب مدینہ طیبہ اور خلف سلسلہ غوث العلما امیر غیاث الدین منصور شیرازی قدس اللہ روحہ العزیز سے تھا منسوب کیا احوال فضلاے اس سلسلہ کا مانند امیر مذکور کے جو ملقب ہوا اوستاد البشر و ہو من الشمس اظہر و صدر الحکما امیر صدر الدین محمد دستگی شیرازی و سید مبارک شاہ و میر اصیل الدین و میر جمال الدین محدث وغیرہ کہ ارباب بصیرت پر مستور اور مخفی نہین انکا موطن اصلی مدینہ طیبہ ہی وہان سے دار العلم شیراز مین آکر سکونت اختیار کی اور صاحب ضیاع و عقار ہوکے اور تزوک و احتشام سے ایک زمانہ دراز بسر کیا تا آنکہ سید نظام الدین دوبارہ ساکن حجاز اور سید علیخان اوسکا بیٹا وہین پر متولد ہوا بعد ازان مع پسر حیدرآباد دکن کو نہضت کی جیسا کہ اوس سے اشعار ہوچکا ہی داماد بادشاہ ہوا اور عبد اللہ قطب شاہ نے سید نظام الدین احمد اپنے داماد کو رتبہ رفیعہ امارت پر پہونچا کر اختیار اکثر امور ملکی کا اوسے عطا کیا بعد چندے سید سلطان جو کہ یہ بھی سادات مشہورہ عزت اور منجملہ شاگردان پدر بزرگوار سید احمد تھا وارد ہوا اور خدمت بادشاہ مین تقرب بہم پہونچا کر دوسری لڑکی اپنے نامزد کرائی اور روز بروز اسکا عزت و احترام افزایش پاتا گیا تا آنکہ سید احمد اور سید سلطان کے فیمابین مین حسد آپہونچا اگرچہ قطب شاہ نے سید سلطان سے دریافت کیا کہ تمکو بزرگان سید احمد کے حالات سے آگاہی ہی اوسنے کہا ہان فاضل بن فاضل اور ہمارا اوستاد زادہ ہی جب یہ سخن راست بطور اہانت کے کہا سید احمد اسکو سن کر اوسکے ساتھہ بد ہوا اور درانداز ون کے ذریعہ سے روز بروز انکے درمیان مین عناد و فساد کا مادہ جمع ہوتا گیا تا آنکہ سید سلطان کے نکاح کی مجلس جو دختر عبد اللہ قطب شاہ سے منعقد ہوئے در پیش آئی اور ہنگامہ عیش و نشاط اور آرایش در و بام بازار حیدرآباد چند روز تک موجب شگفتگی خاطر تماشائیان رہا عین اوس رات کو جب سید سلطان کو دامادی کے واسطے لیجاتا تھا ایک دوسری حرکت اوس سے ظہور مین آئی اور اوسنے اس انتہا کو کام پہونچایا کہ سید نظام الدین احمد نے قسم سخت کھا کر عبد اللہ قطب شاہ سے کہا کہ اگر تم اپنی دختر سید سلطان کو دیتے ہو تو مجھے رخصت کرو اور اپنے ملک سے نکل جانے کی فکر مین ہوا ہرچند قطب شاہ اور نیز دیگر اعیان سلطنت نے چاہا کہ رفع فساد ہو مگر کچھ فائدہ نہوا چونکہ سید احمد کا تسلط مدتون سے اندرون محل اور نیز دربار مین تھا اور نیز سرماہ جو کہ مدار علیہ محل تھا اور نیز دیگر محرمان سید احمد کے معاون ہوکر بادشاہ کو مانع ہوئے عبد اللہ قطب شاہ نے حیران ہوکر محرمان مذکور سے چارہ جوئی کی

اور یہ صلاح قرار پائی کہ سلطان ابو الحسن کو جو مان کی طرف سے قرابت قریبہ بادشاہ سے رکھتا ہی بجاے سید سلطان کے داماد بناوین لیکن سلطان ابو الحسن شروع ایام شباب سے صحبت فقراے آزاد نامقید خراباتی وضع مین بسر کرتا اور اوضاع نیک اختیار کر کے بادشاہ کی نظر سے اسقدر گرا ہوا تھا کہ کسی طرح پر اوسکے حال پر توجہ نہ تھی لہذا ابو الحسن درویشانہ بسر کرتا تھا اور اسی زمانہ مین سید راجو کی خانقاہ مین جو اوسکی مرشدی مین اشتہار رکھتا تھا اوقات گذاری کرتا تھا حسب الامر بادشاہ کے سلطان ابو الحسن کو بہم پہونچا کر حمام لیجا کر مخلع کیا اور سہرہ مروارید اوسکے سر پر باندہا اور عراقی گھوڑے پر جسپر ساز مرصع الماس تھا سوار کرا کر اوسی تجمل اور تورک سے جو سید سلطان کیواسطے مہیا ہوا تھا مجلس دار السلطنت مین حاضر لائے اور دختر عبد اللہ قطب شاہ سے اوسکا عقد باندہا روز بروز زیادتی جاہ و مراتب ہونے لگی اور سید نظام الدین احمد نظر بعلو نسب اور اسوجہ سے کہ بادشاہ کی بڑی لڑکی کا شوہر تھا کسی امیر کو ارکین دولت مین سے اپنے دلمین نلاکر سید مرتضی کو بھی جو خاندان سلاطین زادگان مازندران اور عمدہ امراے قطب شاہ اور صاحب فوج حیدر آباد کا تھا سب امرا کے برابر جانتا تھا اس سبب سے سب ارکین دولت کشیدہ خاطر تھے اور کسیقدر خدمہ محل بھی اوس سے نفرت کرتے تھے اور برخلاف اوسکے ابو الحسن سب سے جو ہر ایک کے ساتھ رفق اور مدارا اور برادرانہ سلوک اور اخلاص کرتا تھا ہر ایک راضی و خوشنود رہا ہی بعد رحلت عبد اللہ قطب شاہ کے تعین سلطنت مین اختلاف واقع ہوا حرم سرا کے باہر سید نظام الدین احمد مع اپنے سپاہ کے مستعد جنگ تھا اور حرم سرا کے اندر سرو ماہ صاحبہ کلان زن سید احمد اپنے مع کنیزان حبشیہ اور ترکیہ کے شمشیر برہنہ ہاتھہ مین لیے ہوئے آمادہ فتنہ سازی ہوئی اور ہر گوشہ سے نائرہ جدال و قتال نے اشتعال پکڑا آخر کار سید مرتضی کی رعایت اور مادنا اور آگنا کی حسن سعی سے جو کہ دونو بہائی قوم برہمن اور سید مرتضی کے مدار المہام تھے نوکران عمدہ بادشاہی سے رفیق ابو الحسن ہوگئے سید احمد مغلوب اور سلطان ابو الحسن بادشاہ ہوا لیکن اخیر کو درمیان ابو الحسن اور سید مرتضی کے بسبب غرور و تحکم کے باوجود سررشتہ نوکری کے بوجہ اوسی اعانت کے کہ ابو الحسن کے جلوس تخت مین کی تھی نفاق ہوا اور ابو الحسن نے سید مرتضی کی خودسری اور خلاف ورزی کی برداشت نہ کی اور کام منازعت کو کہچا اور صورت فتنہ تازہ کی ظاہر ہوئی اوسوقت مادنا نے جو پیشکار اور مستقل اور معتمد علیہ سید مرتضی کا تھا اپنی تدابیر اور منصوبہ سے بدل جنگ و جدال کی جماعہ داران عمدہ سید مرتضی کو حلقہ اطاعت ابو الحسن مین لایا اور سید مرتضی کو نکال باہر کر دیا اس خدمتگذاری کے صلہ مین ابو الحسن نے وزارت کا قلمدان مادنا کے حوالہ کر کے اوسکی پرانی خدمات اوسکے بھائی اکنا کو مقرر کین اور اقتدار مادنا کی افزایش اسی خدمتی کے عوض مین تھا ؎ ؎ ؎



بعون خلاق کون و مکان بفضل خالق زمین و زمان جل شانہ

مرآۃ السلاطین

ترجمہ جلد دوم

سیر المتاخرین

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں بزیور طبع مزین و مطبوع ہوا



رحلت عالمگیر اور اوسکی اولاد کا جلوس محمد اعظم شاہ اور محمد کام بخش کا مقتول ہونا اور محمد معظم کو تخت نصیب ہونا

عالمگیر بادشاہ جو کہ مشغول تسخیر ملک دکھن تھا نہ تو وہان کا اطمینان کلی کر سکا نہ شاہجہان آباد اسکا ۱۱۱۸ ہجری مین اکانوے ۹۱ برس کی عمر پاکر بانوے ۹۲ جلوس کو واقعہ بلدہ احمد نگر ایسا بیمار ہوا کہ زندگانی سے مایوس ہوا اوس وقت مین محمد کام بخش چھوٹے لڑکے کو دوشنبہ کے دن ۷ ذیقعدہ کو چار گھڑی دن نکلے صوبہ بیجاپور مرحمت فرما کر حکم دیا کہ دولت سراے شاہی سے باتجمل سوار ہو نوبت بجتی جاے ابھی کوچ کر کے نکل جاے مبادا کہ اعظم شاہ سے کچھ آسیب نہ پہونچے مروز پنجشنبہ ۱۲ تاریخ ماہ مذکور کو چار گھڑی دن چڑھے محمد اعظم شاہ منجھلے بیٹے کو مالوہ کی رخصت عطا کی لیکن حکم دیا کہ ہر روز پانچ کوس طے کیا کرے اور بعد کوچ کے ہر مقام پر ۲ دو روز ٹھہر کر تیسرے دن روانہ ہوا کرے اس کوچ کرنے سے یہ غرض تھی کہ مبادا ضعف بیماری دیکھکر حضرت نے جو باپ کی ساتھ سلوک کیا تھا وہ آپکے حق مین نکرے اور ٹھہر ٹھہر قطع سفر کی اجازت اس مراد سے ہوئی کہ اس شاہزادہ کی نزدیکی سے شجاع کا زور لشکر پر نہ چلے گا القصہ اعظم شاہ حسب فرمان حسب الحکم گیا تھا کہ عالمگیر بادشاہ بتاریخ ۲۸ ماہ سال مذکور روز جمعہ ایک پہر تین گھڑی دن نکلے پر کوچ فرماے منزل آخرت ہوا

اعظم شاہ کا لشکر کو پلٹ آنا اور تخت سلطنت پر جلوس فرمانا

اعظم شاہ بمجرد اطلاع جلدی سے لوٹا ۲۹ تاریخ ماہ مذکور روز شنبہ کو پہر دن رہے دولت خانہ مین داخل ہوا اور دوشنبہ کو بتاریخ ۲ ذی الحجہ دو گھڑی دن نکلے تابوت عالمگیر کا چند قدم کندھے پر رکھکر روانہ دولت آباد کیا اور یکشنبہ کی صبح ۸ ذی الحجہ کو نوبت نوازی ہوئی سہ شنبہ کو دہم ماہ عید الضحے تھی بلدہ احمد نگر مین تخت نشین ہوکر تالیف قلوب رعایا برایا مین مصروف ہوا امرا اور ارکان دولت کو بار عام دیکر فراخور لیاقت نوازش کی آصف الدولہ اسد خان بہادر بدستور وزیر اور اوسکا بیٹا ذوالفقار خان نصرت جنگ بہادر

سپہ سالار رہے عالمگیر کی بیماری کی خبر سنکر جو شخص جہان پر تھا اپنی چارہ سازی مین مصروف ہوا تھا بڑا لڑکا سلطان معظم بہادر شاہ اوسوقت مین بموجب حکم پدر صوبہ کابل مین تھا اور اسکے دونون بیٹے خجستہ اختر جہان شاہ اور رفیع القدر ہمراہ تھے بڑا لڑکا محمد معز الدین جہاندار شاہ صوبہ داری ملتان پر اور دوسرا لڑکا عظیم الشان صوبہ داری بنگالہ مین تھا اور محمد کام بخش بموجب ایمای پدر یعنی عالمگیر کے بیجاپور مین تھا گویا عالمگیر نی اپنے زعم مین ہند کی سلطنت سلطان معظم بہادر شاہ کو اور ملک دکھن محمد اعظم شاہ اور بیجاپور کام بخش کو دیدیا تھا خواہش یہ تھی کہ اس حصہ پر راضی رہین دنیا کی طمع کسی نہین محمد کام بخش رحلت کی خبر پا کر اپنی فکر مین پڑا اور اپنے جای مختصر کی حفظ مین مشغول ہوا ظاہرا محمد اعظم شاہ سنے نوید اضافہ کسی دوسرے صوبہ سے اوسکو اور اوسکی مان کو راضی کر کے حکم دیا تھا کہ اون اطراف مین کام بخش اپنا سکہ خطبہ رایج کرے

سلطان معظم بہادر شاہ کا کابل سے نہضت کرنا اور جلوس فرمانا

اس بیماری کی خبر پہونچتے سلطان معظم کابل اور عظیم الشان بنگالہ سے جو سامان میسر آیا ہمراہ لیکر روانہ اکبرآباد ہوے اثنائے راہ مین رحلت پدر کی خبر ملی اور سہ شنبہ کو سلخ ماہ محرم ۱۱۱۹ ہجری مین دو پہر کو وقت طالع اسد مین تخت نشین ہوکر اعظم شاہ کو لکھا کہ اگر بموجب تقسیم پدر کے سلطنت دکھن پر جو کہ وسیع ملک ہے قانع ہوکر ہندوستان مجھے دیجیے تو موجب بہتری ہے الصلح خیر مشہور ہے اعظم شاہ کو بھائی کی تحریر نہ بھائی جواب مین لکھا دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند بہادر شاہ طی منازل کر کے لاہور پہونچا محمد معز الدین ملتان سے مع سامان ملحق لشکر پدر ہوا باہم اکبرآباد کو روانہ ہوئے اور بنگالہ سے عظیم الشان بھی سامان مناسب سے اکبرآباد پہونچکر خزانہ صوبہ بنگالہ کو جو ایک کروڑ سے کئی لاکھ زیادہ تھا اور اثناے راہ مین قابض ہو گیا واسطے نذر پدر کے نگاہ رکھا اور مختار خان صوبہ اکبرآباد کو جو کہ شاہزادہ بیدار بخت کا سسر اور اعظم شاہ کا خیر خواہ تھا قید کیا اور جسقدر خزاین اور سامان اکبرآباد مین تھا قبضہ مین لیکر استمالت اہالی اور اجماع فوج مین مصروف ہوا قلعدار اکبرآباد سے قلعہ خالی کرنیکو کہا اوسنے عذر کیا کہ تا انفصال باہمی ممکن نہین عظیم الشان سنے زیادہ کد بیکار سمجھی اپنے کام مین مصروف ہوا اسیقدر جاہ وحشم کی افزایش ہوئی اسی عرصہ مین باپ اسکا آگیا عظیم الشان نے بعد پابوس خزانہ نذر کیا وہ نہایت خوش ہوا کیونکہ زر کی قلت تھی بقدر مناسب ہر ایک کو تقسیم کیا اسیقدر پریشانی دور ہوئی

محمد اعظم شاہ کا دکھن سے کوچ کرنا بہادر شاہ کے مقابلہ کو اور میدان جاجو مین

۲

دونون کا محاربہ ہونا

محمد آعظم شاہ نے بہادر شاہ کے دہلی جا پہونچنے کی خبر سنکر اپنا دشمن عظیم جانا معہ لشکر و سامان بسیار کے نامناسب
یلغار کر کے چلا اور اس عجلت مین اکثر لشکری اور سامان حرب و توپخانہ وغیرہ پیچھے رہ جاتا تھا گیارہوین
ربیع الاول ۱۱۱۹ھ روز یکشنبہ کو گوالیار آیا اور بنگاہ وہان چھوڑ کر خود پیشتر کو روانہ ہوا اٹھارہ ماہ مذکور روز یکشنبہ کو
میدان جاجو مین فریقین کی تلاقی ہوئی. لشکر اعظم شاہی کے مقدمۃ الجیش نے پیشتر جا کر سلطان معظم بہادر شاہ
کے خیمون مین آگ لگائی جو تھوڑی سی فوج روبرو تھی بھاگ کھڑی ہوئی عظیم الشان جو اپنے باپ بہادر شاہ کا
ہراول تھا چند قدم جا کر ٹھہر گیا باپ کا انتظار کرنے لگا بہادر شاہ شکار مین تھا یہ نہ جانتا تھا کہ آج ہی یہ
معرکہ ہوگا جب خبر پائی بیٹے کے مدد کو باگ اوٹھائی ارادہ تقدیر تو یہ تھا کہ بہادر شاہ کی فتح اور اعظم شاہ کا زوال عمر و
دولت ہو بہادر شاہی فوج کے پس پشت اور اعظم شاہیون کے آنکھون کے رخ باد تند کے جھونکے آنے لگے
اعظم شاہ نے لشکر مرتب کر کے شاہزادہ کلان بیدار بخت کو ہراول اور شاہزادہ والاجاہ کو میمنہ اور عالی تبار کو
اپنے ہمراہ ہاتھی پر سوار کیا مستعد مقابلہ ہوا آصف الدولہ اسد خان بہادر بھی جو اسکے باپ کا اور نیز اسکا وزیر اعظم
تھا آیا تو ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ سپہ سالار نے براہ دولتخواہی عرض کیا کہ چونکہ آفتاب بلند اور ہوا تیز اور اکثر
توپخانہ سلطانی پیچھے رہگیا ہے لہذا اسیقدر پر کہ مخالف کے خیمہ جلا دیئے بس کیجئے آج قدم معرکہ مین نہ دیجئے صبح
دیکھا جائیگا مگر تقدیر کب سننے دیتی تھی آعظم شاہ کو اپنی شجاعت پر غرور تھا کچھ نہ سنا بلکہ جواب سخت دیا سپہ سالار
دانا دل نے بیتاب ہو کر عرض کیا کہ کلام مخلصانہ کی سماعت نہین فدوی مرخص ہوتا ہے اعظم شاہ نے سخت و
سست کہکر منہ پھیر لیا سپہ سالار نے اپنی راہ لی اعظم شاہ نے مقابلہ کو رخ کیا دلاوران طرفین جانفشانی پر
آمادہ ہوئے باوجودیکہ ہوا کا وہ سناٹا تھا کہ سانس بھی کشاکش مین تھی مگر آعظم شاہ کی سپاہ نہایت دلاوری مین
جانبازیان کرتی تھی تند ہوا سے وہ حالت تھی کہ سنگریزہ تیر و تفنگ کی طرح سے آنکھون مین پڑتے تھے حاضرین
جنگ کا بیان ہے کہ سنگریزون کی بوچھار سے ایسا دہا دہند تھا کہ مخالف اور موافق کی پہچان نہ تھی اور ایسا ہی
وہ معرکہ ہوا کہ آجتک اس لڑائی کی ضرب المثل ہند مین چلی آتی ہے اسوقت مین منور خان بہادر اور عالم خان
بہادر دکھنی جو اپنے قوم کے رئیس اور بڑے شجاع تھے اور ایسے ہنگام سخن ہوئے تھے کہ میدان رزم ہمارے نزدیک جلسہ
بزم ہے اور لباس زرتاری پہنے ہوئے معہ پانچ ہزار ہمراہیون کے جنکے سر پر زرتار بادلے کی پگڑیان تہین آعظم شاہ
کے حضور مین آکر عرض کیا کہ حکم سواری بہادر فرمایا جاوے تاکہ مراد دلی حاصل ہو اور اپنی جانبازی دوست دشمن کو دکھلاوین
چونکہ اعظم شاہ ایسے فدویان جانباز سے بدظن تھا نامنظور فرمایا ہر گز سواری اسپ کا حکم نہ دیا بیچارہ مجبور

ہاتھیون پر سوار مع ہمراہیون کے لشکر عظیم الشان پر جو ہراول تھا جا گرے اودہر سے حسین علی خان وغیرہ اولاد
سیدمیان عبداللہ خان کے مع جمعیت روبرو ہوے سخت لڑائی درپیش آئی خانعالم کے ہمراہی اکثر زخمی ہوئے
حسین علی خان مع کسیاہیون اور ہمراہیون کے مجروح ہوکر میدان مین گر پڑا خانعالم نے چند نفر کے ساتھ لیکے
کو عظیم الشان کے برابر پہونچایا اور ریلم ایسا مارا کہ اوسکی سنان تختہ عقب ہودج سے پار نکل گئی مگر عظیم الشان
پہلو تہی کرکے بچ گیا خانعالم وغیرہ اکثر رفیق عظیم الشان کے مارے گئے اسی عرصہ مین شاہزادہ بیدار بخت
جو اعظم شاہ کا ہراول تھا مارا گیا اور اوسکے پیچھے شاہزادہ والاجاہ نے بہائی کی رفاقت مین قدم اوٹھایا
اعظم شاہ نے جب دونو شاہزادے خصوص بیدار بخت کی وفات کی خبر پائی آہ سرد بہر کر فرمایا اب فتح و شکست
دونون برابر ہین کہتے ہین کہ اعظم شاہ کی عماری پر اسقدر تیر برسے تہے گویا آسمان سے بارش ہوتی تھی باوجود اس
حال کے بحال استقلال متوجہ عدو تھا شاہزادہ عالی تبار کو جو سب سے چہوٹا لڑکا تھا اور ہاتھی پر سوار اپنے ساتھ رکہا
تھا سپر کے نیچے سولادیا تھا اخیر روز ڈیرہ گھڑی دن باقی رہنے پر بیدار بخت اور والاجاہ اوزبرت خان
اور امان اللہ خان اور مطلب خان اور خانعالم مع اپنے بہائی منور خان اور راجہ رام سنگہ اور راجہ دلیپ وغیرہ سردار کام
آے گئے اور اعظم شاہ خود بہی زخم تیر و تفنگ کہاکر بیہوش ہوگیا اوسوقت رستم خان بہادر شاہ کے ہمراہی نے ہاتھی پر
چڑھ کر اعظم شاہ کا سر اوتارا اور عالی تبار کو زندہ بہادر شاہ کے پاس لے گیا سنا گیا کہ بہادر شاہ بہائی کا سر دیکہکر
متاسف اور گریان ہوا اور شاہزادہ پر رحم فرماکر نظر پرورش فرمائی حین حیات تک اپنے لڑکون کے برابر عزت
کرتا رہا تاآنکہ لڑکون نے مخالفت بہی کی جوابدیا اگر اندیشہ عداوت ہے تو سبب زیادہ سلطنت کیواسطے عداوت ہوسکتی ہے اور وہ میرا پوتا ہے

استقلال پانا بہادر شاہ کے تاجداری کا اور کام بخش کا لڑکر مارا جانا

جب زمانہ نے بہادر شاہ کی رفاقت کی ارکان سلطنت سوائے نوکران اعظم شاہ کے باقی لوگ باتفاق جملۃ الملک
اسدخان اور نصرت جنگ سپہ سالار کے دوسرے روز بہادر شاہ کے حضور مین حاضر ہوے آصف الدولہ
اور اوسکا بیٹا ذوالفقار خان دست بستہ آداب کورنش بجالایا بہادر شاہ نے براہ مہربانی پیشتر بلایا اور اپنے
ہاتھ سے اوسکے ہاتھ کہولے اور شاہزادہ معزالدین سے ذوالفقار خان کے ہاتھ کہلوائے خلعت خاصہ سے
سرفراز فرمایا اور بعد معانقہ اسدخان کو حضور مین بیٹھنے کی اجازت دی او منصب نہ ہزاری ہفت ہزار سوار اور دو کروڑ
درم انعام فرمایا مقرر ہوا کہ اسکی پالکی دروازہ غسلخانہ تک جہان تک کہ شاہزادون کی پالکی آتی ہے آیا کرے
اور حضور مین نوبت بجائے اور وکالت بہی اسی کو تفویض ہوئی منعم خان کا خطاب پایا اور اکبر آبادی کی صوبہ داری
بہی ضمیمہ وزارت ہوئی اور حکم ہوا کہ کچہری مین آصف الدولہ کو دست راست بیٹہکر اپنی مہر آصف الدولہ کی مہر کے نیچے

کیا کرے چونکہ جی سنگہ زمیندار انبیر نے اعظم شاہ کی طرف سے لڑائی کی تھی مرکوز ہوا کہ اوس سے انبیر چھینکر بجے سنگہ کو عنایت ہو اور اجیت سنگہ ولد جسونت سنگہ راٹھور زمیندار جودہ پور سیر شتہ بہی باغی ہوا تھا لہذا شروع جلوس مین اکبر آباد سے انبیر اور جودہ پور کو کوچ فرمایا اور راجہائے مذکور کے قلعے فتح کر کے بندگان شاہی کے حوالہ کیے اور اجیت سنگہ اور جے سنگہ کو ہمرکاب لیکر آصف الدولہ کو شاہجہان آباد کے انتظام کو روانہ کیا

محمد کام بخش نے جب اعظم شاہ کا مارا جانا سنا اور اطاعت بہادر شاہ کی اپنے حوصلہ سے دور سمجھی بہای جنگ وجدال ہوا بہادر شاہ تو بہت سلیم الطبع اور کم آزار بادشاہ تھا اس خبر کے سنتے ہی نصایح اور موعظت تحریر فرمائے جب وہان سے جواب دندان شکن آئے سمجھا پند ونصیحت بیکار ہے لاجرم عزم پیکار کیا اتوار کے دن ہ اشعبان ۱۱۲۰ ہجری کو دوپہر کیوقت فتحپور کی راہ سے بیجاپور کو عازم ہوا شنگل کیدن تیسری تاریخ ذیقعدہ ۱۱۲۰ کو مضافات صوبہ حیدرآباد مین طرفین کا مقابلہ ہوا بعد کوشش وکشش کے ڈیرہ گھڑی دوپہر ہونے مین باقی تھی کہ بہادر شاہی لشکر نے غلبہ کیا اور جو تیر و تلوار سے بچے اونہون نے اپنی راہ لی گو رفقای محمد کام بخش بہی خوب جانفشانی دکہلائی آخر کو محمد کام بخش زخمی ہو کر بیہوش ہوا مردم بہادر شاہی حالت مین آپہونچے ہنوز کسیقدر جان باقی تھی کہ مع فرزندان گرفتار ہو کر حضور بہادر شاہی مین آیا بہادر شاہ نے شاہزادہ معز الدین کو پیشوائی کیواسطے بہیجا اور بروقت ورود بعزت تمام دولتخانہ خاص مین بجای مناسب لا اوتارا اور خود ملاقات کو جا کر نہایت تاسف سے فرمایا کہ میری یہ خواہش نہ تھی کہ اس حالت سے آپکو دیکھتا اوسنے بہی عذر جواب بہی کلمہ کہکر جان بحق ہو گیا بہادر شاہ نے اوسکی اولاد کو عالی تبار ولد شاہ اعظم کے مانند بے قید و بند اجنبی نزدیک رکھا

اسد خان کا وکالت مطلق اور منعم خان خانخانان کا وزارت پانا مع دیگر وقایع بادشاہی

بسبیل روایت دریافت ہوا کہ جب ممالک محروسہ ہند و دکھن بہادر شاہ کے ماتحت ہوے اظہار مکنون دلی کو بادشاہ نے اسد خان وزیر اعظم اور اوسکے فرزند ذوالفقار خان سپہ سالار سے بحسن بیان ظاہر کیا کہ منعم خان رفیق دیرینہ درگاہ ہے عہد شاہزادگی مین ہمسے عہد ہوا تھا کہ بروقت تخت نشینی تمہین عہدہ وزارت دیا جاویگا اور پاس خاطر تمہارا بہی ہمین منظور اور عہد شکنی بہی آئین جہانداری سے دور ہے لہذا اس بارہ مین جیسا قرین مصلحت ہو گذارش کرو آصف الدولہ اور نصرت جنگ نے حسب مرضی آقا عرض کیا کہ ہمین کچہ عذر نہین بجز اسکے کہ ہماری بہی عزت بخشیدہ کا خیال رہے بہادر شاہ نے آصف الدولہ کو خلعت وکالت مطلق پیر کہ بادشاہ کی نیابت اور بالاے مرتبہ وزارت ہے اختصاص بخشا اور منعم خان کو خطاب خانخانانی اور عطاے قلمدان وزارت سے سرفرازی دیکر حکم دیا کہ آصف الدولہ مسند وکالت پر زیر قبا بیٹھا کرے اور منعم خان حاکر

اداب نوکری کی ساتھ کاغذات پر آصف الدولہ کے دستخط کرایا کرے حسب الامر تعمیل ہوئی ذوالفقار خان امیر الامرائی
کے عہدہ پر مع صوبہ داری کل صوبجات دکھن کے مقرر کیا گیا اس بندوبست کے بعد ہند کی عزیمت فرمائی
و ذوالفقار خان بہادر نے داؤد خان کو جو کہ قوم پنی اور مشہور امراے دکھن سے تھا نیابت صوبجات پر مخصوص فرماکے
خود ذوالفقار خان ہمراہ بادشاہ کے امور سلطنت کے بندوبست کو چلا اور صوبجات بنگالہ و اوڑیسہ و عظیم آباد
و آلہ آباد بموجب سابق عظیم الشان کے سپرد رہے شاہزادہ نے بعوض جانفشانی کے جو سید میان کی اولاد سے
اعظم شاہ کی لڑائی مین ظاہر ہوئی صوبہ آلہ آباد عبد اللہ خان کو اور صوبہ عظیم آباد اوسکے بھائی حسین علیخان کو
اور بنگالہ اور اوڑیسہ جعفر خان کو سپرد فرماکر خود صاحب اقتدار حضور پر نور مین رہا چونکہ بہادر شاہ نے خدا سے
عہد کیا تھا کہ بروقت حصول مدعا کسی سایل کو محروم نکرے لہذا خود مستمندون کی تمنا پوری کرنے مین مصروف
ہوا اور منعم خان کو اختیار دیا گیا کہ موجب بہبودی مین عمل کرے اس سبب سے اسکے عہد مین عمدہ خطاب اور
بڑے بڑے منصب ہر ایک کو ملنے لگے کسیکا امتیاز نرہا ہندو مسلمان شش ہزاری ہفت ہزاری ہوگئے خطاب
جنگی ملکی راے راجگی کا یا گئے کہ منصب و خطاب کا وہ بڑا پو ہوا کہ اعتبار سے گھٹ گئے چنانچہ کسی بیشکار بعض خدمات
نے درخواست پائے عطاے خطاب راے داروغہ کی وساطت سے گذرانی عظیم الشان باپ کیطرف سے
صاحب دستخط تھا اوسنے توقیع فرمائی کہ خانی در ہر خانہ ورائی در ہر بازار چاس خاطر یہ گیدی ہی راے کیا گیا وہ شخص
اسی خطاب سے مشہور ہوا ہر شخص دور و نزدیک سے کہتا تھا کہ یہ گیدی راے ہے یارون مین انگشت نمائی ہونے
لگی وہ شخص مروم کے زبان طعنہ سے عاجز ہوکر رشوت دیتا تھا کہ اس فضیحت سے نجات پاوے لیکن کچھ
سود نہ تھا جبتک زندہ رہا اسی خطاب سے اونگلیان اوٹھتی رہین دکھن کے مین منعقت ملکی جو موسم
برسات مین کوچ ہوا تھا غازی الدین خان کو جو عہد عالمگیری سے صوبہ دار برار تھا صوبہ گجرات عنایت
فرمایا قبل ملازمی اودہپور کو روانہ کیا اور راجہ جے سنگ کچھواہہ اور اجیت سنگہ راٹھور ولد مہاراجہ جسونت سنگہ
دریای نربدہ سے بلا اجازت رکاب سے علیحدہ ہوکر اپنے گھرون کو سدہارے اور بندگان بادشاہی کو بعد
بعد مقابلہ اپنے تعلقجات سے نکال دیا بہادر شاہ چند روز تک حیدر آباد مین رہکر ہند کو معاود ہوا اور ماہ
شوال دریاے نربدہ سے پار ہوکر بارادہ تنبیہ راجپوت اجمیر کو قاصد ہوا اور اجیت سنگہ اور جے سنگہ نے
جو کہ بادشاہ کے غیبت مین باغی ہوگئے تھے اور احمد سعید خان اور حسین خان اور عزت خان ہر سہ برادر
کو جو کہ سادات بارہہ تھے لڑائی مین مار ڈالا تھا لہذا بادشاہ کو نہایت درجہ کی دشمنی اون کمینون سے تھی
اسی سفر مین جبکہ بادشاہ عازم تنبیہ راجپوتانہ کا تھا گورو گوبند کی سرکشی سنی گئی اس سبب سے وہ ارادہ فسخ
ہوا گو نہ صلح ہوگئی بادشاہ گورو گوبند کی طرف متوجہ ہوا گورو مذکور وزیر خان فوجدار سرہند سے لڑکر غالب ہوا

اور وزیر خان مارا گیا جب مخیم بادشاہی دامن کوہستان ملک راجہ برفی مین ہوا خانخانان اور رفیع القدر نے
بموجب حکم قلعہ گوروکو تین طرف سے محاصرہ کیا شام کیوقت وہ فرقہ بدکار راجہ برفی کیطرف بہاگا انمین
سے چند آدمی قتل ہوئے فی الجملہ خانخانان مورد عتاب ہوا کہ راہ فرار کیون نہ بند کی اور رستم دل خان کو
وہان چھوڑکر بادشاہ روانہ لاہور ہوا اسی وقت مین خانخانان ملک لقاکو سدہارا ہدایت خان ولد خانخانان
نے خلعت وزارت پایا اور غازی الدینخان فیروز جنگ بہی احمد آباد گجرات مین جان بحق ہوا ۲۶ ربیع الاول
کو دریاے راوی پر خیمۂ سلطانی برپا ہوے رستم دل خان کو جو شومی بخت نے ستایا بے اجازت قلعہ گورو
سے اوٹھہ آیا لہذا معزول المنصب ہوا جاگیر ضبطی مین آئی اور قید ہوکر لاہور بہیجا گیا اور محمد امین خان
گوروکی تنبیہ پر مامور ہوا یہ بادشاہ خود فاضل مہذب اہل کمال سے صحبت رکہتا تہا اور فنون وعلوم سے ماہر
خصوص فقہ وحدیث سے آگاہ کل سلاطین تیموریہ سے فایق تہا ہمیشہ مناظرہ علمی صاحب علوم سے
کرتا چونکہ بموجب اپنی تحقیق کے مذہب امامیہ کو برحق جانتا تہا اسی راہ اختیار کی اور ہر وقت ورود لاہور
کے وہان کے علماے ناصبی مذہب کو اکٹھے کرکے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی حقیقت دریافت
کی اور بعد اتمام حجت کے چاہا کہ کلمہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ خطبہ مین جاری کرے چونکہ اس کام مین
چندان دشواری تہی اور سلاطین ہند مخصوص تیموریہ خاندان کو کم میسر تہا عظیم الشان اور خجستہ اختر دو نون شاہزادے
جو تسنن اور اشہرت مین نہایت عصبیت رکہتے تہے اور نیز علماے ناصبی کے سبب سے نہو سکا ایکمرتبہ
کسی خطیب کو مسجد جامع مین ہمراہ عظیم الشان کے بہیجا جو کہ شاہزادہ خود اس بات کا خواہان نہ تہا فقط
باپ کی رضا جوئی کو ہان ہون کرتا تہا اسکی تحریک اور اشارہ سے خطیب مذکورہ ہنوز ایکحرف زبان پر نہ لایا
تہا کہ مارا گیا اعاظم مذہب حنفی کے اس امر کا دفعیہ چاہتے تہے مگر بہادر شاہ مذہب تشیعہ کی تقویت مین مدت
تک بحث کرتا رہا کچہ پند ونصیحت کا سود نہوا

بہادر شاہ کا عالم فنا سے کوچ کرنا چارون لڑکون کا باہم لڑنا اور محمد معز الدین کا جہاندار ہونا

بہادر شاہ کو جب کامل پانچ برس فرمان روائی مین گذرے جسوقت کہ لاہور مین مع شاہزادگان وغیرہ
کے تہا شروع ۱۱۲۴ ہجری مین واقعہ استسقا مرحوم کو مزاج عملی مین تخلل پیدا ہوا حکم دیا کہ لشکر اور شہر
لاہور مین سگ کشی ہو یہ حرکت ایسے نامناسب بادشاہ سے ہوئی شاید کہ کسی نے جادو کرایا ہو آخر کتے
مارے گئے ایسا گرم بازار ہوا کہ کتون کا نشان باقی نہ رہا تمام بدن کتے کی چہلکن تک نظر آتی تہی تمام کو

دم دبائے نکلتے تھے مگر دم نہ مارتے تھے اپنی اپنی جگہہ پر رہتے تھے صبح کو دریائے راوی تیر کر جنگلون مین گذرانتے تھے یہ حال اور یہ جنگ عظیم الشان کا امین الدولہ سنبلی سے کے مکتوب سے جو اپنے والد کے نام لکھا تھا اور اسکے منشی کے پاس مینے لکھا دیکھا ہے ملازمان پنجاب خطیب کو قتل کے عوض مین مغضوب ہوئے بعض قلعہ گوالیار مین اور بعض کوتوال کے حوالات مین قید ہوئے ناگاہ سہل سا عارضہ عارض بہادر شاہ ہوا بہتر برس کے سن مین ۱۹ محرم کو دو گھڑی دن رہے جان بحق ہوا ہنگام نزع محمد عظیم الشان حاضر تھا یہ حال دیکھکر مضطرب اپنی فوج کو چلا گیا اور امین الدولہ کو حکم دیا کہ وہان جاکر پایان کار کی خبر لانا ضرور ہے جب بادشاہ نے قضا کی اوسنے لوٹ کر خبر دی کہ جو کچھ مقدر تھا ہوا عظیم الشان رونے لگا اوسنے رومال خاص سے آنسو پونچھکر عرض کیا کہ وقت درنگ نہین جلوس فرمایئے نوبت بجنے لگی مصاحبان ہوا خواہ نے حسب ضابطہ نذر گذرانی اسوقت مین امین الدولہ اور نعمت اسد خان بہادر وغیرہ نے عرض کیا کہ ذوالفقار خان کی مخالفت ظاہر ہے فرصت غنیمت سمجھیے اور اسوقت مین کہ وہ مع حمید الدین خان اور محفوظ خان کے مشغول تجہیز و تکفین بادشاہ اور تنہا جاتی کلال باڑہ مین ہے قید کرنا چاہیئے عظیم الشان نے جواب دیا کہ ناموس بادشاہی غارت ہوجائیگا ذوالفقار خان کیا کر سکتا ہے ہمین فضل الہی پر نظر ہے مشیرون نے خاموش ہو کر زیر لب کہا کہ خدا خیر کرے اول بسم اللہ غلط ہوئی لیکن نعمت اللہ خان باوجود ممانعت کے حضور سے رخصت ہو کر مع فوج اوسطرف دوڑا اوسوقت ذوالفقار خان اپنے خیمہ گاہ مین جا پہونچا تھا لاچار مایوس واپس ہوا عظیم الشان جو باپ کی نیابت مین امور ضروری کاغذات پر دستخط کرتا تھا اور ایام حیات پدر سے کل کارخانجات شاہی پر قابض تھا جٹ پٹ کل اسباب پر قابض ہو کر جلوس فرما ہوا لشکر مین سراسیمگی ہوئی مآل اندیشان کم جرأت جنکے عیال ہمراہ تھے یا نہ تھے باربرداری کی فکر کر کے شباشب شہر کو گئے اور بعض کلال باڑہ مین جاکر سکونت پذیر ہوئے حکیم الملک اور حکیم صادق خان اور مہابت خان اور شاہنواز خان اور حمید الدین خان وغیرہ عظیم الشان سے ملحق ہوئے اور رستم دل خان اور دیگر امرا جہان شاہ سے جا ملے ذوالفقار خان بہادر سپہ سالار جسکے ساتھہ عظیم الشان کو شکر اب تھا وہ ادہر ہی لشکر کے معز الدین کے پاس گیا اور جاکر مرضی دریافت کی اوسنے کہا اسباب اور نقد ہمراہ نہین آیا جو کچھ میسر ہے صوبہ ملتان مجھسے متعلق ہے مین تنہا باپ کے ملاقات کو آیا تھا چاہتا ہون کہ نکل جاؤن وہانسے جسقدر بہم ہو سامان وغیرہ فراہم کر کے جو کچھ ہو سکے تعمیل کرون ذوالفقار خان نے اس عزیمت سے باز رکھکر زر و اسباب اپنی سرکار سے دیکر کہا کہ رفیع القدر اور جہان شاہ اور مجھے اختر کو فی الحال شریک کر لیجیے بعدہ جب عظیم الشان پر دسترس ہو جائے جو کچھ مناسب ہو کیا جاویگا معز الدین جہاندار شاہ نے اس امر کو

سپہ سالار کے پشت پناہی سے ہمت ہوئی تالیف قلوب سپاہیون کے لیئے بہی سپہ سالار سے کہا خانہ گور
ذلے اپنے لشکر مین آگر جو کچھ روپیہ اور اسباب درکار تھا معز الدین کو پہونچایا اور رفیع القدر اور خجستہ اختر کو
بہی حصہ مساوی کے اقرار سے متفق کرلیا عظیم الشان مع امرائے موافق کے مستقل ہوکر متر صد وقت ہوا
کہ جب مجہپر چڑہائی کرینگا مقابلہ کرونگا لشکر کے گرد خندق کہود کر چارون طرف توپین لگا دین اور
چند روز کا توقف بہتر سمجہا اس خیال سے کہ چونکہ اورون کے پاس خزانہ نہین چند روز کے بعد خود بخود
سپاہ متفرق ہو جائیگی مگر تقدیر مین تو کچہ اور ہی تہا چند روز مین خاتمہ بالخیر ہوا عظیم الشان کی لاش
تک کا نشان نہ ملا تفصیل یہ ہے کہ اول جنگ شروع ہوئی سات روز تک توپون کی گولہ اندازی رہی
نعمت اللہ خان اور عزیز خان اور دیا بہادر ناگر اور راجہ محکم سنگہ کہتری اور راجہ راج سنگہ بہادر اور
شاہ نواز خان سب نے یکزبان ہوکر عرض کیا کہ اب دشمنون کی کچہ جمعیت نہین ایک حملہ مین پراگندہ کرتے
ہین جواب ہوا کہ توقف کرو بیچارہ دم بخود رہے عظیم الشان اس زعم مین تہا کہ چوراسن جاٹ اور بنجارہ
نے غلہ ارزان کیا ہے مخالف مفلسی سے جان بر نہونگے اس سبب سے لڑائی مین درنگ کرتا رہا اور
سپاہ کے داد و دہش مین بخل کیا چاہتا تہا کہ زر اندوختہ کو ہمراہ لحد مین لیجائے جب کسی نے یورش کو
کہا صبر کرو یہ جواب ہوا آٹہوین روز ذوالفقار خان نے مع ہرسہ شاہزادہ کے جو توپین کہ لاہور سے
لایا تہا اونچے مکانات پر نصب کین اونکے گولون سے ادہر لشکر پر سخت حالت ہوئی چونکہ لاہور کی
راہ اسی دن کے واسطے صاف کر رکہی تہی عظیم الشان کے لشکریون نے غنیمت جانا راہ فرار لی راجہ
دیا بہادر ناگر اور راجہ محکم سنگہ بہادر نے مع اپنی فوج کے روبروے عظیم الشان کے دل سوختگی سے فریاد کی
کہ اب ہمکو تاب خفت نہین ضرور جاکر مخالفون سے بڑہتے ہین حضرت اگر خبرداری کر سکین تعمیل کرین والا خیر
بہتر یہی حکم ہوا کہ نہیر دیکہو دونون بہادرون نے جو کچہ زبان نے یاری دی کہ سنایا اور مخالفون سے جا بڑہے
مدد کو شکست دی اور بلندی پر جا کر توپین چہین لین شاہ بے نصیب نے کچہ اعانت بہی نکی بلکہ بعض نے چاہا
کہ مدد کو جا دین اونکو قراول بہیجکر ممانعت کی ذوالفقار خان اور رستم دل خان اور جانی خان نے جب دیکہا
کہ کوئی اونکی مدد نہین کرتا دوڑ کر ہلکے سخت آویزش کی چونکہ عظیم الشانیان کم اور یہ لوگ کثرت سے تہے
غالب آئے پہر دو راجہ مذکور سخت زخمی ہوے اور اونکے ہمراہی بہت سے زخمی اور مجروح ہوئے بقیۃ السیف
راہی لاہور ہوگئے سلطان خان بہادر دلاور خان بہی مغلوب ہو نے دونو راجہ کے ہزار ہوا سے وہان پہونچکر
ثابت نہ تہیر بندوق جو امرا ہون سے لگی اونکی لاش فرد مین پہونچائی فیل عظیم الشان کے آگے پیچہے سا تہہ ستر ہزار سوار
تہے ہیہات بارہ ہزار آدمی باقی رہ سکے شام کو جب لشکر سے فرودگاہ مین آ گئے اور عظیم الشان جا نکل خیمہ ہوا ناگہاں غلغلہ دو

بہی اکثر شہر کو سدہارے دو تین ہزار آدمی ساتھ باقی ہمراہ نرہا صبح کو جب عظیم الشان نے ارادہ سواری کا کیا فیلبان
نے ہرچند کوشش کی رام تہوالا چار دوسرے ہاتہی پر سوار ہوا نعمت اللہ خان معہ بیس سوار اور امین الدولہ
معہ بیس سوار اور راجہ راج سنگہ معہ ہزار سوار کے بہیئت مجموعی دو ہزار ساتھ تہے لڑائی مین پہونچے قضارا بانہ
کے چہوٹنے شروع ہوئے اور دریاے راوی کی بالو اوڑنے لگی صداے توپ کے سوا کچہہ سن نہ پڑتا تہا آنکہیں
بند تہین فوج مغل نے تیرباران شروع کیا بعضون نے زخم پوست مال کہایا چونکہ عظیم الشان کو نہ پہنچا خزانہ لوٹنے
کو گئے بعد اونکے گذرنے کے ایک گولہ بیک ڈنبر سواری پر پہونچا تکیہ مین آگ لگ اوٹہی اوسکا دہوان چہا گیا
عظیم الشان نے تکیہ کو نیچے گرا دیا امین الدولہ نے پوچہا خیریت ہے عظیم الشان نے جوابدیا آرے اسوقت امین الدولہ
کو رقت آئی رونے لگا عظیم الشان بکمال استقلال سے بولا کہ بے صبری و بیقراری عبث ہے امین الدولہ نے
کہا کہ اپنی تباہی نظر آتی ہے بجز سر پیٹنے کے کیا کرون بیشتر جسقدر پوشش کو خوشی کا منظور نہوا اسمین حضرت کا بہی قصور
نہین تقدیر کو کیا کیجیے اغلب یہ صلاح ہے کہ خود بدولت گہوڑے پر سوار ہون بنگالہ مین شاہزادہ اور دکہن
مین داود خان پنی ہے جدہر طبیعت چاہے سدہاریے بعد درستی سامان تدارک فرمائے اوسنے جوابدیا کہ بعد
ہزیمت داراشکوہ اور شجاع سے کیا ہوا اگر سلطنت تقدیر مین ہے تو یہانہی ممکن ہے پہر امین الدولہ نے
التماس کیا کہ بائیس ۲۲ سوار میرے ہمراہی مین رہیگے ہین عظیم الشان نے کہا دس سوار مجہے دو تا کہ معز الدین پر
دوڑ کرون اور تم بارہ سوار سے خجستہ اختر پر چڑہو امین الدولہ اس کلام سے سخت متحیر ہوا خواجہ عاصم خاندوران
نے اسوقت امین الدولہ سے کہا کہ ہم بنگالہ جاتے ہین میرے ہمراہ ہو جیے اوسنے جوابدیا کہ عظیم الشان سے
مین خیانت نہ جدا نہین ہو سکتا خاندوران نے سلطانپور کی راہ لی اسیوقت توپ کا گولہ عظیم الشان کے ہاتہی کے
خرطوم مین لگا فیل میدان سے سدہارا مانند برق دریاے راوی کو جہکا فیلبان گر پڑا جلال خان شخص
خواص ریسمان پکڑکر کود پڑا چند نفر ہاتہی کے پیچہے دوان تہے مگر پاس نہ پہونچے او تہین امین الدولہ بہی تہا
ناگاہ دیکہا کہ فیل نے اپنے تئین اونچے کنارہ سے دریا مین ڈالا اور گرداب مین ایسا جا گرا کہ نہ اوبہرا جب
کسیقدر نزدیک پہونچا دیکہا کہ دریا کی کیچڑ مٹی اوپر کو آتی ہے اور کسیقدر پانی کی حرکت سے صدا [illegible]
اوٹہتی ہے معلوم ہوا کہ عظیم الشان معہ ہاتہی کے ڈوب گیا اس حال کے دیکہتے ہی اپنے رستگاری کی تلاش کی
لیکن امین الدولہ گرفتار ہو گیا فرخ سیر کے پہونچنے اور معز الدین و ذو الفقار کے شکست پانے تک قید رہا
جب فرخ سیر کا شقہ محمد یار خان قلعدار شاہجہان آباد کے نام صادر ہوا رہائی پائی اور مراتب عالی پر فائز ہوا اس
فتح کے بعد ہندو کی [illegible] کو جہان شاہ جو بانی ایفاے عہد ہوا اسی جہگڑے مین تیر و تلوار کی نوبت پہونچی اسکا
سبب یہ ہوا کہ ایکسو اسی لاکہہ خزانہ جسمین اسی لاکہہ اشرفی اور سولہ لاکہہ روپیہ کے بہرے تہے جہان شاہ کی

ہاتھ لگے چاہتا تھا کہ تینون حصہ برابر تقسیم ہون ذوالفقار خان نے یہ فیصلہ کیا کہ پانچ حصون مین سے تین حصہ معز الدین کو اور دو حصہ دونون دوسرے بھائیون کو دیا جائے اسی پر اتفاق ہوا چند امرا مثل مرحمت خان اور امیر خان اور رستم دل خان وغیرہ رفیق جہان شاہ ہو کر آمادہ جنگ ہوئے تمام روز لڑائی رہی جب رات ہوئی خوابگاہ کو سدہارے تین روز اسی رنگ سے گذرے چوتھے روز جہان شاہ کا زوال آیا اخیر روز کو حکم دیا کہ مجھے دید مورچہ منظور ہے فوج طیار رہے اور ہرکارون کو حکم دیا کہ جب معز الدین مع فوج داخل خیمہ ہو اور گھوڑے بازین اور لگام ہو بیکدوش ہون خبر دین ہرکارے تعمیل حکم مین مصروف ہوئے جب لشکریان معز الدین خیمہ گاہ مین اترے گھوڑون کو دانہ چرایا کہانے پینے کی فکر مین ہوئے جہان شاہ بہیئت مجموعی لشکر معز الدین پر حملہ آور ہوا قلب تک جا پہونچا ایسا حملہ کیا کہ معز الدین کے رفقا کا پاے تاب اوکھڑ گیا بڑا معرکہ پیش آیا حتی کہ لال کنور جو کہ سایہ دار اور ملازم سواری خاص تھا ہمراہ امراے بادشاہی کے آشفتہ حال ہو کر رستم دل خان کے ہاتھ لگا شدہ مروارید جو اوسکے ازار بند مین بندہا تھا کہول لیا اسوقت مین معز الدین نے دوسری عماری مین جسمین میگ ڈنبر نہ تھا چہپکر سفید چاندنی اوڑہ لی اور فیلبان سے کہا کہ سواری زنانہ کے بہانے یا کسی امیر مقتول کے حیلے سے باہر لیجائے اور ذوالفقار خان تک پہونچا دے اوسنے معز الدین کو خان سپہ سالار تک پہونچا دیا جہان شاہ کے لشکر سے شادیانہ بجے ذوالفقار خان اس حال سے مضطرب ہوا چونکہ شام ہو گئی تھی برقندازان خاصہ کو طلب کر کے فرمایا کہ جب نزدیک پہونچو ایک تفنگ اوسکے ہاتھی پر کرو اسکے بعد جو مقدر ہوگا ضرور ہوتا ہے وے لوگ حسب الحکم تین چار سو نفر مع سردار کے بہیئت مجموعی جہان شاہ کے حضور مین جہان دو تین سو آدمی کہڑا تھا نذر گذرانتے کے حیلہ سے جا پہونچے اور بموجب تفہیم ذوالفقار خان کے یکمشت بندوق سے جہان شاہ کا کام تمام کر دیا فتح و نصرت معز الدین کے حصہ مین ہوئی معز الدین جہاندار شاہ اس خبر سے داخل دولتخانہ ہوا اور لال کنور معشوقہ سے مصروف عیش و نشاط ہو کر شرب شراب مین سرشار ہوا جب صبح ہوئی رفیع القدر نے اپنے محلے کو اداے تہنیت کیواسطے معز الدین کے حضور مین بہیجا وہ تمام رات کا شراب پیا ہوا مشغول استراحت تھا خواجہ سرایان شاہی نے رفیع القدر کے خواجہ سراؤن سے یہ استفسار کیا کہ عظیم الشان اور جہان شاہ کی کیا نوبت ہوئی پس تمہارا آقا کیا امید رکہتا ہے اور وہ بہی دربار کا رنگ دیکھکر واپس ہوا اور جو کچہ معز الدین کے خواجہ سراؤن سے سنا تھا عرض کیا رفیع القدر خواب غفلت سے بیدار ہو کر مستعد جنگ ہوا اور خود مسلح سوار ہو کر معہ رفقا چلا ہر ایک سوار دربار مین آپہونچا ذوالفقار خان نے یہ خبر پاکر طیاری لشکر کو حکم دیا اور خواجہ سراے معتمد بہیجکر کہا کہ جس صورت سے ہو بادشاہ کو باہر لاوے معز الدین عین خمار مین افتان خیزان سر فیل پر سوار ہوا میدان کو رخ کیا ذوالفقار خان مع امرا وغیرہ فوج لیکے رفیع القدر کے مقابل ٹھہرا ہوا

رفیع القدر نے خفیف فوج سے جو کہ ہمراہ تھی اس جمع کثیر کا مقابلہ کیا خوب مردانگی دکھلائی جب کہ ہمراہی طعمۂ نہنگ اجل ہوے اور خود تنہا رہگیا سپر و شمشیر در دست ہاتھی سے کودا اور چپقلش مردانہ کر کے جان بحق ہوا

ذکر استقلال سلطنت معزالدین اور اوسکے انقلاب اور طالع بیدار کا حال

محمد معزالدین جہاندارشاہ نے بعد فتح اطراف ملک مین فرامین صادر فرمائے اور خود بدولت لاہور سے شاہجہان آباد میں آیا ۱۴ جمادی الاولے روز یکشنبہ سنہ مذکور تین گھڑی دن رہے محمد یار خان صوبہ دار شاہجہان آباد کو استقبال کیواسطے باولی تک گیا دوشنبہ کو ملازمت کی پنجشنبہ کے روز ۱۸ ماہ مذکور داخل قلعہ ہوا آصف الدولہ بدستور وکیل مطلق رہا اور ذوالفقار خان کو بہ نسبت وزارت کے اقتدار بڑہا سلطان کریم الدین ولد عظیم الشان ہدایت کیش خان کی سعی سے قید ہو کر آیا اور بموجب حکم مقتول ہوا دیگر شاہزادگان اعظم شاہ اور محمد کام بخش جو فارغ البال تھے قید ہوئے نام اونکے یہ ہین عالی تبار ولد اعظم شاہ اور محمد کام بخش کی اولاد مین محمد محی السنہ اور محمد فیروز اور تیسرے کا نام نامعلوم معزالدین تربیت برادر رضاعی مین سعی ہوا اور بجاے کوکلتاش خان کے خانجہان خطاب مقرر فرمایا یہ امر موجب ملال ذوالفقار خان ہوا معزالدین کہ اعتماد کامل کو کلتاش خان پر رکھتا اور اضافہ روزمرہ کرتا جاتا تھا اور لال کنور کے عشق مین بھی ایسا پھسا کہ اوسکی خاطرداری مین پھسا رہتا تھا خوشحال خان اوسکے حقیقی بھائی کو ہفت ہزاری اور دوسرے بھائی نعمت خان کو پنجہزاری کیا ارادہ یہ تھا کہ خوشحال خان کو اکبر آباد کی صوبہ داری بخشئیے ذوالفقار خان نے سند جاری کی اور لطیفہ کے طور سے درخواست حق التحریر کی کر کی ہزار دہل اور طنبور طلب کیئے خوشحال خان نے لال کنور کے وسیلہ سے اس تحریر سے بادشاہ کو اطلاع کیا بادشاہ نے براہ سفارش ذوالفقار خان سے فرمایا کہ ظاہر اتمہاری درخواست دہل اور طنبور کی براہ شوخی ہوگی وزیر الممالک نے کہا شوخی نہین بلکہ حقیقت مین ہے بعد استفسار دعیا البتہ عرض کیا کہ بندوبست امور سلطنت خانہ زادان موروثی کا کام ہے قوال اور رقاصون کی رعایت اور ڈہب سے کرنا چاہیے جب ڈہاڑی کلاونت صوبہ داری کرینگے خانہ زادان موروثی کس مرض کی دوا مین کام آئینگے اسی سبب سے طنبورہ وغیرہ طلب کیا تھا کہ ہم فدویان جانثار کو کوئی مشغلہ ہاتھہ آئے اس جواب سے معزالدین شرما کے چپ رہا اسیطرح زہرہ نام کنجڑن کا جسے باعتقاد ہنود لال کنور کی دوگانہ کہتے ہین عروج ہوا مادہ فیل پر سوار حرم سراے شاہی مین لال کنور کی دید کو آیا جایا کرتے تھے اوسکے ہمراہی راستہ مین ضعفا پر زور و بدعت کرتی تھی ایکروز فتح خان ولد غازی الدین خان فیروز جنگ تورانی جو کہ عہد عالمگیری مین پیسالار صاحب اقتدار اور لہ کا بھی سود الطاف شہریار تھا اور بجز ذوالفقار خان کے دوسرے کو ہمرتبہ نہین سمجھتا تھا

بعد رحلت عالمگیر دربار سے ہاتھ دہو گوشہ گزین ہوا ہان کبھی کبھی علماے خلوت گزین کی صحبت مین آمد و رفت جاری تھی ایکروز کسی عالم کو دیکھنے جاتا تھا اثناے راہ مین زہرہ کی سواری ملی بکمال ہوشیاری سے اپنے قلیل ہمراہیونکو اشارہ کیا کہ اوسکی سواری کے برابر نجاوین جو کہ زہرہ اور اوسکے ہمراہی نہایت رذیل تھی عمداً فتح خان کے آدمیون سے شوخانہ پیش آئے اور جب زہرہ کا ہاتھی فتح خان کے برابر آیا اوسنے دریافت کیا کہ سواری کسکی ہے لوگون نے کہا چین قلیچ خان کی تب اوسنے پردہ اوٹھا کر کہا کہ قلیچ خان ولد کور تو ہی ہے اس بیباکی سے قلیچ خان نے اشارہ کیا کہ اوسکے ہمراہیون نے مردمان ہمراہی زہرہ کو لکد کوب کر کے زہرہ کو ہاتھی سے گرا کر مار پیٹ ڈالا پھر اس تہدید کی بعد سمجھا کہ بادشاہ سلب الحواس ہے مبادا اس عورت کے بھڑکانے سے کوئی فتنہ کھڑا کرے باوجودیکہ عالمگیر کی رحلت کے بعد کبھی ذوالفقار خان کے گھر نگیا تھا چارنا چار جانا پڑا ذوالفقار خان نے متحیر ہوکر سبب تشریف آوری دریافت کیا چین قلیچ خان نے مفصل ماجرا بیان کیا ذوالفقار خان نے جیسا کہ چاہیے دلجوئی کر کے ہمت و جرأت کی تعریف کی اور بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ آبرو ہم خانہ زادون کی یکسان ہے اور فدوی قلیچ خان سے تجاوز نہ زہرہ نے جاتی لال کنور کے پاس پہونچکر زاری و نالہ کیا لال کنور نے بادشاہ کو درپے انتقام کیا قریب تھا کہ کوئی حادثہ پیش ہو مگر ذوالفقار خان نے اس فضیحت کی ممانعت کی اسی عرصہ مین خوشحال خان برادر لال کنور ایک ہمسایہ کی عورت پر عاشق ہوا چاہا کہ زور و ظلم سے اوسکی پردہ دری کرے اوسکا شوہر ذوالفقار خان کے پاس مستغیث ہوا خان عادل نے فرمایا کہ خوشحال کو کشان کشان حاضر لاؤ حاضر ہوتے اسقدر پٹوایا کہ سارا غرور اوتر گیا اور مقید کر کے سلیم گدہ روانہ فرمایا کہ ایسے ایسے حالات سے بادشاہ و وزیر مین منافقت ہوئی مگر پاس احسان بادشاہ اوسکے رضاجوئی مین رہتا تھا

حسن علیخان کی اعانت سے فرخ سیر کا آنا اور خطبہ محمد معز الدین کا خارج کرنا

عہد عالمگیری سے جعفر خان صوبۂ بنگالہ کی دیوانی پر مقرر تھا اور اوس زمانہ مین عظیم الشان ناظم صوبۂ مذکور اور بہادر شاہ صوبہ دار اوڑیسہ بنگالہ عظیم آباد اور آلہ آباد کا تھا اور حسب تحریر سابق کے صوبہ عظیم آباد و آلہ آباد حسن علی خان اور عبید اللہ خان کو اور صوبہ اوڑیسہ اور بنگالہ علاوہ دیوانی کے جعفر خان کو دئیے تھے اور بعد رحلت عالمگیر جب کہ اپنے پدر کی مدد کو جاتا تھا محمد فرخ سیر اپنے لڑکے کو مع بعضے حرم سرا اور اسباب وغیرہ کے ہمراہی چند منصبدارون کے اکبر نگر عرف راج محل مین بھیجا اور بعد فتح پدر اور مدت سلطنت کے بعض سوانح سے ہنوز بلایا نہ تھا کہ لاہور مین وفات پائی اور محمد معز الدین نے بعد حصول سلطنت جعفر خان کو واسطے اسیر کرنے فرخ سیر کے تحریر فرمایا خان مذکور واسطے پاس [illegible] فرخ سیر کو کہلا بھیجا کہ اپنی فکر کرے

فرخ سیر نے آگاہی پاکر راج محل مین ٹھہرنا مناسب نہ جانا چونکہ یہ جانتا تھا کہ حسین علیخان ناظم صوبۂ عظیم آباد
مرد باموروت اور خاندان نجابت سے ہے اوسیطرف سے عظیم آباد کو آیا اور باغ جعفر خان مین جو کہ لب دریا
شہر کے اوتر طرف واقع ہے خیمون مین جا اوترا اور حسین علی خان بہادر سے بکمال عجز و نیاز پیغام دیا اپنی
بیکسی ظاہر کی چونکہ بادشاہ ہند کے مقابلہ مین آنکی تاب نہ تھی اول تو انکار کر کے کہا کہ تمہارے حق مین
حکم بادشاہ بطور دیگر صادر ہوا ہے مگر حق نمک کا پاس ہے بہتر یہ ہے کہ کسیطرف کے سد بلاد و بندہ کسی حیلہ
سے اپنی نجات کر لیگا دوسری روایت سے بطور دیگر جلوس فرخ سیر کا حال لکھا ہے وہ بھی مذکور
ہوگا بموجب روایت اول کے یہ ہے کہ احمد بیگ مخاطب غازی الدینخان کو شتہ نے دربار مین آکر اپنے
حسن بیانی سے حسن علیخان کو فرخ سیر کے پاس آنیکو راضی کیا اور حاضر لایا فرخ سیر اوس سلوک سے
پیش آیا جو کسی آقا نے نوکر کے ساتھ کیا ہوگا حکم بیٹھنے کا دیکر حسن علیخان سے بکمال الحاح عرض کیا
اور پردہ حرم سرا سے اوسکی چھوٹی لڑکی بہ تکلم زبانی نکلکر حسن علیخان کی گود مین بیٹھکر بکمال شیرین زبانی
سے اپنے باپ کی مدد خواہ ہوئی اور کہا کہ تم بڑے شجاع اور مرد نامور ہو اگر تمنے بھی ہماری دستگیری
نکی تقدیر یا نصیب لیکن خلق اللہ آپکو کیا کہے گی دیگر محرمان نے اندر باہر سے اس کلام کی پیروی کی
فرخ سیر نے کہ اول امر خاص خدمت اپنے کا حسن علیخان کو پہنایا تھا اوٹھکر شمشیر خاصہ بھی حسن علیخان
کی کمر مین کردی حسن علیخان نے شریک بیان ہو کر عرض کیا کہ جو کچھ حضور سے میرے حق مین صادر ہوا
شان خداوندی سے بعید ہے حالا بجز سر کے کوئی چیز لایق نذر نہین پھر اب سامان فوج جمع کیجئے اور جلوس
فرما کر دشمن کو فرصت نہ دیجئے مقدر کی تحریر امٹ ہے جو ہونا ہے ہوگا پس بموجب حکم حسن علیخان کے ہر ایک جیو باڑا
جان و مال سے حاضر درگاہ ہوا اس حال کے دیکھتے ہی منجم اور رمال بھی حاضر ہو کر نوید سلطنت دینے لگے اور
وہ بھی ہر ایک سے مسلوک ہو کر پایان کار کی خبر دریافت کرتا تھا لوگ اوسکی دلجوئی کرتے تھے اور فی الحقیقہ
بروقت حصول مدعا اس شخص نے حسب لیاقت ہر ایک کی پرورش کی حسن علیخان کے اجماع سامان حرب
مین مصروف تھا اپنے بڑے بھائی عبید اللہ خان ناظم آلہ آباد کو لکھا کہ فرخ سیر کی رفاقت مین عزم بالجزم ہے
عبید اللہ خان صاحب اس ارادہ سے متحیر ہو کر بھائی کو مانع ہوا کہ ساری عزت برباد ہو جایگی اسنے پھر جواب مین
لکھا کہ آپ بزرگ ہین معز الدین کے رفیق رہین اور بندہ اس عہد سے نکل نہین ہو سکتا تب عبید اللہ خان نے
بھائی کی عزیمت صادق پیدا دیکھ کر لکھا کہ اگر یہی ارادہ ہے تو جسقدر سامان ضرور ہو لیجئے دوسری روایت
یہ ہے کہ بہادر شاہ نے اعز الدولہ خان جہان بہادر کو صوبہ دار بنگالہ مقرر کیا فرخ سیر کو حضور مین بلایا
لیکن چونکہ اوسکے بھائی سلطان کریم الدین اور ہمایون بخت باپ دادا کے آگے سے لے اعتبار تھے [illegible]

جانا نہایت شاق گذرا عظیم آباد پٹنہ مین پہونچکر اپنی بی بی کی وضع حمل کے بہانہ سے وہین پر ٹہر کر حضور مین عرضی لکھہ بہیجی
اس درمیان مین بعض نجومیون اور فقیرون نے محمد رفیع حکیم سے متفق ہو کر فرخ سیر کو بادشاہی کی خوشخبری
دی اونہین دونون مین محمد رضا جو بہادر شاہ کے مغضوبون مین تہا آوارہ ہو کر اس صوبہ مین آیا اور ایک
فرمان جعلی رہتاس کے قلعداری کا بنا کر قلعہ مذکور مین دخیل ہوا جنس وغیرہ مایحتاج پر قابض ہو کر بادشاہ کو
عرضی لکھی کہ ملازمان شاہی کی غفلت سے فدوی نے اس مکان مین دخل کر لیا اور اخبار سے یہی حال
دریافت ہوا لہذا بہادر شاہ کا فرمان اور عظیم الشان کا حکم اوسکی تادیب کو فرخ سیر کے نام صادر ہوا چونکہ
اوس قلعہ پر قبضہ پانا نہایت متعذر تہا فرخ سیر نے ہمراہیون سے صلاح سے لاچین بیگ قلماق نے جو کہ فرخ سیر
کا نوکر اور بیباک شخص اور اوندنون جملہ مقہورون مین تہا سب سے پوشیدہ فرخ سیر کو پیغام دیا کہ اگر شاہزادہ
فرمان وخلعت بادشاہی کا آنا مشہور کر کے حکم دے یقین ہے کہ بمدد اقبال عدو مال فتح ہو اگر بندہ جانثار ہو
میری اولاد مرہون لطف شاہی فرمائی جائے یہ مصلحت شاہزادہ نے پسند کی چوتہے روز شہرت دیگی اور قلماق
مذکور کے معرفت خلعت اور نشان فرخ سیر نے بہیجا جب قلعہ کے نیچے پہونچا متغلب مذکور نے آنا لاچین بیگ کا مع
چار کے ناپسند کیا وہ آدمیون کو ساتھہ لانے پر راضی ہوا قلماق مذکور معہ ایک نفر کے بالاے قلعہ گیا بروقت پہونچنے کے
قلعدار نے سند لینے مین کار د کمر سے کہینچکر چند زخمون سے اوسے گرادیا ہمراہی بہی زخمی ہوئے ہزاریان وغیرہ ملازمان
بادشاہی نے حمایت قلماق کر کے رفقای متغلب کو مجروح کیا اور سر مقتول کا مع قلماق مذکور کے فرخ سیر کی
حضور مین بہیجا لاچین بیگ مورد الطاف فرخ سیر ہوا انہین دنون مین بہادر شاہ کے وفات کی خبر ملی اوسوقت
حسین علیخان بہادر بندوبست پرگنات مین مصروف تہے فرخ سیر نے دوسری حالات بہادر شاہ کا انتظار کر کے
بے تامل اپنے باپ عظیم الشان کے نام خطبہ پڑہایا اور جلوس او تسلط اوسکا مشہور کر کے شادیانہ تہنیت بجوایا
اس کام کے بعد حسین علیخان کی فطرت سے گہبرایا خطوط عذر آمیز بہیجکر حسین علیخان کو بلایا اور والدہ فرخ سیر نے
فرخ سیر کی طرف سے مدار المہامی کا عہدہ دار اوسے کیا اور رسول اللہ صلعم کی ضامنی دی جب حسین علی خان فرخ سیر
سے ہمداستان ہوا یہ بہی اوسکے اقتدار مین روز بروز متوجہ ہوا

فرخ سیر کا تخت خلافت پر جلوس کرنا اور عظیم آباد سے کوچ کرنا مع حسین علیخان بہادر کی

حسین علیخان بہادر نے فرخ سیر کو تخت سلطنت پر جلوس کرا کے مہاجنون وغیرہ سے جسقدر ممکن ہوا روپیہ قرض لیکر
فتح پر الٰہی عہد کر کے ساعت سعید مین پیشتر کو روانہ ہوا عزت خان اپنے بہانجے کو عظیم آباد کی نیابت پر مقرر فرمایا
اور سید عبد اللہ خان کو منجانب خود اور نیز فرخ سیر کی طرف سی حکم لکہا کہ خزانہ صوبہ بنگالہ مرسلہ جعفر خان دلا شجاع الدین محمد خان اکبر آباد

لے جاتا ہے لہذا آلہ آباد پہونچکر ضبط کرے اور بقدر ضرورت خرچ کرکے باقیماندہ امانت رکھے چنانچہ حسب الحکم تعمیل ہوئی اور نیز قلعہ آلہ آباد کی توپین عمدہ عمدہ میدان کے لائق ہمراہ لین

سید عبد الغفار خان گردیزی کا بموجب حکم معز الدین کے آلہ آباد آنا اور عبد اللہ خان کی بہائیون سے شکست کہانا

ہنوز حسین علیخان مع فرخ سیر کے آلہ آباد نہ پہونچا تھا کہ سید عبد الغفار خان گردیزی جو کہ راجی محمد خان کی نیابت مین عبد اللہ خان صوبہ دار آلہ آباد کے تغیر مین مقرر ہوا تھا مع دس بارہ ہزار سوار وغیرہ سامان کے عبد اللہ خان کی تادیب کو مامور ہوکر جا پہونچا عبد الغفار نے انتظار برادر اور فرخ سیر کا کرنا مناسب نجانا عبد الغفار نے کو بایتلاف قلب کے پیغام بہیجے اوسنے بنابر ترقی مراتب اور خیال افزایش منصب اپنے کے اسکا کہنا نہ مانا آپسکو مادہ ہوا عبد اللہ خان نے اپنے چھوٹے بہائی سراج الدین علیخان و نجم الدین علیخان و سیف الدین علیخان کو مع ابو الحسن خان بخشی کے سارے مین ہزار سوار اور اسیقدر پیادہ سے مقابلہ کو بہیجا سید عبد الغفار نے جو اپنی زور سی شہر شایاں نخوت تہا تینون بہائیون کو دیکہا لیکن انسی لڑنا بہتر جانا سپہا قلعہ کی راہ لی اور کہلا بہیجا کہ لڑکون سے بازی نہین کرنا چاہتا ہون انہون نے لاچار خود لڑائی مین پیشقدمی کی چونکہ انکی جمعیت قلیل اور چندان لشکر شایستہ نتہا اول حملہ مین کسیقدر ہمراہی انکی مغلوب ہوئے اکثر مقتول اکثر مفرور ہوے برادران عبد اللہ خان نے مع دیگر سادات کے پیر گروی اور نہایت بہادری سے اوس جمع غفیر مین جا پہنچے شیرون کے مانند جان سے سیر ہوکر مردانگی کہلائی اودہر مدد ایزدی لے پشت پناہی فرمائی باد مخالف نے شور ڈالا حریف کے حواس اوڑ سے سادات بار بار آتے دوڑ دوڑ کر تیغ آزمائی کی کوشش رستمانہ سے دشمنون کو مع برادر عبد الغفار کے مارڈالا عبد الغفار کے کشتہ ہونیکا اشتہار ہوا ہمراہی لوگون نے راہ فرار لی عبد الغفار نے شکست فاش کہائی عبد اللہ خان کی بہائیون سے سراج الدین علیخان نے جام شہادت نوش کیا سید عبد اللہ خان نے بعد فتح نذر مبارکباد دکہلائی شادیانہ بجنے کی نوبت آئی بعدہٗ بہائی کے ماتم مین اشک ریزان ہوا معز الدین کو جب خبر ملی عبد اللہ خان کی تالیف قلوب مین مصلحت معلوم ہوئی صوبہ داری آلہ آباد کی سند بہیجکر تحسین و آفرین کی اور خلعت بہیجکر عبد اللہ خان کی استمالت فرمائی اسی کے پیچھے فرخ سیر مع لشکر تازہ کے اور حسین علیخان اور صف شکن خان نایب صوبہ دار اوڑیسہ اور احمد بیگ کو کہ جسکا خطاب غازی الدین خان بہادر غالب جنگ کو سہ تہا اور خواجہ عاصم خان دوران وغیرہ کے آپہونچا لشکر تینون بہائیون کا فراہم ہوا سادات فضل الٰہی پر نظر رکہکر پیشتر کو روانہ ہوے

آنا سلطان اعز الدین کا فوج بسیار سے اور پریشان واپس ہونا

جب عظیم آباد سے فرخ سیر کی عزیمت کا اشتہار ہوا معز الدین نے اپنے بیٹے سلطان اعز الدین کو پچاس ہزار سوار سے

عبداللہ خانکی تاپ اور قلعہ الہ آباد کی تسخیر کو روانہ کیا خواجہ حسن خان برنہ کو کلتاش خان کو جو کہ پنجہزاری تھا ہفت ہزاری اور خاندوران کے خطاب سے سرفراز کرکے کل فوج کی ترتیب اور شاہزادہ کی اتالیقی سپرد کی اور چین قلیچ خان کو بھی عقب سے روانہ فرمایا اعزالدین اکبرآباد سے کھجوہ تک پہونچا تھا کہ فرخ سیر اور عبدالصمد خان اور حسین علیخان کے اکٹھے ہو جانے کی خبر ملی بزدلی سے اوسی جگہہ مقیم ہوا اور خندق کھودنے اور مورچال درست کرنے کو حکم دیا بمجرد خبر پہونچنے نزدیکی فرخ سیر کی باوجودیکہ وہ ہنوز دور تھا نہایت پریشان ہوا اور اپنے حرکات ناشایستہ سے دشمن کو دلیر کردیا تا انکہ فرخ سیر آپہونچا عبداللہ خان ہراول اطراف مورچہ اور موضع کی دیوارین پکڑکر آخر روز تین پہر تک توپ اندازی کرتا رہا شہزادہ اور مدارالمہام دونون دل باختہ ہوکے بھاگنے مین ہم سخن ہوے آخر کار جسقدر ممکن ہوا اشرفی جواہرات لیکر باقی کارخانہ خزانہ توشکخانہ وغیرہ ویساہی چھوڑکر پہر رات رہے باہم متفق ہوکر اوٹھہ بھاگے جب یہ حال کھلا لشکر مین عجب طرحکا وغدغہ پڑگیا لوٹ مچادی آقاے نامدار کا مال خوب ہاتھہ لگا اور بعدہ سرکار فرخ سیر کی ضبطی مین آیا چین قلیچ خان کہ مدد کو شاہزادہ کے عقب سے آتا تھا اکبرآباد کو لوٹ کر شاہزادہ کی فضیحت دیکھی آخر فرمان معزالدین کا منتظر تھا جب دارالخلافہ مین اعزالدین کی شکست کی خبر پہونچی معزالدین مایوس ہوکر عازم ہوا

سلطان معزالدین کا مع ذوالفقار خان اور کوکلتاش وغیرہ ارکان شاہی سے کوچ کرنا اور اکبرآباد کو آنا

معزالدین جہاندار شاہ دوازدہم ذیقعدہ دوشنبہ کی شب کو ساڑہے تین گھڑی گذرنے پر واقع ۱۱۲۴ھ ہجری مدافعہ فرخ سیر کو شاہجہان آباد سے برآمد ہوا ذوالفقار خان سے ہراولی اور کوکلتاش خان کی معاضدت تھے آعظم خان وحانی خان ومحمد امین خان وغیرہ سرداران ایران وتوران وغیرہ مع اسباب جنگ وجدال کے ستر اسی ہزار سوار اور پیادہ بیشمار ہمرہ سپر ہوئے اثناے راہ مین سربلند خان جسنے فوجداری کیمہری سے کسیقدر روپیہ جمع کیا تھا فرخ سیر کی رفاقت سے برخاست ہوکر مع زر مذکور معزالدین کے حضور مین آکر مورد تحسین و آفرین ہوا احمد آباد گجرات کی صوبہ داری پر مرخص کیا گیا اور چھبیلہ رام فوجدار کورہ اور علی اصغر خان ولد کار طلب خان فوجدار آناوہ اعزالدین کے ہمراہی سے رفیق فرخ سیر ہوے جب معزالدین قصبہ سموگر متصل اکبرآباد مین پہونچا فرخ سیر کی بھی رایات ظفر طراز مع رفقا کے جو اوسی قصبہ کے نزدیک جا پہونچے تھے نمود ہوئے چونکہ معزالدین کی زشت حرکات سے اکثر عوام خصوص تورانی امرا بھی بجز عبدالصمد خان کے متنفر اور کشیدہ ہو گئے تھے اکثر فریقکے نوشتہ مشعر ارادہ احضار فرخ سیر کے لشکر مین پہونچے اگرچہ معزالدین کے دیکھتے ہوئے کسیکو فرخ سیر کے فتحیابی کی

امید نہ تھی لیکن عمدہ ارکان دولت معز الدین کے یعنی کوکلتاش خان اور ذوالفقار خان باہم نہایت متفق تھے اور انہین کے نفاق سے کار ہائے بادشاہی برہمی پاتے جاتے تھے دونو برخلاف ہدیگر صلاحین و یا کرتے تھے حتی کہ دریاے جمن کے عبور کے مشورہ پر ہنوز اتفاق نہوا اور خود بادشاہ ساقط الحواس لال کنور کے عشق مین بیہوش تھا سید عبداللہ خان نے ایک مقام پر پایاب پاکر رات کیوقت معز الدین کے لشکر سے چند کوس پیشتر کوچ کر کے جمنا کنارے جا پار اوتر گیا اور سراے روز بہانی مین جو اکبر آباد سے چار کوس اووہر ہے جا ٹھہرا اور تھوڑی دیر مین فرخ سیر مع ہمراہیون کے پار اوترکر عبداللہ خان کی برابر پہونچا اور دشمن کی راہ داری اور محافظہ دہی کو حسین علیخان بہادر جس جگہ تھا اوسی جگہ بمقابلہ دشمن ٹھہرا جب دن گذرا دوسری رات آئی مع فوج اور راے چھبیلہ رام ناگر کے دریا سے پار ہوا تقدیر کی پردہ داری دیکھیے کہ معز الدین اور کل امرا اوسوقت خبردار ہوئے جب لشکر فرخ سیر اوسکے عقب مین نمایان ہوا ترتیب فوج جو اول مقرر ہوئی تھی بحال نرہی نئے سر سے درستی فرمائی گئی

فرخ سیر اور سادات کی لڑائی معز الدین کے ساتھ اور فتح پانا

تباریخ ۱۳ ذی الحجہ سنہ مذکور طرفین سے مقابلہ ہوا معز الدین مع فوج اور توپخانہ اور تجملات خسروانہ کے قول مین ٹھیرا اور ذوالفقار خان معتمد علیہ سلطنت اگرچہ بادشاہ سے کبیدہ خاطر تھا مگر اپنے نام کا خیال کر کے مع سامان عمدہ ہراولی پر چلا اور کوکلتاش خان مع اعظم خان و جانی خان وغیرہ ہمراہیان کے دست راست اور محمد امین خان و عبد الصمد خان و حسین قلیچ خان اور جانثار خان وغیرہ تورانیون کے جانب چپ اور راجی محمد خان و اسلام خان و مرتضی خان و حفیظ اللہ خان وغیرہ بطور التمش اور رضا قلیخان داروغہ توپخانہ اسیطرح ہر ایک بجاے مناسب مامور ہوا ادہر سے فرخ سیر ہم آئینون کے ساتھ قول مین اور عبداللہ خان ہراولی مین اور حسین علیخان و صف شکن خان و حسین بیگ دست راست مین ذوالفقار خان کے مقابل اور خانزمان اور چھبیلہ رام ناگر مع چند دیگر بہادرون کے کوکلتاش خان کے برابر صف آرا ہوئے اول عبداللہ خان نے آہستگی سے توپخانون کے مقابل جاکر جہاندار شاہ معز الدین کے توپخانہ پر پہونچا اچھی کوشش کی قول خاص کے قریب جا پہونچا اور حسین علی خان مع صف شکن خان و فتح خان داروغہ توپخانہ کے دوڑا اسی حملہ مین صف شکن خان او فتح علی خان اور زین الدین خان ولد بہادر خان روہیلہ اور میر مشرف اور میر اشرف وغیرہ بہادران رفقاے حسین علی خان جان بحق ہوے چھبیلہ رام اور خانزمان منتظر قابو تھے حسین علیخان اپنے رفقاؤن پر وقت تنگ دیکھکر بمقتضاے غیرت ہندوستانی کے ہاتھی سے کود کر جا ٹھہرا اور تیر و بندوق کے زخم کھا کر میدان مین گر پڑا سید عبداللہ خان فوج معز الدین کے درمیان مین تھا ترکون کے تیر و بندوق کی بوچھار نے رفقاؤن کو پراگندہ

کر دیا تھا ایک سو سوار ہمراہ تھے اوسوقت سید عبد الغفار مذکور اوسکے ہاتھی کے پاس آیا اور اپنا نام لیکر عبد اللہ خان
پر تیر مارا اسکے ہمراہیون نے اوسکا پیچھا کیا اور عبد اللہ خان نے بھی تیر سے زخمی کیا سید عبد الغفار زخمی ہو کر جان بچا گیا
سید عبد اللہ خان کثرت مخالف سے نہین جانتا تھا کہ کدہر جانا ہے اور انجام کیا ہوتا ہے اس وقت کسیقدر رفقا
کے ملنے سے قدری تقویت ہوئی اونچی جگہہ پر پہونچکر معز الدین کو مع ہمراہی فوج کے اپنے سے نزدیک اور ہوشیاری
سے دور پاکر بہیئت مجموعی اوسکے زنانہ سواریون کے ہاتھیون پر جا کر تیر باران ہونے لگا عجب قیامت مچی معز الدین
نے اپنے تئین درست نکیا تھا کہ فیلان سواری زنانہ کے باہدیگر یورش اوٹھائی لال کنور اور اوسکے ہمراہی خواتین ان
کے ہاتھی صدمہ تیر سے گریزان ہوئے معز الدین نے ارادہ مدافعت کیا اوسکا بھی ہاتھی بگڑا فیلبان کا کچھ بس نہ چلا
عبد اللہ خان نے قدم جرات بڑہایا خلل عظیم معز الدین کے لشکر مین نمود ہوا باوجودیکہ شادیانہ فتح بھی بجایا گیا مگر
فوج نہ جمی چل نکلی کوکلتاش خان نے اس ارادہ سے چاہا کہ معز الدین کے پاس پہونچے خانزمان اور چھبیلہ رام جو
گہات مین لگے تھے کمین گاہ سے نکلکر کوکلتاش پر جا کر بے زخمہائے متنوعہ سے بیدست و پا کر دیا اور رضا قلیخان
داروغہ توپخانہ کام آیا جانی خان اور مختار خان قبل اسکے حسین علیخان کے مقابلہ مین کشتہ ہو چکے تھے اعظم خان برادر
کوکلتاش خان مجروح ہو کر معز الدین کے پاس پہونچا معز الدین وقت تنگ دیکھکر لال کنور کے پاس آیا اور
دن آخر ہوتے ہوتے اکبر آباد کی راہ لی ذو الفقار خان باوجود ہجوم مخالف کے پہر رات تک میدان وغا مین مستقیم تھا
آدمیون کو تفحص جہاندار شاہ اور اعز الدین کو فرمایا تا کہ اگر پتا پاوین تو ہیکے تیرہ اقبال کو باور کرین اگر نشان انکا نہ پاوینگے تو فتح
کے لشکر مین شادیانہ بجے رسم مبارکباد تہنیت ہونی لگی فرخ سیر ذو الفقار خان کی استقامت سے پریشان ہوتا تھا
تھا کہ اگر میری فتح ہو گی ذو الفقار خان کیون ٹہر رہا ہے جب مدعیون کی فرادی تحقیق معلوم ہوئی ذو الفقار خان
کو پیغام دیا کہ دعویدار تو فرار ہوا تم کیون برقرار ہو اگر برائے خود شاہی درکار ہے تو یہ امر جدا ہے ورنہ نسل عالمگیری
مین معز الدین نہین تو ہم ہین اس پیغام سے ذو الفقار خان نے اکبر آباد کی راہ لی جہاندار شاہ نے اکبر آباد مین رات
کاٹی داڑہی مونچہ مونڈوا صبح بدل آخر شب کو مع لال کنور اور چند نفر معتمد کے روانہ شاہجہان آباد ہوا اور آصف الدولہ
کے پاس پہونچکر قید ہوا اسی کے پیچھے ذو الفقار خان دار الخلافہ پہونچا اور عبد اللہ خان نے بعد فتح اپنے بھائی کے تلاش
مین آدمی دوڑائے آخر خواص نے حسین علیخان کو لاشون کے درمیان مین مجروح و بیہوش پایا ایک نے
عبد اللہ خان کو خبر دی لباس خاصہ اور جواہرات جو اسوقت زیب تن تھا اوسکو عطا فرمایا بعضون سے سنا گیا کہ شکر اللہ خان
اور دیانتدار خان ملازمان حسین علیخان مع اپنے ہمراہیون کے اوسکی حفاظت مین مصروف تھے محمد ہاشم خوافی
خان کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ تنہا میدان رزم مین مجروح ہو کر گرا پڑا تھا لچے اوسکا لباس تک اوتار
لیگئے تھے بہر حال عبد اللہ خان نے اپنے معتمد سپاہی کے پاس بھیجکر اوسے اوٹھا منگوایا جب حسین علی خان نے

فتح فرخ سیر کی خبر یعنی جان رفتہ تن مین آئی اور ہوش بھی بجا ہوے عبد اللہ خان نے اپنے بھائی کو زندہ پایا اور فتح یابی سے سجدہ شکر بجالایا ذو الفقار خان باپ سے شورہ کرکے عازم تھا کہ پھر معز الدین کو لیکر تدارک پر کمر باندہی مگر اسکے فرخ سیر سے بدین وجہ کہ ذو الفقار خان اوسکے اور اوسکے باپ کے ساتھ عداوت رکھتا تھا اور معز الدین کی حمایت کی تھی اطمینان نرکھتا تھا آصف الدولہ نے مبالغہ کرکے اس ارادہ سے باز رکھا لاچار ذو الفقار خان نے عزم دکن کیا مگر باپ نے نہ مانا فرخ سیر کی اعانت سے مانع رہا غرضکہ جب اقبال اسد خان اور ذو الفقار خان کا تمام ہوا اور اجل موعود ذو الفقار خان کے نزدیک تھی باوجود عدم اطمینان اور یقین ہونے عداوت کے بدین امید کہ حقوق ہمارے خاندان تیموریہ مین بہت ہین اور نیز عالمگیر کس مرتبہ قدر و اقتدار کرتا تھا آصف الدولہ نے ذو الفقار خان کو ہمراہ لیکر قصد حضوری فرخ سیر کا کیا

اقتدار پانا فرخ سیر کا سلطنت مین اور بھیجنا عبد اللہ خان کو بندوبست دار الخلافہ کیواسطے

جب کہ فرخ سیر مدد غیبی سے مراد یاب ہوا لڑائی کے دوسرے روز سترہوین ذی الحجہ روز پنجشنبہ کو وقت صبح بار عام فرمایا اول چین قلیچ خان اور عبد الصمد خان اور محمد امین خان وغیرہ سرداران توران سید عبد اللہ خان کی وساطت سے بعد آداب و کورنش مورد مراحم ہوئے اور عبد اللہ خان نے مع لطف اللہ خان صادق وغیرہ امرا کے بنابر بندوبست دار الخلافہ اور دولتخانہ شاہی اور قید خانہ سلاطین کے رخصت پائی اور فرخ سیر خود بھی ایک ہفتہ کے بعد شاہجہان آباد کو عازم ہوا ۱۴ محرم کو بارہ پلہ متصل شاہجہان آباد مین نزول اقبال ہوا سید عبد اللہ خان قطب الملک سے مخاطب ہوکر منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے سرفراز ہوا اور مرتبہ وزارت اعظم کو فائز ہوا حسین علی خان بہادر خطاب امام الملکی اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور امیر الامرائی کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا اور بخشی اول مقرر ہوا محمد امین خان بخشی دوم مع اضافہ ہزاری منصب و ہزار سوار و خطاب اعتماد الدولہ سے ممتاز ہوا اور چین قلیچ خان نے پنج ہزاری سے ہفت ہزاری کے ہفت ہزار سوار اور نظام الملکی کا خطاب اور دکن کی صوبہ داری داود خان نایب ذو الفقار خان کی عوض مین پائی اور صوبہ داری برہان پور کی کہ داود خان کو بالاصالت تھی صوبہ داری احمد آباد گجرات کی پائی اور خواجہ عاصم نے خطاب صمصام الدولہ خاندوران اور منصب ہفت ہزاری شش ہزار سوار کا حاصل کیا احمد بیگ کو کہ معز الدین کا رفاقت کے عوض مین غازی الدین خان بہادر غالب جنگ سے مخاطب اور منصب شش ہزاری پنجہزار سوار اور عہدہ بخشی گری درجہ سوم سے ممتاز ہوا اور قاضی عبد اللہ تورانی کو جو جہانگیر نگر ڈہاکہ کی قضا رکھتا تھا میر جملہ خانخانان سے مخاطب اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے سرفراز فرمایا اور اختیار دستخط خاص کا اوسکے قبضہ اختیار مین دیا گیا لیکن ظاہر مین داروغگی خواص اور ڈاک کی رکھتا تھا محمد جعفر منشی جسنے بعض خدمات سابق مفوض تھی نصرت خانی کے خطاب

اور اسیر سامانی اور دار الانشا سے سعزز فرمایا گیا سیف اللہ خان بیوتات مین مامور ہوا سیف الدین علیخان اور نجم الدین علیخان قطب الملک کے بہائی مع دیگر رفقای بادشاہی اور سادات بارہا کے جنکے خدمات جانفشانی ثابت ہوئین حسب تقدیر ولیاقت انعام وخلعت سے سفرز ہوئے قطب الملک انتظام ارکان سلطنت اور معاملات وزارت مین مشغول ہوا ✣

آصف الدولہ اور ذوالفقار خان کا حاضر ہونا اور ذوالفقار خان کا جان کہونا ✣

آصف الدولہ اسد خان اور ذوالفقار خان بہادر بارہ پلہ پر جوا ہان ملازمت ہوے میر جملہ عبید اللہ خان خانخانان نے جو کہ مزاج بادشاہ مین دخیل تہا اور یہ دعوے رکہتا تہا کہ سابق اور حال کے کل امرا سے اوسکا مرتبہ زیادہ اور اوسکا اقتضا اثر پذیر ہے اول اول ذوالفقار خان کی قطع حیات چاہی بادشاہ کو اس امر پر زیادہ آمادہ کر دیا امیر الامرا حسین علیخان بہادر نے اس شورہ سے آگہی پاکر ذوالفقار خان کو پیغام دیا کہ اگر میری وساطت سے حصول ملازمت کرو گے کسیکی مجال نہوگی کہ سر مو تمہین آزار دے میر جملہ اس راز کے مطلع ہونے سے سمجہا کہ درحقیقت ان دونونکے ملجانے سے کسیکو تاب عدول نہوگی پس تقرب خان کو جو اہالی ایران مین سے تہا بسبب ہم جنسے کے ذوالفقار خان کے پاس بہیجکر نہایت دلجوئی کی اور کلام خدا کی قسم کہائی چونکہ بادشاہ باطن مین سادات سے خوش نہین لہذا تمہاری ملازمت معرفت امیر الامرا کے لیے سود ہے بجز نقصان جان کے حاصل نہین اور تمہن دوسرے کی اعانت کیا ضرور بعد ملازمت و رفع ملال کل امرا اور خداوندان دولت اقبال کے مرجع ہو گے ایسی ایسی باتونسے آصف الدولہ بہا کا دلجمع کر دیا کسیقدر ذوالفقار خان کو دغدغہ باقی تہا کہ خود میر جملہ نے جاکر تشفی کر دی اور نئے سرے سے سوگند یاد کی جب حضور فرخ سیر مین لائے ہاتھ ذوالفقار خان کے پابند ہے تھے رو برو کہڑا کیا اور آصف الدولہ نے چند کلمات سفارش عرض کیئے فرخ سیر نے ظاہر مین بڑی مہربانی خرچ کی ہاتھ کہلوا کر خلعت اور جواہر عطا فرمایا بعدہ آصف الدولہ کو بجہت ضعف رخصت کر کے فرمایا کہ ذوالفقار خان خیمہ مین رہے کچھ دریافت کرنا ہے آصف الدولہ متوہم باہر نکلا اور ذوالفقار خان جان سے ترسان ٹہرا ہا مردم مامورنے چارون طرف سے گہیر لیا فرخ سیر نے عظیم الشان اور سلطان کریم الدین کے قتل کا دعوے کیا ذوالفقار خان نے موت کی گرم بازاری دیکہی زبان پر لایا کہ مین محض بیقصور ہون مجرم بادشاہ ہے جب دیکہا کہ فرخ سیر خون بے عاجزی سے نہیں چہوڑیگا سخت جوابدہی پر آیا اسی عرصہ مین لاچین قلماق بہادر دل خان نے پیچہے سے اوسکے گردن مین تسمہ ڈالا اور لوگون نے ہجوم کر کے قتل کر ڈالا اور اوسی روز کہ اتوار اور ۱۶ محرم کی تہی بموجب اشارہ فرخ سیر کے لوگون نے قلعہ مین جاکر معز الدین کو تسمہ سے پہانسی دیکر مار ڈالا فرخ سیر دوشنبہ کے روز ۲۰ محرم ۱۱۲۵ھ مذکور کو بہ تجمل تمام داخل قلعہ شاہجہان آباد ہوا حکم دیا کہ معز الدین کا سر نیزہ پر اور لاش ہاتھی پر اور ہی ہاتھی کے دم سے ذوالفقار خان کی لاش اولٹی لٹکا کر تمام شہر مین تشہیر کرین اور بعد تشہیر دروازہ قلعہ پر ڈالدین اور آصف الدولہ کو پالکی میں سواری

زنانہ لاش کے پیچھے پہر اکر خانخانان بہادر کے مکان مین قید کرین اور کل زر و مال ضبط سرکار ہو راجہ سبہا چند دیوان ذوالفقار خان
جو کہ آدمیون سے زبان درازی کرتا تھا حکم ہوا کہ زبان کاٹی جاوے کہتے ہین کہ باوجود زبان بریدگی کے لکنت مین قاصر تھا
اکثر امرا شکرے تہمت سے تسمہ زیب گلو گیر کر روانہ عدم ہوئے اعز الدین ولد معز الدین اور عالی تبار ولد اعظم شاہ اور ہمایون بخت
برادر خورد کی آنکھین نکلوالین اس بادشاہ کی اسقدر خونریزی سے ہر ایک نہایت مخوف ہو گیا تھا گھڑی گھڑی کی خبر مانگتا تھا

شروع ہونا منازعت کا فرخ سیر اور سادات کے درمیان مین مع دیگر حالات

جب فرخ سیر نے قطب الملک کو بنا بر بندوبست شہر قلعہ دار الخلافہ کو بہیجا لطف اللہ خان صادق کو بہی ہمراہ کر دیا قطب الملک
شہر مین پہونچا دیوانی خالصہ لطف اللہ خان کو اور کل کی صدارت سید امجد خان کو مقرر کی ادہر فرخ سیر نے بعد چلے
جانے قطب الملک کے دیوانی خالصہ طرح چہبیلہ رام ناگر کے نام اور افضل خان اوستاد کو صدر الصدور مقرر کیا جب
بادشاہ شہر و قلعہ مین آیا اور انتظام سلطنت ملاحظہ فرمایا صدارت اور دیوانی کے تقرر مین درمیان شاہ و وزیر کے
عجب گفتگو پڑی قطب الملک کا یہ کلام تہا کہ اگر آغاز کار مین میری بات مسلم نہ رہی میری وزارت کا کیا اعتبار ہوگا
اور میر جملہ بادشاہ کے خاطر نشان کرتا تہا کہ ہر چند بادشاہ بندگان درگاہ کو صاحب مقدرت فرماتے ہین مگر لازم ہے کہ
چاہیئے کہ اپنی حد پہچانے رہین فی الجملہ ہر چند وہ جھگڑا اس طرح پر فرو ہوا کہ دیوانی خالصہ لطف اللہ خان کو اور صدارت
افضل خان کو دی گئی لیکن طرفین کے دلمین گرہ پڑ گئی اور اصل سبب آشفتگی ارکان سلطنت اور بدنامی قطب الملک
حسین علیخان امیر الامرا اور جماعہ سادات کا یہ ہوا ہے کہ فرخ سیر مطلق عقل سے بے بہرہ اور پست ہمت و نامرد تھا کمینہ
بے ہنروان کو غیر لایق انعام دیتا تہا اسی سبب سے فرخ سیر بازاریون لچون کے روبرو مانند اعتقاد خان وغیرہ
کے ممدوح تھا ورنہ لیاقت صوبہ داری کی کچھ بہی نہ تھی اور میر جملہ بنا بر کثرت طمع اور حسد کے کم لیاقتی مین کل امرا سے
فوق رکہتا تہا اسد خان اور ذوالفقار خان کی سو برس کی کمائی برباد کر کے سادات کے پیچھے پڑا انہین چاہتا تہا
کہ مرجع خلایق اور مدار سلطنت رہے اور قطب الملک بہی کثرت عیاشی سے آرام طلب ہو گیا تہا عنان اختیار راجہ
رتن چند اپنے دیوان کے ہاتھ مین رکہا دی تھی وہ شخص بسبب اقتدار پانے کی اور وزارت مین پہونچتے ہی روز بروز افتخار
عداوت کرتا گیا جسکے نتیجہ سے چار پانچ برس کی سلطنت تیموریہ برباد ہوئی اور نیز سادات بارہہ کو داغ بدنامی لگا القصہ
میر جملہ اور بادشاہ اور دیگر ہوا خواہون نے دونو بہائیون کے منافق ہونے مین تدبیرین کین امیر الامرا حسین علیخان
بہادر کو راجہ اجیت سنگہ راٹہور کے تنبیہ کو جسنے بعد وفات عالمگیر کے جودہپور کی مسجدین کھود ڈالکر بتخانے تعمیر
کرا دیئے تھے اور بہادر شاہ مع اپنے بہائیون کے اوسکے لڑنے مین مصروف ہوا تہا اور بعد ازان واسطے استیصال
جماعہ سکھان کے جنہون نے سرحد لاہور مین سرکشی کی تہی نہضت کی تہی مقرر فرمایا حسب الحکم مع بعض دیگر امرا کے

اس بدسگال کا گوشمالی کو روانہ ہوا اجیت سنگہ اسکے سطوت سے گھبراکر عیال و اطفال کو کوہستان دشوار گذار مین پہونچاکر اپنا ملک خالی کرگیا اور باوجود تحریک حسین علیخان کی لڑائی سے باز رہکر وکلاے معتبر مع تحفہ لایق کے بہیجکر مستدعی عفو جرایم ہوا اسی ضمن مین چونکہ حضور مین در اندازون نے فرخ سیر اور قطب الملک کے باہم فساد کرایا اور عبدالصمد کے قید کی فکر مین تھے اوسکی تحریرین امیر الامرا کے نام متضمن جلد واپس ہو آنیکی پہونچین ناچار حسین علیخان نے راجہ اجیت سنگہ کو اطاعت اور ارسال پیشکش اور دختر پر واسطے فرخ سیر کے راضی کیا اور اسکی تعمیل کی بعد حضور میں آیا

زیادہ ہونا رنج کا فرخ سیر اور سادات کے ہمدگر مین

جب قطب الملک وزیر تھا اور حسین علیخان امیر الامرا تھا کوئی امر جہانداری کا مانند منصب و اضافہ وغیرہ کے بدون انکی استرضا کے ناممکن تھا اور میر جملہ کے حق مین جو صاحب دستخط تھا اکثر فرخ سیر کہا کرتا تھا کہ میر جملہ میری زبان اور ہاتھ کا مالک ہے لہذا مردم اوس سے رجوع ہوتے اور وہ بہی انجاح مرام کار انام سے نیکنام ہوا تھا راجہ رتن چند دیوان قطب الملک کو یہ کینہ ہوا کہ کسواسطے میر جملہ سے رجوع ہوتے مین جاری نہین کرتا تھا اور جو اس سے رجوع ہوتا اپنے اور اپنے آقا کیواسطے نذرانہ لیکر اوسکا کام انجام کرتا اس سبب سے بدنام ہوا اور قطب الملک کی حمایت سے زیادہ مغرور ہوا اخلاق اللہ کی کامرانی جو کہ میر جملہ کرتا تھا قطب الملک اور امیر الامرا کو گران معلوم ہوتی تھی میر جملہ نے فرخ سیر کے حضور مین آکر شکایت کی کہ انکی پیشانی سے آثار نمکحرامی پیدا ہین ایسی شکایت سے فرخ سیر کو بھی قید کرنے کی فکر ہوئی اسی فکر مین کبھی سیر باغ اور کبھی شکارگاہ کو نکلتا تھا ہرچند تمہید رنگارنگ جوڑتا مگر نامردی سے کچھ کام نکرتا تھا آخر کو خوب رنج و حسد بڑہا یہ بہی مشہور ہے کہ بادشاہ کی والدہ بسبب عہد و پیمان کے جو کہ کلام اللہ کی ضامنی سے ہوا تھا اکثر اوقات انکے ارادہ فاسد سے امیر الامرا اور قطب الملک کو آگاہی کر دیتی تھی اسی ضمن مین امیر الامرا نے کل ممالک دکن کی صوبہ داری کی استدعا کی اور ارادہ کیا کہ بعد حصول مدعا داؤد خان کو بدستور سابق ذوالفقار خان کے اپنا نایب مقرر کرے اور اوس سے کسیقدر سالیانہ ٹھہراکر خود حضور ہی مین رہے اور بادشاہ اور میر جملہ کی یہ مرضی تھی کہ وہ خود دکن کو چلا جاے اور اوسکو منظور تھا کہ قطب الملک کو تنہا چھوڑے آخر گفتگوے خشونت آمیز طرفین سے شروع ہوئی رفتہ رفتہ یہ حال ہوا کہ دونون بہائیون نے دربار داری موقوف کی اپنی حفاظت کو فراہمی سپاہ اور درستی مورچال مین مصروف ہوکے بادشاہ امراے خیر اندیش میر جملہ اور محمد امین خان اور خاندوران سے خلوت مین مشورہ طلب ہوا ہر روز تلون طبعی سے تدبیر اولٹی پلٹی جاتی تہین اور اس خبر کے اشتہار سے غلہ کی گرانی ہو گئی بادشاہ و وزیر کے فیما بین پیامبر کی آمد و رفت تھی مگر بے سود جب مدت تک یہی حال رہا والدہ بادشاہ نے قطب الملک کے مکان جاکر مطمئن کیا قرار ہوا کہ قلعہ مین سادات کا

بندوبست ہو اوسکے بعد دونون بہائی حاضر حضور شاہی ہوئے چنانچہ ایسی ہی تعمیل ہوئی قطب الملک اور امیر الامرا حضور مین آئے عذر تقصیر کیا اور جو شبہہ کہ بادشاہ کیطرف سے دو تین متفنی نے پیدا کرا دیا تھا بیان کرکے کمر سے تلوار نکالکر روبرو رکہدی اور عرض کیا کہ اگر تقصیر وار مین سر و شمشیر حاضر ہے اور اگر بنا بر حقوق خدمت ہمارا قتل نا منظور ہو منصب سے برطرف کیئے جاوین کہ اپنی راہ لین حج بیت اللہ کو سدہارین اور اگر خدمت مین رکہنا منظور ہے در اندازون کے کلام اور حاسدون کی سخن انگیزی پر توجہ نفرمائی جاوے آخر بنای فسادِ اس پر وقع ہوئی کہ میر جملہ عظیم آباد کا صوبہ دار ہو اور امیر الامرا صوبہ ہای دکن کے انتظام پر رخصت ہو لہذا امیر جملہ عظیم آباد کو روانہ کیا گیا ظاہر مین تو خاطر داری سادات کی ہوئی اور باطن مین گویا مایہ فساد کو اشتعال کیا امیر الامرا کے واسطے فرمان صوبہ داری دکن صادر ہوا اور نظام الملک کے برخاستگی کو بہی دکن سے تحریر کئی نظام الملک کو حضور مین طلب کیا اور لکہا کہ داؤد خان پنی برہان پور مین جاکر انتظار امیر الامرا کا کرے جب وہ پہونچے جس کام کو حسین علی حکم دے بجالائے اوسکے استیصال مین ساعی ہو بعد فتح کل صوبہ ہای دکن کا ناظم اور مورد الطاف شاہی ہوگا اسی عرصہ مین شادی بادشاہ کی اجیت سنگہ کی لڑکی سے ہوئی ذکر اسکا عنقریب ہوگا بالفعل حال شورش گجرات کا لکہا جاتا ہے جو کہ بسبب داؤد خان کے عدم تدین سے درمیان ہندو و مسلمان کے واقع ہوا

بلدۂ گجرات مین ہندو و مسلمان مین فتنۂ عظیم کا برپا ہونا داؤد خان افغان کی عدم تدین سے

سنہ احد جلوس فرخ سیر مین داؤد خان گجرات کا ناظم تھا آخر سال کو اسکی صوبہ داری مین یہ فتنہ ہوا جس رات کہ ہندو لوگ ہولی جلاتے ہین کسی ہندو نے اپنے صحن خانہ مین جو کہ مسلمانون کے گہرون سے ملحق تھا ارادہ کیا کہ ہولی جلاوے مسلمان مانع ہوئے ہندو نے اس زعم سے کہ اپنا گہر ہے ہولی جلائی دوسرے روز مسلمانون نے وہی جہت اپنے گہر کی ہندؤون پر کرکے ایک گاؤ ذبح کی تمام ہنود محلہ مسلمانون پر ہجوم کر آئے مسلمان چونکہ کم تھے بیتاب ہوکر گہرون مین جا گہسے ہندؤون نے ایک قصاب بچہ کو جو چودہ برس کا تھا قید کرکے گاؤ کے عوض مار ڈالا شہر کے مسلمانون نے جب یہ دیکہا ندائے عام دی ہزار ہا پٹہان جو داؤد خان کے ملازم تھے مع سکنۂ شہر کے بے اجازت داؤد خان کے قاضی کے مکان پر آئے قاضی نے داؤد خان کے خوف سے جسکو رعایت ہندون کی منظور تھی دروازہ بند کرلیا لوگون نے قاضی کا دروازہ توڑ کر گہر مین آگ لگادی اور شریعت پناہ کو ہمراہ لیکر دوکانات پہاٹک چوک سے آگ لگانا شروع کردیا رفتہ رفتہ کپور چند جوہری کے مکان پر جو داؤد خان کا مصاحب تھا چڑہ گئے اسنے اپنے محلہ کا دروازہ بند کراکر بندوقون کو اونسے بہیجا طرفین سے چند لوگ مارے گئے شدت فساد سے

چند روز تک شہر کی دو کانات بند رہین جب مسلمانون کے خاطر خواہ تدارک ہوا جب عبد العزیز عبد الواحد شیخ محمد علی واعظ جو کہ
فضیلت پناہ تھے مع مسلمانان شہر وغیرہ کے استغاثہ کے واسطے روانہ بیت الخلافہ ہوے جب شاہجہان آباد آئے
راجہ رتن چند نے بمقتضاے ہم مذہبی کے مسلمانون کو قید کیا اونکی فریاد کسی نے نہ سنی خواجہ محمد جعفر درویش
جو کہ صمصام الدولہ خاندوران کا حقیقی بہائی تھا اونکے حالات پر مطلع ہوکر خاندوران کی وساطت سے مسلمانان
محبوس کی رہائی مین ساعی ہوا شیخ محمد علی واعظ زیر احسان محمد جعفر ہوا اکثر رابطہ اتحاد بڑہانے کو خواجہ مذکور کی
مجلس مین جاتا تھا اور اشعار حمد و نعت قوالون سے گوا تا اور نہایت رغبت سے سنتا اور ہر وقت وعظ کے
حمد و نعت کے بعد چند فقرے آئمہ اثنا عشر کے مناقب مین زبان پر لاتا اسی وجہ سے شاہجہان آباد مین بہی
مفسدہ ہوا چاہتا تھا مگر بخیر گذشت انشاء اللہ حسب موقع ذکر کیا جاویگا چونکہ اجیت سنگہ نے اپنی دختر نیک اختر
کی سفارش کامل کی تھی شقہ بادشاہ کے جو متضمن قتل امیر الامرا تھے دکھلائے امیر الامرا شقہ ہاے شاہی
لیکر رانی کے احترام مین متعہد ہوا ہنگام تجدید عہود کے وہ شقجات بادشاہ کو دکہلاے اسکی بہی عذرخواہی
ہوئی جب رفع کدورت ہوگئی جشن شادی مقرر ہوا یہ بات ٹھہری کہ بعد فراغت امیر الامرا بہی عازم دکن ہون گے

جشن شادی بادشاہی دختر راجہ اجیت سنگہ سے

محمد فرخ سیر نے حکم تیاری سامان نشاط فرمایا کارپردازان نے جہٹ پٹ اہتمام کردیا ادہر سے امیر الامرا
نے اسباب شادی دختر حسب رسم ہنود سرانجام کیا اوس شان و شوکت سے یہ شادی ہوئی کہ ہند اور دکن مین
کسی راجہ اور بادشاہ کے عہد مین نہوئی تھی شب پنجشنبہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۱۲۷ھ ہجری کو بادشاہ امیر الامرا کے مکان پر
آیا عقد نکاح پڑہا یا چراغونکی روشنی آرایش کی زیبائی آتشبازی کی لوجسقدر تھی اس صحیفہ مختصر مین گنجایش پذیر نہین ہوسکتی

ذکر مناقشہ شیخ عبد اللہ ملتانی اور خواجہ محمد جعفر کا

اس عرصہ مین شیخ عبد اللہ نامے ملتان سے دار الخلافہ مین آیا مسجد جامع مین وعظ کہا کرتا تھا اسکا معرکہ
رونق افروز ہوا کسی روز محمد جعفر کے دیکہنے کو گیا دیکہا کہ بعض مرید اوسکے پابوس ہورہے ہین اور قوال لوگ
ابیات منقبت پڑہ رہے ہین شیخ کو ابیات مناقب کا سننا گران ہوا نصیحت کرنا شروع کی کہ سجدہ علاوہ خدا
کی دوسرے کو کرنا درست نہین اور سرود سننا بہی شرع مین ممنوع ہے اور استماع مناقب اہل بیت پیغمبر
صلعم بدون ذکر نام اور اصحاب کرام کے خلاف آئین اسلام ہے خواجہ نے درجواب کہا کہ فقیر لوگ بجز خدا
کے دوسرے کو جانتے نہین پس کیونکر دوسرے کو سجدہ کرینگے جن لوگون کو جوشش حقیقی ہے ہر جاہمہ

زمین بوس ہوتے ہین بہار کیا قصور ہے یہ بہ یار کی ہر جگہہ رنگ و بو ہے ٭ جدہر دیکہتا ہون ادہر تو ہی تو ہے ٭٭
قوالون نے جو کچہ اپنے استاد سے پایا گاتے ہین مجکو منع سے کیا سو داب تم جو اشعار مناقب صحابہ کی بتلاؤ گا یا کرین اس جواب
سے شیخ نے سمجہا کہ مذہب تشیع کی طرف مایل ہے آزردہ ہوگیا اور جامع مسجد مین مشغول وعظ کہا کرتا کہ جناب امیر المومنین
علی مرتضی علیہ التحیۃ والثنا داخل آل عبا نہین اور علوی کو سید نکہنا چاہیے اور پنجتن پاک جو کہتے ہین خلاف عقیدۂ اہل سنت
ہے کیونکہ دوسرے صحابہ کیا ناپاک تھے اسیطرح مذمت مذہب امامیہ کی کیا کرتا خواجہ جعفر نے اطلاع پاکر پیغام دیا کہ وعظ
مین ایسی قیل وقال برخلاف رسم مذہب اہل سنت وجماعت کی ہے اگر فقیر خانہ مین آئیے یا دوسری جگہہ تجویز فرمایئے
روبرو فضلا کے کلام شریف مین دلیل کیجاوے جو کچہ آپکو دعوے ہو از روے کتب تصدیق کیجیے شیخ عبید اللہ نے
درجواب کلمات سخت کہلا بھیجے اتفاقاً اسی قربت مین چند مغل زاد و باش وضع مع تسبیح اور خاک کربلا گردن اور
بازو مین لگائی جب وہ وعظ کہہ رہا تہا بہیئت مجموعی حاضر مجلس ہوے اور نگاہ بد سے جانب شیخ نظر کرنے لگے اور
تین ہزار آدمی اوسکے ہیرکار جو وعظ سن رہے تھے اس خیال سے کہ فرستادہ خواجہ قتل واعظ کو آئے ہین کلمات
رفض زبان پر لائے مغل زادون کو تاب نہ آئی مسجد سے نکل پڑے اونکے پیچھے ایک متمرد اجل رسیدہ
سپاہی وضع جو وعظ سننے کو آیا تہا آکر لوٹ گیا ایک مغل نے اس گمان سے کہ اونہین کے ساتھیون مین سے
ہے اوسپر حملہ کیا متمرد مذکور کو لوٹا اور موذن کو مار کر خود مارا گیا دو تین روز تک اوسکی لاش اسی تحقیق کو
زیر مسجد پڑی رہی کہ کسکی لاش اور بھیجا ہوا کسکا ہے بعض متعصبان اور ہواخواہان شیخ عبید اللہ نے بوساطت بعض
مقربان درگاہ استغاثہ کیا کہ خواجہ کی یہ مراد ہے کہ اہلبیت کے دین مین خلل انداز ہو اور بہادر شاہ کے عہد مین کلمہ
وصی سے جو ہنگامہ ہوا تہا اسحال احتمال زیادہ تر ہے لہذا لازم کہ خواجہ کو شہر بدر کرایا جاوے شاہجہان آباد
کی گذرگاہون اور بازارون مین جہان مناقب ایمہ طاہرین پڑہکر اونکے فضایل بیان ہوتے تھے اس واقعے کے
بعد ورق اولٹا بجز ذم روافض کے زبان پر نہ آتا تہا فرخ سیر نے شریعت خان کے ساتھہ جو کہ قاضی حضور تھا
اس بارہ مین سوال کیا قاضی نے کہا کہ خواجہ کی بد اعتقادی شرعاً ثابت نہین ہوتی اور جو کچہ شیخ عبید اللہ نے
کہا ہے مطابق کتب معتبرۂ اہل سنت کے نہین ہے مگر رفع گفتگو کو اگر خواجہ نقل مکان کرین مضایقہ نہین
خاندوران نے اس بات مین جو کچہ مناسب تہا خواجہ کی جناب مین عرض کرکے صلاح دی کہ چندے مزار خواجہ نظام الدین
پر ٹہرے تاکہ معاندان کی زبان ساکن ہو اور شیخ عبید اللہ کو کہا کہ کس مدعا سے اس شہر مین آیا اور بعد حصول
مدعا دو تین روز سرانجام کرکے روانہ ملتان کیا

عبد الصمد کا بندا پہنچوانے فرقہ سکہان پر فتح پانا اور اس فرقہ کا مجمل حال

سال پنجم جلوس مین مطابق ۱۱۲۸ھ ہجری عبد الصمد کے زور وبازو سے بندا نام اپنی سزا کو پہونچا تفصیل یہ ہے کہ فرقہ سکہ

جو گورو گوبند کے پیرو اور ابتداے تولد سے بال نہین منڈواتی اکثر سیہ پوش او مسلح رہتے ہین ہر چند فرقہاے مختلف سے ہون مگر جبتک راہ اختیار کی ہرگز بموجب قاعدہ دیرینہ ہنود کے ہمہ گر مین احتراز اور پرہیز نہین کرتے اس مذہب کی پیدایش عہد عالمگیر کے آخر مین ہوئی موجد اسکا گورو گوبند ہے جو نانک شاہ فقیر مشہور کے خلفا مین ہے مجمل احوال نانک شاہ کا یہ ہے کہ اسکا باپ بقال قوم کہتری سے تھا عہد طفلی مین یہ شخص حسن فصاحت مین کیقدر استعداد خداداد رکہتا تھا سید حسن نامی درویش صاحب کمال نے اسپر نظر توجہ فرمائی تربیت کرنے لگا اسکے فیض سے فی الجملہ شعور و دانش حاصل ہوا اکثر حقایق او معارف پر اطلاع حاصل کی اور تعصب بزرگان چہوڑکر اونہین بزرگان تصوف پسند کا قول زبان پنجابی مین بذریعہ دوہرہ موزون کرتا تھا اوسکے شعر و کلام موزون ہوکر ایک کتاب بنی جو گرنتھہ کے نام سے مشہور انام ہے اور اعتبار و کثرت بابر شاہ کے عہد مین میسر ہوا اس شخص کا گرنتھہ آجتک تعظیم و تکریم کے ساتھہ پڑہا جاتا ہے از بسکہ کیفیت سے خالی نہین مقبول خلق خدا ہے اس مت کے فقیر اکثر مشابہ مسلمان ہندی فقیرون سے ہوتے ہین اور اب بہی یہی صورت ہے اکثر مقامات پر ان لوگون کا ٹہکانا ہوتا ہے جسے اپنی اصطلاح مین سنگت کہتے ہین اور اوس سنگت مین ایک مرشد اور اوسکے مرید ہوتے ہین بابا نانک کی اولاد دو لڑکون سے ہے سری چند او لکہمی چند لکہمی چند دنیا داری مین پہنسا سیر و شکار کی توجہ ہوئی اتبک اوسکی اولاد ہے اور اسکے خاندان مین صاحبزادگی ہے سری چند نے درویشی اختیار کی زن و فرزند سے گریزان اور باپ کی جگہہ پہ بیٹا او سجادہ نشینی بہی نہین کرتا تھا فقراے نانک شاہی جو مسلمانی ہندوستانی فقیرون سے مشابہ ہین اوسکے پیرو ہین ایک خدمہ نانک شاہ کا انگہ نام بجاے نانک شاہ کے سجادہ آرا ہوا ۱۳۱ برس تک سجادہ پر رہا چونکہ لاولد تھا امر داس اپنے مرید کو اپنا وارث کیا اسنے بائیس برس زندگی پائی باوجود اولاد اسنے اپنے داماد رام داس نام کو گدی دی سات برس زندگی تہے وفات کی بعدہ اوسکا لڑکا گورو ارجن چہبیس برس باپ کی جگہ مسند آرا رہا بعدہ اسکا بیٹا گورو ہرگوبند ۲۸ سال مرجع مذہب رہا بعدہ گورو ہر راے نبیرہ ہرگوبند بسبب مرجانے باپ دادے کے جگہ پر سترہ برس تک مذہب رہا بعدہ اسکا فرزند گورو ہر کشن خوردسالی مین گدی پر بیٹہا تین برس زندگی کی بعدہ تیغ بہادر ولد گورو ہرگوبند گیارہ برس ہنگامہ کر امراے عالمگیر کا قیدی ہوا سنہ ہجری مین مطابق سنہ عالمگیری کے حسب الحکم بادشاہ کشتہ ہوا گورو گوبند ولد تیغ بہادر بجاے پدر مسند آرا ہوا مدت تک ریاست کا سجادہ نشین ہشتم ہے اسکے جسکا نام تیغ بہادر تہا بہت سے پیرو کار پیدا ہوے صاحب اقتدار ہو گیا کئی ہزار آدمی اوسکے ہمراہ گہومتے تہے اسکا ہم عصر حافظ آدم نام فقیر جو شیخ احمد سرہندی کے مریدون مین تہا اکثر لوگ اسکی طرف رجوع ہوئے اب دونون نے جبر و تعدی سے اخذ زر شروع کر دیا تیغ بہادر ہندؤن سے اور حافظ آدم مسلمانون سے روپیہ لیتا تہا وقایع نگارون نے عالمگیر کو لکہا کہ دو فقیر ایک ہندو دوسرا مسلمان ایسی ایسی حرکات کرتے ہین کیا عجب کہ اگر قدرت حاصل ہو جائے خروج پر آمادہ ہون

عالمگیر نے اس خبر سے حاکم لاہور کو فرمان بھیجا کہ دونوں کو گرفتار کرکے حافظ آدم کو اٹک اور پشاور کے اوس طرف چھوڑ دین اور یہ لکھین کہ پھر اسطرف عود کر سکتا ہے اور تیغ بہادر کو قید رکھین حسب الحکم تعمیل ہوئی مگر تیغ بہادر کے ہمراہی فقیرانہ وضع سے گھومتے تھے جب عالمگیر نے رحلت کی اور بہادر شاہ کو سلطنت ملی اخیر عہد عالمگیری مین گورو گوبند تیغ بہادر نے باپ کی جگہ پر مسند آرا ہوا شریران مذہبی کو آہستہ آہستہ سے فراہم کیا اور سلاح اور گھوڑے فراہم کرکے سپاہیون کو حصہ لگا دیا کسیقدر ہاتھہ سپیر نکالنے لگا جب حکام شاہی فوجدار لوگ اوسکے تنبیہ پر آمادہ ہوئے اوسنے بھاگ کر پناہ لی دو لڑکے اوسکے قید ہوکر مارے گئے جب چاہا کہ اپنے عیال و اطفال کے پاس پہونچے حکام سہرند کے سبب سے عبور مشکل ہوا بعض افاغنہ سے یہ وعدہ ہوا کہ اگر مکان پہونچا دین زر خطیر بمعاوضہ مین دیا جائے افاغنہ نے اونکو اپنے طریق پر لباس پہناکر اور ڈاڑہی مونچھہ کی وضع بناکر راستہ مین باحترام لے چلے جو کوئی پوچھتا کہتے ہمارا پیر راجہ ہے جب جاے معہود مین پہونچے اور دلجمعی حاصل ہوئی اگلا چال چلن اختیار کیا اور اپنے مریدون کو بہکایا کسیقدر بیہوشی طاری ہوئی اور اسی حال مین انتقام فرزندان کے گھات مین رہکر جان بحق ہوا اسکے بعد بندا بجاے گورو گوبند کے خاندان افروز ہوا اسکو بڑا اقتدار حاصل ہوا چونکہ اسکے دل مین قتل تیغ بہادر اور گورو گوبند کی اولاد کا تھا مسلمانون کے سر پر تباہی لانا شروع کی جسے پایا قتل و خوار کرتا حتی کہ مسلمانی حاملہ عورتون کے شکم سے بچہ نکال کر مارتا بہادر شاہ نے یہ بدعت سنکر فوج شاہی تادیب کو مامور فرمائی یکبار خانخانان منعم خان نے تیس ہزار سوار سے کوہ گڑہ مین محصور کیا لیکن مہم کی خوش انجامی نہوئی دوسری مرتبہ محمد امین خان و اعز خان و رستم دلخان وغیرہ نے محصور کیا الا ناکام رہے بندا بہت کم فوج شاہی سے مقابل ہوتا تھا اکثر بطور قطاع الطریق کے گہوما کرتا تھا جہان قابو پاتا استیصال اسلام مین قصور نکرتا ہنوز یہ جھگڑا تمام ہوا تھا کہ بہادر شاہ نے دنیا کے جھگڑے سے خلاصی پائی لاہور مین جیسا کہ ذکر ہوا شاہزادون کے باہم مقابلہ رہا کسی کو سکہونکی خبر نلی اس سبب سے بندا کا اور بھی اقتدار ہوا جب معز الدین مارا گیا اور فرخ سیر کے قبضہ مین عنان سلطنت آئی تنبیہ بندا کے واسطے مسلم خان صوبہ دار لاہور کو حکم کیا مسلم خان اوسکے لڑنے کو نکلا مگر شکست کہا کر لاہور کو واپس ہوا اب بندا کو نخوت ہوئی بہ نسبت سابق کے زیادہ تر مسلمان آزاری پر کمر باندہی اسی عرصہ مین بایزید خان نام فوجدار سہرند بارادہ درستگی بندا کے قصبہ مذکور سے برآمد ہوا اپنے لشکر مین ٹہرا تھا اور نماز مغرب کے وقت چند آدمیون کے ساتھہ خیمہ علیحدہ مین نماز پڑہنے گیا تھا کہ کسی سکہہ نے صبح کے وقت عین غفلت مین خیمہ مذکور مین آکر بایزید خان کو مار ڈالا اور جو صحیح و سالم ہمراہیون سے جا ملا جب یہ خبر حضور مین آئی عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ تورانی صوبہ دار کشمیر کو حکم ہوا کہ بندا کی بیخ کنی کرے اور لاہور کی صوبہ داری اسکے لڑکے زکریا خان کو عطا ہوئی قمر الدین خان ولد اعتماد الدولہ محمد امین خان و اعز خان وغیرہ و فوج مغلیہ اور رسالہ شاہی اور احدیان و

اور توپخانہ وغیرہ اوسکی مدد پر تعینات ہوے عبد الصمد خان بموجب ورود حکم و سند عازم لاہور ہوا عارف خان
اپنے چیلہ کو شہر کی نیابت پر بہیجا اور خود مع فوج سیر شکار کے اوسکی لڑائی کو روانہ ہوا فوج ولایتی نے اپنے تیغ
سر چنگال سے بندا کو خوب نوچا بندا نے وہ تیزدستی دکھلائی جس سے یقین تھا کہ قریب مغلون کی شکست ہو لیکن فضل
الٰہی نے اپنا کام کیا کہ وہ قصبہ گورداس پور مین جہان اوسکا مسکن اور آبادی اور اسباب سے معمور تھا پہونچکر محصور
ہوا عبد الصمد خان نے ایسا سخت محاصرہ کیا کہ ایکدانہ قلعہ مین پہونچنے کی راہ نہ تہی جب مدت گذری اور انبار خانہ مین
کچہ باقی نہ رہا ناپاکی ماکولات سے گہوڑے گدہے گاے وغیرہ ممنوعات مذہبی کہانے لگے لیکن تعصب کے زور سے اعانت
نامنظور تھی جب کہ بعضون ہی حد درجہ کو پہونچی بعضے گرسنگی اور اضیر کے مرض مین رگہراے ملک فنا ہوے اور اکثرون
نے استدعاے امن و امان اور لشکر مین آنے کی کی عبد الصمد نے ایک نشان میدان مین گاڑ دیا اور حکم فرمایا کہ بے
سلاح اوسکے نیچے جمع ہون بیچارون نے چارناچار قبول کیا حاضر آئے بعد احضار عبد الصمد نے سب کو قید کر کے
سرداران لشکر کے حوالہ کیا کہ اونہون نے گورداس پور کے نیچے جو دریا بہتا تھا اوسکے کنارے ہر ایک کو دریاے
عدم کے کنارے لگایا اور اوس فرقہ کے روسا اور مشاہیر کو زنجیر پہنا اونٹون اوپر سوار کرا کر کاغذ کی ٹوپی سر پر اور پیر مین زنجیر
و سلاسل ڈالکر قاصد لاہور ہوا اسی صورت سے اون مغرورون کو درپیش سواری لیے ہوے داخل شہر ہوا
بانسر ہند خان کی ماں جو لاہور مین تھی اس خبر سے شادان ہوئی اور سر راہ چہت پر بیٹھی آدمیون سے کہا کہ جب میرے
لڑکے کا قاتل کہ جسنے اپنی قوم مین نارسنگہ نام پایا ہے آئے مجہے بتلا دیجیو جب وہ آیا لوگون نے اوس ضعیفہ کو
خبر دی اوسنے عداوت کی راہ سے جب وہ نزدیک آیا ایک پتہر اوسکے سر پر مارا وہ پتہر کے لگتے جان سے گذرا
عبد الصمد نے اس خبر کے سنتے ہی سکہون کو گہوڑے گدہے کی جہولین پہنا کے مخفی کیا تا کہ اکثر مارے جانے سے
محفوظ رہین اور سر بادشاہ کے حضور مین لیجاے اور چند روز کے بعد بدستور اون لوگون کو قمر الدین خان ولد
محمد امین خان اور اپنے پسر زکریا خان کے ہمراہ دار الخلافہ کو روانہ کیا جب شاہجہان آباد کے نزدیک پہونچے
فرخ سیر نے اعتماد الدولہ محمد امین خان سے فرمایا کہ بیرون شہر جا کر بندا کو تیبہ کلاہ اور روسیاہ کر کے سواری فیل اور
دوسرون کو اونٹ اور گدہون پر اور سرون کو نیزہ پر رکہکر شہر مین لائے بعد احضار کے بندا کو مع دو لڑکون کے
حکم حبس ہوا اور دوسرون کے نسبت ارشاد ہوا کہ روز مرہ سو نفر ایک دوسرے کے روبرو چبوترے کوتوالی اور
راستہ بازار مین قتل ہوا کرین جب الحکم تعمیل ہوئی عجب بات یہ ہوئی کہ مرنے کیواسطے ایک دوسرے پر تفوق
چاہتا تھا بلکہ جلاد کی منت کرتے تھے جب وہ گروہ مارا گیا بندا کے لڑکے کو اوسکی زانو مین اوسکے ہاتہون سے
ذبح کرایا آخر کار زنبور آہنی گرم کر کر اوسکے بدن کو داغ دیا اور نہایت تکلیف سے جان لی گئی کہتے ہین کہ
محمد امین خان نے پہر اس سے کہا کہ تیرے چہرہ سے آثار ہوشمندی کے نمایان ہین یہ کیا تیرے دلمین آئی کہ

چند روز سے دنیا و آخرت کا دبال لیا بندا نے در جواب کہا کہ جب تمرد اور عصیان خلق اللہ کی حد سے گذرتی ہے قادر قدیر
مجھ ایسے ظالم کو اختیار مین اوسکی مکافات دیتا ہے اور اس حیلہ سے جزا دلاتا ہے جو ازان تم ایسے سے اوسکی سزا دلوانا ہی

کوچ کرنا امیر الامرا حسین علی خان بہادر کا دکن کو اور داؤد خان پنی پر فتح پانا

قبل اسکے مذکور ہوا ہے کہ امیر الامرا نے بعد رو گئے میر جملہ کے حضور سے عزم دکن کیا تھا چند روز بعض مرادون کو
متوقف رہا بعد فراغ کل امور کے عازم دکن ہوا بادشاہ کو عرضداشت کی کہ اگر قطب الملک کے ساتھ کسیطرح کی
بدمعاملگی یا برخلاف نمائی ظہور مین آئی بیش روز کے عرصہ مین بندہ حاضر درگاہ ہو جائیگا بعد نہضت امیر الامرا کی
بادشاہ نے داؤد خان کو جو صوبہ دار احمد آباد اور افغان شجاع مین تھا اور دکن کے سرداران مرہٹہ سے
نہایت اتحاد رکھتا تھا صوبہ داری برہانپور پر مقرر کیا اور متواتر حکم بھیجا کہ برہانپور مین آکر امیر الامرا حسین علیخان
کی اطاعت نکرے بلکہ اوسکے استیصال مین ساعی ہو در صورت تعمیل حکم کے دکن کی کل صوبہ داری عطا
ہوگی داؤد خان نے برہانپور پہونچکر دم استقلال مارا امیر الامرا نے آگاہ ہو کر پیغام دیا چونکہ کل صوبجات دکن
کے ہمسے متعلق ہین لہذا لازم ہی کہ جادۂ فرمانبری سے منحرف ہو کر استقبال کو آے ورنہ بادشاہ کے حضور مین
چلا جاے اور فتنہ و فساد برپا نکرے داؤد خان نے ان دونون باتون سے انکار کر کے برہانپور سے برآمد ہوا اور
باہر خیمہ کھڑا کر امیر الامرا کی اطاعت سے صاف باغی ہو گیا اور سرداران مرہٹہ سے ایک شخص بہاجی سندیہ
بہادر شاہ کے زمانے سے ہفت ہزاری تھا اور پرگنات پرچاصل اورنگ آباد کی اوسکی جاگیر مین تنخواہ تھی بلایا اور
وہ حاضر ہو کر خیمہ تر ہوا شہ عاشوس واقع رمضان کو امیر الامرا نے پہونچکر پند و نصیحت فرمائی مگر سودمند نہوئی
توبت شمشیر پہونچی امیر الامرا نے بیش ہزار سوار سے صف آرائی کی اودھر سے داؤد خان مع ہمراہیان رستم مرد
نمودار ہو کر رزم کنان ہوا ایک بھاری لڑائی بزور رانی ہوئی طرفین سے جوانمردی دکھلائی گئی بے سر دیا سر
سر اوتار ے جاتی تھی مردان جرار زخمہاے خونبار سے رشک گلزار تھے بدنہاے ناز پرور نے گرانی روح سے
سبکدوشی پائی سرون نے نیزون پر جرہائی کی گردنون تلوار نے رہائی پائی داؤد خان نے دعوی مقابلہ مین
فیلبان کو حکم دیا کہ امیر الامرا کے ہاتھی کے برابر لیجاے لہذا باوجود مارے جانے ہیرامن ہراول کے داؤد خان
امیر الامرا کے توپخانہ پر گرا حسین علیخان کے لشکر مین قیامت برپا ہوئی سیکڑون تہ تیغ ہوئے داؤد خان چند
نفر کے جو پاے امیر الامرا تھا دو تین سو ہمراہیون سے تیر افگنان چلا آتا تھا ہر گوشہ مین امیر الامرا کی تلاش تھی
قصد یہ تھا کہ بہر صورت حسین علیخان بہادر تک پہونچے امیر الامرا کے لشکر مین عجب تہلکہ پڑ گیا رستم بیگ
اور محمد یوسف دار وغہ توپخانہ اور سیادت خان وغیرہ نے جانفشانی کی اور خانزمان و عالم علیخان مع دیگر امرا کے

مجروح ہوئے اس لڑائی مین میر مشرف جو کہ امیر الامرا کا رفیق اور عمدہ سردار تھا اور سرپا درسراپا آہنی پوشش ہوا تھا او نے داؤدخان کے مقابل ہو داؤدخان نے تیر چلایا اور چلایا کہ عورات کے طرح سے کیا منہ چھپایا ہے جھلم اوٹھا ناک چہرہ دکھلا اے یہ طعن اس سبب سے تھا کہ جو دیدانہ زرہ وغیرہ پہنے تھا وہ تیر ایسا سخت گلے مین چسپان ہوا کہ بڑے وقت سے نکالا اور میر مشرف سرنگون ہودج مین گر پڑا داؤدخان کے فیلبان نے دو تین کچک میر مشرف کے پیٹہ پر اس چالاکی او رچستی سے مارے کہ تا حیات ہر مجلس [illegible] یاد کر کے ذکر کرتا تھا [illegible] میر مشرف کے فیلبان نے اپنا ہاتھی [illegible] کیا اس صدمہ عظیم کے دیکھنے سے تمام فوج امیر الامرا کی [illegible] خیال مین ہوئی کہ میر مشرف کا کام تمام ہوا داؤدخان قریب امیر الامرا کے پہونچا نہایت ہراس پیدا ہوا نزدیک تھا کہ شکست فاش ہو بلکہ اکثر کنارے ہوئے بجز سرداران جانباز کے جمع غفیر کے پیر اوکھڑ گئے اس زد و خورد مین داؤدخان گولہ کے ضرب سے جان بحق تسلیم ہوا فیلبان نے اوسکے مرنے پر مطلع ہو کر ہاتھی کو پھیرا باقیماندون نے راہ فرار لی امیر الامرا نے شادیانہ بجائے داؤدخان کے سواری کا ہاتھی دوبارہ طلب کیا بسبب جام آباد سکی لاش کو ہاتھی کے دم سے باندہ کر شہر مین گشت کرایا اور بنیاجی سنید ہیہ جو کہ میدان سے بھاگ کر طرفین مین سے کسی ایک کی فتح کا امیدوار تھا اداے مبارکباد کو حاضر ہوا اور نذر تہنیت پیش کی اوسکے ہمراہیون نے داؤدخان کا مال واسباب خوب لوٹا اور اوسکے گھوڑے ہاتھی امیر الامرا کے سرکار مین ضبط ہوئے اونمین سے چند فیل مدت کے بعد حضور شاہی مین پہونچے

نقل عجیب

کہتے ہین کہ صوبہ داری گجرات کے زمانے مین کسی زمیندار کی لڑکی مسلمہ ہو کر داؤدخان سے منعقد ہوئی تھی اوسے ساتھ مہینے کا حمل تھا جب واقعہ داؤدخان پر گذرا بر وقت رخصت داؤدخان کے اوسکا جمدہر لے لیا تھا جب یہ بد خبر پائی اس احتیاط سے اپنا پیٹ چاک کیا کہ بچہ صحیح و سلامت امانت چھوڑا جب امیر الامرا کی فتح کی خبر فرخ سیر کو پہونچی بہت ابتہج ہوا قطب الملک سے فرمایا کہ ایسے سردار شجاع نامی کو بیجا قتل کیا اوسنے عرض کی کہ اگر میر ابھائی مارا جاتا تو کیا موجب رضاے حضرت تھا

بھاگنا میر جملہ کا صوبہ عظیم آباد سے بسبب بے عقلی و نامردی کے اور نفاق شدید پیدا ہونا سادات اور فرخ سیر کے بعد گر

فرخ سیر نے اوایل سال پنجم اپنے جلوس کے حکم دیا تھا کہ اٹھہ ہزار سوار نوکر ہون اور تا تقرر جاگیر مقرر ہوا تھا کہ پچاس روپیہ درماہہ نقدی لیا کرین یکروہ سال بھر کے طلب سرکار مین رکھتے تھے اونکو فقط جاگیر کی امید

خدمت گذار تھے ناگہان انکی برطرفی کا حکم ہوا بخشیون نے اوس گروہ کو جواب دیا اونہین دنون مین میر جملہ جو عظیم آباد کا صوبہ دار تھا اسکی بدانتظامی و بے تدبیری سے سپاہ کی طلب نملی جماعہ مغلیہ نے رعایا پر جور و جفا شروع کی میر جملہ کی بڑی بدنامی ہوئی باوجودیکہ بہت سا روپیہ خزانہ سرکاری سے خرچ کیا مگر تنخواہ سپاہ کینہ خواہ کی باقی تھی اسکا جرم اپنے ملازمان سے پوشیدہ محافہ مین بیٹھ کر دار الخلافہ کو بھاگا اور عظیم آباد سے پندرہ روز مین وقت شب قلعہ شاہی کے دروازہ پر پہونچا اتفاقًا اون دنون مین خبرین متوحش مشعر فتح کرنے قطب الملک کے اوڑی تھین اور فی الحقیقت بادشاہ ارادہ بدی کا سادات سے رکھتا تھا اور عوام مین شہرت تھی کہ بادشاہ نے میر جملہ کو بھی اس کام کے لیے طلب کیا تھا اسی وقت مین آپہونچا زیادہ تر بادشاہ کی بدنامی اور میر جملہ کی مطعونی ہوئی میر جملہ اس حرکت سے خجل ہوکر آزردہ پایا قطب الملک کے پاس جاکر عجز و انکسار کیا اور عفو جرایم کا خواستگار ہوا لیکن یہ سب باتین مکر و فریب تجویز ہوئین تاکہ وزیر اسیر ہو ہمیشہ آٹھ ہزار سوار مع دیگر مغل کے جو برطرف ہوگئے تھے فراہم ہوکر محمد امین خان بخشی اور خاندوران نایب امیر الامرا اور میر جملہ کے مکان پر جاکر تقاضائے طلب کرتے تھے ان لوگون کے ہتیار بند امرائے مذکور کی حویلی پر جانے سے لوگون کو شک ہوئی کہ فتنہ جویون کی سازش سے ہے ایسے شور شو نسے قطب الملک فوج جمع کرنے مین مصروف ہوا اسکا بھانجا عزت خان جو اوسوقت مین نارنول کا فوجدار تھا مع فوج بارہہ تازہ لازم کے قطب الملک کے پاس آیا پانچ چھہ روز تک برخاست شدہ اور مغل کے افواج کا ہجوم بازار مین تھا قطب الملک کے بھی سردار لوگ مسلح پھرا کرتے تھے میر جملہ نے از بسکہ خوف کھایا محمد امین خان کی پناہ مین جا چھپا سررشتہ کار ہاتھ سے جاتا تھا ہر طرف سے گھبرایا تھا باوجودیکہ میر ذو الفقار خان بہادر اور حسین علیخان بہادر اور قطب الملک سے دعوے برابری تھا مگر نامردی سے گھبرایا سب کچھ بھولا ناچار فرخ سیر نے رفع اتہام کے لیے میر جملہ کو معتوب اور صوبہ عظیم آباد سے بدل دیا سربلند خان عظیم آباد کا صوبہ دار ہوا اور میر جملہ نے پنجاب کو رخصت پائی چونکہ باطن صاف نتھا مکر و فریب کا خیال دلون سے دور نہوتا تھا جسوقت بادشاہ سیر و شکار کو جاتا قطب الملک کو پکڑنے کا غلغلہ پڑجاتا اور قطب الملک متوحش فوج کی بھرتی مین مصروف تھا

جملۃ الملک اسد خان آصف الدولہ وزیر عالمگیر کا انتقال کرنا

فرخ سیر کے چھٹے جلوس کو مطابق ۱۱۲۹ ہجری کے اسد خان آصف الدولہ جو رانوے برس کا ہوکر جنت کو راہی ہوا یہ شخص خاتم الامرائے ہند تھا صفات حمیدہ اور مراحم اخلاق اور علو قدر وغیرہ جو کچھ چاہیے رکھتا تھا آخیر وقت تک کسی امرا کے لیے دست بسر نہوا کافہ انام اوسکے مشکور تھے دنیا مین نیکنامی سے بسر کرتا کیا عمدہ بات ہے سے اسطرح جی کہ بعد مرنے کے ÷ یاد کوئی تو لوگاہ گاہ کرے ÷ مشہور ہے کہ ذو الفقار خان امیر الامرا محمد فرخ سیر کے

ملازمت کو راضی تھا بلکہ وہ اوڑھتو الاتفاق معز الدین ارادہ جنگ رکھتا تھا بعد اصرار پدر کے ملازمت مین آیا جب ذوالفقارخان کے توسل سے ملاقات کرنے مین فرخ سیر کی بیرحمی سے مقتول ہوا اس شخص نے اپنے بیٹے کے مرنے کی تاریخ کہی ذوالفقارخان کا نام اسمعیل اور اسدخان کا نام ابراہیم تہا ۔ ہاتف شام غریبان با دو چشم خونفشان + گفت ابراہیم اسمعیل را قربان نمود کھتے ہین کہ اس شخص کے مرض الموت مین فرخ سیر نے کسی معتمد کو عیادت اور معذرت کے لیئے بہیجا کہ افسوس تمہاری قدر نجانی اب بجز ندامت کے کیا حاصل اگر دربارہ سادات کے کوئی صلاح دیجئے اشفاق سے بعید نہو کا اوسنے جوابدیا کہ تمسے غلطی عظیم واقع ہوئی جسطرح ہمارا خاندان برباد ہوا ہے اوسکا عوض باقی ہوا ب جسقدر ممکن ہو سادات کیساتھ سلوک رکہکر رنجیدہ نکرنا کہ تمہارے قبضہ اختیار سے عنان اقتدار جاتی رہی ہے

زیادہ ہونا منازعات کا بادشاہ اور سادات مین

فرخ سیر مصاحبان ہواخواہ کے شورہ سے جسکو چاہتا ملک دکن کی خدمت و منصب عطا فرماتا امیر الامرا اِسکو موجب اپنے سستی کا سمجھکر بطائف الحیل مین ٹالکر کچہ دخل ندیتا اور اونہین خدمات پر اپنے ہمراہیون کو بہیجتا اس وجہ سے عناد کی افزائش ہوتی گئی حضور مین بہی قطب الملک کے ساتھہ یہی معاملہ ہوا کرتا راجہ رتن چند قطب الملک کا دیوان اپنے آقا کی حمایت مین مغرور ہو کر کل دفتر بادشاہی مین دخل دیتا اور متصدیان حضور کو کچہ بہی دخیل نہونے دیتا تھا مالی و ملکی مقدمات مین دیوان خالصہ و تن محض بیکار رہا اجارہ محالات کا رتن چند کی تجویز سے ہوا تھا اعتصام خان جو خاندوران کی تجویز سے دیوان خالصہ ہوا تھا اور راے رایان جہان شاہی کو جسے دیوان تن کیا تھا دونون ناچار تھے کیونکہ رضاجوئی بادشاہ اور قطب الملک کی کرین اعتصام خان کو کسیقدر بادشاہ سے اور راے رایان کو قطب الملک سے زیادہ التفات تھا اس وجہ سے دونونکو معتوب اور معزول کرنا واجب ہوا تھا ناگہان عنایت اللہ خان جو اول جلوس فرخ سیر مین بعد کشتہ ہونے اپنے لڑکے ہدایت اللہ خان کے معتوب ہو کر کعبہ کو گیا تھا واپس آیا فرخ سیر نے برہمی اوضاع سلطنت اور ہواخواہان کی حماقت سے نادم اور امراے بہادرشاہی اور عالمگیر کا نظر سے اپنا غلط فاش جانتا تھا عنایت اللہ خان کا آنا مغتنم جانا سرفرازی منصب اور اضافہ سے دلجوئی کر کے مصروف خدمت کیا اس وقت مین اعتصام خان پاسداری طرفین اور ارباب طلب کی خجالت سے مستعفی ہوا صوبہ داری کشمیر اور دیوانی تن کی تجویز عنایت اللہ خان کی نام ہوئی خان مذکو قطب الملک کے ڈر سے انکار کرتا تھا اور قطب الملک اوسکی سخت گیریون سے جو عالمگیر کے زمانے مین دیکہین تہین راضی نہوتا تھا اخلاص خان نومسلم بہادرشاہی نے جو مرد فاضل دانشمند تھا اور بنظر منازعت ترک خدمت کر کے تاریخ فرخ سیری لکھا کرتا اور قطب الملک کا ندیم تھا طرفین کو اس فعل پر رضامند کیا عنایت اللہ خان بدون اطلاع عبداللہ خانکے

کوئی امر حضور مین نہ عرض کرے اور نہ بغیر خدمت کرے اور راجہ رتن چند محالات خالصہ بادشاہی مین دخیل ہو
چونکہ قطب الملک بسبب بیدماغی بادشاہ اور اپنے عیاشی کے دستخط وغیرہ امور وزارت کے انصرام کو کچہری
مین نہین بیٹھتا تھا اور خلق اللہ کا کام انجام نہین ہوتا تھا لہذا عنایت اللہ خان نے عرض کیا کہ دو بار ورنہ ایکبار
قلعہ مین کچہری فرما کر انجاح مرام کیا کیجے اسکی عرض قبول ہوئی چندروز اسی رنگ سے بسر ہوئی عنایت اللہ خان
نے باوجود شعور رتن چند کے برخلاف اخذ جزیہ کو حکم دیا اور نیز چونکہ خواجہ سرا اور کشمیری اور ہندون نے سازش
اور تغلب اور زبردستی سے بڑے بڑے منصب اور جاگیرات سیر حاصل پر متصرف ہوکر دیگر مردم پر عرصہ جاگیر
تنگ کرادیا تھا چاہا کہ از روے توجہ کے ہنود وغیرہ کا منصب کم کرے یہ امر راجہ رتن چند وغیرہ مدار المہامان دفتر کو
ناگوار گذرا قطب الملک سے مستغیث ہوئے الہ خان اس حکم سے راضی نہوا اکثر ہنود وغیرہ عنایت اللہ خان کے
عدو ہوگئے ایسی کاوشون سے جو اقرار کہ درمیان قطب الملک اور عنایت اللہ خان کے ہوا تھا شکست ہوگیا آپس مین
رنجش نمود ہوئی اسی کج بحثی مین کوئی متوسل رتن چند کا جو محال خالصہ مین عامل تھا واسطے فہمائش حساب دیوانی کے
آیا زر خطیر اوسکے ذمہ بافتنی ہوا عنایت اللہ خان نے وصول زر کو قید کیا مگر رتن چند نے رہائی دی لیکن بے سود ہوا
ایکروز عامل مذکور قید سے مفرور ہوکر رتن چند کے گھر مین پناہ پذیر ہوا عنایت اللہ خان نے بادشاہ سے عرض
حال کرکے چیلون کو واسطے لانے عامل مفرور کے تعین کردیا گفتگوے فساد انگیز کی نوبت پہونچی بادشاہ نے
بکمال غصہ سے قطب الملک کو حکم دیا کہ رتن چند برطرف کیا جاوے لیکن تعمیل نہوئی اور عمدہ جرائم فساد کی
یہ ہے کہ چوڑامن جاٹ زمیندار عمدہ صوبہ اکبرآباد کا تھا اوسکے باپ دادے ہمیشہ سے مصدر شر وفساد ہے اوسکی تنبیہ کو
اوایل ماہ شوال ۱۱۲۹ھ ہجری کو راجہ جے سنگہ سوائی بخطاب راجہ دہیراج اور اضافہ اور انعام جواہر وفیل وکئی
لکھہ روپیہ نقد سے سرفراز ہوکر مقرر ہوا اور سید خانجہان قطب الملک کا خالو جے سنگہ کے پیچھے بطور کمک روانہ
کیا گیا اور چند مہینے کے بعد خانجہان بھی جا پہونچا مگر یورش ہوئی طرفین سے زور آزمائی رہی ایک برس کے
محاصرہ مین چوڑامن تنگ ہوا فتح وظفر کی قریب امید تھی کہ چوڑامن نے اپنا وکیل قطب الملک کے پاس بھیجکر
استدعاے صلح باقرار اداے پیشکش وحاضری حضور کی اور اس درخواست مین راجہ جے سنگہ سوائی سے
کچھ خبر نہ پائی کہ مقدمہ اوسکا سرسبز ہوگیا جے سنگہ شکستہ دل ہوکر حضور مین آیا بادشاہ بھی بشدت تمام آزردہ ہوا
چوڑامن متصل شاہجہان آباد کے قطب الملک کی ہمسائگی مین قیام پذیر ہوا ایکمرتبہ چوڑامن نے ملازمت کی
بادشاہ اس مصالحت سے نہایت دل آزردہ تھا لہذا دوسری ملازمت کو راضی نہوا اسی وقت مین دکن کی شورش اخبار گوش زد ہوکر موجب
آشوب جہان ہوئی

امیر الامرا حسین علیخان بہادر کی سرگذشت جو دکن مین گذری اور جسکے نتیجہ مین

تمام ہندوستان مخزن شر و فساد ہوا

جب امیر الامرا نے داود خان پر فتح پاکر اورنگ آباد کی راہ لی اور ملک دکن کا بندوبست ہوچکا خبر ملی کہ کھندو دہاریہ سپہ سالار راجہ ساہو بدین ضابطہ جو کہ بعد انتقال عالمگیر کے بسبب ہجوم مرہٹہ اور دوری بادشاہ کے ایک ایک سردار مرہٹہ دکن کے ہر صوبہ میں بطور صوبہ دار تھا اور زر حاصل کی چوتھ وصول کرتا تھا تہائی اوسکے قبضہ میں صوبہ خواندیس ہے اور بندر سورت کے مابین چھوٹی چھوٹی گڈھیاں بناکر مقرر کیا ہے کہ جو قافلہ ادہر سے گذرا بشرط ادائے چوتھ سلامت رہا ورنہ لوٹ لیا جاتا ہے اور مردم قافلہ فی نفر کسیقدر زر دیکر رہائی پاتے ہین اس خبر کے پاتے امیر الامرا نے ذو الفقار بیگ بخشی کو تین چار ہزار سوار اور اسیقدر برقندازون سے اوسکی سزا کو روانہ کیا جب ذو الفقار بیگ کویل سے اورنگ آباد اور خاندیس کے درمیان مین گذرا کھندو دہاریہ خبر پاکر اٹھ ہزار سوار جنگی اور پندرہ سولہ ہزار سپاہی سے بگلانہ اور رکالنہ کی سرحد پر اورنگ آباد کے پچھم رخ ستر کوس پر واقع ہے آنکلا ذو الفقار نے جیو نہین چاہا کہ دہاوا کرے دہاریہ نے فرار نمود کیا بخشی مذکور کو جنگل سخت عبور مین لے گیا ہرچند ہرکارون نے کہا کہ یہ مکان قابل تعاقب نہین غرور شجاعت نے کان بہرے کردئے کچھ نسنا یکہ تاز اپنے تین جانان کھندو کے برابر پہونچا کھندو نے اول معاملہ مین بطور دکنیان کے بھاگا اور چار پانچ سو ہمراہی کے دکھلانے سے فوج بخشی ادہر کو متوجہ ہوئی دوسرے روز بہت مجموعی اگر چارو طرف سے دبا لیا کمک کی راہ نرہی ذو الفقار بیگ پر وقت تنگ ہوا آخر کو زندگی نے جواب دیا جو بچے عاجزی سے جان بچاگئے امیر الامرا نے اس خبر سے راجہ محکم سنگہ اپنے دیوان مقتدر کو فوج شایستہ کی ہمراہ رخصت فرمایا اور سیف الدین علی خان نے اپنے بھائی صوبہ دار برہانپور کو بنابر تادیب ساہو تحریر کیا کھندو نے اس خبر سے مطلع ہوکر راجہ ساہو کو جو قلعہ دشوار گذار مین رہتا تھا یہ کیفیت پہونچائی جسوقت فوج پہونچتی تھی اوسکی تھانہ دار مکان خالی کر بھاگ جاتے تھے ہرچند محکم سنگہ کو فوج مرہٹہ سے اکثر لڑائیاں ہوئین اور مرہٹہ قلعہ ستارہ تک فرار ہوئی الا ذو الفقار خان کے قتل کی تلافی کھندو کو نہ ملی اور بسبب مشہور ہونے خبر منافقت سادات اور بادشاہ کے یا کہ پہونچنے فرامین بادشاہی موسومہ ساہو کی وجہ سے دیوان زمیندار اطراف کرناٹک کے امیر الامرا کے اطاعت سے سرتابی کرتے تھے ہرچند مبارز خان صوبہ دار حیدر آباد نے اورنگ آباد آکر امیر الامرا کی ملاقات کی اور رخصت ہوکر اپنے صوبہ کو لوٹ گیا مگر بندوبست قرار واقعی حیدر آباد بیجاپور اور کرناٹک مین نہوا حالات مذکورہ کی آگہی سے امیر الامرا جو لوگ قلعہ داری اور دیوانی اور صوبہ داری پر حضور سے مقرر ہوتی اونکو دخل ندیتا اور بطالف الحیل سے گذران کرتا تھا

مصالحہ کرنا امیر الامرا کا غنیم سے بسبب برہمکاری ملازمان حضور کی اور زیادہ ہونا شور و فساد کا

عالمگیر نے بڑی سعی اور زر خطیر کے صرف سے تیس چالیس قلعہ مرہٹہ کے فتح کر پائے تھے جب عالمگیر گذر گیا اور

اوسکی اولاد مین مخاصمت پیدا ہوئی بہادر شاہ لاہور مین آیا مرہٹون کو فرصت ملی اپنے قلعجات کی تسخیر مین
مشغولیان آغاز کین بادشاہی ملک مین لوٹ کھسوٹ کرنے لگے جہان قابو پایا ہاتھہ مارا جسنے چوتھہ دی اوسے اونکے ہاتھہ
سے نجات ملی ورنہ برباد ہوئی جہان کچہ پیش نجاتا چند روز محاصرہ کرکے پریشان ہوجاتے عالمگیر کے زمانہ مین
رام راجہ کی بی بی تارا بائی نام بارہ برس بادشاہ سے برخلاف رہی اور یہی التماس کرتی رہی کہ اگر دیس مکہہ حصہ
صوبہ دکہن بدستور فیصدی دہ روپیہ ہمکو عطا فرمائے جاوین رفع فساد ہو عالمگیر نے قبول نکیا تھا بہادر شاہ
کے عہد مین رانی مذکورہ اور راجہ ساہو کے وکیل نے مراد مذکور حاصل کی لیکن بسبب اختلاف رانی اور راجہ مذکور مین
کچہ بندوبست بہادر شاہ کے مد نظر تھا نہوسکا اور صوبہ دار داود خان کے عہد مین درمیان مرہٹہ اور اسکے صیغہ
اخوت تھا شرطیہ تھی کہ شاہزادون اور اسکی جاگیر مین مزاحم نہون باقی محالات امرا اور ارکان پر امین نایب
داود خان سے بموجب استصواب چوتھہ لیوین نظام الملک کی صوبہ داری مین جو کل ایک برس پانچ
مہینے رہی اول صلح اور اخیر مین لڑائیان رہین ایکمرتبہ قرار واقعی گوشمالی دی دو تین مادہ فیل لوٹکر مرزا بیگ کے
ہاتھہ حضور مین بہیجین بعد ازان دو سال تک امیر الامرا کی صوبہ داری سے جو فساد و عناد مین بادشاہ سے
گذرا امیر الامرا نے جانا کہ بسبب بدمکاری فرخ سیر اور بدخواہان بے عقل کے ہر روز راجہ کے نام فرمان سرکشی
صادر ہوتے ہین اور اس وجہ سے بندوبست بخوبی نہین ہوسکتا علاوہ برین بادشاہ کیطرف سے اپنے
بہائی اور خاص اپنے حق مین اطمینان نتھی لاجرم دفع فساد مصالحت پر قرار پایا جو کچہ داود خان پنی کے عہد
مین مقرر تھا باضافہ دیس مکہے فیصدی دس روپیہ کے اسکے قبول کرکے صلح کرلی اور مقرر کیا کہ پشن ناتھہ اور چناجی
مع جمعیت شایستہ بطور نیابت اور وکالت راجہ ساہو کے واقع اورنگ آباد امیر امرا کے حضور مین حاضر ہون
اور عمال و ارکان سے حسب مقررہ چوتھہ لین اور دیس مکہے رعایا سے الغرض اسیصورت سے فساد دکن رفع ہوا
لیکن عمال اور حکام اور مالگذارون کو تین عاملون کے رہنے سے یعنی عامل حضور دوم عامل چوتھہ سوم عامل
دیس مکہے کے بڑا رنج ہوا بعد تحریر دستاویز فیصلہ اور دخل پانی مرہٹہ کی امیر الامرا نے اپنی دستاویز کے بموجب
درخواست سند فرخ سیر کے حضور مین کی فرخ سیر دو لنخواہان متعمد کے بہڑکانے سے آزردہ ہوا اول یہ کہ غنیم
کی شرکت ملک شاہی مین خوب نہوئی دوم یہ کہ بغیر اطلاع عمل در آمد ہوا انہین دنون مین جان نثار خان کو جو کہ امیر قدیم
اور بہادر دانا اور عبید اللہ خان کے ساتھہ رشتہ برادر خواندگی رکہتا تھا امیر الامرا کی نیابت پر صوبہ برہان پور مع
خلعت و فیل و سرپیچ مرصع کے عنایت کرکے مرخص کیا اور خلوت مین حسین علیخان کیواسطے پند و موعظت فرمائی
اس امید سے کہ جان نثار خان حسین علیخان کے چچا کی جگہ ہوتا ہے اور وہ بہی اسکی عزت کرتا ہے شاید کہ اسکی نصیحت
سے حسب خواہش بادشاہی کار بند ہو اسی ایام مین اعتماد الدولہ امین خان کو مالوا کی صوبہ داری پر رخصت کیا

اور مقرر ہوا کہ بعد پہونچنے سرحد مالوا کے فرمان صوبہ داری راجہ جے سنگہ سوائی کے عوضی مین صادر ہوگا اور مشہور
یہ ہے کہ خفیہ فرمان صوبہ داری عنایت کر دیا جب جانباز خان دریاے نربدا پر پہونچا باوجودیکہ براہ احتیاط اصلا سوار
و پیادہ کی جمعیت ہمراہ نہ رکہی تھی اور نیز محمد امین خان سرونج متعلقہ مالوہ مین وارد ہوا دونون کی خبر ورود اوڑتی
اوڑتی اورنگ اباد جا پہونچی محمد امین خان سات ہزار سوار اور جانباز خان کے ہمراہ دلی سے بیچ سات آٹہہ ہزار سوار کے
یا رادہ پیکار سوار ہوا حسین علی خان کو بہی کسیقدر تدارک کا خیال ہوا بعد تحقیق کے بے اصلی ثابت ہوئی جانباز خان کے
نام خطوط استفسن طلب کسیقدر جمعیت کے پہونچے لکہا تہا کہ سنتا نام غنیم راجہ ساہو کے علاوہ ہند مین سرکشی کر رہا ہے
اور میری سراہ بندگی ہی حب خط پڑہے کسیقدر آدمی واسطے متفق کرنی جانباز خان کے مقرر ہوے اور جان نثار خان امیر الامرا کی
خدمت مین کامیاب ہوا لیکن احتیاطاً صوبہ برہان پور ندیا باقی عاطفت بزرگانہ مبذول رکہین انہین دنون مین
ضیاء الدین خان جو خراسانی شرفا مین تہا دیوانی دکہن پر دیانت خان نبیرۂ امامت خان کے بدلے مین مقرر کیا
فیض اللہ خان بخشیگری دکہن پر مامور ہوا جب کہ اورنگ آباد پہونچے ضیاء الدین خان نے قطب الملک کی سفارش
کے سبب دیوانی مین دخل پایا لیکن کل کار امیر الامرا کے بیعت مین ہوتے تہے اور وہ امیر الامرا کو خوشنود رکہتا تہا
امیر الامرا نے فیض اللہ بخشی کو صاف جواب دیدیا سلام تک کا روادار نہوا اور جلال الدین خان نے برہانپور کی دیوانی
کی عوض پندرہ روز دیوانی برار کی پائی اور یہ خبرین بہی موجب افزایش رنج بادشاہی ہوین

اقتدار پانا رکن الدولہ اعتقاد خان کا اور فرخ سیر کے ادبار کا ظہور امراے بیشعور کے فتور سے

اسی عرصہ مین محمد مراد نام کشمیری جو کہ عیوب و برائیون سے مشہور و مطعون عام تہا ہموطنی کے وسیلہ سے صاحبہ
نسوان والدہ فرخ سیر کے توسل سے خلوت مین بادشاہ سے یون ہمکلام ہوا کہ بدون حرب و ضرب کے تدابیر
نیک سے دفع سادات کر سکتا ہون بادشاہ کو یہ امر گوارا معلوم ہوا کہتے ہین کہ بسبب علت ابنہ کے اعتقاد علی
سے خوب موافقت ہو گئی اور تہوڑے زمانہ مین بخطاب رکن الدولہ اعتقاد خان اور بمنصب ہزاری دہ ہزار سوار سے
سرفراز ہوا اخلا ملا مین ہمراز ہوا کوئی دن تہا کہ خلعت جواہرین بتیار مرصع انعام نپایا تا ایسا مقرر ہوا کہ سربلند خان
عظیم آباد سے اور نظام الملک فتح کو مراد آباد سے جو کہ صوبہ داری دکہن سے آنا کی فوجداری پر قانع ہوا تہا اور
راجہ اجیت سنگہ کو احمد آباد سے طلب کر شریک اس خدمت مین کرین عجائبات سے ہے کہ جب نظام الملک
حضور مین پہونچا بدون اسکے کہ دوسرے عہدہ پر سرفراز ہو سرکار مراد آباد کی فوجداری بیع محال جاگیر کے اوس سے
بدل کر سیرا باد کا نام رکن اباد کیا اور علیحدہ صوبہ مقرر کر کے وہا کی صوبہ داری اور نظام الملک کی جاگیر رکن الدولہ

۱۱۳۱

اعتقاد خان کو عنایت فرمائی چونکہ الٹھا ہونا راجہ اجیت سنگھ اور سربلند خان اور نظام الملک کا ظاہر ہوا اجیت سنگھ کو مہاراجگی کا خطاب مع دیگر عنایات کے اس شرط سے ملا کہ سادات کی بیخ کنی کرے مگر اوسنے بنظر نامردی فرخ سیر کے انکار کیا اور قطب الملک سے ہمداستان ہوا نظام الملک اور سربلند خان بامید وزارت اور بخشی گری کی سادات کی جانستانی پر راضی ہوئے ہر روز التماس کرتے تھے کہ وزارت کا قلمدان عنایت ہو اسکے جواب مین فرخ سیر نے فرمایا کہ وزارت کیواسطے اعتقاد خان سے بہتر کوئی معلوم نہین ہوتا اس کلام کے سننے سے دلتنگ ہوئے اسی ترغیب امرا اور اشتہار ہونے پر کہ اسیری قطب الملک مین عید الفطر کا اتفاق ہوا قریب ستر ہزار سوار کے مع ہمراہیون راجہ اور فوج بادشاہی کی حضور مین تھی اور قطب الملک کے پاس چار یا پانچ ہزار سوار سے زیادہ تھے عوام مین مشہور ہوا کہ آج قطب الملک قید یا مارا جائیگا باوجود اس شہرت کے کسیطرف سے کچھ ضد نہ اوٹھی اور قطب الملک گھبرا کر سپاہ نوکر رکھنے مین مصروف ہوا سوا ے مردم بارھہ کے جنپر اعتماد رکھتا تھا اور فرقہ کم نوکر رکھتا تھا آخر اس ہمکہ نے تخصیص سے گذر تعمیم قبول کیا فرمایا کہ بیس ہزار سوار تک جس قوم کے ہون بھرتی کرین جب یہ اخبار حسین علی خان کو پہونچی بھائی کی فکر اور دشمنون کی تادیب کا خیال ہوا شاہجہان آباد کے عزیمت کا دھیان آیا قبل اسکے معین الدین نام مجہول النسب کو جو کہ محمد اکبر بن اورنگ زیب کے ولدیت مین مشہور ہوکر راجہ ساہو کا قیدی ہوا تھا چند آدمی بھیجکر بشان وشوکت تمام اسطرحپر کہ کوئی اوسکی صورت نہ دیکھے اپنے پاس بلاکر اوسکا حال حضور مین لکھا تھا اور ایک عرضی مشتمل آرزوی ملازمت اور ناموافقت آب ہوای دکن کے ارسال کی تھی فرخ سیر فوج نوکر رکھنے سے جو کہ قطب الملک نے شروع کیا تھا اور نیز اس عرضی سے ڈرا قطب الملک سے عذر خواہ ہوا مہاراجہ اجیت سنگھ جو کہ عبد اللہ خان کی اعانت سے سرفراز ہوکر ہمراز وہمدم ہوا تھا اس صلح کا واسطہ ہوا آخر ماہ شوال کو فرخ سیر باتفاق اعتقاد خان اور خاندوران وغیرہ مخاصان کے قطب الملک کے مکان پر آیا اور باہم عہد وپیمان محبت قسمیہ ہوئی لیکن چونکہ بادشاہ کے مزاج مین تلون تھا کبھی صلح کبھی فکر عداوت تھی اور باوجود ارادہ ثانی کی جو لوگ اس کام کو کر سکتے تھے اونکی رائے نہ مانتا تھا کیونکہ صاحب اقتدار او مردان کاری خبرار کو ذلیل وخوار کرتا تھا ایسے ہی سمجھنا چاہئے جیسا کہ سربلند خان مبارز جنگ اور نظام الملک سے سلوک ہوا راجہ جے سنگھ سوائی اور مبارز الملک سربلند خان کہتے تھے کہ اگر پردہ از روی کار اوٹھائے اور کمہمت چست کیجے قطب الملک کو برخاست کر دیجے اب وہ بے تاب وتوان ہوگئے ہین جب عذر تقصیر کرین گے بادشاہ نے انکا کہنا نمانا اور جو کہ وعدہ وزارت اور امیر الامرائی کا کیا وہ درکنار بلکہ اصلی عہدہ سابقہ یعنی مراد آباد کی فوجداری نظام الملک سے لیکر اور کچھ اضافہ کرکے اعتقاد خان کو دیدی اور سربلند خان کو صوبہ عظیم آباد سے جو عہدہ مذکور طلب کرکے کوئی کام بالعوض دیا اور اوسکی جاگیرات سیر کی تغیر کرکے سیر حاصلہ کو عطا فرمائی جبکہ قطب الملک کے گھر جاکر عذر تقصیرات اور

عہد مراعات کے تھے اخلاص خان بہادر شاہی کو جو مخلصان سادات سے تھا واسطے اطمینان کرنے امیر الامرا کے
اور نیز قلع ہونے ارادۂ فاسد اور عزیمت شاہجہان آباد کے رخصت کرکے فرمایا کہ جلد پہونچے حسین علی خان جسنے کہ
اخبار سابقہ کے سننے سے عزیمت شاہجہان آباد کی کی تھی بلکہ سیف الدین خان چھوٹے بھائی کو واسطے فراہم کرنے
سامان رزم کے روانۂ برہانپور کیا تھا اس خبر سے کہ بادشاہ نے قطب الملک کے گھر مین آکر نئے سر سے عہد و پیمان
کیا چند روز بانتظار ورود اخبار ثانی کے متوقف رہا تھا کہ دوبارہ اخبار حسرت بار اور نیز تحریر قطب الملک کے مشعر
تاکید اکید جلد پہونچنے کی پہونچی اور نیز عبید اللہ خان کے قریب پہونچنے سے اورنگ آباد کے گھر مین جا پہونچے اور
اور نیز حسین علیخان کی عرضی کا جواب اس مضمون سے پہونچا کہ اگر چاہیے تبدیل آب ہوا کو احمد آباد گجرات کی عزیمت
کیجیے ورنہ ہمین بھی مشتاق دیدار سمجھکر روانہ حضور ہوجیے اور نیز حکم طلب پسر معین الدین سعلی اکبر کے حق مین صادر ہوا
اور فوج والاشاہی اور توپخانہ بادشاہی وغیرہ فوج سلطانی نہایت پریشانی مین ہشت نہ ماہہ نقدی کے طلبگار
اور قطب الملک اور اوسکے عملہ کے اغماض سے کچھ نپاتے تھے اور کوئی سردار کار فرما بھی نرکھتے تھے اور فوج قطب الملک
کی بیس ہزار کے قریب ہوگئی تھی سربلند خان نے تغیر جاگیر اور کمی خرچ اور تقاضاے قرض خواہان کی شدت
رکھتا تھا مال و اسباب فروخت کرکے تقسیم طلب کی اور خود خرقۂ درویشی پہنکر آزاد ہوا نظام الملک نے بھی قدردانی
بادشاہ سے کہ لو عدہ وزارت طلب کیا اور خدمت سابقہ بھی اعتقاد خان کو عطا کی دل آزردہ ہوکر گوشۂ اختیار کیا
قطب الملک نے دونون امرا کے گھر مین جاکر استمالت کی اور اپنے گھر لایا اور سربلند خان کے عیوض اوسکے قرضخواہون
کو اپنے پاس سے روپیہ دیکر اوسے کابل کی صوبہ داری پر مقرر کیا اور نظام الملک کی تسلی کرکے صوبہ داری مالوہ کا امیدوار کیا اسی
درمیان مین محمد امین خان اعتماد الدولہ بسبب نہ پہونچنے سند صوبہ مالوہ کے اور نیز خبر عزیمت امیر الامرا جانب
شاہجہان آباد کے سنکر بے اجازت اوسکر چلا آیا اور مغضوب سلطانی اور معزول النصب ہوا قطب الملک نے اوسکی
بھی دلجوئی کی تا بمقدور ہر ایک خاطرداری اور مہمان نوازی مین مصروف ہوا خاندوران کو جو کہ باتفاق میر جملہ کے
آتش افروز تھا اپنا ہمدم و محرم بنایا ایکروز فرخ سیر شکار کو سوار ہوا ہمراہیان سے کہدیا کہ شکار گاہ سے معاود ہوکر قطب الملک
کے دیدکو آونگا چونکہ مہاراجہ اجیت سنگہ کا مکان قریب ہے اور سرراہ واقع ہر وقت ہمارے پہونچنے کے راجہ مذکور واسطے
اداے رسم پیشکش اور نذر کے دروازے پر ضرور آویگا اسوقت نظر باتفاق قطب الملک گرفتار کیجیو الغرض گویا امر فرخ سیر
کو قطب الملک نے معلوم کیا تھا یا اپنی گمان سے یا کسی متہم سے سن لیا ہو قبل مراجعت بادشاہ کے عبید اللہ خان کے مکان پر آیا بادشاہ
اس خبر سے بد دماغ ہوکر یا وجودیکہ اکثر لوازم ہمراہی شاہی قطب الملک کے گھر مین پہونچے او قطب الملک لب دریا
بعزم استقبال جاکر منتظر تھا اوسکی طرف متوجہ نہوئی فسخ عزیمت کرکے ملاحون کو حکم دیا کہ کشتی کو شہر کرکے
روانہ کرین اور داخل دولت خانہ ہوئے

نقل معدلت افزا متضمن اوصاف امیر الامرا

ایک معتمد سے سنا گیا کہ سفر دکن مین امیر الامرا کے ہمراہ آدمیون کی کثرت تھی بروقت ورود لشکر کے چند دیہات لشکر کی درمیان مین واقع ہوئے کسی کی تاب نتھی کہ وہانکے رہنے والون پر جور وجفا کرے اتفاقاً ایک گانون لشکر کے روبرو واقع تھا ایک لڑکی نابالغ کسی عفیفہ پیر زن کی فلک زدہ محتاج کسی سپاہی سے قوت روزانہ کی سایل ہوئی اوسنے کہا میرے پاس رہیگی احتیاج تو صبری شئے ہوتی ہے یہ ہمراہ ہو گئی سپاہی نے بلا کسی طرح نیک وبد سمجھنے کے خیمہ مین رکھا صبح کو بار برداری پر سوار کرا کر روانہ ہوا اوسکی والدہ ضعیفہ تمام رات بیتاب رہکر صبح کو سر راہ امیر الامرا کے پاس آکر فریاد خواہ ہوئی کہ آپکے لشکر کے سپاہی نے میری لڑکی چھپائی ہے انصاف کیجئے دختر دلوا دیجئے امیر الامرا نے وہان پر ٹھہر کر حکم دیا کہ جب تک لڑکی حاضر نہوگی یہان سے پیر نہ اوٹھاونگا قسم یاد کی لوگون نے ڈھونڈ نکالا حاضر حضور لائے امیر الامرا نے حال پوچھا اوسنے کہا کہ ملازم سرکار کا کچھ قصور نہین میری احتیاج نے بلا جبر واکراہ راضی کر دیا تھا رات بھر خیمہ مین رہی اوس نے عصمت دری نہین کی امیر الامرا نے اوسکے ملجانے اور عصمت برقرار رہنے کے شکر مین دوگانہ ادا کیا اور لڑکی کو چند اشرفی جو جیب مین تھین دیکر کسی ملازم کو فرمایا کہ اسکے مکان پہونچا دے جب تک لشکر نکل نجائے وہان ٹھرا رہے

امیر الامرا حسین علیخان کا دکن سے عزیمت کرنا شاہجہان آباد کو اور فتنہ وفساد کا اوٹھنا

قبل ازین لکھا گیا ہے کہ حسین علیخان نے اپنے بھائی سیف الدین علیخان کو پانچہزار سوار سے اسباب حرب کے سر انجام کو واقعہ ۱۰ شوال ۱۱۳۰ ہجری کو برہانپور جو سر راہ واقع ہے بھیجکر خبر ثانی کے پہونچنے کی انتظار کرتا تھا جب اخبار فتنہ بار اور نیز قطب الملک کے متواتر خطوط آئے اورنگ آباد سے نکلکر چند امور ضروری کے سر انجام کو ایکہفتہ قیام کیا اور اوایل محرم ۱۱۳۱ کو فرخ سیر باتفاق سید اسد اللہ خان عرف نواب اولیا چچازاد بھائی اور جانثار خان اور عوض خان نایب صوبہ برار اور سید اسد علیخان بکیدست علیمردان خانی اور دل دلیر خان بابی تیتی اور براد رخان صادق اور اختصاص خان نبیرہ خانعالم اور حاجی سیف اللہ خان اور ضیاء الدین خان دیوان دکن اور فیروز علیخان بخشی جو باقی سادات بارہہ مین سے تھا اور راجہ بزپت سنگہ بوندیلہ اور راجہ محکم سنگہ جو کہ عمدہ ملازم امیر الامرا کے تھے اسکے سوا بایس ۲۲ نفر نوکران شاہی بھی مع فوج دریا موج جو تیس ۳۰ ہزار سوار سے ٹھہرے تھے متحرک ہوا بعض مجبوراً اور بعض بضرورت چار و ناچار ہمراہ ہوئے علی ہذا القیاس پیادہ ہاے برقنداز اور اکثر منصبداران دکن جنکے ہمراہ کوئی امیر نہ آیا تھا بضرورت چار ناچار ہمراہ ہوئے قلعہ احمد نگر وغیرہ مین اپنے قلعدار مقرر کئے اور بعض کو مرہٹون کے قبضہ مین چھوڑا برہانپور پہونچکر چند امور کے انصرام کو چار پانچ مقام ہوئے ۲۲ محرم کو عزیمت ہوئی طے مسافت کرتے ہوئے

اکبر پور کے گھاٹ پر سے اوترے اسی ضمن مین اخلاص خان جو کہ امیر الامرا کے یار کہنہ کو روانہ کیا گیا تھا اوایل ماہ
صفر مین مانڈو کے قریب پہونچا اور خلوت مین بعد ملاقات صلح بے ثبات اور ہنگامہ آشوب شاہجہان آباد کا
ذکر کیا اور امرا کا جمع ہونا اعتقاد خان کے پاس خاطر او مبارز الملک اور نظام الملک کا بیدل ہونا بیان کر کے سرگرم
زود رسی کیا مرحمت خان ولد امیر خان کلان صوبہ دار کابل نے جو ملک مانڈو کے بندوبست کرنے کا انتظام
کیا تھا امیر الامرا کے مافی الضمیر سے آگاہ ہو کر ملاقات کو نہ آیا امیر الامرا کو ناگوار ہوا ہم ا۔ ماہ صفر کو دار الفتح اوجین
کے کنارے لشکر آ پہونچا وکیل حضور کی تحریر سے معلوم ہوا کہ فرخ سیر عزیمت امیر الامرا کی خبر سنکر ۲۵ محرم کو
قطب الملک کے مکان مین آیا اور مواثیق عہود کیواسطے کلام اللہ درمیان آئی اور اپنی سر سے دستار اوتار کر عبد اللہ خان
وزیر الملک کے سر پر رکہی اور دوسرے روز عبد اللہ خان کو مع مہاراجہ اجیت سنگہ کے بولا کر سر سے بہائی بنایا
اور باہم کر صفائی ہوئی اور اعتقاد خان وغیرہ امرا کو حکم دیا کہ اصلاح کار مین متوجہ ہون امیر الامرا اس رنگ سے
مطلع ہو کر دربار عام مین باواز بلند گویا ہوا کہ اگر درحقیقت بادشاہ کو ہمسے مخالفت نہین ہم لوگونکو بہی اطاعت فرمانبرداری
سے گریز نہوگا بعد ملازمت جلد دکن واپس ہونگا اس اشتہار سے سکان دکن کو مسرت ہوئی الا زبان ثقات سے دریافت
ہوا کہ اکثر امیر الامرا خلوت مین کہتا تھا کہ یہ سارا افسون و افسانہ ہے اصل یہ ہے کہ اگر بادشاہ ہمپر قابو پاوے رہائی مشکل ہو
بعد ورود حدود ملک رانا کے اکثر دیہات تاراج لشکر ہو گئے تھے جب اوسکا وکیل مع پیشکش کے حاضر ہوا امیر الامرا نے
لشکریون کو منع کیا جب راجہ جے سنگہ کے ملک مین آیا بنابر عداوت جو اوسکے محال راستے مین پڑے تھے تلف ہوئے
ہر چند اوسکے عمدگان مین سے کوئی شخص پیشکش شایستہ لایق لیکر پہونچا مگر قبول نفرمایا زراعت اور مویشی بکثرت اوس دیار سے
لشکریون کے ہاتھہ لگی جب دار الخلافہ کے تین چار منزل رہجانیپر پہونچا بادشاہ نے روشن الدولہ ظفر خان اور راجہ رتن چند وغیرہ
امرا کو مع دیگر متصدیان حضوری کے استقبال کو بہیجا ہر ایک نے شرف ملازمت حاصل کیا چونکہ ظفر خان روشن الدولہ
کی سواری مین بڑا توزک کیا تھا اپنی خودنمائی دکہلائی امیر الامرا کو ناخوش لگا درانداز ون نے ادہر کی اودہر لگانے سے
کوتاہی نکی اور بہی راجہ رتن چند نے جو نہایت کہیرسن اور متعصب تھا ایسے کلمات حسین علیخان کے ذہن مین دوسرون
کی نسبت دلنشین کر دیے کہ سابق کے نسبت امیر الامرا زیادہ تر کبیدہ خاطر ہوا آخر ربیع الاول کو شہر شاہجہان آباد
کے کنارے فیروز شاہ کے منارہ کی طرف پہونچکر خیمہ گاہ کیا جسدن اوس خیمہ مین داخل ہوا بخلاف ضابطہ او آداب
کے وقت نزول نوبت بجاکر ملوکانہ تجمل سے داخل خیمہ ہوا اور کہا کہ اب مین اپنے تئین بادشاہی ملازم نہین جانتا ہون
باوجود اسکی اطلاع پانے کے بہی بادشاہ کا دل دوستی اور دشمنی کیطرف ڈانوان ڈول تھا کبہی دریاے قہر
سا طغانی مواج ہوتا کہ مخالفون کی کشتی حیات طوفانی کیجے کبہی راہ آشتی اور صلح مین موج زن ہوتا راجہ
جے سنگہ میدان جنگ مین چلنے کی صلاح دیتا تھا اور کہتا کہ جب ارادہ جنگ سے پس کیا درنگ فوج بادشاہی

بہ نسبت مخالفت کے دو چند ہے ابھی اونکی سزا ہو جاویگی اگر بادشاہی ارادہ اونکو ثابت ہو تو ہم ابھی ابھی ترک رفاقت کرتے ہین بعض امراے جان نثار خصوص جماعت مغلیہ بادشاہ کے تلون مزاجی اور اوسکے مصاحبون کے سبک وضعی سے احتیاط کرتے تھے لیکن نہ توجے سنگہ کی مصلحت قبول ہوئی نہ طریقہ آشنائی مین قدم رکہا غرض کہ دولتخواہان دانشمند کی بات فرخ سیر خود پسند اور مصاحبان ابلہ نے نسنا آخر کارہاے غفلت کہکر یہ بنا امراے مقتدر اس ملاحظہ سے خون جگر کہاتے تھے لاچار بیچارے کچہ کر نہ سکتے تھے بلکہ بموجب حکم بادشاہ کے امیر الامرا کی ملازمت کو گئے اور اوسکا اقتدار اور استقبار دیکہکر مالامال حسرت اور شکایت کے ہوکر نادم معاود ہوئے تاکہ قطب الملک نے بہائی کی طرف سے یہ پیغام بہیجا کہ اگرچہ جے سنگہ کو جو ہمارا مخالف ہے وطن کی رخصت عطا ہو اور خدمات حضوری مانند توپخانہ اور داروغگی دیوان خاص اور دیگر عہدہ جات اصالتاً ہماری متوسل مقرر ہون اور قلعہ مین بہی ہمارا بندوبست ہو اوسوقت بلا وسوسہ حاضر ہو سکتا ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ بالفعل خدمات مذکورہ اصالتاً قطب الملک کی نام مع دیگر سادات اور اوسکے ہمراہیون کے مقرر کرتے ہین اور نیابت مین اعتقاد خان رہے بعد چند روز کے جب جشن نوروزی تقریب انکا یہ نیابت موقوف ہو جائیگی ۳ ربیع الثانی کو جے سنگہ سوائی نے اکیر وز کی فرصت نپائی بموجب حکم شاہجہان اباد سے روانہ آنبیر اپنے وطن کا ہوا

آنا حسین علیخان کا دربار مین اور بادشاہ کا قید ہونا زمانہ نیرنگ کی مکر و فریب کا نمونہ

چونکہ فرخ سیر فطرتی شجاعت سے معرا تھا باوجود نہایت عداوت کے اور ارادہ استیصال سادات کے کچہ نکر سکا لاچار قلعہ مین سادات کے بندوبست ہو جانے کو راضی ہوا مردم بادشاہی کو دروازون سے اوٹھا دیا ۵ ربیع الثانی سنہ مذکور کو قطب الملک نے مع راجہ اجیت سنگہ کے داخل قلعہ ہوکر جا بجا اپنا بندوبست کر لیا مردمان عمدہ بادشاہی سے سواے اعتقاد خان اور امتیاز خان مشرف دیوان خاص اور ظفر خان روشن الدولہ کے جنکا عدم اور وجود برابر تھا مع دیگر چند خواص اور خواجہ سراؤن کے بادشاہ کے پاس اور کوئی قلعہ مین نرہا اور امیر الامرا شوکت و شان شاہانہ سے آخر روز کو داخل قلعہ ہوا اور ملازمت سلطانی مین چند کلمات ملال آمیز زبان پر لایا حالانکہ خلعت عنایتی سے اسپ و فیل و جواہر کسیقدر لیکر باقی کے حق مین عذر کیا اور تقدیم آداب مین بہی سہل انگاری کر کے لشکر مین لوٹ آیا اسیر بہی بادشاہ کو طالع خفتہ نے بیدار نفرمایا کوئی تدبیر نکی دوسری مرتبہ ۸ تاریخ سہ شنبہ کے روز قطب الملک اور مہاراجہ نے مع معتمدون کے قلعہ مین آکر بندوبست قرار واقعی کیا اور بدستور اول روز مردمان شاہی کو قلعہ سے نکال کر اپنے آدمی دروازون پر تعینات کیے اور دیوان خاص اور خوابگاہ اور عدالت حضور کی کنجیان اپنے پاس کر لین بعد دلجمعی جب حسین علی خان کو خبر ملی اوسی تجمل و کر و فر سے مع لشکر کے آنیکا ارادہ کیا اوسکی فوج نے اول روز سے آنا شروع کیا

اور اطراف قلعہ میں ہر جگہہ تنزل کیا سہ پہر کو خود سوار ہوکر معین الدین مجہول مشہور بسیر اکبر کو ہمراہی میں لیا مگر بجا رمی
مین پوشیدہ نزدیک قلعہ کے بارہ دری شایستہ خان کے نام سے جو مکان نامزدے اوسمیں اوترا قطب الملک نے
فرخ سیر کے پاس جاکر مع راجہ اجیت سنگہ کے اپنے بہائی کے طرف سے عرض کیا کہ خدمات مطلوبہ کی پذیرائی ہو
اور نیز یہ کہ جو ہر وقت پاس کے خدمتگذاریاں تمہاری اور تمہارے باپ دادے کی کی گئین تمہین اوسکے عوض مین
بجز بدتاتی کے کچھہ نملا چنانچہ شاہد اس کلام کا یہ فرمان ہے کہ مشعر عام دخل دہی اور ایمائے قتل بندہ بے تقصیر داؤد خان
وغیرہ سرکشون کنام صادر ہوا خیر الحال اطمینان ہمارا اسی پر ہے کہ بدون قید نیابت کے ہملوگون کو خدمت حضوری
سپرد ہو ہمی بغیر اس امر کے اندرفت ہماری دربار مین نہین ممکن ہے بادشاہ جاہل باوجود مشاہدہ کرتے حالات مذکورہ
کی کچھہ نہ سمجھا وہی ایام جشن کا وعدہ پوچھ کرتا رہا حتی کہ کلمات درشت کی نوبت پہونچی فرخ سیر بیتاب ہوکر
اعتقاد خان اور قطب الملک سے کلمات نامناسب زبان پر لایا اوسوقت اعتقاد خان نے چاہا کہ سخنان الہٰ فریب سے
اصلاح کرے مگر قطب الملک نے گالیان دیکر کہا کہ اسی قلعہ سے نکال دو اعتقاد خان بدحواس جان لیکر بہاگا گہبراہٹ
ایسی ہوئی کہ اپنی پالکی تک نہ پہونچا امتیاز خان اشرف کی پالکی پر سوار ہوکر اپنے مکان کو سدہارا اوسوقت ہر گوشہ سے
آثار محشر پیدا ہوئی بادشاہ برگشتہ بخت نے آثار بد ملاحظہ فرماکر محل کی راہ لی اسی قیل وقال مین رات ہوگئی قلعہ کے
دروازے بند ہوگئے قطب الملک اور راجہ اجیت سنگہ اندر اور فرخ سیر کے ہواخواہ باہر خون جگر کہاتے رہے اوس
رات کو کسی نے نجانا کہ قلعہ مین کیا سہر گذشت گذری امیر الامرا کی فوج تمام رات کوچہ و بازار مین مسلح استادہ رہی
اور مرہٹہ مع سرداروں کے منتظر لطیفہ غیبی تھے جب صبح نے گریبان چاک کیا بے اصل خبر اوڑی کہ قطب الملک مارا
گیا اس عرصہ مین بعض امرائے فدویت کیش مانند سادات خان جو فرخ سیر کا سسر تہا اور غازی الدین خان کوسہ
غالب جنگ اور اعز خان بہادر تورک جنگ اس ارادہ پر کہ فرخ سیر کی فتح ہوئی جو استعداد میسر تہی لیکر گہرون سے
بیخبر سوار ہوئے لیکن نظام الملک اور صمصام الدولہ بمقتضائے دوربینی خانہ نشین رہے اعتماد الدولہ محمد امین خان
حسین علیخان کے رفاقت کے ارادے سے سوار ہوا اتفاقاً چند سوار صمصام الدولہ کے رفیقون کے رفیقون سے مکمل
اسپ آقا کے مکان تپتے تھے راستے مین مرہٹون نے مزاحمت کی اونہون نے تیر دن سے جوابدیا اسی حال مین سواری
اعتماد الدولہ کی نمایان ہوئی مرہٹہ جو کہ شہر کی لڑائی سے ناواقف تھے بیقرار ہوکر بہاگے مردم بازار اور مغلیہ وغیرہ سپاہ
بیکار وملازم سرکار جو اوس گروہ سے بیزار تھی قابو پاکر اونکے مارپیٹ اور لوٹ کھسوٹ مین متوجہ ہوئی مرہٹے آپسے
گہبرائے کہ بعض تو لشکرگاہ تک بہزار خرابی جا پہونچے اور بعض مع سنتا نام سردار و دو تین اور جماعت داروں کے قریب
دو ہزار سوار کے مقتول اور ایک گروہ زخمی ہوئے زر بسیار و ننگے گہوڑون کے زین خوگیر سے ہاتھہ لگا محمد امین خان
حسین علیخان کے پاس پہونچا اسکے حسن خدمت امیر الامرا کے دلنشین ہوئی آیکطرف سے غازی الدین خان اور

شاداب خان مع اپنے لڑکوں کے بادشاہ کی نصرت یابی کو پہونچے دوسری طرف سے اعتقاد خان اور سید صلابت خان داروغہ معزول توپخانۂ شاہی اور منوہر ہزاری مع دو تین ہزار سوار کے سعد اللہ خان کی بازار مین معرکہ آرا ہوے امیر الامرا کی رفقا اور لشکر جبر قتل عبد اللہ خان کی سنگر نزدیک تھا کہ مغرور ہو جاوین تا کہ قطب الملک کے زندہ رہنے کی خبر تحقیق ہوئی اور امیر الامرا کے حکم کے بموجب رفقاے ولا در چاندنی چوک مین شاداب خان اور غازی الدین خان سے مقابلہ پر گئے اول ہی حملہ مین بان کے صدمہ سے غازی الدین خان کا ہاتھی رو گردان ہوا اور ساتھی ہی سارے ہمراہی گریزان ہوئے شاداب خان مع فرزند دلبند کے جو زخمی ہوا تھا بجاے خود آ بیٹھا اعتقاد خان نے حرکت مذبوحی کی مگر جرأت نے آگے قدم نہ بڑھایا اپنے مکان کے نزدیک مورچہ باندھکر بیٹھا اوسکی حماقت سے چند دوکان چوک کے راستے کی لٹ گئین اعزخان مع اپنے جمعیت اور انبوہ مغلون کے دروازہ لاہوری کے روبرو نمایان ہوا حسین علی خان کے آدمیون نے دروازہ بند کر کے مزاحمت کی وہ لاچار واپس ہوا ہنوز اسطرح داگیر ہو رہی تھی کہ فرخ سیر اسیر ہوا شادیانہ جلوس رفیع الدرجات بلند آوازہ ہوا

قید ہونا فرخ سیر کا اور شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات کا جلوس فرمانا

ہر چند قطب الملک اور ابہیت سنگہ نے چاہا کہ فرخ سیر برآمد ہو تا کہ انفصال سوال جواب کا کر کے چھوڑ دین مگر وہ نہ نکلا اس ہنگامہ تعلل نے دراز ہی پکڑی امیر الامرا نے قطب الملک کو پیغام دیا کہ عنقریب بلواے عظیم ہوا چاہتا ہے جلد تدبیر کار کرنا چاہیے چونکہ فرخ سیر کے نکلنے مین دیر ہوئی لاچار قطب الملک کے فدائی وغیرہ مغلیہ اور نجم الدین علی خان کی پشت گرمی سے حیلہ محاسرا ے مین جا گھسے حبشیون اور ترکنین جو دروازہ پر مانعت کو استادہ تہین دفع کر کے جستجو کرنا شروع کی آخر جرد تو بیخ سے نشان ملا فرخ سیر کو بڑی بیحرمتی سے نکالا اسکی مان بہن لڑکیان سب بیگمات نہایت الحاح وزاری کرنے لگین مگر اسوقت مین رحم کہان کشان کشان بیرون حرم لائے اور ترپولیہ کے اوپر جاے تنگ و تاریک مین محبوس کر دیا اسکی ایام سلطنت سواے حکم انے معز الدین کے چھ برس چار مہینے رہی بعض لوگون نے اس سانحہ کی تاریخ کا مادہ یہ لکھا ہے (فاعتبروا یا اولی الابصار) العبد فقیر نے ایک کتاب سے دیکھا اسکو نقل کیا

شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات کا جلوس کرنا

جب فرخ سیر کی طرف سے دلجمعی ہوئی اوسوقت کہ شہر مین بڑا شور و شر برپا تھا ۹ ربیع الثانی روز چارشنبہ ۱۱۳۱ ہجری کو بیرون چند ہی شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات پسر خورد رفیع القدر نبیرہ بہادر شاہ کو جو کہ اکبر خلف عالمگیر کی دختر سے بیست سالہ تھا قید سے نکالکر شہر والون کی سراسیمگی کے باعث سے بغیر اسکے کہ حمام اور تبدیل لباس اور زینت

وزیبایش کیجاے اوسی لباس سے جو پہنے تھا مالاے مروارید پہنا کر تخت نشین کیا اور صداے نقارہ شادیانہ بلند ہوئی
فتنہ و آشوب فرو ہوا اطمینان ہونے لگا قطب الملک نے مع ہمراہان خاص اور رفقاے معتمدین قلعہ میں رہنا اختیار
کیا اور قلعہ کے دروازوں اور دیوان عام و خاص وغیرہ مقامات پر اپنے معتمدین مقرر کیے کل عملہ خواص و خواجہ سرا
وغیرہ اپنے متوسلوں سے مقرر فرماے اول روز کی کچہری میں حسب تمناے اجیت سنگہ اور رتن چند کے معافی جزیہ کو حکم صادر
ہوا اور احکام امن و امان اور بحالی حکام اور صوبہ داران ممالک محروسہ کے روانہ ہوے اعتقاد خان کو خفت اور خواری میں
قید کرکے اوسکا گھر اور مال و اسباب ضبط کیا اور اسقدر جواہرات اور طلا و نقرہ کے پانے سے امید دریافت دیگر خزاین نہایت
سختیاں اعتقاد خان پر ہوئیں اسیطرح اور ہوا خواہان فرخ سیر کی جاگیرات سواے جاگیر رانی زوجہ فرخ سیر کے کہ وہ
بھی اجیت سنگہ کی دلجوئی کو بحال رہی سب لوگوں کی ضبطی میں آئیں منصب داران والاشاہی جو اکثر پچاس روپیہ ماہواری
نقد درماہہ کے نوکر تھے اور بعض جاگیردار اور اکثر ناحاضر تنخواہ انکو حکم ہوا کہ جسے ارادہ نوکری ہو حسین علیخان کے سرکار میں اپنا گھوڑا
داغ دلاکر موافق شرح دیگران پچاس روپیہ لیا کرے بخشی گری دوم اعتماد الدولہ محمد امین خان کی نام بحال رہی اور
سیف الدین خان بخشی سوم کے تغیر میں ظفر خان مقرر ہوا نظام الملک کو مالوہ کی صوبہ داری ملی ہر چند بظاہر بحالی روزگار
وہ نامنظور کرتا تھا لیکن عنایت ہوئی اور سربلند خان کو جو اس انقلاب سے پیشتر مرخص ہو کر ۱۵ کوس کابل کو گیا تھا اور
انجام کار کا انتظار کر رہا تھا واپس طلب فرما کر از سرنو خلعت استقلال اور بحالی صوبہ عطا کر کے رخصت کیا مراد آباد کی فوجداری
اپنے بھائی سیف الدین علی خان کے نام کی اور محمد رضا کو حاضر حضور اور میر خان عالمگیری کو جو اکبر آباد کا صوبہ دار تھا
صدر الصدور اور دیانت خان خوافی کو دیوان خالصہ اور راجہ بخت مل کو دیوان تن مقرر کیا لیکن کل متصدی مالی
اور ملکی جتنے ارباب عدالت تک رتن چند کے اطوار نائب کے تھے اور ہمت خان جو قطب الملک کا محرم اور ہمدم تھا
دیوان خاص کی مشرفی اور بادشاہ کی اتالیقی وغیرہ خدمات مناسبہ پر سرفراز ہوا اور دور دراز کے صوبجات کے انتظام
میں بظاہر برہمی سررشتہ بندوبست کچھ تبدل و تغیر نکیا مگر ماندو کی قلعداری مرحمت خان ولد امیر خان صوبہ دار کابل سے
بدل کر خواجم قلی خان تورانی کو عنایت کی یہ اوس حرکت کا نتیجہ ملا جو مرحمت خان نے ہر وقت آنے دکن کی حسین علیخان
کی ملاقات میں کی تھی اور راجہ اجیت سنگہ جو احمد آباد کی صوبہ داری پر بحال تھا چاہتا تھا کہ رفع مطعونی کو مرخص ہو مگر نامنظور ہوئی

فرخ سیر کی وفات کا بیان

دو طرح سے سنا گیا ہے وہ بیان ہوتا ہے راست و دروغ برگردن راوی فقیر نے معتمدوں سے ایسا سنا ہے کہ سادات نے
فرخ سیر کو قید کرکے کچھ ضرر جسمانی اور تکلیف جانی نہیں پہونچائی ایک افغان کے اختیار میں فرخ سیر کو قید کیا تھا وہ رات
دن اسکی حفاظت کیا کرتا تھا ایک رات کو فرخ سیر نے چاہا کہ بہمراہی متعلقین کے وسیلہ سے اوچک کر نکلجاے چند قدم

دوسرے کوٹھے پر محبس خانہ سے دوڑا پہونچا افغان نے بعد آگاہی تانی کے ہر طرف نگاہ کرنا شروع کی ناگاہ نظر پڑا کہ ایک
شخص ستر دیوار مین چھپ گیا افغان نے اوسطرف دوڑ کر ہاتھ کھینچ لیا اور بٹھانے کے وقت ایک طمانچہ مارا فرخ سیر
نے اس مذلت کا کچھ خیال نکیا اپنا سر دیوار پر دے پٹکا کہ پھٹ گیا فوراً دیار بقا کی راہ لی اور محمد ہاشم بن خواجہ میر مورخ
فرخ سیر کے کشتہ ہونے کی علت ایمائے سادات سے لکھا ہے ہر چند ایسا ہو مگر احتیاطاً اوس کی عبارت لکھتا ہون تاکہ یہ امر
نہ ثابت ہو کہ سادات کی پاسداری ہوئی اس زمانہ مین جب کہ بادشاہ کے قید ہونے کو دو مہینے گذرے اور ایک روایت
یون ہے کہ باوجود سلائی پھیرنے کے بخوبی نور بصارت سے معذور نہوا تھا غرض کہ اپنے سادہ لوحی اور طمع ریاست سے
اس قید شدید مین بھی یہ حال تھا کہ اپنے مدعیون سے معذرت کرتا اور استدعائے سلطنت مین ناک رگڑتا کبھی عبداللہ خان
افغان سے جو اس قید خانہ کا محافظ تھا چاپلوسی کرتا اور اعلی درجہ کی مرتبے کا وعدہ فرماکر اشارہ کرتا کہ مجھکو راجہ مہاراج
جے سنگھ سوائی تک پہونچا دے یہ حمق اور چاپلوسی جان کی عداوت کرنے لگی عبداللہ خان سب ماجرا دونون بھائیون کے
گوش گذار کیا کرتا آخرکار سادات موصوف نے اسکی جان لینے کی فکر کی اور دو مرتبہ زہر کھلایا مگر موثر نہوا تیسری مرتبہ
ثالث بالخیر کا معاملہ ہوا سم قاتل نے اپنا زور دکھلایا سختی جان کندنی درپیش آئی اوسوقت اون دونون برادران کے
نمک حرامی پر غصہ آیا اور جو کلام الہی کی قسم ہوئی تھی اوسپر گرانبار خاطر ہوکر سخت و سست کہنا شروع کیا کہ کلام اللہ ایسے
روسیاہون کی سزا کیون نہین دیتا اور اسیطرح جناب احدیت صمدیت مین بھی زبان درازیان کرنے لگا مثل مشہور
ہے مرتا کیا نہ کرتا امیر الامرا و قطب الملک نے یہ گفتگو سنکر حکم دیا کہ گلے مین پھانسی ڈالدین جسوقت گردن مین پھانسی
ڈالی فرخ سیر نے دونون ہاتھ سے پکڑی اور بفائدہ ہاتھ پیر چلانے لگا جلادون نے گھونسون سے ہاتھ پیر خوب سیدھے
کیے تاآنکہ بصد حسرت و یاس اس دنیائے فانی سے گذرا یعنی دریں دیر کہن تا تا کہ ہر یک نفس بعضے
کہتے ہین کہ بوقت جان کنی کے دو زخم چھریون کے بھی مارے تھے لیکن جو کہ راقم سیر المتاخرین نے ایک صاف گو
مورخ سے تحقیق سنا ہے کہ یہ روایت زخم چھری کی محض غلط ہے بہرحال مارے جانے کے بعد تجہیز و تکفین کر کے مقبرہ
ہمایون مین تابوت پہونچایا گیا شہر کے نچلے قریب تین ہزار عورت وغیرہ کے تابوت کے آگے آگے گریبان پھاڑے اور خاک اڑاتے
پر طعنہ زنان چلے جاتے تھے دلاور علیخان بخشی اور سید علیخان برادر بخشی قطب الملک حسب الحکم جو تابوت کے ہمراہ
تھے رقت کنان روان تھے اکثر لوگ ان کی سواریون پر اینٹ پتھر پھینک مارتے اور گالیان سناتے تھے اور ان لوگون
کی جرأت کسی نے قبول نہ کی تیسرے روز ایک گروہ لچون کا اوسی چبوترہ پر جمع ہوا جہانکہ فرخ سیر کی لاش کو غسل دیا
تھا اور مولود کی مجلس تیار کی اور تمام رات بیداری مین صبح کی مشیت ایزدی دیکھا چاہیے کہ معاملات فرخ سیر
مین کیسے کیسے عجائبات دیکھنے مین آئے جبکہ اسقدر عداوت تھی لازم تھا کہ اول ہی روز جب وہ قید ہو گیا تھا قفس
عنصری سے رہا کیا جاتا لیکن آخر وبال کہان جاے اوسنے بھی پھانسی لگانا زہر کھلانا آنکھین نکلوانا اور ایسی ہی بہت سی

بدعتیں کین تہیں آخر اسکا عوض ملا چاہیے کہ گندم از گندم بروید جو ز جو نہ از مکافات عمل غافل مشو نہ اور اس پاداش عمل مین سادات نے بہی اپنی مکاری کا ثمرہ پایا فقط عبارت خاتمے کی تمام ہوئی القصہ بعد تسلط جنسے جو جا ہا خزاین اور نقد اور جواہرات و فیل و اسپ سے اپنے اپنے کارخانہ مین شامل کر لیا اور جسطرح سے مناسب معلوم ہوا دونون بہائیون نے قیمت کر کے باہم بانٹ لیا قطب الملک کو عورات سے بڑا عشق تہا کہتے ہین حرم سرائے شاہی مین جو جو حسینان صاحب جمال تہین اپنے قبضہ مین لایا واللہ اعلم اسحال کے بعد بہائیون مین بہی چندان صفائی نرہی ہرچند ظاہر مین ایسی کچہ برائی نتھی مگر ہمدمون کو کسیقدر اس راز بازیاب سے اطلاع ہوئی تھی امیر الامرا بہ بقتضائے دانائی اور شجاعت خداداد کے کل باتومین اپنے بڑے بہائی سے فوقیت دہونڈتا تہا اسکا اقتدار بہی زیادہ تہا بلکہ فرمانرہان گذشتہ کے بہ نسبت سلطنت بخش اور ملک ستان ہوا افسوس اسکی عمر و دولت فرو خانہ کی ورنہ ہندوستان کی آبرو برباد نہ جاتی چونکہ خلق اللہ کی بد اعمالی کی سزا ضرور تھی لاجرم ایسے بزرگ امیر جلد گذر گئے

رفیع الدرجات کا رحلت کرنا اور رفیع الدولہ کا جلوس اور جلد اس جہان سے گذرنا اور نیکوسیر کا خروج کرنا اکبرآباد مین

چونکہ رفیع الدرجات مسلول تہا تین[۳] مہینے اور چند روز تخت آرا رہکر بروز شنبہ رجب کی اٹھارہ تاریخ کو جان بحق ہوا دونون بہائیون نے جو کہ سلطنت کے مدار المہام تھے رفیع الدولہ کو جو رفیع الدرجات کا بہائی تہا بادشاہ بنایا چونکہ ان دونون بہائیون نے زمانہ قلیل مین رحلت کی اور نیز نیکوسیر کا خروج ہوا انکا حال بخوبی معلوم نتھا لہذا انتظام سلسلہ کے واسطے کچہ تہوڑا سا بیان کیا جاتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ جب رفیع الدولہ کے جلوس کو تہورے دن گذرے شاہزادہ نیکوسیر ولد اکبر محمد اکبر نے قلعہ اکبرآباد مین جو کہ اوسجگہ قید تہا قلعدار اور دیگر ملازمان متعینہ قلعہ مذکورہ کی مدد سے خروج کر کے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اکبرآباد کے لوگ اوسکی خدمت مین حاضر ہوئے صورت بلوہ پیدا ہوگی امیر الامرا نے مع قطب الملک کے رفیع الدولہ کو ہمراہ لیکر جمیع ارکان دولت کے ساتھ اکبرآباد پہونچکر قلعہ گہیر لیا نیکوسیر اپنے لوگون کے ساتھ اور مدد دسے جو کچہ کر سکتا تہا نہ تہا چند روز کے بعد قلعہ مفتوح اور نیکوسیر مغلوب اور محبوس ہوا ہر از بان قلعہ وغیرہ جو اس فساد کے بانی ہوے تھے سزا کو پہونچے اور دوسرے قلعہ بند مقرر ہوے اسی ضمن مین مرض اسہال خونی رفیع الدولہ کو عاید ہوا تہا ہرچند قطب الملک کے دوا معالجہ مین اہتمام کیا گیا مگر موت وعدے پر آگئی تھی کچہ فایدہ نہوا ہنوز اسکی سلطنت کے ایام بہائی کی بادشاہت کے برابر نگذرے تھے کہ اسکی در گذرنے کے آثار پیدا ہوے قطب الملک اور امیر الامرا نے اسکی زندگی سے مایوس ہوکر اخیر شوال اور بقول دیگر

نجب الدین علی خان اپنے بہائی کو اور بقول دیگر غلام علیخان ولد سید خانجہان کو واسطے لانے روشن اختر ولد خجستہ اختر
شاہ جہان بن بہادر شاہ کے جنکی عمر اٹھارہ برس کی تھی بہیجا ممکن ہے کہ غلام علیخان نجم الدین علیخان کے ہمراہ گیا ہو
اور یہ بہی کہ نجم الدین علیخان صوبہ دار شاہجہان آباد و شاہزادہ مذکور کے نکالنے کو غلام علیخان کے ہمراہ گیا ہو شاہزادہ
مذکور صغر الدین کے وقت سے شاہجہان آباد کے قلعہ مین مع اپنے والدہ کے بسر کرتا تھا یہ شخص نہایت ذہین اور
خوش رو تھا قبل پہونچنے روشن اختر کی اکبر آباد مین رفیع الدولہ جان بحق ہوا شاہزادہ کے پہونچنے تک رفیع الدولہ کا مرنا
ایک ہفتہ عشرہ تک چہپا رہا اور روشن اختر پہونچا اودہر رفیع الدولہ کا تابوت خواجہ قطب الدین کے جوار مین
بموجب وصیت اپنے بہائی کے دفن ہوا

ذکر جلوس ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ

گیارہوین ذیقعدہ کو روشن اختر فتحپور مین رونق افروز ہوا ۱۵ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ ہجری روز شنبہ چار گھڑی دن گذرنے پر
سریر آرا ہوا نام نامی کے فیض خطبہ سے ممبر کا پایہ بلند ہوا ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ لقب مقرر ہوا شادیانہ فیروزی
بجنے لگے غلہ ارزان ہوا نواب قدسیہ حضرت کی والدہ نہایت دانشمند اور باشعور تہین بمقتضاے وقت دونون بہائی
مدار المہام کی خاطر داری کرتی تہین ایک مہینے کے بعد لڑکی کے ساتھہ دار الخلافت سے لشکر مین آئین پرانے جہان شاہ
کی نوکرون نے استقبال کرنا چاہا اسنے مطلع ہوکر ممانعت کی کہ استقبال درکنار بلکہ ملازمت بہی نکرین اور کورنش
کی ارادہ سے حرم سرا کے دروازہ پر نہ آئین مقرر ہوا کہ محمد شاہ کے آغاز سلطنت کے سن کو فرخ سیر کے بعد سے لکہین
پندرہ ہزار روپیہ نواب قدسیہ کے ضروریات کے رفع کے واسطے ماہواری مقرر ہوا اور کہلال باڑہ اور نظارت اور عہدہ
داران کا انتظام بدستور رہا اور خواجہ سرا اور خواص اور فیلبان اور مردم خاص اور باورچی اور رکاب دار اور فراش وغیرہ
سید عبد اللہ خان کے نوکرون سے منصوب رہے ہمت خان بادشاہ کے اتالیق اور صاحب اختیاری دیوان خاص و
عام مین سادات کی طرف سے مقرر تہا رتق و مدار کرتا تہا کوئی کام اوسکے خلاف مرضی نکرتا کبہی کبہی ایک دو مہینے
کو سیر و شکار کے لیئے کوس دو کوس لیجا کر واپس لاتے تہے القصہ چہبیلہ رام ناگر صوبہ دار الہ آباد کے طرف سے بعض
اطوار ناہموار دونون بہائیون مدار المہام سلطنت کو معلوم ہوے امیر الامرا نے اوسکے تنبیہ کا ارادہ کر کے الہ آباد کی
طرف پیش خیمہ نکلوایا اوس وقت چہبیلہ رام کے وفات کی خبر سنی حسین علی خان اگرچہ اس خبر سے اپنے نصیب کی
مددگاری سمجہی مگر افسوس کیا لوگون نے اوسکے سر پر غرور کو نوک سنان پر تبدیلہ پایا متعاقب اسکے معلوم ہوا کہ گردہر بہادر
چہبیلہ رام کا بہتیجا اپنے چچا کے مرنے کے بعد میراث نشین ہوکر فراہمی سپاہ اور استحکام قلعہ مین مصروف ہے اس خبر
کی سننے سے آخر ذیقعدہ کو محمد شاہ کو فتحپور سے اکبر آباد مین لاکر تسخیر الہ آباد کی شہرت دی اور حکم دیا کہ راسے جمن مین

دنہ ہا جاوے اور کسیقدر فوج بطریق ہراول کے مقرر ہوا اور اس مہم مین پیر جملہ کو صدر الصدور کیا الغرض رتن چند
... تو بالا اور ملکی بلکہ شرعی امور بہا ... ستقلال اور اختیار ... کلام متصدیان بادشاہی بیکار تھے بغیر اسکے
... مہر سے ... پہونچتی تھی کچھ دخل نہ تھا یہانتک کہ قضات اور ارباب عدالت کا تقرر بھی رتن چند کے برخلاف نہو سکتا
تھا لوگ کہتے ہین کہ ایک روز رتن چند نے کسی شخص کو قطب الملک کے پاس لاکر تسلیم خدمت قضاے شہر کی قطب الملک
... ہمنشین کے طرف متبسم ہو کر کہا کہ ہمارا رتن چند قاضیون کا تجویز و تقرر کرنے لگا رتن چند نے گستاخانہ جواب
... راجہ جیو امور دنیوی کے بندوبست سے فراغت کر کے امور دینی کے انتظام مین مشغول ہوے ہین الحاصل تعین
... کی خبرین سنکر گردھر کا وکیل حاضر دربار ہوا اور اپنے موکل کی طرف سے عفو تقصیر کی استدعا اور اظہار اطاعت کے
... ری اوسکی صوبہ الہ آباد سے ملجانے مین اونہیں عطا ہونے صوبہ اودہ کے ... بعض خطاب و منصب کے اور اقرار الہ آباد
... کے بعد فراغت ... تو ... چھبیلہ رام کے ظاہر کیا عرض اوسکی قبول ہوئی صوبہ داری اودہ کا فرمان مع خطاب بہادری کے
گردھر کے نام صادر ہوا

... قلیچخان کا راجہ بھیم کی مدد پر بوندی کے مہم کے واسطے مقرر ہونا اور حیدر قلیچخان کا واسطہ اخراج گردھر بہادر کے الہ آباد سے

... بوندی ... راجہ بدہ سنگہ اور راجہ بھیم کا ملک موروثی تھا لہذا باہم جھگڑا اونہا سے تھے بدہ سنگہ نے راج پر تسلط پاکر بھیم سنگہ
... ا بھیم سنگہ امیر الامرا کے وسیلہ کا خواستگار ہوا حسین علیخان بہادر نے سید دلاور علیخان اپنے بخشی کو مع چھہ ہزار
... طلبگار کے راجہ بھیم سنگہ کے مدد پر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بدہ سنگہ کے تنبیہ کے بعد باتفاق راجہ بھیم سنگہ اوجین
... کے سرحد پر جاکر دوسرے حکم کا منتظر رہے اور اس سبب سے کہ گردھر بہادر کے التماس پر دلجمعی نہ تھی حیدر قلیچخان
بہادر کو مع فوج روانہ الہ آباد کیا کہ اگر گردھر بدعہدی کرے تو اوسکی تنبیہ کرین حیدر قلیچخان بہادر نے الہ آباد پہونچکر
تدبیرات جرأت مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا لیکن انجام کار نہوا گردھر بہادر نے بھی عدم اطمینان سے چندروز قلعہ خالی
... ے کے اقرار مین گذرانے اور چندروز جنگ اور قلعہ داری کے حیلہ مین آخر مقدمہ رکہا حسین علیخان نے خود دریا ہے
... سے عبور کیا اسکے عزیمت کی خبر الہ آباد مین مشہور ہوئی گردھر بہادر زیادہ تر غلہ وغیرہ جمع کرنے مین مستعد ہوا اور
سواے اس قلعہ کے رہنے کے کوئی تدبیر نہ سوجھی امیر الامرا قلعہ کے دیکہنے سے کہ تینون طرف سے گنگا اور جمنا محیط ہے
اور گردھر بھی نشاہ شجاعت سے خالی نہین اگر پایداری کرے محاصرہ طول کو کہنچے گا ذراسی بات مین بڑی مدت لگ جاویگی
اور یہ امر باعث بر بہی امور عظیمہ کا ہوگا متوقف رہا انہین دنون مین دونون بہائیون کے درمیان مین اکبر آباد کے نقد و جنس
کی بابت غبار اور بہا پیام و کلام رنجش آمیز جانبین سے ہونے لگے مگر رتن چند نے خوب اخفا کیا

رتن چند کا الہ آباد جانا حسب التماس گردہر بہادر کے اور فرو ہونا وہان کی شور و فساد کا

اندنون گردہر بہادر کی متواتر تحریرات صادر ہوئین کہ اگر رتن چند آنکر مجھسے عہد و پیمان کرے میری دلجمعی ہو جاے اطاعت شاہی اختیار کرون لہذا دونون بہائیون نے انطفاے فساد مناسب جانکر رتن چند کو رخصت کیا کہ آخر ربیع الثانی کو مع فوج لایق روانہ الہ آباد ہوا اور بعد حصول ملاقات کے دونون نے باہم کر عہد بقسم سری گنگاجی کے مضبوط کیا اودہ کی صوبہ داری مع فوجداری قدیمہ صوبہ مذکورہ کی گردہر بہادر کو تفویض کی اور اوایل ماہ جمادی الثانی جلوس محمد شاہ کو قلعہ الہ آباد خالی ہو کرا اولیاء دولت کے ہاتھہ لگا اور رتن چند واپس ولی نعمتون کی خدمتمین جا پہونچا

شروع فتنہ آصف جاہ اور پیدا ہونا منازعت کا درمیان سادات کی

جیسا کہ مذکور ہوا نظام الملک صوبہ مالوہ مین جاکر منتظم ہوا املاک کو مفسدون سے صاف کیا چونکہ امیر الامرا حسین علی خان کو بسبب نکرنے ملاقات کے بروقت آنے دکن کے مرحمت خان سے ملال تھا بعد اقتدار پانے کے مرحمت خان کو قلعداری باندو سے معزول کیا اوسکے عوض خواجم قلیخان تورانی کو مامور کیا مرحمت خان نے بمقتضاے بوقلمونی روزگار سپردگی قلعہ مین حیلہ جوئی کی خواجم قلیخان حضور مین شاکی ہوا سادات نے مرحمت خان کے وکیل کی چشم نمائی کر کے کہا کہ مرحمت خان کو لازم ہے جلد قلعہ کو خواجم قلیخان کے سپرد کرے نظام الملک نے مرحمت خان کو سمجہا بجہا کر قلعہ خواجم قلیخان کو حوالہ کرا دیا چونکہ مرحمت خان کو بسبب امیر الامرا کے حضور مین آنا میسر نتھا اور نظام الملک اسکے خاندان کی نجابت اور شرافت خوب جانتا تھا لہذا اپنے پاس طلب کر کے باعزاز تمام نگاہ رکہا اور اونہین دنون مین حکم ہوا کہ اوس متغلب کے ہاتھہ سے قلعہ نکالا جاے فتح جنگ نظام الملک نے حکم کے صادر ہوتے ہی مرحمت خان کو مع فوج شایستہ اوس خدمت پر روانہ کیا اور مرحمت خان نے خدمت جانفشانی بجا لاکر قلعہ کو مسخر کیا باوجود اس خدمت کے بہی عفو جرایم نہوا فتح جنگ نے مراعات بزرگانہ کر کے صوبہ داری مالوہ کا بندوبست اوسکے سپرد کیا اور مرحمت خان نے صوبہ داری مین نہایت ہوشیاری اور تدبیر سے کارروائی کی چندھو مع پرگنہ چندیری مین مفسدون کا جماؤ تھا اونکی تنبیہ فرمائی اخبار کے ذریعہ سے واضح ہوا کہ مرحمت خان نے جمعیت بسیار نوکر رکہکر دیہات پر تاخت کی اور دوسری روایات سے یہ ثابت ہے کہ اعتماد الدولہ کے ایماے سے جو محمد شاہ سے کبہی کبہی ترکی زبان مین گفتگو کرتا تھا بہت کثرت سے سپاہ مرحمت خان نے جمع کی تھی اور بعض کے قول بموجب انہین دنونمین حسین خان کا نوشتہ نظام الملک کے نام اس مضمون سے پہونچا کہ ہمارا ارادہ ہے صوبہ ہاے دکن کے بندوبست کو صوبہ مالوہ مین اقامت گزین ہون تم چار صوبہ اکبر آباد و الہ آباد و برہانپور و ملتان سے جس جگہہ منظور ہو لکہو تو تمہارے واسطے تجویز کیا جاے نظام الملک نے اس سبب سے اور نیز پہونچنے دلاور خان کے مع فوج اور رفاقت راجہ بہیم اور راجہ گجسنگہ

کی سرحد صوبہ مالوہ پر جہان سے اسکا لشکر قریب اور باعث اضطراب سکنا کا ہوا تھا مگدر ہوا اور جواب مین چند کلمات تحریر کرکے یہ شعر عنوان مین درج کیا ع من بیوفا نیم بوفا میخورم قسم نہ من چو تو شمانیم وشما میخورم قسم ۞ امیر الامرا اور قطب الملک مضمون مذکور کے دیکھتے سمجھ گیے اور نظام الملک کے وکیل سے بعد کو خلوت مین بلاکر کلمات تند و تلخ اوسکی آقا کے حق مین کہی

نظام الملک اور سادات کے بعد گرم نفاق ہونا اور قطب الملک اور امیر الامرا کا فوت ہونا

جب سادات کے گفتگو کی خبر نظام الملک کے گوش زد ہوئی اور نیز بادشاہ کا نہانی اشارہ محمد امین خان کے معرفت پہونچا ہمدمان جلیس کی مشورت یہ ہوئی کہ نظر بہ فیروزی بخت کمر کے لڑنے کو آمادہ ہون لہذا عزم بالجزم کرکے دو کلمہ قطب الملک اور امیر الامرا کو لکھے اور مع عبد الرحیم خان و رحمت خان و رعایت خان وغیرہ ہواخواہان جدید و قدیم دس بارہ ہزار سوار سے وسط جمادی الثانی ۱۱۳۲ الہجری کو نواح سرونج سے دکن کیطرف متوجہ ہوا رفتہ رفتہ یہ خبر سادات کو ملی امیر الامرا نے دلاور علی خان اور اوسکی ہمراہی دونون راجہ کو تعاقب کیواسطے تحریر کیا اور یہ بھی لکھا کہ اودہر کے افاغنہ کو تالیف و ترغیب جاہ و منصب کرکے اپنا رفیق بنا دین

عبد الصمد کی فتح یابی حسین خان خویشگی پر اور اس خبر کا مشتہر ہونا

حسین خان افغان خویشگی رئیس قصبہ قصور کا چند دنون سے سرکش ہوا تھا اور نواح قصور اور لاہور پر متصرف ہوکر باغی ہوگیا تھا اور ابتدای صوبہ داری عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ سے گردن کشی کرکے اوسکو مع عمال بادشاہی کے بیدخل کرکے شوخی کرنی لگا قطب الدین خان نام عامل صوبہ دار کو قتل کرکے اوسکا مال اسباب و خزانہ لوٹ لیا اور اٹھہ نو ہزار سوار سے بقصد تاراج گرد نواح کے برآمد ہوا عبد الصمد خان نے سات آٹھہ ہزار سوار فراہم کرکے عزم تنبیہ کیا نزدیک چھونی کے جو لاہور سے تیس کوس پر ہے دونون لشکر صف آرا ہوئے عبد الصمد خان نے کریم قلی خان بخشی کو ہراول کیا جانی خان اور خواجہ رحمت اللہ خان اقربای دلاور کو جانب راست اور حفظ علیخان برادر خان مذکور کو ہراول مع ہزار سوار کے تعین کیا اور چپ کیطرف اعز خان کو بالاتفاق عارف خان اپنے نایب کے مقرر فرمایا کچہ فوج طرح کرکے آراستگی کی حسین خان نے بھی مصطفی خان اپنے بھتیجے کو ہراولی پر مع رحمت خان اور بہلول خان کے مقرر کیا اور خود سعید خان وغیرہ افغان نامی کے ساتھہ صف آرا ہوا بمجرد شروع جنگ اودر ہاے ہوی توپ و تفنگ کے توپخانہ پر جاگرا وہان سے بڑہ کر کریم خان ہراول کو تنگ و عاجز کردیا کریم قلیخان کی فوج تتر بتر ہوگی حسین خان دو تین ہزار سوار جوان سے اعز خان کے قتل مین مصروف ہوا عجب دلیری کی زد و خورد ہوئی ہمراہی تو کچہ حفاظت اعز خان کے نکرسکے بھاگ نکلے لیکن جو تیر نکلتا تھا دشمن کے دل مین جا بیٹھتا تھا تا آنکہ مصطفی خان جو مخالف کا ہراول تھا مع چند افغان کے گوشہ عدم کو سدہارا حسین خان چندان اعز خان سے ملتفت ہوکر عبد الصمد خان کے مقابل جا پہونچا عرصہ کارزار تنگ ہوا اکثر ہمراہی اپنے بھاگے بڑا تزلزل پیدا ہوا کہتے ہین کہ عبد الصمد اپنی ذرا بہی نہ جنبتا تھا اور کہتا کہ ای

خواجہ کتابو شاہ ٹھٹھک سے جو کہ حسین خان کا مرشد تھا کم ہوا ہے اسی عرصہ مین جانی خان اور حفظ علیخان نے ترددات نمایان کی
اور اغر خان فوراً اوسوقت اوسکی کمر پر چوٹ کی اوسی حال مین حسین خان کا فیلبان مع پیر و مرشد شاہ ٹھٹھک کے مارا گیا اور ہوائی تپ کا
گولہ حفظ علیخان کے ہاتھہ سے حسین خان کے چہاتی پر لگا کہ جان بحق تسلیم کی عماری مین آگ لگ اوٹھی عبد الصمد خان نے فتح پائی اور
خوشحال ہوکر ہمراہیون کی مراعات فرمائی اور اغر خان کو فیل و خنجر و شمشیر مع اضافہ پانصدی اور دو سو سوار کے خدمت سے
اور قطب الملک اور امیر الامرا نے اس نوید سے خوش ہوکر عبد الصمد خان کو سیف الدولہ کا خطاب بخشا ❊

نظام الملک کا حدود دکن مین پہونچنا اور قلعہ اسیر اور برہان پور کو قبضہ مین لانا

نظام الملک نے جب عزم سرکشی کیا دریاے نربدہ سے عبور کر کے گدر اکبر پور سے اوترا قلعہ اسیر کے ہزاری طالب خان قلعہ دار
کے صلاح بموجب بطمع انعام وغیرہ استقبال کو نکلے یہ وہی قلعہ ہے جسے اکبر شاہ نے برسون کے محاصرہ مین فتح کر پایا تھا اور
بالفعل امیر الامرا کے حکام یہان مامور تھے عطاے تنخواہ باقیات دو سال کا امیدوار کر کے قلعہ مذکور نظام الملک کے سپرد کیا
اور اسی طور سے برہانپور کا قلعہ بھی قبضہ مین آیا عوض خان صوبہ دار برار جو مرد جرار اور شجاع نامدار تھا مع سامان عمدہ کے
نظام الملک کی مدد کو آپہونچا اور بہا سردار مرہٹہ جو کہ راجہ ساہو سے مخالف تھا دو ہزار سوار سے نظام الملک کی فوج مین ملحق ہوا
اور بعض زمیندار وغیرہ اوس نواح کے پہونچ کر موافق ہوے انور خان جو کہ برہانپور کا صوبہ دار اور امیر الامرا اور قطب الملک
کا پرورش یافتہ تھا حق نمک فراموش کر کے بے اسکے کہ عالم علیخان برادر زادہ امیر الامرا کے حضور مین جو صاحب صوبہ کل
ممالک دکن کا تھا مقیم ہو نظام الملک کا اقتدار لشکر حراست حصار کے بہانہ سے نکلا اور نظام الملک کے خدمت مین
آگیا مرہٹہ لوگ جو چوتھہ کیواسطے جا بجا تھے آصف جاہ کے قرب لشکر سے بہاگ کر سرداروں سے جا ملے اسی ضمن مین سیف الدین علیخان
کی والدہ مع چھوٹی چھوٹی بچون کے لڑکے کے پاس جانے کے ارادہ سے برہانپور پہونچی تھی نظام الملک کے بہائی نے اطلاع پاکر
اصلا اوسکی آبرو ریزی کی فکر نکی اور اوسکی مان نے اسکے اقتدار کو شکر پیغام دیا کہ اگر زر و جواہر کی طمع ہو بہیجے مگر خدا را
حفظ آبرو کیجیے اسنے جواب مین حسب مناسب عرض کیا اور محمد علی پیغامبر کو عطاے خلعت سے سرفراز فرمایا بلکہ لڑکون کو
میوہ جات وغیرہ بہیجے اور دو سو سوار ہمراہ کر دیے تاکہ دلاور علیخان کی فوج تک پہونچا دین بعد پہونچنے اس خبر کے
امیر الامرا نے دلاور خان کو جنگ نظام الملک کی تاکید کی اور خود امیر الامرا عازم دکن ہوا انتظار خبر دلاور علیخان کی کرتے
تھے اور رتن چند بمبالغہ چند در چند صلاح دیتا تھا کہ دکن کی صوبہ داری عطا کرنا اور نظام سے صلح فرمانا اچھا ہے مگر
حسین علی خان راضی نہوا ❊

محتوی خان کی شومی کردار سے کشمیر مین آشوب فساد برپا ہونا

ملا عبد النبی کشمیری جو کہ محتوی خان کے نام سے ملقب تھا مدتون سے وہان کے ہنود کے ساتھہ متعصبانہ پیش آتا اور عداوت

رکہتا تھا اب کہ گردش روزگار نمودار ہوئی مسلمانان اوباش کو اپنا رفیق بنا کر حسب کتب ظاہر کی میر احمد خان نایب صوبہ
کشمیر اور وہان کے قاضی کے پاس جا کر تکلیف دی کہ اہل ہنود کو سواری اسپ اور کپڑا پہننے اور ہتیار باندہنے اور سیر
باغ اور ایام مخصوصہ بدہی کے غسل سے مانع ہون اونہون نے کہا کہ جو حکم بادشاہ اور ارباب شرع کے حضور سے کل
ملک محروسہ کے ہنود کے نسبت صادر ہوا ہو ہم بہی اوسکے مطابقت یہان کر سکتے ہین محتوی خان فتنہ پرداز بعد باغ اونہا
اور کمینون کی اعانت سے جہان ہندو کو پایا ہزارون شرارت سے پیش آیا ایکروز صاحب رائے نام ہندو جو کہ کشمیری
ہندونمین معزز تھا کسی باغ کی سیر کو جا کر جماعہ زنار داران کو کہانا کہلواتا تھا وہ مفسد جا کر بیچارون کے مارنے اور قید کرنے
مین متوجہ ہوا صاحب رائے مع چند نفر کے بہاگ کر میر احمد خان کے مکان پر آیا محتوی خان نے صاحب رائے کے گہر کو اور
اوسکے اور تمام محلہ والون کے گہرونمین آگ لگادی اور لوٹ مچائی جس کسی ہندو مسلمان نے ممانعت کی مجروح اور مقتول ہوے
بعد ازان اوسیطور سے میر احمد خان کے مکان پر آیا مکان گہیر لیا انیٹ پتہر تیر بندوق کے مار دہاڑ شروع کی میر احمد خان
ایک رات دن برابر گہر سے نکل سکا بڑی مشکل سے سلامت رہا دوسرے روز جمعیت فراہم کر کے باتفاق میر شاہ نور خان
بخشی بادشاہی کے سوار ہو کر اوس مفسد پر چڑہ گیا اوسنے بدستور اوباشون کو جمع کر کے مقابلہ کیا اور چند شور بختون نے
جس پل سے میر احمد خان نے عبور کیا تھا جا کر جلا دیا اور ہر دو طرف بازار کے رستے جدہر سے میر احمد خان گذرا تھا جلا
دئے اور مقابلہ اور گہرون سے انیٹ پتہر تیر و بندوق چلانے لگے اونکے عورات بہی جو کچہ پاتی تہین مکانون سے
پہینک مارتی تہین طرفہ بلوہ ہو گیا اس ہنگامہ مین سید ولی خواہر زادہ میر احمد خان اور ذوالفقار بیگ نایب چبوترہ کوتوالی
وغیرہ مجروح ہوے میر احمد خان پر جو کہ نہ پیچہے جانے اور نہ اگے بڑہنے کی راہ پاتا تھا نہایت تنگ وقت نمود ہوا کہ آخر کو
لاچاری اور عجز و زاری کر کے نجات حاصل کی اور دوبارہ محتوی خان نے میر مذکور کے گہر پر دہاوا کر کے صاحب رائے
کو مع ہمراہیون کے باہر نکال کر کان کاٹے اور ختنہ کیا بلکہ بعض کے قطع آلت تناسل کرا دئے اور قید مین رکہا دوسرے
روز اوسی ہنگامہ کے ساتھہ مسجد مین آیا اور میر احمد خان کو نیابت سے معزول کر کے اپنا لقب دیندار خان اور حاکم مسلمان
مقرر کیا کہ دوسرے نایب کے پہونچنے تک احکام شرعی کیا کرے میر احمد خان بیچارہ پانچ مہینے تک معطل رہا اور دیندار خان
حاکم مسجد مین بیٹہہ کر اجراے حکم اور انفصال مقدمات کرتا تھا جب حضور مین خبر پہونچی مومن خان نجم الدولہ کو نیابت
کشمیر پر مقرر کیا اور وہ شوال کی آخرین کشمیر سے تین کوس پر پہونچا محتوی خان دنیہ ساز جو اپنے ناشایستہ کامون سے
منفعل اور ہراسان تہا عبد اللہ خان سے جو شاہیرون مین تہا اور اوسکا دوست تہا جا کر مع دو پسر خورد سال کے
کہا کہ تمہارے اور چند فضلا کے رفاقت کا خواستگار ہون تاکہ استقبال کو جاؤن خواجہ مذکور نے صلاح دی کہ اول
شاہ نور خان بخشی کے مکان مین جا کر عذر خواہی کرنا چاہئے بعد مومن خان کے لانے کو چلین گے محتوی خان نے بخشی مذکور
کے گہر کی راہ لی وہان بخشی نے محلہ جدی پل کے لوگ اپنے مکان مین چہپا رکہے تہے کہ بروقت فرصت کام کرین جب محتوی خان

پہونچا دو تین باتون کے بعد بخشی کسی کام کے حیلہ سے اوٹھہ گیا پوشیدہ لوگون پر جب یہ موقع ظاہر ہوا انکا کمر اول دیندار خان کی
رد سر دا اوسکے لڑکے مارے پہر اوسکو بہی عذاب زندگی سے رہائی دی دوسرے روز اوسکے پیرو کارون نے بلوہ مچادیا جدی پل
مین حشر برپا ہوا تین ہزار آدمی اوس محلہ کے مارے گئے لاکہون کا اسباب لوٹ گیا اس جہاد کے بعد جہاد ثانی کی عزیمت
ہوئی قاضی اور بخشی کے گھرون پر جا پہونچے بخشی تو روپوش ہوا اور قاضی جی بہی برہنہ بہاگ گئے باغیون نے اینٹ سے
اینٹ بجادی مومن خان نایب حضور نے پہونچکر میر احمد خان کو مین آباد روانہ کیا اور چار ناچار بدکاران کشمیر
کے ساتھہ موافقت پیدا کرلی +

دلاور علی خان بخشی امیر الامرا کا نظام الملک سے لڑنا اور انجام کار شکست کہانا

جب دلاور علی خان برہانپور سے چودہ کوس پر پہونچا نظام الملک نے بعض سرداران لشکر کو مع فوج عوض خان وغیرہ
سرداران کے محمد عنایت خان کو سردار بناکر روانہ کیا اور خود بہی مع عوض خان وغیرہ کے برہانپور سے نکلکر اس تفاوت
سے کہ بروقت غیاث خان کے مدد کرسکے جا ٹھہرا جب دلاور علیخان سے مقابلہ نزدیک آیا غیاث خان صف آرا ہوا
اور بموجب حکم نظام الملک کے توپخانہ دستی اور شتر جن توپون مین چہرہ بہرتے ہین اپنے معتمد بہادرون کے ہمراہ نالہ مین
بطور مناسب چہپایا دلاور علیخان بمقتضاے شجاعت ذاتی اور جہالت فطری کے جو اکثر مردم بارہہ مین ہے گیارہ ہزار
سوار ہمراہی اور نیز فوج راجپوتیہ ہمراہی راجہ بہیم سنگہ و راجہ گج سنگہ اور دوست محمد افغان کے مسلح ہوکر صف آرا ہوا طرفین
سے بان اور توپ کی شررنیزیان ہونے لگین غیاث خان مردان کمین گاہ کے پیچہے اس انتظار پر کہ دلاور علی خان آگے کو
آئے ٹھہرا تہا آخر دلاور علیخان کو تو اس گہات سے آگاہی نہ تہی چند قدم جاکر دفعتہً حملہ کیا اور ہمراہیون کی ساتھہ توپخانہ
کمین گاہ کے برابر جا پہونچا مردم کمین گاہ نے پایداری کرکے یکبارگی توپ اور بندوق دستی فیر کی ایک ہی فیر سے جمع کثیر
خاک ہوگئے جو پیچہے رہگئے تہے اس حال کے دیکہتے متزلزل ہوئے بارود کے دہوئین مین روسیاہ کرکے بہاگے دلاور علیخان
اور دونو راجہ چار پانسو سوار سے ٹھہر رہے چونکہ راہ ناہموار اور روبرو توپخانہ آتشبار تہا گہوڑے ہاتھی کے قدم نہ اوٹھہ
سکتے تہی اسی عرصہ مین اکثر بارہہ اور راجپوتیہ اور دوست محمد خان افغان بہی نام و ننگ خاک مین ملاکر بہاگ نکلے ہر حال
نصیبہ تو جواب دے چکا تہا بہادران نامی کی بہادری کچہہ کام نہ آئی دلاور علیخان مع راجہ اور جمعیت باقیماندہ کے اوسی
سیدان مین پیوند فنا ہوئے بادری بخت اسے کہتے ہین نظام الملک کا کوئی سردار مارا نہ پڑا اور شادیانہ بلند آواز ہوئے
شہر مین لوٹ کر علماے خاندیس کی دلجمعی اور لشکر کی تسلی کی مجروحون کو مرہم نوازش سے چنگا کیا اس اخبار فتح سے
بادشاہ اور محمد امین خان معتمد الدولہ وغیرہ باطن مین خوش ہوکر شکرانہ بجالاے اور قطب الملک اور امیر الامرا کو نہایت
ملال ہوا اپنے چارہ کار کے فکر مین اسیر ہوے کبہی ارادہ کرتے کہ ہم دونو بہائی بادشاہ کو ہمراہ لیکر دکن جاوین لو نظام الملک

کی تلافی کرین کبھی کہتے کہ امیر الامرا تنہا روانہ ہو کبھی یہ کہ بادشاہ امیر الامرا کی ہمراہی کرے اور محمد امین خان کے مقدمہ مین مشورہ ہوا کبھی صلح کرنے کی راے ہوتی تھی کہ متعلقان امیر الامرا کو دکن سے طلب کر لینا چاہیے اوسکے بعد تدارک کیا جاویگا محمد امین خان کے بارہ مین کبھی قتل و قید کی شہرت ہوتی کبھی رفق و مدارا کیا جاتا امیر الامرا چاہتا تھا کہ محمد امین خان کو قتل کرے قطب الملک چونکہ اوس سے قول و قرار رکھتا تھا لہذا مانع آیا تھا بلکہ ایکروز کہا کہ اوسکی جان کے ساتھ میری جان ہے بہرحال چونکہ وہ حسین علیخان کا قاتل تھا کیونکر مارا جاتا بہرحال انہین دنون مین واقعہ ۲۲ ماہ رمضان ۱۱۳۲ھ ہجری روز جمعہ کو جبکہ اکثر لوگ نماز مین مصروف تھے عجب طرح کا زلزلہ آیا اکثر عمارات شاہجہان آباد و اردہلی کی گر پڑین نو مرتبہ زمین و عمارت کو تزلزل ہوا چالیس روز تک یہی نوبت رہی کہ زمین ہلتی اور آواز پیدا ہوتی تھی آدمیون کو خوف سمایا تھا بعد مدت مذکورہ اگرچہ زلزلہ موقوف ہوا چار یا پانچ مہینے تک کبھی کبھی لرزہ سا آجاتا تھا القصہ مقرر ہوا تھا کہ غرہ ماہ ذیقعدہ کو پیش خیمہ بادشاہ اور قطب الملک کا شاہجہان آباد کو لیجاوین اور حسین علیخان مع مردان رزم آزما کے روانۂ دکن ہو اسی عرصہ مین پسر محمد امین خان کے ساتھ بسبب دراندازون کے منازعت درپیش ہوئی چندروز تک گفتگوے مخاصمت بلند رہی یہانتک کہ اعتماد الدولہ مع اپنے بہادرون کے منتظر مرگ مسلح بیٹھا رہا کرتا تھا تا آنکہ رفع کدورت ہو گئی باہم سخت سوگندون سے اقرار رفاقت ہوا ایفاے عہد جو کچھ محمد امین خان سے ہوا عنقریب بیان ہوگا کہتے ہین کہ فوج دلاور علیخان جو باقی رہ گئی تھی پریشان حال عالم علیخان بہادر سے جا ملی اور نظام الملک سرانجام کار اور درستی مہم جان اور ترغیب اور تحریص مردم مین مصروف رہا اور عالم علیخان کے رفقا کو خوب بہکایا انور خان ناحق شناس سادات کا حق پرورش فراموش کرکے نظام الملک سے جا ملا یہان بھی خبث باطن ظاہر کیا کہ عالم علیخان کو لکھا کہ ہنوز نظام الملک نے چندان قوت نہین پکڑی جلد پہونچیے وقت فرصت ہاتھ سے نہ دیجیے اتفاقاً وہ خط نظام الملک کے ہاتھ لگا اور انور خان کی عزت خاک مین ملگئی جلد جزاے اعمال کو پہونچا عالم علیخان اوایل ماہ رمضان مین مع فوج قریب پچیس ہزار سوار کے چلا جسمین بارہ تیرہ ہزار سوار مرہٹہ راجہ ساہو کے ملازم تھے اور کنڈو دہاریا وسنکراجی ملہار وغیرہ سرداران مرہٹہ جو کہ مرہون احسان تھے ہمراہ ہوے اور بعض امراے مشہورۂ دکن بھی ظاہری اطاعت کے رو سے مجبور ہمراہ ہوگئے تھے القصہ کمل فرودانے مین جو صوبہ خاندیس اور بالا گھاٹ اورنگ آباد کے مابین واقع ہے تمام فوج مرہٹہ حسب ضابطہ خود دیہات کی لوٹ مار مین منتشر ہوئی نظام الملک نے اسباب فاضل اور ناموس کو قلعہ اسیر مین روانہ کرکے عالم علیخان کی لڑائی کو آمادہ ہوا چونکہ دریاے پورنا جو کہ برہانپور سے ۱۸ کوس پر واقع ہے نہایت طغیانی مین تھا عبور مین توقف ہوا نظام الملک عوض خان کے رہنمائی سے سترہ کوس بائین جانب سے پایاب پاکر بلا تاخیر بسعی بلیغ پار ہوگیا عالم علیخان اس عبور سے آگاہ ہوکر مقابلہ کو متحرک ہوا اپنی دست برد کیواسطے پیشقدمی کر گیا نظام الملک کا لشکر گمسیر کر تنوجیان کرنے لگا ایک تو بارش کا برابر تار لگا تھا دوسرے مرہٹہ محیط تھے چندروز تک نظام الملک کے لشکر مین

غلہ کی گرانی اور کمیابی ظاہر ہوئی مرہٹہ بہئیر و بنگاہ مین چپاولی کی لڑائی کیے جاتے تھے عوض خان اور مرہٹہ جو نظام الملک کی رفیق تھے اور حسین علیخان کے مخالف تھے تدارک کرتے تھے اور نظام الملک تامل کے ساتھہ جنگ کنان اُس موقع کا جویان چلا آتا تھا کہ کوئی عمدہ موقع لڑائی کا ہاتھہ لگے تا آنکہ قصبہ بالاپور جا پہونچا اور وہان پر موقع دلخواہ پاکر لشکر گاہ کیا

عالم علی خان کا نظام الملک سے مقابلہ کرنا اور نہایت بہادری سے راہی عدم ہونا

عالم علیخان بہادر پانچوین شوال کو نظام الملک کے مقابلے پر پہونچا مشہور خان اور غالب خان ولد رستم خان دکنی کو ہراول کرکے امین خان برادر خان عالم اور عمر خان بنی عم داؤد خان اور شمشیر خان اور محمد اشرف خان بخشی اور چندو خان دیوان اور جھبی خان اور محمدی بیگ کی پشت پناہی پر مامور کیا اور رعایت طلب خان اور خواجہ رحمت اللہ خان وغیرہ دلاوران نامی اور سرداران گرامی کو چپ و راست بین جگہہ دیکر توپخانہ کو بجائے شایستہ لگایا دس بارہ ہزار سوار پیادہ کرناٹکی رو بر ولیکر فیلان مست غرق آہن کو توپخانہ کے پیچھے مقرر کیا چونکہ جوان نورسیدہ ناتجربہ کار تھا باوجودیکہ دلاور علیخان کی لڑائی کا حال سن چکا تھا کہ نظام الملک نے کمین گاہ مقرر کی تھی اور اوسی کے بوچھار سے دلاور علیخان نے شکست کھائی اپنی فکر نہ کی اور بلا مین گرفتار ہوا سچ ہے جو پیش آتی ہی وہی جو کچھ کہ پیشانی پر ہے القصہ ماہ مذکور عرصہ کارزار گرم گیر ہوا نظام الملک نے رحمت خان بہادر کو ہراول کرکے غازی الدین خان اپنے لڑکے کو ہمراہ کیا اور عبدالرحیم خان اور رعایت خان اور سعد الدین خان اور داراب خان اور کامیاب خان اور غیاث خان اور قادر داد خان اور اختصاص خان اور دلیر خان اور رفیع اللہ خان اور انور خان وغیرہ کو مع چند راجاؤن کے میمنہ اور میسرہ پر تعین فرمایا اور خود مع عوض خان کے قول مین آیا اور نیما مرہٹہ کو مع بعض زمینداروں کے پیشگاہ مین چھوڑکر ہنگامہ مخالف کے یورش دفع کرنے کو حکم دیا اور توپخانہ اور بان جو کچھ ہمراہی مین تھا اور جسقدر قلعہ اسیر اور برہانپور اور دلاور علیخان کے لشکر سے حاصل کیا تھا اول روز تو ویساہی لگا رہا رات کو گوشہاے مخفی مین واقعہ مین دلیار لگادیا اور دلاوران معتمدین کو مع جہرہ دار توپ اور بان کی کمین گاہ مین کھڑا کر دیا اور خود اونکے زیر پناہ ہوا فوج عالم علی خان کی متحرک ہوئی مشہور خان ہراول دس بارہ ہزار سوار ہمراہی سے نظام الملک کے توپخانہ شہر پار پر حملہ آور ہوا لیکن جبکہ پہلی ہی بارہ مین ہزاروں مارے گئے اور دکھنی خاک مین ملگئے مبارزان مغلیہ جو نظام الملک کے نوکر تھے دلاوری کرکے ہراول کے مقابلہ مین جا پہونچے عالم علیخان کی فوج مین عجب طرح کا تزلزل آیا عالم علیخان اپنے فوج کی سراسیمگی دیکھکر مع غیاث خان ہمنشین کے مدد کو آپہونچا حملات بہادرانہ سے نظام کی سپاہ پر عرصہ تنگ کیا فوج مقہور رو گردان اور اوسکے تعاقب مین عالم علیخان مع رفقا کے شتابان ہوا اگر عنان ہوشیاری ہاتھہ سے چھوڑ دی آگے پیچھے کا خیال نرہا جلد جلد قدم بڑہاتا آتا تھا تقدیر برگشتہ کی رہبری سے توپخانہ کمین گاہ اور فوج مغل کے برابر جا پہونچا ناگہان ادہر سے یکبارگی بان اور توپ جہرہ دار کی فیر سے قیامت برپا ہوئی دود

بارود سے تاریکی چھائی گویا موت کی بدلے اوڈآئی تیرون کی بوچھار سے موسل دھار خون برسنے لگا بعد دفع تاریکی معلوم ہوا کہ مشہور خان ہراول اور غالب خان اور شمشیر خان و محمد اشرف خان اور خواجہ رحمت اللہ اور مٹھی خان اور محمدی بیگ وغیرہ جانباز مجروح و مقتول اور اکثر سوار و پیادہ خاک پر غلطان ہین عالم علیخان بہادر باوجود مجروحی چند بہادران جانفشان کی ساتھہ مستقیم الحال رہا اور دمبدم آگے کو بڑہتا چلا آتا تھا اوسوقت مین اختصاص خان نبیرۂ خانعالم اور محمد غیاث خان جنکی ایک آنکھہ تیر سے زخمی ہوئی تھی جرات کرتے ہوئے عالم علی خان کے روبرو ہوئے اور دیگر سرداران نظام الملک بھی جو اوسنے قرابت رکھتے تھے مدد کو پہونچے عجب طرحکی زد و خورد ہوئی آخرکار اختصاص خان نے دو تلوار کا ہاتھہ مارا کہ سر دست عالم علی خان کا ہاتھہ حرکت سے معطل ہوا اور فوج نظام الملک کی یورش متواتر سے وہ نوجوان رستم خان مع مجروحونکی جنمین اونیس[19] فیل سوار باقی گھوڑے والے اور پیادہ تھے سرخرو ہوکر شہید ہوئے سنکراجی ملہار زخمی مع چند رفیقون دیگر گرفتار ہوا اور عمر خان برادر زادہ داود خان اور امیر خان برادر خانعالم جنہون نے دو تین لاکھہ روپیہ اور تین چار ہاتھی اس معرکہ مین خان مرحوم سے لیے تھے بروقت مقابلہ کی بیحیا ہوکر مع بعض دیگر نفاق پیشہ کے لشکر نظام الملک مین ملحق ہوئے اور خیمہ وغیرہ کل کارخانہ جوکہ لوٹیرون سے بچا نظام الملک کی قبضہ اختیار مین آیا اس لڑائی مین کچھی نامی سردار نظام الملک کا آفت جانی مین اسیر ہوا چند نفر جو مجروح ہوئے تھی مرہم لطف و مدارا سے بہلے چنگے ہوگئے اس خبر کے سننے سے جسقدر رنج و غم قطب الملک اور امیر الامرا کو ہوا بیان سے باہر ہے بخصوص امیر الامرا کے جگر مین کانٹا سا خلش کرنے لگا اپنے ناموس کی فکر سے جو دکن مین تھی۔ نہایت مترود تھا ہفتہ بعد خبر پہونچی کہ حسین علی خان کے قبایل کو مع مال و اسباب کے قلعہ دار دولت آباد نے قبل پہونچنے فوج نظام الملک کے قلعہ مین گھیر لیا تھا اور باوجود کمال آزردگی کے جو حسین علی خان سے رکھتا تھا لازمہ غمخواری کی مراعات کی اس خبر سے کسیقدر دلجمعی امیر الامرا بہادر کی ہوگی اور نیز اسی جلدی مین خبر پہونچی کہ مبارز خان صوبہ دار حیدرآباد اور دلاور خان جو باہم ہم زلف ہین سات آٹھہ ہزار سوار سے رفیق نظام الملک ہوئے ہین

امیر الامرا کا دکن کو جانا اور قطب الملک کا شاہجہان آباد آنا اور دیگر سوانحات کا بیان

انجام کو صلاح ہوئی کہ قطب الملک بادشاہ کی نیابت میں دار الخلافہ مین رہے اور حسین علیخان بادشاہ کی خدمت مین جاکر انتظام الملک کی سزا کرے جب یہ عزم بالجزم ہوا امیر الامرا نے مصحوب سید محمد خان ولد اسد اللہ خان کے زر دیکر واسطے بھیجکر جماعہ داران عمدہ افغانی اور بارہہ کو طلب کیا تا انکہ قریب پچاس ہزار سوار قدیم اور جدید نوکر رکھکر مع بادشاہ اور افواج شاہی اور راجہ وغیرہ اور توپ جہان آشوب اور گولہ انداز قضا دست ہمراہ لئی آخر شوال کو دکن کی جانب پیش خیمہ نکلا اور خود امیر الامرا کی کوچ کر کے اکبرآباد سے دس کوس پر مقام کیا چونکہ اجل سر پر نگار رہی تھی امیر الامرا نے چند امور صریح برخلاف کیے چنانچہ اوایل ذیقعدہ مین

میر آتشی کی خدمت سید خانجہان سے لیکر جو حسین علی خان کے اقربا مین تھا حیدر قلیخان کو دی اور ۹ ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۲ کو محمد شاہ نے اکبر آباد سے کوچ کرکے تین کوس پر جاکر مقام فرمایا اور سید عبد اللہ خان نے بطریق مشایعت رفاقت کی رخصت لی پندرہ ذیقعدہ کو جشن بادشاہی تھا قطب الملک چاہتا تھا کہ بعد فراغ رخصت ہو حسین علی خان راضی ہوا چار کوس سے رخصت کر دیا اور اوسی مہینے کی چودہوین تاریخ کو حسین علی خان بادشاہ ہمراہ لیکر فتحپور مین منزل گزین ہوا اور تین چار مقام واسطے سر انجام جشن جلوس کے فرمائے قطب الملک نے مع حامد خان عموی نظام الملک کے اور حمید الدین خان اور غازی الدین خان غالب جنگ اور ابراہیم خان اور نعمت اللہ خان اور میر خان اور سید صلابت خان وغیرہ امرائے سپر دبال کے وہان رکھکے ۱۹ کو شاہجہان آباد کی راہ لی اثنائے راہ مین محمد خان بنگش نے ملاقات کی اور تعزیت شرکت بادشاہ اور تہنیت سنی ظاہر کرکے پچاس ہزار روپیہ علاوہ چھ لاکھ روپیہ کے جو حسین علی خان سے بوعدہ ہمراہی سے لیکر اپنی راہ لگا شرکت کا فقط بہانہ تھا

مارا جانا امیر الامرا حسین علیخان بہادر کا اثنائے راہ دکن مین امرائے زمن کے مکر و فریب سے اور زوال دولت بابریہ

جب کہ قطب الملک شاہجہان آباد کے چالیس کوس پر پہونچا امیر الامرا حسین علیخان بہادر اور غیرت خان بہادر بھانجے خان مذکور اور نور الدین علیخان برادر امیر الامرا کے کشتہ ہونے کا حال رتن چند کے شقہ سے جو نہایت اضطراب مین تحریر کیا تھا اطلاع ہوا شرح اسکی یہ ہے کہ جب بادشاہ کو چند ان اختیار نرہا دست نشان سادات کا ہو اور امرائے قدیم نظام الملک و محمد امین خان اور اعتماد الدولہ کو رشک ہوا ہر وقت سادات کی فکر مین رہتے تھے اور محمد امین خان نے بادشاہ سے ہر وقت فرصت زبان ترکی مین اجازت حاصل کی نظام الملک کو شورش پر آمادہ کیا اور اوسکی کوشش کا اثر عالم علیخان اور دلاور خان پر گذرا جب محمد امین خان نے امیر الامرا کا ارادہ نظام الملک کی استیصال پر دیکھا نہایت اپنی مذلت اور مخصوص تورانیون کی سمجھی اور یہ یقین تھا کہ ہر وقت مقابلہ امیر الامرا فتحیاب ہوگا لہذا اسی فکر مین روز و شب رہتا تھا کہ امیر الامرا کو اثنائے راہ مین غافل پاکر مار ڈالے مگر یہ امر دشوار دوسرے کی اعانت بغیر ناممکن تھا کہتے ہین کہ میر محمد امین المعروف سعادت خان جو سادات نیشاپور خراسانی مین تھا اور جسنے عہد فرخ سیر مین عہدہ ہفت ہزاری حاصل کیا تھا بعد ازان ہندون بیانہ کی فوجداری پر جو عمدہ محالات اکبر آباد مین سے مقرر ہوا اور وہان زیادہ سپاہ فراہم کی اور سید عبد اللہ خان سے مدد لیکر وہان کا بندوبست کیا اور سرکوبی مخالفین کے جلدو مین اضافہ بالفعل سے مقرر ہوا اس سفر مین کسی اپنے مدعا کو ہمراہ لشکر محمد شاہ کے تھا محمد امین خان نے بمناسب درجہ اوسکو اپنا ہمراز و ہمدم بناکر باہم کر میر حیدر خان کاشغری سے جو قوم چغتا اور بسبب سیر شمشیری کے میر کا خطاب رکھتا تھا درخواست صلاح کی میر مذکور نے جو نہایت بیباک اور مرد شجاع تھا قبول کیا تیون عنیا طلب محرم رازہو کر باہم گرد دست ہوئے اور صلاح کی کہ کیونکر

اس مہم کو انجام دیجیے بالآخر اس امر کا میر حیدر کے نام پڑا اور اس نے عرضی متضمن شکایت محمد امین خان کے لکھی اور ایک
کو اپنے ہمراہیوں سے ہمراہ لیکر روز چہارشنبہ ۶ ذی الحجہ ۱۱۳۲ ہجری کو جب کہ فتحپور سے ۱۵ کوس پر مقام ہوا تھا آیا اور محمد امین خان
ذریعہ پہونچے نزدیک دولتخانہ شاہی کے برہمی مزاج والا ظاہر کرکے اوسنے ۔ حیدر قلی کے پیش خیمہ مین پہونچایا اور اوسکو بھی
اس راز سے آگاہ کرکے متفق کیا امیر الامرا بادشاہ کو خیمہ مین اوتار کر داخل محلسرا کرکے خود خیمہ سے نکلا اور عازم اپنے لشکر کا
ہوا جو فاصلہ پر اولی ایک کوس پر ہوا کرتا تھا جب دروازہ کلال باڑہ کے نزدیک پہونچا میر حیدر نے دور سے نمایاں ہوکر کاغذ عرضی
کو نمایاں کیا چیلہ اور چوبدار روبرو آنیکو مانع ہوے قضا وقدر نے امیر الامرا کے دل مین ڈالدیا کہ حکم روبرو آنے کا صادر فرمایا
میر حیدر خان نے دور کر عرضی گذرانی اور متصل پالکی عرض حال کرتا ہوا چلا جاتا تھا جیون ہی امیر الامرا متوجہ ملاحظہ عرضی ہوا
میر حیدر خان نے پیش قبض کمر سے نکال کر اس زور سے اوسکی جگر پر ماری کہ دوسری طرف برآمد ہوئی اور اوس ضرب سے شہید
ہو گیا لیکن اوسی جلدی مین امیر الامرا نے قاتل کو لات مار کر فرمایا کہ بادشاہ کو قتل کر و لات کے صدمہ سے پالکی لڑکی اور
لاش امیر الامرا کی زمین پر گر پڑی اسکے دیکھتے ہی نور اللہ خان ولد اسد اللہ خان نے جو امیر الامرا کا عمزادہ تھا اور پیادہ پالکی
کے ہمراہ چلا جاتا تھا اپنی تلوار سے قاتل کو قتل کیا اور ایک روایت یون بھی ہے کہ اسکے قتل مین میر مشرف بھی شریک ہوا
اور دوسرے مغل کو جسنے نور اللہ خان کو مارا میر مشرف نے روانہ عدم کیا اور خود زخمی ہوکر جان بچا گیا دوسرے مغل ہجوم کرکے
امیر الامرا اور نور اللہ خان کا سر کاٹ کر بادشاہ کے روبرو لائے خواجہ مقبول خان ناظر امیر الامرا نے جانفشانی کی زخمی ہوکر
تین چار روز کے بعد حق نمک سے ادا ہوا امیر الامرا کے سقے اور خاکروب بھی شرط رفاقت کی ادا کرنے مین شمشیر برہنہ
بادشاہ پر دوڑے مگر تسبیح خانہ کے نزدیک دست مغل یا برہان الملک کے نیچے سے مارے گئے کسقدر ہمراہیان محکم سنگھ
دیوان امیر الامرا نے کلال باڑہ کے دروازہ پر پہونچکر راہ مسدود کی اور راجہ دیوان خاص کے پھاٹک پر شمشیر عریان جا پہونچے
دو تین نفر زخمی اوٹھا کر اور امیر الامرا کو کشتہ پاکر واپس ہوئے بعض مردم برقنداز جنمین علیخان بہادر کے برقندازی
کرکے پریشان و فرار ہوئے

خبر قتل امیر الامرا عزت خان کو پہونچنا اور بادشاہ کے مقابلہ مین آکر جان دینا

جب امیر الامرا کی خبر قتل عزت خان بہادر خواہرزادہ امیر الامرا کو پہونچی مطلق آراستگی فوج اور توپخانہ اور طلب رفقا
اور درستگی سامان نکرکے رومال سے آنسو پونچھکر ہاتھی پر سوار ہوا اور بادشاہ کے مقابلہ پر دو تین ہزار سوار سے آپہونچا
اوسوقت سعادت خان نے محمد امین خان اور حیدر قلیخان کی رہنمائی سے حرم سراے شاہی کے دروازہ پر پہونچکر رفقاے
امیر الامرا کو جو فور ازدحام کیے ہوے تھے دفع کیا اور ہرچند والدہ شہریار بمقتضاے رافت مادری بادشاہ کے باہر نکلنے پر
راضی نتھی مگر سعادت خان بمقتضاے دولتخواہی بکمال الحاح بادشاہ کا ہاتھہ پکڑ کر محل سے باہر لایا اور اعتماد الدولہ کو
اپنے ہاتھی پر سوار کرا کر خود خواصی مین بیٹھا چونکہ فوج اور بادشاہی رسالہ اور امراے موافق دستور پرور کے اپنی جگہہ پر

گو تھے اوسوقت قلیل جمعیت قوم مغل محمد امین خان کے ہمراہیون سے اور کسیقدر مردمان سعادت خان کے کا ب
شاہی مین تھے حیدر قلیخان جسنے حسن لیاقتی سے آج کے واسطے مردم توپخانہ کو مشغول کر رکہا تھا عین آشوب و رستخیز مین
آیا عزت خان بہادر نے جو کہ دو ہزار سوار سے نہایت نزدیک آگیا تھا احضار مردم اور توپخانہ اور فیل خانہ بادشاہی مین تدبیر کی
اور عین اضطراب مین ورستگی فوج کر کے مستعد ہرادلی ہوا اور عزت خان شیر ژیان کیطرح جان سے ہاتھ دہوئے
نہایت بیقراری سے چلا آتا تھا گویا کڑہی کمان کا تیر تھا اوس بہادر کو مد نظر یہ تھا کہ اول قاتل کو قتل کرے بادشاہ اور
محمد امین خان اور حیدر قلیخان کو بچے حیدر قلیخان کی کارفرمائی سے گولہ اولہ کی طرح سے برستا تھا اور حیدر قلیخان نے
معرکہ کارزار کو ایسا گرم کیا کہ چار سو سے صدائے احسنت احسنت آنی لگی امرائے بادشاہی متواتر مدد کو پہونچتے جاتے تھے اور کم کم لوگ
عزت خان کی مدد کو بہی پہونچتی تھی خلاصہ عزت خان نہایت نزدیک حیدر قلیخان اور بادشاہ سے آگیا عزت خان سے تیر ما آگیا اجل
تو دور تہی ایسا پشت سپر مین سند ہوا کہ بعد فتح نہایت دشواری سے برآمد ہوا تہا قمر الدین خان اور سعادت خان حیدر قلیخان
کی مدد پر پہونچے شرط وفا ادا کی بادشاہ اپنے دست مبارک سے تیرافگن تھا اس عرصہ مین لوٹیرون نے امیر الامرا وغیرہ
سادات کے خیمون مین آگ لگا دی اور اوسکے مال و اسباب کو جو کرور سے زیادہ تھا لوٹ لیا اور صمصام الدولہ خاندوران بہادر منصور
جنگ بادشاہ کی مدد پر حاضر ہوا عزت خان نے بعد دو تین زخم تیر کہانے کے حیدر قلی خان کے خواص کی گولی کہا کر راہ عدم لی
خزانہ وغیرہ اوسکا خوب لوٹا گیا اور جو کچھ راہ مین رہگیا تہا لوٹ سے محفوظ رہکر داخل خزانہ بادشاہی ہوا

بعد قتل امیر الامرا کے اوسکے ہمراہیون پر خرابیان آنیکا اظہار

بعد فتح و نصرت کے حیدر قلیخان نے مکہم سنگہ کو بپیغام مغفرت و عزت کا بادشاہ کی طرف سے بلا کر اپنے پاس بلوایا او کو نقش عفو تقصیر کر کے بعد منصب شش ہزاری
پر سرفراز کر دیا اور نجم الدین علی خان کو اعتماد الدولہ کی طرف سے مکرر پیغام پہونچے مگر اوسکو یہ خیال ہوا کہ جان کا بچنا محال ہے پس
ایک رقعہ متضمن ماجرا قطب الملک کے نام لکھکر شتر سوار کو بمقصد روانہ کیا اور خود سواری پالکی اپنے گھر کو چلا گروہ مغل اور
لچہہائے بازاری نے جو کہ اوسکے اطوار ناشایستہ سے بیزار تھے اوسکے سر پر پہونچکر پالکی سے اوتارا اور عریان اور احوال خستہ سے محمد امین خان کی
پاس لا کر حاضر کیا اوسوقت جان کا امان خواہ ہوا محمد امین خان نے لباس پہنوا کر قید مین رکہا رائے سرومنداس جو قطب الملک
کا وکیل تہا وقت کی نیرنگ سازی دیکہکر ڈاڑہی مونچہہ منڈوا کر صورت مخنث بنائی اور کسیقدر مال و اسباب لوٹا کر بقدر حاجت
نقد و جنس ہمراہ لے آشنایون کے گھر مین بسر کرنے لگا اور بروقت قابو پا کر چلا گیا اور عبد الاحد خان کے پاس جا پہونچا میر علیخان
خدمتگار مقرب حسین علیخان جو صاحب فیل اور داروغہ داغ و تصحیحہ اور لڑائی کے دن عزت خان کا رفیق ہوا تہا
دو تین روز تاخت تاراج کی آفت سے محفوظ رہا آخر کار مال و آبرو دونو برباد ہو کر قید ہو گیا اور میر مشرف باوجود
وعدہ عطائے اضافہ اور رعایت نقد کے بپاس نمک عذر کر کے جدا ہو گیا اور چندے گوشہ تنہائی میں بیکار رہکر بعد ایک مدت کے رفیق بادشاہ ہوا اور محمد امین خان

کی رفع تشنیع عوام کیواسطے جنازہ امیر الامرا کا عزت خان ولد نواب اوبیا کا زیارت مین لیکر تیار ہی اور بنا برحسن تردد اور اظہار شجاعت
کی مردانہ تخاطب ترویا بایا بایں یہ لوگ ہین کہ جنازہ ہمراہ ان جنازہ، روانہ اجمیر کیا تاکہ اونکو میر عبداللہ خان کے جوار مین دفن کرین
جنازہ آرائی سے یہ غرض تھی کہ راستے مین رہزن لوگ لوٹ کر غارت نکرین لیکن یہ امر ہوا بلکہ تابوت پہونچتا وہان کے لوگ
احترام کے ساتھ پیش آتے آخر اجمیر پہونچا کر پیوند خاک کیا زمانے کا ہر دم رنگ دگر ہے کبھی شام ہے اور کبھی ہے سحر
غرض داد و دانش سے رکہ صبح شام کہ لیدفنا تاریخ ہے نیک نام معتمدین سے دریافت ہوا کہ داد و دہش یہ دونون صفات امیر الامرا
مین تھے او جو کچھہ فرخ سیر اور امیر الامرا کے بعد گر گذرا اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ بد جبلا چاری سرزد ہوا ورنہ کون ہے کہ
حفظ سر و او جان کو نچاہے دنیا طلب البتہ حفظ آبرو نہین کرتے بلکہ تا امکان خدا دیدہ لست بہت نادر ایسے لوگ ہوتی
ہین جنکا یہ مقولہ ہے سے آبرو جگ مین رہے او جان جا نانا ثم ہے غرض اسد اللہ خان معروف بہ نواب دلیا جولیکی اعتبار ہو گیا تھا دیا
بیت اللہ کی حاصل کرکے اپنے مقصد کو روانہ ہوگیا اور غلام علیخان نظر بحقوق خدمت جو ہر وقت لانے بادشاہ کے
اوس سے ظاہر ہوتی تہین بے آبروئی سے محفوظ رکر بروقت فرصت عبداللہ خان کی پاس چلا گیا نصرت یار خان فوجدار
سادات نا سے اور عبداللہ خان سے غبار رکھتا تھا او بموجب طلب حسین علیخان کے لشکر کو آتا تھا تین کوس سے خبر امیر الامرا کی
سنی چونکہ صمصام الدولہ سے محبت تھی انہ آنے کی اطلاع کی صمصام الدولہ نے اسکو بلا کر اپنے ہمراہ بادشاہ کے حضور مین پہونچایا دو ہزاری کا اضافہ
پنجہزاری پر ہوا اعتماد الدولہ محمد امین خان کو منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار عنایت ہوا اور ڈیڑہ کرور دام انعام اور خدمت
وزارت مع لقب وزیر الممالک بہادر ظفر جنگ کے مرحمت فرمایا اور خدمت میر بخشی کی صمصام الدولہ کو ملی منصب ہفت ہزاری اور
خطاب امیر الامرائی کا دیا قمر الدین خان ولد محمد امین خان بخشی دوم او داروغہ غسلخانہ او صاحب خدمات دیگر مقرر ہوا او اضافہ ہزاری سے
منصب ہفت ہزاری کیا گیا حیدر قلی خان کو منصب ہفت ہزاری او ششش ہزار سوار دو اسپہ یک اسپہ پاکر خطاب ناصر جنگ کا پایا سعادتخان
پنجہزاری ہوا او خطاب بہادری او نوبت نقارہ سے سرفراز ہوا اسیطرح جیسے ظفر خان وغیرہ ملازمان قدیم و جدید کی جو خدمتین پوری فرمائے گئے

عبداللہ خان کا بادشاہ سے لڑنا اور سادات کا روسیاہ ہونا

سید عبداللہ خان شاہجہان آباد سے چالیس کوس نکل گیا تھا عزت خان بہادر کا شتر سوار مع نوشتہ مشتمل برتین چند
کی شعر سانحہ جانکاہ امیر الامرا کے آ پہونچا بدریافت ماجرائے گذشتہ عبداللہ خان کے نظرون مین جہان تیرہ ہوا اور بجز صبر و
شکیبائی چارہ کار نہ دیکھا خاموش دلمین قلق کا جوش ہوا شاہجہان آباد کو لوٹا بعض مشیرون نے ترغیب دی کہ
ہنوز اطراف کی فوجین بادشاہ تک نہین پہونچین اور حسین علیخان کا لشکر اوس سے متعلق نہین ہوا اسی عرصہ مین
پہونچنا چاہیے قطب الملک نے یہ رائے پسند کی صلاح ہوئی چونکہ بادشاہ مستقل اور اوسکے یکدل ہوئے ہین اور اس
سبب سے ہماری فوج شکستہ خاطر ہے بدون ہمراہی کسی شاہزادہ کے جو نسل عالمگیر سے ہو مقابلہ کرنا بہتر نہین لہذا

دار الخلافت کو کوچ کیا اس خبر کی شہرت سے گنوار مفسد اور سواتی اور زمیندارون نے متفق ہوکر ہر وقت غالب پاکر جو اسباب پیچھے سپاہ و خیمہ کر رہا لوٹنا شروع کر دیا ہر چند تادیب اور تنبیہ بھی اونکی ہوتی جاتی تھی مگر اس حرکت سے باز نہ آتی تھے اکثر ہمراہیان پیش خیمہ میں سے کوئی جماعہ دار مع اپنی جماعت کے مقتول ہوا اور ایک قافلہ شاہجہان آباد کا جسمین بعض اسباب حسین علیخان کا تھا اور سراے چہاتہ جو لشکر سے دو تین کوس پر تھی پہونچا تھا تمام مال اسباب اوسکا غارت ہوگیا محال محالات جاگیر نے زمیداران مفسد کو بے دخل کرکے محصول خریف کا خورد و نوش کر لیا سید عبد اللہ خان نے شجاعت اللہ خانکو مع میر تقی خانکے اس غرض سے شاہجہان آباد بھیجا کہ کسی شاہزادہ کو منتخب کرین اور نیز اپنے بھائی نجم الدین علیخان صوبہ دار شاہجہان آباد کو تحریر کیا کہ اوسکی مدد سے اور آراستگی اور فراہمی سپاہ اور سامان جنگ مین ساعی ہو آخر روز تاریخ آٹھوین ذی الحجہ کو یہہ خبر نجم الدین علیخان کو پہونچی قبل اسکے کہ یہہ خبر مشتہر ہو ایک جماعت کوتوال کی ہمراہ محمد امین خان کے مکان پر پہونچی ایک ثلث رات گذری تک اوسکا مکان گھیر لیا اور اوسکے آدمی بنا بر اطلاع یا بخیال وفاداری اپنی جگہہ پر تھمے رہے دروازون کے نگاہبان رہے آخر بموجب ممانعت عبد اللہ خان یا بطور خود متنبہ ہوکر اس حرکت سے باز آیا اور نجم الدین علیخان نے عید قربان کی روز عید گاہ جاکر نماز پڑہی بعد ازان عبد اللہ خان کی بھیجے ہوئے لوگ معز الدین کے لڑکونکی دروازہ پر آکر مستدعی اندر آنے کے ہوئے مگر اونہون نے نامنظور کیا اور شاہزادونکو سے بھی یہی معاملہ ہوا بعدہ سلطان ابراہیم ولد رفیع القدر نبیرہ بہادر شاہ کو راضی کیا

چند روز کیواسطے ابراہیم کا جلوس کرنا

گیارہوین ذی الحجہ ۱۱۳۲ہجری کو سلطان محمد ابراہیم تخت نشین ہوا ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب مقرر کیا سید عبد اللہ خان نے دو روز کی بعد شاہجہان آباد مین آکر ملازمت شاہ محمد ابراہیم حاصل کی غازی الدین خان کو منصب ہشت ہزاری اور خطاب امیر الامرائی اور میر بخشی کی خدمت مقرر ہوئی اور نجم الدین علیخان بخشی دوم اور صلابت خان بخشی سوم اور بیرم خان بخشی چہارم مقرر ہوا ہر ایک امراے قدیم کی دلجوئی ہوئی جو اشخاص کہ رفیع الدرجات کے عہد مین معزول ہوے تھے طلب ہوکر بعطاے منصب و نقد خوشنود ہوے اکثرون کو حکم ہوا کہ اسی روپیہ درماہہ پر رسالے بھرتی کرین اکثرون کے ساتھہ چالیس پچاس ہزار روپیہ سے لاکھہ تک کی مدد ہوئی اور چاند خان عموی نظام الملک کو بحال جاگیر اور بعطاے نقد سے تسلی دی بعض امراے فرخ سیری مانند اعتقاد خان و شایستہ خان و سیف خان و اسلام خان و صفی خان کو جو وظیفہ پاتے تھے طلب کرکے امیدوار مکارم فرماکر رفاقت کی ترغیب دی اسلام خان و صفی خان و محمد یار خان نے معذرت ناسازی مزاج ظاہر کی اور اعتقاد خان و سیف خان نے قبول منصب کرکے خرچ کو کسقدر روپیہ بھی لیا لیکن اعتقاد خان وغیرہ منصب داران شاہی نے خیانت کی جو ایک منزل ہمراہ جاکر لوٹ آئے اور اپنے منصبداران کو منصب کے ساتھہ مانند جلوخانہ وغیرہ کی ہفت صدی اور ہزاری تک بہت سی رعایات کین اور نوکران قدیم جو پچاس روپیہ کی تنخواہ پاتے تھے ستر روپیہ ماہیہ سے خوشنود کیے گیے لیکن اب اس اسی روپیہ مین پانسو سوار اور جدید بھرتی کے بھی شریک ہوے اس سبب سے ملازمان

قدیم کی دل آزردگی ہوئی جو کہ نگاہداشت سپاہ مین تاکید ہوئی نوے ہزار سوار سرکار قطب الملک مین ملازم ہو گیا اور تخمیناً ایک کرور روپیہ اس آراستگی سپاہ مین صرف ہوا

قطب الملک کا مع سلطان ابراہیم کے بعزم رزم محمد شاہ کے شاہجہان آباد سے نہضت کرنا

بیسوی ذی حجہ سنہ مذکور کو قطب الملک سلطان ابراہیم کو ہمراہ لیکر شاہجہان آباد مین آیا اول عیدگاہ مین مقام ہوا یہان پر غلام علیخان بخشی لشکر محمد شاہ اور تہور علیخان اکبرآبادی آکر قطب الملک کی سپاہ سے ملحق ہوا اس شخص کو مع نجابت علیخان کے جو کہ بھتیجا اور متبنی قطب الملک کا تھا اور چودہ برس کی عمر پائی تھی قلعہ شاہجہان آباد کے بندوبست کو رخصت کیا چونکہ اول خبر پہونچی تھی کہ محمد شاہ ملک راجپوتانہ کی راہ سے متوجہ بیت الخلافہ ہے قطب الملک نے تیسرے کوچ مین خواجہ قطب الدین کے مزار کے پاس مقیم کیا بعد ازان سنا کہ اکبرآباد کی راہ آتا ہے لہذا فریدآباد مین آیا اور سیف الدین علیخان اور شہامت خان اور سید محمد خان و ذوالفقار علیخان وغیرہ رؤسائے بارہہ کا انتظار کرتے ہوئے طے مسافت مین تامل کرتا تھا ہر منزل مین فوج بارہہ اور افاغنہ وغیرہ داخل معسکر ہوتی تھی علی ہذا القیاس حسین علی خان کے بہی نوکرون سے جو بادشاہ کے نوکر تھے یکایک ہر روز سو دو سو سوار آتا جاتا تھا جب کہ موضع بلول مین قطب الملک کا لشکر پہونچا سیف الدین علیخان اور شہامت خان اور سید محمد خان ولد اسد اللہ خان معروف نواب اولیا مع دیگر سرداران و افواج بارہہ کے جو دس بارہ ہزار سوار کے قریب ہون گے اور ڈیڑھ سوار بہ جنس سادات بارہہ ساتھ ہمراہی مین آپہونچا انکے بعد چوڑامن جاٹ بدر بدل سنگہ عنقریب چند رمندر سورج مل کی جو زمینداران عمدہ اکبرآباد و متھرا کا تھا مع محکم سنگہ اور کسیقدر ہمراہیان حسین علیخان اور زمینداران اطراف کے ملحق ہوا علاوہ افواج سابقہ کی جہانتک نظر کام کرتی تھی زمین نظر نہ آتی تھی اوسی روز چوڑامن نے دو تین زنجیر فیل اور چند قطار شتر جو لشکر محمد شاہ سے لے گیا تھا بطریق رہ آورد کی قطب الملک کو دیئے قطب الملک نے اوسکو انعام مین دیدیا خلاصہ یہ کہ نوین محرم کو فوج محمد شاہ نے موضع شاہپور سے نکلکر مقتل او رمقیم بنایا دونون لشکر کا فاصلہ کم رکہا محمد شاہ نے ہر چند انتظار عبد الصمد خان سیف الدولہ بہادر دلیر جنگ اور راجہ دہراج جے سنگہ کا کیا مگر بعد راہ اور دیگر موانع کے سبب سے نہ پہونچ سکے ہان محمد خان بنگش تین ہزار سوار اور عزیز خان روہیلہ اور یار خان میواتی کے ساتھ حاضر حضور ہوا اور جے سنگہ سوائی کے چار ہزار سوار آنکر ملحق فوج شاہی ہوئے ✽✽

جانبین کی صف آرائی اور محمد شاہ کی فتح و فیروزی سادات کی تیرہ روزی خاندان بارہہ کا زوال

نوین اور دسوین محرم سے طرفین کے لشکرون مین حزم و ہوشیاری ہونے لگی حسب الحکم قطب الملک کے چوڑامن نے بہت کچہ سعی کی کہ بارود خانہ بادشاہی مین آگ لگا دیں تاکہ توپخانہ کے سرنگا واڑا لیجائے مگر حیدر قلی خان میر آتش کی خبرداری

سے کچھ ہو سکا محمد شاہ کے لشکر کا ہراول حیدر قلیخان مقرر ہوا اور سعادت خان بہادر اور محمد خان بنگش دہنی طرف اور صمصام الدولہ
اور نصرت یار خان اور ثابت خان مع دیگر فوج کے بائیں طرف مقرر ہوئے اور اعظم خان کے ہمراہ سرداران جنگ آزمودہ کو طرح میں اور اعتماد الدولہ محمد امین خان کو
مع ہادی خان اور قمر الدین خان اور عظیم اللہ خان اور طالع یار خان وغیرہ کے التمش پر ٹھہرایا اور شیر افگن خان اور تربیت خان وغیرہ
حضور خاص میں رہے اور میر جملہ اور عنایت اللہ خان اور ظفر خان اور اخلاص خان اور راجہ گوپال سنگھ بھدوریہ وغیرہ بہیر و بنگاہ
کے محافظ ہوئے اور اسد علیخان و سیف اللہ خان و محامد خان و امین الدین خان وغیرہ مع فوج راجہ دہراج کے جرانغار و برانغار کی
مددگار اور سواری خدمہ محل کے قوت افزا ہوئے فیلان کوہ شکوہ کو یراق جنگ سے آراستہ اور عقب میں جوانان جرار توپخانہ لشکر آشوب
کی مدد پر آمادہ ہوئے قطب الملک نے حسن پور پہونچنے مقام کیا ۱۲ محرم کو ترتیب لشکر میں مصروف ہوا سرداران بارہہ بموجب اپنے
خوے رعونت انگیز کے جیسا کہ چاہیے مطیع تھے لہذا چند بار ترتیب ہوئے اور پھر برہم ہوئے بہر صورت نجم الدین علیخان اور سیف الدین علیخان
اور غالب جنگ بہادر غازی الدین خان اور مظفر خان وغیرہ بارہہ ہراولی پر مقرر رہے اور چاند خان و سیف خان و بہرام خان
و نجابت اللہ خان و امیر خان و سید صلابت خان اور عبد الغنی خان اور اخلاص خان افغان و عمر خان روہیلہ و دیندار خان و
عبد القدیر خان و صبغۃ اللہ خان و غلام محی الدین خان و دلیر خان و شجاع خان بلوچی و عبد اللہ خان ترین وغیرہ افغان صحرا
الوش اور زمینداران فیل مع انبوہ بیشمار اور ستر فیل سواریں ولیا قطب الملک و سلطان ابراہیم کے مقابل پیدا ہوئی اور ابو الحسن خان بخشی سالار
سید علیخان بخشی رسالہ اور میر امین بخشی مردم بارہہ پچیس ہزار سوار قدیم و جدید سے مع پیادگان بارہہ کے ہمرکاب قطب الملک
کے سوار ہوئے ۱۳ تاریخ کی رات پاسداری اور حفاظت میں گذری صبح ہوتے تیر و کمان نے پیغام اجل پہونچانا شروع
کیا بادشاہ نے فیل سوار ہو کر فرمایا کہ بموجب حکم رتن چند کا سر کاٹ کر اوسکے ہاتھی کے نیچے پامال کریں فوج دریا موج نے
پیش آہنگی کے توپخانہ نے دہویں اوڑانا شروع کیا کرنا اور کوس کی آوازیں کوسوں تک پہونچیں آہن و امان گوشہ سلامت
کو سدھاری صدا ایکبیک زمین بگوش کر دیں ان کر کیا تو پکی گرج رعد کا کلیجہ پھاڑتی تھی بان کی آن بان سے شہاب ثاقب کی جان جلتی
تھی توپخانہ میں حیدر قلیخان کا اہتمام تھا آتش افروزی میں ید بیضا کی کرامات روشن تھی ہر دم قدم بقدم پیشتر کو بڑھتا
تھا سکبہ ان بیدم کا دم گھٹتا تھا خصوص نجم الدین علیخان نے دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ برق آثار سے درختان انبہ کے
سایہ تلے جا کر ایسی آتش باری کی کہ طایر خیال کے پر جلنے لگے فوج بادشاہی پر ایسی آگ برسائی کہ عرصہ نبرد تنگ کر دیا بہادران
نامی کے چہروں پر دہواں اوڑنے لگے بے شرم و بے حیاؤں نے راہ گریز کی بے حیائی کا پہلا سنایا حیدر قلیخان مع صمصام الدولہ
اس حال کے دیکھتے ہی نصرت خان او ثابت خان وغیرہ بہادروں کے ہراولی پر آئے نجم الدین علیخان کے مورچہ میں چند
شتر افتانی سے آگ لگا دی وہ مورچہ اونکے ہاتھ سے نکل گیا آفتاب کے ڈوبتے وقت قطب الملک نے فرمایا کہ مختصر خیمہ
استراحت کے لیے آراستہ ہو چونکہ آسایش دنیوی انجام کو پہونچی تھی مقرون بصلاح نسمجھکر موقوف کیا جس وقت تھوڑی
رات گذری حیدر قلیخان نے توپخانہ بڑہانے میں سعی کی گولہ مارتے ہوئے قدم بڑہایا آہستہ آہستہ جس جگہہ کہ اتھا پیشتر کو

چلا تمام رات قطب الملک کی فوج پر گولہ برستا رہا اکثر ہمراہی مجروح اور مقتول ہوے خلاصہ یہ ہے کہ عجب طرح کا تحمل ان
لوگون سے ظاہر ہوا بہت سی فوج نے بیقرار ہو کر امن و پناہ کی جستجو مین کنارہ کیا اکثر فیل سوار اور جماعہ داران معتبر نے فرار کر کے
اپنے تئین گوارون کے لوٹ مار مین ڈالا اخیر شب کو جب راجہ محکم سنگہ کے فیل سواری پر گولہ لگا محکم سنگہ گہوڑے پر سوار ہو کر
اس رنگ سے باہر نکل گیا کہ دیر تک اوسکے موت حیات کی خبر کسیکو معلوم نہوئی تا آنکہ ۱۴ تاریخ رجب کے صبح ہوتے ہی میدان
سولہ ہزار سوار منجملہ ایک لاکہہ سوار کے جو کہ تمام شب بیدار اور راٹہہ پہر توپخانہ آتشبار کے مقابلہ مین دو چار رہے اور
گرسنہ اور تشنہ بسبب محرومی آب کی جو کہ بت دور اور قوم جاٹ کے تصرف مین تھا حاضر رہے تھے اور بپاس آبروانپی ہمراہ قطب الملک
و غازی الدین خان وغیرہ سرداران وحامد خان و سیف خان و امیر خان و روح اللہ خان و نعمت اللہ خان و بیرام خان
وغیرہ اور چند جماعہ دار قدیم الخدمت مثل صبغۃ اللہ خان و شیخ ہیٹلا کے رہگئے تھے محمد شاہ پادشاہ پسند ہاتھی پر سوار مع امرا و
رفقا کے تمام شب زینت افزا رہا ناگہان نجم الدین علیخان نے مع سرداران بارہہ کے قدم دلیری بڑہایا اور باوجود تشنگی اور صدمہ آتشباری
توپخانہ شاہی کی کچہہ پروا نکر کے بمقتضاے شجاعت آبائی قیامت اوٹہائی رفقاے محمد شاہ خصوص حیدر قلیخان و صمصام الدولہ
نصرت یار خان کہ وہ بہی سرداران بارہہ سے تہا اور نجم الدین علیخان اور قطب الملک سے دعوی ہمسری کا رکہتے تہے آب
شمشیر سے غبار کدورت دہونے لگے دونون طرف سے ایک دوسرے پر جا گرے وہ شور و شین ہوا کہ قیامت کی انتظار
جاتی رہی تیر و تفنگ سے آگ برسنے لگی ہتہیارون کے دل جلنے لگے سعادت خان لی تحصیل ننگ کی نام و نشان کو جانثاران شاہی کی
مدد پر قدم اوٹہایا شیر افگن خان مدد پادشاہ سے مقابل کو دم ملت پہچان اور نوک سنان سے اولجہایا
درویش علیخان داروغہ توپخانہ صمصام الدولہ اور عبد الغنی داروغہ توپخانہ حیدر قلیخان اور میلارام منشی اور محمد جعفر نبیرہ
حسین خان نے مع دیگر چند آدمیون کے جان نثاری کی نصرت یار خان نے بہی دو زخم تیر کے کہائے اور دوست علیخان مع
دیگر ہمراہیون کے مجروح ہوا قطب الملک کی طرف سے شہامت خان بانام و نشان مع فتح یار خان اور تہور علیخان اور
عبد القدیر خان برادر قاضی میر بہادر شاہی اور عبد الغنی خان ولد عبد الرحیم خان عالمگیری اور غلام محی الدین خان اور صبغۃ اللہ خان
عرف شیخا مع پسر شجاع خان بلوچی کے رہرو عدم ہوے اور انکے ہمراہی بہی اس معرکہ ننگ آزما مین آقا کے خدمتگذاریون کو سانحہ
ہوے نجم الدین علیخان بہادر جنکے ذات سے گرمی بازار معرکہ آرائی تہی زخمی ہوا اور زخم پیشانی کے چشم زخم سے دیدہ نے نور بصر
سے چشم پوشی کی قطب الملک نے اپنے بہائی کا وقت تنگ دیکہکر باقیماندہ دلاوران بارہہ کے ہمراہ نجم الدین علیخان کے
مدد پر قدم زن ہوا اسی وقت چورامن نے لشکر پادشاہ کے عقب مین پہونچکر شورش اوٹہائی اور قریب ایکہزار اونٹ بیل وغیرہ
کی جو جمنا کنارے تھے مع چند شتر لنگر خانہ اور دفتر کے لوٹ کر فوج پادشاہی کے مقابل جو کہ بنگاہ کی حفاظت پر مامور تہی
نمودار ہوا پادشاہ نے بہی تیر جگر دوز اوسطرف کو چلایا محمد امین خان نے مع ہادی خان داروغہ تیر قندازان خاص کے
اوسکی مدافعت کی ادہر قطب الملک کی پشت گرمی سے باقیماندہ فوج بارہہ اور نجم الدین علیخان کے رفقاے نیم جان

کی قوت ظہیر باوجود پایداری صمصام الدولہ وغیرہ امرا کے لشکر بادشاہی مین بد حواسی چھا گئی حیدر قلیخان اور سعادت خان اور محمد خان بنگش نے یہ حال دیکھکر چاہا کہ قطب الملک کی کمر توڑدین قطب الملک اس ارادہ سے آگاہ ہوکر حیدر قلی خان کی مقابل آگیا اور حیدر قلی خان مع دیگر امرا کے دست بجان ہوا تیر کے سنّاٹے سے عجب طرح کی کشاکش پڑگئی اس اخیر وقت کی دارو گیر مین سید علی خان ابوالحسن بخشی کا بھائی زخمی اور اسیر ہوا اور طالع یار خان کی سعی سے شیخ ہٹیلا جان سے گذرا حیدر قلی خان مع افواج آراستہ اور صمصام الدولہ اوسکے رفیقون کے اتفاق سے قطب الملک پر حملہ آور ہوا باوجودیکہ بارہا سابقہ لڑائیون مین عرصہ کارزار تنگ ہوا تھا مگر بطور بہجولان مشہور ہندوستان کے کبھی ہاتھی سے نہ اوترا تھا اور سرداران نامی شجاعت پیشگان جناب تمکین کی راہ رسم نچھوڑی تھی اب دیکھیے جبکہ بخت دولت نے مددگاری سے رخ پھیرا مدون ایسے خیالات کے حواس باختہ تدبیر مین خطا کرنے لگا باوجودیکہ دو تین ہزار سوار جرار ہمرکاب تھے مگر اس خیال سے کہ شاید سواران ہمراہی گھوڑون سے اوتر پیادہ ہوکر جانفشانی کو آمادہ ہون ہاتھی سے اوتر گھوڑے پر سوار ہوا تقدیر تو بر خلاف ہوگئی تھی بمجرد اس عمل کے سیف الدین علیخان وشجاعت اللہ خان وذوالفقار علیخان وعبداللہ خان ترین وابوالحسن خان بخشی فوج وغیرہ مع سرداران بارہہ کے اس گمان سے کہ شاید قطب الملک مارا گیا یا اس امید سے کہ انجام کو شکست ہوگی قطب الملک سپہ سالار کو تنہا چھوڑکر فرار کرگئے اور دوسرا قول یہ ہے کہ قبل اوترنے قطب الملک کے ہاتھی سے سیف الدین علیخان نے اولاً بھاگنے کا عار اختیار کیا قطب الملک تیرنگی تقدیر سے حیران تن تنہا میدان رزم مین دلیرانہ کھڑا ہوا چونکہ سر سے پیر تک غرق آہن تھا اس لڑائی مین پیشانی پر زخم تیر اور ہاتھہ پر صدمہ شمشیر اوٹھا کر اسیر پنجہ تقدیر ہوا اوسوقت حیدر قلی خان نے قطب الملک کو پہچانا اور نجم الدین علیخان بھی قطب الملک کے حال مین شریک ہوا دونون بھائیون کے زبان پر یہ اشعار روان تھے ؎ من آنم کہ چون حملہ آوردمی برمہ از کف انگشتری بردمی ٭ ولے چون نکرد اخترم یاوری ٭ گرفتند گردم چو انگشتری ٭ چہ یاری کند مغفر و جوشنم ٭ چو یاری نکرد اختر روشنم ٭ کلید ظفر چون نباشد بدست ٭ بباز و در فتح نتوان شکست ٭ حیدر قلیخان نے دونون بھائیون کو ہاتھی پر سوار کرکے حضور مین حاضر کیا چونکہ محمد شاہ کی طبعیت جبلی مین رحم تھا بنظر شفقت ملاحظہ فرماکے حیدر قلیخان کے حوالہ کیا شادیانہ فتح کے بجواے بعض امراے مغلوب داخل لشکر شاہی ہوکر محظوظ ہوے غازی الدین خان بہادر غالب جنگ اس ماجرے کے بعد لوٹ کر قطب الملک کے تنگاہ مین متعقت ہوا اور بنگاہ کو جو ہنوز لوٹ سے بچے تھے لیکر راہی ہوا امراے حضور نے اداے کورنش کی مبارکباد کی نذرین گذرانین سجدہ شکر خداوندی ادا ہوا اسباب ومال مخالف جو لوٹ سے بچا تھا خزانہ شاہی مین داخل ہوا

ذکر حروف جفر جو کسی بزرگ سے نسبت بزرگی امیر الامرا کی سوال کیا گیا تھا

متمدین سے سنا گیا ہے کہ جب امیر الامرا اور قطب الملک کو جماعہ تورانیون سے لڑائی درپیش ہوئی کسی سادات دولتخواہ نے کسی عارف سے سوال فتح وشکست کیا اوسنے بقاعدہ جفر سایل کا سوال استخراج کیا یہ حرف نکلے (غ ل ب ع و ک) جو بعد ترتیب کرین

کلمۂ غالب سادات کا تھا اور جوان حروف کا قلب کرین بلغ ادرعک برآمد ہوتی التحقیق عالی تجانبات سے نہین ہے القصہ جب سلطان ابراہیم قید ہوکر آیا ہوجب ستوہ مقید رہا آخر روز جمعہ ۱۴ ماہ محرم کو یہ خبر دار الخلافہ مین پہونچی کیا خوشی کسکو رنج ہوا بعض شادمان بعض گریان ہوئے بادشاہی دولتخواہون نے شادیانے بجائے قہقہے مچائے سادات کے گہر مین چراغ تک نجلا ہی رنج وغم مین جی جلا نجم الدین خان اور قطب الملک کی عورات پریشان و مضطرب ہوئین بعضون نے تا پہونچنے فوج بادشاہی کے جو ہوسکا زر و مال پرانی چادر مین پیٹ کر پوشیدہ سلامت نکل گئین بعض کو توال کے قید مین پہنسین اور عورات سیدہ نے جبر وصبوری کی چادر اوڑہ کر حصار عصمت سے باہر قدم نہ رکھا عبد اللہ خان کاشی جو قدیم نوکران قطب الملک مین تھا اور حرم سرا کی محافظت پر تعینات تھا ناگہہ والون کے اتفاق سے خیانت پرست ہوگیا حرص و لالچ کی ابین جی دوڑانے لگا جو کچہ چاہا باہریون کے ہمراہ لوٹ گہسوٹ کر کے چلدیا اور اپنے تئین مطعون خاص و عام کیا غلام علیخان و نجابت علیخان جو قطب الملک کا بہتیجا اور بہتیجی تہا تغیر وضع کر کے قصبہ جانسٹہ وطن اصلی کو سدہارے مگر راستے مین مردان شاہی نے قید کرلیا

شروع اقتدار سلطنت محمد شاہ وارتفاع درجات امرائے دولتخواہ

بعد حصول اطمینان کے محمد شاہ فارغ البال ہوکر جاہ و جلال مین مصروف ہوا امرائے جان نثار کو مشمول عواطف فرمایا ۶ ماہ محرم کو سوار ہوکر طے منازل کرتے ہوئے ۱۹ ماہ مذکور کو خواجہ نظام الدین کے مزار کے قریب نزول فرمایا اور بعد زیارت مزار خواجہ مذکور کے خدمہ مزار کو انعام و عطا سے سرفراز فرمایا دور ذر تقرر ساعت کیواسطے مقام ہوا ہزار سوار حیدر قلی خان کے منصب پر اضافہ فرماکر ہفت ہزاری ہشت ہزار سوار کیا اور سعادت خان بہادر کو بہادر جنگ کا خطاب دیکر بعطائے ماہی مراتب سربلندی بخشی اور دیگر امرا بہی مورد لطف و عنایت ہوئے نجابت علی خان مقید حضور مین پہونچکر حیدر قلی خان کے حوالے ہوا کہ عبد اللہ خان کی ساتھ نگاہ رکہا جاوے اور بتاریخ ۲۲ ماہ مذکور روز دوشنبہ ۱۱۳۳ھ ہجری کو بادشاہ بہ نہایت شان و شوکت سے روانہ ہوا انہیون پر زربفت کی جہولین نقرہ و طلائی پاکہر سے آراستہ نشان زرافشان طلا کار زر نگار جسپر آنکہہ نہین ٹہرتی تہی دستہ دستہ فوج بادشاہی اور امرائے ہمراہی شاہی یراق نو ساختہ سے پیراستہ کوتل گہوڑے مرصع سامان سے مزین قدم بقدم دیٹ دکہلاتے تہے اسی شوکت و شان شہرے آن وہان سے اجمیری دروازہ ہوتے ہوئے داخل دارالخلافہ ہوا اور تصدق و نثار سے غربا اور مساکین کی جہولی پر ہوئی اور چار روز کے بعد ساعت سعید سے داخل دولتخانہ ہوا ہر طرف سے مبارکباد بلند ہوئے نواب قدسیہ والدہ بادشاہ وغیرہ پردگیان حرم سرا نے طلا و نقرہ کے خوانچہ جواہرات سے ملا کر نثار فرمائے

بعضے امرا کا حضور مین پہونچنا اور خدمات لائقہ پر سرفراز ہونا

ماہ مذکور کے آخر مین سیف الدولہ عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ اور زکریا خان ولد عبد الصمد خان و قمر خان وغیرہ جو کہ حسب الطلب

لاہور سے عازم حضور ہوئے اور بعد بمسافت سے پہونچ نسکی تھے شرف یاب ملازمت ہو کر عطائے خلعت وخنجر و سرپیچ مرصع وغیرہ سے سرفراز ہوئے زکریا خان نے ہزاری اضافہ پنجہزاری پر پایا اور راجہ جے سنگہ اور راجہ گردہر صوبہ دار اودہ بروقت نہ پہونچا آخر ماہ صفر مین حاضری سے مشرف ہوا جزیہ شرعیہ کی تحصیل کا حکم ہوا تھا مگر جے سنگہ کی عند سے معاف ہو گیا نظام الملک کی عرضی در جواب فرمان مبارکباد نظر سے گذری اور صوبہ دار بنگالہ مرشد قلی خان کی عرضداشت متضمن مبارکباد و نیز کسیقدر نذر نقد کی پہونچی حیدر قلی خان کو معز الدولہ کا خطاب ناصر جنگ پر اضافہ عطا ہوا ظفر خان بہادر روشن الدولہ مخاطب ہوا سعادت خان بہادر بہادر جنگ کو خواصیون کی داروغگی ملی اور زکریا خان عنایت اللہ خان کی جگہہ صوبہ دار کشمیر ہوا منگل کے روز ۲۲ ربیع الاول کو بادشاہ نیلہ گاو کے شکار کو سوار ہوا تھا کہ ہرکارہ نے خبر دی کہ اعتماد الدولہ بسبب عوارض بدنی کے رکاب سے محروم رہا دوسرے روز بشدت مرض سے عجب حالت ہوئی حتی کہ منہہ کی راہ سے فضلات برآمد ہوئے اور عدم کو سدہارا تین مہینے بارہ روز اس شخص نے وزارت کی اوسکا مال و اسباب جو کرورون سے زیادہ کا تھا ورثا کو معاف ہوا اور خلق خدا اوسکی ایذا رسانی سے بچ گئی کہتے ہین کہ سات سو گہر اوسکو ہمسایہ تھے جب اپنا گہر زیادہ کرنا چاہا تھا ایک حکم مین خالی ہو گئے اور لوگ قفل لگا کر چلدیے بعد وفات اوسکے لڑکے قمر الدین خان نے نیک اندیشی کی مالکون کو اونکے گہر دلوا دیے محمد شاہ اگرچہ بخیل و ممسک مشہور ہے مگر بعض تحریرات سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ جیسا مشہور ہے نہین تھا چنانچہ اسوقت مین محمد امین خان مرا اور چندان خزانہ بہی نتھا بلکہ لشکر کشی کے باعث بہت روپیہ خرچ ہو گیا تھا اور جو کچہہ خزانہ مین باقی تھا وہ لوٹ مین جاتا رہا تھا بادشاہ کو کچہہ نملا تہا حتی کہ دیوان خاص و عام کے پنجرہ جو طلائی و نقرئی تھے مسکوک ہو گئے تھے جو انکی بہی تعمیر کی ضرورت تھی اور مخبرون نے بہت سا مال و اسباب نقد و جنس محمد امین خان کا اظہار کیا مگر کچہہ طمع کی نگاہ باوجودیکہ خاندان بابریہ بلکہ تیموریہ کا معمول تھا کہ امرا اور دیگر ملازمین فوت ہوے جو کہ اونکا ترکہ سرکار مین داخل کرتے اور ورثا کو محروم فرماتے تھے ہان بعد پسند لیاقت ورثا کسیقدر اپنی طرف سے بطور انعام عطا فرماتے تھے مگر یہ رسم نہایت مذموم تھی کہ کسیقدر اپنی محنت و مشقت سے تمام عمر مین کسیقدر روپیہ پیدا جمع کیا اوسکی بعد مرگ اوسکی اولاد اوس دولت آبائی سے محروم اور دربدر مظلوم کیجاوے کہتے ہین کہ اس مرہ مین محمد اعظم شاہ کو اس امر سے نہایت نفرت رہی بلکہ قطعی ممانعت تھی کہ کہ اس بدعت کا ذکر حضور مین نہو

ذکر میر محمد حسین المعروف نمود و انمود اور ایجاد کرنا مذہب باطن کا

میر محمد حسین نامے خنجر والا مشہد مقدس رضوی کا ظاہرا سید تھا عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے اشتہار اقتدار سے جسکے احسان و فضل کی شہرت اہل ایران کے ساتھہ بہت کچہہ تھی بامید رفاہ اور افزایش جاہ وطن سے چلکر کابل آیا مگر علوم منطق اور عربیت سے محروم تھا اوسکی لیاقت مشہور ہوئی منشی امیر خان کے فرشتگرو متعارف

لینا شروع کیا کسی تقریب سے اوسکی فضیلت کا ذکر امیر خان کی مجلس مین ہوا امیر خان نے اوسکے پتہ سے ماہر ہوکر اپنی
بی بی صاحب جی کو مطلع کیا اس سبب سے کہ صاحب جی کی کوئی اولاد نہ تھی اونھنے ایک لڑکی سید کی جسکا باپ اوسکے شوہر
کا ملازم تھا لیکر متبنی کی تھی اور یہ خواہش تھی کہ اگر کوئی شریف ایران سے آوے اوسکے مناکحت کی تدبیر ہوجاوے صاحب جی نے
یہ خبر سنکر شوہر سے کہا کہ اوسکی کیفیت خوب دریافت کرین لہذا امیر خان نے اوسکو بلاکر معاینہ کیا اور اوسکے آداب لیاقت کو
پسند فرمایا اور بی بی کو آگاہ کیا آخر کو برضامندی فیمابین ازدواج کردیا اسی وسیلہ سے سید مذکور کی رفاقت امیر خان سے پیدا
ہوئی اور چند دن کے بعد رفتہ رفتہ بادشاہی خوشبوخانہ کی داروغگی کا منصب پایا اور عمدۃ الملک کے دیگر اولاد سے جو علاوہ
صاحب جی کے دوسری عورتون سے بھی اتفاق پیدا ہوا تھا یہ شخص نہایت عیار جاہ طلب تھا چند طرح کے شعبدہ اور نیرنگ
سازیان دکھلاکر امیر خان کے لڑکے ہادی علیخان وغیرہ کو اپنا معتقد کرلیا مگر ہادی علیخان زیادہ معتقد ہوگیا اس زمانہ مین امیر خان
نے داعی اجل سے لبیک کہا اور اوسکے اہل وعیال حضور مین آئے میر محمد حسین مذکور اپنے عہدہ پر دکن مین رہا بعد مدت کے
عطر وگلاب پشاور وغیرہ کا اچھی طرح ہمراہ لیکر قاصد حضور ہوا تاکہ عزوجاہ بخوبی حاصل کرے لاہور پہونچا تھا کہ عالمگیر بادشاہ
کی رحلت کرنے کی خبر سنی جو توقع کہ افزایش جاہ کی تھی منقطع ہوئی عطر مذکور اوسی شہر مین ساٹھہ ستر ہزار روپیہ کو بیچا اور اسقدر
سرمایہ بہم پہونچاکر فقیر ہوگیا چونکہ طالع اور جاہ طلب تھا پرانی تقلید پسند نہوئی ایک نئے راہ نکالی جو کبھی کسینے سنی نتھی اور
اوسی منشی زادہ اپنے شاگرد کو موافق کیا صلاح کی کہ ہم تم ایک نیا مذہب نئے قواعد اور نئی زبان سے ایجاد کرکے الہام
اور نزول کلام کا دعوے کرین تاکہ اولیا وانبیا کی شان پائی جائے اول عوام کو بہکاکر کسیقدر ہجوم خلایق کرین بعدہ جمیع
انام ہوجاوینگے چونکہ دونون کی طبیعت یکسان تھی شاگرد نے بھی قبول کیا ایک کتاب عمدہ دلچسپ مضامین سے بناکر
اوسکا نام قوزہ مقدس رکھا تیر تو تھا ہی اکثر الفاظ غیر مانوس فارسی کے بھی کسیقدر ترمیم کرکے اکثر درج کئے بیگوگیت کا دعوے
کیا اور کہا کہ یہ رتبہ مابین امامت اور نبوت کے ہے ہر پیغمبر اولوالعزم کو تو بیگوگ ہوئے ہین اور خاتم الانبیا کو اول بیگوک
حضرت ختمی پناہ سید اوصیا وشاہ اولیا علی ابن ابی طالب ہے اور ہشتم امام رضا ہے امام ثامن ضامن تک امامت
اور بیگوگیت دونون باہم جمع تھے بعد ازان بیگوگیت مجھی ملی اور امامت امام محمد تقی کو حضرت صاحب الامر علیہ السلام تک
اور زمین میرے خاتم البیگوگیت ہون تعداد بیگوگیت کی اس ترتیب سے کہ ذکر ہوئی یہ امامیہ مذہب کی روبرو تھا اور جسوقت اہل سنت
کی روبرو کرتا خلفاے اربعہ اور چار کس دیگر یعنی امو سی وعباسی کو جنکی نیکی مذکور ہے گنکر نوین بیگوگ اپنے نام بیان کرتا تھا
اور کہتا کہ مجھے کسیکے مذہب سے غرض نہین مین ہر مذہب کا چراغ روشن کرنیوالا ہون وحی مجھپر بھی نازل ہوگئی ہے اور چند
ضوابط مقرر کرکے بعض ایام کو مانند عید اسلام کے جنہین مذہب اسلام مین محترم سمجھا تھا اپنے پیرو کارون پر بھی مقرر کرتا تھا
ملتزم کردیا تھا تاکہ اون دنون کی حرمت نگاہ رکھین جیسا کہ ماثر نبوی مین درج ہے کہ دو قسم کی وحی حضرت پر نازل ہوئی تھی
ہم بھی اپنی تشبیہ پر کہا کرتا تھا کہ ایک وحی ما واین قسم ہوتی ہے کہ آفتاب کی طرح سے ایک گروہ نورانی دکھلایا اوسکے حروف

برابر اسکے پڑھتے ہین اسکا ورد ہی قرص نورانی اسپر محیط ہوکر بیہوش کر دیتا ہے اور ایک تجی اس قسم کی کہ اوراق اور
بہی فرخرفات سنتا اور اسلام مین بموجب رسم اسلام کے السلام علیک کہتا اور کلمہ حقشان منو نود ان زیادہ پڑہتا اور جس روز کہ
اول اول بموجب اوسکے اعتقاد کے اوسپر وحی نازل ہوئی اوسکا نام روز جشن کر لیا تھا اور اوسی روز عوام کے ہجوم ہوتی
عبیر و خوشبو اوسکے امتی اوسپر چہڑکتے تھے اور درعلم اور خود و کلاہ مانند کلاہ ارامنہ کے مگر کسیقدر اوس سے طویل سر پر رکہتا اسی
فرلیو دون کے اون پہاڑون کے طرف جہان دیول رانی کی عمارت دہری بہٹیا ہن کی محلو نکے نام سے مشہور ہین جاتا تھا اوسکا
اظہار یہ ہے کہ اول مرتبہ نزول وحی کا اوس پہاڑ پر ہوا ہے اور چہہ روز قبل روز جشن کے غرہ ذیحجہ سے روزہ رکہتا اور گونگا ہو جاتا
کچھ کلام نکرتا اور کسی دن کا نام روز رسولان مد کہا تھا اسدن بہی اژدحام ہوتا تھا مگر اسکی کیفیت یاد نہین ہے

ذکر اوقات و آداب جو بمنزلہ نماز مقرر کیے تھے

ہر روز سوائے نماز پنجگانہ کے تین مرتبہ وید مقرر کی تھی کہ تعمیل ہو اوسکی اوقات اول وقت طلوع آفتاب بعد نماز صبح
دوم نصف النہار سوئیم وقت غروب کہ ہنوز شفق کی سرخی مشرق مین ہو اور تعمیل وید کے آداب کی یہ تھی کہ خود مع خلیفہ
کے درمیان مین استادہ ہوتا اور جسقدر آدمی حاضر ہوتے چار صف مربع چار دیواری کی طرح سے باہم متصل ہوتے اور ہر صف اسکی
طرف رخ کرکے چند کلمہ جو اسکے اختراعی تھے پڑہتی اور بعد خواندن اوسطرف سر جہکا کر دست چپ کی طرف پہر جاتے تا کہ صف
شمال مغرب ... جیسے ہو اور مغربی جنوبی اور جنوبی مشرقی اور مشرقی شمالی ہو جائے جب بمقابلہ چارون سمت کا چار و کیف کر چکے
زمین کی طرف دیکہتے بعد ازان آسمان کو بعد ازان شش جہت نکے بعد وید تمام ہوتی جمعیت متفرق ہو جاتی آیک دوسرا دعوی
یہ تھا کہ مین وہی محسن ہون جو حضرت فاطمہ زہرا کی شکم سے اسقاط حمل ہوا تھا اسکے علاوہ اور بہی کفر ہوگا مگر فقیر کو معلوم نہین اسقدر
جب کہ راقم اواخر عہد محمد شاہ اور آغاز احمد شاہ مین شاہجہان آباد آیا تھا اوسکی اولاد اور فرزیرون سے سنا گیا تھا الغرض اوس
کافر نے چار خلیفہ بمقابل خلفاے اربعہ اپنے واسطے مقرر کیے تھی اونمین سے ایک وہی شاگرد رشید تھا جسکا نام دوجہ یار رکہا تھا
دوسرا اسیر باقر اوسکا سالا اور دوسرے اور بہی جنکا نام تود السدا و رنود و اتھا اسیطرح اپنی اولاد و اقارب کی نام مخترع سوانح بہی
ایجاد کیے تھی اور جو کوئی اوسکا فرزند ہوتا سوا اوسکے پہلے نام کو اپنی طرف سے بہی لقب دیتا تھا اسکے لڑکے تین تھے اول تا مود
دوم فقار سوم وید اور دو لڑکیان نمانہ کلان اور نمانہ خورد اور اقربا بے بی بی کے نام حق نما اور ہما یا اور منو دیا اور نما فاروفر
تھی القصہ لاہور سے آکر شاہجہان آباد مین مقیم ہوا چونکہ بہادر شاہ لاہور مین تھا کم ابلہ فریبی کرکے لوگون کو دام
تزویر مین اولجہایا تھا اور بے ہیودگی اپنی بوجہ مالداری کے ظاہر کرتا کسی سے کچھ سوال نکرتا اسی استغنا سے اور بہی
لوگون کو مریدی کی تمنا ہوئی رفتہ رفتہ ہجوم ہوا اسی ضمن مین بہادر شاہ کا انتقال ہوا اور شاہزادون مین مخالفت ہوئی
اس انتہا و مندبین اس تیرہ دل نے کہلے خزانہ جال پہیلایا جو کوئی مناظرہ کرتا چونکہ خود بدولت معقول و منقول مین کسیقدر

مہارت رکہتا تھا قایل کر دیتا اسی وجہ سے خوب گرم بازاری ہوئی تا آنکہ فرخ سیر کی تاجوری ہوئی یہ خود نادان تھا امیر الامرا
حسین علی خان بہادر اکثر حرب وضرب مین رہا اور قطب الملک عیاشی مین مقید تھا اور کبھی کبھی بادشاہ کے نفاق سے اپنی
فکر مین غرقاب رہتا اسو جہ سے کسی نے اوسکی مکر نگی ہا دیعلیخان ولد امیر علیخان جو عمدہ امرا مین تھا اوسکی پیر و کار نہین تھا
ظاہر ہے کہ عوام کو امرا کے مرشد و نکاز یادہ اعتقاد ہوتا ہی اسکی مریدی کا ہر ایک ہزار جان و دلسے رجوع ہوگیا قریب بیس ہزار مرید کی گرد ہوئی

فرخ سیر کا نمودسی ملاقات کرنا اور اوسکی بنیاد کا مستحکم ہونا

بعض خوانین متدین کی رہنمائی کے بموجب ایکرات فرخ سیر کو مع بعض خواجہ سرایان کے مخفی اس مکار کی ملاقات کو آیا اور نمود نے
رسوخ شاہی غنیمت سمجھا دروازہ حجرہ کا بند کرلیا اور کسیقدر دیر کی فرخ سیر نے نہایت الحاح کی اور سہر بادشاہ کے ساتھ
ہر تو دون کی بہی لجاجت کی اوسوقت دروازہ کہولا بادشاہ نے نہایت فروتنی سے سر جہکایا اوسنے مرگ چہالا بادشاہ
کی بیٹھنے کو بچھوا کر کہا ؎ پوست تخت و گداے وشاہی ٭ ہمہ داریم انچہ میخواہی ٭ فرخ سیر بے عقل تو تہا ہی اسکا استغنا
دیکہکر معتقد ہوگیا اور چند ہزار روپیہ اور اشرفی جو نذر کو لیگیا تھا نذر گذرانی اوس مدبر نے اوس نقد کو قبول نکیا اوبہ ہزار
سماجت اپنے ہاتھہ کی لکہی ہوئی قرآن بادشاہ کو دی اور کتابت کے عوض مین ستر روپیہ جو کہ مقرر تھے لیے اور بادشاہ نے
تعظیم کرکے قرآن کو سر پر رکہا اور رخصت ہوا جب حجرہ سے باہر نکلا اوسکے عاکفان در دولت پر وہ روپیہ ایثار کردیا یہ
حرکت زیادہ تر موجب اعتقاد ہوا اور عموما لوگون پر اوسکی مکاری ٭ اثر بہم پہونچایا اب کہتا تھا یہ تدبیر اپنی مقرری عیدون کے دن
جاے معبود مین کہیلے بندون ڈہول بجاکر جایا آیا کرنا اور نقارہ کی چوب اپنے گہر مین پہلاتا تہا

محمد امین خان کا ارادہ تادیب کرنا اور اجل سے مہلت نپانا

جب فرخ سیر کی سلطنت کو زوال آیا اور حسین علیخان و عبد اللہ خان نے زمانے رو گردانی کی محمد شاہ کے عدل
وعدالت سے تاجداری کی رونق ہوئی اور محمد امین خان نے پایہ وزارت حاصل کیا محمد خان ذیعقدہ میں چند روز کی
جبکہ بیماری شروع ہوئی تھی اس مکار کا حال سنکر حکم دیا کہ حاضرین دروازہ جا کہ اوس ملعون کو قید کرلاوین یا وہین پر
قتل کرین چونکہ دو پہر نزدیک تھی لوگ اپنے گہرون کو چلے گئے تھے بموجب حکم حاضرین ہر ایک کے گہر گئے اوسوقت
کسی خطشان نمود بہی اپنے گہر مین کچہ کہہ رہا تھا بجرد سننے کے بیہوش ہوکر حیران ہوا اور استقلال کرکے چہوٹی لڑکے
و بیدا می کو جو صاحب جمال تھا مع چند قرص نان جو و گندم کے باہر بہیجکر پیغام دیا کہ آپ تکلیف کی ہے لہذا کچہہ ناول کیجے
فقیر بہی آتا ہے لوگون نے اوس لڑکے کی صورت پر ترحم کیا یا کسیقدر توقف کیا مرحوم امین خان نے ناگہان جو جنبی کہ جانے پر
کی ہوی ہوئی اسکی سنتے ہی اوسکے مرید دروازہ پر گئے ان کو لیکر مین بیمار تہا بیہوش ہوگیا تھا اور حالت بیہوشی

جب الفاقہ ہوا الانے کی خبر پوچھی لوگون نے عذر تشویش بیماری کا بیان کیا آپ نے جلد بلایا کہ کل صبح کو فرو تعجیل ہوا دہر موت نے گرم بازاری
کی صبح ہوتے شام ممات کی سیاہی ہوئی ممنو کو ہادی علیخان وغیرہ گہڑی گہڑی کی خبر دیتے تھے اوسنے ارادہ کر لیا تھا کہ صبح کو
روانہ ہو جاوے بلکہ اپنے مریدون کو جمع کر رکھا تھا جب خبر مرگ وزیر نے دلشاد ہو کر بہ لجمعی تمام بیچ مسجد کے کہ برابر دروازہ مکان اوسکے
تھی بیٹھا فقرا وغیرہ معتقدین نے گرد ہجوم کر لیا قمر الدینخان ولد محمد امین خان نے باپ کی حالت ردی دیکھکر عورتون کی تنخواہ سے اپنے
دیوان کو مع پانچہزار روپیہ کے نذر کے واسطے اور عفو جرائم اور طلب تعویذ مین بھیجا وہ مکار اوسوقت خبر جانکنی نواب سن چکا تھا
حاضرین جلسہ سے کہہ رہا تھا کہ مینے ایک تیر اسکے جگر مین مارا ہے ہرگز جان بر نہوگا اور مین بھی شہادت کے انتظار مین چونکہ
میرا دادا بھی مسجد مین شہید ہو بیٹھا ہون ہرچند بسبب اسکے کہ ایکمرتبہ شہید ہو چکا ہون امید شہادت کی نہین رہی ابھی ضمن
مین دیوان قمر الدین خان کا پہونچا اور کیسہ زر نذر گذرانکر استدعاے تعویذ کی اوسنے درجواب کہا کہ تیر از شست جستہ و آب
از جوی رفتہ باز نمی آید جب زیادہ لجاجت سماجت کی دوجی بار مرید سے کہا کہ لکھ (وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمومنین
ولا یزید الظالمین الا خسارا) جب لکھ چکا دیوان کو دیکر کہا لیجا مگر یقین جانتا ہون کہ تیرے پہونچنے تک وہ زندہ نرہیگا دیوان
نے نذر قبول فرمانے مین بہت سا اصرار کیا اوسنے کہا مجھے منظور نہین ہان فقراے حاضرین اگر چاہین نے لیوین آخر
اون لوگون نے لے لیا دیوان نے راستہ مین سنا کہ محمد امین خان جہان گذران سے چل بسا جب یہ خبر ممنو کو پہونچی خوشحال ہو کر
مسجد سے گہر گیا اور یہ کرامات اوسکی شاہجہان آباد مین مشتہر ہو کر موجب اعتقاد ہوئے

ممنو کا مرنا اور اوسکے اولاد کے باہم گہر منازعت کا ہونا

دو تین سال کے بعد ممنو جہنم واصل ہوا اوسکا بڑا لڑکا تما ممنو گدی پر بیٹھا لالچ تو بری بلاے ہوتی ہے اس شخص نے
تینون حصہ جو ممنو نے حین حیات رازداری کے واسطے دوجی بار اور تما ممنو وغیرہ کے مقرر کیے تھے جھگڑا کہڑا کیا ہرچند
دوجی بار نے سماجت کی کہ مجھ چند روزہ سے لڑائی اچھی نہین تما ممنو نے کچھ التفات نکیا دوجی بار نے کہ اوسکا دو الکر محرم
راز تھا لاچار ہو کر ایکروز جماعہ فقرا دونون مین کہڑے ہو کر فرمایا کہ یاران تم لوگ ممنو کا اور ہمارا خط پہچانتے ہو جو لوگ پہچانتے تھے
اونہین نے اقرار کیا جب اقرار ہو چکا جو مسودات کہ دونون نے باہم گر کی صلاح سے مرتب کیے تھے اور باہم صلاح و مشورہ
مین کم و بیشی دونون کے قلم سے ہوئی تھی نکالکر دکھلائی اور کہا کہ اس پیری کی بنیاد ممنو اور بندہ کی اعانت سے ہوئی ہے اگر خدا
کی طرف سے ہوتا کم و بیشی کی ضرورت نہوتی لوگون نے کاغذ کو دیکھکر دوجی بار کی باتین سنکر جو تین کچھ شعور رکھتا تھا متنبہ ہو کر منحرف
ہو گئے اور حاضرین جلسہ نے غیر حاضرون کو خبر پہونچا کر منحرف کر دیا کساد بازاری ہو گئی اوسوقت ضرور تا ممنو نے دوجی بار کو
اپنا مختار کیا لیکن وہ بات جاتی رہی چندروز کے بعد ممنو ہادی علی خان کے موضع مین جو اوسنے اپنی جاگیر مین دیا تھا
جا بیٹھا اور وہین مر گیا اوسکے بعد شاہ فقار سجادہ نشین ہوا

شاہ فخار کا حال اور پایان کار

شاہ فخار بفقر پابند اور خوش گفتار متواضع اور علوم متداولہ سے بھی ماہر تھا راقم نے اوسے اور اوسکے بھائی شاہ دیدار دوجی یار اور میر باقر خلیفہ اول و دوم تھے ان چارون کو دیکھا اور اسقدر کلامات دریافت کیے اور شاہ فخار محمد شاہ کے عہد مین ابتدائے احمد شاہ مین زندہ تھا اور محمد شاہ کے حضور مین آمد و رفت رکھتا تھا بعد نادر شاہ کے صحبت فقرا کا ذوق ہوا اور احمد شاہ کے عہد مین نواب بہادر جاوید خان کی مصاحبت مین پہونچا الہامات جاوید کی تالیف مین چند آدمی جو خوشامد کی راہ سے مصروف تھے یہ بھی شریک ہوا اور فخار بیشتر اسی موت پائی اور فخار بھی اوسط احمد شاہی مین مرا فخار کی آخر زمانہ مین اکثر اوسکے باپ کے مرید لوگ مرگئے اور اکثر منحرف کسیقدر رحمقا مریدی مین رہگئے تھے بعد رحلت فخار اور شاہجہان آباد کی خرابی کے چند آدمی ہنود کے اقربا مین رہگئے سو بنگالہ پہونچے میرن ولد جعفر علی خان ناظم بنگالہ جو مذہب سے بیگانہ تھا بنظر سفارش چند ہندیون کے مہربان ہوا اس فرقہ کے اخراجات کیواسطے پانچ روپیہ یومیہ مقرر کر دیے اونمین سے بھی چند لوگ مرگئے منجملہ اوسکے نمانمو دیار مع بعض عورات کے ہنوز کہ سنہ ۱۱۹۴ ہجری تک زندہ انتظار مالک کا کرتا تھا اور دوسرا اونمین سے کوئی باقی نرہا

محمد امین خان کا سفر کرنا اس جہان بیوفا سے اور اوسکی شدت عداوت اہلبیت پیغمبر آخر الزمان سے

جب محمد امین خان نے عارضہ مذکور زور لایا اور اطبا وغیرہ کی دوا اثر پذیر نہوئی آخر الامر اطبا کی یہ رائے ہوئی کہ حقنہ دیا جاوے مگر اجابت نہوئی منہ کی راہ سے فضلات برآمد ہوئی اور راہ عدم کی لی کہتے ہین کہ اس شخص کو اہلبیت اور حضرت ولایت مآب سے ایسی عداوت تھی کہ اس نے کسی شارک کو سنا تھا کہ کلمہ ولی اللہ کہتا ہے اوسکو طلب کر کے اوسکی زبان کٹوا ڈالی اور نیز مشہور ہے کہ اکثر کے زعم مین بعض مرحوم حضرت شاہ مردان کا دسترخوان کرتے ہین اوسمین غیب سے نشان ہوجاتا ہے جیسا کہ ہندوستان مین معمول اور مکرر مردان ہوشیار نے اپنی آنکھہ سے دیکھا اور یہ کرامات راقم نے بھی دیکھی تھی وہ بدبخت اس امر کو سنکے بیتاب ہوا زید و عمر کا نام لیکے ہم صحبتون سے کہا کہ مین بھی انکا دسترخوان کرتا ہون البتہ نشان ہوجائیگا اور بموجب ارادہ عمل فرمایا جب اسباب دسترخوان کا کسی خلوت گاہ مین آراستہ ہوا مع چند آدمیون کے وہان جاکر فاتحہ مقتدایان مذکور اور اپنے خود کے نام پڑھکر دروازہ بند کر دیا اور ایک عورت معتمد کو تعینات فرمایا تاکہ بعد تھوڑی دیر کے دروازہ کھول دے اور نشان دیکھے اطلاع کرے اتفاقا وہ عورت شیعہ مذہب تھی مگر اپنا ملت پوشیدہ رکھتی تھی بعد تھوڑی دیر کے جب اوسنے دروازہ کھولا دیکھا کہ ایک کالا کتہ دسترخوان پر بیٹھا ہر قسم کا کھانا کھا رہا ہے بشدت شعف سے خود داری نکرسکی دوڑکر کہا کہ نشان کی کون بات ہے خود بدولت تشریف لاکر تشریف تشریف[illegible] محمد امین خان مع ہمراہیون کے اوٹھکر چلا اور وہ عورت خوف جان سے گھبرا کر نکل گئی جب وہان پہونچا کتہ نظر آیا نہایت غضب سے عورت کی تلاش کی ہرگز وہ ملی ہمیشہ اوسکا جویان رہا تاکہ اس جہان گذران سے جاکر ملک عدم کو سدہارا اور یہ بھی نہایت مشہور ہے کہ جب سیر جلیہ نظر آیا

صوبہ داری پر مامور ہوا امرا حضئی سلام کو جاتے تھے نعمت اللہ خان مرحوم ولد روح اللہ خان بسبب ایام عاشورہ اور اشتغال مراسم تعزیہ داری کے چندروز نہ پہونچ سکا بعد انقضاے ایام مذکو حاضر ہوا اتفاقاً محمد امین خان حاضر مجلس تھا ایک طرف میر جملہ نعمت اللہ خان کے جا کر بیٹھا دوسری طرف محمد امین خان بیٹھا ہوا تھا نعمت اللہ خان نے عذر کیا کہ مجھے بسبب ماتم داری کے دیر ہوئی قصور غیر حاضری معاف فرمایا جائے محمد امین خان نے کہا کہ یہ کیا بات ہے یزید اور حسین بن علی دونون صاحبزادے تھے ہمین کب پہونچتا ہے کہ ایک کا ماتم کرین اور دوسرے کا نکرین نعمت اللہ خان نے جواب مین کہا کہ ہمارا صاحبزادہ مارا گیا اوسکا ماتم ہم کرتے ہین اور تمہارے صاحبزادے نے فتح پائی تم خوشیان کرو اس گفتگو مین خانہ جنگی کی نوبت ہوتی مگر میر جملہ نے درمیان آکر اصلاح کر دی

عنایت اللہ خان کا وزیر ہونا اور اوسکے عہد کی کیفیت

بائیسوین ربیع الثانی ۱۱۳۳ ہجری کو عنایت اللہ خان عالمگیری کو محمد امین خان کے مرنیکے بعد عہدہ وزارت ملا اسی عرصہ مین بحضور بادشاہ خبر لگی کہ نظام الملک بعد انتظام اورنگ آباد کے بعزم حضوری روانہ ہو کر نزدیک نرواپور کے پہونچا تھا کہ خبر فساد بیجاپور اور کرناٹک دافاغنہ وغیرہ کی سنکر لوٹ گیا اور عرضداشت راجہ ساہو کی مع پانسو اشرفی نذر مبارکباد کے ملاحظہ مین گذری سیف الدولہ عبد الصمد خان اپنے صوبہ لاہور کو رخصت ہوا اور قمر الدین خان اپنے باپ کے خطاب اعتماد الدولہ سے مخاطب ہوا معز الدولہ حیدر قلی خان بہادر کو فیروز جنگی کا خطاب ناصر جنگ کے عوض مین عطا ہوا اور سعادت خان بہادر جنگ اکبرآباد کی صوبہ داری سے معزول کیا گیا اور محمد خان بنگش آلہ آباد کی صوبہ داری کو رخصت ہوا شہر سے باہر نکلنے کے بعد کہ توجہ زیادہ طلبی جاگیر اور دیگر تکالیف مالایطاق کی مکرر معتوب ہو کر مورد تفضلات ہوا اسی عرصہ مین ازروے اخبار حیدرآباد کے معلوم ہوا کہ صوبہ کرناٹک مین ہشتم ماہ صفر کو دو مرتبہ ایسی غیر موسم بارش ہوئی کہ ندی نالے چڑھ گئے اور اس طغیانی بارش کے بدولت بارہ کوس تک اکثر موضع اور قصبا اور جانورون کی تباہی ہوئی اور نیز اسی عرصہ مین ایک پہاڑ پھٹ گیا جسکے صدمہ سے اکثر جانور ضایع ہو گئے اثر آبادی باقی نرہا ایکروز بادشاہ نے شکارگاہ مین بزبان ترکی اعزخان کی تعریف کی اور دو تین روز کے بعد پنجہزاری دوسری کے اضافہ ہزاری پانصد سوار اور نقارہ وسرپیچ عنایت فرمایا چند روز کے بعد ہزاری ہزار سوار اور بہادری کا خطاب ملا صوبہ اکبرآباد کے سوانح سے آگہی پائی کہ دلیر خان جو محمد خان بنگش کا منشی تھا ماہ رجب کے اخیر مین مع دو ہزار سوار کے واقع سودہ مودہ تعلقہ بوندیل کھنڈ جبکہ وہان کے زمیندار سے معاملہ جاگیر مین گفتگو ہو رہی تھی اور لڑائی ہوئی اور دلیر خان مع سات آٹھ سو سوار پیادہ کے مارا گیا پسر محمد خان بنگش کو خلعت اور سرپیچ باتمی لطف ہوا

راجہ اجیت سنگہ راٹھور سے منازعت کا ظہور مین آنا اور بلا زبان شاہی کا سستی کرنا

جب راجپوت اور گجرات اور احمدآباد کی رعایا راجہ اجیت سنگہ کے ظلم وجور سے دربار حضور مین مستغیث ہوئے چونکہ اول تو وہ کہنہ تھا جو

وہ امیر الامرا اور قطب الملک کا رفیق ہوا تھا دوسرے راجہ کو بھی مذہبی تعصب تھا دونوں صوبہ راجہ مسطور سے تغیر کر کے گجرات کی صوبہ داری مع امینی اور دیوانی اور فوجداری کل محالات خالصہ صوبہ مذکورہ کی معز الدولہ حیدر قلی خان کو عطا ہوئی اور کاظم خان شجاعت خانی کو جو احمد آباد کے متعینہ منصبداران میں تھا صوبۂ گجرات کی نیابت ملی اصل و اضافہ سے سہ ہزاری اور دو ہزار سوار کر کے شجاعت خان خطاب عطا فرمایا علم و نقارہ سے بھی سرفراز کیا گیا اور مرتضی قلی بیگ اوسکا بھائی اضافہ ہزاری پانصد سوار اور خطاب رستم علیخان سے سرفراز ہوا اور فوجداری پرگنات بروده کی نیابت ملی اور راے رگھناتھ دیوان حیدر قلی خان بھی مورد عنایت اور اضافہ منصب ذات و سوار سے معزز ہوا اور واسطے بندوبست مالی بندر سورت اور صوبہ مذکور کی رخصت دی سرکار مراد آباد کی فوجداری معز الدولہ کے تغیر سے اعتماد الدولہ نے پائی اور صوبہ اجمیر مظفر علیخان کو جو صمصام الدولہ کا متوسل تھا اور راجہ جے سنگھ سوائی سے بھی نفرت رکھتا تھا خلعت مع پہنچ مرصع اور ہاتھی عطا کر کے مرخص فرمایا عطیہ اللہ خان ولد عنایت اللہ خان بخدمت داروغگی ڈاک اور فضل علی خان داروغگی فیلخانہ پر مقرر ہوا خلعت عنایت ہوا اسد اللہ خان کو جو نظام الملک کے پاس آیا تھا بموجب تجویز نظام الملک کے خلعت عرضی عطا فرمائی احمد آباد کی اخبار سے ظاہر ہوا کہ جب راجہ اجیت سنگھ کے عزل کی خبر اوسکے نایب کو پہونچی اور نیز یہ خبر پہنچی کہ ہنوز شجاعت خان نے نیابت کی سند نہیں پائی نایب نے چاہا کہ صوبہ کو تاخت و تاراج کر کے نکل جائے مہر علیخان اوسجگہ کی بخشی معزول کے جو خسر اور راجہ کا نایب اور آخر کو اوسکے محاسبہ سے آزردہ رہا کرتا تھا اور حیدر قلیخان اور صفدر خان بابی اوس کے ملول تھے لیکن ہر دو باہم متفق ہو کر اس نظر سے کہ اوسی راجپوت کی تعدی حیدر قلی خان کی خوشنودی سے بدل ہو جائے اور حسن خدمت اوسکی حیدر قلی خان کو معلوم ہو کسیقدر افاغنہ اور رعایاے شہر کو متفق کر کے نایب کے سر پر چڑھ گئے اور بعد زد و خورد کی نایب کو مغلوب کر کے حویلی میں محصور کر دیا اور وہ صفدر خان کے بھانجے کی مدد سے بکمال خفت شہر سے نکل بعض مواضع مابین راہ پر دست درازی کر کے اپنے وطن اصلی جودہ پور کو چلا گیا اور مہر علیخان اور صفدر خان بعد دلجمعی کے ناہر خان دیوان احمد آباد کو جو کہ رفقاے سادات میں تھا پیغام دیا کہ خزانہ موجودہ حاضر کرے اور مجال دخل سے ہاتھ اوٹھائے چونکہ یہ شخص جمعیت فراوان رکھتا تھا بعذر عدم سند لڑائی پر آمادہ ہوا اسی ضمن میں شجاعت خان مع دستاویز مہر معز الدولہ حیدر قلی خان کے مفصل سے پہونچا اور ناہر خان نے صلح کی شہر سے نکلا سید نصرت یار خان بارہہ صوبہ دار عظیم آباد رکن الدولہ کا خطاب مع اضافہ ہزار سوار دو اسپہ کے عنایت ہوا اور شیر افگن خان نے عزۃ الدولہ کا خطاب اور ملتان کی صوبہ داری پائی سوانح اکبر آباد سے عرض ہوا کہ تین چار قلعہ مامن مفسدان اطراف متھرا اور دار الخلافت کے اثناے راہ میں واقع تھی سعادت خان بہادر بہادر جنگ نے بعد محاصرہ اور مقابلہ عظیم کے جنمیں قریب چار سو نفر کے سعادت خان کیطرف سے مارے گئے تسخیر کر لیا خلعت اور خنجر مرصع مع فرمان کے صادر ہوا ہر چند محمد شاہ چندان اپنے امور پر متوجہ نتھا مگر معدلت گستری کی ساعت کیواسطے ایک زنجیر ہوائی کہ مثمن گوشہ کے برج مثمن سے ملحق ہے اور ایک کنارہ اوسکا دریا کے اوس پار ہے اور منادی کرا دی جسکو استغاثہ کرنا ہو برج مذکور کے نیچے آ کر زنجیر ہلائے داد دیا جائیگا ۹ شوال کو جشن معمولی شہر سکرو خیرات سے

اس سال مین مظفر علیخان جو اجمیر کی صوبہ داری پر مامور ہوا تھا بسبب عسرت و بے سرانجامی کے ہنوز قصبہ داری سے
کہ چوبیس کوس دار الخلافت سے واقع ہے نکلنے نہ پایا تھا کہ خبر آئی کہ راجہ جودہپور تیس ہزار سوار سے اجمیر کو آتا ہے جس خبر سے بعد
چند روز مقیم رہا اور اجیت سنگہ نے اجمیر مین داخل ہو کر منادی کرا دی کہ قصائی وغیرہ اہل پیشہ بلا اندیشہ اپنے
کام مین مصروف رہین اور اظہار جمعیت اسلام کیواسطے موذن مسجد کو طلب کر کے رواج رسم مذہب کی تاکید کی اور اکثر
مسجدین اجمیر کی بنائین بعد ازان عملہ اور ارکان بادشاہی کو حاضر کر کے قول نامہ اور فرمان بادشاہ کا متضمن نشان پنجہ دکھلایا
جسمین یہ عہد تھا کہ دونون صوبہ اجمیر و احمد آباد کے بقائے عمر دولت محمد شاہ تک بحال رہینگے اور نہ فرمان عہد نامہ اوسوقت
ملازمت اجیت رفیع الدولہ کیا اور روشن اختر محمد شاہ کی سلطنت کا شہرہ ہوا تھا نظر برانیکہ راجہ کو جو سادات کا رفیق ہے اسطرف
بلانا چاہیئے والدۂ بادشاہ نے لکھوا کر بھجوا دیا الغرض بعد دکھلانے کے اوسکی نقل مع اپنے عرائض کے مصحوب دیوان
بادشاہی صمصام الدولہ اور روشن الدولہ کے پاس مع عرضی حضور بھیجی اس مضمون سے کہ اگرچہ دونون صوبون کا تغیر
خلاف عہد و پیمان ہے مگر صوبہ داری احمد آباد کی بنا بر مرضی حضور نذر ہے مگر صوبہ اجمیر میری عزت و آبرو کیواسطے بحال رہنا عین
خاوندی ہے درصورت بے آبروئی اہل غیرت کو جان تک عزیز نہین امیدوار ہون کہ دونون صوبہ مجھے معاف ہون ذی الحجہ کی
مہینے مین بادشاہ بیگم دختر عالمگیر بادشاہ جسکا نام زیب النسا تھا اس جہان فانی سے گذر گئی بعد ورود عرائض راجہ کی صمصام الدولہ
نے نظر قلت زر اور صرف کثیر کے صلح کر لی اور کہا کہ چونکہ صوبہ اجمیر مین اکثر بزرگون کے مزار اوس دار الخلافت سے ملحق ہین راجہ کو
تمام صوبہ گجرات بحال رکھنا چاہیئے اور اجمیر کسی مسلمان کو دینا لازم ہے اور بادشاہ خصوص حیدر قلیخان کا ارادہ یہ ہوا کہ اوسکی
تادیب و تنبیہ کرنا چاہیئے بعد مصلحت بسیار کے کہ کسی امراء حضور نے اوسکی مہم منظور نکی حیدر قلیخان کی تجویز سے سعادتخان بہادر کو
اکبر آباد سے بتاکید بلایا سعادتخان بموجب حکم پہونچنے کے جرأت کر کے آخر ذیقعدہ کو حاضر ہوا اور اپنے کارکنان لشکر کو حکم دیا کہ سرانجام
کا سامان انجام جلد پہنچے سے پہونچنے کے بعد ملازمت حیا کہ استدعائے اسباب مہم کی درمیان نہین لائے لیکن بعض امرا نے
رفاقت سے پہلو تہی کی اور حضور سے بھی کسیقدر اعانت مین قصور ظاہر ہوا لاجرم فسخ عزیمت بظاہر ہوئی اسی ضمن مین خبر پہونچی
کہ مظفر علیخان نے بسبب عسرت اور تہیدستی سپاہ کے تقاضائے تنخواہ سے مجبور ہو کر دو تین موضع معتبر نواح اجمیر کے لوٹ لیئے
اور اونکا مال اور مواشی بھی غارتگران لشکر لیگئے اور تقاضائے تنخواہ بدستور جاری رہا انجام بیچارہ نے ہاتھی گھوڑے دیکر نجات
حاصل کی اور سپاہ ملازم کے خوف اور راجپوتانہ کے غلبہ سے امبیر مین نایب راجہ جے سنگہ کے پاس گیا اور
خلعت اور فرمان صوبہ داری صمصام الدولہ کے پاس واپس کیا اسی حالت مین دونون لڑکون راجہ اجیت سنگہ نے
مع فوج کثیر پانچ چار دیہات بادشاہی لوٹ لیئے اور اوسی قرب مین مفسدان اور زمینداران اوس نواحی نے آشوب
زمانہ اور اجیت سنگہ کے کارخانہ پر نظر کر کے قصبہ نارنول پر یورش کی بایزید خان وہان کا فوجدار جو گشت کے واسطے
نکلا تھا اونکے مقابلہ سے بھاگا اور اوسکا بھائی جو قصبہ کو تین تھا حرکت مذبوحی کر کے ناموس کا رفیق ہوا نارنول کے شہر

نام و ننگ کے لیے لڑے اور اپنے ناموس کو جوہر کرکے شہید کردیا مفسدون نے تمام قصبہ اپنے دلخواہ لوٹا کوٹا اکثر عورت
و مرد کے بدن میں نہ چھوڑا اور ایک جماعت کو قید بھی کر لیگئے اس خبر کے بعد صمصام الدولہ نے راجہ اجیت سنگھ کی تادیب اپنے
ذمہ لی پیش خیمہ روانہ ہوا لیکن چونکہ ابتدا سے درمیان مغل اور صمصام الدولہ کے نفاق تھا اور نیز قلت زر کا بھی خیال تھا
لیت و لعل میں گذرانتا تھا اور حیدر قلی خان نے باوجود بد مزاجی سابقہ کے جو خاندوران سے تھی اس مہم میں یکدل ہو کر رفاقت
کے بارہ میں سخت سخت قسم کی اور سوگند کھائی اور یکجان و دل بیعت منظور کی اور اپنا خیمہ باہر نکالکر اولی اختیار کی خاندوران
صمصام الدولہ نے اجیت سنگھ کے لڑنے میں صلاح نہ دیکھی خلوت میں بادشاہ سے کہا کہ خدانخواستہ اگر وہ فتحیاب ہو تو تدارک
اسکا نہایت مشکل ہوگا اور درصورت اپنی فتح کے اگر راجہ کوہستان دشوار گذار میں فرار کرے تو ایسا روپیہ کہان ہے کہ اوسکا تعاقب
کیا جاوے فی الحقیقت بموجب قول مشہور کہ خفین اوخیان میں رکھکر قدم ٹہرایا قمر الدین خان نے جب کمر عزم کی باندہی اس مہم کا متکفل ہوا
اور قطب الملک و نجم الدین علیخان کی بالائی کا مستدعی ہوا یہ امر بادشاہ کو ناگوار ہوا اور دیگر ارکان دولت کو بھی نامنظور تھا اس کے عدم قبول
سے اوسنے بھی فسخ عزیمت کی اوسوقت میں ایلچی کی تاہیات درمیان میں دیکھکر خاندوران خان مختار کی آمد و رفت موقوف کردی
بادشاہ نے مدار المہاموں کی صلح و آشتی مقدم جانی ہر ایک کی رفع کدورت فرمائی اور ارادہ مہم راجہ اجیت سنگھ کا اوٹھا
ظاہراً صمصام الدولہ کے نوشتہ متضمن دلجمعی راجہ کے پاس پہونچے اور وہ اپنے ارادہ فاسد سے باز رہا اس ضمن میں خبر
آمد آمد نظام الملک کی جو کہ بعد بندوبست کرناٹک اوائل ذی الحجہ کو اورنگ آباد میں داخل ہو گیا تھا اور وہاں اورنگ آباد سے
۲۰ ماہ مذکور عازم حضور ہوا اور برہانپور میں پہونچکر دیانت خان جو کہ سابق دکن کی دیوانی پر حضور سے مامور تھا خلعت و فیل
عطا فرما کر اوسی کام پر رخصت دی اور خود حضور میں چلا اس خبر سے کل تدابیر مہم وغیرہ اوسکے آنے پر ملتوی ہوئیں پشاور
و کابل کی وقایع سے واضح ہوا کہ مبارز الملک سربلند خان نے خانہ زاد خان اپنے لڑکے کو کابل بھیجا تھا اور وہ بعد
بندوبست پشاور کے باپ کے پاس آیا تھا واقع منزل عریض کیمحامین خان ولد خانخانان مرحوم غارت ہوا تھا افغان سدراہ
ہو کر لڑے بڑی لڑائی ہوئی خانہ زاد خان نے اپنے ہمراہیون کے ساتھ اچھی جانفشانیان کین اور شیخ مجاہد جو کہ
ہراول کا جماعہ دار تھا زخمی ہو کر قید ہوا قریب سات آٹھ سو نفر کے کام آئے سربلند خان کی فوج کی ہزیمت ہوئی اور خانہ زاد خان
کی سواری کے دو گھوڑے بندوق سے غلطان ہوئے خانہ زاد خان کو بھی زخم پوست مال پہونچا جب جانا کہ کیا مجال اقامت
نہین ناچار چند آدمیون کے ساتھ راہ فراری اور تمام فیلان اور توپخانہ وغیرہ پٹھانون نے لوٹ لیا اور عبد الصمد خان
اس سبب سے کہ زکریا خان اوسکا لڑکا کشمیر کا صوبہ دار ہوا تھا اشرف الدین ولد محتوی خان کے شور و فساد
اور نایب مذکور کے مغلوب و محصور ہونے کی خبر سنکر تین چار ہزار سوار مغلیہ وغیرہ سے بطور یلغار آپہونچا اور اشرف الدین خان
خوف ہو کر مقابل نہ آیا بے لڑے بھڑے منفعل اور نادم حاضر ہو کر اظہار الاطاعت کی ہوا فسادی تسکین پائی عبد الصمد خان نے
کل منصب اور متعینہ اور توپیہ دلاور وظیفہ خوار ون کو اس فساد انگیزی کے پاداش میں مساحت کر کے اونکی جاگیر

اور مدد معاش ضبط کرلی

ذکر تولد صبیہ حرم سرائے شاہی مین اور ملکہ زمانی کی کتخدائی محمد شاہ سے

۲۹ محرم الحرام ۱۱۳۳ ہجری کو پنجشنبہ کے روز وقت شب محمد شاہ کے گھر مین لڑکی پیدا ہوئی اور سہ شنبہ کی رات کو ۱۹ صفر ۱۱۳۴ ہجری مین محمد شاہ بادشاہ کی شادی ملکہ زمانی دختر محمد فرخ سیر سے بکمال زیب و زینت عمل مین آئی اور طالع اسد مین نکاح پڑھایا گیا آرایش و آتشبازی و رقص و سرود ہندوستانی طور پر بڑے کر و فر سے ہوا اور ملکہ مذکور داخل سرای شاہی ہوئی

نظام الملک کا حضور مین آنا اور وزارت پر مامور ہونا

نظام الملک بعد بندوبست ممالک دکن و جمعی صلاح فساد کرناٹک وغیرہ سے کوچ کرکے حاضر حضور ہوکر روز پنجشنبہ ۱ ربیع الثانی سنہ مذکور کو شرف ملازمت ہوا پانچوین جمادی الاولی یکشنبہ کو روز دوپہر کے وقت عہدہ وزارت اور عطائے خلعت چارقب اور قلمدان سے سرفراز ہوا شنبہ کے روز تیسری جمادی الاخری سنہ مذکور کو جشن نوروز حسب معمول ہوا بادشاہ کا لقب ابو المظفر سے تبدیل ہوکر ابو الفتح ناصر الدین مقرر ہوا پنجشنبہ کے روز چھٹوین رجب کو دیوانی خالصہ راجہ گوجر مل کو ملی اور یکشنبہ کو شیخ سعد اللہ نے دیوانی تن پائی لیکن بعض امرائے حضور نے خصوص حیدر قلی خان اکثر مقدمات مالی اور ملکی مین برخلاف رائے آصف جاہ کے دخل دیتا تھا بادشاہ نے آصف خان کی پاس خاطر ضروری سمجھی حیدر قلی خان کو گجرات کی صوبہ داری پر رخصت کیا حیدر قلی خان نے وہان جاکر ایسا بندوبست کیا کہ کسیکے عہد مین نہوا تھا نظام الملک نے جو امیر دیرینہ سال مزاج گرفتہ جاہ طلب صاحب اقتدار تھا بعد وزارت کے چاہا کہ اپنے خاطر خواہ رتق و فتق ہوکر انتظام کرے اور بادشاہ کو بھی گرانباری اور وقار اور تہذیب اخلاق اور تقسیم اوقات اور تادیب اتباع اور انفصال مقدمات وغیرہ امور سلطنت مین تعلیم کرتا تھا اور بادشاہ کو جوانی اور دولت کی غرور مین اچھا معلوم نہوتا تھا امرائے دیگر خصوص صمصام الدولہ اور خود نظام الملک اپنی کساد بازاری کو حضور مین نہین چاہتے تھی ہمیشہ اسیطرح کشمکشی مین وقت بسر ہوتا تھا تاآنکہ بعضے امراء اور خواجہ سراؤن کی تحریک سی حیدر قلیخان نی اپنے حد سے پیر بڑھائے چونکہ وہ بھی مرد شجاع جاہ طلب صاحب جرآت تھا صوبہ گجرات مین خوب سا روپیہ تحصیل صوبہ اور جاگیر اور ضبطی خانہ عبد الغفور بوہرہ سے بہم پہونچایا جسکا حساب کروڑون سے گذر گیا اسقدر دولت پاکر غرور پیدا کیا کہ اپنے دل مین یہ خیال کرتا تھا کہ امیر الامرا حسین علیخان بہادر کی مرتبہ پر فایز ہونگا امرای حضور کے اغوا سی بعزم استیصال نظام الملک روانہ ہوا ادھر بادشاہ اور دیگر امرا بھی نظام کے نکالنے مین اس ارادہ سے خوش ہوے کہ نظام الملک کے ہاتھون سے امیر حیدر قلی خان کا گجرات سی عزل کردیا اسی عرصہ مین واقعہ شب دوشنبہ غرہ محرم کو کہ صبح کاذب کے قریب ملکہ زمانی کے بطن سے دختر پیدا ہوئی دوشنبہ کے روز ۱۵ محرم ۱۱۳۵ کو صوبہ داری گجرات کا خلعت نظام الملک کو حیدر قلی خان کے بدلے مین عطا ہوا اور

پنجشنبہ کے روز دوم ماہ صفر سنہ مذکور کو دوپہر کے بعد نظام الملک احمد آباد گجرات کو روانہ ہوا

مارا جانا نیل کنٹھ ناگر نایب سعادت خان بہادر کا اکبر آباد مین اور صوبہ اکبر آباد راجہ جے سنگھ کو ملنا اور چورامن کی مہم فتح ہونا

حاصل برہان الملک سعادت خان بہادر کو علاوہ صوبہ اکبر آباد کے صوبہ اودہ جو راجہ گردھر سے متعلق تھا مقرر ہوا برہان الملک ساتھہ بند و بست صوبہ جدید اپنے کے روانہ ہوا اور اپنے نیل کنٹھ اپنے نایب کو اکبر آباد مین چھوڑا ایک روز نیل کنٹھ ہاتھی پر سوار راہ مین چلا جاتا تھا کسی عمدہ زمیندار کے اشارے سے ایک جاٹ درخت پر نہایت دلجمعی سے بیٹھا ہوا تھا برابر پہونچتے ہی اوسنے اپنی بندوق ماری کہ تو آر چھاتی سے پار ہو گئی برہان الملک عازم تھا کہ دونون صوبہ کا مالک ہو کر اپنے نایب کا انتقام لے صمصام الدولہ نے فرصت پا کر صوبہ اکبر آباد کو برہان الملک سے تغیر کر کے جے سنگھ سوائی کو دلوا دیا اور برہان الملک کو فقط اودہ کی صوبہ داری ملی راجہ جے سنگھ بعد عطاے صوبہ داری اکبر آباد کے چورامن جاٹ کی سزا پر مامور ہو کر اوسکے اخراج پر آمادہ ہوا بدن سنگھ اپنے بھتیجے کو موافق کر کے ایک مدت تک اوسکی فکر مین مصروف رہا تا آنکہ محکم سنگھ نے اپنے باپ چورامن کے روبرو خلاف شان پسر کے گستاخی کی باپ کو خفت ہوئی مگر شفقت پدری سے درپے انتقام نہوا لیکن مارے رنج کے زہر کھا کر ہلاک ہو گیا محکم سنگھ نے بجاے پدر بیٹھکر استمالت رعایا کر کے مہم راجہ جے سنگھ کو اسطرح طول دیا اور بدن سنگھ نے خوب تالیف قلوب کر کے رفقاے محکم سنگھ کو موافق کر لیا محکم سنگھ اس حال سے ماہر ہو کر قلعہ خالی کر کے بھاگا ۹ صفر ۱۱۳۵ ہجری پنجشنبہ کی شب مذکور قلعہ تھون فتح ہوا اور بدن سنگھ بجاے محکم سنگھ کے مقرر ہوا اور راجہ گردھر بہادر صوبہ مالوہ پا کر اوجین مین پہنچکر انتظام کرنے لگا

حیدر قلی خان اور نظام الملک کے شوریدگی انجام کو نظام الملک کا غالب ہونا

بہ طبق تحریر بالا نظام الملک کو جب صوبہ گجرات تفویض ہوا بعزم تسخیر اوس ملک کے روانہ ہوا اور سامان سرانجام مناسب ترتیب دیکر اثناے راہ سے سوچا کہ حیدر قلیخان کے ملازمین کو منحرف کر دے اور خط خطوط کے سلسلہ سے اکثر ملکی افواج کو جو کہ افاغنہ و بابی اور غزنی اور بہنی کے لشکر مین جو کہ اس قوم سے تھے بہتون کو اپنی طرف مایل کر لیا اور حیدر قلیخان سے منحرف کر دیا چنانچہ شجاعت خان و رستم علیخان و مہر علیخان گجراتی و صلابت خان و زبردست خان بابی و اسد خان غزنی و دیگر سرداران بہنی و بلیدی تو اوسکے اوس سے متفرق ہو گئے اور نظام الملک نے جماوہ تک قریب گجرات کے پہونچ گیا معز الدولہ حیدر قلیخان ان احوال کے مشاہدہ سے گھبرا گیا سعادت کی تاب ساتھہ آصفجاہ کی نہ دیکھی مالیخولیا کی علت پیدا ہوئی رفقاے دیرینہ اوسکے عماری مین بیٹھا کر حضوری کی راہ لی آصفجاہ گجرات پہنچا وہان کے انتظام مین مصروف ہوا بعد فراغ انتظام صوبہ کی صوبہ گجرات اپنے چچا حامد خان کو جو نایب ... جنگلی

کے نام سے مشہور تھا حوالہ کیا اور خود صوبہ مالوہ کے بندوبست کو جو بر دہر کے تغیر سے اسے ملا تھا آیا اور یہان کا انتظام
کرکے عظیم اللہ خان اپنے بھتیجے کو نیابت مین چھوڑکر حضور کو معاودت کی حیدر قلی خان مع زر و مال حاضر حضور ہوکر
چند روز معطل رہا انیسوین جمادی الاخری ۱۱۳۵ھ کو جشن نوروز ہوا اور اسی روز شکوہ سیر نے رحلت فرمائی اور گیارہوین
رجب سنہ مذکور کے سنیچر کی شب کو روشن آبادی محمد شاہ کی بیگم کے شکم سے صبیہ جہان افروز بانو بیگم نام پیدا ہوئی
ظاہرا حیدر قلی خان بعد معاودت گجرات کے نظام الملک کی غیبت مین مورد مراحم شاہانہ ہوا چونکہ اجیت سنگہ کی
تادیب ملحوظ تھی صوبہ داری اجمیر کی ملی اور حیدر قلیخان نے بھی بسبب شجاعت اور اگلی عداوت کے جو اجیت سنگہ
سے تھی قبول کی اور حسب الامر اوسکی مہم پر روانہ ہوا آخر شعبان سنہ مذکور کو راجہ مذکور بھاگا اور اسی سال مین سید قاسم
کوتوال کے لڑکے کو کسی نے سرخ پوش سنگے جماعہ مین سے مار ڈالا اور قاتل بھی مقتول کے زخم شمشیر سے مجروح
ہوا اتوار کے روز غرہ شوال سنہ مذکور کو نظام الملک بعد فراغ انتظام مالوہ و گجرات کے ملازمت مین آیا اور پنجشنبہ
سوم ذیقعدہ سال مذکور کو چار گھڑی گذرنے پر محمد شاہ کے لڑکا پیدا ہوا اور زمستان اثنا محرم ۱۱۳۶ھ سحر مین ستارہ ذوذنب
برج دلو مین نمودار ہوکر دس بارہ روز تک آشکار رہا اور اسی مہینے مین بادشاہ کی لڑکی نے انتقال فرمایا—

بادشاہ سے نظام الملک کا آزردہ ہونا اور قمر الدین خان ولد محمد امین خان کو وزارت ملنا

ارکان سلطنت مانند اعتماد الدولہ قمر الدین خان بخشی دوم اور داروغہ غسلخانہ اور صمصام الدولہ امیر الامرا بخشی اول
اور صاحب رسالہ شاہی اور اعلی شاہی اور روشن الدولہ ظفر خان بخشی سوم اور سید صلابت خان بخشی چہارم اور خانسامان
عزت الدولہ شیر افگن خان اور اوسکے بعد اوسکا بھائی لطف اللہ خان بہادر رسالہ دار سلطانی اور صدر الصدور میر جملہ ترخان
اور ناظر اور داروغہ صرف خاص حافظ خدمتگار خان خواجہ سرا عالمگیری اور بعد اوسکے روز افزون خان اور دیوان
خالصہ راجہ گوجرمل اور اوسکے بعد اشرف الدولہ ارادتمند خان اور بعد ازان راجہ تجمل اور دیوان تن شیخ سعد اللہ اور
میر آتش اول حیدر قلیخان اور بعدہ سعد الدین خان اور بعد ازین حیدر قلی خان اور پس ازان مظفر خان برادر صمصام الدولہ
اور داروغہ جواہر خانہ برہان الملک اور اوسکا باپ احمد قلیخان اور میر توزک اول امین الدولہ اور دومی داور داد خان
اور داروغہ گرز داران مبارز خان اور اسکے بعد اعز خان اور داروغہ خاص جلو اور جلو خانہ قدیم میر حسن خان کوکہ اور
عرض مکرر یعنی احمد خان کوکا اور داروغہ مہر فیض علی حامد خان داروغہ فراش خانہ نور علی قور بیگی اور بخشی احدیان
معز خان برادر روشن الدولہ بخشی شاگرد پیشہ متانت اللہ خان راسخ ولد خان صادق قراول بیگی آلہ وردیخان اور خدمت جیب خان
فیض کی بہرور خان کو اور جیب خاص کی جاوید خان خواجہ سرا اون کو جواہر خان داروغہ جواہر خانہ نجابت خان داروغہ باورچیخانہ و
داروغہ قہوہ خانہ فضل علیخان داروغہ فیلخانہ سید قطب الدین علیخان تیکھوری داروغہ حبشی یاسین خان داروغہ سرخ پوشان قولاان

الہ یار خان قلعہ دار شاہجہان آباد قایم خان ولد روشن الدولہ داروغہ وقائع کل و ڈاک حکیم معصوم علی خان داروغہ سوانح ہر ایک ایک کام پر مقرر تھی لیکن روشن الدولہ دخیل مزاج بادشاہ ہو کر سرآمد کار مقدمہ خلائق کرتا تھا اور شاہ جان محمد فقیر کے لڑکی کوکی نام نے محمد شاہ کے حضور مین نہایت ادب حاصل کیا بادشاہ کا قلمدان اوسکے سپرد تھا بادشاہ کی طرف سے صاحب دستخط تھی محل کے اندر حاجتمندون کی عرضی توقیع کرتی تھی عقلمند بینا ایسے امر سے حیرت زدہ ہوکر یہ نکتہ گاتی تھی رباعی نوبت زکیان بہ ماکیان افتادہ است ؞ بازوی شگرفی بمیان افتادہ است شاید کہ سپہر سفلہ بقصد نشاط ؞ شمشیر زدن بدرت زنان افتادہ است ؞ بادشاہ چونکہ جوان اور کم جرات تھا عیش و عشرت مین پڑا رہتا ہان کوئی ایسا ہی کار سخت و ضروری ہوتا تو البتہ اسطرف متوجہ ہوتا او عمدۃ الملک امیر خان وغیرہ امرا اور امرازادہ خوشطبع و رنگین مزاج کی طرف طبیعت کو اپنے رغبت دی کار سلطنت سے بیغرض تھا اس سبب سے کچھ کچھ خوف وہراس امر ایکے عوام کے دلون سے دور ہونے لگا ہر شخص اپنے اپنے خیالی پلاؤ پکانے مین مصروف ہوا بجائے خود دم استقلال بھرتے تھے و نظام الملک چاہتا تھا کہ بادشاہ اوسکی رائے کے بموجب تعمیل کرے اور صحبت رنگین مزاجان نازنین منش و اختیار مدار المہامی زنان نازک سرشت مثل کوکی وغیرہ دل بادشاہ اور کاروبار ملکی مالی سے نکل جاوے اس سبب سے ہر ایک امیر و امرا اور بادشاہ اسکے طرف سے بدظن اور مسخرگی کرتے تھے او غیبت مین اوسکے حق مین کلمات رکیک زبان پر لاتے تھے ایسے وجوہ سے نظام الملک ملک دکن اور گجرات کو عازم ہوا چندے آمد و رفت دربار کی موقوف کر کے گھر مین بیٹھ رہا محمد شاہ اوسکے مافی الضمیر سے آگاہ ہو کر تالیف قلوب مین متوجہ ہوا قصد یہ تھا کہ مجھسے راضی ہو کر جاوے اوسنے بھی یہ ارادہ معلوم کیا بہت واسطہ و وسایل درمیان لا کر دفع رنج ظاہری کیا پس نظام الملک دوشنبہ کے روز مطابق دوم ماہ صفر ۱۱۳۶ ہجری کو مشرف ملازمت ہو کر ساختہ مہربانیوں سے خوشنود ہوا

مبارز خان صوبہ دار برہانپور کو آصفجاہ پر ورغلانا اور مبارز خان کا مارا جانا

امرائے حضور نے آصفجاہ کی آزردگی پا کر شقہ خاص بادشاہی نہایت اخفا کے ساتھ مبارز خان ناظم برہانپور کے نام صادر کیا کہ اگر ممکن ہو صوبہ ہائے مذکور آصفجاہ کے گماشتون سے چھین لیوے او عنقریب نظامت دکن کا فرمان صادر کیا جاویگا اودہر نظام الملک نے امرائے حضور کی فتنہ انگیزیون سے اطلاع پا کر مخالفت آب و ہوائے شاہجہان آباد کا اظہار کیا اور ناسازگاری عناصر مرادآباد کی بیان کر کے بہ بہانہ سرکار سے اودہر کی رخصت حاصل کی اور روز یکشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱۳۷ ہجری کو تھوڑی دور اودہر جا کر سیدہی دکن کی راہ لی اور یلغار کر کے ملک دکن مین جا پہونچا اور مشغول ارتجا اسباب کارزار و پیکار کا ہوا مبارز خان طمع دنیوی مین آ کر باتفاق ابراہیم خان برادر داؤد خان پنی اور اولاد شیخ نظام اور شیخ منہاج سرداران دکن کے جو آصفجاہ کے دشمن تھے بعزم مقدم آصفجاہ برآمد ہوا آصفجاہ برادرزادہ مبارز خان نے اگلی باگ

لڑائی کو اوٹھکر اہوا اور پنجشنبہ ۲۴ محرم الحرام ۱۱۳۷ کو سخت لڑائی ہوئی چار ہزار مرد خنجر گذار و چار ہاتھی مارے گئے آصف جاہ کو فتح نصیب ہوئی مبارز خان مع رفقا کے عدم کو روانہ ہوا آصفجاہ نے اس فتح کی عرضی مع فہرست نام مقتولان و اموال سوختہ اور اشرفی نذر مبارکباد کی ارسال حضور کی اور خود فارغ البال سب صوبجات دکن پر متصرف ہوکر دیگر امرائے دون ہمت اور بادشاہ کم جرات ہوا اور قمر الدین خان بعد سات مہینے کے جملۃ الملکی اور وزارت پر سرفراز ہوا اور اوسنے استمزاج آصف جاہ کا قبول کرکے کہا

حیدر قلی خان کا اجمیر سے آکر میر آتشی حضور پر سرفراز ہونا

آصف جاہ اور بادشاہ کے صحبت کی ناچاقی روز بروز بدید ہوئی ہرچند دونو طرف سے دلجوئی ظہور مین آتی تھی خصوص بعد جنگ مبارز خان کے کہ کسیقدر پردہ اوٹھہ گیا تھا بادشاہ نے حیدر قلی خان معز الدولہ کو مخلص یکرنگ مرد شجاع سمجھکر اپنے پاس طلب کیا اور وہ جمعہ کی روز چودہوین ۱۴ ربیع الاول سنہ مذکور اجمیر سے روانہ ہوکر دو گھڑی دن چڑہے مستفیض ملازمت ہوا امیر آتشی کی خدمت مع خلعت عنایت ہوئی اور سعد الدین خان تورانی جو آصف جاہ کا متوسل اور دست گرفتہ تھا خدمت مذکور سے برطرف کیا گیا اور نیز راجہ گردہر بہادر کہ بعد اولی نظام الملک کی تغیری پر مالوہ کا صوبہ دار ہوکر ملک اوجین کو گیا او جیسا کہ چاہیے منتظم ہوا اعظم اللہ خان جو نظام الملک کی طرف سے وہان پر کارفرما تھا شاہجہان آباد کو چلا آیا

آصف جاہ نے اپنے چچا حامد خان کو باغی ہونے پر آمادہ کیا

آصف جاہ نے بعد فتح اور مشاہدہ حرکات امرائے حضور کے پیلاجی اور کنہاجی سرداران مرہٹہ کو اپنے چچا حامد خان سے موافق کرکے اشارہ کیا کہ تعاقب اختیار کرین حامد خان نے بموجب ایما کے جاگیرداروں کے گماشتے اور حضور کے فوجدار انکو برطرف کرکے اپنا قبضہ کرنا شروع کردیا اور اخبار اس تمرد اور نافرمانی اور مرہٹہ کی اعانت کے حضور مین پہونچے ارکان دولت کو تدارک اسکا مشکل ہوا بادشاہ نے تورانیون کا غلبہ دیکھکر قطب الملک کی رہائی فرمائی اور کسی معتمد کے توسل سے پیغام دیا کہ اب تمسے کچھ ہوسکتا ہے اسنے درجواب عرض کیا اگر عنایت شاہی نمایان ہو بروقت حصول ملازمت پانچ چھہ ہزار سوار مہیا اور خود پیش حضور آمادہ ہون مخالفون نے اس خبر سے اوسکا مکر و فریب سمجھکر بیچارہ کو مسموم کرکے ملک بقا کو

سر بلند خان کا مقرر ہونا حامد خان کی تادیب کو اور نجم الدین علیخان بہادر کی رہائی اور حامد خان کا فرار

مبارز الملک سربلند خان بعد تغیری صوبہ کابل کے ایک مدت خانہ نشین رہا دربار مین بہت کم جاتا تھا جب قطب الملک مرا حسب الحکم مخصوص حافظ خدمتگار خان کی عرضی سے مقرر ہوا کہ مبارز الملک واسطے سزائے حامد خان باغی کی متعین اور گجرات کی صوبہ داری عنایت ہو چنانکہ چونکہ مدت سے بیکار رہا اوسکا ساز و سامان محض بیکار ہو رہا تھا یہ سن ۲۷ سیتیسو ۱۱۳۷ اٹھائیسو لیکر وزر دینہ نقد مساعدہ کی طور پر خزانہ عامرہ سے لیکر حامد خان کی تادیب و تسخیر گجرات کو مامور ہوا اور پوشیدہ امید وزارت بھی

سیدول رکھتا تھا التماس قبول فرمایا روز جمعہ ۲۲ رجب سنہ ۱۱۳۳ ہجری کو آخر روز قید سے رہائی دیکر خلعت مع شمشیر کی نجم الدین علیخان
بہادر کو دی اور سربلند خان اور نجم الدین علیخان کو رخصت عطا ہوئی دونون امیر ایک ہاتھی پہ پہلو بہ پہلو ہوکر داخل خیمہ ہوئے
رفقاے قدیم تیر سادات کی فوج نجم الدین علیخان کی پاس فراہم آئی کسیقدر اقتدار پایا اور مبارز الملک سیاہ و سپید
تھا کوئی صوبہ ایسا ہندوستان مین نتھا جہان چند برس صوبہ داری نکی ہو اوسکے رفیق اور ملازم سابقہ جو ہر کہین
مین اس روز کے منتظر تھے تھوڑے عرصہ مین آحاضر ہوئے مبارز الملک نے نیابت کی سند شجاعت خان گجراتی کو
بھیجی اور حامد خان عدم مقدرت سے گجرات چھوڑ نکلا اور موضع دہد مین مقیم ہوکر کنتھا نام غنیم کو اپنی کمک پر بلایا اور
اوسکے باتفاق خود بھی گجرات پر چڑھا شجاعت خان گجرات سے برآمد ہوا اور حامد خان کی ساتھ جنگ کرکے جان بحق ہوا
رستم خان حاکم بندر سورت اپنے بھائی شجاعت خان کے قتل کی خبر سنکر سامان حرب مین مصروف ہوا
اور پیلاجی گائیکوار کو جو اوسپر حملہ کنان تھا متفق کرکے بندر سورت سے برآمد ہوا حامد خان مع اپنی جمعیت کے اور کنتھا
مذکور کے کہ پچیس ہزار سوار کی قریب تھے احمد آباد سے کوچ کرکے دریا کے کنارے آیا دونون لشکر مین مقابلہ ہوا پیلاجی
گائیکوار اگرچہ رستم علیخان کا رفیق تھا مگر کنتھاجی کی دلالت سے حامد خانکی موافقت کرنے لگا رستم علیخان بھی
اوس مرہٹہ کی دغا سے مارا گیا جب یہ خبر مبارز الملک کو اکبر آباد اور اجمیر کے دوراہہ پر جہان وہ وزارت کی امید پر
مقیم تھا ملی اوسنے متردد ہوکر بادشاہ سے استمزاج کیا چونکہ تورانیون کا نصیبہ عروج پر تھا وعدہ مذکور کے ایفا
ہوے گجرات کی طرف حکم کوچ دیا اور راجہ گردہر بہادر نظام الملک کی تغیری مین مالوہ کی صوبہ داری پر مرخص کیا گیا
اور نجم الدین علیخان نے بعارضہ بیماری چند روز حاضر حضور رہکر بعد صحت اجمیر کی صوبہ داری پائی اور بادشاہ نظام الملک
کی فتنہ سازی سے بدظن اور آزردہ خاطر ہوکر انکا عدو ہوا بعض خدمات اور صوبہ داری جو اعتماد الدولہ قمر الدین خان
کی نام تھین دوسرون کی نام مقرر ہوئین اور برہان الملک نے بندوبست صوبہ کو رخصت پائی اور سربلند خان اٹھوین
سال گجرات کو گیا اور نجم الدین علیخان بسبب بے اسبابی کے چند روز کی توقف مین اپنی رفیقونکو بھیج کر سربلند خانکی رفاقت پر
روانہ ہوکر اوس سے جا ملا حامد خان کنتھا اور پیلاجی گائیکوار اور دوسرے مرہٹہ کی ساتھ متفق ہوکر بقصد محاربہ گجرات سے نکلا مبارز الملک
نے حامد خان کو نصیحتین تحریر فرمائین مگر کچھ فائدہ نہوا حامد خان نے اپنی بخشی امان بیگ کو مع فوج کی مقابلہ پر بھیجا اونہون نے لڑکر اوسکو
بھگادیا اور امان خان میدان جنگ مین مارا گیا اور شیخ اللہ یار بلگرامی بخشی اور سردار عمدہ مبارز الملک کا دوسری راہ سے
احمد آباد کے قلعہ مین داخل ہوا شہر کو قبضہ مین لایا حامد خان شکست کھا کر نظام الملک کی پاس گیا دوسری سال نظام الملک
نے مرہٹون کو سربلند خانکی لڑائی پر آمادہ کیا اور حامد خانکو شریک کرکے گجرات بھیجا اوسکی پہونچنے کی بعد چند روز گجرات مین سخت لڑائیان
ہوئین مرہٹون نے قبل نگر اور بدہ نگر جاگیر امیر الامرا تاخت و تاراج کئے آغر خان مدد سربلند خان اور نجم الدین علیخان مع سات ہزار سوار
پیادہ کی میدان کنتھا کی بندہ مین مقابل ہوکر ان مرہٹون کو بھگا دیا اور دریای نربدہ کا تعاقب کیا حدود گجرات صاف کر دیا چونکہ مبارز الملک کی پاس بہت سی فوج تھی

پانچ لاکھہ روپیہ ماہ بماہ برسبیل ہنڈوی کے حضور سے معرفت ناظر خدمتگار خان اور لعل
مرسنے ناظر کے معرفت بخشی سوم روشن الدولہ مبارز الملک کے ہاتھہ پہونچتے تھے تا کہ
خلل تسلط اسکے کا بیچ اس ملک کے نہو اور مقرر ہوا تھا کہ جب تک بندوبست صوبۂ ہذا
قرار واقعی نہووے مداخل صوبہ مذکور کا پہرنے والا سرکار مبارز الملک کا نہو جب خبر فتح مذکور کی
حضور مین پہونچی صمصام الدولہ کی صلاح بموجب فوج زیادہ کے برطرفی کا حکم اور موقوفی
درماہہ سربلندخان کے نام صادر ہوا۔

گزرنا روشن الدولہ کا مرتبۂ اقتدار سے بسبب خیانت کے اور کوکی اور شاہ عبد الغفور کا اور معزولی سربلندخان کی گجرات سے باعث سعی صمصام الدولہ کے اور منصوب ہونا ابھی سنگھ کا اور قوی ہونا مرہٹون کا بسبب سستی ابھی سنگھ کے اور معاودت کرنا سربلندخانکا شاہجہان آباد کو

روشن الدولہ بہادر بہمہ صفت موصوف تھا لیکن جو بنای کار اسکی اوپر رشوت کی تھی بارہ لاکھہ روپیہ
نقد بابت صوبۂ کابل کی جو سال بسال روشن الدولہ کی حوالہ ہوا تھا نصف پر خود متصرف ہوکر نصف باقیمانہ
ارسال کرتا تھا اور اسیطرح اکثر امور مین دخل خیانت ہوتا رہا امرا لوگ بہی کشیدہ ہوی پردہ کہل گیا بادشاہ نی
عتاب فرمایا حکم فہمید حساب صادر ہوا متصدیان حضور نی دو کرور روپیہ اسکی ذمہ برآمد کئی بحسب الحکم بادشاہ وہ
روپیہ روشن الدولہ سے طلب ہوا اور اوسنے ناچار داخل سرکار کیا نظر سے گرا یہ کارروائی صمصام الدولہ
کی سپرد ہوئی امیر الامرا کی ساری قدر جاتی رہی اور شاہ عبد الغفور جو دخیل مزاج شاہی ہوکر مختار بحالی و برطرفی
خالصہ کا اور مرشد تہا فی الحقیقت ایسی ایسی امور ناشایستہ بہ فرط غرور عبد الغفور غافل سی ظاہر ہولیے مرتبۂ اقتدار
سی خارج ہوکر محبوس روانہ بنگالہ کیا گیا اوسکے مکانکی ضبطی سی دو کرور روپیہ نقد سوای جنس کی داخل خزانہ ہوی
اور کوکی بہی دونون راشیونکی شریک اور مختار دستخط تہی اس غضب مین اسیر ہوئی اسکا بہی اندوختہ بیت المال
حضور مین آیا صمصام الدولہ کو جب اقتدار کلی حاصل ہوا سربلندخانکو جو روشن الدولہ کا متوسل تہا معزول کرکے راجہ ابہی سنگہ
راتہور کو گجرات کی صوبہ داری پر بہیجا اور تاکید کی جلد تر گجرات پر پہونچکر سربلندخانکو روانہ حضور کرو ابہی سنگہ نے
آرام طلبی اور غرور قدامت سی نایب اپنی کو گجرات بہیجا مبارز الملک نی نایب کی اچہی طرح گوشمالی دیکر بہگا دیا ابہی سنگہ
نی دوسرے بار دوسرا نایب بہیجا وہ بہی بی نیل مرام ناکام واپس آیا تب ابہی سنگہ نہایت نادم ہوا اور وقت پایکر
پچاس ہزار سوار اور دیگر سامان پیکار کے گجرات آیا مبارز الملک ہرچند بادشاہ اور آصفجاہ کی طرف سی تشویش

رکہتا تھا مگر بسبب قلت زر اور اسباب سفر کے قاصد مقابلہ ہوا شہر سے چند کوس نکل کر خیمہ برپا کیا مقابلہ کی نوبت آئی خوب جنگ آزمائی ہوئی مبارز الملک نے وہ پیشقدمی کی کہ ناچار راجہ کے پیر ہٹے پیچھے ہٹ گیا مبارز الملک اسی برگشتگی کو اپنی یاوری بخت سمجھا مصالحت کا خواہان ہوا اخیر روز کو چند چوبدار اور خدمتگار کے ہمراہ دستار سفید اور لباس سادہ پہنکر راجہ کی ملاقات کو گیا راجہ سنکر متحیر ہوا آخر یہ حرکت اپنے موافق مرضی پاکر استقبال کو آیا دروازہ پر ملاقات کی اور باحترام تمام لاکر مسند پر بٹھایا مبارز الملک نے کہنا شروع کیا کہ ہمارے تمہارے پرانی دوستی ہے مہاراجہ اجیت سنگہ سے دستار بدلی تھی اور برادری متحقق تھی تمہین بجائے برادرزادہ اپنے کے ہم جانتے ہین اسقدر جنگ و آویزش بپاس ناموس و ننگ مردمی کے ہوئی کوئی عداوت نہین غرض تو کار بادشاہی کی سرانجام سے ہے بندہ بہی اسی کام کو ادہر آیا تھا اب آپ کو مبارک ہو حالا اسقدر امیدوار ہون کہ کچہ اسباب سفر اور زاد راہ عنایت فرمایئے ابہے سنگہ ایسے کلمات سے شادان ہوا اپنے عملہ کو حکم دیا کہ جلد ساز و سرانجام کر دین مبارز الملک نے پہر از سر نو اوس تقریر کا اعادہ کیا اور سر نو ابہے سنگہ سے دستار بدل ہو کر اوسکی دستار کو جو مرصع گرانبہا اور پر سر اسکیکے تہی خلوص سے اوٹہاکر اپنے سر پر رکہی اور اپنی دستار سفید اوسے دی اور باہمدگر اخوت کی مبارکباد دینے لگے بعد ازان اپنے لشکر کو مرخص ہوا جب سامان مطلوبہ ابہے سنگہ کے حضور سے عنایت ہوا دار الخلافت شاہجہان آباد کو عازم ہوا صمصام الدولہ کو جب یہ خبر ملی کہ بعد لڑائی کے مبارز الملک نے راجہ ابہے سنگہ سے خلاف مرضی اور فرمان شاہی کے ملاقات کی آزردہ ہو کر بادشاہ سے تحریک کی کہ سربلند خان کو معاتب کر کے گرز دار تعین کئے جاوین تاکہ جلد روانہ ہو کر جہان اوسکو پاوین اوسی جگہہ موقوف کرین جب اوسکا قصور معاف ہوگا اپنے گہر چلا جاویگا لہذا دو سو نفر گرز دار مقرر ہوئے ایک سو نفر گجرات کی راہ پر اور ایکسو نفر اکبر آباد کی راہ پر پہونچکر منتظر ہوئے جب وہ اکبر آباد پہونچا بموجب حکم حضور کے اوسکے سد راہ ہوئے مبارز الملک بضرورت اکبر آباد مین منتظر عفو تقصیر مقام کن ہوا سپاہ ہمراہی جو اکثر نوکری سے برطرف ہوئے تہی طلب تنخواہ مین گستاخی کرتے تھے برہان الملک جو ان دنون اکبر آباد کا صوبہ دار تھا اور پیشتر مبارز الملک کا نوکر رہا تھا ملتمس ہوا کہ اگر تنخواہ ملازمان قدیم کی میرے ذمہ فرمائی جائے احسن ہوگا یہ کلام سربلند خان کو گران ہوا فرمایا کہ فضل الہی سے ابہی یہ حال نہین ہوا کہ دوستون کا احسانمند ہون اور جو خزانہ کہ حرم سرا مین پوشیدہ رکہتا تھا اوس سے اشرفیان نکالکر سپاہ کی تنخواہ دی

آصفجاہ کا مرہٹون کو بہڑکانا تسخیر ہندوستان پر اور درستگی اس نقش کی

جب آصفجاہ نے قدردانی حضور کی دیکہہ لی مرہٹون کو ترغیب دینا شروع کیا اول باجی راؤ جو سپہ سالار راجہ ساہو کا تھا اور یہ راجہ سنبہا اور سیوا کی مشہور سرداران مرہٹہ کے اولاد مین تھا بہڑکایا کہ صوبہ مالوہ کو راجہ گردہر بہادر

ناگر سے اور گجرات کو نواب راجہ ابہی سنگہ راٹہور سے لوٹ مار کرنا چاہیے باجی راو وغیرہ سرداران مرہٹہ نے [illegible]
راجہ گردہر بہادر اور راجہ ابہی سنگہ کے گماشتون پر چڑہائی کی حدود دونون صوبون کے محالات کو لوٹنا شروع کیا
راجہ گردہر بہادر خالی شجاعت سے تنہا لڑنے کو مستعد ہوا اور نظر قلت سپاہ ہمراہ تہی حضور شاہی سے استعانت
طلب کی یہانتک کسی نے خبر نلی اور وہ بہادر ایسے زد و خورد مین مدد کی حسرت مین جان بحق ہوا کوئی شخص راجہ چہبیلہ رام کا قرابتی
دیا بہادر نام قوم گردہر سے تہا وہ گردہر مذکور کی جگہہ پر جانشین ہوا لیکن مرہٹون کے ہاتہہ سے جانبری
نکر سکا اور حضور مین لکہا کرتا تہا کہ اپنی زندگانی مین مرہٹون کو ہندوستان پر یورش کرنا دشوار و محال ہے
بعد میرے ضرور انکا اثر ہند مین شایع ہوگا باوجود ایسے تحریرات کے کچہ فائدہ نہوا آخر الامر وہ بہی مارا گیا سنہ ۱۱۴۳ ہجری
مین محمد خان بنگش مالوہ کا صوبہ دار ہوکر اجین پہونچا لیکن مرہٹہ کے دست برد سے اوسکے پیر اوکہڑ گئے آخر
اوسکی تغیری پر صوبہ مذکور راجہ جے سنگہ سوائی کو ملا الایاس مذہب باجی راو کے تقویت کرتا تہا اور جے سنگہ
کی سفارش سے مالوہ کی صوبہ داری باجی راو کو عطا ہوئی انشاء اللہ اسکا ذکر کیا جاویگا صوبہ مالوہ بہی مرہٹون
کی قبضہ مین آیا اور ملک گجرات بہی ابہی سنگہ کی سستی سے مرہٹون نے لیا بہت سی خرابیان درپیش ہوئین
سلطنت کا کام ضعف کو پہونچا یہانتک کہ تدارک اوسکا محال ہوا ایسے کام شجاعون اور دلاورون سے آتے ہین روباہ بازیکو دخل نہین گیدڑ بچہ
شیر دشمن نجاوے تیغ چوبین میدان کین مین کار شمشیر آہنین نہ کرے صمصام الدولہ عیاری و مکاری سے ایسا وہان انکا بندوبست کرنا چاہا کہ لطایف الحیل
سے آصفجاہ اور مرہٹون کو عاجز کرے افسوس کوئی تدبیر کارگر نہوئی جو تدبیر کرتا برخلاف ہو جاتی امراے دولت کی
سستی سے کمال کو زوال ہونے لگا ایسے مقام پر ذوالفقار خان اور حسین علیخان یاد آتے ہین سچ ہے بقول

سہ چو مثل زنان زیب تن مین کرون تو مردی سے کب دشمنو سے لڑون

رعایا کی سرکشی شروع ہونا اور محمد خان بنگش کا عاجز ہونا مرہٹہ اور بوندیلون سے صوبہ الہ آباد مین

جب افواج مرہٹہ نے صوبہ مالوہ اور گجرات پر تسلط پایا اور حضور سے کچہ تدارک نہوا اوس مشاہدہ سے دیگر سرداران مرہٹہ کو
ملک ستانی اور منازعت سلطانی کی ہوس ہوئی جی راو وغیرہ نے جو گجرات و مالوہ پر قابض تہے آہستہ آہستہ [illegible]
پر تہیے الہ آباد اور اکبرآباد کے قرب و جوار کے فوجداریون پر دخیل ہوئے روز بروز ترقی دولت ہونے لگی انہین
دنون مین محمد خان بہادر غضنفر جنگ بنگش صوبہ دار الہ آباد کا تسخیر بوندیلہ کو جہان کا راجہ چہتر سال ونکہا تہا
گیا اور جا بجا افاغنہ کی فوج لیکر جا پہونچا اکثر مقامات بوندیل کہنڈ کے مسخر کئے اور اپنی اقامت اوس دیار مین
مناسب سمجہکر راجہ کی دار الحکومت مین مقیم ہوا راجہ مذکور اور نیز دیگر لوگ جنکا ملک قبضہ بنگش مین آیا ملاحظہ
حقیقت سلطنت مرہٹون سے رجوع ہوئے ناگپور کلان کے مرہٹون سے جو کہ ظاہرا صوبہ برار اور اورنگ آباد کی

تواابع مین ملک بوندیل کھنڈ کے پشت پر واقع ہے یا کہ سرداران باجے راو سے جو اطراف اجین مین سے تھے
مستدعی ہوئے اور اونھون نے نقد اور نیز کسیقدر ملک دینے کا وعدہ کر کے اپنا مددگار بنا لیا محمد خان بنگش
نے اپنے غلبہ اور نیز اس فتح تازہ سے مغرور ہو کر بقدر ضرورت فوج رکھ لی باقی ماندہ کو جواب صاف دیا چونکہ اوس
ملک تازہ کی راہون سے آگاہی تھی راجہ مقہور مذکور مع فوج مرہٹہ غفلت کی حالت مین محمد خان بنگش کے
سر پر آ پہونچا محمد خان گھبرا کر لڑنیکو سوار ہوا جو کہ مرہٹہ اور بوندیلہ کی کثرت بیشمار تھی حضرت عاجز ہوئے جای امن
کی تلاش ہوئی دو تین روز کے بعد قلعہ جیت گڈہ مین پہونچکر مع فوج کے اندر قلعہ مذکور کے محصور ہوا راجہ نے
مع مرہٹہ ایسا سخت گھیرا کہ ہوا بھی قلعہ مین نہ جا سکتی تھی کسیقدر فوج بنگش کی زیادہ تھی آذوقہ نے جواب دیا
تا یا لی ماکولات سے وہ نوبت پہونچی کہ حرام حلال مین تمیز نرہی باہر آنے کی کوئی راہ نتھی غضنفر جنگ کی عیال
و اطفال جو فرخ آباد مین تھے درگاہ شاہی مین مدد کو التماس کرتے تھے مگر کون سنتا تھا آخر قایم جنگ اوسکی
لڑکے نے لاچار ہو کر اپنی قوم سے رجوع کی اور اوسکی والدہ نے بھی استخلاص شوہر کیواسطے عاجزی کی لاجرم باہم
ہم قومی افاغنہ کا مجمع ہوا اور جسقدر روپیہ غضنفر جنگ کے لینے سے سرانجام ہو سکا اوسی مین راضی ہو کر
قایم جنگ کو اپنا سردار بنایا اور جا پہونچے اور غضنفر جنگ کو دشمنون کے درمیان سے نکال کر قلعہ الہ آباد مین پہونچایا
درحقیقت یہ بڑا کام تھا جو لڑکے نے باپ کی واسطے کیا الغرض امراے حضور نے قصور مغلوب ہونی کا بوندیلہ اور مرہٹہ سے
اوپر غضنفر جنگ کے ثابت کیا پس حضور نے غضنفر جنگ کو صوبہ داری الہ آباد سے معزول کر دیا اور مبارز الملک
کی عفو تقصیر فرمائی الہ آباد کی صوبہ داری پر بھیجا یہ شخص خانہ زاد خان بہادر غالب جنگ اپنے بیٹے کو نایب صوبہ مقرر
کر کے خود اکثر حضوری مین رہا کرتا تھا لیکن شکستہ دلی سے دربار مین بہت کم جاتا انہین دنون مین حیدر قلیخان
آگ مین جلکر جان بجان آفرین ہوا اور روز چہارشنبہ ۱۸ جمادی الاولے ۱۱۳۸ھ ہجری کو چار پانچ گھڑی دن نکلے محمد یار خان جو
عہد عالمگیر سے شاہجہان آباد کا صوبہ دار رہا تھا راہی ملک عدم ہوا جمعہ کے روز میر آتشی کی خدمت مظفر خان برادر
صمصام الدولہ کو سپرد ہوئی اس سال کی چوتھی شوال کو برہان الملک کے توپخانہ مین آگ لگی منارہ فیروز شاہی کو
مع نصف حصہ عمارت پایین اوسکے گرا دیا اسی وقت مین نجم الدین علیخان نے دنیا سے کوچ کیا اسکے مرنے سے اجمیر کی
صوبہ داری بھی علاوہ میر آتشی کے مظفر خانکو عطا ہوئی منگل کے روز دوسری جمادی الآخری ۱۱۴۰ھ ہجری کو بادشاہ
ضعیف سا بیمار ہو کر صحیح و تندرست ہوا ساتوین شعبان روز سہ شنبہ مذکور کو راجہ ابہی سنگہ ولد راجہ اجیت سنگہ
کو گجرات سے حضور مین آیا تھا مرہٹون نے شورش اپنی وطن مین سنکر جو حدود گجرات مین واقع تھا روانہ ہو کر جودہپور
میرٹھہ اپنے دار الحکومت کو پہونچا اور اسی مہینے کی دسوین تاریخ روز جمعہ کو پنجابی چونہ فروش وغیرہ اہل اسلام جمع
ہوئے دعوے یہ تھا کہ اونکی جماعت مین سے ایک شخص حاجی کو کسی ہندو نے ہنگامہ ہولی مین خانہ جنگی کر کے مار ڈالا ایسی

استغاثہ کو اوسکی لاش بہی گلی مین روز تک دفن نہوئی خدا معلوم کیا سبب ہوا سستی ایمان یا کسی کی طرفداری ہوئی جو کسی نے
اونکا تدارک اور دادندی ناچار اونہون نے ہجوم کرکے مانع نماز جمعہ ہوئے قاضی کو بہی خفت دی دوسری جمعہ کو بہی وہی جماعت
ہوا لہذا قمر الدین خان وزیر اور روشن الدولہ نماز جمعہ کو مع اپنی جمعیت کے سوار ہوئے مستغیثان دل سوختہ نے فریاد
مچائی اور ایسی جسارت کی کہ روشن الدولہ مع اپنے رفیقون کے جماعت مین شامل ہوگیا فریادیون دل سوختہ نے اول لعن طعن
و ملامت بہت کی اور غیرت اور حمیت دین دکہلائی امراے مذکورہ کو کچہ خیال نہوا یہانتک کہ مستغیثان مذکور نے روشن الدولہ
اور ہمراہیون اوسکی کو زیر پاپوش کاری و کلوخ اندازی رکہہ لیا اعتماد الدولہ قمر الدین خان نے اندک پای استقامت
جمایا اور بان بے دستہ سر کرائے اوسکے تخویف سے ہوائیون کی ہمت گہٹی کسیقدر ہوا فرو ہوئی اندکی ترہیب و بیم اور
اندکی تالیف اور تسلی فرمائی بلوہ کی آتش مشتعل بجہائی لیکن اس ہنگامہ مین اکثرون کی عزت خاک مین ملگئی اس سال
مین شوال کے آخر سے تمام ذیقعدہ تک ہوا متعفن ہوگئی سکان شاہجہان آباد تپ کے عارضہ سے کانپ اوٹھے
ایسی حالت ہوئی کہ بازار و دکان خالی تختہ بند ہوگئین رونق شہر کی جاتی رہی لوگ کہتے تہے کہ کبہی ایسی گرم بازاری اس
بیماری کی نہین ہوئی تہی کہتے ہین کہ شروع اس عارضہ کا پٹنہ الہ آباد و اکبر آباد سے ہوا آخر کار دہلی اور شاہجہان آباد
سے پانی پت او سہرند اور لاہور مین جا پہونچے الحمد للہ کہ آغاز بد کا انجام بالخیر ہوا ہر ایک نے شفا پائی مگر کسیقدر جنکی اجل
موجود مین کچہ عرصہ نہ رہا تہا جان فشان ہوئے سنہ ۱۱۴۳ ہجری مین واقع ماہ رجب پنجشنبہ اور جمعہ اور سنیچر اور اتوار کی راتون
کو جاڑے کی وہ شدت ہوئی کہ شاہجہان آباد اور دہلی کہنہ مین جسجگہ گہڑے وغیرہ مین پانی رکہا تہا برف کیصورت
یخ بستہ ہوا اور آسمان سے بہی کوٹہون او مکانون پر برف گری

بادشاہ کی عزیمت اغرآباد اور بروتہہ کیطرف بطریق سیر و شکار اور وہان سے دریای جمن کو پار ہونا مرہٹہ کی تنبیہ کو
روز سہ شنبہ پانچوین رجب سنہ ۱۱۴۵ ہجری کو وقت طلوع آفتاب محمد شاہ بادشاہ بطالع سعدی قلعہ دار الخلافت شاہجہان آباد
سے سیر و شکار کے لیے طرف اغرآباد و بروتہہ کے کوچ فرمایا ایک مہینے کے قریب بیچ سونپت اور بروتہہ کی مع
اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ وغیرہ امرا کی شکار مین مشغول رہا بعد ازان باغ تالکٹورہ مین مقیم ہوکر
چند روز سیر و شکار مین گذاری اور دریاے جمن سے پار ہوکر فرح بخش مین بارہ روز قیام فرمایا مرہٹون کی شورش اکبر آباد کی گرد
و نواح تہی گوشمال کی ارادہ سے ایکدو منزل کوچ کرکے بکنار دریاے مینڈل قریب سرای بہنکیل مین خیمہ کیا سات اٹہہ مقام
ہوی جب وس گروہ کی نکلجانی کی خبر ملی حدود مذکور سے تلپٹ کے نزدیک فرید آباد آکر شوال کے مہینے مین وسی الکو داخل دار الخلافہ ہوا

صمصام الدولہ مظفر خان کا مرہٹون کی تنبیہ پر جانا

۱۶ رمضان سنہ ۱۱۴۶ ہجری روز یکشنبہ کو ساڑہے تین گہڑی دن نکلے مظفر خان بہادر میر آتش برادر صمصام الدولہ نے خلعت پایا
اور تنبیہ مرہٹہ کی لیے رخصت ہوا اوسیوقت بارہ پلہ کی نزدیک چند روز اس کی باغچین بیرون گہر آنے کی اقامت کی مدین سبب کہ مرہٹہ سے

صوبہ گجرات و مالوہ کو جو تدارک حضور سے عمل مین نہ آیا تھا اور بادشاہ کو دست ہوس اونکا دراز ہو رہا تھا آہستہ آہستہ قدم بڑہانا شروع کیا اور گذرنے ایک زمانہ ماہ و سال کے اونہون نے رفتہ رفتہ سہل مدت مین اکثر محال لیتے ہوئے حصار گوالیار تک جو نہایت قرب و جوار اکبر آباد مین واقع ہے آپہونچے اور متصرف ہو کر دم استقلال مار رہے تھے آصفجاہ نے مرہٹون کی اغوا پر ساعی ہو کر آتش عناد و فساد خوب بہڑکا دی مرہٹہ تو ویسے بہی ارادہ رکہتے تھے آصفجاہ کی تحریک سے خاطر خواہ بہانہ ہاتھہ لگا زیادہ تر قدم بڑہاے جاگیرات امیر الامرا اور محالات خالصہ کو لوٹ مارین بہی جرأت کی جب گوالیار سے بہی گذر کر اجمیر و اکبر آباد کے متعلقات مین بہی قدم زن ہوئے امیر الامرا نے لا علاج و لاچار ہو کر اپنے بہائی مظفر خان کو جو گہر مین تنہا شجاعت کا دم بہر رہا تہا جنگ مرہٹہ پر مقرر کرا کر حضور سے اجازت دلوائی اور نیز دیگر امرای بادشاہی اور بعض اپنے ہمراہی رسالون کے اوسکے ساتھہ کر دئے سپہ سالار مذکور مع فوج بیشمار اور اسباب شایستہ پیکار کے بعزم رزم مرہٹہ سوار ہوا مرہٹہ لوگ جنکا ضابطہ جنگ چپاولی اور قراولی کے طور پر ہے اثنای راہ مین کسی جگہہ اوس سے نہ ٹہرے مظفر خان سرونج تک جا پہونچا مرہٹے نے چند مہینے تک عین میدان مین اوسے محصور کیا رسد کی راہ بند کر دی اور لڑائی پر ہر وقت آمادہ رہے مظفر خان اپنی خودداری مین رہکر حکم شاہی اور ایمای برادر کا انتظار کرتا تھا جب حکم معاودت کا صادر ہوا شکر الہی کر کے بادشاہ کی ملازمت مین آیا بیسوین محرم ۱۱۴۷ ہجری روز سہ شنبہ کو مشرف ملازمت ہو کر لشکن جواہر سے مشرف ہوا شاہجہان آباد پہونچکر صدقات و نذر حسب مقدور اتیار ہوئے اور ہوا خواہون نے اسکی سلامتی حال پر شکر گذاری کی اکثر اوقات مصاحبان خردمند کی زبان پر یہ مصرعہ جاری ہوا مصرع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند اسی سال مین شاہزادہ عالی تبار ولد محمد اعظم شاہ مرحوم نے وفات پائی مقبرہ والدہ اپنی مین کہ یا پوری بین واقع تہا دفن ہوا اور نیز اول یکشنبہ کو روز ۲۴ جمادی الثانی کو امیر الامرا صمصام الدولہ اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان نے مرہٹہ کی سزا کو رخصت پائی دونون بہادرون نے کوشش مردانہ کر کے مظفر خان کی مانند معاودت فرمائی اور غنیم لیئم نے روز شنبہ ۱۶ شوال سنہ مذکور قصبہ سانبہر مین جو کہ شاہجہان آباد سے سو کوس پر ہے لوٹ انکا مارا اوسی وقت وہان کے فوجدار فخرو نام نے چار ہاتھی اور تین لاکہہ روپیہ کے قریب مال و اسباب مرہٹہ کو دیکر امان چاہی مرہٹہ نے اوسپر التفات نکر کے جیسا چاہا غارت کیا فوجدار مذکور کو صرف اوسی لباس سے جو پہنے ہوئے تہا چہوڑ دیا اور اوسی قصبہ کے قاضی نے براہ جہالت عیال و اطفال اپنی کو مار کر کہ اصطلاح ہند مین جوہر کہتے ہین مرہٹہ سے گرم پیکار ہوا اور زخمی ہو کر درواز لیا لیکن حق تو یہ ہے کہ مردی کا حق ادا کر گیا ماہ ربیع الثانی ۱۱۴۷ ہجری کو آخر روز چہار شنبہ سے پنجشنبہ تک ایسی سخت بارش ہوئی کہ جسکی تصادم سے عمارت منہدم ہو گئین رای روشن آرا مین طغیانی کی وہ کثرت تھی کہ گہر پہنچکے اندر پانی قد آدم بہر آتا اور اکبر آباد سے خبر آئی کہ پنجشنبہ تک اکثر جگہہ وہان بہی بجلی گری

ارار ڈچکلہ دار کوڑہ کی گمردن کشی اور جانثار خان کا مارا جانا اور برہان الملک سے انتقام پانا

اسی حالات مین مسمی ارار ڈ زمیندار چکلہ کوڑہ نے بمقتضای وادید حال سلطنت سے سر اوٹھایا اور اپنے حاکم جانثار خان کو روک

عدم کیا اور اوسکا مال واسباب تمام ننگ وعیال پر قابض ہوگیا اعتماد الدولہ نے یہ خبر پاکر عظیم اللہ خان کو بنا بر تنبیہ بہیجا زمیندار
مذکور نے اسکی آمد سنکر دشوار گذار جنگلون کی راہ لی مکان خالی کر گیا عظیم اللہ خان نے جمعیت دی اوسکا گوشمال سہل سمجہکر
خود چکلہ مذکور مین قیام کیا بعدہ خاجم بیگ خان تورانی وغیرہ کو چکلہ مذکور کی حکومت دی اور اوس مغرور کی سزا کو فرمایش
کرکے خود شاہجہان آباد واپس آیا ارارو مغرور ہوکر بعد عظیم اللہ خان کی معاودت کے آپہونچا اور خاجم بیگ خان وغیرہ کو جان
سے مار ڈالا اعتماد الدولہ وزیر نے خرابی سے لاچار ہوکر برہان الملک صوبہ دار اودہ سے اس معاملہ کو رجوع کیا اور مبالغہ سے تاکید
لکہی کہ پاس آبروی مغلیہ واسلام کی جسطور کہ چاہیے کرے برہان الملک نہایت شجاع اور نشہ مردانگی سے مخمور تہا
سنہ ۱۱۴۸ ہجری مین عازم حضور ہوکر شاہجہان آباد آتا تہا اثنای راہ سے غرہ دوم جمادی الاخری مین بہگونت ارارو کی سر پر پہونچا
زمیندار نابکار نے چاہا کہ فریب سے اسکو بہی اپنی طرف کر لے مگر یہان فریب نچلا تب وہ آمادہ رزم ہوا اسیوقت برہان الملک
راہ سے پہونچکر داخل خیمہ ہوا اتفاقاً جامہ رنگ سبز پہنے تہا جاسوسون نے زمیندار کو خبر دی کہ آج برہان الملک لباس
سبز سے خیمہ مین پہونچا ہے داڑہی سفید رکہتا ہے ارارو اوس خبر کے سنتے ہی کمینگاہ سے نکل مع فوج ظاہر ہوا برہان الملک
نے جہٹ پٹ ہاتہی پر سوار ہوکر اپنی فوج کا حکم دیا بعض ملازمان رکاب جہٹ طیار ہوگئے غرض جسطرح ہوا کسیقدر لشکر
ہمراہی آراستہ ہوا اوسوقت برہان الملک گندہ سفید لباس پہنے ہوئے تہا اور ابو تراب خان تورانی جو
اسکی عمدہ سردارون مین تہا قضارا اوس روز لباس سبز پر اور ریش سفید رکہتا تہا ارارو نے ابو تراب خان کو
برہان الملک تصور کرکے اسکی فیل پر متوجہ ہوا اور مع ہمراہیان جان باز کے مثال ابر آپہونچا اور فیل سواری کی پاس آکر
گہوڑی کو کودا کر برچہی اس زور سے ماری کہ اوسکی سنان ابو تراب خان کی پشت سے نکل گئی اکثر برہان الملک کی ہمراہی
اوسکی دبدبہ آمد سے رو بفرار ہوئی برہان الملک چند نفر سے بمقتضاے شجاعت ارارو کے روبرو ٹہہرا رہا تیر وکمان کی کشاکش
مین ارارو کو گہیر لیا اور رفقای جان نثار نے تیغ وتیر کی زرافشانی دکہلائی درجن سنگہ جو ارارو کا رفیق تہا اور پہر برہان الملک سے موافق
ہوگیا تہا برہان الملک کو بتلا دیا کہ وہ ارارو ہے اوسنے گہوڑے کو دوڑا کر اوسکی مقابل جا پہونچا تیار ہونے لگا شجاعت کی نوک جہوک دکہانے لگی
آخر ارارو کی جانبری نہوئی درجن کی ہاتہ سے اور برہان الملک کے تیر سے چہید کر سیدہا جہنم واصل ہوا برہان الملک نے سجدہ شکر
ایزدی ادا کیا ارارو کا سر کاٹ کر بادشاہ کے نذر کو اور اوسکا پوست نکلوا گہاس سے پر کرکے قمر الدین خان کے لیئے روانہ فرمایا اور
چند روز کے بعد سرداری لشکر کی صفدر جنگ بہادر کو دیکر خود دار الخلافت کو آیا چہار شنبہ ۱۷ رجب سنہ مذکور کو شرفیاب
حضوری ہوا ایکہزار نو اشرفی اور ایک خنجر اور ایک شمشیر نذر دی اور خلعت وسرپیچ مرصع وشمشیر واسپ وفیل سے سرفرازی
پائی روز یکشنبہ ۱۰ شوال سنہ مذکور کو حسب التماس ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ کی جو کہ داماد اور خواہرزادہ برہان الملک کا تہا
اور شیخ عبد اللہ وغیرہ اور سرداران لشکر کے رخصت ہوا سبب اسکا یہ ہوا کہ مرہٹہ کے آنے کی خبر جیسے آرا رکا انکا اپنی مدد مین لایا تہا گو
ہو لی تہی اسی عرصہ مین روز شنبہ ۱۶ ذیقعدہ کو بادشاہ نے یادگار خان کشمیری کو جو چرب زبان اور امیر الامرا صمصام الدولہ کا رفیق تہا

راجہ جے سنگہ سوائی اور راجہ راو سیہ سالار مرہٹہ کے پاس جو کہ راجہ ساہو کیطرف سے تسخیر ہندوستان پر مامور تھا مع اسناد دہر دو صوبہ مالوہ اور گجرات کے مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ جلد جا کر تالیف قلوب اور مطیع شاہی کرے اور اس سال مین واقعہ شب پنجشنبہ ۱۴ ذی الحجہ کو سہ پہر رات گذرے روشن الدولہ ظفر خان بہادر نے رحلت کی شخص فیاض وصفات حمیدہ رکھتا تھا و رشتہ ارادت شاہ بھیک نام فقیر سے بہم پہونچائی تھی چنانچہ رضا جوئی مرشد مین تادم زیست رہا

کسیقدر ذکر فخر الدولہ برادر روشن الدولہ کا کیا جاتا ہے

نصرت یار خان کے بعد فقیر کو معلوم نہین کہ کون کون عظیم آباد پٹنہ کا صوبہ دار ہوا اسقدر معلوم ہے کہ اغلب ۱۱۴۲ ہجری مین یا کچہ کم و بیش ہو فخر الدولہ برادر حقیقی روشن الدولہ کا صوبہ دار عظیم آباد ہوا پانچ چہ برس تک صوبہ داری مین مشغول رہا بعدہ چونکہ شخص نہایت بیہودہ و احمق تھا اور نہایت زود رنج اور اعمال اسکے بھی ساتھہ بے قوفی و کمینگی کے ملے ہوئے جو شیخ عبد الله جو ایکمدت تک اوس صوبہ کا مدار المہام اور مرجع انام رہا اور وہان کا صوبہ دار اسکو نایب بھی کیا کرتے تھے اور اکثر زمیندار وغیرہ اوسکے مطیع تھے ایک سہل سی بات مین کاوش ہو گئی ایذا رسانی کے درپے ہوا ناچار اپنے مکان واقع عظیم آباد سے گنگا پار ہو کر قلعہ سوانچ مین جو اوسکا بنوایا ہوا اور وہین پر چند گانون زر خرید تھے جا کر آزردہ بیٹھا فخر الدولہ نے اوس سے ہاتھہ نہ اوٹھایا پیچھے ہی خود بھی پار ہو کر شیخ مذکور کو قلعہ مین محصور کیا اور درپے تخریب عزت و آبرو ہوا اوسنے لاچار ہو کر برہان الملک صوبہ دار اودہ سے توسل ڈھونڈہا اور بعد طلب برہان الملک کی مردانہ نکل پڑا اور برہان الملک کے صوبہ کے حدود مین جا پہونچا اور فخر الدولہ کی آسیب رسانی سے محفوظ ہو کر برہان الملک کے حضور مین آیا عزت شایستہ حاصل ہوئی اور فخر الدولہ نامراد واپس ہوا چند روز کے بعد خواجہ معتصم برادر امیر الامرا سے ظاہرا جو لباس فقرا اور مشایخ ہند کے مشغلہ مین باشان و شوکت بسر کرتا تھا حرکات ناشایستہ کیے اسکو آزردہ خاطر کیا خواجہ مذکور بدرجہ نہایت آزردہ ہو کر روانہ شاہجہان آباد ہوا اور بروقت ملاقات اپنے بھائی صمصام الدولہ سے احوال فخر الدولہ کا بیان کیا صمصام الدولہ بمجرد استماع برہم ہو گیا فخر الدولہ کو تغیر کر دیا اور عظیم آباد کی صوبہ داری متعلق صوبہ بنگالہ کرکے سند صوبہ مذکور کی موتمن الملک شجاع الدولہ شجاع الدین محمد خان بہادر اسد جنگ داماد جعفر خان کی نام جو اپنے سسر کی جگہہ پر بنگالہ کا صوبہ دار تھا بھیجی اور فخر الدولہ تغیر ہو کر شاہجہان آباد کو چلا

ذکر احوال پر اختلال شجاع الدولہ داماد جعفر خان ناظم بنگالہ

پوشیدہ نرہے کہ شجاع الدولہ کی اصل برہانپور صوبہ دکن سے ہے اور نسب اوسکا قوم افشار کیطرف پہونچتا ہے جو خراسانی ترکون مین سے ہے جب اورنگ زیب صوبہ دکن مین تھا جعفر خان دیوان صوبہ بنگالہ کی دامادی مین جو آخر وقت مین اوسجگہہ کی نظامت رکھتا تھا ہمرتبہ ہوا چونکہ جعفر خان کا اعتماد بڑہا اسکا بھی مرتبہ و درجہ ترقی پر آیا تا آنکہ جعفر خان صوبہ بنگالہ اور اوڈیسہ کی دیوانی اور نظامت پر سرفراز ہوا شجاع الدولہ اوسوقت مین صوبہ دار اوڈیسہ اور وہان کے انتظام مین مصروف تھا اسکا سبب یہ تھا کہ سسر داماد کی باہم صحبت برار نہ تھی اکثر جدائی مین راضی تھا شجاع الدولہ نہایت جود اور

معدلت اور اخلاق حمیدہ وغیرہ صفات پسندیدہ سے موصوف تھا و جعفر خان برخلاف اوصاف اسکی تمور شجاع الدولہ
کی بی بی زیب النسا بیگم مع اپنے لڑکے علاءالدولہ سرفراز خان بہادر حیدر جنگ کے باوجودیکہ شایستہ اور حمیدہ اطوار
تھی براہ اطاعت پدر رہا اس وجہ سے کہ شجاع الدولہ کو دیگر عورات سے بہی رغبت تھی اپنے باپ کے گھر مین رہا
کرتی تھی شہر مرشد آباد مین جو جعفر خان کا بسایا ہوا ہے اور سابق مین اسکا نام مرشد قلیخان تھا مقیم تھی چونکہ
محمد علی وردیخان بہادر مہابت جنگ کی ماں بہی قوم افشار اور شجاع الدولہ کی قرابتی تھی اور مہابت جنگ
مع اپنے باپ مرزا محمد اور اوسکے بہائی حاجی احمد کے اعظم شاہ مغفور کی رفاقت مین تھا بعد قتل آقا خانہ نشینی
کی بدولت افلاس مین اسیر ہوا عہد محمد شاہ کے اوائل مین اول مہابت جنگ کا باپ شجاع الدولہ کے
پاس آیا اوسنے مرزا محمد کا آنا غنیمت جانا سلوک شایستہ سے پیش آکر اپنا رفیق بنایا اس خبر سے مہابت جنگ
مرزا محمد علی بہی بنگالہ اور اوڑیسہ کا عازم ہوا نہایت صعوبت مفلسی سے شجاع الدولہ کی خدمت مین گیا یہ شخص
نہایت ہوشیار مزاج شناس آداب دان شجاع دلاور تھا شجاع الدولہ نے اسکا پہونچنا مددگاری اقبال سمجھ
سمجھا رفاقت مین رکھا اب روز بروز زیادتی پائی اور ترقی پاتا ہوا مدارج علیا پر پہونچا جب شجاع الدولہ اور مرزا محمد علی کی
ہمدگر بکمال درجہ کے اتحاد ہوے اپنے بہائی حاجی احمد کو مع متعلقان و عیال و اطفال کے بلا لیا دونون بہائی
شجاع الدولہ کے ترقی دولت مین مصروف ہوئے بندوبست صوبہ اوڑیسہ کا نہایت توقیر سے کیا مرزا محمد علی
جو جوہر شجاعت اور کاردانی سے نہایت آگاہ تھا اپنے باپ اور بہائی اور دیگر رفقاے شجاع الدولہ سے زیادہ
نامآور ہوا شجاع الدولہ نے اسکے لائق منصب اور خطاب محمد علی وردیخان حضور سے طلب کیا چونکہ جعفر خان
شجاع الدولہ سے کسیقدر سرگردان تھا چاہا کہ علاءالدولہ کو جو اوسکا پوتہ تھا بعد اپنے نظامت اور دیوانی صوبہ
بنگالہ کی ہی اس مقدمہ مین اپنے وکلا کو تحریک کی اور شجاع الدولہ اس مدعا سے ماہر ہوکر محمد علی وردیخان
اور حاجی احمد سے مصلح ہوا اونہون نے تدبیر مناسب وقت تجویز کر کے اپنی تجویز سے چند نفر زبان آور ہوشیار
حضور کی وکالت مین بہیجے اور عرائض کے مسودے واسطے بادشاہ اور امیر الامرا کے بانداز عجیب و لطافت غریب
تحریر فرمائے اوسمین یہ استدعا کی کہ سند صوبہ بنگالہ و اوڑیسہ مع دیوانی وغیرہ کے بنام شجاع الدولہ کی عنایت
ہو اور مردم معتمد فرج سپاہ رفقاے دیرینہ شجاع الدولہ کو ظاہر مین برطرف کرا کر رخصت کیا کہ مرشد آباد جاکر
متفرق دار الامارہ کے نزدیک منتظر خبر ورود شجاع الدولہ کے رہین چونکہ موسم برسات قریب آگیا تھا اور یہ
اندیشہ تھا کہ کٹک سے مرشد آباد کا انسداد راہ ہو جائیگا اپنے اور سپاہ کے سواری کے واسطے کشتیان مہیا کر
بہت سے ملاح بہی ملازم رکہے تاکہ جسوقت جعفر خان کی نہضت کی خبر دریافت ہو فورا روانہ مرشد آباد
ہو جاوین اور نیز ایک پوشیدہ ڈاک شاہجہان آباد تک بٹہائی تھی تاکہ جسوقت اسناد صوبہ داری صادر ہو

فوراً خبر پہونچی اور نیز روزمرہ خط خطوط شاہجہان آباد کے پے در پے سبب یقین ہوا کہ وہاں جعفر خان اوسی دنیا
کا مہمان ہے شجاع الدولہ مع علی وردیخان وغیرہ رفقا کے بقدر مناسب بعضی کو بخششی اور بعض کو جاگیر کشتیون مین
گذر کر مرشد آباد کو چلا اور اپنے لڑکے محمد تقی خان کو جو کسی دوسری عورت کے شکم سے سوائے زیب النسا کی تھا نایب
مقرر کیا راستے مین جعفر خان کے انتقال کی خبر پائی جب چند منزل اور بڑہا صوبہ داری کی سند بھی وصول ہوگئی
جسکی بجاآوری کو فرمان حضور بادشاہ کا [illegible] مبارک منزل رکہا اور رات [illegible] کرکے صباحت تمامی
سے جعفر خان کے دار الامارت مین پہونچا چہل ستون دیوان عام سامنے جعفر خان مین مع اپنے رفقا کے نزول اجلال
فرمایا مجرد پہونچنے کے اپنے آدمی بہیجکر عملہ وقائع نگار وسوانح نگار وغیرہ کو بلایا بعد حاضری مسند امارت پر جلوس
فرماکر حکم دیا کہ قوانین استادہ پڑہین اور شادیانہ دولت خداداد بجائیں نذرین لینا شروع کین اوسکا لڑکا علاء الدولہ
سرفراز خان جو کہ محض نادان اور اپنے زعم مین ولی عہد اور جانشین جعفر خان کا تہا اور خاطر جمع رکہتا تہا کہ دوسرے
کی مجال تصرف نہین ہے اوسوقت خواب غفلت سے چونکا جبکہ باپ کے نقارہ دولت کی دہون دہون کان مین سمائی
چونکہ دار الحکومت سے ایک دو کوس کا فاصلہ تہا بعد وصول خبر متحیر ہوکر عملہ فوج سے مشورہ طلب کیا اکثر اونہون
نے ایکدل ہوکر عرض کیا کہ جب فرمان شاہی اور خزائن دفائن جعفر خان کے تمہارے باپ کے پاس اور قبضہ مین
آگئے بجز اطاعت کے مفر نظر نہین آتا لاچار طوعاً وکرہاً تنہا سوار ہوا اور بعد شرف یابی ملازمت پدر نذر مبارکباد
پیش کی شجاع الدولہ نے مالی ملکی مہم اپنی ذمہ لیے بعد ازان حسب صلاح محمد علی وردیخان اور حاجی احمد اور رای
میان عالم چند جو اونکا دیوان قدیم تہا اور فی التحقیق فرقہ ہنود مین لیاقت دار اور عمدہ دانشمند تہا اور نیز
دیگر دولتخواہان مانند جگت سیٹہہ فتح چند جسکی دولت اور ساہوکاری کر دردن سے بڑہ گئی تہی اور اپنے زمانہ مین
بے نظیر تہا ہر کاروبار کی بنیاد ڈالی انکے سوا کسی پر اعتماد نہ تہا تا بامکان ہر امر کے تفتیش خود ہی کرتا تہا حق وانصاف کو
خوب ہی پہونچیا تہا حق حقدار کو ملتا تہا جعفر خان کے عہد مین جو زمیندار اور مالگذار صوبہ بنگالہ کے قید ہوا کرتے تہے
جو جو اذیت اونپر جاری ہوتی تہی افسوس آتا ہے کہ اوسکی بدگوئی سے زبان قلم پریشان تقریر ہو بموجب بیت مضمون بیرے طور پر
یاد ہین کہ پس ماندگان اوسپہ نفرین کرین ۔ الغرض شجاع الدولہ نے زمیندار وغیرہ قیدیونکو طلب کرکے جنکی بیڑی تہی رہائی دی اور دوسرونکو
بلاکر کہا کہ اگر تم لوگ رہائی پاؤ ادائے مال سرکار اور اطاعت وفرمانبرداری مین پیش آؤ گے یا نہین اونہون نے عرض کیا کہ اللہ تعالی عمر ودولت کی
افزایش کرے ہم لوگ رہائی پاکر اس وقت سے ہزار چند زیادہ زیر اطاعت رہینگے اور اس قول وقرار پر سوگندین کہاکر اپنی
اور بلاے نشان ذریعہ جگت سیٹہہ کے وساطت پر چہوڑکر شجاع الدولہ نے ہر ایک کو خلعت فاخرہ سے بقدر لیاقت سرفراز کرکے
رخصت کیا اس عدالت نوشیروانی سے بنگالہ جسکا نام جنت البلاد تہا اوسکے عہد مین اسم بامسمی تہا بندگان خدا اسکے عہد
خداوندی مین دست تعدی سے [illegible] سرفراز خان کو بدستور دیوان صوبہ مقرر کیا اور محمد تقی خان پسر دوم کو اوڑیسہ کی صوبہ داری

پر چھوڑا اور جہانگیر نگر ڈہاکہ پر سید قلیخان بہادر رستم جنگ اپنے داماد کو مقرر کیا اور رنگپور کی فوجداری سید احمد خان اپنے بھتیجے کو جو مہابت جنگ پسر حاجی احمد تہادی اور زین الدین احمد خان چھوٹے بھتیجے کو اکبر نگر راج محل کی فوجداری [illegible] فوج کی نوازش محمد خان بھتیجے اور داماد کلان مہابت جنگ کو تفویض کی اور کل امور ملکی ومالی مین محی علی وردیخان اور حاجی احمد اور رائے رایان عالم چند اور جگت سیٹھ فتح چند صاحب مشورہ شجاع الدولہ کے مقرر ہوئے تا آنکہ فخر الدولہ تغیر ہو کر صوبہ عظیم آباد بھی ضمیمہ صوبہ بنگالہ ہو گیا اور امیر الامرا صمصام الدولہ نے اوسکی سند شجاع الدولہ کے نام صادر فرمائی

صوبہ بنگالہ مین عظیم آباد کا ملنا اور اوسکی نظامت مہابت جنگ کے نام ہونا اور شروع دولت و اقبال

شجاع الدولہ نے نائب عظیم آباد کے تجویز مین دولتخواہون سے شورہ طلب کیا چند نفر کا گذر ہوا شجاع الدولہ نے کیھو لائق نہ دیکھا چاہا کہ اپنے دونون لڑکون مین سے کسیکو وہاں کی نیابت پہ مقرر کرے مگر سرفراز خان کی مان زوجہ شجاع الدولہ نے جدائی گوارا نکی اور میر محمد تقی کی جہاجرت لی بھی جسکو لیگانہ سمجھے تھے روادار نہوئی آخر الامر شجاع الدولہ کی رائے نہوئی کہ اوس ملک زور طلب کو صوبہ اودہ اور الہ آباد اور برار اور اورنگ آباد سے ملتی کو بھی اوسکا سوال جواب اور اوسکا بندوبست کرنا بہتر محمد علی وردیخان سے دوسرے سے ممکن نہین اور دولتخواہان بیغرض نے بھی اس رائے کی تصدیق کی شجاع الدولہ نے نیابت صوبہ عظیم آباد کی مع اضافہ منصب پنجہزاری اور خطاب مہابت جنگی اور بہادری اور عطاے پالکی جہالردار اور علم و نقارہ کے محمد علی وردیخان کے واسطے تجویز کیا اور اپنے وکیل کے معرفت حضور مین التماس کیا کہ بتدریج عنایت ہوا اور امیر الامرا کو بھی لکھا شجاع الدولہ نے اظہار احسان کیواسطے خان مذکور کو حرم سرا مین بولا کر عظیم آباد کی صوبہ داری کا خلعت اپنی طرف سے دیا اور اپنی فوج ملازم سے کسیقدر ہمراہ کر دیا چند روز قبل اس عروج کے جب مہابت جنگ کی لڑکے سے جو زین الدین احمد خان کو بیاہی تھی ایک لڑکا پیدا ہوا مرزا محمد نام چونکہ مہابت جنگ لاولد تھا اس لڑکے کو اپنی ولدیت مین قبول کر کے پرورش کرتا تھا اب کہ اس دولت کو پہونچا اوسکا مین قدم سمجھکر زیادہ تر محبت کرنے لگا اور اپنے دونون دامادون کو مع دیگر بعض اقربا کے ہمراہ لیکر مرشد آباد سے عظیم آباد آیا ایکسال کے بعد شجاع الدولہ کی ملازمت مین آکر مورد الطاف ہوا بعدہ اپنے صوبہ کو چلا گیا انہیں دنون مین سابق منصب پنجہزاری مع پالکی جہالردار و نقارہ و علم وغیرہ کے جسکے درخواست شجاع الدولہ نے کی تھی حضور شاہی سے مہابت جنگ خان کو پہونچی چونکہ مہابت جنگ مرد ہوشیار تجربہ کار تھا شروع انتظام کر کے آراستگی فوج اور تالیف قلوب رعایا اور سپاہ اور تادیب مفسدین متمردین مشغول ہوا تھوڑے سے زمانے مین عمدہ سامان سروری پیدا کر لیا جسکی طرف سے ذرا بھی تمرد پایا فوراً تادیب کرنا شروع کی عبدالکریم [illegible]

نامے افغان روہیلہ جسکے پاس ڈیڑہ ہزار ہم قوم رفیق تھے اور اپنے برابر دوسریکو شجاع و دلیر نجانتا تھا اور
درحقیقت ایسا ہی تھا مہابت جنگ چاہتا تھا کہ یہ شخص اسکا رفیق اور مطیع رہے مگر اوسکو اپنے غرور مین
دوسرے کی اطاعت سے کچھ غرض نہوئی خودسری پر آمادہ ہوا مہابت جنگ نے دیکھا کہ اسکے ساتھ طرح دینا
درحقیقت مادۂ فساد کی افزائش کرنا ہے صلاح یہ ہے کہ اسکی سزا کیجیا وے تا دیگر گردن کشون کی ہمت شکست ہو
ایکروز بعض معتمدون مانند والد راقم اور چند کس دیگر سے مشورہ کیا کہ جب وہ متمرد کل صبح کو آئے تقصیرات
سرکشی و گردنکشی پر متنبہ کرکے سر کاٹ لو چونکہ وہ مغرور دس آدمی سے مجرے کو حاضر ہوتا تھا اور بیرون دروازہ سو
دوسو اوسکے ہمراہی کھڑے رہتے تھے اور خود بھی نہایت شجاع و بیباک تھا ہر شخص کا جیبہ تھا کہ اوسکا سا سنا کرے
لہذا دو تین آدمی جو اس کام کے لائق نظر آئے مامور ہوے صبح ہوتے حسب الحکم تعمیل ہوئی اور رعب مہابت جنگ کا جیسا چاہیے
نوکرون کے دلین جانشین ہوا دیگر زمینداران صوبہ جو کہ مغرور اور مفسد تھے اور بعض سے کسیقدر گستاخی
بہی ظاہر ہوئی سزاے لائق کو پہونچے اور چند کس جنکی پیشانی حال سے آثار دولتخواہی پائے ممنون
احسان الطاف بے پایان ہوئے یہ شخص شجاع الدولہ کو راضی اور خوشنود رکھکر اپنے استحکام دولت مین
مصروف تہا اب پہر احوال دار الخلافت کا لکھا جاتا ہے باقی احوال مہابت جنگ کا دوسرے مقام پر دیگا ان

ذکر تقرری امیر الامرا صمصام الدولہ اور وزیر الممالک اعتماد الدولہ کا باجی راو مرہٹہ کی تنبیہ کو

پیشتر لکھا گیا ہے کہ محمد شاہ یادگار خان کشمیری سوال جواب کیواسطے راجہ جے سنگھ سوائی کی وساطت
سے مرہٹہ کے پاس بہیجے گئے اور صوبہ داری مالوہ اور گجرات کی بہی مرہٹہ کو دی گئی تھی جب مرہٹون نے پند و
نصیحت شاہی سنی اور سرکشی سے باز نہ آئے ہفتم ذیقعدہ ۱۱۴۹ھ ہجری روز یکشنبہ کو گیارہ گھڑی روز
گذرنے پر امیر الامرا صمصام الدولہ نے تنبیہ غنیم کو رخصت پائی اور ایک بالابند مرحمت ہوا امیر الامرا اپنے اسکے
گھر کو جانے شاہجہان آباد سے نو کوس پر واقع تلپٹ مین جاکر مقیم ہوا اور سنیچر کے دن اوسی ماہ و
شہر کو دوپہر کے قبل اعتماد الدولہ بہی ایک بالابند پاکر تادیب مخالف کو مرخص فرمایا گیا اسنے جا باغ
مین جاکر نقل مکان کیا امیر الامرا صمصام الدولہ خاندوران خان بہادر منصور جنگ گوشمال مخالف کی
ارادہ سے مع فوج ملازم خود اور رسالہ ہاے شاہی جملہ چالیس ہزار سوار کے ہمراہ اور توپخانہ وغیرہ
سامان حرب و پیکار کے لشکر آراستہ کرکے نواح اکبرآباد مین بعض راجہ ہاے ہندوستانی کو ہمراہ
لیتے ہوے روانہ ہوا اکثر اوقات اسکے ہمراہی خوف و امید مین رہتے تھے اور اعتماد الدولہ مع سرداران
مغل و ہندوستانی کہ جو اوسکے ملازم تھے اور غیر دیگر مغل اور تورانی ملازمین شاہی وغیرہ بیکران

رفیقون کے ساتھ اجمیر کے راستہ مین انتظار عظیم کرتا تھا اور محمد خان بنگش بھی فرخ آباد سے
اور فرخ سیر کا بسایا ہوا ہے نکلکر حسب الحکم بادشاہ روبراہ مرہٹہ تھا لیکن ایسے امراے مقتدر سے کسیکی
جرات نتھی کہ خود مرہٹون پر چڑھکر کچھ کام کرین اور دشمنون کو شکست دیکر صفحہ روزگار پر نام دلیری
و بہادری قلم تہور سے لکھین صمصام الدولہ بجاے خود تدبیرات خیال کرتا تھا اور اوسکا خلاصہ جی سنگہ
کو لکھتا تھا اور جو کچھ اوسکے دل مین گذرتا وہ امیر الامرا کو بھی اطلاعاً حوالہ زبان قلم کرتا اور راجہ
ابہی سنگہ راٹھور اپنے وطن مین دنکو تو نشہ افیون مین اور رات اس پیچتاب مین بسر کرتا تھا کہ کیا کرنا چاہیے
جب امیر الامرا طلب کرتا ایک نہ ایک عذر وحیلہ لکھ بھیجتا۔ اسیطرح اعتماد الدولہ کبھی غافل از کار
اور کبھی خوف و دہشت مین گرفتار رہتا تھا اور ہمیشہ مشورہ اپنے رفیقون و ہمقومونسے کرتا مگر عقدہ کشائی
نہوتی تھی اور امداد و اعانت نظام الملک سے چاہتا پس نظام الملک کہ صمصام الدولہ اور بادشاہ کے
ہاتھ سے نہایت آزردہ ہوکر دکن چلا گیا تھا اس فساد کی اصلاح مین کچھ ساعی نہوتا تھا بلکہ چاہتا تھا کہ
ارکان دولت کی جس طرح سے ہوسکے تذلیل اور کسر شان ہو اور بادشاہ بسبب بدطینتی کے جو
آصفجاہ سے رکھتا تھا اور نیز امیر الامرا کی ممانعت سے اس مقدمہ کی صلاح نظام الملک سے کچھ ظہور مین
نہ آتی بلکہ امراے تورانی کو اپنی مدد پر نہین چاہتا تھا رات دن تذبذب مین بسر کرتا تھا کسی کام کی بنیاد
درست نہین ہوتی تھی امراے بیمقدور و منصبداران معذور جو بادشاہ کے حضور مین دم مار سکتے
تھے اور بعضون کو تو دراصل کچھ لیاقت بھی نتھی اور بعضے مانند عمدۃ الملک وغیرہ بنظر ناراضی امیر الامرا
کے کوئی تقریر خلاف اوسکے عرض نہین کر سکتے تھے اور جو مبارز الملک سربلند خان کہ مرد لیاقت شعار
و جرار تھا کبھی کبھی کچھ کہتا تھا کبھی بادشاہ بھی کسیکا کہنا امیر الامرا کے برخلاف نہین سنتا تھا ہان بادشاہ
کے دل مین جو کچھ عبور کرتا وہ امیر الامرا اور اعتماد الدولہ کو لکھتا اور یہ بھی عذر آمیز عرایض ارسال کیا
کرتا تھا آخر ایک امرا اور بادشاہ مرہٹہ کی صلح پر راضی تھے امیر الامرا نے بھی استیصال مرہٹون کا اپنی
طاقت سے باہر سمجھکر واسطے شورہ جنگ و صلح کے چندروز انفصال مقدمہ ملتوی و زمانہ آیندہ پر
چھوڑکر معاودت بدار الخلافت کی اس ضمن مین خبر تسلی افزا پہنچی کہ برہان الملک نے مرہٹون کی
سزا جیسا کہ چاہیے دی اس خبر سے کسیقدر امراے ہراسان کی دلجمعی ہوئی

صف آرائی برہان الملک کی جماعت عظیم لئیم سے اور بھاگنا اوس سیہ گلیم کا کمال خوف و
بیم سے و بدبرکاری صمصام الدولہ امیر الامرا کی باعث بیجا ہراسی ہمستقیم ہے

برہان الملک سعادت خان بہادر جنگ باوجودیکہ صرف صوبۂ اودھ اور چند محال بادشاہی کی عمل و دخل رکھتا تھا

اور یہ نسبت امراے ثلثہ مذکورہ کے نہایت چھوٹی رتبہ مین تہا مگر نہایت دلیر اور صاحب شعور جویاے
نام تہا امرا کی بدنامی اور مرہٹہ کی چیرہ دستی دیکھکر باوجودیکہ اسکے بہوئیون سے کچہ غرض نہتی کیونکہ اسکے صوبہ
کی سرحد شمال رویہ گنگا کی تہی مگر بپاس عزت لشکر آرا ہوا اور مع اپنے داماد ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ
اور سامان ضروریات لڑائی کے دار الامارۃ سے نہضت کرکے عبور گنگ فرمایا عزم تہا کہ دریاے
جمن سے بہی گذرے اور راجہ بہدا ورکی کمک کرے کہ ہمارا ہی متوسل ہے ہرچند کہ مرہٹون نے راجہ مذکور کو قلعہ
بند کیا تہا اسی سبب سے برہان الملک نے راجہ کی بر وفق تمنا دلی مدد کی اور جواب عرضی بہیجا کہ تو ہرگز
دل تنگ نہو اور ایک جیہ مخالفین کو نہ دے عنقریب مین دایرہ دولت پر پہنچتا ہی۔ چونکہ مرہٹہ اور بوندیلہ
جماعت کثیر سے باتفاق باہمی دریاے جمن کے گہاٹون پر محافظ تہے آسانی سے جلدی مین عبور میسر نہوا
اور راجہ مذکور سے مرہٹہ کے ہاتہ سے سخت صدمہ پایا اور راو ملہار جو عمدہ سردار باجی راو کا تہا پایاب کی
راہ دریاے جمن سے اوترکر غفلت مین برہان الملک کے عقب مین آکر جیکلہ اٹاوہ سے موتی بل غواقعہ
اکبر آباد تک جہان آبادی پائی آتش نادانی مین جلادی اور قصبہ سعد آباد اور جالیسر کو لوٹ لیا۔
برہان الملک روز دوشنبہ ۲۹ ذیقعدہ سنہ ۱۱۴۹ کو ناگہانی بلا کی طرح راو ملہار کے سر پر جا پہونچا
اکثرون کو قتل اور اوسکے تین عمدہ سردارون کو اسیر کرکے اعتماد پور تک جو چار کوس پر تہا تعاقب
کیا راستہ مین کشتون کے پشتے ہوگئے راو ملہار زخمی ہو کر فرار کر گیا بہاگتے وقت جو نہایت گہبراہٹ اور بد حواسی
مین واقع ہوا ارادہ ہوا کہ دریاے جمن جہان سے پایاب گذرے تہے عبور کرین مگر بیہوشی مین راہ
بہول کے کدہٹ گہاٹ مین جا گرا زنجیر موج نے سیکڑون کے ہاتہ پیر باندہ باندہ کر دریاے عدم کے
کنارے لگادیا ملہار راو مع قلیل جماعت کے جو ہمراہ اوسکے نیم جان کی مانند رہگئی تہے باجی راو
کی بارگاہ مین جو سپہ سالار فوج دکن اور قصبہ کوٹلہ آبادی سادات گوالیار کے متصل مقیم تہا آیا
برہان الملک اوسکے تعاقب مین دس دس کوس بلکہ زیادہ چلتا تہا واقع دہولپور باڑی جو دار الخلافہ
سے اٹھارہ کوس دریاے چنبل کی اسطرف ہی یہ خبر سنی کہ باجی راو وہان پر ٹھہرا ہی اس ارادہ سے
کہ جہان ملیگا اوسے مقابل ہو چلا گیا جب کچہ اثر اوس ہڑبونگ کا نہ ملا دو روز آرام لیکر تیسرے روز پہر لشکر مین منادی کی
کہ سواران لشکر ہر ایک چار روز کا ماکولات ہمراہ لیکر ہمرکاب ہوں اور خود بھی مشک وغیرہ نان
و آب بافراط مناسب ہمراہ رکہا اور نیز یہ بہی صدا دی کہ جو ملازمین شاہی سے رہیگا و بیگا گہوڑے کی
دم سے لگا کر تشہیر کیا جاویگا خزانہ گران اور ہاتہی اور گہوڑے اور اونٹ واجزاے توپ
قدر حاجت وقت ہمراہ لیکر دلمین یہ قرار دیا کہ اگر وہ ملعون دریاے چنبل کی اوس پار ہوگا مع

فوج پار ہوکر جاؤنگا پس سارا سامان ضروری فراہم کرکے روانگی کا ارادہ ہوا۔

صمصام الدولہ کا مانع ہونا برہان الملک کو تنبیہ اعدا سے اور حملوریز پہنچاان بدذاتون کا شاہجہان آباد پر اور غارت کرنا اور لوٹ لینا شہر کو

جب برہان الملک کی جرءت اور تہوری اور مرہٹہ کی مغلوبی کی خبر صمصام الدولہ کو معلوم ہوئی شرمندہ ہوکر چاہا کہ اسکے ہمراہی مین اپنا نام پیدا کرے یا کہ اسے بھی مانع ہوکر بدنام کرے لہذا شتر سوارونکو متواتر بتعاقب مع خطوط کے اس مضمون سے بھیجا کہ ہم بھی عنقریب آپ سے ملتے ہین تا ہمارے پہونچنے کے توقف کرو تاکہ ہم تم باتفاق ہمدیگر غنیم کی گوشمالی مین ساعی ہون ہرگز جلدی نہ کیجیگا برہان الملک نے عین وقت سواری جو یہ آگاہی پائی بمجرد ملاحظہ مضامین مذکورہ کی متوقف ہوگیا تین چار روز کی بعد امیر الامرا بھی پہونچا حسب الحکم بادشاہ کے جو قرب مرہٹہ سے اندیشہ مند تھا اور امراے صاحب فوج کو اس مہم کے مدافعہ پر مامور فرمایا تھا قمر الدین خان بھی مع فوج اپنی کی دار الخلافت سے تیس کوس پر صوبہ اجمیر کی راہ پر تھا اور محمد خان بہادر غضنفر جنگ بنگش بھی مع اپنی جمعیت کی کسیطرف مامور تھا جب صمصام الدولہ اور برہان الملک کی ملاقاتین ہوئین اور مہمانون کی ضیافتین ہوچکین اس عرصہ مین چھ سات روز کی دلجمعی غنیم کو ملی اور برہان الملک کے تعاقب کا ڈر دل سے نکل گیا شاہجہان آباد کو فوج سے خالی سمجھکر اوسنے روز سہ شنبہ ہشتم ذی الحجہ سنہ مذکور کو باجی راو سپہ سالار مرہٹہ نے تعلق آباد مین پہونچکر شاہجہان آباد کے آدمیون کو جو ہندو مسلمان معبد کالکا مین واسطے تماشا کے جمع ہوئے تھے خوب لوٹا اور خواجہ قطب الدین کے مزار پر رات کاٹ کر بدہ کی صبح کو مینا بازار اور دیگر دوکانات کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور دوپہر کی قریب قصبہ پالم کو تاراج کیا کالکا کے بھاگے ہوئے لوگ شہر مین جا کر پہونچے اور ورود مرہٹہ کی خبر اکثر دی شہر والون کو عجب طرح کا دغدغہ اور امید وبیم پیدا ہوا بادشاہ نے عجایب سپاہ امرا اور اراکین جاہ کو حکم دیا کہ دفع مخالفین کو عازم ہون امیر خان اور راجہ بخشمل اور میر حسن خان کوکلتاش اور منور خان برادر روشن الدولہ اور عبد المعبود خان اور شیو سنگہ سردار رسالہ عنبری وغیرہ سرداران حسب الحکم شاہی سراے قاضی اور تال کٹورہ مین جگہ مناسب متصل شہر کی دیکھکر صفین آراستہ کرکے روبروے غنیم استادہ ہوئے اونمین سے میر حسن خان اور شیو سنگہ نے جو کہ جراءت بے تجربہ اونکی عقل رکھتی تھی قدم بیشتر کو بڑھایا ہرچند عمدۃ الملک نے جو مرد ہوشیار تجربہ کار تھا ممانعت کی کہ مرہٹہ کی لڑائی خصوص ایسے وقت مین پیش روی مناسب نہین یکجائی خوب ہے مگر ان دونون مغرورون بے شعورون

سے نہ تہا چند قدم چلے تہے کہ تہوڑے سے مرہٹہ دور سے نمایان ہوئے اور ان سب نے اپنی قلت دکہلا کر دور تر تعاقب مین لے گئے پہر بکثرت چار و نطرف سے گہیر لیا سیف و سنان چلنے لگی کسی شخص نے ہمراہیان میر حسن خان سے مجروح نکلکر امیر خان کے پاس آکر کہا کہ کہڑے کیا کرتے ہو ہمارا سید امام مارا جاتا ہے۔ امیر خان نے جو کہ خوش طبع بذلہ گو لطیفہ سنج تہا او سوقتین اپنا طریقہ کلام ظہور کیا کہ مجہے بارہ امام سے غرض ہے اگر یہ تیرہوان مارا جاے کچہ ممانعت ضرور نہین۔ چونکہ ہندوستانی لوگ گہوڑے کی سواری مین مہارت نہین رکہتے تہے اکثر مقتول ہوے میر حسن خان مع بعض باقیماندگان کے مجروح میدان سے پہر کر سلامت آیا اور ہمراہی اوس لڑائی کے بہاگے ہوے بے سر و سامان برہنہ پا کہ بینی و دوگوش پریشان سے بیہوش اپنے اپنے گہرون پہنچے امیر خان وغیرہ امرا شام تک مسلح کہڑے رہے رات کو خیمہ مین گئے شاہجہان آباد کے ہنگامہ کی خبر بسبب عدم مسافت اور قرب دار الخلافۃ کے سنکر یا کہ مرہٹون کو اپنے روبرو پا کر بخوف تنہائی بادشاہ امراے متعینہ بیرونی شاہجہان آباد کی جانب یلغار کیا۔ اعتماد الدولہ جو بہ نسبت دیگر امرا کے بہت قریب تہا جلد پہونچا اور ۹ ذی الحجہ روز چہارشنبہ کو مرہٹہ سے خفیف لڑائی کی مرہٹہ ہٹکر پیچہے جا پڑا برہان الملک اکبر آباد سے منگل کے دن ۸ ذی الحجہ کو یلغار کرکے بدہ کے روز بعد طے مسافت کے قصبہ تلپٹ مین کہ متصل دار الخلافۃ کے ہے آیا اور دوسرے روز عید الضحی کو دار الخلافۃ مین داخل ہوا صمصام الدولہ بہی ہمراہی مین آپہونچا تیسرے روز بنگش بہی آکر ملحق ہوا چونکہ غنیم شمشیر آبدار برہان الملک کی غنیم کو ایک مرتبہ آسودہ کر چکی تہی اسکی خبر سنتے ہی بیتاب ہو کر قصبہ ریواڑی اور پاٹودہی کی طرف چلے اور دونو قصبون کو من مانا لوٹا اور اوس راہ سے گجرات و مالوہ کو پہنچے چونکہ سواے برہان الملک کے دوسرے کو تعاقب کی ہوس نتہی ہر ایک عذر خواہ ہوا کسی نے اونکے تعاقب مین پیش قدمی نکی بادشاہ اور وزیر اور امیر الامرا نے چوتہ دینے پر رضامندی اظہار فرمائی صلح کرکے آتش فساد بجہائی۔ بادشاہ نے آصف جاہ نظام الملک کو باقی مبادی فساد مرہٹہ اور پریشانی بہی سمجہکر دلجوئی اوسکی ضرور جانی آخر ۱۱۵۰ھ مین شقہ عنایت اور عطاے خطاب آصفجاہی اور منصب وکالت مطلق اور اضافہ منصب ہشت ہزاری وغیرہ رعایات سے دلداری کرکے طلب حضور کیا اونہنے دکہن مین اپنے لڑکے نظام الدولہ ناصر جنگ کو نائب مقرر کرکے حضور کی راہ لی ہنوز اسکے آنے کی خبر آئی تہی کہ صمصام الدولہ نے مرہٹہ سے صلح کر لی بایین خیال کہ اسکا وصول ہوا اور اقرار یہ ہوا کہ مرہٹہ لوگ تابع بادشاہ اور امراے حضور کے رہین تا صوبہ مالوہ کی بجا آوری نکرین۔ مرہٹہ نے بے خبری امرا کی [illegible] سے اپنا کام پختہ کیا لیکن

چندے آصفجاہ دار الخلافۃ مین آیا دوشنبہ کے دن سولھوین ربیع الاول ۱۱۵۱ ہجری کو بہر دن چڑہے مستفیض ملازمت ہوا اور پنجشنبہ ہفدہم ربیع الثانی کو خلعت صوبہ داری اکبرآباد اور مالوہ کی جی سنگہ اور باجی راو کی تغیری پر غازی الدین خان پسر آصفجاہ کو مرحمت ہوئی روز جمعہ ۱۸ ربیع الثانی کو عبدالصمد خان کی وفات کی خبر سنی اعتماد الدولہ کو خلعت ماتمی مرحمت ہوا اور نیز خلاع ماتمی اور بحالی صوبہ لاہور اور ملتان کی ذکریا خان پسر عبدالصمد خان وغیرہ ورثہ کے نام لاہور کو ارسال ہوا حسب الحکم حضور بادشاہ آصفجاہ سگے باجی راو کی تنبیہ کا عزم کرکے اکبرآباد آیا اور عازم مالوہ ہوا اکبرآباد کے گھاٹ سے گذر کر اٹاوہ اور ملکپور ہوکر کالپی سے دوبارہ عبور جمن کر کے ملک بوندیلہ مین آیا وہان کے راجہ کو مع فوج ہمراہ لیا اور بعد طے منازل بھوپال جو توابع صوبہ مالوہ مین تھا آیا باجی راو نے فوج سنگین کی ساتھ دکن سے استقبال کیا سنہ مذکورہ بالا واقع ماہ رمضان بھوپال مین مقابلہ ہوا لڑائی بخت آزمائی شروع ہوئی اس عرصہ مین خبر پہنچی کہ نادر شاہ بہت نزدیک آگیا پس آصفجاہ نے مصالحہ کرکے جلد شاہجہان آباد کی راہ لی۔

سیف الدین علیخان کا مقتول ہونا اعتماد الدولہ کی عداوت سے اور عظیم اللہ خان کی شقاوت

امراے نفاق پیشہ حضور نے کہ سمجھ بوجھ نہ رکھتے تھے ایسی مہم سخت مرہٹہ کو تو ایک چھوٹا سہل سا کام سمجھتے تھے ہان باہمی عداوت کی فکر مین رہا کرتے تھے کہ فلانے کی جڑ کسطرح کھودیئے دیکھئے انہین دنون مین سیف الدین خان قطب الملک سے کنارہ کش ہوکر خانہ نشین ہوا تھا جاگیر اور تعلقہ قدیم سوروٹی مین گذر اوقات کرتا تھا کسی سے کچھ غرض نہ رکھتا تھا جسقدر سد رمق رازق حقیقی نے دیا تھا مع چند ضعیف و ناتوان خاندانی کے بسر کرتا تھا اعتماد الدولہ وغیرہ تورانی سادات سے عداوت جبلی رکھتے تھے اور امیر الامرا حسین علیخان بہادر مرحوم کے کسی اقربا کی وجود کے خواہان نتھے ہمیشہ اسی غریب کی مارنے مین بہانہ جو تھے اس سبب سے اعتماد الدولہ نے حشمت خان نامی کو چکلہ سہارنپور دیدیا کہ سیف الدین علیخان وغیرہ منتسبان امیر الامراے مغفور کے ضیاع و اقطاع کی ضبطی کرے اوس بدذات نے فوجدار ہوکر سید کی اولاد پر دست درازی کرنے کا ارادہ کیا کہ سیف الدین علیخان وغیرہ سادات کو قوت روزمرہ سے عاجز و محتاج کرے نوبت ناچار رسید کہ جب بیچارون نے کسیطرح اپنا رفاہ نہ دیکھا اور مثل مشہور ہے مرتا کیا نہ کرتا مقابلہ میں کھڑے ہوئے اور اوس بدبخت سے لڑ بھڑ کر جب کچھ زور نہ چلا عدم کی راہ لی اعتماد الدولہ عظیم اللہ خان نے بعد کشتہ ہونے جان نثار خان اور دخلیابی بھگونت داراڑو کو

عار نسمجھا اور تدارک اونکا ضرور نہ ہوا اور اب کہ حشمت خان اپنی خودسری اور ظلم پروری سے سادات کی ہاتہ سے مارا گیا اعتماد الدولہ کو نہایت برا معلوم ہوا انتقام کی فکر ہوئی فوراً عظیم اللہ خان کو کہ نایب ابی سفیان کہنا چاہیے سالار لشکر بناکر مع باقیماندہ فوج توران اور علی محمد خان روہیلہ اور فرید الدین خان اور عظیم اللہ خان فاروقی شیخ زادہاے لکھنؤ سے جو قمر الدین خان کی طرف سے فوجدار مراداباد کی تہے واسطے قتل و غارت سادات بارہہ مامور کیا اور یہہ بدسر ہوپنچکر صف آرا ہوے ـ سیف الدین علیخان مع چند بہائیوں برادروں کے جو ایسے نازک وقت مین شریک ہوے چار ناچار بپاس حفظ آبرو و مقابلہ کو نکلا اور باوجود کمی لشکر اور نہونی توپ و تفنگ وغیرہ دیگر سامان جنگ و جدال کے تشنگان آبرو کی خواری اور ذلت مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا قریب تہا کہ فی النار والسقر ہوجاوے ناگہان دوسری فوج روہیلہ کی مدد پر آپہنچی اور آتے ہی طرف پہلو و پشت سے بندوق اور بان سرکیے آن کی آن مین سیف الدین علیخان اور اوسکے ہمراہیوں کو شربت شہادت نوش کرایا بعد ازین بیحیائی نے زور دکہلایا قصبہ جانسٹہ جو سیف الدین علی خان اور اوسکے باپ دادے کا مسکن قدیمی تہا اکثر خانہ سادات مین غارتگری شروع کردی کہ سیدہاے پریشان حال کو تکلیف پہونچائی عیال و اطفال کی نوبت بری دکہلائی قصبہ مین حشر کا واویلا تہی اوسکے ظلم و جفا سے اولاد پیغمبر کی آہ و نالہ چرخ نہم پر کروبیون کے کان کہرے کرتی تہی اوسی زاری نالی کے خیال مین آجتک صبح و شام چرخ بی پیر خون آنسوون سے روتا ہے نمود شفق کا فقط بہانہ ہی ہوتا ہے اون دنون شفق کی سرخی اس کثرت سے نمود ہوتی تہی کہ دیکہنے والون کی آنکہہ مین خون نکل آتا تہا نجومی لوگ اس خون ریزی اور شفق انگیزی کی علامت سے کہتے تہے کہ عنقریب قتل عام ہوتا ہے تلافی مافات مین خلق کثیر کا کام ہوتا ہے ـــ

کابل کے بند و بست مین خلل ہونا اور نادرشاہی کا حادثہ ظاہر ہونا

جب صمصام الدولہ کا اقتدار حضور مین بڑہا جس کام کو چاہتا اپنی عقل کے بموجب کرڈالتا اور اوسکا اثر جلد ظاہر ہوکر موجب فساد ہوتا منجملہ ان سب امر کے جو مرہٹون کے ساتہ گذرا لکہا گیا اور جن تفرقات سے کہ صوبہ کابل کے مصارف مین اور اوسکے استحکام کی عدم ضوابط مین مفسدہ برپا ہوا یعنی نادرشاہ کا ورود ہند مین ہوا اور اوس صوبہ کے حالات اور انسداد عبور سے جو غافل نرہتا امکان تہا کہ نادرشاہ کا عبور اس آسانی سے ہوتا ناصر جنگ صوبہ دار کابل مرد ملا غفلت وزرا اکثر شکار دوست تہا جب شکار سے واپس آتا تلاوت و عبادت مین مصروف ہوتا تنخواہ نقدی صوبہ کابل کی جو حضور سے جاتی تہی

صمصام الدولہ نے اوسکا بہیجنا بیوجہ جانکر مسدود کیا اور اوسکی راہون کی خبر اور دورہا سے گذارہ کی
کیفیت سے نہ تو صوبہ دار خبر لیتا نہ امیر الامرا کو پروا ہوتی اس سبب سے محافظ راہ سے برخاستہ ہوئے
سستی کار سلطنت اور غفلت عملہ بادشاہی کی شہرت جو ہوئی کسیکو خوف جزا پر خاش سے نہ رہا ہر شخص
اپنا من مانا قول و فعل کرنے لگا راہ سے جو جا ہتا آتا جاتا بادشاہ و امرا کو خبر بھی نہ ہوتی اور نہ اسکا تدارک
تہا کہ کیون خبر رسانی نہین ہوتی عجایب واقعات سے یہ ہے کہ سلاطین سلسلہ علیہ صفویہ کو مطلقا
سلاطین ہند سے کسی مقدمہ مین رجوع نہین رہا اور بابر بادشاہ اور اوسکا لڑکا ہمایون جو مورد الطاف
خاقان صفویہ ہوے ظاہر اور انکار ہے اودہر سے بلا غرض استحکام رسم صوری کی سبب سلسلہ ارسال
رسل و رسایل مصمم تہی و نوبت متحرک تہا اور ادہر سے نسبت فقدان ادمیت کی یہ سلوک مبذول نہوتی
تہے چنانچہ باوجود ظاہر نہونے حوادثات کے ملک ایران مین اور متسلط ہونے شاہ طہماسپ ثانی کے
تخت موروثی پر بعد تنبیہ مفسدان کے محمد شاہ بادشاہ ہند کو ہرگز رسم پرسش اور تہنیت کی یاد نہ آئی
بلکہ میرویس افغان سے لطف آشنائی خرچ ہوا اور اوسکی لڑکی حسین کے ساتہ بھی اواخر مین
جبکہ قندہار پر ضابطہ ہوا تہا باوجودیکہ ملتان پر چڑہکر موجب غارتگری ہوا خط بہیجوایا گیا۔ اور شاہ
طہماسپ نے بلا غرض باوجود مسافت دور کے بعد فتح اصفہان اور استیصال افغان کے کسی امیر کو
ہندوستان بہیجا اور اوس ایام کا سارا وقایع لکہا اور یہ بھی خط مین اشعار فرمایا کہ چونکہ افغان
بقیۃ السیف یہان سے فرار ہوے ہین بجز ہندوستان کے کوئی معاون انکا نہین اگر وہان آئین
راہ نہ پائین۔ اسکا جواب چند روز کے بعد محمد شاہ نے سخنان مضروع سے لکہکر ایلچی کو مرخص فرمایا اور
جب شاہزادہ عباس مرزا بجاے پدر تخت نشین ہوا ایک ایلچی ہند کو آیا اوسکے خط مین بھی یہی
کلمات درج تہے اوسے بھی بطرز اول رخصت ملی جب نادر شاہ تخت نشین ایران ہوا کسی معتمد
قزلباش کو برہان الملک کے پاس جو اعظم امرا تہا بہیجا اور اوسکے اور پیر محمد شاہ کے نام خطوط
لکہے تہے فرستادہ مذکور کو بعد پہونچنے ملک ہندوستان کے چورون نے غارت کیا اوسنے
ہزارون خوشامد سے نامہ لیکر بمشقت تمام خط مذکور پہونچایا لیکن لوٹ لیجانے کی تاب نہ پائی۔
محمد شاہ اور امرا سے ہند ایلچی ایران کے بار بار آنے اور حسین افغان کے بادشاہ ہونے اور قلعہ قندہار
کی منبطی اور صوبہ ملتان کی چڑہائی سے مشوش ہوکر آصفجاہ کو اوسکے صوبہ مین نجالی دیا حضور مین رکہا
تاکہ بر وقت ضرورت بموجب اوسکے صلاح دید کی تعمیل ہو یہ آصفجاہ گرگ باران دیدہ سرد و گرم
روزگار چشیدہ تجربہ کار مرد ہوشیار محمد اورنگ زیب کے عہدہ اترہاون سے تہا جب نادر شاہ نے

قندہار آکر قلعہ تسخیر کیا محمد خان ترکمان کو جو امراے صفویہ سے تہا برسم پیغامبری ہندوستان کو
بہیجا اور شکایت سخنان گذشتہ کی تحریر کی جب وہ دار الخلافت مین آیا خط دکہلایا اوسکو مقیم
کراکر تحریر جواب سے ساکت ہوے چند انکہ وہ درخواست رخصت کی کرتا تہا لیکن سودمند نہوا گاہے
اصل جواب کے لکہنے مین اندیشناک ہوتا کبہی یہ خیال ہوتا کہ اگر لکہیے القاب کیا لکہنا ہوگا متحیر
اور سرگردان تہی مقیم رکہیے ایلچی سے تدبیر ملکداری یہ سمجہے تہے کہ شاید حسین خان مستحفظان قندہار
کے نادرشاہ پر فتحیاب ہوں اور چونکہ محاصرہ قندہار کو طول ہوا اور محمد خان کی بہی مراجعت
مین دیر ہوئی تہا درشاہ نے اوسکے نام ایک فرمان چہ نفر سواران صبا تگ کے ہاتہ روانہ کیا
لکہا تہا کہ حقیقت اور سبب تعویق لکہکر جلد روانہ ہو چونکہ جواب نہ ملتا تہا یہ رخصت پاتا تہا اسپر
بہی کچہ حصول مدعا نہوا بالجملہ جب قندہار کے محاصرہ کو ایک برس گذرا اور شہر نادرآباد کی تعمیر
تمام ہوئی نادرشاہ نے فرمایا کہ لشکر قزلباش نے دہاوہ کرکے پٹہانوں کو بیدست و پا قتل و مجروح
کرکے قلعہ مذکور تسخیر کر لیا حسین افغان مذکور قید ہوا اسکے چند سال بعد افغان ہر طرف سے ہندوستان
آئے اکثر افغان سرکار و بیمین ملازم ہوکر داخل سپاہ ہوے علی محمد خان معروف بہ روہیلہ جو کہ
اعظم اللہ خان کی جنگ مین سید سیف الدین علیخان کی رفاقت مین عظیم اللہ خان کی اعانت
کی اور مورد عنایت اعتماد الدولہ ہوا بعض محالات جاگیرات خالصہ سیف الدینخان پر بطور ملکیت
کے خالص ہوگیا اگرچہ اصل مین گریختہ جاٹ اور کسی پٹہان کا پسرخواندہ تہا لیکن چونکہ مرد شجاع
صاحب جرات تہا روہیلہ ہاے گریختہ قندہار کو اپنا رفیق کر لیا اور اونکے اجتماع سے روہیلہ کے
نام سے مشہور ہوا اور اکثر ملک مانند انولہ اور سنبہل اور مراد آباد اور بداؤن اور بریلی وغیرہ
پر متصرف ہوا ایسے جو جو لوگ کہ باعث تکلیف سے مانعت محمد شاہ کو کرتے تہے بیرون حوصلہ اور اوسکے انضباط
سے باہر تہا کیونکہ دریا سے کابل اور اوسکا ضبط نارسائی صوبہ دار اور بیخبری امرا اور بادشاہ
اور عدم التفات اور موقوفی تنخواہ مقررہ سے واقع ہوا کسی کو کسیکے جمہور و فرو رسے خبر نتہی خود
صوبہ دار تو پیشاور مین رہا کرتا تہا ایک ادنی صوبہ دار کابل پر مقرر کر دیا تہا مجال ضبط راہ کی
کسکو مجال تہی اور مترددین اور مسافرین کی احوال سے کون آگاہ تہا کہ تدارک اوسکا کیا جاتا ہر گاہ
نادرشاہ ایسا بادشاہ سالہا سال پہلو بہ پہلو رہا ہوا اور کوئی اوسکے ارادہ سے مطلع نہوا پہر کہ
دوسرے خبروں کا احوال ان بیخبروں کے نزدیک کیا ہوگا نادرشاہ نے قلعہ قندہار کو
خراب کرکے حکم دیا کہ لوگ وہان کی نادرآباد مین اقامت کرین اور کابل و غزنین کے طرف حرکت

سے کوتوال کابل کو پیغام دیا کہ ہمین محمد شاہ کے ملک سے کام نہین لیکن جو اسطرف پٹھانون کا مسکن ہے اور کسیقدر مغرور بھی ادہر آملے ہین پس غرض اونکی سزا سے ہے لہذا چاہئیے کہ بے ہراس ہوکر رسم مہمانداری بجا لائیے اور خود کنار شہر کابل خیمہ زن ہوا کوتوال اور کابلیون نے نصیحت نہ مانی آمادہ پیکار ہوئے قزلباشون کو حکم ہوا کہ سزا دین محصورین بموجب حملہ ہونے کے امان خواہ ہوئے اور پناہ پاکر اطاعت قبول کی قلعہ خالی کر دیا اوس سرزمین مین جہان جہان قوم افغان فراہم ہوئے تھے شریتغ نادری جانفشان ہوئے ــ نادر شاہ محمد خان ایلچی کے زیادہ توقف سے نہایت آزردہ ہوا چند نفر کابلی کو زبانی پیغام دیکر روانہ شاہجہان آباد کیا فرستادہ لوگ لاہور ہوتے ہوئے شاہجہان آباد آئے کسی نے انکی بات نہ سنی اور جسنے سنی اوسنے کچھ نہ سمجھا معتمدین سے سنا گیا ہے کہ جسوقت کابلیان مذکور کے زبان سے دوسرے مسافر باشور جو اوسطرف سے آتا تھا اور کوئی اخبار اور پیغام نادر شاہ کا سنکر امیر الامرا تک پہونچتا تھا خاندوران کچھ ملتفت نہوکر بطور استہزا کہتا تھا کہ یہان کے آدمیونکی کوتی اونچی ہین کہ مغل اور قزلباش کو دیکھتے ہین اور اوسکے مصاحبین اور رفقا کو ــ کابلیون کو بھیجا اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کا قریب سمجھا تھا اور نادر شاہی ایلچی کو فرستادہ زکریا خان تورانی جو کہ اعتماد الدولہ صوبہ دار لاہور کا پرنہ تھا جانتا تھا جو لوگ اس خبر کی تصدیق کرتے استہزا مین ٹالتا جب کہ امیر الامرا کی یہ فہمید تھی جسکے اختیار مین کل پیغام سلطنت تھی تب اورون کا خدا حافظ غور سے دیکھو اے صاحبان بینائی خیر نادر شاہ نے پھر کابل سے کسی لشکری کو مع دس سوار کے سفارت مین بھیجا جب جلال آباد پہونچکر فرود آئے جماعۂ حرامیون نے گھر کو گھیر لیا اول ہتھیار رکھائے اور آخر کو دس آدمی مار ڈالے ایک نے بھاگ کر یہ ماجرا اظہار دیا کابل مین سات مہینے نادر شاہ مقیم رہا جب اپنے دس سوار کے قتل سے خبردار ہوا نہایت بیقرار ہوکر جلال آباد کو کوچ کیا اور شہر مین پہونچکے قتل عام کیا خلق کثیر رائیگان ہوئی ایک غریب و عجیب امر یہ کہ جنہون نے اون دس نفر ہمراہیان سفیر کو مارا تھا اونکے سردار کو محمد شاہ کے حضور سے خلعت تیار ہوکر ارادہ تھا کہ ارسال ہو مگر قتل عام جلال آباد کے باعث توقف ہوا جس روز سے کہ ہندوستان مین ورود نادر شاہ کی خبر کابل مین پہونچی تھی خاندوران اور نظام الملک اوسکے لڑائی پر نامزد ہوکر شاہجہان آباد مین مقیم تھے اور آوازہ عزیمت کابل مشتہر کر دے تھے اور اسکو سمجھا تھا کہ ہمارا آوازہ عزم سنکر نادر شاہ جلال آباد سے پیشاور کو چلا جاوے ــ

لڑنا ناصر خان کا نادر شاہ سے اور مغلوب ہونا اور نادر شاہ کا لاہور آنا اور زکریا خان کا مغلوب ہونا اور محمد شاہ کے فیمابین کچھ معاملہ

ناصر خان حاکم صوبہ کابل نے فوج موجودہ سد راہ ہو بیٹھا اور بہت سے افاغنہ کو فراہم کر کے مسالک نشوار گذار کیے

مانند درۂ خیبر وغیرہ کے اپنی دانست مین محکم اور مضبوط کر دیا اور آمادہ محاربہ نادرشاہ بیٹھا تھا نادرشاہ
بنے اوسی پیغام دیا کہ ہم فلانے روز پہنچین گے بہتر یہ ہے کہ سرراہ چھوڑ دے۔ اوسنے کچھ لحاظ نہ کیا لیکن
نہ اوٹھا نادرشاہ روز موعود کو آپہونچا ناصرخان کی فوج سے اکثر لوگ قتل ہوئے اور خود ناصرخان زندہ
مجروح کسی قزلباش کے ہاتھ سے قید ہوکر اپنے کو ظاہر کیا اوسنے نادرشاہ کے حضور مین حاضر کیا چندروز
کے بعد خلعت فاخرہ پایا اور نادرشاہ پیشاور مین نزول فرماکر دریاے اٹک کے پار اوترا مملکت
پنجاب مخصوص شہر لاہور مین قیامت ظاہر ہوئی ہر شخص نے لوٹ مار شروع کر دی اور بہتون نے ہزارون
نے راہون کو گھیرا تھا اور آپسمین سیتز اور آویز کو رائج کیا لاہور کے حاکم نے غرور فوج کثیر
سے دریاے راوی پر لشکر آرائی کی کیا خوب یہ مثل راست ہوئی کہ کیفیت صلح اور جنگ احمقونکی
مثل لڑکون کی عزایب وعجایب ہو القصہ نادرشاہ مع فوج کی گھوڑے دریا مین ڈال کر پار اوترا چند سوار
قزلباش سپاہ لاہور پر دوڑ اوٹھے لاہوری سپاہ وسوار ہیبہ غلبۂ نادری دیکھکر پس وپا
ہوئے آخر کار حاکم مع ہمراہیون وشیرون کے قلعہ بند ہوا نادرشاہ نے متصل شہر خیمہ کیا زکریاخان نے
عرضداشت نیازمندی ارسال کرکے امان چاہی اور حضور نادری مین آکر خلعت یاب ہوا نادرشاہ
کسیقدر لوگ قلعہ لاہور مین چھوڑ کر شاہجہان آباد کو چلا۔

محمد شاہ کا نہضت کرنا شاہجہان آباد سے اور کرنال پہونچنا اور مجادلہ نادرشاہ کی سرگذشت

چندروز پیشتر سے محمد شاہ مع امرا و لشکر کے شہر سے نکل کر آہستہ آہستہ رہ نورد تھا دو مہینے مین چار منزل
طے کرکے کرنال مین آیا اور جو نہر علیمردان کی لائی ہوئی تھی اوسکے کنارے خیمہ زن ہوا گرد لشکر کے
توپخانہ چنا اور زنجیرون کے سلسلہ سے خوب جکڑا۔ نادرشاہ نے دوتین بار لاہور سے لشکر ہندوستانی
کے دوچار ہونے تک محمد خان ایلچی کی واپسی کو پیغام بھیجا مگر یہان سے رخصت نہ دی جاتی تھی خدا
معلوم اوسکے ٹھہرا رکھنے سے کیا غرض تھی صمصام الدولہ نے ہر چند راجہ جی سنگہ سوائی وغیرہ راجہای
ساج پوتیہ کہ محل اعتمادی تھے مدد پر بولایا مگر وہ عذر کر گئے اور آجکل کا حیلہ لگاتے تھے اور نادرشاہ اور
امرائی آنکھین بربان الملک کی راہ دیکھ رہی تھین واے غفلت کہ نادرشاہ مع لشکر نہایت قریب آگیا تھا
اور لشکریان محمد شاہی کو اوسکے کوچ ومقام کی کچھ خبر نتھی تا آنکہ ایک روز چند گھسیارے جو گھاس لانے کو
چار پانچ کوس لشکر سے نکل جاتے تھے پانچ چھ گھڑی دن چڑھے مجروح وخستہ آکر منتظر ہوئے
کہ قزلباشون نے آگھیرا اوسوقت نادرشاہ کی آمد گرم ہوئی اور فوج مین تہلکہ عظیم وخوف وبیم جلوہ

جانب غنیم دکھلانے لگا اسوقت اس طوفان طغیانی سے آتش انتظار برہان الملک ہی بجھہ گئی —

برہان الملک کا لشکر محمد شاہی مین آنا اور لڑائی کا آہنگ ہونا

اسوقت مین برہان الملک کے قریب آجانے کی خبر بادشاہ اور امیر الامرا کو معلوم ہوئی روز سہ شنبہ پانزدہم ذی القعدہ ۱۱۵۱ ہجری کو خاندوران لشکر سے نیم کوس پر استقبال کو گیا اور برہان الملک کو ہمراہ ملازمت شاہی مین لایا حکم ہوا متصل امیر الامرا کے خیمہ زن ہو برہان الملک وہان پہونچکر انتظار لشکر اور بنگاہ کرتا تھا ناگہان خبر آئی کہ بعض نادرشاہیون نے اوسکی بنگاہ لوٹ لی برہان الملک نے اس خبر سے مضطر ہوکر امیر الامرا کو پیغام دیا کہ اب بندہ اپنی فوج و اسباب کی حمایت کو جاتا ہے یہ کہکر حرکت کی صمصام الدولہ نے یہ پیغام بادشاہ سے اور بادشاہ نے آصفجاہ سے کہلا بھیجا آصفجاہ نے جواب دیا کہ ایک تہائی دن سے باقی رہگئی ہے اور ہنوز لشکر برہان الملک کا آسودہ نہین ہوا لڑائی کی صلاح نہین اوسے حکم دیجیے کہ شتابی نہ کرے صبح کو بہئیت مجموعی دشمن پر چڑہا وہو گا محمد شاہ نے یہی جواب صمصام الدولہ کو کہلا بھیجا صمصام الدولہ نے آصفجاہ کی سہل انکاری پر خیال کرکے کہلا بھیجا کہ اب برہان الملک دور نکل گیا کچہ عجب نہین کہ فوج مخالف سے بھی آویزش ہوگئی ہو ایسے جان نثار مستعد مرد جرار کی مدد نہ کرنا خلاف مصلحت ہے اور کوئی جائے یا نہ جاسے بندہ اوسکی کمک پر روانہ ہوتا ہے یہ کہکر ہاتھی پر سوار ہوکر مع ہمراہیان اور توپخانہ موجود جلوس وغیرہ مختصر سامان سے متوجہ لشکر ہوا پہر دن رہا تہا کہ برہان الملک کے پاس جا پہونچا برابر آدہ کوس کے فاصلہ پر جا ٹھہرا نادرشاہ نے لشکر کے دو حصہ کیے بعض کو اپنے ہمراہ رکھکر ان کے مقابلہ پر بھیجا اور لشکر سواری کے تین حصہ کرکے ایک اپنے ہمراہ لیا اور دو حصہ دو نوامرا کی جنگ کو روانہ کیے قزلباش امیر الامرا کے سر پر جا پہونچے دو گھڑی مین تمام لشکر برہان الملک اور صمصام الدولہ کا بگڑ گیا اور ہمراہیان امیر الامرا انہین اکثر نامور مانند اوسکے بہائی مظفر خان کے تہے مارے گئے اونین سے بڑا لڑکا صمصام الدولہ کا اور علی حامد خان اور شاہزاد خان اور یادگار خان اور مرزا عاقل بیگ کمل پوش مع اپنے رفقا کے اور میر کلو پسر میر شرف اور رتن چند خلف راے خوشحال چند پیشکار میر بخشی وغیرہ تہے اور امیر الامرا مجروح مع چند رفقا کے باقیماندہ کی تلوار میدان رزم سے لوٹکر سر شام لشکر مین آئے بندوبست سلاطین ہند کی خوبی دیکھیے قبل اسکے دیکھنے کے خیمہ وغیرہ سامان بنگاہ غارت ہو گیا تہا جب یہ پہونچا کوئی جگہہ نتہی کہ اسکی لاش پہنچا ان استراحت پذیر ہو آخرکش سے نیچے لاکر استادہ کیا اور امیر الامرا نے وہین شب بسر کی اعتماد الدولہ و آصف جاہ و خواجہ سرایان محلی بادشاہ پرسش اور عیادت کو آئے اور شہنایت

افسوس سے دعاے بقاے عمر مین مصروف ہوئے صمصام الدولہ سے جو کسیقدر ہوش رکھتا تہا آنکہ کہولکر نہایت ضعف سے جواب دیا کہ مینے اپنا کام تمام کیا اب تم اپنی خبر لو مصرعہ نکیا بینے تم کرو پرہیز اسقدر البتہ کہتا ہون کہ بادشاہ کو نادرشاہ کی ملاقات کو اور نادرشاہ کو شاہجہان آباد لیجانا باقی جسطرح سے بنے سمجہو اسی جگہہ بلاکر دورکرو آصف جاہ اور اعتماد الدولہ بعد گفت و شنید کی اپنے خیمون مین اُٹھہ گئی اور صمصام الدولہ نے روز سہ شنبہ ۱۹ ماہ مذکور کو رحلت فرمائی - اور برہان الملک کو جو میدان مین کہڑا اور اوسکی ہمراہیون مین بعض مقتول اور باقیماندہ مضطرب باہم مجتمع ہو رہے تھے لشکر قزلباش نے چارون طرف سے گہیر لیا ایک ترک نیشاپوری جو برہان الملک کا ہموطن تہا جرات کرکر برہان الملک کی ہاتہی کے برابر جا پہونچا برہان الملک نے جو تہین تیر مارا خاکسار نے آواز دی کہ او محمد امین دیوانہ ہوا ہی کس سے لڑتا ہی اور اپنی فوج مین کس سے اعتماد رکہتا ہی یہ کہکر نیزہ زمین مین گاڑکر گہوڑے کو باندہ دیا اور ہاتہی کا ریسمان پکڑکر برہان الملک کی عماری پر جا پہونچا برہان الملک جو کہ ضابطہ ایران سے آگاہ تہا بموجب اوسکے اطاعت بجالایا اور اسیر پنجہ تقدیر ہوکر اوسکی ہمراہ حضور نادری مین گیا نادرشاہ نے عفو تقصیر فرمائی چونکہ شام ہوگئی تہی نادرشاہ خیمہ کو گیا برہان الملک صمصام الدولہ کا فوت ہونا سنکر امیر الامرائی کا امیدوار ہوا سخنان مصلحت آمیز نادرشاہ سے کہہ سنکر دو کروڑ روپیہ دینے پر مصالحہ کرکے معاودت کی اور یہ قرار کیا کہ آصفجاہ آنکر دو کروڑ روپیہ انعام دے اور نادرشاہ معاودت کرے پس ایک رقعہ متضمن اس نوید کا بادشاہ اور آصفجاہ کو لکہہ بہیجا جب یہ رقعہ پہونچا آصف جاہ اور نادرشاہ جو سر بہ گریبان تردد تہی نہایت شادان ہوی محمد شاہ نے جلد آصفجاہ کو رخصت دی اور آصفجاہ نے بوساطت برہان الملک مشرف بملازمت ہوکر اوسے زر معہود کیا اور خوشی خوشی منزل مقصود کو واپس آیا اور بادشاہ کی حضور مین پہونچکر اپنی کاردانی اور دولتخواہی ظاہر کی چونکہ عہدوپیمان صلح کا کرآیا تہا امیدوار امیر الامرائی کا ہوا بادشاہ نے خوف جان سے اور سلامتی سلطنت سمجہکر استرضاے آصفجاہ لازم سمجھی اوسوقت آخر روز شنبہ نوزدہم ماہ مذکور کی تہی خلعت امیر الامرائی عنایت فرمایا اور روز یکشنبہ تاریخ بستم کو نادرشاہ کی حسب الطلب محمد شاہ بموجب صلاح آصفجاہ کی ملاقات کو روانہ ہوا جب قریب لشکر ایران کے پہونچا شاہزادہ نصر اللہ میرزا نے پیشوائی کی جب نزدیک آیا محمد شاہ نے تخت رواں سے نیچے اترکر نصر اللہ سے معانقہ بزرگانہ فرمایا اور نصر اللہ نے بہی فرزندانہ القاب لفظ کو بعد ازان وہان سے آگے کو چلے لب فرش تک نادرشاہ نے پیشوائی کی اور ہاتہ پکڑکر مسند پر بٹہالیا اور نہایت خوشنودی کی ساتہ رخصت ملی برہان الملک نے جو صمصام الدولہ کی عہدہ امیر الامرائی

سیر آصفجاہ کا بحال ہونا سنا بیقرار ہوگیا نادر شاہ سے عرض کی کہ محمد شاہ کے لشکر مین آصفجاہ سے
سوا کوئی کچہ نہین کرسکتا اوسکے نزدیک دو کڑور روپیہ کی کچہ حقیقت نہین اسقدر تو غلام فقط
اپنے گہر سے دے سکتا ہی باقی امرا اور خزانہ بادشاہی اور جواہر وغیرہ کا کیا ذکر اکثر شاہجہان آباد تک جو
تیس ہی چالیس کوس سے زیادہ دور نہین نہضت کیجاوے حصول مدعا ممکن ہی۔ نادر شاہ نے اس خبر سے
خوشنود ہوکر آصفجاہ کو بلایا اور آصفجاہ باطمینان عہد و پیمان سابق حاضر آیا تب حکم دیا کہ محمد شاہ کو بلا ناضرور
ہی اسنے عرض کیا کہ ایسا عہد و پیمان نہین ہوا نادر شاہ نے جواب دیا کہ نقض عہد آپ منظور ہی مگر کچہ ضرورت
ایسی ہی عائد ہے لاجرم آصفجاہ نے بادشاہ کو عرضی کی اور بادشاہ مع عمدۃ الملک اور موتمن الدولہ
محمد اسحق خان اور بعضی خواص خواجہ سرایان و عملۂ شاگرد پیشہ کی تخت روان پر سوار ہوکر چلا دیگر منصبداران
وغیرہ کو جو ہمراہی تہی باز رکہا جب جا پہونچا دوسرے خیمہ مین جو پیشتر سے اوسکے واسطے نصب کیا تہا اوتارا
اور کہلا بہیجا کہ اسباب تجمل سلطنت اپنے اور مستورات حرم سرا اپنے کو مع وابستگان مقربان و ملازمان
خدمت وغیرہ کو بتاکید بلا لیں اور تحنگاہ وغیرہ مع عملہ و فعلہ کی منگا کے اسی لشکر مین آرام فرماوین اور عموم
لشکر محمد شاہی کو حکم دیا کہ جسکا جی چاہی لشکر مین رہے جسے جانا ہو شاہجہان آباد جاوے موافق حکم کی عمل مین
آیا اور جو کچہ محمد شاہ کو مطلوب تہا حاضر کیا اور رقم نادر شاہی بنام اعتماد الدولہ واسطے طلب اوسیکی صادر
ہوا اعتماد الدولہ مع قمر الدین خان کے حضور مین پہونچا۔ برہان الملک مع طہماسپ
جلایر کے جو سردار فرقہ جلایر اور نادر شاہ کا مقرب تہا مع شقہ محمد شاہ اور رقم نادری کے
متضمن اس کی کہ کلید قلعہ اور خزاین وغیرہ کارخانجات کی لطف اللہ خان صادق ثابت دار الخلافہ کو دیجاوے
پیشتر سے روانہ ہوا اور متعاقب انکی نادر شاہ نے مع محمد شاہ کے نہضت کی اور عازم شاہجہان آباد ہوا
محمد شاہ کے لشکر مین بمجرد آنے اوسکے کی آگی نادر شاہ کی اور جانی اعتماد الدولہ کی اس اردوی شاہی مین
سخت اضطراب و تردد واقع ہوا کوئی راستہ مین قزلباشیون کی ہاتہ سے مارا گیا اکثر نے بجاے تو جا کر
ہندنے جان لی اگر گمنامی سے جان بچا لے گئی نام و ننگ ننگا مادر زاد کر کے چہوڑ دیا۔ القصہ
نادر شاہ مع محمد شاہ کے شہر مین پہونچے اول ذی الحجہ کے عشرہ کو بتاریخ ہشتم روز پنجشنبہ محمد شاہ
اور روز جمعہ نہم کو نادر شاہ قلعہ شاہجہان آباد مین رونق افروز ہوئے اور محمد شاہ اور امرا وغیرہ بطور سابق
قلعہ مین جا پذیر ہوئے روز شنبہ عید الضحی کہ اسی روز نوروز بہی تہا نادری خطبہ مسجدون مین پڑہا گیا
جب تاریخ ۱۱ اس شہر مذکور کو وقت عصر آیا ہندوستانیون نے غپ اوڑا دی کہ نادر شاہ مر گیا بعض
کہنے لگے کہ موت سے مرا کتنون نے جہک مارا کہ کسی قلماقنی کی ہاتہ سے مارا گیا غرضکہ ایک گہڑی مین اوسکی

خبر موت سارے شہر مین مشہور ہوئی اور حال آنکہ وہ صحیح و سلامت قلعہ مین مشغول عیش و طرب تھے بعض شہر کے مکانون مین بعض فرودخانہ مین غلبہ کر آئے قزلباشی تو ہندی زبان کچہ نہ سمجھتے تھے متفرق دو دو چار چار ہر گلی کوچہ مین سیر کنان تھے ان لوگون نے پہونچکر اونکے سر اوڑانا شروع کیا تاکہ ہنگامہ شام نمودار ہوئی مگر بلوائیون کی وہی شورش تھی جب مکرر نادر شاہ کو یہ فساد معلوم ہوا حکم دیا کہ ہر شخص اپنی جگہہ پر مستقیم رہے ہندیون کے درپے انتقام نہو ہان اگر ہندی انکے سر پر چڑہین تو اونکا مدافعہ کرے اس رات کو کسی امراے ہند نے اس شور و فساد کا انسداد نکیا بلکہ چند قزلباشیون کو جو اسے ... جا کر کے اپنے حفظ مکانات کو چلے گئے تھے اونکو بھی قتل کر ڈالا باوجودیکہ کرنال کی لڑائی مین قریب بیس نفر قزلباش کے زخمی اور تین نفر سے زیادہ مقتول نہوے تھے اور اس ہنگامہ مین قریب سات سو آدمی کے قزلباشیہ کا مارا گیا خیر جب صبح ہوئی وہی آشوب تزاید مین تھا نادر شاہ نے قلعہ سے نکلکر قتل عام کا حکم سنایا سوار و پیادہ کی فوج تعینات ہوئی کہ جہان تک قزلباش مارا گیا ہو کوئی نہ بچے قزلباشی چست و چالاک ہوکر شہر مین پڑے اور ایک ... زدوکشت ہوئی کہ خون کے نالے بہے اور مقتولون کا شمار اندازہ قیاس سے باہر ہوا تب حکم معافی صادر ہوا اور باقیماندون کی جان سلامت رہی لاشون کی کثرت سے راہ مین وہ تعفن تھا کہ گذر دشوار ہوا آخر صفائی کا حکم ہوا اور کوتوال شہر نے سب لاشین جمع کراکے بے تلاش ہندو مسلمان کے خس و خاشاک مین جلوا دین چند روز کے بعد برہان الملک مرض سرطان مین جو اوسکے پیر مین عاید ہوا تھا راہی ملک بقا ہوا اور شیر جنگ جو کہ ہزار سوار قزلباشی نے واسطے لانے دو کروڑ روپیہ موعود کے صفدر جنگ صوبہ دار اودہ کے پاس گیا تھا زر مذکور حاضر لایا اور داخل خزانہ نادر شاہی ہوا اور نادر شاہ نے خوب سازو ہمہ جمع کر دیا اور خاندان شاہی بھائی سے ایک لڑکی اپنے چھوٹے بیٹے نصر اللہ میرزا کو بیاہ دی اور ملک سندہ اور صوبہ کابل کو مع دیگر بعض محالات پنجاب کے ہندوستان اور محمد شاہ کے توابع سے نکالکر ملحق ایران کیا محمد شاہ نے بڑے تو زک سے ضیافت نادری کی ہر خدمت پر امرا مقرر ہوے عمدۃ الملک کو قہوہ نوشانی سپرد ہوئی اوسوقت بادشاہ اور نادر شاہ باہم بیٹھے تھے دلمین خیال کیا کہ اول پیالہ کسی دن اگر محمد شاہ کو دیتا ہون نادر شاہ بڑا سفاک ہے دشمن جان ہوگا اگر نادر شاہ کو دون اپنے آقا کی خدمتمین بے ادبی ہوتی ہے پس اول اپنے آقا محمد شاہ کے ہاتہ مین پیالہ دیکر کہا کہ فدوی کو پیالہ دینے کی لیاقت ایسے شہنشاہ کے حضور مین نہین حضور اپنے ہاتہ سے دین اس طرز ادب عمدہ سے دونو بادشاہ نہایت خوش ہوئے اور آفرین و ... آفرین فرمائی بعد ازان نادر شاہ نے محمد شاہ کی تواضع کی اور بادشاہ کو

[illegible] بادشاہ کو خدمت عطا ہوئے اور بصلاح عملداری کر کے ساتوین تاریخ ماہ صفر کو سنہ ۱۱۵۲ ہجری مین معاودت فرما ہوا۔

بعد جانے نادر شاہ کے واقعات ہند کا بیان ہوتا ہے

جب نادر شاہ کی معاودت ہوئی محمد شاہ مع آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کے عمدۃ الملک و موتمن الدولہ اسحق خان بہادر تازہ وارد کی جو نسبت کارگذاری جنگ کرنال کے نصرت یاب ہوا تھا سرگرم کار سلطنت ہوا اور روز جمعہ بستم ماہ صفر سنہ مذکور کو امیر خان عمدۃ الملک کے خطاب اور بخشی گری سوم سے سرفراز ہوا اور دیوانی خالصہ اور خطاب موتمن الدولہ کا محمد اسحق خان بہادر کو ملا اور خدمت صدارت کی عظیم اللہ خان کو تفویض ہوئی اور روز یکشنبہ ۲۹ ماہ مذکور کو میر توزکی کی خدمت مرتضی خان کو اور قراول بیگی نعمت اللہ خان کو عنایت ہوئی اور دوشنبہ تاریخ ہشتم ربیع الاول سنہ مذکور کو فیل خانہ کی داروغگی مع خلعت شش پارچہ کے ہادی علی خان برادر عمدۃ الملک کو اور احدیوں کی بخشی گری سید صلابت خان پسر سادات خان کو مرحمت ہوئی اور داروغگی گرزداروں کی عظیم اللہ خان کو اور داروغگی توپ خانہ کی تربیت خان کو اور بخشی گری [illegible] شاہجہان کی عمدۃ الملک کو اور ڈاک سوانح حکیم معصوم علی خان کو عنایت ہوئین روز پنجشنبہ [illegible] شعبان مذکور کو ماہی و مراتب اسحاق خان اور صلابت خان کو اور روز یکشنبہ [illegible] ماہ مذکور کو عطایات مذکور سعد الدین خان میر آتش کو عنایت ہوا۔ محمد شاہ کو ابتدا سے بدطینتی تورانیوں کی ساتھ تھی اب اس سانحہ نادر شاہی کے ظہور سے اور بھی زیادہ بڑھ گئی اب نادری تقویت پر آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کی تذلیل کا قصد کیا عمدۃ الملک اور اسحق خان وغیرہ سے مشورہ طلب کیا کرتا تھا۔ عمدۃ الملک نے جو کہ مرد صاحب جرات و فطنت تھا بادشاہ کی ولایت کر کے اوسکی عزل پر اعتماد الدولہ کو وزارت سے اور دلیر کر دیا خلوت مین عرض کی کہ اگر سایہ الطاف ظہیر ہوگا انشاء اللہ خاطر خواہ سرانجام ہوگا چونکہ بادشاہ اسکی عقل و دانش پر اعتماد رکھتا تھا ارادہ عزل قمر الدین خان کا وزارت سے مصمم کیا بروقت معاودت آصفجاہ کے پیش نہاد خاطر کیا ایک برس چند مہینے کے بعد آصفجاہ بتجدید بند و بست دکن کیواسطے کہ باعث آنے نادر شاہ و ظہور فساد شاہجہان آباد کا ناصر جنگ خلف آصفجاہ نایب اوسکا تھا محمد شاہ سے رخصت ہوا اور اپنے بڑے لڑکے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو جو اعتماد الدولہ کا داماد تھا نیابت امیر الامرائی کی خلعت حضور سے دلائی اور خود عازم دکن ہوا اور کوچ کر کے داخل خیمہ ہوا ادہر بادشاہ نے مخفی قلمدان وزارت عمدۃ الملک کے حوالہ کیا قصد یہ تھا کہ جب آصفجاہ دور ہو خلعت وزارت کی مرحمت کرے

عمدۃ الملک کی طبیعت مین کسیقدر تیزروی تھی سبے پردہ ہوگیا کلمات رکیک خلاف شان اعتماد الدولہ
کے نسبت کہنے لگا اوسکے مخلصان جان نثار نے یہ کلمات اعتماد الدولہ کو جا سنائے ہنوز آصفجاہ بیرون
شہر مقیم تھا اوسنے بجہت اس امر کی اطلاع آصفجاہ کو دیکر صلاح پوچھی آصفجاہ نے کہلا بھیجا کہ بادشاہ اور
خداوند نعمت سے مخالفت کرنا قرین صلاح نہین البتہ بادشاہ سے رخصت ہوکر ہمارے ہمراہ ہونا چاہیے اعتماد الدولہ
نے حسب الامر آصفجاہ کے حضور والا مین اس مضمون سے عرضی ارسال کی کہ میری دانست مین فقیر سے
کوئی خطا سرزد نہین ہوئی مگر بعض غرض بندون کی درانداز ی سے مزاج والا منحرف ہوا چونکہ ارادہ نمکحرامی
کا نہین رہا فدوی آصفجاہ کے ہمراہ دکن کو جاتا ہے خداوند جسے چاہین اس کام سے سرفراز فرماوین —
یہ عرضی بھیجکر خود داخل پیشخانہ ہوکر آصفجاہ سے ملحق ہوگیا بادشاہ کہ محض بے استقلال تھا گھبرا کر عمدۃ الملک
اور موتمن الدولہ سے استشارہ کیا عمدۃ الملک نے گذشتہ حکایات کا اعادہ کرکے بادشاہ کو مایوس کیا
لاچار عمدۃ الملک کو رخصت کرکے تنہائی مین موتمن الدولہ سے استفسار فرمایا اور اپنے سر مبارک کی سوگند
دی کہ جو امر قرین مصلحت ہو بلا حیف و خواہش عرض کرے — موتمن الدولہ چونکہ عمدۃ الملک کا متوسل
اور باہم متعہد تھا کہ برخلاف اوسکی مرضی کی کوئی بات حضور مین نہ کہہ سکتا تھا بیچارہ جواب مین متحیر ہوا بادشاہ نے
دوبارہ قسمین دلاکر استفسار کیا تب موتمن الدولہ نے عرض کیا کہ اگر برخلاف قول عمدۃ الملک کہتا ہون خلاف
پیمان ہے جب زیادہ اصرار ہوا اسیقدر کہا کہ ہرچند عمدۃ الملک امیر بن امیر صاحب جرات صاحب تدبیر ہے
مگر عمدہاے ہند کی روبرو خصوص راجہاے ہندوستانی کی نظر مین اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کی برابر نہین
ہے بندہ اور نیز دیگر متوسل عمدۃ الملک کی ہندیون کی نگاہ مین کچہ نہین ٹہرتے برخلاف اعتماد الدولہ کے
کہ اوسکی اطاعت اور فرمان برداری کو موجب فخر جانتے ہین بادشاہ نے اس جواب سے متنبہ ہوکر
اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کی دلجوئی شروع کی دوسرے روز اعتماد الملک نے مزاج بادشاہ کا منحرف دیکہا مستفسر
ہوا در جواب حکم ہوا کہ بالفعل امراے تورانی کا آزردہ کرنا مناسب نہین تمہین بہی لازم ہے کہ بمقتضاے
دولتخواہی نفاق سے احتراز کرو — عمدۃ الملک بادشاہ کی مرضی پاکر آصفجاہ کی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ جو کچہ
مرضی ہو تعمیل کیجاوے آصفجاہ نے بعد مدح و ثنا کے فرمایا کہ چونکہ بالفعل اعتماد الملک اور معتمد الدولہ کے
خیالات مین ملال ہے بہتر ہوگا اگر چند روز کیواسطے اپنے صوبہ الہ آباد کو تشریف لیجائیے پس عمدۃ الملک ان کی خدمت
سے رخصت ہوکر بادشاہ سے بھی مرخص ہوا اور صوبہ الہ آباد کی راہ لی بیرون شہر اگرچہ روز الفصال مقدمہ
کے سوال جواب اور سامان سفر مین مصروف رہا بعد ازان وکیل مقرر کرکے خود الہ آباد کو سدہارا اور
موتمن الدولہ کی جگہہ بادشاہ اور آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کی دلہن ہوئی — ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ

بعد رحلت برہان الملک کے اودہ کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا اس شخص نے بڑا اقتدار
پایا۔ زکریا خان بدستور صوبہ لاہور اور ملتان پر بحمایت نادر شاہ بے خوف رہا اور اوسکا چھوٹا لڑکا
جو کہ چندان دلیر و بیباک تھا نور محمد خان لٹی کی تادیب مین شاہنواز خانی کے خطاب سے سرفراز ہوا اور
ممالک پنجاب مین اپنے علاقہ کا انتظام مین مصروف رہا۔

رحلت کرنا شجاع الدولہ صوبہ دار بنگالہ کا اور جگہ اوسکا مہابت جنگ نائب صوبہ عظیم آباد کا علاء الدولہ سرفراز خان پسر شجاع الدولہ سے اور مہابت جنگ کو حاصل ہونا فرمان سند صوبہ بنگالہ کی مع اجازت جنگ موتمن الدولہ اسحاق خان کی توسل سے

شجاع الدولہ کہ صوبہ دار بنگالہ تھا جب کہ شاہجہان آباد مین نادر شاہ آیا تھا اجل طبعی مین جان بحق
ہوا اسکے محامد کی بیان مین زبان قاصر ہی کوئی اوسکے ملازمین سے ایسا نتھا جسکے ساتھ مراعات شایستہ
نہ کیئے ہوں مرتے وقت سوار و پیادہ و عمدہ و عمدہ زادہ اور خدمہ وغیرہ کو دو ماہہ دیکر عفو تقصیرات
چاہا اسکے ایام دولت مین جو کسیقدر اوسکی خدمت مین بہی آشنا ہوا خواہان احسان سے بہرہ کافی
اوٹھایا برہانپور کی ہیان وغیرہ جو اسکا مولد تھا وظیفہ سالیانہ پاتی تہین عدالت ایسی کرتا تھا کہ لڑکی بہی
طرفداری کا روادار نتھا باز و کبوتر ایک آشیانہ مین آبدانہ کرتے تہے ہوشیاری اور انتظام اور خبرداری
کی یہ نوبت تہی جو شخص وارد بنگالہ ہوتا تھا اور کسیقدر اوسکی لیاقت جیسی پایسی ہوتی اس شخص کو اوسکے
پہونچنے کی اطلاع فوراً ہو جاتی اور جسوقت وہ شہر مرشد آباد مین پہونچتا تین روز اس امر کا منتظر رہتا
کہ وہ شخص اس ملک مین کسی ارکان دولت سے توسل رکہتا ہی یا نہین اگر متوسل کسیکا ہوا اور کسینے
اوسکا ذکر حضور مین کیا اسنے مجلس مین بلاکر کامیاب مدعا کرتا اور اگر بے توسل محض ہوتا چوتہے روز
اسنے محفل مین اوسکا ذکر کرکے فرماتا کہ شاید حاضرین دربار سے تعرف نہین رکہتا ورنہ ضرور تم لوگونمین
اوسکا ذکر ہوتا اگر اس پر بہی کسی نے دم نمارا تو خود اوسکو پیغام دیتا کہ بر وقت ادہر آنے کے ملاقات جاری
ملاقات کیجیو اور اوسکی وجہ معاش اور مقدار و مصارف وغیرہ کی خبر بن مخبرون سے لگاتار رہتا اوسکے
ملازمون کی مجال نتہی کہ کوئی دروغ امر اظہار کرین اس ہند مین یہ رسم لغو ہی کہ جو شخص کسی رئیس
و امرا و بادشاہ کے دربار مین کسی چیز یا دوسرے وسیلہ سے کچہ انعام حاصل کرے اوسکی عملہ وغیرہ
اوس شخص سے خواہان رشوت بطور انعام کے ہوتی ہین شجاع الدولہ کے نوکرون خصوص انفار اور
چوبداروں کے جو اکثر طامع اور مصدر ایسے حرکات کے ہوتے ہین مجال نتہی بمجرد اطلاع ایسی خطا کے

بر طرف اور معتوب ہو جاتے تھے خود ایسی اعانت و رعایت اپنے نوکرون سے کرتا تھا کہ دوسرے کی احتیاج کی حاجت نتھی القصہ جب اوس نو مزاد کی ملاقات ہوتی استفسار و استمزاج مدعا سے دلی کرتا اگر اوسکو نوکری کی طمع ہوتی بکمال دلجوئی و اعزاز بوجہ مناسب اپنی نوکری مین رکھہ لیتا اور صورت معتد بہ واسطے مصارف اسکے کی بحوالہ تعہد دیتا کہ اس ملک مین اسقدر پر کفایت کیجے اللہ تعالی قادر ہے کیا عجب کہ کچہ وسعت بخشے اور جملہ ملازمین روشناس کو ہر روز دستار خوان عنایت ہوا کرتا اکثرون کو روزمرہ اور بعض کو کبھی کبھی اوسکی زیست تک کسی سے یہ فیض قطع نہوا اور اسم نویسی روشناس عملہ شاگرد پیشہ و مصاحبان وغیرہ کی ایک بیاض مین جسکے ورق عاج کے تھے تحریری اپنے پاس رکہتا تھا اور جب خوابگاہ کو جاتا بیاض مرقومہ کو دیکہتا اور چند اسامی منتخب کر کے ہر نام کے مابین پر مبلغ کلی جو لایق حال اونکے ہو لکھتا تھا اور ہر ایک کو زمینداران خالصہ کے مالگذاری پر بطور سزاولی وغیرہ متعین کرتا اور اوسسے یا اوسکے وکیل کو ظاہر کرتا کہ اسقدر رعایت کرنا اس عزیز سے ہماری خوشنودی کا موجب ہے زمیندار لوگ اپنی سعادت سمجھکر اوس سے بھی زیادہ تعمیل کرتے جب وہ شخص واپس ہوتا اوس سے دریافت حال کرتا اگر اوسنے ظاہر کر دیا زیادہ قدر و منزلت پاتا ورنہ بنا بر ناراستی نظر سے گر جاتا اور جب اوسقدر کی رعایت ہو جاتی دوسرون کے نام بھی تحریر ہوتی تا بہ حیات اپنے اسطرح پر کارروائی کرتا رہا اللہم اغفر لہ والحقہ بالصالحین ـ القصہ علاء الدولہ سرفراز خان بجاے پدر مسند آرا ہوا مہابت جنگ جو اوسکے باپ کی طرف سے صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر مامور تھا انقلاب سلطنت دیکھکر سرحد عظیم آباد پر مقیم تھا فرمان نادری جو شجاع الدولہ کے نام صادر ہوا تھا بعد اوسکے مرنے کے سرفراز خان کے پاس پہونچا ـــ مہابت جنگ جسکو سرفراز خان سے اطمینان نتھا اپنے کار کی فکر مین غرق ہوا اور سرفراز خان ہر چند صلح و مدارا کرتا تھا اور رمضان کی روزے اور رجب و شعبان اور ایام البیض ہر مہینے کے اور اکثر نوافل معینہ ہر ماہ و سال کا ادا کرتا تھا مگر جو عقل و شعور سرداروں کو چاہیے نرکہتا تھا امور مرجوعہ مین جیسا کہ چاہیے نہین پہونچتا تھا بنا بر وجوہات مذکورہ ہر چند متوسلان پدر خصوص راے رایان عالم چند اور جگت سیٹھہ اور حاجی احمد جو کہ عمدہ مقربان اور موجب حل وعقد امور نظامت کے تھے کچہ معترض نہوتا مگر بوجہ مذکورہ بالا اکثر اوسکے مصاحبان قدیم مانند میر مرتضی اور حاجی لطف علی خان اور مردان علیخان وغیرہ کے جو حاجی احمد سے پرانی عداوتین رکہتے تھے اوسکی اہانت اور تذلیل منظور رکہکر توہینات زبانی بیان کرتے تھے کوئی دقیقہ اوٹھا نرکہتے اور ہمیشہ حاجی احمد کی مخالفت علاء الدولہ سے ظاہر کر کے حاجی مذکور کی طرف سے مزاج علاء الدولہ منحرف کرنے پر آمادہ ہوتے تھے تا آنکہ علاء الدولہ نے مہر دیوانی جو شجاع الدولہ کے عہد سے حاجی احمد کے قبضہ

تھی حاجی احمد سے لیکر میر مرتضی کی سپرد کی اور چاہا کہ راج محل کی فوجداری عطاء اللہ خان سے لیکر اپنے داماد حسن محمد خان کو دے حاجی احمد نے اس سبب سے اپنے دشمنون کے طرف سے متوہم ہوکر مہابت جنگ کو ایک کی عوض دس لکھہ بھیجا کرتا تہا اور سرفراز خان کو دولتخواہی ظاہری دکھلا کر بے طرفی سپاہ کی اشتعالک کی اوسنے کسیقدر باوجود عدم اعتماد کے پذیرا کیا اس عرصہ مین کہ زین الدین احمد خان عظیم آباد سے اور سعید احمد خان رنگپور سے حضور علاء الدولہ مین حاضر ہوئے منوچہر خان نے علاء الدولہ کو یہ صلاح دی کہ حاجی مذکور کو مع دونو لڑکون مذکورہ بالا کے محبوس کرے علاء الدولہ نے یہ امر نامنظور کرکے حاجی احمد سے ظاہر کردیا اور اپنی دانست مین اسکا اظہار موجب صفائی اتحاد سمجھا انہین حالات سے عطاء اللہ خان کی لڑکی کو جو کہ حاجی احمد کے بہانجے اور سراج الدولہ نواسہ مہابت جنگ سے جسکا نام مرزا محمد تہا منسوب تہی چاہا کہ فسخ عقد سابقہ ہوکر میرے لڑکے سے منسوب ہو اور نیز صوبہ عظیم آباد کا محاسبہ چاہتا تہا اور جو سپاہ کہ بدلون اور حضور پدر سے متعینہ ہمراہی مہابت جنگ تہی اوسکے حاضر ہونے کا حکم دیا جب اونہون نے آنے مین کسیقدر تعلل کیا ارادہ استرداد مانند اوس عطا کے جو شجاع الدولہ نے اونہین عطا فرمایا تہا فرمایا کہ حاجی احمد نے امور مذکورہ کو مفصل بلکہ مع کچہ اور بہی گڑہ گڑہا کر لکہا اور سعید احمد خان نے بہی موید ہوکر اپنے چچا مہابت جنگ کو جملہ امور متذکرہ بالا سے مطلع کیا اور علاء الدین باوجود ایسے سلوک کرنے کے امیدوار وفاداری کا حاجی احمد اور اوسکے بہائیون اور لڑکون سے تہا بموجب اس مصرع کے ع زہی تصور باطل زہی خیال محال * مہابت جنگ نے جب اس خبر کی تصدیق و تحقیق پائی درنگ کرنیمین اپنے مضرت دیکہی موتمن الدولہ محمد اسحق خان بہادر کو جو آشنائے دیرینہ اور تقرب حضور مین نہایت درجہ تہا لکہا اور عیاری سے درپردہ یہ اقرار کیا کہ اگر تینون صوبون کی سند عنایت ہووے ایک کروڑ روپیہ پیشکش اور جملہ مال جو سرفراز خان کا ضبط ہو حضور مین پہونچاوے اور نیز یہ کہ شقہ بادشاہی اس حکم مین کہ سرفراز خان سے لڑے اور اوسکے ہاتہ سے صوبجات نکال لینے کا اقرار کرے فقط یہ تدبیر کرکے خود تیاری فوج مین آمادہ ہوا یہ اشتہار دیا کہ زمینداران بہوجپوریہ کے جو صوبہ عظیم آباد مین نہایت متمرد سرکش مشہور ہین تادیب کرنا منظور ہے سرفراز خان ظاہرداری کرکے دفع الوقت کرتا تہا تا آنکہ دس مہینے نادرشاہ کی ایران لوٹ جانے سے اور ایکسال وفات پدر سے گذری اور حسب خواہش شقہ بادشاہی پاس مہابت جنگ کے صادر ہوا مہابت جنگ نے ساعت روانگی عزم جنگ منجم معتمد سے دریافت کی اور اس ہوشیاری سے مرشد آباد کی راہ مسدود کی کہ کوئی مسافر وغیرہ نجانے پاوے اور کسی اپنے معتمد کو مع خط جگت سیٹہہ فتح چند کے نام بہیجا کہ فلانے تاریخ کو کوچ کرے اور اوسے سمجہا دیا کہ فلان

تاریخ تک یہ خط سیٹھہ جی کو پہونچا دیا اور خود آخر ذی الحجہ ۱۱۵۲ ہجری کو بہوجپور کی عزیمت کا شہرہ دیکر عظیم آباد سے نکلا اور وارث خان کے تالاب پر جو شہر کے مغرب طرف واقع ہی خیمہ زن ہوا اور دلجمعی سے ساری فوج کو جمع کرلیا اور اپنے چھوٹے داماد زین الدین احمد خان کو شہر عظیم آباد مین نائب مقرر کیا اور سید ہدایت علی خان بہادر اسد جنگ والد مؤلف کو پرگنہ سرس وکٹینہ وغیرہ کی حکومت دیکر مرخص کیا اور لکہا کہ تمہین اور زین الدین احمد خان کو خدا کے سپرد کیا عازم مرشد آباد ہو اور جو صورت کہ پیش آئے باتفاق مناسب کرو غرض روز جاہا کہ کل روانہ مرشد آباد ہون سرداران سپاہ ہندو مسلمان کو روبرو بلاکر جمع کیا جب سب لشکر جمع ہوا مصحف مجید ایک مسلمان کے ہاتہ اور گنگا جل مع تانبہ اور ریحان سیاہ یعنی تلسی ایک برہمن کے ہاتہ منگوائی مسلمانون سے قرآن کی اور ہنود سے گنگا جل مذکور کا خواہان قسم ہوا بدین اقرار کہ مجہے اپنے مخالفون سے آویزش کرنا ہی تم لوگون سے اپنے اطمینان خاطر کے واسطے قسم کا خواہان ہون کہ اگر ہماری رفاقت اور اعانت منظور ہو سوگند یاد کرو کہ اگر ہم آگ مین کہین جل جاوین یا پانی پر اشارہ کرین تو کودپڑو کسی طرح پر تم لوگون کو دریغ نہو اور جس سے مجہی لڑنا ہو خواہ وہ رستم ہو یا افراسیاب ہو ہمراہی سے نہ ہٹو اور میرے دشمن کے دشمن اور دوست کے دوست رہو سپاہ جو کہ نمک پروردہ اور توقعات لاحقہ رکہتی تہے عہد مذکور کو بجان و دل منظور کیا اور مسلمان وہنود نے قرآن و گنگا کی قسم کہائی اور یکدل ویکزبان ہو کر رفاقت کا اقرار کیا اور نئے ملازمون نے بہی ویکہا دیکہی رفاقت کی عہد و پیمان کئے وقت شام یہ مجلس برخاست ہوئی جب عہد و پیمان سے دلجمعی ہوئی ارادہ جنگ و جدال ظاہر کردیا صبح کو بروقت ساعت معہود مع سامان بے پایان جانب مرشد آباد نہضت فرمائی اور منزل بمنزل بلا توقف قطع راہ کرتا ہوا جب درۂ شاہ آباد مین پہونچا چونکہ راہ دشوار گذار تہی چند کوہ مین لشکر متوقف ہوا اور مصطفی خان افغان کو جو کہ دلاوران و سرداران جانفشان سے تہا مع ایک ہوار اور پروانہ اور دستک مہری سرفراز خان کے متضمن طلب کسی جماعہ دار کے جو کہین سے اوسکے ہاتہ لگا تہا پیشتر بہیجکر حکم دیا کہ اس پروانہ اور دستک کو حافظان درۂ مذکور کو جو زیادہ سو دو سو پیادہ برق انداز سے ہونگے دیکر داخل درۂ مذکور ہوا اور علامت دخول کی یہ کہ وہان پہونچکر اپنے اونٹ کا نقارہ بجاتا اور اوسکے متعاقب فوج ہمراہی بلا مزاحمت عبور کر جاوے گی مصطفی خان نے حسب ارشاد تعمیل کی جو نزدیک درہ کے پہونچا محافظون نے دور سے موافق ضابطہ تعمیل حکم کیا بعد تو قف کے مستفسر احوال ہوئے مصطفی خان نے دستک و پروانہ ایک اپنے ہمراہی کو دیا کہ وکہا دے پروانہ کو دیکہتے ہی متصدیان متعینہ نے درہ مین جانے کو اجازت دیدی مصطفی خان نے وہان جاکر نقارہ پیشتر بجادیا

مہابت جنگ کی فوج ہر اول نہایت کر و فر سے نمایان ہوئی محافظ درہ نہایت مضطرب ہوئے چاہا
کہ سامنا کرین مصطفیٰ خان نے بانگ ماری کہ خبردار اگر کچہ حرکت کی سزا کو پہونچوگے اس صدا نے
پر ہیبت سے پیادہ بیحواس ہوگئے اور مردم مصطفیٰ خان کے دروازہ کہولکر مستعد ایستادہ ہوئے فوج
پہنچکر داخل درہ ہوئی چونکہ اوس روز جگت سیٹہہ کے خط پہونچنے کا عہد تہا اوسنے اوس روز خط پہنچایا
اور جگت سیٹہہ نے یوم روانگی کا حساب کر کے سمجہ لیا کہ آج مہابت جنگ درہ تیلیا سے گذر کر پانچ
چہہ روز مین مرشدآباد پہنچا چاہتا ہی پس نہایت مضطرب سوار ہوکر سرفراز خان کے پاس
آیا اور مہابت جنگ کا خط دکھلایا اور اوسکے پہنچنے کا حال راج محل کے قرب بیان کیا اور جو خط
کہ مہابت جنگ نے سرفراز خان کو بہیجا تہا پیش کیا اوسکا خلاصہ مضمون یہ تہا کہ چونکہ میرے بہائی
کی خفت اور مذلت حد کو پہونچی فدوی بپاس ناموس و عزت کے لاعلاج ہوکر اس جگہہ تک آپہنچا
غیر از بندگی اور فدویت کے کوئی غرض نہین امیدوار ہون کہ حاجی احمد کو مع توابع اور علائق کے
رخصت فرمایئے بمجرد اس اطلاع کی حیرت عظیم ہر ایک خورد و کلان کو لاحق ہوئی سرفراز خان نے
سرداران لشکر کے احضار کو حکم دیا اور حاجی احمد برادر مہابت جنگ کو بھی بلایا جب سب جمع ہوئے
ہر ایک کو باریاب کر کے حاجی احمد کو تہدید سے ڈرایا حاجی احمد نے ملائم گفتگو حسب تقاضاے وقت
عرض کر کے اقرار کیا کہ اگر اجازت پاؤن مہابت جنگ کے پاس جاکر اوسے واپس کرون بعضون
نے یہ تقریر حاجی احمد کی مکر و تزویر سمجہکر رخصت کرنے کی صلاح نہ دی اور بعضون نے اوسکا کلام سچ جانا
آخر اوسکی رخصت تذبذب مین رہی محمد غوث خان رفیق قدیم شجاع الدولہ اور سرفراز خان محمد
شجاعت نے سرفراز خان سے کہا کہ حاجی احمد کے قید کرنے سے کچہ حاصل نہین اور حاجی احمد کی قید کرنے
کے ارادہ سے خروج مہابت جنگ لڑائی کی باز نہین آتی ہی اگر رخصت کیا جاوے اور بر خلاف وعدہ
تعمیل کرے کیا ہوگا پس جب کہ مہابت جنگ سے آنیکو آمادہ ہیون حاجی احمد تن تنہا سے کیا سر انجام مہابت جنگ
حاجی احمد کے ہونے نہونے سے کچہ کم و بیش نہین ہوئی یہ کہنا اسکا موثر ہوگیا سرفراز خان نے حاجی احمد
کو رخصت دی اور وہ اپنے بہائی کے پاس گیا اور بوسیلہ عرض کیا کہ محمد علی وردی خان بیجان و دل
مطیع و قربان بردار ہے ہرگز حضور نوکر کے مقابلہ کو دولتخانہ سے باہر تشریف نہ لاوینگے وہ خود حاضر حضور
ہوکر اظہار اطاعت کرے گا اگر اجیانا بر خلاف التماس فدوی کے نکلا ہون گر ور غلانے سے برآمد ہوئی
خوف ہی کہ بنابر حفظ آبرو کوئی ایسا امر نہ سرزد ہو کہ دنیا و عقبی کی روسیاہی کا موجب ہو چونکہ محض
حاجی احمد کے لکہنے پر اعتماد تہا اس امر مین چند روز سے لی گئین آخر کو برآمد ہوئی کی رہ سے ٹہہری

اور مردانعلیخان کی سعی سے جو حاجی احمد کو اور مہابت جنگ کا عدو تہا ۲۲ - محرم الحرام ۱۱۵۳ہجری روز
چہارشنبہ کو علاء الدولہ برآمد ہوکر بعد بتین چار کوچ کی منزل کہمرہ مین خیمہ زن ہوا اور اسی منزل مین
بسنت خواجہ سرا اور شجاع قلیخان فوجدار ہوگلی کا جو کہ واسطے استمزاج مہابت جنگ کی بیشتر روانہ
ہوا تہا مع حکیم محمد علی سفیر ظفرقانی کی واپس آکر مشرف ملازمت ہوے اور عرض کیا کہ مہابت جنگ تابع
اور فرمان بردار ہے التماس کرتا ہی کہ جو عالی ہمت لوگ کسیکی پرورش کرکی رتبہ عالی کو پہونچاتی ہین
اوسیکی پاس پرورش اور حفظ مراتب لازم جانتے ہین پس یہ فدوی پرورش یافتہ اسی آستانہ
دولت کا ہی اور جسقدر کہ حقوق پرورش اپنے ذمہ رکہتا ہی اوسیقدر بہ نسبت دوسرون کی دعوی بندگی
اور فرمان برداری بہی ہی اب دو التماس فدوی کی ہین اوّل یہ کہ مردانعلیخان اور میر مرتضی اور حاجی
لطف علیخان اور محمد غوث خان جو غبار و کینہ انگیزون کی سرگروہ ہین خارج فرمائی جاوین اور کمترین کی التماس
مشرف اجابت ہو دوم یہ کہ اگر یہ امر متعذر ہو خود بدولت اون سی جدائی کرین اور اون لوگون
کو میرے مقابلہ پر مقرر فرماوین اگر وہ غالب ہوے اونکا مدعا حاصل ہوا اور اگر مغلوب ہوی بندہ
اسی قدم کہ بہل حاضر خدمت ہوگا اور اسی گفتگو کو بقسم مستحکم کرکے ایک کلام مجید بہی حکیم محمد علی کے ہاتہ
بہیجا - لیکن چونکہ سرداران مذکور حضور علاء الدولہ مین نہایت صاحب اقتدار اور معتمد تہی اور اوسیقدر
حاجی احمد اور اوسکے قرابتیون سی عداوت رکہتے تہے کوئی صورت مصالحہ کی نہوئی اور نہ شجاعان دانشمند
کے رنگ پر مجادلہ کا ظہور ہوا - حاجی احمد نی راج محل کی نزدیک پہونچکر سواری بہائی سی ملاقات کی اور
مہابت جنگ کی ہاتہی پر سوار ہوکر بنا بر ایفاے عہد چند قدم لوٹاکر پہر جدہر کو ارادہ تہا راہی ہوے
اور اودہر سے سرفراز خان مع فوج کے نکلکر وضع کریک مین جو دریاے بہاگیرتی پر مشہور و معمور
ہی پہونچا اور اسطرف سے غوث خان بہاگیرتی پر مقابل لشکر مخالف کے خیمہ زن ہوا اور سرفراز خان
نے درمیان اپنے لشکر اور غوث خان کے دریا کو حائل رکہا لیکن دریا پایاب اور اوسکا پاٹ ایک
تیر مسافت کا فاصلہ رکہتا تہا اور مہابت جنگ اور سرفراز خان کے لشکر کا فاصلہ تخمیناً پانچ چہہ کوس کا
ہوگا مقامات مذکورہ کے پہونچنے تک صلح کی بارہ مین سوال جواب ہوئے اور رغبت ملاقات کی
سرفراز خانکی طرف سی متواتر وقوع مین آگئی مہابت جنگ نے وہی ایک بات کہی کہ مین بپاس حقوق
باپ تمہارے کی داعیہ بدخواہی نہین رکہتا ہون بشرطیکہ جو لوگ کہ موجب نفاق و شقاق طرفین ہوکر
ہین میرے سپرد کیے جاوین تاکہ خود بدولت کسی اونچے مقام پر رونق افروز ہوکر اونہین میری مقابلہ پر
حکم دین اگر بندہ نے ظفر پائی ملازمت مین حاضر ہوگا اور اگر اونکی فتحیابی ہوئی مدعا سے حضور

حاصل ہوگا چونکہ دونو امر سرفراز خان پر گران تہی ملاقات کی صورت نہوئی اور سرفراز خان
کی طرف سے باوجود پیغام آشتی اور نیز ورود نوشتہاسے جگت سیٹھہ کہ جسکو اصطلاح ہند مین
ٹیپ کہتے ہین اور جسمین یہ مضمون لکہا تہا کہ اگر سرداران لشکر مہابت جنگ اوسکو گرفتار کرین تو ہر ایک
کو بہت کچہہ روپیہ انعام دیا جائیگا ایسے مقام پر بوقت شام ہجو صادر ہوا مصطفی خان وغیرہ رفقا کی
نوشتہ مذکور مہابت جنگ کو دکہلا کر عرض کیا کہ اگر لڑنا ہے تو کل عزم فرمایئے ورنہ پس فردا دگرگون
رنگ ہو جائیگا مہابت جنگ نے مخلصان خیر اندیش کی صلاح پسند فرماکر اوسیوقت گولی باروت تقسیم
کرکے صبح پر عزم جنگ مصمم فرمایا اور فوج کی تین حصہ کیے نندلال کو جو فوج کا عمدہ سردار تہا مع اپنی نشان
کے مقابل محمد غوث خان کی مقرر کرکے فرمایا اسی طرف دریا کی رہکر اوسپر دوڑ کرے اور دو حصہ فوج
کو دریا سے عبور کرا کر فرمایا کہ ایک حصہ سرفراز خان کے لشکر کی عقب مین ٹہہرے اور خود مع دوسرے
حصہ فوج کی روبروے لشکر سرفراز خان کی روانہ ہوا اور اپنے اور فوج کی درمیان مین یہ حکم دیا کہ جسوقت
توپ کی سر ہونیکی آواز تم سنو فوراً سرفراز خان کے لشکر پر دوڑ کر ملجاؤ عبد العلیخان بہادر اور مصطفی خان
اور شمشیر خان وغیرہ اتفاق ہمراہ نوازش محمد خان کی جو مہابت جنگ کا داماد کلان پیشواے
لشکر تہا ایک ثلث رات باقی رہے حسب الحکم پیشتر کو روانہ ہوا اور اونکے متعاقب تہوڑے فاصلہ سے
مہابت جنگ بھی چلا اور نندلال نے بھی بموجب ایما قدم بقدم مہابت جنگ کی محمد غوث خان کی
مقابل پر راہ لی صبح صادق کی ہوتے ملاقی ہوئے اور مہابت جنگ جب سرفراز خان کی لشکر کے پاس
پہونچا ایک توپ اپنے لشکر مین سر کی بمجرد اوسکے آواز کی سرفراز خان کے لشکر پر ہراول کی فوج
جا گری اور نندلال محمد غوث خان سے مقابل ہوا سرفراز خان مضطرب اپنے مصلی سے اوٹہکر فیل پر سوار ہوا
مہابت جنگ کی مقابلہ کو روانہ ہوا مہابت جنگ کی فوج ہراول نے بعض مردم عقب لشکر سرفراز خان کو
مانند محمد ایرج خان اور اوسکے لڑکے کو ہلاک کرکے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور سرفراز خان چند قدم جاکر
نقار خانہ کے نزدیک بندوق کی گولی کہاکر راہ آخرت کو روانہ ہوا اور اکثر اوسکے ہمراہی مانند میر کامل
اور میر گدائی اور میر احمد اور میر سراج الدین اور محمد ایرج خان کا لڑکا اور حاجی لطف علیخان اور باقر علیخان
وغیرہ نے خدمتگذاری کیلیے اخری رفاقت اختیار کی اور راے رایان عالم چند اور محمد ایرج خان زخمی شہر
مین آئے اور محمد غوث خان دریا کے اوسپار نندلال سے لڑکے فتحیاب ہوا اور نندلال مارا گیا سرفراز خان
کے فیلبان اونہی ہاتہی کو گشتہ دیکہکر فیل کو مرشد آباد کی راہ دکہلائی محمد غوث خان نے دور سے دیکہا کہ آقا کی
ہاتہی کے سواری کا ہاتہی گریزان ہے عدم ملیری آقا کا احتمال ہوا کسی سوار کو دوڑایا اور پیغام دیا کہ

مینے حریف کو مار ڈالا مجہسے ملحق ہو جیو کہ باقیماندون کو بہی راہ عدم کرون ۔ مہابت جنگ نے احتیاط
فرمائی باوجودیکہ سرفراز خان کے مارے جانے کا یقین تہا مگر غوث خان کے زندہ رہنے اور اوسکے فوج
کے حملہ سے اپنے قول کے آدمیونکو متفرق ہونے دیا ہراول کی فوج ظفر پانے اور سرفراز خان کی تیاری جانے
اور لشکر کے زر و جواہر کی کثرت سے مطمئن ہو کر غارتگری مین اپنے سرداران سے متفرق ہوگئی محمد غوث خان
نے زبانی سوار فرستادہ کی آقائے نامدار کے کشتہ ہونے سے بیخبر ہو کر اپنی عزت و آبرو کی خیال سے
جو مجانب مہابت جنگ کے رکہتا تہا مرنے کو آمادہ ہوا اپنے لڑکون محمد قطب اور محمد پیر کو فرمایا کہ درع
وخفتان دور کرو اب وقت حفظ آبرو ہے اور پاس ننگ و نام جانفشانی ہے پس مہابت جنگ کی قول پر
دہاوا کرنا چاہیے چونکہ محمد غوث خان وغیرہ اوسکے بیٹے فی الحقیقت شیرژیان اور رستم زمان تہے اس کلام کی ساتہ ہی محمد
غوث خان مع اپنے لڑکون اور باقیماندہ حاضرین کی بکمال استقلال روان ہوا اکثر لوگ سرفراز خان کا
جان دینا سنکر علیحدہ ہوگئے مہابت جنگ کے قول تک پہونچنے نہ پہونچنے چند نفر ہمراہ رہگئے اور نزدیک پہونچتے
ہی محمد غوث خان گولیون سے مجروح ہوا باوجود اسکے گہوڑا طلب کیا کہ مہابت جنگ پر اوسکے دوڑے مگر
ہاتہی سے او ترتے متواتر دو زخم گولی کی کہا کر دل سیر روانہ میدان آخرت ہوا بعدہ لڑکون نے پیادہ پا ڈہال
تلوار لیکر حریف کے مقابلہ کو رخ کیا مگر گولیون کی بوچہار سے پیالہ روح میں لبریز ہو کر اوڑائی کہ نقد جان
کیسہ بدن سے نکل گیا محمد قطب کہ نہایت شجاعت اور قوت بدنی رکہتا تہا جس طور پر کہ تلوار و سپر ہاتہہ مین تہی
اوسی طرز ہیئت سے میدان مین بیٹہا اور اوسی طریق و دستور سے روح نے انتقال فرمایا واہ واہ اسی روش و صورت سے دفن بہی ہوا
میر دلیر علی بہی سولہ نفر بہائی بند و انسے بعد وفات سرفراز خان کی پاس آبرو لڑکر حق خدمت سے ادا ہوا فی الحقیقت ہندوستان میں
سرفراز خان کی نوکرون کے مانند کم کسی نے جرأت اور حلال نمکی کی ہے میر شرف الدین نے بہی اورون کی طرح جوہر
نمایان کر کے مراہت کی میر شرف الدین کے دو تیر مہابت جنگ کے لگے ایک جس ہاتہہ مین کمان تہی اور دوسرا
دوش راست پر کسی قدر زخم آیا سرفراز خان کی ہمراہیون نے بقدر حوصلہ نمک حلالی کی مگر تقدیر
کی دوا نکر سکے مہابت جنگ نے فتح پاتے حاجی احمد اپنے چہوٹے بہائی کو بنا بر دلجوئی رعایا پیشتر شہر کو
بہیجا اور اوسنے جلد پہونچکر مہابت جنگ کی شہر مین منادی کرا کر فتنہ فرو کیا۔

داخل ہونا مہابت جنگ کا شہر مین

دو روز کی بعد بتجمل و شان و شوکت مہابت جنگ ما بین شہر صفر ۱۱۵۳ سنہ مین شہر مرشد آباد مین داخل ہوا اور
قبل مسند نشینی کے نفیسہ بیگم بنت شجاع الدولہ کے در حرم سرا پر حاضر ہو کر التماس عفو تقصیر کی اور

عرض کیا کہ جو کچھ تقدیر مین ہونا تھا ہوا اب اور ہمیشہ کیواسطے اس بدنامی کا داغ مجھے نصیب ہوا لیکن اسوقت سے تا بہ زندگی کسی ادنی ملازم سرکار کی خدمتمین بے ادبی نہوگی امید ہے کہ قصور اس غلام پیر کے صفحہ خاطر سے محو یا فراموش فرما سکے جاوینِ بعد ازان دار الامارۃ مین اگرچہ واقعے جبلی ستون شجاع الدولہ مرحوم مین اگر مسند آرا ہوا نذرین مبارکباد کی گذرین اول تو بندگان خدا کو بسبب اس حرکت قبیح کے کہ آقا کشی کی مہابت جنگ سے بنہایت نفرت ہوئی آخر کار اسکی غربا پروری اور اخلاق عام اور پاس حقوق خورد و کلان سے لوگون نے قبول کیا اور مہابت جنگ نے بھی اپنی قدرشناسی اور ترحم و عفو جرائم و پاس حقوق کو لگا رکھا ہے سے اسقدر اتحاد بڑھایا کہ جس سے زیادہ متصور نہین حقیقت تو یہ ہے کہ اگرچہ سرفراز خان کا مارا جانا جو کہ آقازادہ تھا نہایت برائی کی مگر سرفراز خان کو ملکداری کی لیاقت کچھ بھی نتھی کچھ عجب نتھا کہ اگر اوسکے زمانہ دولت کو درازی ہوتی تمام صوبجات مین خرابی پیدا ہوجاتی مہابت جنگ ہی کا یہ کام تھا کہ حوادث عظیمہ کو فرو کیا جسکا بیان انشاء اللہ کیا جاویگا

تسلط پانا مہابت جنگ کا اور ارسال پیشکش مع ضبطی سرفراز خان وغیرہ

جب مہابت جنگ نے تسلط پایا اور خزاین و اموال سرفراز خان اور شجاع الدولہ کو جو کرورون پر پہونچے ضبط کیے حضور سے بخطاب حسام الدولہ اور منصب ہفت ہزاری اور ماہی و مراتب سے سرفراز ہوا زین الدین احمد خان چھوٹے داماد کو جو عظیم آباد کی نیابت پر تھا اوسکو اصالتاً اوسی صوبہ کا صوبہ دار بنایا اور احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کا خطاب اور منصب ہفت ہزاری مع ماہی و مراتب و پالکی جھالردار و نوبت و علم اوسکے لیے طلب کیا اور بڑے داماد نوازش محمد خان کو چکلہ جہانگیر نگر اور فوجداری سلہٹ اور اسلام آباد چٹگانون اور تمام دیوانی صوبہ بنگالہ کی بحکم منصب ہفت ہزاری اور سرای مذکورہ مع خطاب احتشام الدولہ بہادر کی طلب کر کر دلا دیا اور تیسرے بھتیجے منجھلے سعید احمد خان نام کو جو شجاع الدولہ اور سرفراز خان کے عہد مین رنگپور کا فوجدار تھا مراتب مذکور مع خطاب صمصام الدولہ بہادر صولت جنگ کے دلوایا اور نیز صوبہ داری اوڑیسہ کی امید بعد انتزاع مرشد قلیخان کی دی — مرشد قلیخان جو شجاع الدولہ کا داماد اور سرفراز خان کا بہنوئی تھا سردھن فہم شاعر تھا سرشار تخلص اور رستم جنگ بہادر خطاب اور میرزا محمد نام کو جو کہ مہابت جنگ کا پوتا اور ہیبت جنگ کا پسر کلان تھا اور جسے مہابت جنگ نے فرزندی مین قبول کیا تھا سراج الدولہ شاہ قلیخان بہادر کا خطاب مع خدمت نوارہ جہانگیر نگر ڈھاکہ کی ملی اور اوسکے

بہائی شہامت جنگ کیواسطے اکرام الدولہ پادشاہ قلیخان بہادر کا خطاب اور وہان کی اہتمام کی
خدمت طلب کر کے یہ دونو بہائی منصب ہفت ہزاری پر مع مراتب وغیرہ لازمہ کی چھوٹی عمر
مین امیر کبیر رہے ہے ۔ عطاء اللہ خان نے جو چھوٹا داماد حاجی احمد کا اور جو کہ عہد شجاع الدولہ اور
سرفراز خان سے فوجدار تہا بہاگلپور کی فوجداری کی اضافہ اور رسالہ سہ ہزار سوار اور پیادہ اور منصب
ہفت ہزاری مع لوازمہ اور خطاب اعزاز الدولہ بہادر ثابت جنگ سے سرفراز ہوا اور شہامت جنگ
کا نائب حسین قلیخان خطاب بہادری اور منصب چار ہزاری اور علم اور نقارہ سے ممتاز ہوا
اور اسدیار خان برادر علاتی مہابت جنگ کا اور فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان اور میر
جعفر خان اور مصطفی خان وغیرہ بہائی بند خدمات بہادری اور مناصب لایقہ پر سرفراز کیے گئے اور
چین رائے جو کہ شجاع الدولہ کے دیوان رائے رایان رتن چند کا پیشکار تہا بخطاب رائے
رایانی اور دیوانی مہابت جنگ سے مفتخر و ممتاز ہوا اور راجہ جانکی رام جو قدیم خانہ مہابت جنگ کا
دیوان تہا دیوانی تن پر مقرر ہوا عبد العلیخان راقم تاریخ کا چچا جو مہابت جنگ کی ہمراہ اس معرکہ مین
شہامت جنگ کا ہراول تہا اور برادر زادگی کی قرابت اوس سے رکہتا تہا اسطرح پر کہ عبد العلیخان
کا باپ سید زین العابدین راقم تاریخ کی نانکا جد اور مہابت جنگ کا پسر عمہ تہا تمام سپاہ کی بخشیگری
مع خطاب بہادری اور منصب سہ ہزاری تجویز ہوا تہا مگر خان مذکور چونکہ دیگر برادرزادون کی
برابر امید رکہتا تہا خوش ہو کر بعد رخصت عظیم آباد کو معاودہ ہوا احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ نے
اسکا مقدم غنیمت سمجہا اور بہار و بسوک کی پرگنات پر پرگنہ ترہٹ اضافہ کر دی اور مہابت جنگ نے
عبد العلیخان بہادر کے نصرت علیخان کو جو راقم کا خالو تہا اپنی فوج کا بخشی بنایا اور بخشی دوم فقیر اللہ بیگ
خان بہادر کو ۔ اور مبلغ کرور روپیہ پیشکش موعودہ روانہ حضور کیا اور موتمن الدولہ اسحق خان بہادر
کے توسل سے داخل خزانہ شاہی ہوا اور ضبطی سرفراز خان کا مال و اسباب اغذ جو مناسب بادشاہ
کیواسطے علیحدہ کر رکہا تہا مرید خان بہادر بنا بر اپنے اموال ضبط شدہ اور خزانہ سالیانہ بنگالہ کے
جو سرفراز خان کی حیات مین ارسال ہوا تہا دربار حضور شاہی سے عظیم آباد پہونچا اوسنے اوسکا آنا
بنگالہ مین نامناسب جانکر لکہا کہ واقعہ سکربگلی متوقف ہو رہے نیازمند مع مال حاضر ہو کر تفویض
کرتا ہے اور رجب کے مہینے مین اکبر نگر راج محل کی طرف جا کر چند روز خان مذکور کی
انتظاری کی گئی لاکہ روپیہ نقد اور [illegible] لاکہ روپیہ کی جنس مانند جواہر و فیل و اسپ اور
ظروف طلائی و نقرہ وغیرہ نفائس دیکر رخصت کیا اور اوسکے ساتہ بہی رعایت لائق کی گئی بعدہ عزم [illegible]

کہ صوبہ اوڑیسہ مرشد قلیخان سے لیا جاوے پس نہضت کٹک مصمم ہوئی۔

فتح پانا مہابت جنگ کا مرشد قلیخان پر اور صوبہ اوڑیسہ اپنے بھتیجے صمام الدولہ صولت جنگ بہادر سعید احمد خان کو دینا

بعد استقلال مسند حکومت کے سامان لائق آراستہ کرکے چاہا کہ مرشد قلیخان کی حقیقت حال دریافت کرے اس اثنا مین مرشد قلیخان نے مہابت جنگ سے لڑنا اپنی طاقت سے زیادہ سمجھکر درخواست مصالحہ کی آقا محمد تقی سورتی کو برسم رسالت بھیجا مہابت جنگ نے بنظر حقوق سابقہ اور اپنے حسن اخلاق کے قبول کیا لیکن مرزا باقر خان اصفہانی نے جو ماں کے طرف سے علویہ صفویہ سے نسبت رکھتا تھا اور اور مرشد قلیخان کا داماد تھا شاہی بنگالہ کی طمع سے باوجودیکہ اسکے لائق نتھا مصالحہ پر راضی نہوا اور اپنی ساس کے تحریک سے انتقام علاء الدولہ کا مشہور کرکے متمرد ہوگیا مہابت جنگ نے اس خبر سے مرشد قلیخان کو لکھا کہ مین کسیطور سے ایذا رسانی آپ کی نہین چاہتا لیکن قیام کرنا اس جوار کا طرفین کے موجب اعتبار نہین لہذا لازم ہے کہ اوسطرف سے دکن کو تشریف لیجائیے مرشد قلیخان نے جو کہ مرد مآل اندیش تھا مقابلہ مہابت جنگ کا قرین صلاح نسمجھا چاہا کہ ترک عناد کرے مگر مرزا باقر نے اسقدر لڑائی کی تحریک کی جسکا بیان نہین ہوسکتا اور نیز اوسکی بی بی نے طعنہ اور تشنیع کرنا اپنے شوہر سے شروع کیا بلکہ یہ ارادہ کیا کہ اگر نمانے تو شوہر کو ریاست سے خارج کرکے خزانہ وغیرہ کل داماد کے مفوض کرے اور مہابت جنگ سے آمادہ پیکار ہو مرشد قلیخان نے چار ناچار نقض کرنے عہد اور آمادہ کارزار ہونے سے مہابت جنگ کو اطلاع دے۔ مہابت جنگ نے اطلاع پاتے حاجی احمد اور مہابت جنگ کو نیابت مرشد آباد مین چھوڑکر دس بارہ ہزار سوار سے اوایل ماہ شوال مین کٹک کو نہضت فرمائی۔ مرشد قلیخان نے اول جملہ رفقا سے مجلس آراستہ کرکے اپنی تلوار رکھکر مجمع سے کہا کہ اگر تم لوگ عزم جزم کرو تو عزم رزم کیا جاوے والا بندہ اپنی راہ لے عابد خان وغیرہ نے عہد و پیمان سے اسکی دلجمعی کی اور حسب التماس مرشد قلیخان کے سرداران لشکر نے اوٹھکر اوسکی تلوار کمر سے لگادی جب اس طرف سے اطمینان ہوا مع باقر علیخان کے کٹک سے برآمد ہوا اور بالیسر بندر سے گذرکر اوسکے رودخانہ کے قریب موضع بہلوار مین پہونچا اور ایک مقام شوار گذار مین جسکے اطراف مین ندیاں اور جنگل گھرے ہوے تھے اور مخالف کا عبور وہاں پر غیر ممکن تھا مقیم ہوا اور لشکر کے گرد تین سو چھوٹی بڑی توپین لگادین ادہر مہابت جنگ بعد قطع راہ

میدنی پورا اور جالیسر ہوتے ہوئے رود خانہ کے اسطرف چند کوس پر اقامت پذیر ہوا چند روز تک اس تدبیر مین رہا کہ مخالف کو کس نیرنگ سے اوس دشوار گذار مکان سے باہر نکالے چونکہ وہ سرزمین مخالف تھی زمیداران اطراف غلہ وغیرہ سامان رسد کے پہونچانے مین قاصر ہوے بلکہ جو غلہ مہابت جنگ کے عمال نراین گڈہ وغیرہ سے بھیجتے راہ مین لوٹ کر ڈالتے تہے اس سبب سے کمی اجناس کی فکر زیادہ ہوئی نہایت تشویش رسد کے نہ پہونچنے کی مشہور ہوئی میرزا باقر خان ذاس اضطراب کے سنتے ہی باہر نکلنے کا ارادہ کیا ہر چند مرشد قلیخان نے ممانعت کی مگر نہ سنی آخر ذی قعدہ بعزم مقابلہ برآمد ہوا مہابت جنگ بھی اس خبر سے مدافعہ کو سوار ہوا جب طرفین مین قریب ہوے جانب توپخانہ مخالف کسی حال سے وہ لوگ غافل اور مقابلہ کو چلے آئے تہے فوج مہابت جنگ نے حملہ کیا اور اول ہی حملہ مین متصرف ہوگئے طرفین سے بندوق اور بان کی جنگ شروع ہوئی خلق کثیر اس آتشبازی مین تلف ہوئی مرشد قلیخان نے باوجودیکہ اکثر ہمراہی متفرق ہوگئے تھے کمال پایداری کی اس عرصہ مین عابد خان نامی افغان جو مرشد قلیخان کا ساختہ پرداختہ اور معتمد علیہ تہا بموجب تقاضائے جبلی کے مصطفی خان رسالہ دار مہابت جنگ سے متفق ہوکر آقا کی خدمتمین غدر و نفاق کرکے جسطرف رسالہ دار مذکور نے بتایا تہا گیا اور آسودہ ہوا لیکن دیگر گروہ سادات نے ایسی حملہ آوری دلیریان دکھلائین کہ اکثر مہابت جنگ کے لشکریون کی چہکے چہوٹے نامردی سے ہٹا گئے لگے اس کشمکش و پیچ مین نزدیک تہا کہ مہابت جنگ دورنگی روزگار سے دوچار ہو اسی عرصہ مین میرزا باقر خان نے چاہا کہ فتح اوسکے نام ہو کمین سے نکلا اور مہابت جنگ کے یسار کیطرف آکر جعفر خان وغیرہ سے لڑا اکثرون کے پاے ثبات مین تزلزل آگیا اس حال کو دیکھنے سے میر محمد جعفر خان چند لوگون کے ہمراہ پاپیادہ مصاحب خان اور اصالت خان پسر عمر خان رسالہ دار کے اعانت سے ناموری کر رہا تہا آخر الامر سادات کی جماعت سے جو مرشد قلیخان کے رفیق تہے میر علی اکبر و میر مجتبی علی وغیرہ نے جام سرشار فنا نوش فرمایا اور باقر علیخان زخمہاے منکر سے سر گردن برداشتہ واپس ہوا باقی لشکر پر شکست پڑی مرشد قلیخان مع باقر علیخان وغیرہ کے سلامت چل نکلا بالیسر کی آبادی مین پناہ لی اوسوقت مین دو تین ہزار آدمی ہمراہ تہے اور مرشد قلیخان کو ان لوگون سے اطمینان تہا لہذا اس بہانہ سے کہ شہر مین محصور ہوکر ہم لڑنا چاہتے ہین مردم ہمراہی کو شوارع آبادی پر تعنات کرکے اپنے پاس سے دور کیا اور خود لب دریا پہونچکر ہاتھی سے اوترا اس مرشد قلیخان کے دوستون مین ایک شخص سورت کا رہنے والا ہمیشہ جہازکی تجارت کرتا تہا سوداگری کا مال و اسباب جہازون پر ہر ایک جگہ بہیجتا اور وہ شخص

حاجی محسن نام ہمراہ اس لڑائی مین تہا قضارا اس شخص کا ایک جہاز مال تجارت سے بہرا ہوا دریا
کنارے آمادہ روانگی تہا عملہ جہاز نے دریا کنارے سے ہجوم دیکہکر واسطے خبر لانے مرشد قلیخان اور
اپنے آقا حاجی محسن کے غنس یعنی پلنسوی جو اکثر کنارے پر آنے جانے کو جہاز کے ہمراہ رکہتے ہین بہیجا
حاجی محسن نے مرشد قلیخان کو اطلاع دیکر کہا کہ کشتی کا اسوقت مین آنا موجب آبروبخشی غیب ہے
مرشد قلیخان بلا تامل بہبانہ سیر و تفرج مع باقر علیخان داماد اور حاجی محسن اور بعض خدمہ ضروری
کشتی کے توسل سے جہاز پر جا پہونچا پانچ چہ روز کے عرصہ مین مچہلی بندر آپہونچا لیکن متعلقان
اور زر و مال خطیر تہی جو کہ کٹک مین چہوڑ آیا تہا نہایت تشویش رکہتا تہا لہذا باقر علیخان کو واسطے
خبر لانے اور نیز تدارک کرنے کی سبکاکول اور گنجام کی طرف جو کٹک سے نہایت ملحق تہا بہیجا -
تقدیر کی کارسازیان دیکہی رتی پور خوردہ راجہ مالک تہانہ جگرناتہ جو ہنود کے مشہور معابد سے ہے حقوق
صحبت مرشد قلیخان کی کرانباری سے جبکہ خان مذکور کی عزیمت بطور سرگذشت سنی محمد مراد
کو بہیجا اور اوسنے بیگم اور اوسکی لڑکی زوجہ باقر علی خان کو مع جمیع توابع اور لواحق اور خزاین
اور اسباب کے حدود کٹک سے اچہاپور مین جو سبکاکول اور گنجام کے تابع تہا پہونچایا اور ہمراہ
اور آرام ہر گونہ مستقیم کرایا انور الدین خان وہان کے حاکم نے بہی بپاس معرفت سابقہ کے مہمانداری
کین اسی ضمن مین باقر علیخان آپہونچا اور حفظ ناموس و ننگ کو دیکہنے سے شکر گذار خدای برحق
ہوا خود واسطے استخبار احوال صوبہ کٹک کے چندے مقیم ہوا اور اپنی بی بی اور ساس کو مع اموال
وغیرہ مرشد قلیخان کے حضور مین روانہ کیا سسر اور داماد نے دار الملک آصفجاہ مین پناہ لینا
غنیمت سمجہا مہابت جنگ نے کٹک پہونچکر چند روز قریب چالیس روز کی اقامت کی چونکہ ابتدا سے
عہد شجاع الدولہ سے اسطرف کے زمینداروں سے بخوبی آگاہ تہا ہر ایک سے جیسا کہ چاہیے سلوک اور دلجمعی
سے پیش آیا اور اپنے برادر زادہ منجلے حسام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کو وہانکا صوبہ دار
بنایا اور گوجر خان جماعہ دار کو مع سرداران رسالہ کے وہان پر معین فرمایا اور صولت جنگ کو
حکم دیا کہ جسقدر فوج کی ضرورت ہو مقرر کرنے اور مہابت جنگ بعد بندوبست صوبہ اوڑیسہ کے
مرشد آباد کو جو عہد جعفر خان سے دار الحکومت صوبہ دار مقرر تہا معاودت فرما ہوا اور آرام و راحت دینی حال
رعایا مین موافقت کی شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور نیز دیگر منتسبان خاندان مہابت جنگ کا
مع امراے دولت مرشد آباد مین بحضور مہابت جنگ حاضر ہوے اور باقیماندگان سرافراز خانی کو
شہامت جنگ نے زیر سایہ خود کر لیا اور نفیسہ بیگم سرفراز خان کی حقیقی بہن کو بعزت تمام اپنی گہر مین لایا

اور نسبت فرزندی دیگر اوسکو اسپنے حرم سرا کا مالک بنایا اور نفیسہ بیگم کے اسوال اور خادمہ اور اسباب وغیرہ محل خاص سے کچھ تعرض نکیا اور ادب اور تعظیم وقت تکلم کی جیسا کہ چاہیے مہابت جنگ اور شہامت جنگ وغیرہ بجالاتے تھے جس روز کہ سرفراز خان مارا گیا تھا اوسکے کسی مدخولہ کی لڑکا پیدا ہوا نفیسہ بیگم نے اوسے اپنی فرزندی مین قبول کیا شہامت جنگ نے اسپنے لڑکے سے زیادہ اوسکی خاطرداری اور عزت ملحوظ کی چونکہ سرفراز خان کوئی عورت اسپنے ہمسرون کی حبالہ نکاح مین نہین رکھتا تھا اکثر جواری تھین اور بعض ممتوعہ اونمین سے جو کہ صاحب اولاد تھین اونہین مع اونکے اولاد اور دیگر منتسبان سرفراز خان کے جہانگیر نگر بھیجدیا اور وظیفہ لایق گذران مقرر کردیا کسیکی تکلیف کا روادار نتھا ہر ایک سے بمراعات پیش آیا کہتے ہین کہ مبلغ تیس ہزار روپیہ ضعیفان اور بیوہ عورتونکو دفتر دیوانی سے علیحدہ ماہ بماہ عطا فرماتا تھا اور شہامت جنگ کا نایب حسین قلیخان بہادر اور اوسکے طرف سے راے گوکل چند ضلع جہانگیر نگر اور اسلام آباد اور سلہٹ وغیرہ پر مقرر ہوا اور رنگپور کی فوجداری قاسم علی خان جو برادر زادہ مہابت جنگ کی بی بی کا تھا مقرر ہوئی ۔ معین الدولہ سیف خان بہادر سیف جنگ برادر عمدۃ الملک جو جعفر خان کے عہد سے پورنیہ وغیرہ کا فوجدار تھا چند روز تک مہابت جنگ کو باغی سمجھا اور اوسکے تادیب کا شہرہ کرتا رہا بدین امید کہ بادشاہ کو حضور سے ضرور اوسکی تادیب کو فوج مقرر ہوگی جب اسکا کچھ اثر نہ ملا تب تو نہایت نادم ہوکر برخلاف اول کے اخبار اطاعت جاری کی مہابت جنگ بپاس خاطر عمدۃ الملک سے کچھ خیر نہوا ۔

ہیبت جنگ اور صوبہ عظیم آباد کا حال

احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ پسر حاجی احمد جو مہابت جنگ کا چھوٹا داماد تھا بعد فتح بنگالہ عظیم آباد کے صوبہ داری پر مقرر ہوا اور خلعت مع خطاب مذکور اور منصب ہفت ہزاری اور ماہی مراتب اور نوبت اور پالکی جھالردار حضور سے طلب کرکے عنایت ہوئی اور ہیبت جنگ نے سید ہدایت علی خان بہادر والد مورخ کو جو اسپنے فوجداری پرگنات مین تھے طلب فرماکر نہایت شفقت مبذول کی اور تکلیف بخشی گری لشکر کی دیکر فرمایا کہ چونکہ حق تعالی نے یہ ملک و دولت تمہارے بھائی کو یعنی اپنی تئین عطا فرمائی چاہیے کہ باتفاق ہمدیگر انتظام معاملات مین مصروف ہوں اسیطرح اور بھی چند کلمے جو موجب ازدیاد رسم محبت ہوں فرماکر ہمیشہ یہ معمول ہوا کہ نہایت شفقت فرماتا اور راے چنتامن داس کو جو مہابت خان کا قدیم دیوان تھا اسپنے شمشیر سے لیکر اسپنے سرکار کا دیوان مقرر کیا ہیبت جنگ

اگرچہ نوجوان تھا مگر شیوان جرات اور ہوشیاری اور آداب مناسب اور تہذیب اخلاق سے بخوبی واقف تھا جب تسخیر مرشدآباد کو گیا تھا اُسکے حسن سلوک اور احسانون سے اکثر زمیدار صوبہ عظیم آباد کے مانند راجہ سندر سنگہ برہمن زمیدار پرگنات ٹکہ اور زمیداران پرگنہ ترہٹ سہاے جہان قوم سے تھے اور نومسلم تھے اوسوقت چارون بھائی نامدار خان و سردار خان و کامگار خان و زبست خان کی رفاقت کی اور زفرقہ سپاہ سے بھی اکثر متوطنان عظیم آباد ہمراہ ہو لیے بعد فتح و ظفر کے جب واپس آئے استدعا اپنے وطن کی ظاہر کی ہر ایک کو ہاتھی گھوڑے خلعت فاخرہ عطا فرماکر رخصت فرمایا اور وہ لوگ اپنے وطن مالوف مین پہونچکر ہیبت جنگ کی ملازمین مین مقرب اور معتمد ہوئے درحقیقت مہابت جنگ کے خاندانیون مین جیساکہ چاہیے حسن اخلاق اور سلوک بہت تھا اور پاس حقوق ایسا تھا کہ راقم نے اپنے زمانہ مین کسیکو نہ دیکھا ہیبت جنگ کو والدہ مورخ سے سررشتہ رضاع تھا بدین وجہ کہ جدہ مادری مورخ نے ہیبت جنگ کو صغیر سنی مین بمقتضاے شفقت کبھی کبھی دودہ پلایا تھا بپاس سررشتہ مذکور محبت برادرانہ مورخ سے ایسی کرتا تھا کہ برادران حقیقی بھی اوس مرتبہ نکرینگے ابتک ہیبت جنگ بکمال جاہ و جلال باتفاق والدہ و عم و خال مورخ کی نہایت عدل و داد مین لبسر کرتا تھا اگر ادنی ادنی اوسکے بیٹون بھتیجون کے صفات و حالات تحریر ہون سررشتہ مورخی جاتا ہے اور بیان طول ہوتا ہے —

صولت جنگ کا قید ہونا باقر علیخان کی ہاتھہ سے اور مہابت جنگ کا رہا کرانا

جب مہابت جنگ بہادر مرشدآباد پہونچا اوسکا بھتیجا صولت جنگ جو اوڑیسہ کا صوبہ دار تھا لالچ مین آکر چاہا کہ تنخواہ سپاہ مین تخفیف کرے جو لوگ کہ غریب الدیار رفیق قدیم مرشدآباد سے ہمراہ آئے تھے قبول نہین کرتے تھے اور شہر کٹک وغیرہ کے لوگ جو صوبہ اوڑیسہ کے رہنے والے تھے مکان کی نوکری سمجھکر اوسیقدر مین راضی تھے اس سبب سے اکثر لوگ اوس ملک کی ملازم ہوئے اور رفقاے دیرینہ برطرف ہوئے اور بعض دیگر سرداران مرشد قلیخان کے شہر کٹک مین بے نوکری صولت جنگ کے مقیم تھے اور باقر علیخان کی تخم محبت اپنے دل مین بوتے تھے شاہ یحیی نام درویش جو صولت جنگ کے ساتھ دہلی مین باہم پڑھے تھے اسوقت مین دکن سے آکر مصاحب اور معتمد ہوا چونکہ یہ شخص بدسرشت تھا اور صولت جنگ شروت جوانی مین سرگران اوسنے ایسی تحریک کی کہ شہر والون کو ضرر پہونچائے حسین و جمیل عورتون کو ہر ایک گھر سے بولائے اکثر سپاہ سے مرشد قلیخان کا بچا ہوا روپیہ جرو توبیخ وصول کیا ایسی ایسے امور سے مردم شہر اسیقدر ناراض و جان بلب ہوئے کہ صولت جنگ کے عدم وجود کی

خواہان ہوے قدیم رفیقون سے تو کوئی تہا مگر کسیقدر لفنگے اور گوجر خان مع اپنے رفیقون دو تین سو نفر کے
ہمراہی مین تہا اور وہان کے جدید آدمی جو نوکر ہوے تہے اکثر مرشد قلیخان و باقر علیخان اور انکے ہمنشینون اور متوسلون کے
نوکرون لنا سے تہے ایکسال تک تو صولت جنگ نے مع عیال و اطفال کے بڑی عیش عشرت مین بسر کی ناگاہ
فلک شعبدہ باز نیرنگ ساز نے سر نو بنای فتنہ آغاز کی باقر علیخان نے اپنے خسر مرشد قلیخان کو یہہ
تحریص کے کہ صوبہ اوڑیسہ صولت جنگ سے چہین لی اور سرفراز خان کا انتقام لی مگر مرشد قلیخان زمانہ
کا رنگ دیکہکر خاموش تہا باقر علیخان نے جب دیکہا کہ التماس میرا قبول نہین ہوتا خود عازم ہوا بعض
دکہنون سے توسل چاہا کہ شاید اونکی دستگیری سے کچہ دسترس ہو تدبیر یہ کی کہ بعض فوجداریون مین
جو صوبہ کٹک سے ملحق تہین آکر بیٹہا اور صولت جنگ اور اوسکے رفقا کی کیفیت دریافت کی اور وہان کے
حکام اور زمیندار و مہاجنون سے رابطہ بڑہایا جب معلوم ہوا کہ قدیم معتمد رفیقون مین بہت کم لوگ صولت جنگ
کے ساتہ رہگئے ہین اور جو لوگ ہین وہ اکثر پرانی نوکر مرشد قلیخان اور اپنے اوسکے رہے ہین اون لوگون
سے خط خطوط کا سلسلہ نکالا اور اپنی رفاقت اور صولت جنگ کی منافقت کی تقریرین لکہا جب معلوم
ہوا کہ کسیقدر ادہر توجہ ہوئی مردم کو وعدہ اور لالچ سے موافق کرکے کہا کہ جو لوگ مانند گوجر خان وغیرہ
کے تمسے موافق نہین خانہ جنگی یا اور کسی بہانہ سے اونکو مار ڈالو تب آرزوے دلی میسر ہوگی یہ راے اونکو پسند
ہوئی ایکروز مجمع عام بطور بلوا کرکے آہستہ آہستہ بڑہ چلے صولت جنگ نے گوجر خان کو واسطے بجہانے
آتش فساد کے پیغام دیا ہر چند خوب پیغام آئے مگر شہر والی تو بالکل صولت جنگ سے نسبت باقر علیخان
اور محمد مراد چابک سوار کے منحرف ہوگئے تہے کچہ سود نہوا دوسرے روز جبین بازار سے گوجر خان
واسطے تقدیم سلام صولت جنگ کے دربار کو تنہا جاتا تہا غفلت مین آکر لوگون نے کام تمام کر دیا اور
بمجرد اس حرکت کے باقر علیخان کے آنیکا شہرہ قرب جوار مین بلند کر دیا ایک بلواے عام کی صورت ہوگئی
اور بعد اشتعال اس آتش فساد کے سارا حال باقر علیخان کو پیغام دیکر بلایا وہ تو ایسے وقت کا امیدوار ہی تہا
فورا آ جا پہنچا اور شہر کٹک مین پہونچکر جو اوڑیسہ کا دار الملک تہا اپنے شہر والون اور دیگر مخلصان کو حکم دیا کہ جسطرح
سے بنے صولت جنگ کو قید کرین مردم شہر نے جو صولت جنگ کے نوکر اور باقر علیخان کے دولت تہے
صولت جنگ کے قدیم نوکرون کو جو اوسکی حراست مین تہے پیغام دیا کہ اگر براہ اطاعت دروازہ کہولدو
تمہاری بہی جان مال کی سلامتی ہے ورنہ آمادہ سیاست رہو بیچارہ جان سے ڈرے ہر چند صولت جنگ
دلجوئی کی مگر کچہ پیش نرفت کنجیان لیکر مفسدون کے حوالہ کین اور خود بہی اونمین ملگئے باقر علیخان نے جو نہایت نزدیک
تہا پہونچکر صولت جنگ کو قید کیا اور خود بجاے اوسکے مسند آرا ہوا خزائن وغیرہ پر متصرف ہوا اور

عیال اطفال صولت جنگ کی قلعہ باڑہ بہائی میں قید ہوئے اور صولت جنگ حضور میں مقید رہا۔ صولت جنگ نے چند روز پیشتر اس سانحہ کے مہابت جنگ کو اطلاع دی تہی اور مہابت جنگ نے شہر سے باہر خیمہ کیا تہا قصد تہا کہ عنقریب صولت جنگ کی مدد کو جاؤنگا ناگہان قید ہو جانے کی خبر آئی اور ہرکاروں سے بھی اوسکی تصدیق ہوئی عزم روانگی میں توقف ہوا کیونکہ یہ خیال ہوا کہ ایسی حرکت بدون تحریک آصفجاہ کے نہیں ہو سکتی اور تدارک اوسکا بڑی تامل ہی ہوگا لہذا مشورہ ہونے لگا صولت جنگ کی مان نہایت لڑکے سے تعشق رکہتی تھی اور مہابت جنگ اونکی رضامندی اپنی مان کی برابر جانتا تہا حاجی احمد کو اور صولت جنگ کی مان نے یہ صلاح دی کہ صوبہ اوڑیسہ باقرعلیخان کو دیا جائے اور اوسکے عوض میں صولت جنگ کی رہائی ہو اور مہابت جنگ باقرعلیخان کی پیروی میں موجب سستی اپنے ارکان دولت کا جانتا تہا اور مصطفی خان نے جو عمدہ سردار اور دولتخواہ مہابت جنگ تہا رائے آقا کی پسند کی آخر الامر چند روز کے بعد سرانجام سامان فوج و سپاہ ہونے لگا۔

مہابت جنگ کا مع فوج آراستہ جانب کٹک آنا صولت جنگ کی رہائی کیواسطے قبضہ باقرعلیخان سے

چونکہ یہ خیال تہا کہ باقرعلیخان کی شان و شوکت آصفجاہی کی پشت پناہی سے ہوگی مہابت جنگ نے ہر ایک سردار لشکر کو حکم دیا کہ تمہارے دوست و بہائی عزیز جو موجود ہون ملازم کرنا چاہیے اور جو لوگ کہ چند روزہ راہ پر بہی ہون طلب کر کے رفیق بناؤ اسیطرح مصطفی خان کو پانچ ہزار سوار کی تقرر کا حکم دیا اور شمشیر خان کو بنا بر سہ ہزار سوار اور سردار خان کو دو ہزار سوار کیواسطے اور عمر خان کو تین ہزار کے لیے اور عطاء اللہ کو دو ہزار اور حیدر علیخان کو ہزار سوار اور فقیر اللہ بیگ کو ہزار سوار اور میر جعفر خان کو ہزار سوار اور میر شرف الدین کو پانچ سو سوار اور شیخ محمد معصوم کو پانچ سو سوار اور امانت خان وغیرہ نارنولیان کو ایک ہزار پانچ سو سوار اور میر کاظم خان کو دو سو سوار اور بہادر علیخان داروغہ توپخانہ جنسی کو پانچ سو سوار کیواسطے حکم دیا اور فتح راو حبشی اور چندن بہلیہ وغیرہ ہزاریون کو مع پچاس ہزار پیادہ تفنگچی بہلیہ کے ہمراہ لیکر حاجی احمد اپنے بہائی کو اور صولت جنگ کے مان سے وقت رخصت عرض کیا کہ بندہ مع صولت جنگ کے منہہ دکھلاویگا ورنہ خیر شہامت جنگ کو پانچ ہزار سوار اور تقریباً دس ہزار پیادہ کے اپنی نیابت پر مرشد آباد میں چھوڑ کر ساعت سعید کو مع بیس ہزار سوار کے روانہ ہوا اور آہستہ آہستہ مع توپ و توپخانہ وغیرہ کے چلا جاتا تہا ہر دم ہمراہی سے وعدہ کیا کہ جو شخص اول صولت جنگ کے پاس پہونچکر اوسے رہا کریگا لاکہہ روپیہ انعام پاویگا اور اگر صاحب رسالہ ہوگا

اوسکے ہمراہیون کو بھی دو ماہہ انعام ہوگا باقر علیخان کو مہابت جنگ اور فوج کثیر کی آمد آمد سے نہایت
گھبرایا حیرت تھی کہ کیا کرے آخر کو دریاے مہاندا کے کنارے سے مورچہ اور توپخانہ لگاکر مع ہمراہیونکے
آمادہ مقابلہ بیٹھا اور لشکر کے پیچھے تین چار کوس پر بنگاہ کو ٹھیرایا اور صولت جنگ کو ایک رتھہ مین
جسکے غلاف پر سفید چاندنی اور سفید ڈوریون سے جال بندی کردی مع دو مغل تورانی کی بٹھاکر حکم دیا
کہ جسوقت مہابت جنگ کی آدمی نزدیک آوین تم چھریون سے اسکا کام تمام کرنا اور پانسو سوار و پیادہ
دیکھنی کو اوسکے گرد مقرر کیا کہ جب مہابت جنگ کی فوج نمایان ہو تم لوگ دوڑ کر ایک ایک نیزہ اس
رتھہ پر مارنا اُسکے بعد جسکا جو قابو چلے تعمیل کرے مہابت جنگ نے نزدیک پہونچکر بندش مورچال
و مستعدی توپخانہ اور صولت جنگ کی بنگاہ مین قید رکھنے کا حال سُنا بعض افواج کو مقرر کیا کہ
بمجرد شروع جنگ جب فوج دشمن مین گھبراہٹ دیکھنا فوراً دوسری راہ سے بنگاہ پر پہونچکر صولت جنگ
کی رہائی مین ساعی ہونا اور آدھی رات کو روانہ ہوکر قریب صبح دریاے مہاندہ پر پہنچا لشکر باقر علیخان
کا بمجرد معاینہ فوج کہ عازم پیکار ہوے جب ادہر سے دو تین بان اور توپ سر ہوئین اودہر بھگدر
پڑی مہابت جنگ کی فوج نے دلیری کرکے دریا سے گذر باقر علیخان کے لشکر پر چڑھ گئی بمجرد پہونچنے
اس فوج کی باقر علیخان نے بہاگنے کا ارادہ کیا مصطفی خان اور میر جعفر خان جو صولت جنگ کی رہائی
پر مقرر تھی بنگاہ پر تیز قدم ہوئے اور باقر علی کے لشکر سے آدھ گھڑی مین کچھ نشان نرہا محمد امین خان
برادر مہابت جنگ جو میر محمد جعفر خان کی زوجہ کا حقیقی بھائی تھا مع اصالت خان اور دلیر خان دونونکی
عمر خان وغیرہ ہمراہیان کی جو دس نفر سے زیادہ نتھے سب سے اول بنگاہ مین پہونچکر صولت جنگ
کے متلاشی ہوئے ایک نوجوان محلہ کا گوجانہ ملازم صولت جنگ نے حاضر ہوکر بتلا دیا کہ اوس رتھہ
مین نواب کو قید کیے لیے جاتے ہین انہون نے اوسیطرف سے رجوع کیا مغلون نے مہابت جنگ کو
قریب دیکھکر رتھہ پر نیزہ لگاکر راہ پکڑی انکے زخم نہان سے منجملہ دو مغل کہ جو صولت جنگ کی
قتل پر مامور تھے ایک مقتول ہوا دوسرے مغل نے اوسکی نعش بطور سپر اپنے سر پر حفاظت
زخم کو اوٹھالی قضارا خواستہ جناب باری تھا صولت جنگ دونون کے نیچے ہوگیا اور اون کے
جراحات سے محفوظ ہوا دوسرے مغل کے بھی کسیقدر جراحت پہونچی اسی عرصہ مین سواران
مذکور رتھہ کے پاس آپہونچے اور پردہ پھاڑ ڈالا صولت جنگ نے جب اصالت خان اور محمد امین خان
وغیرہ کو پہچانا ثنا و صفت کی محمد امین خان نے گھوڑے سے اوتر اشارہ صولت جنگ سے کیا کہ سوار
ہو مغل مجروح رتھہ سے جست کرکے نہایت چستی و چالاکی اوس گھوڑے پر سوار ہوکر بہاگا اور اپنے

لشکر مین جا ملا دیکھنے والون کو حیرت ہوئی اور اس چالاکی پر اوسکی تحسین کی بالآخر دلیر خان نے اپنے گھوڑے پر سوار کردیا فوج صابت جنگ کی متواتر آرہی تھی تھوڑی دیر مین میر محمد جعفر خان مع چند ہمراہی کے فیل سوار آپہونچا محمد امین اور دلیر خان نے آگے بڑھکر مقدم صولت جنگ کی خوشخبری سنائی میر محمد جعفر خان بجرد پہچاننے کے اپنے ہاتھی پر سوار کرالیا اور خود خواصی مین جا بیٹھا واہ ری قدرت یا تو کچھ دیر مین جان کی خیر دشوار تھی یا کہ اب ہر طرف سے لوگ قدمبوسی کو آنے لگے بموجب اس حکم جلیل خداوند قدیر کے اللہ شہنشاہ ممالک ہے دیتا ہے ملک جسکو چاہے اور چھین لے ملک جس سے چاہے تو قیر و عزت دے جسکو چاہے ذلیل و خوار کرے جسکو چاہے اوسکی دست قدرت اور قبضہ اقتدار مین ہر چیز ہے اور وہی کل چیزون پر قادر اور توانا ہے غور کرو اے صاحبان بینائی و دانائی مخبرون نے یہ خبر صابت جنگ کو پہونچائی اور استقبال صولت جنگ بھی پہونچا چچا کی ملازمت سے سرفراز ہوا صابت جنگ نے آغوش پدری مین لیکر زیادہ حد سے مسرور و خوشحال ہوا اور صولت جنگ کا حمام اور تبدیل پوشاک کرائی سرپیچ جیغہ کلگی مروارید کے مالا وغیرہ سے زیب تن بڑھاکر مسند آرا کیا سرداران فوج کو نذر دینے کیواسطے ارشاد فرمایا حسب الحکم تعمیل ہوئی بہت سا روپیہ مستحقین اور صدقہ وخیرات نذر نثار مین صرف ہوا اور اسیوقت ایک فوج واسطے لانے عیال و اطفال کے مع سواری قلعہ بارہ بہاٹی روانہ ہوئی جو لوگ باقر علیخان کی طرف سے محافظ تھے اونمین سے جنہون نے خدمت کی تھی بامید عنایت وجہ کفایت برقرار رہی اور ایذا رسانون نے بنظر تشدید راہ فرار لی مردم متعین نے اہل و عیال متقیدہ صولت جنگ کو لشکر مین پہونچایا صولت جنگ اور حرم سرا کے واسطے جو خیمے نصب کیے گئے تھے لیجا کر اوتارا مہاجرت کشیدہ باہم وصل صابت جنگ کی ہوئی بعد چند روز کے جو اسباب اور سامان صولت جنگ کو ضرور تھا مانند ہاتھی گھوڑے اور توشک خانہ اور جواہر اور اسلحہ اور یراق وغیرہ کا اپنے پاس سے دیکر روانہ مرشد آباد فرمایا تاکہ منزل مقصود پہونچکر والدین کی ملاقات سے مسرت اندوز ہو خصوص اپنی نیم جان منتظر ماں کو از سر نو زندہ کرے جب صولت جنگ روانہ مرشد آباد ہوا اکثر اسباب اور فوج صابت جنگ کی اوسکی ہمراہ مرشد آباد روانہ ہوی اور صابت جنگ مع کل سرداران جان فشان اور پانچ چھ ہزار سوار کی جریدہ رہکر بعد انتظام ارادہ معاودت فرمایا اور مخلص علی خان داماد حاجی احمد کو صولت جنگ کی نیابت پر مقرر کرکے وہان پر معین فرمایا بعد چند روز کے اثناے راہ سے حسب التماس مصطفی خان کے شیخ محمد معصوم پانی پتی کو جو سردار دیرینہ اور شجاعت و تہوری مین موصوف و مشہور تھا صوبہ مذکور کی نیابت پر مامور کیا اور چند منزل واسطے انفصال سوالحات کے ہمراہ رکہا بعدہٗ تشخیص اور تقرر کل معاملات کی شیخ مذکور کو

صوبہ اوڑیسہ کی نیابت کی خلعت دیکر مع کسیقدر سوار و پیادہ کے رخصت کیا شیخ معصوم کٹک کو چلا اور مہابت جنگ شکار کہیلتے ہوے پانچ چھ ہزار سوار اور سراج الدولہ اور اپنی بیگم مرشد آباد کو چلا

ہیبت جنگ کا ارادہ ہونا بہوجپوریونکی سزا کا اور اول اول آنا جماعہ مرہٹہ کا ملک اوڑیسہ وغیرہ مین اور پہونچنا بہاسکر پنڈت کا مع چالیس ہزار سوار دکھنی مرسلہ رگھوجی بہوسلہ راجہ ناگپور کلان کی مہابت جنگ کے سر پر اور اوسکے تدارک کا بیان

انہین دنون مین جب صولت جنگ اسیر پنجہ تقدیر ہوکر مہابت جنگ کے ذریعہ سے رہا ہوا احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ صوبہ دار عظیم آباد پٹنہ کا یہہ ارادہ ہوا کہ ملک بہوجپور فتح کرے اور راجہ ہورل سنگھ اور بابو اودونت سنگھ قوم اوجین زمینداران سرکار شاہ آباد کو جو مدت سے سرکش ہو رہے تھے سزا دے راے چنتامن داس جو دیوان صوبہ اور قدیمی معتمد تھا مورخ کے والد سید ہدایت علیخان بہادر سے جو بسبب قرب و منزلت کے بیچ خدمت ہیبت جنگ کے علاوہ قرابت بہم پہنچاکر مرجع تمام زمینداران صوبہ و روسا اور کل فوج کے بخشی تھے اکثر لوگون نے حسد کیا اور ہیبت جنگ کے دلمین یہ بات ڈالی کہ ہدایت علیخان بہمہ وجوہ حضور عالی مین نہایت معتبر اور صاحب اقتدار اور کہنا اونکا زمینداران حضور ہر امر مین خواہ نیک ہو خواہ بد منظور فرماتے ہین اور انکی طرف رجوع ہوتی ہین پس جسوقت کہ حضور نے بہوجپوریون کے استیصال کا عزم فرمایا وہ لوگ بعد مقہوری اور مایوسی کے البتہ میر ہدایت علیخان سے رجوع کرینگے اور میر صاحب ضرور اونکے بپاس خاطر خواہان عفو انکیلیے ہونگے اور حضور کو معاف فرمانے مین صرف کثیر کا نقصان عاید ہوگا پس بہتر ہے کہ میر ہدایت علیخان کو حضوری سے بہ لطائف الحیل دور کر دیجیے ہیبت جنگ نے اسکا التماس کرنا موجب بہبودی سمجھکر والد مورخ کو پرگنہ ستونٹ وغیرہ تعلقہ مگہہ کی فوجداری دیکر وہان کے زمینداروں کے معاملات کا مختار کیا اور ارشاد فرمایا کہ راجہ سندر سنگہ کہ عمدہ اور اوسکا ملک کوہستان سے ملا ہوا ہے بغیر تمہارے وہان نجانیکے ہمارا اطمینان دلی نہین ہوتا لہذا بہتر ہے کہ تم وہانپر رہو تاکہ ہم بدلجمعی تمام سرکار رہتاس اور شاہ آباد کا انتظام کرین اور اپنے بہائی مہدی نثار خان کو اپنی اس عہدہ بخشی گری پر مقرر کرکے ہمراہ میری کردو والد مورخ نے بموجب امر خوشنودی اپنے آقا کا سمجھکر کار مامور بپروانہ ہونا مناسب سمجہا اور اپنے بہائی مہدی نثار خان مرحوم کو ہیبت جنگ کے ہمراہ چھوڑا ہیبت جنگ جس ساز و سامان سے کہ چاہتا تہا شاہ آباد پہونچکر بہوجپوریونکے استیصال مین ساعی ہوا ان لوگون کی دست تعدی سے مسافرون کی راہ بند تھی اس سے زیادہ کیا ...

اور تحریر کرین خلاصہ یہ ہے بعد بڑی جنگ و یورش کے زمیداران مذکور کو نکال دیا اور قلعہ مذکور کو خس و خاشاک سے شر کو صاف کر دیا اس عرصہ مین روشن خان ترابی ذ فرقہ افاغنہ سے کہ جو عظیم آباد اور الہ آباد مین مدتون سے صاحب نام و نشان تھا اور سرکار شاہ آباد کی حکومت کرتا تھا اور وہان کے زمیداران متمردسے کسیقدر اتحاد رکھتا تھا اسوقت مین کہ ہیبت جنگ نے وہان کی زمیداران سرکش کو خراب و برباد سے خارج کر دیا اس شخص نے بنظر قدامت اور اتحاد کے ہیبت جنگ سے مکرر حضور مجالس مین عرض کیا کہ اونہین ملکر مشمول عنایت کرنا چاہیے یہ امر ہیبت جنگ کو ناپسند ہوا اس سبب سے روز بروز روشن خان کے طرف سے خان مذکور کو افسردگی ہوتی تھی اور وہ خود پسند اسقدر مبالغہ پر آمادہ ہوا کہ بعض کلمات ناملایم بھی ہیبت جنگ کے روبرو زبان پر لایا ایکروز جیسی وچالاکی کرکر کہنے لگا کہ ابھی آپ صاحب زادے ہین دنیا کے رنگ و وضع سے محض ناواقف میری نصیحت سن لیجئے ورنہ اسکا انجام کار اچھا نہین ہوگا ہیبت جنگ کو یہ سخن نہایت سخت معلوم ہوا اُسکے قتل کا قصد کیا اور میر قدرت اللہ پسر شاہ شکر اللہ قادری کو جملہ جماعہ دارون سے صاحب جرات تھا اور حسن بیگ خان قلعدار مونگیر کو اس بدسرشت کے قتل پر مامور فرمایا ایکروز روشن خان بدستور معہود دربار عام کے خیمہ مین عصر کیوقت ہیبت جنگ کی سلام کو آکر بیٹھا اور دو نوجوان مذکور نے آکر کام تمام کیا روشن خان کہ صاحب فربہی و قوی جثہ تھا کچھ ہاتھ پیر نہ ہلا سکا بیٹھا کا بیٹھا رہگیا اس حرب و سفر مین مورخ کے چچا مہدی نثار خان نے کہ صفات حمیدہ و حقیقت پسندیدہ یگانہ روزگار اور جوان سنجیدہ ہوشیار تھے اچھی اچھی خدمت اور جرات ظاہر کین جسکے ثمرہ مین ہیبت جنگ کی منظور نظر ہوئی اور ہیبت جنگ نے بعد استرضاے والد مورخ کے بخشی گری کی خدمت اصالۃً مورخ کے چچا کو مع خلعت و فیل و اسپ و شمشیر و دیگر عطایا کے مرحمت فرمایا اور اپنا رفیق بنایا اور اسکی پاس خاطری کا نہایت ساعی رہا اور اپنے کل رفیقون پر اسے ترجیح دی اور یہ صاحب حقوق شناسی اور فروتنی اور تواضع و صلہ ارحام اور احسان و الیتام و پاس آشنائی و دادگری و شجاعت و عزت و تحمل و بردباری مین منتخب تھا اللھم اغفر لہ وارحمہ والد مورخ نے حسب الامر کار مامور پیرا فزائش نام و نشان کیواسطے راجہ سندر سنگھ اور راجہ جگت رائے زمیدار بلانوان اور نیز دیگر زمیداران سرکش کنندہ اور جرگانوان وغیرہ کے اتفاق سے تسخیر رام گڈہ اور وہان کی زمیدار کی تادیب کا ارادہ کیا کہ عمدہ زمیدارن کوہستان سے تھا اور بہت کم حکام و اقربا نے تسلط پایا تھا نہضت کرکے اوترا قلعہ چترا جو کہ درہ کوہ اور رام گڈہ کی راہ مین واقع ہے محاصرہ کیا اور بعد فتح قلعہ مذکور کے آگے کو چلا جبرداران معتمد نے آگہی دی کہ گموجی پہلا

اللھم بخشو اونکو اور رحم کر ان پر ۱۲

پنڈت نے اپنے بردہان ہی بہاسکر نام کو مع چالیس ہزار سوار کے تسخیر بنگالہ کو رخصت کیا ہی عنقریب فوج مذکور اس راہ سے گذر کر بنگالہ کو جایگی والد مورخ نے یہ خبر ہیبت جنگ کو لکھی ہیبت جنگ نے وہ عرضی بجنسہ مہابت جنگ کے پاس بذریعہ اپنے خط کے بہیجدی مہابت جنگ نے بیہودہ سمجھا اور کچہ باور نکیا اور جواب مین لکھا کہ تم بدلجمعی تمام اپنا کام کرو جسوقت مرہٹہ ادہر آویگا تنبیہ اور تدارک جیساکہ چاہیے کیا جائیگا جب ایسا جواب مورخ کے والد کو معلوم ہوا اور اوسوقت کچہ فوج ہمراہ نتہی کہ مرہٹہ کا سدراہ ہوسکتی صلاح رفقا وخیر طلبان سے کوہستان کے بیچ آکر جا مناسب دیکھکر مقیم ہوے اور چند روز کے بعد مرہٹہ جلوریز پچیپہ اور مور بہنج کے طرف آکر میدنی پور کے موضع مین ظاہر ہوئے مہابت جنگ جیساکہ مذکور ہوچکا ہی پانچ چہ ہزار سوار سے بے اندیشہ مرشد آباد کو آیا نزدیک میدنی پور کے جب آپہنچے کسی عامل معتمد نے ورود مرہٹہ کی خبر جا سنائی اوسوقت مہابت جنگ نماز ظہر مین مشغول تہا اور عرض کیا کہ بہاسکر پنڈت چالیس ہزار سوار سے بہت نزدیک آگیا ہی یقین ہی کہ کل یا پرسون پہونچ جاوے اوسکا لشکر ظاہر ہو چونکہ حضور کا نمک خوار ہون اطلاع کرنا مناسب سمجہا اب حضور کو اختیار ہے جیسا چاہین بندوبست کرین مہابت جنگ نے باوجودیکہ بہت کم فوج ہمراہ تہی بلا تامل جواب دیا کہ ان کافرون کو کس مقام پر مارا چاہیے جس شخص نے کہ یہ خبر مہابت جنگ کو پہونچائی تہی مورخ کے روبرو قسم یاد کرکے کہتا تہا کہ کسیطرح کی تشویش مہابت جنگ کے چہرہ پر اصلا ظاہر نتہی مین نہایت تعجب اسکی فرط استقلال اور دلیری کا کرتا ہون —

پہونچنا مرہٹون کا مہابت جنگ کے سر پر اور اُسکی آویزش کا حال

مجمل اس کیفیت کا حال یہ ہی کہ رگہوجی بہوسلہ بنی عم راجہ ساہو کا تہا جو کہ صوبہ برار کے عمدہ مرہٹون مین تہا اسکا دار الملک ناگپور کلان ہی بنابر ضعف ارکان سلطنت یا آصفجاہ کی ترغیب سے تسخیر بنگالہ کا عازم ہوا اور نہ چوتہہ دینے کے سبب سے بنگالہ اس بلا سے محفوظ تہا بہاسکر پنڈت اپنے مدار المہام کو پچیس ہزار سوار سے جسکی شہرت چالیس ہزار کی ہوئی تہی روانہ کیا اور ادہر سے بموجب تحریر بالا کے کچہ دورہ پاسے دشوار گذار کے عبور سے انسداد نکیا گیا بہاسکر مذکور نے کٹک کے پہاڑون سے راہ نپائی جب درہ پچیپہ سے جو آٹھہ منزل دکن مرشد آباد سے واقع ہی متوجہ ہوا اور یہ خبر منزل جگدہ مین مہابت جنگ نے پائی جب مبارک منزل مین پہونچا عبور مرہٹہ کی خبر درہ پچیپہ سے قریب بسرحد بردوان کے ملی اس سبب سے کہ کچہ توبیطرفی کا حکم دیا تہا اور اکثر ملازم بجیال نہونے کسی شورش کے

صولت جنگ کے ہمراہ مرشدآباد کو گئے تھے زیادہ تین چار ہزار سوار اور چار پانچ ہزار پیادہ برق انداز سے ہمراہ تھا قصبہ بردوان جو کثرت غلہ اور معموری مین کل پرگنات بنگالہ سے فوقیت رکھتا ہے اپنا مسکن قرار دیا کہ یہان ٹھہر کر مدافعہ غنیم مین ساعی ہو اس ارادہ کے ساتھ دوسرے روز کوچ کرکے بردوان کے اوسی موضع مین مقیم ہوا اور مرہٹہ نے بھی جلد پہونچکر بعض آبادی مین آگ لگادی اور بعض محفوظ رہی اس مقام مین ہلکی ہلکی لڑائیان ہوکر اپنے خیمون کو لوٹ آتے تھے اسی ضمن مین مہابت جنگ کی شجاعت اور اسکے لشکریون کی تہور وجلادت دیکھکر بھاسکر نے چاہا کہ بے لڑائی لڑے جو کچھہ ملجاوے لیکر واپس ہو اور اسی غرض سے مہابت جنگ کو پیغام دیا کہ ہم لوگ راہ دور سے محنت کھینچکر اس جگہہ آئے ہین اگر دس لاکھہ روپیہ برسم ضیافت عطا فرمایا جاوے ابھی واپس ہوتے ہین یہ کہنا اسکا نواب نے بمقتضاے غیرت اور مصطفی خان کی مشورت سے جو ہمیشہ خواہان جنگ وجدال رہتا تھا سراسر نامنظور فرمایا اور جواب صاف کہلا بھیجا کہ ہمکو نہین منظور ہے جب چند روز اسی رنگ مین گذرے مہابت جنگ نے عزم کیا کہ زوائد سامان مانند رتھہ اور ارابہ اور باربرداری اور باروت وغیرہ لشکر مین چھوڑکر جریدہ مرہٹون پر ترکتاز کرے اس خیال سے اول صبح کو سوار ہوکر تاکید کی کہ مردم بنگاہ سے کوئی شخص شریک فوج نہو لیکن خوف مرہٹہ تو دلونمین ساری تھا بے اختیار داخل فوج ہوگئی جب کسیقدر راہ طے ہوئی اور خیمہ گاہ دور چھوٹا فوج مرہٹہ نے چارون طرف سے گھیر کر حملہ کیا طرفین سے کشاکش ہونے لگی چنانچہ مصاحب خان پسر بڑا لڑکا عمر خان کا اور مرد جوان صاحب نام ونشان و آبروے خاندان تھا میدان رزم مین جانفشان ہوکر مردمی دکھائی آخرکار جان نثار ہوا اسی وتیرہ سے قطع مسافت بنگاہ مرہٹہ سے ہوئی تاآنکہ وقت عصر نمود ہوا اور شمشیر خان اور مصطفی خان اور سردار خان اور رحم خان سے جو پشت پناہ مہابت جنگ کے تھے جیسا کہ چاہیے کچھہ جانفشانی نہ کرسکے جب تو مہابت جنگ متحیر اور خبردار ہوا کہ سرداران ہمراہی مجھسے سرگران ہین اور ارادہ دیگر رکھتے ہین چونکہ اپنا لشکر گاہ تو دور رہا تھا اور ادہر مرہٹون کا بھی مخیم دور رہتا دیکھا کہ نہ تو لوٹ جانے کی طاقت ہے نہ آگے بڑہنے کی مجال ناچار جس جگہہ کہ پہنچے تھے اوسی سبب اتفاق وہ جگہہ نہایت ناپاک کیچڑ دلدل ہورہی تھی بجز اقامت کی چارہ ندیکھا چار پانچ پالکی اور خیمہ مختصر سفری جو مہابت جنگ کیواسطے اور رکھہ رہا تھا اوس خیمہ کو بلندی پر بردوان کے پانچ چھہ کوس پر نصب کیا اور سب تمام لشکر کا مال واسباب لٹ گیا اور جو فوج کہ پیچھے رہگئی تھی اونمین سے بھی اکثر مجروح ومقتول ہوے اور بعض صحیح وسالم نے اپنی راہ لی اور مہابت جنگ کی ہمراہی فوج بہت مجموعی مرہٹون کی محصور ہوئی شام تک وار دشمنون کے روکتے رہے جب

رات ہوئی اوسی جا منزل کی اوس رات کو انقلاب قیامت پیدا تہا مصطفی خان اور شمشیر خان اور سردار خان وغیرہ اکثر افاغنہ چند وجہون سے دل آزردہ تہے اسی وجہ سے لڑائی مین سچ کہولکر نہ لڑے ساری وجوہات سے بڑی وجہ یہ تہی کہ جب لڑائی مین مہابت جنگ فوج نوکر رکہتا تہا بعد انفصال نوملازم کو برطرف کر دیتا اور یہ امر موجب ناراضگی سپاہ کا تہا اسی لڑائی مین جو صولت جنگ کی رہائی کیواسطے روانہ نہین ہوئے مصطفی خان نے عرض کیا کہ مکرر دلاسا دیکر فوج نوکر ہوتی ہے اور پہر برطرف فرمائی جاتی ہے اس مرتبہ امیدوار ہون کہ برخلاف عہد و پیمان کے تعمیل نفرمائی جاوے مہابت جنگ نے تسلی سپاہ اور مصطفی خان کی خاطر داری کو فرمایا کہ اس مرتبہ ایسا نہوگا اور بعد ملاقی صولت جنگ اور ظفر یابی باقر علیخان کے بدستور برطرفی کردی اور یہی امر موجب دلشکنی سپاہ خصوص مصطفی خان کا ہوا الحق کہ یہ امر نہایت مذموم خصوص سردار اور حاکمون کو عہد و قرار کے برخلاف ہونا نہایت نازیبا۔ دوسری وجہ یہ کہ اس زمانہ مین ہیبت جنگ ناظم عظیم آباد نے جو مہابت جنگ کا چہوٹا بہتیجا اور داماد تہا جنگ بہوجپوریز روشن خان افغان کو جو سرکار شاہ آباد کا فوجدار اور بہوجپوریون پر حاکم تہا ذراسے تقصیر پر مرواڈالا یہ امر بہی باعث آزردگی فرقۂ افغان بلکہ کل سپاہ کی رنجش کا ہوا اور یہ کام ایسا ہی بد وزبون سے تیسری وجہ یہ کہ راجہ مور بہنج نے جب کہ مہابت جنگ کا لشکر صولت جنگ کی رہائی کو کٹک کی طرف آیا اور یہ راجہ باقر علیخان کا طرفدار تہا اور اسی سبب سے مہابت جنگ نے اسکی بہی گوشمالی کی راجہ مذکور نے مصطفی خان کے توسل سے براو و بچاو سمجہکر عرض کیا مگر مہابت جنگ نے مصطفی خان کی سننی اور نسننی برابر کی چونکہ چاہتا تہا کہ مصطفی خان دل سے اسکا طرفدار ہے میر محمد جعفر خان سے کہا تہا کہ جب راجہ دردولت پر آوے قبل ازان کہ افشاے راز ہو کام تمام کرنا اور ایسا ہی ہوا کہ جب راجہ نے درخواست اجازت احضار پائی اور دربار کو چلا میر محمد جعفر خان یہ خبر سنکر مع ہمراہیون کے مسلح ہو آپہنچا اور بہجرد پہونچنے کے جعفر خان کے آدمیون نے اوسکا کام تمام کیا اور اونکے ہمراہیون کو بہی جسنے جہان پایا ٹہکانے لگایا۔ انہین عداوتون اور رنجشون سے اسوقتین فوج نے برخلافی کی مہابت جنگ سپاہ کی اطراف خصوص مصطفی خان کی سرگرانی سے جو کہ بڑے رفیقون مین تہا متحیر ہوا کوئی تدبیر خیال مین نہین آتی تہی مرہٹہ نے اوس میدان مین مہابت جنگ کو مع ہمراہی آدمیون کے محصور کردیا تہا اور اطراف مین اپنے سرداران لشکر کو محافظ کردیا تاکہ لشکر اور جنس رسد وغیرہ کے پہونچنے مین انسداد کرین مہابت جنگ نے دفع الوقتی کے واسطے مرہٹہ سے سوال جواب صلح کے پیش کئے میر خیر اللہ کو جو بخشی راجہ بردوان کا تہا اور دکن کا رہنے والا برسم رسالت پنڈت بہاسکر کے پاس بہیجا پنڈت مذکور نے بمشاہدہ حال موقوعہ کی

جواب دیا کہ الحال تمہاری فوج مین تاب مقاومت نہین رہی اور تمامی لشکر محصور ہے پس مصالحہ کیا ضرورت ہے لیکن چونکہ تم امراے ہند مین شمار کیے جاتے ہو لہذا اگر اس تہلکہ سے نجات منظور ہے ایک کڑور روپیہ نقد اور کل ہاتھی موجودہ لشکر تسلیم کیجے اور مرشدآباد کی راہ لیجیے اس صورت مین البتہ ہماری جانب سے مزاحمت نہوگی راجہ جانکی رام جو کہ دیوان تن اور صاحب اختیار سررشتہ سپاہ اور دولتخواہ معتمد تھا بمشاہدہ حقیقت دیروزہ اور پہلوتہی کرنے سرداران معتمد کی اور باقی رہجانے نہین ہزار سوار کی رکاب مین جنمین بھی اکثر خوف و ہراس سے غنیم مین ملجانے کی آرزو رکھتے ہین عرض پیرا ہوا کہ دشمنون کا غلبہ نہایت درجہ ہے اور جسقدر فوج رکاب دولت مین ہے اس حال سے دریافت سے مخالف کے طرفدار ہین پس ایسی صورت مین صلاح ہے کہ التماس بہاسکر کا قبول ہو ہاتھیون کی بنگالہ مین کچھ قدر نہین اس سے عمدہ فیلخانہ مین موجود ہین اور چالیس لاکھ روپیہ خزانہ مین ہے باقی ساٹھ لاکھ جس طرح سے ہوگا بندہ فراہم کر کے پہونچاتا ہے مہابت جنگ نے بمقتضاے عزت شجاعت کے نامنظور فرماکر فرمایا کہ تا زندگی اسطرح کی اہانت سے راضی نہین ہون انشاءاللہ مخالف مغرور کو سزا دیتا ہون خفت مین روپیہ دینے سے کیا فائدہ انشاءاللہ بعد فتح و ظفر جانثارون کی معاوضہ مین عطا فرمایا جاویگا جو لوگ اس معرکہ مین ساعی ہون دس لاکھ روپیہ انعام پاوینگے بہرصورت دن تمام ہوا شام ناکامی نے سیاہی کی رات کی سیاہی مین اکثر سیہ بخت سردار مہابت جنگ کی رفاقت سے کالا منہ کر کے مرہٹون مین جا ملے غیر جماعہ داران مشہور اور عزیزون وغیرہ وندبا اور چند رفیق کی کوئی نرہا جب میر خیراللہ مذکور کے مکرر آمد و رفت ہوئی اور لوگ بھی اپنی فکر مین ہوے میر حبیب اللہ بھی مع بعض روسا مرہٹہ کا جو کچھ مہابت جنگ سے ناراض تھا مکر ارادہ گریز رکھتا تھا مرہٹون نے شام کیوقت نشان دہرم دہار محصورون کے مقابلہ مین نصب کر کے منادی کی کہ جو کوئی اسکے نیچے آیگا سلامت جان پاوے گا نامردون نے حیلہ اور بہانہ سے اوسکے زیر سایہ جا کر پناہ لی اور مرہٹون نے اونکو غارت کر دیا اور اس حرکت سے وہ راہ بھی مسدود ہوئی مہابت جنگ ہر طرح سے لاچار ہو کر جاندہی پر آمادہ ہوا ایکرات کو تنہا بے خدمتگار اور مشعلچی کے سراج الدولہ کو ہمراہ لیے ہوے مصطفی خان کی خیمہ مین آیا اور کہا مجھے تمسے کچھ کہنا ہے مصطفی خان اس وضع مین دیکھکر نہایت حیران ہو کر اوٹھکر اپنا لوہا لیکر دوسرے خیمہ مین بٹھلایا اور کہا جو ارشاد ہو بجا لاؤن مہابت جنگ نے کہا کہ انسان کو جان سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہین مجھے اب اسوقت جنگ مین جان بھی پیاری نہین ہے اگر تمکو کسی امر سے جو درحقیقت ملنے کیا ہو اور تمکو میری طرف سے ملال ہو تو بندہ مع سراج الدولہ کے حاضر ہے شوق سے سر جدا کیجے اور اگر کچھ میری

حقوق کا پاس ہو تو سے سرہو سے غول بیابانی مین جان فشانی کیجے تا کہ بدلجمعی تمام مرہٹون کی تدارک مین معروف
ہون مصطفی خان سے جواب دیا کہ مین اسکا جواب تن تنہا نہین دے سکتا ہون اور بھی میرے فرقہ کی
لوگ آوین تو جواب دون آخر صابت جنگ نے اسکے ایما بموجب جواب دیا کہ کیا مضایقہ ہے مصطفی خان
نے کسی کو بھیجکر شمشیر خان اور سردار خان وغیرہ جماعہ داران افغان کو بلایا سب بموجب التماس کی حاضر ہوئے
مصطفی خان نے صابت جنگ سے کلام گذشتہ کا اعادہ فرمایا لوگ سنکر چپ ہو رہے مصطفی خان نے کہا جو
جو منظور ہو جواب دو شمشیر خان وغیرہ سے جواب دیا کہ تم ہمارے سردار ہو تمہارا اقبال و انکار
ہمارے جان و دل کو منظور ہے مصطفی خان سے کہا یارو! اسوقت تک جو کچھ ارادہ تھا مگر اب قدم
ولی نعمت پر جان نثاری کا عزم ہوا اور جب تک اپنی جان مین جان ہے صابت جنگ اور اسکے آل و اولاد کی
عزت و آبرو پر نثار رہون مشہور ہے کہ چالیس نفر سے ملک فتح ہو جاتا ہے ہم لوگ تو تین ہزار سے زیادہ
ہوینگے پھر یہ کیا نامردی اور بزدلی ہے بعون آلہی دشمنون سے لڑائی کرکے انشا اللہ تعالے غالب آئینگے اور
تم سب جو مناسب جانو کرو اس کلام کو سنتے ہی ہر ایک نے مصطفی خان کی پیروی کی صابت جنگ اس عہد و پیمان سے
خوش ہو کر خیمہ گاہ کو واپس آیا باطلیان تمام رات بسر کی اور غلام علی خان کو جو سابق مین دیوان
خالصہ عظیم آباد اور ندیم اور مقرب صابت جنگ کا تھا اوسکے مکان پر بھیجا کہ اب غائبانہ اوسکی کیفیت
دریافت کرے غلام علیخان مصطفی خان کی گھر آیا اودھر اودھر کا ذکر ہونے لگا کہ اس درمیان شمشیر خان
کا پیغام آیا کہ بموجب بندوبست سابقہ کی جو نشان کہ مرہٹہ سے چاہیے تھی آج آئینوالے ہین اس بارہ
مین آپ کی کیا مرضی ہے مصطفی خان سے گفتگوے شب کا اعادہ فرماکر کہا کہ جو کوئی پٹھان کی نسب سے
ہوگا اوسی قرار پر قائم رہیگا غلام علیخان یہ کلمات سنکر اوٹھا اور بے کم و کاست صابت جنگ سے
بیان کیے صابت جنگ نے اس جواب کو سنکر عزم رزم مضبوط کیا مصلحت یہ ہوئی کہ مرشدآباد مین
اسباب درست کرکے دفعیہ اعدا کرنا چاہیے جب پھر شام ہوئی مرہٹون نے وہ توپ کہ جو اول لوٹ
مین لیگئے تھے کسی درخت پر نصب کرکے گولہ برسانے لگے اور بان کی سن سن برپا کی اس آتشبازی
سے بڑی سوزش ہوئی حتی کہ دیوان مانکچند جو راجہ بردوان کا دیوان تھا قریب صبح اپنے گھر کو فرار
ہوگیا اس درمیان مین مرہٹہ نے چارون طرف سے شورش کی صابت جنگ ہاتھی پر سوار ہو کر متوجہ
انسداد غنیم ہوا چونکہ مرہٹہ بہت چڑھ آئے تھے ترتیب فوج کی مہلت نہ ملی اور مرہٹہ آپڑے میر حبیب نے
عمداً سواری مین دیر کی دو تین زخم کھاکر مرہٹہ کے ہاتھ مین قید ہوا اوس روز حیدر علیخان
دار وغہ توپخانہ دستی نے خوب شجاعت اور جوانمردی دکھلائی مرہٹون کو خاک مین ملایا اور مصطفی خان

ومیر حفیظ[illegible] وشمشیر خان وسردار خان ورحم خان وعمر خان وغیرہ نے بھی نہایت جی کھولکر شمشیر زنی کی
جمعیت مرہٹہ کی پریشان کردی روسای مرہٹہ نے شجاعون کی دست ضرب اور نیز اپنی مقتول
ومجروح کی کثرت دیکھکر یورش کو موقوف کیا اور اپنے تئین جمع کرکے ساقہ کیطرف رجوع ہوئی اور
مہابت جنگ کی برہم خوردہ فوج جمع ہوکر کٹوہ کیطرف روان ہوئی امور جو کچہ اسباب بچ رہا تہا وہ بہی
مرہٹون کے ہاتہہ لگا زوائد تو کیسا ماکولات اور ملبوسات اور مرکوبات کچہ بہی نہ بچا دو تین ہزار آدمی اسپ
اور فیلچی اور چند فیل سوار اور پانچ چہہ ہزار بہیلہ برق انداز پیادہ جنگ کنان راہ طی کرتے تہے مرہٹہ کی فوج
چارون طرف سے کوشش کنان تہی اور مہابت جنگ نے قلیل لشکر پر متواتر حملہ کنان ادہر سے بہی
شجاعان رستم دل دفعہ غنیم مین ید بیضا دکھلاتے تہے نہایت استقلال سے چلے جاتے تہے جب شام ہوتی
کسی تالاب کے کنارے زمین مرتفع پر مقیم رہتے اور کٹک کی راہ مین جو جگہ ناتہہ کی راہ ہے اور وہین پر
ہنود کا ٹہاٹ ہوا کرتا ہے یہ لوگ بہی اقامت کرتے آسمان کا سایبان اور فرش غبرا کے سوا کچہ میسر نتہا
مرہٹہ روزمرہ دیہات گرد و نواح کو لوٹتے اور دس دس کوس تک چارو طرف سے آگ لگا کر خاک کر دیتے
اور غلہ اور آبادی کا نام باقی نرکہتے تھے اس سبب سے مہابت جنگ کی لشکر مین بڑا ہرج واقع تہا
امید زندگی اور فتح کی نہ رہی تہی بسبب فاقہ روزمرہ کے تاب وطاقت زائل ہوئی اور دنرات مین
ایکوقت مقررہ پر جنس ماکول ارباب دولت کو بقدر سد رمق نصیب ہوتی تہی اور سب آدمی
درخت بارو کی جڑ سے پیٹ بہرتے تہے جیسا کہ یوسف علیخان مرحوم پسر غلام علیخان مرحوم کی تقریر سے ظاہر
ہوا کہ تین روز مین جب کہ کٹوہ کی قطع راہ ہوتی تہی ایکروز مین پاو بہر کہچڑی میسر آئی جسمین سات آدمی
شریک تہے اور دوسرے روز سات عدد شکرپارہ مین تین آدمی سیر ہوتے اور تیسرے روز آدہ سیر گوشت
گاو ملا جسکے کہانے مین چند آدمی شریک تہے اور اس سفر مین جیسا کہ بردوان سے مرشد آباد آتے تہے مرہٹہ
کی فوج نے بسبب نہونے توپ ورہکلہ کے مہابت جنگ کی فوج مین قریب فاصلہ سے کہ گولی نہین پہونچتی تہی
احاطہ کرکے اوترنا شروع کیا۔ ایکروز مصطفی خان نے مرہٹہ کو اپنے قریب لشکر کے اوترا ہوا دیکھکر نہایت غیظ
وغضب سے ہمراہیون کو ڈانٹا کہ پٹہانی ہوچکی سے اے ترک من مناز کرتے تمام شد افسوس کہ بہوکہ و
پیاس کی صدمہ مین جان دے رہے ہو اور یہ نہین ہوتا کہ بہئیت مجموعی زندگانی سے ہاتہہ اوٹہاکر ان کا غرور تکبر
دل توڑ دو اوسکے ہمراہی جو کہ اکثر پٹہان اور شجاع تہے اس کلام سے متغیر ہوکر بولے کہ جو حکم ہو اور جس امر
مین آپ اقدام کرین ہم بہی شریک ہین مصطفی خان نے ہمراہیون کا عازم جازم دیکہکر سپر اور شمشیر اوٹہالی
اور آہستہ آہستہ بطور تماشائیون کے روش کرنے لگا۔ مرہٹہ تو مہابت جنگ کی فوج سے

ایسی شجاعت کا گمان نہ رکہتی تہے طبخ طعام مین نے سلاح و قزلباش مشغول اور آرام مین مصروف تہے
جب مصطفی خان مع ہمراہیون کے نزدیک پہونچا یکبار گی شمشیر عریان کرکے جا پڑا اکثرون کے خون سے
زمین سرخ رو ہوئی اور بعض کہانا پینا چہوڑکر و سیاہ فرار ہوے جبرابیان مصطفی خان نے یہ غلبہ
مبارک سمجہا غنیم کے ماکولات سے جسقدر ممکن ہوا اپنے لشکر کو اوٹہا لائے اور دیگر سپاہ نے بہی حرت
پاکر جتنا ہوسکا اوٹہا لیگئے بارے دو تین روز کے کہانے پینے سے بعضون کو پہر طاقت آگئی اب مرہٹہ نے
مصطفی خان کی دست ضرب دیکہکر دور ترا و ترنا اختیار کیا مہابت جنگ اوسی حالتین ہمیشہ کوچ کرتا تہا تا ٹنہ
کٹوہ مین پہونچے کسی منزل مین وقت صبح کہ ہنوز مہابت جنگ فیل پر سوار ہوکر لشکر مین نہ جا ملا تہا مرہٹہ
فوج پر جا گرے جو جہان تہا اوسے وہین پر گہیر لیا پہر ایک نہایت مضطرب اور لاعلاج ہوا یہ بات
نہتی کہ ایک دوسرے کی مدد کرے یا کہ مہابت جنگ کے حافظ ہون واہ حافظ حقیقی کی صیانت
دیکہیو کہ مہابت جنگ کے ہاتہی کے برابر مین نشان والا ہاتہی تہا اور ان دونون کی سونڈون مین زنجیرین
تہین ہاتہیون نے اونہین زنجیرون سے سواران مرہٹہ کو مارنا شروع کیا جسپر مارتے اوسی خاک مین
ملا دیتے تہے اس جنگ آسمانی کے ظاہر ہونے سے مرہٹون کو نہایت سراسیمگی ہوئی اور خانما دی سرو پا بہاگ
اور انکے سربراہ ہونے سے کسیقدر وسعت حاصل ہوئی اور ملازمین دوڑکر ہاتہی کے پاس آپہونچے
اور جو مرہٹہ لوگ کہ سرداران مہابت جنگ کو گہیرے ہوے تہے اونپر حملہ کیا اور ہر جگہہ سے اونکے پاون اوکہیڑ دیے
اور مار ہٹایا اور بفضل خدا اسے ایسی جمعیت فوج ہوگئی اور بعادت معہود کوچ کی ٹہری خلاصہ یہ کہ
نہایت سختی سے قطع منازل ہوتی تہی ہر قدم پر خوف دشمن روبرو تہا مگر تائید غیبی مدد پر تہی یہانتک کہ قصبہ کٹوہ
مین جو کہ مرشدآباد سے جنوب رویہ دو منزل پر واقع ہے مع الخیر جا پہونچے اہل لشکر نے بدین خیال کہ
کٹوہ مین غلہ وغیرہ ہر قسم کی چیز میسر آئیگی قطع راہ مین جلدی کی لیکن مرہٹہ نے قبل آنکی ورود کی پہونچکر
اوس گانو کو قرار واقعی تاخت و تاراج کردیا اور غلہ کے انبار مین جنکا اوٹہانا دشوار تہا آگ لگادی باوجود
اسکے حیوان و انسان نے جو کہ فاقہ رسیدہ تہے جلے غلہ کو مغتنم سمجہے کہ مہابت جنگ نے کٹوہ مین ٹہر کر حاجی
احمد اور شہامت جنگ کو بنابر حفظ و حراست تحریر کرکے صولت جنگ کو مع غلات وغیرہ ضروری
سامان کے طلب فرمایا اول خود ایکمدت تک شہامت جنگ اور صولت جنگ اور حاجی احمد وغیرہ
مہابت جنگ کے حال سے بیخبر اور صحت سلامتی اوسکی سے متردد تہے بارے خبر بہجوری پاکر سجدہ گذار
خداوندی ہوئے اور صولت جنگ کو مع فوج شایستہ اور توپخانہ اور غلہ وغیرہ کے رخصت کیا
صولت جنگ بعد چند روز کے روانہ ہوکر منزل مقصود مین مہابت جنگ سے جا ملا مہابت جنگ اور

اوسکے ہمراہی اُسکے پاس جا پہونچنے سے نہایت خوش اور بہ سبب ذخیرہ زندہ دل ہوئے اور غلہ وغیرہ سامان ضروریہ کے ملنے سے اور بھی اطراف وجوانب سے غلہ پہونچنے کی بامن واماں تمام شکر خدا بجا لاکر قصبہ کٹوہ مین مقیم ہوئے بہاسکر پنڈت قریب ایام بارش کہ مہابت جنگ کے دست ضرب کہائی ہوئی تہا ممالک بنگالہ مین ٹہرنا دشوار سمجہا اور بیر بہوم کی راہ سے اپنے ملک کو عازم ہوا۔ میر حبیب نے شدت عداوت سے جو مہابت جنگ کی ساتھ رکہتا تہا مانع معاودت ہوکر کہا کہ اگر روپیہ حاصل کرنا ہو چند ہزار سوار میرے ہمراہ کرو تاکہ مرشد آباد جاکر چونکہ شہر بے حصار ہے اور مہابت جنگ کٹوہ مین لہذا جگت سیٹھ کی کوٹھی وغیرہ لوٹ مار کر مال فراوان حاضر کرون بہاسکر نے اس آگاہی سے چند ہزار سوار جرار خونخوار اوسکے ہمراہ کر دئیے اور مہابت جنگ نے جو اس راز سے آگہی پائی اور خوب جانتا تہا کہ شہامت جنگ وغیرہ سے حفاظت نہو سکیگی جلد یلغار کر کے مرشد آباد کو مراجعت کی مرہٹہ نے قبل اُسکے پہونچنے کے ایکروز مین پہونچکر جگت سیٹھ کے کوٹھی سے تین لاکھ روپیہ کے قریب نقد اور بیقدر جنس لوٹ لیا اور نزدیک محلون مین بھی دست برد کی اور میر حبیب نے اپنے بہائی میر شریف کو گہر سے ہمراہ لیکر باہر چلا چونکہ دار الامارہ اور شہامت جنگ اور عطاء اللہ خان کے مکانات بسبب ہونے فوج کی نہایت حفاظت مین تہے وہان پر ہاتہ اونکا نہ پہونچا بمجرد استماع خبر آپہونچی مہابت جنگ کی مرہٹہ نے راہ فرار لی اور جسدن روز کہ مرہٹہ نے لوٹ مار کر راہ فرار لی تہی اوسکے شام کو مہابت جنگ داخل مرشد آباد ہوا یہ ساری سرگذشت ۱۱۵۵ ہجری مین واقع ماہ صفر عاید ہوئی۔

بہاسکر پنڈت سپہ سالار مرہٹہ کا کٹوہ مین مقیم ہونا اور ہوگلی بندر پر جو بنگالہ کی عمدہ بنیاد مین ہے تسلط پانا

جبکہ مہابت جنگ مرشد آباد آیا بہاسکر پنڈت بارادہ معاودت بیر بہوم کے طرف روانہ ہوگیا تہا میر حبیب بھی اوسکی پاس جا پہونچا اور عزم کرنے جانب دکن کی سرزنش کی اور مہم بنگالہ کی اپنی کفالت مین لیکر بڑے اصرار و مبالغہ سے واپس لاکر کٹوہ مین آیا اور بہاسکر کو کٹوہ مین مقیم کرا کر کہا کہ غلات وغیرہ ضروریات کے بہیجنے سے غافل نہو اور مردم ہوگلی اور زمینداران اطراف سے راہ بہم پیدا کی واقعہ طلبان ہوگلی وغیرہ نے آہستہ آہستہ مرہٹہ سے خط کتابت جاری کی اور میر حبیب کو واسطہ بنایا تا آنکہ میر ابو الحسن اور میر ابو القاسم وغیرہ ساکنان ہوگلی نے جو کہ محمد یار خان مہابت جنگ کے برادر علاتی سے جو اوس بندر کا حاکم تہا نہایت اتحاد اور رسم دوستی رکہتے تہے میر حبیب کے اشارہ بموجب ایکروز وقت شب مع چند آدمیون کے دروازہ قلعہ ہوگلی پر آئے دروازہ بند پاکر پیغام دیا کہ کچہ

ضروری عرض کرنا ہی محمد یار خان قریب مین آگیا اوسیوقت حکم احضار دیا چونکہ تنہا تہا قید ہوگیا ان مفاردن نے سیس راو نام مرہٹہ کو میر حبیب کی وسیا سی جو بہاسکر کے لشکر مین رئیس تہا بالا کر ہوگلی کے قریب بٹہالا تہا بعد مقید کرنے محمد یار خان کی سیس راو مذکور کو بولاکر مسند دولت پر جانشین کردیا بعض دیگر تجار مغلیہ ساکن ہوگلی بہی میر حبیب کی اغوا سے ساتہہ اوسکے ملگیے اب کیا تہا مرہٹہ کا تسلط ہوگیا اور کسیقدر روپیہ بہی بطور خراج اور دہیک کے وصول ہوا بہاسکر راو بنگالہ کے عزم سے کٹوہ مین مقیم رہا اور سیس راو ہوگلی مین اور میر حبیب بطور مدار المہام کی کبہی ہوگلی اور کبہی کٹوہ مین رہتا تہا۔ مہابت جنگ نے دیکہا کہ فوج قلیل رہگئی اور وہبی سفر کشیدہ تکلیف رسیدہ اور بارش سر پر ہو چکی بہر حال اوس سال مرہٹہ کا اخراج ناممکن سمجہا مرشد آباد کی حفاظت مین کوشش کر کے امانی گنج اور نارکپور مین شکارگاہ کو مرہٹہ کی فوج نے دوایکمرتبہ یلاسی داودو یہ تک آکر دیہات اطراف کو جلاکر کٹوہ کو چلے گئے ایک مہینے کے بعد دریای بہاگیرتی نے طغیانی کی اور چونکہ کٹوہ اس پار دریاے مذکورہ کی ہے مرہٹون کی تاخت تاراج سے ادہر کے دیہات محفوظ ہوئے مگر اور پرگنون پر دست درازی شروع ہوئی تمام چکلہ بردوان اور میدنی پور کو بالیسر تک زیر قبضہ لائے میدنی پور کا فوجدار میر قلندر نے جسطرح بہی ہو سکا اس مہلکہ سے رہا ہو کر گوشہ اختیار کیا اور نائب صوبہ کٹک شیخ معصوم نے بہی غنیم کے ہجوم سے تنگ ہو کر اپنی راہ لی اضلاع بہوم اور اکثر پرگنات راج شاہی اور قصبہ اکبر نگر بہی مرہٹون کی زیر حکومت ہوگئی مرشد آباد اور گنگا کی اوسطرف کے مملکت مہابت جنگ کی قبضہ مین رہی ساکنان مرشد آباد کہ جنہون نے مدت سے ایسا معاملہ دیکہنا کیا بلکہ کانون سے سنا تہا عین برسات مین گہبرا گہبرا کر بسواری ناو مع عیال و اطفال گنگا کی اوسپار مانند جہانگیر نگر اور مالوہ اور رام پور بولیا وغیرہ مین جاکر مقیم ہوے حتی کہ شہامت جنگ نے بہی گنگا پار محال گودہ کاری مین جو ایکروزہ راہ ہے تعمیر مکان کرائی اور مع لڑکے بالے مال و اسباب کے وہان پر جاکر سکونت پذیر ہوا اور چند روز کے بعد شہامت جنگ نے خاص خاص آدمیونکے ساتہہ مرشد آباد کی معاودت کی اور مہابت جنگ نے تالیف قلوب سپاہ مین مصروف رہکر دس لاکہہ روپیہ جسکا وعدہ کیا تہا انعام فرمایا۔

مہابت جنگ کی بموجب طلب ہیبت جنگ احترام الدولہ بہادر اور عبد العلیخان بہادر کا عظیم آباد سے آنا اور نیز بادشاہ سے استعانت کرنا مہابت جنگ کا

مہابت جنگ نے بعد ورود مرشد آباد کے احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ اپنے چہوٹے داماد کو

جو عظیم آباد کا صوبہ دار تہا خط لکہا اور ایک خط عبد العلی خان باد. مورخ کی خالو کے نام بہیجا کہ جسقدر
فوج ہو ارسال کرو اور خود بہی مدد کو آؤ اور گوشۂ خط مین عبد العلی کی نام یہ فقرہ نقل خاص تحریر کیا کہ اگر
توفیق رفیق ہو اپنے ضعیف چچا کی ایسے وقت مین رفاقت کرو ہیبت جنگ اخبار مذکورہ کے سننے سی
متحیر اور مضطر ہوا بدین وجہ کہ بڑی مشکل سی استقبال کی مجبوریون کا میسر ہوا تہا اور اب نفع اوٹہانے کا
وقت نزدیک آیا تہا کہ مایوس ہوا اور اوسپر مزید ہوئی کہ تنخواہ سپاہ کی بہباقی کی فکر زیر تجویز ہے
بہر حال عظیم آباد آیا اور بعد چند سے بارادہ مرشد آباد داخل باغ جعفر خان ہوا والد مورخ ہدایت علیخان
بہادر نے اپنے دولتخواہ سی مشورہ کیا کہ کسطرح ادائے تنخواہ لشکر ہو اور صوبہ کیطرف سی کیونکر دلجمعی
ہاتہہ لگی کوئی صورت نظر نہ آتی تہی آخر ایکروز خلوت مین والد مورخ سی ارشاد فرمایا مجہی اوس بزرگ
کی کمک پر جانا ضرور ہے مگر سپاہ کے طرف سے بہت تنخواہ چاہیی اور صوبہ کا انتظام کیطرف سے
طبیعت کو نہایت ہراسانی ہوئی اسمقدمہ مین تمہاری مصلحت کیا ہوگی بیان کرو اگر تمہاری مصلحت
سے ہر طرح دلجمعی ہوکر کمک کو جانے کی صورت ہو جائے نہایت احسان ہو والد مورخ نے جواب دیا
کہ بندہ دولتخواہ ہی جو کچہ حضور ارشاد فرماوین اوسکی تعمیل مین حتی المقدور قاصر نہونگا ہیبت جنگ نے
فرمایا کہ مجہے اسوقتمین دو امر سے زیادہ کوئی سختی نہین اول ادای تنخواہ سپاہ دوم بندوبست صوبہ
اگر ان دونون امرون کے طرف سے میری دلجمعی کر دیجئے بخاطر جمع مہابت جنگ کی اعانت کو روانہ
ہون والد مورخ نے جواب دیا کہ جو روپیہ کل سپاہ کی تنخواہ ملتفی نہو ظاہر ہی کہ فدوی کو میسر نہین ہان
اسقدر ہو سکتا ہی کہ کسیقدر مالگذاران صوبہ اور کچہ قرض و دام سے سرانجام کر دیا جاوی اور باقیماندہ
تنخواہ کا فدوی اپنا ذمہ کرے گا رہا بندوبست صوبہ انشاء اللہ جبتلک جان باقی تن مین ہی مخالف کا
گذر مشکل ہوگا ہیبت جنگ نے اس تدبیر سی خوشنود ہوکر فرمایا کہ اسیقدر خواہش ہی کہ جسطرح ممکن
ہو سپاہ کو میری رفاقت پر راضی کر دیجئے اور صوبہ کی حفاظت اور حراست اپنے ذمہ لیجئے والد مورخ
اسکی تعمیل کا متعہد ہوکر گہر آیا اور مہدی نثار خان اپنے بہائی سے جو فوج کا بخشی اور رسالدار تہا اس مقدمہ
کی گفتگو جو ہیبت جنگ سی درمیان مین آئی تہی بیان کی اور باتفاق ہمدیگر سرداران فوج کو بلا کر باتمکین
مناسب ہر ایک کو ہیبت جنگ کی رفاقت مین راضی کیا اور مالگذار اور مہاجنون سی روپیہ لیکر سپاہ کو
تقسیم کیا اور باقیماندہ کا تمسک لکھ دیئے اور خود ذمہ دار اوسکے پہونچا دینے کا ہوا اور ہر ایک سے
ایک ایک سند سپر در زر کے واسطے لی تا کہ اوسکو روپیہ دیکر رسید حاصل کرلے جب ہیبت جنگ
کی اسطرف سے دلجمعی ہوئی والد مورخ کو خلعت نیابت صوبہ عظیم آباد کی لطف فرمائی اور حوصلہ سبح

مسعود کو جعفر خان کے [illegible] نثار خان اور کل سرداران لشکر کے مع پانچ ہزار سوار
اور چھ سات ہزار پیادہ کے مرشد آباد کو رخصت فرمائی متعاقب اسکے عبد العلیخان بہادر نے بھی اپنے
مکان سے جسقدر ہوسکا روپیہ نکال کر بقدر اپنے طاقت کے سپاہ مجتمع کر کر مرشد آباد کو عازم ہوا قبل
حرکت عبد العلیخان کے دوسرا خط مہابت جنگ کا متضمن سابق پر آیا اور اوسمین خط خاص سے یہ مصرعہ لکھا تھا
سے ماز یاران چشم یاری داشتیم اور مصرعہ دوسرا نہ لکھا بعد قطع منازل دونو بزرگ مرشد آباد پہونچے اور مہابت جنگ نے
بعد الملاقات عبد العلیخان بہادر کے معانقہ کے وقت دوسرا مصرعہ پڑہا سے خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم
الغرض شجاع الملک بہادر نگاہداشت فوج مین مصروف ہوا رسالہ داران لشکر کی بقدر لیاقت ترقی
کی چنانچہ مصطفیٰ خان جسکے رسالہ مین پانچہزار سوار تھے آٹھ ہزار سوار مقرر اور اوسکو منصب پنجہزاری
اور نوبت اور پالکی جھالردار اور خطاب ببر جنگ بہادر کا عطا فرمایا اور اسیطرح فقیر اللہ بیگ خان
اور نور اللہ جنگ خان اور حیدر علیخان برادر حسین قلیخان اور میر محمد جعفر خان خطاب بہادری
اور افزایش رسالہ سے سرفراز ہوئے اور عمر خان اور شمشیر خان اور سردار خان اور بہادر علیخان
وغیرہ جماعہ داران سائر اور توپخانہ کے جماعہ ہمراہی کی افزایش اور مردم رسالہ کی زیادہ اور
اضافہ تنخواہ ذاتی سے سرفراز ہوئے اور اسباب توپخانہ وغیرہ کا درست کیا گیا اور چند زنجیر فیل
بھی مقرر ہوئی تاکہ ہنگام سواری پیشرو رہین سارا سامان جو راہون مین درکار ہوتا ہے مہیا کیا گیا اب
انتظار انجام بارش کا ہونے لگا اور مرید خان کو جو خزانہ بنگالہ کے لیجانے کو حضور سے آیا تھا اور
مہابت جنگ اوس سے سرگرانی رکھتا تھا عظیم آباد مین ٹھہرنے کی رخصت تا انفصال ہنگام مرہٹہ
کے صادر فرمائے اور خود بادشاہ کو عرضی لکھی کہ بالفعل بسبب ہنگامہ آرائے قوم مرہٹہ کی فدوی
سے ارسال خزانہ متعذر ہے لہذا مرید خان بہادر کو اس آشوب گاہ سے عظیم آباد مین ٹھہرایا ہے تاکہ تا انفصال
مرہٹہ آرام کرے اور فدوی امید وار ہے کہ ایسے وقت مین حضور والا سے کوئی سردار مدد پر تعین
فرمایا جاوے اگر خدا نخواستہ فدوی جانثار ہوا سلطنت کی شان و شوکت مین بل آجائے گا
اور اگر مصارف حضور جو موقوف خزانہ بنگالہ کے وصول پر منحصر ہے مرفوع اور موقوف القلم ہوگا
خبرگیری فدوی کی ضرور غفلت اس مقدمہ مین خلاف آئین خداوندی ہے جب مہابت جنگ کی
عرضی بادشاہ کے ملاحظہ سے گذری محمد شاہ نے متوحش ہو کر امرائے حضور سے مشورہ لیا اور
نیز عمدۃ الملک صوبہدار الہ آباد کو جو کہ حضور سے دور اور مخلصان عاقل مین تھا لکھا عمدۃ الملک
اور جمیع دولتخواہون نے تصدیق کلام مہابت جنگ کی کی اور اعانت دینے کی اطلاع دی لہذا

بادشاہ نے نہایت جلد شقہ خاص متضمن تاکید زود رسی اور کمک دینے کی بنام ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ داماد برہان الملک جو صوبہ دار اَودہ کا تھا صادر فرمایا اور عمدۃ الملک بہادر صوبہ دار اله آباد کو بھی تحریر کیا کہ جسطرح ممکن ہو ابو المنصور خان کو مہابت جنگ کی مدد پر روانہ کرے حیلہ نہ کرنے پاوے اور نیز حکم حضور بالاجی راو کے نام جو جمیع لشکر دکن کا سپہ سالار تھا صادر ہوا کہ حضور والا سے مبلغ کلی بابتہ چوتھ کی عنایت ہوا کرتا ہی الحال رگھوجی بہوسلہ نے مصدر فساد ہوکر بہاسکر پنڈت کو مع مفسدون کے صوبہ بنگالہ مین بہیجا ہی اور انہون نے فساد اوٹھایا ہے لہذا چاہیے کہ صوبہ مذکور مین پہونچکر بہوسلہ مذکور کو سزا دی تاکہ آیندہ ایسی گستاخیون سے باز رہے

مہابت جنگ کا مرشد آباد سے آنا بہاسکر کے رزم کو اور بہگانا پنڈت کو بلاد کٹک سے چلکا رتک اور آنا رگھوجی اور بالاجی راو کا

مہابت جنگ نے اسباب حرب اور فوجین جرار آراستہ کر کے بعد ایام برسات کے باتفاق ہیبت جنگ اور صولت جنگ اور عبد العلیخان اور جمیع ہمراہیان وغیرہ فوج جرار اور سامان بیشمار کے متوجہ رزم بہاسکر پنڈت کا ہوا ہنوز دسہرہ ہوا تہا کہ یہ عزم کیا اور شہامت جنگ کو مع اوسکی فوج کی شہر مین چھوڑا اور خود دریاے بہاگیرتی کٹوہ کے برابر آپہونچا اور بہاسکر کی اقامت گاہ کے مقابلہ مین خود بھی مقیم ہوا آٹھہ روز تک توپ کی لڑائی رہی بہاسکر کے لشکر کو دو طرف سے دریا گھیرے ہوے تہا اور مقابل کی طرف سے مہابت جنگ کی دریا اور بلوے چپاپین لشکر مرہٹہ اجی نام نالہ اور میر حبیب کی سعی سے ایک بجرا مقابل لشکر مہابت جنگ کی ٹہرا ہوا تہا اور اوسپر جو توپین تہین اوسکی گولی برابر مہابت جنگ کے فوج پر برستی تہی اور مہابت جنگ عبور کی راہ ڈہونڈہ رہا تہا تا آنکہ یہہ صلاح ٹھہری کہ شب تاریک مین دریاے بہاگیرتی سے پار ہوکر دریاے اجی پر پہونچے اور وہان ناو کا پل باندہ کر بےخبر اوتر جاے چونکہ دریاے اجی سے دونو طرف کنگارے دریاے بہاگیرتی کی مرہٹہ کی ہاتھہ سے دور اور مہابت جنگ کے قبضہ مین تہی لہذا بڑی بڑی ناونکا پل باندہ کر بدلجمعی تمام مع فوج دریاے بہاگیرتی سے عبور کیا اور متوسط کشتیان جو پل باندہنے کو مرتب کی تہین آہستہ آہستہ ایک ایک دو دو فوج نے کہینچکر کنارہ بہاگیرتی سے دریاے اجی کے کنارے تک کہینچ لائے تقدیر سے کسی مرہٹہ کے آنکہہ نہ کہلی اور اگر کسی نے بیدار ہوکر پہنچایا بہی تو اہل کشتی نے جواب بنا بستہ دیا کہ وہ سنکر غافل ہو رہے یہانتک آخر ہونے آدہی رات تک دریاے اجی پر پل طیار ہوا اور مہابت جنگ بہادر

ے عبور کا حکم افاغنہ وغیرہ جو افسر دوان کو دیا حیدر علی خان اور مصطفی خان اور شیر خان اور عمر خان
اور سردار خان اور میر محمد جعفر خان وغیرہ سردار یا پیادہ بڑی احتیاط و ہوشیاری سے مع ہمراہیون
کے لب دریا پہنچی اور اپنے رفقاے معتمدین کو منتخب کرکے حکم دیا کہ چونکہ مرہٹہ اوس طرف ازدحام
رکتا ہی چاہیے کہ تاریکی شب مین عبور کرو مقصد یہ کہ بیشتر سے جا کر مزاحمت اعدا کی مانع ہون اور
باقی فوج دلجمعی سے عبور کرے کہ مطلق ہو یکتا زدن اوزام جو یونا۔ غرضکہ بسردی عبور شروع کیا اتفاقاً
بسبب ازدحام مردم اور کثرت عبور کے کہ ایک کے بعد دوسرا چلا آتا تہا ایک کشتی درمیان مین غرقاب
ہو گئی اور جوانان تہمتن شعار تو سبقت کرتے ہوے چلے آتے تہے اور اوس غار سے بیخبر تہے اکثر اوسی
غار مین گرے اور دریاے عدم مین جا سماے معتمدان خیر اندیش سے سنا گیا ہی کہ قریب ڈیڑہ ہزار
جرار کے اس بحر غفلت مین ڈوب گئی اور یہ حال کب ظاہر ہوا کہ اسیطرح کا رخنہ پل مین نمودار ہوا
اور اوسکے بندوبست مین جمع کثیر ڈوب گئی اوسوقت اوترنے مین اضطراب نہوا اور چابکدستان
خدویت منش نے اوسیوقت تازہ کشتیان لاکر رخنہ بندی اونکی اور پل کی تجدید کردی اور پہر
آشنایان بحر وغا نے پار اوترنا شروع فرمایا نزدیک صبح صادق کے قریب دو تین ہزار جرار کے پار
اوتر گئے دیکہا کہ اگر روز روشن ہوا اور مرہٹہ تیرہ بخت نے ہماری قلت دریافت کرلی تو اندیشہ ہی برباد
کردینگے کچہ بنائے نہ بنیگا لاجرم تائید غیبی پر تکیہ کرکے شمشیر برہنہ بہیئت مجموعی اوس بے شمار لشکر
مکار پر جا گرے اور بمجرد اسکے غلغلہ پڑ گیا کہ مہابت جنگ آپہونچا فوج مرہٹہ ایسی مضطرب ہوئی کہ
بلا شمار قلت و کثرت غازیان بخت بلند کے فرار ہوئی اور بہادران شیر صفت نے ہزارون مدبر کو شمشیر
خونفشان کی گہاٹ اوتارا مہابت جنگ نے ہمراہی ناوین دریاے اجی پر چہوڑائین اور لشکر نے بہیم اوترنا
شروع کیا تہوڑی سی توپ و فیل و اسپ وغیرہ مع آدمیون کے پار پہونچکر صف آرا ہوے اور مہابت جنگ
مع کل سرداران لشکر کے متعاقب اپنے لشکر کے پہونچا اور کسیقدر تعاقب کیا مرہٹہ جسقدر کہ اقتدار
والے اور رئیس تہے سب تہ تیغ ہوئے باقیماندہ شمشیر ایسی مضطرب فرار ہوئے کہ باوجودیکہ
چندان کثرت تہی جلدی مین جو لیتے بنا تہوڑا بہت لے لیا باقی اسباب چہوڑ کر راہ فرار لی جب
مرہٹہ دور تر نکل گئے اور پہر دلجمعی سے دیکہا کہ چندان کثرت نہین عود کرکے قریب نصف یا ثلث
سیل کی پہونچے اور مہابت جنگ کی فوج آراستہ اور بہاری بہاری توپین گردون شکین پیراستہ
دیکہتے ہی حواس کہو دئے دم دبائے اپنی راہ لی مہابت جنگ کو جو کسیقدر رسالہ کے
غرقاب ہو جانے سے ملال تہا اس فتح کے ہونے سے بکمال مسرت و شادمانی حاصل ہوئی اور مرہٹہ کے

خیمہ مین سہارہ و سپہر اپنا مقام کیا دریا مین جو لوگ ڈوبے تہی اونکے ورثا نی لاشین نکلوا لین اور
اور ہتہیار اور لباس علیحدہ کرکے بعد تجہیز اور تکفین کے دفن کیا اور مردون کا رنگ زرد اور تمام بدن کا
کا کبود تہا ظاہرا سبب یہ ہوگا کہ ہوا نہایت حرارت مین تہی اور اخیر موسم برشکال ہند و بنگالہ تہا اور ہتہیار
بہی تو بر تو پہنے ہوی تہے اور مرنا بہی علت غرق سے ہوا تہا زیادہ خدا آگاہ ہی حقیقت حال اون سب
طعمہ غرق آجال ہی یہ فتح ماہ شوال ۱۱۵۵ھ ہجری مین واقع ہوئی بہاسکر پنڈت نے زیادہ ٹہرنے کی تاب نلاکر
پچشمہ کی راہ لی اور اوسکی فوجین جو کہ بردوان اور ہوگلی اور ہجلی وغیرہ اطراف کی تہین اس خبر سے
متوحش ہوکر اپنی اپنی راہ لگین اور مہابت جنگ تعاقب سی گہڑی بہر بہی باز نہین رہتا تہا اور بہاسکر
پنڈت خوار جنگلون مین سات آٹہہ کوس کے فاصلہ پر چلا جاتا تہا چند روز تک ایسی جگہہ پہونچا جہان
انبوہی درختان سی وہم و خیال کا گذر دشوار تہا نہ کہ فوج کا بہاسکر بہی اوس درخت زار مین نجا سکا
لاچار میر حبیب کی رہنمائی سے جنگل لشن پور کو چلا اور وہان سی چندر کونہ لیجا کر میدانی پور سے
نکلا اور ایک فوج شیخ معصوم کے دفعیہ کو کٹک روانہ کی اور فوج مذکور رہ نوردی کرکی شیخ
مسطور کو جو قلیل لشکر سے حاجی پور مین تہا جا گہیرا شیخ مذکور نے باوجود دلجوئی کی اطاعت مرہٹہ کی
نامنظور کی اور بمقتضاے شجاعت اوسی قلیل فوج سی مستعد محاربہ ہوا اور اپنی طاقت سے
زیادہ لڑکر مقتول ہوا جب مہابت جنگ کو میدنی پور مین بہاسکر کے پہونچنے کی خبر ملی اطراف بردوان
کے جنگل سے نکل کر میدانی پور کی راہ لی بمجرد پہونچنے مہابت جنگ کے بہاسکر کٹوہ ہوتی ہی مضطرالحواس
میدنی پور سے بالیسر کو روانہ ہوا اور مہابت جنگ نے بلا توقف پیچہا پکڑا بہاسکر نے میدنی پور سے
دو کوس پر جاکر لڑائی پر استقبال کیا جب کسیقدر لوگ طرفین سے کام آئی بہاسکر کی پیٹر اوکہڑ گئی
بہاگ نکلا اور مہابت جنگ مع صولت جنگ اور ہیبت جنگ اور عبد العلیخان بہادر شجاع جنگ اور
عطاء اللہ خان بہادر نایب جنگ اور مصطفی خان بہادر ببر جنگ اور میر محمد جعفر خان بہادر اور شمشیر خان
اور سردار خان اور عمر خان اور حیدر علیخان بہادر اور فقیر اسد بیگ خان بہادر اور نور اللہ بیگ خان
بہادر وغیرہ فوج ظفر موج اور توپخانہ قیامت آشوب کی لایق تعاقب کنان ہوا بہاسکر کے پیچہ چلا جاتا
تہا مرہٹہ کو لڑائی کی ہوس نرہی اسیطرح سی برابر مرہٹہ کو سرحد کٹک بلکہ سرحد دکن تک بہگا یا اور
خود دریاے چکار تک پہونچا جب مرہٹہ کا نشان نپایا معاودت کی اور کٹک مین کہ صوبہ اوڑیسہ کا
دار الملک ہی چند روز تک مقیم رہا مگر شیخ معصوم کی مارے جانی پر کہ آبرو و رفاقت سے جان دی
بہت متاسف ہوا عبد النبی خان عموے مصطفی خان کو جو کہ حسب الطلب اپنی بہتیجے کے قصبہ سامانہ

مضافات صوبہ لاہور سے مع رفقای چند کہ اکثر ملازم مہابت جنگ ہو مہابت جنگ سنے صوبہ داری کٹک پر مامور فرمایا اور عطا سے منصب سہ ہزاری اور خطاب بہادری اور پالکی جھالردار سے حسب التماس مصطفی خان کے سرفراز ہوا اور پانچہزار سوار کا رسالہ اوسکے نام مقرر ہوا اور راجہ دولبہ رام پسر راجہ جانکی رام اوسکی پیشکاری پر مقرر ہوا اسی درمیاین خبر آئی ہیبت جنگ اور بعض حرکات ناملائم کی مہابت جنگ کو ملی مقتضی ہوا کہ مرشد آباد کو معاودت فرمائی جاوے اگر صفدر جنگ خواہان معذرت ہوا اوسکا تدارک کیا جاوے لہذا عبد النبی خان کو بطور مذکور نصیحتین کہ موافق وقت ہون گوش گذار کین اور کٹک کی صوبہ داری پر مامور کیا اور خود مع برادر زادون اور باقیماندہ فوج اور رفیقون کے معاود ہوا جب نزدیک بردوان کے پہونچا تو صفدر جنگ کی عزیمت اپنی دار الملک کے طرف سُنی او سوقتین بعض حرکات صفدر جنگ کی سنکر تدارک کی تدبیر مین تھا ایکروز مصطفی خان سے پوچھا کہ صفدر جنگ سے وضع مخالفانہ ہو اور ہمین مرہٹہ کی مدافعت مین مصروف پس اگر اوس سے بھی لڑنا پڑے کیا کرنا ہوگا مصطفی خان سنے عرض کیا کہ چندان تشویش کا مقام نہین ایک کو حضور نہ پیدا کرین دوسرے کیواسطے غلام مامور فرمایا جاوے اگر خواستہ خدا ہے تدارک بخوبی ہوگا اسیوقت مین مہابت جنگ نے سُنا کہ بموجب حکم بادشاہی بالاجی راو ملک کو آتا ہی مرشد آباد کے قریب پہونچا کہ بالاجی راو آگیا جب مہابت جنگ کی فتحیابی کا اخبار دربار محمد شاہی مین پہونچا قدر دانی کی راہ سے فرمان عطوفت عنوان مع تحسین و آفرین اور خطاب حسام الدولہ اور شمشیر اور خنجر مرصع و عقد مروارید اور سرپیچ مرصع اور خلعت ملبوس خاص کے صادر فرمایا اور اسیوقت مین بموجب استدعاے مہابت جنگ کے شہامت جنگ کو خطاب احتشام الدولہ اور صولت جنگ کو صمام الدولہ اور ہیبت جنگ کو احترام الدولہ اور عطاء اللہ خان ثابت جنگ کو اعزاز الدولہ اور مصطفی خان کو منصب سہ ہزاری اور خطاب خانی با بہادری کے حضور بادشاہی سے عطا ہوئے ۱۱۵۵ ہجری مین آخر شوال یا اول ذی قعدہ صفدر جنگ عظیم آباد مین معاودت کر کے وارد مرکز دولت دار الامارۃ کے ہوے سنہ مذکور کو بہاسکر پنڈت کو حدود کٹک سے نکال کر صفدر جنگ کی آنے کی خبر سنکر مرشد آباد کے قریب وارد ہوا اور اوایل صفر یا آخر محرم کو رگھوجی بہوسلہ اور بہاسکر پنڈت ۱۱۵۶ ہجری مین وارد قرب و جوار مرشد آباد ہوئے اور چند روز کے فاصلہ سے بالاجی راو بھی بموجب حکم حضور کے پہونچا اور بسبب ملاقات صفدر جنگ کے مرید خان کے توسل اور ہیبت جنگ اور مہابت جنگ کی دراندازون

کے سبب سے والد مورخ سے دل آزردہ ہو کر اخلاص سابقہ فراموش کر دیا تفصیل اسکی آیندہ زیب تحریر ہوگی۔

آنا صفدر جنگ کا عظیم آباد میں اور چند روز کے بعد حسب الحکم حضور اور اندیشہ ورود بالاجی راو کی اپنے صوبہ کو واپس ہوتا

جب برسات گذر گئی راستہ خشک ہوا صفدر جنگ آخر ماہ شوال یا اول ذی قعدہ ۱۱۵۵ ہجری کو مع فوج مغل اور ہندوستانی اور نیز کسیقدر باز ماندہ مغلیہ فوج نادری کی جو سات ہزار کے قریب ہونگی اور ہندوستانی دس ہزار اور دیگر سامان توپخانہ وغیرہ کے اپنے صوبہ فیض آباد سے کوچ کر کے عمدۃ الملک بہادر کو عرضداشت لکھی کہ یہ فدوی بموجب حکم حضور حمایت جنگ کی مدد کو جاتا ہی مگر مرہٹونکا جنگ و جدال آسان نہین اور میرا صوبہ زمینداران متفنی اور مفسدون کا آرام گاہ ہی اونکے خیال سی ناموس کے بارہ مین بڑا اندیشہ ہی نہ تو صوبہ چھوڑ جا سکتا ہون کیونکہ کوئی مستحکم جگہہ اس صوبہ مین نہین اور نہ ہمراہ لے سکتا ہون پس امیدوار ہون کہ قلعہ رہتاس اور چنہارڈہ عنایت ہو تاکہ عیال واطفال کے طرف سی دلجمعی کر کے سرکوبی مرہٹہ مین مصروف ہون عمدۃ الملک نے یہ امر منظور کر کے لکہا کہ بادشاہ کو عرض کرے اور اوسکے مطابق مین بھی تحریک کرونگا جب بادشاہ کو عرضداشت ہوئی بادشاہ نے قلعہ رہتاس اور چنہارڈہ کی قلعداری کی سند صفدر جنگ کے نام لکھی اور قلعداران سابق کو حکم ہوپہنچا کہ قلعہ مذکورات اوسکے حوالہ کرین صفدر جنگ بنارس تک پہونچکر پل باندہ کر دریاے گنگا سی اوترا اور قلعہ چنہارڈہ مین عیال واطفال کو چھوڑ کر اپنے طرف سی کوئی عمدہ معتمد محافظ مقرر کیا اور آپ بکمال شوکت وجاہ عظیم آباد کا قصد کیا اور متعلقون کو عظیم آباد تک ہمراہ لیگیا اس ارادہ سے کہ اگر احیاناً عظیم آباد کی گرد و نواح مین مرہٹہ سی ملاقی ہو بہر صورت متعلقون کو قلعہ مذکورہ مین پہونچا سکتا ہی اور ہیبت جنگ کی طرف سی والد مورخ کو حکم پہونچا کہ حسب الحکم حضور صفدر جنگ مدد کو آتے ہین بروقت قرب استقبال کیا جاے تاکہ کسی طرح انکو ملال نہو۔ عظیم آباد مین صفدر جنگ کی فوجون مغلیہ کی آمد آمد سے عجب طرح کا زلزلہ اور غلغلہ پڑ رہا تہا گویا ایک قیامت برپا تہی بدین سبب کہ خبر قتل عام نادری جب کہ دہلی مین ہوا تہا یہان کے لوگون نے سنی تہی۔ الغرض والد مورخ ہرچند اسباب اور فوج لایق نظامت کی ہمراہ رکھتا تہا مگر صفدر جنگ کی ساز و سامان فوج کی آن بان کے روبرو کیا حقیقت تہی چونکہ سابق

آشنائی صفدر جنگ اور اوسکے ہمراہیون سے تہی بخیال حفظ آبرو خیال ہوا کہ کسیکو واسطہ کر اچاہیے
مرید خان بہادر بموجب ایماسے مہابت جنگ کی عظیم آباد مین انفصال مرہٹہ کر رہا تہا اتفاقاً یہ شخص
فرقہ سادات طباطبا سے تہا اور والد مورخ بہی اسی زمرہ مین تہا اس سبب سے باہمدگر بڑا لطف واتحاد
تہا اور مرید خان چونکہ امراے حضور مین تہا اور صفدر جنگ سے سابقہ آشنائی رکہتا تہا پس ایسے
وقتمین اس سے بہتر کوئی وسیلہ نظر نہ آیا لاجرم والد مورخ نے کسی تقریب سے یہ ذکر مرید خان بہادر سے
کیا خانمذکور نے دلجوئی کی اور خود واسطے ملاقات کرنے والد مورخ بیشتر سے اور بہی صفدر جنگ کی ملاقات
کو گیا اور صفدر جنگ کا پروانہ متضمن دلداری تنخواہ اور کمال مبالغہ مین اپنا خط لکہا کہ دلجمعی سے استقبال
کرے والد مورخ جو کہ سامان موجود تہا لیکر منیر تک استقبال کو آیا اور اثناے راہ مین ملازمت
کرنے کے مورد الطاف وعنایات ہوا اور ہمعنان عظیم آباد تک آیا فرمان برداری سے بوجہ احسن خوشنود
کیا صفدر جنگ نے حکم دیا کہ ہیبت جنگ کے اسباب و مال وغیرہ سے قلعہ خالی کیا جاوے اور پیشتر اس
حکم کے صفدر جنگ کی محافظ قلعہ کے دروازون پر بیٹہہ گئے تھے آدمیونکا نکلنا اور اسباب کا نکالنا متعذر
ہوا حسب الحکم والد مورخ نے رات کیوقت خواص وجواری وغیرہ مع بعض اموال خلاصہ کی پوشیدہ
باحتیاط تمام نکالکر مکان مقررہ مین لایا اور بعدازان لاچار دیگر اسباب وغیرہ بہی علیحدہ مکان مین
متصل اپنے گہر کے لار کہا صفدر جنگ بکمال جاہ اقبال سے داخل شہر عظیم آباد ہوا اور قلعہ کو بنظر اجمالی
ملاحظہ فرماکر چند ہمراہیون کو تعینات کیا اور خود واسطے زیارت اور فاتحہ قبر جد مادری کی جو عظیم آباد
مین دفن تہی اور وہ مکان سعادت خان کی باپ کے مقبرہ کی نام سے مشہور ہے آیا اور وہان سے باقی پور مین
جہان لشکر تہا گیا کل منصبداران اور امراے وغیرہ زمیداروں نے سعادت ملازمت دریافت کی چونکہ اس
شخص کو غرور ونخوت بہت تہی اکثر مردم عالی شان سے نہایت کمینہ اخلاص سے پیش آتا کہ اکثر بمیل ناراض
ہوئے بعض عمدہ منتخب ہاتہی اور بڑی بڑی توپین مرہٹہ کی لڑائی کو ہیبت جنگ عظیم آباد مین چہوڑ گیا
تہا صفدر جنگ نے اونکی تعریف سنکر والد مورخ سے فرمایا کہ وہ ہاتہی اور توپین ہمین دو اور اوسکی
قیمت لو والد مورخ نے جواب دیا کہ نہ تو آقا میرا سوداگر ہے اور نہ بندہ گماشتہ وہ بہی امیر اور
حضور بہی امیر ہین اور باہم رابطہ اتحاد پس اونکا اور آپکا مال واسباب جدا نہین جو چاہیے تصرف
مین لائیے مگر بندہ اپنی طرف سے بدون اجازت مالک کی نہین دے سکتا ۔ صفدر جنگ نے
اس جواب جز کچہ التفات نہ کیا اور دو تین زنجیر فیل اور تین چار ضرب توپ ہر چند لائق اوسکے
شان کی نتہی اپنی سرکار مین داخل کرلین ایسے حرکات مہابت جنگ کو نہایت بری معلوم ہوئی صفدر جنگ کی

خط ممانعت اس مضمون کا تحریر کیا کہ مرشد آباد کو نہ آئے اپنے صوبہ کو معاودت فرمائی اور پادشاہ کو بھی عرضی لکھی کہ مجھے صفدر جنگ ایسے لوگون کے مدد کی حاجت نہین باقبال حضور جو کچھ ہوگا اپنی جانفشانی سے تعمیل کرونگا امیدوار ہون کہ صفدر جنگ کو حکم واپس معاودت فرمایا جاوے ورنہ میرے اور اونکی صحبت موافق ہوگی پادشاہ نے بموجب التماس مہابت جنگ کے صفدر جنگ کو شقہ خاص جاری کیا کہ بہت جلد اپنے صوبہ کو معاودت ہووے اور نیز اوسکے وکلا کو تاکید سخت ہوئی خط مہابت جنگ اور عرضداشت کا جانا اور اوسپر حسب مرضی سائل کے حکم ہو جانے کا حال قبل ورود شقہ پادشاہی کی تحریر وکلا سے صفدر جنگ کو معلوم ہو گیا اسی عرصہ مین صفدر جنگ کے ہرکارون نے اطلاع دی کہ بالاجی راو بہ ارادہ کمک مہابت جنگ کے اپنے مقر دولت سے متحرک ہوا ہے چونکہ بنا بر سابقہ جھگڑے کے جو کہ باجی راو والد بالاجی راو کو برہان الملک سے محقق تھا اور چندے سرداران مرہٹہ عین جنگ مین برہان الملک کے قیدی ہوکر ہنوز صفدر جنگ کی قید مین تھے صفدر جنگ تو بالاجی راو سے اندیشہ رکھتا تھا صفدر جنگ نے اپنا لوٹ جانا مصلحت سمجھا اور بہت جلد عظیم آباد سے کوچ کر کے گھاٹ منیر سے پل باندھکر اوتر گیا اور والد مورخ کو منیر سے رخصت کر دیا۔

ذکر آزردگی مہابت جنگ اور ہیبت جنگ کی سید ہدایت علیخان والد مورخ سے اور آنا بالاجی راو کا عظیم آباد کے نواح مین اور ایک تہلکہ کا ہونا مگر محفوظ رہنا شہر کا اور بالاجی راو کا مرشد آباد مین پہونچکر مہابت جنگ سے ملاقات کرنا

دراندازون اور غمازون نے ملاقات والد مورخ کی کہ نائب صوبہ عظیم آباد کا تھا ساتھ صفدر جنگ کی وساطت مرید خان سے جسطرح ذکر ہو چکا ہے بطور دیگر ارادہ فاسد سے کہ بیچ خیال والد مورخ کے تھا ہیبت جنگ اور مہابت جنگ سے کہا کہ سید ہدایت علیخان نے مرید خان کی وساطت سے صفدر جنگ کی ملاقات کی مہابت جنگ چونکہ مرید خان اور نیز صفدر جنگ سے بوقوع اوسکے چند حرکات کی ملال رکھتا تھا چغل خورون کی بات مان لی اور ہیبت جنگ بھی والد مورخ سے دل آزردہ ہو گیا لیکن معلوم چند روز ظاہر نفرمایا بعد ازان جبکہ مہابت جنگ نے اپنے چچا کو جنگ مرہٹہ پر مستقل پایا اور دوسرے کی مدد سے مستغنی ہوا از دلی ظاہر کر کے راے جانکی رام دیوان کو صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر بھیجا اور وہ چند روز کے بعد سہل سے عارضہ مین فوت ہوا چند مدت تک شہر عظیم آباد مین کوئی حاکم نرہا اگرچہ نہان

بالاجی راو انبوہ بیشمار سے آیا یقین ہی کہ اوس فوج مین چالیس پچاس ہزار سوار ہوگا آتنا ے
مسافرت مین جسنے اطاعت کر کے پیشکش گذرانا اوسکا مسکن فتنہ و آشوب اور دکہنیون کی لوٹ مار
سے سلامت رہا جسنے کچہ بہی سرکشی کی پایمال ہوا چنانچہ احمد خان نبیرہ داود خان قریشی جو کہ
دو پرگنہ انچا اور کوہہ صوبہ عظیم آباد مین التمغا رکہتا تہا اور قصبہ داؤد نگر آباد اوسکے دادا کا بسایا
ہوا تہا بگمان اسکے کہ بالاجی راو مہابت جنگ کی کمک کو جاتا ہی ہمارے قلعہ سے کے محاصرہ سے اوسکو
کیا غرض اور غوث گڈہ جو داؤد نگر کے قریب اوسکا بسایا ہوا تہا اور اوسکو نہایت مستحکم جانتا تہا
مع مہاجنان قصبہ اور افاغنہ ساکنان داؤد نگر کی وہان جا بیٹہا اور اطاعت و فرمان برداری مین نہ حاضر
ہوا بالاجی راو نے اوسکے تخریب کو فوج بہیجی فوج مذکور نے داؤد نگر جلا کر خاک کر دیا اور اوسکو خس خاشاک
سے غوث گڈہ کے خندق بہر دار کر کے قلعہ کو لے لیا احمد خان کی دماغ سے دون کی جاتی رہی لا علاج
ہو کر مہاجنون سے صلاح خواہ ہوا اور پچاس ہزار روپیہ پیشکش دیکر جان بچائی اس خبر کی اوڑنے سے عظیم آباد
کے لوگ ہیجان و ہراسان ہو گئے اور والد مورخ سے رجوع ہو کر عرض کیا کہ اس شہر مین آپ کے سوا کوئی
رئیس نہین آپ کو لازم ہی کہ شہر کے حفظ ناموس کی تدبیر فرمائے والد مورخ نے اپنے لڑکی بالے دریا پار
روانہ کر دئے اور نیز صاحبان دوست کو ایما کیا کہ ناموس کو گنگا پار بہیجنا چاہیے باقی بندہ بہر حال آپ
لوگون کا شریک ہی چنانچہ ساکنان شہر اپنے اپنے عیال و اطفال کو گنگا پار بہیجکر منتظر لطیفہ غیبی بیٹہے
بحسب اتفاق مورخ کے دادا سید علیم اللہ طباطبا اسکنہ اللہ[1] فی فرادیس الجنان بہی قبل اس
انقلاب کے شاہجہان آباد سے آکر وارد عظیم آباد تہے ہر چند والد نے مبالغہ کیا کہ آپ بہی گنگا پار
جا بیٹہئے مگر وہ غیرت سے منظور نفرمایا چونکہ علم معرفت کی زور سے واقف حال استقبال تہے پنے صاحبزادہ یعنی والد مورخ کی
بہی دلجمعی فرمائی اور خود تنہا سوار ہو کر برخلاف عادت کے شہر کے گرد پہر کر واپس آئے اور والد مورخ
سے کہا کہ انشاء اللہ تعالے جو بلا کہ آتی ہے اس شہر مین اوسکا اثر بہی نہ پہونچیگا۔ شکر خدا کا کہ ویسا ہی
دیکہنے مین آیا اگر مورخ اپنے دادا کے علو مقامات و سمو کرامات بیان کرے تو تقریر طول ہوتی ہی مثنوی بشارۃ[2]
الامامۃ مین جو کہ مورخ نے تصنیف کی ہی بعض خوارق عادات اونکی کی درج کیے ہین من شاء فلیرجع الیہ القصہ
بمیامن اقبال ایزدی یہ لطیفہ غیبی ظاہر ہوا بالاجی راو کی اقربا مین ایک شخص گوبندجی نایک نام بنارس
و غیرہ قصبات عظیم آباد مین مہاجنی کرتا تہا اتفاقاً جب والد مورخ وہان کی حاکم تہے چند وجوہات
سے اوسپر احسان کیے گئے تہے اسوقتین بمقتضاے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان[3] وہی نایک مذکور
کام آیا جلد قبل رسیدن بالاجی راو کی پاس آیا اور احسانات گذشتہ بیان کر کے کہا کہ اب خوب

[1] جگہ دے اللہ اوسکو بیچ ون جنت کے ۱۲
[2] جو کہ چاہے دیکہنا حالات اوس صاحب کرامت کی پس چاہیے رجوع کرے طرف اوس کتاب تصنیف مورخ کی ۱۲
[3] بدلہ نیکی کا نیکی ہے ۱۲ مولوی سید محمد صادق علی سلمہ

احسان کا وقت عمدہ ہاتہ آیا ہی ایسا تدارک کرنا چاہیئ کہ بار احسان سی مجہو سبکدوستی حاصل ہو بالاجی راو نے اس کلام کو سنکر ایک خط ملوے شفقت وکرم مع بعض تحف تحائف دکن کے والد مورخ کے نام صادر فرمایا اور تحریر کیا کہ آپ مع جملہ ساکنان شہر کے دلجمی اور فراغ خاطری سی آرام کیجئے کہ مجکو آپ سے اور شہر عظیم آباد مین کسیطرحکا تعرض نہوگا بفضل آلہی اور انفاس مبارک بزرگان پاک نفس کے یہ شہر ایسی بلاے ناگہانی سے محفوظ رہا ثم الحمد له ثم الحمد لله کہ جس جس مقامات پر والد بزرگوار رونق بخش رہی وہان کی خلق اللہ کو راقم نی مشکور وممنون اخلاق پایا اور اکثر وقتون مین خود مورخ اور نیز دیگر اولاد کے ساتہ احسانمندون نی خدمات مناسب کین اس قول مشہور کی مثل سے ہوا کرتی ہی نیکی جانشین نیکون کی غالب بعد مرنیکی + بہت اچہا رہا وہ آدمی جسکی رہین ہین نیکیان باقی + القصہ بالاجی راو داؤد نگر سی بالا بالا نکارسی اور گیا مانپور اور بہار ہوتی ہوی مونگیر اور بہاگلپور پہونچا ان دونو قصبونمین اوسکی پہونچنی سی آفت عظیم نازل ہوئی محمد غوث خان کی بی بی جو فی الحقیقت شیر زیان تہی بسبب تہیدستی اور پریشانی کی طاقت عبور ومرور دریا نکرسکی ناچار اپنی مکان کا دروازہ بند کرکی مع چند قرابتیون اور منتسبون کی جو اس تہیدستی اور پریشانی مین رفیق تہی بیٹہی اور حفظ عصمت کو مستعد مدافعہ رہی جب اوس خانہ دربستہ سی آتش جنگ وجدال اور صداے تفنگ مشتعل ہوئی غارتگرون کو حیرت آئی بعضون نے محاصرہ کیا اور بعض سردار لشکر کو خبر دینے گئی بالاجی راو نے بعد جستجو پتا پایا کہ محمد غوث خان کی بی بی پاس حفظ آبرو مع چند رفیقونکی مستعد جنگ ہے اتبک کسیکو جرات نہین ہوئی کہ اوس خانہ ناموس مین قدم رکہی بالاجی راو اوسکے اس جسارت اور حفظ عفت سی خوش ہوا اور کسیقدر لباس دکن سی عطا فرمایا اور چند معتمد سوار بہیجے کہ جب تک سارا لشکر عبور نکر جاے اوسکے دروازے پر حاضر رہین اور حفظ مکان مین ساعی ہون کچہ تکلیف اوس بیچارہ ضعیفہ کو نہ پہونچی اور خود بیشتر سی کوہستان کو چلا جب کل فوج بہاگلپور سی گذری سواران متعینہ بہی ضعیفہ شجاعہ سی رخصت ہوکر داخل لشکر ہوئے بالاجی راو نواح بیر بہوم سے ہوتا ہوا وارد مرشد آباد ہوا اور ناگپور کلان کی طرف سی رگہوجی بہوسلہ بہی بہاسکر پنڈت کی مغلوب ہونیکا حال سنکر حسب طلب روانہ ہوا اور نواح مرشد آباد مین آپہونچا

ذکر مہابت جنگ کی بالاجی راو سی ملاقات ہونا اور رگہوجی کو حدود بنگالہ سے نکالنا

جب کہ بالاجی راو نے قریب مہابت جنگ کے پہونچکر منکرہ کے اطراف مین معسکر کیا مہابت جنگ بہی کہ اسوقت مین لب دریا خیمہ زن تہا ملاقات کو گیا بالاجی راو استقبال بجالایا اور بکمال

له سے، ہر طور خدا کے واسطے تعریف ہے پہر اوسکا مالک کا شکر ہے ۱۲

شان و شوکت اپنے خیمہ مین لیگیا دونو ایک مسند پر بیٹھے گویا کہ اقتران مریخ و زحل نمود تہا کہ مفاسد
خون ریزی کا نتیجہ بجالایا بعد تکلفات اور رسمیات عطر و پان کی معاودت کی دوسرے روز بالاجی راو برسم
بازدید سوار ہوا مہابت جنگ بہی لب فرش تک آکر بکمال خاطر داری مسند پر لیگیا اور اکثر
انتظام سلطنت اور اخراج رگہو مخالف کے مقدمہ مین گفتگو رہی بعد تواضع عطر پان کی موافق
ضابطہ فیل و جواہرات کی خوانچہ اور ملبوسات وغیرہا بالاجی راو کو دیکر رخصت کیا صبح کو مدافعہ غنیم کی استدعا کی
بالاجی راو نے جواب دیا کہ کئی برس کی چوتھ نہ ملنے کی وجہ اول بتلانا چاہیے مصطفی خان اور مہابت جنگ
سے اس سوال و جواب مین عرق ریزیان کین آخر روپیہ کا حساب ہو کر مہابت جنگ نے اوسکے ادا
کرنے کا ذمہ کیا اور استدعا سے سواری کرکے تنبیہ رگہوجی بہوسلہ کو خود عازم ہوا مگر بالاجی راو
نے ممانعت کی مہابت جنگ بہی بمقتضاے وقت خاموش ہوا اور ناچار زر معہودہ بالاجی کو
بہیجکر التماس تنبیہ و اخراج رگہوجی کا کیا ــــ رگہوجی بہوسلہ جو کہ مابین کٹوہ اور بردوان کی مقیم تہا
اس اتفاق ہو جانے سے خبردار ہو کر اور اونکے مقابلہ کی تاب نپاکر غربی بنگالہ کی جنگلون سے روانہ ہوا
دوسرے روز موافق وعدہ کی افواج ظفر امواج رگہو کی تعاقب مین موج زن ہوئی رود خانہ
بہاگیرتی سے بنگالہ کو عزیمت ہوئی بعد ایک دو کوچ کی بالاجی راو نے مہابت جنگ کو کہلا بہیجا کہ آپ کی
فوج جیسا کہ چاہیے سریع القدمی نہین کرسکتی لہذا بندہ مرخص ہوتا ہے عنقریب مدافعہ رگہو بہوسلہ کی
خبر معلوم ہو گی بعد اس پیغام کی بالاجی راو نے ہوا کے گہوڑے پر کاٹہی باندہی نہایت شتابی سے
رگہوجی کے سر پر پہونچا رگہوجی نے بعد محاربہ شکست کہائی پہاڑون کی درہ سے اپنے ملک کی راہ لی
اور بہاسکر جو میدنی پور گیا تہا اس خبر شکست کی سنتے ہی سراسیمہ ہو کر دریاے کٹک سے نکل بہاگا
اور بالاجی راو بہی فایز المرام دکن کو لوٹا جس وقت کہ بالاجی راو رخصت ہو کر دکن کو چلا اوسکا وکیل
کہ بعض مقدمہ کی سوال جواب کو مصطفی خان کے پاس آیا تہا اور گفتگو نا وقت بخیال تسلط اور اقتدار
اپنے موکل کی کچہ کلمہ نامناسب زبان پر لایا مصطفی خان کو نہایت ناگوار ہوا خوب پٹوایا وہ آزردہ
ہو کر چاہتا تہا کہ بالاجی راو کے پاس جاکر فساد اوٹہاے مگر مہابت جنگ نے معاً خلعت و اسپ وغیرہ جود و
کرم سے خوشنود کرکے رخصت فرمایا اور راستے نہایت خوش ہو کر مہابت جنگ کی تعریف بالاجی سے
کی کہ مہابت جنگ کا مقصد دلی حاصل ہوا کہ رگہوجی اپنی ملک کو عازم ہو کر رہگراے مقصد ہوا اور
مہابت جنگ نے مصطفی خان سے کہا کہ یہ بہت بری حرکت ہوئی تہی اوسنے عرض کیا کہ اگر کچہ حرکت کرتا حضور
رگہوجی کو سمجہتی اور بندہ بالاجی راو کو عدم کی بستی دکہلاتا یہ سانحہ آخر محرم الحرام یا اول صفر سنہ ۱۱۵۶ ہجری کا ہی

الحاصل

واقع ہوا۔ القصہ بالاجی راو کے بعد جانی کے مہابت جنگ وغیرہ کی خاطر جمع ہوئی چونکہ رگھوجی بھوسلہ اور بھاسکر پنڈت کے معاودت کرنیکا خیال تھا مہابت جنگ عازم مرشدآباد ہوکر اپنے مرکز دولت پر پہونچا اور ہیبت جنگ مرشدآباد سے رخصت ہوکر اپنے دارالملک عظیم آباد کو چلا انہین دنون مین گوکل چند نے جو سرکار حسین قلیخان کا بڑا اہلکار تھا اونکے وسیلہ سے جہانگیر نگر کی پیشکاری پائی اپنے مربی کو بازی دیکر شہامت جنگ کے پاس آیا حسین قلیخان کے نام مبلغ کثیر لکھے حسین قلیخان معزول و معتوب ہوا اور جہانگیر نگر کی نیابت یسین خان فوجدار کے نام مقرر ہوئی اور فوجداری میر قلندر نے پائی حسین قلیخان وارد مرشدآباد ہوکر اپنی تدبیرون کی اصلاح مین پڑا اور بہت سا روپیہ دیکر گھسیٹی بیگم زوجہ شہامت جنگ کا مزاج جو مہابت جنگ کے لڑکی تھی اپنے طرف متوجہ کرلیا اور اوسنے حسین قلیخان کی کام کی اصلاح اپنے ذمہ لی اور اپنے باپ اور شوہر سے اوسکی قصورات کی عفو کی خواستگار ہوئی اور پھر جہانگیر نگر کی نیابت مع خلعت و پارچہ وغیرہ کے دلوادی اس مرتبہ حسین قلیخان ایسے مربی مستحکم کے مسند پر بکمال استقلال و استبداد روان منزل مقصود ہوا یسین خان جو کہ رنجیدہ خاطر ہوگیا تھا عطاءاللہ خان کو اپنی طرف سے بھاگلپور کا فوجدار بنایا اور حسین قلیخان نے جہانگیر نگر پہونچتے ہی گوکل چند کو معزول اور معتوب فرمایا اور اوسکی بیخ و بنیاد کھود کر بلبہہ کو پیشکاری پر مقرر فرمایا بعد انتظام اپنی نیابت پر حسین الدین خان اپنے بھتیجے کو مقرر کرکے رکھا اور خود مرشدآباد چلا آیا اور جب تک رہا بکمال اقتدار رہا تا آنکہ نصیبون سے پلٹے کہانے اور سراج الدولہ نے ناحق مارڈالا اور اوسکے خون نے مانند خون سیاوش کے کہ اسوقت مین واقع ہوئی تمام بنگالہ اور خاندان مہابت جنگ کا برباد کردیا۔

آنا ہیبت جنگ کا عظیم آباد مین اور قطع ہونا سررشتہ رفاقت والد مورخ کا اوس سے مع دیگر سوانحات کے

جب ہیبت جنگ نے بعد اطمینان حدود عظیم آباد مین آکر بنابر انتظام پرگنات سنوٹ اور بگاری کی اقامت کی بدین وجہ کہ چونکہ والد مورخ اسسے سرگران تھا اور پرگنات مذکورہ پلاموں تا گیوں کے کوہستان تک اونکے زیر علاقہ تھی اور سرس اور کٹنبہ اور جرگانوان اور شہر گھاٹی اور کوہی کنڈہ بھی انہین کے تعہد مین تھی اور وہان کے زمیندارون کو آپ کے ساتھ توسل تھا مخصوص راجہ سندر سنگہ نہایت اخلاص رکھتا تھا ہیبت جنگ چاہتا تھا کہ ان لوگون کو اپنی طرف رجوع کرنے

اور والد سے منحرف اور نیز تنبیہ اکثر رعایا کو کی کہ صوبہ کا بندوبست اپنی ساطت سے کرے اور جو راجہ کیرت چند
پسر راے رایان عالم چند کے کہ دیوان شجاع الدولہ مغفور کے تہے اُسے ہمراہ لایا تہا اور اپنا مدار المہام
و دیوان خاص بنایا چاہتا تہا کہ جسکو جو عرض حال کرنا ہو دیوان مذکور کے وسیلہ سے کیا کرے
بہر حال والد نے عریضہ مشعر اپنے ارادہ احضار کے ارسال کیا جواب مین لکہا کہ ہم خود عنقریب شہر
مین آتے ہین وہین پر ملاقات ہوگی تم تکلیف نہ کرو والد مورخ حسب مرضی مقیم رہے ناگہان ہم
کی آمد کا پرگنہ مذکور کے نواح مین غلغلہ ہوا اور ہیبت جنگ نے اس خبر کے سنتے بدین وجہ کہ
فوج اور اسباب کی قلت اور بسبب مہم بنگالہ کے تاب وطاقت باقی نتہی وہان کا ٹہرنا مناسب
نجانا تا شبا شب قطع راہ کرکے اول صبح عظیم آباد کے قریب آپہونچا والد مع ہمراہیون کے سوار ہوکہ
متصل تالاب میٹہی پور کے ہیبت جنگ سے جاملا ہیبت جنگ نے جو گہوڑے پر سوار تالاب کے
کگر کی آڑ مین ٹہرا تہا اور والد مورخ کو دیکہا راجہ کیرت چند کو پیشتر سے واسطے استقبال و ملاقات
والد مورخ کے روانہ کیا جب نزدیک پہونچا والد اور راجہ کیرت چند گہوڑون سے اترے اور باہم دیگر
معانقہ کیا اور باتفاق ہیبت جنگ کی ملاقات کو روانہ ہوے ہیبت جنگ نے حجاب مذکور سے نکلکر
گہوڑے کو آگے بڑہایا والد نے جب سلام کیا باگ پکڑکر ٹہر گیا اور والد نے بڑہکر نذر دکہلائی ہیبت جنگ نے
سوار قد خم ہوکر معانقہ کیا اور دو تین کلمہ کے بعد حکم سواری دیا اور خود پیشتر کو بڑہا والد نے
تہوڑی دیر ٹہرکر اپنے بہائی مہدی نثار خان بخشی اور دیگر سرداران سپاہ سے معانقہ کیا اور سوار ہوکہ
ہمراہ سواری ہیبت جنگ کے داخل شہر ہوا چند روز تک آمد رفت دربار اور اعادہ کلمات
سابقہ اور عذر خواہی وغیرہ ہوتی رہی ہیبت جنگ نے کہا کہ صابت جنگ تمہاری طرف سے بدگمان
ہین اور مجہے اونکی استرضا منظور ہے پس بعد چند روز کے جب اونکا مظنہ دور ہوگا بدستور جملہ
مقدمات تمکو تفویض کیے جاوینگے والد نے نظر بہ آبرو قبول نکیا اور بنا بر غیرت وحدت کے کہ
خصلت جبلی رکہتا تہا راضی نہوا تا آنکہ لاچار ایکروز واسطے ملاقات اپنے والد کی مورخ حرم سرا
مین آیا اور نہایت درجہ اپنے والد کی دلجوئی اور عذر خواہی کی ولیکن والد اطاعت سے
باہر ہوکر اپنے مذلت پر راضی نہوا وکیل ناظم ہیبت جنگ سے رخصت ہوکر بعد چند روز کے تہیہ سفر
کیا اور ساعت مختار کو کہ بیسوین رجب المرجب ۱۱۵۶ ہجری تہی مع چند رفقا کے برخلاف ضابطہ ملازمت
عین شہر مین نقارہ کوچ بجاکر سوار ہوا اور ترک رفاقت ولینعمی اور آقا اپنے کا تصور کیا اور ارادہ
دہلی جانے کا کرکے باغ راے بالکشن وکیل ناظم مین نقل مکان کیا مہدی نثار خان مورخ کا چچا باوجودیکہ

ہیبت جنگ اوسکی نہایت دلجوئی کرتا اور اپنے دولتخواہوںمین جانتا تہا مگر اپنے بڑے بہائی کی مفارقت سے شکستہ دل ہوکر بخشی گری سے مستعفی ہوا ہرچند ہیبت جنگ نے بہت کچہ ترغیب رفاقت دی اور معتمدون سے بہی نصیحت و پند کھلا بہیجا اور چاہا کہ خود اوسکے مکان مین آکر ہمراہ لیجاوے مہدی نثار خان نے معذرت کرکے گوشہ گزین ہوا چونکہ یہ اندیشے تھے کہ ایسا نہو بہوجپور کے زمیدار کہ نہایت سرکش اور حرام زادہ ہین درمیان راہ دشمنون کے اغوا سے والد کے ساتھ کچہ مکر و فساد کرین مہدی نثار خان نے صوبہ عظیم آباد کی حد یعنی بکسر تک والد کو پہونچا کر لوٹ گیا اور والد عین برسات مین سطے مسافت کرکے فیض آباد صوبہ آودہ مین کہ دار الملک صفدر جنگ کا تہا آئے اور اوسی روز صفدر جنگ کی ملازمت حاصل کی چونکہ صفدر جنگ کے بدولت والد کی معاش مین خلل ہوا تہا اسی شرم سے نہایت دلجوئی اور تسلی کرکے خوشخبری دی لیکن اوس روز اوسکے کوچ کی ساعت محمد شاہ کے حضور مین جانے کی مقرر تھی دو تین گہڑے کے بعد داخل پیش خیمہ ہوا انشاءاللہ باقی حال والد اور صفدر جنگ کا محمد شاہ اور احمد شاہ اور امرائے شاہجہان آباد کے ذیل مین درج ہوگا اب ایسا مناسب ہے کہ خاندان مہابت جنگ وغیرہ کا حال جو کہ اس ملک بنگالہ و بہار مین عروج پاکر ایک زمانہ دراز کا انکو گذر نا پایا تھا تا امروز کہ ۱۱۹۴ ہجری ہین سلسلہ وار بانتظام بسیار ایک دفتر مین تحریر ہو اور باقی حال محمد شاہ اور احمد شاہ اور عالمگیر ثانی اور شاہ عالم کا مع امرائے شاہجہان آباد و لاہور و آودہ و الہ آباد و اکبر آباد کا دوسرے دفتر مین اور دکہن کا حال جسقدر مجملاً معلوم ہوا دونون دفتر کے موقع مناسب پر بیان کیا جاوے اللہ سے مدد پہنچے گی اور اوسی پر اعتماد ہے سب کا۔

ہیبت جنگ کا حصار گلی بنانا شہر عظیم آباد مین اور لوگون کی رنج و خوشی اسکے بنانے پر

جب ہیبت جنگ شہر عظیم آباد مین وارد ہوا اور مرہٹہ کے آمد کی شہرت پکڑی ہیبت جنگ نے بنانا ایک گڑہی کا واسطے حفاظت عموم سکنہ اور رعایا کے مصلحت وقت و مناسب سمجہکر حکم دیا کہ حصار قدیم کے بنا پر نئی دیوارین بنائی جاوین اور اوسکے گرد خندق کہود کر اوسکے مٹی سے دیوار کالشتہ بنا دین۔ حصار قدیم کا یہ حال تہا کہ مدتون سے افتادہ تہا اور لوگون نے وہان پر مکانات تعمیر کر لیے تہے حصار کا کچہ بہی اثار باقی نرہا تہا اب اس بنا کے شروع ہونے سے اکثرون کی مکان منہدم ہوے جن لوگون کی مکان تھے باوجود ضروری کہودنے کی فریاد کرنا شروع کی چونکہ غرض تو حفظ عام سے تہا کچہ بہی شنوائی نہوئی تعمیر ہونی شروع ہوئی تہوڑے عرصہ مین قلعہ متین نہایت استوار بن کر طیار ہوا بعد ازان مرہٹہ کی لڑائی مین

کہ مکرر گروہ مذکور کا گذر ہوا اور ایک خلق کثیر شہر اور نیز بیرو نجات کے اوس حصار مین اکثر صدمہ حوادث سے محفوظ رہی اور بیرون شہر کے عمارات سے بھی گولہ توپ کے صدمہ نے مرہٹہ کا ہاتھ نہ پہونچنے دیا وہی لوگ جو اول آزردہ ہوے تھے بہت شکر گذار ہوئے اور ہیبت جنگ کی تدبیر بنای قلعہ سے نہایت محافظ و محفوظ رہے ہیبت جنگ کمال عزت اور احترام مین صبح و شام بسر کرتا لگا اکثر اوقات بندہ مورخ کے مکان پر آکر والدہ کی دلجوئی کرتا تھا اور تمام سرکار ترہت کی حضور سے لیکر ارادہ آبادی پرگنات مذکور کا نہایت رکھتا تھا لہذا ترہت جانے کا جو کنگا پار ہے عازم ہوا چونکہ مورخ کے چچا مہدی نثار خان سے نہایت اعتقاد اور اخلاص رکھتا تھا اور اوسکی مفارقت گوارا نتھی وسکو مکان پر آیا اور ساتھ لیکر بعد عبور دریا جب مقامات مذکور مین پہونچا بھنوارہ مین جو کہ مقام سکونت راجہاے گذشتہ کا تھا اقامت گزین ہوا اور بعض پرگنہ سرکار مذکور کے مہدی نثار خان اور نیز دیگر لوگون کو سپرد کیے آبادی کی کثرت اور توفیر حاصلات مین ساعی تھا بعد ازان جب اوس قصبہ مین تھوڑا عرصہ گذرا اسپنے بی بی آمنہ بیگم بنت مہابت جنگ اور عیال و اطفال و خدمہ محل وغیرہ کو اپنے پاس بلا لیا اور نیز والدہ مورخ کو تحریر کیا کہ آرزو سے ملاقات بہت ہے اگر کچھ ہرج نہو مع فرزندان دلبند کے اسی مقام پر چند روز بسر کرو بندہ مورخ اور برادر علی نقی خان انہونین ہمراہ والدہ شاہجہان آباد مین تھا اور مصطفی خان بناہر نیکو خدمتی اور کمال جرات سے مہابت جنگ کے پاس تھا اور کوئی مانند اور مثل میرا اوسکے ندیمون اور ہمنشینون مین دوسرا نظر نہ آیا۔

مصطفی خان بہادر ببر جنگ کا عروج اور بہاسکر پنڈت کا مقتول ہونا مصطفی خان کے ذریعہ سے

مصطفی خان جسنے سابق کی لڑائیونمین بہ نسبت دیگر رفیقون کے کمال درجہ جانفشانی اور شجاعت دکھلائی تھی اور مہابت جنگ کے منظور نظر ہوکر زر نقد و فیل اسپ وغیرہ سامان انعام پایا اور اسکے بعد پھر مکرر بارہ لاکھ روپیہ عطا ہوا اور سات ہزار سوار اوسکے رسالہ کی اور پانچہزار سوار اوسکے چچا عبد النبی خان صوبہ دار کٹک کے تھے اور بعد وفات عبد النبی خان کی اوسکا لڑکا عبد الرسول خان منصب پدر پر سرفراز ہوکر صوبہ مذکور کا حاکم بالاستقلال ہوا اور خود مصطفی خان پنجہزاری اور پالکی جھالردار اور علم اور نوبت اور رسالہ ہفت ہزار سوار اور قریب چالیس پچاس ہاتھی وغیرہ اسباب امارت کے جو کچھ مہیا تھا ساتھ کمال استقلال اور نہایت اقتدار اور کل امور ملکی اور مالی مین دخیل اور فرقہ سپاہ کا تو اسقدر پیشوا تھا کہ مہابت جنگ کے عزیز و اقربا وغیرہ اسکا

توس ڈہونڈہتے تہی خلاصہ یہ ہے کہ اوس مرتبہ کو فایز ہوا جسکا حسد ہونے لگا یا شک کہا جی کہ
مہابت جنگ کا بڑا بہائی باوجود یکہ تین لڑکے ہفت ہزاری تہو مگر مصطفی خان کی اقتدار سی عاجز اور
حیران ہوا لاچار بہائی سی رخصت ہو کر وطن دیرینہ اپنے سے کہ عہد شجاع الدولہ مرحوم سی وہان مقیم تہا اور
اختیار کلی رکہتا تہا ہجرت کی اور اپنے چہوٹے بیٹے احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر
ہیبت جنگ کے پاس عظیم آباد گیا اور نیز حاجی احمد کی آزردگی کا باعث ہوگئی کی خدمت ہوئی جو
صولت جنگ بہادر کو عطا ہوئی جیسا کہ حاجی احمد اپنے واسطے چاہتا تہا اور صولت جنگ چونکہ بنگالہ
کنک کی بعد تہوڑی سی بہی فایدہ کی خدمت نرکہتا تہا مہابت جنگ نی اسکا پاس خاطر کیا او حاجی احمد
کو کسیقدر محال سائر مرشد آباد سے بقدر ضرورت حاجت کی میسر تہا دنیا خدمت ہوگئی کا مضمون تہا
جب حاجی احمد بوجہ مذکورہ کی آزردہ خاطر ہو کر عظیم آباد آیا اس سال بعد انقضای برشگال کی شسہ اہین
بہاسکر پنڈت نے علی قراول کو جو کہ سرداران مشہورہ ممالک دکن مین تہا اپنی رفاقت مین لیکر
چہ سات ہزار سوار کا سردار بنایا شروع سال مذکور مین حسب الحکم رگہوجی بہوسلہ کی نہایت اقتدار
مین بیس ہزار سوار سے اوڑیسہ اور بنگالہ مین داخل ہوا مقصد یہ تہا کہ اگر مصالحہ ہو جای فبہا ورنہ
عزم رزم ہو مہابت جنگ جو کہ متواتر سفر اور حرب وقتل سی ملول اور عاجز ہو رہا تہا اس مرتبہ یہی
چاہی کہ بے جنگ کی بہاسکر کا کام تمام کرے اور باطمینان تمام بسر کرے اور مصطفی خان سی مشورہ
کیا کہ کوئی ایسی ہی تدبیر کرے کہ مع کل سرداران مرہٹہ کی بہاسکر راو کی جان جاوے لیکن یہ کام مہابت جنگ
سے ناممکن تہا لہذا مصطفی خان کو کہا کہ اگر تیری تدبیر وتزویر سے بہاسکر راو مع سرداران ہمراہی کے
حاضر حضور ہو تو عظیم آباد کی صوبہ داری عطا فرمائی جاوی مصطفی خان تو نہایت صاحب عزم اور دلاور
اور ہوشیار اور زبان آور تہا طمع مین آکر آمادہ کار ہوا جب بہاسکر نی اسکی دام مین آکر استدعای
حضوری کی مہابت جنگ نی مصطفی خان کو مع راجہ جانکی رام کی جو اوسکا معتمد علیہ تہا
یہ راز دلی سے واقف فرما کر بہاسکر کے پاس پہنچکر کہا کہ اوسکو مع سرداران لشکر کی لانا چاہی
تا کہ یکبارگی ہر ایک کا بار گران اوتارا جاوے مشارالیہ بہاسکر کی پاس جو کہ جوائی کٹوہ مین وارد تہا پہونچی
اور ادہر مہابت جنگ بارادہ اپنے ما فی الضمیر کے خود مرشد آباد سے نہضت کر کے محال منکرا مین
کہ کنارے دریای بہاگیرتی کا ہی آکر خیمہ کیا تہا ادہر مصطفی خان اور راجہ جانکی رام نی تمہید مصالحہ سمجہکر
کتنے افسانہ وافسون پڑہی کہ بہاسکر ملاقات کو مہابت جنگ کے راضی ہوا اور علی قراول کو
جو اوسکا معتمد تہا مہابت جنگ پاس بہیجا قرار یہ ہوا کہ جب علی قراول مطمئن ہو کر واپس ہو بہاسکر بہی

ملاقات کو آوے مصطفی خان اور راجہ جانکی رام نے جب دیکھا کہ نقش مراد کرسی نشین ہوا علی قراول کو ہمراہ لیکر معاود ہوئے اور مصطفی خان اثنای راہ مین بیان ہم قومی کی باتین کرتا ہوا مہابت جنگ کے پاس لایا مورد الطاف فرمایا مہابت جنگ تو حسن خلق اور تقریر دلپذیر مین بے نظیر تہا وہ عنن قار ملاکہ وہ ہزار جان سے فریفتہ ان باتون شیرین کا ہوا اور وقت مراجعت مصطفی خان کو ہمراہ کر دیا ادہر جبتک یہ سوالجواب رہی مہابت جنگ ہمیشہ تحفجات اور سوغات مانند میوہ ولایتی و بنگالہ اور یراق وغیرہ سے اشیاء دلفریب بہاسکر کو بہیجکر وحشت جنگ و مخالفت دور کرتا رہا ایسا اوسکے دلکو جذبہ ہوا کہ کیا عجب تہا اگر ایسی سہم نہوتے تو خود بخود بے طلب مہابت جنگ کے اسکے ملاقات کو چلا آتا جب طرفین سے آمد و رفت مین تکرار پائی راجہ جانکی رام کو کہ دیوان تن مہابت جنگ تہا واسطے تسلی بہاسکر پنڈت کے بلایا تہا آخر الامر بنا ے مصالحہ و ملاقات فیمابین مہابت جنگ و بہاسکر پنڈت مقرر ہوئی اور میدان منکرا محل ملاقات قرار پایا الغرض جب یہ کچھہ ٹہرا کہ مکان ملاقات میدان منکرا ہوگا مہابت جنگ امانی گنج مین اور بہاسکر پنڈت کٹوہ مین خیمہ زن تہا آخر صفر یا اوایل شہر ربیع الاول مین جس روز کہ ملاقات فیمابین کا تعہد تہا ایک خیمہ کلان نصب کیا گیا اور اوسکے بڑے بڑے فاصلہ سے سرپردہ لگاکر درمیان مین میدان وسیع و طویل بنایا گیا مہابت جنگ جب مع اپنی فوج کے وہان پہونچا خود مع صولت جنگ اور عطاء اللہ خان ثابت جنگ اور میر محمد کاظم خان وغیرہ معتمد کے داخل خیمہ ہوکر مسند نشین ہوا چونکہ کوئی شخص سواے راجہ جانکی رام اور مصطفی خان اور حکیم بیگ کے اس معرکہ مخفی سے آگاہ نتہا اعیان شہر بہی اکثر اس تماشا کے واسطے مصاحبت مین بیٹہے تہے اور مصطفی خان اور راجہ جانکی رام کہ واسطہ جواب و سوال کے صاحب عہد و پیمان تہے بہاسکر کے لینے کو گئے باقی سرداران لشکر مع ہمراہیون کے عقب خیمہ مہابت جنگ مین استادہ سوار و تیار تہے اور معتمد جانفشان لوگ بعض ستون خیمہ کے متصل اور بعض مہابت جنگ کے پیچہے منتظر فرمان استادہ تہے اوسوقت مین مہابت جنگ نے اس امر کی اطلاع صولت جنگ اور عطاء اللہ خان کو واسطے تنبیہ کرنے اور ہوشیار ہونے کی ضروری سمجہی حکیم بیگ سے فرمایا کہ جو خیمہ دوسرا واسطے ملاقات بہاسکر کے اوسکے سوا کہڑا کیا ہے وہ صولت جنگ بہادر کو ملاحظہ کراو و حکیم بیگ نے خیمہ دکہلانیکے حیلہ سے صولت جنگ کو علیحدہ لیجاکر مکنون خاطر مہابت جنگ سے آگاہ کیا صولت جنگ نے بعد معاودت تحسین و آفرین خیمہ کرکے بیٹہا معلوم ہوا کہ وہ راے اسکو بہی پسند ہوئی القصہ مہابت جنگ بہاسکر کے انتظام مین جو بعد م خبر لیتا تہا ہر کارہ متواتر خبر رسانی مین مصروف تہے یہانتک کہ بہاسکر

دم دروازہ پر پہونچا اوسکی فوج کی دستہ دروازے کو روبرو مہابت جنگ کی لشکر کی مقابل
ایک تیر کے فاصلہ سے جا بجا کہڑے ہوی تھے اور مہابت جنگ کی سواری کا ہاتہی سراپردہ کی
اندر پشت کے طرف استادہ تہا لشکر بہاسکر کے سردار پیادہ پا ہوکر مع دیگر معتمدین کی عہدہ داران
ہمراہی کے بہانہ سے قریب چالیس پچاس آدمی کے جسمین بائیس ۲۲ سردار اور باقی امینگ تہی تابین
مذکورہ داخل سراپردہ ہوئے مہابت جنگ فراہم آیا جب بہاسکر نا دیان سی اوترا ایکطرف مصطفی خان
اور دوسرے طرف راجہ جانکی رام کا ہاتہ پکڑے ہوی داخل سراپردہ ہوی علی قراول روبرو دیگر اشخاص
یمین و یسار عقب مین دامن بستہ شمشیر در دست نہایت تکبر و نخوت سے چلے مصطفی خان اور
راجہ جانکی رام کوئی عذر معقول کرکے باہر نکل گئے چہارم حصہ سراپردہ کی میدان کا سطے ہوا تہا
کہ مہابت جنگ نی پوچہا کہ بہاسکر کون ہی لوگون نے جو پہچانتے تہی مانند حکیم بیگ وغیرہ کی انہون نی
کہا کہ وہ ہی اسیطور سے جب تین مرتبہ تحقیق ہوا حکم دیا کہ سر اس خود سر کا کاٹ ڈالو حاضرین تو
اس امر سے ناواقف تہے کچہ نہ سمجہی حیران سے رہگئی مگر میر کاظم خان نے عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہی
جب مکرر تاکیداً ارشاد فرمایا میر محمد کاظم خان اور ربرخوردار بیگ وغیرہ جانثار شمشیر کشیدہ دوڑی
اور مصطفی خان نے پانچ چہ نفر مانند اودل شاہ وحکیم شاہ وغیرہ کے مقرر کئے تہی کہ جو حکم
حضور مہابت جنگ سی صادر ہو فوراً تعمیل کرنا رفقای مصطفی خان نی اس حال کی دیکہتے ہی بہاسکر
اور اوسکے ہمراہیون پر جا گرے اور میر محمد کاظم خان نی سبقت کرکے ایک ایسا ہاتہ بہاسکر
پر مارا کہ اوسکا کام تمام ہو گیا ۔ بہاسکر کے بہی ہمراہی تلوارین نکال کر مہابت جنگ پر دوڑی
شہر والے جو تماشا کو آئے تہی نہایت اضطراب مین ہوسے لئے نامردون نی فرار کی راہ لی غرض انہون
نے صحن کے سراپردہ گرا دیے مصطفی خان ــــ اپنی فوج کی طرف دیکہکر فوج مرہٹہ پر جا گرا
اور مہابت جنگ کو بہی کہلا بہیجا کہ حضور بہی سوار ہوکر تعاقب فرماوین مہابت جنگ اوس ہنگامہ
رستخیز مین کہ کوئی کسیکو نہین پہچانتا تہا سپر اور شمشیر لیے استادہ تہا چند نفر اوسکے محافظ تہی فیل سواری
کے طرف اشارہ کرتے تہو اور مہابت جنگ کفش بردار کا انتظار کرتا تہا کسی نی عرض کیا کہ یہ وقت
انتظار کفش کا نہین جواب دیا کہ اسیوقت تہوڑی دیر مین کہوگے کہ مہابت جنگ ایسا گہبرایا کہ
جوتی کی بہی خبر نہ رہی تا آنکہ کفش بردار حاضر ہوا اوسوقت ہاتہی پر سوار ہوا مرہٹہ کی سپہ کا کام
آخر ہوا مہابت جنگ نے مصطفی خان کی خبر پوچہی لوگون نی کہا کہ تعاقب مرہٹہ مین روانہ ہوا تہا
اور کہہ گیا ہی کہ حضور سوار ہون اوسوقت مہابت جنگ نے باستقلال تمام بہاسکر کا سر دیکہکر

حکم نتادیا نہ بجانے کا صادر فرمایا اور بعد تفحص ہوجانے کشتہ ہونے بہاسکر کی تعاقب پر رخ کیا کٹوہ پر
برابر چلا گیا مگر کہین مرہٹہ کا سراغ نپایا اسکا سبب یہ ہوا کہ جب مصطفیٰ خان سنے بہاسکر وغیرہ سرداران
مرہٹہ کو عہد و پیمان سی مطمئن کر کے چاہتا تہا کہ دام بلا مین پہنساوے ہر ایک اسکی جعلی باتونمین
آکر ملاقات کو ہمراہ ہوئے مگر ایک سردار رگہوگای کوار نے ہر چند مصطفیٰ خان و علی قراول سنے
اسکو بہی فقیرے دیئے کہ مہابت جنگ کی ملاقات کو چلے مگر وہ نہ آیا اور مع اپنے گروہ کے باز رہکر کہا
کہ جب بہاسکر وغیرہ ملاقات کرکے واپس ہونگے صبح کو بندہ بہی کامیاب ملازمت ہوگا پس بمجرد
انقلاب اس واردات کے وہ مع اپنے ہمراہیون اور بنگاہ بہاسکر کے چلدیا اگرچہ اثنائے راہ
مین صدمہ مہابت جنگ سے محفوظ رہا مگر رعایا وغیرہ کے دست برد سی ضرر پہونچا بہر حال افغان
وخیز ان حدود بنگالہ اور کٹک سے باہر نکل گیا اور مہابت جنگ مع لشکر وغیرہ کی ضبح وشام اپنے
مرکز دولت کو آیا اور باطمینان تمام مشغول کاروبار ہوا اور اس خدمت کی عوض مین افزایش
تنخواہ سے سپاہ کو خوشنود فرمایا اور دس لاکہہ روپیہ بطور انعام کے عطا کیا اور بادشاہ کو فتحنامہ کو
کی عرضی بہیجکر التماس کیا کہ اضافہ منصب اور خطاب ببر جنگی اور نوبت واسطے مصطفیٰ خان اور نیز دیگر
رفقاسے جانفشان مانند میر محمد جعفر خان جسنے تلوار کا زخم کہایا تہا اور رفیق احمد بیگ خان اور حیدر علیخان
وغیرہ سے کے لئے عنایت ہو بر طبق التجا فرمان شاہی مشعر عطائے خلعت خاص اور جواہر اور خطاب شجاع الملک و اسپ
وشمشیر کے مہابت جنگ کے نام صادر ہوا اور مصطفیٰ خان کو خطاب ببر جنگی اور نوبت و منصب پنجہزاری
اور دیگر اشخاص کو بہادری کا لقب عطا ہوا اور موجب خوشنودی کا واسطے سب کے ہوا

مہابت جنگ اور مصطفیٰ خان کی ناچاقی اور مصطفیٰ خان کا مرشد آباد سی برآمد ہونا اور احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ سی لڑنا اور فتحیاب ہونا احترام الدولہ کا مصطفیٰ خان پر

جبکہ مصطفیٰ خان کا رتبہ نوکری سے بڑہکر سرشتہ ہمسری بلکہ برتری کو پہونچا تہا اور جمعیت و تشویش
افغانون کی بلکہ بنگالہ اور مہابت جنگ کی سرکار مین ایسا ازدحام رکہتی تہی کہ کسیکو ایک افغان
سے بہی مجال نفس زدن کی نتہی ہر چند کہ ایک نفر انکا برابر ایک جماعت اونکی کی تہا مگر بسبب
استیلاے فرقہ مذکورہ کے کچہ بہی نتہا اور فی الحقیقت یہ قوم اپنی کثرت اور عقل کی قلت سے جنگل
اور پہاڑون مین درندون کی مانند دلیر ہوتی ہی بنا برعلی ذالک لہذا ذرا بہی نان و نمک کا پاس نہین کرتی
ذرا سے استعداد پر آمادہ فساد و شر ہوجاتے ہین اور ادنی سی طمع مین سالہاے دیرینہ کا حقوق

ہوجاتے ہین خصوص اگر کوئی افغان مارا جائے اوسکے انتقام مین نہایت سخت ہوتی ہین ہرچند
مدتین گذر جائین بغض وعداوت اونکے دل سے نہین دور ہوتی مصطفی خان ہرچند عقل سے خالی
تہا مگر لالچی تہا دولتہاے نبگالہ کو دیکھکر ہمیشہ حسد مین رہا کرتا تہا یہانتک کہ استعداد جماعہ افغان بہی
اور مہابت جنگ کے مقابلہ مین برابر بلکہ اوس سے بڑہکر نظر آسے آتش دیرینہ مشتعل ہوئی اور
مہابت جنگ سے ایفاے عہد کیواسطے جو بروقت عرض واسطے دینے صوبہ عظیم آباد کے اقرار کیا تہا
مہابت جنگ نے اوسوقت توبموجب مثل مشہورہ کے صاحب الغرض مجنون باولا ہوکر مقر ہوا
تہا اب بڑی فکر ہوئی کیونکہ اوسکا چھوٹا داماد احترام الدولہ بہادر وہان کا صوبہ دار تہا چاہا کہ حسن
بیان اور سحر سازی سے ایسے امر دشوار کو آسان کرے چند مہینے تقریری دلجوئی کرتا رہا لیکن بموجب
اسکے کہ تستقی کی پیاس اوس سے نہین بجھتی خان مذکور اپنی تدبیر مین رہا آخر کار آہستہ آہستہ بد اخلاصی
پر کمر باندہی رفتہ رفتہ آخر محرم الحرام سنہ ۱۱۵۸ ہجری مین آمد و رفت دربار کی موقوف ہوئی اسکی وجہ
یہ ہوئی کہ مصطفی خان کے آنے سے دربار تقریر یوسف علی خان مرحوم کا بند ہوا یہانتک کہ مہابت جنگ
ظاہر مین اُسکی دلجوئی کرتا اور باطن مین اُسکے مدافعت کی تدبیر کرنے سے غافل نتہا چنانچہ ایکروز مصطفی خان
نے اودل شاہ اور حکیم شاہ اپنے دونون رفیقون کے کہنے سے بموجب قاعدہ مستمرہ کے دربار مین ہمکو
نوبھی آنے کا ارادہ رکہتا تہا کہ وہ لوگ دربار مین پہونچے مجرا کرکے بیٹہے تہے یوسف علی خان بہی حاضر دربار
ہوا اور یہ حالات دیکہہ رہا تہا اوسکے زبانی ہی کہ سواے چند نفر کے اور کوئی شخص حاضر نتہا جب وہ
دونو آکر بیٹہے اور اونکے بیٹہتے ہی کسی خواجہ سرا نے محل سے آکر خبر دی کہ نواب بیگم کو کہ مہابت جنگ کی
بی بی تہی ظاہر کیا کہ ہیضہ ہوا اور اس خبر کے ساتہ قریب پہونچے مصطفی خان کی خبر لگی مہابت جنگ مجلس سے
چلا گیا اودل شاہ اور حکیم شاہ کو فرمایا کہ ٹہرو اسی حال مین ان دونون کو دولت سرا سے کوئی حرکت
متوہمہ احساس ہوئی تو وہم ہوا کہ شاید کچھ مسلح لوگ محفوظ ہین تاکہ مصطفی خان کا کام تمام کرین یہ
خیال کرکے اپنی اپنے گہرونکو چلدئے اور راستہ مین مصطفی خان سے تمام سرگذشت کو بیان کردیا خان
مذکور جو مدت سے متردد اور مہابت جنگ سے غیر مطمین تہا فوراً اس صدا کے سنتے ہی اپنے ملک کو گیا مہابت جنگ
کو یہ خبر پہونچی فوراً شہامت جنگ بہادر کو بہیجا کہ بہر نوع اوسکی تسلی اور تصفیہ کرکے حضور مین لاوے
شہامت جنگ فوراً اُسکے پاس پہونچا اور راستہ مین ملاقات ہوئی پس شہامت جنگ نے ہرچند چاہا
کہ دم دلاسے سے رضامند کرین مگر وہ راضی نہوا اور اپنے مکان کا راستہ لیا اور وہان پہونچکر اپنے
رسالہ کو جو نو ہزار سوار و پیادہ سے تیار تہا متفق کیا اور باغی ہوکر استعفاے نوکری اور استدعاے

عطا سے تنخواہ کی مہابت جنگ نے شہامت جنگ کے توسل سے جو کہ سپاہ کے نزدیک معتبر تہا ہر چند چاہا کہ اوسکی وحشت دور ہو مگر کچہ سود نہوا بلکہ مصطفی خان نے خشونت آمیز کلام و پیغام مین شروع کردی مہابت جنگ اور شہامت جنگ اور صولت جنگ وغیرہ مضطرب و حیران ہوکر نہایت پریشان خاطر ہوئے اوسکے تہور اور شجاعت سے تو بخوبی آگاہ تہے سالہا سال ملاحظہ کیے تہے لڑائی کے اسباب و کارخانے ہونے لگے شہر مرشد آباد مین مہابت جنگ کے ملازمان دو لتخواہ جمع ہوے دارالامارۃ سے چہاونی تک سپاہ و لشکر کے لوگ مانند صولت جنگ اور ثابت جنگ اور شہامت جنگ اور میر محمد جعفر خان اور حیدر علیخان اور فقیر اسد بیگ خان اور نور اسد بیگ خان و عمر خان اور اوسکے لڑکے اور دیگر امرای متفرق اور ہزاری وغیرہ برق انداز مانند فتح راو اور بخشی و چپیدن اور نیز بہلیہ اور خاص برادر وغیرہ مہابت جنگ کی حویلی کے گرد مسلح رات دن ہوشیار رہتے تھے اور شمشیر خان اور سردار خان آمد و رفت دربار کی کیا کرتے ظاہر مین مہابت جنگ اور باطن مین مصطفی خان سے ملکر دونو کو خوشنود رکہتے تہے مہابت جنگ بہی بنابر عدم اعتماد فرقہ افغان سے بخوبی آگاہ ہوکر ظاہری تالیف قلوب سرداران مذکور کی کیا کرتا تہا اور مہابت جنگ عجب دغدغہ مین تہا اول یہ کہ مصطفی خان کی اصلاح چاہتا تہا اور بنابر ملاحظہ خدمتگذاری اور اوسکے جانبازیون کے مفارقت بہی گوارا نتہی اور لڑنا بہی امر دشوار تہا کیونکہ مخلصان شجاع اوسکے رفیق تہے ایکروز چاہا کہ بموجب گذشتہ کے تنہا مع سراج الدولہ کے اوسکے مکان پر جاوے بلکہ پالکی طلب کرکے سوار ہونا چاہتا تہا کہ اوسکے بہتیجون نے مانند شہامت جنگ اور صولت جنگ اور نیز دیگر ہوا خواہ مانند میر محمد جعفر خان اور حسین قلیخان بہادر اور فقیر اسد بیگ خان وغیرہ نے نہایت مبالغہ سے مانع ہوکر کہا کہ اب وہ باتین جاتی رہین اب مصطفی خان کو ملک گیری کا دعوی ہے حضور کے زوال مین اپنا اقبال چاہتا ہے پس اگر عزم جزم تشریف بری ہے اول ہم لوگون کو ذبح کر ڈالیے بعدہ اوسکے گہر کی طرف قدم رنجہ فرمایئے مہابت جنگ نے اون سبہون کی التماس پر خیال کرکے فسخ عزیمت کی اس عرصہ مین رحیم خان نام مصطفی خان کا ہراول بحسب تقدیر اوسکی رفاقت چہوڑکر مہابت جنگ سے آملا اور شمشیر خان اور سردار خان بہی اپنا عروج مصطفی خان کے اخراج مین چاہتے تہے لہذا مہابت جنگ کے رفیق ہوے مصطفی خان نے مرشد آباد کی لڑائی اسی وجہ سے مناسب نہ سمجہی یا بحسب تقدیر پروای گواہی نہ کی بہر حال مصطفی خان نے صوبہ عظیم آباد کا حاصل کرنا سہل سمجہکر اوسطرف کی عزیمت کی اور مہابت جنگ نے اوسکا یہ ارادہ غنیمت جانا مصطفی خان نے اپنے وکیل کو مع فرد حساب مشاہرہ خود مع سپاہ وغیرہ کے بخاطر خواہ بدون دینے تصحیح اور موجودات کے بہیجکر درخواست عطاے مبالغ مذکور کی مہابت جنگ نے بلا تامل بطور صدقہ رد بلا کی

سترہ لاکھ روپیہ بہیجدیا اور مصطفی خان نے اپنے آدمی بہیجکر جو دہری ہی گاڑی وغیرہ باربرداری منگواکر اسباب
لدا یا اور تاریخ معہود کو کوچ کیا جب مرشدآباد سے دور نکل گیا شہروالون کے جان مین جان آئی مہابتجنگ
نے رحیم خان کی دلجوئی قرار واقعی کی اور شمشیر خان اور سردار خان کو بہی مشمول عاطفت فرماکر خوشنود
و مطمئن کردیا اور باوجودیکہ دل شیر خان برادر مراد شیر خان خواہرزادہ کہتر شمشیر خان اور الف خان
داماد سردار خان کی مصطفی خان کی رفیق ہوے مگر اسکا ذکر جب عقل مین آتا مہابت جنگ کہتا کہ یہ اونکی
جہل جوانی ہی - جب مصطفی خان نے راج محل پہونچکر بعض توپین اور ہاتہی جو وہان تہے مع سازوسرانجام
منتخب کرکے لے لیے اور صاف باغی ہوگیا - مخفی نہ ہو کہ جب مصطفی خان نے ایفاے عہد مین مہابت جنگ
کا حیلہ دیکہا تہا اپنے بہائی چچازاد عبد الرسول خان صوبہ دار کٹک کو باہمی رفاقت کیواسطے بلایا تہا
لہذا عبدالرسول مذکور نے مسمی داوود خان افغان کو نائب اپنا مقرر کرکے مع اپنے رسالہ کے مصطفی خان
سے آملا - اسکا باپ عبد النبی خان شیعہ مذہب محمد اعظم شاہ خلف عالمگیر اورنگ زیب کا رفیق
تہا میر عبد العزیز جو کہ سادات سمانہ مضاف صوبہ لاہور سے تہا اور سرکار مہابت جنگ کی رسالہ دار وطن
منجملہ افواج متعینہ کٹک کے ہمراہ تہا مورخ سی نقل کرتا تہا کہ عبد النبی خان ہمارا ہم وطن ہمراہ تہا
جسوقت کہ مصطفی خان نے داعیۂ مخالفت کیا ایکروز خلوت مین بندہ سی کہا کہ سید صاحب کو خبر ہوگی
مصطفی خان کو داعیۂ نمکحرامی ہوا ہی بندہ عجب مخمصہ مین گرفتار ہی اگر مصطفی خان سی شریک ہو برخلاف
رسم اپنے خاندان کے نمکحرام ہوتا ہون اور اگر مہابت جنگ کا رفیق ہوا آشنا و بیگانہ کی طعنہ سننا
پڑینگے لوگ کہین گے کہ مہابت جنگ کی رفاقت مین دولت و آرام پاکر بیٹہہ رہا جسکے بدولت
اس رتبہ کو پہونچا اوسکا ساتہ نہ دیا - کیا خوب ہو کہ قبل اس حادثہ کی حضرت ملک الموت تشریف
لاوین تاکہ دونو ندامتون سی رہائی پاؤن اور پنجشنبہ کے روز قدم شریف مزار پر جو کٹک مین ہی
جاکر یہی دعا کی اور بلاناغہ روز پنجشنبہ کو یہ معمول ہوا تا آنکہ دعا مستجاب ہوئی اور قبل شروع مخالفت
مصطفی خان کی ایک عارضہ مین مبتلا ہوکر پنجشنبہ کے روز روانہ ملک عدم ہوا اور اوسی قدم شریف
مین مدفون ہوا - اور واسطے زیارت قبر اوسکی کے روز پنجشنبہ معین ہوا تہا الی الآن موقوف نہین
ہوا ہی - القصہ جب مصطفی خان نے ترک رفاقت مہابت جنگ اختیار کی اور عبد الرسول خان جو زور
بازو بہی برادر تہا رفیق ہوا مہابت جنگ نے کٹک کو اپنے نایب سی خالی پاکر راجہ دولبہہ رام پسر راجہ
جانکی رام کو جو پیشتر عبد النبی خان کے عہد سی اوس صوبہ کا پیشکار تہا اور اسکے بعد عبد الرسول خان
کا بہی نیابت مین اوسی عہدہ پر بحال رہا صوبہ داری کٹک پر مقرر اور منصب سہ ہزاری اور پالکی جہالر

اور دو ہزار سوار کے رسالہ سے سرفراز فرمایا اور سند بھی لکھدی صابت جنگ نے اپنے چھوٹے داماد زین الدین احمد خان کو کہ بہت پیار کرتا تھا لہذا اوسکو لکھا کہ مصطفی خان سے لڑنا نچاہیے بلکہ لازم کہ بہت جلد دریاے گنگا کی شمالی طرف سے میرے پاس چلے آؤ اور جو احتیاج ہو باتفاق ہمدیگر مدافعہ مصطفی خان کا کرینگے اور جو تن تنہا لڑوگے مفت لقمہ اجل کے ہوگے اور کچھ حاصل نہوگا۔

آنا ہیبت جنگ کا سرکار ترہٹ سے عظیم آباد مین اور میدان باغ جعفر خان مین مقیم رہنا اور مصطفی خان سے لڑکر فتحیاب ہونا

اس نفاق کی خبرین کہ درمیان مصطفی خان بہرجنگ اور صابت جنگ کے درمیان مین واقع تھین برابر ہیبت جنگ کو پہونچا کرتی تھین جب اوسکے عزیمت کی خبر بعزم تمرد و شرسنی اور نیز صابت جنگ کی تحریر مشعر عدم ہنگامہ آرائی صادر ہوئی ہیبت جنگ نے رفقاسے دولتخواہ سے صلاح کی ہر ایک نے حسب مرضی کہنا شروع کیا اکثرون کی رضا یہ بھی ہوئی کہ بموجب تحریر صابت جنگ کی تھینا ہو کیونکہ مصطفی خان سے فتحیابی ناممکن تھی مصطفی خان کے ہمراہ چودہ پندرہ ہزار سوار جرار ملازم اور غیر ملازم اوسکے ہمراہ تھے اور وہ لوگ سیکڑون حرب و ضرب مین دست زور دکھلا چکے تھے اور مصطفی خان بذات خود نہایت دلیر اور شجاع اور تجربہ کار اور قواعد رزم و پیکار سے خبردار تھا تیر و شمشیر مین وہ دست زور تھا کہ توپ بندوق کی حاجت نتھی مگر اوسکے ہمقوم بندوق ہمراہ رکھتے اور بر وقت مناسب سوار خواہ پیادہ ہوکر سرکرتے تھے علاوہ اسکے پچاس ضرب توپ اور ڈیڑہ سو سے زیادہ ہاتھی وغیرہ تھا خلاصہ یہ ہے کہ جملہ سامان رزم و سپاہ و توپخانہ وغیرہ نہایت درستی مین تھا کہ اوسی زمانے مین اکثرونکے پاس ویسا اسباب و سامان نتھا اور ہیبت جنگ کے پاس بہمہ جہت تین ہزار سوار اور چھہ ہزار پیادہ تفنگچی سے زیادہ نتھے انمین بھی بعض بیرونجات مین متعین اور کسیقدر ہمراہ رکاب تھے اور بعض رفقائے احترام الدولہ کہ شجاعت اور دلیری مین بے نظیر تھے مانند حیدری نثار خان مورخ کے چچا نے عرض کیا کہ ہر امر مین مشیت ایزدی منظور ہے بیش و کم پر موقوف نہین خدا معلوم کسکی حصہ مین فتح و شکست ہے بموجب آیہ کریمہ کے کما قال اللہ تعالی عز و جل کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله پس دل کا ولولہ کیون دبایے بہتر ہے کہ عزم رزم ہو دیکھین کسکو دکھ کے ہنسی ہوتی ہے تقدیر کسکی سرنوشت کو زو نی ہے ہیبت جنگ چونکہ نہایت غیور اور صاحب شعور تھا جازم جنگ ہوکر ترہٹ سے کوچ فرمایا اور برابر آ کے آسے جعفر خان کے باغ مین ٹھہرا عبد العلیخان بہادر اور نیز دیگر معززان شہر نے

مانند عقیدت مند خان بہادر برادر عمدۃ الملک امیر خان وغیرہ منصبدار انکی ملاقات کو حاضر ہوئے ہیبت جنگ
نے ہر ایک سے اخلاق کمال ظاہر فرمایا اور سرانجام اسباب اور فراہمی سپاہ میں ساعی ہوا
فایز علی خان بخشی تہا لہذا مہدی نثار خان اور عبد العلی کو تالیف قلوب جماعہ داران اور جواب و
سوال سرداران سپاہ پر مامور فرمایا احمد خان قریشی نبیرہ داؤد خان مشہور اور شیخ جہان یار
اور شیخ حمید الدین اور شیخ امیر اسد اور کرم خان اور غلام جیلانی خان اور خادم حسن خان اور
راجہ کیرت سنگہ اور راجہ رام نراین وغیرہ رفقاے خیر اندیش کو مامور کیا کہ راتدن جوانان جوش پراق
و نخوش اسپہ کی بہرتی کی جاوے اسکے بعد بدرجہ لاچاری جیسے حاضر ہون مقرر کرین اور
زمینداروں کو بھی طلب کیا ازانجملہ راجہ سندر سنگہ مع اپنے ملازمین کی اور نامدار خان زمیندار پرگنہ
ترہٹ مع اپنے برادران جانفشان کی اور سردار خان اور کامگار خان اور زبست خان ساکنہ مسیرہ
کے کہ وہ بھی برابر ہمراہیان سندر سنگہ کا تہا اور بشن سنگہ زمیندار سرس کٹنبہ اور پہلوان سنگہ اور
توہر سنگہ برادر زمینداران پرگنہ ترہٹ اور جین پور کے اور ہرب سنگہ زمیندار ارول وغیرہ کے حاضر آئے
تہوڑے عرصہ مین چودہ پندرہ ہزار سوار و پیادہ علاوہ پہلے ملازمین کی مقرر و معین ہو گئے اب
دولتخواہون کی صلاح کے بموجب یہ راے ہوئی کہ میدان مین بدون سنگر کے مصطفی خان سے
عہدہ برائی نہوگی لہذا حکم ہوا اور بیلدار وغیرہ طلب ہوئے جعفر خان کی باغ کی برج سے سنگر کی آغاز
ہوئی اور جہان پر کہ دریا کے پانی کی حفاظت کو شہر عظیم آباد کے خارج پر سد بنائی گئی تہی وہان تک سنگر
بنائی اور سنگر کے باہر بہت گہرا خندق اور اوسکی مٹی سے سد باندہکر قلعہ تعمیر کر لیا اور اوسکے برجون پر
توپین چڑہادین اور ایک برج سے دوسرے برج تک ایک نہ ایک جماعہ دار کی حفاظت ہوئی اور
فوج کی سرداری چند آدمیون کو مقرر ہوئی اور چند جماعہ دار اوسکے ماتحت کر دئے اول عبد العلیخان
بہادر مورخ کے خالو دوم احمد خان قریشی سوم راجہ کیرت چند دیوان خلف راے رایان چہارم
راجہ رام نراین پنجم خادم حسن خان ششم ناصر علیخان وغیرہ سنگر کے نیچے مع اپنی اپنی جماعت کے اقامت
گزین ہوئے اور خیمہ اور بنگاہ لشکر کے پیچہے برپا ہوے اور روز و شب انتظار مصطفی خان کا ہونے لگا
مورخ مع اپنے چہوٹے بہائی علی نقی خان کے تین مہینے اس سے بیشتر غرہ ذی قعدۃ الحرام ۱۱۵۸ ہجری
کو شاہجہان آباد سے بموجب حکم اپنے والد کے واسطے انصرام شادی کتخدائی کے عظیم آباد پہونچکر
ماہ محرم ۱۱۵۹ کو اپنے خالو کی لڑکی سے کتخدا کیا گیا اور ماہ صفر کو صاحبت جنگ کی لشکر مین
آکر شریک عبد العلیخان اپنے خالو کا ہوا اور نقی علیخان اپنے چچا مہدی نثار خان کی رفاقت مین کار

ہیبت جنگ مین وارد ہوا اوسکے ہمراہی مین زیادہ سو سوار سے نتھے اور مورخ بلا علاقہ نوکری کے
بپاس آبرو اور نیز محبت خال اور عزیزان دیگر کے ۱۹ برس کے سن مین مہابت جنگ کا رفیق ہوا۔
الغرض ہیبت جنگ نے دروازہ ہاے شہر اور بعض بروج پر لوگ تعنات کردیے تاکہ کوئی شخص
اُسکے لشکر کا مضرور ہوکر شہر مین نجاے اور نیز مصطفی خان کی رسائی بہی نہو اور نیز دریافت مافی الضمیر
اور اتمام حجت کو دو تین آدمی برسم قاصدی تعنات کیے اونمین ایک حاجی عالم کشمیری جو آخر مین حاجی
محمد خان کے لقب سے سرفراز ہوا اور دوسرے مولوی تاج الدین جسکی اصل صوبہ اودہ سے تہے
اور عمدۃ الملک کے طرف سے ہیبت خان کے مدرسہ کی مین جو لب دریا قلعہ کی متصل مغرب کو واقع
اور جاے فضا ہے مقرر اور وظیفہ پاتا تہا اور ایک شخص جسکی یاد نہین رہی غالب ملک محمد خان دیوان صوبہ
کابل کے خاندان کا چشم و چراغ تہا بہرطور یہ لوگ مصطفی خان کی پاس جاکر پیغام رسان ہوی کہ اگر آپ کا
مرشد آباد سے حرکت کرنا بسبب ترک رفاقت مہابت جنگ کی ہو چونکہ حقوق خدمت ہماری تمہارے
ذمہ ہین برسم مہمان خانہ افروز ہوجیے جو کچہ سامان اور بار برداری کی حاجت ہوگی دو تین روز مین سرانجام
کردیا جاوے گا اور اگر کوئی ملال مہابت جنگ سے ہوا ہو اطلاع دیجیے کہ بندہ واسطہ ہوکر رفع
کدورت کرا دیوے اور اگر کوئی سند اس صوبہ کی حضور شاہی سے حاصل کی ہو دکھلا دیجیے کہ بدون
حرب و ضرب کے اب راہ لون اور جواب لیکر جلد معاودت کی یہ جواب لائے کہ نہ تو جانے کا ارادہ
ہے نہ مہابت جنگ سے عزم رزم و مصاف بلکہ ارادہ حاصل کرنے تمہارے صوبہ کا ہے اور جو سند طلب
کرتے ہو اوسکا جواب یہ ہے کہ جو سند سرفراز خان کی صوبہ بنگالہ کی سے لیے لیتے ہین تمہارے چچا کی پاس تہی
وہی سند ہمارے پاس بہی موجود ہے دیکہنا چاہیے مصرع تا درمیان خواستہ کردگار چیست۔
اس جواب دینے کی بعد مولوی مذکور سے سوال کیا کہ مولوی جی صاحب اگر ایک طرف سے بت پرست
اور دوسری طرف سے رافضی سر پر ہوش ہوں اور مجہے دونو فرقہ کی سرکوبی کی قدرت ہو پس اول
کس گروہ پر بلا تہ صاف کرنا ضرور ہے مولوی صاحب مطلب سمجہکر بولے اول کافرون کا قتل روا ہے
اور اہل قبلہ کو ہرچند رافضی ہین مگر قتل کرنا واجب نہین لیکن دلالت تجیز و ممانعت منا ہے ہما ممکن کا
مستحسون سے ہے مصطفی خان نے کہا کہ باعتقاد اور ارشاد ہمارے مشایخ کے رفض کفر سے بدتر ہے اول رفض
کو سمجہنا چاہیے بعدہ کفر کو یہ کلام سنکر مولوی صاحب موش ہو رہے اور رخصت ہوی وہان سے آنکر سارا
حال ہیبت جنگ کو پہونچایا یہ کلام جلتی ہوئی آگ مین روغن کا چہرکاو ہوگیا یہ بہی شہرت تہی کہ
مصطفی خان نے ہر ایک شہر والون کے مکان ہر ایک اپنی سردار لشکر کو تقسیم و نامزد کر رکہے تہے تاکہ بعد

سے تنہائی کی جو جس جگہہ نامزد ہوا مع اپنی عیال و اطفال کے ساکن ہوئے۔ مورخ نے نہایت مشوش ہو کر دیوان لسان الغیب
حافظ شیرازی مین فال دیکھی یہ شعر برآمد ہوا حافظ مسند تو با خدای خود انداز کار و دل خوش دار ☆ کہ رحم اگر نکند مدعی خدا بکند
اور شکر اللہ ہے کہ اسیطرح پر سرگذشت ہوئی القصہ جب مصطفی خان مونگیر ہوپنچا عبد الرسول خان اپنے بہائی کو
مع فوج ہمراہی کے قلعہ مونگیر کی تسخیر پر مامور کیا حسن بیگ خان قلعدار مع بندوقچیان محافظ کے ساتھ حراست کے قیام
رکہتے تہے سرگرم مدافعہ ہوا مگر اسقدر کام اونکی نظر مین کچہ حقیقت نرکہتا تہا تنگی پاؤن ساتھ جماعت رفقا وغیرہ کے
قلعہ مین یورش کی اور لوگون کو باہر نکال دیا اور قلعہ کو چہین لیا لیکن تقدیر کو دیکہئے جبکہ عبد الرسول خان
قلعہ کے دروازہ پر کہڑا ہوا لوگون کو لڑائی پر تحریص کر رہا تہا کسی قلعہ والے نے ایک پتہر مارا اس سنگدل کا سر چور
ہوا شیشہ حیات کو ٹہیس لگی بادہ روح بہ نکلی اگرچہ فتح ہو گئی مگر اس حادثہ کی مکافات کا تدارک الہی قلعہ ہی پر سانح تہا
ہرچند ظاہر مین مصطفی خان نے بڑا کچہ استقلال دکہلایا مگر کمر قوت کمزور ہو گئی چار و ناچار وہان پر تین مقام کیے تعزیت مین نوبت نہ بجائی
چوتہے روز نوبتخانہ وغیرہ جو سامان ضروری تہا قلعہ مذکور سے لیکر آگے کی راہ پکڑی جب ہیبت جنگ کو اسکی نزدیک
آپہونچنے کی خبر ملی رات دن سنگر کی حفاظت مین مصروف ہوا اور رعد ہی نثار خان کو حکم دیا کہ رات دن گرد سنگر
کی گشت کر کے تالیف قلوب لشکر مین مصروف رہے تا آنکہ پنجشنبہ کے روز ۱۷ یا کہ ۱۸ ماہ صفر کو سب لوگ طیار ہو کر
بیٹہے تہے کہ دو گہڑی دن نکلنے پر مصطفی خان سنگر کے قریب آگیا اور باغہای انبہ کے درمیانین سکونت کی اور فوج کے دو حصے
کئے ایک حصہ بلند خان روہیلہ کی سرداری مین اور دوسرا اپنی ہمراہی مین لیا اور اون باغات سے نکلکر بلند خان
کو پیشدستی مین بہیجا تاکہ اوسی طرف سے مخالف کے لشکر یا وسنگر کے عقب سے آوے اور ہیبت جنگ کو لشکر کی پشت پر پہونچے
یہ تدبیر کر کے خود بہی اخیر سنگر سے کہ راجہ سندر سنگہ اور کیرت سنگہ وغیرہ اوسطرف محافظ تہے گہس جانے کا ارادہ کیا
بلند خان حسب الامر نکاس ہو کے جعفر خان کے بڑے باغ سے جہان بیچارہ قید ہوتے تہے نکلا ناصر علیخان مجروح
اور اوسکے بیٹے سید علی اور مرتضوی خان کے داماد مرزا رمضانی سے جا بہڑا ناصر علیخان زخمی ہو کر بیکار ہو گیا اور
سید علی اور مرزا رمضانی جان سے گئے اور ناہر خان مواتی زخمی ہو کر رو بفرار ہوا اور بلند خان ہیبت جنگ کے
لشکر مین جا پہونچا اور اوسکے ہمراہی روہیلہ لشکر کی معموری دیکہکر لوٹ مار مین راغب ہوئے ادہر سے مصطفی خان
نے راجہ سندر سنگہ پر حملہ کر کے جماعت کثیر مانند غازی خان بابوزئی اور سندر سنگہ کے داماد وغیرہ کو میدان
ہلاک مین مار ڈالا سندر سنگہ چند نفر کے ہمراہی مین فوج مصطفی کے ازدحام مین جو چہ سات ہزار سے کم نتہی
اوسکی تلاش کرنے لگا اور مصطفی خان کچہ بہی اوس سے خبر ہوا آگے کو بڑہا بمجرد دخول سنگر کے ذوالفقار خان بہائی کو
تیر بان سے کلہ پر اور راجہ کیرت چند کے پہلو مین زخم آیا اور بمجرد مجروح ہونے کے سپاہ اوٹہہ گئی ادہر
لشکر مین عجب بے انتظامی کی بہگدر پڑ گئی ہیبت جنگ کے روبرو میدان خالی پا کر مصطفی خان مع ہمراہیان

بسیار کے نمایاں ہوا ہیبت جنگ ہاتھی پر سوار ہو کر چند آدمیوں سے جو تخمیناً دو سو سوار اور ڈیڑھ سو پیادہ خاص
سردار تھے مقابل ہوا جملہ سواروں سے نامدار خان اور کامگار خان اور سردار خان و رحمت خان مئین مع اپنے ہمراہی
ایکسو سوار کے اور اسّی سوار متفرق رسالہ میر بدر الدین مخاطب بسیادت علیخان کے اور کتنے لوگ ملازم سرکار تشیح
رکاب بنصرت انتساب کے تھے اور مہدی نثار خان مع نقی علیخان اور میر اکرام اور پانچ چھہ اور آدمیوں کے مورچہ
میں شیخ حمید الدین حاجی لکھنؤوالے ہیبت جنگ کے بائیں طرف گفتگو اور دلجوئی اسکی میں تھا کہ اس معرکہ نے رونق نئی
کی ہر چند مہدی نثار خان نے انکو اور نیز شیخ محمد اسعد لکھنؤوالے کو سواری کیواسطے کہا مگر کسی نے نہ سنا مہدی نثار خان
اونہیں پانچ چھہ آدمیوں سے ہیبت جنگ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا مصطفی خان نے پہونچتے ہی لوگوں کو اشارہ کیا کہ
دونو ہاتھ سے ہیبت جنگ کو پکڑ لیویں بلکہ آواز سے کہا کہ ہیبت جنگ یہی ہے زندہ گرفتار کرو حکیم شاہ نے مقابل مہدی نثار خان
کے آکر پیادہ ہوا اور مہدی نثار خان کے تین چار آدمی پا پیادہ ہو کر مقابل ہوئے ہیبت جنگ کمال استقلال سے تیر زنان
ہوا اور کسی شخص نے معرفت عبد العلیخان کو مع فوج طلب کیا عبد العلی خان وغیرہ جو مصطفی خان کا جا پہونچنا جانتا تھا
متحیر ہوا کہ لشکر کا قاعدہ نہیں کہ سوار ہوں اور اپنی جگہہ سے متحرک جو جہاں ہو وہیں کی حفاظت میں مصروف
رہتا ہے ہیبت جنگ نے دوسرا پیغام دیا بموجب مصرعہ پس ازان کہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد ۔ اس خبر سے
عبد العلی خان متحیر ہو کر سوار ہوا اور صاحب کتاب ہذا بھی چند نفر کے ساتھ ہمراہ تھا دیکھا کہ مصطفی خان شکست کھا کر
لشکر کے باہر گریزان ہو گیا اور ہیبت جنگ کی طرف سے بان اور توپ چل رہے ہیں عبد العلیخان اس واقعہ سے سخت
نادم ہوا کہ ایسے وقت میں مجھسے کوئی خدمت نہ ہو سکی چاہا کہ اونہیں چند ہمراہیوں کے ساتھ مصطفی خان کی فوج پر
جو دور ہو کر بکمال استقلال شادیانہ فتح بجا رہی تھی جا گرے دوستان دلربا نے ممانعت کی مگر غیظ جو آیا ایک نہ مانی
بیساختہ قدم اوٹھایا اوسوقت ہیبت جنگ نے ممانعت کی کہ آگے بڑہنے میں اس فتح خداداد کا قضیہ بالعکس ہو گا پس ٹہر کر شروع شکر گذاری
کیجیے لاجرم آگے نہ بڑہا اور پہر آیا اور مصطفی خان دو پہر تک استادہ رہا جب سپاہ و سرکردہ ہمراہی میں کٹہی ہوئی کترون کو مجروح پایا اور
اور بعض معتمدوں کو مارے جانے کی خبر پائی لہذا اوسوقت یورش موقوف کر کے اپنے خیمہ گاہ کو لب دریا کے
بن بن تہا کے چلا گیا اور لشکر کے مقابلہ پر درختان انبہ میں توپیں لگا کر گولہ اندازی شروع کی مصطفی خان
کی لشکر پر شکست کھانے کی یہ صورت ہوئی کہ جب ہیبت جنگ نے مصطفی خان کا لشکر میں پہونچنا
دیکھا زندگی سے مایوس ہو کر بڑے استقلال سے جنگ آور ہوا دست خاص سے تیر افگن تھا و نیز
تفنگچیان خاصہ اور راجا بے میگن نے بندوق و شمشیر سے مصطفی خان کے سر راہ بند کر دی اسی عرصہ میں
حکیم شاہ کہ جوانان بانام نشان سے تھا اور جملہ معتمدان مصطفی خان میں فوق رکھتا تھا روبرو مہدی نثار خان
اور ابدل شاہ اور راسپ نے بہائی اور بعضی تھوران دیگر کے روبرو ہیبت جنگ کے زخم شمشیر و تفنگ سے

مارا گیا مصطفی خان نہایت نزدیک آگیا تھا اوسکا فیلبان زخم تفنگ سے بر روے زمین آیا اس واردات سے
مصطفی خان کو اضطراب ہوا کہ ایسا نہو اوسکا ہاتھی گریزان ہو جھٹ سواری سے اوترکر پیادہ پا ہوا
تا کہ اُسکے ہمراہ اور لوگ بھی جانفشانی کریں مگر اوسکے اوترنے کا سبب لوگون نے یہ سمجھا کہ شاید فیلبان سے
ہم آغوشی ہوئی فوج بھاگ نکلی در صورت لاچاری کے خود حضرت بھی پیادہ پا دوڑے مع ہمراہیون کے لشکر کے باہر آئے جب لوگون
نے پہنچایا تو ہوش مین آئے اور ایک نہایت عمدہ گھوڑا واسطے سواری کے حاضر لائے اور اوسپر سوار کیا چونکہ عین
ہنگامہ انقلاب اور وقت اضطراب تھا ٹھہرنا مصلحت نہ سمجھا دور تر جاکر شادیانہ بجانے کا حکم دیا اور مقابلہ
پر استادہ ٹھہرا ہوا اور جسطرح کہ ذکر ہوچکا ہے ویسا ہی عمل مین لایا ادھر ہیبت جنگ نے مع تمام سردارون
و افواج باقیماندون کے تمام رات دن حفاظت کی اطمینان کے بعد معلوم ہوا کہ راجہ سندر سنگھ تا بمقدور مع
اپنے ہمراہیون کے سرگرم جانفشانی رہا آخر کار مصطفی خان کی دست بردی سے آکر اپنے رفقا کو مقتول و مجروح دیکھکر
راہی ہوگیا اور راجہ کیرت چند بھی اپنے راہ لگا اور بلند خان نے لشکر کی بازار اور بنگاہ لوٹ لی سندر سنگھ
نے مصطفی خان کی فتح اور ہیبت جنگ کا مارا جانا خیال کرکے اپنی راہ لی اوسکے ہمراہ بشن سنگھ اور محمد جمال
اور نصر اللہ زمیندار پرگنہ سرس کٹھنہ اور ترار وغیرہ کے بھی چلے گئے اور جنہون نے مصطفی خان کی ضرب کھائی تھی
اکثر حصار عظیم آباد کے گھرون مین اور بعض دریا کنارے اور انہون کے باغ مین جا چھپے نصف لشکر کے قریب محافظون
سے خالی ہوگیا بازار اور خیمون کے نشان تک نتھے جہانتک نگاہ کام کرتی تھی دشت میدان نظر آتا تھا لاچاری سے
شہر کے طرف لشکر جانب مغرب چھوڑ دیا اور مشرق کی طرف غنیم کے مقابل مین حفاظت ضرور جانی ہیبت جنگ
تمام دن مختصر خیمہ مین جو عبد العلی کے خیمہ سے تھوڑے فاصلہ پر نصب تھا قیام کرتا تھا اور رات کو عبد العلیخان کے
خیمہ مین شب باش ہوتا تھا عبد العلیخان اور مہدی نثار خان اور نیز مورخ اور اسکے رفیق وغیرہ اور ہمراہیان
عبد العلیخان اور اکثر مہدی نثار خان کے نوکر اور علی نقی خان یہ سب لوگ اسکی پاسداری کرتے تھے ایکرات
پٹھانون نے قریب لشکر ہوکر بان مارے اور چھاپہ مارنے کا ارادہ کیا مگر بیداری و اقبال مہدی نثار خان و عبد العلیخان
کی حسن سعی سے کچھ پیش نہ گئی انہون نے جھٹ پٹ سب کو ہوشیار کرکے حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہہ پر خبردار
طیار رہو جب غنیم پیشقدمی کرے سزا دو تمام دن غنیم کی توپین چلا کرتی تھین تھوڑے آدمی جو کسیقدر
ہم لوگون سے دور تھے مجروح اور ضایع ہوتے اور جو لوگ کہ دامن لشکر مین رہتے وہ محفوظ تھے پانچ دن تک
کامل یہی دار و مدار رہا ساتوین رات کو کہ آخر ماہ صفر کی چار شنبہ کی شب تھی ہرکارون نے خبر دی کہ مصطفی خان
کل کوچ کریگا ہیبت جنگ نے لوگون سے مصلحت کی یہ راے قرار پائی کہ مصطفی خان کو بجز جنگ کے کچھ منظور
نہین صبح ہوتے حتی الامکان آمادہ پیکار ہونا چاہیے جو مقدور مین سے ہوگا اور یہ صلاح ہوئی کہ جو لشکر

سابق مین مغلوب ہوئے اوسی سنگر مین کر دیجئے اور جو محفوظ رہے ہین اونکو ساتھ لیکر جنگ کیجیے عبد العلیخان
بہادر کو مع احمد خان قریشی اور شیخ جہانباز اور خادم حسن خان اور سید عرب خان کو مقدمہ الجیش کیا اور
جسونت ناگر اور نامدار خان راجپوتون کو مع اوسکے چارون بھائی اور کل اور رسالہ خاص اور مہدی نثار خان
اور شیخ حمید الدین وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیا اور سب لوگ ہمراہ احترام الدولہ ہیبت جنگ بہادر کے ساتھ مقرر ہوئے
اور راجہ کیرت چند اور راجہ رام نراین اور ذو الفقار خان وغیرہ جو پہلی مرتبہ منہزم ہوئے تھے سنگر مین تعین کئے گئے
اول صبح کو ہیبت جنگ نے نماز پڑھ کر توکل باری اور نصرت الہی پر کر کے سواری کی اور ناصیہ سائی بحضور آستان خداوند
کریم پر کر کے فتح و ظفر او پر دشمن کے چاہی تبھی عبد العلی خان کے ہمراہ ڈیڑہ ہزار آدمی اور ہیبت جنگ کے ساتھ
دو ہزار سوار ایکہزار پیادہ اور کچھ تھوڑے سے بان اور دو تین ضرب رہکلہ جلو مین موجود ہوئے مصطفی خان کے ہمراہ
سوار با جماعت اسی جو سنگر کے دکن کی طرف واقع تھی مع توپون کے مغرب رویہ روان ہوئے مہدی نثار خان نے
عبد العلی خان سے کہا کہ پیشتر جا کر سد آب جلد پکڑنا چاہیے ایسا نہو مصطفی خان وہان پہونچکر سد کی حفاظت مین
ہو اور ہمکو میدان نہین پا کر فتنہ برپا کرے عبد العلی نے منظور کیا اور مہابت جنگ کے روبرو سے چپ کے طرف راہی ہوا
اور ہیبت جنگ شارع عام سے عبد العلی کے عقب دست راست کو جھکے ہوئے روان ہوے با ہمد گر ایک گولہ کا فاصلہ تھا
عبد العلیخان مع دیگر رفقا اور نیز مورخ کے قریب سد مذکور کے نہ پہونچا تھا کہ مصطفی خان اوس سد کے میدان مین
عقب کے طرف داخل ہوا اور اوس جگہہ پر قابض ہوگیا توپون کو ہمارے رخ لگا کر گولہ افگنی شروع کی اور ہمارے
روبرو مرتضی خان خلف الصدق مصطفی خان مع جمعیت فراوان سد کی آڑ مین استادہ ہوا اور مصطفی خان
تنہا سر سد پر پہونچکر باغ جعفر خان کے سر راہ ہیبت جنگ کے مقابل ٹہرا دشمن کی فوج سے ایک تیر کا فاصلہ تھا تھوڑی
دیر مین بہت سے ہمارے ہمراہی مجروح اور مقتول ہوئے اور اکثر سوارون کے گھوڑے زخمی ہوئے سوار پیدل ہوگئے عبد العلیخان
کے کسی رفیق کا گھوڑا گولہ سے گرا مورخ کتاب ہذا نے حسب التجا اپنے ہاتھی پر جگہہ دی جب ہاتھی اوٹھنے لگا
اوسکی کمر مین گولی لگی احتمال ہوا کہ عزیز مذکور پر آنکر گولی اوسکی کمر بند مین ٹھنڈی ہوگئی اور نیز مورخ کی بازو کی
جیب مین گولی آ لگی چمڑا اچل گیا مگر ٹھنڈی محفوظ رہی عبد العلی خان کی فیلبان نے دو گولی کھائین بیکار ہوگیا
عبد العلیخان نے اپنے خواص رحمان خان کو بجای فیلبان کے بٹھلایا اور فیلبان مجروح کو دوسرے ہاتھی کے
ہودج مین لٹوا دیا ایک عبد اللہ خان کے رفقا مین فتح اللہ نام ایک شخص نیا رستم شان اسفندیار زمانہ
باوجودیکہ خود مجروح اور بیکار ہوگیا تہا مگر عبد العلیخان کی باقیماندہ تفنگچیون کو ہمراہ لیکر اونکی بندوقین تیار
کر دیتا اور اون سے فیر کراتا تھا نہایت نازک وقت تھا اکثر لوگ نکل گئے عبد العلیخان اور احمد خان قریشی
اور شیخ جہانباز اور خادم حسن خان یہ چار سرداروں کے پاس قریب تین سو سوار کے رہگئے باقی کل

جمعیت چلی گئی اوسوقتمین عبد العلی خان نے ہیبت جنگ کو پیغام دیا کہ ہمپر وقت تنگ ہے بے مدد پیشقدمی
نہین ہو سکتی اگر آپ جنبش کرین ہماری پشت گرمی ہوتی ہے ورنہ جو گذرتا ہے وہ ہمپر گذریگا الا لڑائی کا
انتظام بھی برہم ہو جایگا ہیبت جنگ چاہتا تا کہ اقدام کرے مگر حاجی احمد اوسکا باپ اوسکو مانع ہوا اور جلو
یہ خبر سنکر نہایت مایوس ہوے مدد ایزدی سے رجوع کیا اسی ضمن مین مصطفی خان کا نشان بردار ہاتھی عقب
سد سے برآمد ہوا یقین ہوا کہ غنیم کا حملہ ہوا چاہتا ہے واہ واہ قدرت ایزدی دیکھو کہ اوسیوقت مرزا فتح اسد بیگ نے تفنگچیون کو بہیجکر باڑہ
ماری ایک گولی نشان بردار پر پہونچی اوسکا کام تمام ہوا دو گز بیرق نشان اوچھل کر جا گرا اوسوقت مورخ ہذا کی زبان
سے نکلا کہ وہ مارا ــ چار پانچ سردارون نے دلیر ہو کر ہاتھیون کو بڑہایا اور سد سے گذر کر مرتضی خان کی فوج
سے کہ سامنے تھی جا ٹھہرے اسی عرصہ مین ہیبت جنگ نے عبد العلی خان کی راے اور اوسکا پیغام مذکورہ پسند
کیا بدون پوچھے مرضی والد کے اقدام کر گیا پیغامبر کے واپسی کے بعد تھوڑے سے عرصہ مین ہاتھی کو پیشقدمی پر لایا پہلے
وغیرہ بھی ہمراہ لیے گولہ اندازون نے راہ چلنے مین بھی پہر مار شروع کی ہمارا حملہ اور ہیبت جنگ کا پہونچنا غنیم
کے سر پر ایک ہی وقت پر ہوا ہمارے رفقا اور مرتضی خان سے ہنگامہ رزم گرم تھا چالیس آدمی جرار غنیم
کے ہمارے روبرو مارے گئے تھے کہ یکایک مدد غیبی نے اپنا کام کیا بموجب اس آیت کے تعز من تشاء وتذل من
تشاء ہوا بدلی مغربی سے مشرقی ہو گئی ہیبت جنگ کے کسی پیشقدم کی گولی مصطفی خان کی چشم راست
مین جا پہونچی اور وہ بن گوش سے نکل گئی مردہ کی طرح سے ہاتھی پر لیٹ گیا رفیقون کو یقین ہوا کہ یہ تیرہ باطن
جہان گذران سے چشم پوشی کر گیا اس چشم زخم سے ہر ایک کی شورش شدید کی دور ہوئی طرفۃ العین مین بھاگ نکلی
مرتضی خان نے جب باپ کا یہ حال مشاہدہ کیا ہوش وحواس گم ہو گئے مصطفی خان نے چونکہ بے ادبی حضرت
امیر المومنین علی علیہ السلام اور محبان آنجناب تصور کی تھی اوسکے باعث سے اس سزا کو پہونچا اور جو کچھ کہ
دیکھا خوب دیکھا ہیبت جنگ اور عبد العلیخان وغیرہ سرداران منصور نے شکر گذاری باری کی احترام الدولہ
نے حکم نوبت صادر کیا آہستہ آہستہ تعاقب کرنا اختیار کیا چونکہ غنیم کے ہمراہ ناموس بھی تھا یہان لوگ بلا اضطراب
کمال استقلال سے ہر ایک کو فراہم لئے جاتے تھے اگر گاڑیان پیچھے رہجاتین دو تین ہزار جرار کہڑے ہو جاتے جب وہ
آگے کو نکل جاتین یہ بھی روانہ ہوتے ہیبت جنگ اور حاجی احمد نے تاکیدی حکم دیا کہ تعاقب مین شتابی
نہ کیجاوے حتی کہ دو پہر مین ایک کوس تعاقب ہوا بعد اوسکے قیام کیا معلوم ہوا کہ مصطفی خان زندہ ہے اور
تا الان بیہوشی پر اقامت گزین ہوا بعد افاقہ کے پوچھا کہ کیا ماجرا ہوا جب اس معرکہ سے خبر پائی بخت
و اقبال کی نامساعدت پر حیف کیا ہیبت جنگ کے خیمہ مین پہونچتے ہی مبارکبادی کی نذرین گذرین
ہر ایک حسب خدمت مورد الطاف و آفرین ہوا اور مورخ کو آغوش مین لیکر تمام رات خیمہ مین رکہا

صبح مصطفی خان کی کوچ کی خبر پائی خود بھی سوار ہوا تالاب امیٹھی مین پہونچکر خیمہ زن ہوا اور مصطفی خان نوبت پور پہونچا اسیطرح سے محب علی پور تک تعاقب ہوا تہا کہ مہابت جنگ عظیم آباد پہونچا رگھو بہوسلہ کی نکلنے کی خبر بموجب طلب مصطفی خان کی سُنی پس ہیبت جنگ کو لکہا کہ احوال اسطور پر ہی اگر خدانخواستہ مصطفی خان اور مرہٹہ متفق ہو گئی مدافعہ مشکل ہوگا پس نہ مجہہ مین اتنی طاقت اور نہ تم مین اتنی وسعت بہتر یہہ ہی کہ چونکہ الحال وہ مغلوب ہاہی تم اوسکی مدافعت مین رہو اور ہم مرشد آباد کو معاودہو کر کسی تدبیر سے مرہٹہ کو متوقف کرین ہیبت جنگ نے اس خبر کو سُنکر لشکر کی سرداری عبد العلیخان کو سپرد کی اور کہدیا کہ جو مناسب جانو عمل کرو اور خود وقت شب عبد العلیخان کی پالکی مین سوار ہو کر اور بہت سے کہار ہمراہ لیکر شبا شب راہ طی کر کے صبح ہوتی مہابت جنگ کی پاس پہونچا اور چند منزل سکے آنے کا وعدہ لیکر بطریق ضمان سراج الدولہ کو ہمراہ لئے اپنے لشکر کو آیا مہابت جنگ بہی دو ایک روز کے بعد پہونچا اور مصطفی خان کی تعاقب مین قصبہ زمنیا تک جو کہ غازی پور کے مقابل لب گنگا واقع ہی اور صفدر جنگ کے عمل کی سرحد ہی گیا اور قصبہ مذکور کو تاخت و تاراج کر کے معاودت کی مصطفی خان نے قصبہ چنارہ مین جو قلعجات مشہورہ ہند مین ہی جاکر تیاری لشکر اور اسباب سلاح وغیرہ مین ساعی ہوا اور ہیبت جنگ اور مہابت جنگ باتفاق ہمدیگر عظیم آباد کو معاودہوی وہان سے مہابت جنگ بارادہ انسداد مرہٹہ عازم مرشد آباد ہوا اور ہیبت جنگ شہر عظیم آباد مین متوقف ہو کر تالیف رعایا اور فراہمی سامان حرب اور اجتماع لشکر مین مصروف ہوا۔

جانا مہابت جنگ کا مرشد آباد اور توقف کرنا مرہٹون کا بردوان مین اور انجام دولت مصطفی خان اور ہیبت جنگ کی فتح پانا

مہابت جنگ جعفر خان کی باغ مین بعض امور ضروریہ کی واسطے دو تین روز مقیم رہا اور منعم علیخان نام ایک شخص کو جو کہ تیز زبان آور تہا برسم رسالت رگھوجی بہوسلہ کی پاس بہیجا اور خود متعاقب اسکے مرشد آباد جا پہونچا اور رحم خان جماعہ دار عمدہ و معتمد اپنی کو ہیبت جنگ کی رفاقت پر مقرر کیا رگھوجی بردوان پہونچا تہا کہ منعم علی خان نے ملاقات کی اور پیغام مصالحہ کا ذکر شروع کیا رگھو نے اس پیغام صلح التیام سے مغلوبی اور مسلوب الحواسی مہابت جنگ کا سمجہکر یہہ قرار پیغام دیا کہ اگر تین کروڑ روپیہ پیشکش کرے البتہ مصالحہ منظور ہی اور مہابت جنگ نے بمقتضاے وقت ہان ہون مین چند روز ٹالا سلسلہ تقریر مین الجہا رکہا کہ حرکت کی مجال نہوی ناگاہ جیسے اسی رنگ مین قطع ہوی جب ہیبت جنگ کی فتح و نصرت کی خبر گوشزد ہوی لشکر آلہی بجالایا اور رگھوجی کو صاف جواب دیدیا تفصیل اس اجمال کی عنقریب صفحہ آئندہ مین

کمال فصاحت سے لکہتا ہون۔

مصطفی خان کا پرگنات سرکار شاہ آباد مین پہونچنا اور ہیبت جنگ سے لڑائی قصبہ کرہنی مین اور ہیبت جنگ کی فتحیابی

احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ آخر جمادی الاول کو کہ پایان گرمی اور شروع برشکال تہی مصطفی خان کی عزیمت سنکر شہر عظیم آباد سے برآمد ہوا اور اسلحہ حرب کو آراستہ کرکے گوشمالی اوس بدمآل کو عازم ہوا اور مصطفی خان نے اپنی قوم کو قصبہ چناڑہ مین فراہم کرکے جوکچہ روپیہ تہا خرچ کیا جب دیکہا کہ موسم برسات سر پر آگیا اور رگہو جی آپہونچا اپنے تئین صوبہ عظیم آباد کے حدود مین پایو اور دیت سنگہ اور جین مالک جگدیسپور کی حدود مین جوکہ ہیبت جنگ کا پرانا مخالف تہا پہونچایا اور خیال کیا کہ اگر ہیبت جنگ نے آگر فتح پائی مدعا حاصل ہوگا اور اگر مارا گیا مراد ملی قصہ گیا کیونکہ اب سپاہ نوکر رکہنے کی طاقت نہ رہی تہی اور اگر ہیبت جنگ نے توقف کیا تو پہر دریاے سوہن کی طغیانی سے عبور دشوار ہوجایگا پس وہان کے زمیندار بدکار سے ملک سرکار شاہ آباد کسیقدر روپیہ تحصیل کرنا ہوگا اور جماعہ سپاہ کو کسیقدر روپیہ کے طریق کی طور پر دیا جاویگا بعد انقضاے برسات رگہو کو موافق کرکے لڑونگا۔ ہیبت جنگ نے نور باطن سے اس تیرہ اختر کی مافی الضمیر پر آگاہی پائی کچہ فرصت نہ دی تیرہ چودہ ہزار سوار مع شیخ دین محمد جو شیخ مجاہد سربلند خانی کا تبنی اور جسکو سیف خان حاکم پورنیہ نے مہابت جنگ کی مدد پر بہیجا تہا اور نیز رحیم خان روہیلہ کی جسے مہابت جنگ چہوڑ گیا تہا عظیم آباد سے کوچ کرکے کوبور کے گہاٹ سے دریاے سوہن پایاب اوتر گیا اور دوسرے روز میدان کرہنی مین جوکہ جگدیسپور کے قریب ہے کسی جہیل پر اقامت فرمائی جو کہ لشکر مصطفی خان کا قریب تہا تمام روز و شب حفاظت رہی صبح ہوتے بعد نماز سوار ہوا حاجی احمد نے کہا کہ پہلے قاعدہ پر سنگر بناکر لڑائی کیجاوے لیکن مہدی نثار خان وغیرہ رفقا نے عرض کیا کہ اول ہم مغلوب وہ غالب تہا اب ہم غالب ہین اگر سنگر بناکر جنگ آور ہون تو اونکو فائدہ ہوگا نصف صوبہ سے زیادہ قبضہ مین لایا ہے آپ کی حکومت بہت کم رہگئی ہے دوسری برسات مین کیچڑ دلدل جب ہوا تو کیونکر مدافعہ غنیم ہوسکے گا اگر اوسنے برسات گذاری تو مرہٹہ سے باہم ہوکر لڑیگا اونکا انتظام کیا کرتے ہو ہیبت جنگ نے اس مراتب کو خوب سمجہکر عبد العلیخان بہادر کہ ہراول و مقدمۃ الجیش تہا حکم دیا کہ آہستہ آہستہ سنگر بنانے کے حیلہ سے اقدام کرکے لڑائی شروع کردے آخر الامر اسکی تعمیل ہوئی ایک گروہ لشکر کا پیشتر گیا تہا کہ غنیم کا نمود ہوا مصطفی خان نے فوج کی دو حصہ کئے ایک حصہ سربلند خان کی سرداری ہوئی دوسرا حصہ خود بدولت کی زیر حکومت رہا ادہر سے توپین سر ہوئین ایک گولہ سربلند خان کی فیل سواری پر جا کر مجروح ہوا فوج مین برہمی آئی مصطفی خان نے فوراً اپنی فوج ہمراہی سے جہٹ پٹ ہاتہیون کو ہٹایا اور سواران ہمراہی نے بہی گہوڑے ہنکاے

مصطفی خان بجم غفیر سی تیر باران و داؤد خان جو کہ ہمراہ توپخانہ تہا اُسکے سر پر آ پہونچا جو کہ توپخانہ جنبی کی ہمراہ سب سی پیشتر بڑہگیا تہا داؤد خان مع سترہ نفر اپنی بہائیونکی میدان کارزار مین مستقل ہو کر مردی کا کام کر گیا ہمیشہ کی نیکی اسپنے واسطی چہوڑ گیا داود خان کا حال دیکہتی ہی لوگ بیساختہ بہاگ نکلی مصطفی خان نی اپنی دست چپ پر خادم حسین پر حملہ کیا خادم حسین اس زد و خورد مین مع پچاس ساٹہ نفر کی میدان مین کام آیا جب عبد العلیخان نی فوج کو دیکہا کہ ابتر ہوئی جاتی ہی مع ہمراہ والون کی آگی بڑہا راستہ مین توپخانہ کی بیل سلسل پڑی تہی عبور مشکل تہا لاجرم اونکی ناتہہ اور راسین کاٹ دین اور نکل گئی اسوقت مہدی نثار خان مع پانچ چہ نفر کی اور نقی علی خان تنہا یمین و یسار سی پہونچکر ہمارے شریک ہوئی اور مورخ ہذا عبد العلیخان کی ہمراہ تہی اور شیخ جانثار اور راجہ سندر سنگہ جو دست راست پر معین اور میمنہ سی عقب تہی دس بارہ سوار سے آ پہونچی اور رحیم خان پندرہ سولہ آدمیون سی نیزہ بکف ہمارے یسار سی آموجود ہوئے بجرد اس ہجوم اور ہمارے اور مصطفی خان کی مقابل ہونیکی خدا معلوم کدہر سی بندوق کی گولی مصطفی خان کی چہاتی پر جالگی اور قلب سی متصل ہوتی ہوئی پہلو سی نکل گئی جان نی رفاقت کی مگر اسن جان دہی کی باقیماندہ جو اوسکی پشت گیری سی گرم جنگ تہی ٹہنڈی ٹہنڈی اپنی راہ سدہاری حتی کہ مصطفی خان کا لڑکا مرتضی خان باوجود سراپا شان و شوکت کی میدان جنگ سی نکل گیا اور ہیبت جنگ نی جو فوج ہراول کی گریز سی مایوس ہوگیا تہا عبد العلیخان کا حال دریافت کرکے فتح و نصرت کی التجا درگاہ خدا سے کرکے ہاتہی کو بڑہایا اور اخیر زمانہ دار و گیر مین ہمارے پاس آ پہونچا عبد العلیخان کو فتحمند میدان مین دیکہکر ہاشم قلیخان داروغہ دیوان خانہ کو حکم دیا کہ مصطفی خان کی ہاتہی پر چڑہکر اسکا سر کاٹ لی حسب الحکم تعمیل ہوگئی سر نیزہ پر چڑہا کر لاش کو عظیم آباد بہیجا تا کہ شہر مین تشہیر کرین اور عمائد شہر کو دکہلا کرین تا اونکو انکی عبرت ہو پہر اور کوئی ایسا امر خیال مین بہی نہ لائی دفن کر دین — میر محمد باقر میر منشی شوستری نی جو کہ سادات شوستر اور زاہدان عصر سی کمال ورع اور تقوی مین تہا اس لڑائی مین کہا تہا اور راوی اور اونہی حسب التماس منہیان غیب سی عالم رویا مین دیکہا کہ جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اوس افغان پر کین کو شمشیر سی قتل فرماتے ہین اور پہر تہوڑی دیر مین نعرہ اللہ اکبر کہہ کی اوسکی کمر دو پارہ کی جب یہ خبر صبح لیا اوسکا سر آیا اور لاش ہاتہی کی پیر مین باندہ کر گشت کرائی گئی اونہین میر باقر موصوف نی تعجب کرکی فرمایا کہ مینی تو اسیطرح دیکہا ہے دو پارہ ہونا چاہیے دو تین گہڑی کے بعد ہیبت جنگ کا حکم پہونچا کہ اوسکی لاش کمر سے دو نیم کرکے ایک حصہ شہر کے جانب شرق او دوسرا مغرب مین لٹکا دین آخر اسیطرح تعمیل ہوئی اور بعد مدت کے دونو حصہ کی سیدہ ہوگئی تہے

او نہا کر دفن کئے گئے

باقیماندہ رفقاے مصطفی خان کا بیان اور دلشیر خان و الف خان و عیسی خان و مرتضی خان کا احوال اور معاملہ رگھو کا راجہ دولبہ رام سے اور اخیر سوال و جواب مہابت جنگ کا

مصطفی خان کا لڑکا مرتضی خان آخر وقت جنگ مین مع باقیماندون کے بمقتضای بیت مشہور کی سے
تن زندہ و خندہ ہمکنان ؛ بہ از مردہ گریہ دوستان ؛ عمل کر کے چلا گیا اور رمکری گہو مین پناہ لی اور عیسی خان
جو مرتضی خان کا خالو اور مصطفی خان کا سالا تہا کو دالی سے جہان پوشیدہ ہوا تہا گرفتار ہو آیا چند روز
مقید رہا بعد ازان عطای جامہ اور لباس اور کچہ زاد راہ سے سرفراز ہو کر خلاص کیا گیا۔ دلشیر خان خواہر
زادہ شمشیر خان مراد شیر کا چہوٹا بہائی دو تین گولیان کہا کر بیہوش میدان مین پڑا تہا ہیبت جنگ طفلی سے اسکا
قدر شناس تہا اپنے پالکی پر اوٹہا لایا اور جراحون کو معالج کیا مگر اجل نے چہوڑا دو روز کے بعد زخم حیات
کا اندمال ہوا اور الف خان داماد سردار خان مرتضی خان کے ہمراہ سلامت نکل گیا ہیبت جنگ نے سجدہ
گذاری رب قدیر کر کے مصطفی خان کے خیمہ مین نزول فرمایا مبارکباد کی نذرین قبول فرمائین شام کے وقت
عبد العلی خان کے خیمہ مین آکر مبارکباد فتح دی اور تحسین و آفرین کامل فرمائی چونکہ اس میدان مین اسباب
نوبت اور نقارخانہ وغیرہ عبد العلیخان کے ہاتہ لگا تہا نواخت نوبت کا حکم دیا اور مہابت جنگ کے حضور مین
مبارکباد کی عرضی بہیجی اوسے یہ بہی لکہا کہ حضور شاہی سے خان مذکور کو علم و نقارہ دلایا جاوے مہابت جنگ نے اس امر
عظیم کی جلدو مین جو ہیبت جنگ اور عبد العلی خان سے سرزد ہوئی خلعت فاخرہ اور جواہرات اور شمشیر اور ہاتہی
عنایت فرمائی اور جعفر خان کے باغ مین دونو شخص باتفاق تمام آداب گذار ہوے اور کورنش عنایات بجالا کر شرے
جاہ و حشم سے اپنے گہرونکو روانہ ہوے اور بعد چند روز کے محمد شاہ بادشاہ کے حضور سے علم و نقارہ عبد العلی خان بہادر
کیواسطے مرحمت ہوا۔

آنا رگہوجی بہوسلہ کا کٹک مین اور مقید ہونا راجہ دولبہ رام کا قلعہ بارہ بہائی مین اور میر عبد العزیز کا مقابلہ کرنا رگہوجی بہوسلہ سے

دوسری لڑائی مین جبکہ مہابت جنگ بہی پہونچکر مصطفی خان کے تعاقب مین شریک ہوا تہا تو شہامت جنگ
کے لکہنے سے رگہو بہوسلہ کے کٹک مین آنیکا حال معلوم ہوا اسکا ماجرا یون ہے کہ جب عبد الرسول خان بسبب ناچاقی
صحبت باہمی مہابت جنگ اور مصطفی خان کے کٹک سے معزول ہوا اور اوسکی جگہہ پر راجہ دولبہ خلف راجہ جانکی رام
جو عہدہ ہا بکار پیشکاری پر تہا مقرر ہوا دولبہ رام اپنے موافق اپنے عقیدہ کے اکثر برہمن اور سناسیون کی ہم صحبت رہتا تہا
اور مسلمانون کی جماعہ داروں سے نہایت کراہیت رکہتا تہا اکثر اوقات برہمن اور سناسیونکی مصاحبت مین

اکثر اون سناسیون مین رگھو کی جاسوس تھی کہ اُسکی سستی اور بیخبری رگھو سی بیان کرکی اوسکی تھوری کو اشتعال ک
کرتے تھی جب مصطفی خان کی طرف خط طلب رگھو کی نام پہونچا نامبردہ جب سی بہاسکر مارا گیا تہا مار دُم بریدہ
کی مانند رنج و غم کہا رہی پیچ و تاب کہایا کرتا اور انتقام کی فکر مین خون جگر پیا کرتا تہا اسکا خط جو پہونچا سری دست
لطیفہ غیبی سمجھکر چودہ پندرہ ہزار سوار سی روانہ بنگالہ ہوا اور کٹک کی پہاڑون سی اس ملک مین آپہونچا
ادہر راجہ دولبہ سناسیون کی فریب مین ایسا غافل تہا کہ رگھو لب دریای گنگ سی پار اوتر آیا اُسکو اصلا
خبر نہوئی میر عبد العزیز متوطن سمانہ جسکا ذکر کسی تقریب سی ہو چکا ہی اونکی آنی سے مطلع ہوکر مع دو تین بیش
آدمی کی جو اوسوقت حاضر تھی سوار ہوکر دربار مین آیا اور ہمراہیون کو کہا کہ جلد طیار ہوکر متعاقب حاضر ہو
جب دولبہ کی دروازے پر آیا استفسار کیا لوگون نی عرض کیا کہ مہاراج ابہی خواب گاہ مین ہین اور مرہٹہ کی
یہان کچھ خبر نہین تہی کچھ دیر ہوئی تہی کہ شہر مین آشوب عظیم برپا ہوا اور بہگدر پڑ گئی اوسوقت دولبہ رام
کو ہوش آیا پالکی پر سوار ہوکر قلعہ بارہ بہاٹی مین پہونچا چاہا اور سر اور پاون کا ایسی آشفتگی و پریشانی مین کہ
سر کی دستار کہین اور پاونکی پاپوش اور رفتار کہین سیمل وار سراسیمہ بہاگا میر عبد العزیز مع چند رفقا کی اوسکے عقب مین
دوان تہی کسی کا منہ پھیر کر ایک گہڑی کی کٹہرے کسی رفیق سی کچہ کہکر پہر راہ لی چند قدم جاکر کیا دیکہتا ہی کہ راجہ نی
چند مرہٹون کو دیکہکر پالکی چہوڑ پیادہ پا خرابہ کی راہ لی ہی میر مذکور نی اپنا گہوڑا دوڑایا اور کہا کہ گہوڑے پر سوار
ہو عبث گہبراتے نہین ہو جب کہنی اوسکے گہوڑے پر سوار ہوکر داخل قلعہ ہوا اور میر مذکور نے ہمراہ ہوکر
پہونچا دیا بعد ازان دولبہ کا لشکر تہوڑا تہوڑا آکر جمع ہو گیا اور دولبہ آپ مع لشکر محصور ہو گیا رگھو نی
گہیر لیا دولبہ رام نی جب سنا کہ مہابت جنگ مصطفی خان کی تعقب مین دور نکلگیا نہایت گہبرایا اونہین سناسیونکو
جو جاسوسی کرتی تھی واسطہ صلح بنایا رگھو کی ملاقات کا سایل ہوا سرداران ہمراہی سی مشورہ لیا میر عبد العزیز خان
اور چند دیگر آبرو دارون نی اس ارادہ سی برخلافی کی آخر الامر بعد پندرہ[۱۵] روز کی راجہ دولبہ رام مع جمیع سردارون
کی رگھو کے دیکہنی کو چلا اور عبد العزیز خان مع چار سو رفیق اور چند مستحفظان شہر کی قلعہ مین رہا رگھو نی بعد ملاقات
براہ فریب و مکر باوہ وزاری ہر ایک سردار کو اپنی ایک ایک سردار کی سپرد کیا تا کہ تواضع و مدارات
پیش آئین اور دولبہ رام کو خیمہ علحدہ مین واسطی مقام کے جگہ دی کہ بعد آرام و خورد طعام اپنی راہ لی
جب ہر ایک نی کمر کہولی استراحت کا سرانجام کیا قید ہو گئی ہر ایک نی دعوت پر عداوت کا پہل پایا عبد العزیز
آمادہ جنگ ہوکر قلعہ مین بیٹہا جب رگھو کو اُسکی یہ جرأت معلوم ہوئی میر مذکور کی بہائی کو مع رسولان
دولبہ رام اور اپنی ملازمین کی زیر قلعہ تہدید و توعید کیواسطی بہیجا میر عبد العزیز نی جواب دیا کہ بندہ نہ برادر
کا پابند ہی نہ آقا کا مستند مہابت جنگ سی غرض ہی بعض نامرد جسی ملگئی بندہ کو حق نمک فراموش نہین

جو عہد کیا جان کی ساتھ ہی خلاصہ یہ کہ ایک مہینہ چند روز تک سید مذکور نی حفظ آبرو کی کسی کی تاب نہو کی کہ قلعہ مین قدم رکھی تا آنکہ مہابت جنگ بموجب التماس شہامت جنگ اور نیز سنی اس خبر کی کہ رگھو دریای گنگ سی عبور کر گیا تعاقب مصطفی خان اور رفاقت ہیبت جنگ کی چھوڑ کر مرشد آباد آیا اور ہر چند خبر مقید ہو جانی دولبھہ رام اور لڑکی میر عبد العزیز کی سنی لیکن بسبب چند غرض کی جو رگھو کی انسداد کی تئین انکی کمک اور اعانت کو مخفی رکھا اور بر عکس گمان مردم کی منعم علی خان نام ایک شاہجہان آبادی کو جو نہایت زبان آور اور دلیہ سخن تہا برسم رسالت رگھو کے پاس بہیجکر متصدی مصالحت ہوا رگھو نی جواب دیا کہ بشرط نذرانہ تین کڑور روپیہ کی اس حالت اضطراب مین صلح منظور ہی مہابت جنگ بضرورت چند روز ایسی اقرار و انکار آمیز سوال جواب مین بسر کر گیا جب فتح ہیبت جنگ کی خبر سنی شکر خدا ادا کر کی رگھو کو جواب صاف دیا کہ اب ارادہ جنگ ہی نہ تاب در رنگ شمشیر غازیان لشکر خون اعدا کی پیاسی ہی اور تشنگان وغا شناوری دریای خون اعدا مین چاہتی ہین بعد ازان جو غالب ہو صلح کی خواستگاری ہو گی رگھو نی جواب دیا کہ اینجانب چودہ پندرہ ہزار سوار سی طی مسافت کر کی یہانتک آیا ہی آپ سو کوس سی استقبال نہین کرتی مہابت جنگ نی پہر جواب بہیجا کہ چونکہ تمنی راہ دور سے تکلیف عظیم اوٹہائی ہی اور ایام برسات قریب آئی ہین مناسب ہوا کہ چندی آسودہ ہو لیجی بعد انقضای بارش انشاء اللہ استقبال کر کی آپ کی در دولت تک مشایعت کیجاوی گی اس خبر سی رگھو نی اطراف بیرہوم مین چھاونی کر کی تمام صوبہ کٹک میدنی پور اور ہجلی اور بردوان تک زیر تصرف لایا میر عبد العزیز اس مدت مین جو سوال جواب مین منقضی ہوی اپنی کمک سی مایوس ہوا اور قلعہ کو بہی آذوقہ سی خالی دیکہا بمقتضای وقت کی اس امر پر رگھو سی صلح کی کہ قلعہ بارہ بہائی لیوی اور مجکو مع ہمراہیان ساتہ مال و اسباب اور آبرو کی جانی دیوی القصہ یہ عہد نامہ رگھو اور دیگر روساء لشکر کی مہر سی لیکر میر مذکور قلعہ سی برآمد ہوا اور چند روز لشکر مین رہکر رگھو سی مرخص ہوا مہابت جنگ کی پاس حاضر ہوا اور بعد ایکسال اور کئی مہینی کے راجہ جانکی رام نی تین لاکہ روپیہ واسطی رہائی اپنی لڑکی راجہ دولبھہ رام کی معرفت جہانجان رگھو کو دیکر دولبھہ رام کے رہائی کر دی اور مہابت جنگ نی پاس حقوق فدویت راجہ جانکی رام کی وہ روپیہ اپنی خزانہ سی دلایا۔

رگھو کا عظیم آباد جانا مرتضی خان و بلند خان وغیرہ افغان کی رہائی کو مکری گہو سی اور مہابت جنگ کا اوسکی مقابلہ پر پہونچنا اور اوسکی معاودت وہان سی

جن دنون کہ رگھو بہوسلہ نواح بیرہوم مین ٹہرا ہوا تہا مرتضی خان پسر مصطفی خان اور بلند خان وغیرہ افغان نی جو کہ میدان جنگ سی بہاگ کر مکری کہو مین مقیم ہوسے تہے اور وہان کی زمیندار نی بطمع مال

جگہہ دی تھی اور پہلوان سنگہ اور سوبہر سنگہ زمیداران سہسرام اور چین پور نی حسب الحکم ہیبت جنگ کو ایسا سخت قید کیا تہا کہ درہ پہاڑ سی دوڑ نہ دوسری کسیطرف نجا سکیں بیچارہ نیمجان ایسی زیست سی موت کو طلبگار تھے رگھو ہوسلہ کو عرضی لکہی کہ اگر آپ اسطرف تشریف لاوین ہملوگ آزادی پاکر آپکی غلامی مین تازیست حلقہ بگوش ہون رگھو نی دیکہا کہ کئی ہزار افغان اپنا مطیع ہو گا لہذا آخر برسات تو بیر بہوم اور کہرکپور کی جنگل ہوتی ہوئے صوبہ عظیم آباد کو متوجہ ہوا اور بعد تاخت وتاراج شیخپورہ وہاتہ ٹکاری وغیرہ کی مرتضی خان وغیرہ کو رہائی کو دریائے سوہن سی پایاب گذر کرا فاغنہ کو خلاص کیا اور بیس ہزار سوار مع افغان ومرہٹہ کی میدان ارول اور حدود ٹکاری مین جماو کیا کہ عقب سی مہابت جنگ بارہ ہزار سوار جرار سی بقصد جنگ وجدال کی عظیم آباد پہونچا اور احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ نی اپنی چچا کا استقبال کر کی مشرف قدمبوس ہوا اور مہابت جنگ عظیم آباد کی پورب طرف باقی پور مین خیمہ زن ہوکر چندروز دیدار عزیزان اور صحبت دوستان سی عشرت بتین اوڑاتا رہا۔

عبد العلی خان بہادر کی ہیبت جنگ سی آزردگی اور مہابت جنگ کی واسطہ سی صفائی ہونا

قبل اسکی چند ماہ ہوئی کہ ہیبت جنگ اور عبد العلیخان مورخ کی خالو کی درمیان مین غبار اوٹہا اور ناچاقی ہمدیگر سی باہم مفارقت کی صورت پیدا ہوئی ہیبت جنگ نی ایک رقعہ عبد العلیخان کی نام لکہا او سمین ایک فقرہ لکہا جسکا حاصل مضمون یہ تہا کہ مصطفی خان کی لڑائی مین راجہ کیرت چند نی زخم تیر کہایا جانفشانی کا گل کہلایا آپ نی کیا رنگ دکھلایا کہ اپنی حقوق کی گلدستہ بنایا کرتے ہو عبد العلی خان نی اس خط کی مضمون خارخار سی دربار کی آمدروفت ترک کردی جب مہابت جنگ آیا ارادہ کیا کہ ہیبت جنگ کی رفاقت ترک کر کی مہابت جنگ کی ہمرکاب مرشد آباد جاوی ایکروز مہابت جنگ خیمہ مین بعد فراغ طعام خلوت کی مجلس مین بیٹہی اور حاجی احمد ومہابت جنگ وہیبت جنگ وعبد العلیخان بہادر اور یہی بندہ مورخ حاضر تہا عبد العلیخان نی تقریب سخن کر کی مہابت جنگ سی عرض مقصد کی کہ داعیہ میرا یہ ہی کہ خدمت حضور مین بقیہ عمر آخر کری کیونکہ اب ہیبت جنگ کی خدمتمین مجال قیام نہین ہی مہابت جنگ نی بنظر تصفیہ فرمایا کہ اس زمانہ مین باپ بیٹی بہائی بہائی سے صحبت برابر نہین ہوتی جیسا کہ ملاحظہ مین آرہا ہی سبب اس تقریر کا یہ ہوا کہ دو تین روز قبل اس سرگذشت سی صولت جنگ کو اپنی باپ حاجی احمد سی بدگمانی غیر مناسب ہوئی تہی پس جسوقت باپ بیٹی مین یہ ماجرا ہو تو تمہارے اور ہیبت جنگ کی باہم جو چچا اور بہتیجی ہو ایسا معاملہ کچہ عجب نہین اور ہونا ملال وشکر رنجی کا بہی کچہ دور نہین عبد العلیخان

سے جواب دیا قبلہ گاہا بابائی اور لڑکا اگر باہم خصومت کرین مضائقہ نہین کیونکہ باہم مدعی شراکت اور وراثت کی ہین بندہ کہ محض نوکر ہی یہ مقدمہ مجہسی کچہہ زیبائی نہین رکہتا اگر لایق خدمت متصور ہونگا ہدا شت کیجاوے ورنہ بدون رنجش اور گفتگوے نا ملایم کی مرخص فرماوین ایسے رقعہ کی کیا ضرورت لکہنی کی تہی کیرت چند کی کیا اصل ہے کہ بندہ کی ہمسر ہو ہیبت جنگ اس کلام سی آزردہ ہوا اور غصہ سی تمتما کر بولا کہ ہم اپنی جان کیرت چند پر نثار کرینگی کیرت چند وہ شخص ہی جسکے والد کی جوتیان ہم لوگون کی بزرگون نے سید ہی کین ہین یہ اوس امر کا اشارہ ہوا کہ اوسکا باپ دیوان شجاع الدولہ مرحوم ناظم بنگالہ اور مرجع جمیع اہل خدمات تہا کہ حاجی احمد اور مہابت جنگ بہی اونہین مین تہے عبد العلیخان نے پاسخ دیا کہ میرے باپ نے کیرت چند کی والد کی جوتیا ن نہین اوٹہائین کہ مین بہی اوسکی خدمت ضرور سمجہون مہابت جنگ نے تسلی کرکے عبد العلیخان سے فرمایا کہ آپ کیون آزردہ ہوتی ہین نواب ہیبت جنگ کا کنایہ مجہپر ہی اس سخن سی مہابت جنگ نہایت شرمندہ ہوکر خاموش ہوا بعد چند روز کی ہیبت جنگ کو تنہائی مین سمجہا کر با ہمدگر معانقہ کرادیا رفع کدورت فیمابین فرمایا۔

پہر رگہو بہوسلہ کا بیان ہی محب علی پور کی شرقی طرف میدان مین مہابت جنگ سی میدان ہوا

چند روز کی بعد مہابت جنگ نے باقی پور سی مع ہیبت جنگ اور صولت جنگ اور ثابت جنگ و سراج الدولہ اور شمشیر خان و سردار خان و میر محمد جعفر خان و حیدر علیخان و رحم خان و عمر خان و شیخ جہانیار خان وغیرہ کی کوچ کرکی نوبت پور پہونچی اوس روز راستہ مین کچہہ بہی مرہٹہ کا نشان نتہا بعد ورود کسیقدر غلغلہ بعض سواران مرہٹہ کا اوٹہا اور پہر کچہہ نتہا صبح کو مہابت جنگ بڑی تورک اور احتشام سی جنگ و جدل مین آراستہ ہوکر سوار ہوا اوس روز چہہ آدمی صاحب نوبت اور پانچ آدمی صاحب ماہی و مراتب اوس فوج مین تہی مقدمۃ الجیش میر محمد جعفر خان اور شمشیر خان اور سید ہی طرف عطاء اللہ خان اور سردار خان اور بائین کیطرف احترام الدولہ ہیبت جنگ اور خیز اول مین صولت جنگ اور شیخ جہانیار خان اور عمر خان اور مع نشان فیل مہابت جنگ رحم خان اور قول خاص مین فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان وغیرہ اسی شان و شوکت سی ظہر تک چلی گئے مرہٹہ روبرو نہ آسکے اطراف کی دیہات لوٹ جلا کر لشکر اور مال و متاع عاجزان غارت کرکی لشکر منصورہ سی دور دور راہ پیما تہی تا آنکہ تالاب رانی متصل محب علی پورہ پر لشکر منصور پہونچا اتفاقاً رگہو بہوسلہ اوسی مقام پر مقیم تہا اور روز مہابت جنگ کا اوس مقام پر پہونچنا دور از قیاس جانتا تہا میر محمد جعفر خان اور شمشیر خان کہ حالت بیہوشی

مین اوسکے سر پر پہونچے رگہو مضطرب ہوکر بلا ترتیب صفوف سپاہ مدافعہ مین مستعد ہوکر محصور ہوگیا افواج مرہٹہ نے اوسکی رہائی کیواسطے چار وطرف سے یورش کی اور نہایت سخت معرکہ درپیش ہوا کہتے ہین کہ شمشیر خان کی سہل انکاری سے رگہو رہا ہوکر اس آفت سے نکل گیا بعد ازان مہابت جنگ نے جب مرہٹہ کا یورش میر محمد جعفر خان کے سر پر سنا فوراً مدد کو پہونچا اور اسی عرصہ مین ہمسے بہی کہ عبد العلیخان بہادر کے ہمراہ شمشیر خان اور میر محمد جعفر خان سے کسیقدر فاصلہ ہیبت جنگ کا باندک جمعیت سے معاون عبد العلیخان ہوا جنگ ہونے لگی چند نفر طرفین سے مجروح و مقتول ہوے عبد العلیخان چند لوگون سے ہزار آدمی کے مقابلہ مین کہڑا تہا ایسی حالت مین جہدی نثار خان ہمراہ فیل و نشان لئے ہوے اسی زد و خورد مین شام ہوگئی اور مرہٹہ مسلوب الحواس پیچہے ہٹکر مقیم ہوے اور مہابت جنگ نے مع ہمراہیون کے اوسی جگہہ اقامت کی اور خیمہ مختصر اوسکے واسطے اور نیز دیگر سرداران عمدہ مانند صولت جنگ و ہیبت جنگ و ثابت جنگ وغیرہ کے سائبان میسر ہوا تاریکی شب کی وجہہ سے کسیکو اپنی باربرداری اور سواری وغیرہ کی یاد نتہی کہ کہان ہے اور نیز کیا گذرا تمام شب مردمان ہمراہی کی تلاش مین سینہ خراش تہے عبد العلیخان بہادر اور بندہ مورخ اور محمد اللہ یار خان برادر علاتی مہابت جنگ مع اکثر روشناسونکے مہابت جنگ کے خیمہ مین شب باش ہوے صبح کیوقت باربرداری وغیرہ جنگل مین امانت اور صحیح و سلامت ملی چنانچہ بندہ مورخ کا بہی ارابہ مقام شب باش سے آدہ کوس پر دشت کی محافظ مین محفوظ ملا۔ مہابت جنگ ہر روز مرہٹہ سے گرم پیکار رہکر بخلوص خاطر کیا کرتا تہا لیکن اوس مقام پر شمشیر خان اور سردار خان کو منافق پایا کسیقدر دل مین ظن و اندیشناک ہوا چنانچہ بندہ مورخ کو یاد ہے کہ ایکروز اندرون محل نواب بیگم کے حضور مین بندہ بیٹہا تہا کہ مہابت جنگ کسیقدر متفکر آکر بیٹہا بیگم صاحبہ نے غمخواری کی راہ سے استفسار حال کیا جواب دیا کہ اس مرتبہ اپنے ملازمین کا رنگ نیرنگ سازی مین دیکہتا ہون ۔ بیگم مذکور نے مصطفی علی خان بہادر اور نقی علیخان خلف حاجی عبد اللہ خطاط مشہور کو جو کہ عالمگیر کے عہد مین برہانپور کا دیوان تہا اپنی طرف سے واسطے مصالحت کے رگہو کے پاس بہیجا نامبردہ باہم میر حبیب اللہ کی وساطت سے رگہو تک پہونچے رگہو تو مہابت جنگ کے غلبہ لشکر اور دست زوری سے بیدست و پا ہو رہا تہا اس معاملہ کو غنیمت جانا لیکن میر حبیب نے جو کہ مہابت جنگ کا بدرجہ عدو تہا راضی نہوا اور رگہو کو احتمال مصالحت سے دور کیا اور مرشد آباد کی عزیمت کی راہ بتلائی بدین سبب کہ شہامت جنگ تہا وہان پر ہے بس رگہو روانہ مرشد آباد ہوا مہابت جنگ نے پیچہا پکڑا چونکہ اول روز کی رستخیز مین بڑا انقلاب ہوا تہا اور غلہ وغیرہ کی لوٹ ہو گئی تہی نہایت قلت جنس کی تہی مقام سینر کے پہونچنے تک نہایت تکلیف خورد و نوش کی پہونچی اور پانی بہی نایاب تہا اور غلہ لشکر مین کسیطرف سے نہ پہونچتا تہا اور روجود گندم حضرت آدم

کی مخالفی سی خواب و خیال ہوا مہابت جنگ دریای سوہن کا کنارہ پکڑی ہوئے قطع راہ کرتا تہا منتہہ جسونت ناگر اور میر غلام اشرف جو کہ دو نوجماعہ دار نوکر مہابت جنگ کی اور صاحب جرات تہی کسی کام کو شہر عظیم آباد مین دو یا تین روز متوقف رہی چونکہ مرہٹہ کی ترک و تاز سی راہ مسدود تہی بپاس غیرت اور بنیر ارادہ رفاقت اپنے آقای نعمت کی باتفاق ہمدیگر براہ جہالت جمعیت قلیل سی رہ سپر ہوی راستے مین مرہٹون نے چاہا کہ لوٹ لین انہون نی ہاتہ پیر نکالی مرہٹہ کی کثرت آنکی قلت بدرجہ تہی پس مرہٹون نی گہیر کر ہدف تیغ و تیر بنایا دو نو کو نہایت زخمی کر کی گرا دیا بیٹی ناگر مذکور زخم شمشیر سی اول کٹ گئی پہر راہی عدم ہوا دونو آدمی کا اسباب غارت ہو گیا عریان تباہ گرد راہ کیصورت ہیبت جنگ کی لشکر مین جا پہونچی اور مہابت جنگ عظیم آباد آیا چونکہ رگہو مرشد آباد کی پہونچنے مین نہایت عجلت کرتا تہا مہابت جنگ نی بلا توقف تعاقب پر کمر باندہی بہا گلپور کی منزل مین واقع نہر چنپا نگر مہابت جنگ انبہ کی درختون مین استادہ ہوا اور سرداران لشکر بموجب ایما واسطے دیکہنی جاے فرودگاہ کی آہستہ آہستہ پیشتر روانہ ہوی بڑا فاصلہ درمیان فوج اور مہابت جنگ کی نمود ہوا رگہو نے اس فرصت کو غنیمت جانا پانچ چہ ہزار سوار سی مہابت جنگ کی محاصرہ کو شتابان ہوا مہابت جنگ نی استقلال کو کام فرمایا اونہین پانچ چہ سو ہمراہیون سی غنیم کے مدافعہ مین دیر تک سرگرم رہا دوست محمد خان بیگ کو جو کہ نیا ملازم تہا اور ظاہر وضع بانکہ کی تہی اور روز اول جب نوکر ہوا ہی بڑی شجاعت کا مدعی ہوا تہا طلب فرما کر ارشاد کیا آج اوس اگلی دعوی کی شہادت دکہلانا ضرور ہی نامبردہ نی بہی درحقیقت اپنی بات بناہی گہوڑے کو رگہو کی جمعیت کثیر مقدمہ الجیش کیطرف بڑہایا اور مع دو آدمی کے سارے جماو کو پریشان کر دیا اون دو مین ایک کو مار ڈالا دوسری کو پکڑ لایا دوسری سرداران مہابت جنگ جو کسیقدر دور تہی لشکر مخالف پر اگری اور خنجر و تیر سی غنیم بی پیر کو مغلوب کیا جب رگہو سختہ جہل خام عقل کو تاب نرہی چار ناچار خانہ استقامت سے بہی کہا گر ششدر فرار مین گرفتار ہوا بہاگ نکلا اسی ہلکدر مین بہی بہیر و بنگاہ کو صاف کرتا ہوا جنگل کی راہ سی بارادہ زود رسی مقام مرشد آباد کی راہ لی مہابت جنگ نی بنام شہامت جنگ کی اطلاعاً تحریر کیا کہ حفظ شہر مین مصروف ہو یہ اطلاعنامہ ڈاک پر بہیجکر خود راہ معروفہ معزرہ سی بعجلت تمام گام فرسا ہوا رگہو کی پہونچنے کی ایکروز بعد پہونچا۔ رگہو نی اوس عرصہ مین جب کہ مہابت جنگ نہ پہونچا تہا اطراف مرشد آباد کی دیہات کو مانند چہارہ بیلی اور میر جعفر خان کی باغ کی تاراج کر کے جلا دی بمجرد پہونچنی خبر ورود مہابت جنگ کی جی ہار گیا بزدلی سی مع کل فوج شہر کو جنوب و مغرب کی رخ منہ کیا مہابت جنگ کی بعد تین چار روز کی چہاونی سی کوچ فرمایا اور شہر سی نکلکر امانی گنج پہونچا بکمیتہ اور کنو کی اوسطرف تالاب رانی پر دریاے مصاف نی جوشش کہایا رگہو نی اس مرتبہ بڑی مغرہ

بحر و غا مین آشنائی کی اور نہایت استقلال سے لنگر جما کر ڈوبتا اوچھلتا رہا جب اکثر ہمراہی تلوار کے گہاٹ سے اوتر کر طعمہ مور و ماہی ہوے بدنصیبی کی ناخدائی سے بیڑا پار ہونے کی نصیب نہ ہوئی نہایت یاس سے ڈانواں ڈول ہوا مہابت جنگ نے پیچھا کرنے سے پیر نہ ہٹایا چونکہ رگھو وغیرہ سرداروں نے مہابت جنگ کی تیغ زنی کا مزہ پایا تہا اور نیز اس معرکہ مین بہی مار دہاڑ کی زور و شور آنکھوں سے گذری تھی اور نیز اپنے ملک کے ظہور شورش وغیرہ کی خبرین سنین میر حبیب اللہ کو دو تین ہزار سوار مرہٹہ اور چھ سات ہزار پٹہان ہمراہی مرتضی خان و بلند خان کے دیکر خود مایوس اپنے ملک کا عازم ہوا جب اوسکے فرار اور حدود بنگالہ سے نکلجانے کی خبرین سنی گئین اور مہابت جنگ کی فوج کے لوگ بہی بقدر سفر اور لڑائیوں سے بہت سست و پر الم ہو گئے تہے اور نیز اپنے نواسوں کی شادی کرنا منظور تہی پس بنظر مذکورہ بالا معاودت فرما ہوا دوست محمد خان یکہ روز بروز مورد الطاف ہو کر شروع عروج پانے لگا اور میر محمد کاظم خان بہی جو کہ پیشتر اقربا کے زمرہ مین دو سو روپیہ تنخواہ ذات رکہتا تہا بہت ادای خدمت کی صاحب رسالہ اور سردار کسی قدر فوج کا ہوا چونکہ سابق بہی اکثر بہادریاں ظاہر کین تہین دوست محمد خان نے بسبب شجاعت اور بہادری کے امیر محمد کاظم خان سے دوستی پیدا کی لڑائیوں مین اکثر باہم رفیق رہے اور اپنا اپنا جوہر شجاعت دکھلاتے رہے یوماً فیوماً ترقی پاتے تہے جملہ روسای لشکر مین ہو گئے حقیقت تو یہ ہے کہ دونو بہادر دریاے شجاعت کے بے بہا در تہے اور اکثر ایسی ایسی بہادریاں کین کہ ہر ایک دوست و دشمن نے تحسین و آفرین کی۔

ذکر کتخدائی سراج الدولہ و اکرام الدولہ کا اور شمشیر خان اور سردار خان کا عہدہ سے برطرف ہو کر خارج کرنا مرشد آباد سے

قبل اسکے ذکر ہوا ہے کہ واقعہ صوبہ عظیم آباد جب تالاب رانی پر رگھو سے لڑائی ہوئی تہی شمشیر خان اور سردار خان سے آثار منافقت پدیدار ہوے تہے موجب انزجار مہابت جنگ کی تہے بعد ازان مہابت جنگ کی نظر و دلمین انکا اعتبار نہ رہا بعض حرکات اور بہی ایسی ہوئین کہ مخالف کی سازش پائی گئی از انجملہ ایک یہ ہے کہ جب رگھو نواح مرشد آباد مین آکر بیر بہوم کے گرد نواح مین مقیم ہوا اور برسات آخر ہو گئی دریاے بہاگیرتی کا پانی پایاب ہوا غلہ کا آنا جو گنگا پار سے بذریعہ کشتی آتا تہا موقوف ہوا اور مرشد آباد مین جنس کا پہونچنا بہگوان گولہ سے جو شہر سے چھ سات کوس پر واقع ہے معین ہوا چونکہ مرہٹہ راستہ مین براہزن تہے لہذا گولہ مذکور کی حفاظت اور نیز پہونچانے کے واسطے ضرور ہوا کہ سرداران معتمد کی تعیناتی کیجاوے لہذا مہابت جنگ نے جو کہ امانی گنج مین مقیم تہا شمشیر خان اور سردار خان کو واسطے حفاظت طریق بہگوان گولہ اور دفع ایذاے مرہٹہ کو کہ متردد ہو رہے تہے

رخصت فرمایا اور راو نہین کی تعیناتی مین مکرر گاوان آیندہ غلہ کی لوٹ و مار ہوئی مہابت جنگ کو
توہم اپنے جو گہیرا صولت جنگ کو حفاظت پر مامور فرمایا یقین ہوا کہ اوسوقتین یہ عمل درآمد رگہو کے بایما
کیا ہی اب بہر طور مہابت جنگ کو دل نشین ہو گیا کہ افغان مذکور داعیہ بغاوت رکہتے ہین ملازمین معتمد کو
حکم تحقیقات صادر فرمایا کیونکہ خیال کرتا تہا کہ انکی تمرد اور سرکشی بموجب ایمای رگہو کی ہوگی اور جو بندہ
لکہتے تہی کہ رگہو مخالف نی شرط اتفاق دینی کی عطا اللہ خان کو عظیم آباد کی نظامت اور سردار خان اور
شمشیر خان کو لاکہ روپیہ نقد اور بارہ ہزار سوار کی نوکری کا وعدہ کیا تہا اور شرط مارڈالنی زین الدین احمد
خان ہیبت جنگ کی اور نیز متصرف ہو جانی عظیم آباد مین دو لاکہ روپیہ نقد اور دربہنگا کی فوجداری علاوہ
اوس نوکری کی وعدہ ہوا تہا اور رگہو کی خطوط بہی اسی مضامین سی پہونچ گئے تہی - بعض کہتے ہین کہ
ان لوگون نی خود نظر باقتدار اپنے ذات خاص کی رگہو کو موافق کرکے عزم فاسد کیا تہا بہر حال مہابت جنگ
نے یا کہ متمردین نی استعفا دیا یا کہ بخیال مذکورہ موقوف کردیا شروع برسات سنہ ۱۱۵۹ ہجری مین اور
اسی موسم مین ہیبت جنگ اور عبد العلی خان اور حاجی احمد وغیرہ متوسلیان کو حاضر دربار کرکی واسطی شادی
کتخدائی سراج الدولہ اور اکرام الدولہ کی چہوڑا حاجی احمد چند سبب سے عذر کرکی نہ آیا اور ہیبت جنگ اور
عبد العلی خان مع عیال و اطفال وغیرہ کی حاضر ہوی فی الحقیقت جس زینت اور تکلف سی چاہا تہا یہ جلسہ خوشی
بخیر انجام ہوا ابتدای شادی برادر صغیر یعنی اکرام الدولہ سی کی بدین سبب کہ عطاء اللہ خان جو لڑکی
سراج الدولہ کی ساتہ بیاہی تہی دو تین برس پیشتر بحسب تقدیر فوت ہو گئی تہی اور اکرام الدولہ کی بی بی ابہی
زندہ تہی مہابت جنگ نی واسطی دلدہی اور دلداری رابعہ بیگم عطا اللہ خان کی بی بی کی اکرام الدولہ
کی شادی اول کی اور اکرام الدولہ کی شادی مین قریب ہزار خلعت اور سراج الدولہ کی شادی مین
دو ہزار خلعت تمام قبایل اور عشائر اور رفقا اور مصاحبین اور ارباب نشاط کو عطا فرمائی خلعت مذکورہ
سو روپیہ سی ہزار روپیہ تک کی قیمت کی تہین بلکہ بعض ان سی بہی زیادہ قیمت دار تہی اور بعض لوگون کو
درخور حال جواہرات بہی عطا ہوا ایک مہینہ سے زیادہ مہابت جنگ اور شہامت جنگ کی سرکار مین
سامان دعوت طیار رہا اعلی اور ادنی شہر والون مین کوئی ایسا نہ تہا کہ جو دو دو تین تین مرتبہ اس
اس ضیافت مین شریک ہوا تہا اور ہر حصہ جو کہ تورہ کی نام سی معروف ہی پچیس روپیہ کی لاگت کا تہا
اسیطرح کی ہزارون تورہ تقسیم ہوسے اور روشنی پر نور کا اور آتشبازی بی غبار کی کثرت
اور تجلی کا کیا بیان ہو کہ زمین ہمسر آسمان اور مرشد آباد رشک افزای فردوس برین سے
ہمداستان تہا اسی عرصہ مین صولت جنگ نی اپنی دختر عزیز کے نکاح مین جو فخر الدین حسین خان

پسر سیف خان سے منسوب ہونے کا اہتمام کیا اور سیف خان کے لڑکے نے اس وجہ سے کہ اوسکا باپ نہایت مالدار
صاحب اختیار تھا بظاہر دونو شادیون سے ہمسری کی تھی بمصداق کل نفس ذائقة الموت دختر مذکور
چوتھے روز یعنی شب نکاح کے تیسرے دن فوت ہو گئی اس مقدمہ مین بہت سی باتین ہوئین مگر مضبوط خیال
ہیضہ کا ہوا اور بعض کو یہ خیال ہوا کہ صولت جنگ کی کسی عورت نے بحسد کثرت جہیز زہر پلا دیا بہر حال نجم الدین
حسین خان نادان نے باوجودیکہ جانتا تھا کہ اکثر ہوشیاری سے رہونگا صولت جنگ دوسری لڑکی سے ضرور بیاہ ہو گا
مگر بدگمانی سے سمجھا کہ مجھے بھی ضرور زہر دینگے یہ نکاح فقط میرے خون بہانے کے بہانہ مین کیا تھا پس اس
رنگ کی حمق بیدرنگ بلا رخصت بعض اکابر بنگالہ مانند مہابت جنگ و شہامت جنگ
و صولت جنگ کے فرار ہوا اور اپنے باپ دادا کی آبرو خاک مین ملائی — پوشیدہ نرہے کہ عطاء اللہ خان
کار طلب خان کے اقربا مین ہے اور وہ شجاع الدین محمد خان شجاع الدولہ کی حجا کی اولاد مین تھا جب مہابت جنگ
سے عظیم آباد کی نیابت پر گیا تھا اکبر نگر راج محل کا حاکم تھا اور مرشد آباد کے نکلنے تک جسکا ذکر عنقریب ہوگا وہانکی
حکومت پر مامور فرمایا اور منصب شش ہزاری اور شش ہزار سوار اور عطاے نوبت او پالکی جھالردار اور
خطاب اعز الدولہ بہادر ثابت جنگ سے سرفرازی پائی انجام کار اسکا عنقریب بیان ہوگا اور سراج الدولہ
بعد مرنے عطاء اللہ خان کی لڑکی کے جو اوسکی منکوحہ تھی محمد ایرج خان کی لڑکے سے منسوب ہوئی اور محمد ایرج خان
کی حقیقت یہ ہے کہ اسکا دادا مصطفی قلیخان معتمد دیوان محمد اعظم شاہ خلف عالمگیر اورنگ زیب کا تھا
اکبر علیخان باپ محمد ایرج خان کا اور شاہ قلی اور مرزا محمد تقی او رتینون بھائی خصوص اکبر قلیخان اور
شاہ قلیخان حرمت و عزت تمام رکھتے تھے مصطفی قلیخان اعظم شاہ کے عہد مین گذر گیا شاہ قلیخان کو شاہزادہ
نے قبل محاربہ بہادر شاہ کے چند روز توپخانہ کی خدمت سپرد کی تھی کہ لڑائی مین مارا گیا اور اکبر قلیخان نے
بعد اعظم شاہ کے بہاگلپور وغیرہ کی خدمتین حاصل کین اور بنگالہ اور عظیم آباد کی طرف آیا فرخ سیر کے عہد
مین بڑی عزت سے بسر کرتا تھا اوسکے انتقال کے بعد محمد ایرج خان نے فرخ سیر کے زمانے مین عزت خان امیر الامرا
حسین علیخان کے بہانجے کے ساتھ رابطہ اتحاد بڑہا کر فارغ البال گذر اوقات کرتا تھا اور بعد مارے جانے
سادات کے مبارز الملک سربلند خان کی رفاقت مین گجرات گیا اور مدت تک اوسکے ساتھ رہا بعد ازان
ترک رفاقت کر کے بنگالہ مین آیا شجاع الدولہ نے بسبب مشہوری نام کہ ساتھ آبا و اجداد اسکے تعارف
رکھتا تھا بزمرہ مخصوصان کے منتظم کیا اور ہمراہ علاء الدولہ سرفراز خان مرحوم کے مہابت جنگ کی
لڑائی مین اوسکا لڑکا مارا گیا اور خود بھی مجروح ہو کر مدت تک خانہ نشین رہا مہابت جنگ کی خانہ فنی
لوگون نے تالیف کر کے مہابت جنگ کے نوکرون مین منسلک کر دیا رابطہ اتحاد کی وجہ سے اکثر عطاء اللہ خان

کے ہمراہ رہا کرتا تہا چونکہ مہابت جنگ اسکے محامد اور محاسن سے بخوبی آگاہ تہا سراج الدولہ کی وصل کا پیغام اوسکی لڑکی کے ساتھ بہیجا جب ایجاب و قبول ہوگیا بسبب محمد ایرج خان کی پرورش اور ترفیہ احوال پر متوجہ ہوا بعض خدمات ملک بنگالہ کی افزایش رسالہ کی ساتھ اوسکی تفویض کین نکاح کی رات کو فوجین طیار اس امر کی محافظ تہین کہ اگر پٹہان لوگ کچہ فریب کرنا چاہین انسداد کرین بعد فراغ شادی سراج الدولہ کی ہیبت جنگ اور رعبد العلیخان مع دیگر متوسلون کی مہابت جنگ سے رخصت ہوکر مرشد آباد سے نہضت کرکے عظیم آباد مین جگہہ سکونت اور مسکن مالوف اونکی تہی مع الخیر اپنے دولتخانہ نکو پہونچے اور بعد رخصت اور نہضت انکی کے شمشیر خان اور سردار خان جنکے ہمراہ چہہ سات ہزار آدمی تہا اپنی تنخواہ از روی حساب لیکر اپنے وطن مالوف کو جو کہ قصبہ دربہنگا مین تہا روانہ ہوی اور مونگیر کے گہاٹ سے کشتی کی ذریعہ پار اوترکر اپنے وطن کو پہونچے اور کچہ دنون آرام کرکے ایکدو مہینے گذرے تہے کہ میر علی اصغر کبری بموجب طلب عطا اللہ خان کی عظیم آباد پہونچکر مرشد آباد کو عازم ہوا۔

میر علی اصغر کبری کا آنا مرشد آباد مین اور مہابت جنگ اور عطا اللہ خان کی درمیان نفاق ہونا اور میر محمد جعفر خان کا تنزل و ترقی اور بنیاد فساد شمشیر خان و سردار خان کا مع دیگر حالات کے

میر علی اصغر سادات سیکری مضاف میوات کی سادات سے عمدۃ الملک امیر خان بہادر خلف عمدۃ الملک صوبہ دار کابل کی نوکرون مین تہا اسکی باپ کا نام میر غلام محمد نہایت عیار اور ہوشیار شجاعت اور دلیری مین موصوف تہا ابتداے جوانی مین کسی درویش کی خدمت مین پہونچکر اکثر اشغال اور اعمال فقیری کے سیکہے بعدہ نام ونشان کی جستجو ہوئی دنیا کی طلب دامنگیر ہوئی پیری اور مریدی کا جال بچہایا اکثر نادانون اور احمقونکو پہنسایا ایک اپنا لقب کبری رکہا اور دوسرا معصوم العارفین اور اپنے عروج کا اظہار صورۃً معنوی پر ظاہر کیا لوگون نے بعض تحلیل و تحریم کی بدعتین بہی بیان کی ہین کہتے ہین کہ تخم مرغ کو حرام جانتا تہا بعض ہوشیارون کو کہ جنہون نے اس امر کی حقیقت کا اکثر پوچہا کیا جواب دیا کہ مجہے مرغوب نہین کچہ مینے حرام نہین کیا اسیطرح بہت سی عجایبات لوگ کہتے ہین چنانچہ ایکروز کنوئین مین گر پڑا جب لوگون نے تلاش کی دیکہا کہ کنوئین کی درمیان مین ہوا پر استادہ ہے اس خبر کی مشتہر ہونے سے اسیوقت پانچ چہہ سو آدمی مرید ہوے اول مین یہ شخص جاہل تہا ایک طالب علم کو موافق کرکے خلوت مین صرف و نحو پڑہتا تہا اور چند لغت عربی کے یاد کرلیے تہے کہ وہ مجلسون مین ذکر کرتا تہا اگر کوئی تحصیل علم کی بارہ مین ذکر کرتا کہتا تہا کہ ہان مکتب عالی غیبی مین اپنے مرشد زادون کے ہمراہ تحصیل کیا تہا در پردہ یہ اشارہ کیا کہ علم لدنی کو عالم معانی مین حسنین علیہما السلام کے ساتھ تحصیل کیا ہے اور بیگانون کی محفل میں

چند الفاظ بطور اجمال زبان پر لاتا سننے والے خیال کرتے کہ ہمارے ضمیر پر رسائی فرمائی خلاصہ یہ کہ مرد عیار جاہ طلب تھا اور چند ہمراہیوں کے ساتھ عمدۃ الملک کے گھر میں ملازم تھا جب عمدۃ الملک مارا گیا وزیر خان نامی افغان نے جو اسکے معتقدوں میں تھا اسکی تقریب عطا اللہ خان کے روبرو پیش کی کہ علی اصغر سردی حلم اور درویش کامل ہے میرے نزدیک مناسب ہے کہ اسکے آپ بھی مرید ہو جائیں اور ایسے شخص کا ملنا نہایت دشوار بلکہ نایاب ہے یہانتک پیش ہی کہ عطا اللہ خان اسکا دل وجان سے مشتاق ہو گیا آخر خانمذکور نے صابت جنگ سے صلاح کر کے کسیقدر روپیہ بطریق مساعدہ کے بھیجکر اوسکو طلب فرمایا میر مذکور نے اسباب تجمل مانند پالکی جھالردار اور آلات نوبت وغیرہ کے لازمہ امارت مرتب کر کے اور چہ سو سوار اپنے خویش فیاری اور سوار سے آراستہ کر کے سنہ ہجری کو عظیم آباد پہونچا اور شہر کے نا کے پر دو تین مقام کر کے مرشد آباد کو عازم ہوا بروقت قیام کے بوجہ اشتہار معجزہ درویشی کے حاجی احمد اور عبد العلی خان بہادر اوسکے دیکھنے کو گئے اور وہ بھی برسم باز دید کے حاجی احمد اور عبد العلی خان کے گھر آیا مورخ نے ایکبار اوسی روز اپنے خالو کے مکانمیں اوسے دیکھا اور اسکی حال وضع سے مطلع ہو گیا ہیبت جنگ نے جو عظیم آباد کا ناظم اور صابت جنگ کا داماد تھا اوسکا نہ آنا اپنی ملاقات کو نہایت ناگوار تصور فرمایا اور اوسکا احوال صابت جنگ کو تحریر کیا اور حاجی احمد نے بھی تعریف تحریر کی کہ میر صاحب چنین وچنان کسی امر میں مصطفے خان سے کم نہیں ہیں ۔

عروج پانا میر محمد جعفر خان کا صوبہ داری کٹک کی نیابت پر اور تھوڑے زمانہ میں تنزل ہونا

صابت جنگ نے بعد اخراج شمشیر خان اور سردار خان کے چونکہ اخراج مرہٹہ حدود بنگالہ سے منظور نظر رکھتا تھا اور وہ فرقہ اکثر کٹک کی اطراف میں بعد عزل عبد الرسول خان سے پناہ پذیر تھا چاہا کہ بسبب قید ہونے راجہ دولبھ رام کے آور نہوسنے کسی دوسرے معتمد کے میر محمد جعفر خان کو مع فوج لایق کے کٹک کو روانہ کریں آخر یہ مشورہ ہوا کہ صوبہ داری کٹک کی خلعت صولت جنگ صابت الدولہ سید احمد خان بہادر کو عنایت ہوا اور نیابت نظامت میر محمد جعفر خان کو عطا ہو لاجرم خانمذکور کو خلعت نیابت کٹک اور فوجداری میدنی پور اور ہجلی کی مع بحالی علاقہ بخشیگری کی جو چند سال سے بھی او نسے عطا ہے سرپیچ اور جیغہ مرصع اور اسپ اور فیل اور شمشیر عنایت ہوا اور صولت جنگ بہادر نے بھی اپنے پاس سے خلعت مع جواہر کے مجدداً عطا فرمائی میر محمد جعفر خان نے اپنی بخشیگری کی نیابت پر میر اسمعیل اپنے عم کو حضور میں مقرر کر دیا اور سبحان سنگہ نامی کو اپنی طرف سے ہجلی کی فوجداری دی اور خود

سات ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادہ حسب الامر مہابت جنگ کی بنا بر انتظام صوبہ کٹک اور
تادیب مرہٹہ کی راہی ہوا اور بعد قطع منازل جو میدنی پور کی جوار مین پہونچا اور وہان پر جسقدر
مرہٹہ اور افغان تہی اونکو لڑ کر فرار کی راہ دکھلائی کہ بالیسر کو بجز اس فرار ہوئی اور خانمذکور نی وارد میدنی پور ہوکر
رودخانہ کہنسائی کی اسطرف چہاونی کا حکم دیا اور بخیال اپنی دوسرے فوج غنیم کی ملک کا عزم نکیا یہانتک
کہ جانوجی ولد رگہوجی کی آنے کی خبر کٹک کی اطراف مین مشتہر ہوئی اور میر محمد جعفر خان نی بمجرد گوش زد ہونے
اس سانحہ کی مضطرب ہوکر بلا حکم مہابت جنگ کی میدنی پور سی کوچ کرکے بردوان کا قصد کیا جانوجی
کی فوج نی میر محمد جعفر خان کی بجرأتی جو دیکھی چند زنجیر فیل وغیرہ لوٹ لیا اور خانمذکور باوجودیکہ سولہ ہزار
ہزار سوار و پیادہ ہمراہ رکہتا تہا بدون تحقیق فوج مرہٹہ اور بغیر لڑی بہڑنے کی بردوان کو راہی ہوا مہابت جنگ
نے جب یہ خبر پائی عطاء اللہ خان ثابت جنگ کو مع فوج کی مدد پر بہیجا اور میر علی اصغر کبری نی بعد
نکلجانے عطاء اللہ خان کے مرشد آباد پہونچکر ملاقات مہابت جنگ کی روانہ لشکر خانمذکور ہوا کیونکہ اسکا
بلایا ہوا آیا تہا اور بعجلت جا کر لشکر سی ملحق ہوگیا عطاء اللہ خان پیشتر سی بموجب تحریک وزیر خان کے
اسکا عقیدی ہو چکا تہا بعد اسکے پہونچنے اور اسکے مکر و فریب کی مشاہدی سی زیادہ تر معتقد ہوگیا باہم
ملکر بردوان پہونچے اور ادہر سی میر محمد جعفر خان بہی لوٹکر اوسی قصبہ مین وارد ہوا اور جانوجی مع میر حبیب
اور دیگر افغان و مرہٹہ کی پہونچا عرصہ رزم مہابت جنگ سی خالی دیکہکر سخت لڑائی کی عطاء اللہ خان نی
بہی خوب کوشش کی خصوص میر علی اصغر کبری نی جو اوس روز فوج عطاء اللہ خان کا ہراول تہا اور
فوج روپوش اپنی ہمراہ رکہتا تہا جست کرکی مورد تحسین آشنا و بیگانہ کا ہوا عطاء اللہ خان میر علی اصغر
کبری کی ورغلانی سے اپنی تئین بہی حساب کرنی لگا چاہا کہ میر جعفر خان کو متفق کرلی اور جب مہابت جنگ پہونچے
فریب کرکی اوسی بہی ہلاک کرے چنانچہ میر تعلی خان کی وسیلہ سی جو کہ میر جعفر خان کا مصاحب سفلہ منش
تہا پیغام دیا خانمذکور بہی بمقتضای رزالت کی شریک ہوگیا باہم قول و قرار ہوئے کہ بعد حصول مدعا صوبہ عظیم آباد
سید جعفر خان کو اور بنگالہ عطاء اللہ خان کو ملی میر عبد العزیز وغیرہ میر محمد جعفر خان کی دوست اس ماجرا سی
آگاہ ہوئی اور خانمذکور کو اس ارادہ سی بہت سا باز رکہا کہ آخر الامر نامبردہ منکر ہوکر خانہ نشین ہوا لیکن
مہابت جنگ کو جو کسیقدر اس صلاح و مشورہ کی ہوا پہونچی دونوں کی طرف سے بدظن ہوا اور اس عرصہ مین
مہابت جنگ بردوان آپہونچا عطاء اللہ خان اور میر محمد جعفر خان کی فرودگاہ کی متصل خیمہ زن ہوا
میر محمد جعفر خان نی حصول ملازمت کی مہابت جنگ نی چند حرف بطور موعظت تنبیہ آمیز در باب میدنی پور
کی معاودت کرنیمین فرمائی اور رخصت دی میر محمد جعفر خان کو وہ حق الامر ناحق کی لئے گران ہوا

دربار کی حاضری مین حیلہ وحوالہ کرنے لگا مہابت جنگ بنظر دلجوئی عطاء اللہ خان کی بتقریب مبارکباد فتح اوسکے مکان پر گیا و ہان پر میر علی اصغر کبری بھی اگرچہ مشرف ملازمت ہوا لیکن مہابت جنگ کو بھی عطاء اللہ کے برابر سمجھکر آقائی اور تابعداری کا پابند نہوا مہابت جنگ نے آزردہ خاطر و کشیدہ دل ہوکر بلا اظہار مافی الضمیر اپنے خانہ مبارک کو معاودت ہوا عطاء اللہ خان نے میر علی اصغر کبری کی نگاہداشت کے بارہ مین مع ہزار سوار کے استدعا کی مہابت جنگ نے جواب دیا کہ اپنے رسالہ مین جسقدر آدمیونسے چاہو مقرر کرو لیکن اینجانب تمہارے رسالہ مقرری کی زیادہ دہرتی نہین کرسکتا۔ میر اصغر کبری نے اس جواب سے آزردہ ہوکر لشکر سے جدا ہونیکا عزم کیا عطاء اللہ خان نے مہابت جنگ سے عرضی کی کہ درصورت روانگی میر صاحب مذکور کے بندہ بھی نہین رہ سکتا مہابت جنگ نے صاف صاف جواب دیا کہ تمہین اختیار ہے عطاء اللہ خان کو میر صاحب مذکور نے وعدہ تفویض بنگالہ عالم بالا سے دیا تہا عطاء اللہ خان کو اوسپر اعتماد تہا فوراً مع میر صاحب مذکور کے لشکر سے نکلکر مرشد آباد کی راہ لی۔ مہابت جنگ نے چاہا کہ تالیف قلوب کرکے میر محمد جعفر خان کی دلجوئی کرکے دلاسا دے چونکہ اون دنونمین کوئی شخص میر مذکور کے خاندانمین فوت ہوا تہا لہذا بتقریب فاتحہ کے مہابت جنگ اونکے گھر گیا خانمذکور نے بمعائنہ اپنی جاہ وحشم اور براہ خودسری جیسے سات ہزار سوار وغیرہ سامان امارت کی استقبال وغیرہ مین پیش نہ آیا مہابت جنگ نے اسکی تمرد اور سرکشی سے واقف ہوکر اپنے گھر کی راہ لی اور ہجلی کی محاسبہ کیواسطے سجان سنگہ کو جو اوسکا نائب تہا اور ہنگام غدر مین خانمذکور کے ساتہ بڑی جانفشانیان کی تہین طلب کیا میر محمد جعفر خان نے اوسکی روانگی مین عدول حکمی کرکے کہلا بہیجا کہ اوسکا لیجانا میرے سر کے ساتہ ہے مہابت جنگ نے اس سراسر سرکشی اور جواب لاراہ ناصواب سے جہنجلایا اور محمد یساول کو مع چند آدم جرار کے روانہ کیا کہ سجان سنگہ کو اپنے ہمراہ لاوے مشارالیہ کہ کسیقدر خشونت مزاج مین رکہتا تہا میر جعفر خانکی حضور مین جاکر اور چند کلمہ سخت سست سناکر سجان سنگہ کو پکڑ لایا۔ مہابت جنگ نے براہ مصلحت ہجلی کی فوجداری سجان سنگہ کو اور بخشی گری نور اللہ بیگ خان برادر نقیر اللہ بیگ خان کو میر محمد جعفر خان کی تغیری مین دیکر میر محمد جعفر خان کے رسالہ کو برطرف کردیا اور حکم دیا کہ جو کوئی نوکری کا خواہان ہو سررشتہ حضور اور نیز سراج الدولہ کے رسالہ مین آکر نوکری کرے بمجرد اس عزل ونصب اور اشتہار برطرفی رسالہ کی میر محمد جعفر خان کی جمعیت مین ذرہ بہی برہمی نہ لگی کوئی ہمراہ تہر باد ماغ مین جو خودسری سمائی تہی وہ کافور ہوئی ناچار شرمندہ ہوکر بنگاله مین جاکر مہابت جنگ سے ملتقی ہوا اور ہر عرصہ مین مورخ ہذا بہی عظیم آباد سے مرشد آباد آیا تہا اور شامت جنگ

سے کے دربار مین آمد و رفت رکھتا تھا مہابت جنگ نے جب خبر پائی کہ جانوجی لشکر کے قریب آپہونچا مع فوج ظفر موج کے مقابلہ افواج مرہٹہ اور رافاعنہ کو روانہ ہوا اور تہوڑی دور جاکر جانوجی اور میر حبیب سے مقابلہ واقع ہوا دلاوران ہمراہ مہابت جنگ نے تیر و تفنگ کی بارش سے آتش فساد اعدا بجہائی اکثر مرہٹون کو راہ عدم دکہائی جانوجی اس سانحہ جانکاہ کو دیکہکر مرشدآباد کے تاخت تاراج کو دوڑا مہابت جنگ نے اس حال کی خبر سنکر اسکے تعاقب میں ایسا چست چالاک روانہ ہوا کہ فرصت نہ دی کہ ساکنان شہر کو آزار دے جانوجی نے جو مسلمانونکا دست زور دیکہہ رکہا تہا جی مرشدآباد مین حرکت نہ بوجی کر کے خایف و پریشان ہوکر میدنی پور کی راہ لی اور مہابت جنگ نے بہی ایسا پیچہا پکڑا کہ کہین مرہٹون کو اقامت کی مہلت نہ دی جانوجی اپنی جان چرائی ہوئی بے مقابلہ سیدہی باندہی بہاگا چلا جاتا تہا مہابت جنگ نظر بہ قرب ایام برسات مرشدآباد کو معاودت ہوا راہ مین متواتر شہامت جنگ کے نام حکم بنا بر اخراج میر علی اصغر کبرے کے روانہ فرمائے شہامت جنگ بپاس خاطر عطاء اللہ خان کے مسامحت یعنی تغافل عمداً سے کرتا تہا جب مہابت جنگ نزدیک پہونچا شہامت جنگ کے نام رقعہ تاکیدی ارقام فرمایا کہ رحیم خان اسی کام کو پہونچتا ہے اگر وہ عزیز نکل گیا ہو خیر ورنہ رحیم خان زبردستی سے نکال کر اپنے چہاونی مین داخل کریگا میر عطاء اللہ خان اس خبر سے کہ شہامت جنگ نے بجنسہ وہ رقعہ مہابت جنگ کی ملاحظہ کو بہیجا تہا مضطرب ہوکر میر مذکور کو طلب کیا اور عنایات لایقہ کر کے رخصت کردیا اور اوس عزیز بے تمیز نے کسی پرچہ کاغذ مین وعدہ فریب لکہکر عطاء اللہ خان کو دیا کہ اسقدر مدت کے بعد تمکو نیابت بنگالہ کی حاصل ہوگی بعد تکلفات بیشمار کے عطاء اللہ خان نے میر مذکور کی حتی الامکان خاطر مدارات جیسا کہ چاہیے کر کے رخصت فرمایا میر مسطور براہ کمرو تہ وغیرہ بعد رخصت قطع منازل کر کے عظیم آباد آیا مگر ہیبت جنگ نے بسبب آزردگی خاطر کے داخل شہر سے ممانعت فرمائی کہ جسطرح پہلے شہر کے باہر باہر مرشدآباد کو گیا تہا ویسا ہی اب بہی اوسی راہ سے اپنے وطن کو جاوے چونکہ برسات مین طغیانی ندی اور نالہ کے سبب سے فقط شہر کی بازار کا راستہ کہلا ہوا تہا میر مذکور شطرنج فکر و تردد مین گرفتار ہوا کہ کس سبیل سے راہ مقصود طے کرے آخر الامر مہدی نثار خان اور عبد العلی خان کی سعی و التماس سے اجازت ہوئی کہ راستہ بازار سے گذر کر بیرون شہر منزل گزین ہوا اور اسیطور دریاے سوہن پر پہلوان سنگہ حسب الایماے ہیبت جنگ کے آکر بعزم تاراج لشکر میر مذکور کے مقیم ہوا میر علی اصغر کبرے نے مضطرب ہوکر دوبارہ حاجی احمد اور مہدی نثار خان اور عبد العلیخان سے ملتجی ہوا یہ لوگ نہایت درجہ ہیبت جنگ کی خدمت مین ملتمس و ساعی ہوے اور پروانگی صادر کرائی کہ پہلوان سنگہ سر راہ چہوڑ دے اور عبور کیواسطے دریاے سوہن مین کشتیان ملجاوین اور نیز ہیبت جنگ کی مرضی پاکر مہدی نثار خان اور عبد العلیخان اور حاجی احمد نے اپنے آدمی میر مذکور کی دلجوئی کو بہیجے

تاکہ حدود عظیم آباد سے با امن و عافیت نکل جاوین بعد انقضا ے دو تین مہینے کی جبکہ ایام بارش
منقضی ہوے ہیبت جنگ نے اپنے بہائیونکی دولت اور صابت جنگ کی رفقا کو دیکہکر جو سراج الدولہ
اور اکرام الدولہ کی شادی مین معاینہ کیا تہا عازم اس امر کا ہوا کہ فوج کی بہرتی کرکی مانند مصطفی خان
کی ملک بنگالہ اور اپنے چچا اور خسر کی مکان پر مسلط اور متصرف ہو لہذا اوایل فصل مین جب کہ
صابت جنگ بقصد تنبیہ مرہٹہ میدنی پور مین مقیم تہا مرشد آباد سے نکلکر امانی گنج مین خیمہ زن ہوا اس
مقام مین میر ابو المعالی جو کہ سابق مین برہان الملک کی خانسامانی پر مقرر تہا اور اب ہیبت جنگ
کی روبرو بکمال عزت و اعزاز مین بسر کرتا تہا ہیبت جنگ کی رسالت اور سفارت سے صابت جنگ
کی خدمت مین آیا تبلیغ رسالت کی خلاصہ پیغام یہ تہا کہ شمشیر خان اور سردار خان جو کہ بعد برطرفی
دربہنگہ مین مقیم ہین اکثر جماعہ افغان ہمراہی اخراج کرنا اس فرقہ کا خالی تعذر سے نہین اور رہنا
انکا بلا علاقہ نوکری کی اس دیار مین موجب شور و فساد پس التماس یہ ہی کہ اگر ارشاد ہو سرداران
مذکور کو مع جمعیت تین ہزار سوار جرار ترکتاز کی نوکر رکہ لون لیکن چونکہ اس سپاہ کی تنخواہ کی جاگیر
اس صوبہ مین گنجایش پذیر نہین لہذا وجہ طلب اس فرقہ کی سرکار سے مرحمت ہو صابت جنگ
نے ہرچند اول اس مقدمہ مین انکار کیا مگر آخر کار بپاس خاطر ہیبت جنگ اور نیز بخیال فساد
جو کہ معقول طور سے لکہی تہے قبول فرمایا ایلچی نے فایز المرام واپس ہو کر نوید اقبال پہونچایا بعد ازین
ہیبت جنگ نے افغان مذکور کی دلجوئی کر کے پیغام نوکری دیا آقا عظیما ے مرحوم اور تقی قلیخان
مرحوم اور محمد عسکر خان مرحوم نے واسطہ درمیانی ہو کر ہر طرف سے مطمئن خاطر کردیا چونکہ وہ لوگ
بہی امر عظیم کی خواہان تہے قبول کر کی مستدعی عہد و پیمان قسمیہ کی ہوے اور حسب المدعا کامیاب
ہو کر آخر ذی الحجہ کو دربہنگہ سے شمشیر خان اور مراد شیر خان اوسکا بہانجا اور سردار خان
اور بخشی بہلیہ روانہ ہو کر ایام عاشورہ شروع سال ۱۱۶۱ مین گنگا کی اوس طرف آکر ٹھہرے
ہیبت جنگ کی طرف سے آمد و رفت گرم تہی وہ لوگ یہ ظاہر کرتے تہے کہ ہملوگون کو اس آمد و رفت
کی باعث سے ہیبت جنگ کی حضوری مین وہی خوف ہی جو کہ عبد الکریم خان افغان اور روشن خان
کے ساتہ سلوک ہوا تہا اور ہیبت جنگ اونکی رفع شک مین بہت سا اصرار و مبالغہ کرتا تہا
تا آنکہ ایکروز واسطے اظہار اپنے دلجمعی کی بدون اطلاع رفقا اور مصاحبین کی مع فرزند خورد مرزا مہدی
اور سید علیخان سورج ہنا کی منجلے بہائی کے جسکو داماد بنایا تہا اور نیز محمد عسکر خان کی کشتی پر
سوار ہو کر عبور دریا فرمایا اور شمشیر خان کی خیمہ پر جا پہونچا شمشیر خان نے لب آب تک استقبال کر کے

اندرون خیمہ مسند پر لا بٹھلایا اور خود مودب استادہ ہوا جب نہایت اصرار سے ہیبت جنگ
نے بیٹھنے کا حکم دیا تب بیٹھہ گیا اور مراد شیر خان وغیرہ نے بھی حاضر ہو کر نذر دکھلائی اور مراد شیر خان
اور شمشیر خان شمشیر در دست مستعد پیکار ایک پاس بیٹھہ گئے پٹھانون نے زبان پشتو مین ہیبت جنگ
کے قتل کی اجازت طلب کی لیکن شمشیر خان زبان پشتو کی سوقت نہ سمجھا خواہ کسی طور سے
جواب دینا مصلحت نہ جانا داڑہی کھجلانے کے بہانہ سے اپنا سر بطور ممانعت کے ہلایا سید علیخان نے
اس ماجرے چشم دید کو بعد سانحہ کے مورخ سے جب شاہجہان آباد سے لوٹا تہا بیان اعادہ
کیا تہا لیکن ہیبت جنگ جو اس راز سے ماہر ہوا قضائے تو آنکھون پر پردہ چھوڑ دیا تہا شمشیر خان
نے حسب ضابطہ ہاتہی گھوڑے پیش کئے مگر ہیبت جنگ نے اقبال سے معذرت کی اور دلداری
اور اطمینان خاطر کر کے حکم عبور دیا عملہ میر بحری نے کشتیان حاضر کین افغانون کا عبور جعفر خان
کے باغ مین شروع ہوا اول سردار خان مع ہمراہیون کے اوترا اور ہیبت جنگ بدستور تہا پالکی پر
سوار ہو کر کٹرہ نجم الدین کے باہر جا بیٹہا سردار خان مع ہمراہیان کے آکر مستفیض ملازمت ہوا —
مشہور ہے کہ یہ شخص اس دغا و فریب سے واقف اور خبردار نہ تہا چنانچہ خود شاہ محمد امین اور شاہ رستم علی
کے روبرو جو کہ اوس زمانہ مین درویشان ظاہر و باطن مشہور اور صاحبان معنوی مین تہے ظاہر کیا
اور قسم کہائی کہ بندہ ان دونون سفلون سے یعنی شمشیر خان اور مراد شیر خان کے اس فعل بد سے
محض بیخبر ہون و الا اگر خبر ہوتی رفاقت چھوڑ دیتا اور اب لاچار ہون کہ کوئی میرا اعتماد نکریگا
اور بپاس ننگ ہم قومی ترک رفاقت بھی نہین ہو سکتی کہ لوگ نامردی اور بیحمیتی پر گمان کرینگے اس باعث سے
کہ شرم آبرو اور ہمقومی دامنگیر ہے شریک ہون لیکن ایک معتبر سے سُنا گیا کہ یہ خبر دونو سرداران
مذکور کی اسرار سے ہے چونکہ مقدر مین تباہی نہین لکہا تہا کچہ ظہور نہوا یہ دونو بدبخت قاصد تہے کہ بعد قتل ہیبت جنگ
کے دوسرے شریک کو بھی قتل کرین اور بلاشرکت ملک پر دخل یاب ہون واللہ تعالیٰ اعلم —
القصہ عشرہ آخر محرم الحرام شروع ۱۱۶۱ ہجری مین اونکا یوم ملازمت ہیبت جنگ مقرر ہوا
ان دنون مین مورخ ہذا کا چچا احمد سے نثار خان جو کہ نہایت معتمد ہیبت جنگ کا تہا اور ایسے وقت مین
نہایت پشت پناہ اوسکا تہا سرس کنبہ کے پرگنہ کی خدمت اور بشن سنگہ زمیندار کی گوشمال کو مامور ہوا
اکثر سرداران معتمد کار آمدنی کو مانند خادم حسن خان اور احمد خان قریشی اور مانند انہین لوگون کے
مع راجہ سندر سنگہ زمیندار تکاری کے ہمراہ کر دئے کوئی حاضر حضور نتہے اور جو تہے اونکو ممانعت ہوئی کہ کوئی
شخص فرقہ سپاہ سے روز ملاقات کو حاضر دربار نہو چوبداروں نے یہ حکم کہ ہر ایک کو پہونچا دیا اور یہ حکم

سرداران افاغنہ کی اطمینان کو تہا فی الحقیقت موت تو گہات مین آن لگی تہی ہر آن قضا سامان مین مصروف تہی کوئی عقل و تدبیر سوجہتی تہی جو کرتا بر عکس ہوتا ورنہ یہ شخص نہایت عقیل و رمقلد ہابت جنگ کا تہا اور مورخ اس سانحہ کے ماقبل بارادہ ملاقات اپنے والد کے عازم بریلی ہوا تہا کیونکہ وہان کی خدمت غازی الدین خان فیروز جنگ پسر آصف جاہ کی طرف سے رکہتا تہا۔ اوسیدن عصر کیوقت مورخ نے بلا دیکہنے متکلم کے سنا کہ کوئی شخص کہتا ہی کہ شمشیر خان نے ہیبت جنگ کو مار ڈالا اور اوسکے دوسرے روز منزل امیٹہی مضاف پرگنہ غازی پور مین چند لوگ بہوجپور سے آکر جو وہانکے عامل کے ملازم تہے مظہر ہوے کہ ہیبت جنگ مارا گیا اور فوجدار سرکار شاہ آباد بہی زمیداران گرد و نواح کے ہاتہ سے غارت ہوا۔

بیان انتقال ہیبت جنگ کا اور کوچ کرنا اس جہان تار و تنگ سے

ہیبت جنگ کے مارے جانے کا حال یون ہی کہ ایکروز قبل روز معینہ ملازمت کے شمشیر خان اور سردار خان سے مع رفقا کے حاضر ہوکر ہیبت جنگ کی ملاقات حاصل کی اور حسب دستور پان کا بیڑہ متضمن تسلی لیکر اپنے خیمہ کو گئے دوسرے روز بطور روز اول ہیبت جنگ چہل ستون مین جو کہ نیا تعمیر کرایا ہوا اپنا تہا آکر بیٹہا اور محمد عسکر خان کہ ندیم اور واسطہ جواب سوال آفاغنہ مذکور کا تہا اور میر مرتضی اور میر بدر الدین اور مرید ہرکارہ اور رمضانی تحویلدار سلاح خانہ جو کہ قوم کا قصاب تہا اور سیتارام مشرف توپخانہ دستی جو خادم حسین خان کی پیشکاری رکہتا تہا مع چند نفر خدمتگار کے حاضر اور چوبدار اور چیلہ بدستور دربار اپنی اپنی جگہہ پر استادہ تہے اور میر عبد احمد صفوی نسب جو کہ عظیم آباد کے اعیان مین تہا اور شاہ بندگی پیرزادہ جو جعفر خان کے باغ کے قریب ساکن اور قدم شریف کا مجاور رہتا اسطور سے کہ دو تین منتخب بیلشہ برسم مجرا حاضر اگر مصاحبت مین تہے اور محمد عسکر خان مع مہتاب رای کہتری کے جو اوسکا رفیق پرورده تہا ہیبت جنگ کی پشت پر متصل مسند آبیٹہا مگر ان لوگونمین کسی کے پاس تیغ و خنجر بلکہ چہوری تک کمر بند مین نہ تہی مگر رمضانی خدمتگار ہیبت جنگ کی سیف ہاتہ مین لئی ہوے موافق ضابطہ کے کہڑا تہا اور راجہ رام نراین دیوان اور بعض متصدی عملہ دیوانی اور تین چار نفر منشی منشیخانہ مین تخمیناً پچاس گز چہل ستون سے دور پورب رخ بیٹہے تہے اور عنایت یاب خان بہی جو کہ پیشتر والد مورخ کا خانساماں اور ہیبت جنگ کا ملازم تہا اور اونکے گہر کی میر سامانی رکہتا تہا حاضر تہا اول ہلبلیہ تخمیناً مع ہزار آدمی قدری کم و بیش ساتہ بندوق فتیلہ روشن نمایان ہوکر دور سے رسم سلام بجالائی اور چند روز شناسیون کے ہمراہ استفیض ملازمت ہوکر نذرین گذرانین اور اوسکے ہمراہی بندوقچی دست راست کی طرف جو محل سرا کی راہ تہی بہت مجمع ہی متوقف ہوے بعد ازان مراد شیر خان نامراد پانسو پٹہان مسلح ہتہیار بند سے پہونچا اور دور سے آداب

بندگی بجالا کر ہیبت جنگ بھی روبرو آیا عمارت چہل ستون مین ازدحام ہو گیا ہر ایک نذر ملازمت گذرانتا تہا اور مراد شیر خان روبرو کہڑا ہوا ہر ایک افغان کا نام و نشان عرض کرتا تہا ہیبت جنگ نی استفسار کیا کہ شمشیر خان کب تک آویگا ہر کارون نی التماس کیا کہ راہ مین ہی عنقریب آستانہ دولت مین آپہنچتا ہی تا آنکہ شمشیر خان چبوترہ کوتوالی کی نزدیک جو قلعہ پختہ بادشاہی کی دروازہ پر چہل ستون سی دو تیر کے فاصلہ پر تہا پالکی پر سوار آپہونچا اور قریب تین چار ہزار افغان کی ہتہیار بند مسلح شمشیر خان کی گرد آہستہ آہستہ چلے آتی تہی دروازہ چہل ستون سی جو کہ رستہ بازار تک اُن بدنیتون کا ہجوم تہا جب مقام مذکور تک شمشیر خان کی پہونچنے کی خبر ملی مراد شیر خان نامراد نی ہمراہیون سی کہا کہ رخصت ہوکر پان لو تا کہ شمشیر خان آکر ملازمت حاصل کری افغانون نی ہیبت جنگ کے سر پر ہجوم کیا پان لینی لگے تا آنکہ عبد الرشید خان کے آنی کی نوبت پہونچی چونکہ باہمدگر اقرار تہا کہ یہ شخص سبقت کری اسلیے بدکمین لرزہ سوار ہوا ہاتہ کانپنی لگے جب ہیبت جنگ نی پان عنایت فرمایا مگر اوسکا ہاتہ لرزہ سے کانپ رہا تہا پان ہاتہ سی گر گیا ہیبت جنگ نی ہنسکر فرمایا کہ تمہاری قسمت کا پان گر گیا خیر دوسرا نو متوجہ پاندان ہوا ہنوز نظر نیچے ہی تہی کہ رشید نارشید نی کمر سے کٹاری نکالکر ہیبت جنگ کے پیٹ پر ماری مگر اضطراب کی وجہ سے کارگر تہوڑی محمد عسکر خان یہ حال دیکہنی سی فریاد زن ہوا کہ ہان ہان یہ کیا کور نمکی ہی اسی گرماگرمی مین ہیبت جنگ نی سر اونچا کیا اور یہ حالت دیکہکر چاہا کہ شمشیر پیش نہاد کا قبضہ ہاتہ مین پکڑی مراد شیر خان نی جو ہاتہ مین تلوار لیے تہا سر بدست ایسا مارا کہ ہیبت جنگ کی شانہ سی گذر کر تہیگاہ تک جا پہونچا اور ہیبت جنگ مردہ نقش مسند ہوا اور مراد شیر خان یا کسی دوسرے بدکار نی اوسکا سر اور سینہ ہا پیر کاٹکر اوسکی چہاتی پر رکہدیا اور اس حرکت کو ایک طرح کا عمل سمجہا کہ اوسکے خون خواہون کی اس بازدید سی بیہوشی طاری ہوگی کچہ نکر سکینگے میر مرتضی خان نی بگمان زندگی دوڑ کر اوسکی سینہ سپر ہوکر ریزہ ریزہ ہو گیا اور محمد عسکر نے ہیبت جنگ کی تلوار عریان کرکے مقتول ہوا اور مہتاب رای اوسکا ہمراہی راست یا چپ کی شقیقہ یعنی کنپٹی مین زخم شمشیر کہا کر عسکر خان کی لاش کو سر زانو مین رکہکر اوس جگہ بیٹہہ گیا اور لاش کی ساتہہ ہوا بادشاہ نواز خان نام منصبدار کہنہ جو کہ عظیم آباد کے مشاہیرون اور فخر الدولہ کی عہد نظامت مین صاحب عزت تہا اور اندنون ہیبت جنگ سی تقرب بہم پہونچایا تہا امیدوار مراتب امارت تہا اس معرکہ مین کام آیا اور رمضانی داروغہ سلاح خانہ اور سیتارام مشرف توپخانہ دستی نی بقدر تاب و توان حق نمک ادا کرکے سرخ روئی دنیا حاصل کرکے عقبی کی راہ لی سمرلید ہر اور میر بدر الدین ہاتہ کٹا کر باہر نکل گئی راجہ رام نراین مع دیگر متصدیون کے بعض مجروح اور بعض سلامت تاخت تاراج ہوکر برآمد ہوئی

میر عبداللہ بہی صحیح و سالم شال اور کمربند اور کناری کی دسینے سے برآمد ہوکر اپنی راہ لگا شاہ بندگی
نے آخرت کی راہ لی باقیماندہ بہی اپنی اپنی تدبیر سے نکل گئے جب اس غلغلہ نے بلند ہوکر لوگون کو اسپر
حیرت کیا حجاب اور دربان دولت سرای امارت کی اپنے گہرون کو سدہارے سید علی خان جو لہ مکتب
مین حسب طلب ہیبت جنگ کی حاضری کا آمادہ تہا اور اوستاد اور اتالیق لوگ ارادہ ہمراہی رکہتے تہے
اوس خبر بد کے سننے سے سید علیخان کو حرم سرا مین کرکے خود متفرق ہوگئے اور آمنہ بیگم مہابت جنگ کی
لڑکی سراج الدولہ کی مان ہیبت جنگ کی بی بی نے دروازہ بند کرا کر آئینہ حیرت ہوئی لیکن سید علیخان
کو اپنے کوٹہون سے جو شہامت جنگ کے کوٹہون سے ملحق تہے نکالدیا اور کہا جسطرح تو جانے یا تدبیر ہوسکے
اپنے خالو عبد العلیخان کے گہر چلا جا اوسوقت مین عبد العلیخان شیخ عبد الرسول بلگرامی کے مکان مین جو لہ
جماعہ داران مشہور اور شیخ الہیار بلگرامی سربلند خانی کا بہانجہ تہا مہابت جنگ سے مرخص ہوکر اپنے
وطن کو جاتا تہا۔ آخری رخصت کیواسطے گیا تہا سید علیخان مورخ کا بہائی کہ اوسوقت مین نو برس تہا نہایت مضطرب
الاحوال ٹہرا تہا بسبب کم سنی کے اتنی جرات نہ رکہتا تہا کہ کسی طرف کو چلا جاتا کسی نے فضل الہی سے اوسکو بچایا
اور رحم کرکے ایک پرانا پہٹا چادر تن زیب کرا کر بتغیر وضع اپنے ہمراہ دریا کنارے ہوتے ہوے عبد العلیخان
کے مکان پر پہونچا دیا شمشیر خان کچہ دیر اوس مکان مین ٹہرا اور حیات خان کو حاجی احمد کی ملاقات
کے بہانہ مین بہیجکر حکم دیا کہ قید کرلائے حاجی احمد اس خبر سے ماہر ہوکر مضطرب الاحوال ہوا ہر طرح کے
خیالات کرنے لگا مگر زر و مال کے خیال نے نہ چہوڑا کہ قدم نہ بڑہاوے ورنہ ممکن تہا اگر گہوڑے پر سوار ہوکر ملہی
تا نہتا ضرور راجہ سندر سنگہ کے پاس جا پہونچتا غرض اسی طمع مین کہین نہ گیا تہا کہ طالب لوگ آ پہونچے اوسوقت
دیوار کہود کر یا کسی روزن سے نکلکر کسی ہمسایہ کے گہر مین پوشیدہ ہوا مگر از فرشت ار بام ہوکر قید ہوگیا
ستارہ روزگار گرفتار رہکر چاروں طرف سے مصیبت مین دوچار تہا اوسکے دفینہ اور زر جواہر جسقدر مدفون تہا
کہود کر تصرف کیا باقیماندہ اسباب و نقدی دریافت کرکے نکلے خزانہ اور لا ئے تہے کہتے ہین کہ قریب ستر لاکہ
روپیہ اشرفی اور جواہر کے اوسکے علاوہ اسکے گہر مین ملا اور زین الدین احمد خان مرحوم کے مال سے
جو کچہ مشہور ہے تین لاکہ ہے اور بعض آدمی نہایت کم جو کہ چند ہزار کے ناقل ہین واللہ عالم فی السر و الخفیات
بعد ازان جب حاجی احمد خان بچہ ہوا لب دریا موضع سنبل پور کے متصل باغ جعفر خان سے چند قدم
پیشتر حسب مقدر مدفون ہوا بعد قتل زین الدین احمد خان مرحوم اور قید ہونے حاجی احمد کے
شمشیر خان نے دونو کے مکان پر چوکی پہرہ بٹہلا کر جعفر خان کے باغ مین اقامت کی اور شہر مین
مراد شیر خان مقیم ہوا اور مہابت جنگ کے مقابلہ کے خیال سے جو دو بخشش پر کمر باندہی ہر طرف

صادر فرماکر اپنے الوس کو جمع کیا بجسب تقدیر اون دنونمین قوم افغان حشرات الارض کی صورت
زمین سے نکلتی تھی چنانچہ احمد ابدالی قندہار اور ہرات سے شاہجہان آباد کی طرف لشکر کش ہوا
اور بعد چندے کی علی محمد روہیلہ نے اوسی ہنگامہ مین آمد آمد کی خبرین سنکر راہ سہارن پور
بوریہ سے بریلی پہونچا عجب طرحکا آشوب تمام ہندوستان مین نمود ہوا القصہ ہر روز پانچ چھ مرتبہ
عظیم آبادیون کی کان مین نقارہ کی آواز پہونچی بروقت دریافت معلوم ہوا کہ فلان پٹھان
اسقدر جمعیت سے سردار خان اور شمشیر خان کی رفاقت کو آیا ہے اور شمشیر خان اور بخشی بہلیہ کے
ارکان اور عملہ نے دست تطاول دراز کیا تہا کوئی ایسا شہر مین نتہا جو انکی ہاتھہ سے باعزت بچا ہو
عبد العلیخان تمام دن شیخ عبد الرسول مذکور کی گھر مین رہکر رات کو اپنے گھر گیا اوسوقت کشتیان
واسطے باربرداری کے مع ملاح اور نیز کشتی خاصیہ یعنی بجرہ موجود و مہیا تھین سردار ملا خان
نے عرض کیا کہ اسوقت شہر آشوبگاہ محشر ہو رہا ہے اگر مع عیال و اطفال و دولت و مال کے
سوار ہو جیے انشاء اللہ اس ورطہ جان ستان سے ہملمار سلامت ہو جاوین اور شبا شب تیس کوس
مسافت طے ہو جاسے گی درحقیقت یہ صلاح بہت عمدہ تہی مگر خوبی تقدیر سے عمل مین نہ آئی
چند روز کے بعد جب کہ مراد شیر خان مشید الارکان ہوا عبد العلیخان کو پیغام حاضری صادر فرمایا
عبد العلیخان حسب معمول سواری پالکی مع چند نفر سوار و پیادہ کے راہی ہوکر جب دروازہ پر
پہونچا بعض مراد شیر خان کی خواص نے دربارہ باہر ٹہرنے رفقا سے ہمراہی کی رفق و مدارا سے
عرض کیا عبد العلی خان نے یہ خیال کیا کہ اگر میرے ساتھ بدی کرنا منظور ہوتی تو باوجود اس حصول
اقتدار کی اسطور سے کیون طلب کرتا اور بے صلاح رفقا کے دو تین خدمتگار ہمراہ لیکر اندر گیا اور
اوس بد عہد نے اسباب بیرونی اپنے تصرف مین لاکر اپنی پالکی پر عبد العلیخان کو شمشیر خان کی
روبرو بہیجا شمشیر خان نے بموجب اطلاع برہنہ پا دوڑ کر صحن خیمہ مین ملاقات کی اور عذر خواہی
بیشمار کرکے اپنی پالکی مین بٹھایا اور مکان کو واپس بہیجا اور دو تین آدمی حفاظت خانہ کو دروازہ
پر مقرر فرمائے بعد چندے جب کہ عبد العلیخان کی سپاہ قیل و قال کرنے لگی مہابت جنگ کی ارادہ کی خبر
ادہر اودہر مشتہر ہوے تب تو توہم بیجا سے دوبارہ طلب کرایا آتے ہی خیمہ مین مقید ہوا اور مراد شیر خان
اور مصطفے خان کی لڑکی کی سعی سے حکم قتل ہوا چنانچہ ملازمین غنیم نے حسب الامر عبد العلیخان کو کشتی پر
سوار کراکر دریا پار لیجاکر مستعد بجا آوری شاد ہوا عبد العلیخان مع اپنے رفیق حیدر نواز خان
کے مہلت غسل اور دو رکعت نماز کی لیکر مشغول ہوئے تہے کہ حکم ممانعت صادر ہوا اور دونون

آدمیون کو واپس کیا شاہ صادق اس جان بخشی کا ضامن ہوا بدین عہد کہ اگر مہابت جنگ کی لڑائی درپیش ہو عبد العلی خان ہرگز اپنی جگہہ سے جنبش نکریگا اور مصدر فساد و شورش نہوگا عہد سی نثار خان نے جو مرس کلثنہ کی زمیندار سے کاوش کرکے اوسکا اخراج کیا تہا جب خبر ہیبت جنگ کی پہونچی زمیندار بر عکس ہوکر خان مذکور پر ہجوم کرا اوٹہا خان مذکور مع چند نفر ہمراہی کے رہتاس پہونچا علی قلیخان قلعدار نے قلعہ مین جگہہ دی مہمان نوازی فرمائی مورخ کا مکان اسطرح پر محفوظ رہا کہ کسی جاعہ دار بہلیہ نے جو اون دنون مین بخشی بہلیہ کی ہمراہ تہا در حرم سرا کا محافظ رہا بعد ازان دوسرے روز بختاور خان جوکہ شمشیر خان کا نہایت مقرب تہا اور مورخ کی والد کا احسانمند اور وہ اس قسم کا احسان تہا کہ کچھہ قرضدار تہا والد نے بروقت جانے عظیم آباد سے دس بارہ ہزار کے تمسک پہاڑ ڈالے اور اونکا روپیہ معاف کردیا تہا اور اسیطرح شیخ محمد صلاح لکہنوی اور کالے خان بلیمن جو ہر ایک زیر احسان تہے محافظت مین ساعی رہتے قبل اس سانحہ کے بختاور خان نے شمشیر خان سے عہد کر لیا تہا کہ سید ہدایت علیخان کی حویلی سے مجھے بخشنا چاہیے اور بروقت تسلط بہی اوسپر غلبہ نکرنا چاہیے ورنہ بندہ تمہارے راز سے دولتخواہان ہیبت جنگ کو آگاہ کردیگا چونکہ شمشیر خان نے عہد و قسم سے اقرار کردیا تہا لہذا بختاور خان مع کالیخان اور شیخ محمد صلاح کے رات دن ہمارے دیوان خانہ مین مقیم دربار آتے جاتے تہے اگر کوئی محرک بدی ہوتا اپنے رفقا کو جو دو تین ہزار جرار تہے جمع کرکے مستعد مقابلہ ہوتا اسطرح پروہ مکان محفوظ رہا ہیبت جنگ کی لاش کو سید محمد اصفہانی نے جو کہ میر حیدر علی کوتوال کا شسر اور مرزا داراب کا داماد تہا میر حیدر علی کی التماس سے اوٹہا لایا اور کسیقدر اوسکو نگرو نعش صاحب افسر کی جو پائین مرحوم حاجی احمد کے روند ہی محفوظ رہی تہی وہ بہی اوٹہا لایا اور وہ کفن کہ کربلا سے آیا تہا اوسی مین دفن کیا جوکہ فی الحال ہیبت جنگ کے مقبرہ کی نام سے محلہ بیگم پورہ منجملات شہر عظیم آباد مین مشہور ہی جب مہابت جنگ کی عرضی کی خبر ملی بیحیائی نے اپنا جلوہ دکہلایا یعنی ہیبت جنگ کی زن و دختر کو مع چہوٹے لڑکے مرزا مہدی کی رتہہ پر بے پردہ و غلاف سوار کرا کر رستہ بازار شہر سے عریان نکالا اور اپنی لشکرگاہ کو لیگیا مورد طعن و لعن ہوا چند روز مین اسقدر دنیا و آخرت کا وبال اپنی سر پر لیا کہ اوسکو لکہنے کی بات بجز کاتبان اعمال کی دوسری کو نہین قریب چالیس ہزار سوار اور اسی کچھہ کم زیادہ جمع ہوکر اور مرہٹہ بہی شریک ہوی عظیم آباد کا توپخانہ زیر تصرف آیا ہمہ اسباب مستعد و مسلح ہوکر عازم حرب مہابت جنگ کا تہا۔

انصرام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کی مارے جانیکی خبر سنکر مہابت جنگ کا عزم انتقام فرمانا اور عظیم آباد مین آکر شمشیر خان اور میر حبیب وغیرہ پر فتحیاب ہونا

اسیوقت کہ مہابت جنگ داعیہ حرب اور تنبیہ میر حبیب اور جانوجی وغیرہ مرہٹہ

مرہٹہ پر مرشد آباد سے کوچ فرماکر اوسط فصل زمستان مین واقع امانی گنج خیمہ زن تہا اس حادثہ
ہیبت جنگ کی خبر پہونچی اگرچہ تسلط ہو جانے اس فرقہ قوی جنگ اور مارے جانے فرزند یکرنگ اور
گرفتاری دختر وغیرہ ناموس و ننگ سے نہایت مضطرب ہوا مگر ظاہرا مستقل مزاج رہکر ساری
سرداران سپاہ کو جمع فرمایا اور کہا صاحبون سنگ آمد و سخت آمد ایسا لخت جگر کشتہ ہوا اہل و عیال
دام مخالف مین بستہ ہوئی کیونکر دل نہ شکستہ ہو زندگی ناگوار ہی مارنے اور مر جانے پر عہد و قرار
ہے آپ لوگ اپنا ارادہ اظہار کرین کوئی ایسے رفیق غمگسار ہین جو ہمراہی مین عزم پیکار کرین
ہر ایک نے متفق ایک زبان ہوکر عرض کیا بموجب بیت مولوی جلال الدین علی سلمہ ہم بندہ بیدام ہین سرکار تمہارے ہمسر اپنے فدا پاؤن پہ ہر بار
تمہارے ہو ہم سچ اب سے مہابت جنگ نے کہا کہ چونکہ تمہاری رفاقت کا حق برسون سے میرے ذمہ ہی جو میری رفاقت کریگا اوس سے
جان و مال دریغ نہین اور جسے توجہ ہو اوسکا متعرض بھی نہونگا کیونکہ جسوقت خواہان مرگ ہون
مدد کی طلبگاری بھی نہین دوبارا حاضرین نے التماس کیا کہ ہم لوگ حق نمک مین اسیر ہین بجز
جانفشانی سکے کوئی دوسرا ارادہ نہین تب فرمایا کہ قول و قسم ہو قرآن آیا ہر ایک نے سوگند کہائی
بعد ازان فرمایا کہ تمہاری تنخواہ میرے ذمہ ہی جب کہ تمہین اپنی جان دینے سے دریغ نہین بندہ بھی
زر و مال کے عطا کرنے سے مقصر نہوگا لیکن چاہیے کہ آہستہ آہستہ طلب فرمائی کل سپاہ نے قبول کیا
تب مہابت جنگ زر کی فکر مین ہوا کسیقدر روپیہ شہامت جنگ اور اپنی بی بی اور جگت سیٹھ وغیرہ
مہاجنون سے قرض لیکر تقسیم تنخواہ فرمائی مگر ہنوز کسیقدر باقی رہگیا کہ فوج مرہٹہ والی شہر مین پہونچکر شورش
اوٹھائی چونکہ مرہٹہ کی لڑائی یکجائی نہین ہوتی تہی اکثر مارتے کہاتے لڑتے بہڑتے ہین اس وجہ سے عظیم آباد کی
عزیمت سے تردد ہوا آخر کار امانی گنج سے تعاقب شروع کیا اور تا سر انجام سفر عظیم آباد اور درستی اسباب
و سامان کے اوسی جگہ مقیم ہوا صولت جنگ کو بہگوان گولہ بہیجا کہ وہان سے شہر تک مرہٹہ کا سد راہ ہو
اور رسد وغیرہ پہونچنے کی راستے بند نہونے پاوین تا کہ گرانی نہو اور فرمایا کہ مجہے قوم افغان کی لڑائی اور
عظیم آباد تک رسائی ضرور ہے اور مرہٹہ اس گرد و نواح مین ہنگامہ آرای اسکا تدارک بالفعل مجہسے
نا ممکن ہی جو شخص جانا چاہی چلا جاسے اس کلمات کے سننے سے اصحاب قدرت گنگا پار شمال رویہ جابجا
چلے گئے اور جو محض بے استعداد تہے توکل بخدا اپنے گہر و نمین بیٹہہ رہے مہابت جنگ نے فراہمی سامان
لائقہ اور تالیف قلوب سپاہ فرماکر اول ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو پندرہ سولہ ہزار سوار اور
قریب آٹہہ ہزار برق انداز کے عز و جلال سے جانب عظیم آباد روانہ ہوا اور امانی گنج سے نہضت کرکے
موضع جمبائی مین جو مرشد آباد سے تین ۳ کوس پر عظیم آباد کی راہ مین تعمیر ہو منزل کی شہامت جنگ بہادر

اور عطاء اللہ خان بہادر ثابت جنگ کو پانچ چھہ ہزار سپاہ سے مع میر محمد جعفر خان کے متعین مرشد آباد کیا اور اس کا سبب یہ ہی کہ مدت دراز سے بخشیگری میر مذکور کو مفوض تھی بموجب استدعاے شہامت جنگ کے اسی وقت مین قبل اس سانحہ کے بپاس خاطر نور اللہ بیگ خان کے تغیر سے بخشی گری کی خدمت پر مقرر ہوا تہا اور چونکہ یہ خیال تہا کہ مرہٹہ بروقت کوچ کے چارون طرف سے محاصرہ کرکے رسد وغیرہ کا پہونچنا بند کرینگے اور عسرت معاش لشکر کو ہوگی حکم ہوا کہ اجناس غلہ کو کشتیون پر بار کر دیا کرین بہرحال انتظام دلخواہ کرکے موضع چہیائی سے نہضت فرمائی اور دفع دشمنون مین کمرہمت چست باندہی مرہٹہ اُسکی عزم کرنیکی بعد راہ معروف چھوڑ کر اور مرشد آباد سے ہاتہہ اوٹہاکر براہ جنگل افاغنہ کی مدد اور کمک کو اقلیم آباد کی طرف روانہ ہوئے۔

معین الدولہ سیف خان کا بہیجنا شیخ دین محمد اپنے جماعہ دار کو مہابت جنگ کے مدد پر

سیف خان فوجدار پورنیہ نے اپنے جماعہ دار شیخ دین محمد پسر شیخ مجاہد کو مع ڈیڑہ ہزار سوار کے برسم اعانت روانہ کیا اور خود بعذر بیماری مقصر ہوا شیخ دین محمد نے کندمہ کولہ سے گنگا اوترکر جب کہ مہابت جنگ مونگیر پہونچا چند روز مقیم ہوکر وارد سلطان گنج ہوا اور مرہٹہ نے اسکی خبر سنکر مہابت جنگ کی اطراف سے کوچ کرکے شیخ مذکور کو مع اُسکے ہمراہیونکے گھیر لیا تمام روز باہم جنگ و جدال رہی اُسنے کسی مستعجلی کے ہاتہہ مہابت جنگ کو اطلاع دی مہابت جنگ نے اگرچہ بہیجنا فوج کا دور از صلاح اپنی سے نہین دیکہا لیکن چار ناچار عمر خان کے لڑکے کو مع دیگر اشخاص کی مدد پر بہیجا ہنوز یہ لوگ نہ پہونچے تھے کہ رات نمود ہوئی مرہٹہ اپنے مسکن کو واپس ہوئے اور شیخ دین محمد نے فرصت پاکر وقت شب کوچ کردیا صبح ہوتے لشکر نصرت ملحق ہوا اور باتفاق مہابت جنگ کی خیمہ گاہ مین پہونچکر شرف ملازمت سے معزز و ممتاز ہوا اظہار حالات مین عرض کیا کہ جسقدر باروت سیف خان نے دی تھی اوسکو اوس آدہی دیر مین ڈہو ئین اور اڑ گئے اب سرکار سے امیدوار عطا ہون مہابت جنگ نے صرف باروت مین نہایت استعجاب کیا کہ کیونکر خرچ ہو گئی وہ کہتا تہا کہ صبح سے شام تک آگ برسانی پڑی خیر کسیقدر باروت عنایت فرمائی تعجب ہی کہ ایسے امیر نے اسوقت مین باوجود سماجت عطاے باروت مین کسقدر تامل کیا فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اسی سفر مین دوست بیگ بدخشی جو کہ سرکاری جماعہ دارون مین تہا کسی کو گرفتار کرکے حاضر لایا بعد استفسار دریافت ہوا کہ عطاء اللہ خان کا خطوط شمشیر خان

اور سردار خان کی نام مشتمل استدعاے موافقت اور ترغیب اخلاص کی اُنکے ساتھ ہین جب
مہابت جنگ بہاگلپور پہونچا مرہٹہ مع میر حبیب کی جنگل سے نکلکر نالہ چینیا نگر مین کسیقدر فوج کی ساتھ
سے گڑ گر اور بعض مردم بیگناہ کو رنج پہونچا کر بعجلت ونفرار ہوا جب مہابت جنگ کی فوج مونگیر
پہونچی راجہ سندر سنگہ زمیندار ٹکاری جو مہابت جنگ کا پروردہ تہا مع کامگار خان مئین میدار
ترہٹ کی ملازمت مین پہونچکر مورد عنایت ہوا اور انہین دنون پہونچکر زبدۃ العلما اسوۃ الفقہا کاشف علوم
خفی وجلی مولانا میر محمد علی ادام اللہ ظلالہ فضالہ پہونچکر ملاقی ہوا کسیقدر احوال انکا مہابت جنگ
کے پایان سلسلہ مین تحریر ہوگا اور خادم حسن خان بہی جوکہ مہدی نثار خان کی رفاقت سے
علیحدہ ہوکر عظیم آباد کو آتا تہا پہلواڑی مین پہونچکر اپنے خاوند ہیبت جنگ بہادر کی مرنے کا حال
سنا مگر چند وجوہات سے باہر نہ نکل سکا شمشیر خان کی ہمراہ ہوکر منتظر فرصت تہا جب مہابت جنگ
کے قریب لشکر کا حال سنا لشکر افاغنہ سے بہاگ کر مونگیر مین آستانہ بوس ملازمت ہوا
اور اسمعیل قلیخان جو مونگیر کا حاکم تہا معزور رہوکر مہابت جنگ کی خدمتمین آیا مگر نظر سے گر گیا۔

شمشیر خان کا مع افغان جعفر خان کی باغ سے کوچ کرنا اور مرہٹہ اور میر حبیب سے ملاقات ہونا باہمدیگر مہابت جنگ کا عزم جزم کرنا

اودہر شمشیر خان اور سردار خان مع لشکر فراہم آمدہ پچاس ہزار سوار کے برہنمونی ادبار غلط کاری
باغ جعفر خان کی سمت سے قصبہ بارہ کے طرف کوچ کنان ہوے ادہر سے مہابت جنگ نے بعد چند قیام
کے کوچ مونگیر سے مستظہر بنابر آرام سپاہ لایق کی تائید ربانی اور بلند کرنی اعلام ظفر ارتسام سے کوچ فرمایا
اسی اثنا مین میر حبیب مع جانوجی پسر رگہوجی بہوسلہ کی عظیم آباد کے جوار مین پہونچا اور اپنی پہونچنے
سے فوج افغان کو آگاہ کیا اور پٹہان لوگ جو اول مرتبہ کی تحریک سے عازم ہوے تہے بقصد
ملاقات مرہٹہ کے لشکر مین آئے اور میر حبیب نے جسکے مزاج مین فتنہ وفساد مخمر تہا اور بنگالہ اور
مہابت جنگ کی تخریب مین ساعی تہا سردار خان اور شمشیر خان کو بعطاے خلعت سرفراز فرمایا
اور اپنے زعم مین صوبہ داری بہار کی اونکو عطا فرماکر رخصت فرمایا دوسرے روز میر حبیب اور
مرزا محمد صالح اور موہن سنگہ وغیرہ چند آدمیونکو بتقریب ضیافت طلب فرمایا اور بعد رسم مہمانی
کے جو خیمہ کہ اُنکے آسایش اور خوابگاہ کو استادہ کیا تہا بہلاکر اپنے مقامات کو چلے گئے اور کسیقدر
جماعہ افغان کو سمجہا کہ بطریق چوکی اوسکے خیمہ کی گرد رہین اور کہا کہ جب مشار الیہ اپنے لشکر کا

قصد کرے مانع ہو کر کہتا کہ ہمنے بموجب کہنے آپ کے نوکری کی اور زین الدین احمد خان کو درمیان سے اوٹھا دیا پچاس ہزار سوار اور پیادہ نوکر ہو کر مہابت جنگ کی لڑائی کے امیدوار ہین پس اس صورت مین مبلغ تیس یا چالیس لاکھ روپیہ کہ آجتک کی تنخواہ ہوئی اوسکی تدبیر کرنا چاہیے تب تشریف لیجائیگا قضارا یہ بھید کہل گیا میرزا محمد صالح کو معلوم ہوا نامبردہ نے براہ تدبیر چند سواران مرہٹہ کو تعلیم کردی کہ تم لشکر کے باہر سے گستاخان سرگرم فغان داخل لشکر شمشیر خان ہو کر خبر دو کہ مہابت جنگ آپہونچا اونہون نے بطور مقصود پہونچکر مہابت جنگ کے پہونچنے کی خبر پہونچائی میر حبیب وغیرہ نے سراسیمہ ہو کر اپنے لشکر جانے کو عزم کیا اسی اثنا مین شمشیر خان اور سردار خان افغان نے پہونچکر اظہار مدد کیا میر حبیب نے جواب دیا کہ بالفعل توقف کرنا اور اس گفتگو مین آنا برخلاف مصلحت ہے اور اسقدر مبلغ کا سرانجام آہستگی سے ہوگا حالانکہ لڑائی کی فکر کرنا ضرور ہے خلاصہ یہ کہ بعد گفتگوے بسیار کے میر حبیب نے دو لاکھ روپیہ جو کہ ابتدا مین وعدہ تہا قبول کر کے مہاجن کی ضامنی دلوادی اور وہ متعہد ہوا اس تدبیر سے میرزا صالح نے بھی اپنے تئین مع میر حبیب کے اوس ورطہ ہولناک سے بچا کر اپنے خیمہ گاہ کی راہ لی دوسرے روز لشکر طرفین کا مقابلہ ہوا دو جانب سے تین چار کوس کا فاصلہ تہا۔

مہابت جنگ کا شمشیر خان اور سردار خان اور میر حبیب وغیرہ مرہٹہ سے لڑکر فتحیاب ہونا

نواب شجاع الملک حسام الدولہ محمد اللہ وردیخان بہادر مہابت جنگ جو کہ اپنے عہد مین قواعد جنگ آزمائی سے بخوبی آگاہ اور سواے آصفجاہ کے دوسرا اپنا ہمسر نہ کہتا تہا لب دریاے گنگ کو چھوڑنا مناسب نہ سمجھا جب قصبہ بارہ باتی سے برآمد ہوا گنگا کا سوتا اسطرف کو چھوڑ کر اوس کنارہ پر روان ہوے تو اوسکے جزیرہ مین مردم شمشیر خان نے اوس معبر کو محکم کر کے توپین لگادین کہ وہان سے عبور دشوار تہا مہابت جنگ نے معبر مذکور کو چھوڑ کر دو میل کے فاصلہ پر کسی زمیندار کی رہنمائی سے مغرب طرف جاکر عبور کیا اور شمشیر خان کے آدمی اس عبور سے کہ حالت بے خبری مین عبور ہوا تہا نہایت سراسیمہ ہوے اور بنہایت اضطراب سے توپ وغیرہ سامان جنگ چھوڑ کر باہر بہاگ گئے یہ اول شکست تہی جو شمشیر خان وغیرہ کو نصیب ہوئی جس منزل مین مہابت جنگ نے خیال

شب خون اور حیلہ انگیزی افغان کی سپاہ اندرونی کو فریب دہ کرکے خود خیمہ گاہ سی باہر نکل گیا
اور توپخانہ کلان کے نزدیک کہ جمیع فوج سی بیشتر اور مردم مخالف سی کم عرصہ مین تما شب
بسر کی جب صبح اقبال نی جلوہ فروشی کی اول روز مکتوبہ ادا کرکی درگاہ قادر قدیر سے التجای
قبولیت فرمائی اور خاک تربت شہدا علیہم السلام۔ جو ہمیشہ ایسے مقامات پر ہمراہ رکہتا تہا نکال کر اپنی
پیشانی پر لگائی اور نہایت گریہ وزاری کرکے اپنی ہاتہی پر سوار ہوکر سرائے رانی پر جو قصبہ
باڑہ کی غربی طرف دریاے گنگا پر واقع ہی فوج آراستہ فرمائی بہادر علیخان کو توپخانہ جنسی
تک کل فوج سی بیشتر بہیجا اور حیدر قلیخان بہادر کو توپخانہ دستی کی ہمراہ بہادر علیخان کی عقب
مین اور اُنکے پشت پر رحم خان اور میر محمد کاظم خان ہراول مقرر ہوی اور یمین کی طرف
جدہر دریا تہا فقیر اللہ بیگ خان اور نور احمد بیگ خان اور شیخ جہان یار کو مقرر فرمایا اور
طرف چپ جدہر مرہٹہ تہی نواب صولت جنگ اور محمد الہ یار خان بہادر اور محمد ایرج خان بہادر
اور راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ اور کامگار خان اور چند سردار دیگر مقرر ہوی اور عمر خان
کو مع فیل نشان اور اوسکے لڑکون کی یعنی اصالت خان و دلیر خان و احمد خان و محمد خان سے
اپنے روبرو نگاہ رکہا اور ساقہ لشکر مین شیخ دین محمد کو چند جماعہ دارون سی تعین کیا خود قلب
لشکر مین آیا ادہر شمشیر خان اور سردار خان نی بہی تیس ۳۰ چالیس ہزار سوار افغان اور بخشی بہیلیہ کے
پیادون سے صف آرائی کی دست چپ کی طرف جدہر گنگا روان تہی حیات خان افغان کو مع
چند ضرب توپ کلان کی اوس طرف سے پار کرکے مقرر کیا کہ نواب مہابت جنگ کی دست راست
سے بدلجمعی تمام گولہ افگنی کرے اور خود میدان دریا سے دور تک صف آرا ہوکر مستعد مقابلہ ہوا
مرہٹہ دست چپ اور عقب لشکر سے نمایان ہوکر ایکساعت کی بعد حملہ آور ہوی بحسب ظاہر
نواب مہابت جنگ کو چارون طرف سے گہیر لیا حق تو یہ ہی کہ اس معرکہ مین اس امیر صاحب تدبیر نے
وہ استقلال کیا کہ شاید دوسرے سی ایسے مقام پر کم ملاحظہ ہوا ہو۔ القصہ جب توپ اندازی
طرفین سے شروع ہوئی چونکہ فتح وفیروزی تو بارگاہ ازلی سی مہابت جنگ کے نصیب مین تہی اول
حملہ مین گولہ کے صدمہ سی سردار خان کا سر اوڑ گیا اسکے مرنے سی جو کہ نصف حصہ فوج کا مالک تہا
پشت لشکر شکست ہوئی اور سردار خان کی ہمراہی سراسیمہ ہو گئی اس گہبراہٹ کی معاینہ سی اکثر نوجوان
نثار تہوّر و دلیری سی بدمست ہوکر مہابت جنگ کے پاس آکر التماس یورش کرتے تہی وہ جواب
دیتا تہا کہ تہوڑی دیر برق اندازی کا تماشا کرو بعد ازان انشاء اللہ المستعان حملہ کیا جاویگا ابہی [illegible]

حیدر علیخان بہادر نے پیشقدمی کر کے پیادہ ہاے برق اندازان کی دلدہی و خاطرداری شروع کی اور اوس جماعہ مدبر پر ایک ایسی باڑہ ماری کہ صبح روشن مانند شام تیرہ و تار ہوگئی جب میدان کارزار مانند حوصلہ مخالف کے فوج غنیم پر تنگ ہوا شیخ جہان یار اور فقیر اسد بیگ خان کو حکم فرمایا کہ حملہ آور ہوں مگر اسکا عمل در آمد ہنوز نہوا تھا اسی اثنا مین مرہٹہ اور میر حبیب مع فوج ہمراہی افاغنہ کے بطرف چپ خصوص ساقہ لشکر پر اکٹھے ہوکر آگرے سراج الدولہ ذ جسکا فیل سواری نواب کے فیل خاصہ سے ملحق تھا عرض کیا کہ غنیم نے یورش کر کے نزدیک آدبایا اوسکا تدارک قرار واقعی کرنا مناسب و بر ضروری ہی نواب معظم نے بڑے غیظ سی فرمایا کہ غنیم اور حریف ہمارا یہین نظر ہی مرہٹہ سی کیا پروا ہے بعون اللہ تعالی تدارک معقول ہوتا ہی اور کچہ التفات مرہٹہ کی شور و غوغا پر نہ فرمایا دوبارہ تاکید یورش کی فقیر اسد بیگ خان اور شیخ جہان یار کو تاکید فرمائی اسوقتین چند سوار رحم خان اور دوست محمد خان اور میر کاظم خان اور حیدر علیخان کے جوکہ ہراول تھی پہونچکر عرض کنان ہوے کہ الحال مصلحت حملہ کرنے مین ہی ہم لوگ یورش کرتے ہین حضور بھی مدد پر متوجہ ہوں ہیبت جنگ نے فرمایا آفرین اور صد آفرین نصرت الہی کی مدد پر حملہ کرو اور مجہی بھی پہونچا ہی سمجہو جب وہ معاود ہوئے ہیبت جنگ نے تیر و کمان قبضہ مین لیکر اور تیر کو ترکش سی نکالکر دست نیاز درگاہ رب العزت مین واسطے دعا کی اوٹھایا اور عرض کنان ہوا اور کہا کہ تعز من تشاء و تذل من تشاء تو جسکو چاہتا ہی عزت دیتا ہی اور جسکو چاہتا ہے ذلت دیتا ہی پس یہ فقیر عرض کنان ہی کہ دشمنون بد اندیش سی یہ صورت ظفر یابی ظہور مین آئی بعد ان کلمات کے نصرت ظفر دشمن پر کمر ہمت دراز کی مخالفین زاغ منش کو چڑے اعمال دنے یہ کہکر بہادران لشکر سے فرمایا کہ لوگو میدان رزم ننگ و نام کا موقع ناموری کا ہنگامہ ہی جسے خون مین نہانا ہو ہماری آشنائی کرے دریاے نامداری سی بیڑا پار لگاے یہ کہکر تیر کمان مین رکہا شست و مشت درست کی شادیانے شاہانہ فتح کی نوبت بجائی جسوقت آواز فتح یابی بلند ہوئی ظاہر ہوکر فیل سواری جانب دشمن روان فرمایا فوج ہراول بھی اپنے مالک سے شہ پاکر بساط اقامت سے دشمنون پر متوجہ ہوئی ہیبت جنگ بھی اونکے ہمعنان پہونچا اس گرم بازاری مین دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان جو باہم ایک فیل پر سوار تھے دعواے سبقت کر کے جویاے نام و نشان ہوے بازار گیر و دار گرم ہوئی ہر ایک اپنے مقابل سے جہاں تہراخون کی ندی سی نکلی مار دہاڑ سے جلت نہ دی میر محمد کاظم خان اور دوست محمد خان نے اپنا ہاتھی بڑہا کر مراد شیر خان کے ہاتھی کے برابر

جا پہونچا سید محمد کاظم خان نی چاہا کہ اوسکے تختہ ہودج کو پکڑ کر اوسکے ہاتھی پر کود جاے مراد شیر خان اگرچہ زخم کہاے ہوئے تھا لیکن تیغہ کاردا افغانی ایسا مارا کہ میر کاظم خان کی بعض اونگلیان کٹ گئین قبضہ سے تختہ ہودج نکل گیا دوست محمد خان کودکر اوسکے ہاتھی پر جا پہونچا اور جہاتی پرچڑہ بیٹھا اور سید محمد کاظم خان بھی اوسی جانب اوسی حالت مین کود کر جا پہونچا اور دوست محمد خان کی اعانت کی باہم متفق ہوکر اوسکا سر اوڑا دیا لیکن لاش دارو گیر مین شمشیر خان نہ معلوم کس طرح سے ہاتھی سے زمین پر آیا اور حبیب بیگ یکہ جو سرکار مہابت جنگ کا ملازم اور دلیر خان پسر عمر خان کے مصاحبت مین تہا اوسکا سر کاٹ لایا اور مہابت جنگ کے ہاتھی کے زیر پا پہونچایا اور بعد اس فتح و نصرت کے شکر گذاری رب قدیر فرمائی نئے سرے سے شادیانہ فتح بجایا فوج مرہٹہ کہ یسار کے طرف امیدوار فتح وظفر تھی کمال اضطراب و پریشانی مین قرار ہوئی اور مہابت جنگ نے فتح و فیروزی کے ساتھ اونکی پیشگاہ مین اپنا آرامگاہ بنایا۔

ذکر آمنہ بیگم دختر مہابت جنگ کی ملاقات ہونے کا مع اولاد اور پدر والا گہر کے اور باہمدگر کے معاملات

آمنہ بیگم لڑکی مہابت جنگ کی اور بی بی زین الدین احمد خان کی جو مع دختر اور پسر اپنے کے کہ میرزا مہدی نام تہا نہایت ذلت و رسوائی مین اسیر افغان تھی حاضر ہوکر مشرف ملازمت مہابت جنگ اپنے باپ کے ہوئی دونو طرف خوشیان ہوئین شکر گذاری مالک الملک ادا کین اس نوید سی شہر عظیم آباد کے خورد و کلان کو خوشیان ہوئین ہر ایک دیدار فیض آثار سی کامیاب ہوا ہر طرف بہجت و انبساط کی شادیانی بجنے لگے دو ایک مقام کے بعد طی مراحل فرما کر عظیم آباد مین وارد ہوئے اور منتظران دولت دیدار کو نظارے جمال بیمثال سی فارغ البال و خوشحال کیا نذرین ادا ہونے لگین سادات مومنین اور فقرا و مساکین کو زر بیشمار سی مالا مال کر دیا اور شہامت جنگ بہادر کو مہابت جنگ نے لکہا کہ الحمد اللہ فتح وظفر بتوفیق داور جادر میسر ہوئی جو کچہ کہ نذور اور صدقات واسطی مردم مرشد آباد کے مقرر ہونی چاہئین ارباب استحقاق کو دیدو اور دلجوئی ضعفا و اقویا کو کہ جور افاغنہ سے احوال ان سب کا یکسان تہا پیش نہاد خاطر عنایت ذخایر اپنے کا کرکے موہیائی الطاف سے تدارک شکستہ حالون اس

بلدہ کا فرمایا۔

شمشیر خان کی عیال و اطفال کو طلب کرکی مشمول نوازش فرمانا

چند معتمد لوگ واسطی ضبطی مال اور اسباب شمشیر خان وغیرہ سرکشون کے دربہنگا کو جو اوسکا وطن تہا بہیجے گیے زمیدار بتیانی جسکے حمایت مین متمردان مذکور کے عیال و اطفال تہی عرض کیا کہ جماعہ مذکور فدوی سے امان خواہ ہین اگر مطلق العنان فرمائے جاوین تین لاکھ روپیہ نذرانہ حاضر حضور کرون یہ التماس منظور نہوا بعض دولت خواہون کو حکم تعاقب صادر ہوا اور خود بہی بنا بر مزید تاکید تاکہ زمیدار مذکور کچہ حیلہ نکرسکے متعاقب عبور گنگا کرکی شکار کی بہانہ سے دو تین منزل چلا اور صولت جنگ بہادر سہام الدولہ کو شہر مین نایب مقرر کیا جب زوجہ اور لڑکیان شمشیر خان کی زمیدار مذکور نے مہابت جنگ کی عملہ کو تفویض کین حکم محکم صادر ہوا کہ پردہ مین لیجاوین اور کسی طرحکی تکلیف و ایذا نہ پہونچاوین اور بعد گذرنے شہر کے مغربی دروازہ سے دولت سرا مین داخل کرین اور حرم سرا مین بجای لایق ٹہرائین حسب الحکم تعمیل ہوئی سراج الدولہ کو بہی جو بمنزلہ جان و جگر تہا حکم ہوا کہ بدون پردہ کرانے اول اور خبر کرانے کی اندر نجاوے اور ہر قسم کے فواکہ اور خوردنی جو خود کہاتا تہا اول اونکی واسطے بہیجتا تہا اور ہر وقت ضرورت بی بی کی خطاب سی گفتگو کرتا تہا یہ بہی عقل و جہل کے کارخانی ہین سردار خان وغیرہ کو نمکون نی آقاے نعمت کی ناموس کی خدمتین ہ لطف خرچ فرمایا اور مہابت جنگ نی یہ خلق و عنایت فرمائی چنانچہ اکثر فرماتا تہا کہ مجہے دشمنون کی ناموس و ننگ کی پردہ دری سے کچہ غرض نہین ہے یہ حرکت فقط اسیواسطے کی گئی تاکہ شمشیر خان سے اون حقوق رفاقت سی ادا ہون جو اوسنے میرے عیال و اطفال کے ساتہ نہایت ذلت و رسوائی کی ہو حال آنکہ ہیبت جنگ نے کچہ بدی اوسکے ساتہ نہین کی تہی اور نہ ہمنے کبہی کچہ خیال کیا اور علاوہ برین اگر عداوت تہی تو ہیبت جنگ کو مارہی ڈالا تہا عورتون سے کیا جہگڑا تہا کہ اونکی رسوائی کا خواہان ہوا۔ القصہ چند روز کے بعد شاہ محمد آفاق نام کسی افغان سے جو قاسم سلیمانی کے اولاد مین تہا شمشیر خان کی لڑکی سے شادی کردی اور اونکے وجہ معاش کو چند موضع جاگیر مقرر کردئے اور اون کو وطن اصلی دربہنگا جانے کی

اجازت دی مخفی نرہی کہ قاسم سلیمانی افغانی تہا درویشی مین مشہور جہانگیر کے عہد مین بنابر کثرت اتباع کے مقید ہوکر قلعہ جبارہ مین محبوس ہوا جب وہ مرگیا آبادی مذکور کے غربی طرف مدفون کیا گیا اونکے مریدون نے تعمیر مقبرہ وغیرہ کردی اوسوقتین نہایت پر رونق تہا اب بسبب تسلط انگلشیہ کے تمام ممالک شرقیہ ہند اور وہ قصبہ مع مقبرہ اسکیکے بے رونق ہوگیا افاغنہ نے بھی طاقت اوٹہانے مصارف مین نقصان دیکہا در پے بربادی ہوئی تو دوسرون سے کیا ہوے

پہونچانا مہابت جنگ کا میر حبیب کے عیال کو اوسکے پاس اور دیگر کوائف

انہین دنونمین شہامت جنگ کو لکہا کہ میر حبیب کے اطفال کو جو کہ ابتداے مقابلہ مرہٹہ سے مرشدآباد مین محفوظ تھے سواری وغیرہ خرچ راہ دیکر ہمراہ آدم معتمد کے میر مذکور کے پاس روانہ کرو اسی اثنا مین محمد شاہ پادشاہ کی رحلت اور احمد شاہ کے جلوس کی خبر پہونچی چونکہ مہابت جنگ کو شکار سے بہت رغبت تھی چالیس پچاس روز گنگا کے اوس پار مقیم رہا اور سراج الدولہ جو شہر مین رہگیا تہا صولت جنگ کی نیابت اوسکو ناگوار ہوئی حرکات چند جو اوسکو لائق نہتین ظاہر کین اور یہ اول اوسکے اقتدار کا اظہار ہوا القصہ بعد سیر شکار کے آخر رجب کو معاودہو کر داخل قلعہ عظیم آباد ہوا اوسوقتین ایک عجیب سانحہ حیرت افزا ہوا تفصیل اوسکی یہ ہی کہ جسوقت میر علی محمد عالی مقام کو مقام پورنیا مین عبور ہوا اسیقدر تعارف سیف خان اور فخر الدین حسین خان سے میسر آیا تہا فخر الدین حسین خان برادر کا سیف خان کا جو نواب بہادر کے نام سے معروف تہا ایک خط میر صاحب مذکور کے نام اور عرضی ملفوف مہابت جنگ کو لکہ بہیجی اور سید مذکور کو مضمون عرضی سے مطلقاً اطلاع ندی یہ لکہا تہا کہ عرضی خلوت مین مہابت جنگ کے نظر سے پیش کریئے ان بے عقلون نے عمر کیوقت مہابت جنگ کے پاس جاکر اول اپنا خط دکہلایا بعدہ عرضی پیش کی مہابت جنگ نے عرضی پڑہکر میر مذکور سے کہا کہ بہت خوب جیسا فرمائیگا تعمیل ہوگی میر مذکور کو مضمون محررہ سے اطلاع نتہی متحیر ہوکر کہا مجہے خبر نہین کہ عرضی مین کیا تحریر ہی مہابت جنگ نے عرضی حوالہ کردی میر مذکور نے بعد ملاحظہ اطلاع پائی کہ اوس نالایق نے لکہا ہی کہ اگر مجہے بھی اعانت ہو تو اپنے باپ کا کام تمام کرون یا حضور مین مقید روانہ کرون اسی زمانہ مین سراج الدولہ نادان نے آقای عظیما سے جو مرد صالح تہا کاوش بیجا شروع کی علت اسکی یہ ہوئی کہ سردار خان بنابر معرفت سابقہ کے کہ زمانہ نوکری سیف خان سے ہمراہ آقای مذکور کے جو اسکی سرکار کا بخشی تہا رکہتا تہا اور سلوک مناسبہ سے پیش آتا

اور بعض مردم عظیم آباد کے استخلاص مین ساعی تہا محض بدگمانی کی آٹھ لاکھ روپیہ امانت سردار خان کے بابت دعوی کیا اور اپنے باپ زین الدین احمد خان کے قتل کا شہرہ بصلاح آقاے مذکور کے تشہیر کردیا مہابت جنگ بھی اس خصوص مین آقاے مذکور سے بدگمان ہوکر درپے اضرار ہوا آخر کو میر محمد علی کی سعی و توجہ سے مخلصی پاکر صولت جنگ کی رفاقت مین گیا

آزردہ ہونا صولت جنگ کا اپنے چچا مہابت جنگ سے اور ہونا کدورت بے پایان کا درمیان مہابت جنگ اور عبد العلیخان کے

نواب صولت جنگ بہادر نے عظیم آباد کی صوبہ داری کی توقع پر جو شروع جنگ افغانان مین وعدہ کیا گیا تہا اور مشہور تہا اکثر عزیزون کو مانند مہدی نثار خان مورخ کے چچا کو جو بعد فتح مہابت جنگ کے رہتاس سے آیا تہا اور برادر مورخ نقی علیخان اور خادم حسن خان اور عزت علیخان وغیرہ کو جو کہ اکثر ہیبت جنگ کے رفقا مین تہے اپنا رفیق بنایا لیکن زوجہ مہابت جنگ اس فکر مین پڑی کہ صوبہ عظیم آباد بہت عمدہ صوبہ ہی اور فوج کا گذر اور بنگالہ مین پہونچنا بدون مرضی وہان کے ناظم کے دشوار اور شہامت جنگ فہم و ادراک وتمیز و شعور سرداری سے بالکل معرا ہی اور بعد مہابت جنگ کے ضرور دشمن اوسکی لڑکیون اور نواسہ سراج الدولہ اور صولت جنگ کا ہوگا پس سعی کرنا چاہیے کہ عظیم آباد کی نیابت کسی اپنے متوسل کو ملے پس اس مقدمہ کو صولت جنگ کی برائی اور اپنے حسن فہمید کو مہابت جنگ کے خاطر نشین کیا اور اپنے نواسہ سراج الدولہ کی تعلیم کی کہ علانیہ کلمات لکھ دیکر سب لوگون سے کہو کہ اگر صوبہ بہار صولت جنگ کو سپرد ہوا بندہ اپنے کو ہلاک کریگا کیونکہ یہ صوبہ میرے باپ کا ہے میراث مجھکو پانا چاہیے ۔ مہابت جنگ نے جب ایسی کلمات سنے اور نیز سراج الدولہ کی خاطرداری بدرجہ غایت منظور تھی اور اپنی بی بی کا بھی کہنا تنگ معلوم ہوا پس مناسب ہوا کہ باپ کی میراث سراج الدولہ کو ملی صولت جنگ اس واقعہ سے خاموش ہوکر آزردہ ہوا دار الخلافۃ شاہجہان آباد کو عازم ہوا دریا کے آمد و رفت مین جھولی کی مہابت جنگ نے بذریعہ خطوط کے دلجوئی شروع کی بعد چند در چند عرایض کے صولت جنگ نے ایک عرضی مین لکھا کہ بندے اس خصوص مقدمہ مین قسم کہائی ہے کہ اگر ایسا ہو تو شاہجہان آباد ضرور جاؤنگا مہابت جنگ نے درجواب بدستخط خاص تحریر فرمایا اور یہ فقرہ لکھا کہ کفارۂ یمین سہل است و ترک رفاقت عم خود جہل او ر متعاقب ارسال

اس رقعہ کو خود اوسکے گھر مین جا کر دلجوئی کی اور در ضمن گفتگو فرمایا کہ فرط محبت بار بار لجاجت کرا قہ
سے ورنہ جانتے ہو کہ ایکمرتبہ بندہ عذر کرتا ہے اور مخالف کی دلجوئی اگر مانا بہتر اور اگر نسنا دوبارہ
گفتگو نہین کرتا مگر بزبان شمشیر ــ تمہین اگر کوئی عرض اس ارادہ سے ہو ظاہر کرو تاکہ بر طبق اسکی
تعمیل ہو اگر ... برونکو حکیم بیگ وغیرہ حاضرین کے توسل سے عرض ... طرفین کو
رنج ہا ... صولت جنگ ... سے گفتگو معلوم کرکے ہمنشینون کی وساطت سے مقصد اپنا
ظاہر کیا اور مہابت جنگ نے بعض ... اوسکی
آشفتگی کی تسلی فرمائی اور عبد العلیخان بہادر ... کی خالو کی صحبت جو مہابت جنگ ... رفاقت
مین تھا اوسکی بی بی کی حماقت سے ناچاق ہوئی مقدمہ یہانتک طول ہوا کہ گمان جان ہوا کیونکہ بعض
پریشان گفتگو اوسکی بی بی کی منشو جانب ناموس مہابت جنگ کی ہوئی مگر مہابت جنگ وہی شفقت
کرتا رہا اور قتل سے درگذر کرتا رہا یہانتک اپنے ملک محروسہ سے بدر کیا عبد العلیخان ناحق کو اپنی بی بی کی
حماقت اور لجاجت سے لاعلاج چار ناچار شاہجہان آباد کو چلا اور ذکر اسکا آگے موقع پر آئیگا ــ
زن بد بہ جو مد نیک کے گھر ÷ اسی عالم مین ہو وے اوسکو سقر ــ

تفویض ہونا صوبہ عظیم آباد کا سراج الدولہ کو اور راجہ جانکی رام کو نیابت اور معاودت کرنا مہابت جنگ کا جانب مرشد آباد

چونکہ ایام برسات قریب تھی مہابت جنگ نے بنابر انتظام صوبہ کی رہنا اپنا اختیار کرکے زوجہ
سراج الدولہ کو مع راجہ جانکی رام کے بقصد دینے نیابت عظیم آباد کے مرشد آباد سے طلب فرمایا
اور بعد پہونچنے کی صوبہ داری عظیم آباد کا خلعت سراج الدولہ کو اور نیابت کا خلعت راجہ جانکی رام
کو مع نوبت اور پالکی جھالر دار کے عنایت فرما کر بپاس خاطر صولت جنگ کی جانکی رام کو صدر الحق خان
کے ہمراہ اوسکی خدمتمین بھیجا تاکہ اداب خدمات مذکورہ کی تقدیم کرے صولت جنگ کو اگرچہ
کمال ملال ہوا تھا لیکن ... بنابر ادب اسنے بھیجا کہ مہربانی فرماکر بقاعدہ ہندوستان یہان عنایت
فرمایا بعد انقضا سے برسات کی جانکی رام کو کار مامور پر چھوڑ کر اور صولت جنگ اور سراج الدولہ کو
ہمراہ لیکر آخر ذی القعدہ کو نہضت فرما کر مرشد آباد کو عازم ہوا چونکہ سابق سے عطا احمد خان کی طرف بدظنی
تھی اور اب جو اوسکے خطوط مع حامل خط کو پکڑے گئے زیادہ تر مظنہ بدخواہی کا ہو گیا ہر چند مستحق سزا
تھا مگر بنظر خویش اور نیز بپاس خاطر اوسکی بی بی کے انتقام سے گذر کر شہامت جنگ کی نام حکم صادر

فرمایا کہ عطا اللہ خان کو بدون اخذ زر و زجر و تعدی کی جلد بنگالہ سے خارج کرے کہ تا پہونچے خود بدولت کے خانمذکور مرشدآباد سے نکل گیا ہو شہامت جنگ بعد صدور اس حکم کی عطا اللہ خان سے مستدعی برآمدن ہوا اور خانمذکور لاچار اور امید شکستہ ہوکر جو کہ میر علی اصغر کمری کے جہوٹہوں وعدہ پر سچ معتقد تہا امیدوار حصول ریاست بنگالہ ہوا تہا مع عیال و اطفال اور دیگر اسباب قیمتی اور ساٹھ لاکھ روپیہ نقد اور ستاسی ہاتہی، و زر و جواہر نفیسہ کے مرشدآباد سے نکلا اور گنگا پار ہوکر حوالی مالدہ مین میر ضیاء اللہ کی حویلی مین جو موہن پور مین واقع تہی واسطے تیاری سامان سفر کی جا ٹہرا اور مہابت جنگ نے سراج محل اکبر نگر مین رسوم جشن عید الضحی کرکے بسواری کشتی روانہ مرشدآباد ہوا اور راہ مذکور کی اوسط مین بہگوان گولہ پہونچا اور شہامت جنگ اور حسین قلیخان وغیرہ اعزہ شہر کے ملاقات سے جو برسم استقبال پیشتر چلے تہے مسرور الوقت ہوا اور وہان سے بسواری فیل جسکی کی راہ ہوکر بڑے شان و شوکت آن بان سے داخل دولت سرا ہوا اور فتح یابی کی جلدو مین نئے سر سے شکرانہ خداوند حقیقی بجا لایا اور صدقات وغیرہ سادات اور دیگر مومنین کو عطا فرمایا اس سفر مین بعضے عزیز جو عظیم آباد مین رہگئے تہے مانند اسوة العلما و قدوة الفقہا ذوالمناقب و المفاخر کاشف الدقایق و اسرار بحر المللی سید الافاضل سید محمد علی ادام اللہ ظلہ اور خان جلیل القدر عالیشان انسان العین و عین الانسان زاہر حسین خان حامد مولوی محمد نصیر مرحوم رحمہا اللہ العلی الکبیر اور خان ذوی المکارم والاحسان نقی قلیخان مرحوم بن حاجی عبد اللہ خطاط مشہور جو صوبہ برہانپور کا دیوان محمد اورنگ زیب عالمگیر کی عہد مین تہا اور خان والا دودمان مردمک دیدہ دہر و مروت منبع فضایل و مکرمت علی ابراہیم خان بہادر پور مولوی مرحوم ہمشیرہ زادہ زاہر حسین خان مغفور اور حاجی محمد خان کشمیری ہمراہ مہابت جنگ کے مرشدآباد آئی اور صولت جنگ نے چند روز کوچ سے کے بعد عظیم آباد سے مرشدآباد کی راہ لی—

مورخ کا شاہجہان آباد سے معاودت ہونا اور رفاقت صولت جنگ کا میسر آنا اور اوسکی ہمراہ مرشدآباد آنا

مورخ بھی اسی عرصہ مین جب کہ مہابت جنگ عظیم آباد سے نکلا اور صولت جنگ عازم تہا شاہجہان آباد سے بارادۂ آرزوے ملاقات والدہ ماجدہ اور برادران اور خالو اور چچا اور احباب وغیرہ کہ جو بعد غم خالی اور کشتہ ہونے ہیبت جنگ کے بجلی زیست کی امید ہوا قعہ مذکورہ مین زندگی کا [illegible] اور اسباب زندگی کا نو دیستا معاودت کرکے عظیم آباد آتا تہا سے راہ مین مابین

لکھنؤ اور فیض آباد کے عبد العلیخان اپنے خالو سے ملاقی ہوا اور سبب برہمی مہابت جنگ اور
اختیار کرنے سفر کا دریافت کیا فرمایا کہ بسبب جہالت اور نادانی زوجہ کے یہہ تفرقہ پڑا
نوبت تو جان تک پہونچی تھی مگر چونکہ ہنوز کسیقدر زمانہ معہود مین توقف تھا زندہ رہکر بلای
غربت مین مقید ہوا حالا شاہجہان آباد کو عازم ہوں یا زینہار از قرین بد زینہار یہ وقنا ربنا
عذاب النار + اور اسی اخراج کی بدولت مورخ کی والدہ صاحبہ کو مہابت جنگ سے ایسا
سوال جواب پیش آیا جسکی عہدہ برائی مردون سے دشوار ہو نہ کہ عورتون سے اور درگذشت
کرنا ایسے موقع پر بعد شدنے ایسے جواب سخت کی باوجود قدرت جو مہابت جنگ نے فرمایا
نفس بشری سے نہ دور تھا اور اس سبب سے جو نسبت کہ ہیبت جنگ نے سید علیخان
مورخ کے بھائی سے ہوئی تھی اور چاہتا تھا کہ اپنے لڑکی برادر مذکور کو بیاہ دون برہم ہوئی
اور مہابت جنگ نے دوسرے شخص کو اپنا داماد بنایا در حقیقت اسقدر پاس اقارب
بجز مہابت جنگ اور اوسکی بیٹیون بھتیجون کی دوسرے سے ہونا متعذر ہے اللہم اغفر لہم و الرحمہم
جب مورخ عظیم آباد پہونچا ظاہر ہوا کہ مہدی نثار خان اور نقی علیخان وغیرہ اقربا اور اکثر احباب
مانند غلام رضا خان خلف مرتضی خان اور آقا عظیما سے مشہور برادر ملک محمد خان اور
خادم حسن خان اور رجب علی خان اور میر اسد علی اور میر فضل علی اور فضلای عظیم آباد سے
ملا غلام یحیی اور میر وحید اور مفتی ضیاء اللہ اور مولوی لعل محمد اور میر عبد الہادی وغیرہ
صولت جنگ کی رفاقت مین عازم مرشد آباد ہوئے ہین مورخ کو انکی مفارقت مین عظیم آباد
کا ٹھہرنا ناگوار ہوا بدون سر رشتہ رفاقت صولت جنگ کے ہمراہ اپنے چچا اور بھائی کے
گام فرسا ہوا عید الضحی کا دن تھا کہ نواح مونگیر مین صولت جنگ اپنے کشتی سے جس وقت
کہ کوئی غیر حاضر تھا اوترا اور قربانی کی اور اوس مقام پر کباب تناول فرمای مورخ کو دلمین
گذرا کہ عید کا دن ہے اور عین خلوت پس اسی جگہہ اوسکو دیکھا چاہیے لہذا کشتی سواری سے
سید علی خان اپنے چھوٹے بھائی کے اوترکر روبرو گیا اور سلام کیا بعد مبارکباد عرض کی اور
نذر گذرانی از بس خوشنود ہوکر حکم شراکت طعام صادر فرمایا اور بر وقت روانگی کمال
اصرار فرمایا کہ ہمیشہ سفر اور حضر مین ملازم رہنا چاہیے اور وجہ معاش مورخ اور فقیر برادر خورد
کی مقرر کرکے دستخط فرمائے مورخ ہوا اوس حکم کی صحبت خوب گذری اثناء اسیر وقت
مرتعل ہوگی جب سفر ختم ہوا صولت جنگ بنظر اوس ملال کے کہ صوبہ عظیم آباد کے ہاتھ سے

سے دل میں رکھتا تھا اور نیز بڑے بھائی شہامت جنگ سے صفائی تھی مرشدآباد کا رہنا ناگوار سمجھکر بھگوان گولہ میں خیمہ زن ہوا آخرکار چچا اور برادر بزرگ اپنے کے دلجوئی اور تکلیف دہی سے سکونت مرشدآباد کی منظور کی بعد دو تین مہینے کے اوس شہر سے اوٹھکر اوس حویلی میں جو دریاے بھاگیرتی کے اوس پار جگت سیٹھ کے مکانات کے مقابل واقع تھی نزول فرمایا اور میر حبیب کے گھر میں مورخ اور مہدی نثار خان اور علی نقی خان کی سکونت مقرر فرمائی۔

تمنا کرنا سیف خان معین الدولہ کا مہابت جنگ کی ملاقات کو گنڈہ گولہ میں اور عدم منظوری طرفثانی اور جان بحق ہونا سیف خان کا اور صولت جنگ کو پورنیہ کی فوجداری ملنا اور آنا فخر الدین حسین خان پسر سیف خان مذکور کا مرشدآباد میں اور مہابت جنگ سے ملاقی ہونا اور دیوان خالصہ رای رایان کا جہان فنا سے گذرنا

جن دنوں میں مہابت جنگ نے بعد فتح شمشیر خان کے عظیم آباد سے معاودت فرمائی سیف خان جو کہ ارسال عرایض اور تحفجات میں مہابت جنگ سے مسلوک تھا اور افواج مدد کی بھیجنے سے رابطہ اتحاد کا متوقع تھا چنانچہ ہمراہ حاجی احمد کے بروقت روانگی عظیم آباد کے اور ہمراہ ہیبت جنگ کے بروقت مراجعت مرشدآباد کو جو اپنے لڑکوں کی شادی کو گیا تھا اور پھر عظیم آباد کو لوٹا آتا تھا گنڈہ گولہ میں آکر جو اونکا ممالک محروسہ تھا مہمان نوازی کی تعمیل کی تھی چاہتا تھا کہ مہابت جنگ بھی اوسی روش سے مہمان ہوا اور مہابت جنگ نظر بعلو شان خود کہ جعفر خان اور شجاع الدولہ مرحوم رتبہ سپہ داری اور شجاعت اور سروری کا افزون بلکہ سلاطین عالی شان سے رتبہ برابری کا رکھتا تھا اس استدعا سے آزردہ ہوکر خلوت میں کہتا تھا کہ سیف خان ہر چند ہفت ہزاری اور عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کا بیٹا ہے مگر میری ملاقات کو کیوں نہیں آتا ہمیشہ سال میں اکثر شجاع الدولہ اور جعفر خان اور علاء الدولہ سرفراز خان آتے تھے۔ سیف خان تو اوسکے مافی الضمیر سے آگاہ تھا اور نیز عزم خود جانتا تھا کہ حاجی احمد اور ہیبت جنگ کی طور سے مہابت جنگ بھی ضرور مہمان ہوگا سبب استعداد لوازمہ مہمانی اور تحفہ و پیشکش کی گنڈہ گولہ میں آکر مقیم ہوئی اور خیمہ ہای عالی شوکت و شان سے آراستہ کرکے منتظر ہوا کہ دیکھیے کب مہابت جنگ ادہر آوے مہابت جنگ نے

ہر وقت اپنے عبور کے تیلیا گڈہی سے اوسکے سفیرون کو جواب دیا کہ اگر ملاقات کی آرزو ہے
تو واسطے ناظمان سابق کے طور پر مرشد آباد میں آتے سیف خان اس جواب سے نادم ہوکر
پورنیہ میں کہ اسکا مرکز دولت تھا واپس گیا اور مریض ہوکر صاحب فراش ہوا اور تھوڑی مدت سے
میں بعارضہ اسہال مبتلا ہوکر شروع سنہ ۱۱۶۲ ہجری میں جہان گذران سے چل بسا اور اوسکا بیٹا
فخر الدین حسین خان جسے اصلا لیاقت سرداری اور اخوان پروری کی نتھی بجاے پدر مسند آرا
ہوا اور کل متروکہ پر مانند جواہرات گران بہا اور امتعہ نفیسہ وغیرہ پر قابض ہوکر دیگر بھائیون کو
محروم کیا بلکہ سنا گیا ہے کہ جو کچھ اورون کی قبضہ میں تھا اوسکو بھی طمع کرکے چھین لیا اور کسیقدر
اونکے حصہ میں دیا جب یہہ خبر مہابت جنگ کو ملی اور صولت جنگ کوئی کار لائق اپنی شان کے
بنگالہ میں نکرسکتا تھا سند فوجداری پورنیہ کی مع جمیع متعلقات کی بدستور معین الدولہ سیف خان
بہادر کے واسطے صمصام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کی مع خلعت اور عطایاے لایق کے
حضور سے طلب کرکے اوسکی قامت سراپا لیاقت کو عطاے خلعت اور جیغہ اور سرپیچ مرصع
اور کلغی اور مالہ مروارید اور فیل سے آراستہ فرمایا اور ہوگلی کی فوجداری اوسکے تغیر میں سراج الدولہ
کو بخشی میرزا پیارن اپنے برادر حقیقی کو جو محمد یار خان کے لقب سے مشہور تھا دیکر اوسکی نیابت پر
مقرر کیا اور صولت جنگ نے خادم حسین خان کو بطریق معزولی والطالی کے قبل اپنے روانگی کی روانہ کیا اور
سال مذکور کو آخر ربیع الاول کو خود بھی پورنیا کو عازم ہوا مورخ اور نیز دیگر اعزہ جو اوسکے رفیق
تھے مع دو تین ہزار سوار اور تین چار ہزار پیادہ برقنداز ملازم کی ہمراہ ہوئے فخر الدین حسین خان نے
جب کوئی جاے پناہ بجز در دولت مہابت جنگ کے نہ دیکھی قطعہ عرضی مشعر اظہار اطاعت ارسال کی
مہابت جنگ نے لالچ میں آکر در جواب تحریر فرمایا کہ ہماری طرف سے مطمئن ہوکر ادہر تشریف
لا دیجیے اور ملاقات سے مسرور فرمایئے انشاء اللہ انجاح مرام میں کوئی تقصیر نہوگی جو نکہ اللہ وردی خان
خراب ناسزا کامون کا تھا بموجب تحریر مہابت جنگ کے قاصد مرشد آباد ہوا ورنہ جسطور سے کہ سپاہ
و اسباب سفر آمادہ رکھتا تھا اگر دریا سے کوسی عبور کرکے نکالے زمینداران ترہت وغیرہ کا
معتقد و رفیق تھا کہ اوسکی مزاحمت کرسکے اور اگر احیانا کوئی طمع کرتا تھوڑے سے انعام میں اپنا خیرخواہ
اور مدد گار بنا لیتا لیکن بسبب حق تلفی بہائیون کے غریب کہ تمام مع اسباب کے باران اور لشکر یکان
کے عازم مرشد آباد ہوئے راستہ میں صولت جنگ سے ملاقی ہوا صولت جنگ نے اپنے مرتبے
سے شوکت جنگ کو مع بعض سرداران سپاہ کو مانند مہدی نثار خان وغیرہ کے ہمیں مورخ بھی

واسطے ملاقات اور آداے رسم تعزیت وسکے باپ کی بیجا شوکت جنگ بعد ملاقات واپس ہوا دوسرے روز فخر الدین حسین خان صولت جنگ کی ملازمت مین آکر مورد الطاف ہوا تیسری روز صولت جنگ بارادہ کوچ سوار ہوکر اثناے راہ مین بازدید کرتا ہوا آگے کو روانہ ہوا اور فخر الدین حسین خان بعد ازان کوچ در کوچ مرشدآباد کو راہ پیما ہوا۔ اب صولت جنگ کا حال بعد آگاہ خبر وقت مناسب ذکر ہوگا فی الحال یہ حال مہابت جنگ اور فخر الدین حسین خان کی مرشدآباد مین پہونچنے کا بیان ہوتا ہی فخر الدین حسین خان نی مین کوٹ کے گہاٹ مین پہونچکر میعا ندی کی اوسپار مخرج چہوڑی خود مہابت جنگ کی ملاقات کو سبقت کی جب لب دریا پہونچا مہابت جنگ نی ایک گروہ کو پیشوائی کیلیے بہیجا اور بروقت ملاقات سلوک و اجبہ سے پیش آیا اور فرش سوزنی پر حکم بیٹھنے کا صادر فرمایا اور عطر و پان و گلاب کی جو ہندوستان مین معمولی تواضع ہی تعمیل ہوئی اور مطمین فرماکر آرامگاہ کو رخصت فرمایا اور وہ وہان جاکر بآرام تمام رہا۔

راے رایان حسین راے کا اس سراے فنا سے کوچ کرنا ✤

انہین دنونمین راے رایان چین راے نی انتقال کیا اور بہیرون دت بعد انتقال اپنے منیب کی بلا تقرر دیوانی کے حسب الحکم امور خالصہ کے انجام مین مصروف ہوا مخفی نرہی کہ چین راے عجب متصدی اور طرفہ ہندو تہا ملکی اور مالی مقدمات مین نہانت دیانت دار اور دولتخواہ اور کفایت شعار اپنے آقا کا مدار کا تہا اور اسی صداقت کی نتیجہ و دیانت داری سی وہ نوبت پہونچی کہ رفقاے مہابت جنگ بلکہ اوسکے فرزند مانند شہامت جنگ اور صولت جنگ وغیرہ کے اوسکی پاسخاطر کرتے اور عزت و توقیر فرماتے تہے ایکروز مہابت جنگ کی مجلس مین بروقت خلوت جس مقام پر کہ اوسکے بہتیجے اور بہائی موجود تہے ہیبت جنگ نے تذکرہ چین راے کا اپنے دیوان کی تمثیل عزت پر کیا مہابت جنگ نے کہا کہ بیٹا راے رایان کا وہ مرتبہ ہی کہ میرا نوکر نہین بلکہ آقائی کا مرتبہ میرے سر پر رکہتا ہی تم کیا مثال دیتے ہو اور کسکو مشابہ سمجہتے ہو۔

نہضت کرنا مہابت جنگ کا کٹک کیطرف مرہٹہ اور میر حبیب کی سرکوبی کو اور قلعہ بارہ بہاٹی کو مخالفین سی چہین لینا اور فخر الدین حسین خان کا مرشدآباد سی بہاگنا اور پورنیہ کا قصد کرنا اور صولت جنگ کے خوف سی رستہ سی لوٹ آنا مالدہ مین اور آنا مرشدآباد مین اور قید ہونا اور بہیرون دت

کارا سے رایان خطاب پانا

جانوجی پسر رگھوجی بہوسلہ جبکہ مہابت جنگ سنے نواح عظیم آباد مین شمشیر خان پر فتح پائی پریشان ہوکر مع میر حبیب اور بھی افغان کے دیگر مرشد آباد کو عازم ہوا تہا اثنا سے راہ مین اپنے والدہ کی وفات کی خبر پائی میر حبیب کو چند ہزار سوار سے کٹک اور میدنی پور کے طرف بہیجکر چند ہزار سوار ہمراہ لیکے ساتہ خود وطن کو قاصد ہوا اور رگھو نے بعد پہونچنے جانوجی کے چہوٹے بہائی اپنے ماناجی نام کو کسیقدر مرہٹونکے ساتہ میر حبیب کے پاس بہیجا اور مہابت جنگ جیسا کہ لکہا گیا دار الحکومتہ مین پہونچکر فارغ البال بآرام تمام مقیم ہوا اور سب خلق خدا بامن و امان اسکے شکر گذار ہوئے اور مرہون احسان بجز فتنہ و فساد میر حبیب اور مرہٹہ کی کوئی اور شر ملک بنگالہ مین تتہا لہذا مہابت جنگ نے انکا استیصال ضروری سمجہکر اول ماہ ربیع الثانی ۱۱۶۴ ہجری کو واسطے استیصال مفسدان قاصد ہوا اور مرشد آباد سے نکلکر چند روز واسطے فراہمی لشکر کے کٹوہ مین متوقف ہوا اور حیدر علیخان بہادر داروغہ توپخانہ دستی کو ساتہ آٹھ ہزار سوار اور پیادہ برق انداز سے چند ماہ پیشتر اپنے نکلنے کے بردوان بہیجکر حکم دیا تہا کہ چہاونی کرے کہ اگر احیانًا میر حبیب بمقتضاے اپنی شورش زنی کی نواح مرشد آباد اور بردوان کی خرابی کی درپے ہو خانہ مذکور اوسکے انسداد مین ساعی رہے — القصہ بعد فراہمی فوج ظفر موج کی مہابت جنگ بردوان کو عازم ہوا جب قصبہ مذکور کے قریب پہونچا حیدر علیخان مع ہمراہیان کی سعادت استقبال سے معزز ہوا بعد چند روز کی میدنی پور کو عازم ہوا یہ ارادہ مصمم کیا تہا کہ عملہ توپخانہ مذکور یعنی سوار و پیادہ ہمراہی حیدر علیخان کی واسطے عطاے تنخواہ کے مصر ہوکر مانع عزیمت ہوئی مہابت جنگ نے اپنے ہمنشینون مین غلام علی خان کو مع مرزا حکیم بیگ کی جو معتمد علیہ تہا اس گروہ کی دلجمعی کو روانہ فرمایا ہرچند انہون نے بہت کچہہ سمجہایا مگر انہون نے کچہہ نسنا دوسرے روز مہابت جنگ نے خود حیدر علیخان کے مکانمین جاکر چاہا کہ آپ افضال اپنے سے آتش مشعلہ ان شیطان سیرتون کی منطفی کرے اور کسیقدر تنخواہ پہونچاکر باقی کو شہامت جنگ پر تنخواہ کر دین تاکہ جلد اوسکا بہی سرانجام ہو مگر کچہہ مفید نہوا بدستور اپنے ہٹ کی گئے میر افضل علی جو جماعہ سواران کا جماعہ دار تہا اسی کی ذات سے یہ مفسدہ اوٹہا ہوا تہا مہابت جنگ نے اس ماجرا دیدہ سے نصرت آلہی پر تکیہ زن ہوکر اوس گروہ کو برطرف فرمایا اور ان گروہ ضلالت پژوہ کی رفاقت سے علیحدگی کرکی قاصد مدافع غنیم ہوا فخر الدین حسین خان نے مہابت جنگ کی جو ارکان دولت مین تخلل دیکہا خدا معلوم بعض ہوا دار ان

احمق کی سمجھانے سے کیا یا اوسکے جی مین سمائی کہ بدون اطلاع شہامت جنگ کو عبور دریاے گنگ کرکے
اپنے لشکر سے ملحق ہوا اور باتفاق فوج پورنیہ کے راہی ہوا صولت جنگ نے جب یہ خبر پائی مع
فوج وخدم وحشم بعزم مقابلہ پورنیہ سے دو تین منزل گرم روان ہوا جب باہم ملاقی ہونیمین چندان
مسافت نرہی فخر الدین حسین خان نے خبر آنے سے گھبرا کر عرضی بھیجی کہ مجھسے کچھ تعرض نفرمایا جاوے
امیدوار ہون کہ عبور کی اجازت صادر ہو صولت جنگ نے یہ عذر کرکے کہ بدون اجازت
مہابت جنگ کی نہین ممکن ہے جواب دیا کہ بہتر یہی ہے کہ جس راہ سے آیا ہے اوسی راہ واپس ہو وہ احمق
نامرد واپس ہوکر بائکہ مین آکر ٹھہرا اور مہابت جنگ نے بفضل خدا پر نظر فرماکر بلا توپخانہ
کے بردوان سے میدنی پور مین اقامت کی میر حبیب جو مرہٹون کے ساتھ میدنی پور مین
چھاونی کیے ہوے تھا قرب مہابت جنگ کے خبر پاکر چھاونی مین آگ لگا مفرور ہوگیا
مہابت جنگ نے با دولت واقبال خارج آبادی سے رودخانہ کنسائی کا عبور کیا مخبرون نے
خبر لگائی کہ میدنی پور کے اطراف کے جنگلون مین مرہٹون کی کثرت ہے حکم ہوا کہ میر محمد کاظم خان
اور دوست محمد خان وغیرہ تعاقب مین جاکر ناکامان گردش زدہ کا کام تمام کرین
مشار الیہما نے شباشب پہونچکر ہنگامہ کارزار گرم کیا طرفین سے خوب خوب بہادری
ظاہر ہوئی آخر کو مرہٹہ خوار وخراب ہوکر کٹک کی طرف فراری ہوے اور مہابت جنگ
پیشتر کو بڑھکر بالیسر مین آیا اوس مقام پر معلوم ہوا کہ میر حبیب اور جانوجی سب بے تاب ہوکر
اور یاراے مقاومت سے مجبوری پاکر مع فوج اطراف کٹک مین آوارہ ہوکر دور تک
نکل گیا مہابت جنگ نے دریاے بہدک اور جاجی پور سے نکلکر مقام برہ مین جو کہ کٹک سے
تخمیناً اٹھارہ کوس ہوگا مقام فرمایا اوسجگہ سید نور اور تیر انداز خان اور دہرم داس ہزاری
تفنگچیون کی عرضی جو کہ قلعہ بارہ بہاٹی کی محافظ اور ملک کٹک کے متصرف تھے بدین مضمون
مہابت جنگ کی نظر سے گذری کہ ہم لوگ آپکے مطیع ہین جسوقت ادہر رونق افروز ہوے لے
مقالید قلعہ پیشکش کی جاوین مہابت جنگ بنظر تحقیقات حال مرہٹہ کی اور نیز میر حبیب کی
چند روز متعاقب رہا ایک ایسے جنگل سخت گذار مین جا پہونچا کہ بسبب نہ پہونچنے غلات کے
نرخ غلہ کا لشکر مین گران ہوگیا اور انبوہی اشجار اسقدر تھی کہ تین روز تک فوج ہراول
کا پتا جو چند کوس پیشتر گئی تھی نہ لگا نہ لشکر کی خبر نواب کو اور نہ نواب کی حقیقت لشکر کو ملی دونو
طرف ایکدوسرے کی جستجو مین تھی آخر نواب نے حکم دیا کہ ہاتھیون کے نقارہ ہاے کلان

بجواسے جاوین تاکہ اوسکے آواز پر آملینگے آخر ایسا ہی ہوا فوج مقدم نہایت نزدیک تہی آواز پر آپہونچی
اور شادمانی بی پایان نصیب ہوئی جب معلوم ہوا کہ مرہٹہ کا نام و نشان اور میر حبیب کے نقش قدم
تک پیدا نہین اوس جنگل سے باہر آیا اور بعض فوج کو درہ جنگل پر تعنات فرمایا اور دو ہزار نفر ہمراہی
رکاب سے سر شام بعزم تسخیر قلعہ بہارا بہائی کو لمبا ہوا اور تمام شب اور صبح کو دو پہر تک طے مسافت
کرتا ہوا دریاسے ممانده سی جو قلعہ بہائی کے نیچے روان ہی پار ہوا اور قلعہ کے پاس جا کر اعلام نصرت پیکر
استادہ ہوئے۔ مخفی نرہی کہ مہابت جنگ کا جنگل مین جانا اور فوج کی گم گشتگی اور نقارہ بجا کر
ڈہونڈہ نکالنا ضرور درپیش ہوا ہی مگر یہ تحقیق نہین کہ اسی سفر مین یا کسی دوسرے وقت۔ القصہ
چونکہ فوج ظفر موج نے برابر چہ پہر قطع راہ کی منجملہ دو ہزار سوار کے دریا اوترتے اوترتے تین سو نفر
کل حاضر رکاب رہا مگر لشکر راہ سے کسی مین یہ دم نتہا کہ لڑائی درکنار ذرا دم لے فی الحقیقت یہ امر
خلاف شان ایسے سردار سے معلوم ہوا اگر ایسے وقت مین محافظان قلعہ قصد فساد و فتنہ پر آجاتے سارا
نام و نشان مٹا دیتے محض تائید غیبی ہوئی کہ قلعہ والون کے دلمین اسکا رعب چہا گیا اور اطاعت
کی راہ مین قدم زن ہوئے اوس روز بسبب نہ پہونچنے خیمہ اور عدم موجودگی سایبان گرمی آفتاب
سے اور نیز بیتابی سپاہ کے نمونہ محشر ہو رہا تہا آخر روز کو سید نور اور دہرم داس مشرف ملازمت ہوئے
اور رخصت کے وقت معہود ہوا کہ کل صبح کو مع سر انداز خان کے حضور مین آکر قلعہ تسلیم کرین
لیکن چونکہ اون پر اعتماد نتہا اپنے گروہ خواص سے ارشاد فرمایا کہ کل صبح کو جسوقت حاضر ہون زیر
تیغ بیدریغ کرین اور بوقت خواب کے سراج الدولہ کو اس کام پر مامور فرمایا لہذا دوسرے صبح کو
مہابت جنگ خیمہ مختصر مین جو اسوقت پہونچا تہا بیٹہا اور سراج الدولہ قنات کے باہر مع چند
اصحاب معینہ کے سایہ مین ٹہرا ہوا تہا کہ سید نور اور دہرم داس نے آکر مجرا کیا اور مہابت جنگ
کے روبرو گیے اور مجلس مین جاکر اہتمام لوازمہ وغیرہ مین مامور ہوئے کہ سر انداز خان بہی
مع چند نفر کے چوبدارون اور دربانون کے برابر پہونچکر گہوڑے سے اترا سراج الدولہ نے
بمجرد اوسکے اوترنے کے قتل کا حکم دیا جو لوگ کہ اس کام پر مامور تہے فوراً لپٹ گیے اوسنے بہی
باوجود مشاہدہ اس حال کے ہوش و حواس درست کر خنجر ہاتہہ مین لیا اور بقدر امکان زد
و کشت کر کے عازم تہا کہ مہابت جنگ کی برابر جاوے مگر موت نے مہلت نہ دی اوسی ہنگامہ و شور مین کسی کا کودیکہ تانز
سے جان نے کالبد سی فرار کیا سید نور اور دہرم داس اس سانحہ سے مضطر ہوے بہت سا
تڑپے مگر نہ چہوٹے گرفتار ہو کر کشور خان کو کہ شقی بیباک اور سخت دل نگہبان زندان خانہ تہا سپرد ہو کر

قلعہ والے اس حادثہ سے پریشان ہوکر دروازہ بند کرکے لڑنے کو آمادہ ہوئے مہابت جنگ
نے اپنا رہنا پائین قلعہ نامناسب سمجھا میر محمد جعفر خان اور فقیر اسد بیگ خان اور راجہ دولبھہ
وغیرہ کو جو میر حبیب کے تعاقب سے دلجمع ہوکر حاضر حضور ہوئے تھے دربارۂ محاصرۂ قلعہ مامور فرمایا
اور خود بدولت کٹک مین داخل ہوا پندرہ روز تک ہنگامۂ قلعہ گیری گرم رہا آخرالامر محصورون
نے سپاہ ظفر پناہ سے عہدہ برائی دور سمجھی میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھہ رام کے وسیلہ سے
بشرط عفو جرائم قلعہ دینے کو مقر ہوئے آخر قبول مہابت جنگ ہوا محافظان قلعہ نے قلعہ مذکور
حوالہ مہابت جنگ کردیا اور خود بہئیت مجموعی میر محمد جعفر خان اور دولبھہ رام کے پاس چلے گئے
اور مہابت جنگ بنابر ملاحظہ حصار داخل قلعہ ہوا۔

مجملاً ذکر شہر کٹک و قلعہ بارہ بہائی کا

اس قطعہ زمین پر قلعہ مذکور اور شہر کٹک معمور ہے اوسکے گرد دو ندیاں مہانداور کٹھہ جوری
ہین اور اونکے اطراف رودخانون سے ملحق ہین اور پشتے اوسکے پتھر سے مستحکم بنے ہوے ہین دونو
دریا برسات مین تو چڑھ جاتے ہین ورنہ پایاب اور بارش مین دریاے مہاندہ کا پاٹ
قریب دو کوس کے ہے اور کٹھہ جوری کا عرض انکا آدہا ہوجاتا ہے مہاندہ کے کنارے قلعہ واقع ہے
دور حصار کا تخمیناً تین کوس ہوگا کہ پتھر اور اینٹ اور چونہ سے کمال استحکام مین بنا ہوا ہے اور
پختہ عریض خندق گرد بنا ہوا ہے اور شہر کی آبادی دریاے کٹھہ جوری کے کنارے پر ہے اور شہر
و قلعہ کے درمیان دو کوس کا فاصلہ ہے عمارات وغیرہ جو دریاے کٹھہ جوری پر اور پشتہ پختہ پر معمور
ہین کمال بلندی مین پشتہ عمارت کی دس گز اور کہین پانچ گز کے قریب بلندی ہے اکثر عمارات کے
نیچے سے دریاے کٹھہ جوری جاری ہے اور دریا پار دو کوس سے چار پانچ کوس پر مختلف مقامات
مین صحراے وسیع خوش فضا ہے اور جنگل کے متصل بڑے بڑے درخت سرسبز اور نازکی کے ساتھ اوس
جنگل کی ابتدا اسے پہاڑ سے ہے اور شہر والون کو ہر قسم کی کیفیت حاصل ہے چونکہ قلعہ
مذکور پر دو طرف سے دریا محیط ہے اگر مخالف لوگ بروقت طغیانی کے زمینداران اطراف
سے متفق ہوکر قصد محاصرہ کرین غلہ وغیرہ مایحتاج کا پہونچنا دشوار ہوجاے اگر برسات مین
کوئی ہنگامہ کا قصد کرے بسبب کثرت دریا اور نالہ ندی کے عبور دشوار ہو۔ مہابت جنگ
نے اس قسم کے امور ملحوظ رکھکر زیادہ توقف مناسب نجانا جو کچھ میسر ہوا مغتنم سمجھا اور

شیخ عبد السبحان کو جو راجہ دولبھہ رام کے رسالہ مین جملہ غربا سے مجہول الاحوال مین تہا کٹک کی نیابت پر مقرر کیا بدین سبب کہ مہابت جنگ کو معاودت مین نہایت عجلت تھی اور بسبب خوف مرہٹہ کے جو کٹک کی قرب وجوار مین منتظر فرصت کین مین لگے تہے اور مرشدآباد سے بسبب طغیانی ندی نالہ کے فوج کا پہونچنا دشوار تہا کوئی شخص وہان کی نیابت قبول نکرتا تہا اور شیخ مشار الیہ جسکے دلین کبہی ایسی ترقی کی خیالات نہین گذرتی تہے بر وقت تقرر کی موجب اس شعر کہ سلطنت گرچہ پہو بانجی سہی تو ہی بہتر ہے ایسا جو کہیں میسر ہو تو کہی خوشتر ہے نہایت خوش ہوا اور مہابت جنگ کی عجلت لوگون نے مشاہدہ کی کیونکہ جسوقت شیخ عبد السبحان کو نیابت پر مقرر کیا مرشدآباد کو عزیمت کی باوجود آفتاب برج جوزا مین اور شروع ماہ اساڑہ بلکہ آخر جیٹہہ تہا بارش متواتر اسقدر برستی تھی کہ کوئی روز ناغہ نہوتا تہا اور ندی نالہ جو بر وقت آنے کی نہایت کم آب تہو جاتے وقت طغیانی پر ہوگئے ہرچند بعض دریائون مین پانی کمتر اور چہاتی تک تہا مگر روزانہ بارش کی وجہ سے عبور ناممکن تہا اکثر نالون پر بہت انسان وحیوان ہلاک وتلف ہوئے جیسا کہ ترجمہ یوسف علیخان بن غلام علیخان مین مذکور ہے کہ نالہ ترجہان پر جو قریب میدنی پور کے واقع ہے باوجودیکہ پاٹ اوسکا نہایت کم تہا لیکن شدت بہنے اور عدم میسر ہونے ناو سے اور گہرائی کے اوترنے سے جوکہ فقط انسان اور اسباب اسمین اوترتی ہین اور حیوان وغیرہ تیرا کر پار کرا ہی جاتی ہین لہذا جنس حیوانات سے صد ہا گاو بیل گہوڑے وغیرہ تلف ہوگئے اور جس گہاٹ سے خان مذکور نے عبور کیا ستہرہ راس گہوڑے غرق ہوگئے اسی حساب پر خیال کرنا چاہیے روپ نارائن گہنسا سے پر جو میدنی پور کی متصل جاری ہے کل لشکر کو بصد خرابی عبور کا اتفاق ہوا چونکہ زیادہ تین چار کشتی سے میسر نتہی نہایت سختی اور تکلیف مین ان دریائون سے عبور ہوا تفصیل وار کی تحریر مین بجز دردسر کے کچہ سود نہین خلاصہ یہی ہے کہ راہ کی طغیانی اور کیچڑ اور دلدل سے نہایت تکلیف عائد لشکر ہوئی جبکہ مہابت جنگ کٹک سے کوچ کرکے چلا میر حبیب جو مع مرہٹہ کے کسی گوشہ مین چہپا تہا نکلکر قلعہ اور شہر مذکورہ کے استخلاص کا عازم ہوا جب کہ مہابت جنگ کی عزیمت کو چہہ سات روز گذر گئے میر حبیب کٹک کی نزدیک پہونچا اور شیخ عبد السبحان نے باوجودیکہ اس فوج مرہٹہ سے عہدہ برائی غیر ممکن جانتا تہا بمقتضای عزت کے باوجود قلت میر حبیب اور مرہٹہ کے مقابلہ کا عزم کیا اور بر وقت مقابلہ اپنی طاقت سے زیادہ جنگ آور ہوا جب زخمی ہوکر ہاتہہ پیر سے بیکار ہوا اسیر مخالف ہوا اس حدوث عجیب کی حال اطراف بالیسر بندر مین مہابت جنگ کے گوش زد ہوا چونکہ وقت تنگ تہا تدارک اسکا

دوسرے وقت پر موقوف ہوا اور صابت جنگ بعد طے مراحل کے آخر جمادی الاخری کو کٹوہ پہونچا اور بتاوے کے پل سے جو کہ قبل پہونچنے کے تیار ہو رہا تھا عبور کرکے اوایل ماہ رجب سنہ مذکور کو عمارات موتی محل میں جسکے آغاز تعمیر تھی نزول اقبال فرمایا شہامت جنگ اور حسین قلیخان وغیرہ مستفیض ملازمت ہوئے بہیرون دت پیشکار نے رای رایانی کا خطاب پایا دیوانی خالصہ کی خلعت سے سرفراز ہوا۔

بقیہ ذکر فخر الدین حسین خان ولد سیف خان کا اور بعض سوانح کہ اسوقت میں ظہور پایا

فخر الدین حسین خان ولد سیف خان جو کہ بنظر ساقط الاعتباری کے دوست و آشنا کے نگاہ سے گر گیا تھا اکثر رفقا رنجیدہ ہوکر صولت جنگ سے جا ملے اور خود بذات مع مال و متال و چند قدیم جرات اور پیادہ مواتی وغیرہ عملہ شاگرد پیشہ کے ہمراہ قصبہ مالدہ شگفتگی ظاہر و باطن کی موسم گرما میں گذارہ کر رہا تھا تا کہ پردہ غیب سے کیا پیش آوے صابت جنگ نے اوسکی کمینگی اس حرکت سے دریافت کرکے اوسکی مال و متاع کے چھین لینے میں جو کہ مبلغ خطیر اور اسباب بے نظیر تھا قسم جواہر وغیرہ سے اوسکے پاس ورثہ اوسکے باپ کا تھا فکر کرنے لگا بعض اپنے معتمدین کو بھیجکر اوسے حضور میں طلب کیا بعد آنے کے ایک مکان بنا بر اقامت تجویز کرکے اسباب مایحتاج مہیا کر دیا اور اوسکی نگاہبانی پر محافظ تعین کر دیئے جملہ نقد و جنس جو اوس بزدل مرد احمق کے پاس تھا ضبط کر لیا اور حیدر علیخان مع کل عملہ توپخانہ کے جو کہ بردوان سے مرشدآباد آیا تھا موتیا بند کی عارضہ میں مبتلا ہو گیا اور سراج الدولہ نے ہزاریان توپخانہ کی خطا معاف کر دی داروغگی توپخانہ دستی کی نامزد کی اور میر ضیاء اللہ کو جو مدت سے عطاء اللہ خان کا رفیق تھا اوسکے نیابت کا خلعت ملا انہیں دنوں میں مہدی نثار خان نے باستدعاے مادر سراج الدولہ کے صولت جنگ سے منافق ہوکر مع علی نقی خان برادر مورخ اور غلام رضا خان ولد مرتضی خان وغیرہ سرداران کے مرشدآباد پہونچا سراج الدولہ جو اپنے چچا صولت جنگ سے مخالفت رکھتا تھا اور مہدی نثار خان اوسکے باپ کا کہنہ معتمد اور رفیق دیرینہ تھا اوسنے اسکو غنیمت جانا اور ہر ایک کو اپنا رفیق بنا لیا مہدی نثار خان کو زیادہ رفقاے سابق سے مشمول عنایت فرماکر ترقی مراتب میں وزیر سرفراز ساختی ہوا

صابت جنگ کا روانہ ہونا میدنی پور کو بارادہ اخراج میر حبیب اور مرہٹہ کی اور میدنی پور میں

چھاونی کرنا اور سراج الدولہ کو بالیسر بندر بھیجنا مع دیگر کوایف اور فخر الدین حسین خان کا قید سے فرار کرنا سازش مرہٹہ سے

چونکہ میر حبیب محض رشک وحسد سے خلق اللہ کو رنجیدہ کیا کرتا تھا اور جور وجفا کیتھکر بندگان خدا کو ناحق بطمع دنیوی مبتلاے رنج ومحن کرتا تھا اور مرہٹہ اور افغان کی جماعت اپنی ہمراہ لیکر اکثر اطراف جنوبی گنگا کی متعلقہ ملک بنگالہ تاخت وتاراج کیا کرتا تھا لہذا مہابت جنگ نے چاہا کہ اس فرقۂ اشقیا کا بخوبی استیصال کیا جاوے باوجود ضعف پیری اور کہن سالی کی تقصیر نکرتا تھا لہذا بعد بارش کی بقصد شکار مہرپور کے طرف جو مرشدآباد کی جانب شرقی اور جنوبی واقع ہی متوجہ ہوا کثرت ہرن کی وہاں پر اسقدر تھی کہ روزانہ سیکڑون شکار ہوتی تہے اور کثرت کی وجہ سے اکثر گلی کا گلہ لشکر مین آجاتا تھا اور بازاری وغیرہ ہمراہیان لشکر چوبدستی سے مار لیتے اکثر شکار کرتے تہے بعد فراغ شکار کے کنارے کٹوہ مین نزول ہوا جب لشکر فراہم ہوا بردوان کو چلا وہان سے بڑھکر میدنی پور آیا جماعۂ مخالفین بمجرد استماع آمد آمد کے آوارہ دشت ادبار اور مفقود الخبر ہوئے اور مہابت جنگ نے میدنی پور مین وارد ہوکر دریاے کہنسائی کے کنارے خیمہ کیا اور یہ ارادہ کیا کہ اس ملک کا بندوبست اس مرتبہ استحکام سے کرے کہ غنیم کا عبور مشکل ہو لہذا میدنی پور مین چہاونی کا حکم دیا اور میدنی پور کی فوجداری علی قلیخان کو جو سراج الدولہ کے رسالہ کا بخشی تھا مرحمت فرمائی جب میر حبیب کی خبر سنی کہ بالیسر کی طرف متوقف ہے نظر بران کہ چندان فوج میر حبیب کے ہمراہ ایسی نہین ہی کہ جس سے خیال ضرر ہو اور سراج الدولہ کو بھی لڑائی پر دلیر ہونا ضرور ہی لہذا مع فوج قاہرہ کے نامبردہ کو جنگ مذکور پر مامور فرمایا سراج الدولہ نے دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان کو بطور چپاولی پیشتر روانہ کرکے خود بھی متعاقب انکے روانہ ہوا دوست محمد خان نے اول صبح کو اونکے سر پر پہونچکر قدرے گوشمالی کی اور فوج مخالف جو مہابت جنگ کے نام سے ڈرتی تھی محمد خان اور میر محمد کاظم خان کی ذرا سے شجاعت جو دیکھی ہاتہ پاون بہول گئی ہوش باختہ معزور ہوئی اور سراج الدولہ نے متعاقب ہوکر بالیسر بندر مین مقام کیا چونکہ پیشروی کی اجازت نپائی تھی تعاقب پر رخ نکیا مہابت جنگ کو سراج الدولہ کی مفارقت نہایت ناگوار تھی خصوصاً اسوقت مین ایکدم کی جدائی سے نہایت بیتاب تھا دلمین خیال کیا کہ اگر میر حبیب دونو لشکر کے درمیان مین آئی

اور جیسی سیاست بھی اوس سے بہتر بڑے خدا جانے اوسکا انجام کار کیا ہو اور فوج گران معتمد
جو سراج الدولہ کے ہمراہ ہی خدانخواستہ کہین ایسا نہو کہ سراج الدولہ کی ناتجربہ کاری سے
صدمہ عظیم پہونچے لہذا سراج الدولہ کو بتاکید تمام طلب کیا اور متعاقب اپنے رسول کے
متحرک ہوکر بے اختیار قطع راہ کرنے لگا اودہر سے سراج الدولہ بھی چلا نراین گذہ مین
قران السعدین کی صورت ہوئی وہان سے متفق میدنی پور کو معاودت کی سابق کی جاولی
مین مقام کیا اسی زمانے مین خواجہ عبدالہادی خان جوکہ ادنی جماعہ داران سرکاری مین تہا
سید محمد بہادل کے ہمراہ جوکہ دونون کامل تہے باہم نایب غلام حسن خان داروغہ دیوانخانہ
کے توسط سے عرض پیرا ہوئی کہ ملازمین سرکاری تعداد مین بڑا غبن اور خلط ملط ہی عملہ بخشی گری
جماعہ دارون سی متفق ہوکر ضمانت کرتے ہین جسکے ہمراہی مین سرکاری دفتر مین سو نفر مرقوم
ہین اگر حاضری لیجاوے چہارم بھی مشکل سی برآمد ہونگے چنانچہ اول اپنے ہمراہیون کے
غبن کی عرضی کی اور کہاکہ بس ایک مرتبہ ملاحظہ موجودات سپاہ کا بندہ دو تنخواہ کو حکم ہوتو
کفایت سرکاری لکہوکہا پر پہونچیگی مہابت جنگ نے برطبق التماس جمیع عملہ بخشی گری سپاہ کا
حکم دیا کہ کل فوج عبدالہادی خان سی رجوع ہوکر حاضری دین اس سانحہ سے عجب طرح کا
انقلاب اور اضطراب روساے سپاہ کے حال مین پیدا ہوا خواجہ مذکور بنظر اپنی
ترقی منصب اور حصول اعتماد کے شریف و وضیع سے اغماض کرکے صاف بے مروت ہوگیا
اور اپنے نیکنامی کے واسطے سب کو بدنام کیا اس درجہ تک چہان کی کہ کسی عمدہ کے رسالہ
مین جسکی تنخواہ بابت سترہ سو سوار کے درج دفتر تہی بروقت ملاحظہ حاضری کی اسّی نفر برآمد
ہوئے پس اسی پر خیال کرنا چاہیے کہ ہزارون مین صدہا رہگئے۔ اگرچہ سرکاری کفایت
اور خواجہ مذکور اس خدمت کے جلدو مین مورد عنایت ہوا مگر تمام خاص و عام مین
مطعون اور باعث دل آزردگی لشکر اور سپاہ کا ہوا حقیقت مین یہ امر ناگوار ہوا نہ تو
اہالیان سپاہ کو ایسا غبن ضرور تہا وہ خواجہ مذکور کو ایسی غیبت کرتا نہ مہابت جنگ کو ایسے موقع
جنگ و جدال مین ایسی چہان بنان اور جستجو کرنا۔ بیت سراسر غبار است این پہن دشت *
از بن چشم پوشیدہ باید گذشت * اسی اثنا مین خبر آئی کہ مرہٹہ کی فوج براہ جنگل مرشدآباد
کو راہی ہوئی مہابت جنگ کو تو اونکا استیصال بجان و دل منظور تہا اور فوج متعینہ مرشدآباد
پر چندان اعتماد نتہا میدنی پور سے متحرک ہوکر بردوان آیا وہان پر معلوم ہوا کہ آمد لشکر ظفر پیکر

تا لشکر مرہٹہ کو توقف بیچ جوار مرشد آباد کے نرہا عربی جنگلوں کو بہاگ گئے اور فخر الدین حسین خان
خلف سیف خان جو کہ مرشد آباد مین حسب الحکم نظر بند تہا گہبا نون اپنے کو غافل پا کر
یا ساتہہ طمع کے اپنے اتفاق کر کے لشکر مرہٹہ سے ملگیا اور نہایت پوشیدگی مین اونکے ہمراہ نکل گیا
انجام کار اسکا یہ ہوا کہ چونکہ تمام عمر ناز ونعم مین پلا تہا کبہی سفر کی سختی نہوپچی تہی اور اس
سفر مین بجز گہوڑے کی دوسری سواری ہمراہ نتہی انکی رفاقت سے عاجز ہوکر شاہجہان آباد
کو روانہ ہوا جب وہان جا پہونچا جو زر وجواہر کہ مالدہ کی اقامت مین مہاجنان پورنیہ
کی معرفت قبل اپنے قید ہونے کے بہیجا تہا اونہین سے جو کچہ ہاتہہ لگا اوسی سے گذر اوقات
کر رہا تہا تہوڑے دنون کے بعد مرض سرسام مین اسیر ہوکر جہان فنا سے چل بسا
اسی وقت مین کسی زمیندار جنگل نے مہابت جنگ سے التماس کیا کہ اگر فوج ظفر موج
کی رہنمائی بندہ کے متعلق ہو تو لشکر والا کو طرفۃ العین مین دشمن کی بہیر وبنگاہ پر پہونچا تا ہون
یہ عرض قبول ہوئی زمیندار مذکور قبل منصبہ سرکاری سوار ہوکر رہنمائے فوج ظفر موج ہوا
اور قطع راہ بطور ایلغار ہونے لگی جب دو تین منزل طے ہو ئین ایکرات کو تمام شب قطع
راہ کر کے صبح ہوتے مہابت جنگ کو خبر ملی کہ زمیندار مذکور نے عماری کے اندر اپنا شکم چہری سے
چاک کر ڈالا بمجرد اس خبر کے نا سپردہ کو طلب فرما کر استفسار شکم چاکی فرمایا جواب دیا کہ
چونکہ راہ بہول گیا تہا اور دشمن کے بنگاہ پر نہ پہونچ سکا بندہ کو خوف ہوا کہ خدا معلوم کیا مکافات
پاداش مین نصیب ہو لہذا یہ حرکت کی گئی اور بعد چند گہڑی کے نیم جان تو تہا ہی راہی ملک
عدم ہوا مہابت جنگ نے جو اوسکے بدولت چند منزل تکلیف پائی اور رہ کارون نے اوس
راہ سے خبرین دین لاجرم مصلحت سمجہکر معاودت فرما ہوا بردوانین آنکر تا لکچند دیوان راجہ
بردوان کے باغ مین مقیم ہوا اور تحقیقات مرہٹہ کی کرنے لگا انہین دنونمین میر محمد جعفر خان
جو کہ بتقریب تعیناتی مہابت جنگ کے مرشد آباد مین تہا حسب الطلب روانہ ہوکر باغ مذکور مین
قدمبوس ہوا مہابت جنگ جو کہ بلاحظہ حمایت عملہ سپاہ وغیرہ معاملے کے میر جعفر خان سے بہی کسیقدر
ملال رکہتا تہا اوسکے نسبت چند کلمات نصیحت اور ملامت آمیز ارشاد ہوے اور حکم ہوا کہ اپنی
نیابت اپنے بہائی سے تغیر کر کے خواجہ عبد الہادی خان کو دیوے ہر چند خان مذکور راضی نہ تہا
مگر بندگی بیچارگی طوعاً وکرہاً حسب الاعہدہ نیابت عبد الہادی خان کو تفویض کیا چند روز کے
بعد عرض ہوا کہ پہر مرہٹون نے میدنی پور کے جنگل سے سر اوٹہایا ہے مہابت جنگ تو اونکے

درپے پر اتہا سنتے ہی میدنی پور کی طرف متوجہ ہوا اور سراج الدولہ رخصت ہوکر داخل مرشد آباد ہوا۔

ذکر سبب جدائی سراج الدولہ کا مہابت جنگ سے اور جانا مرشد آباد کو اور جانکی رام سے لڑنا اور مورخ کے چچا مہدی نثار خان کا مارا جانا

مخفی نرہے کہ مورخ کا چچا مہدی نثار خان مغفور کل محامد صفات برگزیدہ شجاعت اور عزم اور اقتدار مین یگانہ روزگار تہا جب ہیبت جنگ مرگیا مہابت جنگ کو اپنا قدر شناس پاکر قصد کیا کہ اگر فلک ساتہ دیوے تو البتہ دولت دنیوی حاصل ہو مگر پایان اسکا یکر وز موتہ ہی جبکہ مہدی نثار خان سراج الدولہ کی رفاقت مین مہابت جنگ کے ہمراہ بعض سوالات جو کہ مہابت جنگ حسب عادت بے باکی کر گفتگو کلمات گران زبان پر لایا اور مہابت جنگ نے اوسکی بیباکی سے اندیشناک ہوکر چاہا کہ سراج الدولہ کی رفاقت سے ممنوع کرے مہدی نثار خان نے اس رمز کو پاکر سراج الدولہ کو دل نشین کیا کہ تمہارا دادا فرط محبت سے مفارقت کو راضی نہین چاہتا ہے کہ ہمیشہ اوسکے تابع فرمان اور مرتبہ اعمام سے ناز کتر بسر کرو اور آپ کسی سبیل سے اونکے کمتر ہونگی شایان نہین بلکہ باعتبار وراثت مہابت جنگ کے چراغ دودمان اور زبدۂ خاندان ہو فضل خدا سے آپ لڑکے بھی نہین کہ اسطرحکی اطاعت ضرور ہو اگر تم مرشد آباد ہوکر عظیم آباد کی راہ لو جانکی رام جو کہ بندوے مفلوک اور نائب تمہارا ہے وہان سے اوٹھا دینا کچہ کام نہین بعد ازان مہابت جنگ بجز تمہاری دلجوئی کے اور کچہ نکریگا الغرض سراج الدولہ کو تو یہ مصلحت قبول تھی مہدی نثار خان آخر ربیع الثانی یا اوایل جمادی الاول ۱۱۶۳ہجری کو نوکری سے مستعفی ہوکر مرشد آباد ہوتے ہوئے مع رفقاے چند کے عظیم آباد گیا اور نقی علی خان مورخ کے چھوٹے بہائی کو جو ہمراہ اپنے چچا کے ترک رفاقت صفدر جنگ کی کرکے سراج الدولہ کا ملازم ہوا تہا قبل اس سانحہ کے بحسب تقدیر ناراض ہوکر روانہ شاہجہان آباد ہوا تہا مورخ کہ پورنیہ مین صولت جنگ کا رفیق تہا بہائی کے ارادہ پر مطلع ہوکر اپنے بہائی کی مفارقت کا راضی نہوا طلب کیا اور بڑی سعی سے دوبارہ صولت جنگ کا ملازم کرادیا اور مہابت جنگ نے میدنی پور مین جاکر مرہٹہ کو مفقود الخبر کیا اور جاونی قدیم مین خیمہ زن ہوا چونکہ اس گروہ کی بیخ کنی کا خیال تہا اور حیدر علی خان خلف الصدق علی قلیخان جسکے نام میدنی پور کی فوجداری تھی بسبب عدم قدرت اور اقتدار

مقابلہ و مقاتلہ مرہٹہ سے معذرت خواہ ہوا مہابت جنگ نے مکان اور دو تخانہ خاص کا حکم دیا اور
متعلقان کو مرشد آباد سے طلب فرمایا اور خاص و عام لشکر کو جو کہ طول سفر سے آزردہ ہوئے تھے
اور قرب برسات کے آنے سے مرشد آباد لوٹنے کے امیدوار تھے حکم بیاوی کرنے کا صادر فرمایا
لاجرم ہر ایک نے مایوس ہو کر اپنے حسب مقدور سائبان وغیرہ بنوالیا سراج الدولہ اپنے
حصول دعوے کو روانہ ہوا اور مہابت جنگ سے چند روز کی رخصت مرشد آباد کے سیر
و تفریح کے بہانہ سے لیکر مرشد آباد پہونچا اور اپنے ارادہ سے مہدی نثار خان کو مطلع کر کے
رقعہ متضمن حرکت دینے کا مرشد آباد سے بطور ایلغار واسطے تعین تاریخ لکھکر ہرکارون کے ہاتھ
روانہ کیا اور خود تاریخ معہودہ کو سیر باغ کے بہانہ سے مع لطف النسا جاریہ کے جو اوسکی پرورش
کردہ تھی سوار ہی رتھہ پر جسکے بیل چالیس کوس ایکروز مین قطع راہ کر سکتے تھے عظیم آباد کو
چلا شہامت جنگ نے مع حسین قلیخان اور حسن رضا خان وغیرہ ہمراہیان نادر شناس
تقرب ناسپاس کے بمجرد استماع اس خبر کے مضطرب الاحوال ہو کر پالکی پر سوار ہمراہ معدود ملازمان
بے اختیار کے دوڑا اور پیہم کر سراے دیوان تک دوڑا جب نپایا بعض معتمدان
کو پیشتر روانہ کیا اور در بارہ معاودت نہایت الحاح و لجاجت فرمائی سراج الدولہ نے اونکی
باتون پر کچھ التفات نکیا اور زجر و توبیخ سے اونکو دفع کر کے پیشتر کی راہ لی شہامت جنگ
نے یہ ماجرا مہابت جنگ کو تحریر کیا کہ بندہ نے ہر چند ہاتھ پیر مارے اوس تک نہ پہونچا
البتہ ہمارے فرستادہ لوگ اوسکے پاس پہونچے مگر بروقت التماس معاودت جواب دیا کہ
اگر میرے واپس لیجانیمین زیادہ اصرار کروگے مین اپنی جان دیدونگا اس باعث سے ناچار
وہ لوگ واپس آئے مہابت جنگ نے جیسے ہی یہ خبر سنی عنان صبر و اختیار ہاتھ سے دیدی
اور بنابر فرط تعشق کے جو اوسکے ساتھ رکھتا تھا مضطرب ہو گیا انیار رہنا میدنی پور مین محال
جانا اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھ رام کو مشمول عواطف فرما کر اور دفع غنیم کی بابت
مین تدبیرین سکھلا کر میدنی پور مین چھوڑا اور خود چند آدمی ہمراہ لیکر اوسی روز مرشد آباد
کو چلا باوجودیکہ موسم برسات اور راستہ مین کیچڑ اور دلدل اور ندی نالہ کی طغیانی تھی
مگر صبح سے شام تک قطع راہ کرتا تھا آٹھ دن کی راہ چار روز مین طے کر کے دار الامارہ
مرشد آباد مین وارد ہوا ایکروز مقام کر کے دوسرے روز پھر عظیم آباد کو راہی ہوا اور
ایک قطعہ خط سراج الدولہ کے نام مشعر دلجوئی اور شفقت اور کثرت اشتیاق اور ترک

ارادہ منظور کی نہایت عمدہ طور پر لکھکر بھیجا سراج الدولہ بھاگلپور کے طرف پہونچا تھا کہ یہ خط ملا جواب مین لکھا کہ جناب عالی باوجود اظہار اسقدر مہر و شفقت کے میرے دشمنون کو در پے پرورش ہین ازآنجملہ حسین قلیخان کو وہ مرتبہ عزت و سروری دیا کہ مجھے ذلت ہے کہ بروقت سعادت بردوان کے میرے استقبال کو ایک قدم بھی نہ بڑھایا اور شہامت جنگ کو ولایت عہد دیکر صولت جنگ کو پورنیہ کی فوجداری عطا فرمائی میرے حال پر بجز عنایات زبانی کے کوئی شفقت و نوازش جو ازدیاد منصب اور اقتدار کے لایق ہو نہوئی حالا ہرگز تشریف نہ لاؤنگا ورنہ آپ کا سر میرے دامن مین یا کہ میرا سر آپ کے زیر پاے فیل ہوگا اور یہی جواب ہرکارہ کے زبانی بھی کھلا بھیجا جب ہرکارہ نے کلمات مذکورہ بیان کیے مہابت جنگ نے نہایت برہم ہو کر ہرکارہ سے فرمایا کہ اگر میرا سر اوسکے زیر پاے فیل غلطان ہو عین آرزو ہے اوسکے سر کو میرے پاے فیل کے نیچے کیونکر تو نے بیان کیا پھر دوبارہ خط کمال ملائمت اور اوسکی غلط فہمی کے اشعار مین تحریر کیا خلاصہ اوسکے مضمون کا یہ ہے کہ اے عزیز جان من تمنے برخلاف مدعا کے وہم و گمان کیا ہے شکایت تمہاری بیجا ہے آرزو میری یہ ہے کہ کل دنیا کی حکومت اور فرمانروائی اوس نور چشم لخت جگر کو ملے اور یہ رباعی دستخط خاص سے اوس خط مین لکھدی ع غازی کہ پے شہادت اندر تگ و پوست ✣ غافل کہ شہید عشق فاضلتر ازوست فردا سے قیامت این بآن کی ماند ✣ کین کشتۂ دشمن است و آن کشتۂ دوست اب قلم وقایع نگار لکھنے احوال مہابت جنگ سے روگردان ہو کر ماجراے سراج الدولہ لکھتا ہے کہ سررشتۂ سخن کا ہاتھ سے نجاے –

پہونچنا سراج الدولہ کا نواح عظیم آباد مین اور مہدی نثار خان سے ملکر جانکی رام سے لڑنا اور سزا پانا

جب سراج الدولہ غیاث پور مین پہونچا شقہ لکھا ہوا اوسکا قبل ازین مہدی نثار خان کو پہونچا تھا بدین مضمون کہ مین اپنی سلطنت برباد کرکے تمہارے اعتماد پر ادہر آتا ہون اب اپنے قتال پر آمادہ اور مستعد ہو مہدی نثار خان قبل ورود اس رقعہ کے عازم تھا کہ اہل و ناموس کو بذریعہ کشتی غازی پور بھیجتا کہ جب سراج الدولہ آوے حسب مقدور تعمیل کرے اور اگر وہ نہ آوے خود مع رفقا کے روانہ شاہجہان آباد ہو کیونکہ اسکو مضبوط یقین تھا کہ سراج الدولہ بموجب اوسکے تعلیم کے کاربند ہوگا الغرض جب رقعہ مذکور پہونچا والدۂ مورخ کو جو کہ بجاے

اسنے والدہ کے سمجہتا تہا اپنے مکان مین بلا کر اظہار مافی الضمیر سے آگاہ کیا والدہ موبخ نے ممانعت کی مبالغہ فرمایا کہ اے بہائی تو مہابت جنگ سے عہدہ برآ نہوگا اور بالفعل یہ ہندو نایب ہر چند ہندو اور مفلوک ہے مگر نوکر تو مہابت جنگ کا ہے اور یہ سراج الدولہ مہابت جنگ کا فرزند ہے اور وہ اسیر مرتا ہے اوسکے آنے مین کچہہ مضرت نہین انجام کار یہ شیر دشمن شکار جنگی ہوکے تم مفت مین اسپنے قتل کے روادار نہو کشتی موجود ہے زن و بچہ کو روانہ کردو اور خود گہوڑے کی سواری پر نکل جاو مہدی نثار خان کو تو اجل اور غیرت دامنگیر تہی ہر چند والدہ مہربان نے سمجہایا کچہہ نہ سنا اور کہا کہ اگر سراج الدولہ نہ آتا تو بندہ ہرگز قصد نکرتا اب نہین ہو سکتا کہ کنارہ کرون اور نامردی سے مشہور ہون اگر حیات مستعار اور اقبال کامگار قی یاری کی اوس ہندو بنگالی پر فتح پائی فبہا اور اگر ایام زندگی برابر ہو چکے ہین کیا مضایقہ ہے۔ القصہ اسپنے ناموس کو روانہ غازی پور کیا اور بعض جواہرات اور ظروف طلا و نقرہ اسپنے لڑکے کا حق سپرد والدہ کے کیا اور آخر شب کو رخصت ہو کر صبح ہوتے ہوتے عازم خدمت سراج الدولہ ہوا قصبہ غیاث پور مین جو بارہ کے نام سے معروف ہے آکر ملاقات کی جو جماعہ دار اطراف دربہنگا اور گنگا کے اوس پار تہے اونکے نام خطوط طلبی مشعر وعدہ دلخواہ سراج الدولہ کی طرف سے لکہہ لکہہ بہیجے اور لوگون کی عرضیان مشعر زود رسی کے ملاحظہ مین گذرین بلکہ اکثر لوگ جو چلے تہے حسب اثنا ے راہ مین مہدی نثار خان کے وفات اور سراج الدولہ کی شکست کی خبر سنی واپس ہوگئے الغرض مہدی نثار خان مع سراج الدولہ کے جعفر خان کے باغ مین پہونچکر مقیم ہوا شہر عظیم آباد کے لوگ اور نیز اطراف و اکناف وغیرہ کے فراہم ہوے سراج الدولہ نے جانکی رام کو پیغام دیا کہ حاضر ہو کر مشرف ملازمت ہو وہ اس خبر سے بحر تحیر اور تفکر مین غریق ہوا کہ کیا کیجے اگر سراج الدولہ کے ملازمت مین جاسیے مبادا مہابت جنگ مورد عتاب فرمائے یہ مقدمہ ملکداری کا ہے اور اگر سراج الدولہ سے مقابلہ کر لیے اور خدانخواستہ کوئی چشم زخم پہونچے تو مفت مین زندگی سے آنکہہ چرانا پڑے کیونکہ جو کچہہ مہابت جنگ کو سراج الدولہ کی محبت مدنظر تہی اوسکا حال سب پر روشن تہا اور عیان ناچار اسیے کشمکش و پیچ مین مصطفے قلیخان کو جو محمد ایرج خان کا بہائی اور اوسکا خسر تہا بہیجا تا کہ ارادہ غیبی سے آگاہی بہم پہونچائی مصطفے قلیخان حاضر حضور ہو کر تقریب کلام ہر طرح سے کرنے لگا مہدی نثار خان نے سراج الدولہ کو سمجہا دیا تہا کہ جانکی رام کے مقرب حضوری مین جانے نپاوین ورنہ مضر حضور کو وہان ظاہر کرکے

اسکے بدنیتی چونکہ سراج الدولہ کی تنگی حوصلہ مین اخفاے راز کی جگہہ نتہی اپنا اسرار مصطفیٰ خان سے
ظاہر کرکے جانکی رام کے احضار مین استعانت چاہی وہ تو بڑا لسان بسیار گو تہا بلا تامل راجہ
جانکی رام کو لانے کا متعہد ہوکر رخصت ہوا بحسب تقدیر اوس روز مہدی نثار خان کسی کام کو باہر
گئے تہے مصطفیٰ قلیخان رخصت ہو چلا گیا اور جانکی رام کو اسکے بد باطنی سے خبردار کردیا جانکی رام نے
جو ارادہ احضار کیا تہا وہ فسخ کردیا شہر کے دروازے بندکرا دیے اور بارادہ قلعداری کے بیٹہا
سراج الدولہ جو محض بے تحمل تہا نہایت آزردہ ہوا اور اس اعتماد سے کہ کوئی اوسکو نمارے گا
تسخیر قلعہ اور جانکی رام کی تنبیہ کا ارادہ فرمایا مہدی نثار خان نے تا رسیدن سپاہ توقف کیا اوس
ابلہ ناعاقبت اندیش نے کثرت اضطراب سے فرمایا کہ میں تمہارے کہنے کے بموجب سلطنت
چہوڑی جانبازی کو آمادہ ہوا اور تم لڑائی سے جی چراتے ہو مہدی نثار خان کو ایسے کلام کی کہان
تاب تہی آشفتہ ہوکر کہا کہ اول میری بات نمانی دراندازون کو دولتخواہ سمجہکر محرم راز کیا اور شکار
مقصود کو دام مین آتے ہوے اوڑا دیا اور اب ساتہہ ستر نفر ہمراہی کے جنمین بعض جانباز اور
شجاعت شعار پدیدار ہونگے قلعہ ستانی کی عزیمت کرتے ہو دو روز صبر کرو فوج شایستہ فراہم ہوگی
تب ارادہ دلی ظاہر فرمایا اوس کمینہ نے وہی کلمات جو پیشتر کہے تہے دوبارہ پہر کہے مہدی نثار خان نے
جانبازی پر قدم مضبوط کیا تمام شب درگاہ ایزدی مین زار نالان فتح و نصرت کا خواہان رہا اور
کہا تعز من تشاء و تذل من تشاء پروردگار میری جسکو چاہتا ہی تو عزت دیتا ہی اور جسکو چاہتا ہے ذلت
دیتا ہی امیدوار ہون کہ کافرون پر ظفر پائی ہو صبح ہوتے مع چند رفقا کے تسخیر قلعہ پر کمر باندہی یہ سانحہ
آخر رجب یا اول شعبان سنہ ۱۱۶۳ ہجری کو واقع ہوا الغرض بدین وجہ کہ شرق رویہ دروازہ اور فصیل
پر محافظان قلعہ کا تہوڑا اژدحام تہا بہانہ کیا کہ سراج الدولہ کا باپ کے مزار کی زیارت کو جاتے ہین ہیبت جنگ
کے مقبرہ پر لیگیا اور وہان سے سراج الدولہ کو اپنے گہوڑے نخاب رنگ پر سوار کرا کر کٹرکی
بیگم پورہ پر یورش کیا چونکہ اودہر بہی محافظ مستعد اور موجود تہے ابدست ہونے اگرچہ اقربای خیمہ لیا اور
کے لوگونکا اہتمام تہا فورًا لڑائی شروع ہوئی برق اندازی اندرون قلعہ سے شروع ہوئی عالیہ
مہدی نثار خان نے سراج الدولہ کو مع چند محافظون کے زیر دیوار چہوڑا اور خود مع رفقا کے
پیادہ پا دیوار حصار پر چڑہا کسیقدر مجروح بہی ہوے چنانچہ مہدی نثار خان کو بہی بازو مین ایک تیر
ترازو ہوگیا اور بعض لوگ مانند نامخت خان وغیرہ کے بدر روسے جو مرور کثرت آب سے کسیقدر کشادہ
تہی اندرون قلعہ جا پہونچے اور دروازہ کہولکر سراج الدولہ وغیرہ باقی ماندہ لوگون کو قلعہ کے

اندر کر لیا میدان مذکور خس و خار عدو سے صاف ہوا مہدی نثار خان جامہ یک تہی پہنے ہوئے تلوار حمایل کیے مع رفقاے معتمد کے سراج الدولہ کو بیچ مین لیے ہوئے آہستہ آہستہ آگے چلا آتا تھا تا آنکہ بدر مجلسرای والد مرحوم کے دروازے پر جو حاجی گنج کے مقابلہ مین معمور ہے اور دونون کے مقابل شارع عام دروازہ بیگم پورہ کا واقع ہے پہونچا اور جانکی رام نے مع اسباب حرب مانند توپخانہ دستی اور بان وغیرہ کے فیل سوار ہو کر حسن علیخان کو ہراولی پر مقرر فرمایا اور دروازہ قلعہ پختہ کے سر چوک پر حیران کہڑا تھا کہ دیکھیے کیا نتیجہ پیش آتا ہے البتہ تین چار ہزار آدمی اوسکے ہمراہ تھے اور راجہ رام نراین بھی حاضر تھا اسی عرصہ مین امانت خان نے جو مہدی نثار خان کا رفیق شجاع تھا ہاتھ مین برچھی لیے ہوئے اپنے گھوڑے کو کداتا ہوا بکمال جرات و بہادری و دلیری سے در آیا اور حسن علیخان کے اژدحام مین جو دروازہ جنوب رویہ چوک مین متصل مسجد حاجی تاتار کے غلبہ اور ہجاو کیے ہوئے تھے جا کہڑا ہوا طرفہ رستخیز پیدا ہوئی کسی کی تاب نہوئی کہ اُسکے مقابل ہو بان و کمانونکے گوشون سے چھپ چھپ کر مانند حیزون اور نامردون کے بیچارہ پر دست درازی کرنا شروع کی اور زخمی کر دیا اور وہ جرار شیرانہ حملہ کنان تہا تا آنکہ کسی برج یا کسی مکان سے اوس بدسرشتون کی گولی آ کر لگی اور نعقد روح اوسکا رنجک کے طرح پیالہ کالبد سے اوڑ گیا جو لوگ کہ مہدی نثار خان کو پیشقدمی سے ممانعت کرتے تہے مہدی نثار خان ذبر آشفتہ ہو کر جواب دیا کہ ایسے مقام مین اسطرحکی خیرخواہی سے بندہ رضامند نہین جو کوئی مجھے عزیز رکہتا ہو میرے آگے چلے امانت خان کے متعاقب مرزا مدار بیگ دکھنی مع اپنے لڑکے اور داماد اور دو تین اور آدمیون کے امانت خان کی مدد پر دوڑا دوڑے مگر امانت خان تو اس جہان سے چل بسا تہا مدار بیگ نے بھی تیر و شمشیر کے زخم اوٹھا کر گولی کہائی اور زندگی سے ہاتھ اوٹھایا اوسکے لڑکے اور داماد میدان سے عنان ریز ہوئے اور انھون کے سبب سے مہدی نثار خان کی انتظام مین خلل واقع ہوا چونکہ راہ تنگ تھی پانچ چہ سوار سراسیمہ لوٹے اور عنان ریز گریزان ہوئے لوگون نے بہاگنے والون کو راہ دی مہدی نثار خان دوکان پر کہڑا ہو گیا اسیطرح ہر ایک الگ الگ جا لگا جب فراریان کا شور کم ہوا مہدی نثار خان بدستور شمشیر در دست استادہ ہوا لیکن سابق کے طرح سے جما و نہوا کیونکہ لوگ ظاہر مین بھی پریشان تو اور باطن مین بھی مدار بیگ کے اولاد و رفقا کے گریز سے ششدر ہو رہے تھے متعاقب مہتہ جسونت ناگر کے فراری مسلح اور مستعد آپہونچے اور مہدی نثار خان کو بیچانکر کہا خانصاحب اپنے ہمارے مورچال سے اکثر

ہملوگون کو شہر مین رسوا اور بدنام کیا اور اپنے کو ایک تہلکہ مین ڈالا الحال بھی بہتر ہی کہ اپنے راہ لگو مہدی نثار خان نے جواب دیا کہ مہتہ جیو یہ کلام شایان خیرخواہی نہین اسوقتمین ہم تم باہم مخالف ہین سو ہو جس فن کی خواہش عیان کیجیے پس اب داد تیغ و تبر دیجیے بعد اس گفتگو کے مہتہ جسونت جو کہ مبارز دلیر جنگ آزمودہ باآبرو تہا ناچار پیادہ ہوکر مہدی نثار خان سے مقابل آیا مہدی نثار خان نے ایک ہاتھ تلوار کا اوسکے گلے پر لگایا اور اوسکی مدافعت پر افسوس ہی کہ ہمراہیان نامرد کے دل نہ ٹہرے ورنہ بعد کشتہ ہونے مہتہ ناگر کے سراج الدولہ کی ہمراہیان کسیقدر دل توانا ہوئی اور جانکی رام کے سپاہ مین تزلزل زیادہ ہوا کیا عجب تہا کہ عین دار و گیر مین سراج الدولہ کی فتح ہوجاتی مہدی نثار خان نے کسی منشی کو آواز دی کہ اسے فلانے مجکو تجسے ایسی امید تھی لیکن کچہہ سود نہوا تا آنکہ دروازہ حاجی گنج سے جو مہدی نثار خان کی چپ کے طرف تہا میر محمد اشرف کا بہتیجا جو ناگر کے جانب تہا ظاہر ہوکر مہدی نثار خان کو نصیحت کرنے لگا اور لوٹ جانے کو کہنے لگا اس بیچارہ کو غیظ اور غضب آیا سخت و سست فرمایا اوس نامرد نے دہوکہا دیا پیچھے سے آکر ایسا ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر کٹ گیا اور ایسا مرد دلاور بستر ناکامی پر گرا انا للہ و انا الیہ راجعون بعد ازان باتفاق ناگر سر پر پہونچکر خاتمہ بالخیر کر دیا اور سراج الدولہ نامرد اس مشاہدہ سے گہبرا کر گنج مذکور کے راہ سے کوچہ مین جا چہپا اور مصطفے قلیخان کے گہر کی راہ لی ہمراہی اوسکے ہر طرف پریشان ہوگئی سیف خان کے میرزا دو مین ایک شخص میرزا سنگی نام مہدی نثار خان کی رفاقت مین گولی کہاکر جان بحق ہوا دو تین آدمی اور بہی مقتول و مجروح ہوئے مہتہ جسونت فی صاحبت جنگ کے خوف سے باوجودیکہ زخم سنکر چہرہ پر کہایا تہا خون چکان سراج الدولہ کے پیچھے مصطفے قلیخان کے گہر تک پہونچا آیا مصطفے قلیخان نے گہر سے نکلکر استقبال کیا اور حیلتاً عجز و نیاز کرتے گہر مین لایا خدمتگذاری کی اور مہتہ مذکور کی تحریر خانہ مذکور کے متضمن صحیح و سالم پہونچے سراج الدولہ کے اوسکے مکان پر پہری لیکر مراجعت کی اور جانکی رام نے مہدی نثار خان کا سر ناحق کاٹکر کچہہ دیر دروازہ شرقی پر لٹکایا پہر بعض لوگون کے کہنے سے مع لاش کے حوالہ کر کے اجازت تجہیز و تکفین صادر فرمائی اور وہ بیچارہ مرحوم اپنے باپ کی قبر کے جوار مین محلہ لون گور مین مدفون ہوا اور جانکی رام نے اوسکے رفیقان جانباز کو بہی جو کہ اوسکے ہمراہ شہید ہوئے تہے اوسی احاطہ مین دفن کرایا مصرع ہین آ پایان دنیا ہمین ہے اور بموجب شعر محشی اکبرنامہ کے سو دنیا دونکی ہی انتہا * بجز بیوفائی نہو باوفا

اللہم اغفرلہ ورحمتہ فی اعلی علیین والحقہ بآبائہ الصالحین الغرض جانکی رام نے سراج الدولہ کی محفوظ رہنے اور مہدی نثار خان کے شہید ہونے سے زندگی دوبارہ پائی اور اپنی جگہہ پر بدستور قدیم کمال غرور اور نخوت سے جا بیٹھا۔

آنا مہابت جنگ کا عظیم آباد مین اور سراج الدولہ سے ملاقات کرنا اور بیمار ہوکر مع سراج الدولہ کے مرشد آباد کو معاود ہونا

مہابت جنگ کمال اضطراب مین بہ تمناے دیدار سراج الدولہ کے رہ سپر تہا رات دن بیقرار پروانہ وار اوسکے شمع جمال کے شوق مین سوزان چلا آتا تھا جب قصبہ غیاث پورہ معروف بارہ مین آیا اور حقیقت حال سے مطلع ہوا دلجمعی ہوئی سید اسد اسد خان برادر منعم علیخان کو جو اس سفر مین مرشد آباد سے ہمراہ ہوا تھا سراج الدولہ کے پاس بہیجا اور اپنی آرزو مندی کے پیغام دیے خان مذکور نے سراج الدولہ کے حضور مین پہونچکر اپنے حسن بیان سے جدامجد کے پاس آنیکو راضی کر لیا مہابت جنگ کو سراج الدولہ کی عرضی کی خبر سے وہ خوشی ہوئی کہ استقبال کی عزیمت مین باوجودیکہ استقلال مین کوہ وقار تہا پرکاہ سے زیادہ سبک اور مضطرب معلوم ہوتا تھا ہر وقت یہی زبان پر تہا کہ اب کہان پر آیا ہوگا تا آنکہ جاسوسون نے خبر دی کہ نزدیک آگیا حکم دیا کہ پیش خیمہ سے دیوار اوٹھا دیجاوین تاکہ مانع دیدار نہون جسوقت سواری پر نظر پڑی بے اختیار سجدہ شکر مین سر رکہا سراج الدولہ خیمہ کے نزدیک پہونچکر گھوڑے سے اوترا اور قدمبوسی والد اپنے پر سر جہکایا مہابت جنگ نے آغوش مین تنگ کہینچکر بے اختیار رقت کی اور مکرر سجدہ شکرانہ جناب باری تعالی کا بجا لایا اور باتفاق اوس جگہہ سے نہضت فرمائی اور عظیم آباد مین آیا جو عمارات کہ احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ مرحوم نے دریاے گنگا پر بنوائی تھی اونہین مین نزول فرمایا۔ سراج الدولہ جانکی رام کے جسارت سے جو بدرجہ لاچاری واقع ہوئی تھی نہایت آزردہ تھا مہابت جنگ نے اوسکی شفاعت کر کے عفو تقصیر کرائی اور سراج الدولہ کی ملازمت کو روانہ کیا سراج الدولہ نے بپاس ارشاد جدامجد کے مشمول عنایت فرماکر رخصت کیا اور چونکہ کوئی امر موجب توقف صوبہ بہار کے نتہا بلکہ اوسکا دل مرہٹہ کے طرف سے جو کٹک اور بالیسر مین منتشر تہے اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دوبہہ رام وغیرہ کو میدنی پور مین چہوڑ آیا تہا چندان اعتماد نتہا پس جانکی رام کو خلعت استقلال عطا فرماکر مع سراج الدولہ کے روانہ مرشد آباد ہوا انہین دنون مین مہابت جنگ کو

تپ محرق عارض ہوئی اوسوقت بجز تاج الدین نام کے کوئی طبیب نتہا مشار الیہ بموجب
حکم حاضر رکاب ہو کر تدبیر مناسب کرتا تہا اور مہابت جنگ بسواری کشتی طے مسافت مین
عجلت کرتا تہا بدین وجہ کہ حکیم لایق التعظیم محمد ہادی خان ہاشمی عقیلی خواہرزادہ خاتم الاطبا حاوی علوم
طبی و حکمی جالینوس الزمان حکیم علوی خان شناسای تمام مزاج کا تہا مہابت جنگ کے مزاج سے بخوبی
واقف تہا اثنای راہ سے کسی ملازم کو اوسکے احضار کیواسطے مرشدآباد روانہ فرمایا اور
خان مذکور واقع راج محل مشرف ملازمت ہو کر متوجہ معالجہ ہوا اور مہابت جنگ عین سختی
عارضہ مین مرشدآباد پہونچا دوا وغیرہ جملہ امور منحصر ایماے حکیم ہادی علیخان کر تہے فی الحقیقت
اس فلاطون فطرت مسیحا آیت نے تدبیر معالجہ مین ید بیضا کیا تہوڑے عرصہ مین صحت ہوئی
بعد حصول صحت کلیہ کے اس قدرشناس نے خلعت فاخرہ اور سرپیچ اور جیغہ مرصع اور زنجیر
فیل عماری دار اور پانچہزار روپیہ نقد سے سرفراز فرمایا اور تعظیم و تکریم مین بہی اضافہ ہوا
حتی کہ سواری مین داخل دولتخانہ ہوتا تہا اور جس جگہہ تک شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور
صولت جنگ کی پالکی صحن چبوترہ کے زینون کے پاس اوترتی تہی اسکی بہی پالکی اوسی مقام
پر جاتی تہی اور شہامت جنگ اور سراج الدولہ بہی تواضع لایقہ سے پیش آتے تہے بعد غسل صحت
کے نذر اور صدقہ کی تعمیل ہوئی چونکہ ہنوز ایام بارش باقی تہے اور مرہٹہ کے تگ و تاز
کا بہی اندیشہ نتہا اور بیماری کا ضعف بہی کسیقدر لاحق تہا رقایم کرایم واسطے راجہ دولبہ رام
اور میر محمد جعفر خان کے مشعر نوید صحت اور نیز وعدہ معاودت بعد برسات کے صادر
ہوئے اور چونکہ عظیم آباد سے مہابت جنگ نے صولت جنگ کو لکہا تہا کہ بروقت واپسی کے
مقام گندہ گولہ مضاف پورنیان مین واسطے ملاقات کے متوقف ہو۔ صولت جنگ نے
اوس مقام پر ضیافت کی طیاری کی تہی اور بندہ مورخ کو چند کوس پیشتر روانہ کیا اور
انتظار ایفاے عہد کر رہا تہا مہابت جنگ نے بسبب عارضہ بیماری کے عذر لکہہ بہیجا اور
خود نہایت جلدی سے دریا عبور کر کے داخل مرشدآباد ہوا۔ صولت جنگ خبر علالت
سنکر محمد مسیح اپنے ملازم طبیب کو جو کہ اسم بامسمی تہا جلد بہیجا اور سماعت خبر صحت کے
بتقریب عیادت اور مبارکباد کے پورنیہ سے نہضت کر کے مشرف ملازمت ہوا اسی ضمن
مین نفیسہ بیگم بنت شجاع الدولہ مرحوم خواہر علاءالدولہ سرفراز خان جو کہ شہامت جنگ اور
اوسکی بی بی مہرالنسا معروف گہسیٹی بیگم دختر مہابت جنگ سے نہایت ربط یگانگی رکہتی تہی اور

ان میان بی بی سنے مراتب ادب ملحوظ کرکے اپنے کاروبار خانگی کے اختیارات اوسکو دیئے تھے اور بیگم مذکور علاء الدولہ کے جملہ نوکرون سے ایک کو جوکہ اوسکے قتل کی رات کو پیدا ہوا تھا اور شکر اللہ خان نام ہوا اپنی فرزندی مین لیا تھا اوسکے وصلت کا ارادہ صولت جنگ کی کسی دختر سے رکھتی تھی لہذا صولت جنگ کی بی بی مذکور کے توسل سے پیغام دیا صولت جنگ نے اول تو انکار کیا مگر بعد شہامت جنگ کے مبالغہ اور اصرار سے راضی ہوا اور چونکہ سرانجام اس کار خیر کا بدون جماو ہونے قبایل اور عشایر مہابت جنگ اور سرفراز خان مرحوم کے نہین ہوسکتا تھا اور رجانا تمام عورت اور مرد کا پورنیان مین ناممکن تھا بناے شادی مرشد آباد مین قرار پاکر مقرر ہوا کہ بعد مہیا ہونے سامان شادی کے جو ساعت کہ تجویز ہو اوسی وقت صولت جنگ مرشد آباد کو آوے باقی اسکا حال وقایع آیندہ مین تحریر ہوگا بعد چند روز کے صولت جنگ خدمت عم بزرگوار سے رخصت ہوکر اپنے دار الملک کو عازم ہوا —

میر حبیب اور مرہٹہ کا مصالحت کی استدعا کرنا بشرط تفویض صوبہ کٹک اور کسیقدر زر نقد کے اور بسبب ضعف پیری کی قبول کرنا مہابت جنگ کا

میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبہ رام کی رفاقت مین جو فوجین میدنی پور مین مقیم تھین اگرچہ بحسب کمیت تدارک محاربات مرہٹہ اور اخراج انکا کٹک اور بالیسر سے ممکن تھا لیکن بسبب قصور جرات اور سعی سپہ سالار اور نیز شہرہ بیماری نواب مہابت جنگ سے متعذر رہتا ہر چند صحت کی خبرین مشتہر ہوئین مگر دوست دشمن دونو حیلہ حوالہ کا خیال کرتے تھے سپاہ ملازم بھی دشمن سے لڑائی کرنیکو جسارت نہین کرتی تھی اور مخالف لوگ زیادہ تر ایسے خیالات سے متوحش ہوکر دلیر ہوتے تھے لہذا مہابت جنگ کو باوجود بقیہ ضعف اور نقاہت کی ۱۱۶۴ھ ہجری مین مع فوج انجم شمار کے حرکت کرنا ضرور ہوا مرشد آباد سے میدنی پور کو چلا اور راہ مین سے میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبہ رام برسم استقبال برآمد ہوکر درمیان بردوان اور میدنی پور کی مشرف پابوسی ہوے اور مرہٹہ اور میر حبیب سنے خبر بیماری اور میدنی پور سے فوج کی حرکت سنکر سیر بالا اور میدنی پور کی جانب آنے کو آمادہ ہوے مہابت جنگ نے مع فوج ہمراہی اور لاحقہ کی بقصد مقابلہ میدنی پور کو متوجہ ہوا قصبہ مذکورہ مین فریقین کی ملاقات ہوئی بموجب عادت معہود کے میر حبیب اور مرہٹہ مغلوب اور مہابت جنگ مظفر ہوا اور افواج دکن خدمات بہادران مہابت جنگی کی

تاب نلا کر جنگل اور پہاڑ ونمین بنگالہ کے غرب رویہ پریشان و آوارہ ہوئے اور مہابت جنگ
نے حسب عادت سابقہ تعاقب مفسدان منہزمہ کا رخ فرمایا لیکن مرہٹہ کو تاب کہان تھی جب لشکر منصورہ
جرارہ پاس پہونچا بسبب نامردی جبلی و عدم تاب مقاومت بھاگ جاتی مہابت جنگ نے تعاقب سے منہ نہ پھیرا لیکن کو
تاب استقامت ندی بیچارے کہین برقرار نہ تھی جگہہ بنا کر کٹک کی جنگلو نمین ہو کر فراری ہوئی اور مہابت جنگ نے
بافتح و فیروزی مرشد آباد کو معاودت کی کٹک سے انکا خارج کرنا دوسرے سال پر ملتوی فرمایا اور میدان کٹوہ مین
نزول کیا میر حبیب اور سرداران مرہٹہ نے مہابت جنگ کا غلبہ دیکھکر اور ایذا اوٹھانی سالہا سال سے اور نہ دیکھنی صورت بہبود
تمنا کی آئینہ مراد مین ایسی فکر کرنے لگے ہوی کہ جس صورت سے ممکن ہو صلح ہو جاے چونکہ بالکل کٹک سے ہاتھ اوٹھانا اور بنگالہ سے
ہراسان و رسوا ہونے پر راضی ہونا رگھوجی بھوسلہ کا خوف دلاتا تھا چنانچہ بعض پذیرائی پر مہابت جنگ کے
اطاعت کی خواہان ہوئے آخر میر حبیب نے بعض اپنے معتمدین کو اس استدعا کے واسطے میر محمد جعفر خان
کے پاس بھیجا مشار الیہ نے اونکے التماس بر وقت مناسب مہابت جنگ کے حضور مین عرض کیے نواب موصوف
اگرچہ بنظر شجاعت اور عزت دانی کے اونکے ملتمس قبول کرنا ناممکن جانتا تھا مگر چند وجہ سے
اول ضعف پیری کے دوسرے آسایش ناتوانان عاجزان ضعیفان ممالک محروسہ کی نظر سے متوجہ اقبال ہوا
کیونکہ اوس زمانہ مین سن شریف پچہتر برس کا تھا اور مرہٹہ کی لڑائیو نمین دس برس برابر
تردد و مشقت حاصل ہوئی تھی کہ چند فتح و نصرت ہر وقت اسی کی حصہ مین ہوتی رہی مگر اکثر غربا
اور رعایا ملک جنوبی گنگا کے دکھنیون کی قتل و غارت سے پراگندہ اور پامال ہو گئے تھے اور
ہمیشہ اپنی جان و مال کی فکر مین زندگی بسر کرتے تھے بہر حال بنظر وا دید مذکورہ میر محمد جعفر خان کو
حکم دیا کہ بعض اپنے معتمدین کو میر حبیب کے پاس بھیجے جسوقت کوئی عمدہ اوسکے ارکان دولت
مین سے جو کہ عقل و تمیز سے بہرہ مند ہو آویگا بشرط لیاقت پذیرائی کے صلح منظور کیجاویگی ورنہ ثالث بالخیر
اپنے مکان کو رخصت پاویگا خان مشار الیہ نے میر حسن علی اور میر عوض علی کو میر حبیب کے
فرستادون کی ساتھ برسم مبشر شادی روانہ کیا مشار الیہما میر حبیب کی پاس پہونچے مہابت جنگ کے
رضامند ہونے سے میر حبیب جسکی خیال مین یہ امر نہایت دشوار تھا اس بشارت کی سننے سے
کہ نعمت عظمی سمجھتا تھا شاد و خرم ہوا اور مطیع مہابت جنگ کا ہو کر بجا آوری ارشاد مناسب جانی
اور کہنا اسکا خواہ برا ہو خواہ بھلا لازم اور لا بد سمجھا مرزا صالح کو میر حسن علی اور میر عوض علی
کے ہمراہ جعفر خان کے پاس روانہ کیا تاکہ اوسکی وساطت سے شرف ملازمت مہابت جنگ بہادر حاصل کر کے
اظہار قبول اطاعت و انقیاد نواب عالی جناب کرے اور بعد جسطرح کہ مرکوز خاطر والا ہو بانیل مرام معاودت لازم جانی

فرستادۂ میر حبیب بتوسط میر محمد جعفر خان کے جسوقت کہ مہابت جنگ کٹوہ مین رونق افزا تھے اونکی ملازمت مین فایز ہوا اور ہمرکاب ہوکر مرشدآباد مین وارد ہوا۔

ذکر وقوع مصالحہ فیمابین مہابت جنگ اور مرہٹہ اور میر حبیب کی درمیان ہونیکا

جب مہابت جنگ مرکز دولت مین پہونچا مرزا صالح نے اظہار اطاعت و فرمانبری کرکے عہد و مواثیق سے درخواست مطالب کی عرض کی اور چند روز سوال جواب درپیش رہے شروع ۱۱۶۵ ہجری مین اس طرح پر صلح ہوئی کہ میر حبیب مہابت جنگ کا نوکر ہوا اور جناب مذکور کے طرف سے صوبہ کٹک کی نظامت پر سرفراز ہوا اور اوسکے حاصلات کو فوج رگھو کی تنخواہ مین دیوے اور علاوہ اوسکے بارہ لاکھ روپیہ نقد اس شرط پر رگھو کو دیا جاوے کہ پھر قلمرو مہابت جنگ مین ایک فرد مرہٹہ بھی قدم نرکھے متصدیان بنگالہ اس سرکار کے نوکر اوسکو دیتے رہینگے اور فوج مرہٹہ رود خانہ سون اکیا کو اپنا حد و سد سمجھکر اوسکے پار آنیکا عزم نہ کرین جب میر حبیب نے اس قول و قرار سے آگاہی پائی عرضداشت اپنی رضامندی کی ارسال حضور نواب صاحب کی اور مرزا صالح کو خطاب مصالح الدین محمد خان کا عطا فرماکر مع سند و خلعت و فیل وغیرہ کی بنا بر میر حبیب کے رخصت دی جب اسطرف سے طبیعت جمع ہوئی فوج کی تخفیف مدنظر ہوئی اور آبادی دیہات ویرانہ جو مرہٹہ کے تاخت و تاراج سے ہوئی تھی منظور ہوئی اور میدنی پور جو کہ بعد مصالحت کے داخل بنگالہ ہوا راجہ رام سنگہ کو جو ہرکارون کا جماعہ دار تھا اوس جگہہ کا فوجدار کیا اور اوسکا بھائی نراین سنگہ اپنے بھائی کی جگہہ حضور مین مقرر ہوا۔

ذکر معاودت رابعہ بیگم برادرزادی مہابت جنگ کا لکھنو سے چچا کی خدمت مین

انہین دنون مین پیشتر ہونے اس معاملہ صلح کی رابعہ بیگم زوجہ عطاء اللہ خان دختر حاجی احمد جو شوہر کے ہمراہ لکھنو گئی تھی بعد کشتہ ہونے شوہر کے جو راجہ نول رائے اور احمد بنگش کی لڑائی مین واقع ہوا بوسیلہ نام قرابت اور برادرزادگی مہابت جنگ کے روسائے شہر مذکور اور روشن خان زمیندار صوبہ اودہ سے موافقت کرکی اکثرون کو عطائے لائقہ اور اکرام فایقہ سے ممنون و مرہون احسان و منت فرماکر مع مال و اسباب و اولاد وغیرہ کے عظیم آباد پہونچی اور وہان سے بکام دل مرشدآباد آکر چچا کے زیر سایہ مقیم ہوئی۔

ذکر انتقال رائے رایان بہیرون دت کا اور دیوانی خالصہ کی راجہ کیرت چند کو ملنا اور اسکا بھی مرنا اور امیدرام کی امید بر آنا

اسی ضمن مین رائے رایان بہیرون دت بنگالہ کا دیوان خالصہ شریفہ مرض استسقا مین رہرو ملک عدم ہوا اور امیدرام اوسکا پیشکار بلاتعین دیوانیکی بموجب حکم امور ملکی اور مالی مین مصروف ہوا تا آنکہ راجہ کیرت چند ولد رائے رایان عالم چند جو شجاع الدولہ مرحوم کی نظامت مین دیوان خالصہ تہا اور کیرت چند کسیقدر نحو و صرف سے واقف فارسی مین بہ نسبت اور ہنود کے عمدہ طور سے بخوبی لکہتا تھا اور چند روز احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کا دیوان عظیم آباد مین رہا تہا بعد ازان چند روز عطاء اللہ خان کی دیوانی مین رہا بعدہٗ بنارس مین مقیم تہا انہون نے بمضمون مناسب مہابت جنگ کے نام عرایض ارسال کیے اور بموجب طلب حضور مین آکر خلعت دیوانی بنگالہ سے سرفراز ہوا اور بدستور پیشکاری امیدرام کے نام رہی چونکہ یہ شخص دیوان بنگالہ کا بیٹا اور معاملہ سابقہ سے بخوبی آگاہ تھا بعض روپیہ جو کہ جگت سیٹھ وغیرہ زمیدارون سے پانا واجب تھا اور کوئی اوس زر سے واقف نہتہا اس شخص نے بنظر کاردانی اور خرم و دانائی اور اپنی جانفشانی کے زر مذکور وصول کر کے چند لاکھ روپیہ کرور سے زیادہ داخل خزانہ مہابت جنگ کیا اور مہابت جنگ کو اپنی کارکردگی سے بدرجہ غایت خوشنود کیا دو سال کی قریب اس عہدہ جلیلہ پر شاد و خرم رہا بعدہ عارضہ بواسیر کے درد و اذیت مین اسیر ہو کر اس دار ناپایدار کے دار و گیر سے چھٹکارا حاصل کیا چونکہ امیدرام عہدہ پیشکاری مین مدت سے نیکنام رہا تہا عہدہ دیوانی سے ترقی پایا ہوا

میر حبیب کا مارا جانا جانوجی پسر رگھوجی بہوسلہ کے آزردگی اور نادانی سے

جب مرہٹہ سے صلح ہو گئی اور میر حبیب مہابت جنگ کا نوکر ہوا اور نیز رگھوجی کے طرف سے بھی معتمد اور ردو لتخواہ تہا افواج مرہٹہ کی بحالی اور برطرفی اسکے اختیار مین تھی رگھوجی کی فوج اور ایک سردار اوسکا قرابت دار کٹک مین رہتا تھا لیکن میر مذکور کی ماتحتی مین تھا میر حبیب نے کٹک کے حاصلات سے بارہ لاکھ روپیہ نقد اسنے حصہ کا افاغنہ کی تنخواہ مین معین کیا اور دوسرا حصہ سرکار رگھوجی کے لیے مقرر کر کے صرف اوقات کرتا تہا ایک برس چند مہینے کے گذرنے پر واقع سنہ ۱۱۶۶ ہجری کو جانوجی ولد رگھو بہوسلہ فوج کی سرداری اور نیابت

حاصل کرکے صوبہ مذکور میں آیا متصدی اور برہمن فوج مرہٹہ کی میر مذکور کی فرمانبرداری سے ناراض ہو رہی تھی جانوجی کو جو کہ جوان خودسر اور کسیقدر باپ کی اطاعت سے بھی باہر تھا میر حبیب کی جانب سے ورغلانا اور محاسبہ کی خواہان ہوئے جب یہ مصلحت ہوئی جانوجی نے میر حبیب کو مطلوب حضور کرکے نہایت سلوک و مدارات سے بٹھایا اور تمام دن لطف و عنایت سے شام کیا چونکہ میر حبیب کا لشکر کسیقدر مرہٹہ سے دور اوترا کرتا تھا ہمراہیان میر حبیب نے طول نشست سے گھبرا کر اکثرون نے اپنی راہ لی تھوڑے سے لوگ وہان حاضر رہے جب شام ہوئی جانوجی اوٹھکر حیلہ سے کسیطرف چلا گیا اور اوس بنگلہ مین مرہٹہ ہجوم کر آئے میر مذکور کو پیغام دیا کہ بدون حساب زر اور لکھہ دینے دستاویز زر متصرفہ کے جانے نپاویگا میر مذکور تو رگھو کی عنایت اور اپنے حسن رفاقت پر اعتماد رکھتا تھا جانوجی کے کہنے پر سر خمیدہ نہوا اور اپنی رہائی اس مکان سے چاہتا تھا کیونکہ جانتا تھا کہ جب اس مکان سے نکلا کوئی ہاتہ نپاویگا ہر چند تقریرات دلپذیر کین مگر قضا کی پنجہ سے رہائی نپائی جب آدہی رات گذری اور دیکھا کہ کچھہ اپنی گفتگو کو اثر نہین ہوتا مردانہ کمر باندہی اور چالیس پچاس آدمی سے جو ہمراہ تھے آمادہ جنگ ہوا اس کو یہ بھی خیال تھا کہ بدون حکم رگھوجی کے کوئی مزاحم نہوگا مگر تقریر سے نوبت گذری تیغ و تبر کی باری آئی یہ تو قلیل تھے اودہر مرہٹہ کی کثرت تھی باہر نکلنے کی راہ نپائی اکثر رفقا کے ہمراہ مقتول ہوا بعض مجروح ہوئے ہر چند رگھو اس خبر کی سننے سے اپنی لڑکے سے نہایت آزردہ ہوا لیکن میر حبیب بیچارہ کی مفت جان گئی جب وہ وقت آیا تھا کہ اپنی شجر جفاکشی کا پہل چکہے بیگناہی مین جان سے گیا اسکے بعد مصالح الدین محمد خان جو کہ واسطہ صلح ہوا تھا کٹک کی نیابت پر مہابت جنگ کی طرف سے اور نیز مرہٹہ کی طرف سے سرفراز ہوا بکام آرام بسر کرنے لگا لیکن جو انتظام میر حبیب کا تھا وہ اسکو میسر نہوا مگر کج فہمی سے اپنے کو زمرۂ نوکران مرہٹہ سے سمجھتا تھا۔

جانکی رام کا عظیم آباد مین فوت ہونا اور راجہ رام نراین کا صوبہ دار ہونا اور اکرام الدولہ کا مرنا

اسی عرصہ مین واقع اخر ۱۱۶۵ہجری یا اوایل ۱۱۶۶ہجری مین جانکی رام نائب صوبہ عظیم آباد اجل طبیعی مین فوت ہوا اور راجہ رام نراین ولد رنگ لال جو کہ عہد طفلی سے پروردۂ خاندان مہابت جنگ تھا اور جانکی رام کے عہد مین عظیم آباد کی نیابت پر سرفراز تھا بحقوق سالخوردگی اور دیرینہ ہونیکے اور نیز شعور مندی کے جو کہ سیاق اور معاملات مین رکہتا تھا صوبہ عظیم آباد کی نیابت اور عطاے خلعت اور سرپیچ مرصع اور شمشیر و فیل سے سرفراز ہوا اور راجہ دولبہہ رام ولد کلان راجہ جانکی رام کا جو اپنے باپ کی نیابت مین دیوان تن تہا اور زمرۂ معتمدین مہابت جنگ مین تہا عطاے خلعت ماتمی اور خلعت خدمت مذکور سے سرفراز ہوا

اور واسطہ سوال جواب راجہ رام نراین اور عرض مطالب صوبۂ عظیم آباد کی حضور مین مقرر ہوا اور مہابت جنگ نے عیش و آرام مین گذر اوقات کرنی مقرر کی اور ہر کام کو واسطے الگ الگ وقت مقرر فرمائے شکار سی اکثر شوق تہا لہذا موسم سرما مین سراج محل کی طرف نکلا بعد ازان جنگ جانوران خصوص جنگ فیلان و مرغان دیکھنی کی تماشا مین مصروف ہوا صولت جنگ ہر سال واسطے ملاقات اپنی چچا کے جب کہ یہ شکار کو راج محل کی طرف جاتا پورنیان سی آکر بعد ملاقات واپس جاتا تہا کبھی کبھی مرشد آباد مین بھی آکر اپنے بہائی شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور اکرام الدولہ اور احترام الدولہ کو کہ یہ تینون اوسکے بہتیجے اور ہیبت جنگ کی لڑکے تہے اور نیز دیگر اقربا اور عورات کو دیکھکر اپنے مرکز دولت کو واپس ہوتا تا آنکہ واسطے شادی شکر اللہ خان ولد سرفراز خان پرورده نفیسہ بیگم کی شہامت جنگ نے تاکیدین کین اور صولت جنگ کو طلب کیا اور وہ مع دختر کی جو شکر اللہ کی نامزد تہی اور نیز دیگر عیال و اطفال کے سرانجام شادی مہیا کرکی مرشد آباد کو آیا۔

رحلت کرنا اکرام الدولہ خلف الصدق ہیبت جنگ کا جو مہابت جنگ کا متبنی تھا

اسی درمیان مین اکرام الدولہ منجھلا بہائی سراج الدولہ پسر ہیبت جنگ کا جسکو مہابت جنگ نے شروع پیدایش سے بسبب لاولدی کی اپنی فرزندی مین لیا تہا اور نہایت درجہ کا تعشق رکھتا تہا بیماری چیچک مین اسیر ہوا آبلونکی وہ شدت تھی کہ کسینے ایسی کثرت نہ دیکھی تہی الغرض خفیف سی مہلت مین جان بحق ہوا شہامت جنگ کی گہر سے آشوب قیامت برپا ہوا محشر کا شور نشور مہابت جنگ کی خاندان مین ظاہر ہوا شادی مذکور اوس سنہ مین ملتوی رہی بعد چند روز کے صولت جنگ مرخص ہوکر پورنیان چلا گیا اور شہامت جنگ اوسکی مرنے کی رنج مین بیقرار رہا ہرچند شہامت جنگ اور زوجہ شہامت جنگ اور اوسکی ساس اور نیز دیگر احبا اور اتباع وغیرہ ہر طرح سی دلجوئی شہامت جنگ کی کرتی تہی مگر کچھہ سود نہوتا تھا ہمیشہ رنج و غم مین بیمار رہا چنانچہ اس واقعہ کے چند مہینے بعد عید الفطر آئی اور مہابت جنگ نے شہامت جنگ کے گہر آکر بڑے الحاح اور لجاجت سی اسباب تجمل پہنایا شہامت جنگ نے چچا کی فرمان برداری کی جب وہ گہر کو گیا دستار سر سی پھینک بے اختیار ہائے ہائے کرکے رونے لگا اور کہتا تہا مینے بیوفائی کی عہدہ نہ بجا لایا اسطور سی گذر اوقات تہی کہ اللہ تعالے نے اکرام الدولہ کی مدخولہ سے جو قبل اوسکی وفات کے حاملہ تہی لڑکا عطا فرمایا مہابت جنگ نے واسطے استرضای شہامت جنگ کے بمجرد ولادت کی حضور شاہی سی منصب شش ہزاری یا ہفت ہزاری اور خطاب مراد الدولہ کا مع نوبت اور ماہی مراتب اور پالکی جہالردار بلکہ نالکی طلب کرکی عطا یا مذکور کو خود بذاتہ شہامت جنگ

نے کے روبرو لیگیا شہامت جنگ کسیقدر اوس سے مائل ہوکر اکرام الدولہ کا یادگار سمجھنے لگا اور اوس سے مشغول رہکر او تعات گذاری کرنے لگا کارخانہ امارت اوسی لڑکی کیواسطے جمع کیا جملہ خدم وحشم واسپ و فیل اوسکے سن و سال کی لایق جمع کر دیے لوگون کیواسطے ایک تماشا تھا اور ایک گروہ معتمدین کا اوسکے حفاظت پر مقرر فرمایا اکثر لوگ اوس لڑکی کی خدمتگزاری کو اپنا توسل عظیم جانتے تھے باوجود اس حال کے بھی شہامت جنگ کو ملال اکرام الدولہ کا کم نتھا۔ چونکہ بعد ظفر یابی سرفراز خان حاجی احمد برادر مہابت جنگ کی سرافراز خان کی ناموس کی بیعزتی کی تھی اور کسیقدر اوسکے مدخولون کو براہ جبر خود تصرف مین لایا تھا اور مہابت جنگ باوجود قدرت کی اغماض کر گیا اور نیز بہت سے جور و ستم سرافراز خان کے اولاد اور ناموس پر ہوے تھے لہذا غیرت الٰہی اسکے مقتضی ہوئی کہ ایام دولت کی اوسط مین بعض افعال زشت جسکا ذکر کرنا مناسب نہین اوسکی خاندان مین ظاہر ہونے لگے اور سراج الدولہ وغیرہ کی وضع سے سروری کو سون دور ہوئی جو جو کام نالایق تھے وہ کرنے لگی ہر ایک نے اخذ زر و مال کرنا شروع کیا اور بسبب کثرت محبت اور نیز واسطے مزید تسلط ہونی سراج الدولہ کی مہابت جنگ اوسکی بیہودہ حرکات کو سہل سمجھکر ناشنودہ ٹال جاتا اس سبب سے سراج الدولہ اور بھی بیباک ہوا اکثر بزرگون کو تکلیف دی عربدہ جوئی کی عادت آگئی خدمتگار مصاحب رزیل جمع کیے اور فحش بکنا اختیار کیا اور ظلم و جفا کی راہ لی غرور جوانی نے سر اوٹھایا ایسی دلمین کھونا لی آگئی کہ کسی اپنے فعل بد سے نادم نہ ہوتا اور بہائی وغیرہ کے درمیان مین منافقانہ بسر کرتا اور حسن و قبح کار کی اصلا نہ تمیز کرتا اور باطن جماعت مواطن مردان اور نسوان یہ مضمون ضلالت مشحون اس قول کا ظاہر ہوا کہ آثار بکم الاعلیٰ اقوال فرعونی پر سر اوٹھایا اور تثلیث مون پر آیا اور اسقدر غرور پر آیا کہ اپنے کو فراموش کرکے سب دین و دنیا کو بھلایا اور بجاے رواج انصاف ظلم و ستم کو پھیلایا

مارا جانا حسین قلیخان اور حیدر علی خان کا سراج الدولہ نادان کی ظلم و جور سے

سراج الدولہ کو جہل جوانی اور شباب کی نادانی سر پر توجہ سے ہی ہوئی تھی۔ شہامت جنگ اپنے چچا اور اوسکی بی بی اپنی خالہ کی دولت و اقتدار دیکھکر خون جگر پینے لگا حسین قلیخان رفیق شہامت جنگ کو اپنا عدو سمجھتا تھا اور فی الحقیقت شہامت جنگ کی زوجہ بمقتضاے جہل فطرتی جو فرقہ نسوان مین ہوتی ہی کینہ نہانی اپنے دلمین رکھتی تھے اس احمق نے حسین قلیخان کو بانی فساد سمجھا اور حقوق چندین سالہ فراموش کرکے اوسکی اور اوسکے بہائی حیدر علیخان کی فکر مین ہوا۔ ایک شخص ولد آقا باقر زمیندار جو بعض زمیندار جہانگیر نگر کا تھا اور جسکا نام محمد صادق اور صداقت محمد خان لقب تھا بسبب ناموافقتی عملہ حسین قلیخان کی مرشدآباد مین اکر مہابت جنگ

ترجمہ بیٹھے مین خدا ہوت شہادت جلد ۲

کی سعورین سلسلہ پیدا کیا تہا اول سراج الدولہ نی اسی کو بہڑکایا کہ جہانگیر نگر مین جاکر حسین الدین خان برادرزادہ حسین قلیخان کو جو اوسکی نیابت پر تہا اور اوندنون مالیخولیا مین گرفتار تہا مار ڈالی وہ نالایق بموجب حکم سراج الدولہ کی عمل مین لایا بڑا فتنہ وہان پر اوٹہکہڑا ہوا چندروز اس وہم سی کہ بدون مرضی مالک کی ایسا کام نہوا ہوگا جہانگیر نگر کی آدمی خاموش رہی جب معلوم ہوا کہ کوئی سند اور تمسک اوسکے پاس نہین ہی مردم شہر اور رفقا حسین قلیخان نی ہجوم کرکے آقا باقر زمیندار کو مار ڈالا اور صداقت محمد خان بہاگا سارا آرام و قرار جاتا رہا بعد چند مدت کی سراج الدولہ نے زوجۂ مہابت جنگ کو متفق کرکے شہامت جنگ سی درباب قتل حسین قلیخان اور حیدر علیخان کی استفسار کیا مہابت جنگ نی بھی بسبب چشم بندی تقدیر کے راضی ہوکر اجازت دی اور کہا کہ بلا مرضی مہابت جنگ کے کام نہین ہو سکتا جب اوسکی دادی نی مہابت جنگ کی طرف سی اطمینان بہم پہونچایا اس حاجت کو اپنی دختر زوجہ شہامت جنگ سی کہا اور باوجودیکہ زوجہ شہامت جنگ سراج الدولہ کی عدو تھی مگر اوندنون کسی سہل سی امر کے باعث سی جسکا ذکر مناسب نہین حسین قلیخان سی دل آزردہ ہوگئی تہی بدینوجہ شریک شورۂ والدہ ہوکر شہامت جنگ کو جو ہمیشہ سی لاوبالی اور خصوص اوندنون دیا اور مانہا سی بیخبر تہا راضی کیا اور باوجودیکہ شہامت جنگ اور حسین قلیخان کی باہم عہد و پیمان قسمیہ تہی کہ زندگی تک ایکدوسرے عزت و جان کی شریک رہینگی بدعہدی کی اور مہابت جنگ ظاہری بدنامی کی رفع کرنیکو مرشدآباد سی بعزم شکار سراج محل کو چلا گیا اور اودہر سی صولت جنگ ملاقات کیواسطے پورنیان سی کوچ کرکی اپنی چچا کی ملازمت مین آیا بندہ مورخ بھی ہمراہ رکاب تہا القصہ سراج الدولہ نی اپنی دادا کی غیبت مین واقع ۱۱۶۰ ہجری ایکروز شہامت جنگ کی خدمتمین جاکر اجازت قتل حاصل کی اور اثنای راہ مین دونو بہائیونکی دروازہ پر کہڑی ہوکر حکم دیا کہ دونون کو گرفتار کر لاوین حسین قلیخان حاجی مہدی داروغہ دیوانخانہ شہامت جنگ کی مکانمین جاکر پناہ خواہ ہوا کہ شہامت جنگ کی حضور مین میرا عرض حال کری داروغہ نی کچھ جواب نہ بتایا ناچار واپس ہوا اور جو بیندون نی مہدی حسین قلیخان کو داروغہ کی مکان سی لاکر سپاہ مین بٹہایا اور آب شمشیر سی نہلا کر شہید کیا اسیطرح حیدر علیخان کو جو نابینا تہا لاکر شہید کیا لیکن چونکہ حیدر علیخان شجاع تہا اوسوقت مین بھی اپنے بہائی کیطور پر عاجزی کی کلام نہ کی بلکہ درشت کلام سی گفتگو کی آور فرمایا کہ اسے نامرد مردان جنگی کا اسطرح سی خون نہین کرتی درحقیقت ان دونون بہائیونکا خون شاید کہ خون سیاوش تہا کہ نام خاندان مہابت جنگ کا برباد ہوا بلکہ تمام ممالک محروسۂ مہابت جنگ کا خاک سیاہ ہوا صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم حیث قال کما تدین تدان القصہ

بعد اس ماجرا کے مہابت جنگ مرشد آباد اور صولت جنگ پورنیہ کو واپس ہوی مگر صولت جنگ کو بھی اپنے چچا اور برادر زادہ کا اعتبار نرہا تھا اپنی فکر مین رہا اور اسباب انتقامات آلی اسیوقت واسطے آمادگی جنگ کی جمع کرلیا۔ چونکہ وقایع نگاری کی آداب راست تحریری سے تھے لہذا طرفداری جس جگہہ جیسا گذرا ہی ویسا ہی تحریر کیا ہے کچھہ سخن سازی اور خوش آمد پردازی کو دخل نہین دیتا ہون انصاف پسندون سی امید ہی کہ عیب جوئی نکرین اور جہان کہین خطا واقع ہوئی ہو اسکو پردہ نہان مین پوشیدہ رکھین۔

ذکر اشتداد امراض شہامت جنگ اور انتقال کرنا اوسکا اس خانہ تاریک و تنگ سے

شہامت جنگ کا حال اکرام الدولہ کی وفات سی نہایت ردی ہورہا تھا کہ کبھی خوشی اور خوری سے بات نکرتا تھا جب حسین قلیخان کی مرنے کو عرصہ گذرا عارضہ استسقا مین گرفتار ہوا حکیم علی تقی اصفہانی قبل اسکی کہتا تھا کہ مواد اس مرض کا جمع ہو گیا ہی اگر آپ سی اصلاح کیجاوی مناسب ہی مگر شہامت جنگ بوجہ مذکورہ اپنی حال سی محض بیخبری رکھتا تھا ہان اوسکی بی بی اور دیگر توابع وغیرہ حتی المقدور دوا معالجہ سی مقصر نتھی تا آنکہ مرض طول پکڑ گیا اور مہابت جنگ نی شہامت جنگ کو مع زن و خدمہ اور دیگر متعلقان کی حتی کہ مانند سہاگ بائی کے اپنے گھر مین لاکر معالجہ مین مصروف ہوا قضا کی روک کسیکو معلوم نہین جب نہایت ردی حال مشاہدہ ہوا اور ہنگام مرگ قریب آپہونچا اوسکی بی بی کو سراج الدولہ کا خوف سوار ہوا باوجود یکہ اوسکے باپ کا مکان تھا مگر اپنی شوہر کو ڈولی مین سوار کراکر اپنی گھر لے آئی جس روز شام کو انتقال ہوگا اول روز کو شہامت جنگ نی پوچھا کہ آج کون دن ہی لوگون نے کہا دوشنبہ اس اظہار سی آثار بشاشت ظاہر کرکی کہا کہ عجب روز ہی کہ اپنی معشوق سی وصل ہوگا غالباً یہ وصیت کی کہ اکرام الدولہ کی پہلو مین مدفون کرین لوگون نی بمجرد مشاہدہ محبت کیجاہی مطلوب پر دفن فرمایا القصہ تیرھوین [13] ربیع الاول ۱۱۶۹ ہجری روز سہ شنبہ کی رات کو حسین قلیخان کے قتل کے سال بعد عالم جاودانی کیطرف سدھارا اور اوس مرحوم کی منشی نی کلمہ (خداپش بیامرزد) سی تاریخ رحلت نکالا صبح کو تجہیز و تکفین کی شہری سید الافاضل میر محمد علی ابدہ اللہ تعالی کی اقتدار سی مہابت جنگ اور جملہ اعیان شہر نی نماز جنازہ ادا کی اور بڑی شان و شوکت سی اوسکا جنازہ باغ موتی جھیل مین جو اوسکا بنایا ہوا تھا لیجاکر بیچ صحن مسجد کہ وہ بھی اوسیکی تعمیر کی ہوئی تھی جوار قبر اکرام الدولہ مین دفن کیا اسوقت لیجانے جنازہ کی بڑا ہجوم گریہ و زاری کا تھا کہ کمتر کسی کی دید و شنید مین آیا ہوگا

مبلغ سینتیس ہزار روپیہ درماہہ بیوہ اور ضعیفہ اور بیکسون اور نیکون وغیرہ کا تہا کہ دفتر دیوانی سی باہر تہا بجرد ملاحظہ رویت ہلال کی ہر ایک کا درماہہ رومال مین باندہ کر خوانچہ مین لاتے تھے اور شہامت جنگ اپنے حضور سی خواجہ سرایان معتمد کی ہاتہ ہر ایک کو پہونچا دیتا تہا تاکہ ہر ایک کو تقسیم کر دی اللہم اغفر لہ وارحمہ —

ذکر بعض فضایل شہامت جنگ

اپنے خاندان سی زیادہ ضعیفان او رمساکین اور ذوی الارحام وغیرہ کی تیمارداری کرتا تہا اپنی اوقات عیش ونشاط مین بسر کرتا کسی سے برا نتہا مرشدآباد کی عورتون اور بچون مین جسکا کوئی وارث تہا یا کہ باوجود وارث کی تحصیل معاش سی عاجز تہا یا کہ تحصیل معاش کرکی اپنے ہی خرچ مین لاتا تھا یا کسیقدر خبرگیری اطفال بہی کرتا تہا مگر بہ حسب ضرورت سب کو اپنے عیال واطفال جانتا تھا اور ہر ایک کی وجہ معاش معقول طور پر مقرر کردی تھی رفقا اور ملازمین سی دوستانہ پیش آتا تہا حتی کہ اوسکی رفیق اوسکے روبرو حقہ اور قہوہ اوڑاتی تھے ہرچند لوگون کی ساتہ احسان عظیم کرتا مگر بدانست خود نہایت حقیر سمجہکر براہ ندامت عذرخواہی کرتا تہا — ایک نقل ہی کہ علی نقیخان مرحوم ولد حاجی میرو حاجی عبداللہ خطاط مشہور نی جو کہ عالمگیر کے عہد مین برہانپور کا دیوان تہا دربارہ ایک سید کی جو کہ بمقدمہ محاسبہ محبوس ہوا تہا عرض کیا کہ فلانا سید ہی اور بسبب تاکید سخت طلبی مبلغ پانچہزار روپیہ کی جہانگیرنگرمین مقید ہی افسوس کہ اسقدر روپیہ وزر سرکار مین صدقہ ہوا کرتا ہی امیدوار ہون کہ مبلغ مذکور معاف ہوکر سید مذکور حضور مین طلب کیا جاوی بمجرد دریافت کی نہایت حیرت سی فرمایا کہ اسیوقت فرمان معافی اور مطلوبی سید مظلوم کی بارہ مین تحریر ہوا اور خان شکر اللہ کو کہا کہ تمہاری اس امرخیر کے ہدایت کرنیکا مشکور ممنون ہوا خدا تمہین اس سلوک کی جلد مین سلامت رکہی حالا اگر بانکو عملہ کچہہ تعمیل ارشاد مین دیر کرین تو مجہی اطلاع دیجیو کہ اوسکا تدارک عمل مین آئی اور اوس سید بیچارہ مظلوم نی رہائی پائی — دوسری نقل یہ ہی کہ چند برس تک مورخ کی والدہ مع دو اپنی لڑکون سید علیخان اور غالب علیخان اور داماد میر اسد علی کی مرشدآباد مین اقامت گزین تہی اور وہ مغفور انکی وجہ معاش کا بخوبی متعہد تہا علاوہ ارزان اقمشہ اور پارچہ جہانگیرنگر اور ندیا کی والدہ کی خدمت مین بہیجا کرتا تہا غالب علیخان کو جو سب بہائیون مین چہوٹا ہی اکرام الدولہ ہم عمری کی سبب سے اکثر اپنی ہمراہ باغات وغیرہ کے سیر کو لیجایا کرتا تہا اتفاقاً کسی کنچنی عورت ملازم اکرام الدولہ کو غالب علیخان پر رغبت ہوئی اکثر گہورا کرتی تہی غالب علیخان کا بہی عالم شباب تہا تعشق پیدا ہوا اب حضرت عشق نی پاؤن نکالی دلو نمین شک وحسد کی آگ لگادی اکرام الدولہ کی گوشش گذار کیا وہ نہایت بد دماغ ہوا یہ احوال شہامت جنگ

معلوم ہوا اوسنے والدہ کو طلب کرکے سمجھا دیا کہ چند روز غالب علیخان کو دربار کی آمد و رفت
سے باز رکہیے کس واسطے کہ دونو طفل جاہل اور نادان ہین خدا جانے باہم کس طرح پر مسلوک ہوے
اکرام الدولہ اپنے چھوٹے بھائی سراج الدولہ سے بڑھکر طفلی مین سر بشور شس تھا بنابر استمزاج
بد رکھنے شہامت جنگ کے اپنی آزردگی نسبت غالب علیخان کی ظاہر کرنا چاہی اور شکایت کرنا
متواتر شہامت جنگ کے روبرو شروع کی کہ افسوس ہے کلکے دن غالب علیخان مفت مین میرے پنجہ سے
نکلگیا ورنہ مینے مار ڈالا تھا جب شہامت جنگ نے ایسے کلمات متواتر سنے اور اوسکا مقصد دلی پر
فیضیاب ہوا باوجودیکہ نہایت الفت رکھتا تھا آشفتہ ہوکر فرمایا کہ قران کی قسم اگر تو اوسکو مارتا
تو تجکو مین اپنے ہاتھہ سے ذبح کر ڈالتا اوسنے اس جواب بر خلاف توقع کے سننے سے گھبرایا ہوکر کہا کہ کیا مجھے
اوسکے عوض مین قتل فرمائے شہامت جنگ نے کہا ہان تجہ مین اور اوسمین کیا فرق ہے ایک ہاتھ سے
تو ہے دوسری سے وہ پس اس کلام سے اوسکا خطرہ جاتا رہا ـ تیسری نقل یہ ہے کہ مسی بھاگ بائی سب
عورتون سے زیادہ بلکہ بی بی سے اوسکو عزیز تھی جملہ خاندان کی عورتین بنابر خوشامد اور اوسکے احترام
کی خاطرداری مین رہتی تھین بندہ مورخ کی والدہ کا طرفہ مزاج تہا کہ کبھی اوس سے موافق نہوئی
ایکروز بھاگ بائی نے بطور شہامت جنگ کے جو اوسکا بھائی بزرگ تھا اور والدہ کو گفتگو مین بی بی کہتا تھا
اوسنے بھی بی بی کہا والدہ کو غصہ آیا فرمایا کہ تو نے اپنے کو کیا سمجھا ہے کہ اسطرح مجھسے ہمکلام ہوتی ہے
اسطور سے تو بزرگ یا خاوند البتہ نوکرون اور چھوٹون کو پکارا کرتے ہین اور مین تجھے ان دونو قسم
مین ایک بھی نہین سمجھتی ہون بلکہ اپنی لونڈی کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ہم اسکو تمہارے برابر سمجھتے ہین
البتہ فرق ہے تو اسیقدر ہے کہ یہہ نقرہ اور طلائی زیور پہنے ہے اور تو جواہر مرصع بھاگ بائی چپ ہوگئی لیکن
آزردہ ہوکر پیش شہامت جنگ شکایت کی اوس مرحوم نے اوسکو جوابدیا کہ اونکا مزاج اسیطور
پر ہے تو نے کیون اون سے اختلاط کیا اور والدہ نے اپنے گہر مین آکر ارادہ معاودت عظیم آباد کیا
اور خانہ شہامت جنگ کی آمد و رفت مدت تک موقوف کردی شہامت جنگ نے ایک مہینے کے
بعد اپنے آدمیونکو والدہ کی طلب کو بھیجا والدہ جانے مین راضی نہوئی تا آنکہ شہامت جنگ نے کہلا بھیجا کہ اگر نہین
آتی ہو بندہ اور بی بی گھسیٹی آنکر تجہے لیجاوینگے ناچار والدہ گئی شہامت جنگ نے نسبت خفگی
کے استفسار کرکے عذر خواہی کی والدہ نے فرط غیرت سے رقت کرکے قصد اپنا جانب عظیم آباد ظاہر
کیا تا آنکہ باتون کو طول ہوا اور شہامت جنگ کچھہ قبول نکرتا تھا اور وہ اپنے ارادہ پر مصر تھی حتی کہ
بی بی گھسیٹی زوجہ شہامت جنگ اور نفیسہ بیگم خواہر علاء الدولہ نے کہا اے صاحب تمکو کیا ہوگیا ہے

تمہارا بہائی اور بزرگ ایسا فرماتا ہی اور راست کہتا ہی اور تم براہ بچگی نہین سنتین مہذا والدہ اوسی سماجت پر تہی اخر الامر شہامت جنگ نی باوجود بڑی عمر اور بزرگی عمر اور دولت اور اقتدار کی اپنی جگہہ سی اوٹہکر روبرو آیا اور فرمایا کہ بہت اچہا بندہ تقصیروار ہی الحال تیری قدمون پر گرتا ہون تقصیر میری معاف کر اوسوقت والدہ شرمندہ ہوکر دست بدعا ہوئی اور مرشدآباد کی رہنی پر راضی ہوگئی اور اب تک اوسکی عنایت اور شفقت کو یاد کرکی زار و نزار روتی ہی اور درگاہ ایزدی سی اوسکی مغفرت چاہتی ہے اسیطرح سی بعد آقا میرزا ئی مرحوم جو پوتون اور اقارب خوند مجلسی کے اور عہد شجاع الدولہ سی وارد بنگالہ اور معزز تہا اور شہامت جنگ سی آشنائی رکہتا تہا اوسکی اولاد اور بی بی کی ساتہ جو تقی علیخان کی دختر تہی سلوک قرار واقعی کرتا تہا کہ کمتر ویسا سلوک کسی شخص نی کسی کی ساتہ کیا ہوگا بمجرد استماع خبر ارتحال کی جو کہ بروقت اوسکی آنی کے جہانگیر نگر سی مرشدآباد کی نزدیک جو عین راہ مین بسواری کشتی واقع ہوا عملہ جہانگیرنگر کو لکہکر اوسکی تعزیت اور باقیماندون کی تسلی کو بہیجا اور بعد چند روز کی اوسکی عیال و اطفال کو طلب حضور فرمایا اور جمیع اطفال خصوص اوسکی دونون پوتون میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ کو اپنی تربیت خانہ مین رکہا اور خواجہ سرا اور معلم تعلیم اور تربیت کیواسطی متعین فرمائی اور ہمیشہ وجہ مصارف کا خبر گیران ریاسات سو روپیہ ماہواری دونون کی والدہ کو ماہ بماہ پہونچاتا تہا اور اسیقدر درماہہ دونون بہائیون کو علحدہ بہیجتا اور عملہ تعلیم و ترتیب جدا ملازم سرکار تہی اور پارچہ ملبوسات خاصہ بہیجکر عذر کرتا تہا کہ یہ ہدیہ محقر تمہاری لونڈیون کی بہی شایان عزت نہین گویا اسی کی بارہ مین یہ شعر محشی اکبرنامہ نی کہا ہی – ایسا دنیا سی گذر یاد کرین تجکو سب * خوبیان تیری کرے خلق خدا ورد لب * چونکہ بندہ مورخ دونو بہائیونکی خدمت مین اخلاص و اتحاد بدرجۂ غایت رکہتا تہا لہذا یہ ماجرے جو لکہے گئی چشم دیدہ ہین اسیطرح ہزارون کے ساتہہ سلوک کرتا تہا جنکے نام و نشان کی خبر بندہ کو نہین ہی – *

مجمل احوال صولت جنگ کا اور اوسکی حسن تدبیر وغیرہ کا

صولت جنگ مرحوم کا نام محمد سعید اور اوسکی خطاب نصیر الملک مہام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ اپنی بہائیونمین صورت و[illegible] زیادہ سی آراستہ بعض وجہ مین البتہ کمینہ تہا اور ہیبت جنگ سے باعتبار قامت عظیم آباد کی کم مین اعتبار دولتمین زیادہ اور شجاعت مین بہی زیادہ اور صولت جنگ ابتدای جوانی مین کہیل کود مین مایل تہا یعنی رقص و سرود اور صحبت نسوان مین راغب تہا بعد ہو جانے سانحہ صوبۂ کٹک کی آگاہ ہوکر کبہی کبہی اسطرف راغب ہوتا کسیقدر رات باقی رہی بیدار ہوتا اور طہارت

وغیرہ سے فراغت کر کے نماز صبح اول وقت پڑہتا تہا اور پہر دربار خاص کرتا ہفتہ مین دو بار عام اور یوم جمعہ تعطیل اور چار روز خلوت مین بیٹھتا اپنے مقربین کو بلاتا بعد اونکے ساتہ قہوہ پیتا بعد ازان مجرائی لوگ سلام سے مشرف ہوتے اور تہوڑی دیر بیٹھکر اوٹھہ جاتے اور بعض بعد سلام کے رخصت ہوتے دو گہڑی کے بعد اندرون محلسرا تشریف لیجاتا لیکن بعض لونڈیون اور خواجہ سرایون کے وہان پر کوئی نہوتا ہر سررشتہ کے متصدی اپنے کاغذ خواجہ سرایون کی معرفت بہیجتے اور وہ اوسی خلوت مین کاغذات جانچکر دستخط فرماتا عملہ وغیرہ درباری بیرون پردہ حاضر رہتے منشی لوگ تحریرات کے مسودہ بہیجتے بعد اصلاح صاف ہوکر خواجہ سرایون کی معرفت ملاحظہ مین آتے تب ملفوف اور ممہور ہوکر مہر لگا کر منزل مقصود کو روانہ ہوتے ہرکارہ وغیرہ ڈاک کے [illegible]ن کو لیکر روانہ کرتے تہے جب ایک پہر اور کسیقدر دن گذرتا خوان طعام خاصہ اوسکے مواید احسان سے اکثرون کو روزمرہ اور بعض کو ایکروز کے بعد اور بعض ہفتہ وار اور بعض کو کمتر بلا پرسش حسب دستور پہونچا کرتے جب بکاول خوان طعام وقت معہودہ پر پہونچاتا عملہ دربار بوساطت خواجہ سرایون کے غرض سلام کرکے اپنے گہرون کو رخصت ہوتے اور نواب بعد فراغ طعام قیلولہ کرکے اول وقت ظہر کو بیدار ہوتا اور بعد فراغ بول و براز اور وضو کے نماز ظہر ادا کرکے ایک جزو قرآن کی تلاوت کرتا اور بعد نماز عصر کے باہر آتا اوس مجلس مین علما لوگ مانند ملا غلام یحیی اور مفتی ضیاء اسد اور میر وحید اور مولوی لال محمد و شیخ ہدایت اسد و سید عبد الہادی حاضر ہوتے دو گہڑی نجومی تک تذکرہ علمی ہوتا اور ایک کتاب مخصوص بطور درس کے پڑہتا اور ملا غلام یحیی اوسکے مشکلات حل کرتے اور لوگ بہی گفتگو اوس مقدمہ مین کرتے تہے مکرر فرماتا تہا کہ الحال تحصیل علم متعذر ہے اور اسیقدر استعداد جو مجہے میسر ہے کچہہ اوس پر افزون نہوگی اتنا لذت فہمید سے مجہکو جان تازہ ہوآتی ہے اسقدر اسکا پابند ہوا ہون کہ اگر کسیدن میسر نہ آئے ایسا معلوم ہوکہ شاید کوئی بڑی دولت مجہسے مفقود ہوگئی ہے اور خاطر مشوش رہتی ہے چونکہ بندہ مورخ پر نہایت نوازش فرماتا تہا تاکید کی تہی کہ اوس وقتین بہی حاضر ہون اور میری کلام سے بہت خوشنود ہوتا تہا اور سفر اور حضر مین بضرورت اور لوگون سے مخاطب ہوتا ورنہ ہر وقت بندہ مورخ سے متوجہ رہتا تہا اسقدر کہ اوسکے پرانے رفقا متحیر تہے کہ اس نوجوان نے کیا افسون پڑہ دیا ہے کہ بجز اوسکے دوسرے سے ملتفت نہین ہوتا بعد فراغ شغل مذکور کے عمدہ عمدہ رفیق مانند سیف علی خان برادر سیف خان پسر عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل اور روح الدین حسین خان ولد سیف خان جو صولت جنگ کا خسر تہا اور نقی علیخان برادر بندہ مورخ اور میر علی باز خان ہمشیرہ زادہ سیف خان اور آقا عظیما اور دیوان صاحب مدار معاملات ملکی راجہ عجایب رائے اور بعد اوسکے

اسکا لڑکا راجہ سیو...سے اور رای پرن چند مستوفی اور پیشکاران دفتر بخشی خانہ اور توپخانہ دستی
اور رای چوا رام منشی اور جعفر قلیخان داروغہ خزانہ اور میرزا داود خان سامان حاضر ہو کر ایک گہڑی
ضروریات کی عرض کرنی مین متوجہ ہو کر مرخص ہوتی تھی اور صولت جنگ داخل حرم سرا ہو کر
مستورات منظور نظر کی ہمراہ خانہ باغ کی سیر فرماتا اور رتہیونکی سواری مین جو بڑی تکلیف سے
بنائی گئی تہین ادہر سی اودہر جاتا اور تفرج کرتا تہا جب شام ہوتی نماز مغرب و عشاء پڑہکر اگر
خواہش ہوتی نگانے والیان حاضر ہوتین ورنہ تنہا مصاحبت اور مکالمہ صحبت مین ایک تہائی رات
بسر کرتا بعدہ استراحت فرماتا اسیطرح علی الدوام اوقات گذاری تہی ۔ بندہ مورخ نے مدت
رفاقت مین کہ سات سال کامل گذری کبہی کلمہ ناخوش اوسکی زبان سی نہ سنا کہ کسی اوسکے
حق مین کہا ہو اور نہ یہ دیکہا کہ کسی پر غصہ فرماتا ہو سلیقہ معاش نہایت درست تہا باوجودیکہ اسکا
مداخل بہ نسبت شہامت جنگ کے کیا باعتبار مدت اور کیا بحساب عدت کی بہت کم تہا مگر خزاین اور
جواہر او ظروف اور مکانات اور طلا و نقرہ اور افیال وغیرہ لوازم امارت کی شہامت جنگ کے برابر
رکہتا تہا چنانچہ بعد اوسکی انتقال کی چالیس اور کئی لاکہہ روپیہ نقد اور شاید ایک لاکہہ اشرفی
کی قریب خزانہ مین موجود تہی اور دیگر آلات نقرہ و طلائی وغیرہ بہی اسی قیمت کی ہونگی گہوڑے ہاتہی
بہی بہت تہی ایکروز اوسکی دلمین آیا کہ بندہ مورخ کو ہاتہی عطا فرمائے مجلس خلوت مین بلکہ پس پردہ
اوسکی عورات بہی بیٹہی ہوئی تہین اور بسنت پنچمی کا جشن تہا کہ ہند مین ہوتا ہے میر محبوب علی نام مرد پیر جو اوسکی
طالبعلمی اور زمانہ افلاس کا آشنا اور رفیق دیرینہ تہا اور چند دیگر خدمتگارون کی سوا کوئی نہ تہا
خواجہ سرائے محلی بہیجکر مورخ ہذا کو طلب کیا جب حاضر ہوا مامور جلوس فرمایا اور اختلاط مین گفتگو
کرتے کرتی بعد امتداد صحبت کی حاضر علیخان غلام سرکار دیوان خانہ نے عرض کیا کہ میر سلطان خلیل
خان بنا بر ادای آداب عنایت فیل کی کہ مرحمت ہوا تہا در دولت پر حاضر ہی اگر حکم ہو دور سے تسلیمات
بجا لا کر لوٹ جاوے حکم ہوا کیا مضایقہ ہے حسب الاشارہ تعمیل ہوئی بعد ازان مورخ کو اسی عبارت سے
کہا کہ خانصاحب تمنے ہمارا فیلخانہ دیکہا ہی مورخ نے عرض کیا کہ مکرر اتفاق ہوا اور فیلان سرکار نہایت
خوب ہین فرمایا اب بہی دیکہنا چاہیے اور اونمین سے ایک زنجیر پسند کیجئے تاکہ آپ کو عنایت فرمایا جاوے
بندہ نے اوٹھکر بعد ادای آداب کے عرض کیا کہ یہ چند کلمہ اوس شفقت سے ارشاد ہوئی کہ برابر عنایات
فیل کی جانتا ہون لیکن سواری فیل کیواسطے وضع اور ہیئت چاہیے اور فدوی ہر چند باقبال والا
کمال رفاہ اور آرام مین بسر کرتا ہے مگر ہنوز لیاقت سواری فیل کی نہین رکہتا انشاء اللہ زیر سایہ

عاطفت رکہکر جسوقت اوسکی سواری کا وقت آویگا عنایت کیجیگا اس طرز التماس کو نہایت
پسند فرمایا اور زیر لب ہنسکر خاموش ہوا بعد چندے جب صفدر جنگ کی ورود کی خبر بلاد بنگالہ
مین بسبب اسکے بنارس چلے آنیکی ملی اور مہابت جنگ نے صولت جنگ کو لکہا کہ اسطرح ہواخواہ
اوڑی بدہم اسطرف سے آتی ہین او آپ اودہری مع اسباب حرب کی نہضت کیجئے بندہ سے ارشاد
فرمایا کہ چند سوار و پیادہ عمدہ بہم پہونچانا چاہیے بندہ نے عرض کیا آدمی اسجگہہ میسر آوینگے کیونکہ یہ ملک
گوشہ ہے مردم ملک دیگر کا گذرا دہر کو مشکل سے ہوتا ہے فرمایا کیا مضایقہ انہین سے منتخب کر کے
نگاہداشت کرنا چاہیے حسب الحکم تعمیل ہوئی اسی اثنا مین صفدر جنگ کی معاودت کی خبر پہونچی اور
مردم کی جستجو سے کم ہوئی جماعہ دار لوگ جو اس روز کیلیے دست بدعا تہے اپنے لوگون کی نوکری
کو ملتجی تہے نواب نے آزردہ ہوکر جواب صاف دیا مگر بائیس پٹہان جو کہ خوش اسپہ تہے اپنی خواہش
سے مقرر فرمائی بندہ نے اظہار کرنا اجتماع مردم کا حسن طلب سمجہکر اسطرح پر عرض کیا کہ الحمد حمد
شورش دفع ہوگئی اگر حکم ہو چند لوگ جو فراہم ہوگئے ہین برطرف کیے جاوین عرضی پر دستخط فرمایا کہ
اوس عالیشان کو اس سے کیا کام کل آخر روز کو ملاحظہ مین حاضر کرین آخر ہر ایک سوار و پیادہ کو
دیکہکر مقرر کر لیا اور اون بائیس افغان کو بہی حکم دیا کہ رسالہ بندہ مین مقرر ہون جب ستر اسی سوار
کی قریب اور دوڈہائی سو پیادہ کی بندہ کی رسالہ مین مامور ہوے فرمایا خانصاحب اب تو شاید ہاتھی
پر سوار ہونا مناسب ہوگا بندہ آداب بجالایا جب روز جمعہ آیا ایک زنجیر ہاتہی فیلخانہ سے منتخب فرماکر
عطا فرمایا۔ **نقل** چوتہی یہ ہے کہ مورخ نے ایکمرتبہ مبلغ دو ہزار روپیہ کی ہنڈوی بنام اپنی والدہ کے
شاہجہان آباد کو بہیجی اوسنے اس امر سے واقف ہوکر کہا کہ خانصاحب سنا گیا کہ اسقدر روپیہ کی ہنڈوی
آپنے شاہجہان آباد بہیجی ہے چونکہ چہپانا نامناسب تہا مورخ نے اقرار کیا فرمایا کہ ہمین اطلاع نہ کی ورنہ ہم بہی
شریک ہوتے مورخ نے عرض کیا شریک ہونا کیسا یہ سب کچہہ حضور کی دولت کی بدولت ہے ورنہ بندہ
ملازم کی دست قدرت ظاہر یہ سنکر ہنسا اور خزانچی کو حکم دیا کہ سرکاری حساب مین مجرا کرے
اور رسید فقیر کو دیوے مورخ اس عطایا سے باہر ہوکر شکر خداوندی بجالایا۔ **نقل** پانچوین یہ ہے
کہ خدمت پرگنہ سہری پور کی جسکا معاملہ ایک لاکہ اور اسی ہزار کی روپیہ پر مستقر ہوا تہا چاہا کہ عنایتاً
مورخ کو تفویض فرماوے بلا اطلاع مورخ کی اپنی دیوان مدار المہام کو جو دیوان سیف خان مرحوم کا
بہی تہا اور راجہ عجایب راے اوسکا نام تہا موہنگان پر بہیجا وہ مع سند اور شیخ امان اللہ نام
جو مرد عامل پیشہ اور اوس ضلع کی عمال مشہورہ مین تہا مع دو قطعہ خلعت کے آکر مظہر ہوا کہ

کہ جناب عالی نے اس پرگنہ کا معاملہ مبلغ مذکور کے ساتہ آپکی سبب تجویز فرمایا ہی اور دو صورتین ہین جو
پسند ہون تعمیل کیجاوین اول یہ کہ اس کام کی خلعت لیجئے اور مبلغ مذکور کو اپنے ذمہ لیکر جسکو چاہیے
بہیجدیجئے تاکہ وہ بند و بست پرگنۂ مذکور کا کرکے زر معاملہ سرکار مین داخل کری اور باقی جو کچہہ
زیادہ بچرہی آپکی خدمت مین دی تا آنکہ خلعت اصالت نواب نے تن زیب فرمائی اور اپنی نیابت کی خلعت
شیخ امان اللہ کو پہنائی اور ایک فرد نکالکر دکھلائی جسمین نواب کا صاد اور دستخط موجود تہا اور
یہ مندرج تہا کہ مبلغ سات ہزار روپیہ منافع پرکسواسطے ہی شیخ امان اللہ نے اپنے ذمہ لیکر مہر
کردی تہی دکھلاکر کہا کہ اسقدر روپیہ سالیانہ مع اخراجات نذر عیدین اور سالگرہ اور دسہرہ
وغیرہ معمولی کے بہیجا کریگا اور نیز دیگر فرمایشات مین حاضر اور فاخر ہوگا بندہ نے بنابر مرضی حضور
اور نیز اپنے رفع تکلیف کو ہر ایک خیال سے گذر کر جیساکہ فرمایا تہا ہرچند خلاف رفقا تہا تعمیل کی نقل
چہوٹی یہ ہے کہ ایکروز وہ مرحوم سواری کشتی خاص سے اوترا تہا اتفاقاً پالکی اوسی پار دریا کے رہگئی
تہی اور کوئی سواری بروقت عبور نہ پہونچ سکی اور صولت جنگ کو تختہ سے بہی اوترنا دشوار تہا فقیر
نے تحیر پاکر اپنا ہاتہ بڑہایا صولت جنگ اس حرکت سے خوشنود ہوا اور دست مبارک میرے ہاتہ
مین دیکر باستعانت بندہ قدم تختہ پر رکہا اوترنا شروع کیا جب تہوڑی مسافت رہی متوقف ہوکر
ہنسا اور فرمایا خانصاحب آپنے اسوقت عجب دستگیری کی بندہ نے عرض کیا یہ کیا ارشاد ہوتا ہی میرا
حال تو کچہہ اور ہی ہے کہ جناب عالی نے میری دستگیری کی اب جس پایہ کی آرزو ہی جلد وہانتک پہونچاوینگے
اس جواب سے ہنسکر فرمایا اسمین کیا شک ہی انشا اللہ المستعان ایسا ہی ہوگا لیکن مجہہ تمسے اس عالم مین
بہی توقع دستگیری ہے اور بہی ایسا ہی عالم عقبی مین ۔ اب خیال کرنا چاہیے کہ اخلاق اس بزرگ
ستودہ صفات کا کس درجہ کو تہا بندہ ستائیس برس کا اور خداوندنعمت کا سن شریف ساٹہ برس
کا تہا اور قرابت مین بہی وہ بزرگ اور بندہ خرد تہا اور اگر کردار ظاہری پر خیال ہو وہ ہفت ہزاری
اور بندہ ادنے ملازم سبحان اللہ ساتہ اس بزرگی کے اور اسطرح کی انکساری بیت تواضع ہے
گردن فرازون سے نیک * تواضع خصال گداسی ہی ایک ۔ القصہ وہ مرد فرشتہ طلعت سات برس
چند مہینے تک ضلع پورنیہ مین کارفرما رہا رعایا برایا ملازمین کو اپنے داد و عدالت سے نہایت راضی
و خوشنود رکہا کبہی سفر اور رزم کی حاجت نہ ہوئی البتہ اپنے چچا مہابت جنگ کی ملاقات کو راج محل
تک آتا تہا اور کبہی کبہی مرشدآباد تک اقامت پورنیہ کی مدت مین ایکمرتبہ واسطے مدافعہ
فخرالدین حسین خان پسر سیف خان کے جو عظیم آباد سے نکلکر ادہر قاصد ہوا تہا نکلا جب وہ مالدہ کو

ساعو د ہوا یہ بھی اپنی مرکز دولت مین داخل ہوگیا اور ایکمرتبہ واسطی تنبیہ شیخ محمد خلیل زمیدار
پرگنہ للکھرہ کی جو بعض حماقت کی درانداز ی سے سر بشورش ہوا تہا عین برسات تہی کہ یہ سانحہ
درپیش ہوا اول نصایح و موعظت کرتا رہا مگر اوسکا تمرد اور غرور گردنکشی سے زیادہ ہوتا گیا چنانچہ
بندہ بھی واسطی اتمام حجت اور دفع بلا کی ساعی ہوا اور بذریعہ معتمدین کی دلجوئی کی اور صولت جنگ
کو بھی اوسپر مہربان کیا اور عہد بھی لیا کہ اوسکی ساتہ بدی نہ کرے لیکن کچہ مفید نہوا اور بدرجہ
لاچاری عین برسات مین صولت جنگ اوسکی مدافعہ کو برآمد ہوا اور اوس مدبر کی ہمراہی رفاقت
سے منہ موڑ گئی اور وہ خود آوارہ دشت ناکامی ہوا اور آخر کو مع عیال و اطفال کی اسیر پنجہ تقدیر
ہوا اور بعد چند روز کی محبس مین قید زیست سے آزاد ہوا مبلغ خطیر منجملہ زر سرکاری کی اوسکے ذمہ
برآمد ہوا بعد اوسکی مرنی کی اوسکی لڑکی سے طلب کیا لڑکی کا نام غلام حسین تہا بندہ نے شہامت جنگ
کی عہد مین جو چند ماہ فرمان رواے پورنیہ کا رہا تہا باقیات مذکورہ کو بپاس ایمان اور نیز اوسکی
یتیمی اور بیکسی کی معاف کرایا تہا اور اوسکو باپ کی راج پر مستقل کرایا ۔ نقل ساتوین یہ ہے
کہ نقی علیخان برادر مورخ عہد جوانی مین نہایت تند مزاج تہا مطلقاً مآل اندیش نتہا ایکروز صولت جنگ
کی حضور سے اوٹھکر کچہری دیوانی راجہ مین عجائب رای کی پاس آبیٹھا اچل سنگہ قوم ہندو
تہا جسکی نامۂ اعمال سے شور و شر کے آثار دیدۂ ظاہر مین نمودار تہی اور وہان کی ادنیٰ رہنی والونمین
تہا اور شوکت جنگ کی دیوانی پر سرفراز تہا اور اوس روز راجپوتنک شوکت جنگ کی ذمہ حضور
اسکی پدر سے تہا اور نیز توپخانہ دستی کی داروغگی مہابت جنگ کی تقلد مین جو سراج الدولہ کو دیا تہا
صولت جنگ نی بھی اپنی لڑکے شوکت جنگ کو عطا فرمائی تہی اور جماعت ہزاریون کی ریاست بھی
اوسی سے متعلق تہی اتفاقاً بندہ مذکور اپنی امور متعلقہ کی سوالجواب کو راجہ عجائب رای کی کچہری
مین آیا تہا چونکہ نہایت تنک ظرف اور صاحبزادہ کی دیوانی سے مغرور تہا چاہا کہ جو فاصلہ برادر
بندہ اور راجہ مذکور کی درمیانمین تہا اوس سے بیشتر کو جاوے نقی علیخان نے ممانعت کی مگر
کچہ سنتا اور بے باکانہ جواب دیا نقی علیخان نے آشفتہ ہوکر اپنی ملازم سے کہا کہ اوسنے ایک ٹہول
اوسکے سرپر ماری کہ اوسکی سر سے پگڑی گر گئی وہ اوس صورت سے شوکت جنگ کی روبرو جاکر
شاکی ہوا شوکت جنگ نے نہایت پژمردہ ہوکر ہزاریان وغیرہ جماعہ برقندازان توپخانہ وغیرہ کو حکم دیا اور
تہانہ جنگی کا ارادہ مصمم کیا نقی علیخان کا مکان شوکت جنگ کی محل کی مقابل تہا اور درمیان سے
شارع عام وسیع بعض دوست مانند مرزا رستم علی اور مرزا حیدر اور مرزا منیر علی وغیرہ

چند نفر نقی علیخان کی رفاقت مین کمربستہ ہوکر حاضر آئی جب اس اژدحام اور غوغای عام کی خبر صولت جنگ
کو پہونچی للی ہزاری کو جو جماعہ داران توپخانہ کا سردار اور صولت جنگ کا معتمد علیہ اور دو سو سوار
اور ایکہزار چند نفر پیادہ ہمراہ رکہتا تہا دروازہ پر طلب فرما کر نقی علیخان کی اعانت پر تعنات فرمایا
اوسنے التماس کیا کہ حضور کہ صاحبزادہ کا ارادہ رزم مضبوط پایا جاتا ہی اگر فی الحقیقت ایسی ہی صورت
ہو حکم کیا ہوتا ہی اوسنے فرمایا اسی واسطے تعین کیا ہی کہ جس امر کی امداد شوکت جنگ کی طرف سے ہو
تم بہی اوسکا تدارک اوسیطور سے عمل مین لاؤ اور جمیع عملۂ توپخانہ کو حکم ہی کہ اگر کوئی نقی علیخان
کے ساتہ خانہ جنگی مین مرتکب ہوگا سزایاب ہوکر برطرف ہوگا شوکت جنگ اس خبر کو سنکر
صولت جنگ کی روبرو آیا اور تظلم و استغاثہ پیش کیا جواب سخت سنکر نادم واپس آیا ایکمدت تک
شوکت جنگ اور نقی علیخان مین ترک متعارفات رہا چند مہینے کی بعد جب شادی درپیش ہوئی
اور مجلس منعقد ہوئی چند ایام واسطے مراسمات شادی کی معہود اور مقرر ہوی ایکروز اونہین دنون مین
صولت جنگ مجلس سے اوٹہکر جا بیٹہا تہا کہ داخل حرم سرا ہوا اثنای راہ سے واپس ہوا اور لڑکی کا ہاتہ
پکڑ کر نقی علیخان کی پاس لایا اور کہا کہ بہائیون کی باہم اسقدر ملال نچاہیی اب باہم دگر معانقہ کرو
اور الفت و آمیزش ازسرنو سیکہو — حق تعالی اوس بزرگ کو اپنی جوار رحمت مین جگہہ دے اور
مدت العمر مین ایسا اخلاق کسی امیر سے نہین سنا گیا تا دیکہنی سے کیا کلام چونکہ عبد العلی خان بندہ کے
خالو نی شاہجہان آباد مین باوجود اجتماع اسباب امارت اور رفاقت امیر الامرا ذو الفقار جنگ بہادر
خلف سادات خان مرحوم کی جو رفاہ کہ منظور تہی طالع ناسازگاری کی بدولت نہ پائی چندروز محمد
قلیخان ولد مرزا محسن برادرزادہ صفدر جنگ کی رفاقت مین جو کہ بعد کشتہ ہونی نول رای اور
ظفریابی وزیرکا اور اقامتہ نائب صوبہ اودہ کی اپنی چچا صفدر جنگ کی طرف سے تہا گذرانی آخر وہان سے بہی
صحبت بگڑ گئی بنارس مین آنکر گوشہ گزین ہوا بندہ اوسکی لئی نہایت مکدر تہا نواب صولت جنگ نے
باوجود اس اطلاع کی کہ صلابت جنگ خانہ کبور سے ناراض ہی حسب التماس بندہ نے بمبالغہ تمام عفو
تقصیر کی بارہ مین اپنی چچا کو تحریر کیا اور صلابت جنگ نے اوسکے سارے جواب تو لکہی مگر خصوص عبد العلیخان
کی ذکر سے اغماض کر گیا صولت جنگ نے بپاس خاطر بندہ کی اپنی طرف سے خط تسلی عبد العلیخان کی نام لکہا
اور مبلغ پانسو روپیہ ماہواری مقرر کرکی دو ہزار روپیہ پیشگی عنایت فرمائی اور اسی طرح بعد دو تین ماہ
تک بندہ رہی وجہ مقررہ کو پیشگی بہیجا کیا افسوس اس زمانہ مین ایسی صاحب ہمت کہان مصرع
من خود نہ بندہ ام تو اگر بندہ نگوئی اب اون احسانات عظیم کی تدارک مین غیر دعا بندہ سے اور کیا

پرورد گان دولت سے کیا ہو سکتا ہے اللہم انا لا نعلم منہ الا خیراً وانت اعلم بہ منا اللہم ان کان محسنا فزد فی احسانہ وان کان مسیئاً فتجاوز عنہ۔

رحلت فرمانا نصر الملک مہام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کا دار ناپایدار سے

جب تقدیر ربانی مقتضی ہوئی کہ بنیاد دولت خاندان مہابت جنگ کی منہدم ہو اور جو لایق ریاست اور سزاوار امارت ہوں وہ قبل اوس سردار پر شجاعت کے فانی ہوں واضح ہو کہ بعد مہابت جنگ کے تینوں بھائی کے لڑکے یعنی شہامت جنگ اور صولت جنگ اور ہیبت جنگ اس زمانے کے موافق سراج الدولہ سے بہتر لیاقت فرمان روائی کی رکھتے تھے اگر انکے اختیار میں سررشتہ کار پڑتا شاید احوال مردم بنگالہ اور بہار کا اس جلدی سے خوار و زار نہوتا لیکن تقدیر ربانی نے قبل مہابت جنگ کے اونکی نشاط حیات اولٹ دی احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ نے جو ان تینوں بیٹوں میں شجاع اور پر تدبیر تھا اول ہی سے ارم کو قدم اوٹھایا اور مہابت جنگ نے اس شنوائی کے بعد کہا کہ اگر دولت کو ہمارے خاندان میں قیام کرنا منظور ہوتا تو ہیبت جنگ پر یہ حادثہ نہوتا بعد ازیں ناصر الملک احتشام الدولہ نوازش محمد خان بہادر شہامت جنگ نے راہ آخرت لی بندہ مورخ کو بعد انتقال شہامت جنگ کے مہابت جنگ سے ملاقات دستیاب ہوئی اوسکی مرنے پر نہایت حیرت اور افسوس کرتا تھا اور فرماتا تھا کہ اوسکا مرنا بعینہ لڑکوں کے نہیں ہے بلکہ بجاے باپ سے ہے تمام خاندان کا پرورش کنندہ تھا بعد ازاں صولت جنگ کو پیغام دیکر کہا کہ اب کوئی طاقت اور ہوش باقی نہیں اگر زندگی نے وفا کی سال آیندہ کی بہاری جسکو چیمہ چیمی باقی ہیں راج محل میں مرت آپ کی ملاقات کو آؤنگا اور آپکو دیدار کو جو نہایت مغتنمات سے ہے حاصل کرونگا اور اگر زندگی نے جواب دیا معذور رکھنا اور اس قطعہ کو ضمیمہ پیغام کیا قطعہ گر بماندیم زندہ بردوزیم * جامۂ کز فراق چاک شدہ * ور بمردیم عذر ما بپذیر * ای بسا آرزو کہ خاک شدہ * بعد انتقال شہامت جنگ کے دو مہینے اور چار روز گذرنے پر صولت جنگ بھی ملک بقا کو قدم زن ہوا تفصیل اسکی یہ ہے کہ نزدیک وفات شوکت جنگ کے اسکے سر میں ایک آبلہ برآمد ہوا نہایت حدت اور درد کرتا تھا لیکن کسیکو گمان نتھا کہ سبب قضا کا ہوگا چنانچہ مورخ اوسی زمانہ میں بتقریب ملاقات والدہ اور غمگساری جناب موصوفہ کے صولت جنگ سے مرخص ہو کر مرشدآباد آیا اور مہابت جنگ سے ملاقی ہوا اور راوسنے صولت جنگ کو پیغام بھیجا جب بندہ معاودہ ہو کر پورنیہ میں پہونچا اور پیغام پہونچایا سنا کہ ابھی خلش آبلہ کی

رہی کہ بیمار ہوا جانب ... میں نہیں ... رہے ... وہ ... کا ... بیچ احسان ... گذرے ... ۱۲

باقی ہی بگڑی بائین ہنسی مین درد عارض ہوتا ہی بعد چندی خود ایکروز فرمانے لگا کہ شاید اس آبلہ پر جونک لگانا مفید ہو بندہ نی عرض کیا کہ امالۂ مواد کا اگر کسی عضو دور کی فصد یا حجامت سی کیا جاوے بہت بہتر ہوگا بعد دو تین روز کی مینی دیکھا کہ جونک لگانا اوسکو منظور ہوا بندہ نی دوبارہ جسارت کرکے ممانعت کی جوابدیا کہ عورتون کا قول ہی کہ جب جونک کا ذکر آوی ضرور لگوانا چاہیی بندہ نے عرض کیا کہ عورتونکی کیا عقل ہے جو حضور اوسپر اعتبار کرتی ہین جوابدیا واقعی ایسا ہی ہی لیکن چندان قباحت نہین جب بندہ نی اسقدر مبالغہ دیکھا خاموش ہوا تقدیر ہی تو چارہ نہین آپ نے جونکین لگوائین ورم نی شدت کی اور ہر ایک جونک کی زخم نی ورم کرکی ریم پیدا کی جراح سی رجوع ہوا آہستہ آہستہ تمام گردن آماس ہوئی درد کا زور ہوا گمان ہوا کہ مادہ گردن مین رجوع ہوا اور ریختہ ہوگیا مستعد اخراج ہی بندہ ی علی جراح کو طلب کرکی کہا کہ نشتر سی حرکت دیوی قضائی اوسکو بھی اندھا کردیا بلاتامل اور تحقیقات کی بذریعہ نشتر چار پارہ کردالا وہ گمان پختگی کا باطل ہوا مطلق ریم برآمد نہوئی موافق قاعدۂ جراحان کی برگ نیم مشوی کرکی اوسپر چسپان کی رات کو غش کی آثار پیدا ہوی برگ نیب جو بندہی تھی کھولڈالا اور گلاب وغیرہ مقویات قلب اور دماغ کا استعمال فرمایا مزاج بحال ہوا مگر تشویش دلی کو افراط تھی اطبا اور کل نوکر عمدہ اور روشناس حاضر آئی بعضی دیوان عام اور بعضی اوسکی صحن مین خیمہ کھڑا کرکی ہر وقت حاضر باش رہی بندہ نی بھی متصل پر دہای عمارت کے تخت خواب بچھاکر بسر کرتا تھا اور روح الدین حسین خان خلف سیف خان مرحوم جو صولت جنگ کا سسر اتھا اور نقی علیخان برادر بندہ اور حکیم محمد مسیح مع چند دیگر لوگون کی بندہ کی قریب اوسمقام پر مقیم ہوی ایک بزرگ افاضل ایران سی آقا عبد اللہ نام کہ فی الحقیقت نہایت استعداد فنون ریاضی وغیرہ کل علوم مین رکھتا تھا شروع بیماری ہی مین مع سید محمد تربتی خراسانی کی جو کہ نہایت جلیل اور برتر کار وغین تعالی وارد پورنیہ ہوکر صولت جنگ کی ملاقات کو آیا اور مورد الطاف لایقہ ہوا اگر ایسی قدردان کی حیات وفا کرتی جو سلوک کہ ان بزرگون کی لایق ہوتا ظاہر فرماتا دونو بزرگ اکثر اوقات میری پاس بیٹھی اور دعائین پڑھتی اور دعاؤن ماثورہ مین مصروف ہوتی لیکن تقدیر کی روبرو کسیکی نہین چلتی کچھ اثر ہوتا تا آنکہ شروع شام تیسوین جمادی الاول کو حواس مین نقصان ظاہر ہوا ایکدو کلمہ بطریق ہذیان کی اوسکی زبان سی برآمد ہوی شیخ محمد حافظ اگرچہ جماعہ داران سپاہ سی تھا مگر طبابت مین دست قدرت رکھتا تھا اور پیشہ بطور قرات کی جانتا تھا کیونکہ اوسکا باپ طبیب حاذق اور مجموعہ خیر التجارت کہ نام کتاب ہی اوسکی تالیف ہی او سو تمین اطبا اور جراحان سے جو اوسکی معالجہ مین شریک تھی جب اوس کلمۂ ہذیان سنا

فقیر کی طرف متوجہ ہوا اور آنسو فقیر کی طرف دیکھا جب باہر آیا ہر ایک کو اندیشہ عظیم اور امید شفا کی زایل ہوئی معلوم ہوا کہ فساد مادہ نے باطن دماغ مین رجوع کیا ہے جب ثلث حصہ شب کا گذرا صولت جنگ نے بھی اپنا حال دگرگون پاکر حکم دیا کہ قیدی آزاد کیے جاوین اور صدقات ادا ہون مستورات حرم سرا نے گریہ وزاری شروع کی عجب قسم کی تشویش ہوئی قریب اول صبح کی حواس سلب ہوے جب دو گھڑی دن چڑھا ۲۵ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۹ ہجری کو جان بحق ہوا مصرع جہان ماند خوئی پسندیدہ برد — اوس گھڑی وہ تشویش اور رنج جملہ حرم سرا مین لاحق ہوا کہ جملہ علما اور رفیق کو بلا کر مستدعی ہوے کہ دعا کرین یا کچھ آیات قرآنی پڑہین تا کہ صحت حاصل ہو صولت جنگ بیہوش غشی مین تھا وہ تین دم زندگی کے جو باقی تھے پوری کر رہا تھا جو دیکھنے کو آتا گھبرا کر واپس چلا جاتا میر عبد الہادی روشن تخلص جو صاحب دیوان اور نظم و نثر مین مہارت تمام اور علم عربی اور عروض کو خوب جانتا تھا بمجرد ملاحظہ اوسکے حال کے غشی طاری ہوئی خواجہ سراون نے ہاتھ پکڑ کر باہر نکالا اور مردم بالا کو بلا کر اونکی حفاظت مین اوسے اوسکے گھر کو روانہ کیا چند پہر اوسی غشی مین گذرے تین پہر یا چار پہر رات گذری ہوگی کہ وہ صاحب کمال بھی جان نثار ہوا اللھم اغفرلہ وارحمہ سید مذکور کا مولد جہانگیر نگر بنگالہ تھا اور شاہجہان آباد مین نشو و نما پایا تھا علم متداولہ وہین پر تحصیل کیا رغبت نظم و نثر کی ہوئی والد مورخ نے دو برادر خورد مورخ سید علی خان اور غالب علیخان کی تعلیم کو شاہجہان آباد سے عظیم آباد روانہ کیا جب ہیبت جنگ نے سید علی خان کو اپنے مصاحبت مین سرفراز کیا سید مذکور کو بھی اونکی تربیت کو اپنا ملازم بنایا اور بعد گشتہ ہونے ہیبت جنگ کے صولت جنگ نے اپنی رفاقت مین بولایا اور جملہ فضلای عظیم آباد مین جنکا ذکر بالا ہو چکا اسے بھی قبول کیا ہمیشہ خلوت نشین اور ناجنسون کی آمیزش سے دور رہتا اکثر لوگون سے کم آمیزش کرتا تھا اور فکر شعر و سخن مین بسر کرتا عظیم آباد اور پورنیہ مین جب تک زندہ رہا فقیر حقیر سے ہمکلام رہا کہ ہمارے تمہارے مثل اوس مثل سے موافق ہے کہ اگر تو نہ ہے میرے شعر مین معنی نہ رہینگے الغرض صولت جنگ مرحوم کو سید صالح مرید سید محمد ترمذی نے جسکا مذکور ہو گیا اور تازہ کربلا ہے معلے سے آیا تھا اور کلکتہ ہوئی ہوے با تفاق آقا عبد اللہ کی نوہ رتبہ ہوچکا متوجہ ہوکر غسل دیا اور جو کفن کہ وہان سے لایا تھا پہنایا اون دو نو بزرگ نے سب ہوگر حاضرین کی نماز جنازہ ادا کی جیسا کہ ضابطہ ہے ساخت جمل حساب کی جنازہ اسکا لیجا کر جعفری باغ مین دفن کیا چونکہ فوت ہونا دونو بہائیون صولت جنگ اور شہامت جنگ بلکہ ہیبت جنگ کا چند مہینے کے فاصلہ سے ایک ہی سال مین واقع ہوا کلمہ خدا ایشان بیامرزد مادہ تاریخ تصور کیا اس سانحہ کے بعد شوکت جنگ خلف کلان صولت جنگ

اوس جماعت مین آکر براہ ساختگی دستار سر سے پھینک جزع و فزع کرنے لگا مورخ نے جو اوس دربار اور اوسکے
باپ کے حضور مین با اعتبار تھا دستار اوٹھا کر اوسکے سر پر رکھی اور صدر نشینان زدون مصیبت کا بنایا اور شیخ
جہان یار وغیرہ سرداران کو لیکر موافق ضابطہ کے جانشینی کو کہا بعد فراغت امور مذکورہ بالا زبان شوائے
سے ہر ایک کی تسلی کرائی اور اوسے دیوانخانہ مین ایک بچھونا بہ استادہ کرکے اوسکا خوابگاہ کیا دوسرے صبح کو
بندہ نے حاضر ہوکر دلجوئی او تسلی کرنا شروع کی اور مہابت جنگ کے نام درخواست مسودہ عرضی کی
آخر بطور مناسب لکھوا کر ارسال کیا مہابت جنگ تو قبل وفات صولت جنگ کے ستر روز سے مرض استسقا
مین اسیر ہو گیا تھا اور صولت جنگ نے اسکی خبر بیماری سنکر اپنی بیماری سے بے خبر ہو گیا تھا تاسف
کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وقت کار ہے افسوس کہ بندہ بیمار ہے اپنے وکیل کو خلعت دیکر واسطے تالیف قلوب
سپاہ اور رعایا اور ارکان دولت کے مرشدآباد کو رخصت فرمایا اور مداوا کی تاکید اکید کردی
سبحان اللہ کسقدر بنی نوع غافل ہے اور فی الحقیقت اسی غفلت دنیا کا نام ہے القصہ جب مہابت جنگ
نے صولت جنگ کے رحلت کی خبر سنی نہایت متوحش و متاسف ہو کر کہا الحال بے پر و بال ہو کر خدا کے
حضور مین جاتا ہون اور ایک تعزیت نامہ صولت جنگ کے اولاد کے نام موسومہ شوکت جنگ ارسال
کیا اور ہر ایک کو خلاع ماتم اور شوکت جنگ کو بحالی پورنیہ کا سند مرحمت فرمائی شوکت جنگ
نے مہابت جنگ کے تلقین کا بہانہ کرکے امور مذکورہ قبول کرلیے اور جو کچھ میرزا زین العابدین بکاول نامہ برقی
زبانی عرض کیا سب کو مقرر ہوا اور میرزا مذکور کو راضی اور خوشنود واپس کیا اور بتاریخ مختار مسند
ایالت پر جلوس فرمایا اپنی سفاہت کے اظہار کرنے لگا بندہ مورخ کو اوسکے تمیز و شعور سے بخوبی آگاہی تھی
جب وہ کامیاب ہوا فوراً مستعفی ہو گیا ہر چند اسکی انگا یعنے دایہ نے جسکا نام دائی کوئل اور دانا
انگا صولت جنگ نے خطاب دیا تھا اور بندہ سے نہایت محبت رکھتی تھی بندہ کو بلاکر مبالغہ کیا کہ شوکت جنگ
میرے لڑکے کی جگہ اور صولت جنگ کا بیٹا ہے لیکن خیال جوانی سے مست و سرشار ہے اور تمہارے گردن پر
حقوق صولت جنگ کے اور نیز مجھ ضعیفہ کے متحقق ہین میرے دل مین آتا ہے کہ آپ نیابت معاملات
ملکی اور مالی اور رعد سوالجواب مین قبول کرین اور صولت جنگ کے وقت سے کارگذاران فوج کا
بخشی آپ کا دوست ہے اوسکو بھی اپنا شریک کرین اور صولت جنگ کا نام و مکان کی بربادی نکرین
بندہ نے جواب دیا کہ جو کچھ تمنے کہا عین صواب ہے اور مسئلہ لاجواب لیکن خوب جانتی ہو کہ شوکت جنگ
کبھی اسطرح سے راضی نہوگا جس امر مین باپ دادے کا نام گم ہو اوسکی تکمیل کریگا اور جب نوکری
اور آقائی ہوتا ہے اوسکی رضامندی مین ناممکن ہے چونکہ وہ نیک بخت بھی عقیل تھی بندہ کی التماس سے

خاموش ہوگئی اور بندہ نے واسطے جناب آقا عبد اللہ فاضل کے پانچہزار روپیہ اور ہزار روپیہ واسطے جلیل القدر میر سید محمد کے لیکر دونوکو بھجوا دئے اور بعد چندے خود بھی رخصت ہوا دایہ مذکور نے بعد انقضای امید کے پانچہزار روپیہ نقد زاد راہ بندہ مورخ کو بھیجا یہ عورت بڑی عقیلہ تھی حافظہ ایسا تھا کہ گاہ بگاہ تک فراموش نکرتی تھی ایسی ہفت ہزاری کے مکان کی مدار المہامی کرتی تھی ہر قسم کے ملازمین میں شاید ایسا ہی کوئی ہو جو اوسکا ممنون احسان نہو بندہ کوچ کرکے گندہ گولہ میں آیا تاکہ عازم عظیم آباد ہو اسی ضمن میں مہابت جنگ کی رحلت اور سراج الدولہ کے جلوس کی خبر ملی لہذا گندہ گولہ میں متوقف ہوا تاکہ سراج الدولہ کے حسن سلوک سے ماہر ہو اسی عرصہ میں خبر ملی کہ اپنے چھوٹے بھائیون کو مانند سید علیخان اور غالب علیخان اور چچا وہاب علیخان جو مورخ کا ہمسن تھا اور یہ تینون عظیم آباد میں تھے خارج کیا آمد اس خبر سے روانگی میں زیادہ دیر ہوئی جب موسم بارش آیا محل اقامت کے وہاں متعذر تھے ناچار ریونیہ کو معاودت ہوکر حویلی سابق میں مقیم ہوا — الحال بنا بر انتظام سررشتہ وقایع کے احوال انتقال مہابت جنگ کا اور سراج الدولہ کی امر فرمائی کا تحریر ہوتا ہے —

انتقال کرنا مہابت جنگ کا جہان گذران سے اور بعض اخلاق اور انتظام اوقات ایزد مخزود مانگی اور سراج الدولہ کا جلوس اور حوادثات کا ظہور ہونا تمام ملک کی بربادی

مہابت جنگ کو جیسا کہ تحریر ہوا ۹ شہر جمادی الاول ۱۱۶۹ ہجری کو عارضہ استسقا میں انثنی برس کا ہوکر شروع ہوا چند روز دوا معالجہ پرہیز میں بسر کیا بعدہ فرمایا کہ اس عمر میں جسکو عارضہ ہوتا ہے ایل نہین ہوتا بس پرہیز توڑ دیا بی بی گھسیٹی زوجۂ شہامت جنگ دختر کلان مہابت جنگ کی بعد ارتحال وانتقال کے موتی جھیل میں جاکر سکونت گزین ہوئی اور اپنے شوہر کے ملازمین کو لکھو کھا روپیہ او رہاتھی دیکر اپنی رفاقت میں بنا بر مدافعہ سراج الدولہ مستعد اور آمادہ کیا کہتے ہین کہ جب مہابت جنگ کے ایام زیست نزدیک انجام کے پہونچے بعض عورات نے مہابت جنگ سے درخواست کی تاکہ اونکا ہاتھ سراج الدولہ کے ہاتھ میں دیوے چونکہ اوسکے حال سے بخوبی واقف تھا متبسم ہوکر کہا کہ وہ اگر تین روز اپنی دادی کو راضی رکھے اوسوقت تم کو امید کرنا تا آنکہ نوین رجب سنہ مذکور دو گھڑی دن باقی رہے بہشت نصیب ہوا اور خواص واصحاب نے اوسکی تجہیز وتکفین میں مصروف ہوکر دہم تاریخ کی نصف شب کو حسب وصیت اوسکی مان کی پایین مرقد خوشباغ میں دفن کیا — مہابت جنگ کو ابتدای جوانی میں بھی تا ہج رنگ محبت بنسوان سے پرہیز تھا اکثر اوقات نماز اور تقوی اور وظیفہ قرآن میں بسر ہوتا تھا تمام عمر شراب کے گرد نہوا نہایت درجہ مسکرات سے اجتناب رکھتا تھا ہمیشہ دو گھڑی رات رہے بیدار

ادای نماز صبح کو چند اشخاص کی ہمراہ قہوہ نوش کرتا جب صبح دور
ہوتا اور بعد طہارت اور نوافل اوراد ہوتا کل سردار سپاہ اور اہالی موالی اور ارباب حاجت
روشن روز ہوتا دو گھڑی کچھ اوپر تک بار عام ہوتا کل سردار سپاہ اور اہالی موالی اور ارباب حاجت
جمع ہوکر ہر ایک عرض حال کرتا انجاح مرام ہوتا بعد ازان خلوت مین جاتا اوس جگہہ مانند شہامت جنگ
اور صولت جنگ اور سراج الدولہ وغیرہ مصاحبین کی حاضر ہوکر صحبت اختلاط اور شعر خوانی اور نقل
وحکایات کی گرم ہوتی چونکہ نہایت خوش غذا تھا تازہ وارد یا ملازمین مین جو شخص کسی کھانی پکانی مین دست
قدرت رکہتا اوسکی روبرو پکاتا کبھی خود بھی اقسام طعام کی اختراع کرتا تھا یا اوروں کی روبرو تعلیم کرتا
جب وہ کہانا طیار ہوتا تھا اور عملہ وارکان دولتخانہ اور دربار کے حاضر ہوکر عرض حاجت کرتی اوسوقت
کہانی کا وقت آتا بکاول دستارخوان چنتے اور صاحبان فرماش کی روبرو مرغوب کہانی رکھتے اور
طعام خاصہ سی بھی ہر ایک کو حصہ ملتا اور کہاتی وقت ہر ایک طعام کی حسن وقبح بیان ہوتا ہر ایک کے
ذایقہ کے امتحان ہوتی جب کہانی سی فراغ ہوتا تھا ہاتھ صاف کرکی رخصت ہوتی مہابت جنگ ہمیشہ
اسیطرح سی مہمانی کیا کرتا اکثر مردانہ مجلس ہوتی کبھی کبھی اقربا کی عورتین بھی داخل ہوتی تہین اور بعد
فراغ طعام کی بستر استراحت پر آرام فرماتا اوسوقت قصہ خوان وغیرہ حاضر ہوتی بعد زوال کے
بیدار ہوکر وضو کرتا نماز ظہر کی پڑھکر ایکجزو کلام اللہ کی تلاوت ہوتی بعدہٗ نماز عصر ادا کرتا اوسکی بعد یخ
کا پانی یا شورہ کا ڈھلا ہوا جو میسر ہوتا نوش کرتا اور اس پانی پر اتدن قناعت کرتا بعد ازان
مجمع افاضل مانند سید الافاضل میر محمد علی فاضل کہ منتخب علما تھے اور نقی قلیخان اور حکیم ہادی خان
اور میرزا محمد حسین صفوی اور نیز ایک فاضل ملتانی جسکا نام بندہ کو نامعلوم ہی حاضر ہوتی اور ایک
دروازہ مین مقابل مسند مہابت جنگ کے سید عالی والا قدر کی مسند فرش ہوتی تہی جب میر صاحب
دروازہ دریا کی طرف سی داخل ہوکر چبوترہ صحن پر کہ ایوان عمارت تک فاصلہ بعید رکھتا تھا داخل
ایوان عمارت ہوتا تھا باوجودیکہ ہنوز عرصہ بعید رہتا تھا مہابت جنگ چند قدم مسند سی اوٹھکر
مودب سلام کرتا تھا اور میر صاحب بھی بدستور اوسی سلام کرکی اپنی جای معین پر جا بیٹھے اور مہابت جنگ
اپنی مسند پر دونق افروز ہوتا اور تکیہ کو جھک کر اپنی ہاتھ سی میر صاحب کو تواضع کرتا اور میر صاحب
اور نقی قلیخان اور حکیم ہادی خان کی حصہ آتی تہی اور قہوہ بھی لاتی تہی مہابت جنگ خود حصہ نہین پاتا تھا
مگر قہوہ مین شریک ہوتا بعد قہوہ کی تکیہ روبرو کی فاضل ملتانی کی رکہتا اور کتاب کافی جو شیخ محمد بن
یعقوب کلینی کی تصانیف سی ہی جو کہ عہد غیبت صغرای حضرت صاحب الامر کی تصنیف ہوئی تھی تمام موافق اعتقادات
جماعت امامیہ کے بیش نظر لاتی اور لقب کافی اوسکا نام بخشیدہ پیغمبر ہی تھا فاضل مذکور ہر روز دو چند ورق

اوس کتاب کی پڑہکر ترجمہ کرتا تھا اور اوسکی حال مشکلات میر صاحب کرتی تہی بعد ازان اگر کچھہ
سوال مہابت جنگ کو منظور ہوتا سایل ہوتا اور میر صاحب اوسکا جواب دیتے دو گھڑی تک یہ مجلس
رہتی بعد ازان فراغت ہوتی میر صاحب اوٹہتے اور مہابت جنگ بدستور چند قدم مشایعت کی بعد سلام
کرکی استادہ ہوتا تاکہ میر صاحب جوتہ پہن کر راہی ہوتی اوسوقت اپنی جگہہ آکر بیٹہتا تب آہستہ آہستہ
ہر ایک مصاحبین اپنے اپنے گہر سدہارتے بعد ازان عملۂ دیوانی اور جگت سیٹہہ حاضر ہوکر اخبارات
اطراف گوش گذار کرتی دو گہڑی کی بعد اسی عرصہ مین کبہی شہامت جنگ اور کبہی سراج الدولہ اور
صولت جنگ بشرط موجودگی کی حاضر ہوتی بعد اوٹہنے ان لوگون کی ارباب خوش طبع مانند میرزا شمس الدین
اور زین العابدین بکاول آور میر کاظم داروغہ فراشخانہ اور شیخ چراغخانہ اور میر جواد قوش بیگی اور محمود
زمانہ وغیرہ حاضر ہوکر ایکدو گہڑی لطائیات مین بسر ہوتی شام ہوتی میر مشعلچی اور شماعی حاضر ہوتے اونکا
مجرا حسب ضابطہ ہند کے ادا ہوتا بعدہ نماز عشا مین پڑہکر دیوانخانہ مین بندوبست زنانہ ہوتا تھا اوسکی
بی بی مع سراج الدولہ اور دیگر عورات اقربا کی حاضر ہوتی چونکہ مہابت جنگ رات کو طعام کہاتا تھا
خشک میوجات لاکر تقسیم ہوتی اور جب ایک ثلث شب گذرتی عورات مرخص اور مردانہ ہوتا مرد ان
چوکی اور قصہ خوان وغیرہ حاضر ہوتے مہابت جنگ پلنگ پر آرام فرماتا سوتی وقت دو دو تین تین
گہڑی مین بیدار ہوکر دریافت کرتا کون پہرہ دیتا ہی رات کسقدر باقی ہی غرضکہ تمام رات مین دو چار مرتبہ
بیدار ہوتا اور دو گہڑی رات باقی رہی نماز و طہارت مین مصروف ہوتا اسطرحسی ہر وقت جو کام
مقرر تہی سرانجام پاتی اقارب اور احباب کیساتہہ وہ سلوک اور احسان کرتا جسکی توقع نہین ہوسکتی
جسنے حالت افلاس مین واقع شاہجہان آباد کچھہ بہی احسان کیا تہا اب بروقت امارت اوسکو اور
اوسکی عیال و اطفال کو طلب فرمایا جسکو پایا اوسکی ساتہہ وہ سلوک کرایا جو اونکو امید نتہی اور اقربا کی
عورتون اور اطفال سے وہ سلوک کرتا تھا جو اس زمانہ مین بلکہ کسی وقت مین خاص خاص سے نہین
ہوا اور نہ اب ممکن ہی اوسکے تمام ملک مین رعایا برایا اوس چین و آرام مین رہی کہ شاید آغوش
والدین مین نرہی ہوگی کوئی اسکا نوکر حتی خدمتگار تک ایسا نتہا کہ سرمایہ لاکہون کا نرکہتا ہو بجز
اسکے کہ رقص و سرود اور صحبت نسوان سے چندان راغب نتہا باقی جملہ علم و ہنر اور دستکارون سے
صحبت اور اختلاط رکہتا شاید کوئی ایسا ہی امر نیک ہوگا جو اوسکی دل شریف مین نتہا جب کہ آصف جاہ
مرا اور ناصر جنگ اوسکا لڑکا جانشین ہوا اور بہول چری پر جاکر افغان کی ہاتہہ ہمراہی سے مارا گیا
اور مظفر جنگ خواہر زادۂ ناصر جنگ نے اول افاغنہ کی اطاعت سی سند ایالت حاصل کی اور یہ

آخر کار فرانسیسیون کی مدد سی افاغنہ مذکور سی جو اوسکے خال کی قاتل تھی لڑا اور بحسب تقدیر مصطفی خان
اور روسای افاغنہ دو نو مارے گئے اور سید محمد خان صلابت جنگ مسند دکن پر متسلط ہوا چنانچہ ذکر تسیوم
مین سوانح دکن کی ضمن مین واضح ہوگا اور تسلط موشیر بوسی بالا ہوا اور اوسکا خط بشورسفارش فراسیسکی
کے بکمال طمطراق مہابت جنگ کو پہونچا مہابت جنگ چونکہ مناسبت مزاج سراج الدولہ کی ناصر جنگ
سے اور اوسکا ارادہ جنگ جماعۂ انگلشیہ سے جانتا تھا اور اوسکی دانائی اور شجاعت اور سلوک کا بھی
حال ظاہر تھا بندہ چند روز بحسب اتفاق سراج الدولہ کی ہمراہ تھا مردم معتمد سی سنا کہ مہابت جنگ
کہتا تھا کہ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ہمارے بعد ہندوستان کی کنارے ٹوپی والون کی قبضہ مین ہوجائیگی
آخر ایسے ہی ہوا ایکروز اوسکے زمانہ دولتمین مصطفی خان نی مہابت جنگ کو یہ ترغیب دی کہ جماعہ
انگلشیہ سے مقابلہ کریں مہابت جنگ نی اغماض کرکے جواب ندیا دوبارہ شہامت جنگ اور صولت جنگ
کو شریک کرکے عرض کیا پھر بھی جواب نیا یا مگر خلوت مین کہا کہ بابا مصطفی خان خود سپاہی اور نوکری
پیشہ ہی چاہتا ہی کہ ہمیشہ میرا رجوع اوسی سی رہی تمہین کیا ہوگیا ہی کہ ایسی امور مین اوس سی موافق ہوتی ہو
جماعۂ انگلشی نی میری ساتھ کیا برائی کی ہی کہ بندہ اونکی بدخواہی کری ہرگز ایسی بات نہ سنتا کہ بجز فساد
کے کوئی نتیجہ نہین ہوتا ہی۔

ذکر فضلای کرام اور شرفای عظام جو مہابت جنگ کی عہد مین تھی یا بحسب قسمت اس دیار مین وارد ہوئی تھی اور ملاقات اس بزرگوار کی کی تھی

اول مولوی نصیر مرحوم ہین متوطن شیخپورہ شمس الدین فریاد رس کی اولاد مین جسکا مزار صوبہ بہار
آودہ مین مشہور ہی اسکا جد بزرگوار وہان سی صوبہ بہار آکر شیخپورہ مین مقیم ہوا اور مولوی مرحوم
شروع جوانی مین امیر الامرا شایستہ خان مرحوم کی نظامت مین جبکہ اخوند ملا شاہ محمد شیرازی
وارد بنگالہ ہوا اوسکے ہمراہ عازم ایران ہوا اور راہ مین باوجودی کہ اوسکی سواری سقط ہوئی
پیادہ قطع راہ کرتا اور درس ناغہ نکرتا تھا اسی حالت مین ولایت پہونچکر متداولہ علوم تحصیل کرکی حد کمال کو
پہونچا علماے ایران سی فقہ اور حدیث اور فنون ریاضی خصوص ہیئت اور ہندسہ اور حساب مین
سرآمد روزگار رہا ایران مین بڑی عزت اور احترام سی روزگار بسر کیا میر غلام محمد بہاری جو کہ اعجوبہ روزگار
اور نادرہ زمان و اسطہ سوالجواب عمدۃ الملک امیر خان ناظم صوبہ کابل اور نواب وحید اورامرا سے
ایران کا تھا چونکہ امراکی مکانات مین نہین جاتا تھا مولوی مذکور اوسکی طرف سی آمد و رفت رکھتا تھا بعد
ایک مدت کی ہند آیا اور تھوڑی سی جاکر صوبہ بہار مین جو اوسکا وطن اصلی تھا بادشاہ کی حضور سی حاصل

ولد زاہر حسین خان محمد حسن خان اوسکا نبیرہ آجتک مکانین تعمیر کردہ اوسکی اور اقامت کی عظیم آباد مین کر کے
ارشد خلف زاہر حسین خان معروف علیخان داؤد خان دوسرے — موجود ہین قابض کے طور پر وراثت
باوجودیکہ باپ تحصیل کی باپ سے اپنے علوم متداولہ اور نفسانی فضائل اکثر کا بھی مرحوم نصیر مولوی
فرض بموجب مخلفات کو ہوکر پسند بعد الضاف کی رحلت اوسکے مگر تھی کردی نام اوسکے میراث ذوی کل
سعادت کسب آیا وطن کو زیارت بعد ہوا عازم حج کو معاش کی امور انتظام بعد اور بخشا کو ایک ہر کی
مین مصروف ہوا ہمیشہ معاملات جو اکثر لوگ رجوع کرتے تھے دونو طرف کی اصلاح منظور و ملحوظ رکہی اور
جھگڑون کو صلاح کرتا تھا اور تحلیل معاش مین ایسا حسن سلیقہ تھا کہ اکثر محتاجین و مساکین کی خبرگیری
کرتا ایک گروہ کثیر اعجزہ کو اپنی عیال مین شامل کر کے ہر ایک کو اپنی طعام مین شریک کرتا اسکی تعریف
و اوصاف مین زبان قاصر ہی طیبہ حج سے سعادت ہوا اپنا خطاب زاہر حسین خان مقرر کیا اور اسی لقب نازان و فرحان رہا اور بنگالہ
مین جان بحق ہوا بر وقت اخیر کلمہ طیبہ زبان پر جاری تھی — تیسرے میر محمد عظیم جملہ شاگردان مرزا
مولوی خان فطرت تخلص مین ہی اوسکی علم کی شہرت اور شاعری کی دہوم اگرچہ بہت ہی مگر بندہ کو کچھ
معلوم نہین — چوتھی مولوی محمد عارف عرفا ہی زمانہ مین تہا اسکے حالات اچھی سُنے گئے اوایل عہد دولت
مہابت جنگ مین جان بحق ہوا اور کوا کہو قلعہ عظیم آباد مین اوسکا اصل مسکن تھا مدفون ہوا اوسکے
مریدومین شاہ کرمک نام صاحب حال طالب خدا رہا ہی مکرر دیکھا گیا ترک و تجرید رکہتا تہا — پانچوین
میر رستم علی مستغنی گوشہ نشین علوم ظاہری سے بھی بہرہ ور تہا اکثر لوگ اوسکی خرق عادات بیان کرتے
ہین بندہ نے بہت کم دیکھا ہی لیکن مرد صاحب معنی غواص حقایق شناس تہا عظیم آباد مین رام نارایین کی صوبہداری
کے زمانہ مین جان بحق ہوا اور جس جگہ کہ بالفعل میرا وصل سوداگر کشمیری کا مقبرہ معروف ہی
دفن ہوا اسکا سبب یہ ہی کہ سوداگر مذکور اسکا مرید تہا بعد رحلت کے اوسی مکانین جو اوسکا زرخرید
تہا مدفن ہوا جب خود بھی اوسنے رحلت کی اوسی جگہہ دفن ہوا — چھٹوین شاہ محمد امین درویش تجرد کیش
عارف حقیقت اندیش تہا اوسکے پیکر سے راز عشق الہی آشکار اور ظاہر و باطن اوسکا انوار حقیقت
مطلع اسرار تہا اوسکی صحبت مین فقیر بھی پہونچا بمجرد پہونچنے کے دیکھا کہ اپنی دل سے ہوا ے دنیا اور رنگینی
اور محبت خدا دلمین آسمائی تمام رات عبادت و ریاضت مین بیدار اور دن کو باوجود ہجوم نجی نوع
کی ذکر خدا مین مصروف رہتا گہڑی گہڑی مین نعرہ سرد دل پر درد سے ایسا کھینچا کہ اور ون کے
کلیجہ مین درد ہو جاتا خلاصہ یہ ہی کہ اوسکا حال کیفیت سے خالی نتہا اسکا مرشد شاہ محمد عظیم آبادی
کرامات و خوارق سے مشہور اور زبانی ثقات کی اوسکا علو مقامات معلوم ہوا مگر گاہ گاہی جذبہ لعد

مزاج پر غالب ہوتا اور گاہ گاہ افادۂ ظاہری بھی فرماتا تھا۔ ساتوین شاہ اودہم آٹھوین حیات بابا
ظاہر احوال مجنون کی طرح تھا اکثر ضروریات کا ترک انکی مزاج مین تھا لیکن لوگ اکثر انکے خوارق اور
کرامات کی قایل ہین العلم عند اللہ تعالے نوین شاہ خضر درویش بلند پایہ سعد پور متعلقات پرگنہ
پیسارا مین بسر کرتا تھا مجذوب وضع لیکن اکثر عقلا اوسکے پاس جاتی اور اکثر خوارق کی قایل ہین
دسوین سید والاتبار امیر محمد سجاد در حقیقت صید حقیقت مدام بدام لاتا تھا اور بکمال عزت اور احترام مین بسر کرتا
تھا دنیا کی حقیقت پر کاہ کی برابر بھی نہ جانتا تھا بندہ کی والد سے سر رشتہ اتحاد مستحکم رکھتا تھا تحصیل
اخروی پر اکثر ہمت مصروف تھی علوم جفر وغیرہ ظاہری مین بھی دستگاہ تھی اوسکے فضایل تحریر سے
افزون ہین ایک کتاب اوسکی تالیفات مین تھی بندہ نے ملاحظہ کی جو کہ اوسکے علو مدارج سے متنبہ کرتی
ہی اور جسکی نظر سے گذری اوسے اوسکی مراتب سے آگاہی ہو سکتی ہی جب والد مرحوم شاہجہان آباد
چلے گئے میر موصوف کی دادا سے اتحاد پیدا کر کے ہمصحبت تھا اوسکی رحلت کا سال فقیر کو یاد نہین والا ضرور
لکھتا اللہم الحقہ بآبائہ الصالحین واسکنہ فی اعلی علیین۔ گیارہوین بندہ مورخ کا جد امجد سید
علیم اللہ طباطبائی سادات بنی حسن سے ہی اسکے علو مراتب اگر تحریر ہون ایک دفتر علحدہ درکار ہی
۱۱۴۰ ہجری مین وارد عظیم آباد ہوا اور ماہ شعبان ۱۱۶۵ ہجری مین بہشت کو سدھارا اسکی خرق عادات
جو کہ دیدہ و شنیدہ ہین بندہ نے علحدہ ایک مثنوی مین جسکا نام بشارۃ الامامہ ہی تحریر کیے ہین بارہوین جناب شاہ حیدری
بندہ کی دادی کی حقیقی عموے اولاد علی بن حسین مذہب تشیع مین تھے نہایت مجاہد اور بیباک اور مستغنی تھے علحدون
کی ساتھ نہایت تواضع سے پیش آتی اکثر محمد قلیخان پدر محمد ایرج خان اکبر آباد سے بکمال سماجت ہمراہ لایا قصبہ
بھاگلپور مین اقامت گزین ہوا محمد غوث خان جو اپنی خال شکر اللہ خان کی ہمراہ قصبۂ مذکور مین مقیم تھا اتفاقاً بیمار ہوا اور عارضہ
نے سختی پکڑی اوسکی زیست کی کچھ امید نہ رہی اوسوقتین شاہ حیدری جو کہ اوسکی مذہب سے نفور اور شجاعت
سے مسرور تھا اوسکی سرہانے پہونچکر بشرط قبول مذہب تشیع کی ضامن اوسکی شفا کا ہوا اور اوسنے قبول مذہب سے حیات تازہ
پائی اور ارادت کامل لاکر مع عیال واطفال کے اوسکا مرید و مطیع ہوا تا آنکہ سرفراز خان کی لڑائی مین مارا گیا شاہ
حیدری بھاگلپور سے مرشدآباد آیا مہابت جنگ کو اوسکی عمل پر نہایت ملامت کی مہابت جنگ سر نیچے کیے ہوے بجز تسلیم کچھ کہہ
نہ سکا اور شاہ حیدری نے غوث خان مرحوم کی مع عیال و اطفال کی لاشین جس میدان مین پڑی تہین اٹھوا کر بھاگلپور پہونچائین اور
چند سال کے بعد خود بھی رحمت خدا سے جاملا اور بھاگلپور مین مدفون ہوا شاہ جعفری اوسکا بیٹا باپ سے بڑھکر ہوا صبر و توکل و
قناعت مین اپنی ہمعصرون مین زیادہ تھا مہابت جنگ مع اولاد کی اوسکی احترام کرتی وہ درویشانہ زندگی بسر
کرتا تھا یسین خان فوجدار بھاگلپور نے وہان کی فقرا اور نیز اور لوگون کا روزینہ بند کردیا اور شاہ جعفری کا روزینہ

پر قرار رکہا مگر انہون نی خود نہ لیا اور شہامت جنگ کو لکھ بہیجا کہ مہابت جنگ نے یسین خان کو ملامت کی اور روزینہ بند جاری ہوا تب حضرت بہی اپنا روزینہ لینی لگے مصطفی خان کی ہنگامہ کے زمانی مین جبکہ بہاگلپور سے عبور ہوا لوگ افواہ اوڑانی لگے اور بہاگلپور کی متعصب لوگون نی اسکے تشنیع کی خبر مردمان مصطفی خان کو لگا دی خبر پہونچی کہ مصطفی خان کی داعیہ آزار ہی مگر وہ متصل اپنی جگہ پر آمادہ شہادت بیٹہا کسیطرف کو حرکت نہ کی اور وہ بلا خود بخود دفع ہو گئی سراج الدولہ کی شادی مین ایک رام فوجدار بہاگلپور نی جو عطا احمد خان کی طرف سی تہا بعوض گاو کشی کے ایک سید کی ہاتہہ کٹوائی ہر چند سید مذکور نی فریاد و استغاثہ کیا کسی نی نہ سنا آخر شاہ جعفری اوسکا شریک حال ہوا اور بلوائی عظیم برپا ہوا نزدیک تہا کہ فتنہ عظیم برپا ہو عطا احمد خان کی حوادس بر جا نہ ہی لوگون نی چاہا کہ اوسکے مکان پر چڑہ جاوین چونکہ اوسوقت سردار خان اور شمشیر خان برطرف ہو گئی تہے عین سانحہ مین شہامت جنگ نی آنکر شاہ جعفر سی یون کہا کہ مہابت جنگ درمیان سی اوٹہا جاتا ہی شاہ جعفری نی کہا کہ اس سید کو راضی کرو اور کچہہ کام نہین ہیبت جنگ نی روپیہ اور زر کے دینی سے سید کو راضی کیا تب فتنہ فرو ہوا اسقدر ایمان کی حفاظت اور شجاعت کمتر کسی نے دیکہی ہو گی ایکمرتبہ عین شکار مین کہ شروع شباب تہا ایک شیر نر برآمد ہوا محمد قطب ولد کلان غوث خان مانع ہوا کہ شاہ جعفری اوسکے روبرو نجاوی مگر اوسنی گہوڑا بڑہاکر سر پر آ پہونچا اور پیادہ ہو کر اتنے کوڑی شیر کی مارے کہ شیر لومڑی کی طرح روبرو سی بہاگتا تہا اور یہ کوڑی لگاتا جاتا تہا اور محمد قطب سی کہتا تہا کہ شیر کو اسطرح سی شکار کرتی ہین درحقیقت صلاح اور سداد اور مہمان نوازی مین یکسان تہا مومنین کی حاجت روائی اوس درجہ تہی جسکی انتہا نہین میر محمد قاسم خان کی عہد مین واقع مونگیر جان بحق ہوا لاش اوسکی بہاگلپور مین جس زمین کو خود پسند کر رکہا تہا وہین مدفون ہوئی — اللہم الحقہ بآبایہ الصالحین —

ذکر مشایخ مشہورہ اطراف صوبجات کا

اکثر لوگ با نام و نشان اور صاحب اسباب شیخت ہو چکی ہین مگر اونکی کیفیت مورخ کو واضح نہین کہ اوسکو درج کتاب کرتا ازانجملہ یہ چند لوگ ہین شاہ غلام علی موضع دیوہرہ مضاف پرگنات ارول آور شاہ بدیع الدین وغیرہ اولاد شاہ شرف الدین یحیی منیری بہار مین آور شاہ کبلین سہسرام مین آور شاہ محمد مسیح اللہ یاپین جو سرکار مونگیر کا مضاف ہی اور شاہ نجم الدین معروف شاہ مولی پرگنہ سورج گڈہ مضاف سرکار مونگیر مین یہ شخص کمال عزت مین متصل سورج گڈہ

کو بسر کرتا تھا اور قلیل سی زمین اوسکے قبضہ مین تھی اب اوسکا حاصلات صادر و وارد کے صرف مین خرچ ہوتا ہے تا آنکہ حیدر علیخان برادر حسین علیخان داروغہ توپخانہ مہابت جنگ نے اوسکی خدمتمین کسیقدر رسوخ پیدا کیا پرگنہ گیرا جو توابع مونگیر مین چھوٹا سا صوبہ ہے مہابت جنگ سے التماس کرکے اوسکے مدد معاش مین مقرر کرادیا اور اوسکی سند دفتر سرکار سے لکہا دی الحال اوسکی اولاد یعنی اوسکی بی بی کی قرابتی بآرام بسر کرتے ہین

علماے ظاہر کے بیان مین

جو کہ درس تدریس کی تکمیل کرتے تھے بہت ہوے ہین حتی کہ خود دس لوگ خاص شہر عظیم آباد مین مدرس تھے اور قریب تین سو طلبا کے تھے اور ہر پرگنہ اور قصبات مشہورہ مین علی ہذا القیاس الا استعداد ان ہمارسے قاضی غلام مظفر مخاطب بمظفر علیخان سے ہوکر مہابت جنگ کا مقرب اور داروغہ عدالت مرشدآباد ہوا مرد خوش تقریر اکثر علوم سے ماہر تھا۔

گردش فلکی سے جو ایرانی بزرگ وارد عظیم آباد ہند ہوے اونکا بیان

ان بزرگون مین اول اور کلان جناب عمدۃ العلماء العظام و زبدۃ الحکماء الکرام کاشف الحقایق الخفی والجلی خاتم الحکما مولانا و شیخنا المحمد الدعو بعلی متخلص حزین نبابر شیخ تاج الدین ابراہیم المعروف زاہد جیلانی ہے نسب شریف ہفدہ واسطون سے شیخ عارف کامل مذکور تک پہونچتا ہے غایت اشتہار سے کہ تمام عالم مین اسکے تصانیف اور اوصاف مشہور ہین خصوص ہندوستان مین بیان کرنا اوسکے مدارج کا کچہہ ضرور نہین لیکن تبرکا و تیمنا مجمل سا لکہا جاتا ہے واضح ہو کہ بندہ اور چند لوگ جو مجہسے بہتر تہے معترف ہین کہ اس جزو زمانہ مین اسکے برابر دوسرا شخص نہین دیکہا بلکہ سنا بہی نہین بلکہ عرب اور عجم کے سب یہی کہتے ہین کہ ہمنے ایسا آدمی نہین دیکہا خوب مدرکہ اور حافظہ اسطرح کہ شاید اسلاف مین بہی کمتر کسیکو نصیب ہوے ہون علمی اور عملی اور علوم نقلی و عقلی کل اوسکی ذات شریف مین جمع تہے عواسمن علوم مین کون بات تہی جو اوسے معلوم نتہی حق تو یہ ہے کہ نادرہ اور علامہ زمانہ تہا محمد شاہ نے عمدۃ الملک وغیرہ مقربین کے ذریعہ سے مکرر پیغام دئے کہ منصب وزارت قبول کرے لیکن ازبسکہ دنیاے دون سے تنگ و عاری تہا راضی نہوا اور نیز یہہ بہی جانتا تہا کہ اوسکی دولت کی بنیاد جلد گرنے والی ہے لہذا قبول نکیا ورنہ ایسے لوگ انتظام عالم اور رفاہ بنی آدم سے بہی گریز نہین کرتے چند بار اس شخص نے عظیم آباد آنکر ہندوستان سے نکل جانے کا عزم کیا مگر تقدیر نے یاوری نکی مہابت جنگ اور شہامت جنگ اور صولت جنگ نے چند بار عرایض از روی قدمبوسی ارسال کئے مگر ہر مرتبہ عذر پیش کرکے آنیکو راضی نہوا اور معاودت کرکے بنارس مین چند سال سے قیام کیا تا آنکہ عاقبت حرکت اپنی مین دیکہی اور ایک قبر اپنے واسطے آراستہ فرمائی اور جو

سنہ ۱۱۸۰ ہجری کو جان آفرین سی واصل ہوکر داخل اشتمرین ہا اور اوسی تلنوت مین مدفون ہوا اور لواح مزار پر
اپنی ہاتہ سی چند کلمہ اور دو تین شعر بطریق یادگار لکہی تھے بر سبیل تقریر لکہی جاتی ہین بر سر لوح اسم
مبارک اللہ کا ہی بعد ازان یا محسن قد اتیک المسئی + بعد ازان العبد الراجی رحمۃ اللہ الغفور محمد المدعو علی
بن ابیطالب الجیلانی اور پائین لوح مذکور مین اپنا مطلع لکہا ہے روشن شد از وصال تو شبہای تار ما
+ صبح قیامت است چراغ مزار ما - اور دونو پہلوی مزار مین یہ دو بیت تحریر ہین ع زباندان
محبت بودہ ام دیگر نمیدانم + ہمیدانم کہ گوش از دوست پیغامے شنید اینجا - حزین از پای رہ
پیما بسے سر گشتگی دیدم + سر شوریدہ بر بالین آسایش رسید اینجا - اللہ مغفرت کری بہکی - دوم جناب شیخ محمد حسن
شہید ثانی بلکہ شیخ زین الدین علی سی ہی ذکر نسب اظہر من الشمس ہی اظہار کی حاجت نہین علم عربی
اور فقہ اور حدیث مین بی نظیر تھا عقلیات مین چندان توجہ نتھی لیکن کچہ اجنبی بہی نتہا آپ کی
رغبت شرع کی ظاہر مین بہت تھی اور عقلا اور عرفا کے مسلک سے احتراز تھا لیکن نہ کلفت تھی نہ رغبت
بلکہ فرماتا تھا کہ ہماری مقیدی دونو طرف رہی ہے اور ہر ایک نے مسلک اختیار کیا مگر مین ان دونو فرقہ
کی حقیقت سی عاجز ہون اس بزرگ کا آنا کربلای معلے مین اوسوقت ہوا تہا جب کہ ایران مین قوم
افغان متسلط ہوی تھے یہ شخص مع بزرگان و خورد ان کی آستانۂ مقدس نجف السرور کی مجاوری مین بسر
کرتا تہا جب عسرت نی زور کیا بضرورت شاہجہان آباد مین آکر صفدر جنگ کی رفاقت مین بسر کرنی لگا
کسیقدر عیال و اطفال کیواسطی کربلا روانہ کرتا تھا جب صفدر جنگ مرا اور شجاع الدولہ بادۂ نادانی
مین بیہوش ہوا اوسکی رفاقت ترک کرکی عظیم آباد آیا کسی ایرانی نی اسکی عسرت دیکہی کسیقدر روپیہ دیا
تاکہ تجارت کری شیخ مذکور نی بسبب ناواقفی کی کسیکو اسکام کیواسطی مقرر کیا اور خود پدر برہان الملک
کی مقبرہ مین رہنی لگا تا آنکہ ایکمدت تک چوب ہای ساکہو گورکہپوری خرید کرکی اوسکا گماشتہ عظیم آباد
ہیو نچا تاہو رام نراین نایب ناظم اوسجگہہ کا اگرچہ ظاہر مین مدارا کرتا تھا مگر باطن مین عجب عداوت اور تعصب
رکہتا تہا اوندنون مین ایک عمارت بنواتا تہا پیغام دیا کہ جس قیمت سی اور لوگ چوب مذکور لیتی ہون
بندہ یکجائی خرید کرتا ہی اور اوسکی قیمت یک مشت ادا کرتا ہی وہ بزرگ راضی ہوا عملہ راجہ مذکور نی
چوب ناپ کر اپنی نشان کر دے اور روپیہ کی دینی مین حجت کرنے لگی شیخ نی کہلا بہیجا کہ یہ کیا معاملہ
ہی حسب وعدہ یا تو خرید کرلو ورنہ چہوڑ دو ہم دوسرے کی ہاتہ فروخت کرین جواب ناصواب بہی ضرور
کہلا بہیجا جسکا خلاصہ یہ ہی کہ مین مشرق و مغرب سی نہین ڈرتا تمہارا یا سخاطر فقط ترحم کی نظر سے
ہی تم کچہ اعتبار نکرو شیخ نی متحیر ہوکر کہلا بہیجا کہ مضمون پیغام کچہ مفہوم نہوا مگر جو کچہ کہ نیابا کی کی اوسکا

جواب کیا دون سؔ عزیزی ہست میدانی خدا نام * کز وشد رسیدہ در ا گیرد آرام * اس ماجرے کے بعد
نہایت تکلیف اس بزرگ کو ہوئی چند روز نگذرے تھے کہ عالیجاہ میر قاسم خان نے تینون صوبہ بنگالہ
بہار اوڑیسہ پر تسلط پایا اور راجہ مذکور کو گردش دہر نے جواب دیا چنانچہ آیندہ لکہا جائیگا اور شیخ
مذکور کو مسبب الاسباب نے میر قاسم خان کے واسطہ سے معاش لایق عطا کر دی جسکے ذریعہ سے قرض سابق بہی ادا ہوا
اور دو ایک سال کے بعد اجل نے گہیرا جس زمین مین اسکا مزار ہے وہان برہان الملک کے باپ
کا مقبرہ اور عالیجاہ کی زرخرید ہے اور اخوند ابو القاسم جو اوسکا شاگرد اور ملازم تہا مجاور ہوا یہ شخص
کشمیری تہا لیکن حسن خوبی مین بے نظیر مدت تک وہان بسر کی واقع سنہ ۱۱۹۳ ہجری کو فوت ہوا اور
پہلوے شیخ مین دفن کیا گیا واقعی یہ شخص نیک طینت پاک طبیعت ہر وقت رضاے خالق مین
مصروف رہتا علم عربی و فقہ و حدیث و تفسیر مین آشنا تہا ظاہرا ماہ محرم کی اٹھاروین تہی
کہ بعد افطار ملک الموت سے دو چار ہوا خداوند کریم اوسکی بہی بخشش کرے اور رحم کرے الحال دو آدمی بزرگان
زمان سے موجود ہین جنکی وسیلہ سے دریاے فیض کشادہ ہین — اول سید الاجل علامۃ الوری
البحر المللی کاشف السرایر والرموز الازلی سید محمد علی مد اللہ تعالی ظلہ جنکا مولد اورنگ آباد دکن
ہے والد انکے میر عبد اللہ بن میر ابراہیم اور نانا اونکے میر محمد شفیع ہین نسب آپکا حسین ذو الدمعہ بن
زید بن علی علیہ السلام تک پہونچتا ہے مولد آبا انکی کا یزد ہے میر عبد اللہ مرحوم اورنگ آباد مین
وارد ہوا اپنے چچا محمد شفیع کی لڑکی کو نکاح مین لایا اسکے ولادت کی تاریخ روز پنجشنبہ دوم رمضان ۲۹ سنہ ۱۱ ہجری
مین سترہ اٹھارہ برس کے سن مین بعض بزرگون کے ہمراہ بقصد زیارت و تحصیل علم واقع سنہ ۱۱۴۳ ہجری
مین متوجہ ایران و عراق ہوا محمود افغان اور اشرف کی حادثہ مین شریک تہا بیس برس تک اسیطرف
رہا اکثر فارس اور عراق کے شہرون کی سیر کی اور عتبات عالیہ کی مکرر زیارت کرکے اکثر علما مانند
حاجی اسمعیل خاتون آبادی و حاجی عبد اللہ ہندی و میر محمد تقی مشہدی رضوی اور ملا محمد صادق اردستانی کی صحبت مین رہا
اور تذکرہ مین شریک ہوکر علماے ظاہر مانند میر محمد حسین نبیرہ ملا محمد باقر مجلسی اور اوسکے بہائی اور ملا محمد علی قاینی اور ملا محمد طاہر
خاتون آبادی اور میر معصوم خاتون آبادی وغیرہ سے بہی ہم صحبت رہا لیکن جو کچہ تحصیل فرماتا اوسکی زبانی ہے کہ پچاس ساٹھ
بیت الفیہ نحو بہی نہین پڑہین لیکن مبادی تحصیل مین کرم خدا ایسا شامل حال تہا کہ بروقت ورود اصفہان کے سن شریف
بائیس برس کا ہوگا اکثر لوگ درس کتب متداولہ کو حاضر ہوتے تہے اور جمیع کتاب معقول معضلات مانند شفا اور اشارات
کی اور کتب عربی اور منقولہ بمطالعہ کرکے اسقدر تقریر کرتا تہا کہ اکابر علما کو جرات نہ تہی اور حسن تقریر اور جلالت ذہن اور
قوت حافظہ اس شخص سے حیرت تہی اور اونکو یقین یہ تہا جو کچہ حافظہ کے سپرد ہوا گو کسیقدر مدت کیون نگذری ہو

سے جزئیات کی پیش افتادہ ہے لیکن باوجود اوصاف مدرسی اور پیش نمازی اہل دول سے ضرورت سے
زیادہ اختلاط کا روادار نتھا اصفہان مین سلسلہ مشکی سے تاہل اختیار کیا اور وہ بی بی دو سال کے بعد جان بحق
ہوے دوبارہ پھر میل مناکحت نفرمایا اور احادیث کی اجازت مانند اصول کافی ومن یحضرہ الفقیہ
میر محمد تقی مشہدی اور میر محمد حسین اور میر زین العابدین نبیرۂ ملا محمد باقر مجلسی سے لیکر قران اور احادیث
کے اسرار جو مخصوص خواص عرفا ہین حاجی نصیر سے شیراز مین اور میر محمد تقی مشہدی سے اصفہان مین سیکھی
اور کتب حکمی اور کلامی ملا محمد صادق اردستانی سے سیکھی الحاصل ایران سے حج کا عزم کیا جہاز تباہ ہوکر سندھ
پہونچا چند مہینے وہان رہا اور احمدآباد آکر چند مہینے بعد سورت آیا وہان سے اورنگ آباد ہر چند ناصر جنگ
ناظم دکن نے تکلیف قیام دی لیکن بنابر اوسکے وضع مفسد کے قبول نکیا وہان سے حیدرآباد آیا بعد قیام
چند روزہ سکاکول ہوتے ہوے بنگالہ مین اور تھوڑے دنونین بموجب استدعاے خواجہ محمد حامد سکنہ
کے ہوگلی مین مقیم ہوکر شاہجہان آباد گیا اسی سفر مین پورنیہ ہوکر گذرا وہان کے حاکم سیف خان
برادر عمدۃ الملک امیر خان کی حسب استدعا چند روز قیام فرمایا آخر اوسکے صحبت سے کہ جنون اور خبط
سے خالی نتھی عظیم آباد آیا یہان عبد العلیخان بہادر مورخ کے خال کی صحبت مین رہا وہان سے عازم لکھنؤ ہوا
آخر بنابر انسداد راہ جو نسبت نکلنے محمد شاہ کے علی محمد روہیلہ سے ہوا تھا منع عزیمت اوسطرف کی فرمائی
اور حسب استدعاے ہیبت جنگ کے عظیم آباد آیا ہیبت جنگ نے اپنے معتمد استقبال کو بھیجے اور اوسکے آنے
پر نہایت خوشی فرمائی اور مشرف خدمت ہوکر رہا تا دن رضاجوئی مین بسر کرتا تا آنکہ شمشیر خان کے حادثہ مین
ہیبت جنگ نے عدم کی راہ لی اور اوس انقلاب مین سید کا مکان بھی تاراج ہوا اور سید نے خبر پائی
کہ قرب وجوار مونگیر مین مہابت جنگ کا لشکر آپہونچا بمقتضاے الفرار مما لایطاق من سنن المرسلین پس
اپنے کو مہابت جنگ کے لشکر مین پہونچایا مہابت جنگ نے اوسکا پہونچنا اقبال کی یاوری سمجھی کوئی دقیقہ
آداب وخدمت سے فروگذاشت نفرمایا اوہین دنونین واقع ۱۱۶۵ ہجری کو دوبارہ عازم زیارت
آستانہ سید الانام اور عتبات علیہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہوا پھر وہان سے بعد چار برس
کے شرف یاب طواف مکہ معظمہ اور عتبات مکرمہ ہوکر اور سرمایۂ سعادت حاصل کرکے مرشدآباد کو معاودت
فرمائی بعد رحلت مہابت جنگ کے سراج الدولہ نے بمقتضاے سفاہت کے ایسے بزرگ واجب التعظیم سے
بہت بری طرح پیش آیا جھگڑا کہ ہوا تا بزبردستی بلامہلت نکال دیا وہ بزرگ متحیر ہوا کہ اسوقت مین کہان جائے
اور کیا کرے کہ چند ماہ زادہ کے ملک کا مالک ہے اسی عرصہ مین حسن رضا خان دختر زادہ حاجی احمد نے
جو کہ محرم خاندان مہابت جنگ کا ہے باوجودیکہ خود بھی بسبب ترشی مزاج کے سراج الدولہ سے مخوف تھا

بمجرد استماع اس خبر کے برہنہ پا سید مذکور کی حضور مین آیا اور اپنے ہمراہ اپنے مکان پر لیگیا اور لب
دریا جس مکان مین اب بھی سید مذکور مقیم ہین جاکر وہی مکان نذر کیا فی الحقیقت اوس وقت مین بڑا کام
کیا خدا جزاے خیر دے اس کار خیر کی نیکنامی حسن رضا خان کی تام لکھی تھی کہ ایسے تہلکہ مین اپنی جان کو
نہ ڈرا اور آخرت مین بھی خدا اسکو نتیجہ اسکا نیک دیگا اور سراج الدولہ بھی گذرا اور نتیجہ برعکس پایا
بیت گندم از گندم بروید جو ز جو * از مکافات عمل غافل مشو * ظاہراً مجالی الیہ در بیان حضرات
خمس عبارت عربی مین مقتفے طریقہ محققین اور عرفا کے موافق تحریر کیے اور شرح مفاتیح ملا محسن کاشی
رحمہ اللہ کی حواشی فقہ مین عبارت عربی سے اور اخوان الصفا اور خلان الوفا حکمت کی اسقدر کتاب
فراہم کرکے تحقیق اور تنقیح کی بلکہ چند رسالہ اور بھی افزود کئے بس نصف جدید کہنا چاہیے شرح کافیہ نحو کے
عبارت فارسی مین مبتدیون کے واسطے لکھی مگر ہنوز تمام نہین اور شرح تحبہ ملا محسن کاشی بھی علم فقہ مین
بعبارت فارسی تحریر کی مگر ناتمام رہی سرعت مطالعہ اسقدر ہے کہ جو دوسرا سال مین کرے آپ ایکروز
مطالعہ کر جاوے الحمد اللہ کہ آجتک کہ اوایل ماہ شعبان ۱۱۹۴ ہجری مین مفرح الحال مطالعہ کتب اور
افادہ مردم مرشد آباد مین بسر اوقات کرتے اور کرتا ہے حسن رضا خان اور اوسکی اولاد اور محمد حسین خان
بن حکیم ہادی خان وغیرہ مخلص موجود ہین صادر و وارد اوسکی فیض انفاس سے فایدے پاتے ہین حق تعالے
اس حضرت کا سایہ بلند پایہ دراز رکھے — جسوقت بندہ مورخ کسی تقریب سے عازم کلکتہ ہوکر سیر کیواسطے
کچھ دنون مرشد آباد مین ٹھہرا اغلب اوقات سید موصوف کی خدمت مین پہونچا اور اوسکی باتون سے فیضیاب
ہوا ایکروز کسی تقریب سے اپنے جانے کا مذکور جانب دہلی اور ایک بزرگ کی کشف و کرامات کا جسکا نام یاد
نہین رہا کرتا تھا جبکہ بندہ مورخ نے قبل کشتہ ہونے نادر شاہ کے جب کہ محمد شاہ عمدۃ الملک اور صفدر جنگ
کی تحریک سے علی محمد روہیلہ کی تادیب کو انولہ اور بن گڈہ پہونچا تھا اور سید نے اوس لشکر مین بعض
ثقات کی زبانی جو نادر شاہ سے روشناس تھے سنا تھا سید کہتا تھا کہ اگرچہ ہم بعد کشتہ ہونے نادر شاہ کی
سنتے باور کرتے مگر اب یقین ہے کہ وہ بزرگ بیشک اولیا تھا — چونکہ یہ نقل جملہ اخبار گذشتہ سے ہے لہذا
بکم و کاست نذر یاران کرتا ہون — جب نادر شاہ بعزم تنبیہ نور محمد لشی رئیس دیرینہ ولایت ٹھٹہ کے
دوبارہ قندہار کی قرب سے عازم ہوا یہ نور محمد خان کمال اقتدار سے قلعہ امرکوٹ پر جسکے چارو طرف
اسّی کوس تک دانہ پانی نہین ہے پناہ لیجا کر نادر شاہ سے منحرف ہو گیا تھا اور نادر شاہ نے اوسکا ملک
محمد شاہ سے لیکر اپنا کر لیا تھا غرض جب اس مرتبہ معاودت ہوئی نگرہا خان مع اپنے لڑکے شاہنواز خان کے
استقبال کو چلا اور نادر شاہ کو مافی الضمیر پر آگاہ ہوکر عرض کیا کہ اوسکے قلعہ کی گرد اسّی کوس تک

پانی بہرا ہی لشکر ظفر پیکر بے آبی کی وجہ سی اقامت نہین کرسکتا نادرشاہ نی جوابدیا کہ اگر کوہ آسمان پر ہوگا
تب بھی پیر اوسکی کھینچکر نیچی گرا دونگا اور اگر زمین مین گھسا ہو بال پکڑکر نکالونگا شاہنواز خان اوسکے لڑکی
کو مع تہوڑی فوج ہندوستانی کے ہمراہ لیکر لشکر کو حکم دیا کہ طعام اور شراب سہ روزہ ہمراہ لیوین
اور شام کو کوچ فرمایا دوپہر کو قلعہ مذکور مین قلیل فوج سی جا پہونچا باقی فوج پیچھی گرتی پڑتی چلی آتی تہی
نادرشاہ نی شاہنواز خان سی فرمایا کہ اے فرزند پانی لا سکتا ہی اوسنے عرض کیا کہ پانی بجز قلعہ کے
اندر نہین ہی جیسا کہ پیشتر عرض کردیا تہا اسقدر کہکر پانی لانیکو مع چند سوارون کی متوجہ اندرون
قلعہ ہوا بمجرد اسکی کہ وہ فوج شاہی سی برآمد ہوا قلعہ امرکوٹ سی ندائے الامان بلند ہوئی اہالی قلعہ حسب
دستور بندگی چادر سر سے لپیٹ کر عذر خواہی کو برآمد ہوے شاہنواز خان نی پہونچکر نور محمد خان سی
کہا کہ تیری رستگاری اور پایداری اطاعت پر منحصر ہی اوسنے قبول کیا شاہنواز خان کی ہمراہ عازم
خدمت شاہی ہوا اور شاہنواز خان نی حسب قاعدۂ ولایت بطور گنہگاران مع تیغ و تشت و کفن کی اوسکو
حضور مین حاضر کیا نور محمد خان نی عاجزی کرکے قدمبوسی کی نادرشاہ نی عفو تقصیر فرمایا اور ایک شب
وہان رہکر دوسرے روز اوسی روش سی مع لٹی کی اپنے بنگاہ کو واپس ہوا بعد انفراغ انتظام کے
ایکروز نور محمد خان کو خلوت مین طلب کرکے تنہائی مین کہا کہ تجہسی ایک بات استفسار کرتا ہون
اگر راستی مین جوابدیا رہائی پائی ورنہ سزایاب ہوگا اوسنے کہا کیا مجال بجز راستی کی خلاف التماس
کرون اوسوقت فرمایا کہ باوجود اس قلعہ مستحکم اور سامان اتم کی بلا توقف فرمانبرداری کرلینا
کس وجہ سی تہی اوسی طور سے کہ بادشاہون کو روبرو خوشامد کرتے ہین جوابدینا شروع کیا شاہ پہر
آشفتہ ہوا اور فرمایا کہ مینے پیشتر کہدیا ہی کہ حقیقت مین کچھہ تکلف نکرنا ورنہ سزاے لایقہ کو پہونچیگی
تب اوسنے عرض کیا کہ نفس الامر یہ ہی کہ ایک بزرگ کا زیادہ بندہ معتقد اور اوسکا فرمان بردار
ہی اوسنے مجہسی ارشاد کیا تہا کہ اگر شاہ ایران یعنی حضور عزم تسخیر قلعہ کرین ہرگز استحکام قلعہ اور
سامان حرب پہ اعتماد نکرنا کیونکہ اوس سے عہدہ برائی نہوگی بندہ نی کہا باوجودیکہ ایسا قلعہ اور
سپاہ میرے پاس ہی اور وفایر غلات وغیرہ یہ کیا مجہی کفایت نکرینگی آخر فوج ایران اور نادرشاہ
بھی انسان ہی اوسکے بھی انسان و حیوان مخارج ماکول و مشروب ہین اور اس جگہ مایحتاج
کا پہونچنا ممتنعات سی ہی اوسنے جوابدیا یہ سب سچ ہی مگر ان دنون نادرشاہ کا وہ اقبال ہی کہ اگر تمام
دنیا اور پہاڑ اور جنگل کی فوج اوسپر ٹوٹ پڑی تو بھی اونہین کا نقصان ہو پس بندہ درگاہ نی
اس وجہ سی اختیار اطاعت کی نادرشاہ نی اس حکایت کو سنکر کہا کہ اوس بزرگ سی ہماری بھی

ملاقات ہوسکتی ہی جواب دیا کہ بندہ نہین کہہ سکتا تب نادرشاہ نی فرمایا کہ تو جاکر ہمارا سلام کہنا اور ہر طرح سی اطمینان ادب اور احترام مین جیساکہ چاہی اور مناسب ہو عہد و سوگند سی سوکند کرکے ہمراہ لا اور اگر کسی طرح سی آنیکو راضی نہو تو یہ عرض کر کہ نادرشاہ کی یہ التجا ہی کہ اوسکے مرگ اس دار فنا سی کسطرح ہوگی آیا مرگ طبعی مین فرش پر جان جاوی یا کہ رزم گاہ مین پس اسکا جو کچھ جواب دے مجھسی کہنا نور محمد خان لشی نے حسب الحکم تعمیل کی اوس بزرگ کی خدمتمین جاکر پھر آیا اور کہا کہ ایسا ارشاد کیا ہی کہ نادرشاہ نہ تو فرش پر بیمار ہوکر مرے گا نہ لڑائی مین اپنی نوکرون کی ہاتہ سی اپنے خیمہ کی صحن مین یہ مارا جائیگا اور اس خبر کو نیز ایک مرد صالح سید فاضل مرحوم نے بیس برس قبل مارے جانی نادرشاہ کے سنا تھا۔ چنانچہ اول سالتھ اسکے اشعار کیا گیا۔

سرخیل اصحاب یقین حاجی بدیع الدین کہ سرچشمہ فیض ہی اور منبع برکت و خیر ہے

یہ شخص پرگنہ سرکار سارن کی رہنے والونمین ہی جملہ اتقیاے جہان کی نامدارون سی ہی تحصیل علوم متداولہ کی ہوئی زندگانی کی منزلین خداطلبی مین کاٹی ہوے اکثر خواجہ محمد جعفر مرحوم کی صحبت مین جوکہ درویش صاحب کمال و شمال تہا بسر کیا سررشتہ مریدی خواجہ مذکور سی رکہتا تہا باتفاق حاجی احمد داماد مولوی نصیر مرحوم کی حج اور زیارت عتبات عالیہ کو گیا و نیز بروقت معاودت عتبہ عالیہ رضویہ علی مشرفہا السلام کی زیارت کو بھی گیا فی الحال موضع مصطفی آباد مین جو اوسکی زوجہ کا مملوکہ ہی سے عیال و اطفال کی بسر کرتا رہا علم فقہ اور تفسیر اور حدیث سے نہایت باخبر اور عقلیات سی بہی ناآشنا نہین افاضل عصر نی اسی درجہ فضیلت پر شمار کیا ہی اور شیخ محمد علی مرحوم نہایت احترام کرتا اور فرماتا تہا کہ تمام عظیم آباد ہی اور ایک حاجی بدیع الدین ایکروز اوسکے رخصت کرنیکو جب کہ وہ بنارس سی وطن اپنی کو جاتا تہا اور محض شیخ کی ملاقات کو گیا تہا شیخ نی دروازہ تک مشایعت کی اور رخصت کی وقت نہایت رقت اور دعا فرمائی راتدن اسکی طاعت ایزدی مین بسر ہوتی تہی اور کبہی نماز تہجد فوت نہین ہوئی اوقات شریف نہایت ضبط و تقسیم سے گذرتی تہی وقت مصاحبت مین نہین دیکہا کہ کوئی فعل خلاف شرع سر آمد ہو سن شریف اسّی کی قریب ہی تاسف کیا کرتا ہی کہ عمر کسی ایمہ ہمارے کی علیہم السلام اس حد کو نہ پہونچی تہی میری عمر کسواسطے اسقدر دراز ہوئی حق تعالی ایسے بزرگون کو سلامت رکہے کہ باعث نزول برکات آلہی اور یادگار اسلاف کرام کے ہین۔

جلوس کرنا سراج الدولہ کا مسند ایالت بنگالہ اور اوڑیسہ اور بہار پر

سراج الدولہ نی بعد فراغت تعزیت کی مسند امارت پر جلوس فرمایا تھوڑی فوج کو حکم دیا کہ اوسکی خالہ بی بی گسیٹی زوجہ شہامت جنگ دختر مہابت جنگ کو جو موتی جھیل مین اقامت پذیر تھی نکال کر کسی گوشہ مین بٹھاوین اور اونکا مال و اسباب وغیرہ ضبط کرکی داخل سرکار کرین رفقای بی بی گسیٹی نی بمجرد فوت ہونی مہابت جنگ کی باوجودیکہ بوعدہ جنگ سراج الدولہ کی اوس احمق عورت سے مبلغ خطیر لیا تھا راہ عافیت نکالکر ہر ایک نی اپنی راہ لی کچھہ تھوڑی سی جو رہگئی تھی محاصرہ سراج الدولہ سے گبراکر مضطر ہوگئی میر نظر علی نی جو کہ سرمایہ فساد اور بی بی گسیٹی کا مدار المہام تھا اور دوست محمد خان اور رحیم خان وغیرہ سرداران فوج کو لالچ دیکر سراج الدولہ کی حضور مین اپنی عفو تقصیر کرا کر نکل گیا اور بی بی گسیٹی کا جو کچھہ تھا سب اسباب ہوکر داخل خزانہ سراج الدولہ ہوا اور وہ عورت بد سیرت اپنی شومی عداوت کی نتیجہ مین جو کہ باوجود لاولدی کی اپنے خواہر زادہ سے رکہتی تھی گرفتار ہوکر گوشہ نشینی کرائی گئی اور بی بی رابعہ کو چند وجہ سی دہشت دیکر مع اوسکے دختر بیوہ کی جو اوسکی بیاہی اکرام الدولہ کی بی بی تھی اپنی عقد مین لایا اور میر محمد جعفر خان کو بخشی گری سی معزول کرکی میر مدن نامی کو جو رفیق حسین الدینخان برادرزادہ حسین قلیخان کا جہانگیر نگر مین تھا طلب کرکی عمدہ بخشی گری پر سرفراز فرمایا اور اپنی دیوانخانہ کی پیشکاری موہن لال کو اور راجگی کا خطاب اور منصب پنجہزاری اور نوبت اور پالکی جہالردار عطا فرما کر مدار المہام اور مرجع انام بنایا درشت گوئی اور فحش اور اشتہزا اور تمسخر کرنا اپنی ارکان دولت سی ابتدا سے اوسکا شیوہ تھا اور اسی باعث سی لوگون کی طبیعتین متوحش و ملول تھین اب جو دونو آدمی بر سرکار ہوی موہن لال مغرور نی مہابت جنگ کی رفقا اور روسای دیرینہ سی تنفر اور توحش زیادہ کرنا شروع کیا غیر چند سفلہ منش کی جنہون نی سراج الدولہ کی بدولت اقتدار پایا تھا ہر ایک سراج الدولہ کا دشمن ہوگیا اور دعا اور دغا سی خواہان عدم ہوی اسی ضمن مین سراج الدولہ نی ارادہ کیا کہ ملک پورنیہ شوکت جنگ ولد صولت جنگ سے تسخیر کرے پس راجمحل کو نہضت فرمائی اس خبر سی شوکت جنگ اور اوسکی اولیای دولت کی نہایت تشویش ہوئی شوکت جنگ کہ اب تک مستحکم الارکان نہوا تھا صلحا اور علما سی رجوع ہوا تا کہ دعا سی اس بلای ناگہانی کا مدافعہ کرین ناگہان سراج الدولہ کو خبر پہونچی کہ لوگ اسکی بکڑنے کشن بلبھہ ولد راجہ راج بلبھہ دیوان شہامت جنگ کی جہانگیر نگر کی طرف گئی تھی کشن بلبھہ کلکتہ کو بھاگ گیا اور مسٹر ڈریک صاحب کلان نی اوسکی حمایت کی تھی سراج الدولہ نی اس خبر سی شوکت جنگ کا ارادہ مقابلہ ترک کیا اور مرشد آباد کو معاودت کرکے مسٹر ڈریک سی مخاطب ہوا تا آنکہ مکالمہ مراسلہ سے

نوبت مجادلہ کا ظہور ہوا اور سراج الدولہ نے کلکتہ پر لشکر کشی کی۔

سراج الدولہ کی لشکر کشی کرنا کلکتہ پر اور مغلوب ہونا مسٹر ڈریک صاحب کلان کا انجھ پر اور معمورہ مذکور کی خرابی اور شہر بدر ہونا مسٹر مذکور کا معذوری انگلشیہ سے اور پہنچنا سراج الدولہ کا نانک چند دیوان راجہ بردوان کو واسطے حفاظت اور حکومت کلکتہ کے

سراج الدولہ کے دماغ مین نخوت کا دہوان جو چہایا فوج انگلشی سے آتش افروزی کی سرائی رفقاے دیرینۂ مہابت جنگ کو تاب ممانعت نتہی اور باعث رنج دلی کے جو نصف اس بارہ مین قرین صلاح تہی نہ بتلاتی تہے اور نہ وہ مغرورانسے دریافت کرتا اور جو اوسکی مصاحبت مین تہے وہ بالکل عقل و شعور سے محروم تہے اور دولت حاصلہ کے حصول پر جو جلدی ہاتہ آگئی تہی مغرور ہوکر خلاف رضاے سراج الدولہ کے دم نمارتے تھے سراج الدولہ بجاے خود ایک احمق خوشامد پسند بادۂ شباب سے مخمور جبل حرکت سے مخمور تہا مردان کار آمدنی کے دل وجان نایزہ بیقدری اور ہتک حرمت سے جلا دیا تہا ورنہ ذری سے عاقلانہ سوال جواب مین اس اشتعال آتش سوز و شر کی نوبت نہ پہونچتی لیکن چونکہ تقدیر مین مہابت جنگ کے خاندان کی خرابی لکہی تہی ایسے ملک وسیع بنگالہ اور اوڑیسہ اور بہار کے سلطنت دو طفل اجہل سراج الدولہ اور شوکت جنگ کو ملگئی تہی القصہ سراج الدولہ نے سرانجام سفر طیار کرکے اوایل ماہ رمضان کو بارادۂ تسخیر کلکتہ منصور گنج سے نہضت کی اور بعد قطع منازل کے بلدہ مذکورہ کے فیمابین منزل گزین ہوا چونکہ جماعہ انگلشیہ کو لڑائی کا یقین کامل اور اسباب حرب موجود نتہا کوٹہی قدیم مین متحصن ہوئے اور نیز بعض منازل مضبط اور شوارع مستحکم کو ضبط کرکے مدافعہ کو آمادہ ہوسے اور سراج الدولہ کے پاس سامان بیکران اور فوج گران مہیا تہی مکانات مذکورہ کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور خفیف سے مدت مین اسہل لڑائی سے غالب آیا مسٹر ڈریک نے عرصہ رزم مین لاچار ہوکر فرار ہونیمین اپنی بہلائی سمجہی آخر بلا اطلاع اکثر ہم قومون کے خود چند لوگون کے ساتہ جہاز پر سوار ہوکر چلدیا باقی ماندہ لوگ اپنے سردار کے فرار ہونے سے مضطر ہوے لاعلاج بمقتضاے عزت کے جتبک گولہ باروت رہا لڑتے رہے بعدہ شربت مرگ نہایت خود رائی سے بکمال ٹہنڈے ٹہنڈے راہ عدم لی مجبور ہوکر اسیر دام تقدیر ہوئے اور مال اسباب اور نقد جو اوسی قلعہ مین اندازہ حساب سے بیرون تہا لشکر کے لوگون نے لوٹا سراج الدولہ کے ہاتہ بجز وبال دوام کے کچہہ نہ لگا یہ ماجرا ۲۲ - رمضان ۱۱۶۹ ہجری مین واقع ہوا اور مہابت جنگ کو انتقال کے دو مہینے بارہ روز گذرے تہے ظاہرا مسٹر واچہ صاحب کو بہی تاسما بازار اور چند لوگ کلکتہ سے قید ہوکر سراج الدولہ کے پاس قید رہے اور شاید اس لڑائی مین چند بی بی لوگ تہے [illegible] مرزا [illegible] رکہتے تہے [illegible] کے قید مین آئین لیکہ مہر زا ہے مذکور نے [illegible] داری کی جب

نصرت ہوئی میر جعفر خان کو مطلع کر کے کشتی جابک روان پر بی بیون کو سوار کرایا اول آہستہ آہستہ
محافظان سراج الدولہ کی نظر سے دور جا کر جلد روان ہوا اور بارہ کوس پر جہاز مسٹر ڈریک کا ملا
اونہین سوار کر دیا بی بی لوگون نے اُسکے حسن دیانت و بیان شرافت مسٹر مذکور سے کی صاحبان مذکور نے
چاہا کہ اوسکے معاوضہ مین کچھ رعایت کرین مگر امیر بیگ نے اوسکے قبول کرنے سے منکر ہو کر کہا کہ مینے یہ کام
بطمع زر نہین کیا بلکہ بدین خیال کہ آپ لوگ بھی اپنی قوم کے سردار اور شریف ہین اور ہم بھی مرد آدمی
نجیب الطرفین ہین پس اپنی یادگاری کو ایسا عمل کیا اور شاباش واپس ہو کر میر جعفر خان سے ملا
فی الحقیقت ایسا کام کیا کہ جو نجابت کے سامان تھے اُسکو مسلمان بے ایمان خیانت پسند نے نام غرا کیا ہے
اور اپنے زعم مین پیروی سید انبیا اور خلفا اور اوصیا کا جانتے ہین - درحقیقت یہ امر سرکشی نفس اماره
اور دلالت شیطان اور شہوات طمع اور دنیاپرستی سے ہوتا ہے کیونکہ عمل ابرار سے دنیا طلبون کے کام تک
بڑا فرق ہے ۵ کار پاکان را قیاس از خود مگیر + گرچہ یک شد در نوشتن شیر و شیر - ہان اگر پیغمبر
ہمارا یا وصی زندہ ہو جو کچھ حکم دے مسلمانون کو اوسکی فرمان بری واجب ہے اور غیبت مین ایسے امور بیجا و ناجائز ہین
یعنی اگر کوئی قصد ہمارے جان و مال کا کرے اور کسی طور سے نمانے تو البتہ جو کچھ ہمسے ہو سکے تعمیل
کرین نہ یہ کہ بے سبب ملک و مال کی طمع مین جھگڑے فساد اوٹھاوین اور اپنے ساتھ خلق خدا کو بھی
تہلکہ مین چھوڑین خانہ مفتیان بے ایمان خراب ہو کہ اونکی طمع اور بدعقلی سے ایک عالم بلا مین قید ہوتا ہے
اللھم احفظنا و سائر المومنین من شرور الذین یوسوسون فی صدور الناس من الجنة و الناس
القصہ سراج الدولہ چندروز کلکتہ مین مقیم رہکر جو امور موجب ضرر اور ایذائے خلق اور خرابی
معمورہ کی نہین اور جنہین وہ بجائے خود حسن خوبی سمجھا تھا بجا لاکر مرکز دولت کو واپس ہوا
اور مانک چند دیوان راجہ بردوان کو جو بجائے خود مغرور اور کل امور مین بے شعور اور
جوہر شجاعت سے معذور رہتا جیسا کہ جب بردوان کی لڑائی مین مہابت جنگ مرہٹون کا محصور
ہو بیچارہ بھاگ کر اپنے راجہ کے پاس چلا گیا باوجود اس امتحان کی حفاظت کلکتہ پر مقرر کیا اور
پانچہزار سوار اور آٹھہ ہزار پیادہ ہمراہ دئے اور ہمیشہ میر محمد جعفر خان اور رحیم خان و
عمر خان اور اونکے لڑکون دلیر خان اور اصالت خان وغیرہ اور راجہ دولبھ رام وغیرہ سردار
اہل طلب اور جگت سیٹھہ وغیرہ کے ساتھ اہانت سے پیش آتا تھا ہر ایک کو اسقدر جان تنگ
کر دیا تھا کہ ہر ایک اپنی زندگی سے بیزار تھا اور سراج الدولہ کی موت کا امیدوار جسکو ذرا
بھی سراج الدولہ سے آزردہ اور رنجش مین پاتے اوسے پیغام دیتے کہ بغاوت کرو ہم بھی شریک حال ہین

چنانچہ شوکت جنگ کے حال مین بندہ کو میر محمد جعفر خان کی سعی سراج الدولہ کی استقبال مین اوسکی عرایض سے جو شوکت جنگ کے نام آیا کرتے تھے مفصل معلوم ہوئی انشاء اللہ تعالی ان اوراق مین بھی درج ہوگا حالا باقی حال شوکت جنگ کا بنا بر انتظام اخبار سوانح مین کہ پہلو اسکے سے حماقتین ظاہر ہوئین حوالہ زبان قلم ہوتی ہین تاکہ دیکھنے والونکو انتظار بیچ حال پوشیدہ اسکے اور انجام کا دین اسکے نرہے۔

ذکر چند روزہ امارت شوکت جنگ اور اپنے ہاتھہ سے بلا اوٹھانا خوشامدگویوں سے دہوکھا کہانا

اوراق سابقہ مین احوال قوت صولت جنگ اور جلوس شوکت جنگ کا اور کنارہ گزینی بندہ مورخ کی اوسکی رفاقت سے تحریر ہوچکا ہے اور یہ بھی اشعار ہوا کہ بندہ قلمرو پورنیہ سے نکلجانے کا عزم رکھتا تہا اور سراج الدولہ کی لسبب اندیشہ مندی کی جو کہ اوسنے پہوپہیاہون اور میر عبدالوہاب اور بندہ کے عمو کو عظیم آباد سے اخراج کیا تہا اور موسم برشگال نزدیک آیا تھا نکلنا اونکا اوسکی حدود سے جو پندرہ سولہ روز کی راہ رکھتی تھین متعذر ہوا اندا گنگا کی معبر سے لوٹکر پورنیہ مین اقامت گزین ہوا چند روز کے بعد دوستان نادان نے شوکت جنگ کی رفاقت کی تحریص کی بندہ ہر چند براہ انکار کہتا تہا کہ میری صحبت اوسکی ساتھ برابر نہوگی اور انجام کار اچھا نہوگا اس اپنے گوشہ خانہ مین تنہا ہون دو توابلہ یعنی سراج الدولہ اور شوکت جنگ کی شور و شر سے آزاد ہون درصورت رفاقت کی دو طرف سنج وغم ہوگا باوجودیکہ اسقدر بندہ نے عذر کی مگر کچھ سود نہوا بلکہ مرگ انبوہ جشنی دارد ایسی ایسی گفتگو کرنے لگی جب دیکھا کہ بندہ اونکی گفتگو نہین مانتا ایکروز اوس کمینہ مغرور کو خدا معلوم کس تقریب سے بندہ مورخ کی گھر مین لائے اور اسکو بندہ اونکی ترک گوشہ گزینی کی تحریک کی بندہ لاچار ہوا یقین ہوا کہ اگر انکار کرتا ہے تو جو بلا اجبر رفاقت مین ہوتی ہوگی وہ ابھی ہوتی ہے ناچار رفاقت مین تن دیا آمد و رفت دربار کی شروع کردی چند روز تک میری رضاجوئی مین مصروف ہوا ہر کام مین میرا شورہ لیا کرتا تہا اور بندہ مانند وزیر شطرنج کے پہلوے شاہ مین نطق و ہوش سے خاموش حکم و دستخط مین تلقین و تعلیم کیا کرتا تہا اگر لمحہ دیر سے پہونچتا تہا میری انتظاری مین معطل بیٹھا رہتا اور بندہ اسی وجہ سے عجب بلا مین مبتلا تھا خط اور سواد تک درست نتہا وقت دستخط تعلیم کا محتاج تہا کہ وصل حروف سکھلاؤن تا آنکہ ایکروز

خود بخود بے اختیار عین دستخط کرنیمین ہم ہوا اور قلم پھینک کر مسند سے اوٹھکر دوسری جگہ جا بیٹھا
چونکہ کوئی سبب درمیان مین نتھا بندہ نے مطلق نسمجھا کہ اس آشفتگی کا کیا سبب ہی بعد ساعت
کے اوٹھا بندہ بھی مع دیگر حاضرین کے مرخص ہوا اور روح الدین حسین خان بہادر سعید ارجنگ
سیف خان مرحوم کے گہر مین جسکا بہوئی بندہ کا نہایت آشنا تہا آکر حرکت مذکورہ سے جو محض ذی ہیچ
تہی استعجاب کرتا تہا ناگاہ اوسکے مقربین مین سے ایک خدمتگار آیا اور ایک رقعہ لایا اوسکا مضمون
یہ تہا کہ صاحب میرے رفیق ہین نہ کہ اتالیق اسقدر تعلیم اور تلقین کیون کرتے ہین بندہ نے جواب
دیا کہ جسطور پر مامور تہا تعمیل کرتا تہا اب کہ ایسا ارشاد ہوتا ہے ہرگز بار دیگر ایسا عرض نکرونگا
بندہ نے چند روز خاموشی اختیار کی بعد چند روز کے پہر اوسنے تعلیم کے بارہ مین لجاجت کی جب کہ بندہ
نے عرض کیا کہ مزاج دولتمندون کا آگ ہوتا ہے مجہے معلوم نہین کہ کس امر مین مرضی شریف
کیا ہے امیدوار ہون کہ مجہے معاف فرمائے اوسنے لجاجت کر کے حد سے زیادہ مبالغہ کیا لاچار جس امر
مین کچہہ سوال کرتا بندہ بھی ہان ہون کر دیتا تا آنکہ میر محمد جعفر خان کے عرائض اس مضمون سے
صادر ہوے کہ سراج الدولہ سے بغاوت کرنا چاہیے اور اکثر سردارون کے نام جو بندہ کو یاد نہین ہے
اوسمین لکہی تہی کہ ہم سب لوگ آپ کے دامن دولت سے توسل رکہتے ہین بشرطیکہ ہم سے عہد و پیمان
ہو جاے اور آپ بھی مضبوط کمر باندہیے اور سراج الدولہ کے تسخیر ملک کو عزم فرمائیے ایسے عرائض کے
ورود نے شوکت جنگ کو شوریدہ سر کر دیا اور اسی عرصہ مین میر معلی خان جو کہ جملہ برہان الملک
سعادت خان کے سالون مین تہا کسی طرف سے شوکت جنگ کے ملازمت مین آیا یہ شخص عجب طرح کی
شورش اور فساد رکہتا تہا اور زمانہ کہن سے میر محمد جعفر خان سے کمال ربط و اتحاد رکہتا تہا اور حیدر بیگ
جو قدیم نوکر مہابت جنگ کا اور لوطانیہ مزاج تمسخر کار کہتا تہا اول سفر کلکتہ مین مورد عنایت سراج الدولہ
کا ہوکر عین راہ سے بہاگ کر پورنیہ پہونچا اور شوکت جنگ کے ملازمین مین داخل ہوا یہ دونو آدمی بطمع
اخذ خوشامد گوئی مین مصروف ہوے شوکت جنگ خود ابلہ تہا اونکی باتون مین متوجہ ہوکر تخت فلک
کو بھی اپنے برابر نہین جانتا تہا چنانچہ جب اپنی تعریف اون دونو خوشامدیون سے سنی کہتا تہا بعد فتح بنگالہ
چونکہ آب ہوا وہان کی میرے مزاج کے برخلاف ہے اول تصفیہ راہ کا ولد صفدر جنگ سے کر کے غازی الدین خان
کا اقبال کرنا ہوگا تب لاہور و کابل جاؤنگا اور قندہار و خراسان کو اپنا نشیمن بناؤنگا اور معرفت
ضیاء الدولہ ولد سعد الدین خان اور جلال الدولہ جلال الدین محمد خان جو کہ عماد الملک کے مقربین
مین تہے اور صولت جنگ پدر شوکت جنگ نے اونکی ساتہہ راہ درست کر کے واسطہ سوال جواب

اور بر آمد کار حضور کا کیا تہا اور رقعہ دستخطی او رمہری عماد الملک کا متضمن اجازت جنگ کے
سراج الدولہ سے اور نیز چہین لینے ملک بہار اور اوڑیسہ اور بنگالہ کے او سکے ہاتھ
سے اور بشرط ایصال کے کرور روپیہ نقد پیشکش اور اوسکے مال کی ضبطی کا حاصل کیا جب
رقعہ مذکورہ پہونچا اوسکی نخوت دو بالا ہوئی اور بموجب کاوشین سرداران قدیم سے جو باپکے
پروردہ نعمت او معتمد علیہ تھے کرنے لگا اکثرون کو نسبت بعض عہد طفلی کے ذلیل اور آزردہ
خاطر کیا اور میر معلے خان اور حبیب بیگ اور بعض متوسل قدیم اوسکے عہد طفلی کے جو کہ سب
سفلہ اور سبک سر تھے اور اعزہ کے ذلت مین اپنا عروج جانتے تہے اوس کام مین ترغیب
اور تحریک دیتے تے اور ہمیشہ خلاع فاخرہ اور جواہر اور اقبال کے لینے مین مشغول رہتے
بعض وقت مین اونکو سمجہا تا کہ اول اپنے آقا کی پایداری دولت کی فکر کرو بعد ازان فیل وجواہر کی
امیدین کرنا ایکروز ارادہ قید کرنے علی ہزاری کا کیا جو کہ سرداران توپخانہ دستی کا سردار اور
صاحب جرات اور اوسکے باپ کا نمک پروردہ تہا اور بندہ کے بہائی علی نقیخان کو بے وقت
خلوت مین بلایا اور علی ہزاری کی گرفتاری مین شورہ چاہا بندہ خاموش ہوا جب مبالغہ کیا
اور سوگند دی کہ جو کچھ نیک مصلحت ہو اطلاع دو اوسوقت بندہ نے کہا کہ اسقدر سمجھ لینا
چاہیے کہ سبب نفرت مردم کا سراج الدولہ سے باوجود حقوق صحابت جنگ کے جو برسون سے
تہے اور رجوع ہونا اونکا آپ سے خالی اس سے نہین کہ سراج الدولہ کے ہاتھ سے لوگ
عزت وجان کے جانیمین فکرمند ہین اور آپکو ایسی بدی سے بری جانتے ہین جسوقت
آپکی بدسلوکی نسبت ملازمین والد مرحوم کے اون لوگون کو معلوم ہوگی تو آپ سے سب
بیزار او سراج الدولہ کی سلامتی کی خواستگار ہونگے اوسوقت بندہ کے کلام کی تصدیق
کرکے ایک زنجیر فیل خلعت عطا فرمایا اور رخصت کیا بعد چندروز کے مصاحبان
نادان نے پہر بہی منصوبہ شروع کیا اور علی ہزاری کے ہمراہیون کو لالچ دیکر
پراگندہ کردیا اور شوکت جنگ نے پیادہ اور سواران برادری علی کو سیف الدین
محمد خان کے ہمراہی مین سپرد کیا اور ایکروز خود سوار ہوکر اوسکے مکانپر چڑہ گیا بعض
برادران ہمراہی جو اوسکے ساتھ رہگئے تھے باہر نکلکر علی کو تنہا چہوڑ گئے محمد سعید خان
اور نقی علی خان برادر بندہ اوسکے دروازہ پر جاکر ہاتھ اوسکا پکڑ کر لانے چاہا کہ
العسیر سزا سے تازیانہ کی عمل ہو محمد سعید خان وغیرہ اور نقی علی خان برادر بندہ اوسکی

دروازہ پر جاکر ہاتھ اُسکا پکڑکر لائے جایا کہ اوسپر سزائے تازیانہ کی عمل ہو محمد سعید خان وغیرہ نے شفاعت مین مبالغہ کیا مگر کچھہ نہ سنا آخر محمد سعید خان آشفتہ ہوکر کہا کہ مالک نوکرون کے ساتھ ایسا نہین کرتے بخوف آزردگی عامہ سپاہ اور نیز اس گروہ لوگ للی کی حمایت پر جا و کیے تھے چوب تازیانہ سے بچاکر مقید کیا اور اوسکا مال ومتاع ضبطی مین لایا بعد چند روز کے اوسکو مع عورات واطفال کے جملہ اسباب سے محروم کرکے تینس روپیہ زاد راہ دیکر کشتی پر سوار کرایا اور دریاے کوسی سے پار کراکر بنگالہ کی طرف چھوڑدیا اسطرح زبان یادہ گو سے ہر ایک کو آزردہ کرتا تھا بزرگون کو بدی سے یاد کرتا تھا ایکروز کارگذار خان حبشی سے عین دربار مین جب کہ بہت سے ملازمین جمع تھے فرمایا کہ بعد فتح بنگالہ کے کارگذار خان اپنے سپاہ کا دو ماہہ میرے نذر کرے گا کارگذار خان بیچارہ کہ جوان ہوشیار تھا متحیر ہوکر بولا ہان خداوند نعمت لوگون کو بنگالہ کے لوٹ سے اسقدر ہاتھہ لگیگا کہ لوگون کو اپنا روپیہ دینے سے کچھہ گرانی نہوگی فرمایا تجربہ کام مہابت جنگ احمق کا تھا کہ لوگون کو لوٹ معاف کرتا تھا ہم ہرگاہ تک توکسیکو معاف نکرینگے دوسرے روز میر بعلی خان فوجدار نواب گنج وسرینہ وغیرہ کا جو بشرط تسخیر رنگ پور وغیرہ کے مقرر ہوا تھا جو عرضی لکھی تھی اوسمین تحریر تھا کہ نواب عالم پناہ سلامت اس لقب سے شوکت جنگ نہایت خوش ہوا اور حاضر علیخان داروغہ دیوانخانہ کو حکم دیا کہ چوبدار لوگ اپنے اسی خطاب سے مجرا لوگون کا کرادیا کرین اور رعب ترنہ کہ منشی کو طلب کرکے حکم دیا کہ عماد الملک کو عرضی کرے کہ چونکہ جناب عالی کو لوگ نواب عالمیان مآب خطوط واخبارین لکھتے ہین اور مجھے آپ کی فرزندی کا دعوے ہے اپنا خطاب عالم پناہ مقرر کرکے امیدوار ہون کہ اسی لقب سے یاد فرمایا جاؤن اور اس خطاب کے نذر جو خود تجویز کیا گیارہ ہزار اشرفی عماد الملک کے واسطے ارسال کین اور ضیاء الدولہ اور جلال الدولہ کو جو اوسکے مربی تھے لکھا کہ جو کوئی اس خطاب سے مجھے نہ لکھیگا اوسکا خط چاک ہوگا جواب نپاوے گا سبحان اللہ آپ کی عقلمندی کا یہہ حال تھا باوجودیکہ زنانہ نتھا لیکن گفتگو اور وضع زنانہ رکھتا تھا جب تک اقبال یاری پر تھا سب عام فواحش کا ہر ایک کے روبرو دیتا بہادر لوگ اس حال کو سُنکر سکوت کرتے تھے تا آنکہ میر معلے خان احمق نے عرضداشت کی کہ بندہ تسخیر رنگپور کا ارادہ رکھتا ہے اور ملک کا

امیدوار ہے لوگون کو تاکید ہوئی کہ ملک پر روانہ ہون برسات علین طغیانی
مین اور زمین پانی مین غرق تھی اُسوقت مین کسکی مجال تھی کہ حرکت کرے
جب لوگون سے نکلنے مین دیر ہوئی خود دیوانون کے طرح نکل پڑا اور
بے آگا پیچھا سوچے دو تین منزل دوڑگیا آخرکار خود بھی حیران و پریشان
ہوکر واپس آیا۔

ناہونا بیدلی سپاہ کی شوکت جنگ کی سفاہت سے اور پورنیہ کو نادم اور شرمندہ ہوکر لوٹ آنا

ایسے سفر مین چونکہ آدمی اوسکی بےشعوری سے عاجز ہوے تھے ہر شخص کیا
چھوٹا اور کیا بڑا سب اپنے مکانون مین دوستون سے اوسکی شکایتین کرتے تھے
حبیب بیگ مواتی خاص دوستون مین شریک ہوا اور سخن چینی اور چغل خوری ان
لوگون کی اوسکے روبرو کرتا بلکہ کہتا کہ مردم سپاہ باہم متفق ہوکر اُنکے نسبت
نمکحرامی کا خیال رکھتے ہین یہ سخن کچھ اصل نہ رکھتا تھا البتہ کارگذار خان اور شیخ
عبدالرشید اور شیخ جہان یار وغیرہ سردارنے یکدل ہوکر یہ ارادہ مصمم کیا تھا
کہ بہیئت مجموعی اوسکو پوچ گوئی سے ساکت کرین اور ڈراوین شوکت جنگ
اس ماجرا سے مطلع ہوکر خایف ہوا اور ہر ایک کو بلاکر عذرخواہی کی مردم نے
یہ دیکھکر میر حبیب کی چغل خوری کا خیال کیا اور کہا کہ جس شخص نے جھوٹھا
مقدمہ ہمارے ارادہ نمک حرامی کا اُنکے نسبت حضور مین بیان کیا ہے اوسکا
نام ارشاد فرمائے تاکہ اگر راست گو ہے روبرو ہوکر تصدیق کرے اور اگر
جھوٹھا ہے ہم لوگ اوسکی سزا کرین حبیب بیگ نے مضطرب ہوکر خود بخود کہا کہ مین
ایسا نہین کیا بلکہ بطور خیرخواہی کے سمجھاتا تھا کہ اس گفتگو سے بچاکر ترک کرو ورنہ لوگ
آمادہ دل آزردگی ہین اور اون لوگون مین اول بندہ ہے اس سخن مین چونکہ
سراسر جھوٹھ تھا شوکت جنگ بھی اوس سے آزردہ ہوگیا اور دوست واشنا
نے بھی اوسے مقام پر اوسکو ملعون ومطعون کیا حبیب بیگ نے دو نو طرف
سے لعن و نفرین سُنکر اپنی رستگاری منحصر ترک دنیاداری کے سمجھی اوسیوقت

لباس ویراق اوتار کر کہا کہ تا ہنگامہ جنگ کے رفیق ہون بعد ازان فقیر ہو جاؤنگا اور فی الحقیقت اگر ایسا کرتا تو لوگ اوس سے ناراض ہو کر اوس جگہ اوسکی تخویف و تحقیر کا ارادہ رکھتے تھے اور شوکت جنگ نے لوگون کو اپنے حال سے منحرف دیکھکر کل سپاہ سے کنارہ کیا اور تو پخانہ دمبی کے درمیان مین جہان بعض بعض پر اعتماد تھا یلغار کر کے داخل خانہ قلعہ مین ہو گیا اور دروازہ ہاے قلعہ پر محافظ نگہبان کیے کہ ہتھیار بند کوئی نہ آنے پاوے جو کہ سپاہ کو بھی اوسپر اعتماد نتھا سب لوگون نے ترک آمد و رفت کر کے اپنے گہر و نمین جا بیٹھے آخر کار ناچار ہو کر ہتھیار بند آنے کی اجازت دی اسی اثنا مین خبر پہونچی کہ علی ہزاری حسب طلب سراج الدولہ کے بیرنگر سے مرشد آباد کو روانہ ہوا نہایت معقول ہو کر کہا کہ اگر للی سے جو میرے باپ کا پرورش یافتہ ہے ایسی حرکت ظاہر ہو تو کسی سے چشم امید نرکھنا چاہیے اسکی حماقت دیکھنا چاہیے اپنے حقوق کو تو للی کے نسبت یاد کرتا تھا اور جو سلوک کہ خود بدولت نے اوسکے ساتہ کیے یاد نہین کرتا کہ کوئی برائی پتھوڑے بندہ نہین جانتا ایسا کون سلوک تھا جسکے عوض مین امید و فا للی سے رکھتا تہا خلاصہ یہ کہ اوسکی سفلہ منشی کی تحریر کو دفتر چاہیے روشنائی اور قلم کا مفت مین خون ہوتا ہے سراج الدولہ نے انتشار حواس اور تنگظرفی اور عداوت اوسکی میر معلی خان وغیرہ تابعین کی تحریک سے سمجھکر پایا کہ اوسکا ارادہ دریافت کرے بلکہ لڑائی کو آمادہ ہو۔

بہیجنا سراج الدولہ کا راے راس بہاری چھوٹے لڑکی راجہ جانکی رام کو فوجداری کو ہدارہ اور بیرنگر پر اور بہڑک اوٹھنا شعلہ فساد کا اور گل ہونا چراغ دولت شوکت جنگ کا

سراج الدولہ نے اوسکے حرکات عجیبہ کے سننے سے باوجودیکہ خود بھی اعجوبہ تھا متنبہ ہو کر اوسکے مدافعہ کا ارادہ نہایت جلد پیش نہاد ہمت کیا راے راس بہاری برادر خورد راجہ دولبہہ رام بہادر کو مع ایک قطعہ خط موسومہ شوکت جنگ او سند فوجداری

پیرنگر اور کونڈوارہ کے اوسکے نام لکھکر روانہ کیا اور راس بہاری سے مقابل
راج محل کے کشتی لگاکر عرضی شوکت جنگ کو لکھی اور خط سراج الدولہ کو بھیجکر خود
منتظر اجازت شوکت جنگ کا مقیم رہا مضمون خط سراج الدولہ کا یہہ تہا کہ دونو پرگنہ
مذکور حضور مین دوسرے کی جاگیر ہوتی تھی ہم سے ہنگامہ کا دخل وہان پر مناسب
نہ جانا اسپنے جاگیر مین لے لیے چونکہ جنگ و جدال درمیا نہین رہی اس بہاری کو جیسے وہان
کے کام پر مامور کیا ہے دخیل فرماکر اوسکا دخلنامہ عنایت فرمائیگا شوکت جنگ
خطوط مذکورہ کے پہونچنے سے متحیر ہوا اور اسپنے دو لتخواہون کو جمع کرکے بندہ کو
طلب کیا میر معلی خان اور حبیب بیگ اور کارگذار خان وغیرہ اعیال ومعتمدین
حاضر تھے کہ بندہ بھی پہونچا خطوط کو کھولکر دکھلایا اور صلاح طلب کی ہر ایک
بندہ سے مستفسر ہوا اور نیز خود بھی شورہ طلب ہوا بندہ نے چونکہ مدت سے
گرفتہ خاطر تھا التماس کیا کہ جو کچھہ خاطر عالی مین گذرا ہو عین صلاح ہوگا
جب بڑی سماجت کی بندہ نے عرض کیا کہ چونکہ عرصہ قلیل برسات مین باقی ہی
اور رنگ و بار کی راہ جو محاربات مین ضرور ہے ہنوز مسدود ہے ایسا مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ اسقدر مدت کو رفق و مدارا مین بسر کرو اور راس بہاری کو لطف
و مدارا سے دستک وعمال دلانے کا متوقع کرکے حضور مین طلب کرو اور سراج الدولہ
کو لکھیے کہ جو کچھہ تحریر فرمایا نہایت مناسب و برموقع ہوا اور بہت خوب لیکن چونکہ بندہ بھی اپنے
تئین جملہ متوسلان دامن دولت سے جانتا ہے بہتر ہوگا کہ اس مقام کو بدستور
بندہ کے تفویض رکھے اوسکی مالگذاری کیجاویگی - اس مضمون کو لکھکر منتظر رہیے
کہ کیا جواب لکھتا ہے اگر راس بہاری حاضر ہو بطایف الحیل مین رکھنا چاہیے
اور اس ترکیب مین جسقدر بارش کے دن ہون بسر کرنا ضرور ہین اور نیز اس
عرصہ مین سامان حرب سرانجام کرین بعد برسات چونکہ قوم انگلشیہ کے شورش
کا احتمال ہے اوسکو اسپنے طرف متفق کرکے جدہر دل مین آوے عزم کیجگا
بارے اس صلاح کو پسند کیا اور منشی کو اسی مضمون سے جواب لکھنے کو ایما فرمایا
اور بندہ کے راے دینے پر تحسین فرمائی خوشامد گویون نے حسب معہود اوسکی
غیر وی مین بندہ کی نستایش کرنا شروع کی گفتگو کو اسی خصوص ذکر مین طول دیا

بندہ کو یہہ تقریر ناپسند ہوئی ایک مرتبہ ورق اولٹ کر کہا کہ تمہاری عقل کہان تک ہماری عقل سے زیادہ ہوگی اگر یہہ ہزار عقل رکھتا ہے تو ہم لاکھ اب مجھے ہرگز انکا کہنا منظور نہین اور راس بہاری کے ہرکارون کو طلب کرکے بیچارون کے ناحق گوشمالی دی اور رقعہ وزیر کو جو سند ریاست تھی طلب کرکے دربار عام مین حکم پڑہنے کا دیا اور ہرکارون نے پیغام زبانی بھی ادا کیا اور خط بھی اوسی مضمون سے لکہنا فرمایا کہ تینون صوبون کی صوبہ داری کی سند میرے نام صادر ہوچکی ہے چونکہ واسطۂ اخوت و برادری درمیان ہے تمہاری جان سے درگذر کر جو مکان جہانگیرنگر مین تجویز کرو اطلاع دو کہ تمہارے نام مقرر کرکے سند بہیجا وے تا کہ وہان جاکر بیٹھو اور دارالامارہ کو مع خزاین و اسباب کے خالی کرو کہ اپنے منتظر ورود جواب بابرکات ہے ہرکارون نے واپس ہوکر یہہ کیفیت راس بہاری کو جا سنائی اوسنے جواب خط جو شوکت جنگ نے لکہا تھا سراج الدولہ کے پاس بہیجا سراج الدولہ نے اُس مزخرفات کو سُنکر آخر ذی الحجہ کو مع فوج بعزم استیصال شوکت جنگ کے برآمد ہوا اور راجہ رام نراین کو مع زمیداران اور افواج عظیم آباد کے اپنی مدد پر طلب کیا اودہر سے راجہ رام نراین مع راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ اور اوسکے بہائی سوتہر سنگہ اور جمیع فوج عظیم آباد کے کہ تعداد و برابر کثرت جمعیت شوکت جنگ کی تھی اور اگر کچہہ نہین تو بھی زیادہ مساوات البتہ ہونگے حاضر ہوا اور سراج الدولہ نے فوج ہمراہی کے دو حصہ کیے نصف فوج کی سرداری راجہ موہن لال دیوان قدیم معتمد کو دیکر گنگا پار بہیجا کہ براہ بسنت پور گولہ آور حیات پور گولہ آور صدا کے شوکت جنگ کے سر پر جاوے اور نصف فوج اپنے ہمراہ لیکر راج محل کے قریب معبر کیا اور اوسکے عقب راجہ رام نراین نے مع فوج کے عبور کیا۔

فوج سراج الدولہ کا منیاری مین پہونچنا اور شوکت جنگ کی افواج کا نوابگنج مین مورچہ باندہنا اور باہم کی لڑائی اور سراج الدولہ کی فتح اور شوکت جنگ کا مارا جانا

شوکت جنگ نے جو کہ پیشتر سے سراج الدولہ کے آنیکو عزم جزم کر رکھا تھا پیغام مذکور
بھیجا تھا بعد بھیجے خط مذکور کے اپنے لوگون کو حکم دیا کہ کوئی محفوظ جگہ تجویز کر کے لشکرگاہ
بناوین اوسکے باپ کی عہد دارالامارہ جو کہ شور سے خالی نتھے مابین تیاری اور نوابگنج کی جسجگہ
مین کہ ہر طرف سے جھیلین محیط تھین اور وہان جانے کی راہ دشوار تھی ایکطرف
سے نالہ اور دوسری طرف ذوکاہ قد آدم سے زیادہ لگا ہوا تھا ایک معبر جاری تھا بھی بلی وغیرہ کی آراستگی سے ممکن العبور
بدشواری تھا معسکر بنایا باوجودیکہ میدان مذکور عریض تھا کہ بعض جگہہ دو تین کوس اور کہین کسیقدر کم عرض تھا پھر بھی
اکثر جگہہ احتیاط ضرور ہے کہ لب جھیل پر خندق کھود واکر سد بلند طیار کرین
اگر کوئی باسلیقہ وہان پر ٹھہر کر لڑتا تو مدتون کو گذارہ تھا کہ دشمن یورش نکرتا اور
اسنے ملک کے پشت پر تھا ر سد کا اسباب وغیرہ جو ضرور ہوتا اوسکا بھی پہونچنا
دشوار نتھا الغرض سپاہ سایر یعنے سواران اور نجیب اور سرداران دلاور اوسکے
زبان بی تامل کے اندیشہ سے اور وہ خود عدم اطمینان سپاہ سے باہم کر متفرق رہنا
مناسب سمجھا چندروز قبل اسپنے نکلنے کے سپاہ کو مورچال مقررہ پر رخصت فرمایا
اور حکم دیا کہ اوسکے خیمہ گاہ سے علحدہ دریا سے سوتہرا کے کنارے جسکا فاصلہ
ڈیرہ کوس کا ہوگا کل سپاہ جا اوتری چنانچہ بندہ مورخ اور نقی علیخان برادر مورخ
اور کارگذار خان بخشی اور شیخ جہانباز اور شیخ عبد الرشید نواسہ شیخ مذکور اور
میر سلطان خلیل خان اور محمد سعید خان پسر ابوتراب خان تورانی جو کہ نزدیکی لڑائی مین
برہان الملک کی رفاقت مین مارا گیا اور نیز دیگر سرداران سیف خانی وغیرہ
مع اسپنے رسالون کے کہ گویا کل فوج وہی تھی بموجب اوسکے حکم کے اوسی مقام
پر سب لوگ منزل گزین ہوے اور سیام سندر کایتہ بنگالی جو کہ توپچانہ دستی کا
پیشکار تھا ہمراہ آقا رہکر قبل ایک روز جنگ کے پہونچکر راہ برآمدن مورچال مین
فرودگاہ کی اور لشکر بے سردار سایر اور توپخانہ سے دو نیم کوس پر جاگزین ہوا
ہر روز قرب وصول لشکر سراج الدولہ کے خبرین پہونچتی تھین ایکروز قبل جنگ کی خبر آئی
کہ فوج ہراول سراج الدولہ کے نزدیک پہونچا چاہتے ہین لاچار ادہر کے لوگ بھی طیار
و مستعد ہوے بعد ازان دریافت ہوا کہ ابھی کچھہ فاصلہ ہے کل تک پہونچینگے شام کو
شوکت جنگ کا خیمہ آیا معہذا یقین تھا کہ کسیطرح آجے گا رات بہر صورت گذر گئی اور ۲۱ محرم الحرام ۱۱۷۰

کی صبح نمود ہوئی دو گھڑی دن چڑہتے شوکت جنگ آ پہونچا ملازمین نے پاس جا کے سلام گذارہی کی اونمین بندہ مورخ بھی شریک تھا اوسوقت مین بھی اس سردار نابکار کے گرہ پیشانی جو ناحق نوکرون کے جانب سے رکھتا تھا نہ کھلی جو لوگ سلام کو آئے تھے اونہین حکم دیا کہ اپنے مقامات کو واپس ہون بیچارہ دست راست کے طرف ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر جہان تھے جا کر مستعد ہوئے اور خود بدولت مع سواران یکہ متفرقہ اور معتمد کے مانند میر مردانعلی ولد رستم علی خواہر زادہ خواجہ معتصم برادر صمصام الدولہ خان دوران جو داروغہ خاص برادر اور نشان زرتار کا مالک تھا اور موہن لال دیوان قدیم اور سیف الدین محمد خان نواسہ آقا عظیما جو للی ہزاری کی جگہ مقرر ہوا تھا اور راو سی معصوب کے بہیلہ برق انداز اسکے زیر سرداری تھے اور اوسکا حقیقی بھائی رمضانی نام جسکا خطاب ہادی علی خان بہادر جسارت جنگ اور تین چار سو سوار ہمراہ رکھتا تھا درمیان مورچال کے مانند صید ٹہلنے لگے اپنے زعم مین گویا انتظام کر رہے تھے عمر خان نام جماعہ دار جو کہ افغان سالخوردہ اور ریش اوزدہ میر سلطان خلیل خان سردار کا تھا مع اپنی جمعیت کے جو قریب دو سو سوار کے ہونگے اتفاقاً اوسوقت ہمراہ تھا اسوقت مین ہر قسم کی بدخلقی اور زرشتی ہمراہیون سے کرتا تھا جب ایک ثلث روز منقضی ہوا اور منہاری کے میدان مین لشکر سراج الدولہ کا راجہ موہن لال دیوان کی سرداری مین پہونچا اور اوسکے علم کہلے دونو لشکر کا فاصلہ تقریباً دو کوس کا ہوگا سیام سندر مشرف توپخانہ وشتی نے اپنی سیاہ مستی سے باظہار شجاعت مورچال سے باہر مغرب رویہ لشکر سراج الدولہ کے مقابل ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر جا ٹھہرا وہان پر کوئی جھیل با سد جا پہونچنے کی نتھی کیونکہ مورچہ سے تو باہر نکلکر استادہ ہوا تھا اور سراج الدولہ کے لشکر کے داہنی طرف شوکت جنگ کے لشکر کے سردار جنوباً شمالاً مقابلہ مین دو کوس کا فاصلہ اور درمیان مین جھیل تھی راجہ موہن لال باتفاق میر محمد جعفر خان اور دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان اور دلیر خان اور امانت خان ولد عمر خان اور شیخ دین محمد وغیرہ سردارون نے لب دریاے گنگ خیمہ استادہ کر کے خود مع کل سپاہ اور توپخانہ کے درست وجمیت ہو کر مخالفت کو آمادہ ہوئے اور توپ مین بتی دینا شروع ہوئی گولی بسبب بعد مسافت کے اکثر جھیل مین جا گرتے تھے

جب دو تین گھڑی کے بعد بڑی توپین آئین اور اون سے کام لینا شروع ہوا بعض گولہ قریب مورچال اور اکثر مورچون کے اندر پہونچنے لگے جب گولہ اندر گرنے لگا شوکت جنگ نے اپنے پاس سے ماہی مراتب کو دور کیا اور فرمایا کہ گرم خواب ہون نوکر لوگ جو لاچار ہمراہ پہرتے تھے اونپر خفگی کرتا تھا کہ تمکو ازدحام ہجوم کرکے مجھے نشانہ توپ کیا چاہتے ہین لوگ متفرق علیحدہ ہوگئے پہر بہی راضی نہوا ایک جگہ نہ ٹھہرتا تھا عمر خان جماعہ دار مذکور نے عرض کیا کہ نواب سلامت یہہ صف رزم ہے بندہ نے آصف جاہ کے ہمراہ معرکہ دیکھے اور لڑا بہی ہے ایسی لڑائیون مین اسطرح نہین پیش آتے فوج کو یکجا کرکے احتیاج مقدمہ درست کیجئے توپخانہ دستی روبرو کرکے مقابلہ کرنا مناسب ہے اور کچھہ استقلال بہی کرنا ضرور ہے تاکہ فتح وظفر ہو اوسنے آشفتہ ہوکر فرمایا اور آصفجاہ کو برا بہلا کہکر کہا کہ مینے خود تین لڑائیان دیکھی ہین مجھے کسیکی تعلیم درکار نہین — بیچارہ جماعہ دار خاموش ہوا اسی عرصہ مین ایک سوار کو حکم دیا کہ جاکر شیخ جہان باز اور کارگذار خان وغیرہ سردارون سے کہہ کہ دشمن کے نشان نمود ہوے اور تم لوگ جرأت اور یورش نہین کرتے چاہیے کہ حملہ کرو سوار نے جاکر جواب حاصل آسنایا کہ اس فوج قلیل کی اوس جماعہ کثیر پر بدیں حالت کہ جہیل کی دلدل مانع راہ ہے یورش نہین ہوسکتی اور نیز مقرون بصلاح نہین جسوقت وہ لوگ یورش کرین اور اس دلدل کیچڑ کو طے کرین اور توپخانہ کے صدمات جہیل کر آپہونچین اوسوقت جو کچھہ ہوسکیگا ملاحظہ مین آویگا اس جواب سے نہایت آشفتہ اور آزردہ ہوکر سخنان ناملایم زبان پر لایا اور کہلا بہیجا کہ یہہ کیا نامردی اور بزدلی ہے میرے توپخانہ کا سیام سندر ہندو تو جرأت ودلیری کرکے مورچال سے باہر چلا گیا اور تم باتین بناتے ہو لیکن اسی آمد ورفت مین دو پہر گذرے دوسرا پیغام جو بہیجا اوسکے جواب کو عرصہ چاہیے تہا جب ایک ثلث روز باقی رہا ہوش رفع خمار اور تپینی جام سرشار اور صحبت نسوان گلعذار نے خلوت کی راہ دکہلائی ہاتہی سے اوترکر حرم سرا مین داخل ہوا بندہ مع دیگر حاضرین کے دیوانخانہ کے خیمہ مین جا بیٹہا شکر خدا بجا لایا اور بندہ نے کہا کہ اگر اسقدر دن کہ باقی ہے بخیریت سے گذرے رات کو یکجا ہوکر اس احمق کو سمجہاوین کہ کل بہت مجموعی آراستگی صفوف سے رزم آوری ہو یہہ کہکر ارادہ کیا تہا کہ لشکر سپاہ کہ جانب

دست راست فیڈھ کوس کے فاصلہ پر ہے اور وہان پر میر ابالی تقی علیخان
اور کل اسباب ٹھاٹھ اونکا جب ابنوہ لشکر سے باہر ہوا دیکھا کہ شیخ جہان یار
اور کارگذار خان اور حبیب بیگ اور محمد سعید خان اور شیخ سعد اسد اور میر سلطان
خلیل خان وغیرہ سردار تاب پیغام ثانی کی نلاکر یورش کر او سٹھے ہین اور
نصف جھیل کو ہزار ہا خرابی سے طے کرکے قریب لشکر سراج الدولہ کے پہونچا
چاہتے ہین اور جنگ تمام ہوتی ہے اور بندہ دور و تنہا تھا اب اوسمین نہین
پہونچ سکتا تھا اور لشکر شوکت جنگ کو عجیب تفرقہ مین دیکھا اور بندہ نے
جانا کہ سرداران عمدہ سپاہ کے مع سواران ہمراہی بحال تباہ جھیل سے مصیبت
جھیل کرنکلے ہین اور سراج الدولہ کی توپ و بان کے صدمہ اوٹھاتے ہین
اگر راہ پاتے ہین تو دشمن تک پہونچتے ہین ورنہ راستہ ہی مین سفر آخرت
پیش نظر ہوتا ہے اور سیام سندر شرق کی طرف سے خدا جانے
کیونکر اعدا تک پہونچے گا یا کہ بچا وے گا اگر جائیگا کیونکر پہونچے گا بندہ سمجھ گیا
کہ دونو لشکرون کی صفائی ہو جائیگی اگر کسی ڈھب سے دونو لشکر یکجا ہوتے
شاید کہ کچھ کار برآمد ہو پس بندہ واپس ہوا تا کہ شوکت جنگ کو سوار کردے
جب در خیمہ پر آیا دیکھا کہ دونون لشکرون کی پیشقدمی کی خبر اس مخمور جہالت کو
پہونچ گئی اور خود بدولت نشۂ شراب سے مست آشفتہ دستار خواب
سے بیدار ہوکر فیل سوار ہوا ہے اور اوسکے مردم ہمراہی جو بعد داخل ہونے
خیمہ کے بجاے خود جا پہونچے تھے مضطرب ہو ہو کر طیار ہونے لگے کسیقدر
اس آراستگی اور طیار ہونے مین دیر ہوئی اور فوج متفرقہ پیش رو فوج
سراج الدولہ کے نزدیک جا پہونچی بارے بندہ مورخ نے تاکید اکید کی کہ وہ اپنی
جگہ سے متحرک ہوا لیکن بچوا اس کبھی دس قدم چلتا ہے کبھی فیلبان کے کندھے
پر ہاتھ رکھکر توقف کراتا ہے بندہ متواتر تاکید کرتا جاتا تھا تا کہ بہر صورت
یہہ بے خبر سپاہ کے پشت گرمی کو پہونچے ہر چند بندہ نے سعی کی کچھ مفید
نہوا ناگاہ دور سے نظر آیا کہ فوج جھیل نے راہ طے کرکے جب فوج سراج الدولہ
کے قریب پہونچی کیچڑ اور دلدل جو لشکر سراج الدولہ کے جھیل مین تھا وہان سے

اٹھی تھی اور یورش کرنے کی مجال نپائی اور اودہر سے مردمان سراج الدولہ نے دلجمعی سے بندوق برسانا شروع کیا اکثر مجروح ہوے اور اکثر بھاگ کر ہمارے لشکر سے آملے اور ایسا مخوف ہوے کہ یہان بھی نہ ٹھہرے تا آنکہ میر محمد جعفر خان اور دوست محمد خان اور میر کاظم خان اور عمر خان مع اپنے لڑکون دلیر خان اور اصالت خان وغیرہ اور شیخ دین محمد ہراول نے آگے کو بڑہکر شوکت جنگ کے دونون لشکر کا کام تمام کرکے پیشتر کو چلے شیخ عبد الرشید نواسہ شیخ جہان باز اور محمد سعید خان ولد ابوتراب خان تورانی نے داد جوانمردی دیکر ملک عدم کی راہ لی میر سلطان خلیل خان نے بھی اسی سفر آخرت مین ساتھہ دیا نقی علی خان اور حبیب بیگ جو اوس میدان مین استادہ تھے کسیقدر زخمی ہوے جب کوئی بڑہا ناچار شیخ جہان باز صحیح و سالم اور کارگذار خان مجروح وبیہوش میدان سے لوٹے اور سیام سندر بھی زخمی ہوکر مفرور رہوا اور سراج الدولہ کی فوج کے سردار بہت مجموعی آگے بڑہے بجرد اونکے پہونچنے روبروے شوکت جنگ کے میر مردانعلی مع خاص برادران اور مٹھن لال مع رسالہ خاص اور میرزا رمضانی برادر شوکت جنگ نے مع ہمراہیان کے بدون ہاتھہ پیر چلانے کے راہ فرار لی اور سیف الدین محمد خان قایمقام للی زخمی ہوکر کوٹا اور برق اندازون سے کسی نے اوسکا ساتہ ندیا شوکت جنگ پندرہ سولہ نفر ہمراہی سے مسلوب الحواس کھڑا تھا کہ گولی بندوق نے سر مین پہونچکر بیجان کردیا ساری شوکت اسی جنگ مین تمام ہوئی سرپیچ یمنی اور دستار زعفرانی جو آپ کے سر مبارک پر زیب افروز تھا خاک پر گرا کسی نے اوٹھالیا بندہ نے اپنے گھر کی راہ لی اور اسی طرح ہر ایک اپنے اپنے مسکن کو سدہارا میر مرتضی برادر کرم اللہ خان امیر خانی جو میر محمد جعفر خان کا رفیق تھا شوکت جنگ کے فیل کے پاس پہونچا اودہر سے میرزا رستم علی ولد آقا صادق ہمشیرہ زادہ امام قلیخان نے جو کہ اوسکے خواصی مین بیٹھا تہا بے خبر اوسکی پشت کی طرف سے ایسا زخم برچھی کا مارا کہ اوسکی گردن کی شہرگ میں پہونچا اور کہا کہ ہتیار دے مرزا نے مذکور جو کہ فی الحقیقت

رستم دوران تھا خواصی مین پہر کر بیٹھا اور شمشیر عریان کرکے دشمن سے کہا
کہ دغا و غفلت مین تو نے برچھی ماری اسی بہادری مین ہتھیار مانگتا ہے مرد
اسواسطے ہتھیار نہین باندستے ہین کہ ایسے وقت مین مفت ہتھیار او رتھوڑا ایسے کو دیدین
پیشتر قدم بڑہایا اور ہتھیار لیئے میر مرتضےٰ کی جرأت نہوئی کہ پیشقدمی کرے
بدستور سابق اپنی جگہہ پر قایم رہا اور فیلبان بطور سابق ہاتھی کو روان سائے چلا گیا
شام کا وقت قریب تھا لڑائی تمام ہوئی کسی نے کسی کا تعاقب نکیا اور
رعایا سے ملک پورنیہ نے بھی غارتگری کی جرأت نپائی لوگ اپنے اپنے خیمون
مین جارہے بندہ اور برادر بندہ دونو طرف سے مغضوب تھے شوکت جنگ کہتا
تھا کہ بعد فتح ان لوگون سے سمجھونگا اور سراج الدولہ کہتا تھا کہ شوکت جنگ کچھہ چیز نہین
تھا نہین دونو بھائیون نے فساد اوٹھوایا ہے بعد ظفر سزا دیجاوے گی ایک مرتبہ
سراج الدولہ کا رقعہ بھی لشکر مین ہم دونون بھائیون کے نام متضمن ترک کرنے
رفاقت شوکت جنگ کے اور نیز اوسکے طرف موافق ہونے کے پہونچا تھا اوسکا
جواب ہمنے عمارون کے ڈر سے تو نہ لکہا تھا مگر زبانی پیغام بہیجدیا تھا کہ اگر اسوقت مین
ہم ترک رفاقت کرین آپ کو ہمسے کیا امید ہوگی خلاصہ نقی علیخان اور حبیب بیگ کو
دو تین روز کے بعد نادراہ دیکر اور چوپایہ سواری مرحمت فرماکر حکم دیا کہ قلمرو اس
سے خارج ہوے ــ اور راجہ موہن لال کو بنابر ضبطی مال و متاع شوکت جنگ کے
پورنیہ پر مقرر کیا اور میر محمد کاظم خان کو بھی راجہ مذکور کے ہمراہ کردیا میر محمد کاظم خان نے
چونکہ بندہ کی خالہ کا داماد تھا عرض کیا کہ غلام حسین خان اگر زندہ رہا ہو مع مادر و
عیال و اطفال امیر اور اپنے بہائی علی نقی خان کے ضرور وہان ہوگا اونکے بارہ مین
کیا حکم ہوتا ہے راجہ موہن لال کے نام ارشاد ہو جاوے تا کہ بندہ اون لوگون
سے شرمندہ نہو بفضل خدا موہن لال کو حکم ہوا کہ غلام حسین خان کی مان تو وہی ہے
جو میر محمد کاظم خان سے قرابت رکھتی ہے میری بھی چچی ہے اور ہم اوسکو عزیز سمجھتے ہین چاہیئے کہ
کچھہ تعرض نکرے اور دستک دیکر بخوبی رخصت کرے جہان ارادہ ہو فانیح البال
روانہ ہوے ــ بندہ جب میدان جنگ سے گھر آیا والدہ کا حال نہایت متغیر پایا تسکین کی
جب اونکے حواس جمع ہوے عرض کیا کہ بالفعل گوشہ مین بیٹھنا چاہیے آیندہ جو ہونا ہو

ہوگا لاجرم مع چند ناموس والوان سکے والدہ کو ہمراہ لیکر بندہ گوشۂ مخفی مین جاچھپا
اور میر محمد کاظم خان کو ایک رقعہ لکھا خدا تعالے اوس مرحوم کو بخشے جواب رقعہ
چند سواران ہمراہی سکے ہاتھہ بھیجکر نہایت تسلی کی اور لڑائی سکے تیسرے دن
ہمراہ راجہ موہن لال سکے وارد پورنیہ ہوکر بندہ خانہ مین نزول فرمایا اور جسقدر
ممکن تھا حمایت اور تسلی مین ساعی ہوا راجہ موہن لال نے بعض سرپیچ جواہری
بخشیدۂ شوکت جنگ کو ہمسے واپس لیا باقی کچھہ تعرض نہین کیا مگر چند لوگ مانند
میر معالے خان اور آقا میرا اور میر عبد الھی وغیرہ بموجب حکم سراج الدولہ
سکے مقید ہوسے اور بندہ نے اثاث البیت اور ناموس کو مع خدم کشتیون پر
لدایا اور جو اسباب سجکے لیے جانیکے قابل تھا وہ علیحدہ سے روانہ کرکے
عازم عظیم آباد ہوا عظیم آباد پہونچتے بعض مسلمانان آشنا صورت نے شہر مین
جانے کو منع کیا لہذا تکیہ شاہ ارزان مین مقیم ہوا اور وہی آشنا مانع ہوا بلکہ
امیدوار تھا کہ کوئی حکم برخلاف دوبارہ ہمارے نسبت صادر ہو اور وہ خوش
ہو مگر اللہ تعالے نے حفظ کیا وہ حکم نہ آیا تا آنکہ رام نراین جو جگناتھہ جی کی زیارت
کو گیا تھا عظیم آباد آیا اور براہ خیرخواہی بندہ سکے باہر ہوجانے سکے بارہ مین
تاکید کی اور دستک اور بدرقہ پہلوان سنگہ سکے طرف سے اور سکے برادر کو
بھیجی بندہ نے مقام تکیہ شاہ ارزان مین سخت بیماری پائی کبھی نا آشنایونین
سے عیادت اور احوال پرسی اور دیدی بھی نکی مگر تین آدمی آول حکیم غلام علی
طبیب مانند ایام مغتنم سکے حاضر ہوکر غمخواری اور معالجات مین مصروف ہوا دوم
اوسی سکے برابر مصری بیگم صاحبہ دختر میر سید محمد صفاہانی مرحوم اور میر حیدر علی
مغفور کی بی بی برابر مان سکے روز و شب حاضر رہتی تھی اور محب علی پور تک
پہونچا کر بڑی ساجت سے واپس ہوئی تھی ورنہ اوسکا ارادہ تہا کہ کرم نامہ
جد سراج الدولہ تک پہونچادے اور اب بھی اوس ضعیفہ مخدومہ کی شفقت
وعنایت عیال واطفال حسب پرمادرانہ مبذول ہے سوم شیخ نصراللہ
مرحوم خلف عنایت یاب خان میر ساماان والد مرحوم اور ہیبت جنگ مغفور
کا بجانہ جوان اور محمد علی مرحوم کی سفارش سے اودنون مین نظامت

عظیم آباد کا میر سامان تھا زیارت شاہ ارزان کے حیلہ سے مکرر بندہ مورخ علی
دید کو آیا اور بندہ مورخ نے حدود سراج الدولہ کے نکلجانے کی تدبیرین کچھہ
قصور نکیا شکر خدا کہ بندہ مع الخیر و صحت مع اسباب و عیال و اطفال کے
کوچ کرکے بنارس آیا اور شیخ محمد علی حزین اور اپنے خالو سید عبد العلی خان
بہادر شجاع جنگ کی قدمبوسی سے جو اندنون مین بیکار حالت افلاس مین
بسر کرتا تھا مشرف ہوا اور نقی علی خان بہادر کی ملاقات سے جسنے سراج الدولہ
کے ہاتھہ سے رہائی پائی تھی اور نیز اون دونو بہائیون سے جنہون نے پیشتر حکم
اخراج پایا تھا ملاقی ہوکر مسرور الوقت ہوا ــ الغرض موہن لال نے تھوڑی
دنون پورنیہ مین مقیم رہکر صولت جنگ مرحوم کے آل و عیال کو جو شوکت جنگ
کے بہائی بند تھے اور سپہدار جنگ خلف سیف خان مرحوم کو جو صولت جنگ
کا داماد تھا اور اوسکی بی بی قبل مرنے باپ کے جو کہ بروقت جنگ محمد خلیل
زمیندار ککرہ کے کشتہ ہوا تھا عالم جاودانی کو روانہ ہوئی تی باعزت و حرمت سراج الدولہ کے
حضور مین روانہ کیا اور خود ضبطی مال و متاع مین مصروف رہا اور بعد و اپس
لینے وصول انعامات شوکت جنگ کے اور نیز انتظام کے اپنے لڑکے
کو وہان پر نایب چھوڑکر خود سراج الدولہ بہادر کی خدمتمین آیا اور سراج الدولہ
نے اپنے بنی اعمام کو مورد مراحم کرکے ہر ایک کیواسطے مشاہرہ مقرر کردیا
اور خود اپنے مرکز دولت کو بمقام منصور گنج اور مرشد آباد مین معاودت
فرما ہوا ــ

جماعہ انگلشیہ کا پہونچنا واسطے تدارک اور استرداد کلکتہ کے اور
مانک چند کا فرار ہونا اور انگلشیہ کا تسلط کلکتہ پر سراج الدولہ کا جانا
اور بخوف انگلشیہ کے متعاقب سے واپس آنا اور راضی ہونا دوست محمد خان
کا اور صلاح کرنا باہمدگر بخوف زبونی

جب سراج الدولہ اپنے مرکز دولت کو صحیح و سالم واپس ہوا اور دولت پرودولت
جب سراج الدولہ اپنے مکان مین آیا اور خزانون
نصیب ہوئی مال اور زر بیشمار ہر کوچہ و برزن سے اوسکے مکان مین آیا اور خزانون
کا ذہیر ہوگیا چونکہ یہ کمالے راز واسے لازم دیکھے سراج الدولہ کی اسقدر بڑہتے
ہوئی انجام مین کیا ناسازی بخت فی الفور کمائے پس ہر چند لوگون نے تفحص کیا کہ کہین تو اس
دولت بیشمار کا پتا معلوم ہو مگر کچھہ سود اور بہبود نہ ملا اور طامع لوگ اپنے گھرونکو
مایوس پہرے تفصیل اس اجمال کی اور بیان پیدا ہونے اسباب ازوالکا واسطے
دولت سراج الدولہ کے یہہ ہوا کہ جب مسٹر ڈریک صاحب کلان کلکتہ کہ
باعث جنگ اور فساد کا ساتہ سراج الدولہ کے ہوا تھا مغلوب ہوکر مع
باقیماندونکے جو کہ اس لڑائی مین قتل ہونے سے باز رہے تھے اپنے
ہمراہ لیکر بسواری جہاز کوٹھی مندراج مین جو کہ عمدہ مکان انگلشیہ سے صوبہ ارکاٹ دکن مین
ہے وہان جاکر پہونچا اور شاید اور سردار لوگ جماعۂ مذکور کے بھی جو ہر طرف
کار و بار مین متفرق تھے بمجرد سننے اس خبر جانکاہ اور غارت ہونے کلکتہ
اور قاسم بازار کے مکان مذکور مین جا پہنچے ہون اوسوقت مین کرنیل کلیف
سالار فوج انگریزی ملازم شاہ انگلن جو اوس کوٹھی مین مقرر تہا اور اون دنونمین
فرانسیسیون نے لشکر ملک دکن حاصل کیا تھا اور کچھہ فوج قریب ایک دو
پلٹن تلنگہ اور تین چار کمپنی سولدا د ولایتی ہمراہ رکھتا تھا اور ناظم دکن سید
محمد خان صلابت جنگ خلف الصدق آصف جاہ کی مدد کرکے جو مقہور ہوئے جماعہ
فرانسیسیہ مین ہوئے مورد الطاف ہوکر ثابت جنگ کا خطاب حاصل کیا تہا
ارباب کوٹھی دکن اور صاحبان بنگالہ کے کہ ستمدیدہ اور خرابی کشیدہ دست سراج الدولہ
سے تھے آپس مین قرعہ پہیکتا اور شورہ کرنا شروع کیا اسے یہ قرار پائی کہ
کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ مع صاحبان کلکتہ وغیرہ کے بنگالہ جاوے اور
جسطرح پیسے سمجھے بطور سابق وہان پر کوٹھی کی بنا ڈالے اگر صلح اور روپیہ خرچ
کرنے سے ممکن ہو مضایقہ نہین اگر غلبہ سے میسر ہو ویسا ہی تعمیل کرین کرنیل
کلیف مع صاحبان کوٹھی بنگالہ کے مندراج سے جہاز پر سوار ہوکر مع اسباب و
سامان حرب کے تشریف فرما ہوا اور متصل کلکتہ مین جو دریا کہ آب سیاہ کے

نام سے مشہور اور مقام الحاق دریاے بہاگیرتی کا دریاے شور سے ہے پہنچکر لنگر کیا چونکہ اس زمانہ کے سردار لوگ نہایت دانا اور ہوشیار ہوتے ہین سراج الدولہ کو پیغام صلح دیکر مسٹر دریک کے تقصیرات کا عفو چاہا اور بشرط دینے حکم تعمیر کوٹھی کے حسب ضابطہ سابق مقام کلکتہ مین کئی لاکھ روپیہ دینا قبول کیا سراج الدولہ جو کہ سفیہ تر اور لوگون سے کمینہ تھا اور مصاحب بھی رذیل تھے اور اس فرقہ کے قواعد جنگ اور حرب سے محض بے خبر مغرور تھا اور کار آگاہان دانش ور کو مجال نتھی کہ دم مار سکین بلکہ خود اوسکی اعیان دولت اوسکے زوال کے خواستگار تھے کوئی مصالحہ کی صلاح ندیتا تھا اور اگر احیاناً کوئی اس بارہ مین عرض کرتا مصاحبان بے شعور اور نالایقان خود مغرور اوسکا گلا پکڑتے کہ وہ شرمندہ ہوکر اپنا سا منھہ لیکر رہجاتا تا آنکہ تاب جنگ آن کے حقیقت حال سے آگاہ اور زیادہ انتظاری جواب سے دلتنگ ہوکر عازم رزم ہوا اور توپخانہ جہازی کو روبروے محل مانک چند کے لگادیا دریاسے آگ برسانا شروع کی مانک چند کے لشکر پر بدحواسی کی ہوا چہائی خاک تدبیر کارگر نہوسکی اور ثابت جنگ نے جو مخالف کی ہوا بدلی پائی فوج آراستہ اور توپخانہ لایق جہاز بھی نیچے اوتار کر جابے مناسب مین اکثر مقابلہ کیا وہ نالایق مانک چند تاب نلاکر بخت رمیدہ کے مانند بہاگا اور ثابت جنگ نے مع ہمراہیوں شجاعت نشان کے قدیم کوٹھون اور مکانون مین نزول فرمایا اور بلند آواز شادیانہ فتح وظفر کے بجائے سراج الدولہ اس خبر سے متنبہ ہوکر کسیقدر بیدار ہوا اور خود عازم حرب وتادیب جماعہ مذکورہ کا ہوا۔

نہضت کرنا سراج الدولہ کا بعزم تنبیہ کرنیل کلیف ثابت جنگ صاحب کے اور مغلوب ہونا خوف شبخون سے اور متردد اور متفکر ہونا برگشتگی وقت اور واژونی طالع سے اور کمال عجز اور زبونی کے ساتھ مصالحہ کرنا

بعد فتح پورنیہ کے سراج الدولہ دو مہینے بائیس روز کامرانی مین رہا کہ ناگہان خراب اعمال کے ایام مجسم آروبرو کھڑے ہوے آثار زوال نے ترقی پکڑی مانک چند کے فرار کی خبر گوش زد ہوئی پس دوشنبہ کے روز ۲۴ ماہ ربیع الثانی ۱۱۷۰ ہجری کو مرشد آباد سے واسطے محاربۂ انگلشیہ کے اسباب جنگ مہیا کر کے روانہ کلکتہ ہوا اور وہان پہونچکر بجاے مناسب صف آرا ہوا تسخیر مین نہایت اہتمام رکھتا تھا رات دن جنگ تھی گاہ گاہ آمدرفت لوگون کی چنا بین سے بنا بر صلح بھی ہوا کرتی تھی جب انگلشیہ کو منظور ہوا کہ چھاپہ مارین ایک شخص کو اپنے فرقہ سے جو زیور شعور اور شجاعت سے آراستہ تھا بعض پیغام رسانی کو سراج الدولہ کے پاس بھیجا تاکہ مخفی اوسکے لشکر کے گرد و نواح اور اوسکے خیمہ کی علامت اور سمت دریافت کر کے خبر دے شخص موصوف نے جو نہایت ذہین اور جولان طبیعت اور تیز فہم ہمہ صفت سے موصوف تھا بعد ابلاغ پیغام اور حصول مراد دلی بہی اطمینان کر کے لوٹا معلوم نہین کہ اوسی شب یا دوسری شب یا دو تین شب کے بعد ارادہ شبخون مضبوط کیا ظاہرا آخر شب کو چند کشتیون پر اپنی فوج کو سوار کرا کر انتہاے لشکر سراج الدولہ کی طرف آکر منتظر صلح ہوے جب تھوڑی سی رات باقی رہی اکثر کشتی سے اوترے اور لشکر کے پشت کی طرف سے بندوق مارتے ہوے داخل قلعہ ہوئے اور شلک کرنے مین کچھ بھی معزول نہو کر قدم بقدم کھسے آتے تھے اور بندوق کی گولی مانند ژالہ کے چارون طرف سے برستے تھے اور دریا کنارے سے بھی جو لوگ تاؤ پر چڑہے ہوے تھے یہی آتشباری ہو رہی تھی جو لوگ اس شرر ریزی کے روبرو پڑگئے اپنے منھہ کی کھا گئے سنا گیا کہ شجاعان انگلشی کا یہ ارادہ تھا کہ اس شبخون مین اگر سراج الدولہ ہاتھہ لگے پکڑ لیجاوین بسبب کہرہ پڑنے کے ہوا نہایت سیاہ ہو گئی تھی کہ باہم دو شخص متصل ایک دوسرے کو نہین دیکھہ سکتے تھے اس وجہ سے اوسکے خیمہ کے سمت نہ معلوم رہے اور ان لوگون کا عبور دوسری طرف سے ہو گیا سراج الدولہ کے تیرگی بخت نے اپنے اندہیری مین بچا لیا نہایت اطمینان سے یہ لوگ بندوق فیر کرتے ہوے لشکر کے سرے سے

اُنکے اور اپنے محل اقامت مین جا پہونچے سراج الدولہ اور اوسکے کم جرات لشکری اس رستخیز کو دیکھکر جی گھوبیٹھے نہایت خوف سے جی چھوٹا ہو گیا بلکہ ایسا رعب چھایا کہ اوس مقام پر نہ ٹھہر سکے سراج الدولہ نے اپنے سسر محمد ایرج خان کو بلاکر مع دیگر ارکان دولت کے استشارہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے آخر لوگون نے اوسکو مضطرب پاکر دور لیجا کر خیمہ گاہ کر دیا اور صلح کی بنیاد ڈالی گئی جب جماعہ انگلشیہ نے اُنکے عجز و زبونی پر آگاہی پائی اوس مال کا دعوے کیا جو بر وقت غالب آنے اول معرکہ کشتی کلکتہ میں سراج الدولہ کے فوج نے غارت کیا تھا آخر بعد سوال جواب بسیار کے فیصلہ ہوا کہ سراج الدولہ اوسکے عوض مین کسیقدر مبلغ نقد ادا کرے اور بعض دیگر کے عوض مین یہ مقرر ہوا کہ چھہ پرگنہ متصل کلکتہ جنکے نام بندہ مورخ کو یاد نہین سپرد انگلشیہ ہون اور تا وصول مبلغ مذکور کے محالات مذکور اونکے ہاتھہ مین رہین بعد وصول سراج الدولہ کو واپس ہون جب اسطرح کی صلح ہوئی مسٹر واچھہ جو کہ بعد مغلوبی سراج الدولہ کے قید سے رہا ہو کر واسطے سوال جواب ہوا تھا طرفین سے موجب تحسین و آفرین ہوا بعد تحریر عہد ناموجات طرفین کے سراج الدولہ مرشد آباد آیا اور منصور گنج کے عمارات مین نزول فرمایا بسبب غرور کے اپنے کام مین نہایت متحیر تھا کہ کیا کیا جاوے بعض گناہ اور اوضاع ناسے سے نادم ہو کر سمجھا کہ آخر کوئی خدا بھی ہے کہ جسنے ہم سبکو پیدا کیا ہے اوس سے رجوع کیون نہون دوست محمد خان واسطے علاج اور شہر چھوڑ اسنے عیال و اطفال کے رخصت سہسرام جانے کی لیکر قصبہ مذکور کو راہی ہوا اور اکثر رفقاے قدیم خصوص میر محمد جعفر خان اور راجہ دولرام کو اپنی طرف سے دگرگون دیکھکر سمجھا کہ چونکہ سر رشتہ داد اور رئیس فوج مین اُنکے اطفاے نائرہ فساد کو فرو کرنا نہایت مناسب لیکن چندان جرات اور طاقت رکھتا تھا اور انگلشیہ ایسا دشمن بھی بغل مین موجود تھا نہ تو غرور اور جبل فطری چھوڑتا تھا نامردی مبد دلی سے باز آتا اور نہ لالچ سے یہ کرتا کہ اپنے تئین نالائق سمجھکر امور ریاست سے دست بردار ہوا اور اعیان دولت اور ملازمان حمایت جنگ کو راضی کرکے

ایسے وجوہات سے عجب طرح کا مالیخولیا ہو رہا تھا جب قہر و غضب کا
مغلوب ہوتا میر جعفر خان کے حویلی کی روبرو توپ لگواتا راجہ دولبھ رام کو زیر
فرمان موہن لال مقرر کرتا کبھی جگت سیٹھ کو تمسخر اور استہزا سے رنجیدہ
کرتا کبھی اوسکے ختنہ کرانے کا وعدہ کرتا اسی اثنا مین فرانسیسی اور انگلشی کہ
جنکو فساد اور دنگہ کرتے پانچ چھ سو برس مین ہوئین کبھی مصالحہ کر کے استعداد
حرب بڑہاتے کبھی جنگ و جدل مین مصروف ہوتے مدت مصالحہ جب
گذر چکی نائرۂ فساد اوٹہتی تہو دکن مین باہم لڑتے تھے فرقۂ انگلشیہ غالب آیا
انگلشیون کا جنگی جہاز ارمرال دلیر جنگ بہادر کی سرداری مین واسطے تسخیر
فرانس ڈانگہ کے جوکہ متصل ہوگلی اور چچرہ آبادی اور لندیسیہ کے ہے
اور موشیز نزنو کے رہنمائی سے جسنے اپنے قوم کے ساتھہ دغا کی تھی اب
بھی حقوق ہم قومی فراموش کر کے آپ کے جہاز کو اوس راہ سے جہان
فرانسیسیون کے کتنے جہاز ڈبو کر مخفی ایک جہاز کے بقدر نکلنے کے راہ رکہی
تھی لیجا کر قلعہ فرانس ڈانگہ مین مسخر کرا دیا اور فرانسیسی مغلوب ہوے
جو کوٹھی کہ قاسما بازار کے قریب رکہتے تھے وہ بھی اونکے ہاتہ سے نکل گئی
موشیر لاس جو کہ عمدہ رئیسان جماعہ فرانسیس سے ساتھہ سراج الدولہ
کے توسل ڈہونڈہکر مع باقیماندہ اپنی جماعت اور توپ و بندوق اور پیادہ ہاے
برقنداز تربیت کردہ اسی کے ملازم سرکار سراج الدولہ ہوئے جماعہ انگلشیہ
کے کہنے سننے سے یا بایما اور اشعار سرداران منافق کے کہ ظاہر مین سراج الدولہ
سے کہتے تھے کہ ہم آپ کے شریک ہین اور باطن مین اوسکے شریک
یا تو اونکے کہنے سے اور یا اپنے بخواہش ہی اپنے وکیل کی معرفت سراج الدولہ کو پیغام دیا
کہ مصالحہ فیما بین ہمارے اور نواب کے جو قرار پایا ہے تو وہ اس امر سے
مشروط ہے کہ ہمارا دوست دشمن بعینہ نواب کا دوست دشمن ہے الحال
ہے اور فرانسیسیون سے جنگ ہوئی اور وہ عاجز ہوے نواب نے
اونہین اپنے زیر سایہ جگہہ دیکر پرورش کی یہ امر باعث نقض عہد اور
ہر جمی ہمارا ہے اوہر سے یہ پیغام ہوا اودہر جو منافق لوگ خواہان زوال

دولت تھے بر سر مبالغہ ہوے کہ ان بھاگے ہوؤن کے واسطے صاحبان انگلشیہ کی دل آزردگی مناسب نہین انکو جواب دینا چاہیے ۔ سراج الدولہ نے اسباب مین موسیو لاس سے گفتگو کی لاس مذکور نے جواب دیا کہ اگر آپ ہماری حمایت کمپنی فرانسیس کے معاملات مین کرین تو البتہ برخلاف عہد ہے اور جب کہ جہان پچہ ہزارون نوکر ہین اس فرقہ کے بھی چند لوگ اگر نوکر رکھے تو نقض عہد نہین ہوتا سراج الدولہ نے بھی مضمون وکلاے انگلشیہ کے جواب مین کہدیا وہ لوگ حسب اشارہ بدخواہان سراج الدولہ کے اصرار کرتے تھے اور دراندازی بھی کرتے تھے کہ چند فرانسیسیان مفلوک کے واسطے فرقہ انگلشیہ سے بگاڑ کرنا مناسب نہین تا آنکہ سراج الدولہ لاچار ہوا اور لاس مذکور کو عظیم آباد جانے کی ترغیب دی لاس مذکور نے بر وقت رخصت عرض کیا کہ اکثر آپ کے نوکر مقام بیوفائی مین ہین انگلشیہ سے متفق ہو کر ارادہ نمک حرامی رکھتے ہین اور اپنے حصول بدی کے لیے ہمکو حضور سے جدا کراتے ہین ہمارے جانے کے بعد فرقہ انگلشیہ سے لڑا کر آپ کو ضایع کرا دینگے جب تک ہم لوگ ہمراہ و مستعد ہین لڑنے مین اون سے قاصر نہونگے اور تمہارے نوکر بھی قابو نہین پا سکتے بیشتر آپ کو اختیار ہے سراج الدولہ کو تو نہایت خوف چھا گیا تھا جواب دیا کہ بالفعل تمہارا جانا حضور سے قرین مصلحت ہے مگر جلد ہم طلب کر لیوینگے لاس نے کہا کہ نواب صاحب اس امر کو یاد رکھین کہ پھر ہمارے آپ کے درمیان مین ملاقات نہوگی یہ کہکر عظیم آباد کو چلدیا جب وہ مرشد آباد سے نکلا سراج الدولہ اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھ رام کے درمیان مین منازعت ہونے لگی اور ان دونون نے جگت سیٹھ وغیرہ کو جو سراج الدولہ کے ہاتھ سے جان بلب تھے اپنے سے متفق کر لیا اور اسکے انہدام بنیاد دولت مین فکر کرنے لگے ۔ بی بی گھسیٹی جو سراج الدولہ کا کینہ دیرینہ اور ضبطی مال و متاع کا تازہ داغ دل مین رکھتے تھے مخفی میر جعفر خان کے اعانت کرنے مین مصروف ہوے اور جسکی طرف ذرا بھی خیال ہوا کہ شخص

سراج الدولہ سے منحرف ہے اوسکے پاس سراج الدولہ کے شکایت کرانے
اور اپنے شوہر مہابت جنگ کے حقوق پرورشی کی یاد دلاتی تھی اور ہر ایک
سے یہ کہتی تھی کہ میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھہ رام کی رفاقت کرنے مین پہلو تہی نکرو اور
عنایات قدیمہ کو یاد کرکے اوسکی حمایت مین مصروف رہو اور خود بھی نقد اشرفی جو بروقت ضبطی کے معرفت
خواجہ سرایان وغیرہ معتمد سے پوشیدہ کر رکہین تہین میر مذکور کو ویکر مدد دینے اور
میر مذکور کے رفقاے قدیم کو ایکسو کرکے اونکے معرفت فرقہ سپاہی کو جو بیکار
و مفلس تھے اپنی طرف رجوع کر لیا اور کمال اخفا مین اوسکے گھر پر اژدحام
ہونے لگا۔

منافقون کا اغوا کرنا اور فرقہ انگلشیہ کو فساد پر اوٹہانا محاربہ سراج الدولہ سے اور گذرنا عہد و پیمان کا ساتھہ جماعۂ مذکورہ کے اور لشکر کشی کرنا سرداران انگلشی کا سراج الدولہ پر اور برآمد ہونا راجہ دولبھہ رام کا واسطے استحکام مورچال کے بیچ پلاسی کے اور آنا سراج الدولہ کا پلاسی تک واسطے ارادہ جنگ کے اور ہزیمت پانا افواج انگلشیہ سے اور مقرر ہونا نظامت بنگالہ کا میر محمد جعفر خان پر اور منتقل ہونا دولت کا خاندان مہابت جنگ مرحوم سے ساتھہ دوسرون کے

جب اس نوبت کو معاملہ پہونچا ہر ایک سراج الدولہ کے مدافعہ کی فکر کرنے لگا
آخر جماعت انگلشیہ کو بہڑکانا شروع کیا اور جسطرح ممکن ہوا خوب تحریص و ترغیب
کی ظاہرا جگت سیٹھہ نے اپنے گماشتون کی معرفت امین چند روزہ کو جو عمدہ
مہاجن کلکتہ کا تھا اس کام پر لایا کہ انگلشیہ کو سراج الدولہ کے استیصال پر
عازم جازم کرے اور راجہ دولبھہ رام نے بھی کسی کو اسی امر پر مقرر فرمایا جسکا
نام بندہ مورخ کے سماعت مین نہین آیا اور میر محمد جعفر خان نے اوس مرزا امیر بیگ کو

جسکا کسیقدر حال پہونچانے بی بیان فرنگ کا جہاز پر مذکور ہوا یہانتک سراج الدولہ
کی بدسلوکیان جو کل عملہ کے ساتھہ ہوئین جماعہ انگلشیہ سے ظاہر کین بلکہ جو محضر
میر محمد جعفر خان کے سعی سے کل امرا کی دستخطی اس مضمون سے مرتب ہوا تھا
کہ سراج الدولہ سے ہر ایک جان بتنگ ہے اوسی مرزا میر بیگ کے ہاتھہ
ملاحظہ کو بھیجدیا اور خواہان حرکت صاحبان انگلشیہ کے ہوئے اور پیغام دیا کہ اگر
آپ لوگ سہل سی لڑائی سراج الدولہ سے کرین اوسکا تدارک بھی ہملوگ
کرینگے اور آپ کی خفیف سے توجہ مین بندگان خدا جور و ظلم سے رہائی
پاوینگے اور نیز وعدہ ادائی کرور روپیہ اور دیگر توا ضعات وغیرہ کا ہوا کہ
بندۂ مورخ کو اس امر سے اطلاع نہین اور ضامن اُسکے وہی دونون صاحبان
مذکورہ ہوئے اور یہ ظلم تعدی کہ سراج الدولہ نے بی بی گسیٹی دختر مہابت جنگ
وغیرہ لواحقین پر کئی تہہ وہ چند اسکے ہر ایک نے ظاہر کئے۔ جماعہ انگلشیہ نے جو کہ
زور و شجاعت مین اپنا ہمسر نہین رکہتے اور ایسا کون ہے کہ باوجود زور و زر کے
اور میسر ہونے اسباب رزم و بزم خواہان نام و جویائے مرام ترقی نہو اور کوئی ایسا
نہین کہ گو دولتمند ہو اور فارغ حاجتون سے اور اوسکو مفت دولت ملے اور وہ
حصول دولت مین ساعی نہو باستماع اس اخبار کے التماس میر محمد جعفر خان اور
راجہ دولبہہ رام کا قبول کر لیا مہیائے رزم سامان جنگ ہوئے لیکن چونکہ اس فرقہ
دانا اور نیز کل عقلا کا نہین ہے کہ بغیر کسی وجہ کے کسی سے آویزش کرین البتہ سراج الدولہ
سے سوال جواب کر کے کوئی سبب پیدا کر لیا ہوگا مگر بندہ مورخ کو اطلاع نہین
اغلب کہ ادائے زر معینہ مین جو درنگ و توقف ہوا ایسی وجہ برہمزنی عہد پیمان مین منضبط
کر لیا ہو کیونکہ سُنا گیا کہ اول تو سراج الدولہ نے بضرورت ایک کرور روپیہ
دینا قبول کر لیا بعدہ اوسکا ادا کرنا دشوار ہوا تھا یا کوئی اور بھی وجہ ایسی ہی
ہوئی ہو یا ان سب در اندازون کے باعث سے ایسی فتور جنگ برپا ہوئی ہون بہر حال بعد قرار پانے
ارادہ جنگ کے کرنیل کلیف ثابت جنگ مع فوج و اسباب موجودہ کے آمادہ رزم
ہوا اور سراج الدولہ اس خبر سے نہایت گہبرایا عجز و عاجزی بہت سی کی مگر کچہہ
سود مند نہوا بیت بسا لے زجور ت جگر خون کنم * بیک ساعت از دل بدر چون کنم

راجہ دولبہہ رام کو مع اکثر فوج کے پلاسی کو بہیجا تاکہ مورچال اور سنگر وغیرہ سامان حرب کی درستگی کرے وہ وہان جاکر ظاہر تو کار سرکار مین رہتا اور مخفی جو ارادہ باطنی تہا اوسکی کوشش اور سعی مین بہت بدل مصروف تہا اور کسیطرح اور کوئی وقت اپنے کام سے غافل نتہا سرداران لشکر سراج الدولہ کو بہی موافق کرنا شروع کیا ہر ایک سے وعدہ مناسب کردیا اور میر محمد جعفر خان نے بہی مع رفقا کے آمد و رفت دربار کی شروع کی شہرہ ہوا تھا کہ بہت لوگ آپ کے طرف آملے کیقدر لوگ سراج الدولہ کے ساتھہ رہے جب کرنیل کلیف کی کلکتہ سے نکلنے کی خبر سراج الدولہ کے کان مین پہونچی جار ناچار گردش بخت سے اور دل شکستہ ششدر حیران اور پریشان بکمال تردد و بہزار نامردی اور بزدلی سے تعصب و بخت سے شکایت کرتا ہوا مع فوج منصور گنج سے کوچ کیا اور فوج معتمد مانند میر مدن بخشی اور راجہ موہن لال دیوان وغیرہ کے پلاسی تک پہونچا ادہر سے کرنیل کلیف ثابت جنگ مع اپنی جماعت اور قلیل فوج تلنگہ کے کہ شاید بہمہ وجوہ کل لشکر دو تین ہزار سے زیادہ باغ پلاسی مین پہونچکر صف آرا ہوا روز پنجشنبہ ۵ شوال سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو آتش کارزار مشتعل ہوئی اور دونو طرف حرب و ضرب زد و خورد نمایان تہی ہر چند بہادران جانبین جوہر نمائی شمشیر سپر نہ تہے چونکہ اہل انگلشی قواعد توپ اور تفنگ مین بے عدیل ہین اسقدر گولیون کی بوچھاڑ کی کہ اونکی صداے تڑپ سے رعد کا کلیجہ چاک چاک اور سرعت بہر ماری سے چشم تماشائیان مانند چمک برق کی مشاہدہ سے خیرہ و تیرہ ہوتی تہی اور قوت شامہ مشاہدہ سے باصرہ پر از خاک تہی میر محمد جعفر خان وغیرہ جو باعث اس کشت و خون کے ہوئے تہے جسطرف کہ مقرر تہے وہان کہڑے تماشا دیکہہ رہے تہے اور میر مدن وغیرہ سرگرم جانفشانی میدان کارزار مین داد جوانی دے رہے تہے شدت توپ سے محل یورش نہین پاتے تہے لیکن آہستہ آہستہ قدم بڑہانے مین کچہہ تقصیر نکرتے تہے تا آنکہ دو تہائی دن کے منقضی ہوے اور میر مدن اور موہن لال دیوان مع ہمراہیون کے باغ پلاسی کے قریب پہونچا بلکہ لوگ کہتے ہین کہ ثابت جنگ نے امین چند سے بدگمان ہوکر غصہ فرمایا اور کہا کہ ایسا ہی وعدہ خفیف لڑائی مین بدعاے دلی حاصل ہوجاے گا اور شاہی فوج بہی

سراج الدولہ سے منحرف ہے وہ سب تیری باتین بر خلاف پائی جاتی ہین اونسی
التماس کیا کہ فقط یہی گروہ دولتخواہ سراج الدولہ کا ہے جو لڑ رہا ہی جسوقت
یہہ مغلوب ہوے جو کچھہ بندہ نے کہا ہی اوسکا اثر ظاہر ہوگا زشتی اعمال سراج الدولہ
کہ اپنے اور بیگانی سے لبسبب نہ سننے نصیحت اور بخیلی کی کہ بہت بدترین اعمال سے ہے اور کار و بار
اوسکے نہایت درجہ کو پہونچ گئے تھے میرمدن جو نہایت دلسوزی سے سراج الدولہ
کی خیرخواہی مین ثابت قدم تھا گولہ توپ سے جانبر نہوا اوس حالت نزع مین
لوگ سراج الدولہ کے حضور مین لائے ایک کلمہ اپنے حسن ارادتکا کہہ گئے جان
شیرین نثار رفافت کی سراج الدولہ اوسکے مرنے سے جیتے جی مر گیا میر محمد جعفر خان
کو طلب کیا اور وہ آنے مین درنگ کرنے لگا سراج الدولہ نے مکرر لوگ بہیجے وہ کمال
تملق اور سماجت سے لے آئے میر محمد جعفر خان مع اپنے متوسلان اور منتشیان
مانند خادم حسن خان اور اوسکے بیٹے میر محمد صادق خان معروف میرن کے حاضر ہوا
یہہ محمد جعفر خان ظاہر مین لبسبب متواتر طلب سراج الدولہ آیا تہا اور باطن مین صاحبان
انگلشیہ سے بخوبی سازش تھی سراج الدولہ نے پس نہایت عجز و خاکساری کی جیساکہ سننے مین آیا
کہ اپنی پگڑی اوتار کر اوسکے آگے رکھدی اور کہا اب ہم اپنی کل خطایون سے پشیمان
ہین اور جو کچھہ کہ آج تک کیا خواہ پسند طبع آپ کے ہو خواہ نہو اب منفعل
اور خجل ہوکر اور اپنے کئے پر نادم و شرمندہ ہوکر حقوق پرورش
مہابت جنگ کو شفیع کرتے ہین اور تمہین اوسی مرحوم کی جگہہ پر سمجھتے ہین امیدوار
ہین کہ قصور بندہ کے معاف فرماکر جو کچھہ لازمہ نجابت اور مقتضاے
حقوق سابق ہو تعمیل کیجئے اور ہماری جان اور عزت کی حفاظت فرمائے میر محمد جعفر خان
نے اوسوقت موقع دیکھکر جو کہ بچاہیی تھا ملحوظ رکھا اور دغابازی سے عرض کیا کہ
الحال روز تمام سے وقت یورش نرہا پیشتر جو لوگ چلے گئے ہین اونہین حکم واپسی
دیجئے فردا انشاء اللہ تعالے بہت مجموعہ ہوا اس لڑائی کا تدارک کیا جاویگا سراج الدولہ
نے کہا کہ شب خون کا خوف ہے میرمذکور نے جواب دیا کہ اسکا ذمہ میرا ہے
شبخون نہین کر سکتے سراج الدولہ نے اپنے دیوان راجہ موہن لال کو جو پیشتر جا کر
مع میرمدن کے جنگ توپ مین مصروف تھا اور اوسکے پیادہ ہر طرف متفرق

ہوکر قابو سے تفنگ اندازی کر رہے تھے حکم بہیجا کہ واپس ہوکر مورچہ پر آوی اوسنے
جواب دیا کہ یہہ وقت مراجعت نہین جو کچھہ ہونا ہے ابھی جلدی ہوجاسے گا اور اگر بندہ
ساودہ ہوا تو بڑا تفرقہ لشکر مین نمودار ہوگا سراج الدولہ نے میر محمد جعفر خان سے کے
طرف بہیج کر کے شورہ کیا خان مرقوم نے اول صلاح کا اعادہ کیا اور کہا کہ ہے اوسیطرح
پر ہوسکتا ہے باقی آپ کو اختیار ہے سراج الدولہ نے نہایت خوف وہراس سے
موہن لال کو باصرار تمام واپس کر لیا بیت چو تیرہ شود مرد را روزگار + ہمہ آن کند کس
نیاید بکار - بمجرد برگشتگی موہن لال کے لشکریون کو عجب طرح کی گھبراہٹ ہوئی اور
تلاطم پیدا ہوا کہ حواس وہوش کسی کا باقی نرہا اور ہر ایک نے ترس
وہول دلی آشکار اکی ہر چند افسر نے پاے ثبات قدمی گاڑا ولکن جملہ پیادہ وسوار بکمال اضطرار
ایک دوسرے کو دیکھہ دیکھہ کر بہاگنے لگا تہوڑی دیر مین ہر ایک نے فرار کی راہ
لی سراج الدولہ نے جب لشکر کا یہ حال دیکہا نہایت خوف سے بخصوص تعلی عدو
سے کہ بہت کم لوگون کو اپنا دوست جانتا تہا نہایت اضطراب سے کوئی گہڑی بہر
روز باقی رہا تہا کہ خود بھی بہاگ نکلا اور ۶ ماہ شوال روز جمعہ کو دو تین گہڑی دن چڑہے منصور گنج
جا پہونچا ہر چند تاکید کی کہ ملازمین اسی مقام مین میری حراست پر مقیم ہون تاکہ تامل کر کے
کوئی راہ نکالے اور اس مرض کے علاج ودوا کی تدبیر مین مصروف ہو اور وہ سودا کہ متمکن
اوسکے دماغ مین تہا دفع کرے پس ان بد دلونکو ہر چند فہمایش کی اور دلداری سے پیش آیا
لیکن کسینے قبول نکیا ہر ایک عذر خواہ ہوا حتی کہ محمد ایرج خان اوسکا سسر بھی جسکے
روبرو سراج الدولہ نے اپنی پگڑی رکھکر کہا کہ خدا کے واسطے اسوقت مین میرا
ہمراہی سے ہاتہہ اوٹہانا نچاہیے اور لوگون کو جمع کر کے بہاگنے ندیجئے اوس نا اہل نے اور کچھہ نہ
معذرت کر کے اپنے گھر چلا گیا سراج الدولہ نے لوگون کی رضامندی کو جیسے خود خواست
مدد خرچ وغیرہ کی کی فوراً حکم دیا کہ خزانہ کہول کر ہر ایک کو عطا کرین اور رات تک خزانہ کہولا
رہا اور لینے والون کے ہاتہہ دراز رہے اوس رات کو جسکا جسقدر ہاتہہ پہونچا خزانہ
اوٹہا کر اپنے گھر لیگیا مگر کوئی کام نہ آیا سچ ہے جیسا کہ کہا ہے - ابیات صاز و مندی
بکن بر کہان + کہ بر یک نمطی نماند جہان + مبر گفتمت پاے مردم زجاے + کہ عاجز شوی
گر در آئی ز پاے - دل دوستان جمع بہتر کہ گنج + خزینہ تہی بہ کہ مردم برنج + مینداز در پاے کار کسے

کہ افتد کہ در پایش افتی کسے * عدو را بکوچک نباید شمرد * کہ کوہ گران دیدم از سنگ خرد
* نہ بینی کہ چون با ہم آیند مور * ز شیران جنگی بر آرند شور * نہ موی کہ ز ابریشمی کمتر است
* چو پر شد ز زنجیر محکم تر است — اب اسوقت کی زر افشانی سے کیا ہوتا تھا پہلے
خبر نلی جب ضعفا کی دل آزاری کرکے جمع کیا تھا القصہ سراج الدولہ نے بے یار
و مددگار تمام روز منصور گنج مین بسر کیا اور ہفتم شوال شنبہ کے شب کو جسقدر کہ
ممکن تھا جواہر و اشرفی مع لطف النسا اور نیز دیگر عورات کے جنکو دوست رکھتا تھا
رتھ اور میانہ کے سواری مین ہمراہ لیکر آخر شب کو گھر سے بر آمد ہوا از راہ نادانی
اور احمقی اور جہل کے خشکی کی راہ چھوڑ کر بھگوان گولہ کی راہ لی اور وہان سے کشتی پر سوار ہوکر
عظیم آباد کی راہ لی اگر کچھہ بھی قوی دل ہوکر مع جماعہ ریزہ کے جنسے گمان رفاقت تھا
پیغام بھیج کر اونکو بلانا اور اونکی تسلی دلجوئی اور داد و دہش سے مطمئن کرتا اور
جتنا کہ خزانہ ہنگام جنگ سپاہ کو دیا تھا ویسا ہی یہان بھی دیتا اور
براہ خشکی روانہ ہوتا اکثر لوگ بطمع اور نیز حقوق قدیمہ کے اوسکے ہمراہ ہوجاتے اور
چند ہزار جرار سے باہر نکلجانا تو کوئی راستہ مین مزاحم نہین ہو سکتا تھا بلکہ ہر منزل
و مقام پر لوگ رفیق ہوتے جاتے اور کثرت ہمراہی ہوتی جاتی لیکن کسکی مجال اور تاب
اور قدرت و توانائی کہ تدبیر اور زر سے دفع گزند تقدیر کرے اور کیا مقدور
کہ تقدیر کے کارخانے مین دخیل ہو غرض سراج الدولہ نے بجرہ اور کشتی پر عظیم آباد
کی راہ لی — قبل اس ماجرا کے بروقت سننے خبر عزیمت انگلشیہ کی اپنے مقابلہ مین
سنکر ایک قطعہ خط بنام موسیو لاس رئیس فرانسیس کے لکھکر کمال اضطراب اور
عجلت مین بھیجا تھا اور وہ خط اوسکو پہونچا لیکن موافق ضابطہ الحال ہند کے جب تک
اوسکے خرچ کو راجہ رام نراین کے پاس سے روپیہ وصول ہو بہت عرصہ گذرا بعد
ازان لاس مذکور روانہ ہوا مگر قبل اوسکے پہونچ پانے کے سراج الدولہ کا کام تمام
اور اوسکے آدمیون کو سراج محل کے مقابل سے میر محمد جعفر خان نے پکڑ کے انتقام
کیا تھا موسیو لاس نے سراج محل کے قریب پہونچکر جب یہ خبر پائی کہ سراج الدولہ
کا کام بخیر تمام ہوا اپنی کشتیان عظیم آباد کو لوٹا لین میجر کوٹ جوکہ اب ولایت سے
جنرل ہوکر آیا ہے اوسوقت عمدہ میجری مین کرنل کلیف کے ہمراہ تھا لاس کا تعاقب

درصورت ملاقات اور عدم استطاعت اظہار کے مامور ہوا کرم ناسہ اور بکسبر تک اوسکے پیچھے چلا گیا موسیر لاس ایک منزل پیشتر جاتا تھا آخر میجر مذکور تعاقب کرکے تینون صوبون کے سرحد سے باہر کرکے واپس ہوا

ذکر ہے داخل ہونے میر محمد جعفر خان کا بیچ منصور گنج کے اور جلوس کرنا اوپر سرداری تینون صوبون کی بے تصدیع اور رنج اور گرفتار ہونا سراج الدولہ کا اوسکے نوکرون کے ہاتھہ سے اور خوش رفتار ہونا اسکا بعد پاک کرنے دامن اپنے کے گردون دنیا سے عالم جاودانی مین

قصہ کوتاہ جب میر محمد جعفر خان نے زمانہ کو موافق دیکھا بعد فرار سراج الدولہ کے پلاسی مین توقف کرکے کرنیل کلیف وغیرہ سرداران انگلشیہ سے ملاقی ہوا اور استحکام عہود ومواثیق کرکے جماعہ مذکور کو باہم رفیق کر لیا اور احوال سراج الدولہ کا تو بخوبی جانتا تھا کہ رعایا پر اوسنے نہایت ظلم اور تعدی کر رکھی تھی وہ بیچارہ نہایت عاجز اور پریشان تھے اور اوسنے ان سب کو دم دلاسے سے اپنے طرف رجوع کر رکھا تھا پس ایکروز بدلجمعی تمام کے سینچر کے صبح ہفتم شوال سنہ مذکور کو منصور گنج کے دولتخانہ مین داخل ہوکر اپنے نام کی منادی تمام شہر مین کر دی دیگر منافق سراج الدولہ کے اور نیز طرفین کے سلامت خواہون نے بعد مبارکباد نذر تہنیت ارسال حضور کی اور جو شخص کہ کسیقدر سراج الدولہ سے میل رکھتے تھے اونہون نے بھی اپنا انگشت نما ہونا نامناسب جانکر اطاعت میر محمد جعفر خان اختیار کی میر محمد جعفر خان نے مسند ریاست پر متمکن ہوکر دولت واقبال کی پنج نوبت بلند آوازہ کین اور راجہ دولبہ رام باتفاق انتظام مہام ریاست کرنے لگا اور ضبط وربط اسباب واموال واسطے جماعہ انگلشیہ کے حسب وعدہ کرنے لگا چونکہ خطاب اور القاب مہابت جنگ مرحوم کا اور اوسکی وضع اور تدبیرہ عزیز نہایت خوش تھا اور دلمین آرزو تھی کہ ایسا ہی اپنے واسطے مقرر کرے تو بنا علیہ ایسا ہی ہوا اور درخواست کی برآئی کہ اپنے واسطے شجاع الملک حسام الدولہ میر محمد جعفر خان بہادر مہابت جنگ کا خطاب مہر مین کندہ کرایا

اور شہامت جنگ مرحوم کا خطاب اپنے لڑکے میرن کو عطا فرمایا اور خطاب ہیبت جنگ
مرحوم کا واسطے اپنے بہائی میر محمد کاظم کے مقرر فرمایا اور ممالک محروسہ کے ہر سہ
صوبجات مین اکثر جگہہ خطوط دلجوئی اور استقلال کے بنا بر مصلحت تحریر کر بہیجے اور
اپنے داماد میر محمد قاسم خان کو مع مردمان معتمد کے سراج الدولہ کی گرفتاری
کیواسطے بہیجا اور میر داود اپنے بہائی کو بہی جو راج محل مین تہا نہایت تاکید سے تحریر
کیا کہ سراج الدولہ کی گرفتاری مین جہد بلیغ عمل مین لائے سراج الدولہ کو تو
دام قضا نے اولجہا رکہا تہا جب مقابل راج محل اوس طرف دریا کے پہونچا
داتا شاہ کے تکیہ مین ایک گہڑی کے لئے ناؤ سے اوترا اور کہچڑی پکوانے کا ارادہ اپنے
واسطے اور نیز اور لوگون کے لئیے جنہون نے دو تین روز سے کچہہ نکہایا تہا کیا
تقدیر کے کہیل دیکہئے کہ کہان پہنچ لائی ہے اور قضا کے تماشے پر نظر
کرنا چاہیئے کہ کس دشمن کے ہاتہہ مین لقمہ کرنے کو دیا طرفہ ماجرا اس فقیر
مذکور سے زمانہ دولت و اقبال مین کچہہ ضرر رسانی کی تہی فقیر مذکور کو جو زخم
کہنہ دیرینہ کا خیال ہوا مکاری کی گدڑی بچہا کر نہایت تملق اور دلجوئی سے پیش آیا
اور بطبخ طعام مین اہتمام کر کے استراحت کے واسطے التماس کیا ادہر انہون نے
آرام کا سرانجام کیا اودہر اوسنے کسی مستعجل کو دشمنون کے پاس بہیجا چنانچہ وہ سب
آگاہی پاتے ہی یہہ مژدہ خدا کی طرف سے سمجہکر بعجلت و سرعت تمام
مانند میر داود اور میر قاسم خان مع ہمراہیون کے آپہونچے اور سراج الدولہ کو مع
عیال و اموال کے جو کچہہ پاس تہا گرفتار کر کے شادمان لوٹے بیت ہمینت بسند است
اگر بشنوی ✦ کہ گر خار کاری سمن ندروی + الغرض جب سراج الدولہ نے مکافات
کو بچشم پیش نظر دیکہا جن لوگون کو قابل خطاب نہین جانتا تہا اونکے عتاب کا
متحمل ہوا ہر ایک سے اپنی جان کی شفاعت چاہتا تہا میر محمد قاسم خان نے اوسوقت
مین صندوقچہ زیور لطف النسا کا جو کہ لاکہون کو سفت تہا وعدہ وعید سے لے لیا
اسیطرح سے جسکو جو ہاتہہ لگا لے گیا اور لوگون نے بہی لوٹ کہسوٹ مین
حتی الامکان کوتاہی کرنے مین دست کوتاہ نکیا موہن لال جو کہ سراج الدولہ کی دیوانی مین ترقی
کی لیتا تہا اور افتخار اور اقتدار کی اینٹہ تہا زیادہ موجب عناد و عداوت کا ہوا قبل گرفتاری اپنی

خداوند نعمت کے مقام مرشد آباد مین گرفتار ہو گیا تھا اور میر محمد جعفر خان نے بنظر
رضاے راجہ دولبہ رام کے اس شخص کو حوالہ راجہ مذکور فرمایا تھا ظاہرا اوسکا
اندوختہ راجہ دولبہ رام کے ہاتھ لگا اور اوسکی جان بھی اسی کشمکش مین مفارقت کر گئی
اور سراج الدولہ بروز یکشنبہ پندرہوین شوال سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو اپنے نوکرون کی
قید مین مرشد آباد آیا جب خلق احمد نے اوسکو اس حال مین دیکھا اور اوسکا جاہ
واقبال صغر سنی کی نازپروری جوانی کا شوکت وجلال یاد آیا پرانی صیبتین اور
تکلیفین بھول گئے رحم آیا رہائی کے درپے ہوئے لیکن مقتدر لوگون نے جنکو دستگیری
کی طاقت حاصل تھی بطمع موعود اس نظر رحم سے آنکھہ چرائی بیچاری ناتوان اپنے
جی کی جی ہی مین لیکر رہگئی میر محمد جعفر خان نے بدعوی مسند نشینی کے اپنی قرارگاہ و
اقامت منصور گنج مین پسند کی اور میرن کو جو اکبر اولاد اور شاہ خانم ہمشیرہ حقیقی
مہابت جنگ کے بطن سے تھا اپنی پرانی حویلی جعفر گنج مرشد آباد مین بھیجدیا
یہہ شخص باپ سے زیادہ جور وجفا مین آمادہ تھا خدا ناشناسی اور حق نمک دشمنی
اسکے خمیر مین تھی اور ستم اور عداوت دلمین بھری ہوئی اور کیونکر یہ خون سراج الدولہ
اسکے ہاتھ سے نہوتا کہ خداوند کریم کو اس بدبخت کا نامہ اعمال بدی سے
بھرنا تھا اس سبب سے قتل وسزا ظلم وجفا مین مصروف رہتا اور
نامقبول تھا اعمال ناسزا کے تعمیل مین نہایت جلدباز تھا اور جبکہ
سراج الدولہ کے پہونچنے کا حال سنا بصبر وطلب کر کے قید فرمایا اور
رفقا سے جو ایلان قتل ہوا شجاعت سو جو نجیب زادہ بادہ سرشار رکھتے اس کا بدمو
بر سر انکار ہوئے آخر الامر محمدی بیگ نے جو بد وشوری سے نمک پروردہ مہابت جنگ
کا تھا اور سراج الدولہ کی ماں یا دادی نے کسی بیگس کی لڑکی کو پالکر اسکو شوہری بعقد
اس شقی ازلی کے ساتھ بیاہ دیا تھا یہ سب احسانات آقاے ولی نعمتون کے
فراموش کر کے اس شقاوت وسفاہت کو اختیار کیا اور دو تین گھڑی قید ہونے کے بعد
سراج الدولہ کے قتل پر گیا جو سراج الدولہ نے دیکھا کہ یہ احسان فراموش
[illegible] دیکھا کہ میرے قتل کو آیا ہے اسنے اقرار کیا تب اوس [illegible]
[illegible] ہوکر کہا کہ [illegible] نہین ہوتی [illegible] مین [illegible] زندگی [illegible]

پھر اوسنے کہا نہین البتہ حسین قلیخان کے خون ناحق کے انتقام مین قتل ہونا چاہیے
جلاد مذکور کافر بد کیش احسان فراموش نے تیغ بیدریغ کھینچکر چند ضرب پیکر نازنین
پر مارے پس زمین پر گر کر کہا بس ہے کہ کار من تمام شد و انتقام بانجام رسید اور جان
شیرین نے کالبد خاکی سے مفارقت کی اسوقت اس کمبخت نے تلوار کو میان
مین کر لیا اور اوسکی لاش کو ہودج فیل پر رکھکر بطور تشہیر کے شہر مین گھمایا
کہتے ہین کہ فیلبان نے جسجگہ کہ سراج الدولہ نے حسین قلیخان کو ذبح کیا تھا
بدون ارادہ ضرورتاً ہاتھی کو روکا اور سراج الدولہ کے خون سے چند قطرہ اوسی
سرزمین پر ٹپکے فاعتبروا یا اولی الابصار نظم چنین بود گردیدن روزگار * سبک سیر
و بدعہد ناپایدار * منہ بر جہان دل کہ بیگانہ ایست * چو مطرب کہ ہر روز در خانہ ایست
* نہ لایق بود عیش با دلبری * کہ ہر بامداد ش بود شوہری * بر مرد ہشیار دنیا
خس ست * کہ ہر مدتی جای دیگر کس ست * نکوئی کن امروز چون دہ تراست
* کہ سالے دگر دیگرے دہ خداست * اگر گنج قارون بدست آوری * نماند مگر
آنچہ بخشی خوری * الغرض جسوقت اوسکی لاش تشہیر ہوتے ہوتے اوسکی مان
کے دروازے پر پہونچی شور غوغا ہونے لگا حال پسر پوچھا لوگون نے تمام سرگذشت
بیان کی کہ اس طرح سے ظلم تعدی ہوئی جب حال پسر سے مطلع ہوئی برہنہ پا
ہوش باختہ دوڑی خادم حسین خان نے اپنے کوٹھے پر جو سر بازار اوسکے
والدہ کے دروازے سے مقابل تماشا کر رہا تھا اپنے پیادون کو حکم دیا کہ اس زن ضعیفہ
بیچارہ کو مع دیگر عورات ہمراہی کے سونٹون سے مار کوٹ کرکے اوسکے گھر کے اندر کر دین افسوس کہ کسطرح کا
ظلم کیا کہ اوسکے باپ دادہ کا پرورده تھا اور اسکو اسطرح بیحرمتی اور ذلت سے قتل کرایا اور اوسپر یہہ
ظلم کیا کہ یون حکم دیا کہ ان عورتونکو مار پیٹ کر اندر کر دین اگرچہ اسکو ہلاک کیا تھا مگر عورتونکو تو دلاسا اور
تسکین دینا چاہیے تھا الغرض جسوقت کہ سراج الدولہ کو لائے تھے میر محمد جعفر خان سوتا تھا اگرچہ از اطمینان تہ سے
اوسکی پیندلی سے خواب سے بیخبر تھی مگر خاص کر اوسوقت کہ نسبت جلوس امارت کی نشہ ہنک جو با الاتی اوسکو
لڑکے نے قتل اسکی کہ باپ کو اطلاع ہو سکا کا متمام کر چیا جب وہ جاگا میرن کو پیغام دیا کہ یا ظلم عزول بقید سے غافل نہ رہنا
اسکے بیٹے نے سنکر جواب بھیجا کہ مین لا علاج بے خبر نہین کہ یہ آپ اپنے امور سے کہ تا ابلی کر کے چھوڑا
لاجیمچکو تھی اوسکے پاس جاتا اوس سے یہ کہتا کہ باپ نے مجھے سوجت الدایہ پیام بھیجا

اور سنے پیشتر ہی اوسکا نام مٹا دیا یارون تم سمجھو مین بھی تو مہابت جنگ کی ہمشیرہ
کا چراغ ہون پس کیونکر ہیچ ایسے امر کے غفلت اور کاہل الوجودی کو کام دون —
خلاصہ یہہ کہ بعد تسلط ارکان دولت کے راجہ رام نراین کو نوشت و خواند شروع
کی کہ دلجمع ہوکر اطاعت مین رجوع ہوا ور وہ بھی زمانہ سازی کے جوابات لکہنے لگا
اور واسطے خلاصی میرزا غلام علی بیگ ولد حکیم بیگ کے بنام راجہ رام نراین کے
لکھکر اپنے پاس طلب کیا مرزاے مذکور حسب الحکم سراج الدولہ کے قید تہا بیچارہ میر
محمد جعفر خان کے پاس آیا یہ شخص سابق سے بہ تقاضاے مناسبت طبعی کے میر محمد جعفر خان
سے ربط اتحاد رکھتا تھا اندنون مین کمال اقتدار سے بنارس کی ایالت پائی ہم لوگ
جو سراج الدولہ کے دل سے دور اور اوسکے قرب سے مہجور و اخراجی ستھے
اور عظیم آباد مین گھر تھا اور صغر سنی سے جیسا کہ چاہیئے میر محمد جعفر خان سے ربط و
ضبط تھا امیدوار ہوے کہ ضرور عظیم آباد کو جاوینگے کیونکہ خانمذکور والد بندہ سے
نہایت اتحاد رکھتا تھا جب بندہ کسی تقریب سے روانہ مرشد آباد ہوتا اول میر محمد جعفر خان
بندہ کی ملاقات کو آتا بعدہٗ بندہ اوسکے بازدید کو جاتا تھا اور میرن بسبب حداثت
سن کے جو بندہ کے ہمعمر تھا خردی کا سلوک کرتا تھا اور بزرگون کی طرح
تعظیم اور تکریم سے مجکو مانتا اور پیش آتا تھا جیساکہ سعادتمندان خرد ہوتی ہین ویسا ہی ہمیشہ
فرط ادب سے میرے روبرو حقہ نہین پیتا تھا علاوہ برین نقی علی خان بندہ کی پھوپھی
بیاہی سے میر محمد جعفر خان کو اوس مرتبہ دوستی تھی جس سے بڑھکر ممکن نہین لہذا اوسکو
یہہ گمان ہوا کہ گویا یہہ دولت اوسکے گھر آسے اگر کچھہ بھی نہو تو نیابت صوبہ عظیم آباد
کی البتہ اوسے ملیگے اسی وجہ سے عرضی مبارکباد لکھکر ارسال کی اور خود بھی بنابر
اعتماد اتحاد میر محمد جعفر خان کے ارادہ معاودت کرکے والدہ اور جمیع اہل و عیال
کو لیکر روانہ عظیم آباد ہوا بندہ اس نظر سے کہ اب میر محمد جعفر خان کے دماغ مین اور ہی
ہوا سمائی اور دلپذیر فکر عشرت کی بدل جاتی ہی اور پہلو لوگ نہایت ذلت مین ہین نیز میر محمد جعفر خان ایسا آدمی نہین کہ
آدمیت کی بو رکہتا ہو اور اوس سے امید ایفاے حقوق سابقہ رکھے جاوے
کسیقدر تامل کرکے بنارس مین ٹھہر گیا اور نقی علی خان کو بھی مانع عجلت ہوا مگر اوسنے نہ
سنا اور مع اخوان و متعلقان کے عظیم آباد آے جب اونکے ورود کی خبر ناظم وقت کو پہنچی

جواب عرضی قلم انداز کرکے راجہ رام نراین سے کے بے خبری پر بڑی ملامت کی
اور حکم دیا کہ نقی علیخان کو مع ہمراہیون کے بنارس لوٹا دے اوسوقت نقی علیخان
کو میری نصیحت یاد آئی اور ندامت اوٹہائی بحسب قسمت میر محمد کاظم خان برادر
میر محمد جعفر خان چند سال سے راجہ مذکور کی بخشگری پر مامور تھا اگرچہ مرد ساده
تہا اور زمانہ سازی اور خوشامد کی باتین مثل دیگر ابناے زمان اوسکو نہین آتی تہین
مگر حق تو یہ ہے کہ بزرگانہ خصلتین خوب رکہتا تھا بندہ کے بہتری بہائی سید علیخان
نے بہی اوسکے پاس جاکر یہہ ماجرا ظاہر کیا کہ راجہ رام نراین نے اپنا چوبدار
بہیجا ہے اور ہم لوگون کے بنارس لوٹ جانے کا حکم تاکیدی دیا وہ اس حال کی
دریافت سے نہایت آزردہ ہوا اور رام نراین کو لکہا کہ ہم ان سے شریک ہین اگر
انکا اخراج شہر سے منظور ہے ہمارے بہی نکالنے کی فکر کرو راجہ مذکور نے نہایت
عذر خواہی کرکے کہا کہ مجہے ان لوگون سے کچہ کام نتہا مگر آپ کے برادر صاحب کی
بموجب حکم یہہ تعمیل ہوئی اوسنے جوابدیا کہ اونہون نے پوچ تحریر کیا ہے
اور سراسر لغویت کی طرف مائل ہوئے ہین اور احسان فراموشی اور یار فروشی اپنا شعار کیا ہے
اوسکا تدارک ہم کرتے ہین تم سے کچہ کام نہین وہ خاموش ہو گیا اور اس
بزرگ نے جو کچہہ اوسکے دل مین آیا زبان قلم کے حوالہ کرکے میر محمد جعفر خان
کو لکھہ بہیجا جب خط پہونچا وہ متنبہ اور نادم ہوکر اپنے ارادہ فاسد سے باز آیا
اور یہ بہیجا کہ برادر عینی سے اور بہی ان لوگون سے بد مروتی کرنے مین مفت رنجش حاصل ہو گی لہذا درگذرا اور سکوت اس امر مین مناسب ہے
متعاقب بندہ بہی پہونچکر اس ماجرے سے مطلع ہوا اور نقی علیخان میرے پہونچنے
سے گہبرایا کہ مبادا میرے پہونچنے سے میر محمد جعفر خان کو نئے سر سے ملال ہو
بندہ نے انکی تشویش دیکہکر دلجمعی کی کہ بندہ اپنے ورود سے رام نراین کو
مطلع کرتا ہے اگر اجازت دے مستقیم ہون ورنہ ابہی واپس ہوتا ہون پس
رقعہ لکہکر روانہ کیا راجہ نے کمال خوشی مین جواب تحریر کیا بلکہ ملاقات کے
واسطے طلب فرمایا اور اقامت کی اجازت عطا فرمائی بندہ مع برادران اور
والدہ کے مقیم ہوا کبہی کبہی راجہ مذکور کے دربار مین آمدورفت کرتا تہا تا آنکہ حاجی علیخان
غلام صولت جنگ مرحوم کے شورش کا غلغلہ پیدا ہوا کہ باتفاق اچل سنگہ کا بیتہہ

دیوان شوکت جنگ نے جو پورنیہ مین خروج کرکے ولد موہن لال یا اوسکے نایب کو مقید کیا اور خود وہان کی حکومت کرنے لگا اور نیز خبر آمد آمد میر محمد جعفر خان کی مرشدآباد سے گرم ہوئی اور خوب معلوم ہوا اور دریافت ہوا کہ میر محمد جعفر خان بارادہ اطفاے نائرہ فساد اور تسخیر عظیم آباد کے عازم ہوے ہین جسکی تفصیل آیندہ تحریر ہوتی ہے۔

میر محمد جعفر خان کی عزیمت واسطے گوشمالی حاضر علیخان اور دیگر انتظام عظیم آباد اور تالیف راجہ رام نراین وغیرہ کے

جب مرشدآباد مین انقلاب عظیم اور فترت جسیم برپا ہوئی ہر ایک اپنے اپنے خیال مین مصروف ہوا راجہ رام نراین کو بھی پہلوان سنگہ اور راجہ سندر سنگہ وغیرہ نے یہ دلالت اور ترغیب دی کہ اسپنے ولی نعمت اور خداوندزادہ کے انتقام پر لشکرکشی کرے مگر توفیق وجرات نے رفاقت نہ کی ہرچند میر محمد جعفر خان کے طرف سے اکثر اندیشہ رکھتا تھا مگر مصالحت مین زمانہ سازی کرتا رہا ایک روز میر محمد کاظم خان برادر میر محمد جعفر خان مع اپنے ہمراہیان کے جو کہ ایک جمع غفیر تھا بے خبر اور غیر وقت اول صبح کو رام نراین کے باغ مین داخل ہوا بے کہے سے بے شنے مانند بلاے ناگہانی اور قضاے آسمانی رام نراین ایسے حرکات اور جرات اور دلیری بے وقت سے متوحش ہوکر دوسرے باغ کی عمارت مین جو اوسکے ضمیمہ مین بنا تھا جا بیٹھا اور اوسکے ہواخواہ بھی وہان مجتمع ہوگئے اور گلہ اس طرح کے آنے کا کیا اور رام نراین نے بھی عذرخواہی کی اور اس امر کی معذرت کہ اسوقت ملاقات نہوگی زبانی کسی شخص کے کہلا بھیجا اور میر محمد کاظم خان اور اوسکے بھائی سے بدگمان ہوکر اپنی مجلس مین انکی شکایت کرنے لگا تا آنکہ میر شرف الدین جماعہ دار جو کہ شجاع الدولہ اور سرفراز خان کے ملازمین مین تھا اور بعد اونکے مہابت جنگ اور سراج الدولہ کا رفیق رہا اور نیا رفیق میر محمد جعفر خان کا ہوا تھا اور مسمی گینڈا مل جگت سیٹھہ کا گماشتہ رام نراین کے دلجوئی مین مع مراسلات کے میر محمد جعفر خان کے لشکر سے پہونچا اور حاضر علیخان جو صولت جنگ مرحوم کا درم خریدہ اور اوسکا داروغہ دیوانخانہ تھا بعد گذشتہ ہونے شوکت جنگ اور تسلط پسر موہن لال کے سراج الدولہ کے طرف سے پورنیہ مین بسر کرتا تھا اور نیز اچل سنگہ کایتھہ دیوان شوکت جنگ نے خلف موہن لال کی عہد مین

پرگنہ تاج پور اور سری پور اور گونڈوارہ اور گنڈھہ گولہ وغیرہ کا متعہد ہوکر زر و نام حاصل کیا تھا پورنیہ کی سپاہ اور رعایا صولت جنگ کی عہد سے جسکو البتہ نو برس منقضی ہوے دونون سے نہایت معرفت اور رجوع رکھتے تھے لہذا ہر دو کو کچھ سمجھتے نہ تھے پورنیہ کے لوگ مانند رعایاے بنگالہ کے نہایت نامرد اور ہر شخص کے مطیع ہوتے ہین حاضر علیخان اور اچل سنگہ نے نہایت سفاہت سے وہان کی سپاہ کو متفق کرلیا اور نایب موہن لال دیوان سراج الدولہ حاکم پورنیہ کو قید کرلیا اور حاضر علیخان کو مسند ملی اور اچل سنگ اوسکا دیوان اور مدار المہام ہوا فی الحقیقت حاضر علیخان کو نام کے واسطے مقرر کیا باقی کل کار و معاملات اوسی ہندو کے اختیار مین تھے میر محمد جعفر خان کو چونکہ رام نراین نایب ناظم عظیم آباد پر اعتماد نتھا وہان کا جانا اور از جانب دلجمعی بہم پہونچانا مناسب سمجھتا تھا کہ اپنے ہی راے پر کاربند تدبیر ہو لیکن خدا تعالے کو منظور نظر نہ تھا کہ اس عرصہ مین پورنیہ کے بھی یورش کی خبر آئی لاچار دو توجہہ کے انتظام کو باگ اوٹھائی اور پریشانی حاصل ہوئی کہ بیان اوسکا طول چاہتا ہی اصل یون ہی جیسا کوئی کرتا ہی ویسا ہی پاتا ہی واقع ماہ صفر ۱۱۷۱ہجری بنوی کو نہضت کرکے داخل معسکر ہوا اور اپنے فرزند میرن کو مرشد آباد مین نایب رکہا اول منزل مین میدان بھمنا مقام ہوا میرزا محمد مہدی برادر حقیقی سراج الدولہ سے جو کہ قید سخت مین تہا اندیشہ ناک ہوکر حکم قتل صادر فرمایا مشہور ہے کہ اوس بیچارہ کو تختون مین جو کہ شال دوشالہ پر لگا کر باندہتے ہین شکنجہ کیا اور اوسی کشاکش مین مرغ روح نے دام سرزنش سے رہائی پائی اور یہہ بھی سنا گیا کہ زہر قاتل سے مسموم ہوکر مرا تہا خواہ اسطرح سے اوسکی روح نے تن کو چھوڑا خواہ اوسطرح سے زہر دیا گیا وبال اس بیچارہ بیجرم کا اس شقی کی گردن پر رہا اور بعض معتمدین کہتے ہین کہ اسکے قتل کا سبب راجہ دولبھہ رام کا انحراف ہوا جو کہ اندک مدت مین صحبت ہمدگر ناچاق ہوئی شاید سبب یہہ ہے کہ راجہ دولبھہ رام چونکہ متعہدی عمدہ مہابت جنگ اور مثل راجہ جانکی رام کا فرزند تھا اور اپنے آقا کے عہد مین صاحب پالکی جھالردار اور نوبت کا تہا اور میر محمد جعفر خان نے اسکے زیر سایہ حمایت رہکر جزاے خیانت بخشی گری سے حفظ پایا سپاہ پر احسان رکھکر خود نفع اوٹھائے راجہ مذکور اپنے جان و آبرو کے خوف سے جو سراج الدولہ کے جانب سے تہا اول میر محمد جعفر خان سے شریک ہوا اور آخر کار اپنے دل مین میر جعفر خان کی اطاعت سے نادم ہوکر میرزا مہدی کی فکر مین

ہوا بلکہ بعض کو حقیقۃ تحریر کیا کہ سراج الدولہ کے رہائی کو جسطرح ممکن ہو مجھ تک پہونچا وین اور
میر محمد جعفر خان سنے جو دیکھا کہ رجوع سپاہ کا رقعہ دولبھہ رام کی طرف ہی اور فراوانی زر بھی گرہ اوسکی
مضبوط ہی اوس بیچارہ کی قتل کا روادار ہوا بہرحال اسکو قتل کرکی اپنی زعم مین فارغ البال ہوا میرن مذکور نے
اسپنے تئین بجاے شہامت جنگ کے سمجھکر اوسکے عملہ کو اپنا عملہ بنایا چنانچہ حاجی مہدی مرحوم
کو داروغہ دیوانخانہ اور راجہ راج بلبھہ بنگالی جہانگیرنگری کو دیوان مقرر کیا خادم حسن خان
جوکہ اسپنے قرابت کا نام میر محمد جعفر خان سے مشہور کرتا تھا حقیقت مین کچھہ نتھا کیونکہ اوسکی
قرابت کی صورت یہ ہی کہ سید خادم علیخان ولد خادم حسن خان میر جعفر خان کے
خواہر کا شوہر تھا اور خادم حسن خان اوسکے بطن سے نہین بلکہ دوسرے کسی
عورت سے جو کشمیری تھے پیدا ہوا اسوجہ سے اوسکی خواہرزادگی مین مفاخرت کرتا تہا
اور بواسطہ پیوند قرابت اور یگانگیت اوسنے میر محمد جعفر خانکی ساتھ بسبب امارت اور حکومت
کے قرار دی تہی والا جیسا کہ بندۂ مورخ نے لکہا ہے اوسیقدر ہے کچھہ اُسکی اصل نہین ہی
اور یہ ہر مجلس مین میر محمد جعفر خان کو ماموں کے لفظ سے یاد کرتا البتہ بعض مناسبت مزاج
اور ہمسنی تھا اس سبب سے آغاز جوانی سے تماشا بینی اور عیاشی مین دونو باہم شریک تھے
اور جو کام کہ کرتے تہی اور مطعون زبان خواص وعوام ہونے کے ان دونو کو ربط ضبط تمام تہا
لیکن یہ شخص میر محمد جعفر خان کے نسبت نہایت عیار اور حساب کتاب مین ہوشیار اور
سبکسری اور ہیچمغزی مین غالب اور حرکات بوطاینہ زیادہ رکھتا تہا چونکہ صولت جنگ مرحوم
کے نوکری مین مدتون پورنیہ مین رہا اور وہان کے داخل و مخارج اور راہ ورسم سے
بخوبی ماہر تھا وہان کی حکومت کا آرزومند تہا اور اوس رفاقت کی عوض مین جو
بروقت خوف سراج الدولہ کے میر جعفر خان سے ہو گئے تھے اور فی الحقیقت اوسیکی
پناہ مین بسر کیا کیونکہ سراج الدولہ خادم حسن خان سے بھی بدگمان اور اوسکے ایذا
اور اخراج کا خواہان تہا توقع رکھتا تھا کہ چون خداوند تعالے نے تمکو یہ ملک و دولت
عطا فرمایا ہے گوشہ پورنیہ بندہ کو عطا ہو۔ جب حاضر علیخان کا ہنگامہ شروع
ہوا اور میر جعفر خان اطفاے نائرہ فساد کو برآمد ہوا خادم حسن خان نے جو زر
سعد بود و کہا تھا اسباب امارت بقدر حاجت آراستہ کرکے میر جعفر خان سے
جاملا اور بشرط عطا کرنے حکومت پورنیہ کے اس شور و فساد کے فرو کرنے کا

کہ متعہد ہوا میر جعفر خان جو ہمیشہ کا آرام طلب اور مدہوش تہا خصوص اسوقت مین کہ دولت و اقبال نے سازگاری کی اور عظیم آباد کا معاملہ پورنیہ سے زیادہ جانتا تھا لہذا راضی ہو گیا خدمت پورنیہ کی خلعت عطا فرمائی اور میر محمد کاظم خان رسالہ دار قدیمی مہابت جنگ کو جو بندہ مورخ کا قرابتی ہے چنانچہ ذکر اوسکا لڑائی شوکت جنگ اور سراج الدولہ مین تقریباً مورخ لکھ چکا ہے اور اب بالفعل میر محمد جعفر خان نے بنا بر تالیف قلوب افزایش رسالہ اور بعض افواج بخشیگری پر زیادہ کرکے خادم حسن خان کی مددپر مقرر فرمایا—

ذکر ہے جانے خادم حسن خان کا پورنیہ مین اور حاضر علیخان پر فتحیاب ہونا اور مجملاً وہان کی سرگذشت

میر محمد جعفر خان خود تو راج محل مین مقیم ہوا خادم حسن خان کو پورنیہ روانہ کیا اوسنے فوج و اسباب آراستہ اور پیراستہ کرکے عبور گنگا کیا اور اپنی مہر خاص سے مراسلات بنام روسا سے سپاہ اور رعایا ے پورنیہ کے جنکو وہ شناس رکھتا تھا متضمن وعدہ وعید اور تالیف قلوب تحریر کئے حاضر علیخان اور اچل سنگھ مغرور بلحاظ اژدحام چھ سات ہزار پیادہ برق انداز اور دو تین ہزار سوار پیادہ کے جو کہ بمنزلہ رعایا اور اوس دیار کے تاثیر آب ہوا سے چین اصلی رکھتا تہا بارادہ مدافعہ خادم حسن خان کے جاے مناسب پر سنگر اور مورچے بنوائے اور رتن پان نامے نجومی نے اپنے علم کی زور سے اوسکو فتح و ظفر کا نوید بہیجکر اطراف مورچال کے بتجویز خود مقرر کردی اور حاضر علی خان مع دیوان اور سامان فوج وغیرہ کے سنگر مین جا ٹہرا رفقا کو زر و مال دیکر تالیف قلوب کی جب خادم حسن خان قریب آیا دو نو طرف خوف چھایا خادم حسن خان نے خود استمداد فوج کی میر محمد جعفر خان سے کہا اور جلد عرضی لکھکر اطلاع کی کہ حسب وعدہ کیقدر فوج اعانت پر روانہ کیجاوے سپاہ پورنیہ کے قلوب مین تزلزل پیدا ہوا کیقدر براہ فرار متوجہ ہوئی اور کثیر التعداد کو خوف کہا کہا کر اپنے گہر کی راہ لینے لگے تا آنکہ جماعہ حاضرین مین قلت ظاہر ہوئی میر محمد جعفر خان نے

حسب تقرر میر محمد کاظم خان کو خادم حسن خان کی مدد پر بھیجا یہ شخص نہایت عیار تھا
اور ہمیشہ طرز و اطوار جنگ و جدال سے بخوبی واقف کار اور تسلی و تشفی دینے مین مردمان
فوج کے بہت چالاک و طرار اور بذات خود بھی مستعد و آمادہ لڑائی ہو جاتا تھا ایسے
ایسے سبب سے جملہ سوار و پیادہ اس سے نہایت رضامند تھے سالار و سپاہ پورنیہ
کی اضطرابی سے ماہر ہو کر مقابلہ مناسب سمجھا تاکہ بے اعانت دوسرے کے
نام پیدا کرے لہذا قبل اسکے کہ میر محمد کاظم خان پہونچے اپنی فوج کو آراستہ کر کے
بعزم جنگ سوار ہوا جب خادم حسن خان مع فوج کے پدید ہوا حاضر علیخان کی سپاہ الٹی جو اول
سی بیمناک ہو رہی تھے بے لڑے بھڑے صورت کی دیکھتے ہی گریزان ہوے حاضر علیخان عاجز
و حیران ہو کر باہر چلا گیا ظاہرا ان ہر سہ صوبہ کے حدود سے نکلکر کسی جگہہ پر جا کر سر اوٹھایا
اور عالیجاہ میر قاسم خان کے عہد مین دوبارہ آکر قید ہو گیا پھر کچھہ اوسکا پتا نہین ملا
خادم حسن خان داخل پورنیہ ہو کر خانہ معمورہ صولت جنگ مین مقیم ہوا حکم دیا کہ
تفحص کر کے اچل سنگھ کو حاضر کرین وہ احمق اس نظر سے کہ بندہ تو متصدی ہون مجھسے کیا واسطہ
بدنامی حاضر علی خان کے نام ہے غائب نہوا تھا گرفتار ہو گیا خادم حسن خان نے جمع خرچ
کا کاغذ لیکر جس شخص نے کچھہ بھی پایا تھا اوس سے واپس لیا اور اکثر فراریون کو بیعزت
کر کے جسقدر کہ اونہون نے پایا تھا اوس سے المضاعف واپس لیا اور جیسا جی چاہا
اور خاطر مین آیا ویسا طور اور وضع پیدا کر دکھایا اور پاس خاطر کسی شریف و رئیس کا کچھہ بھی نکیا
لوگون کو طعن اور کنایہ سے جسقدر ہو سکا رنجیدہ کیا اسی ضمن مین میر محمد کاظم خان پہونچا خادم حسن خان
سے ملاقی ہو کر بعد چند روز کے مرخص میر محمد جعفر خان سے آملا اور خادم حسن خان اپنے
ملک کے انتظام مین مصروف ہوا چند مہینے کے بعد رتن پان منجم جو کہ مواضعات عطیہ
صولت جنگ اور سیف خان کے تعلقہ پورنیہ مین رکھتا تھا اس گمان سے کہ منجمون
کا یہی کام ہے کہ دولتمندون کو احکام دروغ نجوم سے خوشنود کرین بیخوف تھا
کہ خادم حسن خان کو مجھسے کچھہ عداوت نہوگی اوسکے پاس جا کر موافق ہوا خادم حسن خان
نے بمجرد پہونچنے کے استہزا شروع کیا کہ اے رتن پان اچھی ساعت مین
گھر سے نکلے ہونگے اوسنے جواب دیا کہ نواب صاحب ہمارا کام یہی ہے جب کہ
دوسرون کے واسطے تنقیح ساعت کرتے ہین تب اپنے حق مین کیون قاصر ہونگے

اوسکو کہا کہ حاضر علیخان سکے واسطے بہی ساعت سعد بتلا کر لڑوایا تہا اس کلام سے شخص مذکور منفعل ہوا بمجرد شرمندگی کے اوسنے حکم دیا کہ اوسکی ناک کاٹ لو تا کہ اوسکی خود بینی لوگون پر ظاہر ہو بمجرد حکم تعمیل ہوئی اور میر محمد جعفر خان سنے مع کل لشکر کے عزیمت عظیم آباد کی۔

ذکر ہے نہضت کرنے میر محمد جعفر خان کا راج محل سے عظیم آباد کو اور راجہ رام نراین کا موافقت کرنا کرنیل کلیف وغیرہ سے اور محفوظ رہنا اوسکے شر و فساد سے اور پہر واپس آنا میر محمد جعفر خان کا کمال مسرت سے

جب راجہ رام نراین کو اوسکے عزیمت کی خبر ملی نہایت پریشان ہوا اور یہ سمجہا کہ بہتری بہلائی فرقہ انگلشیہ کے موافقت مین ہے کیونکہ میر محمد جعفر خان اور اوسکے توابعین کے قول و فعل کا اعتبار نہ تہا اور یہہ بہی جانتا تہا کہ یہہ سب محسن کش ناقدرشناس ظالم خدا ناترس ہین کچہہ اپنے قول و فعل کا انکو خیال و پاس نہیں ہے جو اطوار تو دولتان بدکردار کے ہوتے ہین اور بد وضع جس طور پر اور روش پر قدم دہرتے ہین ویساہی یہ سب ہمیشہ کرتے ہین لاچار گنیڈا مل کو اپنا وکیل بنا کر کہا کہ حسب خواہش کرنیل کلیف کا دستخطی اور مہری خط میری واسطے لا دو تا کہ بندہ مطمئن ہوکر اوسکی خدمتمین حاضر ہوا اور مسودہ درست کرکے اوسکے حوالہ کیا گنیڈا مل سنے میر جعفر خان کے پاس جاکر عرض کیا کہ راجہ مذکور بلا توسل صاحبان انگلشیہ کے حاضر نہیں ہوتا اگر انکی طرف سے کوئی خط دستخطی اور مہری اوسکو ملے تو البتہ مقدمہ جلد فیصلہ ہوتا ہے اوسنے جواب دیا کیا مضایقہ گنیڈا مل سنے منشی سے ملکر مسودہ درست کرا کر دکھلایا جعفر خان چونکہ چندان خط و سواد نرکہتا تہا اور نیز نشۂ بنگ علاوہ اوسپر کہ سستی اور کسل لازمہ اس نشہ کا ہے بعد طعام کے کسیطرف متوجہ نہیں ہوتا تہا اوسی وقت وہ مسودہ پیش کیا عذر بیدماغی کرکے متوجہ دیکہنے اور پڑہنے کا نہوا کہا مضمون اوسکا زبانی کہو اونہون سنے اوسکا مضمون حسب مرضی عرض کیا پس پروانگی دی کہ کرنیل کلیف سے لکہوا لاؤ گنیڈا مل سنے جلد جاکر کرنیل کلیف سے موافق مسودہ خط لکہوا لیا اور کرنیل سنے مسودہ اپنے پاس رکہہ لیا اوسکا مضمون یہہ تہا کہ آپ دلجمعی سے آوین جان و مال و آبرو اور عزت

سے کے حفاظت اور عدم تعرض محاسبہ میرے ذمہ ہے گینڈا مل وہان سے عظیم آباد
گیا اور راجہ رام نراین کو خط پہونچا کر مطمین کر دیا تب راجہ نے ارادہ استقبال کر کے
اور اپنی حمایت اور حفاظت صاحب موصوف کو جانکر اور اطمینان قلبی اور آرام دلی حاصل کر کے
اور ساعت نیک دیکھکر نقل مکان کیا بندہ کو کہ تالیف قلوب کر کے اغلب اوقات خواہان
ملاقات رہا کرتا تھا ضرور ہوا کہ اوسکے ساتھہ مدارا کیا جاوے لہذا جس مکان مین
کہ اوسکا یا تراب ہوا تھا اور دو روز مقیم رہا تھا گیا اور رقعہ مختصر لکھکر اوسکی ہاتھہ مین دیا

مضمون رقعہ

اوسکا حاصل مضمون یہ تھا کہ بندہ نالایق سے کبھی کبھی کام آوینگے اگر مناسب ہو
ہمرکاب ہووے اوسی رقعہ پر دستخط کئے کہ ہم بالفعل مشوش ہین لیکن آپ کا
حسن اخلاق ظاہر ہے انشاء اللہ جب باکامدل معاودت ہوویگی آپ کی خدمت
کیجاوے گی بندہ مرخص ہو کر گھر آیا اور وہ اول سید ہا کرنیل کلیف کے پاس گیا
گینڈا مل کے سوا جو لوگ کہ نامحرم تھے اونہون نے کہا کہ میر جعفر خان کے پاس
جانا چاہیئے انگلشیہ کی ملاقات مین چند قباحات ہین — رام نراین جو کہ مرد عیار تھا
اور ایسے کامون مین بہت ہوشیار تہا مردمان بازاری نکالکہ راہ حیل و فریب سے باتین خالی نہین کرتے
اصلا توجہ انکی اوٹہا نا اور کرنیل موصوف سے جا کر ملاقی ہوا اوسنے کسی سردار کو ہمراہ کر دیا
تاکہ میر جعفر خان کی خدمت مین پہونچا سے یہ امر میر مذکور کو گران گذرا اور کسیقدر ملال
راجہ مذکور کی طرف سے دل مین پیدا ہوا بعد ملازمت کے حکم دیا کہ فلانے طرف ہماری
خیمہ کے رام نراین کا خیمہ ہو چونکہ اب راجہ مطمین ہو گیا تہا حسب الحکم تعمیل کی اور باہم
دو تین منزل سطے کر کے باغ جعفر خان مین جو عظیم آباد کی آبادی سے متصل شرق رویہ
لب گنگا واقع ہے ٹہرے نقی علیخان اور رسید علیخان اور غالب علیخان برادران
بندہ میر محمد کاظم خان کے وسیلہ سے میر جعفر خان کی ملازمت مین مشرف ہوے اور بندہ
نے میر محمد کاظم خان بخشی کے توسل سے جو کہ کسیقدر احسانات سابقہ ثابت جنگ
سراج الدولہ کی اوسکی گردن پر تھے ایک ملاقات درجہ لاچاری کو کی کیونکہ بندہ
کو اوسکے وضع سے ترغیب نہی دو تین مہینے عظیم آباد مین اقامت ہوئی شاید
دو یا ایک مرتبہ دربار گیا تہا اور ہر مرتبہ اوسکی تقریر متوحش سنکر انتشار خواطر

ہوا تھا البتہ اکثر اوقات میر محمد کاظم خان بخشی کے مکان مین رہنا اور دلگی مین عمر گذارنا ہرچند اوسوقت مین عسرت اور تہیدستی بدرجۂ نہایت تھی لیکن یہہ شعر جناب شیخ علی حزین اسکنہ اللہ تعالے سفے اعلے علیین کا ورد زبان تھا ؎ مطرب سماع برکش و ساقی شراب دہ ✣ ایام را بمال و فلک را جواب دہ ✣ میر جعفر خان کو میرزا شمس الدین سے پرانی آشنائی تھی بلکہ عہد سراج الدولہ مین جب میر محمد جعفر خان مضطرب ہوا کسیقدر روپیہ بھی قرض دلوایا تھا اسوقت مین کہ میر جعفر مالک خزائن و دفائن سراج الدولہ ہوا مرزا جی متوقع ہوے کہ حقوق سوابق کی تلافی ہوگی کیونکہ اپنے دل مین سمجھتے تھے کہ جو ہین ہمنے میر صاحب سے کین اگر والد بزرگوار انکے زندہ ہوتے تو وہ بھی شاید کہ اسقدر سلوک انکے ساتھہ کرتے مگر برعکس دیکھنے مین آیا دینا لینا درکنار خلوت مین بار رنیا تا تھا بدین خیال کہ چونکہ مرزا نہایت سنجیدہ خوش طبع تیا ک تھا ایسا نہو فرصت پاکر کلمات کسرشان کی کہہ او ٹھے ایک روز مرزا کو صحبت خلوت اور فرصت ملی میر جعفر خان سنے عذر کیا تاکہ اول سے اوسکی زبان بند کرے کہا کہ مرزا صاحب ہمنے آپ کے احسانات فراموش نہین کئے اور تمہارے احوال سے کسی وقت اور کسی گھڑی غافل نہین ہین لیکن کیا کیا جاوے کہ زر موعود صاحبان انگلش کو پہونچانا اور دیگر ضروریات سرانجام دینا ضروریات سے ہے جسوقت اس مہم سے فراغ ہوتا ہے آپ کی خدمتگذاری سے قاصر نہونگا مرزا کہ دل سوختہ اور تنگی چند ماہ مین اسیر تھا کہنے لگا نواب صاحب بس زیادہ اپنا حال نہ بیان فرمائے کہ مجھے رقت آتی ہے کیا کرون افسوس اور صد افسوس کہ سراج الدولہ نے میرا گھر لوٹ کر بیچراغ کردیا ورنہ مین اسوقتین بھی خدمتگذاری سے مقصر ہوتا ۔ میر محمد جعفر خان کو جواہرات سے نہایت سود تھا کیونکہ مرتین ایک مدت کے ہوس کرتی گذری تھی اب سراج الدولہ کے خزانوں سے ہاتھہ نکالنا نہایت گران تھا چنانچہ دو تو ہاتھہ مین جواہرین سمرن ایک ایک ہاتھہ مین چہ چہ سات سات پہنتا تھا اور مالہ مروارید بھی تین چار گردن مین ڈالتا تھا اسی ہیئت سے اوس روز بھی بیٹھا تھا مرزا نے کہا کہ چند سنگ ریزہ جو دست و گردن مین حمائل ہین آپکی بھی یہ قیمت نہین کہ خود بدولت کے کام آوین ہان انشاءاللہ ہین کہ اگر انہین ہاتھون سے اس مخلص کے طمانچہ لگاتے تو

خوشی میرے دلکو ہوتی ہے چونکہ مرزا سے مذکور بھی جعفر خان کے ہمراہ عظیم آباد آیا تھا
کسی نے جھوٹھی خبر خانصاحب کو پہونچائی کہ مرزا کے لوگون نے کرنیل ثابت جنگ کے
آدمیون سے خانہ جنگی کی ہے اتفاقاً اوسوقت مرزا بھی حاضر ہوا بمجرد
میر جعفر خان نے بہت چشم نمائی کی اور نہایت غصہ اور غضب سے معتوب کیا کہ
کیون جی تمہارے ہمراہی مردمان کرنیل صاحب سے لڑتے ہین نہین جانتے کہ کرنیل کون
ہے اور اوسکا کیا مرتبہ ہے مرزا اسنے کھڑے ہوکر کہا قبلہ گاہا میری کیا مجال کہ کرنیل
صاحب سے مقابل ہون اور کبھی مجھہ سے ایسا نہوگا مین اپنی حقیقت خوب
جانتا ہون علاوہ اسکے آپ میرے ولی نعمت ہین آپ کو اونکا لحاظ و پاس
خاطر اسقدر ہے پس میری واسطے کوئی طرف نسبت نہین ہے کہ مقابلہ سے پیش آون اور برو ہوون
بندہ خود ہر صبح کو اونکے اوسکی گدھی کو تین سلام کرتا ہے نہ کہ کرنیل صاحب سے گستاخی
کرے اور یہہ گدھی کا اشارہ اوسی احمق پر تھا کہ تم محسن بیوقوف ہو مگر بدولت کرنیل کے
اس رتبہ پر پہونچے ــ القصہ بعد چند روز کے میر محمد جعفر خان نے عیش و نشاط و عیاشی و
خود فروشی سے جب فراغت پائی ارادہ کیا کہ صوبہ عظیم آباد اپنے بھائی محمد میر کاظم خان کو
دیوے راجہ رام نراین سے صوبہ مذکور کی مداخل کا محاسبہ چاہا اونسنے تو اسی دن کو
اندیشہ سے سازش کی تھی جلد اس حقیقت کو کرنیل صاحب سے کہدیا کرنیل نے
میر جعفر کو پیغام ممانعت بھیجا اور سفارش رام نراین کی در پردہ کی گئی اور
میر جعفر خان بسبب وضع معہودہ کے آشفتہ ہوکر بولا کہ یہہ کیا بات ہے کہ رام نراین صوبہ داری
کرے اور میرا بھائی محروم رہے پھر کرنیل نے کہلا بھیجا کہ ہم اسیواسطے اول تمسے مرشد آباد
مین ملتمس ہوے تھے کہ ہم کو ہمراہ نہ لو اور اپنے ملکی مالی امور مین دخیل نکرو کیونکہ ہم جانتے
تھے کہ تمہارے کام ہماری راے کے برخلاف ہون گے اور جب ہم درمیان ہونگے
ضرور دخل دینگے اور اسی وجہ سے ہماری مداخلت معاملات مین موجب ملال
و رنجش ہوگی مگر تمنے کچھہ نمانا آپ کہ ہمراہ لائے اور علاوہ خط کے مضمون عہد و پیمان
ہمارے مہر و دستخط سے لکھوایا کیونکر خلاف تحریر و پیمان کے ہو سکتا ہے میر جعفر خان
نے تحریر خط سے منکر ہوکر مسودہ طلب کیا کرنیل نے وہی مسودہ بھیجا جب مسودہ پڑھا گیا
میر جعفر نادم ہوکر گنید اول اور منشی سے برہم ہوا وہ بھی رد و بدل میں میر جعفر خان کو ملزم کرتا تھا

خلاصہ یہہ ہے کہ میر جعفر خان کو بجز رضاجوئی کرنیل کلیف اور بحالی رام نراین کی
کوئی تدبیر نہ سوجھی اور اپنے اظہار ارادہ سے نادم ہوکر رام نراین کے دلجوئی
مین مصروف ہوا ہرچند اوسکے دلمین کوئی کینہ اور قصد عزل و نصب ہو
ولیکن خوب سمجھتا تھا کہ مقدمہ ہندوستانیان ناانجام بین نہین ہے
اس امر مین اکثر خلاف صاحبان انگلشیہ ہوگا خدا معلوم کہ طول کہان
تک ہوجاوے اور انجام کار میرا بھی سر اس سودا مین جاوے لہذا
اپنے بہائی کو دیگر مراحم اور شفقت قدیمانہ وحسب طریق بزرگانہ جیسا کہ چاہیے
وعدہ عطایا سے خوشنود کرکے اپنے ہمراہ زمرہ امیدواران مین لے لیا اور
کامگار خان اور میر جعفر خان کی تئین ابتداے تسلط سے بامید آشنائی قدیمہ میر جعفر خان کو
عرایض نیاز ارسال کیا کرتا تھا بامید دادیانے راجہ سندر سنگہ کے مقدمہ مین حسب الطلب
حضور مین آیا اجکل کا وعدہ ہوا کرتا تھا راجہ سندر سنگہ نے اپنے دانائی
سے رام نراین کے توسل مین میر جعفر خان کو بھی مثل دیگر عوام کے جانتا تھا اور
ہان کبھی کبھی دربار مین اوسکی آتا جب رام نراین کا مقدمہ ظاہر ہوا اور اوسکا استحکام بخوبی
ہوگیا کامگار خان بموجب ایماے رام نراین کے اور بموجب مرضی راجہ سندر سنگہ
کے مقید ہوگیا اور عجب مخمصہ مین پہنسا دیکہیے یہہ فلک ایسا شعبدہ باز ہے کہ کسی کو
نہین دیکہہ سکتا ہے اور خوشی مین سامان رنج کے دکہلاتا ہو اور طرح طرح کے غم دکہاتا ہی
میر محمد جعفر خان نے جیسا کہ مذکور ہوا انتظام امور ملکی سے فراغ یاب ہوکر فقراے
قلندر کا ہجوم کیا اور اچہا اچہا طعام کہلوایا اور فی فقیر ایک ایک روپیہ تصدق دیا اور
بعد ازان جشن ہونے کی طیاری ہوئی کپڑے رنگین سینے لہو ولعب شروع کیا اس
عرصہ مین رام نراین نے جو کہ بندہ سے متوجہ تھا در بارہ واگذاشت جاگیرات
قدیم پرگنہ چپلا اور داماے مونگیر اور دیہات بنی نگرا اور مولانگر کے عرض کیا میر جعفر خان
نے دو وجہ سے ایک تو راجہ کے خاطر منظور دوسرے علی نقی خان برادر بندہ
کو جو ہمیشہ دربار مین آمد رفت رکہتا تہا اور میر محمد جعفر خان سے بمقتضاے آشنائی سابقہ
کے توقع عظیم رکہتا تہا اور بالفعل بہی سرکو مصاحبت مین امیدوار کا رہتا چاہا کہ دفع کرے
بس نقی علی خان سے فرمایا کہ صاحب کو اگر اپنے جاگیرات کے بارے مین کچہہ منظور ہو سوال

لکھین تاکہ دستخط کردون نقی علی خان سنے اونکے مافی الضمیر دریافت کرکے سوال پیش کیئے اوسنے راجہ رام نراین سکے نام دستخط کردیئے دونو کو خوشنود رکھا اور چند روز چہل ستون مین آگر رہا اور رسوم ایام ہولی سکے انجام ہوے جب دو تین روز اونکے موسم سکے باقی رہے ریگستان دریاے گنگا سکے درمیان مین جہان ایک چھوٹا سوتا بہتا تھا عبور کرکے سراپردہ برپا کیا اور ہولی کا شور و شور مثل روز محشر قایم کیا اور روز معہودہ سکے آخر روز تک جیساکہ اہل ہند عبیر و گلال اور خاک اوڑاتے ہین اور او پر روے و سر ایک دوسرے سکے خاک ملتے ہین اور اس روز کا اور خاک اوڑانے کا نام دھولینڈی رکھا ہے اسی طرز و وضع پر روز معہودہ تک اوسنے بھی کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا اور یہہ امر بھی جو ہندوستان مین ہے کہ سوانگ وغیرہ بناتے ہین کمال سرخروئی سے ہوا اور بعد خاک بیزی اور رنگ ریزی کی خوبیوں پھر عظیم آباد آیا اور وہان سے عازم مرشد آباد ہوکر اول بہار کے قبرون کی زیارت خصوص شاہ شرف بن یحیے منیری کی مزار کی زیارت کی یہہ شخص ہمیشہ سے آرزوے کباب گوشت گاو روغن سرشف سکے تلے ہوے کھانے کی بہت تمنا کرتا تھا جو وہان سکے تاڑی نوشون کی غذا تھی کھاتا تھا اور کہتا تھا کہ وہان جاکر خاطر خواہ خورد و نوش ہوگی سنا گیا کہ بعد پہونچنے قصبہ بہار سکے سکان قصبہ مذکور سے جوکہ پخت و پز کباب مین شعوردار تھے فرمایش کی اور ہر ایک سنے بنا بناکر حاضر کیا اور بعض سنے اونہون مین سے تحسین و آفرین پائی اور شکر گذار ہوسے۔

کسیقدر راجہ راؤ شتاب راے کا احوال سابقہ سے اور اوسکے عروج کا بیان اس عہد بنیاد دون ناپایدار مین

جب راجہ شتاب راے اول بیوتات نویس خانۂ آقا سلیمان غلام گردی خاندوران امیرالامرا اور خاندان صمصام الدولہ خلف الصدق امیر الامرا مذکور کا تھا اور نیابت قلیل تنخواہ

سے ملازم سرکار گرجی مرقوم کا تھا آخر بنا بر رشد اور تمیز کے جو کہ چیلے اوسکو حاصل تھے
مراتب اعلے پر فایز ہوا صمصام الدولہ کی سرکار کا مدار المہام ہوا جب احوال شاہجہان آباد
کا آشفتہ اور وہان کی وضع کو برہم پایا اوس شہر مین اپنی سکونت لائق حال نہ دیکھی
دیوانی عظیم آباد اور قلعہ داری رہتاس اور خدمت محالات جاگیر صمصام الدولہ
مذکور کو اپنے نام سے لیا اور بوضع شایستہ گذر کرنے لگا بعد ورود میر محمد جعفر خان
عظیم آباد مین آکر اول راجہ رام نراین سے ملاقی ہوا اور اوسکے توسل سے میر محمد جعفر خان
کی ملاقات حاصل کی چونکہ ہوشیار تھا دریافت کر لیا کہ راجہ رام نراین دوسرے
کا دخل اس صوبہ مین بسبب دوستی خواجہ محمدی خان کے جو کہ پیشتر جاگیرات
صمصام الدولہ کی اوسکے سپرد تھین نہین چاہتا ہے اور میر محمد جعفر خان ہر امر سے غافل
ہی لہذا بروقت معاودت میر محمد جعفر خان کے کرنیل کلیف بہادر و ثابت جنگ کی رفاقت
اختیار کی اور تحفجات کے پیشکش کرنے سے اتحاد پیدا کر کے اوسکے ذریعہ سے خاطر خواہ
مراد حاصل کی اور سندا ور احکام اس بارہ مین کہ دخل دلا۔ و مدد کرنے مین مصروف
ہوا بنام راجہ رام نراین کے بمہر کرنیل مذکور اور اسکی وساطت سے میر محمد جعفر خان
کی بھی مہر حاصل کر کے عظیم آباد آیا اور اپنے امور مین جیسا کہ چاہیے دخیل ہوا اور اپنے
حسن سلیقہ ذاتی سے رام نراین کو بھی چند روز مین راضی کر گیا اور راجہ کے دل مین ایسا کھپ گیا کہ
وہ کسی امر مین بغیر اسکی صلاح کے دخل نہ دیتا تھا الغرض ساتھہ کام اور آرام اور احتشام
تمام کے بسر کرنے لگا۔

باقی حکایت معاودت کرنے میر محمد جعفر خان کی طرف عظیم آباد کی کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ کی پاس سے اور اور حالات کا بیان

نقی علی برادر بندہ بپاس اخلاص بھار تک مشایعت میر محمد جعفر خان کی کر کے واپس ہوا اور بندہ کو ہرچند میر کاظم خان
بخشی نے سماجت کی اور کہتا رہا کہ ہمکو واسطہ ناظم وقت اور اوسکی اولاد سے نہو گا مگر کبھی کبھی ایکمرتبہ دربار
جانا پڑیگا پانسو روپیہ مدد خرچ ماہواری آپکو دونگا لیکن منظور نہوا اول تو یہ کہ میر محمد جعفر خان ناقدردان تھا
اوسکی حضور مین جانیکو دل نہین چاہتا تھا جو کہ راجہ رام کی امید تھی بہرصورت چونکہ مقدر تھا بندہ بکیشہ پور تک
میر کاظم خان بخشی اور روح الدین حسین خان کی خیمہ مین جا کر اور دوستوں سے مرخص ہوا جسدن کہ لشکر کا کوچ باڑہ کو اور
میر محمد جعفر خان قصبہ بھار کو عازم ہوا بندہ انیز غریبخانہ کو لوٹ آیا منجملہ سرداران انگلشیہ جو میر محمد جعفر خان کی ہمراہ آئی تھی

مسٹر واچیہ اور مسٹر امیتہ کو امیر عبد اللہ بن میر غلام علی صفوی سے نہایت دوستی تھی اس شخص کی نسبت بادشاہ فلک بارگاہ شاہ اسمعیل صفوی لموسوی جد سلاطین ایران سے ملتی تھی اور شاہ طہماسپ قاضی والد شرف شاہ اسمعیل کا بیٹا ہے ہر وقت قتور ایران کے جو کہ محمد بن شاہ طہماسپ کے عہد مین بسبب عدم اجازت کے واقع ہوئے اور آخر کار اوسکے فرزند اقبال مند شاہ عباس نے اول نہال اعدا کو بیخ و بن سے کاٹا بعدہ بناے جہانداری کو سد سکندری سے زیادہ مستحکم کیا بسبب وجوہات کے جنکا ذکر تواریخ سابقہ مین تحریر ہے وارد ہند ہوا اور اسیر بادشاہ نے اوس سے دغا کر کے قندہار کو جہو تہے وعدون سے کہ ملک سندہ وغیرہ کی واگذاشت کر دونگا لے لیے اور پہنا وعدہ وفا نکیا شاہزادہ نے اپنا سکہ وخطبہ وہان پر رائج کر دیا تھا اپنے فرط غم وغیرت سے مدقوق ہوکر جان بحق تسلیم ہوا اوسکا دوسرا بہائی عبد الرحیم خان خانخانان کا داماد ہو کر نوکری خاندان تیموریہ کی کرنے لگا شہنواز خان اور نوروز خان وغیرہ صفوی نژاد جو ہند مین رہے ہین اور اب بہی خانہ گزین ہین عبد الرحیم خان خانخانان کے داماد کی نسل مین ہین مسٹر واچیہ نے جو کہ اون دنون مین جملہ عظماے انگلشیہ اور مرجع حکام بنگالہ اور عظیم آباد وغیرہ کا تہا سیر عبد اللہ مذکور کی سفارش راجہ رام نراین سے کی اور راجہ نے قبول کر کے درماہہ لائق اور رسالہ ایک سو سوارون کا اوسکے لئے مقرر کر دیا اور اوسکو اکثر امور مین اپنا وکیل و مربی جانتا تہا میر مذکور بہی خلیق اور اکثر اوصاف حمیدہ سے موصوف تہا انشاء اللہ اسکا احوال مقامات مختلفہ پر بیان ہوگا مسٹر اسیت عظیم آباد کی کوٹھی مین اپنی کونسل کی طرف سے مدار المہام مقرر ہو کر صاحب کلان ہوا جو نگہ بندہ سے اور میر عبد اللہ سے قدیمی تعارف تہا اوسکے وسیلہ سے مسٹر اسیٹ کی ملازمت حاصل ہوئی اور مسٹر اسیٹ کو میرے شعور پر اعتماد وافی ہوا۔

معاودت کرنا میر محمد جعفر خان پدر میرن کا مرشد آباد کو اور صاحب اقتدار و اختیار کرنا اپنے پسر میرن کو مع دیگر سوانحات مرشد آباد وعظیم آباد کے

میر محمد جعفر خان بعد زیارت قبور مشایخین مرشد آباد کے عازم عظیم آباد ہوا سنا گیا کہ بارادہ شکار لشکر و فوج سے برطرف ہو کر مع چند خواص و مردم معتمد ضروری کے شکار کنان

قطع راہ کرتا تھا اوسوقت اوسکی نظم مین گویا خلوت محفل تھی گانے والیان اور ساز بجانے والیان عمارت میں تھا ہمراہ
نہین ہر وقت گانا بجانا ہوتا تھا خود بدولت یاردن سے کہتے تہے کیون جی جنگل مین منگل اسی مقام پر کیا ہے بیٹنے
بڑے عیش و کامرانی سے قطع راہ ہوتی ہے الغرض عظیم آباد آکر مہابت جنگ کے گہر مین نزول فرمایا اور عیش و عیاشی
مین ایسا غرق ہوا کہ کسی کام کی خبر نرہی اور میرن غرور و نخوت مین دماغ داری کرکے مانند وضع کمینہ شاہجہان آباد
کے خوشنود تین چار ہزار آدمیون سے گذر کرتا تھا چونکہ خود جوان تھا اور باپ کو ضعف پیرانہ سالی مین ناچ و رنگ
اور صحبت نسوان مین مائل دیکھا آپ بھی ادہر متوجہ ہوا اب دونون جانب سے ناچ و نوش کا ہنگامہ گرم ہوا
سپاہ و رعایا کے حال سے فراموشی ہوئی فقر و فاقہ سے سپاہ کا حال یہانتک خوار ہوا کہ گھوڑون کو میدان مین
چرا لیتے تھے بجز چند ہزار آدمیون کے جو کہ میرن کے ملازم اور اوسکے مزاج و وضع سے مناسبت رکھتے تھے کسیکو
میر محمد جعفر خان کے زنان و مصاحبین وضع معاش سے منتظم نرہے اختیار ایسے ملک وسیع کا کہ بجائے خود ایک
عظیم سلطنت تھی چینی لال اور منی لال اور الکنون سنگہ ہرکارہ کے اختیار مین ہوا جہانگیر نگر ڈہاکہ راج بلبھ دیوان
میرن کے ہاتھہ لگا اور بعض جنوبی ملک مانند بردوان وغیرہ کے جماعہ انگلشیہ کی تنخواہ مین موجود تھے اور
ہوگلی امیر بیگ خان کو بعوض اوس سفارت اور رسالت کے جو انگلشیہ سے کی تھی عنایت ہوا اور صوبہ عظیم آباد کا
مالک راجہ رام نراین تھا اور پورنیہ مین خادم حسین خان دم بہر رہا تھا سپاہ اور روپیہ جمع کر رہا تھا جو کچھ باقی رہا مصارف
ناظم سے نہین پس انداز ہوتا تھا کہ سپاہ وغیرہ ضروری سامان مین خرچ ہوتا تھی کہ دلیر خان اور اصالت خان
پسر عمر خان جو کہ میر محمد جعفر خان کی دوستی مین سراج الدولہ کے قیدی ہوئے تھے اور بعد قتل
سراج الدولہ کے رہائی پائی اور ہمیشہ میر محمد جعفر خان اون کی دلجوئی کیا کرتا تھا وہ بہی اسی بلا مین مبتلا
تھے کوئی اونکی مدد کو نہین پہونچتا تہا اگرچہ ظاہر مین بڑے بڑے تپاک کی گفتگو اور شکرانہ احسان کے بارہ
مین ہوتی تھی مگر عسرت معاش سے زیادہ تر اور لوگون سے وہ خود مفلس اور مختاج ہو رہے تھے اور فرقہ
سپاہ تباہ ہو کر جان سے تنگ تھی

جماؤ کرنا اکثر لوگون کا واسطے قتل میر محمد جعفر خان کے اور کھل جانا راز نہانکا اور خارج کرنا خواجہ عبد الہادی خان کا اور اثناے سفر مین مارا جانا اور میرن کا میر محمد کاظم خان کو قتل کرنا

جب اسکی حکومت کو پندرہ مہینے گذرے اور سپاہ کو نہایت درجہ روز سیاہ درپیش ہوا خواجہ عبد الہادی خان وغیرہ جماعہ دار و
سرداروںکو باہم متفق کرکے عہد و پیمان سے اطمینان کرکے عازم ہوئے کہ میر محمد جعفر خان کو نیابت سے خارج کرین
معین ایک محضر نامہ لکھہ کر مہر و دستخط سے تیار کیا کہتے ہین کہ میر محمد کاظم خان بخشی بہی اس امر مین خواجہ عبد الہادی
کا شریک اور متفق کا خذ محضر پر اوسکی بہی مہر ثبت تھی لیکن اسکو نصیبونکو نہ باقی رہا گیا کہ ایک شخص اسکو رفقو مین مولوی مصطفی نام

عجب طرح کا تہا یک اسلام میر محمد کاظم خان بخشی کے رسالہ کا مدار المہام اور اوسکا رفیق تمام تہا خانمذکور نے بنظر اوسکی
معتمدین کے مہر اپنی مولوی مذکور کے حوالہ کر دی اور اوس مولوی کے بہائی بخصوص میر جان محمد کو نہایت اختصاص
محمد جعفر خان سے تہا اوسکے اشارہ اور اپنی پیش آمدی کی نظر سے میر کاظم خان کی مہر محضر پر لگا دی ایام عاشورہ مین
ارادہ اس حماد کا تہا کہ جسوقت میر محمد جعفر خان امام بارہ یعنی سراج الدولہ کی عمارت مین آسے اوسکا کام تمام
کیجیے جب کہ محرم کا چاند دیکہا گیا اور میر محمد جعفر خان نے آستانہ فیض نشانہ امام باڑہ کی آمد رفت شروع کی وقت شب ایکروز
امام باڑہ مین تہا عبد الہادی خان مع چند متفق لوگون کے اوس مکان کے ڈیوڑہی کے پردہ مین جا بیٹہا کہ وہ مکان علاوہ
تعزیہ خانہ سید الشہدا حسین ابن علی علیہما السلام سے ہے اور بمصداق مصرع مشہور کہ نہین وہ راز چہپتا ہے جو
ظاہر ہو مجالس مین یہ راز نہان کہل گیا میر محمد جعفر خان اوس بدخیالی کی سن گن پاکر پالکی پر سوار ہوکر بعجلت اوس مکان سے نکلگیا عبد الہادی خان
سے کچہہ نہو سکا میر کاظم خان نے متعاقب میر محمد جعفر خان کے نکلکر خواجہ عبد القادر پر آواز ماری یہ خبر مخبرون نے
میر محمد جعفر خان کو پہونچائی اوسنے ان احوالات سے اپنا آنا جانا امام باڑہ مین بند کر دیا اور خواجہ عبد الہادی خان
وغیرہ سے بدگمان ہوا جو ارادہ لوگون کے تہی وہ ہر طرف افواہ ہونی لگی میر محمد جعفر خان نے تفحص پر کمر باندہی مولوی
مصطفی خان مذکور نے محضر اور نام اون لوگونکے جن کی مہر اوس پر ثبت تہی مشروحاً امیر مذکور سے ذکر کیا اور نیز
اون لوگون نے بہی جنہین آگاہی تہی بنظر اپنی صفائی کی تصدیق کی خواجہ عبد الہادی خان محل عذر نہین رہا
مگر چونکہ شجاع دلیر تہا اپنے مکان مین بعزم مدافعہ جا بیٹہا اور میر کاظم خان نے کلام الہی مع اپنے لڑکون کے دربار
مین لاکر قسم کہائی کہ بندہ درمیان مین نہین تہا اسکی بری الذمگی ہوئی اور نیز اپنے رسالہ کو واسطے
دفعیہ بدگمانی کے برطرف کرا کر عہدہ بخشی گری سے مستعفی ہوا تہا عیال و اطفال کے ساتہہ بسر کرنا
مگر فائدہ نہوا میرن اور نیز اوسکا باپ میر محمد جعفر خان نہانی دشمن تہے خواجہ عبد الہادی کو پیغام دیا
کہ ممالک محروسہ کے حدود سے باہر چلا جاے اوسنے منظور کرکے ناوون پر اسباب لدوایا اور
مع چند لوگون کے روانہ ہوا پہر مالکان وقت نے پوشیدہ راج محل اور تلیا گڈہی کے محافظون کو
حکم بہیجا کہ خواجہ عبد الہادی خان مع ہمراہیونکے ایکدم کی مہلت نہ پاوے اور خبردار زندہ نجانے پاوے اوس محالاتکی افواج اور نیز مردم
متعینہ حضور جو کہ افغانہ اور روہیلہ سے تہے ظاہرا اوایل ماہ صفر ۱۱۷۳ ہجری کو اوسکے متعاقب روانہ
ہوئے وہ کشتی کے وجہ سے آہستہ آہستہ چلا جاتا تہا اور یہ لوگ اوسی مہینے کے اوسط کو
میدان شاہ آباد مین آپہونچے دیکہا کہ خواجہ عبد الہادی خان مع ہمراہیون کے اسے میدان سے
گنگا کنارے کنارے چلا جاتا ہے جسلیے مامور ہوئے تہے اوس کارکو شروع کیا عبد الہادی نے نہایت
دریافت کی مردانہ وار مع تین چار رفیق کے مسلح ہوکر گہوڑون پر سوار ہوا اور تختہ کشتی سے

مال و متاع عین دریا مین غرق کر دیا اور خود دشمن کے مقابلہ مین آیا دلیرانہ اپنا نام صفحہ دہر مین ارقام کر گیا کہتے ہین کہ جسطرف للکار کر ڈپٹتا تھا سامنے کی جماعت کائی کیطرح سے پھٹ جاتی تھی دور سے بوسیلہ تیر و بندوق کے مجروح کیا آخر تا دم زیست مع رفقا کے داد جوانی دیکر رہگرای عالم جاودانی ہوا اور جو مسجد کہ شاہ آباد کی آبادی کے ملحق درخت بڑ کی نیچے جہان اب سب فرنگی آرام کرتے ہین اوسکے نیچے مدفون ہوا

کسیقدر حال رام نراین اور عظیم آباد کا بیان ہوتا ہی

بعد معاودت میر محمد جعفر خان کے راجہ رام نراین بشن سنگہ زمیندار کٹنبہ کے تنبیہ کو جنسے بعہد خطہ انقلاب سراج الدولہ کے مالگذاری مین تاخیر کی تھی مع افواج لائق اور اسباب مناسب مع بابو پہلوان سنگہ اور اوسکے بہائی بابو سوبہر سنگہ کے جو عمدہ زمینداران با اقتدار بہوجپور اور سہسرام سکے افضال اور انعام مہابت جنگ سے ہوے تہے ارادہ نکلنے کا کیا اور قلیل سا مشاہرہ واسطے مورخ کے مقرر کرکے پیغام دیا کہ اسقدر ہم اپنے گہر سے دیتے ہین اور تمہارے جاگیرون مین بہی تخلل ہو گیا ہے بہی عمل دخل کرائی دیتا ہون چونکہ مورخ نے اول تو میر محمد جعفر خان کی ترک رفاقت کی دوسرے میر کاظم خان کے بہی ہمراہ نگیا کچہ چارہ بجز رضا مندی کے پیش نظر نہوا جو کچہ مقرر کیا تھا منظور کیا اور کسیقدر توقع مداخل محاصل جاگیر کے لقدر حظ اپنے کر لیئے بہر صورت جب راجہ مذکور برآمد ہوا بندہ نے مع سپاہیون کی ہمراہی اختیار کی اور بشن سنگہ زمیندار چند روز کہ دن کشتی کرتا رہا آخر کو مایوس و مجبور ہوکر روسائے لشکر رام نراین سے جان کا امان خواہ ہوکر رام نراین کی ملازمت کو حاضر ہوا اور مقدمہ کا انفصال کیا اور نراین سنگہ پسر بہیکم سنگہ نے اپنے بھتیجے کو واسطے ادخال بقایاے سرکار کے بطور یرغمال چہوڑ گیا یہ بہیکم سنگہ اور اوسکے چچا اور باپ پرورش یافتہ والد مورخ ہذا کے تہے لیکن جسوقت کہ سراج الدولہ نے ہم لوگون کو عظیم آباد سے حکم اخراج صادر فرمایا محالات معلوکہ ہر چو کہ جاگیرات مین تہے متصرف ہو گیا تھا اور بعض قلعدارون کو جنہین موافق نہین جانتا تھا بدر کرکے اور لوگون کو وہان مقرر کیا اور علی نگر کے قلعہ کو جو راجپوت سنڈمارا اور اوسکے اقربا مین تھا بدستور رکہا تھا راجہ رام نراین نے بموجب اپنے معہود کے خاطر داری بندہ کی ملحوظ رکہی اور فرمان بری میر جعفر خان مین دوبارہ علی نقی خان کے بہی اوسکے کہ بارہا قلعجات علی کے تسخیر اور خالی کرانے مین عنایت اہتمام کرایا اور اوسکے لڑکی نراین سنگہ یا بہیکم سنگہ کا تھا بطور یرغمال اور یرغمال کے ہمراہ لیا اور نقی علیخان کو حسب استدعا انہون کیواسطے

انتظام محالات جاگیر وغیرہ کے رخصت فرمایا اور بندہ کو اپنی مصاحبت کے واسطے ہمراہ رکہا اور نقی علیخان نے چندروز محنت کرکے بعض مقامات مسخر کیے لیکن قلعدار علی نگر نے بموجب اشارہ بہیکم سنگہ کے قلعہ کو خالی نکیا بندہ نے یہ ماجرا راجہ رام نراین سے عرض کیا اور نیز اسی مقدمہ مین ایک خط راجہ سندر سنگہ کے نام لکہا چونکہ راجہ مذکور مرد بامروت اور ممنون احسان والد مرحوم تہا اور کل زمینداران صوبہ عظیم آباد سے صاحب اقتدار تہا اور مہابت جنگ کی عنایت سے پالکی جہالردار اور نوبت حاصل ہوئی تہی بمجرد خط مذکور کے پہونچنے کے قلعہ دار علی نگر کو سخت لکہا اور نیز بہیکم سنگہ کو عبارت تنبیہ تحریر فرمائی کہ اوسکے بموجب قلعدار مذکور علی نقی خان سے رجوع ہوا اور محالات کا معاملہ منتظم ہوگیا بندہ مع والد و دیگر برادران کے شہر عظیم آباد مین راجہ رام نراین کی رفاقت مین بسر کرتا تہا بہائی سید علیخان بہ نسبت اور بہائیون کے ہمیشہ بندہ کا شریک اور مہربان رہا صرف اوقات اور معاش کے باہم یکجائی ہوتی تہی نقی علی خان اس گمان سے کہ جاگیر کا چہوٹنا اوسکے پاس خاطر سے ہوا کسیقدر بے اتفاقی پر آمادہ ہوا لیکن بشکر خدا جو بات بہائیون مین چاہیے اب تک مبذول ہے ہان بسبب تباین سلیقہ کے جو اوسکی ذات مین پیدائشی ہے مجبور ہے اکثر امور مین اپنے واسطے زیادہ چاہتا ہے لیکن اوسوقت مین کہ انجام زندگانی ہے نفاق کہ بدرجہ غایت بلا ہے بدتر ہے

اللہ تعالے ہر ایک کو توفیق رفیق عطا کرے

ذکر احوال مرشدآباد بنا بر تسلسل انتظام اخبار

جب محمد جعفر خان مع اپنے فرزند میرن کے کہ چشم خاندان چراغ اور سپہ سالار پدر بزرگوار اپنے کا اپنی حکومت مین تہا بعد انفراغ قتل عبدالہادی خان اندکی مطمئن ہوکر دونون کی بیٹہنے لگا میرن نے میر کاظم خان کے قتل کا ارادہ کیا باوجودیکہ میر کاظم خان نے رفع گمان کے واسطے فوج توڑ دی نوکری سے مستعفی ہوا فقط خدمتگارون کے ہمراہ دربار کی آمدرفت کیا کرتا تہا قرآن کی قسم بہی کہائی تہی جب موسم سرما آیا میرن نے میر کاظم خان کے ساتہہ واسطے غافل کرنے کے پتنگ لڑانا شروع کیا اور تکلیف ہر روز آمدرفت کی شرط ہوئی اور پتنگ اوڑانی کو وہی اسن بیچارہ نے لاچار ہوکر قبول کیا اور اسی بازی کے عوض میں جانبازی کی نوبت آئی مفصل یہ ہے کہ حسب قرار سید مذکور روزمرہ پتنگ اوڑانیکو میرن کے پاس آتا اور دریا بہاگی رتی کے ریگستان مین کہڑے ہوکر بے پرکی اوڑاتی تاریخ ۲۱ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۱۷۲ ہجری روز شنبہ کو وقت عصر میر کاظم خان بے ہتہیار دوپٹہ کمر سے لگائے میرن کے پاس آیا میرن نے اول صبح کو دو تین سو نفر افغان روہیلہ سے جو منجملہ فوج تشنہ خون سادات تہے اور اسی ... دروازہ پر ... کر رکہا تہا کہ آج جب میر کاظم خان آوے اور لوٹ لے پالکی پر سوار ...

اوسکا کام تمام کرنا لہذا یہ جماعت مذکورہ اسکی انتظار مین رہتی تھی الغرض میرن کے پاس پہونچتے ہی
جنگ بازی شروع ہوئی مرزا عبد اللہ خلف مرزا محمد معروف آقا مرزا داروغہ خزانہ شجاع الدولہ مرحوم
ناظم بنگالہ بھی اوسوقت حاضر تھا وہ بھی اس بازی مین شریک ہوا چونکہ ابھی اجل نہ آئی تھی حق تعالے
نے ایسا سبب پیدا کیا کہ اوسکی جان بچ گئی اور وہ یہ ہوا کہ میرن اگرچہ اوسکے مارنے کا ارادہ نہ رکھتا تھا
لیکن باندیشہ اظہار حال کے ممانعت بھی نکر سکتا تھا کہ عبد اللہ میر کاظم خان کے ہمراہ نجاوے اوسوقت
نہایت متحیر ہوا کچہ نسوجھی کہ کیا کرون تا آنکہ میر کاظم خان دو تین قدم پر جاکر خود لوٹا اور کہا کہ وکیل
راجہ بدنا کا واسطے ملازمت کے حاضر ہے میرن نے کہا طلب کرو اور مرزا عبد اللہ کو کہا کہ آپ پتنگ
اوڑائے جنبک کہ وہ یہان آوین مرزا عبد اللہ نے باہر جاکر پتنگ اوڑانا شروع کیا فی الحقیقت تقدیر
نے یاوری کی ورنہ یہ بندۂ خدا بھی عبث ہلاک ہوتا بیت قتل این خستہ بشمشیر تو تقدیر نبود ورنہ ہیچ
از دل بے رحم تو تقصیر نبود بہرحال میر کاظم خان نے اوس تہوڑی سی باقیماندہ زندگی مین وکیل
کی ملازمت کرائی بعد ازان آمد ہوا افاغنہ لوگ کہ واسطے قتل کرنے اسکیکے کہڑے تھے منہہ تکتے رہگئے اور جب وہ
سی نکلکر پالکی مین سوار ہوا اوسوقت سب لوگون نے ہجوم کرکے نیچہ اوسکے پہلو مین مارا کہ دوسری
طرف سے نکل پڑا بعد ازان تلوار وچہری سے اوس بیچارہ تن تنہا کا بدن پارہ پارہ کردیا اللہم الحقہ
بآبائہ الصالحین مرزا عبد اللہ یہ ماجرا دیکہ متحیر ہوا جب ملاقات کی میرن نے آغوش مین لیکر زندگی
دوبارہ کی مبارکباد دی اور اپنے کامیابی پر خوش تہا کہتا تھا کہ بجز لاہوری بیگ کے کسیکو
اس حال سے واقفیت نتھی لاہوری بیگ احمق باوجود اظہار آقا کے انکار کرکے کہتا تھا کہ جناب عالی
جو چاہین فرماوین مگر فی الحقیقت مجہے تو کچہ اطلاع نتھی مخفی نرہے کہ سید مقتول مذکور سادات
نبی مختار مین ہے اور سید عیسی عرب کا بیٹا عقیدت خان بن امیر خان عمدۃ الملک ناظم کابل کی
بہن کے بطن سے تہا امیر خان مذکور خود عمدہ اور عمدہ ہاے ایران سے تہا سلسلہ اسکا میر میران
سی ملتا ہے اور ہندوستان مین بہی اسکے بزرگ زر و زور سے مرجع عالم رہے ہین اصل انکی
نعمت اللہی الحسینی ہے کسی شخص نے انکے حق مین کہا ہے کہ شعراے ایران سے تہا ع میر میران
صاعدیان ؛ پادشاہ ہند پادشاہ نشان ؛ بعد اس سانحہ کے مہابت جنگ کی بی بی اور بی بی گہسیٹی
اور بی بی آمنہ دونون لڑکیان مہابت جنگ کی مع لطف النسا زوجہ سراج الدولہ اور
اوسکے چار سالہ لڑکی کے مقید ہوئین بایچکہ سواے حقوق سابقہ کے حال مین بھی جنکی
پایمردی سے میر جعفر خان کو منصوب کیا تھا بی بی گہسیٹی بڑی بیٹی مہابت جنگ کی اسیر زنان

کی اعانت پر رہی اور مخفی اشرفیان بھی بھیجین یہ نوبت ہاہوئی کہ بڑی ذلت و خواری مین مقید جہانگیر نگر
کو بھیجی گئین میر کاظم خان کے قتل کو دو تین مہینے گذرے تھے کہ آمد آمد شاہزادہ عالی گہر بن عالمگیر ثانی
کی جو بعد احمد شاہ کے عماد الملک نے اسکو بادشاہ بنایا تھا گرم ہوئی لیکن تاہنوز کہ خبر ارادہ شاہزادہ
مذکور مع محمد قلیخان معروف مرزا کوچک ولد مرزا محسن برادر زادہ صفدر جنگ وزیر کی سنی کہ اسنے سپاہ
فوج ملازم عظیم آباد کو ایک حبہ بھی نہ دیا تھا اور چند بار تقاضای شدید بلکہ دار الامارۃ کا محاصرہ بھی ہوگیا تھا جب یہ خبر
پہونچی میر محمد جعفر خان گہبراگیا فوراً کسیقدر وجہ تنخواہ تقسیم کرکے شورش برخاستہ کو فرو کیا

ذکر ہے آنے شہزادہ عالی گہر کا مع محمد قلی خان کی تسخیر عظیم آباد اور بنگالہ کو مراجعت کرنا بی نیل مقصود محض نادانی سے اور بحال اور برقرار رہنا حکام اس دیار کا بتائید ربانی سے

رام نراین نایب ناظم عظیم آباد چونکہ پیدایشی مکر و تدبیر اسکے مزاج مین تھی میر محمد جعفر خان اور اوسکی
اولاد سے صاف نتھا لیکن بنظر توسل انگاشتی کے ظاہر مین کوئی امر موجب نقض عہد ہو نہین کر سکتا
تھا اور باطن مین خوش نتھا اور وقت فرصت ڈہونڈہتا تھا راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ
بھی بمقتضاے حق پرورش مہابت جنگ کے خاندان کورسے راضی نتھے اور خواہان استیصال
خاندان کے تھے حقیقت تو یہ ہے کہ اسکی کج خلقی سے کوئی راضی نہ تھا ابتدا مین سراج الدولہ
کی بد زبانی سے استخفاف اسکا کہ اہانت اعزہ اسکیکو پہونچائی ساتھ ازالہ اوسکیکے راضی ہوے
اور گمان کرتے تھے کہ میر محمد جعفر خان کہ زمانہ دیدہ اور مہابت جنگ کا عہد دیکھے ہوے ہے کہانتک
اوسکی خوے بو ہی اسمین نہو گی اس نے آلی تھے جب اسکے اور اوسکے بیٹے میرن کے وضع اور
اطوار دیکھے عہد سراج الدولہ کے فوت پر حسرت و افسوس کہاتے تھے اور رحمۃ اللہ علی نباش
الاول کہ مثل کہنہ ہے سرنو وظیفہ دانایوں اور زبان پر تھا میر محمد جعفر خانکی سخاوت مہابت جنگ کی مال دہنی مین یہ وقت
تشکری مشہور تھی وہ سب جاتی رہی قارون کا نام اسکے بخل کے روبرو دہو گیا کہتے ہین کہ کسینے کہا
کہ نواب صاحب آپکا جود و کرم جو مشہور تھا کیا ہوا آپنے جواب دیا کہ عہد مہابت جنگ مین مال
بیگانہ منت کرم داشتن کا بہانہ تھا اب اپنے مال کو برباد کرنا دل نہین قبول کرتا خلاصہ
یہ ہے کہ بیان کے کیفیت مفصل محمد قلیخان ناظم الہ آباد برادر زادہ صفدر جنگ کے کان مین
پہونچی تھی ہرچند یہ بھی بے مغز تھا مگر جرأت تھی سنتے ہی بنگالہ سے عظیم آباد و اوڈیسہ کے
کی ... مین سماتی شجاع الدولہ سے یہ امر ظاہر کیا وہ مدت سے یہ جانتا تھا کہ کسی ...

الہ آباد سے مدد ہوا اب اور زیادہ ترغیب دیتے اور اپنی رفاقت کی عزیمت اظہار کرنے لگا
اور کہا کہ آپ مجھ سے پیشتر جائیے بعد درستی سامان متعاقب بندہ بھی آتا ہے شاہزادہ عالی گہر
کو جو شاہ عالم سے ملقب اور ولیعہدی پر مشہور ہے اور اعتماد الملک کے خوف سے
آوارہ ہوتا ہے بالفعل نجیب الدولہ نجیب خان افغان کے پاس میران پور گنٹورہ مین
ہے طلب کر کے سردار بنائیے اور دیار شرقیہ کو عازم ہو جئیے محمد قلی خان نے عرائض
نیاز متضمن استدعاے نہضت اور مشعر ارادہ عزیمت بنگالہ کے مکرر شاہزادہ کو تحریر
کین شاہزادہ اس نوید سے فوراً مع رفقا کے عازم الہ آباد ہوا ظاہرا راجہ سندر سنگہ
کی عرائضات والد مرحوم اور شاہزادہ کے حضور مین بدرخواست تشریف آوری اس
ملک کے گئی تھین راجہ کو بھی فوج وغیرہ سامان حرب کے سرانجام مین رغبت
تھی تا کہ جو کوئی آوے اوسکی رفاقت کرے اور سراج الدولہ کا انتقام میر محمد جعفر خان
سے لے پہلوان سنگہ کو بھی اس مقدمہ مین اپنا شریک کر لیا تھا درحقیقت نہایت
شجاع اور غیرت دار اور حق شناس تھا اگر اجل سے امان پاتا اور متانت سے کام کرتا
تو جو کچھ مقدر تھا ہوا مگر کچھ نہ کچھ ضرور ظاہر ہوتا افسوس کہ موت نے فرصت نہ دی
راجہ رام نراین کے دیکھنے کو قلعہ لگاری سے برآمد ہوا اور تعبیہ سپاہ کر رہا تھا ناگاہ
بسنت پنچمی کا دن آیا شیخ غلام غوث جماعہ دار قدیم جو کہ شیخ عاصم قدوائی لکھنوی تھا
اسکو سندر سنگہ بہت عزیز رکھتا تھا اور اوس سے اکثر معرکون مین جرأت دیکھنے مین
آئی اوسنے اکثر جسقدر روپیہ کی درخواست کی اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جو اوسکو خواہش ہوتی
فرزندانہ ناز سے لیتا تھا کچھ روز گذرے تھے کہ ایسی ہی سماجت کرنے پر سندر سنگہ
نے اپنی مجلس مین کہا تھا غلام غوث باپ کیطرف سے بوے شجاعت اور دیگر خوبی رکھتا ہے
لیکن یہ سماجت کرنا اپنی مان کے جانب سے سیکھی تھی اور مان اوسکی کنچنی تھی یہ کلمہ
غلام غوث کو نہایت بد معلوم ہوا کہتا تھا کہ اس برہمن کی موت میرے ہاتھ سے ہے
خیر وہ گذر گیا اب آج ہزار روپیہ کی تاکید کرنے لگا سندر سنگہ نے کہا یہ سماجت خوب
نہین ہے مجھے مہلت دے روپیہ تجھکو ملیگا اوسنے کہا کہ آج ضرور لونگا جب روپیہ تھما کے
اوٹھنے دونگا سندر سنگہ نے چاہا کہ اوٹھے غلام غوث نے دامن پکڑ کر کہا کہ کہان جاتے ہو
سندر سنگہ نے کہا کہ کیون دماغ پریشان کر رکھا ہے دیوانہ ہوا ہے اس کلمہ کا

زبان سے نکلتا تھا کہ غلام تا فرجام مذکور نے ایک ہاتھ سے کام تمام کر دیا دولے سنگہ کھتری جو اوسکا مصاحب تھا دوڑا مگر اوسنے بھی ٹھوکر کھائی عدم کے مصاحبت کی راہ لی بنیاد سنگہ بھی جو سندر سنگہ کا متبنیٰ تھا زخمی ہوا اور غلام غوث نے کسی کے گھوڑے پر سوار ہو کر دریا سے پن پت کی راہ لی اتفاقاً صور سنگہ نام برہمن نے دو تین کوس پر پہونچکے آواز دی کہ او نا مرد کہاں بھاگا جاتا ہے شرط مردی یہ ہے کہ لوٹ کر مقابل ہو اوسنے مقابلہ کیا اتفاقاً غلام غوث کی تلوار ٹوٹ گئی دوڑ کر برہمن سے کشتی مین لپٹ گیا اور اوسی زمین پر دے مارا مردم دیہات جو عقب سے آئے تھے صور نے للکارا کہ کیا دیکھتے ہو کہ اسی نے مہاراج کو مارا ہے وہ لوگ اس کلام کے سنتے ہی دوڑ پڑے اور لٹھ و تلوار سے اسکا کام تمام کر دیا سندر سنگہ کے ہوش جان کے ساتھ چلے گئے القصہ شاہزادہ کے ہمراہی جو صاحب نام اور نشان ہوئے ہین یہ چند لوگ ہین اول والد مورخ کہ یہ مخاطب بخشی الملک نصیر الدولہ سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ تھے دوم مدار الدولہ کہ اوسکا خطاب یاد نہین سوم فضل اللہ خان ممتاز الدولہ نبیرہ اعتقاد خان کشمیری فرخ سیری چہارم نوبت خان پنجم منیر الدولہ رضا قلی خان بہادر نادر جنگ ششم بہادر علی خان محلی ناظر خواجہ سرا ناظرین این اوراق یہ گمان نکرین کہ مورخ نے اپنے والد کا نام صدر تفصیل مین جو لکھا بمقتضائے فرزندی ہے بلکہ فی التحقیقت یہ ہے کہ شاہزادہ کے نکلنے کے وقت شاہجہان آباد سے کوئی شخص نام کی یہ مجال اور طاقت نہوئی کہ اعتماد الملک وزیر کے خوف سے شاہزادہ کی اعانت کرے بادشاہ عالمگیر ثانی نے عماد الملک کی غیبت مین احمد بنگش وغیرہ افغان کی طرف بارادہ خصوصیت کہ ہمراہی شجاع الدولہ وغیرہ کے نکلا تھا اسکا حال بیچ احوال سلاطین اور عظمائے شاہجہان آباد اور لاہور اور اکبر آباد اور اودہ اور سوانح صوبہ بنگالے دکن وغیرہ کی حال مین انشاء اللہ دفتر سوم مین تحریر ہوگا القصہ والدہ بندہ مورخکو زینت محل اپنی بی بی کی وسیلہ سے جو کہ شاہزادہ عالی گہر کی والدہ تھی دروازہ پر طلب کر کے شاہزادہ کا ہاتھہ اونکے ہاتھہ مین دیا اور سفارش کر کے زمین عہد و پیمان لیا والد مغفور نے اسکی رفاقت مین کمر ہمت چست کی چنانچہ حال شرط رفاقت انشاء اللہ ہر وقت موقع ذکر ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ شاہ عالم ہر وقت اور ہر جگہ میرے والد کو اپنا خیر خواہ سمجھکر کبھی اسکے صلاح و صواب دید سے باہر نہین ہوتا تھا اور باوجودیکہ شاہزادہ سے بجوہر شناسی دیکھا ... آداب اور احترام مین حاضر و غایب ساعی رہتا بلکہ اخوان و اولاد کے مراعات

ہمت قاصر نہین ہوا اب بھی اگر نام منتسبان والد مرحوم کا سنے کیا عجب کہ مقصر نہو منیر الدولہ
جو کہ بیتیہ ملازم انتظام الدولہ ولد اعتماد الدولہ ولد قمر الدین خان داروغہ فراش خانہ کا تھا
والد کے واسطہ سے بادشاہ کے حضور مین پہونچکر مورد عواطف ہوا اور ہمیشہ تا بحیات والد
مرحوم کے منیر الدولہ نے پاس حق ملحوظ رکھا نہایت آداب اور فروتنی مین بسر کرتا تھا بعد
رحلت والد کے بندہ اور نیز دیگر برادران سے بحسب سن وسال مراعات کرتا رہا القصہ شاہزادہ نے
قصبہ متعینہ سے کوچ کرکے سادات بارہہ کو ہمراہ لیا اور والد کو مع منیر الدولہ کے اوسی جگہ پر
چھوڑا تا کہ بعض اسباب ضروریات فراہم کرکے اور امیدوار مدارج علیا اور ترقی کا کرکے مردم کار آمدنی کو ہم
پہونچادین اور عقب سے اپنے ہمراہ لادین اور شاہ عالم مع ہمراہیون کے میران پور سے
کوچ کرتے شجاع الدولہ کے حدود مین پہونچا شجاع الدولہ نے استقبال کرکے ملازمت
حاصل کی اور جو کچھ مناسب سمجھا پیشکش کیا اور نیز حیلون اور مکر سے وہ ارادہ ہمراہی کہ جسکی
کچھ اصل نہ تھی زیادہ دلپذیر کرکے رخصت کیا جب شاہزادہ شجاع الدولہ سے رخصت ہوکر
الہ آباد آیا محمد قلی خان نے استقبال کرکے سعادت دارین حاصل کی اور اوس جگہ کو اول
سے واسطے نزول اجلال شاہزادہ کے تجویز کر رکھی تھی نہایت تعظیم سے اوتارا اور
چندروز باہم مشورہ مین گذرے اپنے مافی الضمیر سے شاہزادہ والا کو آگاہی کما ہی دی ہمراہیان
شاہزادہ مین سے مدار الدولہ چونکہ ظرف و ساز بینش اور سلیقہ اخذ جرزر اور نیز امتحان
کس وناکس مین بیعدیل تھا محمد قلی خان سے توسل بہم پہونچا کر سب رفقا مین سرآمد
ہوا میانجی گیری شاہزادہ و محمد قلی خان کی اسکے ذمہ ہوئی چونکہ شجاع الدولہ کو محمد قلیخان
سے دغا منظور تھی اوس وقت مین بھی محمد قلی خان سے اکثر یون کہا کہ تم خاطر جمع رکھو اور کسیطرح تردد نہ کرو
متعاقب ہم بھی پہونچتے ہین لیکن جیسا کہ تمکو اچھا معلوم ہو بجز قلعہ چنارہ کے جہان کہو ناموس کو
پہونچا کر اپنے دشمنون عماد الملک اور احمد بنگش وغیرہ افاغنہ سے اطمینان خاطر بہم پہونچاوین
اور دلجمعی کرکے ملک شرقیہ کی تسخیر کرین مگر مجھکو ایسی کوئی جگہ دکھلائی نہین دیتی
اور چنارہ مین بھی کوئی عمارت لایق بود باش بیگمات کے نہین ہے اور اوسکی آب ہوا
بھی بسبب پہاڑون کے چندان سازگار نہین اگر مرزا نجف خان کو ہمراہ لینگے اور رقعہ اپنے
دستخط و مہر سے لکھکر بطور دستاویز کے مجھے دوگے بعد کارسازی کے اپنے متعلقان
منتسبان کے ایک آبرو سمجھکر ایک جگہ رکھکر امانت کرونگا مناسب صلاح

ہے محمد قلی خان کم فہمی سے اوسکا مضمون فریب و مکر نہ سمجھا تو مہری اور دستخطی مرزا نجف خان قلعدار
کے نام لکھہ کر شجاع الدولہ کے حوالہ کیا اور روبرو بھی مرزا نجف خان وغیرہ کو مزید تاکید
سے پروانگی دی کہ چونکہ نواب صاحب سے کسیطرح بیجدائی نہین برادر عم زاد ہین حاضر
و غائب ہمارے ورثہ کے مالک ہین جو کچھ کہین اوسکی تعمیل کرنا بہر حال شجاع الدولہ
نے خاطر خواہ لکھوا کر معاودت کی اور محمد قلی خان نے جو کچھ ہوسکا سامان طیار کیا اور دو
ضرب توپ کلان برنجی قلعہ سنگین قلعہ آلہ آباد سے اوتار کر اور تخت سواری آراستہ
فرما کر ہمراہ لیا ۱۱۷۳ ہجری کو ساعت سعید مین قلعہ سے نکل کر داخل لشکر ہوا اور باتفاق
شاہزادہ روانہ ہوا یہ خبر مشہور ہوکر متواتر راجہ رام نراین کو پہونچی اوسنے حسب ضابطہ
مسٹر اسپیٹ صاحب کو بھی عظیم آباد کو لکھی اور اولیای نعمت کو متواتر اطلاع دی میر محمد جعفر خان
اور میرن نے رفاقت اور اعانت افواج انگلشی کی کچھ نکر سکتے تھے کرنیل کلیف بہادر
ثابت جنگ کو اطلاع دیکہ متکلف رفاقت ہوے اگرچہ اس فرقہ مین بپاس حزم
و ہوشیاری کے ہر قسم کا اسباب رزم ہر وقت طیار رہتا ہے لیکن باربرداری وغیرہ
کی تلاش فراہمی مین البتہ توقف ہوتا ہے اور ہندوستانی فوج مخصوص بنگالہ مین
غیر رفقاے جدید میرن کی ہر طرحکی بد انتظامی مین سے مشکل تھا کہ قرض خواہون کے
ہاتھہ سے ہاتھہ پیر ہلا سکین بارے بضرورت نہایت اہتمام ہوا تب ۱۶ صفر ۱۱۷۳ کو تیاری
جلوہ گر ہوئی اور محمد قلی خان مع شاہزادہ عالی گہر کے کرمناسہ پر جو کہ دریا معروف سرحد
عظیم آباد کی ہے جا پہونچا اور انتظار مین تھا کہ درستی فوج ہمراہی کی کرے اور یہان افسون مکر
شجاع الدولہ بسبب سادہ دلی اور صفائی باطن محمد قلی کی اثر پذیر ہو چکی تھی ادہر میرن اور
محمد جعفر خان نے کہ دونون باپ بیٹے دغا شعار اور بد کردار تھے کرنیل کلیف صاحب بہادر ثابت جنگ
سے اعانت اور مدد طلب ہوئی کہ بدون توجہ آپ کے ہم شاہزادہ سے کسیطرح مقابل نہین
ہو سکتے اور حال راجہ رام نراین بھی تذبذب مین تھا کہ مین کیا کرون کہ یہ بلاے آسمانی
اور آفت ناگہانی میرے سر سے ٹلے اب اسکا باقی حال مفصلاً آگے قلم دوزبان ہوگا
کہ زمانہ نے کیا انتقام لیا اور کیا کیا ہر ایک کو رنگ اور بدشعار کو بدلا اور عوض دیا
اور انجام کار جیسا کیا ویسا دامن مین لیا موافق قول محشی و مصحح اکبر نامہ [illegible]

ف بدلا طور ابرستے رستم بدر روزگار ہمیشہ موافق نہین رہتی لیل و نہار بدیہی سمجھہ لیدی کا [illegible]

ذکر آنے شاہزادہ کا مع محمد قلی خان کے صوبہ عظیم آباد مین اور اوسکے درمیان کے واقعات

جب شاہزادہ مع محمد قلی خان کنارس سے آگے کو بڑہا راجہ رام نراین کو بڑی فکر ہوئی کہ اتبک نہ تو فوج انگلشی نہ اوسکے آقا ولی نعمت کے ملازمین مین سے کسی نے مرشدآباد سے جنبش کی ادہر سے یہ لوگ بلاے ناگہانی کی طرح سے اوپر سر کے پہونچے اور بسبب نام سلطنت اور فوج صفدر جنگی کے جسکی عظمت اور شوکت کی شہرت تھی اوسکی فوج مین بڑا ہراس و اندیشہ پیدا ہوا گاہ خیال کرتا کہ اپنا ارادہ جنگ مت ہو کرے اور فتح باغ مین متصل تالاب وارث خان کے خیمہ زن ہو بدین خیال کہ اگر بنگالہ کی فوج آگئی تو اپنی جانفشانی کا اظہار ہوگا اور اگر میر جعفر خان نے خوف کہا کر مدافعہ شاہزادہ کا عزم نکیا اور فرقہ انگلشی نے بہی کسی خیال سے پہلوتہی کی شاہزادہ سے ملجائیگا کہ استقبال کو برآمد ہوا تھا جب تحقیق ہوا کہ ہنوز میرن اور فرقہ انگلشی کوئی مرشدآباد سے متحرک نہین ہے اور محمد قلی خان نے مع شاہزادہ کی دریاے کرم ناسہ پایاب عبور کیا ان سے ملنا مصلحت جانکر مسٹر امیٹ سے کہا کہ اتبک کسی نے میری خبر نہ لی مجھے تنہا تاب جنگ نہین اب آپکو کیا منظور ہے اور کیا کرنا ضرور ہے مسٹر امیٹ نے فرمایا اگر ہماری فوج آتی ہے بجاے خود مقیم ہین ورنہ چند منزل مشرق جاکر مقیم ہون گے تاکہ جو کچھ حکم کونسل صادر ہو ویسا تعمیل کرین اور تمہین بھی لازم ہے کہ بطائف الحیل مین بسر کرو اگر کوئی حکم یا مدد آگئی بہتر ورنہ جو کچھ اوسوقت اپنے حق مین بہتر سمجھو عمل کرنا رام نراین نے جواب باصواب پاکر طرفین مین سازش شروع کی میرن اور کرنیل ثابت جنگ اپنی اوسی آگاہی دی کہ لڑائی کو آمادہ ہو چیے مگر تنہائی مین عہدہ برائی دشوار اگر جلد عزیمت فرمائیے شرط رفاقت ملاحظہ کیجئے لکہہ بہیجا تھا اور فوج مغربی سے تحریر کے سلسلہ مناسب نہ جانے لوگون کی زبانی اخلاص و عقیدت کے مضامین کہلا بہیجا تھا بندہ مورخ مع برادران و والدہ کے اوسوقت مین بڑے تردد سے بسر اوقات کرتا تھا مگر نقی علی خان جاگیر مین ایسے خوف و تردد سے بری تھا بندہ کی ہراس و وسواس کا سبب یہ تھا کہ بندہ کے والد کی رفاقت کی خبر میرن اور میر جعفر خان کو پہونچی بنا بر اپنی عادت جبلی شورش طبع جاری ایذا رسانی اور کنندیدگی بناے مرافقت پر آمادہ ہوا راجہ رام نراین

کو لکھا کہ محرک شاہزادہ اور مہیج اس فساد کا سید ہدایت علی خان ہوا ہے اور اوسکے لڑکے
جو یہان ہین اونہون نے اپنے باپ کو اس کام کی ترغیب دی ہے اونکی حراست سے غافل نہ رہنا
حالانکہ ہم لوگون کو مطلق بادشاہ اور محمد قلی خان کے ارادہ پر آگاہی نتھی بلکہ برسین گذرین
نہین کہ والد سے خط و خطوط بہی جاری نہ تہے کیونکہ اونہون نے مہابت جنگ کی قرابت
کے بعد جو کہ والدہ ماجدہ سے اعتماد تمام فرما کر شاہجہان آباد مین بطور امرا کے نگاہ رکہنا عورتونکا
اور خرید کرنا لڑکیون کلاونت اور قوالون کا اور نیز اقربا سے لال میان کشمیری سے کسی
عورت کے ساتھہ نکاح کر لیا تہا مطلقاً ہم لوگون سے سروکار نرکہتے تہے سولہ برس
کی مدت مین کہ اکثر حکومت کر کے ہزارہا سوار و پیادہ ملازم رکہے اور ہر مہینے مین لاکہون کا
خرچ ہوتا رہا ہم لوگون کی خبرگیری ایک حبہ سے بہی نکی اور ہم لوگون کو بہی رزاق مطلق نے
مہابت جنگ کے گہرانے سے اتنا کچھہ صلہ وغیرہ دلایا کہ حاجت تکلیف دہی پدر کی نہولی
اور نہایت کام و آرام اور عزت و آبرو سے بسر اوقات ہوتی تہی کبہی اگر ایسی ہی ضرورت
داعی ہوتی برسون کے بعد طرفین سے ایک خط آتا جاتا پس بندہ نے ایک خط بنام
رام نراین متضمن عذرخواہی تحریر کیا اور اوسمین یہی سب امر کہ اوپر حوالہ قلم کر چکا ہون درج کئے
رام نراین نے وہ خط پڑہ کر رکہ لیا اس عرصہ مین بندہ بہی پہونچ گیا اور کہا خدا شاہد
ہے کہ اگر ہم کو کچھہ بہی ان امور مین دخل ہو اور والد کو کیا مقدور ہے کہ اعتماد پر ایسا
ارادہ عظیم کرین اس فساد کا بانی محمد قلی خان ہے جو صاحب فوج اور قلعہ الہ آباد کا ناظم
اور وزیر کا برادر زادہ اور شجاع الدولہ کا برادر چچازاد ہے اور قطع نظر اس امر بالا کے تمام دنیا پر
روشن اور ظاہر ہے کہ ہمکو مدت سے والد کے خط و کتابت سے غرض نہین یہ سررشتہ
بالکل مفقود ہے ہم لوگ کسطرح اس بارہ مین مجرم نہین اگر آپکے ولیعمت ہماری
قید و بند ضرر رسانی مین ہین اور آپکا بہبود ہو ہم حاضر ہین ہمین اب بہی تاب مقاومت
نہین جو کچھہ منظور ہو تعمیل کرو رام نراین اور رفیع سردار وغیرہ کارہ نے جو اعظم ارکان
عظیم آباد مین تہا اور رام نراین بہی اوسکا مطیع تہا فرمایا کہ آپ دلجمعی رکہین اور ہرگز ایسا امر خیال مین
نہ لائین ایسے کچھہ غرض نہین ہے بندہ نے پہر کہا کہ اسوقت آپ ایسا فرماتے ہین اگر میرن ایا ضرر رسانی پر
مائل ہوا تو پہر آپ سے کیا حمایت ہوسکتی ہے اونہون نے جواب دیا کہ آپ اس طرف سے
مطمئن رہین اگر حمایت کرسکین گے دکہلا دینگے ورنہ آپکو سلامت نکال دینگے

شکر حق شناسی ادا کیا اور ہمراہ رام نراین کے تھا کہ شاہزادہ اور محمد قلی خان کے پہونچنے کی خبر پہونچی والد مرحوم مع منیر الدولہ کے حسب الحکم شاہزادہ متصل بنارس شاہزادہ سے ملحق ہو گیا اس خبر سے بھی رام نراین کو اطلاع ہوئی اسوقت تک کوچ بنگالہ کی خبر نہ لی تھی اور مسٹر امیٹ بھی چند انگلشی سے جو کوٹھی عظیم آباد مین تھا بجرہ کی سواری پر کہ مثل برق تیز رفتار ہوتی ہے تیس کوس عرصہ میں چلا گیا اور کوٹھی اپنے ملازمین تلنگہ کے سپرد کر گیا اور نیز سفارش حفاظت کوٹھی کی رام نراین سے بھی کر گیا جب رام نراین نے یہ کیفیت دیکھی شاہزادہ سے صلح کا قاصد ہوا اور مرلیدہر کی رائے پر چھوڑا مرلیدہر شاہزادہ کی اطاعت پر راضی نہوتا تھا اور افواج انگلشی سے افواج مشرقی کو بنا بر اتفاق کے مناسب جانتا تھا اور فی الحقیقت ایسا تھا مگر رام نراین دبدبہ شاہی کو سنکر بسبب عدم آگاہی کے ڈرا اور بعد ملاقات کے نادم ہوا چنانکہ ذکر ہوتا ہے مخفی نرہے کہ مرلیدہر باوجود کور استعدادی کے عجب برہمن پر فطرت اور متین اور صائب رائے اور سر انجام امور ملکی اور مالی مین بے نظیر اور نہایت جوانمرد اور دلیر تھا الا خباثت بھی مزاج پر غالب تھی اور روپیہ پیسا جمع کرنے کی زیادہ حرص تھی القصہ جب اوسکا ارادہ مصمم ہوا بندہ کو خلوت مین طلب کر کے کہا کہ شاہزادہ کے لشکر مین جا کر والد کی وساطت سے شاہزادہ کو میرے حال پر مہربان کرو اور شاید کہ دوسرے شخص کو محمد قلیخان کے پاس بھیجا ہو مگر مجھے اطلاع نہین اور تاکید کی کہ راجہ مرلی دہر اور کوئی اس راز سے ماہر نہوا اسی گفتگو مین تھے کہ راجہ اپنے حقوق والد کو یاد دلا کر تاکید راز داری کرتا تھا کہ مصطفی قلی خان برادر محمد ایرج خان آگیا چونکہ یہ شخص مامور تھا کہ بلا اجازت وتعرض جسوقت چاہے آیا کرے اور ہنوز یہی قاعدہ مسلوک تھا لہذا کسی نے تعرض نکیا اور اوسنے آنکر دیکھہ لیا کہ راجہ میرے کان مین اور پردہ کچھہ کہہ رہا ہے اب راجہ نے مخفی کرنے مین موجب رنج سمجھکر اوس سے بھی سب ماجرا کہدیا اور کہا کہ تم بھی جو کچھہ سمجھو خانصاحب کو تعلیم کر دو اور بندہ کو رخصت کر کے فرمایا کہ اس راہ سے خیمہ مرلی دہر پڑا ہے تنہا نجائے اور باقی پور کی راہ سے جلد تر نکلجائے مصطفی خان نے بندہ کے خیمہ تک ہمراہ آکر اپنے ہوش و دانائی اور آشفتہ کرنے فوج بنگالہ اور ترغیب رفاقت شاہزادہ کے کرنے مین کیفیت ظاہر کی اور نہایت سماجت سے اخفا کو عرض کیا راجہ رام نراین نے تھوڑا عریضہ کو کسی معتمد کے ہاتھ بھیجا بندہ نے سید علیخان اور غالب علی خان

اپنے بھائیون کو رقعہ لکھکر والدہ اور اون لوگون کو بھی اطلاع دے دی دونون بھائی
بھی بہ آرزوے ملازمت پدر بندہ کے پاس آپہونچے بندہ مع اونکے روانہ ہوا راستہ
مین ورود شاہزادہ کی خبرین پہونچتی رہین بندہ جب اردول آیا معلوم ہوا کہ شاہزادہ
کی طرف سے مدار الدولہ اور محمد قلی خان کی جانب سے میرزا محمد علی موسوی ہاتھیون
مع سوار کے برسم رسالت راجہ رام نراین کے پاس جاتے ہین بندہ کو نہایت
حیرت ہوئی کہ باوجود محرمیت والد کے اور نیز واقف کاری اس دیار کی دوسرون کو
رسالت ہونا کس وجہ سے ہے اون مین سے کسی نے پوچھا کہ کون ہے کہان
جاتا ہے لوگون نے نام ونشان بتلایا مدار الدولہ نے سلام کہلا بھیجا خیریت مزاج
دریافت کی جواب دیکر بیٹہ کو بڑہے شمشیر نگر کو پہونچے وہان سنا کہ علی نقی خان
بھی والد کی خدمت مین آیا ہے بندہ کو رنج ہوا کہ اس عزیز نے ناحق اپنے کو
ناظم بنگالہ کے روبرو بدنام کیا ساعتی روز باقی رہا تھا کہ لشکر شاہزادہ مین جو
داؤد نگر کے میدان مین متفرق روپیہ پڑا تھا ہم لوگ پہونچے تھوڑی رات گذری تھی کہ
والد کی قدمبوسی سے سرفراز ہوے دونون طرف سے سلسلہ کلام شروع ہوا
معلوم ہوا کہ والد صاحب بنا بر ترفعہ کے جو اپنے نفس مین رکھتا ہے بطور مدار المہام
اور منیر الدولہ وغیرہ کے محمد قلی خان سے پیش نہ آیا اور مدار المہام مذکور سے جنبیت
محض رکھتا ہے اور شاہزادہ مع لشکر اور اپنے عملہ کے قبضہ اقتدار محمد قلی خان مین
تھے اور کیونکہ نہو کہ یہ بناے اوسکی ڈالی ہوئی ہے بندہ کو یہ خیال خلاف مصلحت معلوم
ہوا والد سے التماس کیا کہ جب اسطرح یہ حال ہے تب آپکی تشریف آوری سے بجز
ہماری آشفتگی اور برہمی وجہ معاش اور نکل جانے محالات جاگیر کے اور کیا فائدہ ہوگا معلوم
ہے کہ کوئی عقدہ کشائی نہوگی اور اس جواب آشفتہ سے جو کہ بندہ نے گستاخانہ عرض کیا
نہایت آشفتہ ہوا لیکن درحقیقت متنبہ اور متاثر ہوا اب وہ بات جاتی رہی کہ تدارک ہو
اور محمد قلی خان کو تابع راے اور مطیع کرے طرفہ یہ کہ چونکہ شاہزادہ نہایت بیصبر تھا اوسکی ہر
حرکت جو برخلاف محمد قلی خان کے سرزد ہوتی وہ والد وغیرہ کے منافقون کی تحریک سے
جانتا بعد ایک روز کے والد مع منیر الدولہ اور بندہ کے محمد قلی خان کے ملاقات کو گیا
اوسنے گلہ ہاے شکوہ شروع کیا اسیطرح اودہر سے بھی دیر تک عذر خواہی کی گ

عیار ہوا لیکن جو لوگ کہ سوال و جواب کو راجہ رام نراین کے معین ہوئے تھے اوسوقت مین اونکا تغیر مناسب اور متعذر تھا اونمین سے میرزا اسحق کشمیری مخاطب باامیر قلیخان جو واسطہ سوال و جواب تھا اور محمد قلی خان کے مزاج مین دخیل اور اپنے شعور پر مغرور تھا اسکی سفاہت اور نیز اوس اعتماد سے جو کہ محمد قلی خان باوجود اوسکی نادانی کے اوسکا کرتا تھا محنت اور جان اور مال محمد قلی خان کا برباد ہوا بیت ہمنشین تو از تو بہ باید ✤ تا ترا عقل و دین بیفزاید ✤ القصہ راجہ رام نراین فوج شاہزادہ کی خبر سنکر جس باغ مین کہ خیمہ زن تھے وہان سے اوٹھکر حصار عظیم آباد مین آیا اور برج بارہ کی مضبوطی مین مصروف ہوا اور ہر طرف سرداران مناسب کو مقرر کیا بعد ازین مدار الدولہ اور میرزا محمد علی اور میرزا اسحق باتفاق پہونچے شہر کے دروازہ پر آبادی سے دور کسی میدان مین منزل گزین ہوئے اور بعد اجازت تین چار سوار سے داخل حصار ہوکر ملاقات کی رسوم متعارفہ کی عمل ہوتی گفتگو سے مدعا شروع ہوئی اور انہون نے اوربہی شان و شوکت شاہزادہ کی اور نیز محمد قلی خان کی اس آن وبان سے بیان کی کہ راجہ رام نراین سابق سے زیادہ مسلوب الحواس ہوگیا اور حاضری کو راضی ہوا اور استدعاے امان کی فرستادہ لوگون نے کاغذ دستخطی امیران محمد قلی خان کا لیجاکر سپرد کیا جب اوسکو دلجمعی ہوئی اور ہنوز افواج مشرقی کی کچہ خبر نہ آئی ساعت معہود کو ہمراہ مدار الدولہ وغیرہ سرداران محمد قلی خان کے جو اوسکے لانے کو گئے تھے اطراف پہلواری مین محمد قلی خان کے مکان مین آیا شاہزادہ نے حسب الاشعار محمد قلی خان نے خیمہ و خرگاہ و فرش واشیاے موجودہ سے آراستہ کرکے امرا و ارکان کو گرد جمع فرماکر بڑے تجمل و احتشام سے تخت نشین ہوا بندہ نے قبل اسکے ورود کے ایک روز والد سے عرض کیا تھا کہ راجہ رام نراین نہایت عیار ہے ابہی شاہزادہ کا نام سنکر ارادہ حاضری پر عازم ہے جب یہان آیا اور حال ملاحظہ کیا اور واپس مفلس گیا پہر نہ آویگا لہذا مناسب ہے کہ یہان آکر رخصت معاودت نپاوے چونکہ اونکا کچہ اختیار نہ تہا آشفتہ ہوکر فرمایا کہ خاندان تیموریہ مین ابہی تک کسی سے دغا نہین ہوئی بندہ نے کہا کہ بندہ کب دغا کو کہتا ہے جو عہد کیا ہے اوس سے تجاوز نفرمائی راجہ رام نراین کو ہمراہ لیکر داخل حصار ہوجئے اس صورت مین بہی وہ نا چار رفیق رہے اور افواج مشرقی اس حال کو دیکہکر سمجہہ بوجہہ کر قدم بڑہاوینگے تب اونہون نے فرمایا محمد قلی خان کو سے بندہ نے کہا اوس سے اطلاع دیجئے اونہون نے جواب دیا

جب وہ مجھے نہین پوچھتا ہے مجھکو کیا غرض ہے کہ اوسے مصلحت دون بندہ نے تنگ ہوکر کہا
کہ اس معاملہ سے ننگ و ناموس برباد اور افسوس کرنا ہوگا اگر دخیل معاملہ ہونا نامنظور ہے
توکیون شریک ہوئے تھے والد ناراض ہوئے بندہ خاموش ہوا دوسرے روز جو یوم ملاقات تھا
بندہ بھی ہمراہ والد کے حاضر دربار اور نگران اخبار ہوا تا انکہ راجہ رام نراین کے پہونچنے کی خبر محمد قلی خان
کی مکان مین اور خلوت مین ملاقات ہوئی اور ارادہ حضوری کی ہمراہی ہمہ گر گوشش زد ہوئی بندہ
نے بیتاب ہوکر منیر الدولہ وغیرہ سے صلاح مذکورہ کو کہا اونہون نے اپنی معذوری بیان کی تا انکہ
محمد قلی خان نے راجہ کو پردہ کے باہر چہوڑکر مشرف ملازمت ہوا اور دست چپ کی طرف بضابطہ
وزارت مع بیرم خان اور مدار الدولہ اور یحیی خان ولد زکریا خان وغیرہ ہمراہیون کی استادہ
ہوا اور والد نے بضابطہ بخشی گری مع منیر الدولہ اور بندہ اور دیگر برادران بندہ اور امرا اور رفقاء
کو دست راست محمد قلی خان نے بمجرد قیام راجہ کا مذکور پیش کیا کہ ایسا شخص ہندوؤن مین مسلسل
وہوشیار نہین دیکھا فارسی زبان بہت درست اور اوسکے فحوائے کلام سے فراست برستی ہے
بندہ نے اپنی دیوانی مع نیابت الہ آباد کے اوسکو دی میری گفتگو نہین معلوم شاہزادہ کے گوش
ہوش مین کسطرح جاپذیر ہوئی شاہزادہ نے فرمایا کہ اسقدر اعتماد ایک ملاقات پر کیونکر ہوگیا
مدار الدولہ نے اوسکی خوبی وفا اور حسن اخلاق اور رسوخ عقیدت کی داد دی مرزا اسحق نے
درمیان سے نکلکر اوسکے تصدیق کی ان لوگون نے دو تین ہزار روپیہ نقد کی طمع اور نیز راجہ کے
روغن عمارت ملنے سے اسقدر مبالغہ کیا ہو مگر افسوس تو یہ ہے کہ محمد قلی خان اور شاہزادہ وغیرہ
دولتخواہ نے یہ نکیا اگر وہ اپنے حصار مین جاکر فرمان بری نکرے تو تم لوگ کیونکر عہدہ برا ہوگے بیت
جبان ہو نہ جرأت کار رستم سے کام ہو کہ ری بیشہ ناتوان کیا تمام ہو القصہ تہوڑی دیر مین راجہ رام نراین حضور مین
آیا اور جو آداب وکورنش کہ تمام عمر نہ دیکھی تھی کرنا پڑا رنگ فق چہرہ خشک لب سخت پہونچا یہ یاد نہین
کہ شاہزادہ نے خود یا مدار الدولہ نے نذر کی اشرفیان اپنے ہاتھ مین لین محمد قلی خان نے
حسن ارادت کا بیان کرکے استدعائے مرحمت فرمائی خلعت کے لئے شاہزادہ نے حکم دیا
راجہ رام نراین کو لیجاکر خلعت بے بہا اور سرپیچ اور جیغہ مرصع مع ہار کلگی عقار جو کہ مخصوص
شاہزادون کو تہی مرحمت ہوا مرلیدھر تو اس شراکت مین نہ آیا احمد خان قریشی اور مصطفی قلیخان
اوسکے ہمراہی تھے شرف یاب ملازمت ہوکر خلعت چار پارچہ اور تین پارچہ کے حاصل کیے لیکن
رام نراین جسنے اسقدر تکلیف کبہی نہ پائی تھی خستہ وحیران ہوا بعد ازان جب تہوڑی

اور ہوش وحواس درست ہوئے نظر نیچے کو کرکے شاہزادہ کی فلاکت اور امرا اور روساے لشکر
کی پریشانی جو بروقت ورود دیکھی تھی نہایت شرمندہ ہوا کہ ناحق کو آیا بندہ کو اوسکی پیشانی
سے موجب انفعال معلوم ہوا بعد چند گھڑی کے محمد قلی خان مع راجہ رام نراین کے مرخص ہوکر
اپنے مکان کو گیا وہان جاکر خدا معلوم کیا سوداے خام کا جوش کہایا کہ صید بدام آمدہ کو رخصت
دی جو معتمد اوسوقت حاضر تھا کہتا تھا کہ راجہ رام نراین علحدہ خیمہ مین آرام پذیر تھا لیکن
محمد قلی خان کے خیمہ سے بہت نہایت متصل مرزا محمد علی مولوی کو جو مدار الدولہ کے باتفاق راجہ مذکور
کی لانے کو گیا تھا طلب کرکے محمد قلی خان نے کہا کہ راجہ رام نراین سے جاکر کہو کہ صوبہ بنایا
یعنی مرزا حسن اوسکے بہائی کا تھا تمکو دونون صوبہ کی دیوانی مبارک ہو اور مرزا اسحق کو بہی
ہمراہ کردیا دونون نے عرض کیا کہ ابہی یہ کلام کرنا مناسب نہین آزردہ ہوا خواصی کو بہیجکر بندہ
کو طلب کیا جب وہ آیا خود بدولت نے وہی کلمہ مبارکباد سنایا اوسنے بہی ہمراہ دانائی سر
جہکا کر مبارکباد عرض کی قریب شام کہ ایک گھڑی دن باقی تھا محمد آفاق کوتوال عظیم آباد کو جو
اوسکے ہمراہ تھا محمد قلی خان کے پاس بہیجکر پیغام دیا کہ صبح سے کچہ کہانا نہین ہوا الحال بندہ
جاتا ہے اوسنے جواب دیا مبارک بعضون نے وہی صلاح جو بندہ نے مذکور کی تھی عرض کی اوسنے
انکار کیا کہ بدعہدی ہے لوگون نے کہا بدی نکرنا چاہیئے اور قلعہ مین داخل ہونا معہود نہین ہوا
اوسنے ہرگز قبول نکیا اور کہا کسکی مجال ہے جو ہماری شمشیر کے روبرو کہڑا ہو بیت نصیبہ او
اقبال تھا جو ہمراہ * کسی کا نہ خوش کہنا اوسنے سنا * جب راجہ وہانسے برآمد ہوا حسب الحکم محمد قلی خان کے ایک شخص
اوسکے ساتھ فیل سوار باتفاق قاصد عظیم آباد ہوا چند قدم جاکر عذر کیا کہ بندہ ہندو ہے اور
اور مسلمانون کے ہمراہ پانی تک نہین پی سکتا مادہ فیل عماری دار طلب کرکے اوسپر سوار ہوا
اور پانی پیکر طایر خیال کیطرح پرواز کنان ہوا بیت روان کیا ہوا گویا طایر ہوا * پرندہ کوئی جو
قفس سے چہٹا ہو * بعد قلعہ مین پہونچنے کے حکم دیا کہ برج بارہ کی خوب حفاظت ہو اودہر محمد قلی خان
بے خبر اپنے غرور مین مست لہو ولعب مین مصروف ہوا گویا جانتا تھا کہ راجہ مذکور نوکر فرمان پذیر
ہے ہر روز احکام بے سروپا مرزا اسحاق اور پیادون کے معرفت بہیجتا تھا راجہ نہضت فوج
افواج بنگالہ کا منتظر تھا تا آنکہ بعد دو تین روز کے تحویل آفتاب کے برج حمل مین معین
ہوئے اور لوگ منتظر امتحان ہوئے کہ راجہ رام نراین نذر عید نوروز گذراننے کو آتا ہے
یا نہین اگر آیا موجب ترقی اقبال ہے ورنہ جو کچہ محمد قلی خان نے سوچا ہے محض وہم و

خیال تا آنکہ روز نوروز جلوہ افروز ہوا راجہ رام نراین نے شاہزادہ اور محمد قلی خان سکے نذر کو اشرفی مع بیضہ ہاے مرغ سکے کہ سادہ اور نقش دار رنگین تھے اور نیز دیگر ہر قسم کے حلوا اور لوازات ورق طلا مین آرائش دیکر ارسال کئی اور اپنی عدم حاضری کا عذر بسبب اشتغال کار سرکار کے کر بھیجا بازاری تک تو یہ افواہ کرنے لگے کہ اب راجہ رام نراین نہ آویگا مگر محمد قلیخان ابلہ ابتک اوسی عہد و پیمان پر معتمد تھا جب نوروز بھی گذرا اور شاہ وزیر کو لہو لعب سے خاطر خواہ فرصت میسر ہوئی ارادہ کیا کہ وہان سے کوچ کرکے شہر کے شرقی رخ نزول کرین چونکہ راہ مختصر کوچہ و بازار مین تھی راجہ رام نراین نے پیغام دیا کہ فوج سرکار اکثر مغلیہ اور یہان کی لوگ اونکے دیکھنے سے مخوف ہین مبادا لشکر شاہی کے لچے ہنگام عبور کسی رعایاے شہر پر تعدی کرین اور نجباے شہر حفظ آبرو کو کچہ جسارت کر اوٹھین تو فساد عظیم برپا ہو جائیگا مناسب ہے کہ عملہ حضوری مع داروغہ بیلداران انیجانب سکے کہ وہ بھی ملازم سرکار ہین شہر سکے جنوبی طرف سے زمین جگہ مین جو خشک تری سہے واسطے توپخانہ سرکار اور ارابہ بار سر کی راہ درست کر دین اور خود بدولت مع لشکر کے اوسی راہ ہو کر جعفر خان کے باغ مین داخل ہون محمد قلی خان نے یہ راے پسند کی ابتک راجہ کی فرمان برداری اسکے ذہن مین مرتسم تھی تا آنکہ چند روز باغ جعفر خان مین بھی گذری اور آمد رفت یساولون کی بطلب کاغذ جمع خرچ صوبہ سکے جاری رہے بلکہ یساول لوگ کبھی کبھی شدت و تاکید بھی کرتے تھے راجہ اپنے لشکر کی انتظار پر سخت و سست کی برداشت کرتا تھا اوسیوقت مین میرن ولد اکبر میر جعفر خان سکے کوچ کی خبر مع کرنیل کلیف ثابت جنگ اور جماعہ انگلشی کے راجہ رام نراین کو پہونچی اور ادہر سے محمد قلی خان کے بھی سخت تقاضا ہونے لگے تب تو راجہ رام نراین اور مرلیدہر سکے حوصلہ کی تنگی کی نہایت زجر اور توبیخ سے محمد قلی خان سکے لوگون کو شہر سے نکال دیا ارادہ راجہ رام نراین کا تھا کہ چند روز اور بھی رفق و مدارا مین بسر کرے تا کہ فوج انگلشی اور میرن آجاے مگر مرلیدہر کو تاب نہ آئی دفع بدمنطقی آقا اور بدنامی اپنے کا بیچ جنگ کے کتنے دنون سے دیکھا تھا والا بشبہہ ان احمقونکو چندے اور بھی سخنان دلاویز سے مفتون کرکے غافل کرتا تاکہ افواج انگلشی پہونچتی کو نشمائی گستاخی انکی قرار واقعی ہو جاتی —

ذکر کھل جانا راجہ رام نراین کے فریب کا جو محمد قلی خان سے کیا تھا اور محاصرہ کرنا

افواج مغربی کا حصار عظیم آباد کو بد سلیقگی سے اور خایف ہو کر برگشتہ ہونا بادشاہ اور وزیر کا سوے تدبیر سے

بیت ہر چہ دانا کند کند نادان ٭ لیکہ بعد از خرابی بسیار ٭ جو کہ دانا کرین کرین نادان ٭ ہون خرابی غرض بہت حیران ٭ کیا خوب اول عقلمندون نے صلاح دی کسی کی نہ سنی اپنی عقل پر اعتماد فرمایا آخر وہ نوبت ہوئی کہ افسوس ہی ہاتھہ لگا جب راجہ رام نراین نے اسکے آدمیون کو شہر سے نکال دیا اور پیغام دیا کہ آپ نے کیا سمجھا ہے جو ایسا تحکم کرتے ہین ہم آپکے نوکر نہین کہ محاسبہ دیوین ناظم بنگالہ کے مطیع ہین تم ہمارے مہمان تھے ایک ملاقات اور ضیافت کر دی اب جسمین اپنی بہتری سمجھو کار بند ہو محمد قلی خان اس پیغام سے نہایت اوچھلا اور رپے پر کی لینے لگا کہ کل صبح اس بدباز کو ایک سزا ئے مین اسیر نتیجہ غضب کرتا ہون اور شاہزادہ کو پیغام دیا کہ کل فرداے قیامت ہے فوج سرکار بھی مددگار ہو شاہزادہ نے والد بندہ اور دیگر رفقا کو حکم دیا کہ صبح طیار ہو کر تابع فرمان مدار الدولہ ہون یحی خان ولد زکریا خان جو کہ خواہر زادہ اور داماد قمر الدین خان وزیر کا تھا بمجرد استماع حکم اپنی جہالت ظاہر کی اول شام سے مع ہمراہیون کے ہتیار بند ہو کر حیدر نواز خان مرحوم کے باغ کے متصل جہان کہ والد شہرے تھے گیا اور بزعم خود گویا مورچہ بندی کی یہ نہ سمجھا کہ بے موقع تکلیف کھینچا کیا ضرور القصہ جب صبح ہوئی حسب الحکم کل لوگ مسلح ہو کر دربار شاہزادہ مین حاضر ہوے اور ہمراہیان محمد قلی خان اوسکے دولت سرا مین آسے بندہ بھی والد کے ہمراہ شاہزادہ کے دربار مین گیا ہر ایک نے جنگ کی رخصت پائی میدان کی راہ لی میر حسین خان خواہر زادہ ذو الفقار جنگ جو محمد قلی خان کے رفقا مین بزعم خود سپہ سالار تھا مع اپنی جمعیت کے راجہ رام نراین کے باغ مین جا کر کھڑکی رانی کے مقابل اقامت گزین ہوا اسطرح ہر ایک نے بجاے مناسب روبروے حصار کے جگہ لی والد مرحوم مع رفقاے قدیم و جدید کے مقابل برج نخاس کی طرف میدان مین استادہ ہوا ہمراہیان شاہزادہ مین بھی جو لوگ کسیقدر اسکی خدمت مین توسل اور اخلاص رکہتے تھے والد کے رفیق ہوگئے اسی عرصہ مین عبد الوہاب خان بندہ کے چچا خورد جو سن و سال مین برابر تھے بہاگلپور سے باوجود حمایت پسران محمد قلی خان کے جنکی رفاقت مین تھا بارزوے ملاقات والد بندہ اپنے بھائی سے قدم بوس ہوا اور کہا کہ جملہ متعلقان کو ہمراہ لایا ہون اور باغ لون گولہ مین جو مقبرہ والد

فرو کش کرایا ہے اب کہ معرکۂ جنگ گرم ہوا اندیشہ ہے کہ بیرون حصار آشوب برپا ہو پس ایک بیرق لطف فرمائیے تا کہ مردمان سرکاری اوسکی شناخت کر کے متعرض حال نہون حسب التماس تعمیل ہوئی لیکن بندہ کو اطمینان نتھا بندہ نے کہا بہتر تو یہ ہے کہ یہین پر متعلقان کو لائیے مگر عذر چند کر کے میری بات نمانی اور قلعدار کو مع بیرق والد کے ہمراہ لے گیا اور وہان پر ٹھہلا کر بہائی کی رفاقت اور بندہ کی اعانت کو پہر آ کر کے ہمارا شریک ہوا تھوڑی دیر کے بعد حصار سے ہم لوگون کی طرف گولہ برسانی شروع ہوئی راجہ رام نراین نے ابتداے جنگ کی اور جدہر جدہر قلعہ کے روبرو فوج تھی اوسی طرف قلعہ سے آتشبازی شروع ہوئی علی الاتصال گولون کی بارش ہوئی تھی ہم لوگون کے سرون پر سے نکلجاتے تھے باغ راجہ رام نراین کی طرف جو دیوار حصار سے متصل کٹہرکی رانی مین تھا میر محمد حسین خان وہان پر بیٹھا ہوا یورش کی راہ ڈہونڈہ رہا تھا اودہر کو ہماری طرف سے زیادہ بارش تفنگ و توپ ہی تھی تا آنکہ محمد قلی خان بہی فیل سوار ہمارے نزدیک پہونچکر استادہ ہوا مرلید ہر برج نخاس پر تھا اودہر کا انتظام اوسکے حوالہ تھا کثرت ہجوم اور سامان جاہ و احتشام اودہر کو دیکھکر سمجھا کہ برج کے مقابل محمد قلی خان یا کوئی ذیشان عمدہ نوکر استادہ ہوگا گولہ انداز کو تحریص کی کہ اس ہجوم مخصوص فیل سوار پر گولہ مارنا چاہیے وہ بہی اس نشانہ مین نہایت ساعی ہوا لیکن اکثر گولی ہاتھی کے ادہر اودہر یا ہم لوگون کے سر پر سے نکل جاتی تھی چنانچہ ایک گولہ کسیقدر بندہ کے سر پر سے اونچا گذر کر قریب ہی گر کے پہٹا بندہ نے اس جرأت بیموقع سے ناخوش ہو کر والد سے جو کہ تہوڑے فاصلہ پر پالکی پر سوار کہڑا تھا عرض کیا کہ نشان توپ پر جو ہم لوگ استادہ ہین کیا سود ہے فرمایا کہ اور میدان عمدہ میری نظر مین نہین بندہ نے عرض کی کہ سالار لشکر سے ملتمس ہونا چاہیے کہ اگر بفایدہ یورش منظور ہے تعلعدکر و برد حاضر آ اور خود بدولت سوار ہین پس درنگ کیا ہے اوٹھہ دوڑیے تقدیر مین جو ہوگا ہو رہیگا اور اگر بضابطہ عقل لڑنا ہے تو ایسے قلعہ کا محاصرہ نہین ہوتا ایک تو صوبہ دار کے پاس تین چار ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادہ برق انداز مع چند توپ وغیرہ اسباب حرب کے حاضر ہین علاوہ اسکے تمام شہر کے عزت دار بپاس آبرو بلا نوکری اوسکی رفاقت مین آمادہ ہین اگر قلعہ مین بہی دخل ہوا جنگ عظیم کا احتمال ہے اودہر سے جو فوج محاصرہ پر ہے ایسے دیوار قلعہ متعدد اون جو صلاح تھی وہ نا مشروع ہوئی اب اگر لڑائی درپیش ہوئی اسطرح مقابلہ بہی محض خلاف ہے بلکہ چاہیے

کہ ہر طرف سے لوگون کو طلب کر کے بہیئت مجموعی راہ متعارف سے اندرون قلعہ بہرائیے اور با رام
تمام و فوج و سامان کے قلعہ بادشاہی کے قریب مرید خان کے صوبہ بین لب دریا پہونچکر سواران
لشکر کو بیتعام کیجئے اور مستعد یورش ہوجئے بڑی توپون کو مقابل دیوار پختہ قلعہ کے جسپر خشت و
چونہ کا کام ہے اگرچہ دو سو برس سے زیادہ رہیگی مگر مطلق لپتہ اور استحکام نہین رکہتی پوشیدہ
اکثر انہین نکل گیین اور دیوارے بلند او رخشت سے کہنہ لیس حکم دیجئے کہ داغین یقین ہے
کہ چند شلک مین کام ہو دیوار مسمار ہوکر زمین سے ہموار ہوجائے یورش کی راہ کہل جاے اوسوقت
پیادہ برق انداز کو روبرو کر کے باڑہ دیتے ہوئے یورش کیجے انشاء اللہ صورت فتح و ظفر نمودار
ہو والد قاصد اظہار ہوا تہا کہ خود محمد قلی خان جاے استقامت سے مغرب کو روان ہوئی
اور ہم بھی مع والد کے پیشتر کو گام فرسا ہوئے بارے برج نخاس کا نشانہ بند ہوا محمد علی خان
نی اوس مکان پر استادہ ہو کر کسی کو بہیجکر والد کو روبرو بولایا جب وہ پہونچا اپنے ہمراہ
ہاتھی پر سوار کر لیا تہوڑی دیر کے بعد والد نے بندہ کو طلب کیا بندہ نے بڑہ کر سلام کیا
والد نے کہا کہ نواب صاحب کا ارادہ ہے کہ تمہین برسم سفارت راجہ رام نراین کے پاس
بہیجین بندہ نے کہا حاضر ہون مگر اسوقت مین کہ وہ محصور اور قلعہ سے بجز تیر و تفنگ کی کوئی
صدا نہین آتی عبور کیونکر ہوسکتا ہے محمد قلی خان نے ایک شخص کو روبرو طلب کر کے
فرمایا کہ یہ شیخ حمید الدین جماعہ دار کے بہائی اور میرے رفیق ہین رات کو بتقریب دعوت
شیخ مذکور کے گہر قلعہ مین گئے تہے اسوقت وہان سے آتے ہین راجہ رام نراین شیخ کے
روبرو کہتا تہا کہ مین اسکے ملازمت کر کے ناظم بنگالہ کے روبرو بدنام ہوا باوجود اسکے نواب
نے میرے استقبال پر کمر باندہی قلعہ گہیر لیا ہے لہذا حمید الدین نے پیغام بہیجا ہے کہ اگر اوسکی
تقصیر معاف ہو بندہ متعہد ہوتا ہے کہ اوسکو پہر حضور مین لائے پس تمکو جانا چاہیئے اور کہنا
چاہیے کہ اب بہی اگر ازراہ اخلاص و عقیدت سے حاضر ہو ہم اپنے عہد پر استوار ہین بندہ نے
کہا اگر یہ سخن راست ہے کیون اوسنے اپنا آدمی بہیجکر ابلاغ پیغام نکیا جو شخص روبرو آکر کہڑا
تہا اوسنے جواب دیا کہ یہ پیغام اوسیکا ہے کہ شیخ حمید الدین کو دیا تہا اور شیخ نے مجہے
بہیجا محمد قلی خان نے کہا ہمارا کیا نقصان بعد تمہاری واپسی کے اوسکا جہوٹ سچ ظاہر
ہوجائیگا بندہ نے کہا اچہا بندہ جاتا ہے مگر نواب صاحب مع فوج کے یکسو ہون تاکہ وہ بہی
گولہ اندازی آتشبازی موقوف کرے اور راہ عبور کی دے اوسنے جواب دیا کہ جب تک وہ جنگ

موقوف نکریگا ادہر سے بہی خاموشی ہرگز نہوگی بندہ نے کہا کہ اس امر مین وہ بادی نہین
جب حضور کی فوج نے محاصرہ کیا تب اوسنے بہی مدافعت پر کمر باندہی اگر ذرا غفلت کرتا ملازمان
حضور بلا تامل بیج بارہ پر چڑہ کر اوسکا کام تمام کر ڈالتے اور بندہ ایسی گرم بازاری تیر و تفنگ
مین کیونکر جا سکتا ہے شخص حاضر نے کہا کہ اچہا بندہ لیچلی بندہ نے کہا کیا مضایقہ القصہ اوسکی
ہمراہ ہو لیا وہاب علیخان عموی بندہ بنابر اخلاص رفیق ہوا شیخ مذکور جو میرے پہونچانے کا حضور
راجہ رام نراین مین متعہد ہوا تہا عبور راہ مین تیر تفنگ سے اپنی محافظت کرتا ہوا جاتا
تہا اور بندہ بہی اوسکے پیچہے پیچہے قدم زن تہا تا آنکہ باغ راجہ رام نراین مین جہان
میر حسین خان کا مورچہ اور چند ہزار کا مجمع تہا پہونچکر توقف کیا کیونکہ وہان سے نکلنا
نہایت دشوار تہا باغ کی دیوار نہایت متصل حصار تہے اور اوسکے بعد کوئی آڑ نتہی جسکی پناہ
مین قدم زن ہو بندہ نے تہوڑی دیر کے بعد شیخ رہبر سے تاکید پیشروی کی وہ شیخ متحیر ہو کر
عذر خواہی کرنے لگا کہ راہ دہونڈہ لین تب چلین مینے کہا کیا مضایقہ بندہ تمہارے ہمراہ
ہے جہان جاو سایہ سان دنبال ہے آخر کار لاچار ہو کر نہایت الحاح و سماجت سے اپنے
خدمتگار کو کہا کہ راہ کی جستجو کرے اوسنے ادہر اودہر دیکہکر معذرت کی شیخ ابلہ نے پانچ روپیہ
انعام دیکر کہا کہ راہ بتانا کرے خدمتگار نے لاچار ہو کر کہا کہ ایصاحب جان سب کو عزیز ہے
ایسی حالت مین روپیہ کے طمع سے جان جوکہون مین نہین پہنسون گا بندہ بہی آدمی ہے
آپ کو اپنی جان عزیز ہے کیا میرے گوشت پوست نہین یہ جواب جنچے پایا مخصوص میرے روبرو
شیخ جی نہایت نادم ہو کر بولے خیراب لوٹنا چاہیے مینے کہا کہ بندہ تو آپکی ہمراہ رکاب ہے جہان آپ جاینگا وہان جاونگا
جو شیخ خجالت سے پہرا اور پاس محمد قلی کے آیا اوسنے پوچہا کیا گذرا مینے جواب دیا شیخصاحب سے استفسار
فرمائے محمد قلی خان حال دریافت کر کے خاموش ہوا شیخ جی نادم کسی گوشہ کو سدہاری
بندہ نے وقت عصر تک ان نالایقون کی سعی اور تردد کا ملاحظہ کیا آخر روز اپنے قیامگاہ کو دایر
ہوا میرے بعد تہوڑی دیر مین والد وغیرہ سرداران فوج بہی آکر منزل گزین ہوے مگر
محمد قلی خان کی فوج اور جماعہ داران ملازم شاہزادہ کی تمام رات قلعہ اور اپنے توپخانہ ہمراہی
وغیرہ کی حفاظت کی اور دونون لشکر کے لچون اور فاقہ زدون نے جو کہ خارج حصار سے جہاز
[illegible] تہے و زر و شاہزادہ سے نہایت مطمئن لشکر پر آگرے اور خوب ہاتہہ پہیلائی
ایک خلق کثیر کا خاندان برباد ہوا لوگون کا مال و اسباب خوب غارت ہوا چنانچہ وہاب علیخان

ہماری چچا کے عیال و اطفال بہی اسی بلا مین مبتلا ہوئے حتی کہ ایک کوڑی اور ایک گز پارچہ نزدیک بہی نرہا
لیکن کسی شخص فرشتہ خصلت نے اوس ہنگام مین اونکے سر پر پہونچکر حفظ آبرو مین شریک
ہوا اور اپنے ساتھہ لشکر کے متصل پہونچا گیا اور گوشہ مین کر گیا ہر چند بیچارے چچا تمام شب اونکی
جستجو مین پریشان رہے اور صبح کو نزدیک خیمہ گاہ والد کے بعض اشجار گنجان کے سایہ
مین گم شدون کو پایا اور سلامتی ناموس اور اطفال و عیال کا شکر بجا لائے اور اپنے
بات نہ سننے پر نہایت شرمائے لیکن کیا فائدہ تھا جب اسیطرح یہ معاملہ گذرا بندہ کو اگرچہ
پیشتر سے امید نتھی اور زیادہ اس لشکر سے مایوس اور محافظت ناموس مین مشوش
ہوا کیونکہ جس روز راجہ رام نراین نے محمد قلی خان کے آدمیون کو نکالکر داعیہ رزم کیا تھا
اوسیدن عصر کے وقت جناب والد مع بعض متعلقان بندہ اور نیز دیگر برادران کے ایک
ایک خادمہ اور لباس پوشیدنی سے واسطے ملاقات والد کے آئے تہین اور حصار عظیم آباد
کی دروازہ مشرقی کے محافظون نے وقت آنے سوارئین کے مزاحمت کر کے راجہ رام نراین
کو اطلاع دی اور اوسنے حکم دیا کہ کوئی تعرض نکرے جانے دو فی الحقیقت بڑا احسان کیا ورنہ
خدا جانے کیا کہ مین بعد ورود کے کیا کیا خدا ناترسی کرتا آخر کار خیمہ شاہزادہ اور محمد قلی خان کے
باغ جعفر خان سے اوکھڑ کر میدان جنوبی قلعہ کے طرف بڑے فاصلہ پر جہان گولہ نہ پہونچ سکتا
تھا زمین خشک شدہ جلہ پر جا نصب ہوا بندہ نے دو تین روز اور لڑکر کے انکی جہالت سے
ناراض ہوکر والد سے کہا کہ چند خاندان کے پاشکستہ یہان پڑے ہین طاقت پیادہ پائی کی
نہین رکھتے اور یہ قلعہ ان تدبیرون سے جو ہو رہی ہین مہینون مین بہی فتح نہوگا اور عنقریب
جب لشکر مشرقی مع افواج انگلشی کے آتا ہے محمد قلی خان اور شاہزادہ اپنی راہ لیوینگے
پس ان بیچارون کے حق مین اگر ابہی فکر کیجاوے اور کہین کو روانہ کر دو بہتر ہے ورنہ چند روز
کے بعد جب لشکر کا عبور ہو پہر جانا متعذر ہوگا والد نے آزردہ ہوکر فرمایا ہمسے کچہ تدبیر نہین ہو سکتی جو
تمہاری راے مین آئے تعمیل کرو بندہ نے چند بہل سواری اور ایک دو اراپہ باربرداری عالم نہج
سی جسجگہ کہ گاڑی بانون کا چودہری رہتا تہا اور بندہ سے آشنائی تہی طلب کر کے اور چند نفر
کہار بہی طلب کر کے مع والدہ اور جمیع ناموس کے جو متعلقان مہدی نثار خان اور وہاب علیخان
وغیرہ برادران کے بہی ہمراہ لیکر کلور سے عبور کیا اور بابو بہلوان سنگہ کے ملک مین جا پہونچا
چند روز قصبہ سہسرام اور حویلی شاہ قیام الدین نوہ شاہ کہلن مین مقیم رہا کہ یکبارگی شاہزادہ

اور محمد قلی خان گرفتار ادبار ہوکر لوٹے اور بندہ سہسرام مین قدمبوسی والد سے مشرف ہوا

باقی حال محمد قلی خان اور شاہزادہ عالی گہر کا جو بندہ کے غیبت مین سرگذشت ہوئی اور پہر جانا دونون کا عظیم آباد سے تحریر کیا جاتا ہے

بعد ازان بندہ لشکر سے برآمد ہوا محمد قلی خان اور اوسکے ہمراہی اور رفقاے شاہزادہ نے تسخیر قلعہ مین اپنی طاقت سے زیادہ کوشش کی اور دامن حصار مین مورچہ پہونچایا اکثر مجروح اور بہت سی مقتول ہوئے لیکن چونکہ یہ محنت اور مشققت محض بیجا تھی کچہ فائدہ نہوا محمد قلی خان نی جو برج کہ مہدی گنج کی طرف تھا اوسپر ازدحام کرکے بیلدارون کو حکم دیا کہ برج مذکور کی بنیاد کو کاواک کرین نوین روز تین چار بیلدار برج کے نیچے کام کر رہے تھے یکایک وہ برج نیچے کو دہسا ایک مزدور نے تو بہاگ کر جان بچائی باقی ۲ دو تین ۳ نفر زمین دوز ہو گئے البتہ اوسپر راہ جانے کی ہو گئی محمد قلی خان کے لوگون نے ہجوم کرکے یورش کیا محصورین نے بہی پایداری کی چلی اور سبوچہ باروت مین آگ دیکر مارنے لگے اور اوسکے پہلو کے برج سے بندوق کی گولیان اوپر سی برستی تہین اکثر اونمین سے ثلث یا نصف دیوار تک پہونچین بعض سوختہ باروت اور بعض گولی سے مجروح ہوکر نیچے گرے اوپر آنے کی تاب نہ پائی اور پائین برج مین بہی جمع کثیر صدمۂ بندوق سے مجروح و مقتول ہوئے کہتے ہین کہ ۲ دو سو آدمی سے زیادہ اس آگ مین جل بہن گئے اور شمع مراد روشن نہوئی تاکہ شام کی تاریکی ہوئی لوگ اس اوہاد نبد سے تہکر آسودہ ہوئے اوسکی صبح کو بسبب بعض سوال وجواب کے محمد قلی خان کو شاہزادہ سے ملال ہوا اوسنے اپنی فوج کو پائین حصار سے حکم راجعت دیا اور خود عازم مراجعت ہوا شاہزادہ نے اوسکے خیمہ مین جاکر معذرت کی اور اوسکے بہٹیر وبنگاہ کو جو آگے کو نکل گئی تہی واپس کرایا اور نئے سر سے اوسکو محاصرہ کی ترغیب کی چونکہ اس جہگڑہ مین متوقف ہوگیا تھا یورش کی نوبت نہ پہونچی لوگون کو جاہاے معینہ کے حفاظت پر معین کرکے یورش دوسرے روز پر موقوف رکہی صبح ہوتے وہی ماجرا شروع ہوا راجہ رام نراین کو مع حارسان قلعہ کے ایسا اضطراب ہوا کہ نزدیک تھا مفرور ہون اسی اثنا مین محمد قلی خان کو آخر روز کو خبر ملی کہ لشکر مشرقی نزدیک آپہونچا اور نیز پیشتر اسکے معلوم ہو گیا تھا کہ قلعہ الہ آباد کو شجاع الدولہ نے براہ دغا اسکے قلعدار سے چہین لیا اور خود قابض و متصرف ہو بیٹہا ان دونون جہوٹی خبرون کے سننے سے محمد قلی خان کا

ہوش وحواس برجا نرہے بیقرار ہوکر شجاع الدولہ کی طرف تب مراجعت کی کیونکہ شخص اسکا تجی عمر اور قرابتی تھا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ سخت تدابیر تھا اور اجل آگئی تھی جو بات بیجا تھی وہی کرتا تھا پس عزم مراجعت بالجزم کرکے یورش کی تاکید بہت کی اور قریب شام صبح کا وعدہ لوگون سے کرکے واپس خیمہ گاہ ہوا اور قرب وصول افواج مشرقی اور نیز ایسے ارادہ سے شاہزادہ کو اطلاع دی شاہزادہ نے دو تین مرتبہ بیداری کا پیغام دیا مگر جواب دلخواہ نہ سنا لاچار خود بھی کسیطرف چل نکلنے کا ارادہ کیا آخر شب کو بتبدیل وضع لشکر سے ہر شخص متحیر تھا صبح کو ارادہ مضمر ظاہر ہوا ہر چند بیلوان سنگہ وغیرہ رفقاے محمد خان کو سمجھایا کہ الحال ارادہ آشتی شجاع الدولہ سے نامعقول ہے بہر صورت اسی جگہہ لڑنا چاہیئے یا کوئی دوسری تدبیر کرنا چاہیئے مگر کچھہ فایدہ نہوا صبح ہوتے کوچ کا ڈنکا بجا کر اپنے ملک کی راہ لی

ذکر آنے موسیٹر لاس فرانسیسی کا لشکر مین اور لوٹنا اوسکا شاہزادہ کی ہمراہ نہایت حیف وحسرت مین

بیلواری کے قریب موسیٹر لاس فرانسیس آملا اور اوسنے سمجھا یا کہ بڑی بے عزتی ہے اسقدر محنت کی گئی دور و نزدیک توقف فرماکر میرے حسن تردد کو کہ چھپرہ پور سے افتان وخیزان حاضر ہوا ہون ملاحظہ فرمائیے بعد ازان جو مناسب ہو عمل کیجئے اودہر سے کچھہ بھی سماعت نہوئی لاچار موسیٹر لاس مذکور نے بھی خدا کی قدرت کا تماشا کرکے عزم بازگشت فرمایا لیکن شاہزادہ کی ملاقات مناسب سمجھکر پیغام دیا شاہزادہ نے توقف کیا اور موسیٹر لاس نے حاضر حضور ہوکے مکنون ضمیر استفسار کیا شاہزادہ نے واقعی حال بیان کردیا کہ محمد قلی خان کے اعانت سے مصارف ضروریہ جو کچھہ ہوتا سرانجام ہوسکتا تھا اور اب مجھکو اوسقدر زر واسباب نہین کہ فوج مشرقی کا مقابل کرون ضرور تا چھترپور کو جاتا ہون تاکہ بعد ازین کیا ہو لاس مذکور بھی چونکہ وہین رہتا تھا رفیق ہوا لیکن شاہزادہ سے پیشتر چلا گیا چنانچہ بندہ بھی جب وہ سہسرام مین وارد ہوا ملاقات کو گیا اور احوال دریافت کل امراے ہند کا جو کہ چند احمق ہمارے عہد مین خلق اللہ کی خرابی کو موجود ہوئے ہین کرنے لگا اور یہ کہا کہ یہ امر خالی غریب آزاری سے نہین اور محمد قلیخان کی مجہلت کو حماقت سمجھا اور کہنے لگا کہ ہم بنگالہ سے شاہجہان آباد تک گھومے ہین بجز غریب آزاری اور ستانے کے

کی کسی سے کوئی امر مشاہدہ نہوا ہر چند میں نے چاہا کہ دولتمندان مشہور مانند شجاع الدولہ اور عماد الملک وغیرہ کو ارادہ بندوبست بنگالہ اور حوصلہ جنگ انگلشیہ ہو مگر کسیکا توجہ نہوئی اور حسن وخوبیا وغیرہ اسکی کچھہ نہ دریافتکی القصہ جب وہ نکل گیا بادشاہزادہ اور محمد قلی خان اور بندہ بہمراہ والد مرحوم کے ساتھہ تھا لیکن ایسے سرداروں کی رفاقت سے نہایت نادم تھے جس گھر مین ہم تھے وہین آ اوترا دونون سرداران نے عقل کی شکایت کرکے بندہ سے مشورہ طلب کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے بندہ نے عرض کیا کہ شاہ جہان آباد کو بسبب عماد الملک کے نہین جاسکتے ہو اور شاہزادہ کو یہ مقدور نہین کہ مع عیال واطفال اور دیگر منتسبان کے آپکی خبر گیری کرسکے اور شجاع الدولہ کو آپکے مزاج سے اختلاط نہین اور ہم لوگون کی صحبت ارباب مشرق سے بسبب آپ کی رفاقت کے جو شاہزادہ کے ہمراہ ہوئے برہم ہوگئی بندہ کے زعم مین ایک تدبیر ہے اگرچہ اوسکا تحمل آپ پر گران ہوگا اور وہ یہ ہے کہ اس صوبہ کا عمدہ زمیندار پہلوان سنگھ ہے اور راجہ رام نراین اور مرلی دہر سے عجب ربط رکھتا ہے اور صاحب دولت اسقدر ہے جسکا حساب نہین ہوسکتا اور کسیقدر فوج بھی اوسکے پاس ہے اسوقت مین اوس سے موافق ہونا چاہیئے البتہ اوسکو کچھہ کام ہوگا درصورت اوسکی موافقت کے جب تک آپکو کچھہ کام نہوگا وہ اپنے حق مین روادار نہوگا اس تدبیر سے ممکن ہے کہ محالات جاگیر ہاتھہ لگین اور بر اوقات کو گوشہ ملے بعد تامل کے فرمایا فی الواقع اگرچہ یہ تجویز اور رائے مجھکو نہایت گران اور ناگوار ہے لیکن اسی تدبیر مین چارہ کار ہے لہذا والد نے کوچ کرکے دریاچہ درگاوتی پر باتفاق پہلوان سنگھ کے خیمہ کیا پہلوان سنگھ نے ملاقات کو اکر بکمال فروتنی مافی الضمیر دریافت کیا اور بعد اطلاع حال بجا آوری کو سعادت سمجھا اسی اثنا مین یہ داعیہ رکھتا تھا کہ اگر شاہزادہ پیرن سے مقابلہ کو مصمم ہوا اور موشیر لاس کو بھی لوٹا لا دی مبلغ کثیر سرانجام سپاہ اور دیگر ضروریات مین خرچ کرکے اعانت شاہزادہ کی کرونگا چنانچہ بندہ نے جاکر مکرر یہ پیغام دیے مگر موشیر لاس اور شاہزادہ نے اوسکی پیشہ زمینداری پر نظر کرکے اعتماد نکیا آخر بضرورت یہ صلاح ہوئی کہ اگر شاہزادہ نہین آتا ایک خط کرنیل کلیف کو بوجوہات معقول بنابر اپنے واپسی کے لکھے تاکہ کسیقدر اس خفت سے جو باعث برگشتگی کی ہوئی ہے کم ہوجائے شاہزادہ نے نوبت خان کو مع مہر اور اپنے منشی کے بھیجدیا تاکہ مسودہ کرکے جو مضمون مناسب جانے لکھکر روانہ کرے جب کسی نے بخاطر خواہ نہ لکھا

والا نے بندہ سے ارشاد کیا کہ اگر کچھ تیرے دل میں آئے لکھ لہذا جو کچھ طبیعت نے
قبول کیا زبان قلم کے حوالہ کیا لوگوں کو پسند ہوا وہی مسودہ حسب ضابطہ صاف
ہوکر بعد دستخط شاہزادہ کے کرنیل کلیف کو پہونچا یا آپ پر بنا بر انتظام کیقدر
حال محمد قلیخان اور شاہزادہ اور موشیرلاس اور آبرو نکال لانا اپنے ناموس
کا ہزار ہا جستجو سے اوس مخمصہ پر ہراس سے بہ حرمت و عزت تمام لکھکر
احوال ورود میرن اور فوج انگلشی کا مع احوال رام نراین پرگنہ سہسرام اور
چین پور میں اور رجوع بی انفصال کرنا معاملہ والد ماجد اور پہلوان سنگہ وغیرہ کا
اور غارت گری لشکر محمد قلیخان کی راجہ بینی بہادر اور راجہ بلوند سنگہ کی کاوش
سے اور دیگر حال ابتری تحریر ہونگے۔

ذکر سے نکالے جانے شاہزادہ اور موشیرلاس کا چھتر پور بوندیلکھنڈ کو اور آشفتگی محمد قلیخان کی اور اوسکے لشکر کی غارت گری راجہ بینی بہادر اور راجہ بلوند سنگہ کے ہاتھ سے

جب شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ نے محمد قلیخان اور شہزادہ کی مراجعت کی خبر بے
حاصل کرنے مقصد کے اور عدم حصول مدعا سے کمال نامردی سے مروت اور
ایمان چھوڑ کر راجہ بینی بہادر اپنے نایب اور راجہ بلوند سنگہ زمیندار بنارس کو حکم دیا کہ متفق
ہوکر محمد قلیخان کے روبرو جاو اور ایسا کچہ بندوبست کرو اور اوس حسن تدبیر سے پیش آو کہ اوسکو
الہ آباد نہ آنے دو جسطرح ہوا اپنے قابو میں کرو راجہ سے مذکور حسب الحکم متفق
ہوکر مقابل بنارس دریاے گنگا کے کنارے رام نگر سے دو کوس پیشتر جو کہ بلوند سنگہ
کا آباد کیا ہوا اور اوسکا موطن قدیم تھا وہاں پر جاکے خیمہ زن ہوے اور
توپیں مقابل لشکر محمد قلی خان لگاکر مستعد مزاحمت ہوے شاہزادہ اور موشیرلاس
کو پیغام دیا کہ ہمیں آپ سے کچھ کام نہیں جدہر عزم ہو چلے جائیے مگر محمد قلیخان کو
مجال حرکت نہ دیوینگے کہ اپنی جگہ سے ایک قدم آگے بڑہا وے شاہزادہ نے اپنا
کھلنا ایسے بلاے ناگہانی اور مخمصہ آسمانی سے غنیمت سمجہا موشیرلاس کو اپنا رفیق

بناکر مرزاپور رہوتے بوندیلکھنڈ کی بعزم اقامت چھترپور کے لئے راہ لی اور محمد قلیخان
سنید راجی کی سرات کسیقدر فاصلہ پر لشکر رکھتا تھا جو کوئی اوسکے لشکر ملکہ عظیم آباد
کے طرف سے آگے کو قدم بڑھاتے زمینداروں اطراف بلونت سنگہ کے شکار
ہوجاتے تھے خان ولد زکیاخان شاہزادہ کے لشکر سے جدا ہوکر چندروز بلونت سنگ
کی اجازت سے مرزاپور مین مقیم رہکر شاہجہان آباد چلا گیا محمد قلی خان مع لشکر کے
اسیر دام تحیر ہوا سوال وجواب بلوہی مین بسر کرتا تھا اور دفع الوقتی سے اپنا کام
نکالتا تھا اور امیدوار تھا کہ شاید پھر دوبارہ خداوند کریم سے تائید
نمودار ہوجائے اکثر ہمراہیون نے جو صاحب جرائت تھے صلاح جنگ
بینی بہادر اور بلونت سنگہ کی دی اور فی الواقع یہی بہتر تھا کیونکہ جو کچھ مقدر
مین ہوتا عزت وناموس سے ہوتا مگر بدحواسی نے اس حواس باختہ
کو جرات نہ دی بندہ مع والد کے ہمراہ بہلوان سنگہ کے ناموس کے
جانب سے دلجمع ہوکر بدین سبب کہ اوسکے ہمراہ تھے اور بنارس مین
لے جانیکا ارادہ رکھتا تھا سید علی خان کو بھی ہمراہ لیکر کرمناسہ آیا
سناکہ غالب علی خان برادر سومی بندہ دو روز قبل اسکے مع اپنی بی بی اور
خوشدامن کے بالخیر بنارس پہونچا اور اب گہاٹ مین کشتیان نہین ہین راجہ بلونت کے
حکم سے سب کشتیان کھینچکر رام نگر کے نیچے جہان اوسکا مکان ہے جمع ہوئے ہین کوئی
بھی اگر ادہر سے جاتا ہے بلونت سنگہ کے لوگ اوسکو غارت کرتے ہین لاچار واپس
ہوا اور اپنا حفظ وحمایت تقدیر کو تفویض کیا اور موافق ظاہر تدبیر کے
ایک خط بہلوان سنگہ سے بنام بلونت سنگہ کے لکہا بہیجا تاکہ میرے ناموس کی نکلجانے
مین اعانت اور راہداری کرے جاے مناسب مین بآرام تمام فروکش کردے
اور والد بندہ نے بھی اسی مضمون کا ایک خط بنام راجہ مذکور تحریر کیا پس بندہ مع الخیر
ملازمین راجہ بہلوان سنگہ کے مع ناموس اور سید علی خان کے چین پور کے راہ سے
دامن جنگل اور پہاڑ کا سے راہی ہوا اور نقی علیخان والد کے ہمراہ ہوا اثناے
بلونت سنگہ کا نوشتہ مشعر عدم روک ٹوک اور بجالانے خدمت اور لوازمہ ضیافت
کے جا بجا مع دو نفر ملازمین کے پہونچا بندہ جب مرزاپور کے نزدیک

پہونچا تھا باوجود ہمراہ ہونے نوشتہ اور ملازمین بلوندسنگہ کے برق انداز
موجود ہوکر مزاحم ہوئے بندہ نے آدمی بھیجکر بلوندسنگہ کو اطلاع دی کہ آپ نے
براہ عنایت پروانہ راہداری مجکو مرحمت کیا اب یہہ نگہبانان طرق مزاحم ہوتے
ہین براہ الطاف حکم بھیجئے کہ مزاحمت سے دست کوتاہ کرین چنانچہ
بلوندسنگہ نے بمجرد اطلاع اپنے چوبدارون کو بھیجا چوبدارون نے آکر مزاحمون
کو ممانعت کی اور بندہ کو مرزاپور مین مکان مناسب پر قیام کرایا رات
کو اوس مکان مین رہے صبح کو ایسی فضل و اعانت حافظ حقیقی کی ہوئی کہ
اوسکے عملہ کے لوگ کشتی لائے اور ہملوگون کو گنگا سے اوتار کر بنارس پہونچایا
شکر خدا کہ چند مہینے تک اس شہر بنارس مین حضرت شیخ محمد علی حزین کی برکت
صحبت مین کہ پہلے اونکا ذکر آچکا ہے مشرف رہا اور نیز اپنے خالوے معظم سید
عبد العلیخان بہادر شجاع جنگ کی قدمبوسی سے سعادت اندوز ہوا اسی اثنا مین
بیرم خان ولد بیرم خان مرحوم نواسہ نواب روح اللہ خان بخشی الممالک اورنگزیب
تھے جس طرح سے ہوسکا محمد قلیخان کے لشکر سے بنارس مین آیا اور وہان سکونت کی
جہان کہ اوسکے عیال و اطفال بھی مقیم تھے بعد چند روز کے سنا گیا کہ محمد قلیخان نے
چند ہمراہیون سے شجاع الدولہ کے حضور مین جانے کو مزاحمون سے اجازت
مانگی اور اونھون نے شجاع الدولہ سے اجازت لیکر رخصت دی اوس احمق نے
بامید صلہ رحمی اور فریب بنی اعمامی کے بارہ سوار اور چند خواص خدمتگار سے
عبور گنگا کرکے شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا اور یہہ سمجھا تھا کہ بروقت مقابلہ
اور مشافہہ یہ سب رنجش خاطر اور کبیدگی دلی برطرف ہوجائے گی یہ جو کچھ فتور
ہوتا ہے دراندازی مفسدان خانہ برانداز سے ہے اور ادھر سے حکم ہو چکا تھا کہ جب
وہ روانہ ہوا و چند روز گذرین اوسکے لشکر کو غارت کرکے سب مال و اسباب
ضبطی مین لاوین اور منتظر تجدید حکم ثانی نرہین اسی حکم کو حکم قطعی سمجھین اور
جبکہ اوسوقت دو تین روز اوسکے کوچ کو گذرے ہونگے دولونڈ میدالعلی بیگ بہادر
اور راجہ بلوندسنگہ سوار ہوکر لشکر کی غارتگری اور ضبطی مال کے قاصد ہوئے جزع
و فزع محشر کے آثار لشکر مین پیدا ہوئے ایک خلق کثیر عجیب بلا مین مبتلا ہوگئی

اکثر لشکری بے آبرو ہوے اور مال واسباب تاراج ہوا چند سبب نام ونشان
بسبب قرابت داری اور خویشی دونو راجہ مذکور کے رات کو اس لشکر مین چھپ کر
محفوظ رہے اور بہت لوگون کو ایک سید قوم بارہہ جماعہ دار لشکر ہینی بہادر نے
جان و مال سے بچایا جملہ نام آورون سے فقط زین العابدین خان نامی جو آخر کار
شاہ عالم کا وزیر ہوا تہا اور نام آوری بہت کی تہی انجام کار جنگ عظیم آباد مین قلعہ پر
یورش کر کے راہی سفر آخرت ہوا ذکر اوسکا بعونہ تعالے موقع پر ہوگا جو اُسکی ذات مین رعایا
پروری اور مردم شناسی بہت تہی اور ہر ایک شریف سے براہ نیکی وخیر اندیشی پیش آتا تہا اسوقت
مین بہی یہی باتین اوسکے کام آئین کہ اپنے استقلال و شجاعت سے اوس معرکہ
سے معزز و مکرم اور صحیح و سالم نکلا تفصیل اُسکی یہہ ہے کہ یہ سردار مذکور امرای
ایران مین سے ہے قبل رفاقت محمد قلیخان کے صوبہ اودہ مین صفدر جنگ اور
شجاع الدولہ کی رفاقت سے باعزت و احتشام رہا اکثر محالات صوبہ مذکورہ مین
حکومت رکہتا تہا اور اپنی اصالت نسب اور جلالت حسب سے ہر ایک کا دل
خوش کیا کرتا اور یگانہ و بیگانہ سے مراعات و تعظیم و تواضع سے پیش آتا اور
ہمیشہ اُسکے دریاے جود و عطا کو روانی تہی اور بحر نوال اوسکا موج زن رہتا تہا کشت امیدواری
کی اوسکی آب پاشی سخاوت سے سرسبز و شاداب رہتی تہی رفقا اور غیر رفقا
جو کوئی اُسکے خدمت مین پہونچتا حصول مدعا سے محروم نہوتا خان مذکور نے اس سانحہ
مین بمقتضاے عزت اور شجاعت کے جب لشکر کا حال اوسطرح پر دیکہا چند ملازمین
ہمراہی نے کمانون کے ٹوٹے جہونپڑون مین پہونچکر دیوارون پر چڑہ گیا اور تیر و تفنگ
تیغ و شمشیر جو ہاتہہ لگا درست کر کے مستعد جنگ ہوا اور کہتا تہا کہ جو کوئی اسقام پہ
میرے روبرو آوے گا اور مجہسے تعرض کرے گا اوس سے بے شک لڑونگا کہ باآبرو
تو مرونگا اور باعزت جان دونگا کہ ان سب مین ہمیشہ بہ آبرو گذری ہے اب اس بے
توقیری اور بے عزتی سے مرنا اچہا نہین ہے اگر کوئی مجہسے مزاحم نہوگا مجہے بہی تعرض نہین ہے اور
جب یہہ خبر بلوند سنگہ کی فوج مین پہونچی بعد تفحص کے معلوم ہوا کہ فلان شخص ہے جو ایسا ارادہ
رکہتا ہے چونکہ ملازمین بلوند سنگہ کے اکثر نمک پروردہ اُسکے تہے اور بعض رفقا سے بہی بعد
کہ بہی اسطور کے تہے باہم متفق ہوکر اپنے ولی نعمت سے اطلاع دیکر عرض کیا

کہ زین العابدین خان بہادر پاس آبرو تو دس نفر سے فلانے خرابہ مین کہر آباد کم
جانفشانی ہے اور ہم لوگ اوسکے ممنون احسان اور نمک پروردہ ہین لہذا اوسکی
عزت و آبرو کے شریک ہین اگر حکم ہو تو جاکر اوسکو باعزت و احترام لاوین دونون راجاؤن
نے لاچار ہوکر التماس اونکا قبول کیا اور کہا کہ اچہا جاؤ اور جو اوسکی مرضی ہو تعمیل کر دیو نکہ
دونو راجہ بخوبی سمجہے تہے کہ جو اسوقت ہم اس فوج کا کہنا نہ سینن گے
بلا تامل یہہ سب شریک زین العابدین خان ہو جائین گے اور انجام کار
تدارک اسکا مشکل ہوگا اور یہہ شخص مرد بہادر اپنی جان سے مفت جائیگا
لہذا درگذرنا اسیے خیال سے بہتر ہے جماعۂ مذکور کہ جم غفیر تہے دوڑ
اوسے اکثر سردار اور ہمراہی دور سے پیادہ ہوکر مودب سلام اور
کورنش بجا لائے اور آگے بڑہکر مافی الضمیر عرض کیے زین العابدین خان
نے اونکے حسن وفا سے آفرین کی اور شکر آلہی بجا لاکر مع رفقاے
حاضرین کے سوار ہوکر بکمال عزت و احترام لشکر بلوند مین داخل ہوا
اور بعد انطفاے نائرہ غارتگری کے بنارس مین آکر منزل گزین ہوا ارباب ہوش
کو چاہیے کہ اس حکایت کو گوش ہوش سے سنکر حسن وفا کو خیال فرماوین
اور خصال پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ اپنا شیوہ کرین اور یہہ سمجہین کہ صفت مذکور
موجب حیات ابدی ہے۔ اور یہہ دنیا ایک دم مین خواب و خیال ہو جاتی ہے الغرض
محمد قلی خان شجاع الدولہ کے پاس پہونچکر مقید ہوا باقی حال جو کچہہ اوسکا معلوم ہوا انشاءاللہ
شجاع الدولہ کے احوال مین تحریر ہوگا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار مقام غور ہے ای صاحبان
بینائی قدرت ایزدی دیکہنا چاہیے کہ جسکو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے
ذلت دیتا ہے کہ زین العابدین خان کیا کیا حقیقت تہی کہ اوس آدمیون سے آمادۂ رزم اسعد
فوج کثیر کا ہوتا مگر یہہ سب باتین اسکی نیک نیتی اور حسن سلوک کی باعث سے تہین جو کہ ہر ایک کے ساتھ
ساتہہ برتتا تہا لیس ایسا ہی کرنا ہر فرد بشر کو چاہیے نہ کہ رعایا و برایا کو وقت حکومت کے
آزار دینا اللہ تعالے ایسی باتین ناپسند رکہتا ہے اور بہت جلد اوس شخص کی بیخ شجر
حکومت کو کاٹ ڈالتا ہے بموجب شعر بہت ڈر آہ مظلومون سے ہنگام دعا لب
کر آتی ہے درحق سے اجابت پیشوائی کی۔

ذکر ہے پہونچنے میرن کا عظیم آباد میں اور نکلنا راجہ رام نراین کا باتفاق کرنیل کلیف بہادر بابت جنگ کے بدا عجہ چشم نمائی پلوان سنگہ کو

میر محمد جعفر خان اور میرن فرزند کلان اوسکے نے سنا کہ راجہ رام نراین اور محمد قلیخان شہزادہ سے مشرف ملازمت ہوے اول یہ دونو اندیشناک ہوکر جماعۂ انگلشی سے رجوع لائے اور کرنل کلیف بہادر کو بمباجت طلب کیا بعد اونکے آنے کے مشورہ بر آنے فوج کا ہوا جماعۂ انگلشی کو رئوسا ہندوستانی کا کل حال تو معلوم تہا شہزادگی کے نام و نشان اور آبرو اور حرمت و عزت سنکر ارادہ رزم سی پہلو تہی کی جب دوبارہ برہمی مصالحہ اور رام نراین کی محصوری آور شاہزادہ و محمد قلیخان کا حصار پٹنہ گہیر لینا دریافت ہوا میرن اور کرنیل کلیف دونو باتفاق با فوج انبوہ مرشد آباد سے نہضت فرما ہوے اثناے راہ مین خادم حسن خان سے کہ میرن کو بسبب گمان خلش خاطر و رنجیدگی دل صفائی نہ تھی یہہ خیال کرتا تھا کہ مبادا اس مقدمہ مین وہ بھی خار راہ ہو مصرعہ کہ ہوتی ہے دلکو بہت دل سے راہ + عین راہ مین مقابل پورنیہ ہینی کے مقام پر مقیم ہوکر قصد کیا کہ اوسے اپنے زیر قابو کر لے اس ارادۂ میرن نے شہرت پکڑی خادم حسن خان بڑا چالاک مرد عیار تھا اور میرن کی طرف سے اندیشیہ ہی رکھتا تھا بہ مستعدی تمام جہٹ پٹ فوج و اسباب لیکر کمک دہی کا اشتہار دیکر پورنیہ سے نکلا اور لب دریاے گنگ واقعہ گنڈہ گولہ پر متوقف ہوا اور کرنیل کلیف کے پاس نامہ و پیغام ہونے لگا آخر کار ایسا ہوا کہ کرنیل مذکور نے میرن کو لڑنے بہڑنے سے منع کیا اور نئے سر سے عہد و پیمان ہو گئے۔ خادم حسن خان نے اپنا اندیشہ ظاہر کر کے میرن کے لشکر مین آنے سے معذرت خواہ ہوا اور یہہ تصور کیا کہ میرن کے قول و فعل کا کچہ اعتبار نہین ہے اور بظاہر صاحب لوگ بھی اوس کا پاس خاطر کرتے ہین پس اس صورت مین دیدہ و دانستہ آپ کو خود دام بلا مین پہنسانا ہے مقتضاے عقل دوراندیش یہ طور ہے کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اب آبرو جان کی مخلصی اور رستگاری ہو جائے محرمون نے یہہ سمجہکر عرض کیا کہ اگر آپ بجرہ پر سوار ہوکر نصف گنگا مین آوین

تو بندہ بھی ادہر سے بجرے پر سوار ہو کر وہین اگر ملاقات کرے تاکہ سر نو عہد پیمان بالمشافہہ بسوگند ہو جائین اور پھر باطمینان تمام خدمت والا مین زندگی چند روزہ بسر کرین اور کوئی خدشہ اور پریشانی دل اور خلجان اور تشویش خاطر باقی نہ رہے اور یہہ اطمینان باعث تسکین اور سبب تشفی اس مسکین کا ہو جائے اور ہر چند یہہ امر خلاف رای میرن کے تھا مگر کرنل صاحب نے پسند فرمایا آخر حسب معہود میرن اور خادم حسین خان کی ملاقات ہوئی طرفین سے عہد و پیمان پھر مضبوط ہوے از سر نو بحسن وساطت کرنل صاحب میرن مع کرنل کلیف بہادر کے عازم عظیم آباد ہوا جب محمد قلیخان نے خبر قربت لشکر پائی اولٹے پاؤن پھرا اور اپنی راہ لی اور جسوقت یہہ لوگ عظیم آباد کے متصل پہونچے رام نراین نے مع ارکان دولت کے بڑی تعظیم و تواضع اور نہایت تکریم و عظمت سے استقبال کیا واللہ اعلم کس طرز سے ملاقات کی کہ باوجود ملاقات محمد قلیخان کے پیشتر سے زیادہ مورد الطاف بے پایان صاحب بہادر اور شاہزادہ کا ہوا اول سے رام نراین نے بندہ کو اپنے کام کے واسطے بہ ہزار منت و سماجت و تملق و چاپلوسی شاہزادہ کے پاس بہیجا اور خود بھی گیا حاضر ہو کر فیضیاب خدمت ہوا تھا اور ارادہ توسل کا اوسکے ساتھ کیا بعد ازان جب اوسکی ملاقات کو گیا اور وہان جاکر کچھہ دلمین سمجھا اور اپنے آنے کو بھی سہل اور آسان جانا اور اپنے دلمین برا سے مرلی دہر کو غالب پایا اس امر کا الزام بندہ کے جانب لگایا اور دفعتاً بدگمان ہو کر زبان شکایت ہر ایک کے روبرو کہولی اور جو جو دل مین آیا وہ ہرزہ درائی آغاز رکی جب یہ حال بندہ کے ساتہ اوسکا پہونچا اور بندہ نے دیکہا کہ پاے رفتن نہ رای ماندن ہے براہ مشورہ عقل دور اندیش چند روز جسطرح مناسب جانا بسر کی ہر ایک کے روبرو یون کہتا اور میرا ذکر کرتا کہ اے صاحب عجب دنیا اور زمانہ ہے ملیے غلام حسین خان سے کیا بدی کی تھی کہ انہون نے میری رفاقت ترک کر کے اور میرے احسان اور نیکیان فراموش کر کے باپ سے ملحق ہوے الغرض ایسی ایسی طلاقت لسانی اور زبان درازی سے اور اسیطرح کی ایسی ہی بیہودہ بازیان کر کی اپنی نیکنامی مین ساعی ہوا اور ہر ایک کے روبرو نیکنام بنا

تعجب ہے صاحبان انگلشی سے کہ باوجود اوسکی ملاقات کرنے کے اور شناخت اطوار و اوضاع دشمنی سے اور اوسکی سخن سازیوں سے پہر ایسے شخص کو اپنا دوست سمجھا ہو یہی سچ ہے صاحب زر کے عیب دنیا مین چھپ جاتے ہین اور اچھا تو اچھا ہی ہے کیسا ہی بُرا ہو کچہ زبان پر نہین لاتے کیا خوب کہا ہی شعر اے زر تو خدائی و لیکن بخدا ✦ ستار عیوب و قاضی الحاجاتی ✦ ترجمہ شعر ہذا الحشی اکبر اسہی سے اے زر خدا نہین ہے تو لیکن قسم بحق ✦ تو عیب کو چھپاتا ہے حاجت روا بھی ہے ✦ بہر صورت میرن اور کرنیل نے چند روز شہر مین مقیم ہو کر حسب استدعاء رام نراین کے پہلوان سنگہ پر چڑہائی کی پہلوان سنگہ نے دامن کوہ مین مامن بناکر دو تین روز جنگ کی تشویش مین رہا اور بہت تدبیرین تصور مین لایا اور بہت سا کہ عقل کو معاملہ جنگ و صلح مین دوڑایا و لکن کچہ سود نہوا منہہ کی کہا کر رہگیا اور صلح کا خواستگار ہوا آخرش گفتگوے صلح درپیش ہوئی اور میرن کو راجہ رام نراین نے کچہ دل مین سوچ کے عظیم آباد واپس کیا تاکہ شہر مین جاکر عیش و عشرت اوڑاے اور عرض کیا کہ آپ بکمال راحت بسر کیجئے اور اسطرحکی تکلیف مین گذر کرنا کیا ضرورت ہے شہر کو تشریف لیجائیے انشاء اللہ تعالے عنقریب بندہ مع کرنیل کلیف کے پہلوان سنگہ کا معاملہ فیصلہ کر کے حاضر خدمت حضوری ہوتا ہے میرن تو اس امر کا آرزومند ہی تہا اور لسبب کم حوصلگی اور پست فطرتی کے ایسے کامون کا منتظر اور مشتاق رہتا تہا اور صلاح عام اور رفاہ خاص اس ایسے بد باطن سے مفقود تہی فوراً واپس شہر ہوا اور رام نراین نے مع کرنیل کلیف ثابت جنگ بہادر کے موافق وادید وقت اور حسب موقع و وضع معاملہ پہلوان سنگہ کو فیصلہ کیا پہلوان سنگہ نے اول والد مرحوم کے کام کو درست کیا اور ایسا باخود بامشورہ و صلاح مین مقرر ہوا کہ والد اسپنے محالات جاگیر مین بکامدل بے مزاحمت اور بغیر تردد مقیم ہون کہ کوئی کسی طرح پر براہ تعرض اور ممانعت اور مدافعت پیش نہ آوے بلکہ بہرطور انکی اطاعت کرنا چاہی الحمد للہ کہ تمناے دلی برآئی اور شاہزادہ کا خط بہی کرنیل کو بہو نچکر موثر ہوا رام نراین اوس خط و کتابت سے نہایت خوشنود اور متانت کلام سے بغایت محظوظ ہوا صاحبان انگلشی نے بہی بعد ملاحظہ اوس نتیجے کے آفرین فرمائی چنانچہ بعد مدت دراز کے جب بندہ کو اصحاب انگلشی سے ملاقات ہوئی پس جو حق تحسین و آفرین تہا بہت بہت فرماتے رہے

سکتے تہے کہ جس منشی کے خط شاہزادہ کے طرف سے جاتی نام تہا لایق مدح وثنا ہے اوسوقت بندہ نے
ظاہر کیا کہ اوسکا محرر بندہ ہے نہایت مدح سرائی کی اور انپاسے گورنر عماد الدولہ مستر ہنسٹنگ جا در جلادت جنگ
بندہ کے مسودات کی تعریف کیا کرتا ہے اور جواب خط شاہزادہ کا لکہکر یاد نہین کہ کئی ہزار اشرفی نذرانہ کی
ساتہہ روانہ کیا والدبندہ مع نقی علیخان کے اپنے محالات جاگیر مین آرام پذیر ہوا اور پہلوان سنگہ بہی اپنی جاگیر
روانہ ہوا اور رام نراین مع کرنیل کلیف کے عظیم آباد پہونچا اور استرضای میرن مین معروف ہوا

میرن کی مراجعت مع ایک کرنیل کلیف کے مرشد آباد کو اور دلیرخان اور اصالت خان سی دغا کرنا

جب استرضا سے میرن کی خاطر جمع ہوئی ارادہ مراجعت مرشد آباد فرمایا لیکن اصالت خان
اور دلیرخان وغیرہ فرزندان عمرخان کو بسبب سطوت اور شجاعت انکے اور باوصف مرافقت
اور وفاداری کے نہین چاہتا تہا کہ اس دیار مین رہین کیونکہ ہنگامہ آمد شاہزادہ کا موجب انکی
خوشامد کا ہے بعد اہمراہ لیا باپ نے نصیحت کردی تہی کہ بعد دلجمعی تمام کے انہین دفع کر
یہ لوگ تمہین پچہوڑینگے حال آنکہ اونہون کو اوسکے اور اوسکے باپ کے ساتھہ ارادہ بد نہ تہا
بلکہ ابتدائی عروج مہابت جنگ کی ہمیشہ ناصر اور مددگار میر جعفر خان کے رہے ہین اور
اسی سبب سے سراج الدولہ نے بد ہوکر عمرخان اور دلیرخان اور دیگر کسان کو برطرف کردیا
اور ایک سال تک عظیم آباد مین حیران رہکر تنخواہ طلب کی بنا پر اسوقت بندہ بتقریب مذکورہ لشکر شاہزادہ
مین گیا اور دیکہا کہ اب اس لشکر کی رفاقت بارگران ہوئی ایکقطعہ خط دلیرخان کو جو میرا نہایت آشنا
بلکہ دستار بدل بہتا لکہا اور اوسمین ترغیب رفاقت شاہزادہ کی تحریر کی اور نیز التماس حفاظت
ناموس کیا درجواب تحریر فرمایا کہ فقیر کی طرف سے مطمین رہیئے اور جو رفاقت شاہزادہ کے بارہ مین
لکہا ہے اوس بارہ مین معلوم ہو کہ جب تک ایک آدمی بہی میر جعفر خان کے ساتھہ رہیگا بندہ رہیگا
خدا سے دعا کیجئے کہ جسکی رفاقت مین رہون ثابت قدم رہون القصہ میرن بموجب نصیحت پدر اور
نیز اپنی دانائی کی رام نراین کی پہونچنے تک دلیرخان سے گرم صحبت رہا اور وعدہ تنخواہ کا منحصر
آنے رام نراین کی تہا جب رام نراین آیا اور خود مرشد آباد کا عازم ہوا رام نراین سی کہا کہ مردم معتمد
دلیر سنغرلی دروازے پر مقرر کریئے اور کہدیجئے کہ دروازہ بند فقط کہڑکی کشادہ رہے اور کوٹہی کی دروازے پر
انگریزی پہرہ ہوتا دلیرخان اندر نہ آنے پاوے اور خود کشتی پر سوار ہوکر مرشد آباد کو راہی ہوا دو تین
منزل دریا مین لیکر ہوا اوسی کشتی عبور کرکے طے مسافت کی دلیرخان نہایت عاجز ہوا کیا کرے اور

رام نراین نے بے تقصیری اپنی سے بمقدمہ تنخواہ مین معذرت کی اور عرض کیا کہ کسیطرح میرا آپکا
رہنا شہر مین مناسب نہین اور اوسنے بھی دیکھا کہ بیفائدہ ہے مع برادران و رفقا کے لکھاری کیطرف
روانہ ہوا فتح سنگہ اور بنیاد سنگہ وغیرہ اولاد و اقارب راجہ سندر سنگہ نے اسکا جانا مغتنم جانا
اپنے حسب مقدور روزمرہ خرچ مقرر کر دیا بعد چندے فتح سنگہ اپنے کامون کی مضبوطی کر کے
میرن کے پاس مرشد آباد گیا میرن مرشد آباد مین اور رام نراین عظیم آباد مین بکام و آرام بسر کرتا تھا
اور میر محمد جعفر خان بنابر دفع فرزند راجمحل تک یا چند کوس زیادہ مرشد آباد و بنگالہ سے برآمد ہوا تھا بعد سننے خبر فتح خوش ہوا
اور صداقت محمد خان پسر آغا باقر زمیندار ڈہاکہ سے ناحق بدگمان ہو کر بیچارہ کو دم توپ اوڑا دیا گویا ذخیرہ عقبی کا
اس حرکت بیجا سے اپنے واسطے حاصل کیا دلیر خان اور کامگار خان جو مین زمیندار ترہت شمالی کا بھی اون سلوکات
سے جو بروقت ورود عظیم آباد کے رام نراین کے اشارہ سے میر محمد جعفر خان نے کر کے اوسکو مقید کیا
تھا نہایت ناراض تھا باہم دونون نے متفق ہو کر شہزادہ کو عرایض لکھے کہ ادہر کو متوجہ ہو شاہزادہ
مع رفقا کے بسبب عدم سکونت و مسکن چہتر پور سے عازم عظیم آباد ہوا بندہ قبل ازین بنارس سے
والد کی خدمت مین پہونچا تھا اور بسبب چند وجوہات کے وہان مقیم ہو کر لکھاری آکر چند روز
دلیر خان کے پاس رہا جب اوسکے ارادہ سے آگاہی پائی اپنا رہنا وہان نامناسب سمجھا
کیونکہ شاہزادہ کی رفاقت بندہ کو منظور تھی بمبالغہ تمام مرخص ہوا ناچار اوسنے جسقدر
اوسکو دسترس تھا میری تواضع کی بندہ بہار کو جہان چند روز پیشتر سے بہائی
سید علیخان مقیم تھا روانہ ہوا بہار مین پہونچکر بندہ مقیم ہی تہا کہ شاہزادہ کی آمد آمد کی
خبر گرم ہوئی اور کامگار خان مع فوج کے متصل بہار پہونچکر پیشتر کو عازم ہوا اس سبب سے
کہ بروقت ورود شاہزادہ کے ضرور ملاقات کرنا ہوگی اور پہر عظیم آباد مین ٹھہرنا
دشوار ہوگا بندہ نے عظیم آباد جانیکا عزم کیا لیکن رام نراین نے ناحق بندہ کو بدنام
کر رکھا تھا روادار میرے آنے کا نہوا اس لئے سے بندہ کا ورود شہر عظیم آباد مین
دشوار تھا اتفاقاً اونہین دنون مین حکیم غلام علی بسبب معالج ہونے اوسکے
والد کے رام نراین سے ملکر اوسکا معتمد علیہ ہوا اور حکیم مذکور بندہ پر
نہایت شفیق تھا بندہ نے حکیم مذکور کی خدمت مین دو تین کلمہ بشعر صدور
اجازت آنے عظیم آباد کے تحریر کئے اور بعد اجازت مع سید علیخان کے
داخل شہر مذکور ہوا لیکن مرشد میرا اور بعض اوسکے مقربین مسلمین کو ناخوش معلوم ہوا

ہندہ مستر امیث جو عظیم آباد کا بڑا صاحب تھا اور ڈاکتر فلرٹن حکیم متعین کوٹھی عظیم آباد سے کہ طرف کونسل
کلکتہ سے متعین تھا آشنائی اور دوستی رکھتا تھا مخصوص ڈاکٹر سے زیادہ ملاقات تھی پس اونسی ملکر اپنا اجرا
اظہار کیا اونہون نے میری دلجمعی کی بلکہ ڈاکتر نے فرمایا کہ میرے بنگلہ پر فروکش ہو چند روز بدلجمعی تمام ساکن عظیم آباد
ہوا اسی اثنا مین شاہزادہ کی آمد آمد رام نراین کو لی لشکر کی فراہمی کرنے لگا پہلوان سنگہ وغیرہ زمینداروں کو
طلب کر کے متفق کر لیا اور رحم خان روہیلہ جو قدیم مہابت جنگ کا نوکر تھا حسب الامر میر جعفر خان کے مرشد آباد سے
اسکی کمک پر آیا رام نراین نے اپنے برآمد ہونے کی ساعت منجمین و برہمنون سے دریافت کر کے مقرر کیا
اور پہاڑ کی طرف چار پانچ کوس پر جا کر خیمہ گاہ کیا قریب بارہ ہزار سوار و پیادہ اور توپ و بندوق اور جزایر اور
بان وغیرہ کے ہمراہ تھا اور اسکے علاوہ فوج انگلشی کپتان کاکرن وغیرہ کی سرداری سے مع چند سارجن اور سواران
ولایتی اور پیادہ نہری قواعد دان کے کل ایکہزار سکی بہ بندوق ہای چقماقی اور دو ضرب توپ اور پیٹی بارود
اور گولہ کی کمک پر آمادہ ہوئی

آنا شاہزادہ کا حدود عظیم آباد مین اور جلوس کرنا تخت عظمت پر اور رام نراین سے لڑکر فتحیاب ہونا

جب شاہزادہ دریاچہ کرمناسہ سے جو حدود عظیم آباد پر واقع ہی گذر کر چند فرسنگ پیشتر گو بڑہا خبر ملی کہ والد بزرگوار
عالمگیر ثانی اس تقریب سے مارے گئے کہ مرحوم عماد الملک نے بموجب سکھلانے آقا کے ظاہر کیا کہ ایک فقیر صاحب کمال
و کرامت کوٹلہ فیروز شاہ مین وارد ہوا ہے بایل زیارت ہی بادشاہ نے اجل جو نزدیک تھی مہدی علیخان کشمیری پر اور
علی قلیخان کے دلالت سے سوار ہو کر کوٹلہ مذکور کو روانہ ہوا اور مہدی علیخان ہمراہ ہو کر جس حجرہ مین قاتلون کو
بٹھلایا تھا وہانتک گیا اور پردہ اولٹا یا اور بادشاہ کے ہاتہہ سے سیف لے لی جب بادشاہ حجرہ کے اندر گیا
باہر سے دروازہ بند کر لیا چند نفر قاتل نو لانی نے زخم کارد اوسکو ہلاک کیا اور اوسکی نعش کو دروازہ شرقی سے
دریا مین جسکا ریگستان اوسوقت خشک تھا ڈالدی مرزا بابر پسر اعز الدین داماد اور برادرزادہ عالمگیر ثانی
نے جو ہمراہ گیا تھا تلوار کہینچکر دو ایک کو زخمی کیا مردم مہدی علیخان نے ہجوم کر کی قید کر لیا اور پالکی مین سوار کرا کر
قلعہ سلیم گڈہ مین کہ مسکن سلاطین مقید کا تھا قید کر دیا اور محی السنہ بیٹے کام بخش کو لقب شاہجہان ثانی سے تخت نشین کیا
اور عالمگیر کی لاش کو لیجاکر مقبرہ ہمایون مین دفن کیا شاہزادہ اس خبر سے مضطر ہو کر والدہ کی نام جو حسین آباد
اپنی محالات جاگیر مین رہتا تھا اور اہل و عیال کی مقیم تھا شقہ خاص صادر کیا کہ ماجرا یون ہوا آپ کی صلاح کیا ہے
والدہ نے بجا التماس و کلمہ جواب مین لکہے کہ بمجرد ورود اس عریضہ کے بہ ضابطہ مستمرہ جلوس کیجئے اور قلمدان وزارت کا
شجاع الدولہ کو بھیجکر اونکی نیابت پر کسی مغلیہ کو جو حضور مین اسکے لائق ہو عنایت فرمائی اور نجیب الدولہ کو
امیر الامرائی خدمت بھیجی اور منیر الدولہ کو ابدالی کے پاس بھیجکر درخواست اعانت اور نیز تحریر کمک مدد دہی بنام

شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ وغیرہ روسائی افاغنہ اور ارکان سلطنت ہند کے طلب کرنا چاہیے اور اسیطرح تالیف قلوب صاحبان مقدور میں ساعی ہونا ضرور ہے بندہ کیواسطے کوئی کام نہ تجویز فرمائیگا کیونکہ بندہ کو کوئی غرض بجز استحکام دولت ملازمان کے نہیں ہے جسوقت بناء سلطنت درست ہوجائیگی بندہ کو کچھ کمی نہوگی شاہزادہ کہتوسے میں تہا کہ یہ عرض پہونچی اوسیوقت بہ ضابطہ خاندان بابریہ کے واقع ۱۱۷۳ھ جلوس فرما ہوکر شاہ عالم بہادر بادشاہ لقب مقرر کیا اور منیر الدولہ کو بموجب تحریر بالابرسم سفارت ابدالی کے پاس بہیجا اور شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کو خلعت وقلمدان بہیجکر منتظر لطیفہ غیبی ہوا کہ کامگار خان مئین مع پانچ چھ ہزار سوار کے پہونچکر شرف پابوس ہوا اور دلیرخان اور اصالت خان نیز مع اپنی جمعیت کے جو قریب ہزار آدمی کی سوار وپیادہ سے ہوگی حاضر ہوکر مورد لطف شاہنشاہی ہوا کامگار خان اخراج بادشاہی کا متعہد ہوکر زمینداران وغیرہ سے جو کچھ حاصل ہوتا فراہم کرکے پہونچاتا تھا چونکہ دلیرخان میرن سے رنج رکہتا تہا چاہتا تہا کہ بعد آنے میرن کے لڑائی ہو تاکہ اوسکی دغا کی سزا کیجاوے لیکن کامگار خان نے براہ ہوشیاری انتظار آنے میرن اور اجتماع لشکر رام نراین کا مناسب نہ دیکہکر تعجیل کرتا تہا کہ اول رام نراین سے لڑنا ہو بعد ازان جب میرن آوے اوسے بھی سمجہ لینگی اور یہی رائی بادشاہ نے بھی منظور کی اہستہ اہستہ کوچ کرکے مقابل لشکر رام نراین کے پہونچا

لڑائی ہونا رام نراین لعین سے اور فتح پانا شاہ عالم بہادر بادشاہ کا تائید خداوند کریم سے

رام نراین دریای دہوا کے کنارے لشکر رکہتا تہا کہ شاہ عالم بادشاہ مع کامگار خان اور اصالت خان اور دلیرخان اور فوج قدیمی کی جا پہونچا اور تاریخ معہود ہ پیر طرفین سے زد وکشت شروع ہوئی رحیم خان اور احمد خان قریشی اور مراد خان ولد بہرام خان بلوچ باتفاق مرکیہر کے رام نراین کی مقدمہ الجیش ہوئی اور پہلوان سنگہ کل بہوجپوریہ کے ہمراہ رام نراین سے ملحق ہوا اور کپتان کاکرن مع سرداران اور فوج انگلستی کے بوضع شائستہ وضابطہ لائق سے صف آرا ہوکر رام نراین کے متصل استادہ ہوا اوہر بادشاہ کے طرف سے بھی فوج دو دستہ ہوئی ایک کامگار خان کے زیر حکومت اور دوسری دلیرخان اور اصالت خان کی سرداری مین اور بادشاہ بعض رفقا کے ہمراہ عقب فوج اور دلیرخان اور اصالت خان نے مثل شیر ژیان فوج رام نراین پر حملہ کیا اور مخالف کے پاؤن اوکہاڑ دئی دلیرخان اور اصالت خان نے اول داخل فوج غنیم ہوکر طرح طرح کے زخم کہائی صفوف انگلستی سے بندوق کی گولی تیغ برساتی تہی اور بہوجپوریون کی بندوقین برابر فیر ہورہی تہین ہر قسم کی ضرب ذرجسم ان بہادرون کے لگتی تہی اسی ضمن مین گولیون کے صدمہ سے فیل نشان دلیرخان نے رخ پہیرا لوگون نے دلیرخان سے کہا کہ آپ اوسپے جو اب دیا کہ فیل کیا اگر آسمان پلٹ جاوے دلیرخان کا منہ نہین پہرتا ہے یہ کہکر گھوڑے سے اوتر ا اوسکے رفیق قدیم جو قریب تین سو سوار کے تھے اوسکے ہمراہ پیادہ ہوئی اور اصالت خان

بھی بھاگی تھی کے ہمراہ پیادہ ہوا شمشیر در دست اور سپر بالای سر لیکر فوج رام نراین پر جا گرے رام نراین
کے فوج مین تزلزل کیا بھگدر پڑگئی دلیرخان اور اصالت خان نے مع افواج ہمراہی کے اسوقت مین
کہ انگلشی کی گولی برس رہی تھی دوڑکر صفوف مخالف کو پریشان کردیا اسی ضمن مین دلیرخان کی گولی اس
توڑے سے لگی کہ بائین کنپٹی سے داہنی ہوکر نکل گئی اور اصالت خان کے منہ مین بلم کا زخم آیا چونکہ کلہ کو بھی شگاف
لگا گیا اسطرح اور بھی زخم کھائی قریب تیس نفر ہمراہی کے شربت شہادت نوش کرکے شگفتہ روی عقبے
کے راہی ہوئی اور قریب چالیس نفر نے گلہای جراحت سے سراپا بدن روکش ارغوان بنایا انین بھی اکثر
تندرست ہولی اور اکثر سردارون کی خدمتگذاری کو اجل آپہنچی دلیرخان کی دلیری سے صفوف مخالف
خالی اور انگلشی کی بہاری موقوف ہولی بعض رفقای بادشاہ نے جو مدار الدولہ کے ہمراہ تھی دوڑکر رحم خان
اور غلام شاہ کو ملازمت مدار الدولہ مین لائے اور مرلبید ہر کو کامگار خان کے لوگون نے طمانچہ قید لگایا احمدخان
قریشی اور مراد خان بلوچ بھی نامرادی مین اسیر ہوا جب کامگار خان نے دیکھا کہ انگلشی کی شلک موقوف اور رشید خانی
رام نراین کے سر پر جو چند لوگون سے گھڑا تھا جا گرا اس حال کے مشاہدہ سے رام نراین نے کپتان کاکرن کو
کہلا بھیجا کہ آپ آدھے آدمی آپنے میری کمک کو بھیجے اول کپتان نے کہا تھا کہ تم فوج انگلشی مین رہو مگر اس مغرور نے
نہ سنا تھا اب چونکہ کپتان اوسکی محافظت مین مامور تھا اور اوسکی فوج مین بھی کچھ حال باقی تھا لیکن فوج کے
دو حصہ کئی اس تحز جنجر نے اور بھی بد انتظامی ظاہر کی اسی حال مین کامگار خان نے بہو جکر غبار رزم اوڑایا باقیماندہ
بھاگ نکلے رام نراین کو شکست فاش ہوئی اور کامگار خان نے بذات خاص رام نراین کو نیزہ و تیر سے
مجروح کیا میر عبد اللہ نے جو کہ مستر واجہ کی سفارش سے اوسکا نوکر تہا اوسکی رفاقت کی بلکہ خود بھی چند زخم تیر و نیزہ کے
کہائی رام نراین نے تختہ ہودج مین لیٹ کر پناہ لی کامگار خان نے بن نیزہ سے خوب جہید العد از ان رام نراین
نے تاب اقامت نپائی مجروح میدان بھی بدحواس فراری ہوا اور کپتان کاکرن اور مسٹر بارول وغیرہ سرداران
انگلشی مع سپاہیون کے اوسی تفرقہ بیوقت مین تباہ و تلف ہولی جو فوج ان لوگون کی باقی رہی تھی واکثر ولیم فلرٹن
کی سرداری مین آئی پھر حال اس شخص نے ایک ضرب توپ جو میدان مین رہگئی تھی اوسکے پیالی مین میخ جڑ دی
اور مع ایک ضرب توپ باقیماندہ اور پیٹی باروت کی راہ عظیم آباد کی لی بروقت مراجعت کے اثنای راہ مین
توپ کی گاڑی مین نقصان آیا ڈاکٹر نے بالاستقلال کھڑی ہوکر اوسکو درست کیا اور روانہ ہوا اس فرقہ انگلشی
کے جمعیت حواس اور استقلال اور صف آرائی اور حزم و احتیاط مین کچھ شک نہین جیسا کہ آداب حرب مین
یگانہ روزگار مین اگر ملکداری اور احوال پرسی اور تفقد و تفحص حال رعایا مین اسکے عشر عشیر بھی متوجہ ہون اور
بندہای خدا کے باجرا کو پہونچکر غمخواری اور دلداری کرین شاید اس جزو زمان مین کوئی فرقہ ان سے بہتر نکلے

لیاقت ریاست کی نہ رکھتا تھا لیکن عدم التفات کرنا ان لوگون کا اسطرف ایک بلائی بے بنیاد ہے کہ تمام ملک کی خلق اللہ کمال عجز و اضطرار مین سے الغرض بادشاہ نے مع کامگار خان کے فتح پا کر شادیانہ ظفر بجایا تعاقب نفرمایا بعد اطمینان معلوم ہوا کہ دلیر خان نے بکمال دلیری جانفشانی کی اور اصالت خان نے بھی میدان رستم مین اپنی اصالت ظاہر کر کے راہ عقبی لی اور دونون سرداران جلادت نشان کے رفقای نمک حلال بھی اپنے سردارون کی خدمتمین روانہ عدم ہوئی اور مرلیدہر نے عین زخم نیزہ سے ایک آنکھ نذر دکھلا کر مقید ہوا اور رحم خان بھی اپنی جان پر رحم کھا کر قید کے زخم مین قدم لایا ہے القصہ دلیر خان اور اصالت خان کو بعد انتقال اوس قرار کی جو ارین جو درمیان فتوحہ اور بیکنٹھ پور کے واقع ہے دفن کیا باقی مقتولان کو ایکہی جگہ گاڑدیا اگر اسی تعاقب مین فوج بادشاہ کی پہونچتی تو قلعہ مین ایک ہی محافظ تھا اور رام نراین کا وجود و عدم برابر ہو جاتا اور بے ہرج قلعہ فتح ہو جاتا لیکن شہر کے لوٹنے کا خیال اور شریف و وضیع کی سراسیمگی کا خیال ہوا لہذا فتح قلعہ کا دہیان کامگار خان وغیرہ کے دلمین نہ آیا بہر صورت بندہ مع ایک آشنا کے ڈاکٹر کے مکالمہ مین بیٹھا تھا کہ رام نراین کی شکست کی خبر آئی اول یقین نہوا جب متواتر یہی خبر آئی اور نیز ماموں لوگ بھاگی ہوئی پہونچے اور معتمدین نے عبد اللہ اور رام نراین کے مجروح آنے کی خبر پہونچائی بندہ میر موصوف کی عیادت کو جو کہ میرا دوست اور صادق الولا تھا گیا شہر والون کو بڑا اضطراب ہو رہا تھا مصطفی قلیخان برادر میرزا محمد ایرج خان نے اپنے متعلقون کو سواری کشتی کوٹھی انگلشی کی قریب بیرون نواز بیر لایا اور خود میر عبد اللہ کے گھر جو کوٹھی مذکور کے قرب مین تھا اور اوسوقت اوس کوٹھی کا مالک مسٹر امیٹ تھا آیا بندہ بسبب تجرید اور افلاس کے بے وسواس تھا اوسکا اضطراب دیکھ کر کسقدر متحیر ہو کر نصیحت کی اوسنے شماتت سمجھکر وہانکا رہنا ناپسند کیا متعلقون کو وہین چھوڑ کر خود دوسری جگہ گیا اور مسٹر امیٹ نے رام نراین کے دیکھنے کو جا کر تسلی کی اور اوسکی حفاظت کو اپنا پہرہ بھیجدیا رام نراین نے جب شورہ پوچھا مسٹر امیٹ نے جوابدیا کہ گفتگو ہی بے فروغ اور تحریر دروغ ہمارا ضابطہ نہین ہے جسطرح سمجھو افواج مشرقی کے آنے تک رفع الوقتی کرو رام نراین نے اپنی کم جراتی کا عذر کر کے وعدہ حاضری بعد صحت کیا جب دو تین روز گذرے اور کوئی قلعہ مین نہ آیا لشکر رام نراین کے بھاگے ہوے آکر جمع ہوئے اور قلعہ کی حفاظت مین مستعد ہوے اور خبر قرب میرن کی مع لشکر کرنل انگلشی کے کامگار خان اور بادشاہ کو ملی اور یہ لوگ فوج مذکور کے استقبال کو مشرق رویہ روانہ ہوئے

میرن کا لڑنا کامگار خان سے اور اول حملہ مین بھاگ جانا اسکا فتح پانا

مخفی نہ رہے کہ قبل ازین میرن نے کبھی لڑائی نکی تھی نہ ہر ان فنون انتظام کے ہونے کے ندیکھی تھے غرور

غرور

جوانی سے اپ کو شجاع اور دلیر بے مثال جانتا تھا لہذا جو فوج کہ خود بہمرسانی کی تھی اور اوسپر اعتماد تھا
باین دعوی کہ بلا اطاعت فرقہ انگلشیہ کے فتح کرے اور انگلش کا بھی یہی ضابطہ ہے کہ ہر وقت جنگ کے
کوئی دوسری فوج کو اپنے شریک نہین کرتے تاکہ انتظام درہم نہوں اگر کوئی سردار ہمراہ چاہے تو کچھ مضائقہ نہیں
کرتے بناءً علیہ دونو فوج جدا جدا اگرچہ متصل چلی آتی تہین جس تاریخ کو کہ واقع میدان چنپیڈ و مقابلہ ہوا میرن نے
مع اپنی فوج کے علحدہ سوار ہوکر صف آرائی کی اور کرنیل نے مع دیگر سرداران کے حسب ضابطہ فوج و توپخانہ
کی ترتیب دی اور اپنے سپاہیون کو مستعد کر کے روبہ مخالف ہوئی ادہر بادشاہ کے لشکر مین کوئی ایسا نتھا
کہ دلیر خان کی جگہ لیوے لہذا کامگار خان نے اپنی فوج دو حصہ کئی اور قادر داد خان ولد خالق داد خان ترین
الہ آبادی اور غلام شاہ کو ہراول کیا اور خود مع باقیماندہ فوج کے انکی پشت کے سرے پر استادہ ہوا اور
بادشاہ مع اپنی فوج کے کمک کیواسطے سوار ہوکر سب سے پیچھے تماشائی ہوا جب طرفین سے مقابلہ ہوا قادر داد خان
نے مع غلام شاہ کے فوج انگلشیہ کو چھوڑ کر بلاے ناگہانی کے مانند میرن کے سر پر جا پہونچا بمجرد یورش کرنے کے
میرن کے چھکے چھوٹ گئے اور رو بفرار ہوا اور دور تک بہاگا چلا گیا ہمراہیون کو بھی چار ناچار بہاگنا پڑا بعض
جو شجاع اونمین تھی باوجودیکہ اون فراریونکو ملامت کر کر لوٹ آنی کو کہتی تہی اور نامرد لوگ آقا کا بہاگنا اپنے حق مین بہتر سمجھکر نہ پہری
فوج انگلشیہ نے توپ اندازی شروع کی میرن کو اس خبر سے دلجمع ہوکر معاودت کی سوجھی اوسکے آتے ہی
قادر داد خان مقابلہ پر گیا تیر باران شروع ہوا اول ایک تیر محمد امین خان کے سینہ پر جا لگا جو حقیقی خالو میرن کا
اوسکے برابر دوسرے ہاتھی پر سوار تھا اور اوسی تیر سے اسکے مرغ روح نے گوشہ کالبد سے پر پرواز باز کیا بعد ازان
ایک تیر میرن کے کلہ پر لگا جو بن دندان تک سوراخ کر گیا اور اوسی گرمی مین دوسرا تیر گردن مین پہونچا
مگر موت مین دیر تھی جان سلامت رہی قادر داد خان کے ہمراہی میرن کے ہمراہیون سے بہتر کر طرفین سے
مجروح و مقتول ہوئے میرن کو ایسی بدحواسی تھی کہ ترکش سے تیر نہین نکال سکتا تھا کمان ہاتھ مین لی ہوے
سر ہلا رہا تھا کہ مبادا کوئی دوسرا تیر پہونچکر کام تمام کرے نزدیک تھا کہ اس مرتبہ بھی شکست کہاوے مگر
فوج انگلشیہ نے قادر داد خان کے پہلو سے سر اوٹھا کر باڑہ مارنا شروع کی اور گولی کے لگتی ہی قادر داد خان نے جان دی
کامگار خان نے جو اسکے پشت پر تھا دیر پہونچا اپنی فوج کی قلت اور انگلشیہ کی آتشباری کی کثرت دیکھکر پائداری
مناسب نجانی لاچار واپس ہوا غلام شاہ اور عزیز اللہ خان بخشی شاگرد پیشہ بادشاہ مجروح اور اسیر غنیم ہوکر
مقتول ہوئے اور اسیطرح پر میرن کو فتح ملی کامگار خان نے بادشاہ کو لیکر بہار کی راہ لی میرن نے بعد شادیانۂ فتح
اپنے جراحات کا التیام کر دینا مقتولین کے تجہیز و تکفین کی فکر ہوئی چند روز اوسی میدان رہا شہر کے لوگ بخبر
ہونیکے سبب حاضر ملازمت ہوئی مگر میر عبد اللہ اور رام نراین بسبب جراحات کے حاضر نہوسکے فقط

بادشاہ کا مع کامگار خان کے براہ کوہستان مرشد آباد جانا اور بیربہوم اور بردوان سے نکلنا میر جعفر خان کا مرشد آباد سے مضطرب الاحوال واسطہ مدافعہ اونکی کے اور میرن کا واپس ہونا افغان وغیرہ

کامگار خان نے دو تین روز بہار مین رہکر مصلحت کی کہ الحال مرشد آباد جانا چاہیے اور میر جعفر خان کو درمیان سے اوٹھانا چاہیے لہذا اسباب بہاری موجودہ ہمراہ لیکر مع بادشاہ برسم یلغار کوہستان تنگ سے اور طرف روانہ ہوا اراہ وغیرہ جو دشوار گذار تھے کسی بامن ہین رکھا میرن نے اس ماجرے پر آگاہ ہوکر بسبیل ڈاک خط اطلاعی اپنے والد کو تحریر کیا اور رام نراین سے مدد لیکر اکثر اوسکے سرداران ہمراہی کو مع اوسکے بھائی دہیرج نارائن کے ہمراہ لیا اور جس راہ سے کہ کامگار خان اور بادشاہ گئے تھے خود بھی چند روز بعد عازم ہوا میر محمد جعفر خان نے جب ورود خط فرزند سے حال دریافت کیا مضطرب ہوا فوج کو فراہم کرکے اور نیز روسای انگلشیہ سے مدد خواہ ہوکر فوج گران سے تاریخ معینہ پر مرشد آباد سے برآمد ہوا اور یہ التزام کیا تھا کہ اوسکا فیل سواری انگریزی تلنگون کے درمیان مین رہے اور خود مع عورتون اور مصاحبون فراہم کرکے اونہین کے درمیان مین روان تھا اور پس و پیش بھی انہین لوگون کی حفاظت رہتی تھی تاآنکہ میرن پہونچ گیا اور میر جعفر خان کی دلجمعی ہوئی اودہر شیو بھٹ اور بابو خان مرہٹہ اور راجہ بشن پور نے ملحق ہوکر بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور میر قاسم خان داماد میر جعفر خان حسب الطلب اپنے سسر کے رنگپور سے کہ وہانکا فوجدار تھا آپہونچا اور لب دریای دمودر پر خیمہ کیا کامگار خان نے اوسکی خبر سنتے سولہ کوس سے اوپر دوڑا اگر وہ پیشتر کوچ کرکے سسر سے جا کر ملحق ہو گیا لیکن مرہٹون نے کسیقدر دوڑ کر اوسکے گرد و پیش نمود واری کی میر جعفر خان نے باتفاق فرزند و داماد و فوج انگلشیہ کے متوجہ سپاہ بادشاہ ہوا کامگار خان نے اسقدر فوج کثیر سے لڑنا اپنی طاقت حوصلہ سے باہر دیکھا رات کو رہکر صبح نقارہ کوچ جانب عظیم آباد بجوایا میر جعفر خان نے مخالف کو مغلوب دیکھکر فوج کو دریا پار کرکے ارادہ تعاقب کیا شیو بھٹ نے مع کامگار خان کے پائداری کرکے غنیم کو تگ و تاز مین مصروف کیا تاآنکہ بار برداری پیشگاہ چار پانچ کوس راہ طی کر گئے بعد ازان شیو بھٹ نے بھی مع کامگار کے راہ لی جب میر جعفر خان کی دلجمعی ہوئی شیخ عبد الوہاب کنبو کو جو پیشتر سراج الدولہ کا نوکر تھا بدین خیال کہ بادشاہ سے رسم مراسلات رکھتا ہے دم توپ سے اوڑایا

لوٹنا بادشاہ اور کامگار خان کا عظیم آباد کو اور آنا موسیٰ لاس فرانسیس کا ملازمت مین اور ساکنان شہر کو اضطراب حاصل ہونا

کامگار خان نے جب فوج بنگالہ کا ازدحام دیکھا دوبارہ عظیم آباد کو لوٹا میر جعفر خان اور میرن آسایش طلبی مین اور نیز اس نظر سے کہ فوج انگلشی پیادہ پای مین اس تک و دو سے خستہ ہو گئی تھی

طالب آسایش ہوئی اطراف بردوان مین اگر منتظر ہوئی تھی کہ مرہٹہ اور بادشاہ اور کامگار خان کے ارادہ
کی تنقیح خبر دریافت ہو جب کہ بادشاہ اور کامگار خان بردوان مین تہا موجب انکی طلب کے موشیر لاس
جہتر پور سے عظیم آباد پہونچا اسکی خبر سنی چونکہ عظیم آباد مین نہ فوج انگلستی تھی نہ ہندوستانی نہایت اضطراب ہوا
اعیان شہر سردار ان کو بہی مسٹر امیٹ وغیرہ اور رام نراین سے ملحق ہوئی ہر چند انگلستی ہو سبب ضابطہ
ولایت کے شاد ان تھے مگر اپنی مغلوبی اور تسلط موشیر لاس کا یقینی جانتے تھے اور رام نراین اور
مصطفی قلیخان نام کو بہی دو نو ہوا سی نار کھتے تھے اغرہ شہر نے میر جعفر نامی کو جسکے مکانات مین فرانسیسے کرایہ
دیکر فرو کش ہوتے تھے اور اوسکو کسیقدر موشیر لاس سے تعارف تھا بہیجکر استفسار حال کیا جب وہ
واپس آیا معلوم ہوا کہ بالفعل اوسکا ارادہ رزم کا نہین یہ اسی سبب سے تہا کہ چونکہ راہ دور سے آیا تہا
اور نیز احوال لشکر عظیم آباد سے مطلع نہ تہا ورنہ اگر مطلع ہوتا شکار مفت جانتا ہرگز تسخیر مین تقصیر نکرتا اکثر مرتبہ
سابق مین رام نراین کی فوج شکست پا چکی تھی اسکے یورش کی متحمل نہ تھی اور کوٹھی انگلستی مین بھی
ایک کمپنی اور چند سرداروں کے سوا کچھ فوج نتھی خلاصہ یہ ہے کہ میر جعفر خان نے اسکے مضمیر آگاہ ہو کر
سکنائے شہر کو مطمئن کیا لیکن ہنوز قرار واقعی دلجمعی نہ تھی تا آنکہ موشیر لاس مذکور نے لہا نی پور سے کوچ
کرکے نزدیک حصار سے تلسی منڈوی ہوتے بہار کی راہ لی اور دو تین کوس پر جا کر اقامت گزین ہوا
انکے جانے سے گویا عظیم آباد والون نے جان تازہ پائی میر جعفر خان کہتا تھا کہ احوال ساکنان عظیم آباد کا مثل عبد الصمد
اور مصطفی قلیخان اور میر افضل وغیرہ کا استفسار کرتا تھا انکا سلام کہکے پہر اونکا حال کہا جب میتے اوسکا حال
استفسار کیا اسنے ایک بیت پر جواب مختصر کیا **بیت** از ما خبر مگیند کہ ما دل شکستہ ایم ، خاکستریم
و بر سر آتش نشستہ ایم ، **القصہ** بہار مین پہونچکر باروت وغیرہ کی طیاری مین مصروف ہوا ہر چند اوسکے
سامان و سر انجام کی خبرین عظیم آباد پہونچتی تہین تا آنکہ کامگار خان مع بادشاہ کے بردوان سے مراجعت
کرکے اپنے ملک مین پہونچا اور موشیر لاس بہی اوسے ملحق ہوا اور خادم حسین خان کے عرایض متضمن اخلاص
اور سوخ اور عزم جزم مدد دہی اور وصول زر راجہ دولبھہ رام سے آنے لگے اسیطرح میر افضل بہی
بہی بادشاہ کی اعانت زر و شورہ سے کرتا تہا لیکن خادم حسین خان نے پہونچنے مین دیر کی اگر جلدی پہونچتا تو فتح
عظیم آباد مین بادشاہ کو بڑا دست قدرت ہوتا

محاصرہ کرنا بادشاہ کا اور کامگار خان کا قلعہ عظیم آباد کو اور زین العابدین کا حصار توڑنا مگر فتح نہونا بسبب نامردی بعض رفقا کی اور گلیان نکس کا بردوانسے رام نراین کی مدد کو آنا

چند روز بادشاہ اور کامگار خان نے بہار مین پہونچکر واسطے آسایش سپاہ کے قیام کیا اور عظیم آباد مین چونکہ سپاہ کم تہی

وہان کے ناظم اور ارکان دولت اور اعیان کو نہایت تشویش تھی رام نراین نے ترتیب سپاہ وغیرہ مین سعی کی
اور درحقیقت کسیقدر جمعیت اور اژدحام ہوگیا اور ہمیشہ مرشد آباد کو کم فوجی کے عرایض ارسال کیا کرتا تھا
کیونکہ اسکا بھائی مع فوج کے میرن کے ہمراہ تھا اور جو لوگ کوٹھی انگلشی کے اطراف مین منتشر تھے اونکو اس امید سے
ہرطرفسے طلب کرکے اپنے پاس تین کمپنی تک مرتب کرلین اسی ضمن مین بادشاہ مع کامگار خان کے آپہونچا اور
قلعہ کو گھیر لیا اس طرف سے بھی مدافعہ ہونے لگا تھوڑی سی فوج جو قلعہ مین تھی وہی ہر طرف محافظت مین
مامور ہوئی راؤ شتاب راے بمقتضاے شرم سابقہ کے جو رام نراین کی رفاقت مین پائی تھی باوجودیکہ اکثر لوگ
مع ناظم کے اوس جلسہ مین شریک تھے مگر یہ شخص سب سے زیادہ جانفشانیان کرنے لگا راتون کو بدد
برج و دیوار حصار پر پایداری مین رہتا اور اپنے ہمراہیون کی دلیری بڑھاتا تھا بادشاہ اور کامگار خان کی یورش
مشرق رویہ قلعہ کی تھی اور کامگار خان کے مورچہ دیوار پختہ قلعہ کے روبرو تھی پانچ چھہ روز کے بعد کسی شب کو
موسیو لاس مع اپنے ہمراہیون کے قلعہ کے جنوبی طرف عین غفلت مین زینہ لگاکر دیوار حصار پر چڑہ گیا
ڈاکٹر اور بعض کپتان جو مع تھوڑے سے تلنگون کے ہمراہ وہان پر تھے مافوق طاقت سدراہ ہوئے
کسی کپتان انگلشی نے جو مرد ضعیف تھا حقہ بان مین ہاتھ لگاکر کسی فرانسیسی کے سینہ پر مارا کہ زینہ سے
نیچے آگرا خدا معلوم بچا یا مر گیا اور شتاب راے نے اپنے بندوقچیون کو اونکے پہلو سے بھیجکر مدد کی
فرانسیسیون کو حصار پر پہونچنا نصیب نہوا دو ایک روز کے بعد موسیو لاس مذکور نے غربی قلعہ کیطرف
تھوڑی رات گذرنے پر توپ اندازی شروع کی شہر والون کے دلمین نہایت خوف چھایا اور
شرقی طرف سے زین العابدین خان نے جسکا ذکر محمد قلیخان کے بیان مین ہوگیا ہے دیوار پختہ قلعہ سے جو کہ
کسیقدر فرانسیسیون کے ضرب سے شکستہ ہو رہا تھا زینہ لگاکر اور علم اپنی کو شترکر کے بالاے حصار آیا اور چند دیگر
بہادر بھی رفاقت مین اوسکے برابر جا پہونچے بندوقون سے نگہبانون کو جو زیر دیوار تھے بھگا دیا چونکہ دیوار بلند
جانا کہ اودہر سے زینہ اوٹھاکر ادہر لگائے اور اس تعجیل مین دیر لگی کہ پیر دل خان بلوچ جو نوری نگہبانون کی
مدد پر آپہونچا ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا ڈاکٹر فلرٹن بھی مع تلنگون کے آگیا بندوق کی مار شروع ہوئی ناگاہ زین العابدین
کے پیر مین گولی لگی جسکے صدمہ سے ساق کی ہڈی چور ہوگئی اور رفقا نے اسکو نیچے اوتارا اسکے اوترتے
دوسرے گردن بلندون کو فراز و نشیب سوجھنے لگا کسی کی جرأت نہ پڑی بندہ اہل شہر کے شور و غوغا اور
آواز توپ و تفنگ سے بیدار ہوکر میر عبد اللہ صفوی کے دیوانخانہ مین آیا اوس وقت طرفین کی یورش پر آگاہی
ہوئی تمام محلہ مین شور اضطراب تھا اول صبح کو اوس دیوانخانہ کے صحن سے اوسطرف گنگا کے کنارے
فاصلہ بعید پر علم اور علامت فوج انگلشی کے ظاہر ہوئی اور پھر بندہ نے دیکھا کہ جعفر کوٹھی سے جو قریب تھا بجرہ

بجزہ فرنگی اور کپتان روانہ ہوئے ہین ہر وقت جستجو معلوم ہوا کہ کپتان نکس کسیقدر فوج سے عظیم آباد کی مدد کو
تیرہ روز مین ہر دو ان سے آیا مسٹر امیٹ صاحب کلان کوٹھی نے اوسکے لانے کو کشتیان بھی بھیجی ہین بعد ازان
بندہ اور میر عبد اللہ باتفاق رام نراین کے پاس جو کہ اسمعیل قلیخان کے باغمین قلعہ کی سفیل پر وسط حصار مین
مقیم تھا گیا دیکھا کہ اوسکے اونٹھ خشک ہیں حواس پژمردہ بیٹھا ہے اور ڈاکٹر فلرٹن بھی متوحش ہے کیونکہ لوگون کو
یقین ہوا تھا کہ آج کی رات ایسی گذریگی اور فوج شاہی کی راہ ہوگئی ہو کل کی رات یہی ہوگی بلکہ پہلوان خان اور اوسکے ہمراہی مجروح ہوئے
دوسرے کی تاب نہین پڑتی جو محافظت کرے اگرچہ وہ سوراخ مٹی سے بند کر دیا ہے مگر خوف جو لوگون کے
دلمین بھرا ہے کوئی اقبال حفظ نہین کرتا اگر یہی حال ہے تو صبح آئندہ کو قلعہ مفتوح اور رام نراین مجذوب
مغلوب ہوگا چونکہ بندہ کو ڈاکٹر صاحب سے اخلاص تھا وصول فوج انگلشی کی بشارت بندہ سے سنکے دی
متعجب ہوکر بولا خانصاحب کہان سے بندہ نے جملہ کیفیت کی شرح کی نہایت خوش ہوا اور رام نراین نے
گویا دوبارہ حیات پائی ہرکارہ بھی تحقیق کو جاکر یہی خبر لائی بندہ مع میر عبد اللہ اور ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی مین آیا
مسٹر امیٹ اور کپتان نکس سے چونکہ آشنائی تھی ملاقات کی معلوم ہوا کہ چار کمپنی تلنگہ اور ایک کمپنی ولایتی
ہے لیکن جو کہ اونیس منزل راہ پندرہ روز مین طے کی تھی نہایت ماندہ تھے کپتان بھی اکثر انکے ہمراہ
پیادہ پا چلا تھا تا کہ تلنگون اور گورون کو عذر نہو اور دریا عبور کرکے آنیکی وجہ یہ تھی کہ مبادا فوج بادشاہی استقبال
کرکے مزاحم ہو اور عظیم آباد پہونچنا میسر نہو اور اگر پہونچے تو بمدت ملنے کی دراز بسبب محاربہ ہوجائے اور کیونکر انجام ہو خیر مسٹر امیٹ نے
اوسیوقت شراب و طعام وغیرہ سرداران اور سواران کو پہونچا کر استراحت پر دلالت کی تمام دن اونہون نے
آرام کیا شام کیوقت کپتان نکس نے حسب ضابطہ فوج کو آراستہ کرکے مع دہل وگرنا ہمعیت مجمع سے دروازہ
مغرب سے نکلکر شہر کے راستہ ہوکر بڑے شوکت و شان سے داخل قلعہ پختہ بادشاہی ہوا شہر والونکو
تسلی ہوئی فوج بادشاہی یورش سے دست بردار ہوئی اوسی شب کو کپتان نکس نے مع دو کپتان
دیگر اور ایک ہرکارہ کے مخفی باہر نکلکر راستے دیکھے اور سمجھے کہ کسطرف اژدحام ہے اور کامگار خان
کدہر ہے دوسرے روز دوپہر کے وقت کامگار خان عریان خواب مین تھا اور مردم مورچال بموجب آسایش
آرام طلبان ہندوستان کے اپنے کام مین غافل مشغول تھے کپتان نے تھوڑے آدمی سے نکلکر ایک شلک
ماری مورچہ والے مضطرب ہوکر بھاگ کھڑے ہوئے کامگار خان مجبور ہوا باہر نکلنے کی راہ بناتا تھا بہزار خرابی
ننگے پاؤن سر برہنہ اوس مخمصہ سے باہر ہوا اور کپتان نکس چند نشان اوسطرف کے مع دیگر سامان کے لے آیا اسکے
بعد کامگار خان نے وہان پر اقامت مناسب نہ جانی شہر سے باہر میدان مین خیمہ برپا کیا لیکن آبادی سے
دور تر تاکہ ایک شبخون رات کو دشمنون پر ماری اور چند روز کے بعد وہان سے طرف گیا یا نور کے آیا اور شروع بندوبست

اور تحصیل زر کا کیا بادشاہ کو مجبور اپنا دوست رکھا تھا چونکہ بادشاہ کو کسیطرف سے اطمینان نتھی ناچار
اوسکی رضاجوئی کرتا تھا والد کو مکرر طلب فرمایا وہ مرحوم اس اندیشہ سے کہ حکام عظیم آباد آزردہ ہونگے
عذرخواہی کرکے نہ آیا اس باعث سے کسیقدر بادشاہ آزردہ خاطر ہوا کامگار خان نے عرض کی کہ شیوبہٹ
مرہٹہ کو حکم ہو کہ اوسکی جاگیرات مین یورش برپا کرے اوسوقت ضرور حاضر ہوگا بادشاہ نے حکم دیدیا
لاچار والد نے شیوبہٹ کو اس کام سے باز رکھکر عزیمت حضوری کی رام نراین نے جو اس عزیمت کی
خبر پائی چاہا کہ بندہ کی صاحبان انگلشیہ سے ناچاقی ہو اس حالکو بڑے طور پر مسٹر امیٹ سے ظاہر کیا
اور کہا کہ غلام حسین خان آپ لوگون کے پاس آنکر یہان کے حال سے باپ کو مطلع کیا کرتا ہے اور
الحال اوسکا باپ باوجود واگذاشت جاگیر کے ارادہ رفاقت بادشاہ کرتا ہے پس غلام حسین خان کو
تاکید کیجے کہ اپنے باپ کو اس عزم سے مانع ہو مسٹر امیٹ نے بندہ سے بنا بر تحریر خط ممانعت والد کے تکلم
ارشاد فرمایا بندہ نے جوابدیا کہ بخدا جسوقت سے بندہ حاضر حضور ہے خط کیا بلکہ زبانی پیغام تک والد کو نہین بھیجا
جو کچھہ رام نراین نے آکر کہا محض غلط ہے اور بعض راست ہے قال الد اب تک بہر چند ترک رفاقت بادشاہ
کرکے خانہ نشین رہا اب کہ بادشاہ نے اظہار ناخوشی کرکے ایذا رسانی پر کمر باندھی آپ فرمائیے کہ اسکی
کیا تدبیر ہے جسوقت کہ رام نراین باوجود اقتدار نظامت کے عہد اپنا انہوا والد بندہ جو عیال و اطفال
مین پڑا ہے کیونکر حکم بادشاہ سے سرتابی کر سکتا ہے رام نراین اس خیال سے کہ مبادا والد یہان آکر
آپ صاحبون سے ملاقی ہو اور آپ لوگ اوسکی لیاقت سے راضی ہوکر یہان کی صوبداری اوسکے
واسطے تجویز کرین اوسکے انکار وادار ہے نہین اور والد باوجودیکہ سید ان کے عدم اتیاد سلطان
کی تاب نہین رکھتا البتہ ضرورتاً بادشاہ کے پاس جاویگا اگر یہ منظور ہے کہ وہ بادشاہ کے پاس
نجاوے شہر مین آنیکا حکم دیجے بدون اس تدبیر کے اور کوئی وجہ بادشاہ سے نکلنے کی نہین ہے
مسٹر امیٹ جو کہ مرد عقلمند تھا میرے حرف مدعا کو سمجھکر بولا کہ درحقیقت تمہارا کہنا درست ہے
مگر خط لکھنے مین کچھہ مضایقہ نہین بندہ نے اوسی جگہ خط لکھدیا اور بکو برا تمام حجت کیواسطے کہدیا کہ رام نراین
کو ایسی گفتگو سے بندہ اور والد کی بدنامی منظور ہے اور اس قسم کی ممانعت سے کچھہ اثر نہین ہو سکتا
کہ والد بادشاہ سے نملین اگر یہی منظور ہے تو والد کو اسی جگہ بلا لیجے ورنہ جسطرف اپنی عزت و آبرو
جان و مال کی حفاظت نظر آویگی اوسکی تعمیل کرینگے فی الحقیقت ایسا ہی تھا کہ بندہ کو والد اور بادشاہ
کے بیچ جاوید روکدوست آور دشمن سے کبہی خط کیا پیغام تک نہ تھا بلکہ اگر دوسری طرف سے ایسی حرکت
کبہی ہوتی تو بندہ اپنی رو برو نہ آنے دیتا کیونکہ دغابازی اور بیوفائی اور جو کچھہ اس قول سے ہو

شکر خدا کا کہ بندہ کو منظور نہین رہی اور اتبک بھی نہین ہے اور اللہ تعالی نے اتبک اپنے فضل و کرم سے ساتھہ
کام و آرام کے رکھا اور اکثر لوگون کو دیکھا کہ بڑا دعوی دانائی اور فہمیدگی کا رکھتے تھے مگر مبتلائی انواع بلیات ہوئے مصرع
من ہمان شبہ یارینہ کہ بودم ہستم * القصہ والد مرحوم حسب ذکر بالا حسین آباد سے مع منجھلے بیٹے تقی علیخان کے
لشکر بادشاہ مین آکر مورد الطاف ہوا اور دستار سر بستہ اور پارچہ ملبوس خاص کا خلعت ملا اور مدار المہام
کار شاہی اور صاحب دستخط ہوا الہی اور ارکان کا مرجع ہوا کامگار خان بھی مجرے کو آیا اور موشیر لاس نے
بھی ملاقات کی اور بادشاہ مع کامگار خان اور موشیر لاس وغیرہ کے راجہ سندر سنگہ اور بہرت سنگہ وغیرہ کے
ملک مین قلعہ ٹکاری کے گرد و پیش ایام بسر کرتا تھا اور احکام ابدالی کے اصدار حکم کے انتظار مین رہتا تھا
اسی اثنا مین خادم حسن خان جو کہ ہمیشہ میرن سے سرگران اور بے اطمینان تھا قاصد اعانت بادشاہ ہوا
ملک پورنیان کو حسب دلخواہ غارت کر کے اور رعایا برایا کی لوٹ مار سے روپیہ جمع کر کے منتخب فوج کے ہمراہ مع سامان
لا ابق کوچ کر کے اپنی جگہ سے متحرک ہوا مع پانچ چھہ ہزار سوار اور سات آٹھہ ہزار پیادہ بندوقچی اور چالیس توپ
خورد و کلان کے شمالی دریا کی راہ سے عظیم آباد کو عازم ہوا اور حاجی پور کے نواح مین جو عظیم آباد کی مقابل
اور شہر کے اوتر رخ گنگا پار لب دریا واقع ہے پہونچا اگر یہ آنا انکا قبل پہونچنے کپتان نکس کی جب کہ بادشاہ
عظیم آباد گھیرے ہوے تھا ہوتا تو قلعہ مفتوح اور خادم حسن کی واسطے عجب نام اور بادشاہ کو کمال تقویت ہوتی

پہونچنا خادم حسن خان کا قریب حاجی پور کی اور رام نراین کا مضطرب ہونا اور کپتان نکس کا لڑکر فتحیاب ہونا

جب قریب پہونچے خادم حسن خان کی خبر پہونچی رام نراین نے کوٹھی مین آکر مسٹر امیٹ سے قلت فوج ظاہر کر کے
چارہ جوئی کی مسٹر امیٹ نے یہ صلاح دی کہ بالفعل بادشاہ حصار سے دور سرگرم سیر و شکار اور تحصیل زر کے
تھوڑی سی فوج اپنی ساتھہ رکھکر باقی کپتان نکس کے ساتھہ مقرر کر دیا کہ کپتان مذکور خادم حسن خان کی
لڑائی کا متعہد ہوتا ہے رام نراین قلت فوج کپتان اور ارادہ جنگ سے حیران ہوا جب عزم جزم سمجھا اپنی فوج
رخصت کو گیا اور شیخ حمید الدین اور صاحب داد خان وغیرہ اپنی جماعہ داروں کو متعین کر کے تاکید
عبور فرمائی صاحب داد خان نے اپنا علم مع اردو کے درمیان دریا گنگا کی جو رود و شہر کی تھا بھیجا
اور شیخ حمید الدین خود اوسطرف گنگا کی رہتا تھا بنا بر اطاعت آقا حاضر ہو کر ساتھہ لشکر کرا دیا اور کپتان
مع تین چار کمپنی تلنگہ اور ایک کمپنی ولایتی اور دو ضرب توپ مع گولہ وغیرہ لیکر قاصد عبور ہوا چونکہ اوسکا
انکی دوستی کا دم بہرتا تھا اور دو سو سوار و پیادہ کی جمعیت سے مسٹر امیٹ اور کپتان نکس نے اسکو بھی
صلاح رفاقت دی تھی اور اسنے کشادہ پیشانی سے اقبال کیا بلا تامل ہمراہ کپتان کے عبور کر کے

اوسکے لشکر مین داخل ہوا فوج رام نارائن کی انضباط زمانہ معلوم دس روز جاہیی تا کہ تنخواہ پاکر اسباب درست کرین
ہنوز نہ اوتری تہی بلکہ شیخ حمید الدین نے کہ فوج بدنامی کو عبور کیا تہا دو تین کوس اوہر فرو کش ہوا اور ایکرات
راو شتاب رای سے قبل جنگ ہونی کی کہا کہ کیا آپ دیوانہ ہوئی ہین راجہ رام نراین تمہارے وجود سے ناراض
اور دفعہ کا خواہان ہے کیونکہ دوسری کا دخل اس صوبہ مین نہین چاہتا ہے اور مجھے بہی واسطے ہضم کرنے
ایک لاکہہ روپیہ میری تنخواہ کی چاہتا ہی لہذا اس جنگ مین ہلین اور تمہین بہیجتا ہی خادم حسین خان کو دعوی برابری جعفر علیخان سے ہی
اور کیونکر نہو کہ چہہ سات ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ برقنداز آتش بار منتخب اور چالیس ضرب توپ ہمراہ ہین کپتان
جو پانسو پیادہ لیے جاتا ہی انسے کیا ہوتا ہی اگر فرض کرو کہ آہن اور روئین کا ایک ایک پیادہ ہی لیکن کچہہ نہ کرینگی
سارے ہلاک ہونگی ہرگز تم رفیق نہو کوئی عذر کرکے کنارہ گزین ہو اور بندہ ہرگز شریک نہو گا یہ کہکر رخصت ہو
اور صاحب داد خان خود ہنوز شہر مین تہا کہ خادم حسن خان کپتان نکس کی لشکر سے چہہ سات کوس پر آ رہا

کپتان نکس اور راو شتاب رای کی لڑائی خادم حسن خان سی اور فتح پانا اوسقدر لشکر گران پر

جب کپتان نے خبر سنی کہ خادم حسن خان چہہ سات کوس آ گیا شام کو راو شتاب رای کی خیمہ مین آکر شبخون کا
مشورہ کیا کہ ہرچند کہ ہماری فوج کم اور غنیم کی کثرت ہی اس ملاحظہ سے ہمراہی لوگ خوفناک ہوجاینگی بہتر یہی ہی کہ شبخون کیجے
تا کہ انتظام برہم ہو اور لوٹ مارین اوسکی طاقت جو بڑہی ہوئی ہی گہٹ جائی شتاب رای نے قبول فرماکر
کہا ہم ہر صورت آپکا مطیع و ہمراہ ہین کپتان نے کہا بہت اچہا آپ بہی طعام تناول کرکے آرام فرمائی اور
رفقا کو بہی آسودگی کا حکم دیجئے نصف شب کو روانہ ہونگی الغرض شتاب رای نے حسب الاستدعا عمل کرکے
نصف شب کو طیار ہوا اور کپتان نے بہی ایک کمپنی لشکر مین چہوڑ کر مع باقی فوج شتاب رائی کے ہمراہ لیکر
ہرکارہ کی رہبری سے جو کہ راہ دیکہی ہوئی تہا لشکر غنیم کو راہی ہوا اتفاقاً تاریکی شب کی سبب سے ہرکارہ راہ
بہول گیا لشکر کو پہونچا دو گہڑی سے کسیقدر کم و بیش رات رہی تہی کہ کپتان نے گہڑی نکالکر فتیلہ بندوق کی
روشنی مین دیکہا کہ رات نہایت تہوڑی باقی ہی شتاب رای سی کہا کہ اب وقت نہین ہی کہ شبخون کرین پس دونوں لشکر کو
واپس ہوکر پہونچے تہے کہ صبح ہو گئی ہنوز ہاتہہ منہ نہ دہوئی تہے کہ خادم حسن خان کا لشکر نمودار ہوا کپتان نے
طیار ہوکر شتاب رای کو بہی مطلع کیا شتاب رای بہی جلد حاضر ہوا باہم شریک ہوکر مع فوج استادہ ہوئی
خادم حسین خان نے کسیقدر فوج بہیجکر کپتان کی بہیر اور بنگاہ غارت کر دی اور نیز جو لوگ عظیم آباد سے کپتان کے
لشکر کو جاتی تہے اونکو تلف کیا بعضوں نے فرصت پاکر راہ فرار لی کہاروں نے بعض کپتانوں کی پالکی اور اسباب وغیرہ
جو کچہہ ممکن تہا لیکر دریای گنگ پہونچکر کشتی پر پار کر دیا جو کہ ایسے ہی وقت کیواسطے ہمیشہ کنارے پر لگی رہتی ہین
اور عبور کرکے عظیم آباد پہونچے اور نیز دیگر فوج خادم حسین خان کی چند ٹکڑے ہوکر ہر طرف سے فوج کپتان پر حملہ آور ہوئی

طرفین سے آتشباری شروع ہوئی خادم حسین خان کی فوج پر برابر گولہ برس رہا تھا کپتان اور شتاب رائے مستقل استادہ ہو کر حکم شلک نہین دیتے تھے مگر جو لوگ متصل پہونچتے اونکا دفعیہ کرتا تھا کبھی سواران شتاب رای کو آگے بڑہا کر اونکی تیر و گولی سے منہدم کراتا کبھی توپ انگریزی سے دہوئین اوڑاتا اسیطرح دوپہر تک گرمی بازار رزم رہی آخر کار میر افضل بخشی فوج خادم حسین خان نے بموجب حکم آقا اپنی فوج کو دو حصہ کر کے حملہ آور ہوا اب توپ کی نوبت ہو چکی اور اکثر لوگ خادم حسین خان کے مجروح و مقتول ہوئی گہوڑون کو باگ چہوٹ دوڑاتے ہوئے صفوف کپتان پر اگرے اوسوقت توپ بند اور بندوق کی باڑہ شروع ہوئی بندہ لب دریا کوٹھی انگلشی کے غرفہ سے مغرورون کا تماشا کر رہا تھا اور مسٹر اسمیٹ دوربین سے پالکی کو دیکھتا تھا اور کہتا یہ کہ پالکی انگلشی ہے شاید کوئی سردار یا انگلشی مجروح ہوا اور بندہ کو بھی معاینہ کرایا بہاگنے والی جو نکہ خادم حسین خان کے ساتھہ سے مضطرب فراری ہولی آتی تہی جو کوئی آتا خادم حسین خان کا غلبہ ورادہر کی مغلوبی کی خبر پہونچاتا تھا تمام لوگ عظیم آباد کی ور سرداران کوٹھی اور راجہ رام نراین گوش بر آواز تہی کہ کیا خبر آتی ہے بندہ مسٹر اسمیٹ اور میر عبد اللہ وغیرہ دوستون کی تسلی کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ یہ گروہ بہاگا ہوا آتا ہے سو یون کہتا ہے ادہر بارود کا دہوان ابتک ادہر رہا ہے اگر کپتان مغلوب ہوتا لڑائی کون کرتا اسی عرصہ مین عبد اللہ گہر مین بندہ آیا اور لب دریا بندہ مع دیگر لوگون کی منتظر کہڑا تہا کہ دیکہی کیا ہوتا ہے ناگاہ شلک کی آواز ہماری کانمین آئی سب بندہ نے کہا الحال اگر پہر توپ کی آواز آئی تو سمجہو کہ کپتان غالب ہے ورنہ مغلوب پہر توپ کی صدا پہونچی بعد ازان چند لمحہ تک آواز بند رہی لوگونکو تشویش ہوئی تہی پہر توپ کی آواز آئی بندہ نے کہا کپتان غالب ہوا اور خادم حسین خان نے شکست پائی لوگ باور نکرتے تہی حیران تھی بعد چند آوازونکی توپ کی صدا موقوف ہوئی ایک شعلہ سا بلند ہوتا اور پہر فرو ہو جاتا تہا اسیطرح تکرر معلوم ہوا تا آنکہ جو تہا مذکور باقی رہا تہا اوسوقت کپتان کا رقعہ مسٹر اسمیٹ کے نام متضمن فتح اور شکست غنیم کی آیا مسٹر اسمیٹ نے فوراً خبر مذکورہ ہر ایک اپنی دوست کو کہلا بہیجی بندہ کوٹہی مین جا کر گرم اختلاط تہا کہ ناگہان گہڑی دن رہے کپتان نکس مع راو شتاب رای کی اوس ہیئت سے گرد و غبار آلودہ اور عرقناک آپہونچا اور لڑائی کا حال اور فتح پانی کی کیفیت اور شتاب رای کی شجاعت بیان کی اور ہر دم شتاب رای کی تعریف کر کے کہتا تہا کہ میں انیسا نواب نہین دیکہا در حقیقت نواب یہی ہے رام نراین اور مصطفے قلیخان اور محمد آغا تق کوتوال وغیرہ مع اعیان شہر کر اس خبر کہنے کو حاضر ہوئی خیال یہ تھا کہ دونو سردار بہاگ آئی ہین کیونکہ شکست خادم حسین کی اوس جماعت کثیر سے کسی کے خیال مین نہ آئی تھی مسٹر اسمیٹ نے اسمقدمہ مین مبالغہ کیا لیکن رام نراین وغیرہ معقول نہین ہوتے تہے مسٹر اسمیٹ نے کہا کہ جسوقت کپتان نے میر افضل کو لڑائی مین

منہزم لیا چونکہ فوج خادم حسین خان کی تہوڑی تہی لہذا مغلوب و منہزم ہو گئی جب استقلال مین فرق آیا لوٹ جانا ضرور ہوا تاکہ شبخون سی محفوظ رہی اور کپتان سنے جب دیکہا کہ میدان خالی اور خادم حسین خان مع فوج کی برگشتہ ہو گئی کوس تک تعاقب کرکے توپ اور ارابہ اور مجروحون کو میدان سے لیکر احتیاط کی کہ باروت وغیرہ جو کچہہ ہاتہہ لگی اوسکو آگ لگادی وہ شعلہ جو نمود ہوئی تہی اوسی باروت کی جوالی تہی بعد ازان وہان کی رہنی مین کچہہ فائدہ نہ دیکہکر واپس آیا فوج کو مع سرداران کے وہین چہوڑ اپنا سنجاطر راو شتاب رای کی جو کہ ادب نہایت کرتا ہی اوسکو بہی ہمراہ لایا خبر اس تفصیل سے رام نراین کو کچہہ تصدیق ہوئی اور دیگر اشخاص بہی مطمئن ہوے صبح ہوتی جو یہہ خبر چار و طرف اوڑی اور تحقیق ہو گئی خادم حسین خان بتیا کیطرف چلا گیا اور افواج انگلشی مع مردمان شتاب رای کی چند روز بعد دریا عبور کرکے عظیم آباد آئی اور شتاب رای کی حقوق لیاقت اہل انگلشی کی دلمین جاگزین ہوئی اسی ضمن مین آمد آمد میرن کی مع کرنیل کی سیف جنگ کی گرم ہوئی

آنا میرن کا اور خادم حسین خان کی سر پر جانا اور برق کا گرنا میرن کے سر پر آسمان سی واسطی مکافات اعمال کی اور زہائی پانا خادم حسین خان کا اسکی چنگل سی اور باقی حال شاہ عالم بادشاہ کا اور مستقل ہوتا بادشاہی پر اوسکا مشیت ایزدی سے

جب میر جعفر خان اور میرن کو یہہ خبر ملی کہ عظیم آباد مین خادم حسین خان جا پہونچا نہایت اضطراب ہوا کیونکہ اول تو عظیم آباد مین فوج کی قلت تہی دوسری بادشاہ دریا طرف موجود تہا لاجرم میرن کا چلنا ضرور ہوا عزم سفر گرم ہوا اور عرائض رام نراین کی بہی متضمن اضطراب اور مسٹر امیٹ کی خطوط اپنی قوم کو دوسا کی نام کیفیت مذکورہ مین اور نیز تاکید عزیمت مین پہونچی آخر کار میرن سپہ سالار مع فوج بیشمار و سامان ہزار در ہزار کے ہمراہی کرنیل کلو سیف جنگ اور افواج انگلشی تیر جنگ کی آخر تابستان مین عظیم آباد کی نزدیک آیا اسوقت خادم حسین خان گنگا پار تہا پس داخل شہر ہوا شروع غرہ اول ذی قعدہ ١١٧٣ ہجری کو عبور دریا کیا خادم حسن خان لی صدمہ جنگ کپتان نکس خوب دیکہا تہا اب اس فوج بقیاس نہاری میرن کے ساتہہ لڑنا اپنی تاب و توان سی باہر سمجہکر ظاہر مین تو بلند پروازی اور دعوی کی لیتا تہا اگرچہ مغلوب اور مسلوب الحواس تہا اور کسی ڈہب سے باہر نکلجانی کا پہلو سوچتا تہا کیونکہ جو دریا چہ گنڈک جو کوہستان شمالی سے نکلکر حاجی پور کی غربی طرف گنگا مین ملا تہا اسکا سد راہ عبور تہا مردون کی کشتیون کے اس کثرت حشم و خدم کی ہمراہ ہونا تو متعذر تہا میرن چند کوچ متواتر کرکے خادم حسین خان کی لشکر کے قریب آیا خادم حسین خان نے آخر شب کو اپنی بہیر بنگاہ روانہ کردی اور خود دور سے جریدہ فوج میرن کی

مقابل ہوا اور میرن بہی بخوف جنگ بادشاہ کی چونکہ سابق مین دو زخم تیر کے کہا چکا تھا اوس جنگ
چندان نہ کہتا تھا اپنی جان کے حفاظت مین رہتا تھا اور افواج انگلشی بہی جلدی اور چالاکی تعاقب سے
بیخ کرتا تھا بعد مقابلہ اور چند آواز توپ کی خادم حسین خان نے میدان سے رخ پہیرا جس جنگل مین جانا منظور تھا
اوسکی راہ لی میرن نے تعاقب پکڑا تا آنکہ اسی حال سے قلعہ بہانسی سے چند کوس پیشتر جا کر منزل گزین ہوا اور
خادم حسین خان بہی سے بہی چند کوس پیشتر بڑہکر لب دریا متحیر تھا کہ اب کہان جاوی القصہ روز عمر میرن کے
تمام ہوچکے تہے اور چونکہ خان کی بہی بار برداری اکثر بسبب بیراہہ روی کی اوسکی فرودگاہ تک نہ پہونچی تمام شب
خادم حسین خان فیل سوار مع ہمراہیون کے بسر کر گیا بڑی تکلیف سے غرہ شب آخر ہوئی اور باوجود
اس تکلیف کی اندیشہ ہیچ تھا کہ کل کدہر کو سفر کریگا چونکہ شروع موسم برسات اور آرادہ لم بیرلی میرن کے
گہات پر تھا شب مذکور کی دو تین گہڑی رات گذرنے پر باران شدید برسنا شروع ہوا اور بروز پنجشنبہ کی رات
اور ۱۹ ماہ ذی قعدہ کی تہی میرن اور اوسکی ہمراہیون کی نظرون مین جہان تار ہوا اور بعد انقضای ثلث حصہ شب
دو تین مصاحب مانند سید محمد خان مرحوم خلف علی رضا خان بن صفی خان بن اسلام خان اور ہمت خان
بن مصلح خان بن اعظم خان حاجی کا اوس سے رخصت ہوکر اپنی خیمون کو سدہارے اور میرن نے بنابر احتیاط او خوابگاہ
خیمہ کلان سے اوٹھکر پال دیر خان مین بنابر خواب تشریف لیگیا یہ ایک قسم خاص خیمہ کی ہی زمین دوز ہوتی ہے
الغرض ایک عورت فاحشہ منجملہ دیگر خواص کی جو ہمراہ تہین مع دیگر قصہ خوان اور خدمتگار کے حاضر ہوئے چونکہ
اس چند و نامہ سیاہ کی ہنوز اجل موجود مین کچھ دیر باقی تہی اوسکو رخصت کیا اور خدمتگار نے چپی شروع کی اور
قصہ خوان نے واسطے خواب عدم کے داستان چہیڑی خدا معلوم اوس تیرہ باطن کی آنکہ بند ہوئی تہی یا کہ
سفیر قضا کے انتظار مین بعینہ واہی کہ عین شدت باد و باران مین رعد نے گونجنا شروع کیا اور طرفۃ العین مین
برق جانسوز نے آنکہین جو کہلا کر میرن کی سر پر رستخیز پیدا کیا جسطرح کہ چارپائی پر لیٹا تھا ویسا ہی جلکر تودہ
خاک ہوا اور اوس مجرم سوختہ کی رفاقت مین خدمتگار اور قصہ خوان بہی راکہ کے ڈہیر ہوگئی بموجب بیت
زنہار از قرین بد زنہار وقنا ربنا عذاب النار الغرض جب تہوڑی دیر اس چشم زخم کو گذری اور
پانی بند ہوا جاکر لوگ اوس خدمتگار اور قصہ خوان کی بدلی کو بطور معہود جاکر جو دیکہتے ہین تو آتش گلزار کا
سیر باغ نظر آیا بعض مقربین وغیرہ کو جو لوگ اوسکی خوابگاہ کی قریب اوترتے تہی اونہین بلا کر شور و غوغا سی
مطلع کیا اونہون نے تفحص حال کیا تب معلوم ہوا کہ پانچ چھہ باریک باریک سوراخ میرن کے کاسہ سر مین
گدی کیطرف اور بدن پر بطور ضرب تازیانہ کی کہودی ظاہر ہین اور تلوار متصل پلنگ پر تہی اوسمین بہی
دو تین جگہ سوراخ ہوگئے ہے اور نزدیک لوگ کئی گداختہ ہوگئے تہے اور سر کے طرف کی خیمہ کی چوب گویا بوسیدہ

ہوگئی تھی جب یہ خبر جناب فضایل مآب حضرت شیخ محمد علی حزین کو اللہ مغفرت کرے اوسکی نبی احوال
میرن سے خود آگاہی رکھتا تھا فرمایا کہ برق اندازی عالم کی دیکھو ہو کیونکر جنیہ مین جاتی ہے
وَلِلّٰهِ دَرُّہٗ مَا قَالَ یعنے ویسا ہی ہوا جیسا کہ کہا تھا

غرق ہونا دختران بیچارہ مہابت جنگ کا بموجب حکم میرن کے دریا مین اور مشاہدہ کرنا خلق کا انتقام الٰہی کو تمامتر فوراً و آشکارا

جب میرن نے خواجہ ہادی خان اور میر کاظم خان کے قتل سے فراغت پائی اور انکی باپ نے صداقت محمد خان ولد آغا باقر عمدہ زمیدار جہانگیر نگر اور شیخ عبد الوہاب کنبوہ کو بمحض گمان فاسد دم توپ کر دیا باپ بیٹے نے تشویشات سے رہائی پائی مگر بیٹا اسطرف زیادہ مایل ہوا اکثر زن و مرد کو ہلاک کرنا اختیار کیا حتیٰ کہ بعض بعض لونڈیون اور حرم کو بھی اپنے ہاتھ سے بضرب شمشیر ہلاک کر ڈالا اور کہا کرتا تھا کہ لقضیہ کے یہی معنی ہین کہ جس سے کچھ بھی بدگمانی ہو اوسے حوالہ خنجر کرنا چاہیے لہذا اسنے اپنے ایجاد کے بموجب آمنہ بیگم اور گھسیٹی بیگم دختران مہابت جنگ سے بدگمان ہوکر دغدغہ کامل بہم پہونچایا مگر حاکم جہانگیر نگر کو جسکا نام جسارت خان اور صاحب صلاح وسداد و اتقا اونکے قتل کو حکم بھیجا اوسنے درجواب لکھا کہ بندہ اونکے باپ کا نمک پروردہ اور مرہون احسان ہے یہ عمل زشت بندہ سے نہین ہوسکتا پس حکومت جہانگیر نگر کی دوسری کو دیجئے بندہ سے یہ امر نہین ہوگا آخر الامر میرن نے خادم حسین خان کے مقابل جانیکا ارادہ کیا کسی رفیق بدبخت کو مامور کیا کہ جہانگیر نگر جاوے اور اس بہانہ سے کہ مرشد آباد چلو نہاے مذکور کو کشتی پر سوار کراکر معاودت کرے اور آباد سے دور نکلکر اونکو غرق کردے اور جسارت خان کو لکھا کہ اون دونون ضعیفہ کو فلانے کے ہمراہ روانہ مرشد آباد کرو میرن تو عظیم آباد روانہ ہوا اور فرستادہ نے جہانگیر نگر کی راہ لی اور وہان پہونچکر دونون بہنون کو لیکر جب مقام دلخواہ پر پہونچا کہا کہ غسل کرکے لباس صاف و پاک پہن لو بلکہ اپنی ارادہ سے بھی آگاہ کرادیا اس خبر سے بڑی بہن گھسیٹی بیگم نہایت مضطرب ہوئی لیکن اوسکی چھوٹی بہن امنہ بیگم سے کہا کہ عبث خوف کھاتی ہو آخر ایکروز ضرور مرنا ہوگا پس چونکہ ہم گنہگار ہین شکر خدا کہ وسیلہ نجات ہاتھ لگا اور اپنا بوجھ میرن کے کندھے پر چھوڑکر روانہ ہوتے ہین پس غسل کیا اور بجای کفن عمدہ لباس پاک پہنا اور بجای خوشبو کے خاک پاک سید الشہدا علیہ السلام کی بدن پر لگائی اور گناہگاری سے تائب ہوئین اور دم آخر میرن پر نفرین کرکے کہا آخر تو ہم تیری گنہگار ہین میرن کی کچھ تقصیر نہین کی اور اوسپر ہمارے خاندان کے حقوق پرورش ہین جسکو وہ فراموش کرگئے ہین

ناحق مارتا ہی لہذا ہماری عرض ہی کہ اوسکے سر پر بجلی گرا تا لہ ہمارا اور ہماری اولاد کا انتقام لیوے لیس کلمۂ طیبہ
اور دیگر اعتقادات حقہ زبان پر لا کر غریق بحر رحمت نامتناہی آلہی ہوئین لوگ کہتے ہین کہ اوسی شبکو
میرن کے سر پر بجلی گری تھی اور بعض ایک مہینے کا فرق تبلاتے ہین بہر حال اسطرح خبر کہ آخر شوال سنہ مذکور کو
ان بی بیون پر یہ بلا نازل ہوئی اور ۱۹ ذیقعدہ کو میرن پر برق گری والله عزیز ذو انتقام میرن کے
معتمدین بلکہ مصاحبین سے دریافت ہوا کہ میرن نے اس سفر مین ایک بند کاغذ مین نام دو تین سو نفر کا
لکہا تھا اور کہتا تھا کہ بعد فتح خادم حسین خان اور بادشاہ کے گہر پہونچکر ان لوگون کو صفحۂ دہر سے
مٹا کر بآرام تمام سلطنت میں مقیم ہونگا اور کسی بدخواہ سے کچھ اندیشہ نہ رہیگا خدا نے ایسا کیا کہ خود بدولت ہی مثل نقش غلط کار تقدیر سے مٹ گئے
اور ہزارہا مخلوق نے اوسکے ہاتھ سے رہائی پائی پوشیدہ نہ رہے کہ حکیم علی الاطلاق اور خالق انفس و
آفاق جسوقت کہ بندون اپنون کو بیچ نہایت شر اور فساد کے غرق دیکھتا ہے روا نہین رکھتا کہ
ایسی ایسی باتین ناروا کرین اور بندگی اوسکی سے غافل رہین پس فوراً تسلط ظالم لوگونکا اوپر انکے کرتا ہے
تاکہ تنبیہ مفسدونکی قرار واقعی ہو لیکن ہمیشہ ظالم کو اوپر مخلوق کے پایداری حکومت نہین رہتی جیسا کہ
مخبر صادق نے ارشاد فرمایا ہے کہ الملک یبقے مع الکفر ولا یبقی مع الظلم مضمون اس حدیث کا
یہ ہے کہ بقاے قیام سلطنت کافر کی رہتی ہے اور ظالم کی حکومت ثبات اور قرار نہین پاتی اگر بعد
تنبیہ و سیاست مفسدونکی ظالم پہر رہین اور ظلم سے باز آئین اور دست تعدی دراز نکرین ممکن ہے
کہ مالک الملک براہ مہربانی انکو قایم رکہے اور شجر حکومت ثمر ریاست دوام سے بار آور ہو اور
جو یہ حاکم مامور دست ظلم کو تاہ نکرے منتقم حقیقی ایسا جابر و زبردست بہیجے کہ اسکو بہی سنبہالنا دشوار
ہوجاے اور بلا کی اسکی فوراً نمودار ہووے کہ تیر دعاے مظلومان بہت جلد نشانۂ اجابت پر پہونچتا ہے
جیسا کہ مشہور ہے بیت بہت ڈر آہ مظلومے ہنگام دعا ظالم کہ آتی ہے درحق سے اجابت
پیشوائی کو بس خداوند کریم غالب اور قادر اور توانا ہے اوپر ہر چیز کے

رجوع باقی احوال لشکر میرن کا اور دیگر لوائف کا

نوزدہم ذیقعدہ روز پنجشنبہ کے اول صبح کو جو واقعہ عظیمہ کہ اس واقعہ آسمانی اور بلای ناگہانی کی وقت
شب اوپر میرن کی گذری تہی کسی معتمد نے جا کر کے خبر کرنیل سیف جنگ کو کہ رئیس تمام فوج انگلشیہ
اور سرمایۂ استظہار عساکر ہند کا سردار تہا پہونچائی اوسنے بہی بموجب صلاح ہندوستانیون کے
اخفا اس واقعہ کا مناسب سمجہا اور شکم میرن کا کرنیل صاحب کے روبرو چاک کیا آنت اور روده
نکالکر اوسی جگہ دفن کر دیا اور نقارۂ مراجعت بجا کر اوسکی لاش فیل سوار مین رکہکر اسصورت سے

کہ یادن ہو وج کی باہر سے روانہ ہوا اور شہرت دی کہ وہ بیمار ہے لیکن لوگون پر ظاہر ہو گیا کہ مردہ کو موج مین کیا ہے گویا سراج الدولہ کی تشہیر کا انتقام ہوا پھر صورت کرنیل صاحب نے قلعہ بتیا کی متصل پہونچکر حسب التماس وکلاے رام نراین کے توقف کیا اور وہانکی زمیندار سے بپیام انفصال معاملہ کا نہایت تاکید سے دیا اوسنے فوج انگلشی کی خوف سے انقیاد و اطاعت اختیار کی اور دونون لشکر بتیا سے نکلکر کرنیل کی ریاست مین آئے اور جنازہ میرن کا طیار کرکے جلدی سے کہدون پر دریائی گنگا کے کنارے پہونچایا اور وہانسے کشتی پر اوسکی لاش نہایت تعفن اور خرابی مین راج محل پہونچی جسجگہ اوسکا اب بہی مقبرہ موجود ہے مدفون ہوا) فاعتبروا یا اولی الابصار) اور لشکر مع دیگر سرداران کی عظیم آباد پہونچکر مقیم ہوا راجہ راج بلبھہ بنگالی جو پیشتر شہامت جنگ مرحوم کا دیوان اور اسوقت میرن کا تھا لشکر میرن کا سردار ہوا اور رام نراین تو خود عظیم آباد کا نایب تھا اور اوسکا بہائی جو میرن کی ہمراہ تھا آنکر الا

ذکر ہے مسٹر امیٹ کے کلکتہ جانے کا اور اوسکی بعد کرنیل سیف جنگ کی بروانگی اور سرداران انگلشیہ کی باہم نفاق شروع ہونا

جب تک کرنیل کلیف ثابت جنگ کلکتہ مین تھا فوج اور کوٹھی کی دونون ریاست اسیکے متعلق تہین جب وہ اپنی ولایت کو قاصد ہوا کام بنگالہ اور نیز اس جماعہ کی ریاست کا اس صوبہ عظیم آباد و بنگالہ و اوڑیسہ مین جو بسبب سابق کی وسیع و عظیم ہو گیا تھا کرنیل مذکور نے مسٹر امیٹ کو کل ریاست کی لائق نہ سمجھکر شمس الدولہ ہنری وانسٹرٹ کو جو مدراج کا صاحب کلان تھا کوٹھی کلکتہ کی سرداری مین تجویز کیا اور نیز کونسل مین بہی یہ رائے تجویز ہو کر مقرر ہوئی کہ بالفعل بعد جانے ثابت جنگ کی مسٹر ہلویل کو کلکتہ کا صاحب کلان کیجی بعد ازان جب شمس الدولہ آئے اس ملک کا مدار المہام ہو اور باعتبار ایام سابقہ اور نیز درجہ نوکری اور قاعدہ کلیہ کے مسٹر امیٹ اس عہدہ کا امیدوار تھا اس تقرر کی خبر سے مکدر ہو کر عظیم آباد سے بذریعہ تحریر گفتگو کرنے لگا جب ثابت جنگ ولایت چلا گیا اور مسٹر ہلویل کرسی گورنری پر بیٹھا نہایت ملول ہوا کار و بار عظیم آباد کا چھوٹے صاحب کے سپرد کرکے عازم کلکتہ ہوا اور بعد چند روز کے کرنیل سیف جنگ بہی یہانسے چلا گیا اور شاید اس سے کوئی تقصیر ہوئی تہی کہ ریاست قنوج سے معزول ہوا اور اوسکی جگہ پر میجر کرنگ مقرر ہوا - میر محمد جعفر خان میرن کی فوت سے جو حواس رکہتا تھا وہ بہی کہو بیٹھا ملک و مال فوج و سپاہ کے کار و بار مین تخلل ہوا میر قاسم خان کہ سید مرتضی خان بن امتیاز خان خالص تخلص ولایت زاد امیر ابی عہد گذشتہ مین دیوان بادشاہی عظیم آباد کا تھا جعفر خان کی دامادی مین تھا لیکن سسر داماد کی صحبت ہمیشہ ناچاق رہی اور میرن زیادہ تر ناچاقی مین ساعی تھا

اس سبب سے میر جعفر خان اگرچہ اپنے داماد میر قاسم خان سے راضی نہ تھا لیکن بضرورت اب
مورد الطاف کرنے لگا اور خدمت پورنیہ کی علاوہ خدمت رنگ پور کی اوسکو مقرر کی اور بعض
سوال وجواب کیواسطے اوسکو کلکتہ بھیجا چونکہ میر قاسم خان اسکے خاندان مین نہایت کرد کاری
اور امتیاز رکھتا تھا اصحاب کونسل سے وہ گفتگو کی کہ اپنی محبت کا نقش اونکے بوجہ خاطر مین
منقش کردیا اور کونسلیو کے دلمین یہ بات قرار پائی کہ بہ نسبت میرن اور میر محمد جعفر خان کی میر قاسم خان کی
لیاقت سروری کی زیادہ ہے **الغرض** میر قاسم خان نے جس کام کو آیا تھا درست کرکے مراجعت کی
میر جعفر خان بھی کسیقدر خوش ہوا چونکہ کوئی اولاد نہ تھی ضرورتاً میر محمد قاسم خان مرجع جمیع امور ہوا
اور اس ضمن مین بسبب حمق میرن اور تغافل میر محمد جعفر خان کے تنخواہ سپاہ مین عرصہ بسیار
منقضی ہوا اور انکا تقاضا شدید ہوا چندبار سماجت کرتے گذرا بعدہ دار الامارۃ کو محاصرہ کیا
میر قاسم خان نے اصلاح کرادی اور اسی عرصہ مین چند تقریبات سے میر قاسم خان کو کلکتہ جانا پڑا
میر جعفر خان اس بارہ مین پس وپیش کررہا تھا لیکن تقدیر سے نہو سکا کہ ممانعت کرے چار ناچار
رخصت کردیا اور میر محمد قاسم خان روانہ کلکتہ ہوا اسوقت مین مستر ہنری ونسترت المعروف
نصیر الملک شمس الدولہ بہادر کلکتہ پہنچے اور وہان کے گورنر ہوئے میر محمد قاسم خان چونکہ اوس
زمانہ مین پورنیہ جانے کا بھی خیال رکھتا تھا کہ فوج بھرتی کرے علی ابراہیم خان بہادر کو جسکا ذکر
خوبیونکا بر سبیل اجمال مہابت جنگ اور فتح شمشیر خان کے حال مین لکھا گیا ہے اور اندنون مین
میر محمد قاسم خان کا رفیق تھا حکم دیا کہ بارادہ پورنیہ اور تالیف قلوب مردم قدیمی اور مرشد آباد کے
گرد تارہا اور خود کلکتہ کو روانہ کیا اب بادشاہ اور کامگار خان اور بعض سوانح عظیم آباد بنابر انتظام اخبار کے
حال لکھا جاتا ہے

ذکر ہے احوال عظیم آباد مین میجر کرنگ کا باتفاق راجہ رام نراین اور راجہ شتاب رای کے ساتھ بادشاہ اور موسیو لاس سے لڑنا اور بادشاہ کی شکست ہونا مسیو لاس کا محصور ہونا اور دیگر حالات جو وہان سرزد ہوئے اور تسلط پانا میر محمد قاسم خان کا اور سند صوبہ داری صوبہ مرشد آباد سے تائید خالق العباد سے

میرن تو شروع موسم برشکال مین سوختہ خرمن حیات ہوا لیکن اوسکی فوج اسی نظر سے
کہ بادشاہ اور کامگار خان سرمایہ فساد موجود ہین متعینہ صوبہ مذکور ہوکر مقیم تھی ریاست اوسکی راجہ
راجبلبھ دیوان میرن سے متعلق تھی اور رام نراین خود اوس صوبہ کا نائب تھا اوسکی فوج ملازم

اوسکی ہمراہ تہی اور فوج انگلشی بہی وہین پر مقیم تہی برسات کے سبب یہ کل فوجین جس جگہ
تہین وہین مقیم رہین اور اس عرصہ مین بادشاہ داؤدنگر سے بہار کی قرب وجوار تک برابر سیر وتردد مین رہا
بدین سبب کہ اسکے لشکریون کی معاش منحصر کہیتون پر تہی اور اوسکی چارپایہ اور حیوانات ہمراہی کو بہی
چراگاہ ضرور تہا مگر مدت مدید تہا اور چونکہ صوبہ مین تسلط درست نہوا تہا باوجود سلطنت کے
مثل بنگالہ غارتگری کرتا تہا دانہ گہاس وغیرہ ماکول مشروب اوسکے ہمراہیون اور چارپایون کو
مطلق نملتا تہا راجہ بنیاد سنگہ برادرزادہ راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ بسبب تسلط کامگار خان کے
عار وشرم ہمچشمی کے روبرو بادشاہ کی نہین آتے تہے اور چونکہ کامگار خان کینہ دیرینہ سندر سنگہ اور اوسکے
اولاد واقربا سے رکہتا تہا اپنے ملک کو محفوظ رکہکر اوسکے ملک کی پامالی کا روادار رہتا ایکروز بنیاد سنگہ
قلعہ ٹکاری سے قلعہ گور واجہان متعلق چہوڑ آیا تہا جاتا تہا یہ خبر بادشاہ اور کامگار خان کو پہونچی فوج مغلیہ
ملازم بادشاہ قریب ہزار سوار کے اوسکے قید کر لانیکو مقرر ہوئی فوج مذکور نے جاکر قید کرکے حاضر کیا
وہ چند روز نظربند رہا اور والد مورخ کے نام عرائض وپیغام ارسال کرتا رہا کہ اگر آپکی وسیلہ سے میری رہائی ہو
اور بادشاہ نظر لطف مبذول فرمائے بندہ اپنی فوج جمع کرکے کار بادشاہی کامگار خان سے بہتر انجام دے
اور فتح سنگہ میرا بہائی جو بنگالہ مین ہے فوج جعفر خان کی بادشاہ کیطرف رجوع کرکے حاضر حضور ہوا اور اگر بادشاہ
کامگار خان کی خاطر کرکے اوسکے وسیلہ پر چہوڑیگا چونکہ اس وجہ مین ہمارا ننگ وعار ہے ہمسے کچہ دولتخواہی
اور رفاقت بادشاہ کی نہو گی والد نے یہ جملہ مدارج بادشاہ کو سمجہا کر بنیاد سنگہ کو رہا کرایا اور اوسنے
والد کی ملازمت کرکے انکے وسیلہ سے شرفیاب حضوری بادشاہ ہوا اور آمادہ جانفشانی اور رفاقت ہو کر
اپنی فوج کو طلب کیا اور عملہ کو حکم دیا کہ اسباب حرب اور غلہ وغیرہ سامان کی فراہمی مین کوشش کرین
کامگار خان نے بعد ایکروز تک اظہار ملال بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر بنیاد سنگہ نے اسطرح پر غلامی پائی
غلام ترک رفاقت کرتا ہے بادشاہ نے دوسرے روز جب بنیاد سنگہ مجرے کو گیا قید کر لیا والد اس حرکت سے
آزردہ ہوگیا اور بادشاہ سے یہ کلام سخت پیش آیا بادشاہ نے عذر کامگار خان کی ترک رفاقت کا کیا والد نے
کہا کہ کامگار خان کو اس صوبہ مین بجز آپکی اطاعت کے کوئی تدبیر نہین ہے بجز اس در دولت کے اوسکا
کہین ٹہکانا نہین ہے لیکن بادشاہ کو کامگار خان کی برہمی کا ایسا رعب چہایا تہا کہ کچہ سود نہوا والد نے
آزردہ ہوکر خانہ نشینی اختیار کی کامگار خان نے بنیاد سنگہ کو رہا کرکے اپنے زیر حصن کیا اوسنے والد کو
پیغام دیا کہ اب بادشاہ مجہسے امید رفاقت نرکہے بندہ دو تین روز مین آپ کنارہ کرتا ہے آخر ایسا ہی ہوا
آخر بادشاہ نے بہادر علی خان محلی کو بہیجکر والد سے عذر خواہی کی والد نے جواب دیا کہ کامگار خان کی تسلط مین

ہمارا رہنا لشکر مین محال ہی پس اب رخصت کا امیدوار ہون بادشاہ نے بہت سی دلجوئی کی اور
لاچار ہوکر رخصت دی اور فرمایا اگر بضرورت رخصت ہوتے ہو اچھا ہی علحدہ ہوکر جسقدر ممکن ہو ملک تسخیر کرو
اور رفقا فراہم کرکے بروقت حاضر ہو اور نیز چند ہزار روپیہ کامگار خان سے مخفی واسطے خرچ اور اعانت والد کے
ارسال کیے والد نواح جاگیر مین پہونچکر امر مامورہ مین مصروف ہوا

ذکر مرشدآباد مین جلوس کرنے میر محمد قاسم خان کا اوپر مسند ریاست بنگالہ وغیرہ صوبجات کی تائید مالک الملک سے

جب میر قاسم خان بموجب ذکر بالا کلکتہ پہونچا اور شمس الدولہ ہنری ونسٹرٹ سی ملاقات اور سلام وپیام کیا باہم کلام مین میر محمد جعفر خان کی غفلت ورزی اور برہمی معاملات ملکی اور مالی اور بے انتظامی جملہ امورات سررشتہ فوج وغیرہ کا بیان کیا اور چند لوگون کو مانند چنی لال اور منی لال اور اُگلنون سنگھ ہرکارہ وغیرہ کی جو غفلت اور عدم لیاقت خانمد کو رہے اوسکی سرکار مین مدارالمہام اور مختار کار تھی شمار کر کر انکی رسوائیان بیان کین شمس الدولہ نے جو کہ فرقہ انگلشیہ مین عقل ودانش سے ممتاز اور نکتہ اور دقیقہ یابی مین سرفراز تھا میر محمد قاسم خان کو لائق ملکداری اور ہوش وسلیقہ مین فائق دیکھکر اور میر محمد جعفر خان اور اوسکے حالات مین غور رسی کرکے متردد ہوا کہ کیا کرے آخر اوسکے دلمین یہ ارادہ مصمم ہوا کہ میر محمد قاسم خان کو نیابت کل سپرد کی وبیگی مختارگری اور میر محمد جعفر خان کی روزمرہ کو کچھ مقرر کردیجے تاکہ قاسم خان وجہ مذکورہ بلاتامل اوسکو پہونچایا کرے اور یہ ارادہ اپنے احباب سے ظاہر کرکے مشورہ طلب ہوا اکثر ارباب کونسل کی شمس الدولہ سے موافق ہوئی مگر مسٹر امیث جو کہ بدرجہ لاچاری کونسل کا چھوٹا صاحب اور بعد مرتبہ شمس الدولہ کے تھا اور دو تین شخص اور مانند میجر کرنگ اور مسٹر ایلس اور مسٹر بابس کے جو اوس سی متفق تھے اس رائی سے راضی ہوئے اور چند قباحات اسمین بیان کیے اور جس امر مین رائی شمس الدولہ کی قرار پائی اوسکے برخلاف رد وقدح کرتا تھا بلکہ بذریعہ تحریر کے دونون شخص ہمدیگر کی رائی کے بابت ولایت لکھتے تھے اور ہرایک دوسری کی صاف رائی کی شکایت تحریر کرتا تھا اور اس باہمی نے ایکعالم کو برباد کیا جسکا حال عنقریب تحریر ہوگا القصہ جب رائی شمس الدولہ کی مصمم ہوئی میر محمد قاسم خان کو اس بشارت سے خورسند کیا اور یہ مقرر ہوا کہ شمس الدولہ خود جاکر مرشدآباد مین اسکا بندوبست کرے قاسم خان نے خوشنود مرشدآباد کو معاودت کی شمس الدولہ نے مع عماد الملک مسٹر ہشٹنگ کے جو انگلون مین ابتداے سنہ ۱۱۸۴ ہجری سے آجتک کہ روز سہ شنبہ ۲۳ تاریخ ماہ رمضان سنہ ۱۱۹۴ ہجری ہے کلکتہ کا گورنر اور اکثر ملک ہند کا مدارالمہام ہے مع بعض

سردار اور نصف فوج انگلستی کی بنابر انتظام امر مذکور قاسم خان کے عقب سے مرشد آباد کو
عزیمت فرمائی اور میر قاسم خان نے علے ابراہیم خان بہادر کو تحریر کیا کہ نئی فوجین بھرتی کرے
اور امیدواران وغیرہ مردم شہر کو تالیف قلوب کرکے اپنا رفیق کرے اور اسباب تجمل سواری
قدیم وجدید سے جو کچھ مہیا اور میسر ہو اور عصا اور چوب نقرہ موافق ضابطہ ہند کے تیار کرکے برسم استقبال
پلاسی تک حاضر ہو خان والاشان کہ ہوشیاری اور سلیقہ کارگذاری مین یگانہ روزگار تھا
زیادہ اوس سے کہ میر قاسم خان نے خیال کیا تھا مہیا اور سرانجام کرکے استقبال کو گیا اور
میر محمد قاسم خان نے حسب خواہش اپنی جاہ وحشمت اور تجمل وشوکت سے داخل خانہ خود ہو کر
میر محمد جعفر خان سے ملاقات کی اور دوسرے روز شام کیوقت شمس الدولہ نے پہونچکر مرادباغ مین
نزول کیا اوسکی صبح کو میر محمد جعفر خان عازم ملاقات ہوا اور ایک ثلث دن گذرنے پر دریای
بھاگیرتی سے عبور کرکے مرادباغ مین پہونچا شمس الدولہ نے بعد تکلفات صوری کی راز دلی ظاہر کیا
اور جو صلاح ہوئی تھی ظاہر کی میر محمد جعفر خان نے انکار کرکے بڑا مبالغہ کیا شمس الدولہ نے کسیکو بھیجکر
قاسم خان کو بلایا اور اوس مقام پر جو کہ گفتگوے نرم وسخت گذرا ہر چند شمس الدولہ نے چاہا
کہ میر محمد جعفر خان حسب صلاح منظور کرے اوسنے ایک نمانی اور قبل پہونچنے میر قاسم خان کے
سوار ہو کر چلا گیا وسط دریا مین کشتی سواری محمد قاسم خان کی اسکے نظر مین جلوہ گر ہوئی اسنے
معاودت کا اشارہ کیا بدین غرض تاکہ وہان پہونچکر کوئی فساد نہ اوٹھا دے خان مرقوم معاودت
بجا لایا لیکن اوسکی بات نمانی بلکہ برسم تخلل گویا کچھ بھی نہین سمجھا ذرا بھی حرکت نکی باغ مین شمس الدولہ
پاس جا پہونچا اوسنے سارا ماجرا اول سے آخر تک بیان کیا میر محمد قاسم خان نے کہا کہ یہ تو جہا ہو
اب میر محمد جعفر خان مجھسے بدگمان ہو کر میری جان کا خواہان ہوگا شمس الدولہ نے جواب دیا کہ ہم لاچار تھے
اسنے کہا کہ جب آپ لاچار مین بندہ کہ محض بیچارہ ہے کیا کرے چونکہ وقت طعام آگیا تھا شمس الدولہ
نے کہا کہ آپ ٹھہرین بعد فراغ طعام گفتگو ہوگی الغرض میر قاسم خان الگ متحیر بیٹھا اور علی ابراہیم خان سے
جسکو ہمراہ لیتے گیا تھا مشورہ آغاز کیا خان ممدوح نے کہا کہ اول صاحب سے جو کچھ کہنا ہو کہہ دیجیے
اگر کوئی امر نہوا تو اسے اطلاع کرکے اسی جگہ سے اپنے ملازمین اور خزانہ کو طلب کرکے ہر چہوم کیطرف
جانا چاہیے اور باغیون کے طور پر ساخت تاراج کرنا ضرور ہوگا چونکہ اکثر فوج آپ سے موافق ہے
اور کامگار خان بھی مع بادشاہ تمسے متفق ہو جاویگا غالب ہے کہ اس تدبیر سے بھی کام حاصل ہو
چونکہ میر جعفر خان سے اطمینان نہ تھا یہ تدبیر درجہ لاچاری کو دلنشین کرلی فی الحقیقت مردان فوج

میر جعفر خان سے بیزار اور اسکی فرمان برداری تہے اور جگت سیٹھ اور اوسکا بہائی مہاراجہ سروپچند بہی
خفیہ اسکا مددگار تھا خلاصہ میر قاسم خان نہایت حیران و پریشان تھا تا آنکہ شمس الدولہ نے طعام سے
فراغت پائی اور میر قاسم خان نے حاضر ہوکر کہا کہ اگر جیسا کہ معہود ہوا ہے اگر نہوا لاعلاج فساد نظر آتا ہے
شمس الدولہ یہ کلام سنکر علیحدہ ہوا اور مسٹر ہسٹنگ بہادر وغیرہ ارباب مصلحت سے دیر تک مناظرات
درپیش رہے بعد گفتگوی بسیار کے یہ رای ہوئی کہ کل کے دن باتفاق میر محمد قاسم خان کو دار الامارت
جانا چاہیے اور جسطرح کہ معہود ہے انتظام کرنا چاہیے میر محمد قاسم خان بسبب اندیشہ کے جو میر محمد جعفر خان سے
رکہتا تھا اپنی فوج کو کہلا بہیجا تہا کہ اوسکی گہر سے دور مستعد و آمادہ منتظر رہیں اور عملہ کو حکم بہیجا تہا
کہ ہر ایک کو کہانا کہلوانا یہ سب امر حسب الحکم تعمیل ہوئی اب شمس الدولہ نے میر قاسم خان کو
مرخص کیا بدین قرار کہ کل اول صبح کو مع اپنے کل حاضرین ہمراہیون کے حاضر ہو اور سرداران
فوج انگلشی کو بہی حکم دیا کہ گہڑی رات رہے فوج اور توپ تیار کرکے دار الامارہ کے دروازہ پر بجای مامورہ
مقررہ حاضر ملیں میر قاسم خان نے جب اپنے گہر جانیکا ارادہ کیا اول اوسکے رفیق کنارہ سے گہر تک
اژدحام کرکے واسطے حفاظت کے استادہ ہونے بعدہ اوسنے دریا سے عبور کرکے سپاہ دو تنخواہ کے
احاطہ میں دولت خانہ پہونچا اور تمام شب قاضی الحاجات کی درگاہ میں مناجات خوان رہا اور
تہوڑی دیر خیر طلب لوگون کی دلجوئی میں بسر کرکے چند گہڑی استراحت پر مائل ہوا

ذکر ہے عروج نیر اقبال میر محمد قاسم خان کا معارج جاہ جلال سے اور رجوع ہونا کوکب بخت میر محمد جعفر خان کا قول اور زوال سے

جسوقت میر محمد قاسم خان کی صبح اقبال کی روشنی قریب ہوئی حسب معہود بخت بیدار کیطرح فرش
راحت سے شگفتہ اوٹھا اور مع رفقا اور ہمراہیان کی تیاری سواری کا حکم دیا جب بہمہ جہت قریب کر
پیش ہوی کسوت اقبال و لداری تن زیب کرکے طالع فتح سے شگون فیروزمندی لیکر سمند اقبال پے
رہگرا ہوا اودہر سے قبل ورود میر قاسم خان کے شمس الدولہ نہری اور مسٹر گورنر اور عماد الدولہ
مسٹر ہسٹنگ بہادر مع دیگر سرداران اور توپ اور فوج کے میدان چوخانہ دار الامارۃ میں پہونچکر
شاہراہ دربار پر اپنے لوگ مقرر کردی اور ادہر سے میر قاسم خان اسپ سوار مقابل نقارخانہ کے
جاکر استادہ ہوا پیغامبرون کی آمد و رفت شروع ہوئی ہر چند شمس الدولہ نے ہر طرح میر محمد جعفر خان کو
فہمایش کی کہ اگر تمہارا داماد تمہاری نیابت میں ملکی مالی کام کا سرانجام دے اور تم فارغ البال عیش
و کامرانی میں ایام زندگانی بسر کرو تو کچھ تمہارے لئے برائی نہیں ہے بلکہ بہبودی ہے ابہی تمہاری غفلت

کار ملک مین خلل اور سپاہ اور وظیفہ خوار مضمحل ہین وہ تین مفلوک ہند وبالک ملک کر دیئے ہین
نجیب و شریف جان بلب ہین نگران باتون سے کچھہ سود نہوا اوس جاہل مطلق نے فہمایش سردارون
انگلشیہ کی کچھہ نسنی اس بابین جواب سوال مین کہ عرصہ دراز ممتد ہوا آہستہ آہستہ تلنگون کی پلٹنین نزدیک
ہوتی جاتی تہین اور توپ بہی طیار رو بدیوار دار الامارۃ تہی محمد میر جعفر خان کے رفیق جو داران مارۃ
کے اندر اوسکی بموجب حکم حراست مین آمادہ تہی افواج انگلشیہ کی رعب اور ہراس سے جو کہ خدا تعالے
نے اس ملک کے لوگون کی دلونمین مستولی کر دیا ہے ہر ایک حیلہ وبہانہ سے اپنے اپنے گہرونکی راہ
لینے لگا آخر شمس الدولہ نے تنگ ہوکر کہا ہرگاہ یہہ مجہول امر معقول کو نہین سمجھتا اسکی استرضائے
کچھہ ضرور نہین جسمین رفاہ خلق کی صورت ہو تعمیل کرنا چاہئے چند سرداران انگلشیہ جو حاضر تہے اونہون نے
تصدیق کلام کیا اور ساتہہ اسکے ہمداستان ہوئے پس اونہون نے میر قاسم خان کو حکم دیا کہ ہر سہ صوبہ کی
مسند ایالت پر بالاصالت بیٹہہ کر فرمان روائی کیجے اور رعایائے مظلوم کی دلجوئی مین بہی مصروف ہوجیے کیونکہ
یہ بیچارہ شرفا اور نجبا ان دو تین ہندوپچون کی ہاتہہ سے نہایت تنگ ہو رہے ہین اور اندرون دار الامارۃ
جو چند لوگ میر جعفر خان کے مخلصون مین رہگئے تہے وہ نہین بہی بدر کرکے کارخانون کے دروازون
اور نیز حرم سرا کے راستون پر تلنگون کی حراست مین مقرر کر دیا اور خود داخل دار الامارۃ ہوکر علیحدہ بیٹہا
اور میر محمد قاسم خان کو طلب کرکے زیر شامیانہ کارچوبی جو دیوان عام کے ایوان مین کہینچا تہا مسند نشین کیا
میر محمد قاسم خان دوشنبہ کے روز دسوئین ربیع الاول ۱۱۷۴ہجری کو نیابت سے گذر کر بالاصالت
ہر سہ صوبہ کی ایالت پر سرفراز ہوا اور نقارۂ شادمانی بلند آوازہ کیا ہوا خواہان حاضر نے ہجوم کرکے
نذرین دکہلائین شاید شمس الدولہ نے تین چار روز تک مسٹر ہسٹنگ عماد الدولہ کو مع افواج انگلشیہ کے
اوسکی حفاظت پر رکہا اور خود مراد باغ گیا اور میر جعفر خان کو جو محل سرا کے اندر اپنی عورتون و لڑکون میں تہا
شمس الدولہ نے پیغام بہیجا کہ اگر مرشد آباد مین رہنا ہو کوئی مزاحم نہین جس مکان یا جس حویلی مین
منظور ہو اپنی اقامت کو پسند فرمائیے اور اگر کلکتہ کا چلنا منظور ہو تو بہی مضایقہ نہین ناظم معزول نے کلکتہ کا جانا منظور کیا
بجرہ اور کشتی کی درخواست کی جملہ سامان حسب خواہش مہیا ہوا اور میر جعفر خان بدلجمعی تمام خزانہ
محال اور جواہر نفیسہ جو کہ نواب اور تحفۂ شجاع الدولہ اور علاء الدولہ سرفراز خان اور سیف خان اور مہابت جنگ
اور شہامت جنگ اور صولت جنگ اور سراج الدولہ کے تہے اور حرم سرا مین اونہین دنون
کے واسطے منی بیگم کی تحویل مین جو کہ جعفر خان کے گہر مین میر خانہ بہی رکہتا تہا اور پارچۂ ملبوس خاص
جو کہ بہی اونہین امرا کا اندوختہ تہا مع دیگر تحایف اور نوادر کے جو لوگون سے مستور تہا ہمراہ لیکر

مع عورات مدخولہ اور اونکے خدمہ اور اطفال صغیرہ جو کہ تین لڑکے اور کئی لڑکیان تھین راہ کلکتہ کی لی چند کمپنی تلنگہ کی حفاظت کے لئے ہمراہ ہو ئین دار الامارۃ مذکور مین پہونچادیا اور میر جعفر خان نے اوس شہر کے چوک کے متصل ایک جدید زمین خرید کر کے طرح عمارت اپنی سلیقہ اور رائے سے ڈالی اور متعدد مکانات کی تعمیر کرائی اوسکی رفقا سے میرزا غلام علی بیگ پسر حاکم بیگ نے وفاداری کی اس سفر اور حضر میں سفر مین در رفیق ہوا حقیقت تو یہ ہے کہ بجز اوسکے اور کسی دوسرے نے ہمراہی پر قدم نہ رکھا اب یہان کا حال سنئے میر محمد قاسم خان نے اپنا خطاب نصیر الملک امتیاز الدولہ میر محمد قاسم خان بہادر نصرت جنگ مقرر کیا اور خطاب مذکور بادشاہ سے اپنے واسطے طلب کیا اور ایک لڑکا اسی قرب جلوس مین حاصل ہوا تھا اوسکے مقدم کو مبارک سمجھا چونکہ علم نجوم مین بھی کسیقدر شعور رکھتا تھا اور اس علم کے حکم پر معتقد تھا اوسکا زایچہ بڑے تنقیح سے منجمون سے بنوا کر اوسکے عروج کا معتقد ہوا لیکن اوسکی عمر نے وفا نہ کی دو تین برس کا ہو کر فوت ہوا صوبہ عظیم آباد اوسکے نام مقرر کر کے خطاب مظفر الملک شمس الدولہ میر شمس الدین علیخان بہادر ناصر جنگ کا حضور سے طلب کیا اور اوسکو ہفت ہزاری قرار دیکر چھوٹے چھوٹے ہاتھی گہوڑے مع زین وعماری مناسب قد وقامت کے آراستہ کیا اور چھوٹی عمر کے لڑکے شاگرد پیشہ بنائے اور ہر فرقہ مین بھرتی کی گویا ایک تماشا تھا اور اپنے چچا میر ابو تراب کو بھی کہ اول مین مرد مفلوک تھا معز الدولہ تراب علیخان بہادر صلابت جنگ کے خطاب سے مخاطب کر کے منصب شش ہزاری اور عطائے پالکی جہالردار اور علم اور نقارہ اور جاگیر اور رسالہ سے معزز فرمایا اور اپنے چچا کے لڑکے کو ابو علی خان بہادر خطاب اور رسالہ دیکر عزت بڑہائی لیکن چندان اسکا اعتماد نہ تھا در اصل لیاقت بہی کم تھی اور چچا ہر چند محض عامی اور استعداد سروری کی فطرتی نہ رکہتا تھا مگر پاس حقوق دیرینہ اور نیز دوستی کا جو لوگون کو اوس سے اور اوسکو لوگون کے ساتھہ تھا مرعی رکہتا تھا اور لقدیر مرتبہ کلمہ خیر کے کہنے مین بحضور میر قاسم خان کے قصور نہین کرتا تھا القصہ بعد تمہید وتشید مبانی عہود اور مواثیق کی جو کہ کونسل کلکتہ اور جماعۃ انگلشیہ سے انعقاد اور انفصال پایا طرفین سے محرر اور مرقوم ہوا اور وضع سر برلانے کی باہم اتفاق خاص سے تخصیص پایا میر قاسم علیخان رتق وفتق ملکداری مین مصروف ہوا متصدیون سے محاسبہ اور میر جعفر کے عملہ کے کاغذ کی خیانت نکالنے مین مصروف ہوا ان لوگون مین بعض قدیم اور بعض جدید ملازم کردہ میران اور میر جعفر خان کے تھے بعض متصدیان قدیم کی بھی تالیف وترغیب کر کے اس کام مین شریک کیا اور بعض اپنے متوسلون جنپر اعتماد رکہتا تھا ناظر کیا علی ابراہیم خان بہادر کو جو دیانت اور امانت مین یگانہ روزگار اور وفاشعار

وثیقہ یابی مین ہوشیار تھا تنخواہ سپاہ کی کم وکیف مین بالتخصیص مامور کیا اور سوای اسکی اور مشکلات امور بہی اسپہ رائے پر محول رہی سیتارام نے اگرچہ ضوابط دیوانی کے درست کرکے اخذ کئے تہے مگر سخت گیر اور بد طینت تھا یہ شخص دریافت خیانت دفتر دیوانی اور بیوتات اور وقفیت خیانت دیگر متصدیون پر مقرر ہوا اور قدیم منشی جو معتمد تھا میر منشی اور حافظ ابرار خان کے لقب سے نامزد ہوا اور بعض امور کا تفحص اور تجسس اسکے بہی سپرد ہوا خواجہ گرگری برادر خواجہ پدروس ارمنی توپخانہ کی داروغگی اور آراستگی توپ وغیرہ اور قواعد سکہلانے پیادہ ہائے برقنداز کے حسب قاعدۂ فرنگ مقرر ہوا اور کمال تقرب ملا گرگین خان بہادر لقب مقرر ہوا اسکا تقرب ایسا ہوا تہا کہ اوسکا دوسرا ہم خزانہ میر قاسم خان مین کوئی ہوتا اسکے التماس کو میر قاسم خان کے دلمین وہ جگہ تہی جو آجتک کسی نوکر اور آقامین نہین سنی گئی گویا شیطان کے مانند میر قاسم خان کے رگ وپے مین اپنا اثر کر گیا تھا شیخ مسند علی لکہنوی جو کہ احاد الناس قصاب لکہنو سے ہیچکارۂ محض تھا زمرۂ سپاہ مین درجۂ عالی کو پہونچا یہ شخص مخفی گرگین خان سے کچھہ کم نتھا بعد اسکے مرنے کے بہتیجا اسکے بخشی رہا اور ہر ایک کے ہمراہ چار پانچ ہزار سوار رہا کئے چنانچہ اوسکا بہتیجا فرحت علی کہ رسالہ مین کئی سو سوار رہی علی ہذا القیاس برکت کا بہی یہی حال تھا اور لڑکا اوسکا محمد علی بخشی اور رئیس صاحب اختیار پانچ ہزار سوار ترک سوار کا تھا کہ بضابطۂ انگلشی کے حوالدار اور جمعدار اور صوبہ دار اور کمیدان رکہتے تہے اور اٹہارہ سوار شمشیر برہنہ کے ساتھہ راہ چلتا تھا کیونکہ اگر لڑائی مین کوئی روگردان ہو یہ برہنہ شمشیر والی بدون اجازت کے اوسکا سر اوڑا دین اور میرزا شمس الدین کو جو کہ ایام شباب سے میر قاسم خان کا یار اور مرد خوش اخلاق اور ہوشیار تھا اور عظیم آباد مین قلوب مردم شہر اور لشکر میرن کے روسا کی تالیف کرتا تھا مصاحب اور بعض خدمات مثل ملبوس خاص اور وکالت حضور بادشاہ اور معاملہ جاگیرات مردم حضور وغیرہ پر کنات کے مقرر ہوے اور بندہ کو مرشد آباد سے خط اشفاقیہ قبل جلوس امارت کے لکہکر دو رہواجب تنخواہ مقرر کرکے تمنائی تھا کہ بندہ ارباب انگلشی کو ہئی عظیم آباد اور شہر دیگر فرقہ مذکور سے جو کہ آشنا ہون سعی کرکے صوبداری عظیم آباد کی بہی اوسکو دلادے اور یہ خبر نہ کہتا تھا کہ یاوری بخت اوسکو بنگالہ کی تخت پر بٹہانے والی ہے

میر محمد قاسم کا روپیہ جمع کرنا بطور مصادرہ کے مردم مرشد آباد سے اور بہم پہونچانا اسباب تجمل اور استعداد کا اور کل کارخانہ کا انتظام کرکے جمعی سے آسودہ ہونا

میر محمد قاسم خان نے جب دیکھا کہ تجربہ ہو چکا ہی مالی زر مین متحیر ہوا جو کہ ابھی سپاہ اور نیز نوکران لطامت

اور افواج جماعہ انگلشیہ سے وغیرہ ہوا تھا لہذا اول بندوبست پرگنات صوبہ بنگالہ وغیرہ کا کرکے
ضلع بردوان وغیرہ کو تنخواہ انگلشیہ مین مقرر کیا اور بعض جواہرات کو بھی انگلشیہ کے دین مین جماعہ مذکور کے
ہاتھہ رہن کر دیئے اور موجودات سپاہ کو علی ابراہیم خان بہادر وغیرہ معتمدین نے دیکھکر دفتر بخشی گری کا
تغلب اور تصرف نکالا اور شمار ملازمین کا بعد تصحیح صحیحہ کے جو کچھ ثابت او تنقیح ہوا اونکا حساب کیا
اور اونکی تنخواہ کسیقدر نقد دی اور کسیقدر پامال کر دی اور بعض کی تنخواہ اینده پر موقوف ہی سپاہ
جو کہ میر جعفر خان کے ہاتھہ سے بیجان تنگ ہوئی تہی جو کچھ مقرر اور میسر ہوا اوسی مین راضی اور شاکر ہوئے
شاید جگت سیٹھ سے بھی جیسا کہ وعدہ ہوا تھا کسیقدر قرض لیکر تقاضای گوناگون سے رہا ہوا اور آینده
اپنے مداخل اور مخارج خیال کرکے بقدر مناسب جیسے عہده برائی ہو سکے مقرر کی اور اکثر اخراجات بیفائدہ
کو جو بطور ملاہی اور بلاغت کی تہی لغو و عبث سمجھکر موقوف کر دئے مانند دنبہ خانہ اور بلبل خانہ اور پری خانہ
وغیرہ کی برخاست کر دئے بعض بعض جانور رکھہ لے اور باقی زمینداران صوبہ کو دیکر اونکی قیمت تشخیص کرادی
اور عملہ دیوانی نے اونکی وکلا سے وہ روپیہ لے لیا اور چینی لال اور منی لال اپنے خرابی اعمال کو پہونچے
اون کے پاس سے زر کثیر عاید سرکار ہوا مخفی نرہے کہ میر قاسم خان آغاز طفلی سے بسبب دامادی
میر جعفر خان کے خاندان مہابت جنگ مرحوم مین واجب الرعایت رہا اور شہامت جنگ کی سرکار مین
مع چند سوار کے ہمیشہ بپاسخاطر اوسکی سلسلہ کے نوکر رہا اس سبب سے اوسکی آمد و رفت ہر ایک گھر اور
عملہ شاگرد پیشہ اور ہر ایک کے ملازمان دونتخانہ سے اور ہر ایک جماعہ کے احوال سے بخوبی آگاہ تھا جب
بیاوری تقدیر مسند نشین امارت ہوا ہر ایک جماعہ مذکور پر جسپر گمان زر اندوزی تھا کسی نہ کسی
طور سے عتاب و خطاب کرکے جسکی جسقدر پونجیان تھین لے لین حتی کہ بعض کسبیون سے بھی جو کہ میرن اور
میر جعفر خان کی نوکر تہین اور دفتر خالصا ماضی سے معلوم ہوا کہ اسقدر جواہرات اور فلان ظروف اور
فلان فلان تحفہ لیگئی ہین ہر ایک کو بجنسہ بلکہ مع شے زاید واپس لیا اور نیز ان اور خواجہ سرایان [illegible]
مہابت جنگ اور شہامت جنگ سے بھی جو گوشہ عافیت مین بلا اتفاق شخصے بسر کرتے تھے
[illegible] کرکے جو کچھ ممکن تھا اور غمازون نے کہا تھا فراہم لایا گویا شعر حضرت سعدی کا حسب غرض گنجینہ [illegible]
نقش کر لیا [illegible]
جو میر [illegible] سرکار مہابت جنگ اور [illegible]
[illegible] میر قاسم خان [illegible]
[illegible] لیا [illegible]

اور اپنے پہلو کی مسند مین بٹہالیتا تھا اور غلام حسین خان سے جو کہ داروغہ دیوانخانہ مہابت جنگ اور اوسکا رفیق قدیم اور لکو کہیا کا مالک تھا بہت ساز و مال لیکر بدستور داروغگی دیوانخانہ مین مقرر رکھا خلاصہ یہ ہے کہ اس صورت سے زر کثیر جمع کیا اور سپاہ کو بہی خوشحال کر کے جنہین لایق کار سمجھا ملازم کیا اور بعض کو برطرف کر کے
اونکی تنخواہ دلادی

نکلنا میر محمد قاسم خان کا بیربہوم کیطرف اور لٹنا کپتان بردوان کا اوس مرزبوم کی زمیندار و نسے

چونکہ صوبہ بنگالہ مین کوئی زمیندار دار الملک مرشد آباد سے بجز زمیندار بیربہوم کے دعوی شجاعت نہ رکہتا تھا اور میر قاسم خان گویا باطن مین زمیندار ونسے قدیم دشمن تھا فی الحقیقت اکثر اس فرقہ مین قابو طلب ناقص عہد سست پیمان کم فرصت کوتہ اندیش بین کجرو اندک انقلاب زمانہ کے سارے حقوق فراموش کر کے برہمی پر آمادہ ہو جاتے ہین اسی وجہ سے بادشاہان سلف نے کبہی انکا اعتماد نہین کیا اور اپنی عمدونکو ہر ہر موضع مین ہر پرگنہ اور ہر مقام پر مقرر کرتے تہے تب تمام دنیا فارغ البال تہی اب کہ زمیندار مطلق العنان ہوے ہین تمام رعایا پامال ہے اور اگر ایسا ہی حال رہا اس سے بہی زیادہ ابتری کی امید ہے القصہ پہلا زمیندار زمیندار بیربہوم جو دیوان جیو کے نام سے مشہور تھا اور ایام جوانی مین بلکہ کہولت مین بہی عیش و آرام پر مصروف رہا بند و بست ملک کا اپنے لڑکے علی نقی خان کے سپرد کیا تہا بعد اونکے مرنے کے اور زوال دولت خاندان مہابت جنگ کے لباس درویشی پہنا اور دوسرے لڑکے اسد الزمان خان کو جو رانی کی بطن سے تھا راج دیکر خود گوشہ نشین ہوا اور فقیر اسکی مصاحبت کرتا تھا میر محمد قاسم خان بیربہوم کے معاملہ مین کچہ اضافہ کیا چاہتا تھا اسد الزمان خان نے نمانا اور سرکش ہو گیا اسکا سبب شاید یہ تھا کہ چونکہ میر محمد قاسم خان اسی دیار مین نشو و نما پایا تھا اور زمانہ گذشتہ مین محض بیقدر تھا اور تمام دنیا اوسکو نظر حقارت سے دیکھتی تھی ان دنون مین کہ عروج میسر ہوا اوسکا شان و شوکت لوگون کے دلمین کچہ نسمایا بہر حال میر محمد قاسم خان اوس زمیندار کے تنبیہ کو مرشد آباد سے عازم ہوا اور بیدگام مین جو شہر سے بارہ کوس پر تھا مقیم ہوا اور خواجہ محمدی خان کو جو کہ میر جعفر خان کے عہد سے عہدہ بخشی گری رکہتا تھا مع میجر یارک انگلیس اور گرگین خان ارمنی کے اوس زمیندار نابہنجار کی گوشمال کو بہیجا اور اپنے نوکرون کو تاکید کی تہی کہ قبل پہونچنے اس لشکر کے اوس مقہور کا فیصلہ کرین لیکن چونکہ لشکر ہندوستانی مین سرداران سابقہ سے جو کہ تا ظفر گروہ مہابت جنگ کو کوئی نہ رہا تھا فقط کینہ ناکردہ کار سیرت اور میر محمد جعفر خان کے بہرتی کئے ہوے زنگی تہے کچہ کام نہ بنا سکے اسد الزمان خان نے اپنے باپ کے دیوان مینے الزمان خان کو ملک سپرد کر کے خود چار پانچ ہزار سوار اور بیشتر پیادہ لیکر ساتہ ملک چہوڑ کر [illegible] مین جا بیٹہا اور مداخل راہ پر محافظ متعین کر کے [illegible] اسی [illegible] مین بیٹہ

حسب الاشعار میجر کرنگ سالار فوج انگلشی قایمقام کرنیل ہیو سیف جنگ کے اور نیز مسٹر چی صاحب مدار
کوٹھی عظیم آباد کے مسٹر ایسٹ نے غیبت مین قبل ورود مسٹر لگو ببر کے واسطے پہونچانے بعض پیام زبانی کے
اور نیز واسطے لانے میر محمد قاسم خان کی بطرف عظیم آباد کے مرشد آباد پہونچا یہ کام پہونچا صورت یہ کہ بعض
کپتانان نے جو بردوان مین چند کمپنی تلنگہ کے ساتھہ تعنات تھے دوسری راہ سے آکر عین غفلت مین
اسد خان کے سر پر پہونچکر اوسکی فوج کو پریشان کر دیا اور چند ضرب توپ اور شلک بندوق سے اکثر گروہ
زمیندار مذکور کا مجروح و مقتول ہو البقیۃ السیف رو بفرار ہوے توپ کی آواز سنکر افواج قاسم علیخان بھی
پہونچی و دور سے لشکر ظاہر ہوا اور چند فراریان کی عقب مین جاکر اوسکی لشکرگاہ مین خیمہ زن ہوئے
اس خبر سے اپنی لشکر کی بددلی اور نامردی دریافت کی خصوصا خواجہ مہدی خان رئیس لشکر سے زیادہ

آزردہ ہوا احال مناسب ہی کہ عظیم آباد کا حال اور اپنی آنیکی وجہ تحریر کردن

میجر کرنگ کا بارادہ جنگ بادشاہ اور ہوشیر لاس کے برآمد ہونا اور دولتنگ ہونا سردار مذکور کا رام نراین کے شورہ مختلف کی سبب سے اور انکو بہیجنا میر قاسم خان کی پاس اور جو کیفیات کہ مورخنے وہان سے آکر میر قاسم خان سے بیان کیے اور رخصت کرنا میر قاسم خان کا راہ کوہستان سے بعجلت نہایت طرف عظیم آباد کے

سابق مین ذکر ہوا ہے کہ بعد روانگی کرنیل کلیف ثابت جنگ کے مسٹر ہول تھوڑے دن کلکتہ کا مدار رہا
اوسکے بعد شمس الدولہ پہونچا اور کونسل کلکتہ کا مدار المہام اور گورنر مستقل ہوا اول مسٹر ایسٹ
اور بعد مسٹر کلیو سیف جنگ مع میجر کرنگ اور مسٹر لشنگٹن مع بعض دیگر سرداران عظیم آباد کو کلکتہ گیا
اور مسٹر ایسٹ خود کلکتہ کا چھوٹا صاحب تھا چونکہ مورخکو صاحبان انگلشی سے نہایت اخلاص اور
اتحاد تھا جیسا کہ معین اور مقرر کیا ہوا میر قاسم خان کا بغرض خود مورخ کے واسطے براہ مددخرچ تھا وسیوقت
تمام و کمال صاحبان انگلشی سے ظاہر کردیا اور یہ انکو معلوم تھا کہ چہ لاکھہ دام کی جاگیر بندہ کی قدیم سے
پرگنہ مونگر مین متصل قلعہ کے ہے اور میر جعفر خان نے بعد ورود بادشاہ کے اس قصور سے کہ
والد بندہ مورخ اوسکے رفاقت مین تھا ضبط کرلیا تھا صاحبان مذکور نے نظر باخلاص جو بندہ کو تھا
جاگیر مذکور کو میر قاسم خان سے واگذاشت کراکر اوسکی دستخطی اور مہری سند مکمل کراکر بندہ کو
علم الاوی اور رام نراین کے ہاتھ سے نکالکر سپرد بندہ کی اور بندہ مورخ عاقل نے وہان جاکر
عمل دخل کیا جب برسات گذری میجر کرنگ نے بادشاہ اور ہوشیر لاس اور کامگار خان سے
... کو عظیم آباد سے نکلکر باغ میر جعفر خان کے میدان مین لشکر گاہ کیا اور رام نراین اور نر

اپنی رفاقت پر مامور کیا بندہ بہی بپاس حقوق اس سفر مین شریک ہوا چونکہ سالہا سال کی عسرت کے
سبب سے اسباب سفر اور اسلحہ اور سواری وغیرہ نہ رکہتا تہا میجر کرنک اور مسٹر جی نے ایک خیمہ
اپنی سرکار سے مقرر کیا اور گہوڑے وغیرہ مایحتاج بہی مقرر کر دیے بندہ سوڑہ انکی لشکر مین بخوبی بسر کرتا تہا اکثر
اوقات بلکہ ہمیشہ شریک مشورہ اور ہر امور مرجوعہ مین دخیل رہتا تہا جب ایک مدت اوس درمیان مین
گذری اور دو تو ہندو ایک صبح اور ایک شام کو آتا اپنی اپنی ہر وقت حاضری ایک دوسرے کے برخلاف
صلاح دیتا تہا اور ہر دو صاحب لشکر اور معتبر سردار تہے میجر کرنک وغیرہ اصحاب انگلشی انکی اختلاف رائے سے
دل تنگ ہو کر باتفاق اہالیان کوٹہی خصوص مسٹر جی کے بندہ کو طلب فرما کر کہا کہ تم ہمارے دوست اور میر قاسم خان کے
بہی دوست تنخواہ ہو اور یہ دونون اوسکے نائب اور نوکر مین اور ہم ان دونون کی نا موافقت سے عاجز آئے ہین
حیران ہین کہ کسکا کہنا قبول کرین صلاح یہی ہے کہ میر قاسم خان یہان آوے اور انکی التماس سنکر جو مناسب سمجہے
تعمیل کرے اور تمکو اوس سے جواب سوال کرنا پڑیگا اور اوسکو لکہا مگر کچہ سود نہوا بادشاہ اور ہوشیار اس کے
مقسدہ سے زیادہ مہموم نہین ہے تم جا کر یہ سب مدارج اوسے سمجہاؤ اور ادہر لاؤ بندہ قبول کر کے
عازم ہوا میجر کرنک نے میر محمد قاسم خان کو خطوط لکہے اور ایک خط متضمن سفارش اور حفاظت بندہ کے
میجر بارک کے نام تحریر کر دیا اور ایک بجرہ خاص منجملہ دیگر بجرون بادشاہی جہانگیر نگری سے کہ اکثر میجر مذکور کے
زیر حکم تہے بندہ کی سواری کو دیا بندہ اوسپر سوار ہو کر روانہ مرشد آباد ہوا راستہ مین مسٹر ہنگو بیکو دیکہا
جو مدار المہام اور صاحب کلان کوٹہی عظیم آباد کا ہو کر وہان کو جاتا تہا چونکہ روانگی مین عاجل تہا نہ سکا
دور سے باواز بلند سلام کر کے آگے کو روانہ ہوا القصہ بندہ کام پہونچا میر قاسم خان سے ملاقات کر کے
ابلاغ پیام کیا اوسنے شکر انعام کیا عظیم آباد کا ارادہ تہا لیکن بندہ سے بکمال عطوفت پیش آیا خیمہ علحدہ نصب کرا دیا
اور دو نو وقت کہانا بہیجتا تہا اور بکمال لطف و عنایت سے ہمکلام ہوتا تہا اور چند عدد تہان اقسم
دستار جہانگیر نگری خاصہ کے بہیجے تا آنکہ رام نراین نے گماشتہ جگت سیٹہہ کی وساطت سے کہلوایا کہ غلام حسین خان
بہیجے ہوئے میجر کرنک کے حضور مین گئے ہین چونکہ نہایت اخلاص جماعہ انگلشیہ سے رکہتے ہین اور باپ اور بہائی
انکے ہمراہ بادشاہ کے ہین فی الحقیقت انکو دونون طرف یعنی انگلشی اور بادشاہ کے جانب سے سمجہنا چاہئے
یہ مضمون اپنے وکلا کی معرفت میر قاسم خان کے گوشگذار کئے وہ خود مجسم توہم تہا سو زخمے بہی مجہوم ہوا
و ہمارے التفات جو پہلے کے تہے موقوف کر دیئے چونکہ میجر بارک لشکر مین تہا بندہ اپنے حال پر
[illegible] کیا کرتے اگر رخصت طلب کرتا ہون زیادہ بدگمان ہو کر خدا جانے کیا ارادہ کرے اور
[illegible] اور اسکے لطف و عنایت کے کیہ خبر بسر ہو گی ناچار خود جا کر پہر استعفا

کہ سہل سا عارضہ لاحق ہوا بندہ نے اوسی عارضہ کو وسیلہ کرکے درخواست رخصت کی اوسنے ترش ہو کر کہا عظیم آباد جانا چاہتے ہو بندہ نے اودہر کا انکار کرکے مرشد آباد کا ارادہ ظاہر کیا بعد نہایت کراہت سے رخصت دی مگر کچھ خرچ راہ نہ دیا بندہ مورخ بہزار مصیبت مرشد آباد مین پہونچکر کسی دوست کے مکانمین منزل گزین ہوا بعد پہونچنے مرشد آباد کے تھوڑا سا خرچ معرفت خواجہ اشرف کشمیری کے جو برادران اور نیز بنی اعمام خواجہ واجد سے تھا اور اوس زمانہ مین میر قاسم خان کی مصاحبت رکھتا تھا بھیجا بعد چندے خبر پہونچی کہ میجر کرنگ نے عظیم آباد مین جاکر بادشاہ کو شکست دی اور بادشاہ مع کامگار خان کے پسپا ہوا اور موشیر لاس بضابطہ ولایت انگلشیہ اور فرانسیسیہ کے جو فیمابین مستمرہ رکھتے ہین باعزت قید ہوا اور بعد چند روز کے بادشاہ کو میجر کرنگ نے سفیرون کے ذریعہ سے مصالحہ مین راضی کرکے ملازمت کی اور اپنے ہمراہ عظیم آباد لیگیا میر قاسم خان اس خبر سے مضطر ہو کر براہ کوہستان بکمال اضطرار یلغار کرکے روانہ عظیم آباد ہوا بندہ نے بھی ارادہ عظیم آباد گیا مگر سننے مین آیا کہ تراب علیخان اپنے چچا کو جو نایب کر گیا ہے حکم دیگیا ہے کہ ہندوستانیان مرشد آباد کے خط عظیم آباد اور کلکتہ نجانے پاوین اور نہ کوئی شہر سے باہر جانے پاوے بندہ نہایت عاجز و حیران ہوا آخر کار کوٹھی قاسم بازار کے صاحب کی اعانت سے مرشد آباد سے برآمد ہوا اور عظیم آباد آیا اب تفصیل اس اجمال کی لکھی جاتی ہے تاکہ منتظرون کو دریافت حال ہونے مین تردد نہو

ذکر ہے جانے میجر کرنگ کا بادشاہ کی لڑائی پر اور قید کرنا موشیر لاس کو اور مصالحہ ہونا بادشاہ سے اور میر قاسم خان کا عظیم آباد آنا بضرورت مع سپاہ کے

جب میجر کرنگ نے بندہ مورخ کو بطلب میر قاسم خان کے بھیجا بعد ازان رام نراین اور راجہ بلبہہ کو مع فوج صوبہ اور میرن کی اپنے ہمراہ لیا اور بمقابلہ بادشاہ جو کہ نواح گیا مانپور مین تھا گیا جب دونون لشکر کا قرب ہوا بادشاہ نے مکرر سہ کرر خطوط بندہ مورخ کے والد کے نام متضمن طلب تحریر فرمائے اور اپنے پاس طلب کیا تاکہ والد مع فوج فراہم شدہ کے ملحق ہو مگر انکے آنے سے قبل محاربہ شروع ہوا موشیر لاس نے جرأت و شجاعت سے بیش قدمی کرکے قلیل ہمراہیون سے فوج انگلشیہ کا مقابلہ کیا اور جو دوسری فوج ہمراہ تھی بادشاہ اور کامگار خان کے سر پر جا پہونچی تزلزل پڑگیا اور کامگار خان نے مجال پایداری نپائی فرار کیا بادشاہ نے بھی اسکی متابعت کی میدان سے روگردان ہوا ہمراہیان موشیر لاس نے اس حال کو دیکھ اور نیز اپنی قلت اور برسون کی محنت یہ سب چھوڑ کر بادشاہ اور کامگار خان کے ہمراہی مین قدم اوٹھایا کپتان موشیر لاس جب تنہا رہگیا کسی اپنی توپ پر گھوڑے کے مانند سوار ہو کر آمادہ قتل ہوا اور عار فرار اختیار نکی میجر کرنگ اور کپتان نکس نے اس حال سے واقف ہو کر مع چند نفر سردارونکے

گھوڑون پر سوار ہلا تلنگہ اور برق اندازون کے پیشتر کو قدم بڑہایا جب موسیٹیر لاس پر نظر پڑی گھوڑے سے اوتر کر اپنی ٹوپیان برسم سلام سر سے اوٹھائین اوسنے بہی اوسیطور سے عمل کیا اور بالکل گفتگو کی میجر کرنک نے موسیٹیر لاس کے ثبات عزم اور فرط شجاعت اور غیرت مین تعریف کر کے کہا جو کچھہ حق سعی تہا تمسے ظاہر ہوا الغرض تمہاری دفتر اخبار اور تواریخ مین ثبت ہوئی الحال موافق ضابطے کمر سے کمچ کہولو اور ترک منازعت کر کے ہمارے پاس آؤ اوسنے جوابدیا کہ ہم کمر سے کرچ نکہو لینگے اسیطرحے آؤ مین مضایقہ نہو گیا مضایقہ اطاعت اختیار کر لینگے ورنہ بذلت مین کرچ کہولنا نہوگا اپنی جان اس میدان مین نثار کرونگا جماعہ انگلشیہ نے جو اوسکی شجاعتین ماضی اور حال کی دیکہی تہین اوسیطور سے راضی ہوئے اور بابہم گرحسب دستور ایک ہاتھہ سے مصافحہ ہوا پالکی اپنی منگوا کر موسیٹیر لاس کو اوسپر سوار کرایا اوسنے فرط غیرت اور کثرت حیا سے پالکی کے پردہ چہوڑ دئے تا کہ آشنا لوگ اس حال کو نہ دیکہین اس خبر کے سننے سے بعض اوسکے آشنا مانند میر عبد اللہ اور مصطفی قلی خان واسطے ملاقات کے آئے میجر کرنک نے عذر کیا کہ چند روز معذور رکہئے کیونکہ ابہی کثرت حیا سے ملاقات کو راضی نہین احمد خان قریشی جو کہ مردیاوہ گو تہا اوسکے دیکہنے کو گیا اور بنا بر خوش آمد کے سرداران انگلش سے حسب ضابطہ اپنے ہم عصرون کے اوسکے مکان کا استفسار کیا اور کہا کہ لی لاس کہان ہے میجر کرنک وغیرہ سرداران نے اس کلمہ سے آشفتہ ہو کر نہایت تلخی اور تندی سے جوابدیا کہ ہم لوگون میں پوچ گوئی کا ضابطہ نہین ہے اور شجاع و جوانمردون کو زشتی سے یاد کرنا نہایت عیب ہے وہ مرد میدان رزم اور آشنائے دوستان بزم ہے اس قسم کی ہرزہ درائی ہمکو پسند نہین یہہ ضابطہ یہہ ہو وہ تمہارے ملک کا ہوگا کہ مردونکا نام ہر چند دشمن ہون زشتی سے یاد کرین احمد خان تخجل ہو کر خاموش ہوا ضرور تا تہوڑی دیر بیٹہکر منفعل اوٹھہ گیا انگلشیونمین سے باوجودیکہ خان موصوف سردار تہا اور ہر وقت مین اوس سے باحترام پیش آتے تہے مگر ایسی بات سے کوئی صاحب عالیشان ملتفت نہوا اور الحق یہہ صفت اور ضابطہ رزم انکے کل نہایت خوب اور بہت عمدہ ہے القصہ بعد اس جنگ کے راونتا برائے کو بادشاہ کے پاس بہیجکر پیغام مصالحہ اور ملاقات کی درخواست دی بادشاہ بد عقل کامگار خان کی تعلیم سے راضی نہوا راو مذکور بے نیل مرام واپس ہوا اور جا کر عرض کی کہ حضرت خود بخود مستدعی مصالحہ کے ہونگے لیکن اوسوقت اس خوبی سے میسر نہوگی ابہی ہم لوگ خود مستدعی ہین مگر ہسس غرض سے بہی کچہہ سود نہوا اشتاب راے واپس آیا جب والد مرحوم پہونچا اور اس ماجرے سے آگاہ ہوا بادشاہ کو ملامت کی لیکن فائدہ نہوا کیونکہ کامگار خان اوسیطور پر جنگ کیواسطے مصر تہا اور کہتا تہا کہ دوبارہ لوگ جمع کرنا چاہیے اور میر حسین خان والد اسد اللہ خان جسکا ذکر محمد قلیخان کے

حال مین ہو گیا ہے کامگار خان سے متفق تھا اور والد بادشاہ کو سمجھاتا تھا کہ کامگار خان زمیندار ہے
اوسکے بہاگنے کا شمار نہین لیکن اسیطرح کا عار و گریز سب چھوڑ کے موجب کسر شان خلافت ہے مناسب
یہی ہے کہ اب بہی راو شتاب راے کو طلب کیجے اور صلح کی تدبیر فرمائیے اسی ضمن مین ابدالی نے فوج
مرہٹہ کے ساتھہ جو بدار المہام سلطنت ہند کے اکثر شاہجہان نام بادشاہ دست نشان عماد الملک کو اوٹھا کر قلعہ دہلی پر
اپنا بندوبست کیا چاہتا تھا کہ بیاک راے کو تخت ہند مین جلوس کراے باتفاق شجاع الدولہ اور
نجیب الدولہ روہیلہ اور حافظ رحمت اور احمد بنگش کے بعد اقامت کے نو مہینے گذرے اور مرہٹہ
گویا بالکل مستاصل ہوے ابدالی مظفر و منصور ہو کر قندہار و ہرات کو واپس ہوا انشاء اللہ تعالے
اسکا ذکر مفصل شاہجہان آباد کے احوال مین ہوگا **الغرض** ابدالی نے شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ
اور جمیع افاغنہ کی سفارش کی کہ شاہ عالم کو بادشاہ بناکر اوسکی اطاعت کرین کیونکہ شاہ عالم کی بہن
اوسکے عقد مین تہی اور شاہ عالم نے بعد قتل اپنے والد کے منیر الدولہ کو بہیجکر ابدالی سے اسی امر کی
استدعا کی تہی اور منیر الدولہ نے اوسکے ہمراہ آکر وہان ہر امراے مذکور سے سخت محنت و تدبیر کر کی شاہ عالم کی
فرزند جوان بخت نامے کو بطور نایب کے قلعہ شاہجہان آباد مین جلوس کرایا اور شجاع الدولہ کو
تاکید کی کہ بنگالہ سے بادشاہ کو لاوے اسواسطے شجاع الدولہ کے عرایض بطلب بادشاہ کی پہونچے
اور بادشاہ بہی فرار شدہ کامگار خان سے تنگ آیا انگلشیہ کے مصالحہ اور شجاع الدولہ کے
پاس جانے کا قصد مصمم کیا اور التماس والد کو قبول فرماکر راو شتاب راے کو شقہ خاص لکہکر
طلب کیا شتاب راے نے بعد صلاح و اجازت میجر کرنک وغیرہ روساے انگلشیہ کے حضور مین حاضر ہوا
اور سوال جواب منقح کر کے میجر کرنک کی ملازمت کی بنیاد حضور بادشاہ مین مستحکم کر آیا کامگار خان نے
مصالحہ انگلشیہ خلاف اپنی مرضی کے پاکر مع لشکر اپنے ملک کی راہ لی اور بادشاہ کسیقدر مسافت
طے کر کے فوج انگلشیہ کے قریب آیا دوسرے روز جو کہ یوم ملازمت میجر کرنک وغیرہ کو مقرر تھا بادشاہ نے
اور آگے جانیکا ارادہ کیا میر حسین خان نے بہی بادشاہ کے قید کا گمان کر کے اپنی راہ لی اور بعضے
آدمی عین لشکر مین منادی کرتے تھے کہ بادشاہ کو سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ انگلش کے
قید مین ڈالتا ہے جسکو اپنی عزت آبرو جان عزیز ہو لشکر سے نکل چلے اکثر احمق اس صدا سے نکل گئے
اثناے راہ مین بنیاد سنگہ کے لوگون ذلکاری سے نکلکر میر حسین خان کو غارت کیا مگر وہ بہر صورت
نکلگیا بعض لوگ یہ حال دیکھکر لشکر کو واپس آے بادشاہ کی فوج اور سواری تیار رہتی کہ دو پہر کو
میجر کرنک مقام بکچاپن پر جو گیا سے سات کوس ہر اور مخیم بادشاہی سے تہا آکر ملازمت حاصل کی بعد ازان

بادشاہ نے حسب الاستدعا اوسکے سوار ہوکر گیا کی طرف جہان لشکر میجر کرنگ کا تھا نہضت فرمائی
اور میجر کرنگ ایک میل تک ٹوپی سر سے اوتار بغل مین لیکر رکاب بادشاہی مین پیادہ پا گام فرسا ہوا بعد ازان
بموجب حکم شاہی اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر تنہا ہاتھی کے آگے آگے ایک تیر کے فاصلہ سے چلا جاتا تھا اور
والد بندہ بادشاہ کے پشت پر مع جمیع فوج اپنے فیل پر سوار نہایت تھوڑے فاصلہ سے گرم روان تھا تا آنکہ
دریاچہ جھیل پر جو گیا سے ڈیڑہ کوس پر ہے پہونچے اور بادشاہ کا لشکرگاہ وہان پر ہوا پہر وہ نگاہ فروکش ہوکر
اور بادشاہ مع والد مرحوم کے جریدہ مردم سواری کی ساتھہ حسب استدعاے میجر کرنگ کے باغ گیا مین جاکر
نزول فرما ہوا اور میجر کرنگ نے تمام اپنے ہمراہیان کو مع رام نراین اور راج بلبہہ وغیرہ سرداران ان دونون
ہندو وکلا کو بادشاہ کی ملازمت حاصل کرائی اور ضیافت کرکے نذر اور پیشکش مناسب گذرانا والد مرحوم
مع فوج باغ مذکور کے دروازے پر سوار کھڑا رہا جب بادشاہ وہان سے برآمد ہوا والد نے اندر جاکر میجر کرنگ
وغیرہ سرداران دیگر سے ملاقات کی اور اونہون نے تواضع کی رسومات تقدیم کی اور بعد تکلفات عرصہ کے
والد بھی برآمد ہوا اور مع بادشاہ کے اپنی لشکر مین آیا اور قریب نصف شب کے آکر آرام فرمایا دوسرے روز
بادشاہ نے کوچ وہانسے کرکے گیا مین خیمہ کیا بعد چند روز کے باتفاق میجر کرنگ کے کوچ کرکے عظیم آباد مین داخل ہوے
لشکر بادشاہی تالاب اسیٹھی مین اوترا اور فوج انگلشی باقی پور کی چھاونی مین اور رام نراین اپنی مقامات مین
اور راج بلبہہ بدستور باغ جعفر خان کے اطراف مین میر قاسم خان نے اس خبر کو سنکر براہ کوہستان بیربہوم
اور کھڑک پور سے یلغار کرکے عظیم آباد آپہونچا اور شہر کے مشرقی طرف جعفر خان کے باغ مین مع فوج فروکش ہوا
رام نراین اور راجہ بلبہہ نے استقبال کیا رام نراین بدستور قلعہ مین رہتا تھا اور راج بلبہہ مع اپنے لشکر کے
ضمیمہ لشکر میر قاسم خان کا ہوا میجر کرنگ وغیرہ سرداران انگلشی نے میر قاسم خان کی ملاقات بادشاہ سے
کرائی اسکا سوال جواب ہونے لگا میر قاسم خان براہ خوف یا کہ اپنے غرور سے راضی نہوتا تھا کہ بادشاہ کے
گھر پر جاے لاجرم صاحبان انگلشیہ کی کوٹھی مین ملازمت کی ٹھہری اسپر بھی میر قاسم خان راضی نتھا کیونکہ
میجر کرنگ سالار فوج انگلشی طرفدار مسٹر امیٹ اور شمس الدولہ مسٹر سے منحرف تھا القصہ اونہون نے
اپنے مکانکو فرش و فروش آینہ و تصاویر سے آراستہ کیا اور اپنے کھانے کے میز پر مسند پر تکلف
بچھاکر بجاے تخت کے مقرر کیا وہان بھی میر قاسم خان والا داور دیگر ہجوم سے آنیکو راضی نہوا لاجرم
بادشاہ حسب التماس میجر کرنگ کے جریدہ کوٹھی مین آیا اور مسند معہودہ پر جلسہ فرما ہوا اہل انگلشیہ جمع ہوکر
دروازہ کوٹھی سے بہت دور تک استقبال کرکے پیادہ پا تخت روان کے ہمراہ ہوکر لے گئے میجر کرنگ
کو حکم نشست ہوا بعد تھوڑی دیر کے میر قاسم خان آکر شرف یاب مجرا ہوا اور انکھہ اظہار اشرفی نذر کی حضور سے بھی

خلعت بیش بہا پارچہ مالا مروارید سرپیچ جیغہ مرصع بہ کلغی عطا مرحمت ہوا بعد ازان دوسرے حجرہ مین جاکر جو مخصوص مسٹر لکوس بھی تھا
جواب وسوال معاملات بنگالہ اور داد وستد خزانہ صوبجات کا انفصال ہوا تینون صوبہ کی مالگذاری چوبیس لاکھ
روپیہ مقرر ہوا بعدہ رخصت ہوکر اپنے لشکر کو گیا اور حسب تجویز سرداران انگلشی کے بادشاہ نے قلعہ پختہ
بادشاہی کے دولتخانہ مین نزول فرمایا میر قاسم خان ناراض تھا کہ فوج شاہی اور والد مونخ قلعہ مین پہنچائے
لہذا سرداران انگلشیہ نے بادشاہ سے التماس کیا کہ اوسکے بموجب حضور سے والد کو قیام لشکر اور تالیف
واجتماع مردم کا حکم صادر ہوا اور حسب الحکم والد خیمہ بادشاہ مین مقیم ہوکر امر امور مین مصروف ہوا
رام نراین ڈرتا تھا کہ مبادا قاسم علیخان سے موافق ہوکر رجوع ہو لہذا میر قاسم خان کو والد کیطرف سے
برہم کردیا سخنان دور از خیال اوسکے کان مین پہونچے وہ خود وہمی تھا اب اور زیادہ جنون سوار ہوا
اوسنے سرداران انگلشی سے کہا اونہون نے والد کو جاگیر جانے کا پیغام دیا اونہون درجواب عدم تعمیل
تا ورود حکم بادشاہ بیان کی صاحبان موصوف نے کہ فی الحقیقت صاحب عقل وفراست اور اقبال ودولت ہین
اس کلام کو پسند کرکے بادشاہ سے ظاہر کیا کہ چونکہ سید ہدایت علیخان کے لشکر مین رہنے سے میر قاسم خان ادای عہود سے
پہلو تہی کریگا لہذا انسب ہے کہ سید ہدایت علیخانکو حکم روانگی جاگیر ہوجاے چنانچہ بادشاہ نے حسب التماس صاحبان
عالیشان کے والد کو کہلا بھیجا کہ آپ جاگیر کو جاوین لاچار والد شام کو میجر کرنک وغیرہ سرداران انگلشی سے
ملاقات کرکے صبح کو جاگیر روانہ ہوا نقی علیخان برادر بندہ جو بادشاہ کا رفیق دیوان تن کے نام سے مشہور تھا
اور فخر الدولہ بہادر ظفر جنگ سے مخاطب تھا اسی اثنا مین بندہ مرشدآباد آیا کیفیت اوسکی یون ہے کہ جب میر قاسم خان
مضطرب ہوکر عظیم آباد پہونچا بندہ قبل ازین روانگی جیساکہ ذکر کرچکا ہے میر قاسم خان سے مرخص ہوکر مرشدآباد آیا تھا
اور مرشدآباد مین یہ خیال تھا کہ نہ کوئی نکل سکتا تھا نہ خط بھیج سکتا تھا بندہ کا حال مسٹر کرنک وغیرہ میر جعفی بدلہ
چونکہ رام نراین میر قاسم خان سے صاف تھا چاہتا تھا کہ انگلشی کو اوس سے برہم کردے اول بندہ کی بارہ مین
بموجب گذشتہ کی لکھوا کر میر قاسم خان کو بندہ سے بدگمان کردیا جب بندہ عظیم آباد نہ آیا اور نہ میری خبر کسیکو پہونچی رام نراین کے
بھائی نے میر عبد اللہ صفوی کی کانمین کہا کہ میر قاسم خان نے سید غلام حسین خان کو مسموم کرکے مرشدآباد مین مارڈالا سید احمد جو
بندہ کا محب صادق تھا اور سید علیخان برادر خورد بندہ مع اتباع بندہ کے اپنے گھر مین رہا کرتا تھا اور سید ندکو سے آشنائی رکھتا تھا
اس خبر دروغ سے آگاہ ہوئی اور روونوشست تمام زار زار اور رقت لبیار سے دوچار ہوئی دہیج نراین برادر رام نراین نے
بدین حیلہ ممانعت کی تاکہ اوسکا نام ظاہر ہو مگر میر عبد اللہ اور برادر بندہ نے انگلشی سرداروں سے اسکا ذکر کردیا لیکن دہیج نراین
کا نام مخفی کیا کیونکہ میر عبد اللہ اوسکا نوکر تھا مسٹر مجر اور مسٹر امیٹ سے یکدل اور شمس الدولہ سے سرگران تھے اور
میر قاسم علیخان سے بھی جو دوست نشان شمس الدولہ کا تھا کدورت رکھتے تھے اور اسی جستجو مین کہ جب

کوئی قصور قاسم خان کیطرف سے ہوئے فوراً سزا دین بمجرد اس حرکت کے نہایت برہم ہوئے اور فرمایا کی سید غلام حسینخان
ہمارا آشنا اور فرستادہ تھا اگر درحقیقت ایسی سرگذشت ہوئی تو میر قاسم خان سے انتقام لیا جاویگا میر عبد اللہ کے
ہوش اوڑگئے اور جلد اظہار اس اخبار کا منع کرکے کہا اول خطوط سید مذکور یعنی بندہ اور صاحب قاسم بازار کو تحریر
فرمایئے بعد تحقیقات ویسا منصوبہ فرمائیگا **القصہ** اونہون نے بھی یہ مصلحت اپسند کی بنام بندہ کے خط لکھے کہ
سبب توقف اور نوع صورت مجبوری کے اوسکی اطلاع دی اور اگر ممکن ہو صاحب کلان قاسم بازار سے جو کہ
اندنون مین مسٹر اسٹیین لک مانس تھا ملاقات کرے اور نیز ایک چھٹی بخط ولایتی صاحب موصوف کے نام
لکھکر کسی اقرباے بندہ کے ہاتھہ روانہ کی اور اونکا پہونچنا موجب سرور ہوا بندہ نے قاسم بازار سے ملاقات
کرکے دستک راہ اور ہرکارہ اور کشتی لیکر روانہ عظیم آباد ہوا اور مع الخیر پہونچکر دیدار احباب سے شادمان اپنے
گھر آیا لیکن میر قاسم خان کی ملازمت سے اندیشہ مند تھا کیونکہ اوندنون عجب نفاق حائل تھا قلعہ مین
بادشاہ اور بہار ابہائی اوسکے ہمراہ اور مرلیدہر اور رام نراین ہمسے آزردہ اور میر قاسم خان رام نراین کا
دشمن اور بادشاہ کے قلعہ مین ہونے سے بے اطمینان اور انگلشیہ بھی باہم سرگرم تنازع مسٹر ایلس کو میر صاحب
مختار کو ٹھی عظیم آباد کا شمس الدولہ سے موافق اور طرفدار قاسم علیخان کا تھا اور میجر کرنگ اور مسٹر جی
مسٹر امیٹ سے یکدل اور رام نراین کی حمایت مین تھا اور مسٹر جی اور میجر کرنگ بندہ کے مخلص تھے
یہ عمل زیادہ تر موجب ناخوشی میر قاسم علیخان اور مسٹر ایلس کا رام نراین سے ہوا اور انہی سبب سے
جو دیکھنا پڑا او دیکھا احوال بندہ یہ کہ میر قاسم خان بسبب آشنائی بندہ کے جو اصحاب انگلشیہ سے تھے اور
نیز رفاقت بہار اور بندہ سے بادشاہ کے حضور مین اور نیز تعارف سابقہ جو رام نراین سے حاصل تھا فقیر سے
بدگمان تھا اور رام نراین اور مرلیدہر بسبب نام نوکری میر قاسم خان کے اس فکر سے کہ مبادا اپنے والد کو
صوبہ عظیم آباد کی نیابت میر قاسم خان اور نیز فرقہ انگلشیہ سے دلوادے بندہ کو متہم کرتے تھے اس عرصہ مین قاسم خان
اپنی غرض مندی کو ملاقات بندہ کا مشتاق ہوا اور بکرر طالب حضوری ہوا بندہ عذر بیماری کرتا رہا
جب اصرار بڑہا مجبور حاضر ہوا اوسنے خلوت مین لیجاکر دلجوئی و مدارا کے بعد ترغیب جانے کلکتہ کی دی اور
فرمایا کہ مسٹر امیٹ رام نراین کی حمایت کرتا ہے اور تم اوسکے آشنا ہو پس وہان جاکر ایسی سعی کرو کہ
مسٹر امیٹ ہمسے متفق ہو اور رام نراین سے منحرف ہوکر کونسل سے ایسا حکم بھیجے کہ بندہ اوسکو قابو مین
لاکر تسلط بہم پہونچائے بندہ عظیم آباد سے نکلنے کو غنیمت جانتا تھا لیکن میر قاسم خان کی تلون مزاجی سے
ڈرتا تھا لہذا عرض کیا کہ آپکی کام جو بندہ سے ہوسکین متعذر نہین لیکن آپ کے مزاج سے جو اکثر بے سبب
منحرف ہوجاتا ہے ڈرتا ہون چنانچہ بندہ کام مین کون تقصیر مجھسے سرزد ہوئی کہ آپ یکبارگی بندہ سے ناآشنا

ہوگئے میر قاسم خان نے جواب دیا کہ گماشتہ سیٹھ جیسے لوگون نے تمہاری نسبت چغلی ظاہر کیا بندہ نے التماس کیا کہ در انداز لوگ بھی
شیوہ رکھتے ہین مگر صاحبان دولت کو ضرور ہے کہ بدون تحقیقات کے اپنے رفقا سے گران دل ہوا کرین **خلاصہ** یہ ہے کہ بندہ
عہد و پیمان کرکے عازم کلکتہ ہوا اور دو ہزار روپیہ خرچ راہ کو عنایت فرمایا بندہ دوستان ہندی اور انگلشی سے
مرخص ہو کر عازم مرشد آباد ہوا جو تھے روز مرشد آباد پہونچکر ایک اقربا کے گھر پر فروکش ہوا چونکہ اپنے چچا
تراب علیخان کو نسبت روانہ کرنے بندہ کے جانب کلکتہ اور نیز موجود کر دینے کشتی وغیرہ اسباب ضروری کے
اطلاع دی تھی بندہ جس امر کو لکھا بھیجتا وہ سرانجام کرکے حاضر کرتے بندہ بعد دو تین روز کے روانہ کلکتہ ہو کر
منزل مقصود مین فایز ہوا اور مسٹر اسیٹ اور جارج گری اور کپتان نکس سے ملاقی ہو کر گرم اختلاط ہوا اخبار عظیم آباد
انکی زبان سے مفصل سنا کرتا تھا

ذکر ہے جانے بادشاہ کا عظیم آباد سے بعزم اودہ لکھنو اور شجاع الدولہ کا استقبال کرنا حد صوبہ اپنے سے لب دریاے کرمناسہ تک

اس عرصہ مین کہ بادشاہ گرد و نواح مین منیر الدولہ کی انتظاری مین تگ و تاز کر رہا تھا اور اس عرصہ مین احمد شاہ
ابدالی خود حسب طلب نجیب الدولہ اور احمد بنگش کے بارادۂ استقبال مرہٹہ اور انکے رؤسا کی جنہون نے سلطنت کا
دعوی کیا تھا اور نیز واسطے برخاست کرنے شاہجہان نام شاہزادہ کے جسکو عملہ عماد الملک نے بعد مارنے
عالمگیر بادشاہ کے تخت نشین کیا تھا خود ہندوستان مین آیا اور نو مہینے مین مرہٹون کا کھوج مٹا کر
قندہار کو جو اوسکا دار الملک تھا واپس ہوا اور مراجعت کے وقت شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ سفارش کر گیا
کہ شاہ عالم کو بادشاہ بنا کر اوسکے زیر اطاعت رہین اور منیر الدولہ نے اس مدت مین رفیق ابدالی ہوکر
امرائے ہند کی نام رقم فرامین مشعر اطاعت حاصل کین اور اسکے روبرو اچھی وجہ سے سفارش ہو گئی بعد
مراجعت شاہ ابدالی کے نجیب الدولہ نے سلطان جوان بخت خلف شاہ عالم کو بطور نائب کی قلعہ دہلی مین
بٹھالا اور سکہ و خطبہ نے شاہ عالم بادشاہ کے نام سے ترویج پائی شجاع الدولہ نے اسیطرح اوسکا خطبہ و
سکہ اپنے ملک مین رواج دیا اور کسیقدر روپیہ اشرفی سکہ نو کی مع عرایض مشعر استدعائی بقدم
ارسال کئے اور احمد بنگش اور نجیب الدولہ اور منیر الدولہ وغیرہ کی بھی عرضداشت مشعر مبارکباد
جلوس تخت مورو ثی اور ارسال پیشکش حسب دستور شجاع الدولہ کے پہونچکر موجب سرور بادشاہ ہوئین
اور میر محمد قاسم خان اور جماعہ انگلشی کو جائی عذر نرہی معاملہ اپنے خاطر خواہ فیصلہ کیا زر و اسباب
جو کچھہ مناسب سمجھا پیشکش کرکے بادشاہ کو رخصت کیا بادشاہ شکر خدا بجا لا کر معاود ہوا شاید آخر شوال
یا اول ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو مطابق دوسرے سال جلوس کے ملک شجاع الدولہ کیطرف عزیمت فرما ہوا

جب دریاچہ کرم ناسہ سے گذر اشجاع الدولہ نے آنکر ملازمت حاصل کی اور پیشکشہاے لایق گذرانکر ہمراہ رکاب اپنے صوبہ کو گیا میر محمد قاسم خان بادشاہ کیطرف سے دلجمعی کرکے رام نراین کی فکر مین ہوا اور کونسل کلکتہ خصوص شمس الدولہ کو جو اس کا محب طرفدار تھا استدعاے امر مذکور کی تحریر کی اور مسٹر لکویر سے بھی جو رام نراین سے بددل تھا کر لکھوایا اور مسٹر لکویر کو انواع انواع قسم کے سلوک کرکے راضی اور خوشنود رکھا تھا اس ضمن مین جرنیل کوٹ کو جو قبل ازین میجر اور ہمراہ کرنیل کلیف ثابت جنگ کے بروقت انقلاب سراج الدولہ کے مرشداباس کے تعاقب مین پٹنہ تک گیا اور بعد ازان ولایت کو چلا گیا تھا اور اس زمانہ مین مرتبہ جرنیلی اور فوج انگلشی کی سالاری پر پہونچکر عظیم آباد آیا راجہ رام نراین نے بعجلت بلایا اور سخنان دروغ اوسکے کانمین بھر دیئے اور اوسکے جاسوسون سے موافق ہوکر ایکروز تعلیم کی کہ میر قاسم خان کل ارادہ چڑھائی کا تمہارے لشکر پر رکھتا ہے مخفی اوسنے فوجکو طیار کر لیا ہے جرنیل مذکور اس خبر سے اول صبح کو چند ہمراہیون کے ساتھ اوسکے خیمہ مین آیا اوسکو خوابیدہ پایا اور ساری فوجکو غافل تب توانی سے شرمندہ ہوا کسی اہلشی کو معذرت خواہی کیواسطے چھوڑکر خود لشکر کو واپس آیا تاکہ وہ میر قاسم خان سے کہدے کہ ہم آپکی ملاقات کو آئے تھے آپ کو سوتا پاکر لوٹ گئے میر قاسم خان یہ خبر پاکر فورا بیدار ہوا اور عذر خواب سے نہایت ملامت کی وہ شخص ڈرتے ڈرتے عذر خواہی کرنے لگا میر قاسم خان نے حرکت مذکور وشتاونیز شکایت کرکے کونسل کلکتہ کو تحریر کیا اور جرنیل کوٹ نے کونسل مین شرمندگی پائی عنقریب ولایت چلے جانے کے تدبیر مد نظر ہوئی اور رام نراین کی فتنہ انگیزی ظاہر ہوگئی بندہ جو کہ کلکتہ مین دو تین مہینے مقیم رہا میر قاسم خان کے خطوط سے حالات جو کونسل مین آئی اکثر معلوم ہوا اور اوسکے نتیجہ شایستہ ظہور مین آئے اس ضمن مین بندہ نے مختلف تقریرسے درباب موافقت میر قاسم خان کے مسٹر اسیت کا استمزاج کیا مگر وہ ہان ہون کرتا رہا اور ایکروز صاف کہدیا کہ تم خوب جانتے ہو کہ مجھکو رام نراین سے کچھ اخلاص نہین بلکہ اوس سے متنفر ہون مگر جب سے شمس الدولہ اور بندہ کے درمیانمین مخالفت ہوئی اوسنے میر قاسم خان کی طرفداری کرنا شروع کی اور بندہ نے رام نراین اور جعفر خان کی اور اس بارہ مین ہم دونون کے مراسلات ولایت انگلنڈ اور کونسل لندن تک پہونچے اور ایک دوسرے کی تضعیف راے اور رد وقدح مین ساعی ہی اور اب بھی ہین پس اب بدون انفعال و لاف کے میر قاسم خان کی طرفدار نہین ہو سکتے کیونکہ اگر اوسکی طرفداری ہوگی تو اپنے تئین جھوٹھا اور بد ظاہر کیا ہے اگر شمس الدولہ کی گفتگو ولایت مین پذیرا ہوئی تو میر قاسم خان ہمسے رجوع نہوگا اور اگر ہماری راے پسند ہوئی اور یہان [illegible] اختیار ہمکو ملا اور موقعت اگر میر قاسم خان آشتی پر رجوع ہوگا کچھ مضایقہ نہوگا بندہ نے

اوسکے نائب الضمیر میر قاسم خان کو لکھہ بھیجے لیکن چونکہ شمس الدولہ کی طرف سے مضبوط تہی میر محمد قاسم خان کے التماس کونسل مین قبول ہوئے اور اوسکے نام حکم مجازی فیصلہ رام نراین وغیرہ مخالفین کا صادر ہوا کہ جیسا مناسب سمجھئے تعمیل کریئے بندہ مورخ اس ماجرا سے واقف ہوکر مستر امیٹ سے رخصت ہوا اور مرشد آباد کی راہ لی اور چند روز بسبب چند وجہ کے مرشد آباد مین مقیم ہوکر عظیم آباد کو روانہ ہوا۔

میر قاسم خان کا قید کرنا رام نراین وغیرہ مخالفونکو اور تسلط پانا صوبہ عظیم آباد مین اور جمع کرنا خزانہ بسیار کا

میر محمد قاسم خان کہ خبر رسی اور تہمید کا غذ مین نہایت صاحب تہم تھا اور جملہ کاروان کی مصاحبت مین رہا کرتا تھا بعد پہونچنے حکم کونسل کے رام نراین سے تہمید حساب کیواسطے صوبہ کا جمع و خرچ طلب کیا اور جو روپیہ بنام جاگیرداروں حضور کے لکہا تھا اوسکی مہری رسیدین طلب کین اور جو روپیہ کہ طلب سپاہ مین دیا تھا اوسکی تصحیح کیواسطے اپنے عملہ کو حاضری سپاہ کے دیکھنے کو حکم دیا چونکہ رام نراین کے کام سب خیانت پر مبنی تھے نہایت مضطرب ہوا اپنے صادق الوداد یاروں سے شورہ کرنے لگا اور میجر کرنگ وغیرہ کو ملامت کرکے اپنی رفاقت پر نادم ہوا آخر بعض اوسکے رفقا صاحب شجاع لڑائی کی خواستگار ہوئے اور کم جرأت نامرد اطاعت و فرمانبرداری مین صلاح کار ہوئے چونکہ وہ جرأت ذاتی نرکہتا تھا اور تقدیر بہی خراب اعمال پر رجوع تھی کوئی تدبیر سوا اطاعت و فرمانبرداری کے مفر نظر نہ ہوئی مگر بعض اپنے عمدہ متصدیوں کو مانند سردار سنگہ وغیرہ کے بہگادیا تھا تاکہ سررشتہ محاسبہ گم ہو جب میر قاسم خان نے اوسپر دسترس پایا ملازمان معتمد مانند برکت علی وغیرہ کو اوسپر تعین کرکے نظربند کیا اور خیانت کثیر اوسکے ذمہ برآمد کرکے اوسکے گہر کی نقد و جنس ضبط کر لیے چونکہ اوسنے اپنی دولت فراہم کی تھی سات لاکھ روپیہ نقد اور اسی قیمت کی جنس اوسکے گہر سے برآمد ہوئی اور جو کچہہ اوسکی عورتوں نے اپنے معتمدون کے پاس مخفی کیا تھا وہ علیحدہ ملا اور منشا رام ساہو جو عمدہ مہاجن اور اوسکا معاملہ دار تھا اور اوسکے خزانچی کا مصاحب بعلت خیانت گرفتار ہو آیا اور اونکے گہر برباد ہوئے کسقدر روپیہ اونسے بہی حصول آیا اور راجہ مرلیدہر مدارکار جو رام نراین کے برابر اوسکا شریک حال تھا مع محمد آفاق کوتوال کے کہ یہ بہی کوچک مرلیدہر تھا اسیر شکنجہ عقوبت ہوا اور کتنے برسوں کا اندوختہ برباد ہوگیا مصطفیٰ قلیخان برادر محمد ایرج خان اپنی خبث طینت سے گرفتاری مین شریک ہوا سید عبد العلی خان بندہ مورخ کے خالو جو اون دنوں مین بنارس سے مضطرب ہوکر عظیم آباد آیا تھا اور رام نراین کے حضور مین متوسل ہو کر بسر کرتا تھا مورد عتاب ہوا حضرت نے بنارس کے آنیکا مزہ پایا خلاصہ یہ کہ ہر ایک جو کسی کام مین مامور تھا متہم اور ماخوذ ہوا اور عبد العلیخان مذکور کو حکم خروج صادر ہوا

کہ بنارس چلا جاے اسکے رفقا اور اقربا جو ہر ایک علاقہ اور کام پر تعین تھے اپنی جزا کو پہونچے خاندکور بعد
تسلط کے داخل قلعہ ہوا اور مرلیدہر کو پاجولان روانہ جہانگیر نگر فرمایا اور رام نراین کو مع اوسکے باقیماندہ اتباع کے
حضور مین محبوس رکھا اور شدید تحقیص کرنے والے راو شتاب رائے پر تعین کیے کیونکہ یہ بہی رام نراین کا تنزیل تھا
چونکہ راو مذکور متصل اور مرد بااستقلال تھا مع چند رفقا کے آمادہ حفظ آبرو اپنے گہر مین بیٹہا اور چند ان معاملہ دار
میر قاسم خان کا بہی نتہا لیکن چند روز بڑی تکلیف مین گذری اور میر قاسم نے رہتاس کی قلعداری کی سند اور
عظیم آباد کی دیوانی اور صمصام الدولہ کے محالات کی جاگیر اپنے نام بادشاہ سے کرالی اور اپنے قبضہ تصرف مین
لایا اور اسی عجلت سے اوسکے ساتھ محاسبہ کرتا تھا چونکہ راو مذکور کی حقوق ریاضت جو کہ خادم حسن خان کی
لڑائی مین کئے تھے انگلشی کے بار گران تہی اور اوسکی پاسخاطر بہی منظور تھی بہر صورت میر قاسم علیخان سے
نجات دلوائی اور اوسکا انفصال حضور گورنر اور کونسل کلکتہ پر موقوف ہوا اور میر قاسم خان بہی باعتقاد نجیب
شمس الدولہ کے راضی ہوا اور راو موصوف مسٹر کرنگ وغیرہ کے ہمراہ کلکتہ گیا چون کہ فی الحقیقت کوئی
تقصیر اوسکی ثابت نہ تہی شمس الدولہ اور اصحاب کونسل نے حکم دیا کہ میر قاسم علیخان کے حدود سے نکلجائے
اور راو ممدوح ہمراہ مسٹر الس اور مسٹر لشینٹن کے جو کوٹہی عظیم آباد کے چہوٹے بڑے صاحب ہوکر بعد معزولی
مسٹر ملویر کے آئے تہے عظیم آباد آیا اور عظیم آباد مین مسٹر لشینٹن ایک کپتنی تلنگہ لیکر راو شتاب راے کو راہ
چہپرہ اور سرکار سارن کو اپنے ہمراہ لیگیا اور دریاے سرجو سے جسے دیوہ اور گہاگرا بہی کہتے ہین اور ان
حدود عظیم آباد اور اودہ کے واقع ہے پار کرا کر حدود ملک شجاع الدولہ خلف صفدر جنگ مین پہونچاکر
والپس آیا اور میر قاسم علیخان نے خوب سا روپیہ تحصیل صوبجات اور لوگون کی ضبطی سے جمع کیا اور
اور میر مہدیخان کو جو کہ کسی قرابت سے اوسکا بہائی ہوتا تہا سرکار تیرہٹ کی فوجداری پر مقرر کیا وہان پر پنسارام
ہیرا اور دانا دراجہ رام نراین کا عامل تہا بسبب جہالت اور جرات ذاتی کی آمادہ رزم و جنگ ہوا مگر میدان مین
مارا گیا میر مہدیخان نے فتح پائی میر قاسم خان ہمیشہ توپخانہ اور بندوق چقماقی فرنگی اور دیگر آلات کی درستگی مین
رہا کرتا تہا گرگین خان کو اس کارخانہ کا مدار المہام اور اپنا سپہ سالار بنایا تہا بلکہ خود اوسکے ہاتھہ گویا بکا سا تہا
سوائے اسکے کسی پر اعتماد نکرتا تہا اور سرداران ہندی بہی بہم پہونچا کر ہر ایک کو بجائے لایق مامور کرتا تہا
از انجملہ اشرف و اعلی اور سب سے معزز محمد تقی خان تبریزی کو رکلائی تہا جسکو بیربہوم کا فوجدار کرکے
علم آراستگی فوج اور مردمان کار آمدنی کی بہرتی کا دیا تہا اور وہ اپنی طاقت سے زیادہ کار مرجوعہ مین جو چہا
اور دلایق لوگ جمع کرکے اپنی تالیف قلوب اور جہد و کوشش سے تہوڑی دنون مین فن سپہ گری مین السیار آراستہ
کر دیا کہ دوسرا اوسکا ہمرتبہ اوسقدر نکر سکتا تہا فی الحقیقت سرداری کی لیاقت وہ نہ رکہتا تہا گرگین خان

گرمی فروش اگر محمد تقی خان اسکے جگہ پر ہوتا ہنگام جنگ وجدال جیسا کہ چاہئے ننگ وناموس مردمی نگاہ رکھتا باوجود قلت مقدور اور نفاق سید محمد خان نایب صوبہ مرشد آباد اور بنگالہ کے اور نیز خودسری اور سرکشی شیخ ہبت اللہ اور عالم خان اور جعفر خان وغیرہ جماعہ داران متعینہ جنگ انگلشیہ کے اپنا کارنامہ صفحہ روزگار پر یادگار چھوڑ اور اقبال گرگین خان کا استحکام گویا تزلزل بنیاد دولت تھا مگر میر قاسم علیخان نے کچھ نسمجھا مشیت ایزدی نے اندھا کردیا تھا **القصہ** میر قاسم علیخان نے آرایش اسباب تجمل اور افزایش آلات ضرب اور دیگر امور ملکداری میں کوشش کر کے زمینداران مقتدر صوبہ عظیم آباد کو اپنے حضور میں بلوایا کامگار خان بخوف رفاقت بادشاہ کے کوہستان رام گڈہ وغیرہ کیطرف سدھارا اور بنیاد سنگہ اور فتح سنگہ باعتماد عدم مرافقت بادشاہ کے حاضر ہوئی اور پہلوان سنگہ وغیرہ زمینداران سرکار شاہ آباد جو بہوجپوریہ کرکے مشہور ہین باتہام موافقت رام نراین خوف باز پرس سے مطلع ہوئے سرکشی دکھلانے لگے میر قاسم علیخان کو استقبال تعقدیر ان مخصوص زمینداران کا نہایت منظور تھا لہذا اونکی سرکوبی کو عازم ہوا اول اپنے بھتیجے ابو علی خان کو اور بعدہ اسد اللہ خان ولد میر حسین خان کو جو نہایت سفاک وبیباک تھا ملک کامگار خان کا مالک کیا اور خود سہسرام اور سرکار شاہ آباد کو عازم ہوا اسی ضمن میں بندہ نے بھی کلکتہ سے آکر ڈاکٹر ولیم فلرٹن کے وسیلہ سے ملازمت حاصل کی ظاہر الطف ورعایت مبذول فرمائی مگر دلمین بسبب خفیف دورنگ کے جو بندہ سے وہان پر ہوا ملول ہوگیا اس سبب سے شاکی ہوا بندہ نے عذر خواہی کی چونکہ دل اوسکا بہت کم لوگون سے صاف تھا ہرچند ظاہر مین عذر پذیر فرمایا مگر بدانست بندہ دل کی صفائی نہوئی اسی اثنا مین والد مرحوم بدین ضرورت کہ میر قاسم علیخان حاکم اور والد خفیف سے جاگیر اس دیار مین رکھتا ہے اور آشوب زمانہ دیکھکر پس اونہی قبیل پر راضی ہوکر نہابر حفظ آبرو بعزم ملاقات ناظم آیا اور مرزا شمس الدین کے توسط سے جو قدیم آشنا تھا معائنہ میر قاسم علیخان بسبب صغر سن اور نیز لظر مرتبہ سابقہ خود جو نہایت کمتر تھا راضی نہوتا تھا مگر چند شرطون پر جو اوسکی عظمت کے شایان نہین جب والد عظیم آباد آیا اوسکی نخوت پر آگاہ ہوکر اپنے آنے سے منفعل ونادم ہوا بندہ نے والد کو سمجھا کر میر قاسم علیخان کے شرائط تعظیمات پر راضی کیا طوعاً وکرہاً اپنی ضرورت کیواسطے قبول کیا پر وقت ملاقات کی والد نے جب کیقدر ادب واسطے میر قاسم علیخان کے اختیار کیا میر قاسم علیخان بنظر اسکی بزرگی اور رفعت شان کے اپنی خواہش سے منفعل ہوا اور مسند سے اوٹھکر معذرت خواہ پیش آیا اور معانقہ کر کے اپنے برابر مسند پر بٹھالیا اور مراہت خبر دی بجالاکر راضی کیا عزت واحترام بہت ساکر کے شاد کام جاگیر کو رخصت دی ایکروز بندہ میر عبد اللہ کے مکان مین تھا کہ میر قاسم علیخان کا چوبدار میری طلب کو آیا اور ہمراہ لیگیا وخلوت مین آیا بعد ملاقات کے فرمایا کہ ہم تمسے ایک خبر طلب کرتے ہین مینے کہا کون ایسی خبر ہے جو مجھسے طلب کیجیگا جو کچھ

ہوشیار ہے اوسنے کہا کہ مونگیر کی جاگیر ہمین دو کیونکہ قلعہ سے نزدیک ہے اور قلعہ مونگیر مع وہانکے محالات کی
گرگین خان کو حوالہ ہوے بسبب نہایت اتصال محالات مذکور کے ہمیشہ تمہارے عامل کو اوسکے عملہ سے اور اوسکو
تمہارے عامل سے شکایت اور نالش رہیگی لہذا یہ تدبیر بہتر ہے کہ ہمین دو اور اوسکی عوض بہتر اوس سے
دام تو مورخنے کہا حسین سرکار کی بہتری ہو عمل فرمائیے مجھے تو غرض وجہ معاش سے ہے یہہ بھی آپکی بخشش ہے
اور آپ سے اگر منظور ہوگا دے سکتے ہو پس راجہ راج بلبھہ کو جو کہ اندنون مین عظیم آباد کی نیابت مین رام نرین
کی جگہ پر مامور تھا پروانگی دیکی وہ لیت لعل مین ٹالتا تھا بعد چند روز کے میر قاسم خان بھوجپور اور سہسرام کیطرف
چلا گیا اور اوسکا عوض کچھہ نہ ملا نہایت عسرت بندہ کو ہوئی چونکہ بندہ نہایت مقروض اور بے اسبابی سفر کی
رکھتا تھا اوسکی ہمراہی کی اس سفر مین تاب نہوئی چند انکہ ڈاکٹر فلرٹن وغیرہ دوستان نے پروانگی اجرائے
تنخواہ کی دلادی مگر پھر بھی ہان ہون مین ٹالدیا فقیر لاچار رہگیا اور وہ سہسرام اور بھوجپور کو چلا گیا

جانا میر قاسم خان کا سہسرام اور بھوجپور کو اور وہان کے زمینداروں کا غازی کیطرف فرار ہونا اور خان مرقوم کی بیباکی اور غرور کا ظہور

جبکہ میر قاسم خان مع لشکر قیامت اثر کے پہلوان سنگہ اور دیگر زمینداران سرکار شاہ آباد پر چڑہا وہ لوگ
شجاع الدولہ اور راجہ بلونت زمیندار بنارس کے ملک کی راہ لے چلے گئے اور دریائے گنگا سے اوترکر اوسپار
آباد ہوئے میر محمد قاسم خان نے عملہ معتمد برطرف بلانشی راحت خان منشی مقرر کرکے خود سہسرام مین مقیم ہوا چونکہ
اس ستوہیم کے مزاج مین جزویات کی خبرگیری منظور تھی لہذا چند اشخاص مامور رہکئے حالات زیادہ پر منقح اسکو
ملا کرتے تھے راجہ سکھہ لال ہرکارہ اسکا معتمد تھا بہت سے جاسوس اوسکی برادری کے مامور تھے ملازم اور
غیر ملازم اور سکنہ شہر اور زمیندارون کی خبر پہونچایا کرتے تھے متھول ہرکارہ جو کہ بدنفس مردم آزار اور اول خادم حسنیٰ کا
نوکر ہوکر پورنیہ مین اپنی خلقت جبلی سے ایک عالم کو ضایع کر چکا تھا اندنون مین رفیق گرگین خان کا ہوکر حق و
ناحق لوگون کو متہم کرکے گرگین خان کی معرفت اخبار مخالف مزاج میر قاسم خان کو پہونچاتا تھا اکثر غربائے
بیچارہ کو مع جان و مال کے راہی ملک عدم کیا اور پرانی عداوتین میر قاسم خان کے دلمین ایسی نقش ہوئین تھی
کہ مطلق دور نہوتی تھین چنانچہ کلب علیخان اور حیدر علیخان پسران علی قلی خان فوجدار بہاگلپور کی دو تقصیرون
پر دشمن ہوا اول یہ کہ میر ابو الحسن برادر حقیقی نو علیخان خلف نواب علیخان عموی میر قاسم خان داماد راجہ
کہڑگپور اوس لڑائی مین کہ راجہ مذکور سے ہوئی تھی مارا گیا دوسرے قصور یہ کہ بروقت عبور جرنیل کوٹ
جسیفت کہ موشیر لاس کے تعاقب مین گیا تھا ملاقات کرکے اتحاد دوستی کیا تھا اور اسی قرینہ سے جبکہ
جرنیل کوٹ عظیم آباد آیا اونہون نے بہی ملاقات کی یہ دونون قصور میر قاسم خان کے دلمین جانشین تھے

جب بہوجپور مین متوقف اور قتل ہرکارہ اور ستیار ام اور شیخ سعد اللہ اور عدم پرسش انگلشی سے دلیر ہوا
راج بلبھہ کو حکم دیا کہ دونون بہائیون کو قید کرے کہ بیچارہ مع پدر کے قید ہوکر تا عہد حکومت میر قاسم خان کے
بلای اسیری مین رہے طرفہ ماجرا سنئے کہ جو لوگ راج بلبھہ کے لانیکو گئے تھے اونہین لوگون نے بندہ مورخکو
راستہ مین دیکھکر خیال کیا کہ شاید دونون بہائیون مین ایک یہ بہی ہے بندہ مورخ کی سواری کو راستہ سے
زیر حراست کرکے راجہ بلبھہ کے پاس لائے اوسنے بعد ملاقات کے جو نام ونسب بندہ مورخکا دریافت کیا
خجالت سے عذر خواہی کی اور رخصت کیا بندہ مورخ شکر آلہی بجا لا کر اپنے گہر مین آیا لیکن کیا بیان کرون
کہ وہ گہڑی کسقدر خوف و وحشت مین کٹی تھی کہ خدا کسیکو بلای سخت اسیری مین پہنسائے اور پنجہ ظالم سے مفیدان جور کو جلد رہا فرماوے
اللھم آمین آمین الغرض لوگ حسب ضابطہ معہودہ باہم گر رسم مراسلات اور راہ آشتی رہتی تھی راجہ ستیارام [illegible] ۱۱۷۶
متصدی جو اکثر امور عظیمہ کا مدار المہام تھا آپکو بہول گیا حسب ضابطہ ہند زیادہ از روی اختیار کی لوگون سے
کام مین رشوت لیکر جہوٹہہ کو سچ اور سچ کو جہوٹہہ کرنا شروع کیا اور شیخ سعد اللہ نام جمعدار سپاہ جو کہ اکثر قبل زمانہ
میر قاسم خان کے رام نراین کا نوکر اور پرگنات شاہ آباد مین مامور تھا اس وقت مین بسبب اطلاع رکہنے
وہان کے کیف وکم اور دیگر حالات کے محالات مذکورہ کا حاکم اور بعض اماکن کا تعلقدار تھا حسب اس سابقہ کے
بعض زمینداران خارجی سے رسم مراسلات رکہتا تھا اور شاید کسیقدر خلاف میر قاسم خان کے لکہا کرتا تھا
اور تین ۳ چار نفر کہ سرگروہ جاسوس کے تھے اور ہر ایک خانہ امیری و امرائے پیشین سے ریاست فرقہ مذکورہ مین
ممتاز اور روے عرض التماس آستان دولت پر رکہتے تھے بالفعل سرکار میر قاسم خان مین کہ ہر ایک
مع چند کس جماعت مین ملازم ہوے اور کار استخبار اور اخبار کے ہر طرف اور ہر مکان مین مقرر ہوئے
قصور تساوہی ساتہہ اوقات سابقہ کے کرکے سہل انگاری اور دروغ گوئی سے باز نہ آتے تھے خلاصہ
یہ ہے کہ ہر پنجکس سزائی بیحساب کو پہونچے قصورات انکے اگر معلوم ہون گے انشاء اللہ تعالے آیندہ
تحریر کئے جاوینگے مقبول الروایۃ معتمدین سے ایسا سنا گیا کہ ان پانچ آدمیون سے کوئی قابل گردن زدنی کے
نہین ہوا بلکہ محض توہم سے بیچارے قتل ہوے شیخ سعد اللہ غرض مندون کے کہنے سے میر جعفر خان
اور زمینداران بہوجپوریہ کے اتفاق کی تہمت سے مارا گیا اور ستیارام نے کسی زمیندار بہوجپوریہ کو خط لکہا تھا
اوسمین خبر کوچ میر قاسم خان کی روز معہود پر درج تھی پس شبہہ ہوا کہ کیون تاریخ معاودت سے
اطلاع دی اور ہرکارون کا بہی جرم اسیطرح پر ہوا جب میر قاسم خان نے اکثر مشاہیر ونکے خون سے اپنے
سیاہنامہ اعمال کو سرخ کیا اس صرتخ نژاد کا ایسا رعب چھا گیا کہ ہر ایک کے زہرہ آب ہوئے اور
دور ونزدیک انکی خونین مزاجی کی بوچھار پڑ گئی تھی ہر چند میر قاسم خان ملازمان ہندی کے معاملہ مین خود مختار تھا

مگر اسقدر خون ناحق کی نظر سے کونسل نے خط استفسار موجب بیجا بہیجا میر قاسم خان بعض خطوط کو جو سعد اللہ وزیر کی مہر سے ہاتہہ آئی تہے دستاویز قتل کرکے بعض انگلشی کے مخصوص مخصوص مگو میر اور ڈاکٹر انٹن وغیرہ کو بہیجا چونکہ بندہ کو ڈاکٹر فلرٹن سے ربط تہا اونہون نے وہ خطوط مجہی دکہلائی اور میرے کہنے سے اونکی مضامین پر مطلع ہوا بندہ نے جو اونکو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ ساختہ ہین اسواسطے کہ اون خطوط کی اصلاح کمال بےشعوری سے کی گئی تہی شاید کہ اونکی قتل کی دوسری وجہ تہی بعد ازان اپنے رفع بدنامی کو خطوط مہری باہم ہونا کر اور حیلہ بنالئے ڈاکٹر نے اوسکو بہی بندہ کی ذریعہ سے ملاحظہ کیا اور بندہ نے کہا کہ اسمین بہی حک ہے اور کچہہ کا کچہہ بنایا ہے پہر نہین معلوم کہ وہ خط کونسل مین گئی یا نہین اور اونکی قتل کی معذرت کیونکر ہوئی اسی اثنا مین میر قاسم خان کو قلعہ رہتاس کی وید کا اشتیاق ہوا تارا چند کو جو اپنی طرف سے قلعدار کیا تہا اوسکی نیابت پر ساہو مل کو بہیجکر اپنے ارادہ سے آگاہ کیا اور والد مرحوم کو بہی جو اندونون بتقریب ملاقات وارد سہسرام تہا ہمراہ لیا اور بندہ کا برادر غالب علیخان بہی ہمراہ تہا اور نقی علیخان نے باوجود ارشاد خاوندکور کے رفاقت نکی القصہ بعد ملاحظہ قلعہ اور وہانکے انتظام کے معاودت کرکے سہسرام آیا اور ساہو مل کو مع تقی ہزاری کے جو قدیم سے محافظ قلعہ تہا قید کیا او روالد کو جاگیر جانیکی اجازت دی

معاودت کرنا میر قاسم خان کا بہوجپور مین اور راجہ بلبہدر کو قید کرنا اور نوبت رای کو عظیم آباد کی صوبہ داری دینا

جب میر قاسم خان کو سرکار شاہ آباد کے انتظام سے فراغ ہوا اور سرس گٹہہ سے بہی کشن سنگہ زمیندار پرگنہ مذکور کا مفرور ہوکر بنارس گیا سید مہدی خان بنی عم اسد اللہ خان کو ساتوٹ مہسہ مین جین پور اور سہسرام کی فوجداری مع شیخ محمد اکبر خان جمعدار لکہنوی کے بنابر خبرداری پہلوان سنگہ کے چہوڑا اور مرد فرنگی کو مع تین چار پلٹن چہپاتی اور چند ضرب توپ کے بکسر مین اور میر روشن علیخان بخشی کو مع رسالہ ہمراہی بہوجپور وغیرہ مین مقرر کیا اور خود دولت ملک کنگ بیتیہ سس کہنہ اور امر دل اور کہاری اور بہار اور بیج وغیرہ ہوتے ہوے عازم مونگیر ہوا لیکن قبل ازان کہ مونگیر کو روانہ ہو راجہ بلبہدر کو پاس طلب کرکے قید کیا اور مردم معتمد اوسکے ضبطی مال ومتاع کو جہانگیر نگر روانہ کئے اور راجہ نوبت رای کو عظیم آباد کے متصل پہونچکر صوبہ مذکور کی نیابت کی خلعت عطا فرمائی اور خود بکمال عزت واحترام قلعہ مذکور کو گیا نیدرہوین ذی الحجہ ۱۱۷۵ ہجری کے شب کو نزول فرما ہوا اور قلعہ کو ترمیم کرکے اور کچھ عمارت بہی بنوا کر آراستہ کیا اور کمال عظمت وسطوت سے زندگی کرنے لگا ازانجا کہ اپنے ایام دولت واقتدار مین جملہ عورات جمیلہ بہت پائین تہین اور اب قوت شہویہ مین نہایت نقصان آیا او حد زوال کو پہونچی تہی لہذا اسکی تحصیل مین مصروف تہا طبیب لوگ نہایت کوشش کرتے تہے مگر کچہہ فائدہ نہوتا تہا آخر الامر معلوم نہین ہے کسکے کہنے سے خراطین کا استعمال کرکے فائدہ عظیم اوٹہایا کہتے ہین کہ اس مرتبہ وہ قوت ہوئی کہ گویا شباب تازہ حاصل ہوا

دربردہ اپنے اخلاص کیشون کو بہی اسی عمل پر ہدایت کی اور اونہین بہی قوت مذکورہ حاصل ہوئی چنانچہ اکثر اون لوگون نے اپنی زبان سے بندہ کے روبرو اظہار کیا **القصہ** جب میر قاسم خان نے مونگیر مین قیام کیا انتظام امور مرجوعہ کرتا تھا مگر چند طرف زیادہ توجہ تہی چونکہ مورخونکا شیوہ صدق مقالی ہے لہذا مقتضائے مصرعہ مشہورہ کی اکتفا کی ؏ عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو اور مجشے اکبر نامہ کا بہی شعر ایسی مضمونکا تحریر ہوا ؏ شیخ سب عیب کہا تو ذمی وساغر کا کچہ ہنر اور فواید کا بہی مذکور تو کر ؎ جو کچہ مشاہدہ یا مسموع ہوا لکہا جاتا ہی مخفی نہ رہی کہ اگرچہ میر قاسم خان کو بدگمانی لبسبب ملاحظہ احوال نمکحرامی اور بیوفائی سپاہ بنگالا اور دو روئی اور نیرنگی عموم مشاہیر اس ملک کے زیادہ تر تہی اور استیصال اور قتل اور قید مین نہایت بے باکی کرتا تھا لیکن معاملات ملکی کے ضروری اور انفصال قضایا اور عطایاے تنخواہ سپاہ وغیرہ ملازمین اور قدردانی علما اور سپاہ روی بخل وسخاوت نادرہ وقت تھا چنانچہ ہفتہ مین دو روز بنا بر عدالت حسب ضابطہ سلف مقرر کئے تہے عملہ عدالت کے انفصال پر اعتماد نہ کرکے خود متوجہ فیصلہ اور کشف وقایق منفصلہ مین ہوتا اور مدعی اور مدعا علیہ کا اظہار اپنے کان سے سنتا کسی کی مجال نتہی کہ رشوت لیکر حق و باطل مین آمیزش کرے اور زمیندار ان مقتدر کو تہ اندیش جو جانکی رام اور رام نراین کے عہد مین غربا کے دیہات پر متصرف ہوگئے تہے جب ان لوگون نے اپنا عذر حقداری بذریعہ محضر یا گواہی قاضی یا مفتی کے پیش کیا بعد ملاحظہ وثیقہ اور تحقیق احوال کے اوسکے نام سند مہری و دستخطی ملی اور سزاول ہمراہ ہوتے وہ جاگیر حقدار کو حق والا تی فقط ایک بات اس شخص کے لوازم نادرات سے تہی کہ ایام تعزیہ داری مین اکثر امام باڑہ سراج الدولہ کی زیب و زینت کی آلات طلائی اور نقرہ جو کہ لاکہون کے تہے اونکو مسکوک کراکر بوساطت شیخ محمد علی حزین اور میر محمد علی فاضل اور شیخ محمد حسن اور زاہد حسین خان کے ارباب استحقاق سادات اور مجاورین مشاہد متبرکہ کو معہ شئے زواید کے عطا فرماتا اور شیخ حسن مرحوم کے قرض کو جو مبلغ کلی تہا اپنے گہر سے ادا کرکے تنخواہ لایق خرچ روزمرہ کو مقرر کردی اور جب شیخ اوسکو دیکہنے کو جاتا مسند علیحدہ پر اپنے ہم پہلو بٹہاتا اور استقبال و مشایعت بجالاتا اور جو کچہ شیخ کہتا بخوشی دل قبول کرتا اسیطرح سے اکثر بزرگون کی رضامندی مین ساعی تہا اور ادای تنخواہ سپاہ وغیرہ مین کبہی کسی کی شکایت سننے مین نہ آئی ہان اسمین شک نہین کہ اوسکے خوف سے ہر ایک کو آسودگی نہ تہی بندہ کو جب ایک مدت عزلت مین بمقام عظیم آباد گذری ایکروز ڈاکٹر فلرٹن نے کہا کہ خانصاحب تم مونگیر کیون نہین جاتی بندہ نے کہا کہ اوسکے سطوت سے خوف کہاتا ہون اوسنے کہا کہ اگر وہ اسی جگہ پر قہر کرے کون حمایت کرسکتا ہے بہتر یہی ہے کہ وہین جاو شاید کہ کچہ حاصل ہو اور ہم لوگ جیسا کہ مسٹر انسین نی تمسے کہا حمایت نہین کرسکتے ہین اور بنا بر نام رفاقت کی اعانت تمہاری ظاہرا نہین کرسکتے کیونکہ ابتدای تفویض معاملات ہر سہ صوبہ مین بجملہ شرائط و عہود جو انگلشیہ سے ہوئے ایک یہ بہی ہے کہ دربارہ ہندوستانی خصوص ملازمین کے کوئی حمایت اور بازپرس نکرے بندہ نے جب دیکہا کہ سچ کہتا ہے

بہر صورت ہونگیر جاکر شرف ملازمت ہوا اوسنے بہی لطف وکرم فرمایا اور نہایت اختلاط سے پیش آیا پہر
دوسرے روز ناآشنا محض ہوگیا بندہ کو بڑی حیرت اور اندیشا کی ہولی بضرورت عمل کلمۂ طیبہ
لا الہ الا اللہ و محمد الرسول اللہ صلعم جو کہ کتاب الدعا شیخ علی حزین مرحوم و مغفور مین مسطور ہے شروع کرکے
سلخ ماہ ذی الحجہ کو تمام کیا بدین نیت کہ حضرت تعالی بندہ کو اوسکے شر سے بچاوے اور اوسکے دولت سے بہرہ یاب
فرماوے عجیب اثر دیکہا گیا مجلس عاشورہ مین اول روز نہایت مہربانی سے روبرو بولایا اور اپنے پاس جگہ دی
آخر مجلس تک اختلاط کرتا رہا دوسرے روز اس گمان سے کہ اوسکی مہربانی کا اعتماد نہین دور تر جاکر بندہ بیٹہا
اوسنے طلب کرکے پہر اپنے پاس بلا فاصلہ کے بیٹہا لیا اور حکم دیا کہ اسی طرح ہر روز میرے برابر بیٹہا کرو اور
کیون آجتک اپنا حال مجہسے نکہا بندہ نے کہا کہ جناب عالی پر سب روشن ہے اوسنے شوخانہ جواب دیا کہ عالم الغیب
نہین ہون بندہ نے کہا عرض کرونگا اوسنے کہا کب بندہ نے کہا بعد عاشورہ اوسنے کہا عاشورہ مین کون کام
دنیا کا بند رہتا ہے کہ یہ بہی بند کیا جاوے مینے کہا کہ اس مجلس مین میری مجال نہین کہ ذکر حسنین علیہما السلام ہورہا ہے
اور بندہ کار دنیوی مین مشغول ہو اور بجز اسوقت کے اور وقت کوئی باریاب ملازمت نہین ہوتا اوسنے کہا
البتہ کل اول وقت مع عرضی حاضر ہونا حسب الامر بندہ نے تعمیل کی مبلغ پانچہزار روپیہ نقد انعام دیا اور
ابتدای نوکری سے لغایت آخر محرم سنہ مذکور کی تنخواہ دلوادی اور آیندہ کو حکم فرمایا کہ ماہواری دیا کرو اور فرمایا کہ بعد دو روز کے
مجہکو حاضر ہوا کرو اور غالب علیخان میرے چھوٹے بہائی کو ہفتہ مین ایکمرتبہ سلام کا حکم ہوا اور سید علیخان کو
۱۵ پندرہ روز کے بعد اور داروغہ دیوانخانہ کو حکم دیا کہ بہانہ مناسب سے سید علیخان کو آنے ندیا بدین سبب کہ
چونکہ وہ جوان اور نا اندیش تہا اور بندہ کو پختہ کار اور بعض موقع پر کارگذار اور اپنا ازدار جانتا تہا بہر صورت
باوجود فراغت کے جو بندہ کو میسر ہوئی بنابر تعارف انگلشیہ کے اوسکے ساتھ بسر اوقات نہایت سختی مین تنگی
اور بکمال بیم وہراس مین اوقات گذرتی تہی اسوقت تک ناظر علیخان ولد غلام حسین خان داروغہ دیوانخانہ
مہابت جنگ بعد رحلت پدر کے نہین جانتا ہون کس مصلحت سے اپنے کار پر مامور اور میر قاسم خان کے دیوانخانہ کا
بہی داروغہ بدستور رہا بعدہ شیخ عبد اللہ نامے جو پیشتر ہیبت جنگ کے عہد مین بنابر اصلاح سید علیخان میرے
چھوٹے بہائی جو ہیبت جنگ کی مصاہرت مین نامزد ہوا تہا اوسکا نوکر اور مقرب تہا اور پہر جگت سیٹہ کے رفقا مین
حسب تجویز گرگین خان کے داروغہ دیوانخانہ ہوا اور ناظر علیخان برطرف ہوکر بنابر اوخال تراندوختہ باپ کے
قید ہوا اور چند روز قبل اسکے تراب علیخان عموی میر محمد قاسم خان کا مرشد آباد کی نیابت سے معزول اور
سید محمد خان جو مرد ولایت زا اور اقربا ے میر قاسم خان مین تہا اوسکا قایمقام مقرر ہوا اور عسکر علیخان مغفور
سیف اللہ خان مرحوم صوبہ دار ٹہٹہ صوبۂ بنگالہ کے راج شاہی پر مامور ہوا اور تراب علیخان حضور مین ہوکر

خونگیر مین تہرا انہین دنون مین بہادر علیخان خلف مرزا اودار قلی بیگ داروغہ توپخانہ جنسی مہابت جنگ مغفور باتفاق دیگر روساے ملازم فوج سرکار اور چند پلٹن جقیاقی اور توپ آراستہ گرگین خان کو واسطے تسخیر ملک بتیا اور تنبیہ زمیندار و ہانکا اور تخریب قلعوے کے مامور کیا

حادثہ ہونا عبد الغنی خان اور رحیم اللہ خان اور چنتا من داس اور شیخ عبد اللہ

جون کہ میر محمد قاسم خان کو شجاع الدولہ لب صفدر جنگ سے دعوی ہمسری بلکہ برتری کا تہا اور شجاع الدولہ سلطان ہند کی وزارت اور خطاب آصفجاہی رکہتا تہا اس شخص نے اپنے واسطے بہی خطاب اشرف طلب کیا اور بادشاہ نے قلیل روپیہ کی طمع سے منصب ہشت ہزاری مع خطاب عالیجاہی کے شروع ۱۱۷۶ ہجری مین بہیجا اور اس خطاب نے رواج پکڑا اس شخص سے غیر نواب عالیجاہ کے نام نہ سنا تہا اسی درمیان مین بحسب تقدیر شیخ عبد اللہ نے خلوت مین عالیجاہ سے عرض کیا کہ محمد علی ولد سند علی اور اوسکے بہتیجے برکت علی و فرحت علی جو رسالے سپاہ اور نمک پروردہ حضور مین گرگین خان سے عہد و پیمان کرکے متفق ہوے ہین اور تسلط گرگین خان کا فوج اور عملا اور ارکان دولت پر ظاہر ہے فدوی نے بپاس نمک عرض حال کر دیا آئندہ حضور کو اختیار ہے عالیجاہ اسکی سننے سے نہایت بیقرار ہوا چونکہ رازداری آپ کی ذات مین نتہی نزدیک وقت شام جو کہ وقت گرگین خان کی حاضری کا تہا اوسکے آنے کے بعد آہستہ آہستہ استفسار امر مذکور کیا چونکہ اوسنے خود یہ کام کیا تہا جہٹ سمجہ گیا اور اقرار کیا کہ ہمراہ دولتخواہی آپکی جانفشانی اور کار سرکار مین تردد و کارگذاری کے لئے باہم عہد و پیمان کیا ہے برخلاف اسکے جسنے عرض کیا ہے وہ دولت خداداد کے بنیاد گرانی مین ہے سابق سے عالیجاہ کو معلوم تہا کہ شیخ عبد اللہ کا توسل جگت سیٹھ سے ہے اب اور بہی توہم ہوا کہ جگت سیٹھ کی ترنگ سے اسنے دشمنی بلباس دوستی مین مجہسے کی ہے پہر بہی فوج کی تدبیر مین ہے اور گرگین خان کا وہ اقتدار تہا کہ شیخ عبد اللہ کی رخنہ اندازی سے کم ہوا اور انہین دنون مین رحیم اللہ خان نام بہی پنجابی کو جو لشکر مین جوان معروف اور کمان سخت کو کہینچتا تہا شاید کسی دولتمند بنگالی کی بی بی سے ربط رکہتا تہا اور نیز شکر اللہ خان ولد سرفراز خان کے عشق کا دم بہرتا تہا ایک گہوڑا بقیمت سہ ہزار روپیہ کو خرید کیا اور شکر اللہ خان کے خدمتگار کو جو واسطے اعیان لشکر اور ارکان دولت عالیجاہ کے اپنے آقا کے خطوط مشعر استدعاے مخلصی جو کہ جہانگیر نگر مین بموجب حکم عالیجاہ کے قید تہا اور خدا جانے کس سبب سے عالیجاہ مدت سے اوس سے ناراض تہا لایا تہا اوس خدمتگار کو اپنے گہر مین مقیم کرا دیا عالیجاہ نے اس خبر سے رحیم اللہ خان پر غصہ ور ہو کر حکم دیا کہ اوسکو حاضر کرین اور رحیم اللہ خان تاج عبد الرسول خان برادر دوست محمد خان کی چہاونی مین یکہ متنزل گزین تہا عبد الرسول خان کے فرزند عبد النبی خان نے جو کمال عزت اور نجابت مین تہا اپنے باپ اور بہائی کو مشورہ حمایت رحیم اللہ خان کا دیا

اونہون نے عالیجاہ کے خوف سے انکار کیا تب اوسنے تنہا یہ ارادہ کیا باپ اور بہائی اوسکے قدمون پر گرے
اور ممانعت کی کہ نہایت جنگ کا عدہ نہین ہے کہ توقع عفو تقصیر کیجیے معزن دیکہکے تمام خاندان تلف ہوجائیگا وہ
ناچار ہوکر حمایت سے دست بردار ہوا اور عالیجاہ کے لوگون نے اوسے لیجا کر جلوخانہ دیوان عام مین قید کیا
لیکن عبد النبی خان زہر کہا کر مر گیا اور اونہین دنون مین خیتامن داس نولیندہ ہاجی پوریہ کو نظر حزم و ہوشیاری عالیجاہ نے
مورد مراحم فرما کر اوسکو مدار المہام اوس سرکار کا کیا تہا اوسکے خطوط جو بنام اکثر زمینداران فراہی کے لکہی تہی
عالیجاہ کے جاسوسون کے ہاتھ لگے اس سبب سے ہندوی مذکور مغضوب ہوکر حضور مین آیا اتفاقاً روز یکشنبہ
کہ ایام مقررہ سلام بندہ کا تہا بندہ بہی حاضر ہوا اور عالیجاہ نہایت کروفر سے دربار عام مین بیٹہا ہوا تہا بندہ
حسب ضابطہ بعد سلام و نشست نیم گہری کی اوٹہکر باہر آیا بعد نکلنے کے چوبدار نے بندہ کو لیجا کر پہر بٹہلایا ناچار بندہ
بیٹہ گیا جب مقدمات عذرات کے فیصل ہوگئے اور عملہ رخصت ہوا ہر ایک کو حکم نشستن صادر فرمایا
او... لالان مغلیہ بہی ایستادہ ہے اول رحیم اللہ خان کو طلب کرکے بڑے رعب سے استفسار کیا کہ مینے بلکر تجہے
منع کیا او تو باز نہ آیا اگر اوس عورت سے سروکار نہین تو یہ گہوڑا تین ہزار روپیہ کا ڈیڑہ سو روپیہ کی نوکری مین کیونکر
مول لیا اوسنے عذر نامسموع کرنا شروع کیا وہ اوسکا رد قدح کرتا گیا پہر کہا کہ شکر اللہ خان میرے دشمن نے
خدمتگار کو کیون اپنے مکان مین جگہ دی یہ نہایت اضطراب و عاجزی سے اوسیطرح معذرت کرتا گیا مگر کچہہ
قبول نہوئی حکم دیا کہ بعد ناک کاٹنے کے خر سوار تشہیر کرین اور کرم ناسہ کے باہر کردیا بعدہٗ خیتامن کو حکم دیا
کہ ہاتہی کے پیر مین باندہکر گہسٹوائین تاکہ ہلاک ہو اوسنے عذر کیا کہ یہہ خطوط جعلی ہین اوسنے فرمایا کہ تیری مہر
و دستخط موجود ہین اور تیرے خط شناسون نے بہی تصدیق کی ہے ہرچند اوسنے بہت کچہہ کہا نہ سنا اور اوسیطرح
ہلاک کیا گیا بعد ازین برکت علی اور محمد علی کو طلب کیا جب حاضر ہوے غصہ فرما کر کہا کہ میری بدولت تمکو
فیل اسپ رسالہ یہ سب طمطراق ملا ہے اور گرگین خان کو بہی اسی حضور سے یہ خطاب و مرتبہ ہوا ہے
ورنہ گزہی فروش تہا تمنے کس ارادہ سے باہم گرگین خان کے عہد و پیمان کیا ہے چونکہ انہون نے قبل
گرگین خان کے سمجہا یا تہا مطمئن خاطر ہوکر جوابدیا کہ حضور جو کچہہ فرماتے ہین درست فرماتے ہین لیکن ہم لوگون
نے بجز حضور کی غلامی کے اپنے دلمین نہین خیال کیا ہے اگر کوئی قصور ہمسے سرزد ہو جو چاہیے سزا دیجے عالیجاہ نے
مکرر دریافت کیا اونہون نے یہی جوابدیا بعد ازان شیخ عبد اللہ کو جو حاضر تہا طلب کرکے کہا کہ شیخ جی
اسکا اثبات ضرور ہے تاکہ انکی سزا دیجاوے اور در صورت افترا کے خود مستوجب سزا یا داشن ہوجئے کیونکہ اگر...
کیا آپنے میری فوج کی برہمی کا منصوبہ کیا تہا شیخ نے چونکہ یہ جانتا تہا کہ کل سے کے روز باہم گرگین خان اور
عالیجاہ کے عہد و پیمان ہوچکا ہے اور بغیر اب کوئی محرمان راز سے گواہی نہ دیگا ناچار بہ تقدیر گردن و جبر کر

خاموش ہو گیا عالیجاہ نے تین مرتبہ اوسی سوال کا اعادہ کیا لیکن مطلق شیخ نے دم نمار اور دن بہی دوپہر کی قریب آیا اور اوسوقت جملہ درباری پیادہ سے ہزاری تک حاضر تھے بندہ کی حواس درست نتہے کہ یا خدایا سیری طلبی کا کون سبب ہے کیا مجھہ بہی کسی نے تہمت لگائی ہے تا آنکہ خود اوسنے اور فقیر نے سبقت کر کے اور خلوت سرا میں سلام گذارش کیا فرمایا ہمراہ آؤ اوسوقت بندہ نے سمجھا کوئی دوسرا کام ہے جب اندر گیا او اسیطے تحقیق بدنامی کے جو کہ نمکفروش ہیں عاید حال مسٹر ملکویر کے ہوتے تھے اور ملکویر کا قصور اوسمین کچھہ نہ تھا بندہ کو جلد عظیم آباد بہیجا اور اپنے گہر سے سواری تیز رو بندہ کو دی اور بندہ نے عظیم آباد پہونچکر بعد تحقیقات مدعا ہفتہ میں واپسی کی اور شیخ عبد اللہ کو قید کر کے پورنیہ میں بہیجا کہ آخر کار بر وقت جنگ انگلشیونکی بموجب حکم عالیجاہ کے بیچارہ مقتول ہوا

ذکر ہے آنے شمس الدولہ مسٹر ہنری ونسٹرٹ کا کلکتہ سے مونگیر و عظیم آباد مین اور آغاز فساد درمیان انگلشی اور نواب عالیجاہ میر قاسم خان کے

بحسب فرمان قہرمان تقدیر مسٹر ہنری ونسٹرٹ شمس الدولہ گورنر کلکتہ کو اشتیاق ملاقات عالیجاہ اور مونگیر اور کوٹھی عظیم آباد اور چہپرہ وغیرہ کا ہوا پس کلکتہ سے عازم ہوا اور قاسمبازار اور مرشدآباد اور بردوان وغیرہ ہوتے ہوے بروز دوشنبہ پنجم ماہ جمادی الاولے ۱۱۷۶ ہجری کو وارد مونگیر ہوا عالیجاہ قلعہ مونگیر سے باغ کو در کہیتک جو تین کوس تھا استقبال کر کے بکمال احترام اور اہتمام سے مونگیر لایا اور جو عمارت گرگین خان نے پہاڑی پر بنائی تہی اوسکی منزلگاہ مقرر کی اور نیز خیمہ ہا سے عالی نصب کر دئے اور گرگین خان وغیرہ جملہ خانسامانی کو واسطے بہمانی اور سر انجام ضیافت کے مامور کر کے خود مرخص ہو کر داخل قلعہ ہوا دوسرے روز شمس الدولہ اوسکے دیکہنے کو قلعہ مین آیا اور عالیجاہ نے پائین زینہ عماری تک استقبال کر کے اپنے مسند پر لیجا کر بٹہایا اور تدرو غیرہ لائقہ قرینہ پیشکش کئین تیسرے روز عالیجاہ اوسکے مکان پر گئے اوسنے بہی وعدہ ضیافت لیا اور تحائف فرنگ نذر کئے اور وقت شب حسب معہود عالیجاہ کے مکانمین آکر ضیافت کہائی اور تماشاے رقص و سرود دیکہکر رخصت ہوا تین چار روز تک نادر تحفہ عالیجاہ کے نذر سے گذرتے رہے ایکروز عالیجاہ نے فوج اور توپخانہ اور برق انداز قواعد دان جو زیر اہتمام گرگین خان کے آراستہ اور ادب آموز ہوے تھے ملاحظہ کرائی شمس الدولہ نے بعد ملاحظہ کے فرمایا کہ جو فوج آپنے آراستہ اور ترتیب دی بہت درست ہے مگر واسطے جنگ مخالفین ہندوستانی کے بہتر مگر خوب خیال رکہئے گا کہ اس فوج کے زور سے انگلشیوں کے مقابلہ کا ارادہ نکیجئے گا کہ عہدہ برائی نہو گی اور آپکی آبرو سے بالفعل تمام ہندوستان کی آبرو ہے اگر آپ مغلوب ہوئے تمام ہندوستان اہل ولایت

کی نظر مین سبک اور خوار ہوجائیگا ہم لوگون کے ساتھ بزور زبان لڑنا اور غالب ہونا چاہیے جو طرز اور قاعدے ہمنے قیابین ہندوستانی اور انگلش کے نکالدئے ہین اوس سے تجاوز نکرینگے تاکہ اس ملک کے لوگ ہمارے اور آپکی اتفاق سے آسودہ رہین بعد ازان ایک ہفتہ قیام مونگیر کے بعد پٹنہ کو روانہ ہوا اور یہ بہت بڑی نصیحتے کہ مت لشنوو بہانہ نگیر ہر انچہ ناصح مشفق بگوید بپذیر اسی عرصہ مین میر قاسم خان نے کہا کہ بحمایت نام انگلش کے اکثر سوداگرون کا مال جاتا ہے اور وزرا سا فائدہ جو انگلشی کو ہوتا ہے میرے بڑے نقصان کا موجب ہے لہذا ارادہ ہے کہ انگلشی سے بہی حکم لینے محصول کا دیدیجے مگر محصول کمپنی معاف رہیگا شمس الدولہ نے جوابدیا چونکہ اس فرقہ کا محصول قدیم سے معاف رہا ہے پس اسوقت کیونکر لے سکتے ہو مناسب ہے کہ ابہی عجلت نکرو ہم بعد پہونچنے کلکتہ کے تدبیر کرکے جب حکم لکہین تم جاری کرنا یہ کہکر وہ رخصت ہوگیا عالیجاہ اوسکے وعدہ سے مطمین ہوکر وصول محصول کا عازم ہوا اور تہوڑے عرصہ کے بعد عملہ کو لکہ بہیجا کہ انشا اللہ تعالے ایسا ہوگا تملوگ خبردار رہکر تا صدور حکم محتاط رہو کہ ان لوگونکا مال جانے نپائے عمال کو حوصلہ و شعور معلوم کہ ایسے راز کی پردہ داری کرین اور ایسا کرین جسمین الزام نہو لہذا ممانعت شروع کردی راز کہل گیا بلکہ بعض مقامات مین جہان کہ عالیجاہ کے منافق انگلشی بہی جیساکہ مسٹر ہاتسن اس عمال سے بے تاب ہوکر بعض عمال عالیجاہ کو بدست آونیز مزاحمت جو بموجب کی تہی قید کر لیا تاکہ کونسل کلکتہ مین اونکا جرم ثابت کرکے سزا دین اور عالیجاہ کی خفت اور اہانت کرے قبل اس سانحہ کے گرگین خان کی ترغیب سے عالیجاہ کو سفر نیپال کی رغبت ہوئی تہی لاجرم مونگیر سے نیپال کو عازم ہوا اور گرگین خان چند روز پیشتر عالیجاہ سے چلدیا اور قبل اسکے شمس الدولہ عظیم آباد سے کلکتہ گیا تہا عالیجاہ نے ہر وقت سفر نیپال کے اس سانحہ کی خبر پائی حالا ذکر عالیجاہ کے جانب نیپال جانیکا لکہا جاتا ہے

جانا عالیجاہ کا نیپال کیطرف اور وہانسے لوٹنا بیل مراد کے

چونکہ مشہور تہا کہ نیپال سے سونا نکلتا ہے اور نیز دولت سے مالا مال ہے گرگین خان کہ ہمیشہ سے لالچی مزاج تہا فوج کے گہمنڈ پر نیپال کو عازم ہوا اور مردم واقف کار مانند کشامرہ اور رشناسی اور فرانسیسی یا دڑی لوگونکو جو اودہر آمد و رفت رکہتے تہے بہم پہونچا کر اکثر و نسے جو ہوشیار تہے اپنا یار بنایا اور راہ کے تفحص و جستجو در پے ہوی سے شروع کی بعض اونمین سے جنکے مزاج مین سخن سازی اور ہنگام پردازی مخمر تہی متعہد عنائی ہوکر تسخیر ملک کی ترغیب دینے لگے گرگین خان نے جسکے باپ دادے کبہی اس رسم ملک گیری سے آگاہ نہ تہے بلاد نیپال کی فتح سہل و آسان سمجہکر عالیجاہ کو اس سفر کا مشتاق کیا علی ابراہیم خان وغیرہ دو لتخواہون نے باہم مشفق ہوکر آخر ... خواہ مخواہ یہ سفر منظور ہے انگلشی کو بہی ہمراہ لینا چاہیے تاکہ اگر فتح ہوئی ہو المراد

ورنہ اس جماعۃ کو بھی محل شماتت نہ ملے در صورت تنہائی ہر ایک بگروہ یہ فقط جماعۃ حضور پر عاید ہوگا واقعی یہی صلاح
مناسب تھی مگر گرگین خان کے سبب سے نہونے پائی القصہ چونکہ تیاتیا فتح ہوا تھا عالیجاہ نے اوسکے
بند و بست کا بہانہ کرکے ۲۵ جمادی الثانی ۱۱۷۷ ہجری کو ورود شمس الدولہ کے پچاس روز کے بعد مونگیر کو نہضت
کرکے گنگا پار ہوا اور گرگین خان مع فوج آراستہ کے چند روز عالیجاہ سے پیشتر کوچ کرکے دس بارہ کوس آگے
نکل گیا تھا تا آنکہ عالیجاہ تیتیا پہونچا اور گرگین خان پنجشنبہ کے روز پانچوین رجب سنہ مذکور کو مکوانی مین جو نیپال سے
چار منزل اودھر ہے پہونچا ارادہ گہاٹی پر گذرنے کا کیا راجہ نیپال کے لوگ مزاحم ہوئے لڑائی شروع ہوئی گرگین خان کے
ہمراہیون نے جسارت کرکے ایک عقبہ سے بمشقت تمام جسمین بہت سے لوگ مجروح و مقتول ہوے گذر کر دوسرے
پہاڑ کی چوٹی پر سکونت گزین ہوئے رات کیوقت نیپالیون نے ہجوم کرکے شبخون مار اچار و نطرفسے تیر
و بندوق کی مار و ہار سے اکثرون کو نیست و نابود کردیا باقیماندہ کو لاچار عار فرار قبول ہوا بخرابی تمام لشکر گرگین خان
مین جا ملے اور گرگین خان اس حال کے مشاہدہ سے نا امید ہوا اور نیز عالیجاہ کے منہ دکھلانے سے نہایت شرمندہ
خواہان مرگ ہوا نہ ٹھہرنے کی تاب تھی نہ معاودت کی راہ دریائے تفکر مین غوطہ زن تہا کہ کیا کرے یہ خبر
جب عالیجاہ کو پہونچی نہایت متفکر ہوا صلاح ٹھہری کہ گرگین خان کو طلب کرنا ضرور ہے لہذا اوسکو طلب کیا اور مکرر
فرمان تاکید صادر فرمائی مگر وہ اپنی حماقت قدیم اور خجالت جدید سے معاودت نکرتا تھا عالیجاہ نے چاہا کہ کسی کو بھیجکر
اوسے واپس طلب کرے اور ایسا آدمی ہو کہ جسکا کہا وہ مانے بجز علی ابراہیم خان بہادر کے کوئی نظر نہ آیا لہذا خان مذکور
کو حکم دیا اور خان موصوف جریدہ عازم ہوا راستہ مین جو دیکھا کہ اکثر لوگ لشکر کے مجروح زندگانی سے مایوس مضطرب الاحوال گریزان چلے آتے ہین مغروریونکو
ٹھراکر تسلی دی کہ ہم واسطے لانے گرگین خان کے جاتے ہین تم یہان ٹھہرو مقام خطر نہین ہے اسطرح کے جانے مین
تمہاری بے ابروئی اور سرداری کی شرمندگی ہے چونکہ خان مذکور کی بات کا اعتبار لوگون کے نزدیک بہت تھا لہذا فراریون نے
فرمان بری کرکے اوسی جگہ اقامت کی اور علی ابراہیم خان نے پیشتر جاکر بعد ملاقات گرگین خان کو راضی کرکے
واپس لیچلا اور عالیجاہ کے خیمہ گاہ مین آیا عالیجاہ نے فوراً طبل معاودت پر چوب دی اور عظیم آباد کو نہضت فرمائی
اسی اثنا مین خبر ملی کہ جماعۃ انگلشی نے بنابر اخذ محصول جو غیر معمول اکثر جگہ پر وصول کیا گیا عملۂ عالیجاہ کو قید
کرلیگئے ہین چنانچہ مرزا محمد علی نام ایک شخص عملۂ جہانگیر نگری قید ہوکر کلکتہ بھیجا گیا اور اسیطرح مسٹر الس نے بعض عملۂ
محالات عظیم آباد کو قید کرکے روانہ کلکتہ کردیا عالیجاہ اس خبر سے از حد آزردہ ہوا اور اپنی آبرو انگلشی گماشتونکو
قید کر لانے مین دیکھی پس اپنے عمال اور فوجدارون کو تحریر کیا کہ جہان قابو پاوین انگلشی گماشتون کو قید کرکے
روانہ حضور کرین بعد ازین باوجود ہونے مسٹر الس مدار المہام کوٹھی عظیم آباد کے جو عالیجاہ سے نہایت عناد
رکہتا تھا راجہ نوبت رائے کو لایق نیابت عظیم آباد کے نہ جانکر میر مہدی خان بہادر حاکم سرکار شاہ آباد کو نیابتی

نیابت پر تجویز کرکے طلب کیا جسوقت عالیجاہ حاجی پور پہونچا گنگا پر مقابل کوٹھی انگلشی کے پل باندہکر عبور کیا
اور مسٹر اسن سے ملاقات کرکے جعفر خان کے باغ مین مقیم ہوا ورود روز وہان مقام کیا جب میر مہدیخان
پہونچا نیابت کی خلعت دیکر قلعہ مین چہوڑا اور راجہ نوبت رائے کو ہمراہ لیکر تیسرے روز عازم مونگیر ہوا
بندہ بسبب عارضۂ بیماری کے رفاقت سے رخصت لیکر چند روز عظیم آباد مین متوقف رہا اور سید علیخان
اور غالب علیخان دونو بہائی میرے ہمراہ گئے چوتھے روز عالیجاہ کے کوچ کے غالب علی خان کو دیکہا
کہ لوٹ آیا جب دریافت کیا کہا کہ عالیجاہ نے فرمایا کہ تم اور سید علیخان ہمارے نوکر ہوکر سفر مین کیون
تصدیع اوٹہاتے ہو بہتر ہے کہ عظیم آباد اپنے والد کے پاس جا رہو لہذا بندہ مورخ لوٹ آیا اور سید علیخان ہمراہ ہے
بندہ سمجہا کہ بس اب ہمارے منازعت انگلشی سے شروع ہوئی چونکہ سید علی اور بندہ سے بسبب تعارف
انگلشی کے چندان اعتماد نہین رکہتا بلکہ گمان ہے اپنے روبرو سے دور کیا رہو بس ضرور ہوا کہ حاضر ہوکر
امر کو خاطر دریافت کرے پس باوجودیکہ بیماری سے گہوڑے وغیرہ کی سواری کی استعداد نتہی کشتی
کرایہ کرکے مونگیر گیا اور بعد ملاقات سید علی خان سے استفسار احوال کیا اونہون نے بہی وہی حال جو غالب علیخان
نے کہا تہا بیان کیا لیکن فی الحقیقت ما فی الضمیر عالیجاہ کا نہ سمجہے اس حکم کو فرط انیجاب سمجہے لیکن بندہ اندیشہ مند ہوا
تا آنکہ عالیجاہ نے پانچ چہہ روز کے بعد مرزا شمس الدین کو بادشاہ اور شجاع الدولہ کے پاس بدین غرض بہیجا
کہ اگر مجہے انگلشی سے رزم و جنگ ہو بادشاہ و وزیر اتفاق کرین اس امر کا عہدنامہ لائے مرزائے مذکور کو بندہ سے
راہ و رسم اور وہ میری رازداری پر اعتماد رکہتا تہا اوسنے بندہ سے کہا کہ سید علیخان کو بخوبی سمجہا دو کہ میرے
ہمراہ ہو آتا ہے راہ سے والد کے پاس چلا جاوے بندہ نے کہا کیا سبب ہے کہ دونون بہائیون کو حضور سے
دور کرتا ہے جواب دیا کہ چونکہ تمپر اعتماد ہے جو کچہہ واقعی ہے بیان کرتا ہون مگر تم بہی کسی کے روبرو زبان پر نہ لانا
کیونکہ اسکا افشا میری خرابی کا موجب ہوگا فی الحقیقت عالیجاہ سید علی خان سے مطمئن نہین ہے بلکہ انگلشی کا
جاسوس سمجہتا ہے لہذا اندلونہین کہ باہمی آتش فروشی اسباب عناد مہیا ہوا سید علیخان کا رہنا اپنے لشکر مین گوارا
نہین کرتا اگر تنہا انکو رخصت کرتا ناراز برملا ہوجاتا اس لگے غالب علیخان کو بہی آنکا شریک کر دیا بندہ نے کہا
پس بندہ پر کیا اعتماد رکہتا ہے اس خیال سے کہ بندہ جو اسیس ہے بندہ کو کیون نہین اپنے لشکر سے دور کرتا ہے
مرزا نے جواب دیا تمکو اپنی کاربراری کیواسطے چونکہ انگلشی سے ربط و ضبط زیادہ رکہتے ہو رکہتا ہے اور نیز تمکو
لطور یرغمال تمہاری والد اور بہائیون کے رکہا ہے بندہ مورخ بکمال خوف و ہراس مین تنہا اور بیکسی رہگیا
اور سید علیخان کو یہ سب مراتب آہستہ سے سمجہا دئے اور انخلاے راز کو کہکر بحفظ خدا مرخص کیا اور خود تنہا
مونگیر مین بیمار پڑا تہا لیکن عالیجاہ اپنے رفع بدگمانی کو اکثر چوبدار بہیجتا اور خبرگیران رہتا اور کہانا وغیرہ

اپنی سرکار سے ہوا تہا تا انکہ بندہ نے غسل صحت کیا اور عید الفطر کے دن اوسکی ملازمت کو گیا نہایت مہربانی فرمائی جب اوسنے اندر جانے کو چاہا بندہ مورخ نے دروازہ تک جا کر سلام رخصت عرض کیا استادہ ہوکر چند کلمات تفضلات فرمائے اور دو بیڑہ پان کے اپنے خاصہ سے نکال عطا فرمائے اور کہا کیون صاحب تمہیں برا لگا کہ اچہا جو آپکے بہائی صاحبون کو پدر بزرگوار کی خدمت مین رہنے کی رخصت دی اکہ بارام و فراغت بسر کرین بندہ کو اصل حقیقت معلوم تہی اوسکی گواہی بہ عرض کی کہ بجز خداوند نعمت کے کون ہے کہ در بابہ اپنے ذمہ لیوے اور نوکری کی تکلیف سے نوکر کو رہا کرے پہر فرمایا کہ اول سے فقط آپ سے ہملو آشنائی تہی انسے تو کچہ ربط نتہا بندہ نے اوسکے اس جہوٹہہ کی بہی لاچار ہو کر تصدیق کی کیونکہ بندہ کو اوائل مین برابری ہو رجہ کیا بلکہ کسیقدر بہی اوس سے اور اوسکے بزرگ میر محمد جعفر خان اور میرن سے بوجہ تہالبی مزاج کے کچہ بہی ربط و اتحاد تہا سید علیخان البتہ چونکہ اکثر بنگالہ مین رہا اور مزاج کی شوخی اوسپر غالب تہی ایسے لوگون سے آشنا تہا اور انسے بہی تعارف رکہتا تہا

ذکر ہے قید ہونے بعض گماشتون انگلش کا بموجب ایماے عالیجاہ کے اور شمس الدولہ کے خط کا آنا مشعر بعدم تعرض محصول اموال انگلشی سے اور منع کرنا عالیجاہ کا قبول امر کو سے اور معاف کرنا اخذ محصول کا جمیع تجارت پیشونکو ممالک محروسہ اپنے سے اور مسٹر امیٹ کا آنا مع دیگر کوالیف انگلش کے لطور سفارت کے کونسل کلکتہ کی طرف سے اور منازعت کا ظہور ہونا دونون جانب سے اور دیگر سوانحات کا بیان ✤

عالیجاہ کے عملون نے جسوقت قابو پایا بعض گماشتہ انگلشی قید کرکے اپنے اقا کے پاس بہیجدیے عالیجاہ نے اونہین بعوض اپنے گماشتون کے مقید کیا بسبب جلدی کرنے عالیجاہ کے اخذ محصول مین قبل پہونچنے شمس الدولہ کے کلکتہ مین فساد بڑہگیا کہ طرفین کے گماشتہ قید ہوئے اور صلح اور آشتی مین فساد آیا اور جو تدبیر شمس الدولہ نے اوسکے اجرا کی سمجہی تہی وہ خاک میں مل گئی کلکتہ کے کونسلی جمع ہوکر شمس الدولہ کو لعن طعن کرنے لگے وہ ناچار ہو کر مغلوب ہوا عالیجاہ کو حکم بہیجا کہ محصول تجاران ولایتی واگذاشت کرے اور نیز اسیران انگلشی کو رہائی دے چونکہ یہ مقدمہ برخلاف رضاے عالیجاہ اور حسب خواہش کونسلیے کے تہا اسکا قبول کرنا عالیجاہ کو نہایت گران گذرا اور حاصل کرنا محصول کا بہی انکے اموال سے متعذر جانا لہذا کل محصول تمام فرقہ کے تجارون کا معاف فرمایا اور در جواب تحریر کیا کہ چونکہ تجار لوگ متوسلان انگلشی سے موافقت کرکے اپنا مال بہی اونکی شراکت سے نکال لیجایا کرتے ہین اور در صورت معافی محصول کے اکثر تجارون کی معافی سے ہان بیچارہ قلیل البضاعت تجار جنکا توسل انگلشیون سے نہین اون سے

کسیقدر محصول داخل سرکار ہوتا ہے لہذا معاف کرنا کل قسم تجارون کے محصول کا مناسب معلوم ہوا
کیونکہ جسوقت عمدہ مہاجن اور تجار اس حیلہ انگلشی سے بیچ جاوین غربای بیچارہ کو رنج و تکلیف پہونچانا کار ریاست
اور فہمیدگی سے بعید ہے بادشاہ کو چاہئے کہ کل رعایا کو یک نظر سے دیکھے کیا امیر اور کیا فقیر سب خداوند
حقیقی کے پیدا کئے ہوئی ہین جو ان بیچارونسے ظلم تعدی کریگا پس خداوند بے نیاز کو کیا منہ دکھاویگا والعاقل
تکفیہ الاشارۃ اور استخلاص اسیران انگلشی کے بارہ مین یہ جواب ہے کہ ابتداے انگلشی سے ہوئی ہے
جسوقت وہ ہمارے گماشتہ رہا کرکے بھیجدین ہم بھی اونکے گماشتون کو پہونچادین جب یہ جواب کلکتہ پہونچا
جو کونسلیہ عالیجاہ کے معاند تھے اونہون نے جمع ہوکر کہا کہ اسطرح کے معافی محصول سے عالیجاہ کی غرض یہ ہے
کہ ہماری خفت اور اہانت کرے یعنی ہم لوگون کو فرقہ تجارون کے برابر کیا اگر اوسکو ہمسے صلح و آشتی منظور ہے
تو بدستور سابق انگلشی تجار سے محصول معاف اور غیرون سے تحصیل کرے اور ہم جانتے ہین کہ شمس الدولہ
طرفدار عالیجاہ اور ہملوگون کے اہانت اور خفت کا خواستگار ہے ہم کسی شخص کو بطور سفارت کے عالیجاہ
کے پاس بھیجتے ہین تاکہ جو کچھہ اوسے منظور ہوا طلاع دے اگر ہمارا کہنا قبول ہو فبہا ورنہ ہرگز آشتی نہوگی شمس الدولہ
اوسوقت انگلشیہ کا غلبہ دیکھکر مغلوب تھا اور حسب ضابطہ اونکی راے کے برخلاف حکم نہین دے سکتا تھا
لہذا لاچار ہوکر اونکا حکم قبول کیا اور مسٹر امیٹ اور مسٹر جی کو چند انگلشی اور ایک کمپنی تلنگہ کی ہمراہ جانسن
کپتان کے سرداری مین روانہ مونگیر کیا اور شمس الدولہ نے مصحوب معتمدان عالیجاہ کے ایک خط مجمل اور مفصل
پیغام زبانی کہلا بھیجا کہ جو عہد و پیمان روز اول سے درمیان ہمارے اور تمہارے بنجانب کمپنی کے ہوا ہے
اوسی پر ثابت قدم رہنا ہرگز تفاوت نکرنا بالفعل بسبب تمہارے ستانے کے سررشتہ کار میرے ہاتھہ سے
نکل گیا اور دوسرے کونسلی جو تمسے برخلاف ہین کلکتہ مین جمع ہوکر غالب ہوئے اور ہم تمہارے دوست مغلوب
قصہ کوتاہ مسٹر امیٹ حسب استدعا غالبون کے براہ سفارت آیا ہے جو بات کہی گو کہ تمہاری مرضی کے برخلاف ہو
مگر بپاسخاطر مسٹر امیٹ کے منظور کرکے اونکو خوشنود رخصت کرنا تاکہ کچھہ فساد نہ بڑہے خدانخواستہ اگر رنگ
دگرگون ہوا تو میری تدبیر کچھہ کارگر نہوگی اور درصورت میری نصیحت ماننے کے سب کام حسب مراد آپکے
سرانجام ہونگے اور کونسلیہ مخالف آپکے پانچ چھہ مہینے مین برطرف ہوجاوینگے جب یہ خط عالیجاہ کو ملا گرگین خانکو
جو کہ اعظم رفقا اور معتمد علیہ تھا بلاکر خط مذکور پیش کیا گرگین خان نے جو کہ مجسم کمینہ اور مردکہ مغرور عقل سے دور تھا
کہا کہ ہرگز اسکے مضمون پر تعمیل نہ کیجئے اب حضور اور انگلشی برابر ہین اگر اطاعت کروگے روز بروز ذلیل
و خوار ہوگے اگر جرأت دکہلاوگے روز بروز غالب اور انگلشی مغلوب ہونگے عالیجاہ اوسکا بہر حال تابع فرمان تھا
یہی ارادہ مصمم کیا کہ انگلشی سے ضرور مقابلہ کرینگے اور انکو شکست دینگے کسواسطے کہ ہمارے پاس بھی جم غفیر ہے

کسی کی کیا طاقت اور اصل ہے کہ ہمسے ہمسری کرے اور معلوم ہوا کہ شمس الدولہ ہمارا بدخواہ ہوگیا اور جو تدبیر بتاتا ہے محض لغو اور پوچ ہے

اندیشہ مند ہونا عالیجاہ کا جگت سیٹھ اور مہاراجہ سروپ چند سے اور اونکو مرشد آباد سے بلانا قید و بند مین

عالیجاہ کو اس خبر سے کہ کلکتہ مین کونسلیہ اونکے برخلاف جمع ہین اور نیز سامان فساد انگلشی نظر پڑا جگت سیٹھ اور اوسکے بہائی کا رہنا مرشد آباد مین مناسب نہ سمجھا بدین وجہ کہ جگت سیٹھ سراج الدولہ کے معاملہ مین میر جعفر خان اور دوبارہ میر جعفر خان کے مقدمہ مین میر قاسم خان سے زر و مال سے شریک رہے تھے اب کہ انگلشی کا جھگڑا مد نظر ہوا عالیجاہ نے جو انکی طبیعت سے ماہر تھے انکی سکونت مرشد آباد مین ناپسند کی اور اونکا صرف خط لکھکر طلب کرنا مفید نہ سمجھا بلکہ خیال کیا کہ اپنا ہو بدگمانی سے کلکتہ جاوین اور زر و تدبیر سے مخالفون کو بہڑکاوین لہذا خان عالیشان + محمد تقی خان بہادر کو زہ کلانی تبریزی حاکم بیربہوم کو جو کہ دو لتخواہ نیکو و تجا تحریر کیا کہ جلد مرشد آباد پہونچکر جگت سیٹھ کے مکانات محاصرہ کرلیوے تاکہ وہ کسیطرف آمد رفت کی مہلت نپائے جب مارکار ارمنی جو ایک بازو گرگین خان کا ہے پہونچے جگت سیٹھ کو اوسکے حوالہ کرکے رسید مہری حاصل کرے اور مارکار مذکور کو بہی تین چار پلٹن سے روانہ مرشد آباد کیا تاکہ وہان پہونچکر جگت سیٹھ کو مع اوسکے بہائی مہاراجہ سروپ چند کے باحتیاط تمام ہمراہ لائے لیکن دونو برادران مذکور کے نسبت ظاہر مین بے آدمی اور تخویف نکرے محمد تقی خان نے بموجب حکم عالیجاہ جاکر جگت سیٹھ کا گہر گہیر لیا اور پیغام دیا کہ آپ کچھہ تشویش نکرین ہمین آپ کے جان و مال سے کچھہ غرض نہین ہے مگر عالیجاہ نے تمہین طلب کیا ہے عزم سفر کرکے بدلجمعی تمام مونگیر کو جاو دونون بہائی بحکم ضرورت چار ناچار عازم سفر ہوے دو تین روز بعد مارکار ارمنی بہی پہونچا جگت سیٹھ مع برادر خود مہاراجہ سروپ چند کے اوسکے ہمراہ ہولیا شرف ملازمت ہوکر مورد عنایت ہوا اور حکم ہوا کہ مونگیر مین مکان اور کوٹھی بنائے بعدہ فرمایا کہ بدستور مطلق العنان رہکر دربار مین آمد رفت کرے لیکن خفیہ لوگ حفاظت پر معین کردئے تھے تاکہ بدون خبر کسی طرف دور نجانے پاوے اونہون نے چار ناچار جائے بہود میر حویلی کی بنا ڈالی اور تن بہ تقدیر روزگار بسر کرنے لگے مخفی نرہے کہ جگت سیٹھ مہتاب رائے اور مہاراجہ سروپ چند دونون جگت سیٹھ فتح چند کے نواسے ہین اور دونو بنی عم اور لڑکے فتح چند کے حین حیات پدر شجاع الدولہ ناظم بنگالہ کے عہد مین فوت ہوئی اور فتح چند کی دولت انہین دونون کو نصیب ہوئی اور مہابت جنگ کے عہد مین بڑے اقتدار سے زندگی بسر کی اور اوسوقت مین ایسی دولت رکہتے تھے کہ کسی مہاجن و کہن اور ہند کو اونسے مجال برابری کی نتھی اور تمام بنگالہ گویا اونکے عیال تھے ہنگامہ جنگ مرہٹہ اور اونکے اول ورود مین چونکہ شہر مرشد آباد مین حصار نتہا میر حبیب نے

جگت سیٹھ کی کوٹھی مین قبل وصول مہابت جنگ کے لوٹکر غارت کی جاتے ہین کہ دو کڑور روپیہ فقط ارکاٹ کے نقد ہاتھ لگے لیکن جگت سیٹھ نے اسقدر نقصان کو ایک تنکے کی برابر ہی نسمجھا اور ہنڈی لکھنے ہنڈی کڑور روپیہ کا تھا جو درشتی کے سیٹھی بمجرد ملاحظہ پارچہ کاغذ کے زمرہ قومہ مہاجن بلا قیل قال ادا کردئے خلاصہ یہ ہے کہ انکے پاس دولت اسقدر تھی جسکا بیان مبالغہ معلوم ہوتا ہے اور ہزارون گماشتہ اور رفیق انکے بدولت مالدار ہوگئی اور اتبک کہ اونکے فوت کو برسین گذر گئین کار مہاجنی کا بسبب تسلط انگلشیون کے ملک بنگالہ مین جیساکہ اونکو میسر تھا اونکی اولاد کو بہ ہاسی ضمن مین آمد آمد مسٹر اسیٹ کی گرم ہوئی

مسٹر اسیٹ کا مونگیر آنا کونسل کے پیغام سے اور مارا جانا اوسکا بروقت معاودت کے

عالیجاہ نے میر عبد اللہ صفوی کو جسکا ذکر بتقریبات مختلفہ بیچ ان اوراقو نکے اکثر ہوا ہے عظیم آباد سے طلب کیا کیونکہ میر مذکور اور مسٹر اسیٹ سے آشنائی تھی جب وہ مونگیر آیا مسٹر اسیٹ کے کوچ کی خبر مرشد آباد سے آئی بندہ مورخ ہذا اور میر عبد اللہ کو بنا بر استقبال مامور کرکے فرمایا کہ تم دونون مسٹر مذکور کے آشنائے دیرینہ اور باہم بے تکلف ہو اوسکے استقبال پر جاؤ اور اوسکے مافی الضمیر کو دریافت کرو کہ کس ارادہ سے آیا ہے اور بیش نفر ہرکارہ مع ایک متصدی فارسی نویس اور دو جماعہ دار ہرکاران کے ہمراہ کردیئے اور دونون جماعہ دارون کو حکم دیا کہ لباس خدمتگارونکا پہنکر ایک سایہ وار ہمراہ مورخ ہذا کے جاوے اور دوسرا اسی طور پر میر مذکور کی سایہ واری مین ہر وقت موجود رہے خصوص جسوقت کہ یہ دونون انگلشیون کے روبرو ہون تاکہ اوس فرقہ سے کوئی ہمارے گہر مین آرے تو لازم ہے کہ دونو جماعہ دار اول مجلس سے برخاست تک استادہ رہین اور جو گفتگوئین گذرین لکھکر ہر روز میرے حضور مین بذریعہ ڈاک ارسال کرین بدین حال بندہ مورخ اور میر عبد اللہ مونگیر سے کوچ کرکے گنگا پر استادہ مین پہونچکر مسٹر اسیٹ کی ملاقات کو گئے اور ہرکاران متعینہ ہمراہی کے کیفیت اوسکے گوش گذار کردی مسٹر اسیٹ نے ہمارے ہمراہیون کے حال سے ماہر ہوکر گفتگو مین حزم و احتیاط سے پیش آنے لگا جو بات نامناسب تھی اوسکا مذکور نکرتا منزل بمقام پر پہونچکر اکثر اوقات باہم صحبت اور اختلاط رہتا جو گفتگو درمیان مین آتی ہرکارہ مفصل اور بندہ مورخ ہذا اور میر مذکور مجمل لکھہ بھیجتے ایکروز بندہ مورخ ہذا نے بنا بر رفع بدنامی کے مسٹر اسیٹ سے باآواز بلند کہا کہ سبب عزیمت کا کیا ہے ہم لوگ طرفین کے خیر خواہ ہین ہمین اپنے مافی الضمیر سے مطلع فرمائیے مسٹر اسیٹ نے بھی باآواز بلند جواب دیا کہ صاحب ہندوستانیونکا یہ قاعدہ ہے کہ ہمارے روبرو ہماری مرضی کی باتین اور عالیجاہ کے حضور مین اوسکے دلخواہ التماس کرتے ہین اسوجہ سے ہم اپنا مافی الضمیر نہین بتلاوینگے اسی واسطے ہم خود مسافت بعیدہ طے کرکے آئے ہین تاکہ خود جو کچھہ کہنا ہے روبرو عالیجاہ کے عرض کرین اور جو وہ کہے ہم سنین ہمین دوسرے کے توسل کی کچھہ ضرورت

نہین ہے اسطرح اکثر وقت اختلاط ہمارے اور انگلشیون کے رد وقدح ہوتا تھا تاکہ عالیجاہ ہماری طرف سے
بدگمان ہوکر مجبور اصرار نہو جسپر دو روز کہ یہ گفتگو باہم گذری تھی بندہ مورخ نے بھی لکھی اور ہرکارون نے بھی عرض کی
بہاگلپور مین ہم سب لوگ پہونچے تھے کہ خط عالیجاہ کا مورخ ہذا اور میر عبد اللہ کے نام متضمن طلب صادر ہوا اوسمین
لکھا تھا کہ جبکہ مسٹر اسیٹ آپسے حال دل نہین تبلاتا پس وہان رہنا محض فضول ہے چاہیے کہ قبل اوسکے آنیکے
داخل شہر ہو بندہ مورخ اور میر عبد اللہ نے مسٹر اسیٹ کے پاس جاکر مضمون خط سے مطلع کیا اور رخصت ہوکر
دوسرے روز مشرف حضور عالیجاہ ہوئے

معاودت مورخ کی مع میر عبد اللہ کے اور گرگین خانسے باہمکلامی عالیجاہ کی حضور مین

راستہ مین ہرکارہا سے طلب ملتے جاتے تھے الغرض جب حاضر حضور ہوئے پرسش کرنے لگے کہ کہو کیا پیش آئی
اور کیا کر آئے ہم دونون نے جو کچھہ گذرا تھا عرض کیا چونکہ میر عبد اللہ تقریر درست نہ کہتا تھا عالیجاہ اوس سے
مکدر ملول ہوے اور ملامت کرکے رخصت کردیا مورخ ہذا اور میر عبد اللہ دونون اپنے مکانون پر آئے اور
آرام کیا عصر کا وقت تھا کہ علی ابراہیم خان بہادر کا آدمی بندہ مورخ کے طلب مین آیا اور کہا کہ جناب عالی نے
آپکو مع خانذکور کے طلب کیا ہے بندہ مورخ لباس درباری پہنکر ہمراہ ہوا دیکہا کہ جامہ کن حمام کے خلوت مین
عالیجاہ اور گرگین خان روبرو باہم بیٹھے ہین بندہ مورخ اور ابراہیم علیخان بہادر بھی جاکر ایک ایک گوشہ مین بیٹھے
عالیجاہ نے جو احوال کہ بندہ مورخسے سنا تھا اوسکا اعادہ گرگین کے روبرو کیا آخر بندہ مورخ سے ارشاد کیا
کہ آگے آئیے جو کچھہ معلوم ہے گرگین خان سے کہیے خانذکور نے اس طرز سے کہ عالیجاہ مورخ کے کلام کو قابل
اعتماد نہین جانتا تھا کہا کہ نواب صاحب اگر کوئی خنجر سے انگلشی کا سینہ چاک کرے تب بھی اوسکا مرکوز دلی معلوم نہوگا
بعد ازان بندہ مورخ سے متوجہ ہوکر استفسار شروع کیا بندہ مورخ نے جو عالیجاہ سے کہا تھا اوسکا اعادہ
شروع کیا دو تین کلمہ سنکر یکبار مضطرب ہوکر بولا کہ اسقدر کیون کہتے ہو ہم تین چار بات پوچھتے ہین اوسکا
جواب دو اول یہ کہ مسٹر اسیٹ کا کیا ارادہ ہے اور خود جو یہان آیا ہے کیون آیا ہے اور نواب صاحب سے
ارادہ دغا رکھتا ہے یا وفا دوسرے یہ ہے کہ قلعہ اور فوج کی ہرکارگی کا خواہان ہے یا دوسرے طور پر تیسرے
یہ کہ ہمسے ارادہ دوستی رکھتا ہے یا خیال دشمنی بندہ مورخ نے متحیر ہوکر اوسکے منہ کو دیکھکر کہا کہ بندہ کو آپکے
سوالات سے حیرت ہوتی ہے اسیوقت آپکے حضور مین عرض کیا ہے کہ اگر کوئی انگلشی کا دل خنجر سے ٹکڑے
کر ڈالے مگر ما فی الضمیر پر آگاہ نہین ہوسکتا پس جسوقت کہ ایسا ہے کیونکر بندہ مورخ اوسکے مکنون دلی پر آگاہ
ہوا ہوگا اور جو دغا کا خیال کرتے ہو یہ بھی جائے تعجب ہے کیونکہ وہ تنہا آپکے مکان مین آیا ہے وہ البتہ آپسے
اندیشہ دغا رکھتا ہوگا نہ کہ آپ ایسا خیال کرتے ہین ہرگز اس خیال فاسد کو دل عالی مین نہ لائیے اور جو تجسس اور

ہر کارگی کے بارہ مین استفسار کرنے ہوطا ہوے کہ جب خلو مین آو اونکا القدر شعور ولیاقت کے اوسکے کم وکیف پر ضرور مطلع ہوگا منحصر مسٹر امیٹ پر نہین اور جو کہ دوستی دشمنی سے دریافت کیا وہ واسطے بعض جواب وسوال کو تمہارے پاس آیا ہے اگر اوسکے استرضا کروگے دوستی رہیگی در صورت خلاف کے خصومت کا گمان ہے یہ کوئی بات قابل استفسار نہین عالیجاہ نے تقریر بندہ مورخ کی تصدیق کی گرگین خان جو مورخ سے ہمیشہ بدول تھا زیادہ تر بد ہوگیا پس مورخ ہذا کو عالیجاہ نے رخصت کردیا بندہ مورخ نہایت حیرت مین تماشاے روزگار تھا کہ ہمارے عصر مین کیا کیا سپہ سالار مرجع امور ہوے ہین اخر اپنے گہر آیا صبح کو عالیجاہ نے اپنے بہائی میر ابو علیخان اور راجہ نوبت راے کو مسٹر مذکور کے استقبال کو بہیجا تیسرے روز غرہ ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۱۷۶ ہجری کو مسٹر مذکور مونگیر آیا جو مقام اوسکے فرودگاہ کو معین اور اوسکے لئے خیمہ برپا ہوے تھے وہین پر آکر منزل گزین ہوا عالیجاہ ملاقات کو گیا دونون طرفسے مراسم مدارات کے تعمیل ہوے دوسرے روز مسٹر امیٹ اور مسٹر حی اور کپتان جانسن اور مسٹر ہلسٹن جو کہ نوجوان اور شگفتہ خاطر اور فارسی درست اور اسی ملاقات مین بندہ مورخ سے محبت بہم پہونچائی تھی مع دو تین اور انگلشیون کے عالیجاہ کی ملاقات کو آے عالیجاہ حسب ضابطہ چند قدم مسندسے بطور استقبال بڑہکر ہمراہ لایا اور کرسیون پر جو اونکے بیٹھنے کو بچہائی گئین تہین بیٹھایا اور خود بھی کرسی پر آرام گزین ہوا بعد تواضع عطر وپان کے خوان لباس واسطے مسٹر امیٹ کے مع اضافہ جواہر عطا ہوا بروقت برخاست کے بہی لب فرش تک مشایعت کی پہر یکبار آمد ورفت انگلشی کی ہوئی جواب سوال درمیان مین آئے بابعد گرگلہ شکایت آغاز ہوئی لیکن ہر مرتبہ صحبت ناچاقی مین گذر جاتی تھی اور اونکے آنے کیوقت عالیجاہ کے دربان بہی حرکت کرنے لگے چنانچہ ایکمرتبہ مسٹر امیٹ نے اس حرکت کی شکایت عالیجاہ کے روبرو بھی کی عالیجاہ نے اپنے عدم واقفیت کی معذرت کی لیکن وہ سمجہ گئے کہ نوکرون کی کیا مجال کہ بدون اجازت خاوند کے ایسی حرکت کرین آزردہ تو ہوئے مگر اوسکی عذرخواہی کے مبالغہ سے چار ناچار اوسکے قول کی تصدیق کی ایکروز مسٹر ہلسٹن اور کپتان جانسن موافق ضابطہ اول صبح کو بنابر ہوا خوری اور سیر وشکار کے سوار ہوکر خیمہ سے برآمد ہوئے کچھ دور گئے تھے کہ عالیجاہ کے پیادہ اور سوارون کی جمعیت نے چارونطرف آکر گہیر لیا اور دور جانے سے مانع ہوئی صاحب لوگ اس حرکت خلاف سے متحیر ہوکر بنابر اپنے غلبہ کے درشتی سے پیش آئے عالیجاہ کے لوگ آمادہ ستیز ہوکر نبرد کے فیصلہ روشن کرنیکے مزاحم ہوئے ناچار صاحبان مذکور برگشتہ ہوئے بروقت ملاقات عالیجاہ سے اس امر کی شکایت حد سے زیادہ کی عالیجاہ نے وہی عدم واقفیت کا محض عذر کیا مگر صفائی نہوئی بلکہ روز بروز رنج بڑہنے لگا ہر روز عالیجاہ اپنے رفقا مانند علی ابراہیم خان اور مرزا شمس الدین وغیرہ سے اس بارہ مین مشورہ کرتا تھا اور وہ سب بعد تامل سخن بنا بر عرض کرتے تھے بندہ مورخ اگرچہ صاحبان انگلش کی صحبت کی تہمت سے

مجال سخن حضور مین نہ کہتا تھا لیکن علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا شمس الدین سے اگر گفتگوے آشتی
اور رفع غبار کی کہتا تھا اور وہ لوگ بعینہ عالیجاہ کے حضور مین عرض کرتے تھے اور وہ بہی بعض سخن کو سمجہتا تھا
لیکن عصر کیوقت جب کہ گرگین خان آتا ہمارا یک خلوت رہتی عالیجاہ جملہ مشورہ اصحاب مذبور کے بیان کا اسسے
اعادہ کرتا وہ بدعقل اولٹی پٹی پڑہاتا وہ سب مصلحت رد ہوجاتی اور صبح کو پہر اولٹی سیدہی باتین ہوتین
چنانچہ ایکمرتبہ علی ابراہیم خان نے تنگ ہوکر عالیجاہ سے عرض کیا کہ جب کہ ہملوگون کے کلام مشورت ہرچند پسند
حضور بہی ہون بسبب ایماے گرگین خان کے نامنظور ہوتے ہین پس اس حال مین دیگر دولتخواہون کو تکلیف
و رنج مین ڈالنا کچھہ ضرور نہین آخر جو کچھہ گرگین خان بہادر عرض کرتا ہے وہی تعمیل ہوتی ہے پس
مناسب یہ ہے کہ اس معاملہ کی باگ گرگین خان کے قبضہ اقتدار مین دیجاوے اور دیگر بندگان درگاہ کو
اس تردد سے نجات عطا ہو مگر مسٹر امیئٹ وغیرہ کو حرکات نیاز سے جو لائق شان خداوندان ہین آزردہ
کرنا چاہیے اگر مشار الیہما سے صلح و آشتی رکہنا ہے تو ایسی گفتگو کو کچھہ ربط نہین اور اگر حسب صلاح گرگین خان کے
عزم مجادلہ ہے تو بہی ایلچیون کو آزردہ کرنا خلاف داب سروری ہے بلکہ اسوقت مین کہ سفیر ہی مین
آئے ہین بہ نسبت سابق کے زیادہ مشمول عواطف فرمانا ضرور ہے ایسے ایسے حرکات سے نہ تو حضور کی
شوکت بڑہتی ہے اور صاحبان مذکور کی قدر و منزلت گہٹتی ہے ہان رنج تزاید ہوتا ہے جب یہ کلمات
گرگین خان کے گوش زد ہوئے رنجیدہ ہوکر دو تین روز دربار نہ گیا اسی ضمن مین کلکتہ سے ایک کشتی مملو اجناس
اور جنس کی پہونچی پانسو ضرب بندوق چقماقی بارادہ کوٹہی عظیم آباد کے بہیجین گرگین خان مزاحم ہوا مسٹر امیئٹ نے
مکرر واسطے عدم تلاشی کشتی اور رہا کرنے کے حسب معمول عرض کیا مگر سود نہوا علی ابراہیم خان نے کہا
اسمقدمہ مین کاوش ضرور نہین اگر اتفاق منظور ہے بندوق کا کوٹہی مین جانا کیا مضائقہ ہے اگر لڑائی
منظور ہے دو ہزار نیز پانسو اور بندوق کا اضافہ چاہئے پس جب دو ہزار سے خوف نہین ڈہائی ہزار ہونے سے
کیا ضرر ہوگا عالیجاہ نے کہا یہ بات کوئی گرگین خان سے کہ سکتا ہے علی ابراہیم خان نے فرمایا اگر حضور کی
مرضی ہو گرگین خان سے کہدینا کسقدر امر ہے عالیجاہ نے اجازت دی کہ جاکر پوچہا چاہئے اوسکی کیا
صلاح ہے علی ابراہیم خان نے قبول کیا اور عالیجاہ نے مضطرب ہوکر راجہ نوبت راے اور علی ابراہیم خانکو
اوسکے پاس بہیجا کہ دربار مین آکر اس بارہ مین صلاح دے اونہون نے جاکر معاودہ گرگین خان نے آشفتہ ہوکر جواب دیا
کہ ہم داروغہ توپخانہ اور مرد میدان نبرد ہین مشورہ سے کیا کام مشورہ دولتخواہون سے لیا چاہیے جب جنگ کی
حاجت ہوگی مجہے حکم ہو کہ راضی ہوکر جان نثار ہون راجہ نوبت راے تو اوسکی آزردگی کے رعب سے
ساکت ہوا علی ابراہیم خان نے کہا کہ نواب عالیجاہ اپنے داروغۂ توپخانہ سے صلاح دریافت کرتے ہین

اور بخیر ظاہر ہے کہ یہ دونون تمہاری صلاح سے کوئی امر نہیں کرتے ہیں پس جو اپنے آقا کے حق مین بہتر جانتے ہو کیون نہیں کہتے گرگین خان نے علی ابراہیم کیطرف رخ کرکے چاہا کہ جواب دے دونون ہاتھون کو اپنے ایکدوسرے کے مقابل کرکے بولا بالفعل نواب صاحب اور انگلشی اس قسم سے برابر ہین پھر ایک ہاتھ کی انگلیان بلند کرکے دوسرے ہاتھ کی انگلیان جھکا کر کہا کہ اگر مسٹر امیٹ کی اطاعت نکرین اسیطرح برا فیر غالب ہون گے اور اگر اطاعت کرین تو دوسرے ہاتھ کی انگلیون کے مانند سرفرو مغلوب ہونگے آئندہ مختیار ہین دو صورتون مین جیسا منظور ہو تعمیل فرماوین یہ لوگ وہان سے حال گذشتہ کے عالیجاہ سے روبرو منظر ہوئے لڑائی کی بنیاد مستحکم ہوئی مسٹر امیٹ نے ناچار ہوکر رخصت چاہی اول کسی کے رخصت دینے پر راضی نتھا آخر بعد گفتگو کے حکم دیا کہ مسٹر امیٹ اور دیگر انگلشی جاوین مگر مسٹر ہے کو بعوض میرزا محمد علی وغیرہ محصورین کلکتہ کے مونگیر مین نگاہ رکھین بدین وعدہ کہ جب وہ خلاص ہوکر آوینگے مسٹر ہے بھی رخصت پاویگا مسٹر ہے اپنی سعت سے راضی ہوکر مونگیر کی اقامت کو راضی ہوا اور مسٹر امیٹ وغیرہ بجرہ اور کشتی کی سواری روانہ کلکتہ ہوئے

مسٹر امیٹ وغیرہ کا براہ دریا کلکتہ کو جانا اور مسٹر السن کا عظیم آباد مین میر مہدی خان سے لڑنا اور میر مہدیخان کا فتح پانا اور مسٹر امیٹ کا مرشد آباد مین مارا جانا اور شعلہ فساد کا بھڑک اوٹھنا

جب مسٹر امیٹ نے دیکھا کہ عالیجاہ مطلق راضی نہین ہوتا ناچار کلکتہ کو بحال تغیظ و کدورت روانہ ہوا اور مسٹر السن کو تحریر کیا کہ ہمارے اور عالیجاہ کی صحبت ناچاق ہوئی تم ہوشیار آمادہ کارزار رہو جو کچھ تمسے ہوسکے اوسمین دریغ نکرنا مسٹر السن اول ہی عالیجاہ کے جانب سے غمگین تھا اب کہ یہ سمجھا کہ بمجرد پہونچنے مسٹر امیٹ کے کلکتہ مین حکم لڑائی کا صادر ہوا چند روز اس انتظار مین کہ مسٹر امیٹ حدود حکومت عالیجاہ سے گذر جائے ٹالے گیا جب کوچ کے حساب سے معلوم ہوا کہ الحال مسٹر امیٹ فوج عالیجاہ کے احاطہ سے باہر ہوگیا ہوگا امیر مہدیخان سے لڑنے اور قلعہ عظیم آباد کی تسخیر کا ارادہ بالجزم کیا اور میجر کیرس کو جو سالار فوج انگلشی متعینہ عظیم آباد کا تھا چٹھی لکھی کہ آج کی رات کو مع کل فوج کے کوٹھی مین آکر آرام کیجئے اور صبح قلعہ پر چڑھائی کرکے فتح کرنا چاہئے کوٹھی مین متعدد زینے اور خوب سے حصار پر چڑھنیکو مرمت کر رکھے پھر رات گذری ڈاکٹر فلرٹن کو جو شعر تجسس وسط شہر مین رہتا تھا چٹھی لکھکر طلب کیا ڈاکٹر مذکور محض واقعہ رزم سے بے خبر تھا اوٹھکر چلا آیا بعد پہونچنے کے معلوم ہوا کہ ارادہ دگرگون ہے میر مہدیخان محض بے خبر قلعہ پختہ عظیم آباد مین جو دار الامارۃ صوبہ مذکور کا تھا استراحت مین مشغول تھا اور افواج متعینہ حراست بھی بنا بر بیخبری اور بدانتظامی کی جو کہ اب اس ملک مین مروج ہے بغرض حاضر نگمر گرم خواب اور ناتیار اور بعض اپنے مکان مین مصروف عیش و آرام تھے کوئی بھی ہوشیار نتھا میجر کیترس وغیرہ انگلشی مع فوج ہمراہی کے قدم بڑھا کر زینون کو دیوار حصار پر اوس رخ کیطرف سے جو لب دریا باین حویلی میر عبد اللہ اور کوٹھی انگلشیہ کے ہے لگا کر وقت سحر روز جمعہ دوازدہم ۱۲

ماہ ذی الحجہ ۱۱۷۷ہجری کو بالا سے حصار آیا جو لوگ محافظین مین سے جو ادہر ادہر حاضر تھے مدافعہ مین آمادہ ہوئی اور بعض انگلشی اور تلنگون کو مجروح اور مقتول کیا باقیماندہ شہر مین آئے ایک فوج بڑے بازار کے راستہ سے جو کہ مابین دروازہ مغربی اور قلعہ بادشاہی کے ہے اور دوسری فوج کٹہرہ نو وزے راستہ محلہ دیوان مین ہوئی شلک زنان آگے کو بڑہے میر مہدیخان اور فوج متعینہ شہر و حصار آواز توپ اور بندوق کی باڑہ سے بیدار اور ہوشیار ہوئے جس ہیئت سے کہ تہے سکا مخالفون کے روبرو آئے سر رشتہ گو رہنہ پر مقابلہ ہوا ادہر سے توپ چہرہ دار اور بندوقچی شلک نے آتشبازی شروع کردی ادہر سے محمد امین خان مع چند نفر کے جب مجروح ہوا اور ون کے ہمراہ کثرت میر مہدیخان اور شیخ برکت علی اور محمد خان وغیرہ کو شکست ہوئی میر مہدیخان نے دروازہ شرقی سے نکلکر مونگیر کا عزم کیا اور شیخ برکت علی مضطرب کہرکی رانی ست باہر ہوکر پلے سر و پا دریا چاہ وہوہ کے کنارے پہونچا اور سراسیمہ راہ کا نہا ہا محمد خان لوٹکر چہل ستون کی عمارت مین آیا اور دروازہ بند کرکے مستعد مدافعہ بیٹہا اور لال سنگہ ہزاری قلعہ پختہ کے دروازہ کو بند کرکے مدافعہ کو آمادہ ہوا اور بندوق مارتا تھا اسیطرح چہل ستون سے بہی گولی برستی تہی اور افواج انگلشی تمام شہر مین منتشر ہوئے فصیل اور برج شہر کے مستحکم کرلئے دروازہ شرقی سے مغربی تک غیر چہل ستون اور قلعہ بادشاہی کے جہان لعل سنگہ اور محمد امین خان قایم تھے تمام شہر زیر قبضہ انگلش آیا وہیں تک جہانتک تلنگون اور ہرکارہ اور لشکر کے لچون کا ہاتھ پہونچا نہایت دلجمعی سے لوگون کو لوٹا جس گہر مین گئے صاف کردیا جہاڑو تک نچہوڑی یہ حرکت ابتک انکے لشکر سے کبہی نہین ہوئی تہی اس عرصہ مین مہدیخان فشردہ ہی پہونچا تہا کہ دوسری فوجین مونگیر سے فرستادہ عالیجاہ جو اسکی کمک کو آتی تہین اسکو اس حال تباہ مین دیکہا اور محمد امین خان کے قلعہ بادشاہی اور لعل سنگہ کے چہل ستون مین پایداری سنکر مع مہدیخان کے بعزم تسخیر شہر عازم عظیم آباد ہوئی اور لب دریا سے برج درگاہ تک پہونچے اور دروازہ شرقی پر یورش کرکے جب نزدیک دروازہ مذکور جا پہونچے انگلشیون نے اپنی دو توپین دروازہ سے نکالکر خندق کے پل پر لگادین اور خود صف باندہکر مستعد مدافعت ہوئے میر ناصر خان داروغہ باندار ان اور جعفر خان اور عالم خان نے جو پیشتر بالکار ارمنی سے پہونچکر میر مہدیخان کو واپس کرلائے تھے بضرب بان اور شلک تفنگ کی فوج انگلشی کو متزلزل کیا اور حملہ آور ہوئے فوج انگلشی نے کہبراکر اپنی توپین میخ ٹہوکنے سے خراب کرکے راہ فراری اور میر مہدیخان نے مع ہر سہ سردار مذکور کے تعاقب کیا اس خبر کے سنتے جو فوج برج و حصار پر استوار تہی بیدست و پا ہوکر مضطر ہوئی فتح و نصرت بندگان عالیجاہ کو نصیب ہوئی جہوٹا سا حصار پر ہاتہہ لگا انگلشیون نے بہاگ کر کوٹہی کی استواری کی فوج عالیجاہ نے کہرکی رہنہ کی فصیل پر اژدحام کرکے کوٹہی پر توپ اندازی شروع کی مسٹر السن مع بقیۃ السیف فوج انگلشی کی کوٹہی سے بہی بیتاب ہوکر آخر شب کو فراری ہوکر باقی پور کی

چہادنی مین گیا اسی عرصہ مین ناگکار ارمنی چھہ پلٹن اور آٹھہ توپ سے پہونچکر میر مہدیخان سے شریک ہوا صبح کو مسٹر السن کے فرار سے آگاہ ہوکر سب مجموعہ متوجہ تعاقب ہوے مسٹر السن نے مطلع ہوکر شتاب بسواری کشتی چہپرا ہوکر دریاے سرجو مین جسکے اوسپار شجاع الدولہ کے صوبہ کی سرحد ہے عازم ہوا امر نندی فوجدار سرکار سارن ایک بیقدر بنگالی تہا مگر جرأت کی ہمت بڑہائی اور بکسر کی طرف سے مع فوج کے متحرک ہوا مسٹر السن وغیرہ انگلشیہ کی اجل نزدیک آگئی تہی باوجودیکہ دو تین پلٹن ہمراہ تہین مگر کچھہ نہو سکا رام نندی کے ہاتھہ مین گرفتار ہوا یہ خبر عالیجاہ کو پہونچی زیادہ تر نخوت و غرور ہوا اور گرگین خان خالی شعور کی رایکا استحکام ہوا عصر کیوقت مہدیخان کی غلوبی سنکر میر قاسم خان کی جان اوڑہون پر آرہی تہی وہ دوپہر رات گذرے میر ناصر وغیرہ کی پہونچنے اور میر مہدیخان کے غالب آنے اور السن کے بہاگنے کی خبر آئی جان رفتہ سے تن زار مین استراحت فرمائی اوسیوقت نواخت نوبت کا حکم ہوا شادیانہ بجنے لگے صبح کو ملازمین آکر حاضر ہوئے چونکہ میر عبد اللہ کو اسی اندیشہ جنگ سے عظیم آباد بجانے دیا تہا کہ مبادا پاس آشنائی صاحبان انگلشی کی کرکے اپنے گہر سے جو متصل کوٹہی کے ہے داخل کردے **القصہ** میر مذکور اور مورخ دونون نے باہم حضور مین پہونچکر نذر مبارکباد گذرانی اوسنے میر مذکور سے کہا کہ تم کہتے تہے انگلشی لوگون کو زندہ کہا جاتے ہین تو بھی اونکی ریبر و نہو سکیگا میر مرقوم کے اس کلام سے حواس جاتے رہے اور بندہ مورخ سے کہا تمہارے آشنا یعنی ڈاکٹر فلرٹن نے مجہسے عجب سلوک کیا فوج کو مخفی اپنے گہر مین طلب کرکے یہ ہنگامہ برپا کرایا بندہ نے عرض کیا کہ بندہ کس حساب مین ہے جو اون سے آشنا ہوگا ہان حضور سے ڈاکٹر کی آشنائی ہے پس ہملوگون کو چاہیئے کہ حضور کے آشنا سے دوست اور دشمن سے دشمن رہین اگر ڈاکٹر سرکار کا دوستدار ہے ہمارا بہی آشنا ہے ورنہ ہم زیادہ تر اوسکے دشمن ہین **القصہ** بعد اس خبر کے مکرر احکام اپنے عمال ممالک محروسہ مین صادر فرمائے کہ درمیان ہمارے اور انگلشی کے اب صلح و آشتی نہین رہی جہان اس فرقہ کو پاؤ قتل کرو اور شاید مسٹر امیٹ کو بالتعیین بہی حکم صریح لکہہ بہیجا تہا یا اسی حکم عام کا ثمرہ جو مرشدآباد مین پہونچا مسٹر امیٹ بیچارہ کو مع ہمراہیان کے شہسوار بیگ وغیرہ جمعداران عالیجاہ نے محصور کیا ہرچند اونہون نے عجز و الحاح کیا کہ ہمین زندہ عالیجاہ کے حضور مین بہیجدو مگر اون کشتنیون نے کچھہ نسنا روز پنجشنبہ ۱۰ تاریخ ذی الحجہ ۱۱۷۶ ہجری کو ہر ایک کی گردن ماری اور اونکا سر عالیجاہ کے حضور مین بہیجا اور اوسی روز کوٹہی انگلشی کی جو قاسم بازار کی نام سے اشتہار رکہتی ہے تاراج ہوئی

کونسل کلکتہ مین عالیجاہ کی لڑائی تصمیم ہونا اور میر جعفر خان کو ریاست بنگالہ پر نکالنا اور مقید آنا مسٹر السن وغیرہ انگلشی کا مونگیر مین عالیجاہ کے روبرو اور لڑائی ہونا محمد تقی خان بہادر سے

کٹوہ مین افواج انگلشیہ سے اور قتل ہونا ملما اشجاعتمین عین رزمگاہ مین

جب میر محمد قاسم خان نے دیکھا کہ الحال بجز جنگ کے چارہ نہین محمد تقی خان بہادر فوجدار بیربہوم کو حکم خبرداری
اور طیاری رزم انگلشیہ کا صادر فرمایا اور میر جعفر خان اور علاؤالدین خان و شیخ ہیبت اللہ وغیرہ کو اوسکی مدد پر چلنے پر
مامور کیا اور ارشاد فرمایا کہ جب انگلشیہ کلکتہ سے آوین خانہ کو بقصد مقابلہ پر جائے اور فوج متعینہ مرشدآباد مین
پہونچکر جس سامان کی حاجت ہو سید محمد خان نایب نظامت مرشدآباد سے لیکر پلاسی اور کٹوہ کیطرف جا پہونچے
اور محمد تقی خان بہادر بہی مع افواج آراستہ کے نہضت کرکے کٹوہ مین آیا جب خبر قتل مسٹر امیٹ کی کلکتہ پہونچی
شمس الدولہ بہادر گورنر نے ایکقطعہ خط متضمن تہدید محمد خان نایب عالیجاہ کے نام لکہا خلاصہ مضمون اسکا
یہ ہے کہ مسٹر امیٹ بیچارہ کو جو سفیری پر گیا تہا کس راہ سے قتل کیا یہ فعل نہین سنی ہے کہ ایلچی راز واسطے یہ
بیت بہی اس خط مین مندرج تہی ۵ آئین شاہان و رسم کیان * نفرستد از قاصد اندر زبان اور یہ بہی لکہا تہا
کہ اگر حرکت زشت بلا اجازت آقا کے کی ہے تو اوسکی سزا کو پہونچوگے اور اگر بموجب حکم تعمیل کی ہے تو دیکہے
خواستہ خداوند حقیقی ہے بعد ارسال اس خط کے کونسلیون نے اتفاق یکبان ہوکر ہجوم کیا اور شمس الدولہ کو
عالیجاہ کا حامی سمجہکر اسکے بہی عدو ہوے اتفاقا اون دنونمین شمس الدولہ بیمار تہا کہ لایق آنے کونسل کے
نہ تہا اور مسٹر ہسٹنگ عماد الدولہ بہادر جلادت جنگ کو جو کہ شمس الدولہ سے یکدل و یکزبان تہا اور
خود بہی عملہ کونسلیہ مین تہا کونسل مین پہونچا تا کہ شمس الدولہ کی بیماری کا عذر کرکے جو حاجت پڑے اوسکے سوال و
جواب مین مصروف ہو جب مسٹر ہسٹنگ داخل کونسل ہوا کونسلیون نے شمس الدولہ کا حال دریافت کیا اور اوسکا
نہ آنا موجب ملال سمجہا زیادہ رنج پڑا چونکہ یہ کونسل صرف عالیجاہ کے مجادلہ کو ہوئی تہی نہایت غیظ و غضب سے
خود آرائی کرکے بعض گفتگو نامناسب نسبت شمس الدولہ اور مسٹر ہسٹنگ کے کرا وٹہے مسٹر ہسٹنگ باوجودیکہ
کوہ تحمل تہا مگر مسٹر باٹسن کی گفتگو کی تاب نہ لایا باہم گرم گفتگو واقع ہوئی شمس الدولہ اس خبر سے اوسی
لباس بیماری سے کونسل گہر مین آیا بعد ورود مجلس کے کہا کہ صاحبو کیا فرماتے ہو اور مرضی کیا ہے اکثر کونسلیون نے
جو مسٹر امیٹ اور مسٹر الس سے ہمدم و ہم نفس اور عالیجاہ اور شمس الدولہ سے ناخوش تہے اور مسٹر امیٹ کی
قتل اور مغلوبی مسٹر الس نے اور بہی نمک افشانی کردی تہی شدت غضب سے بے لحاظ ہوکر بولے کہ ہماری
مرضی بجز لینے انتقام مسٹر امیٹ اور جنگ عالیجاہ کے اور کیا پوچہتے ہو شمس الدولہ نے درجواب کہا کہ
مسٹر الس وغیرہ بہت سے سردار اور سوار انگلشیہ عالیجاہ کے قیدی ہین جسوقت ادہر سے ہماری فوج
اوسکے استقبال کو روانہ ہو یقین ہے کہ قیدیان مذکورہ کی جان بری عالیجاہ سے دشوار ہو مناسب یہ ہے
کہ اول دم و دلاسا سے اوس سفاک کو ہاتہ سے اپنے جماعہ کے صلاح کرا دین بعدہ انتقام کو عزم جزم کرین

چونکہ اورکونسلی کو یقین تھا کہ شمس الدولہ عالیجاہ کی حمایت کرتا ہے اس تدبیر کو مکر وتند بیر خیال کرکی آشفتہ ہوئی اور درجواب اوسی کاغذ پر ہر ایک نے اپنے دستخط سے لکھدیا کہ اگر عالیجاہ مقیدون کو حصہ اور زیادہ مارڈالے ہمکو سوائے انتقام کے کوئی عزم منظور نہین ہے ہرگز اوسسے آشتی نہین کرینگے شمس الدولہ نے کاغذ مذکور کو جو واسطے رفع بدنامی کے عمدہ دست آویز تھی اوٹھا کر اپنی جیب مین رکھ لیا اور کہا اب بلا تامل میر جعفر کے پاس جانا چاہئے اور اوسکو بجائے عالیجاہ کے مقرر کرکے مع اپنی فوج کے بھیجنا چاہیی باتفاق جعفر خان کے پاس آئے اور خان مذکور کو امارت بنگالہ کی تکلیف اور اپنے لشکر کی رفاقت کے دی بعد گفتگو اور تعہد بعض شروط اور قول وقرار قسمیہ کے ارادہ لشکر جعفر خان کا درست ہوا کلکتہ سے بعزم رزم عالیجاہ کے برگشتہ اقبال برآمد ہوئے مسٹر السن وغیرہ انگلشی رام ندہی فوجدار سرکار سارن کے گرفتار ہوئے توپ اور بندوقہائے چقماقی مع اسباب وغیرہ کے جو کچھ کوٹھی اور باقی پور مین ہمراہ مسٹر السن کے تھے عالیجاہ کی سرکار مین ضبط ہوا اور انگلشیان مقید کو میر مہدیخان نے بموجب حکم عالیجاہ کے مونگیر بھیجا اور عالیجاہ نے مسٹر السن وغیرہ سرداروں کو حوالہ شیخ فرحت علی کرکے سوا اون بیچارہ کو بھی مقید کیا اور جس جگہ انگلشی اسکے عمال کے ہاتھ لگے تھے اونکو حکم بھیجا کہ زیر تیغ کرین بعضوں نے براہ ترحم چند روز درنگ کیا بعد ازان جب فوج انگلشی کا غلبہ معلوم ہوا مقیدون کو چھوڑدیا اور بعض نے جو کہ خیرہ سر اور بے خرد مغرب رویہ افواج انگلشی سے دور تھی مقیدون کو زیر تیغ بیدریغ کھینچا مسٹر السن وغیرہ انگلشی کو شیخ فرحت علی اور کرگین خان کے حوالات مین سپرد کرکے اوسکی حفاظت کا کمال تاکید کی ایکروز ڈاکٹر فلرٹن نے اپنی عسرت اور تکلیف کا حال بندہ مورخ کو کہلا بھیجا بندہ مورخ نے بدین نظر کہ اوسنے اوسپر بہت سے احسان کئے ہین کوئی بات اوسکے حق مین کہنا ضرور ہوا اور یہ بھی تقتضائے وقت مصلحت سمجھا کیونکہ گمان جاتا تھا بلکہ یقین تھا کہ اوسکے آدمی کے آنے کی خبر جو بندہ کے پاس آیا بے شبہہ عالیجاہ کو پہونچی ہوگی اگر بندہ اس امر کا اعتبار نکرے بدگمانی زیادہ ہوجائیگا لہذا مجمل حال عالیجاہ سے عرض کیا اوسنے جوابدیا کہ تمہارا آشنا ہے اگر اسوقت مین خبرگیری کرو کچھ مضائقہ نہین لیکن یہ کلام طنز آتھا بندہ نے التماس کیا کہ مجھسے زیادہ خیالعالی سے آشنا ہے چونکہ اوسکی خاطرداری بہت ہوتی تھی لہذا عرض کیا کہ اگر کوئی عنایت اوسکے حال پر منظور ہو تعمیل کیجاوے اور اگر سرکار تقصیروار ہو مجھے کچھ سروکار نہین اس کلام سے متہم ہوکر فرحت علی کو روبرو بلاکر کہا کہ ڈاکٹر نے غلام حسین خان سے پیغام دیا اور انہون نے چونکہ میرے دوست تھے مجھے مطلع کیا اسیطرح صدہا جگہ اوسکے آدمی گئے ہونگے تم اپنے پیش ولیس کی خبر نہین رکھتے آئندہ احتیاط رکھو کہ ماکول وملبوس وغیرہ ضروریات سے اوسکو تصدیع نہو لیکن یہ بھی احتیاط رکھو کہ اوسکی آمدرفت پیغام وسلام کی لشکریون سے نہونے پائے کہ مبادا فتنہ تازہ برنگ حادث ہوون بندہ مورخ نے اپنی جانکا خوف کہا کر پھر کچھ نکہا اور بیچارہ انگلشی بکمال حفاظت اور احتیاط مین مردم مذکور کے

ہاتھ عالیجاہ کے پہونچنے تک عظیم آباد مین مقید رہا

ذکر سرتابی کرنے شیخ ہیبت اللہ اور عالم خان اور جعفر خان وغیرہ کا محمد تقی خان کی فرمانبری اور پیش قدمی اور خودسری کرنا انگلشیون کی جنگ مین اور سید محمد خان نایب مرشدآباد کا نفاق کرنا محمد تقی خان سے

محمد تقی خان بہادر کہ فی الحقیقت سردار لایق ریاست و سروری تھا سید محمد خان نایب مرشدآباد سے جو مرد پوچ ہیچکارہ تھا سرفرو نہوتا تھا اور کیونکر ہو سکتا تھا کہ جوان مرد کریم خسیس لیئم کی اطاعت کرے اسی سبب سے سید محمد خان اوسکے دشمن کیطرح تھا اوسکی بلندنامی اور نیک شہرتی کے آتش حسد پر جلا جاتا تھا اندنون مین کہ محمد تقی خان انگلشیان بیچارہ کی جنگ پر مامور ہو کر نواح کٹوہ مین پہونچا بعض اسباب اور آلات اور ادوات حرب کی سید محمد خان سے جو کہ حاکم شہر اور صاحب اختیار خدم اور اسباب کا تھا طلب کیا اوس احمق نے بآرزوی اسکے شکست پانے اور برہمی کار کی سرانجام اسباب مطلوبہ مین تعلل کیا اور اس توقف کا انجام جو اوسکی آقا کی برائی سمجھتی ہین نہین سمجھتا تھا تاآنکہ افواج متعینہ مونگیر سے مرشدآباد ہو کر آگے کو بڑہی عجب نہین کہ فوج مذکور کو بسبب نفاق کے جو محمد تقی خان سے رکھتا تھا اوسکی تعمیل فرمان سے منحرف کر دیا ہو خلاصہ یہ ہے کہ جب شیخ ہیبت اللہ اور عالم خان وغیرہ نزدیک لشکر محمد تقی خان کے پہونچے ہر چند خانمذکور نے اونکو کہلا بھیجا کہ یکجا ہو کر باہم لڑنا چاہیے مگر اونہون نے نمانا بہاگیر بھی اوسطرف علحدہ فرودکش ہوئے دوسرے روز خبر پہونچی دو پلٹن انگلشی کی ہاٹ سے جو کہ ظاہرا اوس فرقہ کے وہان کوٹھی تھی سنکر فوج مذکور نے اونپر چڑہ جانے کا ارادہ کیا محمد تقی خان کو کہلا بھیجا کہ بعض برق اندازو نسے ہماری مدد کرو محمد تقی خان نے بنابر رفع بدنامی اور کار سرکار کے شمشیر بچہ اور جوانان منتخب جو کہ اوسکی تاکید بہم پہونچائے ہوئے تھے اور دو سو روپیہ ماہواری کے نوکر تھے اور حسب ضابطہ ولایت دہ باشی اور یوز باشی اور منک باشی انکو مقرر کر کے حسب لیاقت ہر ایک کا درماہہ پندرہ سے تیس روپیہ اور ساٹھ اور سو روپیہ تک مقرر کیا اور ہمیشہ اپنے پیش نظر اون لوگو نسے بندوق اندازی کی مشق کراتا تھا اور اونکی باربرداری کے لئے گہوڑے بیل اونٹ مقرر کیئے تھے تاکہ اونکو عذر باربرداری کا نہو بخبر شمشیر بچہ اور اوسکی سازکے کچھ کندہے نہ لیجاوین اونمین سے پانسو نفر جزائر انداز مع فرامرز اپنے حیلہ کے اونکی مدد پر بھیجا اور وہ لوگ انکی متفق ہو کر پیشتر کو روانہ ہوئے اور فرامرز نے حسن اہتمام سے اون دونون پلٹنون پر غالب آئے اور اونکو جہا نسے آئی وہین پر جا بہگایا اور خود پہونچکر ہالی کوٹ کو محصور کر لیا تاآنکہ وقت شب پلٹن بردوان وغیرہ کی فوجین اون پلٹنون کی مدد پر جا پہونچین جب ہوئے سب مجموعی بڑی کر وفر سے برآمد ہوئے لڑائی شروع ہوئی اوسوقت عالم خان اور شیخ ہیبت اللہ وغیرہ باختہ حواس ہوئے اور محمد تقی خان بہادر کی نصیحت یاد آئی حتی الوسع خوب ہاتھ پیر ہلائے آخر الامر کہ

جزائریون سے مقتول و مجروح ہوتے جماعہ مذکور بیتاب ہو کر فراری ہوئی جب محمد تقی خان سے انکے قریب آئے خانمذکور سے کشتیان اپنی طرف کھینچ لین انکو اونترنے کی راہ نہ دی تاکہ یہہ لوگ میری فوج مین آکر موجب دل شکستگی باقی فوج کے ہوون اور فوج انگلشی غالب ہو کر دو تین کوس وہان سے پیشتر کو بڑہی

ذکر جنگ کرنے محمد تقی خان بہادر تبریزی کوزہ کلانی کا اور جان نثار ہونا تقدیر آسمانی ہے

محمد تقی خان بہادر دوسرے یا تیسرے روز پنجم ماہ محرم ۱۱۷۷ ہجری کو اپنے جمعیت ہمراہی کے ساتھہ سوار ہو کر میدان کارزار مین بعزم التواری جو اس عزیز یا غیر عزیز کی عمر سبک رفتار تھی آیا ہمراہیون سے اپنے تسلی اور استمالت بسیار فرما کر تحریص اور تشجیع جنگ مخالفان کی کرتا ہر ایک کو وعدہ فتح پر امیدوار مراتب اعلےٰ کیا الغرض تیغ و تفنگ چمکایا اور ہر ایک کا ایسا دل بڑہایا کہ ہر ایک نے نقد جان سے خزینہ تن خالی کیا خانمذکور نے تاکید کرکے فوج کی ترتیب دی جب مقابلہ ہوا توپ اندازی شروع ہوئی طرفین سے قدم قدم بڑہتے تھے نامردوں کے دل گھٹتے تھے جن جن کی موت کا وعدہ پورا ہو گیا تھا گولہ گولی توپ و تفنگ سے آلودہ ہو کر ایفائے وعدہ مین منتقل ہوئے محمد تقی خان کے دلدینے سے اسکی طرف وہ چیرہ دستی ہوئی کہ کسیقدر فوج انگلشی مغلوب ہوتی نظر آئی اسی عرصہ مین محمد تقی خان کے پیر مین گولی لگی گھوڑا فرش عدم پر لوٹ گیا یہ جوانمرد دوسرے راہوار پر سوار ہوا نہایت متصل مخالف سے جا پہونچا غنیم کی فوج آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتی تھی لیکن حسب ضابطہ جنگ انگلشیان تا آنکہ دوسری گولی محمد تقی خان کے گھوڑے کو لگی اور اس راہوار نے بھی عرصہ عدم کو قدم بڑہایا اب تیسرے گھوڑے کی باری آئی اور آگے کو بڑہا قضا را خانمذکور کے پہلوے سینہ مین گولی آکر نکل گئی اس دلاور بہادر نے دامن فراہم کرکے کندہے پر ڈالا نظر مخالف سے پردہ کیا آگے کو قدم بڑہایا انگلشیون نے عین پس پا جو تین فوج کو نالہ مین بطور کمین کے قایم کیا اور محمد تقی خان نالہ کے سر پر متوجہ یورش تھا چونکہ دریاچہ مذکور پر عبور ہو یہ کوئی گھات تجویز کر رہا تھا اسیوقت مین غنیم نے بہت مجموعی ہو کر ایکبارگی باڑہ ماری اس باڑہ مین اکثر ہمراہی محمد تقی خان کے جان نثار ہوئے جمعیت گھٹ گئی اور ایک گولی حسب تحریر پیشانی محمد تقی خان کی جبین پر لگی کہ فوراً اپنے ہمراہیون کے ساتھہ دینے کو خود بھی روانہ عرصہ عدم ہوا باقیماندہ لشکر پر شکست آئی اور سراسیمہ ہو کر سر بسر فرار ہوئے انگلشیون کو فتح نصیب ہوئی انگلشیون نے اپنے مجروح کو دوا کیلئے ڈاکٹر کے سپرد کیا اور خود دو تین روز متوقف ہو کر عازم پیشتر ہوا اسد محمد خان اس خبر سے مضطر ہوا بغیر اسکے کہ نوکر جمع کرے اور اسباب اور سامان عالیجاہ کا جو وہان تھا جمع کرے فراری ہو کر لشکر عالیجاہ کی راہ لی میرزا محمد ایرج خان سراج الدولہ کا سسرا جو کہ مرشد آباد مین عالیجاہ کی عنایت و صحبت سے محروم تھا میر جعفر خان کے استقبال ملازمت کو دوڑا اور جب الامر میر جعفر خان نے جیب پلٹ کر مرشد آباد مین

اوسکی منادی کرائی اور خود فاتح الاقبال بلدۂ مذکور کے اہالی و موالی کی تسلی کرنے لگا ۱۲ محرم ۱۱۷۷ ہجری روز
یکشنبہ کو میر جعفر خان مع فوج انگلشی داخل مرشد آباد ہوا اسیقدر خفیف سا تزلزل شہر مین واقع ہوا اگر کسی لچون نے
تھوڑی سی دست برد کی تھی میر جعفر خان چھ روز مہابت جنگ کے دولتخانہ مین جو مرشد آباد کا دار الامارہ مقرر ہوا تھا
فروکش رہا ساتوین دن سحر کو مطابق ہجدہم محرم سنہ مذکور مع فوج انگلشی بعزم جنگ باہر نکلا

عالیجاہ کو محمد تقی خان بہادر کے قتل کی خبر ملنا اور دوسری فوج بھیجنا اور آثار ادبار

میر قاسم خان محمد تقی خان کے قتل کی خبر نواح کنوہ اور بیروہ ان مین سنکر مضطرب ہوا اور شیخ ہیبت اللہ وغیرہ
افواج متعینہ سابقہ کو حکم توقف رشوتی مین دیکر اسد اللہ خان ولد میر حسین خان کو جو فوجدار تربہٹ شمالی کا تھا
مع شش ہزار سوار اور بالکار اور سمرو کو مع سات آٹھ پلٹن اور سولہ توپ اور میر ناصر داروغہ باندار ان کو علی الفور
فوج مذکور کی نزدیک بھیجکر حکم دیا کہ سب لوگ باتفاق میدان سوتی مین فوج مخالف سے رزم آور ہوں اور شیر علیخان
فوجدار پورنیہ کو بھی جو کہ ادنی متوسلان معز الدین حسین خان ولد سیف خان میں تھا اور عالیجاہ کے وقت مین
ترقی پاکر کے بجائے صولت جنگ اور سیف خان کے تمام پورنیہ کا فوجدار ہوا تاکید ہوئی کہ عبور گنگا کر کے شریک
اسد اللہ خان وغیرہ فوج متعینہ کا ہو اسد اللہ خان اور شیر علیخان وغیرہ مع فوج کوچ کر کے شیخ ہیبت اللہ سے میدان
سوتی مین ملحق ہوئے

میدان سوتی مین لڑائی عالیجاہ کی انگلشیو نسے اور مغلوب ہونا

روز سہ شنبہ بیسوین ماہ محرم کو مقابلہ طرفین ہوا بالکار ارمنی اور سمرو نے سرک پر صف آرائی کی اور اسد اللہ خان
انکے دست راست آٹھ نو ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادہ سے استادہ ہوا اور دونوں فوج کے پہلو مین
شیخ شیر علیخان دو تین ہزار نفر سے مستقل ہوا وہ فوج انگلشی جو تین ہزار سے زیادہ نہو گی صف آرا ہوئی کہ پیچھے
توپ چلنے لگی فوج انگلشی قدم بقدم بڑھتی آتی تھی اسد اللہ خان کو دعوی بہت تھا اپنی فوج لیکر یمین کیطرف
متحرک ہوکر نصف میل یا کچھ زیادہ راہ طے کر گیا اس ضمن مین فوج غنیم نے سمرو اور بالکار ارمنی پر غلبہ ظاہر کیا
اسد اللہ خان مع رفقا کے بداعیہ یورش غنیم کے پہلو سے نمودار ہوا جب اسیر ائے متفق ہوئی میر بدر الدین خان
رسالدار نے مع اپنے رفقا کے علیحدہ ہوکر اسد اللہ خان سے کہا کہ ہم تمہاری نعرہ کے منتظر ہین جسوقت گھوڑے
چھوڑینگے انشاء اللہ ہمین بھی پیشتر جانے دیجئے یہ کہکر گوش بر آواز ہوا جب نعرہ اللہ و اکبر اوس مجمع کثیر سے گوش زد ہوا
اور دیکھا کہ فوج مذکور اپنی جگہ سے متحرک ہوئی تو وہ سوار ہمراہی سے دشمن پر جاگرا اور اوسکے دست چپ سے
میر ناصر داروغہ نے یورش کر کے فوج غنیم پر عرصہ تنگ کیا تلنگہ مقابل میر بدر الدین خان کے کمتر ایک پلٹن سے تھی
الیس پا ہوکر دریا مین جو پیچھے تھا جا گرے اضطراب کے مارے نزدیک تھا کہ غرق ہو جاوین مگر پانی کمر اور چھاتی

تک تھا بعض ہمراہی میر مذکور کے مجروح و مقتول میدان مین گرے تیرہ نفر ہمراہ تھے بندوق کی گولی اوسکی
گھوڑے کے لگی اور اوسکے بھائی کا بھی گھوڑا اوسی مقام پر گرا اور اسد اللہ خان کے پیش قدمو نسے بھی اکثر
کشتہ اور بعض نیمجان بسمل گرے باقیماندہ مجروحون کی تڑپ دیکھکر جرأت ہار دی دور سے میر بدر الدین کے
روبرو کھڑے ہوے اور میر بدر الدین کی روبرو ایک سد حایل ہوئی جسکا خندق پانی سے لبریز اور اوسکی مٹی روبرو پہراتی تھی
یہانسے نکل نسکتا تھا کہتا تھا کہ ہر چند آواز دی اور اشارہ کیا کہ اسد اللہ خان مع سواران برق اندازکی
پہونچکر تلنگون پر توپ لا دی مگر اوسکی جرأت نہوئی اور سرداران انگلشی کی فرصت پاکر سر نو سے آرایش صفوف
اور توپ کی کرلی اور دوسری طرف میر ناصر وغیرہ جو ہجوم لائے تھے بسبب نہ پہونچنے مدد کے کچھہ نکر سکے
بہرطور دیر تک مقابل غنیم کے دست بگریبان کھڑے رہے فوج مخالف جو انکے روبرو تھی حسب الحکم بیجر اوس کی
اپنے بندوق چھتیالین اور سنگینون کی نوکین مانند دندانہ سین کی برابر چندین تاکہ دشمن کو اونسے گذرنا
ناممکن ہو بندہ نے اس احوال کو اپنے کانون سے زبانی کرنیل گاڈرڈ اور معتمدین طرفین کے سنا جنرل گاڈرڈ
جو اوسوقت مین کپتان یا لفٹنٹ تھا کہتا تھا کہ اگر جنگ سوتی مین عالیجاہ کے لوگ ہمکو عبث چندروز
میدان مین مصروف تگ و تاز رکھتے تو ہمارا کام تمام ہو جاتا جب تھوڑی دیر مدد کے انتظار مین گذرا اور پیشقدمونکی
پاس کوئی ایسا حربہ نتھا جو اسقدر فاصلہ سے مخالف پر وار کرین ہر چند اشارہ اور آواز سے پس ماندون کو
طلب کیا مگر کسی نے اونکی مدد نکی اس حال سے نصرت و فتح سے مایوس ہو کر کمال افسوس مین تھے کہ اسی
ضمن مین کپتان نے فوج مقابل مالکار امینی اور سمرو مخالفون کی مغلوب دریافت کرکے دو تین کمپنی تلنگونکی
انکی مدد پر بھیجی اور ادہر جب یہ دیکھا کہ ہمارے مخالفون کی مدد کو کوئی نہ آیا جسارت کرکے جواس درست کیے
میر بدر الدین اس کو دیکھکر مع رفقا کے عرصہ کارزار سے واپس ہوا باقیماندون نے بھی اوسکے پیچھے آبروسی
ہاتھہ اوٹھایا اور میر ناصر وغیرہ جہالت کرکے وہین ٹھہرے رہے اور فوج ہذا انگریزی سے جان نثار ہوئے
مالکار اور سمرو خود پیشتر سے فرار ہوگئے تھے مخالف کی فتح ہوئی اور فوج مفرور عالیجاہ کے ہری ستانے سے
قطع راہ کرکے دریاچہ او دہو اتک جو انہین دنون کو عالیجاہ نے آراستہ اور مستحکم کر رکھا تھا بھاگ کر
اقامت گزین ہوئے وہان کی فوج مع جماعہ مفروریان کے یکجا منضم ہوئی عالیجاہ کو جب خبر پہونچی نہایت
مشوش اور متردد ہونے لگا

نقل عجیب متضمن حفظ قادر رقیب

کرنل گاڈرڈ بہادر جو کہ اب جنرل اور سالار فوج متعینہ صوبجات دکن اور گجرات کا ہے بندہ مونف سے
مذکور و بیان کرتا تھا کہ جملہ مجروحان فوج عالیجاہ مین سے ایک شخص تھا جسکے سر پر زخم تلوار اس ترح اُس سے

لگاتھا کہ وسط کاسۂ سر مین کا انگردونون شقیقہ سے نکل گئی تھی ڈاکٹر کو امید شفا نتھی بلکہ مردون مین سمجھتا تھا اور وہ بیہوش تھا چونکہ سانس جاری تھی لاچار اوسکو بہی زخمیون کے ساتھ اوٹھا لائے اور زخم کو چتھیڑہ سے باندہ دیا تیسری روز جب مجروحون کی دید کو گیا دیکھا کہ مجروح مذکور چاق مدار یہ حقہ اوڑا رہا ہے اور جراحت مندمل حاجت مرہم نہین البتہ بصارت سے محروم ہوگیا ہی

خبر شکست سوتی کی عالیجاہ کو پہونچنا مال ومتاع اور متعلقون کو قلعہ رہتاس بہیجکر خود عازم جنگ ہوا المال ہیم ویاس سی

عالیجاہ نے جب محمد تقی خان بہادر کے قتل کی خبر سنی اس فکر مین ہوا کہ مال اور متعلقون کو قلعہ رہتاس روانہ کرے بہت سی عورتین جو بضابطہ لڑائی ہند کے اوسکی مکانین جمع ہوئی تہین اکثرون کو جنہین قابل طلاق سمجہتا تھا حکم دیا کہ جدہر چاہین چلی جاوین اور اپنی بی بی بنت میر جعفر خان کو مع دیگر زنان پسندیدہ کے اور نیز مال ومتاع کشتی اور گاڑی اور ہاتھی اونٹ پر بار کر کے مصحوب میر سلیمان خانسامان اور راجہ نوبت رائے اور بعض معتمد ملازمان کے قلعۂ رہتاس کو روانہ کیا اس سبب سے تہوڑا انقلاب ملازمان قابو طلب اور نوکران بے ادب کے دلمین پیدا ہوا لیکن خوف کے مارے کچھ تبدیل وتغیر بند وبست وانتظام مین نکر سکے جب خبر شکست پائی اپنی فوج کو مقام سوتی مین پہنچنے سے مضطرب ہوا قلعہ مونگیر سے بابت فوج متعینہ درباچہ اودہوا کے نکلنا چاہا مخفی نرہے کہ دریاچہ اودہوا راج محل کے جنوبی پہاڑون سے جاری ہوکر گنگا مین ملا ہے نہایت عمیق اگر اوسکے کنارے صحرائی خار دار ہی اور بجز ایک پل کے جو عالیجاہ سے بنایا تھا کوئی راہ نہین ہے عالیجاہ نے دریاچہ مذکور کو چند قدم پیچھے چھوڑکر اوسکی آگے خندق عمیق طیار کیا اور ایک سد اوسپر نہایت مستحکم بنا ہے اور کوہستان سے متصل کر دی اور علاوہ اوس خندق کے ایک جہیل بہی پہاڑون سے نکلکر نزدیک دریای گنگ تک ہے اور اوس خندق پر خام پل باندہکر سد مذکور مین بطور قلعہ کے راہ پیچ بنائی کہ آمد رفت اوسی راہ سے ہوتی ہے اسکے سوا کوئی راہ لگانے کو ہر عبور کو نہین ہے ہان اگر چاہی گنگا سے عبور کرے مگر یہ بہی درصورت مزاحمت کے متعذر ہی لہذا جائے مذکور کو عالیجاہ نے استحکام ویکبدافعہ انگلشیہ کو موقع مناسب سمجہا اور افواج متعینہ کو نہایت تاکید حفاظت صادر کی اور تاریخ سفر مقرر کر کے پیش خیمہ روانہ کیا اور احضار لشکر کو حکم فرمایا

برآمد ہونا عالیجاہ کا فوج اودہوا کی اعانت پر اور اکثر مقیدونکا قتل ہونا

جب عالیجاہ نے کارسازی سے فراغ پایا ۱۴ محرم ۱۱۷۷ ہجری کو قلعہ مونگیر سے وقت شب بساعت معہود نکلکر داخل لشکر ہوا چونکہ اسکے مزاج مین سفاکی بدلالت گرگین خان کے بڑہگئی تھی اندتو نمین بوادید حال قیدیان کرکے اور اونکی طرف سے اندیشناک ہوکر خوالان قتل ہوا ہرچند بیچارہ قیدیون کے نام معلوم نہین مگر اسقدر جانتا ہے کہ ایک گروہ

کثیر تھا جملہ عظماے مین راجہ رام نراین ناظم عظیم آباد اور راجہ راج بلبہہ دیوان مہابت جنگ نائب ناظم عظیم آباد مع چند
فرزند دلبند اور راے رایان امید رام مع فرزند اور راجہ فتح سنگہ اور راجہ بنیاد سنگہ زمینداران ٹکاری اور شیخ عبد
جو پورنیہ مین قید تھا مع دیگر زمینداران اور ماموران کے قید حیات سے خلاص کئے گئے رام نراین کو بندھے سنا
کریالو کا بڑا گڈا اوسکے گلو مین لٹکا کر غرقاب کرایا اور شاید کہ اور لوگون کو اسیطرح دریائے عدم کے کنارے لگایا اور
جماعہ انگلشیہ کو نہایت احتیاط سے محبوس رکہا تھا ہر چند کرگین خان انکے قتل مین بہی مستعجل تھا مگر عالیجاہ کچھہ اپنی مصلحت سمجہکر
اس بارہ مین اوسکی ہٹ نہ سنتا تھا اور سپاہ ہند موجب اپنے ضابطہ کی کہ رکہتے ہین فوراً اسوقت نازک دیکہکر تابع
کرو انگلشیہ یعنی عالیجاہ دیدہ ودانستہ ٹالنے لگا تا آنکہ آہستہ آہستہ مع فوج کے دریائے چنپانگر پہونچکر مقیم ہوا اور افواج سابقہ
اور لاحقہ مورچہ اودہ ہوا پر مستعد ہوکر سد راہ انگلشیہ ہوئے اسی ضمن مین جب انگلشیہ کی لڑائی محمد تقی خان سے ہوئی تہی
عالیجاہ جو پائے مردان شجاع تھا آرزو کی کہ کامگار خان مین بہی اپنا رفیق ہو علی ابراہیم خان کو اس مقدمہ مین
واسطہ کیا خانمذکور نے اپنی کوشش سے اوسے حاضر کیا مصرف لائقہ اوسکے لئے معین ہوا سفر تا چنپانگر مین ہمراہ تھا
جب چند روز اسجگہ گذرے کامگار خان کو کرگین خان نے تا لہ او دہ ہوا جانیکو کہا کامگار خان نے جوابدیا کہ وہان پر
احتیاج سے زیادہ فوج محض بیکار بیٹہی ہے اگر مین بہی گیا او نمین شریک ہو جاؤنگا بہتر یہ ہے کہ کوئی رئیس دولتمند
اونکی سرداری مین جاوے تاکہ حاضر رہین اور اوسکے زیر حکومت کار سرکار مین مصروف ہون اس جواب سوال مین
طول ہوا کامگار خان نے رنجیدہ ہوکر کہا کہ تمنے ابہی جنگ نہین دیکہی بندہ جو کچھہ مناسب حال دیکہتا ہے کہتا ہے
کرگین خان نے آزردہ ہوکر عالیجاہ سے شکایت کی اور کہا کہ کامگار خان حسب اشعار علی ابراہیم خان کے
جنگ اودہ ہوا کو نہین جاتا ہے عالیجاہ نے اسکی تعلیم موجب علی ابراہیم خان سے اس بارہ مین چند کلام اشارتاً فرمائی
حاصل یہ کہ کامگار خان قضیۂ نامرضیہ کے انتظار مین لڑائی کو نہین جاتا ہے یہ ارادہ رکہتا ہے کہ اگر نوعدیگر ہو تو بالکل
تہا کو غارت کرے کرگین خان کہتا ہے کہ شاید آپکے حکم کا انتظار رکہتا ہے علی ابراہیم خان نے عرض کیا کہ اسکی
تدبیر آسان ہے بندہ کو نظر بند کرکے کامگار خان کو جو منظور ہو حکم دیجئے عالیجاہ عذرخواہ ہوا تب علی ابراہیم خان نے
جو سوال جواب کرگین خان اور کامگار خان کے درمیان مین گذرے تہے بیان کئے عالیجاہ نے بہی رئیس
مطاع کا جانا واسطے لشکر اودہ ہوا کے مناسب جانا اور کہا کون ہے علی ابراہیم خان نے التماس کیا کہ بجز
کرگین خان کے دوسرے کو یہ مرتبہ حضور نے نہین دیا ہے الا شاید کہ وہ نجائے عالیجاہ نے کہا کیا وجہ علی ابراہیم خان
ملتمس ہوا کہ اچھا امتحان لیجئے عالیجاہ نے جب کرگین خان کو تکلیف سفر دی اوسنے جوابدیا کہ احوال
اودہ ہوا کا جو کچھہ ارشاد ہوتا ہے واقعی ہے اور مینے بہی سنا ہے مگر بندہ نے اپنا پیر حضور کے سیر مین باندہا ہے
اس واسطے کسی مین حضور کو تنہا نہین چہوڑتا بہر صورت کرگین خان رہگیا اور کامگار خان کو علی ابراہیم خان نے واسطے

شیخ محمد نامی اپنے بیٹے کے ہمراہ مع جماعت کے راہی کیا تاکہ وہان جاکر مفسدہ و شورش ہو اور افواج انگلستی کو پریشان
کرے کہ بسبب خراج اتفاق بلوائی ہی قبل اسکے پہونچنے کے اودہوا کا فیصلہ ہوگیا اور شدت برسات اور طغیانی دریا و ندی
اور جہیل وغیرہ سے جو بنگالہ میں کثرت سے ہیں شکست کار کی راہ مسدود ہوئی چاولی کی فرصت نہ پائی اور بعد شکست اودہوا
کے لشکر کارخان ہوکر اپنی جگہ پر آیا اور لشکر عالیجاہ میں مل رہا اسی وقت میں کہ عالیجاہ دریا چنپا نگر پر مقیم تھا نجف خان
جو اقربا سے میرزا محسن برادر صفدر جنگ کا تھا اور اودہوا نجف خان صمد الصمد ایران اور بالفعل سپہ سالار سلطان ہند امیر الامرا
شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ سے نفاق سے عاجز ہوکر مع چند رفقا کے لشکر عالیجاہ کے پاس آیا اسنے اسکو
جدا کرکے کمک اودہوا پر مامور کیا

لکھنا روح الدین خان بہادر کا لشکر عالیجاہ سے اطلاع اور فتح کرنا ضلع پورنیہ کو

اس حین میں ہمین میر روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف سیف خان بن امیر خان صوبدار کابل
جو ہمراہ عالیجاہ کے موکب میں تھا گو وجہ لائق نہیں پاتا تھا بلکہ تھوڑی سے خبرگیری نہوتی تھی جس کے سبب سے نہایت
عسرت میں اوقات کٹتی اور اسباب بیچکر اوقات گذاری کرتا تھا تا انکہ فرصت پاکر کشتی مختصر کہ بہم پہونچائی
اور ملاحون کو انعام ہمیشہ دیکر لیا اور کنارہ دریا گنگا کے گوشون میں رفاقت عالیجاہ کے نام سے رہا کہ استعفا
اور عالیجاہ کا انجام کار دیکھے اسطرح تاکہ وہان کل دو ستو نفسے بے خبر پورنیہ کو گیا اور پوشیدہ تاریک شب میں
محمدی بیگ اپنے باپ کے پیرزادے کے گھر جا اترا اوسنے اپنی جان اور سپہدار جنگ کا خوف کہایا
عالیجاہ کی دہشت سے ڈر کر اپنے مکان میں بلکہ پورنیہ میں اوسکا رہنا نامناسب سمجھکر کہا کہ چلے جاو سپہدار
اوسی کشتی پر سوار ہو کر دیہات کو جو قدیم سے جو آبادی پورنیہ سے چار پانچ کوس دور تھا اور اوسی جگہ دریا
مذکور نہر سوہرا سی جو اوسکے نیچے جاری ہے ملا تھا اوسی دریا کے کسی گوشہ میں جا بیٹھا مع دو تین خدمتگار کے
نام تبدیل کرکے پانچ چھ روز بسر کی اور بعض ہرکارون کو مقرر کیا کہ نہر اودہوا کی لڑائی کا حال قبل اسکے
اوسکی خبر آشکار ہو مجھے پہونچانا جس وقت انگلستی ہندستان اودہوا پر غالب ہوئے اور نوکران عالیجاہ کی
شکست ہوئی اول اسکے خبر روح الدین حسین خان کو پہونچی اسوقت میں شیر علیخان فوجدار پورنیہ وارد اودہوا تھا
پورنیہ جالے اوسکے ہی دو بھائی چند لوگ سے دار الامارۃ کے دروازہ پر خس و خاشاک کیطرح پڑے تھے
اور زر خطیر قریب دو لاکھ روپیہ کے کشتیون پر لدا کیا اور واسطے ارسال خرچ لشکر کے سپہدار جنگ کی کشتی کی
قریب فروکش تھا اور چند پیادہ اوسکے محافظ تھے سپہدار جنگ خبر شکست مذکور پاکر سر شب پیرزادہ
کے گھر آیا چونکہ اوسکا باپ تیس برس وہاں کا عامل اور صولت جنگ کے عہد میں اوسکا داد تھا یہ دونوں
صورت سے مخدوم رعایا اوس شہر کا تھا اور ہزارون آدمی خاندان مخدوم کے اسکے باپ نے ہی نوکر اور

رہون احسان راضی و خوشنود رہے تھے اپنے دل مین یہ سمجھکر اکثر دوست و آشنالون کو جنپر اعتماد تھا
بلاکر ہر ایک سے کہا کہ جو کوئی آپ کے ہمراہ صاحب جرأت اور مسلح ہو آج کی شب ہر ایک کو میرے پاس لانا چاہیئے
تاکہ صبح بفضل خدا اس ضلع کے مسند ایالت پر زیب افزا ہون دوست لوگ چار طرف دوڑے یاران معتمد کو فراہم کرکے
حاضر کیا صبح ہوتے اکتیس نفر کم و بیش حاضر آیا اول تازکیوقت گوروپال سنگھ کو جو کہ اوسکا خانہ ان کا نمک پروردہ تھا اور
اوسوقت مین پورنیہ کا کار گذار متصدی تھا طلب کیا ... حاضر ہوا بھیجد اسکے آدمیون سے قابو مین لاکر
اسیر کیا اور خود سوار ہو کر بے خبر دار الامارت کے دروازہ پر آیا سیف اللہ کو کہ نمک پروردہ اسکے باپ کا تھا
ہوشیار کر کے ہاتھ پکڑ کر سیمدار جنگ کے روبرو لائے اوسنے بجز اطاعت اور گردن نہادن مبارکباد کے اور کوئی تدبیر نبکی
سیمدار جنگ نے دار الامارت مین جلوس فرما کر خلعت شایانہ و حسب الحکم ... حاضر ہو کر نذر
مبارکباد دینے لگے اوسیوقت معتمد لوگ بہیجکر خزانے کی کشتیان طلب کر لین اور ہرکارہ کے ہمراہ کسی معتمد کو
مع خط مبارکباد کے میر جعفر خان اور فرقہ انگلشیہ کے حضور مین روانہ کیا چونکہ میر جعفر خان کو ابھی عالیجاہ سے
لڑنا باقی تھا اس امر کو غنیمت سمجھکر سند پورنیہ کی اوسکے نام لکھ بھیجی سیمدار جنگ یاوری تقدیر سے مسند آرا ہوا
اور تا اوسط عہد نیابت نظامت مظفر جنگ کل برقرار اور بحال رہا

ذکر جنگ اودہوا اور فتح انگلشیہ اور عالیجاہ کے شکست پانیکا

عالیجاہ کی فوج بنظر استقامت دریا چہ اودہوا پر مدافعہ انگلشیہ کے واسطے مقیم تھی ہجوم توپخانہ اور برق اندازونکا حد سے
زیادہ ہوا اسد اللہ خان اور مارکار ارمنی اور ارالطون مع توپخانہ اور بندوق چقماقی اور محمد تقی خلف اکبر علیخان
تفنگ باشی اور عالم خان اور میر جعفر خان اور شیخ ہیبت اللہ اور میر ہیبت علی بخشی اور بعض فوج و رسالہ محافظ تھے
لیکن گذر مخالف دشوار سمجھکر اکثر اوقات خصوص وقت شب نہایت غفلت رہتی تھی اکثر لوگ جو نام سرداری اور
کسیقدر زرداری رکھتے تھے شراب نوشی اور تماشائے رقص اور عیاشی مین مصروف تھے اس عرصہ مین مرزا نجف خان
جب وارد ہوا بعض لوگ رفقائے میر محمد خان برادر اسد اللہ خان سے اور بعض اپنے ہمراہیون سے اور نیز عالیجاہ کے
ہمراہیون سے منتخب کر کے ہمراہ لئے اور مور چال اودہوا پر جا کر وہانکے کوہستان سے راہ بہم پہونچا کر ایک جھیل میں
پایاب راہ جو کہ سد یورش انگلشیہ تھی پیدا کی اور وقت شب اور صبح کی وہان سے نکلکر عین غفلت مین لشکرگاہ
انگلشیہ مین جاکر خیمہ گاہ میر جعفر خان کا لوٹا اور اوسکے لشکر مین سراسیمگی ڈالی اور میر جعفر خان مضطر ہوکر کشتی پر سوار ہوا
چاہتا تھا کہ اپنی کشتیون کا لنگر اوٹھادے کہ بعض فوج انگلشیہ نے پہونچکر تدارک کیا اور میرزا نجف خان یہ دست بردکا
کرکے اپنی جگہ کو لوٹا اور اسیطرح تگ و تاز جاکر رہی انگلشیون کو راہ کی تلاش ہوئی کہ یہ لوگ کہان سے آتے ہین
ناگاہ ایک سوار اور فرقہ انگلشیہ کا قبل اس ہنگامہ کے اپنے گروہ سے فراری ہوکر ملازم عالیجاہ ہوا تھا اور

ہوا نوقضا زبلہ مستمرہ کے جب وہ اونکے ہاتھہ پڑ یا مارا جاتا وہ شخص اس راہ سے ماہر تھا انگریزات کو بنا بر
احتیاط اوسی راہ سے جا کر نشان بتا آیا اور خود جھیل کے کنارے آکر زبان انگریزی مین فریاد کرنے لگا کہ
بندہ فلان ہے اگر میرا جرم معاف ہو رہنمائی کرکے تم لوگون کو مورچہ پر پہونچا دون بعض سردارون نے آواز پہچانی
اسکو امان اور قسم سخت سے امان کا پیمان کیا بعد دلجمعی اوسنے آنکر ملاقات کی اور ایک شب مقرر ہوئی کہ وہ انکے ہمراہ
جائے اوس عرصہ مین زینہ وغیرہ اسباب یورش درست کیا منتظر معہود ہوئی وہ شخص ایک ثلث رات گذرے
پر پہونچا اور پلٹن گران ڈیل جسکا لفٹنٹ اوندلو نجین کرنیل کا ڈرڈ تھا اس کام پر مامور ہوئی اور علامت جا پہونچنے
مورچال پر باہم یہ مقرر ہوئی کہ جب وہ پلٹن وہان پہونچے مشعل مہتابی روشن کرے پلٹن گران ڈیل نے توشہ دان
اور بندوق کو سر پر رکھکر آدھی رات گذرے پر اوسی کی رہنمائی سے جھیل کو عبور کرنا شروع کیا اغلب کہ اوسکا پاٹ
ایک میل سے کم ہوگا اوس تاریک شب مین کمر اور سینہ تک پانی میں جاتے ہوئے دامن مورچہ مذکور پر پہونچے محافظ
خواب غفلت مین تھے انگلشیون نے زینہ لگا کر اوپر چڑھے کوئی خبردار نہوا تا آنکہ دم بدم سے بڑے لوگ اوپر
پہونچ گئے تھے اونہون نے بزخم سنگین اوسکا دم توڑ دیا جب کسیقدر لوگ ادہر پہنچ گئے صف آرائی کرکے مشعل
معہود روشن کی افواج انگلشی جو پل اور دروازہ کے مقابل منتظر تھی مجرد روشن ہونے مشعل معلوم کے
التہاب نایرہ جنگ وجدال مین مصروف ہوئی توپ و گولہ کی شرر بزیان شروع کردین ادہر سے اس پلٹن نے
محفوظین خفتہ بخت کو بے شک دبا لیا پہلے پہر مین گروہ کثیر مع محمد تقی خان بنگیاشی کے مجروح اور بعض مقتول ہوئے اور
میر ہمت علی خان بخشی فوج مقتول ہوا جو کوئی خواب غفلت سے بیدار ہوا خبر فرار کیطرف متوجہ ہوا جب احوال
بقیۃ السیف کا اس درجہ کو پہونچا فوج انگلشیہ جو دروازہ کے روبرو تھی اندر آکر مصدر رستخیز ہوئی لوگون نے
اس کراہیت مین دریاچہ مذکور کا سبیل کیا بعض تو شناوری کرکے سلامت نکل گئے بعض غریق گرداب فنا ہوئی سرداران
انگلشیہ کے اس سراسیمگی کو دیکھکر اپنا پہرہ پل پختہ دریا پر استادہ کیا فقط شمرو اور بالکا جو پیشتر چلے گئے تھے
محفوظ رہے باقی اوس خلق کثیر سے جو نہ آیا بحکم مستری لیجئے اونہین تلنگان پہرہ کے گہوڑا چہیا دیکر نہایت ذلت سے
سلامت چلا جاتا میرزا نجف خان نے چند ہمراہیون سے کوہستان کا راستہ پکڑا اور اسد اللہ خان پیادہ پا
دو میل گام فرسا ہوا بعدہ گہوڑے پر سوار ہوا پیش قدمان عرصہ فرار نے مع اسباب کے قطع راہ کی اور
پس ماندون نے بڑی مشکل سے رہائی پاکر مع برادر دوست لشکر عالیجاہ تک پہونچے شب دوشنبہ ۲۶
ماہ صفر ۱۱۷۷ ہجری کو یہ یورش ہوئی تھی اور چار گھڑی دن نکلے عالیجاہ کی فوج کو شکست ملی دوسرے
یا تیسرے روز اس شکست کی خبر عالیجاہ کو ملی اور عالیجاہ کی کمر شکست ہوئی تمام دن تو چار ناچار نہایت
پریشانی اور افسردہ دلی مین کاٹا رات کو حسب صلاح گرگین خان لڑائی سے واپس ہونا مناسب جانا

ٹھہر رہی رات رہے عالیجاہ بے اسلئے کہ کسیکا منہ دیکھے مونگیر کو معاودت ہوا فوج بہی لاچار اپنے آقا کے
پیچھے مونگیر چلی آئی عالیجاہ نے یہان دو تین روز مقام کرکے جو قلیل اسباب قلعہ مین تہا ہمراہ لیا اور موجودات
سپاہ کے بنظر اپنے اقتدار اور بغرض امتحان اطاعت کے ملاحظہ کرکے بعد اطمینان فارغ البال ہوا اوسوقت میر ابراہیم
نے التماس کیا کہ دربارہ رہائی اسیران انگلشیہ کے پیشتر جو عرض کی تہی قبول نہوئی اب بہی اگر رہائی دیجاوے
تو بڑی نیکنامی ہے اگر یہ نامنظور ہو تو مردون کو رکہکر عورات کو بسواری بجرہ باحترام تمام اوس کے پاس بہیجدیجئے
اوسنے آزردہ ہوکر جواب دیا کہ گرگین سے کہنا چاہئے جب اوس سے کہا گیا وہ رنجیدہ ہوکر بولا کہ اسوقت کشتی نہین ہے
اور کچہہ متوجہ نہوا اب علیخان نام عربی کو جو نواح بغداد سے نہایت بزدل اور نامرد اور احمق گرگین خان کے رفقا مین تہا
مونگیر کی قلعداری مین مع دو پلٹن کے مقرر کرکے عظیم آباد کو نہضت کی مسٹر السن اور مسٹر چیمبر اور مسٹر لشنگٹن وغیرہ کو
ہمراہ قید لیگیا راہ کی صعوبت مخصوص نالہ رہوا کی لایق بیان نہین جسکی کیچڑ اور دلدل مین کیا رد و بدل ہوا اکثر لوگ نی
باندیشہ عبور پل کے جو کشتی کا نیا بنا تہا اور بغیر رکہد رہے جو موجب ہلاک اکثر حیوانات تہا ارادہ پیشروی تہا بندہ و
یوسف علیخان مرحوم خلف غلام علیخان مغفور اور میر بطارسی اور میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ باہم متفق ہوکر سبقت کرکے پل سے
عبور کرکے اور ایکروز وہان متوقف ہو دوسرے رات کو جسکی تاریخ یاد نہین سانحہ عظیم پیدا ہوا اور وہ سانحہ قتل گرگین خان تہا
جو بکمال ولع ہوا اور وہ اپنی بدباطنی کے مکافات مین گرفتار ہوکر ملک بقا کو راہی ہوا

گرفتار ہونا گرگین خان روباہ نشان کا گرداب اجل کی تہپیڑون مین اور آزاد ہونا قید ہستی سے اور قتل ہونا جگت سیٹھ اور اوسکے بہائی اور جماعۂ انگلشیان مقید کا موجب ظلم عالیجاہ

گرگین خان جو کہ تمام عالم کی دشمنی اپنے دل مین رکہتا تہا اور اپنے کو جماعہ انگلشیہ کا مقلد جانتا تہا چاہتا تہا کہ اضطراب اور
اطمینان مین یکسان ہمراہ رفقا کے رعب و سطوت سے بسر کرے اور یہ نہین جانتا تہا کہ انگلشیہ نے کس سبب سے ان دنون یہہ
دست قدرت پایا ہے اور ضوابط موضوعہ انکا کسیقدر طبیعت مین اس قوم کے بمنزلہ اصلیت کی ہوا ہی مصرعہ ان محققون و
تقلید سے بہت سی فرق مین یہ بیچارہ اپنی جسکی باپ دادا ہمیشہ تجارت پیشہ رہے اور دو روز کی دولت پر پہونچا کیونکر ممکن تہا
کہ غیر قوم کے آداب کا تقلید کرسکے یہ وہی مثل ہے ع لگا کوا جو چلنے ہنس کی چال * تو بہولا اپنی بہی وہ چال بیچال *
القصہ عالیجاہ رہوا سے دو تین کوس پر جاکر منزل گزین ہوا اور گرگین خان حسب عادت بعد تمام لشکر کے
پیچھے اپنے خیمہ مین تہا ناگہان دو تین ترک سوارون نے جو اوسکے ساختہ اور پرداختہ تہے اپنی تنخواہ مین کچہ طلب کیا اوسنی
تند و تلخ جواب دیا ترک سوارون نے نیرنگی زمانہ کی دیکہکر تقاضا بشدت کرنا شروع کیا حضرت کو پچہلا خیال
دماغ مین موجود تہا بولا اوٹہو کوئی حاضر ہے انکو پہرہ مین لیجائے انہون نے فرصت وقت پاکر جب تک خود
قید ہون بعوض ہاتہہ اسیر گرگین خان پر صاف کئے اور جلد اپنے گہوڑون پر سوار ہوکر جنگل کی راہ پکڑی اسکی نہ

خبر مشتہر ہوئی مانکار رہنی نے قاتلون کو گولی سے حدت دور باکر دوتین توپ چہرہ دار فیر کرائین اوسکی آواز
عالیجاہ کے لوگون کے کان مین آئی سمجھ دسمجھے کہ لشکر گرگین سے انگلشیون نے مقابلہ کیا اور عالیجاہ بھی یہی سمجھا الیس
فیل سوار ہوکر میدان کارستہ لیا گرگین کے لشکر مین ایک شور قیامت ہو رہا تھا عالیجاہ کے بھی لشکر مین اوسکا اثر آگیا
مردم لشکر مخصوص متصدی اور بازاری بدون دریافت حال کے رو بفرار ہوئے ارادہ کیا کہ پل رہوا سے عبور کرین
اور ایکدوسرے سے پیچھے ملازمان اور بازاریان نے آنا شروع کیا جو لوگ کہ پیشتر ہولوگون کے ساتھ آکر خیمہ زن تھے ان
تازہ واروون کو دیکھکر مضطرب ہوئے اسی ضمن مین شام ہوئی اور تمام فراریون کا ازدحام ہوگیا عمدہ لوگ مشعل کی
روشنی مین چلے آتے تھے بندہ کے رفیق مخصوص یوسف علیخان اور میرزا باقر گھبڑا کر مفروریون کے پاس استفسار
ماجرا کیواسطے آدمی بھیجے ہر ایک یہی جواب دیتا تھا کہ کہنے کی بات نہین ہے اس کلمہ نے اور بھی مضطرب کر دیا چونکہ
کسی شخص کو اصل ماجرا سے خبر نتھی اور عالیجاہ کے خوف سے اپنا اندیشہ نہین بیان کرسکتا تھا الیس وہی بات کہتے تھے
کہ جاے کلام نہین برابر عام کا ازدحام ہوتا جاتا تھا پل مذکور مراد آخرت کا نمونہ ہو رہا تھا بروقت عبور فیل ہوا راہکر
باہم کشتیان پل کی جو ٹکراتی تھین توپ کی سی آواز جسطرح دورسے آئے لوگون کے کانمین پہونچتی تھی اور یقین ہوتا تھا
کہ توپ کی لڑائی ہو رہی ہے اور یہی خیال تھا کہ انگلشی آپہونچے اونہون نے جنگ توپ شروع کی ہے تا آنکہ
یوسف علیخان کی یہ رائے ہوئی کہ تو بھی اسقدر رہنا چاہیے یا کیطرف کو چلا جانا ضرور ہے بندہ اور میر شطاری
مانع ہوئے جب قریب نصف شب کے گذری اور کیقدر آشوب کم ہوا بندہ نے ایک معتمد کو بھیجا اور سمجھا دیا
کہ پل پر کہڑے ہو کر منتظر رہیو جب کبھی لشکر سارا عبور کرین کچھ دور مشایعت کرکے اوسسے دریافت کرتے کہ
کیا ماجرا ہے اوسنے حسب فہمایش تعمیل کی جسوقت پالکی مخفوف مع دو سوار کے پہنچی آئی چند قدم ہمراہ جاکر سواریسے
دریافت کیا اوسنے احوال کو نقل کرکے کہا کہ گرگین خان کی لاش ہے بموجب حکم عالیجاہ کے دفن کرنیکو
لیجاتے ہین اس خبر کے سننے سے مطمئن ہوکر ہملوگون نے شب بسر کی صبح کو عالیجاہ بھی آیا اور اوسی مقام خیمہ زن ہوا
دوسرے روز بیشتر کوچ کیا اور قصبہ بارہ کی منزل مین جگت سیٹھ اور مہاراجہ سروپ چند کو قتل کرایا اور عظیم آباد کی
متصل جعفر خان کے باغمین جا اوترا اور اوس عرصہ مین اوسکا استحکام کرکے محمد امین خان کو مع فوج حراست چھوڑا
جب چند روز گذرے اور خبر آئی کہ جماعہ انگلشی قلعہ مونگیر مین متصرف ہوا شدت غضب سے سمرو کو حکم دیا کہ
اسیران انگلشی کی گردن مارے اوس سنگین دل نے باوجود اشتراک مذہب کہ کہ وہ بیچارا کسی فرقہ مختلفہ
عیسوی مین سے تھا بلا اکراہ قبول کیا اور آخر ماہ ربیع الاول یا اوایل ماہ ربیع الثانی ۱۱۷۷ہجری کو بمکان حاجی احمد
مرحوم مہابت جنگ جہان قیدی تھے اور اب وہ مقام قبرستان فرقہ مذکور کا مشہور ہے بیچاران نے دست و پا کو حرکت
بندوق بلاک کیا سینے مین آیا کہ اس بیڈھب وقت مین بھی اکثر قیدیون نے مستقل ہکر سینہ اور سنگ و خشت سے چند قیدیان

لڑکر جان بحق ہوے اور یہ بھی سنا گیا کہ دو تین روز قبل اس واردات کے بعض مخصوص لوگون سے خواہان بندوق
چقماقی اور توسدان کے ہوے تھے اور کہتے تھے کہ اگر دست چپ محافظون سے لڑکر نکل جائیے ورنہ با ابرو اکثرون کو
ہلاک کر جان دیجے غرض کہ بجز ڈاکٹر فلرٹن جو اکثر عمدہ اور امرا کا معالج ہوتا تھا اور عالیجاہ کے دوستون مین تھا کوئی زندہ
نہ بچا بندہ شب اول کی صبح کو دربار گیا الا قیدیون کے قتل اور ڈاکٹر کی سلامتی سے آگاہ تھا بعد سلام اور تھوڑیسی
دیر کے جب رخصت ہوا عالیجاہ نے ٹھہرا کر کہا کہ تمہارا آشنا آیا ہے بندہ چونکہ بے خبر محض تھا متحیر ہوا کہ کون آشنا
اور کہان سے آیا ہے پہر اوسنے کہا کہ خیر جائے مگر ہم طلب کرینگے بندہ بخوف علی ابراہیم خان کے خیمہ کے پاس اپنے
خیمہ مین مستعد آبیٹھا تھوڑی دیر بعد چوبدار آکر لے گیا میرے پہونچنے کے بعد تھوڑی دیر مین ڈاکٹر کو بلباس ہندی لائے اوسنے
چند روپیہ نذر دکہلائے عالیجاہ نے نامنظور کر کے کہا کہ ہمارے تمہارے یہ رسم نہین رہا اور بعد معانقہ کہا کہ اپنے
آشنا کے پاس بیٹھو وہ میرے پاس بیٹھ گیا عالیجاہ نے کہا کیون صاحب یارون سے چوری اور دوستون سے دغابازی
اپنی فوج انگلشی کو بیمارون کے حیلہ سے گہر مین رکہا اور ہر وقت ہماری لڑائی کو نکالا ڈاکٹر نے بکمال دلیری جوابدیا
کہ مینے ہرگز ایسا نہین کیا مرنے سے مین ڈرتا نہین مجھے بھی قتل کیجئے مگر اتہام تراسے اگر ثابت ہو آپ بھی اپنے قتل کو
راضی ہون عقیدتمند خان برادر امیر خان عمدۃ الملک زندہ اور حاضر تہا اسکا گہر ڈاکٹر کے دیوار بدیوار تھا ڈاکٹر نے کہا
یہ ہمارے ہمسایہ مین انسے تحقیق فرمائیے چونکہ یہ بات محض بے اصل تھی خانمذکور نے گواہی دی پہر آغاز مدارات
فرمایا اور کہا اگر کلکتہ کا ارادہ ہو تشریف لیجائیے اگر میری ہمراہی مین راضی ہو تو قیام کیجئے ڈاکٹر نے براہ ہوشیاری
کلکتہ کے جانے سے انکار کیا عالیجاہ جانتا تھا کہ شاید وہ جو شمس الدولہ کے پاس پہونچے صورت صلح کی پیدا ہو بندہ کو کہا
کہ تنہائی مین سمجہا دو بندہ ڈرا کہ ایسا ہو تنہائی کے سمجہانے سے بندہ کسی امر خلاف مرضی مین متہم ہو لیکن ناچار
سایہ سرا پردہ مین ڈاکٹر کو لیجا کر اوسکی مرضی بیان کی اوسنے متفکر ہو کر کہا کہ اب مصالحہ باوجود قتل مسٹر امیٹ کے
ممکن نہین علاوہ اسکے کل ایک جماعہ انگلشی کا قتل ہوا بندہ نے آکر یہ جواب عالیجاہ سے کہدیا عالیجاہ نے ڈاکٹر کو
خلوت مین بلایا اور بندہ اور علی ابراہیم خان کو شریک مشورہ کیا ڈاکٹر نے کہا کہ اب صلح ہرگز ممکن نہین اول تو خود
فوج جو راہ مین ہے مجھے نہین چھوڑتی اور کاشکے اگر بیشتر نکل گیا تو قتل مسٹر امیٹ کا ایسا نہین ہوا جو صلاح کی
نوبت آنے دے جب عالیجاہ ناامید ہوا فرمایا کہ خیر آپ جہان چاہئی قیام کیجے خلاصہ یہ ہے کہ اسکا ارادہ شہر مین
مصمم ہوا علی ابراہیم خان کو حکم ہوا کہ کوئی مکان تجویز کر دے اور چند محافظ مقرر تاکہ آمد و رفت بلا بہی
کسیکی نہ ہونے پاوے اور حاضری لیجائے ڈاکٹر نے میرزا امیت علی کی ضمانت دی بعد ضمانت
محافظ لوگ اوسکے دروازہ سے اوٹہا لئے گئے اور ڈاکٹر مطلق العنان ہوا عالیجاہ نے قلعہ
مونگیر کے فتح کی خبر سنکر عظیم آباد کے غرب رویہ قصبہ پہلواری مین جاکر خیمہ زن ہوا اور فوج مذکور اسطرح

ہوئی کہ جب انگلشی وہان پہونچے عزب علیخان نامرد قلعدار دو ہی روز مین ڈر گیا اور یہ طمع کی کہ اگر کچہہ ہاتھ لگی قلعہ انگلشیون کے سپرد کر دے اگر ہمراہیون کو اس رمز سے آگاہ کیا انگلشیون نے یہ خبر پائی چونکہ اخراجات عالیجاہ کی جلدی تھی تھوڑا سا روپیہ دیکر قلعہ لے لیا اور اپنا قلعدار وہان مقرر کیا جب اوربہی متصل آئے عالیجاہ پہلواری سے قصبہ مکرم کو جو سرائے شہر سے گیارہ کوس تھا اور بعد ویرانی اب مہاراجہ کلیان سنگہ ولد مہاراجہ شتاب رائے نے آباد کیا تھا جا پہونچا ہمیشہ دروازۂ مغربی کی راہ سے جسکی حفاظت اسکے ملازمان کے ہاتھ مین تھی اور ندی لبریز دشمن کا عبور شہر مین متعذر تہا دشمن کی خبر لیا کرتا تھا اور اسباب اور سامان واسطے اعانت چار سال عظیم آباد کے بہیجتا تھا اور انہین دنون مین احمد خان قریشی کو جو رام نراین کے عہد عزل سے مورد عتاب سمجھا مشمول عواطف فرما کر ملازم کیا اوسکی جاگیرات بہی واگذاشت کی اور کچہہ نقد بہی بطور مساعدہ کے لطف فرمایا میر ابو ولد میر قدرت الدین شاہ شکر اللہ قادری جو کہ اچہہ بہ روزگار اور لسبب اختصاص میر جعفر خان کے اسکی نظر سے گرا ہوا تھا اوسکے تقرب مین اکثر چاہتا تھا کہ رگین خان کی جگہہ پر مقرر ہو مگر اوسکی عشر عشیر مرتبہ پر پہونچکر مستمند مر حرب وجدال ہوا اور ملازمان عالیجاہ اوسکا تقرب دریافت کر کے اوس سے مدارا کرتے تھے شاید کہ فرصت دیکہکر عالیجاہ سے کہا کہ ڈاکٹر کو علی ابراہیم خان کے حوالات مین رکہنا مناسب نہین عالیجاہ متوہم تو تہا ہی علی ابراہیم خان کو کہلا بہیجا کہ ڈاکٹر کو دوسرون کے حوالات مین رہنا چاہیے خانمذکور نے عرض کیا کہ حضور کو یاد نہین بندہ نے بروقت اوخال ضمانت کے ڈاکٹر کے مکان سے اپنے لوگ اوٹہا لئے تھے اب جو صلاح ہو گی عمدہ ہو گی اور ڈاکٹر کو بہی اس حال سے اطلاع دی ڈاکٹر اس تبادل محافظان سے بدگمان ہوا اور لوگ بہم پہونچا کر اپنے دروازہ پر متعین کر کے سمجہا دیا کہ مردم میر ابو کے دخل نپاوین اور اون سے کہا کہ بدون حکم حضور کے ہم نہ اوٹہینگے میر ابو نے اس کلام کو ہرکارہ متعینہ شہر اور اپنے آشنا جماعہ دارون سے جیراً لکہوایا کہ علی ابراہیم خان کے لوگ ڈاکٹر کو نہین چہوڑتے کہ میر ابو کے لوگ محافظ ہون عالیجاہ بسبب تشویش کے خشونت تو نکر سکا مگر گلا پر مہرنکور کا علی ابراہیم خان سے درپیش کیا اسنے جواب دیا بندہ نے اوسوقت جیسا کہ عرض کر دیا ہے اپنے آدمی بلالئے تھے اور ڈاکٹر کو باختیار خود رہا کر دیا تھا ہمارے آدمی وہان کوئی نہین اور جو لوگ اپنے نہین ہمارا ملازم بتلاتے ہین اونکو پکڑ لا دین تا کہ میر ابو کے لوگ وہان اپنا کام کرین ڈاکٹر نے ولندیس کی کوٹہی مین جا کر ایک کشتی مخفی بہم پہونچائی اور اوسکے ملاحونکو انعام کثیر اس امر مین دینے پر راضی کیا کہ اوسکو حاجی پور مین فوج انگلشی مین پہونچا دے اور مع میر اہمت علی خان کے سوار ہو کر راہی ہوا چونکہ عالیجاہ کی طرف سے دریا کی محافظت تھی کہ کوئی اسطرف دریا سے اودہر یا کسیطرف بجانے پادے لوگون نے جب کشتی دیکہی اور معلوم ہوا کہ ڈاکٹر جاتا ہے شور مچایا جب تک اودہر کے لوگ کشتیوں کے لنگر اوٹہاوین

اور اوسکی خبر دیکر پہونچکین ڈواکتر اصف دریا عبور کیا اور وہ بہت مستعد افواج انگلشی سے جو ایک کشتی
اپنے جانب آتے دیکھی سوار کشتی ہوکر اوسکے حمایت کو آپہونچے اودہر کے لوگ ڈر کر واپس آئے اور ڈاکتر
سلامت جا پہونچا جب یہ خبر عالیجاہ کو پہونچی علی ابراہیم خان سے متہم ہوا مگر موقع کاوش نتہا ✤✤✤✤

فوج انگلشی کا قلعہ عظیم آباد فتح کرنا اور عالیجاہ کا بادشاہ و وزیر سے رجوع ہونا

افواج انگلش عظیم آباد پہونچکر راستہ بازار شرقی سے بیرون شہر اکر حویلی مین جو پشتہ میرزا خلیل کے نام سے
معروف اور اب گنج مشہور ہے توپین لگادین اور قلعہ بادشاہی کی دیوار جو گل و خشت سے بنی ہوئی
کہنہ تھی منہدم کردی اول صبح تہی کہ توپ او قنبارہ کے ضرب سے محافظان مقابل کو دور کرکے داخل شہر ہوئی
میر ابو علیخان برادر چچازاد عالیجاہ اور میر روشن علیخان بخشی برادر میر مدن جو چند ہزار سوار سے قلعہ کی
مدد پر مقرر تھے اول شام نزدیک شہر جاکر مہدی گنج اور بیگم پورہ سے داعیہ عبور رکھتے تھے کہ یکایک انگلشی
تلنگہ بعد غلبہ اور بہگانے محافظان قلعہ کے دروازہ مغربی سے کسیقدر برآمدہ ہوکر نمایان ہوئی اودہر
وہ لوگ بحواس ہوتے نزدیک شاہ مجنون کے تکیہ کے پہونچے تھے بمجرد مشاہدہ تلنگہ بلا دریافت کثرت اور
قلت کے رو بفرار ہوئے اور اس اضطراب سے پسپا ہوئے کہ بعض ہمراہی غرقاب دجلہ ہوئے اور بعض نے
کیچڑ اور دلدل مین پہنسکر شربت مرگ نوش کیا روشن علیخان بخشی بہی اوسی دلدل کیچڑ مین گہوڑے سے گرا
اور جو تا پگڑی نکل گیا اور اس فضیحت سے داخل لشکر ہوا عالیجاہ نے ناسازی زمانہ سے لاچار ہوکر نکلجانے کا
صلاح کار ہوا او قصبہ بکرم ہو محب علی پور آیا یہان پر میر عبد اللہ بالفت زن و زر و مال کے بے خبر لشکر سے جدا ہوا
اور ہزار خرابی گذاروں سے جان بچاکر نکل گیا اسیطرح اکثر قالو طلب لوگ اپنی اپنی راہ لگے احمد خان قریشی
جو حسب ضابطہ ہر زمانہ کے نوکر تھا کہا کرتا تھا کہ نجبا لوگ عالم رفاقت مین جنین اور خیان کرتے ہین
لیکن اب تین سال سے عالیجاہ سے مکدر تھا بعد ورود منزل شمشیر نگر کے رسد کے پہونچانے پر مامور ہوکر
اول سے داود نگر کو گیا اور عالیجاہ شمشیر نگر سے شیخ پورہ کے مقابل جو موضع افغانی ہے دریائے سون کو
پایاب عبور کرکے تلی تہوک آبادی تاجران عراقی مین مقیم ہوا اور مال اور اسباب اور متعلقون کو قلعہ
رہتاس سے طلب کیا میر سلیمان خانسامان معتمد علیہ نے خلاصہ اموال اور نقود اور جواہر کو مع
اوسکی بی بی اور دیگر لواحقین کے لاکر داخل لشکر کیا اور اسی جگہ پر میرزا نجف خان جو نالہ اودہوا سے
کوہستان کا راہگیر ہوا تھا ملک مین سے نکلکر داخل لشکر عالیجاہ ہوا اسوقت شورہ اختلاف
رائے ظاہر ہوا میرزا نجف خان جو کہ شجاع الدولہ کے مزاج ورویہ سے آگاہ تھا اوسکے پاس
جانے پر راضی نتہا اور کہتا تھا کہ اودہر نجائے بلکہ خود بدولت مع متعلقان کے قلعہ رہتاس مین رہے

اور مجھے مامور جناب انگلشی کیجے تاکہ فوج منتخب کرکے انگلشیون سے گرم جنگ ہون مجال آرام اور فرصت انتظام
مذون تاکہ جس کا نصیب یاور ہو جلوہ گر ہو عالیجاہ عدم موافقت آب ہوائی رہتاس اور نیز دیگر چند وجوہ سے اس مطلب کو
نہین پسند کرتا تھا میرزا نجف خان نے کہا کہ اگر یہ صلاح نامنظور ہے براہ تبدیل کہنہ عازم دکھن ہوجے اور دکھنیونکی
موافقت سے چارہ کار کیا جاوے عالیجاہ دوری راہ اور اپنی اجنبیت اور نیز اونکی بدمزاجی سے جو اکثر لوٹ مار
کرتے ہین اس تدبیر پر بھی راضی نہ ... بادشاہ اور شجاع الدولہ سے رجوع بہتر سمجھی اور خطوط میرزا شمس الدین کے
بھی اسی رائے مین آئے اور میر... ن نے بھی اپنی غرض کو اسیطرف دلالت کی میرزا نجف خان اس رائے سے
عازم ترک رفاقت تھا ہنوز کوئی بات منتج نہوئی تھی کہ عرضی احمد قریشی کی بدینمضمون کہ فرقہ انگلشی محب علی پور تک
پہونچکے مفتوح مطالعہ ہوئی اس خبر دروغ سے عالیجاہ کو نہایت تشویش ہوئی اسی ضمن مین دوسری عرضی
خانندکور کی پہونچی کہ انگلشیون کی ایک فوج جلد رو راہ گنگ سے بھیجا چاہتے تاکہ زمینہ مین پہونچکر سدراہ لشکر ہو
اور ادہر اپنے محالات کے زمینداروں کو اشارہ کردیا کہ اوسکے لشکر کے اسباب لبس مانده وغیرہ پر متصرف ہون
اونہون نے حسب الایما کارروائی شروع کی ادہر لشکر کے فراریون نے متوحش خبرین پہونچادین
عالیجاہ نے باضطراب تمام باوجودیکہ ارادہ قیام رکہتا تھا اور اوسوقت پہر دن چڑہا تھا مگر لاچار کوچ فرمایا
والد مرحوم نے ازراہ شفقت بندہ کو طلب فرمایا کہ اب رفاقت کا موقع نہین لازم کہ ہمارے پاس
آکر رہو چونکہ بندہ کی جو آشنائی صاحبان انگلشی سے تہی اسی باعث سے عالیجاہ سرگران تھا لیکن فقیر نے
بپاس رفاقت علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ کے یا نہلی کسی ہلمن آرامگاہ کے ترک رفاقت
نامناسب جانی عالیجاہ شام کو سہسرام پہونچا صبح وہان سے بمقام سانوٹ بہنا دریائے درگاوتی کے کنارے
گیا خزانہ مین جو لوگ تنخواہ پاتے تھے وقت شب طالبان تنخواہ نے بسبب نملنے تنخواہ کے متعدیون سے سخت کلامی کی
شور برپا ہوا ایس طالبان تنخواہ نے ہائے ہوئے مچائی لشکر مین ایسا شور اٹھا کہ عالیجاہ مضطرب ہوکر مسند سے دروازہ تک
ننگے پیر آنکر کہنے لگا کہ ظاہر مین اس غوغا کا کوئی سبب نہین شاید کہ نمک حرامون نے کوئی شورش کر
رکہی ہے خیر خدا کو اچہا کرنا منظور تھا وہ شور رفع ہوا اوسکی صبح کو ڈیڑہ لاکھ روپیہ نقد اور پانچ ہاتھی
میرزا نجف خان کو جو شجاع الدولہ کے پاس جانے کو راضی تھا دیکر رخصت کیا اور خود
دریاچہ کرم ناسہ پر منزل گزین ہوا اسی عرصہ مین میرزا شمس الدین کا خط مع عہدنامہ مہری اور
دستخطی شجاع الدولہ کے جو قران کی سوگند پر تھا پہونچا اور عالیجاہ کیباعث ایسے ایسے فساد اور امور
بیہودہ کے کہ سوہان اوسکی جان اور پریشانی خاطر کا ہردم تھا اور اس سبب سے خواب وخورہا سے فراموش
ہوئے آخر الامر نجات اور خلاص اپنا اسی مین دیکہا کہ کرم ناسہ سے کوچ کرکے ملک راجہ بلونت جو داخل قلمرو شجاع الدولہ تھا بگذا جاتو ...

عبور کرنا عالیجاہ کا دریاے گنگ سے اور وہان متوقف ہو کر میر سلیمان خانساماں کو شجاع الدولہ کے پاس بھیجنا

عالیجاہ انگلشیون کے تعاقب کے خوف سے بنارس کے متصل پانچ چھہ کوس پر مقیم ہوا اور بندہ دوستون سے رخصت ہو کر بنارس آیا اور حضرت شیخ محمد علی حزین سے مشرف پابوس ہوا اور اپنے خالو سید عبد العلی خان بہادر کے مکان مین جا اترا چند روز کے بعد لشکر مین بہی آمد و رفت کرنا شروع کیا گاہ گاہ عالیجاہ کے حضور مین بہی جاتا تہا ایک روز بعوض رفاقت مین فرمایا کہ صاحب آپکے والد اور بہائی انگلشیون کے ساتھ خوش و خرم ہین آپ کیون میری ہمراہی مین تکلیف کرتے ہین اونہین کے پاس چلے جاوین بندہ نے بددل ہو کر عرض کیا کہ بندہ نے آپکی رفاقت مین کوئی خیانت نہین کی اور انگلشیون کے ساتھ وفاق پوشیدہ و نہان اور راہ ظاہر و باطن مراسلات او جاسوسی کہین نہین رکہتے اور میرا پیشہ نہین ورنہ سب لوگ بلا اجازت آپکے راہ سے ادہر ملگئے بندہ کا بہی کوئی مانع نتہا بآرام تمام اور بے خرچ اپنے باپ کے پاس جا سکتا تہا مگر نجابت اور اخلاص نے نچہوڑا کہ ایسی زشت حرکت کرون پس آمد و رفت دربار بند کر کے شیخ مبرور مذکور کی خدمتمین اکثر رہنے لگا اور بعض اوقات علی ابراہیم خان وغیرہ دوستان شفیق کی رفاقت مین

ذکر خیانت میر سلیمان کی عالیجاہ کے ساتھ اور چور الینا بعض کیسہ جواہرات کا راہ مین

اکثر نقود اور جواہر گران بہا کی تہیلیون پر جو سفید کرپاس کی تہین اور ہمراہ سواری زنانہ کے میانون مین رکہکر لیجاتے تہے میر سلیمان خانساماں ہر وقت لیجانے رہتاس کے مع بیگم عالیجاہ کے اور نیز ہر وقت معاودت کے آگاہ اور مختیار تہا شہرت ہوئی کہ ہر وقت لانے اسباب کے قلعہ رہتاس سے خیانت کی جواہر نفیس بیش قیمت لکہو کہا کا چرالیا اور عالیجاہ کو اوسکے شمار اور جانچ اور محاسبہ کی فرصت نتہی اس سبب سے محل مواخذہ کی بہی میر سلیمان ایسے نوکر سے رکہتا نتہا اور میر مذکور اون دنون مین فقیرانہ لباس سے عالیجاہ کے روبرو گریبان افسوس کنان کہڑا ہوتا تہا کہ آپکو کیونکر اس آنکہ سے بدنحالت دیکہونگا تا آنکہ جو شخص شجاع الدولہ کے طرف سے عالیجاہ کی دلجمعی کو آیا تہا اوسکے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس برسم سفارت گیا کہتے ہین کہ وہان جاکر راجہ بینی بہادر اور علی بیگ خان اور میرزا ابہلو سے جو ایام طفلی سے وزیر مذکور کا اتالیق تہا مع دیگر عملہ اور ارکان دولت کے بجز سالار جنگ کے جو میرزا شمس الدین کے توسل سے عالیجاہ کا مربی ہوا تہا ربط پیدا کیا اور ہر ایک کے مال خیانت سے تواضع کرکے اپنی ضمانت کا وسیلہ مستحکم کر کے مع تحریر دلجوئی عالیجاہ کے پاس آیا اور قبل اسکے آنیکے میرزا شمس الدین بہی مع رقایم وزیر کے جو نہایت عطوفت اور استمالت مین تحریر تہے

لیگیا تھا اور میرزا نجف خاں بوندیل کھنڈ میں پہونچکے بعد تھوڑے عرصہ کے لوگون سے اصلی عزت و تکریم کرکے اپنا رفیق بنا لیا عالیجاہ نے بعد آنے میر سلیمان اور سہولے اپنی بیگمی کے اور منتخب کرکے اپنے نوکرون اور ادائے خواہ ہر طرف لوگون سے کے عازم لشکر وزیر و بادشاہ ہوا بندہ نے ترک رفاقت کرکے بنارس مین اقامت کی کیونکہ بنابر ناخوشی مزاج جعفر خان سے کے جو عالیجاہ کے رفقا سے تھے اور رہنا اوسکا کرم ناسہ پر اور نیز یہی گمان کہ لوگ وزیر کی اعانت عالیجاہ کو دیتے ہین سعادت بجلدی تمام دور از حزم مد نظر ہوئی دوسرے شیخ حزین کی صحبت بھی غنیمت تھی زمانہ کی دوروئی تو حافظ سے خصوص امرا اور رؤسا مین نہایت مروج وزیر اور بادشاہ بھی عالیجاہ سے جھوٹھے وعدہ مدد اور اعانت کے کرتے رہے اور نیز انگلشیون سے بھی معاملہ ہوتا تھا چنانچہ راو شتاب رائے کو جو اول شجاع الدولہ کا نوکر تھا بعدہ راجہ بینی بہادر کی رفاقت مین رہکر بازبان دولت عالیجاہ کے لب لیگیا اور اب بھی راجہ مذکور کے رفقا مین تھا اور بینی بہادر شامیر جمع میرزا شمس الدین کے جانب سالار جنگ کے اور عدم مداخلت اوسکے اس کام مین اور نیز اپنے شعور سے جو اس آل انگلیشی مین رکھتا تھا اور اسی سبب سے ہر منزل حصول مراد عالیجاہ اور موجب تحریص معاملہ میر جعفر خان اور انگلشیان کا تھا واسطے انفصال بنام معاملات کے مع خلعت نیابت و مہربانی کے بھیجا دونون طرف سے اپنی اپنی حصول مدعا کی بازار گرم کرتے تھے میر جعفر خان نے راو شتاب رائے کے وسیلہ سے ایکہزار روپیہ بھیجکر عبد العلیخان بندہ کے خالو کو بدین سبب کہ عالیجاہ اوس سے بدل در عظیم آباد سے بنابر رفاقت راجہ نرائن مدد کیا تھا طلب کیا اور مورد لطف فرمایا اور اونہین دنون مین والد بندہ مع دیگر برادران بندہ کے میر جعفر خان کے لشکر مین بضرورت آیا اور ملاقات کی لیکن اس سبب سے کہ عالیجاہ نے والد سے

التفات کیا تھا میر جعفر خان چندان اوسسے راضی نہوا

ذکر پہونچنے عالیجاہ کا متصل لشکر شجاع الدولہ کے اور ملاقات کرنا اوس سے اور آنا وزیر اور بادشاہ کا عالیجاہ کی ضمانت پر مقابل انگلشیہ کے کمال کروفر سے

چونکہ بادشاہ اور وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر آلہ آباد کیطرف تھا عالیجاہ بھی حسب الطلب اوسیطرف کو راہی ہوا اور بعد ورود قریب لشکر و شہر کے کہ تین کوس کا فاصلہ باہم گر رہتا شجاع الدولہ مع دس بارہ ہزار سوار آراستہ کے استقبال کو آیا عالیجاہ اوسکے آنے سے مطلع ہوا اپنی پلٹنون کو آراستہ سر دروازہ سراپردہ سے پانچ میل تک دورویہ استادہ کیا اور خیمہ نہایت رفعت اور شوکت مین برپا کیا اور سرداران سپاہ اور عمائد بھی لباس پر تکلف سے حاضر تھے جب وزیر آیا دروازہ کے اندر سرے تک استقبال کیا حسب ضابطہ ہندوستان سلام ہوا باہم معانقہ کیا اور باتفاق ایک مسند پر جلوہ افروز ہوئے وزیر نے کلمات تسلی بہت سی کرکہ بادشاہ کی ملازمت کو

اپنے ہمراہ استدعا کی عالیجاہ نے اکیس خوان ملبوس مختلف القماش اور خوان جواہر نہ وامرا ور اقبال کوہ فیل پیشکش کئے اور باتفاق وزیر کے ملازمت شاہی کو گیا وزیر نے عالیجاہ کو اپنے ہاتھی پر سوار کرایا اور بعد پہونچنے لشکر کے مستفیض ملازمت شاہی ہوئے اور اپنے اپنے لشکر کو دونو صاحب واپس آئے دوسرے روز عالیجاہ وزیر کے بازدید کو روانہ ہوا اوسنے بہی مغلیہ ملازم کو حکم دیا تھا کہ لباس سقرلاتی پہنکر اور بندوق در دست دستہ دستہ سر دروازہ سے جہان تک گنجائش ہو استادہ ہون حسب الحکم تعمیل ہوئی اور ارکان دولت بہی اپنی اپنی خدمت پر حاضر تھے جب عالیجاہ داخل سراپردہ وزیر ہوا وزیر نے لب فرش تک استقبال کیا اور عالیجاہ کا ہاتھ پکڑ کے اپنے مسند پر برابر بٹھایا اور نہایت اشفاق سے امداد فرمائی کہ صوبجات بنگالہ اور عظیم آباد انگلشیون سے چہوڑا کر تمہارے حوالہ کر دونگا بعد چند روز کے عالیجاہ نے بصحابت علی ابراہیم خانکے یکدست زیور گران بہا جو لاکہون کا مال تہا واسطے والدہ شجاع الدولہ کے بہیجکر اونکو خوشنود کیا اور اپنی والدہ بنایا چونکہ شجاع الدولہ کو انفصال معاملہ بندیلہ اور تحصیل مالگذاری بعض پرگنات آلہ آباد کی منظور تہی اور راجہ بینی بہادر کی پیشتر بہیجکر منتظر حصول مراد تہا مگر بندیلہ مطیع نہوتے تہے اور خیال مدت مدید کا اوس جا ارین تہا اور عالیجاہ نہضت شرقی کو وزیر سے جلد خواستگار تہا اور انگلشیون کو فرصت دینا مناسب نہ جانتا تہا وزیر الممالک نے عذر معاملہ مذکور کا بیان کیا عالیجاہ نے کہا کہ اگر اسی کا انتظار ہے مخلص کو ارشاد ہو تاکہ کار سرکار کا انصرام کرکے جلد واپس آوے وزیر نے قبول کرکے رخصت فرمایا عالیجاہ جمنا اوتر داخل ملک بوندیل کہنڈ ہوا چونکہ توپہا سے بنا بر وضع فرنگ اور فوج قواعد دان ہمراہ تہی بینی بہادر سے پیشتر پہونچکر ایک قلعہ فتح کرلیا اور اوسکے عمدہ قلعہ کے پاس جا پہونچا چونکہ میرزا نجف خان اسکا ممنون احسان تہا اور بندیلون نے ترتیب فوج عالیجاہی کے برخلاف رویہ بندیلہ کے دیکہکر راضی بادائے زر واجبی ہوئے اور میرزا نجف خان کے وسیلہ سے معاملہ نے انفصال پایا اور وصول زر معینہ بہی الیتان حاصل ہوا عالیجاہ شادکام معاودہ ہوا اور لشکر وزیر سے آکر ملحق ہوا اب سفر شرقی کا ارادہ مصمم ہوا اواسط ماہ رمضان ۱۱۷۷ ہجری کو وزیر و بادشاہ اور عالیجاہ بنارس مین خیمہ زن ہوئے بندہ کو تخمیناً پانچ مہینے بنارس مین گذرے تھے کہ اس لشکر کا ورود ہوا اور دوستون کی ملاقات ہوئی کیونکہ عالیجاہ آخر ربیع الثانی یا اوایل جمادی الاول مین شکست پاکر بنارس آیا تہا اور ماہ مبارک کا اوسط یا آخر تہا کہ وزیر و بادشاہ کے داخل بنارس ہوا گیارہ لاکہہ روپیہ وزیر الممالک کا مقرر کرکے معین کیا کہ جسوقت بارادۂ انتزاع صوبجات شرقیہ کے گنگا پار ہو کر معمورۂ عظیم آباد مین داخل ہون ابتدائے سر روز ورود اوس سرزمین سے روپیہ ہر روز کا ماہوار دیا کرے اور اس مدت مین جسطرح سے ہوسکے لیجائے اور منتظر لطیفہ غیبی رہے کہ کیا پردۂ غیب سے ظاہر ہوتا ہے

فوج انگلشی مین منازعت ہونا و قتل رام نگر اور اون لوگونکا و ہان سے آگر سرکار وزیر مین نوکر ہونا

ہوشیر بدک فرانسیس مع اپنے ہم قومون کے رفاقت انگلشی مین تھا اور میر جعفر خان نے عالیجاہ کی لڑائی مین فوج سے انعام کا وعدہ کیا تھا جسوقت کرمناسہ پر بعد انقطاع تعاقب عالیجاہ کے مقامات ہوئے ایفائے وعدہ کیا زر موعود بھیجا بدک مذکور کو مع اپنی قوم کے اوسی روپیہ کے بابت انگلشی سے جھگڑا ہوا حتی کہ مخالفت کی نوبت پہونچی بدک مذکور اپنی قوم کے ایکسو کئی نفر تھا مع ایک ضرب توپ یا شاید بلا توپ بندوق چقماقی لیکر کرمناسہ سے قبل ورود وزیر کے بنارس مین اور بعد روانگی عالیجاہ کے لشکر وزیر کو بلونت سنگہ زمیندار بنارس کے ملک مین آیا اور افواج انگلشی نے چند میل تعاقب کرکے بنا بر احتیاط کے کہ ایسا نہو کہین وزیر سے جھگڑا اوٹھ کھڑا ہو طرح دیگئے آخر الامر جماعہ مذکور مع سردار ہوشیر بدک کے ملازم شجاع الدولہ ہوئی تینون لشکر یعنی بادشاہ و وزیر و عالیجاہ کئی سردار شیخ مرحوم کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے تھے جناب شیخ مرحوم کے کلام سے خواہش ممانعت جنگ انگلشی بباعث نہونے انتظام فوج اور فقدان قواعد جنگ کے معلوم ہوتے تھے اور بندہ کو بھی رفاقت سے مانع تھا کبھی کہتا تھا کہ اس جماعت سے کوئی امر کی کارروائی متصور نہین ہے تنزل گردی کرکے عنقریب معاودت کرینگے بندہ کو آرزو سے پہونچنے اماکن مالوفہ کے خدمت شیخ مین نرہنے دیا بہرحال دریائے گنگا پر کشتی کا پل باندھکر عبور کیا اور بعد اندک توقف کے متحرک ہوا اور راجہ بلونت سنگہ زمیندار بنارس جو کہ مرد عیار اور اپنے فرقہ مین جرار اور اسقدر مالدار تھا کہ لوگ اوسکے اندوختہ کا حساب کروڑون سے زیادہ بتلاتے تھے ہرگز اسوقت تک شجاع الدولہ اور نیز اوسکے والد کے حضور مین حاضر نہوا تھا اب اس سفر مین باعتماد قول راجہ بینی بہادر کے جسکا وسیلہ سید نور الحسن خان بلگرامی ہوا تھا اور نیز ضمانت کل سرداران لشکر خصوص عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ اور راجہ بینی بہادر کے حاضر ہوکر مشرف کورنش ہوا اور اوسکی رفاقت مین شامل ہوا جو تین ہزار سوار اور کئی ہزار پیادہ تھے ہمراہ لے اس لشکر کے انبوہی اسقدر تھی کہ جہان تک نظر کام کرتی تھی مردم فوج کی دیدتھی لیکن بےخبری سردار اور عدم حفظ و ربط سے عین لشکر مین ایک دوسرے کو مار ڈالتے غارتگری کرتے تھے اور کوئی پرسان نتھا کوچ کے وقت جو لوگ ذرا بھی لشکر سے دور ہوجاتے نابکار لوگ نکلکر نہین قطاع الطریقی کرتے بلکہ مار ڈالتے لیکن لشکر کیا تھا گویا شہر کلان ایک جگہ سے دوسری جگہ متحرک تھا جو کچھ دار السلطنت شاہجہان آباد مین جو بند کا چشم و چراغ ہے میسر تھا اوس لشکر مین بھی موجود تھا بعض ہوشیارون نے وزیر کو سمجھایا کہ انگریزون سے لڑنا اس ملک کے قاعدہ سے مقرون صلاح نہین کیونکہ جسجگہ یہ لوگ صف باندھکر استادہ ہوئے گویا سد سکندر ہوئی اگرچہ

ہزار ہون پچاس ہزار ادسیسے مقابل نہین ہو سکتا مناسب وہ کہ چونکہ جیاولی مدت سے حضور کی
معمول ہے اور ملازمان رکاب ستے بہی اس فن مین مشق پہونچائی ہے جوانان خوش اسپہ معتمد
اور سرداران جانفشان منتخب ہمراہ لیجئے اور مخدرات کو مع بہیڑ و بنگاہ کے اس جگہ چھوڑیے باقی
فوج سے گذر کر بے اسکے کہ جنابعالی کی شہرت ہو جریدہ فوج انگلستیہ پر جا اسوقت متزلزل ہو کر بکہر سے
جاتے ہین دوڑنا چاہیے اول صبح قبل اسکے کہ مستعد ہو کر راہی ہون اونپر چڑہائی کرنا چاہیے اگر اونکی جمعیت
پریشان ہوئی فتح و نصرت ملی ورنہ جو ملین اونپر تغیرانی ہوا اور اسباب پس ماندہ جلا کر اور توپ دارا بہ
خراب کرکے تمام روز اونکا تعاقب کرکے رات کو صدمہ شبخون سے دور تر منزل گزین ہوجیے اسیطرح
حصار عظیم آباد تک پیچہا کئے جایئے اگر اسی رہروی مین انکا خاتمہ بالخیر ہوا فبہا ورنہ متعرض قلعہ نہوجیے
بسہرام پہونچکر مع جمعیت لایق مقام کیجیے اور بعض فوج کو سرداران شجاع ہوشیار کے ہمراہ سرکار شاہ آباد یعنی
یا کہ آرہ کے مقامات سے عبور گنگا کراکر مامور کیجیے اور ہر جانب کے لایق عمال تجویز کرکے خلعت و سند
دیکر رخصت دیکر حکم دیناکہ دلجوئی اور حسن سلوک مین ساعی ہو کر کسی رعایا کو رنجیدہ نکرین اور محالات
مذکورہ کا بندوبست نہایت تخفیف مین کرین تاکہ زمیندار اور رعایا کی تالیف قلوب ہوا اور لوگون کو متوحش
نکرکے تمام قلمرو بنگالہ مین جو بہت دور نہو عمل دخل کرین او ایک فوج عظیم آباد کیطرف چھوڑ کر اوسیطرح
اوسپر بہی عمال مقرر کئے جاوین اور دریا کے دونو طرف دونو فوجین گشت کنان رہین تاکہ جو کشتی شہر قصبے
عظیم آباد کو عازم ہو جسطرف سے ملاح لے جاتے ہون اوسیطرف کی فوج آوے کشتی کو غارت کرے
اور غلہ وغیرہ سامان رسد حصار عظیم آباد مین داخل نہونے پاوے اسیصورت مین اس فرقہ کو
اضطراب بکمال صادر ہوگا اور بجبر کلکتہ بہاگنے کے اور حصار عظیم آباد کے چھوڑنے کے کوئی
تدبیر نہ کر سکینگے بعد ازان جو کچھ مناسب ہو عمل فرمائیگا وزیر برگشتہ التقدیر کو یہ تدبیر کہ فی الحقیقت
راست تہی دلپسند نہوئی اور دربارہ جنگ کے جو کوئی کچھ تدبیر یا صلاح عرض کرتا ہرگز اوسکی نسنتا
چونکہ ابدالی کی لڑائی دیکھی تہی اپنے تئین اوسکے مقلد و یمین جانتا تھا اور جواب دیتا تھا کہ جنگ کو
میری رائے اور سلیقہ پر چھوڑنا چاہیے چونکہ جماعۂ انگلستیہ اور انکی فوج نہایت کم اور خرچ سفر برسات
اور عالیجاہ کی لڑائی کی تکلیف کہینچے ہوئے خستہ حال تہی اور شجاع الدولہ کی فوج جرأت اور شجاعت مین
مشہور تہی اسکی لڑائی میدانین مناسب نجانی حصار عظیم آباد مین محصور ہوکر مرنا مناسب سمجہکر مع میر محمد جعفر خان کے
بلکہ سے بکمال اضطرار راہ عظیم آباد کی لی اور شجاع الدولہ مع بادشاہ اور عالیجاہ کے خوش و خرم
بقصد عظیم آباد ہو کر منزل بمنزل قطع راہ کرتا تھا اور اوسکے لشکر کے غارتگر لشکر کے پانچ پانچ

کوس تک علامت آبادی کی نرہتے تھے عموم خلایق کو اسقدر ایذا پہونچائی کہ بیچارے جسقدر وزیر و
بادشاہ کے ورود سے خوشنود تھے اوسیقدر عاجز ہوکر انگلشی کے دعاگو ہوئی کیونکہ اس عرصہ تک
ایسا ظلم نہین ہوا اور کسی مفلس کو ضرر نہین پہونچتا تھا جسوقت ورود لشکر کا مگر اہین دریائے سون
کنارے ہوا بندہ چونکہ مدت سے آرزو خواہ ملاقات والدہ کا تھا احوال لشکر اور اونکی بیباکی کا فراموش کرکے
چوپالہ کی سواری سے دو تین خدمتگار اور گاو بار بردار کے ساتھ روانہ حسین آباد جو محل التجا کا دار الملک ہے
ہوا جب دریا سے پار ہوا محمود خان اپنے رفیق کو مع دو تین نفر اور دیگر بار بردار کے چھوڑ کر نزدیک ہیتر کو چلا
موضع شیخ پورہ مین جہان کے رہنے والے لشکر شاہ و وزیر کے غارت سے گانون خالی کر گئے تھے پہونچا
اژدحام ساد کہلائی دیا گھوڑون کا ہنہنانا سنکر تعجب ہوا کہ یہان گھوڑے کہان سے آئے آدمی
کیونکر رہگئے ہین اوسوقت یاد آیا کہ لشکر کے قطاع الطریق ہین خیر ہیتر کو چلا دو تین کوس راہ طے کی تھی
کہ ایک غبار عالمگیر اور اوسکے اندر سنان کی چمک درخشان نظر آئی زیادہ حیرانی ہوئی بعدہ دیکھا کہ
ہزارون مویشی اور قریب دو تین سو سوار مغل اور افغان درانی کے جو وزیر کے ملازم تھے اونکے پیچھے
چلے آتے ہین بندہ اوس جنگل مین اپنی اور اپنے رفیق کی جان کو ڈرا اور گاو بردار کو بھی اونکا تحفہ سمجھا
خیال آیا کہ ابھی دور ہین شاید مجھے نہ دیکھا ہوگا کنارہ دریا سے اوتر کر نیچے کی طرف سے ریگ سون مین
کنارہ پکڑکر اپنے ملک کو جانا چاہئے کہارون کو حکم دیا یہ لوگ ہراسان تو رہتے تھے انکو افسر نے تقاضا نا
اور کہا کہ جب ہمنے اونہین دیکھا ہے اونہون نے ہمین ضرور دیکھا ہوگا اس حرکت کو ہماری نامردی
خیال کرکے زیادہ دلیر ہوونگے پس مناسب یہ ہے کہ انکے درمیان نکال دلیری جانئے بندہ نے سمجھا کہ کہتا
اسکی صلاح کو پسند کیا بیت گاہ باشد کہ کودکے نادان بغلط بر ہدف زند تیرے جب تیر پرتاب ہد کے آ پہونچے ایک مغل نے
صف سے باہر آکر فتیلہ روشن کو بجائے معہود بندوق پر رکھکر میری طرف قبضہ کیا اور کہا تو کون ہے
اور کہان جاتا ہے بندہ نے بھی دلیرانہ جواب دیا کہ تجھے کیا کام ہے وزیر الممالک سے ملنے کے واسطے باتے
سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ کے جو کہ مرد عمدہ اور صاحب جاگیر اس قلعہ کے پاس مین
رہتا ہے مجھے بھیجا ہے لہذا وہان کو جاتے ہین اوسنے کہا کہ یہ دوسرا کون ہے بھی جواب دیا میرا
رفیق اور باربرداری ہمارے پیچھے آتی ہے یہ کہکر روبراہ ہوا اوسنے میری دلیری کا جواب سنکر
میری گفتگو کو صدق جانا اور اپنے ارادہ سے باز رہکر واپس ہوا اور میرے مال اور رفیق سے کچھ
تعرض نہ کیا بعد ازان نصف میل پر ایک دستہ ملا گر اوسنے کچھ چھیڑ چھاڑ نکی مگر چارون طرف سے
دیہات روشن جلتے ہوئے اور دہوان چھایا نظر آیا جب پانچ میل راہ طے کرکے موضع ہوان مین پہونچے

لیکن گانوین ویرانی ایکدو پاسبان نظر پڑے اونسے دریافت کیا کہ اور آگے بہی غارتگر دن سکے قدم بڑہے
ینے جوابدیا کہ یہین تک آئے اور دیہات کو لوٹ مار جلا کر لیگئے بندہ نے کہا دوسرے دیہات مین
خبر پہونچا دو کل وہ یہان سے بہی پیشتر کو جاوینگے تہوڑی دیر وہان ٹہر کر آگے روانہ ہوئے اور حسین آباد
پہونچکر دو روز مقام کیا والدہ وغیرہ کو دیکہکر مع سید علی خان اپنے بہائی کے لشکر کو معاودت ہوا لشکر
اوسوقت محب علی پورہ سے گذرا تہا چورون کے خوف سے بڑی مشقت مین راستہ کٹا جماعۂ انگلشی
اور میر محمد جعفر خان نے شہر مین پہونچکر اپنی فوج کو جریدہ کیا اور بارادۂ مزاحمت چند کوس ارول سے
آگے بڑہے اور آپ مین تاب اور تحمل مقابلۂ فوج شجاع الدولہ کی نپاکر واپس ہوئے اور عظیم آباد آکر
بعض توپ کو برج حصار پر لگادیا خود پچپہاڑی کے سد دریائے وجلہ پر جو اکثر برسات مین شہر پر محیط ہوجاتا تہا
منزل گزین ہوئے بطور مورچال کے قایم کیا اور ایک توپ بہی پچپہاڑی ٹیلہ پر چڑہائی اور میر محمد جعفر خان کو
مع ہمراہیان ہندی کے سد مذکور پر مگر شہر سے جنوب رویہ جگہ دی اور اپنی چند کمپنی تلنگہ کی اوسکی محافظت پر
چہوڑی گویا میر جعفر خان کی انگلشی لپشت پر مستقل تہا شجاع الدولہ شہر آباد سے بسبب طغیانی کے لشکر
کیواسطے کنارہ دریائے سوہن کا پکڑ کر راہ راست عظیم اباد کی چہوڑ پہلواری مین عظیم آباد کے چار کوس پر
منزل گزین ہوا اگرچہ اس منزل مین کنوئین کی کثرت تہی مگر پہر بہی پانی کی قلت اور بہی کوئین تعمیر ہوئے
ظاہرا ایکروز ربکر دوسرے روز کی صبح کو بارادۂ جنگ مع عالیجاہ اور کل سپاہ کے سوار ہوا

لڑنا شجاع الدولہ کا انگلشی سے اور دریافت کرنا اسکے احوال کا اور چند روز توقف کرنا لڑائی مین اور لوٹنا بکسر کو اور چہاونی کرنا وہان اور بدعہدی کرنا عالیجاہ سے

شجاع الدولہ مع فوج کے جو موج بلا کے مانند بیحساب تہی سوار ہوکر شارع عام سے جو تالاب بیٹہی پور
اور پہانی پور اور مقبرہ پیر عالیجاہ اوسراہ پر واقع تہا پیشتر گیا اور بینی بہادر مع راجہ بلوند سنگہ کے
وزیر کے دست راست اندک فاصلہ پر اور عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ نالگذار پیلی بہیت اور
بریلی وغیرہ کا مع دو تین ہزار روہیلہ اور گسائین ہمراہ پانچ چہہ ہزار تلنگہ کے وزیر کے قول مین تہا اور عالیجاہ
مع پانچ پلٹن کے جو سمرو کی سرداری مین مع توپ وضع انگریزی اور بندوق چقماقی کے آراستہ تہین
اور پانچ چہہ ہزار سوار بہی ہمراہ رکہتا تہا بینی بہادر کے دست راست مگر بڑے فاصلہ سے تخمینا ڈیڑہ کوس تک
مقابل پچپہاڑی اور مورچہ جعفر خان کے واقع تہا ایک گولہ کی تفاوت سے دور جاکر استادہ ہوا بندہ
... کا سررشتہ نہ رکہتا تہا اسپ سوار ہنا بر دوستی علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا باقر
... کے ہمراہ عالیجاہ کی فوج مین جو مقابل جاتا تہا جاکر تماشا دیکہتا تہا تا آنکہ

شجاع الدولہ آبادی خارج شہر کی عمارت کے پناہ مین آہستہ آہستہ آکر متصل میدان علی باغ راہ بیر
حسین خان مرحوم کے نمایان ہوا اور توپ وہان کی لڑائی شروع ہوئی اور وزیر مع فوج کے جسارت کرکے
قدم بقدم آگے کو چلا انگلشیہ کے طرف سے بھی متواتر گولہ برس رہا تھا اور دو گولہ ایک توپ کلان کے
سمرو کے طرف جو البتہ خس کروہ پیشتر عالیجاہ سے صف آرا تھا اوسکی فوج مین پہونچے اور سپاہی
تلنگہ زخمی ہوتے تھے اور کبھی گولہ اوسکی فوج کے اوپر سے نکل جاتا تھا یا بین میدان مین گرتا تھا شتر سوار
شجاع الدولہ کا عالیجاہ کے پاس پیغام لایا کہ بندہ انکے عدو سے گرم ستیز ہے تم وہان کھڑے کیا کرتے ہو
آکر یورش کرو اور اگر تاب نہین سمرو کو مع توپ اور تلنگہ کے معین کرو تاکہ ہمارے پیشتر جاکر توپ اندازی کرے
اور اطراف سے سوار لوگ حملہ کرین عالیجاہ نے بغیر جواب کہلا بھیجا اور نہ خود گیا نہ سمرو کو بھیجا
وقت ظہر تھا کہ گوسائین نے حملہ کیا انگلشیون نے بھی باڑہ مارنا شروع کیا اور ایک تلنگون سناسی کا
خاک ہلاک پر گرا مغلوب ہوا بندہ نے جو عالیجاہ کے لشکر سے لوٹ کر اوسکے ادبینی بہادر کی فوج
کے درمیان مین تماشا کر رہا تھا دوستون سے کہا کہ اگر بعد شلک کے پھر توپ انگلشی کی صدا ہو
غلبہ انگلشیان جاننا چاہئے اور گوسائین کی شکست درصورت خلاف فتح و ظفر کے بھی برخلافی ہے
اسی انتظار مین تھے کہ بعد دو ایک شلک کے پھر توپ کی آواز آئی اور شجاع الدولہ کی فوج باہم
جمع ہوئی بعد دو گھڑی کے عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ مع فوج وزیر اور سپاہیون کے یورش آور ہوا
اور اسیطور پر بعد آواز شلک ہم توپ کے منتظر ہوئے بعد لمحہ کے چند آواز توپ کی گوش زد ہوئین
اور مہدی گنج کے طرف والے برج سے بھی گولہ اندازی شروع ہوئی پھر فوج شجاع الدولہ نے جمعیت
کرکے تین گھڑی دن باقی رہا تھا کہ تیسری بار یورش کی اور جو کچھ اوسکے لوگون مین تاب و توانائی تھی
خرچ کرکے صفوف انگلشی مین زلزلہ ڈالدیا یعنے انگلشی کے دہل طنبور چھین لئے الا انگلشیون نے
بڑا استقلال کیا برابر شلک مارتے رہے جسکی تاب فوج وزیر کو نہوئی پسپا واپس ہوئے
لیکن بلوند سنگہ اور بینی بہادر اپنی جگہ سے نہ ہلے مگر شیخ دین محمد جمعدار بیٹا شیخ مجاہد کا کام آیا
اور میدان جنگ مین دنیا سے راہی ہوا اور بندہ نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ ہوائی شرقی کے
جھوکے لشکر وزیر کے روبرو آنے لگے اول مغربی تھی یہ ہوا بدلی کہ انقلاب کا سنا تا بندھا
اوسیوقت دیکھتے ہین کہ تیسری باڑہ کے بعد انگلشی لوگون نے اپنی توپ کو جسجگہ تھی وہان سے
پیشتر بڑھا لیگئے اسی عرصہ مین وزیر کا شتر سوار عالیجاہ کے پاس آیا اور انکے تساہل اور عدم
یورش کی ملامت کرنے لگا اور کہا کہ اب تو دن تمام ہوا وقت جنگ نہین ہے بہیڑ و بنگاہ کو

واپس ہوچکی کل تدارک مافات مین مصروف ہوچکی عالیجاہ نے اسکو بہی اطلاع دیکر واپس کرلیا
شجاع الدولہ اسسے پیشتر چہہ مہینے آگیا تہا عالیجاہ نے نصف راستہ طے کیا ہوگا کہ شام ہوئی
ظاہرا ایک کپتان مع دو تین کمپنی کے برآمد ہوا جب معلوم ہوا کہ عالیجاہ ادہر کہڑا ہے چونکہ انگلشیونکو
عالیجاہ سے نہایت عداوت تہی پس ایک باڑہ ماری سست قدمان مجہول جو پیچہے رہ گئے تہے اس
جسارت کو دیکہکر مضطرب بے اختیار فراریون کے طور پر اپنی اپنی جگہ گئے بندہ خود عالیجاہ سے
پیشتر غافل تہا اسوقت کہ سب سپاہ اور ہجوم سپاہ تہا معلوم نہوا کہ عالیجاہ کب اپنے خیمہ مین
داخل ہوا بندہ جو ستارہ کہ مغربی اول شام کو طلوع ہوا تہا اوسکو لحاظ کرکے طرف لشکر کی چلا جاتا تہا
تاآنکہ خیمہ مین جا پہونچا صبح کو سواری وزیر کی خبر مشتہر ہوئی لیکن ظہور کچھہ نہوئی بعد دو روز کے دمل کی خبر آئی
کہ وزیر کے عاید ہوا اور بعض کمپنی بہی کہ اس لڑائی مین گولی کہائے تہے جسکی شہرت دنبال کے نام سے
کردی بعد شفا کوچ کرکے دریاے پن پن جنوبی حصار عظیم آباد کے طرف خیمہ کیا ہر روز تازہ خبرین
اوڑا کرتی تہین کبہی یہ کہ میر جعفر خان کے مورچال سے یورش ہوگی کبہی مشرقی شہر کے جانب سے
دہاوا ہونے کی خبر اوڑتی تہی اور وزیر چند سوارون کے ہمراہ حسب ضابطہ دیرینہ شہر و مورچال مین گشت کنان تہا

وزیر کا لشکر انگلشی مین محصور ہونا اور فضل الٰہی سے رہائی پانا

ایکروز چند سردار انگلشی مع میر مہدی خان کے جو عالیجاہ کے لشکر سے جاکر انگلشیونکے متفق ہوئے
تہے نکلکر اپنے حصار اور وزیر کے لشکر کے گرد گہومتے تہے اور چند پہرہ تلنگہ کے بہی ہمراہ تہے وزیر سے
کہ نہایت جریدہ مع چند نفر کے جنگل مین گہوم رہا تہا دوچار ہوا طرفین سے نادانستہ ارادہ دست برد
ہوا اور باہم طعن اور ضرب تیر و تفنگ کی بطور قراولی عمل مین آئی جب کسیقدر نزدیک ہوئے میر مہدی خان نے
وزیر کو پہچانکر سردار انگلشی کو جو کہ شاید میجر کرنک تہے اطلاع دی اور فوج دیگر نہایت جلد شہر سے
طلب کرکے وزیر سے مشغول آویزہ رہا جب فوج جدید شہر سے آنکلی کمپنی وزیر کے ہمراہیونمین سے
دوڑکر لشکر وزیر مین خبر پہونچائی کہ وزیر انگلشی کے غلبہ مین محصور ہوگیا وزیر نے اپنے تئین تہلکہ مین
پاکر باہر نکلنا غنیمت جانا اور نہایت دانائی سے عطف عنان کرکے باہر نکل گیا لیکن جب خبر
لشکر مین گئی عجب انقلاب ظاہر ہوا عالیجاہ مع اپنے رفقا اور کل رفقاے وزیر کے جسقدر کہ حاضر ہوسکے
نہایت جلد مدد کو جا پہونچا اور اسکو راہ مین پاکر باہم گہہ دولت کی القصہ اسیطرح سے دو ایکروز
اور نیا وہ ایک مہینا گذرا برسات قریب آئی شجاع الدولہ کی یہ رائے ہوئی کہ الحال حصار کے قریب
اقامت بہتر نہین بلکہ سر زمین جو مقامات صوبہ عظیم آباد سے لب گنگ مقابل غازیپور متعلقہ وزیر کے جسکا تعہد

راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کو بھی سکونت واجب ہے بعد برسات دیکھا جاویگا الا جو جعفر خان عرف جوہر خان علم
مذکور مین آچھا ونی کی والد بھی بنظر ملازمت وزیر و بادشاہ کے لشکر مین حاضر تھا اور بندہ نے عالیجاہ سے
دلگیر ہو کر بادشاہ کی ملازمت مین ہمراہ والد بسر کرتا تھا تا آنکہ معبر کولور سے دریائے سون کو پایاب عبور کرکے
لب دریا پر بندرہ روز تک خیمہ گاہ رہا اور وہانسے قصبہ آرہ دار الملک بھوجپور مین لشکر آیا والد وہانسے
بازگشت جاگیرات کو مصمم ہوئے اور بندہ نے بھی بوادید او ضاع لشکر رفاقت مناسب نجانی
چونکہ پیشتر سے تعرض انگلشیہ خصوص ڈاکٹر فلرٹن نہایت مرتبہ دوست تھا اور شجاع الدولہ کی لڑائی مین
اوسکے خطوط بندہ کو آتے تھے اور اوسنے مکرر لکھا کہ بادشاہ کو اون لوگون سے موافق کردون
بندہ نے والد سے عرض کیا کہ اگر یہ صورت ہو موجب ممنونی جماعہ انگلشی کی ہوگی وزیر کا حال معلوم ہے
کہ فتح دور ہے پس اسصورت مین اگر انگلشیون سے رابطہ ہو جائے دور مصلحت سے نہوگا اور
یہ بھی معلوم ہے کہ اوسکو بادشاہ سے اتفاق کیئا مدعا ہے پس اگر بادشاہ کو بھی منظور ہو تو شقہ لکھوا دیجے
والد نے باتفاق منیر الدولہ کے بادشاہ سے سلسلہ چھیڑا چونکہ بادشاہ بسبب خودسری وزیر کے اوسکے پاس
رہنے کو راضی نتھا فوراً راضی ہوا شقہ خاص دستخط مفصل سے لکھکر اشارہ دیا کہ ہر شقہ اسی قابل یعنی بندہ کے
معرفت پہونچیگا قابل قبول ہے اور اسکے معرفت کے سوا اگر دوسرے کے ذریعہ سے کوئی شقہ پہونچے
تو سمجھنا کہ بپاسخاطر وزیر وغیرہ کے صادر ہوا غرض بادشاہ کی اس تحریر سے یہ تھی کہ راو شتاب لئے کے
درمیانی تہو کیونکہ وہ وزیر کے متوسلون اور بینی بہادر کے رفقا مین تھا اور بندہ کو بھی تاکید کی کہ اس
رقعہ کا مضمون افشا نکرئیگے بعد حصول رقعہ بندہ مع والد لشکر سے نکلکر عظیم آباد کو چلا والد مرحوم
حسین آباد کو روانہ ہوا اتفاق وقت کو دیکھئے اوسی زمانہ مین ڈاکٹر فلرٹن کو میجر کرنگ سالار فوج انگلشی سے
نہایت درجہ کی نفاق ہوئی جسکا بیان نہین ہوسکتا جب بندہ مع شقہ شاہی قریب عظیم آباد آیا
اور ڈاکٹر کو اطلاع دی اوسنے سردار فوج کو مطلع کرکے اپنے ہرکارہ مع ہرکاران سردار مذکور کے
مع رقم مزاحمت بنام محافظان راہ جو کہ اکثر کپتان مع فوج بر سر راہ آبادی شہر کے مقرر تھے بھیجکر
بندہ کو طلب کیا بندہ اسکے گھر جاکر حال نفاق مذکور پر مطلع ہوا تاکید کردی کہ اسکا مضمون ساہو رام کو
جو وکیل راو شتاب رائے کا ہے معلوم نہو ورنہ بڑی قباحت واسطے بادشاہ اور منیر الدولہ اور نیز بندہ کے
ہوگی ڈاکٹر نے کہا بندہ حتی الوسع اخفا کریگا لیکن میری رائے پر تعمیل ہونا اب ناممکن ہے غرضکہ
دوسرے روز میجر کرنگ نے بندہ کو طلب کیا اور نیز میر جعفر خان کو بھی بلایا اور آخر روز بندہ اور
ڈاکٹر نے جاکر میجر اور میر جعفر خان سے ملاقات کی اور شقہ دیا اوسنے شقہ کو سر پر رکھکر کھولا اور تنہائی مین

میر جعفر خان اور سیجر نے سنا اور مضمون پر مطلع ہوکر بندہ کو جوابدیا کہ الحال بادشاہ با ختیار خود نہین بلکہ تابع
فرمان وزیر ہے اس حالت مین تم اوسکی فرمان بری نہین کر سکتے اور علی الزعم ڈاکٹر کے نسبت محبت جو راجہ
شتاب راے سے رکہتا تھا سادہو رام کو طلب کرکے مضمون شقہ سے مطلع کر دیا اور اوسنے اوسکی نقل
راجہ شتاب راے کو بہیجدی اور بندہ کو رخصت کرکے درجواب شقہ عرضداشت لکہی بندہ نے جواب پوچ پر نظر
کرکے عرضداشت مذکور کو معرفت بادشاہی جاسوسون کے بہیجدی اور خود والد کے پاس حسین آباد چلا گیا
میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ بہی ہمردیف والد لشکر سے حسین آباد چلے آئے اور اسی جگہ برسات آخر کی

بدعہدی کرنے شجاع الدولہ کا لوٹ لینا عالیجاہ کو اور بے گناہ قید کرنا

بندہ نے حسین آباد مین عالیجاہ کی اسیری سنی مفصل بعد چند روز کے زبانی علی ابراہیم خان سے بروقت
معلوم ہوا کہ وسج ہوتا ہے اول شجاع الدولہ اور عالیجاہ باتفاق محاصرہ عظیم آباد مین تہے گیارہ لاکہ روپیہ دینا
چاہیے تھا جو شہر گیا تھا کہ ناہوا [illegible] لیگا عالیجاہ نے دیکھا کہ بسبب قلت روپیہ اور کثرت تقاضائے وزیر کے
ہمعینی مین اسکے دام سے نکلنا دورستے لہذا یہ تدبیر کی کہ وزیر کو پیغام دیا کہ بندہ کو جانب مرشد آباد کے
مرخص فرمایئے تاکہ وہان جاکر بعد بندوبست تحصیل کرکے عمل انگلشیہ کے انتظام مین خلل انداز ہون بالفعل
انکی فوج بہی کم ہے نہایت متوحش ہونگے اور چونکہ اوسطرف کے حاکم اور ریاست کا حال مجہی بخوبی معلوم ہے
یہ کام بہ نسبت دوسرے متوسلان سرکار کے بخوبی انصرام کرونگا پیغامبر علی ابراہیم خان تہا وزیر نے کہا
اگر عالیجاہ معاودت نہو اسکی کیا صورت ہوگی اوسنے جوابدیا کہ عالیجاہ کو بجز در دولت کے اور جائے پناہ کہان ہے
خلاصہ یہ ہے کہ خیال دور از کار مین اکثر کہا کہ اگر تم ضامن ہو اور بطور اول کے میری پاس حاضر ہو کیا مضایقہ
علی ابراہیم خان نے جوابدیا البتہ بندہ حاضر ہے مگر زر معہود کا ضامن نہین ہان جہان عالیجاہ کے عمال جاوین
سرکار کے سزاول بہی ہمراہ ہون جو تحصیل ہو حضور مین ارسال کرتے رہین وزیر نے کہا ایسا نہین ہوسکتا ہے
علی ابراہیم خان نے جوابدیا جو مرضی ہو وہی بہتر ہے مگر اسوقت مین اس کام کا نیک و بد حضور کے ذمہ عاید ہوگا
کیونکہ وہ حضور کے بہروسے حاضر در دولت ہوا ہے اب وہ فکر کرنا چاہیے کہ ابروے سلطنت رہے وزیر
ہرچند قوت منفعلہ نرکہتا تہا مگر یہ بہی ٹہو نشر ہوا فرمایا کہ ہم اور لوگون کو مقرر کرتے ہین علی ابراہیم خان نے کہا
بہتر ہے غرض تو حضور کی افزایش اقتدار سے ہے وزیر نے اسے رخصت کیا اور وہ کام فراموش ہوا لہو لعب مین
مصروف ہوا اور علی ابراہیم خان نے جواب بنام عالیجاہ کو پہونچا دیا

موافق ہونا میر سلیمان خانسامان ملازم عالیجاہ کا وزیر سے اور عالیجاہ کی خرابی دولت

میر سلیمان قبل اسکے میرزا ابہلو اور بینی بہادر وغیرہ ارکان دولت وزیر سے موافق ہوگیا تہا

یکبارترک لباس بہانہ گوشہ گزینی اور عالیجاہ نے اوسکے گہر پر جاکر نئی پوشاک پہنوائی لیکن اس رنجش بیوقت اور بے سبب کا کب تک علاج ہو سکتا تھا ہ نئی رنجش ہوا کرتی ہے ہردم اوس ستمگر سے سا ابتلا دو کیونکر ایسے روٹھے کو مناتے ہین ؛ اکثر باہم عالیجاہ سے رنجش کیا کرتا تھا اور عالیجاہ اوسکے سکرات سے بدمزہ ہوکر اپنی مجلس مین اوسکا شاکی ہوتا اور کہتا کہ فلانے روز جو بینی بہادر کے سر پر پیچ دیکھا تھا وہ ہمارے گہر مین تھا شاید وہین سے لیگیا کیونکہ تحویلدار تھا تا کہ فلانی انگشتری فلانے کے ہاتھ مین تھی ایسی ایسی باتین میر سلیمان تک پہونچین باعث مزید رنج ہوتی تہین تا آنکہ ایکروز عالیجاہ کے لشکر سے اوٹھکر میرزا ابہلو اور علی بیگ خان نسقچی ملازم وزیر کے جوار مین جا ٹہرا العبد پانچ چھہ روز اسی واقعہ کے وزیر کا پیغام تقاضائے تنخواہ مین عالیجاہ کے نام آیا عالیجاہ نے عذر تنگدستی کہلا بہیجا مگر اکثر وقت وزیر کی ناہنجاری کہا کرتا تھا علی ابراہیم خان مانع تھا کہ اکثر لوگ مانند میر الو وغیرہ کے جو عالیجاہ کے نوکر اور جویائے رفاقت وزیر تھے ان باتون کو وزیر کی خدمت مین پہونچاتے اور اوسکی طبع حیلہ جو کو بہڑکاتے تھے آخر وزیر نے کہلا بہیجا کہ بادشاہ آپ سے بقایائے صوبہ بنگالہ وغیرہ طلب کرتا ہے اور نیز محصل لوگ مقرر کرتا ہے آپ جلد فکر کریں عالیجاہ نے علی ابراہیم خان کو طلب کرکے واسطے سوالجواب وزیر کے بہیجا اوسنے حضور وزیر مین جاکر عرض کیا کہ عالیجاہ بامید اعانت حاضر ہوا جو کچھہ پیسہ تھا اوسکے پہونچانے مین دریغ نہین کیا الحال تہیدست ہے اور تقاضائے بادشاہی بموجب جناب عالی بینی بہادر کو حکم فہمید صادر فرماوین جو اسکی ذمہ برآمد ہوگا اوسکے ادا مین قاصر نہوگا اور اگر محض بموجب ہو امیدوار ضمانت ہون اوسنے آزردہ ہوکر جوابدیا کہ مجھسے کیا غرض تم جانو اور بادشاہ جانے بینی بہادر کون ہوتا ہے ہم کل شکار کو جاتے ہین بادشاہ کو اختیار حاصل ہے جو چاہے کرے اوسنے یہ جواب عالیجاہ کو پہونچایا اور بروقت شورہ عرض کیا کہ اگر زر سرکار مین ہو وزیر کی مرضی کرنا چاہیے ورنہ خود تنہا جا کر کہنا چاہیے کہ ہم آپکے توقع ضمانت پر آئے ہین جو کچھہ چاہیے فرمائیے

عالیجاہ کا ترک لباس کرنا اور وزیر کا پہر تکلیف پوشاک دینا

عالیجاہ نے بعض مصاحبین سفاہت کے بموجب صلاح کے بلا اندیشہ دوسرے روز کہ تاریخ ۸ ذی الحجہ ۱۱۷۸ ہجری تھی اول صبح کو پیراہنے دربر و کلاہے برسر ترک جلوس مسند کیا اور صحن خیمہ مین بوریا بچھا کر بیٹھا ہمراہیون مقرب نے بھی جو عقل سے خالی تھے قریب بیس نفر کے لباس رنگین درویشی زیب تن کرکے تمام لشکر مین انگشت نما ہوئے یہ خبر وزیر کو پہونچی موجب فکر ہوئی کیونکہ فقیری عالیجاہ کی اسکی رفاقت مین موجب بدنامی تھی بنابرین نوین ذی الحجہ کو کہ یوم عرفہ تھا

علی بیگ خان کو عذر خواہی اور دلجوئی کو اپنی طرف سے اور نیز اپنی مان بی بی صفدر جنگ دختر
برہان الملک نواب بیگم کے طرف سے بہیجا اوسنے پہونچکر رنگین ملامت اور شیرین عذرات اون
دونون کے طرف سے کیئے عالیجاہ اوسقدر تقریر مین سلیقہ نرکہتا تھا جلد علی ابراہیم خان کو طلب کیا
خان مرقوم نے اس تبدیل لباس کی خبر سنکر بلحاظ بدگویون کے اگرچہ ترک لباس نکیا مگر پیرہن اور
دستار مختصر سے آراستہ ہوکر دربار مین حاضر ہوا عالیجاہ نے کہا تمکو نواب وزیر نے طلب کیا ہے علی ابراہیم خان
اوسی نیت سے علی بیگ خان کے ہمراہ ہوکر وزیر کے در دولت کو روانہ ہوا عالیجاہ نے کہا اسی لباس سے
وزیر الممالک کے پاس جاوٴگے اوسنے جوابدیا جب آقا کی یہ صورت ہے بندہ کو بجز اس لباس کے کیا ضرورت
تکلف ہے اوسیطرح سے ہمراہ علی بیگ کے حاضر خدمت وزیر ہوا وزیر نے خاطر بیشمار کرکے تغیر لباس عالیجاہ کا
موجب استفسار کیا اور اپنی گفتگوئے سابق سے معذرت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اوسکو
تمنے ظاہر کردیا اوسکو تدبیر معذرت کرنا تھا یا تبدیل لباس کرکے مجھے بدنام کرنا علی ابراہیم خان نے
جوابدیا کہ آپکے پاس بامید عنایت اور اپنا خانہ اسیب سمجھکر آئے ہین جب بادشاہی پیغام سے حضور نے
آگاہ کیا چونکہ بجز حضور کے کوئی جائے امن نتھی اور حضور نے اوس مین کد کی ناچار دنیا سے ہاتھ اوٹھایا
وزیر نے بینی بہادر سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خان سے گفتگو کرو وہ دونون گوشہ مین جاکر اپنے اپنے
مقدمہ کی پیروی مین گفتگو کرنے لگے بینی بہادر چاہتا تھا کسیطرح ذمہ عالیجاہ کے تحویل مبلغ ثابت کریگے
علی ابراہیم خان راضی نہوکر بکمال استغنا اپنے آقا کی ترک دنیوی بیان کرتا تھا بعد تھوڑی دیر کے
وزیر نے پوچھا کیا طے ہوا بینی بہادر نے کہا دونون طرف کی گفتگو سخت ہے وزیر نے خانمذکور کو خیمہ خاص مین
بلاکر جو کچھہ پوچھنا تھا پوچھا اور جو کچھہ کہ بینی بہادر اور علی ابراہیم خان سے سوال وجواب ہوئے تھے
سنے اوسکے بعد کہا اس وضع سے جو عالیجاہ نے اختیار کی ہے میری بڑی بدنامی ہے مجھے کیا کرنا چاہیئے
خانمذکور نے کہا کہ عالیجاہ کو بدرجہ لاچاری یہ امر پسند ہوا ہے اب جو کچھہ مناسب ہو آپ بندوبست فرمایئے
وزیر نے کہا ہم بخوبی سمجھہ گئے تم جاکر عالیجاہ کو اطلاع دو ہم بہی آتے ہین علی ابراہیم خان نے یہان سے جاکر
تمام امور عالیجاہ سے ظاہر کئے اور کہا کہ وزیر الممالک بہی آتے ہین ہنوز یہ کلام نہ کہنے پایا تھا کہ وزیر بہی
آپہونچا اور عذر خواہی کرنا شروع کی اور عرض کیا کہ اس لباس درویشی کو دور فرمایئے اور لباس روزمرہ
مثل سابق کے پہنئے عالیجاہ نے منظور فرمایا اور بسبب اشعار اوسکے عمل نہ کیا

وزیر کی تحریک سے سمرو وغیرہ کا عالیجاہ سے تقاضائے تنخواہ کرنا

[illegible] روز سمرو نے مع اپنی پلٹنون کے حسب ایمائے وزیر عالیجاہ کے خیمہ پر بنا بر تنخواہ محاصرہ کیا

چونکہ روپیہ تہا اشرفی اندر سے منگوا کر دلادین اس ماجرا کے بعد عالیجاہ نے سمرو کو پیغامدیا کہ اب بہت آدمی نوکر رکہنے کا مقدور نہین پلٹن اور عملہ توپخانہ کو برطرف کرکے توپین اور بندوق چقماقی خانسامانی مین سپرد کردو اور دو پلٹن رکھہ لو چونکہ یہ نمکحرام وزیر سے متفق ہوگیا تھا جواب دیا کہ اب توپ و بندوق اونکی ہین جنکے پاس ہین اور خود وہان سے مع پلٹن وزیر کا ملازم ہوگیا

قید ہونا عالیجاہ کا وزیر کے ہاتھ سے

چونکہ تب موشیے جنتیل فرانسیس جو پیشتر عالیجاہ کا ملازم تھا اور بعد برطرفی وزیر کا ملازم ہوا تھا علی ابراہیم خان سے نہایت دوستی رکہتا تھا پانچ چھہ آدمی اپنے ہمقوم ہمراہ لیکر آیا اور علی ابراہیم خان سے کہا کہ کل وزیر کی فوج عالیجاہ کے ستیزی کو آویگی خدا معلوم اوسوقت کے دار و گیر مین تمیز کیا گذرے اگر یہ لوگ تمہاری حفاظت مین رہین کوئی معترض نہوسکیگا علی ابراہیم خان نے بعد شکر گذاری اخلاص کے کہا کہ یہ امر مجھکو نا زیبا ہے جب کہ عالیجاہ کو وہ بلا ہوگی بندہ بہی کسیکی ضمانت نہین چاہتا دوسرے دن پہر دن چڑہے فوج وزیر کی سوار ہوکر خیمہ عالیجاہ کو قاصد ہوئی جب نمودار ہوئی دوبارہ موشیے جنتیل اپنی فوج سے علیحدہ ہوکر خانمذکور کے پاس آیا اور سخنان ؟ دیروزہ کا اعادہ کیا اسنے بہی وہی جوابدیا ناچار وہ گریان و زار لوٹ گیا اور فوج وزیر نے خیمہ گاہ عالیجاہ کو محصور کرکے حرم سرا اور دیگر کارخانجات مستحکم کرائے جو سردار کہ اس کارخانجات پر مامور ہوا تھا وہ عالیجاہ کے خیمہ مین گیا اور اوسے ہاتھی پر سوار کرا کر خود ہو وج کے عقب ... ہوا اور اپنے لشکر مین لیجاکر بجاے ... محبوس کر دیا

محبوس ہونا علی ابراہیم خان کا بموجب حکم وزیر اور رہائی پانا بجبر تقدیر

آخر روز چند سوار وزیر کے یک چہٹ علی ابراہیم خان بہادر کے خیمہ پر آتے ہوئے دکہلائی دیئے خانمذکور کو معلوم ہوگیا کہ میرے واسطے آتے ہین پس چند عزیزون کو جو اوسکی خدمتمین حاضر تھے اور بستر بیماری پر سو رہے تھے جگا کر کہا کہ یہ لوگ ہماری تلاش مین آتے ہین پس جو جاہے نکلجائے اس کلام سے ہم نشین لوگ اپنی راہ لگے مگر میر شعاری اور ثابت خان اور خواجہ عبد اللہ اور واجد علی خان اوسکے رفیق حال رہے تا آنکہ سوار ان مذکور آپہونچے اور اوسکی حراست مین ٹہرے قبل اس واقعہ کے ایک شخص علی ابراہیم خان کا دست گرفتہ برہان خان نام جمعدار افغان نے جو کہ کسیقدر طالب علمی اور فراست رکہتا تھا اور اپنے تئین خدائیان خانمذکور مین جانتا تھا ظاہر کیا کہ جو کچہہ دشمنون سے پوشیدہ رکہنا منظور ہو میرے حوالے کرو علی ابراہیم خان نے کہا کہ بجز دو فیل اور چند اسپ کے کوئی چیز میرے پاس نہین انکو جسطرح سمجہو نگاہ رکہو اوس صدیق صداقت شعار نے کہ کسیکو اپنے موافق سچا نہ جانتا تھا اون ہاتھی اور اونٹون کو لیکر اپنی راہ لی کہ پہر پتا نہ لگا القصہ علی ابراہیم خان عین بیماری مین حیران اور قدرت پروردگار کا نگران تھا اور سب رفقا عالیجاہ کے وزیر سے موافق ہوگئے تھے مگر حافظ اسرار خان

منشی اور بعض متصدی قید ہو کر مردم وزیر کے حوالات مین تھے کسی نے دوستان حاضرین سے علی ابراہیم خان سے کہا کہ وزیر کو عرضی لکھئے اوسنے دو کلمہ اپنے حال کے لکھ بھیجے اوسوقت وزیر محل مین تھا لیکن چونکہ ابراہیم خان کو بسبب آرمیدگی مزاج اور حسن اخلاق کے خداوند تعالی نے محبوب القلوب پیدا کیا تھا حرم سرا ے وزیر کی نگاہبان جو عورات تھین اور ہر وقت پہونچا نے زیور جواہر وغیرہ کے جو اوسکی مان کو لیگیا تھا شناسا تھین اوسکے حال سے نہایت رنجیدہ ہوئین اور عرضی وزیر کو پہونچا دی خواجہ سرا نے وزیر کی طرف سے آکر سوارون کو تاکید کی کہ دور سے ناظر رہکر ہے ادبی نکرین اور عرضی مین دستخط کئے کہ آپ سے متعرض نہین چند امور آپ سے دریافت کرنا ہین دلجمعی رکھئے دوسری صبح کو سواران رسالہ شجاع قلی خان نے جو میان عیسی کے نام سے مشہور تھا آکر کہا کہ تمہین وزیر طلب کرتا ہے علی ابراہیم کرتہ اور دستار سے دربار مین بسواری پالکی روانہ ہوا سواران ہمراہی جو کہ تندمزاج تھے کبھی اسکی پالکی جانب محبس عالیجاہ کے لیجاتے اور کبھی کسی اور طرف جب دو تین مرتبہ ایسی حرکت ہوئی خان مجبور نے کسی آدمی کو بھیجکر شجاع قلی خان سے کہلا بھیجا کہ ناحق سواران ہمراہی دق کرتے ہین جہان ارشاد ہو حاضر ہون اسنے کسیکو بھیجکر تاکید کی کہ سوارون کو تہدید کرکے خانصاحب کو ہمارے پاس لاوے وہ وہان سے دشنام دہان آپہونچا علی ابراہیم خان کو نوبت تمام دیوانخانہ وزیر مین جہان کہ میرزا امانی ولد وزیر کا مکتب تھا لیگیا شجاع قلی خان اور بینی بہادر اور موتشیر جتیل اور یاقوت خان ناظر وغیرہ بکجا حاضر تھے موتشیر جتیل نے دور سے خانمذکور کو دیکھکر تعظیم کو کھڑا ہو گیا اور لوگ بھی اوسکے ساتھ استادہ ہو گئے اور خانمذکور کو بعزت بٹھلایا تکلفات رسمی وغیرہ سے گفتگو کی دوا نکہانے بیر عزم ظاہر کیا بعد حکیم محمد خان کے پاس آدمی بھیجا اور دوا اور غذا کی فکر مین ہوئے خانمذکور نے عرض کیا کہ اب دن تہوڑا ہے دوا خوری کا وقت نہین فردا تکلیف کیجیگا بعدہ حضور وزیر مین لیگیا اوس جگہ سہیل علیخان خواجہ سرا داروغہ فیلخانہ اور حافظ اسرار خان منشی وغیرہ عملہ عالیجاہ کے وزیر کے حضور مین استادہ تھے خانمذکور حضور مین پہونچکر ایک اشرفی نذر دکہلائی اور بلا اجازت بیٹھ گیا جماعہ مرقومہ سے بینی بہادر اور شجاع قلیخان اور یاقوت خان بھی بیٹھے وزیر لباس ولایتی ہاتھ مین بکمال رعونت سے سر بیر آرا تھا علی ابراہیم خان کی طرف رخ کرکے کہنے لگا کہ کیون صاحب تمنے امیر قاسم خان سے کیا برائی کی تھی جو اوسنے بیچا پہاڑ کمی کی لڑائی کے روز سمرو سے کہا کہ جسوقت بعد فتح ہماری سواری اوسکے روبرو سے معاودت ہو مجیر وہ فیر کری علی ابراہیم خان نے عرض کیا کہ مجھے آگاہی نہین افسوس کہ اوسکے واسطے آپنے یہ تکلیف اوٹہائی اپنے دار الملک سے اوسکی مسند نشینی کو ادہر قدم رنجہ کیا اور وہ آپ کے حق مین ایسا تجویز کرے وزیر نے

آشفتہ ہو کر کہا کہ کیا مین در دغگو ہون سمرو کو طلب کرکے مقابلہ کرادون خان مذکور نے آزردہ ہو کر کہا
کہ مینے اپنی بے خبری بیان کی ہے اسکو جھوٹھا نہین بناتا ہون اور جو آپنے سمرو کے مقابلہ کو فرمایا اسوقت مین
عالیجاہ کا وہ مرتبہ نہین رہا اب سمرو کیا ایک خدمتگار بھی مقابلہ کو طیار ہوگا وزیر نے خجل ہو کر بکمال
دلداری کہا کہ تم بڑی خوبی کے آدمی ہو مگر عالیجاہ تمسے بھی بد تھا اوسکی ناراضی مجھے معلوم ہے کہ اپنی
محفل مین میری شکایت کرتا تھا اور تمکو میری اہانت ناپسند تھی ممانعت کرتے تھے افسوس ہم نہین جانتے
کہ تم ایسے رفیق سے کیون بد ہوئے علی ابراہیم خان نے جوابدیا مینے اونکی خدمت مین کوئی تقصیر نہین کی مگر یہی کہ
بروقت نکلنے حدود عظیم آباد سے اختلاف رائے تھا لوگ کہتے تھے کہ مرہٹہ اور اعیان دکھن کے پاس جانا چاہیے
اور بندہ حضور کے طرف آنے کو مبالغہ کرتا تھا چونکہ آپکے آستانہ دولت سے زیادہ کوئی جاے امن و پناہ
عالیجاہ کو میری نظر مین نتہا وزیر اس جواب سے نہایت شرمندہ ہوا پھر کوئی بات نکرسکا جانب حرم سرا
متوجہ ہوا مقربین نے تا دروازہ مشایعت کرکے سلام گذارش کیا وزیر نے علی ابراہیم خان کی طرف اشارہ
کرکے کچھ اپنے مقربین سے کہا شجاع قلی وغیرہ نوکر خانمذکور کو اوسی مکتب مین لیگئے اور بعد نشست کے فرمایا
کہ وزیر چاہتا ہے تمہین اپنا رفیق بنادے اور حکمدیا ہے کہ اسیوقت جو کچھ آپکا مال و اسباب چلیون مین لیگئے ہین
وہ بجنسہ طلا کر حاضر کرین اور انہون نے لاکر حاضر کیا اور یہ بھی کہا کہ اپنے دیوانخانہ کے قرب مین خیمہ کرنیکو
حکمدیا ہے اور یہ کہا ہے کہ تم معتمد خانہ عالیجاہ اور اوسکے رازدار ہو بعض رفقا کی بے امانتی کا حال مہاجن بنارس کے
پاس معلوم ہوا لیکن تمہاری اور عالیجاہ کی امانت کا معلوم نہین ہوتا چونکہ تم پر بڑا اعتماد رکھتے ہین کہتے ہین
کہ چالیس ہزار اشرفی تمہارے حوالہ کی ہین اگر واقعی ہے جس کو سپرد کیا ہے ضرور تمہین معلوم ہوگا
اوسکے بتلانے سے وزیر کی مہربانی تمہارے حق مین نہایت ہوگی علی ابراہیم خان نے کہا کہ کسی نے ابتک
ایسے امور کا استفسار بندہ سے نہین کیا تھا اب کہ آپ دریافت کیا چاہتے ہین جو کچھ معلوم ہے عرض کرونگا
اور لوگون نے ننھو سنگھ ہرکارہ کو جو کہ سیکڑون کا خون کرا چکا تھا اور سمرو کے رفقا مین تھا اور
اس اشرفی کا حال بھی اوسی نے بیان کیا تھا طلب کرکے مقابلہ کیواسطے روبرو کھڑا کیا اس جواب سے
جو کہ خانمذکور نے دیا کسی تہمتن نے جا کر نواب کو بشارت دی کہ کچھ امید حصول اشرفی کی ہوتی ہے جب لوگ
متنفر ہوئے خانمذکور نے کہنا شروع کیا کہ آبدارخانہ سے جواہرخانہ تک سب سمرو کے پہرہ مین سپرد تھا لاکھ اشرفی
اوسکے حوالہ ہوئین تہین سرکار مین نہین پہنچین لوگ ننھو سنگھ سے متوجہ ہوئے اوسنے انکار کرکے کہا کہ محض بے اصل ہے
علی ابراہیم خان نے کہا جسوقت ایسے شخص کا کہنا جو معتمد الامرا مین ہو سراسر بے اصل ہو تو سکسران بیمغز اور
بے اعتبار کے کہنے کا کیا اعتبار ہے بہادر اس خبر کو سنکر محلسرا کے دروازہ پر گیا اور یہ حقیقت وزیر کو کہلا بھیجی

اور یہ بھی کہا کہ جو شخص جواب مین التزام دے اور نیز لوگون کی نادانی ظاہر کرے اوسسے معارضہ کرانا بجز فضیحتی کے کوئی ثمرہ نہ دیگا وزیر نے رخصت معاودت صادر کی علی ابراہیم خان نے شجاع قلی سے کہا کہ دس بارہ آدمی شکستہ حال ہمراہ ہین اور اطراف دیوانخانہ مین آرام خاطر میسر نہین اگر عنایت فرمائی جاوے اپنی چہاونی مین جگہ دیجیے شجاع قلی خان کے دروازہ حرم سرا پر جاکر اسکی بھی اجازت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لاکر جگہ دی اور نہایت تواضع اور دلجوئی سے کارفرما رہا ڈیڑہ مہینے تک کہ زندہ رہا کوئی دقیقہ دلجوئی کا نچھوڑا اور عالیجاہ مال جہان تک عورتون اور خواجہ سراؤن وغیرہ ملازمین کی جدوکوشش سے معلوم ہوگیا وزیر کی ضبطی مین آیا ہان کسیقدر جواہرات گران قیمت جو قبل اس سانحہ کے عالیجاہ نے شیخ محمد عاشق کی معرفت نجیب الدولہ کے ملک مین بہیجدیئے تھے باقی رہگئی اور پریشانی مین کام آئے اسکی عورتون مین اگر کسیقدر لونڈیون اور دلالہ کی وساطت سے ملازم معتمد نے مخفی کی ہون احتمال ہے مگر صاف معلوم نہین

روانہ ہونا میر سلیمان کا واسطے لینے قلعہ رہتاس کے اور واپس آنا وہان سے نہایت ندامت اور یاس سے

جبکہ عالیجاہ اسیر چاہ ادبار ہوا تب میر سلیمان نے انگوٹھی سلیمانی ہاتھہ مین لیکر نزدیکی خدمت وزیر کی بہم پہونچائی اور بوسیلہ مقربان کے ظاہر کیا کہ یعقوب کمیدان خارس قلعہ رہتاس میرے متوسلون مین اور ساہ مل متصدی وہانکا قلعدار بھی میرا دست گرفتہ اور مال وغیرہ سب معلوم فدوی کو اگر حکم ہو تدبیر کرکے قلعہ مذکور حوالہ وزیر کردے وزیر تو اسطرح کی خواہش اور جستجو کی میر مذکور کو مسرور و مراحم کرکے حسب استدعا چند تحریر بنام میر رحیم خان حاکم سہسرام اور ساہ مل اور یعقوب وغیرہ کے تحریر کردین میر سلیمان باعتماد محبت سابقہ کے جو کہ دنیا دارون کو بسبب تقاضائے وقت کے ہوتا ہے رہتاس آیا اور یہ خبر سردار فوج انگلشی نے جو کہ بادشاہ انگلشی کا ملازم اور تازہ وارد اسطرف کو تھا بمقابلہ وزیر کے عظیم آباد آیا تھا ایک خط بندہ کے نام بوساطت ڈاکٹر فلرٹن کے لکھہ بہیجا کہ اگر قلعہ رہتاس بھی تمہارے تئین ملجاوے موجب مزید دوستی متصور ہے بندہ نے راجہ ساہ مل سے جو کہ پیشتر سے وہ ہمارے زیر احسان اور اوسکے اقربا ہماری جاگیر سے قرب رکھتے تھے یہ اظہار کہا اور سمجہایا کہ انگلشی غالب مین عنقریب وزیر مغلوب ہوگا اگر اپنا بہلا چاہتے ہو قلعہ انگلشیون کو حوالہ کردو کہ تمہارے اور تمہاری اولاد کے حق مین بہتری ہو وہ شخص خود بھی عقیل تھا میری حقیقت کو پہونچکر میری گفتگو اور میر سلیمان کی غرض کو خوب سمجہا اور میر مذکور کو حیلتا کہلا بہیجا اور مجھے پیغام دیا کہ کسی سردار انگلشی کو مع فوج کے جلد طلب کرو اور اپنے مطالب ایک کاغذ پر لکھہ بہیجو کہ اسپر واسطے میرے اطمینان کے دستخط کرا دو بندہ نے ڈاکٹر اور میجر سمرو کو لکھکر جنرل گاڈرڈ کو جو اوسوقت کپتان اور فوج

گرفتار ہی پہنچ تھا طلب کیا اور ساول کے مطالب پر دستخط بھی کرا منگائے اور اپنے واسطہ سے وہ قلعہ دلوادیا میر سلیمان نے کپتان کے پہونچنے کی خبر پاکر لشکر وزیر کو واپس ہوا اور میری بدی شجاع الدولہ سے جا کہی

جانا بندہ مورخ کا عظیم آباد کو ڈاکٹر کے پاس اور شکست وزیر کی خبر پانا بکسر مین

بندہ مورخ اس خیال سے کہ مبادا وزیر بندہ سے مزاحم ہو نہایت اندیشناک تھا اسی ضمن مین ساہمل اور کپتان کی باہم صحبت ناچاق ہوئی ساہمل قلعہ سے نکل آیا اور بندہ کو ملاقات لکھکر التماس کیا کہ میرے ہمراہ عظیم آباد چلکر ایفاے عہد کرادو ورنہ صریح مجھپر ظلم کرتے ہو بندہ نے قبل اسکے ملاقات ماجرا ایسا لکھا ڈاکٹر مذکور کو لکھکر متوقع خطوط شمس الدولہ اور خط وکیل والد مرحوم کہ متضمن آزردگی خاطر وزیر بندہ کو اور نیز حضرت والدہ مرحومہ کو بھی پہونچا تھا بھیجا بر وہان کے جانے کی اجازت طلب کر لی تھی بندہ نے والد سے قیام خنتیل آباد کی قباحت اور عظیم آباد کی عمدگی کا موجب عرض کرکے کہا کہ اگر وزیر اس بارہ مین کچھ پرسش کرے ظاہر کرنا کہ ہان فلان شخص یعنے بندہ میرا لڑکا ہے مگر مدت سے میری اطاعت سے دور اور جماعہ انگلشی سے نزدیک ہے اوسکے فعلون سے مجھے کچھ مدعا نہین بموجب آیہ وافی ہدایہ (لا تزر وازرۃ وزر اخرے) اگر وزیر فتح یاب ہوگا تو آپکو تو عذر ہوگا بندہ ہمراہ انگلسی کے اپنا مقدر دیکھہ لیگا اگر انگلشی پر وزیر غالب ہوئے ہر اینہ موجب بہبودی ہے یہیں مرخص ہوکر مع ساہمل کے روانہ عظیم آباد ہوا وہان پہونچکر احوال روانگی جعفر خان جانب کلکتہ اور مرشد آباد کے اور انتقال کرنا اپنا راہ مین اور میجر سمرو کا آنا اور سرکار ساران کے تلنگونکا بگڑ لیجانا کپتان کمکو لشکر بلوند کیطرف اور پہر اسکا رہائی پانا دست تلنگون سے اور پہونچنا بیزاری معقول کو تلنگونکا بسبب گرفتار کرلیجانے کمکو ہی کے اور خبر ملنا میجر منرو کو جنگ شجاع الدولہ کی اور جواب و سوال کرنا جماعہ انگلش سے اور اور مغلوب ہونا جماعہ مذکورہ کا بندہ کو بخوبی معلوم ہوا انشاء اللہ تعالی صفحات آیندہ مین کمال وضاحت سے شرح وار درج کریگا

روانگی میر جعفر خان کی قبل اس جنگ کے کلکتہ اور مرشد آباد اور انتقال کرنا جہان گذران سے

جب شجاع الدولہ اور عالیجاہ اور بادشاہ عظیم آباد کے محاصرہ سے اوٹھکر بکسر مین ٹھہرے اور برسات آپہونچی میر جعفر خان واسطے سوال وجواب اپنے مقدمہ کے قاصد کلکتہ ہوا اور اپنے بھائی میر محمد کاظم خان کو جو پیادہ بیکذات تھا اور قبل ازین صوبہ عظیم آباد کی نیابت کرتا تھا نصایح سے جسکو اپنے دانست مین اچھا جانتا تھا متنبہ کیا اور دھیرج نراین برادر راجہ رام نراین نایب صوبہ عظیم آباد کو جسکو عالیجاہ نے غرق گنگا کرایا تھا باوجودیکہ بے لیاقت تھا صوبہ مذکور کا دیوان اور مدار المہام مقرر کیا اور خود رہگراے کلکتہ ہوا شاید دھیرج نراین کو اقتدار دینا فقط بنظر عناد عالیجاہ کے تھا اسیطرح جو لوگ

عالیجاہ کے مورد مراوتھے اسکے معتوب ہوئی بلکہ بیشتر بزرگ زادہ بنگالہ اور عظیم آباد کے جو کہ عالیجاہ کے
ملازم تھے جعفر خان راضی نتھا کہ وہ لوگ اپنے گہرون کو معاود ہون چنانچہ میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ
خلفین آقا میرزائے مرحوم اور یوسف علیخان ولد غلام علیخان وغیرہ اطراف عظیم آباد اور بنگالہ مین
حیران پریشان رہتے تھے تا آنکہ میر جعفر خان مرا اور اس پریشانی سے چھٹ کر وہ لوگ اپنے اپنے گہرونمین آئے
اور جو لوگ کہ عالیجاہ کے مردود رہے تھے وہ میر جعفر خان کے مشمول تلطف ہوئے القصہ خان مذکور کلکتہ پہونچکر
مشغول سوال وجواب ہوا چونکہ شمس الدولہ ہنری ونسترٹ گورنر اسکی کمینگی اور نادانی سے بخوبی
ماہر تھا نہین چاہتے تھے کہ اوسکو مرشدآباد مین مطلق العنان کرین کہ مبادا وہان کے سکان کو آزار پہونچاوے
لہذا اوسکے سوال جواب کو ہان ہون مین چھوڑ کر ٹالا کرتے تھے ہر چند چاہا کہ نندکمار جیسا کہ دیوانی مین
صاحب اقتدار تھا اوسی طرح اسکے ہمراہ کلکتہ سے آئے چونکہ اس ہندو کی بدخوئی شمس الدولہ کو معلوم تھی اور
جانتا تھا کہ بطور سابق اسکے اغوا سے میر جعفر خان موجب اضرار عالم ہوگا راضی نہوتا تھا تا آنکہ میر جعفر خان
ہزار چاپلوسی سے مرخص ہوکر مرشدآباد آیا لیکن نندکمار نہ آنے پایا جب مرشدآباد پہونچا چند خطوط انواع
حیلہ پردازی سے کونسل کو لکھے اور بعض کونسلیون کو راضی کرلیا مگر شمس الدولہ نے حسب صلاح وقت
اسکی عزیمت مرشدآباد کی گوارا کی لیکن عیوب تحریر کرکے ایک کتاب بنائی نندکمار نے مرشدآباد پہونچکر
ایسا اقتدار بڑہایا کہ محمد خان نایب نظامت جہانگیرنگر جو عطاء اللہ خان ثابت جنگ کا داماد تھا اسکا محتاج ہوا
میر جعفر خان نے زیر اطاعت ہندوے مذکور ہوکر خان مذکور کو حکومت جہانگیرنگر سے موقوف فرمایا اور جبکہ
حسب ایماے ہندوے نابکار کے مقید کیا یہانتک کہ تاکید انگلشیہ سے خوف کہا کر میر جعفر خان نے اوسکو رہا کیا
اسی ضمن مین میر جعفر خان بیمار ہوا روز بروز مرض کی شدت ہوتی گئی ہر چند کہ دوا دارو مین کچھ تقصیر نہ ہوتی مگر
موت تو قریب آچکی تھی اصلا فایدہ نہوا تا آخر الامر بموجب آیہ کریمہ کل نفس ذائقۃ الموت چودہوین ماہ شعبان
روز سہ شنبہ سنہ ۱۱۷۸ ہجری کو اس جہان فنا سے کوچ کیا معتبرین سے سنا گیا کہ دم آخر کریٹ کوٹہ کی بتون کا پانی
تبرکاً حسب تجویز نندکمار کے نوش کیا مگر اجل نے وہین گلا دبایا دم اوکھڑ گیا فاعتبروا یا اولی الابصار مقام غور ہے
ای صاحبان بینائی دیکھو آخر موت نے نچھوڑا مگر ایمان ہاتھ سے مفت مرتے وقت کیا کہ اس کافر کے کہنے سے پانی کریٹ کوٹہ
منگا کر نوش کیا ؏ ہمینت پسند است اگر بشنوی ❊ کہ گر خار کاری سمن ندروی (اعاذنا اللہ وجمیع المومنین من تغیر مرضیہ)
الغرض افواج شجاع الدولہ کی جسارت اور دلیری کی شہرت سنکر میر جعفر خان صلح کرنا بہتر سمجھا تھا بلکہ شاید
[illegible] انگلشیہ بھی بشرطیکہ کوئی امر مانع تجارت نہو خواہان صلح تھے کہ صوبہ عظیم آباد کے دینے کے علاوہ صوبہ
[illegible] سے پیش آوین مگر شجاع الدولہ کو وہ [illegible] تھا کہ اپنے [illegible]

روبرو نماتا تھا اور حالانکہ باوجود تمام جاہ و نوکر اور توپ و سرانجام عمدہ اور فوج کے آپ محض بے شعور تھا
بلکہ دولتخواہون کے نصایح سے منفور آخر اوسکی بدولت ثمرہ اوسی جہالت اور خود پسندی کا چکھنا پڑا اب یہان پر
ایک حال عجیب و غریب لکھتا ہون کہ بالفعل بہت ہی مروج زمانہ ہے کہ جبکسیکو کچھہ اندکے بہی مقدور ہوتا ہے
اپنے سے بڑھکر کسیکو نہین سمجھتا اور یہی جانتا ہے کہ جو کچھہ ہون سو مین ہون مجھسے بڑھکر کوئی نہوگا اور طریقہ بزرگونکو
کہ اپنے کو ذرۂ ناچیز بے قدر سمجھتے تھے اختیار کرنا اپنا کسر شان جانتے ہین اور اپنی قلب ماہیت اور ممسوخیت کو
کہ سراسر لغو و بیہودہ ہے جملہ انبیا و اولیا و حکما و علما وغیرہ کہ بہترین مخلوق و افضلترین خلق عالم ہین بہتر و
خوبتر جانتے ہین اور رسوم و روش واہیہ اور مہملہ اپنے کو غلبہ و دیگر طریقہ گذشتگان اکابر کو برا سمجھہ کر طنز و
تشنیع سے زبان درازیان کرتے ہین سبحان اللہ کیا مقام ہے اور اوسکے جاے غور ہے کہ جب واسطے افضل مخلوق
اور عاقل ترین کائنات والا صفات صاحب وحی کو یہ حکم ہوا کہ شاورہم فی الامر اے محمد بدون مشورہ
یارون اپنے کے کوئی کام نکر اور جب مسافرت کرے پہر اپنے مالک پر بہروسہ اور توکل کرکے انصرام کاتئن
مشغول ہو اور ایسا ہی زمانہ سابق سے ہوتا آیا ہے کہ جملہ شاہان والا اقتدار ون واسطے مشورہ کے
ایک جماعہ ذوی شعور وافی العقل کافی الفراست مقرر رہتے تھے کہ مدام اچھے برے مین سد راہ ہوکر
بطریق دواب داما ن فہمایش کرتے رہین چنانچہ سکندر ذوالقرنین نے مشرق سے مغرب تک حکمرانی کی
اور روز بروز ترقی ہوتی گئی مدار کار اپنے وزیر ارسطو حکیم پر رکہتا تھا چنانچہ نظامی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ؎
ہمہ کار شاہان گیتی پژوہ ✤ زراے وزیران تدبیر و شکوہ ✤ اور دوسری جگہ پر یون کہا کہ ؎ نکرد سے
یکے مرغ بر باب زن ✤ کارسطو نبودے بران راے زن ✤ اب اس زمانہ ناہنجار مین ایسا ہوگیا ہے
کہ جو کوئی ادنی ترین مردم حسب بخت و طالع دولت کو پہونچتا ہے اور نردبان اقبال پر ترقی کرتا ہے
پس آپ کو تمامی عالم مین فایق اور برتر شمار مین لاتا ہے اور فضایل اور کمالات اپنی ذات مین کل
کائنات سے افضل اور اعلی سمجھتا ہے اور کسی کو قابل خطاب اور مشورہ نہین جانتا ہے بلکہ عار و
ننگ اپنا تصور کرتا ہے ہر چند دوست اور ہمنشین اوسکا ارسطو فطرت اور افلاطون طینت ہو اور
براہ فہمایش عرض کرے ہرگز التفات اوسکے قول کی طرف نہو اور بار بار ایسا زبان پر آتا ہے کہ
ہم عقل اور دانائی مین لاکھون اور ہزارون سے افضل اور بہتر ہین اور لوگون کو اگر دس حصہ
عقل ہے تو ہمکو صد حصہ اپنے قیاس پر سمجھہ لینا چاہئے پہر ہم کسی سے مشورہ کرینگے ایسا خبط و
جنون نے آپکے دماغ مین جگہہ لی ہے کہ اگر جالینوس اور لقمان بہی آئے تو اس فسادون کی دوا ناممکن ہے
پس ایسے لوگ سبب نادانی کے اپنے کو دانایون مین شمار کرین بربادی ہوتی ہے اور آخر ہی منہ دکھاتی ہے

ذکر میجر کرنگ کی معزولی کا بسبب آجانے میجر منیرو ملازم بادشاہ انگلشیہ کے اور کلکتہ پہونچکر فوج بنگالہ کی سرداری پر مامور ہونا اور جنگ وزیر کو انجام پہونچانا اور کپتان مکولی کی سرگذشت

ہنوز میر جعفر خان زندہ کلکتہ مین تہا کہ میجر منیرو جہاز متواری یعنے جنگی پر کسی تقریب سے وارد کلکتہ ہوا چونکہ اصحاب انگلشی درازی مدت جنگ وزیر سے یہ خیال کرتے تھے کہ میجر کرنگ کی کم جراتی سے ہوا ہے اور اس جماعہ کا ضابطہ ہے کہ جس جگہ ملازم کمپنی ہو اور کوئی سردار نوکر بادشاہی وہان وارد ہو جب تک وہ وہان رہے ملازمین کمپنی اوسکی فرمان برداری مین حاضر رہین شمس الدولہ وغیرہ کلکتہ کے کونسلیون نے میجر منیرو کو فوج عظیم آباد کی سرداری مین تجویز کرکے مرخص کیا میجر کرنگ اس خبر سے راہی کلکتہ ہوا اور عظیم آباد پہونچکر ریاست فوج حاصل کی تہوڑے دن گذرے تھے کہ کپتان مکولی کو چند ولایتیون کے مع ہمراہیان تلنگہ قید کرلیا اور ارادہ کیا کہ اوسکو مع توپ کے راجہ بلونت کے پاس لیجاوین راجہ مذکور حسب الامر وزیر لب دریائے سرجو پر جو کہ گہاگہرا اور دلوہا کے نام سے مشہور ہے غازی پور کے سرحد پر گورکہپور کے حدود سے متصل بنابر خبرگیری ملک وزیر اور مزاحمت دخل اور تصرف انگلشی کے ممالک محروسہ مین اقامت رکہتا تہا اور کپتان مذکور بہی اسکے مقابلہ کو اوسی حد پر لب دریا مقیم تہا کپتان مذکور نے معاملہ مذکورہ کے دیدسے فوج ہمراہی کی نہایت مدارات کی اور یہ حال میجر منیرو کو جو اوسکے اور تلنگون کے فیمابین گذرا تحریر کیا بمجرد اطلاع اوسنے تلنگون کی دلجمعی اور دلاسا کو لوگ روانہ کئے اور خود ایک پلٹن سولداد ولایتی لیکر بسبیل یلغار دوڑ کر کپتان سے قریب آپہونچا اور بیرا بر لوگ دلاسا اور تسلی کیواسطے تلنگون کے پاس بہیجتا تہا اور کپتان خود بہی جو کہ ناواجب بہی تہا اوسکے کرنے مین مصروف رہتا تہا چونکہ اقبال انگریزون کی مدد پر تہا اور تلنگون کی اعانت مین ادبار کا اظہار تہا باوجودیکہ بہت سی مسافت کرکے راجہ بلونت کے لشکر کے قریب جا پہونچے تہے سوا عیدارا سے سستمال ہوکر متوقف ہوئے تہے اور میجر نے پہونچکر بضابطہ معہود اونسے قواعد سلیے حسب بندوقون کو گرادیا تلنگون کو سولداونسی مجبور کرایا اور اونکی بندوقین لیکر اونکی جمعیت توڑ دی اور دس دس بیس بیس نفر اوس گروہ کا ہر پلٹن مین داخل کیا اور دوسری پلٹنون کے لوگ نکالکر اوسیقدر نئی پلٹن آراستہ کرلی اور کپتان کی سرداری مین مقام مذکور کو بہیجے اور بیس آدمیون کو جو سرغنہ فساد ہوئے تہے واسطے عبرت دیگر لوگون کے توپ دم کردیا ایک سپاہی بہی انہین تہا قبل فنا گہڑی بہر کی اور مہلت لیکر پرستش آفتاب کی اور اوسی سرزمین کی مٹی اوٹہا کر زیب پیشانی کی اور کمال استقلال سے زیر توپ آیا جیسا کہ ... اللہ ... کل حزب بما لدیہم فرحون جب تک شجاع الدولہ کی طرف سے قریب عقل ...

دانش کے سوال جواب ہوتی ہے اصحاب کونسل انگلشیہ کو مختار حل عقد ہر امر کی تھی حکم جنگ کا ساتہہ اونکی میجر سمرو کو نہین دیتی تہی جب اوسکی خطوط عجیب دعوے غرور کے دور از قیاس آئی جانی لگی انہون نے آخر صفر یا اوسط ربیع الاول ۱۱۷۷ ہجری میں کو حکم جنگ میجر مذکور کی نام صادر کیا میجر منرو نی چند روز سرانجام اسباب ضروری مین مصروف رہکر عزیمت بکسر سے کی

آنا میجر منرو کا دریائے سوہن سے میر کو لوہر اور وزیر سے بعد لڑائی کی فتح و فیروزی پانا

اواخر ربیع الاول یا اوایل ربیع الاول کو جنگ وزیر پر مامور ہوا اپنے لشکر کے لوگ منتخب کر کے کل سوار و پیادہ جوان وغیرہ قلمبند کر کے اوسکی موافق غلہ وغیرہ دس روز کے واسطے ہمراہ لیا اور صاحبان کوٹھی عظیم آباد سے کہا کہ اسیقدر مدت مین فتح ہوگی اور غلہ کی حاجت نہین فتح اور شکست جو ہونا ہے ہوتی ہے یہ کہکر راہی ہوا منیر و نے اللہ نام ایک شخص عظیم آباد کا رہنے والا جو کہ وزیر سے پرگنہ بہتا وغیرہ مقامات سرکار شاہ آباد کا عامل تہا جب وہ اس ہرات انگلشیہ سے ماہر ہوا اپنی فوج مغلیہ کو قراولی اور چپاولی پر بہیجا اور ایک توپ کلان کو جو پیشتر دریا کنارہ فوج انگریزی کے مقابلہ کو بہیجی تہی واپس طلب کی چونکہ برسات کی وجہہ سے کیچڑ دلدل بکثرت تھا اثنائی راہ مین بعض جگہ دلدل مین اوسکی پہیے ایسے سما گئے کہ نکلنا دشوار ہوا وزیر نے خود مع ہزار سوار مروانے کے آکر اوسکو نکالا اور ہمراہ لیگیا کثرت غفلت سے اس درجہ تھی کہ کچہہ فکر سرانجام حرب و جنگ اور ملاحظہ توپخانہ اور دیگر شورہ و صلاح رزم و جنگ سے مطلق خبر نہتی لہو و لعب مانند چوپڑ کہیلتا کبوتر اوڑاتا یہی معمول تھا گویا اپنی ملک مین بالطمینان سیر و شکار کو آتا تھا ان مورچہ کی سرحد دریاچہ تہوڑا سے تا دریائے گنگ پر بنوائی لڑائی کا ارادہ اوسیکی پناہ مین رکہتا تہا تا آنکہ میجر منرو آپہونچا تین ۳ کوس کے فاصلہ سے کسی جہیل کے کنارے خیمہ برپا کیا اور وہ جہیل دونون لشکرونکی درمیان مین واقع تہی تیسرے روز وزیر نے فسخ ارادہ کر کے اوس حد کو چہوڑ دیا بدعوی رزم اوسکی باہر نکلا فوج مغلیہ وغیرہ ہمراہ وزیر اور شجاع قلی خان مع ہمراہیان چہہ سات ہزار سوار و پیادہ کے لشکر پر موشیر دک اور سمرو کے معین ہوئے اور راجہ بینی بہادر نایب صوبہ اودہ و الہ آباد اپنے مورچہ پر لب دریا متصل کہنڈہرون کے ٹہرا اور سمرو اور موشیر دک آٹھہ توپ ولایتی اور آٹھہ پلٹن تلنگہ کی ہمراہ بمقابل فوج انگلشیہ کے ہوا شجاع قلیخان اسکے لشکر پر تھا اور وزیر دست راست اور بینی بہادر دست چپ متصل دریائے گنگ توپ کی لڑائی شروع ہوئی طرفین کے لوگ مجروح و مقتول ہونے لگے وزیر نے مع فوج مغلیہ کے یورش کیا درانی اور مغلیہ ہمراہی منیرو پر ٹوٹ پڑی خوب اوسکے ہیر دنگاہ مین قتل و غارت کی سمرو اور موشیر دک کی توپ اندازی اور تردد سے فوج انگلشیہ تنگ حال ہوئی میجر منیرو

ہوا دیدا اس حال کے اور میسر ہوئی جہیل اور کیچڑ ولدل کے یورش نہین کر سکتا تھا لہذا تہوڑی فوج نکالکر طرف روانہ کی اوسنے بینی بہادر پر حملہ کیا شیخ غلام قادر وغیرہ لکہنوی جو بینی بہادر کے ہراول تھے زیر دیوار کہنڈرون کے مخفی تھے انگریزی تلنگے اونکی نگاہ سے پوشیدہ جاتے جاتے جب آبادی کے کنارے پہونچے ڈہیلون سے اونکو مارنا شروع کیا شیخ غلام قادر مع ہمراہیون کے اوسوقت خبردار ہوکر مستعد جنگ ہوا جب تک یہ صف آرائی کرین تلنگون نے حسب ضابطہ صف آرا تو تہی ہی حسب تعلیم اپنے کپتان کے برق اندازی شروع کردی شیخ زادے بہی بقدر تعاقب مستعد تفنگ اندازی ہوئی لیکن چونکہ دفعتاً یہ معرکہ ہوا تہی الوسع جواب تفنگ ندے سکے دو ایک باڑہ سے جو انگریزی تلنگون نے کی انکا کام تمام ہوگیا شیخ غلام قادر وغیرہ مع اپنے سپاہیون کے چپ چاپ رہرو عدم ہوئے بزدلے جو باقی رہے اپنی راہ لگے راجہ بینی بہادر نے غالب خان سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے خانمذکور نے کہا اگر آبرو درکار ہو جان نثاری کیجئے ورنہ فرار بہتر ہے بینی بہادر نے آبرو کا لحاظ کیا اوسنے کہا بسم اللہ اور پیادہ ہونے کا اشارہ کیا غالب خان مع اپنے متبنی وحید الدین خان کے پیادہ ہوکر بڑہا بینی بہادر کو جان دینا گوارا نہوا میدان سے منہ موڑ گیا میر وحید الدین خان نے اس بے اعتنائی بینی بہادر سے باپ کو آگاہی دی غالب خان اپنے آقا کو اس حال مین دیکہکر گہوڑے پر سوار ہوکر درپے راجہ سالک کے راہ فرار لی

باہر جانا شجاع قلی خان معروف بمیان عیسی کا موشیر مدک کے پشت سے اور برہمی انتظام اور شکست پانا اوسکا فوج وزیر سے باوجود ظہور غلبہ حسب تقدیر کے

شجاع قلی خان نے آواز بندوق سنکر تلنگون اور شیخ زادگان بینی بہادر سے جسارت کا گمان کرکے اپنی آبرو کو ڈرا کہ مبادا ایسا نہو کہ بینی بہادر قلعہ فتح کرلے کہ موجب میری ناک کٹنے کا حضور کے روبرو ہو فرط اضطراب سے بلا ادراک حال بینی بہادر کے پشت موشیر مدک سے نکلکر آگے بڑہا روبرو دلدل تہا وہان سے گذرنا مشکل ہوا علاوہ اوسکے دیوار آتشبار کے روبرو کسکی یہ مجال تہی کہ جاوے جملہ رفقائے معتمد سے جو کہ چہہ سات ہزار کے قریب تھے تہوڑے لوگون نے ساتہہ دیا اسکے آگے بڑہنے سے موشیر مدک اور سمرو کی توپ اندازی موقوف ہوئی کیونکہ شجاع قلی خان دونون صفون کے درمیان حایل ہوا ادہر تو اوسکا لحاظ مانع تہا اودہر سے انگلشیون نے دہوین اوڑادیے شجاع قلی خان چند رفقا کے ہمراہ نہایت مشکل سے کیچڑ دلدل سے گذرا انگریزی انگلشی کی باڑہ نے انہین بچہاڑ دیا بیچارے ملک عدم کو بیشیں قدمی کرگئے جو ہمراہی بچے وہ بہاگ کر جان بچا گئے اور میدان مین جو لوگ کہڑے تھے اونہین بہی اپنا اضطراب دکہلاکر ہمراہی مین لوٹہایا اور بینی بہادر کے مقابل سے گذر کر داخل لشکر وزیر ہوئے

آثار بحشمہ پیدا تھی کسیکو تاب قیام نرہی آدمی کا کون شمار تھا زمین جل اٹھی مغلیہ اور درانیون نے
یہ سراسیمگی دیکھی خکمرامی سے لشکر وزیر کے لوٹنے مین معروف ہوئے تھوڑی دیر وزیر امید لگائے رہا
بعد ازان جب ہمراہیون نے ترک رفاقت کی خود بھی میدان سے کنارے ہوا جملہ اسباب اسکا
اور اسکے ہمراہیون کا مانند صراف اور سوداگران وغیرہ کے فوج انگلشی کے ہاتھ لگا تلنگیون نے بھی خوب ہاتھ پاؤن مارے
جو جسکے ہاتھ لگا وہ لیا بیٹھے بڑی لوٹ ہوئی درحقیقت لشکر ہمیں سے معمور تھا اکثر بیچارہ دریائے
تھورا مین جا کر کیچڑ و دلدل سے درماندہ ہو کر تلنگون کی باڑہ سے دریائے عدم کے کنارے اوترے
شجاع الدولہ نے قبل اس لڑائی کے ایک دن پیشتر عالیجاہ کو قید سے نکالا ایک ہتھنی ننگی دیکر
مرخص کردیا تھا یہ بھی فضل خدا ہوا کہ دشمن نے ایسے وقت مین سواری دی جسکے وسیلہ سے ایسی تہلکہ سے
سلامت نکل گیا اور قدرت پروردگار قدیر ملاحظہ ہوئی ؎ عدو بھی مہربان ہوتا ہے جب فضل آلہی ہو *
اوسی رات کو جسکے صبح شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے رہائی عالیجاہ کی خبر پاکر اوسکو پیغام دیا کہ میرے پاس
تشریف لائے اور بندہ کے پاس ایک عمدہ گھوڑا مع ہزار روپیہ نقد کے موجود تھے اور اس نظر سے
بھیجا نہین کہ مبادا وزیر خبر پاکر درپے تدبیر ہو اگر ارشاد ہو روانہ کرون عالیجاہ نے کہلا بھیجا کہ آفرین
تمہارے پاس مروت کو مگر اسوقت مناسب نہین ہر وقت طلب کیا جاویگا اتفاقاً اوسی شب کو وہ فیل مادہ
ملا کہ وقت شکست عالیجاہ بھی فراریون کے ساتھ نکل گیا علی ابراہیم خان بہادر نے اسباب وغیرہ
اپنے بھائی علی قاسم خان کے ہمراہ ایکروز قبل اس شکست کے پل دریائے تھورا سے عبور کرا دیا تھا
جہان کہ لشکر پادشاہی تھا خود جریدہ رہگیا تھا بروقت فرار پل پر پہونچا مگر کثرت عبور سے اول تو راہ
عبور پیمائی دوم پل بھی شکست ہوگیا تھا لاجرم تھوری دور چڑھائی کیطرف جا کر دریا مین کود پڑا اور تیرا پار نکلا اور
فراریون مین جا ملا دیکھا کہ فوج انگلشی نے پہونچکر چہرہ دار توپ فراریون پر مارنا شروع کی اور انکے لیے
بندوق کی باڑہ ہونے لگی بس ماردہا ہی رہے سہتے ہوش اور گئے نہایت خرابی سے فرار ہوا کچھ
توپ و بندوق سے فیر خالی کر گئے کچھ گوارون کے حلہ مین کام آئے باقیماندہ نہایت بے عزتی سے جان چورا کے
بھاگے اور آگے جا کر مجمع مفروریون مین جا ملی وزیر نے مع متعلقون کے الہ آباد کی راہ لی اور میر قاسم خان
نقصان لنگان چھ سات کوس بنارس سے آگے مقیم تھا اور بینی بہادر حسب الحکم وزیر کے واسطے ہمراہ لیجانے
بادشاہ کے لب گنگا محاذی بنارس جہان کہ خیمہ شاہی تھا مقیم تھا علی ابراہیم خان اسکے لشکر کی متصل
پہونچکر دریا کنارے مع دس بارہ رفقا کے دم راست کرنے کو ٹھہر گیا اپنے بھائی کے خیمہ کو دریافت
کرتا تھا غالب خان کا خدمتگار جو اسوقت بینی بہادر کا رفیق تھا اوسنے خانہ کو دیکھکر غالب خان کو خبردی

خان مذکور نے اوسکو بینی بہادر سے رخصت چاہی راجہ نے فرط اشتیاق سے کہا کہ علی ابراہیم خان کون ہے جسکی آرزو آپکو اسقدر بیتاب کر رہی ہے اسنے کہا کہ ملاقات پر اوسکے محامد دریافت ہو جاینگے بینی بہادر نے آکر خان موصوف کو دیکھا اور اوسکی تقریر سنتے ہی مشتاق مصاحبت ہوا غالب جنگ سے کہا کہ ہمارے پاس بہی لایا خان مذکور نے آکر علی ابراہیم خان سے ملاقات کی اور بعد اظہار احوال علی ابراہیم خان کو اپنے ہمراہ راجہ کے پاس لیگیا اوسنے مصاحبت مین استدعا کی ہر چند انہون نے ہی بمقتضائے وقت منظور کیا چونکہ وزیر راجہ کا پروریدہ بجائے پادشاہ کی تاکید کر رہا تھا اور بادشاہ کو وزیر سے دلگیری تہی خواہان ملاقات انگلشیہ تہا اور انگلشیہ بہی راہ رسم مراسلات کے پادشاہ سے کرتے تھے اور چونکہ کمپنی کیطرف سے یہ حکم تھا کہ ملک ہند فتح کرین وزیر سے بہی صلح چاہتے تھے اور اسی سبب سے بینی بہادر کی ملاقات کے طلبگار تھے

اسی عرصہ مین راجۂ مذکور نے بادشاہ کی اقامت دیکھکر مع لشکر کے عبور دریائے گنگ کیا

ذکر بادشاہ اور انگلشی کی ملاقات اور باہم متفق ہوکر عبور گنگا کرنا بینی بہادر کا ملاقی ہونا جماعۂ انگلشیہ سے بنابر صلاح وقت وزمانے کے

جب بینی بہادر گنگا پار ہوا بادشاہ نے مع منیر الدولہ کے فارغ البال ہوکر انگلشیون کو طلب کیا یہ تو چاہتے تھے جھٹ پٹ آنکر مشرف سلام ہوئے اور باتفاق گنگا پار ہوئے وہان پر بینی بہادر کو بہی بلایا اوسنے علی ابراہیم خانکو بہی شریک مشورہ کیا آخر الامر ملاقات کی ٹہری اور جماعۂ انگلشی نے وزیر کی صلح بشرط تفویض کرنے میر قاسم خان اور سمرو کے بیان کی چونکہ بینی بہادر عالیجاہ سے ناراض تھا اور اپنے آقا کی سلامتی اس امر مین چاہی قبول کرکے عرض کیا کہ سمرو تو صاحب فوج ہے اوسکا ملنا البتہ دشوار مگر عالیجاہ کو اگر وزیر نے منظور کیا کچہہ دشوار نہین بعد گفتگو رخصت ہوکر اپنے ہمرازون کو ماجرائے گذشتہ سے آگاہ کیا علی ابراہیم خان نے کچہہ سن کر اس مقام سے جو پاس حق نمک عالیجاہ کو جو بینی بہادر کے لشکر سے پانچ چہہ کوس پر تھا مطلع کیا اوسنے اطلاع پاتے ہی جلد آلہ آباد کی راہ لی اور وہان پہونچکر جسطرح خدا کی کارسازی ہوئی اپنے عیال و اطفال کو جنہین وزیر نے محبوس کیا تھا لیکر اپنی راہ پکڑی اور روہیلہ کی عملداری مین جاکے مقیم ہوا احوال اسکا تا انتقال اسکے جسجگہ پر کہ احوال شاہجہان آباد وغیرہ کا لکہونگا انشاء اللہ تعالے ضرور بالضرور بکمال وضاحت سے بیان کرونگا —

باقی حال وزیر کا اور خیر نگی پردۂ تقدیر کا

شجاع الدولہ نے اسوقت مین بجز اسکے کوئی راہ نہ دیکھی کہ اپنے ملک سے نکلکر تہگالون کی ولایت مین جائے بعض متعرین واسطے جمعیت کے لکہنو و فیض آباد بہیجکر تاکید کی کہ متعلقون کو زر و جواہر و خزاین و خزاین کے

حافظ رحمت کے وہلے ملک مین جسمین جان بہچان رکہتا تہا بہجا وین اور بریلی مین ٹہرین اور خود بہی جلد الہ آباد آیا اور اپنی مان اور بی بی کو لیکر ملک افاغنہ کو چلا گیا الہ آباد کی قلعداری علی بیگ خان کے سپرد کی اور قلعہ چنارہ مین بشیر حبشی کو مستعد کیا بعد آنے بینی بہادر کے اوسکا مشورہ جو کہ درباب مصالحہ انگلشیہ کے تہا باعتبار اعانت افاغنہ اور رگوبہا مرہٹہ کی نامنظور کیا اور اوسکو لکہنو کی رخصت دی اس نظر سے کہ بینی بہادر ظاہر داری مین انگریزون سے ملا رہا تاکہ اوسکا عمل صوبہ مین رہے اور خود ملک بنگش مین باوجود عداوت احمد خان بنگش کے جسکا سبب دفتر سوم مین معلوم ہوگا جاکر حافظ رحمت اور احمد بنگش وغیرہ سرداران افاغنہ اور غازی الدین خان عماد الملک بہی جو کہ اتفاقاً وارد تہا مشورہ کنان ہوا ہر ایک نے ملہار مرہٹہ کے اعانت کی امید دی جو کہ پیرانا دکہن کا سردار اور بالاجی راو سپہ سالار اور صوبہ شاہجہان آباد کا ملکذار اور صوبدار کے نام سے مشہور تہا اور اوسوقت کالپی اور گوالیار کے اطراف مین تہا لیکن احمد شاہ ابدالی کی لڑائی مین اس قوم کی دولت و عافیت زایل ہوگئی تہی شجاع الدولہ نے اپنے معتمد لوگ اوسکے پاس بہیجکر استمداد کی اور وعدہ انعام کثیر بشرط فتح تحریر کیا اوسکو تو روپیہ کی تمنا تہی آکر ملحق ہوا اور افاغنہ ہر چند بموجب اونکے وعدہ کے چاہا کہ شریک ہون مگر وہ حیلہ و بہانہ مین ٹالا کئے کہ بہت اولا اور بہت اسب انشاء اللہ تعالی ہم شریک ہونگے اپنا وعدہ بہولے نہین اگر آپ اطلاع نہ بہی دیتے تو بہی ہم آپکے شریک ہوتے

آنا راجہ بینی بہادر کا دوبارہ لشکر انگلشیہ مین اور دغابازی کرنا

راجہ بینی بہادر نے حسب تحریر بالا روانہ لکہنو ہوکر راجہ شتاب رائے کو تحریر کیا کہ شجاع الدولہ حسب شرایط انگلشیہ کے صلح کو راضی نہین سمرو تو ملنا دشوار ہے اور عالیجاہ ہاتہ سے نکل گیا مگر بندہ اوسکے انجام کار کو اچہا نہین سمجہتا قصد ملازمت انگلشیہ سے ہے چونکہ شتاب رائے معتمد علیہ فرقۂ انگلشیہ کا تہا اور خیر مضمون نگار بینی بہادر لہذا اسکی خدمتگذاری غنیمت جانی میجر منیرو وزیر کو بکسر کی شکست دیکر بنارس تک تعاقب کیا تہا اور جلد تر صفر جانے کے کام کو واپس آکر میجر مذکور کو فوج کی سرداری پر چہوڑا مگر اوسسے چند روز مین ایسی کوئی تقصیر ہوئی ریاست لشکر سے معزول ہوا اور میجر کرنگ جو سابق مین نوکر اور ملازم کمپنی تہا سرداری لشکر اور خطاب جرنیلی جسکو برگ ڈیر جنرل کہتے ہین پاکر آیا تہا اسکو او شتاب رائے سے اتحاد تہا رائے مذکور نے راجہ بینی بہادر کا ارادہ جنرل موصوف سے ظاہر کیا اوسنے خط بنام بینی بہادر کے مع کمال احترام سے لکہکر او شتاب رائے کے وسیلہ سے طلب کیا بینی بہادر نے آکر ملاقات کی اپنی دانائی سے طرفین کو راضی رکہا اور کسیقدر حل و عقد معاملہ اسکے سپردگی مین آیا جنرل کہتا تہا کہ جسوقت تم اپنے متعلقون کو عظیم آباد یا بنارس مین مقیم کر آؤ اوسوقت دلجمعی سے دونون صوبکو

معاملات تمہارے اختیار مین کر دین اور وہ اس بارہ مین حیلہ کرکے وقت ٹالتا تھا تا آنکہ شجاع الدولہ نے
راؤ ملہار کو موافق کرکے بعزم جنگ انگلشیہ کوڑہ کے اطراف مین آیا بینی بہادر کسی فقرہ کا معتقد نہ تھا اوسنے فقیت
کیا کہ مجھکو کیا کرنا چاہیے اوسنے کہا کہ انگریزون کا آنا ہوا کا جھونکا تھا کہ آیا اور گیا بینی بہادر اس ایما سے سابق مثابت
وزیر سوار ہو شتاب رائے نے خبر اجتماع راؤ ملہار اور شجاع الدولہ کی سنکر بینی بہادر سے کہا کہ اگر شجاع الدولہ
ملنا ہو تو ہمین صاف کہدیجئے تاکہ بندہ انگلشیہ سے کہکر تمکو رخصت دلا دے آپ بخوشی خاطر تشریف لیجائے
اور اگر رہنا ہو تو مقیم رہئے جسمین ہماری بد عہدی ہو وہ نکیجئے کہ میرا نقصان اور آپکی بدنامی ہو بینی بہادر نے
اپنی بد طینتی راو ندکور سے اخفا کی اور منتظر وقت رہا جسوقت تمام بندوبست بعض محالات صوبہ کی لشکر انگلشیہ ہی
دو ورع چند کمپنی تلنگہ انگلشیہ کے جو ہمراہ معین تہی لکھنو کو عازم ہوا اور اپنے متعلقون کو لیکر وزیر کے لشکر کو چلا
تلنگون نے مزاحمت چاہی لگر اپنی قلت اور اوسکی کثرت سے مجبور رہے وہ لشکر وزیر مین جا ملا علی ابراہیم خان
جو بسبب بیماری کے حصار پرتاب گڈہ مین تھا بےخبری کے سبب سے جو اس عزیمت مین راجہ بینی بہادر کے
نہایت حیران ہوا اور راجہ بینی بہادر کی عورت نے حسب مقدور خان مذکور کے رسد مایحتاج وغیرہ ضروریں
حاضر رہی آخر الامر وہ شخص نہایت تکلیف مین وہان سے چلدیا الہ آباد آٹھ راہ چند میجر کرنگ نے خبر ترک رفاقت
بینی بہادر کی سنکر شتاب رائے سے کچھ کہا مگر شتاب رائے بمجرد اس خبر کے حاضر حضور میجر ہو کر عرض پیرا ہوا
کہ ایفائے عہد بینی بہادر کا بندہ ضامن تھا اور اوسنے ایسی حرکت کی اگر کونسل سے کوئی اعتراض آپ پر ہو
بندہ کو روانہ کونسل کیجیگا کیونکہ قصور تمہارا ہے جنرل وغیرہ اس خلوص شتاب رائے سے رضامند ہوئے
اوسکی دلجمعی فرمائی تا آنکہ شجاع الدولہ مع ملہار مرہٹہ کے عازم جنگ انگلشیہ ہوا

فوج انگریزی کا قلعہ چنارہ کی تسخیر کو جانا اور فتح نہ پانا

سرداران انگلشیہ نے قبل اس سانحہ کے راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کو بوسیلہ راو شتاب رائے اور
سید نور الحسن بلگرامی کے جو کہ اول مین رفیق اور ملازم شجاع الدولہ اور بینی بہادر کا تھا دلجمعی کرکے
اپنا رفیق بنایا تھا اوسکے کہنے سے قلعہ چنارہ جو دریائے گنگ کے کنارے پہاڑ پر بنارس سے دس کوس
جنوب رویہ واقع ہے فتح کرنا چاہا پس ایک فوج کو مع میجر اور چند کسان اور لفٹنٹ اور سارجن کے قلعہ مذکور
پر بہیجا چند توپ بہی ہمراہ تہین میجر مذکور نے پہونچکر اول رعب سلطانی دکھلایا بعدہ شرر افشانی پر آیا
محمد بشیر خان جو وزیر کا مقرب اور قلعدار تھا نہایت نامردی دکھائی لیکن اوسکے ہمراہی حفظ قلعہ مین
ثابت قدم ستھے اور محمد بشیر خان کو وزیر کے پاس روانہ کر دیا چند روز قلعہ سے لڑائی رہی آخر کار
انگلشیہ نے دیوار حصار ایکطرف سے خراب کر دی اور شب تاریک مین یورش کیا جب پہاڑ پر

جرنیل قلعہ پر جانے کا عزم کیا میجر نے ہمراہیون کو حکم دیا کہ سنگہائے افتادہ دیوار پر جلد لیجاوین قلعہ والے انکی آہٹ پاکر مستعد مدافعہ ہوئے بندوق کی باڑہ سے اکثر لوگون کو مجروح کر دیا اکثر لوگون کی پیر چہپاتا غافلان غلطان آگرہی ہاتھ پیر نے درہی کی پائے ثبات اوکہڑ گیا ناکام واپس آئی اور بعد تہوڑی دیر کے میجر کو نہایت پوشیدگی سے لشکرمین اوٹہالائے اوسوقت وہ بیہوش تہا تہوڑی دیرمین عالم فانی سے کوچ کر گیا جنرل نے جب یہ خبر سنی اور نیز متقدمی وزیر سے آگہی پائی اس فوج کو واپس حضور مین بلالیا اور باتفاق بعزم مقابلہ وزیر و مرہٹہ کے پیشتہ کو چلا بعض فوج کے سرداران انگلشی کو میجر استیرٹ کی سالاری مین لکہنو بہیجا تاکہ وہان پر ضابط ہوکر اطراف حدود اودہ سے باخبر رہین اور محمد اکبر خان کو وہان کی کوتوالی پر رائے شتاب رائے کی تجویز سے مقرر کیا اور جنرل کرنگ کل فوج اور شتاب رائے اور میرزا نجف خان کو ہمراہ لیکر تسخیر آلہ آباد کو عازم ہوئے میرزا نجف خان قلعہ مذکور کے کم وکیف سے مطلع تہا حصار مین جدہر شکستہ تہا علاوہ جنرل نے وزیر کی توپین جو لوٹ پائی تہین اوسی طرف لگادین دیوار توڑ دی علی بیگ خان وغیرہ جو وزیر کے روبرو وہان کے قلعہ دار تھے لاچار ہوکر امان خواہ ہوئے قلعہ تسخیر ہوگیا راو شتاب رای اونکی مال وآبرو کا سوائے مال وزیر کے ضامن ہوا اور اونکو قلعہ سے نکال دیا علی بیگ خان وغیرہ ملازمان وزیر مرخص ہوکر اپنے آقا کے پاس سدہارے اور راو شتاب رای نے باتفاق اور اعانت راجہ بلوند سنگہ کی دونون صوبہ کا بندوبست خصوص اودہ کا جیسا کہ ممکن تہا کیا اکثر محالات مین عمال مقرر کئے اکثر لوگ فوج عالیجاہ سے مانند میر روشن علی خان اور شیخ عزت علی مع برادران اور شہسوار بیگ تورانی قاتل مستر اسیٹ کو ملازم کرکے متعین صوبہ ومحال کیا جب نہضت وزیر کی خبر تحقیق ہوئی جنرل بہادر مع راو شتاب رای اور میرزا نجف خان کے عازم مقابلہ ہوا اور عمال کو مع فوج نوکے جابجا چہوڑا الحق کہ شتاب رای نے بندوبست صوبہ مین باوجود عمل دیرینہ وزیر کے جو کہ عہد سعادت خان برہان الملک سے تہا بہم کرکے اکثر جگہ کا انتظام کیا لیکن بعض ملازمان کی نمکحرامی اور ناحق ناشناسی مانند زمینداران وغیرہ خصوص راجہ بلوند کہ زیادہ اس امر کے نہایت موید تہا

دوسری لڑائی وزیر کی باتفاق راو ملہار مرہٹہ کی انگلشی سے اور مغلوب ہونا

جب راو ملہار نے وزیر سے شریک ہوکر اجابت دعوت کی وزیر پیشتر کو چلا کلا جماعہ افاغنہ نے جنکا وعدہ رفاقت تہا قدم نرکہا عماد الملک چند لوگ سے ظاہر امداد کو پہونچکر تماشائی تہا صاحب مقدور رکہتا تہا اور نہ اسکے ہاتھ سے یہ کار برآمد ہوا فی الحقیقت جب دونون لشکر سے باہم ملاقات ہوگئی اور جانبین سے زد وخورد نمایان قوم مرہٹہ کہ آواز اور صدمہ توپ سے آگاہ نہ تھے گہبرا گئے اور بعضین جہانکتے لگا

اور آمادۂ فرار روبرو دشمنون میدان شجاعت سے ہوئے القصہ کوڑہ کے اطراف مین مقابلہ فریقین ہوا
ہلکی سی لڑائی مین مرہٹہ کے ہاتھہ پیر ڈھیلے ہوگئے سیدھا گوالیار تک بھاگا چلا گیا وزیر بھی ہمراہیون کی کم
عدم دلدہی سے ہارلیس ہوا اسیوقت کہ فوج انگلشی صوبۂ الہ آباد سے بعزم مقابلہ سیحر کرنگ ہوئی تھی بعض
افواج مرہٹہ نے بموجب اپنے ضابطۂ مستمرہ کے فوج انگریزی کو میدان مین محاصرہ کرکے اپنے تنگ و تاز
سے مشوش کر رکھا تھا چنانچہ الکمرتبہ راو شتاب رائے چند لوگون سے محصور ہوا قریب تھا
کہ مرغ روح اس کشمکش سے اوڑجاے مگر کیا خوب بہادری کی داد دی اپنے ہاتھہ بزور تیر و نیزہ اپنی آبرو
قایم رکھی تا آنکہ فوج انگریزی نے کمک پر آکر اس دار و گیر سے رہا کیا کہ الحق راو شتاب راے اکثر اوصاف
سے موصوف تھا اور اس زمانے مین اکثر روسا سے ممتاز اور اکثر اعیان مکرمت سے طمطراق مین فوق رکہتا تہا
انشاء اللہ المستعان اور حال اسکی شجاعت اور دلیری اور شہامت کا جہان پر کہ اسکی نیابت کا حال کہ صوبہ عظیم آباد مین
حکومت رکہتا تھا عنقریب بیان کرونگا اوسی ذیل مین یہہ بھی حال کمال وضاحت سے حوالہ قلم ہوگا
علی ابراہیم خان بہادر نے الہ آباد سے حسب تجویز مینی بہادر کے چاہا کہ لشکر وزیر مین جاکر مینی بہادر سے
ملحق ہو چند کوس بھی شہر سے برآمد ہوا تہا کہ وزیر کی شکست مکرر کی خبر سنی اور واپس ہوکر مدت تک
اوس گرد و نواح مین پوشیدہ رہا تا آنکہ جب وزیر و انگلشی سے صلح ہو گئی وہ گوشہ گزین ظاہر ہوکر
مرشد آباد آیا ذکر اسکا مظفر جنگ نایب نظامت مرشد آباد کے ذیل مین انشاء اللہ تعالی تحریر ہوگا
القصہ وزیر نے دوسری بار شکست کہاکر فرخ آباد کی راہ لی افاغنہ وغیرہ سے چارہ کاری کی
جستجو کرنے لگا ہر ایک مصلحت بھی دیتا تھا مگر چونکہ دلی بات نتہی پذیرائے وزیر نہوتی تہی آخر الامر
احمد خان بنگش خلف محمد خان غضنفر جنگ نے باوجود عداوت دیرینہ کے بمقتضاے جوانمردی صاف
صاف شجاع الدولہ سے کہدیا کہ جماعۂ افاغنہ سے امید اعانت رکہنا محض توہمات ہے مفت مین
اپنا روپیہ امید و توقع مین برباد کرتے ہو بروقت سے یکے نقصان مایہ دوم شماتت ہمسایہ کا معاملہ ہوگا
پس میرے نزدیک مناسب ہے کہ چند معتمدان ہمراہی کے ساتھہ دشمن پر دوڑ کرو اگر حیات
مستعار باقی ہے فتح و فیروزی حاصل ہے ورنہ با آبرو جان نثار ہوجئے اور اگر یہ نامنظور ہو تن تنہا
انگلشی کے پاس چلے جاو چونکہ اونکا کام عقل و دانش مندی سے خالی نہین ہوتا ہے یقین کہ دریے
ضرر نہون بلکہ تمہارے خاندان کی عزت و شان کے دیکھنے سے یقین کہ تمسے باعزت پیش اوین
اسی عرصہ مین بعد فتح قلعہ الہ آباد اور نیز دوسری شکست سے وزیر فتح و فیروزی سے نہایت دلگیر ہوا
اور محافظان چارہ سے بیروا دیدہ دیکہکر قلعہ سرداران انگلشی کے حوالہ کردیا بعضے انہین سے ملازم بادشاہ رہے

اور بعض شجاع الدولہ کے پاس چلے گئے

وزیر کا حسب نصیحت احمد خان بنگش کے سرداران انگلشیہ سے صلح کرنا

وزیر نے صلاح احمد خان بنگش کی درست پائی چند ندیموں کے ہمراہ پالکی پر سوار ہوکر لشکر انگلشیہ کو روانہ ہوا اس بلکہ سوار سے زیادہ ہمراہی میں تھا جب تھوڑی دور رہ گیا جنرل کرنک کو خبر ملی کہ وزیر اس طرح سے آتا ہے متحیر ہوکر بعد تحقیق خبر مع راو شتاب رائے وغیرہ چند سرداران کے استقبال کو روانہ ہوا وزیر نے جنرل کو استقبال میں آتے ہوئے دیکھا پالکی سے اوتر معانقہ کیا اور جنرل نے مع کل سرداران اور راو شتاب رائے وغیرہ کے قدر دکھلائی اور پیادہ پا ہمراہ ہوکر اپنے خیمہ میں لایا ضیافت کی طیاری ہوئی ادب و آداب میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نفرمایا وزیر نے بعد طعام و استراحت خوشی و خورم اپنے خیمہ گاہ کی راہ لی اور دو تین روز میں بوسیلہ راو شتاب رائے کے فیمابین مصالحہ ہوا جمع ہوکر ایماے انگلشیہ کے جمیع اپنے ملازمین طلب کرکے حاضر کرلئے لشکر جنرل اور وزیر نے باہمد گر آمد و رفت ہوتی تھی راو شتاب رائے دونوں طرف کی رضامندی میں ساعی تھے ہاں وزیر کی خدمت زیادہ منظور تھی اور بہ مقتضائی نمکخواری کے قبل اس سانحہ کے ملازمان شجاع الدولہ میں رفاقت بینی بہادر سے کرتے تھے میر قاسم خان کہ عظیم آباد سے متلک تھا اس باعث سے عزت وزیر کو وجہ بہت اپنا سمجھتا تھا اور بیچ اس انصرام مراسم کی سعادت دارین حاصل کی اور مورد تحسین دوست و دشمن ہوا

قرار وزیر و انگلشیہ کا بیان اور وزیر کا اپنے صوبہ کو جانا

اسپر صلاح قرار پائی کہ شجاع الدولہ پچاس لاکھ روپیہ جو اوسکی لڑائی میں خرچ پڑا انگلشیہ کو دئے نصف نقد اور نصف صوبہ پر تنخواہ کردے اور جو کچھہ اوسکے صوبہ سے تحصیل ہوا ہو وہ مجرا لے اور صوبہ آلہ آباد مخصوص واسطے بادشاہ کے او پادشاہ وہیں پر اپنی معاش کرے اور میرزا نجف خان بہادر جو کہ رفیق بادشاہ اور انگلشیان ہوا تھا ملازم بادشاہ رہکر لاکھہ روپیہ سالیانہ منجملہ مالگذاری بنگالہ کے پایا کرے اور ایک فوج انگلشی بادشاہ کی اعانت پر آلہ آباد میں رہے اور کوٹھی ایک انگلشی وزیر کی خدمت میں بطور درمیانی کے رہے مگر اوسکے فعل سے کچھہ غرض نہیں اس عہد کے بعد طرفین کے دوست و دشمن برابر دوست دشمن سمجھے جاویں اور باہمدگر کی مدد اور کمک بوقت ضرورت حاضر ہیں اور جسکی مدد پر جاویں اوس سے خرچہ فوج مدد دینا ہوگا اور راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس جو بنا بر رفاقت بادشاہ اور انگلشیہ کے وزیر کے حضور میں مقرر ہوا تھا اوسنے قصور انگلشیہ کے معاف کراکر وزیر کی خدمت میں اپنی ضمانت سے مقرر کرایا عہد نامہ مذکورہ طرفین کے مہر و دستخط سے مرتب ہوا اب وزیر کو بجز ادائے زر معہودہ نقد کی اداکرنے کے اور کوئی اضطراب نہیں رہا

بیگانگی کرنا وزیر کی والدہ و اقربا وغیرہ کا اداے زر مین اور کام آنا اوسکی بی بی کا

وزیر کو ادا ے زر معہودہ کی فکر ہوئی ہر ایک اپنے رفقا سے بموجب اوسکی دست رسی کی تکلیف زر دیتا تہا
اور اسیطرح اپنی والدہ اور ساس اور بی بی اور سالون سے مکلف ہوا اور یہ لکہا کہ بعد ادخال اسقدر زر کے
میری رہائی ہوتی ہے سنا گیا کہ ہر ایک شخص نے جیسی توقع کیا تہا اور فی الحقیقت اسکی زر مجوزہ سے
ادا کی طاقت رکہتا تہا کسی نے نصف اور بعض نے ثلث اور بعض نے ربع کا اقرار کر کے بہیجدیا حتی کہ
اوسکی ماں اور سالے اور غلام اور ملازم بہی اسیطرح مسلوک ہوئے مگر ہان اوسکی بی بی نے جسقدر نقد اور
جواہر اور طلا اور نقرہ کے ظروف تہے اور اوسکی لونڈیون کے پاس ہتیہ تہا حتی کہ ناک کی نتہہ مع موتیونکی
شوہر کے واسطے باوجود ممانعت خویش آمدگویون کے بہیجدیا اور ناصحون کو جواب دیتی تہی کہ جو کچہہ مجہہ میں ہے
وہ وزیر کی سلامتی تک چاہیے اوسکے بعد یہ اسباب وغیرہ میرے کسی کام کا نہین درحقیقت اگرچہ عورت تہی
مگر وارسی اوسکی ہمت مردانہ اور حق شناسی اور پاس وفا اسی مقام میں یہ بیت ہے ؎ زن خوب فرمان بر
پارسا ❊ کند مرد درویش را بادشاہ ❊ شجاع الدولہ بہی بعد امتحان کے جو کچہہ اوسکی مصارف ضروریہ
سے بچتا اپنی بی بی کو حوالہ کرتا ؎ چہ مردے بود کز زنے کم بود ❊ القصہ بعد سر انجام ہونے زر موجودہ کے
باقی کے واسطے جواہر گران بہا بعد تشخیص قیمت کے انگریزون کی رہن کردیا اور اپنے اہل وعیال کو حافظ
رحمت خان کے ملک سے طلب کرلیا اور قلعۂ چنارہ کو قلعۂ الہ آباد کے عیوض مین انگلشیہ سے لے لیا
اور بادشاہ کی خدمت مین ایک کو نایب وزارت اور ایک کو نایب فرانسیسی ویکر خود صوبہ فیض آباد کو روانہ ہوا
اس مقام کی نیو برہان الملک سعادت خان نے ڈالی تہی اور شجاع الدولہ نے تکمیل وترمیم کی باقی
احوال اسکا اور شاہ عالم بادشاہ اور عالیجاہ کا دفتر سوم مین لکہا جائیگا اب وضع اور انتظام ملک کا
جو انگلشیہ نے اجرا کیا لکہکر یہ دفتر ختم کیا جاتا ہے

روزنامچہ دوست جلوس کرنے نجم الدولہ کا بنگالہ کی ایالت پر تجویز ارباب کونسل کلکتہ سے اور جانا شمس الدولہ ہنری ونسٹرت کا اپنے ولایت کو اور آنا لارڈ کلیف ثابت جنگ کا ولایت انگلنڈ اور دار الملک لندن سے اس ملک کی انتظام کو اور رفع شورش فساد اور جو حالات بسبب میر قاسم خان کے اس ضمن مین وارد ہوے

جب میر جعفر خان جہان فانی سے گذرا اور شمس الدولہ ہنری ونسٹرت گورنر کلکتہ نے سنا کہ لارڈ کلیف
ثابت جنگ کو صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد کا اختیار ملا وہ ولایت انگلنڈ سے آتا ہے اپنا رہنا نامناسب سمجہکر
قبل اوسکے آنے کے روانہ انگلنڈ ہوا بقیہ اصحاب کونسل کاروبار کرنے رہے بعد مرنے میر جعفر خان کے

قرار پایا کہ نجم الدولہ معروف بمیر پہلوری بڑا لڑکا میر جعفر خان کا جو منی بیگم کے بطن سے تھا باپ کی جگہ
مسند آرا ہوا اور اوسکا خطاب نواب کو سب سے موافق صلاح کی کار بندی جب یہ تجویز ہوئی تھی مسٹر سپنسر صاحب
مرشد آباد اور مسٹر جانسن صاحب کلان ہر دو ان نے مرشد آباد مین آکر اپنے سامنے اوسے مسند نشین کیا
اوسنے کسیقدر دونون صاحبون کی تواضع کی نجم الدولہ چندروز ناظم مقتدر اور نندکمار دیوان مدار المہام رہا
میر محمد کاظم خان برادر میر جعفر خان ناظم عظیم آباد کا اپنے بھتیجے کی نیابت پہ مقرر ہوا اور راجہ دھیرج نراین
چھوٹا بھائی راجہ رام نراین کا دیوان مدار المہام اور راو شتاب رائے دیوان بادشاہی مقرر ہوئے
لیکن جماعۂ انگلشیہ سے نہایت موافق مخصوص میجر کرنگ سے شجاع الدولہ نے بنا بر مصلحت کے
پرگنہ ناہول جسکا حاصلات ایک لاکھ روپیہ کے برابر تھا نواح اعظم گڈھ اور جونپور مین بطور جاگیر کی
اوسکو عطا فرمایا تھوڑی مدت اس صورت سے منقضی ہوئی کہ نندکمار بسبب آزردگی گورنر بہادر
ونسٹرٹ شمس الدولہ بہادر کے حسب الطلب کونسل کے کلکتہ گیا لیکن اپنے عہدہ سے معزول نہ تھا
اوسکے عملہ کام کرتے تھے شمس الدولہ نے اوسکے عیوب کی مجلد کتاب بنا کر اپنے بھائی جارج ونسٹرٹ
ہوشیار جنگ بہادر کو دیکہ کہا گیا تھا کہ جب لارڈ کلیف آئے اور کونسل مین بیٹھے اوس کتاب کو اوسی
مجمع مین پڑھے اس سبب سے ارباب کونسل نندکمار کو کلکتہ سے باہر نہین جانے دیتے تھے اور وہ اس
انتظار مین تھا کہ لارڈ کلیف آئے کیونکہ جب وہ لارڈ مذکور کرنیل اور سراج الدولہ کا زوال اور میر جعفر خان کا
اقبال سنا منشی اور مقرب اوسکا تھا جانتا تھا کہ ہر وقت اوسکے ورود کے ترقی پاویگا تا آنکہ لارڈ کلیف بہادر
ثابت جنگ آئے اور ہوشیار جنگ نے وہ کتاب حرف بحرف گوش گذار کئے ہر چند نندکمار منظور نظر
لارڈ کلیف بہادر ثابت جنگ تھا مگر شمس الدولہ نے ایسی جولانی کی تھی کہ لارڈ کلیف کی نظر سے مانند سنگ
نندکمار گرا اور عہدے سے معزول ہوا کلکتہ سے جانے کی اجازت نہ ملی

ذکر محمد رضا خان کا عروج مراتب اعلیٰ بمدد تقدیر

بعد معزولی نندکمار کے محمد رضا خان خلف حکیم ہادی خان عقیلی شیرازی جو میر جعفر خان کے دوسرے عہد مین
جہلہ جہانگیر نگر کی نیابت رکہتا تھا بیاوری تقدیر مورد الطاف لارڈ کلیف ثابت جنگ ہوا اور سفارش
سے نجم الدولہ کی نیابت اور کل صوبہ بنگالہ کے حل وعقد معاملات مین نامزد ہوا اور محمد رضا خان بہادر
مظفر جنگ کا خطاب پایا اور آہستہ آہستہ خطاب معین الدولہ مبارک خان خانسامان کا پایا نوبت
اور ماہی مراتب اور حکم سواری پالکی کا حاصل کیا چونکہ لارڈ کلیف بموجب خبر انقلاب ممالک بنگالہ
اور عظیم آباد کے اور بنا بر استقبال میر قاسم خان اور انتظام ملک کے مقرر ہوا تھا اور یہ امر

ولائتیون کے نزدیک دشوار تہا لہذا ایسا مرتبہ بڑہا کہ یکبارگی کرنیلی سے مرتبہ لارڈی کو جوکہ مخاطب اور خطاب ولایت انگلنڈ سے پہونچا اور یہان کے کل کارخانجات مین اسقدر ذی اختیار ہوا کہ آجتک کسی گورنر کو نہین ملا مگر نواب گورنر جنرل عماد الدولہ بہادر مسٹر ہشٹنگ جلادت جنگ جسکا مرتبہ لارڈ کلیف سے بہی برابر ہو گیا اور ہند و ولایت مین کوئی شریک نہ تہا لارڈ کلیف بسبب امر مذکورہ کے مانع رائے کونسل تہا لہذا اسکو خواہ انگلشی یا ہندی ہو اپنے دلمین نہ لاتا تہا اور بنا بر اظہار اپنے اقتدار کے اول جانسن اور مدلٹن کو چہیڑا کہ نجم الدولہ کی مسندنشینی بہتر ہوئی مگر اوسیسے روپیہ لینا بے حساب اور بے چاہی عاید سرکار کمپنی کرنا چاہیئے دونون سردار نکو خدمت سے مستوفی ہو کر جوابدہ ہوئے کہ ہمین کمپنی کی نوکری مین آپ کی اطاعت اور فرمان بری ضرور تہی اب ہمنے ترک نوکری کی تہارا حکم ہمپر نہین ہے اگر کچہہ اور دعوی ہو سرکار بادشاہی مین عرض کرو اور جوکہ درباب ایصال زر سرکار کمپنی کے فرماتے ہو اوسکا جواب یہ ہے کہ جب آپ وہ روپیہ جو نجم الدولہ کے باپ سے لیکر سراج الدولہ کے بعد ریاست پر منتقل ہوا تہا داخل کمپنی کروگے ہم بہی یہ روپیہ داخل کردینگے لارڈ کلیف بسبب مستوفی ہوجانے کے اونکی تعرض سے لاچار خاموش ہوا جانسن تو ولایت گیا اور مدلٹن بعد استعفا چند مدت تک ہند مین تجارت کرتا رہا اور پہر نوکر ہو کر بڑا صاحب مرشدآباد کا تہا کہ اوسکی موت نے آگہیرا موضع پیتی متصل شاہ آباد جو فیمابین راہ عظیم آباد اور مرشدآباد کے ہے مرا اور کوہ پیتی پر مدفون ہوا اوسکی قبر دور سے دکہلائی دیتی ہے اس شخص کی مروت اور ترحم کی شہرت سے یقین ہے کہ عمدہ شخص ہوگا فہم و خوبی مین ڈاکتر ولیم فلرٹن وغیرہ اور جرات اور ہوشیاری جنگ مین کرنیل گاڈرڈ اور دانائی اور پاس حقوق اخلاص اور آشنائی اور معاملہ فہمی اور خبر رسی اور معاملات فہمی مین ہوشیار جنگ جارج ونسترٹ اور حسن اخلاق مین بے نظیر مستر اندرسن اور مستر اسیٹ ممتاز ہین اور رشک اماثل اور اقران ہین اور بہائی مستر اندرسن کا بہی سنا جاتا ہے کہ برادر بابرادر بلکہ بعض علوم خصوص ہندسہ مین بہائی سے بڑہکر ہے مثل انکے ان اشخاص مین کمتر دیکہا گیا

ذکر خودکشی مسٹر بلرس اور مطعون ہونا اوسکا

مسٹر بلرس جو عظیم آباد کا صاحب کلان تہا بسبب قلت شعور کے نتیجہ مسٹر مدلٹن اور مسٹر جانسن کا کر کے کمپنی باغ سے جوکہ باقی پور مین ہے اور اون دونون مین باہر صاحب کلان وہین پر رہتا تہا بعض بیرڑے کر و فر سے سوار ہو کر قلعہ مین آیا اور میر کاظم خان کو عظیم آباد کی نظامت دیکر کسیقدر صرفہ بہم پہونچایا اور بعض ہندوون کی مصاحبت مین رہنا ظاہر البعض حرکات نامناسب کا مرتکب ہوا تہا

کہ لارڈ کلیف کا اقتدار سنکر بانہ پرس کو ڈر ا اور اپنے ہاتھہ کر چ مار کر مرگیا اور باغ باقی پور رمین مدفون ہوکر اپنی قوم مین مطعون ہوا اور جنرل کرنگ جو کہ سابق سے لارڈ کلیف کا دوست تہا اسوقت مین مصدر حل وعقد جمیع امور ہوا چونکہ ڈاکٹر اور جنرل مذکور سے اول دوستی اور آخر مین بداتفاقی ہوگئی تہی کچہہ سوچہا کہ ڈاکٹر فلرٹن کو برطرف کرادیا ڈاکٹر بیچارہ ناکام دوستون سے مرخص ہوکر ولایت گیا اور وعدہ واپسی چند شرطون پر کر گیا تہا مگر ہنوز واپس نہ آیا اللہ تعالے جہان رکہے خوش وخرم رکہے ــــــ

آلہ آباد جانا لارڈ کلیف کا بنا بر ملاقات شاہ عالم بادشاہ اور شجاع الدولہ آصف جاہ سے اور حاصل کرنا سند دیوانی خالصہ ہر سہ صوبہ بنگالہ اور اوڑیسہ اور عظیم آباد کا اور انقلاب بندوبست

لارڈ کلیف نے بعد ورود کلکتہ اور آگاہی بعض امور ضروریہ کے آلہ آباد کی نہضت کی وزیر الممالک شجاع الدولہ بہی فیض آباد سے حسب اشعار لارڈ اور نیز التماس راو شتاب راے کے قاصد آلہ آباد ہوا اور میرزا کاظم نام ایک شخص کو جو ولایت زا اور حسن رضا خان نواسہ حاجی احمد خان ولد جواد خان مرحوم کا داماد تہا اور میر قاسم خان کی حکومت مین علی ابراہیم خان بہادر کی دستگیری سے پرگنہ سہسرام اور چین پور کا عامل ہوا تہا لارڈ مذکور جو ہنگام اقامت وکہن کے اوسے آشنا تہا اسوقت مین اوسکے حال پر راضی ہوکر ایک لاکہہ روپیہ عطا فرماکر اپنا مصاحب بنایا ظاہرا یہی شخص واسطے سوال جواب دربارہ تحصیل عروج محمد رضا خان کے ہوا چون کہ محمد رضا خان راو شتاب راے کی شراکت مطلقاً نہین چاہتا تہا اور یہ چاہتا تہا کہ بادشاہ اور وزیر کے حضور مین بہی راو مذکور کا واسطہ نہو میرزا کاظم اس مہم کا بہی متکفل ہو لہذا اس امر کی تقریب جنرل نے مخفی لارڈ کلیف سے کی اور میرزاے مذکور اسی امید پہ لارڈ کے ہمراہ گیا اور لارڈ کلیف نے بروقت پہونچنے عظیم آباد کے میر کاظم خان ہمراہ جعفر خان اور راجہ دہیرج نراین اور راو شتاب راے سے ملاقات کرکے قدرافزا ہوا ہر ایک کے عقل وشعور کو میزان جرب مین تولا راو شتاب راے کو لایق واسطہ پاکر ہمراہ لیا میر کاظم خان کو مرد سادہ لوح دیکہا دہیرج نراین کی بطمع دنیوی اوسکے حقوق فراموش کرکے اوسکی بیقدری کارونیا مین ظاہر کی اور نیابت عظیم آباد کا اپنے واسطے خواہان ہوا لیکن لارڈ نے اس سفر مین عزل ونصب مناسب نہ سمجہا راو شتاب راے کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا جب آلہ آباد پہونچا بعد حصول حضوری بادشاہ اور ملاقات وزیر کے جو مقصد کہ جانتا تہا ظاہر کیا اور ہر سہ صوبہ کی دیوانی کا فرمان وزیر اور بادشاہ سے اپنے نام چاہا

چون کہ وزیر اور بادشاہ دونون اس جماعۃ کے مغلوب ہر طرح سے تھے چار ناچار قبول کرکے سند تحریر کردی
اور چوبیس لاکھ روپئیے تینون صوبہ کی مالگذاری مقرر ہوئی کمپنی کی مہر سے قبولیت لکھکر دفتر شاہی مین داخل کردی
اسطرح کا امر عظیم بدون کسی توسل کے نہایت سہولیت اور آسانی سے کہ خرید فروخت خربار بردار اور
اسپ راہوار کے بھی ایسی جلد ممکن نہین ہوگیا لارڈ نے اپنی دار الحکومت کلکتہ کو معاودت کی اور
کرنیل اسمٹ کو جو بعد جانے لارڈ کے ولایت مین جنرل ہوا سردار فوج انگلشی کرکے الہ آباد مین
بحضور بادشاہ چھوڑا لیکن فی الحقیقت وہ حاکم تھا اور بادشاہ محکوم وہ قلعہ مین رہتا تھا اور حضرت
بیرون چہاونی مین جو کہ خود تعمیر کرائی تھی جنرل نقارہ نوبت بادشاہی کے دہون دہون سے جو قلعہ مین تھا
ناخوش ہوا نوبت نوازون کو ممانعت ہوئی پچ سے ٥ پہر کر پنج روز نوبت اوست القصہ از شتاب رائے کا
حسن سلیقہ اور طلاقت بیانی اور دو تنخواہی کمپنی اور اصحاب کمپنی کی رفاقت سے منظور نظر لارڈ ہوا
میر کاظم خان امید لبتہ سے محروم ہمراہی مین واپس آیا اور علی ابراہیم خان بہادر جو کہ وزیر اور بینی بہادر
کی رفاقت مین عزت اور احترام سے بسر کرتا تھا لیکن غربت مین بے بار برداری کے رنج سے مکدر رہتا
میرزا لے مذکور نے نظر بحقوق خان مذکور کے جو کہ زمانہ عالیجاہ مین آسکے ساتھ گئے تھے مرشد آباد بلاکر
لارڈ سے ملاقی کرایا اور علی ابراہیم خان نے بسبب الفت یاران اس شہر کے قبول کیا اور مرشد آباد
پہونچکر رفقائے مظفر جنگ مین منسلک ہوا اگرچہ کمال عزت مین بسر کرتا تھا مگر جیساکہ چاہیے قدر دانی
نہوتی تھی لارڈ کلیف نے عظیم آباد پہونچکر میر محمد کاظم خان کو صوبداری سے معزول اور راجہ دہیرج نراین کو
مقرر کیا اور میر کاظم خان کیواسطے لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر ہوا وہ سراج محل اکبر نگر مین جو اوسکا مولد اور وطن تھا
سکونت گزین ہوا اور اپنی حسن نیت سے کمال نیکنامی مین بسر کی لارڈ کلیف چند روز عظیم آباد مین رہکر
کلکتہ کو روانہ ہوا جب وہان پہونچا انصرام مہام مین مشغول ہوا استر سکس کو صاحب کلان اور شریک
انتظام ملکی اور مالی کا جلد جہانگیر نگر مین جسارت خان مرحوم کا کیا اور چکلہ بردوان کو ہندیون کی شراکت سے
لیکر دو تین روسائے معتمد ولایت کے حوالہ کیا۔ میر رفیع الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف
سیف خان بن عمدۃ الملک امیر خان چوبدار کابل کو جسنے بروقت روانگی لارڈ کے جانب الہ آباد کے
جو عین برسات مین ہوئی تھی لسواری کشتی مورپنکھی پہونچکر اپنی ملاقات سے خوش کیا تھا ملک پورنیہ
کی حکومت بدستور بحال رکھی اور اوسکی مالگذاری بنگالہ کے نظامت مین حسب دستور سابق مقرر ہوئی
لیکن نہایت کم ظاہرا زیادہ پانچ چھ لاکھ روپیہ سے نتھی لیکن غفلت ورزی سپہدار جنگ سے اور
نمکحرامی عسکر علی خان اوسکی پیرزادہ کے سبب سے بعد دو تین سال کے اوسکے قبضہ اختیار سے نکل گیا

ذکر اسکا انشاء اللہ تعالے تحریر کیا جاویگا اور جو جاگیرات اور التمغا اور املاک لوگون کی مہابت جنگ کے عہد سے مقرر تہین اور کسیکو اونسے تعرض نہین رہا اصحاب انگلشیہ نے بہی اوسیطور سے واگذاشت کر دی کسی سے متعرض نہوئے یہ سب فضل خدا اور احسان انگلشی سے ہے ورنہ کوئی امیر بہی اس دیار کا اس ملک مین کیا بلکہ آسمان کے نیچے کہین زیست لبر نہین کر سکتا تہا اور نیز تغیر اور تبدل بادشاہ اور اوسکے متصدیان خیانت پرست کی آفت سے نجات ملی انگلشیون نے یہ بنا ڈالی کہ جو قطعہ جسکے قبضہ مین ہے اوسکے بعد اوسکے آل اور اولاد کے نام برقرار اور بحال رہیگا شکر خدا ہے کہ ہنوز یہی قاعدہ سلوک ہے اور آیندہ کو بہی یہی امید ہے

یہان ذکر نجم الدولہ کے انتقال کرنے کا اور سیف الدولہ اوسکے بہائی کا جلوس فرمانا

جسوقت کہ لارڈ کلیف آلہ آباد کے ارادہ سے مرشد آباد پہونچا اور بلدہ مذکورہ سے کوچ کرکے صلوق باغ مین نزول کیا نجم الدولہ اور مظفر جنگ بنابر مشایعت باغ مذکور تک آئے اور بعد رخصت کرنے کے اپنے گہر معاودہ ہوکر پہونچے نجم الدولہ کو ہیضہ ہوا بائیسوین ذیقعدہ ۱۱۷۹ ہجری کو اس دار فناسے چل بسا اوسکا چہوٹا بہائی سیف الدولہ جلوس فرما ہوا یہ شخص حسن خلق اور رافت مین فرد تہا چند روزہ حکومت مین نیکنامی سے جان فشان ہوا اگرچہ صاحب اقتدار نتہا مگر جہانتک دسترس تہا کوتاہی نکرتا

راؤ شتاب راے کو نیابت عظیم آباد کی ملنا

آلہ آباد سے جب لارڈ کلیف معاودہ ہوا شتاب راے کو حکم ہمراہی صادر ہوا اوسنے چند منزل چند روز کے بعد وعدہ حاضری کیا چونکہ والد بندہ بنابر وضع روزگار کے قلیل جاگیر مین راضی ہوکر گوشہ گزین تہا مگر پہر بہی ملاقات حاکم وقت کی جو تازہ مسند آرا ہوتا بنابر حفظ وسلامت دو ایکمرتبہ کرتا تہا نظر برین لارڈ کلیف کی ملاقات کو عظیم آباد آیا چونکہ آنا جانا نہایت جلدی مین واقع ہوا اور قبل پہونچنے والد کے وہ عظیم آباد سے اول نکل گیا تہا لہذا والد مرحوم نے چاہا کہ سید علیخان بندہ کی بہائی کو جو بالعہ حکیم محمد رضا خان کی پاس سے رابطہ اتحاد رکہتا تہا اور شتاب راے کی ہمراہ مرشد آباد پہونچے لہذا ایک قطعہ خط مشتمر اظہار مضمر اور التماس اعانت انجاح مرام سکے دربار انگلشی کے اور نیز دو انکی فرزند بنابر حصول بعضے سند کے ناظم بنگالہ کی مہر سے لکہکر اوسکا استمزاج کیا اوسنے مردمی اور قدر شناسی پر نظر فرما کر اقرار انجاح مرام جواب مین رکہا

چند روز کے بعد جب ارادہ کلکتہ گیا مرلیدہر ہرکارہ جو کہ مرد عیار اور مدت سے رکن عمدہ نظامت
عظیم آباد کا تہا تہ مدعا سے رسائی کر کے راو مذکور کے ہمراہ ہوا اسے مذکور نے اوسکو شراکت
انتظام مہام نظامت کی تکلیف دی اوسنے بنظر رفع بدنامی بڑی بے پروائی سے اول عذر کیا مگر مسموع نہوا
شتاب رای ورج سفاصل کے عارضہ مین جو بسبب مادہ آتشک کے ہے مبتلا ہوا لارڈ نے اپنا ڈاکٹر
اسکے علاج پر مقرر فرمایا اور اوسنے بخوبی علاج کی عجیب یہ کہ ایسے مرض شدید کو جو نہایت شدت مین تہا
حبس دوا مین کہ سیاب تہا دو نو ہاتہ کے پہونچون تک استعمال کرانے سے مطلق زایل کر دیا راو
موصوف نے دس ہزار روپیہ ڈاکٹر کو انعام دیا بعد شفا کے خطاب مہاراجگی اور بہادری اور
اضافۂ منصب پنجہزاری اور بست پنج ہزار روپیہ ماہواری ورماہہ اخراجات نظامت اور پنجہزار روپیہ
ذات خاص علاوہ جاگیر کے جو عظیم آباد مین تہی اور شراکت مہیرج مزاین اور مستر ملش صاحب کلان
کوٹہی عظیم آباد سے سرفراز ہوا اور مہر سیف الدولہ ناظم سرسہ صوبہ کی اسکے سپرد ہو کر رخصت اور
معاودت بلی والد کے امور خواہش مرشد آباد مین سید علی خان بندہ کے بڑے بہائی کی سعی سے
اور نیز رابعہ بیگم کے حسن سلوک سے درست ہو گئی تہی کہ مہاراجہ شتاب راے بہی مرشد آباد پہونچا

ذکر رحلت کرنے والد مورخ کا اس جہان فانی سے بموجب آیۂ کریمہ کل نفس ذایقۃ الموت

اندنون مین بندہ ڈاکٹر فلرٹن کی سفارش سے مسٹر میسیج کی رفاقت مین جو کہ عمدہ روسای انگلشیہ
کوٹہی بنارس کا مدار علیہ تہا اوس شہر مین آیا اور حضرت شیخ محمد علی حزین کی خدمت مین مشرف ہوا
والد قصبۂ حسین آباد اپنے بسائے ہوئے مین مع متعلقون کے رہتا تہا ناگہان سہل سا عارضۂ تپ لاحق ہوا
سنا گیا کہ مادۂ دماغی ہو کر سرسام ہو گیا لیکن چندان حواس مین خلل نہ تہا بیماری کے بارہوین روز یکشنبہ
تاریخ سوم جمادی الثانی ۱۱۷۹ ہجری کو اول روز رہگرائے عالم بقا ہو کر اوسی قصبہ مین مدفون ہوا
اللھم اغفر لہ وارحمہ والحقہ بآبائہ الصالحین اس واقعہ کی خبر بمقام بنارس مین بندہ کو بلی و الا جاہ
اور برادر مہربان میرے تقی علیخان وغیرہ کے خطوط بندہ مورخ کے طلب مین آئے بندہ مورخ
لاچار ترک رفاقت مسٹر میسیج کر کے عازم حسین آباد ہوا میسیج مذکور مانع تہا بندہ مورخ کی جدائی
منظور نہ تہی کہتا تہا کہ تہوڑی مدت میرے سفر آخرت مین باقی رہی تمنا ہے کہ دم واپسین تک تم
میرے پاس سے جدا نہو مگر بندۂ مورخ کی کم نصیبی اور والدہ وغیرہ کی اضطرابی نے نہ رہنے دیا اور
بجا آوری ارشاد ایسے بزرگوار کی نہو لی کہ اس دولت بے بہا سے سرفراز ہوتا مگر قسمت کا تدارک

کچھ نہین ہوسکتا ہے بیت تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ٭ کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے
آرد سکندر را ٭ بہر حال بندۂ مورخ حسین آباد پہونچا اور واقعہ والا کی خبر مرشد آباد پہونچی مہاراجہ
شتاب رائے اور سید علی خان مدت تک مرشد آباد مین رہے بحالی جاگیر کی سندین بندہ کے نام
حاصل کرکے عازم عظیم آباد ہوئے

عظیم آباد مین مہاراجہ شتاب رائے کا آنا اور دہیرج نراین کا براہ حماقت دلتنگ ہونا

جب مہاراجہ شتاب رائے وارد عظیم آباد ہوا از راہ دانائی اور عقلمندی فیصلہ معاملات کیواسطے
قلعہ بادشاہی مین درباردار ی مقرر کی تاکہ نہ اپنا گہر ہو نہ دہیرج نراین کا اور مقرر ہوا کہ وقت
معین پر صاحب کلان انگریسی پر جلوس کرے اور اوسکی کرسی کے روبرو مسند طویل بچھے
جسکے ایک طرف دہیرج نراین مدعی نظامت اور دوسری طرف مہاراجہ شتاب رائے بیٹھے اور
ایک ایک تکیہ دونون کے لئے رکہے جاوین جو سند او رپروانہ لکہا جاوے دہیرج نراین معمولی طور پر
دستخط بیض اوسکے حاشیہ پر کرے اور مہاراجہ ممدوح اوسکے لپشت پر بازپر مہر سیف الدولہ کی
اپنے قلم سے کلمہ (دیدہ شد) تحریر کرے دہیرج نراین کو تو غرور نظامت اور رام نراین کی برادری کا
تہا اور چند روز خود تنہا برسر کار رہکر اپنی مہر لگاتا تہا اور چونکہ ناظر حال کوئی دوسرا نہ تہا کام حسب
خیانت عہد ماضی کی طرح سے کیا کرتا تہا یہ قاعدہ اوسپر گران گذرا لیکن لاچار تہا لہذا ہمیشہ
صحبت ناچاق اور افزایش نفاق ہوتی تہی عملہ نظامت بہی دو حصہ ہوئے تہے نصف مہاراجہ کی
متوسل اور نصف دہیرج نراین کے ہمراہ رہے مہاراجہ شتاب رائے نے جب کاغذات
دیوانی ملاحظہ کئے معلوم کیا کہ بندوبست صوبہ مین بڑی خیانت ہے اور ہر معاملہ مین ہزار ہا بالا بالا
مقدار انہ دہیرج نراین ہے مگر اسکا اظہار نامناسب جانا اور مستاجر جو کہ متعہد گنجایش اضافہ کے ہوئے
تاہم بہم پہونچاوے اور دہیرج نراین سے کہا کہ یا تو عمال سابق سے یہی معاملہ لکہوالو یا انکو معزول کرکے
اون کی عوض مین انہین مقرر کرو چونکہ دونون صورتون مین نارسائی اور خیانت دہیرج نراین کی
ظاہر ہوتی اوسکی رسوائی کا موجب ہوتا تہا اور جمع و خرچ صوبہ مین بہی چونکہ بڑا غایلہ تہا شتاب رائے نے
دہیرج نراین سے بذریعہ معتمدین نصیحت فرمائی کہ یہ روپیہ کسطور سے داخل خرچ کرنا چاہئے
تاکہ اظہار راز نہو جاوے مرید ہر شتاب رائے کا شریک ہوا چونکہ ہمیشہ سے واقف اسرار انہا
اسرار دہیرج نراین کا اظہار کرتا تہا وہ احمق اسی قدر اپنے حقوق پر کہ راجہ رام نراین جنرل کرنگ

اور مسٹر امیٹ کی دوستی ہیں مورد عتاب عالیجاہ ہو کر رہرو عدم ہوا مغرور تھا اور مہاراجہ شتاب رای نے نصایح کیا بلکہ اپنے دولتخواہونکی رائے نہ سنتا تھا اور یہ نسمجھتا تھا کہ انگلشی کو اسقدر پاسخاطر نہو گا کہ بنا بر قتل ہونے اوسکے بھائی کے صوبہ عظیم آباد کی جاگیر اوسکو دیدیں تاکہ جو چاہے تھین کرے بہر حال یہ راز آہستہ آہستہ کہولتے کہولتے لارڈ کلیف اور جنرل کرنگ وغیرہ روسائے انگلشی کے گوش گذار ہوا اول بذریعہ خطوط کے دھیرج نراین کو خواب غفلت سے بیدار کیا کہ بموجب اطاعت مہاراجہ راو شتاب رائے کے ادائے زر باقیات کرے وہ ہر مرتبہ معذرت لکہتا تھا تا آنکہ لارڈ کلیف کو خدا معلوم کس سبب سے عزمیت ولایت درپیش ہوئی نئے سر سے عہد واقرار شجاع الدولہ کے درباب چند امور کے مخصوص متفدمہ راجہ بلونت سنگہ میں کہ جسکی بابت سی شجاع الدولہ امین نہ تہا اور شجاع الدولہ کو بہی اوس سے اکثر کام تھے لہذا اقرار ہوا کہ مقام موضع چہپرا مین ملاقات بہم گر ہو لہذا لارڈ کلیف کلکتہ سے اور شجاع الدولہ فیض آباد سے اور منیر الدولہ الہ آباد سے بادشاہ کی نصارت میں اور راجہ بلونت سنگہ بنارس سے روانہ موضع مذکور ہوئے

آنا لارڈ کلیف اور شجاع الدولہ اور منیر الدولہ اور راجہ بلونت سنگہ کا موضع چہپرا مین اور معاتب ہونا راجہ دھیرج نراین کا

جب لارڈ کلیف نواب جنگ بہادر عظیم کے قریب آیا مہاراجہ شتاب رائے استقبال کو گیا اور دھیرج نراین جو ہمیشہ اپنے خیال تحریمیت اور اقتدار میں رہا کرتا تہا بڑے کر و فر سے بدون اسکے کہ فکر لقایائے مبلغ واجب الادا کرے واسطے استقبال کے برآمد ہوا جیونہیں دور سے دونوں کی سواری لارڈ اور جماعۂ انگلشی کی نگاہ مین آئی چونکہ قبل ازیں دھیرج نراین کے نام یہ خط صادر ہو چکے تھے کہ بدون ادائے زر باقی کے ملاقات کو نہ آوے لارڈ کلیف نے آشفتہ ہو کر کسیکو بہیجا کہ دھیرج نراین کو حضور مین آنے کو مانع ہوا اور ایک قدم نہ بڑہ سکے فرستادہ نے تعمیل حکم کی دھیرج نراین کو جبراً واپس کر دیا اور ایسے مجمع عام آشنا و بیگانہ میں جو کہ تبقریب استقبال حاضر تہے خفت عظیم اوسکو حاصل ہوئی مہاراجہ شتاب رائے حاضر حضور ہو کر شرف ملازمت اور مورد عنایت ہوا دھیرج نراین نے قرین ندامت ہو کر جیسطور ہو سکا روپیہ سرانجام کر کے خلیات ادا اور باتفاق عبور گنگا کر کے ہمرکاب لارڈ کلیف اور جنرل نے مع مہاراجہ شتاب رائے چہپرا پہنچے اور ماہ محرم سنہ ۱۱۸۰ ہجری میں شجاع الدولہ اور منیر الدولہ اور لارڈ جنرل اور راجہ بلونت سنگہ کا مجمع ہوا

اور بعد عفو تقصیر راجہ بلوندسنگہ اور تقرر چوبیس لاکہہ روپیہ مالگذاری اوسکے کے سرکار شجاع الدولہ میں اور عہد اور پیمان حفظ وغیرہ کا مقرر ہوا اور عہود و مواثیق وزیر اور بادشاہ کے اور انگلشیہ کے درمیان مین وزیر اور بادشاہ کے تہے انگلشیون کی گواہی سے اور راجہ بلوندسنگہ اور وزیر کے مجدداً تحریر ہوئی اور باہم تحفہ تحایف گذرے وزیر نے بعد ملاحظہ قواعد سولداوان ولایتی اور عطای چند ہزار روپیہ انعام کے رخصت ہو کر اپنے مرکز دولت کو راہی ہوا اور راجہ بلوندسنگہ بہی بعد ادای پیشکش لایق کے رام نگر کو جو لب دریاے گنگ محاذی بنارس واقع ہے روانہ ہوا اور منیر الدولہ بہی خوب کامیاب واپس ہوا اور مہاراجہ شتاب راے نے احوال اختلاف اور خیانت اور نارسائی عملۂ سابق کے لارڈ کلیف سے عرض کی اور کہا کہ اس روپیہ کا وصول راجہ دہیرج نراین اور اوسکے عمال متوسل سے بدون سختی کے متعذر ہے اور چونکہ بندہ اوسکے بہائی کا ممنون احسان ہے اسقدر مبالغہ درباب وصول زر کے نہین کر سکتا مناسب یہ ہے کہ بعد تشریف لیجانے مرشد آباد کے مظفر جنگ کو جو نایب صدر اور مرجع کل معاملات ہے چندروز کے واسطے ادہر تشریف لاے اور بعد بندوبست یہان کے واپس جاوے ہوا لارڈ نے التماس قبول کیا اور مورد عطوفت بے پایان کر کے مرشد آباد کو عازم ہوا اور دہیرج نراین کی عدم لیاقت اور خیانت ورزی اپنے دلمین خیال کر کے ارادہ کیا کہ اسکو معزول کر کے راجہ شتاب راے کو بذات تنہا مقرر کرے بالفعل یہ امر پوشیدہ رکہا ✤

جانا لارڈ کلیف کا کلکتہ اور مرشد آباد اور بہیجنا محمد رضا خان مظفر جنگ کو عظیم آباد کی معاملہ کیواسطے

لارڈ کلیف نے بمجرد پہونچنے مرشد آباد کے محمد رضا خان یعنی مظفر جنگ کو واسطے بندوبست کے عظیم آباد بہیجا محمد رضا خان مظفر جنگ نے عظیم آباد پہونچکر عملۂ دہیرج نراین کی چشم نمائی کی نظربند فرمایا اور بعض شخصون کی تالیف قلوب کر کے استفسار خیانت کی اور نیز بعض عمال مانند ساہ مل اور محمد تقی خان ولد فاخر علی خان اور محمد اشرف کشمیری وغیرہ کی زجر و توبیخ بہی کی ساہمل کو سزا و بدلی سے سرفراز کر کے قید کیا اور محمد تقی خان اور محمد اشرف خان کشمیری کو مہاراجہ شتاب راے نے قید سے بچا کر اداے زر کو مدت معینہ کرا دی اور دہیرج نراین بوجہ ظہور خیانت اور عدم لیاقت کی اپنی قدر و منزلت سے معزول ہوا اور اوس کے ذمہ کا روپیہ اوس کے محاصل جاگیرات سے مجرا کیا گیا بدین تفصیل کہ تا وصول زر سرکار تہوڑا سا خرچ پایا کرے باقی کل زر بمد بقایاے سرکار

داخل خزانہ نظامت ہو ہندہ کی خیانت سید عبد العلی خان بہادر شجاع جنگ موسوی لب منظور نظر ہوئے میر جعفر خان اور اوسکے بہائی میر کاظم خان کے اور نیز اس نظر سے کہ دہیرج نراین سے رجوع ہوتا تہا ہنڈوی مذکور کو اسکا ذمہ تہا اپنے ایام اقتدار مین اور عزل میر کاظم خان کی جو چندروز رہا تہا بزرگ مذکور کو باوجودیکہ راجہ اور اوسکا باپ اور بہائی نمک پروردہ خاندان تہے بمقتضاے تنگ ظرفی کے سرکار شاہ آباد سے معزول کرا دیا تہا اور اوس کے متصدیان کو بہانہ محاسبہ سے قید کیا تہا بعد اس کے عزل کے محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ اور مہاراجہ شتاب راے نے معاملہ مذکور کو باوجودیکہ محض ہیچ تہا فیصلہ کرکے فارغ خطی لکہدی اور خیانت مذکور رابعہ بیگم کی قدردانی سے اوسکے حسب الطلب محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کے ہمراہ عازم مرشد آباد ہوا مظفر جنگ نے بعد انتظام حسب راے مہاراجہ شتاب راے کے عزیمت مرشد آباد کی اور راجہ مذکور تنہا صوبہ عظیم آباد کے انصرام مین کلکتہ کے صاحبان کونسل سے مقرر ہوا چون کہ مسٹر ملٹن اور لارڈ کلیف سے ناچاقی ہوئی مسٹر مرقوم الصدر ملازمی کمپنی سے مستعفی ہوا اور مسٹر راوف اوسکی جگہ پر آنکر مہاراجہ شتاب راے ہوا اور مرشد آباد مین محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کے ساتھ مسٹر سکس تعین ہوا اور لارڈ کلیف بعد دلجمعی تمام کے عازم ولایت ہوا

لارڈ کلیف اور جنرل کرنگ کا ولایت جانا اور شمس الدولہ کے تقصیرات اور تصرفات کے کاغذ ہمراہ لیجانا اور مسٹر ورنس کا کلکتہ کی گورنری پر مقرر ہونا

لارڈ کلیف نے اپنے ایام اقامت مین چاہا کہ شمس الدولہ بہادر کے تقصیرات اور تصرفات کا اگرچہ ثبوت اور ظہور ہو ولایت کے کونسلیون کو دکہلا دے اور اوسکا تدارک جو اوس نے کیا ظاہر کرے چونکہ اہل دنیا کے کام ہمیشہ احسان فراموشی رہے ہین خصوص اس زمانے مین غرض مدعی کو جملہ دانائی سے مافوق جانتے ہین کسی کی دوستی پر اب اعتماد نہین کرنا چاہئے سو یار اغیار ہوگئے و اللہ کیا زمانے کا انقلاب ہوا طرفہ یہ کہ جس کے واسطے یہ شیوہ اختیار کرتے ہین اوسی کی نظر مین کم عزت اور بے اعتبار ہو جاتے ہین دیکہئے چند لوگ جو دست نشان لارڈ مذکور کے تہے اور نمک خوردہ احسان شمس الدولہ بہی تہے باتفاق ہندکمارسے کے جو شمس الدولہ سے بد تہا

مصدر جنگ ہوئے اوس کی تقصیرات درست کر کے لکہا دین اسیقدر حال چون کہ کمال شہرت پذیر تہا بندہ مورخ کے گوش زد ہوا بہ تفصیل اور تحقیق معلوم نہین کیونکہ ان لوگون کا حال تحریر کیا بلکہ خاص کو کم ظاہر ہوتا ہے القصہ لارڈ کلیف اور جنرل کرنگ مسٹر ورلسٹ کو گورنر اور جنرل اسمتھ کو سالار کل فوج مقرر کر کے عازم ولایت ہوا مظفر جنگ نے بادشاہ کی حضور سے جو الہ آباد مین انگلشی سے مختلط تہا اپنے واسطے خطاب خان خانانی اور مدار الملک معین الدولہ مع پالکی جہالر دار کی طلب کر لیا اور نیز مہاراجہ شتاب راے نے خطاب ممتاز الملک بہادر منصور جنگ اور ماہی مراتب اپنے واسطے منگایا اور عیش اور نشاط مین زندگی بسر کرنے لگے ✤ ✤ ✤

ذکر ہے عروج مظفر جنگ اور مہاراجہ شتاب راے کا عالی مراتب پر اور جان بحق ہونا سیف الدولہ کا اس جہان فانی سے

سنہ [illegible] ہجری مین مہاراجہ شتاب راے واسطے ملاقات مسٹر ورلسٹ گورنر جدید کے عازم کلکتہ ہوا بندہ بہی اوس کے حسن سلوک کا ممنون تہا ساتھ گیا مسٹر ورلسٹ نے بخوبی عزت و احترام سے ملاقات کی اور مقرر ہوا کہ مہاراجہ شتاب راے اور مظفر جنگ اور جسارت خان بہادر ملکی کام جو موجب دولت خواہ عزت سمجہین تعمیل کرین لیکن ہفتہ مین دو مرتبہ جو بات ہو انگلشی سے جو اونکا مختار ہے ہو اطلاع کر کے سمجہا دین اور اونہین دو روز مین امور نقد اوس انگلشی کے حضور مین جاری ہو اور جمیع معاملات کا ہر جانب سے انگلشی مذکور کے دستخط سے مزین ہو اور بعد سال تمام کے کاغذ دستخطی مذکور دفتر خانہ کمپنی مقام کلکتہ مین داخل کرین اور معاملات عدالت یعنی انفصال مقدمات رعایا کے نقل ہون کہ اس امر کا دارو غہ جزویات امور مین جو کچہ مناسب اور حق سمجہے فیصل کرے لیکن امور عظیمہ ہفتہ مین دو روز سواے روز کچہری مذکور کے بحضور نایب اور انگلشی شرکت دار کے انفصال ہون اس ضمن مین انگلشی بہی واقف معاملات ہوتا جاتا تہا جیسا کہ انکا قاعدہ ہے کہ جو امر با قاعدہ جو ارباب معاملہ کچہری کے زبان سے سن لیتے ہین کتاب سادہ مین لکہتے ہین وہ لکہا کرتا تہا تا آنکہ مسٹر ریوف بہی سنہ [illegible] ہجری مین قاصد ولایت ہوا اور مسٹر الکسندر اوسکی جگہ پر آیا اور بجاے مسٹر سکسن کے مرشد آباد مین مسٹر بیچر معین ہوا اور اس سال کے آخر سے آثار قحط اور علت وبائی ظہور پکڑا اور ماہ ذیقعدہ مین ✤

سیف الدولہ اور اوسی قریب مین اوسکا بھائی اشرف علی خان اور فتح اللہ خان مظفر جنگ کا
سالا اور اوسکی بی بی اور حاجی اسمعیل کی بی بی مظفر جنگ کی سالی کہ یہ تینون آخرین اولاد شہ
رابعہ بیگم تھین آبلہ کی بیماری مین فوت ہوئی یہ دونون علت اوسوقت سے شروع ہوئین اور محرم
سنہ ۱۱۸۴ ہجری مین زور پکڑکر تین مہینے تک جانستان رہین خلق کثیر اس بلا مین جان بحق ہوئی اور ماہ
ذی حجہ سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین مبارک الدولہ تیسرا لڑکا میر جعفر خان کا بعد فوت اپنے بھائی سیف الدولہ
مرحوم کی نظامت بنگالہ پر مامور ہوا اور مظفر جنگ کی تجویز سے علی ابراہیم خان بہادر اوسکی دیوانی
یعنے نظامت بنگالہ پر اور چوبیس لاکھہ روپیہ اوسوقت مین واسطے ناظم بنگالہ کے سرکار کمپنی سے
مقرر تھا مامور ہوا کاروانی اور فیض رسانی ظاہر کین مظفر جنگ عجب حرکات عجیبہ اور خصایل غریبہ رکھتا ہی
جب مبارک الدولہ بعد مسند نشینی نظامت کے چاہا کہ منی بیگم کی کسر شان کرے باوجودیکہ باہمدگر
عہد و پیمان دوستی رکھتا تھا ببو بیگم مادر مبارک الدولہ سے پیغام کرکے اوسیطرح کے عہد و پیمان
کر لیے اور اتحاد پیدا کیا اور ببو بیگم کو یہ ترغیب دی کہ منی بیگم سے کاوش کرین منی بیگم زردار اور شعور مند
بھی تھی اس حرکت سے آزردہ ہوکر خاموش ہوئی گفتگو کرنا مناسب نہ جانا خاموش ہوئی چندے ببو بیگم کا
اقتدار رہا اندنون مین سرداران انگلشی اس ملک کے امرا سے مصاحبت اور موافقت کرنے لگے
ہر انگلیش کہ جس سے آشنا تھا وہ اس امیدوار کا خیال کرتا تھا ہر ایک کی ضوابط و قواعد سے آگاہ ہوتا تھا اور واسطے دیگر
انگلشی کی جمع کرتا جاتا تھا ہر ایک کو مغل اور ہندی کی آشنائی سے یہی مدعا تھا جو لوگ ان کے عہد مین مدار المہام ہوئے تھے
اسی خوف سے کہ مبادا اور لوگ کوئی ایسا ضابطہ اور قاعدہ ظاہر کرین جس سے ہم لوگ متہم خیانت ہوکر
اپنی قدر و منزلت سے جاتے رہین ہر خشک و تر جو ظالم لوگ کینہ سے کرتے جماعہ انگلشی کے روبرو
فیصل ہوتے تھے جب کہ مجوہ کے روبرو ایک فیصلہ موامر لیدہر اوس تحصیل مین حاضر تھا جو کہ خاین اور
مضطر تھا واسطے اوسکے جرمانہ کے بطور شکرانہ کے کسیقدر مطون کیا مسٹر ربول جو عقل سے خالی تھا
متعجب ہوکر بولا کہ حق بجانب اوسکے مین خیانت اور بے باکی کی راہ سے روپیہ جمع کرتا ہے اس سے جرمانہ لینا
بہتر ہے لیکن دوسرے شخص سے جو محقق ہے بجز کسیقدر اثبات باطنی کے الزام لگانا کیا ضرور مرلیدہر وغیرہ نے پہلے
جواب دیا کہ یہ کار اس ملک کے موافق ضابطہ ہند ہے کچھ نیا ایجاد نہین کرتے مسٹر مذکور خاموش ہوا اور اظہار
کراہت فرمایا لیکن آنا زر کا جمع دینا طلبونکو بہر صورت خوش آتا ہے یہ جماعہ کہ معروف تحصیل ہے کب تک ایسی الیسی
ولایت سے ممنون کیے جاوین اسلیے کہ پردہ از روی کار سے اٹھا چاہتا کہ موجب بدنامی ہو ہنوز نہین اٹھا
مگر اوضاع معاملہ اور نارسائی ہندیان سے جو اہل انگلش کے حضور مین ہے البتہ خلق کو رنج ہوتا ہے

اگر اندک بھی اپنے کان اوپر الکاہین ستم رسیدہ اپنی داد کو پہونچکر آسودہ ہون خلاصہ کوئی اون لوگون مین سے جو کہ کمپنی کے دولتخواہ مشہور تھے قباحت امور کے اظہار اور حسن احسان عموم رعایا اور ترویج ضوابط وغیرہ میں کچھہ نسائی بلکہ فی الجملہ کتب نوشتہ اصحاب انگلشیہ نے بنا کسیقدر طوالت ظاہر کیئے اندک بعض مطالب پر انگلشیہ آگاہی پانے لگے چونکہ تیز ذہن رسا طبیعت بہت ہین اور خداوند تعالے نے ہندوستان مین اس جماعہ کو بنابر تنبیہ ظالمان کے بھیجکر اکثر رو سا پر فتح و ظفر دی ہند کے خورد و کلان مین سے کسیکو دفتر فطرت مین نہین ہے

مقرر ہونا ضلعدارون کا فرقہ انگلشیہ سے بنگالہ اور عظیم آباد کے مفصل مین اور تقسیم ہونا ہر صوبہ کا چھہ ضلع مین اور ہر ضلع مین کونسل مقرر ہونا اور معزول ہونا میر روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ کا محمد رضا خان کی کاوش نہانی سے

میر روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف الصدق سیف خان نے شعبدہ بازی فلک سے ناگہان حکومت پورنیہ پائی چونکہ مرد لاو بالی عیاش خود رائے تہا غرق دریائے لذات ہوا رات دن مستی و بیخبری مین بسر کرنے لگا اپنے باپ کے پیرزادے مسمی آقا عسکر علی کو جو پوتہ شاہ مصطفیٰ قلی مرشد سیف خان اور شاہ شکر اللہ قادری کا تھا عسکر علیخان کے خطاب سے اپنا نایب اور مدار المہام بنایا یہ شخص نہایت مکر و فریب مین اوستاد تھا و لیغمت کو اپنی رضا جوئی مین پاکر جو چاہتا تہا کرتا تھا جو لوگ اوس سے رجوع تھے اونسے کاوش کرتا تھا اور انعام رقاصان و قوالان و نقالان اور نیز بعض ندمائے روح الدین حسین خان مین تعلل نکر کے خانمذکور کو راضی رکھتا تھا اور رعایا اور سپاہ اور عمل نظامت مرشد آباد کا بنابر تاخیر وصول زر معاملہ کے ناخوش سپہدار جنگ سے تہا کئی تھی کبھی کبھی اوسکے ہواخواہ دو کلمہ اطلاعی لکھہ بھیجتے تھے اور حاضرین مین سے بھی اکثر نایب سے بخوف ہو ولیعنت کی بیداری خواب غفلت مین ساعی ہوئے تھے لیکن کچھہ سود نتھا خود اولٹے نایب کی دشمن ہوئے تھے تا آنکہ اکبر تبہ حسین قلیخان خواجہ سرای سیف علی خان عمو سپہدار جنگ سے کچھہ گفتگو بیری جسکے سبب سے اوسنے عسکر علیخان کو تغیر کرا کر خود نایب ہوا اور چند روز فی الجملہ درستی انتظام کی صورت ہوئی سپہدار جنگ کہ دنیا سے بیخبر تھا اور خدا معلوم کیون اوس سے تعشق رکہتا تھا باز بمقام دلجوئی مین اکبر حسین قلی خان کو معزول اور اوس نامعقول کو مقرر کیا خانخانان مظفر جنگ جو کہ مانند دیگر صاحب اختیاران نام آور کے نہین چاہتا تھا کہ خانہ انگلشیہ مین دوسری نام آورون کا نشان رہے تاخیر کر کے مالگذاری پورنیہ کی عدم ادا کے خبر کونسل کلکتہ مین دیکر سپہدار جنگ کا تغیر کرایا اور راے سوجت سنگہ کو متعہد محالات مذکور کیا اور پانچہزار روپیہ ماہواری کے حساب سے سات ہزار روپیہ سالیانہ سپہدار جنگ کا مقرر ہوا جب اس امر کو ایک سال گذرا سوجیت راے کو بھی تغیر و مقید کیا اور اوسکی جگہہ پر

رضی الدین محمد خان وہان کا حاکم مقرر ہوا بنابر ظلم عمال اور کثرت مصارف کے جو کہ ہر سال پانچ چھہ آدمی انگلشی عمدہ معزز ہو کر تحصیل لاتعد کے اپنی ولایت کو راہی ہوتے ہین لاکھون روپیہ نکل جاتا ہے اور فراوانی غلات اور اوسکی ارزانی سے جو کہ قلت انسان و حیوان سے نسبت فقدان فرقہ سپاہ کے خصوص سواران ہندی کے جو فقط بنگالا و عظیم آباد مین رہتے ہین مع فوج نظامت و زمینداران اور امیدواران کے البتہ کم نستر اسی ہزار سوا سے تھا اور اب فقط عنقا کا خیال رہگیا ہے ہر محال کی جمع گھٹنے لگی اور قحط مین جو بیشمار جنی نوع اور ذی روح ہلاک ہوے موجب ویرانی ہوا اراضی افتادہ ہوئی اور جسقدر کہ تخم ریزی ہوتی ہے اوسکا بہی کوئی خریدار نہین شورہ اور افیون اور ابریشم اور پارچہ سفید ساختہ انگلشی اسی صوبہ میں نہ تہا شاید اشرفی بطور کیمیا اور روپیہ عنقا تہا اکثر بنی نوع ایسے تہے کہ روپیہ کیا شے ہے اور اشرفی کسکا نام ہے

متعہد ہونا جارج ونسٹرٹ کا برآمد خیانت ہند کو اور مقرر ہونا اضلاع کا

اول شروع ۱۱۸۵ ہجری یا آخر ۱۱۸۴ ہجری مسٹر ورلسن گورنر عازم ولایت ہوا اور مسٹر کرٹیر گورنر کلکتہ مقرر ہوا بعد ازان بملاحظہ حاصلات اور تمامت ضرور رسی ضوابط مالگذاری کے ایسی رای کونسل ہوئی کہ اونمین سے ایک شخص مفصل کو آوے اور یہان کا حال دریافت کرے کہ حکام و رعایا و زمیندار و راجہ کی باہم کیا کارروائی اور رعایا سے کون کون رسوم اور امورات کیئے جاتے ہین اور کس کس نام سے روپیہ تحصیل ہوتا ہے لاجرم اس کام پر ہوشیار جنگ بہادر ونسٹرٹ مامور ہوا جو کہ بندہ کا آشنا اور مرد برگزیدہ تیز فہم تہا آخر کار یہ شخص ضلع دیپ ج پور مین آیا اور اپنی حسن شعور سے اکثر امور پر ماہر ہوا جب ملک بنگالہ کی خیانت ارباب کونسل کو معلوم ہوئی ارباب کونسل نے بدگمان ہوکر معاملات راجہ شتاب رای کے بہی ایسی جانے لہذا بنا ڈالی کہ تقسیم ضلع اور نیز ضلع بجاے یک کونسلیہ کے جو مظفر جنگ اور مہاراجہ اور جبارت خان سے ہر ایک رہنما ہے دو تین انگلشی امیدوار لوگ کو ہر ضلعہ کے کونسل مین بہرتی کرین از انجملہ ہوشیار جنگ مع مسٹر پالک اور عظیم آباد کے بڑے صاحب اور مہاراجہ شتاب رای کے ضلع عظیم آباد کے کونسلیہ مقرر ہوگی اور تقسیم ضلع کی یون ہوگی ضلع کلکتہ ۔ ضلع بردوان ۔ ضلع راج شاہی مرشد آباد ضلع جہانگیر نگر ۔

ذکر ہوشیار جنگ اور مسٹر پالک کے عظیم آباد آنے کا اور مہاراجہ شتاب رای کی سرگذشت

جب لندن ہوشیار جنگ کی خبر اور تقرری کونسل کی ہر ضلع مین مشتہر ہوئی جن لوگون کے دل مہاراجہ شتاب رای سے

دگرگون تھے اونہین امیدین ہوئین اگرچہ مہاراجہ ممدوح کے حسن اخلاق سے بہت کم اوس ضلع مین ایسے لوگ تھے لیکن مقتضای طبایع اکثر درپے التہاب نایرہ فساد کے ہوئے راجہ موصوف اگرچہ دامن حال داغ خیانت سے آلودہ تھا اور اوسکی نیکو خدمتی کے روبرو اگر احیاناً اندک تقصیر ہوئی ہو کچھ حقیقت نرکھتی تھی لیکن بنا بر تخالف قومیت اور بیگانگی وضع اور زبان کے گونہ مشوش تھا تا آنکہ ہوشیار جنگ پہونچا اور مہاراجہ نے فتوحہ تک استقبال کیا اور بعد ملاقات اپنے ہاتھی کی سواری مین واپس لایا فتنہ جویون نے ملاقات کرکے گرم بازاری فساد شروع کردی لیکن چونکہ شتاب رای مرد غیور اور آلودگی سے دور تھا بجاے خود مستقل رہا جس مقدمہ مین ہوشیار جنگ استفسار کرتا یا جو کاغذ طلب کرتا اوسکے دینے مین مضایقہ نکرتا اور جواب شافی سے ہوشیار جنگ کو مجال الزام نہ دیتا تا آنکہ ہوشیار جنگ اوسکی دیانت داری کا مداح ہوا باہم راہ مصادقت کشادہ ہوئی مہاراجہ نے بھی صلح محبت گوارا کی تواضع اور تکلفات عرفیہ کرکے باہم کرخوشنود ہوسلے اور مسٹر الکسنڈر ہمرول اور مسٹر جیگل صاحب کلان عظیم آباد ہوا اور چند روز بعد یہ بھی موقوف اور مسٹر بارول آیا چونکہ مسٹر بارول ولایت مین زبردست وسیلہ اور نیز خود عقل و شعور سے بہرہ یاب تھا ہوشیار جنگ سے علیحدہ رہتا تھا اور مہاراجہ شتاب رای کو اپنی طرف رجوع اور ہوشیار جنگ سے نفاق کو چاہتا تھا مہاراجہ نے عدم تقصیر ہوشیار جنگ کی بیان کرکے کہا بغیر کسی وجہ معقول کے بندہ اس عزیز سے کنارہ کش نہین ہوتا اور اسصورت مین آپکو مجھسے کیا امید رہیگی چونکہ مسٹر بارول تند مزاج تھا اسکی معذرت سے ناراض ہوا بعد چند روز کے عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ بہادر جلادت جنگ جو حسن تحریر اور دانش و فرہنگ مین بے نظیر و یکرنگ ہے حسب الحکم ولایت کلکتہ مین پہونچا اور بارول کی نام حکم معاودت کلکتہ اس نوید سے صادر ہوا کہ کل ہند کے پانچ مدار المہام مقرر ہوئے لہذا مسٹر بارول معاود کلکتہ ہوا اور ہوشیار جنگ صاحب کلان عظیم آباد باتفاق چار کونسلیہ کے مقرر ہوا اونمین مسٹر اسٹونسن اور مسٹر ڈور ونز اور مسٹر الون لا اور مہاراجہ شتاب راے تھے

آنا عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ بہادر جلادت جنگ گورنر کلکتہ کا بلدہ مذکور مین کمال جاہ و حشم سے اور انقلاب عظیم کا برپا ہوتا

جب لارڈ کلیف ولایت گیا اور تقصیرات شمس الدولہ کی کونسل مین مذکور ہوئین وہ نہایت بردباری اور ہوشیاری مین منتخب تھا جیسا کہ کہتے ہین کہ ولایت مین بھی اوسکا مثل نہین ممکن غیر اوسنے رد جواب کرکے ہر ایک کو خاموش کردیا اونمین سے یہ ہے کہ لوگون نے عالیجاہ کو انگریزی قیدیون کا مارا جانا آپکے طرف علیہ کیا اوسنے در جواب وہی کاغذ جو کلکتہ کے کونسل مین بر وقت آشفتگی کونسلیہ کے عین بیماری مین جا کر لکھا تھا اور اوسکی نسبت بیراولیکا جواب متضمن اصرار عزمیت جنگ دیگر کونسلیون نے لکھا تھا اور اپنے وہ کاغذ

اپنی جیب مین رکھ لیا تھا اسوقت مین بحضور کونسل ولایت پیش کیا اور کہا ملاحظہ کرو بندہ کا قصور ہے یا دیگر ارباب کونسل کا جو کہ اب میری بدی پر آمادہ ہین ولایتیون نے کاغذ دیکھکر اسکی راے پر آفرین کی اور ایک قصور یہ ظاہر کیا تھا کہ تجارت نمک کی بدون ہرج اولیجانے دور دراز کے عظیم فائدہ رکھتے تھے اوسے اونکی اور ہندیون کی حوالہ کہی شمس الدولہ نے اقرار منفعت کر کے لکھا کہ ہر قسم کی تجارت کے فایدے اور ملک بھی کمپنی کے حصہ مین ہے اور وہان بھی ہر پنج فرقہ یعنی نوکری پیشہ اور اہل حرفہ اور تجار اور رعایاے کشتکار اور فقرا وغیرہ ہین اونمین بھی لاکھ سے زیادہ نوکر تھے کہ کمپنی کے عہد مین موقوف ہوئی اور ہزارون لوگ تجارت پیشہ تھے اونمین کمپنی بھی ایک سوداگر تھی حالا ہر قسم کی تجارت مخصوص کمپنی ہوئی وہان کے اشراف کی نوکری جو سوارون مین تھی بالکل موقوف ہو گئی اسقدر تجارت اونکے واسطے مسدود چھوڑ دی ہے تا کہ وہ لوگ کاربار ستوان ہو کر تمہارے ظلم سے دشمن ہو جاتین ہمیشہ وقت برابر نہین جاتا ہے یہ کلمہ عقلاے کونسل کو پسند ہوا در حقیقت ٹھیکہ داری اور سرداری اور اجابت رائی کیا عمدہ شی ہے نہ کہ رعایاے بیچارہ کو ظلم و تعدی سے ہلاک کرنا بیت اگر ریاستی بر دانست لوس ہیہ وگر غافل شدی افسوس ہیہ جب کہ شمس الدولہ بدگویون پر غالب ہوا اصلاح اہل کونسل یہ قرار پائی اس سے بڑھ کر کوئی منتظم اوس ملک کا نہو گا لہذا دلجوئی کر کے شمس الدولہ کو بنا پر انتظام صوبہ مذکورہ روانہ کیا اور اوسکی متعاقب چند احکام روانہ کیے تقدیر کے کھیل دیکھیے اسکا جہاز راستہ مین واللہ اعلم کدہر جا لگا کہ اوسکا اثر نقش بر آب ہوا خبر نملی جب یہ خبر ولایت پہونچی تجویز ہوا کہ اب شمس الدولہ کے برابر بجز عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ بہادر کے کوئی نہین ایسا ہی کو مقرر کرنا چاہیے اون دنون مین یہ شخص آرکاٹ دکھن کا بڑا صاحب تھا پس اسکو حکم بھیجا کہ جلد تر کلکتہ آوے اور اپنی ہمین حاجت حل و عقد امور جانے اور حسب الارقام ایک پاکٹ کے جو موسومہ شمس الدولہ روانہ ہوا تھا جسطرح جانے تدبیر کرے اور دوسرا حکم کلکتہ بھیجا کہ جو پاکٹ موسومہ شمس الدولہ روانہ ہوا ہے تا ورود مسٹر ہسٹنگ بہادر کے محفوظ رہے یہ دونون حکم بجاے خود پہونچے مسٹر ہسٹنگ مندراج سے کلکتہ آیا تین مہینے تک مسٹر کرٹیر کے دوسرے درجہ پر جو گورنر تھا رہا اور روز و شب ملاحظہ کاغذات معاملات اور پاکٹ مرسلہ ولایت کا کیا جب تین مہینے گذرے عماد الدولہ کو بنہ ہوا بعد چندے حکم صادر ہوا کہ مسٹر گرام صاحب کلان مرشد آباد محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ مبارز الملک معین الدولہ نائب ناظم اور ممتاز الملک مہاراجہ شتاب راے کو بہیرہ مین کلکتہ لا دے اور یہ حکم مسٹر گرام صاحب کلان مذکور اور موسٹا جنگ صاحب کلان عظیم آباد کے نام اسقدر اخفا سے بھیجا کہ کسیکو اطلاع نہوے لیکن ثقات سے سنا گیا کہ جب ان گرام جو کہ مظفر جنگ سے اخلاص و محبت تھا اور کہتا تھا کہ جسوقت مظفر جنگ کی حفاظت مین میری سعی پیش نہ گئی مہاراجہ شتاب راے کو جسکے نسبت ولایت کا حکم مقید کرنیکو

نہ آیا تھا اپنی حسن تقریر اور تدبیر سے اسکو بھی شریک کیا اور حکم گورنر بہادر کا دونون کی قید مین برابر پہونچا دیا اللہ تعالے اس بلاے بیموجب سے بچاوے ۔

جانا مظفر جنگ کا پہرہ مین مرشد آباد سے کلکتہ کو اور بعد چندی شتاب رای کا اوسی تسلسل مین جانا

مسٹر گرام صاحب کلان مرشد آباد کسی اپنے ہمقوم کے گھر مین رات کو کھانا کھا رہا تھا کہ ناگاہ اوسی مجلس مین رقعہ گورنر صادر ہوا اور قبل برخاست کے اوٹھہ گیا اور وہان سے رقعہ کپتان کو تحریر کیا یہ خبر بذریعہ ہرکارہ کے مظفر جنگ کو اوسیوقت ملی بنا بر اقتدار گردش روزگار کا خیال نکرکے فنشاط باغ مین فارغ البال خواب استراحت مین تھا تھوڑی رات باقی تھی کہ کپتان مع ایک پلٹن ہمراہ مسٹر اندرسن کے آکر متصل باغ مذکور استادہ ہوا اور اول صبح کو مسٹر اندرسن نے چند خدمتگار کے ہمراہ دروازہ پر آکر نواب کی ملاقات کرکے ابلاغ پیام گورنر کیا اور کہا کہ تسلی رکھنا چاہیئے کسی امر مین آپ سے تعرض نہین مگر حکم صادر ہوا ہے چونکہ نواب مذکور تاب سرکشی نرکھتا تھا تن بہ تقدیر ہوا کپتان نے اوسکے ملازمین کا پہرہ اوٹھا دیا اور اپنے تلنگون کو ہر جگہہ پر محافظ کیا اور کہدیا کہ اگر اسکے لوگ تمسی کچھہ تعرض کرین تو کپتان سے اطلاع کرنا خلاصہ وہ کہ کوئی بے ادبی مظفر جنگ سے ظاہر نہوئی بعد ازین ایک لفٹنٹ اوسی پلٹن کا مع ایک کمپنی کے مظفر جنگ کی مکان پر شہر مرشد آباد مین کہ نو تعمیر تھا آیا اور اپنے پہرہ اوسکے دروازہ پر بٹھاے لیکن کسی چیز سے تعرض نکیا عجب طرحکا انقلاب ہوا منی بیگم جو مظفر جنگ سے غبار رکھتی تھی شادان ہو کر اوسکے شکست مین ساعی ہوئی لیکن بمقتضاے خطرت اور فتوت جبلی نے اوسکی نجات مین ساعی ہوئی اور چند کام ایسے کئے کہ مردان کار وان سے ناممکن تھے اسطرح نواب گورنر جنرل بہادر سے یکرو رکہہ جنرل کلاورن سے ملی اگرچہ بمقام اندیشہ تھا مگر عاجز و زبون نہوے بعد معزولی مظفر جنگ کے خود متصدی امور نظامت ہوئی اور مبارک الدولہ کی اتالیق ہوی اعتبار علیخان خواجہ سرا کو جو کہ موتمن الدولہ کا غلام ہے نائب نظامت کیا منی بیگم اگرچہ نجیب اور خاندان شرفا سے نہین لیکن ہوشیار اور مستقل مزاج وغیرہ کی پوری ہے اکثر کامون مین استقدر رسا تھی اگر نائب معقول اور ہوشیار نجیبا سے مقرر کرتی خود پردہ باریک ڈالکر جواب سوال سنتی اور اوسکی مشورہ سے کام روا ہوتی ریاست مرشد آباد کی اور اخبار معاملات نظامت کا جو بالفعل ہے کوئی اوسکی اختیار سے باہر نکر سکتا تھا لیکن باعتبار شعور و اعتبار علیخان کے جو نہایت زشت اور بد شعور تھا کار فرما ہوکر ناظم مذکور کو مع اوسکی والدہ ببو بیگم کو اپنی قابو مین لائی اور ببو بیگم کو باوجودی منی بیگم اوسکی باپ کی پروردہ تھی خواجہ سرای مذکور کی صلاح سے

مع مبارک الدولہ کے ضمایت اپنا دست نگر اور محض بے اختیار رکھتی تھی درحقیقت مبارک الدولہ یہی لیاقت رکھتا تھا تا آنکہ بعد شدت عظیم کے اونکو فرح نصیب ہوئی اسکا بیان انشاء اللہ تعالی عنقریب حوالہ قلم ہوگا —

جانا مظفر جنگ کا کلکتہ کو اور نیز مہاراجہ شتاب رای کا اوسکے پیچھے اور انگلشیون کا خود اختیار ہونا

مظفر جنگ حسب مذکورہ بالا بہمراہ انگلشی مین بتاریخ تیئیسوین ۲۳ محرم ۱۱۸۶ہجری کو روانہ کلکتہ کیا ایک خلق کثیر نے براہ زمانہ سازی پلاسی تک مشایعت کی کسیقدر لوگ متوسلین سے ہمراہ گئے کلکتہ گیا دریای قلزم بے پایان ہے اور شہر بے ہا بہر سان چونکہ مظفر جنگ معتوب کمپنی تھا زیادہ تر نے التفاتی اسکی مقدمہ مین ہوئی سوال وجواب ملتوی ہوا مسٹر جان گرام نے جو مظفر جنگ سے آشنا اور مہاراجہ شتاب راے سے بیگانہ تھا کوشش کرکے یہی حکم قید بہمرہ شتاب راے کا واسطے عظیم آباد کے بہجوایا چونکہ راجہ مذکور اپنی حسن خلق اور سلیقہ کاردانی اور کارگذاری سے ہرایک کو خوشنود اور راضی رکھتا تھا ہوشیار جنگ نارتھ ونسٹرٹ نے اسقدر رعایت کی کہ اس حکم کا اظہار نکرکے روز معین کو تاکید روانگی فرمائی یہ معاملہ ظاہرا آخر ماہ صفر سنہ مذکور مین واقع ہوا ایک مہینے کا فاصلہ مظفر جنگ سے ہوا راجہ شتاب رای بتاریخ مقرر بجرہ پر سوار راہی کلکتہ ہوا ہوشیار جنگ نے لکھا کہ واسطے حفاظت کے ایک کمپنی ہمراہ مہاراجہ صاحب کی رہے اور صوبہ دار مخفی مامور ہوا کہ عظیم آباد کی حد سے باہر نکلکر اوسکی سواری کے بجرہ مین سایہ وار ملازم رہے اور کوئی نفر سلام وغیرہ فرمان بری مین بے ادبی نکرے اسیطرح کلکتہ پہونچا وے راجہ بدستور اسیطرح سے کلکتہ پہونچا اور مقام مامور پر استقامت گزین ہوا دونون کے سوال وجواب کی کیفیت بندہ کو معلوم نہین ہوئی بروقت دریافت درج ہوگا بعد ایک دو مہینے کے مرشدآباد اور عظیم آباد کے ارباب کونسل کی نام حکم اطلاعی معزولی راجہ شتاب راے اور مظفر جنگ کا صادر کیا گیا اور ارباب کونسل اونکی جگہہ پر مقرر ہوئی دوسرے روز اول وقت ہوشیار جنگ نے اعیان شہر اور ارکان دربار کے حضار کا حکم دیا کہ قلعہ بادشاہی مین حاضر ہون اور خود جماعہ کونسلیہ کی جماوگر کے حجرہ مین مع کونسلیہ کے بیٹھا اور اوس حکمنامہ کونسل کا فارسی مین ترجمہ کرکے برآمد ہوا اور دربار عام مین منشی سراج الدین محمد خان نے ترجمہ مذکور آواز بلند پڑھا وہ مضمون یہ تھا کہ مہاراجہ شتاب رای کار دیوانی خالصہ سے معزول اور عظیم آباد کے ارباب کونسل اوسجگہہ مامور ہوئے چاہیئے کہ عمال محالات خالصہ صاحبان مذکور سے رجوع کرین اور مہاراجہ موصوف کو امور نظامت مین بحال اور برقرار جانین تب سے صاحبان کونسل خالصہ کے کاروبار مین بلا شرکت نائب ہندوستانی کے کارفرما ہین اگرچہ اس سے پیشتر بھی بعد فوت ہونے میر جعفر خان کے مختار انگلشیہ رہے ہین الا فی الجملہ اعتبارات

مظفر جنگ اور شتاب رای بھی رکہتے تھے اور بعد چند سال کے یعنی ابتداے ورود گورنر ہشٹنگ بہادر کے جو سنہ ۱۱
مین واقع ہوا آجتک کہ ماہ محرم سنہ ۱۱۹۵ ہجری ہین ارباب کونسل معاملات ملکی ومالی مین بلا شرکت ونیابت
ہندوستانی کے مختار ہین مگر چند متصدی جو کہ مظفر جنگ اور مہاراجہ کے ملازم تھے نوکر اور فرمان بردار
ارباب کونسل کے ہین اور کلکتہ مین دو لبعدرام کا لڑکا نام دیوان خالصہ اور فی الحقیقت تابع مسٹر کرنل
اور ہر انگلشی کے جو دیوان خالصہ ہو مقرر ہے آیندہ خدا جانے کیا ہو بعد ازین شروع سنہ ۱۱۹۶ ہجری ہی میں خیالی رام
کلکتہ گیا اور محالات صوبہ عظیم آباد کی اپنے نام اور کسیقدر نام کلیان سنگہ ولد مہاراجہ شتاب رای کی متعہد کرالایا اور پہر دیہو
عظیم آباد کی بہد بگیر نفاق ہوا اساد ہو رام اور خیالی رام تہوڑی زمانہ مین اسیر و ذلیل ہو کر بے اعتبار ہوئے اور کلیان سنگہ نہایت احسان

ذکر آنے عماد الملک مسٹر ہشٹنگ بہادر کا مرشد آباد بنگالہ کو اور وہان سے کلکتہ کی معاودت اور رہائی پانا مہاراجہ شتاب رای اور مظفر جنگ کا اور فی الجملہ مہاراجہ کا اقتدار پانا مگر محروم ومایوس ملک عدم کو سدہارنا اور مظفر جنگ کا بدا اتفاقیون لاچار بسر کرنا

جب مظفر جنگ اور شتاب رای بہرہ انگلشی مین وارد کلکتہ ہوئے عماد الدولہ مسٹر ہشٹنگ نے بنا بر اطلاع و نظم
معاملات بنگالہ کے مرشد آباد کو نہضت فرمائی بموجب حکم ولایت کے دس بارہ کونسلی کو جو واسطے انتظام
ہند او بنگالہ کے مقرر تہے موقوف کیا اور اوس کام پر کہ پانچ آدمی مع عماد الدولہ کے گورنر کمیٹ مقرر ہوے
چار آدمی تھے ایک مسٹر بارول تہا جو سنہ ۱۱۸۴ ہجری مین ولایت گیا اور تین آدمیون کا نام بندہ کو معلوم
نہین اور کونسلی دس بارہ ادمی بدستور سابق کارخانہ تجارت کمپنی مین مقرر رہے لیکن تابع ارباب کمیٹی کے
القصہ گورنر اخیر ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۹۸ ہجری مین تنہا مع بعض ارباب کمیٹ کے وارد مرشد آباد ہوا اور
دو شنبہ کر روز مرشد آباد مین رہکر بعد بند وبست معاملات اور عزل نصب بعض عملہ بتوسط مظفر جنگ کی
راہی کلکتہ ہوا ارباب نظامت کا درماہہ مع ناظم کے جو چوبیس ۲۴ لاکہ ہزار روپیہ واسطی پیشکش خرچ کا مختار
منی بیگم کو اسی نظر سے کہ مبارک الدولہ ہنوز لڑکا تہا کیا ہوا وہ روپیہ واسطے کارخانہ عمارت اور درماہہ مردم واجب الرعایت
جو ہمیشہ ملازم اور بعہد مراحم رہے ہین اور نیز واسطے میر جعفر خان کی اقربا وعورات مدخولہ اور بعض اولاد مہابت جنگ و
اسباب تجمل اور عملہ ضروری کے واسطے کمیٹی سے مقرر ہوا اور اسیطرح کچہہ تہوڑا سا واسطے بعض
عظیم آبادیون کے نایب کیٹیبکر کے مقرر کیا چونکہ کلیان سنگہ کے درماہہ مین ان لوگون کی تنخواہ شریک
نہین بلا ہرج ماہ بماہ پاتے ہین اور جو لوگ ناظم کے شراکت مین طلب دار ہین دو تین برس مین تغیر
اور تبدیل اونکا ہوتا ہے باہم نفاق اسقدر ہے کہ ایک دوسرے کی درپی تخریب رہتا ہے چند شریف

وظیفہ خوار ہمیشہ عاجز و محروم رہتے ہیں چھبیس ۲۶ پچیس ۲۵ مہینے تک کی تنخواہ سرکار مین باقی ہے اور یہ حیلہ دیکھو کہ اون نوکرون سے کہا کہ اگر گذشتہ کی فارخطی لکھہ دو آئندہ ماہواری ملا کریگا اور کبھی عنایہ کیا کہ اسقدر ماہواری دینگے باقی ماندہ کا مقدور نہین ہے غربا بیچارہ اس زمانہ مین کہ کبھی وسیلہ معاش نہین خصوص نوکران مرشد آباد و مشاہرہ سے محروم ایسے خراب حالت مین بسر کرتے ہین خدا کسی کو نصیب نکرے اور سردار معدلت شعار مانند ناظم اور نائب اور گنجیات او رنمازوی مقدور کو کچھہ بھی نظر ترحم نہین جسقدر روپیہ کہ مقرر ہے اگر یہ بھی اون بیچارون کو ملے تو ایک گونہ موجب آرام ہو افسوس کہ لاکھون روپیہ فضولی مین خرچ ہوتا ہے اور کار نیک کی طرف رجوع نہین ہوتے القصہ بعد فراغ امور ضروری سے گورنر کلکتہ کو واپس ہوا روز سہ شنبہ چھبیسوین ماہ جمادی الثانی یا سولہوین ماہ مذکور ۱۱۸۶ ہجری کو راہی ہو کر کلکتہ پہونچا اوسی وقت مظفر جنگ اور شتاب رای کی حاضری کا حکم میٹ مین دیا ایک کونسل مین شتاب رای اور دوسری مین مظفر جنگ جایا کرتا تھا

رہائی پانا مہاراجہ شتاب رای کا گرفتاری سی

چونکہ شتاب رای کی کاغذات آلودگی سے پاک تھے اور کوئی محل بھی نہ تھا یہ بسبب مظفر جنگ کے اسکا سوال وجواب جلد فیصل ہوا کہ ایک برس لگی مہینے اس سوال جواب مین گذرے بعد صفائی گورنر وغیرہ ارباب کمیٹ نے عذرخواہی اور دلجوئی کر کے اس مضمون کا ایک وثیقہ بہیہ دیا کہ مہاراجہ شتاب رای کی نسبت عدم دیانتی کا گمان ارباب کمیٹ وغیرہ فرقہ انگلشیہ کو ہوا تھا بعد تنقیح اور تحقیق کی کچھہ بھی امر خیانت کا غیر دولتخواہی اور حسن اخلاص کسی پر ظاہر نہوا یہ سلوک ناملایم جو اوسکے نسبت ہوا نہایت بیجا تھا اور خلعت فاخرہ و نیز جواہر دیگر بدستور سابق شریک کونسل عظیم آباد کر کی رخصت کیا اوسی زمانہ تک ہوشیار جنگ کار عظیم آباد سے موقوف ہو کر کلکتہ آیا تھا اور اوسکی جگہ مسٹر مرشٹ مقرر ہوا تھا مہاراجہ شتاب رای فرط غیرت اور اختلاف آب ہوای کلکتہ سی بیمار ہوا ضعف معدہ کی آثار پیدا ہوی رفتہ رفتہ اسہال ہو گیا جب کلکتہ سی نہضت کی اکثر عظیم آباد یون نے بمقتضای اتحاد اور بعض ظاہر دارون نے بخوف اقتدار بمقام باڑہ اور بہاگلپور تک استقبال کو آئی مہاراجہ نہایت ضعیف او رحقیر ہو گیا تھا گھر پہونچکر اگرچہ اوسکا جسقدر رواج تھا اوسیقدر شادی ہوا تھا اور حق بجانب تھا کیونکہ نوکری اور رفیقی مین انگلشیونکی ساتھہ اس شخص کی برابر کوئی دوسرا نہ تھا مظفر جنگ کی رہائی بھی اسکی بعد ہوئی جسکا بیان بجای خود آویگا

انتقال کرنا مہاراجہ شتاب رای کا دیر فانی سی عالم جاودانی کو

جب مہاراجہ شتاب رای عظیم آباد آیا بمقتضای غیرت راہی جان سی بیزار تھا او قضا بھی نزدیک آئی تھی مرض اسہال سنے

کثرت کی اور یہ مبتذ ٹوٹ گیا مون مزاجی سے نفع اور نقصان کا امتیاز جاتا رہا چنانچہ مولوی فیض علی طبیب کہ
جو بالفعل عظیم آباد مین بے نظیر ہین متوجہ معالجہ ہوئے اور کچھ آرام بھی اوسکی حسن تدبیر سے معلوم ہوا بعض
خوشامد گویان ناحق شناس نے اونکے حضور مین فقیر کو جملہ مخلصان ہوشیار جنگ سے ظاہر کرتے تھے اور اونمین
مین فیض علی بھی میری رفاقت مین تھا لہذا واسطے اظہار خیرخواہی کے طبیب مذکور کے معالجہ سے مانع تھے
بعد ازان جب کہ اضطراری سے رجوع ہوا دوا سے مجہول الاخیراکی لمانے سے جو اوسکے غیبت مین بنایا جاتا
منع کیا اور اوسسے بھی اپنا نقصان اور فایدہ نہ سمجھا چندروز ترک دوا کے طبیعت پر چھوڑ دیا بعد ازان بمنت با
کونسل کی سماجت سے ڈاکٹر کو معالج بنایا ڈاکٹر نے تنقیہ معدہ کا مناسب سمجھا مسہل تجویز کیا معدہ اونکا
نہایت ضعیف ہو رہا تھا اب اور بھی ضعیف ہوا قوت ماسکہ اور ہاضمہ کی بالکل زایل ہوئی۔

عماد الدولہ مسٹر ہیسٹنگ کا جانا بنارس مین واسطے ملاقات شجاع الدولہ اور انتظام عظیم آباد کی اور ہیدنگ لوٹ جانا کلکتہ کو

بعد ورود راجہ شتاب رای کے عماد الدولہ بہادر بنا بر ملاقات شجاع الدولہ کے عازم بنارس ہوا اور چند یوم
ربیع الثانی کو مرشد آباد آیا اور ماہ مذکور کی آخر ماہ جمادی الاولے کے شروع ۱۱۸۷ھ ہجری کو عظیم آباد پہونچا
چاہتا تھا کہ مہاراجہ مذکور کو ہمراہ لے اور وہان سفر آخرت کی دہن لگی ہوئی تھی عذر بیماری کہلا بھیجا گورنر دو چند
عظیم آباد مین رہکر بنارس گیا اور شجاع الدولہ سے ملاقات کی اور راجہ جیت سنگہ ولد راجہ بلونت سنگہ
زمیندار بنارس کی ملاقات جسکے باپ کو مرے چندروز ہوئے تھے شجاع الدولہ سے ملاقی ہوا اور بنای راج کا
اوسکو استحکام دیکر رخصت ہوا اور تہیہ معاودت عرض کیا اسی عرصہ مین آخر شہر جمادی الثانی سنہ مذکور کو راجہ شتاب رای نے اس جہان سے راہی
سوکوچ کیا اگرچہ اسکی اور نیز اسکے لڑکے کے عقاید ہنود کے مطابق نہ تھے بلکہ حضرت اسلام کیطرف زیادہ غلبہ چھا گیا تھا
بنا بر رضای ہمقومون کے اوسکو جلا دیا گورنر عظیم آباد پہونچا اور چند ایام بنا بر دفع بدنامی کے کہ شتاب رای کی ساتھ قدر
نہ پائی جاوے راجہ کلیان سنگہ ولد راجہ شتاب رای کو اگرچہ لیاقت اس منصب کی بہ سبب کم سنی کے نرکھتا تھا
باپ کی جگہ مقرر کیا اور جاگیر اور درماہہ بحال رکھا علاوہ اسکے کسیقدر واسطے اسکی مان کے بھی زیادہ کیا
لیکن پچیس ۲۵ لاکھ روپیہ درماہہ نظامت جو اوسکے اختیار مین تھا موقوف کر دیا اوسکا بند و بست اختیار کونسل
مین رکھا اور لوگون کی تنخواہین خزانہ خالصہ پر کر دین

راجہ شتاب رای کی نیکنامیون کا بیان

یہ شخص قوم کا یستہ سکھسینہ رہنے والا شاہ آباد کا تھا صمصام الدولہ ولد صمصام الدولہ خان دوران امیر الامرا

نمک پروردہ ہے اور آقا سلمان گرجی کے ملازمان مین سے ہی گرجی مذکور صمصام الدولہ کا غلام اور اوسکے گہر کا معتمد علیہ
اور میر سامان تھا اول یہ شخص کم تنخواہ پر نوکر ہوا آخر کار اپنی حسن کاروانی اور نیکو خدمتی سے اپنے آقا سلمان کے گہر کا مدار المہام
اور صمصام الدولہ کے سرکار مین صاحب اختیار ہوا جب صمصام الدولہ جان بحق ہوا اور شاہ آباد مین انقلاب بسیار
پیدا ہوا اسنے اپنا رہنا وہان نامناسب دیکھا دیوانی صوبہ عظیم آباد کی مع محالات جاگیر اپنے صاحبزادہ کو جو کہ پرگنہ پلیج
اور مالدہ مین تھی لیکر اسطرف آیا اور حسب مذکور بالا کے صاحب اختیار ہوا نہایت ہوشیار متصدی سوا اللہ دان جزرس دقیقہ یاب
اکثر اوصاف سے موصوف تھا بندہ کی دانست مین کل روساے پلیج اور ہندوستان سے جو اس زمانہ مین ممتاز تھا
اور باوجود متصدی گری کے شجاعت اور دلیری سے بہی خالی نتھا اور باوجود کمال عروج اور تقرب وزیر و شاہ مطلق
نخوت نہ رکھتا تھا ہر ایک نجیب اور شریف کے ساتھہ نہایت تواضع اور فروتنی سے پیش آتا تھا ہر ایک کا مطلب آسانی
حاصل کراتا اگر کسی کا مدعا مخفی ہوتا او سے زبانی تقریر سے کہ سن کر رخصت کرتا اور باوجودیکہ کثرت کار سرکار
سے ایک ثلث رات گذرنے تک فرصت نتھی مگر کبہی دلشکستہ نہوتا اور کبہی کوئی سخت کلمہ اوسکی زبان سے نہ سنا گیا باوجود
جزرسی اور قدر قیمت شناسی ہر چیز کی دنائت نہ رکہتا تھا اور قیمت جنس وغیرہ کی ہر ایک کو موافق مرضی اسکے دیتا تہا بلکہ
معاش ثابت درست تھا جنس وغیرہ دور دراز سے جہان بکفایت میسر آتی تھی منگوایا کرتا تھا اور جو دور آئے صاحبان
ماموریکے اونکی مہمانی مین مصروف ہوتا اور شادی وغیرہ مین جب لوگونکی ضیافت کرتا تھا اوسکا دسترخوان
رونق منعلبہ رکہتا تھا خود بہی حاضر ہوکر علاوہ طعام خوش غذا چاشنی شیرین زبانی کا ذائقہ چکہاتا تھا شرم حیا
اسقدر تھی کہ اوسکے مقربین نے بہی کبہی نہ دیکھا اور نہ مطلع ہوسے کہ کسوقت اپنے معشوق کے پاس گیا اور کب
برآمد ہوا اس شخص کو ایک اپنی ہمقوم عورت سے نہایت تعشق تھا اپنی بی بی سے جو راجہ کلیان سنگہ دیوانی سنگہ
کی مان تھی کچھہ تعلق نرکہتا تھا اس اقامت گاہ سے دور اوسکو علیحدہ ایکمکان بنوا دیا تھا اور سال مین دو مرتبہ بغرض ملاقات جاتا
تھا لیکن اوسی طرح پر کہ کمتر کسی کو اطلاع ہوتی اکثر لوگ صاحبان عمدہ انگلشی سے موافق ہوکر کار تجارت کمپنی مین
مشغول ہوکر برسون عدد رہے اور جب کچھہ اتفاق ہوا اونکے اپنے مونہہ کی کہائی اور آخر اوسی کی حمایت سے
پہنچے تھے جو شخص شاہجہان آباد سے آتا تھا بہر صورت اوسکی ساتھہ رعایت کرتا چونکہ خرچ تعلقات کیواسطے
قلیل سا روپیہ مقرر تھا اور باقی روپیہ مین اختیار تصرف نتھا اگر ممکن ہوتا کسیقدر اوسکا درماہہ مقرر کردیتا کہ ماہ
بماہ اوسکو ملا کرتا تھا در صورت عدم امکان کے کار ہاے معین پر تعینات کرتا اور وہان سے کچھہ حاصل کرا دیتا
اگر یہ بہی نہو سکتا اپنے پاس سے زاد راہ دیکر رخصت کر دیتا شیخ شرف الدین محمد پوتا شہید اول شیخ سید شہید محمد مکی اعلی اللہ
درجہم فاضل نجف کا رہنے والا تھا اوسے احتیاج اور ہندوستان کے امرا کی بخشش کا حال سنکر اسی برس کی عمر مین بنگالہ
آیا اور قریب ایک برس کے مرشدآباد اور ہگلی مین بسر کرتا رہا باوجودیکہ یہ ناظم دونون حضرت مسلمان اور زر دار تھے

پھر کچھ بھی اوسپر نظر کی لاچار شیخ جی اودہ اور لکھنو اور الہ اباد کو عازم ہوئے اور پھر یہانسے عظیم اباد گئی اور کسی تقریب سے بندہ
کی بھی ملاقات اوس بزرگ سے ہوئی اور بندہ نے اوسکی ملاقات کا تقریب مہاراجہ شتاب رای سے کی باوجودیکہ ہندو تھا
مگر بمجرد استماع احوال بلا تعصب سوار ہوکر اوسکی پاس آیا اور مع دو ایک خدمتگار اور میر قوام الدین خان کے اوسکی حضور
جاکر سلام کیا ہر چند شیخ جی نے مسند پر بیٹھنے کو کہا مگر شاید ادب کی راہ سے مسند پر تو نہ بیٹھا مگر گوشہ گیر ہو بیٹھا اور تھوڑی
دیر کی بعد وعدہ ضیافت لیکر واپس ہوا جس شام کو وعدہ آنے کا تھا مسند مکلف بچھائی اور خود جا گوشہ سفید پر بیٹھا او
لوگونکو کہہ دیا جب تک وہ یہان رہین تم لوگ نہ آو بعد نماز مغرب کی بندہ کے ہمراہ آیا مہاراج نے زینہ تک استقبال
کرکے مسند پر بٹھایا کمال خوبی سے گفتگو ہونے لگی شیخ مذکور نے خوش ہوکر کہا کہ ہم چاہتے ہین حق تعالی ذی جو اخلاق کہ
تمہین دیا ہی کل مسلمانونکو عطا کرے چونکہ اسکی زبان عربی تھی مہاراج جی نہ سمجھتے تھے بندہ نے ترجمہ کرکے سنا دیا
مہاراج مذکور نے اپنی عدم لیاقت کا اقرار کیا اور دو خوان پارچہ عنایت کیے اور بعد رخصت کسی معتمد کے ہاتھہ الگہزار روپیہ
کاتوڑہ بھیجا کہ بندہ نے پوشیدہ شیخ جی کے حوالہ کیا ایکمرتبہ ایک شخص مہاراجہ شتاب رای کے آشنایون مین سے جو کہ
منجملہ اقربای راے رایان ناگرمل دیوان خالصہ بادشاہ ہندوستان سے تھا بتقدیم رسم گیا جو مذہب ہنود مین بعد وفات
والدین کے رواہی عظیم اباد وقت رخصت خط سفارش کی درخواست بنام راجہ شتاب رای کے کی ناگرمل لکہا کہ تمہین
بھی وہ پہچانتا ہے اور یہ کام ہماری گروہ مین عمدہ ہے یقین کہ کچھ قصور نکرے اور مجھے خیال ہے کہ میری تحریر سے خلل ہو
کیونکہ اوسکی القاب لائقہ حال کی لکھنے سے مجھے عار ہی اور اگر قرینہ سابق سے لکھون وہ رنجیدہ ہوگا چونکہ مہاراجہ شتاب رای
ہر ایک جگہہ کے اعیان وارکان وبزرگان سے مستدعی رہا کرتا تھا کہ جہان جو امر قابل اطلاع ہو وہ کرین اور
بلا جبر ونقصان کے تحریر کرین اور ہر ایک کی ساتھہ اسکے عوض مین خدمت واجبی ماہواری کیا کرتا تھا یہ خبر جو
اسکو معلوم ہوئی بعد ملاقات کے اتنکار کیا کہ آپ سا دوست تشریف لاوے اور رای رایان دو کلمہ خیریت مزاج سے
مجھی یاد نکرے مقام عبرت ہے اوسنے کہا چونکہ مجھی سے خدمت مین بندگی تھی حاجت تحریر تھی شتاب رای نے
جوابدیا ایسا نہین ہے چونکہ وہ بھی مرد ہوشیار تھا سمجھہ گیا کہ اصل مطلب سے مہاراج آگاہ نہین اوسنے کہا بس مہاراج
پر خوب ظاہر ہی حاجت اظہار نہین بعض مقربین نے مانند راجہ خیالی رام اور میر قوام الدین خان کے جو حاضر تھے اس
معاملہ کو نسمجھے بعد جانے اوسکے کے دریافت کیا مہاراجہ نے جو کچھہ اخبار سے معلوم ہوا تھا اظہار کیا اور کہا انشاءاللہ
اسکا تدارک بخوبی کرتا ہون مگر یہ بھی کسی نے نسمجھا کہ اصل غایت کیا ہے جسوقت کہ وہ رخصت ہوا تو واضع لائق
کرکے ناگرمل کے نام باوجود معرضی عرضی نہایت فروتنی مین لکھی بدین مضمون کہ عنایتنامہ والا کا اصدار ہونا موجب
افتخار فدوی بے مقدار ہی امید اشفاق بزرگانہ سے یہ ہے کہ دور افتادگان حضور کو با مراد رقعہ جات یاد فرمایا کرین اور تحفجات
قیمتی دس بارہ ہزار روپیہ کے مانند عطر اگر اور اقسام لباس سفید بنگالہ اور دندان فیل اور پائے پلنگ طلا اور ولایتی گہڑیان اور

شمعدان بلورین اور آئینہ کلان وغیرہ نمونہ فرنگ اوسی مصاحب کے ہمراہ ابلاغ کیے ناگرمل اس گفتگو اور سلوک
اور تحریر کے ملاحظہ سے نادم ہوا اور در جواب معذرت تحریر کی اور اپنی مجلس مین کہتا تھا کہ اس عزیز نے اپنی فرط ہوشیاری
اور تمیز سے باوجود بعد مسافت کے ہمکو خجل کیا آخر سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین دو تین برس کی تعلق قحط و غلہ کی شروع ہوکر اواسط سنہ ۱۱۸۴
ہجری تک گرم رہی شتاب رای نے نہایت غمخواری کل اعزہ اور غربا کی فرمائی بدین تفصیل کہ جس سال یہ بلا ظاہر
ہوئی بنارس مین کسیقدر ارزانی تھی تیس ہزار روپیہ اس کام کیواسطے مقرر کرکے ملا خان ملازم کو حکم دیا کہ مہینے مین
تین مرتبہ دس دس روز کے بعد بنارس سے غلہ خرید لایا کرین جب عظیم آباد مین آوے وہین کے نرخ سے یہان پر
فروخت کرین اسی طور سے جب تک قحط رہا خرید فروخت غلہ کی جاری رہی جن لوگونکو خریدنے کی طاقت نہ تھی اونکو
لوگونکی بلاعت مین تین چار مقام بطور قیدیونکے رکھا ہر جگہہ پیادہ اور داروغہ اور عملہ مقرر کیا اور پختہ کھانے اور جنس غلہ
مع ظروف گلی اور ہمیشہ بخوشی اور چند خرمہرہ فی نفر واسطے خرید تماکو بنگ افیون وغیرہ کے جسکو جسطرف میل ہو
ہر روزہ مقرر کیا بلا ناغہ ہر روز ملا کرے اس حال کو دیکھتے ہی انگلشیون اور ولندیزیون نے بھی ایک خیرات خانہ مقرر کیا
اور اسی ترکیب سے ایک خلق کثیر جانبر ہوئی مرشدآباد مین ان باتون سے کچھہ بھی ظہور نہوا بلکہ کہتے ہین کہ باوجود اہتمام
مظفر جنگ کے بعض اوقات مین غلہ محض نایاب ہوجاتا تھا اور عمدہ لوگ باسید میر سلیمان خانسامان وغیرہ کے
جو اس کام پر مامور تھے اول تو انتظام نہین کرسکتے تھے اور اگر احیاناً کہین سے غلہ ہاتھہ لگا سرکاری پیادون کی
معرفت روانہ کرتے تھے مظفر جنگ کے مقرب خصوص راجہ امرت سنگہ جو اپنے آقا کے ساتھہ معشوقانہ ناز رکھتا تھا سپاہیون
سے وہ غلہ چھین کر اپنے گھر مین رکھتا تھا تاکہ زبردست لوگ زبردستون سے چھین لیجاتے تھے اسکا تدارک کوئی نکر سکتا تھا
اسکا بھی جواب مظفر جنگ سے کمیٹی مین طلب ہوا تھا واللہ اعلم ہر سال ولایتی میوہ سوداگران میوہ فروش
کی وسیلہ سے لیکر واسطے روساے انگلشیہ اور عظماے بنگالہ کے بھیجتا تھا اور عظیم آباد کے مشاہیر اور عمدہ لوگونکو دو تین
مرتبہ بھیجتا تھا جب دیکھا کہ اکثر اسطرح بیر محروم رہتے ہین علاوہ اوس مقرری کی تھوڑا سا روپیہ اور میوہ فروشونکے
نام مقرر کیا کہ اونکا میوہ لاکر بازار مین بیچین جسکا دل چاہے وہ خریدے اوسکا باقی ماندہ آپ لے لیتا تھا تاکہ
میوہ فروشون کو نقصان نہو اور بعض قوم مرائیونکو شاہجہان آباد اور لاہور سے روپیہ بھیج بھیج کر طلب کیا اور پھر
عظیم آباد مین اونکو ٹھہرا کر حکم دیا کہ جس جگہہ زمین لایق دیکھو وہانپر تخم افشانی میوہ جات کی کرو تخم سردہ اور خربزہ
وغیرہ ترکاریون کا لکھنؤ اور اکبرآباد اور کابل سے منگوا دیتا تھا اور اوسکے ہمراہ لوگونکو بھیجا کرتا تھا انگور نیشکر اور
کو کہ شاہجہان آبادی اوسکے عہد سے ہونے لگے اب نہایت افراط سے بکتے ہین انگور خوش مزہ کبھی روپیہ کی تین
اور کبھی دو سیر اور کبھی ڈیڑھ سیر باغبانون سے ملتا ہے اور کبھی کبھی بازار مین بھی آتا ہے عقیدہ مسلمانی بھی رکھتا تھا خیال
تعزیہ حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کمال عزت سے اوٹھاتا تھا اکیسوین ماہ رمضان کو جو دن شہادت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا ہے تعزیہ

پکا کر نیاز دلاکر تقسیم کراکر ڈپٹی میں اکثر اوسکی زبان سے علی کا نام نکلتا تھا قسم بھی اکثر واللہ باللہ کی کہاتا تھا سال میں ایکبار یہ حضرت
شاہ مردان علیہ السلام کا دسترخوان نہایت تکلف سے کرتا کسی نے ایک دن کہا کہ انتظار نشان ہوگا کہ نمک یا کسی دوسری چیز پر کچھ دینا نہیں
کرتے اوسنے جوابدیا کہ ظاہر ہوا اس قسم خوارق عادات جناب شاہ ولایت سے دور نہیں اور بندہ کا فر معجزہ طلب نہیں کرتا ایسی
امور کی پیچھے پڑے مجھے اپنی اعتقاد سے غرض ہے دوسری یہ کہ ایسے کاموں میں کسی بار اون حضرت پر حکومت کرنا ہے عدم احتیاط
بادبی کی نشان ظاہر ہوں پڑے باعث رد طعنہ کی ہوگی کہ اس بندہ نے کیا سمجھا کہ شاہ مردان کی نشان کا تابع ہوا ایک روز
واسطے استقبال جنرل اسمٹ کی مقام بابرہ کو ہوتا تھا یکبارگی پورب طرف پشت بتخانہ وہانکے جو مکان معروف اور خیمہ گاہ واردان
کا ہے خیمہ گاہ اوسکا ہوا صبح کو جب گھوڑا سوار کیا در خیمہ پر حاضر ہوا ملازم اور ہمراہی رستہ کے دونوں طرف صف بستہ بنا بر سلام حسب ضابطہ
استادہ تھے بندہ مورخ خیمہ میں جاکر اوسکے ہمراہ برآمد ہوا پر ہمان بتخانہ کو رستہ محرمہ خالی پایا فرصت دیکھکر جس وقت وہ
سوار ہوا چاہتا تھا عرض کیا کہ یہ جگہ مہا دیو کی ہے اور آج پوری تماشے روز زیارت ہے ہم لوگون کو کچھ عطا ملنا چاہیئے
جوابدیا کہ جو کوئی اس مکان کی زیارت اور اس آستانہ کی خدمت کو آیا ہو اوس سے سائل ہو مجھے تم سے کچھ غرض
نہیں باوجود بہت سے ایک پیسہ ندیا اور سوار ہوکر اپنی راہ لی اور مکرر دیکھا کہ فقراے ہنود اثناے راہ میں سائل ہوئے پر محروم
گئے اور فقیر مسلمان نے تصدق حضرت علی سوال کیا ایک روپیہ دیا اوسکے رفقاے محرم راز سے دریافت ہوا کہ بنگالہ اور
کلکتہ کو سفر میں ہجوم بتخانہ کا راہ میں سے بعض رفقاے ہمراہی مستدعی زیارت پرستشگاہان [illegible] کرتے تھے مگر
یہ معذرت خواہ ہوکر سو دو سو روپیہ پاکر رخصت کر دیتا تھا کہ پر پلید سے بھی تم زیارت کرتے آنا اگرچہ یہ حویلی نہایت تکلف
سے آراستہ واسطے ہو الی لوگون نے کہا کہ جماعہ برہمنان کو اس مکان میں تکلیف طعام دینا چاہیے جوابدیا کہ میرا گھر ناپاک ہوگا
اگر ضرورت ہو تو روپیہ لیکے لوگ کہنا کہ تعمیل [illegible] کر دو ایام قحط میں بپاس خاطر لیکے ہزار اور رائے کھیمداس اور سہروار
کی کسی برہمن کے پاس گیا اوسنے راجہ کا آنا اور اوسکا اختلاط عظیم سمجھا بنابر مزید اعتقاد ہونے کی راجہ سے کہا کہ مہاراج
آپکے طالع کی بموجب بندہ نے ایک نام تجویز کیا ہے جسکا وظیفہ آپ کیا کریں راجہ نے کہا ایک درود کرتے ہیں ہمیں
وہی کافی ہے اوسنے پوچھا کہ وہ کیا ہے راجہ نے کہا اللہ برہمن نے براہ آمیزش جوابدیا کہ رام اور رحیم میں کچھ فرق نہیں
اوسنے کہا ہے لفظ رام میں تو لد ذات کا توہم ہے اور اللہ میں ثبوت اور ابوت کسی کی نہیں ایسے طریقون سے معلوم
ہوتا ہے کہ مہاراجہ اعتقادات ہنود سے سروکار نہ رکھتا تھا واللہ اعلم لیکن چونکہ مراعات یار و آشنا کی منظور رکھتی اور کسی کے
اوغیرہ میں بنابر حفظ اپنے آبرو کی دخل نہیں کرتا تھا اور زر خاص اوسکے خرچ کو وفا نکرتا تھا کیونکہ بعض اوقات
انگلشیونکو بھی رعایت کرنا ہوتی تھی اکثر جہان ایک یا دو نفرون کا کام ہوتا دس دس نفر بھیجتا اور اوسکی حاصلات کو
نہایت کم داخل دفتر کرکے باقی اپنے جود و عطا کرتا دم یہ کہ ارباب جاگیر اور املاک سے بہانہ کرکے کہتا تھا کہ فلان
انگلشی تمہاری سند دیکھا چاہتا ہے اور جس کسی سے رعایت منظور ہوتی ہر ایک کو کلا سے اسناد اور وثائق طلب کرکے

حوالہ کسی اپنے متصدی کے کر کے جبر و تعدی سے بلا سبب کسیقدر روپیہ بقدر حاصل ہر ایک سے لیتا جب اسیطرح سے روپیہ حاصل ہوجاتا اوسی شخص واجب الرعایت کو دیتا بہرحال خوشنودی اشخاص مذکور منظور تھی غضب خدا کو ہیچ اس امر کے سہل سمجھتا تھا تصدیق ہوا کہ مہاراجہ ستاب رائے نے اپنی آنکھون سے ملاحظہ کیا کہ جو کوئی شخص ناحق خلق خدا کو رنجیدہ کرتا اور یہ دیکھتا کہ ناحق اس بیچارہ کو ستاتا ہے اور اوس سے مروت ہوتی کچھ نکہتا اور بعدہٗ اوسکو کسی بہانہ سے اپنے پاس بلا کر زر ہائے بیشمار سے مالامال کر دیتا۔

رہائی پانا محمد رضا خان مظفر جنگ کا اور بسر کرنا ایک مدت کلکتہ مین بذریعہ امیدواری اور آخر لاچاری مین راضی ہونا

مظفر جنگ اس داروگیر مین نہایت مضطر اور بیبس ہو گیا تھا کیونکہ اکثر عملہ جات اور خود بھی بیخبری کی وجہ سے کسیقدر متہم تھا امرت سنگہ اوسکا دیوان نہایت بے شعور اور کاغذ فہمانی سے نہایت دور اور لوگ اسکی رشتخواری سے گہیان تھے اسوقت مین ہر ایک نے اپنی راہ لی امرت سنگہ نے بحیلہ اور تخویف اظہار بعض اسرار کے فارخطی لیکر کسی مکان مین واقع کلکتہ جا بیٹھا مگر علی ابراہیم خان بہادر نے باوجود عدم اطلاع کاغذات معاملات سنوات پیر نوکری کی شرم سے کمر ہمت چست کی اور تہوڑی مدت مین ہر ایک دقیقہ اور ہر قسم کے کاروبار سے ماہر ہو کر مستعد وکالت ہوا اور نندکمار کے سوالات کے جوابات کا بھی متعہد ہوا اور اوسکی کینہ وری سے نہ ڈرا متعمدین سے سنا گیا کہ بہت عمدہ عمدہ جوابات بحر تسکین دیگر ہر ایک کا منہ بند کر دیا سامعین کو بجز تحسین و آفرین کے کچھ کہتے نہ بنا اور مظفر جنگ نے اسکی تقریر کے بدولت پچیسوین[۲۵] ربیع الاول ۱۱۸۷ھ ہجری کو رستگاری پائی اور دوسری ربیع الثانی سنہ مذکور کو اوسکے دروازے سے پہرے اوٹہائے گئے مظفر جنگ اس امید سے کہ شاید مانند ستاب رائے کے بدستور شریک کونسل مرشدآباد ہو کلکتہ مین مقیم رہا اور مفتخواران کلکتہ نے جسمین اکثر عملہ بعض اصحاب انگلشی کے کونسل کا ہے اسکو دام فریب مین پہسا کر ہر روز ایسے کلمات سے خوش رکہتے تھے کہ آج فلان صاحب ایسا کہتے تھے اور کل ایسا فرماتے تھے فلانے کو ولایت سے یہ خبر آئی ہے اور فلانے نے فلانے سے ایسا سنا ہے مظفر جنگ ایسے اخبارات کو سنکر امیدوار ہوا اور مخبرون کو اپنا ہواخواہ سمجھکر اونکے حسب اشعار اکثرون کو روپیہ بھی دیا اس سبب سے زیر بار اور مقروض ہوا بندہ اوس زمانہ مین بحصول ثواب سفر بیت اللہ کے کلکتہ آکر مظفر جنگ سے موقع اعانت چاہتا تھا مگر اوسے توفیق نہوئی متر صد اس امر کا تھا کہ بندہ کی جاگیرات اپنے عامل جاگیر کے سپرد کرے لیکن اوسکا عامل میرے قرضہ کا مہاجن سے ضامن ہو جائے اور میری حاصلات

جاگیر سے اوسکو دیوے اور زر بقایا سے فاضل دیوان امانت رکھے تاکہ مہاجن کو تعرض باقی نرہے اوسی زمانہ مین کہ بندہ پندرہ بیس دن کلکتہ مین رہا اور مظفر جنگ کی صحبت مین تھا بندہ نے اوسکی زبان سنا کہ ہر ذکر مین علی ابراہیم خان کی مدح کرتا تھا اور کہا کہ اگر تمام عمر اس محسن کی شکر گذاری اور خدمت کرون عہدہ واجبہ سے باہر نہین ہوسکتا ہون اور انشاء اللہ تعالی ایسا ہی ہوگا اکثر قبلہ کہتا تھا اکثر کہا کہ ہمکو ام رفقا لاکھون خورد و نوش کر کے چلدیئے اگر احسان ہے تو علی ابراہیم خان کا ہے سو درم ناخریدہ ہون اسکا غلام میرا باپ اور بھائی ایسا نکرتا جو اس سے ظہور ہوا کہ عام صحبت مین ہر دم و ہر لحظہ اوسکا دم بھرتا تھا ـــ

آنا جنرل کلاورن اور کرنل منسن اور مسٹر فرانسیس روساے کمیٹ اور گورنر سے منافقت ہونا اور بارول کا گورنر سے اتفاق

مظفر جنگ اپنے حصول تمنا کی انتظار مین تھا کہ جنرل کلاورن اور کرنل منسن اور مسٹر فرانسیس باہم مدار المہام کمیٹ اور نیز واسطے تحقیقات معاملہ گورنر بہادر اور مسٹر بارول کی بادشاہ اور کمپنی کی طرف سے اواسط شعبان ۱۱۸۸ھ ہجری مین پہونچے دو آدمی یہان کے سردارون مین ایک گورنر اور دوسرے مسٹر بارول منجملہ خمسہ کمیٹ کے رہگئے چونکہ وہ تینون فرستادہ بادشاہ اور کمپنی کی بنا بر تحقیقات تقصیر گورنر کے مقرر ہوئے تھے اور جنرل کلاورن ولایت کے اہل دول اور بادشاہ انگلنڈ کی ملازمین مین تھا اور کرنل منسن امیر ریاست کل فوج کا بعد وصول جنرل کلاورن کے مرتبہ گورنری پر رکھتا تھا اور مسٹر فرانسیس دوسرے درجہ جنرل کلاورن پر باہم متفق تھے عجیب طنطنہ اور دبدبہ رکھتے تھے ہنگام ملاقات نذر تک جو کہ ضابطہ ہندوستانی ہے نہین لیتے تھے حتی کہ ڈالی بھی رد فرماتے تھے گورنر کے معاندون کو باخود موافق کر لیا چنانچہ نندکمار کو جو شمس الدولہ اور لارڈ کلیف اور نیز اسوقت مین عماد الدولہ مسٹر ہشٹنگ کا مرغوب النظر تھا مقرب بنایا اسکی وسیلہ سے اکثر لوگ لالچی فسادی بامید اقتدار اصحاب ثلثہ مذکورہ سے متوسل ہوئے اور تحقیقات امور تحتی کی شروع ہوگئی اور ان پانچ آدمیون مین ناچاقی صحبت اور اختلاف رائی بکمال درجہ کو پہونچی سخت تشویش طرفین کے متوسلون کو ہوئی حتی کہ فیمابین جنرل اور مسٹر بارول کی طمانچہ بندوق سے حسب ضابطہ خانہ جنگی ہوئی دونو آخر کو یعنی گورنر اور بارول یکدل رہے اور تین آدمی ایکطرف جنرل کی طرف بسبب کثرت اصحاب کے جو تین کس تھے گورنر پر جو دو نون تھے غلبہ ہوا اکثر امور موافق رای طرف جنرل کی کئے جاتے تھے چنانچہ کوران نام ایک انگلشی صاحب کلان مرشدآباد اور مسٹر بیچ صاحب کلان عظیم آباد اور فوک نام صاحب کلان بنارس اور مسٹر برسٹو صاحب کلان اودہ کے نسبت جنرل کلان کی تجویز سے مقرر ہوئے اور مبارک الدولہ مع والدہ ببو بیگم کے منی بیگم سے عاجز ہو کر کوران کی ملازمت مین اور وسکے توسل سے جنرل تک پہونچا ہفتدہم ربیع الاول ۱۱۸۹ھ ہجری کو مختار کار نشست ہوا اور قبضہ اختیار منی بیگم اور اعتبار علیخان

خواجہ سرا سے باہر ہوا خواجہ سرا ے مذکور کا تغیر ہوا لیکن چونکہ منی بیگم زردار اور معتقد ہوشیار ہے ہمیشہ مبارک الدولہ لبطمع وراثت اوسکے اختیار مین رہا اور بعجہ یون کہتی ہے کہ اگر مجھسے میری بیڑے اپنے مال و زر فقرا اور تمہارے بیگانون کو دیتی ہون فی الحقیقت مبارک الدولہ کا یہ حال ہے نہ تو کوئی اوسکی سطوت سے ڈرتا ہے اور نہ کوئی اوسکی دولت سے توقع رکھتا ہے اور وہ بہی چندان امور دنیاوی سے توقع نہین رکھتا جس سے لوگون کو اندیشہ ہو لہذا جو شخص جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اوسکو کسی سے تعرض نہین بجز اپنے مصارف کے کچھہ نہین چاہتا اسی وجہ سے اتبک منی بیگم کا تسلط بدستور اور نیابت نظامت کی اغلب اوقات انقلاب مین ہے اسی سال مین اونتیسوین[29] جمادی الاولے کو میر محمد حسین فاضل جو کہ نہایت تیز طبع زود فہم ہے بشوق تحصیل علوم ہمراہ مسٹر الیٹ کی انگلنڈ کو روانہ ہوا اور اکثر تحقیقات علوم کی کر کے مخصوص علم ہئیت اور مفردات اور مرکبات ادویہ خواص اکثر اشیا اور معرفت اجرام علوی یعنی کواکب فلک اور بعض صنایع دیگر مانند تشریح ابدان وغیرہ کے جسقدر مدت قیام مین میسر آیا تحصیل کر کے اور اوسکا ترجمہ کر کے ۱۱۹۲ہجری مین واپس مرشد آباد آیا اور یہان لوگون سے ظاہر کیا امراے نادر روشناس ہے کسیکو توفیق نہو ئی کہ تھوڑا سا روپیہ خرچ کر کے اپنا نام مشتہر کرے اور وہ شخص اور اس علوم کو اسکے نام سے صفحہ روزگار مین پایدار کرے گورنر بہادر نے جو کہ شعور و ہوشیاری اور دانائی اور کارگذاری مین نادرہ روزگار تہا تسلیم و اغماض سے کار فرما ہوکر ضروریات مین توجہ نامناسب جانی ارادہ کیا کہ اول اپنی بریت الزام کر کے جنرل کی نادانی ظاہر کرے اور انداز ان کوتہ اندیش مخصوص نندکمار کو سزا دے بعد ازان تدارک بہی کل کرے اور اسور پرداختہ جنرل کو درہم کرے لہذا مدت تک جنرل کی جواب مین بکراہی راستی اور مخالفین کی دروغگوئی ثابت کرتا

معارضہ کرنا نندکمار کا گورنر ہسٹنگ بہادر سے اور سزا پانا

بعد ازان اکثر عیوب نندکمار کے آشکار کر کے ثابت کیے منجملہ اوسکے یہ چند عیب تہے کہ یہ شخص ہر ایک کے دستخط کرتا ہے اور ہر ایک کے نام کے مطابق مہر اپنے پاس رکہتا ہے اور تمسک اور خطوط جسکے نام جس قسم کا چاہتا ہے درست کرتا ہے اور منجملہ تمسکات کے ایک تمسک مہری بلاقید اسطرح کا تہا جسکا روپیہ سرکار کمپنی سے لیکر تصرف کر لیا تہا ان امورات کی تحقیق مین گران جوری مقرر ہو لی گران جوری اسکو کہتے ہین کہ بارہ[12] آدمی معتمد انگلشی مقرر ہوتے ہین اگر مدعا علیہ اوسکو قبول نکرے تو دو مرتبہ اوسکے انکار سے بدلے جاتے ہین تیسری مرتبہ پہر کچھہ انکار و اقبال نہین سنا جاتا بارہ[12] آدمی ہوتے ہین لاجرم یہ مقرر ہوا کہ تجویز سزا کرین

اور اوس وقت کوئی اون سے نہین مختلط ہوسکتا کہ مبادا کچھہ لالچ دیکر بے ایمانی کرائے القصہ یہ گران چوری مقرر ہوئی مدت تک گرم بازاری رہی آنکہ نندکمار واجب القتل ثابت ہوا پیدا ہوا مقرر موذی خلق تھا اگرچہ دو ایک لوگون سے احسان بھی کیا تھا مگر عجیب بیباک ہوا تھا بسبب آزار تھا ہر حال اوسکی سزا مقرر ہوگئی چونکہ جنرل نے اوسکے دلنشین کردیا تھا کہ کوئی تجھسے کچھہ نہین کرسکتا اگر زیر دار تک لیجاوین ہرگز خوف و ترس نکھا بہر صورت گورنر کی قصور ثبوت کرنا علاوہ اسکے خود بھی مزاج مین صلابت رکھتا تھا ثبوت قصور گورنر مین کوتاہی نہ کرتا تھا اور گورنر اوسکے تقصیرات کا اثبات کرتا تھا ان دونون آدمیون کے سوال وجواب دستخط انگلشی سے لکھی گئی جسکی کتاب اس جماعہ کے لوگون مین مشتہر ہے القصہ جب تقصیر ثابت ہوئی ساتوین جمادی الثانی ۱۱۸۹ ہجری کو نندکمار کی جاے مقررہ پر پھانسی ہوئی اور اوسکا نقد وجنس تعلیقہ ہوکر اوسکے لڑکی راجہ گرداس کے حوالہ ہوا کہتے ہین کہ ناون لاکھہ روپیہ نقد اور اسیقدر نقد وجنس حساب مین آیا اور نندکمار کی بنائی ہوئی مہرین جو لوگون کی طرف سے بنالین تھین برآمد ہوئین ـــــ

جنرل کلاورن سی مظفر جنگ کا موافق ہونا اور اوسکا مرشدآباد کی عدالت فوجداری پر مامور ہونے وغیرہ کا بیان

جب جنرل کلاورن کے غلبہ کا آثار پدیدار ہوا مزاج مظفر جنگ خفقانی کا جو تلون سی خالی نہین تھا جنرل سے آمیزش کرنے لگا علی ابراہیم خان بہادر مال اندیشی سے مانع ہوکر کہتا تھا کہ ابھی جسطور پر گذرتا ہے گذران کرنا چاہیے گورنر نے آپکی آبرو بخشی کا احسان فرمایا ہے احسان فراموشی نکرنا چاہیئے دیکھنا چاہیے کیا انجام پدیدار ہو اگر جنرل مجاز ہوتا ہے تمنے اوس سے کچھہ بدی نہین کی کہ وہ دشمنی کریگا بلکہ وہ بھی تمہارے ثبات مزاج سے راضی ہوکر رعایت مناسب کریگا مگر مظفر جنگ جو کسیقدر خودرائے ناسخن شنو تھا اس مصلحت کی طرف چندان ملتفت ہوا اور جنرل مذکور سے توسل پیدا کیا گورنر نے اس سبب سے افسردہ خاطر ہوکر اوسی جنرل پر چھوڑا جنرل نے اوسکی واسطے مبارک الدولہ کی نیابت اور فوجداری کہ اس سی جرگیری اور تدارک قطاع الطریق اور چورون کی اور انفصال مقدمات فردی اور خونریزی اور زنا سے مراد ہے تجویز کی اور بہت سا روپیہ درماہہ عمال کا مقرر کیا اور نواب کو مع اولاد واتباع کے کونسل سے خلعت دلاکر پندرھوین رمضان ۱۱۹۰ ہجری مین مرخص کیا دوم شوال کو مرشدآباد آیا سکان شہر نے بہر صورت اسکی اطاعت کی

اور وہ فرستادہ دولت پر متمکن ہوا ۵ ذی الحجہ سنہ مذکور کو اپنے لڑکے محمد زکی خان ولد محمد حسین خان کو اپنے بھتیجے کے ساتھ بیاہ دی اور اپنے فرزند کلان بہرام جنگ کو حاجی اسمعیل کی صبیہ سے جو کہ دونون دختر زادہ رابعہ بیگم کی تھی ۲۲ ماہ مذکور کو نکاح پڑہایا اور ۲۳ جمادی الثانی ۱۱۹۰ہجری کو رابعہ بیگم عطاء اللہ خان کی بی بی حاجی احمد کی لڑکی نے رحلت کی اور اوسکے گھر کی رونق جاتی رہی اگرچہ عیوب و فجور مین متہم اور مشہور تھی مگر بہت سی خوبیان رکھتی تھی قبل بیماری سے بیشتر جملہ معاصی سے توبہ کی تھی اور بیماری مین پھر نئے سر سے توبہ کی اور لوگون کو گواہ کیا اور دم آخر تک کلمہ طیبہ اور تعریف وحدانیت الٰہی اور نبوت خاتم الانبیا اور منقبت اوصیاے رسول سرور اور نادم اپنے گناہون پر راہی ملک بقا ہوئی ربنا ان تغذبھا فانہا امتک وان تغفر لہا فانت ارحم الراحمین اور اوسیوقت تاریخ ۲۷ ماہ شوال کو زلزلہ عظیم آیا جو پچاس سال سے ایسا اشد زلزلہ نہ آیا تھا اور منظفر جنگ علی ابراہیم خان بہادر کو جو زیر بار منت اور احسان کے تھا دیوانی نظامت پر مقرر فرمایا اور نائب فوجداری ہر جگہہ بھیجے از انجملہ عظیم آباد مین نذر باقی بیگ بلخی مقرر ہوا لیکن نیکنام رہا اور اصحاب انگلشی مع تمام رعایا کو راضی اور خوشنود رہے منظفر جنگ نے مبارک الدولہ کے مقربین سے خشونت کر کے بعض کو خفت پہونچائی اور مبارک الدولہ سے کچھہ ممانعت بہی نہو سکی تا بحمایت کیا ہو چنانچہ بعد عزل اعتبار علیخان خواجہ سرا اسکے بجو کہ خادم علیخان ولد خادم حسین خان جو کہ اکثر اخلاق مین باپ کیطرح تھا چند روز مبارک الدولہ کا مدار المہام ہوا تھا منظفر جنگ کے بے التفاتی سے برطرف ہوا اور مبارک الدولہ نے باوجود عہد و پیمان کے دم نہ لیا منظفر جنگ نے چند روزہ اقتدار مین بڑا تسلط کر کے زبان زد جمہور ہوا اسی اثنا مین خیانت پیشہ لوگ جو کہ زر نظامت کو خوان یغما سمجھے تھے اور علی ابراہیم خان بنا بر اندیشہ نہ خود لیتا تھا نہ دوسرون کو لینے دیتا تھا اونہون نے منظفر جنگ کے مزاج کو علی ابراہیم خان ایسے احسان فراموش سے منحرف کر دیا اور فیمابین ناچاقی کی روا ہوئے اور سخن چینون نے منظفر جنگ کے دل مین اپنا نقش جمایا مصرعہ چراغی را کہ دودی ہست در سر زود در گیرد ✲✲ اول کنایتاً شکایتین خانمد کو بہی شروع کین اور پھر اپنے مجلس مین بطور طعنہ و تشنیع کی گفتگو کرنے لگا چونکہ وہ اس قبیل سے تھا کہ صاحبون ہندہ شعر کہنا نہین جانتا اس باعث سے لباس اور دستار ہندوستانیون کا زیب تن اپنے کے نہین کرتا تا کہ دعوے عقل اور شعور کا کرون یہ قاعدہ ہندوستانیون کا ہے کہ پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل مگر جامہ بہت مکلف در بر اور عمامہ بر سر کہ ہم بہی شاعر بے بدیل ہین اور عالم بے نظیر اگر ایک لفظ کے معنی دریافت کرے یا پوچہے کہ اس شعر کا کیا مطلب ہوا اوسوقت عالم بے نظیر اور شاعر بے عدیل

صاحب کے ہاتھہ پاؤن پہول جاتین بجز سکوت کچھہ بن نہ آتے الغرض یہ سب باتین طعن وتمسخر کی
اپنے زعم مین گویا علی ابراہیم خان کو کہتا تہا چونکہ حق تعالے نے علی ابراہیم خان کو ہر امر رفتار گفتار مین
برگزیدۂ روزگار کیا تہا اور طبیعت موزون تہی کبہی کبہی اشعار بہی کہتا تہا مظفر جنگ ایسے امور سے
محض محروم تہا اسکی زیبائی موجب رنج مظفر جنگ ہوئی تہی اوسکے عزل کا بہانہ ڈہونڈہ رہا تہا
اتفاقاً اوسوقت مین ننّی بیگم دختر رابعہ بیگم نہایت زشت کردار بدکار تہی بموجب ضابطہ عمدہائے
ہند کی چند عورتین فحش اور لونڈیان حرامکار جمع کرکے اونکو تعلیم رقص اور رود وسرود بہی کراتی تہی
وصحبت لغو وبیہودہ اکثر رکہتی تہی اوسنے علی ابراہیم خان سے راہ مکر کشادہ کی شکر احسان کے بہانہ سے
جو کہ اسنے مظفر جنگ کے ساتھہ کئے تہے لہذا خان مذکور کو بہائی صاحب اور بہائی جان ایسے ایسے
کلمات کہا کرتی تہی چونکہ چندان پردہ دار نتہی علی ابراہیم خان سے بہی بے پردہ ملاقاتین اور ضیافتین
ہونے لگین اور اوس مجلس مین بعض مخصوصان مظفر جنگ بہی شریک اور اوس محفل کے
مخصوصیات پر آگاہ ہوتے تہے تاآنکہ بیگم مذکور نے علی ابراہیم خان کی رغبت ایک کنیز رقاصہ پر پائی
اور اوسکے اختلاط کی ترغیب دی اور کہا کہ یہ میری لونڈی ہے مینے تمہین معاف کیا اور دیگر عورات
شریک حال بہی اس بارہ مین اصرار ومبالغہ کرتی تہین کہ کچھہ مضایقہ نہین اور وہ جسکی لونڈی ہے
وہ تمہین عطا فرماتی ہے پس اسقدر پرہیز کیا ضرور ہے مرشدآباد مدتون سے حکم ولایت لوطیہ
رکہتا تہا اور ہنوز اسی رنگ پر ہے کیونکہ کمتر اشخاص کو یہان کے رہنے والونمین عزت وناموس کا
پاس ہے بلکہ دولتمند لوگ زیادہ تر اس بارہ مین بہتر سب مفلسون کو ترغیب دیکر آمادہ کرتی
تہی اور بمقتضائے کلام الناس علی دین ملوکہم کو اس فعل نے رواج پایا تہا شاید کہ چند غریب
وشریف کی عصمت رہی ہو ورنہ مشاہیر مقتدر کو اکثر اسی علت مین مشغول دیکہا جسقدر بین
یہان وضیع وشریف خوار رسوا ہین اور مرد کثیف خلاصہ یہ کہ علی ابراہیم خان باوجود کثرت شعور اور پرہیز کے راضی ہوا
سچ ہے بموجب قول محتشی اکبرنامہ کے عشق کی ہین گی ایسے حال بہت اور محبت کی بہی کمال بہت کبہی سبحہ کو پہ کرکے زنار
کبہی زنار ہو وہی سبحہ کا تار شاید دو تین مرتبہ کنیز مذکور کو اپنے پاس طلب کیا ہو کہ ابراہیم خان مذکور پر تہمت ہی ہوئی ہو
بہرحال مظفر جنگ نے اسی فعل کو دستاویز کیا اور خانہ مذکور سے برہم ہوا ظاہرا محضر آراستہ کیا
کہ فلان شخص میرے ناموس مین پردہ در ہوا تیاری اس محضر کی کہ بجز اذیا و رسوائی فائدہ نرکہتی تہی
شاید بخوف انگشتی اور رفع بدنامی کی ایسا امر کیا ہو کہ کوئی یہ نکہو کہ ایسے رفیق سے جدائی بموجب کیون ہوئی بہر صورت
مظفر جنگ نے اس مقدمہ کی شکایت دربار عام مین نکر ربان کی سولہوین ۱۶ ماہ صفر ۱۱۹۱ ہجری

مین علی ابراہیم خان کو [illegible] دیوانی مبارک الدولت سے معزول کیا اور اسپیچہ [illegible] جنگ کو
مبارک الدولہ کے حضور مین لیجاکر خلعت دیوانی عطا [illegible] ابراہیم خان [illegible] کرکے
آمدرفت دربار [illegible] کنارہ پکڑا [illegible] مظفر جنگ [illegible] خان [illegible]
[illegible] مظفر جنگ [illegible] نیابت [illegible] الدین [illegible]
نکاح مین لایا اس تقریب سے جسوقت [illegible] الدین محمد خان [illegible] مرض سے [illegible] ہوا ایک
تمسک متضمن اپنی وراثت کے اوسکو لکھدیا اور اپنا وصی کیا تھا آخر فسخ عزیمت کرکے بعد تھوڑی مدت کی
مرگیا بہت سا روپیہ اور مال اور خسرانہ وغیرہ چھوڑ مرا سید محمد خان نے اوسی تمسک کی دستاویز
سے قابض ہوکر اوسکی عورات اور اطفال کو زیر قبضہ کیا اور بعد چندے وسیلہ اوٹھاکر اوسکی
کسی بی بی جو اوسکے لڑکے کی مان کے سوا تھی اور سب عورتون سے محبوب تر اور مالدار تھی اپنے
نکاح مین لایا اور اوسکے مال واسباب مین متصرف ہوا لوگون کو تقرر وصی سے اسقدر نفرت
ہوئی کہ ہنگام رحلت صدر الحق خان کے اسد اللہ خان ضبیت چاہتا تھا کہ صدر الحق سے کہکر
سید محمد خان معرب کو وصی کرادے اور صدر الحق نے بھی چاہا کہ اوسکے کہنے کا پابند ہو مگر اوسکی
عورت نے فریاد کی کہ مین زن بیوہ بیچارہ نہین ہون مجھے وصی نچاہیے ہرگز راضی نہو دی تا آنکہ
صدر الحق خان نے ترک ارادہ کیا عجب تر یہ ہے کہ اس انکار سے حکیم جی ناحق ناراض ہوئے
تاریخ ہفتدہم رجب ۱۱۹۱ ہجری کو مظفر جنگ نے اپنے بھائی محمد علی کی بی بی کو اپنے عقد نکاح
مین سرفراز فرمایا محمد علی خان اسکے ایام دولت مین اسلام آباد اور رہوگلی اور
پورینہ کی حکومت مین رہا اور پورینہ مین ہی مرا تھا خیر وہ عورت بسبب ہونے دو فرزند اور زر
و مال کے راضی مناکحت پر نتھی مگر درمیانیون نے دم دلاسا دیکر ایسا لالچ دیا کہ وام مین پھنسگئی
کہتے ہین کہ آیام نیابت نظامت اور جمیع معاملات مین جب کہ اقتدار مظفر جنگ کا تھا اوسکی
اقربا وغیرہ کی مستورات آمدرفت رکھتی تھین اس سبب سے بعض بعض پر نگاہ پڑتی تھی او بنابر
وصال بعض عورات کے جو اسطرح کی تھین سعی کرتا تھا ورنہ ترک کرتا اگرچہ شہرت اس امر کی بہت اور
اکثر عورات کی سوال وجواب سنے گئے مگر اوسکا رکھنا نامناسب سمجھا کہتے ہین کہ اونہین دنون مین
چونکہ محمد علیخان کی عورت نابر مراتب اکثر اسکے گہر مین آتی تھی مظفر جنگ کا میلان خاطر ہوا پس
بموجب شرع کے اوسکے ساتھ نکاح کرلیا العہدۃ علی القایلین والراویین —
جھگڑا اوٹھنا فیما بین گورنر عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ بہادر اور جنرل کلاورن کی

اور اوسی زمانہ مین جنرل کا جان بحق ہونا

جب گورنر جنرل کے درمیان سخت جھگڑے اوٹھے دونون کی تحریرین متضمن شکایت ہمدگر ولایت کو بحضور کمپنی جاتی تہین اور وہان سے جوابات آتے تھے جنرل کے تیسرے سال ورود کو جن دنون کرنل منسن مرا تھا ایکقطعہ خط ولایت سے آیا جسمین گورنر جنرل کی ولایت جانے کی تحریر تھی اور اوسمین لکھا تھا کہ جسوقت گورنر ولایت آے بعد خود جنرل کو گورنری کرنی ہوگی اور دوستان جنرل نے لکھا تھا کہ اب گورنر ولایت کو آتا ہے کلکتہ کی گورنری ہمکو مقرر ہوئی جنرل نے انتظار کھو کے خط گورنر جنرل کا لکھا تھا کہ حکم گورنری میرے واسطے آگیا اور کونسل گھر مین آکر سہی گورنری پر بیٹھا گورنر نے اس بارہ مین اوسکو احمق بناکر مجرم کیا اور جنرل اپنی تیزی مزاج سے نادم ہوکر جواب نا ملایم کرنا شروع کئے گورنر جنرل نے حسب ضابطہ عملہ عدالت بادشاہی کو طرفین کے سوال و جواب کے فیصلہ مین قرار دئے اونہون نے گورنر کے حق پر نظر لطف دیکھی جنرل کو معتوب کیا اور اوسکی بات کا اعتبار کھو گیا اور گورنر جنرل بہادر اس طور سے اپنے عہدہ پر قایم رہا جنرل خجل ہوکر خانہ نشین ہوا اور بیمار ہوکر مضمحل ہوگیا اور اونہین خطوط مین چونکہ گورنر کو ولایت سے حکم انعقاد محبوبہ دلخواہ کی نسبت صادر ہوا تھا گورنر جنرل نے اپنے کتخدائی کی محفل ترتیب دی اور سب سے اول جنرل کو اوس مجلس مین بولایا اوسنے کثرت ملال اور ضعف حال سے انکار کیا گورنر خود اوسکو جاکر بڑی سماجت سے لایا محفل شادی مین چونکہ بڑی دیر تک شہر البعد سعادت کی مرض نے ترقی پکڑی ناتوانی کا زور ہوا اور خود ڈاکٹر خاص جنرل کے مداوا کو ولایت سے ہمراہ لایا تھا معالج ہوا جنرل نے ہرچند حقنہ کو منع کیا مگر اوسنے بمبالغہ کرکے حقنہ کا عمل کیا او بمجرد حقنہ کے اوسکی جان نکل گئی اور اوسکے مرنے سے مسٹر فرانسیس کی طرف سب ہوگئے اور گورنر کیطرف قوی ہوئے ہرچند مسٹر ہیور نے جو کرنل منسن کی جگہہ پر آیا فرانسیس سے موافقت اور آشتی کی لیکن اسکی طرف نے بنا بر بلند رتبگی گورنر اور اوسکے ہوشیاری کی قوت نپائی بمجرد مرنے کرنیل منسن کے جرنل کی طرف ضعیف ہوے اور سرداران جرنل جو برخلاف گورنر کے تھے بدل دیئے گئے ملخص یہ ہے کہ مسٹر برسٹو لکھنؤ سے اور فوک بنارس سے اور شیخ عظیم اللہ سے اور گوران مرشدآباد سے بدلے گئے مسٹر مڈلٹن واسطے لکھنؤ کے مقرر ہوکر گیا اور بنارس مین مسٹر گرام اور مسٹر لا عظیم آباد کا صاحب کلان ہوا اور مرشدآباد مین مسٹر ہیور کی مدارالمہامی

اور راجہ گوروداس جو بعد گذشتہ ہونے اپنے والد کے بپاسخاطر جنرل کے مبارک الدولہ کا دیوان ہوا تھا اور بعد ازان بپاس رضاجوئی جنرل کے بنگالہ کے خالصہ کی دیوانی پر باوجود عدم لیاقت کے سرفراز ہوا تھا بعد انتقال جنرل کے بلکہ بعد مرنے کرنل ہنس کے معزول ہوکر خانہ نشین ہوا تھا حسب الاستدعاے منی بیگم کے مبارک الدولہ کے نظامت کی دیوانی پر مقرر ہوکر اوسط جمادی الثانی فی ۱۱۹۲ سنہ ہجری مین پہنچا اور مظفر جنگ کو اس واقعہ سے نہایت افسردگی ہوئی کہتے ہین کہ گورنر بسبب چند اوصاف مظفر جنگ کے اسپر اعتماد نکرتا تھا لہذا عہدہ فوجداری اور عدالت سے جو بسعی جنرل کے مع نیابت دیوانی مبارک الدولہ کے پائی تھی معزول اور صدر الحق خان مقرر ہوا اگرچہ معلوم تہا کہ صدر الحق خان سے کارروائی نہین ہوتی لیکن چونکہ یہ شخص ابتداے ورود گورنر سے اسکے آستانہ پر رجوع ہوا اور باوصف انقلاب کیطرف کو متحرک نہوا لہذا اوسکو لیاقت سے زیادہ مرتبہ پر سرفراز فرمایا اور مبارک الدولہ کی دیوانی کے واسطے راجہ گرداس کو چند روز پیشتر بھیجکر مظفر جنگ کو موقوف کردیا اور مبارک الدولہ کو لکھا کہ تا ورود صدر الحق کے مظفر جنگ کی عہد کے عملہ فوجداری کو اپنے زیر فرمان مقرر رکھے منی بیگم جو کہ اسدن کی خواستگار تھی سرگرم امور مرجوعہ ہوکر خواہان ہوئی کہ صدر الحق خان کو بہی نیابت سے مانع ہو اگر ممکن ہو فوجداری اور عدالت بہی اپنے قبضہ مین کرے اسواسطے اپنے دیوان خانہ کو کلکتہ بہیجا اور گورنر سے درخواست پیش کی اور امتناع نیابت مین نام صدر الحق کے نہایت ساعی ہوئی چندروز طرفین سے سوال جواب رہے آخر جو منظور گورنر تہا درکسیقدر پاسخاطر منی بیگم اور مبارک الدولہ سے مقرر ہوا اور تاریخ چہبیس ۲۶ جمادی الثانی کو صدر الحق خان وارد مرشدآباد ہوا چونکہ مرد سادہ اور ضعف پیری بہی زیادہ تھا قیام وقعود اور آمدرفت دربار اور حضور مبارک الدولہ مین ایسی حرکات ظاہر ہوئی جو اوسکی خرافت پر دلیل تھی اس سبب سے لوگون کی نظر مین محض سبک دکھائی دیا آقا محمد علی نام مغل ولایتی زاکو کہتے ہین بعد لینے کسیقدر روپیہ کے فوجداری عظیم آباد اور آقا عبد الرحیم کو عدالت پر مقرر کیا تھا فوجدار مذکور نے چندروز کی حکومت کر کے وہان کے عزیزون کو ناراض کر کے آپ بدنام ہوا

شروع ہونا منازعات کا درمیان انگلشیہ اور سرداران دکھن کی اور ظاہر ہونا مکر و حیلہ کا

نلامحمد اور بعد انتقال راجہ ساہو کے اوسکے ملک کا مالک ہوا اسکا ذکر مفصلاً احوال دکھن مین

جسقدر کہ بندہ کو معلوم ہوا انشاء اللہ تعالی ضرور بالضرور وقایع نگار قلم کریگا تاکہ ناظرین کو بخوبی
حال سے آگاہی ہو جب وہ راجہ ساہو مرا اوسکا لڑکا قایم مقام ہوا رگہناتہہ راو برادر بالاجی راو کو بالاجی کی
فرزند سے جو بعد پدر کے فرمان روا ہوا تھا جھگڑا اوٹھا کر مقید ہوا اور مکر و فریب کرکے برادرزادہ
مذکور کو مار ڈالا اور اوسکی جگہہ آپ جانشین ہوا سرداران ملازم مین اختلاف ہوا بعض رگہناتہہ راو
کی طرفدار ہوے اور اکثر نے فرزند بالاجی کی بی بی کو جو حاملہ تھی سردار بنایا اور جھگڑا کرکر رگہناتہہ کو
مغلوب کرکے پھر قید کیا بعد ازان بطور مرضی رگہناتہہ راو اتفاق و آشتی کیا اور وہ فرصت پاکر نکلا
اور انگلشی سے جو کہ کوٹہی مینائی مین رہتے تھے جا ملا اور اوسکی حمایت مین جا بیٹھا اکثر جابے دشوار گزار
بلکہ ہر ایک ملک ہند کا اسطور سے انگلشی کے قبضہ مین آیا کہ ایک ملک کے دو سردار باہم جھگڑے
ایک انمین ملا اور وہان کی راہ روش سے تمام آگاہ کیا اور اپنے متوسلون کو متفق کرکے
اور انگلشی نے اپنے دلخواہ اول چند قرار کرلیے اور اوسی موجب چند روز تک اوس ملک
کی وضع اور ضابطہ اور قواعد پر آگاہی بہم پہونچائی اور اس مدت مین اپنی فوج کی مضبوطی
کرتے رہے بعد ازان آہستہ آہستہ اوس ملک مین دخیل ہوئے ہین اگر وہ حاکم سردار ہوشیاری سے حسب
مرضی قدم رکہتا ہے اوس ہی ریاست اوسکی نہ چہوٹی اوسکی اولاد کی ناخلفی ظاہر ہو تو ملک چہین لین اور اپنی قبضہ مین لاکر
تاکہ بدنامی کا دہبا نہ لگے ہر طور پر ایسا کام کرتے ہین کہ نقض عہد کی بدنامی نہو القصہ صاحب بیناہی نے یہ حال گورنر
عماد الدولہ مسٹر ہشٹنگ بہادر سے ظاہر کیا قوم فرانسیس اور انگلشیہ کے سابق سے مخالفت
رہی ہے خصوص اسوقت مین مردم امریکا کی اعانت سے تر و تازہ ہوگئے اور امریکا والی قوم
انگلنڈ مین چار سو برس سے بوضع انگلنڈ جا بسے ہین اور مطیع شاہ انگلنڈ ہین پانچ چار
برس سے زیادہ نہین گذرے کہ بسبب معمول سے زیادہ طلبی اپنے بادشاہ سے منحرف ہوکر
زیادتی و سرکشی کی تھی اور باہم جنگ کرکے بادشاہ پر غالب ہوئے فرانسیسون نے بنظر عداوت سابقہ
امریکا والون کی مدد مناسب سمجھی گولہ باروت توپ وغیرہ سامان جنگ کا اونکو پہونچا دی
بادشاہ انگلنڈ باوجودیکہ صلح باقی تھی رنجیدہ ہوا اور فرانسیسون سے بھی لڑائی شروع ہوئی
اور جماعہ انگلشی کو ہندوستان مین اکثر جگہہ پر خاطر جمع ہوئی کسیقدر اندیشہ مرہٹہ اور حیدر نایک کا
دلمین کہٹکتا تھا کیونکہ حیدر نایک نے قبل ازین بارہ برسین ہوئی ہین کہ دکن مین انگلشی سے
جنگ کرکے غالب ہوا تھا اور مرہٹہ چونکہ بہاگنے کی لڑائی کے پابند ہین ایک ایک دن مین
دس بادس مرہٹہ مرتے اور بہاگ گئے ہین اسی سبب سے انگلشیہ اونکی بہی لڑائی کو دشوار جانتے ہین

اور یہ بہی معلوم تہا کہ حیدر نایک کو فرانسیسون سے راہ رسم ہے لہذا عماد الدولہ گورنر ہشٹنگ بہادر
نے مصلحت جانی کہ راؤ رگہناتہہ راو سے موافق ہوکر مرہٹہ سے آویزش کرے اور چاہا کہ فوج
انگلشی رگہناتہہ راو کی اعانت مین دکن جاوے اور اوسکو ہمراہ لیکر سرداران مرہٹہ کی صلح
حاصل کرے اور رگہناتہہ راؤ کی مصلحت پوری کرے اگر وہ اطاعت کرین رگہناتہہ راؤ اور
اوسکے مخالفین سے عہد و پیمان نابر موافقت خود اور عدم اتحاد فرانسیس کے حاصل کرے
اور اگر سرکشی کرین رگہناتہہ راو کے مخالفین کو مقہور کرین کیونکہ جانتا تہا کہ رگہناتہہ راو سردار
اور سردار زادہ ہے البتہ اوس سے موافق ہوجاوینگے چونکہ ہندوستان کی بڑی بڑی لڑائیان
دامن شاہجہان آباد تک بفضل خدا فتح ہوگئین تہین جانتے تہے کہ بعد تابع ہوجانے مرہٹہ
کے حیدر نایک کو بہی مطیع کرنا کچہہ بات نہین ہے بعد اسکے بدون اندیشہ فرانسیس وغیرہ کے تمام
ہند پر مستسلط ہوکر آرام دل بسر کرنا چاہیئے یہ راے خالی اصابت سے نہ تہی کیونکہ فرانسیس
سے قدیم عداوت اور اب جنگ امریکہ کی وجہ سے مزید ہوگئی تہی اور جو وہ رشک ہند کر کے چند ہزار
آدمی سے مع حیدر نایک اور مرہٹہ کے سواحل ہند مین آئین اور شورش برپا کرین تدارک
دشوار ہو پہر مرہٹہ وغیرہ کی یاری کام نہ آویگی اور اوسوقت مین خود رگہناتہہ راو آرزومند اور
رفاقت پسند کا خود آپسے ملتجی ہوتا ممکن تہا کہ نقش اس مدعا کا واسطے انکے درست بیٹہتا اور
فتوحات دیگر بہی میسر ہوتین اور تمام ہندوستان بے ہرج مرج فتح ہوجاتا خلاصہ یہ ہے کہ گورنر
نے بنظر مذکورۂ بالا عزم دیگر مصمم کیا مشہور ہے کہ مسٹر فرانسیس اور مسٹر ہولیر نے جو کہ منجملہ
اصحاب کمیٹی تہے یہ راے ناپسند کی اور یون مصلحت فرمائی کہ اسی قدر ملک مین جو حاصل ہے
قانع ہون اور شاید کہ حکم کونسل ولایت بہی اسی سلامت روی پر تہا گورنر بہادر نے کچہہ
نسنا خود تنہا اس کار مین متوجہ ہوا اوسوقت شروع ۱۱۹۲ھ ہجری تہے بندہ کسی اپنے کام کو
عظیم آباد سے ہمراہ کرنل کاڈرڈ کے جو لکہنؤ سے آزردہ ہوکر اپنے سوال و جواب کو کلکتہ جاتا تہا
قاصد شہر مذکور ہوا کرنل اپنی مراد سے محروم رہا اور متعین ہوا کہ جو لشکر الہ آباد اور لکہنؤ سے مہم دکن کو
جاتا ہے اوسمین رہے اور بیچارہ راہی دکن ہوگیا اول تو کرنل اس حکم سے آزردہ دوسرے
بندہ مورخ کو بہی تشویش ہوئی کیونکہ اسیطرح کے سلوک کا امید وار تہا اور اوسکے چلے جانے
کے بعد خواہش جو بسبب عدم التفات ارباب کونسل کے نہ میسر آئی اور ذکر اسکا اس مقام مین
نامناسب ہے کیونکہ ہر ایک شخص ایک مزاج پر نہین ہوتا ہے ناحق شکایت شہرے کی جو کچہہ

تقدیر مین لکھا تھا میسر ہوا سےخواہی نخواہی ہوگا وہ جو کچھہ لکھا تقدیر مین ہے ۔ اور کونسل کی ناراضی
کا سبب یہ ہے کہ لشکر مذکور کی سرداری کرنل لسلی کو مقرر ہوئی اس سے او سکا مانع ہونا پڑا اور
کرنل کاڈرڈ اسکے ساتھہ بہت بد اور وہ لیاقت سرداری سے عاری تھا مگر کیا کرتا ضابطہ کا پابند ہوا بندہ
نے بپاس دوستی عرض کیا کہ یہ ارادہ امر عظیم ہے لیکن کثرت غرور سے چونکہ متواتر فتوحات لشکر
اس جماعہ انگلشیہ کو میسر ہوئی تہین نہایت آسان سمجھکر جوابدہ ہوا کہ ہماری دو پلٹنین کل ہندوستان
کیواسطے کافی و وافی ہین بندہ خاموش ہوا اور کرنل مذکور حسب الحکم روانہ آلہ آباد ہوا تاکہ وہان سے کالپی اور بوندیلکہنڈ
اور توابع برار اور اورنگ آباد ہوتے ہوئے دکن جاوے اور غنابہی ہے کہ لشکر آمادہ ہو مع رگھناتھہ راو
کی بجاے معین یکجا ہوکر باتفاق رگھناتھہ راو کے ساعی ہون حسب الحکم کونسل تعمیل کرین مسٹر السیٹ
جو کہ نہایت راست گفتار تھا ناگپور کی ایلچی گری مین معین ہوا تاکہ نئے سرے وعدہ ارسال کرنی
زر موجودہ کا مودھوجی وغیرہ اولاد رگھو سنگہ سے کرلے اوسے راضی کرائے ناگپور کلان رگھو بھوسلہ
کا دار الملک ہے مہابت جنگ سے بعد جنگ صلح کا رنگ ہوا تھا اور اوسی عہد سے انگلشی بہی قایم
تھی مگر اپنا غلبہ دیکھکر اوسے زر مجوزہ مقررہ مہابت جنگ مین ہان ہون کرتے تھے ہوڑا سا اوا کرتی
باقیماندہ امروز فردا مین ٹالتے تھے غرض اس پیغام سے یہ تھی کہ مبادا لشکر دکن کے مزاحمت
کرکے بنگالہ اور عظیم آباد مین فساد برپا کرین چونکہ رگھو اور اوسکی اولاد جو کہ راجہ ساہو کے
بنی اعمام اور اوسکی جانشینی کے مدعی تھے اور بالاجی راو بعد فوت راجہ مذکور کے اپنی طاقت
سپہ سالاری سے قابض ہوگیا اور اونکو مسند نشین کیا بنا بران بالاجی راو کی اولاد وارونکی
سرداروں سے یہ ناراض تھا لہذا مودھوجی اوسکے بہائی وغیرہ تجدید عہود سے راضی ہوگئے
کچھہ فساد نہوا چونکہ عین برسات مین مسٹر الیٹ نے راہ طے کی اور نیز اجل گھات مین لگی تھی
اثناے راہ مین سفر آخرت درپیش ہوا اوسکا بہائی مسٹر اندرس جو ہمراہ تھا اوسکی پیغامبری
کرکے عظیم آباد کی راہ سے بنگالہ اور کلکتہ کو واپس ہوا بندہ جو گورنر جنرل ہسٹنگ بہادر سے
آشنا اور حصول مدعا کو ہمراہ کرنل کاڈرڈ کے کلکتہ گیا تھا تین چار مرتبہ ملاقی ہوا ایک مرتبہ گورنر جنرل
بہادر نے پوچھا کہ آپ کبھی دکن گئے ہین بندہ نے کہا نہین لیکن کسیقدر وہان کے حال پر آگاہ
ہون کرنل گاڈرڈ سے معلوم ہوا کہ اوسکا ارادہ میرے نوکر رکھنے کا ہے لیکن دو کام پر اول یہ ہے
کہ بطور میر منشی کے رہین اور ہر کاغذ کا مسودہ اسکی اصلاح سے فرین و مرتب ہو دوم دکن کی ایلچی گری
بہی معین رہی بندہ سے ایلچی گری بسبب ضعف پیری اور دوری وطن اور مہجوری خدمت والدہ کی

انکار کیا کرنل کاڈر دے نے بندہ کو مسٹر الیٹ کے سپرد کیا اور خود روانہ ہوگیا اس عزیز نے بندہ رہ روزین
گورنر کا خط لکھایا اور نیز اپنا خط عظیم آباد کی کونسل کے نام متضمن سفارش قوی لکھکر مجھے رخصت کیا
اور بندہ کی مراد حاصل ہوئی اسی عرصہ مین مسٹر اندرسن کو کونسل کلکتہ کی سرداری پر طلب کیا
اور مسٹر گولدنگ ولایت گیا اور وہ مقدمہ بندہ کا درہم ہوا باقی احوال دکن کا عنقریب تحریر ہوگا انشاءاللہ
کسیقدر رویداد کلکتہ اور بنگالہ کی تحریر ہوتی ہے

رحلت کرنا بنی بیگم دختر رابعہ بیگم کا اور نیز صدر الحق خان کا واقعہ ہونا

بنی بیگم دختر رابعہ بیگم کہ ذکر اسکا حالات علی ابراہیم خان مین گذر چکا ہے ۱۲ شعبان ۱۱۹۳ھ ہجری مین
مظفر جنگ کی سعودلی مین جان بحق ہوے اسکو عارضہ ظہث بکثرت تھا کسی نے دواے حبس دی
جسکی ذریعہ سے کل مجاری طبعی مسدود ہوگئی آخر وقت جب بخارات رویہ تے دل و دماغ گھیر لیا
مظفر جنگ نے دواے مقوی قلب و دماغ کی کھلائی کچھہ سود نہوا دنیا سے سفر کرگئی اسکا مال بکثرت
تھا ظاہر مین بنا بر رفع فساد زیر مہر مظفر جنگ ہوا بروقت تقسیم سنا گیا کہ کچھہ مال اور جواہرات مشہورہ
نہ دیکھے گئے واللہ العلم عنداللہ الخبیر المجید اور صدر الحق خان مسن اور دائم المرض تھا ایکسال چار مہینے ۲۵
روز نام کے واسطے حکومت فوجداری کی اور نیسوین ذیقعدہ ۱۱۹۳ھ ہجری کو جہان فانی سے گذرا
مخفی نرہے کہ صدر الحق خان گجراتی ہے اپنے باپ کے ہمراہ شاہجہان آباد آیا جب باپ مرا اور شاہجہان آباد
مین بہبودی کی صورت نظر نہ آئی عازم مرشدآباد ہوا یہان اگر مہابت جنگ کا نوکر ہوا بعد مہابت جنگ کے
مظفر علیخان کا داروغہ عدالت ہوا بروقت آشوب مرتبہ کہ دکن کی سفیری پر گیا تھا اور طرفین سے مورد عتاب ہوا
بقدر لیاقت نام و نشان پیدا کیا مہابت جنگ کے بعد ہر عہد مین اوسی حالت سے رہا مظفر جنگ
کی عہد مین بھاگلپور کی حکومت پائی بعد چندے تغیر ہوا بروقت ورود گورنر جنرل ہسٹنگ بہادر کی
در دولت کو اپنا مامن جانکر قرار پکڑا فوجداری اور خطاب امارت جہانی پایا اور آخر کار کچھہ تنہا بیک بینی و گوش راہی ملک بقا ہوا

مبارک الدولہ کے تجویز خدمات مین ورنگ ہونا اور آخر کار مظفر جنگ سے رجوع ہونا

چونکہ گورنر جنرل وضع مظفر جنگ کی ناپسند کرتا تھا اور منی بیگم بھی اوسکی اختیارات نظامت سے
ناراض تھی اور مبارک الدولہ کبھی اسطرف کبھی اوسطرف تھا اس نظر سے تجویز خدمات مذکورہ مین

توقف ہوا گورنر جنرل ہشٹنگ بہادر بہ اتفاق رشتناس سے اوسنے علی ابراہیم خان کو فی الحقیقت واسطے انتظام کے رکہنیکی تجویز کرکے استمزاج کیا اور مسٹر بیر صاحب کلان مرشد آباد بہی جو اوسکا دوست صادق تھا لاکہا استمزاج کیا اور نیز علی ابراہیم خان کو بہی متضمن استمزاج تحریر کیا علی ابراہیم خان نے بنا بر اختلاف رای کمیٹی اور اپنی اجنبیت کا عذر معقول کرکے مسٹر بیر اور گورنر جنرل کو راضی رکہکر انکار صاف کیا کیونکہ جانتا تھا کہ صاحب لوگون کا بنا ے کار چند لوگون کی استرضا پر ہوتا ہے اور اختلاف راے بہی چندان پایدار نہین کیونکہ ہر کام مین اہل کمیٹی پابند ہین اور یہ مجمع دس اشخاص ہین آدمی کا ہوتا ہے ضرور ہے چند روز رہے اور حفظ آبرو کرکے باطمینان بسر کرے اور الحال بسبب اختلاف راے اور تخلل راے ارباب انگلشیہ کے متعذر ہے اور قطع نظر حفظ آبرو کے خطر عظیم اس شخص کی نسبت ہے کیونکہ جسوقت کوئی ناخوش ہوا خدا جانے کہ وہ اسپے عہد حکومت مین کیا بلا نازل کرے اور عمدہ سبب اس ملک کی خرابی اور ہلاکت خلائق کا یہی اختلاف ہے جو کہ اب سرداران انگلشیہ مین واقع ہوا اور یہی سبب ہین انشاء اللہ تعالی خاتمہ مین بیان ہوگا نتیجا گورنر بہادر نے منی بیگم سے بہی جو مظفر جنگ کی حکومت سے ناراض ہے تحریر کرکے بہیجا اگر اپنا اتقیا چاہتے ہو علی ابراہیم خان کو راضی کرو تاکہ اوسکے اعتماد پر تمکو تفویض ہو اسی نظر سے منی بیگم اور مبارک الدولہ نے از حد سماجت کی اور کہا اگر ہمسے اندیشہ ناک ہو تو مچلکہ لکہدین کہ کوئی امر بدون تمہاری اجازت کے نکرینگے اور اگر اندیشہ صرف زر کا ہو تو ہمارا ذمہ ہے لکہدین کہ جسوقت حاجت ہو ہم ادا کرین مگر علی ابراہیم خان نے قبول نکیا

ذکر پہونچنے حکم ولایت کا مشعر تفویض فوجداری مظفر جنگ کو اور ساعی ہونا اوسکے بارہ مین مسٹر ڈوکرئل اور مسٹر فرانسیس کا

مسٹر جان برسٹو کہ جوان ہوشیار اور بعد فوت شجاع الدولہ دو تین برس جنرل کلاورن کی اقتدار مین اوسکی حمایت سے صاحب اختیار اور مختار کار صوبہ اودہ الہ آباد اور والا الملک وسکی اولاد کا تھا اور آصف الدولہ اور اوسکے نائب مختار الدولہ کی غفلت و بیخبری سے ملک بنارس وغیرہ جو راجہ بلونت سنگہ کے لڑکے کا قبضہ مین تھا کمپنی کیواسطے خاص مخصوص کر دیا بعد فوت جنرل مذکور کے گورنر نے اوسکو معزول کر دیا برسٹو مذکور نے بعد معزولی کے جو کہ روپیہ بہی تحصیل کیا اور کار کمپنی بہی انجام دیا تھا اپنی ولایت کو روانہ ہوا تا کہ اپنے کام وہان سے درست کرائے

اگرچہ قبل اوسکی روانگی کے جنرل وغیرہ نے اوسکی کارگذاری کا حال سفارش آمیز تحریر کیا تھا
اور غیبت مین حکم ولایت مشعر تحسین و آفرین صادر ہوا اب کہ وہان پہونچکر نے سر سے اوسکی حسن خدمتی
بیان کی اسکے واسطے اور نیز مظفر جنگ کی بحالی فوجداری کا حکم اجرا کرا کر ہمراہ لایا چونکہ محاربات دکن مین
بعض افواج انگلشیہ کو مشغولی ہوئی تھی مسٹر ووڈ کرنل نے جو پیشتر ضلع پورنیہ کا مدار المہام تھا اور اب
بعد فوت مسٹر الیٹ کے دیوان خالصہ ہے اور مظفر جنگ اس سے متوسل ہے مسٹر فرانسیس سے
گورنر بہادر کو سمجھایا کہ یہ وقت ہمدگر کے منازعت کا نہین ہے بعد انتظام اعدا کی سمجھ لیجیو مسٹر بارول
جو گورنر سے موافق اور متعہد تھا کسی غرض سے عازم ولایت ہوا بضرورت درمیان فرانسیس اور گورنر
کی بشرط بعض رضا جوئی فرانسیس کے صلح و آشتی ہو گئی اور شروط مین تقرری مظفر جنگ کی
عہدہ فوجداری اور نیابت نظامت پر تھے کہ گورنر نے منظور کی اور مظفر جنگ خدمات مذکورہ پر
۲۲ ماہ صفر سنہ ۱۱۹۴ ہجری مین مامور ہوا ایک معتمد سید محمد خان کے نام زبانی جو مظفر جنگ کا اعلیٰ نفر
تھی اس حصول مدعا کے لئے حضرت واہب العطایا سے نذر و نیاز کیا تھا بلکہ کسی مصحف مجید کی پشت
پر لکھا تھا کہ اگر اس خدمت پر سرفراز ہون بارہ ہزار روپیہ نذر خدا ارباب استحقاق کو نثار کرے تعجب
ہے کہ ایک سال حصول تمنا کو گذرا اور ایفاے عہد نکیا اور سید محمد خان کو حکم تھا کہ بعد فتح کی ادای
نذر مین غفلت ہو تو تم اداے نذر کرانے مین زبردستی کیجیو اب باوجود کہ سید مذکور نے چند مرتبہ
یاد دہی کی کچھ سود نہوا عذر کیا کہ مبارک الدولہ کی ضیافت اور نشاط باغ کی تعمیر وغیرہ درپیش ہے
اس باعث سے ابھی نہین دے سکتا اور سید کی دلجمعی کی کہ تم اپنے حق سے ادا ہوئے اب
مجھپر یہ بار ہے دیکھیے کب تک حق تعالے وسعت خرچ عطا کرتا ہے سبحان اللہ کیا لالچ کی دنیا
مدعا پر واہے بنی نوع کے مزاج بھی کئی نوع پر ہین اور اتابک علی ابراہیم خان باوجودیکہ ہزارم حصہ
مظفر جنگ کا نہین ہو سکتا مگر واہ ری بلند ہمتی کہ بڑے بڑے سردار خوشامد کرتے تھکگئے اور اوسنے
نامنظور کیا یہ فضل خداوند کریم سے ہے الغرض قبل اسکے بیالیس ۴۲ روز ہوئے کہ محمد ایرج خان ولد محمد قلیخان
سراج الدولہ کا خسر کہ ذکر اسکا مجملاً حالات مہابت جنگ مین گذر چکا ہے ۹ تاریخ محرم شروع سنہ ۱۱۹۴
ہجری کو رحلت فرما ہوا اور ۲۴ ربیع الاول کو احترام الدولہ میر کاظم خان برادر میر محمد جعفر خان عموی
مبارک الدولہ جو راج محل مین رہتا تھا وہ بھی جہان فانی سے چل بسا راج محل مین یہ بیماری اوسکو
لاحق ہوئی تھی جبکہ اسنے اپنا حال روز بروز بیجان دیکھا مرشدآباد مین واسطے دوا دارو کے چلا آیا
ہرچند کہ دوا علاج مین کسیطرح کمی کوتاہی نہین ہوئی لیکن اجل سے نہ چھوڑا باپ کے مقبرہ مین دفن ہوا

یہ شخص اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ رکھتا تھا مگر مردِ موقوف تھا گویا کہ مصداق حدیث شریف
اس پر دلالت رکھتا ہے کہ صاحبان بہشت اکثر احمق ہی ہوتے ہین اللہ اوسکو بخشے اور اوسپر رحم کرے

کونسل عظیم آباد کا موقوف ہونا بہ تعہد مہاراجہ کلیان سنگھ اور راجہ خیالی رام کی

اوسط ۱۱۹۳ ہجری مین مسٹر ابونلا صاحب کلان عظیم آباد برخاست ہوکر مدراج ہوتے ہوئے
ولایت کو گیا اور مسٹر گلیول یہان کام کرتا رہا مسٹر ٹنگب جملہ کونسلیون کے بہ نسبت تندمزاج
تھا مگر نہایت ہوشیار اور طرفدار سخت تھا اسکا دیوان رام لوچن بنگالی ایکطرف تھا اور مسٹر ٹنگب
اسکی رائے تجویز کرتا چونکہ یہ شخص مسٹر بارول سردار کمیٹ کا متوسل تھا اور گورنر جنرل اسکی
پاسخاطر زیادہ کرتا تھا اس سبب سے یہ غالب تھا اور ضلع عظیم آباد کے معاملات مین ایسا صاحب اقتدار
تھا کہ جو چاہتا کرتا تھا راجہ خیالی رام نے بعد جانے کے مسٹر ابونلا کے ضرورتاً اس سے موافقت کی اور
بوعدہ زر کثیر کے خوشنود کر کے مدار المہام معاملات پرگنہ چین پور اور سہسرام اور سرس کمٹبہ کا
ہوا اور پرگنات مذکور مین جاکر مصروف کار ہوا جب حسب وعدہ زر معہود نہ پہونچا مسٹر ٹنگب آشفتہ ہوا
اور رام لوچن چونکہ دیرینہ عدو راجہ کا تھا اواسط سال مذکور مین کاوش کرنے لگا اور اسکے عناد سے
راجہ آبرو کو ڈراچاہا کہ کلکتہ جاکر گورنر بہادر سے رجوع ہو لیکن اسکے کینہ و رزی سے نکلنا مشکل تھا
لاجرم بارسال عرائض گورنر بہادر کو اپنے حال سے مطلع کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ اگر بندہ طلب حضور
ہو تو ولنتخواہیان آفت کرے چونکہ مہاراجہ کلیان سنگھ ولد مہاراجہ شتاب راے جو کہ بسبب اپنی
غفلت کے اقتدار سے محروم ہوکر کونسل سے محروم تھا لہذا کونسلیون سے ناخوش ہوکر راجہ خیالی رام
کی اعانت مین اسنے بھی تحریر تصدیق کی گورنر جنرل نے اس دریافت حال سے حکم حاضری صادر فرمایا
راجہ مذکور عازم کلکتہ ہوکر بعد ملاقات مورد عنایت گورنر بہادر ہوا اور معاملات عظیم آباد کا حال اور
رام لوچن کی خیانت ورزی کی کیفیت ظاہر کی گورنر جنرل نے بمجرد التماس راجہ خیالی رام کونسلیون کو
معزول فرمایا اور کل معاملات صوبہ عظیم آباد کے اسکی راے پر تفویض ہوئے راجہ مذکور نے نظر
باستحقاق سابقہ مہاراجہ شتاب راے ضلعہ مذکور کی مدار المہامی کی سند مہاراجہ کلیان سنگھ
کے نام اور نیز بعض اوسکے پرگنہ کے تعہد کا حکم جاری کر دیا اور بعض پرگنہ کی سند اپنے واسطے لکھا کر شمار
کی ابتداے ۱۱۹۵ ہجری سے کونسل برخاست ہوئی اور دونون راجہ منتظم ہوئے خلق اللہ کو
بمقتضاے ہم قومی اور یکتائی دستکم کے ایک گونہ امید رفاہ ہوئی لیکن بمقتضاے گردش فلکی بمجرد ورود کے

راجہ خیالی رام سے مزاج کلیان سنگہ کا بعض دراندازون نے منحرف کرا دیا اور سب حق جانفشانی راجہ خیالی رام کا نقش بر آب وخیال ہو گیا اور اوسکی شکایت گورنر کو لکھنا شروع کی اور یہان بہی صاحب فلان مسٹر کلیول سے اوسکی بدیان کرنے لگے گورنر بہادر جو کہ داناے روزگار تجربہ شعار تھا وہ چند صحبت مین راجہ خیالی رام کی لیاقت دریافت کر چکا تہا اور مہاراجہ کلیان چند کو بہی خوب پہچانتا تھا لہذا اوسکی بدباطنی کا کچھ خیال نکیا اوسکے واسطے مہاراجہ کلیان سنگہ کے نیابت کی خلعت بہیجدی مخفی نرہے کہ اس زمانے مین راجہ خیالی رام باوجودیکہ کاذب اور ساقط الاعتبار ہے مگر پہر بہی غنیمت بعض اخلاق شائستہ سے آراستہ ہے اسکے مانند بہی اس زمانہ مین پانا دشوار ہے چند روز قبل لکھنے اس تاریخ کی ایک بزرگ ولایت نژاد وارد عظیم آباد ہوا جس روز آیا تھا اوسیدن آدہی رات گذرنے پر شب حیات کی صبح ہو گئی خفیف سا درد شکم عاید ہوا صبح ہوتے عملہ فوجداری ضبطی مال مردا کو تشریف لائے اوسکے چار چہوٹے لڑکے بے مان کے تہے خانسامان بخوف بازخواست راہی ہو گیا یہ بیچارہ باپ کے مرتے عملہ فوجداری کے جہاڑے سے مضطرب ہو کر باپ کی لاش سے لپٹ کر زار زار رونے لگے راجہ خیالی رام نے خبر پاتے ہی ننگی پادون سرآیا یتیمون کی تسلی کی لاش کو دفن کر دیا اور اطفال مذکور جو لا وارث تہے اپنے گہر لاکر پرورش کرائی اور مثل اپنی اولاد کے سمجہتا تھا جب وہ سیانے ہوے معلم واسطے تعلیم کے نوکر رکہا اللہ تعالے ایسی توفیق ہر ایک کے رفیق کرے

فوج انگلشی کی سرداران دکن سے لڑائی بابہد کر کی بخت آزمائی

اس جنگ کی تفصیل مشہور ہے بندہ بہی جو سنتا ہے درج کرتا ہے بندہ عظیم آباد مین تھا کرنیل گاڈرڈ کی جسارتون کی اخبار سننے مین آئی شروع کیا جاتا ہے کہ جب کرنیل گاڈرڈ الہ آباد پہونچا خبر نہضت لشکر کی کالپی کو سنی بس عجلت کر کے جہٹ جا ملا سرداران انگلسی نے اوس نواح کی زمیندار اور بوندیلکھنڈ کے راجاؤن کو عہد و پیمان سے موافق کر کے راستہ صاف کر لیا تھا جب چند منزل کالپی سے بڑہے کرنل کونسلی کی بیخبری سے راہ بہولے ایسے جنگل مین جا پڑے جہان پانی کا نام مطلق نتہا عین تابستان بلکہ آخر برسات کی شدت اور حرارت اوس جنگل مین ایسی تہی کہ طایر وہم کے اونٹون پر آب نتہا اوس حرارت کدہ مین تین چار سردار انگلشی اور سو سے زیادہ تلنگہ اور دش بارہ سوار اور ولایتی ہلاک ہو گئے باقیماندہ سردار وغیرہ کرنل کونسلی کی غفلت سے بحضور ارباب کمیٹی کلکتہ شاکی ہوئے اور کرنل کاڈرڈ نے لکہا کہ ہمارے اوسکے صحبت موافق نہین

نے مجھے اس سفر سے معاف فرمانا چاہیے اور دیگر سرداران نے کرنل کو نسلی کی شکایت مین کرنل گاڈرڈ
کی نتایج لکھے کہ اگر سلامتی لشکر اور دشمن پر فتحیابی منظور ہو کرنل گاڈرڈ کو سرداری عطا فرمائی جاوے
گورنر اور ارباب کمیٹ نے کونسلی کو معتوب اور معزول کیا اور کرنل گاڈرڈ کو سردار فوج بنایا
حسب اتفاق قبل ورود تحریر معزولی کے کارکنان تقدیر نے اسکی معزولی کا حکم سر بر حکومت روح
وتن سے صادر فرمایا اور اوسکی تعمیل ہو چکی تھی الغرض لشکر کی سرداری مستر گاڈرڈ کو ملی کرنل
موصوف نے زمینداران راہ اور تالیف قلوب ہمراہیان اور جواسیس کی کر کے آگے قدم بڑہایا اور
بوندیلکھند کی فوج کو جو دو مرتبہ مزاحمت برای شکست دہی اور دشمن کے ملک سے بدون آگاہی
راہ کہاٹ کے پانچ چھہ ہزار برق انداز اور اٹھہ دس توپ وغیرہ سامان جنگ سے بکمال استقلال
گام فرسا ہوا اور دو تین مہینے کی راہ کا نگر جابے معہودہ پر لشکر بمبئی مین جا پہونچا جنرل گڑنگ اس
غرور سے کہ کرنل گاڈرڈ کی جمعیت سے زیادہ ہمراہی رکہتا تہا جنگ مرہٹہ پر سبقت کی اور مغلوب ہو کر
مع کل فوج کے مفقود الاثر ہو گیا یہ بڑی شکست فاحش انگلشی کو ملی باقی ماندہ لشکر مذکور نے
مانند جنرل گڑنگ وغیرہ نے عہد و پیمان کر کے واپس اپنے قلعہ کو ہوئے کرنل گاڈرڈ نے اس حال کو
سنا اور اپنے لشکر کی درماندگی پر خیال کر کے بندر سورت کے حصار مقبوضہ انگلشی مین آسودہ ہوا
چند روز برابر آرام گزین رہا اور احوال ارباب کلکتہ کی خدمتمین عرض کیا گورنر نے جنرل گڑنگ
کی صلح نامنظور کی کرنل گاڈرڈ کو حرب مرہٹہ پر مامور کیا جسوقت کہ کرنل مذکور بندر سورت مین تہا
عماد الملک متنفی جسکی برباد کی ہوئی ہند کی سلطنت سے ادہر آیا تہا اور ہر لوگون کو جو کسیقدر پاس ایمان
رکہتے ہین بے اتفاقی کر کے بہگا دیا ناچار جب کل ہند مین کہین جگہہ نپائی بارادہ مکہ وارد بندر سورت
ہوا اگر مخفی بعض جواہرات فروخت کرنے کو نکالے تب ظاہر ہوا اور کرنل گاڈرڈ نے اول اسکے بارہ
مین گورنر جنرل مسٹر ہسٹنگ سے استفسار کیا تہا اول نامنظور ہوا بعدہ بنظر اوسکی فتنہ پردازی
اور نیز اس حال سے کہ شاید اسکے ہاتھہ سے کچہہ برآمد مدعا ہو حکم آیا کہ رفیق نبالیوی لیس کرنیل گاڈرڈ
ہمراہ لیکر کچہہ روزینہ بہی مقرر کر دیا اور رگہناتہہ راو نے فتح گاو کنوار کو جو سرداران عمدہ
مرہٹہ کا ہے رفاقت انگلشی کی دعوت کی اور بوعدہ عطا فرمائی گجرات کے اوسکو راضی کر کے
شریک کر لیا اور باہم متفق ہو کر گجرات کی تسخیر کو چلے سنہ ۱۱۹۳ ہجری مین برآمد ہوے اول وہان کی
محافظان قوم مرہٹہ کو اطاعت و فرمانبرداری کی رہنمائی کی او سنے نہ مانا لڑائی کو آمادہ ہوے
چند ایام مین حصار احمد آباد گجرات فتح ہوا اگرچہ بعد فتحیابی کے قاعدہ انگلشی قتل عام کا نہین ہے

ملک گجرات مین چونکہ مرہٹہ باہم شریک تھے کسیقدر لوٹ اور مار دونون طرفسے ہوئی اور کرنل گاورڈ نی
ظاہراحسب وعدہ گجرات فتح کرکے گاوکوار کو عطا فرمایا اور اوسکا تھانہ بٹھا کر جنگ مرہٹہ کو متوجہ ہوا۔

راناے گوہد کا سرکار انگلشی سے مدد خواہ ہونا اور سرکار کو منظور ہونا

چند روز کے بعد راناے گوہد کے وکلا بطلب مدد و کمک انگلشی کے گورنر جنرل بہادر مسٹر ہشٹنگ
سے رجوع ہوئے اور کسیقدر فوج طلب کی اسکا یہ سبب ہوا کہ راناے مذکور کو مدت سے مرہٹون
کی آویزش درپیش تھی اوسوقت جو انگلشی کو اونکے مدافعہ مین دیکھا چاہا کہ انکی مدد سے بعض
اپنے قلاع اور ملک اونکے ہاتھون سے نکالے اور اپنا حق قدامت انگلشی پر ثابت کرے گورنر نے
اس راجہ عمدہ کی رفاقت غنیمت جانی پس کپتان پامر کو مع تین پلٹن فوج اور تفضل حسین خان
اتالیق انتظام الملک مرزا سعادت علیخان ولد شجاع الدولہ کو رانا کے پاس واسطے رسالت
اور استمالت کی روانہ کیا ان لوگون نے وہان جاکر قلعہ گوہد کو جو راناے مذکور کا گھر تھا اپنے اطمینان
کی واسطے زمیندار مذکور سے قبضہ مین لاکر دوستی کے لباس مین مسخر کر لیا۔

بندہ مورخ کا کلکتہ اور بنگالہ مین آنا اور دریافت اخبار دکھن کرنا

بارہوین ربیع الثانی سنہ ۱۱۹۴ ہجری کو بندہ مورخ بنا بر انفصال معاملہ خود کلکتہ آیا اور حسب تقدیر
بنگالہ اور مرشدآباد ہوکر کلکتہ پہونچا وہان جو کچھ حال معلوم ہوا تحریر کرتا ہے کہ سرداران مرہٹہ پونا اور
ستارہ کے جو صاحب اختیار ملک راجہ ساہو اور رام راجہ کے ہین جب دیکھا کہ انگلشی ہمارے بیخ کنی پر
آمادہ ہین باہمدگر متفق ہوگئے اور فتح گاوکوار کو جو کہ کرنل گاورڈ کا رفیق ہوا تھا اور راولاد رگھو جی
بہوسلہ کے جو مہابت جنگ کے عہد سے حکام بنگالہ سے مصلح ہین اور اب مسٹر الیٹ اور برادر
مسٹر اندرسن کے درمیان ہونے سے گورنر سے موافق ہوگئے تھے ملایمت کرکے اپنی طرف کھینچا
اور وجوہات مناسب سے اپنا رفیق کر لیا کرنل نے جب فتح گاوکوار کو سنہ ۱۱۹۴ ہجری کے اوسط مین
منافق پایا اور موسم برسات آپہونچا تھا اور مرہٹون کے محاصرہ کے سبب سے غلہ وغیرہ مایحتاج
بہت کم میسر آتا تھا اپنا وہان ٹھہرنا مناسب نہ جانا نہایت صعوبت سے چند روزہ راہ چالیس پچاس
دنمین طی کرکے بندر سورت آیا اور یہان صورت آسودگی اور طیاری اسباب مین مصروف ہوا
اور فتح گاوکوار نمت مین قابض گجرات ہوگیا اور مع فوج بجاے مناسب اقامت گزین ہوا اور غیرہ

رگہو بہوسلہ ولد مودہوجی جسکا نام جنباجی تہا سرداران پونا کی ترغیب سے اپنے دار الملک ناگپور کلان سے مع فوج لائق کے جکرنا تہہ اور کٹک مین جاکر چہاونی ڈالی اور اوسکے وکلا گورنر جنرل کی روبرو اظہار اخلاص کرتے تہے لیکن باوجود اسکے گورنر نے براہ احتیاط فوج انگلشی کو مقابل فوج مرہٹہ کٹک اور نیز حفاظت دریاے آمدرفت بنگالہ وعظیم آباد کے لئے تعین کی—

ذکر مجملاً احوال حیدر نایک اور جانا اسکا طرف مندراج کے اور غالب ہونا محمد علی خان صوبہ دار ارکاٹ پر کہ وہ بہی مثل آصف الدولہ اور مبارک الدولہ کی بہت ذیشان انگلشیہ کا تہا اور تسخیر کر لینا حیدر نایک کا تمام ملک ارکاٹ کو سوائے قلعہ مندراج کی

یہ شخص اول اول اوسنے سا ملازم سرکار فرانسیس کا تہا نایکی سے بڑہتے بڑہتے صوبہ دار کمیدان ہوا بعد ازان راجہاے دکن کی نوکری مین صاحب اقتدار رہا پہر راجہ ملیار کا نوکر ہوا اور اوسکے وزیر کو کسی تقریب سے ایک دن کہلی خرابی مار ڈالا اور خود دیوان ہوا راجہ بدستور زندہ رہا اور ابتک موجود ہے حیدر نایک نے اسکے بعد ایکمرتبہ نظام علیخان ولد آصفجاہ نظام الملک حاکم دکن کی مدد جنگ انگلشی مین دی تہی مگر نظام علیخان کی شکست ہوئی اور نظام علیخان بموجب جہالت کے چاہتا تہا کہ اوسی میدان مین جان دی مگر اسنے زبردستی میدان سی عطف عنان کیا اور اوسیوقت یہ شرط ہوئی کہ تمہارا تدارک کیا جاویگا بعد چندروز کے دوبارہ انگلشیون سے بہرا جب مقدر شکست پائی اس مرتبہ انگریزون نے تعاقب کیا اوسکے ملک مین جا پہونچے انگلشی کو مابین راہ مین راہداروں اور قلعدارون سے لڑنے بہڑتے راہ ملتی تہی اور اوسنے جلد پہونچکر زاد و اسباب چہوڑکر ہمراہ جریدہ فوج لیکر یلغار کیا اور فوج انگلشی پر پہونچکر شکست عظیم دی جب باقیماندہ انگلشی درست ہوکر مقابل ہوئے نظر سے غایب ہوا اور ایک طرفۃ العین مین بے خبر کرکے آگرا اور قلعہ مندراج کو جو خالی تہا گہیر لیا وہان کے صاحب کلان نے بدرجہ مجبوری صلح کی پہر وہ اپنے ملک کو جاکر ترتیب سامان مین مصروف ہوا اور مرہٹہ سے شکست کہائی اور پہر درست ہوکر مرہٹہ پر چڑہا مرہٹون نی آخر اوسکے خوف مین آکر نظام علیخان سے متفق ہوے نظام علیخان نے چند ہزار سوار کا لیخان کی سرداری مین اور پچیس ۲۵ ہزار سوار مرہٹہ اس امر پر مامور فرمائے جب یہ اوسکے ملک مین پہونچے حیدر نایک ان سے مقابل ہوا اپنے حوصلہ سے زیادہ دیکہا ہمیشہ چند میل کے فاصلہ پر پڑا رہا کیا جب اقامت چاہی بیلدار وغیرہ کثرت سے ہمراہ تہے اوسی جگہہ سنگر اور مورچال بنا اور توپین لگا

تقسیم ہو جاتا تھا مرہٹہ کو تاب نہ تھی کہ حملہ کرتے آخر کو صلح کی ٹھہری بہت سا روپیہ مرہٹہ اور نظام علیخان اور کالیخان مذکور کو دیکر بلا ٹالی دس بارہ برس تک خوب آرام کیا اور زند خان فرمان روائے ایران سے تحفہ تحایف بھیجکر راہ رسم پیدا کر لی اور خوب سا روپیہ بھیجکر چند ہزار سوار مغلیہ وہان سے طلب کئے اور جزیرہ موریس کی فرانسیسون سے راہ و رسم پیدا کر کے اونکے ذریعہ مین غیر عملی فرانسیس سے مراسلات پیدا کئے اور یہان بھی اچھے اچھے گھوڑے جمع کئے جسے بارگیر کہتے ہین چند ہزار سوار کو رزم سواری کی تعلیم کی اور دیگر سواران ہندی اور ولایتی وغیرہ کے تعلیم و تلقین حرب و جنگ باآئین قواعد فرنگ کرتا تھا پھر اسکی مشق کرتا تھا سو ضرب توپ انگریزی صنع کی ہمراہ تھی برقنداز معہ قواعد دان ہمراہ ہوئے تین چار کرور کا ملک تھا جو ملیبار اور مرہٹہ سے مسخر کیا بند و بست ایسا تھا کہ اوسکا بڑا لڑکا بھی جو کہ اوسوقت سپہ سالار تھا مجال عدول حکمی نہین رکھتا تھا اورون کا کون شمار ہے ایکروز حکم دیا تھا کہ سات گھڑی رات گذرنے پر فلان جا روانہ ہونا اتفاقاً یہ بنجیر ہو گیا تھا نو گھڑی پر جانے کا اتفاق ہوا بمجرد سواری حیدر نے اسکو بلا کر زیر تازیانہ کیا سواران مغلیہ تازہ وارد سے کہا کیا تم تازہ وارد غریب الوطن ہو اور مینے اپنے کام کو بلایا ہے چاہیئے کہ باہمدگر متفق رہکر میرے ملازمان ہندی سے بھی موافق رہے مگر وہ لوگ اپنی کثرت پر مغرور کسی ہندی کو خیال نکرتے تھے دو ایکمرتبہ خانہ جنگی کی اول تو اسنے پند و نصیحت کی بعدہ اونکے دو تین سردارون کو ہاتھی کے پیر کے نیچے کھڑا کر کے ہلاک کرا دیا اور رعب ہو گیا درحقیقت اسکی سی مقدرت کسی سردار ہند کو میسر نہین واللہ اعلم ارادہ اسوقت مین کہ مرہٹہ کو انگلشی سے منازعت و رنجش ہوئی پیغام دیا کہ اگر مجھسے صلح کرو تو مدد کرون اونہون نے غنیمت جانا منظور کیا مگر دو شرط سے اول یہ کہ ہمارے پاس آکر شریک ہو دوم یہ کہ عدم صورت مذکور مین ارکاٹ مسخر کرو حیدر نایک نے فتح ارکاٹ قبول کی —

حیدر نایک کی لشکر کشی فتح ارکاٹ پر اور پھرنا فوج انگلشی سے

حیدر نایک اواسط ۱۱۹۴ ہجری مین مع فوج ظفر موج روانہ صوبہ ارکاٹ ہوا جب چالیس پچاس کوس رہ گیا اپنے لڑکے کو مع فوج کے یلغار کر کے بھیجا اور آبادی مندراج اور عمارات محمد علیخان وہان کے صوبہ دار کی متصرف ہو گیا شہر سے کچھ تعرض نکیا ہان باغات و عمارات انگلشی خراب اور سوخت کر دیے اور اس جماعہ سے جسے پاتا قید کرتا تا آنکہ جنرل منرو جنے ایام سیہری مین شجاع الدولہ کی لڑائی ماری تھی

اوراب کرنل ہوکر مندراج کے قلعہ اور کوٹھی مین مقرر تھا قلعہ سے ۱۶ سولہ ضرب توپ اور بارود
گولہ وغیرہ سامان اور دس پلٹن تلنگہ کے ہمراہ لیکر بارادۂ جنگ باہر نکلا حیدر نایک نے اوسوقت مین
لڑکے کو حکم دیا کہ اوسجگہ سے متحرک ہوکر فوج انگلشی کو میدان مین لاوے اوسنے یہ حکم تعمیل کیا
اور جنرل منرو نے فوج آراستہ سے ایک پلٹن کو مع کپتان اور چند لفٹنٹ اور سارجن اور دو ضرب
توپ کے حکم دیا کہ وہ تین کوس پیشتر مع فوج جاوے اور خود عقب سے روانہ ہوا جب ۱۰ دس ۱۲ بارہ
کوس قلعہ سے دور ہوا حیدر نایک نے اپنے فرزند سپہ سالار کو مع فوج لائقہ کے برسم پیشین کنتری مین منتقلا
کہتی مین روانہ کر کے حکم دیا کہ اول ۲ دو پلٹن پیشتر قدم زن ہوکر اوسپر جاوے بعد ازان منتظر مدد و حکم ثانی ہو لڑکا حسب الحکم
بدرکار فرما ہوا پلٹن مذکور سے جا بھڑا کپتان نے اسکے مقابلہ مین اپنے ہمراہی کم پائے اگرچہ لڑتا تھا
لڑنا شروع کیا مگر جنرل منرو کو اطلاع دی کہ مدد ضرور ہے اول فاصلہ دور کا تھا دوسرے پہر دن چڑھا تھا کہ
لڑائی شروع ہوئی جب تک قاصد جاوے دوپہر ہوگئی سہ پہر دن رہے جنرل نے وہان سے چار پلٹن
کمک پر روانہ کین اسکے آنے تک شام ہوگئی شب کو باتفاق ہر پنج پلٹن یکجا ہوکر آسودہ ہوئین نایک نے
جب ادہر کے مدد آنیکی کیفیت سنی اپنے داماد کو مع دیگر کمک پر بھیجا صبح کو لڑائی شروع ہوئی فوج
انگلشی نے غلبہ مخالف دیکھکر قدم ہٹایا لڑتے ہوئے عقب کو چلے آتے تھے نایک کی فوج جدہر سے
قابو پاتی بان وغبارہ سے دہوئین اوڑاتی ادہر تو یہ آگ روشن تھی ناگہانی بلا سنئے بارود خانۂ انگریزی
مین کہین سے آگ لگ اوٹھی ایک دہماکے مین مشتعل ہوا کچھ میگزین نرہا جلکر ہوائی ہوگیا اوسکے
متصل کا جسم غفیر اوڑ گیا افواج حیدر نے مجروح گھیر لیا اول امان دینے لگی انگلستان غیرتمندی قبول نکیا
اودہر سے حکم ہوتے سارے تہ تیغ بیدریغ ہوئے تین چار کمپنی نے بھاگ کر یہ خبر جنرل کو پہونچائی اگرچہ
جنرل کی شجاعت سے تعجب آتا ہے مگر سنا گیا کہ تمام رات مارے دہشت کے اوس میدان مین
دل دو نیم رہا صبح ہوتے رہوار صبا رفتار پر سوار ہوکر قلعہ کو سدہارا راستے مین کہین دم نہ لیا فوج
بھی افتان وخیزان ہمراہ تھی حیدر نایک کی فوج پھر بہر مین داخل ہوئی قلعہ مندراج انگلشی کے
اختیار مین رہا کہتے ہین کہ چند روز مین محمد علیخان قلعدار ارکاٹ کا قلعہ اور قلعہ پہلچری جسکو انگریزون
نے فرانسیسون سے فتح کیا تھا مفتوح ہوا اسیطرح بین کوٹھی جو مسکن انگلشی تھا اسی طرح سے فتح
کرپایا کہ وہان کے تلنگون اور انگلشیون سے منازعت ہوئی ملازمین نے آقا کو قید و قتل کیا اور
حیدرنایک کے حوالے یہ بھی مفت حاصل ہوگیا

لڑنا جنرل منرو کا فوج حیدر نایک سے ثانی اور ثالث مرتبہ اور اول

جنگ کا حاصل ہونا

جنرل منرو اس قسم کی شکست سے دوست و دشمن کا مطعون ہوا جب تک کہ یہ خبر کلکتہ پہونچی درمیان جنرل اور مسٹر فرانسیس کے ایسی منازعت ہوئی کہ نوبت جنگ شروع ہوئی آخر رجب تا اول شعبان کو حسب ضابطہ کسی باغ مین تنہا باہم تفنگچہ سے لڑائی کی مسٹر فرانسیس مجروح ہوا اسکے پہلوی راست پر گولی لگی لیکن پردہ بچا رہا کہ چند روز مین چاق و تندرست ہو گیا اسی عرصہ مین جنرل کوٹ جو ملازم بادشاہ اور بمنزلہ کلاورن کے کل فوج کا رئیس ہے لکہنو سے اور مسٹر دوکرنل بردوان سے آئے گورنر اور مسٹر فرانسیس کی باہم واسطہ صلح ہو کر دونون کو کونسل گہر لائے اور جنرل فوج انگلشی اور غلبہ نایک اور مفروری جنرل منرو اور جنرل کاڈرد کی قلعہ بسی کے گہیرنے کو کلکتہ پہونچی اور کلکتہ سے ایک پاکٹ بہی آیا خدا جانے کیا خبر لگی کہ گورنر اور کل انگلشیہ نہایت مشوش ہوے اور تحصیل زر اور آراستگی فوج مین ساعی ہو کر مندراج جانے کے مکلف ہوئے اور بنگالیان مالدار سے کرور روپیہ کے قریب سودی قرض لیا بندہ بہی اون دنون وارد کلکتہ تہا اور گورنر سے ملاقی ہوا تہا اوسنے بندہ کی تسلی کر کے وعدہ حصول مدعا کیا تہا لیکن کل امور سے فرصت ملاقات متواتر کی نہ پہونچی جنرل کوٹ نابرقلت زر اور فوج کے عذر کرتا تہا آخر سرانجام زر قرض سے ہوا اور جنرل کوٹ چار پلٹنون سے جو جمع ہوئین تہین آمادہ سفر مندراج ہوا باوجودیکہ چہہ سات پلٹن قلعہ مندراج مین تہی جسوقت جنرل پہونچے تمام فوج مندراج اور پلٹن ہمراہی جنرل کے دس بارہ پلٹن ہو جاوینگی اسقدر نایک کے مقابلہ کو کافی ہین کیونکہ اس جماعہ انگلشی کو اپنے حسن تدبیر اور شجاعت پر نہایت بہروسہ ہے ایسی شکست کہانے پر جنرل منرو کی ملامت کرتے ہین اور ہر کام مین اونکو مجہل کرتے ہین بہرصورت جنرل کوٹ جونکہ سالار کل فوج کمشنر متعینہ ہند کا ہے اور امور حروب اوسکے ذمہ ہے اواسط ماہ رمضان ۱۱۹۴ ہجری کو بسواری جہاز روانہ مندراج ہوا اور بندہ گورنر کے عدم التفاتی سے مرشدآباد کو واپس ہوا اور یہ بہی اندیشہ ہوا کہ کٹک کے مرہٹہ کے مفسدہ پردازی مین اپنے عیال و اطفال کے جو مرشدآباد مین غریب الوطن ہوئے ہین او اوس شہر کا حاکم ایسا نہین کہ غمخواری عام خلائق اور حفظ ناموس رعایا اوس سے متصور ہوے ناظم اور نائب دونون اس صفت سے معرا ہین اور انگلشی خود چندان ادہر والونسے ملتفت نہین ہفتدہم شوال کو مرشدآباد آیا اور پانچوین ذیحجہ کو مرشدآباد پہونچا تہا کہ اخبار مختلف سنی گئی جو کہ تحقیق معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ جنرل منرو جب شکست کہا کر قلعہ مندراج آیا اور ہر ایک کا مطعون ہوا

اور فوج حیدر نایک کی نزدیک قلعہ کے جاگزین ہوئی اور خارج شہر کی آبادی اپنے قبضہ مین لائی صلاح دیکھی کہ کسی وقت بیخبر اس فوج متصل قلعہ پر جا گرئیے شاید کہ کچھہ بن آوے پس چند سردار کو مع پلٹن کرانڈیل کے اول روز باہر بھیجین چونکہ حیدر نایک اس فرقہ کی جنگ سے آگاہ اور خود بھی جفاکش تھا ہر دم طیار و آمادہ رہا کرتا تھا اسکی فوج بھی طیار تھی جنگ ہونے لگی اور امداد شروع ہوئی وہ دونون پلٹن محصور ہو گئین باہر نکلجانے کا راستہ نپایا اور بیاس نیکنامی کا کرکے آخر آخرت کی راہ لی فوج حیدر نایک کے حصہ مین فتح آئی جنرل اسمیرو نے چند روز کے بعد تعین جنرل کوٹ سے مندراج پر سنا اور اپنی جان کو ڈرا کہ مبادا یہان پہونچکر کس طرح پیش آوے لہذا جو کچھہ فوج تہی جمع کر کے کچھہ حفظ خزانہ کو قلعہ مین چھوڑی اور باقی فوج ہمراہ لیکر مع توپ و نقارہ بعزم جنگ برآمد ہوا ادہر سے حیدر نایک کا لڑکا مع فوج شائستہ مقابلہ پر پہونچا جنگ عظیم ہوئی اور یہہ بہی حسب تقدیر حیدر نایک کے فرزند نے فتح پائی اور انگلشی باقیماندہ داخل قلعہ ہوئے سنا گیا کہ حیدر نایک قلعہ کی لڑائی نامناسب جانتا تھا اور کہتا تھا کہ فوج کو تین چار گز زمین کیواسطے رائگان و ضائع نکرنا چاہیئے اگر خدا نے ہمین فتح دی تو انگلشی کب تک زندگی عجیب تر یہ کہ لوگ کہتے ہین چونکہ قلعہ مندراج دریاے شور پر واقع ہے اوسمین آب شیرین مطلق نہین اور کنوئین ہرچند بہت ہین مگر تیس چالیس ہزار آدمی کے قریب جو اوس قلعہ مین فوج و رعایا سے اوسکی مصارف کو تین چار مہینے سے زیادہ وفا نہین کرتا کیونکہ وہ قلعہ کچھہ چھوٹا تو ہی نہین بلکہ ایک شہر کا حصار ہے آب شیرین آبادی خارج شہر سے لیجاتی تھی ہرچند عالم فارغ البالی مین شاید بطور نہر کے بنا لیا ہو مگر آب مزاحمت دشمن سی نہین لیجا سکتی تھی خدا معلوم یہہ تمام خلق کثیر کیونکر بسر کرتی ہو گی —

آنا جنرل کوٹ کا مندراج مین اور حیدر نایک سی لڑکر مغلوب ہونا اور مسٹر فرانسیس کا بنا بر عدم موافقت گورنر کی عین جنگ سی ولایت جانا

جیسا کہ پیشتر لکھا گیا ہے ابتدا سے ورود جنرل کلاورن اور کرنل منس اور مسٹر فرانسیس سے گورنر کی صحبت کسی سے موافق نہوئی ہمیشہ باہم منازعت رہی لیکن جب ماہ سے کسی نے مراجعت کی اندنون بعد خانہ جنگی کے جنرل کوٹ اور مسٹر ڈوکرنل کی سعی سے صورت صلح و آمیزش درمیان گورنر اور مسٹر فرانسیس کے ہو گئی تھی لیکن بعد روانگی جنرل جو مندراج کو ہوئی مسٹر فرانسیس جو کہ مدت سے خواہان چند امور تھا اور ایک بہی اوسمین سے منظور گورنر نہوا تھا پہر نئے سر سے منافقت ہوئی منجملہ انہی خواہش کے ایک نہ تھا کہ مسٹر برسٹو کو حکومت لکھنو کی بالذات دیجاوے اور اس بارہ مین حکم ولایت سے

اچھا تھا اور دیوانی ضلع کلکتہ کی رام خیدر راے کو جو گنگا گوبند کے نام مقرر ہے اور نند کمار کے لڑکی کو دیوانی خالصہ کی اور شاید اور بھی مدعا اسیطرح کے ہونگے گورنر جنرل نے ایک بھی منظور نکیا چونکہ پیشتر سے کدورت تھی مانع جنگ مرہٹہ ہوا تھا ناگہان یہ فساد جنگ اور شکست یابی انگلشیہ نے ظہور پکڑا اور دو تین فوج تمام اور مع سرداران کے کام آئی اور روپیہ بھی اسقدر خرچ پڑا کہ خزانہ مین نشان زر نرہا اور قرض کی نوبت ہوئی جو کہ بنگالیون سے لیا گیا اور ولایت سے ارادہ تسخیر دیگر اقالیم کی ممانعت تھی مسٹر فرانسیس نے اسطرح کی تقصیرات ذمہ گورنر کے بہت سے ایک کتاب مین درج کیئے اور آخر ذیقعدہ ۱۱۹۴ ہجری کو روانہ لندن ہوا گورنر اگرچہ پیشتر سے اقتدار مین وحدانیت رکھتا تھا اور اب کہ سوا سے مسٹر بولیر کے کوئی دوسرا شریک نرہا صاحب اختیار کل کاروبار مین ہو گیا دیکھیئے انجام کار اونٹ کس کل بیٹھتا ہے بندہ مرشد آباد سے چھبیسوین ۲۶ ماہ ذیحجہ سنہ مذکور کو روانہ ہو کر راج محل کے متصل پہونچا اور وہان پر تقدیم رسم عاشورہ کیلئے مخصوص مقیم رہا نہم ۹ ماہ محرم ۱۱۹۵ ہجری کو کسی معتمد سے سنا گیا کہ پنجم ذیحجہ کو جنرل کوٹ مع فوج ہمراہی اور مندراجی اور ساز و سامان کے قلعہ سے برآمد ہو کر نایک سے رزم آور ہوا اور جنرل منرو کیطرح مخذول اور مغلوب ہو کر قلعہ کو واپس گیا افواج حیدر نایک کے بڑے غلبہ سے حصار کے باہر تمام صوبہ ارکاٹ پر قابض ہے آئندہ تا دوست کرا خواہد و میلش بکہ باشد ع

کرنل پارس قلعہ دار کلکتہ کی روانگی مین دیر ہونا جانب مندراج کے اور مرہٹہ ہا سے کمک کا حال

انگلشی فوج کپتان پامر کی سرداری سے رانا سے گوہد کی اعانت کو گئی تھی چند روز وہان آسودہ ہو کر اوسکے قلعہ مین براہ اطمینان دخیل ہوئی اور دیگر قلعجات کی فکر مین ہوئی اور رانا سے بھی ہر جگہہ کا حال استفسار کرنا شروع کیا رانا نے جواب دیا کہ جملہ مقامات سے جاے امان میری قلعہ گوالیار ہے جو جای مشہورہ ہند مین سے ہے مدت تک سلاطین بابریہ قابض رہی اس سبب سے بادشاہی قلعہ کی نام سے مشہور ہوا ہے چونکہ سلطنت ضعیف اور مرہٹہ قوی ہوے قلعہ دارون بادشاہی کی غفلت و بیخبری دیکھی اور مرہٹہ کے لالچ مین آ ایسے کسیقدر روپیہ لیکر قلعہ مذکور حوالہ مرہٹہ کر دیا اوسیوقت سے مرہٹہ کے تصرف مین ہے اور یہ معاملہ احمد شاہ پسر محمد شاہ بابری کی عہد مین ہوا چونکہ راجہ گوہد بنا بر قرب گوالیار کی جو قلعہ گوہد سے تیرہ ۱۳ کوس ہے ہمیشہ وہان کا خواہان رہا اور اوسکے اطراف کے فراز و نشیب سے بخوبی ماہر تھا شاید کہ اوس قلعہ مین ایک راہ مخفی پہاڑ کیطرف اور اوسطرف دیوار حصار کی

پشت تھی راجہ سے یہ مدراج بہی سرداران انگلشی سے ظاہر کئے اور نیز واقفکارون کو حاضر کیا بعدہ جب سرداران انگلشی نے پردہ پردہ مین زینہ قابل حصار مذکور کے تیار کر لئے اور ایک روز کسی دوسری طرف کا استہار دیکر مع لشکر نہضت کی جب پانچ کوس کے فاصلہ پر قلعہ گوالیار کے جا پہونچا لشکر کو وہین چہوڑا اور اول شب جریدہ مع زینہ راہ لی اور آخر شب قریب پہونچکر زینہ لگا لگا کر قلعہ پر جا پہونچے محافظین قلعہ مین آتشبازی اڑنا شروع کیا جسوقت کہ ہزار دو ہزار آدمی اس قوم کا داخل قلعہ ہو گیا دس ہزار غفلت پیشہ کیا کر سکتے تہین قلعہ دار نے بخوف باز پرس آقا کے جان نثاری کی اور ایک روایت یہ بہی سنی گئی ہے کہ منجملہ جارسان قلعہ کے ایک شخص نے انکی اعانت کی کہ بہرحال قلعہ مذکور قبضہ انگلشی مین آیا بندہ کلکتہ مین تھا کہ خبر پہونچی اور توپ مبارکبادی کی شلک ہوئی سنا گیا کہ مہاجی سیندہیہ جو کہ عمدہ سپہ سالاران دکہن مین صاحب اختیار صوبہ مالوہ اور اوجین او گوالیار کا تھا اسی برسات مین بعد جانے جنرل کاڈرڈ کے بندر سورت کو صوبہ مذکور مین آیا اور برسات بسر کی اور بعد برسات آجتک اطلاع نہین کہ سردار مذکور جنرل کاڈرڈ کے مقابلہ کو جو قلعہ بسی کا محاصرہ کیے ہوئے تھا گیا یا تدراک گوالیار یا قرب و جوار مرشد آباد کالپی کوڑہ اٹاوہ کی مرکوز خاطر رکہی اور ادہر فوج انگلشی ہے جو کہ متعین گوہد ہے اور کرنل کملک کے ہمراہ جو کہ براہ کوہستان عازم مالوہ اور اوجین کا اسی برسات مین ہوا تھا مستعد ستیز و اویزش ہے بعد ازین واضح ہوا کہ بنابر کثرت خرچ جو لازمہ فوج کشی ہے اور نیز صدمۂ قحط و غلہ سے جو کہ مرہٹہ کا یہ دستور ہے کہ مقابلہ سے زیادہ مانع پہونچنے رسد وغیرہ مالگذاری کی فوج مخالف مین ہوتی ہین اور نیز مشاہدہ بذ اتفاق راہ ہائے گوہد کہ قصبہ سے اوسکی اعانت سے مایوس ہو کر قلعہ گوہد او گوالیار اوسکی قبضہ مین چہوڑا تجویز کی کہ مرہٹہ سے صلح کرین مہاجی سیندہیہ بہی راضی ہوا سردار فوج انگلشی حملہ کا نیوزا اور کوڑہ ہو کر سرحد آگرہ آباد پر چہاونی قبول کی اور واسطے طی ہونی معاہدہ کی ہنوز منتظر ہین دیکہیے کیا ہوتا ہے لیکن سیندہیہ رانا گوہد سے بدین وجہ کہ اوسنے انگلشی سے قلعہ گوالیار مسخر کرا دیا ناراض ہوا چاہا کہ اوسکی قلعجات پر متصرف ہو کر اوسکی ملک کی تسخیر کا عازم ہوا جرم یہ بات دلمین گرہ ہو گئی کہ اسکی انہدام بنا ہی دولت مین ساعی ہو کہ آجتک اوسکی ملک کی تک و تاز اور تسخیر قلاع مین مصروف ہے اور اس داستان کے لکہنے کی وقت رانا گوہد کی ہاتھہ مین بجز قلعہ گوہد اور گوالیار کے کچھہ نہین رہا اور فوج مرہٹہ محاصرہ کیے ہوئے جان سے تنگ کر رہی ہے آخر بعد سخت لڑائیون کے واقعہ ۱۱۹۵ ہجری کو رانائے گوہد نے عاجز ہو کر سیندہیہ سے رجوع کیا اور قلعہ رانا اور کل ملک سیندہیہ کی تصرف مین آیا اور سیندہیہ نے چار مہینے قبل اس معاملہ کے قلعہ گوالیار بہی فتح کیا راجہ چیت سنگہ بہی جو گورنر سے دغابازی کر کے مغلوب ہوا تھا مہاجی سیندہیہ کے زیر حمایت ہے اور اوسکی اوقات بسر کرتا ہے دیکہیے انجام کیا ہو احوال جنرل کاڈرڈ بہادر کا غیر معلوم اور جو اخبار مختلف سنی گئی اونکا

لکھنا نامناسب ہے اگر زندگی ذوفا کی بشرط تحقیق ضرور درج صحیفہ ہوگی لیکن جس وقت جانے جنرل لورٹ
کی گورنر سے ایسا عہد ہوا تھا کہ دوسری فوج سنکین کٹک اور جگرناتھہ اور کنجام اور سیکاکول کے
اطراف سے کرنل پارس کی سرداری میں جو کہ عمدہ سردار کلکتہ سے جنرل مذکور کی اعانت کو خشکی ہو کر
جاوی کی کیونکہ مرہٹہ بطور عہود سابق وحال کے سب اپنے خیرخواہ ہین کوئی مزاحم ہمارے عہود کا نہوگا جب
برسات گذری اور افواج انگلشی ہر طرف سے طلب کر لی اونکی روانہ کرنے کا ارادہ مصمم کیا کسی
اصحاب انگلشی نے بموجب حکم گورنر جنرل کے تین ۳ لاکھہ نقد اور چند تحفجات مانند زیور مرصع او ملبوس
فاخرہ کے لیکر ہمراہی وکیل جمناجی کے جو کہ رگھو بہوسلہ کا نبیرہ اور سالار لشکر کٹک مین وارد تھا
حسب الحکم گورنر شقہ عہد ہمراہ لیا اور جمناجی کے استمزاج دریافت کرنیکو پیشتر چلا اوسنے بصد خوبی تحف
لیا اور سوال کے جواب مین گویا ہوا کہ اس فرقہ کا قول وقرار بسبب اوس شکوک کے جو کہ حکام بنگالہ
اور اولاد شجاع الدولہ کے کیا ہے نہایت اشتہار سے لائق اعتبار نرہا اور قطع نظر اس سے ہم سرداران
عمدہ دکھن کے مانع مرضی ہین خصوص صلح وجنگ مین اونہین کی رائے پر ہمارا مدار ہے اور ہمکو تمہاری
فوج کی رہگذر ذاتی مین اختیار نہین بلکہ بموجب اونکے حکم کے ہم سد راہ بلکہ مستعد جنگ وجدال ہین
سنا گیا کہ گورنر جنرل اوس خبر سے ماہر ہو کر پیغام دہ ہوا کہ آپ لوگ سابق سے ہمسے عہد صلح رکہتے ہین
اب رفاقت کیون نہین اختیار کرتے اور تین لاکھہ روپیہ مدد خرچ ماہواری سوائے چوتھہ کے جو سابق
سے مقرر ہے لیجئے اور رفیق فوج ہو کر عازم دکھن ہوجئے جمناجی اور اوسکے باپ نے قبول کر کے کہا کیا مضایقہ
بشرطیکہ بقایائے زر چوتھہ جو قریب سات لاکھہ کے ہوگا ادا کرو گورنر نے اس استدعا سے اور نیز آیندہ
ذی اتفاقی کی علامت سے یہ امر نامنظور کیا اور کرنیل پارس کا جانا اس وجہ سے ملتوی رہا افواج
انگلشی بموجب سابق کے قلمرو صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد کے رخنون اور راستہ مین موجود ہین اور افواج
جمناجی اپنے حدود پر کٹک مین طرفین وقت کے منتظر ہین اسکے بعد واضح ہوا کہ مرہٹہ ناگپور نے بعد
وصول زر چوتھہ تمام وکمال مع دیگر تحایف کے بسبب عداوت سابقہ سرداران برامہہ پونا کی جمناجی
اور اوسکا باپ کے پاس چلا گیا اور کرنل پارس مع فوج شائستہ گنجام اور سیکاکول ہوتے مندراج کو
چلا اور قلعہ مذکور مین پہونچکر بالاتفاق جنرل کوٹ کے مکرر لڑائیان نایک سے کین مگر پیش برو کچھ نہوئی
اوسی قلعہ مین بیٹھے رہے حیدر نایک ہنوز اوسی طور پر مسلط ہے ایکبار کرنل پارس نے جہاز کی
سواری مین کلکتہ آکر بہت سا روپیہ بطور مصادرہ گورنر وغیرہ سے لیکر مندراج واپس گیا اور پہر
جنرل کوٹ بیمار ہو کر کلکتہ آیا اور کرنل پارس وغیرہ قلعہ مندراج مین ہین اور مشہور ہے کہ گرانی غلہ

محتاج کی اوس قلعہ مین بدرجہ اشد ہے اصحاب انگلشی کے استقلال کو دیکھیے کہ تین[۳] برس گذر گئے اور ہنوز مستقل ہین قلعہ نہین چھوڑا

بعض احوال اور خصلت مبارک الدولہ اور مظفر جنگ اور منی بیگم اور ببو بیگم کا بیان *

مبارک الدولہ چوتھا لڑکا میر جعفر خان کا اسوقت مین بائیس[۲۲] برس کی عمر ہے صاحب خلق لوگون سے بلا واسطہ مختلط خانہ بزرگان کے عورات کی عزت و حرمت بہت کرتا ہے اور حد سے زیادہ غربا پر رحیم ہے لیکن تقسیم اوقات نہین لہو و لعب مین مصروف دین و دنیا سے غفلت ہے نہ کوئی اوسکی دوستی سے شاد نہ دشمنی سے سرگرم فریاد اوسنے اونے غلام اور ملازم اوسکے باپ کے روبرو جو چاہتے ہین کہتے خلاف موقع ہزارون کا انعام ہے ایام بارش مین عوام ہند کا یہ تماشا ہے کہ کاغذ کی کشتیان ان جنگی تیجہ درختان نامرود آویزان اور اوسپر چراغ روشن دریا مین چھوڑتے ہین اور بلندہ بنا کر سقہ کو دیتے ہین تاکہ حضرت خضر کی نیاز کرے سراج الدولہ احمق بہی اس ملت کا بانی ہوا اسقدر بڑی کشتی جسپر صدہا سوار اور عملہ روشنی اوسپر بار تھے ہزارون کشتیان روشن اور چھنہای روشنی دریا مین چھوڑین تمام رات یہی تماشا رہا تا انکہ اوسکے سطیع لوگون نے یہ سبب سمجھا مبارک الدولہ بہی باوجودیکہ اوسکی شوکت مین چہارم حصہ بہی نہین ہر سال دس پندرہ ہزار روپیہ اس کام مین خرچ کرتا ہے اس جہت سے یارون کے پیٹ بہرتے ہین باوجود دعوی اسلام کے باوجود عدم وصول مشاہرہ کے پانچ چھہ ہزار روپیہ ہر سال تہوار دیوالی مین صرف ہوتا ہے اور تہوار ہولی تو خود جملہ امراے ملاہی پسند کو مرغوب ہے اس تہوار مین حسب مقدرت خرچ کرتے ہین اور مردم ہزل و ظرافت بڑے بڑے آدمیون کو نام لیکر گالیان سناتی ہین اندنون مین بندہ مرشدآباد گیا تھا اور مبارک الدولہ کی اولاد کا ختنہ ہوا اس تقریب کے خلعت وغیرہ مین پینتیس[۳۵] ہزار روپیہ خرچ ہوا اور پہر بہی گرسنہ لوگون کی فریاد الامان آسمان تک پہونچتی تھی منجملہ اسکے فیل و خلعت و پالکی اور جیغہ اور سرپیچ مرصع مع پر کلگی اور مالا مروارید کے بسعادت مند خان ناظر محل ببو بیگم والدہ حضرت کو عنایت ہوا اور کوئی نسمجھا کہ ناظر مذکور کو اس تخصیص مین کیا دخل تھا اسیطرح بسبب مصارف ہین چندگانہ الیان بیش قرار دہا ہے کہ بڑی عزت و احترام سے ملازم ہین جسطرح کہ ایام گذشتہ کے سلاطین مولوی اور فضلا کو رکہتے تھے اندنون مین روشن خان ولد شریف خان قوال جو عالیجاہ کے عہد مین داروغہ ارباب نشاط تھا تھے سے مرشدآباد مین آکر اوسی عہدہ پر بحال ہوا اور ایک شمشیر بیش قیمت اور دوشالے ملبوس امراسے مخلع ہوکر اقربائے معظم کے ہمسر ہے ببو بیگم اگرچہ

کانیوالیون کے سررشتہ مین تھی لیکن باوجود دولت کے زنان نجیبہ سے باتواضع پیش آتی تھی اور
قبیلہ پروری رکھتی تھی اقربا بلکہ روشناسون کے ساتھہ سلوک نمایان کرتی تھی اور منی بیگم اگرچہ ببو بیگم
کی اتباع اور اوسکے والدین کی پروردہ تھی اور ببو بیگم کے باپ نے منی بیگم کو میر محمد جعفر خان کا حضور دیکھلایا
تھا لیکن ببو بیگم کو میر جعفر خان کی ہم خوابگی پر تقدم ہے یہ عورت نہایت باشعور لیکن مغرور اور طرفدار بھی
جسکو نوکر رکھا اوسکے برطرفی کی روادار نہوتی ہان کوئی ایسا جرم عظیم سرزد ہو جیساکہ انذنون مین جب
بندہ وارد مرشدآباد تھا سنا کہ کوئی عورت اوسکی لڑکیون کی تعلیم پر مقرر ہوئی تھی اوسکی لڑکی کی شادی
شروع ہوئی ہر قسم کے اسباب وغیرہ کی امانت کی اسیطرح اعتبار علیخان خواجہ سرا کو اور حکیم
عسکری کو بھی ایسا کچھہ سرفراز کیا کہ دوسرے دروازے سے بے نیاز کردیا اسیطرح اور ملازمون کے حق مین بھی نسخہ کیمیا تھی مظفر جنگ
اگرچہ کہن سال تھا لیکن مرد بے باک اور لایعنی تقریر چند سال اس سے پیشتر جبکہ نظامت بنگالہ اور
نیابت خالصہ پر مقرر تھا کہتے ہین کہ ارباب علم وعقل کا ناقدرشناس تھا اکثر وقت گنجیفہ چوسر مین سرشار رہتا تھا
اور مجلس مین زیادہ تر فضول گوئی اور قصہ خوانی سلاطین ماضیہ مین مصروف رہتا اسکی اولاد اور پیرو
باوجود حاصلات جاگیر وغیرہ کے ہمیشہ مقروض اور مصروف تعمیر ہرچند بہت سی عمارت موجود اور
نیز مقروض لیکن فضولی نہین چہوٹی قرض ودام جسطرح مل سکے لینا ضرور ہے اور اسی سبب سے
بدنام ہے اسکی اولاد بموجب حکم پدر اپنے تئین افضل الناس جانتے اور بزرگان زمانہ کے روبرو
سرفرو ہونا معیوب سمجھتے ہین دونون لڑکے حضرت کے باوجودیکہ اکثر خدمتگار وغیرہ جملہ تحمل سے
زیادہ نہین رکھتے اور بروقت سواری تیس چالیس لوگون سے زیادہ ہمراہ نہین رہتے پہر بھی حسب عادت
غرور اور خودبینی کہ آپ کو آصفجاہ کا ہمسر جانتے ہین مقدور قوی نہین کہ مصاحب نوکر رکھین پس
جو کوئی گیا اوسکو گفتگوے لاطائل سے پریشان کرتے اور اوٹھنے نہین دیتے ہین اور باوجود اس
اختلاط کے اوسکے حصہ میں یا زانو تہ کرکے بیٹھنے کے روادار نہین اس سبب سے لوگون نے اوسکے پاس جانا
بند کردیا ہے اسکا بھائی محمد حسین خان نیک اور فاضل اور طبیب ماہر کامل ہے اور اسکا لڑکا محمد زکی خان
داماد مظفر جنگ جوان مہذب نیکو خلق قابل ملاقات ہے بندہ علیخان ولد حکیم الملک علی نقی خان
جو خیر عم مظفر جنگ اور الحال داماد ہے عالی کیفیت سے نہین اور عیر ہستیون کی طرح مغرور نہین

بعض عادات ورسوم انگلستی کا بیان جو کہ معاملات مالی مین مروج ہین اور اسی وجہ سے اس دیار مین فلاکت کا آنا

کمپنی چند آدمیون کی جماعت کو کہتے ہین لہذا فرقہ سپاہ مین بھی چند لوگون کو کمپنی کہتے ہین اول تو نفر

بر قنداز کو کمپنی اور اونکے سردار کو صوبہ دار کہتے ہین اب کل پچپن نفر کی کمپنی ہوتی ہے اور اوسکے سردار کو صوبہ دار اور ایک ثلث کے سردار کو جماعہ دار اور بارہ نفر کے سردار کو نایک اور چھ نفر کے افسر کو حوالدار کہتے ہین اور دس صوبہ دار مع اپنے جماعات کے ایک پلٹن مین ہوتے ہین اور انکے افسر کو کمیدان کہتے ہین ان پر کپتان ہوتا ہے جسکے اختیارات مین نجیب و نقیب تبادلہ تقسیم تنخواہ بکرتی و دستار کمربند ہتھیار اور معاینہ صفائی وغیرہ ہے کپتان کو اس ایک پلٹن مین بڑا فائدہ ہوتا ہے گویا کہ ایک جاگیر ہے جو کپتان مرکوز خاطر سردار ہوا وہ پلٹن اوسکی نام ہو جاتی ہے یا کہ اپنی تنخواہ پاتا ہے سپاہیان ولایت جو ذیل ہین اول سولدو بعدہ سارجن اور شریف ہین اول انسن بعدہ لفٹنین بعدہ کپتان بعدہ میجر بعد ازان کرنل بعد ازان جرنل ہوتے ہین اس سے بڑھکر کوئی عمدہ نوکری سپاہیان کی نہین ہے اور اس فرقہ علیحدہ نجبا لوگ جو صاحب اختیار معاملات اور رئیس ہوتے ہین اونکے مراتب کا نام بندہ کو معلوم نہین عموماً ہر ایک کو کرانی کہتے ہین اور نوکرون کی رتبہ کی تقدم و تاخر لگی ہے جو اول نوکر ہوا اوسکی ترقی بھی اول ہونی ضرور ہے اور اخیری ہر ایک کے مرتبہ سے اخیری ہجے بھی کل اسیطرح سے منسوب ہین مقدم موخر نہین ہو سکتا مگر کسی غفلت اور تقصیر سے اور بوجہ اوسکی بر طرف ہونے کے اخیر کو تقدم ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ کوئی لفٹنٹ بلا ہونے کپتان اور میجر کے ایکبارگی بسبب فوت ہو جانے یا مستعفی ہونے چند لوگون کے مرتبہ کرنیلی حاصل کرے اسیطرح کرانیون کے فرقہ مین بھی ہے کمپنی جو کہ اسوقت مین بنام دیوان خالصہ ہر صوبہ اوڑیسہ بنگالہ و عظیم آباد مین ہے چند اصحاب انگلشی سے غرض ہے جو لندن کے مقتدر مالدار لوگ ہون لندن بادشاہ انگلشی کا دار الملک ہے اول ان لوگون نے حسب الحکم کمپنی ولایت کے بادشاہ سے ملکر بنای تجارت ہندوستان مین ڈالی برسون سے یہ تجارت جاری تھی جو جاتا کرنل کمپنی ہوتا تا کہ اسوقت تک رہے اور اب سراج الدولہ کے عہد سے اوسکی حسن کارگذاری اور میر محمد جعفر خان اور دولبہ رام کی مالک ملک ہوئے اور دیگر مقامات سے حاصل کرکے کل ہند کی سروری حاصل کی انکے بادشاہ کو انہین کے اصطلاح مین کنگ کہتے ہین بادشاہ انکا اگرچہ نافذ الامر ہے مگر بدون مشورہ ارباب کونسل کے کوئی حکم نہین کرتا اور اگر کرے ہرگز جاری نہو اور ارباب کونسل اوسی ملک کی امرا ہین اور اصحاب کونسل چند لوگون سے مراد ہے جو کہ اوس ولایت کے شہرون سے چند منتخب لوگ جمع ہون اور عنان اختیار معاملہ اونکے قبضہ مین بوجہ دیجای اور وہ گویا وکالت کرتے ہین تا کہ جو امر بادشاہ اور اوسکے امرا تجویز کرین اوسکو رعایا کی بہبودی مین خوب جانچ کر قبول کرین جو وہ لوگ پسند کرین وہ سب کو

کرتا ہے اور جس امر کو منظور کرے وکیل لوگ اونکو اطلاع دین اوسکی بجا آوری مین اونہین سعذر نہو عجب قواعد منتظم اچھے ہین مگر ولایت مین یہان ہی ہین مگر اتبک یہان کے لوگون کیواسطے اور یہان کی ملکداری کو ضوابط اور قواعد شنیدہ کا اختراع کرکے جو کچھہ متصدیان دست نشان سے سنا ہے اور کتاب مین درج کرلیا ہے او راسقدر حق اور صواب جانتے ہین اور اوسکی بنا نہین دریافت کرتے یا کہ عمداً تجاہل کرتے ہین خلاصہ یہ ہے چونکہ یہانکے لوگون سے راہ اختلاط نہی ہمدیگر کے حال سے اگاہ نہین چند اشخاص ہر شش ضلع کے کمیٹ اور کونسل سکے ملازم ہین مگروہ لوگ بے غرض نہین اور عموم خلق کی گفتگو اور مصاحبت صاحبان انگلشی کو ناگوار بندہ متاخرین کے ضوابط و قواعد جو اپنی غرض کو چہپاکر اختراع کئے ہین درج کتاب کرتا ہے تاکہ دیکھنے والون کو امر حق و باطل پر اطلاع ہوجاوے شاید کہ اللہ تعالے اونکو توفیق رفیق دے کہ بروقت حکومت خلق خدا کو ایذا نہوے اور حق و باطل کو سمجھین کہ خلق خدا کو اطمینان حاصل ہو اور اسکے حق مین دعاے خیر کرین اور بندہ بموجب حدیث شریف الدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ شاید کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے بندہ کی بخشش فرمائے واللہ ولی التوفیق ــ

ذکر وجوہات احوال کہ پیشتر کے برخلاف جاری ہین اور کسقدر رجہ کو پہونچین

یہ ظاہر ہے کہ حسب تقسیم ملک ہر قطعہ زمین کا اثر اوسکے ساتھہ مخصوص ہے بلکہ اوس ایک سرزمین مین بھی بوجہ عرض و طول اطراف کے اختلاف ظاہر عقلمند کو اس ثبوت کیواسطے کچھہ دلیل و برہان کی حاجت نہین اگر جملہ ملک و زمین ایک حال پر ہوتا رنگ انسان اور پہل اور درخت اور معادن اور نباتات اور حیوانات وغیرہ ایک کا ہوتا چنانچہ بلاد سو ہندوستان سے ہے نہایت وسیع ہے یہان کے لوگون کی اوضاع اور رسومات ابتدا سے دوسرے ولایت سے برخلاف رہی اور جبتک حکام وقت یہانکے مناسب طور پر مسلوک نہون ہرگز انتظام رفاہ اور اسایش خلق ممکن نہین چونکہ یہ ملک زحل سے متعلق ہے اگر یہان کے لوگ بسبب فطرت ضعیف العقل و کم طاقت اور ہمیشہ غیر لشکر کشون سے مغلوب رہے ہین لیکن جب کسی بادشاہ نے یہان فتح پائی بعد زجر و توبیخ لازمہ کے ہر ایک کی دلجوئی اور حفظ ناموس اور اپنے دربار مین بار دیتے تھے وزیر امیر اعلیٰ سے ادنے تک اوسکے حضور مین اپنی لیاقت ظاہر کرتے اور بہرہ مند ہوتے ہر ایک کی پرورش حسب لیاقت ترقی مرتبہ پر ہوتی تھی حکام رعایا سے شفقت پدری فرماتے غبار ملال کسی کے دلمین نہ آنے دیتے تھے اور ہر ایک کو نظر

واجارے سے دیکھتے تھے شاہجہان بادشاہ کے عہد تک یہ سلسلہ امن وامان کا جاری رہا عالمگیر اورنگ زیب
کے عہد سے بسبب اوسکی کثرت حرص وطمع کے فساد ظاہر ہوئے لیکن اوسکی شجاعت اور ہوشیاری سے
کوئی مخالف ضوابط منتظمہ میں نہونے پایا بعد ازان رفع بدنامی کے لیے جو باپ کی قید اور بھائیون
کی قتل سے عاید ہوئی تھی ارباب عمایم کو جمع کیا تاکہ لوگ اوسکو اسلام پرور سمجھین اور اس سبب سے
اون لوگون کے وہ جور ستم ہوئے جنکا ذکر دفتر اول کے اخیر مین درج ہے اور اب تک لوگون کی
زبان پر جاری ہے فرخ سیر کے زمانے مین جو بالکل ہیچ وپوچ تھا رتن چند دیوان قطب الملک
نے اقتدار پایا امور سلطنت مین مختار ہوا عملہ قدیم عالمگیری برطرف ہوا سرکارات اور پرگنات اور چکلہ
خالصہ کے اجارے رشوت لیکر شروع ہوئی روز بروز ویرانی ملک اور بے آرامی خلق خدا اور
نفور ہوا رعایا کا حکام وقت سے شروع ہوا تا آنکہ عدالت ہی کافور ہوئی شرع شریف سو خصت
ملی روپیہ کی فکر ہوئی جسطرح سے ہاتھ لگے اکثر گروہ اہل ارباب عمایم ہوئے ایسی تا ہر کوئی فرقہ تمیز
نہین پا سکتی کیونکہ فریب کی گدڑی دکھلا کر لوگون کو بہکاتے ہین جب لقاء ملکی بوم روزگار اون کا ظہور
ہوا سلاطین بے خبر کے عہد آئے بے شعر کار ند سے ہر روز ہے رفتہ رفتہ جہالت کی تاریکی ایسی
چھا گئی کہ اب اوسکی صلاح ناممکن ہے اور اب ملک ویران اور خلق کی جان اونکی[illegible]
رعیت ناگوار ہے اندنون مین دانایان فرنگ کو عزم تسخیر ہند مصمم ہے اور نیز اکثر بلاد پر مسلط ہین بسبب
اجنبیت کلی اور عدم آگاہی رسوم عادات ہند صنعت انتظام نہین ہوتے اور بسبب تقرب صاحبان
انگلشی کے مردم ہند سے آمیزش نہین ہوتی بلکہ اوسکے برعکس ہوتا ہے روز بروز احوال ہندیان پریشان
و ویران ہوتا جاتا ہے عنقریب انکے وجوہات بیان کرتا ہون اول یہ ہے کہ اس فرقہ انگلشی کو نہایت
بیگانگیت اس ملک کے راہ ورسم سے ہے اور نیز ضوابط تحصیل خراج اور قواعد بندوبست ملکداری
سے ہے کیونکہ انکے ولایت مین زمیندار یا لگذار کہ خراج شاہی سال بسال عاید سرکار یا دیوانی
کرے مطلقاً نہین اس فرقہ کی عقلا سے بندہ نے بخوبی سنا کہ ظرف اور دریچہ اور مکانات اور ظروف وغیرہ
سے کسیقدر بطور محصول کے لیتے ہین اسیطرح یہان کے جزا وسزا اور وتیرہ وغیرہ مین جب ایسے
جرم مین کہ یہان کے دانست مین عظیم اور اونکے نزدیک خفیف ہین اور بعض بالعکس اور بعض رسوم
انگلشی ایسی ہین جو یہان کبھی نہوئین مثلاً مردم شماری اور لوگون کا جمع خرچ کہ کتنی پیدا ہوئے
کتنی مرے کتنی باقی رہے اسیطرح بہت سی باتین انکی ملین چونکہ ایسے امور کی عادت نہین
پس چاہتی ہین کہ یہان سے خراج لین دوم یہ کہ اکثر ضوابط کو اختیار کرکے اپنے دفترون مین درج

کر دیا ہے اور ہر ضابطہ مین کسیقدر وصول روپیہ کے تعہد کیے ہین اور یہ سارا فساد مردم بے ایمان کی
بدولت ہوا جو اونہون نے اپنی شوم طبعی سے کیا اور اونہون نے فرض کر لیا فرخ سیر کے دلسے
ایسی ہی شوم طبعی رکھی تھی بس اس جماعہ نے کہ تازہ وارد اور ہر طرف سے بیخبر تہا اظہار مرام
خودغرض کو تسلیم کیا بلکہ بعض ضوابط مگر رہ کو ترک کر دیا چنانچہ حکام اسلام کے ایام مین وہ لوگ رواج
فواحش ناپسند کرتے تھے خصوص شب جمعہ کو روا دار تھے کہ کوئی مرتکب مباشرت یا کہ فواحش
کا ہو اور دوبارہ عجایز کے جو بی نکاح ہون جایز نہین رکھتے تھے لہذا اسکی سزا جرمانہ مقرر کیا اور حکم تھا
کہ اگر اجیانا کوئی ایسی عورت ظاہر ہو اوس سے جرمانہ لیا جاوے خصوص جمعہ کی شب کو زیادہ تر
سخت جرمانہ ہو اور اس امر پر داروغہ مقرر تھا اوسکو اس جرمانہ کا اختیار دیا گیا تھا اور نیز نقارہ نواز اوسکے
زیر اختیار تھے بدون اوسکی اجازت کے کہین نہ بجاوین اور جزا وسزا فرقہ مذکور کی اوسکی سپرد
تھی اس مین یہ مصلحت تھی کہ ہر ایک مجالس شادی مین حسب اقتدار کے نقارخانہ وغیرہ طلب کرے
نہ کہ بوالہوسی کر کے فضول خرچی پر کمر باندہے مدت سے شوم طبع نے جماو کر کے اصلی غرض تحصیل
زر سے کر لی ہے اصحاب انگلشی نے اسے موقوف کر دیا اسطرح کیا عجب کہ اکثر قواعد منضبطہ
کو قبایح سے مطلع ہون اور رفع کدورت کرین شدہ بانفعال جیدا ہونہ کر کرتا ہے قاضی واسطے
اجراے احکام شرع کے مقرر تھا کہ بلا حیف ومیل ہر ایک کے معاملے فیصل کرے اور سرکار بادشاہی
سے مشاہرہ اوسکے بقدر خواہش کے پاوے مجال نہ تھی کہ ایکدرم بہی بطور رشوت کسی سے
لیوے اگر احیانا کسی نے ایسی حرکت کی مورد عتاب سلطانی او ننگ مسلمانی ہو کر تمام زمانی مین
مطعون ہوتا اور ہمیشہ کو اس کام سے محروم ہو جاتا بادشاہ بہی غصہ وغضب کرتا اور دنیا عقبی مین لعنت
وملامت کیا جاتا اب مدت سے میران کی اصطلاح قضایا مین مقرر ہوئے اجارہ اوسکا ہوتا ہے
جو رسوم کہ کسی مذہب مین کسی نے نہین سنے ظاہر ہوے ہین مفصل مین عوام مسلمانون کو
قضات بے ایمان ظلم وجور سے ڈراتے اور کسیقدر لیتے دیتے ہین گویا انہین بدبختون کی شان مین یہ آیہ
کریمہ نازل ہوئی ہے رَبَّنَا اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ورہ وہ مخرعات اسقدر
مضبوط ہو گئین کہ اسکا اعراف کرانا مشکل جملہ مخترعات سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی غریب مسلمان مرے
جب تلک نایب قاضی نہ آوے اور قاضی کا مقررہ اوسکو نہ پہونچے اعتقاد کرتے ہین کہ اوس میت کی
روح اوسکی گہر سے باہر نہین جاتی اور اگر اوس شخص کے ورثا سے وجہ معین باعث کم مقدوری
کے ادا نہو سکے تو مع عیال واطفال اسقدر نجس ونا پاک ہے کہ اوسکے مقوم اوسکا خورد ونوش

ناگوار کرتے ہین اور آگ و پانی تک نہین دیتے تب وہ لاچار ہوکر چوری ڈکیتی یا قرض و وام سے قاضی کی خدمت کرتا ہے اور بلا سے بے ایمانی سے رہائی پاتا ہے یہی رنگ ختنہ پسر اور نکاح دختر مین ہے کہ حد بلوغ پہونچکر بدون نکاح اور ختنہ سے محروم رہتے ہین جب تک نذرانہ قاضی کی فکر نکریوین کار مذکور کی تعمیل متعذر ہے اور جبکہ جس معاملے جی چاہتا ہے قاضی کو رشوت دیتا ہے کہ یہ کار میرا اسطور پر کر دو وہ قاضی صفت خور حق کا باطل اور باطل کا حق کر دیتا ہے اور اسی قبیل سے بہت باتین ہین کہ ذکر اسکا طول لاطایل ہے

صدر الصدور وغیرہ صدر ہای ہر صوبہ اور سرکارات کا بیان

اس وقت مین واسطے امتحان قضات اور تحقیقات احوالات کے ارباب استحقاق مقرر ہوتے تھے تا کہ کوئی جاہل قاضی نہو اور دین و ایمان سے بیخبر نہو اور کسی عاجز غریب کی املاک لینے کو غیر مستحق کو مستحق بنا وے اور جنین جاگیر ملتی ہے اونسے متغلب نہو سکے الحال کام صدارت کا کیا پوچھنا ہے ظلوم ہیبات ملحد و عجب ہے چھپایا ہزارون مسکین بیجرم کا خون اپنے ذمہ لیا الحمد قد کہ یہ اظہر من الشمس ہے گورنر بہادر نے بعد شکایت اور ان کے مظالم کی اطلاع کے جو کچھ قلیل وجہ سلاطین اور ناظمان عدالت نے جاری کئے تھے بحال رکھے اور جو کچھ ان بدبختون نے اڑائی تھی یعنی وجہ مرسومات صدارت کے جو ایکہزار آٹھ سو کئی روپیہ تھے پینتیس ہزار کئی تھے وہ معاف کردئے خداوند تعالی اپنا فضل کرے کہ گورنر بہادر وغیرہ سردار ہفتہ مین دو بار یا ایک بار واسطے پرورش احوال مظلومان بیکس کے مقرر کرین تا کہ خلق خدا ایسی بلاہای عظیمہ سے رہا ہو دارو غہ عدالت اور عملا اسواسطے مقرر ہوئے تھے کہ ہر ایک غریب و غربا کی رسائی حضور امرا و سلاطین مین مشکل سے ہوتی ہے پس وہ لوگ جای تعین پر اول روز سے ایک ثلث روز تک بیٹھکر گوش بر آواز غربا رہین جو کہ حاضر ہوکر کسیکی شکایت کرے اگر مدعا علیہ مرد متشخص اور اسکا طلب کرنا اوسکی قدر کی لائق نہو اوسکی وکیل ورنہ اوسکو طلب کرکر طرفین کا اظہار لیتے تھے اگر کوئی خفیف بات ہوئی باہم صلح و آشتی کرادی در صورت امر عظیم کے گواہ اور شہادت اور قسم وغیرہ وجوہات متقدمہ سے خوب دریافت کیا اور پھر اون مدعی اور مدعا علیہ کو مع کاغذ تحقیقات حضور شاہی مین جو کہ ہفتہ مین دو بار اسواسطے ہوتا تھا لیجاتے اور احوال عرض کرتے تھے بادشاہ اور ناظم جو وہانکا حاکم ہوتا فیصلہ کرتا تھا اگر اوس مابین مین فیصلہ نہوا اجلاس دیگر مین عدالت ہوجاتی تھی الحال وہ عدالت منافع کی ہوگئی لوگ اوسکی نوکری کو پیشکش اور نذرانہ دیتے ہین کہ عہدہ ملے اور حاکم جسکو چاہتا ہے یہ کام اوسکو حوالہ کر دیتا ہے چند روز قبل ازین دارو غہ وغیرہ عملہ اس عدالت کے

بالا تحصیل سے زیادہ اپنے واسطے اوسکے صاحب خدمت اور عملہ مفلوک چند روز مین زر بے حد
جمع کر لیتے تھے اور کوئی نہین پوچھتا تھا عدالت مین تحصیل زر کی کیا وجہ ہے پیشتر کے لوگ خدا کی ڈر سے
حق تلفی نہین کرتے تھے اور امرائے سلاطین بھی تجسس سے بیدین لوگون کو برسر کار نکرتے تھے جس کسیکو
خداترس صالح پاتے اوسکی سماجت کرکے اس کام پر مقرر کرتے اس نیت کے فیض سے رشوت لینا
محض کفر سمجھتے تھے الحال جملہ صفات حمیدہ سے درگذر کر بعض حکام اس قسم کے لوگون کے جو پابین
اور انہین کا نام کارگذار اور انہین کو مرد ہوشیار جانتے ہین (فاعتبروا یا اولی الابصار) پیشتر
مقام عبرت ہے اے صاحبان بصیرت ۱۲
غربا کی رسائی حضور پادشاہ مین نہایت آسان تھی اگر احیانا کسی پر ظلم ہوتا تو وہ مظلوم دو تین مہینے کی
راہ سے بادشاہ کے پاس آتا اور اپنی داد پاتا ہر چند کسیقدر ضعیف ہوتا اپنے قوی ظالم سے بدلا پاتا الحال
امرا لوگون کو گورنر اور انگلشیون سے رسائی نہین اور ارباب انگلشی یہان کے لوگون سے بہت کم ملاقات
کرتے ہین اگر دو ایک مرتبہ کسی صاحب مقدرت کو کسی کے توسل سے ملاقات میسر ہو چونکہ چندان التفات
اس دیار کے اخبار سے نہین رکھتے اور عملہ بھی نہین چاہتے کہ اظہار کشف ... اور اسرار اعلان
پاوے ایسے لوگ اوس مین کیسے خلق اللہ کا کیا انجام حال ہوتا ہے کیونکہ احوال اس وقت کے حکام کا یہ ہے کہ
کام پر توجہ نہین کرتے اور ایک شخص کو نائب اپنا کر دیتے ہین خواہ وہ اچھا ہو اور خواہ برا کچھ مطلب نہین
ہر چند کہ یہ کار نہایت مشکل ہے بکمال غور سے کرنا چاہیے اور عملہ پر اعتماد کرنا لازم نہین جیسا کہ کہا ہے ؎
بدیوان عیندار فریاد او + کہ نشاید ز دیوان بود داد او + مگر یہ لوگ کچھ اصل نہین سمجھتے جس شخص کو کہ مقرر
کر دیتے ہین اوسیکے کہنے پر اعتبار رکھتے ہین الحمد للہ کہ ۱۱۹۵ ہجری کے آخر مین داروغگی عدالت اور فوجداری
کی ہندوستانیون کے ہاتھ سے نکل گئی اصحاب انگلشی اس امر پر مامور ہوئے فی الجملہ ایذا و ضرر
خلق اللہ کی کسیقدر ضعیف ہوئی مگر چونکہ وہی عملہ مردم آزار نیابت اور جمعیت کے سلسلہ مین ہین وہ برسر
کار ہے اسیقدر یہان کی نقش و نگار کاسنہ پیدا ہے محتسب واسطے تحقیقات سنگ و وزن اور نکالنے غبن و خیانت
ترازو اور تقرر نرخ غلہ وغیرہ کو مقرر تھا تاکہ فروشندہ نرخ مقررہ سے تجاوز نکرین اور ان لوگون کے
اختلاف کا نگہبان اوسی سے متعلق تھی تاکہ لوگ بازار و محلہ مین مست و لا یعقل نہ پھرین اور شہر کے
مسافران کو زشت گوئی یا دیگر حرکات بے آبرو نکرین اور بیچارے صاحب عصمت بے جیالان
گلی کوچہ کی آمد و رفت مین جو اکثر فحش ہوتا ہے انکی بدزبانی سے بچی رہین الحال جو رسم کہ مقرر تھی اوس سے
زیادہ لیتے ہین اور ایک شہر بلکہ ایک بازار مین دو تین دوکان کی تفاوت پر نرخ کا فرق ہوتا ہے اور
یسی طور پر بچون کا حال ہے اور تمام بازار مین میکدہ اور گوشہ بلکہ جہان چاہین کمینہ لوگ مشغول

حصوص خدمتگار او خانسامان خلاصی تلنگہ ہرکارہ اپنے مالک کے اعتماد پر چونکہ اہل انگلشیہ کا اقتدار ہے مست و سرشار گہومتے پہرتے ہین اور متوالی صورت بنا کر بہلے مانسون کو تکلیف پہونچاتے ہین کہ ان بیچارون کو راستہ سے گذر کر اپنے مکانون پر جانا دشوار ہوتا ہو اور کہتے ہین کہ ای اللہ تو ہمکو ان کمبختون سے ہاتھہ سے نجات دے کہ مع الخیر اپنے مکان کو پہونچین و قایع نگار — و سوانح نگار — و ہرکارہ واسطے تحریر اخبار ہر صوبہ اور سرکار اور چکلہ کے مقرر تھے جو کچھہ وہان معاملات ہوتے تمام دن کے شام کو اور تمام رات کے صبح کو لکھکر بحضور بادشاہ ارسال کرتے داروغہ اوسکا خلاصہ حضور مین عرض کرتا اور ان لوگون کی عرضی مخصوص بادشاہ اپنے ہاتھہ سے کہولتا اور ہر ایک کا جواب لکھتا بادشاہ کو ہر ایک کی حسن نیت اور ضمیر معلوم ہوجاتے کہ کون کسکے ساتھہ کیسا ہے اور کیا چاہتا ہے اور وہ اسکا کسقدر نیک و بد واقع ہوا اگر معلوم ہوتا کہ اہل اختیار شاہزادون یا امراے عالی وقار سے اتحاد رکہتے ہین اونکو فوراً اس عہدہ سے دوسری جگہہ بدل دیتے چنانچہ عالمگیر کا رقعہ اسد خان آصف الدولہ وزیر اپنے کے نام تحریر کیا اس مقام پر بجنسہ درج ہوتا ہو جو اس معنی پر گواہی دیتا ہو

مقابل صورت رقعہ عالمگیر

فرزندزادہ محمد معزالدین سفارش فلان وقایع نگار نوشتہ چنین می براے او تجویز دوراز ان کار تغیر باید نمود کہ این وقایع نگار نماند ۵ چون اغرض آمد بہرا پوشیدہ شد ٭ صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد

مضمون رقعہ عالمگیر

فرزند ان کہ مزاج شناس می باشند سفارس وقایع نگاران امثال آنہا نمیکنند حسب التماس رعایتی باو بعمل آمد اما ازان کار تغیر شد آئیدہ ارتکاب چنین امور نبابد نمود القصہ چونکہ ملک داری مین عموم عباد کی اطلاع احوال سے خبرداری ضرور ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ آسایش خلائق ہو لہذا چار آدمی اس کام پر مقرر ہوتے تھے وقایع نگار سوانح نگار خفیہ نویس ہرکارہ تاکہ اگر کوئی خیانت کرے تو دوسرے کی تحریر سے واضح ہو در صورت اختلاف اخبار کے بعد تحقیق احوال مختلفہ خاین اور کاذب کی سزا ہوتی عہدہ سے برطرف کیا جاتا تھا الحال بلاد عظیم اور ہر قصبہ اور دیہات مین نوکران زمیندار اور عمال اور بعض مفتری اپنے تئین نوکر سرکار ظاہر کرکے انواع انواع قسم کا ظلم و فساد کرتے ہین اور کوئی پوچھتا بھی نہین باقی کسکا نام ہے فوجداران ثانی مرتبہ ناظم سے دوسرا درجہ ہے بعض فوجدار

کارہاے سلطانی مین تنہا ایسی جانفشانی کرتے کہ صوبہ داران ناظم سے تفوق کر جاتے اور مورد عطوفات سلطانی ہوتے یہ لوگ ہر صوبہ مین بقدر اوسکی وسعت اور کثرت زمینداران مفسد کے مقرر ہوتے تھے بعض انمین سے ہزاری منصب ذات اور کئی سو سوار اور بعض ہزار و پانصدی اور بعض دو ہزاری اور بعض دو ہزار پانصدی اور چند سہ ہزاری اور چہار ہزاری منصب ذات اور بقدر لیاقت او حاجت سرکار کے سوار اور جاہ و حشم نقارہ و علم رکھتے تھے اور بجاے معہودہ رہتے تھے اور عملۂ بادشاہی مانند منصب داران اور بخشی اور سوانح نگار اور خفیہ نویس اور ہرکارہ اور قاضی اور مفتی اور صدر الصدور اور محتسب اور دیوان اور داروغہ کچہری حتی مردہہ اور پیادہ ہاے براوری وغیرہ اپنے اپنے کام پر تعین تھے کسیکی تاب نتھی کہ ادنے نوکر بادشاہی کو برطرف یا معزول کرے اور مقدمات مالی اور خالصہ عملہ دیوانی مین مانع دیوان بادشاہی اور منصبدار اور بخشی کے تھے اور لشکرکشی وغیرہ تادیب و تنبیہ مفسدین مین تابع فرمان فوجدار تھے فوجدارون کو اختیار تھا کہ زمیندار وغیرہ فوج مقرر نکرنے پاوین یا کہ آلات رزم مانند بندوق توپ وغیرہ کے آراستہ کریں یا کوئی قلعہ کسی قلعہ کی مرمت نکرنے پاوے اگر احیاناً جملہ امور کسی نے بہم کرلیے ہون تو فوراً اوسے حکم دے کہ برطرفی فوج کرے در صورت عدم تبدیلی کے فوراً گوشمالی دے ایسا بند و بست کرے کہ تمرد کا اختیار نہو اگر مکرر سرکشی کرے اوسکو خارج کرے اپنے ملک مین جگہہ ندے اگر قید ہو جاے حضور مین روانہ کرے یا کہ وہین رکھے جیسا یہان سے حکم صادر ہو تعمیل کرے خلاصہ یہ ہے کہ مفسدون کی بیخ کنی کرے اگر مفسدون کی کثرت ہووے اور فوجدار اوس نواح کا تنہا گوشمالی نکر سکتا تھا اور فوجدار لوگ اوسکے ممد و معاون ہونگے کسی مفسد کو مجال نتھی کہ خالصہ بادشاہی یا کسی زمیندار اونکی جاگیر وغیرہ مین دست درازی کرے محال دار الحکومت سے فوجدارون تک بندہ کو چندان اطلاع نہین بعض متفرق محالات کی یاد ہے اونکے ذکر مین چندان فائدہ نہین لیکن اسامی محالات فوجدار نشین صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد کی خوب معلوم ہین اور انکا ذکر بہی مناسب ہے لہذا تحریر ہوتے ہین اٹھون سرکار صوبۂ عظیم آباد کی سرکار شاہ آباد۔ رہتاس ۔ بہار ۔ مونگیر ۔ چنپارن ۔ سارن ۔ ترہٹ ۔ حاجی پور ۔ فوجدار نشین رہے ہین یہان کے فوجدار لوگ مع عملہ و فعلہ مذکور کے پانسو سات سوار یا ہزار و دو ہزار سوار ہے ہین اور یہ سب فوج وغیرہ بادشاہی ملازم رہے ہین اگر کوئی امر عظیم پیش ہوتا اپنا منصب چھوڑ کر ناظم صوبہ کے پاس حاضر ہوتے بلکہ حوادث عظیمہ مین دو تین صوبہ کی ناظم جو باہم مقرب اور نزدیک تھے مع فوجداران ماتحت کے جمع ہوکر اوسکا تدارک کرتے تھے اور اگر اس سے بہی

زیادہ کوئی مہم ہوتی بادشاہ روزمرہ بذریعہ اخبار ہر جگہہ کے کوائف سے مطلع ہوتا رہتا تھا بعض امرای
عظام اور شاہزادہاے والا مقام کو فوج گران اور سامان بیکران سے روانہ کرتا اور ان لوگون کی
تمام حکم استقلال و پایداری ثابت فرماتا اور یہ لوگ جسطرح ممکن ہوتا بصلاح یکدیگر پایداری کرکی کار
سرکار مین جانفشانی اور مردمی کرتے تھے اگر کوئی قصور کرتا مورد غضب سلطانی ہوتا صوبہ بنگالہ مین
بھی شاید دس فوجدار نشین مقام تھے کہ تفصیل انکی یہ ہے — اسلام آباد — چاٹگاون — سلہٹ —
رنگپور — رانگاماٹی — قلعہ جلال گڈہ — پورنیہ — راج محل اکبرنگر — راج شاہی — بردوان
میدنی پور — نجشش بندر ہوگلی — محالات مذکورہ مین فوجداران بادشاہی اور جہانگیرنگر مین ناظم مع
عملہ و فعلہ سلطانی کے رعایا کی کامروائی مین مصروف رہتے تھے خلق خدا مصروف دعاے
بقاے دولت شاہی رہتی تھی قریب ساٹھہ برس سے کہ سلطنت سست ہوئی اور بادشاہ کم جرات
اور امراے نمکحرام ظاہر ہوے ہر جگہہ کے ناظم بمنزلہ بادشاہ ہوگئے لیکن ضوابط بادشاہی کی تبع سے
یہ لوگ بھی بدستور انتظام ملک محروسہ اپنے مین ایسا مصروف رہے کہ پھر بھی خلق خدا کو راحت
اور کمتر لوگون کو دقت رہی تا آنکہ ان تینون صوبہ پر مہابت جنگ متسلط ہوا چونکہ یہ شخص اقربا اور رفقا
بکثرت رکہتا تھا اور اکثر اونمین سے ہوشیار اور صاحب اقتدار اس ملک کے مدار المہام اور مختار رہے
اور خود بھی بکمال شجاع اور دانا تھا سلوک فرزندانہ کرتا تھا ہر ایک اوسکا متوسل بجاے فوجداران کی
مقرر اور تابع فرمان تھا اور اس ملک کے رہنے والون پر نہایت شفقت فرماتا تھا مہابت جنگ اور قبل
اسکی شجاع الدولہ اور سلاطین سابق بمقتضاے ریاست کے متعصب نہ تھے خلق اللہ کو یکسان نظر سی
دیکہتے تھے اور ہنود وغیرہ مخالفین مذہب کو بقدر لیاقت اقتدار اور اختیار دیتے تھے چنانچہ متصدی
وغیرہ انکے ہفت ہزاری اور ناظم صوبہ اور سالار فوج وغیرہ رہے ہین اور ہر شخص نے اوسکی دولت
سی بہرہ اوٹھایا فی الحقیقت بادشاہ کو یا جو کہ اوسکے مرتبہ کے برابر ہو لازم ہے کہ ترجمہ ظل اللہ پر نظر کری
جسطرح کہ خداوند برحق کو سایہ عباد پر نظر ہے وہ بھی پیروی کرے اور بعض تعصب مذہبی سے درگذرے اس ملک کا
حاصلات اسی ملک مین صرف ہوتا تھا اس سبب سے ملک کی آبادی تھی بدین وجہ اسکے زمانہ دولت
خلق خدا فارغ البال زیست کرتی رہی تا آنکہ مہابت جنگ راہی ملک بقا ہوا اور اوسکے تینون بھائی اوسکے قبل مرچکی
تھے سراج الدولہ اور میر جعفر خان ایسی مغرور دین سے دور پیدا ہوے نوکر بھی جیسے چاہیے بخوبی کار آئے
عدل و انصاف کے ضابطہ برباد ہوے الحال کہ اصحاب انگلشیہ نے باستماع حال فوجداری اور
آئین سابق سلاطین کے اپنے قلمرو محروسہ مین مقرر کیا ہے محض بے سود بلکہ موجب ازدیاد ظلم اور

تصدیع ہے خصوصاً جہان کہ مقامات فوجدار ہین ہم کام کرنا چاہتا ہے وہ مطلق نہین ہوتا زمینداران عمدہ
اپنے اپنے مقامات پر مختار اور مدار المہام جمیع امور کے ہین اور وہ سرکار انگلشی مین مورد عطوفت
برخلاف دستور ماضی اسکے ہین قتل و غارت سے باز نہین آتے فوجدار کی مجال نہین کہ اونپر حکومت کرے
یا دادخواہون کا انصاف اونسے دلاوے یا جسکا مال وہ لیگئے ہین استرداد کرے اب فوجداری اسکا
نام ہے کہ جہان مقام سکونت فوجدار ہے وہان کے لوگون سے روپیہ حرام کا جمع کرین اندیشہ باز پرس
کو مطلق رہا نہین صاحبان انگلشیہ کو جانتے ہین کہ ہندوستانیون سے ملتفت نہین اور ہندیون کی
جنرال گورنر وغیرہ صاحب اختیار کی خدمت مین رسائی ہے ہر طرف سے دلجمعی حاصل ہے فوجدار لوگ
خلق اللہ کو ناکام اور اپنی بدنامی مشہور کرا دیتے ہین ظاہرا جو کام کمیٹی کلکتہ اور گورنر جنرل کی پیشگاہ
سے حکم ہے وہ بھی دو تین ہین کہ بلاد مشہورہ اور قلمرو کمپنی مین رہزن ڈاکو نہ آنے پاوین انکی سزا کرین
اور تفصیل مین بھی کوئی غارتگری نکرنے پاوے اور دزدی اور غارتگری اور زنا اور خون ناحق کا تدارک
انکے ذمہ ہے اسقدر کام مہابت جنگ کے عہد مین اور نیز تمام شہرہای عمدہ مین کوتوال
مین تھا ان فوجدارون سے ہزار درجہ بہتر انجام دیتے تھے انہین اور سابق کے عمال و کوتوال
مین بھی فرق تھا ہے کہ سابق والی آقا کے خوف سے مجال ظلم و ستم نرکھتے تھے اور یہ لوگ بیخوف جو
چاہتے ہین کرتے ہین خصوص اون لوگون سے جو انسے رجوع نہین اگر ایسا ناگوار
تک پہونچی ان لوگون کے مربی بخوف باز پرس کے وسیلہ اوٹھا کر اور اوسکے دروغگوئی کی اثبات
مین روپیہ خرچ کر کر نہین فرصت دیتے کہ مظلوم داد پاوے خیر اب کچھ حال اس وقت کا
جو اصحاب انگلشیہ کی ضوابط مین ہے بیان کرتا ہون شاید کہ پسند گوش ہوش ہوا اول یہ کہ جسوقت
سے یہ تینون صوبہ تسخیر ہوے کوئی مالک نہین یعنی ایک شخص جسکے نسلاً بعد نسلاً وراثت ہو بلکہ
گویا فرقہ انگلشی مالک ہین کیونکہ کمپنی ایک آدمی نہین بلکہ بہت سے لوگ ہین اور وہ بھی یہین
نہین جو کہ مالدار ہے روپیہ داخل کرکے داخل کمپنی ہوا اور اوسکی طرف سے بھی ایک شخص یہین
یہان کا حاکم اور مالگذار نہین چنانچہ اس بیس برس مین زیادہ پانچ چھہ سات لوگون سے گورنر ہو چکے
ہین اور جو شخص کہ گورنر بھی ہوتا ہے وہ بھی اپنا اختیار نہین رکھتا پانچ آدمی کمیٹی کے مختار اور
جمیع کار ہین اور یہ لوگ ہمیشہ باہم متنازع اور اپنے عزل و نصب کے اندیشہ مین رہا کرتے ہین
دوسرے یہ بات ہے کہ بے مالک کا گھر آباد نہین ہوتا اور بسبب بے مرمتی کے چندروز مین ویران ہو
جاتا ہے تب ایسا ملک وسیع جب مالک نرکھتا ہو کیونکہ آباد رہ سکتا ہے اور مالک کے سوا جو

ہوگا اپنا فایدہ چاہیگا اوسکی خرابی کی پروا نکریگا اور نہین چاہتا کہ غیرون کے فایدہ مین اپنا نقصان کرے
ہان اندیشہ بازپرس اگر ہے تو اسقدر مختار رہیگا کہ بدنامی ملے اسقدر بھی کہ گورنر عماد الدولہ ہیسٹنگس بہادر
کی کوشش کی دوسرے کی مجال نہ تھی اجوال اتباع بھی اسیطرح پر ہے اسیطرح پر پانچ چھہ کونسلی
ہر ضلع مین رہتے ہین اور باہم متنازع وہانکا حاکم بھی تنہا مستقل نہین بلکہ مدت مدید کے رہنے کی امید بھی
نہین ہمیشہ عزل نصب پر کان لگاے رہتا ہے اور علت سینی اگر باہم کچھہ جھگڑا ہوا گورنر یا کمیٹی کو لکھیں
وہان سے حکم طلب کرین ارباب کمیٹی گورنر کا یہ حال ہے کہ کل نام اونکے اخبار مین ہے جملہ امور عظیمہ کی تدبیر
اور تسخیر ملک اور اوپر پرسش مخالفین اور ہرسہ صوبہ محروسہ کی مالگذاری اور ولایت کی تحریرات اور بندوبست
کی تدبیرات اور تحریر حساب اور سرانجام مایحتاج کمپنی اور فہمید حساب مداخل مخارج وغیرہ انکی تفویض
ہی ضلعہ دارون کے جواب کی فرصت کہان اگر کچھہ ضروری ہوا اور فرصت ملی لکھدیا ورنہ برسون وہ معطل
رہتی ناکہ ہر قسم کہ رای کو نسلیہ ہر شش ضلع کے متفق ہوے خواہ مناسب ہو یا نہ وہی تعمیل ہوتی ہے اگر
ایک شخص مقرر ہوا وہ یہ سمجھے کہ یہان کی نیک بدکی جوابدہی میرے ذمہ ہے البتہ رات دن اوسکے
انتظام سرانجام مین ساعی رہیگا اور کونسل اور کمیٹی لی تقریر مین ایک دوسرے پر تہمت رکھتا ہے
کوئی اپنا الزام نہین پسند کرتا دوسرے پر ڈالتا ہے زمانہ سلف مین جسوقت دوسری ولایات کی
فوجین یہان آنکر فتحیاب ہوین جنہین ارادہ اقامت نتھا قتل وغارتگری کر کے اپنی راہ لی اور جنہین
منظور ہوا مقیم ہوے اس ملک کو اپنا مرکز دولت سمجھکر باقیماندون کے ساتھہ نہایت لطف و
مدارات فرمایا اور رعایا کی آسایش وبہبودی مین ساعی رہے تا آنکہ زمانہ دراز گذرا اور توالد وتناسل
ہوا اور زمان ہمدگر سے واقف ہوکر اونکی اولاد یہان کے لوگون سے برادرانہ پیش آنے لگی باوجودیکہ
اہل ہند اکثر مسلمانون سے بسبب اختلاف مذہب کے پرہیز واجتناب رکھتے ہین مگر کثرت اختلاط سے
ایک دوسری رسم وضع مین دست گریبان ہوے اور وحشت نفرت درمیان سے جاتی رہی انس و
محبت کا رجوع ہوا باہم شیر وشکر ہوگئی اولاد رئیس کی شاہزادہ کے نام سے مشہور ہندو مسلمان کے
بزرگ بھی گنے اور ہر شخص اونکی اطاعت مین حاضر ہوا اور شاہزادون نے اس ملک کو اپنا ملک
جانا رعایا کو بجاے اولاد پرورش کرتے رہے تا کہ مقابلہ اور آئین جملہ احوال سے ہون بندہ نے
اس حسن سلوک کے نتیجہ اور بدسلوکی کے ثمرکے ذات شاہزادہ عالی گوہر جو بادشاہ ہمارے عصر کا ہے کی جنگ
مین جماعہ انگلشی سے دیکھا اور سنا اول جب شاہزادہ موصوف کی آمد آمد صوبہ اورنیہ عظیم آباد
مین گرم ہوئی عامہ رعایاے شہر بے اسکے کہ کوئی احسان اوسکا دیکھا ہو یا کسی نے خوان کرم اوسکی سے

ذائقہ ولذت پایا ہو بپاس انعام وآرام سابقہ کہ آباء و اجداد اوسکے سے دعاگوے فتح وظفر تھے جب وہ
پہونچا اور اوسکے لشکر اور امرا کے ہاتھون سے ظلم سرزد ہوے اور اوسوقت مین انگلشیون کا نہایت
اہتمام تھا کہ کوئی ہمراہی انکا کسیکو آزار نہ دے اور جسجگہہ انکا سردار یا لشکر جاتا ممکن نتھا کہ کسی پر ظلم ہو
تمام خلق کو بندہ نے دیکہا کہ شاہزادہ مذکور کی دوبارہ سہ بارہ کی آمد آمد مین بہ نفرین بادشاہ اور دعاے
انگلشی کرتے تھے الحال کہ بے اتفاقی صاحبان اور اونکے حکام کی جور سے جان بلب ہوگئی ہین
احوال سابق کے برعکس ہوگیا ہے بعض ارباب انگلشیہ کے سرکار مین ہر کارہ جس قوم کا ہو داخل
دیوان خانہ اور مدار علیہ اکثر امور کا ہوکر اول خود اعزہ مرام کو رنجیدہ کرتا ہے اگر کسینے کچھہ دیا تو خیر کسیقدر
راضی ہو گیا اور اوسکی ملاقات کا روادار ہوتا ہے ورنہ کیا مجال کہ صاحب تک رسائی ہو دوم اختلاف
زبان کیا برا امر ہے جسکے وسیلہ سے انسان کے دل کا حال معلوم ہوتا ہے اکثر انگلشی یہان کی زبان
اور ہندی اونکی زبان نہین سمجھتے اس سبب سے اکثر اوقات جو لوگ غرضمند ہین صاحبان مذکور
کی عدیم الفرصتی سے ہندیون کی مصاحبت عالم تصویر ہے دونون جانب سے کچھہ سود محبت نہین
پہونچتا جو کہ ہندی زیادہ محتاج ہین اکثر مستغنی ہین اگر دیوان یا منشی کو واسطہ بناوین گویا دو تین آدمی بیچ
ماہر کیا یہ بہی ایک سبب دل کشیدگی کا ہے یہانکے رسم وطریق راہ روسے بخوبی آگاہ ہوجاے
اور یقین ہے کہ وہان کے کام بہ نسبت بیگانہ اجنبی کے بہتر اور بخوبی سرانجام کرے اور چونکہ کل مایحتاج
بطور اپنے ولایت کے رکہتے ہین اس نظر سے اکثر اہل حرفہ مفلوک اور تحصیل قوت لایموت سے
عاجز اور لاچار ہین کیونکہ مالک اور حاکم تو یہ ہین یہ بیچارہ کسکا دروازہ جہانکین ہان چند لوگ مانند معمار
ونجار و آہنگر وغیرہ بہی کسیقدر اس فرقہ کے عہد مین خوش ہین باقی کل پیشہ دار نہایت مفلس
نوبت بگدائی پہونچے ہین اکثر جلاوطن ہوگئے بعض حب وطن مین گرفتار حسرت واندوہ ہین
اور اسوقت اس پریشانی مین کہ رات کے کہانے کا ڈول نتھا کہ عملہ فوجداری کی آفت بلند ہوئی
خیر اب بہی شکر ہے کہ ہندیون کے ہاتھہ سے فوجداری نکل گئی جب سے کہ انگلشی کے قبضہ مین
فوجداری گئی ہے کسیقدر تخویف بدعت اور موجب امنیت ہے تیسرے سابق بہی اس ملک
مین یہ ضابطہ تھا کہ جو شخص جس کام مین کامل ہوتا اوسکو ویسا ہی کام ملتا تھا دنیا مکدر ہو رہی
تھی اب اہل انگلشی مین اسکی پابندی کچھہ ضرور نہین بلکہ مدارج نوکری اور پاس رعایت پیر
خیال سے ہر چند محض اجنبی اور لائق کار نہو اور یہ بہی گمان نہین کہ ایک شخص کسی جگہہ پر مقرر ہو
اور وہان کے کل وجوہات واطراف سے آگاہ ہوکر لیاقت کے قریب پہونچا ہو اوسی وقت وہ معزول

اور دوسرا مقرر ہوتا ہے اور نیز چونکہ آمد و رفت ولایت کی بھی جاری ہے اور ایک جگہ استقامت کی امید
نہین ہے عدم مہارت اور بے خبری معاملہ رہتی ہے اور پھر یہ کہ بیماری انگلنڈ وغیرہ کو جایا کرتا ہے
ان دونون باتون مین انتظام کا بڑا خلل ہے بیشتر یہان کا رویہ نہین رہتا تھا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص نے
برسون محنت کر کے مہارت کار کی پہونچائی امیدوار مرتبہ حکمرانی کا ہوا ناگہان دو تین آدمی تازہ وارد
بیخبر محض نے پہونچکر اسکا مرتبہ لے لیا اور وہ کاردان بیچارہ محروم آزردہ ولایت کی راہ لیتا ہے جب بے خبر
جانشین ہوئی یار لوگ آپہونچے اور چھوٹنہ سچ کی سیر باغ دکھلا کر مرجع کار ہوئے کامون کو ضائع اور درہم
برہم کرنے لگے جب تک یہ تازہ وارد اپنے ہمنشینون کے حال سے ماہر ہون افسوس ہے اگر اتفاقاً کوئی
کاردان بھی نہین درمیان مین رہا تو بھی کام تو کونسل پر ہے ایک کے کہنے سے کیا ہوتا ہے باقی تین چار
بیخبر کب اوسکی تصدیق کرتے ہین جیسا کہ گورنر جنرل کو ہنگام ورود اور جنرل کلاورن وغیرہ کو پیش ہوا تھا
چوتھے کونسل جسکا موجد سنت شورای ہے جو خلیفہ ثانی نے درباب تقرر خلیفہ کے اختراع کی تھی اور
اوسکی غرض جریان امیر المومنین کے مرتبہ خداداد سے تھی اور مطلب چند اصحاب کی راے سے ہے
اگر اختلاف ہو جدہر راے کی کثرت ہو اوسے قبول کرتے ہین درصورت تساوی کے طرفین پر جون کہ
صاحب کلان بنا بر رفعت مرتبہ کے دو شخص کے برابر ہے جسطرف وہ ہو وہی بات مقبول ہوگی چنانچہ
شورے مین عبد الرحمن تھا یہ ضابطہ اگرچہ عمدہ ہے لیکن بشرطیکہ درمیان مین کوئی غرض نہو
اور الحال یہ امر نہین اور نہ شورے مین تھا سواے اسکے امور کلیہ عظیمہ مین چاہیئے کہ جزویات اور
بدیہیات مین قرار یہ ہے کہ جسقدر امور دو تین روز تک صاحب کلان کے حضور مین التماس کرین وہ
ٹھہر رہین بروز کونسل پیش ہون اور ارباب احتیاج کے وکلا حاضر ہون اون مین سے جو فیصلہ ہوا
اوسکا جواب صادر ہوا ورنہ کونسل آئندہ پر امیدواری رہی اکثر ایسا ہوا کہ بعض صاحب صاحب کو عناد ہو
دو ایک ایک جانب ہوگئے اور دو تین طرف دیگر اب امیدواری مین گذرنے لگی اگر اتفاقاً کوئی کامیاب
اور اگر خایب اور خاسر ہوتا ہے جیون کہ زمانہ سابقہ مین ایک شخص کاردان احوال اشخاص سے
واقف کارگذار فرمان روا ہوتا تھا اور دو تین عملہ رکھتا تھا بمجرد التماس دادخواہ کے مطلب سمجھکر
اوسیوقت حکم فیصلہ صادر ہوتا تھا برسون امیدواری نہین کرنا پڑتی تھی اس جماعہ کے ابتداے
حکومت مین بھی کہ ایک صاحب کلان اور ایک نائب کارگذار مانند مہاراجہ شتاب راے وغیرہ کی
مقرر تھا بہر صورت انجاح مرام انام ہوتا تھا اگرچہ مانند زمانہ سابق کے نقص سے خالی نتھا
لیکن بہر صورت کام تو وقت ضرورت پر نکل جاتا تھا چنانچہ بروقت معزولی مہاراج

مذکور کی جارج ونسطرت ہوشیار جنگ صاحب کلان تھا اور مرجع معاملات ہوا بندہ نے عرض کی کہ
مہاراجہ شتاب راے دونون وقت قریب دوپہر اور ثلث شب تک متوجہ فیصلہ ارباب حاجت ہوتا
تھا بلاتامل حاجتمندون کی رفع حاجت ہوتی تھی الحال کسطرح پر اونکا تدارک منظور ہی فرمایا
کہ مانند مہاراج کے مجھسے دربار نشینی اور معاملہ شنوی نہین ہوسکتی الا جسکو عرض ہو مجھے اطلاع
کرے حال دریافت کرکے تدارک کیا جاویگا بندہ نے کہا درباریون کو حکم ہو کہ ہرایک کا عرض حال کیا کرین
اسی سبب سے اسیوقت تاکید فرمائی چونکہ نافذ الامر ہوشیار کارگذار تھا دیوان ومنشی وغیرہ کی تعلیم و
تلقین کا کبھی پابند نہوا جیسا کہ کہتا تھا کرتا رہا تب سے یہ حال بند ہوا اور مرجع کار عظیم ہوا لوگون کو آزار
پہونچنے لگا مگر چند روز مستریون لانے بہی مستغیثون کے آنسو پونچھے دیکھیے آیندہ کیا ہوتا ہے ظاہر ہے
کہ ایک آدمی کی استرضا آسان ہے الا بندہ بیش لوگون کی دلجوئی جو مع ارباب کونسل اور اونکی
ماتحتون کے ہوتے ہین ایک عاجز سے ناممکن ہے چنانچہ مہاراجہ شتاب راے کی معزولی کو چند روز
بعد جب عید رمضان آئی اعیان شہر اور ارکان دولت نے بضرورت نذر مبارکباد کی حسب ضابطہ ہند ہر پنج
اہل کونسل کو دی ہوشیار جنگ نے اس حال کو سمجھکر خیال کیا کہ جسکو ایکروپیہ یا اشرفی نذر دیتا تھا
اب اوسے پانچ چاہیئے لاجرم عید الضحی مین حکم دیا کہ فقط ایک نذر صاحب کلان کو کافی ہے اور کسیکو نچاہیئے
اور اسی طرز پر تعمیل ہوئی بعض خوشامد پسندون نے باوجود ممانعت صاحبان دیگر کے مکان پر
جاکر نذر دکھلائی اوسوقت اورون کو اقدام کرنا پڑا کہ مبادا یہ گمان کرین کہ ہندوستانیون نے
ہمین کم قدر سمجھا پانچوین اختلاف اصحاب انگلشی وضع دربار مین ہمیشہ حکام ہندوستان ہر کام کو
تقسیم اوقات کرتے تھے جسکے تعمیل مین فرق نہوتا تھا اونمین دو عمدہ تھے اول کار ملکی و
مالی دوم مقدمہ عدالت وداد دہی ان دونون کیواسطے ہفتہ مین دو دن مقرر تھے باوجود شان
وشوکت خداداد کے دونون روز کچہری کرکے بار عام دیتے تھے اور ہرایک حاجتمند کی حاجت
رفع ہوتی تھی اور بادشاہ بہی اپنے ملک اور عملہ کی حقیقت سے آگاہ ہوتا تھا اکثر اوقات یکجا ہوکر
تھے اپنے ملک مین دورہ کرتے تھے اور ملک رعایا کا حال اپنے آنکھہ اور کان سے دیکھتے سنتے تھے
اسیطرح دو روز عدالت مین بیٹھکر فریاد سنتے اور داد دیتے تھے اور خلق اللہ کے اژدحام اور
غوغا سے دل تنگ نہین ہوتے تھے اور اصحاب انگلشی جیسا کہ اوپر ذکر ہو گیا ہے بار عام اور ہجوم
انام سے نہایت نفور اور دور ہین اور اس سبب سے یہان کا حال اوس جماعہ سے مستور اور
بعض خلائق اونکے فتوحات سے محروم رہا اوس مین اگر کوئی وقت مقرر کرین اور عام دربار کرکی

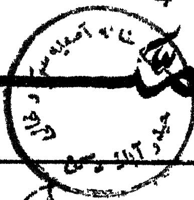
انکی عرض مین اگرچہ خالی ہرج سے نہین لیکن طرفین کو اکثر مفید ہے اسی ملاقات اور مصاحبت مین
فائدہ شناسائی اس ملک کے لوگون کا ہے جسکو چاہین اوسکا مرتبہ امتحان کرین اور ہرایک سے
حسب حال سلوک کرین اور جسکو لائق کار سمجھین اوس سے اپنے کام لیوین تو چھٹے متمتع ہونا لوگونکا
حصول منفعت سے سلاطین سابق جو بعد تسخیر ملک ارادہ توطن کرتے تھے ممالک مقبوضہ اور
اوس حاصلات کو اپنا خالصہ کرتے تھے بلکہ اوسمین بھی یہان کے لوگون کے مشاہرہ اور جاگیر
اور املاک وغیرہ لکا ال دی تھی باقی دیگر وجوہ محاصل اور مداخل کو پرورش خلق کے واسطے چھوڑ دیتے
تھے مسلم و ہنود ہر شخص جاگیرات عمدہ پاکر اور بھی ترقی کے امیدوار رہا کرتے تھے بعد اظہار خیر خواہی
کے مراتب عظمی پر فائز ہوتے تھے کچھ ترقی ہم قومی پر تھی تجارت وغیرہ مین ہرچند کروڑون کا فائدہ تھا
مگر خلق اللہ کے واسطے واگذاشت کیا تھا اور ہر مطلق التفات تھا لاکھون آدمی سوار و پیادہ کی زمرہ
مین سلاطین و امرا کے پیشگاہ سے پرورش پاتا تھا الحال تھوڑی سے آدمی جاگیر اور ملک اور التمغا مین
وجہ قوت پاتے ہین اور اوسمین بھی بسبب اقتدار عمال اور زمینداران مفسد اور مستاجران ظالم
کی نقصان ہے جیسا کہ اہل املاک کے احوال مین طہور اللہ بیگ وغیرہ کی تعدی کی ذکر ہوئے الحمد للہ
کہ ایک برس کی محنت مین جو اہل املاک مین کیے گئے گورنر جنرل بہادر کی فیاضی سے وہ بلا دور
ہوئی اور تھوڑے سے لوگ تلنگون کے زمرہ مین پرورش پاتے ہین انہین دونون صوبہ مین
چالیس پچاس ہزار سوار تھے اور کئی ہزار تجار اپنے پیشہ سے فارغ البال تھے اب سوارون کی نوکری
تو بالکل موقوف اور ہر قسم کی تجارت مخصوص کمپنی ہوگئے بلکہ ارباب انگلشی خواہ ملازم کمپنی ہون
یا نہون سب تجارت پیشہ ہین ہان اکثر سرداران سپاہ کہ اس کام سے پرہیز رکھتے ہین جسوقت حکام
ذی اقتدار تجار ہون رعایائے بیچارہ کیونکر اس کام سے فائدہ پا سکتی ہے ہزارون اہل حرفہ بنا بر عدم
رجوع اہل انگلشیہ کے اونکی صناعت کی طرف وجہ معاش سے محروم ہین اور یہان کے صاحب مقرر نکو
بوجہ مذکورہ دسترس نرہا کہ ان لوگون کو نفع دے سکین مجال حیرت اور محض قیومیت الہی ہے کہ اکثر
اہل حرفہ یہان کے اس حال مین زندہ مع عیال و اطفال کے اوقات بسر کر لیتے ہین اگرچند ہزار سوار
سرداران مشہور کے رسالہ مین مانند شیخ معز الدین خان لکھنوی اور احمد خان برادر دلیر خان وغیرہ کی
ہندوستانی روپیہ پر نوکر سرکار کمپنی رہین اور جو ملک کہ تسخیر ہوا ہو اوسمین ملازم کرین اکثر محاربات
خصوص اوس لڑائی مین جو کہ سکھ اور مرہٹہ سے واقعہ ہو ترک سوارون سے بہتر جانفشانی کرینگے
اور انکی ذات سے اس ملک والون کو بھی فائدہ پہونچا امید ہے اور نیز دیگر فوائد بھی مانند افزایش

آبادی اور توفیر حاصلات ملک وغیرہ کی بھی متصور ہے سلاطین اقتدار یا زمینداران کا اور اعتماد کرنا اوپر اس جماعت کے بیان سے کہ بادشاہان خردمندوں گذشتہ کا یہہ مقولہ تھا کہ زمیندار لوگ قابو طلب کوتہ اندیش بے ادب محض ہوتے ہین اور انکے قول اور فعل کا کچھ اعتبار نہین ہے اور جو شخص کہ انکی باتون پر اعتماد کرے وہ بڑا بیوقوف ہے اور نہایت نگران انکے حال کے رہتے تھے تا اس فرقہ خود غرض کو مجال تمرد اور سرکشی کرنے کی نملی کیونکہ یہہ سب لوگ اکثر خلق خداوندکریم کی ایذا رسانی مین مصروف اور مشغول بدل وجان رہتے ہین قطاع الطریقی رہزنی کیا بڑی قتل و غارت اور مسافر لوٹنا ملک کو ویران کردینا اور مالگذاری مین جسارت کرنا اور علی ہذا القیاس جو جو باتین کہ غیر مناسب ہین انہین سب کی ذات سے وقوع مین آتی ہین پس انکی گوشمالی کے لیے فوجداران عالیشان اور عملہ داران متقدر مقرر ہوتے تھے اور وہ لوگ اوپر قول اور فعل ان فساد پیشہ کا اعتماد نرکھتے تھے (ونسئلہ التوفیق انہ خیر صاحب ورفیق) سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے ؎ خداترس را بر رعیت گمار ✤ کہ معمار ملک است دانا سے کار ✤ بد اندیش تست آنکہ خونخوار خلق ✤ کہ نفع تو جوید در آزار خلق ✤ ریاست بدست کسان خطاست ✤ کہ از دست شان دستہا بر خداست ✤ نکوکار پرور نہ بینید بدی ✤ چو بد پروری خصم خون خودی ✤ پس اون لوگون گذشتہ کو خیال اسبات کا بہت رہتا تھا کہ خلق خدا کو رنج نہ پہونچے اور اوپر ان اشعار کے عمل رکھتے تھے اور یہہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم خلق خدا کو آزار دینگے ایسا نہو کہ خداوندکریم ہمسے اس سلطنت کو چھین لے اور نہ معلوم کہ کس کس عذاب مین گرفتار فرمائے یہانپر ایک حال عجیب و غریب لکھتا ہون کہ بالفعل مروج زمانہ ہے کہ جس کسیکو کچھہ بھی مقدور ہوتا ہی اپنے سے بڑھکر کسیکو نہین سمجھتا اور جانتا ہی کہ جو کچھ ہون تو مین ہون مجھسے بڑھکر کوئی نہوگا اور طریقہ بزرگونکو کہ اپنے تئین ذرہ بیمقدار سمجھتے تھے اپنا کسر شان سمجھتے ہین اور ماورا ان بزرگون کے رسول مقبول سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ اعقل الناس فخر موجودات کہ صاحب وحی تھے جناب حکیم خبیر کے فرمان سے کہ شاورہم فی الامر مامور تھے اوسپر کوئی امر بغیر مصلحت جناب باری کی نفرماتی تھے اور اوسوقت کی لوگ بھی جو کام کرتے تھے بغیر صلاح آنحضرت کی نکرتے تھے اور یہی حال گذشتہ سلاطین کا تھا کہ ہمیشہ ہر کام کو سمجھکر اور صلاح کرکی انجام دیتے تھے اور یہہ لوگ جو فی زماننا موجود ہین جو کار کہ چاہتی ہین خودروی سی کر دیتے ہین نہ مطالب کلام خدا سی نہ حدیث سی غرض نہ گذشتہ لوگونکی افعال پر خود اپنے کو ارسطو صفت سمجھتے ہین جو چاہتی ہین کرتے ہین اگر کوئی عالم کچھ سمجھائی ہرگز نہین مانتے اگرچہ وہ کیسا ہی سچا ہو اور کہتے ہین کہ جسکے پاس وہ سہ ہوتا ہی اوس سے ایسی ہی باتین خوشامد کی کرتی ہین کہ خدا نے یون کہا ہے اور رسول نے یون کہا ہی اور یون ارشاد فرمایا ہی ہم خود عقلمند ہین بلکہ اونکو عقل سکھا دیتے ہین سبحان اللہ کیا عقل ہی اور کیا انصاف ہی جو رسم اس ہند کی رائج ہی خصوصاً الحال اور بھی زیادہ تر دکھائی دیتی ہی اور برخلاف زمانہ سابقہ اور ضابطہ ارباب خایقہ کی

زمینداران اس ملک کو سرداران انگلشی نے اپنی ملک کے ضا الطہ سے کراو نمین ہر ایک شریف و نجیب اور ملک
اور ولایت کی ہین چند ہزار گز زمین یا دو تین کوس زمین کا ایک باغ وغیرہ لگا کر فارغ البال گذرا اوقات کرتے ہین
اور باہم ساتھ ایک دوسرے کے برادرانہ سلوک رہتی ہین یہان کے زمینداروں کو معزز اور صاحب شخصیت
آبرو طلب سمجھا ہے اور اوسکو زمینداری کے کاروبار کا اختیار دے دیا ہے اونہون نے تمام ملک
کو ویران کر رکھا ہی اور بیچارہ شرفا و نجبا کو تنگ کر کے منتظر فرصت بیٹھے ہین کہ اگر کہین سے فتنہ و فساد
اوٹھے فوراً باغی اور غایب اور غاسر ہو جاوین اور بالفعل انکی دست ضرب دیکھکر دُم دبا ے اپنی
کارروائی کر رہے ہین اور ارباب انگلشیہ اونکے مفاسد دلی پر آگاہ نہین ہین یا شاید اور کوئی مصلحت
ہووے کہ وہ ہمین نہین معلوم ہے آٹھوین یہہ ہے جیسا کہ پیشتر بھی ہم لکھ آئے ہین بلکہ گورنر اور ارباب
کمیٹی صدار جواب ملتمسات مردم اور وہ احکام کہ درباره انھون کے ساتھ اصحاب کونسل اور اضلاع اور
دیگر اتباع بسبب مرجوعات کثیر کے نہایت درنگ کرتے ہین یہ بھی موجب پریشانی عوام ہے اور اگر
کوئی شخص اس کام کی پیش کرنیکو کسیوقت مخصوص پر معین ہو چندان اصدار احکام مین ابتری نہو اور
رفاہ رعایا ہوتا ہے اور کچھہ انگلشی کی ظاہر اقباحت بھی نہین معلوم ہوتی ہے واللہ الموفق والمنۃ مدتعالی
کہ بعد تحریر سطور ہذا کے خود اس کام کے واسطے کمیٹ مقرر ہوئی اور کسیقدر انتشار کاربار عرض
ارباب حاجات سے دور ہوا نوین جیسا کہ گذارش ہوا کہ بیچ سرانجام کار کے کارروائی ضرورت طے ہے
اور نہ مراتب نوکری و رفیق پروری اگر پاس مراتب نوکری ہے انگلشی کاردان سیم النفس ہوشیار ہر ضلع مین
مقرر ہون اول احوال اونکا دریافت کیا جاوے ہرگاہ کہ لایق کار ہون اونکو مامور کرین اور اونکے ساختہ
اور پرداختہ کو معتمد علیہ جانین اور ہر ضلع کے واسطے دیوان کارگذار متدین معتمد مقرر ہو بطور قانون گو کہ
اسلام شاہ نے ہر پرگنہ مین مقرر کیا تھا اب ایسا ہی انقلاب کونسل مین بدون تقصیر معزول نہو چونکہ ارباب کونسل
جاوید ہین اور کارگذار مذکور نوکر چاہی کہ نوکرانہ طور پر رہے اور صاحبان کمیٹی اوسکو دولتخواہ سمجھکر اوسکی صلاح اور مشورہ
کو معاملات مین سنا کرین نہ کہ اوسکو فاعل مختار بناوین اور اوسکا کیا دہرا پسند طبع ہوا انکا کام کارین ایسی امور سے
رفاہ کہان بلکہ بخشش خلق خدا اور بدنامی حکام متصور ہو اور مدام شب و روز کیا ظاہر کیا باطن پوشیدہ نگران حال
ہر ایک کارندگان و مامورین کے رہین اور دیوان اور منشی وغیرہ کو مرجع معاملات نکرین جیسا کہ
حاجی ورنشرٹ ہوشیار جنگ بہادر کے عہد مین تھا جسوقت کہ کوئی خیانت اس نوکر کارگذار سے ظاہر
ہو اوسکی جزا و سزا بقید جرم سنگین کرین کہ دوسرون کو جو کہ اس عہدہ پر مقرر
ہین عبرت ہو اور جب بنا ہی مشورہ کونسل ہو کثرت سے زیر کرین اور دو تین آدمی مشورہ کرین کیونکہ کثرت

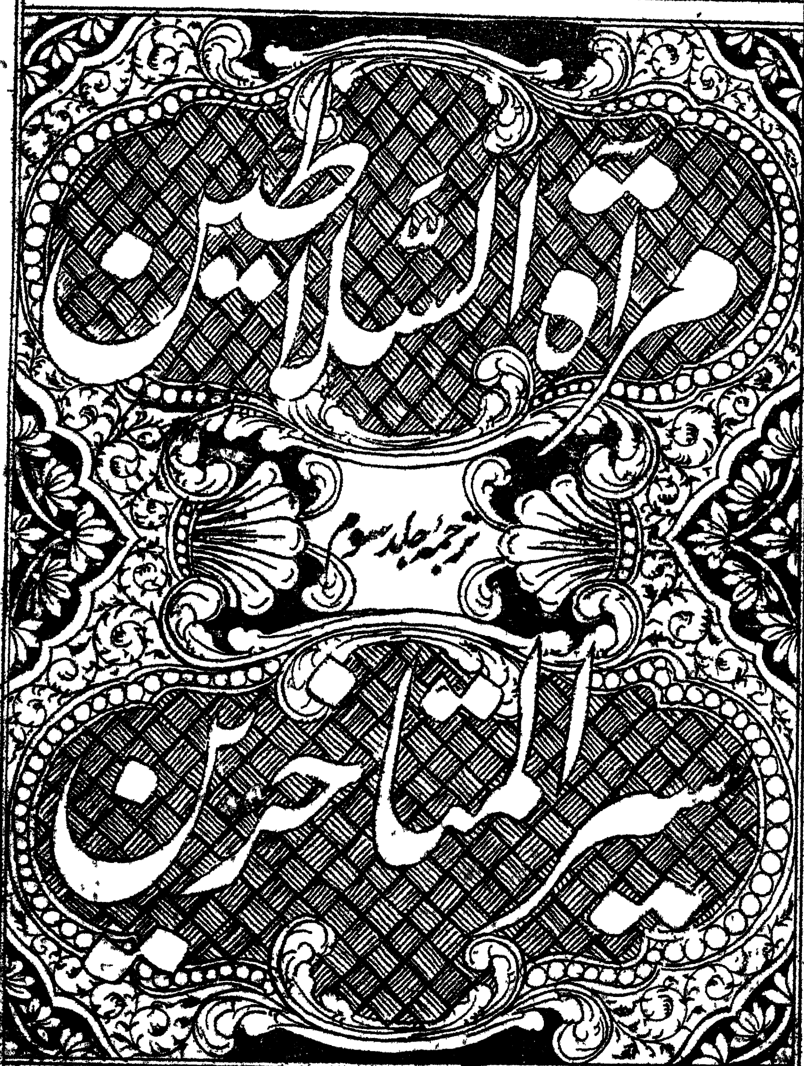
ارباب حکومت سے موجب اضطراب رعیت اور عدم عہدہ برائی بیچارہ متسغیث کے باعث ہو گئے
اور وہانکے متصدی اور عملہ و فعلہ فوجداری کے تقررمین تفحص کامل کیا جاوے جو کوئی معاملہ دان
کارشناس عام کا خیرخواہ ہو مقرر کیا جاوے بلکہ جیسے اب مقرر ہین ایسے فوجدارون کی کچھ حاجت
نہین ہے کوتوال لائق کارکم آزار شہر کیواسطے اور مفصل مین عمال کافی ہین اور جسوقت کہ یہ مقرر ہون
اندیشہ رسائی مردم کا کیسٹ تنگ اور تیر حوف بارتی معاملات کا ضرور ہوگا یقین ہے کہ اس تدبیر سے خلق خدا
انواع بلا سے رہا ہو جانداری اور سروری کی حقیقت عیان ہو وسیع ترین امور معدلت الحال کہ خلو اس
ملک کی عموماً رعایاے انگلشی ہے اور بغیر خدا اور اونکے رحم کے سوا کوئی حامی نہین رکھتے لازم ہے
کہ اپنے ملازمین اور ہم قوم کی جانب داری حسب آئین سلاطین عدالت قرین کے منظور نکرین کہ
دنیا و دین کی نیکنامی اور خوشنودی خدا کا موجب ہے اور اس کام کے عاملہ ایک عملہ و فعلہ سے
کم آزار اور رضا جوی خدا مستدین بے طمع جیسا بجز رضاے حق تعالے اور اطاعت آقا کی کوئی اغرض
نہوا اور جب ایسے ایسے لوگ مشیر ہون مشاہرہ انکا اقدر کہ اوقات کے سیر ہونا کہ فکر معاش سے
فارغ البال مع عیال و اطفال کے بے لوث و شوت و طمع لبہ کرین شکر خدا کہ یہ کام بھی سپرد
انگلشی ہوگیا داروغہ ہاے ہندی کے ہاتھہ کوتاہ ہوئے اور بندگان خدا کو اطمینان میسر آیا گیا ہو تین
عفو جرایم بہت کم لوگ معصوم ہون گے انسان سہو و نسیان سے مرکب ہے اگرچہ ہر جگہہ جزا و سزا
لحاظ کیجاوے تو کمتر لوگ سیاست سے محفوظ رہ سکتے ہین اوس ملک کے ضابطون پر خیال کرنا اور ہر ایک
کی مرتبہ پر لحاظ فرمانا ضرور ہے کیونکہ ہر جگہہ کے لوگ حسب عادت پیرو ہوتے ہین اور وحشت نہین کرتے
لیکن اونکے سوا غیر پر آفت ہے خصوص وضع عدالت انگلشی باوجودیکہ آدمی ملازم انکا عدالت فضول
مین دستگاہ رکھتا ہے مگر ایک عمر منتظر رہنا چاہیئے اور بالفعل کچھہ نہین سمجھہ مین آتا کہ کیا ہو گا بجرد دعوی
کی خواہ جھوٹھہ ہو یا سچ اگر مدعا علیہ وثیقہ ضمانت دعوے سے دونے روپیہ کا داخل نکرے بیچارہ تو قید
ہو جائے اگر ضامن بہم نہ پہونچا اور معاملہ کا فیصلہ نہو چاہیئے بارہ برس تک اگر تقصیم وارث یا نہ قید ہو
اور واسطے ترجمہ عرایض کے بزبان انگریزی ہر حرف کتنی اشرفیان خرچ ہوتی ہین باوجود اس تمام خرابی کی
مردم ہند کو چاہیئے کہ بمجرد احضار حاکم عدالت کلکتہ کے واسطے جواب دعوی کے حق ہو یا باطل یا فقط
گواہی یا فقط اسقدر کہ کبھی اوس معاملہ کو سنا ہے یا جس صورت سے مطلع ہو اگرچہ گواہ نہو چاہیئے کہ عیال
و اطفال کو فقر و فاقہ مین چھوڑکر اوس شہر غیر موافق مین جاوے اور سکے پہونچنے تک اگر عدالت کا موسم بڑا
یا کہ حاکم عدالت خود تبدیل آب ہوا کے لئے دوسری جگہہ گیا تو چاہیئے کہ مہینون وہان پریشانی زندگی کیدن

بہرا کرے خدا معلوم اس مصائب پر کیا نوبت اوسپر گذرتی ہوگی بار ہیوین جابہ فعلہ معینہ پر اعتماد کرنا خصوص
جسوقت کہ انہین یا انکے شرکا سے کوئی شخص نالشی ہوخا صکر امور عظیمہ مین مانند قتل وخون یا عرض
ناموس یا مقدمۂ مال اسپ اسصورت مین ممکن نہین کہ مظلوم داد پاوے چاہیے کہ گورنر بہادر
اور ارباب کمیٹ اور حکام ضلع جسکے روبرو ستم رسیدہ حاضر ہو کار ہاے عمدہ کو چھوڑ کر
اسکی طرف متوجہ ہوئے اور بغور تحقیقات مدعی اور مدعا علیہ کی کر کے
فریادرسی اور دادخواہی کرے اور بلارورعایت کے انفصال
مقدمہ کرے واللہ ولی التوفیق ۵ مراد ما نصیحت بود
گفتیم + حوالت باخدا کردیم و رفتیم +
اللہ کا احسان کہ جلد دوم ترجمہ
سیر المتاخرین بساعت فرخندہ شاعت
تمام ہوئی فقط
تمام شد





بعون خلاق کون و مکان و فضل خالق زمین و زمان جل شانہ



مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں بالطبع مطبوع ہوا



شکر خداوند جل وعلا که دو جلد سیر المتاخرین کا ترجمہ ذیکم جولائی [illegible] سے شروع ہو کر ہفتم اگست سنہ رواں کو انجام پایا ؎ از دست و زبان که بر آید * کز عہدہ شکرش بدر آید * امابعد گوکل پرشاد شاعر عرض کرتا ہے کہ جلد گذشتہ کے ترجمہ مین بموجب اصل کے محمد شاہ بادشاہ کے عہد کا احوال بائیسوین سنہ تک کا مطابق ۱۱۵۲ ہجری لکھا گیا تھا کہ بنابر کثرت احوال سوانح بنگالہ کے ادہر رجوع ہوا اب فضل الٰہی سے یہ مہم تمام ہوئی ایفائے عہد منظور ہے اللہ تعالےٰ اس جلد کے بھی ترجمہ کو بہت جلد انجام کرے اور تماشائیان صحیفہ اخبار کو پسند آوے

معاودت کرنا آصفجاہ نظام الملک کا جو بہانہ شکار سے گیا تھا اور شاہجہان آباد مین بادشاہ سے ملاقات کرکے [illegible] روانہ دکن ہونا

روز پنجشنبہ ۱۶ محرم سنہ ۱۱۵۳ ہجری کو نظام الملک بہانہ شکار اور آزردگی سے داخل خیمہ ہوا اور شاہجہان آباد کے نواح مین چند فرسخ زمین پر غریب غریب سیر کیا تھا بعد جانے عمدۃ الملک امیر خان کے صوبہ الہ آباد مین داخل شاہجہان آباد ہو کر مستفیض وراثت بادشاہ ہوا چند مہینے بعد سنا کہ وسکا لڑکا نظام الدولہ ناصر جنگ مغویون کے بہکانے سے خودسر ہو گیا ہے چاہا اوسکی اصلاح کو روز دوشنبہ ۱۴ جمادی الاول سنہ مذکور کو بادشاہ سے رخصت ہوا اور غازی الدینخان فیروز جنگ اپنے فرزند کو نیابت پر چھوڑ کر دکن چلا گیا اور تھوڑے مہینے نصائح وغیرہ سے فہمایش رہی آخرکار ضرورتاً ہشتم جمادی الاولی سنہ ۱۱۵۴ ہجری مین واقع سواد اورنگ آباد باپ بیٹے مین لڑائی ہوئی اور ناصر جنگ مجروح ہو کر اسیر قید بند ہوا

انتقال کرنا موتمن الدولہ محمد اسحق خان بہادر کا اور رجوع ہونا خدمت خالصہ کا عبد المجید خان کشمیری کو

بعد جانے عمدۃ الملک کے تقرری موتمن الدولہ محمد اسحق خان بہادر کا نہایت درجہ کو پہنچا جو کلمہ خیر کہ دربارہ اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کے کہا تھا امرا کے نزدیک بھی عزیز ہوا خدمت دیوانی خالصہ کی بھی اسی سے رجوع ہوئی کئی ہزار سوار اوسکے رسالہ مین ملازم [illegible] جو آخر تمام ہی داغ ہوا تھا بادشاہ کو بسبب اعتماد [illegible] نہایت

درجہ کو پہونچی حضرت قضائی روز نامچہ عمر کشایا چند سنیاں ناک مین پدید ہوئین اماس عورم پیدا ہوا پانچ چہ روز تپ آئی یکایک دوشنبہ کے روز دوم ماہ صفر سنہ مذکور کو جہان فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کر گیا منگل کے دن چوتھی تاریخ ماہ مذکور کو خدمت دیوانی خالصہ کی عبد المجید خان کشمیری کو ملی خلعت شش پارچہ سے سرفراز ہوا تاریخ نہم روز جمعہ کو تینون بیٹے محمد اسحق خان کے ملازمت بادشاہی مین آئے مورد عنایت ہوے بڑا بیٹا متوفی کا مرزا محمد خطاب پدر محمد اسحق خان بہادر سے ملقب ہوا آخر کار باپ سے زیادہ مورد عنایت شاہنشاہی ہوا بادشاہ کی محبت اسقدر ہوئی کہ اگر وہ جانتا کہ اگر محمد اسحق خان نے مرزا محمد کو نہ کہا ہوتا نہین جانتا ہون کہ کیونکر میری زیست ہوتی اور مرزا محمد کو بطور سلاطین عہد طفولیت مین تخت پر اپنے روبرو خلاف ضابطہ بٹھالیا اور دو لڑکے مرزا علیخان اور مرزا محمد علی بھی اور مرزا معظم بھی اسی مہینے کی گیارہوین تاریخ کو باجی راو مرہٹہ آزار بدنی سے فوت ہوا روز شنبہ آخر ماہ ربیع الاول سنہ مذکور کو خلعت صوبہ داری مالوہ کا اعظم اللہ خان ظہیر الدولہ شوہر خواہر اعتماد الدولہ کو عنایت ہوئی اور اوسنے قبول کیا اور نقل مکان کی لیکن کچھہ پیش نہ لے گیا کوئی حسن تردد سکا نہین گیا روز یکشنبہ ۲۴ ربیع الاول سنہ مذکور کو خلعت چار پارچہ کی معہ خدمت فوجداری پٹیالہ کے ہمت دلیر خان کو معہ شمشیر عنایت ہوئی اور سہ شنبہ کے دن تیسری ربیع الثانی کو خان مذکور نے پیشخانہ روانہ کیا اور ۲۴ ماہ مذکور کو خلعت مہربانی اور خدمت فوجداری دوابہ کی جانی خان درانی کو معین الملک کی سسر اعتماد الدولہ قمر الدین خان کے لڑکے کو عنایت ہوئی اور اسی سال مین روز سہ شنبہ ہشتم جمادی الاولی کو انتظام الدولہ پسر کلان اعتماد الدولہ اپنے صوبہ اجمیر کو رخصت ہوا جو بعد انتقال مظفر خان برادر خاندوران امیر الامرا کی بعد سانحہ نادر شاہی کے پایا تھا اور پہر روز دوشنبہ ۱۴ ماہ مذکور کو صمصام الدولہ ولد امیر الامرا خاندوران صمصام الدولہ نے ہزاری منصب کا اضافہ پاکر ہفت ہزاری ہوا اور رسال کتخدائی میر فخر الدین خان ولد اعتماد الدولہ کی مظفر خان برادر خاندوران کی لڑکی کے شب شنبہ تیئیسوین ۲۳ رجب کو ہوئی اور رسال کتخدائی انتظام الدولہ ولد کلان اعتماد الدولہ کی امیر الامرا خاندوران کی صبیہ سے غرہ ماہ رمضان شب دوشنبہ کو عمل مین آئی اور روز سہ شنبہ سوم محرم ۱۱۵۴ ہجری کو نوروز ہوا۔

سوانح سال ۱۱۵۴ ہجری

شب شنبہ ۲۴ شعبان ۱۱۵۴ ہجری کو بادشاہ کی صاحبہ محل سے لڑکی پیدا ہوئی یہ صاحبہ محل صفیہ سلطان بیگم خالہ ملکہ زمانی خواہر زادہ سادات خان ذوالفقار جنگ کی بیٹی ہے جسکو محمد شاہ نے براہ تعشق اپنے عقد مین کیا تھا جب عظیم اللہ خان سے انتظام صوبہ مالوہ اور مرہٹہ سے تسخیر نہو سکی بوردی اتفاقی ہوکر نظر بادشاہ سے گر گیا نہایت خیرہ سر تھا اسی وجہ سے اعتماد الدولہ وزیر جو اسکا سالا تھا مزید تر قرابت نہی رکھتا تھا آزردہ تھا لیکن بمقتضای تنک ظرفی بادشاہ سے اظہار آزردگی کر کے علی مردان خان مرحوم کی حویلی سے بلا اطلاع کوچ کر کے چار باغ وزیر مین

جا مقیم ہوا پادشاہ غضبناک ہو کر منصب صدارت سے معزول فرمایا اور عنایت اللہ خان کو مقرر کیا اور داروغگی گرزبرداران اعزخان کو اور سہارنپور کی فوجداری حفیظ الدین خان کو عنایت ہوئی اور اعزخان وغیرہ رسالہ داران بادشاہی عظیم اللہ خان کی حراست پر متعین ہوئی آخر کار چہ سات دن کے بعد نادم ہو کر مکان کو واپس آیا اور اپنے ملازمین کو برخاست کر کے گوشہ گزین ہوا اسی سال میں بعد عید الضحی کے ستارہ ذوذنب ایک گز کے مقدار پر سمت آس سے مایل جنوب برج جدی میں نمودار ہوا ہر روز نمایاں ہوتا کہ شمال کو جاتا تہا اور قریب ایک مہینے کے رہا بعد ایام عاشورہ کے معدوم ہوا اور روز چہارشنبہ ۱۳ محرم ۱۱۵۵ ہجری کو نوروز ہوا۔

سوانح سال ۱۱۵۵ ہجری

روز پنجشنبہ ۱۵ جمادی الاخری ۱۱۵۵ کو قاضی تاج محمود خان کا انتقال ہوا اور روز جمعہ ۲۳ ماہ مذکور کو خدمت قضا کی مراد الدین خان مفتی کو مقرر اور خلعت خدمت سے مخلع ہوا اور روز یکشنبہ دوم رجب سنہ مذکور کو عنایت اللہ خان صدر الصدور ولد میر خلیفہ فرخ سیری فوت ہوا اور اسی سال میں قران علویین کا برج اسد میں موافق زائچہ جدید کے جو راجہ جے سنگھ کچھواہا اور مرزا خیر اللہ اور شیخ محمد عابد مہندس کے سعی اور اہتمام سے محمد شاہ کے عہد میں آغاز و انجام ہوئے تھی اور موافق زیچ الغ بیگی کے اول سنبلہ میں ہوا اور روز شنبہ ہفتدہم شوال کو دوبارہ عظیم اللہ خان بلا اطلاع وزیر و بادشاہ کے گھر سے بھاگا اور عازم لاہور ہوا اور اسی روز اوسکی گرفتاری کو اعتماد الدولہ وزیر کے لڑکے اور جبار قلیخان منگباشی سردار سواران توپخانہ مع دو ہزار سوار اور رسالہ کابلی کے مقرر ہوئے اور عظیم اللہ خان نہایت جلد قدم ہو کر آٹھ روز میں داخل لاہور ہوا اور زکریا خان ناظم لاہور نے جو عظیم اللہ خان کا ہمزلف تہا دم دلاسہ دیکر اپنے گھر لیگیا اور فیل و اسپ وغیرہ آراستہ کر دیا اور وزیر کے لڑکوں اور جبار قلیخان وغیرہ کی ضیافت اور تواضع کر کے حوالہ کر دیا وے لوگ مع عظیم اللہ خان کے بروز پنجشنبہ ۴ ذی الحجہ سنہ مذکور کو شاہجہان آباد آئے اور بعد چند روز کے عظیم اللہ خان قلعہ بادشاہی میں قید ہوا اور آخر شوال سنہ مذکور کو قران نحسین برج سنبلہ میں ہوا اور روز دوشنبہ ہفدہم ذی قعدہ سنہ مذکور کو بادشاہ بتقریب سیر و شکار باغ متصلہ قصبہ لونی کو سوار ہوا اور ماہ مذکور کی بیسویں تاریخ سے بادشاہ کو اثر مرض خناق و نزلات ابتدا کا ہو کہ اول سے تہا اشتداد ہوا اور خارج بدن میں آماس ہو آیا اور نہایت ضیق مجاری اکل و شرب اور تنفس میں پیدا ہوا شب پنجشنبہ ۲۰ تاریخ کو فصد ہوئی اور جونک لگائی اور بدون صحت کلی آخر شب یکشنبہ کو داخل قلعہ ہو کر شفایاب ہوا اور بروز پنجشنبہ ۲۴ محرم ۱۱۵۶ ہجری کو نوروز ہوا۔

سوانح سال ۱۱۵۶ ہجری مطابق سنہ ۲۵ جلوس بادشاہی

روز سہ شنبہ ششم جمادی الاولی ۱۱۵۶ ہجری کو سعد الدین خان میر آتش خانسامان ہوئے اور ... کو

حضور مین حاضر ہوا آخر شب سہ شنبہ کو ہیضہ ہوا اور درد معدہ کی شدت سے رہرو عدم ہوا اور تاریخ دوازدہم ماہ مذکور روز جمعہ کو حفیظ الدین خان اوسکا لڑکا عطای خلعت ماتمی اور بحالی خدمت پدر مع اضافہ ہزاری منصب و پالکی جھالردار سے سرفراز ہوکر پنجہزاری اور میر آتش اور خانسامان پادشاہی ہوا ابتدای رجب مین فرامین اور شقجات بادشاہی عمدۃ الملک امیر خان بہادر اور ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ اور زکریا خان بہادر ناظم لاہور و ملتان اور راجہ بخت سنگہ اور راجہ ابہی سنگہ اور راجہ جی سنگہ سوائی وغیرہ امرا کے نام مضمون طلب حضور کے صادر ہوی آصفجاہ کے نام بہی حکم معافی صادر ہوا لیکن بسبب ضعف و پیری اور آسایش حکمرانی چہہ صوبہ دکہن کے چونکہ کوئی ضرورت بہی نتہی معاذرت لکھ بہیجی اور نہ آیا اور تسخیر ملک کرناٹک کو عازم اول قلعہ ترچناپلی کو مفتوح کیا بعدہ ملک ارکاٹ کا قوم نوایت سے چہینا اور راجہ ادہیراج جی سنگہ نہم شعبان یوم دہم یا کہ تیرہوین ماہ مذکور کو فوت ہوا اور اوسکی لاش کے ساتھ تین رانی مع دو تین خادمہ و پاتر کے ستی ہوئین

آنا عمدۃ الملک امیر خان بہادر اور ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ اور میر اچہلو اور زکریا خان خواہرزادہ وزیر کا حضور مین

بعد ورود شقہ بادشاہی کے صفدر جنگ جو کہ سابق سے عمدۃ الملک کا مخلص ہوکر اپنے تئین اوسکا متوسل چاہتا تھا اور مذکور کے قبول و انکار نے بنا کر کے اشارہ پر موقوف کیا عمدۃ الملک نے ایسی مقتدر کا اتفاق اپنے ہمراہ حضور مین ضرور سمجھکر غنیمت جانا صفدر جنگ اوسکے بموجب تحریر روانگی مین آمادہ ہوا راجہ نولراے اپنے بخشی کو جو اول اوسکا ملازم ہوکر اسد رجہ کو پہونچا تھا نیابت پر تجویز کیا اور چند روز بنا بر احضار عمال ملازمان سرکار و سرانجام سفر کے موقف ہوا وعدہ حاضری کا عقب سے عمدۃ الملک کو دیا عمدۃ الملک قبل صفدر جنگ کے الہ آباد سے روانہ شاہجہان آباد ہوا اور سید محمد خان بہرانی کو جو قبل ازین حاکم کوڑہ تھا نائب صوبہ مقرر کردیا اور روز یکشنبہ ۹ ماہ رمضان کو قلعہ مبارک شاہی کے روبرو دریاے جمن کے کنارے پہونچا اور آخر روز دوشنبہ روز عید کو وزیر الممالک اعتماد الدولہ بہادر استقبال کو آیا اور سواری ایک فیل پر داخل شہر ہوکر شام کے وقت مشرف کورنش ہوے اور اواسط شعبان کو فقیر مورخ ہمراہ والد کے شروع نیابت مین جس روز کہ ساعت نہضت صفدر جنگ کی فیض آباد اودہ سے بارادہ حضور مقرر تہی بلدہ مذکور مین پہونچا سمیع بیگ خان ارغون دیوان خانہ صفدر جنگ حسب الحکم والد کے استقبال کو آیا اور ملازمت صفدر جنگ کو لیگیا جو کہ فوج و سواری تیار تہی ایک گہڑی سمیع بیگ خان کے مکان مین موقف ہوا کہ عبد الرحیم خان منجم باشی نے آفتاب کو اصطرلاب مین دیکہکر خبر دی اور صفدر جنگ سوار ہوکر داخل پیش خیمہ اپنی سے تہوڑی مسافت پر تہا ہوا اور بعد چند روز کے اوایل شہر رمضان کو کوچ فرمایا اور مع اہل و عیال روانہ دار الخلافت ہوا لب دریای گنگ پہونچکر مابین قنوج اور مکنپور کے شاہ مدار کا مزار ہے وہان پر چار روز مقام کیا اور ایک پل کشتی کا بند ہوا کر بعد تہ نخیص راجہ نولراے نائب صوبہ کے خود پار اوترا اور الکو سرکار خیر آباد کی فوجداری دیکر راجہ نولراے کے ہمراہ رخصت کیا اور کہا کہ تم نے رنج سفر کہینچا ہے چند روز آسودہ ہو اگر راجہ کی

صحبت برار ہو حضور مین حاضر ہونا والد نے راجہ کی جمعیت پسندانہ کی ہمراہ ہو یا کوہ جالیسر کے نواح مین عید آئی
صفدر جنگ نے وہان مقام کیا مراسم عید ادا ہوی بعد ازان دار الخلافہ کے نزدیک پہونچا نثار محمد خان بہادر شیر جنگ
ولد سیادت خان برادر سعادتخان برہان الملک جو کہ صفدر جنگ کا خالو زادہ اور بجای خود امیر تھا مع راجہ لچھمی نراین کہ صفدر جنگ کے
دو تین منزل پیشتر استقبال کو آیا اور صفدر جنگ تاریخ نامعلوم دریای جمن کے کنارے پہونچا اور مقام گاہ سے جریدہ مع
فوج مغلیہ و ہندوستانی کے جسکے تجمل سے جملہ لباس سقرلاتی اور ولایتی گھوڑے ساز نقرہ سے آراستہ تھے اور ہاتھیون کی عماری
گنگا جمنی مغرق جملہ انبوہ دس بارہ ہزار سے کم نہوگا اول روز قلعہ بادشاہی کا مقابل ہوا اتفاقاً رات کو پانی برسا ہوا دو وہ
گلیتے سے صاف ہوگئی صفدر جنگ نے حسب ضابطہ مقابل برج شمن دیوانخاص کے جو کہ طلائی خورشید کی طرح دمک رہا تھا
جا اوترا اور آداب تسلیمات اربعہ بجا لا کر لمحہ استادہ رہا اور بعد لینے ارپہول کے جو بادشاہ نے کسی خواجہ سرا نے محلے کے ہاتھ بہیجا تھا
پہر سوار ہوکر فرودگاہ کو آیا اور بادشاہ طرز سواری سے نہایت محظوظ ہوا آخر روز پنجشنبہ ۱۵ شوال سنہ مذکور کو جب کہ ساعت
ملازمت تھی نزدیک قلعہ اور ہی جمنا کے کنارے رتیل پر دو درجے کے خیمہ برپا ہوے اور صفدر جنگ نے مع فوج و اسباب
حشم اور تجمل کے کشتی کے پل سے عبور کر کے اپنے خیمہ گاہ مین جا اوترا اور اعتماد الدولہ اور وزیر الممالک قمر الدین خان بہادر
نصرت جنگ استقبال کو آیا ضمناً اول ملازمان صفدر جنگ سے بہرا ہوا تھا حکم دیا کہ اوسکے ملازمین کے خیمہ میدان مین پس پشت
پر بیٹھین اور خیمہ کو رفقای وزیر خالی کردین مرحوم وزیر نے اوا آکر اوس خیمہ مین ہجوم کیا بعد ازان وزیر نے ایک دوسرے
خیمہ کے دروازے تک گذرا وہان پیر ذرا ٹھہر کر چند مقربان عمدہ کو ہمراہ لیکر اندر گیا صفدر جنگ بہی چند عمدو سے خیمہ مین
کہ والا قدر بہی تہا انتظار کرتا تہا جب وزیر کو دیکہا مسند سے اوٹھا اور نصف صحن تک استقبال کر کے بعد معانقہ ایک مسند پر
آ بیٹھے گہری بہر اختلاط رہا پہر عطر و پان کے بعد خوان اقمشہ اور جواہرات کے مع فیلان و اسپان کے گذرے وزیر رخصت
ہوکر پیشتر چلا اور اوسکے عقب سے صفدر جنگ ٹہرے کر وقت سوار ہوکر شام کو مستفیض کورنش ہوکر داخل حویلی دارا شکوہ
ہوا جو کہ برہان الملک کے عہد سے حسب عنایت بادشاہ اپنے قبضہ مین رکہتا تہا آخر آہستہ آہستہ تمام لشکر و فوج داخل شہر ہوا
عجب شہر تہا اگرچہ امرا مانند صفدر جنگ اور عمدۃ الملک اور آصفجاہ کے داخل شہر ہوتے کچہہ امتیاز بیش و کم لوگون کا نہوتا اور
اکثر مقیمان شہر کو معلوم بہی نہوتا کہ کون آئے اور کہان گئے والد بہی راجہ تجمل کا باغ جو دیوان خالصہ شریفہ کا اور چند سال
ہوے کہ مر گیا تہا کرایہ لیکر داخل شہر ہوا روز پنجشنبہ ۱۸ ماہ مذکور کو شاہنواز خان معروف مرزا پہلوری ولد زکریا خان
ناظم لاہور شاہجہان آباد پہونچکر مشرف حضور بادشاہ ہوا اور آخر روز چہارشنبہ چہارم ماہ مذکور کو بند علیخان خلف عزت خان
نعمت اللہی الحسینی جو اپنے نانا کا خطاب شیر افگن خان رکہتا تہا ہمراہ عمدۃ الملک کے آکر معزز ملازمت ہوا اور خلعت پنج
پارچہ پایا اور اسی ماہ مین دوشنبہ کی شب کو ۱۳ کو شاہزادہ احمد مرزا کا نکاح مہابت خان کی کسی لڑکی سے ہوا
[illegible] تاریخ [illegible] جمعہ کو ستارہ ذو ذنب اول بقدر نیم گز کے درمیان آخر برج حوت اور اول حمل کے

نہ بین کوکب عبرہ النسر اور جناح النسر کے اول شب ظاہر ہوکر ثلث شب تک رہتا تھا اور قریب ۲۲ روز کے اسیطرح نمایاں رہا اور ان دونوں کے درمیان سے ظاہر ہوکر بطرف مغرب جنوب اندک مایل جاتا تھا اور شب جمعہ ۱۵ ذی الحجہ سے اوسکا ذنب ایک نیزے کے مقدار کا پیدا رہا استارہ کے انکھہ مغرب کو اور دم مشرق کو اور روشنی ہمیشہ زیادہ ہوتی تہی آخر ذی الحجہ مین معدوم ہوا اور شب شنبہ چہارم ذالحجہ کو شیخ سعد اللہ دیوان تن اور شنبہ پنجم ماہ مذکور کو مہر پرور زوجہ محمد شاہ جدۂ بادشاہ فوت ہوئی اور خواجہ قطب الدین کے مزار میں دونوں مدفون ہوئے اور اسی اثنا میں روز سہ شنبہ پنجم تاریخ کو گجرات کی صوبہ داری فخر الدولہ برادر شمس الدولہ کو تفویض ہوئی بدین سبب کہ صوبہ مذکورہ خراج سے دفتر دویم میں لکھا گیا پادشاہ کے قبضہ سے نکل گیا چند سال مرہٹہ کے قبضہ مین رہا اور کوئی وہان کی صوبہ داری قبول نہین کرتا تھا محمد یار خان جو کہ سرداران ایران سے صاحب شجاعت تھا نادرشاہ کی رفاقت سے عاجز ہوا جب نادر زمان آیا یہ ہند مین چہپ رہا اور اوسکے بعد معاودت کی صفدر جنگ کی رفاقت کرتے تھے اور اوسکی رفاقت کے ایام مین بنارس سے معہ چند سواران مغلیہ کے دو لک روپیہ کہ صاحب جنگ کے بالاجی راو مرہٹہ کو بہیجا تہا اور بالاجی کا وکیل معہ فوج بدرقہ ہیبت جنگ کے سہسرام مین مقیم تہا اسنے چہین لیا اور بعض اوسکے محافظین کو مجروح اور مقتول کرکے بنارس آیا چونکہ صفدر جنگ اسکی جرات سے مطمئن نہتہا اسکی صحبت برا نہوئی شاہجہان آباد مین ترک رفاقت ہوئی فخر الدولہ کا موجب یہ اشتعال تہی کہ صوبہ گجرات حاصل کرے دعوی ہوئے کہ دلاوران فوج مغلیہ کو جو صفدر جنگ کے ملازم ہین باہم موافق کرکے اور سامان جمع کرکے مرہٹہ کو غلعت اور قلعہ مذکور فتح کرے جب فخر الدولہ نے سعی کی اور سند اوس صوبہ کی حاصل ہوئی فوج مغلیہ ملازم صفدر جنگ کی اسوجہ اسکو پہنچاتے تہی کہ اتش قہر نادری کا شرارہ ہے اسکی رفاقت مین تہی وہی دل سوختگی ہوگی اسکی رفاقت مین راضی نہوئی مگر تہوڑے سے لوگ جو دیرینہ اسکے آشنا اور زیر بار احسان تہے ہمراہ ہوئے اور یہ شخص اوسیقدر لوگون سے گجرات گیا اور ہاتہہ پیر مارے مگر قلت مقدور سے ارادہ پر فتحیاب نہوا اور فخر الدولہ کی صحبت برا نہوئی بنا برین ترک رفاقت فخر الدولہ کی حاضر خدمت نادری ہوکر جب جا پہونچا نادرشاہ نے کہا کہ میرے غلبہ کے بعد کیون حاضر ہوا عرض کی کہ تجہہ ایسے جوانمرد کے ہاتہہ سے مرجانا بہتر ہے نامردون کے ہمراہ زندگی کرنے سے بادشاہ نے اس عذر خواہی پر عفو تقصیر فرمایا فارس و ہرات کے بگلربیگی پر مقرر فرمایا اور فخر الدولہ اسکی غیبت مین اسیر مرہٹہ ہوکر بڑی خرابی سے شاہجہان آباد پہونچا اور گوشہ گزین ہوا اور مرگیا روز پنجشنبہ ہفتم ذی الحجہ کو بڑی بارش معہ تگرگ اور رعد و برق کے ہوئی اندرون قلعہ دیوان عام مین بجلی گری اور ایک گہوڑی اور دو آدمی جل گئے اور دو اور آدمی بیہوش ہوئے روز دوشنبہ بیستم ماہ مذکور کو شیخ سعد اللہ کے تینون لڑکون کو خلعت ماتمی مرحمت ہوا

سوانح سال ۱۱۶۵ ہجری مطابق سنہ ۵ جلوس والا

روز شنبہ غرہ محرم ۱۱۶۵ ہجری کو دیوان تن کے خلعت عبد المجید خان کشمیری کو عنایت ہوئے اور اوسی روز کچہری کرکے بعض مہمومی کا غذات پر دستخط فرماتے روز شنبہ چہٹی ماہ صفر کو نوروز ہوا اسی سال مین آصفجاہ نے نواح حیدرآباد سے

قلعہ مالکنڈہ کو محاصرہ کرکے مقرب خان امنی سے چھین کر اپنی قبضہ مین کیا چونکہ بادشاہ کو امرا تورانیہ پر چندان اعتماد نتھا اور سعد الدین خان
اور انکا فرزند حفیظ الدین خان آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کے متوسلون اور ہم قومون مین تھے اسی سال مین بادشاہ نے
حفیظ الدین خان کو خدمت داروغگی توپخانہ سے جو کہ بادشاہ کے حفظ جان و مال کی خدمت تھی معزول کیا اور عمدۃ الملک کی
صلاح سے بروز یکشنبہ ہفتم صفر کو اول روز صفدر جنگ نے خلعت میر آتشی پایا اور اظہار توقعات وفا و بقایای حقوق نمک اوسکے
بادشاہ کی زبان سے برآئی اور صفدر جنگ نے پیشخانہ میر آتش کا بقدر شان و شوکت کے قلعہ مین آراستہ کرکے
اپنا رہنا فرمایا اور بنا بر پاس خاطر والد کے چکلہ سکندرہ بادشاہ سے لیکر والد کو مشرف کورنش شاہی کرایا اور خدمت مذکورہ
کے خلعت پہنوائی بندہ اور نیز بندہ کے بھائی نقیر تقی علیخان نے اوسی زمانے مین منصب و خطاب خانی پایا اور چند معدنے
والد کی خدمت مین رہکر آخر رمضان کو صفدر جنگ سے رخصت عظیم آباد کی لی کیونکہ ایکمدت سے وطن مالوفہ اور جناب والدہ وغیرہ
بھائی بہن چچا خالو سب لوگ وہین پر مقیم تھے اور احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ ناظم بلدہ مذکور مصاحب جنگ سے
قرابت تھی اور اوسنے خلعت مہربانی مع سرپیچ مرصع ہم دونون بھائی کو عنایت کرکے بعض صوبہ بنگالہ سے بھیجنے کو حکم دیا اور
پیغام دعا ناظم عظیم آباد کو دیکر رخصت کیا غرہ ذیقعد سنہ مذکور کو بندہ مع برادران ہمراہیان سکے مع مال خطیر عظیم آباد پہونچا
اور روز سہ شنبہ جمادی الآخر کو آیا مل مدار المہام تھا راجہ ایسری سنگہ سوائی خلف راجہ اودھراج جی سنگہ مرحوم نے ملازمت
بادشاہی کی اور خلعت پنج پارچہ سے سرفراز ہوا اور روز یکشنبہ پندرہوین ماہ مذکور کو بنا بر تقدیم نوبت پدر مہاراجہ موصوف کے
جو کہ حسب الطلب حضور مین آیا تھا اور نیز اوسکے لانے کے واسطے روبروے بادشاہ بوساطت خود وزیر الممالک اعتماد الدولہ
عزت و تکلیف سرائے قاجنی اوسکے خیمہ مین جاکر تھوڑی دیر بعد اپنے مخیم کو لوٹا اور آخر روز مہاراجہ ممدوح خیمہ وزیر مین حصول ملازمت
کر آیا اور شب شنبہ ۲۷ رجب کو ہمایون بخت برادر محمد فرخ سیر بن عظیم الشان کا انتقال ہوا اور قطب الدین کے مزار مین
دفن ہوا اور روز یکشنبہ ۲۷ شعبان کو فوجداری گوالیار کی خضر خان کی تغیر سے عمدۃ الملک بہادر کو اور صوبہ داری
کشمیر کے اسد الدولہ اسد یار خان کے تغیر سے صفدر جنگ بہادر کو عطا ہوئی یہ اسد یار خان لسان تخلص دست گرفتہ عمدۃ الملک
کا تھا اور اوسی کی سعی سے بیچارہ تقرب بادشاہی سے معزول و محروم ہوا اور ایک ایک بالابند دونو امرا کو بجای خلعت کے
عطا ہوتے صفدر جنگ نے اپنے برادر خالو زاد شیر جنگ کو مع فوج مغلیہ اور ہندوستانی کے وہانکی بندوبست کو روانہ کیا
اور شیر جنگ نے وہان پہونچکر میر اللہ کو جو کہ مرد شجاع اور گردنکش تھا انواع عہد و پیمان سے دلجوئی کرکے طلب کیا اور
بعد حاضری قید کر لیا اور تھوڑی مدت وہان رہکر اوس بلدہ جنت نظیر کا تفرج کیا افراسیاب خان صفدر جنگ کے نوکرون مین
تھا حسب الامر اسکو اوس صوبہ کی نیابت پر چھوڑکر خود شاہجہان آباد کو معاودت ہوا اور آخر شب شنبہ ہفتدہم ماہ رمضان
کو عظیم اللہ خان جو مدت سے قلعہ بادشاہی مین قید تھا جان بحق تسلیم ہوا دو تین گھڑی دن چڑہی اوسیدن اوسکے مکان مین
آتش لگی اعتماد الدولہ بنا بر عزارت کے اوسکے گھر گیا وزیر کے آنے سے بڑا ہجوم ہوا اتفاقاً اوس مکان مین تہہ خانہ تھا

بسبب کثرت بارش دوم یا کسی سبب سے وہ تہخانہ بیٹھ گیا وزیر اور اکثر لوگ محفوظ رہے اور اوسکی لاش کو مزار شاہ نظام الدین کے جوار میں دفن کیا اور آخر ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور کو قران نحسین اول برج میزان میں ہوا اور بنابر رجعت بار دوم کے آخر ماہ صفر ۱۱۵۷ ہجری میں اور تیسری بار بنابر استقامت آخر ماہ ربیع الثانی سنہ مذکور کو آخر برج سنبلہ میں ہوا اور ۲۹ ماہ ذی الحجہ کو سلطان اعز الدین ولد کلان معز الدین فوت ہوا۔

سوانح ۱۱۵۸ ہجری مطابق ۲۶ جلوس والا

علی محمد خان روہیلہ جسکا نام اکثر بتقریب کشتہ ہونے سیف الدین علیخان وغیرہ کے دفتر دوم میں مذکور ہوا اگرچہ ابتدا میں کالے کالو پٹھان کا پروردہ تھا لیکن شجاعت سے بہرہ مند اور لیاقت سروری بھی رکھتا تھا اور اعتماد الدولہ اور وزیر الممالک کی آرام طلبی و غفلت سے اوسکی رونق و جوہر ہوئی ظاہر اقتدار پر جا پہونچا مجمل یہہ ہی کہ اول بطور جماعہ داران کے ملازم عمال صوبہ مراد آباد کے اطراف میں تھا اور اپنی جانفشانی اور نیکو خدمتی سے مورد الطاف حکام ہو کر اوس اطراف میں صاحب نام ہوا ایکمدت تک عظیم اللہ خان اور فرید الدین خان کی ملازمت میں جو کہ اعتماد الدولہ کیطرف بھی صاحب اختیار اور حاکم با اقتدار مراد آباد کے تھے رہا اور بعد کشتہ ہونے سیف الدین علیخان مظلوم برادر امیر الامرا حسین علیخان شہید کے اس سبب سے کہ روہیلہ مذکور نے عظیم اللہ خان کے ساتھ سید مذکور کے قتل میں برفاقت حاکم مراد آباد شریک تھا اور جوانمردی بھی دکھلائی تھی تب یہہ جاہ و حشم بھی زیادہ ہوا اور روشناس وزیر ہو کر صاحب منصب و جاگیر اور بعض پرگنات کا حاکم ہوا چونکہ صاحب عزم تھا بہر صورت قرب و جوار کے محالات کی فتح میں ساعی ہوا بطور اجارہ جاگیرداران آرام طلب و وزیر بے خبر سے حاصل کر کے اقتدار پایا اور فرید الدین خان و عظیم اللہ خان جو شجاعان زمانہ میں حاکم با اقتدار مراد آباد جاگیر وزیر کے تھے فوت ہوئے اوسنے افغانی نام سے اکثر روسای فرقہ مذکورہ کی پرستی کی اور افاغنہ نواح قندہار کے جو فوج ایران کے صدمات سے آوارہ ہوئے تھے لشکر افغانی کا حال سنکر حاضر ہو ملازم ہوئے علی محمد خان روہیلہ کے مشتہر ہوا جب فراوان اقتدار حاصل ہوا اور سستی سلطنت و نفاق امرا و دون ہمتی وزیر کا مستغرق رہنا شرب مدام اور پریرویوں کی گلاندام میں اسکو معلوم ہوا سرکشی کر کے ادائے مالگذاری وزیر میں تامل کیا وزیر نے راجہ ہرنند قوم کھتری کو نائب صوبہ مذکور کیا اور اسباب حرب معہ دیگر مایحتاج کے اپنے سرکار سے دیکر حکم دیا کہ جسقدر فوج درکار ہے نوکر کرے اور بعدہ صوبہ مذکور کے انتظام اور قرب و جوار کے بندوبست اور روہیلہ مذکور کے گوشمال کا حکم فرمایا راجہ مذکور نے معہ فوج محالات مسطورہ میں پہونچکر کمال غرور حکمرانی شروع کی روہیلہ مسطور نے بمقتضای شعور بعذر تقصیر اور تخفیف مالگذاری کا پیغام دیا ہرنند نے وزیر کی مدد اور اپنے فوج کے عدد پر نظر کر کے اوسکی عرض نامنظور کی اور اوسکی بیخ کنی کے فکر میں ہوا روہیلہ نے یہہ ماجرا دیکھکر رفقا سے صلاح کی چونکہ افاغنہ مرد بیباک و صاحب جرات اور تحصیل زمینداری اور تسخیر ملک میں دلیر و چالاک ہونے میں ہرنند کی عداوت سخت دیکھکر علی محمد خان کو ایمای جنگ کیا پس تاب مذکور نے

لشکر آراستہ کیا جانبین سے طیاریان ہوئین جب دونون لشکر برابر پہونچے راجہ نے بموجب عقیدہ ساعت کے منتظر تاریخ موعود
ہوا سنکر پیا کہ توپین لگا کر چاہا کہ تاریخ آنے کے حیلہ حوالہ مین ٹالے مرہٹہ اس بات سے آگاہ ہو کر پہونچا۔ دونون لشکر نزدیک تھے ایک رات کو
پیشتر نے شہرت دی کہ صبح راجہ کی ملاقات کریگا اور اوسی رات کو صبح کو تھوڑے دن چڑھی لشکر آراستہ کر کے راجہ کے
سر پر پہونچا راجہ پوجا مین تھا ہر چند لوگون نے منع کیا لیکن سبب پہونچنے کی خبر پہونچائی مگر راجہ یہی کہتا تھا ابھی ساعت
جنگ نہین تا آنکہ مخالفون نے پہونچکر فساد برپا کر دیا اور انجام کار تو اونکا لڑکا موتی رام جو حسن و جوانی مین مشہور تھا معہ
ہوادارون کے سوار ہوا مگر موت نے میدان جنگ سے آخر تک راہ دکھلائی ہر چند پرستشگاہ مین تھا دو ایک قدم اوٹھانے
کے اوسکے پیچھے روانہ ہوا اور علی محمد خان کو اسباب فراوان اور غارت بے پایان ہاتھ آئے کمال عظمت کے
فتح نصیب ہوئے اعتماد الدولہ بی شرم نے کچھہ تدارک نکیا بلکہ بی حیا نے اپنی بی بی شعلہ پوری کو معہ اوسکے پوتے
بیٹے معین الملک کے جو میر معز کرکے مشہور ہے مصالحہ کو بھیجا علی محمد خان نے عین دریا مین کہ موضع شعلہ پوری علاوہ خان
کے ساتھہ بجبر [illegible] تھی آنکر ملازمت حاصل کی اور معاملہ کو انفصال کیا کہتے ہین کہ افغان مذکور کے دختر سے معین الملک
کی نسبت مقرر ہوئی تھی لیکن نکاح سے کہین خبر نپائی خلاصہ یہہ کہ اوسوقت علی محمد خان کو بڑا اقتدار حاصل ہوا۔ مراد آباد
۔ بریلی۔ بداؤن۔ بن گڈہ۔ سنبل۔ اودہ۔ انولہ۔ وغیرہ اسکے قبضہ مین آگئے اور قریب تیس چالیس ہزار افغان
اور روہیلہ کے اسکے ملازم ہوئی قوم تحت مارنے لگا جسوقت کہ عمدۃ الملک صفدر جنگ کے حضور مین پہونچکر مدار علیہ سلطنت ہوے
بادشاہ کو اس افغان کے مفسدہ سے آگاہ کر کے مایل تنبیہ کیا بادشاہ نے انکی نصیحت مانکے آخر شب شنبہ قبل طلوع آفتاب کے
۲۴ محرم سنہ مذکور کو طالع دلو مین عزیمت گوشمال فرمائی باغ لونی مین نقل مکان کیا اور بعد گذرنے تیرہوین صفر کے کوچ
کرکی دریاے ہنڈن اور وہان سے مداستہ مین آیا اور بائیسوین ۲۲ صفر روز جمعہ کو سادات خان بہادر اور ذوالفقار جنگ
خالو سے ملکہ زمانی کو دار الخلافہ کی قلعہ داری اور صوبہ داری پر سرفراز فرمایا عطای کا تبی ملبوس خاصہ سے جو اوسوقت
بادشاہ پہنے ہوا تھا معہ شمشیر کے سرفراز فرمایا اور آخر روز خانمذکور لشکر سے کوچ کر کے شبا شب قریب شاہجہان آباد کے پہونچا
اور روز شنبہ چوبیسوین ماہ مذکور کو داخل شہر اور روز سہ شنبہ ۲۶ کو داخل قلعہ ہو کر کار و بار پر مامور ہوا اور بادشاہ اول ماہ
ربیع الثانی کو سنبل مین اور اوسکے آخر کو بداؤن پہونچا علی محمد خان نے تاب جنگ بادشاہی نہ دیکھی قلعہ بن گڈہ مین جا بیٹھا
افواج شاہی نے قلعہ گھیر لیا اور منتظر فرمان ہوئی قائم الدولہ قائم جنگ قائم خان بہادر خلف محمد خان بہادر غضنفر جنگ بنگش معہ فوج اپنی دار الملک
فرخ آباد سے لشکر بادشاہی مین پہونچکر بوساطت وزیر حصول کورنش شاہی سے مفتخر ہوا اور راجہ نول رای نایب صوبہ اودہ
ملازم صفدر جنگ معہ فوج اور اسباب شایستہ کے حسب الطلب آقا کے پہونچا چونکہ درمیان فوج شاہی اور نول رای کے
ملا ہونکر تھا اور خیال ہوتا تھا کہ علی محمد خان چونکہ دشمن حقیقی صفدر جنگ کو جانتا ہی اور وزیر بھی اس سے نفاق رکھتا ہی اور وزیر کی
حکمت کار [illegible] خاطر البا خونکام حضور راجہ نول رای کے ہو ضروریات قلعہ کے نزدیک سے مقصود ہوگا اسبذکور کو

تھا پاکر گرم رام ہوا اور راجہ کو چشم زخم پہونچا کہ موجب رنج صفدر جنگ ہو لہذا صفدر جنگ نے پادشاہ سے رخصت لیکر معہ فوج راجہ نول رائے کی استقبال کو گیا اور اوسے ہمراہ لیکر کمال کروفر سے اپنے لشکرگاہ کو گیا اور راجہ نولرائے کی ملاقات شاہنشاہی سے انواع عطایا اپنے آبرو کیواسطے اوسکو مرحمت کروائی القصہ چونکہ وزیر بجہالت تخمیر باوجود تمام افغان علی محمد خان روہیلہ کے جو کہ اوسنے اوسکے ساتھ کی تھین علے الرغم عمدۃ الملک و صفدر جنگ کے اوسکا طرفدار ہوکر باطن مین اوسکی تقویت کرتا تھا یہان ان دونون سردارون نے اس مہم سے انکار کرکے اوسکے سر چھوڑی و روز یہ افغان مذکور کے عفو تقصیرات کا واسطہ ہوا آخر روز جمعہ تیسری تاریخ جمادی الاولی ۱۱۵۹ ہجری کو اوسکے ہاتھ رومال سے باندھکر اپنے ہمراہ بادشاہ کے حضور مین لایا اور بادشاہ نے وزیر کے بپاس خاطر وزیر کو حکم دیا کہ اوسکے ہاتھ کھولدے اور فرمایا کہ ہمنے لے تجھے بخشا اور لوگ واسطے ضبط اوسکے مال و اسباب کے مقرر ہوئے غلات کے ذخیرہ بہت سے ہاتھ لگے اور بعض توپ خوردہ نقد و جنس غیر غلہ اور چند توپ کے کچھ نہ تھا مگر تھوڑا سا جو قائم خان کے پاس امانت تھا ظاہر ہوکر داخل خزانہ شاہی ہوا اور روز شنبہ چہارم ماہ مذکور کو پنجشنبہ دار الخلافہ کو روانہ ہوا اور راجہ نول رائے اور قائم خان بنگش بھی مرخص ہوکر اپنے مقامات کو روانہ ہوئے پادشاہ ہمعنان فتح و ظفر اول روز پنجشنبہ غرہ جمادی الآخر سنہ مذکور کو مطابق آخر چیت اسدی [illegible] داخل قلعہ شاہجہان آباد ہوا

ذکر فوت بعض امرا اسی سال گذشتہ مین

آخر ماہ محرم مین نوازش علیخان فوت ہوا قدم شریف کے آستانہ مین مدفون ہوا اور روز پنجشنبہ چودھوین صفر کو اشرف خان ولد کلان امیر الامرا صمصام الدولہ خان دوران فوت ہوکر اپنے باپ کے مقبرہ مین دفن ہوا اور روز یکشنبہ ہفتدہم ماہ صفر کو نوروز ہوا اور نصف اخیر ربیع الاول کو اسد الدولہ اسد یار خان انسان تخلص گلگشت ارم کو قدم زن ہوا اکبرآباد اوسکا اور آبا کے مولد تھا وہین پر دفن ہوا مرد نیکوکار شاعر موزون طبع تھا عمدۃ الملک کی دستگیری سے اسنے اور جعفر علیخان نے اور یہی مؤتمن الدولہ محمد اسحق خان اور ایک اور شخص نے جسکا نام یاد نہین ملازمت بادشاہی حاصل کی وہ اور اسحق خان اول ہی روز مین پنجہزاری او دو آدمی اور بھی چار ہزاری ہوئے جعفر علیخان نے عمدۃ الملک کی رفاقت قبول کی بادشاہ کے تقرب سے اسحق خان سر بفلک ہوا اور اسد یار خان بھی دوسرے مرتبہ پر شش ہزاری اور خطاب اسد الدولہ اور صاحب ہاتھی اور مراتب ہوا اور اوسکا رسالہ پنجہزاری سوار کا داغ شمشیر سے ملازم شاہی ہوا آخر کو عمدۃ الملک نے رشک کھایا الہ آباد سے معاودت ہوکر بادشاہ کو منحرف کر دیا الغرض رسالہ شمشیر و داغ برطرف ہوا حضرت باوجود خوبیون کے مورد طعن ہوئے اسد الدولہ خان کے عمدہ حال سنے گئے اونمین سے ایک یہ ہے کہ در دولت پر ایکسو چالیس نفر چوبدار مقرر تھے اور ہر روز ستر نفر حاضر تھے بعد انکے باقیماندہ [illegible] ہر روز [illegible] باوجودیکہ صحن عام اور ہجوم انام تھا حکم ممانعت کسیکا نہ تھا یہ فقط گرجہ [illegible] کی اس لحاظ سے تھے تا کہ کوئی اوسکے تحمل پر گمان نکرے اس شخص کا سلوک ہر گروہ و ہنر سے مسلوک تھا و رباعی اوسکی یادگاری لکھتا ہو

رباعی	اے گریہ صنم [illegible]	اگر ہمنشین برفیق [illegible]	[illegible] شکر [illegible]	اے چند سر [illegible]

ولہ گر حقہ شیخ و شنب باید گفتن ۔ گر شکوہ نمان و آب باید گفتن ۔ الشان تمام کہ گفتگو لابدست افسانہ برای خواب باید گفتن
نوروز ہفتم جمادی الآخر روز دوشنبہ کو خبر ملی کہ ۱۱ ماہ مذکور کو روز دوشنبہ زکریا خان ناظم لاہور فوت ہوا وزیر نے جو اوسکا
سالا تھا یہ خبر چھپائی اور اوسکے خلف کلان میر یحییٰ خان کو حیلہ ملاقات پر سوار ہی روز پادشاہ سے رخصت کرا دیا بستم
ماہ مذکور کو روانہ ہو کر بعد ورود لاہور کے بجائے پدر متمکن ہوا بائیسوین کو وزیر نے ماتم کیا بعد تعزیت ۲۴ تاریخ روز
دوشنبہ کے حضور مین آیا اور روز دوشنبہ بستم شعبان کو خلعت صوبہ داری لاہور کی وزیر الممالک اعتماد الدولہ کو ملی اسنے نیابت زکریا خان
کے لڑکون کو روانہ کیا آخرکار دونوں بھائیوں میں خصومت ہوئی شاہ نواز خان نے بڑے بھائی یحییٰ خان کو قید کر لیا ہم
بعد چندے یحییٰ خان اپنی بیچی کے حیلہ سے خوان طعام مین چھپ کر نکل گیا اور یارون کی اعانت سے قاضی کے گھوڑے پر
بھاگا بھاگ دار الخلافہ مین آیا اور شرم نالائقی سے فقیر ہو گیا وہ شہر کی نہر کے کنارے کو تے بنا تے اور اوسکا نام تجم بابا
رکھا چونکہ وزیر کا داماد اور صاحب وبال تھا چند رفقا نے بھی بیچ دکھلائی اور شاہ نواز خان دونوں صوبہ پر حکمران رہا
آخر روز دوشنبہ شانزدہم شعبان کو اسد اللہ خان برادر کلان عمدۃ الملک اکبرآباد مین جان بحق ہوا اور وقت نصف شب
پنجشنبہ پنجم شوال کو خانہ شاہزادہ مرزا احمد بن محمد شاہ کے گھر مین لڑکا تولد ہوا۔

ذکر سوانح ۱۱۵۹ ہجری مطابق سنہ ۲۹ جلوس محمد شاہی

دوشنبہ کے روز ۲ صفر ۱۱۵۹ ہجری کو نوروز ہوا اور ربیع الثانی مین غلام محی الدین خان جو زکریا خان کے جنبلی
مال کو گیا تھا اور اوسکے لڑکون سے لے آیا تھا حضور مین لاکر بعطای پالکی جھالردار اور اضافہ منصب ہزاری سے سرفراز
ہوا روز جمعہ ۱۳ جمادی الاول کو ہمروز خان خواجہ سرا محلی بادشاہ جمعہ کی نماز پڑھ کر اپنے چیلہ یعنے متبنے کے گھر آیا
وہ اپنے پیر کے وصال کو اپنی بی بی سے پر ہیز کرتا تھا اور بی بی نیک بخت بر سر انکار تھی جب بڑی کشاکشی ہوئی نیک بخت کے
باپ نے غیرت کھائی حفظ ناموس پر آیا دونوں پر ہاتھ صاف کیے جمدہر کی ضرب سے اجل حاضر ہوئی اور اوسکے بچگان
ہمراہی کو مجروح کیا اور خود اوسکے ملازمان کے ہاتھ سے دار الآخرۃ کا راستہ لیا ہمروز خان مجروح پالکی پر اپنے فرودگاہ
کو چلا اسی محرا نوان محولی مین دنیا کی گدی چھوڑی خواجہ قطب الدین کی مزار کی جوار مین دفن ہوا اور ماہ جمادی الاول مین شب
جمعہ کو حافظ وجیہ خان خواجہ سرا سرے داروغہ باورچیخانہ بادشاہی آخر شب نماز پڑھتا تھا غشی جو آئی دنیا سے چل بسا
اور اوسکی جگہہ اولاد مرحوم مقرر ہوئی ۲۵ ماہ مذکور کو پادشاہ باغ تالکٹورہ کی سیر کو تشریف فرما ہوتے مرزا محمد اسحق خان
نجم الدولہ کو خدمت چوکی خاص کی بجائے خواجہ ہمروز خان کی ملی ۔ بروز یکشنبہ ۲۷ کو خبر بادشاہ مزار خواجہ قطب الدین کے سیر کو گیا
تا لا چند پایا اور روز یکشنبہ تاریخ پنجم بادشاہ داخل قلعہ مبارک ہوا۔

ذکر انتقال عمدۃ الملک کا جمدہر کی زخم کھا کر باشارہ شاہی

عمدۃ الملک امیر خان کہ اوسکے امور مین جملہ امثال و اقران سے جد و جہد افزون کرتا تھا کسیکو اپنے برابر سمجھتا نہین تھا تا آنکہ

عجب اتفاق ایک روز وزیر حالت نشہ مین بام خانہ سے گرا اور استخوان عضد رانی پیچیدہ ہو گئین سات
آٹھ مہینے تک صاحب فراش رہا اور صحت کے بعد بھی قوت آمد و رفت دربار اور قیام حضور کی
نپائی اور اپنے لڑکو نمین تمیز نپائی لاچار عمدۃ الملک کو نائب و مختار کیا ایسا ہی لگا ہے جانا خفیف سا ٹھہر کر اپس چلا آتا
صفدر جنگ تو دوست ہی تھا اب عمدۃ الملک کا اقتدار بڑھنا شروع ہوا پیشتر ہی سے بادشاہ کی مصاحبت مین بہ یکجہتی
کرتا تھا اب اور بھی بے تکلفی ہوتے ہر امر مین مبالغہ کرتا خصوصاً اپنی ملتمسات کی پذیرائی مین نہایت کدوجہد کرتا تھا
اور نجم الدولہ محمد اسحق خان بہادر اور اسکے بھائی باوجودیکہ مشمول لطف شاہی تھے مگر بمقتضای اس امر کے کو انکا باپ سکا
آزردہ تھا کچھ خیال مین نہ لاتے تھے محمد شاہ نے واسطی افزایش اقتدار اسحق خان کے بہن کی وصلت شجاع الدولہ حفیظ الدین
حیدر خان بہادر جنگ ولد صفدر جنگ کے ساتھ مقرر ہوئی اور عمدۃ الملک کو اپنی جانب سے سرانجام شادی خیر کو مقرر
کیا صفدر جنگ نے یہ شادی بڑے تزک احتشام سے کی جملہ اسباب تین نو گھڑی ایکہزار چاندی کے تھے جو ساچق مین بھیجے
تخمیناً ہر ایک گھڑہ سو روپیہ سے کم کا نہ تھا عمدۃ الملک یکمرتبہ بادشاہ سے مرخص ہو کر سلاطین مقید سلیم گڈہ کی ملاقات کو گیا
لوگون کو مظنہ بد اسکے جانب سے دل مین آیا خصوصاً بدخواہان عمدۃ الملک نے اسی تقریب سے بادشاہ کو منحرف کر دیا
تا آنکہ بادشاہ کے دلمین عمدۃ الملک کی بدخواہی کا نقش جاگزین ہوا اور درپے اوسکے دفعیہ کے ہوا تا آنکہ عمدۃ الملک کی
کسی قدر مسکی تقریر مین بحضور بادشاہ طول دیا بادشاہ ملول ہوا فرمایا اب دوسرے روز رکھو اسنے کہا قدر بس لیجئے
بادشاہ نے دوبارہ تھوڑی دیر کے بعد وہی کلمہ کہا اوسنے وہی جواب دیا خواجہ سرا بے لوگ اکثر تنگ حوصلہ کج خلق
ہوتی ہین روز افزون خان ناظر نے جو باپ دادی کے عہد سے ملازم پیر اور اکثر ابواب حرم سرای سلطانی اوسکی تفویض
تھے زیر لب بڑبڑانا شروع کیا عمدۃ الملک نے سنا کہ کہتا ہے آج سے رانڈونکا قصہ تمام کیجئے یہ سنتی ہی آشفتہ ہوا غلاکی
کیا مجال کہ امرا کی گفتگو مین دخیل ہو اوسنے جوابدیا کہ اگر غلام ہون تو بادشاہ کا ہون اور کسی کا نہین ہون عمدۃ الملک نے
بادشاہ سے کہا کہ اگر یہ ناظر رہے تو بندہ دربار نہ آویگا ورنہ میرے تعہد مین عہدہ نظارت فرمائی بادشاہ نے دلجوئی کی
فرمایا تمہاری خاطر عزیز ہے انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا یہ سنکر مرخص ہوا اور آگاہ خان خواجہ سرا اپنے داروغہ دیوان
خانہ کو نیابت پر تجویز کر کے امیدوار کیا بادشاہ کو فکر ہوئی ناظر روز افزون نے کہا کہ ایک تو یہ ہین حق رکھتا تھا اگر وہ ناظر
ہوا تو جان بچانا محال ہوگی اوسنے کہا کہ اگر مرضی ہو اسکا تدارک مشکل نہین بادشاہ نے اجازت دی روز افزون خان
قاتل کی تلاش ہوئی اور اپنے متبنی سے کہا اوسنے اپنے بھائی جواہر نامی کو جو پیشتر عمدۃ الملک کا ملازم تھا اور آزردہ ہو کر
ہوا تھا ڈھونڈ نکالا اور یہ شخص پیشتر بھی واقف تھا اوسکے قتل کو بھائی سے کہا کہ تا اب بمبالغہ تمام آمادہ ہوا
کہا جب عمدۃ الملک اپنی دواردہ قلعہ خاص ہو اوسکا کام تمام کرو تا آنکہ روز جمعہ ذی الحجہ کو اول صبح عمدۃ الملک
خاص اسی کام کو آگاہ خان کو عہدہ نظارت خلعت دلوانے کو بخلاف ضابطہ حاضر آیا روز افزون خان نے قاتل کو

دیوان خاص کے دروازے پر مخفی کیا جیسے کہ عمدۃ الملک نے بخاطر جمع دروازے پر قدم رکھا قاتل متنظر نے ایسا جمدھر مارا کہ تھیگاتک جا پہونچا اور فوراً سید مذکور خلعۂ خاص عدم کو راہی ہوا لاش پالکی پر اوسکے مکان تک جنبلی ہی کے ساتھ آئی مگر اوسکے ملازم تابع دفن لاش اور ضبطی مال و اسباب با وجود ہونے اپنی تنخواہ کے ہوتے اور بادی علیخان داروغہ فیلخانہ شاہی برادر مقتول اور عبد المجید خان دیوان خالصہ و تن و بیرم خان و نعمت اللہ خان وغیرہ امرا اور اقربا جو بہ رسم تعزیت اوسکے گھر گئے تھے اوسکی ملازمین کے قیدی ہوئے کسیکو مجال نکلنے کی نہ تھی بادشاہ کو یہ منظور تھا کہ اوسکا مال و اسباب ضبط کرے اور کسیکی تنخواہ نہ دی بلکہ اونکے قتل کا حکم کرتا تھا مگر نوکر پیشہ نے قبول نہ کیا تا آنکہ صفدر جنگ درمیان میں آیا اور فیروز خان خان بہادر اور سید ی بلال کو بھیجکر تنخواہ کا ذمہ کیا اس مقدمہ کو چار روز گذرے لاش متعفن ہوئی آخر اوسکی جنس بیچکر اولے تنخواہ کا قرار ہوا تب لاش دفن ہوئی چھٹے روز خلیل اللہ خان کے مقبرہ میں جو اسکا دادا تھا متصل سرای روح اللہ خان کے ایک شاعر نے مادہ تاریخ (غم عمدہ) نکالا ہی آخر اوسکی اجناس بیچی گئی جواہرات اور اسلحہ بادشاہ نے بقیمت ایک لاکھ کے خرید کئے غیر تنخواہ تقسیم ہوئی بیچارہ در بیانون نے رہائی پائی

سوانح سنہ ۱۱۶۰ ہجری مطابق سنہ ۳۰ جلوس محمد شاہی

روز شنبہ نہم ربیع الاول سنہ ۱۱۶۰ ہجری کو نوروز ہوا اور آخر رجب اول شعبان کو یحیی خان مدار المہام دار الانشا اور دیوان خالصہ جو عبد المجید خان کی تغیر پر مقرر ہوا تھا مر گیا بعد سوم کے ہر ایک اوسکے چھ لڑکے اور ایک پوتے نے خلعت ماتمی پایا اور ایک لڑکے ارشد کو بالا خید اور خدمت دار الانشا کے مرحمت ہوئی اور روز پنجشنبہ ششم شعبان کو دیوانی خالصہ کی محمد اسحق خان کو مع خلعت شش پارچہ کے لطف ہوئی اور بروز پنجشنبہ ۲۴ کو کچہری کر کے دستخط کی اور بروز چارشنبہ آخر شعبان اعز خان داروغہ گرز بردار ان فوت ہوا اور غرہ رمضان کو وفن اور خلعت ماتمی اور خدمت مذکورہ کو اوسکے لڑکے کے چچا اعز خان نام کو ملی روز شنبہ بست و ہفتم ذی الحجہ کو ناصر خان صوبہ دار کابل جو احمد شاہ ابدالی کے حضور سے بھاگ کر حاضر ہوا خلعت شش پارچہ اور شمشیر و فیل اسی وجہ سے مرحمت ہوئی کہ نادر شاہ تو مر اشاید اسکی اعانت سے وہان کے افاغنہ آشتی کریں اور صوبہ مذکور فتح ہوے

سوانح سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق سنہ ۳۱ جلوس محمد شاہی

اسی سال کا عمدہ سوانح آنا احمد شاہ ابدالی درانی اور رحلت کرنا محمد شاہ بابری کا ہے احمد شاہ ابدالی ابتدائے سال مذکور میں وارد ہوا ہنگامہ ہر دو جنگ کا وقوع داد جلوس محمد شاہی غرہ جمادی الاول تک ہوا لہذا یہ سانحہ بیان ہوتا ہے مخفی نہ رہے کہ یہ احمد ابدالی در اصل یتیس قرار دہا ہے اولش افغان ابدالی او در رعایا ی ہرات سے ہے بعد مہم قلعہ ہرات کے اسیر پنجہ نادر شاہ ہو کر بعد چندی خانی تعلقے ہو زمرہ ایماعلان شاہی میں مقرر ہو کر مورد الطاف نادری ہوا بعض بیخبر کو یہ ہمہ منگما شی سے حاصل ہوا جون کہ نادر شاہ مرحوم ایران اور قرتہ ترکان سے مطمین تھا ہجانب

اور افواج توران کو بعد مغلوبی کے مورد الطاف فرمایا و اکثرون کو انمین سے اپنے لشکر کا سالار کیا بلکہ افاغنہ کو نسبت ایران کی زیادہ اقتدار کیا اونمین آزاد خان بھی تھا تیس ہزار سوار کا مالک جسنے وم اقتدار مارا اور آخر کار کریم خان زند کی آب تیغ سے اوسکا شعلہ اقبال ٹھنڈھا ھوا اسکو اپنا نوکر کیا احمد ابدالی بھی اونھین مین سے ہے لیکن یہہ شخص تقی خان تاختہ کی اعانت سے انقلاب قبل نادر شاہ مین بھاگا بعض خزانہ طہماسپ چلا گیا جو اوسکے لشکر کو جاتا تھا متصرف ھوا اور کچھہ اپنے پاس سے بہم پہونچا کر صاحب سکہ و خطبہ ہوا اور اوسکا آنا ہند مین سات مرتبہ ہوا انشاء اللہ بتدریج درج صحیفہ تاریخ ھوگا اول مرتبہ کتاب باوری مین آخر ۱۱۶۵ مین آیا اور ۱۱۶۵ ہجری کے آخر مین معاودت کی

ذکر داعیہ احمد شاہ ابدالی بنابر تسخیر ہند اور سرہند تک آنا اور لوٹ جانا

احمد ابدالی منظور نظر نادر ہوکر اوقات آبرو سے بسر کرتا تھا سال ۱۱۶۰ ہجری مین بادشاہ سے مرخص ہوکر اپنے گھر آیا اور بعد قصد معاودت امام الانس والجن سلطان ابو الحسن علے بن موسی کی زیارت کرکے وہان سے چلا ہوا مزار پر ایک درویش جابر نام کو دیکھا کہ خیمہ محقر مثل طفلان استادہ کئے ھوئے ہے اسنے جاکر استفسار کیا کہ یہہ خیمہ اور بازی طفلانہ سے کیا غرض ہے اوسنے کہا احمد ابدالی ہے اسنے کہا ہان جسنے کہا کہ یہہ خیمہ بروقت مرنے نادر شاہ کے گریگا اور تو اوسوقت بادشاہ ھوگا احمد نے کسی امیر رفیق کو وہان پر چھوڑا کہ تاریخ تحریر کیجے اور اوسکی حفاظت رکھے اور خود حضور نادر شاہ مین گیا جب نادر مارا گیا احمد لشکر سے بھاگ کر مشہد مقدس مین آیا اور وہان خیمہ کے افتادہ کے بروقت تم عشار خبر اوسی تاریخ کو پائی اب سلطنت کا انتظار ہوا اپنے فوج کو فراہم کیا اور محمد تقی خان سبزاولی کو خواجہ کے نام سے مشہور باہم متفق کیا آختہ کے لقب کا یہہ سبب ہے کہ نادر شاہ نے ایکمرتبہ غضب ھوکر اوسکو آختہ کر دیا تھا خیر ساعت مسعود پر جیغہ سلطنت سر پر رکھا اور زر تحصیل صوبہ کابل کو جو کہ ناصر خان صوبہ دار اپنے ہمراہ بادشاہ کے پاس اور میر محمد سعید متعاحد تورہ خان شیعی مرتضی کو جو پیش کیا جاتا تھا جبراً اپنے قبضہ مین لایا اور شاہ جہان کہ بہ لقب شاہ جہان اوسکا خطاب تھا لال خور نقلبند مشہور کابلی کا نوہ ہے وہ بھی قید تھا خلاصہ یہہ ہے احمد ابدالی نے بعد انتظام ناصر خان کو صوبہ دار کابل بنایا خلعت دئے بہ این شرط کہ کابل ہوکر پانچ لاکھ روپیہ جلد بھیج پانچ سوار درانی ہمراہ کر دئے ناصر خان کابل پہونچکر وہان کی افاغنہ سے ظاہر کیا اونہون نے ادای مبلغ مذکور تاراج مقدرت بیان کیا اوسنے کہا اگر نہین ادا ھوتا کیا تدارک کروگے اونھون نے کہا لڑائی اسنے جواب دیا کہ میری کچھہ نہین اونہون نے سوگند و پیمان کے ناصر خان نے سواران ہمراہی کو نکال دیا ابدالی اس خبر کو سنکر تدارک ھوکر موجود تھا افاغنہ کابل نے اوسوقت عہد و سوگند کے مالوہ آتے ناچار ناصر خان کابل سے پیشاور آیا اسکے چلے آنے پر افاغنہ ابدالی سے جا ملے پیشاور ... کی دلالت کی احمد شاہ پیشاور آیا ناصر خان ... متحصن ہوا ... مین شاہنواز خان ولد زکریا خان نے برادر یحیی خان کو لاہور سے نکالکر صوبہ لاہور و ملتان مین مستقل تھا اور ... خان شہ ... کے بیچ ... مستعد ہوکر ... قمر الدین خان بہادر کے بھانجے ھوا اور یحیی خان بھانجا ...

دونوں ہی یقین ہے کہ بادشاہ وزیر کے پاس گیا ہو ہر چند وزیر تمہاری ہمکاری میں تابمقدور کوشش کرے مگر ہمارے بھائی یہ ہی نہ احمد ابدالی
موافق ہو شاہنواز خان نے ابدالی کو تحریر کیا کہ بادشاہی ملکی اور وزارت ہماری ہو تو احمد ابدالی جیسے خیال میں ہے اور تمام سعی وہ بکار ہو احمد
نامہ محکم شہود گواہی سران لشکر مرتب کر کے روانہ کیا بعد ازان آدینہ بیگ خان نے قمر الدین خان وزیر کو لکھا کہ شاہنواز
ہم مذہبیوں کی بات نہیں سنتے اور احمد ابدالی سے خط و کتابت رکھتے ہیں اگر حضور سے اونکی تسلی ہو تو میں بھی مجال التماس نہیں وزیر خان
نے چار ناچار بدستخط خاص ایک خط لکھا کہ ہمارے خاندان میں نمکحرامی کبھی نہیں ہوتی ہرگز ایسا ارادہ نکرنا افسوس کہ ایک افغان
بیسایوں کی اطاعت کی ہے لازم ہے کہ مرحلہ مذکور کو نکال کر تمام حدود ہندوستان کی فتح کہ دلکا نپا صوبہ کابل و کشمیر و ٹھٹھہ
وملتان میں تمہارا عمل ہو اور اینجانب کو اپنی امداد و اعانت میں مصروف جانو شاہنواز خان اس خط کی پہونچتے ہی احمد ابدالی سے بدگمان
اور آدینہ بیگ خان کو ازراہ بدخواہی نقض عہد پر مشورہ کیا ناصر خان ابدالی کے حصار میں بند ہوا اسباب غلات وغیرہ سب
خرچ ہو گئے بھاگنے کا پہلو سوچنے لگا بخشی ہمراہی نے عرض کیا کہ حضور یہاں سے نکلا چاہیں ایک روز کے بعد بندہ بھی راہ لیگا اس صورت میں
کوئی آپکا پیچھا نکریگا آخر ایسا ہی ہوا ناصر خان چند نفر کے ساتھ فراری ہوا اور بخشی دو ایک روز لڑ کر جان بحق ہوا ناصر خان کے
ناموس ابدالی کے ہاتھ لگی مگر پاس خاندان کی عزت و حرمت کی آخر کو چھوڑ دیا ناصر خان لاہور پہونچا شاہنواز خان نے
ملاقات کر کے استقامت کیواسطے اقرار کیا اسنے حاضری دار الخلافہ کا ارادہ کیا لیکن کے راہ لی شاہنواز خان رخصت ہوا
اور اسکے خانسامان کو ہمراہ لیکر جمیع کارخانجات عمارت مثل خیمہ و فیل و اسپ و ملبوسات و باورچیخانہ و آبدارخانہ وغیرہ
مع چار لاکھ روپیہ نقد کے دیکر روانہ خدمت ناصر خان کیا ۔ احمد ابدالی نے راجا کوڑامل کو خط لکھا جواب میں صاف
جواب ہوا ہر چند ابدالی نے اخلاص کی لی مگر شاہنواز خان نفاق سے نہ باز آیا شاہ صابر ہمراہ لاہور میں عبد اللہ کے گھر
ٹھہرا فروکش ہوا شاہنواز خان نے خبر پا کر آدینہ بیگخان اور راجہ کوڑامل کو بھیجکر دریافت حال کیا صابر نے کہا مجھے کچھ
تمسے تعرض نہیں ہے لیکن حق محبت وہی کھینچ لاتا ہے چونکہ اس شہر و نیز حکام شہر کے حقوق میری گردن پر ہیں اسقدر
رکھتا ہوں کہ بدعہدی خلق و خالق دونوں کے روبرو بڑے ہے اور تمہاری تلوار احمد ابدالی کی شمشیر سے مرا نہیں کسی نے
کہا کیا ہمارے مالک کی تلوار لکڑی کی ہے اوسنے کہا یقین صاحب دونوں کی تیغ آہنی کی ہے مگر ابدالی کا اقبال
مائل عروج ہی آدینہ بیگخان نے شاہنواز خان سے ساری کیفیت بیان کی اور سحر سے منسوب کیا بہرصورت صلح ہونے کی
امید بعد تقریر مذکور حوالہ بخشی ہوا تاکہ نظر بند رکھیں ناچار ابدالی لاہور کو عازم ہوا شاہنواز خان بھی بڑی فوج و حشم سے بیرون
شہر نکلکر مورچہ آرا ہوا ابدالی نے بھی مقابل ہو کر لشکر آرائی کی شاہنواز خان نے کلب علیشاہ درویش کو بھیجا کہ
پایان جنگ کیا ہوتا ہے اوسنے کہا کہ آج کا دن تمہیں گران ہے اگر آج نلڑو بہتر ہے کل تمہاری ظفر ہو گی
... نے آدینہ بیگ خان اور راجہ کوڑامل اپنے دیوان کو بھیجکر سران لشکر کو مانع ہوا کہ آج کوئی نلڑے
... لشکر کے اندر سے ... حکم ... طرح خیمہ ... میں روانہ ہوا کہانے کا وقت پہونچا

دسترخوان پر بیٹھا تھا کہ ناگہان توپ کی آواز آئی اودینہ بیگ خان وغیرہ بھی کھانے میں شریک تھا تھوڑی دیر میں دوسری آواز آئی
بعد استفسار معلوم ہوا کہ سواران ابدالی نمودار ہوئے تھے دو سو نفر قزلباش سرکار نے بیرون سکہ جا کر اونھین ہٹا دیا تھوڑی دیر مین
اول سے زیادہ سوار اغیار نظر پڑے اونھین توپ کی شلک سے بھگا دیا بعد ایک لمحہ کے کسی سوار ہمراہی بخشی نے آکر عرض کی
کہ کمک ہماری کرو شاہ نواز خان نے متحیر ہوکر سبب دریافت کیا خبر لاتے کہ اونھین قزلباشون نے دوبارہ بھی اونکا مقابلہ کیا
وہ دو ہزار سوار انپر دوڑ پڑے اوبھی قزلباش سرکاری دو سو نفر تھے تاب نہ لا کے فرار کیا محافظان سرکار نے سواران سرکاری کے
آگے سے توپ چلائی ابدالیون کے سوار دو ہزار اور اسکے پیچھے آگھسے لشکر مین رستخیز بپا ہے شاہ نواز خان نے فرمایا ہم سوار
ہوتے ہین ورنہ بیگ خان کو بخشی کی مدد پر حکم دیا وہ آئے بلے لیکر تماشا سے دریا مین مصروف ہوا شاہ نواز خان نے تاکید
اوسکی تھوڑی دیر چلکر پھر استادہ ہوا شاہ نواز خان ہاتھی پر سوار ہوکر لوگون کو تاکید جنگ کرتا تھا کہ شام ہوگئی ابدالی اپنی فوج
کو واپس لیگئے لیکن آج شب لشکر گم ہوا اودینہ بیگ خان ورستم شہر کو چلا گیا شاہ نواز خان نے لوٹ کر خیمہ مین اوترنا چاہا اونکا
چھوٹا چچا خواجہ ہی ہمراہ تھا اوسنے کہا کہ حصار شہر مین چلکر جنگ کیجئے اسنے کہا کہ اسوقت خیمہ مین رہینگے صبح تدارک کیا جائیگا
اوسنے ایک غلام بھیجا جو ہمیشہ شاہ نواز خان کا ہاتھی خیمہ سے پیشتر ہٹا لوگون کو فرار معلوم ہوا بھگدڑ پڑ گئی تورانیان غلام ہم نے غارتگری
شروع کی خیمہ شاہ نواز خان مین لیکن تنخانہ چھوڑا شاہ نواز خان حیران دروازہ تختانہ مین پہونچا بعض لوگ مصالحہ کی بنا ڈالنے کی تھے
کہ بخشی حاضر ہوا شاہ نواز خان نے فقیر کا حال استفسار کیا اوسنے کہا کہ بروقت غلبہ جنگ کے بندہ نے مار ڈالا شاہ نواز خان
نے سنگ خورشی اوسکے چھاتی پر مارا اور کہا کہ اب ملاقات کی یہی صورت نہین ناچار کیسہ ہای اشرفی اور صندوقچہ جواہرات بعض
خواجہ سرایون کو حوالہ کر کے راہ فرار اختیار کی فتح و نصرت ابدالی کے ساتھ لگی صبح کو ابدالی داخل شہر ہوا شہر کی غارتگری مین
کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھا العیاس تسخیر کے حسب احمد شاہ ابدالی نے لی خبری ملک ہند کے خبر پائی قاصد تسخیر شاہجہان آباد ہوا
۱۱۶۱ اسیر تقی خان احمد بنا لا فوج قزلباش لاہور سے متوجہ دہلی ہوا محمد شاہ نے یہ خبر پائی اپنے لڑکے احمد شاہ کو معہ تمام
فوج شاہی اور توپخانہ کے ہمراہی وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور ابو المنصور خان صفدر جنگ اور راجہ ایسری سنگھ
سوائی ولد راجہ جی سنگھ وغیرہ راجہای صوبہ اجمیر کے مامور کیا پنجم محرم ۱۱۶۱ ہجری کو صفدر جنگ اور ذوالفقار جنگ
اور شیر جنگ اور معین الملک وغیرہ وزیر کے لڑکون کو معہ دیگر امرا کے پھر دن چڑھی فتح جنگ عنایت کر کے رخصت کیا اور
نوکر ہی دن چڑھی وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان کو بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے تیغ پیچ سرپیچ باندھا
اور طرہ بادلہ کا اپنے دستار سے نکالکر اوسکی دستار سے لگا دیا اور ابدالی کی لڑائی کو رخصت فرمایا اور ذوالفقار جنگ
سادات خان کو بخشی گری سوم کی خدمت اور شاہزادہ کی اتالیقی سپرد ہوئی اور چوتھی درجہ کی بخشی گری سادات خان
اونکے محمد اسحق خان کو معہ خطاب نجم الدولہ کے عنایت ہوئی شاہزادہ معہ فوج مذکور شہر سے گذر کر دریا سے
ستلج کے کنارے ماچھی واڑہ پہونچا اور بادشاہ ابدالی معہ فوج ہمراہی جو سات ہزار سوار سے زیادہ تھے کوچ کیا

ہوکر بالا بالا داخل سرہند ہوا اور سیزدہم ربیع الاول سنہ مذکور کو شہر سرہند کی لوٹ ہوئی جسنے ذرا بھی دم ہلائی اوسکی جان لی شاہزادہ
کی اس خبر سے ادہر کو توجہ ہوئی اور مقابل ابدالی کے پہونچکر بخوف فوج ولایتی اپنے لشکر کے گرد خندق بنا پناہ لی
پندرہوین ربیع الاول سے ۲۸ ماہ مذکور تک آتش جنگ وجدال گرم رہی کسیقدر جنس و بان و توپ کے گاڑیان شاہزادہ کے
لشکر سے پیچھے رہیں تہین وہ ابدالی کے ہاتھہ لگیں اوسنے یہہ سرمایہ پاکر بان وگولہ کی آن بان دکھلانا شروع کی باوجود کثرت عظیم
کے ہندوستانی محصور تھے ۲۲ ماہ مذکور کو اعتماد الدولہ وقت چاشت کے نماز خیمہ مین ادا کرکے مصلے پر تہا کہ ابدالی کی فوج سے
ایک گولہ نے پہونچکر اوسکا کام تمام کیا راجہ ایشری سنگہ وغیرہ جملہ بیس تیس ہزار نفر تھے مگر وزیر کے مرتے سنا سے بھاگ اوٹھے
صفدر جنگ و معین الملک ولد وزیر معہ شاہزادہ کے باوجود وہ زخم بزرگ کے پایدار رہے ۲۸ تاریخ کو ابدالی نے مورچہ
وزیر پر یورش کی معین الملک نے استقلال کرکے اکثر دلاوران مخالف کی جان لی مگر بے شمار لوگ وزیر کے مارے گئے
و بہا ہے خون روان ہوگیا اور بنا بر اتصال صدمات جنگ احمد شاہ کے رفقا کو بھی پہونچے تھے نزدیک تہا کہ فوج
ہند کو چشم زخم نصیب ہو صفدر جنگ نے اس واویلہ سے تھوڑی فوج شاہزادی کی مدد کو بھیجی اور خود معہ فوج خود دیبا چا پا ہوا
اور رہکلہ او بان اور جزائل جنگی کو روبرو کرکے درمیان معین الملک و ابدالی کے حائل ہوا جنگ عظیم درپیش ہوئی ادہر تو
فوج ابدالی کے صدمہ جنگ معین الملک اوٹھا چکی تھی ناگہان صفدر جنگ معہ فوج گران اور توپخانہ آتش بار کے آگیا اور اسی گرما
گرمی مین آتش خانہ ابدالی مین آگ بہڑکی ہزارہا بان شہاب ثاقب کے طور پر نمودار ہوئے اکثر ہمراہی ابدالی کے خاک پر
لوٹ گئے اور سارا انتظام شکست ہوا آخر کو پیر او نے بھاگا و تھا اور بادشاہ ہند کی فتح یابی ہوئی رات کو بعض پیغام
صفدر جنگ کے پاس بھیجا اور صبح کوچ کرکے کابل و قندہار کی لی تہا) محمد شاہ نے ظفر کی خبر اور جانثاری وزیر اور تردد ات
صفدر جنگ وغیرہ کے سنکر شادمان ہوا اپنے عین حیات مین کہ آغاز بیماری تہا صوبہ داری لاہور و ملتان کی معین الملک کے
انعام بخشدی اور صفدر جنگ کو معہ شاہزادہ اور دیگر امرا کے حضور مین طلب کیا شاہزادہ نے معین الملک کو اپنے باپ کی
طرف سے خلعت اور اسناد مرسلہ دیکر لاہور کو مرخص کیا اور خود معہ صفدر جنگ کے شاہجہان آباد کو عازم ہوا چونکہ مرض
محمد شاہ کا دمبدم زیادہ ہوتا اور آثار مرگ زیادہ ہوتے تھے متواتر شاہزادہ اور صفدر جنگ کے طلب مین شقہ صادر فرماتے
اور یہہ لوگ مستعجل روانہ ہوتے کہ ناگاہ متصل پانی پت کے خبر رحلت محمد شاہ کی گوش گزار ہوئی محمد شاہ نے ۲۷ ربیع الآخر
شروع ۱۱۶۱ ہجری مین انتقال فرمایا لیکن جاوید خان اور اسحق خان وغیرہ ارکان سلطنت اور ملکہ زمانے کے حسب مشورہ
مرنا مخفی رکھا اور عمدۃ الملک بمقتضائے حدیث شریف کہ تاخیر اون دفن سے محروم رہا بعد تقدیم مراتب تعزیت کے جو کہ
شاہزادہ سے مخفی کیا تھا صفدر جنگ نے واسطے شاہزادہ کے چتر آراستہ کرکے ساعت سعید پر زینت افزود
فرق خسروانی کیا اور دیکہو داخل دارالخلافہ ہوا احمد شاہ غرہ جمادی الاول روز سہ شنبہ سنہ مذکور کو باغ شالامار دہلی
مین تخت نشین ہندوستان ہوا اور لاش محمد شاہ کی باتجمل اور ہمراہی امرا کے ساتھہ شاہ نظام الدین اولیا کے مزار مین متصل قبر

والدہ کے آراستہ کیا کیونکہ ایسے قبر کے پہلو مین اوسنے عین حیات اپنے قبر آراستہ کرا رکھی تھی — احمد شاہ ہفتم جمادی الاولی کو
باغ شالہ مار سے سواری تخت رواں پر روز یکشنبہ دو گھڑی دن چڑھے داخل قلعہ ہوا اور بارہوین تاریخ روز جمعہ کو مسجد جامع مین
پہونچکر اپنے نام کا خطبہ سنایا اور روز جمعہ سوم جمادی الآخر کو میر تقی خان اور روز پنجشنبہ ۱۶ ماہ مذکور کو فرید خان مر گئے انہین
بندو مرہٹہ گرفتار تشویش کی جو ساتھ شمشیر خان دور گشتہ ہوئے ہیبت جنگ کے جو نواح غازی پور مین گوش زد ہوا واسطے استخبار کے
بنارس پہونچا وہان سے والد کی خدمت کو عازم ہوا او قصبہ بریلی مین جو اوسکا دار الحکومت تھا اور وہ خان فیروز جنگ خلف
آصفجاہ حاکم جمیع پرگنات کوڑہ و بداون و شاہجہان پور وغیرہ کیطرف سے تھا پہونچا ناگہان وہان بھی عجب حادثہ درپیش ہوا اور
اوس سے بھی رہائی ملی جسکا بیان آیندہ معلوم ہوگا —

بھاگنا علی محمد خان روہیلہ کا سرہند سے اور بریلی پہونچنا اور سپاہ والد کی نکلوانی اور وہان لڑائی سے قطب الدین محمد خان کا مارا جانا

والد مذکور جیسا کہ لکھ چکے ہین بپاس عنایات صفدر جنگ کے حاکم سکندرہ تھا کہ بندہ مرض ہوکر عظیم آباد پہونچا اور والدہ معظمہ
اور عیال وغیرہ سے مستفیض ملازمت ہوا اور اپنے خالو کی لڑکی سے کتخدا ہوا اور مصطفے خان کے جنگ مین رفیق رہا بعد ایک
سال کے والد کی صحبت صفدر جنگ سے ناچاق ہوئی مستعفی ہوے چونکہ محمد شاہ بادشاہ مغفور نے صفدر جنگ وزیر عمدۃ الملک کی
رغبت سے نواح مراد آباد و سنبھل اور بریلی وغیرہ علی محمد روہیلہ سے انتزاع کرلیا تھا اور اعتماد الدولہ کے حوالہ کیا اور وہ ملک
جسکے جاگیر التمغا مین تھا اوسکے حوالہ ہوا محالات بریلی وغیرہ جو آصف جاہ کی جاگیر اور بنا بر تغلب مدت سے خاطر خواہ فیروز جنگ
مین پور آصفجاہ کے وہانکا بندوبست یہان ہوتا تھا اور بنسبت موجودگی ہزارہا افاغنہ کے انکا بندوبست کسیقدر دشوار تھا
فیروز جنگ نے بندہ کے والد کو بھیجا والد نے وہان پہونچکر وہانکی انتظام مین ساعی رہا اور اکثر افاغنہ مانند سردار خان شاہ
بریلی اور منگل خان مالک تلہر اور سید محمد روہیلہ جو اولاد شیخ عبد القادر گیلانی مین پیرزادہ افاغنہ تھا مطیع ہوئے اوس وقت مین
قطب الدین محمد خان بہادر برادر راجہ فرید الدین خان نے جو اولاد عظمت اللہ خان حاکم مراد آباد سے تھا قلعہ چاچھٹ مین سکونت
کرکے والد سے در پے منازعت ہوا الاخرانہ اور رفقا کم تھے والد نے نصیحت فرمائی کچھ سود نہوا تنبیہ کا قاصد ہوا
رفقای جدید قطب الدین محمد خان بہادر نے حاکم کی خفگی سے اپنی راہ پکڑی وہان پہلے رفیق بتیس ۳۲ تیس ۳۰ نفر ہمراہ قلعہ چاچھٹ
کے ہے والد نے محصور کیا یورش کی گھات تلاش کی قلعہ کے گرد گھومنے لگا قطب الدین محمد خان بہادر تفنگ اندازی مین
بے مثل تھا کبھی اسکا نشانہ خطا نہین ہوا اسکی گولی کیا تھی پیغام قضا تھا اگرچہ بروقت گشت والد کے اسکی بندوق فیر
ہوئی مگر تقدیر نے نشانہ خطا کیا کبھی جھاڑی کبھی دیوار او فیر ہوگئی نہایت جھنجھلایا بندوق زمین پر پٹک دی والد نے
دوبارہ پیغام مستی الضمام قطب الدین محمد خان نے حیلتاً ملاقات منظور کی چاہا کہ بروقت معانقہ ہاتھ صاف کرے اوسکی رفقا کے
غیر حال تھے شریک ہوئے تھے پیر محمد روہیلہ وغیرہ ... سعید علی خان بہادر جہادم والد نے حفظ جان مع آبرو کا خاطر

مع عراق لانی کے ضامن ہوتے جب قلعہ سے باہر آکر عمو مذکور کے خیمہ مین آیا والد نے اس جلدی مین ایسے صاحب جرأت سے ملاقی ہونا مناسب نہ سمجھا عذر کیا کہ آج میرے مہمان گھرخانہ برادر ہین استراحت فرمائیے کل ملاقات ہوگی جب یہ خبر قطب الدین محمد خانکو پہونچی گمان غریب کیا باوجودی کہ دس بارہ تحفا سے زیادہ نتھے اسقدر ہجوم بیگانہ مین کہ میر احمد وغیرہ افاغنہ موجود تھے آزردہ ہوکر کہا کہ تم لوگ ریش مردان رکھتے ہو یا موی سر زنان کس منہ سے وعدہ کیا تھا عمو ہی مذکور اور نیز دیگر حاضران نے عذر کیا اسے غلمن مین پیالہ ہاے افشرہ اور خوانہای طعام نہایت پر تکلف والد کے یہان سے آئے اور خان مذکور کا صفرا مسکن ہوا جب طعام سے فراغ ہوا اختلاط ہونے لگا اور والد نے برابر تحفہ بہا بہیجکر اسکے دل کی کدورت دور کی اب وہ اندیشہ جو تھا اسکے سینہ سے دور ہوا اور دوسری روز ملاقات کی ٹھیری خان مذکور مع اپنے رفقا اور عموہی سید وا اور میر احمد وغیرہ روسار افاغنہ کے تشریف لایا والد نے کمال تواضع کرکے اپنے مسند پر برابر بٹھالیا اور رفقای ہمراہی کے ساتھ سے حسب الاشعار خان صاحب کے مسلوک ہوا خان مذکور نے اپنا عہدہ دلی ظاہر کیا اور کہا کہ بروقت ہمارے آنے کے ممانعت ملاقات اور محفوظ رہنا میری نشانہ تفنگ سے دلیل ہے آپکی تحقیق حیات پر اسی باعث سے میرے دل کی گرہ کھل گئی والد نے تبسم کیا اور زیادہ تر شفقت مبذول فرمائی خان مذکور نے شروط خاطر خواہ حاصل کرکے اخلاق پیدا کیا

میر احمد روہیلہ کا والد سے مرزم آور ہونا اور قطب الدین محمد خان کی دلیری و میر احمد کا شکست کہانا

میر احمد روہیلہ کو قطب الدین محمد خان کے قدر و منزلت کا رشک ہوا اول ہی باعتبار مذہب کے نہایت کینہ تھا قطب الدین محمد خان اور شیخ معز الدین خان جو بالفعل لکھنو مین موجود ہین مذہب تشیع مین ہے بسبب نفرت والد کے ہر حج معاملات ہوا اس سبب سے میرزادہ مذکور نے ترک رفاقت والد اور فتنہ و فساد کا ارادہ کیا افاغنہ و اطراف رعایا و لشکر اسکے پاس جمع ہوا والد لاچار گوشمالی کا عازم ہوا قطب الدین محمد خان ہمراہی لشکر ہوا بروقت مقابلہ کے میر احمد نے امیر فوج کو دو حصہ کیے ایک قطب الدین محمد خان کے مقابل ہوا اور ایک حصہ اپنے ہمراہ لیکر دیہات ویران کے خرابون کے تاہ مین آگے گلین مین ایستادہ ہوا وہان لشکر کی کمینی تہی اونکی گماٹین کی آگرچہ ہی قطب الدین محمد خان نے مع ہمراہیون کے پیادہ ہوکر بندوق سنبھالی جا بجا داد جوانمردی دینے لگا شمشیر کے جواب مین بندوق مارتا تھا کہتے ہین کہ اس نے ایک کے نشانہ مین بندوق چلائی ہے کہ دوسرا تلوار کھینچکر پہلو سے پہونچا کہ بچتا اور اس بہادر نے سابق کا نشانہ چھوڑ کر اسکو نشانہ بنایا اسیطرح زد و خورد کی کہ صفوف مخالف پراگندہ کردی چونکہ خان مذکور اس تگ و تاز مین کسیقدر والد سے دور ہو گیا تھا [illegible] نے والد کی تنہائی پاکر حملہ آوری کی اکثر ہمراہیان والد بھاگ نکلے والد فرط شجاعت سے ہاتھی سے کودنا چاہا قطب الدین خان کے ادب کے سنے جو ہمراہ والد سوار تھا روکا کہ جب تک ہم زندہ ہین آپ کو تکلیف ضرور نہین اسکے رفقا و [illegible] والد کے [illegible] شجاعت [illegible] کا گل کھلایا کسیقدر مخالف کے ہاتھ سے [illegible] ہوئے [illegible] میرزادہ [illegible] قطب الدین محمد خان نے خبر پاکر [illegible] توجہ کی اور میرزادہ نے [illegible]

اختیار کی کیونکہ خان مذکور کے زخم سے چور ہوا تھا ادہر والد کے ہمراہیون نے بھی کچھ کھلائی تا آنکہ والد کی فتح ہوئی اور افاغنہ بے اپنے سوراخ مین جا چھپے چند روز بعد پھر شورش کی تھی مگر بخوبی گوشمال ہوا انہین دنون تغیر ہو رہا کو شوق قدمبوسی والد ہوا آخر محرم کو کوچ کرکے بریلی پہونچکر شرف اندوز قدمبوسی ہوا انہین دنون شاہزادہ احمد شاہ نے احمد ابدالی پر فتح پائی جیسا کہ ذکر ہوچکا ہے اور علی محمد خان روہیلہ کہ ہند سے فرصت پاکر معہ تین چالیس ہزار افغان اور روہیلہ کے سہارنپور ربوریہ اور بجیرہ ہوتے ہوئے مراد آباد اور بریلی کو عازم ہوا اور مراد آباد وغیرہ مین اپنے فوجدار مقرر کرکے عبور گنگا کیا فوج ملازم والد نے جو اکثر افاغنہ اور علی محمد خان کی قربا تہے اوسکے قرب وصول کی خبر سنکر معاودت کی اور والد کے مکانات واقع قلعہ بریلی بہانہ تنخواہ سے محصور کرکے قطب الدین محمد خان دو تین سو نفر سے رفیق رہا جب علی محمد خان بریلی سے دس کوس پر آ پہونچا قطب الدین محمد خان نے والد سے کہا تاب جنگ علی محمد خان بھی نہین بس صلاح یہ ہے کہ نہ جاوے اوسکی ملاقات کو جاتا ہے اگر آپکو ساتھ نہین تنہا فکر رہائی کرتا ہون خدانخواستہ اگر عناد پر آمادہ ہے اوسی جگہ اوسکو عدم بھیجتا ہون اور خود بھی نثار ہوتا ہون یہ کہکر چند لوگ والد کے حراست پر چھوڑ کر روانہ ہوا جب خیمہ پر پہونچا ہمراہیون کو در خیمہ پر چھوڑ دو تین ہی کی ساتھ اندر داخل ہوا جب خان مذکور اندر داخل ہوا اوسکے دو تین رفقا نے بھی اندر جانا چاہا چوبدارون نے مزاحمت کی قطب محمد خان نے لوہکر دلجوئی کی مگر چوبدارون کی ذلت ظاہر ہوکر بڑائی لگے اوسنے ایک دہول جہائی غوغا برپا ہوا علی محمد خان اس شور سے ماہر ہوکر سر برہنہ دوڑا اور خان عالیشان کو ہزاران معذرت ہمراہ لیگیا مسند پر بٹھایا خود متواضع گوشہ مین بیٹھا بعد تواضع مدارات کے خان مذکور نے کہا کہ آپکو معلوم ہوگا بندہ سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ کا رفیق ہوا ہے یہانکی سپاہ آپکی آمد آمد سنکر در پے سرکشی ہین اگر آپکو بھی نفاق منظور ہو مجھکو رخصت کیجیے اور تشریف لایے باہم کی لڑائی بخت آزمائی ہوجاوے ورنہ در صورت صفائی بلیاری سفر کیجیے امور کی تصدیق فرمائی روہیلہ مذکور نے سوگند سخت یاد کی کہ ہمسے کچھ ایسا نہین گیا آپ مطمئن ہوجیے اور عملہ کو تاکید کرکے سامان سفر مہیا کیا قطب الدین خان بہادر جو پہونچ واپس ہوا اتنا اقرار لیلیا کہ خان مذکور والد کو دار الخلافہ پہونچا دے کیونکہ اوسکو خوف تہا کہ وہان جاکر میرا تدارک نکرے معین الدین خان مذکور کی قلعہ سے نکلکر محلہ آباد مین جا ٹھہرا اور چند روز تنخواہ کی شاہجہان آباد پہونچا اثنا راہ مین فرخ آباد و بنگش سے گذر بادشاہ محمد شاہ کی انتقال کی خبر وغیرہ کی سنی جب شاہجہان آباد پہونچی والد نے قمر الدین خان فیروز جنگ کے بوجہ انتظام نواح بریلی مین کام پایا افسردہ خاطر صفدر جنگ جانشین ہوا

صفدر جنگ کو وزارت ملنا

احمد شاہ کے بعد جلوس و دخول قلعہ کی تجویز وزارت سے صفدر جنگ کو کی لیکن آصف جاہ کا اندیشہ لگا ہوا تھا تا آنکہ بادشاہ نے دکہن کو خطوط بہیجے اور صفدر جنگ نے عذر ضعف پیری کر بہیجا اور صفدر جنگ کو لکھا کہ جو بہتر سمجھو تعمیل کرو مگر پہر بہی تا حیات آصف جاہ کے ہمت نہ ہوئی تا آنکہ اوسکی رحلت کی خبر واقع ۴ جمادی الآخر سنہ

بمقام برہانپور رسکے واضح ہوی کہ اوسکی لاش بدولت آباد کے قریب شاہ برہان الدین صاحب کے مرقد مین دفن ہوئی تھی اوسوقت صفدر جنگ نے اپنی اندام قابلیت کو خلعت وزارت سے زیب دیا اور خطاب عمدۃ الملک مدار المہام وزیر الممالک برہان الملک ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ سپہ سالار کا عطا ہوا اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسیقدر احوال عمدۃ الملک اور اعتماد الدولہ اور محمد شاہ اور آصف جاہ کا جو کہ قریب باہمی سے رہر و عدم ہوئی لکھا جاوے بعد ازان سوانح ایام احمد شاہ اور وزارت صفدر جنگ کے تحریر ہونگے انشاء اللہ و توفیق ہو الانعام

عمدۃ الملک امیر خان بہادر ابن عمدۃ الملک امیر خان بہادر صوبدار کابل کا ذکر

آبائی اصل اسکی سادات حسینی نعمۃ اللہی سے ہی بعد ازان سلسلہ امیر میرانیان سے بسبب کسی اپنے بزرگ کے منسوب ہوا میر میرانیان کر کے ایسے مشہور ہوئے کہ حاجت تحریر نہین جہانگیر بن اکبر کے عہد مین اسکا دادا جسکا لقب میر میرانیان تھا بسبب کسی جرم کے یا کسطور پر بلا رضامندی شاہ عباس فرمان رواے ایران کے ہندوستان آیا اور جہانگیر کے حضور مین صاحب لقب ہوا الا اپنے دو لڑکون کی مہاجرت مین بیآرام تھا تا آنکہ جہانگیر بادشاہ نے خانعالم کو بطور سفارت شاہ عباس کے پاس بھیجا اور اوسکے فرزندون کی استدعا کی الغرض وسکے لڑکے ہند مین آئے اور اسکا جد خلیل اللہ خان خطاب پاکر رتبۂ عالی کو پہونچا الغرض جہانگیر کے عہد سے آجتک اس خاندان مین دولت و امارت چلی آتی ہے اوسکا چچا روح اللہ خان محمد اورنگزیب کا بخشی مقرر ہے تھا اور اسکا باپ عمدۃ الملک میر خان صوبدار کابل ور اسکے اعتماد سے عالمگیر صدمات ایرانی سے محفوظ رہا اور یہ بھی اپنے عہد مین بے نظیر تھا شجاعت و سخاوت و فہم و فراست و دراک حقائق مین بے مثل تھا علماے عظام اور مشایخ اور سپاہی اور گویے اور شاعر جنہون نے ایکمرتبہ بھی صحبت حاصل کی تھی خوبیان یاد کر کر زار زار روتے شعر ہندی و فارسی خوب کہتا تھا بذلہ سنجی و نکتہ گوئی مین اپنا مثل نرکہتا تھا حسن بیان مین جگہ پر بیان کرتا تھا۔

وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان بہادر نصرت جنگ

اسکا باپ محمد امین خان اعتماد الدولہ بڑی اولاد خواجہ احرار سے اورنگزیب کے عہد مین توران سے وارد ہند ہوا آہستہ آہستہ منصب ہفت ہزاری پر پہونچا فرخ سیر کے زمانے مین قطب الملک کی رعایت سے ہفت ہزاری ہوا اور بعد فریب و دغا کے امیر الامرا اعتضا محمد شاہ مین وزیر اور بعد چند روز کے اسپر عالم وار دگیر ہوا اور قمر الدین خان عین حیات پدر مین بخشی سوم اور داروغہ غسلخانہ تھا اور بعد استعفای آصفجاہ کے وزارت پر پہونچا اگرچہ غفلت شعار اور ہمیشہ مست شراب رہتا تھا لیکن نہایت نیک بخت اور رعایا شاہجہان آباد کی شکر گزار تھی اور لیاقت وزارت کی بھی چندان نتھی ایک مہینہ چند روز قبل محمد شاہ کے عالم میں فوت ہوا۔

محمد شاہ بادشاہ بن جہان شاہ جنت آشیان بہادر شاہ بن اورنگزیب عالمگیر

فطانت و ہوشیاری سے خالی تھا تم برخلاف بادشاہون کے رکھتا تھا اور امرای مقتدر کے ہاتھہ مین پڑگیا چونکہ جرات کم تھی مغلوب نوکران تھا و فرخ سیر کی ضایع کی ہوئی سلطنت کو اصلاح نکرسکا چونکہ جوان عیاش تھا اوقات لہو ولعب مین رہتا تھا سلطنت اور زیادہ سست ہوتی گئی بعد سلطنت نادرشاہ اور اوسکی اعانت کے زیادہ تر عیش کیطرف مائل ہوا سبب جوانی کی وہ آگ بھی شکستہ خاطری نے گھیر لیا آخر عمر مین فقرا کی ہم نشینی بھائی سخنان معقول خوب سمجھنے لگا اسکے عہد مین خلق نے ایذا آسایش مین تہی یہہ بادشاہ گویا خاتم السلاطین بابریہ سے ہے کیون کہ بعد اسکے فقط نام کی بادشاہی رہگئی۔

آصف جاہ نظام الملک بن غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ

اسکانام قمرالدین شیخ شہاب الدین سہروردی کے اولاد مین ہے اسکانانا سعداللہخان وزیر اعظم شاہ جہان بادشاہ کا اور بابا اوسکا عابد خان مشائخ سمرقند مین سے ہے عابد خان شاہجہان کے عہد مین ہند مین آکر شاہزادہ اورنگ زیب کا ملازم ہوا اور بعد شہریاری اورنگ زیب تدریج منصب پنجہزاری پر پہونچا اور دوبار صدارت پر کامیاب ہوا ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۷ ہجری کو محاصرہ گولکنڈہ مین بزخم گولہ توپ جان بحق تسلیم ہوا اوسکا لڑکا شہاب الدین نام بتدریج منصب ہفت ہزاری پر پہونچا غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ لقب پایا اغلب اوقات بادشاہ عالمگیر کا سپہ سالار ہی رہا اور بیجاپور کی فتح مین القاب و خطاب پر فرزند ارجمند کے الفاظ اضافہ ہوا اور بہادر شاہی مین صوبہ دار گجرات ہوکر سنہ ۱۱۲۲ مین فوت ہوا اور آصف جاہ اورنگزیب کے عہد مین چین قلیج خان بہادر کا خطاب پنجہزاری منصب رکھتا تھا اور آخر عہد شاہ مذکور مین صوبہ دار بیجاپور رہا اور بہادر شاہی مین خطاب خاندوران اور صوبہ داری اودہ عطا ہوئی اور بعد چندے بنا بر اقتدار آصف الدولہ اسدخان بہادر اور ذوالفقار خان میرالامرا سپہ سالار کے ترک منصب کرکے لباس فقر پہنا اور جہاندار شاہ معزالدین کے زمانہ مین پھر اصل منصب و خطاب مانہ ماضی پر سرفراز ہوا اور اول سال جلوس فرخ سیری مین خطاب نظام الملک بہادر فتح جنگ و منصب ہفت ہزاری و صوبہ داری دکھن کی پائی چون کہ امیر الامرا حسین علیخان بہادر نے ایالت کل دکھن کی حاصل کی اور نظام الملک شاہجہان آباد سے مرادآباد کی فوجداری پر گیا اور اسی سلطنت مین رفیع الدرجات قطب الملک کی مہربانی سے صوبہ دار مالوہ ہوا اور ابتدائے محمد شاہی مین آکر صوبہ دکھن پر تسلط پایا اور آخر کار کل صوبہ جات دکھن پر قابض ہوا اور بعد مرنے محمد امین خان کے وزارت کو پہونچا آخر کو امرا سے حضور کی ناسازی اور فوج بادشاہی سے انحراف سے وزارت چھوڑ کر صوبہ داری دکھن پر قانع ہوا اور بعد صمصام الدولہ کے امیر الامرائی پائی او بسبب بغاوت اپنے بیٹے ناصر جنگ کے امیر الامرا کی نیابت غازی خان فیروز جنگ کو دیکر دکھن گیا اور تینتیس برس کے قریب چہہ صوبہ دکھن کی حکمرانی کرتا رہا اگرچہ اسکو حرص و خود بینی بہت تھی مگر صفات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ بھی اکثر تھے ہمیشہ فقرا اور علما اور مشایخ اور ارباب

مشایخ اوسکے حضور سے فیضیاب تھے اور اوسکی قدردانی کا آوازہ سنکر ماوراء النہر اور عراق اور خراسان اور اطراف ہندوستان کے لوگ دکن پہونچے اور بقدر نصیب کے حصہ اپنا حاصل کیا برہانپور کی شہر پناہ اوسیکی بنائی ہوئی ہے جو کہ ۱۱۴۱ ہجری مین بنا ڈالی تھی اور نظام آباد بھی اوسیکا بسایا ہوا ہے اور پل و مسجد و کاروان سرا وغیرہ بھی اور حصار شہر حیدرآباد اور نہر سو اورنگ آباد کے درمیان سے نکالی ہوئی اوسیکی ہے اور شاعر بھی تھا صاحب دیوان ہے آور محمد شاہ کی وفات کے سینتیس روز بعد رہگراے ملک بقا ہوا میر غلام علی آزاد تخلص بلگرامی نے محمد شاہ اور اعتماد الدولہ اور آصف جاہ کی وفات کی تاریخ چہرے کے تخرجہ سے نکالی ہے سہ گشت تاریخ چون کشید الم آہ + موت شاہ و وزیر و آصف جاہ ++ اور قطعہ دیگر کہا ہے سے
سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند + فتادہ حیف سہ ورد یگانہ از کعب سپہر + برای حلت این ہر سہ یافتم تاریخ + نماند شاہ دکن و وزیر و آصف دہر

ذکر سرفرازی سادات خان بہادر ذوالفقار جنگ منصب امیر الامرائی اور نجم الدولہ کا خدمت دیوانی پانا

جب بادشاہ کی طبیعت نے آصف جاہ کی طرف سے اطمینان پایا خدمت بخشیگری اول کی معہ خطاب امیر الامرائی کے سادات خان بہادر ذوالفقار جنگ خلف سادات خان فرخ سیری کو مقرر ہوئی اور بعد چند روز کے بروز پنجشنبہ چہاردہم رجب سنہ مذکور کو شمشیر و خنجر مرصع اور جواہر معہ ہفت پارچہ خدمت مذکور اور دو عدد بالا بند کے صوبہ داری اکبرآباد اور بخشیگری احدیان کی احمد علیخان اوسکے ہمشیرہ زادہ کو مقرر ہوئی اور دیوانی خالصہ شریفہ کی جو کہ سپرد موتمن الدولہ کو تھی نجم الدولہ کو نئے سر سے بنابر وصلت شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ کے جو اوسکے خواہر سے اختصاص ہوا آخر عہد محمد شاہ مین مقرر ہوئی اور جاوید خان خواجہ سرا اسکے لئے جو کہ اودہم بائی والدہ احمد شاہ سے راہ رکہتا تہا احمد شاہ کی خدمت مین نہایت تقرب بہم پہونچایا بزعم خود معتمد اور مدار المہام سلطنت ہوا چونکہ اختصاص غلامی اور محرمت تمام حرم سرای سلطانی حضور اودہم بائی سے رکہتا تہا نظارت کی خدمت اوپر افزون خان ناظر کے عرض سے اسے ہوئی اور بادشاہ کی خلوتون کا بندوبست بہی ویسیکے متعلق ہوا بادشاہ کہ جوہر عقل سے ضعیف اور سبک مغز تہا خواجہ سرای مذکور کی تحریک سے ترکیب شرب شراب ہو کر مست و بے خبر ہوگیا اور جاوید خان نے نواب بہادر کا خطاب پایا نہایت درجہ مزاج شاہی مین دخیل ہوا اکثر امور و نہی اوسکے دلخواہ ہوتے تھے یہ جملہ امور موجب رنج صفدر جنگ تہے اور زیادہ تر عہد بڑہتا جاتا تہا تاریخ دہم رجب بروز یکشنبہ کو خدمت بخشیگری دوم اور صوبہ داری مرادآباد کی انتظام الدولہ ولد قمر الدین خان مرحوم کو ملی اور روز دوشنبہ یازدہم ماہ مذکور کو خلعت ماتمی غازی الدین خان فیروز جنگ کو بابت وفات پدر مرحوم ہوئی اور نواب بہادر جاوید خان نے اوسکو ماتم سے اوٹھاکر حضور مین لایا روز یکشنبہ ہفدہم رجب کو عسکر علیخان خدمت عرض مکرر دیوان خاص [illegible] سے عزت پائی چہار شنبہ بستم رجب کو احمد آباد کی صوبہ داری [illegible] کو

عطا ہوئی اور آخر شب دوشنبہ شانزدہم شعبان کو نادر علیخان نے رحلت کی اور اوسی مہینے میں ہیبت خان بخشی نے ہوا
اور علی محمد خان روہیلہ مذکور بعد پہونچنے اپنے ملک قدیم کے یعنے محالات بن گڈہ بریلی بدایون مرادآباد
وغیرہ میں اور والد کے شاہجہان آباد آنے کے بمرض سرطان فوت ہوا اور صفدرجنگ نے بہ وفق خواہش
والد راجہ مہانارایں اپنے دیوان کے لڑکے کو بہیجکر طلب فرمایا بندہ بہی باتفاق والد جاکہ شرف یاب حضوری
وزیر ہوا بعد چند روز کے حکومت پانی پت اور سون پت وغیرہ تیرہ محال خالصہ کی والد کو دی اور منصب
پنجہزاری اور نوبت معہ خطاب سد جنگی اور پالکی جہالردار بادشاہ سے دلائی اور رخصت کیا چونکہ نجم الدولہ
محمد اسحق خان بہادر دیوان خالصہ محمد شاہ کے زمانے سے تہا والد کو اوس سے بہی توسل ہوا والد نے نظر
بر اتحاد قطب الدین محمد خان بہادر کے فوجداری حصار اور جہجہر وغیرہ کی خان مذکور کیلئے تجویز کرکے اوسکو طلب کیا
خان مذکور چونکہ توم روہیلہ سے دلیر تہا اور اوسکے باپ دادے ہمیشہ فوجدار مرادآباد رہے ہین اور مرادآباد
اسکا گویا وطن ہو گیا تہا ہمیشہ روہیلہ اور افغان کے استیصال مین مصروف رہا اور فوجداری وہان کی اسکے ہاتہ مین
رہی علی محمد خان کے عہد مین بنا بر اوسکی حمایت کے ہو وزیر قمر الدین خان کرتا تہا میسر آیا اندنون مین کہ علی محمد خان
بعد وفات وزیر بنگالہ اور لشکر کشی ابدالی کے اپنے ملک قدیمہ کے تسخیر مین آکر متسلط ہوا اور تہوڑی مدت
مین مرض سرطان نے مار ڈالا اور اوسکے اتباع مانند حافظ رحمت اور دوندے خان وغیرہ کے
کہ ہر ایک اوسکے سمدہی تہے یعنے علی محمد خان کے کسی لڑکی کے سسر تہے اپنے داماد کی نام کے بہانہ سے ممالک
مذکورہ کو باہم تقسیم کرکے دبا بیٹہے اور داما دون کو بقدر معاش دیدیا خان مذکور نے چاہا کہ اندنون مین
انتظام الدولہ خانخانان ولد قمر الدین خان سے سند فوجداری مرادآباد کی لیکر افاغنہ سے گرم جنگ ہو لہذا والد مرحوم سے
عذر خواہ ہوکر شاہجہان آباد مین مقیم ہوا۔

قطب الدین محمد خان کا افاغنہ مراد آباد سے لڑنا اور نام بہوان مردی صفحہ روزگار مین باقی چہوڑنا

قطب الدین محمد خان کی حسب درخواست منظر اسکے کہ اسکا بہی تسلط خوب تہا مرادآباد کی فوجداری کی سند
انتظام الدولہ نے عطا فرمائی لیکن بسبب بخل کے کچہہ بہی اسباب اور نقد سے معاون نہو اخان بہادر نے قرض و وام سے سرانجام
بہم پہونچاکر قاصد تسخیر مرادآباد ہوا چونکہ اسکی ہمت اور شجاعت بار ہا دیدہ مین روشن تہی اندک تحریک سے جوق جوق
سپاہی پیشہ حاضر ہو گئے اور فوج مین کثرت ہوئی وہ شہر مرادہ دو تین ہو رفیق قدیم کے ہمراہ جنگی کارروائی
اکثر دیکہہ چکا تہا عازم جنگ مخالف جو پچاس ہزار سے کم نتہی ہوا اور مخالفین کے پاس بان
بندوق توپ رہکلے جو لڑائی کا سامان ہوتا ہے سب موجود تہا جب افاغنہ کو اسکی عزیمت کی

خبر ملی ہر طرف سے اکٹھی ہو کر کسی مقام پر مرادآباد کے متصل مقیم ہوے مخالفین روز عزیمت سے ورود تک خانہ کور سے خواہان صلاح سے تھے خط کتابت کی آمد رفت ہوئی تھی کہ جسطرح سے ہم لوگ باہم تقسیم کرکے راضی و خوشنود ہین آپ بھی خط آپ تجویز کرکے قانع ہوں مگر مرادآباد کی منازعت عبث ہے لیکن یہ عالی ہمت راضی نہوا ناچار مخالفین بھی آمادہ پیکار ہوے قطب الدین محمد خان بہادر نے بمجرد مقابلہ باوجود قلت ہمراہی کے پیادہ پا ہو کر بذریعہ بندوق دہوان اوڑانا شروع کیا دو تین کوس افاغنہ کو بھگایا اس زد و کشت مین کشتی کی پشتی ہوی لیکن مخالفین نے اپنی کثرت اور ادہر کی قلت پر خیال کرکے پایداری کی جہان قابو پایا تیر و تفنگ و بان و بندوق سے رفقای خان رستم شان کو راہی عدم کرتے تھے تاآنکہ اس جوانمرد کے ہمراہ تینتیس ۳۳ آدمی مجروح رہ گئے اور خان صاحب بھی زخمی تھے کہ چہاتی پر گولی لگی اور طائر روح قفص عنصری سے پرواز کر گیا جملہ رفقا سے قریب ایکسو نفر کے لاش کے گرد خون مین تر جان بجان آفرین تسلیم ہوی اور دس بارہ آدمی مجروح نے بعد مداوا صحت پائی

لڑانا صفدر جنگ کا قائم خان قائم جنگ بنگش کو علی محمد خان روہیلہ کی اولاد سے

وزیر الممالک صفدر جنگ افاغنہ کا ہجوم جو اوسکے صوبہ کے جوار مین تھا نہین پسند کرتا تھا اور آخر عہد محمد شاہ مین جیسا کہ تحریر ہوا ہے استیصال ہوا مگر قمر الدین خان وزیر کے نفاق سے حصول مدعا نہوا تھا اب کہ خود وزیر ہوا اور علی محمد خان بھی مرا قائم خان قائم جنگ بنگش کو اشارہ کیا کہ علی محمد خان کی اولاد سے ملک روہیلہ چھین لی اس نظر سے کہ جدہر شکست ہوگا بہتری ہوگی قائم خان کو علی محمد خان کی اولاد کے ملک و مال کا لالچ ہوا اپنی کر اونکو قلعہ بداؤن مین محصور کیا اور حس و حرکت تک اونکی معطل کردی سعد اللہ خان پسر کلان روہیلہ متوفی نے جو حافظ رحمت روہیلہ کا داماد تھا اور بجای پدر تخت آرای حکومت تھا معہ کل اتباع و رفقا کے حد سے زیادہ عجز و زاری کی جب کچھ سود مند نہوا ناچار مرنے پر تیار ہو کر دہم ماہ ذی الحجہ ۱۱۶۱ ہجری کو میدان مین آیا اور ایک فوج دریاے خشک کی کہوہون مین پوشیدہ کی اور باقی فوج سے قائم خان کے روبرو گیا جب لڑائی ہونے لگی ناچاری اور غبار سے سپیہ دکھلائی اور لڑتے ہوی آہستہ آہستہ مخالفین کو کمین گاہ کی طرف لایا قائم خان نے معہ سرداران سپاہی خوشی مین اگر پیچھا کیے ہوے بے آگاہ بیجا سوچ چلا آتا تھا و یان پہونچا جہان کی سردار روہیلہ بان اور تفنگ لیکے گہات مین تھے بمجرد اسکے پہونچنے کے کمینگاہ سے نکل قائم خان کو زیر شلک بندوق کیا اول شلک مین قائم خان معہ سرداران ہمراہی کے تمام کو جلدیا اور بہت سی ہمراہی وفا شعار نے اس راہ مین بھی ساتھ کیا فتح و ظفر نصیب سعد اللہ خان ہوئی +

سانحہ سنہ ۶۲ ہجری

[illegible] کو [illegible] ہوا اور شب چہار شنبہ بست نہم ذی الحجہ کو مرزا احسن [illegible] کلان

صفدر جنگ وزیر بعارضہ ہیضہ فوت ہوا اور آخر ماہ رمضان میں علی امجد خان کو پالکی جہالردار عطا ہوئی اور دوشنبہ چہار دہم ماہ مذکور کو بعد نماز صبح جب کہ تسبیح خاک شفا کی ہاتھہ میں دعا اور وظائف میں مصروف تھا کہ جان بحق ہوا اور اس سال مین احمد شاہ ابدالی آیا اور لاہور تک آکر مصالحہ ہو گیا پوشیدہ نرہے کہ جب معین الملک ولد وزیر الممالک قمر الدین خان جسین حمایت محمد شاہ سے لاہور اور ملتان کا صوبہ دار ہوا بھکاری خان مخاطب رستم جنگ بہادر ولد روشن الدولہ کو اپنا مدار المہام بنایا چونکہ ہنوز بخوبی تمکن لاہور مین نرکہتا تھا اور نیز سامان حرب بھی نتہا ناگہان شاہ ابدالی لاہور پر لشکر لایا اور معین الملک جنگ آور ہوا چونکہ دونو چندان استعداد نرکہتے تھے معین الملک نے بمقتضای وقت صلاح کی تحریک کی ابدالی نے بھی غنیمت جانا بدستور نادر شاہ کے زرچار محال تنخواہ کابل یعنے سیالکوٹ اور اورنگ آباد اور گجرات اور پسرور کا پیشکش معین الملک سے مقرر کرا کر عطف عنان ہوا ❊

نہضت کرنا صفدر جنگ وزیر کا بارادہ انتزاع ملک قائم خان

وزیر الممالک نے قائم خان کی قتل کی خبر پاکر ارادہ کیا کہ اونکے خاندان کے ملک و مال کو قبضہ مین لائے لہذا احمد شاہ بادشاہ کو ہمراہ لیکر روز پنجشنبہ سلخ ذی الحجہ سنہ مذکور داخل پیشخیمہ ہو چند روز مین کول پہونچا صفدر جنگ نے بادشاہ کو قصبہ کول مین ٹھہرا کر خود دریا گنج مین جو فرخ آباد سے تیس کوس پرے ہے گیا قائم خان کے والد محمد خان غضنفر جنگ کی بی بی نے بغیر اطاعت چارہ ندیکہا وزیر کی ملازمت کو آئی اور ساٹھہ لاکھہ روپیہ نقد و جنس پر معاملہ فیصل ہوا اور اسد اللہ خان سے بھی فیلخانہ اور توپخانہ وغیرہ ملکیت قائم خان کا مال جو لوٹ لیگیا تھا تقاضا جاری ہوا اور کسیقدر اوسپر بھی عائد ہوا ❊

وقائع سنہ ۱۱۶۳ ہجری

بعد فیصلہ احمد شاہ دہلی آیا اور روز سہ شنبہ ۱۸ ماہ مذکور کو داخل دولتخانہ ہوا اور روز دوشنبہ دوازدہم ربیع الثانی کو نوروز ہوا وزیر بنا بر تحصیل زر موعود کے وہین پر مقیم رہا تھا ملک مقبوضہ افغنا اپنے قبضہ مین لایا مگر شہر فرخ آباد مع بارہ موضع کے جو حد فرخ سیر سے افاغنہ کی اقتصائی تھے قائم خان کی والدہ کے نام بحال رکھے بعدہ راجہ نول رائے کو اپنا نائب اوس صوبہ پر مقرر کرکے خود حضور مین آیا ❊

مجمل احوال نول رائے

راجہ نول رائے قوم کایت سکسینہ سرکی باست کہرہ اول مین اوسکے جد کا ملازم وزیر کا تھا اپنے نیکو خدمتی سے نائب مقتدر صوبہ اودہ وزیر کے سبارہ مورو تھا سے انکا مرتبہ افزون ہوا راجہ نول رائے

جابجا اپنے عمّال مقرر کیے اور بلدہ قنوج جاگیر وزیر مین اپنا قیام تجویز کیا فرخ آباد یہان سے بیس
کوس ہے اکثر قائم خان کے بھائی جو دوسری ماں سے تھے الہ آباد مین معہ چیلون معتمد کے قید ہوے راجہ موصوف
نے ایسی زیادتیان کین کہ منجر بفساد ہوئین والدہ قائم خان نے احمد خان کو جو اوسکا علاقی بھائی اور
وزیر کا رفیق تھا یہ پیغام بھیجا کہ آبروے افغانی اور باپ کا نام برباد ہوا اگر کچہ عزت ہو تو مقصر نہو اسیطرح
اطراف وجوانب کے افاغنہ کو اشتعال طعن کی کلمات کہلا بھیجے وہ لوگ اس فکر مین ہوے کہ راجہ کی
انہدام بنیان ہستی کرین نول راے نے اس ماجرا سے وزیر کو اطلاع دی خود قنوج سے نکلکر لشکر آرا ہوا
اور گرد لشکر کے سنگر باندہکر مترصد ورود افواج وزیر جو کمک پر مقرر ہوئی تھی ہوا اور جمعہ دوازدہم شعبان کو عزیز الملک
صفدر جنگ بہادر بادشاہ سے رخصت ہو کر معہ انلیے پر جمنا سے اوترکر داخل باغ ہوا اور روز شنبہ بست ہفتم
ماہ مذکور کو نصیر الدین حیدر خان اپنے ہمزلف کو معہ محمد علیخان رسالہ دار وغیرہ سرداران کی راجہ کے کمک پر
روانہ کیا دوسرے روز یکشنبہ بست ہشتم [28] ماہ مذکور کو اسمعیل بیگ خان معروف چیلہ جو وزیر کا معتمد چیلہ تہا
معہ راجہ دیبی دت فوجدار کول کے مرخص ہو کر راجہ کے مدد کو روانہ ہو کر چہہ کوس آگے چلا گیا اور احمد خان معہ گروہ
افغان کے مقابل راجہ ممدوح جا پہونچا راجہ کے غفلت دینے کو ربالی ہرادران کا پیغام دیتا رہا تا آنکہ دہم رمضان
کو قبل ورود فوج کمک کے ایکطرف سنگر کے جا پہونچا اور افاغنہ پیادہ لشکر کے پشت سے جہان توپخانہ نہتھا
وغابازی سے داخل سنگر ہوے نول راے نے فوج کو حکم دیا تہا کہ سوار نہون پیادہ پا حراست مورچال کرین افاغنہ
نے عقب سے آکر خیمہ راجہ پر ہجوم کیا اور راجہ کا کام تمام کیا عطاء السبحان شوہر رابعہ بیگم دختر حاجی احمد برادر مہابت
جنگ نے جسکا ذکر سوانحات مہابت جنگی مین ہو گیا ہے جرات دکہلائی راجہ کے مدد پر پہونچا مگر موت سے نہ بچا
خود بھی جان نثار ہوا اسیطرح اکثر شریف و نجیب رفقا راجہ کے جو اکثر رہنے والے قصبات اودہ اور بلگرام وغیرہ
کے تھے راہی عدم ہوے اور تمام توپخانہ وغیرہ لوٹ گیا یہہ خبر وزیر نے سنکر تشویش کی اسی سال مین۔
ناصر جنگ خلف نظام الملک آصف جاہ حسب طلب احمد شاہ کے دریاے نربدا تک معہ ستر ہزار سوار جرار کے
پہونچا تہا کہ اسی ضمن مین شقہ خاص متضمن ممانعت صادر ہوا اور اوسکا خواہرزادہ مظفر جنگ دکن مین مصدر فساد
ہوا تہا لہذا واپس اپنے مرکز دولت کو چلا گیا ٭

نہضت کرنا وزیر صفدر جنگ کا معہ فوج بادشاہی اور افاغنہ سے شکست پانا معہ دیگر سوانحات

وزیر الممالک یہ خبر سن ازدحام افاغنہ موجب مفاسد عظیم جانتا تہا اسواسطے قبل خبر مارے جانے راجہ نول راے کی
اوسکے مدد کو روانہ ہو کر روز سہ شنبہ ۱۱۶۳ ہجری مین دوبارہ حضور بادشاہی سے رخصت لی اور نجم الدولہ

محمد اسحق خان بہادر اور میر بقا اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان وغیرہ امرا اور دیگر افواج بادشاہی اسکے مدد پر مقرر ہوسے اور بروقت رخصت وزیر کو سپر اور شمشیر اور پہولون کا ہار عنایت ہوا اور نجم الدولہ کو فتح پیچ اور شمشیر اور میر بقا کو فتح پیچ عطا ہوا قریب دو منزل رہا تہا کہ اسکی وفات کی خبر ملی قصبہ مارہرہ مین توقف ہوا اور دیگر افواج کی احضار کو حکم ہوا والد کو بہی جو کہ بعد معاودت بریلی اور ترک رفاقت غازی الدین خان فیروز جنگ کے اسکا رفیق ہوتا طلب کیا اور ایک مہینے تک قصبہ مارہرہ کی باغات مین مقیم رہا ستر ہزار سوار سے زیادہ اکہٹے ہوسے اور اسی ضمن مین عجب سانحہ ہوا جسکا بیان کیا جاتا ہے +

قصبہ مارہرہ کا لوٹ جانا اور نجیب و شریف کا بلا مین مبتلا ہونا

اٹھارہوین رمضان سنہ مذکور کو کسی ساربان نوکر مغل نے عنایت خان کے دروازہ کا درخت کاٹا یہ شخص وزیر کا نوکر اوسی قصبہ کا رہنے والا تہا عنایت خان نے باعتماد ملازمت اوسکی گوشمالی کی ساربان جمع ہوکر اپنے اقا کے پاس فریاد کرنے گئے چونکہ وہ جماعہ دار مغلیہ تہا اوسنے حکم دیا کہ عنایت خان کو پکڑ لاؤ اوسکے سوار و پیادہ عنایت خان کے گھر پر دوڑ پڑے دیگر جماعہ افاغنہ کو خیال ہوا کہ شاید قصبہ مارہرہ کے لوٹ کا حکم ہوا تمام فوج مغلیہ تیار ہوکر وقت عصر قصبہ پر جا پڑے اور طرفۃ العین مین خاک سیاہ کر دیا اور عنایت خان اور اوسکی لڑکی نوجوان نوزدہ [19] سالہ کو جان سے مار ڈالا وزیر نے بمجرد خبر نصر الدین حیدر خان کو تعنات کیا کہ جلد جاکر خبر لے اور نسقچیون کو مقرر کیا کہ غارتگرون کو مانع ہون جب تک یہ لوگ پہوچین وہان کام تمام ہوگیا تہا اکثر سادات اور شیخ اور کنبوہ کے ناموس قید ہوآسے تہی نصر الدین حیدر خان نے تمام شب قیدیان بیچارہ کو خیمہ علیحدہ مین فراہم کیا اس سانحہ سے وزیر تمام شب ملول اور زار زار رویا کہ کہانا نکہایا اول صبح مستورات محبوس کو اونکے گہرون پر پہوچایا اور لڑکون کو جنہین مغلیہ نے گدہون مین توپ دیا تہا نکلوا کر اونکے والدین کے سپرد کیا اور سہ روز اوس قصبہ مین قیامت تہی وزیر نے کچہ روپیہ بہی وہان کے مظلومون کو بہیجا اوس روز سے لوگ کہتے تہے کہ وزیر کی فتح نہوگی بعد اطمینان کلی وزیر پیشتر کو قدم براہ ہوا +

ذکر جنگ وزیر احمد بنگش سے اور شکست پانا

جب دونو لشکر برابر ہوسے شب بست دوم [22] شوال سنہ مذکور کو وزیر نے والد ممدوح سے جو کہ نجم الدولہ محمد اسحق خان کے فوج کا مقدمۃ الجیش ملازم ہوا تہا اور پیشتر بریلی مین حرب افغان کر چکا تہا مشورہ لیا والد نے عرض کیا کہ یہ لوگ اکثر کمین گاہ بنا کر شور اور غوغا کرتے ہین اگر اوس وقت طرفانی پائداری

کر جاسے خود مغلوب ہوجاتے ہین لہذا ایک فوج جو کہ اوس سے بھی بقدر تین چار ہزار کے بیش رومی فیل سوار جی معہ بندوق
وجزائر کے رکھنا چاہیے کہ بروقت آشوب حضور مین پایدار رہکر افاغنہ کے تدارک مین ساعی ہون اسمعیل بیگ خان
نے غرور مین آکر کہا کہ اسے صاحب کل دیکھو کیا ہوتا ہے احمد خان کیونکر گرفتار ہوتا ہے والد خاموش رہا صبح ہوتے
بعد نماز وزیر نے فوج آراستہ کو اطراف وجوانب آراستہ کر کے توپخانہ روبرو کیا پہر دن چڑھے مقابلہ ہوا توپ اندازی
شروع ہوئی راجہ سورج مل جاٹ جو وزیر کے میمنہ مین تھا اور اسمعیل بیگ خان جو میسرہ مین تھا رستم خان وغیرہ سرداران
افاغنہ مخالف پر دوڑے سخت آویزش کی چلہ سات ہزار سوار افاغنہ کے خاک وخون مین ملا دئے بقیۃ السیف
نے راہ فرار لی راجہ برج اندر جندر ہاکر سورج مل جاٹ اور اسمعیل بیگ خان نے دور تک اونکا تعاقب کیا
وزیر سے دور ہوگئے وزیر علی التواتر توپ اور بان اونکے مدد پر بھیجتا تھا تا آنکہ اسکے روپیہ وکچھ نرہا اور آفتاب قریب
غروب پہونچا والد کی بات کا ظہور ہوا افاغنہ کمین جنگل احمد خان بھی تھا بعد نماز ظہر مزارع کیطرف سے نمایان ہوئے
جنگ عائد ہوئی بحکم تقدیر کامگار خان بلوچ جو فوجدار اطراف شاہجہان آباد اور وزیر کے فوج کے مقابل تھا
تاب نہ لایا فراری ہوا کہتے ہین کہ احمد خان جنگش سے چلا ہوا تھا بہرحال افواج مغلیہ نے صورت شکست دیکھکر
اکثر فراز ونشیب سوچنے لگے وزیر نے فوراً محمد علیخان رسالدار اور سید نور الحسن خان جماعدار بلگرامی کو فوج
راول کے مدد پر حکم دیا اثنا عہ ہاتھیون کے ہجوم اور سپاہ کے ازدحام مانع گذر ہوئے بہرصورت نور الحسن خان
معہ اپنے جمیع بھائیون اور عبد النبی چیلہ محمد علیخان معہ اپنے ہمراہیون کے جو سب مجموعی تین سو سوار ہونگے صف
پہاڑ کر فوج ہراول کے قریب پہونچے چونکہ مغلیہ نے بے غیرتی سے راہ فرار لی تھی انکا پہونچنا بھی کچھ نافع نہوا نور الحسن خان
اور عبد النبی جب کچھ متوجہ ہوئے دیکھا کہ قریب تین ہزار پیادہ کے اور اونکے پیچھے سوار میسرہ کے طرف سے چلے آتے ہین
اور توپخانہ جو ہراول کی مدد کو گیا تھا بہت کم تھا فوج مذکور بلا صدمہ پاس آپہونچی میر نور الحسن خان وغیرہ
ہمراہیون نے تیر وکمان نکالکر اور عبد النبی خان کے ہمراہیون نے برق اندازی شروع کی افاغنہ کا ایک گروہ خاک
فنا پر ہموار ہوا اسیقدر پیچ کہایا مگر درست ہوگئی وزیر کی فوج کے بیر اوکثر سے کم لوگ ثابت رہے نصیر الدین حیدر خان
ہمزلف اور خالہ زاد وزیر نے معہ چند رفقا کے شترپان کی صورت افاغنہ بسپے باک پر حملہ آور ہوا سات آدمی کو اپنے
ہاتھ سے ہلاک کیا اور آخر کو لالہ زار آخرت کی گلگشت کو سدہارا افاغنہ نور الحسن خان اور محمد علیخان کے پاس
پہونچے محمد علیخان کے داہنے ہاتھ مین گولی لگی اور نور الحسن خان کا ہاتھی زخمی شمشیر ہوا اور میر غلام نبی تخلص بہ بیا
اور میر عظیم الدین سادات بلگرامی اسیوقت مین نصیر الدین حیدر خان کے عقب جان بحق ہوئے افاغنہ کے فیل نے
وزیر کو گھیر لیا مگر یہ نجانا کہ کون سوار ہے فیلبان بندوق سے ہلاک ہوا اور مرزا علی نقی اتالیق شجاع الدولہ خواصی مین تھا
زخم تفنگ سے کنارہ گزین ہوا اور وزیر کے گردن مین گولی لگی غشی نمودار ہوئی چونکہ ہودج بمنزلہ تہا دیگر جا جاتا

سے محفوظ رہا اور ہر طرح سے بےخبری کچھ نمود تھا اور رحالت غشی میں وہ بچی تا پلچ دیدا اسپ تمام مجروح الی
سید نور الحسن خان اور محمد علیخان نے سررشتہ نمک حلالی مضبوط رکھکر وزیر تک آنسے و زیر کا حکم دیا
شادیانہ صادر فرمایا تاکہ جمعیت لشکر مین پریشانی نہو مگر کچھ فائدہ نہوا وزیر ناچار معہ محمد علیخان اور نور الحسن خان
اور چند نفر مغل و ہندوستانی کے جو کہ زیادہ دو سو سوار نہونگے میدان سے معاود ہوا و الدنے بعد مراجعت لشکر
لشکر کے بعض تو پخانہ وزیر کو جو ہمراہی کے لایق تھا مردم متفرق کو فراہم کرکے ہمراہ لایا اور وقت شام وزیر
نے قصبہ مارہرہ مین پہونچکر نور الحسن خان کو حکم دیا کہ تکمید زخم کی فکر کرے خان مذکور نے سیکنا شروع کیا
والد نصف شب تک وہان پہونچا صبح کو کوچ کیا اکثر مغلیہ نے جا سے لشکر وزیر کو تاراج کیا اور باقیماندہ کو اون
کے ہاتھ لگا ہان مارہرہ سے صورت دلجمعی ہوئی کوچ بکوچ جاتے جاتے ۲۹ شوال سنہ مذکور کو دریاے جمن
کے کنارے مقابل شاہجہان آباد پہونچے ❊

ذکر احوال صوبۂ الہ آباد و اودہ

احمد خان کو وزیر کے شکست دینے سے الہ آباد و اودہ کی فتح کی ذہن سمائی اپنے بیٹے محمود خان کو صوبہ اودہ پہ
مقرر کیا اور خود الہ آباد کا قاصد ہوا یہان بقاء اللہ خان اور علی قلیخان غیرہ الہ داغستانی تھے بقاء اللہ خان خطاب
بہی جو عمدۃ الملک امیر خان کا حقیقی بہائی ہے اپنے چچا کے عہد ہی کوڑہ کی فوجدار ی مین صوبہ الہ آباد
مین بسر کرتا تھا اسوقتین صفدر جنگ کا رفیق صدیق تھا کہ یہ سانحہ روبرو ہوا خان مذکور اور علی قلیخان خود تنگش کی طاعت
سے عار رکھتے تھے چونکہ جنگ میدان کی تاب نتھی قلعہ الہ آباد مین پناہ جو ہوسے اور گنگا پر قلعہ کے نیچے پل باندہکر
رسد کی راہ نکالی اسی عرصہ مین راج اندر گر جو کہ فقراے سنیاسی مہادیو پرست سے عجیب صاحب جرات تھا
واسطے نوکری کے الہ آباد کے زیر قلعہ مجاورت کرتا تھا کہ ہمت وزیر کی رفاقت مین حیثیت کر بلا اطلاع وزیر بقاء احمد خان
وغیرہ کا معین ہوا اور ہر چند مردم وزیر نے قلعہ مین رہنے کی دلالت کی اوسنے منظور نہ کیا باہر ہی رہا ایکروز
دو تین مرتبہ قابو پاکر بادبان باد پا پر سوار ہوکر معہ اپنے چیلون کے فوج مغلیہ پر جا گرا اور اکثر مخالفین کو خاک
فنا سے برابر کیا سلسلہ جنگ کا اپنے مقام پر جا بیٹھا تہا یہ محاصرہ طول ہوا اور اچھی پایداری قلعہ والون سے ظاہر ہوئی
احمد خان کا کچھ بنا یا نہ بنا مگر اوسکے سپاہیون نے کہ افاغنہ بے باک اور روہیلہ سفاک تھے تمام شہر الہ آباد کو دروازہ
خلد آباد سے قلعہ کے نیچے تک جلا کر غارت کر دیا اور چار ہزار بی بیان شریفون کی قید کر لی مگر دائرہ
شیخ افضل الہ آبادی اور محلہ دریا آباد چونکہ وہان افاغنہ کی سکونت تھی محفوظ رہے ہنوز احمد خان کا عمل
الہ آباد و قوجون پور مین درست نہوا تھا کہ وزیر کی آمد آمد ہوئی اور احمد خان گھبرا کر اپنے ملک فرخ آباد

کو واپس ہوا ✣

نواح اودہ اور لکھنؤ کے سانحہ اور شیخ معز الدین خان بہادر کی جرأت اور دلاوری

محمود خان حسب مرضی پدر کے اودہ کو چلا شانزدہم جمادی الاول سنہ ۱۱۶۴ ہجری کو بلگرام کے غربی طرف فروکش ہوا افاغنہ ہمراہی نے بمقتضاے طینت کے لوٹ گھسوٹ شروع کی اور چند لوگون کو زخمی کیا وہان کی رعایا شریف اور سپاہی پیشہ تھی اونکو بھی نہ تاب آئی چند افاغنہ کو مجروح کیا اور قریب دو سو راس بار بردار کے لشکر سے لوٹ لیگئے محمود خان نے و فور غرور سے مع جمیع فوج طیار ہوکر شہر کو محاصرہ کیا اور ارادہ تاراج فرمایا وہان کے لوگ محلہ محلہ کوچہ بکوچہ مستعد مدافعہ ہوے مشایخ اور سن رسیدہ لوگ قصبہ بلگرام کے جو احمد خان سے ربط رکھتے تھے واسطہ اصلاح ہوے فتنہ برخاستہ کو فرو کیا محمود خان نے پہاپہامؤ کی طرف آنکر کسی اپنے بنی اعمام نایم قوم کو معہ بیس ہزار سوار و پیادہ کے لکھنؤ روانہ کیا اور اوسنے کسی سردار کو پانچہزار نفر سے روانہ لکھنؤ کیا سردار مذکور نے بیرون شہر مقیم ہوکر ایک کوتوال کو مقرر کرکے شہر مین بھیجا شہر صفدر جنگ کے عملہ سے خالی تھا کیونکہ متوسلان صفدر جنگ خبر شکست وزیر سنکر بقا اللہ خان کی ہمراہ قلعہ الہ آباد مین تھے اکثر مغلیہ اپنا اسباب شیخ معز الدین خان بہادر کے گھر مین امانت رکھہ گئے تھے ہر چند ہوا خواہون نے منع کیا تھا کہ مال مغلیہ گھر مین نرکھو موجب دعواے افاغنہ ہوگا مگر شیخ مذکور نے بپاس شجاعت نمانا کوتوال نے شہر مین آتے بدعت کرنا شروع کیا معز الدین خان بہادر نے بمقتضاے وقت سردار افاغنہ کی ملاقات کو بیرون شہر گیا اوسنے باحترام ملاقات کی اور کوتوال کو بدعت سے ممنوع فرمایا اسی ضمن مین کسی مفتری نے سردار سے ظاہر کیا کہ شہر والون نے اسکے کوتوال کو بیحرمت کیا معز الدین نے کہا کیا مجال بندہ جاتا ہے اور مفسدونکو سزا دیتاہی اور فوراً رخصت ہوکر شہر آیا سمجھا کہ اس فرقہ افاغنہ کے امان کا اعتبار نہین پس شہر کے شرفا کو طلب کرکے کہا کہ یہ فرقہ سست پیمان ہے انکی اطاعت سے بجز ندامت کچہ حاصل نہوگا لازم ہے کہ باتفاق نابکارون کو دور کرین بعض تو خوف کھاکر پہلو تہی کر گئے بعض رفاقت کو آمادہ ہوے اونمین سے قربان علیخان چودھری بعض محالات کا بھی رفیق ہوا معز الدین خان نے زیور فروخت کرکے شیخ زادہاے شہر کو جمع کیا اور حکم دیا کہ کوتوال کو نکالدین حسب الحکم تعمیل ہوئی اور کسی مغل کو لباس مغلی پہنا کر اپنے مکان مین بٹھالا اور صفدر جنگ کی منادی سارے شہر مین کرائی اور ظاہر کیا کہ یہ مغل صفدر جنگ کا بھیجا ہوا کوتوال ہے اور ایک جھنڈا سیر امیر المومنین کے نام کا استادہ کیا جو اوسکے نیچے آتا اوسکی رفاقت کی امید ہوتی سردار نے اس خبر سے کوتوال کے گھر سے بھی داعیہ تاراج شہر کیا اسمعیل گنج جو شہر کے شرقی طرف ہے حملہ آور ہوا دو سو شیخ زادہ اوسکے مدافعہ پر آمادہ ہوے

دریا سے گومتی کے طرف سخت لڑائی ہوئی افاغنہ نے راہ فرار لی سردار دیگر بھی جسکے ہمراہ پندرہ ہزار جرار تھے
اس خبر کے سنتے بھاگ اوٹھا توپخانہ وغیرہ اسباب شیخ زادون کے ہاتھہ لگا محمود خان نے جو معبر پایا ہیا موہ پر
وارد تھا بمجرد خبر ادہر کی عزیمت چاہی معز الدین خان بہادر نے پیغام دیا کہ آپ کے لوگ اپنی حماقت سے اس درجہ
کو پہوچے اب بندہ واسطے ملاقات اور اظہار بعض مشورات کیواسطے آپکی پاس آتا ہے چند سے توقف کیجئے
محمود خان وہان مقیم تھا کہ مفرورین نے اسکے دست ضرب کی خبر پہوچائی جب معز الدین خان نزدیک جا پہوچا
محمود خان نے ڈر کر راہ فرار لی معز الدین خان نے قوت پاکر اپنے حدود اودہ سے کل افاغنہ کو باہر نکالا اور
حکم دیا کہ جس جگہہ اس فرقہ کو پاوین بیدریغ تہ تیغ کرین ❊

دوبارہ چڑہنا وزیر الممالک صفدر جنگ کا اور فتح پانا احمد خان بنگش پر

ہنوز صفدر جنگ دار الخلافہ مین نہ پہونچا تھا کہ اسکے شکست کی خبر جا پہونچی امراے منافق اور بادشاہ احمق اور
اوسکی مان اور جاوید خان نواب بہادر اوسکے مال و متاع کی ضبطی مین فکر کرنے لگے مگر کچہ دہشت کھاکر استظہار
تحقیق کر رہے تھے جب سنا کہ زندہ نزدیک آپہونچا اوسکے پہونچنے کے منتظر ہوے تاآنکہ وارد ہوا اسکے بی بی
نے قبل اسکے پہونچنے کے لیے اور اتباع کو حکم آراستگی فوج اور استقلال و ہوشیاری کا دیکر مستعد تھی جب صفدر جنگ
پہوچا اور امراے منافق کے حرکات سنے اور دیکھے نواب بہادر جاوید خان اور والدہ بادشاہ کو سمجھایا کہ ہنوز
میرا مردہ بزندون پر بار گران ہے اور مجہسی کجبازی دور ہے اونسے عذر خواہی کرکے خوش کیا وزیر کو اپنے
دشمن کے فکر لگی تھی کار آزمودون سے استشارہ شروع کیا خالو سے بندہ سید عبد العلیخان بہادر کو جو اندنون مین
ترک رفاقت امیر الامرا ذوالفقار جنگ کرکے اجمیر سے شاہجہان آباد پہونچا تھا شورہ مین مخاطب کیا اونسے
عرض کیا کہ اپنی فوج سابق مین بھی کم نتہی اور اب بھی جسقدر درکار ہو باقبال وزیر میسر ہو سکتی ہے الا سرداران
جنگ دیدہ آزمودہ کار رفیق کرنا چاہیے اونسے کہا بتلائیے کون ایسے لوگ ہین جواب دیا راجہ بخت سنگہ اور سرداران
مرہٹہ اس کام کی لیاقت رکہتے ہین پس راجہ جگل کشور وکیل مہابت جنگ اور راجہ لچھمی نراین اپنے وکیل کو
بھیجکر ہلکر ملہار اور جی آپا والد جنگو کو جو دونو سردار عمدہ مرہٹہ کے تہے طلب کیا جب حاضر ہوے خرچ لاین انکا
واسطے مقرر کرکے رفیق بنایا راجہ سورجمل جاٹ خود اول سے شریک تھا ظاہرا پندرہ ہزار روپیہ یومیہ جاٹ
کا اور پچیس ۲۵ ہزار یومیہ سرداران مرہٹہ کا قرار پایا ازانجملہ سامان حرب مثل توپ اور بان اور
جزایر اور گولہ اور باروت وغیرہ مہیا ہوا فی الحقیقت دوسرے کی مجال نتہی کہ اسقدر آرایش کرتا اور دشمن
پر چڑہتا القصہ باہمہ شوکت و شان اوایل جمادی الاول سنہ ۱۱۶۴ ہجری کو دار الخلافہ سے برآمد ہوکر اکبر آباد آیا

اور اول مرہٹہ کی فوج کو جو بیس ہزار سوار تھے شادل خان افغان سے جو کہ احمد خان کے طرف سے
کول اور جالیسر کا حاکم تھا بھیجا فوج مذکور جمنا سے اوتر بلاے ناگہانی کی نشانی روہیلہ مذکور کے سر پر پہونچے
شادل خان بھاگا اور ایک جماعت کثیر قتل و اسیر ہوا اسپ و فیل و خیام وغیرہ معہ دیگر اسباب کے لوٹ میں
مرہٹون کے ہاتھ لگا۔ احمد خان باستماع مقہوری افاغنہ محاصرۂ الہ آباد سے جو کہ چار مہینے تک تردد کیا تھا
ہاتھ اوٹھا فرخ آباد آیا افواج مرہٹہ نے چھاونی کر کے خارج فرخ آباد کو قتل و غارت کیا احمد خان فرصت
پاکر حسین پور کو جو فرخ آباد سے تین کوس دریاے گنگا پر واقع ہے آیا اور مورچہ قایم کر کے آمادۂ جنگ ہوا
اسکا سبب یہہ ہو گا کہ چونکہ ایکطرف اوسکے ملک روہیلہ کی راہ تھی اودہر سے رسد کی مدد ہو سکتی تھی فرخ آباد
اور مئو کو مرہٹہ نے خالی پاکر خوب لوٹا الہ آباد کا قصاص پیش پا فتادہ ہوا جملہ جنس قماش سے ایک رقم سوا لاکھ
روپیہ نقد کی تھی عقب سے وزیر معہ راجہ سورجمل جاٹ کے آپہونچا اور احمد خان تینون طرف سے سوار
ہو کر تنگ ہوا طرفین سے توپ و تفنگ کی صدا برپا تھی چونکہ افاغنہ کی رسد کشتی پر آتی تھی وزیر نے نور الحسن خان
بلگرامی کو احصار کشتی اور تاکید پل کے باب مین حکم دیا محمود خان نے اوسطرف دریا کی بنا بر مزاحمت درستی
پل قیام کیا جب کشتیان جماعۂ دار مذکور کے اہتمام سے رامپور کے نزدیک جو قنوج سے بارہ کوس ہے
جمع ہوئین سرداران دیگر معہ توپ بلدرسن کے اوسکے مدد پر مقرر ہوئے دوم جمادی الاول کو پل مستحکم دریا پر
کر لیا محمود خان نے ہر چند ہاتھ پیر مارے کہ پل ننگیا مگر کچہ بس بھی نچلا دوسرے روز سعد اللہ خان ولد علی محمد روہیلہ
فراوان سے احمد خان کی مدد پر آپہونچا افواج وزیر نے گنگا سے عبور کیا احمد خان نے مورچہ چھوڑ دیا سعد اللہ خان سے
جا ملا اور بڑی لڑائی درپیش ہوئی ایکطرف سے مرہٹہ کے تگ و تاز نے پٹھانون کے دم بند کر دیے دوسری
طرف سے جاٹ نے آفت کی آگ برسائی خاندان روہیلہ کے دہوین اوڑا دیے میدان رزم انکہون مین سیاہ
کر دیا آخر الامر احمد خان اور سعد اللہ خان بیتاب ہو کر جان نیم بسمل کو سلامتی سے بچا لیگئے قریب دس بارہ ہزار روہیلہ
کے جان سے مارا گیا اور مجروح و اسیر ہوا ہاتھی گھوڑے خیمہ وغیرہ اسقدر لوٹ مین ہاتھ لگا کہ تعداد نہین
ہو سکتی وزیر نے کوہ مداریہ تک جو کوہ کمایون کا شعبہ اور جنگل دشوار گذار ہے تعاقب کیا اور اوس جنگل
مین افاغنہ محصور ہوے ہزارون افاغنہ ناسازی آب و ہوا سے اوس جنگل مین مر گئے اور افواج وزیر نے
کل ملک افاغنہ کا پایمال کر ڈالا کوئی دقیقہ لوٹ مار کا اوٹھا نرکھا میر غلام نبی محب تخلص بلگرامی اوس لڑائی
مین ہمر دلیف آخرت ہوا مرہٹہ نے بنظر سرسبزی ملک افاغنہ مین چھاونی کی اور اس جانفشانی کی عوض مین
وزیر نے مرہٹہ کو سرحد کول اور جالیسر اور مئو اور فرخ آباد اور قنوج سے کوڑہ جہان آباد تک مرحمت
فرمایا آخر الامر افاغنہ متفرق ہو کر مرہٹون کے توسل سے رضا جوئی وزیر کر کے جان بر ہوے وزیر نے

فرخ آباد وغیرہ محالات سولہ لاکھ روپیہ کے احمد خان وغیرہ اولاد بنگش کو مرحمت فرمائے اور دیگر محالات علی محمد خان کے لڑکون کو بطور مالگذاری کے سپرد کیے اور صوبہ اودہ کو عازم ہوا اور بنارس تلک گیا اسی سفر مین پرتھی پت زمیدار پرتاب گڈھ جسنے افاغنہ کی مدد کی تھی وزیر کی ملازمت کو آیا کہ حسب الحکم علی بیگ خان سیتجی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

نہضت کرنا امیر الامراء ذوالفقار جنگ کا صوبہ اجمیر کو اور ادہر کی سرگذشت

صوبہ اجمیر اول وزیر الممالک کو عنایت ہوا تھا بنابر قرب وجوار اودہ کے بعد بندوبست ہوا الہ آباد وزیر کو ملا اور صوبہ اکبر آباد اور اجمیر امیر الامراء ذوالفقار جنگ کو عطا ہوا ۱۱۶۱ ہجری مین راجہ بخت سنگہ راٹھور نے جو اپنے عہد مین کل راجاؤن مین ممتاز اور جرار و دانش مین سرمایہ ناز تھا ارادہ کیا کہ اپنے آبائی ملک یعنی جودہپور اور میرٹھہ کو راجہ رام سنگہ ولد ابھی سنگہ اپنے برادر زادہ سے حاصل کرے حاضر حضور ہو کر ذوالفقار جنگ کو اجمیر جانے کی ترغیب دیکر جودناگور اپنے دارالملک کو راہی ہو گیا تھا ذوالفقار جنگ بامید اعانت راجہ مذکور کے آخر ۱۱۶۲ ہجری مین مع چودہ پندرہ ہزار سوار اور سرداران نامدار بامید رستم علیخان برادر زادہ میر مشرف مشہور اور حکیم خان خویشگی معروف اور رفیع علی خان ولد ثابت خان حاکم مشہور کول جسنے آخر کو خطاب نائب جنگی پایا اور محمد شجاع خان اور سید عبد العلیخان بہادر مورخ کا خالو اور میر علی اصغر کبرجو جسکا ذکر صلابت جنگ کے حال مین آیا ہی اور مبارز خان وغیرہ کے عاشورہ محرم قصبہ پاٹودی مین بسر کر کے شروع ۱۱۶۳ھ کو کوچ کر کے موضع نیم رانی علاقہ راجہ سورجمل جاٹ مین پہونچا جہان کہ راجہ مذکور نے ایک گڈہی بنائی تھی اور وہان اوسکے چند ملازم بھی رہا کرتے تھے امیر الامرا کے مردمان فوج اوس گڈہی مین جا چڈہے اور راجہ کے لوگون کو نکال دیا امیر الامرا اسیقدر سے خوش ہوا شادیانہ بجا کر داخل خیام ہوا صبح کو بارادۂ اجمیر روانگی نارنول تھی اور بارو بنہ بھی مقدمۂ لشکر کو روانہ ہو چکا تھا بروقت سواری امیر الامرا کو خیال بندوبست اکبر آباد اور کاوش راجہ سورجمل جاٹ کا ہوا پس اجمیر کا ارادہ فسخ کیا اور ادہر سواری رستم علیخان کو جو دوہزار سوار سے ہراول تھا اور فتح علیخان جو سات سو سوار کا جماعہ دار تھا اور حکیم خانصاحب دوہزار جرار اور مبارز خانصاحب میسرہ اور سید عبد العلیخان صاحب بہادر شجاع جنگ میسرہ اور علی اصغر کبری چنداول کو طلب کر کے استشارہ شروع کیا ہر چند ہر ایک سردار نے کہا کہ راجہ سورجمل جاٹ سے لڑنا ضرور نہین بخت سنگہ سے جیسا وعدہ ہی وہ بھی پہونچا ہی ہاہم متفق ہو کر اول بندوبست اجمیر سے فراغ کرنا چاہیئے اوسوقت تک فوج بھی تجربہ کار ہو جائیگی تب باتفاق بخت سنگہ وغیرہ راجاؤن کے اکبر آباد کا بندوبست اور جاٹ کی تنبیہ باحسن وجوہ کیجائیگی مگر اوس جاہل مطلق نے نسنا ناچار لشکر سوار

بھیجکر بار و بنہ واپس منگائے دوپہر کو بار و بنہ واپس آ گئے نارنول کیطرف سے ہوکر سرائے سوبہا چند
مین مقام کیا صبح فتح علیخان کو معہ مردم اردو اور عملۂ کارخانہ کے واسطے لانے گھی کے بھیجا جاٹ نے بھی
فوج آراستہ کر کے روانکی اور خود بھی متعاقب متحرک ہوا بعد دوپہر کے افواج جاٹ بڑے کروفر سے
اظہر ہوئے فتح علیخان نے چونکہ دو تین کوس کے فاصلہ پر تھا ذوالفقار جنگ کو اطلاع دی کہ گھی لیا اور
لوگون نے دانہ گھاس بار کر کے عازم معاودت ہین لیکن بعض فوج سورجمل کی آ پہونچی ہے اور سردار لوگ
میری مدد پر مقرر فرمائے جاوین تاکہ بحفاظت لشکر تک رسائی ہو علی رستم خان مقدمۃ الجیش اس امر پر مامور
ہوا جب تک وہان پہونچے چند گھڑی دن باقی رہا تھا حلیم خان خویشگی جو حسن سلیقہ سے مشہور اور کسیقدر
جاٹ سے کاوش رکھتا تھا بلا اطلاع بیاس ایزد معہ سات سو سوار کے اون سے جا کر ملحق ہوا القصہ انکے
پہونچنے تک دو گھڑی دن رہگیا حلیم خان نے علی رستم خان کو پیغام دیا کہ شام ہوئی لوٹنا چاہئے اسنے جواب دیا
کہ وہ مجھ سے پیشتر کھڑا ہے اولی وہ واپس ہو دونون نے باتفاق سمجھایا اوسنے غرور سے کہا کہ آپ چلین
بندہ بھی آتا ہے چونکہ دن کم تہا دوبارہ ذوالفقار جنگ کو پیغام دیا کہ فوج جاٹ روبرو استادہ ہے ہمارے واپسی
مین اندیشہ ہے بہتر ہے کہ ہملوگ اسی جگہ خیمہ زن ہون اور آپ بھی معہ کل لشکر کے اسیوقت چلے آئیے
امیر الامرا نادان تو تہا ہی یہ التماس منظور کر کے حکم واپسی دیا گھڑی بھر سے کم دن باقی رہا تھا کہ معاودت
کی صورت ہوئی لوگ دیر سے بھوکے پیاسے منتظر تھے بخصوص جنگ نادیدہ اس فوج کی بجرد لوٹنے کے اکثرون
نے پیشقدمی کرنا شروع کی توپخانہ روبرو کر لیا کہ مبادا تاریکی شب مین توپخانہ پیچھے رہجائے اور غارت ہو
فوج جاٹ نے جو انکی بے انتظامی دیکھی دستہ دستہ حسب ترتیب مستقل ہو کر بندوق فیر کرنا شروع کیا
علی رستم خان کے ہاتھی نے اضطراب شروع کیا حلیم خان نے بڑے اہتمام سے خان مذکور کو اپنے ہاتھی پر لے لیا
بمجرد اوسنے فیل کی حلیم خان کے گولی لگی دروازہ عدم کی راہ لی دوسری بارہ مین علی رستم خان بھی مجروح
ہوا امیر الامرا کی فوج پر شکست عاید ہوئی اکثر مقتول اور بعض مجروح مضطرب لشکرگاہ پہونچے عجب طرح کا
اضطراب لشکر مین لاحق ہوا افواج جاٹ کی لشکر کے گرد اگرد شور و شر اوٹھائی امیر الامرا کو ایسا بد حواس کیا
کہ اسکے دلمین لشکر سے نکلجانے کی تمنا ہوئی میر علی اصغر کبر ہو وغیرہ رفقا نے پایداری کر کے توعید و تہدید
سے نہ چھوڑا کہ کسی طرف حرکت کرے چونکہ خود جاٹ کو امیر الامرا کے قید کرنے یا مار ڈالنے سے کچھ
غرض نہتی جو ہین ید و رشور او ٹھا کر معرفت فتح علیخان کہ جو اوسکو سابقہ شناسائی رکھتا تھا پیغام مصالحہ کیا امیر الامرا
نے غنیمت جانکر اقبال کیا راجہ سورجمل نے اپنے لڑکے جواہر مل لو نبا بر ملاقات بھیجا بعد چند شروط کے
صلح ہوئی اون مین سے ایک شرط یہ تھی کہ پیپل کا درخت نہ کاٹین معابد مذہب کی توہین نکرین - الغرض

امیر الامرا نے بکمال اہانت صلح اختیار کی سورجمل نے وعدہ کیا کہ اگر نارنول سے آگے نہ بڑھین اور راو سلکے
مشورہ سے کاربند ہون پندرہ لاکہ روپیہ بابت معاملہ راجپوتانہ تک کا میرے ذمہ واجب الادا ہوا ایسے وعدہ
کرکے حدود اکبرآباد اور جاٹ سے واپس ہوکر نارنول سے کے نہضت کی راجہ سورجمل دو تین کوس ذوالفقار جنگ
کے لشکر سے دور خیمہ زن ہوا کرتا تھا وکلا کی آمد و رفت ہوا کرتی تھی تا انکہ نارنول کے متصل پہونچا وہان
پر راجہ بخت سنگہ آیا ذوالفقار جنگ استقبال کرکے لایا راجہ مذکور نے جاٹ کی اعانت کے سے ملامت کی اور
اپنی غرض کیواسطے روانگی اجمیر کی دلالت کی اور امیر الامرا نے قبول کیا تب راجہ سورجمل نے ترک رفاقت
کرکے اپنے مقام کو لوٹا اور امیر الامرا معہ بخت سنگہ کے روانہ اجمیر ہوا جب نزدیک اجمیر کے پہونچا بموجب
اشعار راجہ کے بیس ۲۰ کوس یلغار کرکے داخل گوکل گھاٹ ہوا اودہر سے راجہ رام سنگہ ولد راجہ ابہی سنگہ
معروف دہونکل سنگہ باتفاق راجہ ایسری سنگہ ولد راجہ جے سنگہ سوائی معہ لشکر گران اور توپخانہ
فراوان کے جو تیس ۳۰ ہزار سوار سے کم ہوگا جودہپور سے مقابلہ کو چلا ذوالفقار جنگ چندروز اجمیر مین
آسودہ ہوکر معہ راجہ بخت سنگہ متحرک ہوا پہکر اور شیر سنگہ کی گڈہی ہوتے میرٹہہ آیا اور میرٹہہ سے موضع پیپار تک
دو تین مرتبہ دونون لشکرونکا مقابلہ ہوگیا جب بارادہ جنگ اول مرتبہ رہ سپر ہوے راجہ بخت سنگہ نے
امیر الامرا سے کہدیا کہ میرے پشت کے طرف سے دوسرے طرف متحرک نہونا کیونکہ جس رخ کو فوج
سرکار کا منہ ہے راجہ رام سنگہ نے توپخانہ بکثرت چنا ہے ذوالفقار جنگ نے جواب ناسزا کہا اور فرزین
روش کجروی کرکے اودہر کو چلا راجہ بخت سنگہ نے امیر الامرا کے بساط ہمراہی سے علیحدگی کی افواج راجپوتانہ
جو پشت توپخانہ پر کہڑے تھے پیادہائے شطرنج کے مانند خاموش نہایت تحمل و وقار سے کہڑے تہے جب نزدیک
آگیا بر ذوالفقار خان پر توپخانہ آتشبار کیا اس نادان کی کجبازی نے جمع کثیر لشکر کا خون بہایا ادہر سے
حسب معمول توپ چہوڑتے رہے سُنا گیا کہ دوپہر کو توپین نہایت گرم ہوگئین نایرہ جنگ افسردہ ہوا پانی کی
قلت کی کثرت اسقدر تہی کہ امیر الامرا کے لوگ جان بلب پانی کے چاہ مین دوان افتان باو سلے ہوکر
لشکر مخالف تک پہونچے مخالفین نے جو شدت پیاس کو دیکہا کہ آنکہون مین پانی نہین ہان کسیقدر ہا نیچے سے
خونابہ دل کی کیچڑ ہے لاجرم کنوین سے پانی نکال نکال گہوڑون اور سوارون کو پلایا پہر کہا کہ اپنے گہر جایئے
ہمارے آپکو زرم و پیش سے ہے یہ قصہ نہایت صحیح ہے کیونکہ بندہ نے سید اسمعیل علیخان خلف بہادر
عبد العلیخان خالو سے بندہ کا جو اوس سفر مین رفیق تہا اوسکی زبان سے سُنا ہے کیا عمدہ صفت راجپوتانہ
تشنہ خون کی ہے ولی کہ دشمن کو بہی اپنے چشمہ زلال فضل سے محروم نکیا سے یہ پارہ سے جو دہپور شاید دو
تین منزل سے زیادہ نہو گا ذوالفقار جنگ اوس جگہ سے بنابر رنج سفر اور خرچ جنگ کے ستوہ ہوا چونکہ برسات

بھی آپہونچی تھی چاہا کہ بعد صلح واپس ہو ہرچند بخت سنگہ نے کہا کہ اس صوبہ کا بندوبست نہایت ضرور ہے علاوہ ازان اگر یہان کے راجہاے اور روساے دیرینہ کی گوشمالی کی گئی اور وہ لوگ مطیع ہوے تو آپکا نام و نشان ہوگا دہاک بندہ جائے گی پہر انتظام اکبرآباد اور راجہ سورجمل جاٹ کی گوشمالی بالکل آسان ہو جائیگی مگر امیر الامرا نے نہ مانا راجہ بخت سنگہ نے باوجود تمام اژدہام مخالف کے جبکی مدد پر ہولکر ملہار بھی گیا تھا مگر رسد اور گہی وغیرہ لانے مین اچھی کوشش کی تھی جب امیر الامرا نے بناے صلح ڈالی بخت سنگہ کنارہ کر گیا اور مرہٹہ بھی مخالفین تھے مرخص ہوکر اپنی راہ لگے امیر الامرا کے ہاتھ مین لاکھ روپیہ لگا باقی کو یہ قرار ہوا کہ اسقدر فلانے جگہ اور اتنا فلان مقام پر حاضر ہوگا خیر ذوالفقار جنگ نے پیپار سے معاودت کر کے راہی اجمیر ہوا سبب عجلت یہہ تھا کہ وزیر نے بعد شکست شنکر ارادہ کیا تھا کہ وزارت حاصل کرے خالو سے فقیر اوسکے تلون مزاجی سے قبل معاودت مستعفی ہوا تھا لیکن چونکہ اس سفر مین زیر بار ہوگیا تھا لہذا اپنے ہاتھی گھوڑے سامان تجمل فروخت کر کے قرضخواہان سپاہ وغیرہ کو عطا کیا اور خود پیشتر ہی شاہجہان آباد روانہ ہوا یہان پہونچکر سُنا کہ بعد قتل راجہ نول راے کے وزیر بنگش کے مقابلہ پر گیا ہی دو تین روز کے بعد خالو بھی راہی ہوا کول مین بہاگا ہوا لشکر وزیر کا ملا جب وزیر بھی پہونچا مستفیض ملازمت ہوا اور ہمراہ شاہجہان آباد آیا اور یہہ مشورہ فرمایا کہ مرہٹہ اور راجہ بخت سنگہ کو طلب کر جیسا کہ تحریر ہو چکا ہی ایکسال اور چند مہینے امیر الامرا اس سفر مین رہا اوائل سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین داخل دار الخلافت شاہجہان آباد ہوا اور بسبب قلت زر اور بکثرت فوج کی سپاہ کا قرضدار ہوگیا اکثر اوقات اونکی لوہی مین شریک ہوجاتا یہہ بادشاہ کی اعانت کی امید رکھتا تھا جب کچہ نہوا بادشاہ کے حق مین سخنان سبک بکنے لگا ایکروز آشفتہ ہوکر گہوڑے پر سوار ہوکر نیزہ دردست داخل دربار ہوا بدین ارادہ کہ بادشاہ کے روبرو شکوہ پوچ بکمال تندخوئی کرے نواب بہادر جاویدخان اس اطلاع پانے سے مانع ہوا اور محروم کو رنش کرا دیا بیچارہ اور بھی مشغول بادہ پیمائی ہوا متعاقب بادشاہی چوکی ضبطی مال کو اوسکے مکان پر پہونچی اور خدمت امیر الامرائی کی غازی الدینخان فیروزجنگ بڑے بیٹے آصفجاہ کو مقرر ہوی اور ذوالفقار جنگ معزول ہوا

بعض سوانح دکن کا ذکر کہ آخر سنہ ۱۱۶۴ ہجری تک واقعہ ہوا ہی اور سبقید حال ناصر جنگ دوسرے بیٹے آصفجاہ کا

ناصر جنگ نظام الدولہ بہادر خلف دوم آصفجاہ جوان صاحب جوہر ہونہار تہا استعداد شاعری کی بھی رکھتا تھا باوجود جوانی اور دولت و کامرانی کے خالی اوصاف سے نتہا باپ کی نیابت اور بعدہ جب کربلا لیاقت مستقل دکن ہوا مرہٹون کو مغلوب کرکے انکا رعب مرہٹون کے دلمین ایسا بٹہا تھا جس سے زیادہ متصور نہین جتنا

زندہ رہا مرہٹہ مردہ رہی ۱۱۶۲ ہجری مین حسب طلب احمد شاہ کے نربدہ تک آیا اور پھر حسب ممانعت واپس گیا

مجمل حال لڑائی مظفر جنگ و ناصر جنگ سے اول مظفر جنگ کا مظفر ہونا بعدہ جان کھونا

مظفر جنگ کا اصلی نام ہدایت محی الدین خان ہے حسب نسب انکا دو واسطہ سے سعد اللہ خان وزیر اعظم شاہجہان تک پہونچتا ہے اور آصفجاہ نظام الملک کا دختر زادہ ہے آصفجاہ کے عہد مین بیجاپور کی صوبہ داری کرتا تھا اپنے خالو نظام الدولہ ناصر جنگ کی لڑائی مین حسب طلب احمد شاہ کی قاصد شاہجہان آباد ہوا نربدا تک پہونچا تھا باغی ہوگیا حسین دوست خان عرف چندا روسا نے نوایت ارکاٹ مین سے موافق ہوا ارکاٹ کی تسخیر کی تحریص کی مظفر جنگ ارکاٹ کو متوجہ ہوا وہان فوج عظیم فرانسیس پھلچری سے بوساطت چندا کے ہمراہ لیکر انور الدین خان شہامت جنگ گوپاموی پر جو کہ آصفجاہ کے وقت سے ناظم تھا چڈہائی کی سولہوین شعبان ۱۱۶۲ ہجری کو معرکۂ کارزار گرم ہوا انورالدین خان نے روز آخر سمجھکر روبہ تراجی نہ کی کمال استقلال سے شربت مرگ گوارا کیا ناصر جنگ اس خبر سے مظفر جنگ کی تنبیہ کو معہ فوج دریا موج اورنگ آباد سے بندر پھلچری تک جو پانسو کوس جریبی ہے جلد روانہ ہوکر ۲۶ ربیع الآخر ۱۱۶۳ ہجری کو مبارز ہوا حسب تقدیر ناصر جنگ مظفر ہوا اور مظفر جنگ زندہ قید ہوگیا ناصر جنگ نے موسم برسات واقعہ ارکاٹ بسر کیا افاغنہ کرناٹک مانند ہمت خان وغیرہ کے جو اس سفر مین ناصر جنگ کے نوکر تھے ملک و مال کی لالچ سے نمکحرام بنے اور انسیسیان پھلچری سے ملکر ۱۷ محرم کو بحساب نجوم اور سولھوین کو بحساب رویت ہلال ۱۱۶۴ ہجری مین شب خون کیا ہمت خان نے نزدیک پہونچکر ناصر جنگ کو گولی ماری بیچارہ راہی عدم ہوا انقلاب عجیب واقع ہوا بعض ملازمان مخلص نے اوسکی لاش روضہ شاہ برہان الدین غریب تک لیجاکر قریب قبر پدر مدفون کیا میر غلام علی آزاد تخلص بلگرامی نے جو نہایت اوسکا دوست تھا یہ تاریخ کہی ہے **ابیات**

نواب عدل گستر عالی جناب رفت + فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت + در ہفدہم زماہ محرم شہید شد
تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت +

مظفر جنگ کا جلوس ریاست دکن پر اور دو مہینے کے بعد قاتلان ناصر جنگ کا فوت ہونا

جب ناصر جنگ مرا مظفر جنگ جو قید مین ہمراہ تھا سریر آرا ہوا اور باتفاق افاغنہ نمکحرام اور فرانسیسیان پھلچری کے عازم حیدرآباد ہوا انتظم بے مانند نے انتظام کا سامان پیدا کیا مظفر جنگ اور افاغنہ کے دلین نفاق پیدا ہوا لیکن جب سرزمین مین کیمپ تھا خیمہ ہوا طرفین کی ناخوشی ظاہر ہوئی مظفر جنگ نے فرانسیسیوں کو

آمادہ پیکار ہوا بعد دو مہینے کامل کے ۱۰ ربیع الاول سنہ مذکور کو بعزم جنگ سوار ہوا ہمت خان بھی مدافعہ کو طیار ہوا کارکنان قضا و قدر نے اچھے شعبدہ دکھلا کے ناصر جنگ کو نیست نابود کر کے ہمت خان وغیرہ کو معدوم کیا مظفر جنگ نے اول نصارا کا توسل ڈہونڈہکر اپنے امثال و اقران پر تغلب کرنا چاہا اسکے تسلط مین رامداس برہمن سیاہ فام کو جو نظام الدولہ کے اونے متصدیون مین نوکر تھا رفیق بنایا اور مظفر جنگ کا محکم یار بنا راجہ رگہناتھ داس کے لقب سے مشہور ہوا مظفر جنگ طالب علمی رکھتا تھا مگر خود ستا تھا ملازم لوگ ہرچند اوسکی تصدیق کرتے مگر وہ متسلی نہوتا اوسکے ایام ریاست مین بالاجی راو معہ فوج کے پہونچا سے اورنگ آباد چڑہا اور وہان کے ناظم رکن الدولہ نے پندرہ لاکھہ روپیہ دیکر بھیا آفت ٹالی ◆

جلوس کرنا سید محمد خان بہادر صلابت جنگ کا ریاست دکن پر بفضل خدا

بعد ازین راجہ رگہناتھ داس نے خود بخود وکیل مطلق ہوکر فرانسیسیونکی دلجمعی کر کے سید محمد خان صلابت جنگ بڑے بیٹے آصفجاہ کو ریاست پر متمکن کیا اور خود معہ جملہ فرانسیس کی اوسکا ملازم ہوکر قاصد اورنگ آباد ہوا اور سید محمد خان نے اوسی مقام پر بارش ابر کی ۱۱ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۴ ہجری کو بقصد تنبیہ بالاجی راو کے اورنگ آباد سے نکلا اور احمد نگر کو جولانگاہ لشکر بنایا وہان سے پونہ کو متوجہ ہوا بالاجی راو پچاس ہزار سوار سے مقابلہ پر آیا سید محمد خان نے لڑتے لڑاتے بالاجی کو پونہ کے قریب پہونچایا اور آبادی مرہٹہ جو راہ پر واقع تھی جلا کر خاک سیاہ کر دی اس لڑائی مین فرانسیسیون نے مرہٹہ کے دہوئین اوڑا دیے خصوص شب چہاردہم محرم الحرام سنہ ۱۱۶۵ ہجری کو جب کہ چندر گرہن تھا اور اوسوقت مرہٹہ معہ سرداران کے پرستش خسوف کر رہے تھے جو نہین فرانسیسیون نے دہائین دہائین شروع کی ننگے سر ننگے پاؤن بادیان پر سوار ہو ہو کر فرار ہوے اور اونکا طلائی سامان پرستش اہل اختلاف کے ہاتھہ لگا لیکن افسوس نفاق کا برا ہو اس کوشش و شدود کا نتیجہ کچہ نہوا صلابت جنگ سے صلح ہوگئی صلابت جنگ بعد انفصال متوجہ حیدر آباد ہوا اور اوسکے حسب الطلب رکن الدولہ اور صمصام الدولہ باتفاق حیدر آباد پہونچے وکالت مطلق رکن الدولہ کو ملی ناگاہ خبر پہونچی کہ امیر الامرا فیروز جنگ نے دکن کی صوبہ داری پائی رکن الدولہ نے مکر و حیلہ سے وکالت ترک کر کے جانوجی کے پاس آیا بدین مقصد کہ امیر الامرا باتفاق ہولکر کے آتا ہے بوساطت جانوجی اور بالاجی کی امیر الامرا سے مصافحت کرنا چاہیے جسوقت کہ رکن الدولہ حیدر آباد سے روانہ ہوا صمصام الدولہ وہین رہگیا اور صلابت جنگ کی طرف سے حیدر آباد کا صوبہ دار ہوا جب امیر الامرا نے اورنگ آباد مین انتقال کیا ہولکر ملہار جی جسنے سند ملک خاندیس اور سنگمر اور جالنہ کی امیر الامرا فیروز جنگ سے لیکر عمل کیا تھا ہمراہ صلابت جنگ کے باراوہ

مقابلہ برادر خود فیروز جنگ کے آیا تھا سید مذکور نے صلابت جنگ سے بھی حاصل کی بعد ازان رکن الدولہ کربلا سے آنکر صلابت جنگ سے متفق ہوا اور وکیل مطلق ہوا اور صمصام الدولہ کو معزول کر کے اورنگ آباد بھیجا چونکہ برسات نزدیک آگئی تھی رکن الدولہ اور صلابت جنگ اورنگ آباد آے ٭

بعض سوانحات حضوری کا بیان

ماہ محرم یا صفر ۱۱۶۴ ہجری مین راجہ ایسری سنگہ ولد راجہ جی سنگہ سوائی فوت ہوا مشہور یہ ہی کہ کسی نے زہر دیا اور رانا راجہ اودیپور بھی انہین دنونمین گذرا اور اسی سال مین ناصر جنگ کے کشتہ ہونے کی خبر حسب مذکورہ بالا حضور مین پہونچی اور غازی الدین خان فیروز جنگ برادر کلان ناصر جنگ نے اوسکا ماتم کیا غرۂ ربیع الاول روز جمعہ سنہ مذکور کو خلعت ماتمی حضور سے عنایت ہوئی چونکہ حضوری سے نفور تھا نظامت دکن کا مستدعی ہوا امراے حضور بدرخواست پیشکش کرنیمین عرصہ کر رہے تھے آخر کار روز چہار شنبہ ششم ربیع الاول سنہ مذکور کو خلعت مذکور ملے حال اوسکا لکھا جاتا ہے ٭

آنا صفدر جنگ کا ۱۱۶۵ ہجری مین حسب الطلب حضور مین اور خان فیروز جنگ کا صوبہ دار دکن کا ہونا بلا پیشکش

احمد شاہ ابدالی اسی ۱۱۶۵ مین چوتھی مرتبہ لاہور آیا معین الملک سدراہ ہو کر چار مہینے تک لڑا چند بار سخت لڑائیان ہوئین مگر اوسکی دلاوری سے ابدالی کے دانت کھٹے ہوے غلبہ کی مجال نتھی آخر کو بہ سبب نفاق آدینہ بیگ خان کے راجہ کوڑامل دیوان جو کہ محض جانفشان تھا جان نثار ہوا اور معین الملک بدرجۂ لاچاری مغلوب ہوا تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب جنگ بڑہی آدینہ بیگ خان نے دوستی مین دشمنی کرنا شروع کی معین الملک کو صلاح دی کہ سنگر سے باہر نکلنا چاہیے راجہ کوڑامل نے عرض کیا کہ دوایک روز اسی جگہ پایداری چاہیے ابدالی تنگ ہو کر خود بخود بھاگا جاتا ہے مگر معین الملک نے آدینہ بیگ خان کی شجاعت اور اپنی جرات جوانی سے چند قدم آگے بڑہا سے براہ جس پر معین الملک کا توپخانہ تھا وہ خالی ہوا ابدالی کے لوگ مع شتران زنبورک وہان پر آگئے اور بموجب اشارہ آدینہ بیگ خان کے معین الملک پر حملہ آور ہوے اوسوقت آدینہ بیگ خان نے معین الملک کو صلاح دی کہ کوڑامل کو کمک پر طلب کرنا چاہیے جب آدمی بھیجا اوسنے کہا کہ جبکہ بندہ کی عرض قبول نہوئی اگر اپ بندہ حضور مین آے لشکر فرار ہو جاسے چونکہ معین الملک پر عرصہ کارزار تنگ تھا آدینہ بیگ خان نے حملہ جنگ مین تساہل اور راجہ مذکور نے طلب مین تعجیل کرنا شروع اوسنے ناچار ہو کر طلب کیا کوڑامل نے بضرورت اپنے سرداران لشکر کو نصایح پایداری کر کے اور ہر قدم بڑہا یا درمیان مین ایک

کوس کا فاصلہ تہا چند قدم گیا تھا کہ سرداروں کا منہہ پھر گیا اور لشکر پر شکست پڑی ناچار پھر واپس ہوا اور عمدہ آویزش کر کے ابدالیوں کو بہگا کر تعاقب میں چلا جاتا تھا کہ ناگاہ سر میں گولی لگی اور جان شیرین نثار راہ جوانمردی فرمائی چونکہ کوڑا مل دیوان مدار الدولہ اور معتمد علیہ تھا اسکے شہید ہوتے تمام لشکر مغلوب ہوا اور معین الدولہ ناچار شہر کو لوٹا مفتی عبد الله کو پیغام صلح دیا احمد ابدالی نے جہان خان کو استقبال پہ بہیجکر بکمال عزت طلب کیا اور معین الملک در صورت لاچاری کو حاضر ہوا ابدالی نے مورد ترحمات فرماکر اپنی طرف سے صوبہ لاہور کی نیابت دی اور کابل کو عطف عنان ہوا صوبہاے لاہور و ملتان ممالک ابدالیہ میں داخل ہوکر قلمرو ابدالی ہوئے اوسیوقت میں جبکہ ابدالی لاہور میں معین الملک سے لڑتا تھا قلندر خان کو بطور رسالت احمد شاہ بادشاہ شاہجہان آباد کے پاس بہیجا بادشاہ کو درانی کی آمد آمد نے ہلا دیا امرا سے حضور نے وزیر الممالک صفدر جنگ کو نہایت الحاح سے متواتر تحریر کیا کہ ہولکر ملہار وغیرہ کی فوج کو متفق کر کے بہت جلد حاضر حضور ہو اور مدافع عدو میں ساعی ہو وزیر مذکور ہولکر ملہار کو وعدہ زر خطیر سے ہمراہ لیکر ماہ رجب سنہ مذکور میں شاہجہان آباد پہونچا جاوید خان ناظر مدار المہام سلطنت ہوا تھا اوسنے مع دیگر امرا سے نفاق پیشہ کے قبل پہونچنے صفدر جنگ کے شاہ درانی سے صلح کر لی اور اوسکا حکم قبول کر کے قلندر خان ایلچی کو رخصت کیا وزیر الممالک نے نہایت آزردہ ہوکر کہلا بہیجا کہ ہم ہولکر بموجب تمہارے لکہنے کے بوعدہ زر ہمراہ لائے ہیں اب اوسکا تقاضا ہے یہہ کہکر گذشت بدہ ماہی سے بیرون شہر لب دریا سے جمن خیام گزین ہوا اسی ضمن میں حسب ذکر بالا غازی خان فیروز جنگ کو جو بعد شہادت ناصر جنگ کے بلہجری میں حاجی صوبہ داری دکن ہوا تھا وہان کے خدمت و سند کا مستدعی ہوا اور آپ حضور پر نور میں اپنی پیشکش کے منظور نکرنے تھے اب اسوقت میں اوسنے قابو پاکر بادشاہ اور امرا کے حضور میں عرض کیا کہ اگر مجہکو پیشکش دکن کی صوبہ داری بندہ کو عنایت ہو جسطرح سے ہو سکے گا ہولکر کو راضی کرلونگا بادشاہ اور امرا نے ہزار منت سے قبول کیا اور صوبہ داری دکن کی سند لکہدی اوسنے اپنے لڑکے کو امیر الامرا کی نیابت کو چہوڑ کر مع ہولکر کو ہمراہ لیکر سہ رجب سال مذکور کو قطع منازل اختیار کیا

وزیر کا شاہجہان آباد میں داخل ہونا اور جاوید خان کا مارنا

بعد جانے فیروز جنگ اور ہولکر کے وزیر الممالک غرہ رمضان سنہ مذکور کو داخل شہر ہوا جاوید خان کے اقتدار سے نہایت آزردہ ہوا بالخصوص اس سبب سے کہ اس شخص نے ساتھ ابدالی کے صلح کر لی اور لاہور ملتان اوسکو دیا کیونکہ یہہ امر موجب کسر شان بادشاہی کا ہوا جاوید خان اور ہم بائی والدہ بادشاہ کی اتفاق سے مکدر تھا بادشاہ نے حسب حکم اپنی والدہ اور بتحریر ترغیب جاوید خان کے اپنے خالو امان خان قزال کو بخدمت سہ ہزاری حمہ اور معتقد الدولہ

خطاب عطا کر دیا اور اسباب عمارت عمدۃ الملک کی حویلی سے مرحمت ہوا اوسکو اس عروج مین
پہونچکر امرا کی ہم چشمی شروع کر دی اگرچہ بعد عروج اکثرون کے ساتھ حسن سلوک بھی کیا لیکن وزیر الممالک اس
فضیحتی سے نہایت دل تنگ ہوکر درپے مدافعت ہوا ماہ شوال کو خواجہ سرا سے مذکور کی ضیافت کی بہانہ سے طلبی کی
اور گھر بلا کر مار ڈالا علی بیگ خان نشقچی شتاب جنگ نے زخم کارد سے کام تمام کر دیا اور یہ امر موجب دغدغہ
احمد شاہ ہوا انتظام الدولہ وغیرہ سے دلی اتفاق کر کی وزیر کے برہمی کا منصوبہ کرنے لگا۔

خان فیروز جنگ کا اورنگ آباد مین فوت ہونا

خان فیروز جنگ مع ہولکر کے ہشتم ذی قعدہ سنہ مذکور کو داخل اورنگ آباد ہوا اور سید محمد خان
بہادر صلابت جنگ جو حیدر آباد مین تھا بقصد مقابلہ برادر رہ سپر ہوا ہولکر مرہٹہ نے قابو پاکر خان فیروز جنگ
سے تمام ملک خاندیس اور جالنہ توابع اورنگ آباد وغیرہ لی درخواست کی فیروز جنگ چونکہ تازہ وارد
اور ناواقف تھی اور نیز صلابت جنگ کا مقابلہ اور صوبہ ہاے دکن کا تسلط کرنا درپیش تھا ملکہاے مذکور
کے سناد اپنی مہر سے حوالہ ملہار کر دیئے اور ایسا ملک مفت مین مرہٹہ کی ہاتھ لگا چونکہ مقدر ایسا
تھا کہ ریاست دکن کی صلابت جنگ کے نام ہو فیروز جنگ سترہ روز بعد داخل ہونے اورنگ آباد کے
مرگ مفاجات سے ساتوین ذی الحجہ کو دنیا سے چل بسا اوسکے رفقا جو بڑے توقعات سے رفیق خدمت
ہوے تھے ملول ہوکر ہمراہ تابوت شاہجہان آباد آئے اور اوسکی لاش دفن کی۔

تفویض ہونا منصب امیر الامرائی کا فیروز جنگ کو

خان فیروز جنگ کا لڑکا جسکا نام اسکا شہاب الدین ہے خطاب موروثی سے سرفراز ہوکر عماد الملک غازی الدین
خان بہادر فیروز جنگ لقب پایا اور وزیر الممالک صفدر جنگ کے گھر مین جا بیٹھا اور اسکی بیبی پھوپھی اوسکی بی بی
نے ایسی سفارش کی کہ صفدر جنگ نے برسر ترحم آکر امیر الامرائی اوسے دی لیکن باوجود طالب العلمی اور خوشنویسی
اور زبان دانی مختلفہ اور شاعری اور شجاعت کے اس ناحق شناس بے سپاس نے کفران نعمت
صفدر جنگ کی قتل پر کمر باندہی پوشیدہ اپنے خالو انتظام الدولہ ولد اعتماد الدولہ وزیر اور بادشاہ اور اوسکے
مان سے موافقت کر لی صفدر جنگ کے اخراج کے درپے ہوا۔

شروع ہونا تنازعت کا فیمابین احمد شاہ اور وزیر الممالک صفدر جنگ کے

احمد شاہ نے باغواے والدہ اور انتظام الدولہ اور اعتماد الملک کے وزیر الممالک صفدر جنگ کو پیغام دیا

کہ توپخانہ اور غسلخانہ ہمارے اختیار پر چھوڑو کار وزارت اپنے تعلق رکھو صفدر جنگ نے بادشاہ کا نفاذ دیکھکر دربار کی آمد و رفت موقوف کردیا احمد شاہ نے چاپلوسی کی راہ سے دلجوئی کی اور ایکمرتبہ جاکر عذر خواہ ہوا اگرچہ مفید نہوا مہینوں اس سوال جواب مین گذر شروع ۱۱۶۶ھ مین کدورتیں ظاہر ہونے لگین جب چھ مہینے اس سال کے گذرے طرح طرح کے حادثہ ظاہر ہونے لگے۔

دغا کرنا احمد شاہ کا صفدر جنگ سے اور معطل کرنا اوسکی نائب داروغہ توپخانہ کو اور فساد ہونا باہم وزیر و بادشاہ کے

صفدر جنگ وزیر اسی منصوبہ مین تھا کہ کون چال چلے کیونکہ بادشاہ سے مقابل ہونا نامناسب جانتا تھا اور اپنی زندگی بھی دشمنون کے ہاتھ سے محفوظ رہنا دور دیکھتا تھا درحقیقت یہہ شخص جرات اور عقل چندان نرکھتا تھا نہ ایسے صلاح کار تھے ورنہ عماد الملک اور انتظام الدولہ کو پکڑ لانا کچھ دشوار نتھا لیکن تقدیر نے تو انکھین اندھی کردی تہین بہرحال بادشاہ نے ایک رات کو بمصلحت خواجہ سرایان و نیز ہر دو امراے مذکور کے ایک پرچہ خاص وزیر کے نام لکھکر نائب توپخانہ کو جو وزیر کی طرف سے مامور تھا طلب کیا اور اوسکو رقعہ دیکر کہا کہ وزیر کو پہونچا ئے اور زبانی بھی چنین چنان عرض کرے اوس نالایق نے عذر کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ضروری امر ہے وہ نا اندیش رقعہ لیکر قلعہ سے نکلا مجرد اسکے بادشاہ نے اپنے لوگون کو حکم دیا کہ دروازے قلعہ کے مسدود کرین اور مردم وزیر کو جسطرح سے ہو بیرون کرین حسب الامر تعمیل ہوئی صبح کو قلعہ کے برجون پر توپین لگادین اور بمقابلہ حویلی دارا شکوہ کے جہان وزیر رہتا تھا نشانہ لگا کر آمادہ حرب ہوے وزیر لاچار بعد جواب و سوال کے اوس مکان سے نکل کر اپنی حویلی مین جو قلعہ سے دور تھی آیا اور چندروز متامل رہا آخر کو بادشاہ کی لڑائی مین اپنی بدنامی اور نمکحرامی کا شہرہ سمجھکر اپنے صوبجات کی رخصت چاہی احمد شاہ نے منظور نکیا آخر صفدر جنگ نے بے اجازت دار الخلافت سے نکلکر شہر سے دو کوس پر خیمہ گاہ کیا بدین ارادہ کہ بے جنگ و جدال اپنے صوبون کو جاوے الحق کہ یہہ راے بہت عمدہ تھی مگر فتنہ جویان لشکر نے خیالات فاسد اوسکے ذہن نشین کرکے آمادہ جنگ کردیا۔

صفدر جنگ نے کسی کو شاہزادہ بنایا اور عزم رزم کیا

صفدر جنگ نے کسی مجہول بے نشان کو شاہزادہ بنایا اور اپنے عیال و اطفال کو راجہ سورج مل جاٹ کے قلعجات بنگش مین بھیجدیا اور سورج مل کو اپنی رفاقت مین شریک کرلیا احمد شاہ نے عہدہ وزارت انتظام الدولہ خلف قمر الدین خان کو عنایت فرمایا اور عماد الملک امیر الامرا تھا مگر باعث حرص ترقی

منصور جنگ وزیر ہوا اطراف وجوانب سے فوج طلب کی اور لوگ آپہونچے اونمین سے نجیب خان
روہیلہ اور چنا گوجر اور بلوچان وغیرہ زمیدار اطراف اور سادات بارہہ اور میواتی خواجہ سرایان امرا
زمرۂ منصب داران اور عمدہ زادہای قدیم مانند محمد صادق خان ولد سیف اللہ خان صوبہ دار ٹھٹھہ اور
جامع سیر المتاخرین کا والد جو کہ بنابر ناخوشی صفدر جنگ کے باقیات محالات خالصہ کے بہانہ سے قید تھا اوسوقت مین
باقیات معاف اور مورد الطاف شاہی ہوکر بوساطت حافظ بختاور خان محلی کے سرفراز ہوا اور ہر ایک
نامور معہ دیگر متوسلون کے سرگرم رفاقت شاہی ہوے آشوب قیامت دار الخلافت کی نواح مین برپا
تھا شروع ماہ رجب سنہ ۱۱۶۶ سے آغاز جنگ ہوا چھہ مہینے تک زد و خورد ہوے صفدر جنگ کے بھی اکثر
رفیق جو پاسے نام و ننگ تھے خصوص راج اندر گر گوسائین جسنے قلعہ الہ آباد مین بقاء اللہ خان اور علیقلیخان
ئی رفاقت کی تھی یہ شخص عجب جرات کا تھا وزیر کے رفاقت مین توپخانہ آتشبار بادشاہی مین گو دیرپا تھا اور
اکثرون کو ہلاک تہ خاک کرتا لوگون کو سحر و جادو کا خیال ہوا کہ اسکو توپ و تفنگ نہین موثر ہے آخر کار اسی
دلیری اور دلاوری مین بضرب گولی بہشت نصیب ہوا اور عالم کا مظنۂ جادو باطل ہوا ذوالفقار جنگ
امیر الامرا معزول بھی بسبب ناخوشی بادشاہی کی وزیر کو پیغام دہ ہوا کہ ہماری فوج شاہ مردان کی جھنڈے
تلے رہی اور خود بہانہ زیارت سے جاکر فوج وزیر مین شامل ہوا ادہر غازی الدین خان نے منادی کی کہ جو
سوار صفدر جنگ کا ملازم جسکا گھوڑا داغ سین رکھتا ہوگا نوکری کو آوے سو روپیہ مساعدہ اور ساٹھ روپیہ
مشاہرہ پاوے گا اس ندا کے ہوتے ہی اکثر تورانی لشکر وزیر سے برخاستہ ہوکر عماد الملک سے جاملے
اور رسالہ سین داغ مین ہزارون آدمی نوکر شاہی ہوا اور ایک دوسری صورت کشمیری اور پنجابیون کی
بلوائی ہوئی کہ محمدی جھنڈا کھڑا کر کے کہا کہ صفدر جنگ رافضی ہے خلیفۂ زمان پر لشکر کش ہوا اوس سے مقابلہ
کرنا بمرتبہ جہاد ہے اس صدا سے ہزارون عالم چار یاری جمع ہوگیا جسکو ایرانی یا صفدر جنگ کا ملازم پاتے
بے عزت بلکہ مار ڈالتے محمد اسحق خان اور اوسکے بھائی مرزا علیخان اور سالار جنگ اور اسمعیل بیگ خان
وغیرہ سرداران عمدہ متوسلین صفدر جنگ کے مکانات غارت کر دیے اسکے عوض مین سورجمل جاٹ
نے شہر کہنہ شاہجہان آباد کو یعنی دہلی جسکی آبادی شاہجہان آباد سے کسیقدر زیادہ تھی غارت کیا اور
جان و مال و ناموس برباد کیا اکثر لوگ شاہ باسط ولد شاہ محمد جعفر کے گھر مین اس خیال سے کہ وزیر کو اسکا
استجاہ ہے جمع ہوئے تھے یہان بھی جاٹون نے وہی دست درازی کی جو کچہ گذرا قابل بیان نہین آخر بعد چھ
مہینے کے طرفین عاجز ہوکر خواہان مصالحہ ہوئے امراے حضور اور احمد شاہ نے پیغام آشتی دیا
صفدر جنگ نے بھی اپنی رضا ظاہر کی انتظام الدولہ ولد قمر الدین خان کی وساطت سے دونو صوبہ اودہ

اور الہ آباد صفدر جنگ کے نام بحال رہا اور صفدر جنگ ماہ محرم ۱۱۶۶ہجری کو روانہ صوبجات مقررہ ہوا۔

آنا عماد الملک کا معہ مرہٹہ اور انتقال یمین الملک کا اور سلطنت کی خفت

عماد الملک نے بروقت جنگ صفدر جنگ کے ہولکر ملہار مرہٹہ کو صوبہ مالوہ سے اور جے آپا کو ناگور سے اپنے مدد پر بولایا تھا اور قبل انکے پہونچنے کے یہاں صلح ہوگئی عماد الملک قوم جاٹ سے غبار رکھتا تھا پس اونکو رفاقت میں لیکر سورجمل جاٹ پر چڑہ گیا اوسنے میدان جنگ مین عمدہ برائی ندیکھی ڈیگ اور کمبیر اور بہرت پور کے قلعجات مین جا بیٹھا عماد الملک نے معہ مرہٹہ کے محاصرہ کیا چونکہ تسخیر قلعہ مین میدانی توپین بلہ رس ضرور چاہئے اور انکی ہمراہ تہین لہذا محمود خان کشمیری اپنے مدار المہام کو معہ عرضداشت درخواست عطائی توپخانہ کے روانہ حضور کیا چونکہ انتظام الدولہ اسکا خال خرچال جانتا تھا کہ بعد فتح جاٹ یہ شخص آشنا و بیگانہ کا خاندان برباد کریگا بادشاہ کی درخواست منظور کرنے مین مانع ہوا محمود خان نے عملہ توپخانہ کو زجر و تہدید سے ترغیب دیکر موافق کر لیا اور ایک دن انتظام الدولہ کے ٹھکانے لگانے کو اوسکے گہر پر چڑہ گیا ہر چند جدوگیر ہوتے مگر کچھ پیش نگئی لاچار دوسرے روز قصبہ داسنہ کی طرف بہاگا اور محالات خالصہ شاہی اور منصبدارون کی جاگیرات مین جو دار الخلافۃ کے قرب و جوار مین واقع تہے قطاع الطریقی اور لوٹ مار کرنے لگا اسی ضمن مین سورجمل نے بادشاہ اور انتظام الدولہ کو عرضی لکہی کہ جسوقت عماد الملک نے قابو پایا باتفاق مرہٹہ کے وزارت اور سلطنت کی بیخ بنیاد کہودے گا مناسب یہ ہے کہ بادشاہ اور انتظام الدولہ شکار کے بہانہ سے معہ کل فوج کے سکندرہ مین ڈیرہ کرین اور بشرط مصلحت صفدر جنگ کو بھی دلجوئی کرکے شریک بنا لین تاکہ یہ فتنہ فرو ہو بادشاہ نے یہ صلاح قبول کی بالاخر معہ کل بیگمات اور انتظام الدولہ وزیر اور صمصام الدولہ وغیرہ ملازمین اور عملہ توپخانہ اور منگباشیون وغیرہ کے نکلکر سکندرہ سے تین چار کوس پر خیمہ زن ہوا مگر صفدر جنگ کا بلانا او وہم بابی اور انتظام الدولہ کو ناپسند ہوا عماد الملک نے اس شورہ سے ماہر ہوکر مقام خورجہ سے محمود خان کو جریدہ ملازمت شاہی مین بہیجا تاکہ اوسکو اور لشکر کو تخویف کرے وہ حسب الحکم وقت شام حاضر ہوکر منظہر ہوا کہ چند ہزار سوار مرہٹہ کسی طرف دوڑ گئے ہین مگر معلوم نہین کہ کہان پر ظہور کرین یہہ کہکر رخصت ہو خورجہ کو سدہارا بادشاہ غفلت شعار اور وزیر نامرد ناتجربہ کار باوجود اوسکے آگاہ کردینے کے غافل و بیخبر خیمہ گاہ مین مصروف آرام ہوئے ہولکر ملہار چونکہ نسبت ندینے توپون کے بادشاہ اور وزیر سے عار رکہتا تہا ارادہ کیا کہ اسوقت جاکر رسد وغیرہ کی راہ بند کرکے توپ وغیرہ جو کچھ ملے اپنے قبضہ مین لا دے اور یہ بھی چاہا کہ بلا شراکت دیگرے جسارت کرے لاجرم عماد الملک اور جے آپا کو بھی خبر نکی

کوچ کیا شبا شب متہرا سے عبور کرکے قریب لشکر پہونچا اور اول شب چندبان سرکئے یہان یہ گمان ہوا کہ محمود خان اس قرب وجوار مین آتش افروز ہنگامہ ہی ہو اس امر کو سہل سمجہکر کچہ تدارک پر متوجہ نہوئے آخر شب تحقیق ہوا کہ ہولکر آپہونچا اب ہاتہہ پیر ڈہیلے ہو گئے نہ استعداد جنگ تہی نہ بہاگنے کی مجال۔ نامردی اور ناکردہ کاری سے احمد شاہ مع والدہ اور صمصام الدولہ میر آتش خلف امیر الامرا صمصام الدولہ خاندوران اور انتظام الدولہ کے بدون اطلاع دیگر روسائے لشکر کے عماریون مین مستور سوار ہوکر فراری ہوے اور مال و اسباب جو جہان تہا وہین پر چہوڑا اپنی اپنی جان لیکر دار الخلافہ کی راہ لی جب دیر کے بعد اُنکے فرار کی خبر مشتہر ہوئی ادنے اور اعلی اپنے حال پر سخت متردد ہوا جسکے پاس تہوڑا اسباب تہا وہ تو اوسیوقت روبراہ ہوا قصبہ سکندرہ تک پہونچے تہے کہ صبح ہوگئی اور فوج ہولکر نے پہونچکر بلا منازعت اور ممانعت کے تمام لشکر اور اثاث البیت شاہی کو غارت کیا جسکو جہان پایا اوسکو سوتے لوٹنے سے عاری کردیا ملکہ زمانی دختر فرخ سیر زوجہ محمد شاہ مع دیگر پردگیان حرم کے اسیر مرہٹہ ہوئین اگرچہ ہولکر نے بڑی عزت کی اور وزیر کا اسباب اور جواہرات جو کچہ اون عورات کے پاس تہا اون سے کچہ تعرض نہ کیا لیکن افسوس جس دروازہ پر سروران اعظم کے جبہہ سائی تہی وہ لگدکوب لئیمان دکن ہوا اور ایک چشم زخم عظیم ناموس پایہ کے عائد حال ہوا۔

عماد الملک نے ترک محاصرہ جات کرکے شاہجہان آباد کی راہ لی اور بادشاہ کو قید کیا اور عزیز الدین ولد معز الدین کا جلوس

عماد الملک نے جب یہہ خبر سنی دار الخلافہ کو دوڑا جو آیا تو نے ان دونون سردار کے جانے کی بعد خود بہی نازول کار آستہ لیا سورج مل نے خود بخود ایسے محاصرہ سے رہائی پائی عماد الملک نے ہولکر ملہار کی اعانت سے صمصام الدولہ میر آتش اور سنگیا شیون کو موافق کرکے انتظام الدولہ کی تغیر پر خود وزارت کا متعہد ہوا اور صمصام الدولہ کو امیر الامرائی دلائی جس روز کہ وزارت پائی صبح کو خلعت پہنی اور وقت دوپہر احمد شاہ کو مع اوسکے ماں کے دسوین شعبان روز یکشنبہ ۱۱۶۷ ہجری مین قید کیا اور عزیز الدین خلف معز الدین جاندار شاہ کو تخت خلافت پر جلوس فرمایا عالمگیر ثانی کا خطاب دیا ایک ہفتہ کے بعد احمد شاہ اور اوسکی والدہ کی آنکہون مین سلائی کردی

انتقال کرنا صفدر جنگ کا اور جلوس فرمانا شجاع الدولہ کا مسند پدر پر

صفدر جنگ اپنے صوبہ مین پہونچکر مہدی گہاٹ پر مقیم ہوا اور ایک خاص مکان اپنے آسایش کے لیے آراستہ کرکے سپاہ کی آراستگی

اور دیگر سامان کی فکر مین مصروف ہوا کہ یکایک اوسکے پیر مین دانہ بڑی زور سے برآمد ہوا آہستہ بڑھنے لگا آخر مادۂ سرطانی سم پہونچا یا ہرچند اطبا نے علاج کیا کچھ فائدہ نہوا سنہ مذکور مین ہفتدہم ذیحجہ کو رہگرا سے ملک بقا ہوا مزار پنجہ حضرت شاہ مردان مین واقعہ دہلی مدفون ہوا شجاع الدولہ مسند آرا سے پدر ہوا چند . وزرا اسمعیل بیگ خان رائق فائق رہا اور اسیطرح جمیع بزرگان پدر بحال رہے بعد چندے اسمعیل بیگ خان بہی فوت ہوا اور تمکین خان خواجہ سرا نائب ہوا ذوالفقار جنگ بہی صوبہ اودہ مین بہشت نصیب ہوا شجاع الدولہ ہرچند جوان لاوبالی تہا مگر بسبب شجاعت کی تادیب سرکشان صوبہ اور انتظام مین چنانچہ بایدو شاید منتظم ہوا اور عیاشی مین بجز شراب کی اور کل نشہ سے محترز تہا اکثر عورتون کی مباشرت مین راغب اور لہو ولعب مین مصروف رہتا تہا لیکن بکثرت چشم پوشی اور عفو و اغماض اور ترحم مزاج مین تہا تین چار برس اس جاہ و جلال مین گذرے تہی کہ سنہ ۱۱۷۰ ہجری مین شاہ ابدالی حسب تحریک عمادالملک کے وارد دار الخلافہ ہوا اور عمادالملک اوس سے موافق ہوا اور شجاع الدولہ کا انہدام بنیان ہستی کو باتفاق افواج درانی اور افاغنہ بنگش وغیرہ کے جو قدیم دشمن شجاع الدولہ کے باپ کی تہی چڑہ آیا اور شجاع الدولہ اپنی پایداری سے پیش لیگیا۔

ذکر لاہور اور انتقال کرنا معین الملک کا

معین الملک خلف قمرالدین خان وزیر محرم سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین بطریق سیر اسپ سوار شہر سے برامد ہوا اعلی خلاف یہ ہے کہ گہوڑے کی دوڑانے سے عارضہ قولنج ہوا اور اوترتے ہی رہگرا سے ملک بقا ہوا اور ایک معتمد اوسکی روشناس سے ہی سنا گیا کہ یہ شخص اپنے لشکر سے کسی ملازم عمدہ کے لشکر مین جو کچہ دور تہا جا کر روز مرہ کہانا کہاتا تہا چونکہ یہ شخص خوراکی تہا خوب سیر ہوکر سوار ہوا راستہ مین گہوڑا دوڑایا بحالت متغیر ہوئی باگ روکی نہ زین سے پیر وسے زمین آیا اور فرش خاکی پر دراز ہوا لحہ کے بعد جون کہ وہ ... گہوڑا ہلاک ہوا احمد شاہ ابدالی نے صوبہ داری لاہور کی میر مومن اوسکے بیٹے کے نام لکہ بہیجی بسبب اسکے صغر سنی کے اختیار مہمات ملکی اوسکی والدہ کے تفویض ہوا معین الملک کی عہد سے فوج بکثرت اور دیگر خرچ بہی بہت تہی حاصل صوبہ وفا نکرتا تہا رعایا پر ظلم وجور ہوا کرتا تہا ان بیچارون کی کوئی جا سے امن نتہی سکہہ لوگ آپس مین بڑے درد شریک ہوتے ہین لہذا جسپر ظلم ہوتا وہ تمام سر سیان رکہتا تا اور اکال اکال کا نعرہ مارتا گورو گوبند کا پیرو ہوا اسیطرح جماعت بڑہتا جاتا تا آنکہ اب عورت مین ... ملک مین پہونچی

کی افزایش ہوئی کمینے لوگ مانند خواجہ سرا غلام وغیرہ کے مدار علیہ ہوے اسی عرصہ مین میر مومن بھی مرا اوسکی جگہہ پر خواجہ موسی احراری داماد معین الملک کا جانشین ہوا بھکاری خان رستم جنگ نے جو معین الملک کے عہد مین کل کا مدار المہام تھا چاہا کہ اب بھی بطور سابق رہے معین الملک کی بی بی نے یہہ ارادہ پاکر اندرون محل بلا لونڈیون کے ہاتھ سے پٹواکر وسکی جان لے لی بعد چندے خواجہ عبداللہ خان ولد سیف الدولہ عبدالصمد خان آدینہ بیگ کی خفیہ تدبیر سے متسلط ہوا اور بیگم نے معین الملک کو قید کر کے صوبہ کی نیابت اپنے نام ابدالی کے حضور سے طلب کر لی امان خان برادر رہبان خان نے ابدالی کی طرف سے لاہور پہونچکر تظلم اختیار کیا چند روز جب اسطور پر گذرے خواجہ عبداللہ خان تنخواہ سپاہ کا ہنگامہ نہ اوٹھا سکا ناچار فراری ہوا اور آبرو سے ریاست خاک مین ملائی دوبارہ صوبہ کی حکومت بیگم کو ملی بعد ازان خواجہ مرزا خان نے جو کہ معین الملک کا عمدہ جماعہ دار تھا بیگم کو قید کیا اور آخر کو صلح ہو گئی۔

لاہور مین عماد الملک کی فتنہ انگیزی اور رسالہ سین داغ کے ہاتھ سے ذلیل ہونا اور معاودت ہونا دار الخلافہ کو

اعتماد الملک کو منظور ہوا کہ صوبہ لاہور و ملتان شاہ درانی کے گماشتون سے چھین لیوے اور سرداران رسالہ سین داغ کی سزا دیوے جو کہ صفدر جنگ کی وزارت مین نیابت متقدرا اور جمیع محالات خالصہ وغیرہ جو دار الخلافت سے قریب تھے اونکی تنخواہ مین مقرر ہوئی تھی پس مع عالمگیر ثانی اپنے نانا مقرر ہوے بادشاہ کو باولی مین آیا اور والد کو فوجداری محالات سرہند اور تھانیسر اور پانی پت وغیرہ کی دیکر عزیمت پانی پت کی فرمائی چونکہ یہہ معاملے کشن چند کے وسیلہ سے طے ہوے تھے راجہ ناگرمال کو اوسپر حسد ہوا چاہا کہ معاملہ مین تخلل کرے سرداران سین داغ کو جو محالات کے نکلجانے سے داغ داغ تھے طلب کر کے سمجھایا کہ سید ہدایت علیخان جو تمہاری جاگیرات کا حاکم ہوا ہے صاحب مقدور ہے نواب وزیر عماد الملک سے عیوضی کر کے دو لاکھ روپیہ طلب کرو کہ وہ تمکو دلاوے اگر اوسنے دیا بہتر ورنہ بندہ کسی معمد کو بہم پہونچاتا ہے وہ دو لاکھ روپیہ تمکو دیوے سرداران مذکور جو نہایت مغرور اور نکلجانے جاگیرات سے ملول و مجبور تھے نہایت غنیمت سمجھی صبح کو وزیر کے پاس وکیل بھیجکر مستدعی زر مذکور ہوئے والد مرحوم نے جب یہ رنگ دیکھا اوس کام سے درگذر کر مستعفی ہوا چند لوگون کے وسیلہ سے استعفا داخل کیا اور خود بھی حاضر دربار وزیر ہوا وزیر نے دو گھڑی والد اور بخت خان اور ناگرمل اور سیف الدین محمد خان وغیرہ مقربین سے مصاحبت کر کے چاہا کہ متوجہ خلوت ہو کہ وکلاے رسالہ سین داغ نے بموجب اشارہ ناگرمل کے وزیر سے درخواست زر مذکور معاوضہ کی کی وزیر نے جواب دیا کیا مضایقہ ہے

موجودات داخل کردو اور اپنی تنخواہ لو اونہون نے اس گھمنڈ سے کہ کسیکو عملہ مین ہمارے مواخذہ کی مجال نہین عرض
کیا کہ بہت بہتر کسی کو حکم ہو کہ ہمارے موجودات کا جائزہ لیوے عماد الملک نے نجیب خان کو حکم دیا کہ تم انکی موجودات
دیکھ لو اوسنے قبول کیا اور اوسی جگہ سے اپنے بیٹے ضابطہ خان کو کہلا بھیجا کہ ایک خیمہ میدان مین استادہ کرا کر انکے
موجودات کو اسجگہ دیکھی وکلا سمجھی کہ راہ چارہ جوئی اور خیانت کی مسدود ہے کیونکہ نجیب خان کئی ہزار جرار کا مالک ہے
یہ ہمسے کیون ڈرے گا پس اپنے سوکلون کو خبر کی اونہون نے تدبیر کار بلوا مین دیکھی بیباکانہ اشارہ
کردیا اور عماد الملک مع تین چار مقربین کے خلوت مین داخل ہوا اونہین سے نجیب خان اور راجہ ناگرمل
اور کشن چند تھے ناگرمل تو مصدر فساد تھا او ٹھکر چلا آیا اوسکے پیچھے نجیب خان بھی واپس ہوا والد مرحوم
کشن چند کے برآمد ہونے کا انتظار بنا بر منظوری اپنی استعفا کی کر رہا تھا ناگاہ بیس تیس سوار رسالہ
داغ سین کی سراپردہ کے دروازہ پر آکر اپنے سردارون کی فریاد کرنے لگی تھوری دیر مین اور سوار بھی
آکر انکے شریک حال ہوے ہرکارون نے اسکا ماجرا معرفت خواجہ سرایون کی اندر کہلا بھیجا بمجرد سننے کی
وزیر نے چاہا کہ خود جاکر سمجھاوے والد نے عرض کیا کہ حضور کا جانا مناسب نہین اوسنے نمانا وزیر نے
سراپردہ کے باہر کھڑے ہوکر سمجھانا شروع کیا عین اسی وقت مین رسالہ مذکور کے لوگ قریب دو سو نفر کی
جمع ہو گئے عماد الملک کو باتون مین بہلاوہ دیکر بیباکیان کرنے لگے والد نے کہا ہان ہان یہ تمہارا شاہزادہ ہے پاس
ادب سے عرض مدعا کرو تاکہ رفع حاجت ہو چونکہ ہجوم ممہد تھا کسی نے نسنا وزیر کو کھینچ لیا کسی نے تکمہ جواہر
اوڑا لیا لباس پارہ پارہ ہوا پگڑی بھی سر سے گری اور کوچہ ہای پانی پت سے پیادہ پا کشان کشان اپنے
لشکر کو کھینچ لے گئے فوج وزیر متحیر تھی کچھ نہ کرسکی چونکہ چند روز حیات اور اقبال باقی تھا سرداران رسالہ
مذکور عذرخواہ ہوے اور تکلیف لباس دی وزیر نے تخشش پیشروع کیا کہ قرمساقون اب دیر کیا کرتے ہو اگر عزم
قتل ہے جلدی کرو ورنہ تم خود قتل ہوتے ہو اگر ارادہ قتل نتھا اس بدنہادی سے کیا حصول ہوا اسی ضمن مین
بادشاہ کا پیغام پہونچا کہ اگر اعتماد الملک کو اسی قید کی حالتمین ہمارے حوالہ کرو تمہاری تنخواہ ہمارے ذمہ ہوگی
کسی نے زبان ترکی مین یہ پیغام کہا عماد الملک اس زبان سے خوب واقف تھا غضبناک ہوکر بولا جو کچھ منظور
ہے جلد کرو اونہون نے عجز و نیاز کے بعد فیل پر سوار کردیا اور حسن خان دکھنی کو خوامنی مین بٹھالا ایک ہاتھ
مین چنور اور دوسرے ہاتھ مین چھتری کو چک لئے ہوے اوسکے گھر پہونچایا بمجرد ورود کے حسن خان
ڈم کی طرف سے اوترا اور وزیر آکر مسند پر بیٹھا لوگ کورنش کیواسطے ہجوم لائے اوسنے حسن خان
کا انتظار کرکے پوچھا کہان ہے لوگون نے عرض کیا کہ سوار ہوگیا حکم دیا کہ جلد حاضر کرین بس سوار ہوکر
حکم دیا کہ جہان رسالہ سین داغ کے لوگون کو پاوین قتل کرین خیمہ وغیرہ غارت کرین روہیلہ نجیب الدولہ

نے ہجوم کرکے ایک گھڑی مین اوسکا نشان مٹا دیا اور تمام شب مصروف تاراج رہے اور وزیر بادشاہ ہو دلگیر ہوکر شہر کو معاود ہوا اور مدت تک فوج و اسباب کی درستی کرتا رہا اور بادشاہ کو اپنے معتمدین کے حوالہ کرکے شاہزادہ عالی گہر کو جسے بادشاہ بنایا تھا ہمراہ لیکر بارادہ بندو بست لاہور پنجاب آمد ہوا

عماد الملک کا دوسری مرتبہ لاہور جانا اور معین الملک کی بی بی اور بیٹی کو بزور قبضہ مین لانا

عماد الملک نے جسکی طینت مین تیزروی اور فساد مخمر تھا بارادۂ تحریک فساد مع جمیع عملہ اور سپاہ فراوان اور شاہزادہ عالی گہر نے شکار کرتے کرتے سیر کنان تھوڑے دنو نمین جاتے جاتے آدینہ بیگ خان کو متفق کرلیا جب اوسکی محبت مستحکم ہوئی اور عماد الملک لودہیانہ پہونچا آدینہ بیگ خان کی مشورہ سے ایک فوج سید جمال الدین خان کی سرداری مین مع ایک قطعہ خط موسومہ اپنی خالہ کی بھیجا اوسمین اپنی بی بی یعنی اوسکی لڑکی کو طلب کیا تھا معین الملک کی بی بی نے اپنے لڑکی کو مع چہتر وغیرہ جار ناچار روانہ کرکے مطمئن ہو بیٹھی — عماد الملک نے جمیع سرداران ملازم کو مع فوج ہمراہ اپنی خالہ کے استقبال کو بھیجا اور باحترام تمام خیمہ مین جگہہ دی اور شوہر خالہ سے ملاقی ہوا بعد ازان بدون اشتہار بہادر خان کشمیری کو بنا بر لانے اپنی ساس کے بایلغار تمام بھیجا چونکہ چالیس کوس کا فاصلہ تھا صبح روانہ ہوکر ایکرات دنمین بیچ حرم سرا معین الملک پر جا پہونچے معین الملک کی بی بی بیچارہ غافل سوتی تھی خواجہ سراؤن بیچ معرفت بیدار کردیا اور قید کیا عمارت سے نکالکر خیمہ مین بند کیا بعد ایکدن آرام کرنے کی روانہ لودہیانہ ہوے عماد الملک نے بعد پہونچنے کے عذر خواہی بہت سی کی اور عفو تقصیر چاہی اور لاہور کی صوبہ داری بعیوض تیس ۳۰ لاکھ روپیہ پیشکش کے آدینہ بیگ خان کو مقرر فرمائی اور دار الخلافۃ کو معاود ہوا لیکن معین الملک کی بی بی نہایت آزردہ ہوئی راستہ مین اور نیز دار الخلافۃ پہونچکر اُسکے نوکرون اور نیز عماد الملک کو نخش دے کرتی تھی کہ اس حرکت کا ثمرہ اچھا نہین چھ سات مہینے مین احمد شاہ ابدالی آئیگا بمدت تھا حقیقت معلوم ہوگی کہ تمام عالم کی ویرانی ہوگی و خاندانہا قدیم و جدید کی خرابی پس آخرکار ایسا ہی ہوا

آنا احمد شاہ ابدالی کا قندہار سے شاہجہان آباد مین اور تاخت تاراج کرنا تمہامین قتل عام کا

احمد شاہ نے جب سُنا کہ عماد الملک نے معین الملک کی بی بی سے اسطرح گستاخی کی نہایت غضبناک ہوا جلد لاہور آپہونچا آدینہ بیگ خان تاب مقاومت نہ لایا ہانسی اور حصار کو چلدیا اور عماد الملک اپنے

جان لودزا معین الملک کو شفیع بنایا شاہ درانی فی جلد بیس کوس کا سفر کرکے دہلی آیا عماد الملک نے استقبال کیا اول معتوب ہوا بعدہٗ بسفارش معین الملک مورد مراحم ہوا اور نیز بوساطت شاہ ولیخان وزیر ابدالی کے بقرار پیشکش عہدہ وزارت پر برقرار رہا شاہ ابدالی ساتوین جمادی الاول ۱۱۷۰ھ ہجری کو داخل قلعہ شاہجہان آباد ہوا عالمگیر ثانی سے ملاقات کی سکنۂ شہر کی ناموس و مال مین دست درازی فرمائی کوئی دقیقہ لوٹ گھسوٹ کا باقی نرہا اہل عزت اپنے اپنے ہاتھ سے ہلاک ہوکر ابرو بچا گئے ایک مہینہ شہر مین مقیم رہا قمرالدین خان وزیر کے گھر مین تو صاف جھاڑو دے گئے ایک تنکا بھی نچھوڑا اور اپنے بیٹے تیمور شاہ کی شادی اعزالدین برادر حقیقی عالمگیر ثانی کی دختر سے سرانجام فرمائی بعد انصرام شادی نے سورجمل جاٹ کی تنبیہ کو عازم ہوا جہان خان سردار کو حکم دیا کہ جاٹ مذکور کی قلعجات تسخیر کرے اور خود بھی عقب سے برآمد ہوا یہ پانچوین مرتبہ ہے کہ ابدالی ہند مین آیا عماد الملک نے خانجہان کے ہمراہ اچھی جانفشانی کی جسکے صلہ مین مورد تفضلات ہوا جب پیشکش کی درخواست ہوئی عماد الملک نے عرض کیا کہ کوئی شاہزادہ تیموریہ اور فوج درانی میرے ہمراہ ہو تاکہ انتربید یعنی ملک دوابہ گنگ وجمن سے زر خطیر حاصل کرکے داخل خزانۂ سرکار کرتا ابدالی نے دو شاہزادہ ایک ہدایت بخش بن عالمگیر ثانی دوسرا مرزا بابر داماد عالمگیر ثانی ولد اعزالدین کو رفیق کیا اور اپنے سرداران مین خان بازخان کو ہمراہ دیا۔

آنا عماد الملک کا شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ کے ملک مین

قبل اسکے تحریر ہوچکا ہے کہ عماد الملک نہایت دشمنی صفدر جنگ سے رکھتا تھا اس سال مین ابدالی کا توسل کرکے مع جان بازخان اور ہر دو شاہزادہ مرقومہ بالا کے عبور جمنا کرکے فرخ آباد آیا احمد خان بنگش نے استقبال کیا خیمہ خرگاہ ہاتھی گھوڑے وغیرہ اسباب پیشکش شاہزادگان اور عماد الملک کئے اور افاغنہ اطراف اور بعض اپنی فوج کو ہمراہ کردیا عماد الملک بہیئت مجموعی عبور گنگ کرکے قصبۂ اودہ کو سدہارا شجاع الدولہ بھی بڑے استقلال سے برآمد ہوا میدان سانڈی پالی مین جو سرحد صوبہ ہے ہوکر مستعد پیکار ہوا دو مرتبہ خفیف خفیف سی لڑائیان قراولان طرفین سے عائد ہوئین آخر کار سعد اللہ خان ولد علی محمد خان روہیلہ کی وساطت سے جو کہ شجاع الدولہ کا دوست تھا پانچ لاکھ روپیہ پر صلح ہوئی اور سعد اللہ خان نے اسی امر مین بہی غمخواری شجاع الدولہ کی فرمائی عماد الملک کچھ نکرسکا ساتوین شوال ۱۱۷۰ھ ہجری کو مع شاہزادگان اور جان بازخان وغیرہ فوج کے عبور گنگا کرکے فرخ آباد آیا اور احوال ابدالی کے انجام کار کا منتظر ہوا شاہ ابدالی نے بلم گڈھ کو جو متعلقہ جاٹان کا قلعہ اور شاہجہان آباد سے پندرہ کوس پر تھا تین روز مین فتح

کیا اور تمام محافظان قلعہ کو قتل کر ڈالا اور وہان سے بارادہ قتل متھرا جو کہ مشہور معابد ہنود ہے روانہ ہوا جہان خان کو مقدمۃ الجیش بنایا جہان خان نے متھرا مین اگر کوئی دقیقہ قتل اور سوخت اور تاراج اور اسیری عیال و اطفال سکان متھرا کا اوٹھا نرکھا ملک جاٹ کے لوگ بعض قلعون مین جا چھپے احمد شاہ ابدالی اکبرآباد آیا مرزا سیف الہ بیگ قلعہ دار قدیم بادشاہی نے بضرب توپ کسیکو قلعہ کے گرد نہ آنے دیا شاہ درانی نے جہان خان کو تسخیر قلعہ جاٹ پر مامور فرمایا سردار مذکور نے قلعہ کشائی مین اہتمام کیا ناگہان حضرت و بائی جلوہ دکھلایا اکثر لشکر ابدالی لقمۂ وبا ہوئے مجال اقامت نرہی ناچار تسخیر قلعجات سے ہاتھ اوٹھا کر اپنے ولایت کو سدہارا جب شاہجہان آباد کے برابر پہونچا عالمگیر ثانی نے معہ محب الدولہ کے مقصود آباد کے تالاب پر آکر ملازمت شاہ ابدالی کی حاصل کی اور عماد الملک کا نہایت شاکی رہا احمد شاہ نے نجیب الدولہ کو ہندوستان کا امیر الامرا کیا اور عالمگیر ثانی کی حمایت کی سفارش فرمائی۔

کتخدائی احمد شاہ ابدالی محمد شاہ بادشاہ ہند کی دختر سے اور لیجانا صاحبہ محل اور ملکہ زمانی کو ہمراہ

مخفی نرہے کہ جب احمد شاہ خلف محمد شاہ قید ہوا اور عالمگیر ثانی کی تخت نشینی ہوئی عماد الملک نے اقتدار پایا ملکہ زمانی جو فرخ سیر کی لڑکی اور محمد شاہ کے زوجیت مین تھی اور نیز صاحبہ محل جو دوسری بیگم تھی اور جسکے بطن سے محمد شاہ کی دوسری لڑکی ہوئی تھی بیچاری یہ دونون زمانہ کی گردش مین پریشان ہوئین ان بی بیون نے صدمہ غارت مرہٹہ اور نیز کرسی عماد الملک سے اپنا رہنا ہندوستان مین گوارا نہ کیا اور عماد الملک اور عالمگیر ثانی کے زیر حکمرانی رہنا نچاہا جب شاہ ابدالی کی موافقت اُنکو تحقیق معلوم ہوئی اپنی رفاقت کا پیغام دیا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ اپنے لڑکی کی شادی تمسے کرونگی احمد شاہ ابدالی نے اس امر کو موجب افتخار اور شہرہ روزگار سمجھکر قبول فرمایا وہین پر اقامت کر کے دختر مذکور کو عقد نکاح مین لایا اور ملکہ زمانی اور صاحبہ محل کی سفر کی بھی سرانجام کر کے اُنکو بھی ہمراہ لیا لاہور کو عازم ہوا بعد ورود اپنے بیٹے تیمور شاہ کو جہان خان والی لاہور اور ملتان اور ٹھٹہ کے سپہ سالاری پر مقرر فرمایا اور لاہور مین بٹھا کر کابل قندہار چلا گیا۔

تھوڑا احوال دکن کا جو اس زمانہ مین گذرا ہے لکھا جاتا ہے

موسیو بوسی مظفر جنگ کی وقت سے آصفجاہ کی خاندان مین نوکر ہو کر نہایت صاحب اقتدار ہوا اسیکا قول اور راج سنگدرسے وغیرہ محالات اسکو جاگیر مین ملکر کل معاملات کا مدار علیہ ہوا اور عمدۃ الملک سیف الدولہ کا خطاب حاصل کیا اور ایک شخص عظمای دکن مین سے مخاطب حیدر جنگ ۔۔ سکو ہمرکاب مین صاحب

اختیار ہوا چون صوبہ کاراتی فاتق تھا جماعۂ انگلشی کو بھی تسخیر ہند کا ولولہ ہوا محمد علیخان خلف انور الدین خان
گویا مو سی ملکر بعض صوبہ ارکاٹ پر متصرف ہوئے موشیر بوسی رکن الدولہ سے بددل ہوا چودہوین صفر سنہ ۱۱۶۷
کو وکالت مطلق سے معزول کر کے صمصام الدولہ شاہ نواز خان اورنگ آبادی کو مقرر کیا صمصام الدولہ نے
چار برس اس انتظام مین گذار دیے۔ میر نظام علی اور میر محمد شریف صلابت جنگ کے بھائی کے ہمراہ تھے
صمصام الدولہ مذکور نے سنہ ۱۱۶۹ ہجری مین نظام علی خان کو صوبہ دار برار اور محمد شریف کو صوبہ دار بیجاپور
مقرر کر دیا میر نظام علی آخر کو آصف جاہ ثانی کے خطاب سے معزز ہوا اور محمد شریف نے اول شجاع الملک
بعدہ برہان الملک کا خطاب پایا دونوا اپنے صوبہ پر گئے چھٹی ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۱ ہجری کو صمصام الدولہ معزول
ہوا اسکی جگہہ پر برہان الملک جو بیجاپور سے صلابت جنگ کے پاس آیا تھا مقرر ہوا انہین دنون آصفجاہ
ثانی نے مع فوج شایستہ کے برار سے اورنگ آباد آکر اپنے بھائی برہان الملک کو معطل کیا اور عنان
اختیار ملکداری اپنے ہاتھ مین لی چونکہ برہان الملک وکیل مطلق کے نام سے مشہور ہوا تھا اس لقب سے معذور
ہو کر ولی عہد کا لقب مقرر کیا اسی سال مین بالاجی راو بارادۂ جنگ وارد اورنگ آباد ہوا آصف جاہ
ثانی نے امیر الممالک صلابت جنگ کو جو کہ بمنزلۂ آقا کے تھے حراست اورنگ آباد مین مقرر کر کے خود مع بھائی برہان الملک
کے بالاجی راو سے لڑتے ہوئے سندکھیر تک جو اورنگ آباد سے تیس ۳۰ کوس ہے رہ نورد ہوا آخر کار صلح ہوئی
پچیس لاکھہ روپیہ کی جاگیر صوبجات دکن سے بالاجی کو دی گئی اور آصفجاہ ثانی وہان سے لوٹکر اورنگ آباد
آیا موشیر بوسی مع اپنے اتباع کی آصفجاہ ثانی سے مکدر تھا اسکی شکست بلکہ انہدام بنیاد دولت کے درپے تھا
جب دیکھا کہ بسبب اقتدار آصفجاہ ثانی کے میرا مدعا نہین حاصل ہو سکتا۔ ابراہیم خان کاردی کو
جو کہ رفقاے معتمد آصفجاہ سے تھا بوساطت حیدر جنگ مدار المہام کے اپنی طرف کھینچ لیا اور اپنے ملازمین مین
داخل کر لیا اور آٹھہ لاکھہ روپیہ زر تنخواہ سپاہ کا اپنے پاس سے دے کر آصف جاہ کو بے پر و بال کر دیا بعد
ازان صمصام الدولہ کو مقید کیا اب دونو طرف سے دلجمعی کر کے چاہا کہ آصف جاہ کو حیدر آباد کی صوبہ داری
کے حیلہ سے ادھر بھیجکر قلعہ گلکنڈہ مین محبوس کرے اور ایک میدان واسطے اپنی لڑائی کے خالی کرے آصف جاہ
کو اس دغا سے آگاہی ہو گئی اپنے معتمدین کے شورہ سے قتل کرنا حیدر جنگ مدار المہام موشیر بوسی کا چاہا ماہ رمضان
کو قریب دوپہر ۲۱ سنہ ۱۱۷۱ ہجری کو حیدر جنگ کسی سوال جواب کیواسطے آصفجاہ کے خیمہ مین آیا ارادہ
قتل تو پیش نہاد خاطر تھا حضار نے اوسکو ذبح کر ڈالا آصفجاہ نے بعد قتل کے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے
قدم بڑھائے کہ تمام توپخانہ فرنگ فوج تصویر کی طرح متحیر رہا فی الحقیقت یہ کام وہ ہوا کہ رستم و اسفندیار
کے گور کانپنے ہونگے الغرض حیدر جنگ کی قتل سے عمدۃ الملک موشیر بوسی وغیرہ بیہوش ہوتے

اسی آشوب مین قابو طلب لوگون نے اوسکے چہوٹے بیٹے میر عبد الغنی خان اور یمین الدولہ کو بہی باپ
کی خدمت مین روانہ کردیا بعد اسکے تسخیر کے امیر الممالک صلابت جنگ اور اوسکا بہائی برہان الملک
اور محمد شیر بوسی حیدرآباد چلے گئے اور آصفجاہ ثانی نے برہانپور کی راہ لی ابراہیم خان گاردی جو طوعاً کرہاً
آصفجاہ سے جدا ہوا تہا پہر آصفجاہ سے جا ملا اور باتفاق سیزدہم ماہ مذکور کو داخل ہوے اور مالداران شہر مانند
محمد انور خان برہانپوری وغیرہ کو ڈانڈا یہ محمد انور خان وہی ہے جو سنکراجی ملہار کی باہم اتفاق سے امیر الامرا حسین علیخان مرحوم کا مرہٹہ سے
باقرار چوتہ کی باعث صلح ہوئی تہی وہ تمین غم مصادرہ سے ہفدہم ذیقعدہ سنہ مذکور کو راہگرای عدم ہوا اور شاہ عیسی جند آلہ کی جوار
مین دفن کیا گیا آصفجاہ بعد فراہمی زر اور لشکر کی برہانپور سے صوبہ برار گیا اور قصبہ باسم مین جو کہ برار کی بڑی قصبات مین ہے چہاونی
کی بعد چہاونی جانوجی ولد رگہوجی بہوسلہ سے لڑائیان ہوئین اور آخر کار صلح کی ٹہری بعد مصالحہ عازم حضور امیر الممالک صلابت جنگ
جو کہ حیدرآباد مین تہا ہوا اسے بہائی کے فیما بین مین طرح طرح کی تنازعتین پیدا ہوئین آخر الامر امیر الممالک اور آصفجاہ
ایکطرف ہوئے اور برہان الممالک اپنے صوبہ بیجاپور کو چلا گیا اٹہارہوین ربیع الاول سنہ ١١٧٣ قلعہ احمد نگر
کو سداشیو بہاو اور اوسکی برادر چچازاد بالاجی راو نے قلعہ دار سے سازش کر کے تسخیر کر لیا یہ قلعہ پایہ تخت سلاطین
نظام شاہیہ ہے اکبر بادشاہ کے عہد مین شاہزادہ دانیال نے عبد الرحیم خان خانخانان کی سپہ سالاری
مین تسخیر کیا تہا تب سے قلعہ ایران خاندان بابریہ کے قبضہ مین رہا اور یہ شہر و قلعہ آباد کیا ہوا احمد نظام شاہ
کا ہے کہ سنہ ٩٠٠ مین اپنے نام سے آباد کیا تہا اور دو سال مین یہ شہر بکمال خوبی آباد ہوا اور تہوڑے ہی
زمانہ مین سنگ و گل کا ایک حصار تعمیر ہوا اور اسکے اندر منقش عمارات اور دلکش مکانات اپنے
استقامت کو بنوائے اوسکے بعد اوسکی اولاد قابض رہی اوائل سنہ ١٠٠٠ ہجری مین سلاطین بابری
کی قبضہ مین آیا اور سنہ ١١٧٣ مین مرہٹہ قابض ہوے جب فرانسیسیون کو انگریزون سے اس سال مین لڑائی
درپیش ہوئی اپنے فکر مین پڑے صلابت جنگ کی رفاقت سے دست بردار ہو کر اپنے مرکز دولت
مقام پہولچری کو چلے گئے اور شوکت صلابت جنگ کی گہٹ گئی دشمنون کو میدان کا موقعہ ملا بہاو
مذکور کو یہہ حوصلہ ہوا کہ نظام الملک آصفجاہ کی اولاد کو دکن سے دور کرے ابراہیم خان گاردی کو اپنا نوکر
کیا یہ ابراہیم خان کوئی کمینہ ہے فرانسیسیون کی نوکری مین توپ و تفنگ کی قواعد سیکہی اور آصفجاہ ثانی
کا نوکر ہوا بعدہ مرہٹہ سے متفق ہوا ہمراہ بہاو سداشیو کے پونا سے نکلکر بائیسوین جمادی الاول کو امیر الممالک
صلابت جنگ اور آصفجاہ ثانی کے مقابل پہونچا اس مقابلہ مین مرہٹہ کی فوج ساٹہہ ہزار سوار کی تہی
اور اون دونون بہائیون کی ہمراہی سات ہزار سوار تہے انہون نے قلت فوج سے چاہا کہ اودگیر کیطرف سے
بیدر جہان اونکی اور فوج تہی اگر متفق ہون اور پونا جاوین چونکہ ہمیشہ سے مرہٹہ کی آدمی بطور جاسوس

گی رہی ہے اور رسد کا مسدود کرنا اور نیزہ اور سیف سے لڑنا انکا کام ہے اور فوج ہندوستانی حصار کے گرد توپین جاکر مقابلہ کرتی رہی ہے اس مرتبہ ابراہیم خان کی رفاقت سے توپخانہ آتشبار بھی ہمراہ تہا چونکہ فوج صلابت جنگ کی بہیت مجموعی رہ سپر تھی اور انکی توپ برابر فیر ہوتی چلی جاتی تھی ایسا ہی کوئی وار انکا خالی جاتا تہا اور چونکہ فوج مرہٹہ ہمیشہ متفرق ہوکر راہزن ہوتی ہے اونکا گولہ ان پر کم تر اثر کرتا تہا ایسے وجوہات سے اکثر لشکر صلابت جنگ اور آصفجاہ ثانی کا جان سے سیر ہوا چہٹوین جمادی الاول سنہ مذکور کو بہادران لشکر صلابت جنگ اور آصفجاہ کے نکلکر ابراہیم خان وغیرہ مرہٹہ پر جاگرے اور اکثر خانقیر کو خاک عدم مین ملاکر گیارہ نیزہ چہنا لیگئے اسی روش سے ثابت رہکر قلعہ اوسہ تک دہاوے سے دس کوس پر پہونچے بہاؤ نے دیکہا کہ اگر صلابت جنگ وغیرہ دہاوے پہونچکر اپنی فوج سے ملحق ہو گئے تو عہدہ برائی مشکل ہوجائیگی پانزدہم جمادی الاخر کو قریب چالیس ہزار مرہٹہ کی اکٹہی ہوکر فوج چنداول صلابت جنگ پر دہاوا لائے ادہر فوج چنداول دو تین ہزار آدمی سے زیادہ نتھی بعد عظیم کشش و کوشش کے فوج چنداول برباد گئی عظم چشم زخم مین گرفتار ہوکر دونو بہائیون نے ناچاری کو صلح کی اور مرہٹہ نے جاگیر کے نام سے ساٹھ لاکھ روپیہ کا ملک لیا اونمین سے کل محالات اورنگ آباد کے علاقہ کے شہر اور پرگنہ حویلی اور پرسول اور ستارہ اور تتمہ صوبہ بیدر اور بیجاپور اور قلعہ دولت آباد اور قلعہ آسیر اور بیجاپور معہ جاگیرات خاصہ سرکارات مذکور کے مرہٹہ کے قبضہ مین آیا بحکم تقدیر اکثر لوگ جاگیر سے محروم ہوے سواے صوبہ حیدرآباد کے اور بعض صوبہ برار اور بیجاپور اور کسیقدر بیدر کے نظام الملک آصفجاہ کی اولاد کے قبضہ مین نرہا وہ بھی بشراکت چہارم یعنے چوتہ کے جو قاعدہ مرہٹہ کا مقرر تہا ہرچند اس خاندان مین شرا تفرقہ ظاہر ہوا مگر بہاؤ کی بھی آرزو پوری نہونے پائی کہ یکقلم آصفجاہ کی اولاد بھی دکن کی ملکداری سے محروم نہوئی۔

حالات قلعہ بیجاپور و اسیر کا بیان

پرام دیو راجہ دولت آباد واقعہ سنہ مقہور سلطان علاء الدین خلجی ہوکر پیشکش دیکے سے اپنی جان سلامت بچا لیگیا اور پہر سنہ عہد سلطان مذکور مین ملک نایب کافور کے ہاتہ سے مغلوب ہوکر مطیع ہوا اور ہمراہ نایب مذکور کے حضور شاہی مین آیا اور چتر سفید اور خطاب راے ایانی کا پایا دولت آباد مین آیا جسکا نام اول دیوگڑہ تہا دوبارہ جب ملک نایب بعزم تسخیر دکن ادہر وارد ہوا اوسوقت رام دیو کو مرے ہوے تھے اونکا بیٹا قایم مقام تہا اوسکے نایب کے راہ پر ہنا پایا ایک فوج جرار چیناپٹن جالنہ مین چہوڑی بعد ظفر دیار کرناٹک کے ہند مین گیا اور قایم مقام مذکور کی بادشاہ سے کرکے اوسکی تسخیر کی اجازت لی اور سنہ مین حیدر یا تحریر کرکے اوسکو

مارا اور قلعہ مذکور اپنے تصرف مین لایا او سوقت سی وہ قلعہ شاہان دکن کے قبضہ مین رہا شاہجہان
بادشاہ کیوقت مین مہابت خان نام کسی امرا سنے سنہ ۴۲ ہجری مین قلعہ مذکور طبقہ نظام شاہیون سے
تسخیر کیا تہا تب سے سلاطین بابریہ کا قبضہ داخل ہوا راجون کے عہد مین قلعہ دیوگڈھ حصار دربند اور خندق وغیرہ
چندان مستحکم نرکہتا تہا سلاطین اسلام نے متعدد حصار بنائے اور سلطان محمد بن تغلق شاہ نے دولت آباد
نام رکہا اور قلعہ سنگین کو تراش کر خندق عمیق بنایا اور عمارت بلند بنا کر چاہا کہ اپنا دار الملک بناوے
اور دہلی کو ویران کر کے یہان پر بسائے مگر انجام کو کچہ نہوا تخمیناً بعد چار سو ساٹہہ برس کی قلعہ مذکور مرہٹہ
کے ہاتہہ لگا اور قلعہ بیجاپور یوسف عادل شاہ کی تعمیرات مین ہی جو شروع سلسلہ عادلشاہیہ ہی اول مٹی سے
بنا بعد ازان اخر سنہ مین چونہ پتہر سی درست ہوا او سکے بعد او سکے ورثا قابض ہوے اور نگ زیب نے
اوائل ذیقعدہ سنہ مین قلعہ مذکور سکندر عادل شاہ اخیر طبقہ مذکور سے فتح کیا اور بعد دو سو ستر برس
کے مرہٹہ کے ہاتہہ آیا لیکن نجف قلی خان قلعدار اسیر نے باوجود احکام تاکیدی صلابت جنگ کے
قلعہ دینے سی منکر ہو کر برس روز کامل مرہٹہ سی جنگ از مارہا جب ذخیرہ نرہا ۲۱ ربیع الاخر سنہ ہجری کو صلح کر کے
قلعہ حوالہ کیا قلعہ اسیر آباد کیا ہوا اسمی آسا اہیر کا ہی کثرت تلفظ سی اسیر رہگیا کہتے ہین کہ وہ عمدہ زمیداران
خاندیس سی تہا باپ دادے او سکے قریب سات سو برس کے وہان پر مقیم رہی اور اپنے مویشی
کی حفاظت کے واسطے سنگ وگل سے یہ حصار بنا یا جب آسا کی نوبت ہوئی بہ نسبت بزرگون کی
اُسکو کچہ مقدرت حاصل ہوئی اُسنے چار دیواری خام شکستہ قدیم کو پتہر اور چونہ سی مستحکم بنائی
تب سے بنام قلعہ مشہور ہوا نصیر خان فاروقی والی برہانپور نے جو کہ سنہ مین سلطنت کو پہونچا قلعہ مذکور
آسا سے بدین حیلہ فتح کیا کہ راجہ بگلانہ اور انتور میرے درپے ہین اگر میری ناموس کو اپنے قلعہ مین جگہ دو
بڑی مہربانی ہوگی آسنے اقبال کیا اول روز چند عورات ڈولیون مین سوار کر کے قلعہ مین بہیجین اونہین تعلیم کر دیا
کہ اگر آسا کے قبایل تمسی ملنے آوین تم بہی تواضع و خلق سی پیش آنا دوسرے روز دو سو نفر جرار زنانہ بہیس
سے ڈولیون مین سوار کرا کر قلعہ مین پہونچائے جب یہ جماعت اندر قلعہ کی پہونچی آسا مبارکباد دینے کو
معہ اپنے فرزندان و خواصان سکے آتا تہا اسطرف سی یہ لوگ ڈولیون مین جاتے تہی بمجرد دو چار ہونے
کے آسا کو معہ ہمراہیان راہی عدم کیا باقیماندہ اہل قلعہ امان خواہ ہوے نصیر خان اس خبر سی جلد داخل
قلعہ ہوگیا تا آنکہ اکبر بادشاہ نے واقعہ سنہ ۱۰۰۹ مین بہادر پسر راجی علیخان کے ہاتہہ سی فتح کیا نصیرخان کے
عہد سے چار سو ساٹہہ برس کے بعد مرہٹہ کے ہاتہہ لگا اسی سال مین جماعہ انگلشیہ نے قلعہ بند رلیچا
کا محاصرہ کیا اور .... سے .... لیا اور وہان کے مکانات یک قلم کہود کر میدان کر دیئے اور

سنکاکول اور راج بندری وغیرہ محالات جو فرانسیس کی جاگیر مین تھے فتح کرلیے۔

باقی احوال عمادالملک اور عالمگیر ثانی کا اور انجام شاہ مذکور او عمادالملک نجیب الدولہ کی سرگذشت

کسیقدر نجیب خان روہیلہ کا حال بیان ہوچکا ہے کہ بروقت جنگ صفدر جنگ حسب طلب عمادالملک کے شاہجہان آباد آکر مورد الطاف عمادالملک ہوا اور آخرکار بمناسبت افغانی اور کاردانی اور ہوشیاری کی باعانت شاہ درانی ہندوستان کا امیر الامرا ہوا عمادالملک نے جو احمد شاہ کے فرخ آباد کے طرف آنے کا منشا تھا بمجرد سننے اس خبر کے کہ وہ قندہار گیا احمد بنگش کو علی الرغم نجیب الدولہ کا امیر الامرا بنایا اور عازم شاہجہان آباد ہوا اور رگھناتھہ راو برادر آعیانی بالاجی راو کو اور نیز ہولکر ملہار کو دکن سے بلاکر شاہجہان آباد کا محاصرہ کیا اور عالمگیر ثانی مع نجیب الدولہ کے محصور ہوا پینتالیس روز توپ کی لڑائی درپیش رہی آخرکار ہولکر ملہار نے نجیب الدولہ سے رشوت گران لیکر صلح کرلی اور نجیب الدولہ کو بابرومال واسباب کے قلعہ سے نکالکر اپنے خیمہ کے متصل جگہ سکونت دی اور اوسکے ملک کو جمنا پار یعنی سہارنپور اور چاندپور نہیا اور تمام قصبات بائیں کو رخصت کیا اور عمادالملک اور احمد بنگش امیر الامرا باتفاق غنیم کے راتق وفاتق ہوے۔

شاہزادہ عالی گہر کے نکلنے کی وجہ حضور پدر سے اور آوارہ ہونا دربدر

چونکہ عالمگیر ثانی اور نجیب الدولہ عمادالملک کی طرف سے مطمئن نہتھے شاہزادہ عالی گہر کو جو اوسکا بڑا بیٹا تھا اور خطاب ولیعہدی کا رکھتا تھا بعد معاودت شاہ ابدالی کے جانب قندہار اور قبل ورود عمادالملک کے شاہجہان آباد مین محالات جہجر اور ہانسی اور چرخی اور دادری وغیرہ جاگیر مین دیکر مرخص کیا اور کہا کہ ظاہر مین واسطے بندوبست جاگیر کے رخصت کرتا ہون مگر مقصد یہ ہے کہ چونکہ تم شاہزادہ اور وارث ملک ہو جہانتک ممکن ہو اپنا عمل کرو اور فوج شایستہ اور رفقاے ہوشیار بہم پہونچاو جسوقت عمادالملک مع دو شاہزادون ہمراہ کردہ درانی کے دہلی کے عزم پر آوے اوسوقت اوسکے تنبیہ کیواسطے آنا شاہزادہ عالی گہر ماہ رجب سنہ مذکور مین عازم محالات ہوا زینت محل نے جو بادشاہ کے دوسری بی بی تہی اور شاہزادہ کی بعد فوت اوسکے والدہ کے پرورش کی تہی نہایت شفقت رکھتی تہی اوسنے بادشاہ سے کہکر مولف کو والد کو حرم سرا پر بلاکر دربارہ حراست اور تربیت شاہزادہ کے نہایت سفارش فرمائی آخرکار عالی گہر باغ تال کٹورہ مین جلوہ افروز ہوا اور اکثر بنجارانِ شہر کو ملازم رکھکر روانہ مقصود ہوا اونمین سے میر جعفر ہندوستانی کو مع چند کس اوسکے اقربا اور آشنا اور وقار علی خان [illegible] ... علی خان پسر دوم کے تھے

جب عماد الملک مرہٹہ کی رفاقت سے بادشاہ کو زیر قابو لایا اور نجیب الدولہ کو حضور سے نکلوا دیا بادشاہ کو طوعاً و کرہاً احضار شاہزادہ کا حکم دیا اوسنے ناچار ہوکر متواتر شقجات طلب روانہ کیئے اور سیف الدین محمد خان کشمیری برادر عاقبت محمود خان کو عماد الملک نے دس ہزار سوار سے بھیجا کہ جسطرح سے ہو شاہزادہ کو لاوے شاہزادہ ناچار ہوکر عازم حضور ہوا اتفاقاً جملہ سرداران ہمراہی ہولکر ملہار سے جو عماد الملک کی اعانت پر آئی تھی جب آنہوں نے نجیب الدولہ کو حضور سے نکالدیا تھا اکثر لوگ تو اوسی کے ہمراہ دکن چلے گئے اور عماد الملک متسلط ہوا اوسوقت فقر ایک اونمین سے انتہل راو نام نواح شاہجہان آباد مین مقیم رہگیا تھا الغرض یہ انتہل راو اثناے راہ مین شاہزادہ سے ملاقی ہوکر مانع روانگی حضور ہوکر خود رفیق بنا اور تسخیر محالات اطراف کو دلالت کی شاہزادہ نے اسکی رفاقت غنیمت جانی ہمراہ ہولیا عبور جمنا کرکے چند محالات تسخیر کئے عماد الملک نے انتہل کو لالچ دیکر شاہزادہ سے منحرف کردیا اوسنے رفاقت سے پہلوتہی کی شاہزادہ ناچار دار الخلافہ کو آیا ہرچند عماد الملک نے چاہا کہ داخل قلعہ ہو مگر اسنے نامنظور کیا علی مردان خان کی حویلی مین ٹھہرا صاحب ہر ایک رفیقان شاہزادہ اپنے مکانات مین جا اوترے تھوڑے سے لوگ ہمراہ رہگئے عماد الملک نے پیغام دیا کہ جاید اد تنخواہ ملازمان سرکار کے حضور مین نہین ہے یا تو انکو برطرف کیجے تاکہ محالات جاگیر پر روانہ کردیجے تاکہ بندوبست سرکار برہم نہو اور اونکی تنخواہ بھی ماہ بماہ ملا کرے شاہزادہ نے چار ناچار بعض معتمدین شہر مین رکھکر باقی افواج کو محالات پر روانہ کردیا۔ پندرہ سولہ دن کے بعد عماد الملک نے شاہزادہ کو غافل کرکے مزار شاہ نظام الدین کی زیارت کا اشتہار دیکر فوج جمع کی اور ریکایک دس بارہ ہزار سوار کو فرمایا کہ علی مردان خان کی حویلی محصور کرکے شاہزادہ کو اسیر کرین فوج نے چارونطرف سے گھیر کر کوٹھون پر چڑھ برق اندازی شروع کی ایک گروہ رفقاے شاہزادہ ہلاک ہوا میر جعفر اور علی اعظم خان نے مستعد ہوکر شاہزادہ سے جو کہ وہ بھی کمربستہ بیٹھا تھا عرض کیا کہ یکمرتبہ مخالف پر حملہ کرنا چاہیے اگر تقدیر ہے اس مہلکہ سے نجات ملتی ہے ورنہ باآبرو سیر جنت کو جاتے ہین شاہزادہ نے قبول فرماکر سواری کی اور دریا کیطرف دیوار توڑکر نکلا اور نہایت کم فوج سے دشمنون پر جا گرا اکثرون کو رہ نورد وادی عدم کیا اور دریا کی راہ لی فی الحقیقت اس یکہ تازنے وہ دستبرد دکھلائے کہ شام و نریمان کو دوچ گوند مین ٹھہرائی دس بیس نفر سے جدہر حملہ کرتے مخالف کائی سے پھٹ جاتے یہ اپنی راہ لیتے اسیطرح حملہ کرتے ہٹاتے مارتے انتہل راو مرہٹہ کے لشکر کے متصل پہونچے انتہل راو استقبال کو دوڑا چونکہ شاہزادہ کو استرضائے وزیر کی دلالت کی تھی نہایت نادم ہوکر عذرخواہ ہوا اور خیمہ علیحدہ بنابر شاہزادہ اور رفقاے مجروح کی استادہ کرایا اور ہر ایک کی شجاعت کی تعریف کی اثناے راہ مین ایک جگہہ پر شاہزادہ مخالفین مین ایسا پہنسا تھا کہ جان بری کی امید نہ تھی خان عالیشان علی اعظم خان نے شاہزادہ سے کہا آپ باہر نکلجایئے بندہ دشمنون کا

اسقدر سد راہ ہوتا ہے کہ آپ کو راہ ملجاے گی اور آغاز سن مین وہ جنگ کی کہ چرخ فلک دیدۂ حیرت سے نگران تہا اور آخر کو گلہاے زخم سے شاداب ہو کر خندان خندان گلستان جنان کو راہی ہوا القصہ ایتہل راو ... نے بنظر بدنامی و خوف سرداران دکن بسبب اختلاف راے وزیر کے شاہزادہ کو فرخ آباد پہونچایا قصبہ فرخ آباد علاوہ فرخ آباد دبنگش کے ہی وہان کے زمیندار موسی خان بلوچ ولد کامگار خان نے قریب تین لاکہ روپیہ کے پیشکش گذرانا ایتہل راے مرخص ہو کر بجاے خود برگشتہ ہوا شاہزادہ گنجورہ ہوتے ہوے سہارنپور نجیب الدولہ کے پاس پہونچا اوسنے آٹہہ مہینے شاہزادہ کو اپنے پاس مہمان رکہا چونکہ اوس زمانہ مین انقلاب عظیم بنگالہ مین واقعہ ہوا میر محمد جعفر خان نے انگریزون کی حمایت سے تسلط پایا تہا شاہزادہ کو تسخیر بنگالہ کی دلالت کی اور بہر صورت بخوف کینہ عماد الملک کی حسب مقدور زاد راہ دیکر رخصت کر دیا شاہزادہ نے والد مورخ اور منیر الدولہ کو واسطے فراہم کرنے بعض افواج اور سامان کے میران پور مین چہوڑ کر خود مراد آباد اور بریلی کے راستہ راہی اودہ ہوا راہ مین سعد اللہ خان ولد علی محمد روہیلہ نے حسب مقدور سامان ضیافت مہیا کیا جب قصبہ موہان لکہنو سے سات کوس پر پہونچا نہم جمادی الاول ۱۱۷۳ ہجری مین شجاع الدولہ خلف وزیر الممالک صفدر جنگ ناظم صوبہ مذکور نے استقبال کر کے شرف کورنش دریافت کیا اور ایکسو ایک اشرفی نذر گذرانی بعد ازان ایک لاکہ روپیہ نقد معہ زنجیر فیل اور عماری سایبان اور پالکی اور سات راس گہوڑے اور ایک خوان جواہر اور ہتہیار اور خیمہ اور ظروف اور دس منزل چہکڑہ باربرداری پیشکش کیا شاہزادہ نے دو گہڑی شجاع الدولہ سے خلوت فرمائی اور دستار خاص معہ سرپیچ اور پالکی سواری خاص جو جس کی تہی مرحمت فرما کر رخصت کیا اور خود عازم الہ آباد ہوا بعد طے مسافت کے محمد قلیخان سے یکجا ہو کر جیسا کہ سوانح بنگالہ مین لکہا گیا عازم عظیم آباد ہوا جہان کا ماجرا اوسی مقام پر مفصل تحریر ہو گیا ہے۔

ذکر منازعت فیما بین نجیب الدولہ اور مرہٹہ کا اور شجاع الدولہ وغیرہ کی روداد

جب صفدر جنگ نے بنا بر شکست افاغنہ مرہٹہ کو متفق کیا اور احمد بنگش کی بیخ کہود ڈالی اوسوقت سے مرہٹہ اکثر بید پر قابض ہو گئے تہے اور ہمیشہ عدم تصرف صوبہ اودہ اور ملک افاغنہ سے دست تاسف ملتے تہے اندنون مین کہ عماد الملک کو نجیب الدولہ سے کینہ بہم پہونچا اوسکی شکست اور احمد بنگش کی تربیت کو متوجہ ہوا اور علی الرغم شاہ ابدالی کے نجیب الدولہ کی برطرفی سے احمد بنگش کو امیر الامرائی عنایت کرانس ارادہ مین ہوا کہ خود تو بدنام ہو مرہٹہ کے ہاتہ سے انکی تدبیر کر دیئے اور شجاع الدولہ سے بہی

اسیطرح پیش آئے واہ ری قدرت خداوند جل وعلا کہ افاغنہ ہی باوجودیکہ شجاع الدولہ ہی سبب اوسکے باپ کے عداوت تھی اب عماد الملک کی عداوت نجیب خان سے اور اوسکا اتفاق احمد بنگش سے دیکھکر علی محمد خان روہیلہ شجاع الدولہ سے رجوع ہوا اور اس مصرع کامضمون ظاہر ہوگیا ؎ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ چنانچہ دتا سیندہیہ عم جنکوجی ماہ محرم ۱۱۷۳ھ میں دکن سی ہند مین آیا اور اپنے برادرزادہ کے اتفاق سے چاہا کہ تمام ہندوستان کو مسخر کرے سال مذکور تو ممالک مسخرہ کے بندوبست مین گذرا شروع ۱۱۷۲ ہجری مین ارادہ فتح ملک روہیلہ وشجاع الدولہ کا کیا چاہا کہ مبدء دریاے گنگ پایاب گذر کر اول ملک روہیلہ مین آے بعدازان ملک اودہ مین دخل کرے عماد الملک نے بھی اس فساد مین اور بھی مرہٹہ کی اشتعالک کی بنابرین اول عبور جمنا کرکے نجیب الدولہ پر چڑہا نجیب الدولہ تاب میدان نلایا سگرتال گنگا کے کنارے جو انتربید مین دشوار گذار مقام مشہور ہے سنگر باندہ کر آمادہ محاربہ جابیٹھا چار مہینے برشگال مین توپ وتفنگ کی صدا رعدوبرق کے کان بہرتی رہی نجیب الدولہ اور سعداللہ خان اور حافظ رحمت اور دوندے خان نے باتفاق شجاع الدولہ کو اپنے حال اور محصوری نجیب الدولہ سی مطلع کرکے ملتمس ہوے کہ مرہٹہ انتربید مین پہونچکر اس ملک کی تسخیر کا ارادہ رکہتا ہی جب پانی دریاے گنگا کا طغیانی سے فرو ہوتا ہی عبور کر سکتے آتا ہے جسوقت ہمپر فتحیاب ہوا آپ کے ملک پر ہی دانت لگاوے گا پس ؎ علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد۔ لازم ہی کہ جلد عطف عنان فرمائیے۔ شجاع الدولہ ورود مرہٹہ کی قباحت اور امداد نجیب الدولہ کی دوراندیشی سمجھکر عین موسم برسات مین واقعہ ماہ شوال ۱۱۷۲ ہجری کو لکھنؤ سے برآمد ہوا اور شاہ آباد مین پہونچکر چند مہینے متوقف ہوا کیونکہ طغیانی گنگا کی سگرتال پہونچنے مین مانع تھی بجرد کمی طغیانی دتا نے اپنی سردار گوبند پنڈت کو معہ بیس ہزار سوار وپیادہ کے معین کیا کہ دریا سے عبور کرکے ملک روہیلہ مین غبار انگیز ہوتے گوبند پنڈت نہا کر دوارہ سی چہ بین پہاڑ ہی دریای گنگا پایاب اوتر کر چاندپور نگینہ وغیرہ اوسطرف کے پرگنات مین واقعہ اطراف امروہہ کے قریب تیرہ نوگانون مین آگ لگاکر لوٹ گیا اور سعداللہ خان اور حافظ رحمت اور دوندے خان جو نجیب الدولہ کی کمک کا ارادہ رکہتے تھے اونکے سر پر چڑہائی کا عزم کیا وہ لوگ تاب رزم نپاکر دامن کوہ کمایون مین جا چہپے شجاع الدولہ اس خبر سے اوائل ربیع الاول ۱۱۷۳ھ جلد تر چاندپور نگینہ متصل سگرتال کے پہونچا گوبند پنڈت نے گنگا عبور کرکے لوٹ مار اور مسدودی راہ رسد سی نجیب الدولہ پر وقت تنگ کر رکھا تھا اور افغان کے بہاگ جانے سی جو کوہ کمایون کے گہاٹون مین پناہ گیر ہوے تہی نجیب الدولہ کو امید یا[ی]

نہ رہی تھی بیچارہ زندگی سے ہاتھ دہو بیٹھے ہوے تھا شجاع الدولہ تائید غیبی کی طرح نزدیک آ پہونچا
جس روز چاندپور سے کوچ کیا اثناے راہ مین فوج مرہٹہ ظاہر ہوئی شجاع الدولہ نے پانچ کوس پر موضع
ہلاوہ تابع چاندپور مین پہونچکر خیمہ کیا وہان پر سنا کہ فوج مرہٹہ نے بعض مردم اردو اور تہی پر جو عقب
سے آتی تھے دست درازی کی اسیوقت انکی گوشمالی مین اور مرزا گرگوشی مین کو بسرداران رکاب
سے تنبیہ مرہٹہ کے واسطے کسیطرف رخصت کیا اور مرزا نجف خان کو معہ پانچہزار سوار اور میر باقر کو چارہزار سوار
مغلی سے فرودگاہ مرہٹہ پر پہونچکر حکم دیا کہ سزا خواہ مناسب دین سرداران موصوف سرسری مرہٹہ کے سر پر جا پہونچے
جسنے سر اوٹھایا اوسکا سر زیر قدم آیا سراسر کھیتون کی سرکوبی ہوئی ازان جملہ انوپ گرگوسائین نے
اکثرون کو بے سر کیا اور سو نفر وغیرہ سر سر و پا بستہ کیے انکے سوا اور بھی لوٹ ہاتھ لگی گوبند پنڈت شکست
فاش پاکر جدہر سے آیا تھا عبور کرکے بے سر و پا افتان و خیزان نکل بھاگا اکثر اسباب اور گھوڑے اور
آدمی مرہٹہ کے دریاے گنگ مین غوطہ خور فنا ہوے صبح کو شجاع الدولہ نقارہ فتح بجاتے ہوے
سوار ہوا کوہ کمایون کی چھپے ہوے افغان نے جو اس غلبہ شجاع الدولہ کی خبر پائی دلیر ہوکر شجاع الدولہ سے
آملے اور باتفاق شجاع الدولہ سکرتال پہونچے اور نجیب الدولہ کو اوس قید سے نکالا لیکن باوجود
غلبہ اور شکست مرہٹہ کے بسبب اندیشہ اقتدار سرداران دکن کے دتا اور جنکو سے صلح کرلی چونکہ خبر آمد آمد
درانی کی مشہور تھی دتا وغیرہ سنتے ہی صلح غنیمت جانی سندہ بست لاہور اور انسداد راہ درانی کو مائل ہوے
وہ اودہر کو چلا شجاع الدولہ ہفتم جمادی الاول ۱۱۷۳ ہجری کو وارد بلگرام اور نہم کو داخل لکھنؤ ہوا

ماجراے شاہجہان آباد اور قتل ہونا عالمگیر ثانی کا بسبب نمک حرامی عماد الملک کی

اس عرصہ مین جب کہ دتا اور جنکو نجیب الدولہ کو سکرتال مین محصور کیے ہوے تہا عماد الملک کو بہی طلب
کیا وہ بدنہاد چونکہ عالمگیر ثانی سے صفائی نرکھتا تہا اور جانتا تہا کہ بادشاہ مدد کو احمد شاہ ابدالی سے رسم مراسلات رکھتا ہے
اور باطن مین خیر طلب نجیب الدولہ اور اوسکا بدخواہ ہے اور نیز اپنے حال کو جسکا نام انتظام الدولہ
تھا مثل عالمگیر ثانی کے اپنا بدخواہ جانتا تہا اور گمان کرتا تہا کہ نجیب الدولہ کا غلبہ دتا پر ہوگا اول اپنے
خالو خانخانان انتظام الدولہ کو جو مقید تہا تہ تیغ کیا اور بعد دو تین روز کے مہدی علی خان کشمیری کو تعلیم
کرکے بادشاہ کے پاس بہیجا اوسنے جاکر عرض کیا کہ ایک فقیر روشن ضمیر قابل زیارت آیا ہے کوٹلہ فیروز شاہ
مین اوترا ہے یہ احمق اوسکے کہنے سے سوار ہوا جب بجا سے مقصود پہونچا جسکے دروازہ پر قاتل چھپے ہوے
تھے متوقف ہوکر بادشاہ کے ہاتہ سے سیف لیکہ پردہ اوٹہایا جب بادشاہ اندر گیا باہر سے دروازہ بند کرلیا

مرزا بابر خلف اعز الدین داماد بادشاہ نے اس امر سے آگاہ ہوکر تلوار نکالی اور ایک کو زخمی کیا عماد الملک
کے لوگون نے قید کر لیا اور اوسکو قید خانہ سلاطین مین بسواری پالکی لائے تین چار ازبک خونخوار
کہ حجرہ مین منتظر بیٹھے تھے بزخم کارد کام تمام کیا اور لاش ریگ جمنا پر پھینکدی لچون نے بجز زیر جامہ کے سارے
کپڑے اوتار لئے بعد چھ پہر کے بعض لوگون نے حسب الامر کشمیری مذکور کے اوسکے لاش کو مقبرہ
ہمایون مین مدفون کیا اور اوسی روز محی السنہ بن کام بخش بن اورنگ زیب کو تخت پر بٹھلایا اور شاہجہان
خطاب دیا کشمیری مذکور اوسکی حراست پر مامور ہوا اور خود دتا کی رفاقت کو جو نجیب الدولہ سے سرگرم ہنگامہ
تہا گیا چونکہ معاملہ نجیب الدولہ کا اصلاح پذیر ہو گیا تہا اور احمد شاہ ابدالی کی آمد آمد قریب گرم تھی دتا لاہور کو
راہی ہوا اور عماد الملک بہی اپنی جان کو ڈر کر نزدیک راجہ سورج مل جاٹ کی بنا پر انفصال قضیہ مرہٹہ کے
جا بیٹھا اور اوسکے قلعہ مین پناہ گیر ہوا —

ذکر احوال تیمور شاہ ولد احمد شاہ ابدالی اور اوپر مرہٹہ کی چڑہائی اور قابض ہونا لاہور و ملتان پر

چونکہ احمد شاہ ابدالی بعد غارت دہلی اور قتل متہرا کے ۱۱۷۰ ہجری مین اپنے فرزند تیمور شاہ کو معہ
خانجہان بے کے لاہور مین چھوڑکر قندہار گیا تہا جہان خان آدینہ بیگ خان کو جسنے لکھی جنگل مین جا کے قرار لی تھی
اس نظر سے کہ اوس ملک کا احوال بخوبی جانتا تہا دلجوئی کی اور حکومت دوابہ کی ... خدا ... سمجھکر لکھی
کی خانہ کو رنے اس عنایت سے سرفراز ہوکر وہانکی ربط و ضبط مین کوشش کی جہان خان اور تیمور شاہ
نے چند دنون بعد آدینہ بیگخان کو اپنے پاس طلب کیا وہ بسبب عدم اطمینان کے کشیدہ ہوکر کوہستان
چلا گیا جہان خان مراد خان کو دوابہ کے حکومت پر مقرر فرمایا اور بلند خان اور سرفراز خان کو اوسکی مدد
پر معین فرمایا — آدینہ بیگخان سکہون کو جو معین الملک کے عہد سے بکثرت ظاہر ہوئے تھے تعلیم کرتا تہا
اغوا کرکے مراد خان پر چڑہایا اور اپنی فوج ملازم بہی ہمراہ کردی بعد صف آرائی بلند خان نے عدم
کی پشتی دیکھی اور مراد خان اور سرفراز خان بیتاب ہوکر جہان خان کے پاس جا پہونچے قوم سکھ نے تمام
پرگنات دوابہ خصوص جالندہر کو باشارہ آدینہ بیگخان کے تاخت تاراج کر ڈالا اسی اثنا مین رگہناتھ راو
اور شمشیر بہادر دونو بہائی بالاجی راو کے معہ ہولکر ملہار وغیرہ سرداران دکن کی جو جوار شاہجہان آباد مین پہونچکر
منتظر سانحہ تھے آدینہ بیگخان نے متواتر تحریرات بہیجکر اپنے مدد کو لاہور مین طلب کیا سرداران دکن تو اس
نوید کے منتظر تھے متوجہ لاہور ہوے اول عبد الصمد خان سے جو منجانب درانی حاکم سرہند تہا لڑکر اوسکو مقید
کیا دتا نسی ہلوریر لاہور پہونچکر قراولان مرہٹہ جہانخان کی فوج سے بہڑگئے جہانخان نے بنابر قلت فوج کوکرتا

مناسب نہ جانا معہ تیمور شاہ کے بحال اضطراب واقع ماہ شعبان ١١٧١ ہجری مین کابل کو راہی ہوا اور اسباب و سامان فراہم کر کے چند رسالہ چہوڑ کر چلا گیا مرہٹہ کے ہاتہہ خوب لوٹ لگی تیمور شاہ نے معہ جہانخان کے دریای اٹک تک دم نلیا اور بعد عبور دریا سے پناہ مین جا پہونچا مرہٹہ نے دریای جہلم تک تعاقب کیا غنیم کا عمل ملتان اور ڈیرہ غازیخان اور اوسکے نواح مین دریاے جہناؤ تک ہو گیا مرہٹہ نے قریب برسات دیکہکر صوبہ لاہور بقرار پچہتر لاکہہ روپیہ سالیانہ پیشکش کے آدینہ بیگخان کو [illegible] والیسی کی [illegible] اور شمشیر بہادر بعد پندرہ سے روانہ دکن ہوے [illegible] دہلی مین چہوڑا عجب تقدیر واقع محرم ١١٧٢ ہجری مین آدینہ بیگخان فوت ہوا [illegible] فوجداری صدیق بیگخان کو جو آدینہ بیگخان کا رفیق تہا حوالہ کی اور دوابہ کو آدینہ بیگخان کی بی بی کے نام مقرر کیا اور سابا نامی مرہٹہ کو صوبہ دار لاہور کیا صوبہ دار مذکور نے لاہور پہونچکر دریاے اٹک تک تسخیر کیا نجیب الدولہ اور افاغنہ اور راجہای ہندوستانی مرہٹہ اور عماد الملک کے ہاتہ سے جان بلب ہو کر اپنے زوال دولت دیکہہ رہے تہے لاچار حضور ابدالی مین عرائض مرسال کر کے مستدعی ورود ہند ہوے احمد شاہ نے جو مرہٹہ کی اسبارت اور گستاخی تیمور شاہ اور جہان خان کے ساتہ دیکہی اور نیز امراے ہند کی درخواست ملاحظہ فرمائی بس عازم ہند ہوا—

آنا شاہ ابدالی کا لاہور اور شاہجہان اباد چہٹوین مرتبہ اور تنبیہ و تادیب مرہٹہ

شروع ١١٧٣ ہجری کو احمد شاہ ابدالی دریاے اٹک سے اوترا خفیف سی لڑائی اسکے قراولون اور سابا کی فوج سے واقع ہوئی مرہٹہ تاب جنگ نلا کر لاہور سے بہاگا سابا قرب لشکر ابدالی سے آگاہ ہو کر معہ فوج دہلی کو راہی ہوا صدیق بیگ خان اور بیوہ آدینہ بیگخان بہی ہمیا سے فرار ہوے احمد شاہ واقعہ اصفر کوہستان جمو مین آیا یہان کے راجہ سے پیشکش لائق حاصل کیا بعد ازان عازم دہلی ہوا یہ چہٹوین مرتبہ ہے کہ حضرت ہند مین قدم لائے — اسوقت مین فیما بین دتا اور شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کی ہنوز صورت انصرام مصالحہ نہوئی تہی کہ خبر آمد ابدالی کی دہلی مین منتشر ہوئی دتا نے یہی سنی اور صلح کو ناتمام چہوڑ کر معہ فوج جو قریب اسی ہزار کے تہی احمد شاہ کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور عماد الملک جو اسکی کمک پر آیا تہا خوف درانی سے گہبرا کر راجہ سورجمل جاٹ کی پناہ مین گیا راجہ مذکور نے سلوک مردانہ کیا بخاطر پیش آیا جب احمد شاہ لاہور سے ادہر چلا دیکہا کہ بسبب آمد و رفت فوج مرہٹہ کے دانہ گہاس کا نام نہین رہا پس عبور جمن کر کے انتربید مین آیا جب یہان پہونچا سعد اللہ خان اور نجیب الدولہ اور احمد خان بنگش اور حافظ رحمت خان اور دوندی خان جنکا ملک انتربید مین تہا حاضر خدمت شاہی ہوے بادشاہ نے تو انتربید کی راہ لی اور فوج قراولی کو حکم دیا کہ براہ متعارف مقابل دتا مرہٹہ کے پہونچ

دتا مذکور جب سہرند پہونچا فوج قراولی شاہی سے مقابلہ ہوا دانہون نے مرہٹہ کو ہٹا دیا دتا جنگ کنان شاہجہان آباد کو اونہین پیرون لوٹا میدان باولی مین جو کہ قریب دار الخلافہ ہے پہونچا احمد شاہ دریاے جمن عبور کرکے فوج قراولی سے جا ملا اور دتا کی لڑائی کا حکم دیا بمجرد حکم مرہٹون کو گہیر لیا نہایت سخت لڑائی در پیش ہوئی دتا نے مایوس ہوکر اپنے بھتیجے جنکوجی کو معہ تہوڑی فوج کے بہگا دیا تاکہ دکن پہونچکر مظہر ماجراے گذشتہ ہوا اور خود مع جمیع فوج کے ثابت قدم ہوا ابدالیون نے وہ ترک وتازکی وہ برق توپ کی آوازین ہوئین کہ سارے سردار وسپاہ مرہٹہ کی پایمال ہوئی یہ واقعہ ماہ جمادی الاول ۱۱۷۳ھ مین ظاہر ہوا میر غلام علی آزاد تخلص بلگرامی نے یہ تاریخ لکھی ہے کرد سلطان عصر درانی * قتل دتا بتیغ تشمن گاہ * گفت تاریخ این ظفر آزاد * نصرت بادشاہ عالیجاہ * احمد شاہ نے بعد قتل دتا کے جنکو کا تعاقب کیا اور اوسی روز بعد فتح کے پندرہ کوس پر سراے الوردی مین جا پہونچا نارنول تک دم نلی اسی ضمن مین یہ خبر ہولکر ملہار کو سکندرہ مین پہونچی اوسنے جلد راجہ سورجمل جاٹ کے پاس پہونچکر استدعا کی کہ باتفاق لڑنا چاہو راجہ مذکور نے جواب دیا کہ فوج ولایت سے میدان نہین کرسکتا ہون البتہ جب وہ میرے ملک مین آسے تحصن ہوکر کچہ بنی گا ہاتہ پیر ہلاؤنگا اوس وقت افاغنہ لوگ خزانہ اور رسد وغیرہ لشکر ابدالی کو لیے جاتے تھے ہولکر ملہار اونپر دوڑ پڑا افاغنہ نے اس خبر کے پاتے جسقدر ہوسکا گنگا پار لیگئے باقیماندہ ہولکر نے پہونچکر تاراج کیا ابدالی نے جب یہ خبر پائی شاہ پسند خان اور شاہ قلندر خان کو معہ پندرہ ہزار سوار کے ہولکر کے سزا کو روانہ کیے نامبردہ نارنول سے شاہجہان آباد مین ستر کوس رات دن مین طے کرکے آپہونچے اور ایک روز دہلی مین آرام کرکے آدہی رات کو جمنا اوترے صبح ہوتے سکندرہ پہونچکر ہولکر کے مقابل جا پہونچے ہولکر مضطر معہ تین سو نفر کے ننگے پیٹہہ گہوڑون پر سوار ہوکر بہاگا باقی فوج اور سردار قتل واسیر فوج ابدالی ہوئے کہلے خزانے لوٹ ہوئے شاہ ابدالی بھی متعاقب شاہجہان آباد آیا چونکہ موسم برسات قریب اور مرہٹہ کے لوٹ مارسے نواح دار الخلافت ویران ہو رہا تہا شاہ ابدالی نے شرق رویہ دہلی کے سکندرہ مین چہاونی کی جہان کہ اکثر افاغنہ کا ملک تہا اور نجیب الدولہ کو بہیجا کہ شجاع الدولہ کو واسطے رفاقت کے اودہ سے حضور مین لائے نجیب الدولہ ہمراہ اٹاوہ قنوج آیا اور شجاع الدولہ اوسکی ملاقات کو مہدی پور مضافات ملانوہ مین پہونچا بعد استحکام عہد وپیمان کی نجیب الدولہ سے ملاقی ہوکر مرزا امانی اپنے لڑکے کو نائب صوبہ مقرر فرمایا اور راجہ بینی بہادر کو مدار المہام کرکے آخر ذیقعدہ ۱۱۷۳ھ کو معہ فوج دس ہزار سوار کے ہمراہ روانہ ہوا اور چوتہی ذی الحجہ کو اشرف الوزرا شاہ ولی خان وزیر ابدالی استقبال کیواسطے آیا اور باہم مشرف حضوری ہوئے احمد شاہ نے مہربانی کرکے اپنے

فرزند تیمور شاہ کو شجاع الدولہ سے معانقہ کردیا شجاع الدولہ نے اپنے نوبت بجانے کی لشکر شاہی مین استدعا کی اول احمد شاہ نے فرمایا کہ خلاف ضابطہ ہی اسنے جواب دیا کہ میری نوبت بخشیدہ شاہ ہند ہی آپ کی بخشی نہین اور بندہ نوکر شاہ ہند ہی آپ کا نہین آخر احمد شاہ نے اجازت دی اور بعد اتمام نوبت شاہی کے نقارخانہ شجاع الدولہ بہی بجتا تہا جب خبر قتل دتا اور نابودگی لشکر مرہٹہ کی دکن پہونچے سداشیو راؤ عرف بہاؤ اور برادر عم زاد بالاجی راؤ معہ فوج اور سرداران نامی اور توپخانہ جنگیانہ اور سردار ابراہیم خان کاردی اور بسواس راے ولد بالاجی راؤ کے بعزم تدارک و انتقام راہی ہندوستان ہوے —

آنا سداشیو راؤ کا معہ بسواس راؤ کی ہند مین اور فتح پانا ابدالی کا بفضل خدا

جب سداشیو راؤ بہاؤ باکمال کرو فر جوار اکبر اباد مین آیا راجہ سورجمل جاٹ نے ہولکر ملہار کے وساطت سے بہاؤ کی ملاقات کی بہاؤ نے بنفس خود ایک کوس استقبال کر کے راجہ مذکور کی ملاقات کی اور عماد الملک بہی حوالی متہرا مین بہاؤ سے ملا بہاؤ نے ایسی مصلحت دیکہی کہ بالفعل طغیان جمن مانع عبور ہے تب تک شاہجہان آباد مسخر کرنا چاہیے اس ارادہ سے گئے کو بتاریخ روز سہ شنبہ ۱۱۷۳ہجری کو گہڑی دن باقی رہے داخل شاہجہان آباد ہوا اور متصل حویلی سعد اللہ خان کے جا کر ٹہرا یعقوب علی خان بہمن زئی برادر شاہ ولیخان وزیر ابدالی جو ابدالی کے طرف سے قلعدار تہا تہوڑے سے ہمراہیون کی ساتہ مستعد مدافعہ ہوا فوج مرہٹہ نے یورش کر کے اسد برج اور دروازہ خضری پر ہجوم کردیا اور ایک فوج دہلی دروازہ کی طرف شورش افگن ہوئی قلعہ سے چند معدود مغلیہ برق اندازی کرتے تہے فوج جنکو کی زیر جہروکہ جو دیوان خاص سے متصل فصیل قلعہ کے کہڑی تہی اوسکے طرف بہی کبہی کبہی بندوق کی آواز آتی تہی اور سلیم گڈہ سے ایک توپ چہوٹتی تہی جسکا گولہ با وہوائی ہو جاتا تہا اوسوقت مین ہولکر ملہار اور جنکو برادر دتا دروازہ خضری پر کہڑے بڑی سعی کر رہے تہے چونکہ دروازہ کے تختہ برنجی اور آہنی میخ کی تہے چار گہڑی کے زد و کوب مین بہی کچہ اثر نہ پہونچا اس عرصہ مین قریب پانسو سپاہیان بیٹل راؤ کی اور اونکے پیچہے ملازمان ہولکر ملہار اور جنکو اسد برج کے طرف سے بالاے قلعہ چڑہ گئے اور محلات سلطانی تک دست بردی کی جو کچہ پاتا تہا نیچے چہوڑ دیتے تہے مگر دروازون کے کشادگی مین متوجہ نہوے چونکہ قلعہ مین بہی چندان فوج نتہی کوئی اونکے طرف متوجہ نہوا بعد خبر دس بیس مغل اور ابدالی بندوق لے لیکر سلیم گڈہ سے آ گئے دس بارہ نفر مرہٹہ کو بضرب بندوق و شمشیر ہلاک کیا اوسوقت مرہٹہ بحواس ہو کر قلعہ سے زمین پر کود پڑے اور رہا ظلیا قلعہ ہاتہ سے

کہود دیا اور سرداران مرہٹہ نے اسعد اللہ خان کی حویلی مین جو قلعہ کی قریب ہو جمع ہوکر مورچہ قایم کیا اور
عماد الملک اور سورجمل جو کہ بمقتضاے وقت بہاؤ کی رفاقت مین تھے چندان تسخیر قلعہ مین متوجہ نتھے
دور سے تماشا دیکھا کرتے تھے مرہٹہ نے محاصرہ قلعہ مین بڑا اہتمام کیا اور ابراہیم خان کاردی نے جو بہاؤ دکن
سے ہمراہ لایا تہا تین ضرب توپ قلعہ کے نیچے ریگستان مین لگائین اوسکے گولہ اسد برج اور برج مثمن اور
محلات بادشاہی مین برابر برستے تھے اور عمارات دیوان خاص اور رنگ محل اور موتی محل اور شاہ برج کی
نہایت شکست ہوگئین لیکن قلعہ کی ثبات اور استحکام مین کچہ ضرر نہین پہونچا تہا معرکہ جنگ بدستور گرم
تہا یعقوب علیخان قلعدار نے جب ذخیرہ رسد مفقود اور امداد ابدالی کا پہونچنا معذور دیکھا مرہٹہ کو پیغام دیا
کہ بشرط مال وناموس کے قلعہ حاضر ہے بہاؤ نے اسی کو غنیمت سمجھا قبول فرمایا بعد استحکام عہد وپیمان
کے قلعہ سے نکل کر علی مردان خان کے حویلی مین چلا آیا اور کشتیون پر سوار ہوکر دریاے جمنا عبور کیا اور
احمد شاہ سے جا ملا اونیسوین ذالحجہ کو قلعہ وغیرہ حرم سراے شاہی جملہ کارخانجات مرہٹہ کے ہاتھ لگی
بہاؤ نے شاہجہان اباد کے قلعداری مسمے نارو شنکر برہمن کو سپرد کی ایک برہمن شاگرد میر غلام آزاد
بلگرامی کا بیان کرتا تہا کہ بندہ مکرر بہاؤ کے طرف سے برسم سفارت شجاع الدولہ کے پاس گیا تہا مگر کچہ فایدہ
نہوا شجاع الدولہ نے مجسے کہدیا کہ مدت سے برہمنان دکن ہند پر متسلط ہین اب یہ لوگ بدعہد ہوے ہین
کسی کی آبرو کے روادار نہین ہر شے اپنے قوم کے واسطے چاہتے ہین پس لوگون نے اپنے حفظ جان ومال
عزت وابرو کے واسطے شاہ ابدالی کو طلب کیا اور اوسکے ایذا نسبت مرہٹہ کے سہل سمجھی ہے پس
صلح ممکن نہین ہے۔ سورجمل جاٹ بہی اس قوم کی وضع اور نیت دیکھکر بلا اجازت شاہجہان آباد سے
اپنے قلعہ بلم گڈہ کو چلا گیا بہاؤ مین اسقدر بخل وامساک تہا کہ دیوان خاص بادشاہی کی چہت جو نقرہ
سے مینا کار بنی ہوئی تہی کہودوا کر سکوک کی اور اسیطرح پر نقرہ اور طلائی آلات مقبرہ نظام الدین اولیا معروف
اور نیز مزار محمد شاہ کہانند عود سوز شمعدان اور قندیل وغیرہ کی اوکہڑوا کر سکوک کرڈالا۔ القصہ جب بہاؤ دانہ
گہاس کے قلت سے تنگ ہوا آخر برسات مین رعایا پر جبر وتعدی کرنے کا ارادہ سے شاہجہان اباد سے
عزیمت مصمم کی اور نوین صفر ۱۱۷۴ ہجری کو محی السنہ کو نام جہانداری سے معزول کرکے قید کیا اور
مرزا جوان بخت ولد شاہ عالم عالی گہر کو جسکا باپ نواح بنگالہ اور عظیم آباد مین سرگرم سیر تہا شاہجہان اباد
مین تخت نشین کیا اور غایبانہ شجاع الدولہ کے نام وزارت مقرر کی اس غرض سے تاکہ شاہ ابدالی
شجاع الدولہ سے بدگمان ہو اور باہم نفاق ہوجاے اسوقت نارو شنکر کو شاہجہان آباد کی قلعداری
مین چہوڑکر خود مع کل فوج کے کنجپورہ کے طرف جہان عبد الصمد خان ابدالی اور قطب خان روہیلہ

اور نجابت خان زمیدار تھے اور وہان سے رسد وغیرہ شاہ ابدالی کو پہونچا کرتی تھی عازم ہوا یعنہ
عبد الصمد خان وہی ہی جو کہ سہرند کی فوجداری مین مقید مرہٹہ ہوکر خلاص ہوا تھا۔ ہفتم ربیع الاول سنہ
مذکور کو بہاؤ نے وہان آکر قلعہ گنجپورہ کا محاصرہ کیا چونکہ قلعہ کا فتح کرنا توپخانہ فرنگی کے ذریعہ سے نہایت
سہل تھا ذرا سے اہتمام مین ابراہیم خان کاردی نے قلعہ مفتوح کر لیا اور عبد الصمد خان اور قطب خان
مقتول ہوے گنجپورہ کی لوٹ شروع ہوئی اس خبر سے شاہ درانی نہایت غضبناک ہوا ہنوز دریاے جمن
پایاب نہوا تھا کہ بجد ہم ربیع الاول سنہ مذکور کو معہ فوج ظفر موج باک پت کی گھاٹ سے شاہجہان آباد کی
قریب بموجب بنہائی شجاع الدولہ کے گھوڑے ڈالکر بعض پایاب بعض تیر کر پار ہوے اسطرح سے
بار و مینہ کا بھی عبور ہوا بہاؤ اس دلیری اور بے باکی سے متحیر ہوکر گنجپورہ سے باوجودیکہ عازم سہرند کا تھا
بلاچاری معاودہ ہوکر پانی پت آیا اسوقت مین چالیس ہزار سوار جرار اسکے ہمراہ تھے اور شمشیر بہادر
برادر بالاجی راؤ اور بسواس راؤ ولد بالاجی راؤ جو کل سپاہ کا سردار تھا اور اسکے علاوہ ہر ایک شخص
اپنے فوج ہمراہی کی کثرت پر باستثنای فوج بہاؤ کے اپنی اپنی جمعیت سے نہایت مغرور تھا اور ابراہیم خان
کاردی بارہ ہزار بندوق چقماقی اور توپ خانہ فرنگی سے ہمراہ تھا باوجود اسقدر اژدحام اور اہتمام کی
میدان مین ابدالیون کے مقابل نہو سکے بموجب اپنے ضابطہ کے پانی پت کے شمالی طرف گرد لشکر
کے حصار آتشبار توپخانہ کا بنایا اور ایک خندق بھی کھودکر اوسکی مٹی سے دوسرا حصار تیار کیا بعد
اسکے اس بندوبست کے تین روز گذرنے پر لشکر ابدالی اکیسوین ماہ مذکور کو مقابلہ پر آپہونچا اور جنگ
قراولی توپ رہکلہ بان بندوق سے شروع ہوئی ۱۲ ماہ مذکور کو مقابل سنکر مخالفین کی آٹھ سے ابدالی
مخالفین سکے گرد ضابط ہوکر مسدودی راہ رسد وغیرہ مین ساعی ہوے ایک دانہ کا پہونچنا دشوار ہوا
مگر لاہور کے طرف سے جدہر مرہٹہ کے لشکر کی پیٹھہ تھی آلا جاٹ جوکہ سہرند کا مشہور زمیدارون مین تھا
بھیجا کرتا تھا درانی اوسپر بھی جا گرے جب احمد شاہ درانی نے دیکھا کہ باوجود اسقدر تنگ کرنے کے
مرہٹہ توپ کے زنجیرہ سے نہین نکلتا لاچار ۲۸ ربیع الاول کو حکم دیا کہ توپخانہ پر یورش کرین جہان خان
اور شاہ پسند خان اور نجیب الدولہ اور عقب انکے شجاع الدولہ اور احمد خان بنگش اور حافظ رحمت
اور دوندے خان اور فیض اللہ خان ولد علی محمد روہیلہ اور انکے پشت پر احمد شاہ ابدالی معہ شاہ
ولی خان وزیر جو اشرف الوزرائی کا خطاب رکھتا تھا مستعد ہوے اودہر سے مرہٹہ بھی آمادہ ہوکر
ایک بان کے فاصلہ سے سنکر سے نکلکر کھڑے ہوے بعد کوشش بسیار کے یعنی ابتدا سے وقت
ظہر سے جب تھوڑا دن رہگیا روہیلہ پیادے جو نجیب الدولہ کے ہمراہی مین دس ہزار کے قریب تھے

بندوق کی لڑائی کی اخاطہ سنگرمین کو دے کے مخالفین سے غث پٹ ہوگی بلونت راو بہاو کا سالا گولی کہا کر گہوڑی سے گرا اور مجروح پیادہ پا عدم کی سخت منزل طے کرنا پڑی ناگاہ تاریکی شب نے روشن ہوکر دوست دشمن کو جدا کرایا روہیلہ جیرہ دستی کر کے سنگرسے برآمد ہوکر مستعد آرام ہوی اسی اثنا مین خبر آئی کہ گوبند پنڈت مکاسد ضلع اٹاوہ معہ دس ہزار سوار اور خزانہ بیشمار اور غلہ بسیار جمنا کے اوسطرف مقابل شاہجہان آباد آپہونچا ہی ارادہ رکھتا ہے کہ مرہٹہ وغیرہ متعلقہ نجیب الدولہ کو غارت کرے اور براہ انتہ بالا بالا گنجپورہ کے گہاٹ سے اوترکر شامل لشکر بہاو ہو بادشاہ ابدالی نے عطائی خان درانی اور عبدالصمد خان کے فرزند کو جو گنج پورہ مین مارا گیا مع پانچہزار سوار کے پنڈت مذکور کی تنبیہ پر مقرر فرمایا مشار الیہ آگرہ اور باگ پت کے گہاٹ سے اوترکر شاہدرہ مین پہونچے نارو شنکر نایب کو جو وہانکا قلعدار تہا مع ہمراہیونکی قتل کیا اور وہان سے غازی الدین نگر مین پہونکر جو شاہجہان آباد سے چہ کوس پر ہی جو مرہٹہ وہان پر تہے اونہین تہ تیغ کیا پہر جلال آباد کو سدہارے جہان گوبند پنڈت اوترا ہوا تہا اور اوسی روز وہان پہونچا تہا غرضکہ پہونچتے ہی پنڈت مذکور کا سر اوڑا دیا ہزارون روپیہ کا مال و اسباب گہوڑے ہاتہی لوٹ مین ہاتہ آئے یہ گوبند پنڈت وہی ہی جو کہ سکرپال کے محاصرہ مین عبور کر کے مصدر فساد ہوا تہا یہ واقعہ ۹ جمادی الاول سنہ مذکور کو واقع ہوا۔

آخر جنگ مرہٹہ کی اور بے نشان ہونا قوم مذکور کا ہند سے

جب محاصرہ کے دن بہت گذرے اکثر نجاست وغیرہ مرہٹہ کے لشکر مین جمع ہوکر باعث تعفن ہونی لگی۔ قحط دغلا کی۔ بہی بلا رفاقت کو حاضر ہوئی اکثر ضعفای لشکر بہونکہ سے خالی پیٹ زندگی کی دن بہر کر روانہ عدم ہوسے محصورین سے تنگ ہوکر باہم قرار کیا کہ آخر تو مرتے ہین بہتر یہی ہو کہ ایک مرتبہ باہم اکٹہی ہوکر مخالف پر جا گرین جو کچہ مقدر ہی ہو رہیگا آخرکار ۶ جمادی الاول ۱۱۷۴ہجری کو فوجین آراستہ کر کے اور ابراہیم خان کو مع توپخانہ انگریزی روبرو کر کے سنگر سے نکل کر ابدالی کی طرف چلے سرداران ہند اور افواج ابدالی نے اسقدر فرصت دی کہ فوج مرہٹہ ہر ہر کہتی ہوسے میدان مین گئی جب تہوڑا سا فاصلہ مقابلہ مین رہگیا ابراہیم خان نے گولہ اندازی شروع کردی اور بہاو نے اپنے ملازم مغلیہ کو حکم دیا کہ آگے بڑہین وہ بگ جہٹ فوج شاہی کے مقابل آپہونچے اسکے بعد شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ وغیرہ روسا سے لشکر دست بشمشیر ہوکر مخالفین پر حملہ آور ہوسے اور سرداران مرہٹہ کو زیر شالک جزایکر لیا جب مانند بخت برگشتہ کے اونکا منہ پہر گیا عنان ریزا ونکے سر پر جا پہونچے اسی حملہ مین اکثر

تلوار کے گھاٹ اوتر گئی باقیماندہ حلقہ بھیڑ مین جاگھسے مردمان بھیر اس ہلہ سے فراری ہوئے بہاو اور بسواس راو وغیرہ فوج قراولی کی شکست دیکھکر بیس تیس ہزار جرار سے شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ اور ابدالیون پر حملہ آور ہوا ہر ہر کی اواز سے ہرطرف بھر گیا اسطرف سے حملہ فوج نے دلیری کی خصوص شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے اچھی شجاعت اور دلیری دکھلائی ایک گھڑی تک زمین و آسمان گرد مین پنہان ہوا توپ کی گرج شمشیر کی چمک سے رعد و برق کی آنکھیں جھپکتی تھین ہرطرف خون برستا تھا اوسکے چھینٹون سے فلک کے دامن مین داغ لگتا تھا جسکے آثار صبح و شام شفق کی نام سے پدیدار ہوتی ہین اسکے بعد معلوم ہوا کہ خلق کثیر لشکر مرہٹہ سے سرخرو عدم کو فرار ہوئی سرداران اول سے بسواس راو اور بالاجی کا لڑکا عین جوانی مین فانی ہوے اور اسکے عقب مین سپہ سالار سدا شیوراو بہاو بھی بھائی کی آشنائی مین یکہ تاز میدان فنا ہوا اور جنکو وغیرہ ایسے سردارون کا کون ذکر ہزارون تہ تیغ آئے جدہر نظر جاتی تہی لاش پر لاش دکھلائی دیتی تہی دو گھڑی مین خاتمہ بالخیر ہوا نہ وہ لشکر تہا کہ رو فرو دو ہزار غلام اور کنیز دکن جنمین اکثر سردار اور راو نکی متوسطون کی اولاد تہی ابدالیون کا اسیر ہوسے باقی جواہرات اور نقود و جنس اور توپخانہ اور پچاس ہزار گہوڑے اور دو لکھ بیل اور کئی ہزار اونٹ اور پانسو ہاتہی لوٹ مین ہاتہ لگے بعد قتل ہوتا اور اس فتح کے غلام علی آزاد نی یہ تاریخ نظم کی ۔ شاہ بہاو را پس زد تا بگشت ٭ کرد در آغاز و در انجام فتح ٭ سور تاریخ تاریخش نواخت ٭ شاہ درانی نمودہ باز فتح بقیۃ السیف اوارہ و دشت ادبار ہوسے ۔ رعایا و ہندی اپنی نامرادی سے جو کہ طبیعی ہے اور نیز مرہٹہ کی دلبری سے کسی پر اکتفا نکیا اور قتل و قید و غارت مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا شمشیر بہادر برادر علاتی بالاجی راو ولد باجی راو نے جو کہ کنچنی کے بطن سے تہا غارتگرون کی ہاتہ سے عین راہ گریز مین رقص بسمل کیا سرداران نامور مخالف سے کوئی بھی جان بر نہین ہوا مگر دو تین شخص ہولکر ملہار اور پتیل بہاجی سیندہیا جو بہزار خرابی مالوہ پہونچکر پونا گیا بعد وقوع اس شکست فاحش کے بالاجی بھی طعمہ مرگ ہوا پانچ مہینے پندرہ دن کے بعد اونیسوین ذیقعدہ سنہ مذکور کو تنہائی برادر و پدر ہوا اور چند روز قبل تلف ہونے بہاو وغیرہ کے باسدیو دچیت جو اورنگ آباد مین رہتا تہا داخل جہنم ہوا اور اپنے مریدون کو بھی رہنماے فنا ہوا بالاجی نے چند مہینے پیشتر اپنی موت سے حقداران دیہات کے رسمیات مانند مقدم اور پٹواری اور رگادر اور حجام اور آہنگر وغیرہ کے ضبط کر کے اجارا دیا تہا اور اس طریقہ سے بھی روپیہ حاصل کر کے داخل خزانہ کیا تہا آخر یہہ فعل نامبارک ہوا ہنوز یہ بدعت کل پرگنات مین جاری نہوئی تہی کہ خود اپنے مرجع اصلی کو چلا گیا ۔ شاہ ابدالی بعد اس فتح کی پانی پت سے کوچ کر کے دہلی مین منزل گزین ہوا بعد توقف چند روزہ ہند کی سلطنت شاہ عالم اور شجاع الدولہ کو

وزارت اور نجیب الدولہ کو امیر الامرائی دیکر اور دونوں ہی سفارش موافقت کرکے اور شاہ عالم کی نیابت مین مرزا جوان بخت کو مقرر کرکے سب بندوبست کردیا شجاع الدولہ سے بھی شاہ عالم کی سفارش کی اور خلاع فاخرہ مع اسپ و فیل خاصہ لطف فرماکر صوبۂ اودہ اور الہ آباد کو رخصت فرمایا اور خود بدولت شانزدہم شعبان سنہ مذکور کو باغ شالا مار دہلی سے بقصد قندہار مراجعت فرما ہوا تاریخ اس معاودت کی (مراجعت قندہار) سے نکلتی ہے اور لاہور پہونچکر نائب اپنا چھوڑا۔

معاودت کرنا شجاع الدولہ کا اپنی صوبجات کو اور آنا حسب استدعای بادشاہ صوبہ مذکور مین

شجاع الدولہ ماہ رمضان سنہ مذکور مین صوبہ اودہ کو معاودہ ہوا قطع منازل کرتا تھا کوئی رفیق اسکا مسمی سید صالح سید نجف علی تھا وہ بیان کرتا تھا کہ بروقت جانے کی ہمنے جوار سکندرہ کے میدانمین اکثر لاشین پڑی ہوئین دیکھین اونمین سے ایک جوان سی سالکی لاش مکلف لباس سے آراستہ مونچین تاب کہاے ہوے داڑہی کشادہ پڑی تہی مطلق بوسیدہ ہوا تہا اسیطرح بروقت واپسی کے بھی صحیح و سالم ملا اور اوسکے وارثوں کا نو پتہ تھا یاروں نے کہا شہید ہے مخصوص ملا عباس نے چاہا کہ کفن دیکر دفن کردین مگر ملا عباس نے منع کیا کہ شہید کو کفن کیا ضرور بس اوسی لباس سے مدفون کردیا۔ القصہ ماہ رمضان مین شجاع الدولہ اپنے صوبہ مین پہونچکر لکھنو سے بلا توقف برآمد ہوا بیس روز کے عرصہ مین سید نور قریب بنارس کے پہونچا جیسا کہ دفتر دوم مین واقع سوانح بنگالہ اور عظیم آباد کی تحریر ہوا ہی شاہ عالم عظیم آباد سے سراسیمہ راہی ہوکر آیا ۱۱ ذیقعدہ کو شجاع الدولہ نے شرف ملازمت حاصل کیا اور باہم مقام جوسی تک پہونچے گنگا پر پل باندہکر ۵ ذی الحجہ کو عبور کیا الہ آباد مین خیمہ ہوا ہشتم کو جاجو مین پہونچکر چھاونی کی وہاں جوار مین جو مرہٹہ کے گماشتہ تہے یکقلم نکالدئے گئے اور بادشاہی عمال بہرتی ہوئے بعد انقضاے موسم برشکال کے نہم ربیع الاول ۱۱۷۵ ہجری مین کالپی کے طرف متوجہ ہوا اور اپنے صوبہ مین راجہ بینی بہادر کو نائب مقرر کیا شاہ عالم کو ہمراہ لئے ہوئے کالپی آیا یہاں سے بھی مرہٹوں کا اخراج کیا و بانسی جہانسی پہونچا چندروز قلعہ دار مرہٹہ لڑا آخر پانچوین رجب ۱۱۷۵ ہجری کو قلعہ مفتوح ہوا ابھی تک شجاع الدولہ نے خلعت وزارت نپایا تہا ۱۲ ماہ حال کو ہفت پارچہ کا خلعت مع چارقب اور مالاے مروارید اور قلمدان مرصع عنایت ہوا اور ۱۴ ماہ مذکور کو مرزا امانی خلف شجاع الدولہ دیوان خاص کی داروغگی پر سرفراز ہوا۔

بعض سوانحات دکن جو اسی وقت مین سرگذشت ہوی تحریر ہوتی ہین

جب کہ بتاریخ ۱۹ ماہ ذی قعدہ ۱۱۷۴ ہجری کو بالاجی راؤ فوت ہوا اور ریاست اوسکی چھوٹے بیٹے مادہو راؤ کو جو نہایت

صغیر تہا اور نیز اوسکے بہائی رگہناتہ راو کو بہی [illegible] ہجری مین آصف جاہ ثانی نظام علیخان مع فوج
اور امیر الممالک صلابت جنگ سید محمد خان قلعہ بندر سے نکل کر اول خدا معلوم کس ارادہ سے
اورنگ آباد کو متوجہ ہوا اور رگہناتہ راو اور مادہوراو بہی مع فوج سنگین پونا سے متحرک ہوکر شاہگڈہ
کے میدان مین آیا طرفین سے مقابلہ ہوگیا اورنگ آباد تک زد و خورد واقع ہوے آصفجاہ ثانی نے
بہیر و بنگاہ زاید کو اورنگ آباد مین چہوڑا ۲۳ ربیع الاول کو بقصد پونا کوچ کیا اور مرہٹہ کو پونا سے سات
کوس ادہر تک پہونچایا اثناے راہ مین شہر تونکہ کو جو دریاے گنگ کے کنارے کثرت بتخانہ او رمناور
سے آباد ہے جلادیا او رتعلیشہ بیداد سے بتخانہ منہدم ہوکر زمین دوز ہوگئے نزدیک تہا کہ پونا بہی اسی نوبت
کو پہونچتا ناگاہ ناصر الملک میر مغل خان چہٹوان بیٹا نظام الملک آصفجاہ کا بسبب نفاق باہمی کے اور راجہ رامچند
جو لشکر آصفجاہی کا عمدہ سردار تہا بوجہ مذہبی منحرف ہوکر باتفاق یکدیگر مرہٹہ سے موافق ہوگئے اس امر کے
ظہور سے مرہٹہ نے آصفجاہ اور امیر الممالک کا پلہ ہلکا پاکر دوسرے روز چارونطرف سے یورش کردی
اور توپخانہ مقابل پر لگاکر گولہ اندازی شروع کردی نگہداران آصفجاہی نے اپنے توپخانہ سے نکلکر قوت بازی
دکہلانی شروع کی شمشیر صاعقہ بار سے خرمن حیات بداندیش مین آگ لگانا آغاز کیا اکثر مخالفین آب تیغ
سے نہاکر عدم کو سدہارے ازبسکہ معتمدین اور افسران مادہوراو اور رگہناتہ راو کے ایک جماعت کثیر
طعمہ نہنگ شمشیر ہوے مرہٹہ کے قدم دریاے وغا مین نہ ٹہرے میدان جنگ سے علٰحدہ ہوکر کنارہ پکڑا
ادہر مرہٹہ کے دلمین یہہ خیال آیا کہ فوج آصفجاہی اسقدر مسافت طے کرکے اسقدر نزدیک آگئی ہے کہ
کہ اب پونا صرف سات کوس باقی ہے اب صبح ہوتے پونا مین ہی پہونچ جاے گی اودہر سکنہ پونا بہی آنکر فریاد
خواہ ہوے کہ تم ہمارے خاندان کو مسلمانون کے ہاتہ سے برباد کرنا چاہتے ہو اب مادہوراو نے چار ناچار
دونو طرف سے مخمصہ مین پڑکر صلح کا پیام بہیجا اور بعوض اس صلح کے صوبہ خجستہ بنیاد اور صوبہ بندر
جمعی ستائیس لاکہہ روپیہ کا آصفجاہ کے نذر کیا۔ القصہ یہ مصالحہ چہٹوین جمادی الثانی سنہ مذکور مین
واقع ہوا اور اسی تاریخ کو شاہ ابدالی نے بہی بہاو پر فتح پائی غرضکہ یہان سے آصفجاہ نے کوچ کرکے راجہ رامچندر
کے محالات کو جانب بیج عزیمت کی اور جو لغو حرکت اوس سے ظہور مین آئی تہی اوسکے عوض مین اوسکا ملک
پایمال کر ڈالا اور آغاز موسم برسات مین چودہوین ذی الحجہ [illegible] ہجری کو چہاونی کے ارادہ مین داخل قلعہ بندر ہوا
اور اسی روز امیر الممالک کو قلعہ مذکور مین قید کیا امیر الممالک صلابت جنگ نے ایک سال تین مہینے چہہ روز قیدخانہ
کے کڑی جہیلی اور آخرکار روز پنجشنبہ بستم ربیع الاول [illegible] ہجری کو زندان تن سے روح نے آزادی پائی
اور شیخ محمد ملتانی کے جوار مرقد مین دفن ہوا اور آصف جاہ ثانی تمام قلعہ بندر مین مقیم تہا وہان

شاہ عالم عالی گہر کا مشعر تفویض صوبہ داری دکن کی بعوض امیر الممالک صلابت جنگ صادر ہوا اسنے استقبال کرکے بضابطہ معروفہ شرف مطالعہ حاصل کیا اور برہمن مجر بیدی راجہ پرتاپ نوت کو مختار و مدار علیہ معاملات کا کرکے کارہاے ملکی اوسکے حوالہ کیئے اور رگھناتہ راو اور مادہو راو نے بعد صلح کے پونا مین برسات بسر کی اوسی ضمن مین واقعہ ۱۱۷۶ ہجری فیمابین چچا اور بھتیجے کے مخالفت ہوئی مادہو راو کے کارگذارون نے چاہا کہ رگھناتھ کو قید کرین رگھناتہ راو نے اس ماجراسے باخبر ہوکر مع چند لوگون کے ناسک کی راہ لی محمد مراد خان بہادر اورنگ آبادی نے جو عمدہ نوکر آصفجاہ کا مرہٹون کے استمالت پر مامور تہا رگھناتہ راو کے منحرف ہوکر نکلنے کی خبر پاکر چودہوین ماہ صفر کو سوار ہوا اور نواح ناسک مین رگھناتہ راو کو پایا رگھناتہ راو جو نہایت سراسیمہ ہو رہا تھا اسکے پہونچنے سے مطمئن ہوا بڑے اعزاز سے پیش آیا روساے مرہٹہ نے مراد خان کی رفاقت سے سمجہا کہ آصفجاہ رگھناتہ کا طرفدار ہے اس نظر سے اکثر اسکے رفاقت مین آرہے مادہو راو خلف بالاجی کی ترک رفاقت کی رگھناتہ راو کے ہمراہ عمدہ لشکر ہو گیا اورنگ آباد ہوتے ہوے احمد آباد آیا مادہو راو بہی پونا سے نکلا احمد نگر سے بارہ کوس پر بیست پنجم ربیع الآخر سنہ مذکور کو مقابلہ ہوا مادہو راو نے شکست پائی دوسرے روز رگھناتہ کے روبرو حاضر ہوکر عذر خواہ ہوا آصفجاہ بہی رگھناتہ راو کے مدد کو نزدیک آپہونچا تھا کہ منازعت ختم ہو گئی جب لشکر آصفجاہ بندر کانور مین پہونچا رگھناتہ نے وہان جاکر ملاقات کی بابہد گر رسم معروفہ تواضعات ضیافت کی ہوئین رگھناتہ راو نے پچاس لاکھ روپیہ کا ملک اور قلعہ دولت آباد آصفجاہ کے نذر کیا اور سندین حوالہ کین چونکہ یہ کام محمد مراد خان کی حسن سعی سے درست ہوا تہا راجہ پرتاپ نوت دیوان مدار علیہ آصفجاہ ازراہ عناد کی نہ دیکھہ سکا پس قبل اسکے کہ ملک اور قلعہ دولت آباد مین آصفجاہ کا عمل دخل ہو سررشتہ مصالحت برہم کرکے آصفجاہ کو اس امر پر رجوع کیا کہ رگھناتہ کو معطل کرنا چاہیئے بنابرین جانوجی ولد رگہوجی بہوسلہ مکاسدار صوبہ برار کو طلب کرکے اس لالچ سے کہ تجہی رگھناتہ کا قائممقام کرادینگے ملازم آصفجاہ کیا اور ناصر الملک چہوٹا لڑکا نظام الملک آصفجاہ کا جو رفیق مرہٹہ ہوا تہا اونکا عدم التفات دیکہکر آصفجاہ سے آملا پس فوج آصفجاہی رگھناتہ کی تادیب کو روانہ ہوئی اوسنے تاب مقابلہ نپائی تاخت تاراج مین مصروف ہوا تیس ہزار سوار سے اورنگ آباد کے غربی طرف جااوترا اور شہروالون سے زر کثیر طلب کیا مومن الملک ناظم اورنگ آباد باوجود قلت سپاہ اور سامان حرب کے کمال حزم و ہوشیاری سے استحکام برج و بارہ قلعہ مین مصروف ہوا آخر ایک قطعہ حصار کا ہمت خان کوتوال شہر اور آعیانی محمد مراد خان مذکور وغیرہ کے زیر حفاظت مقرر کیا اور آصفجاہ کا

منتظر ہوا لطایف الحیل مین ٹالنے لگا مرہٹہ اس گپتی گہاٹ کو جانگیا تسخیر حصار کا عزم بالجزم کیا بستم شعبان کو اول صبح آبادی خارج شہر مین جاکر دست درازی شروع کردی رگھناتہ راو فوج خاصہ کی ہمراہ شہر کے شمال رویہ استادہ ہوا اور اوسکے رفقا نے سیڑہی اور ہاتہیون کے وسیلہ سے چڑہکر چاہا کہ تختہ دروازہ دیوار کلان باغ کو توڑکر اندر جا گہسین ہمت خان اور مرزا محمد باقر خان وغیرہ تماشائیان جنگ نے حفظ آبرو کیواسطے ایسا تلوار و سنان و سنگ و پتہر برسایا کہ اکثر خام ارادہ دیوار سے گرتے گرتے جہنم واصل ہوے اور اطراف مین بھی بہت سا لشکر رگھناتہ راو کا بسمل ہوا اسی گرما گرمی مین ایک تیر اور گولی رگھناتہ کے فیلبان کو لگی اور موجب تفرقہ ہوے رگھناتہ راو قرین حسرت و یاس سے معاودت ہوا اور خبر قرب وصول لشکر آصفجاہ کے سنکر نجلانہ کو راہی ہوا ۲۶ ماہ مذکور کو آصفجاہ وارد اورنگ آباد ہوا چونکہ مرہٹہ ارادہ رکھتا تہا کہ ملک برار مین جاکر تاخت و تاراج کرے آصفجاہ ہژدہم رمضان کو قریب بالاپور پہونچکر سد راہ ہوا اور مرہٹہ وہان سے لوٹ کر نزدیکی اورنگ آباد سے حیدرآباد کو چلا گیا آصفجاہ نے بھی معاود ہوکر دریاے گنگ اودہ تک تعاقب فرمایا اور بعد نکلجی نے احمد نگر کے سردارون کو مع فوج جابجا مقرر و معین فرماکر خود پٹن مین چلا آیا کہ وہان سے دس کوس کی فاصلہ پر پہاڑ ہے تا پونہ کی تہال نشین جا بجا نالچون مین قرار کرکے گئے تہے لشکریان آصفجاہ نے یکقلم پونا کو خاک سیاہ کردیا اور پونا کے اطراف اور نیز پونا کو سوخت اور تاراج مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا میر اولاد محمد ذکا برادرزادہ میر علی آزاد بلگرامی نے تاریخ کہی ہے آصفجاہ دوم سلیمان اعلام ملک آبادی قوم برہمن سوخت تمام * تاریخ شعلہ شعلہ طبع زکا * آتش زد پونہ را سیاہ سلام رگھناتہ راو نے حیدرآباد پہونچکر تسخیر قلعہ مین نہایت کوشش کی لیکن حسن انتظام شجاع الدولہ بہادر اور دل خان اورنگ آبادی ناظم حیدرآباد سے مرہٹہ کی یہ جراءت نہوئی کہ اونکے توپخانہ آتشبار کے روبرو سر اوٹہا سکین بلکہ اکثرون کی جان گئی آخر کو وہان سے بھی خایب و خاسر معاودت کی اسکے بعد سانحہ دکن اور آصفجاہ کا حال معلوم نہین ہوا انشاء اللہ بروقت آگاہی تحریر ہوگا مجمل اسقدر ہے کہ آجکل کہ شروع ۱۱۹۵ہجری مین آصفجاہ ثانی نظام علیخان اکثر ممالک دکن کا فرمان روا ہے اور شاید اس لڑائی مین جو کہ جماعہ انگلشی کو حیدر نایک اور مرہٹہ سے صوبہ ارکاٹ اور نواح پونہ اور احمد آباد گجرات مین روبکار ہے معین و نصیر حیدر نائک اور مرہٹہ کا ہے واللہ اعلم

آنا احمد شاہ ابدالی کا ساتوین مرتبہ ہندوستان مین اور قتل فرقہ سکہہ اور قید کرنا راجہ سورجمل جاٹ کا اور قلعہ اکبرآباد مین تصرف کرنا

سورجمل جاٹ نے بعد جانے شاہ ابدالی کی جانب قندہار باوجود نجیب الدولہ اور شاہ عالم بن عالمگیر ثانی

کے جسے شاہ ابدالی نے بادشاہ بنایا تہا اور اوسکا لڑکا مرزا جوان بخت ولیعہدی مین شاہجہان آباد مین تہا شاہزادہ اکبرآباد سے ساز کیا اور زر نقد دیکر واقعہ ماہ ذی قعد ۱۱۷۴ ہجری مین باوجودیکہ اسی سال احمد ابدالی کے فتوحات ہوئین اور اوسنے دیکہی نہین کہ مرہٹہ کی نیست نابودی مین کوئی دقیقہ اوٹہہ نرہا قلعہ اکبرآباد اوس متصرف ہوا اور قوم سکہہ جنکا بیان فرخ سیر کے ذکر مین ہوچکا ہے معین الملک کی بیخبری سے بڑہنے لگے تہے اور رنگ لائے کہ میدان خالی دیکہکر نائب احمد شاہ کو جو رامپور مین تہا مار ڈالا اور جبا نامی اپنی ہمقوم کو بادشاہ بنایا اور اطراف صوبہ لاہور مسخر کرکے عموم خلائق خصوص اہل اسلام کی درپے اذیت ہوے احمد شاہ ابدالی اس خبر کو سنکر عازم لاہور ہوا اس مرتبہ ۱۱۷۵ مین ساتوین دفعہ عزیمت فرمائی جب بلدہ لاہور مین آیا فرقہ سکہہ مفرور ہوکر ضلع روہی مین جو کہ نہایت دشوار عبور ہے جا پہونچے اسجگہ آلا جاٹ کی عملداری ہے اور اوسکے پاس دو لاکہہ سوار و پیادہ تہا احمد شاہ ابدالی نے خبر پاکر ایلغار کیا نوسے کوس کی راہ دو روز مین طے کرکے ۱۱ ماہ رجب ۱۱۷۵ ہجری کو اونکے سر پر جا پہنچا ایک دفعہ کی چشم زخم مین قریب بیس ہزار سکہہ کے مارے پڑے اور بڑی لوٹ حاصل ہوئی جب ادہر سے اطمینان ہوا ساتوین شعبان سنہ مذکور کو داخل لاہور ہوکر مقیم ہوا اور بعد انتظام نورالدین خان ابدالی کو جو کہ ولی خان اوسکے وزیر کی چچازاد ہوتا تہا سکہہ جیون صوبہ دار کشمیر کے سر پر مقرر فرمایا۔

تہوڑا حال سکہہ جیون کشمیری کا اور فتح پانا نورالدین خان کا

سکہہ جیون قوم کہتری کابل کا رہنے والا ہے اول مین اشرف الوزرا شاہ ولیخان وزیر ابدالی کا متصدی تہا ایک مرتبہ احمد شاہ نے اسکو واسطے طلب زر محالات تنخواہ کابل کے معین الملک کی پاس سفیر کرکے بہیجا تہا ۱۱۶۶ ہجری مین عبداللہ خان ایشک آقاسی کو جو کابل سے تسخیر کشمیر کو روانہ ہوا تہا سکہہ جیون کو بہی اوسکے ہمراہ کردیا اوسنے صوبہ مذکور کو فتح کرکے خواجہ کنجک کو نائب مقرر کیا اور سکہہ جیون کو دیوان کرکے خود واپس ہوا بعد چندے سکہہ جیون نے سردار مذکورہ کو مار ڈالا اور خواجہ کنجک کو اول قید بعدہ خارج کردیا اور عمادالملک سے سند صوبہ داری بمہر عالمگیر ثانی اپنے نام منگالی خطبہ و سکہ عالمگیر ثانی کی نام کا مروج کیا یہ شخص زیبا رو نیکو خو تہا عقیدہ اسلام رکہتا تہا اکثر مزارات بزرگان کی مرمت کرائی ہر روز بعد فراغ کچہری کے سو مسلمان کو کہانا عطا کرتا تہا اور ہر مہینہ کے گیارہوین بارہوین کو طعام پختہ تقسیم کرتا اور جو کوئی وارد ہوتا مناسب حال اوس سے سلوک ہوتا ہفتہ مین ایکروز مشاعرہ بہی کرتا تہا پانچ آدمی نوکر تہے جنکے لکہی دس نفر تہے تاکہ تاریخ کشمیر ابتدا سے اسکے وقت تک منتظم کرین اول محمد توفیق

شخص جسکا نام زبان کشمیر مین لالہ جو اتہا اسکا یہہ مطلع بلندی فکر پر گواہ ہے ~ تیرت از سینہ
من دل زدہ آید بیرون * ہچو آتش کہ زماتکدہ آید بیرون ~ دوم محمد علیخان متین تخلص مولف تذکرۃ
الاحیا الاشعر یہ شخص حسام الدین خان ایرانی کا فرزند ہی زمرہ منصبداران بادشاہی مین تہا۔ تیسرے
مرزا قلندر متین کا چہوٹا بہائی کبہی قلندر کبہی قنبر تخلص کرتا تہا کہتی ہین اسکی لاکہہ بیت ہی چوتہے
محمد علی ملقب پنہ پانچوین کا نام یاد نہین۔ القصہ احمد شاہ ابدالی نی انور الدین خان کو مع فوج
ابدالی اور قزلباشی اور خراسانی اور کسیقدر راجہ جمو کی تسخیر کشمیر کو مقرر کیا مخفی نرہی کہ راجہ جمو بوقت
ورود لشکر کشون کی مقامات دشوار گذار مین جابیٹہا تہا اور کچہہ روپیہ دیکر اونکے صدمات سی محفوظ رہا کرتا
تہا چونکہ کشمیر مین پہونچنا بدون رہنمائی کشمیریون کے دشوار ہی اور سکہ جیون نی راہ گذر باتفاق
کشمیریون کے مسدود کی تہی احمد شاہ کو اسکا تدارک ضرور ہوا تہا اسیواسطی راجہ جمو سی استعانت کی
تہی راجہ ایسے لوگون سی بہت ڈرتا تہا حاضر ہی کو راضی نتہا مگر شاہ ولی خان نے اپنے لڑکے کو بہیجدیا
کہ جب تک راجہ لوٹکر اپنے ملک مین نجاوی جب تک تو اوسکے آدمیونکے پاس بطور ضمانت کی
حاضر رہنا جب اسقدر اطمینان ہوگیا راجہ نے کسیقدر لوگ رہنمائی کو ہمراہ کردیئے تاکہ دریاے
چنہاسے جو نہایت دشوار گذار ہی یعنی اسقدر غریق ہی کہ عبور اسپ وشتر ناممکن ہی درختون پر پل باندہکر
عبور کرائے بعد اس اعانت کی اپنے گہر کو لوٹ گیا اور انور الدین خان حدود کشمیر مین پہونچا سکہ جیون
کے ہمراہیون سے لڑائیان ہوئین آخر مارتے بہگاتی متصل کشمیر جا پہونچا سکہ جیون بہی مقابلہ مین نکلا
اور مبارز ہوکر مغلوب ہوا ہمراہی فرار ہوے اور سکہ جیون مع چندرفقا کی سلسلہ قید مین پہسا
احمد شاہ نے اس فتح کے عوض مین انور الدین خان کو نایب کشمیر بنایا اور سنہ [illegible] ہجری مین بعزیمت
قندہار مصمم کی لاہور سے کابل آیا یہ اخیر آنا ابدالی کا ہند مین ہی بسبب عدم بندوبست خراسان
کے کہ خاطر خواہ نہوا تہا فرصت بندوبست لاہور اور استیصال جماعۂ سکہان کی نپائی اور صوبہ لاہور
وملتان و ٹہٹہہ اسکے قبضہ سی نکلکر سکہون کے ہاتھ لگا لیکن لاہور وملتان ابدالی کی عمل مین رہا اور
ان دونو صوبون کا انتظام آج تک کہ ۱۱۹۵ ہجری ہین کما ینبغی نہوا اور سکہون کا نہایت اقتدار ہی
ہر ضلعہ مین اضلاع مذکورہ سی ایک ایک رئیس جماعۂ مسطورہ کا کمال عز وجاہ سی گذران کرتا ہی اور
رعایا کو اپنے حسن سلوک سی راضی کرکے ملک کو آبادان کیا ہی لیکن بلدہ لاہور کی وہ رونق نہین ہی
اور یہان کے اعیان واشراف تنگی اوقات مین گرفتار رہین اکثر تو جلاء وطن کرگئے ہین اور
اکثر اپنے چہوٹرون مین بڑے بزرگون کی نام روشن کئے ہوے ہین اندلونین مین کہ اواسطے

سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ کی افواج اوس نواح مین جوار لاہور تک پہونچکر جماعۂ مذکورہ پر غالب ہوے ہین۔

ذکر احوال مرہٹہ اور اوسکے اصل ور موجب اقتدار پانے کا

گذشتہ تواریخ سے ظاہر ہی کہ ہند کے راجہ لوگ ہمیشہ دکن پر غالب رہے ہین اور لنکا اور سراندیپ تک مسخر کیا ہے مگر اوایل عہد محمد شاہ بابری سے بسبب نفاق امراے بی عقل و بی غیرت کی قوم مرہٹہ نے ہند مین دخل پایا اور اکثر صوبجات فتح کر لئے خلق خدا کو انکی بدعت ستانی لگی بعض صوبجات مثل اودہ بسبب حائل ہونی دریاے گنگ اور مدافعہ برہان الملک اور اوسکی اولاد کی اور بنگالہ اور عظیم آباد دہاکہ جنگ کی حراست کی سبب اور صوبجات لاہور و ملتان و ٹھٹہ بسبب بعد مسافت کی جماعہ مذکورہ کی دست برد سے محفوظ رہی اگرچہ قدم انکے یہانتک بھی آگئے تھے مگر چنانکہ باید و شاید انتظام اور تسخیر ملک نکر سکے چونکہ ذکر اس فرقہ کا اکثر واقع ہوا ضرور ہے کہ انکی اصل ماہیت کا بیان بنا بر مشتاقان منظر کیا جاوے۔ مخفی نرہے کہ مہارشت دیوگر اور اوسکے اطراف سے مراد ہی وہانکی رعایا کو مرہٹہ کہتے ہین یہانپر زبان مہارشتی بولی جاتی ہی اور ریاست اس قوم کی بہوسلہ گہرانے مین ہی چند سال باجی راو سرداری پر مقرر ہوے نسب بہوسلہ کا راجہاے اودیپور سے ملتا ہے اور راجہ اودے پور راجپوتانہ کے عمدہ راجون مین ہی اب بھی باوجودیکہ مانند راٹہور اور کچہواہہ وغیرہ کی نہین ہے مگر اوسکی عزت ہوتی ہی نیا راجہ جو گدی نشین ہوا اوسکے قشقہ سے ہوتا ہی اور راجہ اودیپور کا لقب رانا ہی رانا کی نسبت نوشیروان سے مشہور ہے بعض مورخون کا کلام ہی کہ جب سعد وقاص نے ایران فتح کیا اولاد نوشیروان کی آوارہ ہوکر ہند مین آئی اور راجگی حاصل ہوئی انکی اولاد کو رانا کہتے ہین مگر تحقیق امر یہ ہی کہ سبب رانا ہونے کا یہ ہی کہ پرتاب چند نے راجگی پائی ہند پر مستولی ہوے پیشتر سے جو خراج ولایت جاتا تھا اوسکو بند کردیا نوشیروان نے سزا کو لشکر بھیجا تاکہ قید کر کے حاضر درگاہ کرین پرتاب چند عاجز ہو کر خواب غرور سے بیدار ہوا اور جو کچہ مال و اسباب تہا مع ایک اپنی لڑکی کے بحضور نوشیروان روانہ کیا نوشیروان نے اوسکا جرم معاف کیا راجگی بدستور بحال رکھی اسکے بعد اوسکے اولاد نے اپنا خطاب رانا مقرر کیا تہوڑی مدت مین اطراف کی راجاون نے اونکا سارا ملک لے لیا تہوڑی سی زمین پرتاب چند کی اولاد کو باقی رہی ہان یہ ہوا کہ اور لوگ انکی تعظیم و تکریم ہمیشہ کرتے چلے آے اور انکو نوشیروانی جانتے تھے حالانکہ جو لڑکی پرتاب چند نے نوشیروان کو بھیجی تھی اگرچہ داخل پرستاران

حرم ہوئے بعد ہو رحلت نہین ہوئی اور بجز ہمرمز کی جسکی والدہ اعاظم عجمی کی خاندان سے ہے کوئی
اولاد نوشیروان کی نہین پائی گئی ہے رانا کی اولاد مین سے ایک شخص بڈہی کی بطن سے تہا چونکہ
عقیدہ ہندو یہ ہے کہ ایسے فرزند کو جو غیر عقد سے ہو جملہ اولاد مین نہین داخل کرتے ہین بسبب بے
اعتباری کے وہ ادیپور سے نکل کر دکن گیا اور کرناٹک مین سکونت پذیر ہوا اور بسبب
عمدگی کے دکن کی خدمات مین خویشی بہم پہونچائی اسکی اولاد کے دو قسم ہوے ایک اتنولیہ دوم
بہوسلہ بہوسلہ سے ساہوجی اول برہان نظام شاہ کی ملازمی مین آیا بعدہ ابراہیم عادل شاہ
کا رفیق ہوا ابراہیم عادل شاہ نے اپنے اخیر وقت مین پرگنہ پونا وغیرہ ساہوجی کی جاگیر مین مقرر کردئی
ساہوجی وہان مانند زمینداروں کی رہتا تہا چندے صاحب قران ثانی شاہجہان کا نوکر رہا اور اسکا لڑکا
سیواجی جاگیر مین رہا جب ابراہیم عادل شاہ کو دو برس مرض کی شہرت مین گذرے اور بسبب بے
بندوبستی کے اکثر سپاہ بیجاپور چلی آئی اور وہ ولایت اور قلعہ سپاہ محافظ سے خالی ہوئی اسوقت
سیواجی جو قوم بہوسلہ مین طرفہ ہوشیاری سے کارکن تہا براہ سرکشی اکثر قلعجات پر قابض ہوا
اس عرصہ مین عادل شاہ نے رحلت فرمائی اور اوسکا بیٹا علی عادل شاہ جانشین ہوا چونکہ یہ شخص
بسبب کم سنی اور اول اول جلوس کے چندان مستقل نہوا تہا بڑا فتور ملک مین ظاہر ہوا سیواجی
روز بروز قوت پکڑتا گیا اکثر قلعہ اپنی ذات سے بنائے حتی کہ چالیس قلعہ سابق اور حال کی مع سامان
قلعداری بہم پہونچائے اور ہر طرف سے دلجمعی ہو کر علی عادل شاہ سے علانیہ منحرف ہو بیٹھا اور
افضل خان رکن سلطنت علی عادل شاہ کو دغا سے مار ڈالا اور رستم خان کو شکست فاحش دی
بعد ازان بالکل خاطر جمع ہو کر ہنگامہ سازی اور تاخت تاراج کرنا شروع کر دیا اطراف کوکن مین خوب
ہاتہہ پیر مارے کوکن دریاے شور کے متصل ہے بعض بنادر کو بہی زیر تصرف لایا اور دریا کو راہزنی
کر کے جنگل مین قطاع الطریقی کرتا تہا بعض اوقات جب قابو پاتا اکثر مواضع متعلقہ ہند پر جو عالمگیر
اورنگ زیب کے محروسہ تہے تنگ و تاز کرتا تہا اورنگ زیب نے اس ماجرا سے متنبہ ہو کر امیر الامرا
شایستہ خان صوبہ دار دکن کو سزا دہی کا حکم دیا مہاراجہ جسونت راٹہور بہی مددگاری مین مقرر کیا گیا
اونہون نے اوسکی سزا اور اوسکی ملک کی تخریب مین خوب تردد کیا سیواجی اکثر اپنے اقربا جو
جو امیر الامرا کی دربار مین نوکر تہے رجوع ہو کر اونکو دغا بازی کا سبق سکہلایا جماعہ نکو امان نی شادی اولاد
کی بہانی سے ایکرات اژدحام کر کے واقعہ ۱۰۷۳ ہجری مین امیر الامرا پر چہاپہ مارا ابو الفتح خان اوسکا
لڑکا اس شبخون مین مارا گیا اور امیر الامرا عوض اس غفلت کی عہدہ سے معزول ہو کر مورد عتاب شاہی ہوا

اور دکن کی صوبہ داری شاہزادہ معظم کو ملی جب دکن کی مہم مہاراجہ جسونت سے بادشاہ کے خاطر خواہ
نہوئی حضور مین طلب ہوگیا اور بجاے اوسکے راجہ جی سنگہ مقرر کیا گیا راجہ جی سنگہ نے قرار واقعی
سیوا کی گوشمالی دی سیوا نے غیر اطاعت راہ نہ دیکھی راجہ جی سنگہ کے پاس بلا ہتہیار حاضر ہوکر ملاقی ہوا
اور تیئیس ۲۳ قلعہ اور دس لاکھ ہون کا ملک پیشکش سرکار بادشاہی کیا اور بموجب التماس راجہ جی سنگہ کے
فرمان بادشاہی مشتمل عفو تقصیر اوسکے نام صادر ہوا اور اوسکے لڑکا سبہا پنجہزاری کیا گیا اور سیوا
مع اپنے فرزند مذکور کے بعزم آستانہ بوسی شاہی ۱۸ ذی قعدہ سنہ ۷۶ ہجری کو اکبرآباد مین حاضر ہوکر
مشرف ملازمت ہوا اور مورد عطوفت خسروانی ہوا لیکن بمقتضاے دہقانیت و عدم واقفیت ضوابط دربار
کے اپنے حق مین بڑی امیدین رکھتا تھا رام سنگہ ولد راجہ جی سنگہ کے ذریعہ سے رنجش کی حکم ہوا کہ اب حضور مین
نہ آنے پاوے اور محافظ مقرر ہون الا اوسکا بیٹا سبہا چونکہ بے قصور تہا دربار مین آمد و رفت سے ممنوع
نہوا بادشاہ کو یہ منظور تہا کہ بعد چند سے سیوا کو مشمول عاطفت فرماکر مرخص کرے مگر سیوا اس رمز
کو نہ پہونچا تین مہینے نوروز کے بعد واقعہ بست ہفتم ۲۷ صفر کو تغیر وضع کرکے مع سبہا کے مفرور ہوکر دکن پہونچا
اور ہنگامہ آراے فساد ہوا صوبہ داران دکن اوسکی سزا و تادیب کیا کرتے تہے تا آنکہ ۱۴ ربیع الآخر
سنہ ۹۱ کو سیوا نے قضا کی اور اوسکا لڑکا سبہا اوسی راہ پر قدم زن ہوا آخر عالمگیر بہ نفس نفیس خود متوجہ
دکن ہوا ۲۳ ربیع الاول سنہ ۹۳ ہجری مین اورنگ آباد مین آکر خیمہ زن ہوا اور آخر وقت پچیس برس
تک مرہٹہ کی گوشمال مین مصروف رہا لیکن بعض امراے خودغرض کی تغافل سے خاطر خواہ بندوبست
مرہٹہ کا نکر سکا سنبہا کے دو لڑکے ہوے رام راجہ اور ساہو راجہ انہون نے بعد رحلت عالمگیر کے
ملک بادشاہی مین شراکت شروع کی رفتہ رفتہ ملک خارج دکن پر مشرف ہوے تفصیل اسکی
یہ ہے کہ آخر عہد عالمگیر مین قرار ہوگیا تہا کہ مرہٹہ سے صلح رہے اسطور پر کہ حاصلات ملکی سے فیصد نو روپیہ
صیغہ دیس مکہی مین مرہٹہ کو ملا کرین تا کہ وہ مطیع فرمان بادشاہی رہین اور احسن خان میر ملنگ کو
مع اسناد دیس مکہی کے مرہٹہ کے پاس بہیجا کہ عہد و پیمان کرکے مرہٹہ کو حاضر کرین آخر کو راے شاہی منحرف
ہوے اور میر ملنگ کو واپس کرلیا پہر شاہ عالم بہادر شاہ کے عہد مین دس روپیہ سیکڑا دیس مکہی حصہ
رعایا سے مرہٹہ کے نام مقرر ہوئے بہادر شاہ بعد فتح کام بخش کے واقعہ سنہ ۲۱ ہجری دکن سے ہندوستان
آیا اور دکن کی صوبہ داری امیر الامرا ذوالفقار خان کو مرحمت ہوئی امیر الامرا نے داؤد خان پنی کو مقرر کردیا
اس نائب نے مرہٹہ سے موافق ہوکر یہ مقرر کیا کہ حاصلات ملک سے تین حصہ سرکار بادشاہی کے اور چہارم
حصہ مرہٹہ کا ہو اور دیس مکہی علاوہ مقرر ہوی یہ تقسیم بہی جاری رہی لیکن چوتہہ کی سند مرہٹہ کو

سنہ ملی تہی جب امیر الامرا حسین علیخان بہادر کو بادشاہ سے ناچاقی ہوئی اور فرخ سیر نے حسب اغوای
در اندازون کی سرداران دکن خصوص ساہو راجہ بن سیہا کو در بارہ مخالفت امیر الامرا کی تحریر کی اور
حضور مین قطب الملک عبد اللہ خان سی ہر روز پر خاش تازہ کیا کرتا تہا اور قطب الملک برابر امیر الامرا
کو دہلی آنے کی لیئے لکہا کرتا تہا امیر الامرا نی لا علاج گہر کے دشمن سے تنگ ہوکر بیگانہ سی موافقت کی سنہ ۱۱۲۹ میں
بوساطت انور خان برہانپوری کی راجہ ساہو اور ملہار سے صلح کی شرط یہ ہوئی کہ لوٹ مار نہ کرے
اور پندرہ ہزار سوار اپنے نوکر ناظم دکن کی ہمراہ رکہے بعدہ چوتہہ فیصدی دس روپیہ دیس مکہی چہہ صوبہ دکہن
کے اپنی مہر سی لکہدی مع اوسکے راج قدیمہ کی اوسکی حوالہ کیا اور بالاجی ولد بشناتہہ برہمن کو کنی کو وکیل
راجہ ساہو کا کرکے ہر پرگنہ مین دو عامل منجانب مرہٹہ کے مقرر ہوئے ایک مکاسدار جو چوتہہ وصول
کرے دوسرا نایب دیس مکہی کی تحصیل کو۔ بعد انعقاد اس صلح کے ملک دکن جو باعث تاخت غنیم
کے خراب و ویران تہا اگرچہ رو بآبادی ہوا مگر ضبط پادشاہی اوٹہ گیا اور اس تربیع نے نحوست تثلیث
کی دکہلائی امیر الامرا بھی بعد مصالحہ واقعہ سنہ ۱۱۳۰ ہجری کو اپنے بہتیجے عالم علیخان کو دکن مین نایب کرکے
تیس چالیس ہزار سوار اور فوج مرہٹہ سردار بالاجی بشناتہہ کی ہمراہ عازم دار الخلافہ ہوا بعد عزل
فرخ سیر اور جلوس رفیع الدرجات کے سنہ ۱۱۳۱ ہجری مین راجہ سنکراجی ملہار کا بلند اور مختار دکن
مقرر کرکے باتفاق بالاجی بشناتہہ کی عالم علیخان کی پاس بہیجا اور یہ دونو دکن مین آکر ایسے مسلط
ہوئے کہ عالم علیخان سی بجز نام کی کچہہ باقی نرہا بعد عالم علیخان اور انقضاے عمر و دولت سادات
بارہہ کے بالاجی بشناتہہ بہی مرا اور اوسکا لڑکا باجی راو قایمقام پدر اور مدار المہام سرکار ساہو راجہ
کا ہوا سنہ ۱۱۳۷ ہجری مین جب محمد شاہ بادشاہ نی مالوہ کی صوبہ داری گردہر بہادر ناگر کو دی وہ آنکر دخیل ہوا
سنہ ۱۱۳۹ ہجری مین ہولکر ملہار جو قوم چرواہا باجی راو کے رفقا مین تہا مالوہ آکر گردہر ناگر سی لڑا جب گردہر مرا
اوسکی اولاد جو اوجین مین تہی متصل جانشین ہوئی وہ ملہار کی لڑائی مین مارا گیا صوبہ مالوہ مرہٹونکی
زیر تاراج آیا سنہ ۱۱۴۳ ہجری مین محمد خان بنگش صوبہ دار مالوہ ہوکر اوجین آیا مگر بسبب مرہٹہ کی اسکا
نقش درست نہوا سنہ ۱۱۴۵ ہجری مین راجہ جیسنگہ وہانکا صوبہ دار ہوا اوسنی ہم قومی کی باجی راو کی
تقویت مین سعی کرنا شروع کی اور گجرات بہو کہ بعد تغیری سر بلند خان کے راجہ ابہی سنگہ راٹہور کو مقرر ہوئی مرہٹہ
بتحریک چاند خان کی صوبہ مذکور مین سورش افگن تہا باجی راو نے ضعف سلطنت اور امراے حضور کی
جہالت اور اپنے اقتدار پر نظر کرکے دونو صوبہ پر قدم جرات بڑہایا مظفر خان برادر صمصام الدولہ
اوسکے صمیم پر مامور ہوا ملک مالوہ مین آیا سرونج تک دریپے جنگ مرہٹہ ہوا مگر باجی راو ترک مقابلہ کرکے

دکن کو لوٹا اور مظفر خان بدون لڑائی کی مظفر و منصور دار الخلافہ کو واپس ہوا ۱۱۴۶ ہجری مین دوبارہ باجی راو نے ہندوستان کا عزم کیا اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر اور امیر الامرا صمصام الدولہ خان دوران اوسکی تنبیہ پر مامور ہوے اور ہر دو گروہ بیس چالیس کوس کی تفاوت سے مالوہ کو چلے باجی راو نے بھی دو حصہ فوج کر کے ایک حصہ پیلاجی جادو کی سرداری مین بمقابلہ وزیر روانہ کیا اور ایک حصہ ہولکر ملہار کی سرداری مین امیر الامرا کی مقابلہ پر معین فرمایا پیلاجی تین چار مرتبہ وزیر سے مقابل ہو کر ہر بار مغلوب ہوا امیر الامرا نے وزیر کی زعم سے صلح کی اور باتفاق وزیر دار الخلافہ کو معاود ہوا ۱۱۴۸ ہجری مین امیر الامرا نے حسب استدعای جی سنگھ سوائی کی بادشاہ کو راضی کر کے صوبہ داری گجرات و مالوہ کی باجی راو کو دلوائی اور ۱۱۴۹ ہجری مین باجی راو مع فوج عظیم کی مالوہ سے گذر کر اتفاقاً متوجہ کول کا ہوا اور بعد دلجمعی بند و بست صوبہ مذکور کے راجہ بہداور کی دار الاقامتہ موضع اٹیر کو محصور کیا راجہ دشوار عبور گھاٹیون مین جا تارہا باجی راو نے بعد لوٹنے ملک بہداور کی چاہا کہ انتر بید مین آوے پیلاجی جادو کو معین کیا کہ دریا سے جمن سے اوتر کر برہان الملک سے جو کہ اپنے صوبہ سے نزدیک اکبرآباد کی آیا تھا گرم ستیز ہو حسب تقرر پیلاجی برہان الملک سے جا بھڑا مگر مغلوب ہو کر فراری ہوا اور بہزار خرابی باجی راو کی پاس واپس آیا اس شکست مین اوسکی فوج اکثر غرقاب جمن ہوئی اور قریب ڈیڑہ ہزار جرار کے قید برہان الملک ہوے برہان الملک نے ہر ایک قیدی کو ایک ایک چادر اور دو دو روپیہ دیکر رہا فرمایا باجی راو خفیف ہو کر شاہجہان آباد آیا افواج حاضرین شاہی نے بیرون شہر نکلکر محافظت کی باجی راو نے اطراف شہر تاراج کر کے شورش برپا کی تا اینکہ عماد الدولہ و صمصام الدولہ و برہان الملک و غضنفر جنگ بنگش جو اوسکے مدافعہ کو شہر سے تین چالیس کوس پر تھے آپہونچے اور باجی راو نے لڑائی مین بہبود ندیکہ اکبرآباد کی راستہ سے مالوہ کی راہ لی مفصل یہ سانحہ دفتر دوم مین لکہا ہے جب آصفجاہ ۱۱۵۰ ہجری مین حضور مین آیا اور مالوہ کی صوبہ داری باجی راو سے تغیر سے اسے مقرر ہوئی عازم مالوہ ہوا باجی راو بھی دکن سے آکر واقعہ اطراف بوپال جنگ آور ہوا اسی ضمن مین آمد نادر شاہ کی ہو جب تاخیر تنبیہ باجی راو ہوئی آصفجاہ حضور مین آیا جب کہ آصفجاہ بوپال مین گرم ستیز تھا رگھوجی بہوسلہ مکاسدار صوبہ برار نے شجاعت خان الہ آبادی کو جو آصفجاہ کی طرف سے نائب ناظم تھا جنگ کر کے مار ڈالا چونکہ ورود نادر شاہ سے ہندوستان مین بڑا تخلل واقعہ ہوا باجی راو نے منفسد ان دکن کی جاگیرات جو بادشاہ اور آصفجاہ کی طرف سے تھین ضبط کین بعد ازان جبکہ نادر شاہ ایران کو واپس ہوا نظام الدولہ ناصر جنگ خلف آصفجاہ نے جسکا مذکور ہو چکا ہے ایک ایلچی باجی راو کی پاس بھیجا اور پیغام مواخذہ و عید بھیجا باجی راو نے ضبطی جاگیرات سے ہاتھ اوٹھایا ۱۱۵۲ ہجری مین پچاس ہزار سوار جرار سے عزم ہیم کرکا

یہ ارادہ کیا کہ ناصر جنگ کو بھی بدین ارادہ اورنگ آباد پہونچکر جنوب رویہ شہر مین منزل گزین ہوا ناصر جنگ
دس ہزار سوار سے برآمد ہوکر قاصد تاراج پونا ہوا اور باجی راو کو دریاے گنگ دکن تک مارہٹایا
ہ ہ ہ شوال سے عید الضحی تک جنگ و جدال رہی اور ناصر جنگ کا غلبہ ظاہر ہوا باجی راو طالب ملاقات
ہوکر ناصر جنگ کی حضور مین آیا ناصر جنگ نے سرکار کہرکون اور سرکار ہندیہ اوسکے جاگیر مین لطف
فرمایا باجی راو بعد مصالحہ مالوہ چلا گیا دریاے نربدا کی کنارے پہونچکر عدم کی راہ لی اوسکا لڑکا بالاجی راو
بجاے پدر مسند آرا ہوا اسی سال مین آصفجاہ حضور سے مرخص ہوکر سلخ شعبان کو داخل برہانپور
ہوا اور بالاجی جو دکن سے مالوہ جاتا تہا برہانپور مین آکر مشرف ملازمت ہوا اور مالوہ کو رخصت ہوا بعد
معاودت آصفجاہ کے اوسکی رحلت تک جو کہ آٹھہ برس ہوتی ہین غنیم نے چند مرتبہ سر اوٹھایا اور سزا پاکر
ہوکر صلح ہوئی ناصر جنگ کی عہد مین راجہ ساہو سے صلح ہوئی اور ناصر جنگ کی قتل ہونی تک ڈہائی برس
وہ صلح قائم و برقرار رہی بعد مارے جانی ناصر جنگ اور فوت ہونی راجہ ساہو کی جو سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین واقع
ہوا بالاجی کی سربلندی ہوئی اور سداشیو راو عرف بہاو برادر چچا زاد بالاجی راو کا جو کہ سخت مدبر و جفاکش
تہا مدار المہام ہوا تا حین حیات ساہو راجہ کی برہمنان کوکن خاندان بہوسلہ کو دخل حساب سمجہتے تہے بعد مرنے
ساہو کی بالاجی نے کل اقتدار اپنے ہاتہہ لیا کسیکو خاندان بہوسلہ سے بجاے ساہو کے مسند نشین نکیا اور
سرداران قدیم مرہٹہ کو مطیع بلکہ معطل کردیا بعد فوت راجہ ساہو و ناصر جنگ کی برہمنان کوکنی کا تسلط جسقدر ہندوستان اور
دکن مین ہوا اوسکا ذکر سابق مین ہوگیا ہے مجمل کسیقدر بزبانی میر غلام آزاد بلگرامی کی جسکی عمر دکن مین بسر ہوئی معلوم ہوا لکہا جاتا ہے
مخفی نرہے کہ فرقہ برہمن یہ نیت رکہتے ہین کہ جہان ہاتہہ پہونچے خلق اللہ کی وجہ معاش بند کرین اور زمینداری
اور مقدمی اور سہوار گری بہی ورثا کو نہ دیوین اور اونکی ورثا کو جہد بلیغ کرکے محروم کرکے خود قابض
و دخیل ہوں اور چاہتی ہین کہ تمام روے زمین کی خود مالک ہوں مگر رزاق حقیقی نے تو ہنود و مسلمان
کا رزق اسی ملک مین مقرر کیا ہے پس ایک فرقہ مذکور پر کیونکر ساری زمین مقرر ہو سکتی ہے
لطائف ذائقہ اس فرقہ کی دیکہیے بالاجی راو باوجود اس اقتدار کے کہ دکن اور ہند کی سلطنت کرتا تہا
نان نابہرا کہاتا تہا اور بادنجان خام اور انبہ خام اور کرستہ خام سے بڑی رغبت تہی پس عام کی حقیقت
دیکہنا چاہیے چونکہ اصل پیشہ برہمن کا گدائی ہے اور مذہب ہنود مین مقرر کہ صدقات برہمن کو
دیتے ہین پس طبائع اسکی نسلاً بعد نسل دریوزہ گری کی معتاد ہو گئے اور بوالہوسی لازم دریوزہ گری ہے
ظاہر ہین باوجود میسر ہونے سامان سلطنت کی شیوہ گدائی طبیعت سے خارج نہین ہوا اسبب عدم
[illegible] خورش دال تو یعنی ارہر ہی جسکو بگہار بہی نہین دیتی کہ اوسکی بیوست دور ہو اور مرچ

مرچ سرخ اور ہلدی اور میتی وغیرہ بکثرت سواے پکانے کے خام بہی کہاتے ہین پس اکثر صفراوی
یا سوداوی مادہ ہوتا ہے طبیب ہندی بہی موافق اپنے ضابطہ کے ادویہ حار انکی خورش مین تجویز کرتے
ہین مزاج انکا حار یابس واقع ہوا — مورخ سوگند کہاتا ہے کہ خالی از تعصب یہ عبارت تحریر ہوئی واللہ اعلم

باقی حال شجاع الدولہ وزیر اور شاہ عالم اور نجیب الدولہ کا

شجاع الدولہ معہ بادشاہ کے بعد فتح جہانسی واقع الہ آباد و بوندیلکھنڈ کے بندوبست مین سرگرم تہا
تا آنکہ ۱۱۷۷ ہجری مین عالیجاہ میر محمد قاسم خان انگلشی سے شکست کہاکر وزیر و بادشاہ سے پناہ جو ہوا
چونکہ شجاع الدولہ بوندیلکھنڈ کے ارادہ انتظام مین تہا عالیجاہ نے خود بوندیلکھنڈ جاکر بوساطت نجف خان
جسنے سفر شکست مین کرم باسہ کے مقام سے رخصت ہوکر راجہ بوندیلہ کی رفاقت کی تہی مقدمہ فیصل کیا اور شجاع الدولہ نے معہ بادشاہ
اور عالیجاہ کے عزیمت ممالک مشرقیہ کی اور انگلشی سے لڑکر مغلوب ہوا پس صلح کی اور صوبہ اودہ شجاع الدولہ اور الہ آباد بادشاہ کو
مخصوص ہوا کہ انکا ذکر دفتر دوسرے مین مفصل لکہا گیا ایک سردار انگلشی سوال جواب طرفین کیواسطے شجاع الدولہ کے پاس آکر رہا
تہا اور فوج انگلشی مع سرداران عمدہ مانند جرنیل و کرنیل کے حاضر حضور شاہی رہتے اور سرامن یاوری کرتے تہے مرزا نجف خان نے جیسا کہ دفتر دوم مین
تحریر ہے بروقت جنگ شجاع الدولہ نے رفاقت انگلشی اختیار کرلی تہی لہذا مورد عنایت انگلشی تہا
ایک لاکہ روپیہ سالانہ اوسکو مقرر ہوا اور معاملہ بنگالہ مین سے جہان کہ انگلشی نے ۲۶ لاکہہ کی مالگذاری شاہی
اقرار کی تہی مجرا کرکے خاندکور کو پہونچاتی تہی خان مذکور نے بعد مدت کے حکومت کوڑہ پائی وہان کی فوجداری
اور انتظام مین مصروف ہوا اور منیر الدولہ بنام خدمت میر خان سامانی سرکار بادشاہ کا اوسکا مدار المہام
اور رونق ایسا ہوا کہ جمیع ملازمان شاہی اوس سے رجوع ہوے اور بحالی و برطرفی کل ملازمین سرکار
شاہی کا مختار ہوا اور جواب و سوال بہی سرکار انگلشی مین کرتا تہا سفر کلکتہ مین کبہی جو مدت ہو جاتی
بعض سفلہ ملازم شاہی مانند حسام الدین خان اور راجہ رام ناتہہ اور بہادر علیخان محلی وغیرہ بنابر مناسبت
طبیعت بادشاہی کے بر روے کار آتے خصوص حسام الدین خان جو کہ نو رسیدہ پری پیکرون کی تعلیم رقص
وراگ کی کرکے حضور مین لاتا تہا زیادہ منفعت حاصل کرتا اور معتمد علیہ سلطنت ہوا تہا شجاع الدولہ کبہی کبہی
مرزا سعادت علیخان اپنے لڑکے کو نائب وزارت اور بعض ملازمین کو میر آتشی وغیرہ کی نیابت پر بہیجتا کبہی خود بہی آجاتا

نجیب الدولہ کا مجمل احوال

نجیب الدولہ نے بنام منصب امیر الامرائی کے واقعہ شاہجہان آباد مسلط ہوکے مرزا جوان بخت فرزند

کلان شاہ عالم کو جو ولیعہد تہا جانشین دار الخلافت کیا درمیان افاغنہ کی خالی شورسے تہا فی الجملہ لیاقت سروری اور سپہ سالاری کی رکھتا تہا سورجمل جاٹ نے جو راجہا ہے جاٹ سکے خاندان مین چشم وچراغ تہا اوس اقتدار ولیاقت کو آج تک کوئی دوسرا اوسکا نظر نہ آیا چار قلعہ مستحکم طیار کیے اور ایسا اسباب وسامان وہان جمع کیا جو برسون کو کافی تہا بہرحال اونکے متانت اور استحکام کی تفصیل کو ایک دفتر چاہیے بارہ ہزار گہوڑے اوسکی اصطبل مین سوارون کو مقرر ہوئے انہین گہوڑ ون کی سوارون نے قواعد اندازی اور سپاہ گری کے فن تعلیم کیے اس ہنر کا بہی جو اب ہند مین نا ممکن تہا گمان نتہا کہ کوئی بہی اس راجہ پر غالب ہووی اور اسے قتل کرسکے مکرر مرہٹہ آے اور ابدالی بہی آیا مگر یہ شخص اپنے قلعہ کی وسیلہ سے محفوظ رہا اور صفدر جنگ کی لڑائی مین افاغنہ پر غالب رہا اور صفدر جنگ ایسے وزیر نے اسکی مدد چاہی چونکہ اسکا ملک نہایت ملحق شاہجہان آباد سے تہا نجیب الدولہ کو اس سے شکر رنجی تہی ہمیشہ ایک دوسری سے خبردار رہا کرتے تہے بلکہ نجیب الدولہ کو زیادہ اندیشہ تہا درحقیقت کوئی معاصرین ہند مین اوسکا ہمسر تہا واہ ری تقدیر کے کارخانے موت کی بہانے جب زمانہ اخیر ہوا اسہل سی لڑائی مین جان دی وہ کروفر جاہ وحشم تدبیر وسامان کچہ کام نہ آیا محالفین اپنے اپنے شیخی کے لیے دون پر او چلنے لگے

ذکر مقتول ہونا راجہ سورجمل کا سید محمد خان برادرزادہ بہادر خان بلوچ کے ہاتہ سے میدان شاہجہان آباد اور فرخ نگر مین

اسگلے زمانہ مین گروہ کثیر بلوچ کا فرخ نگر مین بود وباش رکہتے تہے محمد شاہ کے عہد مین کامگار خان کا اقتدار بڑہا کبہی کبہی پانی پت وغیرہ کی حکومت بہی ملی اور محال حصار کو جہان کم کسیکا دخل ہوا تہا مسخر کیا اور اسکے جلدو مین نور الدولہ تا ارکان شاہی ہوا بہادر خان اسکا نوکر اسکی حین حیات مین فوجدار سہارنپور ہو رہا ہوا جب صفدر جنگ اور احمد شاہ کی لڑائی ہوئی عماد الملک نے اوسکو اپنے مدد پر بولایا اور مرتبہ ہفت ہزاری کو پہونچکر صاحب ماہی ومراتب ہوا بعد عماد الملک کے نجیب الدولہ کا رفیق ہوا اور شاہجہان آباد سے بارہ کوس پر قلعہ اور آبادی اپنے نام کی بنا کر مقیم ہوا اوسکا نام بہادر گڈہ مشہور ہے جب کامگار خان مرگیا اوسکی اولاد کی باہم منازعتین ہوئین سورجمل جاٹ نے تقابو پاکر بلوچون کو دور کرکے دروازطی اور فرخ نگر فتح کرلیا نجیب الدولہ کے عہد مین چاہا کہ بہادر گڈہ کو بہی تصرف مین لاوے بہادر خان نے نجیب الدولہ

مدد چاہی اور سخنان غیرت افزا بہت سے کہے مگر اوسنے کچھ اعانت نہ کی سورجمل جاٹ نے اس سبب سے
اپنا خوف نجیب الدولہ پر عائد سمجھا درخواست فوجداری کی کی نجیب الدولہ نے یعقوب علیخان کو
جو وزیر ابدالی کا بھائی اور کبھی کبھی دار الخلافت کا ناظم رہا تھا سورجمل کے پاس بھیجکر چاہا کہ صلح
ومدارا ہو جائے یعقوب علیخان باتفاق راجہ دلیر سنگہ کھتری کے راجہ سورجمل کے پاس حاضر ہوا اور یعقوب علیخان
نے جوڑہ چھینٹ ملتان رنگ زرد اور گل زر سبز برنگ سوسنی گذرانا اوسنے پسند کرکے اوسیوقت
حکم دیا کہ جامہ طیار کرین اور پیغام اتمام رہا یعقوب علیخان نے اوسکو عرض کیا کہ جاری نفرمائیے گا بندہ
کل حاضر ہوگا سورجمل نے غرور سے جواب دیا کہ اگر پیغام صلح منظور ہو تو ہرگز نہ آنا یعقوب علیخان معہ کرم الہ
خدمتگار کے جسے نجیب الدولہ نے معتمد سمجھکر ہمراہ کر دیا تھا چلا آیا اور آہستہ ساری کیفیت عرض کی خدمتگار
مذکور نے عرض کیا کہ بجز لڑائی کے چارہ نہین نجیب الدولہ نے متنبہ ہوکر کہا انشاء اللہ اس کافر سے جہاد کرتا ہون
اور اپنے لڑکون افضل خان اور سلطان خان اور ضابطہ خان کو حکم دیا کہ کل تیار ہوکر راج گھاٹ
سے عبور دریا جمنا کرو صبح کو جبتک فوج عبور کرے سورجمل نے بھی اپنی فوج کو مامور عبور کیا دریا کے ہیڈن پر مورچہ قائم کیے
نجیب الدولہ شاہدرہ کو پشت پر دیکر آمادہ جنگ ہوا اور افضل خان کو مقدم لشکر بنایا جب جنگ شروع ہوئی حسب ضابطہ خود دس ہزار
سوار ہمراہ لیکر جائے مناسب مین استادہ ہوا اور خود اسی خیال سے کہ کیونکہ نجیب الدولہ پر جاگری چند مقربین کی ہمراہی کلیم اللہ خان لد
بخشی خان میر مستی کو درمیان فوج ہراول اور نجیب الدولہ کے جا کھڑا ہوا اوسیوقت افضل خان ہراول نجیب الدولہ کا مع تمام ہراول
راجہ سورجمل کی بات سے شکست کھاکر فرار ہوا چونکہ فراریان راجہ سورجمل کے پیش نظر سے بھاگے جاتے تھے کلیم اللہ خان اور مرزا سیف الدولہ
نے عرض کیا کہ چند لوگون سے یہان حاضر رہنا مناسب نہین اوسنے کچھ التفات نکیا پھر بھی عرض کیا مگر کچھ ملتفت نہوا حکم دیا
کہ اسپ خاصہ حاضر کرین اور سوار ہوکر استادہ ہوا واہ رے جوش شجاعت اور استقلال مگر
قضا بھی بڑی ہستی ہے بڑے بڑے عقلا کو ابلہ بناتی ہے سید محمد خان بلوچ معروف ببیکراول نجیب الدولہ مع چالیس
پچاس سوار کے بھاگ کر طرف نجیب الدولہ کے آتا تھا ادہر سے گذرا اوسکے کسی ہمراہی نے راجہ کو پہچانکر کہا خانصاحب کہان جاتے ہو
راجہ میدان مین تنہا کھڑا ہے ایسا وقت پھر نہین ملنا سید یہ سنکر معہ رفقا راجہ کے سر پر پہونچا کسی راہی
نے تلوار ماری راجہ کا سیدہا ہاتھ جسمین ناسور بھی تھا کٹ کر گر گیا اور لوگ اکٹھے ہوکر یورش
کر آئے اوسکو معہ مرزا سیف الدولہ اور راجہ امر سنگہ کے قتل کر ڈالا اور دست مقطوع اوسکا علامت
کو اپنے نجیب الدولہ کے حضور مین حاضر کیا اور ہمراہی سورجمل کے مغرور ہوکر لشکر مین جا رہے اگرچہ
نجیب الدولہ کو دو روز تک راجہ کا قتل ہونا محقق نہوا مگر اوسکے ہمراہی مطمئن ہو گئے اور جنگ
موقوف ہوئی جب یعقوب علی خان دوسرے روز نجیب الدولہ سے ملاقات کو آیا اسپر معقول

سے اپنے دوسے ہوے یار جہیٹ کو پہچانا اور تحقیق قتل ہوا راجہ کا ہمیشہ قاعدہ تہا کہ ہنگام رزم علاحدہ رہتا تہا اس مرتبہ قضا نے ساری عقل فراموش کردی سچ ہی اگر یہی عقل و تدبیر موت مین کام آتی تو بڑے بڑے عقلا ارسطو افلاطون بیچ کیون نہ گئے ؎ نہ دیکہی کسی کو تو قایم یہان — تماشا ہی دم کا یہ سارا جہان —

مسندارا ہونا جواہرمل ولد سورجمل کا اور رحلد دنیا سے گذرنا

جواہرمل بڑا بیٹا سورجمل کا گدی نشین ہوا اسی غرور نے لاچار کردیا باپ کی ہوشیاری اور قدردانی اور وقت شناسی کچہ بہی یاد نرہی وکلا کے معرفت مرہٹہ کو طلب کرکے اپنا رفیق بنایا اور قلعہ شاہجہان آباد کا محاصرہ کیا نجیب الدولہ چالیس پچاس روز لڑا اورکار بوساطت راجہ دلیرسنگہ ملہار را و مرہٹہ سے موافق ہوکر صلح کی اور جواہرمل اور نجیب الدولہ سے میدان خضرآباد مین ملاقات ہوئی بعد ازان سمرو فرنگی کو جو کہ ساختہ پرداختہ عالیجاہ کا تہا اور جس نے نمکحرامی کرکے اپنی آقا کو حوالہ شجاع الدولہ کیا اور آخرکار شجاع الدولہ سے بہی دغا کی اور ہزارون بندوق چقماقی اور اور توپ واسباب حرب مملوکہ عالیجاہ کے نکلکر خودسر ہوگیا تہا اپنا رفیق بنایا اور اسیقدر اقتدار پر قاصد جنگ اولاد مہاراجہ ادہراج راجہ جی سنگہ سوائی کا ہوا اور جے نگر پہونچا اور شکست فاحش کہا کر غایب وخاسر لوٹا اپنے عہد مین اکثر رفقاے پدر کو قتل کرڈالا چونکہ لوگ اسکے خوسی ناراض تہے کسی کو اسکے قتل پر مقرر فرمایا آخرکار جلد مارا گیا اسکے بعد اسکا کوئی بہائی جو کہ نامرد تہا گدی نشین ہوا اسکو آزروے دواے رجولیت اکثر رہتی تہی کسی بیراگی نے دوا کے حیلہ سے حاضر ہوکر خوب روپیہ حاصل کیا ہنگام کشف راز سمجہا کہ مقرر مارا جاونگا لہذا بہانہ تیاری دوا اسی خلوت کی رتن سنگہ کو تنہائی مین مارکر جاہا کہ نکلجا ے مگر نکلتی وقت مارا گیا اسکے بعد اوسکے بہائی نول سنگہ کو راج ملی اور دوسرے قلعہ مین دوسرا بہائی رنجیت ہمسیا نام راجہ سورجمل کی بی بی کی استعانت سی جسکے پاس خزاین دفاین تہی خودسر ہوا نجیب الدولہ چندروز فرمان رواے شاہجہان آباد رہا ہرچند قوم روہیلہ مین مشہور یہ ہی کہ کمتر قوم افاغنہ سی ہین مگر یہی عدالت کیش اور خیراندیش خلق اللہ کا تہا مگر اوسکی ہمراہی جو کہ تمام روہیلہ اور افغان بہی خباثت طبعی سے خلق خدا کو یعنی شرفاے شاہجہان آباد کو رنجیدہ کرتے تہے ہرطرح کی ظلم و بدعت نئی نئی کیا کرتے تہے تا آنکہ نجیب الدولہ ناسازگاری آب ہوا سے بیمار ہوکر نجیب گڈہ مین جاکر سکونت پذیر ہوا آخر کو موت سے نہ بچا اسکا بڑا بیٹا ضابطہ خان بجاے پدر متمکن ہوا ایک مدت تک شاہجہان آباد وغیرہ اطراف مین فرمان روا رہا اور خلق خدا کو راضی رکہا تنبیہ روہیلہ مین

با پچہ سے زیادہ مصروف تہا آخر درانداز دن کی بدولت باہمدگر بہائیون مین لڑا بیان ہو مین آخر
کو غالب آیا اور ہر ایک کو جگہہ دیکر راضی رکہا تاکہ فتنہ مرہٹہ بلند ہو جسکا ذکر آئندہ ہوگا۔

جانا شاہ عالم بادشاہ کا الہ آباد سے شاہجہان آباد کو اور روداد کی سرگذشت

شاہعالم بادشاہ اپنے سستی عقل اور پستی فطرتی سے ہمیشہ محکوم ایک نہ ایک ملازم کا رہا یعنی الہ آباد مین
تابع راے منیر الدولہ اور محکوم سرداران انگلشیہ رہا چونکہ آرزومند شاہجہان آباد بنا بر ظہور اپنے خودی
کے تہا بعد مرنے نجیب الدولہ کی عازم ہوا آخر یہ فکر ہوئی کہ ایسے لوگ ہمراہ چاہیے جنکے تقویت سے
وہان آرام کرے آخر ترغیب و تحریص سے مرہٹہ کے تجویز ہوئی سیف الدین محمد خان برادر عاقبت محمود خان
کشمیری دکن کے سفارت پر روانہ ہوا اور بعد چندے سرداران مرہٹہ کو عرائض متضمن قبول رفاقت
حضور مین لایا شاہ عالم نے بیتاب ہوکر اظہار عزیمت کی منیر الدولہ اور شجاع الدولہ اور انگلشیہ نہایت مانع ہوے
بادشاہ نے مطلق نہ سنا ناچار انگلشیہ نے رخصت دی منیر الدولہ نے ہمراہی بادشاہ مین اچہا نسمجہا انگلشیہ
کے زیر حکومت آیا اور انگلشیہ کی طرف سے صوبہ دار اور کارگذار معاملہ صوبہ الہ آباد و کوڑہ ہوا لاکھہ روپیہ کی جاگیر سرکار
انگلشیہ سے اسکے نام مقرر ہوئی پرگنہ بہیم پور شاہجہانپور اور چند لاکھہ دام پرگنہ اردل مضافات صوبہ بہار
مین تنخواہ ہوئی بعد گذرنے ایک سال کے اس معاملہ کو جب کہ نواب گورنر جنرل عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ بہادر
جلادت جنگ واسطے ملاقات شجاع الدولہ کے پاس بنارس مین آئے اور وہان پر ہر ایک جمع ہوا منیر الدولہ بھی حاضر ہوکر
بہرہ اندوز ملاقات ہوا شجاع الدولہ نے معاملہ الہ آباد اور کوڑہ کا اپنے نام حاصل کیا اور منیر الدولہ سے
معزول ہوکر زر معہودہ دام دام پہونچا دیا اور اوسے زمانے مین بیمار ہوکر بہر اسے عقبی ہوا لاش اوسکی
شہر عظیم آباد مین متصل حویلی اسد اللہ خان کے جو کہ منیر الدولہ کے زر خرید کریم قلیخان اوسکے بیٹی کے
حصہ مین آئی تہی مقبرہ مین دفن ہوئی اللہ بخشے اور رحم کرے اوسپر مرزا نجف خان ہمراہ بادشاہ گیا شجاع الدولہ نے چند منزل
مشایعت کی فسخ عزیمت بادشاہی مین مصر تہا لیکن کچہ سود نہوا اسی ضمن مین احمد خان بنگش برادر قائم خان
حاکم فرخ آباد جو نہایت فیاضی اختیار کرکے اکثر امرا اور امرازادگان کی تنخواہ ماہواری کا
متعہد ہوا تہا اور نیز ضعفا پروری مین متوجہ ہوا تہا فوت ہوا عین سفر مین بادشاہ یہ خبر سنکر
فرخ آباد پہونچا اور بہ طمع ضبطی مال و متاع مرحوم کے حصار فرخ آباد مین مقیم ہوا آخر
کسیقدر اوسکے فرزند مظفر جنگ سے لیکر روانہ دار الخلافت ہوا اور شجاع الدولہ
نے مظفر جنگ کو مشمول عواطف فرماکر اپنے لڑکے کو برسم تعزیت اوسکے گہر مین بہیجا اور اوسکو

اپنے پاس طلب کرکے ستمول عنایت فرمایا اور اپنے صوبہ کو مراجعت کی اور اپنے کاربار مرجوعہ سے مشغول ہوا اور لاد ننگش کو شامل مہربانیون کا کرکے اپنے متوسلو نمین قرار دیا۔

پہونچنا شاہ عالم کا دارالخلافۃ مین اور مرہٹہ کا تازہ دل ہونا

جب مرہٹہ کو شاہ عالم نے طلب کیا بقیۃ السیف فوج ابدالی سے ملک دکن اور مالوہ مین نیم جان ہو رہے تے بامید تحصیل اقتدار و عزت و جاہ مین بادشاہ کی طلب کو حیلہ بنے مع ساز و سامان قاصد حضوری ہوئے ضابطہ خان خلف نجیب الدولہ نے بخیال کینہ دیرینہ کے اپنا اقتدار شاہجہان آباد مین مناسب نہ جانا سارنپور بوڑیہ اور نجیب گڈہ وغیرہ متعلقہ اپنے باپ کی طرف جاکر مقیم ہوا اور مرہٹہ نے نواح دارالخلافت مین پہونچکر شاہزادہ جوان بخت کو بطور سابق مسلم رکہا حکومت اطراف کی خود کرنے لگے اور ضابطہ خان سے کاوش کرکے اوسکے ملک مین دست اندازی شروع کی بادشاہ نے پہونچکر قلعہ دولت خانہ شاہی مین نزول فرمایا عبدالاحد خان ولد عبدالمجید خان کشمیری جو کہ مرد عزدہ و مفتن کارتہا استقبال شاہی کو آکر مورد لطف ہوا اور بادشاہ کو موافق کیا سیف الدین محمد خان جو مرہٹہ کی سوال و جواب مین درمیانی ہوا تہا بنابر تقرب عبدالاحد خان کے اپنی مراد کو نہ پہونچا اور عبدالاحد خان نے خطاب مجدالدولہ خانزمان فرزند خان بہادر بہرام جنگ کا پایا اور خانہ بادشاہی کا مدارالمہام ہوا بادشاہ داخل حرم سراے سلطانی ہوکر مشغول عیش لہو و لعب ہوا مرزا نجف خان نے بمقتضاے شجاعت رفقاے صاحب جرات نوکر رکھکر مدارج علیا پر فائز ہوا اور فراہمی اسباب اقتدار اور رفقاے جانثار مین ساعی ہوا مرہٹہ جو کہ حسب طلب شاہی ضابطہ خان کی ملک کی خرابی اور ویرانی کرکے شاہجہان آباد آتا تہا قریب پہونچکر درخواست مطالب زیادہ کی قیاس سے کرتا تہا بادشاہ متفکر ہوکر نجف خان سے استعانت خواہ ہوا اوسنے فرط شجاعت سے دلالت گوشمال کی اور اس مہم پر مامور ہوا اور بیرون شہر جاکر ہر بار لڑائی مین غالب آتا تہا۔

نفاق پیشون کا دراندازی کرنا درمیان نجف خان بہادر اور مرہٹہ کی

منافقان حضور مانند عبدالاحد خان و حسام الدین خان و بہادر علیخان محلی ناظر چونکہ مرزا نجف خان بہادر کے شجاعت سے رہین نہتے اسکے کہوج مٹانے مین مرہٹہ سے مصالحت کی درپے ہوئے بخصوص حسام الدین خان نامبرد کہ زیادہ ترسب سے مقرب بادشاہی اور نجف خان سے متنفر تہا بادشاہ کو اسپر لایا اور بے اطلاع خان مذکور کے درپردہ مصالحت کرلی مرہٹہ بہی چونکہ جانتے تہے کہ جو کچہ ہوتا ہے نجف خان سے ہوتا ہے جسوقت وہ نہ رہا بادشاہ پر مسلط ہو جانا بڑی بات نہین ہے عملہ حضور نے جو برج و بارہ حصار شہر مین

مقرر سے انہون نے حسب الامر دروازہ کہولدیئے مرہٹہ داخل شہر ہوئی اور بادشاہ کی مستفیض ملازمت ہوکر تمام شہرمین دائر سائر ہوگئے نجف خان بہادر اس خبر سے متحیر ہوکر خود بہی شہر مین آکر اپنے مکان مین جابیٹہا پادشاہ تو حسام الدین خان کا مطیع ہورہا تہا جو روپیہ کہ صلح مین مرہٹہ سے ٹہہرا تہا اوسکی تنخواہ مرزا نجف خان پر کردی اور مرہٹہ سے کہدیا کہ خانمذکور سے وصول کرلیوے حسام الدین خان نے جو کہ نجف خان سے نہایت کدر رکہتا تہا بدلالت عبدالاحد خان کی چاہا کہ بوسیلہ مرہٹہ انکی نہال عمر کو تیشۂ دغا سے کاٹ ڈالے پس سخنان عداوت افزا مرہٹہ سے کہے کہ مایۂ فساد نجف خان ہی جبتک یہ زندہ ہی تمہارے درپے رہیگا مرہٹہ نے بہ ترغیب بادشاہ اور دراندازون کی ٹہہر کا نے سے درخواست تنخواہ خانمذکور سے کی اوسنے جوابہاے دلیرانہ کہلا بہیجے چندروز باہم ایلچیون کی آمد و رفت ہوتی رہی اور مرزا نجف خان چند ہمراہیون سے جو کہ تین چار سو سے زیادہ نہونگی مستعد جانبازی ہوا اور عجز و زبونی کو دلمین جگہ نہدی جب سردار مرہٹہ نے دیکہا کہ خانمذکور اپنی جان پر کہیلتا ہے اور بدون قتل صد ہا لوگون کی اسیر ہاتہہ پہونچنا دشوار ہی پس ملاقات کرنے کا پیغام دیا جب اطمینان کی صورت ہوئی مرزا نجف خان بہادر مع رفقا کے بے ہتہیار مرہٹہ کے لشکر مین گیا تکوجی سردار نے بمجرد اطلاع اپنے پردہ سرا کے باہر تک استقبال کیا اور ملاقات کرکے عذرخواہ ہوا اور ہاتہی گہوڑے خوان جواہر اور ملبوسات وغیرہ دیکر خوشنود کیا۔

باقیماندہ احوال میر محمد قاسم خان عالیجاہ کا اور رحلت کرنا

میر محمد قاسم خان ملک افاغنہ مشہور روہیلہ مین مقیم تہا لیکن حسب تقاضاے طبیعت ہنوز ایذای ملازمین ہمراہی مین مصروف تہا ؎ نیش عقرب نہ از پی کین است ✦ مقتضاے طبیعتش اینست چنانچہ مرزا شمس الدین کو اسی زمانہ فلاکت مین ہلاکت دکہلائی اور صندل علیخان ناظر حرم سرا کو جو کہ مکہ سے جاکر گوہد مین مشرف ملازمت ہوا بدینخیال کہ اگر روپیہ نہوا کیونکر مکہ سے معاودت ہوگا خوب رنجیدہ کیا اور جبتک رہا آزردہ کرتا رہا ناچار وہ محجوار ترک رفاقت کرکے اپنی راہ لگا اور خود اثر چندی ملک افاغنہ سے چلکر رانا ی گوہد کے پاس چلاگیا وہان ملک راجپوتانہ مین آکر انتقال کیا و ہانسی جوار مابین اکبرآباد اور شاہجہان آباد مین مقیم ہوا بعد چندی رہ نورد ملک عدم ہوا ✦

مرہٹہ کی لشکرکشی ضابطہ خان پر اور سرگذشت جنگ نجوتہ نیر نگ

جب مجبت درمیان نجف خان اور مرہٹہ کی موافق ہوئی پادشاہ اور نجف خان اور مرہٹہ کی راے

ضابطہ خان کی ملک چہننی پر ہوئی اور باتفاق نہضت کی ضابطہ خان نی بادشاہ اور مرہٹہ سے میدان
کی لڑائی مین سود نہ دیکھکر سکرتال اور قلعہ غوث گڈہ اپنے اقامت کو مع فوج کی آراستہ کیا اور اپنے
سپاہیون کو گنگا پار چاندپور نگینہ وغیرہ مین مع بعض فوج رسد کی واسطے بہیجا اور اپنے باپ کو مع
ناموس عیال و اطفال کی گنگا پار کے قلعہ مین بہیجکر آمادہ مدافعہ ہوا مرہٹہ اور مرزا نجف خان اور
بادشاہ نی سکرتال کا محاصرہ کیا جب عرصہ ضابطہ خان پر تنگ ہوا بیچ قلعہ کی خبر پائی کہ اکثر گذرگاہون سی گنگا پایاب
قابل عبور فوج ہوگئی ہی اپنے سرداران قوم کو مانند حافظ رحمت اور دوندی خان اور فیض اللہ خان ولد
علی محمد خان وغیرہ کو تحریر کیا کہ اب تک مرہٹہ گنگا کی پایابی سے مطلع نہین ہی اگر قبل اوسکی آگاہی کی حفاظت
معابر کرو ممکن ہی کہ ہم بھی محفوظ رہین اور تمہاری بھی سلامتی ہو سرداران مذکور نے یہ پیغام درست
جانا ہر ایک مع فوج ضابطہ خان کی اعانت پر آیا ضابطہ خان نی زیر قلعہ سکرتال ناؤن کا پل باندہکر عبور کیا اور
سرداران مذکور سے ملاقی ہوا اور بعد شورہ ہمدیگر اپنی افواج کو گنگا کے گہاٹون پر مقابل تال سکر کے
بیس تیس کوس تک حفظ مرہٹہ کی لئے مقام کرایا مرہٹہ اس وادی سی تفحص پایاب کرنے لگا معلوم
ہوا کہ اکثر جگہہ پایاب ہی دو تین روز غفلت دیکر ایک دن مع مرزا نجف خان کی چند گہاٹ کی روبرو سی
گذار کیا جب محافظان معبر عقب کو اطمینان ہوا کہ غنیم متوجہ بالا روی ہی غافل ہوگئی اکثر لوگ اپنی کام مین
مصروف اور باہمدگر ملاقات کو آمد و رفت شروع کی چند لوگ محافظت مین رہگئی مرہٹہ نی مع مرزا نجف خان
کے عطف عنان کرکے جن مقامات سے گذرا تہا اونہین پر آیا دریا مین جا گہسا مرزا نجف خان
بہادر ہراول تہا چونکہ جلد جاکر نکل گیا او ہانکے افاغنہ کو فرصت تیاری کی نملی لاچار اوس فوج کا سردار جسکی
مقابل فوج مرہٹہ عبور کررہی تہی بلندی پر جاکر مع معدودی جانبازون کی استادہ ہوا اور دو تین
سردار اور بہی چند چند رفقا کے ہمراہ اوسکی مدد پر آپہونچے مرزا نجف خان ہنوز کنارے متصل کی دریا ہی
مین تہا کہ سرداران مذکور مع افاغنہ متوجہ مدافعہ ہوئی اور تفنگ و بان سر ہوئی مرزا نجف خان نے زنبورک
فیر کرائین اور پہلی ہی شلک مین یہ تینون سردار چار ناچار رہگرای دار بقا ہوئے روہیلہ تو عجیب
شدید الحرص قوی الطمع قوم ہوتی ہی بمجرد کشتہ ہونی سردارونکی لوٹ مین گہس پڑی باہمدگر دست درازی
ہوئی لوٹ مار کی راہ لگے مرزا نجف خان اور مرہٹہ نی اسقدر پر کفایت کرکے اپنی خیمہ گاہ کو لوٹے یہ خبر
قتل و فرار کی دوسرے گہاٹون پر منتشر ہوئی علاوہ اسکی چند بار مرہٹہ کی چوٹ کہائے ہوئے تہے
ہر ایک نے گہاٹون سے اوٹہکر اپنی راہ لی یہ خبر سکرتال مین پہونچی ضابطہ خان کی فوج کا بہی یہی حال ہوا
ضابطہ خان کو بزم حضوری سے سلامت چہوڑکر لوٹ مار کرکے اپنی راہ لگی قلعہ خالی کرکے ضابطہ خان نے

حیران و پریشان ہوکر فتح خان کو جو اوسکی مدد پر آیا تہا طلب کیا جب وہ قلعہ مذکور مین آیا اور یہ حال دیکہا صلاح دی کہ اب دو تین گہڑی دن رہا ہی کل آپ بھی میری لشکر مین آئیے باتفاق میدان کیجیے بعد اوسکی دیکہا جاوے گا ضابطہ خان نی منظور کیا فتح خان واپس ہوکر اپنے خیمہ مین آیا مقربین و سرداران سے مشورہ کیا لشکر نے جب ضابطہ خان کی لشکر کے فرار کی خبر پائی پیر او ٹہائی ہوجوا ہان نی فتح خان کو اطلاع دی ایک گہڑی مین فوج کا نشان نہ رہا فتح خان نے اپنی لڑکے کو کہا کہ تیرا بہائی چند سوار کی ہمراہ ضابطہ خان کی ملاقات کو گیا ہی اوسکو لانا چاہیے وہ سوار ہوکر چند لوگون کی ہمراہ پل تک پہونچا تہا کہ اوسے بھی غارت کیا بیچارہ جامہ چاک و دستار سر از خاک ہو واپس آیا ناچار فتح خان نی بھی راہ فرار کی عین فرار مین کسی جگہہ پہونچکر دم لیا کسی روہیلہ کو کسی بقال سی جہگڑا درپیش ہوا روہیلہ نی جو آتش غضب پر تہا بنیے کے مکان مین آگ لگادی بجز داگ ٹہر کنے کے کوئی ایسا گانون لستہ مین تہا جو خاک سیاہ نہوا ہو ایک شخص معتمد جو فتح خان کی ہمراہ تہا بیان کرتا تہا کہ آخر شب کو دس ہزار سوار و پیادہ افغان نی بیدا انجیر کی کہیت دیکہکر گمان کیا کہ نیزہای مرہٹہ کے آثار ہین ہر ایک کو دم بند ہوی جب جاسوسون نی خبر دی کہ رندگے درخت ہین تب اون دس ہزار کی ہوش درست ہوی خلاصہ یہ کہ مرزا نجف خان اور مرہٹہ ضابطہ خان کی ملک مین آئے اور ضابطہ خان اور نجیب الدولہ کی بی ناموسی مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا ضابطہ خان بہاگ کر شجاع الدولہ سی پناہ جو ہوا اور شجاع الدولہ نی صلح کرادی اس ضمن مین سرداران مرہٹہ کو باہمدگر منازعت درپیش ہوی بعض انکے سردارون کی طلبی دکن سی ہوی مرہٹہ نی بواسطہ شجاع الدولہ کی صلح غنیمت جانی دکن کی ارادہ سی شاہجہان آباد کو معاودت ہوئے۔

لوٹنا مرہٹہ کا ملک دکن کو اور اقتدار پانا نجف خان کا

جب مرزا نجف خان صحیح و سالم ہمراہ مرہٹہ کمال کروفر کی ساتھ دار الخلافہ شاہجہان آباد کو واپس آیا اور مرہٹہ دکن کو سدہارے بادشاہ سی دربارہ نجف خان کی بڑی سفارش کی میرزا نجف خان نی مرہٹہ کی پشت پناہی سی باتقویت ہوکر عزم کیا کہ بادشاہ سی موافق ہوکر جس ملک مین چندان بادشاہ کا عمل نہو اوسکو تسخیر کری بناءً علیہ سند چکلہ جات قرب جوار دار الخلافت اور آگرہ کی لکہوا کر حاصل کی اور فوج لائق معاش نوکر رکہکر محالات مذکور کا قاصد ہوا جب حدود جاٹ پر پہونچا سورجمل کا لڑکا جو اندنون قائمقام سورجمل کا تہا اوسنی فوج گران مع سمرو کی جسکی پاس چہ سات ہزار تلنگہ مع بندوق چقماقی اور پندرہ سولہ ضرب توپ کی لائق جنگ میدان کی دیکہ مقابلہ کو روانہ کی اطراف کول و رجالیسر مین شاہراہ اکبرآباد کی طرف لڑائی ہوئی چونکہ میرزا نجف خان کی فوج تازہ ناآزمودہ کار تہی اکثرون نی کوتاہی کی اور بعض جان بازی کرکے دل آزمائی کر کے ہوکر روانہ ملک عدم ہوی سواران جاٹ کو بھی شکست حاصل ہوئی اور پسپا ہوی مگر سمرو نی اپنی آتش بازی سے مرزا نجف خان کو فرصت جماعت کی نہ دی میرزا نجف خان کی بھی بائین بازو مین گولی لگی خون جاری ہوا میرزا مذکور نی

کوبین کی آڑ مین بیٹھکر اپنا زخم باندہا اور چند سوارون کے ہمراہ سمرو پر حملہ آور ہوا مشیت الٰہی سے سمرو کو مع رفقا کے بدحواسی نے جو آد بایا بجز راہ فرار کے کچہ نسوجہا میرزا کے نام فتح ہوئی لوگونکے دل بڑہے تعاقب مین قدم اوٹھائی مفروران جاٹ کے خوب مارے گئے میرزا نجف خان نے اس فتح کے بعد اکبرآباد کی صوبہ داری چاہی چونکہ بادشاہ کو اس قلعہ سے بھی کچہ سود نتہا کیونکہ جاٹون کے قبضہ مین تہا دوسرے منافق لوگ میرزا کی دوری چاہتے تہے لہذا بلاعذر سند دیدی چونکہ میرزا نجف خان بہادر کے نیر اقبال کو عروج تہا وہان کا بھی انتظام بخوبی میسر آیا اور بہر صورت قلعہ اکبرآباد بھی مسخر ہوا میرزا نجف خان نے فراہمی سپاہ مین اپنی بھلائی جو دیکھی خزانہ جمع کرنے سے ہاتھ اوٹھایا۔ خان ممدوح جو راہ مدارا و مساوات سے ہر ایک اپنے رفیقون کے ساتھ پیش آتا تہا اور یہ خیال اجتماع سپاہ زر مذکور پر ابجاک کے سمجھتا تہا تہوڑے عرصہ مین فوج جرار آزمودہ کار جمع کرکے قلعہ ڈیگ کہ مشہور و مستحکم قلعون جاٹونسے تہا حملہ آور ہوا چنانچہ بعد ایکسال و دو ماہ قلعہ کو فتح کیا دشمنان خوار و تباہ ہوئے میرزا نجف خان کو نہایت اقتدار و عروج میسر ہوا اور حضور بادشاہ سے منصب امیر الامرائی بسبب فوتی نجیب الدولہ و عزل ضابطہ خان مع خطاب ذوالفقار الدولہ امیر الامرا بہادر غالب جنگ پایا جو کہ روز بروز طالع اوسکا ترقی و عروج پر تہا راجہ سورجمل کا لڑکا کہ اس قلعہ ڈیگ مین بجای اپنے باپ کے مسند نشین تہا دوسرے قلعہ مین جاکر ابواب مصالحت و معاملت ساتھ نجف خان بہادر کے کہولکر امان و پناہ چاہی نجف خان بہادر نے موافق صلاح وقت و زمانہ کے لڑکے مذکور راجہ متوفی سے کہ وہ لڑکا سرتابی نہ کرے اور اپنا رعب بھی باقی رہے صلح و آشتی کی چند عرصہ مین ایسا اقتدار بہم پہونچایا کہ ہمسلک امرای باوقار و ہم چشم سرداران با اقتدار ہوا۔

شجاع الدولہ کا حافظ رحمت اور علی محمد اور دوندی خان کے اولاد سے لڑنا اور اونکے نام و نشان مٹانا روہیلہ و فتح پانا

شجاع الدولہ اور سرکار انگلشیہ سے یہ اقرار ہو گیا تہا کہ ایک دوسرے کی لڑائیون مین معین اور مددگار رہا کرینگے اندنونمین کہ نواب مذکور نے میرزا نجف خان کا غلبہ ضابطہ خان اور نجیب الدولہ وغیرہ پر دیکہا درپے فساد ہوا اور سعد اللہ خان ولد علی محمد خان اور عنایت خان ولد حافظ رحمت کہ مخاطب تہے بحافظ الملک بہادر کے تہا حقوق محبت بالکل فراموش فرمائی اونکے استیصال کی فکر ہوئی اور چاہا کہ قوم افاغنہ کا نام و نشان مٹاوے بس عماد الدولہ نے گورنر ہسٹنگ بہادر جلادت جنگ سے استمزاج کیا اور اصرار کرکے کہا کہ بالعوض اس اعانت کے عمدہ معاوضہ دیا جاویگا۔ گورنر بہادر ہرچند سرکار کمپنی کی جانب سے اس امر پر مامور اور مجاز نتہی کہ اپنی فوج کو حدود انگلشیہ اور ملک شجاع الدولہ یعنی کرم ناسہ اور حدود صوبہ اودہ اور الہ آباد سے بے ضرورت دوسرے کسی کے ملک پر بہیجے اور کوئی بنا ملک اپنے یا شجاع الدولہ کیواسطے کسی سے حاصل کرے کونسل ولایت سے صرف اسیقدر حکم تہا کہ اگر کوئی شخص شجاع الدولہ کے ملک پر بعزم تسخیر چڑہائی کرے تو گورنر اوسکی امداد فرمائے اور اگر کوئی ملک بنگالہ یا عظیم آباد کی تسخیر پر متوجہ ہو تو شجاع الدولہ مددگاری کرے—

اس قناعت اور خودداری سے یہ غرض اور یہ مصلحت سمجھی گئی تہی کہ فرقہ افاغنہ مع اپنی جماعت کے گویا سد راہ اور محافظ جانفشان اس ملک کے ہین کیونکہ جسکو اپنے اودہ وغیرہ ولایتون کی طرف چڑہائی منظور ہوگی اول افاغنہ سے لڑنا پڑیگا۔ مگر گورنر نے بعض فوائد پر نظر کرکے شجاع الدولہ کا سوال قبول کیا اور فوج انگریزی کو اوسکی کمک کیواسطے مقرر فرمایا اب شجاع الدولہ نے اس نظر سے تا کہ کچہ حجت نرہجاے حافظ رحمت وغیرہ کو یہ پیغام بہیجا کہ جب آپ لوگ

مرہٹہ کے دانون کمات سیشڈر تھے ہمنے درمیان پڑکر صلح کرادی تھی اور اوس مصالحہ مین جو مبالغ خطیر ہمنے اپنے پاس سے صرف کیا تھا آپ نے جو وعدہ اداے زر مذکور کا کیا تھا وہ منقضی ہوگیا اور روپیہ ہنوز ادا نہ ہوا پس اب یا تو زر مذکور ادا کیجے یا کہ لڑائی کو آمادہ ہوجیے حافظ رحمت نے جب اس پیغام کو سُنا بڑی دوراندیشی سے فتح اللہ خان وغیرہ اولاد دوندے خان اور فیض اللہ خان ولد علی محمد روہیلہ اور دیگر روساے افاغنہ کو جمع کرکے کہا کہ شجاع الدولہ اپنے سامان جنگ اور فوج قواعددان اور انگریزون کے اعانت کے بہروسہ پر ہمارے ملک چھیننے کا ارادہ رکھتا ہے اور اوسکے مقابلہ مین عہدہ برائی ہم لوگون سے بہت مشکل ہے پس بہتر یہی ہے کہ زر موعودہ ادا کیا جاوے اور شجاع الدولہ کا روپیہ مانگنا براہ انصاف ہے۔ ادہر شجاع الدولہ نے براہ فریب درپردہ دوندے خان وغیرہ کی اولاد کو کہلا بہیجا کہ مجہے تمہارے ملک سے کچہ غرض نہین ہے البتہ اگر حافظ رحمت کی اعانت کروگے تو تمسے بہی کینہ قائم ہوگا اس پیغام کے پہونچنے سے وہ احمق لوگ مغرور ہو بیٹہے اور اداے زر سے پہلوتہی کیا لڑائی کی مہلت دی حافظ رحمت نے ہرچند سمجہایا کہ توپخانہ انگلشیہ کے روبرو سب آبرو خاک مین ملجاے گی کچہ بنائے نہ بنے گی مگر مشیت ایزدی تو یہ چاہتی تہی کہ جماعہ افاغنہ نے جو سب کچہ جور و ظلم رعایا اور مسافرین پر کر رکہا ہے اوسکی سزا پاوین ان ناعاقبت اندیشون نے گرفتار غضب خدا کے تو نصیحت حافظ رحمت خان کی ایک نہ مانی شجاع الدولہ مع فوج خاص قاہرہ اپنی اور جرنل پاکر سردار لشکر انگریزی اور توپخانہ وغیرہ کے ملک افاغنہ مین آکر تاخت و تاراج کرنے لگا اوسوقت حافظ رحمت نے ہرچند دوندی خان کی اولاد وغیرہ سردارون کے طلب مین تاکید مزید کی مگر اونہون نے حیلہ حوالہ مین ٹالدیا کہین کہین سے کسیقدر فوج آئی اور کہین سے صرف وعدہ عنقریب آنے کا پہونچا ادہر شجاع الدولہ نہایت نزدیک جا پہونچا اوسوقت حافظ رحمت لاچار ہوکر اپنی جمعیت کے ہمراہ جو پچاس ساٹھ ہزار سے کم نتہی برآمد ہوا اور ایک سوکہی نہر جو پچیدار اور جسکے کنارون پر خاردار درختون کی قطار لگی ہوئی تہی آکر توپخانہ وغیرہ سامان حرب موقع پر لگایا۔ ادہر سے شجاع الدولہ کی پلٹنین جنمین اکثر خواجہ سراان معتمد سپہ سالار تہے آراستہ ہوئین اور ایکطرف سے فوج انگریزی نے پیراجا کر مقابل کے راستہ کو چہوڑکر دوسری جانب سے نہر پار ہوکر بہ آئین فرنگ توپخانہ سے ہر بار سے کام دینا شروع کیا از انجا کہ انگریزی چستی اور چالاکی توپ اندازی کے فن مین مشہور ہے اور اوسکے نشانہ سے بجز حفظ الٰہی کے کوئی شخص نہین بچا سکتا اور اوسکے مقابل فوج نے آئین کا ہونا بہت دشوار ہے پس اسکے ضرب و حرب سے افاغنہ کے ہاتہ پیر ڈہیلے ہوگئے بہگدڑ پڑگئی بجز چند لوگون کے حافظ رحمت کے ہمراہی مین کوئی نرہا آخر ہمہ دلاور پامردی کی راہ سے ثابت قدم رہا سامنے ہوا تشنگی سے روپہ مزاج

یہ سمجھا کہ بس روز آخر ہے آج اخیر اسی تگ ودو مین ایک گولہ حافظ رحمت کے سینہ پر لگا جسکے صدمہ سے طائر روح نے قفس عنصری سے آزادی پائی اسکے مرتے باقیماندہ بھی راہ لگے شجاع الدولہ نے مژدہ فتح شکر ہاتھی سے اوتر سجدہ شکر باری تعالے ادا کیا اور ہنوز سر بسجدہ تہا کہ حافظ رحمت کا سر روبرو لائے جو لوگ اوسکو پہچانتے تھے جب اونہون نے اوسکی صداقت کی دوبارہ سر بسجدہ ہوا جسوقت سر اوٹہایا سالار جنگ شجاع الدولہ کے سالے نے چاہا کہ جبہہ انور سے غبار دور کرے آپ نے منع فرمایا اور کہا کہ اس خاک سے میری پیشانی نورانی ہے الحمد للہ کہ آج اس فرقہ سے اون گستاخیون کا بدلا حاصل ہوا جو انہون نے میرے والد اور نیز دیگر مومنین مسافرین کیساتھ کی تہین اسوقت مین ضابطہ خان بہی ہزار جوان سے شجاع الدولہ کے رکاب مین حاضر تہا بعد مارے جانے حافظ رحمت کے اس گروہ ناعاقبت اندیش کے دلونمین بڑا خوف سما گیا اور افاغنہ کی جمعیت اور اتحاد مین تفرقہ عظیم نمودار ہوا۔ شجاع الدولہ نے اطراف ممالک افاغنہ مین اپنی فوج تعین فرمائی اور سرداران روہیلہ کے حاضر ہونے کا حکم دیا اور یہ بہی ارشاد کیا کہ درصورت تمرد اور عدم اطاعت کے قتل و خوار ہونگے آخر چار ناچار فتح اللہ خان وغیرہ ولد دوندی خان اور محبت خان وغیرہ خلف حافظ رحمت اور فیض اللہ خان ولد علی محمد خان معروف روہیلہ جسکا ذکر اکثر دفتر دوم مین ہو چکا ہے طوعاً اور کرہاً کوہستان کمائون سے نکلکر حاضر ہوسے۔ البتہ فیض اللہ خان نے باعتبار سردارزادگی کے جو علی محمد خان کا لڑکا اور اوسکا باپ اپنے زمانہ مین حافظ رحمت اور دوندی خان وغیرہ کا آقا تہا ایک گروہ کو متفق کرکے کوہستان مذکور مین فساد اوٹہایا اور چندے حاضری سے دور رہا اور آخرکار سرداران انگریزی کے معرفت اپنے حق مین عہد و پیمان درست کرکے حاضر ہوا اور بعض ممالک افاغنہ جو دس پندرہ لاکھ روپیہ کی حاصلات رکھتا تہا بوسیلہ سرداران مذکور کے شجاع الدولہ کے سرکار سے اپنے واسطے حاصل کی اور بآرام تمام مع جماعت افاغنہ کے وہین پر جا رہا اور آج تک بآرام حکمران ہے اور لوگ معاش سے محروم بلکہ زر و مال کے نشان دہی مین ایک مدت تک محبوس اور مقید رہے۔

مورخ سیر المتاخرین کی تحریر ہے کہ مینے اکثر اولاد حافظ رحمت اور دوندیخان کو بعد وفات شجاع الدولہ کے شروع حکمرانی آصف الدولہ مین بمقام لکہنو دیکہا اور اونکی کیفیت خود بہی مشاہدہ کی اور اور لوگون سے بہی سنی۔ جماعت مذکور مین شریف تر اور افضل محبت خان ولد حافظ رحمت تہا جو چہوٹا بہائی عنایت خان کا ہے اور جب عظیم آباد کے مقام مین شجاع الدولہ کو انگریزی فوج سے لڑائی ہوئی تہی شجاع الدولہ کی رفاقت مین تہا اسے بہی مورخ مذکور نے دیکہا ہے بحسب صورت و سیرت سر گروہ

کی لیاقت رکھتا تھا لیکن اس زمانہ دون پرور مین خفیف سے معاش جو موجب ننگ و عار تھی اوسکے واسطے مقرر کی گئی تھی اور فیض اللہ خان پسر علی محمد خان کو بیس لاکھ کا ملک عطا ہوا تھا جو کہ بروقت حکومت اپنے قوم کے پانچ لاکھ سے زیادہ کا ملک اپنے قبضہ مین رکھتا تھا اس چرخ جفاکار کی سفلہ پروری اس سے زیادہ ہین کہ حیطہ تحریر مین آسکین اللہ ہی کی حوالہ سب باتین ہین القصہ بعد اس فتح کی گورنر جنرل بہادر کونسل ولایت سے معتوب ہوا گرچند روز کے بعد اپنے حسن بیان سے از سر نو مورد عنایت اور بے قصور ٹھہرا۔

تقسیم ہونا ملک افاغنہ کا درمیان شجاع الدولہ اور مرزا نجف خان کے

مرزا نجف خان بہادر اوس زمانہ مین پایہ کہتری سے مہتری کو پہونچکر شجاع الدولہ سے ہمسری رکھتا تھا شجاع الدولہ جو سابق سے اوسکا عدو تھا اب بمقتضائے وقت دوست بنا بلکہ یہانتک مشہور ہے کہ شجاع الدولہ نے اپنی ایک لڑکی نجف خان کے نامزد کی اور اوسکے تالیف قلوب مین نہایت سرگرم رہتا تھا لیکن نجف خان بہادر بمقتضائے جوانمردی اور فتوت کی ظاہرداری مین تھا جب اپنی ذات کو حقیر سمجھتا جبر اگستر نفسی کرتا اور بموجب رسم قدیمہ کی شجاع الدولہ کا روبرو آداب بجالاتا تھا۔ اسوقت مین کہ افاغنہ کی نصیبہ نے پلٹو کھائی اور اوسکا ملک انکے قبضہ مین آیا۔ اون ملک مین سے بعض ملک جو بیشتر نجیب الدولہ کی بابت ضابطہ خان وغیرہ سے باعانت مرہٹہ کے نجف خان کے تحت تصرف مین آئے تھے اونمین سے بعض گنگا کے اس پار علی محمد خان اور حافظ رحمت کی ملک سے ملحق شمال رویہ تھے جیسے کہ چاند پور نذینہ پتھر گڈہ وغیرہ اور اکثر ملک مانند پارہٹہ اور سہارنپور پا وغیرہ کی گنگا کے مغرب اور جنوب رویہ واقعہ تھے اور جو کچھ ملک حافظ رحمت اور اولاد علی محمد روہیلہ اور دوندے خان کی قبضہ مین تو اندنون شجاع الدولہ کی تصرف مین آئے اُن کی بھی صورت یہ تھی کہ نصف حصہ تو گنگا کی مشرقی اور شمالی ملحق صوبہ اودہ مانند شاہجہانپور بریلی انولہ تلہرہ بن گڈہ اور بدایون وغیرہ تھی اور نصف دوآبہ مین مانند سنبھل مرادآباد۔ اور امروہہ وغیرہ کے اور بعض مانند کانس گنج۔ دریا گنج اور ہلدیا گنج کے جو سابق مین ماتحت بنگش تھے اور صفدر جنگ کی عہد مین احمد خان بنگش سے چھوڑا کر مرہٹہ کو ملے تھے او نیز دوسرے ملک مقبوضہ مرہٹہ جو بعد قتل جماعہ مذکور کے بموجب حکم احمد شاہ ابدالی کے ملک مذکور کو حافظ رحمت اور احمد بنگش اولاد دوندے خان اور نجیب الدولہ نے باہم تقسیم کر لیا تھا غرضکہ ان ملکونکی تقسیم کیواسطے ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان بہادر غالب جنگ شجاع الدولہ

سے نکلکر ... میں آیا اور حاصلات ملک کی تحصیل اور نجیب الدولہ کے ملک میں جو توابع کے اس پار
... چاند پور مدینہ اور پتھر گڈہ وغیرہ سے تہا شجاع الدولہ کو دیکر تہوڑا سا ملک نیکش اور حافظ رحمت
اور دوندے خان کا جو صوبہ اکبر آباد اور شاہجہان آباد سے ملحق تہا خود لیا اور بعد تنقیح و تصفیہ حدود ملک کے نجف خان بہادر
ضابطہ خان کو شجاع الدولہ سے لیکر مرخص ہوا اب ضابطہ خان اور نجف خان بہادر کے فیما بین رابطہ
اتحاد مستحکم ہوگیا۔ بعد ازان نجف خان اپنے ملک اکبر آباد کے حدود مین چلا آیا اور شجاع الدولہ
ملک روہیلہ کے انتظام مین مصروف ہوا۔ اسی ضمن مین بحکم خداوند مالک الملک شجاع الدولہ کے انتقال کے سامان ظاہر
ہونے شروع ہوئے یعنی ران مین جسے خیار کش کہتے ہین ایک پہوڑا نمودار ہوا مگر چندان اوسکے طرف توجہ نہوئی
کیونکہ امید مضبوط تہی کہ ایسے پہوڑے پہنسیون سے جان جانے کا خوف نہین ہے ہندوستانی اور ولایتی
جراح وغیرہ دوا معالجہ کرتے رہے مگر موثر نہوا آہستہ آہستہ مادہ نے وسعت پکڑ کے سرطانی حیثیت قائم
کی اوسوقت ایک طرح کی تشویش و تردد کا مقام ہوا تعجب انگیز تو یہ روئداد ہے کہ اس پہوڑے کے زخم کا ہونا
عموماً اس مضمون سے مشتہر ہوا کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت کی بیٹی سے خیال وصال کیا اور
رسے خلوت مین طلب فرمایا وہ بیچاری بسبب فرط غیرت اور کثرت جہالت سے جو عام عورات مخصوص پٹہانیون
مین ہوتی ہے ایک چاقو پوشیدہ اپنے ہمراہ لیتی گئی اور بروقت کشف پردہ کے اوسی چاقو کو شجاع الدولہ
کی ران مین مارا اور وہ چاقو زہر سے بجہایا ہوا تہا اسی وجہ سے زخم کا اندمال نہوتا تہا۔ باوجودیکہ یہ
شہرت محض غلط اور افترا ہے مگر ہنوز عموماً لوگون کے زبان زد ہے القصہ شجاع الدولہ نے مضطرب ہوکر
سواری مانگی فیض آباد کا عزم کیا جہان کہ اوسکا دار الامارۃ اور اوسکے پدر مادری برہان الملک کا آباد کرایا ہوا
تہا اور تمام و کمال اور عالی تعمیرات شجاع الدولہ کے ہاتہ سے ہوئی تہی — اور مرزا سعادت علی اپنے دوسرے بیٹے
کو اوس جگہہ پر نائب چہوڑکر بسنت ی بشیر حبشی کو اوسکی اتالیقی پر مامور فرمایا اور خود فیض آباد آگئے۔

انتقال کرنا شجاع الدولہ کا دہرنا پایدار سے

چونکہ بیماری نے زور پکڑا اور سرطانی مادہ ہوگیا ہرچند اطبائے حاذق اور حکمائے فرنگ نے
بہت کچہ علاج کیا لیکن سود نہوا۔ ہرچند بموجب آیہ کریمہ لا یستاخرون ساعۃ و لا یستقدمون کے موت
سے تقدیم و تاخیر نہین ہوسکتی لیکن چونکہ حق تعالے نے ہر ایک امر کے حدوث کے اسباب مقرر کیے
ہین جنمین بعض خفی اور بعض جلی ہوتے ہین بعض مرتبہ اسباب خفی کے آثار بہی ہوشیاران واقفہ
... کی نظر مین جلوہ گر ہوجاتے ہین خصوصاً مرگ شجاع الدولہ کی نسبت جو بات راقم سیر المتاخرین

کے دلمین جلوہ افگن ہوسے لکہتا ہی اول توجوان اور بادل پرحسرت دنیا سی گذرنا جب ہی کہ اسنے اقتدار پایا تہا اکثر امور ارجمند کا آرزومند تہا اور اکثر صفات حمیدہ بہی اسکے ذات مین تہی مگر دو تین امور بدا ایسے اسکی ذات سی سرزد ہوئے کہ اونہین کی عوض مین حق تعالی نی بادل پرحسرت عین جوانی مین اوسکے حاصلات دولت سے لذت اوٹہانی کی مہلت ندی اور ہزار ہا افسوس کے ساتہ رہگرای عدم ہوا - اول تو میر قاسم خان کے ساتہ وہ بدعہدی کی گو خانہ کور اوسکا سزاوار تہا لیکن شجاع الدولہ کو یہ لازم تہا کہ جو کوئی اپنی پناہ مین آئی اور جسکی ساتہ کلام آلہی اور قسمین انبیا اور سوگند ائمہ طاہرین کا واسطہ دیکر عہد و پیمان کیا جاوی اوسی کے ساتہ بدعہدی کرلے دغابازی کرے اور لوٹ مار کرا ایسے امیر یا فقیر کو ننگا دہڑنگا نکالدے -- دوسرے اپنے وظیفہ خواران ممالک محروسہ کی حق مین ایسا بدگمان ہوا کہ اوس جماعت کو جو لاکہون سے متجاوز تہے یکقلم روزینہ اور وجہ معاش سے محروم کردیا اونکی اراضی اور دیہات ضبطی مین لایا جسکے نتیجہ مین خلق اللہ ایسی تنگ ہوئی کہ بعضون نی تو اپنے گہرونمین غیرت کی مارے دروازے بند کرکے شرم سی موہنہ ندکہایا اور فنا ہوگئے اور بعض نی کچکول گدائی لیکر در بدر بہیک مانگنا شروع کی ممکن ہی کہ دس بیس آدمی امور ناشایستہ کے مرتکب ہوئے ہوتے تو خیر اونہین کی تنبیہ کی جاتی بلکہ بہتر تو یون تہا کہ عام فرمایا جاتا جیساکہ حق تعالے کسی کے نیک و بد پر روزی منقطع نہین فرماتا سے وہ ایسا ہی رزاق پست و بلند کرے جرم پر باب روزی نہ بند - سوم یہ شخص عموماً مخصوص اپنے توابع کے ننگ و ناموس اور سکنے کا پاس بہت کم رکہتا تہا اور اپنے مکانات کے بنوانے مین کسی کی محل اور جہونپڑے کی پروا نہ کرتا تہا اکثر چند مرتبہ لوگون نے اس بدعت سی ضرر شدید اوٹہایا اکثر لوگون کی مکانات معہ مال و اسباب کے بیلدارون کی ہاتہ سے پست کرائے اور اپنے خاطر خواہ عمارات بنائی --- اس ظلم و بیداد کو بجز خدا کے اور کون سنتا تہا - غرضکہ جسوقت عارضہ نے زور پکڑا اور دوا علاج سی بہی معذوری ہوئی بی بی اور ماں سے الوداع فرمایا واقع سنہ ۱۱۸۸ ہجری ذی قعدہ کی پانسوین کو بروز پنجشنبہ رہگرای ملک بقا ہوا - مختصر معتبران صداقت گفتار سے سنا گیا ہی کہ اسکے عزا کی دن فیض آباد مین حشر عام برپا تہا کوئی ایسا شخص نتہا جسکے آنکہون سے دو بوند نگرے ہون محبت خان ولد حافظ رحمت نی مورخ سیر المتاخرین سے ذکر کیا تہا کہ باوجودیکہ ہم لوگ شجاع الدولہ کے برباد کئے ہوئے تہے مگر اوسکے غم رحلت نی ایسا مضطرب کیا کہ ہم سی خودداری نہوسکی او چشمہ چشم سی جوئبار اشک جاری ہوا کہتے ہین کہ جسطرح ایام محرم مین بعض مجالس مین شور رقت ہوتا ہی یہی حال اسکے واقعہ جانکاہ مین گذرا تہا اور گمان بہی ہوتا ہی کہ کوئی گریہ و زاری جو باقی رہا ہو سے قبل اسکے ایک سال گذرا ہوگا کہ شجاع الدولہ کی پشت پا شانہ پر دانہ دنبل نمودار ہوا تہا

چونکہ اسکے باپ اور دادا نے اسی مرض سرطان سے جان دی تھی دانہ کے نمود ہوتے مادہ سرطان کا خوف پیدا ہوا اور پانچ لاکھہ روپیہ نذر فرمایا اور بعد حصول شفا کے ایفای نذر موعود فرمائی مگر مقدر مین تو مرگ سو روزی بدبختی تھی اوسی بلا مین مبتلا ہوکر اقلیم بقا کی راہ لی بعد تغسیل و تکفین حسب رسم ہندوستان جنازہ بڑے تجمل اور شان و شوکت سے اوٹھایا گیا مرزا علی خان اور سالار جنگ بیٹے محمد اسحق خان مرحوم کے جو شجاع الدولہ کے سالے تھے مع جمیع ملازمین اور نوکران دولت کی ہمراہ جنازہ ہوئے ہنوز باغ گلاب باڑی تک نہ پہونچے تھے کہ شجاع الدولہ کے فرزند ارجمند مرزا امانی ملقب بہ آصف الدولہ ریاست کی تمنا مین بہت مضطرب ہوئے اور اندیشہ کیا کہ مبادا ارکان دولت کسی دوسری اولاد کو مسند نشین کرین پس مروت و حیا کو بالاے طاق رکھکر اپنے متوسلین کو حکم دیا کہ جلدتر اوسکے خالوون مرزا علی خان اور سالار جنگ کو جنازہ کی ہمراہی سے مجبور کرکے حضور مین لاوین —

جلوس کرنا مرزا امانی ملقب آصف الدولہ کا مسند حکومت پر اور برباد کرنا ریاست کا اور برہم ہونا انتظام سابقہ کا

جسوقت آصف الدولہ کی مجرمانہ اصرار مرزا علی خان اور سالار جنگ کے لینے کو گئے اول تو انہون نے دنیوی شرم کا لحاظ کرکے مراجعت سے عذر ظاہر کیا مگر جب دوبارہ آصف الدولہ کا تاکیدی حکم صادر ہوا کہ خواہی نخواہی حاضر ہون اوسوقت دونو بھائی مجبور ہوکر واپس ہوئے اور انکے واپس ہوتے ہی اور لوگ بھی براہ خوشامد اور چاپلوسی کے جنازہ کے ہمراہی سے مراجعت کنان ہوئے —

آصف الدولہ نے بعد تنقیح مصلحت کے کرنیل گلیس اور ایک دوسرے رئیس انگریزی کو جو شجاع الدولہ کے مصاحبت مین رہا کرتے تھے طلب کرکے کہا کہ تاخیر مناسب نہین مشیت ایزدی سے کیا چارہ ہے اب مصلحت یہی ہے کہ مجھے مسند حکومت پر جانشین کرو اول سرداران مذکور نے تعجیل مناسب نہ سمجھی باتون مین اوسکی تسلی کرکے انجام کار پر نظر فرمائی مگر جب آصف الدولہ نے عجلت ظاہر کی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ درصورت جلد ہو جانے ہماری مسند نشینی کے زر خطیر آپ لوگون کو دیا جاویگا اونہون نے سوچا کہ اول تو شجاع الدولہ کا بڑا لڑکا یہی ہے اور بموجب آئین وراثت کی بھی مستحق ہے ہمارا کچھ نقصان نہین بلکہ فائدہ ہوتا ہے پس اسی خیال سے دستار وراثت اوسکے سر پر باندھی اعیان دولت حاضر ہوئے اور نقارچی بھی جنازہ کے ہمراہی سے معاودت کرکے نوبت خانہ مین آ گئے ہنوز [illegible] کی لاش دفن بھی نہ کی گئی تھی کہ نوبت خانہ سے آواز شادیانے کی بلند ہوئی آصف الدولہ

نے بعد جلوس میر مرتضی خان برادر زادہ مصطفوی خان کو جو صاحبزادگی کے عہد مین اونکا میر سامان تھا نیابت کل کی خلعت عطا فرمائی ہفت ہزاری کا منصب ملا صاحب نوبت اور ماہی مراتب سے مخصوص کیا گیا مجید الدولہ کا خطاب پایا اور باپ کے رفقا مانند ایرج خان اور رشید ی خان وغیرہ کے مایوس ہوکر اپنے فکر مین پڑے ایرج خان اس بہانہ سے کہ بادشاہ کے حضور مین حصول سند اور نیز نجف خان بہادر کے استحکام رشتہ اتحاد کرے روانہ شاہجہان آباد ہوا اور اس معرکہ سے جانبری کو غنیمت جانا۔ چند روز کے بعد آصف الدولہ نے معہ کل فوج اور والدہ اور جدہ معظمہ کے فیض آباد سے بمقتضاے عدم موافقت آب ہوا لکھنؤ کو عزم فرمایا اور شہر سے باہر ہوتے ہی اپنے نانی کو پیغام دیا کہ باپ کے خزانہ نذر کرے کیونکہ شجاع الدولہ جملہ خزاین اپنے بیگم کے تحویل مین رکھتا تھا اور یہ امر جب سے انگریزون کی باہمی برتاو مین دیکھا تھا اسنے بھی رشتہ اتحاد کے مضبوط ہوتے کیواسطے زرخزانہ بیگم کے تحویل مین رکھنا مناسب سمجھا تھا غرضکہ اس داد وستد کے بارہ مین بہت کچھ گفتگو مان بیٹے کے درمیان مین واقع ہوئی اور انجام کار کو بیگم صاحب بدین شرط روپیہ دینے کو راضی ہوئین کہ آصف الدولہ اونکو فارغ خطی لکھدی غرض کہ آصف الدولہ نے ظاہرا پچاس لاکھ روپیہ اپنے والدہ سے لیکر فارغ خطی تحریر کردی چونکہ آصف الدولہ پیشتر چند نفر تلنگون کو مقرب خاص بنائے ہوئے تھا اور وہ بھی سایہ کے مانند اوسکے آگے پیچھے لگے رہتے تھے اسوقت کہ آصف الدولہ بطور خود کار فرما ہوا ہر ایک کو اون پاجیون سے ہندو مین سے خطاب اور منصب اور خدمات عظیمہ اور بڑی بڑی جاگیردار عطا فرماکر اقتدار کامل عطا فرمایا اونمین سے ایک کو بیسواڑہ کی حکومت عطا کرکے گویا اپنی بدنامی خریدی اور اپنے پالکی کے کہارون مین سے ایک نفر کو راجہ مہرا کا خطاب دیکے سرفراز فرمایا غرضکہ اوسکے مصاحبین بجز پوچ اور رزیل لوگون کے نہین ہین بعد چندے لکھنؤ پہونچکر فروکش ہوا اور تھوڑے دنون کے بعد اٹاوہ مین لشکرگاہ کیا یہ مقام صوبہ اودہ اور انتربید کی حدود مین واقع ہے یہان پہونچکر اپنے بھائی مرزا سعادت علی اور رشیدی البشیر حبشی کو طلب فرمایا جسوقت یہ لوگ حاضر ہوئے اون رشیدی بشیر کو مشمول عنایت فرماکر غافل کردیا اور جب اوسکے رفقا کو اپنے طرف بلالیا چند دنون کے بعد مخفی اشارہ کردیا کہ رشیدی البشیر کو قید کرین اتفاقاً رشیدی البشیر نے اکثر بیشتر لوگون کے ازدحام ہونے سے اس حکم کی خبر پائی بیچارہ معہ رفقا کے متحیر ہوا کہ اب کیا کرنے کہ تا گا [illegible] آپہونچے اسوقت میر بہادر علی رشیدی کا بہنوئی جو حبشی لوگون کا رفیق دیرینہ اور مرد [illegible] کیا کہ حضرت میری زندگی نے بندہ ان لوگون کو باتون مین لگاہی

آپ جسطور سے ممکن سمجھین اپنی راہ لین اور چند اشخاص معتبر کو کہا کہ دریا یہان سے نزدیک ہے آپ لوگ سیدی کے ہمراہ ہوکر اُسکو دریا سے پار کر کے نجف خان کے ملک مین پہونچا دیوین یہ کہکرا اپنے گھوڑے سے پر بشیر کو سوار کیا اور چند آدم آزمودہ ہمراہ کئے اور کہا کہ آپ حتی الامکان یہانسے فرار قبول کیجئے اسی مابین مین لوگ بشیر کے خیمہ پر آپہونچے طرفہ شور وشر پیدا ہوگیا حبشی مذکور نے اسی معرکہ مین اپنی راہ لی اور میر بہادر علی نے مخالفین کے استقبال مین قدم اوٹھانے سد راہ ہوکر دم آخر تک مردانگی کی داد دی اور نصف ساعت تک کسیکی جرات نہوئی کہ داخل خیمہ بشیر ہوکر حقیقت حال سے مطلع ہو اسی عرصہ مین سیدی بشیر گنگا پار ہوکر آصف الدولہ کے حد سے سلامت نکل گیا یہان جب میر بہادر علی نے شربت شہادت سے تشنگی بجھاکر گلگشت جنت مین قدم اوٹھایا ہر چند بشیر کو ڈہونڈہا نپایا بعد ازان آصف الدولہ نے مرزا سعادت علی کو علاقہ اختیار کار ملک روہیلہ سے جو شجاع الدولہ مقرر کرگیا تھا معزول کیا اور صورت سنگہ کو جو مدت سے دیوان تھا مقرر کیا اور مختار الدولہ کی نیابت ایسی چمکی کہ آصف الدولہ سے بجز نام کو کچہ ظاہر نتھا اوسنے اپنے بڑے بھائی سید محمد خان کو اقتدار الدولہ بہادر کا خطاب دلاکر نائب صوبہ اودہ کرا دیا اور دوسرے بھائی معزز خان کو معزز الدولہ بہادر کے خطاب سے نائب صوبہ الہ آباد کیا اور ہر ایک اپنے دوست و اقربا کو صاحب اقتدار کردیا نوکران شجاع الدولہ و آصف الدولہ اسکے دست نگر تھے کسی کی مجال نتھی کہ اسکے برخلاف دم مارے۔

مقرر کرنا مسٹر مڈلٹن کا حضور آصف الدولہ مین ارباب کونسل کلکتہ کا اور اوسکے بعد مسٹر جان برسٹو کا آنا

بعد رحلت شجاع الدولہ کے گورنر ہستنگ بہادر نے مسٹر مڈلٹن کو واسطے داد و دہ ضیاع آصف الدولہ کی مقرر کیا تھا کسیقدر مدت گذری تھی کہ جرنل کلاورن اور کرنل کلیسن اور مسٹر فرانسیس کمپنی اور بادشاہ انگلستان کے طرف سے واسطے استکشاف احوال گورنر ممدوح کی آئے بتقریبات چند جسکا ذکر دفتر دوم مین ہوگیا ہے اول گورنر پر غالب ہوئے عملہ انگلشی جس جگہ تہا بر وفق تجویز ارباب ثلثہ مذکورہ کے علی الرغم گورنر کے مقرر ہوا اور گورنر کا عملہ نوکر کردہ برخاست ہوا اونہین دنونمین مسٹر مڈلٹن بھی موقوف ہوئے اور مسٹر جان برسٹو اوسکی جگہ متعین ہوا چونکہ جوان ہوشیار تھا آصف الدولہ کو معہ عملہ کے نادان جانکر دست تصرف دراز کیا بالکل دار و مدار اسی کا ہوگیا مختار الدولہ وغیرہ اسکی صلاح کی خلاف دم نمار سکتے تھے بندہ مورخ نے بروقت ورود لکھنو کے اون نے عقلون کو دیکھا کہ درحقیقت بموجب آیہ کریمہ گردہ ماخذ بہایم کہ ہین بلکہ ادنٰے بھی بدتر زیادہ سراپا بہایم خو تھے الغرض جان برسٹو براہ خوشامد مختار الدولہ کو اس عزم پر لایا کہ علاقہ بنارس وغیرہ علاقہ راجہ بلونت سنگہ جسکی پچیس لاکہ روپیہ مالگذاری تھی اور ستر لاکہ روپیہ سکے قریب

محاصلات ہی سرکار کمپنی کو دلا دئے اوس احمق نے آصف الدولہ کو پیشتر مسٹر جان برشتو کی طرف سے امید و بیم سمجھا بجھا کر راضی کر دیا تہا بلا تامل عطا ے ملک مذکور کی سند کمپنی کو لکھدی - گورنر ہسٹنگ بہادر اگرچہ اس امر سے کہ ملک بنارس ضمیمہ سرکار کمپنی ہوا خوش ہوا مگر اس نظر سے کہ خود بنارس تک آیا اور ملک مذکور کی درخواست کی اور شجاع الدولہ نے عذر بسیار درمیان مین لاکر ٹالا بالی کیے اور نہ دیا اور جان برشتو جو اوسکے روبرو حکم دیا اور قطرہ کار کہتا ہے اوسنے یہ ناموری ارباب کونسل کے روبرو پیدا کی کسیقدر ملول ہوا اور مختار الدولہ نادان نے با وجود اسقدر تواضع مفت کی اپنے حق مین کچہ ہی عہد و پیان ارباب کونسل کلکتہ سے نہ لیا اوسوقت جو کچہ چاہتا فوراً ہو جاتا اور کسیکی مجال نہوتی کہ آنکہ اوٹہا کر اوسکی طرف دیکہتا نہ کہ مارا جاتا اگر اچہا تا مارا جاتا اوسکے انتقام مین قیامت ہو جاتی بلکہ ریاست آصف الدولہ کی اوسکے اولاد کو ملجاتی لیکن تقدیر القصہ بنارس مع توابع و حق مراتق کے ضمیمہ بنگالہ ہوا اور معاملات ملکی و مالی صوبہ اودہ اور الہ آباد اور پتہر گدہ اور کوڑہ اور اٹاوہ وغیرہ ملک روہیلہ مین بدون اطلاع مسٹر جان برشتو کی کچہ نہوتا تہا آصف الدولہ نے کہنا شروع کیا کہ مسٹر جان برشتو میرا بہائی اور مالک اور مختار ہے جو وہ کہے اوسکے مطیع ہوا اور فوج پدر کی تنخواہ عبث دینا سمجھکر اوسکے استیصال کی فکر مین ہوا -

آصف الدولہ کا لڑانا مختار الدولہ کو نجیب پلٹن سے اور شکست پانا پلٹن مذکورہ کا حکم خدا سے

شجاع الدولہ مغفور نے چار پانچہزار آدمی شریف مفلس شاہجہان آباد کے بندہ روپیہ ماہوار دیکے نوکر رکہے تہے اور احمد نامی اونکا سردار تہا اور تعلیم قواعد انگلشی کا اہتمام تہا ہرچند بندوقین توڑہ دار تہین مگر انہین مین نہایت چالاکی سے آگ بتلاتے تہے بلکہ چونکہ وہ لوگ نجیب و شریف تہے انکی پاس خاطر زیادہ ہوتی تہی آصف الدولہ نے ارتقاے پدر سے بیزار و در پے اضرار تہا ان لوگون کو جو کالپی مین تہے طلب کیا جب پہونچے اپنے لشکر سے دور حکم خیمہ دیا اور فرمایا کہ تو پین داخل توپخانہ کریں اونہون نے ایک یا دو ضرب اپنے پاس رکہکر باقی داخل کرین آسنے اون دو توپ اور بندوق رکہدیو کا بہی حکم دیا اسپہ ہیون نے جانا کہ تنخواہ مدتہے کی بنت ہے کہا کہ ہمارا زر طلب عنایت ہو تو ہم توپ و بندوق سب داخل کردین اسپر آشفتہ ہوکر مختار الدولہ نے کہا انکے سرتابی کی سزا دوا اونکے عرض کیا کہ یہ لوگ اپنا روزینہ مانگتے ہین اور کچہ غرض نہین رکہتی اونے کہا اگر تمہین تکلیف ہوا اسیر ہم خود جاتی ہین جب اسنے دیکہا کہ خود بدولت حاضر ہوتے ہین بضرورت مع فوج ملازم متعینہ

سرکار سوار ہو کر مقابلہ پر گیا وہ لوگ باوجودیکہ کوئی سردار نہ رکھتے تھے میر احمد مر گیا تھا مگر لاچار صف آرا ہوئے نزدیک تھا کہ اگر مدد نہ آوے مختار الدولہ کو ہٹا دین لیکن چونکہ مختار الدولہ کے طرف ہجوم بکثرت اور سامان بیقیاس تھا اور ادہر سے وہ لوگ اکثر مقتول و اکثر مجروح ہوئے باقیماندہ مفرور ہوئے اکثر لوگ ملازم آصف الدولہ جو کہ زور بازو تھے اس زد و خورد مین تباہ ہوئے اور وہ احمق اس فتح سے نہایت خوش ہوا اکثر ملازمین مخصوص بعض خواجہ سرا جنہین شجاع الدولہ نے فوج انگلشی کے تتبع سے جرنل کیا تھا اور ہر ایک کے ہمراہ چہ پلٹن معہ توپ و اسباب وغیرہ متعلقات کے رہتی تہین صاحبزادہ کا احوال دیکھکر اپنے خیالات مین مصروف ہوئے منجملہ انکے بسنت خان خواجہ سرا جو شجاع الدولہ کا نہایت معتمد علیہ تھا اور فی الحقیقۃ جرات سے خالی نتھا مختار الدولہ سے ہمسری کرکے اطاعت نہین کرتا تھا لہذا اکثر باہمدگر ناچاقی ہوئی اور وسائل اور وسایط سے صفائی ہوئی اسی ضمن مین ایک مرتبہ ایسی رنجش پڑی کہ آمیزش کی صورت نہوئی آصف الدولہ بھی باطن مین نسبت خودرائی مختار الدولہ کے جو شہر جان پرستو سے متنفر تھا آزردہ ہو کر اوسکے گرانے کی فکر مین ہوا بسنت خان خواجہ سرا جرنل اس راز کو پا گیا چاہا کہ کسیطرح سے مختار الدولہ کو مار کر آصف الدولہ کا مورد عنایت ہو اور باطناً مرزا سعادت علی سے سازش کی کہ جب بندہ مختار الدولہ کو مار کر آوے تم معہ چند ہمراہیون کے سوار ہو کر حاضر ہونا بندہ حضور آصف الدولہ مین پہونچکر اونکا بھی کام تمام کریگا اور آپ کو مسند ملجاویگی —

ذکر انجام دولت و عمر مختار الدولہ و بسنت خان خواجہ سرا اور مرزا سعادت علی کا حدود نجف خان کی اندر بہاگجانا

جب یہ مشورہ ہو گیا بسنت خان خواجہ سرا نے از سر نو مکر و فریب سے آشتی کی اور مختار الدولہ کی دعوت پر عداوت مقرر کی اس قرار سے کہ اول صبح سے اکر دونو وقت کہانا نوش کرے آخر شب بعد تماشا ہے لہو و لعب کے واپس دولتخانہ ہو چونکہ موت نزدیک آرہی تہی مختار الدولہ نے منظور کیا در بار سے اکر آصف الدولہ سے مرخص ہو بسنت خان خواجہ سرا کی مکان کو راہی ہوا بسنت خواجہ سرا نے اوس وقت تک بعض اپنے مخاصون کو کہ اونمین سے میر قدرت اللہ کے دو بیٹے میر مراد علی اور لطف علی تہے آگاہ کیا کہ قتل مختار الدولہ کا عزم ہے جب مختار الدولہ بسنت مذکور کے گھر پہونچا بسنت نے سر دروازہ تک استقبال کیا اور بکمال تواضع سواری سے اوتار کر مسند پر لا بٹھایا چونکہ فصل گرما تہی لشکر مین اکثر لوگون کے خیمہ تھے بسنت نے بھی اپنا تہ خانہ نہایت تکلف سے آراستہ کیا تھا جب آفتاب بلند ہوا

مختار الدولہ کو تہ خانہ مین تشریف لیجانے کی تکلیف دی او سے بسنت کی خبر تو تھی نہین اپنے پیرون سے قبر مین اوترا عرض
کیا کہ درباری کپڑا اوتار کر بآرام تمام استراحت فرمائی اور او سکے محبوبہ دلنواز کو بھی حاضر کیا دور
جام چل نکلا بعض اقربا سے مختار الدولہ بندہ سے کہتے تھے کہ شراب مین زہر ملایا تھا اگر نہ مارتے تو زہر
سے مر جاتا۔ القصہ جب دوپہر ہوئی مختار الدولہ نے بعض خدمتگارون کو بھی رخصت کر کے
ارادہ خواب آخرت فرمایا حتی کہ کوئی پاس نرہا میر مراد علی اور او سکے بہائی معہ دو تین اور ہمراہیون
کے منکر نکیر کی صورت تہ خانہ مین آکر زیر تیغ بیدریغ کیا ریزہ ریزہ کر ڈالا بعض خدمتگار جو حاضر تھے
خان کی دہشت سے جان بچا کے خیمہ مین خبر پہونچائی بسنت خواجہ سرا معہ دو تین کمپنی کے تیار و مسلح
آصف الدولہ کے حضور مین آیا اور اپنے فوج کو معہ توپخانہ طیار کر آیا تھا محافظون نے کمپنیون کو
روک لیا او سے تنہا جانے دیا او سنے شمشیر برہنہ عین نشہ مین آکر تسلیم مبارکباد عرض کی کہ دشمن حضور
کو حسب الحکم قتل کیا آصف الدولہ نے اپنی جان کو ڈر کر کہا کہ شمشیر برہنہ کیون آتا ہے کیا میرا ارادہ
رکھتا ہے او سنے عرض کی کیا مجال کہ نمک حرامی کرون او سنے کہا شمشیر پہلے دے او سنے ڈور دالدی جب بے
سلاح ہوا آصف الدولہ نے لوگون کو اشارہ کیا کہ قتل کرین فوراً سر تن سے اوڑایا گیا بسنت کا عم یا کہ
خالو جو مرزا کلاف کے نام سے مشہور تھا اور اکثر دربار مین آتا تھا قضارا او سوقت آ پہونچا اور بسنت کو مقتول دیکھکر
متحیر ہوا اپنے حفظ آبرو کو تلوار عریان کر کے کہا کہ اگر مجھسے کچھ غرض نہین تو مجھے بھی نہین آصف الدولہ نے
ڈر کر کہا تجھسے کسیکو مطلب نہین باہر جاؤ وہ اپنے راہ لگا مرزا سعادت علی اس خبر سے دست پاچہ ہوا
کہ کیا کرے اور مفت مین بدنام ہوا نہ مقدور مقابلہ آصف الدولہ تہا نہ یارا ے قیام تہا لاچار
گوشائین سے استمداد کی کہ اگر مدد کرو بہائی کو او ٹہا کر مسند آرا ہون تجھے درجہ اعلی پر فایز کرون کوتہا
کی جرات نہوئی جب مرزا سعادت علی لاچار رہا گھوڑا طلب کیا گوشائین نے اپنے ماد یان جو کہ چالیس
کوس جانے کے مشتاق تھی دی مرزا سعادت علی اوسپر سوار ہو کر تفضل حسین خان اتالیق وغیرہ چند
لوگون سے بدون مزاحمت کے نکل بہاگا اور مرزا نجف خان کے حد مین پہونچا مرزا نے مذکور نے
استقبال کیا اور بکمال عزت جگہہ دی اور چند محالات بنابر معاش مقرر کر دئیے آمد و رفت مین بجا
پاس ادب کرتا تہا اکثر خود جاکر ملاقات کرتا او سکی آنیکا رد اوار نتہا اگر جاتا مرزا سعادت علی اپنے مکان سے
آجاتا تہا سر حد مرزا نے استقبال کر کے اپنے مسند پر لا بٹہایا اور خود مودب سے نیچے بیٹھتا

معمور ہونا محبوب علی خان خواجہ سرا کا جو کہ شجاع الدولہ کی طرف سے گورہ اور اٹاوہ کا حاکم تہا

عہد شجاع الدولہ کے سردار لوگ وغیرہ اسلیے حرکات دیکھکر اپنے اپنے فکر مین مصروف ہے

چونکہ اب ہندوستان مین نوکری کا نوبی نہین اور نہ کوئی ایسا سردار مقتدر رہا لہذا بہرحال اوقات
بسری کرتے تھے منجملہ اُنکے محبوب علی خان خواجہ سرا جو کسیقدر صاحب جرات وعزت تہا اطوار
صاحب زادہ کے ملاحظہ سے نہایت متحیر تہا کہ کیا کرنا چاہیے لیکن فوج واسباب بایستہ ہمراہ رکہتا تہا
معہ سوار و پیادہ برق اندازکی دس بارہ ہزار نفر جرار کے جمعیت رکہتا تہا اور کوڑہ اور اٹاوہ کی اطراف
مین حسب الامر شجاع الدولہ کے نہایت کر و فر مین بسر کرتا تہا۔ آصف الدولہ کو اُسکا بھی استیصال
منظور ہوا اور یہ خیال فرمایا کہ نکل نہ جانے پاوے چند لوگون سے حاضر حضور رہے۔ یہ حال محبوب علیخان
کو بہی واضح ہوا بیچارہ نے ارادہ کیا کہ جب آصف الدولہ کوئی امر ظاہر ظہور کرے یہ بھی نمکحرامی
کا داغ لگاکر نجف خان سے جا ملے آصف الدولہ نے در پردہ مسٹر جان برشتو سے مصلحت کرکر
پلٹن انگلشی چند کپتان کی ہمراہ روانہ کی اور سبب استیصال اپنے فوج ملازم کا یہ تہا کہ چونکہ آصف الدولہ
کا روز و شب لہو ولعب چوسر بازی مرغ کی لڑائی پتنگ بازی وغیرہ مین گذرتا تہا اسکے سوا ہر امر
سے نفرت تھی نہین چاہتا تہا کہ ایک گھڑی امور مملکت داری مین متوجہ ہوا و ر ملکداری بدون
اشتغال امور عظیمہ اور فکر بلیغ اور درد سرا ور لوگون کے سوال وجواب کے سُننے کے ناممکن ہے
حضرت کا وہ مزاج تہا کہ ایسے امور مین متوجہ ہونا ایک گھڑی بہی دم بند کرتا تہا اور انگلشیون کو
جانتا تہا کہ مجھسے نہایت راضی ہین اور میرے اضرار کے ہرگز روادار نہون گے یہ لوگ چونکہ ہوشیار
ہین فی الحقیقت ایسے شخص کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہین اور کسی طرح اوسکو ناخوش نہین کرتے
اوسکو معہ مصاحب کے مطلق العنان کردیا تہا بجز معاملات ملکی ومالی وانتظام فوج کہ جو اپنے اختیار
مین لیا تہا کیا حسن اتفاق ہے کہ دونو اپنے اپنے دانست مین فارغبال ایکدوسرے کو مغتنم سمجھین
افسوس شجاع الدولہ کا وہ گھرانہ تہا کہ اس زمانہ مین قائممقام سلاطین ہندا ور امیدگاہ لکھوکہا فائدہ
کا تہا لاکہون عمدہ اور عمدہ راجہ اس ملک مین بسر کرتے تہے اور اب بجز رذیل اور پوچ مصاحبان
آصف الدولہ کے بزرگان مذکور کا کہین نشان بہی نہین جہان پر بیس بیس ہزار سوار اور پچاس ساٹھ
ہزار پیادہ بر قرار رہتا تہا وہ مکان ویران ہوا چند پیادہ بکسر یہ مفلوک دو دو تین تین روپیہ کی نوکری
مین افتخار سمجھتے ہین اور ہری ہین القصہ کپتانان مذکور معہ تین چار پلٹن کی مثل مسافران کے جلد رہگذر
سے محبوب علی خان کے لشکر کی قریب پہونچے اور اوسکی ملاقات کی معلوم نہین کس سبب سے
اپنے جا مین ٹہرنے کی تعجیل ہوئی جب محبوب علیخان داخل بیت الحکومت ہوا اور فوج وتوپخانہ بیرون
قصور اہمد مین چار دور کے کپتانون نے آخر شب آہستہ آہستہ اپنی فوج آراستہ کرکے توپخانہ

درست کیا اور کوچ کر کے اول صبح نزدیک لشکر محبوب علیخان کے پہونچے یہان کے لوگ بیخبری
مین کوئی قضاے حاجت کو کوئی کہین کوئی سوتا کوئی جاگتا تھا مگر چند سنتری تلنگہ کہ مراد چوکی دار و نہی ہی حسب ضابطہ مزاحم
ہوئے فوج انگلشی سے نے کچھ نسنا ایک شلک کی میدان مین پہونچکر استادہ ہوئے بعض نے نکلکر
کہا کہ ہم خلاف طرف جاتے ہین اوسکی راہ تمہاری لشکر کے درمیان سے ہی لوگون نے منع کیا انہون نے کچھ نسنا
لڑائی ہوگئی ادہر کچہ تیاری تھی نہین انگلشیون کے ایک ہی شلک نے اکثرون کو بچھا دیا باقیماندہ
مشوش ہوکر مفرور ہوئے لشکر کے لچون نے مال و اسباب پر ہاتھہ صاف کیا محبوب علیخان
اس خبر سے سخت متحیر ہوا چونکہ بروقت ملاقات عہد و پیمان ہوا تھا کپتان مذکور سے رخصت ہوکر
مع اسباب حاضر حضور آصف الدولہ ہوا وہ تو چاہتا ہی تھا پہونچتے مشمول عاطفت فرمایا۔ لطافت علی
خواجہ سرا جو کمیدان بلکہ مالک برکیڈ کا تھا کہ مراد چار پانچ پلٹن سے ہی اس حال کو دیکھکر باہر نکلجانے کی راہ ڈہونڈہتا
تھا چونکہ ہمیشہ سے یہ معہود تھا کہ شجاع الدولہ کی سرکار سے ایک فوج بادشاہ کی دربار مین حاضر رہتی
تھی اور ایک شخص واسطے اس کام کے تجویز ہوا تھا اسنے اسی کو غنیمت جانا کارسازی کرکے حضور
شاہی کو چلا گیا اور مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ وغیرہ سے موافق ہوکر آجتک کہ ۱۱۹۵ہجری ہے وہان
بسر کرتا ہے۔ اونہین دنونمین مختار الدولہ کے بہائی جو کمال اقتدار مین تہے بلاقصور مقید ہوئے اور
مال و اسباب اونکا مع اموال مختار الدولہ کے ضبط ہوا اور آخرکار کڑی جھیل کر رہائی پائی اور
مختار الدولہ کی بی بی اور لڑکے اور لڑکی کیواسطے ایک لاکھہ روپیہ کی جاگیر مقرر ہوئی ہنوز سید محمد خان
اور سید معز خان قید بلا تہے کہ بندہ مورخ وارد لکھنؤ ہوا او سوقتین آصف الدولہ موکل تو ابعین
اور مسٹر جان برشتو وغیرہ اصحاب انگلشی کے وہان رونق افروز تہا علاوہ ازنواب بیگم زن وزیر الممالک
صفدر جنگ بنت برہان الملک والدہ شجاع الدولہ اور بہو بیگم شجاع الدولہ کی بی بی جو موتمن الدولہ
محمد اسحق خان بہادر کلان کی بیٹی تھی فیض آباد مین بسبب النسب تعمیرات نواب شجاع الدولہ کی اقامت
گزین تہین۔ +

پہونچنا بندہ مورخ کا فیض آباد و لکھنؤ مین

مخفی نرہے کہ تولد مورخ کا اور مسکن آبا و اجداد پدری و مادری اسکا دارالخلافت شاہجہان آباد
سے ہے اجداد پدری سادات بنی حسن اولاد ابراہیم طباطبا سے ہین اور یہ ابراہیم سادات کرام و اعلام عترت
طاہرہ مین ہین ایک اجداد بزرگ مورخ کا مدینہ طیبہ سے مشہد مقدس رضوی علیہ السلام مین پہونچا تب سے یہان وطن ہوا ایک
وہان سے وارد ہندوستان ہوا اول دہلی مین بعد شاہجہان آباد مین متوطن ہوئے اور اجداد

مادری سادات موسوی مین اولاد امام زادہ عالی مقدار سید احمد بن موسی بن جعفر علیہما السلام سے مشہور ہین جو حضرات
شاہ چراغ و متوطن دار الملک شیراز ہین اُنکے مزار شیراز مین نہایت معروف اور حاجت روا ے خلائق
ہی کرامات سے اکثر مشہور جد مادری میرے سید زین العابدین عمہ زادہ مہابت جنگ کا ہی بعد
انتقال اوسکی مان یعنی میری نانی مہابت جنگ کی عمہ بسبب وصیت کی میری مان کی کتخدائی مین عجلت
کرکے فارغ البال ہوئی جو کہ سید مرحوم مذکور بعد کشتہ ہونے اعظم شاہ کے ترک نوکری کرکے
گوشہ گزین ... بعد کتخدائی والدہ ... اور بسر کی اسی ضمن مین بندہ کی ولادت سنہ ۱۱۴۰ ہجری
مین واقع شاہجہان آباد واقع ہوئی اور بعد دو برس کی دوسرا بھائی سید علی نقی بھی پیدا ہوا اور
بندہ پانچوین برس مین اور برادر مذکور تین برس کا تھا کہ غیرت نے زور دکھلایا اور جدہ والدہ نے جملہ اپنی
اولاد کو مع ہمر... داماد کے ہمراہ لیکر اور گھر فروخت کرکے فریداباد بنگالہ مین جہان کہ مہابت جنگ شجاع الدولہ
ناظم کی رفاقت مین تھا آئین اور اپنے لڑکے کی اولاد کو مہابت جنگ اپنے بھتیجے کے سپرد کیا بعد چند
روز کے مہابت جنگ نے عظیم آباد کی نظامت پائی والد مرحوم اوسکی رفاقت مین پہونچے اوس وقت
سے آجتک کہ سنہ ۱۱۹۵ ہجری ہے بکام آرام مع مکان مال و اسباب کے حسب مقدور بسر کرتے ہین
سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین بندہ کو بسبب ضمانت ایک زمیندار کے جو سالہا سال سے مرہون احسان تھا پچاس ساٹھ
ہزار روپیہ کا خسارہ ہوا گھر وغیرہ بیچکر اور اکتیس ہزار روپیہ سودی مہاجن سے قرض لیکر ادا ے
ضمانت کی اور قرض خواہ کے ہاتھ سے خصوص عملہ نظامت سے کہ بے موجب محض درپے ایذا
تھے رہائی پائی اور وجہ معاش اصلی قرضہ مین حوالہ مہاجن ہوئی اب تحصیل معاش کی کوئی راہ
نظر نہ آئی تا آنکہ ایک مہینے کے بعد امیر عالی قدر سراسر احسان امیر الدولہ جرنیل کارڈ بہادر فتح جنگ
جسکے مانند زمرہ انگلشی مین کیا بلکہ جمیع انسان مین پناہ بر فقیر بلکہ کل کیواسطے ملنا ممکن نہین کلکتہ سے
... کر عظیم آباد آیا چونکہ بندہ سے پہلے آشنائی تھی بندہ نے اوسکی ملاقات کی بندہ کا حال
دیکھکر نہایت متاسف ہوا فرمایا چونکہ یہان کسی سے تعلق نہین میرے ہمراہ چلو جو کچھ میسر ہوگا باتفاق
خرچ ہوگا بندہ نے اوسکی عنایت غنیمت جانی ہمراہ ہوا بعد اوسکے چلے جانے کی عقب سے قلعہ چناڈہ پہونچا
ہر چند وہانکا مداخل بقدر ضروری خرچ کے تھا مگر بندہ کو کار ہاے مالی مین وہانکا مختار کیا اور ایک مکان
جسمین بندہ مع عیال و اطفال کے بسر کرے اچھی سرکار سے دلایا اور اپنے خاص سواری کا بجرہ جو کہ مانند خانہ
وسیع کے تھا عظیم آباد بھیجا اور زاد راہ بھیجکر میرے عیال و اطفال کو منگوا دیا اور تین سو روپیہ ماہواری میری
لڑکون کے نام مقرر کردیا اور اپنے خانسامان کو حکم دیا کہ شمع کافوری وغیرہ جو اشیاے ضروری ہو بلا استفسار

حوالہ کر دیا کرے بہر حال ہر وقت فقیر کی خوشنودی کیا کرتا تھا چونکہ جانتا تھا حاصل قلعہ خرچ ضروری کو بھی وفا نہین کرتا اور سنا کہ افواج آصف الدولہ جو کہ قواعد انگریزی جانتی ہے جو سردار کہ اوسکی تعلیم اور خبرگیری اسباب و سامان مناسب فوج کے کرسکے ایسا کوئی نہین پس قرار پایا کہ فرقہ انگلشیان سے کوئی کرنل حسب مرضی آصف الدولہ کے مقرر ہو اس دریافت حال سے جرنل مذکور کو جو اوسوقت مین کرنل تھا ارادہ ہوا کہ اگر یہ کام اوسکے نام مقرر ہو مناسب ہے فائدہ طرفین سے خالی نہوگا لیکن چونکہ مسٹر جان برسو سے جان پہچان نتھی اور خود اپنی طرف سے سائل ہونا گوارا نتھا بندہ سے اشارہ کیا بندہ نے کہا کہ کسی آشنا انگلشی کو نام میری سفارش کا خط لکھدیجے تاکہ بندہ اپنے کام کو جاوے اور آپکی درخواست احسن وجوہ سے پیش کرے خدا سے امید ہے کہ درستی مدعا ہو اوسنے پسند کیا بندہ کو مرخص فرمایا بندہ گھربار کو وہین چھوڑکر روانہ فیض آباد و لکھنو ہوا چونکہ بلدہ جونپور راہ مین واقعہ ہے بندہ کا ورود شہر مذکور مین ہوا حضرت فضائل دستگاہ مولانا محمد عسکری روح اللہ روحہ کا شہرہ نکوئی اور بزرگواری مدتون سے سنا تھا اور قصیدہ مین زبانی اونکے شاگرد سعید مولوی سید ظفر علی کی بھی سنکر مشتاق ہوا تھا پس بندہ تمنا سے خدمت سراپا افاضت مین پہونچا یا دو گھڑی کامل مشرف حضوری رہا درحقیقت جو کچھ سنا تھا اوس سے زیادہ پایا بطریق تبرک چند خصائل اوس بزرگ کے زیب تحریر کرتا ہون —

ذکر خصائل جناب فیضمآب مجموعۃ الشوری مولانا محمد عسکری روح اللہ روحہ

شہر جونپور کے سادات کرام مین ہو انواع علوم اور اصناف فنون مین وحید عصر حسن بیان اور طلاقت لسانی مین فرید دہر مدت تک افادہ علوم کرتا رہا اور تھوڑی سے معاش مین قانع رہا ہرچند کہ تحصیل اکثر کتب متداولہ کی حسب معمول نہین فرمائی تھی مگر ذکای طبیعت سے مطالعہ کتب کیا گیا جمیع فنون منقول و معقول فروع و اصول مین تبحر حاصل اور قوت مالا کلام سے مشکلات ہر فن کے اوس نحو سے تقریر کرتا کہ جاے انگشت نہی حافظ و فرد نگار من کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت + بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد — آپکا مشغلہ تدریس ہی یہ شغل بھی کیا عمدہ ظاہر و باطن مین خوبی رکھتا ہو اپکا طور بھی اس زمانہ کے فضلا سے کچھ متفق نتھا اظہار فضیلت کو جالب ذلت سے جانتا تھا اور ہر نیکی کو جو باعث غرور و نخوت ہو بدی سے زیادہ خیال فرماتا کسی کی بدی کبھی نہ سنتا اگر کوئی کسی کی غیبت کرتا تو اوسکو اپنے تقاضاے خلق سے علانیہ مانع نہوتا بلکہ اوسطرح مانع ہوتا کہ اوسکو گران نگذرتا اور اوسکی حسن

تقریر کا یہ نمونہ ہے کہ فرماتا تھا کہ مجھے شیخ صدر جہان عرف میان انگنون سے جو فضلاے ہم عصر مین تھا اور فن معقولات اور مناظرہ مین دستگاہ کامل رکھتا تھا نہایت اعتماد تھا ایکروز شیخ کی گھر مین بیٹھے تھے کتاب فواتح میر حسین میبذی میرے ہاتہ مین تھی چونکہ مذہب میرا التشیع شیخ کو بخوبی معلوم تھا فرمایا کہ ہم تم مناظرہ کرین تاکہ تحقیق ہو جاے کہ مذہب سُنی عمدہ ہے یا شیعہ بندہ نے بدین نظر کہ وہ علم و فضل و سن و سال مین بڑے تھے عرض کیا کہ میری کیا مجال کہ آپ سے مناظرہ کرون شیخ نی دو تین مرتبہ یہی کہا اور بندہ نے وہی جواب دیا جب زیادہ مبالغہ و اصرار کیا مینے کہا الامر ماموریت بہتر عرض یہ ہے کہ احد الفریقین کی حقیقت کی اثبات کلام الٰہی اور احادیث سے کہ اول مین احتمال ذو وجوہ ہے اور دوسرے مین احتمال و منع اور اختراع اور تاویل بنہایت مشکل ہے اور خالی اشکال سے استوار نہین اور مدار شیعہ سُنی خصوصاً شرافت سے نسبت مختلفہ کا اسیر ہے کہ افضل الناس بعد نبی ابوبکر بن ابی قحافہ یا علی بن ابی طالب اور افضل کو لا بد مایہ الفضل ہے پس اول بہتر ہے کہ مایہ الفضل مین گفتگو کرین یا قطع نظر آیات و احادیث سے جو افضل ہو معلوم ہو جاے پس ایک سوال ہے کہ عالم مین جملہ چیزون سے صفات و عادات و صناعات وغیرہ سے کون چیز افضل و اشرف ہے اونہون نے بعد تامل جواب دیا کہ صفت علم کی افضل و اشرف ہے کہا سچ ہے مگر علم بھی مختلف ہین کون سا علم علموں سے اشرف ہے اونہون نے جواب دیا کہ علم الٰہیہ اور صفات الٰہیہ بندہ نے کہا کہ حضرت علی بن ابیطالب سے کیسے خطبہ اور رسایل اور قول معرفت توحید ذات باری مین مشہور ہین اور اکثر آپ کی نظر سے بھی گذرے ہونگے اب آپ فرماوین کہ ابوبکر نے اس باب مین کیا کیا فرمایا ہے تاکہ دونو کو ملاحظہ کیا جاوے یہ سنکر شیخ مذکور سر بگریبان تفکر ہوا اور بعد دیر کے قہقہ زنان سر اوٹھا کر ہاتہ زانو پر دے مارے اور کہا العجز عن درک الادراک ادراک یہی قول ابوبکر بن قحافہ کا ہے یہ کہکر متاسف ہو کر فرمایا افسوس کہ اتنی مدت جہالت مین بسر کی شکر خدا کہ بدولت تمہارے صحبت کی ہدایت پائی ایک دو معما سید مذکور کی نتایج طبع درج ہوتی ہین معما باسم علی + تا در قلم کفی بشناختہ ام از علی جز علی نیافتہ ام باسم کامل + جگر را سوز و گوید جفا نیست + سرمو در دل یارم وفا نیست + باسم شہاب خان + گل شبنم زدہ شرمندہ از ان گلچہرہ است + شہ خوبان فرقش آب بروی ہر است + عمر اوسکی ستر سے گذر گئی تھی سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین بہشت نصیب ہوا ابر رحمۃ اللہ مصحفہ تاریخ ہے حشرہ اللہ مع آبائہ الکرام۔

رجوع بذکر سفر و وسیلہ ملاقات سید ممدوح کا

جب ہم لکھنو مین پہونچا مستر برسٹو سے ملاقی ہوا اسطرح مناسب سمجھا کرنل دریا دل کے اوصاف بیان کیے بندہ نہین جانتا کہ آصف الدولہ سے اور سے ظاہر کر کے کلکتہ کو لکھا یا کہ دوسرے تجویز سے کار مذکور بنام مجھے

موصوف مقرر ہوا اور کونسل سے پذیرائی ہوئی حکم بحالی کرنیل گاردر کے نام صادر ہوا مسٹر جان برشٹو نے بندہ کو اطلاع دی بندہ نہایت خوش ہوا جلد لکھنؤ سے معاودت ہوا۔ اور قبل اپنے پہونچنے کے ایک خط خوشخبری کا کرنیل کو لکھہ بہیجا لیکن قبل پہونچنے میرے خط کے کرنیل کو حکم کونسل کی پہونچنے سے آگاہی ہو گئی بمقتضاے شفقت جو بندہ کے حال پر رکہتا تہا اپنے منشی ملازم کو مع ہرکارون اور بجرہ خاص کے بنا بر اسباب و عیال و اطفال بندہ کے چپاڑہ مین چہوڑا اور تاکید کر کے خود براہ خشکی بسواری ڈاک روانہ لکھنؤ ہوا اور ایک خط مشعر حال اور عزیمت کا بنام بندہ کے تحریر کیا اور قاصد چالاک کے ہاتہہ روانہ کیا تاکہ راستہ مین جہان بندہ ملے پہونچاوے فقیر نے مقام جونپور مین خط پایا عیال و اطفال کو لیکر لکھنؤ واپس ہوا اور قریب دس مہینے کے یہان رہا اس عرصہ چودہ مہینے مین جو بندہ اوس جواد کے ساتہہ رہا اوسنے قریب دس ہزار روپیہ نقد کی رعایت بندہ کی ساتہہ فرمائی اور بندہ کی مفارقت کا روادار نہ تہا مگر اوسکا نقش مراد وہان درست نہ بیٹہا مسٹر مڈلٹن جو کہ بعد مسٹر برشٹو کی وہان مقرر ہوا کرنیل مذکور اوس سے امید اتحاد رکہتا تہا بحسب اتفاق وہ امید نہ ظاہر ہوئی باہمدیگر صحبت ناچاق ہوئی بندہ نے ابتدا مین پایان صحبت کو خیال کر کے جرأت مخصوص کر کے عظیم آباد کی راہ لی۔

ایرج خان کا شاہجہان آباد سے معاودت ہونا اور آصف الدولہ کی نیابت پر مقرر ہونا اور تہوڑے عرصہ مین مرنا اور حسن رضا خان اور حیدر بیگ خان کابلی کا آنا

بندہ جب اول لکہنو آیا معلوم ہوا کہ بعد کشتہ ہونے مختار الدولہ کی چونکہ کوئی سزاوار نیابت نہ ملا لاچار ایرج خان سے جو بعد انتقال شجاع الدولہ کے سوال جواب کی بہانہ سے نکل گیا تہا ذکر کیا گیا آصف الدولہ نے رقم دلجوئی اوسکی نام صادر فرمائی مگر اوس صاحبزادہ کی تحریر پر اعتماد نہ تہا مسٹر جان برشٹو سے مستدعی عہدنامہ حفظ آبرو ہوا جب مسٹر موصوف کی تحریر پہونچی حاضر ہو کر عہدہ نیابت پر بعنایت خلاع فاخرہ ہاتہی گہوڑا پالکی جہالردار سے معزز ہوا ابنا بر اسکے کہ اقرباے مختار الدولہ سے گرانی رکہتا تہا اور خیالات انتظام کی درپیش تہی سید محمد خان اور سید معز خان برادران مختار الدولہ کو مع بعض انکے معتمدین کی مورد عتاب کرا کر مقید کیا اور ہر قسم کی تعذیب اور تنبیہا اوسکے حق مین فرمائی بندہ نے بپاس سیادت اور نیز اس نظر سے کہ خاندان مختار الدولہ سادات طباطبائی سے تہا سعی کی کہ رہا ہون مگر کچہہ پیش نہ گئی بعد انتظام قرار واقعی رہائی پائی لاکہہ روپیہ سالیانہ مختار الدولہ کے فرزند کو مقرر ہوا دونو بہائی کبہی کبہی باریاب حضوری ہوتے تہے اکثر خلوت اور گوشہ مین بسر کرتے تہے محمد علیخان ہمشیرہ زادہ مصطفیٰ خان جو مختار الدولہ کا عمہ زاد اور اوسکے عہد مین

صاحب اختیار تہا بندہ سی عظیم آباد سے جب کہ وارد بلدہ مذکور ہو کر بروقت عہد عالیجاہ کے بہارابہتاب راے کے زمانہ مین پرگنہ سانڈہ اور ریلیا کا عامل تہا آشنائی رکہتا تہا اسوقتین کہ بندہ کرنل گاڈرڈ کی رفاقت مین وارد ہوا باہم اختلاط اور آمد و رفت درپیش ہوئی نہایت خواہان تہا کہ کسی مرتبہ پر فائز ہو مگر مختار الدولہ کے بہائیون کی جہالت سی کچہ حاصل نہوا بندہ کو مگر آصف الدولہ کی حضور سی خلوت میسر آئی ظاہرا شور وخرد سے بد نصیب تہا نہایت درجہ صحبت ارازل و پوچ نوکرون مین مصروف تہا اور بجز لہو و لعب کے کسیطرف راغب نتہا جس فعل سے عوام متہم کرتے ہین وہ اوسکے اوضاع ظاہری سے ظاہر نتہا بلکہ نہایت دور معلوم ہوتا تہا کبہی کبہی اونہین اردلی والونکی ترغیب سی بندوق و تیر اندازی مین راغب ہوتا تہا ہر روز صبح سی دوپہر تک ایک باغ سی دوسری باغ مین یا ایک جنگل سی دوسرے جنگل مین جاتا اور فیلخانہ کے تماشا مین بسر کرتا بعد دو تین روز کے ہمیشہ ہاتہیون کی لڑائی دیکہتا یہ ایسے ہی مشاغل مین صبح و شام گذرتی دوسرا کوئی کام نتہا زمانہ حیات اور اقتدار مین مختار الدولہ کے سالار جنگ نے اپنی لڑکی اوسکے لڑکے سے منسوب کی تہی بعد کشتہ ہونے کے اوس نسبت سی منکر تہا آصف الدولہ نے سالار جنگ کو مبالغہ و اصرار سے راضی کیا اور خود مستدعی اس شادی کا ہوا اس عمل مین نہایت شائق تہا جہان شادی ہوتی ایکطرف آپ ہو جاتا اور دوسرے طرف کسی عملہ کو مقرر کرتا ایک مرتبہ ہنگام قیام بندہ کی بہی قائم خان فوجدار فیلخانہ کے جشن طوی مین حاضر ہوکر مہتمم شادی ہوا۔

ذکر امام بخش غلام بچہ نافرجام اور اسکا اقتدار پانا

ایک غلام بچہ کسی کا امام بخش نام نہایت بد آغاز و نافرجام تہا آصف الدولہ کی عہد طفلی مین اپنے آقا کی پاس سے بہاگ کر آصف الدولہ کی پاس پہونچا اور مقرب ہوا شجاع الدولہ نے اوسکے شر و فساد پر اطلاع پاکر مدتون قید رکہا بعد مدت مدید رفقای عزیز کی سفارش سے رہا کرکے حکم اخراج دیا تہا وہ مختفی نواح پرگنہ ٹانڈہ مین رہتا تہا اور اپنی اقامت کی خبر آصف الدولہ کو کیا کرتا تہا بمجرد انتقال شجاع الدولہ کے آصف الدولہ نے پروانہ طلب اوسکے نام صادر فرمایا اور اسوقت مین جب کہ بندہ وارد لکہنؤ تہا وہی غلام بعد مارے جانے مختار الدولہ اور بسنت علیخان خواجہ سرا کے جملہ فوج تلنگہ ملازم سرکار آصف الدولہ کا جو کہ قریب بیس چالیس ہزار پیادہ اور چار پانچ ہزار طرق سوار جرار کے تہی جرنل ہوا تہا بندہ سی مکرر ملاقات ہوئی اور اوسکی گفتگو سے

خدا جانتا ہے کہ نہایت پاجی اور صورت و سیرت مین جملہ مخلوق سے بدتر تھا دو روپیہ ماہواری خدمتگاری
کی بہی بسبب فسادون ذاتی اپنے کی بموجب اس قول کی نرکہتا تھا سہ گران تھا جو بیچ پوچہیے بیچ سے لیاقت نتہی فی الحقیقت لائق
دوکانداری بنگ فروشی لشکر کی تھا حسن رضا خان نائب باوجود تمام اقتدار کی اس ملعون سے خوف کہاتا تھا تعجب یہ ہے
کہ بعد چلے آنے بندہ کے تہوڑے دنون مین آصف الدولہ کی طبیعت اوسکی مصاحبت سے آسودہ ہوئی نہایت ذلت
وخواری مین اپنے ملک سے خارج کیا اور حکم دیا کہ اگر کوئی اوسے جگہہ یا سواری کو چارپایہ دیگا اوسکا
مال واسباب ضبط ہوگا وہ بد انجام برہنہ پا شہر و ملک سے بدر ہوا۔ پہر کچہ خبر معلوم نہین ہوئی
اور درباب عطاے تنخواہ کے آصف الدولہ کا یہ حال تہا کہ بجز ملازمین اردلی کے اور کوئی ملازم لشکر
تنخواہ طلب کرے اوسکا دشمن اور دم توپ کرنے مین نہایت بیباک بلاتحاشا بعض لوگ قبل پہونچنے
بندہ کے بلوا کرکے تنخواہ اپنی لیگئے تہے اونمین سے چند نفر جب کہ بندہ وارد لکہنو تہا اوسکے ہاتہہ لگے اول چندروز
قید ہوئے بعدہٗ دم توپ کردیا بندہ نے سبب سیاست جو لکہا گیا اوسی جگہہ کے لوگون سے سنا بعد
چندروز کے گوشائین بہی جو کہ عمدہ سردار سرکار مذکور کا تہا قابو پاکر معہ اسباب و سامان کے چلا گیا
اور نجف خان کے لشکر مین ہو رہا اسیطرح اکثر اقرباے برہان الملک اور صفدر جنگ کے نجف خان بہادر
کی پناہ مین چلے گئے۔

انتقال کرنا ایرج خان کا اور ظاہر ہونا حسن رضا خان اور حیدر بیگخان کا

دو یا تین مہینے گذرے تہے ایرج خان کارگزار نے جو کہ دربار آصفی کا مرجع صغار و کبار تہا تہوڑا
سا انتظام کیا تہا اور جان برشٹو سے سوال جواب کر رہا تہا کہ آپ علاقہ ملکی و مالی مین کچہ کام نرکہین
جو روپیہ اپنا بابت قرض کے ذمہ آصف الدولہ عائد کرتے ہو اوسکی قسط مقرر کردو مجہسے نقد لیا
کرو اور یہ جو بہ عہد شجاع الدولہ مغفور کے ملک سے ہاتہ اوٹہاکر موافق عہدنامہ کمپنی کے عمل کچہ اگر
نامنظور ہو اور سوال جواب کرنا ہو بندہ معہ آپ کے کونسل مین گفتگو کرے گا مسٹر جان برشٹو
اسکے طلب کرنے سے نہایت شرمندہ تہا تدبیر مین تہا کہ کیا کرے اسی عرصہ مین بعارضہ مادہ
سوء القنیہ اور ضعف و برودت جگر کے جو بیشتر سے رکہتا تہا منجر باستسقا ہوا اور ایک مہینے چندروز تک بیمار
رہکر رحلت کرگیا اب آصف الدولہ اور جان برشٹو کے دلمین تقرر نائب کی فکر ہوئی چونکہ
حسن رضا خان شجاع الدولہ کے عہد سے باورچیخانہ کی داروغگی اور کسیقدر تقرب رکہتا تہا
اور اس عہد مین بہی زیادہ تر صاحب تقرب خلوت اور خلوت اور حاضر باش تہا نیابت کی تجویز اسکے

نام پر ہوئی لیکن اس نظر سے کہ محض عامی اور آرام طلب عشرت دوست اور کم محنت تہا مستعفی ہوا
اور لوگ بھی حیران تھے کہ عہدہ نیابت سے جو بات منظور ہے اوسکا متصدی یہ نہین ہو سکتا پس
اس بیچارہ کو کیون تکلیف دیجاوے خدا معلوم کس سبب سے راے مسٹر برسٹو کی یہ راے ہوئی
نیابت کل کی خواہ نخواہ اسی کی نام ہو اور اسکا نائب دوسرا شخص کاردان ہوشیار کیا جاوے
اسمعیل بیگ خان نامی مغل ولایت جو کہ عیار اور دنیا دار اور جسوقت کہ بادشاہ اور فوج انگلشی الہ آباد
مین بھی سرکار انگلشی کی طرف سے دارو غہ ڈاک اور اخبار تہا چونکہ حیدر بیگخان کابلی سے سازش اور
طمع نفع رکہتا تہا اور وہ بھی اوسکے واسطے سیر باغ بو یا کرتا تہا ایرچ خان کی بیماری کی وقت سے
مسٹر مذکور سے اوسکے نیابت کے لیے ذکر کیا کرتا تہا مخفی نرہے کہ یہ حیدر بیگ اور مرزا انور بیگ دونو بہائی
کابلی نژاد عامل پیشہ شجاع الدولہ کے عہد مین اکثر پرگنات صوبہ اودہ کی مستاجر تھے لیکن نہایت سخت
گیر حتی کہ دوستون سے بھی غرض آشنا تھے شجاع الدولہ کی عہد مین بنابر وصول بقایاے زر کی نہایت سختی مین
قید رہے کہ اوسی دار و گیر مین بڑا بہائی مر گیا حیدر بیگ خان نے سفارش سے رہائی پائی تا آنکہ تقدیر سے
دو کروڑ ملک کی نیابت پر بموجب کہنے والون راست گویونکے سہ جو کہ قسمت مین ہوگا قریب و دور نخواہ تو دے نہ ملیگا ضرور
سرفراز ہوا القصہ پہلے حسن رضا خان نے انکار کیا مگر یاوری قسمت و فیض عنایت مسٹر جان برسٹو سے آصف الدولہ کی نیابت اوسکے
نام مقرر ہوئی اور حیدر بیگخان مذکور اسکی نیابت پر سرفراز ہوا دونو خلعت فاخرہ جواہر ہاتی گہوڑا عنایت ہوا حیدر بیگخان کار و بار
مین مصروف ہوا اور حسن رضا خان نے جو لاکہ روپیہ درماہہ کی جاگیر پائی کمال عیش و عشرت و خلوت مین
مصروف ہوا اور اس شعر حافظ کی ظاہری معنی پر سہ صحبت ساقیا قدحی پر شراب کن ٭ دور فلک
درنگ ندارد شتاب کن — عمل فرمایا صحبت شراب و کباب مین شاغل اور آمد و رفت دربار سے
غافل ہوا جو آیا فوج و ملازمین کی تخفیف کرتا تہا عمل مین عجب طور کا انقلاب ہوا بعض خراب بعض
باآب و تاب ہوگئے جب مسٹر برسٹو کی تدبیر درست ہوئی کلکتہ مین جرنل کلاورن کو محاسبان
اجل نے گہیرا دم مارنے کی مہلت ندی گورنر ہسٹنگ بہادر کی طرف قوی ہوئی مسٹر جان برسٹو
معزول ہوا اور اوسکی جگہ مسٹر مدلٹن مقرر ہوا اس خبر کے سنتے مسٹر جان برسٹو کلکتہ کو روانہ
ہوگئے جرنیل گاڈرڈ باعتماد دوستی مسٹر مدلٹن کے بہت خوش بندہ کو بھی امیدوار رکہا
اوسوقت فرخ آباد مین تہا کہ مسٹر مدلٹن لکہنو مین داخل ہوا اور بندہ کی جست جو ہوئی اور
ایک کرانی سے جو مسٹر برسٹو کے دوسرے درجہ پر تہا کہا کہ فلان کہان ہے گورنر بہادر نے اوسکی
سفارش مجہسے کی ہے اور پہر ایک خط اوسکو میری معرفت بہیجا ہے جب بندہ کو زبانی کرانی

مذکور کے معلوم ہوا قبل ورود جرنل مذکور کے اوس سے ملاقی ہوا اوسنے خط گورنر مجھے دیکر
خلوت مین پڑھنے کا حکم دیا مینے پڑھکر مضمون ظاہر کیا بہت التفات فرمایا اور کہا ہمیشہ جو منظور
ہو خلوت مین کہا کرنا چند روز اسی رنگ سے گذرا کہ اوس انگلشی کرانی نے ہمین دخیل دیکھکر بدین نظر
کہ جب یہ دخیل ہوا مین معطل ہونگا حیدر بیگخان سے سازش کرکے مسٹر مڈلٹن کو سمجھایا کہ اسکا
دخیل ہونا مناسب صلاح نہین مسٹر مڈلٹن بھی ملول ہوا وہ سارا التفات جاتا رہا بے التفاتی
سے پیش آنے لگا بندہ نے سمجھا کہ اب یہان کے رہنے مین فائدہ نہین کب تک جرنل گاڈرڈ کا یار
سہا جا ہے نہایت سماجت سے جرنیل موصوف سے اجازت لیکر عظیم آباد آیا چند مہینے کے بعد
جرنیل گاڈرڈ کی بھی محبت مسٹر مڈلٹن سے ناچاق ہوئی وہ بھی مستعفی ہوکر کلکتہ کو روانہ ہوا بندہ کو خاص
بجرہ کی سواری مین ہمراہ لیگیا وہان ہرچند روز برآمد کار کی امیدوار رہے تا آنکہ جرنیل موصوف
مہم دکن پر جیسا کہ دفتر دوم مین لکھا ہے مامور ہوا اور بندہ بھی واپس ہوکر عظیم آباد آیا۔ احوال
ملک شجاع الدولہ کا آجتک ویسا ہی ہے حسن رضا خان بدستور نہایت آرام مین اور حیدر بیگخان
انفصال معاملہ مرام مین مشغول ہے مسٹر مڈلٹن حسب سعی مسٹر بارول کی جو کہ اصحاب خمسہ کمیٹی
تھا ایک برس ہوئے کہ ولایت سے جاکر چند مہینے معزز رہا بعد جانے مسٹر بارول کے ولایت مین
از سر نو مسٹر مڈلٹن اور مسٹر جانسن باتفاق مدار المہام روانہ لکھنؤ ہوئے سر رشتہ کل معاملات کا
اصحاب انگلشی کے ہاتھ مین ہے۔ *

باقی احوال نجف خان بہادر اور بادشاہ کا آجتک کہ ۱۱۹۵ ہجری مین

نجف خان بعد تسلط اکبر آباد اور تسخیر قلعہ ڈیگ کے روز بروز صاحب اقتدار ہوتا گیا فوج
کی کثرت مبالغہ پر گمان ہوگی نجف قلی خان اور افراسیاب خان نے اپنے چیلون کو صاحب رسالہ کیا
جسمین دس بارہ ہزار سوار اور اسیقدر پیادہ ہونگے فی الحقیقت یہ لوگ لیاقت سرداری کی
رکھتے ہین خصوص نجف قلیخان جسکی شجاعت ہمعصرون مین مشہور ہے اکثر معرکون مین اچھی سپہگری
دکھلائی نجف خان بہادر سے ہمسری کی اور محمد خان ہمدانی نجف خان بہادر کا نام کل امور نیابت
اور مشرافت نسب مین اکثر رفقاے مخصوص مین ان چیلون سے افضل ہے اور سردار بھی ملازمان قدیم
مانند ہر دو گوشائین معہ فوج چھ سات ہزار سوار کے اور مرتضیٰ خان ولد مصطفیٰ خان بہادر
جنگ پانچ ہزار سوار سے اور اکثر صفدر جنگ کے اقربا مانند اولاد مرزا یوسف کوکہ ان سبھونکو

حسب لیاقت سرداری فوج عطا ہوئی ہر ایک کو ملک بقدر حاجت دیا اور بقدر ضرورت ملک مسخرۂ خاص سے کسیقدر اپنی ہاتھہ مین رکہا اکثر ملک توابع مہاراجہ جی سنگہ دہراج سوائی کا مسخر کیا بارہا راجپوتانیہ کچھواہہ سے محاربہ کرکے غالب آیا اور دشمنون دولت اپنے کو کہ طرفون اکبرآباد و شاہجہان آباد کی قیام پذیر تہے اکثر مغلوب و مقہور کیا عبدالاحد خان کشمیری وغیرہ ارکان دولت ہمیشہ نامزد اور بادشاہ انکا تابع رہا ہی نجف خان کے اقتدار پر حسد آیا ضابطہ خان کو جو صاحب الوس جماعہ افاغنہ اور روہیلہ کا ہی بعد قتل حافظ رحمت کی جب افاغنہ مستاصل ہوکر اُسکے پاس رجوع ہوئے تھے یہ احمق محسن فراموش باقتضائے طبع افغانی اور عبدالاحد خان کی اشارات نہانی سے باوجود احسان عظیمہ نجف خان بہادر کے باغی ہوگیا نجف خان بہادر نے اُسکے گوشمال پر توجہ فرمائی آخرکار بعد مقابلہ و مقاتلہ نجف خان کے فتح ہوئی ضابطہ خان باقی ماندون کی ہمراہ جو ہنوز تیس ۳۰ ہزار جرار تھے جانب غوث گڈہ کے بہاگا اور قلعہ مذکورہ مین پناہ ستان ہوا اور وہان پر اطراف و جوانب کے سکہون سے ایسے رجوع عہد و پیمان کیے کہ یہ شہرت ہوئی کہ اوسنے دین اسلام چہوڑ اسکہ کا مذہب اختیار کیا نجف خان بہادر نے بعد چندے جاکر قلعہ کا محاصرہ کیا اور افاغنہ کے قلعہ کی نیچے مورچال باندہے اور ایک مہینے چندروز کی بعد میدان مین نکل کر لڑائی کرتے رہے اور شکست پاتے رہے لاعلاج ضابطہ خان نے امان خواہی کی اور ذوالفقار الدولہ نجف خان کی سرداران لشکر کی حمایت سے حاضر ملاقات ہوا اور جواب سوال مصالحہ کے خاطرخواہ نہ دیکہکر رخصت خواہ ہوا نجف خان بہادر نے بلاعذر اجازت دی وہ اپنے مقام پر جاکر ہمقومون اور سکہون سے مشورہ طلب ہوا آخرکار مرنے مارنے کی راے قرار پائی ایک روز نیت مجموعی جان سے ہاتھہ اوٹھاکر نکل پڑے واقعی دل کہولکر لڑائی ہوئی ایک دوسرے پر سبقت کرتا تہا تیغ و خنجر کے چمک پر کودتا تہا نجف خان بہادر بہی سرگرم دلیری ہوا ہر ایک کو اپنی دست بردی دکہلانا کار تہا آسمان تہراتا تہا وہ زد و خورد کا گرم بازار تہا کہتے ہین کہ اس نواح مین بعد جنگ ابدالی کے جو میدان پانی پت مین مرہٹہ سے واقع ہوئے ایسی لڑائی نہین ہوئی لاکہون دہڑ بے سر نظر آتے تھے جان کی لوٹ ہوت کو دشوار تہی جدہر نظر کیجیے ملک الموت گرد اوڑاتے تہے اول صبح سے عصر تک یہی حال رہا جب صبح اقبال افاغنہ و سکہہ قریب شام ہوا سکہہ لوگ اپنے ملجاے و مقر کو سدہارے اور ضابطہ خان اوسی قلعہ مین شب بسر ہوا صبح کو بکمال عجز و نیاز ملتجی امان ہوا نجف خان نے براہ جوانمردی عفو تقصیر فرمائی حاضری کا حکم دیا ضابطہ خان حسب ضابطہ مجرمان عذر خواہ کے مورد عواطف ہوا اور مدت تک حاضری مین مشرف ہوا بعد ازان اپنی بہن کی تحذلی

امیر الامرا اسے کر دی اور ایک لڑکی نجف قلیخان کے نامزد کی جو کہ بمرتبہ فرزند اوسکا متبنی تھا
اور اس وسیلہ سے سہارنپور پور بوریا کی فوجداری ہاتھ لگی

نکلجانا عبد الاحد خان کا جانب لاہور اور تقویت تقرب ذو الفقار الدولہ بہادر

عبد الاحد خان جو کہ حضور مین دایر سایر اور جمیع کار ہاے شاہی پر حاضر و ناظر تھا اور اوسکی خاطر داری
شاہ عالم بادشاہ کو نہایت ملحوظ تھی اور ہمیشہ امیر الامرا کی برہمی کار مین کاوش کرتا تھا جب امیر الامرا
نجف خان بہادر نے ضابطہ خان پر فتح پائی اوسنے دیکھا کہ اب کوئی خان مذکور سے عہدہ برا نہین
ہوسکتا پس چارہ کار یہ دیکھا کہ خود معہ شاہزادہ کے سرہند کے طرف جاوے اور فوج ملازم کر کے
اوسطرف کی سکھون کو مقہور کرے بعد ازان اونکو مشتمل کر کے ذو الفقار الدولہ کے طرف متوجہ ہو
پس یہ ارادہ بادشاہ سے ظاہر کیا شاہزادہ جوان بخت یا اکبر شاہ کو ہمراہ لیکر خیمہ باہر نکالا اور صلاے
عام دی متلاشی لوگ تھوڑے عرصہ مین بہت حاضر ہوگئے اندک توجہ سے لشکر عظیم منتظم ہو گیا
چونکہ اسکا تقرب بادشاہ سے اطراف دہلی مین مشہور تھا بعض مقامات کی سردار اور نامور ان
فرقہ سپاہ بھی حاضر تھی ہر روز کثرت ہوتی جاتی تھی حسب طلب بادشاہ کے ذو الفقار الدولہ
کی بھی فوج رفاقت شاہزادہ مین آئی اور موجب ایزادگی ہوئی جب عبد الاحد خان نے پر و بال
درست کیے شہر کو نہضت کی اور ذو الفقار الدولہ کی تقلید مین چند کوس سرہند سے گذر کر سوال
جواب معاملہ تو بطی کبھی سردار سکھہ سے سوال جواب معاملہ اور اظہار رعب و دبدبہ کرنے لگا حضرت کی قدر و
منزلت اوسپر افشا ہوئی وہ مقابلہ کو طیار ہوا ہنوز شمشیر آبدار کی خون افشانی نہوئی تھی فقط
چمک کو دیکھتے ہی عبد الاحد خان نامرد کی آنکھ جیسی برق تیغ کی چمک دور سے جھلکی تھی کہ اسکے آنکھو نمین
چکا چوندہ لگا آنچ تک نہ سہی گئی مع شاہزادہ کے ایسا بھاگا کہ پیچھا نہ دیکھا فوج نجف خان بہادر کی بسبب
تقویت سردار کے محفوظ و سالم لوٹی اور مردمان باجرئت کہ عقب مین تھے وہ بھی سلامت برآمد ہوئے اور لوگ
تاجی آوارہ دشت ادبار ہوئے لباس و سلاح سے عاری ہونگ و نام مٹا جسکا جہان ٹھکانا تھا
جا پہونچا کسیقدر مقتول و مجروح ہوئے مرزا نجف خان مدتون سے عبد الاحد خان سے ایذا اوٹھاتے
ہوئے تھا اسوقت مین اپنے فلاح اور رعایا کی رفاہ اسکے گوشہ گزینی مین دیکھی پس بادشاہ ہے
اوسکی معزولی اور محبوسی کی اجازت چاہی بادشاہ تو عجب مجنون شخص تھا طوعا کرہا راضی ہوا ذو الفقار
الدولہ نے معتمدین بھیجکر عبد الاحد خان کو قید اور اوسکے گھر کی ضبطی کی منجملہ اوسکے اموال کے کتب خانہ

اور دوا خانہ جو فی الحقیقت نفیس تھا اپنے قبضہ مین کیا باقی کل مال و متاع داخل خزانہ شاہی فرمایا اور اپنے سرداران کو اطراف مین بھیجکر فی الجملہ سکھہ وغیرہ مفسدون کو رام کیا اور اپنا غلبہ اوس جماعہ بے شمار پر ظاہر فرمایا آجتک باقبال و جاہ شاہجہان آباد مین کام روا فرمان فرما ہے اصحاب انگلشی کے دلمین کسیقدر کھٹکا ہے بعد مقید کرنے عبد الاحد خان کے جرنل کوٹ انگلشی نے مسمی مسٹر مک کو بطور سفارت امیر الامرا نجف خان بہادر کے پاس مشتمل پیغامہاے وعید و تہدید کے بھیجا تھا اونسے بھی بطور مناسب جوابہاے معقول دیے اور دکن کی لڑائیان جو انگلشیون کو واقع ہوئین وہی مانع ہوا ور نہ کیا عجب کہ ابتک کچہ اور حرکت ہوتی دیکھئے آیندہ کیا شعبدہ ہوتا ہے زمانہ کیا رنگ بدلتا ہے۔

نہضت کرنا گورنر جرنل بہادر کا کلکتہ سی مغرب کو

کسیقدر حال دکن کا جو معلوم ہوا تھا درج دفتر دوم ہو گیا ہے اندنون مین کہ آخر ماہ شعبان بلکہ شب غرۂ ماہ رمضان ۱۱۹۵ ہجری مین ایسا سُنا گیا کہ جرنل گاڈرڈ بہادر بعد فتح قلعہ لیبی کے جو کہ عمدہ قلعجات مرہٹہ میں ہے فوج آراستہ کرکے بقصد تسخیر پونا دار الملک مرہٹہ کے متحرک ہوا سرداران مرہٹہ چار ناچار چند منزل پونا سے نکلکر جرنل کا استقبال کرکے ہنگامہ آراے کارزار ہوئے اور بعد متواتر لڑائیون کے ایکروز طرفین سے جمع ہوکر بخت آزمائی ہوئی اور بعد کشتہ ہونے فوج بیشمار کے لشکر جرنل گاڈرڈ سے شکست پائی جرنل مذکور نے براہ ہوشیاری معہ بقیۃ السیف دو ہزار جرار کے لب دریاے شور بدون اسباب و توپخانہ کے پہونچکر جہاز پر سوار ہوا اور بمبائی مین جو کہ جزیرہ مشہور اور وہان انگلشیون کی قلعہ متین تیار کیا ہے جاکر منتظر وقت جا بیٹھا اور بعض کہتے ہین کہ بندر سورت چلا گیا واللہ اعلم اور نیز سُنا گیا کہ افواج انگلشی کرنل کمک کی سرداری مین تھی اور یہ شخص بھی شجاع او صاحب تدبیر اور ہوشیار ہے صوبہ مالوہ گیا تھا اور قلعہ گوالیار قبل اُسکے پہونچنے کے مفتوح ہوا محافظ انگلشی وہان پر تھے اور دوسرے قلعجات جو کہ کرنل کمک نے تسخیر کیے تھے فوج عظیم مرہٹہ نے دکن سے اوس صوبہ مین آکر رسد وغیرہ کی راہ لشکر انگلشی کی مسدود کردی اور متواتر لڑائی اور قتل و مجروح کرنے مردمان گڈھی اور محافظان قلعہ وغیرہ کے سبب سے ایسا عاجز کیا تھا کہ کرنل کمک کی بھی بیداد ہی دشوار ہوئی ناچار قلعہ گوالیار مسمی چہاتا زمیدار گوہد کو تفویض کیا او قلعون دوسری سوبی [illegible] اور قلعہ مونہی چھوڑکر اٹاوہ چلا آئے اور بنام فوج کے چھاونی اٹاوہ مین مقرر

ہوئی اور حیدر نایک کو کہتے ہین کہ آجتک حیدر نایک صوبہ ارکاٹ مین بکمال اقتدار موجود اور جنرل کوٹ
جو کل افواج انگلشی کا سالار اور منجملہ اصحاب خمسہ کمیٹ ہی اور نایک مذکور کے مدافعہ کو حسب الامر گورنر
گورنر جنرل تہا بدستور قلعہ مندراج مین مقیم حسب صلاح وقت میدانین نکلکر آویزش کرتا ہی —
گورنر جنرل بہادر کا یہ حال ہی کہ اوسنے اپنی افواج مرسلہ کا یہ حال دیکہکر ملک بنگالہ وعظیم آباد واودہ
والہ آباد وغیرہ کا بندوبست جو اوسکے قبضہ مین ہی واجب سمجہکر اسمین صلاح دیکہی کہ میرزا نجف خان بہادر
اور بادشاہ کو یا جو شخص لیاقت رکہتا ہو ایلچی بہیجکر اپنا دوست رفیق بناوے اور مالداران نالایق سے
جو کہ فضول مصارف مین بے فائدہ زر خطیر رایگان کرتے ہین کچہ روپیہ واسطے مصارف اس حرب وضرب
کی تدابیر مناسب سے حاصل کرے تاکہ ایسا نہو کہ افواج دکن اپنا غلبہ اپنے وطن مین دیکہکر ادہر بہی مصد
عناد وانگیزی ہو اور میرزا نجف خان جو کہ سوال جواب سابقہ سے اندیشناک ہی ایسا نہو دکینون سے ملجاے
یا کوئی اور مدعا ہو کیونکہ اس فرقہ کی دل کی بات خصوص گورنر جنرل بہادر کی کیا امکان کہ ادنی سے بہی ظاہر ہوجاے
بہر صورت ۱۱۹۵ہجری مین کلکتہ سے کوچ کرکے مع اکثر اصحاب دانشمند مانند مسٹر اندرس وغیرہ ہمقوم
کے اور زمرہ ہندیان سے علی ابراہیم خان بہادر کو جسکے اوصاف حمیدہ اسکی دفتر دوم مین رقم پذیر ہین
ہمراہ لیکر بڑی شان وشوکت سے کہ تین چار سو کشتی ہمراہ تہی اول ماہ شعبان کو عظیم آباد ہوکر عازم بنارس ہوا
تیسویں ماہ مذکور کو بنارس آیا خبر تہی کہ زیادہ مقیم نرہکر عازم لکہنؤ ہوگا وہان برمکنون خاطر ظاہر ہوگا قبل ازان
کہ گورنر بہادر کلکتہ سے عزیمت کرے ولایت سے حکم آیا کہ جماعہ ولندیسی کی بربہی کرکے اونکی قلعجات
ومکانات ضبط کیجاوین ؛ در حسب الامر اوسط یا آخر ماہ رجب سنہ مذکور کو بندر ہوگلی مین جہان
آبادی ولندیسیہ کے تہی اور اوسکا نام چچرہ اور سردار اس جماعہ کا ملک بنگالہ مین چند ضرب توپ
سے جو کہ چالیس ضرب سے کم نہونگے مع اپنی قلیل جمعیت کے رہتا تہا بے لڑائی کے مسخر ہوگیا
اور مع مال واسباب کی فرقہ انگلشی کے ضبطی مین آیا اور مقامات مین بہی ہر دو صوبہ بنگالہ وعظیم آباد
مین بہی دو تین شخص جسجگہ جسقدر لایق جانتے ہین اپنی معکمپنی کے کام کو مامور ہوتے ہین وسط شہر عظیم آباد
مین بہی ایک مکان وسیع بہایت مصفا تہوڑی سی متانت مین مع چند ضرب توپ کی رکہتے ہین جب حکم گورنر
کا مسٹر مکسول صاحب کلان عظیم آباد اور میجر ہاڈی صاحب فوج متعینہ شہر مذکور کے نام بابت ضبطی
مکانات ولندیسیہ کے صادر ہوا چندروز قبل ورود گورنر کے یہان بہی بدون جنگ وجدل کی صفائی
ہوگئی تہی ان مقامات کے تسخیر کی آسانی کا یہ سبب ہوا کہ انگلشی اول سے اس بدوزکا خیال
رکہتے ہین چونکہ غلبہ واقتدار اس دیار مین ہونا تہی فرقہ دیگر کو اپنے برابر نہین رکہتے تاکہ

اگر ضرورت ہو تو وہ ہمسری کر سکے۔

ذکر سبب منازعت فیما بین انگلشیہ و ولندیسیہ کے اور کسیقدر حال نئی دنیا کا مسمی امریکہ

قبل ازین پانچ چھہ برس ہوئے بادشاہ انگلشیہ کو حسب صلاح کمپنی کے جسکے بدون کوئی کام اوس ملک کا نہین ہوتا مردم امریکہ سے جسے نئی دنیا کہتے ہین منازعت درپیش ہوئی کمپنی کی ماہیت یہہ ہی کہ اشخاص مالدار وہان کی رعایا سے مراد ہی فرقہ مذکور ہو تیس چالیس آدمی یا کم و زیادہ باہم متفق ہوکر کسی طرف ارادہ تجارت کرتے ہین پس یہی کمپنی ہین۔ اور اس قسم کے لوگ دو تین سو ہونگے کہ علاقہ تجارت کا ہر طرف رکھتے ہین اور ہر ایک بمنزلہ رئیس قوم کے ہے وہانکا بادشاہ جو ارادہ کرے اول بنیا مکنون خاطر امرا سے مشورہ کرتا ہی اگر امرا کے پسند ہوا امرا کونسل مین پیش کرتے ہین اور کونسل بلک اوسی فرقہ مذکور کے لوگون سے مراد ہی کہ ولایت انگلینڈ کے ہر شہر و قصبہ کے رہنے والون سے ایک دو نفر ہوشیار متدین اپنے وکالت مین مقرر کرتے ہین اور اونکے اخراجات ضروری کے ذمہ دار ہوتے ہین اور اونہین دارالخلافۂ انگلینڈ شہر لندن مین حاضر رکھتے ہین تاکہ جو امر بادشاہ کو عاید ہو اوس بارہ مین مناسب حال رعایا مشورہ دین گویا کل رعایا کی طرف سے مختار ہین اگر اونکو نامنظور ہو کوئی منظور نہ کرے گا اگر اونہون نے اوس امر مین رعایا کا بہبود دیکھا اور منظور کیا قبول کرنا اوسکا جمہور خلق پر فرض ہوا بادشاہ کو انکار کی طاقت مجال نہین کہ انکے خلاف مرضی حکم دے امریکہ کے لوگ قوم انگلشیہ اور انہین کے اولاد مین ہین اس گروہ کے علماے ہیئت نے اس علم مین بڑی تحقیق کی اور حکماے سلف کی تحقیقات مین بڑی تفاوت نکالی ہین منجملہ اوسکے کہتے ہین احاطہ کرہ ہاے ارض کو کہ بطور سابق نہین بلکہ مانند کمربند کے کرہ ارض کو محیط ہی اور زمین جیساکہ ادھر نکلی ہوئی ہی محال مقام ہوئی اور یہی ہفت اقلیم ہی اسطرح دوسری طرف سے برآمد ہوکر موقع سکونت ہی دلیل یہ ہی کہ لوگون کے کف پا اگر دونو طرف زمین نہو باہم گرچسپان ہو اور سر جانب آسمان خلاصہ یہ کہ بے اندک میلے کی ہر دو طرف زمین مقابلہ ہمدیگر مین واقع ہی وسعت اوسکی ہرچند آجتک پیمود نہین مگر تخمیناً ہر دو طرف پانچ حصہ تصور کرنا چاہیے اوسمین سے تین حصہ اسطرف جو ہفت اقلیم سے مشہور ہی اور دو حصہ اودھر کچھ زیادہ ہوگا اور سردسیر اور گرم سیر ہی لیکن سارا حال وہانکا دیکھا نہین گیا اکثر قسم کے دوائیات اور لکڑی وہان سے لائے تین جنگی صندوقین بنتی ہین کہتے ہین کہ چارسو برس ہوئین کہ جہاز تباہ ہوکر وہان پہونچا ایک سال جہاز تپکیس کا جو پرتگال کے نام سے مشہور ہی بے خبر تباہی مین

وارد ہوا اور یہان پر سکونت اختیار کی اور مدت تک رہکر صاحب اقتدار ہوئے تاآنکہ شاہجہان بادشاہ
کے عہد مین ہند کے بلاد سے نکالے گئے اور اولاد اونکی ہو گئی اور مندراج مین رہکر سیاہ رنگ
اور سبز اور بعض سفید پوست ہوئی اور پیشہ دری کرنے لگی انداون مین اکثر سرکار انگلشی مین بعہدہ
محرری مقرر ہوئے اولاد انگلشی اونکی کچہ عزت نہین کرتے عوام ہندی کے طرح جانتے ہین لیکن اپنے
ولایت مین آجتک بادشاہ اور صاحب اقتدار ہین جب جہاز وہانکے تباہی سے سلامت لوٹا
بعض ہوشیاران جہاز کو کسیقدر اس سرزمین سے اشیائے راہ بہم پہونچی اونہین سے ایک آدمی اپنے
بادشاہ کے کسی بی بی کے اعانت سے دو تین جہاز تیار کرکے اور نیز دیگر ہوشمندون کو ہمراہ لیکر یہان
پہونچا اور سکونت اختیار کی اور چند لوگ یہان کی رہنے والے بہم پہونچا کر اونسے مخلط ہوا اور کسیقدر
اونکے زبان سے آشنا ہوا اور اونہین خوشنود کرکے اونکے ساتہ اوس کنارہ مین چند مثال کی سیر فرمائی
اور بعد وارتفاع اور قرب درجات وغیرہ کا حال دریافت کرکے کسیقدر نقشہ وہانکے عبور کا قید ضبط
مین لایا اور معاودہوا دوسرے سال معہ چند جہاز سامان حرب کے آکر اقامت گزین ہوئے آہستہ
آہستہ اور بہی حالات معلوم کرکے اطراف مین اقامت کی بعد چندے وہانکے لوگون کو مانند چارپایہ
کے جوان سمجھکر انگلشی کو وہان کے رہنے کا اشتیاق ہوا اور طرح عمارت وہان ڈالکر معمورہ عظیم بنایا
اور اپنی بودباش وتعلیم وتربیت وہین پر مقرر کی اور معابد اور مکتب وغیرہ ہر قسم کی عمارت ومکان
ولایت کے طور پر بنا لیے ارادہ معاودت انگلینڈ جو وطن قدیم تہا فسخ کیا مگر اطاعت شاہی مین برقرار چنانچہ
بجاے خدویت رہے اور بضابطہ ولایت انگلینڈ کی جو خراج کہ معین تہا پہونچایا کرتے تاآنکہ کثرت اولاد
ہوئی لاکہون سے زیادہ ہو گئے چہ سات برس کے قریب ہوا کہ بادشاہ انگلینڈ نے اصلاح ارباب حل وعقد
مملکت کی وجہ مقررہ پر کچہ اضافہ کیا اور وہ موجب گرانی ہوئی بادشاہ سے منحرف ہو گئے اور بادشاہ نے
سردارون کی نام جو یہان پر تحصیل زرمعینہ کیا کرتے تہے حکم تنبیہ صادر کیا سرداران مذکور نے سخت طلبی کی
لاچار فرقہ مذکور نے باہم شورہ کرکے حکام پادشاہی کی سرزمین سے دور کردیا اور باغی ہو گئے بادشاہ نے
فوج لائق معہ اسباب شایستہ کی اونکی تادیب پر روانہ کی چونکہ ضوابط اور قواعد وغیرہ ہر امر مین انگلشیہ
سے برابر ہین اور توپ وغیرہ جو سامان چاہیئے موجود تہا مقابلہ کو آمادہ ہوئے فوج بادشاہی مغلوب و
مستاصل ہوئی بادشاہ نے دوبارہ فوج بیشمار معہ سامان ہزار در ہزار کے روانہ فرمائی فرقہ مذکور بہی
حسب مقدور آراستہ ہوئے اور کچہ مدد بہی فرانسیس سے طلب کی فرانسیسیہ تو صدہا برس سے انگلشی کے
عدو ہین اس موافقت کو طیار ہوئے چونکہ ایام صلح باقی تہی بظاہر اعانت نہ کرسکے دربردہ جسقدر

عملین تہا معاون ہوئے انگلشیہ نے اس دغابازی سے ماہر ہوکر دو تین برس ہوئے کہ فرانس
لڑے لیکن مردم تاکو رسکناے امریکہ نے ایسی کوشش کی کہ فوج پادشاہی مغلوب ہوئی اور اس
لڑائی مین کہ تیس چالیس ہزار جرار اور قریب بیس کرور روپیہ کے ضائع ہوئے بڑی شکستی پادشاہ
انگلینڈ کی عائد ہوئی اور معرکہ رزم اپنی قوم سے جو نئی دنیا کے لوگ تہے فرانسیسون سے گرم ہوا اسپانیول نے
کہ وہ بھی اسی فرقہ سے ہین اور اپنا پادشاہ علیحدہ رکہتے ہین اکثر سلطان روم وغیرہ سلاطین حرب وجوار سے
لڑا کرتے ہین فرانسیس کی اعانت مین انگلشیہ سے منازعت کرنے کو طیار ہوئے ولندیسیہ بھی جو انگلشیہ کا
تسلط ہند مین نہین چاہتے لیکن اپنی سلامت روی سے جو انکا شیوا ہے کہ متوجہ منازعت ہوتے ہین
اظہار عناد پسند نکیا باطن مین تینون فرقہ سے بنا بر وجہ مذکور اور نیز اپنے نفع تجارت کے جو غرض کے
وقت اسباب حرب کو دونی قیمت پر بیچتے ہین اسباب دینے اور گولہ باروت توپ بندوق کی پہونچانے مین
اہتمام کیا تھا انگلشیہ ایک انکی بھی اس تدبیر مخفی پر آگاہ ہوئے اور ان سے بھی کاوش شروع کی اب آئندہ
دیکھئے اسمین خدا کی کیا مرضی ہے ۔ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ + اللہ ہی کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے اور حکم
کرتا ہے جیسا ارادہ کرتا ہے +

خاتمۃ الطبع

صد ہزار سپاس پروردگار ہے وقت ثنا ہی کردگار ہو کہ تینون دفترون تاریخ **سیر المتاخرین**
حاوی حالات سلاطین کا ترجمہ زبان اردو مین بکمال حسن تصحیح وغایت تحقیق وتنقیح حسب الارشاد
جناب معلی القاب نہر پرور جوہر شناس حاتم دل گزیدہ انفاس منشی **نولکشور** صاحب مالک مطبع
اودہ اخبار بغایت خوش اسلوبی سے چہپکر مرتب ہوا اگرچہ سیر المتاخرین کی عبارت فرط سلاست سے
ہر دل عزیز وپسندیدہ خواطر ہر سراپا تمیز تہی مگر چونکہ اس زمانہ مین اکابر واصاغر کو زبان اردو مطلوب اور
اس زبان بلاغت ترجمان کی جامعیت بدل وجان مرغوب ہے اسواسطے مالک مطبع عالی وقار کی ایما سے
اوسکا ترجمہ اس زبان فصاحت توامان مین منشی **گوکل پرشاد** لکہنوی نے
[illegible] دیا اور کارپردازان مطبع عالی فطرت نے اوسکو [illegible] سے مزین
فرمایا اور ماہ صفر المظفر سنہ ۱۲۹۱ ہجری مطابق [illegible] ۱۸۷۴ع
مین زیور طبع سے آراستہ ہوا فقط



